بعون صناع بیچون ومکان فضل خلاق زمین وزمان

الحمد للہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین دکن و شمالی ہند مشتمل

الموسوم بہ

ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو

جلد اول

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر مطابق اصل مضامین لب بستہ سے تمام اردو زبان میں بلباس ترجمہ کے

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع آراستہ ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست معمول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُن مین بعض کتب تواریخ اُردو و فارسی کی درج کرتے ہین تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
اُردو تواریخ شاہان و راجگان	
ارشاد الملوک - ترجمہ بزبان اُردو اسپیچ لارڈ لینسڈون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مغربی و شمالی و اودھ بالقابہ کاغذ سفید گندہ -	ے پ
ایضاً - ترجمہ بزبان اُردو اسپیچ لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نواب گورنر جنرل کشور ہند -	عا پ
ترجمہ کارنامہ کالون صاحب مشتمل بر سہ حصہ یعنی مجموعہ ارشادات خاص و مختصر تذکرہ کارروائیہائے انتظامی و عملی و ترقیات مقاصد پولٹیس آف ڈفرن خطہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ عہد حکومت عالیجناب نواب سر آکلینڈ کالون صاحب بہادر بالقابہ کاغذ سفید -	عا پ
تاریخ ٹاڈ راجستان مولفہ کرنیل جیمس ٹاڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ جسمین ریاستہائے راجپوتانہ کے صحیح حالات سنسکرت و عربی اور انگریزی تاریخون سے جمع ہین لبہ سرپرستی مہاراجہ سجن سنگھ صاحب بہادر والی اودیپور اُردو ترجمہ ہو کر طبع ہوئی جسکی قیمت سابق مین پچاس روپیہ تھی مشہور مقامات کے نقشے اور تصویرین بھی منقش ہین کامل دو جلد مین کاغذ سفید ولایتی -	عہ پ
تاریخ عہدنامجات و اقرارنامجات - و عطائے سند متعلقہ ریاستہائے ہندوستان	

نام کتاب	قیمت
مولفہ سر چارلیس ایچیسن صاحب بہادر مترجمہ پنڈت کنھیالال کامل سات جلدون مین بتفصیل ذیل -	عہ پ
(جلد اول) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ حصہ شرقی پریزیڈنسی بنگال مع آسام و برہما -	للعہ پ
(جلد دوم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ممالک مغربی و شمالی و پنجاب مع نیپال -	للعہ پ
(جلد سوم) عہدنامجات وغیرہ متوسط ہند	للعہ پ
(جلد چہارم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ریاستہائے راجپوتانہ و مالوہ وغیرہ -	للعہ پ
(جلد پنجم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ رزیڈنسی مدراس [illegible] میسور -	للعہ پ
(جلد ششم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ پریزیڈنسی بمبئی -	للعہ پ
(جلد ہفتم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ سندھ و دیگر ممالک ایشیائی بیرونی -	للعہ پ
تاریخ بغاوت ہند مسمی بہ محاربہ عظیم یعنی تاریخ غدر مترجمہ پنڈت کنھیالال -	عہ پ
ترجمہ سیر المتاخرین مسمی بہ مرآۃ السلاطین تا شاہ عالم ہر سہ جلد یکجائی -	عما پ
تواریخ راجگان اودھ - مع تصاویر فوٹوگراف کاغذ سفید گندہ مجلد نقش و نگار نقرئی نہایت عمدہ -	سہ پ
مصائب غدر - سرگذشت ولیم ایڈوارڈس مجسٹریٹ بدایون مترجمہ مولوی نذیر احمد کاغذ سفید	عہ پ

بعون عنایات مکین بے مکان و فضل خلاق زمین و زمان

[illegible] یادگار زمانہ نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین دکن و ہندوستان [illegible] خط خوش

الموسوم بہ

ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو

جلد اول

بکمال تصحیح [illegible] برائے [illegible] شائقین [illegible] وافادہ عام اردو [illegible] ترجمہ ہوئی

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع سے آراستہ ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصرعہ برجستہ بسم اللہ ہے ہر بہ لاثانی خدا آگاہ ہے ۔ ہمین ہے نام خدا نام خدا ۔ جمع کل داور سب جا ہے
جسنے بسم اللہ سے کی ابتدا ۔ ہے یقینی اسکو سہل انتہا ۔ اما بعد رائے عالم دانشمند ان روشن ضمیر پر مخفی نرہے
کہ تمہید اس مجموعہ کی اوپر ایک مقدمہ اور بارہ مقالہ اور خاتمہ کے ہے مقدمہ ظہور اسلام کی کیفیت مین ۔ مقالہ اول
سلاطین لاہور کے ذکر مین ۔ مقالہ دوسرا دہلی کے بادشاہون کے بیان مین ۔ مقالہ تیسرا شاہان دکن کے تذکرہ مین
مقالہ چوتھا شاہان گجرات کے اذکار مین ۔ مقالہ پانچوان سلاطین مالوہ کے تذکرہ مین ۔ مقالہ چھٹا شاہان
خاندیس کے بیان مین ۔ مقالہ ساتوان ذکر شاہان بنگالہ مین ۔ مقالہ آٹھوان ملتان کے شاہون کے
تذکرہ مین ۔ مقالہ نوان سندھ کے شاہون کے ذکر مین ۔ مقالہ دسوان کشمیر کے شاہون کی صفت مین ۔
مقالہ گیارھوان ملیبار کے فرمانروایون کی صفت مین ۔ مقالہ بارھوان مشائخین ہندوستان کے
حالات مین مقدمہ معتقدات اہل ہندمین اور ذکر ادن کا اور بیان کیفیت ظہور اسلام کا اس بلاد
مین واضح ہو کہ کتاب مہابھارت سے زیادہ کوئی کتاب مبسوط اور معتبر درمیان اس طائفہ کے
نہین ہے اور اسے شیخ ابوالفضل فیضی بن شیخ مبارک نے عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر شاہ مین ہندی عبارت
سے فارسی مین ترجمہ کیا اور اسمین ایک لاکھ بیت سے متجاوز ہے مصنف اس کتاب کا بطور کوتاہ کرنے سخن اور اختصار
کلام کے خلاصہ اسکا اس مقام مین تحریر کرتا ہے تو طالبان آثار اسکے مطالعہ سے حظ وافی اٹھا کر آغاز
سے انجام تک مستفید ہون مخفی نرہے کہ ممالک ہندمین کیا خاندان حکمت اور کیا زمرہ ریاضت اور کیا
اصحاب فقاہت نے کیفیت پیدائش عالم مین اختلاف کیا ہے انمین سے تیرہ طریق جو کتاب
مہابھارت مین مذکور ہین اور دلیل لانے والون کے روبرو انمین سے کوئی طریق اس قبیل کا نہین کہ

ملہ دوطرازان مندرجہ ۱۲ عبارت ملہ صاحبان ہجری ۱۲۶۵

[illegible]ت خاطر تحقیق طلب کو ایک اطمینان بخشے اور آرزو اسکی قدرت برآوے نظم سر رشتہ کار آفرینش
[illegible] بعقل ۔ این رشتہ قضا نہ آنچنان یافت ہو در اسر رشتہ تو ان یافت ۔ سر رشتہ قدرت
[illegible] بلند آرہ کشائی ۔ بعد اس گردش روزگار بوقلمون کا ہنود کے اعتقاد [illegible] چار دور پر
[illegible]ت جگ [illegible] دوسرا ترتا جگ تیسرا دواپر جگ چوتھا کلجگ جسوقت [illegible] کلجگ تمام ہوتا ہے پھر
[illegible]ت جگ آتا ہے [illegible] یہی ہوتا ہے [illegible] القصہ [illegible] جہان کا [illegible]
[illegible] اور [illegible] انتہا سے کوئی نشان پیدا نہیں [illegible] ایک کتاب معتبر سے مطالعہ ہوا کہ ایک
[illegible] امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ [illegible]
[illegible] ہزار سال پہلے کون تھا فرمایا آدم جب [illegible] پھر پوچھا [illegible] سے پیشتر کون تھا [illegible]
[illegible] اسوقت حضرت شاہ [illegible] ارشاد کیا [illegible] پوچھا کہ آدم سے پیشتر کون تھا [illegible]
[illegible] استنباط اور استخراج ہو سکتی ہے اور ہنود کے اقوال [illegible]
[illegible] شمار [illegible] عالم منتہی ہوتا ہے اور حشر و نشر [illegible]
[illegible] کام باریک کرنے والے اور محققین یعنی تحقیق کرنے والے [illegible] ان باتون کی تاویل کرتے ہین
[illegible] ست جگ کی سترہ لاکھ اور اٹھائیس ہزار سال [illegible] اس دور مین [illegible] جہان [illegible]
[illegible] گفتار کی ہے اور وضیع و شریف [illegible] فقیر و غنی [illegible]
[illegible] اور رضیات الٰہی سے تجاوز اور تفاوت نہین کرتے ہین اور اس عہد مین انسان کی [illegible] لاکھ برس کی
مشہور ہے سبحان اللہ وبحمدہ یہ کیا بات ہے اور کیا عمر رباعی زین [illegible] جز نام کہ یافت [illegible] ماہیت [illegible]
[illegible] کہ یافت [illegible] اندیشہ [illegible] طلسم سربستہ [illegible] آغاز جہان کہ دید انجام کہ یافت [illegible] اور [illegible]
[illegible] کی بارہ لاکھ اور چھیانوے ہزار سال متعارف [illegible] اور اس زمانہ مین تین حصہ
[illegible] الٰہی کے موافق ہے اور عمر طبیعی انسان کی [illegible] ہزار برس معروف ہے اور تیسرا دور
[illegible] دواپر جگ ہے آٹھ لاکھ اور چوسٹھ ہزار سال مدت اول یعنی [illegible] نوبت [illegible] شدہ
[illegible] شدہ ہے اور ان اوقات مین طرز روش عالم کے رہنے والون کی راست
[illegible] اور راست کرداری ہوا اور عمر طبیعی انسان کی ہزار سال مشہور ہے اور عمر بابا آدم اور نوح اور
مثل ان بزرگوار [illegible] کی ہزار اور قریب ہزار سال کے نشان دیتے ہین اہل ہند قبول کرتے ہین اور کہتے
ہین یہ لوگ [illegible] دواپر جگ مین پیدا ہوئے تھے اس وجہ سے اس قدر انکی عمر واقع ہوئی اور
دور چہارم یعنی کلجگ کی چار لاکھ اور بتیس ہزار سال مستقل ہے اور اس دور مین تین حصہ [illegible]
کی ناراستی اور نادرستی پر ہین اور عمر طبیعی اس عہد مین سو برس اور ضابطہ ایام ہر دور کا وہ ہے کہ قدماء
[illegible] کلجگ کی جسوقت ایزاد ہووے دواپر جگ کی مدت ہے اور جسوقت مقدار دواپر جگ اضافہ ہو
[illegible]ت ترتا جگ ہے اور جب مقدار ترتا جگ زیادہ ہووے ست جگ کی مدت ہے اور اب اہل ہند کے
حساب سے کہ تاریخ ہجرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار اور [illegible] رہ گئی ہے

دور کجگ ست سے چار ہزار اور چھ سو اور چور اسی برس آنحضرت کی ہجرت سے پہلے تھے نظم رباعی

سر بستہ بماند ہیچ پیدا نیست ٭ زین کہنہ صحیفہ پاک سخن پیدا نیست ٭ ہر چند بگرد این جہان میگردم ٭

زین چنبر گردون مہروں پیدا نیست ٭ اور اہل ہند کا اتفاق ہی کہ حضرت باری نے پیشتر عنصر پیدا کیے چار

مشہور یعنی خاک باد آب آتش اور پانچوان اکاش اور اسکے بعد ایک شخص برگزیدہ واشٹ نژاد کہ یعنی

برہما ہو حصانت ذات پر دو نیستی سے جلوہ ہستی مین لایا اسکو وسیلہ ابداع عالم یعنی پیدا کیا ایک چیز کا لہ

اندازہ اور نہ ہوا اور سبب انکے ایجاد عالم کیا اور وہ عنصر پانچ عوام ہند کہتے ہیں آسمان ہوا اور خواص انکے تکذیب

آسمان کی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حکماء ہمہ وجود آسمان کے قائل نہیں ہیں اور جو نیلا دکھائی دیتا ہے ہوا ہے

اور یہ واقعہ جو نظر آتے ہیں ذات قدسیہ بزرگان سلف کی ہیں کہ ریاضت نفس الامر یعنی ذات قدسیہ کے

ریاضت وریاں نیکی اور روحانی یکجا ہو کر کے تخلق ساتھ اخلاق الٰہی اور تشبہ ساتھ صفات نامتناہی کے

... ایہ مراتب و اتبع کے سیر کرتے ہیں اور ساتھ ارادت نفسیہ کے صعود کیے زمانے میں

... کمال کو پہونچے ہیں ستارے بزرگ ہو کر کے عالم سفلی کی طرف رجوع نہیں کرتے ہیں اور بعض

... عالم میں قدر حال ... پر آسمان ... صعود کیے ... سفلی کی طرف مہبط رہتے ہیں

... کتاب مبسوط مین مذکور ہوا اور بعض ... دریافت کرتے ہیں

... مقام ... محضوص ... رباعی ... نے ... ست ... و ...

... دگر گفت ٭ از حرف نگار این گروہ نشاید ٭ واحد ... ست ٭ اور ...

... حیرت ...

التہ نے ... لوگ ہدایات اور ریاضات اور حفظ احکام اور حدود ... ایک ... معنوی کی

پیشوائی ... فرمائی اور گروہ ثانی کو مسند ریاست اور حکومت صوری پر ... تعداد عالم ظاہری کی

عنایت فرما کر ذریعہ انتظام عالمیان کیا اور فرقہ ثالث کو واسطے ... حصول مکاسب اور ...

پیشون کے تعین کیا اور جماعت رابع کو بقدر امر خدمت پر مقرر فرمایا اور بمقتضائے ہدایت یزدانی اور

الہامات ... مذکور ایسی کتاب کہ متضمن صلاح معاد اور معاش کے ہو ظہور میں لایا اور اسکو بید

کہتے ہیں اور الفاظ الٰہی سے عقل تجرد شعار نے اسکو ایسا قانون کہ کثرت کو خلوت خانہ وحدت میں پہنچا دو

اور انتظام جناس خلائق اور صنوف طوائف دیے اختراع کیا اور ضوابط چند اور رسائل متعدد ان میں

کر کے ساتھ کتاب الٰہی کے مشہور کیا عوام الناس کے واسطے مہار در بینی ہو کر ایک قائد آگے اور سائق پیچھے سے

ہوا اور معارف ... ادھر پر چلنے والے راہ راست کے رہیں اور بید کی کتاب میں لاکھ اشلوک ہیں اور اشلوک چار چرن

سے عبارت ہی اور چار چرن کم تر ایک اچھر اور زیادہ چھتیس اچھر سے نہیں ہوتا ہی اور اچھر سنسکرت زبان میں ایک

حرف کو کہتے ہیں یا دو حرف ثانی ساکن کو اور دانایان ہند کا اتفاق ہی کہ عمر گرامی اس اعجوبۃ الخلائق کی کہ مخترع

کتاب مذکور ہی سو سال غیر عرفی ہی کسواسطے ہر سال اسکا تین سو اور ساٹھ دن نشان دیتے ہیں اور ہر ایک دن

شامل کیا گیا اوپر چار ہزار سال دور مذکور کے ہی اور ہر ایک شب بدستور اور ہر ایکدن متضمن برابر جگ مسطور کی

اور براہمہ دانشور حقیقت مین اس زمانہ تک کہ قلم شکستہ رقم یہ تحریر اس بیان کے ہی بہت سے برہما عالم ظہور مین آئے ہین اور ہر دورہ کہ سننے مین حیران ہوتے ہین او اتفاقات براہمہ سے سنا گیا ہے کہ برہما سو جو دہ ہزار برس کی عمر رکھ کر اسکی عمر سے پچاس برس اور نصف روز گذرا اور نصف آخر روز ہے نظم

ز جہان ذرہ از راہ تو ئی ✦ ہیچ راز سپیچ بدرگاہ تو ئی ✦ فکرت ما را بدرت راہ نیست ✦ جز تو کس از سر تو آگاہ نیست ✦ گر بہ بیچارگی جان خویشتن ✦ معترف آییم بنقصان خویش ✦ قدرت او مایہ دو زندگی ✦ چارہ نیست بجز بندگی ✦ حالیان

حکایت از زبان فلان روایت یون بیان کرتے ہین کہ نصف آخر دواپر جگ مین ملک ہندوستان جنت نشان سے جسکا نام ہستناپور ہے ایک راجہ کہ بھرت تھا اور وہ تخت داد گستری پر متمکن ہو کر رعیت پروری کرتا تھا اور نام نامی اسکا راجہ بھرت تھا اسکے بعد سات فرزند اسکے بطناً بعد بطن تخت فرمانروائی پر اجلاس کر کے ملک جاودانہ حیات کی طرف راہی ہوئے اور آٹھوین بار اسکی نسل سے ایک فرزند پیدا ہوا کہ اسم اسکا راجہ کور تھا اور کورکھیت تھانیسر کہ ایک شہر بزرگ ہے اسی کے نام پر شہرت رکھتا ہے اور اسکی اولاد کو کوروان کہتے ہین اور چھٹی مرتبہ ایک فرزند اسکی اولاد سے پیدا ہوا اور اسم اسکا چتربرج رکھا اور وہ راجہ بزرگ ہوا اس سے دو فرزند متولد ہوئے ایک دھرتراشٹر دوسرا پنڈ اگرچہ دھرتراشٹر نصف الصدق یعنی بڑا بیٹا تھا لیکن بسبب نابینا ہونیکے ریاست اور راج اسکے چھوٹے بھائی کو کہ پنڈ تھا متعلق ہوا اور زندگی اسکی حد نہایت اور غایت سے گذری کہ فرزند اسکے اسکے اسم سے ہمنام ہوئے اور خلائق انہین پنڈوان کہنے لگی اور پنڈ کے پانچ فرزند تھے جدہشٹر اور بھیم سین اور ارجن اور ان تینون کی ماں مسماۃ کنتی تھی اور چوتھے کا نام نکل اور پانچوین کا سہدیو تھا ان دونون کی ماں مسماۃ ماوری ہی اور دھرتراشٹر کے ایکسو اور ایک فرزند تھے سو فرزند مسماۃ گندھاری کے شکم سے کہ وہ قندھار کے راجہ کی بیٹی تھی متولد ہوئے اور سب سے بزرگ سب سے دریودھن تھا اور ایک بیٹا دیرلوچن نام دختر بقال سے پیدا ہوا اور کوروان مشہور عبارت ان فرزندون سے ہین القصہ جب پنڈ نے قضائے الٰہی سے رخت ہستی عالم باقی کی طرف کھینچا ظاہراً حکومت دھرتراشٹر کے متعلق ہوئی اور معنی یعنی باطن مین سلطنت اسکے فرزندون کے نصیب تھی بالتخصیص دریودھن کو کہ بڑا بیٹا اسکا تھا اور دریودھن کہ دشمن گذاری درین سلطنت مین ضروریات سے اور دفع کرنا دشمنون کا شریعت احتیاط مین مرضیات سے ہے پنڈون سے متوہم ہو کر انکے اخراج کی فکر مین ہوا اور دھرتراشٹر نے بھی اس جماعت کی مخاصمت سمجھکر حکم نافذ فرمایا کہ پنڈے شہر سے بہت دور مکان تعمیر کر کے استقامت کرین شاید کہ بعد امکنہ سے (یعنی مکان ۱۲) عداوت مین کچھ تخفیف حاصل ہو اور دریودھن نے معماران کا یک دست سے اشارہ کیا کہ چھت اور دیوار پر اس مکان کے اسقدر لاک اور روغن لگا دیوین تو اندک شعلہ آتش سے وہ مکان تمام و کمال جلکر خاکستر ہو اور پنڈون سے ایک اثر نرہے اور پنڈے بھی اصل مطلب کو سمجھکر پاے رفت تھے جب وہ مکان تیار ہوا ایک رات کو پنڈون نے اپنے ہاتھ سے آگ اس مکان مین لگائی اور اپنی والدہ کے ہمراہ دشت کی طرف روانہ ہوئے اور بھیل نام ایک عورت کہ پانچ بیٹے اسکے ہمراہ تھے اور دریودھن کی طرف سے آگ لگانے کے واسطے اس مکان مین ساکن ہو کر پہلے رفت اور طالب فرصت تھی اس رات وہ عورت مع اپنے فرزندون اس کورہ آتش مین جلگئی اور مضمون مَنْ حَفَرَ بِئْراً لِاَخِیْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْهِ واضح ہوا اور دریودھن

کے مخبروں نے اُس عورت اور اُسکے فرزندوں کا جلنا پانڈوں اور اُنکی ماں کا جلنا تصور کرکے مژدۂ روح افزا کوروان
کے گوش زد کیا اور یہ لوازم خوشحالی اور مراسم فارغبالی بجالائے اور پانڈوے اس سرگذشت کے بعد کہ ترجمہ
مہابھارت کا متصدی اسکا ہے تغیر اسماء و اوضاع کرکے خرابہ سے آبادی میں آئے اور شہر کنپلا میں بنیاد اقامت کی ڈالی
اور بطائف الحیل سے پانچوں بھائی مسماۃ دروپدی یعنی راجہ کنپلا کی بیٹی کو بشرکت حبالۂ ازدواج میں لائے اور
ہر روز نوبت ہر ایک کی نزدیک کمال اتحاد اور یگانگی اس امر میں سمجھا اور بعض ہنود اسواسطے کہ ایسا فعل انکے طریق میں
جائز نہیں اس واقعہ کو تاویل کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب حال آنکہ جب آثار رشد انکی پیشانی اقبال سے لائح اور
آوازہ بزرگیوں کا وسیع ہونے لگا درپودھن اور خاندانی اُسکے متنبہ ہوکر مقام تحقیق میں در آئے اور کنبھا ملدین
پہونچکر سمجھے کہ پانڈوان اُنکا جیت کا جلنا تھا پھر ساتھ توجہات دوستانہ اور تفقدات خویشانہ اُن سب کو ہستناپور
میں لائے اور بعد تقدیم مراسم مہمانداری کے ولایت موروثی بھائیوں پر قسمت کی اندرپت کہ دہلی کہنہ اُسکے قریب ہے
مع نصف ولایت پانڈوں کے تصرف میں آئی اور ہستناپور مع نصف دیگر ولایت کے کوروان کے قبضہ میں
رہا اور چند روز کے بعد اکثر امرائے بزرگ نے علامات رشد اور اقبال پانڈونکی پیشانی میں مشاہدہ کرکے نوکری
اُنکی اختیار کی اور کوروان ظاہراً تابع مطلق اور باطناً مقام نفاق اور خلاف میں تھے اور اسی عرصہ میں پھر
جدشٹر کے خاطر نشین ہوا کہ جگ راجسوئی کرے اور جگ راجسوئی عبارت اُس سے ہیکہ آتش عظیم روشن کریں
اور ہر قسم کی خوشبو اور میوے اور غلہ اور تمام جنسیں جمع کرکے انوار جلیہا ام العناصر میں کہ مراد آگ سے ہے ڈالیں
اور انواع تصدقات اور اصناف مبرات ظہور میں پہونچاویں اور بسبب اس امر کے تقرب درگاہ ایزدی ڈھونڈھیں
اور ایک شرائط جگ راجسوئی سے وہ ہیکہ راے ہفت اقلیم جمع ہوکر اس جشن کے لوازم خدمات بجا لاویں پھر
جدشٹر نے اپنے چاروں بھائیوں کو بقیہ اقالیم کی تسخیر کے واسطے چار سمت عالم میں تعین فرمایا اور بتائید الٰہی سے
یہ آرزو چند روز میں حاصل ہوئی اور چاروں بھائی کارداں دکاروزما تھے بسبب رہبری افواج تائید الٰہی اور
جنود حمایت نامتناہی سے عالم کی سیر فرماکر سلاطین روزگار اور فرمان روایان ہر دیار کو خطا اور روم اور حبش
اور عرب اور عجم و ترکستان و ماوراء النہر اور تمام آبادی عالم سے مع خزینہ ہاے بسیار پاے تخت اندرپت میں
حاضر لائے اور جدشٹر جگ راجسوئی میں مشغول ہوئے اور جس طرح سے دل چاہتا تھا صورت انجام پائی درپودھن
وہ دولت اور وہ [illegible] اور عظمت اور فرمانروائی مشاہدہ کرکے مقتضاے بشریت کام سے گیا اور حسد کی آگ کہ
اُسکے کانون سینہ میں مخفی تھی شعلہ زن ہوئی اسواسطے محیلان روزگار اور مدبران اشرار سے تدبیر اُسکی ڈھونڈھی
چونکہ اس عہد میں قماربازی نہایت مد مروج تھی کعبتین تھوڑی کو کہ وہ ایک قسم نرد لعبت قمار سے ہے قلعی بنائی
اور تجویز کیا کہ درپودھن ساتھ جدشٹر اور دوسرے بھائیوں کے قمار کھیلے پھر جس ملائمت سے پانڈوں کو اندرپت
سے کہ پاے تخت انکا تھا ہستناپور میں طلب کیکے مراسم ضیافت میں مشغول ہوئے اور ہنگامہ قمار کا گرم کرکے
کعبتین مذکور درمیان میں دھرے اور پانڈوے کہ راستی طبیعی اپنی سے ناراستی حیلہ و خداعت اور کعبتین قلعی سے
مطلق اطلاع اور آگاہی نرکھتے تھے مال اور ملک تمام ہار گئے اور درپودھن چاہتا تھا کہ انھیں وحشت دیار
میں آوارہ کرے اور کعبتین کی طرف سے دلجمعی رکھتا تھا خبر کہ شرط لگی اور [illegible]

قرار پکڑا کمال تخت خالی رہا مجلس پیرا اور رعیت بازی کا بہن صورت تو سب پنڈوے بارہ برس آبادی چھوڑ کر بلباس فقر
صحرا میں سایہ حوت اور میوے کے بسیرا کیا اور انقضائے مدت معہود کے بعد بالاتفاق آنکر اسطرح سے کہ
سال بھر کا زمانہ گذرا تھا کہ کوئی شخص تعین نہ پہچانے اور جو شرط پوری ہو بمدت مذکور یعنی بارہ برس
جنگل میں بدستور سابق ایام گذاری کرو تاکہ شکستیں طالع کی نحوست سے پنڈوان نے شرط آخر جوئے کی
ہاری اور شرط کے موافق پانچون بھائی جلاوطن ہوکر بارہ برس تک دشت و صحرا میں پھرے اور تیرھوین برس
ملایت واطمین میں کہ پرگنات دکن سے ہے گئے اور ایک برس تک شرط کے موافق مستور سے بسر کئے دریودھن نے ہر چند
جستجو کی انکا نشان نہ پایا اور پنڈوان نے انقضائے ایام موعود کے بعد کشن بن بسدیو کو بطریق رسالت بھیجکر ملکت اپنی
طلب کی دریودھن نے عدم وفائے شرط میں کلام کیا جو کہ دریودھن صدق سے فروغ نرکت تھا رنج ملکا تر نہ پر
ہوا اور پنڈوان کی حقیقت اعیان سلطنت اور ارکان ملکت پر ظاہر ہوئی کارزار پر قرار دیا نوبت اجتماع جنود
اور فراہمی افواج میں آمادہ ہوئے اور طرفین کی فوج کورکھیت کے میدان میں کہ تھانیسر کے قریب واقع ہے
دور کلیگ کے اوائل حاضر ہوئے آراستگی افواج اور تسویہ صفوف کے بعد طرفین کے بہادران نامی اور دلاوران گرامی
ساتھ ایسی آئین کے کہ مقابلہ کے مذہب اور مقاتلہ کے ملت میں مروج اور مجوزہ ہے جنگ شروع کی اور اٹھارہ دن تک جنگ
قائم رہی اور غالب مغلوب میں تمیز نہوا جو کہ انجام کار ارباب تزویر کا ذلت و رسوائی ہے آخرکار دریودھن بنی سب
اپنے مقہور اور مغلوب ہوئے اور میدان جانستان اور معرکۂ کارزار میں شربت ہلاک چکھکر ملک عدم کی طرف
راہی ہوئے اور ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ اس معرکہ میں گیارہ کشون لشکر کوروان کی طرف تھا اور سات کشون
پنڈوان کیجانب تھا اور کشون ہنود کی اصطلاح میں عبارت ہے اکیس ہزار اور چھ سو اور ستر شخص فیل سوار
سے اور موافق اس عدد کے علاوہ سوار پینسٹھ ہزار چھ سو شخص اسپ سوار اور ایک لاکھ اور نو ہزار اور چھ سو
اور پچاس پیادہ اور سب سے طرفہ تر وہ کہتے ہیں کہ اس معرکۂ جدال و قتال میں طرفین سے زیادہ بارہ آدمیون
سے زندہ اور سلامت نہ رہے چار نفر دریودھن کے لشکر سے ایک کرپا چارج برہمن کہ فریقین کا استاد اور
صاحب سیف و قلم تھا دوسرا اشوتھاما اسکا بیٹا کہ وہ دونوں کا کہ وہ بھی جانبین کا معلم تھا تیسرے
کرت برمان کہ یادوان کی جماعت سے تھا چوتھا سنجے کہ ابو فوروانش بہلیان دھتراشٹر تھا اور
آٹھ نفر پنڈوان کی طرف سے پانچ بھائی جدھشٹر وغیرہ باقی رہے چھٹا ساتک کہ وہ بھی یادوان
کی قوم سے تھا اور جرات اور شہامت میں شہرۂ آفاق ساتوان جگتش کہ برادر غیر مادری یعنی سوتیلا بھائی
دریودھن کا تھا آٹھوین کشن اگرچہ شہرت کمال کے باعث صفات و بیان سے مستغنی ہے لیکن احوال
اسکے مختصر لکھتا ہوں اور بعض اسے مثل راجہ باسدیو کے پرستش کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ منجمون نے اسکے
طالع کے زائچہ سے بدبختیان مشاہدہ کرکے راجہ کنس کو جو یادوان کا رئیس تھا خبر دی اور راجہ نے کشن کے قتل کا
حکم دیا اور کشن بمقام نندگانون نام میں کہ تین قصبہ دریائی جمنا کے کنارے کا رکھتا تھا گیارہ برس پوشیدہ
رہا بعد اسکے بسبب کمال مذہب اور طلسمات اور شعبدہ سے راجہ کنس کو قتل کرکے نام سلطنت پیدا کرکے
اسکے بھی نے پکا اور آپ یعنی میں حکومت صوری کرتا تھا بسبب قدرت نیرنجات بل محض تزویرات سے

دعوی الوہیت کا کیا اور خلق کثیر اسکے دعوی باطل کی تصدیق کرتی تھی اور تینتیس برس کا زمانہ خانہ نند کے نکلنے کے
بعد شہر متھرا میں ساتھ اوباشی کے گذرانا اور بچہ ہائے طلبیت اور تماشا ہائے بدیع اس سے مشہور و معروف ہیں
عاقبت الامر راجہ جراسنگ ولایت بہار اور پٹنہ سے مع لشکر بیشمار اسکے دفع کی عزیمت کرکے شہر متھرا کی
طرف متوجہ ہوا اور مغرب کی جانب سے بھی کالیون نام راجہ طمعان سے یعنی اس گروہ سے کہ وہ آئین چین کا پیرو
تھے اسکے دفع کیواسطے متوجہ ہوا مورخ کہتا ہے کہ وہ راجہ عربستان کا تھا بہرحال کشن تاب مقاومت ان دونوں راجہ
کی نہ لایا اور دوارکا کیطرف کہ سمندر کے ساحل پر واقع ہے اور احمدآباد گجرات سے سو کوس مسافت رکھتا ہے
بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور آٹھ سات برس اس حصار میں مقیم ہوکر فکر اپنی خلاصی کی کرتا تھا اور یکہ مفید لشکر کی تھی یہاں تک
کہ ایک سو پچیس برس کے سن میں دریودھن ہاتھی ماں کی نفرین کے سبب سے بدترین طریق اور گناہوں معاصیات
سے راہ عدم کا مسافر ہوا اور بعضوں کا اعتقاد وہ ہے کہ وہ غیبت یعنی چشم خلائق سے پوشیدگی اختیار کرکے زندہ جاوید
ہوا اور چونکہ گندھاری کی نفرین کو ایک امر غریب مذکور کیا ہے لہذا خامہ و زبان اسکی شرح میں مشغول ہوتا ہے
بیان کرتے ہیں کہ جب دفع حمل اسکا نزدیک ہوا اسکے دل میں گذرا کہ میرا شوہر دھرتراشٹر نابینائی کی جہت سے
دیدار فرزند سے بے بہرہ ہے بہتر ہے کہ میں بھی آنکھ فرزند کے دیکھنے سے دنیا و مافیہا میں بند کروں اور اپنے شوہر کی ہمدرد
اور شریک ہوں پس جس روز کہ دریودھن پردہ عدم سے وجود میں آیا مسماۃ گندھاری نے چشم جہان بین عمدا
بند کی اور اسی طور سے سالہا سال آنکھیں بند رکھیں یہاں تک کہ اسکا بڑا بیٹا جوان ہوا اور پنڈوں کے ساتھ
مخاصمت کی اور طرفین اپنے اپنے فرودگاہ میں ہو چکے فوج فوج سپاہ سے حربگاہ کیطرف متوجہ ہوئے اور کچھ سبب تقریب
کے مبدل ہوا اور آپس میں قرار پایا کہ کل ہنگامہ جنگ و آتش حرب سے گرم ہوگا گندھاری نے اپنے فرزند سے کہا کہ ای فرزند میں
والی نور چشم والدین ہتھیار مضبوط انسان کے جسم کو آہنی یا رحلہ بلائوں سے محروس اور مصئون رکھتا ہے کل تک کا رزار
شروع ہوگی جو تن نازنین تیرا اس جوشن سے عاری ہے مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تجھے سبب پہونچے بس تو برہنہ ہوکر
میرے سامنے حاضر ہو تو آنکھ کھول کر تیرے تمام جسم پر نظر ڈالوں دریودھن نے اس سے ملازمت کا طریق پوچھا
اسنے جواب دیا کہ اس زمانہ میں کوئی شخص عقل و دانش اور فضل و بینش اور راستی و درستی میں کامل پنڈوں سے نہیں
ہے انکی خدمت میں جاکر استفسار کرو دریودھن حسب الحکم پنڈوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے آنیکا سبب اظہار کیا
مراسم مہمانداری بجا لائے اور صفات اسکے خوب جانتے تھے کہ ہمارا نہایت دشمن ہے سرشت صلاح اور راستی کا
ہاتھ سے نہ دیکر سخن راست زبان پر لائے اور بولے کہ فرزند شکم مادر سے برہنہ وجود میں آتا ہے اور آنکھ والدین کی بھی
اسی حالت میں اسپر پڑتی ہے اور جو پہلی دفعہ ہے کہ تیری ماں تجھے دیکھا چاہتی ہے تحقیق آج ہی تیرا بدن مادر زاد برہنہ ہو کر
تو برہنہ اپنی ماں کے حضور حاضر ہو تو نور نظر اسکا تیرے سراپا پر پہنچے اور آفات سے محفوظ رہے دریودھن پنڈوں
سے رخصت ہوکر دولت سرا کیطرف عازم ہوا اثناء راہ میں کشن اسی مقصد پر دوچار ہوا اور بسبب تنافر [illegible]
پوچھا دریودھن نے شرح ماجرا بیان کیا کشن با چشم دل ہمی ہو چکا تھا کہ اگر دریودھن کے بدن
کرے جنگ میں تن پر اسکو کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر کرے اور ہماری ہلاکی کا باعث ہو [illegible]
استفسار کرنا اور کہا کہ دانا پنڈوں کے مضمون سے طریق صواب سے منحرف ہے ملک کی مادر کا ماننا ہے بلکہ خطا میں ہوگا

لڑکے یقین جان کہ پنڈون نے تجھے استہزا کی راہ سے کہا ہے بلکہ جسوقت تو متولد ہوا تھا تیرا عضو تناسل نہایت
خردی اور حقارت سے خوب مرئی اور معائنہ نہوتا تھا اب کہ مصداق جزو اعظم کل سے ہوا اپنی مان کو کیونکر دکھایا
دکھلائیگا دریودھن نے اصل مطلب سے غافل ہو کر فریب کھایا اور دست توسل اُسکے دامن قول لایعنی پر مستحکم کیا
پھر اُسنے یہ کہا کہ پنڈون نے جو کچھ کہا ہی خوب اور مرغوب ہی لیکن تو شرم و حیا کا لحاظ کرکے ہار طویل الذیل پھولون کے
اپنی گردن مین ڈال تو تیرا عضو تناسل پوشیدہ رہے دریودھن نے اُسکے کہنے موافق عمل کیا یعنی پھولون کے
ہار طویل گلے مین ڈالکر اپنی مان کے مقابل ایستادہ ہوا اور عرض کی مین حاضر ہون آنکھین کھولکر اپنا نور نظر قرۃ العین پر
ڈال اُسنے اس گمان سے کہ یہ پنڈون سے تعلیم لیکر آیا ہی اور اُنھون نے اُسکے بد فہمایش نہ کی ہوگی بیساختہ اور
بے دغدغہ آنکھ کھولی جب حائل گل کی نظر آئی نعرہ مار کر بیہوش ہوئی اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آکر نالہ عظیم برپا کیا
اور کہا ای فرزند یہ پھولون کا ہار پنڈون نے تجویز کیا ہی اُسے کہا نہین ایشر کی قسم کشن نے تجویز کیا ہی گندھاری نے
سو تھ دعاے بد کے واسطے اُٹھا کر سوز دل سے کشن کو نفرین کی اور دست دریغ آستین ملکر بولی ای دلبند اس مقام پر
جو میرے نور نظر سے پوشیدہ رہا ہی تو حربہ کھا کر قتل ہوگا اور کشن نے بھی اُسی دعاے بد کے اثر سے انواع عقوبات سے
جیسا کہ سابق مین گذارش ہوئی راہ عدم کا مسافر ہوا القصہ جدھشٹر دریودھن کے قتل اور نابود کرنے کورون
کے بعد تمام ممالک ہندوستان وغیرہ مین مستقل ہو کر عالم کا فرما روا ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس قصہ کے چھتیس
برس کے بعد بسبب توفیقات یزدانی کے جدھشٹر نے بقاے دنیاے بے ثبات پر اطلاع پاکر قبل اس کے کہ وہ
نظام اوبار مین آوے دنیاے دنی کو ہیچ پوچ سمجھکر ترک کیا اور ساتھ رفاقت چارون بھائی کے طریق تجرد اختیار کیا
یعنی دنیا
اور پھر عدم کی طرف راہی ہوا **فرد** گفتی کہ کجا رفتند آن تاجوران اینک ✤ زایشان شکم خاک است آبستن
جاویدان ✤ حاصل کلام کوروان اور پنڈون نے باتفاق یکدیگر چھتر برس ملک رانی کی اور
دریودھن تیرہ برس باستقلال تمام روے زمین کا حاکم رہا اور جنگ مذکور کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا جدھشٹر
بھی چھتیس سال تمام عالم کو زیر نگین کرکے فرمانروا رہا اور مجموع ایام سلطنت فریقین ایک سو اور پچیس سال تھے
سبحان اللہ ایسی حکایت عجیب و غریب ہندوستان کے سوا کسی تواریخ ہفت اقلیم مین مندرج نہین کہ فردغش با نار نخوری
کے ایسا دکھلاتے ہین کہ بعد مرور ایام ارجن کی اولاد سے ایک فرزند بیج وجود کے آیا اور وہ سریر سلطنت و ریاضت
صوری و معنوی پر متمکن ہوا اور ابواب عدل و رافت کے زمانہ کے مُنھ پر کھولے اور احوال گذشتہ کو تنبیہ دضباع آیندہ
کرکے مرضیات الٰہی مین بسر لیجاتا تھا ایک روز اُسکے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ نزاع اسلاف کا میرے کیا سبب تھا
اور احوال بزم و رزم اُسکا کیا تھا پھر اُس زمانہ کے داناؤن سے کہ بھشم پابن نام رکھتا تھا اس سے بیان کی
استدعا کی بھشم پابن نے کہا کہ میرا اُستاد بیاس نام کہ حکیم دانا ہی اور اُن واقعات مین حاضر تھا وہ
ہو بہو اس سرگذشت سے واقف ہی اُس سے سوال کیجیے اُسنے حکیم مزبور کو بلا کر مراحم شاہانہ و تفقدات خسروانہ سے
نوازا پھر درخواست اس مطلب کی کی اُسنے بھی ضعف پیری اور مشاغل معنوی کا بہانہ کرکے اس واقعات کے بیان
مین تامل کیا اور یہ داستان باہستگی تمام کہ شامل وعظ و نصائح ہی ہر قید عبارت مین کھینچکر تنگناے کتابت مین لایا
اور اُسکا مہابھارت نام رکھا وجہ تسمیہ جو افواہ سے مسموع ہوتی ہی یہ ہی کہ مہا بمعنی بزرگ ہی اور بھارت بمعنی جنگ

جوکہ وہ کتاب مجموعہ جنگہاے بزرگ و واقعات سترگ ہی اسواسطے اسکا نام مہابھارت رکھا لیکن یہ صریح خلاف
معلوم ہوتا ہی کسواسطے بھارت اہل ہند کی لغت مین بمعنی جنگ نظر نہین آئے ظاہرا جو اس کتاب مین احوال
اولاد عالی نژاد راجہ بھرت کا ہی یہ کتاب اسکے نام پر موسوم ہوئی اور استعمال کی کثرت سے الف ایزاد ہوا واللہ اعلم
بالصواب والامور الحقائق اور اس بیاس کو نفوس قدسیہ سے جانتے ہین اور کہتے ہین زندہ جاوید ہی اور بعض
ہنود کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ ہر دواپر جگ مین ایک شخص سمے بیاس اصلاح احوال سائر الناس کے واسطے ظہور مین
آتا ہی اور چند لوگون کا عقیدہ وہ ہی کہ ایک شخص ہی کہ مختلف مظاہر مین ظہور کرتا ہی بہرتقدیر بیاس نے بید کی کتاب کو
کچھ برہما کی زبانی سنی ہی مفصل کرکے چار کتابین کین ایک رگ بید دوسرا ججربید تیسرا سام بید چوتھا اتھربن بید
اور اسی سبب سے اُسے بیاس کہتے ہین اسلیے کہ بیاس کے لغوی معنی تفصیل دینے والا اور حل کرنے والا ہی وگرنہ اصلی نام اسکا
کہ ولایت میانہ دواب مین پیدا ہوا تھا دوے پاین تھا اور بیاس کی خلقت مین افسانہ بدیع دور از کار نقل کیا ہی
مؤلف نے تطویل سے اندیشہ کرکے تحریر نہ کیا اور بیاس نے اس نادر کتاب کو ساٹھ لاکھ اشلوک پر مبنی کیا اور اس کتاب کے
اختتام کے بعد ایک آب سرشت پر جو تھانیسر کے اطراف مین واقع ہی اُس مقام کو آئین بندکرکے ایک جشن عظیم
ترتیب دیا اور دانایان اطراف اور اکناف عالم طلب کرکے مدت مدید تک جشن کی بساط بچھا کر خلق کو ساتھ اکرام
اور انعام کے مالا مال اور مستفید کیا اور ساٹھ لاکھ اشلوک یون قسمت کیے تیس لاکھ مخصوص طائفہ دیوتا کو کہ عبارت
نفوس مقدسہ علویہ سے ہی کیا اور پندرہ لاکھ سترلوک کے رہنے والون کو کہ وہ بھی عالم بالا پر سکون رکھتے ہین اختصاص
بخشا اور چودہ لاکھ جنون اور راکشون و گندھرب کہ اقسام مخلوقات سے ہین اور ساتھ صفت حیات کے موصوف
مخصوص کیے اور ایک لاکھ آدمیون کے استفادہ کے واسطے چھوڑے اور انھین پربعینی باب مین ترتیب دیکر
ارباب استعداد کا فیض رسان ہوا اور یہ ایک لاکھ اشلوک آدمیون کے درمیان مین موجود ہین اور ساتھ مہابھارت
کے موسوم ہین اور چوبیس لاکھ اشلوک کوروان اور پنڈون کی جنگ مین مذکور ہین اور باقی نصائح اور مواعظ
اور حکایات اور روایات اور شرح و بسط بزم و رزم گذشتگان مین مسطور ہی اور برہمنون کا اعتقاد وہ ہی کہ ہر
جگ مین ایک پیغمبر یا ایک مجتہد نے ایک کتاب تحریر کی اور باوصف اس تمام امتداد زمان کے وہ نسخ ابتک
درمیان مین ہین اور خطا اور ختن اور چین اور ہند کے کفار بھی کہتے ہین کہ طوفان نوح ہمارے مملکت مین واقع اور
برپا نہین ہوا بلکہ طوفان نوح کا دراصل اعتقاد نہین رکھتے اور دوسرا اعتقاد انہین سے بعضون کا وہ ہی کہ برہمن
اور کھتری کی ذات قدیم الایام سے تھی اور بہت سے طائفے ہین کہ وہ دواپر جگ سوم کے آخر اور اوائل کلجگ
چہارم مین ظاہر ہوئے ہین جیسا کہ راجپوت اول نہ تھے اسکے بعد ظاہر ہوئے اور راجہ بکرماجیت بلی کھتری کے بعد
کہ قبل زمان تحریر سے سنہ ایک ہزار وچھ سو سال زیادہ تھے کھتری تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور طریق ان کے
بہم پہونچنے کا یون منقول ہی کہ رایان کھتری اپنی کنیزون کو جیسا کہ اب بھی ہنود کی رسم ہی ان کو حکم خدمت مرجوعہ
فرماکر شب کو مطلق العنان کرتے ہین اور ہر ایک ایک معشوق بہم پہونچا کر لڑکے جنتی ہین اور نہج کمال عزت
کے پرورش کرکے مثل فرزندان رایان کے پرورش کرکے معزز رکھتے تھے اور وہ جو کہ نجیب سرخانہ زادون کے
ہوتے ہین اپنے تئین اصیل اور نجیب ظاہر کرکے آپکو راجاؤن کی فرزندی مین منسوب کیا جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ تم سکے

بیٹے ہو گئے تھے ہم راجپوت ہین یعنی راجہ کے فرزند ہین کسواسطے راج راجہ سے مراد ہی اور پوت پسر سے عبارت ہی اور ایک روایت مین یون بھی ہی کہ راجہ سورج کے فرزندون کو کہ عنقریب اُنکا احوال مرقوم ہوگا راجپوت کہتے ہین اور اُسکے ہنود کا اعتقاد وہ ہی کہ عالم کی ابتداے آفرینش سے آدم خاکی نہاد تھے اور اُسکے بعد بھی حشر الیہ ہوگا اور عالم قدیم ہی ہرگز فانی نہوگا لیکن ارباب دانش و بینش پر یہ امر مخفی نہ رہے کہ اگرچہ ابتداے آفرینش کہ آٹھ لاکھ ہزار سال کا احتمال رکھتا ہی شاید اتنے ہزار آدم عرصۂ ظہور مین آکر پھر پردۂ خفا مین خرامان ہوئے ہون اور جان ابن ابوالجان کہ انکا احوال کلام مجید مین وارد ہوا از انجملہ ہین لیکن وہ خاکی نہاد نہ تھے بعضے کی اصل ہوا سے اور بعضون کی اصل نار سموم سے تھی اور جسوقت ایک قوم سے نافرمانی اور سرکشی آپسمین واقع ہوئی تھی جبار شدید الانتقام کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی لیکن دخاک بظاہر ہنود نے آدم خاکی نہاد تصور کیا ہی کسواسطے اُنکے عظیم جثہ اور طول عمر کا بیان کرتے ہین اور امور عجیب و غریب کہ ساتھ رام اور لچھمن وغیرہ کے منسوب کرتے ہین موافق حال بشر کے نہین ہی تمام حرف اور صوت ہی اور عقل کی ترازو مین کچھ وزن نہین رکھتے اور بر تقدیر وقوع اگر ہوو بھی تو اُس قوم اجنہ سے کہ مذکور ہوا ہوگئے اور آدم ابو البشر علیہ السلام سے پیشتر آدم خاکی نہاد نہ تھا اور آدم ابو البشر کا زمانہ حالت تحریر اس سطور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہین گذرا اور جو کچھ کہتے ہین کہ لاکھ برس سے کہین زیادہ ہی محض دروغ ہی اور تحقیق وہ ہی کہ مملکت ہند بھی مثل اور ممالک ربع مسکون وجود فرزندان آدم علیہ السلام سے صفت آبادی کی قبول کی ہی اور شرح اس اجمال کی وہ ہی کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینون فرزند سام اور یافث اور حام کو خالق ارض و سما کے حکم سے اطراف ربع مسکون مین بھیجکر کشت و کار کے واسطے حکم فرمایا

ذکر فرزندان سام بن نوح علیہ السلام کا سام کہ وصی اور اولاد اکبر حضرت نوح تھا حق تعالےٰ نے اسے ننانوے فرزند عطا فرمائے ارشد - ارفخشد - کے - نود - بود - ارم - قبطہ - عاد - قحطان - انھین کے فرزند ہین اور عرب کے تمام طائفے اور قبیلے انھین کی نسل سے ہین جیسا کہ حضرت ہود اور صالح اور ابراہیم علیہم السلام اپنے نسب کا سلسلہ ساتھ ارفخشد کے پہونچاتے ہین اور ارفخشد کا دوسرا فرزند کیومرث کہ شاہان عجم کا جد امجد ہی اسکے چھ فرزند پیدا ہوئے سیامک - فارس - عراق - نور - مغان - شام - انہین سے سیامک کیومرث کا جانشین ہوا اور باقی فرزند جس ملک پر روانہ ہوئے وہ ولایت انھین کے نام موسوم ہوئی اور بعضون کا یہ بھی عقیدہ ہی کہ پسران نوح سے ایک کا نام عجم تھا اور عجمی اسکی اولاد سے مراد ہی اور ارشد کا بیٹا سیامک ہوشنگ ہی کہ ملوک عجم یزدجرد و شہریار تک تمام اسکی صلب سے ہین

ذکر یافث کے فرزندون کا - یافث اپنے باپ کے حکم کے موافق ہو کے مشرق اور شمال مین متوجہ ہوا اور اس ملک مین اسکے فرزند پیدا ہوئے اوّل ارخشا ور اسکی اولاد ترک نام رکھتی تھی تمام ترک زمانے کے مغل اور اُزبک اور چغتائی اور ترکمان ایرانیہ اور رومیہ اسکی نسل سے ہین اور دوسرا بیٹا یافث کا چین نام رکھتا تھا کہ چین کا ملک ساتھ اُسکے موسوم ہی اور یافث کا تیسرا فرزند آردیس ہی کہ اُسکی اولاد نے سرحد مملکت شمال مین ظلمات تک فروکش ہو کر آباد کیا ہی اہل تاجیک اور غور اور سقلاب اسکی نسل سے ہین

تذکرہ حام کے فرزندون کا اور کیفیت آبادی مملکت ہند کی بر سبیل اختصار - حام اپنے پدر عالی مقام کے حکم سے ارض جنوب کی طرف متوجہ ہوا اور اُسکی آبادی اور معموری مین جہد بلیغ اور سعی موفورہ عمل مین لایا اور اسے بھی آفریدگار

مقابلہ کو آئے کیشوراج نے ازراہ دوراندیشی کے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور صلح کا پیغام درمیان مین لاکر معاودت فرمائی اور عریضہ مع پیشکش فراوان منوچہر کی خدمت مین ارسال کرکے کمک طلب کی منوچہر نے حسب استدعا سام نریمان کو فوج جرار سے روانہ کیا کیشوراج نے موضع جالندھر تک استقبال کیا اور لوازم ضیافت پیش پہنچائے اور سام نریمان کے ہمراہ دکن کی طرف روانہ ہوا دکن کے راؤ فوج ایرانی کی ہیبت سے پریشان ہوئے اور دکن کا ملک پھر ہند کے راجہ کے تصرف مین آیا اُسکے بعد کیشوراج سام نریمان کے شرایط خدمت بجالانے کے بعد پنجاب کی سرحد تک بطریق مشایعت ہمراہ گیا اور تحف و ہدایا منوچہر کے واسطے ارسال کرکے خود بلدہ اودھ مین آیا اور چتر عدالت کا سایہ سکنۂ ہند کے سر پر ڈالکر خلق کو مرفہ الحال اور فارغ البال فرمایا اور دوسو اور بیس برس کے بعد اسکی سلطنت آخر ہوئی اور بڑا بیٹا اُسکا فیروز رائے جانشین ہوا **ذکر فیروز رائے ولد کیشوراج کی حکومت کا**۔ چونکہ فیروز رائے علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے وقوف تمام اور بہرہ وافی رکھتا تھا علما اور فضلا کی صحبت اختیار کرکے سوا دہی اور لشکر کشی کے قلم برطرف کی اور مدار سلطنت اہل فضل اور ارباب کمال پر منحصر کرکے زر کثیر فقرا اور مستحقین کو پہونچایا تھا اور دو مرتبہ بلدۂ بہار مین جاکر خیرات بیشمار کی بلدہ منیر اُسیکے عہد مین احداث ہوا اور وہ امر ناشائستہ کہ اس سے واقع ہوا یہ تھا کہ جب سام نریمان کے فوت سے ایک ضعف منوچہر کی سلطنت مین ظاہر ہوا اور افراسیاب کو فرصت کا موقع دیکھتا تھا اُسپر فوج کھینچکر غالب ہوا فیروز رائے نے منوچہر اور سام نریمان کے حقوق طاق نسیان پر چھوڑ کر پنجاب پر فوج کشی کی اور وہ ملک زال بن سام نریمان کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ کرکے جالندھر کو اپنا دارالملک بنایا اور ایلچی افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیے اور آپ کو اُسکے خیر خواہان کے زمرہ مین شمار کیا کیقباد کے عہد تک پنجاب ہند کے راؤن کے تصرف مین تھا لیکن جب جہان کے پہلوان رستم دستان نے پہلوانی کی مسند کو اپنے وجود سے مزین کیا پنجاب کے استرداد کے واسطے ہند کی طرف متوجہ ہوا فیروز رائے تاب صدمۂ رستمی نہ لایا ہزیمت کی باگ ترہت کے پہاڑون کی طرف معطوف کی اور جب رستم سند اور ملتان اور پنجاب کو زیر نگین کرکے ترہت کی سمت روانہ ہوا فیروز رائے نہایت ہراسان ہوا بھاگ کر جھارکھنڈ اور گونڈوارہ کے پہاڑون پر دم لیا اور اپنے آفتاب سعادت کو زوال مین دیکھکر اُسی عرصہ مین اپنی نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اسکی حکومت کے ایام ایک سو اور چھتیس برس تھے **شرح تفویض کرنا رستم کا دارائے ہند سورج کو** منقول ہے کہ جب فیروز رائے کے فوت کی خبر رستم کو پہونچی بسبب بے حقوقی اور بیوفائی اُسکے کہ رائے مذکور سے وقوع ہوئی تھی جہان کے پہلوان نے یہ چاہا کہ اُسکے فرزند بھی مسند حکومت پر متمکن نہون پھر ہند کے ایک سوارون مین سے کہ سورج نام رکھتا تھا اور اس عرصہ مین وہ اُسکی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا ہندوستان کے تخت پر بٹھایا اور خود ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سورج استقلال تمام حاصل کرکے پادشاہ عظیم الشان ہوا اور دریاے بنگالہ کے ساحل سے دکن کی سرحد تک تمام حکام اور عمال اُسنے بٹھلائے اور عمارت اور زراعت کے بارہ مین تاکید اکید اور قدغن بلیغ پہونچائی اور اُسکے عہد مین ایک برہمن بلخ کی طرف سے اسکی ملازمت مین حاضر ہوا چونکہ برہمن مذکور علوم عربیہ اور عبرین مین واقف اور دانا تھا سورج کے مزاج مین تصرف تمام پہونچا کر بت پرستی کا معاملہ تعلیم کیا **بیان شیوہ بت پرستی کے رواج کا**۔ کہتے ہین کہ ہند نے جیساکہ اپنے پدر حام بن نوح علیہ السلام سے مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا خالق بیچون کی طاعت اور عبادت مین

مصروف رہتا تھا اور اسکے فرزند بطناً بعد بطنٍ اُسکی پیروی کرتے تھے یہان تک کہ مہاراج کے عہد مین ایک شخص ایران کی طرف سے آیا اور آفتاب کی پرستش کا رہنمون ہوا اور اس پرستش کے رواج ہونے سے بعضے ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہوئے لیکن جب بت پرستی کی رسم ظاہر آئی سب سے زیادہ تر شائع ہوئی اسواسطے اس برہمن نے سورج سے یہ فہمایش کی کہ جو شخص اپنے بزرگ کی شبیہ چاندی اور سونے اور پتھر سے تیار کرکے پرستش کرے راہ صواب مین قدم رکھے اسوجہ سے خُرد و بزرگ نے ہوس سے اپنے بزرگون کی شبیہ جو گذر گئے تھے تیار کرکے اُسکی پرستش مین قیام کیا اور سورج نے بلدۂ قنوج احداث کیا اور آب گنگ کے ساحل پر بت پرستی مین مشغول ہوا اور خلائق بھی اپنے دل سے ہر ایک طرز خاص کرکے بت پرستی کرنے لگی جیسے کہ فرقے گروہ ہر ایک ساتھ ایک طریق کے بت پرستی کرتے تھے جب سورج بلدۂ قنوج کو پایۂ تخت قرار دیکر اکثر اوقات وہان سکونت اختیار کرتا تھا اور اسکے عہد مین قنوج کی آبادی پچیس کوس تک پہونچی تھی اور سورج دو سو اور پچاس برس تک حکومت کرکے قضاے الٰہی سے مرگیا اور وہ کیقباد کا معاصر تھا وہ ہرسال باج یعنی خراج بھیجتا تھا اور رستم دستان کے بھی حقوق کی رعایت کرکے اپنی خواہرزادی اُسکے حبالۂ نکاح مین لایا تھا اور ہمیشہ تحفے اور ہدیئے ارسال کرتا تھا اور سورج پینتیس فرزند چھوڑکر فوت ہوا تھا اُسکا بڑا بیٹا بہراج اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ **تذکرہ بہراج ولد سورج کے راج کا**۔ جب وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا بلدۂ بہراج کو اپنے نام پر آباد کیا اور علم موسیقی مین برسون مشغول رہا اور بلدۂ بنارس کی آبادی مین کہ اُسکے باپ نے انتہاے عمر مین اُسکی بنا شروع کی تھی اور وہ ناتمام پڑی تھی جہد بلیغ اور کوشش موفور بہم پہونچائی اور اپنے بھائیون کو عزیز اور مکرم جانکر جاگیرین اُنکی شان کے لائق دیکر راضی اور خوش کیا اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ بہراج نے اپنے بھائیون کو جو سورج کی صلب سے تھے راجپوت نام رکھا اور باقی فرقون کے بھی نام رکھے لیکن مہاراج کے ضوابط یعنی آئین ہاے قدیم کو کہ متضمن صلاح دولت تھے مختل کیا اور مملکت کا معاملہ نظم و نسق سے گرا اور ہر سمت ایک فتور اور سودا بر پا ہوا از انجملہ کیدار نام ایک برہمن نے کوہستان کے راستون سے آکر اُسپر خروج کیا اور جنگ عظیم اور حرب ضرب کے بعد غالب ہوا ہند کے سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا مدت بہراج کے حکومت کی چھتیس برس تھی۔ **ذکر کیدار برہمن کی حکومت کا** کہتے ہین جب اُسنے عروس مملکت ہند کو اپنے آغوش مین لیا اور چونکہ جہانداری کے علم سے خوب ماہر تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور کیکاؤس اور کیخسرو کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش سے نہ اُتارا اور تحف و تحائف اُسکے حضور بھیجتا رہا اور کالنجر کا قلعہ اُسنے بناکر کے انجام کو پہونچایا اور اُسکے اخیر عہد مین شنکل نام ایک زبردست نے کوچ نواح سے خروج کیا اول ملک بنگ اور بہار پر متصرف و قابض ہوا اور جمعیت کثیر اور انبوہ غفیر بہم پہونچاکر کیدار سے مکرر سخت لڑائیان کرکے غالب اور فائق ہوا اس سبب سے کیدار کی مدت حکومت اُنیس برس تھی۔ **ذکر شنکل کی حکومت کا** اُسکے بعد شنکل تخت حکومت پر بیٹھا اور اُسنے شوکت و حشمت کے لوازم مین نہایت کوشش کی اور شہر لکھنوتی کہ معروف و مشہور ساتھ گور کے ہے اُسنے احداث کیا اور وہ شہر دو ہزار برس تک بنگ کا دار الملک تھا لیکن امیر تیمور کی اولاد صاحبقران کے عہد مین ویران ہوا اور اُسکے بدلے بلدہ ڈانڈہ نشیمن گاہ حکام ہوا اور شنکل چار ہزار فیل کوہ تمثیل اور لاکھ سوار جرار اور چار لاکھ پیادہ جنگی بہم پہونچاکے اور طریق نخوت اور غرور کا کہ بدترین افعال ہے اُسکے سر بے مغز مین جاگزین ہوا

اور اسی عرصہ میں جب افراسیاب نے ایلچی باج اور خراج کے طلب میں بھیجا اُسنے اہانت اور زجر سے اُسے دربار سے نکالدیا افراسیاب اس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا اور پیران ویسہ کو کہ اسکا سپہ سالار تھا پچاس ہزار ترک خونخوار سے ہندوستان کی طرف رخصت کیا اور شنکل نے بھی علم جسارت بلند کر کے ایک حشر عظیم برپا کیا اور باطمینان کمال اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور کوچ کے پہاڑون میں جو بنگالہ کی سرحد کے نزدیک واقع ہین جا کر سخت معرکہ ہوا اور دو شبانہ روز تک تنور جنگ گرم اور لڑائی قائم رہی ترکون نے داد جوانمردی اور شجاعت دیکر پچاس ہزار مرد مقابل شنکل کی طرف سے تیغ قہر سے ہلاک کیے لیکن دشمن کی کثرت اور انبوہ سے کچھ پیش رفت نہ گیا اور انکی طرف کے بھی تیرہ ہزار مرد اہل نبرد کام آئے عاقبت الامر آثار ضعف ترکون کے چہرۂ حال سے ظاہر اور ہویدا ہوا ناچار تیسرے دن جنگ سے پہلو تہی کی اسواسطے کہ ولایت انکی دور تھی اور غنیم غلبہ کمال رکھتا تھا پاے ثبات جگہ سے ہلگیا اور بھاگ کر اس نواح کے پہاڑون میں دم لیا اور ایک جگہ مستحکم اور سنگین بہم پہونچائی اور پیران ویسہ نے جوانان جنگجو کے اتفاق سے عریضہ مفصل حقیقت حال تحریر کر کے افراسیاب کی خدمت میں روانہ کیا اور خود شب و روز ہنود کی حرب و ضرب میں مشغول رہا لیکن ہنود اطراف و جوانب سے ہجوم کر کے دلیرانہ حملہ آور ہوتے تھے ترک تیر سندان گداز سے انھین زخمی کرتے تھے اور حیران تھے کہ اس امر کا انجام کہان تک پہونچیگا - **تذکرہ افراسیاب کے ہند میں آنے کا اور رہا کرنا پیران ویسہ کو دشمنون کے نرغہ سے** منقول ہے کہ افراسیاب اُن روزون میں کہ پیران ویسہ ہنود کے نرغہ میں مبتلا تھا شہر گنگ دز میں کہ خطا اور ختن کے مابین میں واقع ہوا اور شہر خان بالغ سے ایک مہینے کی راہ اُسطرف ہی واقع تھا جب اُسنے پیران ویسہ کے حال سے اطلاع پائی بسبیل استعجال ایک لاکھ سوار جرار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر اُسکی کمک کو روانہ ہوا اور چند روز میں قطع مسافت بعید کر کے اُس نواح میں پہونچا کہ شنکل نے اُسطرف کے راؤن کو فراہم کر کے حشر برپا کیا تھا اور سب طرف سے پیران ویسہ پر نقطۂ پرکار کی طرح محاصرہ کر کے بتنگ کیا تھا آتے ہی بلا توقف برق کی طرح سے حملہ آور ہوا ہنود کے دل پر اُسکا خوف و ہراس اسقدر چھایا اور انکی جمعیت کہ عقد ثریا کی طرح متفق تھی بنات النعش کے مانند پریشان ہوئی اور بدحواسی میں تمام سب و سامان اور مال و متاع چھوڑ کر راہ فرار نمائی اور پیران ویسہ ضیق محاصرہ سے نجات پاکر افراسیاب کے شرف خدمت سے مشرف ہوا اور افراسیاب شنکل کے تعاقب میں روانہ ہوا جو شخص اسکے رو پر آتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسکا کام تمام کرتا تھا اور شنکل اسکے پنجۂ قہر سے نجات پاکر بنگ کی ولایت میں پہونچا اور شہر لکھنؤ میں داخل ہوا اور ترکون کے تعاقب سے ایک روز سے زیادہ ٹھہرنے کی مجال توقف نہ پائی وہان سے بھی ترہت کے پہاڑون پر بھاگا اور ترکون نے لوٹ کی جھاڑو سے بنگ کی سلطنت جھاڑ کر بالکل بھنگ لی یعنی آبادی کا اثر مطلق نہ چھوڑا اور اُسکے بعد افراسیاب نے شنکل کا سراغ بہم پہونچا کر اُسطرف جانے کا ارادہ کیا شنکل مضطرب اور پریشان ہوا آخر کو مردمان عقیل اور فہیم کو افراسیاب کی خدمت میں روانہ کر کے پیغام دیا کہ اگر آپ میری خطا و تقصیر معاف فرمائیے پابوسی کے واسطے حاضر ہون افراسیاب نے اسکی عرض قبول فرمائی اور شنکل سے تیغ اور کفن پہنکر اُسکی خدمت میں دوڑ کر التماس کی کہ مجھے اپنے ہمراہ رکاب توران کی ولایت میں لیچلیے افراسیاب کو اُسکی حسن عقیدت پسند آئی اور مسند راج پر اُسکے فرزند کو بٹھایا اور شنکل کو اُسکی درخواست کے موافق اپنے ہمراہ لیگیا اور وہ بھی ذوق شوق سے اُسکی خدمت میں حاضر رہتا تھا یہانتک ہاوران کی جنگ میں رستم کے ہاتھ سے قتل ہوا

شنگل کے حکومت کی تعداد چونسٹھ برس تھی **بیان مہراج دینا افراسیاب کا برہت ابن شنگل** کو برہت راجہ عابد اور سیر چشم اور نیک اندیش اور خوش خلق تھا حاصل اپنے ممالک محروسہ کا جو گڑھی سے مالوہ کی سرحد تک تھا اسمین سے تیسرا حصہ خیرات کرتا تھا اور دوسرا حصہ اپنے باپ شنگل کے مصارف لابدی اور افراسیاب کے پیشکش کے واسطے بھیجتا تھا اور ایک حصہ سپاہ اور دواب مین صرف کرتا تھا اسواسطے اسکا لشکر کم ہوا اور مالوہ کا راجہ کہ اسکا مطیع اور مالگذار تھا اس کی اطاعت سے سرتاب ہوا اور گوالیار کا قلعہ اسکے گماشتون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور راجہ برہت نے بھی قلعہ رہتاس بنا کیا اور بتخانہ عظیم تیار کرکے وہان طاعت مین مشغول رہتا تھا اس سے پھرا اور برہت بھی اکاسی برس حکومت کیکے فوت ہوا چونکہ اولاد ہی سے فرزند رشید نہ رکھتا تھا اسواسطے قنوج کے نواح مین کہ دار الراج تھا ہرج ومرج عظیم ہوا اور ایک شخص مہراج نام قوم کچھواہہ نے زمین مارواڑ سے خروج کیا اور بلدۂ قنوج پر متصرف ہوکر بادشاہ ہوا۔ **تذکرہ مہراج کچھواہہ کے راج کا۔** مہراج کچھواہہ نے جب مدت کے بعد تمکنت اور قوت تمام بہم پہونچائی ولایت نہروالہ پر فوج کشی کی اور اس ملک کو وہان کے زمینداروں کے ہاتھ سے کہ اکثر انمین اہیر یعنی گائے چرانے والے تھے بزور شمشیر چھین لیا اور دریاے شور کے کنارے عوام کے آمد وشد کے واسطے بنادر بنا احداث کیے اور کشتیان تیار کروائین اور انھین دریامین ڈالکر واپس آیا اور چالیس برس سلطنت کرکے رخت ہستی (یعنی مرگیا) باندھا اور یہ راجہ گشتاسپ کا معاصر تھا اور ہرسال پیشکش بھیجتا تھا۔

بیان کیدر راج کی حکومت کا۔ کیدر راج خواہرزادہ یعنی بھانجا مہراج کا حسب الوصیت جانشین ہوا چونکہ اس عرصہ مین رستم دستان قتل ہوا تھا اور چند مدت پنجاب مین حاکم صاحب قدرت نہ تھا اسطرف لشکر کشی ہوکر بسہولت آسانی تمام اسپر متصرف ہوا اور چندے بشہر بہیرہ کہ وہ شہرہاے قدیم سے ہے اقامت کی اور قلعہ جمو تیار کیا اور اپنے عزیزون مین سے ایک کو کہ وہ قوم کھکران سے تھا اور اسکا نام درک تھا وہان کا حاکم کیا اور اسوقت سے آج تک وہ قلعہ اس قوم کے قبضہ مین ہے اور ایک مدت کے بعد قوم کھکران اور چوبیہ کہ پنجاب کے معتبر زمیندارون سے تھی مردمان صحرانشین اور پہاڑیون سے کہ کابل اور قندھار کے مابین رہتے تھے جمعیت کرکے کیدر راج پر فوج کشی ہوئے اور اسنے عاجز ہوکر وہ ملک انھین کے قبضہ مین واگذاشت کیا اور اسوقت سے یہ قوم پراگندہ ہوئی اور ہر ایک پہاڑ پر جو سردار تھا اسے زیر کرکے اس مقام پر آپ متصرف ہوئے ظاہرا یہ وہی قوم افغان ہے کہ اب جو موجود ہین اور کیدر راج کے راج کی مدت تینتالیس برس تھی۔ **تذکرہ جیچند کے راج کا۔** جیچند کیدر راج کا سپہ سالار تھا قدرت پاکر تخت ریاست پر قدم رکھا اور اسکے عہد مین قحط عظیم پڑا چونکہ وہ خاندان سلطنت سے نہ تھا بندگان خدا کی کہ ودائع بدائع خالق ہین پروا نہ کرکے بلدۂ بیانہ مین عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور خلق کثیر سپاہ اور رعیت سے ہلاک اور تلف ہوئی اور اکثر قصبہ اور قریہ ویران ہوئے اور اسکی بے پروائی کی جہت سے ہندوستان سالہا سال حالت اصلی پر نہ آیا اور بے رونق رہا اور جیچند بعد ساٹھ برس حکومت کے ملک عدم کی طرف راہی ہوا اور وہ بہمن اور داراب کا ہمعصر تھا اور ہرسال پیشکش ارسال کرتا تھا اور ایک فرزند خردسال اس سے باقی رہا اسکی ماں اسے تخت پر بٹھاکر خود متکفل اور متصدی امر سلطنت ہوئی لیکن جیچند کے بھائی نے کہ اسکا نام دہلو تھا سردارون سے اتفاق کرکے جیچند کے فرزند کو درمیان سے اٹھاکر گلو بند سلطنت کا اپنے گلے مین ڈالا۔ **تذکرہ راجہ دہلو کے خروج کا۔** واضح ہو راجہ دہلو

نہایت شجاع اور دلیر اور خلق پر شفیق اور مہربان تھا [illegible] ہمت اسکی اس امر مین مصروف تھی کہ بندگان خدا مرفہ اور آسودہ رہین اور بلدۂ دہلی اسی [illegible] نے آباد کیا تھا اور جب چالیس برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے فور نامے کہ کمایون کے راجاؤن سے خویشی کی نسبت رکھتا تھا اور کمایون مین رہتا تھا خروج کرکے اول کمایون کی ولایت پر مسلط اور متصرف ہوا اسکے بعد قنوج کے قلعہ پر آیا اور اس [illegible] اور راجہ دہلو سے حرب عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی اور دہلو اسکے پنجہ ظلم مین اسیر ہوا فور نے برفور اسے رہتاس کے قلعہ مین بھیجکر قید کیا۔ **تذکرہ راجہ فور کے راج کا۔** راجہ فور اسکے بعد لشکر بنگ کی طرف روانہ کرکے دریاے [illegible] تک متصرف ہوا اور راجۂ عظیم الشان ہوا اور مورخون کا یہ بھی اتفاق ہے کہ فور کے مقابل کردی [illegible] جنگ ہوا اور [illegible] برخلاف راجاؤن کے گذرا پیشکش بھیجنا شاہان ایران کے واسطے [illegible] موقوف اور برطرف کیا اسکندر نے لشکر ہند پر کھینچی فور نے ہرگز فروتنی [illegible] کی اور سپاہ مور و ملخ سے افزون اپنے ہمراہ لیکر استقبال کرکے اسکے مقابل ہوا اور حدود سرہند مین [illegible] عظیم کی اور تہ تیغ ہوا اور تہتر برس اسنے حکومت کی اور پر طبایع آفتاب شعاع مستجزا [illegible] کے پوشیدہ نرہے [illegible] ممکن مین بھی راجہ [illegible] الشان اور عالی زبان مثل کلیند کہ بلدۂ کلر [illegible] اور [illegible] قصبہ مرج اسکے نام پر موسوم ہے اور بجے چند کہ بلدہ [illegible] آباد کرکے دارالراج دکن کیا اور [illegible] شمار اسکے [illegible] کا سبب تطویل ہے بہت سے [illegible] وقت کہ اسکندر رومی ہند مین آیا [illegible] تھا اور [illegible] اسی کا ساختہ اور [illegible] قوم راج [illegible] اب ہے اور [illegible] اور جوانمردی مین [illegible] مشہور معروف ہین اسکی نسل [illegible] اور دکن مین حسب نوبت تخت حکومت [illegible] پر متمکن ہوئے ہین سکندر کی آمد اور فور کے مقتول ہونے کی خبر سنکر متوہم اور پریشان ہوا اور [illegible] مال اور [illegible] مال جو کچھ رکھتا تھا اپنی [illegible] کی معیت سے سکندر کے حضور ارسال کیا یہانتک کہ دل [illegible] عقیدت سے راضی ہوا [illegible] کے تسخیر کا خیال برطرف کرکے ایران کی طرف روانہ ہوا اور فور کے قتل ہونے اور سکندر کی [illegible] کے [illegible] چند نامے ہندوستان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا اور تھوڑے عرصہ مین تمام ہندوستان کو [illegible] شال [illegible] صاف کیا اور جو فور کا قتل ہونا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا تھا سکندر کے خوف سے پیشکش ہرسال گودرز کے [illegible] سے بیشتر بھیجتا تھا اور [illegible] گودرز ایران کی سلطنت پر مسلط تھا جب کہ ستر برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے جونہ نامے اسپر خروج کرکے غالب ہوا۔ **تذکرہ جونہ کے خروج کا۔** بعضے راویون کا یہ قول ہے کہ جونہ فور کا [illegible] تھا اور جب تخت حکومت پر بیٹھا افعال پسندیدہ اور خصائل برگزیدہ اظہار کرکے ملک کی آبادی مین مصروف ہوا اور گنگا اور جمنا کے کنارے قریات اور قصبات احداث فرمائے اور عدل و انصاف مین جہد بلیغ اور سعی موفورہ بجالایا اور [illegible] ساسانیان کا ہمعصر تھا اور جس سال کہ اردشیر بابکان ہند کی تسخیر کی عزیمت کرکے ہند کی سرحد پر آیا جونہ متطالب ہوا [illegible] کی خدمت مین حاضر ہوا اور زر و جواہر بیشمار اور بہت ہاتھی اردشیر کے نذر گذار [illegible] کرکے رخصت ہوا اور قنوج مین آکر مدت مدید استراحت کے بستر پر بینا رہا اور نوے برس کے بعد اسکا پیمانہ عمر آب حیات سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور دنیا میں [illegible] سے باقی رہے اور فرزند الصدق یعنی بڑا بیٹا اسکا جسکا [illegible] چند قائم مقام ہوا۔ **ذکر راجہ کلیان چند کا۔** وہ راجہ ظالم اور نہایت سفاک تھا کہ تھوڑے سے جرم پر بندگان خدا کی خونریزی کرتا تھا اور لوگون کو بیگناہ تہمت کرکے مال و منال لیتا تھا اور رعیت سے سخت طلبی اور زبردستی

کاموں سے زر لگان تحصیل کرتا تھا لہذا رعایا اسکے ظلم و جور سے حیران و پریشان ہوئی اور جسطرف جسکے سینگ سمائے بھاگ گئی اور ہندوستان خراب ہوا اور قنوج کا پایۂ تخت ایسا ویران اور برباد ہوا کہ راجہ کلیان چند کے پاس فوج اور رعایا قلیل رہی اور اسکے دربار کی رونق زائل ہوئی اور ہند کی سلطنت پر آشوب ہو اور اطراف کے راجہ قوی اور عظیم الشان ہوئے پس راقم نے واجب جانا کہ اُنکا بھی احوال لکھے اور مقید اسکا نہووے کہ احوال بادیان ہند اور قنوج کا لکھنا چاہیے اسواسطے راجہ بکرماجیت کا احوال کہ مالوہ کی سلطنت کے تھے لکھتا ہے۔ **ذکر راجہ بکرماجیت کی حکومت کا کہ دادگستری مین شہرۂ آفاق ہی** - راجہ مذکور قوم پوار سے تھا نیک نہاد ملکی ہنود کے حکایات اور روایات سے کہ لطائف افسانہ کے مذکور اور مشہور ہی دریافت کرنا چاہیے کسواسطے راجہ بکرماجیت نے آغاز شباب مین فقیرانہ لباس پہنکر فقرا کے ہمراہ اکثر ممالک کی سیر کی تھی اور سخت ریاضتین انکی صحبت مین کھینچین جب سال اسکے عمر کا پچاس کو پہونچے گردش آسمانی کے سبب سے بادیۂ سپاہگری پر قدم رکھا جو کہ حکمت ازلی ساتھ اسکے متعلق تھی کہ وہ دولت عظمیٰ اور اقبال کبرے مین فائز ہو و خلق اللہ جفا پیشہ راؤن کے پنجۂ ظلم و ستم سے نجات پاوین روز بروز اسکے کام نے درجہ بدرجہ ترقی اور فزونی پکڑی اور چند عرصہ مین ملک نہروالہ اور مالوہ اسکے حیطۂ تصرف مین آیا اور اسنے نیت حق طریت کی برکت سے عدل و داد کا فرش بچھایا اور چتر احسان کا سایہ ہر شہر و دیار کے سکنہ کے سر پر ڈالا اسکی رعدل ساتھ جمیلہ میش پہونچاۓ کہ مقناطیس جذب آہن یعنی لوہا کھینچنے کے خیال سے باز رہا اور کہربا نے دست تصرف کا دامن کاہ سے کوتاہ کیا اور ہنود کا اعتقاد و یہ ہی کہ اسکی اہل دنیا کے حال کے سوا یہ حالت تھی کہ جو کچھ اسکے پیشیدہ ضمیر میں گذرتا تھا نیک و نقصان یعنی ہو بہو دہی ظہور مین آتا تھا اور جو کچھ شب کو خیر و شر اور نفع و ضرر اسکے ممالک محروسہ مین سرزد اور واقع ہوتا تھا صبح کو بے خلل و فتور روز روشن کی طرح اُسپر روشن اور مبرہن ہوتا تھا اور باوصف سلطنت اور شوکت کے خلق خدا سے برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اپنے مکان مین مٹی کے کوزہ اور بوریہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور شہر اُجین اور قلعہ دھار اسی کے عہد بدولت مہد مین آباد اور بنا ہوا اور بکرماجیت نے اسمین سکونت اختیار کی تھی اور اُجین مین مہا کال بتخانہ تیار کرکے براہمہ اور جوگیون کا وظیفہ مقرر کیا اور بتخانہ مین رہنے اور عبادت کرنے کا اشارہ فرمایا اور وہ اکثر اپنی اوقات خلق کی پرسش اور خالق کی پرستش مین بسر کرتا تھا اور اہل ہند اُسپر اعتقاد بہت رکھتے ہین اور افسانہائے غریب اور قصص عجیب اُسکے واسطے باختہ اور پرداختہ کیے ہین اور تاریخ سال و ماہ اسکے فوت سے دفترون مین ثبت کرتے ہین اور حالت تحریر اس سطور تک کہ اصل کتاب کی تالیف سے مراد ہے کہ سنہ ۱۰۱۵ ہجری اور پندرہ برس خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجرت سے ہین ہنود کے حساب سے سمبت ۱۶۶۳ سولہ سو ترسٹھ بکرماجیت کے فوت سے آخر ہوئے اور راجہ بکرماجیت آردشیر کا معاصر ہوا ہے اور بعضون کا یہ بھی قول ہی کہ شاپور کا ہمعہد تھا اور اسکے آخر عہد مین سالباہن زمیندار دکن نے اُسپر خروج کیا اور دریاے نربدہ کے کنارے پر افواج طرفین نے آتش کارزار افروختہ کی عاقبت الامر سالباہن غالب اور بکرماجیت قتل ہوا اور اسکے ایام دولت کے بارہ مین بہت سی روایتین ہین اور چونکہ انمین سے کوئی اس قسم کی نہ تھی کہ عقل خردہ بین اُسے قبول کرے لہذا سکوت کیا اور بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک مالوہ کا ملک حاکم عادل اور صاحب جود نہ ہونے کے سبب سے خراب رہا آخر کو راجہ بھوج نامے حکومت کی باگ اپنے دست قدرت مین لایا۔ **تذکرۂ راجہ بھوج کی حکومت کا** - وہ بھی قوم پوار سے تھا اور عدالت اور سخاوت مین بکرماجیت کی پیروی کرتا تھا اور راتون کو تغیر وضع کرکے شہر کے گرد پھرتا تھا اور فقرا اور مساکین کے حال کی خبر لیتا تھا

اور ہمیشہ ہمت والا نہمت آبادی اور آسودگی حال رعایا اور برایا مین مصروف رکھتا تھا اسی کے عہد مین شہر گورکون اور بساکر اور قصبہ ہندیہ آباد ہوا اور عورتون کے جمع کرنے مین حریص تھا اور سال مین دو مرتبہ جشن عالی ترتیب دیتا تھا اور ہندوستان کے اطراف سے سازندے اور نوازندے کثرت کے ساتھ اسکے دربار مین آتے تھے اور چالیس روز تک عیش و عشرت کی محفل جشن ترتیب پاتی تھی اور گانے اور بجانے اور عیش ونشاط کے سوا دوسرا کام نتھا اور اُن دنون مین تمام ارباب نشاط کے واسطے طعام وشراب و پان سرکار سے مقرر تھے اور رخصت کے وقت ہر ایک ایک خلعت اور دس مثقال طلا پاتا تھا اور اسنے پچاس برس سلطنت کرکے رخت ہستی باندھا اور اسی عرصہ مین باسدیو لے تخت قنوج پر متمکن ہوا اور ملک بہار کہ بنگالہ کی طرح قنوج کے راجاؤن کے تصرف سے نکل گیا تھا مستخلص فرمایا فی الجملہ شوکت اور مکنت تمام رکھتا تھا اور بہرام گور اسی کے عہد مین تاجری کا لباس زیب تن کرکے مملکت ہند کی تحقیق اور ہنود کے اوضاع اور اطوار دریافت کرنے کے واسطے دار الراج قنوج مین آیا تھا کہتے ہین اسی ایام مین ایک فیل وحشی اور مہیب نے نواح قنوج مین بے اعتدالی بہم پہونچائی تھی اور ایسا کوئی دن نتھا کہ وہ موذی اپنے ہاتھ سے ایک جماعت مسافرین اور مترددین کو پامال ہلاکت نہ کرتا اور باسدیو کررا سکے دفع کا قصد کرکے سوار ہوا اور ناکام ہوکر پھر آیا تھا اتفاقات سے اسی دن کہ بہرام گور بلدہ قنوج میں داخل ہوا وہ فیل مست بلاے ناگہانی کی طرح شہر کے کنارے آیا اور شور وغوغا آدمیون مین برپا ہوا راجہ نے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کرو بہرام تن تنہا اسکے دفع کے واسطے آیا اور ایک چوبۂ تیر سے اسے ہلاک کیا اور شہر کی خلقت کے وضیع و شریف تماشائی شہر سے برآمد ہوئے تھے اسکے ہاتھون کو چومکر قدمبوسی کی اور نعرۂ تحسین اور غلغلۂ آفرین کا جوف گردون مین ڈالا اور باسدیو نے یہ خبر سنکر بہرام گور کو اپنے روبرو طلب کیا جب بہرام راجہ کے پاس گیا ایک اسکے مصاحبون سے کہ سال گذشتہ مین پیشکش بہرام کے واسطے ولایت مین لے گیا تھا پہچانا اور حقیقت اسکی راجہ کے گوش زد کی راجہ نے تخت سے اُترکر بہرام کی ملازمت کی اور اپنی لڑکی اُسے دی اور باعزاز تمام بدا کیا اور اپنے حین حیات مین بھی تحف نفیسہ ہر سال بھیجتا رہا اور ستر برس حکومت کرکے درگذرا قلعہ اور شہر کالپی اسکی تعمیرات سے ہے اور دو فرزند اس سے باقی رہے اور بھائیون مین دس برس کے عرصہ تک بر سر تخت بحث اور نزاع رہی اور شب و روز جنگ وجدل مین گذرتے تھے آخر الامر رام دیو نامے کہ باسدیو کا سپہ سالار تھا افسران فوج کے اتفاق سے قنوج کے پاے تخت پر متصرف ہوکر عظیم الشان راجہ ہوا - ذکر رام دیو راٹھور کے راج کا - واضح ہو کہ رام دیو قوم راٹھور سے تھا نہایت دلیر اور شجاع اور مدبر اول اُسنے سرحد داران سرکش کو کہ جنکی طبیعت مین خود رائی جاگزین ہوئی تھی باہستگی تمام رفع کیا اور گھر کے فساد سے مطمئن ہوکر اسوقت سپاہ جرار ہمراہ رکاب لیکر مارواڑ کی طرف متوجہ ہوا اور اس ولایت کو فرقہ کچھواہہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے قوم کو کہ راٹھور کی جماعت سے مراد ہے ساکن اور آباد کیا اور اسی تاریخ سے اس قوم نے اس ولایت مین قیام کیا اور قوم کچھواہہ کو اس ولایت سے نکالکر قلعہ رہتاس کی حدود مین آباد کیا اور اس قوم کے سردارون کی بیٹیون کو اپنے حرم مین جگہ دی اور اسکے بعد سرحد لکھنوتی پر جاکر متصرف ہوا اور وہ شہر اپنے بھتیجے کو عطا کرکے غنیمت وافر اپنے قبضہ مین لایا اور تین برس کے بعد قنوج مین مراجعت فرمائی اور بعد دو برس توقف کرکے لشکر ظفر پیکر مالوہ کی طرف روانہ کیا اور اس ملک کو بھی اپنے قبضہ مین لاکر متصرف ہوا اور بہت سے قصبہ اور قریہ آباد فرمائے اور قلعۂ نرور کی بھی مرمت کی اور ایک شخص کو کہ وہ قوم راٹھور سے تھا وہان کا حاکم کیا پھر بیجانگر کے راجہ سے بیٹی چاہی اور شیوراے کہ بسبب نوبت دکن کے مملکت کی حکومت کی

تمام اپنے ہاتھ مین رکھتا تھا رام دیو کی شوکت سے ہراسان ہوا اور فوتا اپنی بیٹی مع جہیز لائق ارسال رکھی رام دیو دو برس کونڈوانہ مین بسر لیگیا اور اکثر عمدہ زمیندارون کو قتل کرکے قنوج کی طرف مراجعت کی اور سات برس عیش و عشرت مین مشغول رہا اسکے بعد سوالک کے پہاڑون پر جاکے اس نواح کے تمام راؤن کو خراج گذار بنایا اور کمایون کا راجہ کہ اُن پہاڑون پر عمدہ تھا اور اُس سے پیشتر دو ہزار برس کے قریب اُسکے آبا اور اجداد اس ملک کے حاکم تھے رام دیو سے سبقت کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور صبح سے شام تک معرکۂ قتال و جدال گرم رہا اور بہت سے دلاور اور مبارزطرفین کے آتش کارزار مین جلکر اپنا نام دفتر عالم مین ثبت کر گئے اور دھوان اُنکے خاندان سے برآیا آخرالامر نسیم فتح و ظفر کی پرچم اقبال رام دیو پر چلنے لگی اور کمایون کے راجہ کا پاے ثبات میدان وغا سے ہل گیا اور سلب و سامان اور ہاتھی اور گھوڑے چھوڑکر کوہستان مین جاکر پناہ لی اور رام دیو نے دختر اور پیشکش لیکر ملک اُسی کے سپرد کرکے عنان توجہ نگرکوٹ کے پہاڑون کی سمت معطوف فرمائی اور اس ولایت کو بھی غارت کی جھاڑو سے جھاڑتا ہوا جاتا تھا یہان تک کہ موضع ہنکوٹ مین پہونچا کہتے ہین کہ درگا کے بتخانہ کی حرمت کے سبب سے کہ نگرکوٹ کے قلعہ کی حوالی مین واقع تھا عنان عزیمت پھیری اور آگے نہ بڑھا اور آدمی بھیجکر وہان کے راجہ کو طلب کیا راجہ ملازمت کرنے مین متفکر ہوا آخر براہمہ درمیان مین آئے اور یون تجویز ہوئی کہ رام دیو بتخانہ کی زیارت کے واسطے آوے اور یہان کا راجہ اُس مقام مین ملازمت کرے غرض اس تقریب سے دونون مین ملاقات ہوئی اور رام دیو نے زر خطیر بتخانہ کے خادمون کو دیا اور راجہ نگرکوٹ کی دختر اپنے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر جموکے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور جمو کے راجہ نے اپنے لشکر کثیر کی حمایت اور استواری قلعہ اور صعوبت راہ اور انبوہی جنگل اور افزونی غلہ پر نظر کرکے مطلق فروتنی نہ کی اور جنگ پر آمادہ ہوا اور پھر اپنے تئین مرد میدان ستیز اور رام دیو کا ہمسر نہ دیکھا عنان عزیمت بہزیمت پھیری اور رام دیو نے ایک جماعت اُسکے تعاقب مین روانہ کی اور قلعہ کو خود راجہ رام دیو نے محاصرہ کیا اور اس قلعہ کو چند عرصہ مین مفتوح کیا اور خلق کثیر اسیر اور دستگیر ہوئی اور مال وافر اور نقد متکاثر اُسکے ہاتھ آیا اسکے بعد جمو کا راجہ بعجز تمام حاضر ہوا رام دیو نے اُسکی بیٹی اپنے دوسرے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر وہان سے کوچ کیا اور نہر بہت کے کنارے سے کہ کشمیر جنت نظیر کے پہاڑ سے پنجاب کی زمین پر گرتی ہے اور حدود بنگالہ اور دریاے شور تک کہ کوہستان سوالک مین واقع ہین منتہی ہوتی ہے اور شاید کہ پانچ مہینے کا راستہ ہو سیر فرمائی اور پانسو راے اور راجہ کہ اُس کوہستان مین استقامت رکھتے تھے اُنھین بسیاست پیش آن کر زیر و زبر اور پامال کیا اور وہان سے زر و جواہر اور ساز و سلب اور مال و منال و اموال بیشمار لیکر قنوج کی طرف مراجعت فرمائی اور اسکے بعد اپنے پایۂ تخت مین ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور تمام فوج کی تنخواہ اضافہ فرمائی اور مردمان شجاع کو انعامات سے سرفراز کرکے ثلث غنیمت خلق پر قسمت فرمائی پھر مسند فراغت اور استراحت پر متمکن ہوکر کسی طرف سوار نہوا اور چون برس سلطنت کرکے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اہل ہند متفق ہین کہ رام دیو کے مانند ہندوستان مین کوئی راجہ عظیم الشان نہین ہوا اور وہ فیروز شاہ ساسانی ولد کیقباد کا ہمعصر تھا ہر سال باج و خراج بھیجتا تھا اور کوئی دقیقہ اطاعت و فرمانبرداری کا فروگذاشت نہین کیا تذکرہ پرتاب چند سنسو دیہ کا واضح ہو کہ راجہ رام دیو کے فوت کے بعد اُسکی اولاد مین نزاع واقع ہوئی اور آپسمین نوبت ہتھیار کی آئی اور اس سبب سے قنوج کے پایۂ تخت مین بہت سی خرابیان اور فتور واقع ہوئے رام دیو کا خزانہ کہ محاسب وہم جسکے حصر اور شمار سے عاجز تھا

منتقل ہوا اور ایک شخص سپہ سالاران رام دیو سے کہ پرتاب چند نام رکھتا تھا اُسنے نمک حرامی پر کمر باندھی اور بھائیون سے
مناقشہ اور محاربہ کو غنیمت جان کر سپاہ کثیر اور لشکر خطیر اپنے پاس فراہم کیا اسکے بعد قنوج کی طرف فوج لیکر بسہولت تمامی
تمام قابض اور متصرف ہوا اور پرتاب چند نے اول رام دیو کے چراغون کو کہ وارث ملک تھے صرصر ظلم سے گل کر کے
شبستان سلطنت کو تیرہ و تاریک کیا اور انکا اثر مطلق نہ چھوڑا پھر اُن زمیندارون کو کہ قنوج کے اطراف و جوانب
تغلب سے مسلط ہوئے تھے مطیع ہوا اور رفتہ رفتہ اُنکے درخت ہستی کو بھی تیر سیاست سے یک لخت بیخ و بن سے منقطع
کیا اور آپ راجہ عظیم الشان بن بیٹھا جب اُسنے اکثر کام اپنی مراد کے موافق ساختہ اور پرداختہ دیکھے عجب و تکبر کی
شراب نے اسقدر اُسے مبہوت او بیخود کیا کہ سلاطین ایران کو پیشکش بھیجنا یکقلم موقوف کیا اور نوشیروان کا ایلچی کہ مال
مقرری لینے کو آیا تھا محروم اور ناکام واپس گیا اور جب سپاہ ایرانی شاہ ایران کے حکم سے ملتان اور پنجاب کے
ملک سے مزاحم اور متعرض ہوئی سراسیمہ اور پریشان ہوا اور اپنے کیئے ہوئے سے شرمندہ ہوکر استغفار کی اور
زر و جواہر وافر سپاہ ایران کے پاس ارسال کیا تو اُنھون نے ہاتھ نہب و غارت سے کوتاہ کیا اور پرتاب چند اپنی قید حیات
مین ہر سالہ خراج بھیجتا تھا اور اُسکے فوت ہونے کے بعد اطراف کے راؤن نے سر اُٹھایا اور بزور شمشیر اکثر اطراف پر قابض اور
دخیل ہوئے اور تھوڑی مملکت پرتاب چند کے فرزندون کے تحت حکومت رہی اس سبب سے انکا لقب رانا ہوا اسلیئے کہ کم
ملک راجہ کو ہندی مین رانا کہتے ہین اور حالت تحریر اس سطور تک حکومت پرتاب چند کے سلسلہ مین ہے فقط کوہستان
کمیری اور اُسکا اطراف اپنے تحت و تصرف مین رکھتے ہین اور چیتور اور مندسور اور باقی بہت سے ممالک انکے امیر تیمور
صاحبقران کی اولاد کے قبضہ مین ہین **بیان راجہ انند دیو راجپوت کا** وہ راجہ بیس کے فرقہ سے تھا اور پرتاب چند کے
مرنے کے بعد مالوہ کی مملکت سے خروج کیا اور دن بدن اُسکے کام نے عروج پکڑا اور مالوہ اور نہروالہ اور مرہٹواڑہ دکن
اور [illegible] کی سرزمین پر متصرف ہوا اور رادگر اور ماہور کا قلعہ اسی کے عہد مین بنا ہوا اور قلعہ مندو بھی اسکی تعمیرات سے ہے
اور یہ خسرو پرویز کا معاصر تھا اور سولہ برس راج کر کے اُسنے شربت ناگوار موت کا چکھا اور انھین سنوات ہندی مین
مالدیو نام دواب کے درمیان سے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور دہلی پرتاب چند کے فرزندون سے برآوردہ کی اور دہلی پر قبضہ
کرنے کے بعد عنان عزیمت قنوج کی طرف معطوف کی اور اسے بھی اپنے تحت و تصرف مین لایا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شہر قنوج
اُسکے عہد مین نہایت آباد ہوا کہ ایک قسم دوکان تنبولی کی تیس ہزار ہو مین اور سازندون اور خوانندون کے ساٹھ
ہزار دکانین یکلخت آباد ہوئے اور باقی خصوصیات کو بھی اسی سے قیاس کرنا چاہیئے اور مالدیو بیالیس برس کے بعد
اس جہان فانی سے [illegible] راہی آنجہانی ہوا اور چونکہ لاولد تھا ہر ایک سرزمین مین ایک راے خود راے پہونچا اور علاوہ
طلوع ہونے آفتاب جہانتاب دین مبین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک مملکت ہند مین کوئی راجہ عظیم الشان مسند حکومت
پر متمکن ہوا جیسا کہ اس زمانے مین کہ سلطان محمود غزنوی غزا اور جہاد کا آہنگ کر کے ہندوستان مین آیا اور
قنوج مین کورنامی ایک راجہ فرمانروا تھا اور میرٹھ مین دھرم دت اور مہاون مین کلچند اور لاہور مین جے پال
اور کالنجر مین بجیرا اور اسی طرح سے اجمیر اور گجرات اور گوالیار مین جدا جدا ایک حاکم تھا اسواسطے
[illegible] احوال کا تذکرہ لکھنا نہ ہوا شروع واقعات سلاطین اسلام ادام اللہ آثارہم الی یوم القیامۃ کہ مراد اس
[illegible] تالیف سے ذکر خیر انھی کا ہے کرتا ہے۔ **تذکرہ ظہور نیر اسلام کا مملکت ہند مین** ناظرین تمکین کی طبائع

آفتاب سے شعاع مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ اول جس شخص نے کہ ارباب اسلام سے ہندوستان کی سرحد میں قدم رکھا اور وہان کے اہالی کے ساتھ غزا کی مہلب بن ابی صفرہ ہے اور تفصیل اس سخن مجمل کی وہ ہے کہ سنہ اٹھائیس سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت سے عبداللہ بن عامر بصرہ کا حاکم تھا اور امیر المومنین کے حکم سے فارس کی سمت کو جاکے اہالی نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نقض عہدی پر کمر باندھی تھی فوج تیغ موج لیجاکر مظفر اور منصور بصرہ کی طرف معاودت کی اور سنہ تیس میں امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ولید عقبہ کو شرب مدام کے سبب سے کوفہ کی حکومت سے معزول فرمایا اور سعید ابن العاص کو اسکا قائم مقام کیا اور سعید اسی سال طبرستان کی طرف روانہ ہوئے اور امیر المومنین حسن اور حسین علیہما السلام بھی اس یورش میں تشریف رکھتے تھے اور انکے قدوم فیض لزوم کی برکت سے ولایت جرجان کہ دار الملک استرآباد ہے مفتوح ہوئی اور جرجان کے آدمیون نے صلح کے عوض میں دو لاکھ دینار پیشکش کیے اور دولت اسلام سے مالا مال ہوکر اپنے مکانون میں آباد ہوئے اور سنہ [illegible] ہجری میں عبداللہ بن عامر امیر المومنین عثمانؓ کی طرف سے خراسان کی فتح کے واسطے مقرر ہوئے اور لشکر گران ساتھ کرمان کے راستہ سے خراسان کو عازم ہوا اور بعد احنف بن قیس نے سیستان اور قہستان اور نیشاپور کو مسخر کیا اور طوس کے مرزبان نے بھی اُنسے موافقت کا دم بھرا اور سرخس اور ہرات اور بادغیس اور غور اور غرجستان اور مرو اور طالقان اور بلخ بھی [illegible] تصرف میں آیا اور عبداللہ کو جب تائیدات الٰہی سے چند عرصہ میں فتوحات کلی حاصل ہوئی قیس بن ہاشم کو خراسان میں اور احنف بن قیس کو مرو اور طالقان اور نیشاپور میں خالد بن عبداللہ کو ہرات اور غور اور غرجستان کا والی کیا اور عبداللہ نے خود طواف کعبہ کا احرام باندھا اور حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور سنہ بتیس ہجری میں عبدالرحمن بن ربیعہ کہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے بلخ کے جہاد کو گئے تھے مع بہت سے مسلمانون کے شہد شہادت نوش کرکے جنت سدھارے اور مسلمانان بقیۃ السیف کا پاے ثبات جگہ سے ہل گیا اور جیلان اور جرجان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی سال قارن نامے کہ امراے عجم سے تھا جب اُسنے دیکھا کہ عبداللہ حرمین الشریفین زادہما شرفاً کی زیارت کو روانہ ہوا ہے اور خراسان کا میدان مسلمانان فارس سے خالی ہے چالیس ہزار مرد طبس اور ہرات اور بادغیس اور قہستان اور غور وغیرہ سے فراہم کرکے مسلمانون پر خروج کیا اور عبداللہ حازم کہ نیشاپور میں احنف کے ساتھ مقیم تھے چالیس ہزار مرد سے اُسکا دفع شر کیا اور اسی حسن خدمت اور مساعی جمیلہ کی برکت سے خراسان کی حکومت پر سرفراز ہوئے اور سنہ چوالیس ہجری میں معاویہ ابن ابی سفیان نے زیاد بن امیہ کو بصرہ اور خراسان اور سیستان کا حاکم کیا اور اُسی برس عبدالرحمن بن شمر نے زیاد کے حکم کے موافق کابل فتح کرکے وہان کے باشندون کو مطیع کیا اور اسی عرصہ میں مہلب بن ابی صفرہ کہ امراے عرب کے کبار سے تھا مرو کے اطراف سے کابل اور زابل اور ہندوستان میں آیا اور وہانکے کفار سے جہاد کرکے دس بارہ ہزار ہندی اسیر کیے اور اسی عرصہ میں بعض مردم رفتہ رفتہ خدا کی وحدانیت اور رسالت پناہ کی نبوت کا صدق دل سے اقرار کرکے مسلمان ہوئے اور سنہ ترپن ہجری میں طاعون زیاد بن امیہ کی انگلی میں ظاہر ہوا اور اس صدمہ سے وہ جانبر نہوا اُسکے فوت ہونے کے بعد معاویہ نے اُسکے فرزند عبداللہ کو کوفہ کی امارت پر مقرر کیا اور عبداللہ نے بھی چند مرتبہ ماوراء النہر کی طرف جاکر بعض شہر مفتوح کرکے مراجعت کی اور بصرہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور اپنی طرف سے اسلم بن زراعۃ الکلابی کو خراسان کی امارت پر روانہ کیا اور سنہ پچاس ہجری میں معاویہؓ نے خراسان کی حکومت سعد بن عثمانؓ ابن عفان کو دی اور سنہ باسٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ نے سلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کی

حکومت پر تعین کیا اور اُن لوگون مین سے کہ یزید نے سلم کے ہمراہ کیئے تھے مہلب بن ابی صفرہ تھا اور سلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اُسنے سُنا کہ کابل کے بادشاہ نے غدر کرکے عبد اللہ ابن زیاد کو کہ اُنکا حاکم تھا قید کیا ہی لہذا لشکر جمع کرکے اہل کابل کے محاربہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کے بعد ہزیمت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر سلم بن زیاد کو پہونچی طلحہ بن عبد اللہ بن خلیف خزاعی کو کہ طلحہ الطلحات مشہور ہے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جاکر ابو عبیدہ کو پانچ لاکھ درم دیکر کابلیون کی قید سے نجات بخشی اُسکے بعد سلم نے سیستان کی حکومت طلحہ کو ارزانی رکھی اور غور اور بادغیس کی فوج کابل کی طرف بھیجی اور وہان کے باشندون کو جبراً اور قہراً مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبد اللہ کو کہ بعض کہتے ہین نسل خالد بن ولید سے تھا اور بعض کہتے ہین ابو جہل کی نسل سے ہے کابل کی حکومت سے معزول ہوا عراق عرب کی طرف مراجعت شاق اور دشوار تر جانکر حاکم جدید کے خوف سے مع عیال و اطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے اعیان کابل کی ہدایت سے کوہ سلیمان پر کہ ملتان اور پیشاور کے مابین مین واقع ہی جاکر متوطن ہوا اور اپنی بیٹی ایک افغان معتبر کو کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا حبالۂ نکاح مین لایا اور اُس لڑکی سے بہت فرزند متولد ہوئے اُمین سے دو شخص ساتھ مزید شہرت کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سور اور گروہ افغانان لودی اور سور اسی جماعت سے ہین اور مطلع الانوار کہ ایک مردم (ہے نام) تتہ کی تصنیف ہی اور وہ کتاب برہانپور خاندیس مین مطالعہ ہوئی اُسمین یون تحریر تھا کہ افغان قبطیہ فرعون ہین جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کافر پر غالب ہوئے اکثر قبطیون سے تائب ہو کر دین موسیٰ مین آراستہ ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اُسکی خدائی مین صلب تھے نہایت جہل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلاوطن ہوئے اور ہندوستان مین آن کر کوہ سلیمان مین استقامت کی اور قبائل کی کثرت سے افغان موسوم ہوئے جسوقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک سے اُسکی متابعت اختیار کی از انجملہ افغانون کے گروہ نے بھی وقت معہود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب مکہ معظمہ مین پہونچے قہر الٰہی سے سزایاب ہو کر بحر عدم مین غرق ہوئے القصہ افغانان سلیمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مائدہ معاش مین مشغول ہوئے اور خداوند اسپ و گاؤ و گوسفند بسیار ہوئے اور ہمراہ اہل اسلام جو محمد قاسم کے ساتھ سندھ کے رستہ سے ملتان مین آنکر متوطن ہوئے تھے رابطہ آشنائی اور ضابطہ آمد و شد کا بہم پہونچایا اور سنہ ایک سو تینتالیس مین جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی کوہستان مین برآمد ہوئے مواضع معمورہ ہندوستان پر مثل کرماج اور پیشاور و [illegible] پر متصرف ہوئے اور لاہور کے راجہ کو کہ اجمیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانون کے دفع فساد کا آہنگ کر کے ایک اپنے امرا مین سے ہزار سوار سے اُنپر تعین کیا اور افغان بھی جنگ و جدال پر آمادہ ہو کر مقابل ہوگئے اور اکثر ہندوون کو تہ تیغ کیا اور اس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ سے افغانان سرکش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ خلج اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیور اسلام سے مزین تھے افغانون کی امداد اپنے ذمہ ہمت واجب اور مفروض سمجھکر چار ہزار مرد مقاتل مدد کو آئے اور اُن لوگون نے مستظہر ہو کر علم مقاومت کا بلند کیا اور پانچ مہینے کے عرصہ مین ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات مین غالب ہوئے اُس [illegible] کفار پر تاخت لا کر عاجز کیا سب جنگ سے دست کش ہو کر پلٹ آئے اور موسم زمستان کے بعد لاہور کے [illegible]

تازہ دم جرار ایکبار اسطرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلج بدستور سابق افغانون کی کمک کو پہونچے اور کرماج
اور پشاور کے مابین فریقین نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی کبھی کفار جنگ میں پیچھا کر کے مسلمانون کو کوہستان
تک بھگا دیتے تھے اور گاہے اہل اسلام شیر کیطرح حملہ آور ہو کر کفار کو بارش تیر اور ضرب شمشیر سے انکے مکانونکی طرف سے
ہٹا دیتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب نیلاب کی سیلابی کا اندیشہ کیا اسلئے کہ غالب و مغلوب سے معلوم
ہوا اپنے مقام میں مراجعت کی اور باشندے کابل اور خلج بھی اپنی جگہ اور مقام کیطرف راہی ہوئے جو شخص ان سے پوچھتا تھا کہ
احوال مسلمانان کوہستان کا کہانتک پہونچا ہے اور کیا صورت پیدا کی ہے یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان کو افغانستان کہو
اسواسطے کہ وہان افغان اور غوغا کے سوا اور کوئی چیز نہین ہے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ خلائق اسی سبب سے اپنی بولی مین انکے
مکانات کو افغانستان اور انکے جسم کو افغان کہتے ہین لیکن جو ہندی ہین اپنی زبان مین ان کو پٹان یعنی پٹھان کہتے ہین
وجہ تسمیہ کی معلوم نہین ہے لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہے کہ عہد سلاطین اسلام مین پہلی مرتبہ کہ شہر پٹنہ مین ساکن
ہوئے اہل ہند انکو پٹان کہنے لگے واللہ اعلم غرض افغانون مین ملا ہوا ہے راجہ اور کفار گکھر کے درمیان بوقت مخالفت
کے مبدل ہوئی گکھران قرب وجوار کے سبب افغانونکے شریک ومتفق ہوئے اور راجہ نے افغانون سے صلح کی اور مناصحت
کی بنا ڈالی اور چند موضع لمغانات سے افغانون کو تفویض کئے اور قوم خلج کو کہ افغانون کے طفیل اس سرزمین مین تھے
تھے اس شرط سے انکا شریک کیا کہ سرحدونکی محافظت مین مشغول رہین ایسا نہو کہ لشکر اسلام ہندوستان مین داخل ہو اور
افغانون نے کوہستان پشاور مین ایک حصار تیار کر کے خیبر نام رکھا اور ولایت روہ پر متصرف ہوئے اور عہد ملوک
سامانیہ مین بھی یہ گروہ مزاحمت انکی ولایت لاہور مین پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ
اور بھاطنہ کیطرف تھی اور روہ عبارت ہے کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول سواد بجور سے ہے قصبہ سیوی تک کہ بکر سے
توابع ہے اور باعتبار عرض حسن ابدال سے کابل اور قندھار اور حدود اس کوہستان تک واقع ہوئی اور جب حکومت غزنین کی
نوبت الپتگین کو پہونچی سبکتگین کہ ایک سپہ سالار تھا اور وہ اکثر اوقات لمغان اور ملتان پر تاخت لا کر غلمان اور
جواری کو اسیر اور قید کرتا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیپال تھا سبکتگین
کے تسلط سے پیغام دیا جیپال چونکہ خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت سرما ان سرحدون مین برداشت نہ کرسکیگی
اسواسطے بھاطنہ کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے شیخ حمید کو کہ افغانونکے درمیان مین صاحب اعتبار تھا اپنے روبرو
بلا کر منصب امارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت ملتان اور لمغان کے نظم ونسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور
ہر ایک موضع مذکور مین ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اس تاریخ سے افغانون نے مسند امارت پر قدم رکھا اور
صاحب جاہ ہوئے اسکے بعد جب الپتگین فوت اور سبکتگین اسکا قائم مقام ہوا شیخ حمید نے پرخاش مین صلاح
اور فلاح نہ دیکھی اور پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے اسلام کی شرکت کے سبب سے نہایت یکجہتی ہے سزاوار
مراحم خلافت یہ ہے کہ اس گروہ کو اپنے وابستگون سے تصور فرما کر عساکر منصورہ کو مامور کرین کہ ممالک ہند کے تاراج کے وقت
اس جماعت خیرخواہ کے احوال مین تعرض اور مزاحمت نہ پہونچائین سبکتگین نے بمقتضائے وقت اسکے ملتمس کو قبول کیا اور
جیپال کی فتح کے بعد بہبودی تمام پیش آیا اور ملتان کی جاگیر اسکے نام مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے عہد سلطنت میں اسکے برخلاف
خلاف عمل کیا اور افغانون کے قبائل کو مقہور اور مخذول کر کے انمین کے سرکشون کو تیغ کے گھاٹ اتارا اور فرمانبردارون کو ملازم

رکاب کے نوکرون کی طرح خدمت لینے لگا مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر مین کہ سلاطین غزنویہ مشہور ہین

ذکر امیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا

— جب امیر ناصر الدین سبکتگین نے آب نیلاب سے عبور فرمایا اور پنجاب کی حکومت مین فائز ہوا ایک جماعت اہل الارباب نے سلاطین لاہور کے سلک مین منسلک فرمایا ہے عارفان فضائل نفسانی اور واقفان کمالات انسانی بیان کرتے ہین کہ امیر سبکتگین غلام ترک نژاد اور مملوک الپتگین کا ہے ایام دولت سامانیہ مین خراسان کی سرداری پر فائز ہوا اور گشت الانتہا اس ولایت مین بہم پہونچائی اور جو عبد الملک نے اُس ملک کو اس ملک پر پسند کیا امراے بخارا نے ایک ایلچی الپتگین کے پاس بھیجکر استمزاج کیا کہ اولاد سامان مین مسند خلافت کے سزاوار اور لائق کون ہے الپتگین نے قاصد سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبد الملک نوجوان ہے اور وہ سلطنت کا شائستہ نہین ہے اسکا سزاوار اُسکا چچا ہے لیکن امراے بخارا نے قاصد کی مراجعت سے پیشتر آپسمین اتفاق کرکے منصور کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور جب منصور نے الپتگین کو بخارا مین طلب فرمایا اس سے متوہم ہوا اور قدم جادہ اطاعت مین نہ رکھا اور بلکہ ۳۵۱ھ تین سو اکاون ہجری مین علم طغیان کا بلند کیا اور تین ہزار سوار کہ سب کے غلامان خاص تھے خراسان سے ہمراہ لیکر غزنین کیطرف نہضت فرمائی اور اس ولایت کو ضرب شمشیر سے مسخر کرکے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر خلو عرصہ خراسان کی امیر منصور کے سمع مبارک مین پہونچی سرداری اس مملکت کی ابوالحسن محمد بن ابراہیم سجوری کو ارزانی رکھی اور دو مرتبہ لشکر الپتگین کے محاربہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ الپتگین مظفر یاب ہوا اور لشکر منصور کا مقہور ہوا اور حمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس ایام دولت و اقبال سے گذرانے اور اُس مدت مین کئی بار اُسکے سپہ سالار سبکتگین نے ہندوون کے ساتھ غزوات کیے مظفر و منصور ہوا اور جب الپتگین نے ۳۶۵ھ تین سو پینسٹھ مین اس جہان گذران سے رحلت کی اُسکا بیٹا ابو اسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کیطرف روانہ ہوا اور اسکے بعد امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی راے صواب کے مفوض ہوا لیکن جب چند عرصہ مین ابو اسحاق کا پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوا اعیان غزنین نے آثار رشد اور دیانت کے امیر سبکتگین کے ناصیہ احوال سے مشاہدہ کرکے ۳۶۷ھ تین سو سڑسٹھ ہجری مین اُسے اپنا حاکم کیا اور الپتگین کی دختر کو بھی اُسکے سلک ازدواج مین کھینچا امیر سبکتگین نے بساط عدل و داد کے بچھانے مین مبالغہ فرمایا اور بنیاد ظلم اور جور کی یکقلم منہدم کی اور امیرون اور اعیان اور بزرگان کو اقسام الطاف اور انواع عطاف سے نوازا لیکن تاریخ منہاج السراج جرجانی ناطق ساتھ اسکے ہے کہ ایک سوداگر مشہور نصر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا مین لایا اور الپتگین کے ہاتھ فروخت کیا اور الپتگین نے کیاست اور جلادت کے آثار اُسکے ناصیہ حال سے معائنہ کرکے منظور نظر عزت کیا یہانتک کہ غزنین مین اپنے لشکر کی امیر الامرائی اُسے عنایت فرمائی اور وکیل مطلق کیا اور وہ یزدجرد شہریار کی نسل سے ہے اور جسوقت کہ یزدجرد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین ولایت مرو کی چکی مین مارا گیا اولاد و اتباع اُسکے ترکستان مین رہے اور ترکون سے وصلت یعنی شادی بیاہ کرکے دو تین پشت مین خاص ترک ہوگئے اور نسب نامہ یہ ہے کہ امیر سبکتگین بن جوقان بن قزل الحکم بن قزل ارسلان بن قزانامان بن فیروز بن یزدجرد ملک عجم اور جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا لمغان نامی قلعہ بست پر مستولی ہوا اور ایک شخص موسوم بابوتور نے لمغا کی حکومت کا کمر پر باندھکر حیلہ سے اس قلعہ سے نکال دیا اور لمغا امیر سبکتگین کے دربار مین حاضر ہوا اور امیر سے شکایت کی کہ اگر امیر کی اعانت سے مہم قلعہ بست پر

دوبارہ وہ قابض و متصرف ہوا خانشہ خوشگواری اور خراج گذاری امیر کا وغیرہ برطرف کر کے علم بغاوت و اطاعت سے انحراف
کرنے لگا امیر سبکتگین نے اسکی التماس قبول فرمائی اور بست پر فوج کش ہوا اور بایتوز کو شکست فاحش دیکر طغا کو منصور و والی بر
حاضر کیا اور وہ وعدہ اس امید کے بارہ میں کہ بموجب شرط کے وفا اسکا اسکی ذمہ ہمت پر واجب تھا غافل تھا اہل کار میں امیر سبکتگین
نے مطالبت کیا اور آثار نقض اسکے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سبکتگین نے صحرائے شکار میں طغا سے
بزبان خشونت اس وجوہ کو کہ قبول کر لیا تھا صحت زبانی سے طلب کیا طغا نے زبان ساتھ جواب نا صواب کے گویا کی
اور شامت اعمال سے دست بشمشیر ہوا اور امیر سبکتگین کے احسان کو نسیاً منسیاً کر کے اسکا ہاتھ مجروح کیا امیر سبکتگین نے
طیش میں آکر سر دست (اسی) دست زخم رسیدہ سے طغا پر ضرب تیغ ماری اور چاہا کہ دوسری ضرب سے اس سفاک کا کام
تمام کرے اسوقت دونوں سرداروں کے ملازموں کی تگ و دو کی کثرت سے غبار مرتفع ہوا طغا فرصت پا کر کرماج کیطرف
بھاگ گیا اور بست کا قلعہ سبکتگین کے تصرف میں آیا اور تمام نواح سے امیر سبکتگین کو نقش ملک سے حاصل ہوا ملازمت کرنی
ابوالفتح کی ہے کہ وہ انواع فنون سے ماہر اور ممدوح خواص و عوام تھا بالتخصیص انشا پردازی اور خوشنویسی میں عدیل و نظیر
نہ رکھتا تھا اور ابوالفتح بایتوز کا منشی تھا اور بایتوز کے اخراج کے بعد بست کے گوشہ میں پوشیدہ تھا امیر سبکتگین اسکے
حال سے واقف ہو کر مشتاق ہوا اور اس فاضل بلاغت شعار کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا اسکی قابلیت کے
قامت کو خلعت فاخرہ اور بانواع انعام سے آراستہ کر کے میر منشی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز کیا اور سلطان محمود
غزنوی کے ابتدائے ایام دولت سے وہ مہمات ملکی کا متکفل تھا اسکے بعد اس سے رنجیدہ ہو کر ترکستان کیطرف روانہ ہوا
اور جب امیر ناصرالدین سبکتگین بست کیطرف سے فارغ ہوا عنان عزیمت مواضع قصدار کی سمت معطوف فرمائی اور
روزانہ اس مقام میں پہونچکر وہاں کے حاکم کو اسیر کیا اور اپنے ملازموں کی سلک میں منتظم کر کے قصدار کی جاگیر عطا کی اور اس
فتح کے بعد ہندوستان کے غزا کا عازم ہوا اور آخر ۳۶۶ ہجری میں دیار ہند کیطرف متوجہ ہوا اور ہندوستان کے
چند قلعہ مفتوح کر کے جابجا مسجدیں تعمیر فرمائیں اور تاخت و تاراج سے غنائم وافر بے تصرف میں لایا اور مظفر و منصور
غزنین کیطرف مراجعت کی اور جیپال بن ہنسپال کہ قوم برہمن سے تھا اور ولایت لاہور ہند کی سرحد سے لمغان تک
اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف میں رکھتا تھا اور اس عرصہ میں جو کام اسلام کے ضرر و مزاحمت کے دفعیہ اسلئے
بھٹنڈہ میں متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اسکے میدان حکومت میں دراز ہوا
تھا نہایت مضطرب اور پریشان ہوا اور کام کے انجام کی یون تدبیر اندیشہ کی کہ افواج جرار جمع کر کے اور فیلان کوہ پیکر ہمراہ
لیکر دیار اسلام کیطرف متوجہ ہوا اور امیر ناصرالدین سبکتگین نے بھی لشکر گران ہمراہ رکاب لیکر غزنین سے جنبش کی اور
دونوں سردار سرحد نتہا سے ولایت ملتان میں آپس میں مقابل ہوئے اور چند روز پیاپے سرگرم و غارت رہے اور ان
معرکون میں سلطان محمود بسنک ہمراہ اپنے باپ کے تھا با وصف خردسالی کے آثار شجاعت و مردانگی کے ظاہر ہوئے کہ
دیدہ فلک پیر اسکے مشاہدہ سے خیرہ رہے اور چند روز تک نوبت مقابلہ و مجادلہ کی گرم رہا اور غالب و مغلوب متمیز نہوا کہ جماعت
نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ جیپال کے لشکرگاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے کہ جسوقت اس مقام میں قدرے
نجاسات سے ڈالیں ابر تیرہ اور باد صرصر اور صاعقہ اور رعد اور سرما پیدا ہو سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ تھوڑی
نجاست اس چشمہ میں ڈالو جب لوگ اسکے کہنے کے موافق کاربند ہوئے خاصیت اسکی جلوہ ظہور میں آئی اور فوراً ایک ابر

آسمان پر تیرہ اور رعد و برق اور صاعقہ ظاہر ہوا اور روز روشن شب تار ہوا اور سردی سخت اسقدر جوش پر ہوا اور غالب ہوئی کہ گھوڑے
اور تمام حیوانات کثرت سے تلف ہوئے اور سردی کے سبب خون ہندوں کی رگوں میں منجمد ہوا اور انمیں حرکت کی
طاقت مطلق نہ رہی اور سب تضرع و زاری میں مشغول ہوئے جیپال نے یہ حالت انکی دیکھکر ایلچی مع تحف و ہدایا امیر
ناصر الدین سبکتگین کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو میں حکم اسکا اپنے ملک میں نافذ کروں اور چند زنجیر
فیل کو پیشکش اور علاوہ اسکے اور تحفہ بھی آپکی خدمت میں بھیجونگا امیر ناصر الدین سبکتگین نے از رہ مروت سے چاہا کہ فوراً
ملتمس اسکی قبول کرے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے پذیرا کرنے سے ممانعت کی اسواسطے ایقاع صلح میں
توقف واقع ہوا جیپال نے ایک ایلچی دانا سلطان محمود کے روبرو روانہ کر کے یہ گذارش کی کہ جہل و تعصب اہل ہند خصوصاً
فرقہ راجپوت کا شاید ضمیر انور پر روشن نہیں ہے ہاں بیباکی انکے ساتھ ہی نہایت کی ہے کہ شدت کے وقت اور اضطراب
کی حالت میں اول جو کچھ اموال و زر نفائس سے کہ انکے تصرف میں ہے تمام و کمال اُس آگ میں کہ جسکی پرستش کرتے ہیں
ترقی درجات اخروی کا سبب جانکر ڈالتے ہیں اسوقت ملاحظہ کرتے ہیں اگر رہائی اور نجات کی راہ بالکل مسدود دیکھتے اپنے
قاعدہ پر عمل کر کے جواری اور دختر اپنی آگ میں ڈالتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ متاع دنیوی سے ہمارے پاس اب کچھ باقی
نہیں رہا ایک دوسرے کو رخصت کر کے اسقدر دشمن سے حرب و ضرب کرتے ہیں کہ تمام ہلاک ہوتے ہیں اور خاکستر کے سوا
انسے کچھ باقی نہیں رہتا ہے اب کام ساتھ انکے پہونچا ہے کہ ساتھ دستور و قاعدہ اپنے کے ہم عمل کریں اگر صرفہ اسمیں ہے مختار
ہیں ورنہ صلح کر کے ہمپر بار احسان رکھیں سلطان محمود کو ہنود کے صدق گفتار میں جب شک باقی نہ رہا صلح کی اجازت دی
اور یہ تجویز ہوا کہ جیپال ہزار ہزار درم اور پچاس فیل پیشکش کرے پھر جیپال نے ایک معدوم عمدہ اپنے سے بطور گروی اور
ضمانت سپرد کر کے ایک جماعت مسلمانوں کو مال اور فیل سپرد کرنیکے واسطے ہمراہ لیگیا اور لاہور میں پہونچکر نقض عہد
کر کے امیر ناصر الدین کے ایلچیوں کو مقید کیا اور کہا جب تک امیر ہمارے آدمیوں کو گرو دیگیا ہے نہ بھیجیگا میں بھی انکو
رہا نکرونگا کہتے ہیں کہ اُس زمانے میں یہ قاعدہ تھا کہ راجاؤں کی دیوان داری کیوقت چند براہمہ دانشمند داہنی طرف
بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھتریوں کی بائیں طرف اور جسوقت کوئی عمدہ مہم کا سامان ہوتا تھا یہ لوگ راجاؤں کو
رائے دیتے تھے یعنی حسن عقیدت سے فہمائش کرتے تھے جب انھوں نے دیکھا کہ جیپال ایسا کار ناشائستہ
کیا چاہتا ہے سبھوں نے متفق ہوکر راجہ جیپال کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آئین احتیاط اور عاقبت اندیشی میں ایسا
مشاہدہ کرتے ہیں کہ نقض عہدی کی شامت سے دبا اس ملک پر دو اسپہ تاخت لاویگا اور ہلاکی ہمارے زمانے میں لاویگا
کہ ابھی اس ترک سے کہ جسکا خوف خواص و عوام کے دل پر جاگزین ہوا ہے مخاصمت اور ستیزہ مکرر سے اپنی بلا کا کھینچنا
اپنے ذمہ ہمت پر قبول و منظور کیا ہے فوراً ارسال فرماویے اور ایک خلق کو امن وامان کے مہد میں نگاہ رکھو مگر جیپال نے کہ جو
وقت ادبار و نکبت پہونچا تھا انکی التماس قبول نکی امیر ناصر الدین سبکتگین حقیقت حال کے اطلاع کے بعد بقصد انتقام دریائے
جوشاں و ابر خروشاں کیطرح لشکر گراں لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا اور جیپال نے بھی اور راجاؤں سے اعانت و استمداد
طلب کر کے سپاہ بیشمار فراہم کر کے جنگ کیواسطے مستعدی کی مشغول ہوا کہ اس سال تمام راجاؤں نے اپنی بقائے دولت کا
باعث سمجھ کر اسکی مدد کی اور لشکر اور زر نقد و جنس بھیجنے میں کسیطرح کی کمی نکی بالتخصیص دہلی اور اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے
راجہ نے لشکر کے بارہ میں دریغ جائز نرکھا اور اپنے لشکر کے انتخاب و خلاصہ کو مع خزانہ خوب پنجاب میں روانہ کیا

خلاصہ یہ کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور پیادہ بیشمار اپنے علم کے سایہ مین مجتمع کرکے دلیرانہ اسلامیون کی حرب کے
لیے روانہ ہوا اور جب دونون سپاہ مقابل ہوئین امیر ناصر الدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت و کمیت
تحقیق کرنے کے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھ کے ملاحظہ کیا ایک دریا ہے بے پایان اور ایک لشکر مثل مور و ملخ کے غلو کیے ہوئے لیکن اپنے
تئین ایک قصاب سمجھا کہ گوسفندون کی کثرت سے نہین اندیشہ کرتا ہے اور ایک ساعت مین تصور کیا کہ لشکر کی صف سے نہین
ہراسان ہوتا اسکے بعد سپاہ کے سردارون کو روبرو بلایا اور ہر ایک کو باستمالت تمام جہاد و غزا کے بارے مین تحریص اور
ترغیب دیکر فرمایا کہ اپنی اپنی باری پانسو مرد کاری میدان کارزار مین قدم رکھکر داد جوانمردی دیوین اور جب وے لڑتے لڑتے تھک
جاوین پانسو مرد اہل نبرد تازہ دم روبرو دشمن کے مقابلہ مین مشغول ہوں الغرض سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے
کارزار کی اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ باوصف کثرت افواج آثار ضعف کا کفار کے بشرہ پر ظاہر ہوا اسوقت دلیران حوزہ
اسلام نے ہیئت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار بیشمار قتل کیے اور بقیۃ السیف نے راہ فرار پائی غازیان اسلام نے
نہر نیلاب کے ساحل تک تعاقب کرکے قتل و خونریزی مین تقصیر نہ کی اور غنیمت وافر لیکر ولایت لمغان معہ پشاور اور نہر نیلاب
کے کنارہ تک انکے عمال کے تصرف مین آئی اور شعار اسلام نے اس ولایت مین رواج پایا اور سکہ خطبہ امیر ناصر الدین کے
نام ہی پر پڑھنے لگے اور اس فتح نمایان کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین نے ایک امرائے نامدار کو دو ہزار سوار سے پشاور پر
مین تعین کیا اور افغانان اور خلج کہ اس حدود مین صحرا نشین تھے اپنے لشکر کے زمرہ مین جگہ دیکر غزنین کیطرف روانہ ہوا اوس
عرصہ مین امیر نوح سامانی نے ابو نصر فارسی کو امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجا تو فتائح فائق اسپر ظاہر کرکے
طلب استمداد کی امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اطلاع پائی رگ حمیت حرکت مین
آئی اور بسبیل استعجال ماوراء النہر کیطرف نہضت فرمائی امیر نوح ولایت سرخس تک امیر ناصر الدین کی پیشوائی کو آیا اور
امیر ناصر الدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر التماس کی کہ اسے ضعف پیری کے سبب گھوڑے سے اترنے اور رکاب کے بوسہ
دینے سے معاف رکھین امیر نوح نے اسکے عروس التماس کے پنجہ کو حنائے اجازت سے رنگین کیا لیکن جب امیر ناصر الدین سبکتگین کی
آنکھ امیر نوح کے طلعت پر پڑی ہیبت سلطانی سے کہ امیر ناصر الدین پر ایسی چھائی کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹی اور بے ساختہ
گھوڑے سے اترکر رکاب چومی اور امیر نوح نے بھی باعزاز و بشاشت تمام اسے آغوش مین کھینچا اور ان دونون سعادتمند کی
ملاقات سے ایک راحت دونون کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا پھول خواص و عوام کے باغ دل مین اور چمن خاطر مین شگفتہ ہوا اور ایسی
صحبت منعقد ہوئی کہ کسی زمانے مین اسکے مانند میسر نہوئی تھی القصہ بعد فراغ صحبت اور ضیافت کے تقریبا کلام انتظام امور
مملکت و دفع منازعان بے فرصت واقع ہوا اسپر قرار پایا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین جاکر فوج کے اجتماع مین کوشش
کرے پھر امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین اور اسکی اولاد اور توابع کو خلعتہائے فاخرہ شاہانہ اور الطاف خسروانہ سے
ممتاز کرکے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخارا کیطرف جاکر فوج کشی کے تہیہ مین مشغول ہوا اور جو امیر ابو علی سیمجوری کہ
فائق ساتھ اسکے پناہ دیگیا تھا اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھوان اسکے کاخ دماغ مین صعود کرنیلگا ہوا اور اپنے خواص
سے اس بارہ مین مشورہ کرکے فرمایا کہ اگر خدانخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہو کسی ولایت جاکر کسی صاحب شوکت و حشمت سے
پناہ لیجانا انسب ہے سبھون کی رائے نے اسپر قرار پکڑا کہ فخر الدولہ دیلمی سے محبت کا طریق مسلوک رکھکر اسکی دوستی کو
حبل المتین سمجھنا چاہیے پھر ابو علی سیمجوری جعفر ذو القرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر فرمایا اور خراسان کے نفائس

اور ترکستان کے تحائف جو کچھ ممکن تھے اسکے مصاحبت سے فخر الدولہ دیلمی اور اسکے وزیر پرخوش تدبیر کیواسطے ارسال کیا اور بنیاد
دوستی اور محبت اسمین مستحکم اور آمد شد کے دروازہ انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اس عرصہ مین امیر ناصر الدین سبکتگین بلخ
مین داخل ہوا اور امیر نوح بھی بخارا سے نہضت کرکے اس سے جا ملا اور فائق اور امیر سیمجوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے
افواج گران سے ساتھ اتفاق دارا بن شمس المعالی اور قابوس بن وشمگیر کہ فخر الدولہ دیلمی کیطرف سے دو ہزار سوار انکی مدد ونصرت
ور امداد کیواسطے آئے تھے جنگ پر آمادہ ہوکر ہرات سے برآمد ہوئے امیر ناصر الدین سبکتگین نے صحرائے وسیع پسند کرکے صفوف
میمنہ اور میسرہ آراستہ کین اور خود اپنے فرزند دلبند سلطان محمود اور امیر نوح سے قلب لشکر مین قیام فرمایا جب طرفین کی
صفین مقابل مین صف آرا ہوئین میمنہ اور میسرہ ابو علی سیمجوری پر برانغار وجرانغار پر امیر نوح غالب آیا اور سبقت پا گیا اور
قریب تھا کہ اعدائی بگڑنے سے کام ہاتھ سے جاتا رہے ناگاہ دارا بن قابوس قلب لشکر امیر علی سیمجوری سے برآمد ہوکر حملہ آور ہوا
اور جب درمیان دونون صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت مین آیا اور نقد رخصت حاصل کرکے
سپاہ خراسان کے مقابل متوجہ ہوا امرائے عاصی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ غدر دارا بے موافقت ایک جماعت
کثیر کے نہوگا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ضعف و عاجزی کے آثار مخالفین کے
رخسارون سے مشاہدہ کرکے ساتھ ایک جماعت بہادران پرخاش جو کے حملہ کیا اور مخالف اس خوف اور نہیب سے سراسیمہ و
بدحواس ہوکر بھاگے اور سلطان محمود نے مفرورون کا تعاقب کرکے ایک جماعت کو قتل اور ایک گروہ کو اسیر کیا اور ان بداقبالون نے
کہ اپنے ولی نعمت کے ساتھ علم مخالفت اور محاربت بلند کیا تھا اسقدر غنیمت اور اسلحہ اور سلب سامان چھوڑ گئے کہ اگر ختم خسیر
اسکا وقایہ عرض ناموس اپنے کا کرتے زمانے کے آسیب سے سالم رہتے اور جو فائق اور امیر علی سیمجوری نے بھاگ کر
نیشاپور مین دم لیا امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور انکے فرزند
سلطان محمود کو سیف الدولہ ملقب فرما کر مشرف کیا اور منصب امیر الامرائی کا جو ابو علی سیمجوری کے نام زد تھا ساتھ
سیف الدولہ کے مفوض فرمایا اور خود مظفر و منصور ہوکر بخارا کیطرف نہضت فرمائی اور امیر ناصر الدین سبکتگین اور سیف الدولہ
سلطان محمود جب افواج بحر امواج لیکر نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابو علی سیمجوری مضطرب ہوکر جرجان
کی طرف راہی ہوئے اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین تشریف فرما
ہوئے سیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور مین تنہا رہے امیر ابو علی سیمجوری اور فائق فرصت وقت غنیمت جانکر نیشاپور مین
عازم ہوئے اور قبل اسکے کہ کمک امیر نوح اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی پہونچے سیف الدولہ سلطان محمود سے محاربہ کرکے
فائق ہوئے اور تمام مال واسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین سبکتگین اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ایک لشکر جرار مستعد
ستیز فراہم کرکے نیشاپور کیطرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی مین امیر ابو علی اور فائق سے دوچار ہوکر جنگ مین مشغول ہوا
اور اس درمیان مین کہ آتش حرب مشتعل ہو یکبیک امیر ابو علی سیمجوری کے عقب فوج سے ایک غبار ہوا اور انکشاف کے بعد
سیف الدولہ سلطان محمود مردان صف شکن کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابو علی کو اسکے سوا کوئی تدبیر نہ آئی
کہ دونون جناح کو یعنی فوج میمنہ اور میسرہ کو ساتھ قلب کے متفق کرکے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین سبکتگین کے قلب
لشکر پر حملہ آور ہوا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے پائے ثبات زمین کین مین محکم کرکے اس حملہ کو رد کیا اسی حال مین
سیف الدولہ سلطان محمود شیر خشمگین کے مانند ہوچکا انپر حملہ لایا اور برق شمشیر کی تابش سے انکی جمعیت پریشان کی امیر

ابو علی سیمجوری اور فائق اپنی جانبری کیواسطے میدان جانستان سے بدحواس ہو کر بھاگے اور قلعہ کلات میں جو مرو پار دریا میں فتح کے
بعد امیر ناصر الدین سبکتگین کا امل صدر فرمانروائی پر مشتمل رہا اور شعبان کے مہینے ۳۸۷ھ تین سو ستاسی میں کہ عمر اسکی سے
چھپن سال گذرے تھے سرحد بلخ اور موضع ترمذ میں ہادم اللذات یعنی پیک اجل اسکے سر پر دوا سپہ تاخت لایا اور قالب
بیجان کو عماری میں رکھکر غزنین میں نقل کیا اسکی حکومت کے ایام بیس برس تھے اسکے بعد چودہ آدمی اسکی اولاد سے نوبت
بنوبت سلطنت کی باگ ہاتھ میں رکھکر لاہور اور اسکے اطراف پر متصرف رہے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وزارت
ابو العباس فضل بن احمد اسفراینی سے تعلق رکھی اور وہ انتظام امور مملکت و سر انجام مہام سپاہ و رعیت میں ید بیضا دکھلاتا تھا
در جامع الحکایات میں منقول ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین ابتدای حال میں کہ البتگین کی خدمت میں شہر نیشاپور میں رہتا تھا ایک
گھوڑے سے زیادہ اسکے پاس نہ تھا تمام روز صحرا میں جا کر شکار کرتا تھا ایک روز وہ حسب عادت صحرا میں پھرتا تھا کہ ایک ہرنی
دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے چرتی ہے اسنے اسکے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھینکا اور ہرن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اسکے ہاتھ پاؤں باندھکر
زین پوش پر رکھ لیا اور شہر کیطرف متوجہ ہوا جب تھوڑی راہ طے ہوئی منہ پھیر کر دیکھا کہ اس بچہ کی ماں الفت مادری کے
جوش سے پیچھے چلی آتی ہے اور اضطراب کرتی ہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ترحم و شفقت کی نظر مبذول کر کے اسکے بچہ کو
چھوڑ دیا اور ہرنی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوشوقت ہو کر صحرا کی طرف روانہ ہوئی اور روانگی کے وقت منہ پھیر کر امیر ناصر الدین کو دیکھتی
تھی اور مدۃ السنین تک شادمانی اور کامرانی سے زندہ رہی الغرض اس شب کو امیر ناصر الدین سبکتگین نے حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے امیر ناصر الدین سبکتگین شفقت اور رحمت کہ تو نے حق میں ایک جانور
عاجز بے پریشان کے حال پر بجا لایا درگاہ صمدیت میں قبولیت کی عزت پائی اور دیوان احدیت میں سلطنت کا فرمان
تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلائق کی نسبت بھی شیوہ پسندیدہ مبذول رکھے اور کسی حال میں صفت شفقت دست
حق پرست سے نہ چھوڑے کہ سرمایہ سعادت دارین اسمیں ہے اور مآثر الملوک میں لائے ہیں کہ سلطان محمود غازی ایام جوانی میں
اپنے باپ کے ظل عنایت اور سایہ رعایت میں بعشرت و کامرانی بسر کرتا تھا اور اسنے غزنین میں ایک باغ جنت نشان نہایت
نزہت اور زینت سے بنیاد کیا جب وہ باغ دلکشا اور روضہ روح افزا تیار ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پدر
بزرگوار اور اعیان دولت مدار کو اس باغ میں طلب کیا امیر ناصر الدین سبکتگین نے فرمایا کہ اے فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت
مطبوع اور مقبول ہے لیکن اسطرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کر سکتا ہے سلاطین خوش تدبیر کو لائق حال وہ ہے
کہ ساتھ تیاری اور زینت گاہ ایسے مکانوں کے مشغول ہوں کہ دوسرے اسطرح کی تعمیر سے عاجز ہوں سلطان محمود نے زمین
خدمت کو بوسہ دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ اہل فضل و علم کے دلوں کی تعمیر ہے نہال احسان انکے زمین دل میں بٹھا اور
سعادت جاوید کا ثمر چن اور ذکر جمیل ایام قیامت تک صفحہ روزگار پر چھوڑ جیسا نظامی عروضی سمرقندی فرماتا ہے نظم بسا کاخا کہ
محمودش بنا کرد + کہ از رفعت تفاخر بر سما کرد + نہ بینی زان ہمہ یک خشت برجاے + بناے عنصری ماندست برجاے اور منہی
کے ترجمہ میں مسطور ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر اثنائے محاورت میں شیخ ابو الفتح بستی سے کہتا
تھا کہ ہم نے ازالہ اسقام اور دفع عوارض امراض کے مقاسات میں گوسفند کے مانند ہیں کہ جب قصاب نے اول مرتبہ پشم تراشی
جمع سفر بطریہ بیماری ۱۲ بالشبیر ۱۲
کیواسطے زمین پر ڈالتا ہے اور ہاتھ اسکے محکم باندھتا ہے ایک کل نامعہود اور ایک حال ناشستگی کے غلفت دیکھتی ہے نا امید ہو کر
دل مرگ پر رکھتی ہے ناگہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر رہا کرے اور آرام پاکر خوشوقت ہوتی ہے اور دوسرے مرتبہ جب وہ قصاب سکے

ہاتھ پڑتی ہی حال اسکا خوف و رجا کے مابین ہوتا ہی اور اس حالت کی نجات سے بعد آنس کر نیوالی ہوتی ہی او نفرت بصورت سے نقصان قبول کرتی ہی اور تیسری مرتبہ کہ قصاب ذبح کرنیکے واسطے زمین پر گراتا ہی وہ خوف و ہراس کو اپنے دل میں مطلق راہ نہیں دیتی اور عادت سابق پر دانہ رہتی ہی یہانتک کہ بیخبری مین تیغ ظلم سے اسکی حلق بریدہ اور جان شیرین معرض فنا سے برباد ہو وے ہم بھی اقسام اسقام اور انواع آلام مین افاقت کی امید پر مغرور اور مسرور رہتے ہین اور مرگ ناگہان سے غافل ہوکر زندگی کرتے ہین اور دفعتًا ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ کمند قضا گردن مین پڑتی ہی اور رہا دم لذات بند اجل مضبوط کرکے مع مرغ روح قفس عنصری توڑکر پرواز کرتا ہی راوی کہتا ہی کہ اس مثل کے درمیان اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے انقضاے عمر مین چار روز سے فاصلہ زیادہ نہ تھا ذکر **امیر اسمعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا** جسوقت کہ امیر ناصر الدین اس دار گذران سے رخت سفر آخرت باندھکر اول منزل ہوئے جو کہ سیف الدولہ محمود نیشاپور مین تھا چھوٹا بھائی اسکا امیر اسمعیل اپنے باپ کی وصیت کے موجب قبۃ الاسلام بلخ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور دلجوئی و ماسے رعایا اور استمالت خواطر برایا کے بارہ مین سعی موفورہ بیش پہونچائی اور باب کے خزانون کے دروازہ کھولے اور زر خطیر سپاہیون کو عنایت کیا اور دلجوئی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن باوجود اس جود اور احسان کے امراے بے انصاف اور دنیا پرست اسیطرح گردن طمع بلند کرکے مطالبات بیجا کرتے تھے اور ضبط مین نہین آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہ اخبار سنے تعزیت نامہ تحریر کرکے ابوالحسن جموی کے مصاحبت سے اپنے بھائی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر ناصر الدین جو ہمارا قبلہ گاہ اور پشت پناہ تھا اُسنے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اب میرے نزدیک جہان مین تجھسے زیادہ تر کوئی نہین ہی اور تو میری آنکھونکا تارا ہی جس شی کی تو مجھسے آرزو کریگا مین ہرگز دریغ نکرونگا لیکن کبر سنی اور تجربہ جہانبانی اور وقوف حقائق امور سلطنت ملک کے ثبات اور دوام دولت مین ایک دخل تمام رکھتا ہی اگر یہ صفات تیری ذات مین موجود ہوتین مین سب سے بہت راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا باعث بُعد مسافت اور اسطرف کی محافظت کا سبب تھا اب مصلحت وہ ہی کہ تو سر انصاف اور بصیرت سے غور کرکے وجہ صواب خطا سے پہچاننے اور جو کچھ باپ نے ترکہ و کالت چھوڑا ہی شریعت کے موافق تقسیم کرے غزنین کو کہ مطلع سعادت اور منشاے دولت ہی مجھپر واگذاشت کرے تو مین ولایت بلخ کو مخالفون کے خار وجود سے صفا کرکے مع تمامی ولایت خراسان تیرے سپرد کرونگا امیر اسمعیل نے کلمات مذکور نہایت گوش ہوش سے نسنے اور برادر مشفق کی مخالفت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے بھی بمقتضاے آخر الدواء الکی سواے برور کے قلع او قمع کے سواے علاج ندیکھا اور اپنے عم معز الحق اور اپنے بھائی نصیر الدین بن امیر ناصر الدین سبکتگین کو اپنا متفق اور شریک کرکے نیشاپور سے عزیمت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا امیر اسمعیل بھی بلخ سے اسطرف متوجہ ہو دونون لشکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جمیلہ مبذول رکھی کہ امیر اسمعیل مقام مقابلہ سے تجاوز کرے اور صلح کے دروازہ اپنے منہ پر کھولے لیکن کچھ فائدہ نبخشا ناچار لشکر کا جائزہ لیکر صفین آراستہ کین اور امیر اسمعیل بھی اپنے یاوری سے آیا اور قلب اور جناح پیلان کوہ پیکر کے مانند استوار کیا اسوقت لشکر طرفین نے تیغ میان سے علی اسعد قتل مین کوشش کی کہ شمشیر آہنی ضمیر مردان کارزار کی زاری اور خانہ خرابی پر خون روتی تھی عاقبت الامر سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب مین قیام رکھتا تھا اسمعیل کے ارکان لشکر مین زلزلہ واقع ہوا اور بھاگ کر غزنین کے قلعہ مین متحصن ہوا سیف الدولہ محمود نے اسی عہود و مواثیق پر قلعہ سے برآورد کرکے کنجیان خزاین کی اُس سے لین اور عمال معتمد علاقون مین مقرر کیے اور خود بلخ کیطرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسمعیل اپنے بھائی کی مصاحبت مین اسیر لیجاتا تھا سیف الدولہ محمود نے

ایک روز مجلس انس ترتیب دیکر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اسمعیل سے استفسار کیا کہ اگر اس معرکہ مین تیرا ستارہ موافقت کرتا اور تو فتحیاب ہوکر مجھے اپنے پنجہ مین گرفتار کرتا میرے حق مین کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل مین یہ امر جاگزین ہوا تھا کہ جو مین تجپر ظفریاب ہوتا ایک قلعہ مین محبوس کرکے سامان فراغت اور آسودگی کا مہیا اور موجود کرتا جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو مکنون خاطر تھا مطلع ہوا اُس مجلس مین خاموش رہا اور چند روز کے بعد اُسے ایک قلعہ مین جرجان کے محبوس کیا اور فارغبالی کے سامان اور واجبات سے جو کچھ چاہیے ہی ترتیب فرمایا از امیر اسمعیل نے جیسا کہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا منجبات اس محل مین آخر ہوئی سن جفر پالاحہ نقد وقع فیہ — تذکرہ واقعات امین الملت یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دولت کا۔ حادیان خصائل صوری و حاکیان فضائل معنوی اقلام خجستہ ارقام سے صفحات مؤلفات پر یون ثبت کرگئے ہین کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ اقسام سعادت دینی اور دنیوی سے فائز ہوا اور شہرہ اسکی عدالت اور جہانبانی کا اور آوازہ اُسکی شجاعت و کشورستانی کا قاف سے قاف تک پہونچا اور جہاد کی برکات سے امر غزا مین اعلام اسلام مرتفع و سربلند فرمائی اور بنیاد ارباب کفر او ظلام کی اُکھاڑی اور ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوانی کے سیل کے مانند نشیب و فراز سے اندیشہ نکرتا تھا اور وقت جلوس سریر سلطنت کامرانی پر انوار سعادت اُسکا مثل خورشید کے مانند سب جگہ پہونچا بیت ہمش ہوش ودل بود و ہم زور دست + ہمین مہر و بر تخت باید نشست + لیکن بعض کتب مین معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ باوصف اس صفات حمیدہ کے مال و جمع فراہم کرنے مین نہایت حریص تھا اور بخل و امساک کے طریقہ ناستودہ مین مبالغہ کرتا تھا نظم نبود ش ز فضل و سخاوت شرف + نگہ داشتی در لبان صدف + خزائن بسے داشت پر از گہر + وے زان نشد مفلسے بہرہ ور + اس کتاب کا مؤلف محمد قاسم فرشتہ فرماتا ہے کہ بخل کی نسبت ساتھ اس سلطان والاشان کی عزیزان روزگار کی بے انصافی سے ہے ہان اُسکے زردوست ہونے مین شک نہین اور خزانہ بھی جمع کرتا تھا لیکن نیتِ بلا مین دل کھولکر خرچ کرتا تھا کتاب مقامات ابو نصر مشکانی اور مجلدات ابو الفضل اس قول کی شاہد ہی کہ اسقدر علما اور فضلا اور شعرا اور سپاہ اُسکے دربار مین جمع ہوتے تھے اور خوان جود اور مائدۂ احسان اُسکے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عاید زمانیکے اور بادشاہونکو کم نصیب ہوئے اور سہ ہونگے اور اہل عرفان جانتے ہین کہ یہ امر بدون صرف درم و دینار میسر نہین ہوتا اہل حیثیت اور ضعیفاروں کو دوست رکھتا تھا اور انھین مورد انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرری ہر سال چار ہزار درم ساتھ اُنکے عطا کرتا اور انواع الطاف اور اصناف اعطاف سے انھین نوازتا مان دو چیزین اُس بادشاہ کے اشتہار بخل کا باعث ہوئین ایک قصہ فردوسی کا دوسرے آخر عمر مین بے سبب رعایا اور تونگرون سے زر لینا کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی حسن و جمال ظاہری سے عاری تھا ایک روز اپنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اور اپنی بدصورتی مشاہدہ کرکے متالم و متفکر ہوکر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہی کہ بادشاہون کے منہ دیکھنے سے آنکھ مین بینائی زیادہ ہوتی ہی اور یہان معاملہ بالعکس ہی اور اس میری شکل سے دیکھنے والے نہایت صدمہ اٹھاتے ہین وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزار سے ایک نہ دیکھے خصلت تیری سبھونکو مثال ہی پس خصائل پسندیدہ اور شمائل حمیدہ در نیام فرما تو دلونکا محبوب رہے یمین الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور کہنے کے موافق سیرت پسندیدہ اس انتہا کو پہونچائی کہ تمام بادشاہون سے سبقت لیگیا سلطان محمود کا باپ امیر ناصر الدین سبکتگین ہی اور والدہ اسکی اعیان زابلستان کی نسل سے تھی اسواسطے اُسکو زابلی کہتے ہین جیسا کہ فردوسی کہتا ہی قطعہ خجستہ درگہ

محمود زابلی و ریاست چہ کدام بحریست کہ آنرا کنارا پیدا نیست ٭ شدم بدریا و غوطہ زدم ندیدم دُرے گناہ بخت نیست وگناہ دریا نیست ٭ سلطان محمود شب عاشورہ سنہ ۳۵۷ تین سو ستاون مین متولد ہوا اور کتاب منہاج السراج جرجانی اس امر کی مخبر ہے کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت اُسکی ولادت کے پیشتر امیر ناصر الدین سبکتگین نے خواب مین دیکھا کہ اسکی مجلس کے آتشخانہ سے ایک شجر نہایت رفیع اور جتینار مثل طوبیٰ کے ظاہر ہوا کہ خلقت تمام عالم کی اُسکے سایہ مین مجتمع ہے جب بیدار ہوا اسکی تعبیر کے اندیشہ مین تھا کہ ایک مبشر نے محمود کے تولد کی بشارت دی امیر ناصر الدین سبکتگین کا غنچہ دل نسیم شادمانی سے شاخسار کامرانی پر شگفتہ اور بوسیلہ محمود کے ابتدا و انتہا امیدوار ہوا جب وہ فرزند ارجمند برج حمل سے ساطع ہوا اسکا نام محمود رکھا چندروز کے بعد اسکا نہال اقبال سطح عالم پر سایہ گستر ہوا کہ ربع مسکون کے باشندے اسکے ظلال مین استظلال کرتے تھے اور شاہنامہ فردوسی طوسی اس امر کا شاہد عادل ہے کہ یہ دو بیتین اسمین مندرج ہین ابیات جہاندار محمود شاہ بزرگ ٭ بآب خور اندر ہمی میش و گرگ ٭ چو کودک لب از شیر مادر بشست ٭ بگہوارہ محمود گوید نخست ٭ امیر ناصر الدین سبکتگین نے اُسی سنوات مین اس مولود کے شکرانہ کیواسطے ہندو کے بتخانہ کو کہ آب سودرہ کے کنارے واقع تھا توڑکر مسمار کیا اور موافقت طالع اسکے ساتھ طالع صاحب دین کے بنا کام کیا اور اُسکے جلوس کے سال اول مین ایک معدن زر سرخ ایک درخت کی شکل سیستان کی زمین سے برآمد ہوئی اور جسقدر اُسے کھودتے تھے زر خالص نکلتا تھا اور اسکا تین گز تک ہوا اور وہ کان اسیصورت سے باقی رہی اور سلطان مسعود کے عہد سلطنت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی اسکا ذکر عنقریب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی مہم سے فارغ ہوا بلخ کی طرف نہضت فرمائی اور بسبب اسکے کہ منصب اسکا کہ امیر الامرائی خراسان تھا بکتوزن کے مفوض ہوا تھا ایک ایلچی بخارا مین امیر منصور کے پاس بھیجکر اظہار رنجش کیا اور اُسنے جواب دیا کہ مین نے بلخ اور ترمذ اور ہرات کی امارت تجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزن اس دولت کا بندہ ہے بیوجہ اسکے عزل کا فرمان دینا مناسب نہین ہے سلطان محمود نے ابو الحسن جموی کو ساتھ تبرکات اور تحائف بیشمار بخارا مین بھیجا امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہے کہ سرچشمہ دوستی اور اخلاص کو بے التفاتی کے خار و خاشاک سے مکدر اور تیرہ نکرین اور میرے اور باپ کے حقوق جو آل سامان کے ذمہ ہین اُنھین یک لخت ضائع نفرمائین تو رشتہ الفت گسستہ نہو اور متابعت اور طاعت کی بنا انہدام سے مصئون رہے جب ابو الحسن جموی بخارا مین پہونچا امیر منصور نے اُسے منصب وزارت کی نوید دیکر اپنی ملازمت مین رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کیطرف ہرگز توجہ نفرمائی سلطان محمود بضرورت نیشاپور کیطرف متوجہ ہوا اور بکتوزن اُسکی عزیمت سے واقف ہوکر کسیطرف نکل گیا اور ایک عرضداشت بخارا مین بھیجکر صورت حال گذارش کی امیر منصور غرور اور جوانی کے نشہ سے سپاہ فراہم کرکے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک کسی مقام مین توقف نہ کیا سلطان محمود اگرچہ جانتا تھا کہ امیر منصور تاب ہمارے مقابلہ کی نہین رکھتا ہے لیکن سرزنش اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کرکے نیشاپور کی حکومت سے دلکش ہوکر اُسے واگذاشت کی اور آپ مرغاب کیطرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزن نے فائق کی صلاح سے غدر کرکے امیر منصور کو گرفتار کیا اور اُسکی آنکھون مین سلائی کھینچی اور اُسکے بھائی عبد الملک کو کہ خردسالی سے سن تمیز کو نہ پہونچا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مرو کیطرف بھاگ گیا سلطان محمود اسکے تعاقب مین مرو مین داخل ہوا بکتوزن اور فائق نے اُسکا مقابلہ کیا اور کفران نعمت اُنکے شامل حال ہوئی نسیم نصرت نے سلطان محمود کے پرچم رایات پر چلنا شروع کیا اور بکتوزن و فائق عبد الملک کو لیکر بخارا کیطرف روانہ ہوے

اور کتوزون نے نیشاپور کی راہ لی اور بہر جند درنہ کے بعد بخارا میں جا کر لشکر پراگندہ کی فراہمی کے درپے ہوا اتفاق اس درمیان میں فائق نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر داعی حق کو لبیک اجابت کیا اور ایلک خان نے کاشغر سے بخارا میں آ کر عبدالملک اور اسکے اقربا کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کہ اسکی مدت یکسو اٹھائیس برس تھی انتہا کو پہونچی اور سلطان محمود باستقلال تمام بلخ اور خراسان کی حکومت میں مشغول ہوا اور جب آوازہ اسکے اقبال کا اطراف عالم میں پہونچا بغداد کے خلیفہ القادر باللہ عباسی نے ایک خلعت بیش قیمت کہ اس سے پیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو نہ بھیجا تھا ارسال کر کے ساتھ لقب یمین الدولہ امین الملۃ کے سرفراز فرمایا اور ذیقعدہ کے آخر مہینے سنہ تین سو نوے میں بلخ سے ہرات میں دوڑا اور وہانسے سیستان گیا اور خلیف بن احمد کو جو وہان کا والی تھا مطیع کر کے غزنین کی طرف معاودت فرمائی اور اسی موسم میں ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر چند قلعہ مفتوح کیے اور وہان سے سلامت اور غانماً مراجعت کی اور حسب عادت قدیم اسطرح سے عدل و داد کا فرش بسیط زمین پر بچھایا کہ اسکی دوستی خاص و عام کے دلمین جاگزین ہوئی اور ایلک خان نے ماوراءالنہر کو بالکل آل سامان کے تصرف سے باہر کر کے اور تحفہ تہنیت استیلاے ممالک خراسان کا سلطان محمود کی خدمت میں ارسال کیا اور سلطنت ان دو بادشاہوں کے درمیان میں نسبت دوستی اور یگانگی نے استحکام قبول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کو کہ ائمہ اہل حدیث سے تھا برسم رسالت ایلک خان کے حضور میں بھیجا ساتھ خطبہ کریمہ کرائم اسکے سے رغبت کی اور نفائس بیحد یواقیت اور لعل ہاے قیمتی اور ملے مرواریدو جو اہر اور بیضہ عنبر و اوانی سیم و زر و مستحون مشمومات کافور اور تبرکات ہند اور عود کے درخت[1] اور شمشیرہاے آبدار اور پیلان جنگی کوہ پیکر ملابس اور مناطق مرصع سے آراستہ کر دیکھنے والوں کی آنکھ اسکی چمک سے خیرہ ہوتی تھی اور گھوڑے رہوار بازین زر و ساز ہاے مرصع[2] اسکی صحابت سے روانہ کیے اور امام ابوالطیب سہل جب ترکستان کے ملک مین پہونچا اس ملک کے اہالی اور سردار ایلک خان کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اسکے عہد فرخندہ مہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے اسکے اعزاز و اکرام مین نہایت مبالغہ بجا لاے اور امام ابوالطیب اسوقت تک کہ ایلک خان کی ملازمت مین فائز ہوا اور کند مین مقیم کیا اور ایسے در یتیم نے کہ واسطے تحصیل اس در دریاے ترکستان کے غواصی کی تھی دستیاب کر کے ساتھ نفائس اور خواص اس ولایت کے مشل زر نقد اور سیم بلکہ کنیزان خطائی اور ماہرویان چینی اور قاقم اور سنجاب اور سمور اور انواع تبرکات دیگر بازگشت کی اور فائز الدارم ہوکر سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کارنمایان کے مصدر انواع عواطف شاہانہ اور مورد اقسام مراحم خسروانہ ہوا اور اسکے بعد مدت ہاے مدید اور عرصہ ہاے بعید تک سلطان محمود اور ایلک خان کے درمیان مین دوستی اور یگانگی کی بساط گستردہ تھی یہانتک کہ چشم زخم ایام ناہنجار اور سعایت نمامان بدانجام سے محبت ساتھ عداوت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب اسمین کا تتمہ اللہ کی توفیق سے قلمی ہوگا اور سلطان محمود اس قول کے لحاظ سے تمام ممالک مین مشہور ہوا تھا کہ مین اکثر سنوات کی مہمات سلطنت سے فارغ ہو کر بلاد ہند مین جاکر اسم غزا[3] اور لوازم جہاد بجا لاؤنگا اسواسطے ماہ شوال سنہ ۳۹۱ تین سو اکانوے ہجری مین غزنین سے بعزیمت ہندوستان کی اور دس ہزار سوار ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر پشاور مین آیا اور جیپال نے بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ اور تین سو زنجیر فیل سے مقابلہ کر کے صف جنگ آراستہ کیا اور محرم کی آٹھوین دوشنبہ کے دن کہ سنہ ۳۹۲ تین سو بانوے ہجری تھے فریقین ناجی اور فریق ناری سے متکلم ہوکر لوازم شجاعت بجا لائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فیروزی کے اختصاص پا کر غازی ملقب ہوا اور جیپال پندرہ تن فرزندان اور عزیز لشکر اسیر ہوا اور پانچ ہزار ہندو قتل ہوے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئی انمین سے سولہ حمائل مرصع یعنی مالے

[1] جمع یاقوت ۱۲
[2] جمع لباس ۱۲ جمع طوق ۱۲
[3] علیہ ۱۲

اور جو لولوی گوہر جواہر نفیس آب اسیرون کی گردن سے اتار کر سلطان محمود کے ملاحظہ مین گذرے تھے منجملہ انکے جو ہیرون سے
قیمت ایک مالے کی ایک لاکھ اسی ہزار دینار سرخ مشخص اور مقرر کی اسکے بعد سلطان محمود وہنیاور سے قلعہ بہندہ مین
گیا اور افضال الٰہی سے آسے بھی مسخر کیا اور چونکہ موسم بہار قریب پہونچا تھا سلطان محمود نے اولوالعزمی سے جیپال اور
دوسرے اسیرونکو باج اور خراج قبول کرنیکے بعد امان دیکر رہائی بخشی اور بہت سے افغان کے رئیسونکو تہ تیغ کیا اور بعضون کو
چاکری مین منسلک فرماکے مراجعت فرمائی کہتے ہین ہنود کے طریقہ مین رہ ہی کہ جو راجہ کہ دو مرتبہ مسلمانون سے شکست پاوے یا
قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ نہو اور گناہ اسکا آگ کے سوا پاک نہووے اسواسطے جیپال نے اپنے فرزند انندپال کو
ولیعہد کرکے اپنے تئین آگ مین ڈالکر جلایا اور سلطان محمود ماہ محرم سنہ تین سو ترانوے مین سیستان کیطرف روانہ ہوا اور خلیف کو
اس مرتبہ غزنین مین لایا اور دوبارہ ہندوستان جانیکی اسے ہوس ہوئی اور سنہ تین سو پچانوے مین شہر بھاطیہ کی سمت نہضت
فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذر کے نواحی اس مین وارد ہوا اور وہ ایسی دیوار رکھتا تھا کہ نسر طائر اسکے کنگرات مین نہ پہونچ سکتا تھا
اور خندق اسکے گرداگرد بحر محیط کے مانند وسیع اور عمیق تھا بجے راو نامی وہانکا راجہ تھا اور رجال و افیال کی کثرت سے نہایت
غرور اسکے سر مین جاگزین تھا اور امیر ناصرالدین سبکتگین کے امرا کہ ہندوستان مین رہتے تھے اطاعت نکرتا تھا اور جیپال سے
بھی جیسا کہ شرط فرمانبرداری ہے پیش نہ آتا تھا جب سلطان محمود اسکے دفع کیواسطے اسطرف فوج کش ہوا بجے راو بھی اپنی سپاہ فراہم
کرکے لشکر اسلام کے مقابل صف آرا ہوا اور درمیان مین دونون گروہ کے تین روز علی الاتصال کارزار اور حرب و ضرب
قائم رہی اور تہور منصور سے مشخص نہوا قریب تھا کہ مجاہدان اسلام کو چشم زخم پہونچے اس سبب سے چوتھے روز سلطان محمود نے
اپنے لشکر مین منادی کی کہ آج جنگ سلطانی ہوگی چاہیے کہ مردم آزمودہ و ملازم اور غیر ملازم جوان اور پیر جلو پر مستعد ہوکر میدان جنگ
مین پیش قدمی کرین اور راجہ بجے راو بھی مسلمانون کی عزیمت سے واقف ہوا اور بتخانہ مین آیا اور اپنے معبود سے کمک طلب کی
اور ہندوون کو سلاح بندی کا حکم دیا اور نہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہوکر رزمگاہ کی طرف روانہ ہوا امراے
اسلام میمنہ اور میسرہ سے دست بقبضہ جوش و خروش مین آنکر ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور چاشت کیوقت سے
ظہر تک بازار حرب و ضرب پیش پہنچائے اور طرفین سے کشتون کے پشتے ہوئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کسیکے چہرہ پر
عیان نہوتی تھی سلطان محمود بھی قادر ذو الجلال اور معبود لایزال کی درگاہ کیطرف رجوع لایا اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور بہ نفس نفیس قلب لشکر کو ہمراہ لیکر لشکر کفار کے قلب پر تاخت
لایا اور انکی جمعیت کو پریشان کرکے پسپا کیا اور بجے راو لشکر شکستہ کو ہمراہ لیکر قلعہ بند ہوا سلطان محمود نے محاصرہ کرکے خندق
کے پاٹنے کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور سنگ اور چوب سے پر ہوجائے بجے راو متحیر اور مضطرب ہوا طاقت لشکر نہ لا سکا
سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خواصون کو لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل مین
بیٹھ رہا تب سند کی حوالی مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک فوج دلیران اسلام سے اسکے
تعاقب مین تعین فرمائی اور دلیران جنگ نے اس کافر دغا کو اس بیشہ مین جالیتے ہی نقطہ پرکار کی صورت چارون طرف سے
گھیر لیا اور بجے راو نے مرنیکے سوا اپنا مفر نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خنجر بران کھینچکر اپنے سینہ پر مارا غازیان اسلام نے
اسکا سر سلطان محمود کے پاس لے گئے اور تیغ بیدریغ اسکے ہمراہیون متابعون پر علم کرکے ایک خلق کثیر مقتول کی اسکے بعد دو سو اور
اسی زنجیر فیل اور بردہ اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور وہ شہر اور اسکے باشندے سلطان محمود کے ممالک محروسہ مین شامل ہوے

اور سلطان محمود نے مظفر و منصور ہوکر غزنین میں مراجعت فرمائی اور سنہ تین سو چھیانوے ہجری میں ملتان کی تسخیر کی نیت
کی اور لشکر کے احضار کا حکم نافذ کیا اسلیے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا طریقہ سلوک
رکھکر خدمات شائستہ بجا لاتا تھا اسکے بعد اسکا پوتا ابو الفتح داؤد بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحدہ سے تھا عقائد میں اپنے باپ
دادا کی سنت پر عمل کرکے آپکو سلطان کے ملازموں میں شمار کرتا تھا لیکن اس زمانے میں کہ لشکر اسلام بلدہ بھاطیہ کے محاصرہ میں
مشغول تھا داؤد اطاعت سے خارج ہوکر اعمال ناشائستہ کا مصدر ہوا سلطان محمود نے اس سال صلاح وقت نہ دیکھکر عین اغماض
سے طرح دیا کچھ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عازم ہوا اور زین الاخبار کی روایت سے یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جب سلطان محمود
کے ارادے سے واقف ہوا اسکی مخالفت میں میدان ہوا اور انندپال جیپال کے سد راہ تھا شکست کھا کر کشمیر کیطرف بھاگا اور
النفسی میں مدد کی ہے جب ابو الفتح سلطان محمود کی خبر آمد سنکر سراسیمہ ہوا اور انندپال کو سلطان کے ارادے سے آگاہ کرکے کمک
چاہی اور اُسنے اسکی مدد پر ہمت باندھی لاہور سے پیشاور روانہ ہوا اور اپنے امیرون کی ایک جماعت بھیجکر سلطان محمود کی
سد راہ کی تو اُسکی روانگی کے مانع ہون سلطان محمود یہ ماجرا دیکھکر غضبناک ہوا اور لشکر کو انندپال کی جنگ اور اُسکے
بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیون نے حکم کے موافق اسکے سردارون کو کہ جسارت کا علم بلند کرکے روبرو آئے تھے تیغ قہر سے
سنگ تفرقہ انکی جمعیت میں ڈالا اور انندپال اس حال سے آگہی پاکر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا لشکر اسکے تعاقب میں
سودرہ کے اطراف اور آب چناب کے ساحل پر پہونچا انندپال ہراسان ہوکر کشمیر کے پہاڑون پر بھاگا اور سلطان نے
اسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور بھٹنڈہ کے راستہ سے ملتان کیطرف کہ اس یورش سے غرض اصلی اسکی ملتان کی تسخیر سے تھی
روانہ ہوا اور ابو الفتح نے جب مشاہدہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آیا ناچار مفسدت کی صلاح نہ دیکھی قلعہ بند ہوا اور عجز و زاری کا
دروازہ مفتوح کرکے متعہد ہوا کہ میں ہر سال بیس ہزار درم سرخ بلا عذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کرکے مذہب الحاد
سے احتراز کرونگا سلطان محمود اسکے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کرکے اس قرار پر صلح کرکے معاودت کے تہیہ میں تھا کہ
نوشتہ سر جان ارسلان جاذب حاکم کے پاس سے پہونچا اور ایلک خان نے لشکر پہونچنے اور انکی خرابی کی خبر دی سلطان محمود
نے بتعجیل تمام مہمات بھٹنڈہ کے ساتھ سکھپال کے کہ راجہ ہائے ہند کے فرزندون سے تھا اور پیشتر میں ابو علی سمجوری کے
ہاتھ میں گرفتار ہوکر مسلمان ہوا تھا اور اُسے آپ باشاہی کہتے تھے رجوع کرکے غزنین گیا اور شرح ایلک خان کی
داستان کی یون ہے کہ مدت مدید تک بساط محبت و مودت سلطان محمود اور ایلک خان کے گسترده رہا اور علاقہ مصاہرت
اور دامادی کا مستحکم اور استوار رہا یہانتک کہ چند مرتبہ مذکور ہوا یعنے مفسدون کے فساد اور سخن چینون اور چغلخورون کی
چغلخوری کے سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ مبدل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کیطرف نہضت
فرمائی اور خراسان کا میدان دلیران شیر افگن کی صحابت سے خالی ہوا ایلک خان نے فرصت پاکر اس ولایت کی
تسخیر کی طمع کی اور سیاوتش تگین کو کہ اسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بیحساب جمع کرکے خراسان کیطرف
روانہ کی اور جعفر تگین کو بطور شحنگی بلخ کے دار الملک میں مقرر کیا ارسلان جاذب حاکم ہرات اس حال سے
واقف ہوکر تختگاہ کی حفاظت کیواسطے ہرات سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اعیان خراسان کی ایک جماعت کہ
سلطان محمود کے ایام غیبت کی درازی اور اراجیف کے انواع انتشار کے سبب ایلک خان کے ساتھ اطاعت اور
فرمانبرداری کا طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین میں داخل ہوا ایک لشکر باشکوہ اور ایک حشر انبوہ بحر مواج کے مانند فراہم کرکے

بلخ کی سمت روانہ ہوا اور جعفر تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہوکر ترمذ میں بھاگ گیا اور ارسلان جاذب سلطان کے حکم کے موافق سیاوش تگین کیطرف متوجہ ہوا اور ہرات سے برآمد ہوکر ماوراء النہر کی عزیمت کی ایلک خان نے قدر خان سے جو شاہ چین تھا مدد چاہی اور قدر خان پانچہزار فوج سے اسکی کمک کو آیا ایلک خان نے اسکے اتفاق سے آب جیحون سے عبور کیا اور بلخ کے چار فرسخ ہوکر سلطان محمود کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا سلطان محمود نے بنفس نفیس صف کارزار آراستہ کی قلب لشکر پر اپنے چھوٹے بھائی امیر نصیر الدین والی جرجان اور ابو نصر فریغون اور عبد اللہ طائی کو سردکیا اور میمنہ بالتونتاش حاجب کے حوالہ کی اور میسرہ ارسلان جاذب اور امرائے افغانان اور خلج کو تفویض فرمائی پانسو فیل کوہ تمثل افواج بحر امواج کے آگے ایستادہ کی اسطرف ایلک خان نے بھی قلب لشکر میں قرار کیا اور قدر خان کو میمنہ اور جعفر تگین کو میسرہ میں مقرر کیا جب طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک بیک نظر جاتا تھا سوارونکا پرا نظر آتا تھا فردوسی نہان گشت خورشید گیتی فروز + تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز + شد از سم اسپان زمین لالہ رنگ + ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ + پھر دونون لشکر مثل دو بحر زریق ایک دوسرے کے مقابلے کو آئے اور گھوڑونکی صدا نے آسمان کے کان بہرے کیے اور رہوارون نے اپنے سم کے غبار سے فضائے سپہر تیرہ کیا اور آتش جنگ حملہ کی ہوا سے افروختہ ہوئی اور شمشیر آبدار اور سنان شعلہ کردار کی آبیاری سے خون دلاورونکا معرکہ کی خاک میں آمیختہ ہوا اور ایلک خان غلامان خاصکی افواج ہمراہ لیکر اپنی صف سے برآمد ہوکر دار و گیر میں مشغول ہوا سلطان محمود شدت ترکان و ایلک خان کی مشاہدہ کرکے گھوڑے سے اترا اور تضرع و زاری سے منھ اپنا خاک عجز پر رکھکر حضرت ذو الجلال سے ظفر و نصرت کی مسئلت کی اور نذر اور صدقات اپنے اوپر واجب کیے اور افضال الٰہی پر اعتماد کرکے فیل مست پر سوار ہوا اور شیر ژیان کے مانند ایلک خان کے قلب لشکر پر جا پڑا چونکہ اسکی نظر فضل رب پر تھی ناگاہ عنایات سبحانی سے اول مرتبہ سلطان محمود کے فیل مست نے ایلک خان کے علمدار کو خرطوم میں لپیٹ کر سنگریزہ کیطرح پھینکدیا اسکے بعد ترکون کی صف کیطرف خلق کثیر اور جم غفیر کو عرصہ ہلاک میں داخل کیا جب دلیران صف شکن سلطانی نے مشاہدہ کیا کہ سلطان محمود قادر بیہمال کے افضال سے اپنے فیل مست سے دشمنون پر حملہ آور ہوا یکبارگی جوش و خروش میں آنکر چپ و راست سے صفوف اعدا پر جا پڑے اور تیغ بیدریغ کی ضرب اور طعن سنان جانستان سے ترکون کو خاک مذلت پر ڈالا یہانتک کہ ایلک خان اور قدر خان اپنی زندگی سے مایوس ہوے اور بہزار حیلہ معرکہ سے باہر گئے اور برق کے مانند بھاگ کر آب جیحون سے عبور کیا اور اپنے ممالک محروسہ میں کسی مقام پر باگ نہ روکی اور دوبارہ خراسان کی تسخیر کا خیال اپنے سر پر غرور میں نہ لائے اور تاریخ یمینی میں مسطور ہے کہ یمین الدولہ سلطان محمود نے ایلک خان کی ہزیمت کے بعد تعاقب کی عزیمت فرمائی چونکہ موسم سرما تھا اور اس حدود میں سردی اور برف ریزی اس کثرت سے تھی کہ تمام لشکر اسکی تاب نہ لاسکا اکثر سے امرا اس امر سے راضی نہ تھے لیکن سلطان محمود بنفس نفیس اسبارہ میں بجد تھا ناچار دو کوچ اسکے تعاقب گیا تیسری شب کو بیابان میں برف عظیم اور سرمائے شدید نے زور شور کیا اہلکارون نے سلطان محمود کیواسطے ایک بارگاہ ایستادہ کرکے منقل بیشمار حاضر کیں جیسا کہ اکثر حضار مجلس گرمی کے سبب سے چاہتے تھے کہ جامہائے زمستانی بدن سے دور کریں اتنے میں مسخرہ دلچک سلطان محمود کی بارگاہ میں حاضر ہوا سلطان نے از روے ظرافت دلچک سے فرمایا کہ تو باہر جا اور میری طرف سے سرما سے کہہ کہ جان کندنی تیری کیا ہے ہم یہان گرمی کے سبب سے قریب ہے کہ سردی کا جامہ اپنے بدن سے تبدیل کریں دلچک حکم کے موافق باہر گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ غلام نے حضور کا پیغام

سرہا کو پہونچایا وہ کہتا ہی کہ اگرچہ سو دست میرا ہاتھ سلطان اور اُسکے مقربون کے دامن تک نہین پہونچتا ہی لیکن تلقیون
اور اشارہ پیشیہ کی آج شب کو ایسی خدمت کرونگا کہ کل حضرت سلطانی اور اُسکے مقرب سب گھوڑونکی تیمارداری اور خدمت
کرینگے اور ہماری طرف سے غبار خاطر شریف مین نہ بیٹھے سلطان نے اگرچہ وقت نوش طبعی سے ظاہر کچہ نکیا لیکن پس عزیمت
سے دلمین پشیمان ہوا اور کوچ کا حکم صادر فرمایا ناگاہ اُسی شب کو ہندوستان کی طرف یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ آب سار
تمردی سے مرتد ہوکر دین اصلی سے پھر گیا اور اس میدان کو خالی دیکھکر بادشاہی عمال کو اُس دیار سے نکالدیا اسواسطے
سلطان نے علی الصباح عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف فرمائی کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور اُن امراکو کہ ہندوستان مین
جاگیرین اور ریاست رکھتے تھے بجناح استعجال پیشتر روانہ فرمایا کہ وہ آب سار کو گرفتار کرکے دربار مین حاضر لائے سلطان محمود نے
چار لاکھ درم اس سے لیکر اپنے خزانچی سے تگین کو عنایت کیے اور آب سار کو قید کیا یہانتک کہ اُسکا مرغ روح قفس تن سے پرواز
کر گیا اور اسوقت آنحضرت نے عطف عنان کرکے غزنین مین رونق افروزی کی اور بستر استراحت پر تکیہ زن ہوکر آرام فرمائی
اور سنہ [۳۹۹] تین سو ننانوے ہجری مین انندپال کی گوشمالی کا آہنگ کیا اور یہ اصلی یہ تھی کہ اُسنے عہد تسخیر ملتان مین بے ادبی
کی تھی لشکر فراہم کرکے ہندوستانکے یورش کا عازم ہوا اور یہ خبر سنتے ہی انندپال بھی کارزار پر آمادہ ہوا اور ہندوستانی راجاؤن
سے استمداد طلب کی یہ لوگ جو اہل اسلام کی دفع ایذا کو موجب حسنات اور ترقی درجات جانتے تھے ناچار بقصد صواب دید
اور اطراف کے تمام راجہ اُسکی استمداد پر آمادہ ہوے یہانتک کہ اوجین اور گوالیار اور کالنجر اور قنوج اور دہلی کے راجہ
فوج فوج لشکر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوے اور زیادہ اس سے کہ امیر ناصرالدین سبکتگین کے عہد مین لشکر فلمبند ہوا تھا
اس مرتبہ فوج کا جائزہ لیکر انندپال کو سردار کرکے سلطان کی حرب پر آمادہ ہوے اور پشاور کے صحرا مین سلطان محمود کے
لشکر کے قریب جاکر چالیس روز تک مقابل خیمے برپا کیے اور طرفین سے کوئی جنگ پر سبقت اور پیش قدمی نکرتے تھے لیکن
روز بروز لشکر کفار افزون ہوتا تھا اور اطراف و جوانب سے اُنھین مدد پہونچتی تھی یہانتک کہ لشکر کفار بھی اس سفر مین ہنود
سے ملحق ہوے اور ایک حشر عظیم برپا کیا اور مسلمانون کی حرب مین ایسے ساعی ہوے کہ اُنکی عورتین اپنا زیور فروخت کرکے
اور دور دور سے خرچ اپنے شوہرون کیواسطے بھیجتی تھین تو مصارف ضروری سفر مین صرف کرکے مسلمانونکی حرب مین کوشش
کرین اور جو عورتین کہ مقدرت نرکھتی تھین چرخہ زنی اور مزدوری کرکے تھوڑے تھوڑے مردم لشکر کیواسطے ارسال کرتی تھین جب
سلطان نے بخوبی دریافت کیا کہ کفار اس مرتبہ فدویون کے مانند سلوک کرتے ہین بہ اقتضاے جنگ مین شرائط احتیاط بجا لایا
یعنی لشکر کے دو طرف خندق وسیع اور عمیق کھدوائی تو جانبین سے کفار دلیرانہ آسکین اُسکے بعد حرب مین قیام کرکے ہزار جوان
تیرانداز حکم کے مطابق آگے جاتے تھے اور کفار کو حیلہ ہاے سپاہیانہ سے جنگ پر آمادہ کرکے اپنے لشکر گاہ کیطرف کھینچ لاتے تھے
اور غازیان اسلام اتفاق حسنہ سے اُنکے دفع مین مشغول ہوتے تھے اور باوصف اس احتیاط کے کہ سلطان عمل مین لایا تھا تیس ہزار
کفار سر و پا برہنہ اور ہر ایک حربہ غیر مکرر ہاتھ مین لیکر دونون طرف سے عین کارزار مین دو طرفہ خندق سے عبور کیا اور سواران اسلام پر
آپڑے اور انسان اور مرکبونکو لشکر اسلام کے زخمی شمشیر اور خنجر اور برچھی سے کرتے تھے خلاصہ یہ طرفۃ العین مین تین چار
ہزار مسلمانونکو شہد شہادت چکھاکر روضۂ رضوان مین داخل کیا اور اسی اولوالعزمی سے انکی نیت خاص یہ تھی کہ سلطان
لشکر کے بیاد ہونکے شر سے معرکہ سے کنارہ کش ہوکر اُس روز جنگ موقوف رکھے چونکہ خدا کفیل تھا قدرت سے قضیہ بالعکس ظہور
مین آیا کہ ناگاہ وہ فیل کہ جسپر انندپال سوار تھا صداے نفط و خدنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اور اطراف کے لشکر نے ملوک ہند کے

زار کا گمان کرکے سب نے ہزیمت کی راہ ناپی اور عبد اللہ طائی پانچ ہزار سوار عرب سے اور ارسلان جاذب نے دو ہزار ترک
افغان اور خلج سے دو شبانہ روز مفروریوں کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار تیغ کے گھاٹ اتارے اور تیس زنجیر فیل
اور غنیمت بیشمار فراہم کرکے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین محمدی کے واسطے
نگرکوٹ کے جہاد اور وہاں کی بت شکنی کا عزم بالجزم کرکے روانہ ہوا اور اس عہد میں وہ قلعہ کہ سا نہ قلعہ بھیم کے موسوم اور
مشہور تھا سلطان طے مراحل و منازل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف میں پہونچا حکم اسکے محاصرہ کا دیا اور اسکے اطراف و
جوانب کے باشندوں کے قتل سے اپنے تیغ معاف نرکھا اور وہ قلعہ راجہ بھیم کے عہد میں ایک پہاڑ کے قلعہ پر تعمیر ہوا تھا اہل ہند اسکو
بتونکا خزان جانتے تھے اور اطراف واکناف کے راجہ زر نقد اور جواہر کے علاوہ انواع نفائس اور تحائف وہان بھیجتے تھے اور اس امر کو
سبب تقرب درگاہ احدیت تصور کرتے تھے اسوجہ سے طلا اور نقرہ اور جواہر اور مروارید و مرجان اُس قلعہ میں اسقدر جمع ہوا تھا کہ
جوہری وہم اسکا حساب نکر سکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ میں فراہم نہ تھا جو قلعہ ابطال رجال سے خالی تھا اور سوائے براہمہ اور
بت پرستوں کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہیں آدمی ساکن نتھا اسواسطے رعب اور ہراس افواج سلطانی وہاں کے باشندونکے دلوں پر
طاری ہوا الامان کی صدا ایوان کیوان تک پہونچائی اور تیسرے دن قلعہ کا دروازہ کھولکر سلطان کے روبرو خاک ذلت پر
گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سومن آلات چاندی سونے اور
دو سومن کندن اور دو ہزار من چاندی خالص اور بیس من انواع جواہر کہ بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا اولیاء سلطانی
کے تصرف میں آیا پھر سلطان نے سالماً و غانماً غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ چار سو ہجری میں شہر کے باہر چند
تخت طلا اور نقرہ کے بارگاہ میں رکھوائے اور وہ غنائم کہ اس سفر میں ہاتھ آئے تھے صحرا میں لیجا کر انبار کیے اہل شہر اور
دیہات اسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک یہ صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقوں اور
پرہیزگاروں کو بذل اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب قلوب میں کسی طور تقصیر نہ کی اور سنہ چار سو ایک ہجری میں
سلطان محمود نے غور پر لشکرکشی فرمائی اور وہاں کا حاکم جسکا نام محمد بن سوری دس ہزار مرد اہل نبرد آراستہ کرکے سلطان محمود کی
صفوف کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتش حرب و ضرب مشتعل رکھکر داد مردانگی اور
جوانمردی کی دی جب سلطان محمود نے غوریوں کی جانبازیاں مشاہدہ کیں اپنے لشکر کو از روئے فریب کے معرکہ جدال سے
برگردان اور پسپا کیا اہل غور نے یہ گمان کرکے کہ سپاہ سلطان نے ہزیمت پائی کمین گاہ سے کہ پیشتر تیار کی تھی برآمد ہوکر پیچھا کیا
جب فضائے صحرا میں پہونچے سلطان محمود کی افواج دریا مواج سیل شدید کے مانند پھر پڑیں اکثر لوگونکو طعمہ شمشیر آبدار کیے
اور جرأت کا قدم بڑھاکر محمد ابن سوری کو دستگیر کرکے سلطان محمود کے روبرو حاضر کیا محمد ابن سوری نے فرط الم و ہجوم غم سے
ہیرہ کا نگینہ کھاکے مجلس سلطان میں اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت اولیاء سلطان کے تحت تصرف میں آئی اور
تاریخ یمینی میں مرقوم ہے کہ غور کے تمام اور وہاں کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن صاحب طبقات ناصری
اور فخر الدین مبارک شاہ مروروذی کہ سلاطین غور کی تاریخ سلک نظم میں کھینچی ہے انکا یہ قول ہے کہ اہل غور امیر المومنین اور
یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمان ہوئے ہیں اور بنی امیہ کے
کے عہد میں تمام ممالک اسلام نے حرف بیجا حضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کیا ہے لیکن غور کی مملکت میں کسیوجہ سے تک ان کے منہ سے
اس سبب سے کہ اس مملکت کو تمام ممالک پر فخر اور مباہات ہے اور اس سال سلطان محمود دوبارہ غزنین سے ملتان آیا اور جو بقیہ

بقیہ

مفتوح کیا مبت سے قرامطہ اور ملاحدہ کو تہ تیغ کرکے دار البوار پہونچایا اور بہتونکے ہاتھ اور پاؤن قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو زندہ گرفتار کرکے اپنے ہمراہ غزنین مین لیگیا اور غور کے قلعہ مین محبوس کیا یہانتک کہ اسیمین ہلاک ہوا اور سنہ چارسو دو ہجری مین سلطان محمود کے دلمین دوبارہ جہاد کی ہوس پیدا ہوئی تھانیسر کیطرف کہ ممالک ہندوستان سے ہے متوجہ ہوا اور عزیمت کا سبب یہ تھا کہ یہ خبر اسکے سمع مبارک مین گوش زد ہوئی تھی کہ تھانیسر کفار کے نزدیک عزت و احترام مین بلا تشبیہ مثل مکہ معظمہ کے ہے اور وہان قدیمی ایک بتخانہ ہے اور اسمین بت کثرت سے نصب کیے ہین اور اعظم اصنام اُنکا جگ سوم نام رکھتا ہے اور کفار کے اعتقاد مین جب سے کہ جہان پیدا ہوا ہے وہ بت بھی ہے اور سلطان غازی جب ممالک پنجاب مین داخل ہوا چاہتا تھا کہ بسبب اس عہد و پیمان کے کہ انکے اور انندپال کے درمیان واقع ہوا تخلف منظور نہ ہو اور کسی طور کا صدمہ اور خرخشہ جنود اردوی و سپاہ سے اسکی مملکت کو نہ پہونچے اسوجہ سے ایلچی انندپال کے پاس روانہ کرکے اعلام کیا کہ مین تھانیسر کی عزیمت رکھتا ہون تجھے لازم ہے کہ ایک جماعت اپنے معتمدین سے ہماری موکب ہمایون مین ملازم کرے تو جو جنگ کہ تیرے متعلق ہو سپاہ گردون اشتباہ کے صدمہ سے محفوظ رہے انندپال نے فرمانبرداری فرمان واجب الاذعان اپنی بقاے دولت کا سبب جانکر بسرعت تمام اسباب ضیافت مہیا کیا اور اپنی مملکت کے تجار اور بقالون کو حکم دیا کہ ہر قسم کے اشیا مثل روغن اور غلہ اور جمیع مایحتاج لشکر سلطان کے اردو مین لیجاکر ایسا انتظام کرین کہ لشکریان آسودگی ظاہر ہووے اور دو ہزار سوار اپنے بھائی کے ہمراہ کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجکر عرضی لکھی کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہے اور بوفور اخلاص اور اعتقاد سے مقربان بارگاہ کی خدمت مین عرض گذار ہے کہ تھانیسر کا بتخانہ اس ملک کے باشندون کا معبد ہے اگرچہ حضور کے مذہب مین بتونکا توڑنا حصول حسنات اور رفع سیئات کا سبب ہے اور یہ امر قلعہ نگرکوٹ کی بت شکنی مین حاصل ہوا اب یہ خدمتگار جان نثار عرض کرتا ہے اگر سلطان فعل مہابانی قرار دیکر ہر سال خراج اس ملک کی رعایا پر لازم کرکے مراجعت فرماوین یہ کمترین بھی اس شکریہ مین کہ التماس اس ذرہ بیمقدار کی معرض قبول مین پذیرا فرمائی ہے ہر سال پچاس زنجیر فیل مع تحف و ہدایاے نفیسہ درگاہ عرش اشتباہ مین مرسول کریگا سلطان نے جواب دیا کہ مسلمانون کے مذہب مین ایسا ہے کہ وہ جسقدر شریعت غرا کی رواج اور کفار کے معبد یعنی بتخانون کے انہدام مین کوشش کرین یوم الجزا مین اجر زیادہ تر پاوین مع ہذا نیت ہمایون یہ ہے کہ ہم مساعی جمیلہ سے بت پرستی رسم ہندوستان کے تمام شہرون سے بالکل زائل کرین کیونکر سفر تھانیسر کے فسخ عزیمت مین لاوین الغرض جب یہ خبر دہلی کے راجہ کو پہونچی اہالی اسلام کے حرب پر آمادہ ہوا اور ہندوستان کے اطراف و جوانب مین ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان محمود جنود نامعدود سے تھانیسر کیطرف کہ ہمارے ممالک سے ہے متوجہ ہوا ہے اگر پیشتر سے اس سیل تند کا بند محکم نباندھینگے

جمع جند یعنے لشکر

عنقریب وہ اس مملکت کے صحرا مین بہن ہوکر جور کے تیر سے صغیر و کبیر کے دولت کا نہال بیخ و بن سے اکھاڑیگا بہتر یہ ہے کہ تم سب عالی ہمم اپنی افواج سے تھانیسر مین مجتمع ہوکر اور ہم سب یکدل ہوکر غبار برطرف کرین لیکن سلطان محمود لشکر کفار کے اجتماع سے پیشتر تھانیسر مین پہونچا اور شہر خالی دیکھکر بجلدی تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کیطرح بتون کو توڑا اور جگ سوم کو غزنین مین بھیجا تو خلائق کے سر راہ اسے ڈالکر پے سپر بناوین اور اسقدر خزینے بتکدون سے دستیاب ہوے کہ شمار اسکا حد سے باہر ہے اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان بتخانون مین سے ایک قطعہ یاقوت سرخ کا ایسا دستیاب ہوا تھا کہ اسکا وزن چارسو اور پچاس مثقال تھا اور اس سنگ درخشندہ رنگ کا جواہر نفیس کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا سلطان نے اس فتح کے بعد دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ دہلی کا اسوقت تسخیر ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یکقلم ہاں سرکار کے تصرف مین آرہے اور سندپال کے سبب سے بالکل جمعی ہووے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور دوبارہ
نوبت فتح کی اور تخمیناً دو لاکھ ہندی اس ولایت سے غزنین مین لیگیا کہتے ہین غزنین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار کرتے
تھے اسواسطے کہ ہر ایک لشکر سلطان کا بہر وہ انسان مالک سعد کرتا تھا غلام ہوا تھا اور سنہ چار سو دو ہجری مین التونتاش
سپہ سالار اور ارسلان خان حاجب نے غرجستان فتح کر کے اور شاہ سار ابونصر کو جو وہانکا حاکم تھا غزنین مین گرفتار کر لائے
اور کہتے ہین کہ جسوقت شاہ سار کو قید کر کے غزنین مین لائے تھے ایک غلام شاہ سار کا موکل تھا اسنے ارادہ کیا کہ غزنین کے
پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے ہماری احوال پر مخبر کرے چنانچہ شاہ سار کو نامہ تحریر کرنیکی تکلیف دی ہر چند شاہ سار نے اس حرکت سے
انکار کیا فائدہ نہ بخشا شاہ سار نے ناچار قلم اٹھایا اور یہ عبارت لکہی کہ ای محبوبہ نابکار و ای شوخ چشم تیرہ روزگار سب تجھے
یاد ہوگا اور خیال ہے کہ تیرے افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ میرے گوش زد ہوتے اور ضائع کرنا میرے مال کا اپنے تحصیل ارادات
مین میرے خاطر نشان تھا مین خوب واقف ہون کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی ناز برداری مین سرمایہ بیکرانی ہی
اور میرے خاندان کو غبار صرصر بدنامی سے برباد دیا تونے اور میری آبروریزی کر کے خاک مذلت و رسوائی میرے سر پر ڈالی اگر
سبحانہ تعالی کے فضل سے مع الخیر و عافیت پھر وطن پہونچتا ہون تیرے کردار بد کی سزا دیتا ہون تو تیرے اعمال بد ست
کہ جا تیرے آغوش مین رکھتا ہون پھر نامہ ملامت تمام کر کے سر نامہ پر مہر کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور
مضمون معلوم ہوا جوان غم کا اسی ضعیفہ بیچاری کے دماغ سے بر آمد ہوا اور اپنے دل مین یقین کیا کہ دشمنون نے میرے شوہر سے
[illegible] مگر میری نسبت تہمت چغلی ہین اسلیے وہ شوہر کے خوف سے اپنی خواصون کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ
مین پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزنین مین پہونچایا اور اپنے مکان مین گیا دیکھا کہ محل سرا کا دروازہ بند ہے
اور آبادی کا نشان مطلقاً باقی نہین رہا حیران ہوا اور دروازہ کہولا اس مکان کو کہ گلزار ارم کے مانند نزہت فزا تھا
بیابان لق و دق کیطرح خشک و خالی پایا اور کنیزان کا اثر اور پرستارون کا نشان نہ ملا کا کا کے ہمسایہ کے پاس بہت تعجبات حال
پوچھے انہون نے نامہ کے مضمون اور تمام نتیجہ اور فضائح سے جو آپس مین ثبت تھے آگاہ کیا کا کا نے فریاد و زاری برپا کی کہ مین اس
سے واقفیت نہین رکھتا پھر خاتون کو طلب کر کے عذر خواہی کی اور دل [illegible] جب شاہ سار کو سلطان کے دربار مین لیگئے
یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے متبسم ہو کر فرمایا کہ جو شخص اپنے جادہ اعتدال سے باہر قدم رکھتا
ہے اور اپنے بزرگ تر سے بطریق ادب پیش نہین آتا اسکی یہی سزا ہے اور سلطان نے انہین دنون مین ایک مکتوب خلیفہ عباسی القادر
باللہ کو تحریر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان راقم سے متعلق ہین امیدوار ہون کہ بعضے بلاد خراسان جو آپکے غلامون کے صرف مین
ہین اسطرف کے لوگون کو معاف فرماوین خلیفہ نے سلطان کے ملاحظہ سے یہ التماس پذیرا کی سلطان محمود نے جب
دوبارہ خلیفہ بغداد القادر کو نامہ مرقند کی طلب و عطائے فرمان مین لکھا خلیفہ نے فرمایا معاذ اللہ مین یہ بات قبول نکرونگا
اور اگر تو بغیر مرضی اسکے لینے کا ارادہ کریگا ایک عالم تیرے اوپر چڑہا لاؤنگا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایلچی سے
کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین ہزار فیل جنگی لیکر دار الخلافت ویران کرون اور اسکی خاک ہاتہیونکی پیٹھ پر لادکر غزنین مین لاؤن
ایلچی روانہ ہوا اور چند عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اسوقت سلطان محمود دربار مین بیٹھا تھا اور غلام صف باندہ کر روبرو
ایستادہ ہوئے تھے اور پیلان کوہ پیکر دربارگاہ پر ایستادہ کیے اور لشکر کو تعبیہ کیا رسول حاضر ہوا اور نامہ سربمہر
تخت کے روبرو رکہا اور امیر المومنین بیتاب دعا و ثنا کیطرف سے عرض کی کہ خلیفہ نے تمہارے جواب مین خواجہ ابونصر

فیروزی بنے کہ امیر دیوان رسالت تھا نامہ لکھوا کر بھیجا اول سر نامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہوا پھر اسکے بعد ایک
سطر مین حروف مقطعات الم الم الم لکھکر آخر اسکے یون لکھا ہوا الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین کے
سوا اور کچھ لکھا ہوا نہ تھا سلطان اور تمام کاتب و منشی حیران تھے کہ آیا معنی کیا ہین غرض اسکا مطلب ایک آیت جو قرآن مین
وارد ہے تمام منشیون ادیبون سے دریافت نہوا تو ابو بکر قہستانی کہ ابتک کسی مدارج پر مناسب پر منصوب نہ تھا
قدم جرأت کا بڑھا کر عرض کی کہ حضور نے دار الخلافت کو ہاتھی والے بیلان سے بچو یہ پیلان تہدید کی تھی یہ
اسکا جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تحریر کیا ہے سلطان محمود اس مضمون کے سنتے ہی بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا
گریہ وزاری کرکے ایلچی سے معذرت چاہی اور تحف و ہدایا خدمت مین روانہ کیا اور ابو بکر قہستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرماکر
صدر امارت پر متمکن کیا اور سنہ چار سو چودہ ہجری مین سلطان نے قلعہ نندنہ پر کہ مضافات سے پہاڑ بالناتھ کے ہے لشکر کشی کی
اس عرصہ مین انندپال نے فوت ہوکر اسکا بیٹا یعنی جیپال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا جو کہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت
نرکھتا تھا مردان جنگی کار آزمودہ قلعہ نندونہ مین چھوڑکے آپ کشمیر کے درون مین روپوش ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کرکے نقب یعنی
سرنگ لگا کر اور بدستور ذخیرہ سے قلعہ کشائی مین مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی اور رہایان سلطانی کو قلعہ سپرد کیا
سلطان قلعہ کے اسباب پر متصرف ہوا اور اپنے معتمدین مین سے ایک کو قلعہ سپرد کرکے کشمیر کی طرف متوجہ ہوا جیپال پیرہ
اس امر سے آگاہ ہوکر وہان سے بھی دوسرے مقام مین بھاگ گیا سلطان نے اس دورہ سے بھی غنیمت بیشمار اپنے تصرف مین لیا اور
ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کرکے غزنین مین آیا اور سنہ چار سو پندرہ ہجری مین بھی کشمیر کا عزم کرکے قلعہ لوہ کوٹ کو کہ
رفعت اور متانت مین مشہور و معروف تھا محاصرہ کیا جب ایک مہینہ کا عرصہ منقضی ہوا اور موسم برفباری کی شدت ہوئی
کشمیر کی اور کمک پہونچی ترک محاصرہ کرکے ہندوستان کی طرف چلا راستہ مین راہ گم کرکے ایسے مقام مین جا پڑے کہ تمام صحرا
پر آب تھا اور جس طرف جاتے تھے پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور پانی مین ایک خلقت کثیر ہلاک ہوئی اور یہ پہلا تہلکہ اور
صدمہ تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفرون مین پہونچا اور چند روز کے بعد آب امواج سے بہزار مشقت اور
حیلہ کے نجات پائی اور اسی سال ابو العباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کرکے اسکی ہمشیرہ کی خواستگاری کی
سلطان نے اسکے عروس تمنا کو حنائے اجابت سے رنگین کیا یعنی بہن کو خوارزم مین بھیجا اور سنہ چار سو سات ہجری مین
خوارزم شاہ پر ایک جماعت اوباش نے ہجوم کرکے یورش کیا اور شاہ مذکور انکے دست تسلط سے مقتول ہوا سلطان یہ
سانحہ سنتے ہی بسبیل عجلت غزنین سے بلخ آیا اور وہان سے برق نظر کیطرح خوارزم کی جانب متوجہ ہوا جب خندقین کے
خوارزم کا سرحد ہی پہونچا محمد طائی کو مقدمہ لشکر کرکے پیشتر بھیجا جسوقت کہ غزنیون نے منزل مین اقامت کرکے صبح کی
نماز مین قیام کیا خمارتاش کہ خوارزمیون کا سپہ سالار تھا قابو پاکر کمین گاہ سے برآمد ہوکر ابلیس کیطرح نمازیون پر تاخت لایا
اور ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کرکے روضۂ رضوان مین داخل کیا اور بقیۃ السیف منہزم ہوئے سلطان غلامان خاصہ کی فوج جرار
بیشمار اس جماعت کی سرکوبی کیواسطے تعین فرمائی اور ان جانبازون نے تعاقب کرکے خمارتاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے
حضور حاضر لائے اسکے بعد سلطان قلعۂ ہزار اسپ مین پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کرکے مقابل ہوئی حرب شدید اور معرکۂ عظیم
کے بعد راہ ہزیمت شکست پائی اور البتگین بخاری جو انکا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم مین سلطنت
فرمائی اور ابو العباس کے قاتلون کو اسکے انتقام خون مین قتل کیا اسوقت امیر حاجب التونتاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرماکر خوارزم کی ولایت کا والی کرکے بطور جاگیر کے عنایت کی اور وہانسے بلخ مین مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات کی
اپنے فرزند امیر مسعود کو بخشی اور ابوسہل محمد بن حسین زوزنی کو اُسکا وکیل کرکے اُسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورگان اپنے
پسر امیر محمد کو دی اور ابوبکر قہستانی کو اُسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی مہم سے مطمئن ہوا اُس سال کا زمستان
در بست مین توقف فرمایا تو سپاہ آرام پاوے اور سنہ چارسو نو ہجری مین اول بہار مین ہنگام اعتدال لیل ونہار مین کہ سلطان
نامیہ کے سبزہ اور پھولون کی سپاہ فضاے صحرا اور بوستان مین کھینچی اور دری بہشت کی ہواے اعتدال اور نسیم فروردین
اہتزاز سے قلعے غنچہ طرب مسخر اور مفتوح ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سوار خاصہ اور بیس ہزار مرد مطوعۃ الاسلام ہمراہ رکاب
جو نواح بلاد ترکستان اور ماوراءالنہر اور خراسان وغیرہ سے بہ نیت جہاد آنکر سلطان کی فوج کے منتظر رہتے تھے متوجہ بلاد قنوج
ہوا گرشتاسپ کے زمانے سے آنحضرت کے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اُسکے دامن مین نہ پہونچا تھا اور غزنین سے اس ولایت تک
تین مہینے کا رستہ ہے اور سات دریا مواج اور ہولناک سے عبور کرنا چاہیے جب کشمیر کی سرحد مین پہونچا وہانکے والی نے تحف
اور ہدایاے لائق پیشکش کرکے عنایات خسروانہ سے مفتخر ہوا اور حکم محکم کے موافق مقدمۂ لشکر ظفر پیکر روانہ ہوا اور جب سپاہ اسلام قطع کرنے
مراحل اور منازل کے بعد قنوج مین داخل ہوا ایک قلعہ نظر آیا کہ رفعت سے سر بفلک کشیدہ اور متانت حصانت مین بے عدیل
واقع ہوا وہانکے راجہ ذی شوکت کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا امواج کی کثرت اور سپاہ کا تجمل وحشمت
دیکھکر حیران اور مبہوت ہوا اور مقابلہ اور مجادلہ کا خیال اپنے دل سے محو کرکے ایلچی کاردان اور تحفہ بھیجکر اظہار اطاعت و فرمانبرداری
کیا اور چونکہ سعادت ازلی اُسکے دامنگیر ہوئی برغبت تمام فرزندون اور ملازمون کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور عنایات
سلطانی اور مراحم خاقانی کے سبب سے مخصوص ہوا اور حبیب السیر اسلام کے قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ سلطان محمود
تین روز کے بعد میرٹھ کے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا وہانکا راجہ ہردت وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کرکے خود کسیطرف نکل گیا
اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نہ لاکے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اور تیس زنجیر فیل پیشکش کرکے امان پائی سلطان بھی
وہان سے کوچ کرکے قلعہ مہاون پر جو آب جون یعنی جمنا کے کنارے واقع ہے فوج کش ہوا وہانکا راجہ کلچند نام ہاتھی پر سوار
ہوا اور چاہا کہ دریا سے عبور کرے فوج سلطانی جو تند کیطرح تعاقب کنان اُسکے سر پر پہنچی تھی اسنے خنجر پیدا کرکے پہلے اپنی رانی اور
فرزند کا سر کاٹا اُسکے بعد خنجر اپنے سینہ پر مارکر رخت ہستی دار البوار مین کھینچا اور اُس ولایت سے اسقدر غنیمت ہاتھ آئی
کہ خامہ و زبان اُسکی شرح سے عاجز ہے چنانچہ از انجملہ اسی فیل کوہ تمثیل تھے اس مہم کے فراغ کے بعد سمع شریف
مین پہونچا کہ اس حدود مین ایک شہر ساتھ متھرا کے مشہور ہے اور کرشن باسدیو کا مولد ہے اور ہنود اُسے پیغمبر اور محل حلول واجب
تعالی جانتے ہین اور تمام متھرا معمور اور آبادی مین نظیر نہین رکھتا اور اسقدر عجائب اور غرائب اُس شہر مین ہین کہ
زبان ناطقہ اُنکے وصف سے عاجز ہے سلطان محمود دام اللہ انارہ یہ کلام سنتے ہی اُس شہر کیطرف روانہ ہوا اور باوصف
اسکے کہ وہ شہر دہلی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم ممانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائید ایزدی سے
بلا مزاحمت اور مخاصمت داخل ہو کر اس شہر کو غارت فرمایا اور بتخانے جو اکثر اصل شہر اور حوالی مین تھے آتش زنی وغیرہ سے
ویران کرکے مال وافر اپنے تصرف مین لایا اور وہانکی عمارات عالیہ اور بتخانے کی تعمیر مشاہدہ کرکے تعجب مین رہا اور ایک نامہ اشراف
اور اعیان غزنین کے نام تحریر کرکے اسمین اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر مین ہزار قصر آسمان اساس ہین لیکن اکثر ان مین
سنگ رخام سے بتخانے اسقدر ہین کہ انکا شمار نہین ہوسکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تعمیر کرنا منظور ہووے

ایک لاکھ دینار صرف کرے اور اسکو ان جابکدستوں کی سعی سے دو سو برس مین انجام کو پہونچا اور یہی کہتے ہین کہ سلطان محمود
نے انمین پانچ بت طلاے خالص کے پائے اور ہر ایک صنم کی آنکھون مین یاقوت سرخ نصب کیا تھا کہ
مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سزاوار تھے اور علاوہ اسکے ان طلائی بتون مین ایک قطعہ یاقوت بزرگ ازرق یعنی نیلگون
جڑا تھا کہ چار سو مثقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت توڑا گیا انمین سے اٹھانوے ہزار تین سو مثقال طلاے احمر حاصل ہوا
اور چاندی کے بت خرد و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جب انمین بھی توڑا سو شتر بار ہوے اسکے بعد عمارات مین آگ لگائی
اور بیس روز کے بعد وہان سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ جب سلطان نے سنا کہ اس اطراف مین
دریا کے کنارے سات قلعہ واقع ہین کہ رفعت اور استحکام مین فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مارتے ہین یہ سنتے ہی
سلطان ان قلعونکی طرف متوجہ ہوا اور ان قلعونکا والی دہلی کے راجہ کا باج گذار تھا مضطرب الحال ہو کر بھاگ گیا سلطان
ان قلعون مین داخل ہو کر سیر و تماشے مین مشغول ہوا اس درمیان مین اسکی نظر چند بتخانے پر پڑی کہ ہنود کے اعتقاد مین
تاریخ عمارت انکی سے چار ہزار سال گذرے تھے اہل اسلام ان قلعون مین سے جو کچھ پایا متصرف ہوے پھر سلطان کے
ہمرکاب قلعہ منج کیطرف راہی ہوے اور وہ قلعہ وہان مقاتل اور دلاورون سے مملو تھا سلطان پندرہ دن تک اسکے محاصرہ مین
مشغول رہا اور راہ آمد کی بالکل مسدود کی جب اس امر پر آمادہ ہوا کہ مسلمان بجبر و قہر اسے مفتوح کرین کفار کی ایک جماعت نے
عمداً قلعہ سے اترکر اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند آگ مین گر کر جلگئے اور انمین سے کچھ لوگون نے زیست سے سیر
ہو کر قلعہ کا دروازہ کھولکر دست بخنجر و جمدھر کیا اور مسلمانون سے ایسا لڑے کہ انمین سے ایک زندہ نہ بچا سب تیغ اسلام کے
گھاٹ اترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کرکے قلعہ چندپال کے سمت روانہ ہوا اور چندپال نے مقاومت کی طاقت
اپنے سے مسلوب دیکھکر سلطان کے نزول اقبال سے پیشتر مال اور متاع عمدہ اور اولاد اور اتباع ہمراہ لیکر اس ملک کے پہاڑون پر
پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف مین لایا اور غلہ کثرت سے وہان انبار تھا سپاہ پر قسمت کیا
اسکے بعد عنان عزیمت چندراے کے مسکن کیطرف کہ وہ بھی کافر خودراے تھا معطوف فرمائی اسنے بھی چندپال کی
روش پر قدم زن ہو کر مع اموال و اسباب اتباع اور اشیا کے پہاڑون پر بھاگ گیا منقول ہے چندراے کے پاس ایک فیل
نہایت قوی ہیکل اور نامی تھا جیساکہ ہندوستانی ساتھ اس فیل کے تمثیل مار کر مباہات کرتے تھے اور سلطان نے چندراے
سے چندبار بقیمت گران خریدار ہو کر طلب کیا تھا میسر نہوا اب اتفاقاً وہ فیل اسوقت مین ایک شب کو بے فیلبان
چندراے کے گھر سے بھاگ کر سلطان کے سراپردہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کرکے بہت شاد و خرم ہوا اور
خداداد اسکا نام رکھا جب غزنین مین پہونچا غنائم سفر قنوج کا شمار کیا ایک لاکھ دینار اور کروڑون درم شمار مین آئے اور پچاس ہزار
بردہ اور ساڑھے تین سو ہاتھی اور نفائس ماسواے اسکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر اور منصور ہو کر اس سفر سے
مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین مین ایک مسجد جامع بنا کرین اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر اور سنگ رخام مربع
اور مسدس اور مثمن اور مدور اس طرز سے تیار کرین کہ دیکھنے والے اسکی استواری اور نقاشی سے متحیر اور ششدر رہین اور اس مسجد
کی عمارت تیار ہونیکے بعد حکم کے بموجب اسے اسطرح سے ساتھ اقسام زینت فرش و فروش اور قندیل وغیرہ کے سجایا کہ لطافت
اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے جوار مین ایک مدرسہ بنایا اور کتب نفائس اور نسخ غرائب مدرسہ کو دیکے بہت
سے دیہات مسجد اور مدرسہ پر وقف فرمائے جب سلطان محمود کو بناے مسجد کا شوق اور مدرسہ کی تعمیر کا ذوق ہوا بمقتضاے

اناس علے دین ملوکہم ہر ایک امرا و اعیان دولت نے بنانے مساجد و مدارس اور رباطات اور خانقاہوں مین بہا درت کی تھوڑے عرصہ مین اسقدر عمارات عالیہ انجام کو پہونچین کہ محاسب سریع الحساب اسکے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیزہائے نفیس سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور پرندہ قمری کی شکل تھا اسکی عادت تھی کہ جسوقت طعام زہر آلود مجلس سلطانی مین حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آنسو اسکی آنکھوں سے رواں ہوتے تھے شاہ نے اسے اور تحفہ ہدایہ کے ساتھ خلیفۃ القادر باللہ کیواسطے بغداد مین ارسال کیا اور دوسرا ایک سنگ کہ ہندوستان کی مملکت مین پایا تھا اسکا خواص یہ تھا کہ ہر چند کیسی ہی کو زخم عظیم ہو پہنچا ہو بمجرد اسکے کہ وہ سنگ پانی مین گھسکر اس زخم پر لگائے اچھا ہوتا اور سلطان نے سنہ ۴۱۰ھ چارسو دس ہجری مین ایک فتحنامہ مفصل جمیع فتوحات کہ تائید ایزدی سے اسکو نصیب ہوئی تھین بغداد مین روانہ کیا خلیفۃ القادر باللہ عباسی نے اسدن ایک مجلس عظیم آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا تو وہ فتحنامہ منبروں پر خلائق کے روبرو بآواز بلند پڑھین اور تمام خلائق خرد و بزرگ بسبب بلند ہونے اعلام اسلام اور منہدم ہونے بنیاد کفر اور ظلام کے پروردگار عالم کا شکر بجالا وین اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف مین تر زبان ہو کر حق سبحانہ تعالے سے اسکے واسطے نصرت اور ظفر سوال کرین اور اسدن بغداد مین اسقدر سرور اور خوشحالی نے انتشار پایا تھا کہ گویا یہ روز بھی ایک عید ہائے مقرری اسلام سے ظہور مین آیا ہے اسلیے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلاد عرب اور عجم اور روم و شام رسوم حسنات بجالائے تھے سلطان محمود نے مملکت ہندوستان مین ظہور پہونچایا اور دنیا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور سنہ ۴۱۲ھ چارسو بارہ ہجری مین ایک جماعت کثیر علما اور صلحا اور اہل اسلام کے متفق ہو کر درگاہ سلطانی مین عرض گذار ہوئے کہ سلطان ہر سال حصول نقد ثواب کیواسطے ہندوستان جاتا تھا اور وہاں اسلام کے آثار ظاہر کیا ہے لیکن عرصہ دراز سے اعراب و قرامطہ کے دست جور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہو گیا ہے اور مسلمان انکی خوف اور ضعف خلفائے عباسی سے ثواب حج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہین سلطان محمود نے انکی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناصحی کو جو ممالک محروسہ کا قاضی القضات تھا امیر حاج یعنی حاجیونکا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر سرخ اعراب کیواسطے جو سر راہ قافلہ لوٹتے تھے اسکے سپرد کر کے بیت الحرام کیطرف روانہ کیا اور اکثر علما اور اعیان و اشراف اور اکثر اہل غزنین اسکے ہمراہ ہوئے اور قطع مراحل اور طے منازل کر کے بادیہ مین داخل ہو کر ایک موضع مین کہ جسکا نام فیدہ ہے پہونچا اعراب سر راہ بطریق میعاد حائل ہو کر مانع ہوئے قاضی ابو محمد ناصحی نے مصلحتاً مصالحہ تجویز کیا اور پانچ ہزار دینار انکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نہوں اور کسیطرف چلے جائین اعراب سردار کہ جسکا نام حماد بن علی تھا قاضی القضات کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو قافلہ کے نہیب و غارت پر مستعد کیا اتفاقات سے اس مابین مین ایک غلام ترک نے کہ قافلہ کی جماعت مین کہ تیر اندازی مین صاحب قدرت تھا ایک تیر حماد کیطرف پھینکا اور اسکے خود سر کے سر پر پہونچتے ہی مقابل سے گذر گیا اور خانۂ زین سے نیچے آیا اعراب بلا توقف اسکی لاش اٹھا کر بھاگ گئے قاضی ابو محمد ناصحی نے اس سال بدلجمعی تمام مناسک حج ادا کیے اور سالماً غانماً مراجعت کی الحمدللہ الملک المعبود علی ذلک اسی سال یعنی سنہ ۴۱۲ھ چارسو بارہ ہجری مین سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا کہ ہندوستان کے کفار سخت زبان سے سرزنش اور ملامت کی دراز کر کے کالنجر کے راجہ نندا کو ملامتین کین کہ تو بلا وسعت خیل و حشم قنوج کے راجہ کور کو کہ سلطان محمود کی اطاعت کی اسنے قنوج پر لشکر کشی کر کے راجہ کور کو قتل کیا سلطان محمود کو نہایت تا گوار خاطر ہوا اور پہلی بار سے زیادہ تر لشکر فراہم با ساز و عراق فراوان ماننداکے انتقام کا آہنگ کر کے ہندوستان کیطرف متوجہ

ہوا جب جہلم کے ساحل پر پہونچا پنجاب کا راجا یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا ننداکی کمک کیواسطے لشکر ہمراہ لیکر قتال پر مستعد ہوا اور سلطان کے سرراہ آیا جواب تھا اور عمیق مانع تھا سلطان کے فوجیون مین سے کوئی اس دریا سے عبور نکرسکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے یکبارگی دریا سے عبور کرکے نبیرہ جیپال کے تمام لشکر کو درہم برہم کیا اور نبیرہ جیپال کا انکے حملہ کی تاب نلا یا کچھ لوگونسے راہ فرار اختیار کی اور غلامون نے وہان سے ایک شہر میں کہ وہانسے قریب تھا جاکر غارت اور تاراج کیا اور بتخانون کو بھی یکلخت ویران اور مسمار کیا اور یہ امر بھی فحوی المعقول عجیب اور عجیب تر ہے کہ آٹھ نفر بادشاہی لشکر کو ہزیمت نہیں دے سکتے یقین ہے کہ یہ آٹھ نفر امرا سے تھے جنھون نے مع اپنے لشکر دریا سے عبور کرکے ایسا کام نمایان کیا اور دشمن سے سبقت لیگئے الغرض وہان سے راجہ نندا کے ممالک محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرات کو کام فرماکے جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آنکر ڈیرہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھکر اسکے لشکر کو چشم قیاس سے مشاہدہ فرمایا اور اسکے افواج کثیر اور اپنا لشکر قلیل دیکھکر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسوقت جبین نیاز خضوع اور خشوع کی زمین پر رکھکر درگاہ الٰہی سے فتح و ظفر مسئلت کی اور اسکا تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ دفعتاً نندا کا آفتاب اقبال برج زوال مین آیا اور رعب کو ایک خوف عظیم اسکے دل پر طاری ہوا اور رات ہی کے عالم مین تمام سلب و سامان اپنا فرودگاہ مین چھوڑکر راہ فرار اختیار کی اور دوسرے روز سلطان اسکی مفروری سے مطلع ہوکر سوار ہوا اور اول کمین گاہ ہونیکا اپنے دل مین خیال کیا پھر کفار کے غدر اور مکر سے مطمئن ہوکر غارت کا حکم صادر کیا اور غنیمت وافر اور خزانہ بیشمار سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا اور اسکے اطراف کے جنگل مین سے پانسو اسی زنجیر فیل دستیاب ہوئے اور جو کہ سلطان کو ولایات عقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دلجمعی نتھی اس سے اسی فتح پر اکتفا کرکے غزنین مین معاودت فرمائی

تذکرہ ولایات قیرات اور ناردین کے مفتوح ہونیکا — اسی سال خبر پہونچی کہ قیرات اور ناردین کہ ممالک سرحد ہندوستان سے ہین وہانکے باشندون نے مسلمانی کا حلقہ اپنی گردن مین نہین ڈالا ہے اور شرع محمدی کی اطاعت اور پیروی سے سرگردان ہوکر اکثر لوگون نے بت پرستی اختیار کی ہے سلطان نے لشکر عظیم فراہم کرکے درودگر اور آہنگر اور سنگتراش کی ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کیطرف روانہ ہوا پہلے قیرات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غیبی سے اسے مفتوح کیا اور واضح ہو کہ قیرات ایک مقام سرد سیر مابین ہند اور ترکستان کے واقع ہے میوہ افراط سے پیدا ہوتا ہے اور جو کہ وہانکے حاکم نے سلطان کی اطاعت بدل قبول کی اور مع باشندہا سے اس دیار کے شرف اسلام سے مشرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی بن ارسلان جاذب کو ناردین کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اسنے جاتے ہی اس مقام کو بھی سر کیا اور اموال بیشمار اور بردے ہزارہا ہزار اسکے ہاتھ لگے جب وہانکے بتخانہ کلان کو مسمار کیا اسمین سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہنود کے اعتقاد مین اسکی تعمیر کو چالیس ہزار سال منقضی ہوئے تھے سلطان نے وہان جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور علی بن قدر سلجوقی کو کوتوال کرکے اپنے دار الملک کیطرف مراجعت کی — تذکرہ لاہور کے تسخیر کا — سلطان محمود نے سنہ ۴۱۲ چار سو بارہ ہجری مین آہنگ کشمیر مصمم کیا اور قلعہ لوہ کوٹ کو محاصرہ کرکے ایک مہینے کامل اوقات صرف کی اور جو کہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جمیلہ تسخیر نہوا وہانسے برآمد ہوکر لاہور مین آیا اور وہان فروکش ہوکر لشکر لاہور کے اطراف و جوانب مین تاخت و تاراج کیواسطے پراگندہ کیا اور غنیمت حد و حصر سے افزون اسکے تصرف مین آئی اور

ہ ترنہ جو جیپال کا پوتا ضعیف اور زبون ہوا تھا اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا سلطان بلدۂ لاہور پر قابض ہوا
اور ایک امیر اپنے معتمد کے سپرد کیا اور سب عمال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرما کے تاخت اور تاراج
مملکت کیرے پر توجہ فرمائی اور لشکر ظفر پیکر اس ملک میں متعین کر کے خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور ابتداے
بہار میں غزنین میں گیا اور سنہ ۴۱۳ چار سو اور تیرہ ہجری میں لاہور کے راستہ سے پھر ولایت نندا کا آہنگ کیا جب
گوالیار کے قلعہ میں پہونچا اسکے لینیکی طمع کر کے محاصرہ کیا اور چار روز کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایلچی کاردان اور
چرب زبان کی مصاحبت سے پینتیس زنجیر فیل سلطان کے حضور بھیجے اور صلح کی پھر سلطان نے کالنجر کیطرف کہ نندا کا مسکن
تھا رجوع کی اور وہاں پہونچتے نندا کو قلعہ بند کیا نندا تین سو زنجیر فیل قبول کر کے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی مدعا
منظور فرمائی نندا نے احتیاطاً تین سو ہاتھی بے مہاوتوں کے نکالکر صحرا میں چھوڑ دیئے اسوقت سلطان کے حکم سے ترکوں نے انھیں
گرفتار کر کے سوار ہو لئے اور اہل قلعہ یہ حالات دیکھکر متحیر ہوئے اور ترکوں کا حساب کرنے لگے اور نندا نے سلطان کی مدح میں
زبان ہندی ایک شعر موزوں کر کے بھیجا سلطان نے وہ شعر فضلاے ہند و عرب و عجم کو کہ اسکی ملازمت میں حاضر تھے
دکھلایا سب نے متفق ہو کر اسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مباہات کر کے پندرہ قلعہ کی حکومت کا فرمان کہ ایک ان میں کالنجر
تھا مع تحائف دیگر اسکے صلہ میں صادر فرمایا نندا نے بھی اموال اور جواہر بے نہایت اسکے عوض سلطان کی خدمت میں ارسال
کیا پھر اطمینان کر کے اس ملک سے دست یاب ہو کر غزنین میں معاودت فرمائی اور سنہ ۴۱۵ چار سو پندرہ ہجری میں اپنے لشکر کا
جائزہ لیا اس لشکر کے سوا جو اطراف ولایت میں تعینات تھا چون ہزار سوار اور تین سو ہاتھی طلبند ہوئے اس عظمت و
شوکت سے بلخ میں گیا ان روزوں ماوراء النہر کے باشندے دست جور سے شاکی اور فریادی ہوئے تھے کہ سلطان
کی روانگی کا بلخ کیطرف سلطان نے اسکے دفع کرنیکا آہنگ کر کے جیحون سے عبور کیا ماوراء النہر کے سردار اسکے
استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذریں گذرانیں اور یوسف قدرخان جو تمام ترکستان کا شاہ تھا
استقبال کو آیا اور ازراہ محبت و تپاک سلطان سے ملاقات کی اور سلطان اسکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور جشن کی محفل
آراستہ کر کے ایک نے دوسرے کو ہدایا اور سوغاتیں دیں اور صلح اور صفائی کے ساتھ رخصت ہوئے اور علی تگین سلطان کی
فوج کشی سے خبردار ہو کر بھاگا سلطان نے لوگ اسکے تعاقب میں بھیجے اور وہ اسے گرفتار کر لائے سلطان نے اسے طوق
و سلاسل میں مسلسل کر کے ہندوستان کے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور خود غزنین میں آیا اور اسی سال یعنی سنہ ۴۱۵ چار سو
پندرہ ہجری میں وقائع نگاروں نے اسے یہ خبر پہونچائی کہ اہل ہند کہتے ہیں کہ ارواح اجسام سے جدا ہونیکے بعد سومنات کی
خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ ہر ایک روح کو ارواح مذکورہ سے جس بدن کے لائق جانتا ہے حوالہ کرتا ہے لیکن بطریق تناسخ اور
اسیطرح اعتقادات انکے سومنات کے حق میں یہ ہیں کہ مد و جزر دریا کا اسکی عبادت کیواسطے ہے اور برہمن کہتے ہیں کہ جو سومنات ان
بتوں سے کہ جنھیں (یعنے ہنود ۱۲) سلطان محمود نے توڑا ہے رنجیدہ تھا اسلیے اسنے انکی حمایت نہ کی ورنہ الاجسم جسکو چاہے ہلاک کر سکتا ہے اور
علاوہ اسکے یہ بھی انکا عقیدہ ہے کہ سومنات بادشاہ ہے اور باقی اصنام اسکے نوکر چاکر ہیں یہ سنتے ہی سلطان محمود نے بقصد فتح
سومنات اور بعزیمت قتل بت پرستان انکو سپہ منفات کر کے دسویں شعبان کو ساتھ لشکر خاصہ اور تیس ہزار سوار کے جو خلیفہ
اور ہوا جب ترکستان کی ولایت سے آنکلا اسکے گرد و نواح میں حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سومنات کیطرف روانہ ہوا
اور وہ ایک شہر وسیع دریاے عمان کے ساحل پر واقع ہے اور جاے عبادت برہمنوں کا تھا [illegible] سومنات

وہاں تھا اور ان روزوں ہندو دیو کے تحت میں ہیں اور داخل فرقہ منصرف ہیں اور تواریخ میں تحریر ہوا کہ حضرت ختمی پناہ
کے عہد رسالت میں ایک مجسمہ بت کا جس کا نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اٹھا کر وہاں لائے اور وہ شہر اسکے نام
پر بنایا گیا لیکن براہمہ کے کتب متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہوئیں مستفاد ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں
بلکہ وہ بت کرشن کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گذرا براہمہ کا معبود ہے اور بقول براہمہ کرشن نے زمانہ غیبت کی اسی مقام
پر۔ سلطان نصف رمضان میں بلدہ ملتان داخل ہوا کہ بیابان بے آب و علف درپیش تھا حکم دیا کہ ہر شخص چند روز کا آب و
علف بار کر لے اور بادشاہ نے خود علاوہ اسکے کہ مردم لشکر تھے آب و علف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر خاصہ
آب و علف سے بار کرکے ملتان سے آگے بڑھا اور اس بیابان خونخوار کو طے کرکے شہر اجمیر کے قلعہ میں پہنچا اور
وہاں کا راجہ سر راہ سے گیا تھا سپاہ سلطان حسب الحکم براہم قتل و غارت مشغول ہوئی اور چونکہ اصل عزیمت اور توجہ
ہمت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر متوجہ نہو اسی طرح راستے میں مشغول ہوا اور میدان میں چند قلعے دیکھے کہ
مردان تجربہ گذار اور آلات و ادوات جنگ سے معمور تھے لیکن قادر ذو الجلال نے ایسا رعب اور ہراس تھا کہ قلعوں کے مالک
بلا حرب و ضرب شاہ کے مطیع فرمان ہوگئے اور ... مال و متاع ... ان قلعوں کا ابالیان سلطان کے تفویض کیا اسکے
بعد نہروالہ میں کہ گجرات سے مراد ہے نزول اجلال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھکر حکم دیا کہ وہاں سے بھی علف بکثرت
بار کریں انتظاران حکم کے موافق کاربند ہوتے اور بسلسل طے قطع منازل و مراحل کرکے سومنات پہونچے اور دریا
کے کنارہ پر ایک قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ دیکھا اور آب دریا سے اسکی فصیل میں پہونچے اور کفار شیار سر و جار بر آمد
ہوکر مسلمانوں کو دیکھتے تھے اور باآواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا دیوتا سومنات تمہیں یہاں لایا اور ایکبارگی تم سبکو ہلاک کریگا اور
انتقام ہمارا اصنام کا کہ تمنے ہندوستان میں توڑے ہیں تمہارے بھی دست و پا شکستہ کرکے ماریگا شعر روز دیگر کین
جہان سوز در خیافت از سر چشمہ خورشید نور رہ نمازیان اسلام کا لشکر دار اسے سپہ سالار کے حکم سے زیر قلعہ جاکر
جنگ میں مصروف ہوا اور داد جوانمردی کی دی جب ہندوؤں نے جلادت اور شجاعت اہل اسلام کی مشاہدہ کی ناچار تیر اندازوں
کے خوف سے قلعہ کی دیوار پر سے اترے اور بتخانوں میں کہ انکا راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جاکر سومنات سے
طالب امداد ہوئے مسلمان فرصت وقت پاکر سیڑھیاں قلعہ کی دیوار پر لگا کر چڑھ گئے اور بشاشت سے غلغلۂ تکبیر کا
بلند کیا ہندوؤں نے دوبارہ اتفاق کرکے جنگ آغاز کی اور اسوقت سے کہ خسرو زرین کلاہ روز نے حصار فیروزہ فام پر اپنا
نیزہ چمکایا اوسوقت تک عروس چہرگان کواکب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونوں طرف سے تنور جنگ گرم
رہا جب ظلمت لیل رویت اشباح سے مانع ہوئی عساکر اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام نے کمال جد و جہد سے معرکہ
قتال میں بکمال اطمینان حملہ آور ہوکے ازک سنان اور پیکان جانستان کی تندی سے ہندوؤں کو بارہ سے آوارہ کیا اور
بطریق روز گذشتہ زینے سے رکھکر اطراف و جوانب سے قلعہ پر ہجوم لائے بیان راجایان سومنات کی جنگ کا
کفار نے فوج فتح سومنات کو بغل میں لیکر گریان اور بریان وداع کیا اور رو رو کر اور دوبارہ زار کا شور کرکے جسقدر جلد
کرنے سے قتل ہونے سے تیسرے روز آفواج ہندو جو تمام ان کے اطراف و جوانب میں تھی ہر طرف سے بقصد کمک ان
کی مدد کو آئے ہوکر صفیں آراستہ کیں اور سلطان محمود ایک جماعت کو انکے محاصرہ کے واسطے مقرر کرکے انکی طرف سے
متوجہ ہوا مشغول ہوا ... بہ جد و جہد اللہ ... رام کو کین و غضب کی آگ سے اپنا شعلہ زن کیا کہ ہمکی

گرمی کی حدت سے آتش کدہ ڈھونڈھتی تھی اور شعلہ ہاے جوالہ کا دل مردم کارزار کے حال زار پر جلتا تھا اور امراسے پرہم ہوا اور
واتسلیم کے پے در پے پہونچنے سے یہ توہم ہوتا تھا کہ ایک ضعف لشکر اسلام مین ظاہر ہو سے سلطان محمود سنا مضطرب ہوکر گوشہ
مین جاکر شیخ ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ مین لیا اور منھ نیاز کا خاک پر رکھکر از روے اخلاص فتح وظفر درگاہ ایزدی سے مسئلت
کی پھر اپنی فوج مین آیا اور ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا عون ربانی سے لشکر کفر مین ہزیمت پڑی اور سلطان مظفر اور
منصور ہوا جب پچیس ہزار مرد مشرکون کے مقتول ہوکے رعب و ہراس اہل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دست کش ہوے
اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن اور رہنما کہ وہ تخمینا چار ہزار تھے دریاے عمان کیطرف متوجہ ہوکر کشتیون پر سوار ہوے
اور سراندیپ کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے بیشتر اس امر کی فکر کی تھی اور چند کشتی بہادرون کو سوار کرکے سر راہ
انکا کیا تھا بہادرون نے کشتیہاے کفار کے نہنگ طوفان کیطرح حملہ کیا اور بہا بکدستی سے اکثر مشرکون کو انھون نے
سیل فنا مین غریق کیا پھر سلطان محمود باطمینان تمام مع اپنی اولاد و اعیان درگاہ قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے تمام عمارات کی
سیر کی اور پھر قلعہ سے تبخانہ مین آیا ایک جگہ نہایت عریض اور طویل دیکھی چنانچہ چھپن ستون مرصع اسکی سقف مین نصب تھے
اور سومنات ایک بت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور اسکا طول پانچ گز تھا دو گز زمین میں پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا سلطان
کی نظر اس بت پر پڑی جذبہ مین آکر ایک گرز کہ اسکے ہاتھ مین تھا اس زور سے اسکے منھ پر مارا کہ چہرہ بہا ہوا اسکا بگڑ گیا
ذکر سومنات کے توڑنیکا اسکے بعد حکم دیا کہ دو قطعہ پتھر کے اسمین سے قطع کرکے غزنین مین لیگئے اور مسجد جامع آستانہ
اور کوشک سلطنت پر ڈلواے چنانچہ آج کے دن تک کہ چھ سو برس سے کسر سے زیادہ گذرے ہین وہ سنگ غزنین مین افتادہ
ہین اور لوگ دیکھتے ہین اور دو قطعہ سومنات سے جدا کرکے مدینہ اور مکہ مین بھیجے تو شارع عام مین ڈالے اور یہ خبر بھی صحیح اور
درست ہے کہ جب سلطان نے سومنات توڑنیکا ارادہ کیا براہمہ کی ایک جماعت نے مقربان درگاہ کی عرض مین پہونچایا کہ اگر بادشاہ
اس بت کو نہ توڑے اور اسے سالم چھوڑ دے تو ہم اسقدر زر خزانہ عامرہ مین داخل کرین ارکان دولت نے یہ بات سمع سلطانی
مین پہونچائی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے جاتی رہیگی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین اگر
اسقدر زر مبالغ کفار سے لیکر مستحقون اور مسلمانون کو تقسیم کرین انسب معلوم ہوتا ہے سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمہارا سچ
اور مقرون بصواب ہے لیکن اگر یہ کام کرونگا خلائق مجھے ابدالا باد محمود بت فروش کہیگی اور اگر توڑتا ہون محمود بت شکن مشہور
ہونگا بہتر یہ ہے کہ دنیا اور آخرت مین مجھے محمود بت شکن کہین نہ محمود بت فروش خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیے کہ اسیکے حسن اعتقاد کا
نتیجہ اسی وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جس وقت سومنات کو توڑا اسکے پیٹ مین سے کہ جوف کیا تھا اسقدر جواہر نفیس و لآلی
شاہوار برآمد ہوے تھے کہ قیمت اسکی سو حصے زیادہ برہمنون کے قبول سے تھی اور حبیب السیر مین مسطور ہے کہ سومنات ارباب
تواریخ کے اتفاق مین ایک بت کا نام ہے کہ ہندو اسے اعظم اصنام جانتے ہین لیکن شیخ فریدالدین عطار کے قول سے خلاف
اس بات کے مستفاد ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے بیت لشکر محمود اندر سومنات ٭ یافتند آن بت کہ نامش بود لات ٭ اور اس بیت
سے واضح ہوتا ہے کہ سوم نام تبخانہ کا ہے اور نام اس بت کا جو اسمین نصب تھا لات ہے اور لکھنے والا الذی یرزق کا مرقوم خامہ
تحقیق کرتا ہے کہ جو کچھ مورخین سلف رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے مقرون بصواب ہے اور جو کچھ شیخ فریدالدین عطار نے ارشاد
کیا ہے وہ بھی مخالفت ساتھ ان اقوال کے نہین رکھتا ہے کس واسطے کہ یہ لفظ مرکب ہے سوم اور منات سے اور سوم ایک
بادشاہ کا نام ہے اس بت کو بنایا اور منات اس بت کا نام رکھا پس دونون لفظ کثرت استعمال سے باہم ملحق ہوکے ایک ہو گئین

اور منسوب ہو کر علم اس بت بلکہ اس بتخانہ اور علم اس شہر کا بھی ہو سکے بین بس اگر سومنات کو نام اس بت کا جانین و یا نات کو تنہا اس بت کا نام رکھین دونون درست ہونا اور اصل معنے نات کے زبان ہندی مین بزرگ ہی اور یہ لفظ بمعنی نات کہ جو ہندی لغت مین مستعمل ہوتا ہی یہی اس قسم سے ہی کسواسطے جگ بمعنی خلائق اور نات بمعنی صاحب خلائق ہی اور زبان فصحا اکثر محاورات مین بطریق علم استعمال کرتے ہین اور معنی لغوی ملحوظ نہین ہی اور بتخانہ سومنات مین راتکو یا دن کو خسوف یعنی چاند گہن یا کسوف یعنی سورج گہن واقع ہوتا تھا دو تین لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے تھے اور دور دور ممالک سے نذرانے اس جگہ لاتے تھے اور جمیع قریہ جو حکام ہندوستان نے سومنات مین وقف کیے تھے قریب دو ہزار کے ہوتے تھے اور ہمیشہ دو ہزار برہمن سومنات کی پرستش کرتے تھے اور شب کو سومنات کو گنگا کے تازہ پانی سے غسل دیتے تھے باوصف اسکے کہ سومنات اور گنگ مین مسافت چھ سو کوس سے زیادہ ہوگی اور ایک زنجیر طلائے خالص دو سو من کی کہ گھڑیال خواہ گھنٹے اسکے اطراف مین بہی گونہ کنندہ تعبیہ کی تھی اور ساعت حین پر اُسے حرکت دیتے تھے تو اسکی صدا سے برہمن کو عبادت کا وقت معلوم ہووے اور پانسو گانیوالی ناچنے گانے والی اور تین سو مردسازندہ اس بتخانہ مین ملازم رہتے تھے اور انکا ما یحتاج جاگیرات وقف کے حاصلات اور چڑھاوے سے مہیا ہوتا تھا اور اسیطرح سے تین سو آدمی نائی گرون یعنی تیر تھہ کرنیوالونکے موے سر تراشی اور ریش تراشی کیواسطے معین تھے اور اکثر ہندوستان کے راجہ اپنی بیٹیان سومنات کی نذر خدمت کرکے اُس بتخانہ مین بھیجتے تھے اور اسقدر جواہر نفیسہ اور نقود دوافرہ اس بتخانہ سے خزانہ سلطانی مین داخل ہوا کہ عشر عشیر اسکا کسی بادشاہ ہندوستان کے خزانہ مین نتھا اور تاریخ زین المآثر میں مسطور ہی کہ اصل اس بتخانہ کی کہ جس مقام سومنات تھا تاریک تھی اور اس مکان کی روشنی ایک جواہر کے شعاع سے تھی کہ قندیلون مین ان بتخانہ کے نصب کیے تھے اور سومنات کے خزانہ سے اسقدر چھوٹے بڑے بت سونے اور چاندی کے بیشمار دستیاب ہوئے تھے جیسا کہ حکیم سنائی فرماتا ہی **قطعہ** کعبہ و سومنات چون افلاک ✤ شد زمحمود ازمحمد پاک ✤ آن زکعبہ بتان برون انداخت ✤ وین زکین سومنات را پرداخت ✤ القصہ جب سلطان محمود سومنات کی مہم سے فارغ ہوا راجہ پرم دیو کی گوشمالی پر جو نہروالہ کا راجہ عظیم الشان تھا عنان عزیمت معطوف فرمائی کسواسطے پرم دیو نے اسوقت کہ محمود عاقبت محمود قلعہ اور بتخانہ کے محاصرہ مین مشغول تھا جسارت کرکے سومنات کی مدد کو لشکر بھیجا تھا اور لشکر اسلام کے غازی قریب دو تین ہزار اسکی سپاہ کے معرکہ مین شربت شہادت چکھکر روضہ رضوان مین مدہار سنے اور قیمیانی سلطان اور شکستہ ... نے سومنات کے بعد راجہ پرم دیو بلدہ نہروالہ سے جو مملکت گجرات کا پایہ تخت تھا بھاگ کر قلعہ کندہ مین متحصن ہوا تھا ... نات اُس قلعہ تک کہ خشکی کا راستہ چالیس فرسخ ہی اور سلطان جب بدولت وسعادت اس قلعہ کے حدود مین پہونچا دیکھا کہ ایک دریا نہایت عمیق اور عظیم اُس قلعہ کے ورود کو احاطہ کیے ہی اور ظاہرا اسیطرف محل عبور نہین ہی اور دوسے ظفر قرین کے غوطہ خورون نے سلطان کے فرمانے سے ہر چند غوطہ لگا کر تدبیرین کین عبور کا موقع ہاتھ نہ آیا یہانتک ایک دوانکے غوطہ خورون کو جماعت ہاتھ آئی انھون نے متفق ہو کر عرض کی کہ فلان مقام سے عبور ممکن ہی لیکن عبور کیوقت اگر پانی اسکا تموج مین آوے سب ہلاک ہونگے سلطان محمود نے قرآن شریف کے استخارہ کے بعد عنایت ایزدی پر توکل کرکے مع امرا اور سپاہ کے گھوڑے پانی مین ڈالے اور حضرت نوح علیہ السلام کی ماثورہ آیہ فیض ہدایہ بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ان ربی لغفور رحیم پڑھتا ہوا ساحل مراد کو پہونچا اور قلعہ کی تسخیر پر آمادہ ہوا پرم دیو اپنے نفس کی سلامتی سے مایوس ہوکر بعد ازان بصد جانکاہ و اضطراب تمامی سے گذر کرکے بکروجریدہ مجہولون کے لباس مین قلعہ سے جدا ہوکر

کسی طرف بھاگ گیا اور بچے ہوے جوان اور بہادرون نے داخل قلعہ ہوکر کفار مقہور کو تہ تیغ کیا — ذکر راجہ

پرم دیو کے بھاگنے کا اور سلطان کے تصرف مین اُسکا اموال و جواہر ہاتھ مین آنیکا

مجاہدان اسلام نے فتح کے بعد انکی عورتون اور لڑکون کو اسیر کیا اور راجہ کا مال و جواہر نکالکر سلطان کے خزانہ مین کہ ہمیشہ مال سے مزید رہتا تھا سپرد کیا اور سلطان نے نظارہ سے مسرور ہوکر نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی اور جو اس مملکت کو آباد ہوا اور جوانان خوبصورت اور مرغزار ہاے دلکش اور آبہاے رواں اور اسقدر فراوان مین بلاد ہندوستان کے دیار اور امصار سے بہتر پایا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ چند سال یہان مقیم ہو بلکہ پایہ تخت اپنا بناوے اور غزنین کو سلطان مسعود کے سپرد فرماوے اور بعض کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد مین زر خالص کی کئی کانیں یہان تھیں سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ نہروالہ کو دار الملک کرے لیکن اسوقت مین اُن معادن سے پیدا نہین ہے اور عجب نہین کہ اسوقت مین موجود ہون اور اس زمین پر طوفت یا غائب ہوگئی ہون اور ایسا اکثر ہوتا ہے جیسا کہ سلطان محمود کی اوائل سلطنت مین سیستان مین سونے کی کان ظاہر ہوئی اور آخر وقت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی علاوہ اسکے جس جزیرہ سراندیپ اور پیگو اور بعضے بنادر اور جہازون مین اسقدر یاقوت کی معادن موجود تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ کچھ مدت بعد لشکر کشتیون مین سوار کرکے اُن جزیرون مین بھیجے اس مملکت کے اشیاے نفیسہ کو بھی اپنے تحت تصرف مین لاوے لیکن اعیان سلطنت اور ارکان دولت ظاہر مین از روے خیر خواہی کے معروض کیا کہ ہمنے خراساں کو کہ نہایت محنت سے مدافعہ کرکے اُس بجواہر نفیسہ لغزش کے فدا کیے ہین چھوڑنا اور گجرات کو دار السلطنت بنانا مصالح ملکی سے بعید ہے یہ بات سلطان کی دلمین اثر کیا اور معاودت کا عازم اور قاصد ہوکر فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو تجویز کرکے پسند کرو کہ بعد اس [illegible] کے واسطے مقرر ہو اور حکومت کی [illegible] اسکے قبضہ قدرت مین چھوڑین اعیان دولت نے آپسمین مشورہ کرکے عرض کی کہ [illegible] دوسری بار رسم [illegible] افغان [illegible] اس ملک کے باشندون مین سے کسیکو حاکم کرنا چاہیے سلطان نے [illegible] کے بعضے [illegible] عرض کی کہ [illegible] گروہ [illegible] دابشلیم [illegible] حسب نسب مین [illegible] اُس خاندان مین سے ایک شخص براہمہ کے لباس مین [illegible] ریاضت مین مشغول ہے اگر سلطان [illegible] اسکے سپرد کرے مناسب ہے اور ایک گروہ نے یہ بات [illegible] اور گویا ہوئے کہ دابشلیم مرتاض [illegible] ملک گیری کا دعوی کیا [illegible] ہاتھ اسیر ہوا اور جانکی امان پاکر تہ خانہ مین پناہ لیگیا ہے اور حسب ضرورت ریاضت اختیار کی ہے نہ اپنے اختیار سے بیت سر [illegible] درویشان [illegible] است کر از [illegible] کردہ است لیکن ایک دابشلیم اور ہے اسکے عزیزون مین سے ہے کہ عقل و دانش مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور تمام براہمہ [illegible] حکمت [illegible] قول کو قبول کرتے ہین [illegible] دیار کا حاکم ہے اگر سلطان از روے عنایت ایک فرمان اسکے نام صادر فرماوے وہ آنکھون سے ملازمت مین حاضر ہوگا اور ولایت کو جیساکہ حق نگاہ رکھنے کا ہے نگاہ رکھکر باج و خراج جو کہ قبول کریگا باوصف بعد مسافت کے ہر سال بلا عذر خزانہ عامرہ مین پہونچایا کریگا سلطان نے فرمایا کہ اگر وہ خود ملازمت مین آتا اور اس امر کی التماس کرتا البتہ عرض اسکی معرض قبول مین پڑتی لیکن ایک مملکت سلطانی اسقدر وسعت سے تفویض کرنا ایسے شخص کو جو بالفعل ایک ممالک [illegible] بادشاہ ہے اور رکھا ہے ہماری ملازمت سے شرفیاب نہوا [illegible] بعید ہے — سپرد کرنا دارائی گجرات کی دابشلیم مرتاض کو — اسواسطے دابشلیم مرتاض کو طلب کرکے

سرداری کی حکومت ساتھ اُسکے رجوع کی اور دینے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم او ملتزم کر عرض کی کہ فلان دابشلیم میرے
اقوام سے ہے اور میرے ساتھ مقام عداوت مین رہتا ہے جب سلطان کے جانے سے خبر پاوے گا بیشک یہان فوج لاکر شور
وغوغا گرم کریگا اور چونکہ مجھے ابتک مدت اور تمکن حاصل نہین ہے مین مغلوب ہونگا اگر سلطان بحیر حال پر نظر عنایت مبذول
فرماکر اسکا شر مجھسے دفع کرے ہر سال مین ملبستان کے خراج سے دو چند خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان نے فرمایا
دو برس کا عرصہ ہوا کہ ہم بہ نیت جہاد غزنین سے برآمد ہوکے ہین اگرچہ دو سال و چھہ مہینے کی مدت گذر گئی ہم اسکی مہم کو فیصل
فرماد نگے یہ کہکر دابشلیم کی ولایت پر فوج کش ہوا اور چند عرصہ مین اُسے مسخر او مفتوح کیا اور راجہ دابشلیم کو زندہ اسیر
کیکے دابشلیم مرتاض کے سپرد کیا اُسنے عرض کی کہ ہمارے طریق مین بادشاہ کا قتل جائز نہین ہے بلکہ ایسا دستور ہے کہ جسوقت ایک
بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ و تاریک تعمیر کراوے اور دشمن کو اسمین
محبوس کرے ایک سوراخ اُسمین چھوڑے اور اُسی منفذ سے آب و طعام اُسے پہونچاوے اُسوقت تک کہ مدت حیات اُن
ہردونون حاکم غالب و مغلوب کی انجام کو پہونچے اور چونکہ ہمارے ملک میں ایسی ایک جگہ محفوظ موجود نہین رکھتا بلکہ مجھے مقدار استطاعت
نہین ہے کہ اپنے دشمن کو اُس طریق سے نگاہ رکھون اور جو ممکن ہے کہ جب سلطان اس حدود سے نہضت فرماوے اُسکے مواد اراذل اوباش
خروج کرکے اُسے میرے دست قبضہ سے چھڑالیں امیدوار ہون کہ ملازم درگاہ اُسے اپنے ہمراہ دار الملک غزنین مین لیجاوین جب
ایک گونہ میری مکنت ظاہر اور باہر ہوگی اُسوقت ایلچی بارگاہ سلطانی مین بھیجکر اُسکی درخواست کرونگا ایبان سرکار میری
استدعا پیدا کرکے ارسال رہینم سلطان محمود نے یہ التماس بھی قبول و منظور فرمائی اور دو برس و چھہ مہینے کے بعد
مراجعت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا اور چونکہ برم دیو اور راجہ اجمیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراہم کرکے سلطان محمود کے
سرراہ تعبیہ کیا تھا اور سلطان نے جنگ وجدال مین مصلحت نہ دیکھی سندھ کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس راستہ
مین بعضے مقامات مین بے علفی سے اور بعضے محال مین آب کی نایابی سے محنت تمام و سختی اتم نے افواج سلطانی کے حال پر
راہ پائی اور نہایت مشقت سے قطع مسافت کرکے سنہ چار سو سترہ ہجری مین غزنین مین پہونچا کہتے ہین جسوقت کہ سلطان
بیابان سندھ کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو یہ امر قبول کرکے مسلمانون کا راہبر ہوا اور ایسے
راستہ سے لیگیا کہ اس دیہہ مین آب نایاب تھا جب ایک شبانہ روز نہ جیے تو پانی کا کہین نشان نہ ملا تشنگی کے غلبہ سے
عجیب حالت اُردو پر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوئے جب سلطان نے ہندو دلیل سے پرسش حال کی جواب دیا کہ مین
سومنات کے فدائیون سے ہون اور تجھے اور تیرے لشکر کو اسواسطے اس بیابان مین لایا ہون کہ ہلاک کرون سلطان
یہ کلام خصومت التیام اُسکا سنتے ہی غضب مین آیا اور تیغ سیاست سے اُسے ہلاک کیا اور اسی شب لشکر گاہ سے برآمد
ہوکر صحرا مین گیا اور روے نیاز زمین عجز پر رکھکر حضرت ذو الجلال سے تضرع وزاری کی اس بلیہ سے نجات طلب کی اور جب
ایک پہر رات سے گذرا قبولیت کے آثار ظاہر ہوے یعنی شمال کیطرف سے ایک روشنی نمایان ہوئی لشکر حکم کے موافق اُسمقام
سے کوچ کرکے اُس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہونچا اور بادشاہ کے اخلاص کی برکت سے ایسے
ورطہ مہلک سے نجات پائی دابشلیم مرتاض نے سومنات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد ایلچی تحفہ ہاے
بسیار از قسم جواہر اور خزائن بیشمار سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان مروت کے سبب سے اسکی روانگی
مین متردد ہوا لیکن جو ارکان دولت دابشلیم مرتاض سے مطلب رکھتے تھے عرض کی کہ اب جو کافران مشرک پر رحم کرنا چاہے اور خلاصکے

کہ جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق نہین ہو بہر حال اُنکو دابشلیم مرتاض کے سپرد کیا اور جب ان لوگون نے اُسے
سومنات کی حدود مین پہونچایا دابشلیم مرتاض سکے حکم سے زندان محمود یعنی وہ مجلس کہ جسمین قیدی رہا تہا آراستہ کیا اور
بسبب اس قاعدہ کے کہ اُنکے درمیان مشہور اور معروف ہی دابشلیم مرتاض خود اُس جوان سکے استقبال کو شہر سے
برآمد ہوا تو طشت اور آفتابہ خاصہ اپنا اُسکے سر پر رکھکر اپنے ہمراہ رکاب دوڑا دے اور اُس قیدخانہ مین پہونچا دے لیکن دابشلیم
مرتاض شاہ سے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اسقدر ہر طرف دوڑا کہ آفتابہ کی حرارت نے اُسپر غلبہ کیا اور اُسنے ایک درخت سکے
سایہ مین استراحت فرمائی اور ایک رومال سرخ اپنے منہ پر کھینچا اُسیوقت تقدیر الٰہی سے جانور شکاری سخت چنگل نے رومال رنگین
کو گوشت خیال کرکے ہوا سے آتے ہی ایسا چنگل اُس رومال پر مارا کہ اثر ناخن کا دابشلیم مرتاض کی آنکھ مین پہونچا اور چشم زدن مین کور ہو گیا اور
اور چونکہ اُس عہد مین اعیان ہند معیوبون کی اطاعت نکرتے تھے سپاہیون کے درمیان مین شور برپا ہوا اور اسی اثنا مین
دابشلیم دوسرا آ پہونچا اور اُسکے سوا دوسرا سلطنت کا استحقاق نرکھتا تہا سبھون نے اُسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی
طشت اور آفتابہ دابشلیم مرتاض کے سر پر رکھوا کر زندان محمود تک دوڑانے لیگئے اور دابشلیم ثانی کو بصد تزک و حشمت سے
تخت پر بٹھایا دریندین تو بتخانون مین سلامی کی شلک ہوئی پھر بنہایت تجمل و شان سے آستانہ سلطنت کا ساز دولت
مین داخل کیا تمام علم و نقد جنس اسکے تصرف مین آیا اور سکہ بنام جاری ہوا منادی نے عدل کی دہائی پھر گئی میر خسرو کا
قول صادق آیا بیت پل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ❊ کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہو ❊ سبحان اللہ قدرت
قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت و حکومت نہ قیام غربت و عسرت طرفۃ العین یعنے پلک مارنے مین دابشلیم مرتاض
نے جیسا کہ اُس جوان کے بارے مین اندیشہ کیا تہا خود اُسمین گرفتار ہوا مضمون من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ ظہور مین آیا اور
اپنے کام مین متعجب ہوکر بجاے اشک خون اپنی آنکھ سے گراتا تہا اور اپنے حسب حال مضمون اس مقال کو زبان پر لاتا تہا
فرد ز چشم و دل بدن خاکیم در آتش و آب ست ❊ بچشم من و بدل رحم کن کہ حال خراب ست ❊ بہ بقول **مرزا رفیع** ❊
عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی ❊ فلک بال ہما کو دم مین سونپے ہو مگس رانی ❊ ارادت ہیچون ایک کو تخت شاہی
سے اُتار کر دوسرے کو شکم ماہی مین نگاہ رکھتی ہی اور جامع الحکایات مین یہ بھی مذکور ہی کہ سلطان محمود نے اسی ولایت کے
بتخانون مین سے ایک بتکدہ مین ایک بت ہوا مین معلق ایستادہ دیکھا اور اسکے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان حیرت
مین آیا اور اسکا بھید اُس عصر کے حکما سے استفسار کیا سبنے عرض کی کہ اس بتخانون کی تمام چھت اور دیوارین سنگ
مقناطیس سے ہین اور وہ بت آہن ہے اور قوت جاذبہ اطراف و جوانب اس بت کے نسبت علم تساوی رکھتی ہو لاجرم بت
درمیان ایستادہ ہو کر کسیطرف مائل نہین ہی جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار اُسمین سے منہدم ہوئی وہ بت اُسیطرف
سرنگون زمین پر آیا **ذکر صدور نامہ خلیفہ مشتمل القاب** اس سال جو سلطان نے سومنات کے سفر سے
معاودت کی خلیفہ القادر باللہ عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کرکے نشان خراسان اور ہندوستان اور
نیمروز اور خوارزم کا بھیجا اور اُسکے فرزندون اور بھائیون کے القاب نامہ مین مندرج کرکے سلطان کو کہف الدولہ
والاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملۃ اور امیر محمد کو جلال الدولہ و جمال الملۃ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ
مؤید الملۃ ملقب کرکے تحریر کیا کہ تو جسے ولیعہد کریگا ہم بھی اُسے قبول کرینگے اور بنام سلطان کو [illegible] اور اسی سال
سلطان نے جتانی سکے گوشمالی کا آہنگ کیا [illegible] کو وجودی کے کنارے واقع [illegible]

سومنات سے مراجعت کے وقت افواج سلطانی سے انواع بے اعتدالیان و ہر قسم کے آزار پہونچائے تھے لشکر عظیم ملتان کیطرف کھینچا اور وہان پہونچکر ایک ہزار چار سو کشتی تیار کروائین اور ہر ایک کشتی مین لوہے کی تین شاخین نوکدار بکمال قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑین ایک کشتی کی پیشانی پر اور دو اسکے دونون پہلو پر نصب کین اور اسکے لگانے سے یہ غرض تھی کہ جو چیز ان شاخون کے مقابل آتی ریزہ ریزہ شکست ہوتی اور بہ تمام کشتیان باہمین ترتیب دین اور ہر ایک کشتی مین بیس نفر مسلح با تیر و کمان و قارورہ نفط جھلانے اور جتون کے اخراج کیواسطے متوجہ ہوا اور جتون نے خبردار ہو کے اپنے اہل و عیال جزیرہ نشین بھیجدیے اور خود جریدہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے چار ہزار کشتی اور ایک روایت مین آٹھ ہزار کشتی بدریا مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین ایک جماعت مسلح سوار کرکے مقابلہ اور مقاتلہ کو دوڑی جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور جو کشتی سلطان محمود کی کشتی کے مقابل آتی تھی کشتی کے شاخ سے ٹکرا کر شکستہ اور غرق ہوتی تھی یہانتک تمام جتان غرق ہوگئے اور ما بقی طعمہ تیغ اسلام ہوگئے اور سلطان کے لشکر نے انکے عیال کے سر پر جاکر سبکو اسیر اور دستگیر کیا سلطان نے مظفر و منصور ہو کر غزنین مین عاودت فرمائی اور سنہ چار سو اٹھارہ ہجری مین سلطان محمود نے امیر طوس ابو حرب ارسلان کو ساتھ معدود دستے کے نامزد کیا تو ترکمانان سلجوقی کو کہ آب آمویہ سے عبور کرکے اس حدود مین فساد کرتے تھے جاتے ہی استیصال کرے امیر طوس نے جنگہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدیدہ کے بعد عرضداشت کی کہ جبتک سلطان اپنی ذات خاص سے اسطرف رونق افروز نہوگا ترکمانون کے فساد کا تدارک ممکن نہین ہے سلطان نے بنفس نفیس اپنی خود توجہ فرمائی اور انکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور جو امرا اسکے ملک عراق پر مستولی ہوے اور وہ ملک آل بویہ کے تصرف سے برآمدہ کیا تھا ہر آئینہ وہانکے زر جنس اور خزانے اور دفینے کہ وہانکے حکام نے سالہاے دراز مین جمع کیے تھے بے مشقت اور محنت انکے دستیاب ہوئے اور باطل مذہب اور قرامطہ وہان بہت سے تھے جس شخص پر مذہب کا اختلاف ثابت ہوا گردن ماری پھر سلطان نے رے اور اصفہان کی ولایت امیر مسعود کو ارزانی فرمائی اور خود غزنین کیطرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ مین سلطان کو مرض سوء القنیہ یا سل کا بہم پہونچا ہر روز وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے تکلف سے خلائق کی نظر مین قوی دکھائی دیتا تھا اور اسی حال سے بلخ گیا اور جب بہار آئی غزنین کیطرف روانہ ہوا اور وہ مرض قوی تر ہوا غزنین مین اسی مرض سے پنجشنبہ کے دن تیئسوین ربیع الثانی سنہ ۴۲۱ چار سو اکیس مین لاکھ حسرت اور آرزو مین اس کہنہ دیر سے ترسٹھ برس کے سن مین فوت ہوا مدت اسکی سلطنت پینتیس ۳۵ برس تھی اسکا جنازہ راتکو کہ مینہ برستا تھا اٹھاکر قصر فیروزہ غزنین مین مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مرد میانہ قد اور خوش اندام اور چیچک رو تھا اور وہ پہلا بادشاہ ہے کہ سلطان کی لفظ اپنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے دو روز پیشتر حکم دیا تو خزانہ تھیلیان اشرفی اور روپیون اور انواع جواہر نفیسہ اور اصناف نفائس کہ اپنی مدت ایام مین جمع کیا تھا اپنے محل سرا کے صحن مین حاضر کرکے مکان کو رشک گلستان ارم کیا اور سلطان محمود اسے چشم حیرت سے دیکھتا تھا اور رو رو کے بہت سے نعرہ مار کر رو دیا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ مین واپس بھیجا اور ایسے وقت مین کہ پیمانہ عمر اب لبالب لبریز ہوچکا تھا اور زندگی سے یاس تھی اسمین سے کسیکو مستفیض و بہرہ مند نکیا اور ایسی ہی وجہون سے خلائق اس شاہ والا تبار کو ساتھ بخل کے نسبت دیتی ہے پھر دوسرے روز سلطان تخت مین سوار ہوکر میدان کی سیر کو گیا اور اپنے حکم سے تمام جلوس کے اسپان تازی و اشتران بردعی و فیلان کوہ شکوہ و اشتران قوی ہیکل و سواے اسکے سلطانی نظر ثانی کیواسطے لائے انمین بھی تماشا کرکے متاسف ہوا اور زار زار مانند بچون کے زار زار رو دیا اور گریہ کنان اپنے قصر کیطرف روانہ ہوا

اور ابو الحسن علی بن حسن میمندی سے بھی منقول ہے کہ ایک روز سلطان محمود نے ابو طاہر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان نے جواہر
قیمتی سے کسقدر جمع کیا تھا جواب دیا کہ امیر نوح سامانی کے عہد میں سات رطل جواہر نفیسہ خزانے میں تھا سلطان محمود نے سنکر سر
رکھکر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالے نے میرے تئین جواہر نفیسہ صد سو رطل سے زیادہ ارزانی رکھا اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان
کے آخر عمر میں خبر پہونچی کہ نیشاپور میں ایک مرد نہایت مالدار ہے سلطان نے اسکے احضار کا حکم صادر فرمایا جب وہ حاضر ہوا
سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ اے شخص میں نے سنا ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے اس مرد نے جواب دیا کہ اے شاہ یہ
دعاگو ملحد اور قرامطہ نہیں فقط مجھ میں یہ عیب ہے کہ مال کثرت سے رکھتا ہوں جو کچھ ہے مجھسے سرکار لے اور مجھے بدنام نکرے سلطان
محمود نے تمام مال اُس سے لیکر اور ایک نشانی اُسکے حسن عقیدت کے بارہ میں تحریر کرکے اسکے سپرد کی اور طبقات ناصری سے
مفہوم اور معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء کے بارہ میں متردد تھا اور قیامت کے ہونے اور ناصر الدین
سبکتگین کے منصب ہونے میں ایک شک رکھتا تھا ایک شب کو خلوت میں کسی مقام میں آتا تھا اور فراش شمعدان طلائی میں شمع روشن
کیے ہوئے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ میں اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب جب محتاج مطالعہ عبارت
کتاب ہوتا تھا چراغ بقال کی روشنی میں جاتا تھا سلطان کا دل اس طالب علم کی ناداری پر کڑھا وہ شمعدان اُسکو
مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں یا ابن امیر ناصر الدین
سبکتگین اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت وارثی اس حدیث سے تینوں مشکلیں اسکی حل ہوئیں کہتے ہیں کہ سلطان کے فوت سے
دو برس بعد غزنین میں ایک سیل عظیم واقع ہوا اُسکے سبب اُس شہر کی بہت عمارات خراب و مسمار اور خلائق بیشمار
ہلاک ہوئی اور وہ بند کہ عمرو بن لیث صفار نے اپنے عہد سلطنت میں باندھا تھا اس سیل سے اسقدر خراب ہوا کہ نشان
اسکا ظاہر نرہا اور اہل بصیرت اس واقعہ کو وقوع اُس شاہ عادل کے آثار فوت سے جانتے تھے کسواسطے اُس بادشاہ میں عدل
اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریادی آیا اور سلطان محمود نے اُس سے ملتفت ہو کر احوال پوچھا اُسنے عرض کی کہ شکایت
میری ایسی نہیں کہ سر دربار مجلس میں عرض کروں سلطان نے اُسے خلوت میں طلب کرکے استفسار فرمایا اُسنے عرض کی کہ بادشاہ کا
بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر میں آتا ہے اور مجھے ضرب ہائے تازیانہ سے مکان سے نکالتا ہے اور میری زوجہ کے ساتھ
صبح تک رہتا ہے اور میں نے اس مدت میں تمام اعیان دولت سے استغاثہ کیا لیکن کسیکو یہ حوصلہ اور یارا نہیں کہ جو عرض اقدس
میں پہونچاوے کسواسطے کہ سب اُسکا ملاحظہ کرتے ہیں اور کسیکو اسقدر حق سبحانہ تعالی کا ہراس و ترس نہیں کہ فقیر عاجز کی ظالم
فاجر کا ملاحظہ کرکے دادرسی کا در پے ہووے جب میں سب سے ناامید اور مایوس ہوا آپکی درگاہ میں جمع کرکے فرصت کا منتظر تھا
آج یہ دولت میسر ہوئی حق سبحانہ تعالی نے اپنے افضال سے تجھے بادشاہ کیا احوال رعایا اور زیردستوں کا تجھسے پوچھیگا اگر
فریاد کو پہونچیگا فھو المراد والا صبر کرونگا تو منتقم حقیقی اپنے عدل و قہر سے انتقام مجھ عاجز کا ظالموں سے لیوے سلطان محمود یہ
کلام صداقت انجام سنکر متاثر ہوا اور اشک گہر رنگ آنکھوں میں بھر لایا اور رحم دلی سے فرمایا اے مسکین جسوقت وہ اس بیشرم
پاس آیا اُسنے عرض کی کہ اے شاہ عدالت پناہ ایک مدت سے میں ہر روز انتظار کھینچتا تھا آج ہزار دربانوں کے باوجود بھی
نظر بچا کر حضور کی خدمت میں پہونچا اور نہیں تو ہم ایسے فقیر کی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال ادا کر سکیں
سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تو نے اپنی سرگذشت مجھے سنائی دوسرے کو اس خبر سے واقف نکرنا یعنے کسی سے نہ کہنا کہ میں نے احوال
اپنا بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا ہے اب اپنے مکان میں جاکر مطمئن بیٹھ اور جب وہ ظالم اپنی عادت کے موافق آوے اسوقت مجھے

نکلے فوراً میرے پاس آکر مجھے خبردار کرنا آسے گذارش کی کہ ای سلطان مجھے بھر ایسا وقت کہان میسر ہوگا کہ بندہ بغیر اجر
اپنے تئین بارگاہ عرش اشتباہ مین پہونچا کر دیدار فائز الانوار سے مشرف ہو سلطان نے دربانوں کو طلب کر کے اُس مرد کو انکے تئین دکھلایا
اور یہ حکم قطعی دیا کہ جس وقت یہ آوے خبردار مانع نہوں بلا توقف جہان مین ہو آنے دینا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اُس مرد سے
آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یعنی دربان غیرہ تجھسے کہین کہ بادشاہ استراحت مین ہے یا دوسرا بہانہ کر کے روکین تو فلان
مقام سے آکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پہونچیگا غرض وہ شخص مطمئن ہو کر اپنے مکان پر گیا اور اُس شب بلکہ دوسری شب وہ اسکے
گھر مین نگیا تیسری شب کو بادشاہ کا بھانجا آدھی رات کو بعادت معہود اُسکے مکان مین آیا اور آسے گھر سے نکالکر بفراغت اپنے کام
کے انجام مین مشغول ہوا وہ شخص بسرعت تمام افتان و خیزان بارگاہ سلطانی مین آیا دربانون نے روکا اور بولے کہ اسوقت بادشاہ حرم سرا
مین ہے کسیکا وہان گذر نہین اور اگر دیوانخانہ مین رونق افروز ہوتا ہو تجھے کوئی مانع نہوتا لاچار وہ مرد اُس مقام مین کہ سلطان محمود نے اُسے
کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ ای سلطان کیا کرتا ہے سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ ای فقیر ٹھہر مین آیا یہ کہکر برآمد ہو کر اُس شخص کے
ہمراہ روانہ ہوا جب اُسکے مکان مین پہونچا اپنے بھانجے کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پر مست بادہ نوم پایا اور شمع کو اُنکے
حال زشت پر رونے پر جلنے اور پروانہ کو سر دھنتے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور خنجر نکالکر اُسکا سرتن سے جدا کیا اُسکے بعد فرمایا
ای مرد ایک جرعہ آب اگر ممکن ہو بسبیل استعجال تو مین نوش کرون اُسنے فوراً کوزہ آب حاضر کیا سلطان محمود آب نوش کر کے اُٹھا اور کہا ای
فقیر جا اور بفراغت تمام استراحت کر اُس مرد نے ہاتھ سلطان کے دامن مین مارا اور کہا کہ تجھے اس خدا کے سوگند ہے کہ جسنے تجھے
دولت اور حشمت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کہ شمع کے بجھانے کا کیا سبب تھا اور بھر پانی طلب کر کے اور پینے کی کیا وجہ تھی ور
تو نے کیا کیا جو مجھسے کہتا ہے جا فراغت سے خواب کر سلطان نے فرمایا ای مظلوم مینے شر ظالم کا تجھسے دفع کیا اور اب اُسکا سرتن سے
جدا کر کے لیے جاتا ہون اور شمع کے بجھانیکا یہ باعث تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صلہ رحمی کی محبت مانع نہ آوے اور پانی
طلب کرنیکی یہ وجہ تھی کہ جسوقت تو نے حال اپنا مجھسے کہا مینے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظالم کا شر اس مظلوم سے رفع
نکرون آب و طعام زبان پر نرکھون چنانچہ اس تین شبانہ روز مین ہر وقت منتظر تھا اب جو مینے شر اُسکا تجھسے دفع کیا تشنگی کے غلبہ کے
سبب سے کہ تین روز سے مین پیاسا تھا جرعہ آب طلب کر کے نوش کیا الغرض عقلاے نیک اندیش پر مخفی اور پوشیدہ نہوگا کہ اگرچہ
سلاطین نامدار سے حکایات عدالت شعار بکثرت تمام منقول مین لیکن ایسی حکایت آجتک کسی سے منقول نہین ہے واللہ اعلم بسرائر
العباد اور تواریخ بناے گیتی مین مرقوم ہے کہ جب سلطان محمود خراسان کیطرف متوجہ ہوا چاہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت
کرون لیکن اس ارادہ کے بعد یہ بھی اُسکے دل مین گذرا کہ مینے اپنے مکان سے آپکی زیارت کا عزم نہین کیا امسال مین خراسان کے
مصالح کا عازم ہو کر آیا ہون بطفیل اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعید ہے اس سال خراسان سے
مراجعت کر کے ہندوستان گیا اور وہان سے پلٹ کر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھکر خرقان گیا جب خرقان مین
مین پہونچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان آپکی زیارت کو غزنین سے خرقان مین آیا ہے اگر آپ خانقاہ سے اُسکے دیکھنے کو
بارگاہ مین آئین مراحم ذاتی سے دور نہوگا اور ایلچی کو یہ بھی فہمائش کی کہ اگر شیخ اس امر سے انکار کرے یہ آیہ کریمہ اسکے سامنے پڑھنا
یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم رسول نے وہ پیغام کہ سلطان نے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب انکار کیا آیت
شریف پڑھی شیخ نے فرمایا تو مجھے اس تکلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہہ کہ مین اطیعوا اللہ مین ایسا مستغرق اور ڈوبا ہون کہ اطیعوا الرسول کی
خجالت لیجاتا ہون اور ساتھ اولی الامر منکم کے کیونکر مشغول ہو سکتا ہون ایلچی نے سلطان محمود سے ظاہر کیا سلطان نے یہ کلام سنتے ہی رقت

کی اور اپنے مصاحبون سے کہا اٹھو کہ بیٹھو مرد پیر کہ بیٹھ کا ہی کیا تھا پھر اپنی پوشاک ایاز کو پہنائی اور دس کنیزون کو جامہ غلامان پہنا کر خود بجاے ایاز ایستادہ ہوا اور اتفاقاً شیخ کے صومعہ کیطرف متوجہ ہوا جب صومعہ کے دروازہ سے آیا اور شیخ کو سلام کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو بنظر غور سے دیکھا اور ایاز کیطرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا ای شیخ تو سلطان کی تعظیم و تکریم کیواسطے نہ اٹھا شیخ نے کہا تمام جال ہی لیکن مرغ اسکا نہین ادھر آکہ آگے تیرے رکھا ہی پھر سلطان محمود بیٹھا اور کہا مجھسے کچھ بات کیجیے فرمایا نامحرمونکو باہر کر سلطان نے لونڈیونکو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر نکلیں سلطان نے کہا مجھے بایزید بسطامی کے اقوال سنا دیجیے شیخ نے فرمایا بایزید یون کہا ہی کہ جس شخص نے مجھے دیکھا رقم شقاوت سے ایمن ہوا سلطان محمود نے کہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ ہی پس ابوجہل و ابوسفیان آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مستفیض ہوئے تھے کسواسطے اہل شقاوت سے ہین شیخ نے فرمایا محمود ادب نگاہ رکھ اور تصرف اپنی ولایت مین کر مصطفے کو بجز چار یار اور بعض صحابہ کے کسی نے نہ دیکھا اور دلیل اسپر قول خداے عزوجل ہی وتراہم ینظرون الیک وہم لایبصرون اور سلطان محمود کو یہ بات پسند آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجیے فرمایا چار چیز اختیار کر اول پرہیزگاری دوسرے نماز جماعت تیسرے سخاوت چوتھے شفقت خلق پر پھر سلطان نے التماس دعا کی فرمایا مین نماز پنجگانہ مین دعا کرتا ہون اللہم اغفر للمومنین والمومنات کہا یہ دعاے عام ہی خاص کیجیے فرمایا عاقبت محمود ہو جیو سلطان نے اشرفیونکا بدرہ روبرو رکھا شیخ نے جو کی روٹی سلطان کے روبرو رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اسمین سے ایک لقمہ منہ مین رکھکے چبایا اسکے حلق مین پھنسنے لگا شیخ نے کہا کیا یہ روٹی تیرے گلے مین پھنستی ہی کہا ہان شیخ نے فرمایا تیرا بدرہ زر بھی اسیطور ہمارے حلق مین پھنستا ہی اٹھا لے کسواسطے کہ مینے اسے طلاق دی ہی سلطان نے فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرمائیے شیخ نے اپنا پیراہن کہ مراد خرقہ سے ہی عنایت کیا سلطان محمود جب رخصت ہوا شیخ تعظیماً ایستادہ ہوا سلطان نے کہا اول آپنے میرے آنے پر التفات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے آپنے کیون تکلیف کی شیخ نے فرمایا اول تو رعونت بادشاہی اور نخوت امتحان مین آیا تھا اب تو انکسار درویشی مین جاتا ہی پھر سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ سومنات پر تاخت کی اور جب دابشلیم اور برم دیو کی جنگ مین اسے شکست کا خوف ہوا سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ مین گیا اور منہ خاک پر رکھکر اس پیراہن کو ہاتھ مین لیکر درگاہ الٰہی مین عرض کی الٰہی اس صاحب خرقہ کی آبرو کے طفیل سے مجھے کفار پر ظفریاب کر اور جسقدر ہاتھ آئے غنیمت دستیاب ہوگی درویشون پر تقسیم کرونگا دفعتاً اسطرف ایک رعد یعنی گرج اور ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تاریکی سے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی آپسمین خونریزی کرکے متفرق ہوے لشکر اسلام نے ظفر پائی اور اسی شب کو سلطان نے خواب مین دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تو نے ہمارے خرقہ کی آبرو کچھ نہ کی اگر دعا اسلام تمام کفار کیواسطے کرتا اجابت ہوتی اور جامع الحکایات مین وارد ہی کہ سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ مہمات خراسان کی کثرت تھی لیکن مین غزنین سے بعزم زیارت اس جناب کے آیا ہون شیخ نے فرمایا ای محمود اگر تو نے غزنین سے میرا احرام باندھا کیا عجب کہ خانہ خدا سے احرام باندھین اور میرے پاس آوین یہ حالت سلطان کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اسکے حق مین ایسا فرماوے اور روضۃ الصفا مین مسطور ہی کہ ایک روز سلطان محمود اپنے محل مین بیٹھا تھا اور دریچہ سے چپ و راست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی نگاہ ایک مرد پیر پر پڑی کہ تین مرغ لیے ایستادہ ہی جب سلطان کو اسنے اپنے طرف ملتفت اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ کیا سلطان نے اغماض سے اپنے دل مین کہا یہ اشارہ اسنے کیون کیا پھر ایک ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نے نگاہ اسکی طرف کی اسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اسے اپنے روبرو بلاکر استفسار کیا کہ یہ جانور کیسے ہین اور وہ اشارہ کیا تھا اسنے عرض کی

کرتے ہین ایک مرغ وار باز رہتا ہون اور آج بھی سلطان کو غائبانہ شریک کرکے جو کھیلا تھا تو مرغ میری جیت مین آے تھے یہ حصہ
آپکا موجود ہے سلطان نے حکم دیکر وہ مرغ منگوا لیے (بچے چوزے) دوسرے روز قمار باز دو مرغ اور لایا سلطان نے اُسسے بھی لیکر متفکر ہوا آیا یہ کس
فکر مین ہو تیسرے روز پھر تین مرغ لایا چونکہ وہ مرد وزی ہو جن بیک بینی و دو گوشی سلطان کے مقابل بیٹا رہتا اور تنبیہ سے
محزون و ملول ہوکر بیٹھا تھا سلطان نے جب اُسے اس حالت سے دیکھا فرمایا آج ہمارے شریک نے ظلم عظیم کا بھلا تو ظاہر
کہ آثار ملال کے اسکے چہرہ حال سے ظاہر ہین پھر اسے اپنے پاس بلاکر استفسار حال کیا اُسنے عرض کی کہ آج غلام نے سلطان کی شرکت
مین فقط آٹھ زر سرخ ہارے ہین اور دو ہزار مجھ بیچارے نے جیتے ہین سلطان نے تبسم ہوکر پانسو دینار اُسے دلوا دیے اور فرمایا کہ آئندہ جنگ
مین حاضر ہونا بری حرکت مین جوا نہ کھیلنا اور حبیب السیر مین مرقوم ہے اول وہ شخص کہ جسنے سلطان محمود کی وزارت کی ابوالعباس فضل
بن احمد اسفراینی تھا اور اوائل مین وہ فائق کی کتابت پر جو امراے سلاطین سامانی کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مصروف تھا
جب فائق کا آفتاب اقبال سر حد زوال مین پہونچا اپنے تئین امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت مین پہونچا کر مسند وزارت پر
بیٹھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود نے بھی اُسی منصب پر مقرر رکھا جو ابوالعباس کا علم و فضل و تبحر
لغت عرب سے عاری تھا مناشیر اور فرامین اور احکام سلطان جو عربی مین تحریر کیے تھے فارسی لکھنے کا حکم دیا لیکن خواجہ بزرگوار
جنکو خواجہ احمد میمندی نے پھر عربی کیا (مناشیر جمع منشور یعنی فرمان) اور ابوالعباس فضل امور مملکت کے انتظام اور سپاہ و رعیت کے سرانجام مہام مین ید بیضا
دکھلاتا تھا یعنی نظیر اپنا نہ رکھتا تھا جب دس برس اسکی وزارت سے گذرے آخر کو اُسکے طالع نے اوج اقبال سے حضیض وبال
کیطرف انتقال کیا یعنی عہدہ وزارت سے معزول ہوا اور بعض مورخون نے اسکے عزل کا سبب یون لکھا ہے کہ سلطان محمود غلامان رشید کے
فراہمی کا نہایت شوق رکھتا تھا اور ابوالعباس فضل اس بارہ مین بمقتضاے الناس علیٰ دین ملوکہم عمل کرتا تھا ایک مرتبہ بعضے ولایات
ترکستان سے خبر ایک غلام پری پیکر حور وش کی سنی اپنے معتمدین سے ایک شخص کو اُسطرف روانہ کیا کہ اُس غلام کو خرید کرکے عورت
کے لباس مین پہونچا دے سلطان کیفیت واقعہ کی ایک غماز اور نمام سے سنکر وزیر یعنی ابوالعباس کے پاس آدمی بھیجا اور غلام کو
طلب کیا اور ابوالعباس فضل نے انکار کیا سلطان محمود کسی بہانہ سے بدون اطلاع اور اچانک اُسکے مکان مین تشریف لیگیا فضل
لوازم ایثار اور نیاز مین مشغول ہوا اور اس مابین مین وہ غلام مہر لقا مشتری سیما اُسکے روبرو آیا بادشاہ غضبناک ہوا اور
وزیر کی ضبطی کا حکم جاری کیا ناگاہ اسی حال مین رایات ظفر آیات ہندوستان کی طرف حرکت مین آئے اور بعض اہل
بدسگال نے اخذ مال کی طمع مین ابوالعباس فضل کو اسطرح شکنجہ کیا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اسکے بعد خواجہ بزرگوار احمد بن حسن میمندی
منصب وزارت پر منصوب ہوا اور احمد بن حسن میمندی سلطان محمود کا برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی اور ہم سبق تھا
اور اسکا باپ حسن میمندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سلطنت مین قصبہ بست کی تحصیل مین قیام کرتا تھا لیکن بسبب ایک
خیانت کے کہ اُسکی طرف منسوب کی امیر ناصر الدین سبکتگین کے فرمانے سے مسلو[illegible]ر جو کہ بین الناس مین مشہور و معروف
ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے سلک وزرا مین منسلک تھا مین غلط [illegible] خطا ہے اور احمد بن حسن جو خوشنویسی
اور جودت فہم اور فضل مین اتصاف رکھتا تھا ابتدا مین داروغہ دیوان انشا اور رسالت کیا اور خدمات التفات سلطانی
اسی وجہ سے ساتھ درجہ کے ترقی دیتی تھی یہانتک منصب استیفاے ممالک پہونچکر شغل جائزہ لشکر کا شامل مرتبہ مذکور کے
ہوا اور چند روز بعد کے ضبط اموال بلاد خراسان بھی ساتھ اشغال سابقہ کے انضمام پایا اور وہ جناب اس مہام کے عہدہ سے جیسا کہ چاہیے
باہر آیا جب مشرب ہیبت سلطانی نے ابوالعباس اسفراینی کے نسبت مکدر قبول کیا زمام وزارت نے من حیث الاستقلال

اس حواجہ ستودہ خصال کے کف کفایت مین قرار پکڑا اٹھارہ برس تک جاری کرنے ملک و مال مین مشغول رہا اسکے بعد ایک جماعت امراے بزرگ سے مثل التونتاش سپہ سالار اور امیر علی خویشاوند کے محفل رفیع سلطانی مین بار پا کر منبع فضل احسان کی علیحدت درپے انکے گمول اور وہ باتین سلطان محمود کے دل مین موثر ہوئین یہانتک کہ غزل کی رقم احمد کی پیشانی احوال پر کھینچی اور بہرام نام کہ ایک اسکے خواص سے تھا اُسے سپرد کرکے حکم دیا کہ اُسے کشمیر کے درہ پر لیجا کر ... خان نام ایک شخص کہ وہان مقرر ہے تفویض کرے تو وہ اُسے قلعہ کالنجر مین قید کرے غرض وہ تیرہ برس اس قلعہ مین مقید رہا اور سلطان محمود کی اخیر سلطنت مین زندان ستم سے رہائی پائی اور پھر منصب وزارت پر سرفراز ہوا جب سنہ چار سو چوبیس آخر ہوا اور سلطان محمود نے ایکمدت کے بعد احمد حسین میکال کو جو کمال شہرت رکھتا تھا ابتداے ایام طفلی اور شروع اوقات نشو و نما اُسکی ملازمت مین بسر لیجاتا تھا اور وہ تیزی طبع اور جودت گفتار اور محاسن کردار مین موصوف و معروف تھا شاہ نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور وہ سلطان کی وفات تک اس امر پر مقیم رہا مورخان سخندان احمد حسین کے حالات مین روایت کرتے ہین کہ اُن دنون کہ سلطان محمود امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت مین ابو علی سیمجوری کے دفع مین متوجہ تھا ایک مقام مین سنا کہ یہان ایک درویش گرامی مذہب ہے زہد و عبادت کی صفت مین موصوف اور اظہار کرامات اور خوارق عادات مین معروف اسے زاہد آہو پوش کہتے ہین جو کہ سلطان درویشون اور گوشہ نشینون سے عقیدہ کمال رکھتا تھا زاہد کی ملاقات کی خواہش کی اور احمد حسین کہ منکر اس طبقہ کا تھا فرمایا ہر چند مین خوب جانتا ہون کہ تجھے اہل تصوف اور ارباب ریاضت سے ارادت والفت نہین لیکن مین چاہتا ہون کہ زاہد آہو پوش کی زیارت کیواسطے میرا ساتھ دے انسبب احمد حسین نے سلطان کے حکم کی موافقت کی اور ہمرکاب روانہ ہوا سلطان نے باصد شوق ہزاران نیاز زاہد سے ملاقات کی درویش نے باتین تصوف آمیز شروع کین اور اُن باتونکے سننے سے بادشاہ کا عقیدہ درویش کیطرف زیادہ ہوا اور فرمایا کہ نقد جنس جسقدر آپکے خاطر کو مطلوب ہو میرے خزینہ عامرہ سے وصول فرمائین زاہد نے ہاتھ بلند کیا اور ایک مٹھی بھر دینار زر سرخ بادشاہ کی ہتھیلی پر رکھکر کہا جس شخص کو خزانہ غیب سے ایسا نقد ہاتھ آوے اُسے غیر کے مال کی کب احتیاج ہووے سلطان نے یہ امر اُسکی کرامات پر گمان کیا اور وہ دینار احمد حسین کے حوالے کیے احمد حسین نے اُن دینارونکے سکہ کو دیکھا کہ اُن پر ابو علی سیمجوری کا سکہ مسکوک ہے جب زاہد کے پاس سے ہوکر باہر آئے سلطان نے احمد حسین سے کہا کہ ان خوارق عادات کی نسبت انکار نکرنا چاہیے احمد حسین نے جواب دیا کہ غلام اولیا کی کرامات کا منکر نہین ہے لیکن مین مناسب نہین دیکھتا کہ آپ اُس شخص کی حرب کیواسطے جاوین کہ آسمان پر جسکے نام پر سکہ مارتے ہین سلطان نے اسکی حقیقت پوچھی اُسنے وہ تنگجات اُسے دکھلائے جب سلطان محمود کی نظر ابو علی سیمجوری کے سکہ پر پڑی منفعل ہوا لیکن راوی یہ کلمات کہتا ہے کہ احمد حسین کے کلام بیجا ہین کسواسطے اس قسم کی چیزین بموجب فرمان ایزدی کے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اور رجال الغیب اسی عالم سفلی سے لیکر بلکہ اُسی حوالی اور حواشی سے وجہ مشروع سے دستیاب کے عند الطلب اولیا کو پہونچاتے ہین وہ شے مسکوک ہو خواہ غیر مسکوک ہو کہ الغرض سلطان محمود جب بادشاہ ہوا احمد حسین کو اس ملاحظے سے کہ وہ مکہ معظمہ سے مراجعت کے وقت مصر مین خلعت حاکم خلیفہ کا کہ بالحاد شہرت رکھتا تھا پہنکر پوشیدگی مین قرمطی ہوا ہے بلخ مین دار پر کھینچا اور مشاہیر شعراے عصر غزنویہ ایک عسجدی رازی تھا اور وہ سلطان محمود کے عہد مین رے سے آیا اور شعراے دار الملک کے ہمراہ مشاہیر او معارضہ مین مشغول ہوا اور سلطان کی مدح مین یہ قصیدہ کہکر چودہ ہزار درم انعام پائے قصیدہ اگر مرا دیدہ ملندر است دجاہ بمال و مرا بہ مین کہ بہ بینی جمال را بکمال ٭ من آنکسم کہ بمن تا بحشر فخر کنند ٭ ہر آنکہ بر سر یک بیت من نویسد قال ٭

صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان ؛ یگانہ ایزد دادار بے نظیر و ہمال ؛؛ وگرنہ ہر دو ببخشیدے او بوقت کرم ؛ امید بندہ نماندے بایزد متعال ؛؛ **استاد اسدی طوسی** سلطان محمود کے عہد میں فرقہ شعرائے خراسان کا اُستاد تھا اور اُسے شعر و نظم شاہنامہ کی تکلیف دی گئی تب پیری اور ضعیفی کا بہانہ کرکے استعفا کیا اور اُسکا دیوان مشہور نہیں ہے اور شعرا کے مجموعوں میں دیکھنے میں نہیں آیا ہے فردوسی کو کہ شاگرد اُسکا ہے جب شاہنامہ نظم کے واسطے انتخاب کرتا تھا تو آخر کو ایسا ہوا اور جب فردوسی غزنین سے بھاگ کر طوس گیا پھر وہاں سے ہمدان اور طالقان میں جا کر پھر طوس میں مراجعت کی اور مرنے سے چند روز پیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس رحلت کا وقت آپہونچا وقت رحلت ہے اور شاہنامہ سے قلیل باقی رہا اور اُسکو فرصت نہیں کہ باقی کو قید نظم میں لاؤں اسدی نے فرمایا اے فرزند غمگین ہو اگر میری حیات سے تھا غالب عنصری میں باقی ہے میں انجام کو پہونچاتا ہوں فردوسی نے کہا اے اُستاد آپ ضعیف ہیں محال ہے کہ یہ کلام آپ سے کفایت ہووے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ انجام ہوگا اور اُسی روز سے چند روز میں شروع کیا اول شب سے تا صبح کی طرف کہ چار ہزار بیت ہوئی ہیں قید نظم میں لایا اور فردوسی تب تک زندہ تھا اُسکے مطالعہ میں گذرانا اور وہ نہایت محظوظ ہوا اور اپنے اُستاد کے ذہن مستقیم کی تعریف کی اسدی نے مناظرے بہت خوب موزوں کئے ہیں اور یہ دو بیت شب روز کے مناظرہ میں اُسکی تالیفات سے ہیں **ابیات** بشنو از حجت و گفتار شب و روز بہم ؛ سرگذشتے کہ ز دل در بند شدت غم ؛ ہر دو را خاست جدال از سبب بیشی فضل ؛ در میان رفت فراوان سخن از مدحت و ذم ؛؛ **منوچہری بلخی** کہ اصل اُسکی بلخ سے ہے سلطان محمود کے عہد سلطنت میں غزنین میں رہتا تھا نہایت متمول اور صاحب دستگاہ تھا اور نغز شمع میں قصیدہ اُسکا تصنیف ہے اُسکا مطلع یہ ہے **شعر** ای نہادہ در میان فرق جان خویشتن ؛ جسم ما زندہ بجان و جان تو زندہ بہ تن ؛؛ **حکیم عنصری** سلطان محمود کے عصر میں وہ سرآمد شعرائے روزگار تھا اور وہ شاعری اور فضائل نثر میں ممتاز تھا کہتے ہیں سلطان محمود کے رکاب میں ہمیشہ چار سو شاعر متعین ملازم تھے اور سب شاعر اُسکی شاگردی کے مقر تھے اور محفل سلطانی میں آمد شد رکھتا تھا اور آخر کو سلطان نے اپنے قلمرو کی ملک الشعرائی سے اُسے سرفراز فرمایا اور بارشاد کیا کہ تمام شاعر اول شعر اُسے سناویں پھر وہ بادشاہ کے ملاحظہ میں گذرانے اور اُسکا ایک قصیدہ نہایت طول ہے مختصر یہ کہ سلطان کے جمیع محاربے قید نظم میں در لایا ہے اور بیان کرتے ہیں کہ ایک شب سلطان نے بدمستی کی حالت میں سر رشتہ عقل ہاتھ سے دیا اور ایاز کے چہرہ پر از طرف سے نظر کی ناگاہ یہاں شرع نے آواز بلند کہا کہ اے محمود عشق کو فسق سے ہوائے نفسانی سے نہ آمیز کر سلطان اُسیوقت متنبہ ہوا اور مقراض ایاز کے حوالہ کی کہا اس زلف رہزن کو تراش اپنے عوض کی کہانسے فرمایا بقلم تراش ایاز نے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی آتش عشق اُسکی فرمانبرداری کے روغن سے نہایت شعلہ زن ہوئی اور اُسے جواہر بیشمار اسے عنایت کیا اور آپ غلبان سے فرش خواب پر استراحت فرمائی صبح کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا زلفیں کٹے ہوئے سے پشیمان تھا اور دل کی بیقراری سے کبھی اُٹھتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور کسیکو بات کرنیکا زہرہ نہ تھا حاجب علی عنصری کو طلب اسکے اندر طلب کیا جب ہو تا حاضر ہوا سے دیکھکر فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہے کہ مجھپر کیا گذری ہے اس بارہ میں کچھ کہہ عنصری نے فی البدیہہ کہا **رباعی** کی عیب سر زلف بت از کاستن است ؛ چہ جاے بغم نشستن و خاستن است ؛ روز طرب و نشاط و مے خواستن است ؛ کارآستن سرو ز پیراستن است ؛؛ سلطان یہ رباعی سنکر نہایت خوش ہوا اور اُسکا منہ تین مرتبہ جواہر سے پر کیا اور مطربوں کو بلاکرے نوشی کی محفل آراستہ اُسکے بنت عنب کے پینے میں اقدام کیا اور عنصری نے ۴۳۱ھ چار سو اکتیس میں وفات پائی اور نام اُسکا عالم فانی کے جریدہ پر ثبت ہوا **عسجدی** مروی الاصل ہے قصاید غرا رکھتا ہے اور عنصری کے شاگردوں میں سے ہے سلطان محمود کا مداح تھا

یہ قصیدہ اُسیکا تالیف ہے **نظم** تا شاہ غوریہ مین سفر سومنات کردہ کرد از خویش را علم معجزات کردہ دیوان اسکا مشہور نہین ہے اور یہ رباعی بخشش جنگ مین اربع عناصر کیطرح معروف ہے **رباعی** از شربت مدام و لاف مشرب تا چند و ز عشق بتان سیم غبغب تو بہ تا چند در دل ہوس شراب و بر لب تو بہ تا زین توبہ نادرست یارب تو بہ **فرخی** بھی عنصری کا شاگرد تھا منقول ہے کہ اُسکا باپ والی سیستان کا غلام تھا فرخی نے خدمت دہقانی کی سیستان کے دہقانیون سے اختیار کی تھی ہرسال دوسو من غلہ اور سو درم بطور تنخواہ کے پاتا تھا اسکے بعد ایک عورت سے والی کی غلامون سے خواستگاری کر کے اپنے نکاح مین لایا اور خرچ اُسکا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو من غلہ اور ڈیڑھ سو درم چاہیئے دہقان نے کہا تو اس سے بھی زیادہ لینے کا سزاوار ہے لیکن مجھے مقدرت اس سے زیادہ نہین ہے فرخی مایوس ہو کر سلطان محمود کے بھتیجے ابو المظفر غزنوی کے پاس گیا اور یہ قصیدہ گذرانا خلعت اور نقود و افر پایا **نظم** تا پرند نیلگون بر روے پوشد مرغزار پرنیان ہفت رنگ اندر سر آرد کوہسار خاک را چون ناف آہو مشک زاید بے قیاس بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار پھر سلطان محمود کے شرف ملازمت سے مشرف ہو کر مدارج عالیہ پر ترقی کی چنانچہ بیس غلام زرین کمر اسکی سواری جلوس مین جاتے تھے **دقیقی** شعراے ماتقدم سے ہے اور سلطان محمود کے عہد مین ابتدا شاہنامہ کی کی اور ہزار بیت یا کم و بیش کہین پھر فردوسی نے اُسے انجام کو پہونچایا اور اسکے اشعار مین یہ قطعہ مشہور ہے **قطعہ** بن ایجادیر اندم خوار گشتم عزیز ہر ملندن قائم شود خوار چو آب اندر شمر بسیار ماند عفونت گیرد از آرام بسیار **تذکرہ جلال الدین وجمال الملۃ محمد بن سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کا** جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دنیوی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اسکا بیٹا امیر محمد گورکان میں اور امیر مسعود صفاہان مین تھا پھر امیر علی بن ایل ارسلان حاجب سلطان محمود کا خویش تھا امیر محمد کو غزنین سے طلب کر کے سلطان مرحوم کے حسب وصیت تاج شاہی اُسکے زیب سر کر کے تخت سلطنت پر متمکن کیا اور اُسنے سپہ سالاری کا منصب اپنے عم امیر یوسف سبکتگین اور وزارت خواجہ ابو سہل احمد ابن الحسن ہمدانی کو ارزانی فرمایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر وضیع و شریف کو بہرہ مند کیا اور اسکے عہد مین ارزانی اور رفاہیت پیدا ہوئی رعیت اور سپاہی آسودہ ہوئے لیکن قلوب خلائق امیر مسعود کی بادشاہی پر بہ نہایت راضی تھے سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک مہینے اور پچاس روز کا عرصہ منقضی ہوا تھا ابو النجم امیر ایاز بن اسحق نے غلامون سے متفق ہو کر اور علی دایہ کو اپنا شریک کر کے روز روشن مین مکابرہ کیا اسطبل طویلہ مین آئے اور خاصون پر سوار ہو کر بست کیطرف روانہ ہوئے امیر محمد اسکے آمد سے خبردار ہوا سوندہ راے ہندو کو جو امراے معتبر سے تھا مع افواج کثیرہ ہنود کو اس جماعت کے تعاقب مین بھیجا اور یہ اسکے قریب پہونچتے ہی جنگ مین مشغول ہوا اور سوندہ راے ہندو کی جماعت کثیر سے مارا گیا اور غلام بھی بہت قتل ہوئے اور جو لوگ انمین سے زندہ رہے انکے سر امیر محمد کی درگاہ مین ارسال کیے اور ابو النجم امیر ایاز اور علی دایہ بسبیل استعجال اسکے نفاق اور وفاق کے ساتھ جاتے تھے بمانگ نیشاپور مین جا کر امیر مسعود کی خدمت مین پہونچے کہتے ہین امیر مسعود نے ہمدان مین اپنے باپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم مین نواب و عمال کارگذار مقرر کر کے خراسان کیطرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو نامہ اس عبارت سے تحریر کیا کہ مجھے اس لائق کی کہ باپ نے مجھے عنایت فرمائی تھی طمع نہین لیکن یہ ولایت جبال اور طبرستان و عراق کہ اپنے شمشیر آبدار سے لئے ہین کافی ہین لازم کہ نام میرا خطبہ مین تو مقدم کرے منقول ہے کہ امیر مسعود اور امیر محمد ایک روز دونون متولد ہوئے تھے اور امیر مسعود اُس سے چند ساعت پیشتر پیدا ہوا تھا اسوجہ سے امیر محمد چندان اسکی اطاعت نکرتا تھا اور اُسکے درمیان ہمیشہ مخالفت اور مخاصمت واقع تھی القصہ امیر محمد نے اپنے بھائی کے مکتوب کا جواب سخت لکھا اور آلات حرب سامان جنگ مہیا کرنے لگا ہرچند جماعت دلخواہ نے سعی کی کہ دونون بھائیون مین صلح واقع ہووے کارگر نہوا امیر محمد لشکر خطیر اور حشم غفیر لیکر غزنین سے برآمد ہو کر

[illegible]

رہی ہوا اور ماہ رمضان ۴۲۱ھ چار سو اکیس ہجری میں وضع کلیہ آباد کہ حقیقت میں نکبت آباد تھا وارد ہوا اور ماہ صیام اُس مقام میں بسر کیا اور عید کے دن بے سبب کا اُسکے فرق سے جدا ہوئی لوگ بہت بدشگون سمجھے اور شوال کی تیسری تب کرا بہرتی خوانی اور امیر یوسف سبکتگین اور امیر حسین میکال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کر کے مخالفت کا علم بلند کیا اور امیر مسعود کی خواہش سے امیر محمد کا سراپردہ گھیر کر محاصرہ کر کے گرفتار کر لائے اور قلعہ ولجی کہ اب مرزم قندھار ہے قلعہ نکیتے میں لیجا کر قید کیا اور تمام لشکر اور خوانین امیر مسعود کے استقبال کیلیے بہرات کیطرف روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہرات میں آگیا اور امیر احمد حسین کو جب اس بات کے کہ مسعود کے دو کر کے خلعت خلیفہ وہ پہنا تھا ابھی نہ گئی تھی سزا سے علی امیر مسعود کے مجمع مبارک میں بیونچا تھا کہ احمد حسین ایک روز کچھ رعاۃ میں کہتا تھا کہ جسوقت امیر مسعود بادشاہ ہو گا مجھے دار پر کھینچیگا سیطرح امیر علی خویشاوند کفران نعمت کی سزا میں قتل ہوا اور امیر یوسف سبکتگین کو قید کیا وہ مجلس میں مر گیا اور امیر محمد اسکے حکم سے قلعہ مذکور میں بینا ہو امیر محمد کی مدت سلطنت پانچ مہینے سے کچھ زیادہ تھی اور امیر مسعود کے قتل ہونیکے بعد ایکسال اور فرمانروا رہا اور پھر مودود بن مسعود کے ہاتھ سے قتل ہوا

ذکر سلطنت شہاب الدین و جمال الملۃ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا

سلطان نہایت سخی اور شجاع تھا اسکو رستم ثانی کہتے تھے اور تیر اسکا گینڈن ہی سے گذر کر فیل کے بدن میں در آتا تھا اور گرز اسکا اسقدر وزنی تھا کہ کوئی آدمی ایک ہاتھ سے نہ اٹھا سکتا اور چونکہ امیر مسعود نے باپ کو ملازمت میں سخت جواب دیتا تھا اُسے ہمیشہ نظروں میں خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت و تکریم میں جہد بلیغ فرماتا تھا یہانتک کہ خلیفہ عباسی القادر باللہ کی کہ امیر محمد کا نام سلطان سے پہلے پڑھا جاوے اور مقدمہ الکمیین اور طبقات ناصری میں مذکور ہے کہ خواجہ ابونصر مشکانی کہتا ہے کہ جب وہ فرمان سلطان محمود کی بارگاہ میں پڑھا گیا تمام امراء اور ملوک رنجیدہ خاطر ہو گئے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا ابونصر کہتا ہے کہ میں بھی اس صحبت میں شریک تھا اسکے بعد میں رخصت ہوا اور سلطان مسعود سے میں نے عرض کی کہ آپ کے لقب کے آخر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت محزون و مغموم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ نکر السَّیفُ اَصدَقُ اِنبَاءً مِنَ الکُتُبِ جو میں پہنچا میں سلطان نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے پیچھے کیوں گیا تھا اور کیا مجھ سے ماجرا بیان ہوئی تھی میں نے ماجرا بے کم و کاست اظہار کیا سلطان محمود نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امر میں امیر محمد پر ترجیح اور افزونی ہے اور میرے بعد سلطنت سلطان مسعود کو پہونچیگی لیکن یہ تمام امور اسواسطے کرتا ہوں کہ امیر محمد بیچارہ کی میرے عہد میں کچھ حرمت اور توقیر رہے ابونصر کہتا ہے اس معاملہ میں دو چیز سے مجھے تعجب ہوا ایک مسعود کے جواب سے کہ بے علم و فضل کی وجہ سے جواب معقول دیا دوسرے سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ غزنین میں یہ خبر فوراً معروض کی سلطان مسعود نے سال جلوس میں احمد بن حسن میمندی کو کہ سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کالنجر میں جو قلعہاے سرحد ہندوستان سے ہے محبوس تھا رہا کر کے دوبارہ منصب وزارت پر سرفراز کیا اور امیر احمد بن نیالتگین خازن کو جرمانہ کر کے زر کثیر اس سے لیا اسکے بعد اُسے ہندوستان کا سپہ سالار کر کے لاہور روانہ کیا اور عبدالرحمن ولد دیلمی کو جو سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہ ہند میں مقید تھا اپنے پاس طلب کیا

خطبہ پڑھنا سلطان مسعود کا بلاد کیچ و مکران میں

۴۲۲ھ چار سو بائیس ہجری میں سلطان مسعود بلخ سے غزنین میں آیا اور لشکر کیچ اور مکران میں بھیجکر اس ولایت میں خطبہ اور سکہ اپنے نام مروج کیا اور وہاں کی کیفیت یہ تھی کہ والی اس ولایت کا قضاے الہی سے فوت ہوا تھا اُسکے دو بیٹے تھے ایک ابوالعساکر دوسرا عیسے اور عیسے باپ کی ولایت پر متصرف ہوا اور ابوالعساکر کو بالکل بیدخل کیا اور ابوالعساکر نے بھائی کے مقابلہ سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ میں عرضداشت کی کہ اگر بادشاہ لشکر بھیجکر ایسا کرے کہ ولایت کیچ اور

نکر لیں خرچ کے تصرف میں آسے ہیں بھی بکے دو نخواہوں کی مملکت میں منسلک ہو کر اُس ولایت کا سکہ اور خطبہ سلطان کے نام کے
نام جاری کرون سلطان مسعود نے اُسکی التماس پذیرائی کی اور لشکر بیشمار اسکے ہمراہ کیا اور فرمایا اگر سبسے مقام اصلاح میں
آوے اور ولایت کو برادر سے تقسیم کرے فہو المراد ورنہ تمام اُسے جیسا کہ ابو العساکر کے سپرد کرنا اور جب ابو العساکر لشکر ہمراہ لیکر منصور
کا زرار ہو کر اس صلح و دین میں ہوئے جیسے برگشتہ بخت روستائی کی تعلیم میں گرفتار رہا اور صلح اور صلاح سے انکار کیا آخر کو یہ نوبت
پہونچی کہ اکثر لوگ اُسکی رفاقت سے جدا ہو کر ابو العساکر سے ملے اور وہ باوجود اسکے اپنے مقصود میں ناکام ہو کر لشکر کہن آیا اور
منصور ترک مارا گیا ابو العساکر دولتی پر متصرف ہوا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا سلطان مسعود کے نام جاری کیا اور اسی برس سلطان مسعود نے
سرداری ولایت رے اور ہمدان اور سائر بلاد جبل کی سپہ سالار کو جسکا نام تاش فراش تھا ارزانی فرمائی اور اپنے حضور سے رخصت کیا وہ ولایت کو
نواب سلطان اور امرا کو سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے بعد فرو گزاشت کیے تھے انتزاع کرکے قابض اور متصرف ہوا اور حسب الحکم سلطان
مسعود علاء الدولہ کو کہ علم استقلال بلند کیے ہوئے تھا شکست دیکر اسکے ملکوں کو برخاست کیا۔ **بیان ترکمان سلجوقی کے تسلط کا**
سلطان مسعود نے اس سال غزنین سے صفاہان اور رے کی عزیمت کی جب ہرات میں پہونچا مردمان سرخس اور باورد ترکمانان سلجوقی سے نالش
بہت سلطان نے عبد الرحمٰن بن عبد العزیز کو مع لشکر کثیر اُن پر تعین کیا اور وہ لشکر ترکمانوں پر پہونچکر چند مرتبہ جنگ میں مصروف ہوا اور سلطان نے
امور ملک کے بدون نصفہ کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۴۲۳ چار سو تیئس ہجری میں التونتاش سپہ سالار سلطان مسعود کے
حسب الحکم خوارزم سے علی تگین سے جنگ کیواسطے کہ سمرقند اور بخارا پر غلبہ پایا تھا مع لشکر اسطرف ماوراء النہر کیطرف متوجہ ہوا اور دار السلطنت
غزنین سے بھی چند ہزار سوار جرار التونتاش کی کمک کیواسطے تعین فرمائے اور وہ جماعت حدود بلخ میں اسکی جا ملے التونتاش
آب موئے عبور کرکے اور بخارا کی تسخیر کے بعد سمرقند روانہ ہوا اور علی تگین بعزم رزم دبوسیہ شہر سے برآمد ہو کر ایک مقام میں
وارد ہوا کہ ایک سمت اسکے دریا زخار اور درخت بیشمار واقع تھے اور ایک طرف اسکے ایک پہاڑ کہ رفعت اور عظمت
میں جیسے ہموار سے معارضہ کرتا تھا ... استعمال پایا ایک جماعت مردمان علی تگین سے کہ کمین
میں سے التونتاش کی فوج کے پس پشت ... بہتوں کو تیغ آبدار سے ہلاک کیا اور زخم کاری التونتاش
کے جسم پر پہونچا اتفاقاً وہ زخم اسی مقام میں پہونچا کہ پیشتر اس سے قلعہ ہند کے مفتوح کرنیکے وقت سلطان محمود کے حضور
منجنیق کا پتھر اس جگہ لگا تھا التونتاش نے کیفیت حال کی غازیوں سے اسقدر پوشیدہ رکھی اور باوجود اسقدر ہو کر علی تگین
کو شکست دی سپاہ علی تگین کے لشکر سے بہت ہلاک ہوئے اور بقیۃ السیف دشت اور بادیہ میں آوارہ ہوئے اور جب شب نے پردہ ظلمانی تمام
جہان پر پھیلا التونتاش نے افسران سپاہ کو طلب کرکے ... اظہار کی اور کہا رشتہ حیات میرا ٹوٹنے والا ہے اس زخم سے
نجات ممکن نہیں اب تم تدبیر اپنے کام کی کرو افسروں نے اُسی شب کو ایک قاصد علی تگین کے پاس بھیجکر مصالحہ کیا کہ بخارا
سلطان مسعود کے قبض و تصرف میں رہے اور سمرقند اور اسکے اطراف پر علی تگین قابض اور متصرف ہو دوسرے روز
علی تگین سمرقند کیطرف کوچ کر گیا اور التونتاش خراسان کی سمت راہی ہوا اور تیسرے دن وفات پائی وکلا اور وزرا اُسکی نعش مخفی
لیکر خوارزم میں گئے اور سلطان مسعود نے جب خبر سنی خوارزم کی حکومت التونتاش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھتا تھا عنایت فرمائی
تذکرہ خواجہ حمید صفات احمد بن حسن میمندی کی وفات کا اور اسی برس خواجہ حمید صفات احمد بن حسن
میمندی نے عالم فانی سے عالم بقا کیطرف انتقال کیا سلطان مسعود نے ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد کو صاحب دیوان خوارزم
میں التونتاش تھا خوارزم سے طلب کرکے منصب وزارت پر سرفراز کیا اور سنہ ۴۲۴ چار سو چوبیس ہجری میں سلطان مسعود نے

ہندوستان کا آہنگ کیا اور قلعۂ سرستی پر جو درۂ کشمیر مین واقع ہی جا کر محاصرہ کیا اور رعب و ہراس ایسا اِس حصن حصین کے باشندون پر غالب ہوا کہ ایلچی سلطان مسعود کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بالفعل ہم ہمقدر روپیہ پیشکش کرتے ہین اور ہر سال یہی مبالغ بسیار خزانۂ عامرہ مین داخل کرینگے سلطان چاہتا تھا اِس طریق سے صلح کرے ایک جماعت تجار اسلام نے کہ وہان قلعہ کے محبس ستم مین مقید تھے سلطان کو عرضداشت کی کہ ہم حسب تقدیر اس ملک مین آکر اس حصار مین کفار کے ہاتھ گرفتار ہوئے ہین اور جو کچھ مال دنیوی ساتھ اس قلعہ مین تھا جیسا کفار نے کیلیے نقد وجنس ہم دو نیا سے عاری کیا اب خوف یہ ہو کہ سلطان کی مراجعت کے بعد ہم نقد حیات سے بھی محروم اور ناکام کرین جو مردم کہ اس آرزو اور جمال مقاومت سلطانی نکے اس سے زیادہ تر نہین لیتے ہین کہ تھوڑے عرصہ مین مسخر ہوگا سلطان نے بدقت سے مطمئن ہوکر فسخ صلح کی اور محاصرہ کے لوازم مین کوشش فرمائی یہانتک خندق کو ایسا بھرا کہ اُس اطراف مین فراطے تھی پاٹکر بلند کیا اور سپہ سے قلعہ مین داخل ہوئے اور تمام کفار کو تیغ کے گھاٹ اُتار کر اُنکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور اُنکا سلب سامان غارت کرکے اور جو کچھ تجار سے لیا تھا وہ غارت سب اُنکے حوالہ کی اور یہ نیکنامی ابدالدہر دفتر عالم مین ثبت رہی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور اسی سال اکثر ربع مسکون مین باران رحمت نہ برسا اور ایک قحط عظیم برپا ہوا اور قحط کے بعد وباء عام عالمگیر ہوئی چنانچہ اکثر اقلیمون مین ہلاکت کی اور ایک مہینے کے عرصہ مین چالیس ہزار آدمی اصفہان مین ہلاک ہوئے اور اکثر بلاد اور ہندوستان کے قریے ایسے ہمقدر آدمی جاتی رہے کہ کشت و زراعت اور انواع حرفہ مین قیام کرین اور اطراف بغداد اور موصل اور ولایت جرجان مین مرض جدری یعنی چیچک کی بیماری ہمقدر شائع ہوئی تھی کہ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ اسمین چیچک کے سبب سے دو یا تین آدمی ضائع ہوئے ہون اور سنہ چار سو چھبیس ہجری مین قصد اہل ساسے کے باشندے وہانکے ایکجا ہوکر جدال و قتال پر مستعد ہوئے جب لشکر غزنین کا بفتح و فیروزی اختصاص پایا اباکالیجار امیر طبرستان نے ایلچی بھیجکر خطبہ سلطان مسعود کے نام قبول کیا اور اپنے فرزند اور بھتیجے شیرویہ بن سرخاب کو گورگان بھیجا اور امیر مسعود وہان سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا جب قطع مسافت کے بعد نیشاپور مین داخل ہوا وہانکی رعایا ترکمانان سلجوقی کے دست جور سے بتنگ آکر فریادی ہوئی سلطان مسعود نے بکتغدی اور حسین بن علی میکال کو لشکر گران سے بطور تاخت اُنکے تدارک کو بھیجا جب لشکر موضع شیدانقان مین پہونچا ایلچی ترکمانونکا یہ پیغام لایا کہ ہم بندۂ مطیع درگاہ عرش اشتباہ مین بشرطیکہ اگر سلطان ہماری ذلت و خواری مین تخفیف نظر فرماوے تو ہم نہ کسی سے سروکار رکھین اور نہ کسیکو ہماری ذات سے ایذا پہونچے بکتغدی نے ایلچیون سے درشتی کرکے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شمشیر کے سوا صلح نہین مگر اسوقت کہ تم شاہ کی اطاعت کرو اور افعال بد سے باز آؤ اور اپنا آدمی سلطان مسعود کے حضور مین بھیجکر نوشتہ ہمارے نام لاؤ تو ہم تمہاری تنبیہ و تادیب سے دستکش ہون ترکمانون نے جب یہ مضمون ایلچیونکی زبانی سنا فوج سلطانی کے مقابل آئے اور جنگ عظیم اور حرب شدید کی لیکن شکست کھا کر پسپا ہوئے بکتغدی نے اُنکا تعاقب کیا اور سلجوقیونکے اہل و عیال اسیر کیے اور غنیمت بہت ہاتھ آئی اور مراجعت کیوقت بکتغدی کی جمعیت لوٹ مین متفرق ہوئی تھی ترکمانون نے فرصت غنیمت جانی پہاڑونکے دروں سے برآمد ہوئے اور بکتغدی کے لشکر پر ایکبارگی تاخت لائے دو شبانہ روز تک جنگ قائم رہی بکتغدی حسین بن علی میکال سے کہا موقع کھڑے ہونیکا نہین حسین نے اسکے کہنے پر عمل نکیا اور بپاس ننگ و نام میدان کین مین قائم رہکے جنگ مین تنہا رہا آخر الامر ترکمانونکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہوا

بیان لشکر سلطان مسعود کی شکست کا ترکمانان سلجوقی کے مقابلہ سے

بکتغدی بھی بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس نیشاپور مین آیا سلطان مسعود غمگین ہوا اور سنہ چار سو چھبیس ہجری مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا مقارن اسحال کے ہندوستان سے خبر احمد نیالتگین کے طغیان کی پہونچی امیر مسعود نے تلک ہندو کو مع لشکر غزنین سے اُسکی تنبیہ کے واسطے بھیجا دونون نے مقابل ہوکر آتش جنگ مشتعل کی اور احمد مارا گیا اور لشکر سلطانی متفرق ہوا جب یہ خبر سلطان مسعود کو پہونچی

تولک بن حسین کو کہ امیر الامراے ہنود تھا روانہ کیا اُسنے جاتے ہی تنور وغا گرم کیا اور ابن ینالتگین کو شکست فاحش ہوئی اسوجہ
بدحواسی اور پریشان ہوکر منصورہ و ٹھٹھہ و سندھ کیطرف مفرور ہوا تولک نے تعاقب کیا اور اسکے ہمراہیون مین سے جو ہاتھ آیا اُسکی ناک
اور کان کاٹے اور ابن ینالتگین نہایت اضطراب سے چاہتا تھا کہ آب سندھ عبور کرے ناگاہ سیل عظیم آیا اور اُسمین غرق ہوا اور جب
اُسکی نعش کنارے پر پہنچی سر اسکا کاٹکر تولک کے روبرو لائے تولک نے اُسے سلطان مسعود کے پاس غزنین روانہ کیا اور ۴۲۹ھ مین
ایک قصر نیا غزنین مین تعمیر ہوا تخت زرین مرصع اس محل مین رکھا اور تاج زرین بھی بوزن ستر من اس تخت کے اوپر طلائی زنجیر سے لٹکایا
سلطان مسعود نے اس تخت پر اجلاس کرکے بار عام دیا اور اسی سال اپنے بیٹے امیر مودود کو طبل و علم دیکر بلخ کیطرف بھیجا اور خود قلعہ ہانسی
کی فتح کو کہ صاحب طبقات ناصری کی روایت سے پایہ تخت سوالک ہے ہندوستان کی طرف فوج کش ہوا اور وہ قلعہ نہایت مضبوط
اور مستحکم ہے ہنود نے ایسا خیال کیا تھا کہ کسی شخص کو سلاطین اسلام سے اُسپر دست رس نہ ہوگا۔ بیان قلعہ ہانسی کے مفتوح ہونیکا۔
واضح ہو کہ جب سلطان مسعود اس مقام مین پہونچا مساعی جمیل کرکے وہ قلعہ چھ دن کے عرصہ مین فتح کیا اور غنیمت وافر ہاتھ آئی معتمدونکے سپرد فرمائی پھر
وہانسے قلعہ سون پت کیطرف روانہ ہوا اُس قلعہ کا حاکم دیپال ہری تھا وہ سلطانکی خبر آمد سنکر جنگل مین بھاگ گیا۔ تذکرہ قلعہ سون پت
کے فتح ہونیکا۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور وہانکے بتخانونکو توڑکر غنائم وافر اور اموال بسیار اپنے قبضہ مین لائے اور
دیپال ہری کا پتہ لگا کر اُسکی جستجو مین سرگرم ہوئے اور وہ بھی اُنکے آنیکی خبر سنکر تنہا بھاگ گیا اور غازیان اسلام نے اُسکے تمام لشکر کو
قتیل و اسیر کیا اور وہانسے دہ رام مین توجہ کی اور رام نے خبر پاکر دیپال ہری کے مال مین سے بہت پیشکش بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ
مین پیری و ضعیفی کے سبب سے سلطان کی خدمت مین حاضر نہین ہوسکتا سلطان مسعود نے اُسکا عذر قبول کیا اور اُسکے تعرض سے ہاتھ کھینچا اور
سون پت مین یک امراے کبار مقرر کرکے اُسکے اطراف کی تمام بلاد ضبط فرمائی اور غزنین کیطرف معاودت کی اور جب لاہور مین پہنچا
اپنے فرزند ابو المجدود کو وہانکا حاکم کرکے طبل و علم عطا فرمایا اور ایاز خاص کو اُسکا اتابک کیا پھر غزنین مین داخل ہوا اور ۴۳۰ھ چار سو تیس
ہجری مین ترکمانونکے فساد کے تدارک کیواسطے بلخ گیا اور ترکمان یہ خبر سنتے ہی ولایت بلخ چھوڑکر بھاگ گیا وہانکے لوگون نے عرض کی
کہ طغرل بیگ نے رایات ظفر قرین کے غیبت مین چند مرتبہ آب سے عبور کرکے مسلمانونکے قتل و غارت پر ہاتھ دراز کیا ہے سلطان نے فرمایا
مین اس ہندوستان مین اسے دفع کرتا ہون اور ابتدائے فصل بہار مین سلجوقیونکے اخراج مین مشغول ہونگا اسوقت امرا اور نواب نے غلغلہ کیطرح
شور و غل مچاکر عرض کی کہ دو برس کے عرصے سے سلجوقی خراسان سے بہت مال جبراً لیتے ہین اور وہانکے باشندونکو اپنے دست تعدی سے
ایسا شکستہ دل کیا ہے کہ اُنکی حکومت پر دل رکھا ہے اول اس جماعت کا تدارک واجب ہے اسکے بعد سرانجام اور مہام کا بیشتر نعمت
عالی چاہیے کرنا اور ایک شاعر نے آنہونمین یہ قطعہ سلک نظم مین کھینچکر سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا قطعہ شہا الفغان تو بود نہ مور د
مار شدند ✦ برآمد از سر موران مار گشته و مار ✦ عدوے را مدہ ہرگز امان زین بیش ✦ کہ اژدہا شود ار روزگار یابد مار ✦ چون سلطان
مسعود کا طالع نامسعود حد نحوست مین پہونچا تھا اُن باتون پر مطلق التفات نفرمائی اور اس ولایت کے لینے کا طامع ہوا اور پل
باندھکر آب جیحون سے عبور کیا اور اس سبب سے کہ ماوراء النہر کے کسی سردار نے اُسکا مقابلہ نہ کیا بدجمعی و اطمینان تمام اس ملک پر
متصرف ہوا لیکن اسی زمستان مین ماوراء النہر مین برف و باران شدت سے برسا اور بسبب صعوبات مشقت فوجیون کو کمال تکلیف ہوئی اور
اسی حال پر اختلال مین جعفر بیگ داؤد سلجوقی نے جدال و قتال کے خیال مین ترمذ سے بلخ کیطرف ہجوم کی خواجہ احمد بن عبدالصمد وزیر نے
بلخ سے عرضی بھیجی کہ داؤد سلجوقی نے جمعیت کثیر سے بلخ کا آہنگ کیا ہے اور مین اس قدر جمعیت اور آلات حرب نہین رکھتا کہ اُسکا مقابلہ
کر سکون سلطان مسعود جلدی کوچ کرکے بلخ کی سمت متوجہ ہوا طغرل بیگ فرصت پاکر قریب ہی غزنین پہونچا سلطان کے

لہ در روزن یک بہ
چو بجز دارا بینی

گھوڑے اور اونٹ غارت کرکے غزنین کی نہایت خاموشی کی سلطان جب بلخ کی نواح میں پہونچا داؤد نے ترک کرکے مرو کیطرف
روانہ ہوا سلطان مسعود نے بلخ میں پہونچتے ہی اپنے بیٹے مودود کے اتفاق سے جو بیگ داؤد کے تعاقب میں گرگان بھیجا انکے پہونچنے میں
علی تگین دریا کے دست جور سے عاجز ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر شاکی ہوئے اور یہ علی عیار اور ستمگر اور راہزنوں میں سے تھا ماوراء النہر
میں بہت دست درازی کرتا تھا سلطان مسعود نے اسے اطاعت میں بلایا اسنے قبول نہ کیا اور اسیطرح ایذائے نفس و قتل میں مشغول رہا اور
اسی لوٹ کے ایک قلعہ میں اپنے اہل و عیال لیجا کر قلعہ بند ہوا سلطان مسعود نے اسکی سرکوبی کے واسطے فوج تعین فرمائی اسکے جاتے ہی اُس قلعہ کو مسخر اور
علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اُسے ... جب ترکمانوں نے سلطان مسعود کی خبر سنی ... وکیل تحفہ تحائف
بھیجکر پیغام دیا کہ ہم بندہ ہائے مطیع ہیں اگر سلطان ہمارے حال پر نظر رحم مبذول فرماکر یہ مقام چراگاہ مقرر فرما دے تو ہم لوگ بال بچوں کو ... اور ہم لوگ
سکر ... ہوں اور ہم سب اپنی ذات سے آکر حضور کی ملازمت میں حاضر ہو کر خدمت میں مشغول ہونگے ... سلطنت سے ... ہوگا
سلطان مسعود نے ملتمس انکی قبول فرمائی کیونکہ وہ کہ اس جماعت کا سردار تھا بھیجکر حکم دیا کہ تو جلد اس سے سرکش ... مسعود کی
... بعد ... اس فریقہ کے عمل ناشائستہ کا مرتکب ہوگا پھر جلد ترا خواہانکے واسطے معین کی پھر سلطان مسعود ... ہمدان نے ...
ہرات کیطرف متوجہ ہوا اور اس راہ میں ایک جماعت ترکمانوں سے سلطان مسعود کے لشکر پر تاخت لائی اور چند مرد قتل کرکے کچھ اسباب
لوٹ لیگئے سلطان مسعود نے ایک جماعت انکے تعاقب میں روانہ کی وہ سب باغیوں کو تہ تیغ کرکے انکے اہل و عیال کو اسیر کیا اور ... سر
سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سر گدھوں پر لاد کر بیغو کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقض عہد کرے سزا اور
اسکا یہی ہے بیغو نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس امر کی خبر نہ تھی اور اس جماعت کی نسبت جو میں جانتا تھا ... سلطان مسعود ہرات
سے نیشاپور اور وہاں سے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانوں نے مقابلہ کی اور جنگ کرکے اکثر انمیں کے مقتول ہوئے ...
پھر ... باورد کے باشندوں نے اپنا حصار ترکمانوں کو دیا سلطان مسعود نے اس قلعہ کو فتح کرکے وہاں کے آدمیوں کو قتل کیا اور نیشاپور
میں معاودت کیکے اس سال کا جاڑا وہاں کاٹا جب موسم بہار آیا ۴۳۲ھ چار سو بتیس ہجری میں طغرل بیگ سلجوقی کے تدارک کیواسطے باورد گیا
طغرل بیگ سلطان کی آمد سے خبردار ہو کر ترشیز ... میں بھاگا سلطان مسعود نسا کے راستہ سے سرخس کیطرف واپس ...
جو خراج کے دینے میں پہلوتہی کرتی تھی اسے گرفتار کرکے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قطع کرکے انکا قلعہ ویران کیا اور وہاں سے عنان عزیمت
دندانقان کیطرف معطوف کی اور جب شعبان ہو چکا آٹھویں رمضان ۴۳۲ھ چار سو بتیس ہجری میں ترکمانوں نے اطراف و جوانب سے ہجوم لاکر
راہیں غزنین کیطرف کی مسدود کیں سلطان مسعود نے لاچار ہو کر صفوف جنگ آراستہ کیں اور جنگ پر آمادہ ہوا ترکمان بھی اپنی فوج آراستہ کرکے
مقابل ہوئے اور جنگ عظیم برپا کی اس لڑائی میں اکثر سالار لشکر غزنین نے سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور دشمن سے
جاملے سلطان نے شجاعت اور تہور کو کام فرمایا بنفس نفیس اپنے میدان قتال میں آیا اور چند مرد ترکمانوں کے سرداروں میں سے ضرب شمشیر سے
نیچے تیرے گرائے اور ایسی کارزار کی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین کے سلطان کی اطاعت میں تھی انھوں نے
بھی بیوفائی کی اور معرکہ قتال میں بیشبہ دیگر غزنین کیطرف مفرور ہوئی اور جب کوئی شخص سلطان مسعود کے پاس نہ رہا بقوت دست ... اس
معرکہ سے باہر آیا اور کسیکو یہ قدرت اور حوصلہ نہ تھا کہ اسکا تعاقب کرتا جب مرو میں داخل ہوا چند شخص لشکریوں سے اس سے جاملے
اور وہاں سے غور کی راہ سے غزنین میں آیا اور ان افسروں کو جو بلا جنگ معرکہ سے پیٹھ دکھاکر بھاگے تھے مثل علی دایہ اور حاجب سباشی
و بکتغدی حاجب کو گرفتار کرکے جرمانہ کیا اور ہندوستان کے قلعوں میں بھیجکر قید فرمایا اور اکثر اسی عرصہ میں انکی مجلس میں ہلاک ہوئے
بعد اسکے مسعود نے ترکمانوں سلجوقی کے دفع میں عاجز ہو کر چاہا کہ لشکر کو ہند لیجاوے تا ایک قوت تمام بہم پہنچاکر ترکمانوں کے سر پر تاخت کرے

اور اُنکے افعال ناشایستہ کی سزا دیکے پھر دوبارہ شاہزادہ مودود کو بلخ کی امارت دیکر خواجہ محمود بن عبدالصمد وزیر کو اُسکے ہمراہ کر کے اُسطرف بھیجا اور ارتگین حاجب کو اُنکی حاجبی کیواسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اُسکے بھی ہمراہ کیے اور شاہزادہ امیر مجدود کو جو لاہور سے آیا تھا حکم دیا کہ دو ہزار مرد مقاتل پر لیکر ملتان کی طرف جاوے اور اس حدود کے انتظام مین مشغول ہو اور شہزادہ امیر ایزدیار کو کوہ پایہ غزنین کی سمت بھیجا کہ وہانکے افاغنہ کو جو عاصی تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت اُنکی مضرت سے محفوظ رہے اور سلطان مسعود سلطان محمود کے تمام خزانہ جو قلعہ غزنین مین لایا اور شترون پر لادکر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور اثنا راہ سے کسی کو اپنے بھائی امیر محمد کحول کو قید سے لانیکو بھیجا اور جب رباط ماریکلہ مین پہونچا تھا ایک قول ہے کہ آب جہلم مین کہ اس زمانے مین ساتھ آب بہت کے شہرت رکھتا تھا بعض غلامان معتبر شتران خزانہ سے دوچار ہو کر سب غارت کیا اس اثنا مین امیر محمد وہان پہونچا اور جب غلامون نے جانا کہ اس قسم کا فعل ہم سے ہوا دیکھا مگر یہ کہ امیر دوسرا ہو بالضرورت امیر محمد کے پاس گئے اور اُسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور ہجوم کر کے امیر مسعود کے سر پر گئے اور امیر مسعود اس رباط مین قلعہ بند ہوا اور فوج کے خرد و کلان جلن کی جدائی اور ستم سے دلگیر تھے امیر مسعود کو رباط ماریکلہ کے اندر سے کہ آب سندھ کے قریب ہے گرفتار کر کے سلطان محمد کے روبرو لیگئے سلطان محمد نے امیر مسعود سے کہا کہ مین تیرے قتل کا ارادہ نہین رکھتا اپنے واسطے کوئی جگہ اختیار کر کہ مع حرم اور اپنی اولاد کے وہان بود و باش کرے سلطان مسعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا تھے مین اس سفر کی روانگی کیوقت مصارف ضروری سے محتاج ہوا ایلچی سلطان محمد کے دربار بھیجکر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو درم اُسکے واسطے بھیجے سلطان مسعود نہایت متالم اور متاثر ہوا قطرات عبرات اپنے وجنات پر جاری کیے اور کہا سبحان اللہ کل کے روز اسیوقت مین مالک تین ہزار شتر خزانہ کا تھا اور آج ایسے حال مین گرفتار ہون کہ اپنے مقربون سے ہزار روپیہ قرض لیکر اس شخص کو جو پانسو درم لایا تھا عنایت فرمائے اور مع نذرانہ اسکو واپس کیا اور سلطان محمد کہ آنکھ اُسکی نور بصر سے بے نصیب تھی سلطنت اپنے نور نظر احمد کو جو ساتھ خبط دماغ کے شہرت رکھتا تھا تفویض کی خود ساتھ ایک ولی کے فارغ ہوا اور احمد باتفاق سلیمان بن یوسف سبکتگین و پسر علی خویشاوند کے اور اپنے باپ کے بے مشورہ قلعہ گیری مین جاکر سنہ ۴۳۳ چار سو تینتیس ہجری مین مسعود کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور بعضے لکھتے ہین ایک چاہ عمیق مین زندہ گرا کر خاک سے پٹوا دیا اور بعض مورخین نے اور لکھے ہین کہ احمد نے اپنے باپ کو اسپر آمادہ کر کے آدمی بھیجکر مسعود کو قتل کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مدت سلطنت شہاب الدولہ مسعود کی بروایت صحیح نو برس اور نو مہینے ہے اور بروایت دیگر مدت اُسکی سلطنت نے بارہ سال کا طول کھینچا اور وہ بادشاہ شجاع اور کریم الاخلاق تھا سخاوت بافراط رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ مجالست کرتا اور اُن پر تازہ انواع احسان و انعام مبذول فرماتا ایک جماعت کثیر نے فضلا سے اُسکے نام کتابین تالیف کین ازانجملہ استاد ابوریحان خوارزمی منجم جو اپنے وقت کا علامہ تھا اور فن ریاضی مین اپنا نظیر نرکھتا تھا قانون مسعودی اور علم ریاضی اُسکے نام نامی تحریر کین اور ایک فیل نقرہ اُسکے صلہ مین پایا اور قاضی ابو محمد ناصحی نے بھی کتاب مسعودی فقہ مین مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس شاہ افاضل پناہ کے نام تالیف کی اور روضۃ الصفا مین مسطور ہے کہ شہاب الدولہ مسعود تصدق بہت مستحقون کو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اپنے ماہ رمضان مین ایک لاکھ درم مستحقون کو پہونچائے اور اوائل سلطنت مین اُسکے اسقدر مدرسے اور مسجدین تعمیر ہوئین کہ زبان اُنکی تعداد کے بیان سے عاجز و ناکام ہے۔

ذکر سلطنت ابوالفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن امیر مسعود بن محمود غزنوی کا۔

جب امیر مسعود تیغ بیدریغ سے قتل ہوا امیر محمد کحول نے جزع فزع بہت کی اور اُن لوگون کو جنہون نے اُسکے قتل کی کوشش کی تھی سرزنش اور ملامت کی اور مودود ابن امیر مسعود کو کہ بلخ مین مستقل امارت رکھتا تھا اس مضمون سے تعزیت نامہ لکھا ترجمہ اُسکا یہ ہے کہ فلان فلان اشخاص نے اپنے باپ کے قصاص مین تیرے باپ امیر مسعود کو قتل کیا اور مسعود کو اس قضیہ مین اختیار نہ تھا مودود نے اُسکے درجواب یہ تحریر کیا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ امیر کی عمر کو زیادہ کرے

سلطنت پہونچا اور اُسکے فرزند مودود بن احمد کو ایسی عقل کرامت فرمائی کہ سبب اُسکے معاش کرتے اور وجود اُسکا مرغیبہ کا موجب اور داعی خون
ایک باقیاوہ کا باعث ہوا کہ امیر المومنین نے اُسے سید الملوک السلاطین کا لقب دیا تھا تحقیق جاد اُسکے بس قبیل ننگ لشکر کی
یادداشت نصیب کرے اور نامہ کی پشت پر لکھا کہ بقصد انتقام مارکلہ کیطرف نہضت کرے ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد وزیر نے اس
حدیث سے اُسے یاد رکھا اور غزنین میں لکھ بھیجا غزنین کے تمام باشندے اُسکے استقبال کو نکلے اور اُسکے ترکیب کی سنہ چار سو بتیس ہجری میں
غزنین سے برآمد ہوا اور محمد مکحول نامی اپنے چھوٹے بیٹے کو سپہ سالار پشاور اور ملتان کا کرکے آب سند تک واسطے استقبال مودود
کیواسطے بھیجا اور دشت دینور میں چچا اور بھتیجے کے درمیان نائرہ قتال شعلہ زن ہوا مودود نے ہزیمت دیکر فتح پائی اور مع دود کے رحیم بیٹے
محمد کے بیٹے فرزندان دو شمین یعنی احمد اور پسر علی حولیتا و محمد سلیمان بن یوسف جو قید [illegible] دستگیر ہوئے اور
مودود نے غلاموں نے بیعت اعتقاد عبد الرحیم بن محمد کے سوا سب کو قتل کیا اور سبب [illegible] نجات کا یہ تھا کہ مسعود کو قید کرکے عبد الرحیم
اُسکے بھتیجے عبد الرحمن اُسکے دیکھنے کو گئے عبد الرحمن نے از روئے تمسخر دست بے ادبی دراز کرکے تاج نیا امیر مسعود کے سر سے اتار دیا عبد الرحیم
نے اُسکے ہاتھ سے چھینکر اپنے عم بزرگوار کے سر پر رکھا اور اپنے برادر بے ادب کو سرزنش کرکے دشنام دیا [illegible] آخر کو مضمون من عمل صالحاً
فلنفسہ ومن اساء فعلیہا وقوع میں آیا القصہ مودود نے سب قاتلان پدر کے انتقام سے فارغ ہو اُس موضع میں کہ اُسکو صورت فتح نمودار
ہوئی تھی ایک قریہ اور ایک رباط یعنی سرا فرحانہ اسمیں تیار کرکے اُسکا نام فتح آباد رکھا اور تابوت اپنے باپ اور [illegible] بھائیوں کا قلعہ گیری
سے غزنین میں روانہ کیا اور خود بھی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پر بدستور رکھا [illegible] سنہ [illegible] میں
اُسے معزول کرکے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا اور ابو نصر محمد بن احمد کو [illegible] ہندوستان میں
بھیجا تو نامی ولد محمد مکحول ابن سلطان محمود سے محاربہ کرکے قتل کیا بعد اُسکے کچھ اندیشہ سوا [illegible] ہوئے حال مجدود بن مسعود
نے کہ باپ کے قضیئے کے بعد ملتان سے لاہور گیا ایاز خاص کی اعانت سے آب سند سے [illegible] عزیمت کی کہ [illegible]
کرکے استقلال تام بہم پہونچایا پھر اسی سال ایک لشکر جرار اُسکے دفع کیواسطے رخصت کیا مجدود اس امر سے خبردار ہو [illegible]
بلدہ ہانسی سے کہ اسی مقام میں واسطے تسخیر دار الملک دہلی کے توطن اختیار کرکے لشکر [illegible] کو جو بھیجا تھا استقبال فرمایا اور قبل اُسکے کہ
لشکر مودود قلعہ لاہور پر متصرف ہو اُسنے تئیں چھٹی تاریخ ذی الحجہ کو اس مقام میں پہونچایا اور قریب تھا کہ [illegible] ہیبت وصلابت کے
خون سے مودود کی فوج میں سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر امرائے غزنین اُسکی ملازمت میں مشرف ہوں ناگاہ عید قربان کی صبح کو مجدود کے تئیں
خوابگاہ میں مردہ پایا اور کیفیت اُسکی ہرگز دریافت نہوئی اور ایاز نے بھی چند روز میں وفات پائی مملکت ہندوستانی اُسقدر کہ سلطنت
اُسکے تعلق رکھتی تھی بلاجنگ و جدل سلطان مودود کے متعلقوں کے تصرف میں آئی [illegible] ماوراء النہر کے بادشاہوں نے بھی اُسکی اطاعت اختیار
کی لیکن سلجوقیوں نے باوصف اسکے کہ مودود جعفر بیگ سلجوقی کی دختر اپنے عقد نکاح میں لایا تھا اُسیطرح مقام نزاع میں تھے اور سنہ ۴۳۵
چار سو پینتیس ہجری میں راے دہلی اور دوسرے راجاؤں نے اتفاق کرکے بلدہ ہانسی اور تھانیسر کو مع سائر مضافات حکام غزنویہ کے
تصرف سے برآوردہ کرکے قلعہ نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسکے بھی چار مہینے محاصرہ کیا جب مدد لاہور سے نہ پہونچی مفتوح اور
مسخر کرکے متصرف ہوئے اور قلعہ نگرکوٹ میں پھر برسم قدیم بت نصب کرکے از سر نو بت پرستی کی رسمیں اس حدود میں رواج دین
اور شرح اس قضیئے کی یوں ہے کہ راے دہلی نے جب آثار ضعف اور ادبار سلطنت غزنویہ میں مشاہدہ کیے ایک برہمن ابلیس صفت کی
رہبری اور وسوسے سے اپنے امرا سے ارکان دولت کو حاضر کرکے کہا کہ آج شب کو بت نگرکوٹ نے میری خواب میں آکر کہا ہے کہ میں نے
اس ملک غزنین میں اسواسطے توقف کیا کہ بنیاد دولت غزنویہ کہ متزلزل اور ویران کروں اب جو مقصد حاصل ہوا چاہتا ہوں کہ اپنے

مرکز اصلی مین مراجعت کردن مین نے فتح و نصرت تمھین امداد فرمائی جائیکہ اسقدر ولایت جو تمھارے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوئی ہی
اپنے تصرف مین لاؤ اور مجھے اس جگہ حاضر جانو کفار نے اُس دن کو مثل ایک سو نہا اعیاد کے تصور کرکے جشن کیے اور زنانیے محظوظ ہوئے
اور رائے دہلی نے اپنے سنگ تراشان معتمد سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا کہ ایک سنگ بہم پہونچاکر مشابہ صورت اُس بت کے ایک شکل
تیار کرو سنگ تراشون نے فوراً کمر خدمت چست کرکے ہنود کے واسطے ایک معبود اُس بت کی شبیہ مہیا کیا اور رائے دہلی نے راجہائے
اطراف سے متفق ہوکر قلعہ ہانسی اور تھانیسر کو فتح کیا اور نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوا اور چار مہینے اس قلعہ مین خیمہ و خرگاہ بلند کیا جب یہ شب
بالغ اور حائل سوریت انتہا ہوا اور خلق بادہ نوم سے غافل و مست ہوئی رائے دہلی نے اُس معبود کو جو مخلوق اور معبود سنگ تراشان
سحر آفرین تھا برہمن رہنمونکو دیا تو اسے اُس باغ مین کہ اس نواح مین واقع تھا موضع لائق اور مقام مناسب مین نصب کرے برہمن
اس معبود مصنوع بیشعور کو اٹھاکر اُس باغ مین لیگیا اور جائے مناسب بہم پہونچاکر اُس مقام مین منصوب کیا اور علی الصباح جب نگار
خاوری[آفتاب ۱۲] نے سر دریچہ قصر زمردی سے باہر نکالا باغبانان نے سر خواب غفلت سے اٹھایا اور بعادت قدیم کے موافق باغ مین جو پھولے
اور جو اُس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھی تھی اور خوب شناسا تھے فریاد برلائے اور جوش و خروش کے بعد ذوق و شوق مین آکر اُسکے
ہو بیٹھے اور آپس مین مبارکباد کہنے لگے اور یہ خبر جابجا منتشر ہوئی اور لشکرگاہ مین شور عظیم اور غوغا شدید برپا ہوا اور رائے دہلی
اپنے فرزندون اور عزیزون اور بزرگون کو اپنے ہمراہ لیکر نہایت شوکت و تجمل سے پیادہ پا برہنہ معبود مصنوع کی تعظیم کیواسطے باغ کو
روانہ ہوا اور رسم مروجہ بجالاکر سر اُسکے قدم پر رکھا اور شکریہ قدوم اُسکا بجالاکر باہر آیا اور یہ فرمایا جو یہ مہاراج ایک شب مین غزنین سے
مسافت بعید طی کرکے یہان رونق افروز ہوئے ہین صعوبت سفر اور کوفت راہ سے آج کے دن بستر خواب پر استراحت فرمائینگے
کل بار عام ہوگا عامۂ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق نذرین و صدقات اپنے اوپر معین و لازم کیے دوسرے روز اُس بت کی
خدمت مین پہونچکر اسقدر جواہر و تحایف[پیشکش ۱۲] اُسکے پاؤن پر گرایا کہ حمود کی وجہ برغنی ہندوستان کی طرف روانہ ہوئی اور وہ برہمن اُس بت کے پاس
ایستادہ ہوا اور جو شخص اُسکی زیارت کو آتا تھا اس سے کہتا تھا کہ دیوتا نے حکم عام کیا ہے کہ قلعہ نگرکوٹ کو جو میرا مسکن ہے جلد مسخر اور مفتوح کرو
سپاہ ہنود از روے اخلاص و اعتقاد قلعہ کی تسخیر مین ساعی اور لوازم محاصرہ مین مشغول ہوئی اور مسلمان جو اُس قلعہ کی محافظت مین
مصروف تھے تمازِ شہادت تا اپنی نسبت قرار دیکر[۱۲] بارہ کو مستحکم کیا اور ہر چند امراے غزنویہ کے پاس جو لاہور مین تھے ایلچی بھیجکر
کمک طلب کی چونکہ درمیان مین نفاق بہم پہونچا تھا اور ایک دوسرے کی خصومت مین پڑا تھا محصورونکی فریاد کو نہ پہونچے محصورون نے
ناچار ہوکر کفار سے جان و عرض و ناموس کی امان چاہی اور قلعہ اُنکے سپرد کیا اور لاہور کیطرف راہی ہوئے اور اپنے ابنائے جنس سے
جا ملے اور رائے دہلی نے بتخانہ کی جو سلطان محمود نے مسمار کیا تھا مرمت کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر بلاد ہندوستان مین
مشہور ہوئی کفار مسرور اور مبتہج ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ قلعہ نگرکوٹ کے تبرک اور زیارت کو دوڑے اور بت پرستی کا بازار گرم کیا
اور ہند کے کفار کا یہ قاعدہ ہے کہ امور معظم اور کار دشوار مین اُس بت سے مشورہ کرتے ہین اگر اجازت دی تو اُس کام کو آغاز کرکے بخوبی کوشش
کرتے ہین نہین تو اُس کام سے دست کش ہوتے ہین اور یہ امر اُس زمانے مین بعض مردم اُس دیار سے جو دعوی دینداری و اسلام کا کرتے ہین انمین
اثر کرگیا یعنی اس جماعت بیشعور سے لوازم مشورت بجالاتے ہین اور نذر خطیر نقد و جنس اس بتخانہ مین بقصد ثواب بھیجتے ہین و اس عہد مین
مملکت پنجاب وغیرہ مین رائے جو شیران لشکر اسلام کے خوف سے لومڑی کیطرح جنگلون اور بیشون مین دُم دباکر چھپے تھے انھون نے بھی غارون
سے سر اٹھایا اور تین راجہ زبردست دس ہزار سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لاہور کا محاصرہ کیا اور امراے اسلام جو مودود بن مسعود کی اطاعت سے
دست کش تھے کوچہ بندی کرکے تنگ دل ہوئے تھے اور چھ سات مہینے سے اپنی جاگیر اور مناصب کیواسطے آپس مین جنگ

وجہ لہ سمجھتے تھے کہ کاری جمعیت اور جرأت سے واقف ہوکر خصومت چھوڑ مقام موافقت میں آئے اور مودود جو امیر مسعود کی اعانت
کے بارہ میں عہد و پیمان بجا لانے پھر بہیئت اجتماعی افواج مسلح اور مکمل بزیر ملتکر شہر سے برآمد ہوئے راجگان جب کیفیت حال سے
واقف ہوئے بلا جنگ بھاگے اور سنہ ۴۳۴ چار سو چونتیس ہجری میں مودود ارتگین حاجب کو طخارستان کی طرف روانہ کیا
ارتگین جب وہاں پہونچا خبر پائی کہ داود ترکمان کا بیٹا ارسلان بن داود مع لشکر کثیر کے اسپر چڑھائی کی اور جب اُسکے قریب پہونچا
پسر داود و ترکمان لشکر اپنے مقام پر چھوڑ کر اور چند اشخاص اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گیا ارتگین نے وہاں پہونچتے ہی بہت مردان ترک
سلجوقیہ کے قتل کیے اور بلخ میں آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصے کے بعد ترکمان اُس سے لینے کو بلخ کے
قریب آئے ارتگین نے امیر مودود سے مدد چاہی جب تک اُسکی عرض قبول ہوئی ترکمان فوج جمع کر کابل کے راستہ سے غزنین میں آیا اور
امیر مودود نے سنہ ۴۳۵ چار سو پینتیس ہجری میں بعضے لوگوں کے اغواء و تفہیم کے سبب ابو علی کوتوال غزنین سے رنجیدہ ہوکر اُسکو محبوس کیا
اور آخر کو جب ہجری میں اُسکی نا ثابت ... تحقیق ہوئی قید سے رہائی بخشی اور بدستور منصب دیوانی ممالک اور کوتوالی غزنین پر بحال کیا اور سوری بن
... قدیم الایام سے درگاہ عرش اشتباہ قبہ ضریح مبارک حضرت امام علی رضا علیہ السلام میں تھا اور اس عرصہ میں دیوان ... تھا
اُسے بھی قید کیا یہانتک کہ وہ حبس میں فوت ہوا اور ارتگین سے کچھ فعل زشت امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے روبرو اُسکی
گردن ماری اور اسی سال ترکمانان ملک غزنویہ کی طمع میں بست کی اطراف میں آئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجکر انکو شکست
دی اور سنہ ۴۳۶ چار سو چھتیس ہجری میں خواجہ طاہر وزیر با تدبیر نے بھی وفات پائی اور خواجہ ابو الفتح عبد الرزاق بن احمد بن حسن میمندی
مسند وزارت پر متمکن ہوا اور اسی سال طغرل حاجب کو بست کی طرف روانہ کیا اُسنے سیستان میں جاکر ابو الفضل کے بھائی ابو منصور کو
قید کیا اور اپنے ہمراہ غزنین میں لایا اور سنہ ۴۳۷ چار سو سینتیس ہجری میں ترکمانان سلجوقی جمعیت کرکے غزنین کی طرف متوجہ ہوئے جب بست سے
گذرے امیر کے مسافر خانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین مقابل ہوکر جنگ میں مصروف ہوا جنگ شدید کے بعد ترکمانوں نے
ہزیمت پائی اور انمیں سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گرمسیر قندھار میں گیا اور اس ولایت کے ترکمانوں کو
کہ سیح کلاہ مشہور تھے قتل کیا اور انمیں سے بہت اسیر کرکے غزنین میں لایا اور سنہ ۴۳۸ چار سو اڑتیس ہجری میں امیر مودود نے طغرل کو
پھر مع لشکر انبوہ بست کی سمت بھیجا اور جب وہ تکیناباد پہونچا سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور عاصی ہوا اور جب
یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اُسکی استمالت یعنی اپنی طرف میل دینے اور راغب کرنے کو بھیجے طغرل نے جواب دیا کہ
ایک جماعت جو امیر کی ملازمت میں ہے مجھسے دشمنی رکھتی ہے میں دربار حضور میں حاضر نہیں ہو سکتا اسلیے بعد امیر مودود نے
علی بن خادم ربیع کو دس ہزار سوار سے اُسکے دفع کیواسطے بھیجا جب وہ اُس حوالی میں پہونچا طغرل چند آدمیوں سے بھاگا اور علی نے اسکے لشکر
کو غارت کرکے متفرق کیا اور انمیں سے چند کس غزنین میں گرفتار کر لایا اور اسی سال امیر مودود نے حاجب بزرگ باستگین کو غور کی طرف روانہ کیا
جب غور کے قریب پہونچا ولیمی غوری کو ہمراہ لیکر حصار ابو علی میں گیا اور اُس قلعہ کو فتح کرکے ابو علی کو جو غور کے معتبر سرداروں سے
تھا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر حاجب سے پیشتر اُسپر قبضہ نہ پایا تھا ولیمی غوری اور ابو علی کو زنجیر میں
مسلسل کرکے غزنین میں لایا اور سلطان نے ان دونوں کی گردن ماری اور اسی سال امیر حاجب باستگین کو بہرام نیال کے تدارک کو
جو ترکمانوں کا سالار تھا روانہ کیا اور بست کے اطراف میں طرفین سے لڑکر ہوکر خوب لڑے آخر کو ترکمان بھاگ گئے اور سنہ ۴۴۱ چار سو
اکتالیس ہجری میں امیر قزدار نے حد سے گذر کر سلطان کی نافرمانی پر کمر باندھی امیر باستگین اُسپر تاخت لایا قزداری حرب میں
مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد حلقہ اطاعت اپنے کانوں میں ڈالکر خراج سلطانی قبول کیا اور امیر صاحب مراجعت کرکے غزنین

مین آیا اور سنہ چار سو چالیس ہجری مین مودود نے اپنے دونون بڑے بیٹون کو یعنی ابو القاسم محمود اور منصور کو ایک تو خلعت اور طبل و علم دیا
ابو القاسم محمود کو لاہور مین اور منصور کو پرشور کیطرف روانہ کیا اور ابو علی کوتوال غزنین کو فوجدار کرکے ہندوستان بھیجا تو وہ ملکے سرکشون کو
گوشمالی دیکر راہ راست پر لاوے ابو علی پہلے پیشاور مین گیا جب قلعہ ماہتیلہ کا آہنگ کیا ہین نام حاکم اس قلعہ کا کہ باغی ہوا تھا
جریدہ بھاگا اور ابو علی نے ہجری تک جہنود کا سردار تھا اور سلطان محمود کے عہد مین خدمتین کرکے عمر گذراتی تھی بعضے امور کے سبب سے
بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہہائے کشمیر مین بسر لیجاتا تھا اُسی بھیجکر استمالت بہت کی اور اپنے روبرو طلب کیا اور عہد و پیمان و قول
و قرار کے بعد غزنین بھیجا امیر مودود بھی مقام التفات مین آیا اور اُسکے تسلی فرمائی اور اسی عرصہ مین کہ ابو علی کوتوال سند مین تھا اسکے دشمنون نے
از روے حسد بُری خبرین امیر مودود کے خاطرنشان کی تھین لہذا جب ابو علی کوتوال مع اموال بسیار غزنین مین آیا امیر مودود نے حکم اسکے قید کا دیکر
میرک بن حسین [illegible] دیدیا چار روز کے بعد دشمنون نے اُسے قید مین ہلاک کیا اور جو امیر مودود کی بے مرضی معہ اس فعل کے ہوئے تھے ان
لوگے انتقام [illegible] امیر مودود کو ہر روز سفر کی ترغیب و تحریص کرتے تھے تو اور چیز مین مشغول ہونے سے چند مدت یہ عمل پوشیدہ رہے آخرالامر
[illegible] سفر کابل [illegible] کیا اور چاہا کہ وہانسے خراسان جاوے اور مملکت ترکمانی کے تصرف سے برآوردہ کرے جب سجاوند [illegible] کی نواح مین
پہونچا قلعہ سیالکوٹ پر گیا تاکہ خزانہ وہان ہی اُٹھا لاوے اتفاقاً امیر مودود اُس قلعہ مین قولنج کی بیماری مین مبتلا ہوا اور روز بروز مرض زور
[illegible] عبد الرزاق وزیر کو سیستان کی طرف جو سلجوقیونکے تصرف مین آیا تھا بھیجا اور خود محفہ مین [illegible] ہاتھی پر سوار ہوکر
غزنین کیطرف مراجعت فرمائی غزنین مین پہونچا میرک وکیل کو مین مرض مین تکلیف دی کہ ابو علی کو قیدخانہ سے رہا کرکے حاضر کرو میرک وکیل نے
[illegible] ہفتہ کی مہلت طلب کی ابھی ایک ہفتہ نگذرا تھا کہ امیر مودود نے چوبیسوین رجب سنہ ۴۴۱ ہجری کو عالم فانی سے
انتقال [illegible] نو برس تھی اسکے عہد مین ماوراء النہر اور بادیہ کے تمام ملوک امیر مودود سے متعہد تھے کئی سال دارالسلطنت
رہے ترکمان [illegible] طالع انکا قوی تھا اپنا کام کیا ذکر سلطنت ابو جعفر مسعود بن مودود بن
محمود غزنوی کا جب مودود نے رخت بقصد سفر آخرت باندھا علی بن ربیع خادم جو داعیہ بادشاہی کا رکھتا تھا مسعود بن مودود کو کہ
چہار سالہ تھا تخت [illegible] سلطان محمود غزنوی سے تھا اس مہم مین شریک ہوا اسنے علی بن ربیع
[illegible] کے تمام باشندے مطیع ہوکر [illegible] سلطان مسعود کے تمام فرزندون مین سے ابو الحسن علی
شہر مین تھا علی بن ربیع چاہتا تھا کہ [illegible] اس وقت بھاگ کر [illegible] ارکان دولت کے اتفاق سے
مسعود بن مودود [illegible] پانچ چھ روز بادشاہی کی تھی خلع کیا اور اسکے چچا ابو الحسن علی بن مسعود کو تخت نشین کیا ذکر سلطنت
ابو الحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی کا جمعہ کے دن غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ چار سو اکتالیس ہجری مین سلطان ابو الحسن علی بن مسعود نے
تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مودود کی زوجہ جو جعفر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور علی بن ربیع میرک وکیل کے اتفاق سے
[illegible] بقدر [illegible] لیکر ایک جماعت امرا اور رفقا اونکے اتفاق سے پیشاور کیطرف بھاگا اور اس خطہ کو ملتان اور سندھ تک اپنے
قبضہ مین لایا افغانونکو جو [illegible] خرابی کرتے تھے بضرب شمشیر مطیع و فرمانبردار کیا اور سلطان ابو الحسن علی نے اپنے بھائیونکو
[illegible] مردان شاہ اور ایزدشاہ نام تھا قلعہ نائی سے دارالامان غزنین مین لائے اور معزز و مکرم کیا اور بعد ذکر خروج عبد الرشید کا
[illegible] تھا خزانہ [illegible] کھولکر بہت مال آدمیونکو عنایت کیا لیکن مفید نہوا اور عبد الرشید نے اسی سال [illegible] غزنین مین
پہونچکے [illegible] کیا اور خود مالک تاج و تخت ہوکر عزت مین بسر لیگیا ابو الحسن علی بن مسعود کی مدت سلطنت [illegible]
[illegible] ذکر [illegible] سلطان عبد الرشید کی سلطنت کا سلطان عبد الرشید [illegible] سلطان محمود غزنوی کا بیٹا [illegible]

مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر اوقات صید و شکار میں مشغول رہتا ہے فرصت کا وقت نگاہ رکھیو تاکہ شکارگاہ میں
تجھے اُسکے پاس پہنچا دیں در عرض سلطان ابراہیم کی اس تقریب سے یہ تھی کہ وہ مکتوبات اسی مقام میں ملکشاہ کے ہاتھ آویں کہ امرا سے
ہمراہ ہوں اتفاقاً انہیں دنوں میں سلطان ملکشاہ نے قصبہ اسفراین میں نزول کیا تھا اور بارادہ شکار نکلنے کے واسطے برآمد ہوا تھا شکاریوں
حافظان صیدگاہ نے اسے پکڑ کر سلطان ملکشاہ کے روبرو پیش کیا جب سلطان ملکشاہ نے پوچھا باتیں پریشان کہنے لگا سلطان نے فرمایا
اسے چند تازیانہ مارو تو راست براست اقرار کرے جب انہوں نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا بولا میں سلطان ابراہیم غزنوی کا
پیک ہوں مجھے … امرا دربار میں بھیجکر چند مکتوبات دیے ہیں جب مکتوبات اس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اُنکے مضمون پر اطلاع پائی
اس مضمون کا اظہار مناسب نہ دیکھا اور عنان عزیمت اس ارادہ سے معروف فرما کر اپنے دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی آخر کار نہایت جستجو
کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ جملہ تزویرات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان کی شامت سے منقول ہے کہ حقیقت حال کے دریافت ہونیکے بعد فرماتا تھا کہ سلطان
ابراہیم شاہ نے یہ حیلہ اسواسطے کیا تھا کہ طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا اور یقین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی نوبت واقع ہوگی میں مغلوب مطلق
ہونگا لیکن ہم میں اُسکے مکر و تزویر سے اس نہایت … پر غالب آویگا جب ابراہیم بن مسعود کا دل سلجوقیہ کیطرف
سے مطمئن ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور … بلدہ مقام اسوقت تک فتح نہوے تھے مسخر اور مفتوح کیا اور سنہ ۴۷۲
چار سو بہتر ہجری میں سلطان ابراہیم نے خود ہندوستان کیطرف نہضت فرمائی اور قلعہ اجودھن کو جو اب ساتھ میں شیخ فرید شکر گنج کے شہرت رکھتا ہے
لاہور سے اس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہے محاصرہ کرکے مسخر کیا اور اسکی فتح کے بعد دوسرے قلعہ پر جسے روپال کہتے تھے متوجہ ہوا اور وہ
قلعہ پہاڑ کے قلہ پر واقع ہے کہ ایک سمت دریا اور دوسری طرف جنگل حائل ہے اور درختان خاردار وغیرہ سے آفتاب کی شعاع کا اسمیں گذر نہیں
ہو سکتا اور اسکے اکثر اشجار پر زہر دار سانپوں کا مسکن تھا اور اس حصار کے نیچے کھڑے ہونے اور جنگ کرنیکی جگہ نہ تھی سلطان ابراہیم نے
ہمت خسروانہ اس قلعہ کی تسخیر میں مصروف رکھی اور لشکر کو آراستہ کرکے جنگ کی بنیاد ڈالی اور تائیدات ربانی اور قوت سپاہ اسلام سے
اُسے بھی تھوڑے عرصہ میں فتح کیا پھر وہاں سے عنان عزیمت دوسرے شہر کیطرف کہ اس سے قریب تھا اور دره نام رکھتا تھا معطوف فرمائی
وہاں کے باشندے خراسانیوں کی نسل سے تھے کہ افراسیاب نے اُنکی سرکشی سے بتنگ آکر مع زن و فرزند ولایت خراسان سے ہندوستان کی
جانب نکالدیا تھا اور آدمی اس شہر کے تمام اُس جماعت سے تھے اور بیگانے سے پیوند و وصلت نہیں کرتے تھے اور اصنام کی پرستش اور
دوام کے فسق پر شیفتہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد و معمور تھا اور ایک حوض اس شہر میں تھا کہ قطر اسکا نصف فرسخ اور قعر اسکا گہرائی
کی کثرت سے دریافت نہوتا تھا اور یہ حوض تمام سال آدمی اور چوپایے اُنکے اُسمیں سے پانی پیتے تھے ہرگز تفاوت محسوس
ہوتا تھا اور جنگل کی کثرت سے جو اُس قلعہ اور شہر کے گرداگرد واقع تھا آمد و شد کا راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا اور ملوک ہند سبب اسکے
کہ غلبہ اس جماعت پر بہ جملہ محالات سے جانتے تھے اُنسے متعرض اور مزاحم نہیں ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اس سفر میں راہہاے دشوار بہت
پیش آئیں جب اُس جنگل میں پہونچا کئی ہزار پیادہ تبر دار اُن درختوں کے قطع کرنیکے واسطے پیشتر روانہ کیے تھے تاکہ اُن درختوں کو قطع کرکے راہ
کشادہ کریں اور لشکر کے لوگ اسمیں بفراغت تمام گذر کرتے تھے خلاصہ یہ جب سفر میں سے اس شہر کے حدود میں پہونچے موسم برسات کا پہنچ
آیا اسکے سبب سے تین مہینے تک کفار کے مستقر میں توقف کیا اور بباعث کثرت بارش بہت محنت اور مشقت کھینچی اور بعد مرور موسم برسات نہایت
شوکت و شان سے اس شہر کے کنارہ گیا پہلے ایلچی بھیجکر دعوت اسلام کی جب انہوں نے قبول نہ کیا کارزار میں مصروف ہوا جبراً و قہراً اس
قلعہ کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی قید کرکے غزنین لیگیا اور غنائم کو اسپر قیاس کر سکتے ہیں اور منقول ہے کہ ایک روز سلطان
ابراہیم غزنین کیطرف جاتا تھا ایک حمال یعنی بوجھ اُٹھانے والے کو دیکھا کہ جلدی پتھر سر پر رکھے ہوئے عمارت سلطانی کیواسطے لیے جاتا ہے

اور اس سبب سے رنج اور مشقت نہایت کھینچا تو سلطان کو اُسکے حال پر رحم آیا فرمایا کہ یہ پتھر پھینکدے اُس بیچارہ نے
پھینکدیا اور وہ پتھر میدان میں پڑا رہا جب گھوڑے وہان پہنچتے تھے پتھر کے سبب راہ تنگ ہونے سے دونون آزار کھینچتے تھے یعنی ٹھوکر کھاتے
تھے ایکدن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میدان سے اٹھوا ڈالے کہ یہ امر مصلحت سے خالی نہین بادشاہ
نے عرضداشت کی پاسخ پر دستخط کیا کہ ہمنے سابق مین حکم اس پتھر کے گرانیکا دیا تھا اگر اب حکم اسکے اُٹھانیکا نافذ ہو خلقت میری بیثباتی
قول پر گمان کرینگے اور امر بادشاہان صاحب اقتدار لائق و سزاوار نہین منقول ہے کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخر
دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے تقدیر تعظیم کیواسطے کوئی اُسے نہ اُٹھاتا تھا اور سلطان ابراہیم کے چھتیس فرزند اور چالیس تن
تین بیٹیان سادات عظام اور علماے عالی مقام کو دین وفات اسکی ایک روایت مین ۴۸۱ چار سو اکاسی ہجری تھے پس ایام
دولت اسکے اکتیس سال ہوئے اور بقولے ۴۹۲ پھر مدت اسکی سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکے اوائل ایام مین ساتھ ابو سہل
خجندی اور خواجہ مسعود رخجی کے تعلق رکھتی تھی اور عہد اواخر مین عبد الحمید احمد بن عبد الصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اس وزیر کی
مدح مین ابو الفرج نے قصیدہ کہا کہ مطلع اسکا یہ ہے شعر ترتیب فضل و قاعدۂ جود و رسم داد + عبد الحمید احمد عبد الصمد نہاد + اُستاد
ابو الفرج سلطان ابراہیم کا معاصر تھا سیستانی الاصل ہے اور بعض غزنوی بھی کہتے ہین اور عنصری اُسکا شاگرد ہے اور عہد دولت ابو علی
سیمجوری مین کہ وہ امراے سامانیہ سے تھا فروغ پایا اور مداح اس خاندان کا رہا اور وہ ایک مرد نہایت محتشم اور صاحب جاہ تھا اور
آل سبکتگین سے اُسکو انعام اور اکرام بیقیاس حاصل ہوتا تھا علم شعر مین نہایت ماہر اور صاحب فن تھا جیسا کہ ایک نسخہ تیج مقدمہ
کے رکھتا ہے اور اکابر رسائل اشعار مین اُستاد ابو الفرج کو استشہاد کیواسطے لاتے ہین اور اسکے واسطے ہے قطعہ منقا سے
مغرب است درین دور خرمی + خاصل از براے محنت و غم زاد آدمی + ہر چند گرد عالم صورت برآمدم + غمخوار آدم آمد و بیچارہ آدمی +
ہر کس بقدر خویش گرفتار محنت است + کس را نداد اند برات مسلمی + ذکر سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود
غزنوی کا۔ سلطان مسعود اخلاق حسنہ اور سخاوت وافر مین انصاف رکھتا تھا اور عدل و انصاف مین کوشش کرتے
جو ارح ظلمی جو کہ ظہور مین آئے تھے دفع کیے جاگیرین اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملوک و امرا کو عنایت فرمائے تھے بحال رکھے
خواہر سلطان سنجر سلجوقی کہ جسے مہد عراق کہتے اپنے عقد نکاح مین لائے اور اسکے عہد مین حاجب طغاتگین مقطع لاہور ہندوستان
کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آب گنگ سے عبور کر کے ایسے مقام مین پہونچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص لشکر اسلام سے
وہان نہ پہونچا تھا تاخت و تاراج کر کے سالما غانما لاہور کیطرف معاودت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے سولہ برس نہایت بے تشویش
دھوم دھام گذرانکر اواخر ۵۰۸ پانسو آٹھ ہجری مین عالم فانی سے دار البقا کیطرف راہی ہوا اور تاریخ گزیدہ مین تحریر ہے کہ مسعود کی وفات
کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور ایک برس سلطنت کر کے ۵۰۹ پانسو نو ہجری مین ہاتھ سے بھائی
ارسلان کے مارا گیا لیکن اور مورخون نے مسعود کے ذکر کے بعد سواے ارسلان شاہ کا ذکر کیا ہے۔ ذکر ایالت سلطان الدولہ ارسلان شاہ
بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا۔ جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائیونکو گرفتار کر کے محبوس کیا مگر بہرام شاہ
بھاگ کر سلطان سنجر کے پاس پہونچا اُسوقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کیطرف سے خراسان کا فرمانروا تھا
ہر چند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ مین خط لکھا اور التماس کی اُسے قبول نہ کیا یہانتک کہ بہرام نے مدد سلطان سنجر سے
غزنین کیطرف علم بلند کیا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنکر ابو الحسن سلطان محمد کے روبرو بھیجکر اُسکے بھائی سلطان سنجر سے شکایت کر کے
التماس کی کہ اُسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد نے مقام صلاح مین ہوا لیکن مفید نہ پڑا ارسلان شاہ جب سلطان سنجر کیطرف سے نا امید ہوا

اور مودود کے حکم سے وہ اس قلعہ میں جو بُست اور اسفزین کے درمیان واقع ہے محبوس تھا عبدالرزاق بن احمد حسین میمندی نے
اثنائے راہ میں مودود کے فوت کی خبر سنکر سیستان کی فتح عزیمت کی اور قلعہ کیا آباد میں آکر چند عرصہ مقام کیا اور خواجہ ابوالفضل
اور رشید بن التونتاش حاجب نوشتگین حاجب کے اتفاق سے آخر ۴۴۳ھ چار سو تینتالیس میں عبدالرشید کو کہ سلطان مودود نے
بھی اپنی عین حیات میں اسکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا اور فوج بر کوچ غزنین کیطرف روانہ
ہوا سلطان ابوالحسن علی بن مسعود اس خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبدالرشید بفراغ خاطر و اطمینان تمام اپنے آباؤ اجداد کے
تخت پر متمکن ہوکر ملکی امور کی درستی میں مشغول ہوا اور سلطان ابوالحسن علی کو دستیاب کرکے قلعہ دندی میں قید کیا اور علی بن ربیع کو
جو ہندوستان میں تھا اور تسلط تمام پیدا کیا تھا انواع تدبیرات سے اپنے حضور بلایا۔ نوشتگین حاجب کرخی کو ہندوستان کا امیرالامرا مقرر کیا
اور امرائے عالیشان اور سپاہ انبوہ اُسکے ہمراہ کرکے علاوہ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور تھوڑے عرصہ میں جتنے ہی قلعہ نگرکوٹ کو کہ پیشتر
کفار سابق قرنوں سے متصرف ہوئے تھے پانچ چھ روز کے عرصہ میں اُنکے قبضہ سے برآوردہ کیا اور طغرل حاجب کو جو سلطان مودود
کا سالار تھا اور جس نے سلطان مودود کے سلک ازدواج میں انتظام رکھتی تھی سیستان بھیجا طغرل نے سیستان کو مسخر کرکے جمعیت تمام بہم
پہونچائی اور سلطنت کی فکر میں غزنین کیطرف متوجہ ہوا عبدالرشید نے اسکا ارادہ جانکر غزنین میں تحصن کیا طغرل نے شہر کو مسخر کرکے عبدالرشید
اور سلطان محمود کی اولاد کے نو شخص کو انکو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے حبالہ نکاح میں لاکر طغرل کافر نعمت متعہد ہوا
اور نوشتگین کرخی جو عبدالرشید کے سبب الحکم لاہور سے برآمد ہوکر پیشتر درگاہ کی خدمت میں پہونچا تھا نامہ مشتمل محبت و دوستی تحریر کیا
لیکن نوشتگین کرخی غیرت میں آیا اس کو نمک کا فرنعمت کے مکتوب کا جواب بغلظت تمام لکھا اور دختر مسعود کو مخفی ایک مکتوب
بھیجکر اسے طغرل کے قتل پر ترغیب کی اور اسیطرح بعضے امرائے غزنویہ کو جو پروردہ نعمت خاندان محمودی تھے مکاتبات تحریر کیے
اُنھوں نے اعمال قبیحہ طغرل سے اغماض کرنے میں نہایت تنبیہ اور سرزنش کی اس سبب سے سب کی رگ حمیت و غیرت حرکت میں
آئی اور طغرل کے قتل پر اتفاق کیا اور بروز نوروز سلطانی کہ سلطان محمود کے تخت پر اجلاس کرکے بار عام کیا تھا سب نے جرأت کا
قدم آگے بڑھایا اور اس کافر نعمت صاحب کش کو کہ چالیس دن سلطنت کی تھی قتل کیا نوشتگین کرخی اس واقعہ سے چند روز کے
بعد غزنین میں پہونچا اشراف و اعیان کو جمع کرکے امیر ناصرالدین سبکتگین کی اولاد کی تلاش کی انمین سے تین شخص قلعہ میں زندہ تھے
انکا نام فرخ زاد اور ابراہیم اور شجاع تھا انمین سے قرعہ اختیار سلطنت کا فرخ زاد کے نام پڑا اُسے بلواکر ہاتھون ہاتھ تخت سلطنت پر
بٹھایا اور اسکا حلقۂ بیعت اپنے کان میں ڈالا عبدالرشید کی مدت سلطنت برس روز تھی اور طبقات ناصری میں وارد ہے کہ طغرل
کافر نعمت سے پوچھا کہ کسواسطے تونے ملک و سلطنت کی طمع کی بولا جسوقت کہ سلطان عبدالرشید مجھے سیستان بھیجنے لگے اور
ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھکر عہد کرنے لگے اُسوقت ایسا خوف اُسپر غالب ہوا کہ ہاتھ اُسکا کانپنے لگا میں سمجھا کہ یہ مرد بادشاہی
کے لائق نہیں ہے پھر مجھپر ملک و سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس راہ میں سعی کرکے اپنی مراد کو پہونچا مصرع سلطنت گر ہمہ یک لحظہ
بود مغتنم است + مدت سلطنت عبدالرشید کی برس روز سے بھی کم تھی -

ذکر جمال الدولہ فرخ زاد بن سلطان مسعود کا

جب سلطان فرخ زاد نے تاج شاہی زیب سر فرمایا تدبیر مملکت کی زمام نوشتگین کرخی کے قبضہ اہتمام میں سپرد کی اسی عرصہ میں
داود سلجوقی انقلاب دولت غزنویہ سے آگاہی پاکر غزنین پر تاخت لایا نوشتگین کرخی با استعداد تمام اسکے محاربہ کے آہنگ
میں غزنین سے برآمد ہوا اور بعد تلاقی فریقین دست بشمشیر و نیزہ و تیر ہوکر ہر ایک دوسرے کے زلزلے پر لائے اور طلوع
صبح سے غروب آفتاب تک دونون قوم کے مبارزون نے کارزار میں اشتغال کیا یہانتک سب کے نیست و نابود کرنے کے سوا دوسرے کام میں

معروف ہوتے تھے عاقبت الامر نوشتگین کرخی مظفر اور منصور ہوا اور داود کا پاے قرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار ناپی غزنویہ سلجوقیہ کا
پیچھا کرکے ساز و سلیح نا کاوت لائے اور مظفر و منصور غزنین میں بازگشت کی اور یہ فتح فرخ زاد کے لیے سبب استقامت دولت پایندگی تمام
وسپاہ نصرت انجام ہوا لشکر اعلام آثار بہ خراسان کی طرف ملتیے اور سلجوقیوں کی طرف سے کلیسارق مع انکے امراے اعاظم سے تھے مع لشکر
فراوان استقبال کیا اور غزنویہ کے مقابل ہو نکلے بعد آتش جدال و قتال استعداد شعلہ زن ہوئی کہ شہسواران میدان فصاحت در بیان
معرکہ باعث ... سکی صفت سے عاجز و قاصر ہیں آخر مجاہدین کی تائیدات الٰہی سے نسیم فتح و ظفر و فیروزی شامل ہوئی کلیسارق و چند شخص اور
اعیان سلجوقیہ مع خزانہ تقدیر میں اسیر ہوئے اور جب یہ خبر جغر بیگ سلجوقی کو پہونچی اپنے فرزند الپ ارسلان کو سلطان فرخ زاد کے مقابلہ کو روانہ کیا اور
ادھر سے نوشتگین کرخی اسکے مقابلہ کو متوجہ ہوا اس مرتبہ سلجوقیوں کو صورت فتح مشاہدہ ہوئی اور بعض اعیان غزنین لشکر اسیر و دستگیر ہوئے الپ ارسلان
نے نہایت حشمت اور شوکت سے مراجعت فرمائی فرخ زاد نے جب صورت حال اسطرح سے معائنہ کی کلیسارق کو مع تمامی متعلقان سلجوقیہ قید سے
رہائی بخشی اور خلعت ہاے فاخرہ سے مخلع فرما کر آزاد کیا سلجوقیوں نے جب یہ انسانیت دیکھی انھون نے بھی اسیران غزنین کو رہا کرکے مطلق العنان
کیا اور سلطان فرخ زاد روضۃ الصفا کی روایت سے مسعود کا فرزند ہوا اور بقول حمداللہ مستوفی پسر عبدالرشید ہے ... برس بادشاہی کی اور سنہ
چار سو پچاس ہجری میں عارضہ قولنج کے سبب سے عالم باقی کیطرف متوجہ ہوا اور قبل اس سے ایک برس کے غلامون نے جس وقت کہ وہ حمام میں تھا
اسکے قتل کا بیڑا اٹھا کر اتفاق کیا اور حمام میں داخل ہوئے اور اُسنے انکے حال پر اطلاع پاکر شمشیر میان سے لی اور استعداد انکی مدافعت اور مدافعت
میں مشغول ہوا کہ لوگ خبردار ہوکر حمام میں آئے اور ان غلامونکو قتل کیا اور اس قضیہ کے بعد فرخ زاد ہمیشہ موت کا ذکر اور دنیا کی حقارت
کرتا تھا یہانتک اسی سال داعی حق کو لبیک اجابت کہی اوائل میں وزیر اسکا حسن بن مہران تھا اور اواخر میں ابوبکر بن [illegible] ذکر سلطنت

ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی کا

اسکے بعد کہ سلطان فرخ زاد کوے فنا میں مقیم ہوا سلطان ابراہیم
نے اپنے وجود با جود سے صدر ایالت کو آراستہ کیا اور وہ ایک بادشاہ نہایت زاہد اور پرہیزگار تھا اور با وصف آغاز شباب در جوانی ترک
لذات انسانی کرکے وہ رجب اور شعبان کو ماہ رمضان کے ساتھ انضمام دیتا تھا یعنی ہرسال تین مہینے صائم رہتا تھا اور ... عدالت
اور رعیت پروری ... قیام کرتا تھا اور خیرات و مبرات اور داد و دہش میں مبالغہ فرماتا تھا جیسا کہ جامع الحکایات
میں مسطور ... امام یوسف سجاوندی کو اپنی مجلس میں بلواتا اور وہ وعظ کہنے میں مشغول ہوتے اور لوگونکو
... سلطان ابراہیم سے کلام بے محابا کرتے اور سلطان اس امام یگانہ کی درشتی سے آزردہ نہوتا اور خط نسخ
بہت خوب لکھتا ... سلطنت میں ... اپنے خط سے انجام کو پہونچا کر ایک سال مکہ معظمہ میں اور ایک سال مدینہ منورہ میں
بھیجتا ... اسکے خط کے حضرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب خانہ میں موجود ہیں
اور سلطان ابراہیم کو اوائل سنوات جلوس میں سلجوقیوں سے مصالحہ کا اتفاق پڑا اس طور پر کہ کوئی فریقین سے قصد مملکت دوسرے کا نکرے
اور ... حد ... پہونچا ... دختر سلطان ملکشاہ سلجوقی کو اپنے فرزند مسعود کے عقد نکاح میں
لاکر ابواب مصادقت مفتوح کیے کہتے ہیں پیشتر اس سے کہ صلح واقع ہو سلطان ملکشاہ سلجوقی نے یورش غزنین پر عزیمت کی سلطان
ابراہیم نے متوہم ہوکر ایک تدبیر اندیشہ کی اور نامے اس مضمونکے امراے سلطان ملکشاہ سلجوقی کے نام لکھے کہ جو ہمارے سمع اشرف
میں پہونچا کہ سلطان ملکشاہ کو تمنے اسطرف آنیکے واسطے بہت سی ترغیب و تحریص کی ہے یہ امر ہمیں نہایت پسند ہوا طریقہ اخلاص و دوستی
اس مقدمہ میں نہایت کوشش ... دل ... کرو کہ سلطان ملکشاہ بعجلت تمام اس ولایت میں آوے تو ہم اس خدمات
کی پاداش میں جیسا کہ تمہارے واسطے مراسلات کا اقرار کیا ہے مضاعف کرکے عنایت و عاطفت ... بھیجیں گے اور

اپنی ماں مہد عراق کو جو سلطان سنجر کی بہن تھی مع دولاکھ دینار او رتحف بسیار سلطان سنجر کے نزدیک بھیجکر طالب معاونت ہوا جو مہد عراق اسکے ظلم او ربھائیونکے قتل ہونے سے اقوام سلجوقیہ بیں گرفتار اور نہایت رنجیدہ تھی سلطان سنجر کو کہ تخت میں پہونچا تھا ہر تین تاکید کبھی اور غزنین کی روانگی کے باب میں بھیجکیا سلطان ارسلان نے والدہ کیطرف سے بھی خاطرجمع کرکے تہیہ جنگ میں مشغول ہوا تیس ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اور ایکسو ساٹھ زنجیر فیل لیکر غزنین سے ایک فرسخ پر بادشاہ زادہ کے مقابلہ میں صفوف حرب آراستہ کین اور دونون طرف سے لڑائی گھمسان ہوئی اور پیادہ کثرت سے کام آئے ابوالفضل ملک سیستان کے آثار جلادت سے جو ہمراہ ملک سنجر تھا غزنوی منہزم ہوئے ارسلان شاہ تاب مقاومت کی نہ لایا ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور سلطان سنجر غزنین میں داخل ہوا چالیس روز اس شہر میں توقف کیا اور وہ ولایت بہرام شاہ کو دالی رکھی بعد اسکے تو پھر ولایت کی سمت معطوف فرمائی سلطان شاہ نے جب سلطان سنجر کی خبر معاودت سنی لشکر ہندوستان جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا بہرام شاہ عدم استعداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا اور قلعہ بامیان میں متحصن ہوا اور آخر کو سلطان سنجر اسکی تقویت کو پہونچا اور غزنین میں آیا اور ارسلان شاہ پٹھانوں کے درمیان میں جا رہا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کرکے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی سپردگی میں چند روز بعد اسے قتل کیا اور حکومت میں مستقل ہوا مدت اسکے سلطنت کی تین سال تھی اور تائیس برس کی عمر رکھتا تھا اور طبقات ناصری میں مسطور ہے کہ سلطان ارسلان کے عہد میں حوادث عظیم واقع ہوئے جیسا کہ آسمانے آگ اور صاعقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازار میں جل گئیں ذکر معز الدولہ بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا ۔ وہ بادشاہ ذی شوکت و صاحب حشمت تھا اور علما و فضلا کے ساتھ مبتلا اور انکی صحبت دوست رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اسلئے اس زمانہ کے فضلا نے باسم شریف اسکے کتب تالیف فرمائی ہیں اور مصنفات میں مشغول ہوئے ہیں چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے مخزن الاسرار اسکے نام کہی اور سید حسن غزنوی نے اسکے دور جلوس میں سریر سلطنت پر جلوہ گر ہونیکے دن ایک قصیدہ اسکی مدح میں انشا کرکے سلطان سنجر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اسکا یہ ہی مطلع منادی برآمد ز ہفت آسمان ۞ کہ بہرام شاہ است شاہ جہان ۞ اور کتاب کلیلہ و دمنہ اسکے عہد میں عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوکر بہرام شاہ کے نام موسوم ہوئی کہتے ہیں کہ شطرنج اور کلیلہ دمنہ کو بادشاہ ہند نے نوشیروان عادل کیواسطے بھیجی بزرجمہر نے بمشقت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی کی عبارت درس قدیم سے ہی ترجمہ کی اور شطرنج میں فکر بہت کرکے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ ایلچی کے کہ اسکو لایا تھا کھیل پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار مات کیا اور مقابل اسکے نرد استخراج کرکے ارسال ہند وستان کیا اس ہدیہ کی اس دیار کے اہل فکر دانشمند اسکے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اس سفیر سے کہ لایا تھا چالیس آنکی یاد کیں اور اہل ہند کا شطرنج کے استخراج سے اشارہ وہ ہے کہ خیر و شر انسان سے ہے اور امور عالم سعی و کوشش سے حاصل ہوتے ہیں اور اکثر امور میں قضا و قدر اور اجرام علوی کو انمیں چندان دخل نہیں مثل از دیاد مال و جاہ و کسب علوم اور مثل اسکے اور بزرجمہر نے اسکے مقابل نرد استنباط کی ایما یہ ہے کہ کسی کو پہلنے کا رخانہ میں چندان مدخل نہیں ہے اور اکثر ساتھ قضا و قدر کے متعلق ہے اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہے درست آتا ہے اور الا نہیں طاس نرد مثل فلک اور کعبتین مثل انجم کے جو نقش کہ ساتھ خانہ قدرت کے کعبتین میں منقش ہے موافق اسکے کھیلنا واجب ہے اور کھیلنا عقل و تدبیر سے عبارت ہے اور ہارون رشید کے عہد میں کتاب کلیلہ و دمنہ کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان میں ترجمہ کیا اور عہد سلطان بہرام شاہ میں عربی سے اس زمانہ کی فارسی متعارف ہوئی اور بنام اسکے تالیف کی اور اسکے بعد ملا حسین واعظ کاشفی نے سلطان حسین مرزا کے عصر میں اس فارسی مغلق کو بعبارت فارسی سلیس کرکے اشعار عربی موقوف کیے اور اسکا نام انوار سہیلی رکھا اور سلطان بہرام شاہ نے اپنے عہد دولت میں چند مرتبہ ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر متمردون اور مجرمون کو گوشمال دی اور اول مرتبہ جو ہندوستان

داخل ہوا محمد باہلیم کو سلطان ارسلان شاہ کیطرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشایستہ کا مصدر ہو کر علم مخالفت بلند کیا تھا ستائیسوین رمضان سنہ ۵۱۲ھ پانسو بارہ مین گرفتار کرکے قید کیا پھر اسکو معاف کرکے قید ستم سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندوستان کا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کیطرف مراجعت کی محمد باہلیم نے سلطان کی غیبت مین قلعہ ناگور کو جو ولایت سوالک مین واقع ہے مفتوح کرکے اپنے اہل وعیال اور سلب و سامان کو وہان چھوڑا اور عرب وعجم اور افغان اور خلج کا لشکر خوب بہم پہونچا کر تیغ اسلام سے اکثر کفار سرکش نیست و نابود کیے اور اسی سبب بادۂ غرور اور نخوت سے اسکے دماغ مین نشہ دو بالا ہوا داعیہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور بہرام شاہ نے یہ خبر سنی دوسری مرتبہ ہند مین آیا اور وہ کافر نعمت بے نام و نشان یعنی محمد باہلیم مع دو فرزند کے سب سامان امارت پر متمکن ہوکے قصد مقابلہ اور مقاتلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی ملتان مین دونونکا تقارب ہوا اور ایسی جنگ کہ فلک پیر دیدہ و پشت نے مثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع مین آئی اور اثر کفران نعمت کا ظاہر ہوا صرصر ہزیمت محمد باہلیم کے پرچم رایت پر چلی و نشان گم ہوا مع دو فرزندان اور اتباع زمین چچہ پر گرکے ایسا غائب ہوا کہ اثر آب و کلوخ سے پیدا نہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار اس حدود کا کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور انہی دنون سلطنت مین قطب الدین محمد غوری سوری کہ داماد اسکا تھا غزنین مین بہرام شاہ کے حکم سے مقتول ہوا اور سیف الدین سوری اپنے بھائی کے انتقام خون مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا غزنین سے کرمان گیا اور یہ کرمان نہ کرمان مشہور ہے بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہند اور افغانونکے سبب سے کہ اس ولایت کی عرض مین بہت پہاڑ تھے وہان سوارونکا گذر نہایت دشوار تھا اس ولایت پر متصرف ہوکر وہان قیام کیا اور سیف الدین غزنین مین داخل ہوکر متصرف ہوا اور غزنویون پر اعتماد کرکے وہان بود و باش اختیار کی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی امراے قدیم غور کیطرف بھیجا باوصف اسکے سیف الدین سوری اہالی غزنین سے ہمیشہ سلوک کرتا تھا اور غوریون کو یہ مجال نہ تھی کہ ان پر تعدی کرین غزنوی ہمیشہ خواہان بہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہرا دوستی کرتے تھے اور بہرام شاہ سے پوشیدہ ابواب مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہانتک کہ فصل سرما کی پہونچی اور غور کے راستے برف کی شدت سے بند ہوئے اور لوگون کو دادودش کی طاقت نہ رہی بہرام شاہ ناگاہ مع لشکر افغانان وخلج ودیگر صحرانشین حوالی غزنین مین پہونچا اور اسوقت کہ فاصلہ دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنویونکے جو اخلاص اور دوستی کا دم بھرتے تھے درباب جنگ اور روانگی غور کیطرف مشورہ کیا غزنویون نے نفاق کو اپنا شعار کرکے جو کہ حق مشورہ کا تھا پیش نہ پہونچایا اور واسطے جنگ کے ترغیب اور تحریص کی سیف الدین سوری نے موافق المستشار موتمن کے انکو مشورہ مین امین جانا مع فوج غزنویہ اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور بہرام شاہ کے مقابلہ مین صف آراستہ کی ابھی لوازم حرب ظہور مین نہ پہونچے تھے کہ غزنویون نے سیف الدین سوری کو پکڑکے خوش طبعانہ بہرام شاہ کے سپرد کیا بہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری کا منہ سیاہ کرکے گاو ضعیف و ناتوان پر کہ ساتھ ہزار تشویش کے ایک قدم اٹھاتی تھی سوار کرکے تمام شہر مین تشہیر کیا اور لڑکے بلکہ بوڑھے سفید ریش غزنین کے اسکے پیچھے فریاد کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور تشہیر کے بعد بدترین عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کرکے عراق مین سلطان سنجر کے پاس بھیجا اور سید مجد الدین کو جو وزیر سیف الدین سوری کا تھا اسے بھی دار پر کھینچا اور جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی آتش غضب کا دھوان اسکے

کا نون سے ہمت برآمد ہوا اور اپنے بھائی کے انتقام کے عزم مین ستر لشکر ستیزہ گر غزنین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اسکے پہونچنے سے پیشتر
دست قضا نے بہرام شاہ کے طومار حیات کو لپیٹا اور اسکے بیٹے خسرو شاہ کو محنت و غم دنیا مین گرفتار کیا اور بروایت
مشہور جب خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو مسموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کرکے غزنین سے بعزم رزم باہر آیا
اور ایلچی علاء الدین کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ صدق میری اطاعت ترک ازراہ جہل سے جو تونے کیا ہی نادم ہوکر
بیت حالہ مین کبھی ہزار پہلوان شیر افگن و فیلان آہنین تن تیرے استیصال کے واسطے رکھتا ہون میرے مقابلہ سے
پرہیز کر اور جا کر دامن ستیز مین مت ڈال تو ایکبارگی خاندان سلاطین غور جو باقی رہا ہی وہ معدوم ہو جائیگا سلطان علاء الدین
نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا ہی علامت زوال دولت غزنویہ کا ہی اسواسطے کہ وہ شاہان ممالک پر پشت کھینچتے ہین
اور آپس مین قدرت پاکر نفوس قدسیہ کو مستاصل کرتے ہین لیکن زمانہ کا ... ہوا اور نصیحت کے ... کرنا والے مکافات
اور عبرت انتقام تجھسے کھینچیگا اور مجھے تجھ پر ظفر بخشیگا بہرام شاہ جب یہ ... ہوئے کہ گروہ فیل رکھتا ہون فیل میر
... فیل ہو دوسرے خرمیل رکھتا ہون کہا سپاہ علاء الدین مین دو آدمی تھے انھین خرمیل کہتے تھے ... دونون مثل
سے شجاعت و درتوانائی مین مثل آسمان شکوہ کے ... ہاتھی ... کرتے تھے اور دست خوش ... تھے ...
اور وہ باتین ... بہرام شاہ سے گذارش کین اگرچہ وہ ... بر متغیر ہوا لیکن باطن مین متاثر ہوا اور نہایت خوف اسکے
ضمیر پر مستولی ہوا القصہ جب دونون سپاہ متصل ہوکر حرب مین مشغول ہوئین اور آوازہ چکاچاک شمشیر اور فشافش تیر کا گوش فلک
کینہ کوش مین پہونچا خرمیل خرد و کلان مثل فیل مست معرکہ مین آئے خرمیل بزرگ نے خنجر سے فیل نامی کا شکم پھاڑا اور فیل اسپر
حملہ آور ہوا دونون مرے اور خرمیل کوچک نے دوسرے فیل کو ڈالا اور خود تہ شکم اسکے سے سلامت باہر آیا الغرض جب
جسم ہاتھیونکے اس معرکہ مین متلک ... اور گاؤمیش کے بیفائدہ اور بے منفعت ہوئے تو علاء الدین اور امراے غوریہ نے باتفاق ایکبارگی
بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے ... غزنویونکو ضرب دست بنایا اور حیدر دولت شاہ بن بہرام شاہ سپہ سالار لشکر بہادر و شجاع اور مردانہ تھا
اس معرکہ جانستان مین جان عازم بہشت کے سپرد کی اور بہرام شاہ منحوف ہوکر ہند کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ مین غم و غصہ فرزند
دلبند سے بیمار ہوا اور سرائے فانی سے ریاض جاودانی کیطرف انتقال کیا اور فوت اسکی بروایت صحیح سنہ ۵۴۷ پانسو سینتالیس
ہجری مین واقع ہوئی اور مدت اسکے سلطنت کی پینتیس برس تھی اور ایک شعراے عصر بہرام شاہ شیخ سنائی ہی اور وہ ابو المجد مجدود
بن آدم الغزنوی اور نفحات مین مسطور ہی کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب وہ تھا کہ زمستان مین سلطان محمود واسطے تسخیر بعضے دیار
کے غزنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مدح مین ایک قصیدہ سلک نظم مین کھینچکر متوجہ اسکے اردو کا ہوا تاکہ معروض
عرض مین پہونچاوے درمیان راہ کے ایک گلخن کے دروازہ پر پہونچا کہ ایک مجذوب مشہور لائے خوار اپنے ساقی سے کہتا تھا قدح
پر کر بکوری محمود ساقی نے کہا محمود ایک بادشاہ مسلمان ہی اور ساتھ امر جہاد کے مشغول لائے خوار نے کہا محمود ایک مرد کم ہی
بہت ناخوش جو کچھ اسکے تحت حکومت مین آتا ہی اسے ضبط نہین کرسکتا ہی اور چاہتا ہی کہ مملکت اور لیوے اور وہ قدح کھینچ چاہو
کہا ایک قدح اور پر کر بکوری سنائی شاعر ساقی نے کہا سنائی ایک شاعر فاضل اور لطیف طبع ہی لائے خوار نے کہا اگر وہ لطف طبع سے
بہرہ ور ہوتا ساتھ ایسے کام مین اشتغال کرتا کہ اسکے کام آتا کسواسطے اسے کاغذ مین لکھا کہ کچھ اسکے کام نہین آتا ہی اور
نہین جانتا ہی کہ اسکو کسواسطے پیدا کیا ہی سنائی یہ کلام سنتے ہی متغیر ہوا شراب غفلت سے ہوشیار ہوا اور ساتھ سلوک کے
مشغول ہوا اور خردمندان خردہ بین پر مخفی نہووے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا معاصر تھا اور وہ کتاب ۵۲۵ پانسو پچیس ہجری مین

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی نے ۴۲۱ھ چارسو اکتالیس ہجری میں وفات پائی ملاحظات دو
تاریخ سے اذکیا کے نزدیک سکتہ دمنوح پاتا ہی کہ صحت حکایت مجذوب لائے خوار عہد سلطان محمود میں نہایت بعید ہو
اور ظاہر ہوتا امر سلطان مسعود کے عہد میں واقع ہوا اور کاتبون نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا ہو و علم عند اللہ وفات
شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ میں سلطان بہرام شاہ کے عہد میں واقع ہوئی اور بقول بعضے فضلا ۵۲۵ھ
پانسو پچیس ہجری مین کہ تاریخ اتمام حدیقہ ہو اس واقعہ کا اتفاق ہوا **ذکر سلطنت ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا**
روایت صحیح سے واضح ہوتا ہو کہ جب بہرام شاہ غزنوی نے غزنین میں وفات پائی اور خسرو شاہ امرا کے اتفاق سے مسند
حکومت پر جلوہ گر ہوا لیکن انھین دنون مین خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر ہوئی خسرو شاہ بحال اعجال
ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور مین مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین مین جاتے ہی حکم دیا کہ غزنویوں کی تخریب
اور غارت اور قتل مین مضائقہ نرکھو سوائے اسکی فوج نے سات روز آدمیون کے قتل کرنے اور لوٹنے اور جلانے مین اس شہر کے
اصلا تقصیر نہ کی اور علاء الدین سوری کے سمع مین پہونچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کیوقت عورتین غزنویہ کوچہ و بازار مین ملاعنہ
دف و ... سوری کی گالی دیتی تھین اور مسخرا پن کرتی تھین علاء الدین نے بہت عورتین غزنویہ کو قتل کیا اور کسی پر رحم نہ کیا اسوقت
غور کیطرف متوجہ ہوا اور راہ مین جس جگہ ایک عمارت کہ اولاد سبکتگین سے منسوب تھی سب کو دکھا کر جلائی اسی سبب علاء الدین کا لقب
علاء الدین جہان سوز کے لقب ہوا اور روایت ہے انتقام سید مجدالدین کے کہ نائب سیف الدین سوری کا تھا فرمایا کہ ایک جماعت
سادات غزنویہ کے توبرہ خاک سے پُر کرکے انکی گردنمین لٹکایا اور فیروزہ کوہ مین لیجا کر سب کی گردن ماری اور وہ خاک
کہ اُن توبرون مین تھی اُنکے خون سے تر کرکے فیروزہ کوہ کے برج مین صرف کی اور بعد مراجعت سلطان علاء الدین سوری
خسرو شاہ نے بطمع پاے تخت غزنین اور بھروسہ اشت امداد سلطان سنجر لاہور سے مع سپاہ آراستہ اسطرف نہضت فرمائی اور
اندنون مین جو ترکان غزان نے سلطان سنجر کو پکڑ کر متوجہ غزنین ہونے طاقت مقابلہ کی نہ لا یا پھر لاہور کیطرف گیا ترکان غزان
دس برس تک غزنین پر متصرف رہے اسکے بعد غوریون نے ترکان غزان سے چھین لیا اور اُنسے عنقریب غرجہ امراے خسرو شاہ نے غزنین کو
پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب خسرو شاہ ترس آسیب علاء الدین غوری سے ہندمین بھاگا
علاء الدین غوری جہانسوز گرم سیر نے قندہار اور تکیہ آباد کو مسخر کیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کرکے غور گیا اور جب
خسرو شاہ ہند سے مع سپاہ موفورہ غزنین کیطرف متوجہ ہوا علاء الدین جہانسوز چاہتا تھا کہ اس طریق سے مصالحہ کرے کہ
خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیہ آباد کو اُسکے قبضہ مین واگذاشت کرے فقط غزنین پر قناعت کرے خسرو شاہ نے قبول نہ کیا علاء الدین غوری
جہانسوز نے یہ رباعی لکھکر اُسکے پاس بھیجی رباعی اول پدرت نہاد کین رابنیاد + تاخلق جہان جملہ بہ بیداد افتاد + ہان تا
ندہی زبہر یک تکیہ آباد + سرتا سر ملک آل محمود بباد + خسرو شاہ امداد سلطان سنجر سے قوی پشت تھا ما تھا اس صلح کے
التفات نہ کی قضارا اُسی چندروز مین زبونی طالع سلطان سنجر کی واضح ہوئی اور علاء الدین غوری جہانسوز کے خوف سے مجدداً
لاہور کیطرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہانسوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ بلدہ لاہور مین ۵۵۵ھ پانسو پچپن ہجری میں فوت ہوا
مدت اسکے حکومت کی سات برس تھی۔ **ذکر سلطنت ختم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا۔**
جب خسرو شاہ بلدۂ لاہور مین اس سراے پر فتور سے دار السرور کیطرف خرامان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اُسکا قائم مقام
ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی زینت سے آراستہ کیا اور جسقدر ولایت ہندوستان کہ سلطان ابراہیم

ابن سلطان

در سلطان بہرام شاہ کے قبض تصرف مین تھی کیا حقلیے تحت وضبط مین لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اخذ
غزنین پر کہ دار الملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا طمع ہندوستان کی بھی کی اور پشاور اور افغانستان اور ملتان اور
سندھ کو مسخر کیا اور سنہ پانسو چہتر ہجری مین لاہور گیا چونکہ خسرو ملک تاب اُسکے مجادلے کی نہ رکھتا تھا متحصن ہوا اور سلطان
شہاب الدین محمد غوری تہدید سے تسلط کے ملک شاہ کے بیٹے کو کہ طفل خرد سال تھا مع ایک فیل ہاتھی گرفتار کرکے پلٹ گیا
اور سنہ پانسو اسی ہجری مین دوبارہ بلاد لاہور مین آیا خسرو ملک جب پھر قلعہ بند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اطراف
جوانب سے اس بلدہ کو تاخت وتاراج کرکے قلعہ سیالکوٹ تعمیر کیا اور اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے غزنین گیا اور خسرو ملک نے
اُسکی غیبت مین گھکرونکے اتفاق سے قلعہ سیالکوٹ کو جاکر محاصرہ کیا اور کچھ مفید نہوا آخرش پلٹ آیا سلطان شہاب الدین محمد غوری
نے عزم بالجزم بلدۂ لاہور کی تسخیر کا کیا اور سنہ پانسو بیاسی ہجری مین وہانسے بظاہر خسرو ملک سے اظہار محبت کی اور ملکشاہ بن
خسرو ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کرکے مردم معتبر کے ہمراہ باپکی ملاقات کو لاہور کیطرف روانہ کیا اور حکم دیا
کہ اسے ہمیشہ خوشی کی ترغیب کہین اور باعث ہون کہ آہستگی سے جاوے اور باتنکے راہ مین چند جا مقام کرے جب خبر بہجت اثر
آمد اُسکے آنیکی خسرو ملک کو پہونچی نہایت محظوظ و مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کرکے عیش و طرب مین
مشغول ہوا **بیت** ولی بخت و ملکت ز غفلت بخم بود ۔ کہ تدبیر شاہ و انشبان کم بود ۔ ابھی ملکشاہ راستہ مین تھا کہ سلطان
شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے بیس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ سے جریدہ اور سبک غزنین سے تاخت کرکے دریاے
لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسرو ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا ساحل دریا کو لشکر دشمن سے آباد دیکھا ناچار زبان عجز
ساتھ مانگنے کہولی اور خدمت مین اُسکے حاضر ہوا اور بلدۂ لاہور بے خرخشا و جھگڑا اس حیلہ سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے
قبضہ مین آیا سلطنت نے خاندان غزنویہ سے ساتھ غوریہ کے انتقال کی مدت سلطنت خسرو ملک کی اٹھائیس برس تھی **مقالۂ دوسرا**

ذکر سلاطین دہلی مین ۔ جب سررشتہ سخن کا ساتھ اسجگہ کے ملا مناسب سمجھا کہ اول احوال ہند اور صدارت ہونا شہر دہلی کا بطریق
اختصار بیان کرے اور اسکے بعد حکام غور کو مجملا تحریر کرکے بر سر مقصود کہ ذکر بادشاہان دہلی ہی رجوع کرے اور پر خاطر خورشید منظر
سعودین کے ظاہر اور باہر ہو کہ علماے ہند نے جیسا کہ مقدمہ مین گذرا باعتبار ادوار افلاک و کواکب کے جہان کو چار حصہ پر تقسیم کیا
ست جگ ترتا جگ دواپر جگ کلجگ اور مدت کلجگ سے زمانہ بعثت حضرت خواجہ کائنات محمد مصطفے صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا تین ہزار اور سات سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگ کے واسطے تاثیر اور خواص علیحدہ قرار دیا ہی اور
کہتے ہین جب مدت کلجگ کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگ کا آتا ہی اور تمام جگ اسی طریق سے گردش مین رہتے ہین اور قیامت
عبارت ہی انتہاے ہر جگ سے اور ہرگز جگ فانی نہین سمجھتے ہین اور بعضے براہمہ کا یہ قول ہی کہ جہان فانی ہوگا اور جگ منتہی ہونگے
لیکن حجت قوی اسپر نہین رکھتے ہین اور اعتقاد براہمہ کا وہ ہی کہ ہر ایک جگ مین ایک پیغمبر یا ایک دانشمند یا ایک مجتہد ایک کتاب
لکھے اور باوجود ان سب کے درازی زمان اُن نسخونکے درمیان ہی اور اسیطرح سے کفار چین وخطا وختن وکفرہ کہتے ہین کہ طوفان
نوح علیہ السلام ہمارے مملکت مین نہین پہونچا بلکہ ساتھ طوفان نوح کے اصل اعتقاد نہین رکھتے ہین اسواسطے کسیطرح کی آفت انکی
کتابونکو نہ پہونچی اور اکثر نسخے درمیان مین ہین دوسرا اعتقاد انکا وہ ہی کہ ابتداے آفرینش سے کہ ست جگ اول ہی اس زمانے تک کہ کلجگ کا عہد
ہی نوع انسان کے ہین اور عالم قدیم ہی اور ہرگز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور نہوگی اور بعضے حدوث آدم کیواسطے ست جگ
اول زمانہ یقین کہتے ہین اور بابا آدم اور ماما حوا کا ہر جگ مین اوضاع مختلف ہوا اسواسطے بعضے دور دون مین آدمی بلند قد اور عظیم الجثہ در

کثیر العمر ہوئے ہین اور بعضے ادوار مین برعکس اسکے اور بطور سے اشجار اور حبوب بھی اسی نہج سے مختلف الخواص ہوتے ہین
اور کہتے ہین ذات برہمن اور کھتری کی قدیم الایام سے تھی اور دوسرے طوائف بعد ہین کہ اواخر کلجگ سوم اور اوائل کلجگ چہارم مین
ظاہر ہوئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہین ہین اور اواخر عہد دواپر جگ مین پیدا ہوئے ہین اور اوائل مدت کلجگ مین کثیر ہوئے
اور شرح اس بات کی وہ کہ ہر ایک ان جگون مین راجہ ہائے بزرگ کہ حساب انکا خدا جانتا ہے ممالک ہند مین بادشاہی کر گئے ہین
اور کچھ ان حکایات سے مہابھارت کہ کتاب معتبر اہل ہند کی ہے اور اکبر شاہ کے زمانہ مین فارسی ترجمہ کر کے تحریر ہوئی کہ جملہ راجایان بزرگ سے
کہ آخر عہد دواپر جگ مین ہوئے ہین جرجودھن کھتری ہے اور پایہ تخت اسکا بلدہ ہستناپور جو حوالی دہلی مین ہے تھا اور کشن جو ہنود
کا پیغمبر ہے اور منشا اور مولد بلدہ متھرا ہے معاصر اسکے نشان دیتے ہین اور جرجودھن پانچ بھتیجے رکھتا تھا جو مشہور بہ پانچ
پنڈوان ہین آثار رشد اور شجاعت چہرہ انکے سے مشاہدہ کر کے درپے بربادی انکے کے ہوا جب کسی وجہ دفع انکا میسر نہوا
ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساتھ انکے بازی کی اور جو کچھ کہ جائداد منقولہ رکھتے تھے جیت لی یہانتک کہ ریاست اور ولایت کی
نوبت آئی سر ایک ان پنج بھیون نے جو پرگنہ کہ رکھتے تھے اندرپت سونپت پانیپت تلپت باگپت وہ بھی اپنے چچا سے قمار مین ہارے آخر کو
جب کچھ باقی نرہا شرط یہ مقرر ہوئی کہ جو شخص بازی ہارے جلاے وطن کر کے بارہ برس ممالک غربت مین ظاہر مسافرت کرے اور ہر شخص سے جہان
اور جہان مین اور ایک سال اسطرح سے مملکت بیگانہ مین پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال پر مطلع ہووے اور جو اس سال مین ایک شخص بھی
واقف ہووے پھر از سر نو بارہ برس ظاہر مسافرت کرے اور ایک سال مخفی رہے جب اس نہج سے شرط عمل مین آوے اپنے ملک مین داخل ہو
اتفاقاً وہ بازی بھی بھتیجون نے چچا سے ہاری اور اقرار کے موافق پانچون بھائیون نے سفر اختیار کیا اور اسکے ممالک محروسہ سے
نکل گئے اور ملک دکن سے جو جرجودھن کے تصرف مین تھا جا کر بارہ برس اسطرح سیر کرتے رہے اور جرجودھن انکے احوال پر اطلاع رکھتا
اور ایک سال کے بعد تغیر وضع یعنی بتعیین بدل لباس سے کہ کوئی انھین نہ پہچانے ولایت پاٹن مین جو پرگنات دکن سے ہے اور اسوقت
ساتھ ابراہیم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہے گئے اور وہان اسطرح سے بسر کی کہ درجودھن نے ہر چند تجسس کی انکے آگاہی نپائی
اسکے بعد پانچون بھائیون نے شرط کے بموجب وطن اصلی کی طرف توجہ کی قدم چچا کی ولایت مین رکھا درجودھن اس امر سے خبر پاکر
رنجیدہ ہوا اسواسطے کہ غرض اصلی اسکی انکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکل جاؤ ورنہ مستعد قتل کے رہو پانچون
بھائی اپنی کشن پیغمبر کے پاس پناہ لیگئے کہ اس عرصہ مین وہ متھرا مین تھا کشن نے درجودھن سے سفارش کی کہ انھین اپنے
ملازمون کی سلک مین منتظم کر کے ایک حصہ بلاد سے مقرر کرے درجودھن نے التماس کشن کی قبول نکی اور چچا بھتیجون کے درمیان
آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین نے لشکر کشی کر کے جنگ کی درجودھن مارا گیا اور پانچون پنڈو ہندوستان کی سلطنت عظیم پر حکمران
اور مستقل ہوئے اور جب یہ مر گئے انکے بیٹون اور پوتون اور نواسون نے کئی قرن بادشاہی کی یہانتک کہ حکومت ہر ملک کی زمانہ
کلجگ مین انکے غلامون اور نوکرون کو منتقل ہو کر طوائف ملوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ انسے بکرماجیت کھتری بادشاہ اوجین کی طرف
انتقال کی اور اسنے بہت ملوک طوائف کو دفع کیا اور اکثر ممالک کہ درجودھن کے تصرف مین تھے باز ہو کر کے اپنے قبضہ مین لایا اور
دکن کو بھی مسخر کیا اور آخر کو سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اسنے قصبہ پٹن سے خروج کر کے
وہ ولایت بکرماجیت کے تصرف سے بر لایا اور بکرماجیت نے خود اسکے دفع کے واسطے نہضت کی اور آب گنگ سے عبور کیا اور
سالباہن سے ہم مصاف ہو کر مارا گیا اور سالباہن چاہتا تھا کہ آب نربدہ سے عبور کر کے ولایت بکرماجیت تسخیر کرے ناگاہ ہاتھی گھوڑے اور
آدمی بہت پانی مین غرق ہوئے اور سالباہن مقصود سے پشیمان ہوا اور اوجین کی حکومت بکرماجیت کے فرزند کو ارزانی رکھی اور خود کو

بادشاہی پر قانع ہوا اور مال ہندکا مراد ہند علم تھا کو کہ راجیت کے جانے سے تاریخ لکھتے ہیں اور اس عرصہ میں کہ حضرت رسالت پناہ محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی چھ سو دس اکیس سال شمسی تاریخ بکرماجیت سے گذر چکے تھے کہتے ہیں
بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک سلطنت اسکے خاندان میں بھی آخر راجپوتوں نے کہ میا کھتری کی لونڈیوں کے فرزند و نسل تھے بادشاہی
وارثان ملک کے ہاتھ سے لے لی اور ہر ایک مملکت پر متصرف ہونے کسو سطے کہ تمام شاہان کھتری ہند در وجود میں بلکہ اس سے
بھی پیشتر لونڈیاں رکھتے تھے جیسا کہ رسم و دستور اہالی ہند کا ہے کہ دیگر لونڈیوں سے کام لیکر راجہ کو معلق الفاظ کرتے ہیں وہ ہر ایک ایک
معشوق بہم پہونچا کر دیتے منتخب کرتیں اور وہ کمال عزت سے پرورش کرتی تھیں وہ جو کہ کھتری کی خانہ زاد ونیز ہوتی ہیں اکو راون کے
فرزند و نسل جانتے تھے اور لفظ راجپوت دلالت اس معنی پر رکھتی ہے اور عرصہ اولاد بکرماجیت میں بہت سے راجپوت ساتھ دولت امارت کے
ہو چکے اور اپنے ابنائے جنس کو کہ عبارت فرزندان کھتری اور امراء و سرداران کھتری سے ہے تربیت کرتے تھے یہانتک کہ گروہ
راجپوتوں کا شمار سے گذرا اور لشکر بادشاہان کھتری کا اکثر راجپوتوں سے ہوا اور بطور طوائف ملوک ہو کر سلطان محمود کے عہد میں فراغت سے
زندگی کرتے تھے اور سلطان محمود اور اولاد اسکی جیسا کہ مذکور ہوا ابتدا ہجری میں راجگان لاہور اور دوسرے راجاؤں اس حدود کو تباہ
کر کے سرہند اور تھانیسر اور قلعہ ہانسی پر متصرف ہوئے اور اندیشہ میں دفع راجہ اجمیر اور دہلی و قنوج کے تھے کہ ناگاہ انکی دولت نے
زوال قبول کیا اور وہ دولت سلطان شہاب الدین غوری اور اسکے متعلقوں کے نصیب ہوئی اور بہت سے راجاؤں کو ہندوستان سے معدوم کیا
اور جو کچھ انسے باقی رہے اور بادشاہان دہلی و گجرات و دکن نے اس جماعت کی بربادی میں تقصیر نہ کی جب نوبت بادشاہی
ساتھ اولاد امیر تیمور صاحب قران گورگان کے پہونچی خود یکبارگی انکو بیخ و بن سے اکھاڑا اور محتاج نوکری اور کشت و زراعت
کا کیا اور ملوک عہد بکرماجیت سے کہ انکے نام لینا چاہیے اس عہد میں کہ نوبت بادشاہت ساتھ جہانگیر بادشاہ کے پہونچی کوئی نہ رہا مگر یہ
رانا کہ راجپوت کہ پیشتر ظہور اسلام سے وہ دولت ہم اس سلسلہ کی تھی اور اب تک باقی ہے لیکن اسوقت میں نورالدین محمد جہانگیر
بادشاہ کے لشکر نے اس دیار میں پہونچکر اس خاندان کے اکھاڑنے میں سعی موفور اور جہد بلیغ رکھی اور دہلی شہر ہائے جدید سے ہے

ذکر شہر دہلی کی بنا کا — مشہور ہے کہ تین سو سات ہجری میں واد بیہ راجپوت کے طائفہ توران سے ہے اسکے واسطے قلعہ بنیاد
بنا کیا اور جو زمین بہت نرم اور سست تھی کہ میخ آسانی سے وہاں نصب ہوتی تھی اس جگہ پر شہر دہلی موسوم ہوا اور دیتہ آٹھ
نفر نے جماعت توران سے وہاں نشان حکومت کا بلند کیا تھا بعد ہرراج اور [illegible]
اور بعد زوال دولت توران دہلی کی حکومت طائفہ چوہان میں جو عمدہ راجپوتوں سے ہیں انتقال کی اور انمیں چھ شخص نے اس
بلدہ میں نشان فرمانروائی کا بلند کیا مانکدیو و یودیو و رائے ہردیو و سہدیو و رائے پتھورا کہ سلطان شہاب الدین سے مقتول ہوئے
اور آخر سنہ پانسو اٹھاسی ہجری میں دہلی انکے تصرف سے نکلکر قبضہ دیوان ملوک غور میں آئی مورخین سخندان نے تحقیق احوال
ملوک غور میں ایسا غور کیا ہے کہ جس اوقات میں فریدون عالم سرفرازی بن ضحاک تازی پر غالب ہوا ذریت ضحاک سے دو بھائی
ایک سوری دوسرا سالم اسکے ملازم تھے اور ایک مدت کے بعد فریدون سے متوہم ہوئے اور ساتھ جمعیت اتباع اپنے سے نہاوند کیطرف
بھاگے اور اس مقام کو محکم کیا سوری قبیلہ کا سردار ہوا اور سالم اسکا سپہ سالار ہوا سوری نے بیٹی دختر سالم کے فرزند شجاع نام کو دی
اور جب سالم گیا شجاع حشمت و عظمت چچا کی خدمت میں رہنے لگا حاسدوں نے باتیں ناخوش سوری کے گوش زد کر کے اسکے مزاج کو
منحرف کیا یہانتک چاہا کہ شجاع سے اپنی بیٹی کی طلاق لیکر جدا کرے دختر نے اپنے شوہر کو خبر کی شجاع نے شب کو سوری کے اصطبل میں
جا کر دو سو اسپ اور چند قطار شتر بار کر کے اور زن و فرزند اور نقود و جواہر اور طلا و نقرہ اٹھا کر بسبیل تعجیل آپکو جبال غور میں پہونچایا اور وہاں

سلام کرکے کہا زدمیند لیکن ہر سبب سے اس محل کا نام زدمیندوش مشہور ہوا اور اس مقام میں ایک قلعہ سنگین بنا کیا اور ایسے اسلحہ رشتی سے سپاہ ذخیرہ دن سے سامان کیا اور آخر کو خراج اپنی گردن پر رکھکر امن پائی اور فرشتہ منیک کی اس نوبت بنت ایک دو مرتبہ ... ... قید ہوتا تھا تا بوقت اسلام شنسب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیر المومنین ... علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد میں تھا اور بدست مبارک آنحضرت کے ایمان لایا فرمان حکومت غور کا بخط مبارک ولایت پناہ کے پایا ... اسکے نسب کا یون ذکر کیا ہو شنسب کا یون ذکر کیا ہے شنسب بن حرنیق بن منیزے بن عیسی بن فرن بن حسین بن سام بن محش بن حسن بن ابراہیم بن سعد بن شداد بن ضحاک ... وہ بسطام بن ہشاد بن نریمان بن افریدون بن سامید بن صفیہ بن ضحاک بن شہدن بن سام بن نریمان اور وہ سام بن نرشنش بن ضحاک الملک ہے مزور وطبقہ سادہ شنسبی کے منسوب ہیں اور اولاد شنسبی کے بنی امیہ کے عہد میں تمام ممالک اسلام پر برمنبر اہل بیت کو ناسزا کہتے تھے وہ مرتکب اس امر قبیح کے نہوئے اور فولاد شنسبی ابو مسلم مروزی کے خروج کے وقت اسکی مدد کی اور اعدائے اہل بیت کے قتل میں کسیطرح تقصیر نکی اور نجی بن ہمادن بن دنشش بن دمنشان بن پرویز بن شنسب ہارون رشید کا معاصر تھا اور سوری بن محمد فرزندزادہ امیر نجی کا صفاریہ کے زمانے میں تھا اور محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معاصر تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی اطاعت میں کوتاہی کرتا سلطان نے اسپر لشکر کھینچکر زندہ گرفتار کیا اور حکومت اس دیار کی اسکے فرزند ابوعلی کے تفویض فرمائی اور جو ابوعلی بن محمد بن سوری نے ساتھ سلطان کے اظہار حق نکیا عباس بن شیث بن محمد ابوعلی کے برادرزادہ نے بسبب تعصب کے حکومت پائی اسکی شومی ظلم کے سبب سے سات برس غور میں بارش نہ ہوئی حیوانات بے زبان اور ناطق کو احتیاج ظاہر آیا اور سلطان ابراہیم حرب کرکے اسیر ہوا اور محمد بن عباس اسکا قائم مقام ہوا اور سلطان کا حلقہ اطاعت اپنے کان میں ڈالا قطب الدین حسن بن محمد عباس جد سلاطین غوریہ ایک قلعہ کے محاصرہ کیوقت ایک تیر اسکی آنکھ میں لگا اسکے صدمے سے جان بر نہوا اور اسکا بیٹا سام سلاطین غوریہ کے تسلط سے ہند کیطرف بھاگ گیا اور تجارت میں مشغول ہوا اور آخر میں حب وطن غالب ہوئی مع اہل وعیال دریا کی راہ سے غور کیطرف متوجہ ہوا ناگاہ باد مخالف نہایت شدت سے چلی اور کشتی کے شکستہ ہونیسے تمام اہل کشتی ڈوب گئے مگر اعز الدین حسین بن سام نے بمقتضائے الغریق یتشبث بکل حشیش ہم جان سے ہاتھ ایک تختہ کے ٹکڑے پر مارا درمیان اس حال کے ایک شیر درندہ اس کشتی میں تھا اسکا مصاحب ور ردیف ہوا وہ بھی اس تختہ کا گوشہ بیٹھ کر تصرف میں لایا اور رفیق وشفیق اسکا ہوا مصرع خوش است آوازہ کہ ہمراہ چنین باشد؛ بعد تین شبانہ روز کے کنارے دریا پر بے زاد رہے تھے بہزار خرابی وجان کنی کے ساحل مراد سے دوچار ہوئے شیر بھاگ گیا حسین اسکے پنجہ ظلم سے رہا ہوا اور اس نواح میں ایک شہر اسے نظر آیا وہاں گیا بلد مسافرت کے ایک دوکان میں سو رہا ایک جماعت کوتوالی روند پھرتی ہوئی آئی اور خفتہ بخت کو سمجھے کہ چور ہے پکڑ کر قید کیا حسین نے سات برس کا زمانہ اس زندان ستم میں بمحنت وکدورت کاٹا اسکے بعد حاکم شہر کو ایک مرض عارض ہوا قیدیونکی رہائی کا حکم دیا حسین نے بھی نجات پائی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اثنائے راہ میں ایک گروہ رہزنون کا کہ ہمیشہ غزنین کے اطراف میں رہزنی کرتے تھے اُنسے ملاقی ہوا اُنھون نے حسین کو جوان دلیر اور گران ڈیل ورزبردست پایا ہتھیار اور گھوڑا دیکر اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہ ...ن اسکی صبح کو تھوڑی ... سلطان ... ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اس جماعت کی تلاش میں سرگردان تھے ان پر ظفر پائے سب کو دستگیر کرکے سلطان کے روبرو لے گئے سلطان نے از راہ غضب اُنکے قتل کا حکم نافذ فرمایا جسوقت کہ جلاد حسین کے گردن پر خط دیکر ... ... حسین نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کیطرف منھ کرکے کہا الٰہی میں جو بے

جانتا ہون کہ غلطی تقصیر روا نہین ہی اور میدان تیری کبریائی کا ظلم اور جور کے خار و خاشاک سے منزہ و مبرا ہی کیا سبب ہی کہ
مین بیگناہ قتل ہوتا ہون یہ سنکر جلاد نے کہا کیونکر بیگناہ ہی حال آنکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک رہزنی کی اور بادشاہ سے
مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ مین کل شب کو اُنسے ملحق ہوا ہون ورنہ جو اپنا مفصل بیان کیا جلاد کو اُسپر رحم آیا اور
اُسے قتل سے دست کش ہوا اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گذارش کی سلطان نے حسین کو طلب کر کے حال پوچھا کیفیت
بیتی سرگذشت راست راست عرض کی بادشاہ نے نظر ترحم اسکے حال پر اختلال پر مبذول فرمائی اور آثار نجابت اُسکے
ناصیہ سے ہویدا دیکھے اُسکی تربیت اور پرورش مین کوشش کی اور اپنے مقربون کے جرگہ مین منتظم کیا اور تھوڑے عرصہ مین صاحب
لیکے ایک لڑکی اپنے عزیزون مین سے اُسکے حبالہ نکاح مین دی اور روز بروز مرتبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ سریر سلطنت پر سلطان معز
ابن ابراہیم غزنوی متمکن ہوا اور حسین اسکے منظور نظر ہوا اور غور کی حکومت پر سرفراز ہوا فرد مکن زیغ غنایت کہ در طریق طلب * براہے
نرسید آنکہ زحمتے نکشید * اور بعضے یون بھی کہتے ہین کہ اعزالدین حسین فرزند بیواسطہ قطب الدین حسین ہی اور یہ عزالدین حسین کے
اُس ضعیفہ سے جو خاندان غزنویہ سے تھی سات پسر فرخندہ اثر پیدا ہوئے ایک اُنمین سے ملک فخرالدین مسعود ملک بامیان دوسرا
قطب الدین محمد داماد بہرام شاہ تیسرا شجاع الدین علی کہ جس نے شباب مین اس جہان فانی کو پدرود کیا چوتھا ناصرالدین محمد کہ ولایت
زمین داور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت ہی اطراف غور مین اور علاقہ قندھار سے رکھتی ہی پانچوان سیف الدین سوری چھٹا بہاءالدین سام
ساتوان علاءالدین حسین اور یہ اعزالدین حسین سلطان سنجر اور سلاطین غوریہ کی دونون اطاعت کرتے تھے اور جب وہ مر گیا
اُسکی اولاد سبعہ کہ جنھین ہفت اختر کہتے تھے متفرق ساتھ دو فرقے ہوئی ایک ملوک بامیان کہ اُنھین طخارستان اور
ملک ہیاطلہ کہتے ہین اور انکی تفصیل کتب مبسوطہ مین مذکور ہی دوسرے ملوک غور و غزنین کہ اول انکے قطب الدین محمد ہی
اور ساتھ ملک الجبال کے شہرت رکھتا ہی اور بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہی فیروزہ کوہ کو تعمیر کر کے دارالملک بنایا اور شکارگاہ
کیواسطے قریب دو فرسنگ کے دو طرف سے دیوار کھینچی اور جابجا قصر ملوکانہ تعمیر کئے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور
غزنین کے تسخیر کی فکر کی بہرام شاہ اسکے ارادہ سے مطلع ہوا اسواسطے اُسے غور سے غزنین مین طلب کر کے محبوس کیا اور بعد چند روز کے
زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غزنویہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اس خاندان سے
اول وہ شخص ہی کہ جسنے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے ہمراہ غزنین مین تھا وہانسے بھاگ کر فیروزہ کوہ گیا اور بقصد
انتقام لشکر جمع کر کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت مفرور ہوا اور سلطان سیف الدین
غزنین مین تخت محمودی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر اعتماد کر کے اپنے بھائی بہاءالدین سام کو مع خیل و حشم غور فیروزہ کوہ مین بھیجا
جب طلایہ انکی سپاہ کا ظاہر ہوا اور راستے غور کے برف کی کثرت سے بند ہوئے اس سال خروج [illegible] مین رہا اور برف
ریزی کے سبب سے متعسر اور متعذر ہوا نظم در آمد زمستان و شد تیر ماہ * گرفتند ہر یک بہ کنجے پناہ * برآمد زمین
با بہار * گسست آب زنجیر در جویبار * بہ قعر زمین رافت ماران فرود * حصاری شدہ ماہیان زیر رود * بر آنکس کہ
باد مخالف وزید * مثل گرچہ کوہ است در مو خزید * برہنہ تنان راز سر ہوش گم * فرو رفتہ را زدرون شکم * بہرام شاہ
بسبب درخواست مردم غزنین ہندی اپنے دارالملک کیطرف متوجہ ہوا اور جیسا کہ مذکور ہوا اس ملک کو غوریہ کے ہاتھ سے
انتزاع کیا اور سیف الدین سوری اور سید مجدالدین اسکے وزیر کو رسوائی تمام قتل کیا اور وہ عداوتین کہ اسوقت تک مخفی تھین [illegible]
ہمین بہاءالدین سام بن اعزالدین حسین جو سلطان غیاث الدین محمد اور شہاب الدین محمد کا والد ہی بقصد

انتقام لشکر جمع کیا اس درمیان مین بمرض چیچک گرفتار ہوکر مرگیا اور علاؤالدین حسین جہانسوز بھی بھیا معزالدین حسین کا ہوکر سلاطین غور بسبب اسکے بلند آوازہ ہوئے اپنے بھائی کے انتقام کیواسطے غزنین کی طرف گیا اس مقام کو جلا کر خاک سیاہ کیا سوائے قبر سلطان محمود اور سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمیع قبوران سبکتگین کو کھود کر آگ انکی ہڈیون مین ڈالی پھر سلطنت غور اور بعض محال خراسان مین پہونچا جب غور کیطرف مراجعت کی اپنے بھتیجون غیاث الدین محمد اور معزالدین محمد بنی بہاؤالدین سام کو بایالت سنگہ تعین کیا چونکہ انکی طبیعت مین سخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا حاصل انکے صرف کو کفایت نکرتا تھا اسقدر آدمیون پر رعایت کی کہ اطراف وجوانب سے سپاہ کثیر اور جم غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام انکا بلند ہوا ایک جماعت اہل حسد نے اس امر کو بوجہ نالائق علاؤالدین حسین کے سمع مبارک مین پہونچایا اور وہ متوہم ہوا اور انکو جرجستان کے قلعہ مین قید کیا اور نہایت غرور سے سلطان سنجر سے مخالفت کی اور جو کچھ اسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اسکے بھیجنے مین اغماض کیا بلکہ بلخ اور ہرات کو اپنے تصرف مین لایا آخر کو سلطان سنجر کے معرکہ مین اسیر ہوا اور چند مدت اسکے اردو مین سرگردان رہا سلطان سنجر نے ترحم کرکے پھر مملکت غور اسے عنایت فرمائی لیکن ۵۵۱ھ پانسو اکاون ہجری مین مرگیا اور ملک سیف الدین محمد بن علاؤالدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اپنے چچیرے بھائیون سلطان غیاث الدین محمد سام اور سلطان معزالدین بن بہاؤالدین سام کو قلعہ جرجستان سے رہا کرکے سنجہ کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایک سال وچند روز یا وہ جنگ غزان کیواسطے گیا اور لڑائی مین اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام اسکے چچیرے بھائی کے سلطنت فیروزکوہ مین پہونچا اور بیچھے بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور تھوڑے عرصہ مین خراسان اور ہندوستان کو اپنے تصرف مین لایا اس مملکت مین خطبہ اپنے نام پڑھایا گیا اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری مین وفات پائی۔ ذکر

سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان معزالدین بن بہاءالدین محمد سام بادشاہ دہلی الملقب بہ شہاب الدین غوری - جب سلطان عالیمقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور مین باستقلال بیٹھا برادر اعیانی اپنے معزالدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہرت رکھتا تھا تکیناباد مین کہ بلاد گرمسیر سے ہے چھوڑا اور وہ ہمیشہ تکیناباد سے غزنین ملک پر اولاد سبکتگین کے تصرف مین آیا تھا فوج کشی کرتا تھا اور اس بلاد کو زحمت دیتا تھا یہانتک کہ ۵۶۷ھ پانسو سرسٹھ ہجری مین سلطان غیاث الدین محمد نے نہضت فرما کر غزنین کو تصرف امرائے خسرو ملک سے برآوردہ کیا اور اُسے بھی سلطان معزالدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق ۵۷۲ھ پانسو بہتر ہجری مین لشکر ملتان کیطرف لیگیا اور اسکو مسخر کیا اور وہان سے اچہ مین گیا راجہ اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اس قلعہ کے گرد مین خیمہ وخرگاہ ایستادہ کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور جو جانتا تھا کہ راجہ کا جنگ سے مغلوب اور مسخر کرنا دشوار ہے ایلچی راجہ کی رانی کے پاس جو شوہر پر مسلط تھی بھیجا اور اسے یہ فریب دیکر وعدہ کیا کہ جو تیری سعی سے یہ شہر مفتوح ہووے تجھے اپنے عقد مین لاکر ملکہ جہان بناؤنگا رانی جو کہ حشمت وشوکت سلطان سے ہراسان تھی اور یقین جانتی تھی کہ غلبہ اُسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہین رہی ہے لیکن ایک دختر بلند اختر کہ کمال حسن ولطافت مین اپنا نظیر نہین رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے اور اپنے عقد نکاح مین لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال واسباب خاصہ کی طمع نکرے تو مین راجہ کو ایسا خواب مرگ مین سلاؤن کہ قیامت تک نہ چونکے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس عورت ناپاک نے چند روز مین اپنے شوہر کو ہلاک کرکے شہر کو سپرد کیا بیت اگر زن نکو بودی ورای زن ✻ زن را مزن نام بودے نہ زن ✻

سلطان شہاب الدین نے ایفاے وعدہ کرکے راجہ کی بیٹی کو شرف اسلام سے مشرف کیا اسکے بعد حسب شریعت غراے محمدی
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سلک ازدواج مین لایا اور دونونکو غزنین بھیجا تاکہ آداب روزہ اور نماز کے یاد کرین اور کلام مجید پڑھین
رانی نے اسی عرصہ مین وفات پائی سلطان رانی کے عمل بد سے متنفر ہوا اعتماد نہ کرکے دختر کو بھی اپنے وصال جان بخش سے کامیاب
نکیا یہانتک کہ دو برس کے بعد غم وغصہ کھانے سے اسکا بھی انتقال ہوا مابعد سلطان نے اچہ اور ملتان کو علی کرماخ کے حوالہ کرکے
غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۵۷۴ھ پانسو چوہتر ہجری مین پھر اچہ اور ملتان مین آیا اور ریگستان کے راستے سے گجرات کی عزیمت
کی اور راے بھیم دیو جو برم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس ولایت کی رکھتا تھا اسکے مقابل آکر مقابلہ ومقاتلہ مین مشغول ہوا
اور جنگ عظیم ومعرکہ شدید کے بعد لشکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے مسلمان شہید ہوگئے اور سلطان نہایت مشقت سے غزنین گیا اور
سنہ ۵۷۵ھ پانسو پچھتر ہجری مین پشاور کیطرف کہ کتب سلف مین ساتھ بکرام ور پرشاور کے مشہور ہے لشکر لیجا کر اس ناحیت کو
تسخیر کیا اور دوسرے سال لاہور کیطرف روانہ ہوا اور خسرو ملک جو جمون کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی مخالفت سے
بادشاہی مین استقلال نرکھتا تھا آب تیغ اور آویزی کی نہ لاکر قلعہ مین متحصن ہوا اور رسل ورسائل کے بعد خسرو ملک نے اپنے چھوٹے
بیٹے کو جو نہایت خردسال اور موسوم بملک شاہ تھا مع ایک بچہ فیل کہ اس سے بہتر ہاتھی سرکار مین نہ تھا اسکے پاس بھیجا
سلطان معز الدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کرکے مراجعت کی اور دوسرے برس دیول کیطرف کہ ولایت سندھ سے ہے لشکر لیگیا
تمام بلاد اور سواحل بحر کو اپنے ضبط مین لایا اور سالماً غانماً بازگشت کی اور سنہ ۵۸۰ھ پانسو اسی ہجری مین دوسرے بار لاہور مین آیا خسرو ملک
پھر متحصن ہوا اور سلطان معز الدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت اور تاراج کیا اور قلعہ سیالکوٹ کو درمیان آب راوی وآب
چناب کے ہے بنا کیا اور حسین خرمیل کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر مراجعت کی اور خسرو ملک نے فرصت پاکر
ککران اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہان بسر لیگیا بغیر اسکی فتح کے
معاودت کی اور سلطان معز الدین محمد اس سبب سے غیظ مین آیا اس مرتبہ لشکر جرار وخونخوار لیکر سنہ ۵۸۲ھ پانسو بیاسی ہجری مین
پھر لاہور مین آیا خسرو ملک نے تحصن ڈھونڈھا اور چند روز تلاش کرکے آخرالامر از روے عجز سلطان شہاب الدین کی ملاقات
کیواسطے دوڑا اور اسے شہہ مین لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو علی کرماخ کے جو حاکم ملتان تھا سپرد کیا اور خود غزنین
کیطرف رجوع کی اور خسرو ملک اور اسکے بیٹے ملکشاہ اور اقربا اور اعزہ کو فیروزہ مین اپنے بھائی سلطان غیاث الدین محمد
کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھین قلعہ جرجستان مین محبوس کیا اور حادثہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کرکے سب کو قتل کیا
اس سلسلے سے ایک اثر باقی نچھوڑا اور سنہ ۵۸۷ھ پانسو ستاسی ہجری مین غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تپہندہ کو کہ اس
زمانہ مین بقبضہ راجگان عظیم الشان تھا راے اجمیر کے تصرف سے بر لایا اور ملک ضیاء الدین تولکی کو مع ایک ہزار اور
دوسو سوار کہ ہر ایک جیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ مین چھوڑ کر مراجعت کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر پہونچی کہ پتھورا والی اجمیر مع
اپنے بھائی کھانڈے راے والی دہلی سے اتفاق کرکے مع چند راجہاے راجپوت اور دو لاکھ سوار اور تین ہزار فیل جنگی ہمراہ
لیکر قلعہ بانتزاع واسترداد قلعہ تپہندہ بسبیل استعجال متوجہ ہے سلطان شہاب الدین نے فسخ عزیمت مراجعت کرکے اسکے مقابلہ کو
پیشقدمی کی اور موضع تراین جو آب سرستی کے ساحل پر جو تھانیسر سے سات کوس ہے اور اب ساتھ تراوڑی کے شہرت
رکھتا ہے اور دہلی سے چالیس کوس کی مسافت ہے مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا میمنہ اور میسرہ سلطان شہاب الدین سے
متفرق ہوئی اور قلب مین بھی چندان فوج نہ رہی اسوقت ایک مقربان نے عرض کی کہ امراے میمنہ اور میسرہ نے جو اس خاندان

عالیشان کے نعمت پروردہ تھے پاے ثبات زمین ہمت سے متزلزل کرکے راہ فرار نا پی اور امراے افغان و خلج کہ مقدمۃ الجیش تھے اور ہمیشہ لاف مردی و مردانگی مارتے تھے معرکہ مین انکا نشان پیدا نہین اگرچہ اسوقت عنان مراجعت لاہور کی طرف معطوف فرماوین مناسب کھائی دیتا ہو سلطان کو یہ بات دافع طبع غیرت آئی شمشیر میان سے لی اور لشکر قلب کے اتفاق سے سپاہ دشمن پر حملہ کرکے حرب و ضرب آغاز کی ابیات ؏ بران تن که در خنجر سخت کوش ✤ درآمد سرش پاسکوبان دوش ✤ بہر سو که شمشیر دو کار کرد ✤ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ✤ چنانچہ ہر دست دو دشمن انکی سیہ داری اور خنجر گذاری پر آفرین کرکے مراسم تحسین بجالایا ناگاہ کھنڈے راے سپہ سالار دہلی کی نظر سلطان پر پڑی فیل کوہ تمثیل کہ جسپر سوار تھا سلطان کی طرف دوڑایا سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھ مین لیکر اُسکی طرف متوجہ ہوا اور ایسی ضربت اُسکے دہن مین ماری کہ کئی دانت اُسکے شکستہ ہوکر گر پڑے کھنڈے راے نے بھی کمال تہور اور جلادت کرکے ہاتھی پر سے ایسا زخم سلطان کے بازو پر پہونچایا کہ قریب تھا کہ خانہ زین سے جدا ہو ناگاہ ایک خلجی بچہ پیادہ بجانب پشت سلطان اُنکے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر بغل کرکے رزمگاہ سے نکالکر لشکر امرا مین کہ اُنھون نے بھاگ کر بیس کوس پر دم لیا تھا بخیر و عافیت پہونچایا اور شور و واویلا کہ شکست لشکر اسلام اور سلطان کے گم ہونے کا لشکریون مین برپا تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین نے ممالک ہند مردم معتمد کے سپرد کرکے غور کیطرف روانہ ہوا اور افغانون نے اسوقت مصلحتاً کچھ نہ کہا اور امراے غور و خلج و خراسان کو معاتب و مواخذ کیا اور توبڑے بُراز جو انکی گردنون میں لٹکا کے اور شہر مین تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ توبڑہ مین ہو نہ کھاوے اُسکا سر تن سے جدا کر دیا روز نے جان کے خوف سے جو نوش جان کیے اور سلامتی کو بہترین امور سمجھے اور زین لماثر کے طرز کلام سے ایسا واضح ہوتا ہو کہ جب سلطان شہاب الدین نے زخم کھایا اور ضعف اُسپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا بسبب عدم معرفت اُسے کسی نے نجانا کہ کون شخص ہو اُسکی طرف کوئی متوجہ نہوا اور شب نے پردۂ ظلمانی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک پہر رات سے گذرا ایک جماعت غلامان ترک سے سلطان کے درپے تفحص ہوئی اور معرکہ مین آکر درمیان مقتولون کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے آواز اپنے غلامونکی پہچانی مگر انھین اپنے حال سے مطلع کیا غلامون نے اُسکی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اُسے باری باری کاندھے پر چڑھا کر تمام شب قطع مسافت مین مصروف رہے علی الصباح اپنے ہمراہیون سے جا ملے اور بادشاہ کو محفہ مین سوار کیا اور اسی حال مین راے پتھورا آیا اور قلعہ تبہندہ کو کہ ضیاء الدین تولکی وہان تھا ایک سال اور ایک مہینے محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بھائی سلطان شہاب الدین سے رخصت لیکر غزنین کیطرف خرامان ہوا اور بقصد انتقام خواب و خور اپنے اوپر حرام کیا اور تھوڑے عرصہ مین سپاہ جرار خونخوار بہم پہونچا کر دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترک و تاجیک و افغان کہ انمین اکثر کلاہ مکلل بجواہر سر پر اور جوشن محلی بسیم و زر زیب بر رکھتے تھے غزنین سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان درگاہ سلطان سے مشورہ کرین ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے جب رایات نصرت آیات بلدہ پیشاور مین پہونچا ایک پیر ان غور سے جو گستاخ تھا سر عجز زمین انکسار پر رکھکر التماس کی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا ہو کہ سلطان کہان جاتا ہو اور ارادہ کیا ہو سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ ای شخص یقین جان کہ جسوقت سے مین نے ہند کے راجاؤن سے شکست کھائی ہو اپنی بیخواہش کے ساتھ عیش و عشرت کے فرش پر استراحت نہ کی اور پوشاک کہ پہنے ہون نہ بدلی یہ سال مین نے حزن و ملال مین بسر کیا ہو اور امراے غور و خلج اور خراسان باوجود قدیم الخدمتی کے جب معرکہ اعدا مین چھوڑ کر مفرور ہوے مین نے اُنکے دربار مین آنیکی ممانعت قدغن کی سلام کا تو کیا ذکر آجتک اُنکا منھ نہ دیکھا اب لطف ایزدی پر اعتماد کرکے بقصد انتقام ہند کیطرف متوجہ ہوا ہون اور امراے قدیم جو مدت سے

اس عہد تک پروردۂ نعمت اس خاندان کے ہین اُنسے چشمداشت خدمت کی نہین رکھتا پیر غوری اس حکایت کے سنتے ہی زمین خدمت
کو بوسہ دیکر عرض گذار ہوا فتح وظفر ہمراہ رکاب ملازمان شاہ ہو جیو انشاء اللہ تعالیٰ ابکی مرتبہ تیرے ادا ے جان نثار ایسی جانسپاری
اور میدان داری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فروگذاشت سابق ہووے اور نام نیک صحائف روزگار پر ثبت رہے لیکن امیدوار ہون
کہ سلطان رقم عفو انکے جرائم پر کھینچکر مجہے کا حکم نافذ فرماے اور الطاف خسروانہ و عنایات شاہانہ نوازش کرے تو اپنے کیے
ہوسنے سے نادم ہون اور سئیات اپنے ساتھ حسنات کے مبدل کرین سلطان کو تقریر اُسکی پسند آئی تمام امرا کو اپنے دربار مین
بُلایا و تحسین عظیم کرکے ہر ایک کو انمین سے علی قدر مراتب در تفاوت مدارج خلعت اور شال کمر و خنجر مرصع سے سرفراز کیا اور
انکی نجابت دفع کرکے جہاد کے بارہ مین بہت سفارش اور تاکید فرمائی دوسرے دن اس موضع سے کوچ کرکے اعلام نصرت نشان
ملتان کی طرف روانہ کیے وہان حدود کے امرا کو جنھون نے سلطان کی غیبت مین دولتخواہی کی تھی اور سپہ سالار صوبہ لاہور سے
سلوک پسندیدہ و خاطر خواہ کرکے جو اُس طرف کے راجاؤن کو شر سے مانع ہوے تھے پایہ انکی دولت کا بھی بلند کیا اور دلجوئی
خشش مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سراپردۂ سلطان لاہور مین برپا ہوے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو جو اعیان ملک
اور مشاہیر دولت سے تھا برسم رسالت اجمیر کیطرف بھیجکر اسلام اور اطاعت کے بارہ مین ترغیب تحریص کی پتھورا نے جواب
درست دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤن سے اعانت چاہی اور بروایت صحیح سے واضح ہوتا ہی کہ اُسنے تین لاکھ
سوار راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو کھینچے تھے سلطان نے بھی لشکر اسلام لیکر شیر غران کیطرح قدم جرأت کا
انکی طرف بڑھایا ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی ہجری مین پھر لشکر کفر و اسلام کا مقابلہ ہوا دونون لشکر نے آب سرستی
کے کنارے ڈیرہ کیا راجہ ہاے راجپوت کہ ڈیڑہ سو نفر تھے شجاعت کا قشقہ اپنی پیشانی پر کھینچکر اپنے قاعدہ و
روش سے قسمین غلیظ اور شدید کھائین اور رقم ہزیمت کی صفحۂ خاطر سے محو کی اور یہ عہد کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نکرین
کارزار سے دست بردار نہون اور چونکہ جنگ سابق مین شریک ہوئے تھے نہایت مغرور تھے او غرور سے نامہ تہدید و تخویف
تحریر کیا مضمون اسکا یہ ہی کہ ندرت و حدت ہماری سپاہ بیکران کی تجھے معلوم ہوگی کہ تواتر و توالی روز بروز لشکر اقصاے
بلاد ہندوستان سے پہونچتا ہی اگر تو رحم اپنی ذات پر نہین کرتا بارے اس جماعت نامراد پر جو ہمراہ رکھتا ہی رحم کر اور
اپنے آنے سے خجل ہوکر علم معاودت بلند کر کہ ہمین اپنے دیوتا اور بتونکی سوگند ہی کہ ہم تمہارا پیچھا نکرینگے اور کسی طرح کا
تعرض اور مزاحمت نہ پہونچا دینگے اور جو یہ امر تمھین منظور نہین تو ہمارا سامنا کر دکہ فیلان صف شکن تین ہزار سے زیادہ
ہین اور پیادہ توپچی اور تیرانداز کہ حساب سے افزون ہین مع لشکر کہ درمیان وہم کے نہ سماے کل تمھارے اُردو پر تاخت
لاوینگے اور حریف کو عرصۂ گیر و دار مین فیل مات کرینگے سلطان شہاب الدین نے اسکے درجواب ترقیم فرمایا کہ جو تحریر قائم
دیا نہایت مروت اور شفقت ہی لیکن سب کو معلوم ہی کہ لشکر کشی مین اس دیار کے مجھے اختیار نہین ہی اپنے بھائی کے حکم سے
اس حدود مین آیا ہون اور ساتھ مشقت اور محنت کے قرین ہوا ہون اسقدر مجھے مہلت اور فرصت دو کہ کسی مرد خندان اور
دانشمند کو اپنے بھائی کے پاس بھیجکر کیفیت تمھاری جمعیت اور غلبہ کی عرض کرون اور رخصت حاصل کرکے تمسے صلح کرون کہ
سرہند اور پنجاب اور ملتان ہمارے قبض و تصرف مین رہے اور باقی ممالک ہندوستان پر تم قابض رہو کفار کے سردارون
نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سراغ پایا خواب غفلت مین ہوئے اور سلطان شہاب الدین اُسی شب کہ دہیا ہے
جدال و قتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ تقاضاے حاجت اور منھ ہاتھ دھونے کو دائیں باہر گئے تھے

مضبوط ہو بہ الاسہ کر کے کمال مردانگی و شوکت سے میدان میں آیا کفار ہرچند سراسیمہ ہوئے لیکن جو کثرت میں زیادہ تھے
ہر طرف فراہم ہوئے اور جانفشانی برداشت کر کے بقدر مقدور آلات حرب ترتیب دیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جو اہل ہند
کی بہادری اور جواں مردی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چار غول کیے کہ اپنی اپنی باری جنگ کریں یعنی جس وقت فوج جنگی یا
سواران ہندی حملہ آور ہوں الحرب خدعۃ کے موافق پشت ہزیمت انہیں دکھا کر پائے ثبات متزلزل کریں اور جب وہ
فرار کا گمان کر کے تعاقب کریں پلٹ کر تیغ یمانی سے سرافشانی اور تیر سنان گذار سے ان نابکاروں کے بدن کو بار سر سے
سبک کریں الغرض پہر دن چڑھے سے نماز عصر کے وقت تک طرفین سے تنور حرب گرم رہا اسوقت شہاب الدین نے خود توکل کا
زرہ بکتر اور زرہ معاہدت کے جسم پر ڈالی اور بارہ ہزار سواروں نے شمشیر ہائے بران کفار کے قتل کیواسطے میان سے لیں اور دنیا ما
جانستان گھوڑوں کی کوتیوں پر راست کیں اور شیر غران کیطرح نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ آور ہوئے اور خاک معرکہ کی دلیروں کے خون سے
رنگین کر کے طرفۃ العین میں صفوف اعدا میں تزلزل ڈالا اس درمیان میں خرمیل اور دوسرے امرا نے یکبارگی چاروں طرف سے حملہ
کر کے سپاہ ہند کو منہزم کیا کھانڈے رائے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ مغلوبہ میں مارے گئے اور پتھورا حدود سرستی میں گرفتار ہوا
اور سلطان کے حکم سے قتل ہوا غنائم کثیر غازیوں کے ہاتھ آئی قلعہ سرستی اور ہانسی اور سامانہ اور کہرام وغیرہ مفتوح ہوئے اسوقت
سلطان شہاب الدین نے اجمیر کیطرف عنان توجہ معطوف فرمائی اس حدود کو بھی اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور ہندی بہت سے کہ انکے
قتل میں تقصیر نہ کی اور صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی گفتگو درمیان میں لایا اور اجمیر کو پسر پتھورا کے تفویض کر کے دہلی کیطرف روانہ ہوا
جب وہاں کا راجہ از راہ عجز و زاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفے اور ہدیے بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو غلام اور
برگزیدہ انکا تھا قصبہ کہرام میں کہ سرکوہ دہلی سے ہے چھوڑا اور کوہ ہائے سوالک کہ ہندوستان کے شمال میں واقع ہیں نہب و تاراج
کر کے غزنین کیطرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایبک نے اسی سال قلعہ میرٹھ اور دہلی کو فوجکشی کر کے پتھورا اور کھانڈے رائے
کے عزیزوں کے ہاتھ تصرف سے برلایا اور ۵۸۹ھ پانسو نواسی ہجری میں قلعہ کول کو بھی مسخر کیا اور دہلی کو دار الملک کر کے وہاں اقامت
کی اور اسکے اطراف و اکناف پر انتظام واقعی کر کے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین غزنین سے پھر عزیمت
ہندوستان کی بلدۂ قنوج کیطرف متوجہ ہوا اور رائے جے چند قنوج اور بنارس کا والی تھا اور تین سو کئی فیل کوہ پیکر رکھتا تھا
اسنے سبقت کر کے قصبۂ چندوارا اور اٹاوہ کی نواح میں آیا اور ملک قطب الدین ایبک سے کہ مقدمۃ الجیش تھا محاربہ کر کے
شکست پائی اور مال و افیال کو بھی برباد کیا سلطان حصار آسنی میں کہ رائے جے چند کا مخزن تھا داخل ہوا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی پھر
وہاں سے بنارس گیا اور قریب ایکہزار بتخانہ میں مورتوں کا شکن کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سیر کیواسطے توجہ فرمائی اور بعد اس
ممالک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایبک کے سپرد کر کے مظفر و منصور غزنین کیطرف روانہ ہوا انہیں دنوں میں
پتھورا کے عزیزوں میں سے ایک شخص کہ ہیمراج نام رکھتا تھا پسر پتھورا سے خروج کر کے اجمیر اسکے قبضہ سے برلایا اور ملک
قطب الدین ایبک سے بھی مقام مخالفت میں آیا چنانچہ ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری میں اسطرف لشکر لیگیا اور ہیمراج نے بھی لشکر فراہم
کیا اور ہم مصاف ہو کر مارا گیا اجمیر اس مرتبہ مسلمانوں کے زیر حکومت ہوا اور انہیں دنوں میں ملک قطب الدین ایبک لشکر
نہروالہ گجرات کیطرف لیگیا انتقام سلطان کا رائے بھیم دیو سے جو وہاں کا والی تھا لیا اور غنائم وافر اس سے دستیاب ہوئے
اور فرمان کے موافق غزنین کیطرف جا کر دہلی کو مراجعت کی اور ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری میں سلطان شہاب الدین کو جو ملک
ہندوستان کی ہوس ہوئی غزنین سے روانہ ہو کر قلعہ تھنگر کو کہ اسوقت ساتھ بیانہ کے شہرت رکھتا تھا فتح کیا اور وہاں کی

سلطان ضیاء الدین علی کی حمایت غوری اسواسطے قلعہ کو الیاکے امیر کہکے خود دارالملک غزنین کیطرف جہاد کی
اور فتح کر کے ملک قطب الدین ایبک سے حوالی جیپال راجہ کے نے جنگ واقع ہوئی شکست فاحش نے منہ کھایا
اور قلعہ انہلواڑہ ہجری مین ملک قطب الدین ایبک نے نہروالہ گجرات کو مفتوح کیا اور دہلی سے قلعہ کالپی و کالنجر
اور بداؤن کو فتح کیا پانسو ننانوے ہجری مین سرہوا اور سلطان شہاب الدین محمد بلوس و سرخس مین تھا کہ خبر وفات اسکے
بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کہ متمکن بتخت شاہی تھا پہونچی وہانسے بادغیس کیطرف متوجہ ہوا اور ماتم مین
شرائط عزا بجالایا اور ممالک خراسان کو اس سال ساتھ ال سامان کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تخت فیروزہ کوہ اور غور اپنے چچیرے
بھائی ملک ضیاء الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بست و فرہ و اسفزاین سلطان محمود بن غیاث الدین محمد
کو ارزانی فرمایا اور حکومت ہرات اور اسکے توابع کی اپنے خواہرزادہ ناصر الدین محمد حسین کو دی اور بنفس نفیس بادغیس سے پلٹ کر
غزنین مین آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہانداری اپنے زیب سر کرکے تخت بلند پایہ پر متمکن ہوا اور لکن فردون
خبر شہادت محمد خیر بیگ عالم مردکی سنکر باستعداد تمام سنہ چھ سو ہجری مین خوارزم کے عزم تسخیر مین گیا خوارزم شاہ
تاب مقاومت نہ لایا قلعہ خوارزم مین متحصن ہوا جب سلطان خوارزم مین پہونچا دریا کے کنارہ جو جیحون سے خوارزم اور
قلعہ کے مابین شرق رویہ جو نہر کھودی ہے فروکش ہوا اور بعد چند روز کے لڑائیان واقع ہوئین کئی امراے غور شہادت کو پہنچے
اس درمیان مین خبر پہونچی کہ قرابیگ سپہ سالار گورخان بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی کمک کو آتے ہین
یہ خبر سنتے ہی ایسا خوف سلطان پر مستولی ہوا کہ احمال و اثقال زیادتی کو آگ دیکر خراسان کی طرف راہی ہوا خوارزم شاہ نے پیچھا کیا
سلطان شہاب الدین محمد پلٹ کر حرب مین مشغول ہوا اور شکست کھا کر خزانہ اور ہاتھی گھوڑے دشمن کے قبضہ مین چھوڑ کر بھاگا کہ ناگاہ
لشکر قرابیگ خطائی اور سلطان عثمان سد راہ ہوئے سلطان بہزار مشقت اندخود مین پہونچا اور دونون لشکر کے درمیان
محاربہ عظیم واقع ہوا سلطان نے اس جنگ مین داد مردی و مردانگی دی باوصف اسکے کہ سو سوار ہمراہ اسکے رہے تھے
حرب مین مشغول رہا جب تاب مقاومت نہ رہی قلعہ اندخود مین متحصن ہوا آخر کو سلطان عثمان کے ذریعہ سے صلح کی اور قلعہ دیکر
بحال پریشان عازم مراجعت ہوا جسوقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایبک ناپاک جو اسکے مقربون سے
تھا معرکے سے باہر جاکر گمان لیگیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا اسواسطے سلطنت سندہ اور اس نواح کو اپنا مرکوز خاطر کرکے
بتعجیل تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے امیر داد حسن کے ساتھ مکر کا شیوہ شروع کرکے یہ بات کہی کہ سلطان کا
فرمان صادر ہوا ہے مجھے تم سے کچھ خلوت مین کہنا ہے اور تمہاری احوال جو کچھ تازہ حادث ہوا ہے درمیان مین رکھو امیر داد حسن
بے تامل اسکے محل مین داخل ہوا ایبک ناپاک نے اسی خلوت مین بلاکر ادھر ادھر کا تذکرہ کیا اسی درمیان مین ایک غلام ترکی کو
کہ اسکے مارڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اسنے بے ملاحظہ خنجر غدر میان ظلم سے نکالکر امیر داد حسن کا سر فوراً تن نازنین سے
جدا کیا اور شہر مین یہ شہرت دی کہ مین سلطان کے حکم سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہون اور فرمان جعلی تحریر کرکے شہر قبۃ الاسلام ملتان کو
بے مشقت و مزاحمت متصرف ہوا اور سرداران لشکر ان کو وجوہ وغیرہ کہ نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے سے باخبر
کیا مدعی سلطنت کا ادعا تسخیر حصار لاہور بنافرمانی کرکے مابین آب جہلم اور سودرہ کے آتش فساد مشتعل کی اور سلطان جب
قلعہ اندخود سے غزنین مین پہونچا اسکا غلام ایلدگز قلعہ مین راہ نہ دیکر جنگ پر آمادہ ہوا چونکہ سلطان کو تاب مقاومت
نہ تھی ملتان کی آگے بڑہی اور ایبک ناپاک نے جب سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر کیا سلطان نے

جنگ کرکے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر سرحد ہاے ہند کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اکابر غزنین کی سفارش سے ایلدگز کی خطا معاف فرمائی اور غزنین مین آیا چنانچہ انھین دنون مین خوارزم شاہ کا بھی ایلچی آیا اور درمیان انکے صلح واقع ہوئی پھر بقصد جہاد کفار کھکران ہندکیطرف فوج کش ہوا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت مین پہونچا کھکران کو مالش دی اور لاہور مین جا کر قطب الدین ایبک کو دہلی کی رخصت فرمائی اور اس مدت مین سلطان شہاب الدین بلدۂ لاہور مین اقامت رکھتا تھا کھکران نے کہ رعیت انکی آب نیلاب کے کنارہ سے دامن کوہ سوالک تک ہے مسلمانون کی ایذا اور اہانت پر کمر باندھی تھی کہ جس مسلمان کو پاتے تھے ساتھ اقسام شکنجہ کے آزار پہونچاتے تھے خصوصاً اُن مسلمانونکو جو سلطان کی طرف سے بلدہ پیشاور اور اُس نواح مین رہتے تھے یہ ہمیشہ اذیت اور تشویش کے باعث پنجاب کیطرف فراغت سے آمد و شد نکر سکتے تھے کھکران کا کچھ دین اور ملت نہ تھا اور ایسے بیحیا تھے کہ اسوقت اُنکے یہان بیٹی پیدا ہوتی تھی اپنے دروازہ پر لڑکی کو لیکر فریاد کرتے تھے کہ آیا کوئی شخص ہے کہ اس دختر کو اپنی زوجیت مین قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرتا تھا اُسے دیتے تھے والا اسی ساعت اُس لڑکی کو تیغ ظلم سے ہلاک کرتے تھے اور اُنکے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کہ اُس عورت کے پاس آتا تھا اپنا نشان دروازہ پر چھوڑتا تھا کہ اگر دوسرا شوہر آوے وہ نشانی دیکھکر پلٹ جاوے اور وہ جماعت اس وضع پر رہتی تھی کہ مسلمانونکی عقوبت ثواب جانتی تھی یہانتک کہ آخر ایام سلطان شہاب الدین مین ایک مسلمان انکے دست ظلم مین گرفتار ہوا اور طرح و وضع ارباب اسلام کی کسی تقریب سے بیان کی پہلے اس طائفہ کو مسلمانونکا شعار پسند آیا اور محظوظ ہوکر کہا اگر مین سلطان شہاب الدین کیخدمت مین جاکر قلادہ اسلام گردن مین ڈالون میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے مرد مسلمان نے کہا مین ذمہ دار ہوتا ہون کہ رعایت شاہانہ کرکے یہہ حکومت اس کوہستان کی تجھے عنایت فرماوے چنانچہ اس مسلمان نے عریضہ مشتمل اس ماجرے کا ساتھ عرضداشت رئیس کھکران کی سلطان شہاب الدین کے حضور مین ارسال کیا سلطان نے بلا توقف خلعت فاخرہ اور کمر بند مرصع اُس رئیس کیواسطے ارسال فرمایا اسکے بعد وہ سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوا اور دربار سے فرامین حکومت اُس کوہستان کی لیکر آیا اور اکثر کھکرون کو مسلمان کیا مگر انھین کے نادر لوگ دور دست کے باشندے تھے ساتھ شرف اسلام کے فائز ہوئے اور اسی سال کفار ترامیہ کو کہ کوہستان غزنین اور پنجاب کے درمیان رہتے تھے اور قتل اہل اسلام کو موجب دخول جنت جانتے تھے بعضونکو بلطف و خلق اور بعضونکو بقہر و سیاست دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین داخل کیا اور قریب تین چار لاکھ کفار زنار دار کو اس یورش مین جنیو توڑ کر انکی گردن مین طوق ایمان ڈالا اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اٹھارہ ہے دونون قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہین تغیر نے اُنکے اعتقاد مین راہ نپائی اسکے بعد کہ خاطر اشرف شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سولھوین رجب سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری کو بلدۂ لاہور سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور فرمان باسم بہاء الدین سام والی بامیان کے صادر ہوا کہ خاطر ہمایون بدولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ ہوئی ہے لازم کہ بمجرد وصول فرمان اُس حدود مین لشکر کو فراہم کرکے ساحل آب جیحون پر نزول کرے اور پل تیار رکھے تاکہ سپاہ اسلام عبور کے وقت آزار نہ کھینچے اور جو سلطان دوسری شعبان سنہ مذکور کو آب نیلاب کے کنارہ پر پہونچا چنانچہ اس منزل مین کہ دمیک اشتہار رکھتی تھی وارد ہوا قضارا اُن چند روز مین بیس نفر کفار کھکران کہ اکثر اُنکے عزیز و اقارب اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ مین مارے گئے تھے ہم عہد اور ہم سوگند سلطان شہاب الدین کے قتل مین ہوئے تھے اور تعاقب مین کرکے قابو ڈھونڈتے تھے کچھ کیوقت کہ فراش سراپردہ اوتارنے لگے بارگاہ خاصہ سلطان شہاب الدین مین در

تھی اور دشمن اسکا محافظ خاطر مین لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک گکھڑ کمین سے پیشقدمی کر سلطان کے دربانون کو چھری مارکر
بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتگار سلطان کے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پاکر ایک شقہ سراپردہ کا
چھری سے کاٹا اور مع چند آدمی خنجر ہاے برہنہ کے خیمہ سلطانی مین داخل ہوئے اسوقت تین غلام ترک خدمت گذار کہ حاضر تھے
ان ہیبت سے مثل چوب خشک بیحس وحرکت ہوئے اور گکھڑون نے خاطر جمعی سے حالت نوم مین اس بادشاہ عالیجاہ کے
بائیس چھری زخم مارا درجہ شہادت تک پہنچایا قطعہ شہادت ملک بحر و بر معز الدین کز ابتدای جہان مثل او نیامد یک سوم شعبان
بسال ششصد و دو بود فتاد در رہ غزنین بمنزل رہتک مدت سلطنت اسکی ابتداے حکومت غزنین سے آخر عمر تک بتیس سال اور چند
مہینے تھی اس سے ایک بیٹی رہی کہتے ہین وزیر اسکا خواجہ مؤید الملک بن خواجہ محمد تھا بعضے گکھڑون غدار کو گرفتار کرکے
بغیر مکر انواع عقوبت سے قتل کیا اور امرا اور افسران سپاہ کو متفق کرکے اپنا شریک کیا اور خزانہ کی محافظت مین کہ چار ہزار
اونٹ پر لدا تھا اپنے قصد درست کیا اور غلام سلطان شہید کے چاہتے تھے کہ خزانہ تاراج کرین دشمن دست برد سے گکھڑین بھی
مانع ہوا اور جنازہ اس شاہ گیتی پناہ کا اٹھا کر بحشمت و شوکت تمام غزنین کیطرف لیگیا میل خاطر خواجہ مؤید الملک و لولو ترک
کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمود کے تھی اور امراے غور سب بہ خیال سلطنت بہاؤ الدین سام کا رکھتے تھے اس سبب سے جب
حوالی فرشورین پہونچے بین الفریقین مخالفت تمام ظہور مین آئی خواجہ مؤید الملک اس راستہ سے کہ کرمان بہت نزدیک تھا جانا چاہتا تھا
اسواسطے کہ تاج الدین ایلدگز کہ ایک غلامان سلطان شہاب الدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے نہایت اخلاص و اتحاد
رکھتا تھا اس مقام مین تھا اور امراے غور ارادہ رکھتے تھے کہ ایسی راہ سے سیر کرین کہ بامیان سے بہت نزدیک ہووے تا خزانہ
بہاؤ الدین سام کو داخل کرین اور اس مقدمہ مین قریب تھا کہ تلوار آپسمین چلے اور کام ضائع ہو خواجہ مؤید الملک نے امراے غور کے
روبرو جاکر ملائمت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطر نشان کی کہ مناسب وہ ہے کہ شنوران اور کرمان کے راستہ سے غزنین
کیطرف متوجہ ہونا چاہیے غرضکہ قبائل افغانان و گکھڑان بدراہ سے زحمت بہت کھینچکر جب کرمان کی نواح مین پہونچے تاج الدین
ایلدگز محفہ سلطان کے استقبال کیواسطے برآمد ہوا جونہین اسکی نظر محفہ پر پڑی گھوڑے سے اترکر زمین ادب کو بوسہ دیا
اور اسکے بعد پردہ محفہ کا اٹھایا جب کالبد سلطان پر نظر پڑی اپنی دستار سر سے اور پیراہن تن سے پھاڑکر گریہ و زاری آغاز کی
اور ماتم تازہ کیا القصہ بتاریخ بائیسوین شہر شعبان محفہ سلطان شہاب الدین کا غزنین مین پہونچایا اور اس خطیرہ مین کہ جو
اپنی دختر کیواسطے تیار کیا تھا مدفون کیا کہتے ہین غزنین مین خزانہ بہت زر اور نقرہ اور جواہر سے اسمین سے باقی رہا منجملہ پانسو من
الماس جواہر نفیس سے اسیطرح جواہر خانہ مین موجود تھا اور دوسرے نقود اور اموال کو اس سے قیاس کرسکتے ہین [illegible]
کیا تھا دو مرتبہ شکست پائی پھر کامیاب ہوا بادشاہ عادل و خدا ترس و مشفق خلائق تھا اور علما اور فضلا کی بہت قدر کرتا تھا

ذکر رواج دہندہ بخشش ملک سلطان قطب الدین ایبک مشہور بہ لک بخش

سلطان قطب الدین ایبک خلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مین موصوف تھا اور رسم شہریاری اور قواعد جہانداری خوب جانتا تھا اور رزم شیر افگنی
دشمن کشی مین جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام کرتا تھا اور صغرسنی مین اس جناب کو ایک تاجر ترکستان سے نیشاپور لیگیا اور قاضی فخر الدین
ابن عبد العزیز کوفی کے ہاتھ جو فرزندان امام اعظم ابو حنیفہ سے تھا بیچا چونکہ دست قدرت نے بقلم عنایت رقم سعادت کی
اسکے ناصیہ احوال پر کھینچی تھی اولاد قاضی کی صحبت مین مکتب مین جاکر تھوڑے عرصہ مین قرآن پڑھا اور خط و سواد
بہم پہونچایا اور آداب و کمالات کے تحصیل مین نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونیکے بعد ایک سوداگر نے

اُسے قاضی کے فرزندونسے بقیمت گران خرید کیا اور بطریق تحفہ سلطان معزالدین ملقب بہ شہاب الدین غوری کے پاس لایا
سلطان نے اُسے اُن تاجرونسے بقیمت افزون خرید کیا چونکہ اُسکی انگشت خنصر شکستہ تھی اسواسطے اُسے ایبک کہتے تھے اور خدمت
سلطان مین از روئے شعور و اخلاص مصروف رہتا تھا حتے کہ چند عرصہ مین قرب و اختصاص تمام حاصل کیا لکھا ہے کہ ایک شب کو
سلطان معزالدین ایک بزم آراستہ کرکے ساتھ مقربین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اُس بزم مین تمام نزدیکون و مخصوصونکو
اپنے انعام کثیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایبک کو بھی بمزید انعام اختصاص بخشا جب مجلس سے انصرام و اختتام پایا
سلطان قطب الدین ایبک نے جو کچھ انعام پایا تھا سب فراشون اور اہل خدمت کو قسمت کیا صبح کو جب یہ خبر سلطان کو
پہونچی یہ حرکت اُسکی پسند آئی چنانچہ اُسے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور ساتھ خدمت حضوری کے تخت کے آگے سرفراز ہوا اور ہمیشہ
مرتبہ اسکے ترقی پر تھا یہانتک کہ ساتھ شغل امیر آخوری کے ممتاز ہوا اور جن روزون مین سلاطین غور و غزنین و بامیان سلطان شاہ
خوارزمی کے دفع کیواسطے مرو کی طرف لشکرکش ہوئے سلطان قطب الدین ایبک ہر روز واسطے طلب علف کے صحرا لیجاتا تھا ایکروز
حدود آب مرو مین آب مرغاب پر افواج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایبک نے داد جوانمردی اور بہادری کی دی چونکہ
جمعیت اُسکی تھوڑی تھی فوج غنیم مین گرفتار ہوا اور وہ اُسے سلطان شاہ کے روبرو لیگئے سلطان شاہ نے اُسے پنجرۂ آہنی مین قید کیا
جب کہ درمیان سلطان غور اور سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہزم ہوا سلطان قطب الدین ایبک کو سلطان
معزالدین کے ملازم مع تختہ بند آہن پنجرہ پر بٹھاکر سلطان کی ملازمت مین لائے سلطان نے اُسے باعزاز تمام خلعت ہائے فاخرہ
اور انعامات مرحمت فرمایا اُسکے بعد سلطان نے ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی ہجری مین راے اجمیر اور دہلی سے انتقام لیا کہرام اور
سمانہ اور دیگر ممالک پر اُسے مقرر کرکے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایبک نے جیسا کہ چاہیے اُس منصب
جلیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اُس افواج کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور دہلی کیطرف
لشکرکشی کرکے محاصرہ کیا اور جب بنیاد جنگ کی قائم کی راجپوتون نے اطراف و جوانب سے آنکر صفوف آراستہ کین چنانچہ سپاہ
طرفین کی بہت قتل ہوئی اور خون معرکہ جدال مین ندی کیطرح جاری ہوا راجپوتون نے منہزم ہوکر شہر مین دم لیا جب کام
اُنپر تنگ ہوا اپنی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایبک کے تفویض کیا اور ماہ رمضان ۵۸۹ھ
پانسو نواسی ہجری مین جیتوان جو راے نہروالہ کے متعلقون سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تسخیر قلعہ ہانسی کے قریب آیا حاکم وہان کا
نصرت الدین سالار قلعہ بند ہوا اور یہ خبر دہلی مین پہونچی سلطان قطب الدین ایبک بہ تعجیل تمام اُسکی طرف متوجہ ہوا جیتوان
بھاگ کر نہروالہ گجرات کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے ۵۹۰ھ پانسو نوے ہجری مین دریا عبور کرکے قلعہ
کول کو بزور شمشیر لیا اور ایکہزار گھوڑے راہوار و غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور اُنہی دنون مین جب خبر توجہ سلطان معزالدین
بقصد تسخیر قنوج و بنارس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کول سے پیشوائی کیواسطے گیا اور ملاقات کے بعد
سو گھوڑے تازی اور ایک زنجیر فیل طلائی اور ایک زنجیر فیل نقرہ سے مغرق پیشکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ
دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلیعہ ہوکر اُسکی سواری کے آگے روان ہوا اور افواج راے
بنارس کو جو سد راہ ہوئی سب کو مار ہٹایا آخرکو جے چند راے بنارس خود قطب الدین ایبک کے مقابلہ کو میدان مین آیا اور عین گرمی
اور ہنگامۂ کارزار مین ایک تیر جانستان جے چند راے کے حدقۂ چشم مین در آیا فیل کے ہودہ سے خاک مذلت پر گرا مع روح
اُسکا قفس تن سے پرواز کرگیا اور لشکر راجپوتون کا متفرق ہوا کسی شخص کو اُسکے قتل ہونیکی اطلاع نہ تھی آخرالامر اُس علامت

کہ دانت اُسکے ضعف پیری کے سبب تارہائے طلائی سے مستحکم کیے گئے تھے لاش اسکی مقتولونکے درمیانسے اُٹھا لیگئے اسکے بعد سلطان شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس مین داخل ہوا اور اُس دیار کو تا بلاد بنگالہ پے سپر کیا اور تخمیناً ایکہزار بت توڑے اور چار ہزار اونٹ نفایس اور جواہر اور زر یا قمشہ وغیرہ سے لادے اور قلعہ کول حسام الدین اوغلبک کے سپرد کرکے مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین جب فیلان بنارس کو بروز بار عام سلطان کی نظر گذرانتے تھے اُنمین کہ وقت تمام ہاتھیون نے فیلبانونکے اشارہ سے سلطان کو سلام کیا مگر فیل سفید کہ ہرچند فیلبان نے سعی کی اُسنے سلام پر اقدام نکیا اور فیلبان پر شدت و تشدد کی کہ نزدیک تھا فیلبان کو ہلاک کرے سلطان نے فیل سفید کے سوا سب ہاتھیون کو سلطان قطب الدین ایبک کو ارزانی رکھے اسلئے کہ جب چند منزل غزنین کیطرف روانہ ہوا فیل سفید کو بھی بسبب تعذر ان نزدیکی کے قطب الدین ایبک کیواسطے ارسال کردیا اور قطب الدین ایبک کے آخر ایام حیات تک وہ فیل زندہ تھا اسکے فوت کے بعد تھوڑے دنون فیل سفید بھی مرگیا چنانچہ اسوقت سے زمانہ تحریر اس تاریخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی فیل سفید نہ رکھتا تھا اور حکام اطراف سے بھی نہ سنا گیا کہ انکے فیل سفید رکھتا ہو ہان اس مدت مین کہ یہ کمترین بسعود سنے یادری کی ملازم دربار ججو ابراہیم عادل شاہ ہوا دار السلطنت بیجاپور مین تجار ثقہ صادق القول سے مین نے سنا کہ سرکار بادشاہ جزیرہ پیگو مین ہمیشہ دو ہاتھی سفید رہتے ہین اور جب تک وہ زندہ ہین ہرچند مردم بادشاہی وغیرہ جنگلون مین تلاش کرتے ہین ہرگز فیل سفید نہین نظر آتی دیکھا ہے اور جب ان دو فیل سے کوئی مرتا ہے قادر بیچون کے حکم سے ایک فیل سفید پیدا ہوتا ہے اسوقت بہ تعجیل تمام لوگ بادشاہی جنگل مین جاکر ساتھ اُس حیلہ کے کہ جانتے ہین فیل کو گرفتار کرکے شہر مین لاتے ہین القصہ سلطان قطب الدین ایبک بعد مراجعت سلطان شہاب الدین کے غزنین مین چیدہ روز حصار اسنی مین مقام کیا اور اِس صوبہ سے خاطر مطمئن کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ مین خبر پہنچی کہ ہیمراج راجپوت کوہستان سے خروج کرکے کولہ ولد پتھورا سے جنگ کرکے اُسے اجمیر سے رنتھنبور کیطرف مفرور کیا اور جتر نے بھی اپنا لشکر دہلی کے انتزاع واسترداد کیواسطے روانہ کیا ملک حوالی دہلی مین پہونچکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوا سلطان قطب الدین نے عزیمت ملوکانہ اسکے تدارک و تلافی مین مصروف رکھکر بیس ہزار سوار اپنے لشکر سے جدا کرکے بسبیل تعجیل جتر اسکیطرف متوجہ ہوا جب اُسنے سلطان قطب الدین ایبک کے پہنچنے کی خبر پائی تاب مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر اجمیر کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے اسکا تعاقب اجمیر تک کیا اور ہیمراج راجہ اجمیر نے باہر آنکر صفین آراستہ کین اور سلطان قطب الدین ایبک سے مقابلہ کرکے مقتول ہوا اجمیر از سر نو مسلمانونکے قبضہ مین آیا اس مرتبہ حکام اسلام کا نشیمن ہوا اور ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری مین لشکر نہروالہ گجرات کیطرف لیگیا اور جیتوان سپہ سالار بھیم دیو راے نہروالہ کا جو قلعہ نہروالہ کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین ایبک کی تاخت سے مضطرب ہوکر مفرور ہوا سلطان نے پیچھا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک امیر لشکر سلطانی سے کچھ سوار لیکر دوڑا اور اسکو قتل کیا اور سب سامان لے لیا بھیم دیو بھی یہ خبر سنتے ہی اپنی ولایت کی سمت بھاگا اور سلطان قطب الدین ایبک اِس ممالک سے غنائم بیشمار لایا پھر وہانسے قلعہ ہانسی مین گیا اور اسے تعمیر کیا بھکرام کو فتح کرکے دہلی مین آیا اس درمیان مین قوام الملک رکن الدین حمزہ جو جاگیردار حوالی رنتھنبور تھا اُسنے یہ پیغام بھیجا کہ راجہ اجمیر کا بھائی کہ کوہستان مین بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر فوج کش ہوکر پتھورا کے بیٹے کو محاصرہ کیا چونکہ وہ سلطان قطب الدین ایبک کا مطیع اور فرمانبردار تھا بجلدی تمام اُسکی مدد کو گیا راجہ اجمیر کا بھائی یہ خبر سنتے ہی کسی طرف مفرور ہوگیا اور کولہ نے اموال وافر اور تین خربزہ طلائی پیشکش کیے سلطان قطب الدین ایبک نے وہانسے معاودت کی اور تاج المآثر مین

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کامگار کے واقعات مفصل اسمین تحریر ہین اس سے واضح ہوتا ہی کہ جب ولایت اجمیر دوسری مرتبہ مفتوح ہوئی اور نہروالہ اور دیگر قصبہ فتح وقوع مین آئی دہلی کیطرف مراجعت کی اور مکتوب بہ تفصیل خبر فتوحات غزنین مین روانہ کیا سلطان معزالدین نے فرمان اسکے طلب مین صادر فرمایا سلطان قطب الدین ایبک احرام خدمت باندھکر غزنین کیطرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طی مسافت سلطان کے پابوسی مین معزز ہوا اور اعزاز و اکرام بہت پایا من بعد غزنین مین بیمار ہوا سلطان کی مین توجہ اور طبیب روشن رائے کے معالجہ کی برکت سے کہ جالینوس عصر تھا شفا پائی اور بیچ ہندوستان کی نقد رخصت حاصل کی جب کرمان مین پہونچا دختر سلطان تاج الدین کو بحسب الحکم سلطان معزالدین کے عقد نکاح مین لایا پھر جب دہلی مین داخل ہوا بطرز اہل اسلام باتکلف تمام آئین بندی کیکے جشن کیے اور اسی سال یعنی سنہ ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری مین مسجد جامع کہ قبل اسکے مدت سے دہلی مین بنا کی تھی انجام کو پہونچی بعد ازان بقصد تسخیر قلعہ تھنکر یعنی بیانہ کے لشکر فراہم کر کے روانہ ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ سلطان کے آنیکی خبر ہندوستان مین شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے جھانسی تک استقبال کر کے ملازمت کی اسپ تازی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اسکے ہمراہ رکاب قلعہ تھنکر یعنی بیانہ پر جا کر مفتوح و مسخر کیا سلطان معزالدین نے حکومت اس قلعہ کی اپنے ایک غلامان ترک بہاء الدین طغرل کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک گوالیار کیطرف روانہ ہوا وہانکے راجہ سلکھن پال نے باج و خراج قبول کر کے مبالغ خطیر پیشکش بھیجے اس فتح کے بعد سلطان نے غزنین کیطرف معاودت کی اور سلطان قطب الدین ایبک دہلی مین مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات مین خبر پہونچی کہ راجہاے نتران یعنی راجپوتان راجہ نہروالہ سے موافقت کر کے چاہتے ہین کہ اجمیر مسلمانونکے تصرف سے برآوردہ کرین اور سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی لشکر نہروالہ مین نہ پہونچا تھا ان راجاؤنکی حرب مین مشغول ہوا لیکن اسکا گھوڑا زخم کاری اٹھا کر گر پڑا لشکر اسلام کا دل شکستہ ہوا اور سلطان قطب الدین ایبک کو بجبر و تعجیل دوسرے گھوڑے پر سوار کر کے اجمیر مین لیگئے اور راجپوت اس فتح سے خوشحال ہوئے جب لشکر نہروالہ کمک کو پہونچا اور اجمیر کے اطراف مین جا کر تین کوس پر فروکش ہوا اور چند مہینے متواتر جنگ مین مشغول رہا یہ خبر سلطان معزالدین کو پہونچی چنانچہ حسب الحکم اسکے امراے کبار مثل اسلام خان و اسدالدین و ارسلان خلج و نصیرالدین حسین و عزالدین مؤید و شرف الدین محمد مع لشکر کثیر و جم غفیر غزنین سے لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے اور سرملنے بھی تیغ انتقام نیام سے کھینچی کفار نے توقف مناسب نجانا اپنے مقاموںکو راہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک قوی پشت ہو کر راے گجرات کی گوشمالی مقدم سمجھکر صفر کی پندرھوین تاریخ سنہ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری مین اجمیر سے نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی جب ہوتلی اور نبدل کے حدود مین پہونچا دونون قلعہ تصرف مین لایا اسوقت یہ خبر پہونچی کہ والی وہان کی اسی راجپوت سے ملکر راجہ نہروالہ سے اتفاق کر کے قلعہ ابوگڑھ کے قریب جو بلدہ سروہی کے مضافات سے ہی بیٹھا ہی اور چاہتا ہی کہ گجرات کی روانگی سے مانع ہو کر ہنگامہ کارزار برپا کرے سلطان قطب الدین ایبک اسکی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ ان دزدون اور ویرانون مین داخل ہو کر رستم کے مانند میدانداری کی کہ راجپوتونکو شکست فاحش دی اور پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین تہ تیغ کر کے شکست سابقہ کا عوض لیا اور ہندی قریب بیس ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور عساکر ظفر مآثر غنائم بیحد سے توانگر و مالامال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک جب قتل و قمع کفار راجپوت سے فارغ ہوا ولایت معمورہ گجرات مین داخل ہوا وہانکے سرکشون کو زیر و زبر کیا غرضکہ اس مرتبہ نہروالہ تصرف مین لا کر ایک امراے کبار کے تفویض کیا اور اجمیر کے راستہ سے دہلی کیطرف مراجعت کی اور جواہرات و ملبوسات قیمتی اور چند کنیز و غلام خوبصورت سلطان کیواسطے غزنین مین بھیجے اور ملوک و خوانین کو انواع لطف و احسان سے سرفراز کر کے انکے مناصب زیادہ کیے

اور جود و کرم کا دریا تھا کہ لنگر فقرا و مساکین دہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور سنہ ۵۹۹ پانسو ننانوے ہجری مین
سلطان قطب الدین ایبک نے پکا ارادہ کر کے ہمت پر چست باندھکر کالنجر کیطرف روانہ ہوا وہاں کا راجہ بھی صفوف حرب آراستہ کر
کے میدان مین آیا اور طرفۃ العین مین بھاگکر قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنی جرأت و جسارت سے نادم ہوا اور صلح سے بزرگان
سلف جیسے سلطان محمود کی اطاعت کرتے تھے اُسنے بھی سلطان قطب الدین ایبک کی فرمان برداری چاہی اور لوازم پیشکش
دینے پر آمادہ ہوا اسپ و فیل و جواہر اور اموال مین جو تقاضا انکی سے مقرر کیا تھا اسکے ادا کرنے کے قبل عدہ دیو نے اُس حیلہ کی شکستی
سے جو اُس نے کی تھی سر مخالفت اُٹھا کر اعلام مجادلہ اور محاربہ بلند کیے قضا را جو وقت دو بارہ تھا اور بخت و سعادت نے اُس سے منہ پھیرا
لاچار وہ چشمہ جسپر وہ مدار تھا خشک ہو گیا اہالی قلعہ نے لاچار ہو کر امان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہوئے و قلعہ مع ساز و سامان و زر و جواہر
سلطان قطب الدین ایبک کے ملازمونکے سپرد کیا اور وہاں بھی پچاس ہزار کنیز و غلام ہاتھ آئے بتخانے مسجد مین تبدیل ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہوئے
اور سلطان وہانسے شہر مہوبہ مین جو پایہ تخت بلدہ کالپی تھا روانہ ہوا اُسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اسی راستے سے بداؤن کیطرف
متوجہ ہو کر اُسے بھی اپنے قبضہ قدرت مین لایا من بعد محمد بختیار خلجی بہار سے اُنکی ملازمت کو پہونچا انواع جواہر و اقسام نقود پیشکش گذرانا
سلطان قطب الدین ایبک اسکے بعد دہلی مین آیا اور جب سلطان معز الدین قضیہ خوارزم کے بعد ہندوستان مین آیا سلطان قطب الدین
ایبک و سلطان شمس الدین التمش نے جو اُسکے غلام تھے طائفہ کھکران سے معرکہ لڑے اور اس طائفہ کی مغلوبیت کے بعد سلطان قطب الدین
ایبک رخصت کے بعد دہلی مین آیا اور سلطان معز الدین غزنین کے راستے مین شربت شہادت نوش کر کے جنت کیطرف راہی ہوا
پھر اسکے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تخت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کیواسطے کہ
اسوقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے چتر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطانی اور خط آزادی روانہ کیا بسمع اسکے سلطان قطب الدین
ایبک برسم استقبال لاہور مین گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھیجا تھا اسکے وصول سے معزز و مباہی ہوا
و سہ شنبہ کے دن اٹھارہوین ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ چھسو دو ہجری مین تخت لاہور پر اجلاس فرمایا چند روز عرصہ کے بعد دہلی مین آیا اور
تاج الدین یلدوز جیسا کہ چاہیے پنجاب کے درپے تسخیر ہو کر غزنین سے لاہور کیطرف کوچ بکوچ روانہ ہوا اور وہان کے حاکم کو
زیر کر کے متصرف ہوا سلطان قطب الدین جب اس معاملہ سے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ ۶۰۳ چھسو تین
ہجری مین درمیان فریقین کے آتش حرب افروختہ ہوئی طرفین نے لوازم شجاعت ظہور مین پہونچائے عاقبت الامر یلدوز
منہزم ہو کر کرمان اور شنوران کی طرف بھاگا اور پہاڑون مین در آیا اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین کے تخت پر
جلوہ گر ہو کر داد عیش دی اور مے نوشی پر کمر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہوئے اور پوشیدہ سلطان یلدوز کے
پاس ایلچی بھیجکر طلب کیا تاج الدین یلدوز اس دنکا امیدوار تھا مع لشکر جرار تاخت کر کے غزنین پہونچا اور مستعد قتال ہوا
سلطان قطب الدین ایبک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور وہاں رہنا مناسب نہ جانکر ایک نقد سے برآمد ہو کر لاہور کیطرف گیا
بیت چو سلطان سر انداز باشد نمے ۔ فتد نخواہ نیز سر تاج کے ۔ سلطان قطب الدین ایبک اس سبب سے کہ دغدغہ بہت
تاج الدین یلدوز کیطرف سے رکھتا تھا لاہور مین استقامت فرمائی اور عدل و داد و سخاوت مین اوقات بسر کی
خلائق کو دامن امان مین نگاہ رکھا کہ ناگاہ سنہ ۶۰۷ چھسو سات ہجری مین چوگان بازی کیوقت لاہور مین گھوڑے
سے گرا اور زین کا کوہہ اُسکے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان بر نہوا مدت اسکے دولت کی فتح دہلی سے آخر عمر تک بیس برس
اور چند مہینے تھی از انجملہ چار برس بادشاہی مین گذرے اسکی سخاوت و جوانمردی اور شجاعت ہندوستان مین ضرب المثل ہے کہ

لاکھون روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحقونکو زیادہ اس سے جو حوصلہ مین سمائے عطا کرتا تھا اس سبب سے لقب اسکا لک بخش
ہوا اور ابتک اہل ہند اُسکے جود و سخاوت پر مدح کرتے ہین کل قطب الدین کہتے ہین کل در کال بکات عربی معنوں جمع الالف
اور بدون الالف زمانہ کو کہتے ہین یعنی قطب الدین زمانہ اور بہاء الدین کہ ایک فضلاے عصر سے تھا اسکی مدح مین کہتا ہو قطعہ
ای بخشش لک تو در جہان آوردہ ٭ کان راکف تو کار بجان آوردہ ٭ از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان ٭ وز لعل بہانہ
در میان آوردہ ٭ جو سلطان قطب الدین ایبک کے سوا اور چار نفر غلامان امراے سلطان معز الدین سام سے مملکت ہندوستان
مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تھے ذکر اُنکا اس مقام پر مناسب دیکھا۔ **ذکر سلطان تاج الدین یلدوز کا**۔ ارباب اخبار
بیان کرتے ہین کہ سلطان معز الدین محمد سام غلامان ترک کے خریدنے اور اُنکی ترتیب کرنے مین نہایت شفقت رکھتا تھا اسواسطے
اُسے ایک دختر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہوا ایک روز ایک مصاحب گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہوتا جو آفریدگار عالم
سلطان زمن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول واقعۂ ناگزیر صاحب تاج و تخت ہوتے سلطان نے اُسکے
درجواب ارشاد کیا کہ اگرچہ بادشاہ ہونیکے فرزند متعدد ہوتے ہین میرے کئی ہزار فرزند ہین میرے انتقال کے بعد ممالک
میرے نام رکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا سلطان نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان معز الدین کے
غلامونسے کہ مالک تاج و نگین ہوا وہ تاج الدین یلدوز ہی سلطان شہاب الدین نے اسے صغر سن مین خرید کیا تھا جو نہ
صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور حلیہ جمال باکمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اُسے قرب خدمت مین
اختصاص دیکر مرتبہ اسکا بزرگ کیا اور اپنی عنایات بیغایات سے تمام بندون پر ممتاز فرمایا اور جب مرتبہ امارت مین پہونچایا
کرمان اور شیوران اسکی وجہ جاگیر مین مرفوع القلم کیا جسوقت سلطان نے بسفر ہندوستان کرمان مین نزول اجلال و حلول
اقبال فرمایا ملک تاج الدین یلدوز نے تمام امرا کی ضیافت کی اور ایکہزار کلاہ و قبا خلعت دیئے اور علاوہ اسکے تمام لشکر و
حشم کو ہر شخص کی لیاقت اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور اُسکی دو بیٹیاں تھین ایک بیٹی سلطان کے حکم سے
سلطان قطب الدین ایبک کے حبالۂ نکاح مین تھی اور دوسری بیٹی ملک ناصر الدین قباچہ کے عقد نکاح مین منعقد کی تھی اور نیز
سلطان تاج الدین یلدوز کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقصد تادیب کوڑا اٹھا کر اُسکے سر پر مارا جو کہ اُس طفل کی
اجل آ پہونچی تھی اسی ضرب سے آناً فاناً مین وفات پائی مضمون اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کا واقع ہوا جب یہ
خبر حیرت اثر سلطان تاج الدین یلدوز کو پہونچی معلم کو خرچ دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جب تک لڑکے کی ماں کو خبر پہونچے آپ براہ اخفا
پوشیدہ ہوکر سفر اختیار کرو بس یہ حکایت ایک دلیل واضح ہی اسکی حسن سیرت پر شرح کی حاجت نہین رکھتی الغرض سلطان معز الدین
آخر ایام سلطنت مین جب کرمان مین آیا ملک تاج الدین یلدوز کو کسوت خاص سے مخصوص کیا اور اُسے سیاہ کا نشان عنایت فرمایا
یعنی ملبوس
اور اسکے دل مین یہ تھا کہ سلطان کے مرنیکے بعد سلطنت ولایت غزنین اُسے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملوک و امراے ترک
کی یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد سام کو گرم سیر کی حدود سے طلب کرکے تخت عم پر جلوس او نپر فیروزمند
کرکے سلطان محمود کو عرضداشت کی سلطان محمود نے اِسکے درجواب لکھا کہ مجھے اپنے باپ کا تخت فیروزہ کوہ بہت بہتر ہی سلطان
تاج الدین یلدوز کو خلعت بھیجکر اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک
تاج الدین یلدوز نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ممالک کو اپنے قبضہ مین لاکر حکومت مین مشغول ہوا اس بعد لاہور
کے تسخیر کا آہنگ کرکے لشکر کشی بجانب ہندوستان کی اور سلطان قطب الدین ایبک سے حدود پنجاب مین حرب و ضرب کرکے

منہزم ہوا اور غزنین سلطان قطب الدین ایبک کے تصرف مین آیا اور چند عرصہ کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا پھر سلطنت نے تاج الدین یلدوز کیطرف عود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی ملک کے واسطے ہرات پر لشکر بھیجا اور ملک ہرات پر اعزالدین حسین خرمیل غالب ہوا اور ایک مرتبہ سیستان کیطرف لشکر لیگیا اور سیستان کو بھی محاصرہ کر کے سیستان کے بادشاہ سے صلح کی اور معاودت کیوقت اثنائے راہ مین ملک نصیر الدین حسین میر شکار نے مخالفت کر کے محاربہ کیا اور شکست کھائی اور چند مدت کے بعد جب غزنین خوارزم شاہ کے تصرف مین آیا اور تاج الدین یلدوز کرمان اور شنوران مین داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت نکر کے تمامی ہندوستان لینے کی عزیمت کی اور فوج کشی کر کے سلطان شمس الدین التمش سے حدود ترائن دہلی مین مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قید مین مرگیا اسکی حکومت کی مدت نو برس ہی ناصر الدین قباچہ کا احوال مقالہ حکام سندھ مین تحریر ہوا اختیار الدین محمد خلجی کے وقعات مقالہ سلاطین بنگالہ مین مفصل مسطور ہونگے۔

ذکر بہاء الدین طغرل کا۔ یہ بھی بندگان کبار اور امرائے نامدار سلطان معزالدین محمد سام تھا اور صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہین جب سلطان معزالدین محمد بن سام نے قلعہ تھنگر کو فتح کیا اور بہاء الدین طغرل کے تفویض فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف متوجہ ہوا اور دیکھا کہ فتح اسکی بجز قہر مشکل ہے بپاس اپنے دلمین اتفاق کیا کہ اول ایک مدت اس قلعہ کو محاصرہ کر کے اہالی حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے راجہ گوالیار نے سلطان کے اندیشہ پر آگاہی پائی ملازمت مین حاضر ہوا اور پیشکش لائق گذرانکر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا و لیکن طغرل نے سلطان کے غزنین کی روانگی کے بعد ولایت بیانہ مین ایک قلعہ بنا کر کے وہان سکونت اختیار کی اور ہمیشہ گوالیار کیطرف سوار ہو کر اپنی فوج مین تاخت کرتا تھا اور سبب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار سے مراجعت کیوقت ملک بہاء الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہوگا اسکی حکومت تجھے مقرر ہوگی اور جب ان سواریون اور تاخت و تاراج سے کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا لاعلاج ہو کر گوالیار سے دو فرسنگ پر ایک قلعہ محکم بنا فرمایا اور اپنی جمعیت سے ہمیشہ وہان اقامت کر کے تاخت اور محصورونکے عاجز کرنے مین کوشش کرتا تھا یہانتک کہ مدت ایک سال منقضی ہوئی اہل قلعہ عاجز ہوئے پھر ایلچی مع تحف و ہدایا سلطان قطب الدین ایبک کے پاس بھیجکر قلعہ اسکے تفویض کیا پس یہ امر درمیان سلطان قطب الدین ایبک اور ملک بہاء الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوج کشی ظہور مین آوے اور آتش جدال و قتال مشتعل ہوا تنے مین ہادم اللذات یعنی ملک الموت دو اسپہ ملک بہاء الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا بے تحریک سیف و سنان ایسے معاملہ عظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سالکوٹ ملک بہاء الدین طغرل کے آثار اور علامات سے ہے۔

ذکر آرام شاہ بن قطب الدین ایبک۔ ارباب خبرت اور اصحاب فطنت نے گوہر سخن کو یون سلک بیان مین کھینچا ہے کہ آرام شاہ نے سلطان قطب الدین ایبک کے واقعہ ناگزیر کے بعد امراے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر قدم رکھا لیکن عدم قابلیت کے سبب سے کہ ابھی ایک سال نہ گذرا تھا کہ ناصر الدین قباچہ نے سندھ کیطرف جا کر ملتان اور اوچہ و بھکر و شہسیوران پر تصرف ہوا تھا اور حکام خلج نے بنگالہ مین دم استقلال مارا اور بعض راجاؤن نے بھی سرحد دہلی مین فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اسواسطے امیر علی اسمٰعیل و امیر داؤد دیلمی اور ایک جماعت امرا اپنے اتفاق سے شرمندہ ہوئی اور ایلچی پاس ملک شمس الدین التمش کے جو بندہ اور داماد اور متبنے سلطان قطب الدین ایبک اور بداؤن کا حاکم تھا بھیجکر سلطنت کے اجلاس کی استدعا کی وہ اپنی جمعیت کو لیکر دہلی مین آکر قابض و متصرف ہوا آرام شاہ نے جب امیر علی اسمٰعیل و ملک شمس الدین التمش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر سے نکل گیا اور دہلی کے اطراف مین جاکر اپنے باپ کے امرا اور سپاہ کو طلب کیا اور انکی تسلی کر کے جمعیت خوب سے دہلی آیا ملک شمس الدین التمش دہلی کے صحرا سے بظاہر صف آرا ہوا اور حرب مین مشغول ہو کر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا

لیکن آرام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہونچی تھی۔ **ذکر خان سکندر نشان سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ وبرد مرقدہ کا**۔ کتاب طبقات ناصری ساتھ اسکے ناطق ہے کہ سلطان شمس الدین التمش بزرگ زادگان ترکان قراختائی سے ہوا ہے اسکا باپ قبیلہ البری سے جو ساتھ ایلم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خیل وحشم اور تیغ سے تمام عصر میں مشہور و معروف تھا اور بھائی اسکے اور بعضے عزیز اسکے حسن کیاست اور خوبی فراست پر اسکے حسد ورشک لیکے بزبان حال مضمون آیہ کریمہ قالوا یا ابانا انا ذہبنا نستبق وترکنا یوسف عند متاعنا فاکلہ الذئب کالوا یا ابانا ما لک لا تامنا علی یوسف وانا لہ لناصحون ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب گوش پدر میں پہونچایا اور حضرت یوسف کے مانند اسکے بھائیان کے سیر اور جانوران شکاری کے بہانہ سے پدر کے حجرۂ عطوفت سے جدا کیا اور اسکی خردسالی پر رحم نہ کھایا شیوۂ بیوفائی کا اختیار کرکے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سوداگر اُسے بخارا میں لیگیا اور صدر جہان بخاری کے ایک عزیز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اُسکے مکان میں انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی پھر حسب تقدیر حاجی بخاری نام ایک سوداگر نے اسے خرید لیا اور اُسنے حاجی جمال الدین چست قبا کے ہاتھ بیچا اور حاجی جمال الدین اُسے غزنین میں لیگیا چونکہ ان دنوں میں کوئی ترک بچہ اُس سے زیادہ حسن اور عقل میں غزنین میں نہ پہونچا تھا اسکا تذکرہ سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت میں عرض کیا سلطان نے اسکی قیمت مشخص کرنیکا حکم دیا ایک غلام اور ایبک نام اُسکے ہمراہ تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار کی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا کہ ایک ہزار دینار میں دونوں کو خرید و مالک اُسکا راضی نہوا سلطان نے حکم دیا کہ اب کوئی شخص انھیں نہ خریدے حاجی جمال الدین سال بھر غزنین میں ہاکئے اُسکا خریدار نہوا دونوں غلام ہمراہ لیکر بخارا گیا اور پھر علاوہ اُسکے اتفاق سے غزنین میں آیا پھر بھی رونق نہ ہوئی لیکن خریداری اُنکی حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیوں پر دشوار تھی یہانتک کہ سلطان قطب الدین ایبک راجہ نہروالہ کی شکست کے بعد ملک نصیر الدین حسین کے پاس غزنین میں آیا اور احوال التمش کا سنکر سلطان سے اسکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ جو منع کیا ہے میں نے کہ کوئی انھیں نہ خریدے لہذا اُنکی خرید و فروخت غزنین میں واجب نہیں وہ یہاں سے دہلی میں لیجا کر بیچے سو جب سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بعضے مہمات کیواسطے وہاں چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین چست قبا کو ہمراہ لائے جب لایا سلطان قطب الدین ایبک نے دونوں ترک بچہ یعنی التمش اور ایبک کو ایک لاکھ جیتل کو خریدا ایبک کا طغاج نام رکھکر تبرہندہ کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین یلدوز کی جنگ میں کہ سلطان قطب الدین ایبک کے ساتھ واقع ہوئی تھی مارا گیا اور التمش کو کہ دوسرا نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور بیٹا فرزند بنایا اور اپنے قرب سے مخصوص کرکے میر شکار کیا اور گوالیار مفتوح ہونیکے بعد حکومت وہانکی اسے عنایت فرمائی اسکے بعد برن اور نواح اسکا جاگیر پاکر بداؤن کی حکومت پر فائز ہوا جب سلطان معز الدین محمد سام فتنہ کھکران کی تسکین کیواسطے ہند میں آیا اور سلطان معز الدین کے حسب الحکم سلطان قطب الدین ایبک بھی اپنا لشکر لیکر پنجاب گیا التمش بداؤن کی فوج سے سلطان قطب الدین ایبک کی خدمت میں حاضر ہوا اور التمش کہ شیوۂ دلاوری ومردانگی میں سرآمد روزگار تھا آتش کارزار کی اشتعال کیوقت مسلح اور مکمل ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی میں ڈالکر کھکران سے لڑا اور انھیں شکست دیکر بارہ ہزار مرد مقاتل اُنکی طرف کے قتل کیے سلطان معز الدین جوانمردی اور کار پردازی اسکی مشاہدہ کرکے نہایت محظوظ ہوا تشریف خسروانہ اور انعام شاہانہ اُسے مخلع اور ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایبک سے اسکی پرورش اور ترتیب کے بارہ میں سفارش کی اور خط آزادی لکھوا کر اُسے بندغلامی سے آزاد کروایا پھر التمش رفتہ رفتہ مرتبہ بمرتبہ امیر الامرائی کے درجہ کو پہونچا اور سلطان قطب الدین ایبک کی تین بیٹیان تھین ایکو التمش کے عقد نکاح میں لایا اور دو بیٹیان ایک کی فوت کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے سلک ازدواج میں کھینچین

جب سلطان قطب الدین ایبک نے لاہور میں انتقال کیا التمش امیر علی اسمعیل سپہ سالار [illegible] دہلی اور دیگر اعیان
مملکت کی استدعا سے با جمعیت و لشکر بداؤن دہلی میں آیا اور امور پر متصرف ہوا اور اپنا سلطان شمس الدین خطاب کیا اور سنہ
چھ سو [illegible] ہجری میں تخت سلطنت پر [illegible] ہوکر اکثر ملوک و امرائے قطبی کو ہر طرح احسان و عنایات سے مطیع کیا لیکن جاندار اور
یعنی ناصحان اہل [illegible] موافقت کرکے اطراف دہلی میں جمعیت کی اور ترکوں کی فوج خونخوار لیکر موقف
کارزار میں [illegible] سلطان شمس الدین [illegible] اگر جنگ میں مشغول ہوا جو کہ اسکا جوہر دولت نور تابندگی سے روشنی قبول کیے ہوئے تھا
مخالف [illegible] ترکوں نے [illegible] مارے گئے اور بہتیرے [illegible] امارت [illegible] مدت قلیل میں [illegible] خلعت
تیغ اسلام [illegible] سلطنت کا [illegible] کے خس و خاشاک سے پاک ہوئی [illegible] سخت
اس وقت میں قصبہ [illegible] رکھتا تھا باغی ہوکر [illegible] جب [illegible] سستی کرنے لگا شمس الدین التمش اسطرف لشکرکش ہوا
اور اسے کو مطیع کرکے [illegible] ایک بار دست کی [illegible] سلطان تاج الدین یلدوز جو غزنین کا شاہ [illegible] مع چتر اسکے
پاس بھیجا شمس الدین التمش نے حاکم غزنین کی عزت کا خیال کرکے قبول کیا لیکن چند عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین
یلدوز لشکر خوارزم سے منہزم ہوکر کرمان اور طیبوران گیا ملک ہندوستان کی [illegible] کرکے سنہ ۶۱۲ چھ سو بارہ ہجری میں پہلے ولایت پنجاب
اور تھانیسر پر متصرف ہوا اور ایلچی شمس الدین التمش کے پاس واسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضایع کریں روانہ کیا سلطان
شمس الدین التمش طیش میں آیا اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا ترائن کے حدود میں فریقین سے جنگ عظیم و معرکہ شدید واقع ہوا
سلطان تاج الدین یلدوز بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوئے تائید الٰہی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین التمش کے قرین حال ہوئی
ناگاہ تاج الدین یلدوز بھی گرفتار ہوا اُسے مقید کرکے دہلی میں لایا اور بداؤن میں بھیجکر قید کیا یہانتک کہ قیدخانہ میں اجل طبعی یا زہر سے
ہلاک ہوا اور سنہ ۶۱۴ چھ سو چودہ ہجری میں سلطان شمس الدین التمش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہ یہ بھی سلطان قطب الدین ایبک کا
داماد تھا اقطاع لاہور در حوالی منصورہ آب چناب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہان بھی سلطان شمس الدین التمش فتحیاب ہوا اور سنہ ۶۱۵
چھ سو پندرہ ہجری میں سلطان ناصر الدین قباچہ سے ملوک خلج پر کہ غزنین سے اطراف میں مضافات سندھ پر تاخت لاتے تھے جنگ واقع
ہوئی غالب آیا اور خلجی سلطان شمس الدین التمش کے پاس پناہ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور حرب و ضرب کے بعد
اُسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف میں بھاگا سلطان دہلی میں آیا اور سنہ ۶۱۸ چھ سو اٹھارہ ہجری میں سلطان
جلال الدین خوارزم شاہ چنگیز خان سے منہزم ہوکر لاہور میں آیا سلطان شمس الدین التمش لشکر کثیر سے مقابل گیا سلطان جلال الدین
تاب مقاومت نہ لایا سندھ اور سیوستان کی طرف بھاگا پھر اُسکو ناصر الدین قباچہ کے ساتھ مناقشہ اور خرخشہ واقع ہوا اُسوقت وہانسے
براہ کیچ اور مکران ہوکر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین
ہندوستان میں ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونیکے بعد آیا تھا ظاہرا یہ روایت اعتبار صحت نہیں رکھتی جیسا کہ مذکور ہوا ہے اور سنہ ۶۲۲
چھ سو بائیس ہجری میں سلطان شمس الدین التمش نے لشکر لکھنوتی اور بہار کیطرف کھینچا اور سلطان غیاث الدین خلجی کو کہ
وہاں اُسکا علیحدہ آدمیگا تسلط تمام پیدا کیا تھا حلقہ اطاعت میں لایا اور سکہ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اڑتیس زنجیر فیل اور
اسی ہزار تنگہ نقرہ اُس سے لیے اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر ولایت لکھنوتی کہ ممالک بنگالہ سے ہے اُسے سپرد
کیا اور چتر و دورباش و دیگر لوازمہ دیکر اودھ میں اُسے چھوڑا اور خود دارالملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین نے
غیاث الدین خلجی سے جنگ کرکے اُسے قتل کیا اور غنیمت وافر وہان سے دستیاب کرکے اکثر مردمان روشناس دہلی کو ساتھ انعام اور

بھگا دیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے ناصر الدین قباچہ پر فوج کشی کی اور وہ حصار اوچہ کو محکم کر کے
قلعہ بھکر کیطرف بھاگا اور سلطان نے نظام الملک وزیر جنیدی کو ناصر الدین قباچہ کے تعاقب کیواسطے تعین کیا اور خود اوچہ کے محاصرہ
[illegible] میں روز [illegible] فتح کر کے حوزۂ تصرف میں لایا جب قلعہ اوچہ کے مفتوح ہونیکی خبر ناصر الدین قباچہ
کو پہونچی اپنے [illegible] سلطان کی خدمت میں بھیجکر صلح کا طالب ہوا جب یہ خبر پہونچی کہ سلطان ناصر الدین قباچہ
[illegible] سوار ہوا تھا اجل کے طوفان سے دریا میں غرق ہوا پھر ۶۲۳ھ چھ سو تئیس ہجری میں [illegible] قصبور پر
[illegible] قلعہ کو [illegible] ۶۲۴ھ چھ سو چوبیس ہجری میں بعزیمت قلعہ سند لشکر کشی ہوا اور اس قلعہ کو بھی مع جملہ
[illegible] میں تصرف میں لایا سید روحانی کہ اس عہد کے افاضل سے تھا چنگیز خان کے حادثہ میں بخارا سے دہلی آیا تھا اور
[illegible] میں [illegible] سے ہوا ابیات میں نظم خبر باہل سما برد جبرئیل امین ٭ از تحفہ سلطان عہد
[illegible] کہ از بلاد سوالک شہنشہ اسلام بکشاد باز دگر قلعہ
[illegible] مجاہد و غازی [illegible] روان حیدر کرار میکند تحسین ٭ اور ۶۲۶ھ چھ سو چھبیس ہجری میں عرب کے
[illegible] سلطان نے بھی شرط اطاعت و آداب جیسا کہ چاہیے بجا لایا اور [illegible]
[illegible] کو سلطنت پر تحریر فرمایا اور چہرہ آئین بند کر کے نیزے لٹکائے اور نقارۂ خوشی کا بجایا پھر اُسی سال
[illegible] لکھنوتی کے عالم کی پہونچی سلطان شمس الدین التمش نہایت غمگین ہوا اور شرائط تعزیت بجا لایا اور [illegible]
[illegible] ۶۲۷ھ چھ سو ستائیس ہجری میں لشکر لکھنوتی کیطرف روانہ کر کے [illegible]
[illegible] وفات کے بعد [illegible] دفع کر کے تسکین دی اور لکھنوتی عز الملک ملک علاؤ الدین جانی سے سپرد کیا
[illegible] ۶۲۹ھ چھ سو انتیس ہجری میں گوالیار کیطرف عزیمت کی اور سبب عزیمت کا یہ تھا کہ
[illegible] اس قلعہ کو محاصرہ کر کے متحصنوں پر کام تنگ کیا پھر دیو بل جو اس قلعہ کا والی تھا
[illegible] اور سپاہ کی کثرت سے ہاتھ آئے اُن سب میں سے تین سو بسیاست کی اور ایک
[illegible] فتح ہونیکی رباعی کہی اور ایک پتھر پر کندہ کرا کے قلعہ کے دروازہ پر نصب
[illegible] بگرفت ٭ از عون خدا و نصرت دین بگرفت ٭ آن قلعہ گوالیار و آن حصن حصین
[illegible] ہجری میں ولایت مالوہ کیطرف یورش فرمایا اور قلعہ بھیلسہ کو فتح کر کے شہر
[illegible] بتخانہ سومنات کے تھا اور تین سو برس کے عرصہ میں تعمیر ہوا تھا اور قلعہ
[illegible] نہایت مستحکم [illegible] دیواروں کی بلندی سو گز تھی اُسے بیخ و بن سے کھود کر خراب و ویران کیا اور بکرما جیت کی مورت
[illegible] تاریخ [illegible] مع سنگ مہا کال اور چند مورتیں اور جو بیخ یعنی وسے سے ڈھالی
[illegible] لیے زمین میں گاڑ دیں تا خلائق پامال کرتی رہیں پھر دوسری مرتبہ ملتان کی طرف
[illegible] مرض [illegible] ضعف و ناتوانی نے غلبہ کیا اعیان سلطنت عماری میں
[illegible] ہوں تاریخ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری عالم عقبیٰ کیطرف راہی ہوا اور ملفوظ خواجہ قطب الدین بختیار
[illegible] کتاب میں تحریر ہے کہ سلطان کو ایک حوض تیار کرنیکی خواہش ہوئی اور اس حوض کی جگہ متعین
[illegible] خدمت میں حاضر ہوکر ملتمس ہوا کہ سلطان کو ایک سر زمین پر سوار ہوکر گذر کرتا تھا یہاں تک کہ

مقام میں کہ جہاں حوض شمسی ہے وقت شب کے پہونچا اس زمین کو پسند فرمایا پھر شب کو سلطان نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible]
[illegible] فصلوا فاتحہ افضلہا اس سرزمین میں حوض بنا [illegible] اور فرماتے ہیں کہ قطب الدین [illegible]
[illegible] علیہ وآلہ وسلم میں حوض تعمیر کیا جاتا ہون [illegible] کو [illegible] تیار کرے [illegible]
[illegible] نے حوض اس سرزمین پر ٹاپ ماری ایک چشمہ آب نے جوش مارا پھر سلطان خواب سے بیدار
[illegible] باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کو بیان کیا خواجہ
[illegible] کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لیگیا اور میں نے چراغ کی روشنی سے دیکھا کہ [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] مذکور ہی وہانسے تحریر ہوئی اور یہ روایت [illegible] الدین [illegible]
[illegible] نے ایک قلاضہ یعنی ریزہ زر انگور خریدنے کو [illegible] دیکر بازار بھیجا [illegible]
[illegible] نے اس حال سے واقف ہو کر دوست انگور خرید کر [illegible]
[illegible] سلطنت پہونچکر [illegible] تاج شاہی زیب سر کرنا فقرا اور اہل نسب [illegible] اور [illegible] حقوق [illegible]
[illegible] سلطان [illegible] الدین بعد [illegible] میں تھا [illegible] کے مالک [illegible] میں نفقرا ایک جماعت نے [illegible]
[illegible] نام نظام [illegible] مشغول تھے سلطان شمس الدین [illegible] میں دست بستہ حاضر تھا [illegible]
[illegible] قاضی حمید الدین ناگوری [illegible] مجلس کے عائد تھا جب درویشوں کو سلطان شمس الدین التمش کی خدمت
[illegible] نظر کی برکت سے اسے درجہ سلطنت پر [illegible] مدت مدید کے بعد [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان میں آئے اور دہلی [illegible] بیان [illegible]
[illegible] اور دو شخص علما ظاہری نے [illegible] عماد الدین [illegible]
[illegible] الدین [illegible] کا انکار کرکے سلطان کو آمادہ کیا کہ قاضی کو سماع سے منع کرے چنانچہ سلطان نے [illegible]
[illegible] نے قاضی سے سوال کیا کہ سماع حلال ہے یا حرام قاضی نے کہا [illegible] یہ حرام [illegible]
[illegible] سلطان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپکو یہ امر خوب یاد ہوگا کہ ایک شب [illegible] اہل حال [illegible] سنتے تھے [illegible]
[illegible] حکم سے ان اہل مجلس کی خدمت میں حاضر ہو کر شمع کا گل پیتے تھے درویشوں نے ترحم سے آپ پر نظر کیمیا اثر ڈالی اُسی کی
برکت سے آپکو یہ سلطنت نصیب ہوئی سلطان نے وہ بات یاد کرکے اشک اپنی آنکھوں میں بھر لایا اور حالت رقت میں قاضی کو
[illegible] نوازا اور سلطان اسکے بعد سماع سے لذت اٹھاتا اور درویشوں کے نفس نفیس کا معتقد رہتا تھا اور طاعت و عبادت [illegible]
[illegible] تھا ہر ایک جمعہ کو جامع مسجد میں جاتا اور فرائض و نوافل کے ادا میں قیام کرتا نور الدین ترک نام ملحدان دہلی کا سردار تھا اس
[illegible] نہایت غضب میں آیا اور ملحدون سے اتفاق کرکے آپس میں دارومدار کیا کہ سلطان کو جس اوقات نماز میں کہ خلائق اپنے حال پر
مشغول ہون قتل کریں غرض جمعہ کے روز اجماع کرکے حربہ اٹھا کر مسجد میں آئے اور تیغیں کھینچکر چند اشخاص کو شہید کیا حق [illegible]
تعالی نے سلطان کو ان اشرار کی شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہو کر دیواروں اور کوٹھون پر چڑھ گئی اور اُس گروہ سفاک کو
[illegible] تیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور جہان کو اُس موذی خلائق کے وجود سے خالی کیا اور سلطان کی آخر عمر میں فخر الملک
[illegible] وزیر بغداد کا جو تیس برس سے اس بلد میں وزارت کے منصب پر استقلال رکھتا تھا اور فضائل صوری و کمالات معنوی میں
مشہور تھا [illegible] سبب سے اسباب دنیوی سے کہ جو مایہ رنجش و ملال خاطر ارباب دولت ہوتا ہی وہانسے جدا ہو کر دہلی میں آیا سلطان اسکا

آتا غنیمت سمجھکر باعزاز واکرام تمام شہر مین لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرماکر اسکے حق مین مراحم خسروانہ مبذول فرمائین او-امام فضلا اور اہل السنت نورالدین محمد عوفی سلطان شمس الدین التمش دہلی مین قیام رکھتا تھا کتاب جامع الحکایات اسکے وزیر نظام الملک ابو سعید جنیدی کے نام لوح بیان مین تحریر کی سلطان شمس الدین التمش کی مدت سلطنت چھبیس برس تھے **ذکر رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش کی سلطنت کا۔** متون کتب تواریخ مخبر ہے کہ ۶۲۲ھ چھ سو بائیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے چتر و دورباش سلطان رکن الدین کو دیکر پرگنہ بداؤن اُسے عنایات فرمایا اُسکے بعد گوالیار فتح کرکے دارالسلطنت دہلی مین مراجعت کی پھر لاہور کی بھی سرداری اُسے دیکر صاحب حشمت وشوکت کیا اور جسوقت کہ اُسکا باپ سیوستان کے سفر سے بازگشت کرکے مرگیا۔ وہ دہلی مین تھا سہ شنبہ کے دن ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور ارکان سلطنت و ارکان مملکت لوازم نثار ومراسم نثار بجالائے شعرا نے قطعے اور قصیدے مدح اور تہنیت مین موزون کیے اُسکے صلہ مین شاہ نے نوازش فرمائی انمین سے ملک تاج الدین ریزہ دبیر نے ایک قصیدہ طویل گذرانا کہ انعام شاہانہ پایا یہ ابیات انمین سے ہین
قطعہ: مبارکباد ملک جاودانی * ملک را خاصہ در عہد جوانی * یمین الدولہ رکن الدین کہ آمد * بدرش از یمین چون رکن یمانی *
لیکن سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش وطرب مین مشغول ہوا اور سلطنت سے دست کش ہوا خزانے قطعے اور شمسی جو تھے اکثر لوگون اور مسخرون نے صرف کیے مہام جہانبانی کی لگام اپنی والدہ کے ہاتھ مین جو کنیز ترکیہ تھی چھوڑی وہ اپنے مقصد دل کو پہونچی لیکن عورتین حرم کہ سلطان شمس الدین کے عقد نکاح مین تھین انکو بفضیحت تمام قتل کیا اور کنیزان ترک صاحب اعتبار تھین کو رسوائی اور ظلم سے کہ سالہا سال کا کینہ جو دل مین رکھتی تھی اُنسے انتقام لیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام قطب الدین تھا اُس بدبخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحون کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروز شاہ سے صغیر وکبیر اور وضیع وشریف کا دل متنفر ہوا اور شہزادہ غیاث الدین محمد نے جو اُسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرمانروا تھا سراطاعت کا پھیرا اور خزانہ لکھنوتی کو جو دہلی مین بھیجتے تھے بیچ مین لیا اور ملک اعزالدین محمد سالار جو بداؤن کا صاحب صوبہ تھا اور ملک علاءالدین شیر خانی حاکم لاہور اور ملک اعزالدین کبیر خانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم ہانسی سے آپسمین مراسلات کرکے نشان مخالفت کا بلند کیا سلطان رکن الدین فیروز شاہ نے اُنکے دفع کیواسطے مع لشکر کثیر دہلی سے کوچ کیا اور قطع مراحل ومنازل کے بعد کیلوکھری مین نازل ہوا درمیان اس حال کے نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا فیروز شاہ کے خوف سے اس سے کیلوکھری سے بھاگ کر قصبہ کول مین گیا اور ملک اعزالدین محمد سالار سے جا ملا پھر یہ سب اتفاق کرکے لاہور مین گئے اور اس حدود کے ملوک کے پاس پہونچکر متفق اللفظ والمعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کیواسطے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا جب منصور پور کی حوالی مین پہونچا تمام امرا جو اُسکے ہمراہ تھے مثل تاج الدین اور ملک محمد دبیر اور بہاءالدین حسن اور ملک کریم الدین لعد ضیاء الملک شیر خانی اور خواجہ رشید اور امیر فخر الدین لشکر سے جدا ہوکر دہلی مین آئے اور سلطان رضیہ کو جو بڑی بیٹی سلطان شمس الدین التمش کی تھی اس سے بیعت کرکے سریر سلطانی پر تمکین کیا پھر اُسنے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کرکے مقید کیا جب یہ خبر سلطان رکن الدین کو پہونچی دہلی کیطرف مراجعت کی جب کیلوکھری مین پہونچا سلطان رضیہ نے اٹھارھوین ربیع الاول ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین فوج اُسکے مقابلہ کو بھیجی اور اُسے گرفتار کرکے محبوس کیا تھا تھوڑے عرصہ مین وہ اس زندان مین مرگیا مدت اسکی سلطنت کی چھ مہینے اور اٹھائیس دن تھی۔ **بیان ملکہ دوران بلقیس جہان رضیہ سلطان بنت شمس الدین التمش کا۔** سلطان رضیہ جمیع صفات مین جو بادشاہان عاقل اور کامل الرائے کو

لازم و ملزوم ہیں آراستہ و پیراستہ تھی دانشمندان صاحب نظر و کار آگاہ اسکے سوا کہ وہ عورت کی صورت میں مخلوق تھی کوئی عیب اور برائی اُسمیں نپاتے تھے قرآن مجید کو باآداب تمام پڑھتی تھی اور بعض علوم سے بھی کچھ بہرہ رکھتی تھی اپنے باپ کے عہد میں مہمات ملکی میں دخل دیتی تھی اور حکمرانی کرتی تھی اور سلطان ازبس عقل و فراست و ذکا اس سے مشاہدہ کرتا تھا بلکہ اس سال جب گوالیار کی فتح سے بازگشت کی چند امرا کو ایما کیا کہ اسے ولیعہد کیا اُمرا نے عرض کی کہ شاہزادوں قابل اور رشید ہیں ہوتے شاہزادی کو ولیعہد کرنے میں کیا حکمت ہے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں اپنے فرزندوں کو (یعنی فرزندوں ۱۲) نوخیزی اور راحت طلبی اور ہوا پرستی میں مصروف دیکھتا ہوں (یعنی شاہزادوں ۱۲) انکا بار سلطنت اٹھانیکے لائق نہیں پاتا ہوں رضیہ اگرچہ عورت کی صورت ہے لیکن معنی میں مرد ہے اور حقیقت میں بیٹوں سے بہتر اور افضل ہے خلاصہ یہ کہ سلطان رضیہ سنہ ۶۳۴ چھ سو چونتیس ہجری میں پردہ سے برآمد ہوئی اور مردانہ لباس پہنکر بتاریخ ... ربیع ... بارعام میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور قواعد و ضوابط شمسی کو جو رکن الدین فیروز شاہ کے عہد سلطنت میں بسبب ہنگامہ کے فروگذاشت ہوگئے تھے مروج کیے اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی پھر نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر سلطنت تھا اور ملک علاء الدین شیر خانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اعزالدین کبیر خانی جو اطراف سے اجتماع کرکے شہر دہلی کے باہر بیٹھے تھے اور کفران نعمت سے مخالف ہوئے تھے دیگر امرائے اطراف کو نامہ و پیام بھیجکے مخالفت کی ترغیب دی اس حال میں ملک نصیر جاگیردار اودھ سلطان رضیہ کے آہنگ مدد میں دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب دریائے گنگ سے عبور کیا امرائے مخالف نے جنکا مذکور ہو چکا مدد راہ ہوکر اُسے گرفتار کرکے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدائد کا متحمل نہوا اسی حال میں وفات پائی لیکن اُسکے بعد عرصہ قلیل میں سلطان رضیہ نے تدبیر کامل و رائے اکمل سے امرائے مغرور و مخذول کو متفرق و پریشان کیا ہر ایک نے راہ فرار لی پھر سلطان رضیہ نے مفروروں کا تعاقب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اُسکے بھائی کو گرفتار کرکے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیر خانی بابل کے حدود میں مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر دہلی میں لائے اور ملک نظام الملک وزیر کوہ سرمور پر پہونچکر فوت ہوا چونکہ سلطان رضیہ نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت نے انتظام قبول کیا پھر خواجہ مہدی غزنوی کو جو نظام الملک جنیدی کا نائب تھا منصب وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے ملقب فرمایا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ایبک کے تفویض کرکے قتلغ خان خطاب دیا اور ملک اعزالدین کبیر خانی کو جو اطاعت اسکی کی تھی اُسے ولایت لاہور حوالہ کی اور ممالک لکھنوتی اور دیول اور سندا و تمامی بلاد اور علاقجات ہر ایک امیر کے سپرد کیے چنانچہ اسی عرصہ میں سیف الدین ایبک نے وفات پائی اُسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو نصب کرکے مع لشکر کثیر قلعہ رنتھمبور پر بھیجا اور جو مسلمان کہ اس قلعہ میں تھے سلطان شمس الدین التمش کی وفات کے بعد ہندوؤں نے انہیں قلعہ بند کرکے محاصرہ کیا تھا قطب الدین حسن نے انہیں محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے ضبط میں سعید نہوا اور اسکی روانگی رنتھمبور کے بعد ملک اختیار الدین التگین امیر حاجب ہوا اور جمال الدین یاقوت حبشی جسنے امیر آخوری سلطان رضیہ کی خدمت میں تقرب تمام پیدا کیا تھا امیر الامرا ہوا اور ساتھ اس مرتبہ کے صاحب نسب ہوا کہ سلطان رضیہ کو سواری کیوقت دست زیر بغل کرکے سوار کراتا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اُس سے آزردہ ہوئے انہیں سے سنہ ۶۳۷ چھ سو سینتیس ہجری میں ملک اعزالدین حاکم لاہور نے سر اطاعت اس سے پھیرا سلطان رضیہ سپاہ آراستہ کرکے اسکے سر پر نازل ہوئی ملک اعزالدین صلاح وقت دیکھکر از روئے اخلاص پیش آیا اور وہ لشکر میں داخل ہوا سلطان رضیہ نے ولایت ملتان جو ملک قراقش کے سپرد تھی اسے بھی ملک اعزالدین کے حوالہ کیا پھر وہاں سے مراجعت کی اور اُسی سال جب ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ نے جو ترکان چہلگانی سے تھا اور شرح اُسکی مفصل بیان ہوگی جمال الدین یاقوت حبشی کے عروج سے عاجز ہوکر بغاوت کا نشان بلند کیا

اور سلطان رضیہ نے فوج متینا رہمراہ رکاب لیکر بھٹنڈہ کیطرف نہضت فرمائی اثنائے راہ مین امرائے ترک نے اُسپر خروج کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی امیر الامرا کو قتل کیا اور سلطان رضیہ کو مقید کرکے[۱۲] قلعہ بھٹنڈہ مین بھیجدیا اور دہلی مین جاکر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اُسی عرصہ مین ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ سلطان رضیہ کو اپنے عقد نکاح مین لایا پھر سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے موافق ہوکر تھوڑے عرصہ مین جماعت کہکران وجتان وتمامی زمینداران اس نواح کو جمع کیا اور جنید امرا کو بھی اپنا متفق کرکے لشکر دہلی کیطرف روانہ کیا سلطان معزالدین بہرام شاہ نے ملک اعزالدین بلبن کو جو خطاب الغخان سے مخاطب اور داماد سلطان شمس الدین التمش تھا مع لشکر کثیر سلطان رضیہ کے مقابلہ کو بھیجا دونون لشکر راہ مین ملاقی ہوئے اور تنور حرب گرم کیا سلطان رضیہ نے شکست فاش کھائی اور بھاگ کر بھٹنڈہ مین دم لیا اور ایک مدت کے بعد لشکر پراگندہ فراہم کرکے از سر نو سامان حرب درست کیا اور عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی سلطان بہرام شاہ نے پھر ملک اعزالدین بلبن کو لشکر گران سے سلطان رضیہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو بھیجا چنانچہ چوتھی ربیع الاول کو ۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری مین فریقین کا سامنا نواح کیتل مین واقع ہو پھر دوبارہ سلطان رضیہ کی فوج پر ہزیمت ہوئی سلطان رضیہ والتونیہ حزیمت کیوقت زمینداروں کے ہاتھ گرفتار آئے اور پچیسوین ماہ مذکور کو قتل ہوئے مدت سلطنت سلطان رضیہ کے تین سال اور چھ مہینے اور چھ روز تھے عارفان دوراندیش جانتے ہین کہ یہ صرصر ادبار کس صحرا سے اُٹھی اور گل دولت رضیہ مرضیہ کا کس باد تند نے بیخ سے اُکھاڑ اپیچ ہے غلام حبشی کو دہلی کی امیر الامرائی سے کیا نسبت اور مرد وزن جس کو ایسی ملکہ تاجدار سے کیا کام مصرع این از ملک ہست از جنس نیست ❊

ذکر معزالدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کا جب سلطان رضیہ قلعہ بھٹنڈہ مین محبوس ہوئی اور بروز شنبہ اٹھائیسوین ماہ رمضان کو ۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری مین سلطان معزالدین بہرام شاہ کو امرا اور ملوک کے اتفاق سے دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان رضیہ کے معاملہ سے جیسا کہ مذکور ہوا فارغ ہوا ملک اختیار الدین التگین نظام الملک مہذب الدین وزیر مملکت کے اتفاق سے تمام امور سلطنت کا مختار ہوا اور سلطان معزالدین کی ہمشیرہ کو جو سابق مین قاضی اختیار الدین کی منکوحہ تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور ہمیشہ ایک ہاتھی مع نقارہ اپنے دروازہ پر بندھا رکھتا تھا اور اُس زمانے مین بادشاہ کے سوا دوسرا شخص ہاتھی نہ رکھتا تھا یہ امر سلطان معزالدین بہرام شاہ کی بدگمانی کا سبب ہوا اُسنے دو نفر ترک کو جو اُسکے معتمدین مین سے تھے انھین حکم دیا کہ اپنی متوالونکی صورت بناکر اُن دونون شخص کو قتل کرو پھر[بلا] شنبہ کے دن ۶۳۸ھ چھ سو اڑتیس ہجری مین بقصر سفید ان دونون ترک نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اور متوالونکی شکل سے آکر مستانہ ادائین کرنے لگے ملک اختیار الدین التگین جو امرا کی صف مین سلطان معزالدین بہرام شاہ کے پاس ایستادہ تھا اُنکی طرف متوجہ ہوکر زجر اور منع مین مشغول ہوا اور انھون نے فرصت پاکر باہم خنجر جانستان پھیر دیئے اور اُسکے حصار وجود کو مشبک کرکے کشتہ ہزار سالہ کے برابر کردیا پھر نظام الملک وزیر کے قاصد جان ہوکر دو زخم اُسکے بدن پر رسید کیے اُسوقت امراد غیرہ نے ہجوم کیا نظام الملک نے ہزار خرابی اپنے تئین در بارسے باہر نکالا سلطان معزالدین بہرام شاہ نے لوگون کے مغالطہ دہی کیواسطے دونون ترکو نکو قیدخانہ مین بھیجا اور چند روز کے بعد انھین رہائی بخشی اور نظام الملک وزیر چند روز تک بستر رنجوری پر افتادہ رہا جب شفا پائی پھر دیوانخانہ مین آکر کار وزارت مین مصروف ہوا لیکن ملک بدرالدین سنقر رومی جو امیر حاجب ہوا تھا نظام الملک پر تفوق ڈھونڈھتا تھا اور زخم اُسکے آڑے رکھتا تھا یہانتک کہ مزاج ملک بدرالدین سنقر کا ایک جماعت اہل فتنہ کی اغوا سے سلطان سے منحرف ہوا چنانچہ صفر کی سترھوین تاریخ دوشنبہ کے روز صدر الملک تاج الدین کے مکان مین جو مشرف ممالک تھا گیا اور تمام اکابر بھی وہان جمع ہوئے اور تبدیلی سلطنت کے بارہ مین گفتگو کرنے لگے اور صدر الملک تاج الدین مشرف کو

نظام الملک مہذب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی اس مشورہ میں شریک اور داخل ہووے اُسوقت صدر الملک تاج الدین مشرف نے ایک شخص معتمد کو سلطان معز الدین بہرام شاہ کے پاس بھیجکر اس امر کی اطلاع دی اور ایک شخص معتمد سلطان سے جا ہو نکے لباس مین اپنے ہمراہ نظام الملک مہذب الدین کے مکان پر لیگیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ مین ایستادہ کیکے آغاز کلام کیا اور نظام الملک مہذب الدین کی خدمت مین باجتماع قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد سادجی اور دیگر آدمیوں کے داعیہ سے اظہار کیا نظام الملک مہذب الدین نے دفع الوقت کر کے اپنا ؟ تا دوسرے وقت پر منحصر رکھا اور صدر الملک تاج الدین نے اس حقیقت کو خادم سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیگیا تھا خدمت سلطان مین عرض کی سلطان اُسیوقت اُنکے سر پر تاخت لایا اور اُنکی جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدر الدین سنقر رومی کو وقت کا موقع دیکھکر بداؤن کی جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا اور قاضی جلال الدین کاشانی کو عہدۂ قضا سے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد جب ملک بدر الدین بداؤن سے درگاہ سلطانی مین حاضر ہوا سلطان نے اُسکی اور ملک تاج الدین موسی کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی قصبہ مارہرہ کو ہاتھی کے پاؤن سے روندوایا یہ سب امر سبب وفور بیم و ہراس خلائق ہوئے اور تمام لشکر اُسکے فرمان سے سرتاب ہوا اور نظام الملک مہذب الدین جو اُن زخمون سے آزردہ تھا سلطان کی طرف سے باتین موحش کہکر موجب زیادتی نفرت طبائع ہر خاص و عام کا ہوتا تھا اس حال مین سولھوین جمادی الآخر روز دوشنبہ کو سنہ چھ سو اُنتالیس ہجری مین افواج مغول چنگیزی نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک قراقش جو لاہور کا حاکم تھا حرکت مذبوحی کر کے جو آدمیون سے موافقت نہ دیکھی آدھی رات کو لاہور سے کوچ کر کے دہلی کیطرف آیا اور وہ شہر چنگیزیون کے ظلم سے خراب و برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان معز الدین بہرام شاہ کو پہونچی امرا کو قصر سفید مین جمع کر کے بیعت تازہ کی اور نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری کو وکیل السلطنت کر کے مع امراے دیگر مغلون کے دفع شر کیواسطے لاہور کیطرف روانہ کیا جسوقت کہ لشکر آب بیاہ کے کنارے پر کہ اس عرصہ مین قصبۂ سلطان پور اُسکے قریب آباد ہوا ہے پہونچا نظام الملک مہذب الدین کہ باطن مین سلطان سے منافق تھا امرا کو سلطان سے پھیرا اور ساتھ مکر اور فریب کے یہ عرضداشت کی کہ ہاتھ اُس جماعت منافق سے کہ ہمراہ ہے یہ کچھ کام ظہور مین نہ آویگا اور یہ فساد مدافعت نہ پاویگا جب تک کہ سلطان خود اپنے نفس نفیس سے اسطرف نہضت نہ فرماوے یا فرمان صادر کرے کہ بندہ اور ملک قطب الدین متفق ہو کر اُنھین اس درمیان سے ہٹا دین چونکہ سلطان اس سے سادگی اور خوش اعتمادگی رکھتا تھا در جواب اسکے لکھا کہ وہ جماعت واجب القتل اور سیاست کر نیکے ہین اپنے وقت معین پر سزا کو پہونچینگی تم چند روز اُنسے مدارا کرو القصہ اس فرمان کو نظام الملک مہذب الدین نے امراے لشکر کو دکھلایا اور عزل سلطان مین اُنکو متفق کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خدمت مین شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے گیا اور اُنھین یہ تکلیف تمام امرا کی تسلی کے واسطے بھیجا اگرچہ کسی وجہ سے وہ بھی مطمئن نہوئے اور شیخ دہلی مین پلٹ آئے پھر نظام الملک مہذب الدین اور تمام امرا سلطان معز الدین بہرام شاہ کے دفع کرنیکی عزیمت کر کے دہلی مین آئے سلطان معز الدین کو محاصرہ کیکے ساڑھے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افروختہ رکھی چونکہ باشندے شہر کے امرا سے متفق تھے روز دوشنبہ آٹھوین ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کو دستیاب کر کے چند روز حبس مین نگاہ رکھا عاقبت الامر اُنھین قتل کیا مدت اُنکے سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی۔

ذکر سلطنت سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ کا

جب ساقی دوران کے ہاتھ سے شربت ممات معز الدین بہرام شاہ کی جان کو نصیب ہوا ملک اعز الدین بلبن بزرگ نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر مین منادی فرمائی لیکن امرا اور ملوک اسکی سلطنت سے

راضی نہوئے فوراً شاہزادہ ناصرالدین اور جلال الدین فرزندان سلطان شمس الدین التمش اور سلطان علاءالدین مسعود شاہ پسر رکن الدین فیروز شاہ کو جو قصر سفید میں محبوس تھے باہر نکالکر انمین سے علاءالدین مسعود شاہ پسر سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو ذیقعدہ کے مہینے سنہ ۶۳۹ھ چھ سو انتالیس ہجری میں تخت سلطنت پر اجلاس دیا ملک قطب الدین حسن نیابت پر اور نظام الملک مہذب الدین وزارت پر سرفراز ہوئے اور ملک قراقش امیر حاجب ہوا جب نظام الملک مہذب الدین نے عروس سلطنت بے مشارکت دوسرے کے اپنی آغوش میں لی امرا اور اعیان وقت کو تاب نرہی اور سبنے اتفاق کرکے بروز چہارشنبہ دوسرے جمادی الاول سنہ ۶۴۰ھ چھ سو چالیس ہجری میں صحرائے حوض رانی میں اسے قتل کیا بیت برخوان وہر دست ازوت کن دراز ہ کالودہ کردہ اند بزہر این نوالہ را [illegible] اسوقت وزارت صدر الملک نجم الدین ابوبکر کے تفویض ہوئی اور غیاث الدین بلبن خرد امیر حاجب ہوا اور ناگور اور سندھ اور اجمیر کے علاقہ پر ملک اعزالدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بداؤن کا پرگنہ ملک تاج الدین کے سپرد ہوا اور تمام پرگنے ممالک کے بفراخوری حال ہر ایک امرا کے تقسیم کیے امور مملکت نے انتظام قبول کیا اور خلق پر آرام و تسکین ظاہر ہوئی اسوقت اعزالدین طغاخان کہ جسکے اپنی ولایت لکھنوتی میں آیا اور شرف الملک اشعری کو سلطان علاءالدین کی خدمت میں بھیجا سلطان نے چتر لعل اور خلعت خاص مرصع قاضی جلال الدین کاشانی حاکم اودھ کی مصاحبت سے لکھنوتی کیطرف واسطے اعزالدین طغاخان کے ارسال فرمایا اور اپنے دونوں چچا کو قید حبس سے رہا کیا اور انکی تعظیم و تکریم میں نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصرالدین کو خطہ بہرائچ کی حکومت ارزانی رکھی اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم کیا اور انسے اس دیار میں آثار پسندیدہ ظہور میں آئے پھر سنہ ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری میں افواج مغول لکھنوتی کے ملک میں آئی قیاس وہ ہے کہ تمام مغل اس راہ سے کہ محمد بختیار خلجی تبت اور خطا کیطرف گیا تھا آئے ہونگے (یعنی مغل) غرضکہ سلطان علاءالدین نے طغاخان کی امداد کیواسطے ملک قرابیگ تیمورخان کو جو بندگان خواجہ تاش سے تھا مع فوج کثیر لکھنوتی میں بھیجا پھر مغلوں نے ہزیمت کھاکر لکھنوتی کو چھوڑا من بعد درمیان اعزالدین طغاخان اور ملک قرابیگ تیمورخان کے مخالفت بہم پہونچی سلطان نے لکھنوتی تیمورخان کو عنایت فرمائی اور اعزالدین طغاخان دہلی میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اسی عرصہ میں یعنی سنہ ۶۴۳ھ چھ سو تینتالیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ فوج مغول قندھار اور طالقان کیطرف سے سندھ کے اطراف میں آئی ہے اور قلعہ اوچہ کو محاصرہ کیا ہے سلطان نے بسبیل استعجال اپنے امرا کو فراہم کرکے قلعہ اوچہ کیطرف نہضت فرمائی جب آب بیاہ کے ساحل پر پہونچا مغول کا لشکر حصار اوچہ چھوڑکر مفرور ہوا سلطان منصور اور مظفر ہوکر دہلی میں داخل ہوا اور شرب شراب کی زیادتی کی طریقہ انصاف اور معدلت سے انحراف قبول کیا اور روش اخذ و قتل اختیار کی اور خلل مملکت میں ظاہر ہوا لیکن خیرخواہونکی نصیحت نہ سنی ملوک اور امرا نے عداوت کا پٹکا کمر پر باندھا اور ایک ایلچی مخفی بھیجا شاہزادہ ناصرالدین کے پاس بہرائچ میں روانہ کیا اور اسکے تشریف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصرالدین بے تامل اور توقف بسرعت تمام دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود میں پہونچتے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مسعود شاہ محرم کی چھبیسوین سنہ ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس کو زندان میں داخل ہوا زمانہ اسکی زندگی کا آخر ہوا مدت اسکے سلطنت کی چار برس اور ایک مہینا اور ایک دن تھا ذکر سلطنت سلطان **عادل باذل فاضل ناصرالدین محمود بن شمس الدین التمش ادام اللہ تعالے انارہ و نور مضجعہ** کا مرقوم قلم مؤرخین رقم ہوتا ہے کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین التمش کا ناصرالدین نام رکھتا تھا جب اسنے بلاد لکھنوتی میں وفات پائی اور یہ فرزند اسکا کہ سب فرزندوں سے چھوٹا تھا متولد ہوا سلطان نے وفور محبت سے اسکا بھی نام ناصرالدین رکھا اور اسکی تربیت میں مساعی جمیلہ مبذول فرمائی اور عہد میں سلطان علاءالدین مسعود شاہ کے جبکہ اسنے

ولایت بہرایچ پائی کفار سے غزاوت کرکے اس خطہ کو معمور اور آباد کیا اسکی عدالت گستری اور رعیت پروری کا شہرہ تمام
ممالک میں منتشر ہوا خاص وعام کی طبیعتین اُسکی خواہان ہوئیں امرا اور اعیان دولت نے اُسکے قدوم میمنت لزوم کی درخواست کی
اور قصر سفید میں اُسکے پدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد اور زاہد اور سخی اور متقی تھا کتابت خاص اپنا مصحف مجید کی کتابت سے
لیکے زمانہ حیات مستعار کا بسر لیجاتا تھا اور سلطنت کا مال اپنے صرف خاص میں ہرگز صرف نہ کرتا تھا اور علما و فضلا کو دوست
رکھتا تھا اور اہل ہنر کو نواز تا تھا روز جلوس کو شاعرون نے واسطے تہنیت سلطان کے جلسے میں قصیدے گذرانے اور انعام سے
سرفراز ہوے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصری اسکے نام لکھی وہ بھی ایک قصیدہ لایا تھا جسکے بعض ابیات یہ ہیں نظم
خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ٭ ناصر دنیا و دین محمود بن التمش است ٭ آن جہاندارے کہ وقت جنگ از ایوان او بہ
در علوم تبت گوئی کفیروزہ وش ست ٭ سکہ را از القاب میمونش مزین است مختصر ٭ خطبہ را از نام ہمایونش چہ پایہ نازش ست ٭
منصب وزارت پر ملک غیاث الدین بلبن خرد کو جو بندہ اور داماد اُسکے باپ کا تھا منصوب کیا اور بخطاب خان اعظم الغخان کے
سرفراز فرمایا اور چتر و دور باش دیکر تمام کام سلطنت اُسکے سپرد کرکے مدار المہام کیا اور اپنے چچیرے بھائی خان اعظم شیر خان کو
خطاب خان معظم سے مخاطب فرماکر پنجاب اور ملتان کا حاکم کیا اور راہ مغول کے مقابل مین جو غزنین اور کابل اور قندھار اور بلخ
اور ہرات کے تھی نگاہ رکھا اور حصار بھنیر اور بٹھنڈہ تعمیر کیا ہوا شیر خان کا ہے کہتے ہین کہ سلطان ناصر الدین نے تفویض مہمات
کیوقت خان اعظم الغخان سے فرمایا کہ مین نے تجھے اپنا نائب کرکے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھ مین دیا خبردار ایسا کام
نکرنا کہ درگاہ بے نیاز مین اُسکی جوابدہی سے عاجز ہو اور تو اپنے تئین خجل اور شرمسار کرے چنانچہ خان اعظم الغخان نے اسی صورت سے
نیابت کے قواعد اور ملک داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اُسکے قبضہ اقتدار مین آئے اور کسی کی مجال تصرف کار سلطنت
مین نرہی اور ماہ رجب سال جلوس مین سلطان ناصر الدین خان اعظم الغخان کے استصواب سے ملتان کی طرف فوج کش ہوا اور غرہ
یعنی پہلی تاریخ ذیقعدہ کو آب لاہور سے عبور کرکے جب آب سودرہ کے ساحل پر پہونچا توقف کرکے خان اعظم الغخان کو لشکر کا سپہ سالار کیا اور
کوہ جود اور آب سند کیطرف روانہ کیا اور خان اعظم الغخان نے کوہ جود اور تمام بلاد اس نواح کو نہب وغارت کیا اور گکھرون و متمردون
کو دہانکے جو سال گذشتہ مین مغلونکو رہبری کرکے ولایت ہند مین لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتون اور لڑکیون کو اُسکے اسیر
کیا اور وہانسے پلٹ کر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سبب سے بعجلت تمام دہلی کیطرف مراجعت
فرمائی کہتے ہین ایک جماعت امرائے کہن سال کہ سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد سلطنت
مین حدود لاہور اور ملتان مین جاگیر رکھتی تھی اور اطاعت جیسی کہ لازم اور ملزوم ہے نہین کرتی تھی اور مغلون کی فوج سے مقابلہ
اور مقاتلہ سے پہلو تہی کرکے نفاق کرنے لگی سلطان خان اعظم الغخان کی رائے کے استصواب سے سبکو منصب وزارت سے معذور
رکھکر اپنے ہمراہ دہلی لیگیا اور اُنکے فرزندون اور عزیزون اور صغر سنون کو اس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے مہمات ملکی اور
مالی پنجاب و ملتان نے استقامت تمام بہم پہونچائی بادشاہی اُسکی نے بھی قدرے درازی پائی اور کتب تواریخ متقدمین مین مسطور ہے
کہ جب اسکندر ذوالقرنین نے اکثر ممالک روے زمین کے مسخر کیے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعضے امرا و اعیان دولت
نے طریق بندگی سے پاؤن باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مارا اسکندر اُنکے علاج مین عاجز رہا عاقبت الامر غور اور تامل کے
بعد ایلچی روم مین اپنے وزیر اور استاد ارسطاطالیس کے پاس کہ اُسنے ضعف پیری کے سبب سے اُسکی ملازمت سے تخلف کیا تھا بھیجکر
اس جماعت کے بارہ مین تدبیر صائب پوچھی ارسطاطالیس نے ایلچی کی باتین گوش ارادت سے سماعت کین مگر کچھ جواب اسکے سوا

اندر یعنی بلا توقف اس ایلچی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین داخل ہوا اور باغبانونکو حکم دیا کہ اشجار بزرگ بیخ سے اکھاڑو اور نہال ہلکے پھلکے
لگائے انکے تھا جب باغبان اسکے حکم کے موافق کاربند ہوئے ارسطاطالیس نے اپنی مجلس کیطرف مراجعت فرمائی اور ایلچی اسکندر کے
[illegible] حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ پیغام حکیم کو پہونچایا ہر چند مین نے سعی کی مجھے جواب نہ دیا ناکام مجھے رخصت کیا اسکندر
سمجھ گیا کہ حکیم نے اس شخص [illegible] جواب [illegible] سزاوار [illegible] نہ جانکر کچھ تجدید کی پھر اس سے پوچھا کہ تو نے عرض پیغام کے بعد حکیم سے
کیا مشاہدہ کیا [illegible] شاہ کا پیغام سنا غور [illegible] آمادہ ہوا اور اپنے ایک باغ مملوکہ کیطرف متوجہ ہوا اور مجھے بھی اپنے
ہمراہ لیگیا اور [illegible] درختون کو جڑ سے اکھاڑو اور پودے کو [illegible] اسجگہ بٹھاؤ اور خود بھی اسکام مین مشغول رہا
اور مجھے کچھ جواب نہ دیا اور [illegible] مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اس بیچارہ نے جواب شافی کہا ہے اسکی غایت
تیرے فہم مین نہیں آئی [illegible] اسکندر نے امرائے متسلط و متغلب کو معزول کرکے انکے فرزندونکو انکے مقام پر نصب کیا اور اس
[illegible] سے کہ مقصود تھا [illegible] الغرض دوسری تاریخ ماہ شعبان [illegible] چھ سو چھیالیس ہجری مین سلطان ناصر الدین نے پھر دو آب کی
طرف نہضت فرمائی اور قلعہ [illegible] کو [illegible] مفتوح کیا اور اسی سال [illegible] ذیقعدہ کو کڑہ کیطرف عزیمت کرکے خان
[illegible] داخل [illegible] اسکی اولاد اور اتباع کو اسیر کرکے مع
[illegible] دہلی [illegible] مراجعت کی اور [illegible] اطراف [illegible] تھا اور سابق
[illegible] بادشاہی [illegible] کالنجر اور کڑہ مانوہ تک تصرف مین رکھتا تھا اور چھٹی شعبان سنہ ۶۴۷ چھ سو چالیس ہجری مین خان
اعظم الغ خان [illegible] درگاہ مین آیا
[illegible] اسی سال سلطان کا بھائی کہ
جلال الدین [illegible] سے دلی مین آیا [illegible] سلطان اسکے تعاقب مین اس پہاڑ کے دامن تک
گیا اور [illegible] مقصود [illegible] دہلی مین مراجعت کی اور اسی
سال قاضی عماد الدین شفورقانی کو ساتھ بعضے امور کے متہم کرکے قضا سے معزول کیا اور عماد الدین ریحانی کی [illegible] سے گردن ماری
اور سنہ ۶۴۸ چھ سو اڑتالیس ہجری مین سلطان [illegible] الغ خان کی دختر اپنے عقد نکاح مین لایا اور سنہ ۶۴۹ چھ سو [illegible] ہجری مین لشکر ملتان کی
طرف کھینچی اور آب بیاہ کے کنارہ شیر خان حاکم ملتان [illegible] بیس ہزار سوار سے کارزار پر آمادہ ہوکر سلطان کے مقابل آیا سلطان
اس سال کی چھٹی ربیع الاول کو ملتان مین داخل ہوا اور چند روز کے بعد ملک اعز الدین بلبن بزرگ صاحب صوبہ ناگور اور اوچہ کو
اس طرف رخصت کرکے خود دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور سنہ ۶۵۰ چھ سو پچاس ہجری مین ملک اعز الدین بلبن بزرگ راہ اطاعت سے
پھیر کر عاصی ہوا سلطان نے فتنہ کے دفع کیواسطے ناگور کیطرف کوچ کیا اور ملک اعز الدین بلبن بزرگ تاب مقاومت نہ لایا اور بارگاہ
سلطانی مین حاضر ہوکر امان چاہی سلطان نے ترحم ذاتی سے اسکی خطا معاف فرمائی اور اس حدود کی حکومت بدستور ارزانی
رکھی اور مظفر و منصور دہلی مین بازگشت کی اور اسی سال چھبیسوین ماہ شعبان کو افواج بحر امواج ہمراہ لیکر قلعہ [illegible] کیطرف [illegible]
اور [illegible] نے اس حد مین ایک حصار جدید بنا کرکے انجام کو پہونچایا تھا پانچہزار سوار اور دولاکھ پیادہ جرار سے سلطان کے
مقابل آیا اور جنگ شدید کے بعد شکست فاحش پاکر مفرور ہوا اور سلطان ناصر الدین نے قلعہ کو محاصرہ کرکے تھوڑے عرصے مین
مسخر اور مفتوح کیا اور وہانسے چندیری اور مالوہ مین جاکر امرائے صاحب اقتدار وہان مقرر کرکے پھر دار السلطنت
دہلی مین مراجعت کی اور خان اعظم الغ خان سے اس سفر مین علامتین جوانمردی اور آثار مردانگی کے ظہور مین آئے

اور اسکے بعد شیرخان منجملہ چچیرا بھائی خان اعظم الغخان کا ہوتا تھا اور شجاعت اور سخاوت اور عقل کی تیزی مین مشہور آفاق تھا غزنین کو مغلون سے لیکر چند مدت دیا تھا خطبہ اور سکہ سلطان ناصرالدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج ملتان سے قلعہ اوچہ کے لینے کی عزیمت کی ملک اعزالدین بلبن بزرگ کہ جسمین سے تمرد کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیرخانکے دبدبے سے ہراسان ہوا اور لاچار ہوکر ناگور سے اوچہ مین آیا اور حرف و حکایات سے وہ قلعہ شیرخانکے سپرد کرکے سلطان کی خدمت مین گیا اور مراحم شاہانہ سے ولایت بداؤن کی جاگیر پائی سلطان نے بائیسوین شوال سنہ ۶۴۶ھ چھسو چھیالیس ہجری مین لاہور کے راستے سے اوچہ اور ملتان کی طرف کوچ کیا اور اس سفر مین سنقر قتلغخان ولایت سمسوان سے اور ملک اعزالدین بلبن بزرگ بداؤن سے مع افواج آراستہ آب بیاہ کے ساحل پر سلطان کی ملازمت مین آئے اور ابتدائے سنہ ۶۴۷ھ چھسو سینتالیس ہجری مین عمادالدین ریحانی جو خان اعظم الغخانکا دست گرفتہ تھا اور اسوقت بعض بادشاہونسے موافقت کرکے حسد سے خان اعظم الغخان کا قصد بدنامی اور درپے ہلاک ہوا جب اس کام سے ناکام ہوا سلطان کو یہ عرضداشت کی کہ صلاح دولت کی اسی مین ہے کہ خان اعظم الغخان اپنی جاگیر مین کہ ہانسی ہے جا رہے اور وہان بود و باش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم ہانسی گیا اور عمادالدین ریحانی نے اُسکے غیبت مین فرصت پائی جو شخص کہ خان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو تغیر اور تبدیل کیا اور ایک کشلیخان کو کڑہ اور مانکپور کی جاگیر دیکر اس طرف رخصت کیا اور عین الملک جنیدی کو جو دہلی مین آکر اقامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر اعظم کیا اور اعزالدین کشلوخان کو امیر حاجب کیا اور جب دہلی مین آیا دست دراز کرکے بادشاہ کے دل کو مشوش کیا اور سلطان اسی سال شوال مین دہلی سے حرکت کرکے آب بیاہ کے نواح مین گیا اور جب شیرخان ریحانی نے سند بانہم روت سے ہزیمت کھائی یعنی عمادالدین کی اغوا سے فوج کثیر بھیجکر قلعہ بھٹنندہ اور اوچہ اور ملتان کو شیرخان کے کارندون کے ہاتھ سے برآوردہ کرکے اور ارسلانخان کے حوالہ کرکے مراجعت کی اور اسی عرصہ مین جب ملک اعزالدین بلبن بزرگ نے حالت مستی مین زمینداران کتھیل اور کہرام کے ہاتھ سے شربت شہادت چکھا سلطان نے انتقام کیواسطے سوار ہوکر نہضت فرمائی اور متمردان کو سزا دی اُسکے بعد بداؤن مین گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت مین معاودت کی اسوقت امرائے اطراف و جوانب خصوصاً کڑہ اور مانکپور اور اودھ اور بداؤن و سرہند و سنام و کہرام و لاہور و سوالک و ناگور نے آپسمین موافقت کرکے خان اعظم الغخان کو پیغام دیا کہ مملکت کے انتظام مین بالکل فتور واقع ہوا اور عمادالدین ریحانی نے ظلم و جور کا کوئی طریقہ نہین چھوڑا مناسب وہ ہے کہ دارالخلافت دہلی مین جاکر بدستور سابق وہانکے مہمات کو انجام دیجیے خان اعظم الغخان نے یہ بات قبول کرکے تمکین کہرام کی نواح مین ایک جگہ جمع ہوئے اور عمادالدین ریحانی نے سلطان کو اُنکے دفع پر آمادہ کرکے اُنکے دفع کیواسطے روانہ ہوا جب ہانسی کے قریب پہونچا خان اعظم الغخان اور امرائے مذکورنے پیغام دیا کہ ہم سب آپکے غلام فرمانبردار ہین اگر عمادالدین ریحانی ملازمت مین نہ رہے ہم سب قدمبوسی مین مشرف ہون سلطان نے عمادالدین ریحانی کو عہدۂ وکالت سے معزول کرکے بداؤن کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع امرا بخدمت سلطان مین حاضر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے مخلع ہوکر سرفرازی پائی اور ملک جلال الدین خانی کہ ترکان خواجہ تاش سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیرخان بدستور سابق دیپالپور و ملتان و بھنیر و بھٹنندہ اور اُسکے مضافات پر مقرر ہوا سلطان مقضی المرام ہوکر دہلی مین داخل ہوا اور خان اعظم الغخان کے آنے سے صغیر و کبیر ادنے و اعلے خوشوقت ہوئے اور اُنکے دلونکے باغ مین گلہائے مراد شگفتہ ہوئے اور سنہ ۶۵۳ھ چھسو ترپن ہجری مین سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکۂ جہان سے جو قتلغخان کے نکاح مین تھی منحرف ہوا اور ولایت اودھ قتلغخان کی قرار دیکر اسطرف رخصت فرمایا اور تھوڑے عرصہ مین وہانسے بھی تبدیل کرکے بہرایچ بھیجا قتلغخان باغی ہوا اور عمادالدین ریحانی اور

ملک عزالدین کشلیخان حاکم سندھ اور بعضے امراے دیگر نے بہت سے موافقت کی اور سلطان نے خان اعظم الغخان کو قتلغخان کے سرپر اور ملک تاج الدین ترک کو عماد الدین ریحانی کے سرپر نامزد کیا اور عماد الدین جنگ کے بعد اسیر اور قتل ہوا اور قتلغخان نے خان اعظم الغخان کے مقابلہ سے بھاگ کر جنیبو ۔۔۔ میں دم لیا خان اعظم خان نے اس ناحیہ کو غارت کرکے دہلی میں مراجعت کی اور سنہ ۶۵۵ چھ سو پچپن میں جنیبو کا راجہ بیان نام قتلغخان کی کمک کیواسطے بہت لوگ فراہم کرکے کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونوں متفق ہو کر حوالی سمانہ اور کہرام میں آکر غلبہ آور ہوئے سلطان نے جب خواہر زادہ الغخان اور کشلیخان حاجب کو مع افواج گران انکے سرپر تعین فرمایا جب فریقین باہم پہونچے دہلی سے شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین بہرایچی نے پوشیدہ خطوط بھیجکر قتلغخان اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر لینے کی تحریص کی اور دہلی کے باشندون کو انکی بیعت پر ترغیب دی الغخان نے انکے مضمون پر آگاہی پائی ایک عرضداشت اس کیفیت مفصل لکھکر دہلی کیطرف روانہ کی سلطان نے اس جماعت کو اپنی اپنی جاگیرونکی روانگی کا حکم دیا اور نہوے سب کو قید کیا اس حال میں قتلغخان و کشلیخان بازی روزگار سے غافل ہو کر دو روز میں سو کوس کی مسافت قطع کرکے دہلی میں آئے جب اس جماعت کو دہلی میں نہ پایا وہ سب متفرق ہوئے کشلیخان سندھ میں جاکر خان اعظم الغخان کے ذریعہ سے بدستور وہانکی حکومت پر قائم ہوا اور احوال قتلغخان کا معلوم نہوا کہ کہان گیا اور اس سال کے آخر لشکر مغول کثرت سے اوچہ اور ملتان کی نواح میں آیا سلطان نے انکے دفع کا آہنگ کرکے سرحد پر پہنچکر چار مہینے کے بعد افواج جمع ہوکر کوچ برکوچ روانہ ہوئیں اور مغلونکا لشکر بلا جنگ بھاگا سلطان نے بھی معاودت فرمائی اور پنجاب شیر خانکے تفویض کیا اور ملک جلال الدین کو لکھنوتی کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور سنہ ۶۵۶ چھ سو چھپن ہجری میں سلطان نے عزیمت کڑہ مانکپور کیطرف معطوف فرمائی ارسلانخان اور قلیچ خان کہ اسطرف بغاوت کا علم بلند کرکے باوصف طلب سفر مغول مین حاضر نہوئے تھے عہد و سوگند کرکے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے ارسلانخان کو ممالک لکھنوتی اور قلیچ خان کو کوہپایہ مرحمت ہوا اور سنہ ۶۵۷ چھ سو ستاون ہجری میں کشلیخان بلدر اعظم الغخان بیانہ اور کول اور جالیسر اور گوالیار کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال دو زنجیر فیل اور جواہر وافر اور پارچہ منکا ز لکھنوتی سے آیا اور اسی سال ملک عزالدین کشلیخان فوت ہوا اور سنہ ۶۵۸ چھ سو اٹھاون ہجری میں اعظم الغخان سلطان کے حکم کے موافق کوہپایہ اور سوالک اور رنتھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور راجہاے راجپوت اور میوات اور سوالک کہ اس عرصہ میں سرکشی کی بنیاد رکھکر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کرکے جاہاے سخت اور دشوار گذار میں وارد ہوئے تھے الغخان نے آگ قہر و غضب کی انکے مضاجع میں ڈالکر کوئی دقیقہ خرابی سے نچھوڑا اور ان دررون کے توڑنے میں جہان انھون نے کمینگاہ مقرر کی تھی داخل ہوا اور تین چار مہینے اوقات انکی جنگ میں صرف کی جو کفار ایسے مقامون میں چھپے تھے کہ سواران لشکر اسلام کا گذر محال تھا اسواسطے خان اعظم الغخان نے اپنے اُردو میں منادی فرمائی کہ جو شخص مردم مخالف کو زندہ اسیر کر لادیگا دو تنگہ نقرہ انعام پاویگا اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لاویگا ایک تنگہ نقرہ پاویگا پھر تو مردمان اُردو ہر روز تین چار سو آدمی انمین سے الغخانکی بارگاہ میں زندہ اور مردہ نظر سے گذرانتے تھے اور زر انعام خزانہ سے لیکے پھر اپنے کام میں مصروف ہوتے تھے یعنی تمہوردن کے تجسس اور گرفتاری میں روانہ ہوتے تھے راجاؤن نے جب یہ معاملہ دیکھا محزون اور غمگین ہو کر ان دررون اور کمینگاہون سے برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کرکے میدان میں شتابان ہوئے اور خان اعظم الغخان نے بھی ترتیب سپاہ ہمت مقرر کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور مقدمہ آراستہ کی اور حکم جنگ دیکر صبح سے ظہر کے وقت تک دعا میں مشغول رہا اور باوصف اسکے چند امراے ترک اس معرکہ میں شہادت پاکر زندہ جاوید ہوئے آخر نسیم فتح و ظفر خان اعظم الغخان کے نشان کی

پھر ہمراہ چلے اور دو سو پچاس سوار کفار اور منصب دار انکے زندہ دستگیر ہوئے اور قلعہ تھنبور کو جو محاصرہ کیے تھے اُسے مفتوح کیا جسم
بہت اور شوکت سے دہلی میں مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفار کو جو طوق و زنجیر میں زندہ ہمراہ رکھتا تھا سلطان کے
ملاحظہ میں گذرانا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر دہلی کے راستہ اور بازاروں میں ہر ایک دوسری
جشن عرض ملاقات میں آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ایلچی ہلاکو خان کیطرف سے والی عراق میں ہوئے خان اعظم الغخان نے
پچاس ہزار سوار ... اور ترک اور تاجیک اور خلج اور افغانستان دو لاکھ پیادہ بہ تمامی سلاح اور دو ہزار فیل ...
... واسطے عرض ... سلطنت ایستادہ کیا آواز طبل و دھول اور ... نفیر اور ...
... روز قیامت کی علامت ہوئی ... ہوئے الغخان اعظم الغخان
... ایلچی کے استقبال کو گیا اور درمیان ... سپاہ ... کا تماشا دکھائے
... عہد میں ناصرالدین سلطان کے ... بادشاہ ...
اور صدور و سادات ... شاہزادہ عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کے ... عہد میں ہندوستان
میں آئے تھے اور سلطان کی صحبت میں بسر لیجاتے تھے اور ... ہندوستان ... اگر
ایستادہ تھے اور قاضی منہاج سراج جرجانی نے اس جشن کی تعریف میں یہ چند بیت ... کی تحسین نظم ...
... شاہ محمود بن التمش ...
... تخت ... آئین
... مبارک ... اسلام این بزم ... ہندوستان لیے خوشتر
... تاریخ نظام الدین احمد میں ... ناصرالدین ہر ایک سال میں دو کلام مجید لکھتا تھا اور زر ... اسکا اپنی وجہ قوت
خاص ... صرف کرتا تھا ایک مرتبہ ... کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زر ...
... سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اُسے ... حکم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ بقیمت ... فروخت کرتے رہیں
اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کوئی لونڈی اور خادمہ منکوحہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے طعام پکاتی تھی
ایک روز ... سے بیگم صاحب نے عرض کی کہ روٹی پکانے کے سبب سے میں ہمیشہ ایذا اُٹھاتی ہوں اور ہاتھ میرے اکثر جلتے ہیں
... ایک کنیز روٹی پکانے کے واسطے خرید ... سلطان نے درجواب فرمایا کہ بیت المال حق بندگان خدا کا
مجھے نہیں پہونچتا ہے کہ وہاں سے درم لیکر لونڈی خریدوں صبر کر کہ حق سبحانہ تعالے تجھے آخرت میں جزائے خیر دے بیت جہاں ...
... نہ بہ دل ... مرد ہوشیار ... ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کیوقت سلطان کی خدمت بابرکت
میں حاضر ہوا اور نظر اُسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ فیہ فیہ مکرر لکھا تھا اُسنے سلطان سے عرض کی کہ ایک فیہ زیادہ ہے سلطان نے
... دوات و قلم طلب کرکے ایک فیہ کے دور میں حلقہ کھینچا پھر اس شخص کی حاجت روا کی اور فائز المرام کرکے اُسے خوشدلی سے
رخصت کیا اور اُسکے جانیکے بعد ... اُس حلقہ کو تراشا اسوقت ایک غلام حاضر تھا عرض کی کہ حلقہ کھینچنے کی کیا وجہ تھی
اور پھر ... کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیا تھا اگر اُس دم میں کہتا غلط نہیں ہے اول عیب اُسکا ظاہر
ہوتا دوسرے شرمندہ ہوتا اسواسطے میں نے حلقہ کھینچا اور پھر دور کیا کہ رقم کا مندمل کرنا بہت آسان ہے لیکن غبار اسکا دل سے کہ کسی
... اور یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان ناصرالدین کا ایک مصاحب تھا ... نام اور سلطان کی یہ عادت تھی کہ اُسے محمد کہکر پکارتا تا گاہ ایک

روز اُس مصاحب سے فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کر ندیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے فراغ کے بعد اپنے مکان پر گیا تین روز تک سلطان کی ملازمت مین نہ حاضر ہوا سلطان نے آدمی اسکی طلب کو بھیجا جب دربار مین حاضر آیا سبب غیر حاضری کا استفسار فرمایا ندیم نے عرض کی خداوند جہان کی عمر دراز ہو مجھے حضرت ہمیشہ میرا نام محمد لیکر ارشاد فرماتے تھے اس روز خلاف عادت تاج الدین خطاب کرنے سے فدوی کو یقین ہوا کہ اس حاجی دولت کی نسبت مزاج سلطانی مین کچھ تغیر ظہور مین آیا ہے جو ہوگا نہ وارنف سے بلایا ہے اس امر کے وقوع سے فدوی تین روز تک بیتاب اور بیقرار افتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ مین تیری طرف سے کچھ گرانی اپنی خاطر فیض مظاہر مین نہین رکھتا تھا اُسوقت مین بے وضو تھا مجھے شرم آئی کہ بے وضو اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر لیا جاے اسی کرکے مین نے تجھے بلقب تاج الدین بلایا اور سنہ ۶۶۳ چھ سو تریسٹھ ہجری مین ناصر الدین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور گیارھوین جمادی الاول سنہ ۶۶۴ چھ سو چونسٹھ ہجری مین دار دنیا سے دار البقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت بیس برس اور چند مہینے تھی ذکر

سلطنت سلطان فردوس نشیمن سلطان غیاث الدین بلبن کا

وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ معدلت شعار تھا اور ساتھ محامد خصائل اور محاسن شمائل کے آراستہ و پیراستہ تھا بیت طالع و بخت بادشاہی ادب فرخ آمد زنیکخواہی ۔ سلطان غیاث الدین بلبن ترکان قراخطائی سے ہے اور طائفہ البری سے ایک سوداگر اُسکو مغلون کے ہاتھ سے کہ اس دیار پر غلبہ پاکر اسیر کیا تھا خرید کرکے بغداد مین لایا اُسکا باپ ایک قبیلہ کا کہ اسمین دس ہزار مکان آباد تھے سردار تھا اور بعد خواجہ جمال الدین نے کہ ساتھ تقوی اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا سنہ ۶۳۰ چھ سو تیس مین اُسے خرید کیا اور چونکہ سلطان شمس الدین التمش بھی اس قبیلہ سے تھا ترقی کی اُمید مین اسی سال دار السلطنت دہلی کیطرف روانہ ہوکر سلطان غیاث الدین بلبن کو مع اور چند غلام ترک سلطان شمس الدین کے ملاحظہ مین گذرانا سلطان نے انھین بہ قیمت اعلے خرید کیا اور اسقدر خواجہ جمال الدین بصری کو مورد انعام اور مصدر اکرام فرمایا کہ مقضی المرام ہوکر بغداد مین معاودت کی سلطان شمس الدین التمش نے آثار شہامت اور مردانگی سلطان غیاث الدین سے مشاہدہ فرماکر بازدار خاص کیا اور قضاے آسمانی سے اپنے بھائی کشلیخان کو جو سلطان کی ملازمت مین نہایت اعتبار رکھتا تھا پہچانا اس تقرب سے نہایت صاحب عزت ہوکر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان رکن الدین کے عہد مین تمام ترکان ہندوستان کو ہمراہ لیکر پنجاب کے نواح مین گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان رضیہ کے عہد مین جب ترکون نے دہلی کے اطراف مین آکر اُنکے درمیان مین سنگ تفرقہ ڈالا بادشاہ غیاث الدین بلبن اُنکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہوکر محبوس ہوا اور حکمت الٰہی اس مقیدی مین بھی تو بعض نعمین آور مجھتا جو نکی قدر پہچانے اور سلطان رضیہ کے عہد مین زندان سے رہائی پاکر اُسکا میر شکار رہا اور میر شکار ہونے سے یہ اشارہ تھا کہ عالم اسکا صید ہوگا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ مین عہدہ امیر آخوری پر منصوب ہوا اس سے ایما یہ تھا کہ مرکب دولت کو زیر ران کھینچیگا پھر بدر الدین سنقر رومی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پرگنہ ہانسی اور ریواڑی جاگیر پایا اور میوات کے کفار کو جو سرکش تھے اور راتونکو دہلی پر تاخت لاکر بہت خرابیان کرتے تھے زیر کیا اس سبب سے آوازہ شجاعت اور اُسکی مردانگی کا منتشر ہوا اور روز بروز دولت اُسکی ترقی پر تھی یہانتک کہ شہور سنہ ۶۴۲ چھ سو بیالیس ہجری مین اور سلطان علاء الدین مسعود کے عہد مین امیر حاجب ہوا اور کار رہاے نمایان اُس سے ظہور مین آئے اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے زمانے مین منصب امور مالی اور ملکی کا ساتھ اُسکے مفوض ہوا اسطور کا صاحب جاہ ہوا کہ اُس سے سلطنت تک چندان فاصلہ نہ رہا اور سلطان ناصر الدین کو بادشاہی سے یہی ایک نام باقی رہا تھا اور اُسکے فوت ہونیکے بعد وہ بلا فاصلہ قصر سفید مین تخت دہلی پر متمکن ہوا اور خاص و عام اُسکی بادشاہت سے راضی اور شاکر ہوئے اور جو تواریخ مین چند شخص کو ساتھ لقب بلبن کے ذکر کیا ہے

ہو سکتا ہی کہ بلبن ایک گروہ ترکو نسے ہو وین و العلم عند اللہ سلطان شمس الدین التمش چالیس غلام ترک [illegible] اور صاحب
اعتبار رکھتا تھا انکو چہل گانی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد [illegible] آپسمین جمع ہوکر ہم عہد اور ہم سوگند ہوئے اور مملکت
ہندوستان آپسمین تقسیم کی اور ترکو نمین خواجہ تاش مشہور ہوئے لیکن [illegible] صحبت جدا [illegible] سب سے فروتنی معیوب جانکر ہر ایک لاف
انا ولا غیری یعنی ہم سب سوا دوسرا نہین مارتے تھے اور حیلہ سلطان [illegible] بلبن جو انمین سے تخت بادشاہ ہوا اول تھوڑے
ترکان خواجہ تاش کو جو استقلال تمام رکھتے تھے اور انسے [illegible] کہ [illegible] بھائی شیر [illegible] کو جو بندگان
خواجہ تاش کے درمیان مین اس سے کوئی برتر نہ تھا [illegible] سلطنت ہند کو منضبط کیا اور دشمنوان کے
مخالفون سے ایک اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلاطین عراق و خراسان [illegible] سے لایق دوستی
جانتے تھے اور وہ بادشاہ صاحب وقار اور صاحب تجربہ تھا [illegible] سلطنت کو [illegible] سے بخوبی انجام دیتا تھا نظم
وہ نیکو مناسبت کا [illegible] نقد عالم [illegible] کار عالم [illegible] ملکی کو سوائے
اکابر اور مردم دانا کے نہ سپرد کرتا اور ارذل کو کاموں مین دخل نہ دیتا اور جبتک صلاح و تقوی اور دیانت کسی شخص کی تشخیص نہ ہوتی
شغل اور عمل نہ فرماتا اور نسب کی تصحیح مین بھی مبالغہ بلیغ اور تفحص [illegible] کرتا اور شغل اور عمل سپرد کرنیکے بعد کسی مین نقص ذاتی و صفاتی
کا گمان ہوتا فوراً معزول کرتا اور کفار سے ہرگز عہدہ اور عمل رجوع نہ کرتا کہ مباد مسلمانوں سے بطریق تسلط پیش آوین اور
آخر ایام بادشاہی تک کہ بائیس برس کا زمانہ گذرا تھا اور اول ایام سے کبھی ہمکلام نہوا اور مسخرونکو اپنے دربار مین بار نہ دیا
کہتے ہین فخر ربانی نام ایک رئیس تھے کہ بیرون خدمت درگاہ کی تھی ایک مقربان درگاہ سے مال کثیر قبول کرکے ملتجی ہوا کہ اگر بادشاہ
ایک مرتبہ ساتھ اسکے ہمزبانی فرماوے مال وافر نقد و جنس سے پیشکش کرے جب یہ امر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا فرمایا کہ وہ رئیس
اور امیر بازار ہے سلطان کے ہمزبان ہونے سے مہابت بادشاہی دل مین عوام کے کم ہوگی اور حشمت و عظمت مین نقصان راہ پاویگا
اور ملحقات طبقات ناصری مین جو مصنفہ شیخ عین الدین بیجاپوری ہے مرقوم ہے کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت اور سعادت
کافی ہے کہ خارج بادشاہ اور بادشاہزادونسے جو سلاطین ماضیہ کے عہد مین ہند مین تشریف لائے تھے پندرہ بادشاہزادے
ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس اور روم و شام سے جو سپاہ چنگیزیہ کے ظلم سے
اپنے مرکز دولت سے پراگندہ ہوکر اسکے عہد دولت مین دہلی مین پہونچے تھے ہر ایک فرش عزت اور سرداری پر متمکن ہوکر
نہایت ذوق و شوق سے تخت کے روبرو دست بستہ کھڑے رہتے تھے لیکن دو شاہزادہ کہ پاے تخت پر بیٹھتے تھے وہ دونون
خلفاے عباسی کی اولاد سے تھے اور جسوقت بادشاہزادگان ولایات اور بزرگان وقت سے اسکے عہد مین ہند مین آتے تھے
سلطان اظہار بشاشت کرکے شکر الٰہی بجالاتا تھا اور ہر ایک کو علیحدہ محلہ مقرر کرتا تھا جسطرح سے کہ دہلی مین پندرہ محلہ آباد ہوے
تھے انکی تفصیل یہ ہے محلہ عباسی محلہ سنجری محلہ خوارزم شاہی محلہ دیلمی محلہ علوی محلہ اتابکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ رومی
محلہ سنقری محلہ یمنی محلہ موصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ خطائی اور اس سبب سے کہ زبدہ اور نخبہ اور خلاصہ عالم اصحاب
سیف و قلم اور سازندہ اور خوانندہ و ارباب ہنر سے کہ ربع مسکون مین عدیل اور نظیر نہ رکھتے تھے اسکے دربار مین جمع ہوتے
تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجری پر ترجیح دیتے تھے کہتے ہین جمیع علما اور فضلا اور کملا اور مشائخ اسکے بڑے
بیٹے مشہور خان شہید کے مکان مین مجتمع ہوتے تھے اور ارباب نشاط اور اہل ساز و عشرت اور قصہ خوان اور
خوش طبع اور ظریف اور ہزال اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند قرا خان کی مجلس مین حاضر ہوکر بزم شاہانہ آراستہ کرتے تھے

اور شہر کی صیقل سے زنگ غم آئینہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے اور بمقتضائے الناس علیٰ دین ملوکہم تمام امرا و اعیان دولت بھی اپنی
منازل اور مساکن میں اُن دونوں بھائیوں کے شیوۂ ستودہ پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن لباس اور لوازم عظمت و شوکت
کو کچھ بادشاہی میں مبالغہ کرتا تھا اور ہیبت تمام سے بارعام دیتا تھا چنانچہ ہندو نکالتے چہرہ کے مشاہدہ سے زہرہ آب ہو جاتا تھا
درانتی تنکوہ اور عظمت اور جلال [illegible] مردان دوردراز دیکھ کے اندام پر لرزہ پڑتا تھا اور سواری کے دن پانسو سیستانی اور
غوری اور ہندی [illegible] کیے ہوئے وضع مہیب کے ساتھ پیادہ جوش و خروش کرتے ہوئے
اُسکی رکاب میں جاتے تھے [illegible] بیاس [illegible] تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نوروز کو بادشاہان عجم کے طور پر بسر لیجاتا تھا
اور ایام خسین میں صبح سے شام تک [illegible] میں اجلاس کرتا تھا [illegible] و ہمنشینی خواہش اور امرا کی نظر سے گذرتی تھیں قربان [illegible] اسکے
صفات پسندیدہ اور خدمات شائستہ کو معرض [illegible] رکھنے [illegible] اور فرش منقش اور استعمال اوانی طلا و نقرہ اور پردہائے زربافت اور انواع
فواکہ اور اطعمہ اور اشربہ اور [illegible] میں مبالغہ کرتا تھا اور بارہا کہتا تھا میں نے ترکوں سے جو سلطان [illegible] التمش کی مجلس میں اعتبار
تمام رکھتے تھے سنا ہے [illegible] کہ جو بادشاہ [illegible] اور دبدبہ سواری میں زینت اور قواعد سلطنت کی رعایت کیے ہوئے نہ رکھے
اُس سے حشمت بادشاہی مشاہدہ نہیں ہوتی [illegible] دشمنان شاد کے [illegible] اور نقصان مملکت میں ظاہر آتا ہے اور ہیبطر سے
عدل اور [illegible] نہایت مبالغہ کرتا تھا اُسکی [illegible] کہتے ہیں ملک تغلق ابن حامد ارجو ایک بزرگ تھا اور جار ہزار سوار
خاصہ رکھتا تھا اور ولایت بداؤں اُسکی جاگیر میں تھی [illegible] حالت میں ایک فراش کو درّہ کی ضرب سے ہلاک کیا چند مدت کے
بعد سلطان غیاث الدین بلبن [illegible] بارعام میں آکر فریادی ہوئی سلطان نے بعد ثبوت جرم کے
ملک تغلق کو اس ستم رسیدہ کے [illegible] اسکے شوہر سے جا ملا اور لاش اُسکی بداؤں کے دروازہ پر
آویزاں کی اور اسی طور [illegible] کہ جسکا نام ہیبت خان اور جاگیر اُسکی اودھ تھی اُسنے بھی ایک
شخص کو [illegible] ہلاک کیا [illegible] سلطان غیاث الدین بلبن نے ہیبت خان کو پانسو درے [illegible] عورت
کو بخشا اور فرمایا یہ آج تک میرا غلام تھا اب تیرا مملوک ہے تجھے اسکے قتل اور رہائی کا اختیار ہے ہیبت خان نے ایک جماعت کا ذریعہ
بعد تضرع و زاری مبلغ ایک لاکھ روپیہ [illegible] کو دیکر اپنے تئیں رہا کرایا پھر اس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے مکان سے باہر
نہ آیا یہانتک کہ مرگیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندوں سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش فرماتا تھا کہ میں نے دو مرتبہ سید
مبارک غزنوی سے مجلس سلطان معز الدین محمد بن بہاء الدین سام میں سنا ہے کہتا تھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہیں تمام شرع محمدی
اور بخلاف سنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور نجات اُنکی آتش دوزخ سے چار چیز میں منحصر ہے جو اُنہیں بھی نہیں [illegible]
یقین ہے کہ عقوبت کا سزاوار ترا ایسے کوئی نہوگا اوّل وہ کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ فر اور سطوت اپنے کو اپنے محل پر مصروف
رکھے اور خلق کی رفاہیت اور خوف خدا کے سوا اُسکے مدنظر نہ رہے دوسرے فسق و فجور علانیہ اپنے ممالک میں واقع ہونے دے
[illegible] سعی بلیغ فرمادے اور فاسقوں و بیباکوں کو خوار اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل اور عمل مردم دانا اور شائستہ
اور دیانت دار اور خدا ترس کے تفویض فرمادے اور مردم بداعتقاد کو اپنے ملک میں جگہ ندیوے جو باعث اختلال عقیدہ
خلق ہوں چوتھے یہ کہ عدالت اور دادرسی مردم اس درجہ استفسار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اسکے ممالک محروسہ میں نرہے
بیت [illegible] بعدل و داد آباد [illegible] ظلم شاہی چراغ و باد بود پس تم میرے فرزند اور جگر گوشہ ہو یقین جانو کہ اگر تم عاجز و زیر
کسی کا ظلم اور تعدی روا رکھو گے میں سزا اسکی تمہیں دونگا اور جسوقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن بر سر حرب

ذکر بعض حالات و اخلاق سلطان غیاث الدین بلبن

یا پل یا غلیس یا خلاب پر پہونچتا اس مقام مین توقف کرتا اور امرا اور ارکان دولت کو مقرر کرتا کہ وہ لکڑیان ہاتھ مین لیکر اہتمام کرتے تھے
اور اول مریضون اور ضعیفون اور عورات اور اطفال اور بیمار پایون لاغر کو بے مزاحمت اُتروایا کے ہر مقام خوفناک سے پار اتارتے تھے
اسکے بعد اپنے تمام دواب یعنی فیل اور اسپ اور شتر وغیرہ کو پار اتارتے تھے اور آپ ایسے مقامون مین چند روز توقف کرتا تھا تو خلائق تہانی
اور آرام سے عبور کرے سلطان غیاث الدین بلبن ایام خانی مین مے نوشی اور خوشبو کی آراستگی اور امرا و ملوک کی مہمانی اور قمار بازی اور زر
اہل مجلس کے نثار کرنے مین رغبت تمام رکھتا تھا اور ہمیشہ اسکی مجلس مین مصاحبان شیرین سخن اور مطربان خوش آواز حاضر رہتے تھے لیکن تخت
سلطنت پر متمکن ہونیکے بعد ان اعمال کے گرد نہ پھرا اور نام شراب اور تمام مناہی کا سلطنت سے نابود کیا اور صیام اور نوافل اور قیام
شب اور مواظبت جماعت اور نماز اشراق اور چاشت اور تہجد مین مشغول رہتا اور ہر وقت باوضو رہتا اور علما و صلحا کے حضور بغیر
طعام مین نہ کھاتا اور خاصہ تناول کرتے وقت علماے مسائل شرعی تحقیق کرتا اور امرا و رؤسا کو نکے مکانو پر جاتا اور نماز جمعہ کے بعد
مشائخ اور علما کے مکان پر مثل شیخ برہان الدین بلخی اور مولانا سراج الدین سنجری اور مولانا نجم الدین دمشقی جاتا اور بہت سی تعظیم کرتا
اور زیارت قبر ذکی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیت کو جاتا اور میت کے فرزندون اور عزیزون کو خلعت عنایت فرماتا اور وظیفہ
کا اُسکے وارثون پر مقرر اور بحال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود اس حشمت اور دبدبہ کے اگر سواری کیوقت خبر پاتا کہ فلان مقام مین مجلس وعظ ہے
اسیوقت خانہ زین سے اُتر کر مجلس مین شریک ہوتا اور تذکرہ سنکر روتا ؎ نظم ؎ زکیمیری ازانجا خواست ؛ کہ جان از جہل و ظلم آراست
وز خلوت گلیم پوشیدی ؛ بنماز و نیاز کوشیدی ؛ روی بر ریگ و دل چو دیگ بجوش ؛ دل سخن گستر و زبان خاموش ؛ تا بدید کاوش
بدیدہ راز ؛ دید نہای این نشیب و فراز ؛ کہتے ہین کوئی خدمتگاران قدیم سے جو اسکے محرم مجلس خاص تھے اُسے کسیوقت بیکلاہ
اور بے موزہ نہ دیکھتے اور کبھی مجلس مین قہقہہ مارکر نہ ہنستا اور کہتا تھا جسقدر رعب و ہیبت و وقار و تمکین بادشاہ سے خلائق کے دلمین
گڑتا ہے اسقدر سیاست سے نہین زیادہ ہوتا ہے اور بادشاہ مین ہیبت کا نہونا رعایا کی سرکشی اور طغیان کا سبب ہوتا ہے اگر
بادشاہ ایسا کرے مدت تک تخت پر رہتا ہے اور جو نہین کرتا بہت عرصہ نہ گذرے کہ نقصان اور خلل واقع ہوا اور فتنہ و فساد ظہور
مین آوین اور عدالت کے قواعد مختل اور ظلم اور تعدی کے دروازے مفتوح ہون اور باوصف ان تمام اعمال اور افعال حسنہ کے
قہر اور سیاست مین اہل طغیان کا فر و مسلمان سے ہرگز محابا نہ کرتا اور قتل کرنے اور زد و کوب اور گرفتاری مین بہ نظر صلاح ملک ارکان
حشم درج خواہ غیر مشرف ہون اسمین کمی نہ کرتا جیسا کہ بہت سی اولاد شمسی کو سلطان اپنی سلطنت کی عدو جانتا تھا سرا اور
علانیہ قتل کیا اور اکثر ایسا بھی واقع ہوا ہے کہ ملک کی بہتری کیواسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور ایک شہر کو خاک سیاہ کیا مصرع
یار ما این دارد و آن نیز ہم ؛ اس سبب سے کوئی شخص اُسکے جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھتا تھا اور ضوابط سلطنت اور قوانین مملکت نے
جو سلطان شمس الدین التمش کے فرزندون کے عہد مین مختل اور مندرس ہوئے تھے از سر نو تازگی اور استحکام قبول کیا اور غیاث الدین
بلبن شکار دوست بہت تھا اس سبب سے اسکے عہد مین میر شکار بہت صاحب جاہ و عزت تھے اور باوجود مصالح جہانداری کے
اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جان کر اس فصل کی آرزو کرتا تھا اور دہلی کے اطراف بیس کوس تک شکار کے
واسطے محافظت فرماتا تھا اور آخر شب کو اس محل سے سوار ہوتا تھا ثلث شب دیگر باہر رہتا اور ہمیشہ شکار مین باری باری ہزار
سوار اور اُسی قدر تیر انداز ہمراہ رہتے تھے اور خوراکی انکی سرکار سے پہونچتی تھی جب شکار دوستی کی خبر ہلاکو خان کو بغداد مین پہونچی
بولا غیاث الدین بلبن ہندوستان بخشندہ اور صاحب تجربہ ہے بظاہر شکار کو جاتا ہے اور باطن مین سواری کی ورزش فرماتا ہے اور لشکر اپنا
ہمراہ رکھتا ہے سلطان نے یہ بات سنکر ہلاکو خان کی فہم و کیاست کی تعریف کی اور فرمایا قاعدے ملکداری اور جہانداری کے

وہ شخص جانتا ہے کہ چند ملک ہیں کہتے ہین جب اسکی سلطنت مین استقلال کمال ہو پہونچا چند امرا نے معروض کیا کہ نوبت اور قدرت بادشاہ
زمان کی بدرجۂ اعلی ہے ممالک گجرات اور مالوہ اور دہ بلاد ہند جو شاہ قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین
تصرف مین آئے تھے اُنکا چھوڑنا سزاوار نہین بادشاہ نے جواب دیا کہ اسوقت مغلونکی جماعت بلاد اسلام پر تسلط ہوئی ہے اور اکثر
ممالک ہند پر تاخت لاتے ہین دہلی سے نہضت کرنا اور دیگر ولایت دور دست مین جانا شرط ہوشیاری اور دور اندیشی سے بعید ہے بلکہ اپنا ملک
مستحکم اور امین رکھنا بہتر اور انسب ہے نہ کہ دوسرونکے ملک مین مشغول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص رکھنا اور اسی سال ۶۶۴ چھ سو چونسٹھ
ہجری مین سلطان نے تخت پر جلوس فرمایا محمد تاتار خان ابن ارسلان خان جو ناصر الدین محمود کے عہد مین اسقدر اطاعت نہ رکھتا تھا
تریسٹھ فیل باقی اور تحف وہدایہ لکھنوتی سے بھیجا بادشاہ نے اُسے فال نیک سمجھا اور لوگون نے حکم شاہی کے موافق شہر آئین بند کیا اور جا بجا قبے
آدینہ ان کرکے شاد ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق وشوق سے ناصری چبوترہ پر جو بداؤن کے دروازہ کے
باہر واقع ہی بار عام دیا اور امرا و ملوک اور صدور واکابر نے حاضر ہوکر نذرین پیشکشین گذرانین خلعتہاے شاہی اور انعام سلطانی سے
سرفراز ہوئے اور اس کام سے تاتار خان کو مطیع اور فرمانبردار کرکے امراے کبار کی سلک مین منتظم کیا کہتے ہین کہ فرزندان سلطان شمس الدین
التمش کے عہد مین میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہاے انبوہ کے سبب ہاتھ غارت اور تاراج مین دراز کرکے رہزنی اور قزاقی اختیار کی
تھی اور راتونکو شہر دہلی کے اندر آکر دروازے چیر کر مال رعایا کا لیجاتے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی قہر اور غلبے سے غارت کرتے تھے
سوداگران کو مجال تردد نہ تھی اور بارہا حوض شمسی کے سقون اور کنیزان آبکش کو مزاحمت پہونچاتے تھے اور شہر کے دروازے اُنکے خوف سے عصر کے
وقت بند کرتے تھے اور کسی کو عصر کی نماز کے بعد زیارت بزرگونکے مقابر کی میسر نہوتی تھی اسواسطے سلطان نے انکا دفع کرنا اور کامونپر
مقدم رکھا چنانچہ جلوس کے آخر سال مین اسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور ایک لاکھ مردم سے بدمعاشون کو علف تیغ خون آشام
کرکے بازار سیاست کو رونق بخشی اور جنگلونکو قطع اور صاف کرکے حکم زراعت اور کاشتکاری کا نافذ فرمایا اور چند مقام پر تھانے
بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور تھانون مین مقرر کرکے بسعادت و اقبال معاودت فرمائی اور دوسرے برس ہمت
مفسدون اور سرکشونکے قلع قمع پر جو درمیان دوآب کے تھے اور خرابی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد فرمائی تاکہ
لوازم قتل بجا لاکر بلائی آنکی ذاتون سے جدا کرین اسکے بعد سلطان نے دو مرتبہ کنپل اور پٹیالے اور بھوجپور کیطرف کہ جاے پناہ چورون
اور متمردون کی تھی افواج ظفر امواج ہمراہ لیکر سواری فرمائی اور ہر ایک مرتبہ کئی ہزار مفسدون کو قتیل اور اُنکی اولاد اور اتباع کو اسیر
کرکے ہندوستان کا راستہ جو اہل ہند کی اصطلاح مین جونپور اور بہار اور بنگالہ ہے اور رہزنون کی شومی اعمال سے مسدود ہو گیا تھا
مفتوح کیا اور کنپل اور پٹیالے اور بھوجپور مین قلعے اور مسجدین تعمیر کروائین اور تینون قلعے افغانونکو جاگیر دیے اور حصار جلالی تیار
کرکے مسلمانون کے سپرد فرمایا اور دار السلطنت مین مراجعت کی اور اُسی عرصہ مین فتنہ کیتھر کی خبر حاکم بداؤن اور امروہہ کی دربانی عرض
عالی مین پہونچی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا خلائق کو یہ گمان ہوا کہ کوہ پایہ کی طرف جاویگا لیکن ابتک سراپردہ سرخ
برآمد نہوا تھا کہ سلطان پانچ ہزار سوار جرار سے ایلغار گیا دو شب مین دریاے گنگ سے عبور کرکے ولایت کیتھر مین آیا
اور عورتون اور لڑکون کے سواے حکم قتل عام جاری کرکے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو بدمعاشونکی لوٹ سے
ایسا پاک کیا کہ بداؤن اور امروہہ اور سنبھل نے اس جماعت کی شر سے نجات پائی حتی کہ عہد جلال تک کیتھر مین کوئی نام ایک
فسادی کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر اور منصور ہو کر دہلی مین داخل ہوا اور اسکے چند روز کے بعد عنان عزیمت پایہ جود کی طرف
منعطف فرمائی اور دو برس تک وہان کے باشندون کے قلع اور استیصال مین نہایت جد وجہد ظہور مین پہونچائی

اور اسقدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت اسپ خوب کی تیس اور چالیس تنگہ نقرہ سے ایزاد نہوتی تھی جب قتل اور غارت اور تادیب اس پہاڑ کے رہنے والون سے فارغ ہوا فتح و نصرت سے قرین ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور قاعدہ ایسا ہوا تھا کہ جسوقت سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر سے معاودت کرتا تھا صدور اور اکابر شہر کے دو تین منزل آگے پیشوائی کو جاتے تھے اور شہر مین قبے آویزان کر کے شادی کرتے تھے اور جو کچھ نثار اور خیرات ہوتا تھا سب نقد و جنس اطراف و ولایات مین بھیجکر اہل استحقاق پر قسمت کرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کر کے وہان کے قلعہ کو جو کہ ... کے عہد مین خراب گیا تھا ... اور اُسکے اطراف کو جو سپاہ مغل کے صدمہ سے ویران ہوا تھا آباد کر کے ... کی کہ ایک جماعت کثیر لشکریان عہد شمسی سے پیر و فرتوت ہو کر جنگ و تردد سوا ری سے باز رہے ہین ... ہوتے ہین سلطان نے فرمایا جو لوگ بسبب پیرانہ سالی کے خدمت سے متعذر ہین سپاہگری سے معاف رکھا کر تیس تنگہ مدد معاش کے واسطے مقرر کرو اور باقی کو بازیافت کرین اس سبب سے ایک مصیبت لشکر مین ظاہر ہوئی تھوڑے مردم عزیز یعنے ذی عزت مع تحفہ ملک فخرالدین کوتوال کے مکان پر گئے اور ہائے ہائے کے نعرے مار کر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہین جانتے تھے کہ بڑھاپے مین اس بلا کا سامنا ہوگا اور ہم ایسے دن مین گرفتار ہونگے دگرنہ ہم جوانی مین ایسے کام مین مشغول ہوتے کہ بڑھاپے مین کام آتا ملک فخرالدین کوتوال نے اُنکا تحفہ لیا اور کہا اگر مین تمسے رشوت لونگا میرے کلام کا اثر جاتا رہیگا پھر ملال اور متفکر ہو کر دیوان عام مین گیا اور اپنے مقام پر مودب کھڑا ہوا سلطان غیاث الدین نے آثار ملال اسکے چہرہ سے مشاہدہ فرمائے سبب اسکا استفسار فرمایا اسنے عرض کی مین نے سنا ہے کہ دیوان عرض مین بوڑھون کو برطرف کرتے ہین مین ڈرتا ہون کہ جو قیامت مین بھی اسی طرح سے ضعیف مردود ہو دین غلام کا کیا حال ہوگا سلطان اسکا مقصد سمجھکر متنبہ ہوا اور اشک گریہ شک صدف چشم سے گرانے لگا اور زار و قطار رو کر فرمایا کہ سبکی تنخواہ بدستور سابق مقرر رکھین اور تغیر و تبدل اسمین راہ نپاوے بیت قرب سلطان مبارک آنکس راست ٭ کہ گند کا مستمندان رہست ٭ اور چوتھے برس جلوس مین خان معظم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا چچیرا بھائی تھا اور سلطان ناصرالدین محمود کے عہد سے اسوقت تک حکومت لاہور و ملتان و بھٹیر و سرہند و دیپالپور اور تمام جاگیرین جو مغل کے قبضہ مین تھین رکھتا تھا وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان نے فقاع مین اُسکو زہر دیا اور بھٹیر مین ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن نے سنام سمانہ تیمور خان کو کہ وہ بھی بندگان چہلگانی سے تھا حوالہ کیا اور ہر ایک ولایت اور امیر فولاد کے سپرد فرمائی اور جو مغل شیر خان کے آیا حکومت مین ہندوستان کے گرد نہ پھر سکتے تھے پھر سرحدون مین مزاحمت پہونچانے لگے سلطان غیاث الدین بلبن اصلاح ہو کر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ قاآن الملک اسکا خطاب تھا اور ساتھ خان شہید کے شہرت رکھتا تھا اپنا ولیعہد کر کے چتر اور دور باش اور باقی لوازم شاہی عنایت فرمائے اور ملتان اور سند اور دیپالپور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات اُسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عقلا باستعداد تمام اُسکے ہمراہ کر کے ملتان کیطرف روانہ کیا اور تاریخ فیروز شاہی مین لکھا ہے کہ بندگان شمسی کہ خانی اور ملکی مین پہونچے تھے اُسمین سے بعضون نے اپنے فرزندون کا نام محمد رکھا اور دادا اپنے آبا اور ... مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت بر آئے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانہ مین مشہور اور معروف ہوے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے اُنمین سے ایک ابہک محمد کشلی خان تیر اندازی اور ... اور شجاعت و مردانگی وصف شکنی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور بادشاہزادگان مغل اُسکے حالات اپنے ... اسکی حضوری کے تھے اور دوسرا علاءالدین محمد بن اعزالدین شیر خان جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بھتیجا تھا

مجلس آرائی اور بذل و احسان مین حاتم کیطرح تمام آفاق مین مشہور ہوا اور مصر و شام و روم و بغداد و عراق و خراسان و ترکستان وغیرہ سے مردم فاضل اور شاعر اُسکی بخشش کی اُمید مین ہندوستان مین آتے تھے اور ہر ایک خوان احسان اُسکے سے پس خوردہ اُٹھا کر فائز المرام ہو کر اپنے وطن کیطرف مراجعت کرتا تھا اور اُسکی گلزار سخاوت کی نسیم صبا کے روائح شہر شہر اور ملک بملک پہونچے کہتے ہین سلطان غیاث الدین بلبن نے اُسکی قابلیت اور لیاقت دریافت کر کے اُسکے باپ کا منصب اُسے رجوع فرمایا اور بار بک کر کے چوگان زر اور خطاب خان اعظم کشلیخان اور اقطاع کوا... سرفراز فرمایا اور خواجہ شمس الدین ولد خواجہ معین الدین ندیم خاص ملک قطب الدین حسن غوری نے چند اشعار علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان کی مدح مین کہکر اور نستعلیق لکھکر اور منقش اور زر افشان کر کے مطربان ندگاہ ... کے حوالہ کین تاکہ جشن نوروزی مین کہ جمیع خوانین و ملوک حاضر ہوتے ہین پڑھین مطربون نے اسکے کہنے کے موافق عمل کر کے اس غزل کو مجلس سلطانی مین خوش الحانی سے گائی ایک بیت انمین سے یہ ہے بیت علاء الدین الغ قتلغ معظم ٭ بود باربک کشلیخان اعظم ٭ علاء الدین کشلیخان اس محفل مین حاضر تھا اپنی مدح مطربونکی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کا ناظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جب اپنی منزل اور مقام مین آیا خواجہ شمس الدین کو بلا کر تمام اسباب مجلس نوروزی جو ... تمام زینت پذیر تھا اسے عنایت فرمایا اور گویون کو دس ہزار تنگہ انعام فرمائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین بار ہا ایسا ہوا کہ خزانہ اور اسباب تجمل کو لٹا کر متاع دنیوی سے ایک پیراہن کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور تاتار خان پسر ارسلا خان ہمت و شجاعت و پاکدامنی مین مشہور جہان ہوا اور لکھنوتی مین چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دوسرا شاہزادہ عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کہ اپنے باپکے روبرو سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندون سے عزیز تر تھا ساتھ مکارم اخلاق اور محاسن اوصاف کے اتصاف رکھتا تھا اور مقدر صفات خوب جو بادشاہزادونکو سزاوار ہین حق سبحانہ تعالی نے اُسے کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور ہنر مین اپنا مثل اور عدیل نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس ہمایون فاضلان سعادت قرین اور شاعران فراست آئین سے آراستہ کر کے سب کے حق مین انواع الطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور زمانہ اسکے وجود ... سے بہار بہار اور چمن چمن نسیم بہلا اور زند ... حبیب دامن مین بھرتا امیر خسرو اور خواجہ حسن پانچ برس ملتان مین ... ملازم رہے ... کی ... مین انتظام رکھتے تھے اور عزت اُنکی اور ندیمون سے زیادہ تر رکھتا اور نظم و نثر سے ... خوش ہوتا ... ایسا مہذب اور مودب تھا کہ مجلس فرماندہی مین اگر تمام دن اور ساعات اجلاس کرتا زانو اپنا بلند نہ کرتا اور ... سوا ... اور مجلس شراب اور اوقات غفلت و مستی مین حرف ناملائم اُسکی زبان پر جاری نہوا بیت ... خوش ... مجلس ادب آراست تا بزرگ شوی ٭ اور مجلس ... مین اسکی شاہنامہ اور دیوان خاقانی اور انوری ... مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اسکی شعر فہمی کے مقر تھے امیر خسرو ... نے ... در ریافت معنی دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار متقدمین و متاخرین مین کسی ... شاہزادہ سلطان سکے ... بیاض رکھتا تھا کہ تخمیناً بیس ہزار بیت ... حالی کتب متقدمین سے انتخاب ... تھے ... ان اشعار پسندیدہ سے محظوظ ہوتے اور اسکی شعر فہمی اور ادراک بلند پر مداح اور ثنا خوان ... اُسکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامدار کو عنایت فرمائی اسکے بعد امیر خسرو کو ... صاحب ملتان نے اس بیاض کو دیکھکر اشعار منتخب اُسکے اپنی بیاضون مین تحریر فرمائے اور شاہزادہ نوجوان کے فوت ہوئے ... کہ محمد سلطان ملتان مین اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان ترمذی جو بزرگان وقت سے ... ملتان مین ... نذر ... گذرانا اور سعی بہت کی کہ ملتان مین اسکے واسطے ایک خانقاہ

تیار کرے اور قریہ وقف فرما دے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا ایک روز شیخ عثمان اور شیخ صدر الدین
ابن شیخ بہاء الدین زکریا شاہزادہ کی مجلس میں تشریف لیگئے تھے اشعار عربی انکے سماعت کرکے تمام درویش جو اُس مجمع میں شریک تھے
وجد میں آکر رقص کرنے لگے اور شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بروانکے دست بستہ ایستادہ ہو کر زار زار روتا تھا اور جو
حیا تا کوئی شخص اسکی مجلس میں کوئی شعر شعراے متقدمین سے پڑھتا کہ شامل وعظ و نصیحت کے ہوتا مصالح دنیوی کو ترک کرکے
گوش باآواز ہو کر رقت کرتا اور یہ دلیل اسکی وفور دانش اور بینش پر یہی کافی ہے کہ اندنون مین خطہ ملتان کو اپنے قدوم کی برکا سے رشک
گلستان ارم فرمایا دو مرتبہ اپنے مقربون کو مع تحفہ اموال فراوان شیراز مین شیخ مصلح الدین سعدی کے پاس بھیجکر التماس قدوم میمنت لزوم
فرمائی اور چاہا کہ ملتان مین انکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریہ وقف فرما دے چونکہ شیخ پیر اور ناتوان ہوا تھا دونون مرتبہ عذر خواہ
ہوا اور ہر بار سفینہ یعنی بیاض اپنے شعرونکی غزلیات وغیرہ سے اپنے خط سے اسکے واسطے بھیجکر امیر خسرو کی سفارش کا ضمیمہ کیا شاہزادہ
محمد سلطان خان شہید ہر سال ملتان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت جاتا اور تحفے دیتا گذرانکر چند روز کے بعد مراجعت کرتا اور
ان سنوات میں سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چھوٹے فرزند بغرا خان کو جو ناصر الدین خطاب رکھتا تھا سمانا اور سنام مین
اسکی جاگیر مقرر کرکے اسطرف روانہ کیا اور چند نصیحتیں بھی ارشاد فرمائین تھین وہ یہ ہین کہ وہان جاتے ہی اپنے لشکر قدیم کو مدد جب
اضافہ کرے اور جسقدر کہ لشکر جدید درکار ہو نگاہ رکھے اور مغل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور امور ملکی کے ہر دخت
دانایان محرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پرداخت مین کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور مین آوے حقیقت اسکی مجھے نوشتہ
کرے پھر جو امر نافذ ہووے عمل مین لاوے اور مے نوشی سے منع کرکے فرمایا اگر مین شرب خمر خانگی مین تجھے اس جاگیر سے معزول کرونگا
دوسری جاگیر اسکے عوض مین نہ دونگا اور میری نظر مین ہمیشہ خوار اور ذلیل رہیگا بغرا خان نے جو نصائح اپنے والد ماجد کے گوش ہوش مین
جگہ دیکر نیک چلنی اور راست روی کو اپنا شعار کرکے ترک ملاہی کیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو مغل ہندوستان مین آوے محمد سلطان
ملتان سے اور بغرا خان سمانہ اور ملک باربیگ برلاس دہلی سے تمام اتفاق کرکے آب بیاہ تک کہ اسوقت قصبہ سلطانپور اُسکے قریب
واقع ہوا جاوین اور مغل کا دفع کرکے مع الخیر مراجعت کرین پھر اُسکے بعد کہ مہمات مملکت نے استقامت قبول کی اور کام
حسب دلخواہ انجام ہوئے قضیہ طغرل جو غلامان ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنوتی رکھتا تھا واقع ہوا
مفصل حال اُسکا یون ہے کہ سنہ چھ سو اٹھتر ہجری مین طغرل کہ سخاوت اور شجاعت اور چستی و چالاکی مین اوصاف رکھتا تھا
لکھنوتی سے جاجنگر کی طرف فوج کش ہوا اور وہان کے راجہ کو ہزیمت دیکر فیل اور مال وافر لایا چونکہ سلطان ضعیفی سے ناتوان
ہو گیا تھا اور اُسکے فرزند مغلون کے مقابلہ مین مشغول تھے سلطنت لکھنوتی کے خیال مین پڑا ان فیلون اور غنائم سے سلطان کے
واسطے حصہ نہ بھیجا اسی عرصہ مین سلطان دہلی مین بیمار ہوا اور قریب ایک مہینے کے حلسرا سے برآمد نہوا اور اراجیف کے سبب
اسکی خبر فوت مملکت مین منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پوست سے برآیا اور جمعیت کثیر بہم پہونچائی اور اپنا خطاب سلطان مغیث الدین
رکھکر چتر سرخ سر پر رکھا اس ملک کا خطبہ اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ مین مزاج بادشاہی مشتمل شفا و صحت مزاج قدیمی ہے
طغرل نے بحکم الشروع ملزوم اپنے کئیے ہوئے سے پشیمان ہو کر مخالفت مین اصرار کیا اور سلطان غیاث الدین نے امیر مطلع ہو کر
ملک ایتگین موے دراز کو کہ خطاب امین خان رکھتا تھا اور حاکم اودھ تھا لشکر سپہ سالار کیا اور واسطے تنبیہ لکھنوتی کے
مع امراے دیگر مثل تمر خان شمسی اور ملک تاج الدین خان اور جمال الدین قندہاری کو طغرل کی سرزنش کے واسطے روانہ کیا
جب ملک امین خان مع لشکر ہمراہی آب سرو سے گذر کر لکھنوتی کیطرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا امرا دریا سے ہیونکے لشکر کے

نے افغانی سے امین خانکی ترک رفاقت کرکے طغرل سے جاملے اور اُسکی رعایتوں سے ممنون ہوکر جان نثاری پر آمادہ ہوئے اس سبب سے طغرل نے امین خان کو محاربے کے بعد منہزم کیا سلطان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے پریشان ہوا اور اپنا ہاتھ دانتوں سے کاٹا اور امین خانکو در دولت پر لاکر پھانسی دلوائی اور ملک ترمتی ترک کو مع لشکر سپاہ طغرل کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور طغرل اس لشکر کو بھی شکست دیکر غنیمت وافر اپنے قبضہ میں لایا **بیت** بہ نیروی اقبال آن شیر مست ٭ دو بارہ سپاہ عدو را شکست ٭ سلطان یہ خبر کلفت اثر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور ہمت عالی اور عزم ملوکانہ سے خود چلنے پر تیار ہوا اور حکم دیا کہ بہت سی کشتیاں جون اور گنگ میں موجود رکھیں اور خود برسم شکار سنام اور سمانہ کیطرف باہر آیا ملک سراج پسر حامد کو سمانہ کی نیابت سپرد فرمائی اور بغراخان کو مع خاصہ لیا اور سمانہ سے پلٹ کر دوآبہ کے درمیان آیا اور ملک فخرالدین کوتوال کو نیابتاً دہلی میں چھوڑا اور گنگ سے عبور کیا اور بسبب اس سامان کے کہ رکھتا تھا برسات کا بھی لحاظ نہ کیا ساتھ کوچ متواتر کے لکھنوتی کیطرف نہضت فرمائی جو سلطان کو کثرت باران اور صعوبت راہ کے سبب توقف ہوا طغرل نے فرصت پاکر اپنے لشکر کو مستعد کیا اور مع مال و اثقال جمعیت لیکر جاجنگر کیطرف اس نیت سے راہی ہوا کہ اسے فتح میں لاکر چند عرصہ وہاں قیام کرے اور بعد سلطان دہلی کو معاودت فرمادے پھر لکھنوتی میں آوے لیکن جسوقت سلطان لکھنوتی میں داخل ہوا چند روز توقف کرکے سالار حسام الدین وکیل اور یار بیگ برلاس کو جو مولف تاریخ فیروز شاہی کا جد تھا لکھنوتی کے ضبط کیواسطے مقرر کیا اور خود طغرل خان کے تعاقب میں جاجنگر کی سمت روان ہوا اور جسوقت کہ سنام کی حدود میں پہونچا بھوج رای جو وہانکا زمیندار تھا اطاعت و انقیاد سے حاضر ہوکر خیرخواہوں کی سلک میں منتظم ہوا اور عہد واثق کیا کہ جو طغرل دریا کیطرف بھاگنے کا ارادہ کریگا میں اسے دریا سے عبور کرنے دونگا پھر سلطان بسبیل استعجال وہانسے عبور کرکے جب چند منزل گیا طغرل کی خبر منقطع ہوئی کوئی شخص اسکا پتا نہ دیتا تھا اسواسطے سلطان نے ملک یار بیگ برلاس کو فرمایا کہ تو سات ہزار سوار جرار اور منتخب ہمراہ لیکر دس بارہ کوس آگے جاوے چندیکہ حکم کے موافق آگے جاتے تھے اور طغرل کی جستجو کرتے تھے ایک نشان اور اثر اسکا نپاتے تھے ایک روز مقدمہ لشکر ملک محمد شیرانداز حاکم کول اور ملک غازی کہ طغرل کے استتار پا تیس چالیس سوار سے بطریق زبان گیری آگے جاتے تھے ناگاہ چند بقال صحرا میں نظر ہوئے انہیں گرفتار کرکے تحقیق راہ اور طغرل کے سراغ واسطے دھمکایا انھوں نے انکار کیا جب ان میں سے ایک کی گردن ماری باقی فریاد برلائے اور بولے اگر تمہارا مقصود متاع و اسباب ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے لیکر جان کی امان دو ملک محمد شیرانداز نے کہا ہم طغرل کا سراغ چاہتے ہیں اسکے سوا ہمیں کچھ غرض نہیں اگر تم اس امر میں ہادی اور دلیل ہو جان و مال سے بچوگے ورنہ جو کچھ دیکھو گے آپ سے دیکھو گے یہ سنکر بقال ہراسان ہوئے اور باتفاق بولے کہ ہم غلہ طغرل کے لشکر میں لیگئے تھے بالفعل ہم وہاں سے آتے ہیں اور تمہیں طغرل تک نیم فرسخ سے زیادہ نہیں ہے آج مقام کیا ہے کل کوچ کرکے جاجنگر میں داخل ہوگا ملک محمد شیرانداز نے بقالوں کے ساتھ دو سوار ہمراہ کرکے یار بیگ برلاس کے روبرو بھیجکر پیغام دیا کہ حقیقت حال بقالوں سے دریافت کرکے بہ تعجیل تمام تاخت کرو مبادا طغرل کوچ کرکے ولایت جاجنگر میں کہ ممالک بیگانہ ہے داخل ہووے اور وہانکے آدمیوں سے موافقت کرکے جنگل میں پوشیدہ ہووے یہ کہکر خود مع سواران ترک ایک پشتہ بلند پر چڑھکر دیکھا کہ طغرل کی بارگاہ ایستادہ ہے اور اُسکا لشکر غفلت تمام سے آرام میں ہے اور ہاتھی گھوڑے چرنے میں مشغول ہیں فرصت غنیمت جانکر پشتے سے اتر طغرل کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یہ بھی طغرل کے متعلقوں میں سے ہیں جب قریب پہونچے تلوار میان سے کھینچیں جو شخص نظر پڑا اُسے مارا اور جوش خروش میں آکر باآواز بلند پکارا کہ دولت سلطان غیاث الدین بلبن کی ہو طغرل اس خیال سے کہ سلطان آپہونچا سراسیمہ ہوکر حمام خانہ سے باہر ہوا اور اسپ بے زین پر سوار ہوا اور حالت اضطراب میں اپنے یاروں میں نہ آیا اور چاہا کہ اپنے تئیں اس پانی میں جو لشکر کے قریب تھا ڈالکر عبور کرے پھر بلطائف تمام جاجنگر کیطرف روانہ ہووے

اتفاقاً طغرل کے غائب ہونے سے امرا و سپاہ لشکر کے متفرق اور پریشان ہوئے مگر ایک جو سمت مغرور ہوا ملک مقدر کہ طغرل کا قتل اُسکے مقدر ہوا اتفاقاً شہر کی طرح طغرل کے تعاقب مین اور آب کے کنارہ پر اس سے دوچار ہوا فوراً تیر شکاری اُسکے پہلو پر مارا کہ وہ پشت اسپ سے زمین پر آیا یہ بھی گھوڑے سے اُترکر پیک اجل کیطرح اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور سر اسکا تن نازنین سے جدا کیا چونکہ لوگ اُسکی تلاش مین سرگردان تھے اسواسطے اسکا سر پانی کے کنارے پوشیدہ کیا اور اسکی لاش پانی مین پھینک دی اور اپنا لباس اتارکر اسکے دھونے مین مشغول ہوا اس عرصہ مین طغرل کے لوگ پہونچے اور خداوند عالم کا آوازہ بلند کرکے طغرل کو ڈھونڈھنے لگے جب نہ پایا راہ فرار نا پائی

نظم

مرا در لیکے تیر زد بر جگر ۞ فرود آمد از اسپ و ببرید سر ۞ چو شد طغرل آنجا بغفلت تلف ۞ برآمد یکے شور از ہر طرف ۞ شکستند یاران طغرل تمام ۞ ہمانہ بے سر ہمہ گشتند رام ۞

اس عرصہ مین ملک یار بیگ برلاس پہونچا اور ملک مقدر نے آگے بڑھکر فتح کی خوشخبری پہونچائی ملک یار بیگ برلاس نے اسکی تحسین و آفرین کی طغرل کا فتح نامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت مین ارسال کیا دوسرے دن خود مع غنائم اور اسیران لشکر طغرل ملازمت مین پہونچکر فتح کا مفصل حال عرض کیا سلطان ملک محمد شیرانداز اور اسکے بھائی پر غضبناک ہوا اور فرمایا کہ تمنے خطا کی تھی میرے اقبال و دولت نے اپنا کام کیا جو خیریت شامل حال ہوئی پھر سلطان نے انھین نوازا اور ملک یار بیگ برلاس اور ملک محمد شیرانداز کو رتبہ عالی بخشا اور ملک مقدر کو طغرل کش موسوم کرکے مسند امارت پر متمکن کیا اور حکم دیا کہ آج سے اس متمرد کو طغرل نمکحرام کہین جیساکہ طغرل غزنوی کو طغرل کافر نعمت کہتے ہین اسکے بعد لکھنوتی مین آکر ہنگامہ سیاست کا گرم کیا اور حکم دیکر دونون طرف راستہ بازار شہر مین سولیان نصب کروائین اور طغرل کے اعوان و انصار جو دستگیر ہوئے تھے سبکو دار پر کھینچوایا اور انکی عورتون اور فرزندون کو جہان پاتے تھے شہر لکھنوتی مین بسیاست غیر مکرر قتل کرتے تھے اور اس زمانے تک کسی شاہ دہلی نے مردم مجرم کی عورتون کو نہ قتل کیا تھا کہتے ہین کہ وہ قلندر کہ جسے شاد قلندر کہتے ہین خدمت طغرل مین نہایت عزت رکھتا تھا اسکو دستیاب کرکے تین من طلا کہ طغرل نے آلات قلندری بنانے کیواسطے اسکو دیا تھا چھین لیا اور جو فلک بے مہر فرزند صاحب جاہ کو نہ دیکھ سکا سلطان نے اسے مع اور چند قلندر کے قتل کیا اور پھر لشکریان طغرل کو حکم کیا کہ دہلی مین لیجاکر سیاست مین پہونچادین اور اقلیم لکھنوتی اپنے فرزند بغرا خان کو عنایت فرمایا اور فیل اور خزانہ کے سوا جو کچھ طغرل سے دستیاب ہوا تھا اُسے ارزانی کیا چتر اسکے سر پر پھیرا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا اُسکے نام کیا اور رخصت کیوقت اسے چند نصائح کین اول یہ کہ حاکم لکھنوتی کو ساتھ بادشاہ دہلی کے خواہ اپنا خواہ بیگانہ ہو جنگ اور بغاوت کرنا لائق نہین اور جو بادشاہ دہلی قصد لکھنوتی کرے حاکم لکھنوتی کو لازم ہے کہ انحراف قبول کرکے جاوے دور دست مین جاوے اور جب شاہ دہلی مراجعت کرے پھر لکھنوتی مین داخل ہووے اور اپنا کام بنواوے دوسرے یہ کہ خراج لینے مین رعایا سے میانہ روی کو کام فرماوے نہ اسقدر لیوے کہ متمرد سرتاب ہووین اور نہ اسقدر کہ عاجز اور زبون ہون اور لشکر کو اسقدر مواجب دیوے کہ انھین سال بسال کفایت کرے اور معیشت کے سبب سے عسرت نہ کھینچین تیسرے یہ کہ امور ملکی کے پرداخت مین بے مشورے اہل الرائے کے کہ مخلص اور خیرخواہ ہون ابتدا نکرے

نظم

ز صد شمشیرزن رائے قوی بہ ۞ ز صد افسر کلاہ خسروی بہ ۞ برائے لشکرے را بشکند پشت ۞ بہ شمشیرے یکے تا دہ توان کشت ۞

اور اجرائے احکام مین ہوا پرستی سے پرہیز کرے اپنے نفس کے واسطے خلاف حق نکرے چوتھے وہ کہ رفاہ احوال حشم کہ لازمہ جہانداری کا ہے غافل نہ رہے اور جو کوئی انکے دل کی ضروریات سے شمار کرکے تغافل اور سستی کو انکے مقدمہ مین کار نفرماوے اور جو کوئی تجھے اسکی تحریص کرے آمادہ کرے اُسے اپنا دشمن جانکر اُسکے قول کی سماعت نکرے پانچوین وہ کہ البتہ اپنے تئین پناہ مین اُس شخص کے جو کہ دنیا سے روگردان ہوکر حق کیطرف متوجہ ہوا ہو لاوے

بیت

حمایت از کسے وا خواہ کز درویش ۞ ز صد سکندر توش بیش ۞

سلطان نے اپنے فرزند کے کان اور نصائح سے گرانبار کرکے رخصت فرمایا اور کوچ متواتر [illegible] کرتا ہوا [illegible] دہلی [illegible]

ملک فخرالدین کوتوال کو جو غنیمت میں انکی کارنمایان ظہور میں پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قبا کہ آپ جسم مبارک مین پہنے تھا اتار کر اُسے
دی اور ثانی الثنین اپنا کیا اور ارباب استحقاق کو بھی خوشدل کرکے علما اور درویشونکے مکانون پر گیا اور فتوح صادر ہونیکے ذریعہ انکی تعظیم مین
کوشش کی اور قیدیونکو جو مال کے مطالبہ کے سبب سے محبوس تھے رہا کیا اور زر بقایاے ذمگی رعایا جو دفتر مین تھا معاف فرمایا اُسکے بعد یہ حکم
نافذ کیا کہ دہلی کے بازار مین سولیان نصب کرو اور بقیۃ السیف اسیران لشکر مغل کو جو دہلی اور لکھنوتی مین جاکر اُسکے شریک ہوئے تھے
انکو دار پر کھینچو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی اہل شہر واسطے کہ انمین اکثر اسیر اُنکے عزیز و اقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور
اور مضطرب حال ہوکر گریہ و زاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگاران زمانہ سے تھا بادشاہ کے پاس گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ
کا دل موم کیطرح نرم کیا اُسکے بعد جماعت گنہگاران کے بارہ مین سفارش کی اور بادشاہ نے سمع قبول سے اصغا کرکے قلم عفو اُنکے
جرائم پر کھینچا بعد ازان بیٹا اُسکا سلطان محمد شہید خبر مراجعت پدر والا گہر سنکر با تحف و نفائس بسیار ملتان سے دہلی مین آیا بادشاہ اُنکے
آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور مین پہونچائی اور تین چار مہینے وقت بیوقت آپسمین رہکر صحبت
اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک لحظہ آپس سے جدا نہوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج مغل سمع مبارک مین پہونچی ناچار
فراق پیدل پر رکھکر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور وداع کیوقت طلب کرکے فرمایا میری تمام عمر امور ملکی اور بادشاہی مین گذری اور
مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے چاہتا ہون کہ مین تجھے چند نصائح کہ لازمۂ جہانداری سے مین کرون کہ میرے بعد بکار آوین اوّل وہ کہ جب تو
تخت بادشاہی پر جلوس کرے امر جہانداری کو فی الحقیقت خلافت خداے عزوجل جانکے اور سہل نہ سمجھے اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ
ساتھ ارتکاب قبائح اعمال اور رذائل اوصاف کے مبدل نکرے اور مردم رذائل اور لیام کو اس کام مین شریک اپنا نکرے فرد سفیہ
خطیب را مہ مدہ بصاحت قرب و لیام را نتوان منصب کرمیان داد دوسرے یہ کہ قہر اور سطوت اپنے کو اپنے محل پر جلاکر اپنے اغراض نفسانی
سے پرہیز کرے اور بدون سوا کوئی کام نکرے اور خزانے اور دفینے کو جو عطاے بزرگ ربانی سے ہین مرضیات حق اور رفاہیت خلق مین
صرف فرماوے اور اعداے دین اور ظلمہ کو ہمیشہ خوار اور ذلیل رکھے تیسرے وہ کہ افعال اعمال اور احوال ولایت و محال اپنے سے
ہمیشہ باخبر رہے اور ہمیشہ ساتھ محاسن افعال اور فضائل اخلاق کی تحریص فرماوے چوتھے یہ کہ قضات متقی اور حکام متدین خلائق پر
انتصاب فرماوے تاکہ رواج دین اور رونق عدل خلائق کے درمیان ظاہر اور باہر ہووے پانچوین یہ کہ خلوا اور ملاہی لوازم حشمت و عظمت
بادشاہی ہین ترک تعین کرکے کوئی وقت اوقات سے معائنہ اور سائر لایعنی کی استعمال نکرے بیت لوازم حشمت و عجب صیانت کن و
نیز[illegible] کم کند جماعت را چھٹے یہ کہ مردم صاحب ہمت نیک اندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ اکرام اور انعام کے مخصوص کر انکی
نگاہداشت خاطر مین صداقت کرے اور مردم صاحب ہنر و خردمند کی تربیت مین کہ سبب رونق اور رواج کار مملکت ہو سعی
کرے اور سمجھے اور ہمیشہ اس بات سے خبر و غافل نہ رکھے اور صلاح ملک اور دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے
ہے۔ نظم [illegible] آنکہ بدگو ہر است اندر پہ ہنیز و بدگہر با کسے وفا نکند و اصل بدار خطا خطا نکند و ساتوین
یہ کہ ہمت بادشاہی آپس مین لازم و ملزوم ہین اور عقلا و حکمانے اُن دونون کو برادران توام سے نسبت دیکر فرمایا ہے کہ ہمت
لیکن بادشاہ کو چاہیے کہ باوقار ہمیشہ کام ہووے کسواسطے اگر ہمت بادشاہ کی مثل ہمت دوسرون کے ہووے درمیان
ملکے اور توام جانفت کے کچھ فرق نہ ہوگا اور بادشاہی ساتھ بے ہمتی کے مستحکم نہووے آٹھوین یہ کہ جس کسی کو بزرگ کرے تھوڑی
[illegible] خطا سے صادر ہووے فاک ذلت مین نہ ڈالے اور مردم مخلص اور ہواخواہ کو بے ضرورت مصلحت کی
[illegible] اور دوسرون کو دشمن نہ بناوے بیت ہر سرے را کہ خود بر افرازی کشتا توانی نہ پائینہ اری و اور جو تو کسی کو

حسب ضرورت ملک دزدون سے عقوبت کرے جگہ جگہ علما اور صلحا کی نگاہ رکھے اور غربا کی ایذا رسانی مین جلدی نہ کرے اور جزئی کا ملحد لئیا فرمہ
قبول نہ کرے تاکہ اشکال نہ ہوا ہو تا ہو کیونکہ ہو تحقیق حال کا مساحت کرے اور راہ اٹھے [illegible] تمدن اپنے او پر [illegible] دے اپنے
مصاحبان حضرت در مجلسان دولت ہرات یا ملحدین اور خلفاے علم امور سلطنت مین [illegible] اللہ صاحب [illegible] کام
پیر [illegible] لا ہوا سے شروع ذکر کرنا تا مچھوڑ نالائق حال شاہون سے موہبت تا [illegible] قدم [illegible] ہو بانے منہ جانب
پیچ کار [illegible] ہون وہ کہ بے شورہ عقلا کسی کام کی عزیمت نفرما وے اور [illegible] کو دو سرے [illegible] ہر [illegible] مبالغہ سے جتنا سب
اور سہو [illegible] نمائی کے باخبر ہوے سے نیک و بد خلق جانے اور [illegible] لالچی مپا [illegible] رشدت [illegible] عوام بر پا
ہوتا ہو [illegible] دو تہمل کبری سے متمردون کو طغیان اور تمرد سر بزن ہوتا ہے اور تمام وقت اپنی [illegible] صلاح عام پر
مبالغہ کرو اور درگاہ کو جا و شان اور پاسبانان مخلص اور معتمد سے [illegible] اور اپنے بھائی کے [illegible] کی نسبت [illegible]
[illegible] اور [illegible] اتنا نہ تصور کرو اور جاگیر اسکے ساتھ [illegible] مقرر رکھو [illegible] بادشاہ [illegible] نصیحت [illegible]
دلبند کے رو برو یاد فرمائین اور امارت بادشاہی دیکر سے ملتان کی طرف رخصت فرمایا [illegible] محمد خان [illegible] جاتے تھے
ایک جماعت کثیر مغلیہ جو ہند کی سرحدون پر تھی پیش بینی ہمسے اُسے مشغول فرمائی [illegible] اسکے طرف سے [illegible] اُبر
بقدوم ارغون خان بن اباقا خان بن ہلاکو خان کے زیب و زینت پائی تیمور خان کہ امراے [illegible] ترکستان چنگیزی [illegible] اور [illegible]
بلخ و بدخشان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اسکے تصرف مین تھا واسطے تاخت اور تاراج [illegible] تمام [illegible] و مقبوضون سلطے
سنہ کے سنوات سابق مین بجنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے بیس ہزار سوار مغل سے لاہور و دیبالپور مین دریا او راس
صحرا کو تاخت و تاراج کر کے ملتان کیطرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے انکے قریب ہو پہنچنے سے آگاہی پا کر جانب [illegible] ملتان سے
کوچ کر کے [illegible] لاہور کے ساحل کو جو نواح ملتان مین واقع ہے مصاف کیواسطے اختیار کیا اور تیمور خان جو دریا کے اسطرف [illegible]
ہوا تھا عبور کر کے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کر کے جنگ مین مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چند سردار مغل قتل ہوئے اور تیمور خان
منہزم ہوا اور امراے ہند نے لوازم جو تعاقب تھے دیکر مفروروں کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اجل رسیدہ نے جو نماز ظہر ادا نکی تھی
تعجیل کر کے دریا کے کنارے ایک تالاب بزرگ پر پانسو غازیون سے وارد ہو کر ادائے صلوات مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک امراے
مغل سے کہ ہمراہ اسکے دو ہزار آدمی کمین مین تھے وہان پہنچکر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا محمد سلطان اپنے یارون سے سوار ہوا
باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہالت سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کر کے بہت مغلون سے قتیل اور سپاہ کے قریب تھا
کہ مظفر اور کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر مقتل شاہزادہ پر آیا اسکے مرغ روح نے قفس جسمانی سے پھڑک کر رہائی پائی
اور روضہ قدس کیطرف پرواز کر گیا اور مغلون نے اکثر انہین سے آدمی مارے اور اسپ اور سار [illegible] انکا لشکر سیاہ ہو کے اجماع کے
خوف سے بھاگ گئے چنانچہ امیر خسرو اُس معرکہ مین حاضر تھا مغل کے پنجہ ستم مین اسیر ہوا اسا تھ اسطرح کے کہ خضر خوانی اور [illegible]
زبانی مین مسطور ہے رہائی پائی اور دہلی کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ غیاث الدین بلبن کو پہنچی
نہایت محزون اور ملول ہوا اور لباس ماتمی پہنا اور چند روز تعزیت رکھی پھر کیخسرو پسر سلطان محمد خان شہید کو کہ جوان نوخاستہ تھا
قائم مقام پدر کیا اور چتر امارت بادشاہی دیکر ملتان کے سمت روانہ فرمایا اور کیخسرو ملتان مین پہنچکر سنت پدر کا پیرو
ہوا اور استقامت کر کے لطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور سرحد کی محافظت مین کما ینبغی
کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اسکی اسی سال کی ہو گئی تھی اپنے فرزند نوجوان کے غم مین شکستہ دل اور رنجیدہ [illegible]

ملک فخرالدین کوتوال کو جو غنیمت مین اُنکی کارنمایان ظہور مین پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قبا کہ آپ جسم مبارک مین پہنے تھا اُتار کر اُسے
دی اور ثانی الشفیقین اپنا کیا اور ارباب استحقاق کو بھی خوشدل کر کے علما اور درویشونکے مکانون پر گیا اور فتوح اور نذر گذرانکر انکی تعظیم مین
کوشش کی اور قیدیونکو جو مال سرکار کے مطالبہ کے سبب سے محبوس تھے رہا کیا اور زر بقایاے ذمگی رعایا جو دفتر مین تھا معاف فرمایا اُسکے بعد یہ حکم
نافذ کیا کہ دہلی کے باتارون مین سولیان نصب کرو اور بقیۃ السیف اسیران لشکر مغل کو جو دہلی اور لکھنوتی مین جاکر اُسکے شریک ہوئے تھے
انکو دارون پر کھینچو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی اہل شہر واسطے کہ انمین اکثر اسیر انکے عزیز و اقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور
اور مضطرب حال ہوکر گریہ و زاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگاران زمانہ سے تھا بادشاہ کے پاس گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ
کا دل موم کیطرح نرم کیا اُسکے بعد جماعت گنہگاران کے بارہ مین سفارش کی اور بادشاہ نے سمع قبول سے اصغا کرکے قلم عفو اُنکے
جرائم پر کھینچا الحمد بڑا بیٹا اُسکا سلطان محمد شہید خبر مراجعت پدر والا گہر سنکر با تحف و نفائس بسیار ملتان سے دہلی مین آیا بادشاہ اُسکے
آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور مین پہونچائی اور تین چار مہینے وقت بوقت آپسمین رکھکر صحبت
اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک لحظہ آپس سے جدا نہوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج مغل سمع مبارک مین پہونچی ناچار
فراق بیدل پر رکھکر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور وداع کیوقت طلب کرکے فرمایا میری تمام عمر امور ملکی اور بادشاہی مین گذری اور
مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے چاہتا ہون کہ مین تجھے چند نصائح کہ لازمہ جہانداری سے ہین کرون کہ میرے بعد بکار آوین اوّل وہ کہ جب تو
تخت بادشاہی پر جلوس کرے امر جہانداری کو فی الحقیقت خلافت خداے عزوجل ہے اندک اور سہل نہ سمجھے اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ ہے
ساتھ ارتکاب قبائح اعمال اور رذائل اوصاف کے مبدل نکرے اور مردم رذائل اور لیام کو اس کام مین شریک اپنا نکرے فرد سفیہ
خطرت را بہ مدہ نہادست قرب ؛ لیام را بنوان منصب کرمیان داد ؛ دوسرے یہ کہ قہر اور سطوت اپنے کو بے محل مین چلاکر اپنے اغراض نفسانی
کے پیچھے نکرے اور بعد کے سوا کوئی کام نکرے اور خزانے اور دفینے کو جو عطاے بزرگ ربانی سے ہین مرضیات حق اور رفاہیت خلق مین
صرف فرماوے اور اعداے دین اور ظلمہ کو ہمیشہ خوار اور ذلیل رکھے تیسرے وہ کہ افعال اعمال اور احوال ولایت و محال اپنے سے
آگاہ باخبر رہے اور انھین ساتھ محاسن افعال اور فضائل اخلاق کی تحریص فرمائے چوتھے یہ کہ قضات متقی اور حکام متدین خلائق پر
انتصاب فرماوے تاکہ رواج دین اور رونق عدل خلائق کے درمیان ظاہر اور باہر ہووے پانچوین یہ کہ خلا اور ملا مین لوازم حشمت اور عظمت
بادشاہی کی رعایت فرمائے کوئی وقت اوقات سے مطائبہ اور سائر لایعنی کی استعمال نکرے بیت لوازم حشمت ز جد صیانت کن ؛
کہ ہزل با ہمہ کس کم کند مہابت را ؛ چھٹے یہ کہ مردم صالح طلب ہمت نیک اندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ اکرام اور انعام کے مخصوص کر کے انکی
نگاہداشت خاطر مین ملحوظ رکھے اور مردم صاحب ہنر و خردمند کی تربیت مین کہ سبب رونق اور رواج کار مملکت ہے سعی
کرے اور نیکنامون اور خدا ناترسون سے بجز دغا نہ رکھے اور صلاح ملک اور دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے
سے ۔ قطعہ [illegible] آنکہ بدگوہر است اندو ہنر ؛ بدگہر با کسے وفا نکند ؛ اصل بد از خطا خطا نکند ؛ ساتوین
یہ کہ ہمت بادشاہی آپس مین لازم و ملزوم ہین اور عقلا و حکما نے اُن دونون کو برادران توام سے نسبت دیکر فرمایا ہے کہ ہمت
نہو بادشاہ کو چاہیے کہ بادشاہ ہمتون کا ہووے کسواسطے اگر ہمت بادشاہ کی مثل ہمت دوسرون کے ہووے درمیان
ملک اور تمام خلقت کے کچھ فرق نہوا [illegible] بادشاہی ساتھ بے ہمتی کے مستحکم نہووے آٹھوین یہ کہ جس کسی کو بزرگ کرے تھوڑی
لغزش [illegible] سے [illegible] نہووے خاک ذلت مین نہ ڈالے اور مردم مخلص اور ہواخواہ کو بے ضرورت مصلحت ملکی
[illegible] اور دو سخنون کو [illegible] بادشاہ ہمیشہ ہر سرے اگر خود بہ افرازی ؛ توانی نہ پائینہ [illegible] اور جو کسی کو

حسب ضرورت ملک و دین سے عقوبت کرے جنگ میں اور ملا کی نگاہ رکھے اور شرفا کی ایذا رسانی میں جلدی نہ کرے اور حق کا جلد تنبیہ
قبول کرنا چاہئے کہ اسکا دعوا یہ ہوتا ہے نوکرون پر ہنر سے [illegible] کا سماحت کرے اور راہ انکی آمد و رفت کی جاری رکھے جو مستوجب عداوت اسکے
کسے ہان حضرت و مخلصان دولت سرایت نہ کرے اور خلفائے عظام امور سلطنت میں ہمیشہ آزمودہ اور جبتک یقین نہ ہو کہ کام
بہرصورت ہوگا ہرگز اسے شروع نہ کرنا تمام چھوڑنا لائق عالی شاہون سے موہبت تا امکان دست قدم سے مرو ہاے نہ چاہئے
ہیچ کارش ہوین وہ کہ بے مشورہ عقلا کسی کام کی عزیمت نفرمادے اور جو کام کہ دوسرے سے ہی مراد ہو [illegible] مباشرت چھوڑ دے
اور سرہنگامہ جہانبانی کے باخبر ہوے سے نیک و بدخلق جانے اور دعا لا ابالی میں اسعدی ہو [illegible] رشدت [illegible] عوام برپا
ہوتا ہے اور نرمی اور سہل گیری سے متمردون کو طغیان اور تمرد سر بین [illegible] تمام وقت [illegible] اسناد صلوات عام ہیں
مبالغہ کرے اور دربارگاہ کو جاہ و شان اور پاسبانان مخلص اور معتمد سے مملو رکھے اور اپنے بھائی کے [illegible] کی نسبت قوس
[illegible] اور اسے اپنا تصور کر اور جاگیر اسکے ساتھ ہی مقرر کرے بادشاہ [illegible] فرزند [illegible]
دلبند کے روبرو [illegible] فرامین امرا امارت بادشاہی دیکر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان [illegible] جاتے ہی
ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدون پر تھی تیغ بیدریغ سے مقتول فرمائی اور [illegible] اسطرف سے [illegible] گاہ [illegible]
بقدر دو ہزار سوار [illegible] خان بن [illegible] خان بن ہلاکو خان کے زیب و زینت پانی تیمور خان کہ امرائے [illegible] چنگیزی سے تھا اور [illegible]
بلخ و بدخشان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اسکے تحت تھا واسطے تاخت اور تاراج اور [illegible] تمام بعضے تو نسیوں [illegible] مقبوضون سلطے
سلطنہ کہ سنوات سابق میں بجنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے بیس ہزار سوار مغل سے لاہور و دیپالپور میں دریا اور [illegible]
حدود کو تاخت و تاراج کرکے ملتان کیطرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے انکے قریب پہونچنے سے آگاہی پاکر بعزیمت مقابلہ ملتان سے
کوچ کرکے دو پہر کو آب لاہور کے ساحل کو جو نواح ملتان میں واقع ہے مصاف کیواسطے اختیار کیا اور تیمور خان جو دریا کے اسطرف وارد
ہوا تھا عبور کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کرکے جنگ میں مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چند سردار مغل قتل ہوئے اور تیمور خان
منہزم ہوا اور امراے ہند نے لوازم احتیاط نہ بجا لائے تھے دیگر مفرورون کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اجل رسیدہ نے جو نماز ظہر ادا نہ کی تھی
تعجیل کرکے دریا کے کنارہ ایک کولاب بزرگ پر پانسو غازیون سے وارد ہو کر ادائے صلواۃ میں مشغول ہوا اس درمیان میں ایک امراے
مغل سے کہ ہمراہ اسکے دو ہزار آدمی کمین میں تھے وہان پہونچکر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا محمد سلطان اپنے یارون سے سوار ہو
باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہالت سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کرکے بہت مغلون سے قتیل اور پسپا کیے قریب تھا
کہ مظفر اور کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر مقتل شاہزادہ پر آیا اسکے مرغ روح نے قفس جسمانی سے پھڑک کر رہائی پائی
اور روضہ اقدس کیطرف پرواز کرگیا اور مغلون نے اکثر انمین سے آدمی مارے اور اسپ اور سامان غارت کیا اور انکا لشکر سپاہ ہند کے اجماع کے
خوف سے بھاگ گئے چنانچہ امیر خسرو اس معرکہ میں حاضر تھا مغل کے پنجۂ ستم میں اسیر ہوا اسطریق کے کہ خضر خوانی اور وہ دلدی
کرانی میں مسطور ہے رہائی پائی اور دہلی کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ غیاث الدین بلبن کو پہونچی
نہایت محزون اور ملول ہوا اور لباس ماتمی پہنا اور چند روز تعزیت رکھی پھر کیخسرو پسر سلطان محمد خان شہید کو کہ جوان نوخاستہ تھا
قائم مقام پدر کیا اور چتر امارت بادشاہی دیکر ملتان کے سمت روانہ فرمایا اور کیخسرو ملتان میں پہونچکر سنت پدر کا پیرو
ہوا اور استقامت کرکے لطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور سرحد کی محافظت میں کما ینبغی
کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اسکی اسی سال کی ہو چکی تھی اپنے فرزند نوجوان کے غم میں شکستہ دل اور بیحد دہشت زدہ

اگرچہ بظاہر اُسکو ایسا دکھاتا تھا کہ میں تن برضائے قضا ہوں دیگر سلطان محمد خان شہید کے قتل ہونے سے محزون اور ملول نہیں ہوں لیکن راتوں کو بے اختیار ہوکر زار زار روتا تھا اور آہ و نالہ کھینچکر بزبان حال کہتا تھا نظم زگلبن ریختہ گلبرگ خندان ٭ چرا برمن نگردد باغ زندان ٭ جدا شد از من کنگ بہاری ٭ چرا چون ابر نگریم زار زاری ٭ فرو مرد چراغ عالم افروزم ٭ چرا روزم نگردد شب بدین روز ٭ جو روز بروز علامت ضعف اور ناتوانی کی اُسپر ظاہر ہوئی تھی اور سپاہ غم و غصہ مملکت وجود اُسکی کو پامال جفا کرتی تھی کسیکو بغرا خان کے طلب کے واسطے لکھنوتی بھیجا ابھی بغرا خان رستے میں تھا کہ ضعف منجر بہ بیماری ہوئی صاحب فرش ہوا اور بغرا خان یہ خبر سُنکر بعجلت تمام دہلی میں پہونچا اور اپنے بڑے بھائی کے مراسم تعزیت بجا لاکر باپ کی تشفی خاطر میں کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے فراق نے مجھے رنجور اور ضعیف کیا ہے اور دیکھتا ہوں کہ ارتحال کا وقت قریب ہو پہنچا ہے اسوقت میں تیری جدائی کہ میں تیرے سوا کوئی وارث نہیں رکھتا مصلحت سے دور ہے تیرا فرزند کیقباد اور تیرے بھائی کا بیٹا کیخسرو صغر سن ہیں اور دنیا کے تجربوں سے بیگانہ ہیں اگر ملک اُنکے قبضہ میں ہے تو غلبہ جوانی اور ہوا پرستی سے اسکی محافظت سے بری الذمہ نہو سکینگے اور جو شخص کہ تخت دہلی پہ بیٹھے تجھے اطاعت اُسکی لازم ہے اور جو تو تخت دہلی پر متمکن ہووے حاکم لکھنوتی مطیع و فرمانبردار تیرا ہوگا بس تجھے چاہیے کہ مجھسے غیبت یعنے جدائی نکرے بغرا خان اپنے باپ کی اطاعت واجب جانکر چند روز تک خدمت میں حاضر رہا لیکن جسوقت کہ اثر صحت کا بشرہ پدر میں مشاہدہ کیا اسکے مرنے سے مایوس ہوا بادشاہ کے بے پوچھے ہوئے اور شکار کے بہانے سے بسبیل عجلت لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سچ ہے دنیا میں اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہیں باپ کے فقر و غنا میں انکی خصومت یکسان ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کو یہ امر مرگ سلطان محمد خان شہید سے بھی دل پر شاق اور دشوار گذرا اور سوگواری کی شدت سے مضمحل اور شکستہ تر ہوا اور بغرا خان ابھی لکھنوتی نہ پہنچا تھا کہ مرض قدیم نے عود کیا اور اسکو یقین ہوا کہ اس عارضہ سے جانبری نہیں ہے جبرا اسوقت ایلچی کیخسرو کے طلب کے واسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولیعہدی اسکے سپرد کی اور جب دریافت کیا کہ عمر عزیز نزدیک ہے کہ وداع کرے ملک فخر الدین کوتوال اور وزیر اور وکیل کو اپنے روبرو بلاکر فرمایا کہ میں بغرا خان سے ہمیشہ آزردہ خاطر تھا اور سلطان محمد خان شہید سے راضی اور شاکر تھا اسواسطے کہ سلطان محمد خان شہید انار اللہ برہانہ ہمیشہ حلقہ غلامی اور اطاعت کا اپنے زیب گوش رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی تجاوز نکرتا تھا بخلاف بغرا خان اکثر اوقات میرے لئے بیکار بند ہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا تو میرے ترس و خوف سے خواہش طبیعت اور صمیم قلبی سے نہیں اور میں نے واسطے نصیحت اور شفقت پدری کے اسے لکھنوتی سے طلب کرکے ولیعہد کیا تھا اب جس سے کہ بے ادبی ظہور میں آئی ہے اسکے اعمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوا ہوں چاہیے میرے بعد کیخسرو کو تخت دہلی پر بٹھاؤ اور کیقباد کو کہ بیٹا بغرا خان کا ہے لکھنوتی میں اُسکے باپ کے پاس بھیجدو کوتوال اور تمام اعیان سلطنت نے یہ وصیت قبول کی اور سر فرمان برداری کا زمین پر رکھا لیکن جو سلطان غیاث الدین بلبن تیسرے دن اور آخر شہور سنہ چھ سو چھیاسی ہجری میں اس جہان پر شور و شین سے سفری ہوا اور پیکر خاکی اسکے دار الامان میں مدفون ہوئی ملک فخر الدین کوتوال کہ ساتھ سلطان محمد خان شہید کے صفائی نہ رکھتا تھا مردم معتبر سے اتفاق کرکے کہا کہ کیخسرو بہت تند خو ہے اگر اُسے تخت بادشاہی پر جلوس میسر ہوگا اپنے دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑیگا سب کی صلاح اور ملک فلاح اسمین ہے کہ کیقباد کو جو لڑکا نہایت حلیم اور بردبار ہے اور شاہ کی نبیض ملازمت اور ظل عاطفت میں تربیت پاکر بزرگ ہوا ہے اُسے تخت شاہی پر بٹھائیں تو مردم امین رہیں بیچارے علن کو یہ خبر نہ تھی کہ وجود اُسکا لاکھ فساد کا باعث ہوگا پھر کیقباد کو صاحب تاج و تخت کرکے کیخسرو کو ملتان روانہ کیا اور عہد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا خیر الاعصار تھا اسواسطے کہ اُسکے عہد میں مشائخ عظیم الشان جمع ہوئے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اور دوسرے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین ذکریا

اور فرزندانکے شیخ صدرالدین اور دوسرے شیخ بدرالدین غزنوی خلیفۂ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے سیدی مولہ کہ توفیق ایزدی سے انکے حالات کلک بیان سے تحریر ہونگے سلطان غیاث الدین بلبن نے بائیس برس بعز و اقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پھر سرای فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی

ذکر سلطان معزالدین کیقباد بن ناصرالدین بغراخان بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کا

جب بادشاہ غیاث الدین بلبن رحمت حق مین واصل ہوا کیقباد بن ناصرالدین بغراخان جو اٹھارہ برس کا تھا اسکو بادشاہ معزالدین خطاب دیکر سریر سلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ بادشاہ فضیلت طبع اور باغ نظم اور مکارم اخلاق سے آراستہ اور حسن یوسفی اور طلعت خورشیدی اور علو نسب مین پیراستہ تھا کسواسطے کہ ناصرالدین بغراخان سلطان شمس الدین التمش کی دختر سے متولد ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصرالدین محمد بن شمس الدین التمش سے تھا پس ناصرالدین محمود جو اوسکی جد غیاث الدین بلبن جد پدری ہوا ہے جیسا کہ امیر خسرو نے اسکی مدح مین فرمایا ہے نظم شمس جہانگیر جد مادرش کو اعظم بن شمس جد پدرش ناصر حق شاہ فرشتہ سرشت و خوبست دوشش نسبہ بہاریح ہشت ز جد سوم شاہ غیاث الامم شد حاکم فرمان ز عرب تا عجم زہے جد ش کعبہ او ارکان جود کرد و عالم [illegible] آمد [illegible] اور یہ جب بچہ گہوارے کی آغوش عاطفت مین پدر نے پاکر معلمان نیک سیرت اور موبدان پاک خصلت ہمیشہ اسپر موکل رہتے اور انکے ڈر سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ پھرتا تھا اور اوقات عزیز لکھنے پڑھنے مین صرف ہوتی تھی اور [illegible] جب تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر مطلق العنان ہوا بمقتضاے ہواے جوانی جادہ ہوا پرستی مین قدم رکھا [illegible] ان سیمین اندام اور مغلان پری پیکران شکین دام کو مادہ حیات سمجھکر عمر عزیز رایگان کرتا اور مصروف [illegible] اور نشاط آمیزون اور عیش جویون کے بازار نے ایسا رواج پایا کہ ہر کوچہ مین ایک پری پیکر اور ہر گوشہ بام پر ایک غزلخوان اور سرود گو ظاہر ہوا چونکہ بادشاہ نے یہ شیوہ اختیار کیا ملوک اور خوانین بھی عیش و عشرت مین مصروف ہوئے اور شہر کے رئیس اور باشندے کیا عورت کیا مرد کیا بوڑھا کیا جوان بادۂ عشرت سے مدہوش ہو کر کوچہ و بازار مین غزلخوان پھرتے تھے اور یکقلم تکلیف درمیان سے دور ہوئی اور قاضی اور محتسب نے شیوہ رندان عشرت پسند کا قبول کیا اور ارباب نشاط اور مسخرہ [illegible] کی فراوانی سنکر اطراف و جوانب سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان معزالدین کیقباد نے کیلوکھری مین دریاے جمن کے کنارے ایک قصر عالی اور باغ شاہانہ تعمیر کرکے دار السلطنت بنایا اور اپنی مجلس خوبرویان خوشخو اور مصاحبان بذلہ گو سے ماوی نظم قصر نگویم کہ بہشتی فراخ روضۂ طوبی [illegible] طاق بلندش بہ فلک گشت جفت حاصل او شد فلک [illegible] شگفت چون کرہ گرد عیان شد عیان قصر نمود از آب [illegible] دو آئینہ مقابل ز تاب آب ورو عکس نما و رو آب [illegible] شہ چو دران خلد برین جلسہ کرد خرم و خوشدل بطرب رای کرد سلطان کا مکان ایک لحظہ بے عیش و کامرانی نگذرتا تھا روز و شب بذلی و اغیار مین صرف کرتا تھا ملک نظام الدین جو داماد اور بھتیجا ملک فخرالدین کوتوال کا تھا سلطان کے پاس نہایت تقرب پیدا کرکے وکیل مطلق ہوا اور امور شہریاری اور جہانداری کی بہ صراحت اسکے متعلق ہوئے اور ملک قوام الدین علاقہ جو بے نظیر اس زمانہ سے تھا نائب وکیل ہوا اور جمیع امرا اور مقربون اور ملازمون نے اُس قصر کے حوالی مین مکان تعمیر کرکے یہی استعداد لذات بوجہ اتم کیے تھے اور شراب کی قیمت ایک سے دس حصہ ایزادہ ہوئی ارباب طلب کسی کے ہاتھ نہ آتے تھے اور مسجدین نمازیون سے خالی ہو کر میخانے معمور اور آباد ہوئے اور جب کیقباد جمشید منش کے عیش و طرب اور بیخبری اسکے امور جہانداری سے حد سے گذری ملک نظام الدین کو بادشاہی کی کہ عدم مناسبت اسکے حال سے کبھی تھی سر مین پڑی اور اسبارہ مین فکرین اندیشہ کرکے اپنے دلمین کہتا تھا کہ ناصرالدین بغراخان حکومت لکھنوتی پر قانع ہو اور سلطان معزالدین کیقباد عین بیخبری مین ہے اگر [illegible]

اسکے بعد سلطان معز الدین کیقباد کو تین وجہ سے درمیان سے اُٹھا کر تاج شاہی سر پر چاہیے رکھنا پھر نہایت ہوشیاری اور مکاری سے
سلطان معز الدین کیقباد کے ملوک و خوانین سے بنیاد خصومت کی ڈالی اور یہ لوگ اُسکے تسلط و ہوشیاری و تصرف سے ہراسان ہوکر جمیع امور
مین اُنکی رضامندی حسب خواہ منظور رکھتے تھے اور ملک نظام الدین انھین صمیم قلب سے اپنا مطیع اور فرمان بردار تصور کر کے تمہید مقدمات
دفع کیخسرو مین مشغول ہوا در تاریخ حاجی محمد قندھاری اور فتوح السلاطین مین کہ عصامی نام ایک شاعر نے احوال سلاطین دہلی کا
نظم کیا ہو مذکور ہو کہ کیخسرو نے ملتان مین خبر جلوس اپنے چچیرے بھائی اور ملک نظام الدین کے غلبہ و زشتی عربیت کی سُنکر
تیمور خان مغل سے جو غزنین مین رہتا تھا رابطہ آشنائی اور دوستی کا درمیان مین لایا اور بہانہ طلب کمک و امداد تسخیر دہلی کیواسطے کر کے
غزنین کیطرف روانہ ہوا تیمور خان کو جیسا کہ اُسنے اپنے دل مین تصور کیا تھا پیش نہ آیا بلکہ اپنے اعزاز و اکرام مین فرق پایا اسوجہ سے کیخسرو دلگیر
ہوا اور چند روز کے بعد غزنین سے بعزم مراجعت ہوا اور اپنی سلطان معز الدین کیقباد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مجھے تیری اطاعت
اور فرمانبرداری سے چارہ نہین ہے اور مین یقین جانتا ہون کہ تو مجھپر بنفسہ کمال شفقت اور محبت مبذول فرماتا ہے لیکن بعضے اہل غرض سے
مقام فساد اور عناد مین ہین ہمیشہ خاطر اشرف کو مجھسے منحرف کرتے ہین اگر ہم جلد پدر مجھے تفویض فرماوین اور مجھے بھی ایک دولتخواہ سے
شمار کرین عالم مروت اور دولتخواہی سے بعید ہوگا سلطان معز الدین کیقباد نے درجواب فرمایا کہ مین تجھسے زیادہ عزیز نہین رکھتا
اگر جو کچھ گذرا اب چاہیے کہ کسی نہج کے دغدغہ کو اپنے دل مین راہ نہ دیکر میرے پاس آ تو زبان بدگویون کی کوتاہ ہووے اور مین تجھے نہایت
تعظیم و تکریم سے ملتان روانہ کرون کیخسرو دارالملک دہلی مین گیا اور ملک نظام الدین جو سوداے خام سے مقام استیصال
خاندان بلبنی مین تھا اسکو حیلہ لکھوا کر سلطان معز الدین کیقباد کی خدمت مین کہا کہ کیخسرو نے امراے کبار اور اوصاف بادشاہی
اور صفت رعیت مین آراستہ اور فلان فلان اُسکی خط و کتابت رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ تجھے تخت سے اتار کر اسے سریر جہانداری پر
متمکن کرین سلطان معز الدین کیقباد نے شراب کے نشہ مین فی الفور یہ بات قبول کر کے کیخسرو کے قتل کا حکم صادر کیا اور ملک
نظام الدین نے اُسی وقت اپنے اعوان و انصار ساتھ لیکر راہ مین قصبہ رہتک مین کیخسرو کو مع جمیع جان نثار اور دولتخواہون کے
شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کا راہی کیا اور اسیطرح سے خواجہ خطیر کو جو دربار سلطان کا سا متہم کر کے گدھے پر
سوار کر کے مشتہر کیا اور فضیحت و رسوائی تمام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلبنی کو کہ باتفاق کیخسرو متہم ہوا تھا مقتول کیا اور
انکی لاشین جب دریا مین ڈالین امرا اور ملوک کو نظام الدین کا جو خوف متمکن ہو تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلائق زیادہ تر
رجوع ہوئی اور اسوقت لشکر مغل کے لاہور آنے کی خبر پہونچی اور ملک بار بک بر لاس اور خان جہان اُنکے دفع شر کیواسطے
تعین ہوئے اور اطراف لاہور مین مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر مغل قتل ہوئے اور جماعت کو دستگیر کر کے دہلی مین لائے
اور ملک نظام الدین ہمیشہ حیلہ کے درپے ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امراے مغل جو سلطان بلبن کے عہد سلطنت مین ہندوستان
مین آکر نوکر ہوے ہین سب ایک جنس ہین اور حشم بہت رکھتے ہین اگر متفق ہوکر تیری نسبت کوئی مکر اور حیلہ خیال کرین
علاج دشوار ہووے اور منتقل ان کلمات مزخرف کے سلطان کو اُنکے قتل پر آمادہ کیا یعنے امراے مغل کے قتل کی رخصت حاصل
کی اور سب کو ایک روز مین دستیاب کر کے تیغ بیدریغ سے اُنکا خون بہایا اور خانمان اُنکا برباد کیا اور بعضے ملوک بلبنی کو بھی
جو امراے مغل سے قرابت اور صداقت رکھتے تھے محبوس کر کے حصار ہاے دور دست مین بھیجا اور خانوادہ ہاے قدیم کی خرابی سے
کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام نایب امیر ملتان اور ملک ترکی حاکم لاہور کو جو امراے کلان بادشاہ غیاث الدین بلبن سے تھے
اپنے مکر و حیلہ ذاتی سے انکو درمیان سے اٹھایا اور سلطان کو اُسنے ایسا اپنا مسخر کیا کہ جو شخص از روے اخلاص اور دولتخواہی کے

شمہ بداندیشی اسکی سلطان سے معروض کرنا سلطان فورًا اوہ بات ملک نظام الدین سے کہتا اور اس شخص کو گرفتار کرکے اسکے سپرد کرتا اور ملک
نظام الدین کی زوجہ جو ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال کی بیٹی تھی اُسنے حرم سلطانی مین رسوخ اور غلبہ تمام پیدا کرکے سلطان کی مادرخواندہ یعنے
منہ بولی ماں ہوئی اور امرانے اسی اطوار کے مشاہدہ سے اقسام تدبیرسے آپکو اُسکے حلقۂ حمایت مین ڈالا اور ملاطفت الحیل اُسکا تقرب ڈھونڈھنے سے رجوع
کرتے تھے اسواسطے کہ اُسکی درگاہ جائے رجوع خاص وعام ہوئی اور دورگاہ معزی کی رونق شکست ہوئی اور ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال
نے کہ عمر اسکی نوے برس کی ہوئی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اسکے نخوت وغرور پر اطلاع پائی اُسے تنہائی مین طلب کرکے ہرچند
چاہا کہ دلائل اور براہین عقل سے خیال فاسد اُسکے سر پُرغرور سے دور کرے فائدہ نہوا اور رحامِطلب نہ پایا وہ نشہ مین مست ہوکر جواب بولا کہ جو کچھ ملک فرماتا ہے
تمام صواب ہے اور اسکے خلاف خطا لیکن جو حلق کو مین نے دشمن کیا ہے اور سب جانتے ہین کہ مین اس کام مین مشغول ہون اگر اب ہاتھ اس داعیہ سے
بازرہو نگا لوگ مجھسے دست کش نہونگے ملک الامرا ملک فخرالدین کوتوال تفرین کرکے اس سے بیزار ہوا اور یہ بات جب اکابر اور معارف نے سنی
سب ثناخوان ہوئے عاقبت اندیشی اور سلامت خوئی ملک الامرا فخرالدین کوتوال کی سب پر ظاہر ہوئی اور ناصرالدین بغراخان نے لکھنوتی سے
خبر غفلت پسر اور غلبہ ملک نظام الدین سنکر کئی مکتوبات نصائح آمیز بیٹے کو تحریر کیے اور رمز و اشارہ حریف دغلی کے اندیشہ سے ادا کیا لیکن سودمند
نہوا اور جب سمجھا کہ یہ نا خلف اصلاح پذیر نہین ہے اور احوال اُسکا وضع جہانداری کے خلاف ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے فوت ہونے
سے دو برس کے بعد ملک دہلی کے انتزاع کے قصد مین فوج کشی ہوا جیسا کہ مثنوی قرآن السعدین مین امیر خسرو فرماتا ہے نظم یافت خبر
خسرو مشرق پناہ ٭ ناصر حق وارث ابن تختگاہ ٭ کافر او را سپر انبار گشت ٭ وین تمر تازہ بہ پسر بار گشت ٭ خشم سپر کرد علم کشید ٭
ساختہ کین شدہ لشکر کشید ٭ مد چو بار آمد ازان خار خار ٭ راز پی گلگشت بسوے بہار ٭ سلطان معزالدین کیقباد نے جب خبر توجہ پدر
بزرگوار اور اُسکا پہونچنا بہار مین سنا وہ بھی سامان حرب و ضرب درست کرکے افواج کثیر سے اس حدود کی طرف متوجہ ہوا اور عین
گرمی مین آب گنگ کے ساحل پر پہونچکر فروکش ہوا اور سلطان ناصرالدین نے یہ خبر سنکر بہار سے کوچ کرکے آب سرو کے کنارے
نازل ہوکر نزول کیا نظم نصب شد اعلام شہنشاہ دہر ٭ برلب گھاگھرا بحوالی شہر ٭ لشکر ازین سو دزان طرف ٭ از تف لشکر بلب
آوردہ کف ٭ تیغ زن مشرق ازانسوے آب ٭ گشت چو روشن کہ رسید آفتاب ٭ برلب آمدہ آراست صف ٭ تافت
دو خورشید زہر دو طرف ٭ الغرض بعد حصول قرب جوار سے ناصرالدین بغراخان استخلاص دہلی سے خالی کرکے طالب صلح اور
ملاقات ہوا سلطان معزالدین نے ملک نظام الدین کے اغوا کے باعث اس معنے سے انکار کیا اور عازم جنگ ہوا اور
اسکے بعد تین روز تک طرفین سے مراسلات جاری رہے ناصرالدین بغراخان نے جو لکھے ان اپنے دستخط خاص سے یہ ترقیم فرمایا کہ ای فرزند
اشتیاق تیرے دیدار کا نہایت ہے اور مجھے اس سے زیادہ تر صبر کی طاقت تیرے فراق مین باقی نہین ہے ایسا کرنے کہ یہ سوختہ آتش
بے نصیبی کا تیرے وصال مین پہونچے اور حضرت یعقوب ؑ کے مانند ایک مرتبہ اور چشم رمد رسیدہ طلعت یوسفی کے مشاہدہ سے
روشن ہو تیری بادشاہی اور عیش و عشرت مین خلل نہوگا اور یہ بیت بھی اسی درج کی بیت گرچہ فردوس مقامے خوش است ٭ ہیچ
بہ از لذت دیدار نیست ٭ سلطان معزالدین کیقباد اس مکتوب کے پڑھنے سے متاثر ہوا اور اپنے ارادہ سے اُٹھکر مقام مصالحہ
مین گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جریدہ جانے پر آمادہ ہوا ملک نظام الدین مانع ہوا اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع افواج
اور ہدیہ بادشاہی کے تنہا بقصد ملاقات ساحل آب گنگ سے کوچ کیا اور صحرا کی طرف متوجہ ہوکر آب سرو کے کنارے وارد ہوا
اور جب ایسا مقرر ہوا کہ واسطے حفظ مرتبۂ شاہ دہلی کے ناصرالدین بغراخان آب سرو سے گذر کرکے بادشاہ معزالدین کیقباد
کے دیدار کو آوے اور بادشاہ معزالدین کیقباد تخت پر جلوہ گر ہو پھر منجمون درگاہ نے ملاقات کے واسطے

وہ ساعتین مسعود تجویز کین ناصر الدین بغرا خان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہو کر پانی سے عبور کیا اور سلطان معز الدین کیقباد کی بارگاہ
کیطرف متوجہ ہوا اور خلوتخانہ مین اتر کر مین مقام مین شرط زمین بوسی بجا لایا جب ناصر الدین بغرا خان نزدیک آیا سلطان معز الدین کیقباد
بیتاب ہو کر تخت سے اترا اور باپ کے قدمون پر گرا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر ایک ساعت خوب بوسہ سر اور منھ پر ایکنے دوسرے کے
دیے اور دونون بحر فیض ابر کیطرح زار زار روئے اور حاضرین بھی انکے مشاہدۂ حال سے اشک اپنی آنکھونسے جاری کیے پھر باپنے
ہاتھ بیٹے کا پکڑ کر تخت پر بٹھانا چاہا کہ مین تخت کے روبرو ایستادہ ہون بیٹا تخت سے اتر آیا اور باپ کو تخت پر بٹھایا اور خود آگے اُسکے
مودب بیٹھا اور زر و نقرہ بیشمار نثار ہوا شعرا مدایح پڑھتے اور مطرب سرود گاتے اور چاوش اور نقیب جوش و خروش مین آئے اور اُس وقت
مین جو کچھ لوازم بادشاہی اور شرائط مجلس شاہنشاہی مشہور و معروف تھے بجا لائے اور مکالمہ اور محاورہ سے ایک دوسرا محظوظ ہوا
ایک لحظہ کے بعد ناصر الدین بغرا خان اٹھا اور آب سے عبور کر کے اپنی بارگاہ مین گیا اور تحفہ و ہدایا سے غریب اور تنقلات عجیب اور اطعمہ
و اشربہ لطیف طرفین سے ارسال ہوئے اور دونون لشکر کے آدمیونکو حکم ہوا کہ ایک دوسرے کے مکانون مین آمد و شد کرین اور از روے
یگانگی سلوک کرین اور ناصر الدین بغرا خان چند روز متواتر اپنے فرزند کے مکان پر آنکر آپسمین مجلس صحبت گرم کرتے تھے اور ایکجا شراب
پیکر عیش و طرب کی داد دیتے تھے چنانچہ مثنوی قران السعدین امیر خسرو اُسکی تفصیل کی ناطق ہے اور جب دن رخصت اور وداع کا قریب
پہونچا ناصر الدین بغرا خان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جمشید نے کہا ہے کہ جو بادشاہ کہ اسقدر مال و منال اُسکے خزانہ مین ہو کہ دشمنون کے
غلبہ کے دن ساتھ اُسکے مدد کرے اور بلاے قحط مین رعایا کی دستگیری کرے اُس بادشاہ کو شاہ جہان نہ کہنا چاہیے اور مین چاہتا ہون
کہ چند نصائح جو حال سلطنت کے لائق ہون کرون بادشاہ معز الدین کیقباد نے عرض کی کہ آپ میرے مہربان و غمخوار ہین میرے
پاس کوئی ایسا نہین جو مجھے خواب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق مین بہتر سمجھین مجھے اُس سے متنبہ فرما دین تو مین اسے اپنا
دستور العمل بناؤن اور اُسکے خلاف روا نہ رکھون ناصر الدین بغرا خان کا دریاے محبت پدری جوش مین آیا فرمایا کہ مجھے اسقدر صعوبت سفر
کھینچنے سے یہ غرض تھی کہ تیرے دیدار فائز الانوار سے اپنی آنکھین روشن کرون اور اسکے بعد شرط موعظت اور نصیحت بجا لاؤن اور تجھے خواب
غفلت سے کہ لازمہ جوانی اور دولت کا ہے بیدار کرون پھر خلوت کر کے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو تیرے ملک کے
عمدہ ہین انھین حاضر کر تو جو کچھ مجھے کہنا ہے اُنکے حضور مین کہون ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ مجلس مین حاضر ہوئے
اُسوقت ناصر الدین بغرا خان نے از روے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی اے فرزند جسوقت مین نے سنا کہ تو تخت دہلی پر متمکن
ہوا مین نہایت خوشوقت ہوا اور مین سمجھا کہ ملک دہلی مجھے پہونچا لیکن جب مین نے حالات تیری غفلت اور بیخبری کی سنی حیران
اور ششدر رہا کہ ابتک کیونکر زندہ رہا اور دو برس گذرے ہین کہ مین تیری اور اپنی تعزیت مین مشغول رہتا ہون اور ملک دہلی اور
لکھنوتی کو معرض زوال مین دیکھتا ہون بالتحقیق شدان سے کہ مین نے سنا ہے کہ تونے میرے پدر کے بندون کو جو پروردہ نعمت اُسکے اور
مخلص اور خیر خواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور اُنکے قتل کرنے سے دوسرونکا اعتماد تجھسے برطرف ہوا اب مجھے کسیطرح کی امید و توقع ملک
مین نہ رہی اے فرزند جو کچھ مین دیکھتا ہون اور سنتا ہون تو نہین دیکھتا اور نہین سنتا اسقدر اندیشہ کر کہ میرا بڑا بھائی جو جہانداری کے
لائق تھا باپکے مین حیات شہید ہوا اور فرزند اُسکا جو سلطنت کا شایستہ اور قوت بازو تیرا تھا اور لشکر خواہ ہونکے کہنے سے تونے
قتل کیا اسیطرح تجھے بھی درمیان سے اُٹھا دینگے ملک دہلی ایسے بد اصل کے ہاتھ آویگا کہ نام و نشان ہمارا روے زمین پر نچھوڑیگا اے
فرزند اگر تو اپنے اوپر رحم نہین کرتا اپنی اولاد اور اتباع پر ترحم کر اور آپکو لہو و لعب مین مشغول نہ رکھ اپنا غم کھا اور یہ چند
نصیحت کہ مین تجھے سناتا ہون عمل مین لا پہلی نصیحت یہ ہے کہ اپنی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے معالجہ مین مصروف رہ

نصیحت اول

کہ تیرہ بہرہ کا رنگ جو گلاب کے پھول سے زیادہ خوشرنگ اور سیراب تھا سونے اور ہلدی کے مانند زرد ہوا افراط شہوت سے تولیسا لازم ہے ضعیف ہوا ہے آپکو روک اور کنارہ کیجئے پھر سواسطے حب جان مین خلل واقع ہو لذات سے طلب فائدہ کی امید نہ رکھنا چاہیے امیر خسرو فرماتا ہے ابیات نشاید بادشہ را مست بودن * نہ فسق و عیش پیوست بودن * پاسبان خلق پیوست مرخطا باشد کہ باشد پاسبان مست * شبان چون شد خراب از بادۂ ناب * رمہ در معدۂ گرگان کند خواب * در آن کشور کہ رسم ملک داریست * نجات کار ہا در ہوشیاریست * دوسری نصیحت یہ ہے کہ امرا اور ملوک کی خونریزی سے احتراز کرے جو اعتماد کہ اعوان و انصار پر رکھتے ہین زائل ہو اور یہ جو حاضر ملک نظام الدین بعد ملک قوام الدین علاقہ جو پختہ کار اور صاحب تجربہ بندگا ہین تو دو شخص اور مثل انکے امرا ے خوب ہیت انکے نزدیک کر اور ان چارونکو چار رکن دولت تصور کر اور جو کام یا مہم تجھے پیش آوے انکے اتفاق اور صلاح سے قبول فرما اور سرانجام کو پہونچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشا حوالہ کر اور چارونکو قوت برابر دے اگرچہ انکے مراتب مین باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن انمین سے کسیکو اسقدر غلبہ مت دے جو سرکشی اور طغیان کرے **بیت** گر بخت خمیدہ بیدار نیست * مرد گرنہ چنین کار و سوار نیست * تیسری نصیحت یہ ہے کہ جب جس راز ہائے ملکی کے کھولنے کی ضرورت ہو چارون شخص کے حضور میں رو برو کھولے اور انمین سے ایک کو اپنے اسرار سے ایسا محرم نکر دوسرے رنجیدہ ہوویں نصیحت چوتھی یہ ہے نماز پنجگانہ ادا کرے اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونون امر واجب العین کی برکت سے خذلان دنیا و آخرت تیرے دامنگیر نہووین اور مین نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علماے وقت نے تیری خوشامد سے روزہ ماہ رمضان مین کھانے کی رخصت دیکر کہا ہے کہ تو بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو طعام دے کفارہ لیے عوض روزہ کھانیکا ہوتا ہے ایسے عالمونکے قول و فعل سے آپکو دور رکھ اور مسائل دین ایسے علماء طماع اور حریص سے کہ دنیا انکی معبود ہوئی ہے نہ پوچھنا بلکہ مسائل دینی تو اس شخص سے استفسار کر جو دنیا سے دل روگردان ہوا ہوا اور متاع دنیاے دون انکی نظر ہمت مین ذرہ سے بیقدر تر ہو یہ نصیحت کرکے زار زار در ہاے ہاے رویا اور اپنے دلبند کو گود مین لیکر وداع ہوا اور آغوش مین لینے کے وقت اسکے کان مین آہستہ کہا کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے پاس سے دفع کر اسلیے کہ جو وہ فرصت پاویگا تجھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ نچھوڑیگا یہ کہا اور روتا ہوا اپنے منزل مین گیا اور وفور رنج سے اسدن کھانا نہ تناول فرمایا اور اپنے محرمونسے کہا کہ آج مین نے فرزند ملک دہلی کو وداع آخری کی اور مآل حال اسکا ایسا ہے کہ سلامتی اپنی منحصر بادشاہان دہلی کی متابعت مین دیکھکر بادشاہ جلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اظہار اطاعت کیا اور چتر اور خطبہ اپنے سے دور کرکے مثل سائر امرا سلوک کیا سلطان تغلق شاہ اس مدت مین کہ دہلی سے بنگالہ کیطرف گیا ناصر الدین بغرا خان نے استقبال کرکے لوازم پیشکش پیش پہونچایا تغلق شاہ نے ترحم فرماکر پھر ولایت لکھنوتی باضافہ کور بنگالہ اسکے عنایت فرمائی اور دوبارہ چتر اور دوربارش دیکر اسکی تعظیم میں کوشش کی الغرض اسکے بعد بادشاہ معز الدین کیقباد نے باپ سے جدا ہوکر ولایت اودھ سے دہلی کیطرف نہضت فرمائی اور چند روز پاس نصائح پدر کرکے اور لوگونکی تشنیع دنیا کا ملاحظہ کرکے اپنے تئین عیش و طرب سے باز رکھا لیکن جو آوازہ بادشاہ کی مجالس جشن کا اطراف و اکناف عالم مین پہونچا تھا گروہ ارباب نشاط جنہیں کار اہل طرب پیشگان درگاہ مین آتی تھین اور ہر روز آپکو آراستہ کرکے اور مستعد صحبت ہوکے گرد و پیش اسکے اپنے تئین جلوہ دیتی تھین اور ملازمت کا انتظار کھینچتی تھین سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شیفتہ اس جماعت کا تھا شوق و ولولہ نے جوش مارا بے اختیار روز بروز نگاہ رخسار نازنینون پر کرتا تھا اور گوشہ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرماتا تھا ناگاہ لولی بچہ کہ آہنگ و شنگ مین سردار نازنینان اور پریرویان تھا کلاہ مکلل بسر پہ اور قبائے زرنگار در بر اور رنگیلہ مسح ...

اور اسپ عراقی پر سوار ہوکر بہنگام کوچ باصد کرشمہ و ناز جتر سلطانی کے مقابل آیا اور ہنر ہائے عجب اور عملہائے غریب کہ ایک نوع کے ساحری سے کہنا چاہیے ظاہر کیے اور یہ بیت بآواز خوش پڑھی **بیت** گر قدم بر چشم ما خواہی نہاد ٭ دیدہ در رہ می نہم تا میروی اسکے بعد عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا اس حالت مین مناسب دیکھتا ہون لیکن سو ادبی سے نہین پڑھ سکتا سلطان نے فرمایا پڑھ اور مت ڈر اُسنے پڑھا **بیت** سرو سیمینا بصحرا میروی ٭ نیک بد عہدی کہ بے ما میروی۔ سلطان اُس ماہ پیکر کے مشاہدۂ جمال اور ملاحظہ حرکات و سکنات سے حیران ہوا اور طلسمات عشق کے دوش پر ڈالے اور نشان صنم پرستی دوبارہ بلند کرکے باپ کے نصائح سود مند فراموش کین اور بے انتہا شاد ہوکر اُس تو سن سے ساتھ اس بیت کے ہمزبان ہوا **بیت** ذخای کین او لیان شوخ و شیرین کار ٭ شہر آشوب ٭ چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را ٭ اور مال بپیادہ پا اُتنی سے گھوڑے سے اترا اور اسمقام مین منزل کی اور مجلس آراستہ کرکے اس رشک خوبان طناز کے ساتھ بھی دربازی مین مشغول ہوا۔ ورنہ بیت زبان پر لایا **بیت** شب زمی تو بہ کہم از بیم نازشا بدان ٭ بامدادان روے ساقی باز در کار آورد ٭ اور اُس شوخ ہمسخن نے جب یہ بیت شاہ کی زبانی سُنی فی البدیہہ یہ بیت پڑھی **بیت** عمزۂ زاہد فریبم عابد صد سالہ را ٭ صبح پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد ٭ سلطان نے تیزی فہم اور جودت طبع اور تکلم نمکین اُسکے سے داد اور حیران ہوکر اسکو ساقی بنایا اور لونڈے نے شرائط تواضع بجالاکر یہ بیت پڑھی **بیت** ما گرچہ کہ خوب تر زماہیم ٭ ہم بندۂ بندگان شاہیم ٭ یہ کہا پھر جام شراب پر کالی سے لبریز کرکے سلطان کے ہاتھ مین دیا سلطان نے اُسکے دست نازنین سے لیکر از راہ شیفتگی یہ ابیات پڑھین **نظم** قدح چون دور ما آید بہ ترویکان مجلس دہ ٭ مرا بگذار تا حیران بمانم چشم ساقی را ٭ اگر ساقی تو خواہی بود ما را ٭ کہ میگوید کہ می خوردن حرام است ٭ یہ کہا اور پیالہ نوش فرمایا اور امرا اور ملوک بھی اپنے منازل مین مجالس بکثرت آراستہ کرکے لہو و لعب اور طرب مین مصروف ہوئے دوسرے روز سلطان نے وہانسے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس جشن سنوار کر داد عیش و طرب کی دیتا تھا یہان تک دہلی مین پہونچا اور قصر کیلوکھری مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور اہل شہر اُسکے آنے سے شاد ہوئے اور جشن کیے اور شہر آئین بند کرکے قبے آویزان کیے اور سلطان نے عالم جوانی مین شیوۂ نامرضیہ ہوا پرستی کا ہاتھ سے نہ چھوڑا بدستور سابق شرب خمر اور اختلاط گلعذاران مین افراط کرتا تھا اور خلقت بھی اُسکی اپنا شعار کرکے ہر کوچہ اور محلہ مین علانیہ اور آشکارا شراب خوری کرتی تھی اور صحبت گرم رکھتی تھی اور غم و اندوہ خلائق کے دل سے دفع ہوا شاید غفلت نے ملک عقل کو تسخیر کیا اور جب چند مدت اس وطیرہ پر گذری سلطان بیمار ہوا اور کثرت جماع اور مداومت شراب سے ضعیف اور لاغر ہوا اس درمیان مین باپ کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے بیم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اٹھا دے اور جو فکر صائب نکر سکا ساتھ مکابرہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو ملتان مین جا اور وہانکے مہمات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ میرے دفع کا ارادہ رکھتا ہے وہانکے جانے مین تعلل کرکے عذر لایا اور مقربون نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہی پائی اور ہمیشہ اسکی ہلاکت کے خواہان تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زہر دیکر ہلاک کیا اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک یغرش خلجی کو جو نائب سامانہ اور سر جاندار درگاہ تھا سامانہ سے طلب کرکے خطاب شایستہ خانی دیا اور عارض ممالک کرکے اقطاع برن حوالہ کیے اُس وقت مین بادشاہ کے مزاج مین انحراف اور فتور زیادہ راہ پاکر سا تھا۔ لقوہ اور فالج کے منجر ہوا اور صاحب فرش ہوکر ایکبارگی کام سے عاجز ہوا اور امرائے صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سر مین ایک سودا اور ہر ایک دل مین ایک تمنا ظاہر ہوئی اور بمجالت الوقت اتفاق کرکے کیومرث پسر بادشاہ معز الدین کیقباد کو جو تین برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور بادشاہ شمس الدین خطاب کرکے تخت پر بٹھایا اور دو فرقہ ہوئے ایک فرقہ خلج اور یہ تمامی ہمراہ ملک جلال الدین فیروز بہادر پور مین فرد کش ہوئے

اور دوسرا فرقہ اتراک اور کیومرث کو اپنے ہمراہ رکھکر واسطے سرکردگی ملک ایتمر کچھن اور ملک ایتمر سرخہ صحرا کے چبوترہ نامی میں نزول
کیا اور بادشاہ معزالدین کیقباد قصر کیلوکھری میں بیمار اور بیتاب ساتھ ایک جماعت اطبا کے رہتا تھا اور ایسے وقتون مین اکثر
فساد درمیان میں آتے ہیں اور اتفاق اور اتحاد گوشہ مین پوشیدہ ہو کر غیر موجود ہوتا ہے تحقیق خوانین ترک نے ارادہ کیا کہ جو کیومرث
ہمارے ہاتھ مین ہے ملک جلال الدین اور تمام امرائے خلج وغیرہ کہ اصل ترکوں سے نہیں ہیں مستاصل کرکے مہمات سلطنت کو ہم آپس مین
انجام دینگے اور بیگانہ کو درمیان مین دخل نہ دینگے اور تذکرہ انکے نام تحریر کیا اور آغاز تذکرہ مین نام جلال الدین خلجی تھا جب ملک
جلال الدین اس بات سے آگاہ ہوا اپنے تئیں فدیا فت کرکے اور امرا اور ملوک خلج کو جمع کرکے بعضے امرا اور کو بھی اپنی رائے سے متفق کیا اور
اسی حال مین ملک ایتمر کچھن سوار ہو کر ملک جلال الدین کو فریب دیکر بہادر پور سے لایا تو کام اُسکا ساتھ کفایت کے پہونچا دے ملک جلال الدین خلجی
جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جس وقت کہ ملک ایتمر کچھن اُسکی مجلسرا کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اترا اُسکے جامہ تن کو تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے دھجیاں اُڑا دین نظم سلہ تمر چون جدا شد زتن * خرد شد برآمد زبان انجمن * ہر بلے ہرجا ہے بےکس نیامد * ہم در قضا اندر ان چہ فگند *
اور ملک جلال الدین فیروز خلجی کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے اتصاف رکھتے تھے پانسو سوار اپنے ہمراہ لیکر اندر کیومرث مین جاکر
اتراک پر ہجوم لائے اور نہایت چستی اور چالاکی سے سراپردہ سلطانی مین داخل ہوئے اور بادشاہ شمس الدین کو تخت سے اٹھا کر ہمراہ فرزندون
ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کے بہادر پور مین اپنے باپ کے روبرو لائے اور ملک ایتمر سرخہ نے کہ تعاقب انکا کیا تھا اثنائے راہ مین
اس سے ہتھیار لیکر قتل کیا اور خواص و عوام دہلی کے جنکو بزرگی خلجیون کی دشوار اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم کرکے شاہ شمس الدین کی مدد
کیواسطے شہر سے برآمد ہوئے اور بداؤن کے دروازے کے آگے جمعیت کرکے قرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے سر پر جاوین لیکن
ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے اپنے لڑکون کے سبب سے کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے دست ظلم مین گرفتار تھے عوام کو اس ارادہ سے
باز رکھا اور اُنکی جمعیت کو متفرق کیا اور اسی روز اکثر امرا اور ملوک ملک جلال الدین فیروز خلجی کے شریک ہوئے اور حلقہ بیعت کا اپنے کانون مین ڈالا
اور ملک جلال الدین فیروز خلجی ترک نے اُن ترکون کو جنکے باپ بادشاہ معزالدین کیقباد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے قصر کیلوکھری مین بھیجا انہون نے
جاتے ہی بادشاہ معزالدین کیقباد کو کہ ایک رمق سے زیادہ دم باقی نہ تھا جامہ خانہ یعنے کمل مین لپیٹ کر اور چند لاتین مارکر کام تمام کیا اور اُس
تاجدار کی لاش پانی مین ڈالی نظم بناگاہ در قصر شاہ آمدند * بجون پدر کینہ خواہ آمدند * بیکجا نہادند تن شاہ را * بہ پیچیدگان قوم
وحشت گرا * بکردند آنگہ لگد مال زود * فلک طرفہ بازی بنجہ نمود * چنین بازی این گنبد نیلگون * نماید درین دیر شش در فزون *
کشادند شہان را بدست خسان * کسان را کند عاجز ناکسان * سر تاجداران بخاک افگند * تن سرکشان در مغاک افگند * ازان مدعین
عالم بیوفا * نہ بستند دل اہل ملک و ولا * سر از تاج شاہی و گردن کشی * کشیدند * صدر رضا و خوشی * نہ امید زین عالم خاکسان *
نہ بیم زدوران افلاک شان * اُسوقت ملک جلال الدین فیروز خلجی نے اپنا نام سلطان جلال الدین رکھا اور ملک چھجو کا
جو بھتیجا بادشاہ غیاث الدین بلبن تھا اور آپکو وارث ملک جانتا تھا ولایت کڑہ اُسے جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا
اور اس ساعت مین کہ منجمون نے تجویز کرکے اُسے خوش کیا تھا شوکت و اقبال شاہانہ سے قصر معزی مین جو کیلوکھری
بنا کیا تھا آکر نزول اجلال فرمایا اور کیومرث کو درمیان سے اٹھا کر بفراغ خاطر حکومت مین اشتغال کیا اور بادشاہی
ترکون سے جو سلاطین غور کے غلام تھے سلسلۂ خلجیہ کی نسبت منتقل ہوئی اور یہ واقعات اور حالات اواخر ۶۸۷ھ چھ سو
ستاسی مین واقع ہوئے تھے مدت سلطنت معزالدین کیقباد کی تین برس کسری زیادہ تھی البقاء للملک المعبود ذکر سلطان

جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی بادشاہی کا

نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین مرقوم کیا ہے کہ ایک

تواریخ معتبر مین میری نظر سے گذرا کہ گروہ خلج قالیچ خان داماد چنگیز خان کی نسل سے ہین اور قصہ یہ ہے کہ اسکی خاتون سے جو چنگیز خان کی بیٹی تھی کچھ رنجش واقع ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے مدارا اور ملایمت کے سوا کچھ علاج نہ دیکھتا تھا اور ہمیشہ ایک مفرا ور ایک ملاذ ڈھونڈتا تھا اور دستیاب نہ ہوتا تھا بعد چندے چنگیز خان نے دریاے آب سند پر ہوکر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب اور منکوب کیا اور ایران اور توران کی مہمات سے فارغ ہوکر اپنے مورث اصلی مین بازگشت کی قالیچ خان نے اُس زمانے مین غور اور غرجستان کے پہاڑون پر وارد ہوکر اُسکا استحکام مد نظر غور اور تعمق دیکھا اور فرصت کیوقت چنگیز خان سے جدا ہوکر اپنے عزیز و اقارب سے کہ تخمیناً تیس ہزار خانوار تھے اُن کوہستان مستحکم مین گیا جب چنگیز خان فوت ہوا کسی نے اُسکے فرزندون مین سے اُسکی پیروی نہ کی اور اُسنے اس مقام مین سکونت اختیار کی اور صاحب اقتدار ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی دہلوی اور بعد سلطان محمود خلجی مندوی نبائر قالیچ خان سے ہین چند تحریف پاکر خلج ہوئے اور کثرت استعمال سے الف دہمی مستتر کر کے خلج کہنے لگے اور بقول صاحب تاریخ سلجوقیان ترک بن یافث کے گیارہ فرزند تھے ایک کا اُنمین سے خلج نام رکھا اور اسکے فرزندون کو خلجی کہتے ہین اور راقم جو بیان کرتا ہے یہ قول اصواب نزدیک تر ہے کسواسطے کہ تقریبات کتب تاریخ غزنویہ مین مذکور ہوا ہے کہ بہت سے امیر مثل امیر ناصر الدین سبکتگین اور سلطان محمود غازی قوم خلج سے ہوئے ہین اور یقین ہے کہ انکا عہد چنگیز خان کے عہد پر مقدم ہو اور ہو سکتا ہے کہ قالیچ خان قوم خلج سے ہوا ہو واللہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ دہلوی اور سلطان محمود مالوی اُسکی اولاد سے ہون القصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بادر پورے سے مع حشم عظیم اور انبوہ خلقیہ سوار ہوکر قصر کیلوکھری مین داخل ہوا اور چند روز بادشاہ شمس الدین کو برائے نام سلطنت رکھکر اُسکی نیابت مین قیام کیا اور اوائل سنہ ۶۸۸ چھ سو اٹھاسی ہجری مین اُسے درمیان سے اٹھا کر تخت پر بیٹھا ... رکھا شاہان سابق کے خلاف چتر سرخ کو تبدیل کرکے سفید کیا اور صفت قہر و غضب کی اپنے سے سلب کی جگہ حلم و لطف پیدا اور کبھی مور ضعیف کو نہ ستایا اور چونکہ مردم دہلی کا اعتبار نہ رکھتا تھا اسواسطے قصر کیلوکھری مین سکونت کی اور عمارت ناتمام معزی تیار کروائین اور ایک باغ جدید ساحل جون پر تیار کرکے ایک قلعہ پختہ اور تیمسنگ بنا کیا اور امرا اور اپنے معارف دربار کو عمارت بنانے کی تاکید بلیغ فرماکر مسجد اور بازار کی بنیاد ڈالی اور اُس شہر کو شہر نو موسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ دہلی خراب ہوئی شہر نو سا تجدید دہلی نو کے مشہور ہوا امیر خسرو نے اس حصار کی تعریف مین بہت ابیات موزون کی تھین انمین سے ایک یہ بیت ہے بیت شاہ در شہر نو کردی حصارے کہ رفت از کنگرہ تا قرص ماہ اور ابتداے جلوس مین نظم ولایت اور رتق و فتق مہام مملکت مین مشغول ہوا پہلے اپنے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو کہ جسکا نام ملک چھجو کشلیخان ایبک تھا ولایت کڑہ پر روانہ کیا اور اپنے بھتیجے کو منصب عرض ممالک اور خطاب یغرشخان کے ساتھ اختصاص بخشا اور اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخانان کا خطاب دیا اور منجھلے فرزند کا ارکلیخان اور چھوٹے بیٹے کا قدرخان نام رکھا اور ہر ایک کو ایک ولایت ولایات ہندوستان سے عنایت فرمائی اور ایک درگاہ اُنکے واسطے ظاہر کی اور اسی طرح سے اپنے بھتیجون علاؤالدین اور الماس بیگ کو کہ آخر خطاب الغخان پایا اور اُنکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تھا تربیت کرکے علاؤ الدین کو امارت تزک اور الغخان کو آخور بیگ کیا اور ملک احمد حبیب جو اپنے کو باربک اور ملک خرم کو میر درد اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کو کوتوال کیا اور حسب حکایت خدا پرستی اور حلم و حیا اور عدل بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی منتشر ہوا اعیان اور معارف دہلی کہ جنھون نے ساٹھ برس سلاطین اتراک کی خدمت کی تھی اور خدمت خلجیہ سے ننگ و عار رکھتے تھے دل اُسکی سلطنت پر رکھکر نئے شہر مین آئے اور اُسکی بیعت کا حلقہ زیب گوش کرکے ملازمت اختیار کی اور اُسکے بعد کہ درمیان خاص و عام کے ایک سکونت اور ایک آرام ظاہر ہوا بادشاہ نے دبدبہ اور شکوہ کو کام فرمایا

اور افواج بحر ملوج ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر دہلی کہنہ کیطرف متوجہ ہوا اور جب دولتخانہ مین وارد ہوا دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے
تخت سلاطین ماضیہ پر اجلاس فرمایا اور باآواز بلند کہا کہ مین شکر الٰہی کے ذمہ مین سے کیونکر باہر آسکون کہ مین نے جس تخت کے آگے
برسون سر زمین پر رکہا تھا اب قدم اسپر رکہکر امر سلطنت پر قیام کیا اور وہ یہ ہے کہ جو مجھسے کہین بہتر اور افضل تھے دست بستہ میرے روبرو
ایستادہ ہین پھر وہانسے برخاست کر کے سرخ محل جو خاص محل بادشاہ غیاث الدین بلبن کا تھا گیا درگاہ مین برسم قدیم گھوڑے سے
اترا تا آگاہ ملک حبیب نے عرض کی کہ حضور کو شکر احسان سے ہر آپ کسواسطے خانہ زین سے اترے سلطان نے ارشاد کیا یہ بجمال
مین عزت اپنے ولینعمی کی نگاہ رکھنا واجب ہے ملک حبیب احمد نے گذارش کی سلطان کو اس محل مین جو دارالامارت ہے سکونت کرنا
چاہیے سلطان نے جواب دیا کہ اس محل کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے ایام خانی مین بنیاد کیا تھا اس قصر کی مالک انکی اولاد ہے
اور میرا اسمین کچھ حق نہین ملک احمد نے کہا کہ امور ملکی مین اسقدر تقیید اور احتیاط گنجایش نہین رکھتی سلطان نے فرمایا مین مصلحت چند
روزہ کیواسطے قواعد اسلام سے کیونکر باہر جاؤن اور نفس الامر کے برخلاف ایک کام کرون جیست کی عقل یا شرع فتوی دیگی الحاصل
عرد وین بدنیا دہر بہر یا پیادہ لعل محل کے اندر جاکر جن مقامون مین کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن بیٹھتا تھا حفظ مراتب اور پاس
حرمت کے سبب سے اُس مکان مین نہ بیٹھا اور صفہ مین کہ خصوص امرا کے واسطے تھا جلوس فرمایا اور بھیر مقرر ہوا اور بزرگونسے
فرمایا کہ گھرا اتمام حجت اعدا اتمر سرخہ کا برباد جو جیوکہ انھون نے قصد میری ہلاکی کا کیا اور مین جان کے خوف سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا
دگرنہ مین کہان اور کہان بادشاہی مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا بقیہ عمر کو خانی اور ملکی مین بفراغت بسر لیجاتا اب متحیر
ہون کہ انجام میرے کا کیونکر ہوگے باوصف عظمت اور ابہت بادشاہ غیاث الدین بلبن اور وزیری روزگار اور غلبہ اعوان و انصار کے
سلطنت اُسکے فرزندون پر نرہی مجھپر کیونکر رہیگی اور خدا جانتا ہے کہ میرے بعد میری اولاد اور اتباع کی نسبت کیا معاملہ گذریگا
اس صورت مین بعضے امراے حاضرین کہ عاقل اور صاحب تجربہ تھے انکی باتون سے متاثر ہوکر روتے تھے اور بعضے جو جوان اور بیباک
تھے سلطان کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مرد بادشاہ ہوا زوال ملک و مال کے اندیشہ مین گرا ہوا رعب و سیاست جو لازمہ جہانداری
کا ہے اس سے کیونکر وقوع مین آویگا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی نے اس روز دولت کے بعد دہلی سے نئے شہر مین بازگشت
فرمائی اور جشن اور شادی بادشاہانہ کر کے ایک دختر اپنی کہ حسن و جمال مین نظیر و عدیل نہ رکھتی تھی قطعہ زلف حلاوت قامت تمام فتنہ
زلفش دعند میان سرخیل صد سرین میانے دعنوان دانش دہن لطف تا نباتست دانہ دندان او و لبنہ وزخندہ ترجمانیہ ملک
علاء الدین کے ساتھ عقد مناکحت باندھکر سپرد کیا اور دوسری بیٹی الماس خان الغ خان سے تزویج دی بادشاہ جلال الدین
فیروز خلجی حلیم و کریم اور طبع موزون رکھتا تھا اور صفت قدرشناسی اور راستی مین موصوف تھا جس کسیکو جاگیر دیتا کبھی تغیر نکرتا
اور جو کسی مقرب سے کوئی جرم وقوع مین آتا ہرگز ذلیل نکرتا بیت تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر مکابرہ
اور تعذیب اور تشدد اور طمع مال مردم مین کہ شیوہ جبارون کا ہے اپنی بادشاہت مین ہرگز بجا نہ لایا اور مجالس شراب مین ساتھ
اہل مجالس کے مصاحبانہ اور بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت سادات کی مرعی رکھتا اور حریفان مجلس شراب سلطان
ملک تاج الدین کوچی اور ملک فخر الدین کوچی اور ملک اعز الدین غوری اور ملک قرا بیگ بن نعیق مقتول اور ملک نصرت صباح
اور ملک حبیب اور ملک کمال الدین ابو المعالی اور ملک نصیر الدین کہرامی اور ملک سعد الدین منطقی تھے کہ یہ لوگ لطف
طبع اور حسن اختلاط اور شجاعت اور مردانگی مین اپنے عصر مین عدیل اور نظیر نرکھتے تھے اور تاج الدین عراقی اور
امیر خسرو اور خواجہ حسن اور مؤید جاجرمی اور امیر ارسلان کلامی اور اختیار الدین باغی اور باقی خطیب

ساکت ندما میں انتظام رکھتے تھے اور ہر ایک علم اشعار اور تاریخ دانی میں ممتاز تھے اور ہمیشہ مجلس بادشاہ کی غزلخوانان جلو مثل امیر خاصہ اور حمید
راجہ اور سماعی اور باشی پہلوان حبیب اللہ خان و نظام خریطہ اور مطرب بے بدل مثل محمد شاہ جنگی اور فتوخان اور نصیر خان روز بروز سے
آراستہ رہتی اور امیر خسرو ہمیشہ مجلس میں غزلیں تازہ لاتے تھے اور انعام و التفات سے بہرہ مند ہوتے تھے اور انہوں میں بادشاہ
جلال الدین فیروز خلجی میر جامداری سے عارض ممالک بادشاہ معز الدین کیقباد ہوا امیر خسرو کو نوازشوں سے ممنون فرما کر ملازم کیا
اور مواجب خوب اُنکے واسطے مقرر کیا اور ملبوس خاص اپنا اُنھیں دیا جب بادشاہ ہوا اپنے مقربوں کا سرور کیا شغل مصحف داری
اور منصب امارت و دیگر ساتھ جامہ اور کمربند سفید کے جو امرائے کبار کیواسطے مخصوص تھا اختصاص بخشا اور دوسرے جلوس کے ملک
چھجو بھتیجے سلطان غیاث الدین بلبن نے باستظہار امیر علی میر جامدار حاکم اودھ کہ حاتم خان کہتے تھے ولایت کڑہ میں خطبہ اور
سکہ اپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پر پھرا کر سلطان مغیث الدین نام رکھا اور سائر ملوک بلبنی کہ اسطرف جاگیر رکھتے تھے اور اس بار
کے زمینداروں اور راجاؤں نے اس سے موافقت کی اور وہ لشکر بیشمار سوار اور پیادہ سے لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان جلال الدین
فیروز شاہ خلجی کے سمع مبارک میں پہونچی اپنے فرزند ارکلیخان کو ساتھ افواج جنگجو کے کہ شب تار میں دیدہ مور و مار پیکان تیر سے سیتے
تھے ہراول کرکے پیشتر روانہ کیا اور خود پیچھے سے بارہ کوس کی مسافت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا یہاں تک کہ ارکلیخان
اور ملک چھجو مقابل ہوکر جنگ میں مشغول ہوئے اور ظفر اور فیروزی ارکلیخان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھجو وادی ہزیمت
کیطرف متوجہ ہوا اور ارکلیخان نے تعاقب کرکے امیر علی میر جامدار اور ایک جماعت امرائے دولت بلبنی سے اسیر کرکے طوق
گردنوں میں ڈالکر اونٹوں پر سوار کرکے باپ کے پاس بھیجا جو ہیں بادشاہ جلال الدین کی نظر قہر سوار ان پر پڑی پوشیدہ
فریاد برلایا کہ یہ کیا قباحت اور قیامت ہے جو تمنے کیا مردم عزیز کو ساتھ اس وضع کے لائے پھر حکم دیا کہ انھیں جلد اونٹوں سے
اُتار دو اور طوق و شاخے اُنکی گردنوں سے جدا کر دو اور انمیں سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک عزیز الوجود اور
قدر و منزلت رکھتے تھے اُنکو حمام بھیجکر خلعتہائے خاص پہنا کر عطر ملوایا اور خود بارگاہ مجلس نشاط آراستہ کرکے اُن لوگوں کو بعزت
و تواضع بلا کر ہم پیالہ کیا اور ملاطفت و افرا اور ملاطفت متکاثر مبذول فرما کر کلام الفت آغاز کیے بیت بدی را بدی سہل باشد
جزا ٭ اگر مردے احسن الی من اساء اور ہر چند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی گرمی اور مہربانی زیادہ تر کرتا تھا خجالت و انفعال سے
سر نہ اٹھاتے تھے سلطان اُنکی تسکین خاطر کیواسطے فرماتا تھا تمنے نمکحرامی نہیں کی ہے بادشاہ تمھارا منتظر کہ میری مخالفت باعث نمکحلالی
ہو بلکہ دولتخواہی اپنے ولی نعمت کی بجالائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خانوادے سے نجاوے
غایت اسکی یہ ہے کہ جو ارادہ ازلی نے یہی تعلق پکڑا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہو کر آخر عمر میں مجھے پہونچے تمھاری کوشش
نے نتیجہ اور فائدہ نہ بخشا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو تھوڑی التفات میرے حال پر فرماتے
تھے میں اُسے افتخار اور اعتبار اپنا جانکر محظوظ اور مسرور ہوتا تھا اور ملک چھجو کو بھی جو ایک زمیندار ون اس ناحیہ کے ساتھ پناہ
لیگیا تھا گرفتار کرکے سلطان کے روبرو بھیجا اُسکو بھی شاہ نے تعظیم و تکریم کی اور محفہ میں بٹھاکر ملتان کے جاگیردار کے پاس
روانہ کیا اور یہ حکم نافذ فرمایا کہ ملک چھجو کو مع اہل عیال مکان خوب میں اتارو اور اطعمہ اور اشربہ اور اقمشہ اور سامان عیش و عشرت
کا جو کچھ بادشاہوں کے لائق ہو مہیا رکھو اور اُنکی محافظت میں مصروف رہو اور اُسکی دلجوئی اور رضا طلبی میں کسی طرح کمی نکرنا اور ملک صبیب
اور امرائے خلجیہ کو یہ نوازش کہ سلطان نے وارث مملکت اور سائر امرا کی نسبت مبذول فرمائی ناگوار بلکہ شاق گذری
اور عرض کی کہ سلطان نے یہ لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے فرمایا بروش جہانداری کے خلاف ہے اور تو اعد

۶۸۹ھ

جہانبانی کے منافی ہے خونریزی جو بادشاہ غیاث الدین بلبن سے اس قسم کے گروہ کے بارہ مین ہو تو شرع مین ایک خداوندعالم نے سمانہیہ
فرمایا اب مناسب دولت وہ ہے کہ سیاست اور خونریزی اس گروہ مین آپ معاف نہ رکھین اور ملک چھجو خان کو اگر قتل نکرین تو نیل اُسکی نظر
مین کھینچین تو دوسرے عبرت پکڑین جبکہ بادشاہ سطرح سے آدمیون پر ایسی نوازش فرمادیگا تو خلقت کو مخالفت اور بغاوت کی ہوس ہوگی
اور فساد برپا ہوگا اگر ہم اُنکے ہاتھ گرفتار ہوتے وہ نام ونشان ہمارا روے زمین سے مٹاتے سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے
اور بےجواب اور موافق جہانداری کے ہے لیکن کیا کرون کہ مین نے عمر اپنی ستر برس مسلمانی مین بسر کی اور کسی مسلمان کا خون نکیا اب کہ
ضعیف ہوا ہون اور عمر آخر کو پہونچی نہین چاہتا کہ خون مسلمانون کا گراکر صفت قہاری اور جباری کی اپنے اوپر ثابت کرون اگر ہم اُنکے
ہاتھ پڑتے اور وہ ہماری خونریزی کرتے اُسکی جوابدہی قیامت کے دن اُنکے ذمہ ہوتی نہ ہمارے اور پر برسون ہم سلطان غیاث الدین بلبن کے
نوکر رہے اور حقوق اُسکی نعمت کے ہماری گردن پر بہت ہین آج کہ اُسکے ملک پر متصرف ہوا ہون اگر اُسکے اعوان انصار کو بھی قتل کرون
یکبارگی دیدہ مروت پر خاک ڈالون اور نسل اُسکے اور بھی کام دشمنانہ اور خصومت کے کہے آخر کو اُس مقدمہ مین بازی کھا کر ایک تیغ ملامت
ناشتہ کیا کسواسطے کہ حکمانے کہا ہے کہ بادشاہی دو رکن رکھتی ہے ایک لطف دوسرے قہر اور جسوقت کہ ایک مین ان دونون سے خلل
پڑے بادشاہی زوال قبول کرے **بیت** تحمل دلکش ست اما نہ چندان درشتگیبائی خوش است اما نہ چندان سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی نے بعد واقعہ ملک چھجو کے جب براؤن سے دارالملک کے شہر مین مراجعت فرمائی اور ولایت کڑہ علاؤالدین خلجی کو دیکر سیطرف
روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور آبادی ولایت مین مصروف ہوکر صفت قہر کی جو لازمہ بادشاہی ہے یکبارگی ہاتھ سے دی اور صفت حلم کی
یہانتک کہ بادشاہی کو مرتبہ کمال مین پہونچایا اور جب یہ خبر جابجا لوگون نے سُنی دزدان کراس ومواس اور رہزنون اور ٹھگیون تمام ممالک نے
سر اُٹھا کر فتنہ وفساد شروع کیا اور جا بجا چورون اور گمراہون اور رہزنون کو گرفتار کرلاتے قاضیون اور مشایخون کیطرح اُنکو
چوری اور اعمال ناشایستہ سے سوگند اور توبہ کراکے فوراً چھوڑ دیتا تھا اس سبب سے خلجی جو معتمدان درگاہ سے تھے مجالس اور
محافل سلطان جلال الدین مین زبان طعن دراز کرکے ہر شخص کلام ناخوش مذکور کرتے تھے اور حریف اور رندا گرچہ تقریبات اُٹھاکر وہ
باتین سمع سلطان مین پہونچاتے تھے لیکن وہ تغافل کرکے کہتا تھا کہ مست لوگ بہت کہتے ہین اُنکے قول پر خردہ نہ پکڑنا
چاہیے پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ مقربان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قرار دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین ہر چند شجیع صف شکن ہے
اور مغلونسے چند مرتبہ لڑا ہے اب کہ وہ ضعیف اور ناتوان ہوا ہے شعر کہنے اور شعر سُننے اور شطرنج اور نرد کھیلنے کے سوا اُس سے
کوئی کام ظہور مین نہین آتا ہے مناسب وہ ہے کہ ہم سب اتفاق کرکے اُسے معزول کرین اور ملک تاج الدین کوچی کو جو امرے صاحب
داعیہ سے ہے تخت سلطنت پر بٹھادین اور اکثر امراے خلج تھے ایک روز ملک تاج الدین کوچی کے مکان مین مہمان ہوکر مجلس شراب منعقد کی اور
حالت مستی مین بولے بادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہین اس امر کا شایستہ ملک تاج الدین کوچی ہے اور تمام مزخرفات مین
مشغول ہوئے پھر ایک اُنمین سے بولا کہ مین بوصف نیم شکار ہونیکے بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرتا ہون دوسرا دست بقبضہ ہوکر کہنے لگا
کہ مین اس تیغ آبدار سے اُسے خیار کی طرح دو ٹکڑے کرتا ہون غرض اس روز مجلس شراب مین یادہ گوئی حد سے زیادہ عمل مین لائے
ایک اُنمین سے اُٹھکر باہر گیا اور اپنے تئین بلاتوقف سلطان کی خدمت مین پہونچاکر صورت حال بہ تفصیل ظاہر کی سلطان
اُس مرتبہ اگرچہ دشنام دہی اور بیہودہ گوئی اُن دشمنون سے نہ آزردہ ہوا لیکن اُنکے اس ارادہ ناصواب سے نہایت آزردہ
اور بیطاقت ہوا اُسیوقت آدمی بھیجکر اس مجلس کے تمام اہالیون کو حاضر کیا اور از روے اعتراض تلوار اپنی غلاف سے نکالکر
اُنکے روبرو پھینکدی اور فرمایا کہ یہ تلوار جو شخص تم مین سے دعوی مردی اور مردانگی کا کرتا ہے اُٹھالے اور مجھسے لڑے کہ مین تنہا

بیٹھا ہون تو معلوم ہووے کہ کام نمایان کسکے ہاتھ سے ظہور مین آتا ہے یہ سُنکر اُن بیدولتون نے سر خجالت جھکایا اور گونگیکے مانند خاموش ہوئے اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے جب از روے غضب اُنھین بہت لعنت ملامت کی بعد تسعایہ غضب اُسکا ساکن ہوا ایک مصاحب سلطان کا جسکا نام ملک نصرت تھا اور وہ بھی اُس مجلس مین شریک تھا اُسنے ہرزہ گوئی بہت کی تھی اُسوقت ظرافت مین آکر بولا خداوند نعمت خوب جانتے ہین کہ مست حالت مستی مین جو کچھ منھ مین آتا ہے بکتے ہین اگر ہم تجھسے بادشاہ کو جو ہمین فرزندونکی طرح پالتا ہے قتل کرینگے پھر تُجھ سا دوسرا بادشاہ کہان پائینگے اور جو تو بھی اس مستی مین ہمین مواخذہ کرکے ہلاک کریگا تجھ سا ہمارے مخاصدون جان نثار نپا دیگا سلطان ملک نصرت کے جواب سے متبسم ہوکر قہر و شدت سے باز آیا اور اپنے ہاتھ سے جام اسے عنایت فرمایا اور از روے نصیحت یارونکی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اگر بجاے میرے دوسرا بادشاہ ہوتا بلاکی تمھارے زمانے سے بدلتا مین اس سن مین جباری اور قہاری کہ لازم و ملزوم جہانداری اور شہریاری ہے اپنی نسبت قرار نہین دے سکتا ہون اور مقام حیرت اور سزا تمھاری مین نہین آسکتا اور تمسے سواے مینوشی اور قمار بازی اور بیہودہ گوئی اور شاہد بازی کے دوسرا فعل نہین آتا ہے تم کہان اور نیم شب رو ڈالنا اور شمشیر کو کام فرمانا کہان خیر مین نے تمھارا گناہ بخشا اپنی جاگیرون مین جاکر ایک مدت وہان بسر کرو بیت زخلق ارچہ آزار بینیم بیش نخواہیم کہ آزردہ گردد کسے ۔ کہتے ہین کہ جسوقت مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ غیاث الدین بلبن کا جامدار اور سمانہ کی نیابت پر مامور تھا مولانا سراج الدین ساوی جو شعراے وقت سے تھا اور ایک دیہہ دیہات سمانہ سے اپنی وجہ مدد معاش مین رکھتا تھا بادشاہ جلال الدین نے اور وظیفہ دارونکے مانند مولانا سراج الدین سے خراج طلب فرمایا مولانا نے اس امر سے آزردہ ہوکر ایک مثنوی سلطان کی ہجو مین کہکر عمال کی شکایت اسمین درج کی اور ظاہرا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ کثرت مشاغل کے سبب ساتھ مولانا کے مشغول ہوا مولانا دل کو وہ مجلس سے اٹھا اور دوسری مثنوی سلطان جلال فیروز شاہ کی ہجو مین کہی اُسکا نام خلجی نامہ رکھا اور اُس زمانے مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نیابت سمانہ کرتا تھا خلجی نامہ مذکور جو متضمن ہجو بااسے رکیک تھا سلطان کے پاس پہونچا مولانا سراج الدین نے اس خوف سے کہ بادشاہ انتقام کی فکر مین ہوگا سمانہ کی سکونت چھوڑ کر دوسری جگہ توطن اختیار کیا اور اسی عرصہ مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ایک دیہہ دیہات مندا ہراے کو غارت کیا تھا اور جبکہ مندا ہراے سلطان کے مقابل آیا اور سلطان کے چہرہ پر ایک ایسا زخم مارا کہ اثر اسکا تمام عمر باقی رہا تھا جب سلطان سریر سلطنت پر متمکن ہوا مولانا سراج الدین اور مندا ہراے اپنے کام مین حیران ہوئے اور اپنے بخت ارجمند کی رہنمونی سے وہ دونون پگڑی اپنی گردن مین ڈالکر درگاہ مین حاضر ہوئے سلطان کو جب خبر ہوئی فوراً اُنھین طلب کیا اور مولانا سے بغلگیر ہوکر انعام اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور مواجب مقرر کرکے حکم دیا کہ تو مثل دوسرے مجرائیون دربار کے پیش تخت مجرے کیواسطے آیا کرے اور مندا ہراے کو بھی نوازا اور جملہ حکایات عجیبہ سے جو بہ اسنی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ ایکروز اُسکی خاطر عاطر مین یہ خیال گذرا کہ جو مین نے مکرر کفار مغل سے جنگ کی ہے اگر رؤس منابر مجھے ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ یاد کرین بعید نہوگا اسواسطے ایکروز اُسنے یہ بات اپنی زوجہ ملکہ جہان سے کہی کہ جسوقت ارباب علم و صدور اور قاضی کسی تہنیت کی تقریب مین حرم کے سر پردہ پر حاضر ہون تو اُمی اُنکے پاس بھیجکر یہ پیغام دینا کہ تم سلطان سے درخواست کرو تو اسی جمعہ کے روز منبر پر المجاہد فی سبیل اللہ پڑھتے رہین اتفاقاً اسی پانچ چھ روز کے عرصہ مین بادشاہ معزالدین کیقباد کی دختر کا کار خیر عروسی قدر خان سے ہوا علما اور صدور و قاضی مبارکباد کیواسطے حرم کے دروازہ پر حاضر ہوئے ملکہ جہان نے محاذار کی زبانی مقدمہ معہودہ سے عیام دیا اُن لوگون نے اسبات کو پسند کرکے عرض کی کہ سلطان نے بارہا کفار مغل سے جنگ کی ہے اسنے المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین کہنا بجا ہے بلکہ واجب ہے اور جب اکابر اور علما اور فضلا

اور صدر غرہ ماہ میں سلطان کی خدمت میں جاکر شرف دست بوسی سے مشرف ہوئے قاضی فخر الدین ناقلہ سرآمد علمائے اس عصر نے بالتماس
جملہ صدور اور قضات اور جمیع علما سلطان سے التماس رکھتے ہیں کہ سلطان نے جو کفار مغل سے جہاد کی ہے لہٰذا نام نامی کو ساتھ لقب المجاہد فی
سبیل اللہ منبر و سپر یاد کرنے ہیں سلطان نے یہ حرف سنکر اشک آنکھوں سے جاری کیے اور کہا کہ قاضی کمال الدین ملک جہان نے میری تلقین سے
تمہیں یہ پیغام دیا ہے لیکن میں اس سے بہت پشیمان ہوں اسواسطے کہ میں نے اپنے دل میں مشتبہ کیا ہے کہ جو میں نے لڑائیاں مغلوں سے کین
رضائے خدائے عزوجل اور طمع شہادت اور قصد بلند کرنے اعلاء دین [illegible] کے نہیں بلکہ [illegible] و [illegible] کو [illegible] میرا بلند ہووے
[illegible] اور عزت [illegible] بادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبرو [illegible] ہووے بادصف [illegible] علما اور صدور اور قضات نے
جمیع قاضی
سلطان جلال الدین فیروز شاہ [illegible] کرنے کے واسطے وجوہ فرمایات پیدا کین اور [illegible] سے قبول فرمایا اور تمام حوادث
غریبہ ایسے بادشاہ سلیم النفس کے زمانہ میں وقوع [illegible] سب کرنا [illegible] درویش کا [illegible] اور صدر جہان گجراتی نے یوں
بیان کیا ہے جو ملک الامرا [illegible] نے کہ اکثر مقامات معتبرہ میں انکا مذکور ہوا ہے سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی کے عہد میں [illegible] [illegible] میں طبعی سے جاگیر ہوئے تھے اور اسکے دولت کی پناہ میں زندگی کرتے تھے سرگردان اور
[illegible] اور یہی طرح سے [illegible] قرآن خوان کہ ہر روز [illegible] قرآن ختم کرتے تھے اور اسقدر [illegible] کہ اسکے نوکر تھے
[illegible] اپنے [illegible] کے بعد ہندوستان حال ہونے ملفوظات شیخ [illegible] الدین [illegible] سے واضح ہوا کہ وہ ایک مرد لباس درویشی میں تھا
جرجان سے مغرب کیطرف گیا اور ایک مدت مدید صاحبدلونکے ہمراہ بسر لیکیا اور انسے نظر معارف حاصل کرکے جرجان میں مراجعت فرمائی
پھر چند روز کے بعد شیخ فریدالدین شکر گنج کی زیارت کو ہندوستان کے سمت راہی ہوا اور اجودھن میں انسے ملاقات کی اور چند مدت اپنے
صحبت رکھی [illegible] کرتا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت میں دہلی کی سیر کی ہوس ہوئی شیخ سے
اجازت لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا ایک روز اثنائے صحبت داری میں شیخ نے کہا تو چاہتا ہے کہ دہلی میں جاکر سنہ آمد و شد خلق کا اپنے
اوپر کھولے اور ہر طرف کے مسافروں کو طعام دیوے اسبارہ میں میں تجھسے کچھ نہیں کہتا اور مانع بھی نہیں ہوتا لیکن مجھسے ایک نصیحت
یاد رکھ ملوک اور امرا اور مقربان شاہ کے ساتھ اختلاط نکرنا اور انکی آشنائی سے محترز رہنا کہ مصاحبت اور اختلاط اس جماعت کا ہم
فقیروں کو سبب ہلاکت کا ہے سید مولا دہلی میں پہونچکر متوطن ہوا اور ایک خانقاہ عظیم تعمیر کروائی اور فقرا اور مساکین کی دعوت اور
ضیافت میں مصروف ہوا ہر روز جسقدر مردم درویش مسافر اور مجاور اسکی خانقاہ میں آتے تھے محروم نکرتا تھا اگرچہ مسجد جامع میں نماز
جمعہ کیواسطے بجا لاتا تھا تنہا مکان میں نماز ادا کرتا تھا اور شرائط نماز جیسا کہ بزرگان دین نے قرار دیا ہے بجا نہ لاتا تھا لیکن مجاہدہ اور
ریاضت بہت کھینچتا اور جامہ ایک چادر کے سوا نہ پہنتا اور نان برنج ثرید کرکے کھاتا کوئی عورت اور خادمہ نہ رکھتا اور لذت
شہوات کے گرد نہ پھرتا اور کسی آفریدہ سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور اسقدر خرچ کرتا تھا کہ لوگ حیرت میں آکر کہتے تھے کہ وہ علم کیمیا جانتا
ہے اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد معزی کہ زمانہ غفلت اور بیخبری کا تھا پہونچا سید مولا ایثار اور نثار میں
نہایت درجہ کوشش کرتا تھا اور خوانین اور ملوک کے ساتھ مختلط ہوکر شیخ فریدالدین عطار رح کی نصیحت دل سے محو کی بیت
[illegible] دل منہ کو [illegible] فرزند کہ وقت آمد کہ صد خرمن بسوزد اور حسب دلخواہ افراط سے خرچ کرکے اکابر اور اعیان کو دو تین ہزار تنکہ
زر سرخ انعام فرماتا اور انکے واسطے اپنی خانقاہ میں دسترخوان بچھاکر ایسے طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ
سلاطین روزگار کو میسر نہ ہوتے تھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار من میدہ ہندوستانی وزن سے اور
دو سو من مصری اور دو سو من شکر اور پانسو من مسلوخ اور کئی من روغن اور اشیائے دیگر جو ضروری ہین

اسکے باورچیخانہ مین پختہ ہوکر خانقاہ مین تقسیم ہوتا تھا اور اُن درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے با قیمت اُس
اشیا کی جو خریدی تھی اُسکے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلان بوریا یا فلان پتھر یا اُس خشت کو اُٹھا و اُسکے نیچے اسقدر تنگہ نقرہ اور طلا ہین
اُٹھا لو جب اُسکو اُٹھاتے تھے اُنکے ارشاد کے بموجب پاتے تھے اور خیال کرتے تھے گویا اُسیوقت دار الضرب سے لائے ہین اور جب سلطنت
خلجیون کو پہونچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سریر حکومت پر متمکن ہوا خلائق نے اُسکے پاس حد سے ہجوم کیا اور خانخانان ولد بادشاہ
جلال الدین اُسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اُنکی خدمت مین جاتا تھا اور مقربان شاہ اور خوانین اور ملوک کبار نامدار شب و روز اُنکی ملازمت
مین حاضر ہوکر معتقد ہو گئے اور ایسی نعمتین کہ لوگون کو اپنے دسترخوان پر میسر نہ تھین اُنکی خانقاہ مین مہیا پاتے تھے اور جیسا کہ مذکور ہوا جب ملک الامرا
ملک فخر الدین کوتوال رحمت حق مین داخل ہوا اُسکے تمام متعلقون نے دست توسل سید مولا کے دامن مین مارا اور اُسکے اشارے سے طاقون
اور انگیٹھیون اور پتھرون کے نیچے سے سونے اور چاندی کے تنکے حاصل کرکے زمانہ عیش و عشرت سے گذرانتے تھے اس عرصہ مین قاضی جلال الدین
کاشانی کہ ایک مرد فتنہ انگیز اور اعیان بادشاہ سے تھا اسکی خدمت مین جاکر ساتھ حیرت ربانی کے کہ ثانی سحر تھا اسکے دل مین سطرح جگہ کی کہ سید مولا
نے اُسے راست کردار اور خیرخواہ اپنا معلوم کیا اور اتحاد اور مصاحبت اُس سے انتہا کو پہونچائی کہ تین تین اور چار چار روز خانقاہ مین رکھکر
اسے سلطنت کیواسطے ترغیب و تحریص کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قادر علی الاطلاق نے اسقدر قدرت محض اسیواسطے تجھے کرامت فرمائی ہے
کہ بادشاہی خاندانونکے ہاتھ سے برآوردہ کرکے خود متقلد اس امر جلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کرکے ایک خلقت کو
ساتھ عدل اور داد کے مہد امن و امان مین نگاہ رکھے اور جو اسمین سستی کریگا فردائے قیامت مین کیا جواب دیگا چنانچہ لوازم تسخیر شہر
بہ شہر کے ساتھ لاحق ہین وہ بیچارہ فریب کھا کر تمہید مقدمات خروج مین جد و جہد کرنے لگا اور ہر ایک مرید کو ساتھ ایک خطاب اور
منصب کے نامزد کیا اور برنجین کو توال اور نہانے پہلوان جو سید مولا کیطرف سے احسان بہت دیکھتے تھے متعہد اس امر کے ہوئے
کہ جمعہ کے روز سواری کے وقت فدائے وار آگو بادشاہ تک پہونچا کر اُسکا کام تمام کرونگا اور دس ہزار آدمیون نے کہ پوشیدہ سید مولا سے
بیعت کی تھی اپنے تئین علانیہ سید مولا کے پاس پہونچا کر تخت شاہی پر بٹھاوین اتفاقات سے ایک اہل مجلس نے ایک رنجش سے
پہونچا کر کیفیت حال مشرحاً بادشاہ جلال الدین کے سمع مبارک مین پہونچائی سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے سید مولا کو
مع قاضی جلال الدین کاشانی اور ایک جماعت حاضر کرکے حقیقت حال استفسار فرمائی سب باتفاق منکر ہوئے اور عرض کی ہم
اس امر سے ہرگز آگاہی نہین رکھتے اور اس معنے سے مطلع نہین جب انکار انکا حد سے گذرا اور مدعی اثبات سے عاجز ہوا بادشاہ نے صحرا بہاپور
مین ایک آتش عظیم روشن اور افروختہ کی کہ شعلہ اُسکا آسمان تک پہونچتا تھا اور خود مع جمیع امرا و سپاہ و علما سوار ہوکر ایک بارگاہ مین جو اسی
واسطے برپا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سید مولا اور قاضی جلال الدین اور برنجین کوتوال اور نہانے پہلوان اور ایک جماعت مادر اتباع
اُسکے سے آوین اور آتش سے گذرکرین تو راست گو دروغ گو سے ظاہر ہووے جسوقت کہ اُنھون نے باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا
اور آگ مین داخل ہوا چاہتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترحم فرماکر علمائے وقت سے استفسار کیا کسی نے فتوی نہ دیا اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع
جلانے والی ہے راستگو اور دروغ گو کو یکسان جلادیگی اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت غرا مین کسی طور سے درست
نہین ہے کہ ساتھ آتش سوزندہ کے مہمات فیصل ہوویں بادشاہ اس ارادہ سے باز آیا اور اُسی مجلس مین قاضی جلال الدین کاشانی کو
بداؤن کی قضا پر بھیجا اور امرائے بلبنی اور مردم معتبر کو جو متہم ہوئے تھے اپنے دار الملک سے نکال دیا اور دونون کو توال جو شاہ کے قتل پر
متعہد ہوئے تھے بسیاست تمام اُنکو قتل کیا اور روبانسے قصر کیطرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سید مولا کو دست بستہ پائین ایستادہ کیا
اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس سے سوال کرتا تھا اور وہ جواب دیتا تھا اور باوصف اسکے شدعا اور حرفا

اُسپر کوئی گناہ ثابت نہوا اسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کرکے شیخ ابوبکر طوسی حیدری کو جو ساتھ ایک جماعت درویشان حیدری کے
ولایت سے اُسکے ہمراہ آئی تھی کوتوال کے قریب طلب کرکے فرمایا اے درویشو دیکھو کہ اس مرد نے میرے حق مین کیسا ظلم اندیشہ کیا ہی اور کس
نوع کا خلل ظہور مین پہونچایا چاہتا ہی انصاف کرو سحری نام ایک قلندر بیباک کہ اُسکے احسان مین غریق تھا حقوق اُسکے بھلا کر
بے تامل اُسکے تن نازنین کو استرہ اور جوالدوز سے مجروح کیا سید مولہ فریاد کرتا تھا کہ مجھے جلد اپنے مبدا پر پہونچا دو مین اپنے قتل ہونے
سے خوشحال ہون آزردہ نہین لیکن یقین جانتا ہون کہ آزار طائفہ درویشان خوش میمنت نہین رکھتا اور عنقریب اُسکا مکافات تیرے اور
تیرے خاندان کی نسبت پہونچیگا بادشاہ جلال الدین قتل مین اُسکے متردد اور متفکر تھا اس درمیان مین شاہزادہ ارکلیخان جو نانی تان یسے
کا پسر خواندگی کے سبب سید مولہ سے عداوت رکھتا تھا تعجیل کرکے کوٹھے پر سے فیلبانوں سے اشارہ کیا تو اُسنے اُسیوقت ہاتھی اُسپر دوڑا کر
کام اسکا انجام کو پہونچایا۔ **بیت** بمردی که ملک سراسر زمین ٭ نیرزد که خونے چکد بر زمین ٭ ضیاء الدین برنی مولف تاریخ فیروزشاہی جو
آپکو صادق القول جانتا ہی کہتا ہی کہ مین اُس روز دہلی مین تھا مجھے خوب یاد ہی کہ سید مولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی جہان
تیرہ و تار ہوا اور اسقدر ظلمت جہان مین چھائی کہ کچھ دیر تک کوئی کسیکو نہ دیکھتا تھا اور اس سال کہ سنہ ۶۹۰ چھ سو نوے ہجری تھی دہلی اور اُسکے
اطراف مین بارش کی کمی ہوئی اور قحط پڑا چنانچہ عوام الناس جماعت جماعت گرسنگی سے ایکجا ہو کر آپکو جون کے پانی مین گراتے تھے اور غرق ہوتے
تھے **نظم** بلے تنگ نباشد که در سرزمین ٭ بناحق بریزند خون حسین ٭ در و قطرهٔ آبے بر سر ز ہوا ٭ نروید در و هیچ برگ و گیا ٭ بجائے گیا
گرد رست از زمین ٭ نه بگذشت آسمان جائے نجم آورمین ٭ شنیدم که خلقے دران خشک سال ٭ چنان گشت عاجز زتنگی حال ٭ ده دلبستہ از مردم
معتبر ٭ گرفته همه دست بر یکدگر ٭ بسے غرق گشتند در آب جون ٭ فسادے چنین گشت پیدا بکون ٭ بسے خلق مسکین دران روزگار ٭
بمردند در کوچه زار زار ٭ عجب واقعہ حیرت فزا سید مولہ وقوع مین آیا اور بار دولت جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے تھوڑی مدت مین
اختلال پایا اور نکبت شروع ہوئی روز بروز قضیہ نا مرضیہ سانح ہوا کہ بادشاہی مین ایک انتظام اور رونق باقی نرہی از انجملہ ایکروز
سے بڑا بیٹا اسکا اختیار الدین خانخانان کہ جسکے ناصیہ سے آثار بادشاہی اور بزرگی کے واضح اور لائح تھے اور جمیع امراء دوست دشمن
اُسی کے قہر اور دبدبے کے ملاحظہ سے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نرکھتے تھے اُسکے مزاج شریف نے اعتدال سے انحراف پایا اور
معالجہ اطبائے حاذق کا سودمند نہ پڑا بیماری روز بروز زیادہ ہوتی تھی اور ناتوانی لحظہ بلحظہ زور کرتی تھی یہانتک کہ فوت ہوا اور
بادشاہ اُسی سال مین رنتھنبور کیطرف فوج کش اور ارکلیخان کو ولیعہد کرکے چتر اور تمام لوازم بادشاہی دیکر اُسے شہر مین چھوڑا اور
جب قلعۂ رنتھنبور مین پہونچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم دیکھا اسکے لینے کا مقید نہوا اور جھاین کی سمت روانہ ہوا اور اُسے فتح کرکے
بہت غنیمت لایا اور بتخانہ مالوہ کے شکستہ اور ویران کیے اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ رنتھنبور مین تاخت لایا جبکہ وہان کا
راجہ مقام نرمی اور فرمان برداری مین نہ آیا بادشاہ جلال الدین نے تیاری ساباطون اور کوچہ ہائے صلابت کا حکم دیا لیکن پھر
جلدی فسخ عزیمت کرکے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا مین چاہتا ہون کہ قلعہ کے لینے مین سعی کرون مگر جب یقین ہوا
کہ وہ قلعہ بدون شہادت چند ہزار مسلمانون کے مفتوح نہوگا فسخ عزیمت کی ملک احمد حبیب جو مقربان درگاہ سے تھا
اُسنے عرض کی کہ بادشاہ کو جہانگیری کے وقت قتل ہونے کا ملاحظہ نچاہیے کرتا عنقریب کہ رائے اس قلعہ کو ایک خیال اور
دلمین گذرا ہو پاؤن اپنے دائرہ سے باہر رکھیگا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس بات سے آزردہ ہوا اور
اُسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہی کہ بادشاہ ہونکو قتل ہونے آدمیون سے پروا نہین ہی لیکن اُس کام کو جو بادشاہ کہ مسلمان
ہین اور خدا اور رسول خدا کیطرف بازگشت رکھتے ہین اور آخرت کے معتقد ہین کمتر مرتکب ہوتے ہین اور مین نے بارہا

مجھسے کہا ہے کہ مین پیرانہ سال ہوا ہون مناسب نہین کہ جباروں اور فراعنہ کے افعال اختیار کرون اور ایسا فعل عمل مین لاؤن کہ لاکھون مرد وعورت اہل اسلام کے تباہ و برباد ہون اور علاوہ اسکے اور بھی کلام اس قبیل سے کہے اور دہلی مین داخل ہوا اور سنہ ۶۹۱ چھ سوا کانوے ہجری مین ایک قرابتی ہلاکو کا جسے دس من مغل لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور تمن عبارت ہے دس ہزار سوار سے جب بادشاہ اس امر سے واقف ہوا لشکر قاہرہ واسطے دفع کیونکہ اسکے ہمراہ رکاب لیکر کوچ کیا اور حدود بہرام مین دونون فوج کا سامنا ہوا اور ما بین انکے ایک ندی واقع ہے مقابل ایک دوسرے کے وارد ہوئے اور لڑائی کے واسطے ایک صحراے وسیع باندازہ لشکر قرار دیکر چند روز میان طرفین جنگ مین مشغول رہے اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور ایک روز درمیان دونون طرف کے سپہ سالارون مین مقابلہ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا آخر کو لشکر اسلام کے مقدمہ ظفر اور منصور ہوئے اور مغل بیشمار علف تیغ خون آشام ہوئے اور دو نفر امراے ہزارہ اور چند کس امراے جدید مغل سے اسیر ہوئے اسکے بعد ایک جماعت اہل صلاح سے درمیان مین آئی مقدمات صلح ترتیب دیے بادشاہ نے اسکے سردار کو جو قرابت ہلاکو خان سے رکھتا تھا اپنی زبان مبارک سے فرزند فرمایا اسنے بادشاہ کو پدر کہا اور بموجب دوری اور دوستی دونون نے دور سے سوار ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد ارسال تحف و ہدایا کے طرفین لشکر مغل پلٹ گیا اور الغو خان نواسہ چنگیز خان مع چار ہزار مغل اور زن و فرزند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے جا ملا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا اور علاوہ اسکے بادشاہ کی دامادی سے اختصاص پایا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اپنے بیٹے ارکلیخان کو ملتان اور لاہور اور سندھ کا حاکم کیا اسکے بعد دار السلطنت شہر کیطرف مراجعت فرمائی الغو خان اور تمام امراے مغل کا کہ ساتھ مسلم کے شہرت پائی تھی حوالی غیاث پور مقبرہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وہان مسکن تعین ہوا اور اس گروہ نے وہان عمارت عالیشان اور محل وسیع تعمیر کیے اور اسکا نام مغل پورہ رکھا اور سنہ ۶۹۲ چھ سو بانوے ہجری مین بادشاہ نے مندور مین جاکر اسکے حوالی مین قلعہ کو نہب و غارت فرمایا اور اسی عرصہ مین ملک علاء الدین حاکم کڑہ نے التماس کی کہ فدوی قلعہ بہاسہ پر تاخت جا دے اور اسکی اطراف کو غارت کرے معروضہ اسکا پذیرا ہوا چنانچہ حکم کے موافق اسنے قلعہ بہاسہ کو غارت کیا اور غنائم وافر لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اس غنائم مین سے دو بت ہشت دھاتی جو ہنود کے معبود تھے بداؤن کے دروازہ پر ڈالکر پیر غلانوں کیا یہ خدمت ملک علاء الدین کی بادشاہ کو پسند آئی نوازشات خسروانہ اور اضافہ جاگیر اودھ سے سرفراز فرمایا ملک علاء الدین نے سبب بادشاہ کو اپنے حال پر مہربان پایا معروض کیا کہ چندیری کے اطراف و جوانب مین چند راجہ صاحب خزائن و فوج ہین اگر حکم ہووے غلام وجہ نواخل اپنے اقطاع سے ملازم جدید نگاہ رکھے اور فوج قدیم اور جدید کی اعانت سے انکے سر پر تاخت لیجا کر غنائم کثیر وہانسے لا کر داخل خزانہ عامرہ کرے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے مال کی طمع سے اسکی التماس قبول فرمائی اور ملک علاء الدین کی غرض ان سب مقدمات سے وہ تھی کہ اپنے تئین تحکمات ملکہ جہانسے کہ کمال تسلط بادشاہ پر رکھتی تھی اور اسکے غلبہ سے کچھ عرض نکرسکتا تھا خلاص کرکے ہمیشہ سفر دور دراز مین رہے بلکہ اگر ممکن ہووے ولایت دور دست مین ایک مقام مضبوط پیدا کرکے وہان فرمانروائی کرے الغرض سنہ ۶۹۳ چھ سو ترانوے ہجری مین ملک علاء الدین دہلی سے بنقد رخصت حاصل کرکے کڑہ کیطرف روانہ ہوا اور سپاہ ملک بھیجوا اور دوسرے امراے طبقی کو جو سرگردان تھی ملازم رکھا اور سنا تھا کہ رام دیو راجہ دکن کا خزانہ موروثی کئی قرن کا رکھتا ہے اور کسی بادشاہ دہلی کو ایسا خزانہ میسر نہین ہوا الغرض سات آٹھ ہزار سوار بہ بہانہ نہیب چندیری سنہ ۶۹۴ چھ سو چورانوے ہجری مین جنگل کے راستہ سے کہ راہ نزدیک ہے روانہ ہوا اور جسوقت کہ دکن کی سرحد مین پہونچا اس امید پر رام دیو کے سر پر تاخت لیگیا کہ جو شہر دیوگڈھ حصار اور در بند نہین رکھتا شاید کہ طالع ارجمند کی سعادت سے

صبحکو رام دیو یا کوئی اُسکے فرزندون اور قرابتیون مین حالت غفلت مین گرفتار ہوتے تھے اور بسبب اس ہنگامہ کے بلغہائے کل اُسکا دستیاب کچھ ہر چند یہ ارادہ اُسکا عقل سے بعید اور حمق سے قریب تھا لیکن اقبال بلندی و دولت سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا اور پاؤن اُٹھے بورسے اٹھایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ دو روز وہان آرام کرکے دیوگڑھ کیطرف بجلدی روانہ ہوا اور رام دیو اپنے فرزند کو لیکر جاے دور دست مین گیا تھا جب سُنا کہ ملک علاء الدین دیوگڑھ کے حدود مین پہنچا لشکر گران ساتھ لیکر اُسکے مقابل آیا اور رنجہ تھا یہ ملک علاء الدین نے اُس لشکر کو شکست دیکر دیوگڑھ کو بھی فتح کیا اور مولف طبقات ناصری یہ معاملہ کا یون روایت کرتا ہے کہ ملک علاء الدین نے گڑھ سے برآمد ہوکر ایک راہ آگے پکڑی اور شکار مین مشغول ہوا اس تقریب سے جاؤن کے کہ برد و وقع ہوتے تھے ہرگز مزاحمت نہ پہونچاتا تھا اور خواصون کے سوا کوئی اسکے حال سے واقف نہ تھا اور دو مہینے کے بعد ایلچپور مین جو دکن کے بلاد مشاہیر سے ہے دفعۃً پہونچا اور یہ مشہور کیا کہ ملک علاء الدین امرائے بادشاہ دہلی سے ہے بعض معاملات کے سبب سے اُسکی نوکری سے مستعفی ہوا اب چاہتا ہے کہ راجہ راج مندری کے روبرو جو نام ہے اُسکا جاکر ملازم ہو اور آدھی رات کو ظاہر ایلچپور سے کوچ کرکے سیدھی دیوگڑھ کیطرف دوڑا اُسوقت مین رام دیو کی زوجہ اور اُسکا بڑا بیٹا ایک بتخانہ کی پرستش کو اُس حدود مین گئے تھے اور رام دیو خود نہایت غفلت سے شہر دیوگڑھ مین مقیم تھا اور چرخ ستمگر کی شعبدہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاء الدین پہونچا رام دیو نے ہمت اُسکے دور کرنے پر بندھی تعدی دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے اُسکے مقابلہ مین بھیجا یہ جماعت دیوگڑھ سے دو کوس آگے بڑھکر ملک علاء الدین کیجا پرون سے مقابل ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانون کے طرز حرب اور ضرب شمشیر و نیزہ سینہ شگاف دشمنان کبھی نہ دیکھے تھے دیکھے تھے حملۂ اول مین تاب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوئے کہ دو کوس کے مابین مین کہیں مقام پر باگ نہ موڑی شہر دیوگڑھ مین دم لیا اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سراسیمہ اور حیران ہوکر قلعۂ دیوگڑھ مین کہ اُسوقت مین خندق اور استحکام نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور متعلقان اُسکے دو تین ہزار گون جو نمک سے مملو تھیں اور اُسی روز بنجارے کوکن کی طرف سے لائے تھے اور زیر قلعہ اور شہر ڈالکر خوف سے بھاگ گئے تھے غلہ سمجھکر قلعہ مین اُٹھا لائے اور اُنکا یہ تمام نمک تھا ملک علاء الدین نے اکابر اور تجار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیوگڑھ مین داخل ہوا اور مہاجنون اور برہمنون اور وہان کے رئیسون کو اسیر اور دستگیر کرکے لوازم نہب و غارت مین نہایت ساعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کوہ تمثیل اور چند ہزار اسپ خاص رام دیو کے اصطبل سے اپنے عنان اختیار مین لایا اور یہ مشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان جرار فلان راہ سے متعاقب پہونچتے ہیں اور اُسکے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے سُم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قلعہ کے اطراف مین جاکر اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ اُنھون نے فکر اصلی پر کی اور داخل ممالک ہوئے مناسب وہ ہے کہ جبتک اور امرا پیچھے سے پہونچین اور شریک ہوویں ہم ملک علاء الدین کو راضی کرکے صلح کرین اور اُسے اس مملکت سے پھیرین یہ کہکر چند شخص اپنے دولتخواہون سے کہ اُنمین اکثر برہمن تھے اُسی روز اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمہارا آنا اس بار مین احتیاط اور دور اندیشی سے بہت بعید ہے اور اس سبب سے کہ یہ شہر لشکر سے خالی تم اسپر مسلط ہوئے جو چاہو کرو لیکن مغرور نہو قریب ہے کہ اطراف و جوانب سے لشکر دکن کہ حد و حساب سے باہر ہے متوجہ اسطرف کا ہوگا تم مین سے ایک زندہ ملک سے باہر نہ جائیگا اور بتقدیر دکن سے سلامت باہر جاؤگے مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور پیادہ کا مالک ہے اور گونڈوارہ اور خاندیس کا راجہ کہ لشکر کثیر رکھتے ہیں اگر تمہارے آنے سے مطلع ہونگے سد راہ ہوکر اس جماعت سے ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑینگے

بہتر یہی ہو کہ پیشتر اس سے کہ حکام حضرت کاہی یا دین صاحبون اور رعایا سے جو تمھاری قید مین پڑے ہین نعل بہای لیکر معاودت کرو ملک علاء الدین
نے بوجہ دوربینی اور احتیاط سے یہ معنے قبول کیے اور لوگون سے کہ اسیر ہوئے تھے پچاس من طلا اور چند من مروارید اور اقمشۂ نفیسہ
لیکر اقرار کیا کہ کل صبح کو [illegible] تاریخ ہوگی اسیرون کو رہا کردونگا اسکے بعد فوج کو حکم کوچ دونگا اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اس
قصے سے مطلع ہوا اور [illegible] کے مقابلہ اور مقاتلہ پر اسوقت تلا کہ ملک علاء الدین کوچ کا حکم دیکر چلنے پر تھا تین کوس دیوگیر سے
آگے پہونچا راجہ رامدیو نے اپنا آدمی اوسکے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو کچھ تقدیر اور نصیب ہونیوالا تھا ظہور مین آیا لیکن بھگوان کی دیا
ہمین اسطرح کا صدمہ اور ضرر پہونچا اگر رعایا دست جور و ستم مین مبتلا ہوئی اسکا تدارک بخوبی تمام کرسکتا ہون تجھے
مناسب ہو کہ تو ابواب قتال در جدال مفتوح نہ کرے کہ ترک یعنے مسلمانون کا فرقہ عجیب مشاہدہ کرتا ہون انسے لڑنا
مصلحت نہین ہو لڑکے نے جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے دوچند دیکھا اسواسطے کہ اور بھی راجہ اسکی مدد کو آئے تھے
جنگ مین مصر ہوکے ملک علاء الدین کو پیغام دیا کہ اگر تمھین اپنی زندگی عزیز ہو اور چاہتے ہو کہ اس ورطہ ہلاکت سے
نجات پاکر ساحل مراد پر عبور کرو تو جو کچھ اس شہر کی غیبت سے تمھارے تصرف مین آیا ہو واپس دیکر اپنے ملک کا راستہ پکڑو اور
سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاء الدین غصہ کی یا وہ گوئی سے طیش مین آیا اور رام دیو کے بیٹے کے ایلچیون کو روسیاہ کرکے لشکر مین پھرایا
اور ملک نصرت کو ہزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مقرر کیا اور خود بلا توقف صفوف حرب آراستہ کرکے لشکر دکن پر تاخت
لایا قریب تھا کہ علاء الدین کا پاے ثبات متزلزل ہو اور راہ معاودت نا لیے تائید ایزدی سے ملک نصرت نے اسوقت بڑا کام کیا کہ
علاء الدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دست کش ہوکر معرکہ کیطرف روانہ ہوا جب لشکر دکن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی
تب یقین ہوا کہ بیس ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے آن پہونچے سمجھون نے اس توہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک
علاء الدین اسوقت مظفر اور منصور ہوا اور بطور سابق قلعہ کو محاصرہ کرکے آثار خشونت اور شدت کے پیش پہونچائے اور مہاجنون
اور برہمنو نکی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور ایک جماعت خویشون اور قرابتیون رام دیو کو کہ معرکہ مین اسیر ہوئے تھے
طوق و زنجیر سے مطوق اور مسلسل کرکے قلعہ کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو متفریونکی فہمایش سے درپے مدافعہ ہوا اور چاہا کہ کالگیر و تلنگانہ
و مالوہ و خاندیس کے راجاؤن سے استعانت ڈھونڈھے اس درمیان مین معلوم ہوا کہ قلعہ مین مطلق ذخیرہ نہین ہو اور
وہ گونین جو کھینچ لائے تھے تمام نمک سے پر ہین اور [illegible] لشکر خلج کے دبدبہ اور صلابت سے کوئی شخص مردم دکن سے قلعہ مین
پہونچ سکتا تھا نہ رسد ہلاکت پہونچا سکتے تھے یہ سنکر رام دیو در باب حیرت مین غوطہ زن ہوا اور حکایت غلہ اور
آذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھنا تھا اور ملک علاء الدین سے ابواب رسل و رسائل مفتوح کرکے ایسا معروض رکھا کہ
خداوند پر ظاہر و روشن ہو کہ دو شہزادہ کو اس قضیہ مین کچھ دخل نہ تھا اور میرے فرزند ناخلف نے جہل و نادانی اور غرور جوانی
سے اگر نشان عبارت کے بلند کیے خیر سگال کو مواخذہ اور معاتب نکرین اور ایلچیون سے یہ بھی پوشیدہ کہا کہ ذخیرہ قلعہ
مین نہین ہو اگر دو تین روز بھی محاصرہ رہیگا اور ملک علاء الدین یہان سے کوچ نکریگا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت
سے ہلاک ہونگے اور قلعہ اور ولایت اہل اسلام کے قبضہ مین آویگا تمھین لازم ہو کہ ایسی کوشش بالتدبیر کرو کہ یہ راز
فاش نہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاء الدین اضطراب رام دیو سے نسبت فقدان اسباب معاش کے متفحص ہوا اسقدر
تامل اور تساہل صلح واقع ہونے مین کیا کہ ایلچیون نے الحاح و زاری اور مبالغہ تمام سے اقرار کیا کہ رام دیو چھ سو من
طلا اور سات من مروارید اور دو من جواہر لعل و یاقوت اور الماس و زمرد سے اور ہزار من نقرہ اور چار ہزار

جواہرات بیشمار ... جنکی تفصیل انکے موجب سطور ہے تواریخ معتبر کی تصدیق سے انکا پہنچنا ملک علاء الدین کی سرکار مین
داخل کیے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ ایلچپور کو مع توابع اور مضافات کے ملک علاء الدین کے متعلقون کے تصرف مین چھوڑے اور
ضبط بنا رکھکر ہر سال محصول اس ولایت کا کڑہ مین بھیجے اور ملک علاء الدین نے ... اسیرون کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر
دولتی ... تعین ہوا تھا برخاست کیے اور درمیان سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور رامدیو کے ... سلطنت کو ایسا
کیسے کہ دونون مین سازگاری ہمیشہ رہے ملک علاء الدین تمام اسباب مذکور بقبضہ مین لایا اور رامدیو کو رہائی دیکر پچیسوین
روز محاصرہ سے مظفر و منصور مع جواہر و اموال موفور ... گھوڑے کہ اسوقت تک شاہان دہلی کے خزانہ مین بقدر رتی
جواہر جمع نہوا تھا کڑہ کیطرف روانہ ہوا عارفان روشن ضمیر کہ کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہین اور اکثر کتب تواریخ اولین
و آخرین کے مطلع ہوئے ہین جانتے ہین کہ جہان مین سلاطین ... بیشمار ... اور اس زمانہ ... سلاطین کو شطرنج کے مقبلون
کی نسبت ... عبرت ... ہوتے ہین لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب بندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی
فرد از افراد انسانی کو نصیب نہوئی اور دوسری ... کہ کڑہ سے دیوگڑھ تک مسافت بہت ہے اور اسوقت مین کہ اتنے
راجہ بزرگ مثل راجہ مالوہ و گنڈوارہ و خاندیش وغیرہ کے راہ مین واقع ہوتے تھے انکے درمیان سے گذرنا اور دیوگڑھ
پہونچنا اور غنیم ... نمک بجاے غلہ قلعہ مین کھینچکر ذخیرہ کر ... اور مال تمام عالم کا دستیاب ہونا اور پھر اتنے
دشمنونکی ولایت سے با مال کثیر و لشکر قلیل سلامت پھر آنا اور چند ہزار سوار ... دشوار گذار طی کرنا اور اسی سال سواد اعظم
ہندوستان کے سریر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہیں ہے اور بیان ملک علاء الدین کا بادشاہی دہلی کے مدارج
علی پر پہونچنے کا یہ ہے کہ جب ملک علاء الدین نے دیوگڑھ کیطرف کوچ کیا چھ مہینے تک خبر اسکی منقطع ہوئی لیکن نائب علاء الدین کہ
اسکی طرف سے کڑہ مین مستقل تھا تسلی کیواسطے عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین نہب و تاراج چندیری مین مشغول ہے
در امروز و فردا مین عرضداشت اسکی درگاہ ... اشتباہ مین پہونچیگی اور سلطان اس سے تسلی ہوتا تھا یہانتک کہ چھ مہینے
عرض اسکی بارگاہ سلطانی مین نہ پہونچین اور اراجیف کی زبان سے اسکی بغاوت کی باتین کہ مقدمہ ... عام دہلی مین مشہور
ہوئین اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی چونکہ ملکہ جہان کی رنجش خاطر سے اطلاع رکھتا تھا اصلا بدگمانی اسکی نسبت دلمین
نہ لاتا تھا اور ابتداے ۶۹۵ چھ سو اٹھانوے ہجری مین سلطان نے برسم شکار عنان توجہ گوالیار کیطرف معطوف فرمائی
اور چندمدت وہان توقف کرکے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک چبوترہ بھی تیار کرکے یہ رباعی کہ طبعزاد اسکی
تھی گنبد کے پیشگاہ مین تحریر کی **رباعی** ما راکہ قدم برسر گردون شاید ٭ از تودۂ سنگ و گل چہ قدر افزاید ٭ این
سنگ شکستہ تان نہادیم زدست ٭ باشد کہ شکستہ دردی آساید ٭ اس عرصہ مین کہ عرضداشت اسکی پہونچی تمام
شہر مین مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیوگڑھ کو سر کیا اسقدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیل اور اسپ وغیرہ
اسکے ہاتھ آیا کہ کسی شاہان دہلی کو سلف سے آج تک میسر نہین ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کڑہ ہے سلطان یہ
خبر سنکر محظوظ اور خوشحال ہوا از بسکہ سامان اسکا موجب ازدیاد رفعت اپنا جانا لیکن سلطان کے اعوان و انصار دانشمند
اور کار آگاہ تھے اس سبب سے کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت مرتکب اس امر عظیم کا ہوا تھا اور رنجش سے ساتھ حرم
بادشاہ ملکۂ جہانکے اطلاع رکھتے تھے انکو بصیرت سے باغی ہونا اسکا بادشاہ سے دیکھتے تھے اور دربدر بادشاہ کے نہین کہتے تھے
یہانتک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے آگاہی پائی انہین خلوت مین بلاکر صلاح پوچھی کہ ملک علاء الدین دیوگڑھ سے

مع اسقدر فیل و اسپ و غنائم کے آتا ہے میں کیا کرنا چاہیے بارگاہ میں توقف کرون یا اُسکے استقبال کو جاؤن ملک احمد حبیب جو ساتھ راستی اور روشنی رائے و راستقامت فکر کے مشہور تھا اُسنے عرض کی کہ کثرت مال و جمعیت موجب طغیان اور سرکشی ہوتا ہے اکثر لوگ مفسد اور متفرقی جو ملک چھوکر راہ سے لیگئے تھے سب اُسکے پاس فراہم ہوکر سلطان کی بلا اجازت ولایت دیوگڑھ مین لیگئے کوئی کیا جانے کہ اُسکے دل مین کیا ہے پس جانا کہ بادشاہ کا چندیری کیطرف کہ علاء الدین کے سر راہ ہے مناسب وقت اور متضمن فوائد نا محصور ہے جب قریب پہونچنے لشکر فیروزی اترکی اسے اُس طرح دریافت ہوئی کہ سپاہیان نہ بوزیور سے گرانبار ہوکر سفر دور دراز سے معاودت کی ہے اور مشتاق ہیں پتے مکانون کے ہین اور جنگ پر آمادہ نہین ہین اور سرعت سیر اور توقف کوہستان بسبب زیادتی مال و اقبال او رفیال کے اُسکو ممکن نہین ہے بالضرور حضوری دربار کے سوا اور خیال اُسکے دل مین خلل ہونگے اور جو کچھ لایا ہے بر عذر اور غیبت تخون سے روبرو گذرانیگا بادشاہ کو مناسب ہے کہ اسباب حشمت کہ مراد زر نقد و جواہر اور افیال سے ہے اُس سے لیوے اور باقی اُسیہ مسلم رکھے اور جماعت فتنہ انگیز مثل چھجو اور ملک فخرالدین کوتوال کو جو سبب ہوا ہے قتل کے بعد اُسکے پاس جمع ہوئے ہین ہر ایک کو ہر ایک طرف بھیجکر خاطر اُسکی زیادتی جاگیر سے مسرور اور شادمان فرماوے اُسکے بعد اُسے خواہ کڑہ کیطرف رخصت کرے خواہ دہلی مین لاوے بادشاہ کو اختیار ہے اُسکے علاوہ رنجش خاطر علاء الدین اور ملکہ جہان کی اظہر من الشمس ہے اس مدت مین کسی نے ملکہ جہان کے خوف سے عرض نہ کیا اور یہ معاملہ اس انتہا کو پہونچا کہ ملک علاء الدین چاہتا ہے کہ ملک دور دست مین جاکر استقامت کرے ہر صاحب خاطر آزردہ سے ایمن ہونا حزم و ہوشیاری سے نہایت بعید ہے اور جو سلطان اس واقعہ کو حقیر جانکر اصلاح مین اُسکی نہ مشغول ہو تو دہلی کی طرف نہضت فرماوے اور ملک علاء الدین مع اسقدر مال اور افیال اور اسپ و خزاین کہ سرمایہ بادشاہی کا ہے کڑہ مین جا دے اور دیکھے کہ بادشاہ نے اپنے زوال دولت مین کوشش کرکے اپنا خانمان خراب اور برباد کیا ہے **بیت** بسے بکام دل دشمنان بود آنکس ⁂ کہ نشنود سخن دوستان خیر اندیش ⁂ ملک فخرالدین کوچی باوصف اسکے کہ جانتا تھا کہ رائے ملک احمد حبیب کی باصواب ہے لیکن جو سلطان کی مرضی نہ دیکھی عین اغماض کرکے بولا ابتک خبر مراجعت ملک علاء الدین کی اور لانا مال و اسباب کا عرضداشت اُسکی سے یا مردم معتبر سے تحقیق نہین ہوا تو ایک مدار اسپر رکھکر اُسکے لائق فکر کیجا وے برتقدیر کہ خبر راست ہو ہم اُسپر لشکر کشی کرین اور آگے سے اُسکی سد راہ ہون جو کہ بلا اجازت گیا ہے احتمال رکھتا ہے کہ ایک رعب اُسکے دل مین ظاہر آوے اور جس مقام مین کہ پہونچا ہے وہان سے پلٹ کر کسی طرح چلا جاوے اور ہین اس حال مین کہ برسات قریب ہے دلچپی زیادہ اسکا پیچھا چاہیے کرنا اور جہان گیا ہے جانا چاہیے اور مثل مشہور ہے کہ پانی سے پیشتر موزہ نکالنا چاہیے کھینچنا اگر وہ مع فیل اور مال و اسباب سالماً غانماً کڑہ مین آوے اور ظاہر ہوکا اسکے باطن مین کسی طرح کے خلاف اور فساد نے راہ پائی ہے ایک مقدمہ بادشاہی سے اسکا کام تمام ہوسکتا ہے ملک احمد حبیب کے دلمین بسبب اطلاع یابی ملک فخرالدین کوچی کے حقیقت حال ہے اور چشم پوشی کرنا اسکا معاملہ سے آتش غضب افروختہ ہوئی اور دست اضطراب کے کہا وقت گذرتا ہے کس واسطے سستی کرنا ہے جس وقت ملک علاء الدین مع فیل و اسپ و مال کڑہ مین جاوے اور وہان سے آب سرو سے عبور کرکے قصد لکھنوتی کا کرے تو اُسکے عہدے سے برآویگا بادشاہ اسبات سے ناخوش ہوا اور صاحب غرضی کی نسبت اُسکی طرف منھ کرکے فرمایا کہ ملک احمد حبیب ہمیشہ اور ہر وقت ملک علاء الدین کی نسبت بدگمان ہے مین نے اپنی آغوش مبارک مین پالا ہے اور فرزندون کیطرح منصب عالی پر پہونچایا ہے اگر فرزندان اصلی مجھسے منحرف اور سرتاب ہون ممکن ہے اولاد مجھسے پھرے منصور نہین ہے سلطان کا یہ فرمان سُنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ

بند ہوا مفسد سخن سد ودہوا مجلس سے اُٹھا اور تاسف کرتا ہوا باہر گیا اور ہاتھ پر ہاتھ ملکر کہتا تھا کہ ہیہات یہ مرد بیہودہ اپنی دولت کو لات مارتا ہے نہین جانتا کہ آخر کو اسکے سر پر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت پڑھی بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ٭ سلطان نے ملک فخرالدین کوچی کی تحسین کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی ابھی جگہ گرم کی تھی کہ ملک علاء الدین کی عرضداشت کڑہ سے پہونچی کہ اکتیس زنجیر فیل اور تمام اسپ و جواہر اور نقود و اقمشہ کہ اقبال سلطانی سے نیرخواہ کے ہاتھ آیا ہے پیشکش کیواسطے موجود ہے لیکن چونکہ ایک مدت پوشیدہ رہا ہون بسبب بعد مسافت اور بند ہونے راستون کے ایک عرصہ تک اسی مدت مین بارگاہ مین نہین پہنچی بندہ نہایت محجوب اور خائف ہے اور ایک جماعت کہ اس سفر مین رفیق ہوئی ہے وہ بھی خوف سے بید کیطرح لرزان ہے توقع کہ ایک توقیع بخط مبارک بنام بندہ ورفقاست ہندہ کہ لوازم جان نثاری و جانسپاری مین کسی طرح کی تقصیر نہین کی ہے عنایت ہووے تو سرکے قدم کرکے مع اُن اشیا کے جو فریبی دستیاب ہوئی ہے درگاہ جہان پناہ کی طرف روانہ ہون القصہ جو مضمون اس عریضہ کا بادشاہ کو باعث قریب تمام ہوا کیا کہ ملک علاء الدین کے اغراض و محبت پر جازم یعنے عزم استوار کنندہ ہوا اور ملک علاء الدین خود مستعد روانگی لکھنوتی کی کرتا تھا اور ملکہ جہان کو اور تھیجکر کشتیان آب سرو کے کنارہ اس خیال سے مرتب کرائین تھین کہ جسوقت سلطان کڑہ کیطرف راہی ہووے مین کشتی مین سوار ہوکر لکھنوتی جاؤن اور وہان قائم ہوکر علم مخالفت بلند کردون اور یہان سلطان نے حسب التماس ایک فرمان مشتمل بانواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیون کی معیت سے جو محرم راز تھے کڑہ مین بھیجا جب یہ کڑہ مین پہونچے دیکھا کہ ملک علاء الدین بادشاہ سے برگشتہ ہے اور تمام امرا بھی سراب ہین ملک علاء الدین نے دونون ایلچیون کو مقید کرکے محافظون کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ مین ایسی تاکید کی تھی کہ ایلچی ایک حرف حقیقت حال کا بادشاہ کو تحریر نہ کرسکتے تھے اسواسطے سلطان نے اصل حال سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کو پوشیدگی مین الماس بیگ برادر ملک علاء الدین کہ وہ بھی داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا جسوقت کہ فرصت پاتا تھا کہتا تھا کہ زبانون پر خبر بیضابتی بادشاہ کی میرے بھائی کے نسبت نہایت مشہور ہے ڈرتا ہون کہ ملک علاء الدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے قتل پر اقدام کرے اسواسطے کہ حضرت کے بےفرمان دیوگرہ کیطرف جانا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہے درمیان اس حال کے ملک علاء الدین کا خط اسی مضمون سے الماس بیگ کو پہونچا کہ حقوق سلطانی مجھپر زیادہ تر اُس سے ہین کہ تحریر کردون کہ فی الحقیقت وہ میرا باپ ہے اور عم اور صاحب بھی ہے اور میری زندگانی بسبب رنجش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع مجھپر محقق ہوا ہو کہ رضاے شاہ کی میرے قتل مین ہے مجھے اعلام کرکہ تھوڑا زہر کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہون کھاکر جان شیرین گنواؤن یا یہ کہ جدھر میرے سینگ سمائین چلا جاؤن الماس بیگ الغخان نے یہ کتابت سلطان کے ملاحظہ مین گذرانی اور صدہا طرح کی چاپلوسی کہ ملک علاء الدین کی کتابت مین تھین قوۃ سے فعل مین لایا اور جو خفیہ ملک علاء الدین نے اپنے بھائی کو لکھا تھا کہ ایسا کر کہ سلطان زندان طمع مال مین لیجاوے اور جریدہ یعنے مجھپر سے سواری سے کرے کہ کڑہ کیطرف متوجہ ہووے عین مراد ہے اس سبب سے الماس بیگ نے کتابت گذراننے کیوقت زار و قطار رو کر بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر خود بدولت جریدہ قبل اسکے کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہو کڑہ مین نزول اقبال و حلول اجلال فرماوین ایک منت تمہارے سلوک پر اور ایک حق حقوق ملتقدم پر زیادہ ہو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بیچارہ بیت چو لوح خاطرش از نقش سادہ است ٭ سر نگارش بجاے اوفتادہ است ٭ کہ صد رہ لبستہ چشمش در شکر خواب ٭ کتاب سحر بابل را بعد ناب ٭

اسباب کو صدقہ محض تصور کرکے بے تامل و تشویش الماس بیگ سے فرمایا کہ تو بہ تعجیل تمام کڑہ میں جاکر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہو کہ اپنے قتل یا آوارگی پر اقدام کرے بعد ازاں متعاقب سریدہ سبیل یلغار پہونچتا ہوں الماس بیگ اُسیوقت کشتی پر سوار ہو کر ہوا سے تند کی طرح پانی پہ روان ہوا اور ساتویں روز کڑہ میں پہونچا اور خبر پہونچنے تیر مراد کی ہدف مقصود پر پہونچائی ملک علاء الدین نے شادیانہ عنایت بادشاہی کا بجالایا اور بھائی کے آنے سے [illegible] ہوا اور کہا کہ اب عزیمت لکھنوتی چاہیے کرنا یا نہیں وہ جماعت کہ اُسکے پاس تھی [illegible] کہ لکھنوتی جاتا [illegible] بادشاہ مال اور اقبال کی طمع سے برسات میں جریدہ ہمارے روبرو آیا چاہتا [illegible] اُسکے [illegible] بادشاہ ہوا اور جب تک وہ اُنکو امور ملکی اور مالی سے فراغ حاصل کرے ہم ممالک جونپور اور لکھنوتی [illegible] اپنے تصرف میں لاکر استیصال کا نشان بلند کرین ملک علاء الدین نے یہ رائے مناسب اور بہت جانی چونکہ [illegible] بادشاہ جلال الدین کی اجل دامنگیر ہوئی اور جو کہ حرص مخمیر ہوا تھا مراقبت کسی مانع اور نصیحت کسی ناصح کی سود مند نہ پڑی [illegible] غرض تھی کسواسطے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنوتی کیطرف جاویگا جواہر اور مال اور اقبال مشکل سے دستیاب ہوگا اور [illegible] ہاتھ سے اُٹھانا نہایت مشکل ہے پھر ایک ہزار سوار لیکر کشتی میں سوار ہوا اور کڑہ کی [illegible] اور طلب احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر و حشم خشکی کے راستہ سے لاوے

بیت

نیوشندہ چون گوش نداد بہ پند * فرو کوفتال از سپہر بلند *

جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آب گنگ سے عبور کرکے مانکپور کو لشکرگاہ کیا اور جب سترھوین رمضان کو چتر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی دور سے نمایان ہوا ملک علاء الدین کی سپاہ عرض تجمل اور مجرا سے خدمت کے بہانے سے سلاح زرہ میں غرق ہوئے اور گھوڑے ہاتھیوں کو آراستہ کیا اور ملک علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ نمکحرام کو استقبال کیواسطے بھیجا کہ جس حیلے سے ہوسکے بادشاہ کو اس اندک مایہ سے کہ مردم بزرگ کشتی میں ہمراہ ہیں جدا کرکے ہمارے پاس لاوے الماس بیگ نے ملازمت میں پہونچکر عرض کی کہ بندہ اگر ملک [illegible] کے بعد پہونچتا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہوجاتا باوجودیکہ ابتک کچھ رعب اپنے دل میں رکھتا ہے اور اگر بادشاہ کو مستعد ہو ار [illegible] مستعد دیکھیگا یقین ہے کہ مقدم ہو کر قصد آوارگی کرے بادشاہ سادہ لوح نے اُسکے حرف شکستہ کو تعلیق سمجھا فرمایا کہ جو سوار کشتی میں ہمراہ ہیں وہیں توقف کریں اور خود چند خواص سے ایک کشتی میں پیشتر روان ہوا اور جب تھوڑی راہ طے ہوئی پھر الماس بیگ غدار زبان مکر کھولکر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہونچا ہے اگر ان چند کس کو جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہیں مسلح اور مستعد دیکھیگا عنایت سلطانی سے مایوس ہوگا بادشاہ نے فرمایا تم سب ہتھیار اپنے سے دور کر دو اور جب ساحل کے قریب پہونچے بادشاہ کے مقربوں نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھکر اسکے غدر اور مکر کا یقین حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام میں ہے پس ملک خرم رکیک نے الماس بیگ سے کہا کہ ہمنے تمہارے التماس کے موافق اپنے افواج دریا معراج کو جدا کیا اور ہتھیار کھولڈالے تم مستعد جنگ دکھائی دیتے ہو الماس بیگ نے کہا کہ میرا بھائی چاہتا ہے کہ بجا نثار آراستہ اور مسلح اور مکمل نظر کیمیا اثر سے گذرانے اور مجرا سے خدمت کرے بادشاہ بموجب اذا جاء القدر عمی البصر کے اُسوقت بھی اُنکے مکر اور غدر سے کہ خورد و بزرگ پر روشن ہوگیا تھا پی نہ لیگیا اتنا الماس بیگ سے کہا کہ باوصف روزہ داری کے اتنی راہ طے کرکے ملک علاء الدین کے پاس آیا ہوں وہ یہ بھی نہیں کرتا کہ زورق میں سوار ہو کر میرا استقبال کرے الماس بیگ غدار نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہیں چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہے کہ مع اسباب پیشکش یعنے فیل و اسپ و مال و جواہر گذرانکر خدمت کرے اور سامان افطار بھی ترتیب دیکر اُسپہ وار [illegible]

کہ بادشاہ اُسکے مکان میں روزہ افطار کرے تو بسبب اس شرف کے اپنے ہمچشموں میں ممتاز ہووے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی غافل کشتی میں قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا وقت عصر تنگ تک ساحل پر ہو نچکر کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے پیشتر جا کر ملازمت کی اور بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا بادشاہ نے از روے شفقت اور مرحمت کے اُسکے رخسار پر طمانچہ مارے اور اظہار محبت کے بعد فرمایا کہ میں نے باوصف تلطف تجھے تربیت کرکے مہر پدری سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر میں فرزندوں سے عزیز تر رہا اور ابتک تیری بوے طفلی میرے جامہ سے برطرف نہوئی کیونکر میں تیرے حق میں بدی کا اندیشہ کرتا یہ کہا اور ہاتھ ملک علاء الدین کا پکڑ کے کشتی کیطرف روان ہوا ملک علاء الدین محمد کش نے اس جماعت سے کہ مستعد ورکمال سلطان کے قتل پر تھی اشارہ کیا محمود ولد سالم کہ اجلاف سامانہ سے تھا ایک ضربت شمشیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھا کر کشتی کیطرف دوڑا اور فرمایا کہ اے علاء الدین بد بخت تو نے یہ کیا ستم کیا اور اختیار الدین جو نعمت شاہ کا پروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان کہ ابھی کشتی میں سوار نہوا تھا پکڑ کر زمین پر گرا یا اور ہنگام غروب آفتاب کہ افطار کا وقت تھا اُسکا سر مبارک کاٹ کر علاء الدین کے روبرو لایا اور چند مخصوصان شاہ مرحوم مثل حرم وغیرہ نے پاؤن کشتی سے زمین پر رکھا تھا اُن سب کے سر کاٹ کر زمین پر رکھے اور سر اُس تاجدار ہند کا تاج نیزہ کرکے کڑہ اور مانکپور میں پھرایا اور روانہ اودھ ہوگئے اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اس شخص کی ہے کہ دل اس دنیائے مکار پر رکھے اور فرزند اور پیوند پر شفقت با غیوالا ہو کر ہزار مشقت اور خون جگر سے انھیں آغوش عاطفت میں پالے سچ ہے جو کوئی کہ بعد ہزار آرزو ایک گلبن سیاہ ہوس کا زمین شعلہ زار میں بٹھلائے اور سرشک چشم اور خونابۂ دل سے اسکی پرورش کرے بجائے پھول کے خار آزار چنے اور جو کوئی چشم نیکی بوستان دہر پرفریب سے طمع رکھے آنکھ جہان کی آزردہ نیش جفا ہووے اور جس شخص نے باب صلح بند کر کے شر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سویا فتنہ خفتہ کو بیدار کیا دنیا و آخرت اسکام کے خیال گذرانی مثنوی

سرائے آفرینش سرسری نیست ۔ زمین و آسمان بے داوری نیست ۔ در اندیش اے حکیم از کار ایام ۔ کہ باداش عملہا شد سرانجام ۔

اژدہائے اژدہ سے اگر جمشید خوار ہے ہر ضحاک کے تن پر فریدون کے خوف سے مار کردار ہے سرایرج کا اگرچہ پاؤن پر افتادہ ہے تیغ منوچہر کی سر سلم و تور پر آمادہ ہے سر سیاوش کا اگرچہ طشت میں ہے خون افراسیاب تخم لالہ دشت میں ہے جگر دارا کا اگرچہ تیغ منصرین سے پر شگاف ہے دار سیاست سکندری بھی پیدا ہے غرض اگر خاک و خون میں ہے حال شیر دیہ جانتا ہے کہ کیونکر ہے سلطان معز الدین اگر غرق بحر خون ہے آب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے کس یون ہے احوال بادشاہ جلال الدین کے قاتلونکا جو تو دلین لاوے جانے کہ بیانری کے نقد منظوم تمام عیار ہے مثنوی

صبح جو خورشید (جیسے رنگ ۱۲) علم برفراشت ۔ نقش دگر ہنر نگاشت ۔ تاخت چو بر سطح زمین مذمان ۔ فیض رسان گشت بجز و بکان ۔ تا کہ زا طوار قضا و قدر ۔ مور ضعیفی بیکے رہگذر ۔ بود نا ساعی نفس لئیم ۔ از پے یک دانہ دران رہ مقیم ۔ سعی کنان ہر طرفے می شتافت ۔ تا ز قضا دانۂ مقصود یافت ۔ دانہ کشش از رہ چو بہ بردن بنہاد ۔ چشم یکے مرغ برو افتاد ۔ حملۂ بیداد بران مور کرد ۔ روز برو چون شب دیجور کرد ۔ کرد تقاضائے فرو بردنش ۔ برد بہ منقار بجز خوردنش ۔ ناشدہ آن مور بحلقش فرو ۔ مرغ دگر حملہ در آمد برو ۔ کرد در ایال بچنگال بند ۔ تا سپرش از کر ملک منقار کند ۔ مرغکے از کردول مور ریش ۔ یافت ہمان لحظہ مکافات خویش ۔ تا توانی بکسے بد مکن نیک تری ور ستمی خود مکن ۔ پند نیانی بشنو زینہار ۔ تا نخوری خون زبد روزگار ۔

ثقات سے مروی ہے کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کڑہ میں آنے کے وقت ملک علاء الدین کڑک مجذوب کی خدمت میں جو قصبہ کڑہ میں مدفون ہیں گیا اور از روے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے سر اٹھا کر یہ جملہ فارسی کا سنایا ۔ ہر کس کہ کند با ما جنگ

سر در کشتی تن در گرداب - القصہ اسیوقت چتر سفید سلطان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کر کے تبرائے سلطنت دی اور ایک جماعت کہ اسوقت قتل بادشاہ جلال الدین میں ملک علاء الدین کی شریک تھی تھوڑے عرصہ میں بلاے عظیم میں مبتلا ہوئی اور اسفل السافلین کے درکات میں ہبوط کیا از انجملہ محمود ابن سالم ایک سال کے بعد مجذوم ہوا اور اندام اسکا خون فاسد کے غلیان سے پارہ پارہ اور گوشت اسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین دیوانہ ہوگیا نقد ہوش دحواس ہاتھ سے دیا اور ہر گھڑی نعرہ مارتا تھا اور کہتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہاتھ میں رکھتا ہے سر میرا کاٹتا ہے اور الماس بیگ اور دوسرے کہ ترقی کی امید میں اس امر شنیع کے مرتکب ہوئے تھے تین چار برس میں ایسے مستاصل اور ہلاک ہوئے کہ ملک علاء الدین کے عہد میں انکا نشان باقی نرہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چندے جہانکو ساتھ مقصد اپنے کے گذرا نا لیکن آخر کو فلک مکار نے تیشہ اسکے پانو میں مارا کہ خانمان اسکا بھی اسکے ہاتھ سے خراب ہوا کسواسطے کہ اپنے بھائیوں اور فرزندوں کو قید کیا اور وزیروں اور مقربان معتبر کو حکم قتل دیا اور غلام پروردہ اور برآوردہ اسکے سے جو کچھ اس بادشاہ کی حیات اور ممات میں کیا کسی گبرستان اور کفرستان میں واقع نہوا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد حبیب کو کہ سپہ سالار فوج تھا پہونچی وہانسے پلٹ کر دہلی میں آیا اور ملکہ جہان حرم بادشاہ نے ناقص عقلی سے تعجیل کی جو کہ شاہزادہ ارکلیخان بڑا ملتان میں تھا اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ رکن الدین ابراہیم کو کہ ابتدائے جوانی اور عنفوان شباب تھا اور امور جہانبانی سے کچھ خبر نرکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھایا اور کیلوکھری سے دہلی میں آنکر کوشک سبز میں نزول کیا اور عہدے اور جاگیرین درمیان امرا و ملوک کے تقسیم کیے ارکلیخان کہ خلف الصدق بادشاہ کا تھا اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سُننے ہی کوفتہ خاطر ہوا اور ملتان میں توقف کیا اور ملک علاء الدین کہ ارادہ سلطنت لکھنوتی رکھتا تھا ارکلیخان کی رنجش خاطر اور جلوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت دہلی کا خیال کر کے دہلی کی بادشاہی کی فکر میں پڑا اور عین برسات میں کڑہ سے دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور دہلی میں پہونچکر اس مقام میں کہ مد نظر اسکے تھا پہونچا مدت سلطنت سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی والبقاء للملک المعبود۔

ذکر بادشاہی سلطان فلک بارگاہ علاء الدنیا والدین بادشاہ علاء الدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی

جو بحسب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے فرق پر سایا را علاء الدین دریائے حیرت میں غرق ہوا اور مقربوں سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے کہ لکھنوتی کیطرف جانا اور زر خرچ کرنا اور اقصائے بنگالہ تک لینا یا رہنا کڑہ مانکپور میں اور علم استقلال بلند کرنا انمیں سے کیا اختیار کرنا چاہیے سب نے متفق ہو کر عرض کی ارکلیخان بادشاہزادہ شجاع اور صاحب سخاوت ہے اور لشکر کشی اور ملک گیری کے آداب خوب جانتا ہے وہ اور اسکی ماں عنقریب انتقام طلب کرینگے اور اول جو عزم کہ پیش نہاد ہمت کیا جائے اسمیں مناسب یہ ہے کہ کڑہ مانکپور میں مقیم ہو کر ملک نصرۃ الدین کو مع لشکر انتخابی اسی برسات میں لکھنوتی کیطرف روانہ کریں تو اُس حدود کو مسخر کر کے انتظام کرے اور جسوقت شاہزادہ ارکلیخان مع لشکر دہلی سے اسطرف متوجہ ہووے اور چارہ نہ رہے بعد طلوع سہیل کہ پانی جون ندی کا اتر جاویگا ہم بھی آب سرو سے عبور کر کے لکھنوتی اور بنگالہ میں جا کر علم مقاومت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہ رائے پسند آئی اور ملک نصرۃ الدین کے بھیجنے کی فکر میں تھا ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ ملکہ جہان نے امرا اور ارکان دولت کے بلے طلب مشورہ شہزادہ قدر خان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کر کے تخت دہلی پر متمکن کیا ہے اور امرا اور سپاہ نے اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر آثار خصومت ظاہر کیے ہیں ملک علاء الدین بادشاہی سواد اعظم ہندوستان کی فکر میں پڑا اور تسخیر ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع ولایات اسطرف پر متصرف ہوا اور اپنے مقربوں کو ساتھ خطابہائے شایان کے سرفراز کیا چنانچہ الماس بیگ کو

الغخان

الغخان اور نائب نصرت جالیسری کو نصرت خان اور ملک ہزبر الدین کو ظفرخان اور سنجر خسر پورہ یعنے سالہ کو کہ جو اُسکا امیر مجلس تھا الپ خان
خطاب دیا اور چند یاروں کو جو امیر نہ تھے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور جو کہ امرا تھے انکے منصب زیادہ کر کے جاگیرین عطا فرمائین اور اپنے
او بھی اسم بادشاہی اطلاق کر کے مع خزائن دیوگڑھ عین برسات مین کڑہ مانکپور سے دہلی کیطرف راہی ہوا اور اُسکا دست
جواہر بخش ابر نیسانی کی طرح درفشانی مین آیا اور ہر روز بارگاہ مین بیٹھکر باتفاق نصرت خان خاص وعام کو صلہ دیتا تھا اور زر نجردار
اور نثار شہ بار سو اقمشہ با قطار ہر دم نئے نئے کرم مین تقصیر نکرتا تھا **نظم** بند ہتوان لشکر آراستن دبلشکر توان گنجہا خواستن ٭
ہمہ کار دنیا بزر بستہ اند ٭ زبر زر نہا نیز خطر بستہ اند ٭ منقول ہے جس جگہ کہ مراپردہ اُسکا برپا ہوتا تھا ایک منجنیق مختصر اُسکے آگے
نصب کر کے ہر روز پانچ من زر سرخ وسفید اُسمین رکھکر خلائق پر چھڑکتا تھا اور جب یہ خبر گوشزد عام ہوئی اطراف
و جوانب سے فوج فوج درگاہ کیطرف متوجہ ہوئے **مثنوی** خزانہ ریز شد منزل بمنزل ٭ بزر کردہ کلید کار مشکل ٭ بہر منزل
زبیش تخت تا دوری فشاندے ٭ گہہا بے منع گنجور رجو بادہا فشاند از تیغ کارش ٭ گرفت از منجنیق زر حصارش ٭
سلطان علاء الدین جب بداؤن مین پہونچا بادشاہ رکن الدین ابراہیم نے نہایت بیخبری و خامی سے امرا اور ملوک کو مع
لشکر گران اُسکے مقابلہ کو بھیجا جو فوج اُسکی بادشاہی سے راضی نہ تھی سلطان علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام
و نوازش بہت پایا اور جب ساٹھ ہزار سوار قلم بند ہو بداؤن سے قدم آگے بڑھایا اور ملکہ جہان اس خبر
وحشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خرابی بسیار آدمی ملتان کیطرف روانہ کیے اور ارکلیخان کو مع الغو غان
طلب کیا اُنھون نے جواب دیا کہ اب کام ہاتھ سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا ہے اور خزانہ مین شش ماہہ مواجب
نہین رہا ہمارا آنا کیا نفع بخشیگا **بیت** سرچشمہ شاید گرفتن بمیل ٭ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ٭ سلطان
علاء الدین نے یہ خبر سنتے ہی بسبیل تعجیل طی مسافت کی اور بے تامل آب جون سے عبور کر کے صحراے دروازہ جود ظاہر دہلی مین نزول
کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حرکت مذبوحی دلمین پہونچی اپنی جمعیت سے باہر آیا اور صف آرائی کر کے کچھ شوخی کی جب
آپ کو مرد اُسکے میدان کا ندیکھا دہلی مین پلٹ آیا اور اُسی رات کو اکثر امراے جلالی جدا ہوئے اور بادشاہ علاء الدین سے جا ملے
بادشاہ رکن الدین نے سلامتی فرار مین دیکھی قدرے زر خزانہ سے لیکر اپنی ماں اور حرمون کو ہمراہ لیکر باتفاق ملک حبب اور
ملک احمد حبیب اور ملک قطب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ ملتان لی اور سلطان علاء الدین نے صحراے سیری مین
فرو کش ہو کر لشکرگاہ سنوارا اُسکے بعد وضیع و شریف شہر کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے خطبہ اور سکہ اور جمیع رسوم بادشاہی بجالا کر
مع کوکبہ و دبدبہ عظیم آخر سنہ ۶۹۶ چھ سو چھیانوے ہجری مین داخل دہلی ہوا اور سریر شاہی پہ جلوہ گر ہوا اور وہانسے لعل محل مین آیا اُسکو
دار السلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قبہ آذین کیے اور شراب و کباب کی جون مین سبیل ہوئی کار لہو و لعب نے رواج
پکڑا اور بادشاہ نے غرور دولت اور جوانی کی مستی سے عیش و طرب مین کوشش کر کے خلائق کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے
راغب اور مائل ہو کر رنج بلوشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلون سے محو کیا **بیت** سخاوت مس عیب را کیمیاست ٭
سخاوت ہمہ دردہا را دواست ٭ اور اُسوقت اعوان و انصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک کو ساتھ ایک شغل اور
خطاب کے نوازش فرمائی اور پرگنات اور ولایات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیر کو کہ ساتھ نیکی ذات اور پسندیدگی
صفات کے اشتہار رکھتا تھا وزارت اور قاضی صدر الدین عارف جو ساتھ صدر جہان کے مخاطب تھا قضاے ممالک
اور منصب خطابت اور خطاب سید اجل شیخ الاسلام ارزانی رکھا اور دیوان انشا بعہدہ عمدۃ الملک ملک حمید الدین

ملک اعزالدین کے مفوض ہوا اس سبب سے کہ ملک اعزالدین ساتھ فضائل صوری اور معنوی کے آراستہ تھا اپنی مصاحبت اور قربت مین
مخصوص جمعیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوتوال کیا اور ملک فخرالدین کوجی ساتھ دادبیگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان بخشی
ممالک ہوا اور ملک ابوجلال الدین آخور بیگ اور ملک برن باربک کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیاے برنی کرو ہ اور اودھ کی
جاگیر پر سربلند ہوا اور ملک حمید نائب وکیلدر اور موید الملک ضیاے برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی قصبہ برن کی پائی اور
اوقاف کو اہل استحقاق پر مسلم رکھکر خوشدل کیا اور تمام لشکر کو مواجب شش ماہہ کے سوا انعام دیکر ان ابیات پر عمل کیا

ابیات رخنہ گر ملک سر افگندہ بہ × لشکر بدعہد پراگندہ بہ × سرنکشد شاخ نواز سرو بن × تا نزنی گردن شاخ کہن ×

پھر اولاد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا استیصال پیش نہاد ہمت کیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرالدین
ظفر خان کو انیسوین تاریخ ذی الحجہ سنہ مذکور کو مع چالیس ہزار سوار ملتان کی طرف روانہ کیا اُنھون نے منزل مقصود مین
پہونچکر ملتان کو محاصرہ کیا اور دو مہینے کے بعد مردم ملتان اور لشکر ترک رفاقت ارکلیخان اور بادشاہ رکن الدین ابراہیم کی ترک کے
ساتھ الماس بیگ الغخان اور ملک نصرالدین ظفر خان کے شریک ہوئے اور دونون بھائی نے مضطرب ہوکر شیخ رکن الدین قدس
سرہ کے وسیلہ سے الماس بیگ سے بعہد وپیمان ملاقات کی اور اُسنے شرائط تعظیم بجالاکر اپنے سراپردہ کے قریب جگہ دی اور
فتح نامہ مسرعان کے ہاتھ بھیجا اور جب فتحنامہ دہلی مین منبرون پر پڑھا گیا اور سامان جشن آراستہ کرکے شادیانے بجائے اور
اُسکے بعد وہ الماس بیگ الغخان مع فرزندان اور امرا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کیطرف پھرا اور درمیان راہ
کے ملک نصرت خان کہ کوتوال دہلی تعین ہوا تھا الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچا اور پسران بادشاہ جلال الدین خلجی اور
الغو خان نبیرۂ چنگیز خان کہ داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک حبیب کہ نائب امیر حاجب ہوا تھا اُنکی
آنکھون مین میل کھینچکر حشم واموال پر اُنکے متصرف ہوا اور اُن دونون شاہزادہ مظلوم کو قلعۂ ہانسی مین قید کیا اور ارکلیخان کے دو
بیٹون کو تیغ ظلم سے شہید کرکے روضۂ رضوان کیطرف راہی کیا ملک احمد حبیب کحول اور حرمہاے سلطان جلال الدین فیروزشاہ
خلجی اور اُسکے بیٹون کے حرمون کو مع ملکہ جہان دہلی مین لاکر حبس مین نگاہ رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان
منصب وزارت پر سرفراز ہوا وہ مال کہ سلطان علاء الدین نے ابتداے جلوس مین دراثناے راہ مصلحۃً امراے جلالی پر
قسمت کیا تھا اُسے واپس لیکر کل روپیہ خزانہ مین لایا اور ملک علاء الدین کہ کڑہ سے ساتھ اموال اور خزانے کے وہان آیا تھا ساتھ
خطاب علاء الملکی کے فائز ہوکر دہلی کا کوتوال ہوا اور اُسی سال دوا خان حاکم ماوراء النہر نے بقصد تسخیر ممالک پنجاب اور
ملتان اور سند قریب سو ہزار مغل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور اُسنے آب سند سے گذر کرکے تاخت وتاراج وخرابی مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہونچی الماس بیگ الغخان اور ملک نصرالدین ظفر خان کو مع سپاہ
بیکران اُنکے دفع کیواسطے روانہ کیا اور حدود لاہور مین دونون صفین پہونچکر حرب صعب مین مشغول ہوئین جو فتح وشکست کا
مختار خدا ہو مغلون نے ہزیمت کھائی اور تخمیناً بارہ ہزار مغل علف تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امراے معتبر اُنکے اسیر اور
دستگیر ہوکر بعقوبت تمام ہلاک ہوئے اور الماس بیگ الغخان نے مغلون کے سرون کو مع زن وفرزند اُنکے جو اسیر ہوئے
تھے دہلی مین بھیجے اور ان دونون کامون کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد وانصار جلالی اور فتح مغل سے شوکت وحشمت اور
شاہ علاء الدین کے دلمین جاء قرار ہوئی حکام اور ملوک اطراف کے اُسکے معتقد ہوئے اور اُسکا لشکر جسطرف جاتا تھا فتح وظفر سے
اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اُسکے بعد اپنے بھائی الغخان کے اتفاق سے ان لوگون کے دفع مین جنھون نے مزخرفات

دنیوی کی طمع سے بادشاہ جلال الدین کی اولاد سے بیوفائی کرکے دنیا و آخرت برباد کی تھی مشغول ہو کر سبکو گرفتار کیا بعضونکی آنکھوں میں سلائی پھیری اور بعضونکو قلعوں میں بھیجکر محبوس کیا اور مال و اسباب ان سب نمک حرامونکا سلب حق شناسوں کا قریب ایک کروڑ روپیہ کے خزانہ میں لاکر خانمان انکا برباد کیا لیکن ملک قطب الدین علوی اور ملک نصیرالدین تحنہ چیل اور ملک امیر جلال جو امرائے جلالی سے تھے اور انکے مثل تھے منھہ نہ پھیرا تھا اور سلطان علاء الدین سے کچھہ نہ لیا تھا زندہ چھوڑے اور وہ تا حیات مسند عزت اور امارت پر متمکن رہے اور اوائل ۶۹۷ سنہ چھہ سو ستانوے ہجری میں الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کو مع امرائے کبیر تحنہ گاہ اور ولایت سند کی طرف سے گجرات کی تسخیر کو بھیجا اور انہون نے نہر والہ اور تمام گجرات تاخت و تاراج کرکے مسخر کیا اور راے کرن والی نہر والہ بھاگ کر دکن میں رام دیو والی دیوگڑھ کے پاس پناہ لیگیا اور چند عرصے کے بعد وہ بت خانہ جو گجرات سے تعلق رکھتا تھا اور دکن کی سرحد میں واقع تھا گیا اور رامدیو کی حمایت سے وہان متوطن ہوا اور مرزبے بادشاہی نے راے کرن کی سرآمد انکی کنولادی بھی مع مال و اقبال و خزانہ وغیرہ اپنے قبضہ میں لائے اور ایک بت کو جو ہندوں نے سومنات کے عوض کہ جسے سلطان محمود غزنوی نے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اپنا معبود بنایا تھا اور اُسے بھی سومنات کہتے تھے دہلی میں بھیجکر ڈالا گیا اور ملک نصرت خان نے کنبایت میں جاکر وہانکے باشندوں سے مال و جواہر بیقیاس لیا اور کافور ہزاردیناری کو کہ آخر بادشاہ نے بدولت اسی نے اُسے نائب ملک کرکے ملک نائب خطاب دیا تھا اُسکے صاحب سے بسلیم لیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان نے کہ جو غنیمت و تاراج کیا تھا جو کہ دیوان دہلی میں لیا تھا مرد معتبر اور امین لے یہ ذکر کرکے مع غنیمت مراجعت کی اور جب قلعہ جالور کے اطراف میں پہونچے مردم لشکر کو خمس غنائم کیواسطے اور سواے اُسکے مواخذہ کرکے بتعذیب و تشدید زیادہ از طاقت حد سے زیادہ تنگ کیا اسواسطے بعض مغل نے کہ جنکو نومسلم کہتے تھے اور مقدم انکا محمد شاہ نام رکھتا تھا مع اور لوگونکے کہ وہ بھی مواخذہ سے عاجز آئے تھے متفق ہو کر جمعیت بہم پہونچائی اور ملک اعزالدین جو بھائی ملک نصرت خان اور امیر حاجب الماس بیگ الغخان کا تھا ایک حیلہ کیطرح اُسکے سر پر آئے اور اُسے قتل کرکے الماس بیگ الغخان کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوئے الماس بیگ الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور اپنے تئین پیادہ ملک نصرت خان کی بارگاہ میں پہونچایا اور باغیوں نے سلطان کے بھانجے کو الماس بیگ الغخان گمان کرکے قتل کیا اور ملک نصرت خان نے فوراً نقارہ جنگ پر چوب ماری مردم لشکر اس گمان سے کہ راجہ جالور یا دوسرا غنیم پہونچا اسیوقت جنگ پر آمادہ ہوئے اور فوج فوج بارگاہ نصرت خان کیطرف دوڑے اور مفسدونکی گرفتاری کا قصد کیا اور وہ متفرق ہو کر اطراف و جوانب میں بھاگ گئے اور چند روز کے بعد الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان فوج کے تعاقب سے بے خوف ہوئے سب ہمیر دیو راجہ رتھنبور کے پاس کہ تھوڑے سے عالم اجمیر کی اطراف سے تھا پناہ لیگئے الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان تمام نقد و جنس کرکے مع غنائم و اموال و اقبال دہلی میں پہونچے بادشاہ علاءالدین کنولادی کو جو حسن صورت اور سیرت اور حرکات و سکنات میں اور علم تکلم میں ہندوستان میں شہرت رکھتی تھی مسلمان کرکے اپنے عقد نکاح میں لایا اور کافور ہزاردیناری کو منظور نظر کرکے اسکی محبت کا زنار دینی کمر جان میں باندھا اور طیلسان اُسکے عشق کی دوش تحمل دخرد پر ڈالی زمام دین و دانش کی ہاتھہ سے دی اور اولاد اور اتباع اُن لوگون کے جو جالور کے فساد میں ساعی تھے گرفتار کرکے انپر سیاست کی اور قانون سلطان کے موافق ملک نصرت خان کے واسطے انتقام زنان و طفل شیرخوارہ اُن لوگون کے کہ قتل میں اُسکے بھائی کے ساعی کی تھی جلادون کے سپرد فرمایا تو طفلان شیرخوارہ کو بطریق گرز سنگ سر پہ انکی ماؤن اور بہنون کے اسقدر مارتے کہ مثل روئی دھنی کے پاش پاش ہو کر ہلاک ہوتے اور عورات کو بازار میں رسوا کرکے ہندؤنکو بخشا

اور قبل اسکے دہلی مین یہ رسم نتھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد و اتباع کو سیاست مین کرین اور اس سال جسوقت لشکر دہلی اور گجرات کی تسخیر مین مشغول تھا جلدی نام اور اُسکا بھائی آکر قلعہ سیوستان پر متصرف ہوئے خان ظفر شعار ملک ہزبر الدین ظفر خان کو مع فوج کثیر اسطرف تعین فرمایا اور اُسنے سیوستان کو محاصرہ کرکے عرصہ قلیل مین مفتوح کیا اور جلدی اور اُسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع کے عورت اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور [illegible] تھے طوق و زنجیر مین مطوق اور مسلسل کرکے دہلی مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے دہلی مین آیا اور جلدی اور [illegible] ملک ہزبر الدین ظفر خان نے شہرت پائی بادشاہ علاء الدین نے اسے شجاعون مین محسوب کیا اور اسی سال کے آخر مین قتلق [illegible] خان [illegible] یعنی دو لاکھ سوار لیکر [illegible] تسخیر ہندوستان ماوراء النہر سے آیا اور آب سندھ [illegible] قصبات [illegible] واقع تھے ملک [illegible] کرکے آسیب نہ پہونچایا اور طی مسافت کے بعد ساحل جون پر [illegible] شہر اور قصبات اور [illegible] نواحی کی مغل کے خوف سے شہر مین آئی [illegible] ایستادہ ہونیکی نہ رہی خلائق انبوہ [illegible] طرفہ گرانی تمام چیزونمین ظاہر آئی لوگ حیران ہوئے سلطان علاء الدین نے امرا [illegible] بلکہ بعض امرا تبات سے ممانعت کرتے تھے اور لشکر ہندوستان کی زبونی دلائل سے معروض [illegible] جنگ مطرناک ہے اور جنگ دو سر رکھتی ہے بادشاہ نے انکا قول پذیرا نہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان [illegible] کے لائق نہین ہے بہت کیے کو کلاہ کیان می نہد [illegible] خویش راد میان می [illegible] محافظت شہر [illegible] علاء الملک کوتوال کے ذمہ مقرر کی اور بداون کے دروازے کے سوا [illegible] شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ اور دو ہزار [illegible] سو فیل جنگی اور [illegible] شہر سے برامد ہوا اور میدان [illegible] طرفین سے فیل جنگ بجنے لگے اور صفوف حرب آراستہ ہوئین اور ہندوستان مین بعد انقطاع روایت اسلام کسی عہد [illegible] مین ایسے دو لشکر عظیم [illegible] مقابل نہ آئے تھے اور اتنک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور پندرہ کو پہونچی ہے اس قسم کی دو سپاہ کبھی مقابل ایک دوسرے کے صف آرا نہوئی تھی الغرض بادشاہ علاء الدین سکندر ثانی ترتیب افواج مین مشغول ہوا میمنہ ملک ہزبر الدین ظفر خان سے جو شجاعان روزگار اور مبارزان [illegible] سے تھا اور جاگیر سمانہ اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیون الماس بیگ الغخان [illegible] قوت بازو اور پشت پناہ اُسکے تھے محکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور بارہ ہزار سوار کہ سب جوان خوب اور یکہ تھے مع فیلان بیشمار آگے بڑھا اب ذکر اس جنگ کا مقالہ تیسرے مین بیان ہوگا ذکر قطب الفلک

عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا

ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ سنہ سات سو سترہ ہجری مین سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور منبر اور [illegible] نابکار تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کرکے اعمال ناپسندیدہ اُنسے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نائکان کو قصبات اور پرگنات مین متفرق کیا خاطر اس سبب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب نوازش فرماکر صاحب طبل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عہدہ ہائے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار شحنہ پیل کو ظفر خان اور محمد مولا اپنے چچا کو شیر شاہ اور مولانا ضیاء الدین پسر مولانا شہاب الدین خطاط کو صدر جہان خطاب دیا اور ملک قراچیگ کو اپنے قرب مین اختصاص دیا حسن نام بروار بچہ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور

ملک غازی

ملک شادی نائب خاص کو کہ بادشاہ علاء الدین نے اُسے بلا بحالا اپنے التفات سے سرفراز کرکے خسرو خان خطاب دیا اور زوط نوبت
سے ملک نائب تمام لشکر کا کیا اور ملک شادی اُسکے سپرد فرمایا اور یہانتک اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت
پر بدون دریافت استعداد اس شغل کے [مقام] نصوب کیا بیت گنجینہ مدہ بہر گدا نے ۔ تو سہمگند جہان خطا نے ۔ چونکہ بادشاہ
قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت مین خوش خلق اور رحمدل رہا اور
سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلاوطنون کو اطراف سے طلب کرکے اُنپر بافضل و احسان کا ظہور اور تمام خلق کو شش
… عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور ملوک کو زیادہ کیے دل اور کینہ اور زبان کدورت سے پاک …
… خالی تھا … جو امرا … بڑگیا اور … نے … درم اور دینار کا منہ دیکھا اور
اہل اصفہان کی عرضیان … ملاحظہ مین گذرین اور بموافق ارادہ اور التماس کے جواب … خاص سے
… علماء اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادرار اعادہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو بادشاہ علاء الدین
کے عہد مین خالصہ مین آ گئے تھے پھیر ا نکو دیے اور خراج گران اور سخت طلبی کہ معمول قدیم تھا موقوف کیا آزاد اور مہمون نے
کہ بالکل ملک عدم مین رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود مین قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد اور ضوابط عہد علائی کو کہ ایک شامل
ایک مصلحت اور حکمت پر تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم مارا اگرچہ ظاہر مین شرب … بتین
… کرنا مانگین جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور … غفلت کے سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا … سبب
آدمی ارتکاب خمر سے منہہ اور ممنوع ہوئے فسق و فجور مین کوشش کرتے تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل مین لاتے تھے
اور جو حادثہ گجرات قوی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین اُس فساد کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران معتبر
علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کیواسطے روانہ کیا اور اُسنے
وہان جاکر ان لوگون کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے بزور شمشیر زیر کیا اور نہروالہ اور گجرات … از سر نو قبضہ مین لایا اور ملک
کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار کیا اُسکے بعد سلطان قطب الدین ظفر خان کی دختر اپنے حبالۂ نکاح مین لایا اور
اُسے گجرات کا صاحب صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ مین گجرات کو خس و خاشاک اہل بغی اور فساد سے بالکل
پاک کیا کہ اُنکا اثر اُس دیار مین باقی نرہا اور وہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کرکے خزانہ مین
بھیجا اور جو بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہرپال دیو داماد رام دیو باتفاق راجہاے دکن ولایت مرہٹ پر
متصرف ہوکر مردم بادشاہی کو دکن سے باہر کرکے قلعہ دیوگڑھ کو محاصرہ مین رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے
برس جلوس کے لشکر گران دیوگڑھ کیطرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفا بیگ خطاب کرکے واسطے نیابت
غیبت کے دہلی مین چھوڑا اور جب حدود دیوگڑھ مین پہونچا ہرپال دیو اور دوسرے راجاؤن نے کہ قلعہ دیوگڑھ
مین اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نلاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کیواسطے مقرر کی
وہ شرط تعاقب بجالائے یعنے ہرپال دیو کو دستگیر کرکے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیکر اُسکا پوست
کھنچوایا اور سر اُسکا دیوگڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہان توقف کرکے ولایت
مرہٹ بھی تصرف مین لایا اور شہر دیوگڑھ مین ایک مسجد جو اب تک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگہ اور ساغر اور دھور سمند
اور دوسرے ممالک مین تھانے بٹھلائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کے اقرار

عنایت فرمائے اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور باپ کیطرح معشوق کی تربیت مین مشغول ہوکر خسرو خان کو چتر اور دورباش دیا اور امرائے معتبر ہمراہ کرکے معبر کیطرف روانہ کیا اور خود دہلی مراجعت کی اور راستہ مین شراب مدام اور غفلت دوام کی ملک اسد الدین چچیرے بھائی بادشاہ علاؤ الدین کے سر مین سرداری کا داعیہ واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرہنگون کے اتفاق کرکے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جاویگا اسوقت سلاحدارون اور نائکون اور تمام محافظون سے کوئی اُسکے پاس نہ رہیگا حرم مین جاکر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً اُس شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسد الدین نے سلطان کیخدمت مین حاضر ہوکر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اُسی مقام مین قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسد الدین کے قتل کا حکم نافذ فرمایا اہلکارون نے حکم کے موافق عمل کیا یعنے اُسے گرفتار کرکے گردن ماری اور بیس نفر کہ دہلی مین تھے اور اس مصلحت مین اُنھین کچھ مداخلت نہ تھی اور بعضے اس سفر مین تھے اُسکے حکم سے شہر بھی سیاست ہوئی اور جب [illegible] مین پہونچا شادی کٹہ سردار سلاحداران کو گوالیار کیطرف بھیجا تو خضر خان اور شادی خان اور ملک شہاب الدین کو جنکے پیشتر سلائی آنکھ مین کھینچی تھی قتل کیا اور اُسکے اہل و عیال کو دہلی مین لایا سلطان قطب الدین نے خضر خان کی منکوحہ دیولدی کو اپنے حرم مین داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ممالک ہندوستان کو اپنے تصرف مین دیکھا اور امرا اور ملوک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدعی ملک مین نہ رہا مستی شراب اور جوانی اور دولت سے نخوت اور غرور اُسکے دماغ مین پیدا ہوا اور اجرائے کام مین کسی سے مشورہ نکرتا اور کسی مخلص اور دولتخواہ کا قول سماعت نفرماتا اور اگر کوئی شخص دولتخواہی اور خیرسگالی سے کوئی بات اُسکے خلاف رائے عرض کرتا روگردانی کرکے زبان اُسکی دشنام اور اہانت مین کھولتا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ کسی کو اتنی قدرت نرہی کہ رمز و اشارہ سے وہ بات جو شامل اُسکے فلاح اور صلاح ہووے عرض کرسکے آخر کو اخلاق کریمہ اُسکے اوصاف ذمیمہ سے مبدل ہوگئے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور بے سبب کی طرح خون ناحق پر کمر باندھی از انجملہ ظفر خان والی گجرات کو جو اُسکا رکن رکین سلطنت اور اعیان دولت تھا بے صدور قصور قتل کیا اور اُسکے بعد ملک شاہین کو جو وفا بیگ خطاب رکھتا تھا ارباب غرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کرکے اُسکا مظلمہ اپنی گردن پر لیا اور علاوہ اسکے وہ کام کہ جنکے ارتکاب سے زوال دولت اور منافی بقائے سلطنت ہوا بنا شعار رکھا اور خضر خان جو کہ حضرت نظام الدین اولیا کا مرید تھا عداوت کرکے زبان سرزنش اور طعن اُنکی نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے اور شیخ زادہ جام کو جو اُنکے مخالفون سے تھا اپنے تقرب مین اختصاص بخشا اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب سے ملتان سے طلب کرکے اُنکی عزت و احترام مین ساعی ہوا اور اکثر اوقات اپنے تئین ساتھ زیور اور لباس عورتون کے آراستہ کرتا تھا اور مجمع مین حاضر ہوتا تھا اور زنان [illegible] اور مسخرہ کو قصر ہزار ستون پر طلب کرکے ساتھ اولیائے کبار مثل عین الملک ملتانی اور قرابیگ کے کہ جو وہ تحمل رکھتا تھا اور مثل ان لوگون کے اور دہلی ہزل اور اہانت کرواتا تھا اور وہ حرکات زشت اور ناشایستہ بجالاتی تھین اور وہ بے [illegible] مادرزاد برہنہ ہوکر اُن بزرگون کے مقابل آتی تھین اور اُنکی پوشاک پر پیشاب کرتی تھین علاوہ اسکے اور حرکات غیر مکرر کی مرتکب ہوتی تھین اور سامان اُسکی زوال سلطنت بلکہ خاندان علائی کا مہیا اور آمادہ کرتی تھین اور ظفر خان کے قتل ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین برادر مادری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظور نظر تھا جسوقت خسرو خان حاضر ہوتا اُسکے دوسرے حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات مین پہونچا اور عزیز و اقارب اُسکے [illegible] اور ... نہایت نادانی اور تمام بے تجربگی سے مخالفت آغاز کی اور امرائے گجرات کہ

کہ اُنکے اپنے حال پر تھے سب متفق ہو کر حسام الدین کو گرفتار کرکے درگاہ سلطانی مین روانہ کیا جو ہین سلطان کی نظر پڑی اس بارہ بمقتضائے بشریت وعالم جوانی حسام الدین کو قید سے رہائی دیکر اپنے تقرب مین سرفراز کیا لیکن امرائے گجرات واعیان درگاہ اُسکے رہا ہونے سے دلمین نہایت آزردہ ہوئے اور حکومت گجرات کی حسام الدین کے بعد ملک وحید الدین قریشی کو مفوض ہوئی اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی مین کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہوا اور اُسی عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ ملک یک لکھی حاکم دکن نے بدعوائے خصومت بلند کرکے بغاوت پر کمر باندھی ہے سلطان نے ایک جماعت کو امرائے نامدار سے مع لشکر گران اُسکے فساد کے دفع کیواسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے جاکر اپنی حسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور مفسدون کے کہ مایۂ فتنہ اور بانی فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی مین لائے بادشاہ نے ملک لکھی کے ناک اور کان کاٹکر اور دوسرونکو انواع عقوبت سے قتل کیا اور ملک عین الملک ملتانی کو دیوگڑھ کی حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت سے مشرف کرکے رخصت کیا اور ملک وحید الدین کو گجرات سے طلب کرکے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور جب معبر پر پہونچا وہانکے حاکم اُسکے مقابلہ نلائے مع خزائن واسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ تقی نامے ایک سوداگر جو مال فراوان رکھتا تھا اور ساتھ اس اعتقاد کے لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہونچاویگا اُسنے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم وتعدی سے اُس بیچارہ کا بھی نقد خطیر لوٹکر قتل کیا اور وہانسے تلنگ گیا وہانکا راجہ حصاری ہوا اُسے محاصرہ کیا اور اُسے عاجز کرکے ایک سو ایک زنجیر فیل اور علاوہ اُسکے اور تحف ونفائس لیکر امان دی پھر وہانسے کنتلی کیطرف روانہ ہوا اور بیس زنجیر فیل اور ایک الماس وزنی چھ درم کا اُسکے ہاتھ آیا پھر معبر کے سمت مراجعت کی اور موسم برسات وہان بسر کیا اور سرکشی کا دعوی کرکے چاہا کہ امرائے معبر کو جو اُسکے ہمراہ تھے قتل کرکے اُس ولایت پر بھی استقلال سے قبضہ کرے ملک تلبغہ حاکم جزیرہ کوہ اور ملک تیمور حاکم چندیری اور ملک کل افغان کہ امرائے عمدہ اور نامی اُسکے ساتھ تھے اس ارادہ پر مطلع ہوئے اور اجتماع کرکے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے واقف ہوئے ہمت بیہودہ لیجانا کچھ فائدہ نہین رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کر اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش ہو دہلی کیطرف مراجعت کر جب خسرو خان نے جانا کہ کام آگے نجاویگا بالضرورۃ معبر کو امرائے عمدہ کو سپرد کرکے دہلی کی معاودت کا عازم ہوا اور امرا کہ ایسی خدمت پیش لیجا کر سو طرحکی اُمید تحسین اور سرافرازی کی رکھتے تھے عرائض مین حقیقت حال درگاہ سلطانی مین ارسال کین لیکن بادشاہ نے کہ خسرو خان کی محبت اور اُسکے وصال پر عقل وخرد برباد دی تھی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جہان پہونچا ہو اُسے پالکی مین سوار کرکے ہر منزل مین کہار رسم پہونچا کر بسرعت تمام حضور مین روانہ کرین امرا نے حکم کے موافق عمل کیا اور سات دن مین اسے دہلی مین پہونچایا اور جب خسرو خان نے ملازمت کی اُسوقت کہ بادشاہ کو اُسکی آرزو تھی گریہ وزاری آغاز کرکے التماس کی کہ امرا میری ہمراہی سے تنگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس تہمت بیجا کے ساتھ نمکحرامی کے منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شیدا تھا اُسکے دروغ کو سچ سمجھکر امرا پر بدظن ہوا اور جبکہ امرا تنخواہ اُسکے داخلہ کے بعد آئے ہر چند اندیشہائے فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیے اور اپنے صدق دعوی پر گواہ گذرانے کچھ فائدہ نہوا بلکہ طریق مکابرہ اور دلائل ناصواب اختیار کرکے اُنھین منصب اور جاگیر سے معزول کیا اور اکثر قید کرکے دربارداری سے ممانعت فرمائی اور ولایت چندیری کو تغیر کرکے اُسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلبغہ کو طمانچہ مارے اور جاگیر اس سے لیکر قید خانہ مین بھیجا اور گواہون کو زیر چوب لاکر بیعزت کیا اور تمام خلائق کو معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ مین کلام زبانپر لانے کے سوا فائدہ نہین دیتا ہے سب گونگے اور بہرے ہوکر

خاموش ہوئے اور بہر حیلہ و تدبیر سے بعضوں نے آپکو سرحد کیطرف کھینچا اور نکل گئے اور بعضوں نے خسرو خان سے آمیزش کر لی اُسکے بعد روز بروز سلطان اُسکے عشق و محبت میں بیخود ہوتا جاتا تھا اور نائرہ عشق زیادہ تر شعلہ زن ہوتی جاتی تھی اور خسرو خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر میں تھا اور جہانداری کی ہوس کرتا تھا اور بہاء الدین دبیر اس سبب سے کہ سلطان نے بقصد اُسکی منکوحہ کا ناموس کیا تھا ساتھ خسرو خان کے متفق ہوا اور خسرو خان نے عزم ملوکانہ اختیار کیا اور شروع مطلب کر کے ایک روز خلوت میں عرض کیا کہ خداوندا ازروے بندہ نوازی کے کبھی کبھی مجھے تسخیر ولایت کیواسطے فوج کی سپہ سالاری دیکر بھیجے اور جو امراے تابع بسبب تفوق قوم اور قبیلہ سرکشی کرتے ہیں اور طائفہ قوم پرمرازان عشائر اور قبائل بندہ سے بہت ہیں اگر حکم ہووے میں بھی اپنے قبیلہ کو جمع کر کے صاحب استعداد ہوں سلطان موصوف نے اس امید سے کہ اُنمیں بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہو بشوق تمام التماس اُسکے پذیرائی اور اُنکے طلب کی اجازت دی خسرو خان نے اس بہانہ سے اکثر ہنود گجرات کو کہ ناداری کے سبب اوقات بسر نکر سکتے تھے ہر طرح تسلی کر کے بیس ہزار گجراتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کر کے سانہ عراق انکا آراستہ کیا اور قوت و مکنت تمام پیدا کر کے گجراتیوں وغیرہ سے چالیس ہزار سوار و انصار اُسکے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے داعیہ کے درپے اور بجد تر ہو کر بسیر قمرہ قمار اور یوسف صوفی اور مثل انکے مفسدان دہلی سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے صلاح کر کے منتظر وقت ہوا اس درمیان میں سلطان سیر سامانہ کیطرف شکار کیواسطے روانہ ہوا خسرو خان اور اُسکے بھائی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکارگاہ میں قتل کریں بسیر قمرہ قمار اور یوسف صوفی اس ارادہ سے مانع ہوئے اور بولے کہ سلطان کو اگر ہم راستہ میں قتل کرینگے احتمال رکھتا ہے کہ اُسکا لشکر ہمارا تعاقب کرے اور اُسکے انتقام میں زندہ نچھوڑے انسب یہ ہے کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہے دفعةً ہم داخل ہوں اور سلطان کا کام تمام کریں اور امرا کو مکانسے بلا کر اپنے پاس نگاہ رکھیں اگر ہماری اطاعت قبول کریں فبہا و الا انہیں بھی قتل کریں اور جب سلطان شکار سے مراجعت کر کے دہلی میں آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر اور عیش میں مشغول ہوا نظم

بجزم و سنان طرف بازگشت ** سوے بزم گاہ آمد از کوہ و دشت ** دوے غافل از کینۂ روزگار ** کہ خواہد شدن چون سرانجام کار **

خسرو خان حصول مطلب میں مستعد ہوا ایسے وقت میں کہ جو کچھ سلطان سے التماس کرے سلطان حاکم شہوت کے حکم سے قبول کرے بیکسوا دوسرا چارہ نہ رکھتا ہو عرض گذار ہوا کہ اکثر اوقات بندہ دیر تک رات کو خدمت میں حاضر رہتا ہے جب اُسوقت رخصت حاصل ہوتی ہے تب بھی غریب خانہ نہیں جا سکتا شبخانہ سرکاری میں رات بسر کرتا ہے اور میرے بھائی اور اقارب جو میرے دیکھنے کیواسطے اپنا گھر بار چھوڑ کر گجرات سے آئے ہیں میری صورت مہینوں نہیں دیکھ سکتے ہیں امیدوار ہوں کہ دربانوں کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اُس جماعت کو رات کے آنے سے مانع اور مزاحم نہووین نہایت مرحمت ہو تو شب کو اُنکی خدمت میں بفراغ خاطر حاضر ہو سکوں بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب زیادتی سامان وصال معلوم کر کے بلا توقف کنجیاں دروازوں کی خسرو خان کے سپرد فرمائیں اور کہا کہ تجھسے اور تیرے بھائیوں سے اعتمادی اور اعتباری زیادہ تر کون ہے یعنی دولتخانہ کا اہتمام تیرے عہدہ میں ہے خسرو خان نے کنجیوں کا ملنا فال مبارک جانکر گویا زمام بادشاہی اپنے کف اقتدار میں پائی نظم

چو دید روز دید آنچنان حال را ** دلیل ظفر یافت آن فال را ** ازآن فال فرخ دل خسروی ** چو کوہ قوی یافت پشت قوی **

جب درگاہ سلطانی بالتمام بھائیوں کے تصرف میں آئی وہ جماعت بیباک سفاک فرقہ فرقہ مسلح کمل ہو کر شب و روز شبخانہ خسرو خان میں فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسرو خان اس خیال میں ہے لیکن بادشاہ کی غفلت سے کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امرا کہ نوبت اُنکی چوکی کی ہوتی تھی

دل و جان سے ہاتھ دھو کر نوبت گاہ میں آتے تھے غرضکہ دو روز پیشتر اُس سے کہ سلطان کا قضیہ مشخص ہووے قاضی ضیاءالدین ملقب
بقاضی خان کہ ساتھ وفور علم و عمل کے اتصاف رکھتا تھا اور اُسکا بادشاہ پر حق تعلیم تھا اور بادشاہ نے کنجیاں دروازہ ہاے
حرم اور باہر کی اُسے سونپی تھیں دل اپنی جان اور ناموس سے اُٹھا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض
کی اے بادشاہ خسرو خان قصد غدر رکھتا ہے اور خرد و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہیں بادشاہ مقام امتحان میں آوے اگر یہ بات
خلاف ہو گیا بہتر اعتماد خسرو خان کا زیادہ ہوگا اور اگر عیاذاً باللہ سچ ہووے بادشاہ ہوشیار رہے کسواسطے کہ جان ایک جوہر
لطیف ہے اور معاملہ بادشاہی اور ملکداری کا بدون رعایت حزم و ہوشیاری تمشیت نہیں قبول کرتا ہے ہر چند قاضی نے
اس قبیل سے بہت سمجھایا جو کہ خسرو خان اندنون بادشاہ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا اور سلطان کے دل میں کہ
وصل سے مراد ہے مسلوک ہوتا تھا نہایت شیفتہ تھا قاضی کو درشت کہا اُسیوقت خسرو خان آنکھوں عورتوں کی طرح ہر بیغت کر کے
کفش لئے ہنسور کے دروازہ سے در آیا سلطان نے اُسے دیکھکر بزبان حال فرمایا بیت اگر ہزار جفا سر و قامتے بکند ہچو خود
بیاید عذرش بہاید آمد دن ۔ اور اگر دراہ سے اُسے آغوش میں کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا تھا اُسے حرف بحرف سُنایا
بیت مباد اشت طبع نازنینش ۔ ہمیشہ گریہ اندر آستینش ۔ واشک گہر رنگ اپنے صدف چشم سے رخسار گلگون پر رواں کیے
اور نہایت ناز و انداز سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پر نہایت لطف مبذول ہے تمام لوگوں نے میرے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہے
اور جب تک میر یہان نہ پہنچیگے اُنھیں چین نہ آویگا بادشاہ دلبر کے رونے سے بیتاب ہوا اُسے آغوش میں لیا اور بوسہ اُسکے
رخسار پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھ کہ میں تیرا ایکبال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہون تجھے بدگویوں کے دغدغہ سے کیا پروا ہے
بیت سر سودا ے تو ہرگز ز سر ما نرود ۔ پر وداین سر سودا رہ سودا نرود ۔ اور بطور تسلی و تشفی اُسے مکان کی رخصت دی اس
ماجرے کے وقوع سے دوسری شب کو تمام حمام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنے ہزار ستون میں داخل ہو کر
کمین میں بیٹھے اور جب پہر رات گذری محل آسایش مرغ و ماہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سوا کہ وقت اُنکی چوکی کا تھا اپنے
مکان میں گیا اور کوئی نہ رہا قاضی ضیاءالدین چوکیداروں کی تحقیق کے واسطے ہزار ستون میں در آیا خسرو خان کے چچانے
جسکا نام مندل تھا قاضی سے ملاقات کر کے باتوں میں لگایا اور قاضی کو اپنے ہاتھ سے ایک بیڑا پان دیا قاضی کو اجل حجاب غفلت
میں لگی اُسوقت جاہر یگ نام پرداری جسنے قاضی خان کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آنکر ایسی ضرب
شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور اسقدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور دو تین نفر جو قاضی کے ہمراہ تھے بھاگ کر
شور مچانے لگے کہ قاضی خان شہید ہوئے چوکیدار اس واقعہ کی تحقیق میں اُٹھے خسرو خان کے لوگ قرار کے موافق تلواریں کھینچکر
ہزار ستون میں آئے اور غلغلہ عظیم برپا ہوا بازار قتل نے رواج پایا بادشاہ کہ خسرو خان کو اپنی جان سے عزیز رکھتا تھا
پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے خسرو خان نے لب بام آنکر ایک لحظہ توقف کیا اور شاہ کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ چوکی خانہ کے
گھوڑے جو ہزار ستون میں لائے ہیں سائیسون کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہیں لوگ اُنکے پکڑنے میں مشغول ہیں اس عرصہ میں جاہر
اور بھائی اُسکا ہزار ستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہونچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربانوں کو قتل کیا غوغا
نزدیک پہونچا بادشاہ بدحواس ہو کر ایستادہ ہوا اور سمجھا کہ کام قبضہ اختیار سے درگذرا حرم کیطرف متوجہ ہوا کہ شاید اس مخمصہ
سے نجات ملے خسرو خان نے دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم میں داخل ہوا خدا جانے ہاتھ آوے یا نہ آوے یہ اندیشہ کر کے نہایت
مردانگی سے پیچھے سے دوڑ کر دست تظلم سے بادشاہ کے سر کے بال پکڑے اور بادشاہ نے بعد تلاش بسیار بسبیل عادت

اُسنے اپنی ران کے نیچے کھینچا لیکن اُس بجیانے شاہ کے بال ہاتھ سے نچھوڑے یہانتک کہ اُسکے رفیق پہونچے اور اُسنے فریاد کی مجھسے ہوشیار
رہما جاہر نے ایک ضربت شمشیر سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے موے سر پکڑکے خسرو خان کو اُسکے سینہ سے نکال لیا
اور اُس تاجدار کا سر جو سزاوار تاج تھا تن سے جدا کرکے ہزار ستون کے نیچے پھینکدیا نظم ننگان غدار چون پیل مست ×
بران پیل تن برکشادند دست × زدندش یکے زخم پہلوگذار × کہ از خون زمین گشت چون لالہ زار × مراسم نوبت تماشائی بادشاہ کا سر
خاک وخون مین غلطان دیکھکر مستغرق ہوئے اور حسام الدین خسرو خان کا بھائی اور جاہر مع دیگر ہنود خاص محل مین داخل ہوئے
فرید خان کی والدہ یعنے بادشاہ علاؤ الدین کے حرم کو قتل کیا اور سلطان فرید خان کے فرزندون اور علیخانی اور عمر خان کو
تیغ ظلم سے مذبوح کیا اور حرم سلطانی سے جو چاہا وہ کیا مصرع ہرکس کہ چنان کند چنین آید پیشش × اور خسرو خان نے
چراغ ومشعل بہت روشن کرکے آدمی امرا کی طلب مین بھیجے عین الملک ملتانی کہ اندنون دیوگڈھ سے آیا تھا اور ملک فخر الدین محمد
جونا کہ آخر کو صبتی سلطان محمد تغلق شاہ خطاب پایا تھا اور وجیہ الدین قریشی اور قرابیگ کے فرزند اور باقی امرا کو جو غافل تھے
اُنکے مکانون سے بلواکر ہزار ستون کے بام پر اپنے پاس نگاہ رکھا اور کفران نعمت کی شامت سلطان علاؤ الدین
فیروز شاہ خلجی کے شامل حال اور اولاد اور احفاد اور اہل بیت سلطان علاء الدین کے ہوکر بنیاد اس سلسلہ کی ساتھ
بدترین طریق کے وقوع مین آئی اور یہ قضیہ ربیع الاول کی پانچوین تاریخ کی شب کو سنہ ۷۲۱ سات سو اکیس ہجری مین ظہور
مین آیا جب صبح ہوئی انبوہ کثیر اور جم غفیر برداران کا اور خسرو خان کے متابعون کا جمع ہوا اور خسرو خان نے امرا کو اپنے
حضور نگاہ رکھا اور اپنا نام سلطان ناصر الدین رکھکر سریر سلطانی پر قدم رکھا اور امراے قطبی مثل عین الملک ملتانی
اور ملک جونا محمد تغلق شاہ کو جبراً آگے تخت کے ایستادہ کیا بیت جو از سرو بن جاے گردر تہی × بگیرد گیا جاے
سرو سہی × اور اُسیوقت ایک جماعت کثیر غلامان علائی اور قطبی کو جو صاحب اعتبار تھے قتل کرکے زن وفرزند اُنکے
ہندؤن کو بخشے اور اپنے بھائی کا خانخانان خطاب کرکے بادشاہ علاؤ الدین کی دختر اُسکو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زوجہ
پر خود متصرف ہوا بادشاہ علاء الدین اور بادشاہ قطب الدین کے حرمون اور لڑکیون کو اپنے آدمیون پر بخشین اور سمی جاہر یعنے
قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشندہ کو زر وجواہر سے آراستہ کرکے نہایت نوازش کی اور مندل کار اسے
رایان خطاب کرکے خان دمان قاضی پر اُسے مقرر رکھا اور دروازہ خزانہ علائی اور قطبی کا کھولکر تمام لوگون کو بخشش
ماہہ عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر اوباش اور ارازل اور حق ناشناس کی کہ حرص اور زر کی طمع سے اسکے پاس جمع ہوئی
تھی اور اُنسے خدشہ رکھتا تھا اسکو تہ تیغ کرکے مطمئن ہوا اور ملک نصرت یعنے بادشاہ علاء الدین کے بھانجے کو
باوصف اسکے کہ سالہا سال سے محتاج ہوگیا تھا قتل کرکے ہلاکی خاندان علائی سے برلایا اور کفر وشرک نے یہ رواج پایا
کہ ہندؤن نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجید ونکو بجاے کرسی کام مین لیجاتے تھے یعنے اُسپر بیٹھتے تھے اور امراے
علائی سے بسر قرہ قمار نے اعظم الملک شایستہ خان خطاب پاکر منصب وزارت پر پہونچا اور اسکے بیٹونکو اشغال ملک رجوع
ہوئے اور ملک فخر الدین جونا کے ساتھ خسرو خان نے بہت رعایت کی اور منصب آخور بیگی کے امتیاز دیا اور زر خیلیہ
دیکر اُسکے احترام مین بہت کوشش کی تاکہ اُسکا باپ غازی ملک حاکم لاہور اور دیبالپور فریب کھاکر اطاعت کرے
لیکن ملک جونا غصہ سے مثل سانپ کے پیچ وتاب کھاتا تھا اور اُسکا باپ بھی کہ قبیلہ کا سردار اور اہل جمعیت تھا
اور حق شناسی اور خدا ترسی رکھتا تھا غیرت اُسکی دامنگیر ہوئی اور ولی نعمت زادوں کے انتقام کو نہین

مگر ہمت بازمی اور تین مہینے کے بعد ملک فخرالدین جونا نے آدھی رات کو فرصت پاکر دو تین آدمی معتمد دیپالپور کے راستہ مین اپنے ہمراہ لیے اور خسروخان خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنے زوال دولت سے غمگین ہوا اور پسر قمرہ قمار شائستہ خان کو مع اور امرا نامدار اُسکے تعاقب مین روانہ کیا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا حوالی قصبۂ سرستی پلٹ گیا اور غازی ملک نے اندیشا اُس روز کا کرکے چند روز اُس سے پہلے قلعۂ سرستی مین دو بیست سوار چھوڑے تھے ملک فخرالدین جونا چند سوار اُنھین سے ہمراہ لیکر دیپالپور مین پہونچا اور بیٹے کے آنے سے مطمئن ہوکر خوشی کے نقارے بجوائے اور اسباب انتقام کے تہیہ مین امراے اطراف وجوانب کو مکتوب لکھے اور طلب معاونت کی ایک جماعت کثیر نے خلال نمکی منظور کرکے اُس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان مغلطی نام نے مکتوب کے جواب لکھا مین امیر ملتان ہون اور تو دیپالپور کا حاکم ہے بادشاہ دہلی سے مقابلہ اچھا نہین ہے غازی ملک تغلق نے بہرام ایبہ کہ ایک معارف ملتان سے تھا اُسنے لکھا کہ مغلطی کو درمیان سے اُٹھاکر مع لشکر اُس طرف آتا ہون اور بہرام جمعیت کرکے مغلطی کے قتل اور اسباب سفر کے تہیہ مین مستعد ہوا اور ملک یکلکھی حاکم سمانہ باوجود اسکے کہ خسروخان کیواسطے شلہ ہوا تھا غازی ملک کی تحریر بجنسہ خسروخان کے پاس بھیجی خود لشکر غازی ملک کے سر پر کھینچا اور حملہ اول مین شکست کھاکر سمانہ مین آیا اور چاہا کہ خسروخان کے پاس جاوے اس درمیان مین وہانکے زمینداروں نے یورش کرکے اُسے تلواروں سے پرزے پرزے کیا خسروخان نے خانخانان اپنے بھائی کو چتر اور دورباش دیا اور یوسف صوفی کو کہ صوفی خان خطاب دیا تھا اکثر اپنے آدمی فدائی وہ متعارفی کو غازی ملک کے دفع کیواسطے نامزد کیا اور اسی حال مین ملک بہرام ایبہ ازاچہ ملتان سے مع لشکر آراستہ غازی ملک کی خدمت مین پہونچا اور سرستی کے حدود مین دونون لشکر مقابل ہوئے اور صفین آراستہ کین چونکہ غازی ملک اور ہمراہی اسکے اکثر جرار اور کارآزمودہ تھے اور دہلی کا فرنعمت رسوم جنگ اور معرکہ نام و ننگ سے ہرگز خبردار اور واقف نہ تھے غازی ملک کے پہلے حملے کی تاب نہ لاکر شکست فاحش پائی اور جو آبرو کہ رکھتے تھے خاک مذلت پر گراکر بدبختی کی خاکستر اپنے اپنے سر پر چھڑکی اور گھوڑے ہاتھی اور خزانہ تمام چھوڑکر خائب اور خاسر ہوکر خسروخان سے جاملا اور غازی ملک فتحیابی کے بعد رسم شکر الٰہی بجا لایا اور جو کچھ غنائم اُسکے ہاتھ آئے تھے سپاہ پر تقسیم کیے اور بقوت و شوکت تمام کوچ بکوچ دہلی کیطرف متوجہ ہوا خسروخان مضطرب ہوکر دہلی سے نکلا لیکن کوچ نکرسکتا تھا پھر پہلوے حوض علائی مین مضبوط ہوکر حصار کو جائے ثبت اور بانمات کو پیش رو قرار دیکر بیٹھا اور غازی ملک تعجیل اور شکوہ سے آتا تھا اور زبانہ اُسکی حضرت مین کہتا تھا **بیت** مسیحا یار و خضر ش رہنما و ہمعنان یوسف ÷ فغانی آفتاب من باین اعزازمی آید ÷ اور جب وہ ملعون غازی ملک کے آنے سے خبردار ہوا اور دروازہ خزانہ کا کھولکر بعض سپاہیون کو تین سالہ اور بعضون کو چار سالہ اور بعضے کو دو و نیم سالہ پیشگی تنخواہ دی اور مشائخون کو بھی زر خطیر تقسیم کرکے ایک حبہ خزانہ مین نہ چھوڑا اور جواہرات آدمیونکو قسمت کرکے اُس رات کو کہ جسکی صبحکو جنگ ہوگی عین الملک ملتانی اُس سے کنارہ کش ہوکر مندو کیطرف راہی ہوا اور یہ امر خسروخان کی دلشکستگی کا سبب اور سراسیمگی کا باعث ہوا لیکن باوصف اسکے صحراے اندپت مین غازی ملک کے مقابل صف آرا ہوکر حرب مین مشغول ہوا ملک تلبغہ ناگوری اور شائستہ خان کہ دونون اس بیدولت کے مقدمہ لشکر تھے جنگ رستمانہ کرکے مارے گئے اور خسروخان تحمل اور مردانگی کو کام فرماکر عصر کیوقت تک جنگ مین مصروف رہا اور آخر کو برادرون کی ایک جماعت سے تلپت کیطرف بھاگا اور راہ مین وہ جماعت اُسے تنہا چھوڑکر متفرق ہوا **بیت** صد یار بود بنان تنگے نیست ÷ چون کار فتد بجان یکے نیست ÷ عاقبت الامر ثروت و حشم فیل و علم

خسرو خانکا غازی ملک کے ہاتھ آیا اور خسرو خان وصل رسیدہ نہایت خوف اور سراسیمگی سے اُس رات کو تنہا ہر مقام مین بھیرا اور ملک شادی کے حظیرہ مین جو اُسکا صاحب قدیم تھا پوشیدہ ہوا اور دوسرے روز اُسے گرفتار کرکے غازی ملک کی خدمت مین حاضر کرتے غازی ملک نے فوراً اُسکی گردن ماری اور اُسکا بھائی خانخانان کہ جو باغ مین پوشیدہ ہو رہا تھا وہ بھی اپنی سزا کو پہونچا بیت
در بزم عشق یکدو قدح درکش و برو ٭ یعنی طمع مدار وصال دوام را ٭ دوسرے دن کہ غرۂ شعبان سنہ ۷۲۱ھ سات سو اکیس ہجری تھی وضیع و شریف شہر کے خدمت مین پہونچکر تہنیت اور مبارکباد دیکر کنجیان دروازون کی سپرد کین غازی ملک سوار ہوکر شہر مین آیا اور جب ہزار ستون مین پہونچا گریہ و زاری کی اور تاسف کرکے مراسم تعزیت سلطان قطب الدین اور اُسکے فرزندونکے بجا لایا اُسکے بعد حاضرین سے باواز بلند کہا کہ مین بھی ایک تم مین سے ہون الحمد للہ مین نے انتقام اپنے ولی نعمت کا اُس کور نمک سے لیا اب ولی نعمتونکی نسل سے اگر کوئی وارث ہو تو اُسے سریر سلطنت پر بٹھا کر ہم سب اُسکی خدمت مین کمر باندھین اور جو کوئی اُنمین باقی نہو جسکو تم لائق جانو مین بھی برضا و رغبت اُسکا حلقۂ اطاعت زیور گوش کرون سب متفق ہوکر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہونکے فرزندون مین سے کوئی نہین رہا اور عرصہ سے تو برابر مغل کے پیچھا رہا ہے اور اب آپ ہو سپر زمانہ اہل ہند کا بناکر تو نے بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا ہے اور اب جو یہ کام اور انتقام اپنے اولیاے نعمت کا اُنکے دشمنون سے لیا یہ بھی دوسرا ہے کہ خاص و عام پر ثابت کیا اس صورت مین بادشاہی اور اولوالامری کے لائق تیرے سوا دوسرا نہین یہ کہکر غازی ملک کا ہاتھ پکڑکر تخت پر متمکن کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب دیا مدت سلطنت سلطان قطب الدین چار برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان نمکحرام کی سلطنت چند روز کم پانچ مہینے تھے۔

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا

مورخین ہندوستان متقدمین اور متاخرین سے غافل ہوکر کسی نے اصل و نسب تغلق شاہ پر قلم تحقیق نہ کیا ہے اور مولف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے اوائل سلطنت مین سلطان عادل ابراہیم عادل شاہ کیطرف سے بلدہ لاہور مین پہونچا تھا وہانکے بعضے آدمیونسے جنکو تواریخ شاہان ہندوستان کے پڑھنے کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبرداری کی استفسار اصل و نسب خاندان تغلق شاہی کیا اُنھون نے جو دریافت کیا تھا بیان کیا حسرتکہ کسی کتاب مین نہین دیکھا ہے لیکن اس ملک مین مشہور ہے کہ ملک تغلق پدر بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے سلک غلامان ترک مین انتظام رکھتا تھا اور مردم جیت کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک کی ہے وصلت کرکے اُنسے بیٹی لی اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اُسی کے بطن سے پیدا ہوا اور ملحقات مین مسطور ہے کہ تغلق اصل مین قتلغ تھا اور قتلغ لفظ ترکی ہے اور مردم ہند نے استعمال کیوقت قلب کرکے تغلق کیا ہے اور بعضون نے قتلغ کو قتلق کیا ہے القصہ جب بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بعد قتل خسرو خان اور اپنے ولی نعمت کے قاتلون کے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا احوال مملکت جو ویرانی پر رو لایا تھا اصلاح مین لایا اور مقبول قلوب ہوکر صلاح رعایا اور سپاہ کیطرف رغبت کی **نظم** برومند باد ا ہمایون درخت ٭ کہ در سایۂ او توان برد رخت ٭ گر از میوہ آرایش خوان دہد ٭ گر از سایہ آسایش جان دہد ٭ اور وہ بادشاہ حکیم و کریم و عاقل و حلیم تھا اور اُسکی طبیعت مین عصمت اور پاکیزگی طبعی تھی اور اوقات خمسہ نماز کو باجماعت گذارتا تھا اور صبح سے شام تک کچہری مین اجلاس کرکے احوال مردم اور امور مالی و ملکی مین مشغول ہوتا تھا اور علائی کے بازماندونکی نسبت نہایت ادب اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک جماعت کو کہ سلطان قطب الدین کی زوجہ کو قبل انقضاے عدت خسرو خانسے عقد باندھا تھا سزاے اعمال کو پہونچایا اور ملک

فخر الدین جونا کو جو خلعت الصدق اُسکا تھا لیعہد کیا اور عطا سے چتر کے اُسکا سر فرقدان پر پہونچایا اور الغخان خطاب دیا اور علاوہ
اُسکے اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان مخاطب فرمایا اور بہرام ابیہ کو جو اُسکا مُنھ بولا
بھائی تھا کشلو خان خطاب دیکر قطاع ملتان اور تمام بلاد سندھ اُسے تفویض فرمائی اور ملک اسد الدین بھتیجے اپنے کو
باربک اور ملک بہاء الدین بھانجے کو عارض مملکت یعنے بخشی فوج یا سالار فوج کیا اور سمانہ اُسکی وجہ جاگیر مین مقرر کیا
اور ملک شادی جو اُسکے داماد کا بھائی تھا دیوان وزارت کی کارفرمائی اسکے تعلق کی اور اپنے منھ بولے پسر کو تاتار خان
خطاب دیکر ظفر آباد کی جاگیر عنایت فرمائی اور ملک برہان الدین پدر قتلغ خان کو دیوگڈھ کی وزارت اور قاضی صدر الدین کو
صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سماء الدین کے تفویض کی اور ملک تاج الدین جعفر کو ممالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور
اعمال بھی ہر شخص کے فراخور حال تقسیم ہوئے اور استحقاق اور لیاقت کام کی جبتک کسی شخص مین مشاہدہ نکرتا وہ کام ہرگز اُسکے
سپرد نکرتا اور مردم قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نرکھتا اور جسوقت فتحنامہ کسی مقام سے پہونچتا یا کہ خدائی کسی شاہزادہ
کی وقوع مین آتی یا اُسکے فرزند پیدا ہوتا جمیع صدور و اکابر و علماء و مشائخ اور امراکو باندازہ مدارج انعام عطا فرماتا اور
گوشہ نشینون اور متوکلون کی خبر لیتا اور اُنکے احوال پر تفقد کرتا اور جس شخص کو اپنے اہل ممالک سے پریشان دیکھتا اُسکے
حوال استفسار کرکے اُسکے تدارک مین مشغول ہوتا اور دروازے محل تک آنے کے ایسے مسدود کیے کہ مغل کو اُسکی سرحد
سلطنت مین ہندوستان دیکھنا نصیب ہوا اور عمارت بنانے کی رغبت تام رکھتا تھا عمارت قلعہ تغلق کے سوا اور بھی بنائین
اُسنے تعمیر فرمائین اور مسکرات سے پرہیز کرتا اور اُسکا تی کی ممانعت مین مبالغہ فرماتا اور وہ ملوک کہ حالت امارت مین ساتھ اہل بیت
اور غلامون اور چاکرون اور فرمانبردارون قدیم کے کرتا تھا انحراف نکیا اور ملوک علائی کو نواز کر مراتب اور جاگیرات اُنکی مقرر
رکھے اور ملک ختیار الدین کہ بساطین الانس اُسکی تصنیف ہے اور مولف اس کتاب نے اُسکو مختصر کر دیئے منصب دبیری عنایت
فرمایا اور خواجہ خطیر اور ملک انور جنیدی اور خواجہ مہذب بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک اعتبار رکھتے تھے
سرفراز کیا اور ساتھ مواجب اور انعام کے خوش کرکے دربار مین بیٹھنے کا حکم دیا اور قوانین اور ضوابط سلاطین ماضیہ متعلق
ملک اور انتظام احوال خلق مین وضع کیے تھے اُنسے پوچھتا تھا اور پیروی اُسکی کرتا تھا اور اس اُمر سے کہ باعث آزار و محنت
خلایق ہو احتراز کرتا اور جس شخص سے قدرے اخلاص معائنہ فرماتا درجہ عالی مین پہونچاتا اور جس کسی سے خدمت شائستہ
ظہور مین آتی ساتھ مراحم خسروانہ کے جلد امتیاز بخشتا اور معاملات جہانداری مین ساتھ اعتدال کے کام فرماتا اور افراط
اور تفریط سے اجتناب کرتا اور خزانہ علائی کو کہ خسرو خان نے اضطرار اور اضطراب سے خلائق پر قسمت کیا تھا کچھ تدبیر سے
تدریج اور کچھ شدت و توبیخ سے تحصیل کرکے اسی طرح سے معمور اور مملو کیا اور زر بقایا مطالبات مین تامل کرکے لاکھ سے
ہزار اور سو سے دس اختصار کرکے وصول کیا اور عاملون کو علاقون پر اس لحاظ سے نہ بھیجا کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت
روا رکھینگے اور دوسرے برس جلوس کے سبب لدر دیو حاکم ورنگل نے باج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت دیوگڈھ نے بھی بے نظام
ہوئی تھی الغخان کو بعض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چندیری اور بداون اور مالوہ وغیرہ ہمراہ کرکے بشوکت بادشاہی
تلنگ کیطرف بھیجا الغخان وہان پہونچکر نہب و غارت مین مشغول ہوا اور لدر دیو نے بھی سرکشی اور متمردی سے حرب ہائے عظیم
اور معرکہ ہائے شدید کیے اور برخلاف گذشتہ مع افواج دہلی تلاشہائے خوب کرکے نامردیہائے سابق کی تلافی کی آخر کو پسپا ہوکر
حصار ورنگل مین محصور ہوا اور جو اُنھین دنون مین برج اور دیوارین قلعہ کی مستحکم کی تھین الغخان نے بعد

محاصرہ کرنے کے اظہار عجز نہ کر کے ہر روز آثار شجاعت و جلادت ظاہر کیے اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقتول ہوئی پھر الغخان تیاری دمدمہ اور سرنگ میں مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار ورنگل فتح ہو دے لدر دیو نے عاجز ہو کر الغخان کے پاس ایلچی بھیجکر مال اور افیال اور جواہر و نفائس دینا قبول کر کے اقرار کیا کہ سنوات آیندہ میں بھی پیشکش ساتھ اس دستور کے کہ سلطان علاءالدین کو دیتا تھا بھیجتا رہونگا الغخان صلح پر راضی نہوا اور قلعہ کے لینے میں زیادہ تر اہتمام کیا اس عرصہ میں اُردو یعنے لشکر گاہ میں عفونت اور اس دیار کی آب و ہوا کی ناسازی سے قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہوئیں اور خلق بیشمار اور ہاتھی گھوڑے بے حساب ضائع ہوئے اور لشکر گاہ کے لوگ خبریں متوحش مشہور کرتے تھے اور مسافت اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ کامل خبر دہلی سے نہ پہونچی اور حالانکہ ہفتہ میں دو مرتبہ قاصد ڈاک چوکی دہلی سے آتے تھے اور شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کہ اس عرصہ میں ہندوستان میں آنکر الغخان کی ملازمت میں اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تعزیت رکھتے تھے بذاتی سے یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ فوت ہوا اور دہلی میں فتنہ عظیم حادث ہوا ہے اور تخت سلطنت پر دوسرا شخص متمکن ہوا ہے اور امیروں کی بھی تغئیر کرکے دو نوں متفق ہو کر ملک تمور اور ملک کل افغان اور ملک کافور مہردار اور ملک تگین جو امراے عمائد لشکر تھے انکے ڈیرہ میں جاکر کہنے لگے کہ حوال دہلی کا اس طرح ہے اور الغخان جو تمہیں اکابر ملوک علائی سے اور اپنا شریک ملک جانتا ہے اُسنے اقرار کیا ہے کہ تم چاروں کو گرفتار کرکے قتل کرے یہ لوگ اس بات کے سننے سے مضطرب ہوئے اور لشکر میں ہراس عظیم برپا ہوا اور ہر شخص کے عدم سینگ سمائے مفرور ہوا اور الغخان بھی سراسیمہ ہو کر اپنی چند خواص کے ساتھ دیوگڈھ کیطرف بھاگا اور اہل حصار نے باہر آکر تلنگ کی سرحد تک تعاقب کیا اور خلق بیشمار مقتول ہوئی اسی حالت میں ڈاک چوکی کہ ان لوگوں کی اصطلاح میں الاغ کہتے تھے مع فرمان دہلی سے پہونچے اور بادشاہ کی سلامتی کی خبر معتبر اور متیقن ہوئی الغخان بصحت و عافیت دیوگڈھ میں پہونچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم کیا اور ان چاروں سرداروں نے کہ آپس میں اتفاق کرکے لشکر سے مرتد ہو کر جدا ہوئے تھے حشم و خدم زائل ہوا اور ساز و سلب انکا کفار کے ہاتھ آیا اور ملک تمور چند آدمیوں سے زمینداران تلنگ میں جاکر مر گیا اور ملک تگین کو ہندوان مرہٹ نے قتل کرکے اُسکا پوست الغخان کے پاس بھیجا اور ملک کل افغان اور عبید شاعر اور ملک کافور اور دیگر مفسدوں کو گرفتار کرکے الغخان کے سد پر ولائے الغخان نے انھیں مقید کرکے دہلی میں روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیری میں سبکو زندہ در گور کرکے خوش طبعی اصل بر زبانی اور انکی اولاد و احفاد کو جو دہلی میں گرفتار تھے انھیں بھی ہاتھیوں سے پامال کیا اور جب الغخان دو تین ہزار سوار جیدہ لیکر دیوگڈھ سے دہلی میں آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی اور چار مہینے کے بعد لشکر گران لیکر دیوگڈھ کے رستہ سے ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور شہر بیدر کے قلعہ کو جو تلنگ کی سرحد میں تھا اور ورنگل کے راجہ سے تعلق رکھتا تھا مع بعض اور قلعے کے کہ اثناے راہ میں تھے مسخر اور مفتوح کیے اور اپنے معتمدوں کے سپرد کرکے راستوں کے ضبط کا ذمہ دار انکو کیا اور خود ورنگل کیطرف راہی ہوا اور مدت قلیل میں جبراً اور قہراً اُسے بھی مسخر کیا اور از روے انتقام بہت سے ہنود تہ تیغ کیے اور لدر دیو کو مع اہل و عیال اسیر کرکے مع فیلان اور خزانہ تلنگ ہمراہ بید المخا طب قدر خان اور خواجہ حاجی نائب عرض ممالک کے مع فتح نامہ دہلی میں روانہ کیا اور اس بشارت بر اشاعت سے دہلی میں آئینہ بندی اور محفل جشن برپا ہوئی الغخان نے مملکت تلنگ اپنے امراے معتبر کے سپرد کرکے ورنگل کا نام سلطان پور رکھا اور خود بطریق سیر جاج نگر کیطرف روانہ ہوا اور وہانکے راجہ سے چالیس زنجیر فیل لیکر باپ کی خدمت میں بھیجا اور ورنگل میں جا کر حسب الامر عاسراسامان اور رہ راہی اس ولایت کی کرکے مظفر اور منصور باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ۷۲۴ھ سات سو چوبیس ہجری میں عرضیاں لکھنوتی اور ستار گانوں سے پہونچیں کہ امرا اور حکام نے

دیا

دہانے دست تظلم دراز کیا ہی اور کوئی طریقہ ظلم و جور کا فروگذاشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے افواج بحیرامواج فراہم کی اور
الغخان کو اپنا نائب کرکے دہلی میں چھوڑا اور خود بنفس نفیس ہندوستان کی حد شرقی کیطرف نہضت فرمائی اور جب ترہت میں پہونچا
سلطان ناصر الدین ولد بادشاہ غیاث الدین بلبن جو عہد غلجیہ میں لکھنوتی نفس میں کہو اسطے اُسکی بالہرات میں تغیر ہوا تھا اور
گوشۂ لکھنوتی میں رہتا تھا تغلق شاہ کی تاب مقاومت نہ لایا اور تفضلات الٰہی پر راضی ہو کر ترہت میں بادشاہ سے ملازمت کی اور
تحف و ہدایا سے کثیر پیشکش کیے اور تاتار خان کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا متبنی فرزند تھا ستارگانون اُسکے نامزد ہوا
اور وہان کے حاکم بہادر شاہ کو جو امراے علائی سے تھا اور داعیہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کرکے لکھنوتی میں لایا اور تغلق شاہ نے
ناصر الدین کو چتر دیکر بدستور سابق لکھنوتی کی جاگیر کیواسطے مقرر کیا اور ستارگانون اور کنور بنگالہ اُسسے
رجوع کرکے عازم مراجعت ہوا اور فتوح السلاطین میں وارد ہی کہ راجہ ... جب بادشاہ غیاث الدین نے
سایہ دمول ترہت میں ڈالا راجہ ترہت نے ہزیمت کرکے جنگل میں بھاگا اور تغلق شاہ اُسکے پیچھے تعاقب میں جنگل کے
درون میں در آیا اور خود بنفس نفیس تبر ہاتھ میں لیکر چند درخت قطع کیے آدمیون نے جو یہ حال اسطرح دیکھا خرد و بزرگ
درخت قطع کرنے میں مشغول ہوئے اور تھوڑی فرصت میں ایسا صاف کیا کہ گویا کبھی گھاس بھی اُگی نہ تھی اور بادشاہ دو تین روز
کے بعد حصار ترہت میں داخل ہوا اور لکھا ہے کہ ... آپ اُس قلعہ کے گرد گرد تھے اور ... بایک کے
سوا دوسرا راستہ نہ رکھتا تھا باوجود اسکے ہمت لوگ کا مصروف رکھکر دو تین مہینہ میں ... کیا ... وہان کے راجہ کو
دستگیر کرکے ترہت احمد خان ابن ملک تلبغہ کو دیکر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طے کی استقلہ ... کرکے بطریق عجلت
دار السلطنت کیطرف متوجہ ہوا اور غافل اُس سے کہ جس ... گو ... ساں پکڑ کے کھینچتا ہے الغخان نے جب سنا کہ باپ
تاخت کیطرح متوجہ ہوا افغان پور کے قریب ایک قصر تین روز کے عرصہ میں احداث کرکے انجام کو ہونچایا کہ بسبب باپ
وہان ہونچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آراستہ کرکے تمام اسباب سلطنت اور لوازم تجمل مہیا ہو نا بشکوہ تمام شہر میں داخل
ہووے جب سلطان وہان پہونچا سبب احداث عمارت دلچسپ ناگہ وہان نزول کیا اور تغلق آباد میں شادی کا سامان مہیا
کیا ... دوسرے دن الغخان اور تمام امرا ... بادشاہ پابوسی دینے سے سرفراز ہوئے اور سلطان ساتھ
ایک جماعت کے کہ استقبال کیواسطے آتے تھے اُس قصر میں بیٹھکر طعام کھانے میں مشغول ہوا جب دسترخوان
بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ اُسیوقت سوار ہوگا دست ناشستہ نکل آئے اور الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی
وہ بھی اسپ و فیل اور تمام پیشکش گذراننے کیواسطے کہ ہمراہ لایا تھا باہر آیا اس درمیان میں اس مکان کی چھت گر پڑی
بادشاہ مع پانچ آدمیون کے اُسکے نیچے دب کر جوار رحمت حق میں پیوستہ ہوا اور بعضی تواریخ میں مسطور ہی کہ جو قصر نو ساختہ
اور تازہ تھا ہاتھیون کے دوڑنے کے صدمہ سے گر پڑا اور بعض مورخین نے لکھا ہی کہ بنا اس قسم کی عمارت کا کچھ ضرور نہ تھا
ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ الغخان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہو اور ضیاء برنی جو بادشاہ فیروز کے عصر میں تھا اور بادشاہ
فیروز کو سلطان محمد سے اعتقاد کمال تھا اُسکے ملاحظہ سے یہ معنے نہ لکھے لیکن ارباب بصیرت کی ضمائر پر پوشیدہ نہو کہ یہ
حکایت عقل سے بہت بعید ہی کسواسطے کہ الغخان اپنے باپ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر تھا یہ کرامت کہان
رکھتا تھا کہ اسکے نکلتے ہی چھت گر پڑی اور سب سے رنگین زیادہ یہ صدر جہان گجراتی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہی کہ الغخان نے یہ عمارت
ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر پڑی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا

ہوا کہ جسوقت بادشاہ ہاتھ دھونے مین مشغول تھا بجلی آسمان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت توڑ کر اُسکے سر پر گری چنانچہ یہ روایت بتقدیر وقوع سانحہ صحت کے اقرب دکھائی دیتی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وکان ذالک فی شہر ربیع الاول ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری زمانہ سلطنت سلطان تغلق شاہ چار برس اور چند مہینے تھا اور امیر خسرو کہ عہد بادشاہ علاء الدین مین ہزار تنکہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین کے عہد مین معاش کے سبب سے بہت فراغت رکھتا تھا اور تغلق نامہ کہ نسخہ اُسکا کمیاب ہے اُسکے نام نامی مین لکھا

ذکر سلطنت سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ کا

سلطان اعظم نے بعد وفات پدر سوم غرا تین روز قائم رکھا آخرش تعزیت ساتھ خوشحالی اور محنت ساتھ عیش کے مبدل ہوئی اور جہان نے جوانی از سرنو حاصل کی اور اعظم شاہ نے امرائے بزرگ کے اتفاق سے بجائے پدر سریر فرماندہی پہ قدم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سعید اختیار کرکے تغلق آباد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر مین خوشی کے نقارہ بجوائے اور آئینہ بندی ہوئی اور کوچے اور بازار آراستہ کیے اور قرص زر سرخ وسفید ہاتھیون پر لادکر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ وبازار اور کوٹھون پر اسقدر لٹائے کہ اکثر فقرائے دہلی اُس روز سے گدائی سے مستغنی ہوئے اور بقیۃ العمر بفراغت بسر کی اور وہ بادشاہ عالی ہمت تھا چاہتا تھا کہ ہفت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہو اور میرا حکم جن وپری پہ نافذ ہووے اور ربع مسکون پر میرا ایک نفر ضبط وربط رکھے اور اگر اسلام مورد نہ مانع ہوتا دعوی انا ربکم الاعلی کرتا ایسا سخی تھا کہ فقیہ کو خزانہ دیتا اور اُسکو بھی حقیر جانتا یعنے مین نے اسے کچھ ندیا اور بخشش مدت العمری حاتم ومعن عطائے کمترین ایک روزہ اُسکی تھی اور بذل اور ایثار کے وقت غنی اور فقیر آشنا اور بیگانہ اُسکی نظر ہمت مین یکسان دکھلائی دیتے تھے تتارخان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ستارگانون کا والی کیا تھا اور برادر خواندہ اُسکا ہوتا تھا اُسکو بہرام خان خطاب دیکر ایک روز مین سو زنجیر فیل اور ہزار گھوڑے اور ایک کروڑ اشرفی اور چتر دور باش مرحمت فرمایا اور ولایت بنگالہ اور ستارگانون اُسکے تفویض کی اور نہایت تعظیم وتکریم سے اسطرف روانہ کیا اور ملک سنجر بدخشانی کو اسی لاکھ روپیہ اور ملک الملوک عماد الدین کو ستر لاکھ تنکہ اور مولانا عضد الدین اپنے اُستاد کو چالیس ہزار تنکہ ایک روز مین بخشے اور مولانا ناصر الدین کامی کو جو ملک الندما تھا ہر سال لاکھ تنکہ دیتا تھا اور ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور فاضل ودانشمند وخوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنکہ دیتا تھا اور غزنین کے قاضی کو بھی اسیقدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے حوصلہ مین نہ سماوے اور جیسا کہ نظام الدین احمد بخشی نے تحقیق کیا کہ اس تنکہ سے مراد نقرہ ہے اور کچھ مس بھی اسمین شریک تھا اور اس ایک تنکہ کے سولہ مس پل یعنے تانبے کے پیسہ دیتے تھے اور اُسکی بادشاہی مین اول سے آخر تک علما اور کبرا اور اہل ہنر اور کشتی شکستہ اُسکے عواطف اور مراحم کی اُمید مین عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان مین آتے تھے اور اس سے زیادہ ترکہ تصور کرتے تھے مورد انعام اور نوازش ہوتے تھے اور زنان بیوہ اور مفلسون اور ضعیفون کو جو اطراف واکناف سے اُسکی خدمت مین حاضر ہوتی تھی زر نقد دیتا تھا اور جو شخص وطن کیطرف میل کرتا تھا وظائف مقرر کرتا اور تقریر فصیح اور شیرین کلامی مین بے نظیر تھا اور مکاتبات اور مراسلات عربیہ وفارسیہ قلم برداشتہ اور بدیہہ لکھتا تھا کہ منشیان عطارد رقم اسمین حیران رہتے تھے اور ایسا خوشنویس اور خطاط تھا کہ استاد اُسے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع ضوابط جہانداری مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور جودت فہم اور حدت ذہن مین علم امتیاز بلند کرتا تھا اور بدیہہ ساتھ محاسن اور رذائل شخص کے حکم کرتا اور قبل تکلم متکلم سے اُسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اس درجہ رکھتا تھا کہ مدت العمر مین

جو کچھ ایکبار سنتا فراموش نکرتا حکایات اور داستان شاہنامہ اور قصۂ ابو مسلم اور امیر حمزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم معقول خصوصاً علم طب اور حکمت اور نجوم اور ریاضی اور منطق مین مہارت تمام رکھتا تھا اور بیمارونکا معالجہ کرتا اور تشخیص مرض وغیرہ مین اطبای عصر سے بحث مطالب عالمانہ کرتا اور الزام دیتا اور ایام شاہی مین بھی اکثر اوقات صرف معقولات و فلاسفیون کرتا اور سعد منطقی اور عبید شاعر اور نجم الدین انتشار اور مولانا علیم الدین شیرازی اور علمای حکیم طبیعت سے ہم صحبت ہوکر کتب متقدمین کے حرف درمیان لاتا اور یہ عبید بعبید شاعر مشہور تھا اور ہزال اور شاعر بیباک اور الحادی تھا اور سلطان ساتھ نقلیات کے چندان صفائی نرکھتا تھا اور فقہا اور ارباب منقول کو اسکی مجالس مین چندان راہ نہ تھی و نقلیات سے جو کچھ تطبیق اسکے ساتھ عقلیات کی متصور ہوتی تصدیق کرتا تھا اور شعر فارسی نہایت خوب کہتا اور قدما کے شعر بخوبی تمام سمجھتا اور شجاعت مین بھی اپنا شبیہ اور نظیر نرکھتا تھا اور ہمیشہ ہمت والا نہمت اسکی اسمین مصروف تھی کہ ایک ولایت تازہ قبضۂ تصرف مین لاوے اور اسی سبب سے اکثر ایام شاہی اسکی لشکر کشی مین گذرے اور اس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہین کسواسطے جامع اضداد تھا اور اسے یہ بھی تمنا تھی کہ سلطنت حضرت سلیمان کی مانند باصدار احکام شرعی اور ملکی کرے اور بھی پیروی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرکے پانچون وقت کی نماز ادا کرتا اور نوافل اور مستحبات مین قیام کرے کوئی مسکر نہ کھاتا اور زنا لواطہ یعنے لونڈہ بازی اور جمیع چیزون سے کہ اسمر حرمت اسپر جاری ہو دے پرہیز کرتا لیکن بعد سیاست اور خونریزی ناحق اور تشدید اور تعذیب بندگان خدا مین بیباک تھا اور اس بارہ مین شرع اور عقل کے خلاف کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ جہان کو خلق خدا سے خالی کرے اور کوئی ہفتہ ایسا نہوتا تھا کہ موحدان اور مشائخ اور سادات وصوفی وقلندر اور نویسندہ اور لشکریون پر سیاست نفرماتا اور خونریزی نکرتا اور اوائل جلوس مین امرا اور ملوک اور اعوان اپنے کو موافق اور متفق تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو القاب اور جاگیر مین مقرر کین اور ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو اپنی طرف سے باربک کا نائب کیا اور ملک بیدار خلجی کو قدر خان خطاب دیا جب شاہ ناصر الدین فوت ہوا تھا لکھنوتی کی جاگیر اسے مرحمت فرمائی اور قتلغخان کو کہ اس سے قرآن شریف اور بعض کتب فارسیہ سے پڑھی تھین اور خط کی بھی مشق اس سے کی تھی شغل وکالت اسے ارزانی رکھا اور ملک مقبول کو لقب عماد الملکی سے سرفراز کرکے وزیر الممالک کیا اور احمد ایاز کو خواجہ جہان خطاب دیکر گجرات کا سپہ سالار کیا اور ملک مقبل کو خانجہان خطاب دیکر گجرات کا وزیر کیا اور محمد ابن قتلغخان کو الپ خان خطاب عنایت فرمایا اور ممالک گجرات سے جاگیر دی اور ملک شہاب الدین کو ملک افتخار خطاب دیکر نوساری اسکی جاگیر مقرر کی اور ابتدای سلطنت مین کہ ہنوز امور مملکت نے مضبوطی تمام پیدا نہ کی تھی کہ ترمشیرین خان بن داؤد خان حاکم الوس جغتائی کہ شجاعت رستم اور عدالت کسری اسکی ذات مین جمع تھی اور بادشاہ مسلمانون کا تھا مع افواج افزون از قطرات باران اور برگ درختان لیکر ہندوستان کی تسخیر کا عازم ہوا اور ۷۲۷ھ سات سو ستائیس ہجری مین اس مملکت مین داخل ہوا اور لمغان اور ملتان دروازہ دہلی تک بعض کو تاخت وتاراج کیا اور بعض بہ قبول دامان متصرف ہوا تھا ہر اس طبقہ کو لشکر گاہ اپنا بنایا اور سلطان محمد تغلق شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صرفہ نہ دیکھکر راہ عجز اور انکسار اختیار کی اور ایک اہل اعتبار سے سفیر کرکے نقود اور جواہر اسقدر کہ ترمشیرین خان کی سبب تسلی خاطر ہو پیشکش کیا اور ساتھ اس عوض وناموس کے مملکت اپنی مول لیکر ایسا کیا کہ ترمشیرین خان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا لیکن گجرات کیطرف جاکر اس ولایت کو کہ سر راہ تھی نہب وغارت کیا اور مال ایک عالم کا ہاتھ مین لایا اور بندے بہت لیکر سند اور ملتان کے

دستہ سے سامنا غانحا اپنے وطن کیطرف مراجعت کی اور ضیاء برنی نے روزگار کے ملاحظہ سے اس واقعہ کو اپنی تاریخ مین مرقوم نہ کیا
اور بادشاہ محمد تغلق شاہ اسکے بعد لشکر کی ترتیب اور ضبط ملک کی فکر مین ہوا اور ولایت دور دست مانند دھور سمند
اور معبر اور کنبلہ اور ورنگل اور لکھنوتی اور جیب گانوئن اور ستار گانوئن اور مواضع قریبۂ دہلی کو مضبوط کیا اور ولایت کرناٹک طولاً
اور عرضاً دریاے عمان کے ساحل تک تصرف مین آئی اور بعضے تعلقو کی نسبت وہانکے راجہ متعہد خراج ہوکر سال بسال واصل خزانہ
کرتے تھے اور کسی متمرد اور سرکش کو یہ قدرت نہ تھی کہ نیم درم مال دیوانی سے بطریق اخفا یا تمرد نگاہ رکھے اور تمام مقدم اور
راجہ اور زمیندار ممالک محروسہ اسکی خدمت کا زین پوش اپنے دوش پر لیکر مال واجب سرکار ادا کرتے تھے اور اسقدر اموال اطراف
سے پہونچتا تھا کہ باوجود کثرت بذل سلطان محمد کے کسی وجہ سے خزانہ مین کمی ظاہر نہوتی تھی لیکن اواسط اور اواخر
سلطانی مین باوصف ایسی مضبوطی کے ایسا تزلزل واقع ہوا کہ گجرات کے سوا دیگر بلاد مذکورہ سے کوئی اُسکے تصرف مین
نرہا اور باعث انحراف ملک و دولت چند چیزین تھین اول خراج درمیان دوآب کے زیادہ کرنا دوسرے سکہ تانبے اور کانسے
کا بجاے نقرہ رواج دینا تیسری تین لاکھ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماورا والنہر کے عزم تسخیر مین ترتیب کرنا اور
خزانہ عامرہ صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سوار آراستہ کرنا اور ہمراہ اپنے بھانجے خسرو ملک کے کوہ قراچل کیطرف کہ اُسے ہماچل بھی
کہتے ہین بھیجنا پانچوین اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خراج کی حکایت یون ہے کہ بعض امور ولین تصور
کرکے خراج مملکت میان دوآب ایک روپیہ کی جگہ تگنا چوگنا مقرر کیا پس یہ امر استیصال رعایا اور تمرد رعایا کا سبب
ہوا کار زراعت وکشتکاری معطل رہا اور امساک باران بھی دو تین برس تک ساتھ اس حالت کے ہمقرین ہوا اور قحط
عظیم دہلی مین پڑا ایسا کہ اکثر مکانات خراب اور ویران ہوئے اور جمعیت مختل ہونے سے کار بادشاہی مین خلل عظیم واقع ہوا
اور قصہ زر مس کا یہ ہے کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند اقالیم سبعہ کو مسخر کرے لیکن حشم و خزائن ساتھ اسکے وفا نکرتا تھا
پس تحصیل کیواسطے یہ مقصود سکہ مس سے پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ مملکت چین مین زر چاو رائج ہے ہندوستان مین
بھی زر مس کو دار الضرب مین سکہ مارین اور بجاے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیوین اور خرید و فروخت مین معمول رکھین
اور چاو کاغذ کا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا اُسپر نقش کرتے تھے اور خلق اس دینار کی بجاے تنگہ طلا و نقرہ صرف کرتی تھی
لیکن اس معاملہ نے ہند مین صورت نہ باندھی ہندوان ممالک تمام مبالغ مس سے دار الضرب مین لاتے تھے اور سکہ
مارکر لاکھوں اور کروڑوں بہم پہونچاتے تھے اور امتعہ اور اسلحہ خرید کرکے اطراف مین بھیجتے تھے اور تنگہاے زر و نقرہ کے
عوض بیچتے تھے اور زرگرون نے بھی سکہ بادشاہی کی تقلید کرکے اپنے مکانون مین سکہ گڑھتے تھے اسواسطے چند عرصہ کے
بعد ایسا ہوا کہ یہ حکم ممالک دور دست کے حکام نے قبول نکیا اور تمرد و سرتابی کی پھر رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ تختگاہ اور مواضع
قریبہ مین بھی سکہ مس درجہ اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے نادم ہوا جو چارہ نہ رکھتا تھا حکم
کیا کہ جو شخص سکہ مس رکھتا ہو خزانہ مین داخل کرے اور اُسکے عوض سونا اور چاندی لیوے کہ شاید اس تقریب سے تنگہ مس
اعتبار قبول کرے اور داد و ستد مین رواج بہم پہونچاوے لیکن خلق نے تنگہ ہاے مس کو سنگ وکلوخ کے مانند اپنے مکانون مین
ڈالا تھا خزانہ مین لاکر اُسکے عوض مین تنگہ ہاے زر و نقرہ لیگئے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ مسی بدستور بے رواج رہا اور سلطنت
مین فتور عظیم پیدا ہوا اور اندیشۂ باطل تسخیر ربع مسکون مین سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب امیر نوروز داماد
ترمشیرین خان جو بادشاہ شاہزادہ چغتائی تھا بہت امراے ہزارہ اور صدہ سی اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان مین آیا

اور سلطان محمد شاہ کی نوکری اختیار کی اور عراق اور خراسان نے بھی شاہزادے اور امرا اور سُوسا ملازمت مین پہونچے انھون نے
تسخیر ایران اور فتح توران بسہولت تمام ظاہر کیا ہرآئینہ سلطان محمد عزیمت جہانگیری کر کے ان لوگونکو کہ اُسطرف سے آتے تھے
تالیف قلوب کے واسطے نگاہ رکھتا تھا اور زر دیتا تھا علاوہ اسکے سپاہ سرحد و نیز کہ حفاظت مملکت فرو ہے تین لاکھ اور ستر
ہزار سوار نگاہ رکھے اور گھوڑے داغ کیے پہلے بحال ہوا جب اُنکا خزانہ سے وصول ہوا جب فرصت اُس سے نہوئی کہ اُس
لشکر کو کام فرماوے اور مملکت تازہ تسخیر کرے تو تنخواہ فوج وہانسے پہونچے یا کوئی ایسی غنیمت ہاتھ آوے کہ سپاہ کی تسلی ہووے
ہرآئینہ خزانہ خالی ہوا دوسرے سال لشکر متفرق ہوا اور بیرونقی تمام کار بادشاہی مین ظاہر ہوئی اور اندیشہ بھیجنے لشکر کا کوہ ہماچل
مین یون ہے کہ سلطان کو فکر تسخیر ولایت چین دہماچل جو ولایت چین و ہند کے درمیان مین واقع ہے ہوئی چنانچہ ۷۳۸ھ
سات سو اڑتیس امراے نامدار اور سرداران آزمودہ کار اور لاکھ سوار کار آمدنی اپنے بھانجے خسرو ملک کے ہمراہ کر کے
رخصت فرمایا کہ اول کوہستان ہماچل اپنے تصرف مین لاوین اور جس مقام مین ضرور جانین قلعہ باندھکر اور لشکر چھوڑکر
آگے بڑھین اور سرحد چین مین پہونچکر اس سرحد مین ایک قلعہ نہایت رفیع اور مستحکم بنا کر کے اقامت کرین اور ولایت
ہماچل کا انتظام بخوبی تمام کر کے عرضہ اشت درگاہ سلطانی مین ارسال کرین اور جب حضور سے دوسرا لشکر کمک کو
پہونچے تدریج یعنے آہستہ آہستہ آگے بڑھکر چین کے لینے کے درپے ہوون ہرچند ارکان دولت نے کنایۃً اور تصریحًا عرض کیا
کہ یہ فکر مناسب نہین ہے اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ بادشاہان ہندوستان ایک گز زمین اس ممالک سے اپنے مین لائے ہون
اُسنے قبول نہ کیا اور جو خسرو ملک اور امراے بیچارہ کہ اطاعت کے سوا چارہ نرکھتے تھے روانہ ہوئے اور کوہستان مذکور
مین داخل ہوے اور جاہاے مناسب مین قلعے تعمیر کیے اور ایک جماعت سوار و پیادہ مقرر کر کے آگے بڑھے اور جب
بست کوہ ہاے ہماچل سے طے کر کے حوالی شہر ہاے سرحد چین مین پہونچے اور شوکت و عظمت شاہ چین کی مشاہدہ کی اور
محکمی حصار اور راہ ہاے دشوار گذار اور نایابی علف کا اپنے دلین خیال کیا خوف وہراس انکے دلون پر ایسا مستولی ہوا
کہ عازم مراجعت ہوئے اور اسواسطے کہ ایام برسات ہو چکا تھا اکثر راہین زیر آب ہو کر معدوم ہوئین تھین اور راستہ برآمد
ہونیکا معلوم نہ تھا دامن کوہ پکڑ کر سراسیمہ جاتے تھے مردم کوہستانی فرصت پاکر مسلمانون کے قتل مین مشغول ہوئے
اور آثار قحط ظاہر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد اہل اسلام بہزار مشقت ایک صحراے وسیع مین پہونچے جو اس تمام
ہولناک کو طے کر چکے تھے استراحت کیواسطے وہان توقف کیا قضارا اُس شبکو باران عظیم برسا لشکر گاہ کے دور کو
اسطرح پانی نے گھیرا کہ گھوڑے اور آدمی پیرنے سے متعذر ہوئے خسرو ملک اور تمام آدمی دس پندرہ روز آذوقہ اور
قوت لایموت کی نایابی سے ہلاک ہوئے اور ایک جماعت کہ اس لشکر سے کچھ فاصلہ پر فروکش ہوئی تھی ہندوستان
کیطرف راہی ہوئی اور ہماچل کے باشندے اس قضیہ سے مطلع ہو کر کشتیون پر سوار ہوئے اور اُسمقام مین جاکر امتعہ اور اسلحہ
دواب و فروش کر کے مستغنی ہوئے اور وہ لوگ کہ سرراہ پانی کے واسطے خسرو ملک نے چھوڑے تھے اُنھین ایسا قتل کیا کہ اُنین سے ایک
متنفس نہ بچا اور تھوڑے سے کہ سات ہزار آدمی قتیل کے سلامت پھرے وہ بھی سلطان محمد شاہ کی تیغ قہر مین گرفتار ہوگئے اور جو
قصہ سفاکی بادشاہ اور مقتولی سپاہ و رعیت کا ضمن واقعات سابق سے واضح ہوتا ہے اسواسطے ذکر اُسکا علیحدہ نہ کر کے
ہندوستان دہلی کے شکستہ ہونیکی تحریر کرتا ہے وہ یون تھی کہ بہاؤالدین سلطان محمد شاہ کا چچیرا بھائی المخاطب بگرشاسپ
جو امراے کبار سے تھا اور ولایت ساغر کہ جملہ ممالک دکن سے ہے جاگیر رکھتا تھا مہمات سلطنت کی بے رونقی دیکھکر سروری

کے حاشیہ مین پڑا اور استحکام قلعہ سانہ اور کثرت خیل اور لشکر پر فریفتہ ہوکر سر اطاعت سے پھیرا اور اکثر امراے دکن کو اپنا یار کرکے تمام
معمورہ دکن کو اپنے قبضہ مین لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امرا کہ ساتھ اُسکے متفق ہوئے تھے تاب مقاومت نہ لاکر ذلیل و خوار
ہوکر بھاگے اور مندو اور شادی آباد مین جاکر دم لیا اور جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خواجہ جہان کو مع چند امراے پایۂ تخت
اور تمامی لشکر گجرات اُسکے دفع کیو اسطے مامور کیا اور خواجہ جہان جب دیوگڈھ مین پہونچا گرشاسپ نے بھی لشکر آراستہ کرکے
اُسکا سامنا کیا دیوگڈھ مین طرفین سے آتش کارزار افروختہ ہوئی جو اثناے جنگ مین خضر بہرام کہ امراے کلان گرشاسپ سے تھا
اس سے روگردان ہوکر خواجہ جہان سے جاملا ایک فتور عظیم نے اُسیر راہ پائی اور خواجہ جہان قوی ہوا گرشاسپ نے توقف مناسب
نہ دیکھا ایکبارگی میدان وغا سے مُنھ پھیرا اور ایسا بھاگا کہ ساغر تک کسی مقام مین نہ ٹھہرا اور چند روز کے بعد لشکر خصم کے تعاقب سے
وہان بھی توقف میسر نہوا اپنی اہل و عیال لیکر کنبیلہ مین کہ ممالک کرناٹک سے ہے دروہا نکا راجہ اسکا دوست اور مجیب
تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ مین بادشاہ بھی دہلی سے دولت آباد مین آیا خواجہ جہان کو مع لشکر گران حوالی کنبیلہ پر
کیا خواجہ جہان نے دو مرتبہ گرشاسپ سے شکست پائی لیکن اسکے بعد جو کہ لشکر قاہرہ مجدداً دیوگڈھ سے اُسکی مدد کو پہونچا
تیسری مرتبہ غالب آیا راے کنبیلہ کو دستگیر کیا اور گرشاسپ ہلال دیوکے سکن کیطرف بھاگا ہلال دیو لشکر اسلام کے
تعاقب سے مضطر ہوا اور گرشاسپ کو گرفتار کرکے خواجہ جہان کے پاس بھیجا اور آپکو دو لتخواہان سلطانی سے شمار کیا
خواجہ جہان نے گرشاسپ کو مقید کرکے درگاہ سلطانی مین روانہ کیا سلطان نے اسکا پوست کھچوا کر بھوسہ بھروا کر
شہر مین تشہیر کرکے یہ منادی کروائی **بیت** ہر آنکو بتابد سر از شہریار ہمہ زینت ہمین است انجام کار اسوقت سلطان
کی راے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسمان ساے کے زیر سایہ آئے ہین کسی ملک مین دار الملک مقرر
کرنا چاہیے کہ بسبب اُسکے اطراف مملکت سے پہونچنا اخبار خیر و شر اور صلاح و فساد کا ممالک محروسہ کی جہات سے
ساتھ دار الملک کے علی السویہ ہوا اور جو کسی دیار مین ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت میں کوئی مرض پیش آوے جلد سر اسیمہ
تدارک اور علاج مین قیام ہو سکے مرضکہ دانایان درگاہ نے جو عرض و طول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر اوجین کہ نگاہ
کیو اسطے پسند کیا اور عرض کی کہ جو باعتبار طول و عرض وسط ہند مین واقع ہے بکرماجیت کھتری نے اسو اسطے اسے اپنا
دار الملک بنایا تھا اور بعض مردم حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھکر عرض کی کہ دیوگڈھ مندرسئے وسط مین واقع ہے
بادشاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا ہمسایگی دشمنان قوی مثل شاہ ایران و توران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہوکر حکم
دیا کہ دہلی کو جو رشک مصر تھی اُجاڑ کر دہانکی خلقت صغیر و کبیر نوکر و غیر نوکر ہو نب اور ذکور کوچ کرواکر دیوگڈھ مین لادین
اور آباد کرین اور اکثر لوگون کو زاد و راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دو اور ہر منزل پر مابین دولت آباد اور دہلی کے ایک سرا
تیار کراؤ اور اُسکے راستے دو رویہ اشجار سایہ دار لگاؤ تو مسافرین آرام سے آمد و شد کرین اور شہر دیوگڈھ کا دولت آباد
نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیوگڈھ کے گرداگرد خندق کھدوائے اور دولت آباد بالا گھاٹ اور ملورہ کے
قریب باغات اور حوضہات بزرگ یعنے تالاب بنوائے اور اس تغیر و تبدل سے کہ رعایا اور برایا کے حال پر راہ پایا مہمات
ملکی مین تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجہ حسن دہلوی اُسوقت دولت آباد مین کہ آیہ کریمہ اَلَّتِی لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ اسکی شان مین
وارد ہے فوت ہوکر وہان مدفون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوشی ہوائی مین کچھ نقص نہین رکھتا تھا اسمین فقط
یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اُسکے بعد کہ بادشاہ گرشاسپ کے سبب سے مطمین ہوا

اور خسرو و بزرگ دہلی کے برآمد ہو کر دولت آباد میں ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نہضت کر کے قلعہ کندانہ کی تسخیر
میں جو قبیر کے اطراف میں واقع ہے متوجہ ہوا اور ناگ نایک نے جو کولیان کا سردار تھا اور قلعہ کیواسطے قیام کر کے جنگہاے مردانہ اور
حرب رستمانہ کی اور آفرین اور تحسین کی نداز بلکہ و آسمان سے سُنی اور وہ قلعہ ایک کوہ مرتفع کی چوٹی پر واقع ہے اور استواری
میں ساتھ فلک البروج کے دم برابری کا مارتا ہے اور کمند اوہام حکام صاحب اقتدار اُسکے کنگرہ کے پہونچنے سے اظہار
عجز کرتی ہے اور سلطان آٹھ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم رہا اور ... ما طہ بنانے اور مغربی نصب کرنے میں سعی بلیغ اور جہد
موفور بیس ہونچائی ناگ نایک نے مضطرب اور بیچارہ ہو کر امان طلب کی اور قلعہ سپرد کر کے امرائے بزرگ میں منتظم ہوا اور بادشاہ
نے مظفر اور منصور ہو کر دولت آباد میں نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور زمانہ ساتھ مقصود ملی کے گذرا اس درمیان میں
لاہور سے خبر پہونچی کہ ملک بہرام ابیہ حاکم ملتان نقارہ خصومت کا بجا کر مملکت پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہے اور جمعیت عظیم
بہم پہونچا کر ملک گیری کا دعوی رکھتا ہے اور بیان اس واقعہ کا یوں ہے کہ بادشاہ محمد نے جب دولت آباد کو پایہ تخت اپنا بنایا
وزیر امرا اور منصب داروں کو فرمایا بھیجے کہ اپنے زن و فرزند دولت آباد میں بھیجکر مکان تیار کروا دو اسواسطے علی نام ایک
محصل کو مقرر کر کے ان کو بہرام ابیہ کی ملتان کیطرف کیا اور جسطرح کہ رسم محصلوں کی ہے درشتی بہت کی اور کلام موحش قسم تہدید
اور وعید سے مذکور کیے اور داماد بہرام ابیہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہو کر متوجہ دیوانخانہ بہرام ابیہ کا تھا کہ علی محصل نے
اُسکے پاس پہونچکر کہا اسواسطے اپنے سرکار کو دولت آباد میں نہیں بھیجتا شاید تم بھی اپنے خیال حرامزادگی کا رکھتا ہے اُسنے کہا
حرامزادہ وہ ہے کہ جو ... کہتا ہے وہ جو ... میں بیٹھا ہے اور حکم بادشاہی کی تعمیل نہیں کرتا ہے آخر اس مقدمہ میں رد و بدل درمیان انکے
منعقد ہوئی کہ نوبت ساتھ اس انتہا کے پہونچی کہ علی نے مو... سر بہرام ابیہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھونسے رسید کیے
اور اسنے کسی نہ کسی طرح سے اپنے بال اُسکے ہاتھ سے چھڑا لئے اور علی یعنے محصل کو زمین پر دے مارا اور اُسکے ایک سپاہی نے اسکے اشارہ کے
موافق اُسکا سر تن سے جدا کر کے شہر میں پھیرایا بہرام ابیہ جب اس سانحہ سے آگاہ ہوا سلطان محمد تغلق شاہ کے خوف قہر و غضب سے
بغاوت اور طغیان کے سوا چارہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع منحصر اپنی توجہ پر جانکر دولت آباد سے نہضت فرمائی اور لشکر
فراہم کر کے ملتان گیا اور بہرام ابیہ بھی ایک لشکر مور و ملخ سے زیادہ جمع کر کے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب صعب کے
بعد کہ خلق بیشمار دونوں طرف سے ہلاک ہوئی ہزیمت شامل حال اُس کافر نعمت کے ہوئی بادشاہ مظفر ہوا اور چاہا کہ ملتان کو قتل
عام کرے شیخ رکن الدین سلطان کے دیکھنے کو آئے لوگوں کی شفاعت کی سلطان نے اُنکی شفاعت کے موافق ملتانیوں کے قتل سے
درگذرا اور قوام الملک نامے کو وہاں کی حکومت پر منصوب کیا اور اُسوقت ایک جماعت بہرام ابیہ کے تعاقب میں نامزد ہوئی تھی
سر اُسکا جدا کر کے ملتان میں لائی پھر بادشاہ نے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جو لوگ اطراف کے کہ ساتھ تکلیف کے یہاں
ہوئے تھے پراگندہ ہوئے بادشاہ دو برس وہاں رہا اور ہمت دولت آباد کی تعمیر پر مصروف فرمائی اور اپنی والدہ مخدومہ جہاں کو
مع سائر حرم اور سپاہی دولت آباد میں روانہ کیا اور ایک آدمی دہلی کا کہ وہاں کی آب و ہوا سے خوگر تھے اپنے ساتھ نہ رکھا سبکو
دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطرح سے ویران ہوئی کہ آواز کسی متنفس کی گھوڑا اور ... اور جانور صحرائی کے سوا کانوں میں نہ پہونچتی تھی
... صلوات میں ... ہو جہات میں دوآب کا بندوبست ... طلب تھا وہاں کی رعایا اور مقدموں نے آگ اپنے مکانوں اور کھلیانوں میں
لگا کر مواشی اپنے لیکر جنگلوں اور پہاڑوں میں داخل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ ضلعدار اور حکام وہاں کے ہاتھ قتل و غارت میں
دراز کریں جسکسیکو پاویں تیغ بیدریغ سے ہلاک کریں باشندہ درگو زمین اس سبب سے ولایت درمیان دوآب کے خراب اور

ویران ہوئی متردد مین خوف اور نا امنی کے سبب تردد سے باز رہے لشکری کہ زن و فرزند اُنکے دولت آباد مین آباد ہونے تھے حیران اور سرگردان ہوئے الغرض ایسا کام ابتدائے آفرینش سے اُسکے عہد تک کسی جہاندار نے نہ کیا تھا اور سب سے طرفہ یہ کہ بادشاہ خود برسم شکار باہر گیا اور چہار بار رعایا کو ہلاک اور غارت کرنے کے حکم دیا کہ اُنکے سر قلعے کے کنگرون پر آویزان کروا ہلکار حسب الحکم عمل مین لائے اور اسیطرح سے قنوج مین جاکر وہانسے صوبہ تک ایک عالم کا عالم قتل کیا اسوقت مین ایک نوکران قدر خان سے کہ اُسے ملک فخر الدین کہتے تھے بعد فوت بہرام خان کے بنگالہ مین بغاوت پر کمر باندھی تھی قدر خان کو قتل کرکے لکھنوتی کے خزانون پر بھی متصرف ہوا اور لکھنوتی اور ستارگانون اور سنارگام کو اپنے قبض و دخل مین لایا اور بادشاہ ابتک قنوج کے قتل و غارت سے فارغ نہوا تھا کہ معبر سے خبر پہونچی کہ سید حسن پدر سید ابراہیم خریطہ دار معبر مین باغی ہوا اور وہانکے امرا کو قتل کرکے اس ولایت پر متصرف ہوا ہے سلطان فخر الدین کے معاملہ کو موقوف رکھکر شہر مین آیا ابراہیم خریطہ دار اور اقربائے سید حسن کو گرفتار کرکے قید کیا اور لشکر ترتیب دیکر سنہ ۷۴۲ سات سو بیالیس ہجری مین معبر کیطرف نہضت فرمائی اور دیوگڑھ مین پہونچتے ہی وہانکے عمال اور مزارع سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ انمین کے اکثر نے شدت مطالبات سے جان دی تھی چنانچہ اُس ولایت مین بھی اضافہ گران رکھکر محصل تیز اور تند مقرر کیے اور اُسکے بعد خواجہ جہانکو دہلی کیطرف بھیجکر خود بقصد دفع فتنہ سید حسن تلنگ کے راستہ سے معبر کے سمت روانہ ہوا جب ارنکل مین پہونچا سلطان دس دن سے وبا عالم گیر تھی اکثر آدمی اُس مرض مین مبتلا ہوئے اور چند سردار نامی اور معتبر نے وفات پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب اور عماد الملک وزیر کو وہان چھوڑکر خود دولت آباد کیطرف علم معاودت کا بلند کیا جسوقت کہ حوالی قصبہ بیر مین پہونچا درد دانتون مین پیدا ہوا ایک دانت اسکا گر پڑا اور اسی مقام مین دفن کرکے ایک گنبد اُسپر تیار کیا چنانچہ ابتک وہ گنبد موجود ہے اور ساتھ گنبد دندان سلطان تغلق کے شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ جب پٹین مین پہونچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ولایت بیدر اُسکے حوالہ کی اور جاگیرات اس نواح کی بتعداد کرور تنگہ مقاطعہ اسکو دیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قتلغخان اُستاد کے تفویض فرمائی اس واسطے کہ حرف حرامخواری شاہو افغان مذکور تھا پھر بحالت مرض پالکی مین سوار ہوکے دہلی کیطرف عازم ہوا اور حکم دیا کہ باشندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد مین ساکن ہے اگر چاہے یہان آوے وگرنہ دولت آباد مین استقامت کرے پس اکثر بسبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی مین آگئے اور ایک جماعت ولایت مرہٹ مین سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان وہانسے روانہ ہوا تمام ولایت مالوہ اور قصباتی کو کہ دہلی کے راستہ کیطرف تھے امساک باران سے قحط کے سبب خراب اور پریشان دیکھا اور بایگانی کہ راہ پر چوکی منسوب تھی سبکو برخاستہ پایا اور جب دہلی مین پہونچا اُسے بھی خراب دیکھا اور قحط اس نہایت کو پہونچا کہ سیر بھر غلہ سترہ درم کو میسر ہوتا تھا اور اکثر مویشی اور مردم ہلاک ہوئے بادشاہ نے بعد از خرابی بسیرہ واسطے آبادانی ولایت اور تکثیر زراعت کے توجہ کرکے چند روز ترک سیاست کی اور خلق کو خزانہ سے زر دیکر کھودنے چاہ اور کشت اور زراعت کی تحریص کی لیکن خلائق از بسکہ خراب اور مضطر تھی بارہ جو کچھ بطور تقاوی پایا تھا اپنے ماکولات مین صرف کیا در بارہ دوسرے صرف چاہ و زراعت مین کیا لیکن بسبب امساک باران کے کنوئین کا پانی مفید نہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہونچی اس درمیان مین شاہو افغان نے طبل مخالفت علانیہ ملتان مین بجایا اور بہزاد نائب ملتان کو قتل کیا قوام الملک کو ملتان سے دہلی کیطرف بھگایا اور بادشاہ نے دہلی سے سامان لشکر درست کرکے ملتان کی سمت نہضت فرمائی ایک منزل مسافت قطع نہوئی تھی کہ والدہ اُسکی

مخدومہ جہان کہ نظام والتیام تمام خاندان تغلق شاہیہ ساتھہ اسکے وابستہ تھا دہلی مین رحمت حق سے واصل ہوئی سلطان محزون اور ملول ہوا اور حکم دیا تو اعیان سلطنت نے شہر مین اُس مرحومہ کی روح پر فتوح کیواسطے طعام اور صدقات دیے اور خود روانہ ہوا جب ملتان کے قریب پہونچا شاہو افغان نے عریضہ مشتملبر ندامت اور اپنی بازگشت کے بھیجا اور خود ملتان چھوڑ کر افغانستان مین گیا بادشاہ راہ سے معاودت کر کے دہلی مین آیا اور دہلی مین قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے بہت روپیہ خزانہ عامرہ سے دیا تو کنوئین کھودین اور کشتکاری مین مشغول ہون لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی باران کے سبب سے تقصیر اور اہمال کرتے تھے اور سیاست مین پہونچتے تھے اُسوقت مین ایک گروہ مندہران اور جہان میانہ کوہستان کہ رہزنی منام اور سمانہ مین تھے تمرد کر کے جنگلون عظیم مین در آئے اور مکانات بنوا کر مقیم ہوے اور ہاتھ مالگذاری سے کھینچے بادشاہ نے بمدافعت انکے لشکر کھینچکر مکانات اُنکے کہ اصطلاح ہند مین مندل کہتے ہین منہدم کیا اور انکی جمعیتون کو پریشان کیا اور انکے سردارون کو ہمراہ لیکر شہر مین جگہ دی اور سنہ سات سو تینتالیس ہجری مین ملک چندر کہ سردار کھکران کا تھا اُسنے علم مخالفت بلند کر کے حاکم لاہور یعنی ملک تاتار خان کو قتل کیا سلطان نے خواجہ جہان کو اسکے دفع کیواسطے بھیجا اُسنے کھکران کو مخذول اور منکوب کیا اور چونکہ بادشاہ کے متمکن ہوا تھا کہ سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نہین ہے اور ہمیشہ اس اندیشہ مین تھا کہ اجازت حاصل کرے اس درمیان مین سنا کہ حکام مصر نے واسطے ایک مصلحت کے ایک دودمان عباسی سے کسیکو مسند خلافت پر بٹھایا ہے پس اسیوقت باتفاق کمال الملک غائبانہ بیعت ساتھہ اُس خلیفہ کے کر کے بجاے اسم اپنے نام خلیفہ کہ سکہ مین ضرب کیا اور شہر مین نماز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین مہینے دو ذات عریضہ لکھنے مین صرف کر کے مرسول رکھا اور سنہ ۷۴۴ سات سو چوالیس ہجری مین حاجی سعید صرصری ہمراہ ایلچی بادشاہ آ کر فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما اور مشائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ کروہ سے استقبال کر کے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور بوسے حاجی سعید صرصری کے قدمون پر دیکر چند قدم پیادہ اُسکے جلو مین گیا اور شہر مین قبے آویزان کیے اور زر خطیر فرمان پر نثار کیا اور نماز جمعہ اور عیدین کی ادا کیواسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ بنام خلیفہ پڑھکر اسامی بادشاہان دہلی کو جو خلیفہ سے اذن نرکھتے تھے خطبہ سے موقوف کیا نام باپ کا طراز جامہاے زربافت مین اور شرفات عمارات نام خلیفہ ثبت فرما کر ایک عریضہ مطول مشتملبر تواضع بے اندازہ بخط خود تحریر کیا اور ایک گوہر نفیس کہ مثل اُسکا خزانے مین نہ تھا خلیفہ کے واسطے جدا کیا اور حاجی رجب برقعی کی معیت سے مصر مین روانہ کیا اور ملک کبیر سردار جامدار کو جو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقوی اور عبادت مین نظیر نہ رکھتا تھا اور اُس سے مقرب تر کوئی نہ تھا داخل پیشکش کر کے ملک خلیفہ مین لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عریضہ اُسکے متضمن اقرار عبودیت خلیفہ مصحوب حاجی رجب برقعی کے مرسول کیا اُسوقت کشنا نایک پسر لدر دیو کہ نواحی ورنگل مین رہتا تھا جریدہ بلال دیو کے پاس جو راے عظیم الشان کرناٹک کا تھا جا کر کہا کہ مسلمانان دیار تلنگ اور کرناٹک مین داخل ہوئے اور عزیمت رکھتے ہین کہ ہمین ایکبارگی مستاصل کرین اسبارہ مین ایک فکر چاہیے کرنا بلال دیو نے جمیع اعیان مملکت کو حاضر کر کے مشورہ طلب کیا اور بعد تفکر اور امعان نظر سے قرار پایا کہ بلال دیو جمیع ممالک اپنے کو عقب چھوڑ کر خود سرحد راہ سپاہ اسلام مین تختگاہ بناوے اور معبر اور دہور سمند اور کنبلہ کو مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور کشنا نایک صرف ہمت کر کے ورنگل کو بھی کہ اس ایام مین فرصت پر جوزہ دیوان دہلی سے لیوے اور بلال دیو نے کوہستان اپنی سرحد جاے صعب مین ایک شہر نام اپنے فرزند بیجن راے کے بنا کیا کہ مشہور بیجن نگر ہوا اور رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے بیجانگر ہوا اور پیادے اور سوار

سمت ہمراہ کشنا نایک کے چلے ورنگل پر قابض ہوا اور ملک عماد الملک وزیر بھاگ کر دولت آباد میں آیا بعدہ بلال دیو نے
کشنا نایک کو کمک دیکر دو طرف سے رایان معبر اور دہور سمند کو جو قدیم الایام سے باج گذار حاکم کرناٹک تھے مسلمانوں کے تصرف سے
برآوردہ کیا اور فتنہ خوابیدہ ہر طرف سے بیدار ہوا ممالک دور دست مین گجرات اور دیوگڑھ کے سوا بادشاہ دہلی کے تصرف مین نرہا
بادشاہ اس سبب سے نہایت پریشان ہوکر خلق پر سیاست فرماتا تھا اور خلائق سیاست بادشاہ کی سننے سے متنفر زیادہ ہوئی
یہ امر سبب زیادتی فتنہ و فساد ہوا اور جو بسبب امساک باران کے فائدہ سعی و کوشش بادشاہ کا زراعت کے بارہ مین
مترتب نہوتا تھا ناچار حکم کیا کہ دروازے شہر کے کھول دو اور اُن لوگون کو کہ زجر و توبیخ سے شہر مین نگاہ رکھا ہے
رہا کرین جو کہ زندہ رہے تھے مع زن و فرزند گرتے پڑتے بنگالہ کیطرف دوڑے بادشاہ بھی قحط سے لاعلاج ہوکر شہر سے
برآمد ہوا اور پٹیالی اور کنپلہ کو طے کرکے آب گنگ کے ساحل پر اقامت کی اور فرمایا تو آدمی وہان جھاؤنی تیار کرین اور چھاونی کی
تیاری کے بعد اس موضع کا سرگدواری نام رکھا اور کڑہ اور اودھ سے غلہ وہان پہونچتا تھا اور شہر کی نسبت وہان ارزانی
حاصل ہوئی اور عین الملک جو جاگیر ظفرآباد اور اودھ رکھتا تھا اور اپنے بھائیونکے ہمراہ وہان رہتا تھا اور ہمیشہ غلہ اور
آذوقہ اور اقمشہ اور سائر ایحتاج سرگدواری مین متواتر ارسال کرتا تھا چنانچہ اس عرصہ مین کہ بادشاہ وہان رہتا تھا
نقد و جنس سے بمقدار آٹھ لاکھ تنگہ خدمت سلطان مین ارسال کیے اور سلطان کو اُسکی نسبت اعتقاد تمام پیدا ہوا اور اُسکی
حسن کفایت پر تحسین اور آفرین کی اور اُس زمانے میں کہ بادشاہ سرگدواری مین تھا چار فساد حادث ہوئے اور جلد
ساکن ہوئے اول فساد نظام مائین کا کڑہ مین ظاہر ہوا اور وہ ایک مرد کم بغلی اور یادہ گو اور ہرزہ کار تھا اس جہت سے
عہدہ مقاطعہ بر نہ آیا اور سنہ ۷۴۲ سات سو بیالیس ہجری مین باغی ہوکر اپنے تئین سلطان علاءالدین مشہور کرکے چتر سر پر
لیا لیکن قبل اسکے کہ سلطان اُسکے دفع مین مقید ہووے عین الملک نے مع اپنے بھائیون کے سپاہ لیکر کھینچا اُسکو دستگیر کیا اور سر اُسکا کاٹکر
بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور شیخ زادہ نظامی کہ خواہرزادہ سلطان اُسکے مکان مین تھا نامزد اُسطرف کے ہوا اور ایک جماعت
کہ اس فساد مین شریک نظام مائین تھی اُسکو دستیاب کرکے جزا اور سزا مین پہونچایا اور دوسرا فساد جو اس سال دکن مین حادث
ہوا وہ یہ ہی کہ نصرت خان نے تمام ولایت بیدر کو کرور تنگہ پر ٹھیکہ لیا تھا جب اُسکی ادائی سے عہدہ بر نہوسکا باغی ہوکر
قلعہ بیدر مین متحصن ہوا قتلغخان دیوگڑھ سے نامزد ہوا اور دوسرے امرا بھی دہلی سے اُسکی کمک کیواسطے تعین ہوئے
اور قتلغخان نے قلعہ بیدر کو محاصرہ کرکے نقود اُسکا قلعہ سے برآوردہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین بھیجا ابھی ایک
مہینا اس واقعہ سے نگذرا تھا کہ علی شاہ بھانجا ظفر خان علائی جو امیران صدہ سے تھا اور دولت آباد سے واسطے
تحصیل مال واجب سلطانی کے گلبرگہ کیطرف گیا تھا جب اس حدود کو عمال سے خالی دیکھا اپنے بھائیون کو کہ ایک
انہین سے حسن کانکوی تھا اکٹھا جمع کیا اور سنہ ۷۴۶ سات سو چھیالیس ہجری مین بھیرن ضابط گلبرگہ کو جو نوان معتمد سلطان سے
تھا غدر کرکے ہلاک کیا اور مال و متاع اور سلب و سامان اُسکا غارت کرکے بیدر مین گیا اور نائب غیبت بیدر کو بھی
قتل کرکے اُس ولایت کو بھی اپنے تصرف مین لایا اور سلطان نے اس مرتبہ بھی لشکر مالوہ کو قتلغخان کی کمک کیواسطے
بھیجکر اُسکے دفع کو مامور کیا اور جب قتلغخان بیدر کے اطراف مین پہونچا علی شاہ استقبال کرکے جنگ مین مصروف ہوا پھر
شکست کھاکر قلعہ بیدر مین پناہ لی اور قتلغخان نے قول دیکر اُسے مع بھائیون قلعہ سے برآوردہ کیا
اور سرگدواری مین سلطان کی خدمت مین حاضر لایا سلطان نے علی شاہ اور اُسکے بھائیونکو اخراج کرکے

بھیجے

غرض جیسا اور جب وہ خون گرفتنی بحکم مفتین سے پھر آئے اُسیوقت قتل ہوئے اور جیسا کہ گذرا یعنے بادشاہ کو عین الملک کی بجاآوری
خدمات مستحسن اور پسندیدہ تعین مقام صلاحیت مین موکرجا یا کہ اُسے مع خیل اور تواجین دولت آباد مین بھیجکر درنگل کی بھی مہم
ساتھ اُسکے رجوع کرے اور قتلغخان کو حضور مین طلب فرماوے عین الملک آپکو دست توہم مین سپرد کرکے فکرہاے دور دراز
مین پڑا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ قتلغخان استاد نے اپنے کو تمام مملکت دکن مین بوجہ احسن ضبط کیا اور حسن سلوک سے
رعیت محدود کو مطیع اور منقاد کیا ہے بے تقریب اُسے دکن سے عزل کرنا اور مجھے بجاے اُسکے اسطرف بھیجنا معنے مین کچھ نہ
البتہ ارادہ اور مقصد بادشاہ کا یہ ہے کہ ساتھ اس طریق کے مجھے مین اس حدود سے اکھاڑ کے ضایع کرے اتفاق اُسی
درمیان مین ایک جماعت نویسندگان ساتھ خیانت کے منسوب ہوئی تھی اور بادشاہ نے حکم اُنکے قتل کا نافذ کیا تھا اور اُسنے
بہ بہانہ گرانی دہلی سے برآمد ہوکر اودھ اور ظفرآباد مین جاکر اپنے تئین عین الملک کی حمایت مین ڈالا تھا اور وہ خوف سلطان کو
اس سبب سے اپنے اوپر متغیر پاتا تھا چنانچہ اسوقت مین سواے تمرد و عصیان کے چارہ نہ دیکھا علم بغاوت کا بلند کیا اور جب
ظاہر ہو جب حکم سلطان لشکر اور اپنے بھائیونکو اودھ اور ظفرآباد سے کیا اور یہ ابھی رستہ مین تھے کہ عین الملک ایک
شب کو سرگدواری سے برآمد ہوکر لشکر اور بھائیون سے جاملا اور اسی جلدی مین اُسکے بھائی علم جسارت بلند کرکے مع تین
ہزار سوار سرگدواری کے اطراف مین آئے اور تمام ہاتھی اور گھوڑے سلطان کے جو صحرا مین چرتے تھے اپنے لشکرگاہ مین
ہانک لیگئے بادشاہ نے سراسیمہ ہوکر لشکر امروہہ اور سامانہ اور کول اور برن کو طلب کیا اور خواجہ جہان نے بھی آکر مع
لشکر دہلی خدمت مین پہونچا یا بادشاہ نے افواج آراستہ کی اور عین الملک اور اُسکے بھائیون نے آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ کے
مقابل آئے بخیال اسکے کہ جو خلائق بادشاہ سے متنفر ہو شاید ہماری شریک ہو غرضکہ دوسرے دن اپنی فوج کو ترتیب دیکر صحرا سے
قنوج مین مقیم ہوئے سلطان انکی خبرگیری سے غضب مین آیا اور چاہا کہ انھین علف سیوف خون آشام کرے خود سوار ہوا اور
عین الملک اور اُسکے بھائی نے یہ خبر سنتے ہی دست و پا گم کیے اور کچھ دیر کے بعد راہ فرار پائی اور عین الملک زندہ دستگیر ہوا
اور شہر اللہ اسکا بھائی مجروح آب گنگ مین غرق ہوا اور اُسکا دوسرا بھائی معرکہ مین مارا گیا اور تھوڑے مع اسپ و سلاح پانی
مین ڈوب گئے اور وہ نیم جان کہ آب گنگ سے اپنے تئین ساحل لیگئے تھے گنوار اور مواس کے ہاتھ ہلاک ہوئے سلطان نے فرمایا
کہ عین الملک کی ذات مین کچھ شرارت نہین ہے لوگون نے اسے اسپر آمادہ کیا تھا پھر اسے اپنے روبرو طلب کیا اور گھوڑا اور علمہاے
بزرگ دیکر اُسے سرفراز فرمایا پھر بادشاہ دہانسے بہرایچ کیطرف متوجہ ہوا اور وہان جاکر عمارت قبر سالار مسعود غازی کی جو سلطان
محمود غزنوی کے اقارب سے تھے اور سلطان محمود غزنوی کی اولاد کے عہد مین یعنے ۵۵۷ھ پانسو ستاون ہجری مین کفار کے ہاتھ سے شہید
ہوئے تھے تیار کروائی اور زر کثیر وہانکے مجاورون اور فقرا کو عنایت فرمایا اور خواجہ جہانکو بہرایچ سے آگے بھیجا تو راستہ لکھنوتی کا
لیوے اور بقیۃ السیف عین الملک کو زندہ چھوڑے کہ پھر لکھنوتی جاوین اور مردم یکدگر کو جو دہلی سے بسبب قحط یا بادشاہ
کے خوف سیاست سے اودھ اور ظفرآباد مین جاکر ساکن ہوئے ہین اپنے وطنون مین روانہ کرے اور بادشاہ خود بہرایچ سے دہلی مین
آیا اور خواجہ جہان بھی ایک مہم سے کہ حوالہ اُسکے ہوئی تھی خاطر جمع کرکے خدمت مین حاضر ہوا اسکے بعد حاجی رجب اور شیخ الشیوخ
مصری مع فرمان نیابت اور خلعت خاص اور لواے امیرالمؤمنین بادشاہ کے روبرو آئے چنانچہ بادشاہ نے مع امرا اور اکابر
استقبال کیا جب نزدیک پہونچا پیادہ ہوا اور فرمان خلیفہ سر پر رکھکر دروازہ سے اندرون قصر تک پیادہ گیا اور مصحف
اور مشارق اور حدیث مع فرمان خلیفہ ہمیشہ اپنے روبرو رکھکر بنام خلیفہ آدمیون سے بیعت لیتا تھا

اور جو حکم بادشاہ سے صادر ہوتا تھا خلیفہ سے منسوب کرتا تھا اور کہتا تھا امیر المومنین نے یہ حکم نافذ فرمایا ہے اور چند روز کے بعد شیخ الشیوخ مصری کو انعام و اکرام بہت دیکر رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور ریال اور جواہر فراوان خلیفہ کی خدمت میں ارسال کیا اور اسیوقت مخدوم زادہ بغدادی کہ ظاہرا خاندان عباسی سے تھا ہند میں آیا بادشاہ نے قصبہ پالم تک استقبال کیا اور دو لاکھ تنگہ اور ایک پرگنہ اور کوشک سیری اور تمام محصول زمین کا داخل حصار اور باغات اسکے انعام میں مقرر فرمایا اور جسوقت کہ مخدوم زادہ عزم ملاقات کرتا بادشاہ تخت سے اُترکر چند قدم استقبال کو جاتا اور اُسے اپنے پہلو میں تخت پر متمکن کرتا اور مودب اُسکے روبرو بیٹھتا اور اندنوں میں واضح ہوا کہ ولایت مرہٹ اور دولت آباد قتلغخان کے کارندوں کے ظلم و ستم سے خراب ہوئی اور محصول دکن دس حصہ سے ایک حصہ پہونچا ہے لہذا بادشاہ نے باتیں معلل بغرض کو باور کرکے قتلغخان کو کہ عدالت اور حسن سلوک میں عدیل اور نظیر اپنا نہ رکھتا تھا دکن سے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ قتلغخان کا بھائی مولانا نظام الدین المخاطب بعالم الملک اُسی طرح میں رہتا تھا دولت آباد کیطرف جاکر عمال کے پہونچنے تک ضبط مملکت اور ترتیب امور اور اصلاح معاملات کرتا رہے اور قتلغخان اُندنوں حوض کی تیاری میں مشغول تھا کہ اس زمانے میں ساتھ حوض قتلو بہ تبدیل عین ہوا دمشہور ہے اور اتمام اُس حوض کا اُسکے حوالہ کیا اور خزانہ بادشاہی جو کہ خود جمع کیا تھا اور خوف راہ کے اندیشہ سے دہلی میں لیجانا ممکن نہ تھا قلعہ دھار اگڑھ میں نگاہ رکھا اور بسرعت تمام دہلی کیطرف روانہ ہوا اور دھارا گڑھ عبارت حصار بالائے کوہ سے ہے اور دامن میں اس پہاڑ کے ایک ضلع پیوستہ حصار کچے اور سنگ سے کھینچا ہے اور قلعہ دولت آباد مراد اُس قلعہ سے ہے کہ کوہ پر کھینچا گیا ہے اور بادشاہ نے قتلغخان کے بعد پہونچنے کے دہلی میں اپنے تئیں فرمان خلیفہ عباسی کے وصول سے مستحق بادشاہی جانکر مجدداً باستقلال تمام کار او الامری میں غور کیا اور مملکت دکن جو کچھ اُسکے تصرف میں تھی چار شق کرکے چار شقدار کے حوالہ کی اور عماد الملک سرتیز بادشاہی کو کہ مرد شجاع اور عاقل اور مدبر تھا سپہ سالار دکن کیا اور سرور الملک اور یوسف بغرا اور کہ امرائے کبار سے تھے ہمراہ کرکے دولت آباد میں روانہ فرمایا اور خالصات دکن کے ساتھ سات کروڑ تنگہ سفید کے مقاطعہ کرکے اُنکے ذمہ کیے اور حکم کیا کہ معاملات میں ساتھ عالم الملک کے مشورہ کرتے رہیں لیکن رعایائے دکن تغیر قتلغخان اور بے ہنجاری شقداران سے مضطرب ہوکر بعضوں نے جلائے وطن کیا اور بعضوں نے تمردی کا طریقہ اختیار کیا اور اس ولایت میں خرابی پڑی ایسے ہی عزیز خمار کو جو اراذل سے تھا مالوہ کی حکومت پر بھیجا اور رخصت کیوقت فرمایا سُنا ہے میں نے کہ جو فساد اُس ولایت میں پیدا ہوتا ہے باعث اُسکے امیران صدہ اُس مملکت کے ہوتے ہیں چاہیے کہ ہر کسی کو دفع میں کہ جو اُنمیں سے مفتن ہو تو تقصیر نکرے پھر بادشاہ بعد فراغ مہم دکن اور مالوہ کے سرگدواری کیطرف آیا اور آبادانی ملک اور تکثیر زراعت میں کوشش کی اور اسبارہ میں اختراع چند وضع کیے اور اختراع کو اسلوب نام رکھا اور اس بارہ میں محکمہ علیحدہ وضع لیا موسوم اور مشہور ساتھ امیر کوہی کے ہوا اور جملہ مخترعات اُسکے سے یہ تھا کہ تیس کوس سے تیس کوس مسافت کو دائرہ فرض کرکے ساتھ ایک شخص کے رجوع کیا کہ جسقدر زمین اُس مسافت میں ہے اگر نامزروعہ ہے مزروعہ کرے اور اگر مزروعہ ہووے سعی کرے تو اعلیٰ مرتبہ کو پہونچے اور قریب سو شقدار کے اسکام کیواسطے منصوب ہوئے پس بعضے کہ گرسنہ اور مضطر تھے اور بعضے کہ نہایت حرص و طمع سے نظر سا انجام کار کے ڈالتے تھے زراعت کے متکفل ہوتے تھے اور مبالغ بطور تقاوی اور انعام لیتے تھے اور اسکو اپنے حوائج ضروری میں صرف کرتے تھے اور منتظر سیاست بادشاہی بیٹھتے تھے اور دو برس کے عرصہ میں ستر لاکھ تنگہ خزانہ سے اس کام میں صرف ہوئے اگر سلطان محمد تھانہ سے زندہ پھرتا تو ایک شخص متصدیوں اور متکفلوں اس امرا سے

زندہ چھوڑتا اور اُس بادشاہ کے عہد مین دو مرتبہ امساک باران ہوا اور ہر مرتبہ قریب تین سال کے آدمیون نے اوقات سانحہ وشدائد
کے دیبر کی پھر عزیز خمار دہار کیطرف پہونچا اور کار ملکی مین مشغول ہوا ایک دن بتقریب ضیافت امیران صدہ کو عبرت ہوز باتین کی
طلب کیا اور قریب ستر نفر امیر صدہ کو اُس مجلس مین بسبب غدر کے قتل کیا اور یہ اظہار کیا کہ امیران صدہ دکن اور گجرات وغیرہ
متوہم ہو کر مقام فساد مین ہونگے اور عریضہ بادشاہ کی خدمت میں لکھا کہ خانہ زاد نے ایک خدمت نمایان کی ہو بادشاہ نے
اسکو دولتخواہی بزرگ تصور کرکے گھوڑا اور خلعت مع تحسین نامہ واسطے اُسکے بھیجکر دیا کہ ہر ایک امرا سے
بزرگ تحسین نامہ عزیز خمار کو لکھکر رخصت ہو سکتا ہو اور خلعت فاخرہ بھیجیں وجود ہوس ترتیب اراذل جو کہ فرمودہ
اُسکے سے تجاوز نکر مین مصروف ہوا چند شخص جو اسافل روزگار سے تھے اُنکو اپنے قرب مین اختصاص بخشکر بدرجہ مراتب
اُنکے اکثر امراے بلند قدر کیے منجملہ ان بخیان مطرب بچہ کو ولایت گجرات اور ملتان اور بداؤن تفویض فرمائی اور ایک باغبان
کو جو سفلہ ترین مردم تھا عہدہ دیوان وزارت پر منصوب فرمایا اور فیروز حجام اور میکائیل جو بھیا ہے ولد باغبان
اور شیخ بابک جو لاہے بچہ کو اپنے قرب مین ممتاز کرکے جاگیرین اور نظامتیں بزرگ جوار گرمائی اور مقبل نام غلام جو
یا ز کو کہ صورت و معنی مین حقیر تر ین تھا اُسکے علاوہ ان سے ممالک کی ورزش تفویض کی اعدا ان ورمیتون کے مضمون سے
غافل ہو ا نظم سر نا کسان برا فراختن ۔ ز فرزانگان امید بد اشتن ۔ بسر رشتہ خویش گم کردن است ۔ بجیب اندرون
مار پرورد نست تو اور سبب اراذل کی پرورش کا یہ تھا کہ جو بادشاہ ورباب رعایا وغیرہ احکام بیجا و بیہمنا اور امراے
دانا اور عاقل جانتے تھے کہ علاج بادشاہی ایسی نہیں ہو ہر حکم سے پھیر کر ساتھ تغافل کے گذرانتے تھے بادشاہ کے دل مین نقش
اُسکا جاگیر ین ہوتا تھا کہ یہ آدمی اصیل و نجیب ہین اُنکے دل مین کچھ قدر اور میرے قول کا کچھ اعتبار نہین اس جماعت کو بزرگ
کرنا چاہیے جو اراذل اور لئام سے ہو دین القصہ جب عمل شنیع عزیز خمار کا غلغلہ اور بادشاہ کی تحسین کا طنطنہ اطراف و
جوانب مین پہونچا جہان کہین امیر صدہ تھے اپنے تئین فراہم کرکے منتظر وقت اور فرصت کے بیٹھے اس درمیان مین ملک
مقبل جسنے خطاب خان جہانی اور وزارت گجرات پائی تھی مع خزانہ اور گھوڑون خاص سواری کے جو گجرات مین جمع کیے تھے
دیوئی اور برودھ سے دہلی آتا تھا امیران صدہ نے اس حدود کو تمام تاراج کیا خان جہان پلٹ کر نہروالہ کی سمت گیا بادشاہ
یہ خبر سنکر غضبناک ہوا گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتلغخان نے ضیاء برنی کے ہاتھ جو مؤلف تاریخ فیروز شاہی کا ہو پیغام
کیا کہ فساد امیران صدہ دیوئی اور برودھ کا اس قبیل سے نہیں ہو کہ بادشاہ خود بہ نفس نفیس اُسکے دفع کیواسطے نہضت فرماوے
اور حضرت کے اقبال دولت سے دعاگو کو بھی اسقدر استعداد اور لشکر ہو کہ تعہد تسکین اس فساد کا کرے اور بادشاہ بنفس خود کی
نہضت سے احتمال ہو کہ اور بھی فساد پیدا ہون بادشاہ نے اسکی اُلتماس قبول نفرمائی فوج کی تیاری کا حکم نافذ کیا
ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو نیابتاً مع خان جہان اور ملک کبیر کے دہلی مین چھوڑا اور خود ۷۴۵ھ سات سو پینتالیس ہجری مین
دہلی سے برامد ہوا اور قصبہ سلطانپور مین کہ پندرہ کروہی شہر سے ہو نزول فرمایا تو لشکر جمع ہووے اور اس درمیان مین
عریضہ عزیز خمار کا پہونچا کہ جو امیران صدہ ہوقا اور پروردہ نعمت فتنہ انگیز ہین اور فدوی کے اُنسے بہت قریب تھا شہر دھارا
کی فوج کو آراستہ کرکے اُنکے دفع کیواسطے روانہ ہوا سلطان نے اندیشناک ہوکر فرمایا کہ عزیز خمار ناکردہ کار ہو اور طریقہ
حرب کا نہین جانتا ہو عجب نہین کہ مارا جاوے بعد اُسکے خبر پہونچی کہ جب عزیز خمار باغیون کے مقابل ہوا بدحواس
ہوکر گھوڑے سے گرا باغیون نے اُسے گرفتار کرکے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطانپور سے روانہ ہوا

اثنائے راہ میں ایک دن ضیاء برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوتے ہیں اور میں ہرگز سیاست کو ترک نہ کرونگا اسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہو بتا کہ بادشاہوں کو سیاست کس کس مقام میں مناسب ہو عرض کی کہ تاریخ کسروی میں مذکور ہو کہ بادشاہ کو سات محل میں لازم ہو اول وہ شخص کہ دین حق سے پھرے اسپر سیاست کرے دوم آدمی دوسرے وہ کہ عمدا خون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مرد زن دار ساتھ عورت شوہر دار کے زنا کرے چوتھے وہ کہ سلطان سے اندیشہ غدر کا کرے پانچویں وہ کہ بانی فساد ہووے اور مبادرت ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے وہ کہ اہل عالم سے ہووے اور ساتھ دشمن کے موافقت کرے اور ... ساتویں وہ کہ بادشاہ کا حکم خوار رکھے اور کسی وجہ سے فرمانبرداری نکرے پھر پوچھا کہ ان سیاستوں میں چند قسم حدیث شریف کے موافق ہیں عرض کیا ان سیاست ہفتگانہ میں تین قسم ... حدیث ... اور وہ یہ ہو ارتداد اور قتل مسلم اور زنائے محصنہ اور چار سیاست صلاح ملک کے واسطے مخصوص ... ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق میں خلائق راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانہ میں ... مجھے ایسی ہی سیاست ضرور ہو ... خلق راست روی اور نیک چلنی اختیار کرکے بغاوت ... میں درمیان سے برخاستہ ہوں اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہیں ہو کہ ساتھ حسن تدبیر و عمل ... کہ احتیاج خونریزی کی نہووے اور جب بہار آباد ہو جو گجرات کی سرحد میں واقع ہو پہونچا شیخ معز الدین ... امرائے معتبر تھا باغیوں کی سرکوبی کیواسطے رخصت کیا اور جب دیوی کے اطراف میں پہونچا خان جہان بھی ... سر پر پہونچے دیوی کے اطراف میں جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاحش کھا کر آوارہ ... معاودت کرکے بھروچ میں آیا اور وہان مقیم ہوا اور ملک قبول اور عماد الملک ... مفروروں کے تعاقب میں بھیجا عماد الملک آب نربدہ کے کنارے اُنسے ملاقی ہوا اور ... اکثر کو ... اور اتباع کو دستگیر کیا بعضے جو زندہ رہے ... حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور ... ملاحظہ سے انکےمال اور خراب کیا شرانکا گجرات سے بالکل دفع ہوا اور عماد الملک ... توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدہ کو قتل کیا اور ایک جماعت ... آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چندروز بھروچ میں نزول اجلال فرمایا اموال ... تمام ... گجرات کا ... پاس رہا تھا بشدت تمام وصول کرکے خزانہ میں داخل کیا اور ان لوگونکو کہ فی الجملہ شریک فساد تھے ... فتنہ خوابیدہ کے بیدار کرنے میں مشغول ہوا زین الدین زند کو جو مجد الدین خطاب رکھتا تھا اور ... سے تھے دولت آباد میں بھیجا تو وہانکے اہل فساد امیران صدہ وغیرہ کو گرفتار کرکے سیاست کو پہونچا ... چندروز کے بعد سلطان نے اس حکم سے پشیمان ہوکر چاہا کہ اُس جماعت کو اپنے روبرو بلاکر قتل کرے پھر انکے پیچھے ملک علی سرجاندار اور ملک احمد لاچین کو جو امیر خسرو کے عزیزوں سے تھے عالم الملک برادر قتلغخان کے روبرو بھیجکر فرمان لکھا کہ امیران صدہ کو جو وہاں معروف و مشہور ہیں سفور میں بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار انکے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہمراہ ان دو امیر کے درگاہ سلطانی میں روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدہ رائچور اور مدگل اور گلبرگہ اور بیجاپور اور سنجوتی اور ابیاٹ اور کلہار اور ہیکری اور برار اور انگیر وغیرہ کو دولت آباد میں طلب کیا اور جب امیروں نے سیاست سلطان کی خبر سنی زود تر حاضر نہوئے ملک علی جاندار اور ملک احمد لاچین کو مع ڈیڑھ ہزار سوار

برمبیل محصلی اس حدود میں روانہ کیا انھوں نے نہایت کوشش کرکے امیران صدہ [illegible] میں بھی اور قزلباش حاجب اور حسام الدین اور اسمٰعیل مخ اور حسن کانکو اور نورالدین کے گلبرگہ میں [illegible] کرکے دولت آباد کی طرف روانہ کیے اور عین الملک نے انھیں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جب درہ مانک [illegible] میں جو مابین قصبہ بیج اور دون کے واقع ہی پہونچے امیران صدہ [illegible] سے خائف اور ہراسان ہوئے اور آپس میں مشورہ کرکے اقرار کیا کہ [illegible] سوا ے قتل اور سیاست کے کوئی امر [illegible] انھیں [illegible] ہوکر [illegible] اپنے [illegible] [illegible] سب قتل کیا [illegible] کر [illegible] تب [illegible] [illegible] تحصیل [illegible] [illegible] کرکے [illegible] مال و اسباب [illegible] لیا اور [illegible] جانب طرف [illegible] اور امیران صدہ نے دولت آباد میں [illegible] عالم الملک کو محاصرہ کیا اور [illegible] [illegible] عالم ملک نے [illegible] حسن [illegible] راضی [illegible] [illegible] اس رکن الدین تھانیسری سے قتل [illegible] دولت آباد [illegible] اور [illegible] آپس [illegible] اس میں پوشیدہ تھے سب [illegible] [illegible] [illegible] ہوا سلطان علاؤالدین [illegible] [illegible] اپنے [illegible] بادشاہ کرکے ناصرالدین خطاب دیا [illegible] ناصر الدین [illegible] نام نصیر جب اس فساد کی خبر [illegible] بادشاہ کو [illegible] بھروچ سے کوچ پر کوچ کرکے دولت آباد میں آیا اور امیران صدہ نے افواج آراستہ کرکے [illegible] اور [illegible] [illegible] کے [illegible] میں ہو گئے کہ میمنہ اور میسرہ بادشاہ کے متفرق اور پسپا ہوئے اور قریب [illegible] [illegible] [illegible] مقدمہ قتل ہوا اور انکے تخمیناً چار ہزار سوار نے ایکبارگی وادی کی طرف ہزیمت کھائی اور رات نے درمیان میں پردہ ظلمانی ڈالا ساتھ [illegible] طرفین ایک دوسرے کے حال سے بے خبر رکھتے تھے اور میدان جنگ نسان کے قریب [illegible] ہوئے تھے اسمٰعیل مخ [illegible] امیران صدہ نے [illegible] [illegible] کا [illegible] ڈالا اور [illegible] دیکھی کہ اسمٰعیل مخ مع ایک جماعت کے قلعہ کی محافظت کے واسطے [illegible] قلعہ دولت آباد میں داخل [illegible] [illegible] امرا گلبرگہ میں جا کر اپنی جاگیر کی محافظت کرین اور جب سلطان دکن سے نکلے پھر دولت آباد میں [illegible] کام میں مشغول ہوون پھر اسمٰعیل مخ قلعہ دھارا گڈھ میں جو غلہ اور تمام مایحتاج سے مملو تھا داخل ہوا اور دوسرے امیر حسن کانکو بھی انھین سے تھا قول و قرار کے موافق اپنی جاگیر میں دوڑے اور سلطان نے عمادالملک تبریزی کو کہ قبل اسکے ایلچپور [illegible] تھا [illegible] مقاومت امیران صدہ نہ لاکر سلطانپور کی طرف بھاگا تھا ساتھ ایک جماعت امراے نامی کے دفع کے واسطے گلبرگہ کی طرف بھیجا اور خود دولت آباد کے کوشک خاص میں اقامت کی [illegible] وہانکے باشندوں کو ہمراہ امیر نوروز گرگین کے [illegible] کی طرف روانہ کیا اور فتحنامہ لکھکر دہلی کے منبر و نیر پڑھا نقارے خوشی کے بجا وین پھر عازم تسخیر قلعہ دھارا گڈھ ہوا اور [illegible] بیشمار اسکے محاصرہ کے واسطے مامور کیے چنانچہ ہر روز جنگ بلا ناغہ واقع ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر قتل ہوتی تھی غرضکہ تین مہینے اسی نہج پر گذرے ناگاہ گجرات سے خبر پہونچی کہ ملک طغی غلام صفدرالملک نے کہ وہ بھی غلام احمد ایاز خواجہ جہاں کا تھا فساد برپا [illegible] امیران صدہ کو جو کوہستان میں زمینداروں کی تجویز میں رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا ہی اور کنبایت کو غارت کرکے اب قلعہ بھروچ کو محاصرہ کیا ہی بادشاہ یہ خبر سننے سے مضطرب ہوا خداوندزادہ قوام الدین کو مع چند امراے بزرگ مثل ملک جواہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور ظہیر الجیوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ کے واسطے

چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام گجرات کیطرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص کہ رہا تھا ہمراہ لیگیا چنانچہ بتفصیل مذکور ہوگا
اور وکیتیون نے لشکر سلطان کا تعاقب کر کے چند فیل اور خزانہ لیا اور بہتونکو قتل کیا جب سلطان بھروچ مین پہونچا آب نربدا کے
کنارے نزول فرمایا طغی ترک بھروچ سے کوچ کر کے کنبایت گیا بادشاہ نے ملک یوسف بغرا کو اُسکے تعاقب مین تعین فرمایا
پھر کنبایت کی حوالی مین حرب واقع ہوئی یوسف بغرا مع اکثر مردم معتبر مقتول ہوا اور بقیۃ السیف بادشاہ کے پاس
بھاگ آئے اور طغی نے بھی مین مقصود ہو کر شیخ معز الدین اور دوسرے اہلکاران سلطانی کو کہ حبس مین رکھتا تھا مقتول
کیا اور بادشاہ غضبناک کنبایت کیطرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اساول مین کہ اب ساتھ احمد آباد کے مشہور ہو گیا بادشاہ
بھی اُسکے اثر بہ ہمراہی ہوا طغی نہروالہ کیطرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے سبب ایک مہینا اساول مین توقف
کیا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ طغی جمعیت بہم پہونچا کر نہروالہ سے اساول کیطرف تاخت لاکر ایک گوڑھی مین فروکش ہوا ہے
اور عزم رزم رکھتا ہے اور صفوف جنگ آراستہ کیا چاہتا ہے بادشاہ بھی عین بارش مین اساول سے روانہ ہو کر
گوڑھی مین آیا اور گوڑھی مین فریقین کا مقابلہ ہوا طغی اور اُسکے ہمراہی شراب پیکر فدائیون کے دستور سے
بادشاہ کی فوج خاص پر تاخت لائے اور چونکہ فیل کوہ تمثیل آگے مانع اور سد راہ تھے محروم اور ناکام بھاگے اور
درختون کے انبوہ مین جو وہان سے قریب تھے داخل ہوئے اور وہان سے نہروالہ گئے اور پانسو آدمی طغی کیطرف کے جو پیچھے
رہگئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنے قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف بغرا کے بیٹے کو
مع لشکر انبوہ طغی کے تعاقب مین بھیجا ابن یوسف نے رات کو راہ مین توقف کیا اور طغی نے فرصت پاکر اہل وعیال اور دوسرے
باغیون کو نہروالہ سے برآوردہ کر کے آب رن سے عبور کیا اور ولایت کچھ کے راستے سے کنتہ کیطرف بھاگا سلطان تین روز کے
بعد نہروالہ مین داخل ہوا اور حوض سہنک کے کنارے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی مین مشغول ہوا مقدم اور راے
گجرات کے جو ہر طرف سے آتے تھے اور پیشکش گذرانتے تھے انھین خلعت اور انعام کرامت فرماتا تھا اور بادشاہ کے مساعی جمیلہ
سے گجرات کی پریشانی ساتھ اصلاح کے مبدل ہوئی اور چند کس معارف لشکر طغی سے کہ جدا ہو کر راے مندل کی پناہ مین آئے تھے
اُسنے اُنکے سرون سے جدا کر کے بادشاہ کیخدمت مین روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات کی تعمیر مین مصروف تھا کہ دکن سے خبر پہونچی کہ
امیران صدہ نے کہ قبل اسکے شکست کھا کر متفرق ہوئے تھے اب یکجا جمع ہو کر حسن کانکو کے سرکردگی سے عماد الملک سرتیز کو
قتل کیا اور خداوندزادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیر الجیوش اور تمام امرائے بادشاہی کو اس مملکت سے مالوہ کیطرف بھگا دیا
اور اسمعیل مخ بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہو کر اُنسے جا ملا اور دولت آباد اُنکے تصرف مین آیا جب اسمعیل نے سلطنت سے
استعفا دیا جمیع امیران صدہ نے اُسکی تجویز سے حسن کانکو کو بادشاہ کر کے سلطان علاء الدین خطاب دیا بادشاہ یہ خبر وحشت
اثر سنکر غمگین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام فساد جو بہم اُٹھتے ہین سیاست کی کثرت سے واقع ہوتے ہین
بادشاہ یہ اندیشہ کر کے سیاست سے دست کش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور ملک غزنین اور صدر جہان اور
امیر رضیہ کو مع لشکر ہمراہی اُنکے طلب کیا تو حسن کانکو کے تدارک کو روانہ کرے اور جن دنون کہ یہ خدمت مین پہونچے
جب خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بیشمار فراہم ہوئی بادشاہ نے انکی روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ مہم
گجرات اور تسخیر کرنال سے جو ساتھ جونہ گڑھ کے شہرت رکھتا ہے خاطر جمع کر کے خود حسن کانکو کے دفع مین مشغول ہووے اسواسطے تین
دو برس گجرات مین بسر کیے پہلے سال سرانجام اور استعداد لشکر مین مصروف رہا اور دوسرے برس حصار کرنال کی تسخیر مین مشغول ہوا

اور جمیع مقدم اور راے اُس نواح نے حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور خدمت میں سلطان کے حاضر ہوئے اور کنگار جو ولایت
کچھ کا راجہ تھا وہ دربار سلطانی میں حاضر ہوا اور لکھوے عبارت تاریخ نظام الدین احمد سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ حصار گرنال مسخر
سلطان محمد تغلق شاہ سے ہوا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ علاوہ سوے محمود شاہ گجراتی کے کسی سے مفتوح نہیں ہوا اور سلطان تغلق نے
ساتھ اطاعت وہانکے راجہ کے اکتفا کیا الغرض ضیاء برنی لکھتا ہے کہ بادشاہ نے ان ایام میں مجھسے فرمایا کہ میری مملکت ہر جس
تقدر کہ تم جو جانتے ہیں اگر ایک مرض کا علاج کرتا ہوں دوسرا مرض غالب ہوتا ہے اور تو نے کتب تواریخ بہت پڑھی ہیں ہمارا
مرض نہ کہیں کیا پہونچتا ہے ضیاء برنی لکھتا ہے میں نے عرض کیا کہ کتب تواریخ سے میں نے دیکھا ہے کہ اگر بادشاہ سے خلائق
متنفر ہو فساد متعدد حادث ہو وہی علاج یہ ہے کہ وہ بادشاہ اپنے بیٹے یا بھائی کو جو شایان سلطنت ہو وے اپنا قائم مقام کرے
اور خود گوشہ گیری اختیار کرے اور اگر یہ نکرے ترک اُن اعمال کا کہ جو موجب تنفر خلائق ہوئے ہیں فرما دے بادشاہ نے فرمایا پر اسطلوک
کا فرزند کہ قائم مقام ہو نہیں ہے اور میں سیاست ترک کرنیوالا نہیں ہوں جو کچھ ہونیوالا ہے ہو **مصرعہ** شود شود نشود نشود دگر
مشو چہ خواہد شد × بادشاہ کو نذل میں جو گرمال سے پندرہ کوس ہے مرض تپ میں مبتلا ہوا اور قبل اسکے کہ کونڈل میں پہونچے بسبب
اسکے کہ ملک کبیر نے دہلی میں وفات پائی تھی خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الممالک کو دہلی کیطرف بھیجا اور خداوند
زادہ اور مخدوم زادہ اور دوسرے معارفونکو دہلی سے کونڈل کیطرف طلب فرمایا اور جب سلطان کونڈل میں پہونچا وہ تمام
لوگ مع حرموں اور جمعیت ہاے ملوکانہ کے پہونچے اور بادشاہ کیخدمت میں بہت سے لشکر آراستہ ہوئے اور
مرض سے بھی صحت پائی اُسکے بعد دیپالپور اور ملتان اور اچھ اور سیوستان سے کشتیاں ٹھٹھ کیطرف طلب کیں اور
کونڈل سے روانہ ہوکر دریا کے کنارہ پہونچا اور طغی کے دفع کیواسطے مع لشکر اور ہاتھیوں کے دریا سے عبور کرکے
دوسرے ساحل پر فروکش ہوا اُسوقت میں التون بہادر مع پانچہزار سوار مغل کے کہ امیر فرغن نے سلطان محمد تغلق شاہ کی
کمک کو بھیجا تھا پہونچا بادشاہ نے اُنکے ذمین انواع مراحم اور الطاف خسروانہ مبذول فرمائے اور وہانسے بقصد اخراج
ایک گروہ سومرہ کے کہ طغی حرامخور پناہ ساتھ اُنکے لیگیا تھا ٹھٹھ کیطرف نہضت فرمائی جب ٹھٹھ سے تیس کوس مسافت
طی ہوئی روز عاشورہ تھا روزہ رکھا اور وقت افطار مچھلی کھائی مرض تپ کہ قبل اس سے رکھتا تھا عود کیا اور باوجود اسکے
کشتی میں سوار ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے چودہ کوس ٹھٹھ کے پہونچکر مقام کیا اور مرض لحظہ بلحظہ ترقی کرتا تھا اور اضطراب
اور قلق اسے عظیم پیدا ہوا غرضکہ تاریخ اکیسویں ماہ محرم ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری میں کنارے آب سند کے پہونچا اور اسی مقام
میں روزنامہ اُنکی حیات کا ساتھ رقم کل نفس ذائقۃ الموت کے مرقوم ہوا اور دیسی بیچاری اور قہاری اسیر خاک ہوکر پیوند
زمین ہوا **نظم** زر روزگار اگر کام خویش برداری × بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری × اگر بہ ثروت ساسانیان رسی وکیان
دگر بچرخ فرازی علم زجباری × چہ سود عاقبتش سیری و بسیاری × دریغ کا خرازان بگذری و بگذاری × اور یہ مرثیہ اسکے
موت میں کہا گیا **مرثیہ** ماہ زہر اسرت شرب عالم را × میوہ مرگ ست تخم آدم را × ای حریف عدم قدم در نہ × کم زنی بی
عالم کم از کم را × صبح محشر دمید و ماد رخواب × بانگ زن خفتگاں عالم را × ہان کہ فرش فنا گستردند × در نوردا این
بساط خرم را × درشکستہ ست وخیزد بار شگاف × سقف ایوان طاق طارم را × شاہ محمد بجفت در دل خاک ×
نیلگون کن لباس ماتم را × بین بدست خروش ور تن دہر × چاک زن این قبائے معلم را × اور بیان سلطان
محمد نے حالت نزع میں موزون کی تھیں **نظم** بسیار درین جہان طلبیدیم × بسیار نعیم و ناز و بدیدیم

ہمیان بلند بر نشستیم ٭ ترکان گران بہا خریدیم ٭ کردیم بسے نشاط آخر ٭ چون قامت ماہ نو خمیدیم ٭ مدت اُسکی سلطنت کی ستائیس برس تھی

ذکر وقائع سلطنت بادشاہ معظم مہذب فیروز شاہ بن سالار رجب کہتے ہین

کہ فیروز شاہ ایک بھتیجا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اُسکے مقدمہ مین نظر استخلاف اور ولیعہدی کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری مین تیمارداری اور شرائط خدمتگذاری بجالایا اُس حال مین عنایت اور شفقت بادشاہ کی اُسکے بارہ مین ایک حصہ سے ہزار درجہ ہوئی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولیعہد یہ ہوا اور یہ بیت پڑھی **بیت** تو سر سبز باشی بشاہنشہی ٭ کہ من کردہ ام سر ز بالین تہی ٭ سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد وفات لشکر مین فتور اور برہمی بشمار واقع ہوئی ملک فیروز باربک نے بعضے اردو کو ضبط خلائق پر تعین کرکے متکفل مہمات ہوا اور صلاح وقت کے موافق امیر التون بہادر اور وہ امرا جو امیر فرغن کے پاس سے مدد کیواسطے آئے تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ یہ وقت مناسب نہین ہے مبادا تمہارے اور لشکر ہندوستان کے درمیان غبار نزاع صعود کرکے ساتھ فساد کے منجر ہووے اولی وہ ہے کہ قبل کوچ کرنے ہمارے تم اپنے وطن کو روانہ ہووین التون بہادر کو یہ بات پسند آئی اسیوقت خیمہ اور خرگاہ اکھاڑا اور کوچ کرکے پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے اور امیر نوروز گرگین داماد ترمشیرین خان مغل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین ہند مین آیا اور امراے کبار کے سلک مین منتظم ہوکر کفران نعمت اور کورنمکی پر کمر باندھی تھی اسنے بھی اپنے آدمیون کے ہمراہ کوچ کیا اور التون بہادر کے مقابلہ مین جا کر ملحق ہوا اور کہا بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سر و سامان ہے اور ابتک کوئی تخت پر نہین بیٹھا اور لوگ دل پریشان رکھتے ہین بس راہ صواب یہی ہے کہ کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑین اور نقود اور جواہر سے جو کچھ دستیاب ہو لیکر اپنی ولایت کیطرف روانہ ہوون پس اسیطرح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن کہ لشکر قافلہ کے مانند بے سر و سامان جاتا تھا اندونے تخت کا کرکے چند صندوق خزانہ کے اور گھوڑے ہاتھ سے متصرف ہوا اور لڑکے اور لڑکیان بہت اسیر کرکے لوازم غارتگری مین تقصیر نہ کی اور امراے سلطان محمد نے ہزار ترس و بیم اردو کو سیوستان المعروف سہوان مین پہونچا کر نزول کیا اور اس شبکو صبح تک شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوکر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے دن مخدوم زادہ عباسی اور شیخ الشیوخ نصیر الدین محمود اودھی الملقب بچراغ دہلی اور دوسرے علما اور مشائخ اور امراے کبار ارباب دخل سب اتفاق کرکے ملک فیروز باربک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولیعہدی آپکو تفویض فرمائی دوسرا اس امر عظیم الشان کے شایستہ نہین ہے مناسب یہ کہ آپ مہمات سلطنت کو معطل نفرمائیے اور سریر سلطنت پر جلوس کیجیے ملک فیروز باربک نے اظہار سفر حجاز اور زیارت حرمین شریفین کیا اور ہر چند عذر کیے مفید نہوئے آخر ناچار ہوا محرم کی تیئیسوین تاریخ سنہ مذکور کو کہ بعداُسکے پچاس اور چند مرحلہ عمر شریف اُسکی سے طے ہوئے تھے تخت جہانداری پر جلوس فرمایا **نظم** بحالف سلطنت شاہ فیروز بخت ٭ بفیروز فالی برآمد بہ تخت ٭ ز فیروزی دولت کامگار ٭ نشاط نو انگیخت در روزگار ٭ پہلے دن جلوس مین کئی ہزار نفس کہ مفسدان ٹھٹھہ اور مغل کی قید مین پڑے تھے خرید کیے اور تیسرے دن نہایت شوکت و شان اور تزک و تجمل سے سوار ہوا اور حسب طرف کہ سوار اور مغل اور مفسدان ٹھٹھہ دست اندازی کیواسطے آتے تھے دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مغل سے گرفتار ہوکر سزاے اعمال کو پہونچے **نظم** ہلاے حیز ہمایون او جوبال کشاد ٭ از ین سپس نکند عنقد دعوی بازی ٭ جہان بہا ختت جہان را ہواے معاتش ٭ کہ از طبیعت اضداد رفت

ناسازی ہوا امیر نوروز گرگین اور التون بہادر اور دوسرے بصلاح توقف مین نہ دیکھکر از روے استقبال اپنے ملک کیطرف دوڑ گئے اور
مردم ٹھٹھہ جو طغی کی تحریک سے فتنہ اور فساد مین تقصیر کرتے تھے یہ بھی اپنی حد سے دانستہ قدم اندازہ سے باہر رکھتے تھے اور خلائق نے
جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جان اور مال کا اُنپر ثابت ہوا اور اُسکے بعد ساتھ کوچ متواترہ کے سیوستان
سے قلعہ بھکر مین آیا امرا اور ملوک اور مشائخ اور علما کو ساتھ انعام اسپ و خلعت و شمشیر اور ٹیکہ کے نوازا اور اسیطرح سے
سیوستان اور بھکر کے باشندونکو بھی انعام فراوان عنایت فرمایا اور امثلہ بادشاہانہ صیغہ مقرر رکھنے اُسکے جاری کرنے کیواسطے
تمام مین صادر فرمائے اور وہ لوگ کہ جو قندہار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور بغداد سے درگاہ سلطان محمد مین
حاضر ہو کر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو علی قدر مراتب انعامات دیکر رخصت مراجعت اوطان دی اور
خداوند زادہ عماد الملک اور امیر علی غوری کو طغی طاغی کے تدارک کو روانہ کر کے خود دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور وہان کے
ائمہ اور اہالی کو بھی راہ مین احسان کرکے وظیفے مقرر کیے ناگاہ خبر پہونچی کہ احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے جو سلطان محمد تغلق
شاہ سے نسبت خویشی رکھتا تھا اور عمر اُسکی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی مین چھ برس کے لڑکے مجہول النسب
کو ساتھ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ غیاث الدین محمد نام رکھکر بادشاہ بنایا ہے اور ایک خلق کو اطاعت کیواسطے دعوت
مین فراہم کیا ہے اور معرکہ بہم پہونچایا ہے سلطان فیروز نے اسبات [illegible] کمال عقلی جرأت اور حماقت پر کر کے سیف الدین شحنہ پیل کو مع
فرمان مخفود نصیحت اُسکے پاس بھیجا اور راہ سے کوچ کر کے جب دیپالپور مین آیا خلق کی آسائش کیواسطے چند روز توقف فرمایا اور وہاں سے
[illegible] تمام راہ [illegible] پٹن مین پہونچکر زیارت مزار شیخ فرید الدین قدس سرہ سے سرفراز ہو اور انکے خاندان کی بہت تعظیم کی اور
[illegible] مستحقون اس بقعہ کو نوازشین کین اور جب اجودھن سے دہلی ہوا الماس قبول عماد المناب وزیر الممالک نے اپنے ملازمت
آنکر ملازمت کی اور ساتھ خلعت مرصع کے مخصوص ہوکر منصب وزارت کل ممالک پر منصوب ہو اور خطاب خانجہانی پاکر کنگرہ اُسکے
مرتبہ کا فالک الافلاک سے گذرا اور جب بادشاہ اطراف ہانسی مین پہونچا احمد ایاز سید جلال الدین ترمذی اور ملک حمید الدین یحیی
اور مولانا نجم الدین نے اپنے خانہ زاد داؤد خان کو برسم رسالت فیروز شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک سلطنت سلطان محمد تغلق
شاہ کے خاندان مین برقرار ہے اگر وہ خداوند تخت و تاج ساتھ ابن سلطان مرحوم کے رجوع کرکے خود ساتھ رسم نیابت
کے پرداخت امور ملکی کرے پسند طبایع مستقیمہ ہوگا فیروز شاہ نے جمیع اعیان درگاہ سلطان محمد تغلق شاہ کو حاضر کر کے
کہا کہ تم سلطان محمد کے محرم ہو اور نزدیک سے تھے اگر اُس سے کوئی فرزند باقی رہا ہے کہو تو اُسے تخت پر بٹھا کر ہم اُسکی
اطاعت مین مشغول ہون سب متفق اللفظ والمعنے بولے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی فرزند نہین اور وارث اور وصیت کے
موافق سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھ خداوند نعمت کے راجع ہوئی اور جو مشائخ اور علما سے مثل شیخ محمد نصیر الدین
[illegible] اور مولانا شمس الدین باخرزی کہ اس مجلس مین حاضر تھے استفسار کیا مولانا کمال الدین نے کہا جس شخص نے اس کام کو
اول شروع کیا تھا اولی تر ہے پس اس صورت مین مولف کہتا ہے کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ وہ لڑکا
سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کسواسطے علمانے گواہی ساتھ سلب اولاد ذکور کے نہین دی اور اس سے مالک ہو کر
سلسلہ اور عہد میان مین لائے علی ای حال بادشاہ نے رسولان احمد ایاز کو نگاہ رکھا اور داؤد خانہ زاد اور مولانا زادہ کو جو حملہ ہو نے
سے اسکے پاس بھیجکر ساتھ کلام نصیحت آمیز کے ہدایت فرمائی اور بعد پہونچنے داؤد خانہ زاد کے جو اکثر امرا مثل ملک تتھو حاجب
و ملک حسن ملتانی وغیرہ کہ احمد ایاز سے موافقت کرکے زر خطیر اپنے تصرف مین لائے تھے بادشاہ کے استقبال کے واسطے

دور کر لشکر شاہی میں جا ملے اور اسیوقت خبر قتل ملک طغی کہ طغیان کر کے گجرات کیطرف بھاگا تھا پہونچی اور اُنہی چند روز میں شہزادہ
فتح خان بلدہ فتح آباد میں پیدا ہوا اور سب طرف سے آثار اقبال اور فیروزی اُسکے ظاہر ہونے لگے احمد ایاز سمجھا کہ کوئی کام پیش نجائیگا
پس از روے عجز و اضطرار ارادۂ ملازمت کر کے اشرف الملک جلبی اور محمد حسین پسر میران کو درخواست عفو گناہ کے واسطے
بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد ایاز مع اپنے توابعین سرہاے محلوق یعنے مونڈے ہوئے
برہنہ کر کے اور پگڑیان گردن میں ڈالکر ملازمت میں پہونچا بادشاہ نے احمد ایاز کو ہانسی کے کوتوال تفویض کیا اور ملک خطاب کو جو
اعوان سے تھا سرہند کی طرف بھیجا اور شیخ زادہ بسطامی کو اخراج فرماکر دوسری تاریخ ۷۵۲ سات سو باون ہجری میں
خود بدولت نے دولت وسعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھکر عدل واحسان کا مژدہ خاص وعام کو پہونچایا جسکا نتیجہ تمام رعایا
و برایاے فائز المرام ہونے سے رفاہیت اور آسودگی ادنی واعلی میں پیدا ہوئی **نظم** چہ پیرو است کہ اقبال ورجہان افگند
چہ غلغلست کہ دولت در آسمان افگند بعقب صواب شاہیست یا سپہر بہشت کہ بوے امن واماں در مشام جاں افگند
اطراف و ارکان دولت کو ساتھ خطاب اور [illegible] ارجمند کے سر بلند کیا شیخ صدر الدین ولد شیخ بہاء الدین زکریا کو خطاب
شیخ الاسلامی دیا اور خداوند زادہ قوام الدین کو بخطاب خداوند خانی مخاطب کر کے عہدہ وکیلداری تفویض فرمایا اور ملک
تاتار خان کو نائب وکیلدار کیا اور سیف الملک کو شکار بیگی اور خداوند زادہ عماد الملک کو سلاحدار انکا سردار کیا اور اس
عہد میں جو شخص کہ دودمان سلاطین کو رسم [illegible] تھا خطاب خداوند زادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان خلفاے عباسی سے
تھا ساتھ مخدوم زادہ کے ملقب ہوتا تھا اور عین الملک مشرف یعنے داروغہ دیوان ہوا اور ملک حسین پسر میران نے
استیفاے کل پایا اور صفر کی پانچوین تاریخ ۷۵۳ سات سو ترپن ہجری کو بادشاہ نے بطریق سیر و شکار کوہ سرمور
کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور اکثر اسطرف کے زمیندار اون نے ملازمت سے مشرف ہو کر حلقۂ بندگی کا
زیب گوش کیا اور غاشیہ خدمت کا دوش پر اٹھایا اور روز دوشنبہ یعنی تیسری جمادی الاول سنہ مذکور کو شہزادہ
محمد خان دہلی میں پیدا ہوا سلطان فیروز شاہ نے جشن کر کے خلائق کو ساتھ انعام اور الطاف کے بہرہ ور کیا اور
۷۵۴ سات سو چوون ہجری میں دامن کوہ کلانور میں شکار کر کے ہنگام معاودت عمارات عالیہ لب آب سرستی
پر بنا فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں خان جہان کے تئیں اختیار تمام دیکر شہر میں چھوڑا اور خود مع لشکر گران
لکھنوتی کی عزیمت کی اور اس سفر سے غرض یہ تھی کہ سر حاجی الیاس کو کہ وہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھکر حد بنارس
تک متصرف ہوا تھا دفع کرے جسوقت گورکھپور کے قریب پہونچا اودے سنگھ مقدم وہانکا خدمت میں آیا اور پیشکش
لائق مع دو زنجیر فیل گذرانکر مورد انعام خاقانی اور مصدر مراحم سلطانی ہوا اور راے گورکھپور نے بھی خراج چند سالہ
داخل کیا اور دونوں سلطان کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور جب حدود ترہت میں کہ محل قرار حاکم بنگالہ تھا پہونچا
الیاس حاجی اُسے چھوڑ کر کدالہ کیطرف کہ ایک موضع نہایت استحکام میں واقع ہے اور وہ ایک جانب آب اور دوسری طرف جنگل
رکھتا ہے اُسمیں جا کر پناہ لیگیا بادشاہ نے بندھوہ کے باشندوں کو مضرت نہ پہونچائی اور وہانسے آگے بڑھا اور ربیع الاول
کی ساتوین تاریخ کو کدالہ میں پہونچا اور اُسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور انتیسوین شہر مزبور کو لشکر سلطان شہر سے
جدا ہو کر آب گنگ کے کنارے فروکش ہوا اور ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ کو عفونت اردو کے سبب سے چاہتا تھا کہ تغیر منزل
کرے جو یہ بنفس نفیس سوار ہو کر جستجوے جاے مناسب کرتا تھا حاجی الیاس المخاطب بہ شمس الدین شاہ ساتھ خیال اُسکے

سلطان

کہ سلطان بعزم معاودت سوار ہوا اور سوار ہوتے ہی [illegible] برانہ ہوا [illegible]
قلعہ مین بھاگا اور چالیس زنجیر فیل اور خیمہ اور علم اور اسباب شاہی [illegible] ہاتھ آیا اور دولت [illegible]
ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے [illegible] وہان [illegible]
موسم برسات آپہونچا تھا اور ولایت بنگالہ مین [illegible]
ہوتے ہین بادشاہ نے فرمایا جو مین نے فتح [illegible] اسباب اہل سلطنت [illegible] سال [illegible] دفع ہو سکے [illegible]
صلح گونہ درمیان مین لاکر اور اسیران بنگالہ کو رہا کرکے [illegible] اور [illegible] سات سو چھپن ہجری مین
قریب دہلی کے شہر فیروزآباد بنا کرکے [illegible] سے احداث کیا [illegible] سات سو چھپن ہجری مین
دیپالپور کیطرف شکار ہو سکے گیا اور ایک نہر [illegible] سات سو
ستاون ہجری مین [illegible] طرف [illegible] کرلے
ہانسی مین پہونچا مین اور وہان سے [illegible] ایک قلعہ [illegible] قصبے
بیچے ایک تالاب کھود کر آب نہر سے پر کیا [illegible] پہونچائی
اور ایک نہر وہان بناکرکے فیروزآباد [illegible] اور ایک نہر اور جون سے [illegible] اور [illegible] سنہ مذکور مین
خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ [illegible] ممالک ہندوستان اور [illegible]
بادشاہان ہمنیہ دکن کے آیا اور [illegible] لکھنوتی اور بنگالہ سے پہونچا اور
[illegible] تحف و نفائس بہت درگاہ مین لائے اور [illegible] کی درخواست کی [illegible] ایلچیون کو
عزت و حرمت رخصت کیا اور اُس تاریخ سے بنگالہ [illegible] سلاطین دہلی کے تصرف سے باہر گیا ساتھ [illegible]
اور [illegible] سات سو اٹھاون ہجری مین [illegible] اور [illegible] سات سو
انسٹھ ہجری مین شمس الدین شاہ نے بنگالہ سے [illegible] اور [illegible]
بادشاہی مین بھیجا چنانچہ وہ درجہ قبول مین آیا اور بادشاہ نے بھی عوض [illegible] اور [illegible]
ارسال رکھا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا اسواسطے کہ [illegible] خبر شمس الدین شاہ کے فوت
کی آئی اور اُسکا بیٹا سکندر خان قائممقام [illegible] ہوا بادشاہ نے حکم کیا [illegible] اور گھوڑے
مواحب کے عوض [illegible] اور سلطان بھی سنہ مذکور مین [illegible] بطرف [illegible] اور وہان [illegible]
[illegible] کی جمعیت و [illegible] آئی ہی سلطان نے ملک قبول [illegible] دفع کیو سطے روانہ کیا اور
مغلون نے اُسکے پہونچنے تک اپنا کام کیا یعنے ولایت کو تاراج کرکے [illegible] مراجعت کی [illegible] سات سو
ساٹھ ہجری مین بادشاہ لکھنوتی کی عزیمت کرکے روانہ ہوا اور خان جہان [illegible] کو سرحد عزمین کا [illegible] کیا
اور جب ظفرآباد مین پہونچا برسات شروع ہوئی اُس مقام مین مقام کیا اُسوقت [illegible] اس سے اخراج
لیا تھا آیا اور خلیفہ مصر سے خلعت لایا اور اعظم الملک خطاب پایا اور اُسی [illegible] مین ایلچی بادشاہ کیطرف سے سکندر خان کے
پاس گیا اور اُنھین دنون مین ہمراہ صاحب سکندر خان مع پانچ زنجیر فیل اور تحف و ہدایا درگاہ مین آیا لیکن
کوئی اثر اُسپر مترتب نہوا بادشاہ برسات کے بعد لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا اور اُسوقت شہزادہ فتح خان کو

سراپردہ سرخ اور ہاتھی نامی دیگر خصائص اُسکے نام پر تھا اور گرمسکہ پر اُسکا نام جاری کیا اور اُسکے واسطے بارگاہ علیحدہ تیار
کرکے فراشخانہ اور چتر لعل اور تمام آثار سلطنت کے دیگر امرا اور منصبدار بہت اُسکے مطیع کیے اور اتالیق اور اتابک اور
قاعدہ دان اُسپر مقرر کیے وہ شاہزادہ باوجود صغرسن کے لہو لعب اور تمام لوازم طفلی سے پرہیز کرکے صبح سے چاشت تک اور
تمام دن ایک ہی لات تک لکھنے پڑھنے مین مشغول رہتا تھا اور درمیان سواری اور مجالس داری کے نہایت تمکنت اور
وقار ظاہر کرتا تھا اور معظم کہ ارباب دخل اُسکی خدمت مین معروض رکھتے تھے ساتھ احسن وجہ کے فیصل دیتا تھا جیساکہ سبب
حیرت ذوی العقول کا ہوتا تھا ایک دن خواب نے سے غلبہ کیا چاہا کہ مکتب سے اُٹھکر محل خاص مین جاوے اور آسائش کرے
اُسوقت ایک پیرزال نے سر راہ آکر عرض کی کہ میرا شوہر اور بیٹا ستارگانو سے قدرے متاع خریدکر کے برسم تجارت اُردوے
سلطان مین آتے تھے رہزنون نے اُنکو اُنھین قتل کا الزام سے پکڑا کیا اور جب یہ بیچارے بحال غارت زدگون کے اطراف
لشکر مین پہونچے مردمان شاہی نے بعلت جاسوسی اُنہین گرفتار کرکے محبس مین مقید کیا ہے اور چاہتا ہون انکی مفارقت سے مجھپر
تنگ دنیا ریک گیا شاہزادہ نیکبخت نے اُس ضعیفہ کے سوز وگداز پر نظر ترحم مبذول فرمائی اور ارشاد کیا اگر تو اس قول پر صادق
ہے دو شخص معتبر لاکر گواہی دیوے کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیفہ نے کہا گواہ بہت ہین لیکن میرے آنے جانے مین عرصہ
ہوگا اور دوسری مرتبہ شاہزادہ کیخدمت مین رسائی مشکل ہوگی شاہزادہ ہنسا اور فرمایا مین یہان کھڑا ہوتا ہون جا تیرے گواہونکو
لاکھڑے کر پاس مقربان شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیفہ کے جانیکے بعد عرض کی کہ آفتاب مین ایستادہ ہونا مناسب نہین ہے
سایہ مین فلان درخت کے نزدیک ہے چلکر استراحت سے بیٹھیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ مین نے اُس ضعیفہ سے وعدہ کیا ہے کہ مین
تیری مراجعت تک یہان ایستادہ رہونگا وعدہ خلافی ہرگز نہین کرسکتا پس اُسقدر آفتاب مین ایستادہ رہا کہ پیرزن آئی
اور گواہ مقبول الشہادت گذرانے اُسوقت پیرزال کو ہمراہ لیکر باپ کے دربار مین گیا دیکھا بادشاہ استراحت فرماتا ہے
دیوانخانہ مین بیٹھکر اسقدر انتظار کیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگذشت ضعیفہ کے تظلم کی اور گواہون کی
کیفیت مسامع قدسی مجامع مین پہونچائی اور اُسکے شوہر اور فرزند کو آزاد کیا اُسکے بعد اپنی منزل مین تشریف لیجا کر طعام
چاشت عصر کیوقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروز شاہ ظفرآباد سے بندوہ کیطرف پہونچا سکندرخان اپنے
باپ کے طور اکدالہ کے قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجز اور تنگ ہوا اڑتالیس زنجیر فیل اور تحف ونفائس بیشمار پیشکش کرکے
التماس صلح کی اور وہ قبول ہوئی اور بادشاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور دوسری برسات وہان آخر کی پھر جاجنگر کی
طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی جب بنارس مین پہونچا اس ولایت کو تاخت وتاراج کیا والی اُس ولایت کا راے
سرومن مقام دور دست کی طرف بھاگا اُسکی بیٹی شکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اُسے اپنی دختر کیکر فرزندی
مین لیا اور محافظت فرمائی جسدم کہ آب مہندری سے عبور کرکے شہر بنارس مین کہ راے جاجنگر کا مسکن تھا پہونچا راے
وہا کا تلنگ کے سمت بھاگ گیا بادشاہ نے علم معاودت بلند کیا راے بیربھان دیونے کہ جو گذر قافیہ پر واقع ہوا تھا
تینتیس زنجیر فیل مع تحف نفیسہ ارسال کرکے امان چاہی بادشاہ اسطرف سے جب پدماوتی مین کہ جنگل ہاتھی کا ہے تینتیس ہاتھی
زندہ گرفتار کیے اور دو ہاتھی کہ زندہ دستیاب نہوتے تھے ہلاک کیا اور ملک ضیاء الدین مشہدی نے جو سلک امرا مین انتظام
رکھتا تھا یہ رباعی موزون کی رباعی شاہی کہ زحق دولت پاینده گرفت × اطراف جہان چو مہر تابنده گرفت
از بہر شکار فیل در جاجنگر × دو فیل بکشت وسی وسہ زندہ گرفت × بادشاہ ماہ رجب ۷۶۲ھ سات سو باسٹھ ہجری مین سالماً غانماً

دہلی مین پہونچا سناکہ نزدیک پہور کے ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے درمیان سے پانی برآمد ہوتا ہی اور نہر ستلج مین گرتا ہی اور اس نہر کو سرستی
کہتے ہین اور آب سرستی کے اُسطرف ایک ندی ہی کہ اُسکو سلیمہ کہتے ہین الریتہ العظیم کہ درمیان اُس دو آب کے حائل ہی کہود دین
آب سرستی اس ندی مین گرے اور وہان سے سرہند اور منصور پور مین پہونچے وہان سے سنام مین آوے در ہمیشہ جاری رہے پس کمر
اُسطرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع کرکے اُس پشتہ اور ندی کے کہودنے مین مصروف ہووے چنانچہ درمیان اُس
پشتہ کے ہڈیان ہاتھی اور آدمیونکی ظاہر ہوئین اور ہڈیان آدمی کے ہاتھ کی تین گز کی تھین کچہ اُنمین پتہر ہوگئی تھین اور کچہ
اُنمین استخوان تھین اور اُسیوقت سرہند کو جو دراصل داخل سمانا تھا جدا کیا اور دس کوس سے سمانہ تک داخل سرہند
کرکے ملک ضیاء الملک اور شمس الدین ابورجا کے حوالہ کیا اور وہین ایک قلعہ تعمیر کرکے فیروز پور نام رکھا پہر نگرکوٹ کیطرف
متوجہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا لوگ برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جسوقت ہمارے خداوند نعمت سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم
نے یہان نزول اجلال فرمایا تھا اور شربت برف اسکے واسطے لائے تھے جو مین حاضر نہ تھا آپنے بھی شربت کیطرف میل نہ کیا تھا
لہذا حکم دیا کہ چند بیل و شتر بار شربت جو کہ ہمراہ ہی شربت برف کرکے بیاد سلطان محمد تغلق شاہ تمام لشکر مین تقسیم کرو
پہر راجہ نگرکوٹ کا بعد محاربہ اور مجادلہ کے مع توابعین خدمت مین حاضر ہوا اور زرین پوش خدمت کا دوش پر اُٹھایا
بادشاہ نے اُسپر نوازش فرمائی اور نگرکوٹ کو بنام سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم سابقہ محمد آباد کے موسوم کیا اور اُسوقت یہ سماع
بعرض مین پہونچا کہ سکندر ذوالقرنین جسوقت کہ یہان آیا تھا برہمنون نے نوشابہ کی صورت بناکر اپنے مکان مین رکھی ہی
اور اب وہ معبود اس دیار کے باشندون کی ہی اور ایک ہزار اور تین سو کتاب براہمہ اس بتخانہ مین ہین کہ جاتمہ
جالامکھی کے اشتہار رکھتی ہی بادشاہ نے اُس گروہ کے علما طلب کرکے اُنمین سے بعضے کتب کا ترجمہ کیا ازانجملہ عزالدین
خالد خانی کہ شعراے اُس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبعی اور شگون اور فالون مین سے سلک نظم مین کھینچا دلائل فیروز
شاہی نام رکھا ہی اور قسم ہی خدا کی وہ ایک کتاب ہی متضمن اقسام حکمت علمی اور عملی کی اور بعضے کتب مین مسطور ہی کہ
سلطان فیروز شاہ باربک نے نگرکوٹ کے تمام بت توڑے اور گوشت مادہ گاو کا توبڑہ مین کرکے برہمنون کی گردن مین
باندہ کر لشکر اردو مین پہرایا اور صورت نوشابہ کی مع ایک لاکہ تنکہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین بہیجی تو اُس صورت کو زائرون کے شارع مین پیوند زمین کی اور زر نقد مجاورون اور مستحقون کو تقسیم کیا اور بادشاہ نگرکوٹ
کے بعد فتح و عزیمت ولایت سندہ کرکے ٹھٹھہ کیطرف متوجہ ہوا اور جام مالی مین جام عفرہ نے جو ہمیشہ بادشاہ دہلی کا مطیع تہا
باغی ہوکر قلعہ کو مضبوط کیا اور بادشاہ نے چند مدت اُسکا محاصرہ فرمایا جب غلہ اور علف نے [illegible] اور موسم
برسات کا قریب ہوا گجرات کیطرف گیا اور برسات وہان بسر کی اور ظفرخان کو گجرات کی امارت پر سرفراز کیا پہر
کوچ متواتر سے ٹھٹھہ مین آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کرکے ملازمت حاصل کی بادشاہ اُسے مع جمیع
مقدمون ٹھٹھہ کے دہلی مین لیگیا اور ایک مدت کے بعد پہر اُسپر ترحم کرکے ٹھٹھہ مین بہیجا اور سنہ سات سو چوہتر
ہجری مین ملک مقبول خان خان جہان نے اس دار فانی سے رحلت کی اور جونا شاہ اُسکا بڑا بیٹا ساتھ اس خطاب کے
بلند آوازہ ہوا اور سنہ سات سو چہتر ہجری مین ظفرخان گجرات مین فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے دریا خان نے خطاب
ظفرخانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور صفر کی بارہوین تاریخ سنہ سات سو چہتر ہجری مین فلک نے بے مہری اور
عناد اپنا ظاہر کرکے سلطان ملک فیروز باربک کو ساتھ مرگ فرزند دلبند اُسکے فتح خان کے کہ شاہزادہ بے مثال تھا

قرین رنج دائم کیا اُسکی پشت طاقت کو بارِ غم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اُسکے کف اختیار مین نہ تھا آخرکار غسل و کفن دیکر تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اُٹھا کر سبز زربفت کی چادر اُسپر ڈالی سرہانے کی طرف سہرا لٹکایا شامیانہ و پردہ کھینچا اور خیمے بائیں سیاہ بالباس سیاہ تلوارین پیچھے حال زبون نشان سب سرنگون فوج کے سردار یلان خنجر گذار اُنکی پوشاک میلگون آنکھیں جیسے جوے خون جنازہ کے ساتھ ہوئے آخرکار بادل افگار جوان نہ صبین کو اپنے خطیرہ مین پیوند زمین کیا اور اس بیٹے کے مرثیہ سے متوحش ہوا بیت × کر پیر نود سالہ بمیرد عجیب نیست × این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد × اُنکی ماں ان لونڈیوں سے [illegible] بیان کار [illegible] غم کو چار انہین لوسے تمام تھا قیامت کا قیام تھا خواص و عام رسم تعزیت بجالایا اور کمال ملال کے سبب حال کو طرح کا بہیدہ پشت خمیدہ ہوا سایہ التفات امور سلطنت سے اُٹھایا نہایت ملول و مغموم رہتا تھا اُسیلئے ماتم مین آٹھ پہر گریہ و زاری کرتا تھا امرا اور اعیان درگاہ سر زمین پر رکھکر عرض گذار ہوئے کہ رضا بقضا کے سوا اس واقعہ کا چیرہ علاج نہین ہے اور امور شاہی مین بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہین دیکھتے اور اُس شاہ دانا نے مخلصان دولتخواہ کی التماس قبول کی احوال سلطنت مین مشغول ہوا اور رفع کلفت کیواسطے نشاط شکار کی رغبت کی اور دہلی کے اطراف تین چار فرسنگ دوطرف دیوارین کھینچکر اشجار سایہ دار لگوائے اور اُسے شکارگاہ مقرر کیا چنانچہ اس زمانے تک اثر اُسکا باقی ہے اور ۷۷۷ھ سات سو ستتر ہجری مین خواجہ شمس الدین دامغانی نے عرض کیا کہ عمال گجرات کے اس ولایت کا حاصل تمام و کمال دیوانی گماشتوں سے اظہار نہین کرتے مین اس صورت مین تنخواہ سو فیل اور چالیس لاکھ تنکہ اور چار سو غلام حبشی اور [illegible] اور دو سو گھوڑے تازی اور عراقی جمیع گجرات پر اضافہ کرکے متعہد ہوتا ہون کہ ہر سال خزانہ عامرہ مین داخل کر دیا کرون بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین ابو رجا جو ظفر خان کا نائب ہے یہ اضافہ قبول کرے گجرات اُسکے تفویض ہو جب اُسنے قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین دامغانی کو پٹکا زرین اور چوبدول نقرہ مرحمت فرما کر بجاے ظفر خان گجرات کی طرف رخصت کیا اور جب وہ اس اضافے عہدے سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہار خلاف کیا عمال گجرات نے کہ اُس سے نہایت رنجیدہ تھے امیران صدہ سے اتفاق کرکے اُسے قتل کیا اور سر اُسکا جدا کرکے دربار مین بھیجا اور سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد مین کوئی شخص حکام سے شمس الدین دامغانی کے سوا باغی نہوا اور اُسکے قتل ہونے کے بعد گجرات کی حکومت بنام ملک مفرح جو کہ خوان اور پرورش یافتگان اُس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور فرحت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اُس قضیہ کے بعد سرحد و نکو اور بے معتبر کے سپرد کرکے خاطر جمع کی چنانچہ کڑہ اور مہوبہ اور اطراف اُسکے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت کو دیے اور اقطاع [illegible] سندیلہ اور کول کو حسام الملک کے حوالہ کیا اور اقطاع جونپور اور ظفر آباد ملک بہروز کو مرحمت فرمایا اور [illegible] ملک مردان دولت کے مفوض کیا الغرض سلطان کے عہد آخر تک کوئی اُسکے نوکرون مین سے مصدر عصیان نہوا اور ۷۷۹ھ سات سو اناسی ہجری مین زمینداران اور مقدمان پرگنہ اٹاوہ نے بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضبناک ہوا اور بنفس نفیس وہان گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہوکر مفرور ہوئے اور بہت اُس جماعت حرام خور سے اسیر اور دستگیر ہوئے اور اپنے اعمال زشت کا انتقام پایا اور بادشاہ نے اٹاوہ و اہل اور [illegible] مین جس مقام مین [illegible] ایک قلعہ محکم تیار کرکے مردمان کارگذار کے سپرد کیا اور بسعادت مسرور مستقر دولت ہوکر مراجعت فرمائی اور ۷۸۱ھ سات سو اکاسی ہجری مین سمانہ کیطرف عزیمت فرمائی اور جب جو نہ خان کہ حاکم اس ولایت کا تھا پیشکش ہاے لائق گذرانکر ساتھ مراحم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ انبالہ

اور شاہ آباد سے گذر کرکے دامن کوہ سہارن پور میں آیا اور سرسور کے راے اور دوسرے راؤن سے پیشکش لائق لیکر دہلی کیطرف معاودت
کی اور سنہ مذکور میں شہر موسوم کہرگو حاکم بداؤن نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان میں مہمانی کے بہانے سے طلب کرکے
غفلت کیوقت ساتھ شمشیر غدر کے قتل کیا بادشاہ غضبناک ہوکر تیاری سفر اسطرف کی اور ابتداے سنہ ۷۸۲ سات سو بیاسی
ہجری میں دار الملک سے کوچ کیا جب کہرگو کا نواح محل نزول لشکر فیروزی اثر ہوا فوج نے حسب حکم آتش بیداد غارت
اس شہر کے موطنون کے مکانوں میں بلند کی اور قتل میں کفار اشرار کے استقرار کوشش کی کہ ارواح سادات شہید شفاعت کیواسطے
آئیں اسواسطے کہ کہرگو بھاگ کر کمایون کے پہاڑ پر گیا تھا جاڑونکی تاخت کا صدمہ رعایا اسطرف کی شامل ہوا و تئیس ہزار نفر
کے حلقہ عبودیت میں گرفتار ہوئے اور کہرگو سیمات کے اندران پہاڑون سے نکلنے اور شعاب میں پوشیدہ ہوا اور کسی شخص نے
اسکے نشان زندہ یا مردہ کا نہ پایا اور برسات قریب ہوئی رایات ظفر آیات شہنشہی انکروہ سے بہ معاودت فرما ہوئے اور
ملک داؤد خان افغان کو نہایت بزرگ کرکے سنبل میں مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ ہر سال کہرگو غضب سے ولایت کہر میں داخل ہوکر
کوئی دقیقہ خرابی سے نہ چھوڑے اور آپ بھی سنہ ۷۸۷ سات سو ستاسی ہجری تک ہر سال دہلی سے سنبل کیطرف شکار کیواسطے جاتا جو کچھ
ملک داؤد خان افغان نے نہ کیا تھا وقوع میں لاتا تھا جیسا کہ انہی سنوات میں ایک جمعیت زمین تردد نہوئی اور کوئی متنفس
ایک رات اپنے گھر میں چین سے نہ سویا اور اسکے عوض میں سید اور کئی ہزار ہنود قتل ہوئے اور سنہ مذکور میں ایک قلعہ نہایت مضبوط
موضع بسولی میں کہ سات کوس بداؤن سے ہے تیار کرکے اسکا فیروز پور نام رکھا لیکن خلق نے پسندیدہ اور ظریف اس قلعہ کو آخرین پور
کہتے تھے اور آخر میں ایسا ہی ہوا جو آدمیونکی زبان پر جاری ہوا تھا کہ بادشاہ کو دوسرا قلعہ بنانا اور شہر اور قصبہ آباد کرنا نصیب
نہوا اور وہ قلعہ ساتھ آخرین پور کے مشہور ہوا اور اس سال سے ضعف و پیری بادشاہ پہ غالب ہوئی خانجہان جو منصب
وزارت پر مسلط تھا نسبت قوی ہوا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا بادشاہ بلا تامل وتوقف عمل میں لاتا تھا یہانتک کہ سنہ ۷۸۹ سات سو
نواسی ہجری میں خانجہان نے بادشاہ سے معروض کیا کہ شہزادہ محمد خان بعضے امرا یعنے ظفر خان اور ملک بہاء الدین اور ملک
یعقوب اور ملک کمال الدین سے اتفاق کرکے ارادہ خلاف رکھتا ہے جب بادشاہ شاہزادہ محمد خان کے درپے گرفتاری ہوا
شاہزادہ واقف ہوکر اپنے محلسرا میں خانہ نشین ہوا اور شرائط اپنی محافظت کے بیش ہو چکا نے ہرچند خانجہان حیلے اور
وسیلون سے اُسے دربار میں طلب کرتا تھا وہ عذر اور معذرت کرکے نہین آتا تھا یہانتک کہ ایک روز شاہزادہ محمد خان نے
ہتھیار باندھکر محافہ میں سوار ہوکر حکم دیا کہ چہرہ کا اسپر ڈالکر چوبندی کسین اور جو کوئی پوچھے یہ بہانہ کرن کہ شاہزادہ محمد خان
کی بیگم حرم سراے شاہی میں جاتی ہے دربار میں آنکر محل کے اندر گیا اور محل کی عورتون نے جب اُسے مسلح اور مکمل دیکھا
بہت ہراساں ہوکر بادشاہ کیطرف دوڑین اور شور اور فریاد برپا کیا کہ شاہزادہ غدر کا قصد کرکے آن پہونچا لیکن شاہزادہ
والا گہر کے دل میں کسیطرح کا خدشہ اور غدر جاگزین نہ تھا سیدھا قصر شاہی میں داخل ہوا اور اسی طرح سے مسلح باپکے
قدم ملازمت حاصل کی اور سر اُسکے قدمون پر رکھکر عرض کی کہ خانجہان نے حضور سے میری نسبت ایسا ظاہر کیا ہے
کہ کمترین نسبت بادشاہ کے قصد ہلاکت رکھتا ہے کسی فرزند نے اپنے باپ کی نسبت ایسا آہنگ نہیں کیا
اور اگر کوئی مرتکب اس امر ناشایستہ کا ہوا امر سے بہرہ نپایا اگر میرے دل میں کسی طرح کا قصد ہوتا تو اسوقت ظہور میں ہو چکا تا
اور خانجہان کی غرض یہ ہے کہ مجھے اور دوسرے سرونکو درمیان سے دفع کرکے خود سریر سلطنت پر متمکن ہووے بادشاہ کو
یہ بات صادق آئی شاہزادہ کو آغوش میں لیکر فرمایا کہ جا خانجہان کو قتل کرکے ظفر خان کو رہائی بخش شاہزادہ

محمد خان نے بادشاہی گھوڑے اور ہاتھیوں کو مستعد کر کے باتفاق غلامان فیروز شاہی کہ وہ دس بارہ ہزار سوار تھے آدھی رات کو
خان جہان کے مکان کو جا کر محاصرہ کیا اور اُسنے واقف ہو کر ظفر خان کو قتل کیا اور خود کچھ فوج سے مسلح ہو کر گھر سے برآمد ہوا اور شاہزادہ
سے جنگ میں مشغول ہوا اور جب شکست کھا کر بیطاقت ہوا پھر مکان میں آیا اور دوسرے دروازہ سے برآمد ہو کر میوات کیطرف
راہی ہوا اور کوکا چوہان سے پناہ ڈھونڈھی شاہزادہ نے اُسکا مکان غارت کیا اور اُسکے اعوان و انصار سے جو کوئی ہاتھ
آیا اُسکی گردن ماری اور شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ جو نہایت پیر اور ناتوان ہو گیا تھا سامان شاہی شاہزادہ محمد خان
کے سپرد کیا اور خطاب ناصر الدین محمد شاہ کا عنایت فرمایا اور خود گوشۂ عزلت اختیار کر کے اپنے رب کی طاعت و عبادت
میں مشغول ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے ماہ شعبان ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری میں تخت جہانبانی پر جلوہ گر ہو کر اور بادشاہی
میں قیام کیا اور حکم دیا کہ جمعہ کے دن خطبہ دونوں بادشاہوں کے نام پڑھا جاوے اور ارباب دخل یعنی عاملوں اور تحصیلداروں کو
بدستور سابق مقرر رکھا اور ہر ایک کو سرفرازی کا خلعت عنایت فرمایا اور ملک یعقوب آخر بیگ کو جو امرائے معتبر سے تھا
سکندر خان خطاب دیکر گجرات کی حکومت کی سند دیکر روانہ کیا اور ملک راجو کو مبارز خان اور کمال عمر کو مفتی الملک خطاب
دیکر سرفراز فرمایا اور ملک یعقوب سکندر خان جب گجرات کے قریب پہونچا کوکا چوہان کہ خانجہان نے اُسکے پاس
پناہ لی تھی ہراسان ہو کر اطاعت شاہی کا دم بھرنے لگا اور خانجہان کو گرفتار کر کے ملک یعقوب سکندر خان کے پاس بھیجا
اور ملک یعقوب سکندر خان نے اُسکی گردن ماری اور سر اُسکا دہلی میں بھیجا اور خود گجرات کیطرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ
۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری میں کوہ پایہ سرمور کیطرف شکار کے ارادہ میں مشغول ہوا اور دو مہینے شکار میں بسر کیا اور وہاں یہ خبر پہونچی
کہ فرحت الملک اور امیران صدہ نے گجرات میں اتفاق کر کے علم مخالفت کا بلند کیا ہے اور دغا سے ملک یعقوب سکندر خان کو قتل
کر کے اُسکے مال و اسباب پر متصرف ہوئے ہیں ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر سنکر دہلی میں آیا اور چونکہ سرد و گرم زمانے کا نہ چکھا تھا
دفع فساد گجرات کیطرف متوجہ نہوا عنان بعشرت میں مشغول ہوا اور امرا اور مقربان پدر کا ایک وجود باقی نہ رکھا اپنے مقربوں کو
صاحب حشمت و جاہ کیا اور باوجود بقائے حیات سلطان ملک فیروز شاہ یہ معنے نفران قدیمی پر دشوار آئے ملک یعقوب
سکندر خان کے واقعہ مذکورہ کے پانچ مہینے کے بعد سالار ملک بہاء الدین اور کمال الدین کے جو چچیرے بھائی بادشاہ ناصر الدین
محمد شاہ کے موافقت کر کے مخالفت میں یکجہت ہوئے اور غلامان فیروز شاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی جمعیت
انکی ایک لاکھ تھی اپنا شریک کیا اور ایک بارگی ناصر الدین محمد شاہ سے روگردان ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک ظہیر الدین لاہوری کو
اُس فتنہ کی تسکین کیواسطے بھیجا اسوقت کہ ملک ظہیر الدین اُس میدان میں کہ لشکر فیروز شاہی جمع تھا پہونچا لشکریوں نے اُسے سنگ سے
مجروح کیا اور وہ اُس حال سے ناصر الدین محمد شاہ کے روبرو آیا بادشاہ ناصر الدین محمد شاہ جمعیت کر کے اُنکے سر پر گیا اور حرب
و ضرب کے بعد فائق آیا اور انھوں نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اُسکا دربار ہاتھ میں لا کر دوسری مرتبہ ناصر الدین
محمد شاہ کی جنگ میں قیام کیا اور دار الملک میں فتنۂ عظیم قائم ہوا اور دو روز غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا تیسرے دن غلامان کور
خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سرا سے برآمد کر کے پالکی میں بٹھا کر میدان رزم میں لائے لشکر محمد شاہی اور فیلبانان بادشاہی نے
جب چتر اور رایات فیروز شاہی کو دیکھا بگمان اُسکے کہ سلطان اپنے اختیار سے جنگ ناصر الدین محمد شاہ کے متوجہ ہوا ہے
شاہزادہ سے منحرف ہو کر بادشاہ سے جا ملے ناصر الدین محمد شاہ نے جب احوال اسطرح دیکھا کوہ سرمور کیطرف
روانہ ہوا اور سامان و اسباب اُسکا تمام غارت ہوا جو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور تسلط سپاہ ضعف سے کچھ اختیار نہ رہا تھا

غلاموں کی صلاح وپند کے بموجب تغلق شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو کہ پوتا اسکا ہوتا تھا ساتھ بادشاہی کے نامزد فرمایا اور امیر
سید حسن داماد اپنے کو کہ سلطان ناصر الدین محمد شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلاموں کی تکلیف سے قتل کیا اور تغلق شاہ نے
نے بڑے باپ کی بیچ حیات میں اول جو حکم کیا تھا یہ ہے کہ جگہ ناصر الدین محمد شاہ کے ہواخواہ ہونگے یا اونکو قتل کروا دے جیسے ملک سلطان شاہ
خوشدل کو کہ وہ امراے فیروزشاہی سے تھا سمانہ کیطرف بھیجا تو وہاں کے حاکم علیخان افغان کو کہ سلطان ناصر الدین شاہ کے موافقوں اور
معتقدوں سے تھا گرفتار کرکے دربار میں لاوے اور سمانہ محمد شاہ کے حوالہ کیے اور سلطان فیروز شاہ کہ نوے برس سے زیادہ عمر رکھتا تھا
رمضان کی اٹھارھوین تاریخ ۷۹۰ھ سات سو نوّے ہجری میں دار البقا کیطرف راہی ہوا اور مدت اسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب
تھی اور یہ بادشاہ فاضل اور عادل اور کریم اور رحیم اور حلیم تھا اور رعیت اس سے راضی تھی اور اودی شخص اسکے عہد میں ظلم کا بازار
گرم نہ رکھتا تھا کتاب فتوحات فیروزشاہی اسکی تصانیف سے ہے اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہان دہلی سے ہے کہ مقام تربیت افغاناں میں عہد کر
برخلاف بادشاہوں ماضی کے اعتماد اونپر کرکے ان لوگوں کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں میران صدہ سے تھے امراے کبار کیا اور
سرحدوں کو انکے سپرد فرمایا اور قبل اسکے انھیں یہ مرتبہ اور یہ حالت نہ تھی اڑتیس برس اور نو مہینے بادشاہی ہندوستان کی
اسکے پاس رہی وفات فیروز تاریخ ... فوت کی ہے اور تیمور چنا جنگیز خان کا معاصر تھا اور ضیاے برنی نے تاریخ فیروزشاہی
اسکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ میں مسطور کیا ہے کہ اس بادشاہ سے ضوابط احسان اور قواعد امن وامان بہت
خلائق کے درمیان رہے چنانچہ جملہ ضوابط سے تین ضابطہ عمدہ ہیں ضابطہ پہلا جس شخص نے سیاست کہ جزو اعظم بادشاہی ہے
مطلقاً ترک کرکے کسی مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی سبب کثرت انعامات و ادرارات کے تالیف قلوب خلائق سے
لیے محتاج سیاست کا نہوا ضابطہ دوسرا یہ کہ خراج موافق حاصل اور قوت رعایا کی طلب کرنا اور اضافہ اور توفیر معاف کیا تھا
اور بات کسی کی رعایا کے حق میں نہ سنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برایا کا ہے ضابطہ تیسرا یہ کہ واسطے
حکومت ولایات کے آدمی دیانتدار اور خدا ترس تعین کرتا اور کسی شریر اور بدنفس کو خدمت نفرماتا اور عام و
امرا اور تمام خلائق بحکم الناس علی دین ملوکھم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور عمارت اور انعامات اور
ادرارات اسکے دوسرے بادشاہوں ہند سے امتیاز تمام رکھتے تھے اور اس معدلت آثار نے گنبد عالی پر کہ مسجد جامع فیروزآباد
میں ہشت پہل بنائی ہے اور اسکے آٹھ طرف مضمون کتاب فتوحات فیروزشاہی اپنی تالیف کہ مشتمل ہے اوپر وقایع اسکے کے اور
مبنی ہے آٹھ فصل پر تحریر کرکے بمقتضاے کلام الملوک ملوک الکلام تیمناً اور تبرکاً قدرے اسمیں سے تحریر کیا ہے تاکہ اس
بادشاہ فرشتہ صفات کی نیکی ذات اور پسندیدگی صفات ارباب بصیرت کو معلوم ہو فصل اول اوقات سعید اور نصیحت اور ...
اسکے معروف میں لکھے اور دوسری فصل میں کہتا ہے کہ زمانہ سابق میں جو خونریزی مسلمانوں کی ساتھ تھوڑی جریمہ کے باقسام تعذیب
مثل کاٹنے ہاتھ اور پاؤن اور کان اور بینی اور کور کرنے آنکھ اور ٹھکنے استخوانہاے اعضا میں سیسہ اور جلانے اندام آتش کی
سے اور گاڑنے میخ آہنی ہاتھ اور پانوں میں اور کھینچنے پوست اور دو پارہ کرنے آدمیوں اور دوسرے انواع کی سیاست
شیوع تمام رکھتی تھی حق سبحانہ تعالے نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی کہ وہ سزائیں تمام میں نے منسوخ کیں اور
نام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش انھوں کے ہندوستان دار الاسلام ہوا ہے خطبہ سے معزول رکھا تھا
میں نے انکے نام زندہ کرکے داخل خطبہ کیے تو اس تقریب سے فاتحہ انکی آمرزش کا دوام دیتا رہے اور علاوہ اسکے اور بھی وجوہات
نامعقول اور بیحساب کو ساتھ ظلم کے داخل مال دیوانی کرکے ہر سال بجبر لیتے تھے مثل چرائی اور گلفروشی اور رنگریزی

اور ماہی فروشی اور نداتی اور ریسمان فروشی اور نخود بریانگری اور دوکانانہ اور قمارخانہ اور روادیگی اور کوتوالی ان سب کو مین نے برطرف
کیا اور مین نے کہا بیت دل دوستان جمع بہتر کہ گنج خزینہ تھی بلکہ مردم بہ رنج داور مین نے مقرر رکھا کہ جو مال خلاف سنت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نہ لیوین اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچوان حصہ سپاہ کو دیتے تھے اور چہارم دیوان مین لیتے تھے
مین نے شریعت پاک کے موافق پانچوان حصہ دیوانکا قرار دیا اور دوسرے بدمذہبون اور ملحدون اور اہل بدعات کو سبب گمراہ اہل
...ن تھے سبکو اپنی ولایت سے نکالدیا اور رسوم اور عادات انکے کتب کے مندرس کیے اور دوسرے ریشمی کپڑا پہننا اور استعمال
ظروف ... اور چاندی کرنا مردمان روزگار کی عادت ہوئی تھی سبکو ایک قلم دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق حکم دیا اور دوسری
عورات مسلمہ ... جا جزء کہ مزارات اور بتخانون مین جاتی تھین اور سر منشا و اقسام فساد کی ہوتی تھین سبکو منع کیا اور بتخانونکے
عوض مسجدین تعمیر کین اور دوسرے مکانات خیر بادشاہان ماضیہ کی مسجدین اور خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور حوض اور
پل اور مقبرے کہ بوسیدہ اور مسمار ہوئے تھے از سر نو مین نے تعمیر کرکے اوقات مقرر کیے اور دوسرے ایک جماعت
کو میرے خداوند سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے سیاست کیواسطے گرفتار کرکے قطع اعضا کیے تھے زن اور فرزند
اور وارث انکے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوشدل کیا اور خط ابراء ذمہ سلطان مرحوم اُنسے
لیکر اور ساتھ مہر کا بر اور اشراف کے مزین کرکے بادشاہ تغلق شاہ مبرور کے مقبرہ مین رکھا اور ما در اسکے جس جگہ
کہ خبر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی مین نے سُنی اُسکی خدمت مین جاکر مراعات کی اور علاوہ اسکے مردمان سپاہ اور امرا کہ پیری
مین پہونچے تھے اُنھین ساتھ نصیحت اور مواعظت کے مناہی سے توبہ کرا کے وظیفہ اُنکا مقرر کرکے کار آخرت مین مشغول
کیا اور اہل خدمت تمام مسجدون اور مدرسون اور خوانق اور حمام اور چاہ پر معین کرکے وظیفہ مقرر کیا کہ تفصیل اُسکی دراز
ہووے اور سرے یہ کہتا ہی کہ دو مرتبہ مجھے زہر دیا مین نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت نہ ہوئی اور جو دوسرے وقائع
اس رسالہ کے اس کتاب مین داخل ہوئے بسبب توارد اور تکرار کے قلم انداز کیا لیکن جو کچھ تفصیل بنانے عمارات اور
بقاع خیر اُسکے پائی گئی تفصیل اُسکی یہ ہی بند جوے پچاس عدد مسجد چالیس عدد مدرسہ تیس عدد خانقاہ بیس عدد
کوشک سو عدد۔ دار الشفا پانچ عدد۔ مقبرہ سو عدد۔ حمام دس عدد۔ چاہ ایک سو پچاس عدد۔ پل سو عدد۔
باغات عدد حصر سے افزون اور ہر ایک کے واسطے وقف نامے تحریر کیے اور موقوفات اُنپر تعین کیا یہ **ذکر بادشاہی**
سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ باربک کا۔ بعد فوت سلطان تغلق
شاہ کے سلطان فیروز شاہ باربک قصر فیروز آباد مین تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر ساتھ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے
مخاطب ہوا اور امر بادشاہی مین استقلال پاکر خطبہ اور سکہ ہندوستان کا اُسکے نام ہوا اور ملک فیروز علی پسر ملک تاج الدین
بہروز ... خان جہان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور غیاث الدین ترمذی کو سلاحداری کی خدمت مفوض
اور اقطاع گجرات بدستور سابق ساتھ فرحت الملک کے مقرر ہوئے بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے خانجہان کے
بہادر ناہر کو مع لشکر گران سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کیواسطے تعین کیا اور ناصر الدین محمد شاہ نے بھر مین
... توجہ لشکر دہلی کا لشکر پہاڑ پر دم لیا اور اپنے اہل وعیال اور ملازمین اور متعلقین کو محکم کرکے
لشکر مخالف سے لڑا آخر کو شکست پائی اور جابجا انتقال کرتا ہوا قلعہ نگرکوٹ مین پہونچا جو قلعہ نگرکوٹ کا سنگین
اور محکم تھا افواج بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کی پلٹ آئی اور وہ بمقتضا سے

ہوا اپنی عیش کامرانی مین مشغول ہوا اور ظلم وفساد پر کمر باندھی اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شاہ نام رکھتا تھا بتہمت تمام قید کیا اور
اُسکے چچیرے بھائی ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے بیم وہراس سے گوشہ اختیار کیا اور مصلحت سے ملک رکن الدین
نائب نے وزیر اور چند سرداران کو اپنا یار کرکے علم مخالفت کا بلند کیا جیسا کہ غلامان فیروز شاہی جو عمدہ درگاہ تھے
وہ بھی ساتھ اُسکے متفق ہوکر ہوا خواہ مین گئے اور ملک مبارک کبیر کو جو امیر الامرا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا
قتل کیا اور سلطان غیاث الدین آگاہ ہوکر ہمراہ ملک فیروز علی خان جہان کے اُس دروازہ سے کہ سمت جون کیطرف واقع
تھا نکل گیا اور ملک رکن الدین نائب [illegible] نے خبردار ہوکر ساتھ ایک جماعت غلامون سے پیچھا کیا [illegible] اسے مع ملک فیروز علی کے
گرفتار کرکے تہ تیغ کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اکیسوین سنہ ۷۹۱ سات سو اکانوے ہجری مین واقع ہوا تھا مدت سلطنت سلطان
غیاث الدین تغلق شاہ ثانی کی پانچ مہینے اور چند روز تھی۔ **ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان**
فیروز شاہ باربک کا۔ ارکان دولت اور اعیان نصرت جب سبب خداوند کی سیاست سے فارغ ہوئے ابوبکر شاہ
کو سریر سلطنت پر متمکن کیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر ہوکر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور ارادہ کیا کہ ابوبکر شاہ
کو قتل کرکے خود تخت شاہی پر جلوس کرکے تاج سلطانی زیب فرق کرے ابوبکر شاہ نے اس امر سے واقف ہوکر پیشدستی کی
اُسے ساتھ ایک جماعت غلامون سلطان فیروز شاہ کے کہ اس ارادہ مین شریک تھے قتل کیا اور اس سبب سے
اُسکی سلطنت نے قوت پکڑی لیکن انہی دنون مین امیران صدہ سمانہ نے مخالفت پر کمر باندھی اپنے حاکم ملک سلطان شاہ
خوشدل کو کہ دولت خواہان ابوبکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اُسکا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ مین بھیجا اور التماس
قدم آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے راستہ سے سمانہ مین گیا اور وہان تخت [illegible] ملکی کیطرف لشکرکشی کی اور کئی
بعد چند مرتبہ شکست کھاکر مغلوب ہوا تھا آخر مین غالب آیا اور ابوبکر شاہ کو زندہ پکڑ [illegible] سنہ ۷۹۲ سات سو بانوے
ہجری مین دارالعورم کے قیدخانہ مین بھیجا اور تفصیل اُسکے واقعات ناصر الدین محمد شاہ سے واضح ہوگی ابوبکر شاہ کی مدت
شاہی ڈیڑھ برس تھی۔ **ذکر بادشاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باربک**
کا۔ پہلا جلوس اُسکا حیات پدر مین شعبان کی چھٹی تاریخ سنہ ۷۸۹ سات سو نواسی ہجری مین ہوا تھا اور جب کہ
سلطان شاہ خوشدل کو امیران صدہ نے سمانہ مین قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بکوچ متواتر آکر قلعہ نگرکوٹ سے
سمانہ مین پہونچا پس جمیع امیران صدہ اور سمانہ اور مقدمان اُس اطراف نے اُس سے بیعت کی اور بعضے امرا اور مردم
پایہ تخت دہلی سے ابوبکر شاہ سے سرتابی کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُسکے بعد بیس ہزار سوار اُسکے
ظل رایت مین فراہم ہوئے پھر وہ دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور جب دہلی کے حوالی مین پہونچا پچاس ہزار سوار اُسکے
پاس جمع ہوئے پھر ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ سنہ مذکور کو بجبر وقہر شہر مین داخل ہوکر قصر جہان نما مین فرود آیا ابوبکر
شاہ نے بھی فیروز آباد مین اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور جمادی الاول کی دوسری تاریخ اُسی سنہ کو کوچہ ہا سے
فیروز آباد مین ساتھ مردم ناصر الدین محمد شاہ کے بنیاد جنگ کی ڈالی اور اُسی روز بہادر ناہر جمعیت تمام شہر مین
داخل ہوا اور ابوبکر شاہ مستظہر ہوکر دوسرے دن فیروز آباد سے برآمد ہوکر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف ہوا
اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دو ہزار سوار سے آب جون سے عبور کرکے درمیان دوآب کے گیا اور ہمایون پسر میانی اپنے کو
ساتھ ملک ضیاء الملک ابورجا اور ملک کمال الدین اور رائے خلجی کو بہیستی سمانہ کیطرف بھیجا اور خود موضع جالیسر مین کہ کنارے گنگ کے [illegible]

اور جو اول سے آخر تک غلامان فیروز شاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے بدسلوکی کی تھی حکم کیا کہ جہاں کہیں یہ دستیاب ہون تیغ بیدریغ سے قتل کرو اور اُنکا مال و متاع غارت کرو اس سبب سے بہت سے غلام کہ ولایت مین متفرق اور پریشان ہوئے تھے رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور رعیت ابو بکر شاہ منحرف ہوکر دشمن ہوئی اور باج و خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا اور جو ملک سرور شحنہ پیل و ملک نصیر الملک حاکم ملتان اور خواص الملک حاکم بہاپور رائے سرور اور دوسرے رائے اور امرا ناصر الدین محمد شاہ کے شریک ہوکر پچاس ہزار سوار سے جمع ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہانکا خطاب عنایت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو امیر الامرا کرکے ساتھ خضر خان کے مخاطب کیا اور خواص الملک کو خواص خان اور رائے سرور کو رائے رایان خطاب دیا اور باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب اور القاب کے مسرور اور خوشدل کرکے آہنگ دہلی کیا اور ابو بکر شاہ نے بھی لشکر جرار آراستہ کرکے استقبال فرمایا اور موضع کندلی مین فریقین کا مقابلہ ہوا بعد حرب صعب جبکہ بتاب نوبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کو پہونچی تھی شکست پاکر جالیسر کیطرف گیا بقول تحفہ مبیت تا دو برس دو مدہ بیکار کہ بہت سو دے ند ہو پائے بہر پا کہ بہت ابو بکر شاہ نے تعاقب کرکے ناصر الدین محمد شاہ کا اردو غارت کیا اور دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور ہمایون خان جو سمانہ میں تھا لشکر جمع لاکر دہلی کی اطراف مین روانہ ہوا اور ابو بکر شاہ نے ملک شاہین کو اُسکے حرب پر مامور کیا اور پانی پت میں جنگ ہوئی اور ہمایون خان ہزیمت کھاکر سمانہ کیطرف راہی ہوا اور لشکر دہلی کو اگرچہ ہر بار فتح اور نصرت منھ دکھاتی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے موافق تھے ابو بکر شاہ اس مدت میں دہلی کو چھوڑ کر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا نکرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خانسے دلیر ہوکر امرا کی تجویز سے ناصر الدین محمد شاہ کے دفع کیواسطے دہلی سے برآمد ہوا اور بیس کوس پر مقام کیا اور جالیسر کے جانیکی فکر مین ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ مع کوتوال اور امرائے دہلی سے موافقت کرکے ساز و سلب اپنا جالیسر مین چھوڑکر مع چار ہزار سوار جرار مقابل لشکر ابو بکر شاہ کے روانہ ہوا اور اسکے بعد جبکہ نزدیک ہوا راہ جیب سے دہلی کیطرف یلغار فرمایا اور ایک جماعت کہ ابو بکر شاہ محافظت کیواسطے دروازوں پر چھوڑ گیا تھا جنگ مین مشغول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ زور لاکر دروازہ بداؤن کو آگ دیکر شہر مین داخل ہوا اور قصر ہمایون مین نزول کیا اور ادنی و شریف اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر مبارکباد دینے لگے ابو بکر شاہ خبر پاکر اُسی روز بتعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے شہر مین پہونچا اور ملک بہاء الدین جنگی کو کہ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف سے نگہبانی دروازہ کی کرتا تھا قتل کرکے قصر ہمایون کیطرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کہ لوگ اُسکے شہر مین متفرق ہوئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر دروازہ حوض خاص سے جالیسر کیطرف باہر گیا اور بعضے امرا اُسکے مثل خلیل خان باربک اور آدم اسمٰعیل خواہرزادہ سلطان فیروز شاہ دستگیر ہوکر مقتول ہوئے اور بعضے جنگ مین مارے گئے اور رمضان کے مہینے سنہ مذکور مین مبشر حاجب بادشاہی نے کہ خطاب اسلام خانی پایا تھا اور غلامان فیروز شاہی مین اُس سے بزرگ تر کوئی نہ تھا ابو بکر شاہ سے رنجیدہ ہوکر ایک عریضہ مشتمل بر اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھکر اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابو بکر شاہ جب مطلع ہوا کہ اکثر لشکر یونہی مخالف ہوئے ہین اور محمد شاہ نے اپنی جگہ سے جنبش کی ہے ناچار ایک جماعت مخصوصون سے نزدیک بہادر ناہر کے میوات کیطرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بحری کو دہلی مین چھوڑا اور ناصر الدین محمد شاہ رمضان کی انیسوین سنہ مذکور میں دہلی مین پہونچکر صدر شاہی پر متمکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے مفوض ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے بعد چند روز کے فرصت پکڑی ہی وہ ہاتھی کہ غلامان فیروز شاہی کے تصرف مین تھے اُنسے لیکر اپنے فیلبانون کے سپرد فرمائے

ہاتھی

اس سبب سے تمام غلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور شب کو مع اہل وعیال بھاگ کر ابوبکر شاہ کے پاس گئے اور ناصر الدین محمد شاہ نے
باقی غلامان فیروز شاہی کو جو تقلید غلامان مذکور کرتے تھے دہلی سے نکالدیا کسواسطے کہ ان خلوات مین معترین بھی یہی صحبت تھی کہ غلام
آپسمین مستقل متفق ہو کر کسی شخص کو قتل کرتے تھے اور تمام عجیب تلمون مین پہنچاتے تھے اور اسکی جگہ دوسرے کو بٹھاتے تھے اور مشہور ہے
کہ ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا کہ غلامان فیروز شاہی سے جو کوئی تین روز سے زیادہ شہر مین رہیگا جان ومال سے تلف ہوگا بس کہ
انمین سے تین روز مین شہر سے باہر گئے اور جو کہ نہ گئے وسیاست ہلاکت تیغ خون آشام ہوئے اور بعضے خوف جان سے کہتے تھے کہ ہم
اصیل ہین ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا جو ان سے کھرا کھری کہے اصیل ہے اور مطلب یہ ہے کہ بادشاہ چاہتا تھا تلفظ کھرا کھری کا انکی
زبان مردم پورب اور بنگالہ کی بولی مین ادا کرتے تھے مارے جاتے تھے جیسا کہ بہت سے آدمی پورب کے کہ اصیل تھے زبان
انکی خوب نہ تھی قتل ہوئے اسکے بعد ناصر الدین محمد شاہ اپنے کام کے سرانجام مین مشغول ہوا اور اطراف وجوانب سے لشکر جمع کیا
اور ہمایون خان بیٹا اسکا جو سامانہ مین تھا مع جمعیت تمام دہلی مین آیا ناصر الدین محمد شاہ کو تقویت تمام حاصل ہوئی اور ہمایون خان
کو ساتھ اسلام خان اور عادل خان اور رائے کمال الدین اور رائے خلجی سیتی کے ابوبکر شاہ پر تعین فرمایا اور جب وہ لشکر کوتلہ مین
پہونچا محرم کے مہینے سنہ ۷۹۳ سات سو ترانوے ہجری مین ابوبکر شاہ باتفاق بہادر ناہر اور جماعت غلامان فیروز شاہی کے ہمایون خان
کی بیخبری مین اردو پر تاخت لایا اور بعضے آدمیون کو مجروح کیا شاہزادہ پائے ثبات استوار کرکے جنگ مین مشغول ہوا
اور اسلام خان بھی آپکو مستقل کرکے کمک کو پہونچا اور ابوبکر نے کچھ کام نہ کیا قلعہ کوتلہ کیطرف پلٹ آیا اور ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر
سنتے ہی کوچ متواتر میوات کیطرف گیا ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر نے چارہ امان کے سوا نہ دیکھا اسطرح ملازمت
کی ناصر الدین محمد شاہ نے بہادر ناہر کو رخصت انصراف دی اور ابوبکر شاہ کو ہمراہ لشکر منزل کھندی مین لایا اور وہانسے بند کرکے
قلعہ میرٹھ مین بھیجا اور وہ اسی حبس مین فوت ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے جب دہلی مین مراجعت کی خبر پہونچی کہ ملک فرحت الملک
حاکم گجرات باغی ہوا ہے اسواسطے ظفر خان بن وجیہ الملک کو ساتھ اسکی تفصیل ہے کہ وقایع سلاطین گجرات مین لکھا جاویگا باعزاز
واحترام تمام گجرات کیطرف روانہ کیا اور سنہ ۷۹۴ سات سو چورانوے ہجری مین خبر پہونچی کہ نرسنگھ اور سروڈھرن راٹھور اور
بیر بھان مقدم بھیسور کے جو عمدہ کفار تھے سنتے ہی بادشاہ نے اسلام خان کو رائے نرسنگھ کے دفع شر کیواسطے کہ عمدہ ترین
متمردان سے تھا بھیجا رائے نرسنگھ نے جنگ کرکے شکست پائی اور آخر کو صلح کرکے اسلام خان کے ہمراہ دہلی مین آیا
اور انہین دنون مین بادشاہ نے سنا کہ مقدمان اٹاوہ نرو کے قصبہ بلارام اور دوسرے پرگنات پر تاخت لائے ہین
بادشاہ نے خود بنفس نفیس فوج جرار سے اسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کفار عاصی کو مستاصل کیا اور قلعہ اٹاوہ
کو مسمار کرکے قنوج کیطرف روانہ ہوا اور اس نواح پر بھی تاخت کرکے جالیسر مین آیا اور جو اس زمین کو اپنے اوپر مبارک جانتا
تھا قلعہ وہان تعمیر کرکے محمد آباد نام رکھا اور اسوقت مین خواجہ جہان حاکم دہلی کی عرضی پہونچی کہ اسلام خان لاہور مین جاکر
فساد برپا کیا چاہتا ہے ناصر الدین محمد شاہ بہ تعجیل تمام دہلی کیطرف راہی ہوا اور دہلی مین پہونچتے ہی اسلام خان کو طلب کرکے
استفسار فرمایا اسلام خان نے انکار کیا جاجو نام ہندو اور اسلام خان کے بھتیجے نے کہ اسکے دشمن تھے گواہی دروغ دی ناصر الدین
محمد شاہ نے کہ اصل مین اس سے متوہم تھا اسے گرفتار کرکے فوراً حکم اسکے قتل کا نافذ فرمایا خواجہ جہان منصب وزارت
پر سرفراز ہوا اور ملک مقرب الملک نے محمد آباد کی حکومت پائی اور اسطرف راہی ہوا اور سنہ ۷۹۵ سات سو پچانوے
ہجری مین سروادھرن راٹھور اور بیر بھان نے طغیان پر کمر باندھی اور ملک مقرب الملک نے

حسب الحکم لشکر محمد آباد کا بچا کر اُنکے شہر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی شوال کے مہینے اُسی سنہ مین میوات کے سمت
جاکر اُس ولایت پر تاخت لایا اور بہادر نسبہ محمد آباد درجالیسر کیطرف دوڑ کر محصور ہوا اور جب سُنا کہ بہادر ناہر عصیان اور
طغیان پر کمر کسکر بعضے مواضع دہلی کے غارت کرتا ہے بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے میوات کیطرف متوجہ ہوا جب
کوٹلہ مین پہونچا بہادر ناہر نے مقابل ہوکر صف آراستہ کی اور شکست کھا کر کوٹلہ مین آیا اور چونکہ ٹھہرنے کی قدرت نرکھتا تھا
وہان سے جدا ہو کر پہاڑون مین پوشیدہ ہوا سلطان انہدام عمارت کے واسطے ویسی بیماری مین محمد آباد درجالیسر کیطرف گیا اور ربیع الاول
کی پہلی تاریخ سنہ ۷۹۵ سات سو پچانوے ہجری مین ہمایون خانکو کہ دہلی مین تھا واسطے تدارک اور دفع شیخا کھکر کے کہ باغی ہوکر قلعہ لاہور پر
متصرف ہوا تھا تعیین فرمایا ابھی ہمایون خان دہلی سے برآمد نہوا تھا کہ سلطان اس سراے فانی سے عالم باقی کیطرف راہی ہوا اُسکو واسطے
محمد آباد جانے سے پیشتر بیماری اُنکی زیادہ ہوئی روز بروز ضعف کا زور ہوا اور طاقت سلب ہوئی یہانتک کہ ماہ ربیع الاول
کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین داعی حق کو لبیک اجابت کہا اور نعش کو اُسکی دہلی مین لاکر حوض خاص کے کنارے پہلو مین
اُسکے باپ کے دفن کیا مدت اُسکی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھی **ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین
محمد شاہ کا** جب ناصر الدین محمد شاہ روضۂ رضوان کیطرف سدھارا اُسکا فرزند ہمایون خان اُنیسوین تاریخ شہر و سنہ
مذکور کو تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور لقب اپنا سکندر شاہ رکھا اور بدستور عہد پدر عمال اور حکام ولایات پر برقرار رکھے
اُسکے بعد کل ایک مہینے سلطنت کی اور مرض سخت مین مبتلا ہوا اور ہر روز مرض ترقی مین تھا یہانتک کہ اُسنے بھی اپنے
باپ اور دادا کے مانند حوض خاص کے کنارے خوابگاہ کیا بیت بخت و دولت چہ نند اریار شد اے خواجہ بدہر کو توان
خورد ازین مائدہ جز قسمت خویش * مدت اُسکی سلطنت کی ایک مہینے اور سولہ دن تھی **ذکر سلطنت ناصر الدین
محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** سکندر شاہ کے فوت کے بعد امرا کے درمیان بادشاہ کے
تعیین ہونے مین گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امر بادشاہی مہمل رہا آخر خواجہ جہان کی کوشش سے ناصر الدین محمد شاہ
کا چھوٹا بیٹا کہ محمود نام رکھتا تھا سواد اعظم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرما ہوا ناصر الدین لقب پایا اور تمام اکابر اور امرا
اس سے بیعت کرکے اُسکے حلقۂ فرمان مین لائے اور خواجہ جہان بدستور منصب وزارت پر مقرر ہوا اور
مقرب الملک مقرب خان ہوکر وکیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے باربکی پائی اور سارنگ خان
دیپالپور کا حاکم ہوا اور دولت خان لودی عارض ممالک ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے استقامت سلطنت دہلی زائل
ہوئی تھی ولایت مین ہرج مرج نے غلبہ کیا کفار اطراف نے سرکشی کو اپنا پیشہ کیا بالتخصیص ہنود شرقی نے بہت سر اُٹھایا
اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمود نے خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر مع بیس زنجیر فیل اور لشکر کثیر ہنود
قنوج اور بہار کیطرف روانہ کیا اور وہ اُس ولایت مین جاکر باہستگی تمام سبکو عمل مین لایا اور جونپور تک گیا اور حکام بنگالہ سے
بھی مال مقرری چند سالہ اور ہاتھی متقبلہ ہر سال کے لیے اور سارنگ خان جو حاکم دیپالپور کا ہوا تھا لشکر ملتان اور اُسکے
نواحی کا فراہم کرکے شیخا کھکر کیطرف متوجہ ہوا اور شیخا کھکر بھی مع سپاہ کثیر کہ اکثر اُنمین خویش اور ہمقوم اُسکے تھے اجودہن سے
استقبال کرکے بارہ کوس لاہور سے مقابل مین پہونچا اور ایسی جنگ کہ مردان شجاع اور بہادران کارآگاہ زبان
ساتھ تعریف اور تحسین کے کھولین واقع ہوئی آخر کو شیخا کھکر بھاگ کر لاہور مین آیا اور زن و فرزند اپنے ہمراہ
لیکر کوہ جمون مین پناہ لیکیا اور سارنگ خان لاہور کو اپنے چھوٹے بھائی عادل خان کے سپرد کرکے دیپالپور کیطرف گیا

اور اُسی عرصہ مین سلطان ناصرالدین محمود نے مقرب الملک مقرب خان کو مع ایک سو زنجیر فیل اور ایک جمعیت خاصہ
خیل دہلی مین چھوڑ کر خود گوالیار اور بیانہ کیطرف سواری فرمائی اور سعادت خان باربک کاب مین تھا اور جب گوالیار مین
پہونچا مبارک خان یعنے فرزند ملک راجو برادر ملو خان برادر سارنگ خان اور ملک علاء الدین دھاروال آہنگ قتل
سعادت خان باربک مین گئے اور سعادت خان اُنکے ارادہ سے آگاہ ہوا مبارک خان اور ملک علاء الدین کو قتل کیا اور ملو خان بھاگ کر
دہلی مین پہونچا اور سلطان ناصرالدین محمود اس فساد کے بعد دہلی مین آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کیواسطے حاضر ہو کر شرف
ملازمت سے مشرف ہوا لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اور پناہ دینے سے ساتھ ملو خان کے ایک خوف اور
ہراس نے اُسکے دل مین راہ پایا شہر کیطرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور تین مہینے کے عرصہ تک صحبت فیروزی
پائی اکثر اوقات مردمان درونی اور بیرونی کے درمیان مین جنگ واقع ہوتی تھی اور جو یہ صحبت سعادت خان باربک کی خاطر
تھی ناصرالدین محمود شاہ ساتھ ترغیب اور تحریص مقربون کے ہنگام فرصت ماہ محرم ۷۹۷ھ سات سو ستانوے ہجری مین
شہر مین داخل ہو کر مقرب الملک مقرب خان سے جا ملا دوسرے دن مردمان شہر نے ایک حشر برپا کیا اور سعادت خان
باربک کے مقابلہ اور محاربہ کو شہر سے برآمد ہوئے اور شکست کھا کر پھر شہر مین داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم پہونچا
اور قلعہ دہلی کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا سعادت خان خیمہ اور خرگاہ اُٹھا کر شہر فیروزآباد کیطرف گیا اور امرا کی صلاح
سے نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو کہ ولایت میوات مین رہتا تھا طلب کر کے بادشاہ بنایا اور ناصرالدین
نصرت شاہ لقب دیا اور خود متصدی اور متکفل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا اور
غلامان فیروزشاہی بدسلوکی سعادت خان باربک سے آزردہ خاطر ہوئے فیلبانون کو اُس سے منحرف کیا اور نصرت شاہ
کو بھی اُس سے ساتھ مکر اور حیلہ کے متنفر کیا اور ہاتھی پر سوار کر کے سعادت خان باربک کے دفع کیواسطے متوجہ ہوئے اور سعادت خان
جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پا کر بھاگا مصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ۔ اور مقرب الملک مقرب خان سے
امان چاہ کر اُسکے پاس گیا اور اُسی چند روز مین شمشیر غدر اُسکے سے درگذرا اور امراے فیروزآباد نے از سر نو نصرت شاہ
سے بیعت کی اور بہت ولایتون پر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروزآباد مین دو بادشاہ قائم ہوئے اور امرا بھی دو طرف ہوئے
جیسا کہ تاتار خان بن خان اعظم ظفر خان گجراتی اور شہاب ناہر اور فضل اللہ بلخی المخاطب بہ قتلغ خان نصرت شاہ کے شریک ہوئے
اور مقرب الملک مقرب خان مع اور امرا سلطان ناصرالدین محمود کی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملو خان المخاطب باقبال خان
جو کہ قلعہ سیری کو تصرف مین رکھتا تھا اور بہادر ناہر جو دہلی کہنہ مین تھا کسیطرف نگرویدہ ہوئے تشخیص معاملہ کے منتظر تھے اور
تین برس ان دونون بادشاہون کے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا کبھی دہلوی زور کر کے غنیم کو
فیروزآباد تک پسپا کرتے تھے اور گاہے فیروزآبادی غلبہ کر کے دشمن کو دہلی کے قلعہ تک ہٹاتے تھے اور ایک جماعت کثیر ہندو
اور مسلمان سے ان معرکون مین کام آئی اور ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے ہجری مین سارنگ خان حاکم دیپالپور نے خضر خان حاکم ملتان
پر خاش آغاز کی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب آیا اور ملتان پر متصرف اور قوی ہوا اور ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری مین
سامانہ کیطرف گیا اور وہان کے حاکم عالیخان کو بھی نکالکر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سنکر تاتار خان حاکم پانی پت کو
مع ملک الیاس اور لشکر گران سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم ۸۰۰ھ آٹھ سو ہجری مین سارنگ خان تاتار خان سے
شکست کھا کر ملتان کیطرف بھاگا اور سنا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر پوتے امیر تیمور صاحبقران نے آب سند کو کشتی سے باندھ کر

عبور کیا اور اوچہ کو محاصرہ مین لایا اسواسطے اُسنے ملک تاج الدین نائب اپنے کو مع امراے دیگر اور لشکر برگزیدہ ملک علی حاکم اوچہ کی کمک کو روانہ کیا اور امیرزادہ نے اُنکے آنے سے واقف ہو کر آب بیاہ کے کنارے تک استقبال کیا اور اُنھیں غافل کرکے حملہ آور ہوا اور اُنکی جمعیت متفرق کی چنانچہ اُنہین کے اکثر آدمی ہنگام فرار قتل ہوئے اور بعضے پانی مین ڈوب گئے اور ملک تاج الدین پریشان اور بدحال کچھ آدمیون سے ملتان کی طرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر بطور تاخت ملتان مین پہونچا سارنگ خان محصور ہو کر حصاری ہوا اور چھ مہینے کے بعد قحط پڑا سارنگ خان امان طلب کر کے قلعہ سے برآمد ہوا اور میرزا پیر محمد نے اُسے مع تمام لشکر مقید کرکے ملتان پر قبضہ کیا اور اسی عرصہ مین سارنگ خان قیدخانہ سے بھاگا اور ملتانیونکو مطیع اور منقاد کیا اور سنہ مذکور مین اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہو کر ناصر الدین محمود شاہ سے منحرف ہوا اور نصرت شاہ سے پیغام بھیجی کیا اور نصرت شاہ سوار ہو کر قلعہ سیری مین آیا اور دروازہ حظیرۂ خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ مین مصحف مجید کو درمیان مین لاکر طرفین سے عہد باندھا اقبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر دخیل قلعہ جہان نمائے اندر لیگیا اور ناصر الدین محمود شاہ ساتھ مقرب الملک مقرب خان کے بہادر ناہر کے دہلی کہنہ مین رہا اور دو تین روز کے بعد اقبال خان نے نصرت شاہ سے دل دگرگون کرکے غدر کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے برآمد ہوا اقبال خان نے پیچھا کیا اور اثاثہ بادشاہی کو قبضہ مین لایا اور نصرت شاہ کو فیروزآباد مین استقامت کی طاقت نرہی اپنے وزیر تاتارخان کے پاس پانی پت مین گیا اور اقبال خان فیروزآباد کو اپنے تصرف مین لایا اور نہایت مستقل ہوا اور عزم مقرب الملک مقرب خانکے دفع کا کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے اُنکے درمیان جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امرا درمیان مین آئے اور قصر جہان نما مین اُنہین صلح کروائی اور اقبال خان اُنھین دنون مین مصالحت دنیوی کے باعث عہد توڑ کر قلعہ سیری سے اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خانکے تاخت لیگیا اور اُسے گرفتار کرکے قتل کیا اسوقت سلطان ناصر الدین محمود کو دست افراز کرکے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے سوا ساتھ اُسکے کچھ نچھوڑا اور اسی سال قلعہ دہلی کو ساتھ اعوان و انصار اپنے کے سپرد کرکے بادشاہ کے ہمراہ تاتارخاں کے دفع کیواسطے پانی پت کیطرف روانہ ہوا اور تاتارخان ہاتھی اور اسباب حصار پانی پت مین چھوڑ کر دوسرے راستہ سے دہلی کیطرف گیا اور محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کرکے تین دن مین مفتوح کیا اور تاتارخانکے مال و دواب پر متصرف ہوا اور مظفر اور منصور ہو کر دہلی کیطرف معاودت کی اور تاتارخان سے قلعہ دہلی کے استحکام کے لیے کچھ نبن پڑا تھا اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات مین گیا اور اقبال خان نہایت اطمینان سے دہلی مین فرو کش ہو کر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اس درمیان مین خبر پہونچی کہ امیر تیمور صاحبقران نے بقصد تسخیر ہندوستان آب سندھ سے عبور کیا

بیان امیر تیمور صاحبقران کا ممالکت ہندوستان کی طرف آنے کا

امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان آشوب اور فتنہ دہلی اور حملہ ہندوستان کا سنہ ۸۰۰ آٹھ سو ہجری مین بعزم ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سندھ سے عبور کرکے محرم کی بارھوین تاریخ سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین جول جلالی کے کنارے کہ جسوقت سے سلطان جلال الدین منکبرنی اُس جول مین داخل ہوا ساتھ اس نام کے مشہور ہے نزول کیا اور بعضے زمینداران نے دامن کوہ سے اُس مقام مین آکر ملازمت کی اور شہاب الدین مبارک کہ اب بیت نواحی مین بعضے ولایات کے حفظ کیواسطے کہ تصرف مین رکھتا اقامت پذیر تھا جب امیرزادہ میرزا پیر محمد مولیان کیطرف جاتا تھا آنکر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اظہار خلاف کیا اور اسوقت مین بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلیے امیر شیخ نور الدین ساتھ اقوام اپنی کے اُسکے دفع کیواسطے

تعین ہوئے اور جب وہ وہاں پہونچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیجکر واسطے اطاعت اور انقیاد کے دلالت کی اور
جب اُسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا اور ایک خندق عمیق گرداگرد اُسکے کھودکر آب سلاب اُسمین جاری کیا تھا برائے
کی قبول نہ کی اور جنگ مین مشغول ہوا اور امیر شیخ نورالدین نے اول روز خندق سے عبور کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا اور شہاب الدین
مبارک بعزم جنگ دون قلعہ سے باہر ہوا اور جنگ عظیم ہوئی مدت تک رہی عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے شکست فاحش
کھائی اور اکثر آدمی اُسکے قتل ہوئے اور امیر شیخ نورالدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور [illegible] امیر شیخ نورالدین
کی [illegible] کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اُس شب کی صباح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک شکست کے
بعد دو سو کشتی کہ موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پرکرکے پایاب [illegible] مین روان ہوا اور امیر شیخ نورالدین ساحل کے کنارے
جاتا تھا آخر [illegible] پلٹ آیا اور صاحبقران ہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہوکر پانی کا [illegible] کہ کہہ کے روانہ ہوا یہانتک
کہ اس مقام مین پہونچی کہ جہان نہر جہلم اور چناب ملتے ہوئے ہیں [illegible] قلعہ محکم موسوم بہ تلمبہ اس مقام مین تھا الغرض حکم
ہوا کہ اُس پر پل [illegible] عبور کرین اہلکار حکم کے موافق عمل مین [illegible] اور صحرائے تلمبہ لشکرگاہ ہوا [illegible] مال امان کا اس
بلدہ کے اہالی نے خواہ ہوا اور [illegible] تحصیل ہوا لیکن چونکہ لشکر کا [illegible] غلہ محتاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہان غلہ پاوین [illegible] لاوین
بمقدار حکم کافی ہو [illegible] ایک ساعت مین تمام شہر تاراج ہو گیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کرکے
ظاہر موضع [illegible] عساکر منصور ہوا اور جو وہان غلہ تھا تمام لشکر نے آذوقہ اٹھایا اور باقی کو حسب الحکم [illegible] جلادیا
اور جب یہ [illegible] پیر محمد جہانگیر کے [illegible] پہونچنے کی بوقت مردم تلمبہ نے فرمان برداری نہین کی
امیر شاہ [illegible] شیخ محمد [illegible] کے موافق اس شہر مین داخل [illegible] کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور علما اور سادات
اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نہ رہا اور دوسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ کے کنارے ظاہر موضع شاہنواز مین
نزول فرمایا اور اُسجگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ جسرت بھائی شیخا کھوکھر کی دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے [illegible]
محکم کیا ہو فوراً اردو کو وہان چھوڑکر اُس طرف روانہ ہوا [illegible] دھونڈھنے کے سپاہیون نے اطراف وجوانب سے آب وگل
سے عبور کرکے اُس جماعت کو پریشان اور بہتون کو بیجان کیا اور اموال و اطفال انکا دستیاب کیا اور موضع شاہنواز مین [illegible]
غلہ تھا کہ جسقدر لشکر نے چاہا اُٹھایا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ سے
عبور کیا اور ولایت آباد [illegible] علف اور آذوقہ مین داخل ہوئے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد یہ ہے
کہ جب موسم برسات مین بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہوکر شہر مین داخل ہوا اور آپ کو
قلعہ کی پناہ مین کھینچا اور اطراف وجوانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوئے راتون کو شہر کے کنارے
آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیجاتے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا اسواسطے کہ لشکر کو وہان سے پیادہ نکالنا دشوار تھا
ناگاہ صاحبقران گیتی ستان بسعادت و اقبال آب بیاہ کے ساحل پر وارد ہوا شہزادہ ساتھ اس لشکر کے کہ بعضے اُنمین سے
گھوڑسوار اور بعضے پیادے تھے اُردو کیطرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھوین تاریخ کو آنحضرت کی سعادت
ملازمت سے مشرف ہوا اور نفائس ہندوستان سے جو کچھ اُسکے ہاتھ آئے تھے نظر [illegible] مین گذرانکر مجموعہ کو
امرا پر تقسیم فرمایا اُسکے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایکدن شہزادہ کے ہمراہیون کو مرحمت فرمائے
اور جو کچھ شہزادہ نے حاکم بھٹنیر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُسکا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی

قصبۂ اجودھن کیطرف بطور ایلغار روانہ فرمائے اور اجودھن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصار بھٹیر کیطرف پناہ لیگئی اور
بعضوں نے توکل کرکے قصبۂ اجودھن مین استقامت کی کسیطرف نہ گئے اور امیر تیمور صاحبقران نے اجودھن مین پہونچکر شیخ فرید شکر گنج
قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہانکے باشندون کو امان دیکر عزم بھٹیر مین روانہ ہوا اور آب اجودھن سے عبور کرکے
خالص کوٹل مین فرودکش ہوکر کہ وہانسے بھٹیر پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا ایلغار کرکے ایک دن مین وہ راہ دور طی
کی اور چونکہ وہ قلعہ قلاع مشہورہ ہند سے تھا اور راہ دور سے واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر بیگانہ وہان نہ پہونچا تھا اس
سبب سے دہلی اجودھن اور دیپالپور اور اطراف و اکناف کے اُس مقام مین پناہ لیگئے جسقدر کہ گنجایش رکھتا تھا قلعہ
مین در آئے اور باقی خندق کے کنارے مقیم ہوئے پھر صاحبقران نے تاخت فرماکر وہ مسافت تمام ایک منزل مین قطع کی اور اول
روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سبکو قتل کیا اور اموال اُنکا اولیائے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور راے خلجی جو وہانکا حاکم
صنادید کفار ہند سے تھا اور قواعد سرداری اور قلعہ داری مین اُس سے بہتر کوئی ہندوستان مین نہ تھا اور بہادر اُسکا نام تھا
تھا اسواسطے کہ بہادر زبان ہندی مین راے کو کہتے ہین قلعہ سے برآمد ہوکر شہر کے کنارے صف آرا ہوا اور سپاہ چغتائی
اُسپر حملہ آور ہوئی اُسے شہر مین پسپا کیا اور صاحبقران نے خود سوار ہوکر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور حرب
صعب کے بعد فائق اور غالب آنکر مغرب کیوقت شہر کو لیا اور خلق انبوہ تہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکے
قلعہ کیطرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی راے خلجی نے مضطرب ہوکر استغاثہ بلند کرکے عجز اظہار کیا اور ایک
زادہ
سید کو شفاعت کیواسطے بھیجکر ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہونگا صاحبقران نے التماس اُسکی
قبول کرکے سراپردہ مین مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگون نے حکم کے موافق اطراف وجوانب
سے نقب کھودنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندون نے برج پر چڑھکر تضرع و زاری کرکے امان چاہی اور راے خلجی کا بیٹا
قلعہ سے برآمد ہوکر پیشکش گران لایا اور دوسرے دن راے خلجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعدالدین پوتے شیخ شکر گنج کے کہ اجودھن سے
بھاگ کر وہان آیا تھا برآمد ہوکر پابوس سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے عراقی اور اقسام
اقمشہ ہند پیشکش گذرانا اور خلعت فاخرہ اور گران مایہ سے سربلند ہوا اور امیر سلیمان شاہ اور امیر الہ داد واسطے ضبط
دروازہ کے متعین ہوئے کہ مردم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ مین در آئے تھے نکالین اور جنہنے مسافر کابلی کو میرزا پیر محمد جہانگیر
سے قتل کیا ہو سزا کو پہونچادین اور باقی مال سے امان دیکر رہا کرین چنانچہ مردم دیپالپور نے مسافر کابلی مع ہزار آدمی کے
قتل کیا تھا حسب الحکم اُنمین سے پانسو آدمی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے اور مسافر کابلی نام ایک شخص تھا الغرض اس سبب سے
برادر اور پسر راے خلجی نے بنیاد فضولی کے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے راے خلجی کو مقید کرکے سپاہ کے
شہر سے جنگ کی پھر ایک جماعت درمیان مین آکر امان طلب ہوئی اور امان پائی امیر شیخ نورالدین اور امیر الہ داد تحصیل
زر امانی کیواسطے شہر مین داخل ہوئے اور مردمان شہر مسلمان اور کافر سخت طلبی زر امانی کے سبب سے اپنے تمام جہات مین
آگ افروختہ کی اور اپنی زن و فرزند کو ذبح کرکے جنگ مین مبادرت کی اور لشکر منصورہ سے بہتون کو ہلاک کرکے آپ بھی
قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خاک سیاہ کیا اور سرستی مین آیا اور باشندے سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب
کرکے قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد مین آیا چنانچہ وہان کے آدمیون کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ
رجب و راہروی اور توہنہ نے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور اغروق کو سامانہ کیطرف روانہ کرکے خود بنفس نفیس اطراف کے

جنگلون

جنگلون کیطرف متوجہ ہوا اور قوم جتان سے جو شخص کہ راہبری کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسے زندہ نچھوڑا اور ایک جماعت سلطان
سے کہ ایک موضع مین متفرقات رکھتی تھی اُسپر رعایت فرمائی اور جب غزنیکھتان مین کہ سامنے سے پانچ کوس پر ہے پہونچا تمام
شاہزادہ اور امراء جو اطراف مین بھاگ گئے تھے راہہاے مختلف سے متوجہ ہوکر اُس موضع مین جمع ہوئے اور حکم ہوا کہ مین جو
لشکر منصور تیور وکے سمت روان ہووے سبب اُسکے بعد پانی پت مین آیا اور ارشاد کیا کہ یہان کے باشندے جبہ پہنچان اور
فراوانی ملف کے سبب سے آب جون سے عبور کرکے دو آب کے درمیان مین آیا اور قلعہ لونی کو بجنگ لیکر ہندون کو
قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہنسن اور جون کے واقع ہوا ہے ہندن کہ آب عمیق ہے سلطان فیروز شاہ بادشاہ
مرحوم آب کالپی سے لایا تھا اور اس مقام مین ساتھ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہان کے مجوس
تھے القصہ اس فتح کے بعد ساحل آب کے مقابل بسعادت وبرکت عمارت جہان نما مین نزول فرمایا اور گذر ہاے
آب سے بہ نفس نفیس احتیاط فرمائی اور امیر سلیمان شاہ اور امیر جہان کو تاخت وتاراج جنوبی کیواسطے بھیجا
اور خود سات سو سوار ہمراہ لیکر شہر جون سے عبور کرکے جہان نما کی عمارات کے سیر مین مشغول ہوا اور گذر آب
اور جاے جنگ کو ملاحظہ فرماتا تھا کہ اس درمیان مین ناصر الدین محمود شاہ اور اقبال خان نے تھوڑے آدمی پانی کے اسپار
دیکھے پانچ ہزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قراولون نے محمد یوسف کوکہ امرای
معتبر دہلی سے تھا اور وہ بھی قراولی کیواسطے متعین ہوا تھا گرفتار کر لائے اور حکم کے موافق اُسکی گردن ماری پھر صاحبقران پلٹ کر
اپنے لشکر مین گیا اور قراول اُس مسلے مین سو آدمی جو اُسطرف تھے جنگ کیواسطے کھڑے ہوئے اور سونجک بہادر اور اُلجولد نے
بھی حسب الحکم اُنکی کمک ساتھ دو قشون آب کے عبور کیا اور بہیئت اجتماعی تیر اندازی مین مشغول ہوئے اور ملو خان صلاح معلوت
مین جانکر پلٹ آئے اور بہادرون نے تعاقب کرکے ایک جماعت کہ پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی لو دہ ہاتھی کہ
مردان دہلی کا پشت پناہ تھا اُسوقت دوا دوش کے صدمہ سے گرکر سقط ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو شگون نیک سمجھے دوسرے
دن غربی لونی سے کوچ کرکے شرقی لونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہے نزول اجلال وحلول اقبال فرمایا اور اسی لودش مین جمیع
شاہزادے اور تمام سردار پایہ سریر اعلیٰ کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان اور دوسرے امرا نے عرض اقدس مین پہونچایا
کہ لب آب سند سے یہانتک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پنجہ قہر مین گرفتار ہوئے ہین اور اُس دن
بادشاہ ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے مبادا بروز جنگ اتفاق کر
ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہووین جو اکثر کافر تھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نرکھین اور جو کوئی اس حکم کی
تعمیل مین تغافل کرے اُسکی بھی گردن مارین اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُسکی حدعدول حکمی وتقصیر کی خبر گذارش کرے
اس صورت مین اُسدن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک
نفر اُردو مین رہے اور محمود کے زن وفرزند صغر سن کی محافظت کرین القصہ افواج تیموری ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ کو
آب جون سے عبور کرکے صحراے فیروز آباد مین فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے روبرو کھدوا کر گاے اور بھینسونکے گردن اور
پانوون مین چرم خام باندھ کر اُس خندق مین چھوڑا اور چوکیدار اُسکے پیچھے شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوئے اور ماہ مذکور کے
ساتوین تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران بسعادت واقبال سوار ہوکر براے جنگ لشکر قول کو آراستہ
کیا اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایکسو ستائیس ہاتھی مجمع کو مسلح اور مکمل کرکے

صاحبقران کیطرف متوجہ ہوئے بہادران چغتائی ہاتھیون پر حملہ آور ہوئے اور طرفۃ العین مین زخم تیر سے فیل اور فیلبانونکو نسار کیا
اور ہندوستانیون نے آپ کو مرد میدان ثان غازیونکا نہ پاکر راہ گریز لی اور سلطان ناصرالدین محمود بعد ملو اقبال خان نے کیطرف
بہزار مشقت اپنے تئین شہر کیطرف سرگردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تکامیشی کر کے مظفر اور منصور ہو کر حوض
خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان نے کہ تھوڑے آدمیون سے اپکو شہر مین پہونچایا
تھا اُس شب کو برآمد ہو کر سلطان ناصرالدین گجرات کیطرف روانہ ہوا اور ملو اقبال خان برن کیطرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع
ہو کر ایک جماعت کو تعاقب مین بھیجا اور اُنھون نے بطور راہ سریع السیر کے جا کر بہتونکو ہلاک کیا اور بیٹا ملو اقبال خان
کا کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دوسرا خداداد یہ دونون گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عیدگاہ مین وارد ہوا سادات
اور قضیات (جمع قاضی) اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض اُنکی درجہ
قبول مین پہونچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی مین خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سولھوین ماہ مذکور کو ایک
جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی توجیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغیان کے شہر پناہ
مین کرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور سپاہی جو کہ غلہ اور دوسرے ملہ محتاج کیواسطے شہر مین آئے
تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہر چند کہ امرا منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش پنجروزہ مین
مشغول تھا کسیکو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو معروض کرتا اور ہنود فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر
آمادہ ہوئے اور امرا نے اسقدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسرا شہر پناہ مین قدم نرکھے لیکن اسقدر سپاہی
شہر مین تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط
اپنا نکر کے تمام شہر مین در آئے اور غارت عام ہوئی اکثر اہل لشکر کے ہر ایک شخص نے سو نفر سے زیادہ ہنود کو
اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح انواع غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر سے بالتخصیص الماس
اور یاقوت اور مروارید یعنی جو چیز کہ امکان تحریر سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہنود سے
مسجد جامع مین جمع ہو کر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہان جا کر اُس مسجد کو اُس
جماعت خبث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا عنان اختیار دست اقتدار
سے گئی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ مین مسطور ہے کہ ایک جماعت مال امانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر انکی شاق طلبی اور سخت
گیری سے مقام ای مین ہوکے اور چند نفر محصلون یعنی منزاولون کو قتل کیا اس سبب سے آتش غضب آنحضرت
کی افروختہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اُسوقت تک یہ امر کسی بادشاہان
مغل کو میسر نہوا تھا اور صاحبقران ایک سو اور بیس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گینڈہ اور دوسرے جانوران شکاری وغیرہ
جو سلطان فیروز شاہ باربک سے دہلی مین تھے اُنپر متصرف ہو کر شہر مین داخل ہوا اور جو مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے
سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی مشاہدہ فرمایا اسکو دلمین گذرا کہ سمرقند مین اسکے مانند تیار کیجے چنانچہ دہلی کے
سنگتراشونکو سمرقند کیطرف لیجا کر ویسی مسجد تعمیر کروائی اور اُسکے بعد پندرہ روز تک دہلی مین توقف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور
کوچ کے وقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ اور علما کو مسجد جامع مین محافظت کرین اور ساتھ
سعادت کے روان ہو کر فیروز آباد کیطرف آیا وہان بہادر نے دو گھوڑے سفید جنگلو کا کا تو اکتھے مین برسم تحفہ میوات سے بھیجکر

اظہار اخلاص کیا اور سید شمس الدین ترمذی صاحبقران کیطرف سے جاکر بہادر ماکو ملازمت مین لایا اور جعفر خان جو میوات کے
پہاڑ مین پوشیدہ تھا درگاہ مین آنکر نوازش پائی اور وہ حضرت وہانسے راہی ہوکر جب پانی پت مین پہونچے امیر شاہ ملک ایک
جماعت امرا کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے جو بہات قلاع ہند سے تھا بھیجا انھون نے وہان جاکر دیکھا کہ اُس قلعہ کے رہنے والے
جنگ پر آمادہ ہوکر کہتے ہین کہ ترمشیرین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر نہین ہوئی امیر صاحبقران یکلام سنکر
غضبناک ہوئے اور خود بنفس نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور امرائے عظام بعضے جنگ مین اور بعضے سرنگ کھودنے مین مشغول
ہوئے چنانچہ دوسرے دن ہر ایک طرف سے سرنگ اور نقب بندہ کر نقب قلعہ کیطرف پہونچاتے تھے اور الیاس افغان اور مولانا احمد تھانیسری کا
بیٹا اور ملک صفی گبر جو کہ قلعہ مین تھے جنگ مین مصروف ہوئے لیکن تھوڑے سے بہادران مغل نے چڑھ کمندین لگائین اور بعضے
کمندین ڈالکر قلعہ پر چڑھ گئے اور قبل سرنگون کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کیے امرای مذکور کو تہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو
زندہ نچھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئین برج اور دیوار ہائے قلعہ مین آگ روشن کرکے قلعہ پختہ کے مانند اُسے بخاک سیاہ
کیا اور جب ایسی فتح اس آسانی سے لشکر منصورہ کو میسر ہوئی صاحبقران کوہ سوالک کے دامن مین آیا اور اُن ممالک کو بالکل
تاخت و تاراج کرکے بتکدون کو نیست کیا اور آب گنگ سے عبور کرکے اس مقام مین کہ جہان سرچشمہ ہے اور سلطان محمود غزنوی
بھی وہان پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کرکے اُنکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر معاودت کا عازم
ہوا طی مسافت کے درمیان مین رتن نام ایک زمیندار کو مغلوب کرکے ساز و سامان اسکا غارت کیا اور نواح جمو کے ورود تک چند
قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو مین پہونچا وہان کا راجہ حرب پر آمادہ ہوکر مقابل آیا اُسے بھی بضرب شمشیر آبدار مجروح کرکے گرفتار کیا اور امیر
صاحبقران کے تکلیف سے اُسنے مسلمان ہوکر گائی کا گوشت کھایا اور کہتے ہین شیخا کھکر نے اپنے چھوٹے بھائی جسرت کھکر کو کہ
صاحبقران کے مقابلہ سے بھاگ کر اُس سے جا ملا تھا بدگمان آنحضرت کے مخالفت پر اُسے سرزنش و ملامت بہت کی اور سارنگ خان
اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحبقران کی ملازمت مین حاضر ہوا اور مجلس ہمایون مین بار پائی اور نظر التفات اُسکے بارہ مین ساتھ
اُس حد کے پہونچی کہ جو ساتھ ایک حشم اور ایک انبوہ کے پہونچتی تھی اور نسبت اپنی شیخا کھکر سے کرتے تھے کسی شخص کو افواج عساکر منصورہ
سے یہ مجال نہ تھی کہ متعرض ہوتے جب شیخا کھکر رخصت حاصل کرکے اپنے مقام مین گیا فرصت پاکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا اور بے سبب جادۂ اطاعت
اور اخلاص سے قدم باہر رکھا اور ہندو شاہ خازن جو سلاک اجداد مسعود اصل کتاب کے انتظام رکھتا تھا اور مولانا عبد الصمد صدر روقتی جو
بھیجا اور ماوراء النہر سے آتے تھے اُنسے سلوک غیر مرضی کیا اور اُسوقت امیر صاحبقران نواح پنجاب مین پہونچے جب بھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت
مین حاضر نہوا اسواسطے شاہزادون اور امیرون نے قلعہ لاہور کو مسخر کرکے شیخا کھکر کو گرفتار کیا صاحبقران نے اُسکی گردن ماری اور
لاہور اور دیپالپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمرقند کرکے بتعجیل روان ہوا اور دہلی
اور میرٹھ دو مہینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف مین ظاہر آیا اور نصرت شاہ کہ ملو اقبال خان کے خوف سے دوآب کے
درمیان تھا مع اپنے لشکر میرٹھ کیطرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور چار فیل کے اُس سے جا ملا اور نصرت خان
جو کہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کرکے اُسکے اسباب پر متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فیروزآباد کیطرف آنکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ
مین لایا اور شہاب خان اپنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الماس مع اپنے آدمیون کے میوات سے اُسکے پاس آئے اور نصرت شاہ نے
شہاب خان کو ملو اقبال خان کے قلع و قمع کیواسطے برن کیطرف بھیجا اور اثنای راہ مین چند زمیندار ملو اقبال خان کے کہنے
سے اُسپر شبخون لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے قتل کیا اور ملو اقبال خان تاخت کرکے شہاب خان مقتول کا مال و اسباب

تو مردو بارہ قوی ہوا اور دہلی کیطرف لشکر کشی کی اور نصرت شاہ تاب اُسکی مقاومت کی نہ لاکر میوات کیطرف بھاگا اور ملو اقبال خان
از سر نو دہلی خراب کا حاکم ہوا اور قلعہ سیری مین استقامت کی اور ایک جماعت مردمان دہلی سے کہ شمشیر جہانستان عساکر صاحبقران
کے خوف سے اطراف و جوانب مین بھاگ گئی تھی وطن کیطرف مراجعت کی اور حصار سیری کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنہ اُسیوقت سے
اُس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آبادان نہ ہوئی اور ولایت میان دو آب ملو اقبال خان کے تصرف
مین آئی اور ممالک دور دست کو ہر شخص کہ جہان تھا اپنے قبضہ مین لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم خان اور مالوہ کو دلاور خان
اور قنوج اور اودھ اور کڑہ اور جونپور کو سلطان الشرق خواجہ جہان اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کو حکم صاحبقران
سے خضر خان اور سمانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اوحدی اور کالپی اور مہوبہ کو محمد خان بن ملک زادہ
فیروز نے اپنے زیر حکم کیا اور دوسرے بر اعتماد نگر کے اپنی جگہ پر دم استقلال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل اور ابد کے
حکم سے دولت اور سلطنت کو پہونچے شرح اُسکی عنقریب رقمزدہ کلک تحقیق ہوگی اور جمادی الاولی کے مہینے سنہ آٹھسو
تین ہجری مین ملو اقبال خان نے دار الخلافت دہلی سے بیانہ کیطرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا
دو ہاتھی اور جلوس اُسکی شوکت کا قبضہ مین لاکر وہان سے کٹھیر کیطرف گیا اور نرسنگھ سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت بازگشت
کی اور اُسنا کہ سلطان الشرق خواجہ جہان جونپور مین فوت ہوا اور اُسکا متبنٰی بولا بیٹا ملک وہ اصل اپنا نام سلطان مبارک شاہ رکھکر
اُس تمام مملکت پر متصرف ہوا پھر ملو اقبال خان نے جمادی الاولی کے مہینے سنہ مذکور مین مبارک شاہ پر فوج کشی کی اور
شمس خان حاکم بیانہ اور مبارک خان اور بہادر ناہر نے بھی اُسکی ہمراہی کی اور جب قصبہ پٹیالی مین جو نہر گنگ کے کنارے واقع ہے پہونچا
اسے سینز اور اسطرف کے تمام زمیندار اُسکے مقابلہ کو آئے اور حرب شدید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو اقبال خان نے قنوج مین جاکر چاہا
کہ جونپور اور لکھنو مین در آوے اور اسطرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پرست صد راہ ہوا چونکہ درمیان دونون لشکر کے آب گنگ
حائل تھا کسیکو مجال عبور نہوئی اور دو مہینے تک مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر خیمے اُٹھا کر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف
راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بدگمانی کے سبب سے قتل کیا اور سنہ ۸۰
آٹھسو چار ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ کہ ظفر خان کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر مالوہ کیطرف گیا تھا اُسوقت حسب
التماس ملو اقبال خان کے دہلی مین آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کرکے امور بادشاہی مین ملو اقبال خان کے خوف سے
دخل نہ کیا اور اسی سال مبارک شاہ نے جونپور مین وفات پائی ملو اقبال خان ناصر الدین محمود شاہ کو ہمراہ لیکر پھر قنوج کیطرف
لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے جونپور کے تخت پر اجلاس کیا تھا مع لشکر فرق ساتھ کمال شوکت و ابہت کے
استقبال کیا اور نہ چاہا کہ ایک صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ با بن خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم
خانہ زاد میرا ہے مجھے بادشاہ بنالیگا اور میرے خدمتگارون کے سلک مین منتظم ہوگا ایک شب کو شکار کے بہانہ سوار ہوکر شاہ
ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے بسبب معلوم کیا کہ سبب آنیکا کیا ہے بعدم اصالت کے لوازم ضیافت بھی بجا نہ لایا اور ناصر الدین
محمود شاہ جیسا کہ آیا تھا اسیطرح پلٹ گیا اور قنوج کیطرف جاکر اس بلدہ پر متصرف ہوا اور وہان کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی
طرف سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے جونپور کیطرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی
اور سنہ آٹھسو پانچ ہجری مین ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار کہ صاحبقران کے وقت غزات مین راجہ نرسنگھ کے
تصرف مین آیا تھا اور بعد فوت اُسکے اور اُسکے بیٹے کے برم دیو راجپوت کی طرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا ۱۰.

جونکہ وہ قلعہ نہایت استحکام مین تھا اسکی نواح مین تاخت کرکے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور برم دیو قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور اول حملہ مین شکست کھاکر قلعہ مین داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور سابق تاخت کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اور سنہ ۸۰۷ھ آٹھ سو سات ہجری مین دوبارہ اٹاوہ کیطرف لشکر کھینچا اور راے سمیر اور رگوالیار اور راے جھالا وغیرہا جو اٹاوہ مین جمع ہوئے تھے انسے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اسکے پیشکش لی اور کمال بیمروتی و بے انصافی سے قنوج کیطرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصاری ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ محاصرہ کرکے ایک مدت ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اسکی تدبیر پیش رفت نہ گئی اور ماہ محرم سنہ ۸۰۸ھ آٹھ سو آٹھ ہجری مین کوچ کرکے سمانہ کیطرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زاد بخین تھا اور سارنگ خان کے ساتھ مخالفت اختیار کی تھی اور ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہ سمانہ سے مراد ہے چھوڑ کر کوہ دھور کیطرف راہی ہوا اور ملو اقبال خان نے تعاقب کیا اور اس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچکر فردکش ہوا آخر حضرت علیم الدین نبیرہ سید جلال الدین بخاری نے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کیطرف روانہ ہوا تو خضر خان کو دفع کرکے خطبہ و سکہ دہلی کا اپنے نام جاری کرے جس وقت تلونڈی مین پہونچا راے داؤد کمال ماہنتی اور راے ہبو فرزند راے رتی کو دستیاب کرکے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کھچوایا اور جب اجودھن کے قریب فردکش ہوا خضر خان نے لشکر پنجاب و دیپالپور اور ملتان کو جمع کرکے استقبال کیا جمادی الاول کی انیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی اور جو شامت نقض عہود کی اسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اسکا زخمی ہوکر سوکر تے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی اسکا سر کاٹکر خضر خان کے پاس لائے اور خضر خان نے وہ سر فتحپور کیطرف کہ اسکا مسکن تھا بھیجکر اسکے دروازہ پر آویزان کیا

بیت بہ نقض عہد دلیری مکن کہ چرخ فلک ✤ نتیجہ ٔ نمت زود در کنار نہد ✤

دولتخان لودھی و اختیار خان نے کہ دہلی مین تھے یہ خبر سنکر سلطان ناصر الدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور مین تھوڑے آدمیون سے دہلی مین آن کر تخت پر جلوہ گر ہوا اور جب بادشاہی اور اقبال خان نے فیروز شاہ باربک کے خاندان سے منہ موڑا تھا ناصر الدین محمود شاہ مہمات پنجاب اور ملتان اور پایہ تخت کو مستحصن نہ کرکے دولتخان لودھی کو مع لشکر گران بیرم خان کے سر پر کہ وہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ باربک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف مین رکھتا تھا بھیجکر خود قنوج کیطرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل مین آنکر چند روز معرکہ قتال و جدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصر الدین محمود نے جب جانا کہ یہان کچھ تدبیر پیش رفت نجاویگی دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی اوضاع سے متنفر تھے کثرت لشکر کشی سے بہ تنگ آنکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے اقطاع کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور کوچ پر کوچ جاتا تھا یہانتک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اس سے بھی عبور کرے اسی درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ خان اعظم ظفر خان گجراتی الپ خان والی منڈو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر متصرف ہوا اور اب جونپور کے تسخیر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس عزیمت کو فسخ کرکے جونپور کیطرف معاودت کی اور ماہ رجب سنہ ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین درمیان دولتخان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند مین داخل ہوکر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اسی عرصہ مین خضر خان اس حدود پر متصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی مین آیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین سلطان

ملک منیر ضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کی جانب سے حاکم قصبہ برن ہوا تھا گیا اور ملک منیر ضیا قلعہ سے برآمد ہو کر مقابل ہوا لشکریان بادشاہ ناصر الدین محمود تعاقب میں پیچھے اسکے قلعہ مین داخل ہوئے اور ملک منیر ضیا قتل ہوا بادشاہ ناصر الدین محمود سنبھل کی سمت گیا اور تاتار خان نے بلا جنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصر الدین محمود نے اسد خان لودھی کو سنبھل میں چھوڑ کر دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور ۸۱۱ھ آٹھ سو گیارہ ہجری میں بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے سر پر جو خضر خان کیطرف سے حاکم حصار فیروزہ تھا گیا اور قلعہ فیروزہ میں حصاری ہوا چند روز کے بعد اُسنے اپنے فرزند کو مع پیشکش بادشاہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ بادشاہ سلطان ناصر الدین محمود مراجعت کرکے دہلی کو چلا گیا اور خضر خان یہ خبر سنکر فتح آباد کی سمت آیا اور مرد مان فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوستہ تھے اذیتیں پہنچائیں اور قلعہ کو تعمین کیا کہ دوآب پر جو سلطان کے تصرف مین تھا تاخت لاوے اور دسمبر میں ہتک کے راستہ سے دہلی مین آیا بادشاہ ناصر الدین محمود جو عقل و شجاعت سے چندان بہرہ نرکھتا تھا فیروز آباد مین حصاری ہوا اور خضر خان نے چند روز تک محاصرہ میں قیام کیا پھر غلہ اور علف کے نایاب ہونے سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح پور کیطرف گیا اور ۸۱۲ھ ہجری مین بیرم خان ترک نے خضر خان کے ساتھ مخالفت کرکے دولت خان کے پاس جو دریا جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل و عیال کو پہاڑ پر بھیجا اور خضر خان نے تعاقب کیا جب دریاے جون کے ساحل پر پہونچا بیرم خان پشیمان ہو کر از روے عجز خدمت مین خضر خان کے آیا اور ان پرگنوں پر کہ اُسکے جاگیر مین تھے بدستور بحال رکھا اور ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری مین خضر خان ملک ادریس پر جو محمود شاہ کیطرف سے رہتک کا حاکم تھا گیا ملک ادریس نے قلعہ رہتک مین تحصن ہو کر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہو کر اپنے بیٹے کو بھیجکر سامان پیشکش کر کے بیعت کی اور خضر خان سامانہ کے راستہ سے فتح پور گیا پھر ۸۱۴ھ آٹھ سو چودہ ہجری میں خضر خان رہتک کی طرف کو متوجہ ہوا اور ایات بادشاہ ناصر الدین محمود سے تعارض نہوا ملک ادریس و مبارز خان نے استقبال کرکے ملازمت کی خضر خان نے عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز کیا اور قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان اور بہادر خان کے تصرف مین تھا غارت کرکے دہلی مین آیا اور سیری کے قلعہ کو جسمین سلطان ناصر الدین محمود قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد میں رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کے چہرہ حال کو مشاہدہ کرکے خضر خان سے جا ملا اور اُسے اُٹھا کر فیروز آباد کو لیگیا اور ولایت میان دوآب کو ضبط کرکے چاہا کہ غلہ اور آذوقہ کا دہلی مین پہونچنے لیکن چونکہ بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے اس مرتبہ بھی مسافر ہلاک ہوکر ایک قحط عظیم ولایت دوآب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے دست کش ہو کر فتح پور کیطرف گیا اور سلطان ناصر الدین محمود ماہ رجب مین کیتھل کیطرف سوار ہو کر شکار مین مشغول ہوا اور مراجعت کیوقت ذیقعدہ کے مہینے مین مرض الموت مین مبتلا ہو کر اسی مہینے مین مرگیا چنانچہ اُس تاریخ سے دہلی کی بادشاہی ترکوں کے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری و موالی اسکے غلامونکے تھے منقرض ہوئی مدت سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوجود اس تمام تزلزل و انقلاب کے بیس برس دو مہینے تھی اور اُسکے انتقال کے بعد امراے دولتخان لودھی سے بیعت کی خلیفہ درگاہ دہلی کا ماہ محرم ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری مین اُسکے نام پڑھا گیا اور ملک ادریس او مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہو کر اُس سے جا ملے اور دولتخان لودھی سی ماہ جلوس مین کٹھیر کیطرف سوار ہوا اور راے ہر سنگھ اور تمام زمینداروں نے حاضر ہو کر ملازمت کی اور جب قصبہ پٹیالی مین پہونچا مہابت خان بدایونی نے آ کر دیکھا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن محمود خان کو کالپی مین محاصرہ کیا بوجہ قلت فوج کے سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مقاومت نرکھتا تھا دہلی مین پلٹ آیا اور خضر خان کہ ہمیشہ ایسے کمین کا جویا تھا عازم دہلی ہوا

اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کرکے بماہ ذیحجہ سنہ مذکور دہلی پر دوڑا اور دولتخان لودہی کو قلعہ سیری مین قلعہ بند کیا اور چار مہینے سے بعد حصار ہی مضطرب ہوئے چنانچہ دولت خان لودہی نے ربیع الاول کی بیسوین تاریخ سنہ ۸۱۷ آٹھ سو سترہ ہجری مین امان سے برآمد ہوکر خضرخان کی ملازمت کی اور گرفتار ہوکر حصار فیروزہ مین محبوس ہوا اور پھر قضائی الٰہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی ایک برس اور تین مہینے تھی۔ **ذکر ایالت سید خضرخان بن ملک سلیمان کا** صاحب طبقات محمودشاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضرخان کو خاندان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرکے سید کہتے ہین اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہے اور ملک سلیمان ملک مردان دولت کا کہ امرای کبار سلطان فیروز شاہ باربک سے ہی پسر خوانده تھا اور ملک مردان دولت جب حکومت ملتان مین فوت ہوا اور حکومت وہان کی اسکے بیٹے ملک شیخ کو تفویض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ مین قضائی الٰہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعوی سیادت کا رکھتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اُسکے بعد خضرخان سلطان فیروز شاہ باربک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز ہوا اور جیسا اگلے اوراق مین مذکور ہوا جب سارنگ خان نائب آیا اور ملتان کی حکومت سے محروم ہوا اور بعد فتح دہلی صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کی عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور زمانہ سے سکہ بہندول کیا اور صاحب تاریخ مبارک شاہی نے دلیل قوی اُسکے سیادت پر لکھی ہے نقل کی مصنف نے اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اوراق ہذا کو تحقیق خضرخان کی صحت نسب ظاہر ہو سے اول یہ کہ ملک سلیمان اُسکا باپ جس وقت کہ ملک مردان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک دن سید السادات مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مردان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک سلیمان نے قبل اُسکے کبھی دعوی سیادت کا نکرتا تھا بطور خدمتگارونکے طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونیکے واسطے لایا اُن سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت سے معاف رکھنا کہ گستاخی ہے پس جب یہ بات اہل جہان کی زبان پر گذری یقین ہے کہ وہ سید ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق اور اطوار خضرخان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حلم و تواضع اور صلاح و تقوی اور صدق و رحم ساتھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشابہت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہے القصہ خضرخان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب دیکر منصب وزارت پر مقرر فرمایا اور عبدالرحیم کو جو بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ علاء الدین کے مخاطب کرکے اقطاع ملتان و فتحپور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دوآب کی دی اور سید سالم کو سرفراز کرکے تھانیسر دیدہ او راقطاع خوب کرامت فرمائے اور اسیطرح سے اپنے جمیع اعوان و انصار کو ساتھ خطاب اور القاب کے مخاطب کیا اور ابتدا مین سکہ اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان مین اور دہلی مین بنام میرزا شاہرخ کے جاری رکھا لیکن آخر کو ایک خطبہ خضرخان کے نام کا بھی کر دعا کرتے تھے اور اکثر سنوات مین پیشکش لائق میرزا شاہرخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو با سپاہ آراستہ کٹھیر کیطرف بھیجا اور اُسنے دریاے جون اور گنگ سے عبور کرکے ولایت کٹھیر پر تاخت کی اور رای نرسنگھ وہانکا راجہ بھاگ کر کوہستان مین پناہ گزین ہوا پھر اُسنے پیشکش دیکر رعیت ہونا اختیار کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن نے بھی آنکر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہانسے کھور اور کنپلا اور چندوار مین جاکر مال و اسباب اور خراج چند سال کا لیا اور جالیسر کو چندوار کے راجپوتون کے تصرف سے برآورده کرکے اٹاوہ کی سمت گیا

اور وہانکے مقدمون کو گوشمال اور تادیب قرارواقعی کی اور انتظام اُس ممالک کا کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور
جمادی الاول سنہ مذکور مین خبر پہونچی کہ جماعت ترکونکی جو قوم بیرم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ مبارکخان
کی کیطرف سے حاکم سرہند تھا قتل کرکے اُس حدود پر متصرف ہوئی ہی خضر خان نے زیرک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر
گران اُنکے سر پر تعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کرکے پہاڑ مین در آئی اور زیرک خان تعاقب کرکے پہاڑ
پر پہونچا اسواسطے کہ تمام پہاڑ اُس ولایت کے ساتھ پہاڑون نگرکوٹ اور اُس نواحی کے متصل ہین اور اُسوقت مین چند
زمیندار غلبہ کرکے اُنپر متصرف ہوئے تھے اور قوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان اور ملک داؤد نے ہر چند انکے اخراج مین کوشش کی
کچھ فائدہ نہوا اور ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگور کیطرف آنکر اُسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے
خضر خان ہمت اُسکی دفع پر تعین کرکے اُسطرف روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے پہونچنے تک توقف مناسب نہ دیکھکر
مالوہ کیطرف راہی ہوا اور خضر خان جب جالو مین پہونچا الیاس خان حاکم شہر المسمی بعروس جہان کہ بنا ہای سلطان علاء الدین
خلجی سے ہی ملازمت کرکے سرفراز ہوا اور خضر خان گوالیار تک جاکر وہانکے راجاؤنسے مال مقرری لیکر بیانہ کیطرف آیا
اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی مین آیا اور ۸۲۰ھ آٹھ سو بیس ہجری مین خبر
ملک طغانے ترک کے بغاوت کی کہ اُنلوگون سردار قاتلان ملک سدھو رہا تھا پہونچی زیرک خان حاکم سمانہ مع افواج
کثیر اُنکی سرکوبی اور تدارک کیواسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیون نے کہ قلعہ سرہند کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئین پہاڑ
کیطرف کھینچا اور ملک کمال الدین جو قلعہ مین تھا نجات پاکر دہلی کے سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفونکا پیچھا کیا جب قصبہ
پایل مین پہونچا ملک طغانے انقیاد کرکے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلونکو کہ عمدہ اہل
فساد کے تھے اپنے سے جدا کیا اور زیرک خان جالندر اُسکے سپرد کرکے سمانہ کیطرف گیا اور ملک طغانے اپنے بیٹے کو مع پیشکش
خضر خان کی خدمت مین روانہ کیا اور ۸۲۱ھ آٹھ سو اکیس ہجری مین خضر خان نے تاج الملک کو رائے نرسنگھ یعنی کھینتر کے راجہ کے تدارک
کیواسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا نرسنگھ ولایت خالی کرکے جنگل کولہ مین در آیا اور جب تھوڑے لشکر شاہی نے جنگل
مین اُسکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب اُسکا فوج کے ہاتھ آیا اور لشکر نے کمایون تک اُسکا پیچھا کیا
اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچوین دن لشکر مین ملحق ہوئے اور تاج الملک ولایت کھینتر کو تاخت و تاراج سے خراب کرکے
براؤن مین آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور مہابت خان حاکم براؤن کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امراے بزرگ سے تھا رخصت دی
اور خود اٹاوہ کیطرف آیا راے سمیر اٹاوہ مین متحصن ہوا اور تاج الملک نے ولایات اٹاوہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار دیکر
پیشکش لی اور دہلی مین آیا پھر سنہ مذکور مین خضر خان نے کھینتر کے مفسدونکی تنبیہ کیواسطے عزیمت کی پہلے ولایت کول کو گوشمال
دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور پھر سنبھل کو خراب کرکے بازگشت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین براؤن کیطرف عنان عزیمت
معطوف فرمائی اور پتیالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے دلمین ایک ہراس نے راہ پائی
اور براؤن مین متحصن ہوا اور چھہ مہینے مجادلہ اور محاربہ مین بسر کی اس درمیان مین بعضی امرا مثل قوام خان اور اختیار خان
لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دولتخان لودھی سے جدا ہوکر خضر خان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا
خضر خان اس امر سے واقف ہوکر محاصرہ سے دست کش ہوا اور دہلی کیطرف پلٹ گیا اثناے راہ مین جمادی الاول کی
آٹھوین تاریخ ۸۲۲ھ آٹھ سو بائیس ہجری مین آب گنگ کے ساحل پر انھین کسی بہانہ سے ایک مجلس مین بلاکر سبکی گردن ماری

اور جب دہلی مین داخل ہوا یہ خبر سنی کہ ماچھیوارہ کے قریب ایک شخص نے آپکو سارنگ خان اظہار کیا ہے اور خلق کثیر اُسکے پاس فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان اُن دنون مین کہ جب امیر صاحبقران ہند مین آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان شاہ لودھی کو مخاطب باسلام خان کو جو حاکم سرہند کا تھا اُسپر تعین کیا اور سارنگخان جعلی نے استقبال کر کے حوالی سرہند مین آتش حرب مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان مین در آیا سلطان شاہ لودھی اُسکے تعاقب سے دست کش ہوا اور خضر خانکے حکم کے موافق ملک طغاے ترک امیر جالندھر اور زیرک خان امیر سامانہ اور ملک خیرالدین حاکم میان دوآب مع لشکر عظیم اسلام خان کی کمک کو آئے چونکہ سارنگخان جعلی تنگ جگہ مین چھپا تھا الٹا پلٹ کر اپنے مقام مین ہر شخص نے قرار کیا اور ۸۲۳ آٹھسو تیئیس ہجری مین سارنگخان جعلی کوہ سے برآمد ہوا اور بعد عہد و پیمان کے ملک طغا سے جا ملا اور ملک طغا ملک و مال اور دولت کی طمع سے اُسے ہلاک کر کے خضر خان سے باغی ہوا اور قلعہ سرہند کو محاصرہ کر کے تاخت و تاراج کیا اور سرحد منصور پور اور پایل تک پہونچا اور خضر خان نے ملک خیرالدین اور زیرک خانکو اسپر نامزد فرمایا اور ملک طغا نے جنگ کر کے شکست پائی اور لودہانہ کے قریب آب ستلج سے عبور کر کے ولایت جسرت بھائی شیخا کھکر مین در آیا زیرک خان نے ولایت جالندھر جاگیر پائی ملک خیرالدین دہلی کیطرف پلٹ گیا اور ۸۲۳ آٹھسو تیئیس ہجری مین خضر خان نے میوات کیطرف تاخت کی چنانچہ بعضے میواتیون نے آنکر ملازمت کی اور بعضے کوٹلہ بہادر ناہر مین متحصن ہوئے جب کام اپنا تنگ دیکھا وہان سے برآمد ہوکر پہاڑون مین در آئے اور خضر خان نے قلعہ کوٹلہ کو لیکر ویران کیا اور اُسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُسکی بڑے بیٹے ملک الشرق سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان گوالیار گیا اور پیشکش لیکر اٹاوہ کیطرف تاخت کی اور جو راے سیر مر گیا تھا اُسکے بیٹے سے پیشکش لی اور مریض ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کیطرف پہونچا اور جمادی الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین دوشنبہ کی طرح اس جہان ناپایدار سے درگذرا مدت اسکی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل اور عاقل اور کریم اور صادق القول تھا خلائق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خرد و بزرگ نوکر اور غیر نوکر اُسکے ماتم مین بیٹھے اور جامہ سیاہ پہنا اور بروایت اصح تین روز کے بعد ماتمی کپڑے دور کئے اور اُسکا بڑا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا

ذکر سلطنت بادشاہ معزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان کا

جب خضر خان نے اثناے مرض مین دریافت کیا کہ مین اس عارضہ سے جانبر نہونگا فوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور مبارک خان اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت مین تیسرے دن ساتھ اتفاق ملوک اور اکابر کے تخت پدر پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام معزالدین ابوالفتح سلطان مبارک شاہ رکھا اُمرا اور ملوک اور اکابر اور مشایخ کو جاگیرین اور وظیفے مقرر فرمائے اور بعضے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروزآباد اور ہانسی عنایت کر کے صاحب جاہ و حشمت کیا اور ملک رجب بن سدھو نادری کو جو فیروزآباد اور ہانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا اور ماہ جمادی الاول ۸۲۴ آٹھسو چوبیس ہجری مین سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹہ مین گیا اور مراجعت کے وقت جو کہ جمعیت قلیل اور متفرق تھی جسرت کھکر جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کھکر کے صاحب قبیلہ در زولیش ہوا تھا سد راہ اُسکا ہوا اور حرب اور ضرب کر کے علے بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بیحساب دستیاب کر کے مغرور ہوا اور خلل نے اُسکے دماغ مین راہ پایا دہلی کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور ملک طغاے ترک کو کہ قبل اسکے صدمہ سپاہ دہلی سے کوہستان مین بھاگا تھا اپنے پاس بلا کر امیر الامرا کر کے لاہور اور پنجاب پر متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کر کے آب ستلج

سے عبور کیا اور قطع تلونڈی کہ راے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور راے فیروز زمیندار وہان سے بھاگ کر جون کیطرف گیا اور جسرت لودیانہ کیطرف آیا اور روپر کے سرحد تک تاخت کرکے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندہر کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہان کا متحصن ہوا مجادلہ مین مشغول نہوا جسرت نے (زیرک) فریب دروازہ صلح کا باہم کرکے اقرار کیا کہ زیرک خان جالندہر خالی کرکے طغا کے سپرد کرے اور طغا کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی خدمت مین بھیجے پس شہر جمادی الآخر ۸۲۴ھ آٹھسو چوبیس ہجری مین زیرک خان حصار جالندہر سے برآمد ہوکر تین کوس پر لشکر جسرت آب سرستی کے ساحل پر فرو کش ہوا اور دوسرے دن جسرت نقض عہد کرکے زیرک خان پر تاخت کیا اور اُسے دستگیر کرلے پھر لودیانہ مین آیا اور بیسوین ماہ مذکور کو سرہند مین پہونچا اسلام خان حاکم سرہند کا متحصن ہوا سلطان مبارک شاہ یہ احوال اپنے دیکھ کر ماہ رجب سنہ مذکور مین باوجود برسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے اطراف مین پہونچا جسرت لودیانہ کیطرف گیا اور زیرک خان اُسکی قید سے بھاگ کر سمانہ مین بادشاہ سے جا ملا اور سلطان لودیانہ کیطرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کرکے اُس پار بادشاہ کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا اس سبب سے کہ کشتیان جسرت کے قبضہ مین آئین تھین اور آب دریا طغیانی پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہان توقف فرمایا اور سہیل طلوع ہوا اور پانی دریا کا اتر گیا کوچ کرکے قبولپور کیطرف خشکی کی راہ سے کہ مراد ساحل آب ہی روانہ ہوا اور جسرت بھی جسارت کرکے اُسطرف آب نہر کے کنارہ سے جاتا تھا اور ہر روز لشکر سلطان کے مقابل فروکش ہوتا تھا یہانتک کہ گیارہوین شوال سنہ مذکور مین ملک سکندر تحفہ وزیر الممالک اور زیرک خان و محمود حسن و ملک کالو اور دوسرے امراسلطان کے حکم کے موافق بالشکر کثیر اور چھ زنجیر فیل کے تاخت زن ہوے اور اُس مقام سے جہان دریا پایاب تھا عبور کیا اور بادشاہ نے بھی اُنکے عبور کے بعد اترنا شروع کیا اور جسرت تاب مقاومت نلاکر بلا جنگ بھاگا اور فوج سلطانی نے پیچھا کیا اور اُسکے اعوان و انصار بیشمار تہ تیغ کیے اور مال اور متاع اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت کیا اور جسرت بحال مغلوکان آب چناب سے اُترکر کوہستان مین آیا راے بھیم مقدم جمو نے ملازمت کیواسطے حاضر ہوکر سلطان کو رہبری کی اور عبیل کیطرف کہ محکم ترین جا جسرت سے تھا لیگیا جسرت دوبارہ بھاگا پھر اُسکے ہمراہی قتل ہوئے اور جو کچھ وہان رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آیا سلطان مبارک شاہ ماہ محرم ۸۲۵ھ آٹھسو پچیس ہجری مین لاہور مین آیا اور عمارت اُسکی جو ویران ہوئی تھی از سرِ نو تعمیر کرکے آباد کیا ملک الشرق حسن کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد حصار داری کا بندوبست کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دہلی مین آنیکے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کرکے لاہور کے قلعہ کے متصل آیا اور قریب میر حسن زنجانی قدس سرہ کے فروکش ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینا پانچ روز محاصرہ کرکے چند مرتبہ قلعہ پر دھاوا کیا مگر کچھ کام نکیا ناچار کلانور کیطرف گیا اور بقصد انتقام لینے راے بھیم پر تاخت لایا اور جنگ کرکے جدا ہوا اور آب بیاہ کے کنارے آکر لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوا اُس عرصہ مین ملک سکندر تحفہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی کمک کو تعین ہوا تھا لوہی کی طرف پہونچا اور ملک رجب حاکم دیپالپور اور اسلام خان لودھی حاکم سرہند ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت مقاومت نرہی آب چناب اور راوی سے عبور کرکے کوہستان مین پناہ لیگیا اور ملک سکندر تحفہ ماہ شوال کے بارہوین تاریخ سنہ مذکور مین لاہور مین آیا اور ملک محمود حسن اُسکا استقبال کرکے اُسے مقدم گرامی رکھا اور ملک سکندر بھی راوی کے کنارے سے کلانور کی طرف گیا اور جب جمو کی سرحد پر پہونچا راے بھیم خدمت مین حاضر ہوا اور جس مقام مین گمان رکھتا تھا

کہ کہکر پوشیدہ ہوئے ہین لشکر لیجا کر قتل کیا اور ملک سکندر تحفہ لاہور سے پھرا اور اُسوقت سلطان مبارک شاہ کا فرمان پہونچا
کہ ملک محمود حسن جالندہر مین جاکر استعداد اپنی صرف کرے اور دہلی مین آوے اور ملک سکندر تحفہ لاہور مین استقامت
کرکے اُس حدود کا انتظام کرے اور سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک
سکندر تحفہ سے لیکر سرور الملک کو دیا اور کفار متمردین کی تادیب و تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خود بھی اُسکے پیچھے سے ولایت
کھینتر مین داخل ہوا اور باج و خراج وہانکے مقدمون سے لیکر متمردونکو سزا دی اور اُس جگہ مہابت خان امیر بداون نے
کہ حصاری ہوکر خضرخان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کرکے ولایت جماعت
راٹھورون پر تاخت لایا اور بہت بندے دستگیر کیے اور رجو راجہ اٹاوہ کہ خدمت مین سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا
ساحل آب گنگ سے اُسوقت اُردو سے بھاگ کر ولایت اٹاوہ مین آیا اور سپاہ سلطانی نے اُسکا تعاقب کیا اگرچہ اُسے
نپایا لیکن ولایت اٹاوہ مین داخل ہوکر مراسم تاخت و تاراج سے کوئی دقیقہ نچھوڑا سلطان مبارک شاہ خود کوچ کرکے
بتعجیل تمام اٹاوہ کیطرف روانہ ہوا اور وہانکا راجہ بہت راجپوتونسے قلعہ مین درآیا سلطان مبارک شاہ اسکے محاصرہ
مین مصروف ہوا جب کام اُسپر تنگ آیا عاجز ہوکر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کیواسطے بھیجا اور پیشکش از دیگر
مبارک شاہ کو دہلی کیطرف روانہ کیا اس درمیان مین ملک محمود حسن خدمت مین پہونچکر ساتھ منصب بخشیگری کے کہ اُس
زمانہ مین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور راے بھیم کے جنگ واقع ہوئی اور راے
بھیم قتل ہوا اور اُسکا مال و اسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار کہکر کے اپنے پاس فراہم کیے اور
پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے متردد ہوا اور دیپالپور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لاکر مال بہت تصرف مین
لایا اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اُسکے دفع کا کرکے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تدبیر نہ بن آئی ناچار
پلٹ آیا اور جسرت ولایت کہکرونکے درمیان مین جاکر خیل و حشم کی ترتیب اور آراستگی مین مشغول ہوا اور امیر شیخ علی
کے ساتھ جو ایک امراے میرزا شاہرخ سے تھا اور کابل مین اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ سلوک رکھکر
اُسے سیوستان اور بہکر اور ٹھٹہ کے تاخت کیواسطے تحریص و ترغیب کی کہ سب طرفسے زور شاہ دہلی پر پہونچا کر خود اپنا مقصود حاصل
کرے اُسوقت ملک علاء الدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتشر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بیتوقف و
درنگ ملک محمود حسن کو اقطاع ملتان و بہکر اور سیوستان دیکر بالشکر آراستہ اُسطرف بھیجا اور وہ وہان جاکر قلعہ ملتان کو جو امیر
صاحبقران کے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کرکے لشکر اطراف و نواحی کو جمع لایا اور مستعد جنگ و جدل ہوا اور اسی سال جب
سلطان ہوشنگ والی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کو محاصرہ کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندونکی حمایت کیواسطے روانہ ہوا
اور جب بیانہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان بن شمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارکخان کو قتل کرکے بیانہ کو خراب
کیا ہے اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہے مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا بعد رسل و رسائل امیر خان
تعہد خراج ہرسالہ کرکے لوازم اطاعت بجالایا اور سلطان مبارک شاہ وہان سے گوالیار کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ
چمبل کے گھاٹ کو لیکر فرود کش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کرکے عبور کیا اور بعضے امرا نے جو مقدمہ
لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اُردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور جو بندی مسلمان تھے
اُنکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے زنجیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

لائق بھیجی اور دعا کیطرف پھر مبارک شاہ نے آب چھنبل کے کنارے توقف کیا اور خراج بموجب قانون مقدم اُس
دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس ہجری مین دہلی مین آیا اور ۸۲۸ھ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین
کٹھیر کے سمت حرکت کی نرسنگھ راے کٹھیر نے آب گنگ کے کنارے آنکی ملازمت کی اور بقایاے چند سالہ کے سبب مقید ہوا
اور مال واجب کے ادا کے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کرکے متمردونکو پائمال کیا پھر دہلی مین آیا اور بحال
مین میواتیون کے طغیان کی خبر پہونچی سلطان نے اُس طرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب و غارت مین دراز کیا اور
میواتی اپنی ولایت خالی کرکے کوہ جہرہ مین در آئے اور سلطان عسرت غلہ اور نایابی علف اور قلت جنگ کے سبب سے
مراجعت کرکے دہلی مین آیا اور امرا کو جاگیرونکی طرف رخصت دیکر عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس ہجری مین پھر میوات کی
طرف گیا اور جلو اور قدو بہادر ناہر کے پوتے مع اعوان و انصار اپنے کوہ الور کیطرف پناہ لیگئے اور ایک مدت لشکر سلطان سے
محاربہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہ کر ملازمت کی اور جب چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا قید ہوے اور سلطان نے
ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد محرم کی گیارھوین تاریخ ۸۳۰ھ
آٹھ سو تیس ہجری مین میوات کی طرف گرم عنان ہوا اور وہان کے متمردون اور سرکشون کو سزا دیکر بیانہ کے سمت گیا اور
جو کہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے پہاڑ پر جاکر تحصن ڈھونڈھا اور پندرہ دن لڑائی کی اُسکے بعد اکثر ہمراہی
اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے از روے عجز و انکسار رسن گردن مین ڈالکر ملازمت کی اور گھوڑے اور ہتھیار اور
جو نفائس قلعہ مین رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال و اطفال اُسکے قلعہ سے برآوردہ کرکے دہلی مین بھیجے
اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خان کے سپرد کیا اور سیکری کو جو ابتک فتحپور مشہور ہے ملک خیر الدین تحفہ کے حوالہ کیا اور وہان سے گوالیار
کی طرف جاکر وہانکے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی مین آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے تغیر کرکے ملک رجب نادری کو
عنایت فرمایا اور حصار فیروزہ ملک حسن کو ارزانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروزشاہی محمد خان بن واحد خان کے سکونت
کے واسطے تجویز کرکے فکر مین اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان تعجیل کرکے مع زن و فرزند اور تابعین کوشک جہان نما سے
بھاگ کر میوات مین گیا پھر دوبارہ مردمان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جسوقت خبر پائی کہ مقبل خان ملک ناصر الدین کو بیانہ
کے قلعہ مین چھوڑکر خود چھاون کیطرف گیا ہے زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لیجا کر شہر بیانہ پر متصرف ہوا اور ملک ناصر الدین
جب قلعہ داری نکرسکا عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کرکے دہلی کیطرف گیا سلطان مبارک شاہ نے
ملک مبارز کو حکومت بیانہ دیکر محمد خان کے دفع کیواسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور
ولایت ملک مبارز کے تصرف مین آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردمان معتمد کے سپرد کرکے خود جریدہ بسبیل استعجال سلطان
ابراہیم شاہ شرقی کے پاس ہوا لشکر آراستہ بقصد تسخیر کالپی آتا تھا گیا قادر شاہ امیر کالپی نے ایلچی کمک اور امداد کی
درخواست مین دہلی کیطرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کرکے سلطان ابراہیم کے مقابلہ کو
روانہ ہوا اور افواج شرقیہ بھوگانو کو تاخت کرکے قصد بطرف بداون کیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے
عبور کرکے مواضع جو تولی پر جو مشاہیر بلاد مواس سے تھا تاخت لایا اور وہان سے اتروے کیطرف گیا اور جب بادلے
مین پہونچا ملک محمود حسن کو مع دس ہزار سوار مخلص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جو اُمادہ کے قصد مین آیا تھا روانہ کیا
مخلص خان تاب اقامت نہ لاکر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چند روز توقف کرکے اپنے لشکر سے جا ملا اغاہ شرقی

ساحل آب کو پتا وہ لیکر برا پنور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اترولی سے کوچ کرکے قصبہ مال کو سی سمت
متوجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کرکے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں ترک مقابلہ کرکے
قصبہ راپری کی طرف روانہ ہوا اور وہان سے آب جون سے عبور کرکے بیانہ گیا اور آب کھینتر کے کنارے مقام کیا
سلطان مبارک شاہ بھی چندوارہ کے قریب آب جون سے عبور کرکے لشکر سے پانچ کوس پر فرد کش ہوا اور
دونون اپنے اردو کے آگے خندق کھود کر بائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی ہر روز
اطراف لشکر شرقی پر تاخت کرکے گھوڑے اور مواشی اور آدمیون کو اسیر کرلاتے تھے یہانتک کہ شاہ شرقی ساتوین تاریخ
ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور روز جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان اعظم بن فتح خان بن سلطان
فیروز اور مظفر گجراتی اور زیرک خان اور اسلام خان اور ملک چمن نبیرہ فیروز خان اور ملک گالون شحنہ پیل اور ملک احمد تمبل کو ہمراہ
سرور الملک وزیر اور سید السادات میرسالم کے مقابلہ میں بھیجا چنانچہ دوپہر دن سے شام تک معرکہ قتال و جدال گرم رہا لیکن پھر
شب دونون لشکرون نے اپنے لشکر گاہ میں مراجعت کی اور غالب مغلوب سے دریافت نہوا اور دوسرے دن آٹھوین ماہ جمادی الآخر
کو شاہ شرقی نے کوچ کرکے راستہ جونپور کا لیا اور سلطان مبارک شاہ ملکمات کے راستہ سے گوالیار کیطرف گرم عنان ہوا اور وہان کے
راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور محمد خان اوحدی نے جو آیلو قلعہ تک پہونچایا تھا ہر چند دست و پا مارے کچھ
کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کے کمک سے نا امید ہوا امان چاہکر ملازمت کی اور سلطان نے قلم معافی کا اوپر
دفتر جرائم کے کھینچکر بجان و مال رخصت کیا تو جہان چاہے جاوے اور محمود خان میوات کیطرف گیا اور سلطان مبارک شاہ
نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ مین چھوڑکر خود مظفر اور منصور شعبان کے پندرھوین تاریخ سنہ ۸۳۱ آٹھسو
اکتیس ہجری مین دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین ملک فدوی میواتی کو کہ شاہ شرقی سے بے مدد تھا
گرفتار کرکے اسیر سیاست فرمائی اور ملک سرور الملک وزیر کو انتظام ولایت کیواسطے میوات مین بھیجا آدمی اس ولایت کے
مواضع اپنے کو خالی اور ویران کرکے پہاڑ مین درآئے اور جلال خان بھائی ملک فدوی اور احمد خان اور ملک
فخر الدین قلعہ اندور مین آنکر جمع ہوتے اور ملک سرور الملک نے باج لیکر شہر کیطرف معاودت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور
مین خبر پہونچی کہ جسرت کلانور کو محاصرہ کرکے ملک سکندر تحفہ حاکم لاہور کا اسکے سر پر گیا اور منہزم ہوکر لاہور مین آیا اور جسرت
آب چناب سے عبور کرکے قلعہ جالندر کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور جب اسپر قابو نہ پایا اسکے نواح پر تاخت کرکے بہت
آدمیون کو اسیر کیا اور پھر کلانور کیطرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجی کہ زیرک خان حاکم سامانہ اور اسلام خان
حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جاوین اور ملک سکندر کمکیون کے پہونچنے سے پیشتر راجہ کلانور کو متفق کرکے
آب بیاہ تک گیا اور جسقدر غنیمت کہ جسرت و باسنے ہاتھ مین لایا تھا استرداد کرکے لاہور کیطرف پلٹ گیا اور ماہ محرم
سنہ ۸۳۲ آٹھسو بتیس ہجری مین ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کرکے دہلی مین آیا اسکے بعد سلطان مبارک شاہ میوات کیطرف
جاکر مہدواری مین آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوے مالگذاری قبول کی اور بعضون نے آنکر
ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی مین آیا اسوقت خبر فوت ملک رجب نادری حاکم ملتان کے پہونچی سلطان نے
ملک محمود حسن کو جسنے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی مین آیا تھا اسے بخطاب عماد الملک کے
سرفراز کرکے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۳۳ آٹھسو تینتیس ہجری مین سلطان نے گوالیار کیطرف نہضت فرمائی اور اسکے

ولایت کے فساد کو تسکین دیکر ملکھاٹ کے سمت روانہ ہوا ملکھاٹ کا راجہ ہزیمت کھاکر کوہ پایہ مین آیا بادشاہ نے اسکی ولایت پر تاخت کرکے کنیز و غلام بیشمار اسیر لیے اور وہان سے رابری مین آیا اور اُس ولایت کو حسین خان کے بیٹے سے تغیر کرکے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثناے راہ مین سید السادات سید سالم فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہین سید السادات سید سالم تیس برس خضر خان کے حضور مین مرد ... امراے عمدہ سے تھا اور جاگیرین لایق رکھتا تھا اور تبرہندہ مین خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا جمع کیا تھا ... ازاقطاع تبرہندہ اور رامردہ اور سرستی درمیان دوآب مین بھی ولایتین بہت رکھتا تھا اور مال کے جمع کرنے مین ... بادشاہ نے اسکا خزانہ جو بادشاہون کے خزانہ سے دعوی ہمسری کرتا تھا تمام مع جاگیرات اُسکے فرزندون کے نام مسلم رکھا اور اُنھون نے حقوق بادشاہی کو منظور نرکھکر فولاد نام غلام ترک بچہ سید السادات سید سالم کو قلعہ تبرہندہ کیطرف بھیجکر ساتھ مخالفت کے تغییب کی ساتھ اس امید کے کہ دفع اس فساد کا ساتھ اُنکے رجوع پاکر خود علم بغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہوکر پسر سید السادات سید سالم کو قید کیا اور ملک یوسف اور رراے ہیبو کو واسطے فولاد غلام کی تسلی کیواسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے تبرہندہ کیطرف بھیجا فولاد غلام نے ... درمیان مین لاکر اُنھین غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہوکر شبخون مارا اور رجو ملک یوسف اور رراے ہیبو کے پاس سپاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کرکے پلٹ آئے اور دوسری شبکو پھر اُنکے سر پر تاخت لایا اور بروج قلعہ سے لو رباره سے بھی توپ و تفنگ بجا کرکے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرستی کیطرف گئے اور فولاد غلام نے اُن کے مال و اسباب پر متصرف ہوکر قوت اور غلبہ تمام بہم پہونچایا آخر بادشاہ یہ خبر سنکر خود تبرہندہ کیطرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے اُمرا و افسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان طلب کے بموجب خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے سرستی مین توقف کرکے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور اُنھون نے وہان جاکر تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولاد غلام نے پیغام دیا کہ عماد الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہے اگر وہ آنکر مجھے امان دیوے قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کرون چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عماد الملک کو تبرہندہ مین بھیجا فولاد غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عماد الملک سے ملاقات کرکے عہد و میثاق کے بعد ایسا اقرار دیا کہ کل برآمد ہوکر پابوس کے شرف سے مشرف ہونگا اس درمیان مین ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اُسکا آشنا تھا پیغام دیا کہ عماد الملک ایک مرد صادق القول اور واثق العہد ہے لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھکر اُسکی بات نہ سنیگا اور دوسرونکی عبرت کیواسطے تجھے سیاست فرماویگا فولاد غلام خائف ہوکر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت تمام رکھتا تھا جنگ اور قلعہ داری مین اصرار کیا اور عماد الملک بےنیل مقصود پلٹ آیا اسواسطے کہ تسخیر اُس قلعہ کی بزودی دشوار تھی بادشاہ نے عماد الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود نے بھی نواح تبرہندہ سے رایت مراجعت برپا کیا اور اسلام خان لودھی اور کمال خان اور رراے فیروز اور دوسرے امیران عمدہ قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کیواسطے معین ہوئے اور عماد الملک اول تبرہندہ کیطرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ مین سربراہ کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے مین سعی و کوشش بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کرین فولاد غلام دریاے اضطراب مین غوطہ زن ہوا اور نجات اس غرق آب سے منحصر امیر شیخ علی حاکم کابل کے توسل مین جانتے اور ایک جماعت معتمدین کو کابل کیطرف بھیجکر مبالغ خطیر

قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ بخلاف پدر امیر شاہرخ سے طریق ملایمت مسلوک رکھتا تھا جب امیر شیخ علی کابل سے برآیا راستہ مین لشکر بھی اُس سے جا ملا امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کرکے اقطاع امرا جو قلعہ گیری مین مشغول تھے تاخت و تاراج کرکے بالکل خاک سیاہ کیا امرا اُسکے بعد سرہند کے نزدیک پہونچا امرا اُس وقت بھی اپنے سے مفقود دیکھ پایستلو سے برخاستہ ہوئے اور اپنے علاقہ مین گئے اور فولاد غلام نے قلعہ سے برآمد ہو کر امیر شیخ علی کو ہدیہ دیا اور دو لاکھ تنکہ نقد دیے اور اپنے اہل و عیال اُسکے سپرد کرکے قلعہ کیطرف گیا اور استحکام قلعہ مین زیادہ تر ساعی ہوا اور امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کرکے قتل و غارت مین سعی موفورہ اور کوشش بلیغ بہم پہونچائی اور فولاد غلام سے جو کچھ نقد و جنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اس سے اپنے تصرف مین لایا اور رسم گرسنہ کو کہ دو سال سے حرمت مین تھے سیر کرکے لاہور مین آیا اور ملک سکندر تحفہ جو کچھ ہر سال اُسے دیتا تھا اوسکے چہرہ پر مارا اور امیر شیخ علی دیبالپور مین جاکر جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تیس یا چالیس ہنود کو قتل کیا اور سندھ مین بہت لوگ قید ہوئے اور چونکہ کوئی عارض نہ ہوتا تھا فساد مین کمی نہ کی اور عماد الملک امیر شیخ علی کے دفع کرنیکے ارادہ سے قصبہ طلبنہ تک آیا امیر شیخ علی جنگ سے پہلو تہی کرکے تلنبہ کیطرف گیا اس درمیان مین سلطان کا فرمان پہونچا کہ عماد الملک طلبنہ سے برخاست کرکے ملتان کی طرف چلا جاوے عماد الملک نے ملتان کی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے دلیر ہو کر آب راوی سے عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر جو پرگنے آباد تھے اور ساتھ چناب کے مشہور تھے خراب کرکے ملتان سے دس کوس آگے پہونچا اور عماد الملک نے اسلام خان لودی کو کہ غلام ملک بہلول تھا اُسکے مقابلہ مین بھیجا اور وہ اثنا راہ مین امیر شیخ علی کے پاس پہونچکر محاربہ بہ شدت وقوع مین لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اُسکا ایک پارہ قتل ہوا اور کچھ بھاگ کر پھر آیا اور کیطرف جو ملتان سے تین منزل ہے روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر شیخ باغ مین معطل رہا اُسدن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور اسیطرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر دوڑ مارتا تھا اور آدمیون کو قتل کرتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن ظفر خان گجراتی کو ساتھ امراے بزرگ مثل زیرک خان و ملک کالو شحنہ فیل اور ملک یوسف اور کمال خان اور راے بہورا کو عماد الملک کی مدد کو بھیجا اور چھبیسوین ماہ شوال کو یہ ملتان کے قریب پہونچے عماد الملک نے مستظہر ہو کر اُنکے اتفاق سے صف قتال آراستہ کی اور حرب صعب کے بعد باوجود اسکے کہ فتح خان قتل ہوا نسیم ظفر عماد الملک کے پرچم اعلا پر چلی اور امیر شیخ علی نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اُسکے مارے گئے اور باقی آب جہلم مین ڈوب گئے اور امیر شیخ علی جو کچھ ہند سے اپنے قبضہ مین لایا تھا بالتمام ضائع کرکے بتعداد قلیل اپنے ہمراہ کابل تک پہونچا یا اور عضو سلامت بخلدی ظاہر کیا اور عماد الملک اور تمام امرا قلعہ شیور تک تعاقب کرکے ملتان کیطرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے بھتیجے ملک مظفر کو مع اسباب حصارداری قلعہ شیور مین چھوڑ کر خود کابل کیطرف متوجہ ہوا اور امراے ملکی بادشاہ کی حکم کے موافق دہلی مین آئے اور اُس عرصہ مین بادشاہ عماد الملک کے غلبہ سے متوہم ہوا اور اُسے مع جمیع امرا دہلی مین طلب کیا اور ربیع الاول کے مہینے سنہ آٹھ سو بتیس ہجری مین جسرت کھکر فرصت پاکر آب جہلم اور راوی اور بیاہ سے عبور کرکے جالندر کیطرف گیا اور ملک سکندر تحفہ کہ ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کرکے جسرت کے مقابل آیا اور اُسکا گھوڑا بمعرکہ جدل و جل مین گر کے جسرت کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوا اور اسپ اور اموال بہت اُسکے سے متصرف ہو کر لاہور مین آیا اور محاصرہ کرکے قلعہ گیری کی اسباب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور جسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کی فکر مین پڑا اور کابل سے برآمد ہو کر ملتان کے حدود مین آیا اور قصبہ طلبنہ کو قتل کیا باوجود اسکے صلح سے لیا

عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کرکے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کرکے خاک سیاہ کیا اور فولاد غلام بھی تبرہندہ سے
برآمد ہوکر ولایت سرہند میں گیا اور رائے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر ماہ جمادی الاول
سنہ مذکور میں سمانہ سے لاہور اور ملتان کیطرف بڑھا کیئے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی
حکومت دیکر تیار لشکر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سمانہ میں پہونچا جسرت یا سے قلعہ سے برخاست کرکے
کوہستان میں آیا اور امیر شیخ علی کابل کیطرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی تبرہندہ کے قلعہ میں دم لیا سلطان
نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرماکر نصرت خان گرک انداز کو لاہور کا حاکم کیا اور خود اتنا رکا
ساحل آب جون پر قریب پانی پت کے لشکر گاہ کرکے چند روز اقامت کی اور عماد الملک کو مع سپاہ کمل اور مسلح
زمینداران بیانہ اور نواح کے دفع فتنہ کیواسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور زیرک خان اور اسلام خان
اور دوسرے امرا کو قلعہ تبرہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور ماہ ذیحجہ ۸۲۶ آٹھسو چھبیس
ہجری میں دہلی سے برآمد ہوکر تبرہندہ نے تسکین فساد کیواسطے سمانہ میں گیا اور اپنی والدہ مخدومہ کے وفات کی خبر
سنکر دہلی کیطرف تمام احبت کی اور تجہیز تکفین اور مراسم عزا کے پھر لشکر میں ملحق ہوا اور فسخ عزیمت تبرہندہ کرکے
میوات کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندر کی حکومت نصرت خان سے برادر وہ کرکے ملک اللہ داد لودھی کے مفوض فرمائی اور جسرت معاد
بادشاہ سے قوی دل ہوا اور از سر نو مرتکب شورش نصرت خان سے چھینکر لشکر انبوہ کثرت لشکر لیسے فراہم لایا اور اللہ داد لودھی سے
جنگ کرکے غالب آیا اور جسرت کا فساد پھر قوی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کرکے جلال خان
سے پیشکش لیا اور دہلی میں آیا اور خبر سنکر توجہ امیر شیخ علی کی تبرہندہ کیطرف فولاد غلام کی مدد کیواسطے منتشر ہوئی
بادشاہ نے دوبارہ دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سنہ مذکور آٹھسو چھبیس ہجری میں دہلی سے برآمد ہوا اور اول عماد الملک
کو ان امرا کی کمک کیواسطے جنہوں نے تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جو کہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سے ہراسان تھا
تبرہندہ کی عزیمت موقوف کرکے لاہور کیطرف ایلغار کیا اور ملک یوسف اور ملک اسمعیل جو شہر کی محافظت کے واسطے
مقیم تھے مردمان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہوکر رات کو شہر سے برآمد ہوکر دیپالپور کیطرف مضرور ہوئے دوسرے دن
امیر شیخ علی نے ایک فوج انکے تعاقب میں بھیجی انھوں نے جاکر ایک جماعت کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت
کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسیر و غارت میں کوئی دقیقہ نچھوڑا اور لاہور کے
قلعوں کے جس مقام میں مسمار اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور دو ہزار مرد جنگی کے سپرد کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر دیپالپور
کیطرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک اسمعیل کہ اسکے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہاں گئے تھے قلعہ کو خالی کرکے بھاگنا چاہتے
تھے عماد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے انکی مدد کو بھیجا جو کہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ شکست
فاحش پائی تھی ... نلر کے دیپالپور سے کوچ کیا اور قصبات دیپالپور اور لاہور کے درمیان پر متصرف ہوا
اسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی میں پہونچکر حکم دیا کہ عماد الملک اور اسلام خان لودھی تبرہندہ سے حصول
سعادت ملازمت ... اور باقی امرا و منصب دار بدستور قلعہ گیری میں مشغول رہیں امیر شیخ علی بادشاہ
کے آنے ... ہوا اور راوی سے عبور کرکے اپنے بھتیجے مظفر ... کو اسیطرح سے قلعہ میں چھوڑا اور خود کابل
گیا سلطان ... تحفہ کو جو روپیہ خطیر جسرت کو دیکر اپنے تئیں اسکے زندان ستم سے رہائی تھا

شمس الملک خطاب فرما کر دیپالپور اور جالندر اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے مع لشکر گران حصار لاہور کو قتل کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بطلب امان کے قلعہ سپرد کرکے کابل کیطرف راہی ہوئے اور سلطان نے طلبہ کی برابر آب راوی سے عبور کرکے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام مدافعہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہو کر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے اردو کو دیپالپور کی اطراف مین چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوصون سے ملتان مین گیا اور زیارت مشائخ کبار کرکے لشکرگاہ مین آیا اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو معزول کرکے صوبہ پنجاب اور دیپالپور عماد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشراف دونون ملک سرور الملک وزیر سے ابتر ہوتے تھے اور ان کے ذہن سے ایمن نہ تھا کار اشراف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونون باتفاق سرانجام کرتے رہین اور ملک کمال الدین جو مرد سنجیدہ اور کار آزمودہ تھا بجاے خود عامات ہو کر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے اور دیپالپور اور لاہور اور جاگیرات سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہو کر در پے اتفاق ہوا اور سدارن ولد کانکو کھتری اور سدپال کنجوی کھتری کے پوتے کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب حشم و خدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران صدر نائب عرض ممالک اور قاضی عبد الصمد حاجب خاص اور دوسرے آدمیونکو بھی بادشاہ کی مخالفت اور مخاصمت مین موافق اور یکدل کرکے جویاے وقت ہوا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ سنہ آٹھ سو سینتیس ہجری مین نہر جون کے کنارے ایک شہر بنا فرما کر مبارک آباد نام رکھا اور شکار کے بہانہ سرہند کیطرف گیا اور تھوڑے عرصہ مین اس ملک کے زمیندارونکو مطیع اور فرمان بردار کیا اور اسوقت خبر فتح سرہند کی مع سر فولاد غلام کے پہونچی سلطان پلٹکر شہر مبارک آباد مین آیا اور سنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ مالوہی کے کالپی کی سرحد مین جنگ ہوتی ہے سلطان مبارک شاہ نے کہ ہمیشہ ممالک شرقی کے تسخیر کی فکر مین رہتا تھا فرصت جانکر جمیع لشکر کو حکم دیا کہ سراپردہ بادشاہی دہلی کے باہر نزدیک چبوترہ سیرگاہ کے برپا کرین اور چند روز اجتماع لشکر کیواسطے توقف فرمایا بیت اودرین تدبیر واگہ نے کہ تقدیر فلک صفحہ تدبیر را خط مشیت در کشد بہاور جو سب سے نیکی کی تھی اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی اُن کا فرنعمتون نے نہ کی تھی اندیشہ غدر ملک سرور الملک وزیر سے نہایت غافل ہو کر بے تکلف عمارات شہر مبارک آباد کے تماشے کو جاتا تھا چنانچہ نوین ماہ رجب سنہ آٹھ سو سینتیس ہجری مین جمعہ کے دن بعادت مالوف معہود تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد مین جاکر عمارات خاص مین فروکش ہوا اور جمعہ کی نماز کا تہیہ کیا اُسوقت مثل میران صدر اور قاضی عبد الصمد اور ایک جماعت ہنود مسلح او کمل سے اندر گئے اور سدارن ولد کانکو اپنی جماعت سے باہر رہا کہ کوئی باہر سے اندر نجا سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار بند دیکھا غدر کی فکر نکرکے بحال اپنے بیٹھا رہا یہانتک کہ سدپال نے تلوار کھینچکر ضربت سلطان کے فرق مبارک پر پہونچائی دوسرون نے بھی جیار دنظر فسے شمشیرین علم کرکے اُس شاہ بیعدیل و نظیر کو شہید کیا میران صدر نے سلطان شہید کو اُسی جگہ ڈالکر اپنی تئین سرور الملک کے پاس پہونچایا اور بولا کہ مین نے اقرار کے بموجب سلطانکو قتل کیا اور ملک سرور الملک وزیر یزید صفت نے اُسیوقت محمد شاہ کو سریر سلطانی پر متمکن کرکے جہان کو اپنے مقصد مین دیکھا سلطان مبارک شاہ مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عاقل تھا اور اخلاق ستودہ مین اتصاف رکھتا تھا اور کبھی ایام بادشاہی مین اُسکی زبان پر فحش اور دشنام جاری نہوے اور مکروہات کے گرد نہ پھرا اور جمیع امور ملکی کو خود نفس

نفیس تحقیق کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اُسکے نام مسطور ہوئی۔ **ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا**۔ جیسا کہ رسم جہان ہو کہ جہان بے جہاندار ہی کے نہین رہ سکتا ہو اُسی دن کہ سلطان مبارک شاہ شربت شہادت چکھکر روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سریر فرمانروائی ہندوستان پر جلوہ گر ہوا اور ملک سرور ملک وزیر کا فر نعمت خطاب خانجہانی پاکر خزانہ اور فیلخانہ اور قورخانہ بادشاہ مبارک شاہ پر متصرف ہو کر قوی دل ہوا اور تمام ہمت اُسپر صرف کی کہ امراے قدیم کو معزول کرکے امراے جدید بحال کرکے اور رخصت کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کرکے خود خداوند تخت و تاج ہووے اور کمال الملک اور دوسرے امرا جو شہر کے باہر سراپردہ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فروکش ہوئے تھے تن برضا بقضا دیکر اُسی دن ناچار شہر مین داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہرا بیعت کرکے باطنا اپنے ولی نعمت کی انتقام کے فکر مین پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کرکے پہلے سدپال اور سدارن کھتری اور انکے قرابتیون کو قتل مبارک شاہ کے صلہ مین بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کہرام اور چند پرگنے میان دواب کے دیئے اور میران صدر کو بخطاب معین الملک مخاطب کرکے جاگیر خوب اور سید السادات سید سالم کے بیٹے کو بخطاب خان اعظم سید خان اقطاع لایق دیکر خوشدل اور محظوظ کیا اور امرا اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ مین طلب کرکے بعضے کو قتل اور بعضے کو مثل ملک کرم چند اور ملک مقبل اور ملک قنوج کو مقید کرکے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ مین لایا اور اپنے غلام مسمی یارانوشہ کو تحصیل مال چند سالہ کیواسطے سمانہ کو بھیجا اور وہ بارھوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سمانہ مین داخل ہوا اور چاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ مین لاوے یوسف خان ابحدی خبردار ہوکر ہندوان سے سمانہ مین آیا اور یارانوشہ نے جنگ کرکے اُسکے عیال واطفال کو اسیر کیا اور اُسوقت سو نفر امراے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیر و زمین اپنے تھے مانند ملک چمن حاکم بداؤن اور ملک الہ داد لودھی حاکم سنبھل اور امیر علی گجراتی اور امیر کتک ترک بچہ کے علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے خان اعظم سید خان اور سدارن اور اپنے بیٹے یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے اُنکے دفع کیواسطے مامور کیا اور جب وہ قصبہ برنین پہونچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکھکر بانتقام خون ولی نعمت کے یوسف خان پسر ملک سرور الملک وزیر خانجہان اور سدارن کو قتل کرے اور ملک الہ داد نے جب جانا کہ کمال الملک کسی فکر مین ہی خاطر جمع سے اہار مین استقامت کرکے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امداد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو محافظت یوسف اور سدارن کی کرکے اِس درمیان مین ملک چمن ملک الہ داد کے پاس اہار مین آیا اور سدارن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے پیشتر ڈیڑھ پہر رات گئے دہلی کیطرف بھاگے اور کمال الملک نے جب اُنکے فرار ہونے سے خبر پائی آدمی بھیجکر ملک الہ داد اور ملک چمن اور امراے موافق کو طلب کیا اور یہ بلا توقف و تامل اُسکے شریک ہوئے اور علاوہ اُنکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آنکر کمال الملک مع لشکر گران سلخ ماہ رمضان کو دہلی کیطرف متوجہ ہوا ملک سرور الملک وزیر خانجہان ناچار قلعہ سیری مین متحصن ہوا اور تین مہینے تک حرب و ضرب مین مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے کام محصورون پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ نے کہ بیوفائی سرور الملک وزیر کی یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کیا تھا خاطر مردم بیرونی پر رکھتا تھا اور قابو ڈھونڈھتا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہونچا دے یا سرور الملک کو تیغ کرے

اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھکر چاہا کہ پیشدستی کرے چنانچہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھسو اڑتیس ہجری مین اپنے
آدمیون اور میران صدر کے بیٹونکو بقصد غدر مسلح کرکے سراپردۂ بادشاہی مین داخل کیا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار
رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافظت کے واسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر ان بیہان کے دفع اور قتل کا فرمایا
سرور الملک وزیر نے تاب اُس جماعت کے حملہ کی نہ لاکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھکر
اپنے آدمیون سے ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیون نے بہونچکر شمشیر آبدار سے اُسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے
بیٹونکو کہ حرام خورترین از حرامخوران تھے گرفتار کرکے سر دربار اُنکی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانون
مین محکم ہوکر جنگ مین مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیجکر اُسے آگاہ کیا کمال الملک
اور تمام اُمرا مستعد ہوکر بداؤن کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سدہاپال نے اپنی حیات سے امید قطع کرکے ہندو
کی رسم کافرانہ ہی اپنے گھر مین آگ روشن کرکے زن وفرزندون کو جلاکر جنگ مین مصروف ہوا اور یہان تک لڑا کہ مارا گیا
اور سدارن مع جمیع کھتریون کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے حظیرہ کے قریب بعقوبت
و شداید تمام قتل ہوئے اور ملک ہوشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قرابتیون اور رفیقون سے تھے بغداد دروازہ
کے نزدیک انکو پھانسی دیگئی جب کھتریون اور دوسرے علقون ملک سرور الملک نے اپنے گھرونمین محکم ہوکر جنگ پر کمر باندھی
سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کرکے کمال الملک اور دوسرے دولتخواہون کو بلاوین چنانچہ کمال الملک
نے مع جمیع اُمرا شہر مین داخل ہوکر باغیون کے مکانکو متفل کرکے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبدار سے سب کے سرتن سے جدا کرکے بارہستی
سے سبکدوش کیا **نظم** چنین است آئین گردندہ دور ✤ گہے مہربانی کند گاہ جور ✤ ز دوران امید وفا داشتن ✤ بود چشم نوراز
سہا داشتن ✤ دو روز زیست ای بوالہوس مہراو ✤ نشان وفا نیست در چہرہ او ✤ دوسرے دن کمال الملک اور تمام امرا نے
سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمالخان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک چمن ساتھ غازی ملک
کے مخاطب ہوا اور ملک الہ داد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کیواسطے خطاب دریاخانی کا لیا اور ملک طوغرلج
مبارکخانی اقبالخان کے ساتھ مخاطب ہوکر بدستور سابق حصار فیروزہ کے قلعہ داری سے سرفراز ہوا اور خان اعظم سید خان
ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی صندلی المشہور حسام خان نے دہلی کی کوتوالی پائی اور اقطاعات و پرگنات
اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی مہمات سے فارغ ہوا ارکان دولت کی صلاح سے
ربیع الاول سنہ مذکور مین برسم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چبوترہ کے قریب قرولش ہوا اور احضار لشکر کے
واسطے حکم دیا اکثر اُمرا اُن مین متردد ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے خدمت مین حاضر ہوا تمام اُمرا اور افسران سپاہ مثل
اسلام خان لودھی اور یوسف خان اوحدی اور اقبال خان کے دربار مین حاضر ہوئے اور خلعتہائے فاخرہ سے سرفرازی پائی
سلطان محمد شاہ نے ملتان مین جاکر مشائخ کی زیارت حاصل کی اور انتظام اُس ولایت کا ساتھ ایک معتمد کے کرکے رجوع کرکے
دہلی مین معاودت کی اور ۸۴۰ھ آٹھسو چالیس ہجری مین سمانہ کی طرف گیا ایک فوج جسرت گکھر کی ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجا
یہانتک کہ اُسکی ولایت کو تخت وتاراج کرکے پلٹ گئی اور خود دہلی مین آیا پھر ایسا مستغرق عیش وعشرت ہوا کہ ملک و مالکی
پروا نرہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بہلول بھی کہ اپنے چچا کی فوت کے بعد سلطان شاہ المخاطب با سلام خان
حاکم سرہند ہوا تھا اُسوقت دیپالپور اور لاہور اور پانی پت پر بے حکم بادشاہ کے متصرف ہوا **بیت** چو شہ بازماند

زیر واے ملک + نند ہر سرے راتمناسے ملک + بادشاہ نے ساتھ اِس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر بھیجکر
انکو مفرور کیا اور بہت سے پٹھانون معتبر کو قتل کیا اور ملک بہلول پھرجمعیت کرکے سرہند اور پنجاب مین آیا اور دوبارہ پانی پت
تک متصرف ہوا بادشاہ نے اِس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاحش پاکر دہلی مین آیا اور
ملک بہلول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کرین مین آپکی اطاعت اور فرمان برداری مین سرگرم
رہون بادشاہ نے مدعی کا کلام گوش ارادت سے سُنکر حسام خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کرکے دوسرے کو بخطاب
حسام خان نیابت وزارت سے سرفراز کیا حکام نے اصراف زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کرکے اُسکے ممالک مین طمع کی اور
جب زمینداران باج گذار نے باج ستان کو ایسا دیکھا ہاتھ اداے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی تادیب
و تنبیہ مین ہرگز التفات نفرمائی بے پروائی اُسکی عالمگیر ہوئی اور ابراہیم شاہ شرقی بعضے پرگنات پر متصرف ہوا اور
سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین دہلی کے دو کوس پر آنکر
ضبط ولایت مین قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہوکر اپنے ایلچی ملک بہلول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ و ابرام تمام اُسے
مدد کیواسطے طلب کیا ملک بہلول بیس ہزار سوار جرار لیکر دہلی مین آیا سلطان محمد شاہ باوجود شوکت و لشکر بسیار
نے خود ارادہ جنگ نکرکے امرا سے کہا کہ میرے سوار ہونیکی حاجت نہین ہے تم افواج آراستہ کرکے جنگ کرو امرا نے
حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوہی کے مقابل افواج اراستہ کی ملک بہلول مع اپنے لشکر کہ اُسمین اکثر پٹھان اور
مغل تیرانداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوہی نے جب سُنا کہ بادشاہ خود نہین آیا اُسنے بھی اپنے بیٹون
غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کیواسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بہلول
نے اُسکے آدمیون سے حملے رستمانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اُس دن اُسکے مساعی جمیلہ سے ثنا خوان اور محظوظ ہوا اور
سلطان محمود خلجی مالوہی اُس رات کو خواب پریشان دیکھکر مشوش ہوا اور صبح کیوقت سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مندو
کیطرف سے آتا ہے زیادہ تر دلگیر ہوکر صلح کی فکر مین ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور اُس وقت
سلطان محمد شاہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہوا تھا وہ یہ ہے کہ بے سبب اور بے تقریب سر رشتہ جنگ
کے آپکو دست توہم مین سپرد کرکے امرا و ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوہی کے
پاس بھیجکر طالب مصالحہ ہوا سلطان محمود خلجی یہ امر خدا سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کرکے اسیوقت کوچ کیا
اور ملک بہلول نے بادشاہ کی لوا سے مثل مارکے پیچ و تاب کھایا اور پھر سوار ہوکر مالوہیونکا پیچھا کیا اور ایک جماعت کثیر کو علف
تیغ خون آشام کیا اور مال و متاع وافر دستیاب کرکے لشکر دہلی کی آبرو نگاہ رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک بہلول کو
اپنی فرزندی مین لاکر خانخانان خطاب ارزانی رکھا لیکن طلب صلح سلطان محمد شاہ کی زبونی کا سبب ہوا اُسکا نظرون اور دلونمین قرب
اور اعتبار نرہا اور سلطان محمد شاہ ۸۴۵ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری مین سمانہ کیطرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بہلول
کو دی اور جسرت کھکر کے دفع کیواسطے مقرر کیا اور خود وہان سے بازگشت فرمائی اور ملک بہلول ولایت لاہور مین
نہایت قوی ہوا اور پٹھان بکثرت اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جسرت کھکر نے اُسکے ساتھ طریق دوستی کا مانکر دہلی
کی بادشاہی کی ترغیب دی ملک بہلول کے ہولسے بادشاہی سر مین پڑی اور بہت سے پرگنات پر متصرف ہوکر
ایک جماعت تمام بہم پہونچائی اور بے سبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کے بنیاد مخالفت کی ڈالی اور باکمال اہبت اور

اسمٰعیل کے سلطان محمد شاہ پر لشکرکشی کی اور دہلی کو محاصرہ کرکے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے روز بروز سستی قبول کرکے کام اس نہایت کو پہونچایا کہ امراے نزدیک نے سر اُسکی اطاعت سے پھرا اور بیانہ کے زمیندار تمرد اور سرکشی اختیار کرکے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اُسوقت بیمار ہوا اور ۸۴۹ھ آٹھ سو انچاس ہجری مین اس دار ناپایدار سے عالم باقی کیطرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاءالدین سریر سلطنت پر متمکن ہوا بیت زہے ملک و دوران کہ سر در نشیب * پدر رفت و پاے پسر در رکیب * سلطان محمد شاہ کی مدت سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی۔

ذکر سلطان علاءالدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا۔ بادشاہ علاءالدین نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام امرا سواے ملک بہلول لودہی کے تخت گاہ مین حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت اُسکا اپنے زیب گوش کیا اور بادشاہ علاءالدین ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین بیانہ کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین مشہور ہوا کہ جونپور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کے واسطے آتا ہے باوجود اسکے کہ یہ خبر غلط تھی دہلی مین پلٹ آیا حسام خان نے کہ وزیرالممالک اور نائب غیبت تھا دہلی مین یہ پہونچایا کہ بمجرد استماع خبر دروغ مراجعت کرنا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے بادشاہ کو یہ بات گران آئی اظہار رنجش کیا اور خلائق پر ظاہر ہو گیا کہ بادشاہ اتنی بات سے سست تر اور امر سلطنت مین نہایت بیوقوف ہے اور ۸۵۱ھ آٹھ سو اکاون ہجری مین بادشاہ علاءالدین بداؤن کی طرف گیا اور ہوا وہان کی خوش آئی ایک مدت تک توقف کیا اور جب دہلی مین آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہواے بداؤن کی دہلی سے زیادہ موافق ہے حسام خان نائب وزیر جو اُس یورش مین ہمراہ تھا اُسنے اُسکو نصیحت کی لیکن سودمند نہ آئی اور ہر طرح خاطر اُس کی بداؤن کیطرف مائل رہی اُسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جونپور اور بنگالہ پر شاہان صاحب سکہ نے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بہلول لودھی اپنے قبضہ مین رکھتا تھا اور مہرولی سراے لاڈو پر جو شہر دہلی کے متصل ہے احمد خان میواتی متصرف ہوا اور سنبھل کو گنگ خواجہ خضر تک کہ دہلی مین پیوستہ ہے دریا خان لودھی اور کول کو عیسیٰ خان ترک بچہ اور ربری کو قصبہ بھونگانون تک اور قطب خان افغان اور کنپل پٹیالے کو راے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اوحدی تصرف مین لایا فقط شہر دہلی اور چند مواضع اور بادشاہ کے قبض و دخل مین رہے اسی قدر ریاست مین بادشاہی کرتا تھا اور انہین دنون مین ملک بہلول لودھی نے مثل عہد سلطان محمد شاہ کے پھر تسخیر دہلی کے قصد مین لشکر کھینچکر محاصرہ کیا الا ناکام ہوکر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاءالدین نے امراے بادشاہی کے تقویت کے بارہ مین متامل ہوکر قرعہ مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسیٰ خان اور راے پرتاب کے درمیان مین لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف تر کیا چاہتے تھے بولے کہ امرا حمید خان سے دلتنگ ہین اگر اُسے منصب وزارت سے معزول کرکے محبوس کرین تمام مطیع اور فرمان بردار ہون اور امر بادشاہی رواج اور رونق زیادہ قبول کرے اور چند پرگنے امراسے برآوردہ کرکے شریک خالصہ بادشاہی کرین بادشاہ علاءالدین جو عقل سے بے بہرہ تھا فی الفور قبول کرکے حمید خان کو زنجیر مین کھینچا بیت کسی کو تا بگل گوید کہ از مرغان بستانی * تراجز بلبلے نبود چہ دارے بستہ پر او را * اُسوقت ارادہ بداؤن کی روانگی کا کرکے فرمایا کہ مین وہان استقامت کیا چاہتا ہون حسام خان نے پھر از روے اخلاص عرض مین پہونچایا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤن کو پاے تخت کرنا صلاح دولت نہین ہے بادشاہ نے اُسکے قول کو سماعت نہ کی اور پیشتر سے زیادہ تر اُس سے رنجیدہ ہوا اور اُسے اپنی مصاحبت سے جدا کرکے دہلی مین

چھوٹا اور برادر نسبتی یعنی ایک سالہ کو دہلی کا کوتوال کیا اور دوسرے کو عہدہ امیری دیوان امیر کوہی مرحمت کرکے اواخر ۸۵۲ھ آٹھ سو باون ہجری مین بداؤن کیطرف روانہ ہوا اور اسی چند روز مین دونون بھائیون کے درمیان مین نزاع بہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغواے سے قصاص کو پہونچایا اور بادشاہ کہ عیش و عشرت مین مشغول تھا اسطرف ملتفت نہوا جب بداؤن مین پہونچا قطب خان اور راے پرتاب نے ملازمت کی اور عرض کی کہ امرا حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہین اگر سلطان اسے قتل کرے چالیس پرگنے خالصہ بادشاہی مین داخل ہوون اور راے پرتاب اس بارہ مین کوشش زیادہ کرتا تھا کسواسطے کہ قبل اس سے فتح خان پدر حمید خان نے ولایت راے پرتاب کو تاراج کرکے اسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اسوقت چاہتا تھا کہ اسکے فرزند حمید خان سے انتقام لے اور سلطان نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے چندان بہرہ نرکھتا تھا حکم اسکے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور ہوا خواہون نے اس معنی سے اطلاع پائی بہزار حیلہ وتدبیر زندان ستم سے نکلکر دہلی کیطرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو نگہبان اسکا تھا آگاہ ہوکر پیچھے سے دہلی مین آیا اور حمید خان کے مکان پر جاکر جنگ مین مشغول ہوا ملک محمد جمال زخم تیر سے مارا گیا اور حمید خان حرم سراے سلطانی مین درآیا اور عورتون اور لڑکیون اور شاہزادون کو باہر نکالکر سب کو سروپا برہنہ نہایت اہانت اور بیعزتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور اسباب بادشاہی پر متصرف ہوا بادشاہ نے بدبختی سے موسم برسات کا بہانہ کرکے انتقام کو امروز فردا مین ڈالا حمید خان فرصت پاکر اس فکر مین ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ بناکر تخت سلطنت پر بٹھاوے یعنی سلطان محمود شرقی حاکم جونپور کو جو سلطان علاء الدین سے قرابت رکھتا تھا برائے نام بادشاہ بناوے اور دراصل خود بادشاہ ہووے ملک بہلول لودھی جو گھات مین ایسے وقت کے تھا اپنے بخت کو مرحبا کہکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین حمید خان کے دفع کیواسطے دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور وہ باجمعیت تمام کوچ پر کوچ کرکے دہلی مین آنکر متصرف ہوا اور آئندہ جو وقوع مین آویگا تحریر ہوگا پھر ایک مدت کے بعد حمید خان کو اٹھاکر اپنے تئین بادشاہ بہلول مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ مین نام بادشاہ علاء الدین کا داخل رکھے اسی سال کہ ۸۵۴ھ آٹھ سو چودن ہجری تھی دہلی کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید اور دوسرے امرا کے سپرد کرکے اقتضاے وقت کے سبب دیپالپور کیطرف گیا اور افغانون کے فراہمی اور ضبط ولایت مین مشغول ہوکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا اور امر سلطنت کو جو کف اختیار سے گیا تھا قبضہ مین لایا اور شہر کو آپ کے نام محافظت کرکے سلطان کا نام خطبہ سے نہین گرایا بادشاہ نے اسکے جواب مین ارقام کیا کہ جو میرے والد ماجد نے تجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہے مین نے بادشاہی تجھی پر ارزانی رکھی اور مین نے بداؤن پر قناعت کی سلطان بہلول کامیاب ہوکر ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۵۵ھ ہجری مین یکبارگی امر سلطنت مین مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاء الدین کا خطبہ سے قلم انداز کیا اور چتر شاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاء الدین بداؤن کے گوشہ مین مدت تک زندہ رہا آخر ۸۸۳ھ آٹھ سو تراسی ہجری مین قضاے الٰہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی دہلی مین سات برس اور چند ماہ تھی اور بداؤن کی حکومت اٹھائیس برس رہی۔ **ذکر سلطنت سلطان بہلول لودھی کا۔**

مرقوم کلک جواہر سلک ہوتا ہے کہ ایک جماعت افغانان لودھی سے آپس مین یار و مصاحب ہوکر ہمیشہ سوداگری کے واسطے ہندوستان مین آمد وشد کرتے تھے اور اس جماعت کے درمیان سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد سلطنت مین ملک بہرام جد ملک بہلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہوکر جدا ہوا اور ملتان مین آیا اور ملک مردان دولت

حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اُسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شہ اور ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور
ان پانچون نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان مین سکونت اختیار کی اور جب خضر خان سلطان فیروز شاہ کے عہد مین
ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شہ اُسکے ملازمون کے سلک مین منتظم ہوکر سردار جماعت افغان ہوا اور بخت کی مساعدت
سے اُس لڑائی مین جو خضر خان نے ملو اقبال خان کے ساتھ کی تھی ملک سلطان شہ ملک اقبال خان کے مقابل ہوکر لڑا اور اُسے
قتل کیا اس سبب سے خضر خان کے نزدیک درجۂ اعتبار کے لائق ہوکر خطاب اسلام خانی اور سرہند کی حکومت
سے سرفراز ہوا اور اُسکے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے ازانجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے
پرگنہ دورالہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح مین تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع حمل کے قریب
مکان کے نیچے دبکر مرگئی تھی اور ملک بہلول لودھی اُسکے پیٹ مین تھا اُسی وقت شکم چاک کرکے برآورده کیا گیا اور جب حیات
کے آثار اُس مین پائے اُسکی محافظت مین مشغول ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا افغانان نیازی کی جنگ مین مارا گیا اور
اسوقت ملک بہلول کا نام ملو مشہور تھا اپنے چچا اسلام خان کے پاس سرہند مین جاکر پرورش پائی اور جب کسی معرکہ مین اُسنے
آثار جلادت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کرکے تربیت مین مصروف ہوا کہتے ہین کہ رفتہ
رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز و ہمقوم تھے اُسکے ملازم ہوے اور اسلام خان نے
ہنگام رحلت باوجود پسران رشید ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کرکے وصیت فرمائی اُسکے بعد کہ
اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد مین اس دار بے ثبات سے انتقال کیا اُسکے نوکرونکے تین فرقہ ہوے چنانچہ افغانون نے
وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز برادر اسلام خان کے ساتھ کہ وہ بھی بادشاہ دہلی سے
منصب رکھتا تھا موافق ہوئے اور بعضون نے قطب خان ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا ساتھ
مردی اور تدریج کے استقلال تمام پہونچا کر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اس نزاع کے
سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی مین جاکر ارکان دولت کے وسیلہ سے معروض رکھا کہ افغانون نے
سرہند مین ہجوم کیا ہی آخر اُنسے ایک خلل ملک مین حادث ہوگا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو مع لشکر گران قطب خان
کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند مین جاکر افغانونکو درگاہ مین بھیجے اور اگر تمردی کرین سرہند سے نکالے اور جسرت کھکر کو بھی ساتھ اُسی
مضمون کے فرمان صادر ہوا افغانان اِس بات سے خبردار ہوکر کوہستان مین پناہ لیگئے جسرت کھکر اور ملک سکندر تحفہ
نے افغانونکو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظہور مین نہین آئی ہی بھاگنے کا کیا سبب ہی اُنھون نے عہد طلب کیا چنانچہ پیمان
با ایمان اُنسے سوگند ہوا ملک فیروز لودھی اپنے بڑے بیٹے شاہین خان اور بھتیجے ملک بہلول کو اہل و عیال سپرد کرکے خود مع
افغانان معتبر ملک سکندر تحفہ اور جسرت کھکر کے پاس گیا اور اُنھون نے قطب خان کی تحریک سے نقض عہد کرکے ملک فیروز لودھی
کو قید کیا اور افغانونکو قتل کرکے لشکر اُنکی اہل و عیال کے سر پر بھیجا ملک بہلول اہل و عیال کو مقامہائے محفوظ اور جاہائے
قلب مین لیگیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ پر آمادہ ہوا کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان
قتل ہوے اور جب اُنکے سر سرہند مین لائے جسرت کھکر ملک فیروز لودھی سے مقتولونکو استفسار کرتا تھا اندرین وہ ایک
ایک اسم بتاتا تھا یہانتک کہ اُسکے فرزند کا سر اُسکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہ مین اُسے نہین پہچانتا جسرت کھکر نے
آدمیون نے عرض کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جوانمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار رونے لگا

لوگون نے رونے کا سبب پوچھا بولا کہ میرا فرزند ہی مین شرم سے کہ مبادا اُسنے جنگ مین سستی کی ہو اُسکا نام پوشیدہ رکھتا تھا اب کہ میری دلجمعی ہوئی اظہار کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ملک بہلول اس جنگ مین موجود نہ تھا سلامت نکل گیا ہے وہ انتقام تم سے لیگا اور اُسکے بعد حسرت لیکر ملک سکندر تحفہ کو سرہند سپرد کرکے پنجاب گیا اور رنبہ یونکو دہلی بھیجا ملک بہلول لودھی نے آشناؤن اور دوستون سے مبالغ قرض لیکر افغانون کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کو اپنا شریک اور متفق کرکے رہزنی اور تاخت ولایات مین مشغول ہوا اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہمراہیونکو دیتا تھا اور تھوڑے عرصہ مین پٹھان کثیر اور مغل قلیل اُسکے پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر ساتھ اسکے ملحق ہوا اور قطب خان بھی اپنے فعل سے پشیمان ہوکر ساتھ اُسکے متفق ہوا ملک بہلول پھر سرہند کو اپنے تصرف مین لایا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج بیشمار اس فساد کے دفع کے واسطے بھیجا اور موضع کدہہ کہ موضع پرگنہ خضر آباد داور شاہپور سے ہے ملک بہلول لودھی اسکے مقابلہ مین آیا اور بعون حق آراستگی کی حسام خان کو شکست دیکر قوت اور مکنت تمام بہم پہونچائی کہتے ہین ابتداے حال اُسوقت کا کہ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خانکی خدمتمین پہونچا تھا ایکدن سمانہ مین اپنے دو یار ہمراہ لیکر سید اتام درویش کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دوزانو ہوکر مؤدب بیٹھا اور وہ مجذوب پکارتا تھا کہ کون ایسا شخص ہے کہ دہلی کی بادشاہی دو ہزار تنکہ کو مول لیوے ملک بہلول لودھی ایکہزار اور چھسو تنکہ اپنے پاس موجود رکھتا تھا وہ درویش کے روبرو پیشکش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود نہین اس بزرگوار نے قبول کرکے فرمایا دہلی کی بادشاہی تجھے مبارک ہو ہمراہیون نے اُسکی اس حرکت سے تمسخر اور استہزا کیا اُسنے جواب دیا کہ یہ امر دو حال سے خالی نہین ہے اگر یہ امر حصول سلطنت وقوع مین آیا سفت سودا کیا اور جو ظہور مین نہ آیا خدمت فقرا کی لیخیر سے خالی نہین بیت سالکان رہ ہمت چو ارادت بہ بیند + ملک کاؤس فریدون بگدائے بخشند + ملک بہلول ساتھ ملک فیروز اور سائر اقربا اور عشائر کے اُس حدود پر پانی پت تک متصرف ہوا اور قوت اور استعداد تمام بہم پہونچائی اُسکے بعد حسام خان وزیر الممالک کو شکست دیکر عریضہ مشتمل حسن عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمتمین ارسال رکھا اور اُسمین یہ بھی تحریر کیا کہ حسام خان وزیر الممالک کی ناراضیون سے ملازمت سے محروم و مہجور ہون اگر اسے قتل کرین اور منصب وزارت حمید خانکو مرحمت فرمائین بندہ آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہوگا بادشاہ نے بے تامل حسام خان وزیر الممالک کو بے صدور قصور قتل کیا اور ملک بہلول از روے اخلاص سلطان کی ملازمت کرکے سرہند اور اس نواحی کا بطور جاگیردار کے مقرر ہوا اور اس حدود مین لودھی کمال استقلال سے رہتے تھے اور جب سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ کو بقصد تسخیر دہلی مع فوج روانہ کیا سلطان محمد شاہ لشکر کا محتاج ہوا اسے سرہند سے طلب کیا اور ملک بہلول بیس ہزار افغان و مغل جمع لاکر جیسا کہ تحریر ہوا بادشاہ کی کمک کو آیا دوسرے دن داد مردی اور مردانگی دیکر بادشاہ سے خطاب خانخانی کا پایا اور سرہند مین آنکر بحکم بادشاہ کے نہایت غلبہ سے لاہور اور دیپالپور اور سنام اور دوسرے پرگنات پر متصرف ہوا اور نہایت غلبہ و تسلط سے نشان مخالفت بلند کیا اور اسقدر ملک پر بھی اکتفا نکرکے بادشاہ پر فوج کش ہوا اور ایک مدت محاصرہ کیا جب دہلی فتح نہوئی سرہند کیطرف مراجعت کی اور اپنے استحکام مین کوشش کی اور اپنا سلطان محمد خطاب کرکے خطبہ اور سکہ تسخیر دہلی پر موقوف رکھا اُسوقت سلطان محمد شاہ فوت ہوا اور اُسکا فرزند سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اور چند سال کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا حمید خان نے سرہند سے طلب کرکے ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین بادشاہ بنایا اُسوقت سلطان بہلول لودھی کے نو بیٹے تھے۔

خواجہ بایزید نظام خان جو آخر کو ساتھ بادشاہ سکندر کے مخاطب ہوا اور باربک شاہ اور مبارکخان اور عالم خان مشہور بہ بادشاہ علاؤالدین اور جلال خان اور میان یعقوب اور فتح خان اور میان موسی اور جلال خان اور دیگر امراے نامی سے کہ اکثر سلسلہ یگانگی اور نسبت خویشی کی اُس سے رکھتے تھے چونتیس شخص تھے قطب خان ابن اسلام خان لودھی خان جہان لودھی دریا خان لودھی تاتار خان ابن دریا خان لودھی مبارک خان لوحانی یوسف خان خاص خیل عمر خان شروانی قطب خان ابن حسین خان افغان احمد خان میوالی یوسف خان جلوانی علیخان ترک بچہ شیخ ابوسعید قرملی احمد خان سیستانی خانخانان قرملی خانخانان لوحانی تمشیخان وزیر خان خانخانان ابن اسد خان شیخ احمد شروانی نہنگ خان لشکر خان شہاب خان منشی مبارز خان مہتر رستم خان جونہ خان بن غازی خان ملک چمن بنہ خانجہان عماد الملک اقبال خان میان فرید معروف بقرکی شیخ جمال شیخ عثمان راے پرتاب راے کمسین راے کرن چونکہ حمید خان قوت اور مکنت تمام رکھتا تھا ملک بہلول نے صلاح مدارا مین دیکھکر ایک مدت اُسکی ملازمت مین بسر کی اور اکثر اوقات اُسکے مکان پر جاتا تھا چنانچہ ایک دن حمید خان کا مہمان ہوکر افغانونکو سکھایا کہ اُسکی مجلس مین حرکات مضحکہ کرین تو خاصکر اس قوم کو خفیف العقل تصور کرکے اُنسے بےحذر ہووے غرضکہ افغان اُسکی محفل مین آئے اور ادا باے حرفہ کرنے لگے چنانچہ بعضون نے اپنی کفش کمر پر باندھی اور بعضون نے طاقہاے مجلس مین حمید خان کے سر سے بلند رکھین حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہے جواب دیا کہ ہم چورون سے ڈرتے ہین ایسا نہو اُٹھا لیجاوین اور پھر ایک لحظہ کے بعد حمید خان کیطرف متوجہ ہوکر بولے کہ فرش آپکا رنگتین عجیب لگتا ہے اگر ایک گلیم لطف فرماوین ہم کلاہ اور طاقیہ بناکر اپنے فرزندون کے واسطے تحفہ بھیجین تو ہمارے اہل وعیال جانین کہ ہمارے تئین خان کی خدمت مین قربت اور مرتبہ ہے حمید خان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ زمین مخمل اور زربفت تمہین ہے کام کیواسطے دونگا اور جب خوان خوشبو کے مجلس مین آئے بعضے پٹھان روئی مین چونہ اور عطر لیتے تھے اور چوستے تھے اور پھول چباکر تناول کرتے تھے اور بعضے تھوڑا چونہ بغیر پان کھاتے تھے اور بعضے پان کی گلوری کھولکر فقط چونہ چاٹتے تھے اور جب چونہ کی تیزی سے دہن مین سوزش ہوتی اضطراب اور بیتابی کرتے تھے اور حمید خان ہنسکر کہتا تھا کہ یہ عجیب آدمی ہین ملک بہلول جواب دیتا تھا کہ یہ لوگ دہقانی حمق سے پُر اور عقل سے خالی ہین انہین عقلا اور اہل تمیز کی صحبت میسر نہین ہوئی کھانے اور سونے کے سوا کوئی ہنر نہین رکھتے اور پھر چند روز کے بعد ملک بہلول بسبب قاعدہ دوامی کے حمید خان کا مہمان ہوا اور وہان ضابطہ یہ تھا کہ جسوقت ملک بہلول مہمان ہوتا دربان اُسکے ہمراہیونکو روکتے تھے افغان اکثر باہر رہتے اس مرتبہ افغان ملک بہلول کی تعظیم کے موافق دربانون سے مُشت مُشت کرکے تھوڑے بزور خود دربار مین داخل ہوتے اور بآواز بلند ملک بہلول کو سخت وسست کہکر کہتے تھے کہ اگر وہ حمید خان کا نوکر ہے ہم بھی اُسکے نوکر ہین ہم اپنے آقا کے سلام سے کیون محروم رہین اور جیسا کہ خان آپسے دوست رکھتا ہے ہم پر بھی مشفق اور مہربان ہے حمید خان نے اُنکا مباحثہ اور مکالمہ سنکر بآواز بلند کہا کہ خبردار اُنسے کوئی شخص متعرض نہووے اور سب کو دربار مین آنے دیوین پھر تمام افغان ہجوم کرکے محل خاص مین داخل ہوئے اور دو نفر ہر ایک خدمتگار کے پہلو مین جو حمید خان کے گرد ایستادہ تھے کھڑے ہوئے نیت دگر زندگانی توقع مدار ما کہ در جیب ودامن دہی جاسے مار بہ اس عرصہ مین قطب خان لودھی نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کے روبرو رکھی اور کہا مصلحت اس مین ہے کہ آپ گوشہ تجرد مین بیٹھکر یہ عمر چندروزہ اپنے معبود کی عبادت مین صرف فرمائین اور حق نمک کے سبب سے مین نے آپ کی جان کا قصد نہین کیا پھر افغانون نے حمید خان کو گرفتار اور مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا اور ملک

بہلول نے سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام شاہ بہلول رکھا اور اُس سال کہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری تھے دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کرکے واسطے لشکر فراہم کرنے اور انتظام ممالک ملتان اور پنجاب کے دیپالپور کی طرف گیا اور بعضے امراے سلطان علاء الدین سے کہ بادشاہت لودھیوں پر راضی نہ تھے سلطان محمود شاہ شرقی کو جونپور سے طلب کیا چنانچہ اُسنے ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین لشکر عظیم ہمراہ لیکر دہلی کو محاصرہ کیا اور خواجہ بایزید پسر بزرگ سلطان بہلول کا مع امراے دیگر متحصن ہوا سلطان بہلول یہ خبر سنکر بسبیل استعجال دیپالپور سے روانہ ہوا اور موضع نیرہ مین جو دہلی سے پندرہ کوس ہی فروکش ہوا اور سپاہی اسکے اونٹ اور بیل بارکش لشکر محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ مین چرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو مع تیس ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سلطان بہلول کے مقابلہ کو بھیجا اور افغان تین گروہ ہوئے اور دریا خان لودھی نے جو محمود شاہ شرقی کا شریک اس معاملہ مین ہو کر اُس طرف سے اہتمام جنگ کرتا تھا بآواز بلند کہا کہ مان بہنین تیری قلعہ دہلی مین ہین تجھے بیگانہ کی طرف سے جنگ مین کوشش کرنی لائق نہین ناموس کی حفظ و حمایت کیون نہین کرتا دریا خان نے جواب دیا کہ مین ایسا ہوتا ہون خبردار تعاقب نکرنا قطب خان نے قسم کھائی کہ مین پیچھا نکرونگا دریا خان نے منھ موڑا اور اُسکے پلٹتے ہی فتح خان ہروی ہزیمت پاکر گرفتار ہوا اور جب فتح خان ہروی نے نیتھورا سے برادر راے کرن کو قتل کیا تھا راے کرن اُسکا سر کاٹکر شاہ بہلول کی خدمت مین لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانحہ کے وقوع سے تاب تحمل نلاکر جونپور کیطرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بہلول کی بادشاہی نے استقامت پائی اور قوت و مکنت تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کیواسطے دورہ کا ارادہ کیا اول میوات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے استقبال کرکے حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کیا بادشاہ نے سات پرگنہ اُسکے تصرف سے برآوردہ کرکے باقی اُسے ارزانی فرمائے اور وہان سے قصبہ برن مین گیا دریا خان لودھی حاکم سنبھل بھی ازراہ انقیاد پیش آیا اور سات ہاتھی پیشکش کیے اُس وقت بادشاہ دل کی طرف آیا اُس کا علاقہ بدستور سابق عیسی خان پر بحال رکھا اور اسیطرح برہان آباد کی طرف پہونچکر سکیٹ کو ساتھ مبارک خان لوحانی کے جو حاکم وہانکا تھا اور بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا مسلم رکھا اور بھوئین گانون مین جاکر راے پرتاب پر خراج مقرر کیا اور جب راپری کیطرف گیا قطب خان بن حسین خان افغان نے راپری کے قلعہ مین تحصن ڈھونڈھا بادشاہ نے تھوڑے سے عرصہ مین قلعہ راپری کو مفتوح کیا اور خانجہان قطب خانکو قول دیکر سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اُسکی پھر اُسکو مرحمت ہوئی اور وہان سے اٹاوہ مین گیا وہانکے حاکم نے اطاعت کی اُسکی جاگیر کو تغیر ندیا اور اُسوقت جونا خان بادشاہ سے رنجیدہ ہوکر محمود شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر فوج کشی ہوکر اٹاوہ کے اطراف مین نزول کیا پہلے دن افواج طرفین محاربہ مین مشغول ہوئین دوسرے دن قطب خان اور راے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو کچھ مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جونپور کے قبضہ مین تھا سلطان محمود کے تصرف مین ہی اور سات ہاتھی کہ سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ مین لیے تھے واپس دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جونا خان سے لیوے اور سلطان محمود شرقی جونپور کی طرف گیا اور سلطان بہلول نے فرمان جونا خان کو لکھا کہ شمس آباد سے نکل جاوے حسب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اُس پر چڑھائی کرکے نکال دیا اور سلطان نے شمس آباد راے

راے کرن کو عنایت فرماکر بند وبست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنکر اپنے فعل سے نادم ہوا اور بقصد انتزاع پلٹ کر شمس آباد کے اطراف مین آیا اور قطب خان لودھی اور دریا خان لودھی اُسکے لشکر پر شبخون لے گئے ناگاہ قطب خان لودھی گھوڑے کی سکندری کھا کے خانۂ زین سے جدا ہوا محمود خان کے آدمیون نے اُسے دوڑ کر گرفتار کیا سلطان محمود نے اُسے جونپور کیطرف روانہ کر کے قید کیا اور سلطان بہلول نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عماد الملک کو سلطان محمود کی فوج کے مقابل راے کرن کی کمک کو کہ قلعہ مین تھا بھیجکر خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزیمت کر کے استقبال کیا اور لشکر خصم کے مقابل فرودکش ہوا انھین دنونمین سلطان محمود شرقی نے مرض الموت مین مبتلا ہو کر رخت ہستی خراب کیا اور اُسکا بیٹا محمد شاہ شرقی قائم مقام اُسکا ہوا اور اُسکی والدہ مسماۃ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دونون بادشاہ کے درمیان مین صلح واقع ہوئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف مین رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ مین تھا اُسکے زیر نگین ہوا اور محمد شاہ جونپور کیطرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت معاودت فرمائی جسوقت وہ دہلی کے نزدیک پہونچا شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جبتک قطب خان محمد شاہ کے محبس مین مقید ہے بادشاہ پر خواب خور حرام ہے بادشاہ متاثر ہو کر دہلی کیطرف نہ گیا اور مراجعت کر کے جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد مین پہونچا شمس آباد راے کرن سے آزردہ کر کے جونا خان کو کہ اُسکے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے استقبال کیا پھر سرستی کے اطراف مین دونون بادشاہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل وارد ہوئے اور وقت بوقت جنگ کیواسطے تہیہ کرتے تھے اس درمیان مین محمد شاہ شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جیسا کہ واقعات شرقیہ مین مرقوم قلم زرین رقم ہوگا کچھ فوج اور فیلان جنگی سے جنگ کے بہانہ لیکر سلطان بہلول کے پاس لشکر سے بر آیا اور عطف عنان کر کے قنوج کیطرف گیا سلطان بہلول نے یہ خبر سنکر کچھ امرا حسین خان کے استقبال کیواسطے بھیجے تھے ساتھ شاہزادہ جلال خان کے کہ جو اپنے بھائی کے پیچھے سے آتا تھا دوچار ہو کر اُسے اسیر کیا سلطان نے اسے مہربانی غیبی جانکر جلال خان کو قطب خان کے عوض نگاہ رکھا اور جب جونپور کے تمام امرا محمد شاہ سے رو گردان ہوئے اُسے قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر تمکن کر کے خطبہ اور سکہ اُسکے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان حسین خان شرقی نے صلح کر کے عہد کیا کہ چار برس تک کوئی مزاحم ایک دوسرے کا نہووے اور راے پرتاب زمیندار اسطرف کا جو سلطان بہلول سے منحرف ہو کر محمد شاہ سے جا ملا تھا اُس وقت قطب خان کے کہنے اور اُس کی دلجمعی کے واسطے سلطان بہلول کے پاس آیا اور چنانچہ اُسے دو تین روز مین سلطان حسین نے قطب خان کو کہ سات مہینے سے مقید تھا سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور سلطان بہلول بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے روبرو رخصت فرماکر دہلی کی طرف آیا اور چند مدت کے بعد کہ مدت موعود منقضی ہوئی تھی بادشاہ بہلول شمس آباد کی جانب گیا اور اُسے جونا خان سے تغیر کر کے دوبارہ راے کرن کے حوالہ کیا اور اُس مقام مین نرسنگھ راے پرتاب کے بیٹے نے ملازمت کی جو راے پرتاب قبل اُس سے ایک نیزہ کہ بمنزلہ علم سرداری اُس زمانہ مین رہتا تھا دریا خان لودھی سے بزور لے گیا تھا دریا خان نے اُس وقت اُس کے بیٹے نرسنگھ کو قطب خان لودھی کے تجویز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان بیٹا حسین خان افغان کا اور مبارز خان اور راے پرتاب آزردہ ہو کر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے سلطان بہلول لودھی کو تاب مقاومت نرہی دہلی مین پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلول حاکم کی

بغاوت اور بے انتظامی مملکت پنجاب کے سبب اسطرف روانہ ہوا اور قطب خان اور خانجہان کو اپنی نیابت کے واسطے دہلی مین چھوڑا درمیان راہ کے سُنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر بقصد دہلی آتا ہے ناچار بسرعت تمام بازگشت کی اور پنجاب کو قطب خان لودھی اور خانجہان کے سپرد کیا اور خود غنیم کے مقابلہ کو عازم ہوا اور موضع چندوار مین پہونچکر دونون نے کیہ و دار کا بازار سات دن تک گرم کیا اس درمیان مین احمد خان میواتی اور رستم خان حاکم کول سلطان حسین سے جا ملے اور تاتار خان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بعد اُسکے معرکہ جدال و قتال نے طول کھینچا اعیان دولت کی سعی اور مشورہ سے قرار پایا کہ تین برس تک دونون بادشاہ اپنی ولایات پر قانع ہوکر مخاصمت نکرین لیکن تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی اٹاوہ کو محاصرہ کرکے وہان کے حاکم کہ وہ سلطان بہلول لودھی کا خویش تھا دلاسا دیکر اٹاوہ پر متصرف ہوا اور احمد خان میواتی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور احمد خان حلوانی کو بھی ساتھ مواعید کے ایسا فریفتہ کیا کہ اُسنے بیانہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھا اس وقت خود ایک لاکھ سوار اور ہزار فیل لیکر اٹاوہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے باوجود اس حال کے تزلزل کو اپنے دل مین راہ ندیکر استقبال کیا اور بھتواڑہ کے نزدیک لشکرسا بقہ قریب کے جا ہوئی اور ایک مدت بہ تہیہ جنگ برابر بیٹھے رہے پھر خانجہان نے طرفین کے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقام کو روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد پھر سلطان حسین شرقی لشکر لیکر سلطان بہلول کے سر پر آیا اور سلطان بہلول دہلی سے برآمد ہوا اور موضع سنگھرہ مین کئی مرتبہ تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور پھر صلح کے پانی سے ساکن ہوا سلطان حسین اٹاوہ کیطرف اور سلطان بہلول نے دہلی کے سمت مراجعت فرمائی اور انھین دنون مین سلطان حسین شرقی کی والدہ یعنی بی بی راجی فوت ہوئی چنانچہ گوالیار کا راجہ اور قطب خان لودھی ماتم پرسی کے واسطے سلطان حسین شرقی کے پاس گئے اور قطب خان لودھی نے جب اُسے سلطان بہلول کی مخاصمت مین غضب پایا خوش آمد آغاز کرکے کہا کہ بہلول تمہارے نوکرون کے مانند ہے وہ تم سے برابری نہین کرسکتا ہے اور مین جبتک دہلی کو آپ کے زیرنگین نکرونگا مجھے ہرگز صبر و قرار نہوگا اور بہ لطائف الحیل حسین خان شرقی سے رخصت لیکر سلطان بہلول کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ حیلہ و تدبیر سے سلطان حسین شرقی کے ہاتھ سے نجات پاکر آیا ہون وہ دشمنی مین راسخ ہے آپکو اپنی فکر کرنی مناسب ہے اس درمیان مین بادشاہ علاء الدین یعنی خضر خان کے پوتے نے اس دار فنا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹاوہ سے اُسکی تعزیت کیواسطے بداؤن مین آیا اور بعد مراسم تعزیت کے بیمروتی کرکے بداؤن کو اُسکے فرزندون کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور پھر وہانسے سنبھل کیطرف گیا اور مبارک خان حاکم سنبھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر انبوہ اور فیل بسیار دہلی کے سمت متوجہ ہوکر سنہ ۸۸۳ آٹھ سو تراسی ہجری مین آب جون کے کنارے قریب گھاٹ کچھ کے نزول کیا اور سلطان بہلول سرہند مین تھا جبکہ یہ خبر سنی کہ حسین خان نے خانجہان کے بیٹے کو میرک کے بندوبست کیواسطے روانہ کیا اور خود دہلی مین آیا اور ایک مدت طرفین نے کارزار مین زمانہ بسر کیا اور شرقیہ جو از روے کثرت اور رابہت کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے ایلچی سلطان حسین شرقی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مین بی بی راجی کے قید احسان مین ہون جسوقت کہ مین جونپور مین قید تھا اس ضعیفہ سے انواع مہربانی میرے حق مین ظہور مین آئین اب صلاح اسمین دیکھتا ہون کہ آپ صلح کرکے مراجعت فرمائین اور انتہا رخصت مین رہین اور نہر گنگ کے اُس طرف کے ولایت پر آپ متصرف رہین اور جو کہ نہر گنگ کے اِس طرف ہے بہلول شاہ کے قبضہ مین

واگذاشت کرین الغرض طرفین راضی ہوئے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے سامان اور اسباب چھوڑ کر کوچ کیا سلطان بہلول نے فرصت پاکر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اردو کو تاراج کرکے کچھ خزائن اور اسباب نفیسہ سے جو کہ گھوڑون اور فیلون پر محمول تھا اپنے قبضہ مین لایا اور چھتیس یا چالیس امرا سلطان حسین شرقی کے مثل قتلغخان وزیر کہ مناسب وقت سے تھا اور ملک بدھو نائب عرض کی اسیر ہوئے اور سلطان بہلول نے قتلغخان کو زنجیر مین کرکے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بہلول پیشتر جاکر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانند قصبہ کھنپل و پٹیالے اور شمس آباد اور سکیٹ اور رابہری اور جالیسر پر متصرف ہوا اور ہر ایک پرگنہ مین ایک شقدار مقرر کیا اور جب تعاقب حد سے [illegible] سلطان حسین شرقی نے موضع رام پہیرہ کے قریب پلٹ کر [illegible] صلح نے قرار پایا [illegible] ہو کر سلطان حسین شرقی [illegible] کی طرف گیا اور سلطان بہلول نے دہلی کی طرف مراجعت کی اور بعد ایک مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کرکے [illegible] بادشاہ بہلول لودھی سے [illegible] کو آیا [illegible] موضع [illegible] مین ہوکر ٹھیرا اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے پھر ہزیمت پائی [illegible] لودھیون کے ہاتھ آیا [illegible] ہوئی [illegible] جب سلطان حسین شرقی رابری کو [illegible] اور سلطان بہلول نے موضع بھوپاموکے قریب نزول کیا [illegible] درمیان مین قطبخان کے فوت کی خبر [illegible] سے پہونچی سلطان [illegible] بیٹے کو تاجخان خطاب دیکر [illegible] باپ کی جگہ پر مقرر رکھا اور وہاں سے سلطان شرقی کے مقابلہ کو رابری کی [illegible] اور بعد محاربہ شدید کے مظفر شاہ بہلول کے رایت پر چلی اور مظفر و منصور ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پاکر گوالیار کیطرف گیا [illegible] راجہ [illegible] خادمانہ حاضر ہوا اور کئی لاکھ تنگہ نقد اور خیمہ اور سراپردہ اور فیل و اسپ و شتر پیشکش کیے اور [illegible] کے زمرہ مین منتظم ہوا اور کالپی تک مشایعت کی اور اس حال پر اختلال مین بادشاہ بہلول اٹاوہ کیطرف گیا اور ابراہیم خان برادر سلطان حسین اور [illegible] خان [illegible] اٹاوہ مین متحصن ہوکر تین دن لڑے اور آخر کو امان چاہکر برآمد ہوئے اور اٹاوہ سلطان بہلول کے سپرد کیا سلطان بہلول نے اٹاوہ ابراہیم خان [illegible] کے سپرد کیا اور چند پرگنہ ولایت اٹاوہ بموجب [illegible] ہمراہ رکاب لیکر سلطان حسین شرقی کی طرف روانہ ہوا اور جب موضع راکا لومین جو کالپی سے متعلق ہے پہونچا سلطان حسین نے استقبال کرکے آب جون کے کنارے اقامت کی اور چند مہینے محاربہ مین منقضی ہوئے اس درمیان مین راے تلوکچند حاکم ولایت کہتہ سلطان بہلول کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ پایاب تھا مع فوج عبور کروایا سلطان حسین تاب مقاومت نہ لاکر ولایت کھٹہ مین داخل ہوا اور وہان سے جونپور گیا **ابیات** شیرے کہ بود دیسی سرپنجہ ہزبر + بار دگر قرار نگیرد برابرش + باز یکہ صید از کف شاہین کند برون + زان پس بصید گاہ شمارد کبوترش + اور راجہ کھٹہ نے بھی استقبال کرکے سلوک آدمیانہ کیا اور چند لاکھ تنگہ مع چند اسپ و فیل پیشکش گذرانے اور فوج بھی ہمراہ کرکے جونپور تک مشایعت کی اُسکے بعد بادشاہ بہلول تعاقب کرکے جونپور کیطرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جونپور چھوڑ کر بہرائچ کے رستہ سے قنوج کی طرف گیا بادشاہ بہلول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آب رہٹ کے کنارے فریقین کے درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہزیمت جو سلطان حسین شرقی کی طبیعی مین ہوئی تھی ظہور مین آئی اور ساز و سلب اور حشم شاہی اُسکا لودھیون کے ہاتھ لگا حرم محترم اُسکی بی بی خونزہ جو بادشاہ علاء الدین نبیرہ خضر خان کی

دختر تھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلاح وعفت محافظت کرکے دہلی کیطرف مراجعت کی اور چند عرصہ کے بعد افواج ترتیب
دیکر لواے عزیمت ولایت جونپور کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور اُس خطہ کو جو مدتون سے بادشاہان دہلی کے قبضہ
تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کرکے مبارک خان لوحانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سردار دونو
قصبہ مجھولی مین چھوڑکر خود بداون کیطرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھکر جونپور مین آیا اور امراے سلطان
بہلول کے جونپور چھوڑ کر قطب خان کے پاس مجھولی مین گئے اور سلطان حسین کے ساتھ ازراہ اخلاص بیتیں آکر کلام
ذو معنی باہم درمیان مین لاے اور کمک پہونچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گذاری کی اور جب سلطان بہلول یہ احوال
سنکر قصبہ ہندی مین پہونچا جہر وفات قطب خان سنکر چند روز لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور پھر جونپور کی طرف
گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شرقی کو دوبارہ شکست دیکر جونپور کو مسخر کیا اور اپنے بیٹے باربک شاہ کو
تخت شاہان شرقیہ پر بٹھا کر کالپی کیطرف گیا اور اُسپر بھی متصرف ہوکر اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید کو
عنایت فرمایا اور چند دنون کے راستہ سے دھولپور کیطرف متوجہ ہوا اور دھولپور کے راجہ کنمن سونا نیکی نذر پیشکش کرنے
لوگون کے سلک مین منتظم ہوا اور بادشاہ وہان سے آلہ پور کیطرف جو رنتھمبور کی توابع سے ہے جاکر اُسکو تاراج کیا اور مظفر
او منصور ہوکر دہلی کیطرف مراجعت فرما ہوا اور جب معمر ہوا حواس اور قوی مین اُسکے فرق آیا ولایات اپنے فرزندون اور
خویشونکو تقسیم فرمائین جونپور پر جیسا کہ مذکور ہوا شاہزادہ باربک شاہ کو مقرر فرمایا کڑہ اور مانکپور شاہزادہ عالم
کو مرحمت کیا اور بہرائچ اپنے بھانجے شیخ محمد فرملی معروف بہ کالا پہاڑ کو اور لکھنؤ اور کالپی اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید خان
اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ بایزید قبل اسکے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بداون خان جہان کو جو
جملہ امراے معتبر سے تھا اور فی الجملہ نسبت خویشی رکھتا تھا ارزانی فرمایا اور چند روز کے بعد پھر گوالیار کیطرف گیا اور
وہان کے راجہ سے اسی لاکھ تنکہ پیشکش لیے اور گوالیار پر اُسے مقرر رکھا پھر اٹاوہ مین آیا اور اٹاوہ کو سکیٹ سنگھ سے
تغیر کرکے علم مراجعت بلند کیا اور اثناے راہ مین بیمار ہوا اکثر امراے لودھی جو نہایت قوی تھے اسپر آمادہ ہوئے کہ اعظم
ہمایون کو ولیعہد کیجیے بادشاہ جو چارہ نرکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور ایلچی سکندر خان کے طلب مین دہلی کی
طرف روانہ کیا اور عمر خان شروانی جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بے شعوری کی سبب سے ملک
و مال کا صاحب اختیار ہوا تھا امرا کے مشورہ سے واقف ہوکر سلطان سکندر کی مان کی صلاح سے کہ اُس سال ہمراہ
تھی ایک آدمی معتمد مخفی دہلی مین بھیجکر سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث جیسی
وحید ہی آنے مین تعلل اور سستی کو انسب جانین سلطان سکندر نے ایک مدت امروز فردا مین بسر کی اور امراے
مخالف نے فرصت دیکھکر عرض مین پہونچایا اور بادشاہ غضب مین آیا اور بیٹے کو تحریر کیا اگر تو نہین آتا ہی تو مین آتا
ہون سلطان سکندر یہ سنکر سراسیمہ ہوکر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امرا اور معارف دہلی سے روانگی تجویز نکرتا تھا سلطان
سکندر نے قتلغخان وزیر سلطان حسین شرقی سے کہ دستگیر ہوکر دہلی مین محبوس ہوا تھا اور اصابت راے اور حسن تدبیر مین
شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا اُسنے کہا سراپردہ دہلی کے باہر برپا کرکے آوازہ روانگی اور غلغلہ سفر کا بلند کرنا مناسب ہے اور
تیاری سفر مین ایام گذاری کرنا لازم ہی سلطان سکندر نے اُس تعلیم پر عمل کیا قضارا یہان مرض نے بادشاہ پر غلبہ کیا
بعد اوالی کے قریب اعمال سکیٹ سے سنہ ۸۹۴ آٹھ سو چورانوی ہجری مین رخت ہستی باندھا اُسکی بادشاہی کی مدت اڑتیس س

اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی **نظم** بہشت صد نود و چار رفت از عالم + خدیو ملک ستان و جہان بشا بہلول + بہ تیغ ملک ستان بود لیک دفع اجل + بود محال بہ تشبیہ فتنہ مستقول + بادشاہ بہلول لودہی ظاہر اصلاح مین آراستہ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت مین پیراستہ تھا اور فقرا و علما و مشائخ سے صحبت رکھتا اور اوقات اُنکے ساتھ بسر کرتا تھا اور افغانون کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا اور کبھی تخت پر اجلاس نکرتا ایک فرش پر [illegible] وقت دہلی کو لیا [illegible] اسنے تمام مال غنیمت افغانان لودھی پر قسمت کیا خود بھی مثل عوام الناس قسمت برادرانہ لیا اور [illegible] اپنے [illegible] نکلتا [illegible] کے گھوڑون پر سوار نہوتا اور سہروز طعام مکان سے [illegible] امیر سے منگوا کر تناول فرماتا اور ہنگام رکوب اُنکے گھوڑے پر سوار ہوتا اور کہتا مجھے بادشاہی سے یہی نام کافی ہے [illegible] سپاہ گری پر [illegible] تمام رکھتا اس سبب سے اُسکی مدد کو [illegible] اور شہزادون اور امرا کے پاس تخمیناً بیس ہزار خیل نوکر تھے اور [illegible] جوان [illegible] آدمی بھیجی اسے اپنے [illegible] بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل اور تجربہ کار [illegible] مشہور تھا اور [illegible] کے قاعدہ اور رسمین خوب جانتا تھا اور کامون مین جلدی اور شتابی جائز رکھتا تھا اور [illegible] عدل و انصاف [illegible] خلق اللہ کے ساتھ [illegible] بسر کرتا تھا

ذکر بادشاہی سلطان عادل باذل نظام خان المخاطب بسلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا

جب حکم قادر ذوالجلال بادشاہ بہلول لودھی بسفر [illegible] رحمت حق مین داخل ہوا اُمرا و ارکان دولت نے فراہم ہوکر قرعہ مشورہ کا آپس مین ڈالا بعضون نے اعظم ہمایون نبیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر رغبت کی اور اکثر جو بزرگ ترین فرزندان سے مثل باربک شاہ کے زندہ تھے مائل ہوئے اُسوقت مادر سلطان سکندر زیبا نام نے جو دختر ایک زرگر کی تھی اور اس سفر مین بادشاہ مرحوم کے ہمراہ تھی پس پردہ آکر امرا سے فرمایا کہ میرا فرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہے اور تمہارے ساتھ سلوک خوب کریگا عیسیٰ خان لودھی جو چچیرا بھائی سلطان بہلول کا تھا اُسنے دشنام دیکر کہا سونار کے لڑکے کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہین ہوتا اسواسطے کہ مثل مشہور ہے کام زرگری کا بندر سے راست نہین آتا خانخانان فرملی جو نہایت قوی تھا یہ سنکر بولا کہ بادشاہ فوت ہوا ہے اُسکی بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کہنا لائق نہ تھا عیسیٰ خان لودھی نے کہا تو نوکر ہے کوئی رتبہ بیش نہین رکھتا بادشاہ کے خویش و اقربا کے درمیان دخل مت کر خانخانان نے غضبناک ہوکر کہا مین نوکر بادشاہ سکندر کا ہون نہ نوکر اور ونکا یہ کہکر مجلس سے برخاستہ ہوا اور اُن امرا سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اُٹھا کر قصبہ جلالی مین لیگیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کرکے اوپر بلندی کے جو آب سیاہ کے کنارے واقع ہے اور اُسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہین سریر بادشاہی پر متمکن کرکے بسلطان سکندر مخاطب کیا **نظم** برین تخت فیروز ہر صبح و شام + یکے مہرہ بخت چیند بکام + کس آن بخت دا این مہرہ باخود نبرد + بکام دل از مملکت بر نخورد + بادشاہ سکندر نے جنازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسیٰ خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کرکے اُسکا گناہ معاف فرمایا اور دہلی کیطرف مراجعت کی اور اپنے باپ کیطرح افغانون سے سلوک ہموار اور برادرانہ کیا اور اکابر قوم کے روبرو تخت پر نہ بیٹھتا اور اُسوقت اسی خدا نے چھ فرزند عطا کیے تھے اُنکے اسم یہ ہین ابراہیم خان اور جلال خان و اسمعیل خان و حسین خان و محمود خان و اعظم ہمایون خان اور امراے نامی سے ترین آدمی تھے خانجہان لودھی احمد خان ابن خانجہان بن خانخانان فرملی شیخ زادہ فرملی خانخانان لوحانی اعظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لوحانی نائب بہار عالم خان لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی نائب کالپی شیر خان لودھی مبارک خان موجی خلیل خان لودھی احمد خان

لودہی حاکم اٹاوہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودہی بابو خان شروانی حسین خان قرملی نائب سہارن سلیمان ابن دوم
خانخانان قرملی سعید خان ابن مبارک خان لودہی اسمعیل خان لوحانی تاتار خان قرملی عثمان خان قرملی و شیخ خان پسر مبارک خان
لودہی شیخ زادہ محمد المشہور بکالاپہاڑ ابن عماد خان قرملی شیخ جمال ولد شیخ عثمان قرملی شیخ احمد قرملی آدم خان لودہی حسین خان
برادر آدم خان لودہی ... خان لودہی نصیر خان لوحانی غازی خان لودہی تاتار خان حاکم تجارہ میان چمن کینوہ
حاجب خاص مجد الدین حاجب خاص شیخ ابراہیم حاجب خاص شیخ عمر حاجب خاص قاضی عبد الواحد پسر کاملی حاجب
خاص تہورہ خان شیخ عثمان حاجب خاص شیخ صدیق حاجب خاص خواجہ نصر اللہ مبارک خان اقبال خان حاکم
قصبہ بازی اصغر خان پسر قوام الملک حاکم دہلی شیر خان برادر مبارک خان لوحانی عماد الملک کنبوہ متعلق
مبارک خان لوحانی عالم خان لودہی کبیر خان لودہی بھیکھن خان ظہیر خان لوحانی عمر خان شروانی ... خان
شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر پرگنہ رابری کیطرف گیا اور عالم خان المشہور بادشاہ
علاء الدین برادر سلطان سکندر چند دارمین چند روز متحصن ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسی خان کے پاس پٹیالے مین گیا
بادشاہ سکندر نے رابری کو خانخانان قرملی کے نام مقرر فرما کر اٹاوہ کے سمت کیا اور ساتت پہنچنے وہان کئی اسنے
اور عالم خان المشہور بباد شاہ علاء الدین کو عظیم ہمایون سے جدا کرکے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹاوہ اُسے ارزانی
فرمائی اور وہان سے پٹیالے کیطرف عیسی خان وہانکے حاکم پر تاخت لایا اور عیسی خان نے سمت جنگ آراستہ کی
اور مجروح ہوکر شکست پائی اور از روے خرد انکسار ملازمت کی لیکن اُس زخم سے جان بر نہوا بادشاہ سکندر
نے ایک مرد معتمد باربک شاہ اپنے بھائی کی خدمت مین جو جونپور کا بادشاہ تھا پیغام اطاعت کرنے اور نام سکندر
مقدم خطبہ مین پڑھنے کا دیا اسے کہین کہ باربک شاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک اور ہوا خواہ ہوا اور
جاگیر پٹیالے کی پائی اور جب باربک شاہ نے سر طاعت سے پہیر سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب لیکر اُسپر چڑھائی
کی باربک شاہ باتفاق کالا پہاڑ قنوج کیطرف روانہ ہوا اور جسوقت کہ افواج سلطانی آن پہونچی صف آرا ہو کر پیشدستی
کی بازار گیر و دار کا گرم ہوا کالا پہاڑ اپنی جمعیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کے میدان
مین گھر گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور مین سے حاضر لائے سلطان گھوڑے سے اتر کر اُس سے بغلگیر ہوا اور نوازش
نہایت اُسکے حال پر مبذول فرما کر ارشاد کیا کہ تم میرے بجاے والد ماجد ہو التماس یہ ہے کہ مجھے اپنے فرزندون مین قبول فرمایے کالا پہاڑ
نہایت خجل اور نادم ہوکر بولا کہ مین اس احسانکا جانکے سوا اور نہین رکھتا مصرع انچہ دارم سر نیست برکف دست میدہ اب ایک گھوڑا
حضور سے مرحمت ہووے تو یہ جان نثار لوازم جان نثاری بجالاوے بادشاہ نے اُسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اُسنے
باتفاق افواج ظفر امواج باربک شاہ پر حملہ کیا باربکشاہ تاب برق شمشیر نہ لایا پاے ثبات اُسکا جگہ سے ہلگیا بداؤن کی
طرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بہلول شاہ نے تعاقب کرکے باربکشاہ کو بداؤن مین محاصرہ کیا آخر کو
باربک شاہ نے عاجز ہوکر ملازمت کی بادشاہ نے اُسکے اعزاز و احترام مین کوشش فرمائی اور راے سے خوشدل
اور محظوظ کرکے اپنے ہمراہ جونپور مین لایا اور جو ابتک حسین شاہ شرقی حوالی بہار مین صاحب لشکر تھا اسے بدستور
سابق تخت شرقیہ پر متمکن کیا لیکن اُس کی خدمت مین اپنے مرد معتمد مقرر کیے اور اکثر موضع مین لیے اپنے احکام
تعین فرمائی اور بعضے پرگنات کو امراے درگاہ پر قسمت کیے اور وہان سے کالپی مین آیا اور اُسے ۹۴

اعظم ہمایون سے تغیر کرکے محمود خان لودھی کو دیا اور وہان سے قصبہ کیطرف روانہ ہوا اور جوتاتار خان وہان کا حاکم تھا لازم
اقتیاد بجا لایا قصبہ دیرا سے بحال فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف توجہ مبذول کی خواجہ محمد فرملی کو بہ خلعت خاص راجہ مان سنگھ
گوالیار کے پاس بھیجا راجہ مذکور نے بھی حلقہ اطاعت مین قدم رکھکر اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ ہمیشہ
لوازم تابعیت کرے اور سلطان شرف حاکم بیانہ بھی طریق اخلاص سے ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا بیانہ
کو چھوڑ تو اسکے عوض جلیسر اور چندوار اور مارہرہ اور سکیت تجھے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عمر خان شروانی کو ہمراہ
لیکر کنجیان قلعہ کی سونپی لیکن بعد پہونچنے کے نقض عہد کرکے قلعہ کو نظر بند کیا ... تا قبول کرکے آگرہ مین آیا اور جمعیت
جلوانی کہ مطیع سلطان شرف سے تھا بھی ہوا اور قلعہ آگرہ پر اپنا عمل کرکے متحصن ہوا سلطان نے ناراض
ہوکر ایک جماعت امرا سے آگرہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور خود سواد ریاست کرکے دہلی کی طرف گیا اور بقیہ غضب قلعہ
ہندونی کی تسخیر مین کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے راجہ سے امان چاہی اور سنہ ۸۹۷ آٹھ سو ستانوے
ہجری مین بیانہ کا قلعہ فتح ہوا اور خانخانان فرملی کے تفویض فرمایا اور سلطان شرف کو گوالیار کیطرف نکال دیا آگرہ
بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ولایت جونپور
کے زمینداروں نے لاکھ سوا لاکھ سوار پیادہ کے قریب جمعیت بہم پہونچا شیر خان برادر مبارک خان لوحانی حاکم کڑہ کو شہادت
مین پہونچایا ہے اور مبارکخان لوحانی بھی کڑہ سے برآمد ہوکر بوقت عبور کنارے پر دریائے گنگ سے عبور کرتا
تھا راجے سہدیو راجہ بھٹہ نے اسکو اسیر کیا اور باربکشاہ مغلوب اس گروہ کا ہوکر جونپور سے کالاپہاڑ کے پاس بہرائچ
مین آیا اور سلطان نے اسکے بعد چوبیس دن دہلی مین توقف کرکے جونپور کیطرف عزیمت فرمائی جب گنگ سے عبور کرکے
... پور مین پہونچا باربکشاہ خدمت مین حاضر ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوا اور راجے سہدیو بادشاہ کی آمد کا خبر سنکر
ہراسان ہوا اور مبارکخان کو کہ اسکے زندان مین محبوس تھا بادشاہ کی خدمت مین بھیجا بادشاہ دریا کے گذر مین آیا اور بہت
سے زمینداروں نے اجتماع کرکے تنور جنگ گرم کیا آخر کو شکست کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوئے اور غنیمت بسیار ہاتھ آئی
بادشاہ جونپور کیطرف گیا اور دوبارہ باربکشاہ کو جونپور مین چھوڑکر مراجعت کی اور اودھ کی طرف مین ایک مہینہ شکار
مین بسر کیا اس عرصہ مین ہرکارے خبر لائے کہ باربکشاہ زمینداروں کے غلبہ سے جونپور مین قیام نہین کرسکتا بادشاہ نے
حکم کیا کہ کالاپہاڑ اور اعظم ہمایون شروانی اور خانخانان لوحانی اودھ کے راستہ سے اور مبارک خان کڑہ کی راہ سے
جونپور کیطرف جاکر اس حدود کا بندوبست کرین اور باربکشاہ کو قید کرکے حضور مین حاضر کرین جب باربکشاہ کو
بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ نے اسے ہیبت خان لوحانی اور عمر خان شروانی کے سپرد کرکے خود جونپور کی طرف سے قلعہ
چنار کے سمت عزیمت کی اور بعضے امراے حسین شاہ شرقی سے کہ وہان تھے حرب مین مبادرت کی اور شکست کھاکر
قلعہ بند ہوے چونکہ قلعہ محکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب نجانا کینٹہ کیطرف کہ مضافات پٹنہ سے ہے نہضت فرمائی
اور وہانکا راجہ راے بلبھدر نے استقبال کرکے اطاعت کی بادشاہ نے کینٹہ پرگنہ سے بحال رکھا اور اودین کیطرف گیا
اس درمیان مین بلبھدر متوہم ہوکر اسباب وحشم چھوڑکر یکہ و تنہا پٹنہ کیطرف بھاگا بادشاہ نے تمام ساز وسلب
اسکا اسکے پاس بھیجدیا جب باریل مین پہونچا دست تاراج دراز کرکے باغات اور عمارات سے کچھ اثر باقی
نرکھا اور کڑہ کے راستہ سے دلپور کی طرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان لوحانی منکوحہ کو اپنے حبالہ

...مین لایا اور شمس آباد کیطرف توجہ فرمائی اور چھ مہینے وہان استقامت کرکے سنبھل مین گیا اور پھر شمس آباد کی طرف
عنان عزیمت معطوف فرمائی درمیان راہ کے دیوتاری کو کہ ما... مردان تھا قتل وغارت سے خراب کیا اور
بقیۃ السیف نے بھاگ کر موضع ... مین دم لیا سلطان ... مالک کو بھی قتیل و اسیر کرکے شمس آباد مین آیا
اور ایام برسات ... مین گذارے اور سنہ سو ہجری مین راے بھید رکی گوشمالی کو پٹنہ کیطرف متوجہ ہوا اثناے
... مین مترددان ... شو ... موضع کو ویران اور انھین قتل اور دستگیر کرتا تھا اور جب کہارن ادرلہانی مین پہونچا
... بلبھدر ... جنگ مین مشغول ہوا اور ہزیمت پاکر پٹنہ مین بھاگا اور جب سلطان پٹنہ مین پہونچا راجہ بلبھدر
سرگجہ کیطرف ... مین ... تھا ہوا اور سلطان سرگجہ سے سہدو کیطرف کہ اعمال پٹنہ سے تھا متوجہ ہوا اور جب
وہان پہونچا وہان فیون اور ... اور نمک اور گھی نہایت گران ہوا وہانسے جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور
جو گھوڑے کہ پٹنہ کے سفر مین ... شاقہ کھینچے ہوئے تھے انمین سے اکثر تلف ہوے جو سوار کہ دس گھوڑے رکھتا تھا
انمین سے ... ضائع ہوئے ... راے بلبھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان سکندر
کے لشکر مین گھوڑے نہین رہے اور ... تلف ہوا فرصت غنیمت ہے حسین شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر جمعیت کی اور ... فیل
... شاہ سکندر کے مقابلہ کو آیا بادشاہ سکندر نے بھی کنتت کے گھاٹ جاکر آب گنگ سے عبور کرکے استقبال
کیا اور ... بعد بنارس کے ساتھ قرب کے مبدل ہوے خانجہان کو سالباہن پسر راے بھید کے پاس
... دیکر ... اور خود بسرعت تمام سلطان حسین کے سر پر گیا اثناے راہ مین سالباہن خدمین سلطان
... مقابلہ کے ... شدید وقوع مین آئی لیکن ہزیمت حسین شاہ شرقی کی شامل حال ہوئی ولایت پٹنہ کیطرف گیا اور بادشاہ
نے ... کر ... ایک لاکھ سوار سے تعاقب کیا اور جب اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ حسین شاہ ولایت
بہار مین گیا ... بادشاہ ... کرا ... مین وارد ہوا اور بہار کیطرف توجہ فرمائی اور حسین شاہ نے ملک کھندو کو
بہار ... مین ... اور خود ... گانون مین جو توابع لکھنوتے ہے گیا اور سلطان علاء الدین بادشاہ بنگالہ نے اسکی عزت
... اور اسباب عیش وفراغت کا ... واسطے مہیا کیا تا کہ فکر اور ترد و سلطنت سے باز آکر بقیہ عمر وہان بسر کرے
... جونپور ... بادشاہ ... سلسلے منقرض ہوئی اور بادشاہ سکندر نے منزل دیوبارہ سے ایک فوج ملک کھندو
کے مقابلہ کو تعین فرمائی اور ... نے راہ فرار نکالی اور ولایت بہار گماشتگان سکندر کے ہاتھ آئی اور سلطان
... خان کو ... لاکھ جماعت امرا ... بہار مین چھوڑکر درویش پور مین آیا اور خانجہان پسر خانخانان فرملی کو ... دیر
چھوڑکر درویش پور سے بازگشت فرمائی اور ... خانجہان پسر خانخانان فرملی نے وفات پائی خسرو خان پسر بزرگ اسکے کو
... خطاب ... ہمایون کے امتیاز بخشی اور وہانسے شیخ شرف منیری کی زیارت کو کہ بہار مین آسودہ تھے روانہ ہوا
وہانکے فقرا اور مساکین کو انعام اور ... سے خوشدل بلکہ تونگر کیا اور پھر درویش پور مین آکر بادشاہ علاء الدین شاہ
بنگالہ کے سر پر روانہ ہوا اور جسوقت قتلغ پور مین جو متعلق اعمال بہار سے ہے پہونچا علاء الدین شاہ نے دانیال اپنے
بیٹے کو استقبال کیواسطے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو اسطرف
سے اسکے مقابلہ کو تعین کیا چنانچہ موضع بارہ مین دونون مقابل ہوے اور حرف صلح کا درمیان مین لائے اور یہ قرار پایا
کہ دونون مین سے کوئی ولایت یکدیگر مین مزاحمت نہ پہونچاوے اور مخالفون کو بھی پناہ نہ دیوے پھر محمود خان

لودھی

لودھی اور مبارک خان لوحانی نے معاودت کی لیکن قصبہ پٹنہ مین توابع بہار مین مبارک خان لودھی قضائے آسمانی سے فوت ہوا اور سلطان سکندر لودھی قتلغ پور سے پلٹ کر درویش پور مین آیا اور کئی مہینے توقف کیا اور چونکہ مبارک خان اس مقدمہ مین فوت ہوا تھا وہ ولایت اعظم ہمایون کے نام مقرر ہوئی اور ولایت بہار دریا خان پسر مبارک خان لوحانی کو عنایت فرمائی اور اسوقت مین قحط غلہ ظاہر ہوا بادشاہ نے [illegible] رفاہ کے [illegible] محصول غلہ [illegible] سال فرما دیے اس دن سے پھر زکوۃ غلہ کی یکقلم [illegible] موقوف ہوئی [illegible] اسوقت بادشاہ [illegible] کیا اور [illegible] سارے [illegible] سے جو زمیندار ان کے [illegible] آئے [illegible] کرکے اپنے [illegible] کو جاگیر دی [illegible] [illegible] مین آیا اور چھ مہینے توقف کیا اور جب بادشاہ نے سالباہن راے [illegible] علاؤالدین [illegible] کیا اسوقت [illegible] نو سو چھ ہجری مین سنبھل [illegible] کیا اور [illegible] ایک [illegible] ہوا اور جب [illegible] گڑھ کی [illegible] [illegible] ولایت [illegible] حاکم نشین ہو گیا [illegible] [illegible] سلیم [illegible] بادشاہ [illegible] استقامت [illegible] ایک مدت [illegible] مین اشتغال رکھا اور [illegible] درمیان مین دربارہ [illegible] خان موجی نے جو بعد قید اپنے [illegible] جونپور اسکے حوالہ ہوا تھا [illegible] درمیان [illegible] کرکے چاہتا تھا کہ طائف اصل مین [illegible] خوانین کو شفیع کیا فائدہ [illegible] سے آمدنی چند سال کی بندوبست بادشاہی کے موافق [illegible] اس سبب سے [illegible] اتفاقاً [illegible] مین یکگونہ رنجش بہم پہونچی [illegible] دونو مین بادشاہ چوگان بازی [illegible] سوار ہوا [illegible] مین چوگان [illegible] ہیبت خان شروانی کا [illegible] سلیمان خان پسر دریا خان لودھی کے چوگان سے [illegible] خان کے سر مین لگا [illegible] اس سبب سے انکے درمیان مین اس مقدمہ کے باعث مناقشہ ہوکر رنجش ہوئی خضر خان برادر سلیمان خان نے انتقام کی خاطر قصداً چوگان ہیبت خان شروانی کے سر پر مارا شور وغل برپا ہوا محمود خان لودھی اور خانخانان ہیبت خان شروانی کو تسکین دیکر مکان پر لیگئے اور بادشاہ میدان سے محل مین داخل ہوا اور چار دن کے بعد پھر چوگان بازی شروع ہوئی [illegible] شمس خان نامے خویشان ہیبت خان شروانی سے غضبناک کھڑا تھا خضر خان نے برادر سلیمان خان کو دیکھ چوگان اسکے سر پر مارا اور بادشاہ نے شمس خان کو خوب زدوکوب کرکے اپنے محل مین مراجعت فرمائی اور اسکے بعد اپنے [illegible] سے بدظن ہوا بعضونکو کہ مخلص اور دولتخواہ جانتا تھا پاسبانی کا اشارہ کیا چنانچہ یہ ہرشب کو مسلح ہوکر پاسبانی کرتے تھے اس [illegible] ہیبت خان شروانی اور دوسرے سردارون نے آپس مین اتفاق کرکے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بہلول سے عرض کیا [illegible] سپاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے راضی نہین ہین اور تجھے سرداری مین قبول رکھتے ہین اگر حکم ہو سکندر شاہ کو درمیان سے اٹھا کر ہم تجھے سریر سلطانی پر متمکن کرین شہزادہ نے شیخ طاہر اور اپنی والدہ سے یہ راز ظاہر کیا شیخ اور اس کی والدہ نے نصیحت کرکے اسپر آمادہ کیا کہ نام بداندیشونکے بادشاہ کے روبرو ظاہر کرے شہزادہ نے ویسا ہی کیا چنانچہ سلطان غدر اور بداندیشی اس جماعت سے خبردار رہوا باتفاق امرا ہر ایک کو ہر ایک طرف آوارہ لیا اور [illegible] بعد بتدریج اسپر آمادہ رہا کہ سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری مین سنبھل کیطرف جاکر چار برس اس حدود مین سیر وشکار اور چوگان بازی مین بسر کیے اور اس مقام مین خبر بدعملی اور بدکرداری اصغر خان حاکم دہلی کی سنے چنانچہ خواص خان حاکم ماچھیوارہ کو حکم بھیجا کہ دہلی مین جاکر اصغر خان کو مقید اور مغلول درگاہ مین بھیجے اور جب خواص خان حسب الحکم دہلی کیطرف متوجہ ہوا

اصغر خان یہ خبر سنکر قبل پہونچنے خواص خان سے شب شنبہ ماہ صفر ۹۰۰ نو سو سات ہجری مین قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان
[illegible] کیطرف گیا [illegible] اور خواص خان دہلی پر متصرف ہوکر حکومت مین مشغول ہوا اور نقل ہے کہ ایک برہمن [illegible]
[illegible] مین سکونت پذیر تھا ایک دن اُسنے مسلمانون کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہے اور [illegible] میرا بھی [illegible]
درست [illegible] سے شائع ہوکر علما کے گوش زد ہوئی قاضی پیارہ اور شیخ بدر کہ لکھنوتی مین رہتے تھے اور [illegible]
نقیض ایک [illegible] کے [illegible] دیتے تھے اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید حاکم اس ولایت نے برہمن کو مع قاضی اور شیخ مذکور
بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا اور جو بادشاہ کو مذاکرہ علمی کے سُننے مین رغبت تمام تھی علما نامی کو اطراف سے طلب
کرکے مجلس بحث ترتیب دی بالتفصیل اسماے علما کی یہ ہے کہ میان قادرن شیخ [illegible] میان عبد اللہ بن الہ داد طلنبی
اور سید محمد بن سعید خان دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الہ داد صالح سرہند سے اور سید امان اور سید برہان اور
سید حسن قنوج سے آئے [illegible] جماعت امرا سے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے مثل صدر الدین قنوجی اور میان
عبد الرحمن ساکن سیکری اور [illegible] عزیز اللہ سنبھلی یہ بھی اس معرکہ مین حاضر ہوے اتفاق علما کا اسپر ہوا کہ اسکو محبوس کرکے
عرض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اسکی گردن مارین چونکہ وہ انکار کرکے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علما کو انعام دیکر
رخصت کیا اور بعد چند عرصہ کے خواص خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسمعیل خان کو دہلی مین چھوڑکر حسب الحکم درگاہ مین آیا
اور نوازش خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز ہوا اسی وقت مین سعید خان شروانی نے کہ لاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ
غدار و نکارہ غنا تھی اسکو اور تاتار خان قرملی اور محمد شاہ لودھی اور تمام غدارونکو گجرات کے اطراف مین اخراج فرمایا اور اس
سال کہ ۹۰۷ نو سو سات ہجری مین تھی راجہ مان سنگھ راے گوالیار نے نہال نام خواجہ سرا کو برسم رسالت مع تحف و ہدایا کے
الالق روانہ کیا اور چونکہ خواجہ سرا درشت گو اور بدزبان تھا بادشاہ نے ناراض ہوکر اُسے رخصت کیا اور اپنے آنے اور قلعہ لینے
کی تہدید فرمائی اور انھین دنون مین خبر فوت خانخانان قرملی حاکم بیانہ کی پہونچی چندروز بیانہ مین احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان
قرملی کو مقرر رکھا اور جو بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحد ان کے محل تکلم بغاوت اور فساد کا ہوا تھا احمد اور سلیمان پسران
پسر خانخانان قرملی سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان آگرہ کے انتظام کیواسطے کہ مضافات
بیانہ سے تھا تعین ہوا اور احمد اور سلیمان جو بیانہ سے سنبھل مین آئے تھے شمس آباد اور جالیسر اور جنیل اور شاہ آباد اور دوسرے
پرگنے پائے اور عالم خان حاکم میوات اور خانخانان حاکم ریری کو حکم ہوا کہ باتفاق خواص خان قلعہ دھولپور کے تسخیر مین
مشغول ہووین اور راے بنایک دیو کے تصرف سے برآوردہ کرین اور راے نے بقدم ممانعت آنکر مجادلہ اور محاربہ کیا
اور خواجہ بین کہ دلاوران صف شکن سے تھا اُس معرکہ مین شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل ہوتی تھی جب یہ خبر بادشاہ
کو پہونچی بیتابانہ جمعہ کے دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ مین سنبھل سے دھولپور کیطرف حرکت کی اور
جب قریب پہونچا راے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقون کے سپرد کرکے گوالیار کی طرف گیا اور آدمی اُسکے صدمہ افواج
سکندری کے تاب نہ لاکر آدھی رات کو قلعہ سے برآمد ہوکر نکل گیے اور بادشاہ نے صبح کے وقت قلعہ مین داخل ہوکر دوگانہ
شکر کا ادا کیا اور لوازم فتح عمل مین لایا غازیون نے ہاتھ تاراج و غارت مین دراز کیا اور مکانون کو مسمار کرکے
باغات اطراف دھولپور کے کہ سات کوس تک سایہ ڈالے ہوئے تھے بیخ و بن سے اُکھاڑے اور
ایک مہینے کے بعد رایات شاہی گوالیار کیطرف جنبش مین آئے اور آدم خان لودھی کو مع تمام امرا وہان چھوڑکر آب

ایسا [illegible] کیا اور آب اسی طرف [illegible] کے کنارے نزول فرما کر دو مہینے توقف کیا اور دہ بانکہ آب وہوا [illegible] کے
[illegible] وبا اور طاعون کی پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے از راہ ملایمت اپنا [illegible] خواستگار
[illegible] راجہ مان اور راے [illegible] کا بادشاہ سے بھاگ کر اسکے پاس پناہ لیتے تھے [illegible] سے جاکر
[illegible] بیٹے بکرماجیت کو ملازمت کیواسطے بھیجا تھا بادشاہ نے اسے [illegible] خلعت [illegible] عنایت [illegible]
الی [illegible] فرمائی بعد علم مراجعت بلند کرکے جب دھولپور مین پہونچا اسے بھی ملک [illegible] اور [illegible]
بیانہ کے متعلق تھا اور [illegible] نے کفر و اسلام مین کبھی تخت نشین نہ تھا [illegible] اور [illegible] کے واسطے [illegible] سے [illegible] کرنے
[illegible] کہ جو سابق دہلی [illegible] رہتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم اسی مقام مین [illegible]
سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری [illegible] کے بعد علم عزیمت قلعہ مندرایل [illegible] بلند ہوا [illegible] کامل [illegible]
دھولپور مین توقف رہا اور افواج [illegible] حوالی [illegible] اور مندرایل [illegible]
[illegible] جاکر قلعہ مندرایل کو محاصرہ فرمایا اہل قلعہ نے امان طلب کرکے حصار کو سپرد کیا اور سلطان سکندر نے [illegible]
[illegible] وہان کے مسمار کرکے بجاے [illegible] مسجدین تعمیر کین اور [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] علم مراجعت بلند کیا اور جب [illegible] مین پہونچا
[illegible] بیانہ [illegible] تغیر کرکے شیخ قمرالدین کے سپرد کیا [illegible] آگرہ مین [illegible] کو جاگیر کی طرف رخصت فرمایا اور سنہ ۹
نوسو گیارہ ہجری مین بروز یکشنبہ صفر کی تیسری تاریخ کو آگرہ مین زلزلہ عظیم واقع ہوا ایسا کہ اس زلزلہ مین [illegible] کے عمارات بلند
اور [illegible] زندون نے قیامت اور مردون نے حشر معلوم کیا قطعہ اسکی تاریخ کا یہ ہے **قطعہ** در نہ صد و [illegible] عشر [illegible]
گردید [illegible] آگرہ مرحلہا ❊ باآنکہ بناہاش [illegible] عالی بودہ ❊ از زلزلہ شد علیہا سافلہا ❊ [illegible] فرماتے تک [illegible]
طرح کا زلزلہ ہند مین واقع نہین ہوا اور کوئی شخص یاد نہین رکھتا ہی اور نشان نہین دیتا ہی اور اس دن زلزلہ اکثر بلاد ہند
مین آیا تھا بادشاہ نے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ مذکورہ مین گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور ڈیڑھ مہینے دھولپور
مین توقف کیا وہان سے آب چنبل کے کنارے کو کہ گھاٹ کے نزدیک فروکش ہوا اور چند مہینے استقامت کی اور
شہزادہ ابراہیم اور جلال خان کو مع خوانین معتبر وہان چھوڑا خود بعزم جہاد اور غارت بلاد [illegible] سعادت رکاب مین
[illegible] اکثر کفار کو جو پہاڑون اور جنگلون مین پوشیدہ تھے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور غنیمت وافر غازیون کے ہاتھ آئی اور وہان چون
بسبب نہ آنے بنجارون کے غلہ لشکر منصور مین کم پہونچتا تھا اعظم ہمایون اور احمد خان لودھی اور محمد خان کو رسد لانے کے واسطے روانہ
کیا راے گوالیار اگرچہ انکا سد راہ ہوا لیکن تدبیر اسکی کارگر نہوئی لاچار ہو کر پلٹ گیا اور رسد غلہ لشکر فیروزی اثر مین بخوبی
تمام پہونچی اور جب بادشاہ تفریحا موضع جتوار مین عمال گوالیار مین پہونچا اس جگہ سے طلایہ لشکر کی پاسبانی کے واسطے
دس کوس پیشتر غنیم کی طرف کیا اور نگہبانی اور خبرداری مین تفصیر نہ کی **نظم** شد گردان لشکر تیز جنگ ❊ بیندختی
نامداران خدنگ ❊ ہنوز از کمان دو ز نارفتہ تیر ❊ خبر یافتی شاہ گردون سریر ❊ فوج راے گوالیار کی مراجعت
کے وقت کمین سے برآمد ہوئی حرب شدید و معرکہ عظیم واقع ہوا اور داؤد خان اور احمد خان پسر خانجہان بن خانخانان
فرملی کی بہادری و مردانگی اور جان سپاری سے کفار نے شکست کھائی اور راجپوت بہت علف تیغ خون آشام ہوئے
اور غازیان اسلام نے کچھ زندہ اسیر کیے اور بادشاہ نے مراجعت کے وقت دونون پر نوازش خسروانہ فرمائی
داؤد خان کو ملک داد خطاب دیکر آگرہ مین آیا اور برسات وہان آخر کی اور سنہ ۹۱۲ نوسو بارہ ہجری مین قلعہ اودیت نگر

کیطرف توجہ فرمائی اور جب دھولپور مین پہونچے توقف کرکے عماد خان قرملی اور مجاہد خان کو مع چند ہزار سوار اور سو فیل کو تمیثل کے قصبہ اودیت نگر کی جانب تعین فرمایا اور خدمت حجابی پر قاضی عبدالواحد ابن شیخ طاہر کابلی ساکن قصبہ تھانیسر اور شیخ ابراہیم مقرر ہوے اور ولایت کالپی جو محمود خان کی فوت کے بعد ساتھ جلال خان کے مقرر ہوئی تھی اور اسکے بھائی سلیمان بھیکھن خان اور حاجی نعمان اُس سے پرخاش پر آمادہ ہوئے سلطان نے حکومت کالپی کی فیروز خان کو عنایت فرمائی اور نعمان ایک طایفہ افغان کے نزدیک اور مجاہدون کو دھولپور مین چھوڑکر خود آپ چنبل کے کنارے جاکر نزول کیا اُس مقام مین خواص خان اور بھیکھن خان ملازمت مین حاضر ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوئے اور سلطان نے اودیت نگر کیطرف آنکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور چونکہ استحکام اُس کا مثل فتح ملیہ قلعہ گوالیر کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ و پیکار پر مستعد ہوکر قلعہ کا تسخیر مین ہمت باندھین اور خود ایسی ساعت مین کہ اختر شناسون نے مقرر کی تھی بنفس نفیس میدان کیطرف متوجہ ہوکر ہر اطراف سے جنگ شروع کی کہ افواج ہر موج نے مور وملخ کی طرح تلاطم مین جوشیدہ ہوکر داد مردی اور مردانگی دی اور نسیم فتح وظفر پرچم رایات سلطانی پر چلی ناگاہ قلعہ کی دیوار جو ملک علاءالدین کی جانب تھی وہ شگاف ہوئی اور جوانان مردانہ اور غازیان فرزانہ آسطرف سے داخل ہوئے ہر چند بتھصنور نے فریاد الامان بلند کی کسی کے گوش زد نہوئی قلعہ کو مسخر کیا اور راجپوت اپنے مکانونمین جنگ کرتے تھے اور عیالن کو اپنے قتل کرتے تھے اور آتش سوزان مین جاتے تھے غرض راجپوت بہت مقتول ہوئے اس عرصہ مین ایک تیر غنیم کیطرف سے آیا اور ملک علاءالدین کے دیدۂ جہان بین کو بے نور کیا اور بادشاہ فتح کے بعد لوازم شکر وسپاس فتاح حقیقی بجالایا اور بتخانون کو مسمار کرکے مساجد تعمیر فرمائین اور قلعہ بھیکھن خان ولد مجاہد خان کے سپرد کیا اور جب بادشاہ کے سمع مبارک مین یہ خبر پہونچی کہ مجاہد خان نے راجہ منت گڑھ سے رشوت لیکر تعہد بادشاہ کے پھیرنے کا کیا ہے ماہ محرم سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری مین ملاجمین خاص حاجب کو کہ نقصان مجاہد خان سے تھا مقید کرکے ملک تاج الدین کنبوہ کے سپرد کیا اور ان امرا کو جو دھولپور مین تھے حکم ہوا کہ مجاہد خان کو محبوس کرین اور آگرہ کے قلعہ کیطرف کوچ کیا ایک روز راہ کی ناہمواری سے کہ نشیب وفراز بہت رکھتی تھی مقام ہوا اور آب کی نایابی سے اُس دن حیوان صامت اور ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم مردونکا شمار ہوا آٹھ سو آدمی قلم بند ہوے اور قیمت ایک کوزہ پانی کی پندرہ تنکہ ہوئی تھی بادشاہ وہان سے دھولپور مین آیا اور چند روز توقف کرکے دارالسلطنت کیطرف تشریف لایا اور برسات کو آخر کرکے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین قلعہ نرور کی تسخیر کی عزیمت کی اور وہ قلعہ از توابع مالوہ اور کفار کے تصرف مین تھا اور جلال خان حاکم کالپی کے نام حکم صادر ہوا کہ نرور کو پیشتر جاکر محاصرہ کرے اور اہالی حصار اگر صلح کرین درگذر کرکے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعۂ مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے پہونچا دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوا اور جلال خان نے اپنے لشکر کو آراستہ کرکے پیادے اور سوارون اور فیلون کے تین گروہ کیے اور سر راہ ایستادہ کرکے چاہا کہ مجرا اپنی جمعیت کا کرائے بادشاہ نے اُسکے لشکر کی کثرت ملاحظہ کرکے اپنے دلمین تجویز کیا کہ اسے بتدبیر وتدریج خراب کرے اور بادشاہ نے اُس قلعہ کو آٹھ کوس کا جسکا دور تھا ایک سال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کیواسطے پیش قدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے لیکن آٹھ مہینے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعضے مردم معتبر متعینون سے آمیزش رکھتے ہین اس سبب سے قلعہ مفتوح نہین ہوا

اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایک دن بادشاہ بام محل پر ایستادہ ہوکر تفرج کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک طرف سے تھوڑا شگافتہ ہوا اور اسی وقت اندر سے بند کیا سلطان نے اس امر کو ایک دلیل اور یک زبان ہونا امرا کا مردم محصور سے جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جری کو چنکر رد پردہ چلایا اسوقت دو فرمان صادر فرمائے ایک جلال خان کی گرفتاری مین بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلیمان خان قرملی اور ملک علاء الدین جلوانی اور دوسرا شیر خان کے حبس کے بارہ مین میان بھورہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام تھا ان لوگون نے جلال خان اور شیر خان کو قید کیا اور سب اہل قلعہ منوت گڑھ مین بجبکر محافظت قلعہ سے بیدل ہوئے اور اسکے بعد اہالی قلعہ بے آبی اور کمی غلہ سے عاجز ہوکر امان چاہی چنانچہ امان پاکر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرماکر بتخانون کو کھود ڈالا کر مسجدین تعمیر فرمائین مفتی و خطیب مقرر کیئے اور سادات و علماء و فضلا کی تعین کرکے اس مقام مین متوطن کیا اور انہی دنون مین شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان مالوہ نے باپ سے رنجیدہ ہوکر عزم ملازمت کیا جسوقت قصبہ سیری مین کہ عمال مالوہ سے ہے پہونچا بادشاہ نے اسپ و خلعت بھیجکر پیغام کیا کہ اگر تم چندیری کو میرے سپرد کردو تو ایسی امداد دیجائیگی کہ سلطان ناصر الدین کا تم پر غلبہ نہ ہوگا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی ایسا سبب مانع پیش آیا کہ ولایت بدر ستے بر آمد نہوا اور سلطان سکندر نے ماہ شعبان سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین پاس قلعہ نرور کے کوچ کیا جس وقت کہ لب آب سندھ پر پہونچا اسکے دل مین یہ اندیشہ گذرا کہ نرور کا قلعہ نہایت مستحکم ہی اگر ہاتھ مین کسی مخالف کے پڑیگا اسکے ہاتھ سے باسانی برآوردہ نہوسکیگا اسواسطے ایک حصار اور گرد قلعہ مذکور کے کھینچا اور استحکام تازہ بخشا پھر جب بتین نہاد اپنے قصبہ بہار مین آیا اور ایک مہینا اس مقام مین توقف کیا اور اسجگہ نعمت خاتون زن قطب خان لودھی جو جلال خان شہزادہ کی مرضعہ تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اسکے دیکھنے کیواسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کالپی شہزادے کی جاگیر مقرر کرکے ایک سو بیس راس گھوڑے اور زنجیر فیل اور مبلغ نقد عطا فرمائے اور نعمت خاتون کے ہمراہ کالپی کی رخصت دی اور جو کہ سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین رایت اقبال مقام گوالیار سے دار الملک کیطرف حرکت مین لایا اور جب بلگھات مین پہونچا افواج اس حدود کے متمردون کی تدارک کو بھیجکر اس نواح کو اہل بغی کے خس و خاشاک سے پاک کیا اور جا بجا تھانہ بٹھا کر آگرہ کیطرف تشریف لایا اور اسوقت مین خبر پہونچی کہ احمد خان پسر مبارک خان لودھی حاکم لکھنؤ کی کفار کی مصاحبت کے سبب طریقہ ارتداد کا اختیار کرکے دین اسلام سے پھر گیا ہی بادشاہ نے فرمان محمد خانکے چھوٹے بھائی کے نام بھیجا تو اسکو زنجیر مین مغلول کرکے خدمت مین روانہ کرے وہ حکم کے موافق کاربند ہوا اور سرکار لکھنؤ نے سعید خان اسکے منجھلے بھائی کے نام قرار پکڑا اور انہی دنون مین محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین مالوی کا اپنے دادا کے قہر و غضب سے ہراسان ہوکر درگاہ عرش اشتباہ مین پناہ لایا بادشاہ نے سرکار چندیری عمال مالوہ سے اسکے نام فرمائی اور شہزادہ جلال خانکو حکم ہوا کہ ممد و معاون اسکا ہوکر ایسا نکرے کہ سپاہ مالوہ کسی طرح کا صدمہ اسے پہونچا دے اور اسوقت بادشاہ سیر و شکار کیواسطے دھولپور کیطرف سوار ہوا اور آگرہ سے دھولپور تک منزل بمنزل قصر اور عمارات تعمیر فرمائین اور اسی عہد مین محمد خان ناگوری اپنے خویشون پر کہ علیخان اور ابابکر اسے قتل کیا چاہتے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ مین آئے محمد خان ناگوری نے انکے پناہ لے جانے سے ساتھ ایسے بادشاہ عالی جاہ کے عاقبت اندیشی کرکے عرضیان اخلاص آمیز مع تحف و ہدایا بھیجیں اور اس ولایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور سکہ بھی بادشاہ

کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اُسکے واسطے بھیجا اور آگرہ مین تشریف لایا اور چند روز انبساط نشاط بھلا
سیر باغات اور بزم آرائی مین بسر کیے پھر دھولپور کیطرف راہی ہوا اور میان سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان فرملی کو
فرمایا لشکر چشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہنونت گڑھ لیطرف جا کر حسین خان کی اعانت کرے اُسنے عذر کر کے عرض کی
مین خدمت سے دور ہونگا یہ معنی بادشاہ کے خاطر دریا مقاطر کی آشفتگی کا باعث ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری خدمت
سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکر گاہ سے لیجا سکے لیجاوے اور جو کچھ باقی رہے غارت عام کرین اور پرگنہ تڑری
اُسکی معاش کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ وہ وہان جا کر ساکن ہوا اور اُسی عرصہ مین بہجت خان حاکم چندیری
کہ اپنے باپ دادا کے عہد سے مطیع اور فرمان بردار سلاطین مالوہ تھا سلطان محمود مالوہی کے ضعف حال
اور اُسکے فتور مملکت کیواسطے بوسیلہ ارسال تحفہ بادشاہ کا متوسل ہوا بادشاہ نے عماد الملک پدہ کو اور احمد خان
نام لکھتا تھا چندیری کیطرف بھیجا تو باتفاق بہجت خان اس حدود مین خطبہ سلطان کے نام پڑھاوے اور اُسوقت
بادشاہ آگرہ مین آیا بعادت معہودہ ارسال فرامین مین پر مژدہ اطاعت بہجت خان اور پڑھنا خطبہ کا ولایت
چندیری مین اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف اکناف و ولایات مین مشغول ہوکر بلند آوازہ ہوا اور اُس وقت
مصلحت ملکی کیواسطے بعضے امرا کو سزا تغیر اور تبدیل جاگیر کے مناسب دیکھکر عمل کیا اور سعید خان منجھلے بیٹے مبارکخان
لودھی اور شیخ جمال قرملی اور رحمت... حسین کچھواہہ اور... اور خواجہ احمد کو چندیری کیطرف بھیجا اُس ولایت
کو اپنے قبض و تصرف مین لاکر مستقل ہوتے اور ... شہزادہ محمد خان نبیرہ سلطان ناصر الدین مالوی کو شہر بند کرکے
سلطنت اس ملک کی ... بہجت حاکم چندیری نے جب معاملہ ایسا دیکھا اپنا رہنا
اُس صوبہ مین صواب نجانا ناچار بادشاہ کی ملازمت سے فائز ہوا اور اندنون مین بادشاہ کی طبیعت حق طویت حسینخان
قرملی ضابطہ سارن سے منحرف ہوئی تھی اسوجہ سے ... رنگ کو اسطرف بھیجا تو وہان جاکر اُسکے لشکر کو حسن
تدبیر سے اپنی طرف کھینچے چنانچہ وہ ... کے قید کرنیکی فکر مین ہوا اور وہ واقف ہوکر تھوڑے سے رفقا سے ولایت لکھنوتی
کیطرف گیا اور علاء الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈھی اور ۹۲۲ سنہ نوسو بائیس ہجری مین علی خان ناگوری کہ
سرکار وسیع میئو پور مین تعین تھا بادشاہزادہ دولت خان حاکم رنتھنبور جو سلطان محمود مالوہی کا محکوم تھا اُس سے
شیوۂ موافقت اور مرافقت مرعی رکھکر اُسکو بادشاہ کی طاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی نقد ملازمت سے
مشرف ہوکر قلعہ مذکور کو پیشکش کرے جب عریضہ علیخان ناگوری کا اس بارہ مین پہونچا بادشاہ نے محظوظ ہوکر اُس
طرف جانیکی عزیمت کی اور بیانہ کے نواح جا مہینے تک ... مشائخ کبار کی ملاقات مین خصوصاً سید نعمت اللہ
اور شیخ حسینی کہ ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے بسر کیے اور اُس عرصہ مین شہزادہ
دولتخان اور اُسکی والدہ کو کہ صاحب اختیار قلعہ رنتھنبور تھی ساتھ مواعید بسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان
شہزادہ نے بتعجیل تمام عزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امرا اُسکے استقبال کیواسطے بھیجکر بعزت تمام داخل
اردو کیا اور ملاقات کیوقت اُسے فرزندون کے مانند نوازکر خلعت اور چند زنجیر فیل عنایت فرمائے اور ساتھ اقرار معہود
کے تکلیف سپرد کرنے قلعہ رنتھنبور کی دی اتفاقاً اُسی علی خان ناگوری نے دشمنی سے شہزادہ دولت خان
کو اُس پر آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ اصل راز سے آگاہ ہوا شیوراج پور کی سرکار اُس سے

قید کرکے ... بھائی ... کو ... رکھا ... خوف زیادہ اُس سے اُسکو معاتب نکیا اور پھر ... راستے سے
قصبہ ... جگہ اُس پرگنہ کو مبارک خان کے بیٹون سے برآوردہ کرکے شیخ زادہ جمیکھن کے سپرد کیا
... اُسی ... آیا ... عادات قدیم کے موافق فرمان فتوحات ہر اطراف وجوانب مین صادر فرمائے اور اکثر
امرا ... قلعہ گوالیار ... پامالی کرکے جبراً اور قہراً مفتوح کرین خلاصہ یہ کہ بادشاہ کی عادت قدیم ہی
کہ ... سرکشی اپنے سے پشیمان ہوتا ہو اسوقت بادشاہ کو ساتھ مرض نامرضی کے گرفتار کیا اگرچہ از روے غیرت کے
... اُس حالت مین ... مین اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ لقمہ حلق سے
... بستہ ہوئی اور دم گھٹا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعدہ ۹۲۳ھ نوسو تیئیس ہجری مین دار السرور کیطرف تشریف لیگیا
قطعہ ... بزم ... ہنگام طرب عام ... کاس ... وخاک ...
بادہ عیش ... دل ... نظام الدین احمد اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ ... سلطان سکندر ... مین ہے
بعض تواریخ مین ... قدر مذکور ہین کہ اکثر گمان اوپر مبالغہ و اغراق کے کیا جاتا ہے لیکن جو کچھ صحت مین قریب تر تھا لکھا
گیا ہے تاہم کہتے ہین سلطان جمال ظاہر سے آراستہ تھا اور کمال باطنی سے پیراستہ تھا اور ایام سلطنت مین اسکی نہایت ارزانی
اور امن وامان حاصل تھی ... بادشاہ ہر روز ... عام کرتا تھا اور ... خلق اللہ کی ... مین مشغول رہتا تھا ... صبح
... تک بلکہ ... تک معاملات مین مصروف ہوتا تھا ... نماز پنجگانہ ایک مجلس مین ادا کرتا تھا اور ایام سلطنت
مین اُسکی دست تسلط ہند کے زمینداروں کا کوتاہ ہوا اور سب مطیع و فرمانبردار ہوئے اور قوی و ضعیف یکسان اور برابر
ہو گئے اور کامون مین انصاف مرعی رکھتا اور ہوا ے نفس پر بہت کم جاتا اور خداترسی سے خلق پر نہایت مہربان رہتا جیسا
کہ ایکدن اپنے بھائی باربکشاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کیوقت ایک قلندر سامنے ہوا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر بولا فتح تیرے واسطے ہی
بادشاہ نے اپنا ہاتھ کراہت سے کھینچا فقیہ نے کہا مین ہاتھ فال نیک پر مارتا ہون تو نے اپنا ہاتھ کیون کھینچا سلطان نے
جواب دیا کہ جسوقت طائفہ اسلام کے درمیان جنگ ہو حکم ایک طرف نکرنا چاہیے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس مین خیر اسلام کی
وہ ہووے اور ہر سال دو مرتبہ فقرا اور مستحقین ولایت کے تفصیل اسم لکھواتا تھا اور ہر شخص کے فراخور حال مبلغ شش ماہہ
بھیجتا تھا اور ہر زمستان مین جڑاول اور دوشالے اُنھین دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی بسبیل جمعگی فقراے شہر کو
مبالغ پہونچاتا تھا اور ہر روز کتنے مقامون مین طعام خام اور پختہ شہر مین تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ بندہ مرتبہ
فتوحات اور کامیابی کے بہانہ مبلغ خطیر فقیرونکو نہ پہونچاتا ہو **بیت** اگر بایدت شوکت وسروری ✽ بہ دل زیر دستان
بدست آوری ✽ اور ارباب جاہ سے جو شخص کہ مساکین اور محتاجونکو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے
نزدیک معتبر ہوتا اور اُس سے یہ کہتا کہ تو نے بنیاد خیر رکھی ہی اُسمین نقصان نہ کیجیگا اسواسطے اُنہین سے اکثر آدمی شریعت
کے بموجب اپنے مال سے مستحقون کو پہونچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو معزز رہین منقول ہی کہ جسوقت سلطان بہلول
نے وفات پائی امرا نے بادشاہ سکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ اُس دن دہلی سے باہر جاتا تھا شیخ بہاء الدین
کی خدمت مین کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتحہ کیواسطے گیا اور کہا مین چاہتا ہون کہ میزان آپکو سناؤن چہ سبق اُسکا
شروع کیا اور اُستاد نے پڑھا کہ بدان اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھر ارشاد ہو ... القصہ جب یہ جملہ
تین بار تکرار پایا سلطان نے اُس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اُس دعا کو فال نیک جانکر روان ہوا

قطعہ حدیث اہل فنا ترجمان تقریر است ✤ بود ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم ✤ سعادت ازلی و وفاے شان معظم ✤ شقاوت ابدی در خلاف شان مدغم ✤ اور تعصب اسلام بہت رکھتا تھا حتی کہ جمیع معاندان کفار کو تیغ جہاد سے پیوند زمین کیا تھا اور جن مقامونمین ہنود غسل کرتے تھے اُسپر مسجد اور مدرسہ اور بازار تیار کر کے محافظ مقرر کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نکرنے پاتا تھا اور شہر متھرا مین جو کوئی ہندو قصد سر یا ریش تراشی کا کرتا تھا حجام قبول نکرتے تھے اور رسوم کفار کے اعلام مکلم سرنگون کیے اور نیزہ کہ سالار مسعود کیطرف ہرسال جاتے تھے منع فرمایا اور عورتون کو مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صغرسن مین کہ ایام اُسکی شہزادگی کے تھے سُنا کہ بلدہ تھانسر ایک موضع ہے کہ ہنود وہان جمع ہوکر غسل کرتے ہین علما سے پوچھا کہ اس مقدمہ مین حکم شرع کیا ہے ایک نے انمین سے فرمایا بتخانہ قدیم کو ویران کرنا جائز نہین ہے اور جس حوض مین کہ قدیم سے غسل معمول ہوا ہے اُسکی ممانعت تمھین مناسب نہین ہے شہزادہ نے یہ سنکر دست بخنجر ہوکر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے اُس عالم نے جواب دیا کہ جو کچھ شرع مین آیا ہے کہتا ہون راہ خلاف مین نہین چلتا شہزادہ نے تسکین پائی اور راہی مملکت کی تمام مسجد ونمین قاری اور خطیب اور جاروب کش مقرر کیے وظیفہ اور روزینہ اُن کا جاری کیا اور اُسکے عہد مبارک مین علم نے رواج پایا اور امرا اور ارکان دولت اور سپاہیون نے کسب فضائل مین اشتغال کیا اور کفار ساتھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے اسوقت تک درمیان اُنکے معمول نہ تھا مشغول ہوئے اور سپاہگری نے بھی ایک رونق اور زیادہ پائی اور جو شخص نوکری کیواسطے آتا نسب اُسکا تحقیق کر کے فراخور حال اُسکے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسپ و یراق نظر آتا اُسے جاگیر دیتا اور کہتا جاگیر سے اپنا سامان درست کریگا غرضکہ خبرداری اُسکی سپاہ اور رعیت کے حال پر زیادہ تھی اور خصوصیات تمام رعایا اور برایا کے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے خبر دیتا جیسا کہ آدمی گمان لیجاتے تھے کہ کوئی جن سلطان کا آشنا ہے جو مغیبات سے خبر دیتا ہے اور جب لشکر کسی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز دو فرمان اُس لشکر مین پہونچتے تھے ایک اُس مضمون کا کہ صبح کو کوچ کر کے فلان مقام مین نزول کرو اور ایک ظہر کیوقت کہ ایسا ایسا عمل مین لاؤ اور اس ضابطہ کے خلاف ہرگز نکرتا گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور امرا سے سرحد کے نام جو فرمان صادر ہوتا تھا وہ شخص صفہ کے نیچے آنکر فرمان کو دونون ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اُسی جگہ پڑھنے کا ہوتا تھا ایلچی حکم پہونچاتا تھا وہ اُسی مقام مین پڑھا جاتا تھا اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد مین جاکر منبر پر پڑھے ویسا ہی عمل مین آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اُس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت اُس مین تحریر ہوتی تھی مخفی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علاءالدین خلجی کے عہد کے موافق ہر روز روزنامچہ نرخ اجناس اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرتا تھا اور اگر سر مو نا ملائم معلوم ہوتا فوراً اُسکی تدارک مین مشغول رہتا اور اکثر اوقات خود بنفس نفیس خصوصیات اور فیصل مقدمات و مہمات اور سرانجام ملکی و رفاہیت خلق مین صرف کرتا اور علاوہ اُسکے اُسکی تیزی جدیت فہم اور جودت عقل مین سخنان عجیب و غریب منقول ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ جسوقت دو بھائی گوالیار کے باشندے بے سامانی سے بتنگ آکر ساتھ اُس لشکر کے کہ سرحد پر ایک ولایت کے تعین ہوتا تھا ہمراہ ہوئے اور غارت اور تاراج کیوقت کچھ سونا اور چند نگینہ رنگین اور دو قطعہ لعل قیمتی اُنکے ہاتھ آئے پھر ایک نے اُن دونون بھائیون مین سے کہا کہ مدعا ہمارا حاصل ہوا کسواسطے محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرین اپنے گھر مین جاکر بفراغت و رحت عمر چند روزہ بسر کرین دوسرے نے کہا اے بھائی جسوقت اول مرتبہ ہمین ایسی غنیمت دستیاب ہوئی شاید دوبارہ اس سے بہتر ہاتھ آوے پھر اُسنے کہا کہ مین ایسے مقام مین نجاؤنگا اس صورت مین دونون بھائیون نے آپسمین غنیمت تقسیم لی

اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کرکے فرمایا کہ یہ امانت میرے زوجہ کو پہونچا دے وہ شخص اپنے مکان مین آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اُسکی بی بی کے حوالہ کئے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا اور غنیمت کی تفحص کی لعل اُسمین نپایا اُسوقت اُسنے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اُسنے جواب دیا کہ مین نے تیری زوجہ کے سپرد کیا اُسنے کہا کہ وہ کہتی ہے کہ مجھے نہین پہونچا چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہے اسکے قدرے تہدید کرنا چاہیے القصہ بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکنجۂ تہدید مین کھینچا اُسنے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے صبح کو جانتی ہون گی میان بھورہ کے گھر مین کہ امراء بزرگ بادشاہ سکندر سے بہت عادل تھا جاکر اپنا احوال اظہار کیا میان بھورہ نے اُسکے شوہر کو مع برادر اُسکے طلب کرکے کیفیت استفسار کی اُسکے شوہر کے بھائی نے کہا کہ مین نے اسے لعل بھی دیا ہے میان بھورہ نے کہا اسکے گواہ رکھتا ہے اُسنے کہا ہان میان بھورہ نے کہا کے شخص گواہ ہین اُسے کہا دو برہمن ہین میان بھورہ نے کہا اُنھین حاضر کر وہ قمار خانہ مین گیا دو قمارباز برہمن کو کچھ دیکر تعلیم کیا کہ تم اسطرح سے گواہی دینا جب یہ محکمہ مین آئے اور گواہی دی میان بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جا صبور رہے ممکن ہو لعل اپنی زوجہ سے لے القصہ عورت اُس معرکہ سے باہر آئی اور اپنے تئین بادشاہ کی عدالت العالیہ مین پہونچاکر فریادی ہوئی بادشاہ نے اُس سے تمام ماجرا استفسار فرمایا عورت نے صورت حال راست براست تقریر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میان بھورہ کے پاس مستغاثی ہوئی عورت نے کہا مین گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے وہان پرسش اور تحقیقات نہوئی القصہ بادشاہ نے سب کو طلب کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کرکے تھوڑا موم ہر ایک شوہر اور زن اور اُسکے بھائی کے ہاتھ مین دیا کہ ہیئت اُس لعل کی تیار کرو اُنھون نے اُسکے موافق تیار کیا پھر گواہون کو جدا جدا طلب کرکے اُنھین حکم کیا کہ تم بھی ہیئت اُس لعل کی تیار کرو اُنھون نے بھی ہر ایک ایک ہیئت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام شکلین لعل کی اپنے پاس رکھین پھر عورت کو طلب کرکے فرمایا کہ تو بھی اُس لعل کی ہیئت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت عرض کی کہ لونڈی نے جس چیز کو آنکھون سے مشاہدہ نہین کیا ہیئت اُسکی کیونکر تیار کرے ہرچند بادشاہ نے اس بارہ میں مبالغہ کیا عورت نے قبول نہ کیا پھر میان بھورہ کو مخاطب کرکے گواہون سے کہا اگر تم راست براست کہوگے جان کی امان ہے اور اگر دروغ کہوگے تیغ سیاست سے قتل ہوگے گواہون نے لاچار ہوکر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اُس عورت کے دیور کو طلب کرکے سیاست کی اُسنے بھی واقعہ کو ازروے راستی کے بیان کیا خلاصہ یہ کہ عورت نے اُس تہمت سے نجات پائی اور بادشاہ کی جودت فہم اور کمالیت عقل سب پر واضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع موزون رکھتا تھا اور شعر میں کہتا تھا اور گلرخی اُسکا تخلص تھا اور شیخ جمالی کنبوہ اُسکے مصاحبون دو ہمدمون سے تھا دو بیتین شیخ جمالی کنبوہ بسبیل یادگار تحریر ہوئین **ابیات** ما را زخاک کویت پیراہنیست برتن ** آنہم زآب دیدہ صد چاک تا بدامن ** مرا ز تیر بلاے او یہ ابرگشت ہر پہلو ** کنون برد از خواہم کردسوے آن کمان ابرو ** اور کتاب فرہنگ سکندری اور کتب دیگر بھی اُسکی عہد دولت مین مکتوب ہوئین مدت بادشاہی اُس بادشاہ جم جاہ کی صاحب فرہنگ سکندری نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے لکھی ہے **بیت** سکندر شد ہفت کشور نماند ** نماند کسے چون سکندر نماند **

ذکر سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا

جب بادشاہ سکندر لودھی آگرہ مین فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا سلطان ابراہیم کہ ساتھ اخلاق حمیدہ اور حسن کیاست اور فراست و شجاعت کے اتصاف رکھتا تھا باپ کا جانشین ہوا باپ دادا کے قواعد و آداب سلوک کے خلاف

اپنے عزیزدان اور افغانون کو اُنکے حق سے محروم کیا اور فرمایا بادشاہون کے عزیز اور ہمقوم نہین ہوتے سب نوکرین چاہیے کہ شرط خدمت بجالاوین امراے عمدہ افغان جو سلطان بہلول اور سلطان سکندر کی مجلس مین بیٹھتے تھے اُنھون نے لاچار بسبب ظاہرا طاعت کے سوا چارہ ندیکھا دست بستہ اُن کے تخت کے آگے ایستادہ ہوئے اور باطن مین دل دگرگون کرکے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مبدل کیا اور خواہی نخواہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت دہلی پر متمکن ہو اور دیار جونپور کی سرحد تک فرمان گذار ہووے اور شہزادہ جلال خان مسند بادشاہی جونپور پر استقلال پاکر اُس طرف کے ممالک پر فرمان روائی کرے پس اس صورت مین شاہزادہ جلال خان نے مع امراے جاگیردار پرگنات جونپور وکالپی کے اُسطرف متوجہ ہوکر اُن ممالک کے سریر سلطنت پر استقلال پایا اور فتح خان بن اعظم ہمایون شروانی کو کفیل امور سلطنت کہکے اُسطرف کے امرا کو مطیع اور فرمان بردار کیا اُسوقت خان جہان لوحانی نے رابری سے بادشاہ ابراہیم کی ملازمت مین آنکر زبان طعن اور ملامت وزرا اور وکلا پر کھولی کہ امر بادشاہی کو مشترک رکھنا ایک خلل عظیم اور سہو نہایت قبیح ہی **بیت** دو جان ہرگز بیک پیکر نگنجد ✲ دو فرمان دہ بیک کشور نگنجد ✲ ارکان دولت نے اُسکی تلافی مین کوشش کرنے مصلحت دیکھی کہ جو شاہزادہ نے ابھی استقلال حاصل نہین کیا ہی اُسے دہلی مین طلب کیا چاہیے چنانچہ اُسکی طلب کو ہیبت خان گرگ انداز کو بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر ملاطفت و مکرمت صادر کیا کہ ایک مصلحت درمیان مین ہی چاہیے کہ جریدہ آپ کو بطور یلغار پہونچادے شہزادہ کو ہیبت خان گرگ انداز کی چاپلوسی اور ملائمت سے مکر و غدر کا ظن حاصل ہوا معاودت مین راضی نہوا اور بجواب اسکے ملائم متضمن کر ایام لطائف الحیل مین گذارے ہیبت خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہ نے شیخ زادہ قرملی پسر شیخ سعید قرملی اور ملک اسمعیل بن ملک علاءالدین جلوانی اور قاضی مجدالدین حجاب اور سعید حجاب کو شاہزادہ کی طلب مین بھیجا لیکن افسون انکا بھی کارگر نہوا اسکے بعد نایان اور فیلسوفان درگاہ کے مشورہ سے اُس حدود کے امرا اور حکام کے نام فرامین صادر کیے اور ہرایک کو ایک مضمون علیحدہ لائق رتبہ اور حال ترقیم ہوا اور زر نقد معہ پیغام لیکر شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کرکے اُسکے حضور نجاوین اور خدمت سے اُسکی انحراف کرین اور بعضے امرا صاحب شکوہ کہ اُسطرف سے تیس ہزار اور چالیس ہزار سوار نوکر رکھے اور مثل دریا خان لوحانی حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم غازی پور اور شیخ زادہ محمد قرملی عناایت خان اودھ لکھنؤ وغیرہم کو خلعت خاص اور اسپ مع ساز دیراق اور پٹکا اور خنجر ساتھ اپنے آدمیون معتبر کے کہ محرمیت رکھتے تھے بھیجکر دلجوئی کی اور حسب فرامین جماعت مذکور کو پہونچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے سر پھیر کر مخالفت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے ایک تخت مرصع اور مکلل بجواہر نفیسہ دیوانخانہ مین نصب فرمایا اور جمعہ کے روز پندرھوین ذیحجہ سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری مین اُس تخت پر جلوس کرکے بار عام دیا اور ہرایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت کو بقدر مراتب و منازل خلعت و خنجر و شمشیر مرصع اور اسپ و فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سرنوسب کو ممنون احسان اور مرہون عنایت کرکے اپنے سے راضی اور شاکر کیا اور فقرا اور مساکین پر بھی ابواب خیرات اور مبرات مفتوح کرکے وظائف مقرر فرمائے اور ائمہ کی یومیہ اضافہ کرکے گوشہ نشینون اور متوکلون کو فتوح اور نذرین بھیجکر امور جہانداری کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان نے اس عظمت اور دانائی کو دل مین لایا اور مخالفت اُس طرف کے امرا کی آنکھون سے مشاہدہ فرمائی جب جانا کہ اب دوبارہ شاہ ابراہیم سے جاے مدارا نہ رہی بالضرورت پلٹ کر کالپی کیطرف گیا اور علانیہ دشمنی کا نقارہ بجایا اور باتفاق ایک جماعت کے کہ

امرا

ساتھ اُسکے تھے خطبہ اور سکہ کالپی کا اپنے نام پڑھا کر فوج کی نگہداشت شروع کی اور زمینداروں کو تسلی اور دلاسا دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور ایلچی اپنا اعظم ہمایون شروانی کے پاس کہ جو بالشکر گران قلعہ کالنجر پر متصرف تھا بھیجکر پیغام دیا کہ مین تجھے بجاے عم و پدر کے سمجھتا ہون اور تو خوب جانتا ہے کہ مجھسے کوئی تقصیر سرزد نہین ہوئی اور بادشاہ ابراہیم کیطرف سے نقض عہد ہوا کہ ایک ملک قلیل جو بطور میراث ساتھ میرے تجویز ہوا تھا اُسمین بھی نظر ڈالی پس مین صلہ رحم کا کامل امیدوار ہون کہ حق کی جانب سے تو ہاتھ نہ کھینچے اور متقدم کی رعایت اپنے اوپر واجب کرے اور چونکہ اعظم ہمایون بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سوءمزاجی رکھتا تھا اور نصیحت نالے اور دلشکستگی اور ملامت شہزادہ نے اُسکے دل مین اثر کیا ہاتھ قلعہ کالنجر سے کھینچکر شہزادہ سے جاملا اور عہد و پیمان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جونپور اور اُس نواح کو تصرف مین لاوین اُسکے بعد اور ملکگیری کرین پس کوچ بکوچ کرکے سعید خان پسر مبارک خان لودھی کے سر پر جو صوبہ دار اودھ تھا روان ہوئے اور وہ تاب مقاومت نہ لایا بھاگ کر لکھنؤ مین آیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم کو بذریعۂ عرض معروض کی سلطان ابراہیم نے ارادہ کیا کہ بالشکر انتخاب بجانب جونپور متوجہ ہو کر اس فساد کو دفع کرے اُسوقت دولتخواہونکے مشورہ سے بھائیون کو جیسے شہزادہ اسمعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کے تھے دولت خان کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ بمحافظت تمام نگاہ رکھے اور خدمت کیواسطے ہر ایک کے دو حرم مقرر فرمائین اور ماکول اور ملبوس اور تمام مایحتاج معین کیے اُسکے بعد پنجشنبہ کے دن چوبیسوین ذی الحجہ سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری مین رایات بادشاہی شرق کیطرف متوجہ ہوئے اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ اعظم ہمایون مع اپنے پسر فتح خان شاہزادہ جلال خان سے روگردان ہو کر عازم ملازمت ہے اس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل حاصل ہوئی اور جب قریب پہونچا جمیع امرا کو استقبال کیواسطے بھیجکر ساتھ نوازشات خسروانہ کے سربلند کرکے بسرعت راہی ہوا اُسوقت ایک زمیندار جو تولی من توابع پرگنہ کول کے ہے اس مشہور ہے عمر خان ابن سکندر خان سور سے مقابلہ کرکے اُسکو شہید کیا اسواسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے اُسکے سر پر جاکر اُس مفسد کو دار البوار مین پہونچایا اور اُس فتنہ ناگہانی کو تسکین دیکر قنوج مین بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جونپور مثل سعید خان اور شیخ زادہ فرملی وغیرہم خدمت مین شاہ کے حاضر ہو کر دولتخواہون کے سلک مین منتظم ہوئے سلطان نے اُسوقت اعظم ہمایون شروانی اور اعظم خان لودھی اور نصیر خان لوحانی وغیرہم کو بالشکر گران و فیلان نامی شاہزادہ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امراے قبل پہونچنے سے نعمت خاتون اور قطب خان لودھی کے توابعین اور اپنے متعلقون اور عماد الملک اور ملک بدر الدین کو قلعہ کالپی مین چھوڑکر خود تیس ہزار سوار اور فیلان نامی سے آگرہ کیطرف روانہ ہوا اور امراے بادشاہی نے قلعہ کالپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے قریب پہونچکر بانتقام کالپی چاہا کہ ہاتھ تاراج مین کھولے درمیان اس حال کے ملک آدم نے جو بادشاہ کیطرف سے آگرہ کی محافظت کیواسطے تعین ہوا تھا پہونچکر شہزادہ جلال خان کو بحرف و حکایات شیرین اس ارادہ سے باز رکھا یہانتک کہ اُسکے بعد ملک اسمعیل ابن علاء الدین جلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوحانی اور چند امرا مع لشکر پہونچے اور ملک آدم کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر ہوا و ہوس سے باز آکر چتر و آفتاب گیر اور نوبت اور نقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امرا کا طریق اختیار کرے مین تقصیر اُسکی بادشاہ سے درخواست کرکے معاف کرادون اور سرکار کالپی سے بدستور سابق جاگیر مقرر کرادون شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک آدم کے پاس بھیجدیے ملک آدم نے

اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر حقیقت حال عرض کی اور بادشاہ کالپی کو مفتوح کرکے آٹاوا کیطرف پہونچا وہ ضلع قبول کرکے شہزادہ کے استیصال کا عازم ہوا شہزادہ سراسیمہ ہوکر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا بادشاہ نے آگرہ مین آکر قیام کیا اور امرای بادشاہی کہ بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد متزلزل ہوسلے تھے مستحکم ہوے اور امراے مخالفت توبہ کرکے جادۂ اخلاص مین درآئے اسوقت ہیبت خان گرگ انداز اور کریم داد توغ اور دولتخان اندرایہ کو دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ مجھو کو چندیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ محمد خان نواسۂ سلطان ناصر الدین مالوہی کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور انہین دنون مین دل بادشاہ کا بے سبب ظاہری میان بھوہ سے جو عظم امرا اور وزراء سکندری سے تھا منحرف ہوا اور اُسنے باعتماد حقوق سابقہ خاطر بادشاہ کی استرضا کے واسطے غفلت کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ اسکو معزول اور محبوس کرکے ملک آدم کے سپرد کیا اور اُسکے بیٹے کو نوازش فرماکر بجاے پدر نصب کیا اور عزم ملوکانہ فتح حصار گوالیار کرکے اعظم ہمایون شروانی حاکم ولایت کرہ کو کہ امیر الامرا تھا مع تیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعہ مذکور کے تسخیر کیواسطے بھیجا اور اسکے بعد آٹھ امراے عمدہ سے مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اُسکی کمک کو تعین کیا شہزادہ جلال خان خوف زدہ ہوکر وہانسے برآمد ہوا اور سلطان محمود خلجی کے روبرو مالوہ کیطرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار مین پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور اتفاق حسنہ سے اُسوقت راجہ مان سنگھ والی گوالیار کہ شجاعت اور تدبیر مین امثال اور اقران سے ممتاز تھا فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بکرماجیت قایم مقام اُسکا ہوا اور استحکام مین مبالغہ کیا اور امراے سلطان ابراہیم دولت خانہ سلطانی برپا کرکے ہر روز وہان جمع ہوتے تھے اور سرانجام مہمات اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اتفاقاً راجہ مان سنگھ نے زیر قلعہ ایک عمارت عالی تیار کی اور اُسکے دور مین ایک حصار تین تیار کرکے ساتھ بادل گڑھ کے موسوم کیا تھا اور ایک مدت کے بعد اہل اسلام نے نقبین کھود کر اُس مقام مین پہونچائین اور باروت سے پر کرکے آگ دی چنانچہ دیوار قلعہ کی شق کرکے قلعہ مین داخل ہوے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرانے ایک گاؤ روئین کہ وہان تھی اور سالہا سال سے ہنود اُسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق آگرہ کیطرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کیطرف اُسے روانہ کرکے بغداد کے دروازہ پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گاے اُس دروازہ پر تھی اور انہین دنون مین شہزادہ جلال خان سلطان محمود خلجی مالوہی کے پاس گیا لیکن عمدہ سلوک اُسکے سے بر نہ آیا بھاگ کر گڑھہ کے راجہ کے پاس دم لیا پھر جماعت گونڈان اُسے گرفتار کرلائی اور بادشاہ ابراہیم نے اُسے قلعہ ہانسی مین روانہ کرکے اثناے راہ مین شہید کیا

قطعہ شربت سلطنت وجاہ چنان شیرین ست * کہ شہان از پی او خون برادر ریزند * خون آزردہ دلان رانسے ملک مریزید * کہ ترا نیز ہمان جرعہ بساغر ریزند *

اور امراے پدر پر بھی بدگمان ہوکر اکثر انمین کے دفع کیے اور اعظم ہمایون شروانی اور اسکے بیٹے فتح خان کو کہ افتتاح قلعہ کو دونون نے نزدیک پہونچایا تھا آگرہ مین طلب کرکے محبوس کیا اور اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے کو کہ آگرہ مین رہتا تھا اور خطاب اسلام خانی رکھتا تھا تغیر فرمایا اُسنے خبر حبس پدر سنکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کرکے احمد خان کو جو شقداری کیواسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اسی عرصہ مین خبر فتح گوالیار کی کہ سو برس سے کفار کے تصرف مین تھا پہونچی بادشاہ خاطر جمع سے فتنہ کرہ کے تدارک کی فکر مین ہوا کہ دفعۃً اعظم ہمایون لودھی اور سعید خان لودھی پسر سیانی مبارکخان لودھی کہ امراے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے فرار کرکے ولایت لکھنؤ مین کہ انکی جاگیر تھی گئے اور اسلام خان سے خط وکتابت کرکے فتنہ اور فساد کے طغیان مین کوشش کی اور سلطان

ابراہیم نے صحبت غلیظ دیکھکر اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایون لودھی کو رعایت کرکے مع چند امراے نامی اور لشکر گران انتخابی اُس جماعت پر تعین فرمایا جسوقت کہ قصبہ بانگرمؤ کی نواحی اور قنوج کے قریب پہونچے اقبال خان غلام اعظم ہمایون لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ اعظم ہمایون اور چند زنجیر فیل کے کمین سے برآمد ہوا اور اُس لشکر پر تاخت لاکر بہت آدمی مقتول اور مجروح کرکے نکل گیا اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امرا سے ناراض ہو کر پیغام دیا کہ جب تک تم اُس ولایت کو باغیون کے ہاتھ سے برآوردہ نکروگے گروہ متمردان اور مقہوران سے ہو گے اور احتیاطاً اور فوج اُنکی کمک کو بھیجی اور دشمنون کے طرف سے بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو ہاتھی جمع ہوئے جب طرفین نزدیک پہونچے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ راجو بخاری کہ مقتداے اُس عہد کا تھا درمیان مین آکر مانع جنگ ہوا اُس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ اعظم ہمایون شروانی کو رہا کرے ہاتھ اُسکی ولایت سے بازرکھکر اور بلیہ شاہ کے ملک مین ہم چلے جاوینگے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی اُس امر کو پذیرا نفرمایا اور دریا خان لوحانی حاکم بہار اور نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد فرملی کو حکم بھیجا کہ یہ بھی اُس طرف سے باغیون پر جاکر اُنھین مستاصل کرین جب دونون لشکر نے جمع ہو کر مقابلہ کا ارادہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ ناک ہوکے صف آرا ہوئے پھر جانبین نے حرب وضرب مین مشغول ہو کر ایسی خونریزی کی کہ اُسکے مشاہدہ سے چشم روزگار خیرہ ہوئی اور چونکہ شیوہ بغاوت کا شوم ہے وہ ہرگز یمن اور میمنت نہین رکھتا آخرالامر باغیون نے شکست فاحش کھائی اقبال خان قتل اور سعید خان گرفتار ہوا اور فساد ساکن ہوا اور مال وملک اُنکا تصرف مین آیا بیت مکن چون ابر کافر نعمتے با منعم ومکرم + کہ باید نعمت از بحر وزند بر سینہ پیکانش + اُسکے بعد جو انحراف مزاج سلطان کا امراے سکندری کے ساتھ اور مخالفت ظاہری اور باطنی امرا کی بادشاہ کے نسبت حد سے گذری تھی امرا کو حد سے نجات نبخشی چنانچہ بہت سے ملوک معتبر مثل میان بھوہ اور اعظم ہمایون شروانی نے حبس مین وفات پائی خوف وہراس نے امرا کے دلون مین راہ پائی دریا خان لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودھی اور میان حسن فرملی وغیرہ الکب نے سر اطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادون سے اشارہ کیا تو اُنھون نے میان حسن فرملی حاکم چندیری کو آدھی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امرا کے ازدیاد ہراس اور تنفر کا سبب ہوئی ایکبارگی ناامید ہوے اور بعد چند روز کے دریا خان لوحانی حاکم بہار فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بہادر خان سلطان سے منحرف ہوکر بہار مین اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اپنے تئین سلطان محمد مشہور کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور جو امرا کہ بادشاہ سے روگردان ہوئے تھے اُسکے شریک ہوئے اور تخمیناً ایک لاکھ فوج اُسکے پاس فراہم ہوئی اور ولایت سنبھل تک متصرف ہوا اُسوقت نصیر خان لوحانی حاکم غازیپور بھی افواج سلطانی سے ہزیمت پاکر اُسکے پاس گیا اور چند مہینے ولایت بہار مین خطبہ سلطان محمد کے نام پڑھا اور چندمرتبہ افواج شاہی سے جنگ کرکے غالب آیا اور اُسوقت مین غازی خان ابن دولت خان لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور پھر متوہم ہو کر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور مین گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے قہر وغضب سے نجات ندیکھی ناچار علم مخالفت بلند کیا اور التجا فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل مین رہتا تھا لیگیا اور اُس جناب کو تحریص دیکر تسخیر ہندوستان پر آمادہ کیا اور پہلے سلطان علاءالدین برادر بادشاہ ابراہیم کو کہ نوکر بابر شاہ کا ہوا تھا عجز وانکسار اور تضرع وزاری سے اپنے پاس بلاکر اکثر خویش واقارب اور اعوان وانصار اپنے اُسکے ہمراہ کیے تو دہلی مین جاکر اُس حدود کو مسخر کرے اور سلطان علاءالدین روانہ ہو کر اسمعیل خان جلوانی اور دیگر امرا کو جو بادشاہ ابراہیم لودھی سے

مایوس ہوکر پرگنات پر رہتے تھے ساتھ اُنکے شریک ہوا اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہونچی اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور دہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ ابراہیم یہ اخبار وحشت آثار سُنکر اُس جماعت کی طرف عازم ہوا جسوقت نصف کوس کا باقی رہا سلطان علاءالدین نے شبخون اُسپر مارا اور صبح تک تمام افواج ابراہیم شاہ کو درہم و برہم کیا اور ابراہیم شاہ کے بعضے امرا اُس شب کو علاءالدین سے ملحق ہوئے لیکن شاہ ابراہیم پائے ثبات میدان جانفشانی مین اُٹھاکر تھوڑے سے خواص خاص سے اپنے سراپردہ مین ایستادہ ہوا اور اصلا ہانکا رزار مین ہوا اور جب صبح صادق کی روشنی چمکی اور سلطان علاءالدین کا لشکر تاراج مین مشغول ہوا اور سلطان علاءالدین کے بھی ہمراہ چند لوگ سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے پیش دستی کرکے اُسپر حملہ کیا اور صدمہ اول مین اُسے پسپا کرکے بھگایا چنانچہ ہرکسی نے ہر جگہ سے تاراج مین مشغول تھے اُسی جگہ سے راہ فرار لی القصہ سلطان علاءالدین اور امراے شکستہ پنجاب کیطرف گئے اور سلطان ابراہیم نے دہلی مین قیام کیا اور ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری مین فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے اُسپر لشکر کھینچا چنانچہ وہ بہ تفصیل تحریر ہوگا و فتح پانی پت مین دونون بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور نسیم فتح بابر شاہ کے علم پر چلی بادشاہ ابراہیم لودھی معرکہ جانستان مین قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور آگرہ نے خاندان صاحبقران مین انتقام کیا ایام بادشاہی بادشاہ ابراہیم بیس برس تھے والبقاء للملک المعبود۔

ذکر زیبندہ سریر کشورستانی فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا

جسوقت کہ سلطان ابوسعید میرزا عراق مین شہید ہوا اُسکے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل اُنکے اسما کی یہ ہی سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا سلطان محمد میرزا شاہرخ میرزا الغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا ابابکر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل مرزا سلطان عمر میرزا سلطان میرزا ان سب مین سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور عہد پدر مین بھی ہر ایک ایک مملکت مین بادشاہی کرتے تھے الغ بیگ میرزا کابل مین اور سلطان احمد میرزا سمرقند مین اور سلطان محمود میرزا حصار اور قندز اور بدخشان مین اور عمر شیخ میرزا اندجان اور فرغانہ مین اور یونس خان حاکم مغلستان مین الغ بیگ میرزا کے سوا ہر ایک تینون بھائیون کی شادی ہوئی تھی اور اُس زمانے مین مملکت فرغانہ کے بادشاہ فرزانہ عمر شیخ میرزا کی معدلت سے رشک ریاض رضوان تھی اُسکے یہان ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی ہجری مین یونس خان مذکور کی دختر مساۃ قتلق نگار خانم سے ایک فرزند موجود ہوا نام اُسکا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ حامی قراکولی نے تاریخ اُسکے تولد کی بیان تحریر کی ہی بیت اندر شش محرم زاد آن شہ مکرم ٭ تاریخ مولد شس ہم آمد شش محرم ٭ اور نسب سلطان ابوسعید میرزا کا صاحبقران کیطرف یون راجع ہوتا ہی سلطان ابوسعید میرزا ابن سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقرانی گورکان اور محمد بابر میرزا نے بارہ برس کے سن مین باپ کی طرف سے خطہ اندخان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دوشنبہ کے دن ماہ رمضان ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین کبوترخانہ کے کوٹھے پر سے گرکر شنقار ہوا بابر میرزا امرا کے اتفاق سے بادشاہ ہوا ظہیرالدین لقب پایا اُسکے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان فرصت دیکھکر القصد انتقام دو طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوئے کسواسطے کہ عمر شیخ میرزا نے کہ بادشاہ اولوالعزم اور صاحب داعیہ تھا سابق مین اُنکی ولایت پر لشکرکشی کرکے بہت خرابی کی تھی القصہ امیر شیرم طغائی عمر شیخ میرزا نے

[illegible]

چاہا کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو پہاڑ اور کند پر لیجا دے کہ اگر امرا راہ بیوفائی مسلوک رکھکر سلطان احمد میرزا سے ملحق ہو دین
حضرت سے محروس او مصئون رہے مولانا قاضی شیخ برہان الدین بلخی کے خاندان سے تھا اور اعیان اندجان کے سلک
مین انتظام رکھتا تھا مانع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کہ اسکے بعد یہی نام اُس کا تذکرہ رنگر کے ساتھ فردوس مکانی کے
القاب کا حضار اندجان مین داخل ہوا اور باب حیاہ برج و بارہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور حسین یعقوب اور امیر قاسم
قوچین پنجفستان مین انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے باز آئے اور لوازم اخلاص مین کسی طرح کی تقصیر نکی اور سلطان
احمد میرزا فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا خجند اور فرغانہ کو مسخر کرکے اندجان کے چار فرسخ پر آیا اُس حالت مین ایک ارباب
اندجان سے مشہور بہ محمد درویش کہ مخالفت کے سبب تیغ تہ فردوس مکانی سے فوائش پائی اور حضرت نے مولانا
قاضی اور اوزون حسن اور خواجہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ سمرقند کو بعوض اندجان مین
اقامت نفرماوینگے اس صورت مین اگر حکومت اس دیار کی بدین جانب کو کہ شما فرزند کے بعوض فرماوین مدت العمر طاعت
کے راستہ پر مستقیم ہو کر مخالفت نکریگا سلطان احمد میرزا اس بات سے متاثر ہو کر مقام صلح مین ہوا لیکن ارکان دولت
اُسکے اپنے ارادہ سے نہ باز آئے کلمات پریشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر مین عازم ہو کر سعی موفور عمل مین لائے
اُس عرصہ مین فردوس مکانی کی قوت طالع سے سمرقندیون کے لشکر مین وبائے اسپ مین شیوع پایا طویلہ طویلہ اسپ
سقط ہوئے اور سپاہی گھوڑون کے مفقود ہونے سے مضطرب اور سراسیمہ ہوئے اور برہمی سمرقندیونکی اُردو مین ظاہر ہوئی
سلطان احمد میرزا نے پھر بر سر مصالحہ ہو کر امیر درویش محمد کو اُس مہم کے تصفیہ کیواسطے مامور کیا اور فردوس مکانی کیطرف سے
حسن یعقوب اُس کام پر مقرر ہوا دونون نے عیدگاہ مین ملاقات کی اور موافقت کے بارہ مین ہمکلام ہو کر صلح کی و سلطان احمد
میرزا سمرقند کیطرف متوجہ ہوا لیکن قضائے الٰہی سے راستہ مین فوت ہوا سلطان محمود بن یونس خان دوسری طرف
سے فرغانہ مین متوجہ ہوا جب اخسی مین پہونچا جہانگیر میرزا برادر فردوس مکانی کہ حاکم وہان کا تھا تاب مقاومت نلایا اور
ساتھ امرائے معتمد مثل درویش علی اور میرزا قلی کوکلتاش اور محمد باقر اور شیخ عبد اللہ سبک اور آقا اویس لاغری و میر غیاث الدین
طغیائی کے قصبہ کاسان کیطرف کہ الکائے آقا اویس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چھوٹا بھائی تھا
اور اُس جگہ اقامت رکھتا تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا
سب نے اطاعت کرکے کاسان کو اُسکے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان پھر اخسی مین گیا کسواسطے کہ کچھ کام
پیش نگیا تھا لیکن عارضہ نے اُسپر تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ پکڑا مقارن اس حال کے ابابکر حاکم کاشغر اور ختن نے
حدود اوزکند کیطرف کھینچکر تعذیب عباد اور تخریب بلاد کی اور جب مولانا قاضی اور دوسرے امرا اُسکے دفع کو مامور ہوئے
صلح کرکے اُسنے بھی اورون کے مانند اپنے مقر کیطرف بازگشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ مین جاکر حسن یعقوب کو
صاحب اختیار ملکی اور مالی اور حاکم اندجان کیا اور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین حسن یعقوب کی اوضاع اور اطوار سے بطریقہ
مخالفت استشمام فرمائی بطور تاخت اندجان کیطرف متوجہ ہوا اور اُسوقت مین کہ حسن یعقوب شکار کیواسطے گیا تھا
اُس مقام مین داخل ہوا حسن یعقوب یہ خبر سنکر سمرقند کے باہر سے بھاگا اور امیر قاسم قوچین نے امور ملکی اور مالی
مین مشغول ہو کر اور ایک جماعت حسن یعقوب کی تعاقب مین دوڑائی چنانچہ اخسی کے حوالی مین حسن یعقوب نے
اُس جماعت پر شبخون مارا اور اُس شب تاریک مین دو غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیر سے مارا گیا

اور اپنی سزا سے اعمال کو پہونچا اور اسی سال ابراہیم سارو حاکم قلعہ اشیرہ نے باغی ہوکر خطبہ بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہان جاکر محاصرہ کیا اس صورت مین چالیس روز کے بعد ابراہیم سارو با تیغ و کفن قلعہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت نے اُسکا جرم معاف کیا اور خجند کی طرف سوار ہوا اور وہان کے حاکم نے جب بے مضائقہ قلعہ کو تفویض کیا وہان سے شاہرخیہ کیطرف روانہ ہوا تاکہ اپنے خال سلطان محمود بن یونس خان سے کہ بعد مراجعت اخسی کے وہان رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اُسکی مجلس مین آیا خان مذکور مراسم تعظیم و تکریم بجالاکر ایستادہ ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کرکے دوزانو بیٹھا اور خان علی شان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی مین کھینچکر لوازم ضیافت اور خاطر جوئی سے کوئی دقیقہ نچھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے اندجان کیطرف مراجعت فرمائی اس سبب سے کہ بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا جیساکہ کتب متداولہ مین مسطور ہے بادشاہ سمرقند ہوا اور زمانے بے ابواب تفرقہ اُسکے روبرو سے روزگار پر کھولا فردوس مکانی ارادہ کی تسخیر کیواسطے کہ برسون حوزہ تصرف دیوان عمر شیخ میرزا مین تھا آخرش فترات مذکورہ مین گماشتگان بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے تصرف مین آیا تھا سوار ہوا شیخ ذوالنون کہ بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کیطرف سے وہان کا داروغہ تھا حصاری ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیا اور جو زمستان نزدیک آیا غلہ نایاب ہوا ناچار اندجان مین آگر دوسرے برس لشکر سمرقند کیطرف کھینچا اور سمرقند کے پاسے قلعہ مین ساتھ سلطان علی میرزا برادر بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کہ حاکم دہا کا تھا اور کشورگیری کا داعیہ رکھتا تھا ملاقات کرکے قرار دیا کہ دوسری برس سامان خوب کرکے آوین اور سمرقند کو بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے برآوردہ کرین اسواسطے دونون نے اپنے ممالک کے طرف معاودت کی اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین کہ شروع بہار تھی دونون بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کیطرف متوجہ ہوے سلطان علی میرزا سمرقند مین پیشتر پہونچا اور بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا برآمد ہوکر اُسکے مقابل اپنا خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے بیٹھا اس درمیان مین فردوس مکانی بھی قریب پہونچا پھر سمرقندیان شب کو کوچ کرکے شہر کیطرف متوجہ ہوے اور اسی راتکو بحسب اتفاق التون خواجہ مغل نے طلیعہ فردوس مکانی کے لشکر کا تھا سمرقندیون پر پہونچکر بہت سمرقندیون کو مجروح اور بے روح کیا اور فردوس مکانی قلعہ اشیرہ کو جو برسر راہ تھا مسخر کرکے بتعجیل تمام سمرقند مین آیا اور اُسی دن لڑائی ہوئی خواجہ مولانا صدر اور خواجہ کلان کا بڑا بھائی کہ فاضل عصر و منشی بے نظیر تھا ایک تیر اُسکی گردن مین لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا اور اسیطرح سے سمرقندی دامن جوانمردی اور بہادری کا کمر پر باندھ کر وقت بیوقت دونون بادشاہ سے مجادلہ کرتے تھے لیکن تدبیر اُنکی بن نہ آتی تھی اور کچھ کام نکرتی تھی جب فصل خریف پہونچی سلطان علی میرزا بخارا کیطرف گیا اور فردوس مکانی قلعہ خواجہ دیدار مین آیا کہ وہان قیام کرکے موسم زمستان کے بعد پھر سمرقند پر تاخت لاوے اور شرایط محاصرہ بجالاوے اور اُس عرصہ مین بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے مکرر ایلچی ترکستان کی طرف بھیجکر شیبانی خان سے کمک طلب کی شیبانی خان اجابت فرماکر بطور تاخت روانہ ہوا اور جب قلعہ خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی درپے جنگ ہوا وہان سے عطف عنان کرکے سمرقند گیا اور بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا بائیسنقر میرزا شیبانی خان کی مدد سے مایوس ہوا اور دو سو یا تین سو آدمی سے خسرو شاہ کے پاس قندز کیطرف گیا فردوس مکانی بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے فرار سے آگاہ ہوکر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا اور ماہ ربیع الاول اخیر سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین سمرقند کے تخت پر جلوس کیا امراے

قدیم کو جنسے جانسپاری ظہور مین آئی تھی مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا لیکن سلطان احمد تنبل کو اور وہ نسے زیادہ سرفراز فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ سرمایہ سپاہیون کو نصیب نہوا اس سبب سے بے سامان ہوکر متفرق ہوتے اور پہلے تمام مغل کہ اُنکا سردار ابراہیم چک تھا بھاگے اور جان علی اور سلطان احمد تنبل بھی اخسی کے سمت روانہ ہوئے اور ساتھ اتفاق زور حسن حاکم اخسی کے جہانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام بھیجا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف مین آیا ہی ولایت اندجان کو جہانگیر میرزا کے قبضہ مین چھوڑین فردوس مکانی اس گستاخی سے ناراض ہوا اور ایسی باتین کہ اس جماعت کے کارآمد نتھین زبان پر لایا وہ لوگ مخالفت مین یکجہت ہوکر جہانگیر میرزا کے رکاب مین اندجان کے سمت متوجہ ہوئے اور آنحضرت نے التون خواجہ مغل کو اہلی نصیحت کیواسطے بھیجا لیکن مخالفون نے ایک جماعت کو سرراہ بھیجکر التون خواجہ مغل کو قتل کیا اور علی دوست طغائی اور مولانا قاضی نے قلعہ اندجان کو محکم کرکے عریضہ درگاہ مین بھیجین قضارا انھین دنون مین مزاج وہاج فردوس مکانی کا اسطرح منہج اعتدال سے منحرف ہوا کہ مجال تکلم نرہی اور روئی کے پھاہے سے پانی لب پر ٹپکاتے تھے اور جب صحت پائی عرضیان اندجانیون کی جو کہ درخواست کمک و اظہار بیطاقتی مین تھین پے درپے گذرین آنحضرت سمرقند ترک کرکے اندجان کیطرف متوجہ ہوئے لیکن علی دوست طغائی اور دوسرے کے پہونچنے سے پیشتر خبر بیخبری آنحضرت کی لشکر مضطرب ہوئے اور سب نے قلعہ اندجان کا مخالفون کو دیا اور انھون نے مولانا قاضی کو قتل کرکے خطبہ بنام جہانگیر میرزا پڑھا فردوس مکانی کو سمرقند اور اندجان قبض و تصرف سے برآوردہ ہونیکے سبب پریشانی تمام شامل حال ہوئی پھر امیر قاسم قوچین کو تاشکند کیطرف اپنے ماموں سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی سلطان محمود خان تعجیل روانہ ہوا اور حاکم پالی آہنگران مین آپس مین ملاقات کرکے روانہ ہونیکے تہیہ مین تھے کہ جہانگیر میرزا کے ایلچی نے سلطان کی خدمت مین آنکر اُسکے ارکان دولت سے موافقت کی اور یہ کلام کیا کہ بھانجون کو چھوڑکر خود تاشکند کیطرف گیا اُسوقت اکثر سپاہی فردوس مکانی سے جدا ہوکر ایک جماعت امراے قدیم سے کہ زیادہ دو سو سوار سے ہوتے تھے کوئی شخص اُسکی ملازمت مین نرہا ناچار خجند کیطرف مراجعت کرکے ایک قاصد اراتپہ کیطرف محمد حسین گورکان کے پاس دوغلات مین بھیجا اور اظہار کیا کہ خجند گنجایش رہنے کی نہین رکھتا ہی اور داعیہ میرا یون ہی کہ زمستان کو قریہ سماغ مین لبسر کرون محمد حسین گورکان نے یہ بات تجویز کرکے رایت بابری کا سایہ وصول اُس ملک پر ڈالا اور چند روز کے بعد جمعیت بہم پہونچی امرا پھر یلاق کی طرف روانہ ہوگے بعضے قلعون کو جنگ سے اور بعضون کو تدبیر سے حیز تسخیر مین لائے لیکن آنحضرت کے کام نہ آئے اپنے مہمات مین متفکر اور حیران ہوئے مصرع نے راے سفر کردن و نے روے اقامت ۔ ایسے وقت مین ہرہز خوشخبر علی دوست طغائی کیطرف سے آیا اور ایک عریضہ اس مضمونکا کہ مجھسے بہت گناہ صادر ہوئے مقام عذر مین ہون اب قلعہ فرغنستان میرے تصرف مین ہی اگر وہ حضرت تشریف لادین اُسکو تفویض کرکے سلک غلامون مین منتظم ہون القصہ فردوس مکانی اُس معنی کو مقدمہ فتوح جانکر روان ہوا اور بعد وصول بمقصد علی دوست طغائی کہ دروازہ پر منتظر مقدم ہمایون تھا قلعہ کو بادشاہ کے تصرف مین دیکر پیشکش مین بھی تقصیر نہ کی فردوس مکانی نے امیر قوچ حسین کو کوہستان کی طرف اندجان اور ابراہیم ساروا اور اویس لاغری کو اخسی کی اطراف مین بھیجا کہ سعی کرکے آدمیون کو مطیع کرین القصہ رعایاے اطراف اندجان مطیع ہوئی اور ابراہیم ساروا اور اویس لاغری نے قلعہ باب اور ایک دو قلعہ اور لیے اور لشکر سلطان محمود خان بن یونسخان بھی ایسے وقت مین بہ قصد کمک روانہ ہوا اور زور حسن اور سلطان احمد تنبل فرغنستان کی فتح اور لشکر کے اطراف کے

روانگی سے آگاہ ہوکر جہانگیر میرزا کی ملازمت مین فرغنستان کیطرف متوجہ ہوئے اور اُس قلعہ کو فتح کرکے ایک جماعت اخسی
کیطرف بھیجی لشکر سلطان محمود نے اُس گروہ سے دوچار ہوکر اکثر کو تہ تیغ کیا اور اُس مین پانچ یا چھ آدمی سے زیادہ زندہ نہ بچے زوزن
حسن یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور جب اُسکے سپاہیون نے ایک ایک اور دو دو بادشاہ کی ملازمت مین جانا شروع کیا ناچار وہانسے
کوچ کرکے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر بیگ نامے کہ زوزن حسن کے خویشون مین تھا اور
اندجان مین حکومت کرتا تھا اُسنے دیدہ بصیرت سے اقبال بادشاہی بیشتر دیکھکر اندجان کو مضبوط کیا اور آنحضرت کے
پاس ایلچی بھیجکر التماس تشریف قدوم میمنت لزوم کی اور تمام حریف حیران ہوکر ہر ایک طرف راہی ہوئے چنانچہ زوزن حسن
اخسی کیطرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل کے سمت روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کیطرف جاکر ناصر بیگ
اور دوسرے دولتخواہون کو مورد عنایات فرمایا اور دار الملک فرغانہ کہ مدت مدید سے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوا تھا پھر
ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین حوزۂ تصرف مین درآیا اور چوتھے دن فردوس مکانی اخسی کیطرف متوجہ ہوئے زوزن حسن
امان کے لبعد برآمد ہوکر حصار کیطرف گیا فردوس مکانی نے قاسم عجب کو قلعہ کی داروغگی پر نصب کیا مصرع ظفر ہمعنان
نصرت از پے دوان ٭ پھر اندجان کیطرف مراجعت فرمائی اور زوزن حسن کے اکثر ملازم اُس سے جدا ہوکر موکب ہمایون مین جا ملے
اور ارکان دولت و اعیان حضرت کے عرض اقدس مین پہونچا کہ اکثر اسباب دولتخواہون کا اُنھون نے تاراج کیا اور مطالبہ
قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اور ساتھ مال اور جان کے امان پائی ہی مال کے واپس دینے مین کیا مضائقہ رکھتے ہین
حکم ہوا کہ جو شخص اپنا مال جس کسیکے پاس پہچانے لیوے مغلون نے اس معاملہ سے آگاہ ہوکر کند کا راستہ لیا اور سلطان احمد تنبل
کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد تنبل اور جہانگیر میرزا انکے ہمراہ اندجان کیطرف گئے فردوس مکانی نے امیر قاسم قوچین کو
انکی مدافعہ کیواسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی امیر قاسم قوچین منہزم ہوا اور بہت سے امرا اور مقرب شاہ
اُس معرکہ مین کام آئے اور بعضے اسیر ہوئے اور مخالفین تھیں تمام اندجانین آنکر ایک مہینے محاصرہ اور مجادلہ مین مصروف رہے
جب وہ مقتضی نہوا کوچ کرکے اوش کیطرف گئے اور فردوس مکانی سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین بقدر استطاعت لشکر جمع کرکے
اوش کیطرف گرم عنان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ لاکر دوسرے راستہ سے اندجان کیطرف گئے اور ہر ایک منصوران
حضرت نے جو کچھ اُس حدود مین دیکھا غارت کیا اور لشکر جب معمور ہوا فردوس مکانی بارور و کیطرف کہ قلاع مستحکمہ سے ہی
اور تصرف مین خلیل برادر سلطان احمد تنبل کے تھا روان ہو خلیل نے اعلام مدافعہ برپا کرکے جنگہائے سخت کین اور آخر کو امان
چاہکر قلعہ سپرد کیا آنحضرت نے خلیل کو مع اسی نفر عوض طائفہ خدام کے کہ مخالف مقید رکھتے تھے قید کرکے اندجان کیطرف بھیجا
لیکن سلطان احمد تنبل نے اندجان کی نواح مین پہونچکر چاہا کہ سیڑھیان لگاکر قلعہ مین درآوے قلعہ کے باشندے آگاہ
ہوکر انکے مدافعہ کے واسطے اُٹھے الا کچھ کام پیش نہ گیا اور جب فردوس مکانی ایک فرسخ پر پہونچا وہان سے کوچ کرکے ایک
دریا کے کنارے مضبوط ہوا اور وہ حضرت اُسکے مقابل فروکش ہوئے چالیس روز کامل مقام کیا آخر الامر قریہ خواتکی
حوالی مین کہ اندجان سے تین فرسخ ہی درمیان دونون لشکر کے جنگ صعب واقع ہوئی اور ضرب تیغ و تیر سے جو ئے
خون جاری ہوئی وزمین مقتولون کے خون سے رنگین ہوئی پھر بادشاہ نے منصور و مظفر ہوکر سلطان احمد تنبل کو مقرور کیا اور سالما
غانما اندجان مین داخل ہوا اور انھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ پانچ چھ ہزار سوار سلطان محمود بن یونس خان لیکر جہانگیر میرزا ۹۰۸ ہجری
کی کمک کو آیا ہی اور قلعہ کاسان کو فتح کیا ہی فردوس مکانی نے عین شدت سرما مین کہ قطرات باران زمین و آسمان مین

منجمد ہوئے تھے اور مرغابی جاڑے کے صدمہ سے ساتھ مرغ کباب کے سیخ مین کھنچی تھی اُس طرف متوجہ ہوا اسصورت مین لشکر ملک بادشاہ کی توجہ سے ہراسان ہوا اور اپنی ولایت کی طرف پلٹ گیا اور سلطان احمد تنبل کہ لشکر مغل کی ملاقات کو جاتا تھا اور انکی مراجعت سے خبر نہ رکھتا تھا غافل ہو کر آنحضرت کے لشکر ظفر پیکر کے قریب آیا جو چارہ نرکھتا تھا فرد کش ہوکر اقرار کیا کہ کل طرفین سے تنور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور جب فردوس مکانی نے اُسکا تعاقب کیا اسنے قلعہ تنجار کے نیچے نزول کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے مقابلہ مین خیمہ و خرگاہ بلند کر کے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے بعد علی دوست طغائی اور قنبر علی کہ بزرگ تر انسے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان اُنکے آنحضرت سے موافق نہ تھے حرف صلح درمیان لائے اور اقرار پایا کہ آب خجند سے اخسی تک جہانگیر میرزا کے تصرف مین رہے اور ولایت اندجان و توابع اور کند بادشاہ کے زیر نگین ہو وے اور جسوقت سمرقند بادشاہ کے حوزۂ تسخیر مین آوے اندجان پر بھی جہانگیر میرزا کا قبضہ ہو سمد و پیمان کے بعد جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل نے بادشاہ کو دیکھا اور طرفین کے قیدیون نے رہائی پائی فردوس مکانی اندجان مین آیا اور علی دوست طغائی کہ خیل و حشم کی زیادتی اور دینار و درم کی کثرت سے ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برپا کیے ہوئے تھا بد سلوکی حد سے ریکیا امیر خلیفہ کو بادشاہ کے بلے اطلاع اخراج کیا ابراہیم سارد اور اولیس لاغری کو مصادرہ فرمایا اُسکے فرزند محمد دوست نے سلوک بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ دشمن کے قرب وجوار کے سبب مقام تادیب مین نہوتا تھا اس درمیان مین محمد مرید ترخان کہ امرا ے معتبر سلطان علی میرزا حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہو کر بابان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جا ملا اور اُسے بھی اُبھار کر سمرقند کی طرف لیا اور شکست پا کر پلٹ آیا اور ایلچی فردوس مکانی کے پاس بھیجکر سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے اس امر کو غنیمت شمار کر کے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اثنا ے راہ مین جب محمد مرید ترخان اُردو مین اُسکے ملحق ہوا امرا کے مشورہ سے ایلچی خواجہ قطب الدین یحیی قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ آن ہدایت شعار کے قبضۂ اقتدار مین تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ مین پہونچین وہ امر کہ مطلوب ہے کفایت کو پہونچیگا لیکن سلطان محمود ولدی کہ آنحضرت کے نوکرون سے تھا بے سبب اردو سے معلے سے بھاگ کر سمرقند کی طرف گیا اور وہان کے آدمیون کو خواجہ قطب الدین یحیی کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تدبیر اُس وقت تقدیر کے موافق نہ آئی اور اُس عرصہ مین فردوس مکانی کے نوکر علی دوست طغائی کی شامت سے جو پراگندہ ہوئے تھے ایک ایک دو دو سعادت و اقبال کے مانند موکب عالی مین داخل ہوئے اور اتنی خبرین عرض اقدس واعلی مین پہونچائین کہ یکبارگی مزاج قدسی مآثر اُس سے منحرف ہوا رخصت فرمایا اور علی دوست طغائی باتفاق اپنے بیٹے محمد دوست کے سلطان احمد تنبل کے پاس جا کر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مرگیا اور جب شیبانی خان بخارا کو مسخر کر کے سمرقند کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو دیا فردوس مکانی یہ خبر سنکر بلدہ کس کیطرف تشریف لیگیا اور وہان سے حصار کی طرف روانہ ہوا اور چغتائیون مین محمد مرید ترخان اور امرا سمرقند کے تسخیر سے ناامید ہو کر جدا ہوئے اور خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے متحیر ہو کر متوکلانہ خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کر کے سیلاق کا راستہ لیا اور نہایت مشقت سے راہین تنگ اور پرسنگ قطع کر کے بیلاق آئے اور گھوڑے اور اونٹ بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوئے زیادہ دو سو چالیس آدمی سے باقی نرہے تھے آنحضرت نے مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے اُسپر اتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر ابھی قبضہ کیا ہی اور آدمی وہانکے اُس سے

ابھی یکدل اور ایک زبان نہین ہوئے ہین ہم پوشیدہ سمرقند مین داخل ہون اور جوکہ وہ ملک ہمارا موروثی ہی وہان کے باشندے اگر مدد سے جی چرائینگے تو دشمنی بھی نکرینگے اُسکے بعد شہر ہمارے تصرف مین آوے یا جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو فعل مین آویگا اس نیت سے ایلغار کرکے رات کے وقت بوستان مین آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر پائی ہے بحسب ظاہر مراجعت کا عازم ہوکر مقیم ہوا اور خواب دیکھا اس درمیان مین ایک دستارخوان کہ مناسب نہ تھا ان ہدایت شعار کے روبرو بچھایا اور خواجہ نے متغیرانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی نے بایما و اشارہ عذر کیا کہ مین اس امر سے بری ہون تقصیر خوان سالار کی ہی خواجہ وہ عذر سُنکر مجلس سے اٹھکر روان ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے مکان کے دالان مین پہونچکر بازو بادشاہ کا پکڑکر ایسا اُٹھایا کہ پانون اُسکے بلند ہوئے اور جسوقت وہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے سمجھے کہ غنچہ مقصود نسیم فضل ایزدی سے شگفتگی پر ہی چنانچہ بخاطر جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لیگیا اور آدھی رات کو سرپل مغاک پر پہونچا چنانچہ اسی آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار عاشقان کی طرف زینہ فصیل پر رکھکر اندر داخل ہوئے جب دروازہ فیروز کے قریب پہونچے قاصد ترخان کو کہ حافظ دروازہ تھا مع چند نفر نوکر قتل کیا اور دروازہ کھولکر فردوس مکانی مع دوسو چالیس کس کے شہر مین داخل ہوا اور مردم کوچہ و بازار سے جوکہ بیدار تھے لوازم دعاگوئی بجالائے اور تھوڑے عرصہ مین خلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اور ازبکون کو جہان پاتے تھے تہ تیغ کرتے تھے اور جان وفا میرزا حاکم شہر نے مع ایک جماعت ازبکان خونخوار خواجہ قطب الدین یحیٰی کے مکان سے برآمد ہوکر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تئین شیبانی خان کے پاس کہ سات یا آٹھ ہزار سوار ازبک سے قلعہ دیدار کے نواح مین تھا پہونچاکر قضیہ سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان ایلغار کرکے ساتھ ایک سو اور پچاس آدمی کے علی الصباح دروازہ آہنی پر پہونچا اور جب جانا کہ کچھ کام نہو سکیگا اسی وقت پلٹا اور اُسکے بعد سمرقند کے اعیان و اکابر آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہوئے اور لوازم تہنیت بجالائے اور مولانا بنائی شاعر نے کہ اُسوقت شیبانی خان کا ملازم تھا اور خواجہ ابوالبرکات سمرقندی کہ آخر زمانہ شاہ طاہر مین دکن مین آیا تھا فضیلت اور ندیمی مین عدیل اور نظیر نرکھتا تھا ان دونون نے مجلس ہمایون مین راہ پائی اور رسالہ ترکی تالیف اُس بادشاہ مین کہ ساتھ واقعات بابری کے شہرت رکھتا ہی مرقوم قلم خجستہ رقم ہوا کہ سلطان حسین میرزا ہری کو ساتھ اسی غفلت کے پکڑ لیا تھا لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہون درمیان اس فتح اور اُس فتح کے فرق بہت ہی اول یہ کہ سلطان حسین میرزا جنگ و جدل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیم اُسکا یادگار محمد میرزا جوان سترہ اٹھارہ برس کا تھا تجارب زمانہ سے اسقدر بہرہ نرکھتا تھا تیسرے یہ کہ اُسکے تئین امیر علی اخورنے کہ درمیان غنیم کے تھا اور تمام کیفیتون پر اطلاع رکھتا تھا طلب کیا تھا چوتھے یہ کہ ہری خالی تھا اور یادگار میرزا زاغان کے باغ مین مینوشی مین اشتغال رکھتا تھا کہ اُس شب کو تین آدمی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزا کی طرح مست اور مدہوش تھے پانچوین یہ کہ سلطان حسین میرزا نے اول مرتبہ جوکہ ایلغار کی اُنکو غافل پاکر فتح کی اور مین سمرقند کے لینے مین اُنیس برس کا تھا اور معرکے بہت ندیکھے تھے اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میرا غنیم شیبانی خان مرد سالخوردہ اور تجربہ کار تھا اور سمرقند سے کوئی میری طلب کو نہ آیا تھا اگرچہ دل اُنکا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسیکو زہرہ اُسکے اظہار کا نہ تھا اور جان وفا میرزا مع چھ سو ازبک خونخوار کے کہ رستم اور اسفندیار کو لینا فاشیہ کش جانتا تھا قلعہ مین تھا اور محافظت مین قیام رکھتا تھا اُنسے مین نے قلعہ لیا اور حاکم کو مین نے پسپا کرکے مفرور کیا اور پہلی مرتبہ جوکہ ایلغار کے تمام سمرقندی آگاہ ہوئے اور دوسری مرتبہ فتح میسر ہوئی

یہانتک ترجمہ عبارت ترکی ان حضرت کا ہے اب خمیر مورخان دانش پر مخفی نہ رہے کہ تسخیر سمرقند جس طرح سے کہ فردوس مکانی کو میسر ہوئی بغایت مشابہ ہے ساتھ حکایت روانگی امیر تیمور صاحبقران گورکان بہمراہی دوسو و تینتالیس آدمی شب کو قرشی مین اور لینا اُس بلدہ کا کمال دلجوشی مین لیکن فردوس مکانی برعایت ادب صاحبقران کا نام زبانپر نلایا اور اُس وقت قرشی مین کوئی فرمانروا نہ تھا اور امراے مغل حسین اور ربیر بوسی شہر کے باہر تھے او میر موسی کا بیٹا محمد بیگ آخر وسال تقابلہ قرشی کے اندر اقامت رکھتا تھا اور سمرقند ایک شہر بادشاہ نشین ہے اور نہایت سنگین جیسی کہ کبھی کسی بادشاہ کے دل پر صورت اُسکے تسخیر کی بر سبیل قہر و غلبہ نگذری اور اس سبب سے اُسکو بلدہ محفوظ سمرقند لکھتے ہین اور قرشی ایک موضع ہے مختصر کہ ہمیشہ دار وغہ نشین رہا ہے **مصرع** ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ الغرض جب ساحت (میدان ۱۲) سمرقند آنحضرت کے قدوم میمنت لزوم سے رشک رخسار خوبان سمرقندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد مزید ترخان نے فرصت پاکر قلعہ قرشی اور حصار کو ازبکون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور ہمرداور کش سے ابوالحسن میرزا نے آنکر قراکول کو بھی کو لیا اور فردوس مکانی نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس ایلچی بھیجکر کمک طلب کی تو یکبارگی شیبانی خان کو ماوراءالنہر سے باہر کرے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسروشاہ نے کہ عمدہ تھے تغافل کیا اور دوسرون نے اسقدر لشکر نہ بھیجا کہ کارگر ہو اس واسطے شیبانی خان موسم زمستان مین زور لایا اور قراکول اور دوسرے مواضع کو بزور شمشیر لیا اور قتل کیا فردوس مکانی شوال کے مہینے سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری مین لشکر فراہم لاکر باتفاق سپاہ کمک سمرقند سے بعزم رزم برآمد ہوا اور کاروزان کے اطراف مین شیبانی خان سے مصاف واقع ہوئی اور قتال و جدال مین سعی موفورہ طرفین سے عمل مین آئی اور جو لشکر کمکی سلطان محمود خان ابن یونس خان اور جہانگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پریشان ہوا اور آن حضرت کے پاس دس پندرہ نفر سے زیادہ نرہے عنان پھیرکر سمرقند مین داخل ہوئے اور امراے بزرگ مثل ابراہیم خان اور ابراہیم سارو اور ابوالقاسم کوہ اور حیدر قاسم اور میر قاسم قوچین اور فدائی رومی اور خلیل برادر سلطان تنبل وغیرہ اس معرکہ مین مارے گئے اور شیبانی خان نے سمرقند کے قلعہ کے نیچے پہونچکر بنیاد جنگ کی قائم کی اور فردوس مکانی نے مدرسہ الغ بیگ میرزا مین سکونت اختیار کی تاکہ جس طرف سے کمک کے واسطے حاجت پڑے خود بنفس نفیس آپ کو پہونچادے اور بہت دنون تک درمیان مردم بیرونی اور درونی کے جنگ ہوتی رہی اور قوچ بیگ اور توامان کوکلتاش و قل نظر طغائی نہایت شجاعت اور اخلاص ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے اور شیبانی خان نے حد سے زیادہ محصورون کی تضییق مین کوشش کی بلاسے قحط غلہ نے شیوع پایا اور آتش جوع قلعہ بندونکے کانون معدہ مین بھڑکی قرص خورشید سپید کے سوا کہ ہر صبح کو تنور فلک سے برآمد ہوتا تھا آدمیون کی آنکھون مین گردہ روٹی کا نظر نہ آتا تھا اور کسی گھر مین دانہ اور گھاس موجود نہ تھا مگر مجرہ اور سنبلہ مین کہ ہاتھ کسیکا وہان نہ پہونچتا تھا علاوہ اُسکے روغن مانند کبریت احمر یعنی گندھک سرخ کے نایاب ہوا اور کتابتی باتحلل کا بدل ہوا کام اس سے اور اُس سے درگذرا اور گھوڑون کے واسطے جب برگ اشجار نرہے چوب خشک کو زندہ کرکے اور تراش کرکے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی مین ترکر کے علیق کے عوض گھوڑون کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ مین ایلچی مکرر حکام خراسان اور قندزاو ربقلان اور مغلستان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اسلیے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتداے سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین آدھی رات کو کہ دیدہ روشن فلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سما سے سمک تک کشادہ نہ تھی

خواجہ ابوالمکارم اور بعضے دیگر آدمیون اعاظم سے قریب سو نفر کے سمرقند سے برآمد ہوا اور اندجان کیطرف نہ گیا تاشکند
کی راہ کی جانب روان ہوا اور جہانگیر میرزا اُسوقت سلطان احمد تنبل سے جدا ہو کر بھائی کی خدمت مین حاضر ہوا
اور فردوس مکانی جب تاشکند مین پہونچا سلطان محمود خان بن یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی
تصور کر کے لوازم ضیافت پیش پہونچانے اور رخصت کے وقت اراپتہ حضرت کے پیشکش کیا تو وہان رونق افزا
ہو کر موسم زمستان بسعادت و برکت بسر فرمادین اور شروع بہار مین شیبانی خان نواحی اراپتہ مین آیا اور تاخت و تاراج
کے بعد مراجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی کی ساتھ صعوبت اور تنگی کے گذرتی تھی دوبارہ تاشکند مین سلطان
محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لیگئے ایک مدت اوقات اُس ولایت مین گذاری و آخر کو سلطان محمود خان
بن یونس خان اور اُسکا بھائی احمد خان کہ بالچہ خان مشہور ہوا تھا فردوس مکانی کی کمک کو روانہ ہوئے تو ولایت
فرغانہ سلطان احمد تنبل کے تصرف سے برآوردہ کر کے فردوس مکانی کے سپرد کرین جب ولایت فرغانہ مین پہونچے
سلطان احمد تنبل کہ غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جانکر اُس مملکت سے دست کش نہوتا تھا مع لشکر مستعد و جرار حرب
پر آمادہ ہوا اور خوانین مغل نے کچھ امرا فردوس مکانی کے ہمراہ رکاب کر کے اوش کی طرف روانہ کیے اُن حضرت
نے اوش کو نیا اور مردم اور رکند و فرغستان اپنے حاکم کو اخراج کر کے مطیع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کیطرف
نہضت فرمائی اور سلطان احمد تنبل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خوانین مغل سے اُٹھکر اندجان کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ
مین آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت مین کہ سپاہ تاخت و تاراج کو گئی تھی جنگ کر کے شکست دی فردوس مکانی
اوش مین گئے اور سلطان احمد تنبل باطمینان تمام اندجان مین داخل ہو کر برج و بارہ کی حفاظت مین مشغول ہوا اور اسی میان مین
خوانین مغل کہ تعاقب مین اُسکے گئے تھے پہونچے اور اندجان مین فرد کش ہوئے اور فردوس مکانی بھی اُنسے ملحق ہوئے اور چند روز کے
بعد مردم اخسی نے آنحضرت کو طلب کر کے قلعہ اخسی سپرد کیا اور خوانین مغل اندجان سے کوچ کر کے جاے مناسب مین وارد ہوئے
اُسوقت مین شیبانی خان بالشکر افزون از مور و ملخ و قطرات باران اخسی کی طرف متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے
ہمراہ قلعہ سے برآمد ہو کر خوانین مغل سے ملحق ہوئے پھر سب نے متفق ہو کر شیبانی خان سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ منہزم ہوئے
سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے گرفتار ہوا فردوس مکانی مغولستان کی طرف گئے اور ولایت تاشکند
بھی شیبانی خان کے تصرف مین آئی اور نہایت استقلال بہم پہونچایا اور اُسنے چند روز کے بعد حقوق سابقہ مرعی رکھکر
دونون بھائیون کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے مقر مین جا کر امراض متضادہ مین مبتلا ہوا ایک
دن بعضے مقربون نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمھین زہر دیا ہی اگر حکم ہو تریاک مجرب کہ خطا مین ہوتا ہی اور
بالفعل اُس مین سے سرکار مین موجود ہی ہم لادین تو آپ اُسے استعمال کرین سلطان نے آہ سرد کھینچی اور یہ کہا ہان
شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہی لیکن زہر یہ ہی کہ وہ کس درجہ سے کس مرتبہ کو پہونچا ہی کہ ہم دونون بھائیون کو اسیر
اور دستگیر کر کے آزاد کیا امراض مختلفہ اس ننگ و عار سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق بہم
پہونچے استعمال کیا جاویگا اور مفید ہوگا فردوس مکانی مغلستان سے حصار اور ولایت مین آیا اور وہان سے گذر کر مدینۃ الرجال
ترمذ مین پہونچا امیر محمد باقر حاکم وہان کا کہ اوزبکون کے خوف سے بستر استراحت پر بفراغت آرام نکرتا تھا ورود موکب
ہمایونی کو فتوح عظیم جانا مگر پھر مع ساز و پیشکش اور انکسار تمام سے خدمت مین حاضر ہوا اور آن حضرت نے

توجہ کی بارہ مین جس طرف کہ متضمن صلاح دولت ہو مشورہ کرکے کہا کہ مین اس درمیان مین مثل گیند خم چوگان زمانہ مین گرفتار ہون اور شاہ شطرنج کی طرح بساط دہر مین خانہ بخانہ اور رہوا کے مانند سو بسو اور در بدر جستجو کرتا ہون اور سرگردانی اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہین ہر چند کہ اپنی قسمت کے زائچہ کو نظر کرتا ہون ضعف طالع کے سوا اپنی کچھ تقصیر نہین دیکھتا جو کچھ تیرے دل مین آوے دوستانہ کہہ تو مین اسپر عمل کرون اور اس پریشانی سے چند روز آرام کرون امیر صاحب تدبیر نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے ممالک ماوراء النہر پر غلبہ پایا چغتائیان تفرقہ اور پریشانی کی اور صفحات احوال سپاہ و رعیت کے جلکین مناسب وہ ہی کہ ہم ساتھ روزگار ستیزہ کار کے موافقت کرین اور کابل کیطرف جاکر اپنے تئین مملکت اوزبک سے دور ڈالین نظم نداری اگر با عدو زور جنگ ۔ طریق مدارا گزین بیدرنگ ۔ ز ملکش بجائے کن انتقال ۔ کہ تا چند خارج شوی از قتال ۔ فردوس مکانی اس رائے کو صواب جانکر سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین روسے توجہ کابل کی طرف لایا اور جب عبور اس مقام پر کہ جہان خسرو خان کا … تھا واقع ہوا اور وہ تدارک تقصیرات سابق کیواسطے ملازمت مین آیا فردوس مکانی نے مخفی اسکے ملازمون اور نوکرون کو کہ سوار و پیادہ سے آٹھ ہزار آدمی تخمینا ہوتے تھے فریفتہ کرکے اپنا کیا اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہوکر سلامتی نفس سب چیز سے بہتر جانکر ایک رات کو تمام سلب سامان اپنا ایک جگہ چھوڑکر مع دو تین نوکر کے بدیع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار خانہ دار مغل کہ خسرو شاہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شریک ہوئے تین چار شتر بار نقد و جنس اور تحف نفیسہ سے دستیاب ہوا اور دوبارہ سامان بادشاہی بہم پہونچاکر کابل مین آیا اور کابل سلطان ابو سعید شہید کے حاکم کے موافق الغ بیگ میرزا کے تصرف مین تھا اور جب وہ سنہ ۹۰۷ نو سو سات ہجری مین فوت ہوا اور اسکا بیٹا عبد الرزاق میرزا کہ خرد سال تھا بادشاہ ہوا ایک شخص زکی نام صاحب اقتدار ہوا لیکن امرا اس سے منحرف ہوئے اور عید قربان کے دن اسے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابلیون کا نہایت پریشان ہوا اور اس ملک کے انتظام اور رونق نے رخت باندھا اور محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذوالنون کہ حاکم گرمسیر تھا اس ملک کی طمع کرکے مع لشکر ہزارہ اور تکدری کابل کی طرف متوجہ ہوا میرزا عبد الرزاق تاب جنگ نہ لایا افغانان لمغان کی طرف بھاگا اور کابل محمد مقیم کے تصرف مین آیا اور میرزا الغ بیگ کی بیٹی اپنے نکاح مین لایا محمد بابر شاہ مع لشکر غیبی یعنی خسرو شاہ کی جمعیت لیکر کابل کے اطراف مین پہونچا محمد مقیم قلعہ بند ہوا آخر کو امان چاہکر قلعہ کو سپرد کیا فردوس مکانی حکومت مین مشغول ہوئے اس خطہ کو معمور کیا اور ماہ محرم سنہ ۹۱۱ نو سو گیارہ ہجری مین فردوس مکانی کی والدہ یعنی قتلق نگار خانم رحمت حق مین واصل ہوئی اور اسی سال ایک مہینے کے عرصہ تک ہر روز زلزلہ واقع ہوتا ہا اکثر عمارات مسمار ہوئین حضرت نے دوبارہ تعمیر کرکے رعایا کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا اور انھین دنون مین لشکر کشی کرکے قلعہ قلات کو کہ توابع قندھار سے ہے مردم ارغنون کے ہاتھ سے بجبر و قہر لیا اور بدیع الزمان میرزا سے کہ اولاد ارغنون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کرکے قرین فتح و ظفر ملیٹ گیا اور اسی سال کے درمیان قشلاقات اور ہزارجات کی طرف تاخت کی اور تادیب … کے بعد … دولت مین آیا اور غزنین جہانگیر میرزا کو مرحمت فرماکر اس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہانگیر میرزا بحضوری بادشاہ کا بہانہ کرکے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے فتنہ انگیزی اعدا کے سبب اٹھا … اور جہانگیر میرزا جیساکہ آیا تھا … سے باہر جاکر … قشلاقات اور ہزارجات … فردوس مکانی … سنہ ۹۱۲ نو سو بارہ ہجری …

شیبانی خان کے قوی ہونے سے آگاہ ہوا اور اُس تغافل سے کہ اُسکے مقدمہ مین کی تھی پشیمان ہوا آدمی اپنے جمیع فرزندون اور عزیزون کے پاس بھیجکر طلب کیا فردوس مکانی کہ انتقام لینے کی فکر مین تھے کابل سے کوچ کرکے روانہ ہوئے باثناے راہ جہانگیر میرزا کی فکر مین عطف عنان فرمائی اخسام کے بزرگون نے اس معنی کو دریافت کرکے جہانگیر میرزا کی پروانہ کی اور ملازمت مین آنحضرت کے پہونچکر اظہار اطاعت کی جہانگیر میرزا مضطرب ہوکر اپنے بھائی کی ملازمت مین آیا اور اُسکی رکاب مین خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابری ولایت نیمروز مین پہونچا خبر سلطان حسین میرزا کی شایع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہو کہ باوجود اس خبر کے مین رعایت ناموس اُس خاندان کی کرکے خراسان کیطرف متواجہ ہوا اگرچہ اس توجہ مین بہت غرضین اور مطالب تھے مقارن اس حال کے شہزادون کے ایلچی متواتر آئے فردوس مکانی جو جنگ اوزبک کا عاشق تھا تعجیل تمام مرغاب کیطرف کہ محل جمع افواج تھا متوجہ ہوا اور جمادی الاخرلی آٹھوین کو لشکرگاہ کے نواح مین پہونچا مظفر حسین میرزا اور ابوالحسن میرزا بدیع الزمان میرزا کے فرمان کے بموجب استقبال کے واسطے سوار ہوئے اور آنحضرت کو اُردو مین لاکر بدیع الزمان میرزا سے ملاقات کروائی اور چند روز کے بعد شاہزادگان عیش طلب نے جنگ اوزبک کی پروا نکی جب جاڑے کا موسم پہونچا قشلاق کے بہانہ ہر ایک قسلاقی کیطرف متوجہ ہوئے فردوس مکانی بدیع الزمان میرزا کے ہمراہ ہرات مین آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور جو راستون کو برف نے بند کیا تھا بمشقت بسیار ولایت ہزارہ کے درمیان آیا اور جنگ کنان وہان سے گذرا کسواسطے کہ محمد حسین گورکان اور سنجر برلاس ایک جماعت تھے اور مغلون سے کہ کابل مین تھی جان میرزا کہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہی سے اُٹھاکر نقصان مملکت مین پیدا کیا تھا فردوس مکانی نے اثناے راہ سے خبر سلامتی اور اپنے پہونچنے کی لکھکر کابل مین بھیجا اور جو مردم کابل نے سنا تھا کہ اولاد سلطان میرزا نے بادشاہ کو لیکر اختیار الدین کے قلعہ مین قید کیا ہو بہر آئینہ وصول اُسکے سے خوشحال ہوئے اور ایک جماعت تھے کہ قلعہ ادک کابل مین حصاری ہوئی تھی استظہار پایا اور اُسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل کیطرف پہونچے اہل حصار آنکے شریک ہوئے اور مخالفون کو جنگ کرکے شکست دی اور میرزا جان اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے از راہ مروت آزاد کرکے رخصت فرمایا اور میرزا جان اولادا میر ذوالنون کے پاس گیا اور محمد حسین گورکان فراہ اور سیستان کی سمت روانہ ہوا تھا اور ناصر میرزا چھوٹا بھائی فردوس مکانی کا کہ حکومت بدخشان رکھتا تھا امراے شیبانی خان سے شکست پاکر کابل کیطرف آیا اور جو جہانگیر میرزا خراسان سے مراجعت کے وقت افراط شراب سے اسہال دموی بہم پہونچاکر فوت ہوا تھا اُسکی جگہ ناصر میرزا کو عنایت فرمائی اور ۹۱۳ھ نوسو تیرہ ہجری مین تاخت الوس افغانان خلجی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند و باقی اور اموال آنحضرت کے سپاہ کے ہاتھ آیا اور بازگشت فرمائی اُسوقت ارغون کے امرانے اوزبکون کے غلبہ سے اظہار اطاعت کرکے پیغام دیا کہ اگر اُس طرف تشریف لاوین قندھار سپرد ہوگا اس واسطے آنحضرت نے اُس طرف نہضت فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے آنکر ملازمت کی اور منظور نظر عاطفت ہوا اور جب بیشتر روانہ ہوا شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب التماس تمہارے اُس طرف آتے ہین لوازم اخلاص بجا لاکر شرف مجلس حضور حاصل کرین وہ طلب سے پشیمان ہوکر پہلے قلعہ بند ہوئے اور آخر کو قلعہ سے نکالکر قریہ جنگ مین قریب قندھار مصاف کرکے دونون بھائیون نے شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین آنے کی نہ تھی شاہ بیگ ارغون یساول کی طرف اور محمد مقیم زمین داور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے قلعہ قندھار کو مسخر کیا خزانے اور نفائس امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے القصہ سب کو امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا

حکومت قندھار اور زمین داور ناصر میرزا کو تفویض فرماکر منصور و مظفر کابل کی طرف تشریف لیگیا اور شیبانی خان اُس سال
محمد مقیم ارغون کے اغوا سے کہ زمین داور سے داوری کے واسطے اُسکے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور
ناصر میرزا نے حصاری ہو کر فردوس مکانی سے عرض کیا جواب صادر ہوا کہ حتی الامکان قلعہ کی محافظت مین کوشش کرے اور
اگر کار تنگ ہو صلح کرکے آپ کو حضور مین حاضر کرے تو باتفاق عوض اُسکے ممالک ہندوستان سے اپنے تصرف مین لاوین چونکہ
آنحضرت کو طاقت مقاومت شیبانی خان نہ تھی دغدغہ کلی بمیر دوچار ساتھ امرا کے مشورہ کیا اور کہا کہ کوئی جا مامن اپنے
واسطے پیدا کرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے دل دار رہنا کابل مین بہت دشوار ہے ایکجماعت نے بدخشان کو تجویز
کیا اور بعضون نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی شق آخر کو پسند کرکے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے تھے اور لمغانات
مین اقامت کرکے بعضے امور کے سبب کہ بے سامانی تمام ہندوستان کی فسخ عزیمت کرکے پھر کابل مین آئے اور انھین دنون مین ناصر میرزا
نے قلعہ سے برآمد ہو کر آپ کو بھائی کی ملازمت مین پہونچایا تھا اور شیبانی خان مع حصار شہر قلعہ اوک کو محاصرہ مین رکھتا تھا بعضے
اہل شہر عبداللہ سلطان کو مع اولاد امیر ذوالنون کے اُسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف علم مراجعت کا
بلند کیا اور اُس عرصہ مین قلعہ قندھار کا دوبارہ ارغونیہ کے تصرف مین آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کیطرف گیا اور کابل
کے باشندے مطمئن ہوکر بستر فراغت پر سوئے اور اُس سال کہ سنہ ۹۱۳ نو سو تیرہ ہجری مین تھے شب سہ شنبہ ماہ ذیقعدہ کی چوتھی
تاریخ کو قلعہ اوک کابل مین شہزادہ متولد ہوا مصرع شاہ فیروز بخت شد تاریخ اور سنہ ۹۱۴ نو سو [illegible] ہجری مین فردوس مکانی افغانات کے سر پر
فوج کش ہوئے اور اُس عرصہ مین ایک جماعت مقبول نے نسبت خسرو شاہ کے فرصت دیکھکر عبدالرزاق میرزا ابن الغ بیگ میرزا
کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اُسکے پاس فراہم ہوئے اور فساد عظیم حادث ہوا چنانچہ بادشاہ پر ظہیر الدین محمد بابر
بادشاہ کے پاس مع پانسو آدمی کے کہ زیادہ نہ رہے تھے کابل کی طرف روانہ ہوا لیکن وہ حضرت باوجود اس احوال کے ہمت
اُس فساد کے دفع پر تعین کرکے کابل سے روانہ ہوئے اور مخالفون سے ایسے لڑے کہ داستان اسفندیار اور افراسیاب
کی منسوخ ہوئی اور بہ نفس نفیس خود اُس دن مخالف کے پانچ بہادرون سے مقابل ہو کر زخم تیر و شمشیر پیہم مارتے تھے
اور اسامی اُس جماعت کی یہ ہین علی شب کور اور علی سیستانی اور نظر بہادر اور زبک اور یعقوب تیز جنگ و آ... بہادر چنانچہ
وہ پانچون آدمی کہ بازو سے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا ہزیمت انکی شامل حال ہوئی اوسوقت فردوس مکانی
نے اُسے آزاد کیا اور جب دوسری مرتبہ مصدر فتنہ ہوا مقتول ہوا اُسکے بعد ولایت خسرو شاہ کی اوزبکون کے تصرف
مین آئی مردم بدخشان نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ مین ایک سردار پیدا ہوا اور زبیر نام ایک شخص
کہ ساتھ راعی کے ملقب تھا قوی تر سب سے ہوا جان میرزا باتفاق والدہ کلان شاہ بیگم کے کہ وہ بدخشان کے شاہان قدیم
کی نسل سے تھی اُس ملک کی طمع مین پڑا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاہ بیگم بدخشان کے اطراف
مین پہونچی جان میرزا کو پیشتر زبیر راعی کے روبرو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا ابابکر کا ...
چار ہوا شاہ بیگم کو گرفتار کرکے میرزا ابابکر کے پاس لیگئے اور جب جان میرزا زبیر راعی کے مقابل ہوا زبیر نے ... نفاق سے
اُسکے نزدیک چھوڑا مانند محبوسون کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کوکلتاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا ...
رات کے وقت زبیر راعی پر تاخت لاکر اُسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات ... قوم
کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم انکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر فیلقوس کے پہونچاتے تھے ... نو سو ...

جو درمیان مملکت شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے فاصلہ نرہا اور اوزبک متعرض سرحد قزلباش ہوتے
تھے شاہ اسمعیل صفوی نے ایلچی کو شیبانی خان کے روبرو بھیجکر نامہ لکھا کہ ہاتھ تعرض دامن مملکت عراق سے کوتاہ
کرے اور یہ بیت اس مین درج کی **بیت** نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ✤ درخت دشمنی برکن کہ رنج بیشمار
آرد ✤ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعوی سلطنت اور معارضہ بادشاہون کے ساتھ اُس شخص کو پہونچتا ہی کہ باپ
اور دادا جسکے بادشاہی کرتے رہے ہین اور ساتھ خویشی کے تیرے تئین کہ آق قوینلو دعوی خلافت کرنا معنی نہین رکھتا ہی
اور بھی اُس وقت سلطنت ساتھ تیرے پہونچتی ہی کہ مثل میرے کوئی بادشاہ وارث اقالیم سبعہ درمیان مین نہو **مصرع**
گدا اے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ✤ اور عصا اور ایک کچکول تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام تیرا یہی ہی **بیت**
نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند ✤ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ✤ اور اگر قدم اپنی حد سے باہر رکھیگا
سر اپنے سے اندیشہ کر **بیت** عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ✤ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ✤ شاہ اسمعیل نے
درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی پیشدادیون سے کیان کو نہ پہونچتی اور ساتھ چنگیز خان کے منتقل نہوتی تجھے
کہان سے پہونچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہی **بیت** عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ✤ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ✤ میرا بھی
قول یہی ہی **مصرع** جانان سخن از زبان ما میگوئی ✤ اب مین تجھے سمجھا اگر جنگ کو باہر آویگا اور باتین حربگاہ مین تجھسے
کرونگا اور جو نہین یہ چرخہ اور تکلا کہ مین تیرے پاس بھیجا ہی اپنے روبرو رکھ اور ایسے کام کی طرف رجوع ہو کہ تیرے لائق ہی
فرد بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات ✤ با آل نبی ہر کہ در افتاد بر افتاد ✤ اور نامہ کے متعاقب شاہ اسمعیل صفوی بھی روانہ
ہوا اور حکام اوزبک کو ممالک خراسان سے نکالکر مرو تک کسی مقام مین باگ شدیز عزیمت کی نہ موڑی اس عرصہ مین
شیبانی خان نے اول صلاح جنگ مین نہ دیکھی قلعہ مرو مین متحصن ہوا اور آخر کو جب کتاب شاہ اسمعیل صفوی کے متضمن
سرزنش بسیار و مبنی ملامت بیشمار پہونچی خلائق سے شرمندہ ہو کر باہر آیا اور مصاف کر کے منہزم ہوا اور مع پانسو آدمی
کے کہ وہ سب سلاطین اور امرا زادے تھے چار دیواری مین کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور قزلباشون
نے تعاقب کر کے شیبانی خان کو مع تمامی مراد سلاطین قتل کیا اُسوقت جان میرزا نے زہیر بدخشانمین فردوس مکانی کو بھیجی اور
خود قندز کیطرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہی جلد تشریف اسطرف ارزانی فرمائیے اور مملکت موروثی یعنی فرغانہ وغیرہ پر متصرف ہوجیے
وہ حضرت بتعجیل ۹۱۶ء نوسو سولہ ہجری مین حصار کی طرف گئے اور باتفاق میرزا جان آب امویہ سے عبور کر کے حصار کے
حوالی مین پہونچے لیکن اوزبک اُس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام پیش رفت نہ کیا بادشاہ قندز مین آئے اسوقت خانزادہ بیگم
ہمشیرہ فردوس مکانی کہ سمرقند کے محاصرہ مین شیبانی خان کے ہاتھ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا شاہ
اسمعیل صفوی کے اُسکو مرو سے باعزاز تمام قندز مین بھیجا آنحضرت نے جان میرزا کو مع تحف و نفائس شاہ اسمعیل
صفوی کے پاس ہرات مین بھیجکر کمک طلب کی اور خود حصار کیطرف روانہ ہوئے اور جو سلاطین اوزبک نخشب مین کہ اب
ساتھ قرشی کے مشہور ہی اجماع رکھتے تھے اُنکی جنگ مین صرفہ نہ دیکھکر جا بجا سے قلب مین در آیا اور چند عرصہ مین جب جمعیت بہم پہونچی
اور ایک قوت پیدا ہوئی ہمراہ اُنکے جنگ کر کے غالب ہوا اور حمزہ سلطان اور مہدی سلطان کہ اسیر ہوتے تھے قتل ہوے
اور بادشاہ نے جان میرزا کو کہ اُس دن جانسپاری کی تھی سرفراز فرمایا اور اس درمیان مین احمد سلطان اور صفوی علی اور
علی قلیخان استاجلو اور شاہرخ خان افشار شاہ اسمعیل صفوی کیطرف سے کمک کو پہونچے چنانچہ حصار ... [illegible]

تصرف مین آیا اور جمعیت آنحضرت کی قریب ساٹھ ہزار کے پہونچی بخارا کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور سلاطین اوزبک
مثل عبید اللہ خان اور جانی بیگ سلطان کو پسپا کر کے بخارا پر متصرف ہوئے اور نصف ماہ رجب سنہ مذکور مین وہان سے
سمرقند تشریف لیگئے تیسری مرتبہ خطبہ اور سکہ اُس شہر کا اپنے نام جاری کیا اور اُس جگہ مقام کر کے ناصر میرزا کو کابل کی حکومت
تعیین فرمایا اور لشکر شاہ اسمٰعیل صفوی کو بھی نہایت اعزاز اور احترام سے رخصت دیکر آٹھ مہینے تک اس بلدہ جنت نشان مین
سریر عیش و کامرانی پر متمکن رہے اور جب لشکر بہمن نے رخصت سفر باندھا فصل بہار پہونچی اوزبک ترکستان کی طرف گئے تھے
مع سپاہ آراستہ جلوہ گر ہوئے اور تیمور سلطان کہ قائم مقام شیبانی خان ہوا تھا ہمراہ عبید اللہ خان اور جانی بیگ سلطان کے
بخارا کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور فردوس مکانی انکا پیچھا کر کے بخارا کی طرف گرم عنان ہوئے اور سلاطین مذکور نے
بخارا کے قریب جنگ کی اور آنحضرت شکست کھا کر بخارا مین آئے اور اوزبکان کے غلو سے وہان مجال توقف نہ پائی پھر
سمرقند مین داخل ہوئے اور اُس بلدہ مین بھی آرام میسر نہوئی حصار اور شادمان کیطرف گئے اور اُسوقت نجم الثانی اصفہانی کہ
سپہ سالار سپاہ قزلباش ہو القصہ تسخیر بلخ اُس طرف آیا تھا فردوس مکانی نے اُس سے ملاقات کی اور ملک ماوراء النہر کی طمع
پیدا گرمین ہوئی القصہ نجم الثانی نے تھوڑی توجہ مین قلعہ قرشی کو اوزبکون سے لیا قتل عام کیا اور عدد مقتولونکا پندرہ ہزار
پہونچا اور مولانا بنائی از انجملہ تھا اور بعد اُس فتح کے نجم الثانی نے نہایت عجب و نخوت مین باتفاق فردوس مکانی غجدوان
کیطرف جاکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور اوزبکیہ بخارا سے بسامان تمام غجدوان مین آنکر جنگ مین مشغول ہوئے اور نجم الثانی
کو مع اکثر لشکر قزلباش قتل کیا اور فردوس مکانی اپنی جمعیت لیکر حصار اور شادمان کیطرف متوجہ ہوئے اور امرائے مغل کہ ہمراہ
تھے بیوفائی کر کے ایک شب کو آنحضرت پر شبخون لائے آنحضرت نے عریان اور پا برہنہ خیمہ سے برآمد ہو کر ماقلانہ آپکو مبارک
حصار مین پہونچایا اور وہ جماعت جو شے کہ لشکرگاہ مین تھی تاراج کر کے متفرق ہوئی فردوس مکانی پھر اُس حدود مین صلاح
توقف نہ دیکھکر کابل مین آئے اور ناصر میرزا کو غزنین کی حکومت دیکر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین سواد و بجور کیطرف کہ ساتھ افغانان
یوسف زئی کے تعلق رکھتا تھا گئے اور جب افاغنہ نے اطاعت نہ کی ہزار افغان کو قتل کر کے اُنکے زن و فرزند اسیر کیے اور
وہ ولایت خواجہ کلان کو عنایت فرما کر مراجعت کی اور جب بادشاہ سکندر لودھی بادشاہ ہند فوت ہوا بادشاہ ابراہیم
لودھی تاب مناسب اُسکا ہوا امرائے افغان نے جو نہایت قوی تھے نفاق پیدا کر باندھی جسطرح کہ اطاعت اُسکی چاہیے تھی نہ کی
اس سبب سے انتظام نے مملکت ہند سے کنارہ قبول کیا فردوس مکانی فرصہ پاکر عازم تسخیر ممالک ہند ہوتے اور چار مرتبہ اس ملک پر
چڑھائی کی پانچوین مرتبہ گوہر مقصود ہاتھ مین لائے اور دار الملک دہلی کے شاہ ہوئے اول مرتبہ سنہ ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین دریائے
سندھ کے کنارے تک کہ اسوقت ساتھ نیلاب کے شہرت رکھتا ہے سوار ہوتے جس شخص نے سر اطاعت سے پھیرا اُسکے قتل و قید مین
قیام لیا اور آب نیلاب سے عبور کر کے بھیرہ تک کہ پرگنات معتبرہ پنجاب سے ہے گیا اور اس سبب سے کہ وہ حدود اکثر اوقات اولاد تیمور یہ
صاحبقران کے تصرف رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوئی اور تاخت و تاراج کے صدمہ سے امین ہوئی اور اُسکے لشکر مین
جلد چار لاکھ شاہرخی خزانہ مین داخل کیے فردوس مکانی نے ایلچی مولانا مرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ جو وہ ولایت اکثر اوقات صاحبقران کی اولاد اور دولتخواہون کے تصرف مین تھی اب بھی بھیرہ کو مع توابع اور لواحق
اس طرف چھوڑین تو دوسری ولایتون مین تمہاری تعرض نہ پہونچے اسوقت خبر تولد فرزند کی آنحضرت کو پہونچی جو تسخیر ہند
پیش نہاد ہمت تھی موسوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اُس ولایت کو آب چناب تک حسین بیگ اتکہ کے سپرد فرما کر خود

لمکران کی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور ہاتھی لمکر نے قلعہ پرہالہ مین متحصن ہوکر رایت مجادلہ بلند کیا اور آخرکو ایک دن قلعہ سے برآمد ہوکر اُس مقام مین کہ محل تردد زیادہ ایک سوار سے نہ تھا جنگ مین ایستادہ ہوا دوست بیگ کے ہاتھ سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور بوجہ وسعت قلعہ کے داخل ہونے کی نہ پائی کوہستان کی طرف بھاگا اور قلعہ مع خزانہ اور دفینہ بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ولایت بہرہ اور سندھ کے مابین کی محمد علی جنگ جنگ کے سپرد کرکے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ اواخر ۹۲۵ھ نوسو پچیس ہجری مین بقصد تسخیر لاہور استعداد کرکے کابل سے روانہ ہوئے اور اثنا سے راہ مین تادیب الوس یوسف زئی کی فرض جانکر تاخت وتاراج کیا اور زراعت بھی اُسکی پامال وخراب کی اور جب پشاور مین پہونچا قلعہ کو تعمیر کرکے آب سندھ سے عبور کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر آئی کہ سلطان سعید کاشغر سے متوجہ تسخیر بدخشان ہے اس واسطے عزیمت لاہور فسخ کرکے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اویس بالیقرا بن منصور بن عمر شیخ بن امیر تیمور صاحبقران کو مع چار ہزار سوار لاہور مین نامزد کیا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب اثنا سے راہ مین خبر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے تمام جمع افغانان خضر خیل کے سر کہ وہ رہزنی مین مبادرت کرتے تھے تاخت کرکے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کیطرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ بسعادت واقبال ہند کیطرف متوجہ فرمائی اور ہر منزل مین افغانونکی جستجو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اُسے تنبیہ وتادیب فرماتے تھے غرضکہ سیالکوٹ مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور وہان کے باشندون نے بعجز تمام امان چاہی اور جان ومال وناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جس وقت کہ رایت اژدہا پیکر آنحضرت نے پرگنہ سیدپور نزول وصول ڈالا وہانکے لوگون نے اول ناساعدت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور تیغ اہل جہان نے اُنکی سرافشانی کی اور کچھ اثر آدم اور آبادی سے نچھوڑا اور تیس ہزار لونڈی غلام اردو مین بہم پہونچے اور غنائم شمار سے باہر تھی اور مقدم کفار سیدپور کا کہ امراے افغان سے منفق تھا مال نہ تا تھا دستیاب کرکے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کیطرف تشریف لیگئے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نہضت فرمائی اور اُس قلعہ کا محاصرہ فرمایا اُسوقت میرزا خان کی خبر وفات پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بدولت واقبال تمام گرم سیر کو تحت وتصرف مین درلائے اور اُندنون مین خراسان ساتھ شہزادہ طہماسپ اتالیق امیرخان کے مقرر تھا اسواسطے شاہ بیگ ارغون نے ایلچی بھیجکر شہزادہ کی نسبت اظہار اطاعت کی اور امیرخان نے بمقام امداد مین ہوکر فردوس مکانی سے التماس ترک محاصرہ کی آنحضرت نے قبول نکرکے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز نرکھا اور شاہ بیگ عاجز مطلق ہوکر بھکر کیطرف کہ توابع سندھ سے ہے بھاگا اور قندھار مع مضافات ۹۲۸ھ نوسو اٹھائیس ہجری مین خوزۂ دیوان بابری مین آیا اور شہزادہ کامران میرزا کو عنایت ہوا اور اُندنونمین دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہوکر اپنے آدمی معتمد فردوس مکانی کے پاس کابل مین بھیجے اور طلب قدوم کرکے حد سے زیادہ اخلاص ودولتخواہی اظہار کی اور وہ حضرت چوتھی مرتبہ ۹۳۰ھ نوسو تیس ہجری مین قدم مبارک کا باب دولت مین ڈالکر کوچ بر کوچ لمکران کے درمیان سے قطع مسافت فرماکر شہر لاہور کے چھ کوس ادھر آکے بہار خان ومبارک خان لودھی اور بھکن خان لوغانی کہ امراے پنجاب سے تھے ایک حشر برپا کرکے لشکر ظفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کرکے بعد کوشش وکشش بہت سے شکست پاکر منہزم ہوئے فردوس مکانی مظفر ومنصور ہوکر بلدۂ لاہور مین داخل ہوئے جیساکہ رسم دوستور چنگیزیون کا ہی بازارون کو فال وشگون کے واسطے آگ دیکر جلایا اور تین چارون کے بعد قلعہ دیپالپور پر جہانبانی کی اور ... مرکرکے وہان کے اہالی کو قتل عام فرمایا اور دولتخان لودھی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہوکر ملو ہونکے

و میان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد میمون علی خان و غازی خان و دلاور خان کے ہمراہ دیپالپور مین آنکر ملازمت
آنحضرت حاصل کی اور جالندر اور سلطانپور کے سوا اور بھی پرگنہ جاگیر پائے اور امرا ے کلان کے سلک مین منتظم ہوا اور مردم ثقہ و معتبر سے
سنا ہی مین نے سنا ہی کہ یہ دولت خان اُس دولت خان لودھی کی نسل سے ہی کہ جسنے ۸۱۶ آٹھسو سولہ ہجری مین چند مدت
دہلی کی بادشاہی کی تھی القصہ دولت خان نے کہا تھا کہ مین انہین جلوانی و لوہانی اور دوسرے افغان جلوانی فراہم ہوے
ہین لگر فوج اس طرف جاکر انکو متفرق اور پریشان کرے نہایت انسب ہی آنحضرت نے یہ بات قبول فرمائی اور افواج بھیجکے کا تہیہ کیا اُس
وقت اُسکے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے ازروے خلاص عرض اقدس مین پہونچایا کہ میرے باپ و بھائی غازی خان مکر و فریب سے
چاہتے ہین کہ لشکر کو حضرت سے دور کرین و فریب دیکر نقش و تقی کھیلین آنحضرت نے بعد تحقیق و تفحص دولت خانکو مقید کیا اور آب
ستلج سے عبور کرکے شہر مین نزول اجلال فرمایا اور چند عرصہ کے بعد دونون کے گناہ معاف فرمائے قصبہ سلطانپور کہ بنا کیا ہوا
اُسی دولت خان کا ہی اور وطن بھی اُسکا تھا اُسکی جاگیر مین مقرر رہا اس صورت مین باپ بیٹے سبب سلطان پور مین بیٹھے اہل و
عیال اپنے لیکر وہ لاہور کے دامن مین ہو رہنے فردوس مکانی نے دلاور خانکو خطاب خانخانی فرماکر دونوں کی جاگیر ہمراہ ساتھ اُسکے مقرر
رکھی اور دولت خان کے واسطے اس رسال سرہند سے لاہور کیطرف مراجعت کی اور لاہور کی داروغگی میر عبد العزیز میر آخور کو مقرر
فرمائی سیالکوٹ خسرو کوکلتاش اور دیپالپور بابا قشقہ مغل کے حوالہ ۔ سلطان علاء الدین لودھی نے اُس عرصہ مین شرف خدمت
حاصل کیا تھا تفویض فرمایا اور کھلانے کو ساتھ علی خنگ جنگ کے سپرد کرکے بعد مراجعت کابل کی جانب معطوف کی اور
آنحضرت کی غیبت مین دولت خان اور غازی خان نے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب خانخانانکو دستیاب کر کے اُسکے
پاؤن زنجیر مین کیے اور لشکر جرار سے دیپالپور کی طرف جاکر فیروزپور مین سلطان علاء الدین اور بابا قشقہ مغل سے لڑے
اور انھون شکست دیکر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف اور بابا قشقہ مغل لاہور مین گیا
اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کیواسطے سیالکوٹ مین تعین کیے اور میر عبد العزیز آخور اور امرے
لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کوکلتاش کی کمک کو گئے اور افغانون کے لشکر کو شکست فاحش دیکر مظفر و منصور
ہوکر لاہور مین آئے اور اس درمیان مین ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے
تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند مین پہونچا اور دولت خان کو پھر فرصت امراے مغل کی مزاحمت کی نہ ملی مقابلہ
اور مقاتلہ سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی مین روانہ ہوا اور چھوار مین اُس لشکر کے مقابل فرو کش ہوا سپہ سالار لشکر کو
جس طور سے ممکن ہو سکا اپنا شریک کیا امراس معنی کو سمجھکر سر لشکر کے بے اطلاع آدھی رات کو کوچ کرکے بادشاہ ابراہیم کے
پاس گئے مقارن اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کہ کابل کیطرف گیا تھا لاہور مین آنکر فرمان امراے مغل کے نام
اس مضمون کا لایا کہ امداد سلطان لودھی کی کرکے دہلی مین جاوین اور تسخیر کرکے ساتھ اُسکے سپرد کرین دولتخان اور غازی خان
اس مضمون کو دل مین لاکر آدمی امراے فردوس مکانی کے پاس بھیجکر بولے کہ سلطان علا الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہی اور ہماری
غرض یہ ہی کہ وہ بادشاہ افغانون کا ہووے پھر اُسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سریر دہلی پر بٹھاکر یہ مملکت سرہند کی فردوس مکانی
کے تعلق اور تصرف مین رکھتا رہے اس مقدمہ مین جب دولتخان اور غازیخان نے قسمین مغلظہ کھائین اور عہد کیا اور ایک
عہدنامہ بمہر قضات اور اکابر درست کرکے بھیجا امراے لاہور نے اتفاق کرکے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خانکے پاس
بھیجا غازی خان نے اُسے فوز عظیم جانکر اپنے بھائیون کو مع اور امراے افغانان اُسکے ہمراہ کرکے دہلی مین روانہ کیا اور خود

باقتضاے وقت پنجاب مین رہا اور سلطان علاءالدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کرکے منہزم اور منکسر ہوکر
پریشان اور بدحال ہوا اور پنجاب کیطرف آیا غازی خان نقض عہد کرکے بالشکر مستعد و جرار کلانو مین گیا اور محمد علی خنگ
جنگ تاب مقاومت نہ لاکر کلانو سے لاہور کیطرف آیا اور غازیخان نے کلانو پر قبضہ کرکے بیرسرور مین مقام کیا اور جب فردوس
مکانی کی خبر توجہ سنی وہان سے پراگندہ ہوکر ملوٹ مین گیا اور بھائیون اور آدمیون کو وہان چھوڑکر خود دامن کوہ مین
درآیا اور وہان سے دہلی مین جاکر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہان یہانتک رہا کہ جنگ فردوس مکانی اور
بادشاہ ابراہیم مین قتل ہوا اور فردوس مکانی نے موسم بہار مین شہر کابل مین بزم نشاط آراستہ کی اور جبتک اُس بلدہ
فردوس قرین مین رونق افزا رہا صبح و شام مے گلرنگ کی شراب اور خوبان سیم اندام کی صحبت اور مجالست مین اشتغال فرمایا
نظم مے و معشوق و گلزار جوانی + ازین خوشتر چہ باشد زندگانی + نہادہ بر یلے کف ساغر مل + گرفتہ و دگر کف دستہ گل +
جہان اینست و این خود دیر نمان نیست + دگر ہست این عجب جز یکزمان نیست + القصہ آنحضرت نے بعد انقضائے فصل بہار
بساط نشاط اُٹھائی جب خبر علاءالدین لودھی کی شکست اور ناالقی غازی خان اور افغانان لودھی کی یاد کی ہمت والا نہمت
اُنکے دفع پر تعین فرمائی پانچوین مرتبہ روز جمعہ غرہ ماہ صفر سنہ ٩٣٢ نو سو بتیس ہجری مین خیرالبشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ اللہ الملک الاکبر کی
ہدایت ازلی اور عنایت لم یزلی سے کابل سے کوچ کرکے قریہ یعقوب مین خیام سپہر احتشام برپا کیے اُسوقت خواجہ حسین دیوان
لاہور نے ایک خزانہ کہ محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پہونچا اور شہزادہ محمد ہمایون نے بھی بدخشان سے آنکر آستان بدر
والا گہر کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمراہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کہ عظماے ارکان دولت سے تھا غزنین سے آکر
شرف یاب حضور سعادت دستور ہوا اُسکے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کرکے ہر ایک ملازمان درگاہ کو اقسام
احسان سے خوش دل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوتے اثنا ے راہ مین گینڈے کے شکار مین توجہ فرمائی بہادران
سیستان اور بدخشان اور جوانان نوآمد سمرقند و خراسان نے کہ صفت گینڈے کی سُنی تھی اور آنکھو نسے نہ دیکھا تھا از روے
ذوق میدان مین آنکر چند گینڈے زندہ گرفتار کیے اور کتنون کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو آب سندھ
سے عبور کیا اور بخشیان عظام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امرا اور منصبدارون کا شمار کیا دس ہزار آدمی قلم بند ہوئے اور آب جہٹ
سے عبور کرکے جب سیالکوٹ مین پہونچے سلطان علاءالدین لودھی پھر مجلس حضور مین آیا اور آنحضرت نے قیام تمام کیا اور اُسکی
نظرون مین ایک وقر اور ایک شوکت ظاہر ہوئی اور محمد علی خنگ جنگ اور خواجہ حسین مشرف دیوان نے بھی دیبالپور سے شرف حصول
خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کہ حسب ظاہر آپ کو سر جملہ نوکران بادشاہ ابراہیم سے شمار کرتے تھے چالیس ہزار
سوار لیکر آب راوی کے کنارے اور لاہور کے قریب فراہم ہوئے اور جب بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی بیدست و پا ہوکر
بلا جنگ متفرق ہوئے دولت خان مع اپنے بڑے بیٹے علی جان کے قلعہ ملوٹ مین درآیا اور غازی خان کوہ پایہ کیطرف بھاگا
اور فردوس مکانی نے قلعہ ملوٹ کے قریب جاکر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا مفر اپنا نہ دیکھا قلعہ سے برآمد ہوکر ملازمت
مین پہونچا اور قبل اُسکے دولت خان آنحضرت کے عزم رزم مین دو تلوارین حمایل کرکے زبان لاف وگزاف مین کھولتا تھا اس
واسطے ملازمان شاہی نے دونون تلوارین اُسکی گردن مین لٹکائین اور حضوری خدمت مین جب دوزانو بیٹھے مین تعلل کرتا تھا
ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالکر خواہی نخواہی دوزانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہرچند فردوس مکانی اُس سے حبر ین استفسار
فرماتے تھے غلبہ خوف سے وہ قدرت تکلم پر نرکھتا تھا اور باوجود اُسکے تمام گناہ اُسکے معاف ہوتے تھے اور آنحضرت نے اپنے قریب جگہ دی

قلم عفو اُسکے دفتر جرائم پر کھینچا اور جب عوام الناس نے قلعہ پر ہجوم لاکر تاراجی شروع کی وہ امرا کی ممانعت سے ممنوع نہوا آنحضرت نے پنے افغانون کے حفظ ناموس کے واسطے سوار ہوکر چند تیر اُنکی طرف ڈالے اتفاقاً ایک تیر مقتل پر ایک مردم معتبر شہزادہ ہمایون کے آیا طلاق متبنہ ہوئی اور اہل و عیال افغانون کے قلعہ سے سلامت نکلی فردوس مکانی قلعہ مین داخل ہوئے اور اموال وجواہر اور تحف تلفیہ سے اسقدر محظوظ نہوئے تھے کہ غازی خان کے کتب خانہ کے ملنے سے خوشدل ہوئے کس واسطے کہ غازی خان علم سے بہرۂ کامل رکھتا تھا اور شعر خوب سمجھتا تھا اسلیے ہر قسم کی کتابین نفیس صحیح خوشخط جمع کی تھین القصہ بعضی اُنمین سے اپنی ذات خاص کے واسطے نگاہ رکھین اور کچھ شہزادہ محمد ہمایون کو دیکر باقی شہزادہ کامران میرزا کے واسطے کابل کیطرف بھیجین اور دوسرے دن وہان سے کوچ کرکے غازی خان کے تعاقب مین روانہ ہوا اور خان خانان اور غازی خان فرصت پاکر مجلس سے برآمد ہوا اور آنحضرت کے روبرو آنکر عنایت گوناگون سے مبتہج اور مسرور ہوا اور جو فوجی آگے بڑھکر پس و پیش غازی خان کے اُردو پر تاخت لاتے تھے اور کسی مقام مین اُسے چین نہ لینے دیتے تھے بادشاہ ابراہیم لودھی کے روبرو گیا اور دولت خان لودھی اُنھین دنون مین قضائے الٰہی سے فوت ہوا الغرض فردوس مکانی نے جب لشکر افغانون کو زبون اور اپنے صاحب مالک سے مقام نفاق مین دیکھا عازم تمامی ممالک ہندوستان کی تسخیر کا ہوکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ عماد الملک شیرازی مولانا محمد مذہب اور خانخانان سلطان ابراہیم کی طرف سے آئے اور عرضیان اُنکی کہ مشتمل آنے کی ترغیب و تحریص مین تھین گذرانین اور جب آنحضرت نے آب گھگر کے کنارے نزول کیا سمع مبارک مین پہونچا کہ حمید خان حاکم حصار فیروزہ کیطرف سے مع لشکر اُس نواح کے سر راہ آتا ہی لہذا حکم محکم کے موافق شہزادہ ہمایون مع تمامی مردم مثل خواجہ کلان اور سلطان محمد دولدی اور جان بیگ اور خسرو بیگ اور ہندو بیگ اور عبد العزیز اور محمد علی خنگ جنگ وغیرہ اُسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور جنگ کے بعد حمید خان کو مفرور کرکے مظفر اور منصور باپ کی خدمت مین آیا اور جو وہ اول جنگ شہزادہ والا قدر کی تھی اُسکے صلہ مین حصار فیروزہ اور جاگیر جالندہر پائی اور اُنھین دو تین روز مین افغان جلوانی نے کہ امرائے سلطان ابراہیم سے تھے مع دو تین ہزار سوار اُردوے بابری مین پیوستہ ہوکر اظہار اخلاص اور دولتخواہی کی اور جب شاہ آباد کی دو منزل پر اُردو جہان پہونچا خبر آئی کہ سلطان ابراہیم مع لشکر گران سنگ جنگ دہلی کے آہنگ مین برآمد ہوکر اس طرف متوجہ ہی اور داؤد خان اور حاتم خان ستائیس ہزار سوار سے تین چار کوس اُردو کے آگے روان ہین فردوس مکانی نے حسین تیمور سلطان اور مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان میرزا کو مع تمام آدمیون کے کہ سلطان جنید برلاس اور شاہ حسین برلاس از انجملہ تھے دشمن کے مقدمہ پر تعین کیے اور یہ طلوع صبح کے وقت غنیم پر پہونچے اور جنگ عظیم کرکے انکو سر دست آگے سے پسپا کیا سچ ہی **بیت** چو شہ رانجت باشد یار و رہبر ✢ سپاہش جادوان گردد مظفر ✢ اور حاتم خان مارا گیا اور جماعت کثیر دستگیر ہوئی اور سات ہاتھی نامی اور جنگی دستیاب ہوئے پھر اس لشکر نے بھی فتح و فیروزی سے بازگشت کی بادشاہ نے اور دن کی عبرت کے واسطے تمام اسیرون کو بانواع عقوبت قتل کیا اور اس منزل مین کہ امرا فتح کرکے آئے تھے چند دن مقام کیا اور استاد علی قلی کو حکم فرمایا کہ ارابون کو بطرز روم ایک دوسرے کو ریسمان خام گاو سے استوار باندھکر پیادے توپچی کے واسطے حصاری کرین اُسوقت عدد لشکر سلطان ابراہیم لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ تھا اور فردوس مکانی کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پانچہزار مرد شبخون کے طور اردوے بادشاہ ابراہیم پر گئے اور چہ غنیم واقف تھا کچھ کام اور تدبیر نہ بن پڑی پلٹ آئے اور سلطان ابراہیم نے دلیر ہوکر افواج کو آراستہ کیا اور بتعجیل قصبہ پانی پت کیطرف روانہ ہوئے

فردوس مکانی یہ خبر سنکر برانغار اور جرانغار کو آراستہ کرکے بسرعت روانہ ہوئے پانی پت کے آگے چھ کوس پر لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوئے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنکر اُسی دن نزول کیا اور دوسرے دن کر روز جمعہ اور شہر رجب کی آٹھوین تاریخ تھی افغان جنگ پر آمادہ ہوکر پانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور فردوس مکانی نے برانغار شاہزادہ ہمایون اور خواجہ کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور ہندو بیگ اور ولی بیگ خازن اور پیر قلی سیستانی کے سپرد فرمائی جرانغار پر محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور عادل سلطان اور جنید برلاس کو مقرر فرمایا اور میمنہ پر حسین تیمور سلطان اور میرزا مہدی کوکلتاش اور شاہ منصور اور دوسرے امرا متعین ہوئے اور میسرہ پر میر خلیفہ اور تردی بیگ اور محب علی خلیفہ اور دوسرے سرداران نے قیام کیا اور خسرو کوکلتاش اور محمد علی خنگ جنگ میرزا سلیمان بن خان میرزا ہراول کے ہمراہ ہوئے اور عبد العزیز امیر آخور بعضون کے ساتھ پیوستہ ہوئے اور ولی قراول اور برانغار مین اور قرا قوزی بہادر اوج جرانغار مین مقرر ہوئے اور ملک قاسم تولقمہ برانغار پر اور علی بہادر تولقمہ جرانغار پر متعین ہوئے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج معرکہ مین آئی اور جیسے کہ رسم ہندیون کی ہو برق کی طرح حملہ آور ہوئے اور جسوقت کہ قریب گئے شتابی مین اُنکے فرق آیا پھر مردم تولقمہ دست راست و چپ سے گھوڑون کو چمکا کر مخالفون کے پس پشت آئے اور افواج میمنہ اور میسرہ بھی حملہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئی اور ایک جماعت قول سے جرانغار اور برانغار کی مدد کو گئی اور پہرون چڑھے سے دوپہر تک تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور حرب و ضرب کے بازار نے رونق پکڑی نظم برآمد خروشیدن گیرو دار *** برآمد بر سہار از ان روزگار *** ز خون یلان خاک آغشتہ شد *** تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد *** عاقبت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم لودھی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جانستان مین قتل ہوا نسیم فتح و ظفر فردوس مکانی کے رایت کے پرچم پر چلی اور جو ابتک بادشاہ ابراہیم کا قتل مشخص اور دریافت نہوا تھا لشکر منصور نے سپاہ شکستہ کا پیچھا کرکے افغانون کی قتل مین تقصیر و تاخیر نہ کی اور خیل خیل ہاتھی دستیاب کیے فردوس مکانی جنگ گاہ سے پیشتر روانہ ہوئے بادشاہ ابراہیم کے اردو اور اثاثہ کی سیر کرتے تھے اور آب خون کے کنارے نزول اجلال فرمایا اور اُس مقام مین سلطان ابراہیم لودھی کا سر کہ مقتولان معرکہ کے درمیان سے لاتے تھے نظر مبارک مین گذرانا اور از روی روایت صحیح اُس روز تمام معرکہ اور نواح قلب کے وقت سولہ ہزار مرد افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہندیون کی تقریر سے پچاس ہزار آدمیون نے جام ممات کا نوش کیا آنمین پانچ ہزار مرد ایک مقام مین سلطان ابراہیم کے قریب قتل ہوئے تھے اور شہزادہ محمد ہمایون اور خواجہ کلان اور شاہ منصور اور ولی خازن بتعجیل عجیل خزانون کے ضبط کے واسطے آگرہ کیطرف روانہ ہوئے اور محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور سلطان جنید برلاس اموال کے محافظت کے واسطے دہلی گئے اور فردوس مکانی بھی پیچھے سے سہ شنبہ کے دن رجب کی بارھوین تاریخ کو دہلی مین تشریف لائے چنانچہ بروز جمعہ شیخ زین صدر نے منبر پر جاکر خطبہ بنام نامی اس بادشاہ کشورکشا کے پڑھا اور آنحضرت نے سیر قلعہ اور تفرج عمارات شہر کرکے زیارت قبور مشائخ اسلام اور سلاطین باحترام کی بجالائے اُسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن بائیسوین ماہ مذکور دار السلطنت آگرہ مین نزول ہوا اور قلعہ آگرہ کی تسخیر کی عزیمت کہ تصرف مین بادشاہ ابراہیم کے لوگون کے تھا ہوئی بکرماجیت راجہ گوالیار کہ بادشاہ ابراہیم کے ہمراہ تھا جنگ مین مارا گیا اور اُسکے آدمی نے جو قلعہ آگرہ مین تھا شاہزادہ ہمایون کو ایک الماس بوزن آٹھ مثقال کے کہ خزانہ سلطان علاء الدین خلجی مالوہی سے دست بدست اُنکو پہونچا تھا اور جوہریون نے قیمت اُسکی نصف خراج یکروزہ تمامی ربع مسکون کی تشخیص کی تھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہمایون نے اُسکو بادشاہ کی نذر کیا آنحضرت نے قبول فرماکر

شاہزادہ کو بخشا اور اہل حصار آگرہ نے کہ داؤد گرانی اور فیروز خان سور اور سلطان ابراہیم کی والدہ از آنجملہ تھے جان و مال کی امان طلب کی اور پانچوین دن قلعہ کو تفویض کیا اور واقعات بابری مین لکھا ہی کہ بعد حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان مین اکثر غلبہ پایا ہی ایک سلطان محمود غزنوی نے کہ مدت مدید تک اُسنے اور اُسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے توابع نے سالہاے دراز تک اُس دیار مین بادشاہی کی تیسرے مین ہون لیکن میرا کام ساتھ کام اُن بادشاہون کے ہرگز مشابہت نہین رکھتا کس واسطے کہ سلطان محمود تسخیر ہندوستان کے وقت بادشاہ ماوراء النہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شمار اُسکی افواج کا اگر دو لاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمامی ہندوستان مین اُسوقت ایک بادشاہ نہ تھا ہر ایک ولایت مین ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن اُسکا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ اور بیس ہزار سوار سے ہندوستان مین آیا اور اُسے مسخر کیا اور اُسوقت بھی ہندوستان ملوک طوائف تھا اور مین اول مرتبہ کہ ہندوستان مین آیا ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار مرد سے زیادہ رکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھے اور مین حاکم بدخشان اور کابل اور قندھار کا تھا اور اس ولایت سے نصفی معتدبہ ساتھ میرے نہین پہونچتا ہی اور نصفی ولایات اپنی ایسی تھین کہ غنیم کی نزدیکی کے سبب مدد کلی کو محتاج تھا اور مملکت ہندوستان بہرہ سے بہار تک تصرف مین افغان کے تھی اور حساب کے رو سے وہ ولایت گنجایش پانسو آدمی کی رکھتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی مین معرکہ کے دن لاکھ سوار تھے اور علاوہ اُسکے ایکہزار فیل جنگی رکھتا تھا اور باوصف اس حال کے اوزبک غنیم کو پیچھے چھوڑ کر ساتھ ایسے غنیم مثل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت مین تھا از روے توکل مین لڑا اور مشقت میری ضایع نہوئی ہندوستان مفتوح ہوا اور یہ سعادت میسری سعی اور ہمت سے مشاہدہ نہوئی بلکہ عین عنایت اور کرم الٰہی جانتا ہون اور فردوس مکانی انتیسوین ماہ رجب کو شاہان ہند کے خزانون اور دفینون کے ملاحظہ کے واسطے گیا تین لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خزانہ دربستہ ہمایون میرزا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چار قب اور پٹکا اور شمشیر مرصع اور دو لاکھ روپیہ امداد فرمایا تمام میرزاون اور امیرون اور سپاہیون حاضر و غایب اور طلبہ بلکہ سوداگر اور جمیع مردم کو کہ اُس سفر مین ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہونچایا اور اپنے عزیزون اور آشناؤن کو سوغات خراسان اور سمرقند اور کاشغر اور عراق مین بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلاے معلے اور نجف اشرف مشہد مقدس اور اکثر مزارات متبرکہ مین نذر کثیر ارسال رکھا اُس حدود کے متوطنون کو خوشدل کیا اور واسطے ہر ایک مردم کابل مرد و زن اور بندہ اور آزاد اور خورد و بزرگ و فقرا و غنی کے ایک شاہرخی کہ ایک مثقال نقرہ ہی بر سم ارسال فرما کر انکو بھی خوشحال اور محظوظ فرمایا اور جو کچھ بادشاہون نے سالہاے دراز مین فراہم اور ذخیرہ کیا تھا ایک مجلس مین صرف کیا وجہ شہرت قلندری آنحضرت کی تمام خلائق پر روشن اور مشتہر ہوئی اور جو ہندوستانی خلوت سے ہمراہ ان تھے وہ اس اہل مین نہ ہوے جو شخص جہان تھا مضبوط ہو کر اُسنے علم مخالفت بلند کیا جیسا کہ قاسم خان سنبھل مین اور علی خان فرملی میوات مین اور محمد زیتون دھولپور مین اور تاتار خان بن مبارک خان گوالیار مین اور حسین خان لوحانی رابری مین اور قطب خان اٹاوہ مین اور عالم خان کالپی مین اور نظام خان بیانہ مین سالک مسلک بغاوت کے ہوئے اور آب گنگ کے اُسطرف جو اضلاع افغانان بزرگ مثل نصیر خان لوحانی اور معروف خان فرملی وغیرہ تصرف مین لاتے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی اطاعت جیسی واجب ہی نکرتے تھے چنانچہ نصیر خان لوحانی اور معروف خان فرملی ضرورت کیواسطے متفق ہوئے بہار خان ولد دریا خان لودھی کو بہ سلطان محمد

[illegible]

ملقب کرکے اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزل آگرہ کیطرف آکر مقام کیا متعارن اس حال کے افغان جلوانی بھی فردوس مکانی سے روگردان ہوکر انکے پاس گئے اور اہالی قرایا اور اصحاب مدائن سر مخالفت اُٹھاکر رہزنی مین مشغول ہوئے جیساکہ قوت آدمیون کا اور علف گھوڑون کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اُس سال حرارت ہوای تابستان حد اعتدال سے گذری آدمی بہت قوم مغل سے ہلاک ہوئے اس سبب سے خواجہ کلان ورجمیع امرانے اتفاق کرکے عرض مین پہونچایاکہ صلاح دولت کابل کی معاودت مین ہی آنحضرت نے غضبناک ہوکر فرمایاکہ ایسی مملکت ساتھ اس مشقت کے تصرف مین لایا ہون چھوڑنا اور تنگی سے کابل مین گرفتار ہونا کیا لایق ہی اور آدمیون کے ارادہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے بضرورت سب امراکو ایک مجلس مین حاضر کرکے فرمایاکہ ہمارا دل چاہتا ہی کہ ہندوستان مین توقف فرمائین جس شخص کو ہماری رفاقت مدنظر ہو یہان رہی اور جو کوئی کہ کابل کی روانگی کا میل رکھتا ہی وہ شوق سے جاوے کچھ مضائقہ نہین ہی یہ کلام سب امراکو ثابت ہوا کہ آنحضرت کسی طرح ہندوستان سے دست کش نہونگے لاچار ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجہ کلان کہ اکثر فتوحات ہندوستان اُسکی سعی سے ظہور مین آئی تھین لیکن ملالت اور مضرت بھی بہت ہند مین اُسے پہونچی تھی کابل کی روانگی کا عازم جازم ہوا فردوس مکانی نے حکومت کابل اور غزنین کی اُسے مرحمت فرمائی اور کابل کیطرف روانہ کیا اور اُسنے رخصت کے وقت عمارات دہلی کی ایک عمارت پر یہ بیت لکھی بیت

اگر بخیر و سلامت گذر زسند کنم ٭ سیاہ روے شوم گر ہوسے ہند کنم ٭ اور جب ہندوستانیون کو معلوم ہوا کہ فردوس مکانی بھی تیمور صاحبقران کیطرح ہند کو چھوڑکر ولایت کو نجاینگے آمد رفت شروع کی پہلے شیخ گھورن مع دو تین شخص کے دوآب کے درمیان سے آنکر نوکر ہوا اور علیخان فرملی بھی میوات سے کہ اُس زمانہ مین بیٹے اُسکے کسی تقریب مین گرفتار ہوئے تھے درگاہ مین حاضر ہوا ساتھ طوغ اور نقارہ کے سرفرازی پائی اور وہ عظیم جثہ مین ضرب المثل تھا اور ہمیشہ پان منہ مین رکھتا اور کبھی سپر و شمشیر اپنے سے جدا نکرتا اور اُسکے بعد فیروز خان اور شیخ بایزید فرملی مع جمعیت اپنی آئے اور جاگیرین پائین اور محمود خان لوحانی اور قاضی حبیب بھی حاضر ہوکر جاگیر پاسے مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی اور امان ظاہر آئی بہت قصبے اور پرگنے ضبط مین آئے اس درمیان مین مین خان افغان نے قلعہ سنبھل کو محاصرہ کیا اور قاسم سنبھلی نے اظہار اطاعت کرکے بادشاہ کے ملاحظہ مین عریضہ بھیجا کہ مین خان افغان نے مجھے قید کیا ہی میری کمک فرمائیے بادشاہ نے میرزا محمدی کوکلتاش کو اُسطرف روانہ کیا یہان تک کہ وہ آب جون سے عبور کرکے مین خان سے لڑا اور اُسے شکست دیکر مفرور کیا اور قاسم سنبھلی رہین احسان بے پایان ہوکر قلعہ میرزا محمدی کوکلتاش کے سپرد کرکے دولتخواہون کے سلک مین منسلک ہوا فردوس مکانی نے سنبھل شاہزادہ ہمایون کو عنایت فرمایا اور افغانان شرقی پر اُنھین نامزد کیا اور جب شاہزادہ قنوج کے اطراف مین پہونچا افغانان شرقی کہ چالیس ہزار سوار تخمیناً تھے بلاجنگ جونپور کی طرف بھاگے ازانجملہ فتح خان شروانی مع اپنی قوم شہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شہزادہ نے اُسے تسلی دی اور مہدی خواجہ کو اُسکے ہمراہ کرکے درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے فتح خان شروانی پر نوازش فرماکر مجلس شراب مین طلب کیا اور ملبوس خاص اُسے عنایت فرماکر جاگیر خوب مرحمت کی بسبب اس لطف کے اکثر افغان آنکر بادشاہی چغتائی پر مائل ہوئے القصہ نظام خان حاکم بیانہ کہ رانا سنکا سے خائف تھا اُسنے بھی اطاعت اظہار کی اور فردوس مکانی طالب قلعہ ہوئے جب نظام خان نے انکار کیا باباقلی بیگ کو واسطے تاخت اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قطعہ بخط خاص مرقوم کرکے روانہ کیا

قطعہ

باترک ستیزہ مکن ای میر بیانہ ٭ چالاکی و مردانگی ترک عیانست ٭ گر زود نیائی و نصیحت نہ کنی گوش ٭ آنجا کہ عیانست

چہ حاجت بہ بیانست ٭ نظام خان حاکم بیانہ اطاعت ناکردہ قلعہ سے برآمد ہوا اور باباقلی بیگ سے جنگ کرکے شکست دیکر

[illegible]

پھر قلعہ مین در آیا رانا سنکا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کرکے عازم اُسکے اخراج کا ہوا تو عالم خان نے عاجز
ہوکر ایلچی درگاہ مین ارسال کیا اور اظہار ندامت کے بعد استغفار کی جب بادشاہ نے اسکا جرم معاف کیا ملازمت مین حاضر
ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنگہ کی جاگیر اُسکے واسطے دوآب کے درمیان مین مقرر ہوئی اُس عرصہ مین منکٹ راے نے کہ گوالیار
کے حکام قدیم کے خاندان سے تھا ایک کافر خانجہان نام کے اتفاق سے لشکر گوالیار پر لیجا کر تاتارخان کو اُس قلعہ مین محاصرہ کیا
تاتارخان کہ قلعہ گوالیار کو تصرف مین رکھتا تھا وہان کے زمیندارون کے تسلط کے سبب سے اطاعت بادشاہی اظہار کی
اور آنحضرت سے کمک کا مستدعی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر بادشاہی سے آوے قلعہ اُنکے سپرد ہوگا آنحضرت نے رحیمداد اور
شیخ گھورن کو کمک کے واسطے روانہ کیا اور اُنھون نے وہان جاکر منکٹ راے کے قلعہ کو محاصرہ سے خلاص کیا تاتارخان نے
اپنے اقرار پر عمل نہ کیا اہالیان سلطانی کو قلعہ کے اندر راہ نہ دی لیکن شیخ محمد غوث کہ ایک مرد درویش تھا اور مرید کثرت سے رکھتا تھا اُس
قلعہ مین مقیم تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی حیلہ سے قلعہ مین داخل ہو اُسکے بعد تاتارخان کا علاج آسان ہوگا رحیم داد نے تاتارخان کو کہلا بھیجا
کہ مین منکٹ راے کے شبخون سے ایمن نہین ہون اگر اجازت ہو چند آدمیون سے قلعہ مین در آؤن اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے
آپکا بڑا احسان ہوگا اور جو منکٹ راے اور خانجہان ابتک اس حدود مین تھے تاتارخان نے قبول کیا رحیم داد مع چندکس قلعہ مین
داخل ہوا اور ایک شخص اپنے متعلقون سے تاتارخان کی تجویز سے دروازون کے قریب چھوڑا تو اُسکے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے دے لیکن تاتارخان
نے غرور کے نشہ سے بیخود ہوکر احتیاط اور ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اُس شب کو نہایت غفلت سے بستر استراحت پر سویا اور
دربان کہ اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اُس شخص سے موافق ہوے اُسی رات کو بعض ضروریات لانیکے بہانہ سے ایک جماعت کثیر لوانبوہ
غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علی الصباح تاتارخان نے اس حال سے خبر پائی سکوت کے سوا چارہ نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کرکے آگرہ ملیا اور امرا
کے سلک مین منتظم ہوا اور بیس لاکھ تنگہ انعام پائے اور محمد زیتون نے بھی دھولپور سے آنکر امارت پائی اور حمید خان اور سارنگ خانی اور دوسرے
افغانون نے حصار فیروزہ پر فساد برپا کیا تھا حسین تیمور سلطان اور ابو الفتح ترکمان نے اُسطرف تاخت لاکر اُنھین سزا کو پہونچایا اور سنہ ۹۳۳ نوسو
تیتیس ہجری مین خواجہ اسد کہ کابل سے عراق کیطرف شاہ طہماسپ صفوی کے پاس ایلچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نامے ترکمان کے
ساتھ آیا اور سوغاتین لایا از انجملہ دو لونڈیان چرکس کی تھین بادشاہ کو اُنکی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اُسی عرصہ مین بادشاہ
ابراہیم کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی اور ساتھ احمد چاشنی گیر اور دیگر باورچیون کے کہ وہ اصل مین نوکر بادشاہ ابراہیم کے
تھے موافقت کرکے زہر خاصہ مین بادشاہ کے کہ نان تنک اور قلیہ خرگوش کا تھا آمیز کیا اور بقدرت خدا سے بادشاہ کو اُس کھانا کھانے کی
کہ ایک یا دو لقمہ کھائے تھے پھر رغبت نہوئی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا اور مکرر قے کرکے اس بلا سے نجات پائی مصرعہ رسیدہ
بود بلائے ولے بخیر گذشت ـ اور بعد لوازم تفحص و تجسس داروغہ مطبخ اور باورچیون نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے
صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اُس طعام مین سے کسیقدر کتے کو دیا کتا اُسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی
اور خدمتگارون نے بھی اشتباہا اس مین سے قدرے کھایا تھا ہزار مشقت سے رہائی پائی بادشاہ غضبناک ہوا اور داروغہ مطبخ کا پوست
کھچوایا اور باورچیون اور اُسکے مددگارون کو بانواع عقوبت قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کرکے محبوس کیا اور شاہ
ابراہیم کے فرزند کو بھی میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر فارغ البال ہوا اور شہزادہ محمد ہمایون کہ ممالک شرقی کی طرف گیا تھا
حدود جونپور کو قبض و تصرف مین لایا اور سلطان جنید برلاس کے سپرد کرکے مراجعت کی اور جب کالپی مین آیا عالم خان حاکم
کالپی نے اُسکی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکاب آگرہ مین آیا اور نوازش سلطانی سے سرفراز ہوا اور رانا سنکا کی حکایت یہ ہو کہ

وہ بزرگ ترین راجاے ہند ہوا اور قبل ظہور اسلام اور ارتفاع رایات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت دسوری اُنکے خاندان
مین تھی اور میوات ولایت اُسکی ہی اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر کو کہ سلطان قطب الدین نے مستاصل کیا تھا مع رانا سنگا ایک قبیلہ
سے تھے رفتہ رفتہ اُنکے اجداد آپس مین ایک ہوئے اور اُس زمانے مین کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے ایک لاکھ راجپوت
اُنکے ظل رایت مین تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت امرا کہ فردوس مکانی کی اطاعت مین نہ آئے تھے ساتھ اُسکے متفق ہوتے تھے
اور محمود خان بیٹا سلطان سکندر مع دس ہزار سوار کے اُسکے پاس گیا اور ماڑوار کے راجہ برم دیو اور نرسنگھ دیو اور راجہ چندیری
مسہم میدنی راے اور راول دیو دل واؤد سنگہ اور راجہ دونگرپور اور راے چند ربھان چوہان اور مانک چند چوہان اور رای دیپ
وغیرہ مع پچاس یا ساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اُسکے ہوئے اور حسن خان میواتی دس ہزار سوار سے مددگار اُسکا ہو کر بقصد
جنگ واستخلاص ہندوستان مع دو لاکھ سوار آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امراے ہند پر اعتماد کلی نہ رکھتے تھے ہر ایک
کو ایک سرحد کے ضبط کے واسطے تعین کیا تو مع لشکر مغل کہ کابل سے اُنکے ہمراہ آئے تھے اور چار آدمی امراے ہند سے کمال خان اور
جمال خان فرزندان سلطان علاء الدین اور علی خان فرملی اور نظام خان حاکم بیانہ نے آگرہ سے کوچ کیا جب ضلع کانوہ عملداری
بیانہ مین پہونچے مقام فرمایا اور بعزم جزم اور نیت ثابت و راسخ مصمم غزا اور جہاد کفار پر کیا اور اُس یورش مین شہزادہ محمد ہمایون کو کہ
اُس وقت تک شراب سے متنفر تھا مجلس شراب مین حاضر کر کے اپنے ہاتھ سے پیالہ اُسے دیا اور اطراف بیانہ مین طرفین کا مقابلہ
ہوا قراولان بادشاہی جو مخبری کو گئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی برآمد کر غنیمون سے لڑے اور شکست
فاحش پاکر قلعہ بند ہوئے اور روز غدعہ اور تردد بہت اُنکے دلون مین پیدا ہوا ہیبت خان نیازی سنبھل کیطرف بھاگا اور حسن خان میواتی
دشمن سے جاملا اور ہر روز اطراف مملکت سے اخبار موحش پہونچنے لگین اور محمد شریف منجم کہ مرد عمدہ تھا سبب زیادتی خوف آدمیونکا
ہوتا تھا اور ہر لحظہ کہتا تھا کہ مریخ مغرب کیطرف ہی جو شخص اسطرف سے جنگ کریگا البتہ مغلوب ہوویگا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ
کی آراستہ کی اور جنگ کے بارہ مین گفتگو کی اکثر بولے کہ جو دشمن کا غلبہ ظاہر ہی بہتر یہ کہ قلاع بزرگ ورنگین مردم معتمد کے سپرد
کر کے خود بدولت مع نفس نفیس پنجاب کیطرف روانہ ہووین اور مدد غیبی کے منتظر رہین آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا
کہ بادشاہان اسلام جو عالم کے اطراف واکناف مین ہین کہینگے کہ اُنھون نے حیات کو غنیمت جانکر ایسی ایک مملکت ہاتھ سے دی
سزاوار جوانمردی اور بہادری کے وہ ہی کہ ہم دل شہادت پر رکھکر جان سے کوشش کرین **نظم** چو جان آخر از تن ضرورت رود
ہمان بہ کہ بارے بعزت رود ✽ سرانجام گیتی ہمین است وبس ✽ کہ نامے پس از مرگ ماند زکس ✽ اہل مجلس نے جب یہ حرف سنا
سب نے متفق اللفظ والمعنی ہو کر ندا الجہاد والجہاد کی بلند کی اور اس بات نے دلون مین تاثیر کی سبھون نے زبان ساتھ سمعنا و
اطعنا کے کھولی اور کہنے لگے کہ اس سے کونسی سعادت بہتر ہی کہ مقتول شہید اور قاتل غازی ہی سب نے جواب یاکہ ہم قسم کھاتے ہین کہ
معرکہ سے ہم کبھی منہ نہ موڑینگے اور اس بارہ مین قسم کلام ملک العلام کی کھائی اور بادشاہ کہ لب بلب جام سے نہ اُٹھاتا تھا اور کبھی
بے صراحی اور پیالہ کے نرہتا تھا اُسوقت بموجب اس بیت کے **بیت** چند باشی ز معاصی مزہ کش ✽ تو ہم ہم مزہ نیست بکش ✽
مے نوشی بلکہ جمیع مناہی حق کہ دیش تراشی سے توبہ نصوح کیا اور تمغے ممالک محروسہ کے مسلمانون کو بخشے اور اس بارہ مین فرمان تمام
قلمرو مین ارسال فرمائے اور سہ شنبہ کے دن نوین جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز نوروز تھا صفہاے جنگ ترتیب دیکر بدستور
روم ارابے آتشبازی کے آراستہ کر کے افواج کے آگے رکھکر دشمن کیطرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طے
ہونے کے بعد نزول کر کے جوانان صاحب داعیہ لشکر کو ساتھ افسری ملک قاسم اور بابا قشقہ مغل کے قراولون کو مخالف کے سمت کیا ۹۳۳ھ

اور اُنھون نے کا رنامایان لڑائی مین پہونچائے اور تیرہوین ماہ مذکور کو وہان سے بھی کوچ کرکے بدستور روز اول ایک کوس راہ جاکر موضع کانوہ علمداری بیانہ مین فروکش ہوئے اور ابھی فراشون نے خیمہ برپا نہ کئے تھے کہ مخالفات با افواج بیشتر اور فیلان کوہ پیکر ظاہر ہوئے اور باوصف اسکے کہ محمد شریف منجم مانع ہوکر دلیلین کرتا تھا فردوس مکانی ملتفت نہوئے بہ مع لشکر بیس ہزار سے زیادہ متجاوز نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف ترتیب کین کہتے ہین عدد آنکے سردارون کے کہ ہر ایک ملک ہندوستان مین اقطار ہند سے قایم تھا ایک جماعت کفار سے تھی ندیدہ پہونچتی تھی اور روہ عشرہ کفر نے عشرہ مبشرہ کی نقیض پر اتفاق کرکے تقاوت بلند کئے تھے اور اپنے دستور سے میمنہ اور میسرہ اور قلب وجناح آراستہ کرکے نہایت دبدبہ اور صلابت سے معرکہ مین درآئے اور لشکر اسلام کیطرف افواج نظام الدین علی خلیفہ عہد کے موافق ترتیب ہوئی اور اُسنے اُس مقدمہ مین داد سعی اور اجتہاد کی دی اور رتبہ پہونچایا کہ بادشاہ قول مین ہے اور قول کے داہنے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خازن اور یونس علی اور شاہ منصور برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبداللہ کتابدار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی بائین سمت عالم خان بن بادشاہ بہلول لودھی اور شیخ زین صدر اور محب علی اور تردی بیگ اور شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسن دیوان سے سپرد ہوئے اور دوسری جماعت دیوانیون کی مردم ہرایک ایک موضع مین ایستادہ ہوئے اور برانغار شہزادہ محمد ہمایون میرزا کو ارزانی ہوئی اور اُسکے یمین قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم اور بابا قشقہ مغل اور قوام بیگ ولد شاہ ولی خازن اور میرزا قنبر علی اور پیر علی شیبانی اور خواجہ پہلوان بدخشی اور عبدالشکور اور سلیمان آقا اِلچی عراق اور حسین ایلچی سیستان جا مقرر ہوئے اور برانغار کی بائین طرف شیدیز شاہ اور محمد کوکلتاش اور خواجگی اسد سرجاندار اور رخان خانان دلدار دولتخان لودھی اور ملک داود کرانی اور شیخ گھورن ہرایک بسیج اُس مقام کے کہ فرمان ہوا تھا ایستادہ ہوئے اور جرانغار ساتھ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور داہنے اور بائین اُسکے محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور عبدالعزیز میر آخور اور محمد علی خنگ جنگ اور قتلق قدم اور امیر خان جی میرزائی مغل اور جان بیگ اتکہ اور جلال خان اور کمال خان جو بادشاہ علاء الدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زادہ فرملی اور نظام خان بیانوی تعین ہوئے اور تولقمہ برانغار میں بیگ اور مومن اتکہ اور رستم ترکمان مع ایک جماعت تونیون کے مقرر ہوئے اور تولقمہ برانغار بھی امرا اور منصبدارون کی تفویض ہوئی اور سلطان بخشی لشکر مع تواچیان اور یساولان کے احکام بادشاہی لشکر آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز مذکور سے ایک پہر اور دو گھڑی گذرین تھین کہ فریق من الجنۃ اور فریق من النار نور و ظلمت کیطرح ایک دوسرے کے مقابل آنکر زلزلہ زمین اور ولولہ سپہر برین مین ڈالتے تھے پہلے چپی دجابلی کفار برانغار اسلام پر تاخت لائے اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم سے حرب مین مشغول ہوئے اور فرمانکے موافق حسین تیمور سلطان کمک کو گئے اور کفار کو پسپا کیا اور قریب انکے لشکر کے پہونچایا اور جلد بنام سکے ہوئے اور اُسکے بعد اطراف سے جیسا کہ قاعدہ چغتائی کا ہے سب طرف سے جنگ مین مصروف ہوئے اور جسطرف کمک کی احتیاج ہوتی تھی بہ نجاتے تھے اور استاد علی قلی رومی اور دوسرے ہنرمند استعمال آلات آتشبازی مین تقصیر نہین کرتے تھے اور تابین اُنسلہ اتین لعنی تمام مصتک حرب مین قائم ہوکر کفار جنگ مین راسخ تھے سلطان جرأت انکی مشاہدہ کرکے خود بنفس نفیس مع افواج قوال و زنبیقیون کے شیر و پلنگ کی طرح حملہ آور ہوئے اور جنگ عظیم کے بعد شکست لشکر کفار کو نصیب ہوئی اور پائے ثبات انکا اُکھڑگیا راہ فرار لی بیسانہ حسن خان میواتی کہ قریب دو سو برس سے اُسکا باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی ضرب سے مارا گیا اور رول دیو اور رایت چندر بہان چوہان اور مانکسا چند چوہان دکرم سنگہ راجپوت کہ سرداران صاحب شکوہ سے تھے ملک عدم کو متوجہ ہوئے اور رانا سنگا جو ہا

عجب ونخوت سے آیا تھا وہ بھی بہزار ذلت وخواری معرکہ سے بھاگا اور اس فتح نامدار کے بعد فردوس مکانی کو غازیون مین غازی
لکھتے تھے اور فتح اسلام تاریخ ہوئی اور بادشاہ نے حکم کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو کہ موضع جنگ تھا ایک منار مغالفون کے
سر سے بنا دین اور محمد شریف نجومی کو عنایت خطاب کے بعد ایک لاکھ تنگہ عنایت فرمانے اور ممالک محروسہ سے نکال دیا اور محمد علی
خنگ جنگ اور عبدالملک قورچی اور شیخ گھورن کو کہ اپنی جاگیر مین تھے الیاس خان کے سر پر کہ درمیان دو آب کے خروج کیا تھا
مقرر کیا اور انھون نے جا کر اُسے قتل کیا اور وہان سے کوچ کر کے میوات کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوئے ناہر خان ولد حسن خان میواتی
نے اطاعت کے سوا کوئی تدبیر اور علاج نہ دیکھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے عنایت خسروانہ اسپر مبذول فرمائی ولایت
میوات مع جاگیر حسین تیمور سلطان کو کہ بخطاب برادری ممتاز تھا مع نواح اُس طرف کے دیگر اُس طرف بھیجا اور دارالخلافت آگرہ کی
مراجعت کے وقت شہزادہ محمد ہمایون کو کابل اور بدخشان کے انتظام اور تسخیر بلخ کے واسطے مع فتحنامہ اور خزانہ خوب روانہ فرمایا
اور محمد علی خنگ جنگ اور تردی بیگ کو حسین خان اور دریا خان افغان کہ اندنون مین چند وار اور رابری پر متصرف ہوئے تھے
اور قطب افغان تاوہ مین باغی ہوا تھا انپر تعین فرمایا اور حسین خان با جنگ عازم فرار ہوا اور آب جون کے عبور کے وقت بحر فنا
مین غرق ہوا اور دریا خان آوارہ دشت ادبار ہوا اور اُسی طور سے محمد سلطان میرزا فساد مین افغان کے دفع کے واسطے
قنوج گیا اور بین خان افغان بھی خیرآباد کی طرف بھاگا اور بادشاہ ذی الحجہ کی انتیسوین تاریخ سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین بعزم
شکار کول اور سنبھل کی طرف سوار ہوئے بعد حصول نشاط وآفرہ آگرہ مین معاودت کی اور مرض تپ غب عارض ہوا جب صحت کلی
حاصل ہوئی میدنی رائے کی استیصال کے واسطے چندیری کی سمت روانہ ہوئے اور میدنی رائے راجپوتون کے اتفاق سے
قلعہ ارک چندیری مین متحصن ہوا اور لشکر اسلام نے پہونچتے ہی قلعہ کو محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب قلعہ فتح ہوا پانچ چھ ہزار
راجپوتونکو تیغ بیدریغ کیا اور ایک جماعت کفار مع اولاد واقوام میدنی رائے کے مکانین کہ قلعہ کے اندر تھا داخل ہوئی اور دروازہ
بند کر کے جنگ مین قیام کیا اور کام ہاتھ سے گیا جسطرح کہ انکی رسم ہے شمشیر برہنہ ایک کے ہاتھ مین دی اور ایک ایک نے اپنی خوشی
سے اسکے پاس جا کر گردن زیر تیغ رکھی اور مقتول ہوئے اور میدنی رائے بھی اسی طور سے واصل جہنم ہوا اور قلعہ لیاسے دولت قاہرہ کے
تصرف مین آیا اور وہ ممالک مسخر ہوئے اور فردوس مکانی مسجدین اور خانقاہین چندیری اور سارنگپور اور رتنبور کی جو اسے پیشتر
کفار حربی نے رانا اور میدنی رائے کے حکم سے انہین مسکن حیوانات کا کر کے گوبر سے لیپا تھا اپنے حال پر لایا اور زین صدر کی
حکومت کے سبب سے وہ کثافت اور نجاست زائل ہوئی اور موذن اور جاروب کش معین کر کے وظیفے مقرر کئے اور از سر نو اُس
ملک مین اسلام کو رواج دیا اور شیخ زین صدر نے اس فتح کا مادہ دارالحرب تجویز کیا چنانچہ فردوس مکانی نے بدیہہ یہ تاریخ موزون
فرمائی قطعہ تاریخ بود چندے مقام چندیری + پر زکفار وو دار حربی خرب + فتح کردم بحرب قلعہ آن + گشت تاریخ فتح دارالحرب + پھر حکومت
چندیری کی اُسکے قدیم وارث احمد شاہ بن محمد شاہ بن ناصرالدین مندوی کو کہ ملازم رکاب تھا تفویض فرمائی اور اس وقت خبر
پہونچی کہ ایک جماعت امرا سے کہ افغانان شرقی کے دفع کے واسطے گئی تھی بے صرفہ جنگ کر کے شکست پائی ہے اس سبب
سے فردوس مکانی بتعجیل تمام قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور رابری مین امراے شکستہ مغل ملحق ہوئے اور بادشاہ جب آب
گنگ کے کنارے پہونچے تیس یا چالیس کشتی بہم پہونچا کر پل باندھا اور حسین تیمور سلطان و دیگر امرا نے شمر مرج عبور کیا اور افغانو
نے صلاح توقف مین نہ دیکھی فرار کو قرار پر اختیار کیا اُسکے بعد حسین تیمور سلطان نے تعاقب کر کے افغانون کو آوارہ کیا اور اُنکے
زن وفرزند بہت اسیر کیے اور بادشاہ نے حوالی دریاے گنگ مین شکار کر کے آگرہ مین معاودت فرمائی اور محمد زمان میرزا ولد

بدیع الزمان میرزا کو جو بلخ سے مفرور ہوکر دربار سلطانی مین حاضر ہوا تھا آگرہ کا حاکم کیا اور خود بدولت واقبال محرم کی پانچوین تاریخ ۹۳۵ سنہ نو سو پینتیس ہجری مین ماہ سریع السیر کے مانند بجانب گوالیار سوار ہوئے اور قلعہ گوالیار اور فیل سنگی اور عمارات بکرماجیت اور راجہ مانسنگہ کو کہ اُس حصار مین تھین تفرج کرکے رحیم داد کے باغ و حوض کی سیر کے واسطے تشریف لیگئے اور اُس مقام مین گل سرخ آتشین کہ بہت کم نظر آتے تھے مشاہدہ ہوئے حکم فرمایا کہ نہال اُسکے آگرہ مین لیجاکر بٹھاوین کس لیے کہ اگرچہ پھول ہند شفتالو ہوتا ہی اور سرخ آتشین بہت کم دستیاب ہوتا ہی اور اسیطرح سے مسجد جامع سلطان شمس الدین التمش کی کہ گوالیار مین ہی زیارت کرکے بکرات و مرات فاتحہ آمرزش اُسکے واسطے پڑھا اُسکے بعد دارالخلافت آگرہ مین مراجعت فرمائی اور رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہی کہ ماہ صفر کی تیئسوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک حرارت میرے بدن مین اس شدت سے ظاہر ہوئی کہ مین نے نماز جمعہ مسجد مین بہ تشویش تمام ادا کی اور تیسرے روز یکشنبہ کو قدرے تپ لرزہ میرے جسم مین ظاہر ہوا اور اُسوقت مین نظم کرنے رسالہ والدیہ خواجہ عبید اللہ احرار مین مشغول ہوا اور میرے دل مین یہ خیال آیا کہ اگر یہ منظومہ مقبول آنحضرت ہووے مین اس مرض سے نجات پاؤنگا جیسا کہ ایک شخص کو قصیدہ بردہ مفید پڑا اُسکے ناظم نے مرض فالج سے نجات پائی پس اس رسالہ کو مین نے وزن بحر رمل مسدس مخبون مین کہ سبحہ مولانا جامی ساتھ اُس وزن کے ہی باختتام پہونچایا اور میری عادت ایسی تھی کہ جسوقت ایسا عارضہ بہم پہونچتا تھا اقل درجہ ایک مہینا یا چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھوین ماہ ربیع الاول کو اُس الم سے مین نے نجات پائی اور مراسم شکر بپیش پہونچائے اور باغ بہشت بہشت مین مین نے بزم طوے ترتیب دی اور جب ایلچی اطراف قزلباش اور اوزبک اور ہندووان کے حاضر ہوئے طلاء اور نقرہ مین نے بیتراز یعنی بکثرت انھین امداد کیا اور مستحقین اور سادات وغیرہم پر بڑی فیض رسان ہوا اور خواند میر مورخ کتاب حبیب السیر اور مولانا شہاب الدین معمائی اور میرزا ابراہیم قانونی کہ ہرات سے ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن مین اپنا نظیر نرکھتے تھے اُسدن آنکر ملازمت کی اور نوازشات سے ممتاز ہوکر سرحلقہ مقربون سے ہوئے اور امرا اور خوانین اور مخصوصان لائق حال اپنے ساچق گذرانکر لوازم شادمانی بجا لائے اور اُس سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان مین تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اس تہیہ مین کہ نصرت شاہ کے سر پر جاوے کہ اُسی عرصہ مین نصرت شاہ ایلچیون کو بھیجکر مطیع اور منقاد ہوا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری والی احمدنگر نے عریضہ متضمن تہنیت فتوحات سابقہ اور لاحقہ ارسال کرکے اظہار اخلاص اور انقیاد کیا اور اُس سال کے آخر مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمود ولد سلطان سکندر لودھی ولایت بہار پر متصرف ہوا اور بلوچون نے اتفاق عجیب کرکے ملتان مین علم بغاوت کا بلند کیا ہی بادشاہ مہمات ملتان کو تعویق مین ڈالکر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کڑہ مین نزول اجلال فرمایا جلال الدین شاہ شرقی نے لوازم ضیافت اور پیشکش گذرانا رعایت خسروانہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور محمد زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہوکر بتعجیل روانہ ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لاکر بھاگ گیا اور اُسی عرصہ مین افغانان بہار نے پھر جمعیت بہم پہونچائی اور جنگ پر آمادہ ہوکر آب گنگ کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر نوب گذر بدری یطرف بھیجا کہ آب سے عبور کرکے مخالفون کے سر پر جاوے اور خود بھی عبور کے تہیہ مین ہوئے حسین تیمور سلطان اور توختہ بغا سلطان نے بیشتر آب سے عبور کیا اور ساٹھ یا اسی مرد اہل ستیز سے افواج غنیم کیطرف متوجہ ہوئے اور اس درمیان مین فوج میرزا عسکری کی کہ آب سے عبور کرگئی تھی نمایان ہوئی افغانون نے شکستہ دل ہوکر راہ فرار کی لی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غاشیہ اطاعت دوش پر لیکر متعہد مہمات افغانان اُس حدود کے ہوئے اور موسم برسات کا بھی پہونچا بادشاہ نے یکبارگی اس جماعت کی استیصال پر کوشش نہ کی اور سلطان جنید برلاس کو اُسطرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسعادت واقبال آگرہ کیطرف معاودت کی اور جب قصبہ منیر مین پہونچے مزار شیخ یحیی بدر شیخ

مشرف متبرکی کی زیارت کرکے خیرات بہت کی پھر جانب آگرہ تشریف تشریف ارزانی فرمائی اور شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان سے
طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت پر چھوڑکر اپنے والد ماجد کی ملازمت مین روانہ ہوا
اسوقت سلطان سعید خان والی کاشغر نے فرصت دیکھکر بدخشان کی تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر دوغلات کو منقلا مین روانہ کرکے
طے مسافت مین مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ مین حصاری ہوا اور سلطان سعید اسکے محاصرہ مین مشغول ہوا جب کام پیش نگیا
اور بدخشانیون نے کہ اسے طلب کیا تھا اسنے یاری ندیکھی آتش نہیب وغارت اس ملک مین مشتعل کرکے پلٹ آیا لیکن خبر اسکے
مراجعت کی ابھی آگرہ مین نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا خان کو دی اور سلطان سعید کو
تحریر کیا کہ ایسا امر جو خلاف … نہین کا باعث ہووے معلوم نہین ہی اور حقوق سابقہ اور لاحقہ بہت ہین اگر بلاخطہ خاطر ہندال میرزا
نہین کرتے ہین سلیمان میرزا کو کہ نسبت اسکی فرزندی کی ساتھ ہمارے اور تمہارے ظاہر ہی مین نے بدخشان مین روانہ کیا ہی
یقین کہ رعایت اور جانب داری اسکی فرماوینگے القصہ جب سلیمان میرزا مقام مقصد مین پہونچا اور سلطان سعید کو ندیکھا بدوسری
متصدی امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند مین آیا اور اس تاریخ سے ابتک بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف مین
ہی اور حالات انکے وقایع کے تقریبات مین تحریر ہونگے اور فردوس مکانی جب سنہ ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین مرض الموت مین مبتلا ہوکر
بجمنور ہوئے اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور معالجہ نتیجہ دیتا تھا یہانتک کہ حیات سے مایوس ہوکر شہزادہ محمد ہمایون کو
کہ قلعہ کالنجر کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کرکے اپنا قائم مقام کیا اور دوشنبہ کے دن جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۳۷ نوسو
سینتیس ہجری مین اس دارفنا سے رخصت حیات باندھکر داعی حق کو لبیک اجابت کہا پھر بموجب وصیت میت آنحضرت کے کابل مین لیجا کر
مین مدفون کی مادہ آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزہ … شہزادہ محمد ہمایون بارہ برس کے سن مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا
اور اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مروت مین مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اسکے ملازمون نے مکر وبیوفائی کرکے اس سے جدا
بلکہ اسکی جان کے خواہان ہوئے لیکن پھر جب آخر غلبہ پایا مقام انتقام مین نجاکر انھین مورد انعام واحسان فرمایا اور علم فقہ حنفی مین
مجتہد تھا اور نماز اس سے فوت نہوتی تھی اور ہر جمعہ کے روز روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر وانشا واملا مین وحید عصر تھا
وقایع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی مین اس طرح سے تحریر فرمائے کہ فصحا قبول کرتے ہین جیسا کہ خانخانان ولد بیرم خان نے
اکبر شاہ کے عہد مین اسے فارسی مین ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ درمیان خلائق کے متداول ہی اور شکل وشمائل مرغوب ساتھ خوش کلامی
اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اسکی ہی **بیت** باز آئے ای ہماسے کہ بے طوطی لبت ✣ نزدیک شد کہ زاغ
برد استخوان من ہو اور راگ اسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک وقت جو ملازمت مین پہونچا شہزادہ نے اس سے پوچھا
کہ عمر تیری کس قدر ہی شیخ نے کہا پیش ازین ہفت سال چہل سالہ بودم وقبل ازین دو سال چہل داشتم واکنون نیز چہل دارم
شہزادہ نے فی الفور شیخ کا مقصود دریافت کرکے تحسین بلیغ فرمائی اور عدالت اسکی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ
خطا کا اندجان کے پہاڑون مین پہونچا اور برق اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور
بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک جماعت کو حکم دیا کہ تمام مال واسباب قافلہ والون کا فراہم کروایا اور ہرچند کوئی وارث
حاضر نہ تھا اور احتیاج بدرجہ اعلی رکھتا تھا آدمی اطراف وجوانب مین بھیجکر ورثہ کو طلب کیا اور دو برس کے بعد جب وہ حاضر
ہوئے تمام اسباب بلا تامل انکے سپرد کیا اور باوجود اسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکرکشی اور جنگ وتردد مین گذری لیکن سررشتہ عیش
وعشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم نشاط آراستہ کرکے جوانان خورشید عذار مہ جبین کیا مرد کیا عورت سے محشور ہوتا تھا

اورکابل کے باہر دامنہ مین ایک مرغزار کہ مثل بہشت برین کے تھا ایک حوض کہ چاک سنگ مین کندہ کرکے شراب ارغوانی سے پر کرتا تھا
اور مردم خوش طبع اور صاحب ادراک کے ہمراہ بزم نشاط برپا کرکے داد انبساط دیتا تھا اور یہ بیت اپنے اُس حوض کو شمال کے کنارے
کندہ کرداتی تھی بیت نوروز و نوبہار و مے و دلبری خوش ست * بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست * اور طناب پیمائش جو
مفرادر نگکار مین پیچھے سے زمین کو ناپ لیجاتی تھی ہندوستان مین مخترعات اُس شہنشاہ بے نظیر سے ہے سو طناب کی ایک
عناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز نو مٹھی مستوی کا تھا اور ہر گز سکندری کہ پیشتر ہند مین مروج تھا ترک
ہوا گز بابری نے اوائل عہد نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلمرو ہندوستان مین رواج بہم پہونچایا اور جب بادشاہی معظم بلاد
ہندوستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد مین منتقل ہوئی تو واجب جانا کہ تھوڑا بادشاہ کا اصل و نسب خامہ معجز طراز کے یاری توک سے
اس دفتر خجستہ اثر کے صحائف پر ثبت کرون پوشیدہ نرہے کہ چنگیز خان بن یسوکا بہادر بن برتان کے چار فرزند نامدار تھے چنگیز خان
نے اپنے حین حیات مین ہر ایک کو ممالک اور مرتبہ اور الوس اور ایماق اور امرا تعین فرماکر بیار اوس بہم پہونچایا اور ایک قانون زبان مغلی مین
کہ اُسے تورہ کہتے ہین اُنکے درمیان چھوڑا اور اسامی پسران مذکور کے یہ ہین اوکتائی قاآن چغتائی خان جوجی خان تولی خان
اور اوکتائی قاآن اگرچہ خلف الصدق نہ تھا لیکن ہوا تو رو سے عدالت اور کرمت کے اپنے بھائیون پر فوقیت رکھتا تھا باپ کے حکم سے
دلیعہد ہو قراقرم اور کلوران مین کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہے بادشاہ ہوا اور شرب شراب کی افراط سے سنہ ۶۳۰ چھہ سو تیس ہجری مین مرگیا اور
چغتائی خان کہ بحسب عقیدہ دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باپ کی وصیت کے موافق اپنے بڑے بھائی اوکتائی قاآن کی نہایت اطاعت
کرتا تھا اور اوکتائی قاآن بھی اُسکی نسبت رعایتین واجبی عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ اپنے بیٹے کیوک کو اُسکا ملازم کیا اور چغتائی خان بحکم
چنگیز خان ماوراءالنہر اور ترکستان اور بلخ اور بدخشان کو اپنے قبض و تصرف مین رکھتا تھا ہیبت اور سیاست اور اطلاع امور
بادشاہی اور تورہ چنگیز خانی مین سب بھائیون سے ممتاز اور متمیز تھا اور قراچار نویان کہ جد پنجم امیر تیمور گورکان تھا چنگیز خان
اسکے علم سے امیرالامراے چغتائی خان تھا اور وہ ہمیشہ عیش و عشرت مین نہایت مشغول اور مشغوف اور اکثر اوقات اُسمین مصروف رہتا تھا
بواسطے امیر قراچار نویان تدبیر مہمات سلطنت مین قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک کا الوس چغتائی بروجہ احسن کفایت فرماتا
دوسرا جوجی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قپچاق اور خوارزم اور خزر اور بلغار اور سقسین اور آلان
اور آس اور روس اور حدود شمالی اُسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اور اوکتائی قاآن اور چغتائی خان کے باوجود اُسکے کہ ایک
مان سے تھے دشمنی تھی اور طعن اُسکے نسب مین کرتے تھے اور ان تینون کی یہ تحسین دختر بادشاہ مصر تھی اور جوجی خان چنگیز خان
کی فوت کے چھ مہینے کے بعد اوائل شہور سنہ ۶۲۴ چھہ سو چوبیس ہجری مین فوت ہوا اور اوزبک خان بادشاہ ہفتم دشت قپچاق جو جوجی خان
کی نسل سے تھا سلطان عادل اور مسلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اُس سے منسوب ہین در اسلام دشت قپچاق مین
اُسنے آشکارا کیا اور دوسرا تولی خان چھوٹا بیٹا باپ کے نزدیک سب سے بڑا اور محبوب تر تھا اور سب بھائیون سے مقام
صداقت مین تھا اور اوکتائی قاآن زمانہ یورش خطا سنہ ۶۲۸ چھہ سو اٹھائیس ہجری مین مرا اور ایک بیٹا اُسکا کہ قبلا قاآن بن
تولی خان تھا شاہ خطا ہوا اور شہر خان بالیغ بناکر کے ایک نہر عظیم دریاے زیتون سے کہ اُسکا دور بھی چالیس روزہ راہ
طے کر کے اُس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران
مین متوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانیہ کی یہانتک ظاہر اور روشن ہوئی اب جاننا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور گورکان کی
قراچار نویان کیطرف اس طور پر ہے امیر تیمور بن امیر طراغائی بن امیر برکل بن امیر ایلنگیر بہادر بن انجل نویان بن قراچار نویان اور نسبت

قراچار ساتھ الاانقوا کے یون ہی قراچار بن سوغونجی بن ایرامجی برلاس بن ایردی برلاس بن قاجولی بہادر بن تومنائی خان بن بایسنقر
بن قیدو خان بن توشین بن بوقائی بن بوزنجر بن الاانقو والاانقو بہرام چوبینہ کی دختر سے تھا اور بہرام چوبینہ دختر ملدوز خان سے
تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب مین مذکور ہی بوزنجر کے ساتھ پہونچتی ہی اور امیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک
میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی حین حیات سمرقند مین فوت ہوا اور دوسرا میرزا شاہرخ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان
چوتھا میرزا میران شاہ حاکم تخت ہلاکو خان اسواسطے صاحبقران کے بعد چار شعبہ ہونے مدتہا سے مدید چارون بھائیون کی اپنے
مقام مین جاے خود نوبت بادشاہی بجالائی جیسا کہ حالت ہر ایک نامہ کے شعبہ چہارم مین کہ میران شاہیہ مین دولت سلطنت
باقی ہی اور ہندوستان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان مین فرمان روا رہے

ذکر جلوس نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان مین اور بیان اجمالی اُس بادشاہ کے جانے اور جانا شاہ ایران کے پاس بسبب غلبہ شیرشاہ افغان کے

یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور علوم دانشمندی مین مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا
جیسا کہ کرۂ ارض کو مع طبقات عناصر اور افلاک مجسم کیا اور الوان مناسب سے رنگ کرکے ہر ایک فلک مین کواکب اُسکے
ثبت کیئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول مین کہ ساتھ قمر کے منسوب ہی مثل ایلچیان و مسافران اور
شاطران کے رہتے تھے اور مجلس دوم مین کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہی بوڑھے اور مثل انکے بسر لیجاتے تھے اور باقی کو
اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے و راہل ہر ایک مجالس سبعہ سے جامہ اس رنگ سے کہ ساتھ اُس مجلس کے نسبت رکھتا
تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روز ہاے ہفتہ سے ایک ان مجالس سے بسر لیجاتے تھے اور اسم شریف اُسکا
اس کتاب مین اکثر جنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکہ اور خطبہ نے بنام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے زینت پکڑا
اُسکے بھائی کامران میرزا نے طمع مملکت پنجاب کرکے بہانہ پرسش اور مبارکباد کے ہند کیطرف روانہ ہوا جنت آشیانی
مکارم اخلاق سے اغماض عین ایسے مقام سازگاری مین ہوے اور پنجاب اور پشاور اور لمغان کو کابل اور قندھار اور
بامیان مین اضافہ کرکے فرمان اقطاع اور ضبط اس حدود کا کامران میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات
عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین قلعہ کالنجر کی عزیمت کے واسطے
لشکر کھینچکر محاصرہ کیا لیکن اُس مدت مین جب محمود خان ولد سکندر لودھی مین افغان کے اتفاق سے جونپور
پر متصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار راے کالنجر سے پیشکش لیکر بتعجیل تمام جونپور کیطرف گیا اور افغانونکو
جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اُس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے تفویض فرماکر آگرہ کیطرف
مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے سرفرازی
بخشی از انجملہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالاپوش تکمہ مرصع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن وطوے ایلچی شیرخاں کے پاس
بھیجکر قلعہ چنار کا خواہان ہوا اور جب اُسنے انکار کیا اُسطرف متوجہ ہوتے اس سبب سے کہ اندنون مین سلطان بہادر شاہ
گجراتی سر اٹھاکر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ قلعہ چنار کو ساتھ شیرخان کے مقرر رکھا اور صلح کو درمیان مین لاکر
مراجعت فرمائی اور ابتک وہ آگرہ مین نہ پہونچا تھا کہ قطب خان ولد شیرخان کہ باپ کی طرف سے ملازم رکاب سعادت
انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا نبیرہ سلطان حسین میرزا نے ساتھ اس قرار کے داعیہ کیا کہ جنت آشیانی کو اتفاقاً

باتفاق امراے چغتائی درمیان سے اٹھاکر خود متصدی امراء شاہی ہند ہووے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک مرتبہ گناہ اسکا بخشا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخرکار جو فتنہ وفساد کہ باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا نکر کے پھر دوبارہ مخالفت ہوا اس مرتبہ اسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اسی قلعہ بیانہ مین محبوس کرے اور محمد سلطان دختر زادہ سلطان حسین میرزا اور نخوت سلطان کو کہ امراے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا کہ دونون کی آنکھون مین میل کھینچین اور جو شخص کہ مرتکب اس امر کا تھا نخوت سلطان کو کور کیا محمد سلطان کے بارہ مین اسنے اغماض کیا اور اسکی آنکھ کی تپلی مین ضرر اور صدمہ نہ پہونچایا اور محمد زمان میرزا یادگار بیگ نوکرون سے سازش کرکے اس قلعہ سے گجرات کی طرف جا گا اور محمد سلطان کہ کور ہونے کے مانند ظاہر مین تھا وہ بھی ایک جماعت کو اپنا یار کرکے باتفاق اپنے فرزندون الغ میرزا اور شاہ میرزا کے قنوج کیطرف مفرور ہوا اور کچھ اس نواح سے اپنے تصرف مین لاکر پانچ چھ ہزار مرد مغل و افغان اور راجپوت سے فراہم کئے اور جنت آشیانی نے چند کس بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بعد اسکے کہ وہ از روے تکبر اور تجبر حرفہاے ناخوش زبان پر لایا تادیب اسکی وجہ ہمت کرکے جو پاے وقت ہوا اتفاقاً اس حال کے بہادر شاہ عازم تسخیر قلعہ چتور ہوا اور وہان کے حاکم نے راجہ بکرماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دار الملک دہلی سے بقصد گوشمال بہادر شاہ اور رانا کی امداد کے واسطے نہضت فرمائی اسکے بعد کہ نواح گوالیار مین پہونچے باقتضاے وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر آگرہ کی طرف بازگشت فرمائی اور رانا نے معاونت سے مایوس ہوکر تاج مرصع اور پیشکش وافر بہادر شاہ کو بھیجا اور دیکر قلعہ کو قید محاصرہ سے مستخلص کیا بادشاہ نے اس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہوکر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے از روے تدبیر علاء الدین ولد بادشاہ بہلول لودھی کو کہ اسکے پاس تھا تقویت کرکے تسخیر دہلی کی فکر مین ہوا اور تاتارخان ولد علاء الدین کو سپہ سالار کرکے مع چالیس ہزار سوار افغان آنحضرت کے اطراف ولایت پر تعین کیا اور اسنے تھوڑے عرصہ مین قلعہ بیانہ سے نواح آگرہ تک ہو اکثر مواضع افغانان لیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع ایک جماعت امراے مغل تاتارخان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مغل کی خبر سنکر سے ہراسان ہوکر متفرق ہوئی اور تاتارخان نے جو مقاومت کی طاقت نہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار آدمی سے مقابلہ اور مقاتلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہوکر مع تین سو آدمی رؤساے معتبر افغان سے قتل ہوا اور میرزا ہندال نے قلعہ بیانہ کو مسخر کیا اور مظفر اور منصور ہوکر معاودت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین تسخیر چتور کا عازم ہوا اور لشکر جرار اسطرف لیگیا اور جنت آشیانی نے احتیاطاً دہلی مین دریاے جون کے کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث کیا اور نام اسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے حرم معتبر کے سپرد فرمایا پھر سارنگپور کیطرف کہ ممالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ ہوا اور یہ دو بیت موزون کرکے اسکے پاس بھیجین **قطعہ** ای کہ ہستی غنیم شہر چتور + کافران راچہ طور میگیری + بادشاہی رسید بر سر تو + تو نشستہ چتور میگیری + اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ اور نرمی نکرکے یہ جواب تحریر کیا **قطعہ** من کہ ہستم غنیم شہر چتور + کافران را بجو میگیرم + ہر کہ بکند حمایت چتور + تو ببین کش چہ طور میگیرم + کہتے ہین بہادر شاہ نے جواب ناصواب بھیجنے کے بعد اپنے مقربون سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب دیا کہ جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہی اول اسکی مہم سے مفروغ ہونا چاہیے اسکے بعد قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہونا لازم ہی اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شرع کا پابند ہی حمایت کفار کی بدنامی اندیشہ کرکے ہمارے سر پر نہ آویگا بہتر یہی کہ ہم قلعہ کفار کو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ مین رکھتے ہین انجام کو پہونچاوین اور حصار کے فتح ہونے کے بعد دوسرے کام مین مشغول ہون بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کرکے محصورون کی تضییق مین کوشش کی اور جنت آشیانی نے

یہ حکایت سماعت کرکے سارنگپور مین اسقدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا اور جو اُسکے اقبال نے کہ منھ کی کبھی صورت
دیکھا تھا کسی وجہ سے فردوس مکانی شاہ دہلی سے مقام ستیہ میں ہوا اور ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری مین کوچ بر کوچ آنحضرت کے لشکر کو
روانہ ہوا اور اپنے تئین مصیبت مین ڈالا اور جنت آشیانی اس ملک کی مروت حق مین اُسکے بجالایا تھا ہرگز اس قسم کی بے ادبی کا
گمان نرکھتا تھا یہ خبر سنکر غضبناک ہوا اور اُسکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مندسور مین لشکر فریقین کا مقابلہ ہوا بہادر شاہ نے
توپخانہ بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب خضیار اُسکے توپخانہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھود کر ارابے آتشبازی
کے گرد وسکر دا گرد کھینچے اور اُسکی آڑ مین دو مہینے تک لشکر چغتائی کے مقابل فروکش رہا اور ہر روز آتش جنگ افروختہ کرتا تھا اور
اُسکا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو توپخانہ کی زد مین کھینچکر ضائع کرے لیکن جب فرماندہ الوس چغتائی نے یہ امر دریافت کیا امرا اور
سپاہ کو حکم دیا کہ توپخانہ کی زد پر نجاوین اور پانچ چھ ہزار مغل تیرانداز جنگ دیدہ قزاق ہوکر لشکر گجرات کا اطراف وجوانب تاخت
وتاراج کرین اور غلہ اور علف کی رسد منقطع روکین اس سبب سے قحط عظیم گجراتیون کے لشکر مین پڑا اور دیگر حالات اس جنگ
کے مقالہ سوم مین بشمول واقعات احمد شاہ بحری درج ہونگے۔ **ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ افغان سور**
کی سلطنت کا جسوقت کہ شیر شاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بڑا بیٹا کہ ولیعہد تھا رنتھنبور مین اور چھوٹا فرزند اُسکا جلال خان
قصبہ ریون تو ابع پٹنہ مین تھا امرا نے جب دیکھا کہ عادل خان مسافت دور دراز مین ہے اور حاکم کا ہونا ضرور ہے سب نے
ایلچی جلال خان کی طلب مین بھیجا اور جلال خان پانچ چھ دن کے بعد اردوے شاہی مین پہونچا اور عیسیٰ خان حاجب
اور دوسرے امرا کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرھوین ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری مین عین قلعہ کالنجر مین تخت سلطنت
پر جلوس فرمایا اور ساتھ اسلام خان کے مخاطب ہوا اور خاص وعام کی زبانون پر سلیم شاہ کا مذکور رہا القصہ جب سلیم
شاہ قائم مقام پدر ہوا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھکر اظہار کیا کہ جو آپ شہر دور دراز مین رونق افزا
تھے اور مین نزدیک واسطے تسکین آتش فتنہ وفساد کے آپکی تشریف آوری تک مین نے افواج کی محافظت کی اور مجھے
آپ کی اطاعت اور فرمان برداری کے سوا کچھ چارہ نہین ہے اُسکے بعد کالنجر سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوکر جب قصبہ کوڑہ کے
نواح مین پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آنکر ملازمت کی اور سرنو سے جشن جلوس ترتیب دیکر پھر سلیم شاہ کو امرا کے
اتفاق سے سریر سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اُسکے بعد سلیم شاہ نے دنیاداری کے بموجب ایک مکتوب اور عادل خان کے
پاس بھیجکر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ کے امرا کو کہ قطب خان نائب
اور عیسیٰ خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے لکھا کہ تم میرے آنے مین کیا صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی
لکھا کہ جو یہ چارون شخص آنکر میری تسلی کرین اُسطرف عنان عزیمت معطوف کرتا ہون سلیم شاہ نے ان چارون امرا کو عادلخان
کے پاس بھیجا اور انھون نے جاکر ساتھ عہد اور قول کے عادل خان کی تسلی کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات مین آپکو رخصت
دلوا دینگے اور ہندوستان کے جس ملک مین جہان چاہین جاگیر لیوین عادل خان انکے ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبہ
سیکری مین کہ بالفعل ساتھ فتحپور کے اشتہار رکھتا ہے پہونچا سلیم شاہ شکار مین مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اس مقام مین کہ ملاقات
کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال کرکے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طرفین سے ظاہر ہوئے لحظہ آپس مین بیٹھے پھر
آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے سلیم شاہ نے ایک عذر اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کرکے اپنے توابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادلخان کے
ملازمین اور توابعین سے اُسکے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نچھوڑین لیکن دروازہ مین آدمی اُسکے ممتنع نہوئے ایک جماعت کثیر

ہمراہ اُسکے داخل ہوتی اور اندیشہ اور تدبیر سلیم شاہ کی سست ہوئی بالضرورۃ اظہار ملایمت اور چاپلوسی کرکے کہا کہ مین نے ابتک افغانان سرکش اور بے سر کو نگاہ رکھا آیندہ انھین آپ کے سپرد کرتا ہون یہ کہکر عادل خان کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور بنہایت چاپلوسی کی عادل خان نے بوجہ عیاشی اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری اور فریب سے آگاہ ہوکر قبول او منظور نہ کیا اور تخت سے اُٹھکر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اول خود سلام کیا اور مبارکباد دی اُسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت اور ارکان سلطنت نے مبارکباد کہکر بوازم نثار اور شرایط ایثار پیش پہونچائے اور اسی مجلس مین قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خان نے عرض کیا کہ قول اور عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان مین آیا تھا یہ ہے کہ اول ملاقات مین عادل خان کو رخصت دیکر بیانہ اور توابع اُسکی جاگیر مین مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کرکے عادل خان کو بیانہ کی طرف رخصت کیا اور عیسی خان نیازی اور خواص خان کو ہمراہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین مہینے کے بعد غازی محلے کو جو محرمون اور مقربون سے تھا مع بیڑی طلائی بھیجکر حکم دیا کہ عادل خان کو گرفتار کرلا دے عادل خان یہ خبر سنکر خواص خان کے پاس میوات مین گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہدی اظہار کرکے نالان ہوا خواص خان کا دل بھر آیا اور غازی محلے کو طلب کرکے وہی بیڑی اُسکے پاؤن مین ڈالی اور نشان مخالفت بلند کیا اور اُن امرا کو جو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک نام مکتوب مین تحریر کرکے بنا متفق کیا اور باتفاق عادل خان لشکر جرار ہمراہ لیکر آگرہ کیطرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی نے جو قول و عہد مین داخل تھے سلیم شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان کو ترغیبات تحریر کرکے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ مین پہونچا دے تو لوگ بے حجاب و مانع سلیم سے جدا ہوکر اسکے پاس آ سکین اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبہ سیکری مین کہ بارہ کوس آگرہ سے ہے پہونچے شیخ سلیم کی ملاقات کے واسطے کہ مشایخ وقت سے تھے گئے اور چونکہ وہ شب شب برات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اُس شب مین مقرر ہے توقف اور اہمال حاصل ہوا پہر دن چڑھے آگرہ کے نواح مین داخل ہوئے سلیم شاہ نے اس آمد کے حال سے آگاہ ہوکر سراسیمہ از طعیان نائب اور عیسی خان نیازی اور دیگر امرا سے کہا کہ اگر مجھسے عادل خان کے بارہ مین بدعہدی واقع ہوئی تھی خواص خان اور عیسی خان نے کس واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو مین اندیشہ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب دیکھکر کہا کچھ اندیشہ نہین ہے ابھی اختیار باقی ہے اس فساد کی تسکین کا مین ضامن ہون سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امرا کو کہ فی الجملہ اتفاق عادل خان سے رکھتے تھے کسی بہانہ سے جاکر حرف صلح اور صلاح درمیان مین لاوین رخصت کیا کہ عادل خان کے پاس جاوین و ارادہ اُسکا یہ تھا کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کرکے قلعہ چنار کی طرف خزانہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ و افواج فراہم کرکے جنگ و محاربہ مین مشغول ہووے عیسی خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے ممانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیون پر اعتماد نہین ہے دس ہزار افغان قرلی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپکے نوکر خاص و محل اعتماد مین ہین باوجود اس قدرت اور مکنت کے تعجب کا مقام ہے کہ آپ دولت خداداد پر بہروسا نہین فرماتے فرار کو قرار پر اختیار کرتے ہین اور امرا ہرچند کہ مخالفت باطنی رکھتے ہون غنیم کے پاس بھیجنا حزم اور احتیاط سے بعید ہے پس لایق اور سزاوار یہ ہے کہ آپ بنفس نفیس تمام لشکر پر سبقت کرکے میدان کارزار مین رونق افزا ہون اور پاے ثبات محکم فرماوین کوئی شخص آپکے حضور سے دشمن کی طرف نجاویگا سلیم شاہ نے اس بات سے قوی دل ہوکر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسرون کو کہ رخصت دی تھی پھر طلب کرکے فرمایا کہ مین اپنے ہاتھ سے تمھین کیونکر غنیم کے سپرد کرون شاید کہ بدی تمھارے حق مین اندیشہ کرے یہ کہکر حرب پر آمادہ ہوا اور شہر سے برآمد ہوکر میدان مین ایستادہ ہوا اور لوگ کہ عادل خان سے ہمزبان تھے سلیم شاہ کو معرکہ مین دیکھکر شرم سے دخل بیمادل ہوگئے اور ظاہر ہے ... [illegible]

جنگ واقع ہوئی تائیدات آسمانی نے سلیم شاہ پر نوازش فرمائی سنگ تفرقہ عادل خان اور خواص خان کی جمعیت مین ڈالا اور خواص خان
اور عیسیٰ خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا پٹنہ مین جاکر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ کسی نے اسکے احوال سے خبر
نپائی اور معلوم نہوا کہ اسکا مآل کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسیٰ خان کے تعاقب مین لشکر تعین کیا اور فیروزپور مین آتش
جنگ افروختہ ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اسکے بعد جب دوسرا لشکر کمک کو پہونچا خواص خان اور عیسیٰ خان تاب
مقاومت نلاکر کوہ کمایون کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت اور اُنکے سر پر تعینات کی اور
اُسنے جاکر دامن کوہ کمایون مین قیام کیا اور ہمیشہ دامن کوہ کو تاخت و تاراج سے خراب کرتے تھے اس وقت سلیم شاہ نے خود
چنار کی طرف عزیمت کی اثنا راہ مین جلال خان جلوانی اور اُسکے بھائی کو اس اتفاق کے سبب کہ عادل خان سے
رکھتے تھے ... کرکے گوالیار مین بھیجا اور خود بجانب آگرہ مراجعت فرمائی اور جو قطب خان
عادل خان ... تھا بسبب اُس خوف وہراس کے کوہ کمایون کے دامن سے فرار کرکے لاہور
مین ہیبت خان نیازی ... گیا سلیم شاہ نے اعظم ہمایون پر حکم نافذ کرکے قطب خان نائب کو
طلب کیا اعظم ہمایون نے ... قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا بادشاہ نے اُسکو مع چند محبوس دیگر کے
... باز بہادر ... لوحانی کے پاس گوالیار مین بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون کو
طلب کیا شجاعت خان ... ملازمت کی اور اعظم ہمایون متعذر ہوا سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ کی طرف رخصت کیا
اور خود خزانہ لانے کے واسطے ... کے سمت سوار ہوا اور سعید خان یعنی اعظم ہمایون کا بھائی کہ ہمیشہ حضور مین حاضر رہتا تھا
راہ سے فرار ... لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے بازگشت کرکے آگرہ مین آیا اور لشکر کے احضار کا حکم دیکر نئی دہلی کیطرف رونق افزا
ہوا اور حکم کیا کہ گرد شہر اور اُس قلعہ کے کہ ہمایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک حصار گچ و سنگ سے تیار کرین اور جب سلیم شاہ کی
خبر توجہ دہلی کی شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار اخلاص کے واسطے مع ایک جماعت مخلصان سلیم شاہ کے روبرو آیا
اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی مین قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کرکے لاہور کی عزیمت کی اور اعظم ہمایون خان مع
ملازم مخلصان باتفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے دوچند تھی استقبال کے واسطے دوڑ کر قصبہ انبالہ
کے نواح مین پہونچا کہتے ہین جب سلیم شاہ لشکر نیازیون کے قریب گیا فرو کش ہوا اور خود مقربون کے چند اشخاص سے لشکر نیازیون
کے مشاہدہ کو جاکر ایک پشتہ پر چڑھا اور جب نظر اُسکی اُنپر پڑی اُس مقام مین ایستادہ ہو کر کہا کہ میری عزت وناموس مین نہین سماتا ہے
کہ باغی کو دیکھکر صبر کرون پھر افسرون کو حکم دیا کہ صفوف جنگ آراستہ کرکے عزیمت جنگ کرو اور اُس شب کو کہ صباح اُسکے جنگ
ہوئی اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے خواص خان سے حاکم کے نصب کرنیکے واسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواص خان
نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کرکے حاکم کرنا چاہیے اور اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے کہا تھا **بیت** ملک بمیراث نگیرد
کسے تانزند تیغ دو دستی بسے چنانچہ اس مقدمہ کے سبب اُنکے درمیان مین کدورت پیدا ہوئی جبکہ صفوف آراستہ ہوئین اور
طرفین متقابل ہوئے خواص خان بے جنگ ہزیمت کرکے فوج کے باہر نکل گیا اور نیازیون نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا
جو کہ خود کامی کا نتیجہ شامت وندامت ہے یہ بھی بھاگ گئے اور فتح غیبی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی **بیت** کسے را کہ دولت کند یاوری
کہ آرد کہ باوے کند داوری سعید خان یعنی برادر اعظم ہمایون مع دس آدمی ہمراہیون سے جو مسلح تھے اور کوئی شخص اُسے
نہین پہچانتا تھا اُسنے چاہا کہ مین مبارکباد کے بہانہ سلیم شاہ کے پاس پہونچکر اُسکا کام تمام کرون جب گیا ایک فیلبان نے

اُسے بھالا نیزہ مارا اور وہ فیلان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے برآمد ہو کر نکل گیا القصہ نیازیون نے شکست کے بعد دھنکوٹ کی طرف جو ردہ کے قریب ہی فرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اُسکے والد نے تعمیر کیا تھا اُنکے تعاقب مین گیا اور خواجہ اویس شروانی کو مع لشکر قوی نیازیون کے سر پر تعین کر کے خود بدولت و اقبال نے آگرہ کی طرف حرکت کی اور وہان سے گوالیار مین آئے اُسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے آگے جاتا تھا ایک شخص عثمان نام نے کہ شجاعت خان نے اُسکا ہاتھ قطع کیا تھا سر راہ کمین کر کے فرصت وقت کا جویا تھا یکبارگی برق کی طرح جست کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہو کر اپنے مکان پہنچا اور گمان کیا کہ یہ شخص سلیم شاہ کے اغوا سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہے یہ سرچلکر گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے سرونج تک اُسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بانسواڑہ مین آیا عیسی خان سور کو مع بیس ہزار سوار اوجین مین چھوڑ کر دارالخلافت کی طرف مراجعت کی اور یہ واقعہ ۹۵۴ نوسو چون ہجری مین واقع ہوا تھا اور خواص [illegible] لڑائی کہ اعظم ہمایون کے سر پر تعین تھا دھنکوٹ کے اطراف مین آنکے لڑا اور شکست پائی اور اعظم ہمایون تعاقب کرکے نوشہرہ تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر لشکر گران ترتیب دیکر نیازیون سے [illegible] اسواسطے بھی اعظم ہمایون پر ہیبت [illegible] اُسکو [illegible] مین گیا جب سلیم شاہ کا لشکر [illegible] قریب پہونچا نیازیون نے محاربہ کیا اور شکست فاحش کھائی اور اعظم ہمایون کی ماں اور [illegible] فرزند اسیر ہوئے [illegible] سلیم شاہ کی [illegible] نیازی گکرون کے پاس پناہ لیگئے اور یہان [illegible] پرگنہ کشمیر سے متصل ہین درآئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیازیون کی آتش فساد کی تسکین کے واسطے سوار ہو کر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک گکران سے [illegible] ایک شخص نے تنگ راستہ مین کہ جسوقت سلیم شاہ کوہ مانکوٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کرکے اُسکے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال چستی اور چالاکی سے اُسپر غالب آیا اور آن واحد مین اُسکا کام تمام کیا اور وہ تلوار [illegible] جو کہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب گکران مغلوب ہوئے اور اُن مین قوت باقی نہ رہی اعظم ہمایون کشمیر مین آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے خط سے نیازیون کا سدراہ ہوا نیازیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آخر کو اعظم ہمایون اور سعید خان قتل کیے گئے [illegible] کشمیر نے [illegible] سلیم شاہ کے پاس بھیجے اور سلیم شاہ نے نیازیون کی مہم سے فراغ حاصل کرکے مراجعت کی [illegible] کامران [illegible] آشیانی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے از روے نخوت و تکبر پیش آنکر [illegible] سلوک کیا [illegible] کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرور ہوا اور کوہ سوالک مین [illegible] وہان سے ولایت گکران مین گیا اور [illegible] نے دہلی مین جاکر چند روز قیام کیا اور اُسوقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے پہونچ گئے ہین اُسوقت سلیم شاہ اپنے گلے پر جونکین لگا کر خون نکلواتا تھا اُسیوقت سوار ہو کر روانہ ہوا اور اوس روز تین کوس پر جا کر مقام کیا اور [illegible] تھا اور تھوڑے عرصہ مین بیل ارابہ کے پرگنون مین گئے تھے اور وہ چلنے مین جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجاے گاو ارابہ کھینچین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے کھینچنے لگے اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے [illegible] ہمایون بادشاہ نے بیشتر مراجعت کی تھی [illegible] اپنے موقع پر مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے مراجعت کرکے قلعہ [illegible] مین قیام کیا اتفاقاً ایک روز [illegible] مین شکار کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیون کے اغوا سے اُسکے سدراہ ہو کر مقام [illegible] مین ایستادہ ہوئی اور حسب اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار اور معطل رہی اور جب یہ حقیقت سلیم شاہ کے گوش زد ہوئی بہاء الدین اور محمود کہ فتنہ کے بانی تھے انھین قتل کرکے گوالیار مین قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے امرا سے کہ جسکو ساتھ قوت

اور غلبہ کے گمان لیجاتا تھا گرفتار کر کے قید کرتا تھا اور گردن مارتا تھا یہانتک خواص خان کہ شجاعت مین رستم زمان اور سخاوت مین حاتم دوران تھا اُس سے متوہم ہوکر کوہ بکوہ اور صحرا بصحرا پھرتا تھا اور سرگردانی سے بہ تنگ آکر ۹۵۹ نوسوانسٹھ ہجری مین امان کے واسطے تاج خان کرانی کے پاس کہ اُسکے ایک امراے معتبرین سے تھا اور سنبھل مین قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کر کے تیغ غدر سے اُسکو قتل کیا اور اُسکے آدمیون نے تابوت اُسکا دلی مین لیجا کر پھر دفن کیا اور اہل ہند اُسے جملہ اہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اُسکو خواص خان دلی کہتے تھے چنانچہ اُسکا قتل مبارک نہوا تھوڑے عرصہ مین یعنی ابتداے ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین سلیم شاہ کی مقعد مین ایک دانہ دنبل کا برآمد ہوا اور درد کی شدت سے خون جاری ہوا اور مرگیا مدت اُسکے سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیر شاہ کے محلون کے درمیان مین ایک محل سرا آباد کر کے ہر ایک سرا مین طعام پختہ اور خام بطریق شیر شاہ مسافرون اور محتاجون اور توانگرون کے واسطے مقرر کیا تھا اور اُسی سال محمود شاہ گجراتی اور برہان نظام الملک بحری سنے بھی وفات پائی اور بدر مولف نے تاریخ اس واقعہ کی زوال خسروان پایا اور قصہ عجایب غریب سے کہ سلیم شاہ کے زمانے مین واقع ہوئین واقعہ شیخ علائی ہی اور تفصیل اُسکی بر سبیل اجمال یہہ ہی کہ اُنکے باپ کا نام حسن تھا اور عرفاے شیخ سلیم قصبہ بیانہ مین سجادہ نشین پر ارشاد یعنی ہدایت طالبون کو کرتے تھے جب رخت ہستی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علائی کہ اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت و دانش مین امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان حق کی ہدایت مین مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے معاودت فرما ہوئے اور روش مہدویہ کہ عقیدہ فاسد سید محمد جونپوری مین موعود ہوا اختیار کر کے بیانہ مین رحل اقامت ڈالی اور جب شیخ علائی کو وضع اُسکی خوش آئی اُسکی صحبت کے فریفتہ ہوئے اور آبا و اجداد کا طریقہ ترک کر کے خلایق کی بروش مہدویہ دعوت کرنے لگے اور برسم اُس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبد اللہ افغان نیازی کے ہمسایہ مین توطن کیا اور ساتھ ایک ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ اُنکے متفق ہو کر گردیدہ ہوتے تھے بطریق توکل اور تجرد بسر لیجاتے تھے اور ہر روز نماز کے وقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اُس مجلس مین حاضر ہوتا تھا ایک ان دو کام سے کرتا تھا یا اصلاً اور قطعاً اپنے کام کے واسطے نجاتا تھا اور ترک اہل و عیال کر کے دائرہ مہدویہ مین داخل ہوتا تھا یا کہ معاصی اور مناہی سے تائب ہو کر ساتھ سید جونپوری کے گردیدہ ہوتا تھا اسکے بعد اگر کشت اور زراعت یا تجارت کرتا تھا وہ ایک حصہ راہ خداے تعالیٰ مین صرف کرتا تھا اور بہت شخص ایسے ہوئے کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے بھائی سے اور زن نے شوہر سے مفارقت قبول کر کے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ اُنکے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی السویہ شریک تھے اور اگر کچھ بہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ مین بسر کرتے تھے اور اظہار نکرتے تھے اور پاس انفاس مین اوقات مصروف رکھتے تھے اور ہتھیار شمشیر اور ہتھیار ہر وقت اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور کسی کو شہر اور بازار اور ہر مقام مین نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفق اور مدارا کے منع کرتے تھے اور آخر کو اگر پیش نجاتا تھا قہراً اور جبراً اُس نامشروع کو تغیر دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ اُنسے موافق تھا امداد مین اُسکے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور اُنکے مقاومت مین نرکھتا تھا اور جب شیخ عبد اللہ افغان نیازی نے دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے بڑا ہی اور فساد عنقریب برپا ہوا چاہتا ہی شیخ علائی کو سفر حجاز کی دلالت کی اور شیخ علائی ساتھ اُسی وضع اور حالت کے مع تین سو اور ستر خانوادہ مردم کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب خواص پور مین کہ جودھپور کے حدود مین واقع ہی پہونچے خواص خان مشہور اُنکے استقبال کو آیا اور اُنکے معتقدان کے

سلک مین منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ مین فساد مذہب مہدویہ کا دل مین لاکر اُسنے منحرف ہوا اور شیخ علائی اس معنی کو سمجھکر ساتھ اس بہانہ کے کہ امر معروف و نہی منکر مین بواجبی اطاعت نہین کرتے ہین اظہار رنجش خواص خان سے کرکے خواص پور سے برآمد ہوا اور سفر حجاز کی عزیمت فسخ کرکے بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور اُن دنون مین سلیم شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر متمکن ہوا سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ مین گیا اور اُسکی مجلس مین حاضر ہوکر بادشاہون کے رسوم اور آداب کا مقید نہوا سلام شرعی سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے ایکبار علیک السلام کہا اور یہ بات اُسکے مقربون پر دشوار ہوئی ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب مخدوم الملک نے مقام انکار شیخ علائی مین ہوکر فتوے اُسکی قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میر رفیع الدین محدث اور ملا جلال بھیم دانشمند اور ملا ابو الفتح تھانیسری اور دیگر علماے وقت کو حاضر کرکے تشخیص اُس قضیہ کی حوالہ اُنکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علائی کسی پر غالب نہوتا تھا بلکہ مغلوب ہوکر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر پر رجوع کرکے اسطرح سے آیات کے معانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل مین اثر پذیر اور ذہن نشین ہوتے تھے اور اُس سے کہتا تھا اے شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ تو تجھے اپنے تمام قلمرو پر محتسب کرون اور ابتک میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا ابھی حکم سے کرتا رہ اور جب شیخ علائی نے یہ بات قبول نکی سلیم شاہ نے باوجود فتوے ملا عبد اللہ سلطانپوری کے حکم قتل صادر نہ کیا قصبہ ہندیہ کیطرف کہ سرحد دکن ہے اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اُس مقام کا کہ سلیم شاہ کے امراے عمدہ سے تھا مع تمام لشکر اپنے ساتھ کے اُس سے گرویدہ ہوکر اُسکے دائرہ اعتقاد و اخلاص مین در آیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو مع وجوہ قبیح سلیم شاہ کے ذہن نشین کیا اور شیخ علائی کو اُس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ علما کو حاضر کرکے بیشتر سے بیشتر اس قضیہ کے تشخیص مین مقید ہوا پھر ملا عبد اللہ سلطانپوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعوی کرتا ہے اور حضرت امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روے زمین کے ہونگے اسواسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اُسکے گرویدہ ہوا ہے جیسا لشکر تیرے بھی پوشیدہ اُسکے مذہب مین داخل ہوئے ہین اور محتمل بلکہ یقین کیا گیا ہے کہ نقصان تیرے ملک و بادشاہی مین ظاہر ہوے سلیم شاہ کسی وجہ سے ملا عبد اللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علائی کو بہار مین شیخ بڑہ طبیب کے پاس کہ مرد دانشمند تھا اور سلیم شاہ اُسکا معتقد ہوکر کفش اُسکے پانون کی سیدھی کرتا تھا بھیجا تو اُسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب کیطرف متوجہ ہوکر قلعہ مانکوٹ کی تعمیر مین مشغول ہوا جب شیخ علائی بہار مین پہونچا شیخ بڑہ نے موافق فتوے ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بمخدوم الملک کے فتوے لکھکر سلیم شاہ کے ایلچیون کو دیا اس درمیان مین شیخ کو مرض طاعون کہ اُسوقت مین شائع تھا عارض ہوا اور حلق مین اُسکے ایک زخم پڑا کہ ایک انگشت کی مقدار فتیلہ یعنی بتی جاتی تھی اور رنج سفر بھی اُسپر مستزاد ہوا جب شیخ کو سلیم شاہ کے روبرو لائے قوت گفتار نرکھتا تھا سلیم شاہ نے آہستہ اُسکے کان مین کہا کہ مین مہدی نہین ہون اور مطلق العنان شیخ نے اُسکا کلام نہ سُنا سلیم شاہ نے مایوس ہوکر حکم دیا کہ تازیانہ شدار نے اُسے چند تازیانہ مارے لکھا ہے کہ تیسرے تازیانہ مین شیخ علائی نے جان قابض ارواح کو سونپی اور یہ قضیہ ۹۵۵ھ نو سو پچپن ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مادہ اُسکی تاریخ کا ذکر اللہ ہے اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اُسکا فرزند کہ بارہ برس کا تھا باتفاق امرا قلعہ گوالیار مین تخت پر بیٹھا اور ابھی تین دن نگذرے تھے کہ مبارز خان ولد نظام خان سور نے کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور چچیرا بھائی سلیم شاہ کا اور سالا اُسکا تھا اپنے بھانجے فیروز شاہ کو قتل کیا اور وزرا اور امرا کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کرکے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی تاریخ اکبری مین لکھا ہے کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے بیشتر اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی سے بارہا کہا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز خان کو دوست رکھتی ہے اجازت دے

تو مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اٹھاوٴن کہ تیرے فرزند کا خار رہ ہوا در جہ بھائی کو دوست رکھتی ہو اپنے دلبند کی زندگی سے ہاتھ اٹھا کہ اسے مبارز خان سے خطرے ہین اسکی بی بی جواب دیتی تھی کہ میرا بھائی مرعیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور نغمہ سا کیطرف اوقات صرف رکھتا ہو اسکو خیال سامان بادشاہی نہین ہی یہ جیتے سلیم شاہ اس بارے مین اسے ملامت کرتا تھا منفعل ہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان و انصار اپنے فیروز خان کے محل مین داخل ہو کر اسکے قتل کے درپے ہوا ہرچند اسکی ہمشیرہ زار زار روکر اپنے نورعین کی شفاعت کرتی تھی اور کہتی تھی ای بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو مین اسے لیکر ایسے مقام مین لیجاؤنگی کہ کوئی اس سے نشان نپاوے فائدہ نہ کیا آخر اس سنگدل نے اس طفل معصوم کو بعصدد تصور تیغ جفا سے شہید کیا **بیت** بمردی کہ ملک سراسر زمین ❊ نیرزد کہ خونے چکد بر زمین ❊

ذکر سلطنت محمد شاہ سور المشہور بعدلی کا

اسکو جب سامان بادشاہی ظاہری کا بہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اسکو بحذف الف اور اضافہ یا عدلی کہتے تھے اور بعلت عدم قابلیت کے سبب کہ مردم ارذل و دون کا ہاتھ پکڑ کر مہمات عمدہ شاہی کو ساتھ انکے رجوع کئے تھے اور ہیموی نام ہنود کو کہ بقال قصبہ ریواڑی کا ساکن تھا اس کو منصبداران جدیدہ کے سلک مین منتظم کر کے کوتوال بازار کا کیا اور صاحب اختیار ملک و مال کیا اور خود شرب شراب اور صحبت زنان مغنیہ و رود لازم مین مشغول ہوا اور جو زر بخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی سنی تھی خیال اسکی تقلید کا کر کے اوائل جلوس مین دروازہ خزانہ مفتوح کر کے خلق کو انعامات دیکر مستمال اور توانگر کیا اور تیر بانسی پیکان مین اسکے ایک تولہ طلا تھا یا تانبا سوا ہی وغیرہ گوشہ کمان مین رکھکر ہر طرف پھینکتا تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان مین گرتا تھا یا جسکے ہاتھ آتا تھا دس ہزار روپیہ دیکر اس سے لیتا تھا بس اس طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ مین تاراج کر کے آپکو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع افغان اسکے کام بے موقع سے اسکو اندھیلی کہتے تھے کسواسطے کہ اندھیلی زبان ہندی مین کوری اور نابینائی ہی جب ہیموی بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گذرا امرائے افغان اسکی ابلہی اور بدوضعی سے رنجیدہ اور دلگیر ہو کر دشمن ہوگئے اور ہر گوشہ سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اکثر امرا نے سر اطاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کہ شرط فرمانبرداری ہی بجا نہ لائے اس واسطے عدلی کا دلون اور نظرون مین کچھ وقر اور اعتبار نہ رہا رونق اور نظام اسکی بادشاہی کی زائل ہوئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ مین بار عام دیا اور امرا تمام اسکے حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اسی اثنا مین حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ فرملی کی جاگیر ہی تغیر دیکر سرمست خان شروانی کو دیوین چونکہ دونون قبیلہ دار تھے اس مقدمہ مین گفتگو کی سکندر خان ولد شاہ محمد فرملی کہ جوان نوخاستہ اور بہادر نہایت [illegible] انداز سے درشتی بولا کہ اب کام اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر شروانیان سگ فروش کو دیتے ہین جب کلام بلند ہوا اسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا سکندر خان کو درشتی اور ناہمواری سے منع کرتا تھا لیکن اسنے یارائے صبر نہ رہا بولا ای باپ شیر شاہ تجھے ایک مرتبہ قفس آہنی مین قید کر کے ارادہ قتل کا رکھتا تھا آخر کو سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس مہلکہ سے تجھے نجات بخشی اب گروہ سور تیرے اخراج کا قصد رکھتا ہی تو اس معنی کو نہین سمجھتا عنقریب تجھے نچھوڑینگے اسوقت سرمست خان نے کہ بہت بلند قد اور قوی ہیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھکر کہا کہ اے فرزند یہ تمام درشتی کسواسطے ہی اور سرمست خان کا یہ ارادہ تھا کہ اس بہانہ سے اسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کر کے ایسا خنجر اسکے شانہ پر مارا کہ سرمست خان فوراً ستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اسکے متعرض ہوئے تھے انمین بعضونکو ہلاک اور بعضونکو زخمی کیا اور عدلی اس شور و فساد مین اٹھکر حرم سرا کیطرف روانہ ہوا سکندر خان نے

تا قریب تھا عدلی نے دروازہ بند کرکے زنجیر مین قفل کیا اور ان امرا نے جو کہ دیوانخانہ مین تھے اپنی تلوارین میانون سے
نکالین اور ان دیوانون سرمست کے دو گھڑی تک بطرف جاتا تھا ضرب شمشیر سے قتل کرتا تھا اُس درمیان مین ابراہیم خان
سور کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور رشتہ مین شیر شاہ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اُسپر حملہ آور ہوا اور ضربات شمشیر آبدار
سے اُسکا جسم نازنین پرزے پرزے کیا اور دولتخان لوحانی نے بھی ایک ضرب شمشیر سے کام شاہ محمد فرملی کا تمام کیا کہتے ہین
اُسیدن تاج خان کرانی کہ عمدہ امراے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہوکر شاہ محمد فرملی کے دروازہ کے قریب
اُس سے ملاقی ہوکر احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کار دگرگون ہوا مین نے بیتا قدم اِس کارخانہ سے باہر کھینچا ہی
تو بھی بالکل میری موافقت کر شاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کیواسطے گیا اور پہونچا اُسکے پہونچتے ہی تاج خان کرانی نے
قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اُسکے تعاقب مین روانہ کی اور چھپرامؤ کے اطراف مین کہ آگرہ سے چالیس کوس
اور قنوج سے تیس کوس ہی اُسکے سر پر پہونچکر جنگ مین مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چنار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ مین بعضے
عمال خالصہ عدلی پر متصرف ہوا اور نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سو زنجیر فیل سے مراد ہی پرگنات سے
لیکر اپنے بھائیون عماد اور سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم بعض ولایات کنار گنگ و خواص پور ٹانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند
کیا اور عدلی بھی کرانیون کے سر پر فوج کش ہوا اور نہر گنگ کے کنارے طرفین کا مقابلہ ظہور مین آیا اُسوقت ہیموی بقال نے عدلی سے
کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کرین آب سے عبور کرکے کرانیون پر حملہ آور ہون اور اُنھین ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالون
عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا ہیموی بقال نے آب گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اور ابراہیم خان سور کہ شوکت وعز
رکھتا تھا عدلی نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اُسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان
چنار سے بھاگ کر اپنے باپ غازیخان کے پاس کہ ہندون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے عیسیٰ خان نیازی کو اُسکے تعاقب کیواسطے تعین
کیا اور وہ کالپی کے قریب اُس سے ملحق ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسیٰ خان نیازی منہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فراہم کرکے
دار الملک دہلی پر متصرف ہوا اور زر و سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور خطبہ اپنے نام پڑھا کر وہان سے آگرہ کیطرف تاخت لایا اور اکثر ممالک
اس حدود کے زیر نگین کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا عدلی نے ناچار ہوکر کرانیان سے ہاتھ کھینچکر چنار سے کوچ کیا اور
ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب دریاے گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے ایلچی اُسکے پاس بھیجکر
یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شروانی اور اعظم ہمایون اور چند امراے دیگر جو صاحب اقتدار اور ذی اقتدار ہین آوین اور لوازم
عہد و میثاق درمیان مین لاوین اعتماد نیر کرکے ملازمت مین حاضر ہونگا عدلی نے بےعقلی سے اُس جماعت کو روانہ کیا اور
ابراہیم خان سور نے سبکو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر اصرار کیا عدلی نے اس امر
سے آگاہی پائی قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کرکے چنار کیطرف راہی ہوا اور ممالک
اُسطرف کے قبضہ مین لاکر فروکش ہوا اور استقلال تمام بہم پہونچایا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھکر نشان
بادشاہی کا بلند کیا اُس عرصہ مین احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا بھتیجا ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اُسکے بھی حبالہ
نکاح مین تھی عدلی کی خبر زبونی اور مغلوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سُنکر اُسکے بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس
دماغ مین جاگزین ہوئی اور ہیبت خان اور تاتار خان کو کہ امراے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل اور یکجہت کرکے سکندر شاہ
لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرح کے قریب کہ دس کوس بلدہ آگرہ سے ہی

نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دو سو امیر
ہمراہ رکھتا تھا کہ ان مین اکثر صاحب سراپردہ وتجمل وعلم ونقارہ رکھتے تھے سکندر شاہ اُسکا جاہ وحشم دیکھکر ہراسان واپنے
آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کرین ابراہیم شاہ اپنے لشکر وحشم کی کثرت پر
مغرور ہوکر سکندر شاہ کی ملامت اور تملق پر ملتفت نہوا اور موضع مذکور مین صفوف جنگ آراستہ کرکے نقارہ حربی پر چوب
ماری اور جدال وقتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے اپنا علم امرا کے ہمراہ کرکے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جوانان
جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین مین ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول مین لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ
اُسکی لوٹ مین مشغول ہوئی سکندر شاہ نے موقع دیکھا کمین سے باہر ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کرکے ایک
لحظہ مین اُسے منہزم کیا اور مضمون کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة کا ظہور مین آیا بادشاہ ابراہیم سنبھل کیطرف گیا اور سکندر شاہ
کامیاب ہوکر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اسکے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ
ہوا ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کرکے سنبھل سے کالپی کی سمت آیا اُسوقت عدلی نے ہیمو بقال کو کہ اسکا وزیر تھا مع سپاہ
آراستہ اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ خوب بیاراستہ دہلی اور آگرہ کی تسخیر کیواسطے بھیجا ہیمو بقال نے ابراہیم شاہ کا
دفع اہم جانکر نواح کالپی کو شکست کیا ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا ہیمو بقال نے پھر اُس مقام
مین آنکر تین مہینے تک محاصرہ کیا اور جوانہین دنون مین محمد خان سور حاکم بنگالہ علم مخالفت بلند کرکے چنار اور جونپور اور کالپی کی تسخیر
مین متوجہ تھا عدلی نے ہیمو بقال کو طلب کیا ہیمو بقال محاصرہ ترک کرکے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اُسکا تعاقب کرکے
موضع مندا کہ مین کہ آگرہ سے چھ کوس ہے اُسکے سر پر پہونچکر بنیاد جنگ کی ڈالی اور شکست پاکر پھر اپنے باپ کی خدمت
مین روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت بھٹہ کی طرف گیا اور راجہ رام چندر سے جو وہانکا راجہ تھا لڑا اور گرفتار
ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھکر اُسے بہ تعظیم تمام تخت پر بٹھایا اور نوکرون کے مانند اُس سے سلوک ہوا اور چند
عرصہ کے بعد بیانہ کے افغانون سے کہ رائسین کے حدود مین رہتے تھے اور باز بہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور
افغانان ایلچی رام چندر کے پاس بھیجکر بادشاہ ابراہیم کو مالوہ مین لیگئے اور اپنا حاکم بنایا اور چاہا کہ درگاوتی رانی ولایت گڈھہ کو مدد
کیواسطے طلب کرکے باز بہادر سے مقابلہ کرے رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے روانہ ہوئی اور باز بہادر نے ایک
جماعت اُسکے پاس بھیجکر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ درگاوتی پشیمان ہوکر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنا اُس مقام
مین مناسب نجانا اڑیسہ کی طرف کہ اقصاے بلاد بنگالہ سے ہے جاکر ایام گذاری کی یہانتک کہ ۹۷۵ نو سو پچہتر ہجری مین سلیمان کرانی
ولایت اڑیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ کو عہد و پیمان سے اپنے پاس بلاکر تیغ غدر سے ہلاک کیا القصہ جب ہیمو بقال
چنار مین عدلی کے پاس گیا خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کرکے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس
حال کے ان افغانان سے کہ جہل وخودرائی کو شعار اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ وجدال نہ رہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فرصت
میسر نہوئی محمد خان گوریہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع چھپر کو مین کہ پندرہ کوس کالپی سے ہے فریقین کے درمیان
جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور محمد خان گوریہ مارا گیا اور عدلی نے منصور ومظفر ہوکر چنار کیطرف مراجعت کی اور دہلی کے استخلاص
اور استرداد کی فکر مین ہوا اس درمیان مین ہمایون بادشاہ دار بقا کی رحمت مین داخل ہوا عدلی نے ہیمو بقال کو پچاس ہزار سوار
اور پانسو فیل جنگی ہمراہ کرکے روانہ کیا آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو [illegible] سے برآوردہ کرے اور خود امراے افغانکی مخالفت

سبب چیار سے دو دن بجا سکا ہیموی بقال جب آگرہ کی نواح مین پہونچا امرائے مغل کہ اُس شہر مین تھے قوت جنگ اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کی سمت روانہ ہوئے ہیموی بقال آگرہ کو اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے دہلی کی طرف لیا تردی بیگ حاکم دہلی کا صف آرا ہو کر اُس سے مقابل ہوا اور شکست کھا کر پنجاب کی طرف مفرور ہوا ہیموی بقال دہلی پر قابض و دخیل ہو کر درپے اُسکے ہوا کہ سامان درست کرکے لاہور جاوے قضارا بیرم خان ترکمان نے کہ اکبرشاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا پیشدستی کرکے خان زمان مغل کو تعجیل تمام دہلی کیطرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہیموی بقال یہ خبر سنکر نہایت حشمت و شوکت سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح مین فیل پر سوار ہو کر لشکر مغل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ ہائے مردانہ کرکے صف میمنہ اور میسرہ اور قلب کو برہم مارا لیکن جلال الدین محمد اکبرشاہ کے اقبال کے سبب مغلان اپنا کام کرکے تاراج مین مشغول نہ ہو اور عجیب اتفاق ایک گروہ مغلون کا ہیموی بقال سے دوچار ہوا اور اُسے پہچانا اور اُسکے ہاتھی کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین اکبرشاہ کی خدمت مین لیجا کر تہ تیغ کیا ہیموی بقال کے قتل ہونے کے بعد عدلی زبون و ضعیف ہوا اور ایسا ہی رنگ افغانان خیرہ سر ہوئے اور خضر خان ابن محمد خان گوریہ بقصد انتقام پدر درپے جمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پورب پر متصرف ہوا اور اُس ممالک کے خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اُسکے بعد عدلی کے سر پر فوج کش ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی قتل ہوا اور سلطنت اُسکی آخر ہوئی۔

ذکر سکندر شاہ سور اور زوال دولت افغان بتقدیر خداوند معبود

واضح ہو کہ جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا لوازم عیش و سرور بجالایا اور امرائے اکابر افغان کو طلب کرکے فرمایا کہ مین بھی ایک تمہین ہون مجھے تمپر کسی طرح کی فوقیت نہین ہے بادشاہ بہلول لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان مین مشہور کیا اور شیر شاہ نے بمشقت تمام سواد اعظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ مین لایا اور گروہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اب مثل ہمایون بادشاہ کے وارث مملکت کمین فرصت مین ہے کسی طرح اُس سے امین نہین ہو سکتے اگر تم برضا و رغبت سیری بادشاہی کے خواہان ہو نفاق و حسد کو دل مین راہ نہ دیکر غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دور کرو تو حسن اتفاق کی برکت سے کار بادشاہی مین نظام اور ایک رونق ظہور مین آوے اور اگر تم مجھے اس امر جلیل القدر کے شائستہ نہین جانتے اپنی قوم مین سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر متمکن کرو کہ مین بھی اُسکے جادۂ اطاعت مین قدم رکھکر دل و جان سے مخلص اور ہوا خواہ ہونگا امرائے افغان یہ کلام سنکر جوابدہ ہوئے کہ ہم سب نے آپ کو شیر شاہ کا چچیرا بھائی سمجھکر تخت شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب اور مالک بنایا ہے اُسکے بعد سبھون نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپ سے کبھی مخالفت نکرینگے لیکن اُسی عرصہ مین باوجود عہد و میثاق کے مناصب اور خطاب اور جاگیر کے بارہ مین کلفت اور رنجش درمیان مین آئی اتفاق نے صورت نہ باندھی قضارا ہمایون بادشاہ اُنھین دنون مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتار خان رہتاس سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور مغلون نے لاہور پر تاخت کرکے افغانون کو زیر و زبر کیا کچھ اُنکی پیش نہ گئی اور سرہند تک متصرف ہوکے سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور ایک روایت مین لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتار خان اور حیبت خان افغان سپہسالار کے ہمراہ کرکے فوج جغتائی کے مدافعہ کو تعین فرمایا اور افغانون نے شکست فاحش جیسا کہ چاہیے پائی اور گھوڑے ہاتھی چھوڑ کر ایسے بھگے کہ دہلی تک باگ نہ موڑی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امرا کا نفاق بخوبی تمام جانتا تھا لیکن ضرورتاً اسی ہزار سوار لشکر گاہ سے لیکر سنہ ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری مین پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرہند کے قریب پہونچکر بیرم خان ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب مین تھا جنگ کرکے منہزم ہوا اور کوہ سوالک مین

پناہی اور دار الملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امراے ہمایون بادشاہ کے تصرف مین آیا اور عدل و داد کی آبیاری سے عالم رشک صحن گلستان ارم ہوا اور بیرم خان ترکمان کے مساعی جمیلہ سے سکندر شاہ سور کوہستان سوالک سے مفرور ہو کر بنگالہ کی طرف بھاگا اور اُس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجاے اُسکے بنگالہ کا حاکم ہوا القصہ تتمہ اس کلام کا واقعات حکام بنگالہ مین ناظرین پر تکمیل مطالعہ فرمودین انشاء اللہ تعالی وہان مشروحاً مرقوم کلک تحقیق سلک ہوگا

ذکر رجعت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و تسخیر اس حدود کی بتوفیق خداوند جزو کل اور ممالک ہندوستان جنت نشان کا اُس بادشاہ کشورستان سے دوبارہ آنا حوزہ تصرف مین

جب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے بیلاق قیدار نبی علیہ السلام مین کہ اُبہر اور سلطانیہ کے درمیان ہین ہی جا کر جواب کتابت مشتمل بر تہنیت قدوم و اشتیاق ملاقات شہ کے لایا جنت آشیانی اُسطرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول سنہ ۹۵۱ نو سو اکاون ہجری مین شاہ ایران یعنی شاہ طہماسپ بن شاہ اسمعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کہ لایق حال ایسے مہمان اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع مین آئی ایک دن حضرت شاہ نے اثناے محاورہ اور مکالمہ مین پوچھا کہ سبب دشمن ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیون کا اتفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ روش سلوک بھائیون کے ساتھ وہ نہ تھی جو آپ بجالاے اور جب دسترخوان مائدہ طعام کا بچھا بہرام میرزا شاہ طہماسپ کے بھائی نے کہ اُس مجلس مین دست بستہ مودب کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پر پانی ڈالا اور مثل سائر خدمتگارون کے خدمت مین مشغول ہوا اُسوقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھائیون کو اس حال پر رکھنا چاہیے بہرام میرزا اس بات سے اسقدر آزردہ ہوا کہ جبتک جنت آشیانی عراق مین رونق افزا رہے بالکل دشمنی کی ہاتھ سے نہ دی اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کر کے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باتین موحش زبان پر لاتا تھا اور دلائل اور براہین سے ذہن نشین اور خاطر نشان کرتا تھا کہ صلاح نہین ہے جو صاحبقران کی اولاد ہندوستان مین کہ مقابل ایران کے ہے فرمان روا ہووین الغرض حضرت شاہ جب بیلاق قیدار نبی علیہ السلام مین تھے جنت آشیانی کی خوشحالی کیواسطے تین مرتبہ شکار جرگہ کی بنیاد ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار ڈالنے کی تکلیف دی اُسکے بعد بیرم خان کو من بعد بہرام میرزا و سام میرزا کو حکم کیا بعدہ امرا اور سپاہیون کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب و قاعدہ اسپان تیز رفتار پر سوار ہو کر تازی شیر صولت اثر شکار پر دوڑا اُسنے و بس شمشیر و تیر و تبر سے صحن صحرا کو چرند سے خالی کیا اور صیدگاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہمرنگ ہوئی اور سنگ مرمر نے رنگ یاقوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین مین مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بھی مقربون نے سخنہاے ناخوش سے حضرت شاہ کا مزاج منحرف کیا اور جنت آشیانی بھی پر حذر رہے لیکن اس مصرع پر عمل کیا مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش + اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجالاے اُندنون سلطان بیگم شاہ طہماسپ کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نور الدین کہ محرمون سے تھے اتفاق کر کے درپے اُسکے ہوے کہ حضرت شاہ کی صفحہ دل سے غبار کلفت کا زائل کرین اسواسطے ایک دن سلطان بیگم نے خلوت مین ایک تقریب اُٹھا کر یہ رباعی جنت آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور مین پڑھی **رباعی** ہستیم ز جان بندہ اولاد علی + ہستیم ہمیشہ شاد با یاد علی + چون سر ولایت ز علی ظاہر شد + کردیم ہمیشہ ورد خود نادعلی + حضرت شاہ یہ رباعی سنکر خوشحال ہوئے اور فرمایا اگر ہمایون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے ممالک محروسہ کے منبر دان کو ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام کی اسامی بزرگوار سے مزین اور مشرف کر دیگا مین کمک کر کے

ممالک موروثی مین روانہ کرون سلطان بیگم نے جنت آشیانی کو پیغام کیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لڑکپن سے اس عہد تک خاندان
رسالت کی محبت میرے دل مین جاگزین ہی اور امراے چغتائی کا نفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا حضرت
شاہ نے بیرم خان کو خلوت مین طلب کرکے ادھر اُدھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت رفع ہوا تھا
اُس مجلس مین مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو کہ طفل گہوارہ ہی یا تلیکے بداغ خان قاچار کہ امراے عمدہ سے تھا مع دس ہزار سوار جنت آشیانی
کے ہمراہ کرے تو بھائیون کو تنبیہ و تادیب کرکے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے اُسی چند روز
کے عرصہ مین تمام اسباب شاہی مرتب کرکے جنت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت فرمایا کہ سیر تبریز اور اردبیل میرے
مکنون خاطر ہی دونون شہرون کی سیر کرکے ارواح طیبہ شیخ صفی اور انکی اولاد امجاد سے استمداد کرکے منزل مقصود کیطرف روانہ
ہونگا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرماکر اُس محال کے حکام کو فرمان مطاعہ صادر فرمائے کہ لوازم تعظیم و تکریم مین حضرت کے دیدہ
دانستہ تقصیر نکرین وہ حضرت اُس بلاد کی سیر اور مشائخ بزرگوار کی زیارت کرکے برفاقت شاہزادہ مراد اور امراے قزلباش مشہد
مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاف التحیۃ والثناء کے راستہ سے قندھار کیطرف متوجہ ہوے اور اول گرمسیر کے قلعجات دیوان
بادشاہی تصرف مین آئے اور جنت آشیانی کا خطبہ وہان پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پاکر شاہزادہ محمد اکبر کو
کہ مرزا مہربان کے پنجہ ظلم مین گرفتار رہتا میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر خود سامان قلعہ داری کا مہیا کیا اور قندھار کے
قلعہ مین متحصن ہوا اور جنت آشیانی نے باتفاق بداغ خان قاچار کے وہان پہونچکر محرم کی ساتوین تاریخ سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری مین قلعہ
مذکور کو محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایلچی کامران میرزا کے
پاس کابل مین بھیجا اور اثناے راہ مین ایک قوم ہزارہ نے آنکر بیرم خان کی سد راہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان
مظفر و منصور ہوکر کامران میرزا کی ملازمت مین حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور بقاع کے بارہ مین تحریک کی جب مؤثر
نہوئی مراجعت کرکے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک مین پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ اور عاجز ہو
الوس چغتائی کے عاجز ہوا اُس عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میرزا میرک اور شیر افگن بیگ
برادر منعم خان کامران میرزا سے بھاگ کر جنت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم معتبر قلعہ سے برآمد ہوکر
حضرت کی خدمت مین فائز ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہوکر امان چاہی اور باتفاق امرا نہایت خجالت سے بشرف
ملازمت مشرف ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور مین قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق ہو
اس صورت مین آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگذاشت کیا اور شہزادہ اور بداغ خان قاچار اور ابوالفتح سلطان افشار اور
صوفی ولی سلطان شاملو موسم سرما کے سبب قلعہ مین در آئے اور باقی امراے قزلباش پلٹ گئے اور الوس چغتائی قزلباش
کے قلعہ دینے سے آزردہ ہوئے اور جب اُس زمستان مین انھین کوئی جاے امن نرہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور عسکری
میرزا بھی فساد کا داعیہ کرکے بھاگا اور ایک جماعت اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئی اور گرفتار کر لائی اور وہ حضرت مع لشکر
ظفر پیکر کابل کی طرف سوار ہوئے اور انھین دنون مین شہزادہ مراد قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت اثناے راہ
سے معاودت فرماکر استرداد قلعہ کے عازم ہوئے اور بداغ خان قاچار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چند روز کیواسطے عاریۃً
ہمارے سپرد کرین کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد پھر تمہارے سپرد کرینگے بداغ خان نے یہ امر منظور نہ کیا اور آنحضرت
نے بھی سکوت کرکے بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تسخیر قلعہ کی فکر سے غافل نہونا چاہیے الغرض

آیا یہ دن شہر والی تھا کہ ملعون سے معمول تھی تھین آئی حاجی محمد خان نے فرصت پاکر اس قطار کی پناہ مین دروازہ تک آیا اور محافظ
اور دربان جب مانع ہوئے حضرت بہا سے شمشیر آبدار سے انھین خاک مذلت پر ڈالا اسوقت بیرم خان ترکمان اور رانع میرزا
بیگ مع فوج کے قلعہ مین داخل ہوئے اور بداغ خان قاچار نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ مین رفیق ہو کر عراق کی روانگی کی
رخصت لی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور خود تسخیر کابل کے عازم ہوئے اسوقت میرزا یادگار
ناصر بھائی بادشاہ کا کہ [illegible] ان کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل مین آیا تھا باتفاق میرزا ہندال
ملازمت کے واسطے آیا اور بادشاہ نے کابل کی جانب مقابل [illegible] سے میرزا کامران کے فرد ش ہوا تھا [illegible] ایک جماعت اسکے
لشکر سے [illegible] بھاگ کر [illegible] میرزا کے امراے بزرگ سے بھاگ کر بھی بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور [illegible] اسوقت غروب آفتاب قلعہ کے [illegible] جب وہ حضرت
اسوقت قلعہ [illegible] میرزا [illegible] مسلح [illegible] غزنین کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نے میرزا
کو [illegible] ماہ رمضان المبارک کی [illegible] سنہ مذکور مین داخل قلعہ ہوئے
اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر [illegible] برس [illegible] بادشاہ کی خدمت مین فائز ہوا زمانہ ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا
بیت [illegible] ماہ رسید [illegible] اور یہ مصرع اس فتح کا مادہ تاریخ ہی **مصرع** بجنگ گرفت
ملک کابل [illegible] اور میرزا کامران [illegible] مین ہزارہ مین در آیا اور انھون نے بھی
جب جگہ نہ دی بھکر کی [illegible] شاہ ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو دیکر مقام معاونت اور
استمداد مین ہوا اور میرزا [illegible] لہٰذا اندیشہ و فتور مین گذرانتے تھے **بیت** بظاہر باہم گفت و شنود اشت
[illegible] دیگر در گرو داشت جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد طغائی اتالیق کے پاس کابل مین چھوڑا اور خود بسعادت
[illegible] ۹۵۳ [illegible] ہجری مین تسخیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ مکرر دشمنی
اور [illegible] کی تھی دوبارہ فکر فرار کی جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا
اسکے بعد [illegible] سے گذر کر تیرگران مین فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آنکر حملہ اول مین بھاگا پھر جنت
آشیانی طالقان [illegible] متوجہ ہوئے مزاج شریف انکا جادۂ صحت اور اعتدال سے منحرف ہوا اور دو مہینے کے بعد صحت
پائی جو شورش اور فساد کہ ظہور مین آیا تھا ساکن ہوا اسوقت خواجہ معظم بھائی جوبی بیگم خواجہ رشید کوکہ عراق سے اسکے ہمراہ
آیا تھا بعضے امور کے سبب اُسے مقتول کرکے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام مین
محبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی [illegible] بدخشان سے واقف ہوا غور بند کی طرف تاخت کی اثناے راہ مین سوداگرون
سے دوچار ہو کر اکثر مال و اسباب انکا لیا اور غزنین مین آنکر اجلاف کی موافقت سے زاہد بیگ حاکم شہر کو قتل کیا اور
بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر مین آنکر آپ کو قلعہ مین پہونچایا اور محمد علی
طغائی کو کہ حمام مین تھا گرفتار کرکے قتل کیا اور فضل بیگ اور مہتر وکیلدار کو نابینا کرکے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے سپرد
کرکے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا۔ کہتے ہین کہ جس سحر کو میرزا قلعہ مین در آیا حاجی محمد عسس کہ بابر شاہ کا مسخرہ تھا
دوچار ہوا میرزا نے کہا کیون نکر مین گیا اور [illegible] نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ بیت پڑھی **بیت** صبح امید
[illegible] شکست پردۂ غیب [illegible] کو برون آئی کہ شب تار آخر شد رہا اور جب یہ خبر سمع ہمایون مین پہونچی مقدمات

علم کی تمہید کر کے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کر کے کابل کیطرف متوجہ ہوا اور ضحاک اور غور بند کے قریب کہ لشکر کامران میرزا سر راہ ہوا تھا اُسکو متفرق کر کے وہ افغانان میں آیا اور اُس مقام میں شیر افگن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لا کر اعلام محاربہ بلند کیے اور اُسی جگہ شکست کھائی اور شیر افگن مقتول ہوا جنت آشیانی کابل کے قریب فرو کش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ افروختہ ہوتی تھی اس ہنگام میں میرزا کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا قافلہ فلان موضع میں پہونچا ہوا اور اُسمین گھوڑے کثرت سے ہین میرزا شیر علی کو کہ امیر عمدہ اور شجاع بے نظیر تھا مع جمعیت کے بھیجا کہ قافلہ کو شہر مین لا دے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور ... وقت ... میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال ... دیکھا صف نبرد آراستہ کی اور فوج شاہی ... تھا ... اُس وقت میرزا سلیمان بدخشان سے اور میرزا الغ بیگ اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر ملازمان بیرم خان ترکمان سے ملازمت مین حاضر ہوئی اور قراچہ خان اور بابوس بیگ قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جا ملے میرزا نے مضطرب ہو کر بابوس بیگ کے تین فرزند کہ قلعہ مین تھے بعقوبت تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے انکی نعشین پھینک دین اور قراچہ خان کے بیٹے کو میل کی دیوار پر استوار کیا اور قراچہ خان نے قلعہ کے قریب جا کر فریاد کی اگر میرا فرزند قتل ہوگا میرزا کامران اور میرزا ... بھی قتل ہونگے میرزا جب سب طرف سے مایوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار مین سوراخ کر کے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر متصرف ہوا میرزا دامن کوہ کابل مین در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ سے دوچار ہو کر میرزا جو کچھ رکھتا تھا لے لیا یہانتک کہ پوشاک بھی جو پہنے تھا اتروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہے مدد کر کے اُسکے آدمیون کے پاس کہ غوربند مین تھے پہونچایا میرزا نے وہان مجال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور پیر محمد خان حاکم وہانکا اُسکی مدد کے واسطے سوار ہو کر غوری اور بقلان کو گیا اور میرزا کے سپرد کر کے پلٹ آیا اور میرزا جمعیت کر کے بدخشان کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا میرزا سلیمان اور اُسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لا کر کولاب کی طرف روانہ ہوئے اُس وقت قراچہ خان اور بابوس بیگ اور بعض امرا کو واقعات غیر مقدر عمل مین لائے از انجملہ قتل غازی وزیر اور نصب خواجہ قاسم بجائے اُسکے ہوا اور یہ امر اُن کے جملہ مدعیات سے بیجا تھا جو یہ بات جنت آشیانی کے پسند خاطر نہ آئی امرائے مذکور ترک رفاقت کر کے میرزا عسکری کے ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی بنفس نفیس انکے تعاقب مین گئے اور جب انھین نہ پایا مراجعت کر کے فرامین بطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ کیطرف متوجہ ہوا قوم علی سنقانی کہ امرا کی سمت سے بھاگ کر سر راہ بیٹھا اخبار اُردوے بادشاہ کے انھین پہونچاتا تھا قتل کیا اور کابل مین آنکر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا اور میرزا ہندال اثنائے راہ مین شیر علی کو دستگیر کر کے بادشاہ کے پاس لایا اسلیے کہ کامران میرزا قراچہ خان کو کشم مین چھوڑ کر خود طالقان مین گیا تھا جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کو ہمراہ ایک جماعت کے بطور ایلچی کشم کی طرف روانہ کیا قراچہ خان نے حقیقت حال میرزا کو قلمی کی اور اُسنے بطور تاخت آپکو کشم مین پہونچایا اُس وقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے عبور کیا اور آدمی اُسکے جو متفرق تھے اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جنگ کر کے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا مقارن اس حال کے جنت آشیانی برکنار آب پہونچے میرزا کامران طاقت مقاومت نہ لا کر طالقان کیطرف بھاگا اور جو کچھ تاراج مین لیگیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج مین دیا اور دوسرے دن قلعہ طالقان مین محصور ہوا اور جب اوزبکان کی امداد سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ کی رخصت طلب

کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہو کر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے
اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج تعاقب انکے بھیجینگے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت شرمندہ
ہو کر بنیت ملازمت پلٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزایون کو انکے استقبال کو بھیجکر نہایت مہربانی مبذول فرمائی کئی دن
کولاب کی جاگیر انھین دیکر جہانگیر کی طرف رخصت کیا اور حضرت معاودت کر کے کابل مین تشریف لائے اور فتحنامہ کے
حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندہار بھیجا تھا یہ تین کہ اس شاہ جم جاہ کی طبع زاد ہین اپنے خط فیض نمط سے
قلمی کین **نظم** باز فتحے ز غیب روے نمود * کہ دل دوستان ازو بکشود * شکر للہ کہ بار شادانیم * بر رخ یار دوست خندانیم *
دشمنان را بکام دل دیدیم * میوہ باغ فتح را چیدیم * روز نوروز بیرہ ہمت امروز * دل احباب بیغم ست امروز * شاد باد ہمیشہ
خاطر ما * غم نگردد دیگر دیار وویار * ہمہ اسباب عیش آمادست * دل بفکر وصالت افتادست * گر جمال حبیب کے
بنیم * گل ز باغ وصال کے چینیم * گوش خرم شود ز گفتارت * دیدہ روشن شود ز دیدارت * در حریم حضور
شاد بہم * بنشینیم خرم و بیغم * بعد ازان فکر کار ہند کنیم * عزم تسخیر ملک سند کنیم * ہر در بستہ گشادہ شود * ہر چہ خواہم
ازان زیادہ شود * آنچہ خواہیم از زمان و زمین * گوید آمین چو جبرئیل امین * یا الٰہی میسرم گردان * دو جہان را بکام گردان *
اور یہ رباعی بھی بدیہہ کہکر اسکے حاشیہ پر ترقیم فرمائی **رباعی** اے آنکہ انیس خاطر محزونی * چون طبع لطیف خویشتن موزونی
بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز * آیا تو بیاد من محزون چونی * اور بیرم خان ترکمان نے بھی در جواب یہ رباعی موزون کر کے
تحریر کی **رباعی** اے آنکہ بذات سایہ بیچونی * از ہر چہ ترا وصف کنم افزونی * چون میدانے کہ بے تو چون میگذرد * چون
میپرسی کہ در فراق چونی * اور جو بیرم خان ترکمان سے اوزبک کو قسم قسم کی تشویش و تکلیف پہونچی تھی سنہ ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری مین بقصد
انتقام باتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوا کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کرکے ملازمت کے
واسطے نہ آئے اور باوصف اسکے دغدغہ وہ تھا کہ میرزا کامران کابل مین جاکر فساد برپا کریگا بادشاہ فسخ عزیمت نکرکے بلخ کے اطراف
مین رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقاتلہ کر کے قائمی سے جدا ہوا دوسرے
دن پیر محمد خان اور عبد العزیز خان ولد عبد اللہ خان اور سلاطین حصار کمک کے واسطے آئے تھے تیس ہزار سوار سے بادشاہ
کی جنگ مین متوجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھین شکست دی اور پیر محمد خان بلخ
اور ہمراہی اسکے یہ حال مشاہدہ کرکے وقت غروب آفتاب شہر مین در آئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے
اہل وعیال کے منتظر اور دل نگران تھا اور اس رات کو کہ صبح اسکے سپاہگری کے حساب سے بلخ البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہو کر عرض
اقدس مین پہونچایا کہ جو بیابان بلخ سے عبور کرنا مناسب نہین ہے صلاح اسمین ہے کہ درہ گز کی طرف جا کر اردو کیواسطے ایک جگہ محکم
معین کرین اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کر کے بے جنگ تصرف مین لاوین اور بسبب مبالغہ حد سے گذرا ناچار جنت آشیانی
نے کوچ کیا اور جو درہ گز کابل کیطرف ہے اور دوست و دشمن کہ مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کرکے بسرعت تمام کابل
روانہ ہوئے اور اوزبکون نے دلیر ہو کر بہیئت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطان کو کہ محافظت کیواسطے لشکر
مغل کے عقب مقرر تھے زیر کر کے فوج بادشاہی کے قریب پہونچے آنحضرت نے برگشتہ ہو کر بنفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب
سے آگے جاتا تھا بزخم نیزہ خانہ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیگ اور تولک خان قوچین نے بھی شجاعت
مین تقصیر نکی لیکن جو لشکر چغتائی متفرق ہوا تھا کچھ تدبیر نہ بن پڑی اور کام پیش نہ گیا بادشاہ نے باگ کابل کیطرف معطوف فرمائی میرزا

کامران کے درپے دفع ہوکر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا مقام مخالفت مین گیا اور سلیمان میرزا اور ہندال میرزا کو بھی کشم اور قندھار سے اُسکے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی جمع کرکے چاہا کہ ضحاک اور بامیان اور ہزارہ کے راستہ سے سندھ کی طرف روانہ ہون بادشاہ نے ایک جماعت کو اُسکے سر راہ بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہم نے کہ پھر آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو مخفی پیغام کیا کہ لشکر عمدہ ضحاک اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہے تمہین لازم ہے کہ کوتل قبچاق کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہو اور ہمین بھی اپنا شریک اور ہوا خواہ سمجھو وہ اُنکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑکر قبچاق مین آیا بادشاہ وہان گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکر قلیل سے پاے ثبات زمین کین مین گاڑکر جنگ عظیم کی اور پیر محمد اختہ اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کہ اس معرکہ مین تھے مباشر قتال ہوئے تھے زخم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیزہ سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوگئے اور میرزا دوبارہ کابل پر متصرف ہوا اور کامران ہوا اور جنت آشیانی بدخشان کی طرف رونق افزا ہوئے لوہر ہو اہل قافلہ کہ اسپ بیشمار اور متاع وافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق مساعدت لشکر مین تقسیم کیے شاہ بداغ اور تولک خان قوچین اور مجنون خان اور ایک جماعت کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف بھیجے اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جو سلیمان میرزا اور ابراہیم میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آئے اور چار دن کے بعد کابل کیطرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے استقبال کرکے آب پنجہر کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہوکر بال اپنے سر اور داڑھی کے ترشوا کر لباس قلندرانہ مین کوہ ہندوکش کے دامن اور لمغان مین پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشیانی مظفر و منصور کابل مین تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت مین بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب سپاہیان واقعہ طلب نے میرزا کے پاس جاکر ہجوم کیا اور جمعیت اُسکی تعداد ایک ہزار اور پانسو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا قشقہ بھی بے رخصت غزنین گئے آنحضرت نے سامان جنگ درست کرکے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہمند اور خلیل اور داؤدزئی اور لمکان لمغانات نیلاب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل مین نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آکر دروازہ فساد کا وا کیا جنت آشیانی نے دوبارہ اُسکے سر پر جاکر بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین مین اگر علاج حاجی محمد خان کا کرد اور حاجی محمد خان نے میرزا کو پیغام کیا کہ آپ جلد غزنین مین آئیے کہ بندہ مطیع و فرمان بردار ہے میرزا کہ لمغان سے پشاور مین بھاگا تھا بنگش اور گردیز کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اسکے پہونچنے سے پیشتر غزنین مین داخل ہوا حاجی محمد خان کو بملایمت تمام کابل لیگیا تھا میرزا ناچار پشاور مین گیا اور جنت آشیانی نے کابل مین معاودت فرمائی حاجی محمد خان از روے توہم دوبارہ غزنین کیطرف مفرور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جاکر اُسے بدلاسا کابل مین لایا اُسوقت مرزا عسکری کو کہ برادر اعیانی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہووے عسکری میرزا بلاد ادلی مین جو شام اور مدینہ منورہ کے مابین ہے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا اور اُسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے یوسف خان مشہدی کے عقد مین دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طمع شاہی مین افغانون کے درمیان لشکر کے فراہم لانے مین مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر مایۂ فساد تھا اول اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا اُسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیبر کے نواح مین میرزا مع افغانان بسیار ازرہ وے بادشاہ پر

ذیقعدہ کی اکیسوین شب ۹۵۸ نوسو اٹھاون ہجری مین شبخون لایا اور ہندال میرزا شہد شہادت چکھکر روضہ رضوانکو سدھارا
اور جب میرزاے ناسعادت مندکو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہونچی کارناکردہ پلٹ کر افغانون کے پاس آیا جنت آشیانی نے
رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا کو مع خیل وحشم ہندال میرزا شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو ارزانی فرمائی اور غزنین بھی اُسکی جاگیر مین مقرر کیا اور
خود افغانون کے مسکنون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام اوس مہمند اور خلیل کو قتل و تاراج و نہایت خوار و ذلیل
کیا افغانون نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہین ہے میرزا کی رفاقت سے بست بدار ہوئے اور وہ
ہند مین جاکر سلیم شاہ کے پاس لیجا لیگئے اور سلیم شاہ نے بدسلوکی سے جب ارادہ اسکے حبس کا کیا بھاگ کر راجہ نگرکوٹ کے
پاس پناہ لیگئے اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب واعیہ جانتا تھا اُسکے پیچھے ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین راجہاے پنجاب کے سر پر
روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہوکر نگرکوٹ سے سلطان آدم گکر کے پاس گیا اتفاقاً انہی دنون جو میرزا حیدر دوغلات نے زمینداران
کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدوم میمنت لزوم کی تھی جنت آشیانی نیلاب سے عبور کرکے ہند مین داخل ہوئے
سلطان آدم نے اندیشہ کرکے میرزا کی محافظت کی اور حقیقت درگاہ مین لکھی جیساکہ منعم خان حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس
جاکر میرزا کو لایا اُسکے بعد اوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ و جدل سے نہایت آزردہ تھے معروض رکھا کہ ہماری
عزت و ناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہے بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اُسکے قتل پر راضی نہوا اُمرا کی تسکین کیواسطے
اُسکی آنکھ مین سیل پھیرنے کی رضا دی اور محمد مومن فرنخودی نے یہ مصرع اُسکا مادہ تاریخ کیا مصرع چشم پوشید زبیداد شہ ** اور جب
جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لیگئے میرزا نے چند قدم استقبال کرکے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ
زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ** ز التفات بمہمان سرائے دہقانے ** کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید ** کہ سایہ
بر سرش افگند چو تو سلطانے ** جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نرہی اُٹھے اور افسوس بہت کیا اور میرزا حج کی
اجازت لیکر سندھ کے راستہ سے مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوئے اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین ارغون کی تھی اپنے ہمراہ لیگیا اور تین
حج کرکے ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین اُس مقام مشرفہ مین انتقال کیا اور معلی مکی مین مدفون ہوا ہان سنہ ہی نظم گنج بقا نیست
درین خاکدان ** مغز وفا نیست درین استخوان ** جملہ جہان خواہ کہن خواہ نو ** چون گذرانست نیرزد بجو ** اور میرزا
کامران کی تین بیٹیان تھین اور ایک بیٹا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اُس کو
۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین قلعہ گوالیار مین قید کیا اور جسوقت خان زمان کے سر پر جاتا تھا اُسکے قتل کا اشارہ کیا اور
ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبعزاد اُسکی تھی پڑھی بیت فلک بکشتن من اینقدر شتاب مکن ** چو خواہم از ہمت
مو اضطراب مکن ** قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد مین تھی اور اُس سے ایک لڑکا
موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبدالرحمن مغل کے عقد مین اور تیسری شاہ فخر الدین مشہدی رضوی
کے حبالہ نکاح مین تھی القصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی اولوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو
بھی حوزۂ تصرف مین در لادے اور سلیم شاہ جب پنجاب مین پہونچا تھا امراے چغتائی نے اُس تجویز کے خلاف یکزبان
ہوکر عرض کیا قبلۂ عالم و عالمیان جب ہم کشمیر مین در آمد ہونگے تمام افغان راہ برامد مسدود کرینگے اُسوقت کار دشوار ہوگا
بادشاہ نے یہ بات قبول نفرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرا ناخوش طبعانہ ہمراہی نکر کے کابل کی اطراف مین جمع
ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہوکر اشہب عزیمت کی باگ کابل کیطرف موڑی اور نیلاب سے عبور کرکے قلعہ کو ازسرنو تعمیر فرمایا اور سکندر نام

اور نیب کے ہمراہ کر کے کابل مین تشریف لیگئے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو خواجہ جلال الدین محمود وزیر کے ہمراہ غزنین کی رخصت عزت فرمائی اور سنہ نو سو اکسٹھ ہجری مین شہزادہ محمد حکیم میرزا بابا دہ کابل مین متولد ہوا احوال اسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے روایت کے ذیل مین آویگا اور اس سال جنت آشیانی کی طبیعت فیض نوبت مفسدون کی تہمت او افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے منحرف ہوئی اس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب قزلباش کیطرف مائل ہووے عزیمت یورش قندھار کر کے غزنین کے راستہ سے وہان گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نرکھتا تھا آنحضرت کی خبر توجہ سنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کر کے سعادت ملازمت حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحف مرغوب نذر کیے اور جب آنحضرت پر ثابت اور تحقق ہوا کہ دشمنون نے جو کچھ اسکی نسبت عرض کیا تھا محض تہمت اور افترا ہی اسواسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کامل قندھار مین عیش و عشرت مین مشغول رہے اور ارباب عرض کو بھی سرزنش اور ملامت کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون نوازش اور قسم قسم کے الطاف مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے عرض کی کہ قندھار کی حکومت منعم خان یا دوسرے کی تفویض کر کے اسے بھی ملازم رکاب کرین یہ عرض معرض قبول مین نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اس خان ذیشان کو حسب التماس بہادر خان برادر علیخان سیستانی زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اُسے اُسطرف روانہ کر کے خود کابل مین تشریف لائے اسوقت مین بعضے مردم دہلی اور آگرہ کی عرضیان ملاحظہ مین گذرین کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملوک و خوانین و افغان آپسمین طریق عناد و فساد ناپتے ہین اور تیغ خلاف غلاف سے کھینچکر وقت بیوقت آپسمین خونریزی کرتے ہین اور اب وہ وقت آیا ہی کہ حضرت ملک موروثی کیطرف متوجہ ہو کر تصرف مین لاوین بادشاہ کو جو سامان لشکرکشی ہندوستان مہیا نہ تھا متردد ہوئے اور ایک دن سیر و شکار کیواسطے سوار ہوئے مخدوم جیو سے فرمایا کہ مین سفر ہندوستان کیواسطے شگون لیتا ہون کہ اگر تین آدمی بہم نظر آوین انکے نام استفسار کر کے مین فال نیک اختیار کرون فی الجملہ اول جو شخص سامنے آیا اسکا نام پوچھا اسنے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہی تھوڑی دور اور گئے ایک دہقانی نظر آیا بعد سوال اُسنے کہا کہ مجھے مراد خواجہ کہتے ہین اسصورت مین آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیسرا شخص سعادت خواجہ نام رکھتا ہو اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اُسی اسم کا موجود ہوا جنت آشیانی اس بشارت خوش آثار سے نہایت خوشوقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نرکھتے تھے اور افغانون کا لشکر لاکھ سوار رکھتا تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے بہ سفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو منعم خان کی اتالیقی مین کابل مین چھوڑا اور خود بدولت و سعادت پائے مبارک رکاب مراد مین رکھکر صفر کے مہینے سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری مین روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریان کے موافق مع بہادران اور تہمتنان جنگ دیدہ کے کہ اُسکے آبا اور اجداد کے نوکر تھے بہ شوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت آشیانی نے نیلاب سے عبور کر کے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور علی قلیخان سیستانی اور دوسرے سردارون کو اُسکے ہمراہ کر کے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تا تارخان افغان حاکم قلعہ رہتاس کہ وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنا کیا ہوا ہی طاقت مقاومت اپنے مین ندیکھکر دہلی کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی کوچ متواترہ سے لاہور آئے اور تمام افغان جو اُسکی محافظت مین قیام کرتے تھے بلا جنگ بھاگے اور جنت آشیانی بے منازعت شہر مین داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان امرائے نقلانی کے ہمراہ سرہند گیا اُس حدود کو بھی بے تحریک

ہندوستان کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی متصرف ہوا اور اس نواح کے زمیندار اور رعایا نے جادۂ اطاعت مین قدم رکھا
اور جب خبر پہونچی کہ ایک گروہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری مین دیپالپور مین فراہم ہوکر فساد کا ارادہ رکھتا ہے جنت آشیانی
نے شاہ ابوالمعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزندی کے خطاب سے نوازش پائی تھی باتفاق علی قلیخان سیستانی کو
اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور وہ جماعت افغانون سے حرب کرکے متفرق اور پریشان ہوئی اور ساز و سلب اور اہل
و عیال کو اُنکی تاراج کرکے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاتار خان اور ہیبت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر چغتائی کی
جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ نکرکے جنگ پر
آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کرکے اُنکے سر پر روانہ ہوا اور غروب آفتاب کے وقت آب بجواڑہ کے ساحل ور اُردوے خصم
کے مقابل نزول کیا اور چو موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیمون کے آگے روشن کرکے لوازم بیداری مین مشغول ہوئے بیرم خان
ترکمان اس حال سے خبردار ہوکر خوشحال ہوا اور بدون اسکے کہ کوئی شخص اُسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے ملازمان خاص سے
جدا کرکے اردوے مخالف کے کنارے بھیجا اور افغان تو ملکہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کرکے شور اور ولولہ اُنکے درمیان ڈالا اور
افغان کہ قلت عقل کی صفت مین موصوف ہین روشنی کی زیادتی مین کوشش کی اور تمام لکڑیان در علف کہ اُردو مین تھا ایکبارگی
روشن کیا اس حرکت سے مغل دو چند خوش وقت ہوے اور تیر اندازی مین تقصیر نکی اس حال مین علی قلی سیستانی اور چند سوار دیگر واقف ہوکر
بتعجیل تمام بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف سے تیر باران شروع کیا افغان بیتاب ہوکر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے
اور جب اردوے سے باہر آئے دہلی کا راستہ لیکر متفرق ہوئے تاتار خان اور ہیبت خان افغان نے ایکساعت توقف کیا جب اپنی
سپاہ مین نہایت تفرقہ دیکھا اُنھون نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑکر راہ فرار نابی مغل افغانون کا ساز و سلب
تاراج کرکے مسرور اور معمور ہوگئے بیرم خان نے فیلون کو جنت آشیانی کے حضور لاہور مین بھیجا اور خود ماچیواڑہ مین قیام کیا اور امراے
چغتائی کو پیشتر روانہ کیا دہلی کے اطراف تک تاخت کرکے بہت پرگنون پر متصرف ہوئے اور وہ حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہوکر
بیرم خان ترکمان کو خانخانان کے خطاب اور یار وفادار و ہمدم غمگسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اُسکے نوکرون کی سامی کیا
وضیع و شریف سے کیا ترک اوزبک سے اور کیا سقہ اور فراش سے کیا باورچی اور ساربان سے سب کو دفتر بادشاہی
مین ثبت کرکے پایۂ شرف پر پہونچایا اور کچھ آئین سے خان اور سلطان ہوکر نامداران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد
شکست تاتار خان اور ہیبت خان افغان موافقت کے بارہ مین امراے افغانان سے قسم لیکر مع اسی ہزار سوار اور توپ
بسیار اور فیلان جنگی اور نامی عزم رزم مین پنجاب کیطرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ مین جاکر نوشہرہ کو مضبوط
کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر مین تھوڑے فاصلہ پر فرودکش ہوا بیرم خان نے عریضہ لاہور بھیجکر استدعاے قدوم
میمنت لزوم کی اور آنحضرت رایات اجلال متحرک کرکے نوشہرہ مین تشریف لائے اور قلعہ مین بیٹھکر چند روز طرفین سے
عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جانستان مین پیشقدمی کرکے داد مردی اور مردانگی کی دی آخر بتاریخ
سلخ ماہ رجب سنہ مذکور مین کہ نوبت قراولی شاہزادۂ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانون نے صفوف حرب آراستہ کرکے
جنگ بادشاہی کے درپے ہوئے اور سپاہ چغتائی تمام قتال پر مستعد ہوکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے ایک طرف
بیرم خان ترکمان مع اعوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان اور عبداللہ خان اوزبک اور شاہ ابوالمعالی اور علی قلیخان
سیستانی اور بہادر خان اور تردی بیگ خان بقاعدۂ چنگیزی حملہ آور ہوئے اور لوازم شجاعت اور مردانگی اور مافوق طاقت بشری

بعمل مین

لور مین پہونچا سنے توفیق الٰہی سے افغان منہزم ہوئے اور سکندر شاہ کوہستان سوالک کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی کے
حکم کے موافق سکندر خان اوزبک اور دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ مین جا کر متصرف ہوئے جنت آشیانی نے ابوالمعالی کو
پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کیواسطے مامور کیا اور خود بدولت واقبال رمضان کے مہینے مین دہلی مین تشریف لائے
اور بیک ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہند پر بفال چہرہ بخت کشور ہی فرمانروا ہوئے بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خسروانہ
سے ممتاز کرکے نہایت نوازش فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اوزبک نے آگرہ کی حکومت پائی
اور علی قلیخان سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سند امارت پا کر اسطرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ مین موزون
کی رباعی منشی خرد طالع میمون طلبید ۔ انشا سخن ز طبع موزون طلبید ۔ تاریخ چو کرد فتح ہندستان را ۔ تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید
اور حالانکہ شاہ ابوالمعالی امراے کمک کے ساتھ رعایت اور سلوک نکرتا تھا سکندر شاہ روز بروز قوی تر ہوتا تھا جنت آشیانی
نے بیرم خان کو شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا اتالیق کرکے اس والاگہر کی ملازمت مین سکندر شاہ کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا
اُن دنون مین ایک شخص مشہور بہ قنبر دیوانہ نے سنبھل مین خروج کیا اور دوآب کے درمیان مین تاراج اور غارت شروع کی اور
علی قلیخان سیستانی نے اسکے سر پر پہونچکر ربیع الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۶۳ نوسو تریسٹھ ہجری مین اُسکا سر بادشاہ کی درگاہ
مین بھیجا اور اُسی مہینے کی ساتوین تاریخ وقت غروب آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کوٹھے پر برآمد ہو کر ایک لحظہ بیٹھے کہ ناگاہ
مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع کی وہ حضرت تعظیم اور جواب بانگ نماز کیواسطے دوسرے زینہ پر بیٹھے
اور برخاست کے وقت عصا پر تکیہ کرکے چاہا کہ ایستادہ ہون عصا لغزش کھا کر بغل سے نکل گیا اور بادشاہ نردبان سے جدا
ہو کر زمین پر آئے اور بیہوش ہو گئے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت حضرت کی حالت دیکھکر سراسیمہ ہوئے اور
آنحضرت کو دولتخانہ مین لیگئے بعد ایک لحظہ کے حضرت کو افاقہ ہوا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ مین مشغول ہوئے لیکن
سود مند نہ آیا گیارہوین تاریخ ماہ مذکور کو وقت غروب آفتاب تھا ہماے روح پرفتوح اقدس داخل آشیان قدس کیطرف پرواز
کر گیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ ہایلہ کا ہے مصرع ہمایون بادشہ از بام افتاد ۔ دہلی مین دریاے جون کے کنارے مدفون ہوئے
اور سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری مین گنبد سایہ آپ کے مزار کا تیار ہوا مدت سلطنت اُنکی ہندوستان اور کابل مین پچیس برس تھی
اور سن شریف انکا اکاون برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مروت مین بے نظیر اور علم ریاضی مین
علم مہارت بلند رکھکے علما اور فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اُسکی مجلس مین مسائل علمی کا مذکور رہتا تھا اور ہمیشہ
باوضو رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیسا کہ ایک دن میر عبدالحی صدر کو عبدل خطاب کرکے اپنے
روبرو طلب کیا اور جب وضو کیا میر سے معذرت کرکے فرمایا کہ اُسوقت مین وضو نرکھتا تھا اور حی خدا کا نام ہے اسواسطے
مین نے تمہارا نام تمام نہین لیا اور علاوہ اسکے خوش قامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے لیکن میرزا
کامران اور بعضے امراے چغتائی آنحضرت کو شیعہ مذہب مین جانتے تھے اُسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی و شاہزادگی
سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اُسکے پاس جمع ہوئی تھی اور اُنکے حال پر
رعایت مبذول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور ہمدم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جسوقت
کہ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہو کر بادشاہ ہوئے بہت قزلباش اور اہل عراق نے تربیت کرکے بزرگ کیا اور کہتے ہین کہ کامران میرزا
آنحضرت سے مذہب کے بارہ مین ہمیشہ ہمزبانی کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدمہ سے تمام لاہور مین جمع ہوئے تھے

ایک دن دونون بھائی سوار کسی طرف جاتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پانون اُٹھا کر ایک قبر پر پیشاب کرتا تھا میرزا نے کہا ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ اِس قبر کا صاحب رافضی ہی بادشاہ نے کہا ہان ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ کتا بھی سنی ہو چنانچہ اسطرح کی باتین
بھائیون کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہی کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے ضد اور بیرم خان ترکمان کی خوشی اور
دوسرے ارباب دنیا کیواسطے سرزد ہوئے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ حنفی تھا بلکہ دیوان اور شعر آنحضرت کے جستہ جستہ نظر
آتے ہین اور یہ ابیات بھی اُنھین کے طبعزاد ہین **نظم** گذشت از دل سرگشتہ ناوک ستمش ٭ بماند در من دل دادہ لذت المش ٭ بقصد کشتن
عشاق گر کند میلے ٭ عجب نباشد از اخلاص و شیوہ کرمش ٭ کراست زہرہ قرب حریم حرمت او ٭ کہ جبرئیل امین نیست محرم حرمش ٭
اگر بہ پرسش عشاق می نہد قدمے ٭ ہزار جان گرامی فدای ہر قدمش ٭ ولہ خوش آنکہ باخیالت عمر نشستہ بودم ٭ و ز شوق سرو
قامت از جاے جستہ بودم ٭ نسیم مکن کہ گفتم موے ترا پریشان ٭ و ز شرح جعد زلفت چون دل شکستہ بودم ٭ و ز شرح غنچہ او
ہرگز نگفتہ حرفے ٭ لب دادران حکایت پیوستہ بستہ بودم ٭ حقا کہ چون **ہمایون** در حال وصل بخود ٭ با دوست در حکایت
از خویش رستہ بودم ٭ ولہ داغ عشق تو بر جبین منست ٭ خاتم لعل تو نگین منست ٭ تا نشستم چو خاک بر در تو ٭ پشت بام
فلک زمین منست ٭ ہر کجا شہر و شہریار ے بود ٭ این زمان بندہ کمین منست ٭ خط مشکین بصفحہ گلفام ٭ آیت رحمت مبین
منست ٭ ولہ من اشک روان چو گنج قارون دارم ٭ گلگونہ دردن کیسہ زا فیون دارم ٭ **ذکر بادشاہ**
جمجاہ ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی سلطنت کا ۔ شیخ ابو الفضل شیخ فیضی
کے بھائی نے اِس بادشاہ عالی جاہ کا جزوی اور کلی قضایا اکبر نامہ مین کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہی
ثبت کیا اور مؤلف اِن اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ درپی اختصار ہی خلاصہ اُسکا اس کتاب مین مندرج کرتا ہی لوگ کہتا ہی
جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے گر کر شدت ضعف مین گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان
حضرت نے شیخ جولی کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا اُس حالت کی خبر پہونچانے کیواسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور
اُسنے کلانور مین پہونچکر شاہزادۂ والا گہر کی نقد ملازمت حاصل کرکے قضیہ سانحہ کا معروض کیا اور اسکے بعد جب خبر رحلت پہونچی
امر لوازم تعزیت بجالائے اور آپسمین اتفاق کرکے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۳ نو سو تریسٹھ ہجری مین شہزادہ جلال الدین
محمد اکبر کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اُسکی عمر سے گذرے تھے کلانور مین تخت فرماندہی پر اجلاس کروایا **قطعہ** گل امید شگفتہ
وزید باد مراد ٭ مراد خلق خدا آنچنانکہ باید داد ٭ ز دست فتنہ دوران جہان بشد ایمن ٭ کہ بادشاہ جہان پای بر سریر نہاد
بیرم خان ترکمان باوجود منصب سپہ سالاری اور اتالیقی کے وکالت کے عہدہ پر مامور ہو کر متصدی امور ملک و مال ہوا اور
فرامین بشارت جلوس و استمالت سپاہ و رعیت اطراف و اکناف مین بھیجکر تمغا جات اور راہداری اور سلامانہ اور پیشکش اور بازنہ
تمامی ممالک محروسہ کا معاف اور واگذاشت کیا اور پہلے شاہ ابو المعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا گرفتار کرکے واجب القتل
ٹھہرایا اور جود وہ حضرت کہ بمشتر اسمہ شریف انکا رش آشیانی اور گناہ ہے ساتھ خاقان اکبر کے ادا ہو گا کمال ترحم سے راضی
نہوئے اور اُس سید کو قید کر کے پہلوان گل گیر کے پاس جو لاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابو المعالی چند روز کے بعد قیدخانہ سے
بھاگا گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہاے غیرت سے اپنے تئین ہلاک کیا تردی بیگ خان نے تمام اسباب بادشاہی
کو دہلی سے ابو القاسم میرزا ولد کامران میرزا کی صحابت سے اُردوے معلی مین ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی حاکم سنبھل اور
سکندر خان اوزبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے عرائض بھیجکر اظہار اخلاص و بندگی کا

بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے استیصال کیواسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا، رعب سے بعد سکندر خان کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راجہ نگرکوٹ کا دربار مین حاضر ہوا عرش آشیانی نے اسکے حال پر نوازش فرمائی اور ملک اور دولت مع جاگیر اُسے ارزانی فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندہر کیطرف رونق افزا ہوئے وہان مدت وہان توقف کیا اور اُنہین دنون مین سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بدخشان سے روانہ ہوا اور آکے پہونچتے ہی منعم خان کہ سرکار دیدہ تھا حصاری ہوکر اُسنے علم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ اور خضر خان کو منعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعض قلعہ مین در آئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے کے عرصہ مین شب و روز بدخشانیون نے اطراف اردو مین زحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے منعم خان کو پیغام دیا کہ اگر تو خطبہ مین میرا نام داخل کرے تو مین یہان سے کوچ کر جاؤن منعم خان نے صلاح وقت دیکھکر اُسکے کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا بدخشان کیطرف متوجہ ہوا آخر روزون مین ہیمون بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار اور پیادے اور دو ہزار فیل جنگی کے کہ اکثر اُسمین مست تھے آگرہ کیطرف روانہ ہوا اسکندر خان اوزبک تاب مقاومت نہ لاکر دہلی کیطرف راہی ہوا اور شادیخان افغان کہ وہ عدلی کے امرائے معتمد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلیخان سیستانی نے کہ اُسوقت خانزمانی کا خطاب پایا تھا باتفاق امرائے کلی مثل قاسم خان و محمد امین دیوانہ و بابا سعید قبچاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کرکے شادیخان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اُسکی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین سو سے زیادہ آدمی زندہ نرہے اور جب ہیمون بقال آگرہ پر متصرف ہوکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان نے ایلچیون کو اطراف مین بھیکر امرا کو طلب کیا عبد اللہ خان اوزبک اور لعل سلطان بدخشی اور علی قلیخان اندرابی اور میرک خان کولابی وغیرہ بلا توقف دہلی مین آئے اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان کہ اُسکی کمک ابتک دہلی مین نہ پہونچی تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کرکے ہیمون بقال سے مقابلہ کیا اور ہیمون بقال کہ ایک کافر شجاع تھا تین چار ہزار سوار جرار انتخابی اور فیلان کوہ پیکر جنگی لیکر صف قلب سے جدا ہوا اور اول تردی بیگ خان پر کہ اپنے مقابل سے جنگ مین مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اُسے معرکہ سے پسپا کرکے اور دن کیطرف متوجہ ہوا اور اُنھین بھی منہزم کرکے دہلی پر قابض ہوا تردی بیگ خان اور دیگر امرا سے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان اور دوسرے امرا اور سردارون کو ساتھ لیکے متفق ہوکے شکست کا تدارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف مین پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستدعی ہوتے ان دونون امرین سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کیطرف روان ہوئے اور ولایت خالی چھوڑ کر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے میرٹھ مین یہ خبر سنی جو تنہا اُس حدود کے ضبط سے عہدہ برا نہو سکتا تھا آیا لاچار ہوکر وہ بھی نوشہرہ گیا عرش آشیانی جالندہر مین اس واقعہ سے مطلع ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک افغانون کے تصرف مین در آئے تھے دلگیر ہوئے جو کہ صغر سن کے باعث امور بادشاہی مین مشغول نہو سکتے تھے بیرم خان ترکمان کو خان بابا خطاب دیکر نوازش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ہمنے تمام مہمات ملکی اور مالی کو تیری طرف رجوع کیا جسمین صلاح دولت دیکھ عمل مین لا وہ کام میرے حکم پر موقوف نرکھ اور علاوہ اسکے اس بارہ مین آسے ہمایون شاہ کی روح فتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگون کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ مصرع پڑھا مصرع دوست گر دوست بود ہر دو جہان دشمن باش ٭ اور اُسوقت جمیع امرا کو اکٹھا کرکے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا جو لشکر مخالف کو ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دیتے ہین اور لشکر بادشاہ کا عدد بیس ہزار سے زیادہ نہین سب کابل کی روانگی پر مائل ہوئے لیکن

بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین مین مستعد ہونا انسب دیکھا خاقان اکبر باوجود صغرسن کے اس مشورہ اور صلاح پر بہی متامل اور راغب ہوا بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی مسماۃ گلبدن بیگم اُسکے عقد نکاح مین تھی لاہور کا حاکم کرکے سکندر شاہ کے دفع کے واسطے تعین کیا اور خود بنفس نفیس ہیمو بقال کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے آمادہ ہوئے اور نوشہرہ مین امراے گریختہ نے ملازمت کی اور خانخانان نے تردی بیگ کو بسبب تقصیرات کے ایسے وقت مین کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان مین بلایا اور بلا توقف اپنے حضور سراپردہ مین گردن ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکارگاہ مین سنی جب معاودت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ مین تحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود گناہ کبیرہ کے کہ اُس سے سرزد ہوا عنایت ذاتی اور مراحم قلبی سے اُسکے قتل مین تامل فرماوینگے اور عفو ایسی تقصیر کا ایسے وقت مین کہ مخالف قریب پہونچا اور افغان کے مانند ایک غنیم نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا ہر آئینہ مین نے حکم اقدس صریح اس باب مین حاصل نکرکے جرأت اُسکے قتل مین کی عرش آشیانی نے زبان تحسین و آفرین مین کھولکر اُسکا عذر مسموع فرمایا اور ثقات سے سُنا گیا کہ اگر بیرم خان ترکمان تردی بیگ کو نہ قتل کرتا الوس چغتائی ضبط مین نہ آتا اور قصہ شیرشاہ کا پیش آتا اُسکے بعد امراے مغل کہ ہر ایک آپ کو کیقباد اور کیکاوس جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے ... باب پاک مین ہوکر ہواے سرکشی سر سے باہر کیا اور نفاق برطرف ہوا اور جو رایات ظفر آیات نوشہرہ سے دہلی مین روانہ ہوئے سکندر خان اوزبک و عبداللہ خان و علی قلیخان اندرابی اور محمد خان جلایر بدخشی اور مجنون خان قاقشال اور دیگر امرا باشیلقی علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان کہ امیر الامرا ہوا تھا برسم منقلائی روانہ ہوئے اور ایک ... باعث بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی مثل حسین قلی بیگ اور محمد صادق خان پروانچی اور شاہ قلیخان محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاپوری اور سید محمد بارہہ وغیرہم امراے منقلائی کے ہمراہ ہوئے اور ہیموی بقال نے جو آپ کو راجہ بکرماجیت مشہور کرکے کوس تکبر و غرور کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امراے افغان کو بھی ساتھ اپنے ملحق کرکے مع افواج کثیرہ کہ مور و ملخ کے مانند تھے عزم رزم مین استقبال کیا اور ایک جماعت سرداران عمدہ افغانون کو مع توپخانہ عظیم افواج منقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم ہوکر بحال ابتر پلٹ گئے اور توپخانہ بالکلیہ برباد کیا ہیموی بقال جب پانی پت کے نواح مین پہونچا اور خبر لشکر چغتائی کے قریب تر پہونچنے کی سنی فیلون کو کہ اعتماد تمام اُنپر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تقسیم کیے تاکہ اُنپر سوار ہوکر لوازم جنگ مین مشغول ہووین اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان جمعہ کے دن علی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۴ھ نوسو چوسٹھ ہجری تھی آراستگی صفوف مین مصروف ہوکر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد و طالبان نبرد اسپان تازی پر سوار ہوکر میدان جانستان مین گھوڑون کو جولان کرنے لگے اور داد کشش کی دی اور مغلون نے کہ قتل تردی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا پاے ثبات زمین کین سے متزلزل نکرتے تھے بارے ہیموی بقال فیل ہوائی نام پر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کارگزار فوج قلب سے افواج پیش لشکر کو آن واحد مین برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر کہ محل قرار علی قلیخان سیستانی سے متوجہ تھا بہادران بیرم خانی کہ اُس صف مین تھے شرائط شجاعت بجالائے آلات حرب کے استعمال مین کچھ تقصیر نہ کی اسی بیچ مین ایک تیر ہیموی بقال کی آنکھ مین لگا ہر چند کہ کاری نہ تھا افغانان بیدل نے جب خون اُسکے حدقہ چشم سے روان دیکھا راہ فرار پائی ہیموی بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرأت کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچکر آنکھ کو رومال سے باندھا اور تھوڑے آدمیون سے سراسیمہ حملہ کرتا تھا اُسوقت شاہ قلیخان محرم ہیموی بقال کے فیل کے قریب پہونچا اور اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیموی بقال ہے

حملہ فیلبانون پر کیا فیلبانون نے اپنے حفظ کے واسطے ہیموی بقال کا حال کہدیا شاہ قلیخان نے بخت کی مساعدت سے
فوج خاص ہو کر فیل اور فیلبانون کو مع ہیموی بقال معرکہ سے کنارے لا کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اور مغلون نے
افغانون پر حملہ کیا اسقدر آدمی کہ محاسب وہم اُسکی تعداد سے عاجز ہے تیغ بیدریغ سے قتل کئے شاہ قلیخان جو ہیموی بقال
کو بادشاہ کے روبرو کہ دو تین کوس کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمشیر اس کافر حربی کے
سر پر ماریں جہاد اکبر ہوگا آنحضرت شمشیر اسکے فرق پر پہونچا کر غازی ہوئے اسوقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے
اُسے قتل کیا اور سر اُسکا کابل مین اور لاش بدن دہلی مین روانہ کی اور ڈیڑھ سو ہاتھی ہاتھ آئے اور لشکر ظفر پیکر آگے آگے
بادشاہ منصور و مظفر ہو کر دہلی مین تشریف لائے ملا پیر محمد شروانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا میوات کی طرف بھیجا اُسنے
وہان جاتے ہی ہیموی بقال کی اہل و عیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اُسکا دستیاب کر کے بہت افغانون کو کہ وہان سے تھے علف
تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے اسکندر اوزبک پاشیلیق سلطان حسین میرزا بن بہرام میرزا بن شاہ اسمعیل صفوی نے
ہمراہ رکاب شاہ طہماسپ صفوی کے حکم کے موجب قندھار کے اطراف مین آکر محاصرہ کیا بعد [illegible] حیلہ محمد شاہ قندھاری کے
تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا برآورد کر کے قابض ہوئے اور خضر خواجہ خان بھی سکندر خان سے لڑ کر لاہور بھاگا
حضرت آشیانی بموجب اسکے کہ مصرع جہانگیری توقف برنتابد + سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی جانب متوجہ ہوئے
سکندر شاہ کہ کلانور مین آیا تھا مقاومت کی قدرت اپنے مین نہ دیکھی قلعہ مالکوٹ کی طرف کہ سلیم شاہ نے گکھڑ کے دفع کے
لیے پہاڑون کے درمیان ایک کوہ رفیع پر تیار کیا تھا جا کر متحصن ہوا بادشاہ نے وہان نزول فرما کر چھ مہینے قیام کیا اور انہی دنون
مین عرش آشیانی کی والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل و عیال امرا اور سپاہیان کہ جسقدر کابل مین تھے انہی امرا کے ہمراہ جو
منعم خان کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے موافق مع والدہ اور ایک ہمشیرہ اعیانی اپنے کے کابل
مین رہا اس ملک کی حکومت اسکے متعلق ہوئی اور منعم خان اسکا اتالیق ہوا اور [illegible] قلعہ مالکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا عرصہ
کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہو کر استدعاے قدوم ایک امراے معتبر کے ذریعہ سے کی چنانچہ بعد صدور حکم خان اعظم شمس الدین محمد خان
اتکہ قلعہ مین گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ مین جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت نہین رکھتا
لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ مین بھیجکر خود بنگالہ کی طرف جا کر بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہونگا خان اعظم شمس الدین
خان اتکہ قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول و منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے
سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل پیشکش کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہو کر بنگالہ گیا عرش آشیانی نے
وہ قلعہ مردم درگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور اثناے راہ مین بیرم خان ترکمان کے مزاج مین انحراف جاگزین ہوا
چند روز سوار نہوا ایک دن بادشاہ نے دو فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوئے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے
قریب جا پہونچے اور شور و غل تماشائیون کا بلند ہوا بیرم خان کے دل مین یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہی پھر
بوساطت ماہم انکہ کے پیغام دیا کہ اس دولتخواہ کے منزل کے قریب فیلان مست کے چھوڑنے کا کیا سبب ہی اگر کوئی بات
میری طرف سے غیر واقع موقف عرض مین پہونچی ہوا اور وہ موجب غبار دل صفا منزل ہوئی ہو اُسکے اعلام سے [illegible] ممنون کرین
ماہم انکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا کہ فیلون کا آنا اس نواح مین اتفاقیہ ہی کسی کی فرمائش سے اس صورت مین بھی
بیرم خان کی تسلی نہوئی یہانتک کہ لاہور مین آیا اور خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ نے کہ بیرم خان اُس سے بدگمان تھا اُسکے

خیمہ مین جاکر قسم کھائی کہ خلا اور ملا مین ایسی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہو نہین کہی گئی عرش آشیانی شہر صفر کی
پندرھوین تاریخ ۹۶۸؁ ہجری مین عازم دہلی ہوسے اور شکار کرتا ان اور صید افگنان ماہ جمادی الثانی کی بیسوین تاریخ کو منزل
مقصد پر پہونچے اور اثنائے راہ مین یعنی موضع جالندر مین ازدواج سلیمہ سلطان بیگم دختر میرزا نورالدین محمد خواہر زادۂ
ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے سبب ارشاد بیرم خان کے ساتھ واقع ہوا اور اِس سال میرالامرا علی قلیخان سیستانی
المخاطب بخان زمان سے کہ امرائے پنجہزاری سے تھا اور صوبہ شرقی کی حکومت رکھتا تھا امر ناشائستہ سرزد ہوا حضرت کے
خاطر دریا مقاطر کی نخش کا سبب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیون کے زمرہ مین منتظم تھا اور قبل اسکے بسبب
حُسن صورت اور نیک سیرت اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلیخان سیستانی المخاطب
خان زمان اُسے کسی تقریب سے اپنے پاس لیگیا اور برسم اجلاف اوراوباش ما وراء النہر کے تسلیم اور تواضع کہ سلاطین
کیواسطے مخصوص ہے نسبت اُسکے عمل مین لاتا تھا اور اس معنی نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب مین حکم
نافذ فرمایا اور جو اہمال اُسکے بھیجنے مین ہوا ملا پیر محمد کی تحریر سے لشکر خان زمان کے سر پر مقرر ہوا اُسنے ہراسان ہوکر فرخ علی نام نوکر کو
کہ معتمد اُسکا تھا بھیجا تاکہ عذر خواہی اور معذرت کرے فرخ علی دہلی مین آیا اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اُسکی جاری
نہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب شیعہ کے دعوی کرنے اور اصحاب اخیار پر تبرا کرنے سے نہایت آزردہ تھا
اور اُسکو بیرم خان ترکمان کے دوستون سے شمار کرتا تھا فرخ علی کو زدوکوب کے بعد اسقدر لاتین مارین اور کوٹھے سے نیچے
گرادیا کہ مرغ روح اُسکا قفس تن سے پرواز کرگیا علی قلیخان صحبت غلیظہ دیکھکر سمجھا کہ دشمن کسی نہ کسی بہانہ سے شاہم بیگ
کو خراب کیا چاہتے مین اسواسطے اُسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل سے دوسری منزل مین
اور بہ ترتیب ایک مقام سے دوسرے مقام مین بسیر لیجاتا تھا یہانتک کہ پرگنہ سرورپور مین کہ جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک
شخص کے تھی پہونچا اور علی قلیخان سیستانی کی ایک معشوقہ گائن تھی اور اُسکا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ
کے پاس ایک مجلس مین حاضر کرتا تھا اور تناسب مداخل کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا
ہوئی علی قلیخان نے وہ گائن اُسکے حوالہ کی اور شاہم بیگ ایک مدت اُسکے ساتھ ہمبستر رہا عبدالرحمن بیگ کہ اُسکے مصاحبون
سے تھا وہ اُسوقت مین عبدالرحمن بیگ کے حقوق آشنائی منظور رکھکر لوازم ضیافت بجالایا چنانچہ ایکدن دونون شخص نے
ایک باغ مین بیٹھکر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر تھی طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ
کیا شاہم بیگ نے ازبس ضعم تحکم سے عبدالرحمن بیگ کو پکڑکر باندھا اور آرام دل کو سنگدلی سے کھچوا منگوایا اور جب موید بیگ
برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور ذلت وخواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر
آیا اور آتش جنگ افروختہ کی اثنائے جنگ مین ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا علی قلیخان
سیستانی اس سانحہ سے واقف ہوکر بقصد انتقام سرورپور کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگ کر
بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ کا جنازہ ہمراہ لیکر جونپور کی طرف گیا اس درمیان مین مصاحب بیگ ولد خواجہ
کلان بیگ نے اپنے باپ دادا کے سوابق حقوق پر کرکے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب بیس ہزار سوار کا تھا حسب مرضی
سلوک نکرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہوتا تھا آخر کو دہلی مین حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور امرائے چغتائی مین
فساد عظیم برپا ہوا بادشاہ رنجیدہ ہوکر ماہ محرم ۹۷۰؁ نوسوستر ہجری مین دریا کے راستہ سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور ابھی

قضیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو ہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اُسکے اخراج کے درپے ہوا اسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا اُستاد اور دوسرے اُس سے قربت رکھتا تھا امرا اور ارکان دولت اکثر اوقات اُسکے مکان مین بار نپاتے تھے اس عرصہ مین ملا پیر محمد بیمار ہوے اور بیرم خان ترکمان انکی عیادت کو گیا غلام اور دربان اُسکے روبرو آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظ یہان توقف فرمائیے کہ ہم آپکے آنے کی خبر سرکار مین بھیجکر اذن دخول حاصل کرین بیرم خان نہایت آزردہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہوکر باہر تشریف لائے اور معذرت کیکے بیرم خان کو دیوانخانہ مین لیلئے اور بعد اسکے بیرم خان کے ہمراہیون نے ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نپایا اور یہ بحث اور تکدرات سابقہ کی ضمیمہ ہوئی اور باوجود بیرم خان ترکمان نے بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ تو کر چالیس برس کا تھا قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور چند روز کے بعد گجرات کی طرف نکالدیا اور کشتی مین بٹھاکر مکہ معظمہ مین روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجاے ملا پیر محمد وکیل بنا کیا اور شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو کہ بیرم خان شیر شاہ کے عہد مین گجرات مین پڑا تھا اور خدمات پسندیدہ بیشی بہو نچائی تھین منصب صدارت اور امارت پر پہونچایا اور بحث ملا پیر محمد کے جب زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مظاہر کے موجب کلفت ہوئی بیرم خان ترکمان مقام تدارک مین ہوکر تسخیر گوالیار کا تذکرہ درمیان مین لایا اور چند مدت اُسے مشغول رکھا اور چونکہ قلعہ گوالیار کو سلیم شاہ نے اپنا جاے نشست کیا تھا اور سہیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے بحکم محمد شاہ عدلی اُسکے انتظام کے واسطے قیام رکھتا تھا بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا اور رام شاہ کو کہ راجہ مانسنگہ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپکے باپ دادا قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہے ہین اور مین اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جوار مین عاجز ہون اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جانئیے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہو وین رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جانکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور اقبال خان جاگیردار اُسطرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سد راہ اُسکا ہوا اور بعد چند وا فراور قتال شکاتر کے رام شاہ کو ولایت راناکی طرف مفرور کیا اور قلعہ گوالیار کو مفتوح کیا اور سہیل خان غلام نے ایلچی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر اطاعت اظہار کی بیرم خان نے عرض اقدس مین پہونچاکر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہان بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہوکر سہیل خان کو نہایت تشفی اور دلاسا دیکر درگاہ مین لاوے اور علی قلیخان سیستانی المخاطب خان زمان نے بھی کہ درپے رفع کدورت بادشاہ تھا اُس سال سرکار جونپور اور بنارس کو آب گنگ کے ساحل تک کہ بعد شکست نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے افغانون کے تصرف مین تھے ضرب شمشیر سے ایکبارگی برآوردہ کرکے ممالک محروسہ مین داخل کیا اس سبب سے بادشاہ نے اُسکی نسبت مقام عنایت مین ہوکر دونو سردارون کو خلعت کمر بند و شمشیر مرصع وغیرہ سے مخلع کرکے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکور مین شیخ محمد غوث بھائی شیخ بہلول کا کہ حق خدمت اُس خاندان والاشان پر رکھتا تھا اور افغانون کے غلبہ کے وقت گجرات مین گیا تھا اُسوقت مع فرزندون اور مریدون کے درگاہ مین آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان نپایا پھر گوالیار کی طرف کہ مسکن قدیم اُسکا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت آزردہ ہوے **بیت** بلے سلطان معشوقان غیور است ✣ ز شرکت ملک معشوقینش دور است ✣ اور بیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی خان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امراے پنجہزاری سے تھا دیپالپور سے طلب کرکے مع لشکر بسیار مالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف مین باز بہادر کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اُس عرصہ مین

بادشاہ نے تھکا کا میل کرکے بیرم خان ترکمان کو سرانجام مہام کیواسطے آگرہ مین چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جب سکندرآباد عمال
دہلی مین بسعادت رکابت نازل ہوا ماہم انکہ اور ادہم خان کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے معرض اقدس مین معروض کیا کہ
حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی مین تشریف رکھتی ہین اور آنکے دشمنون نے علالت بہم پہونچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدم رنجہ
فرماوین مریم مکانی کو موجب خوشی دلی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوئے شہاب الدین
احمد خان نیشاپوری کہ امرائے پنجہزاری سے تھا اور ماہم انکہ کا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کیواسطے
حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی یکدن ایک دن ادہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان ترکمان بادشاہ کی عنان عزیمت
اسطرف معطوف ہونے سے استدعا ہم بندگان خیر طلب کی تصور کرکے مصاحب بیگ کے مانند ہمین بھی تہ تیغ بیدریغ کریگا
اگر حضرت ہمین مکہ معظمہ اور مدینہ شریفہ کی طرف رخصت فرماوین تو بیرم خان کے پنجہ ظلم سے نجات پاکر ہمیشہ ادعاے عمر و
دولت مین قیام کرین بادشاہ اگرچہ اس معروضہ سے نہایت متاثر ہوئے لیکن بیرم خان کے حقوق خدمات نمایان پر نظر کرکے
اسکا ایکبارگی معزول کرنا مناسب ہمت والانہمت نہ جانا اپنے تئین ضبط کرکے بیرم خان کو رقیم فرمایا کہ ہمنے قصداً
مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اسطرف کی عزیمت کی ہی شہاب الدین احمد خان اور ادہم خان انکہ ہماری تشریف آوری
مین کسیطرح کی مداخلت نہین رکھتے ہین پس اگر وہ بخط و مہر اپنے ایک استمالت نامہ آپکے نام لکھ بھیجے تو موجب تسلی ہر جماعت
کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے حتی المقدور قدرت عرض مطلب کی بابت مجلس اقدس مین بآواز بلند وہ باتین کہ ظاہر
کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی تھین آغاز کرکے ایکبارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا **بیت** ہر چند با غبار
نہایت نظرے ہست ÷ گوئیم بدلیشان کہ سخن را اثرے ہست ÷ بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سراسیمہ ہوا اور
ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ جانثار نسبت ایسی جماعت کے لوازم بندگی اور خدمات نمایان سے اس درگاہ مین قائم کرین
ہون خیر خواہ کے بلمین نسبت آنکے برائی اور شر نہوگا تحریر کرکے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی صحابت سے
دہلی مین بھیجا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا کسی نے گوش ارادت آن باتون پر نرکھا دونون مقید اور محبوس ہوئے
اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبدارون نے بیرم خان سے جدا ہوکر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابوالمعالی نے کہ لاہور مین حبس
سے بھاگ کر کمال خان گکھر کے پاس گیا تھا کمال خان کو کشمیر کے تسخیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اسکے کہنے سے کشمیر کیطرف
گیا جنگ تخت کے بعد شکست پائی اسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابوالمعالی نے دیپالپور مین جاکر بہادر خان کی
نسبت ارادہ غدر کا کیا بہادر خان سیستانی نے اسکو گرفتار کرکے سندھ کیطرف نکالدیا شاہ ابوالمعالی اس نواح سے گجرات
مین آیا اور وہان ایک خون کرکے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے پاس جونپور گیا علی قلیخان نے اسکو بیرم خان ترکمان
کے اشارہ کے موافق کہ اسوقت بادشاہ دہلی مین تھے آگرہ کیطرف بھیجا بیرم خان نے اسے قلعہ بیانہ مین قید کیا اور جب بادشاہ
کی رنجش حد سے افزون دیکھی پہلے اس فکر مین ہوا کہ مالوہ مین جاکر اس ملک کو مسخر کرکے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے آگرہ
سے بیانہ گیا اور جو بہادر خان اور دوسرے سردار کہ مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے انکو اپنے پاس طلب کیا اور بہت سے امرا
کہ اعتماد کا مقام آنپر رکھتے تھے اس سے جدا ہوکر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خار اپنے بخت کے پانون مین خلیدہ دیکھ کر مالوہ
کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابوالمعالی کو قید سے رہا کرکے چاہا کہ جونپور مین جاکر علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے تعلق
سے کدورت گذشتہ [illegible] اسکو زیر کرکے اس حدود پر متصرف ہووے لیکن اسکے بعد کہ چند منزل اسطرف روانہ ہوا تھا

اس عزم سے شرمندہ ہوکر بعزیمت حج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان اور اقبال خان وغیرہ کے کہ
اس ساعت تک اس سے جدا نہوئے تھے درگاہ کیطرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف مین پہونچا بعضے مفسدونکے اغوا سے
مکہ معظمہ کی عزیمت فسخ کرکے فیل وحشم کے فراہمی مین ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب تک جا کر اس حدود مین حیات مستعار بسر کیجاوے
بادشاہ نے اس معنی کو سمجھکر میر عبد اللطیف قزوینی کو کہ بعد ملا پیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر
پیغام کیا کہ اسوقت تک ہمکو خاطر اشرف سیر و شکار کے نشاط مین مصروف اور رضائے ہمایون اس امر کی مقتضی تھی کہ وہ
خان بابا مہمات بادشاہی کا متکفل ہووے اب داعیہ یہ ہی کہ مہمات خلائق مین خود بنفس نفیس مشغول ہون آپ سب دھندا
و اسباب اشتغال دنیوی سے جدا کرکے حج کا عازم ہووے اور آیندہ ہوا و ہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان نے موجب اس بیت کے
بیت سر نیاز بباید نہاد و گردن طوع ٭ کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داد ست ٭ اظہار اطاعت و فرمان برداری کر کے
علم اور نقارہ اور ما تمامی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوی القدر کی مصاحبت سے درگاہ مین روانہ کیا اور خود
دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین مین جاوے اور حسن قلی بیگ ذو القدر اور اسمعیل خان کہ
بیرم خان سے خویشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم اور حسین خان ٹکلو اور شیخ گدائی اور خواجہ مظفر علی تربتی کہ میر دیوان
اسکا تھا اور وہ لوگ کہ انھین سے معتبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اسکے تھے اور سالہائے دراز اسکی صحبت
مین بسر لیجا کر آپکو یاران وفادار سے شمار کرتے تھے گاہ بگاہ فوج فوج جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اسباب
دستہ جو کچھ اسکے اردو مین پاتے اسپر متصرف ہوئے اور شاہ ابو المعالی جو انھین مین سے تھا آخر کو وہ بھی سواری کیوقت بادشاہ
کی کورنش کو آیا اور گھوڑے پر سوار تسلیم کیواسطے سر جھکایا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی مقید ہوا بیرم خان ترکمان
اسباب بادشاہی ارسال کرکے ناگور سے بڑھکر بیکانیر گیا اور چند روز وہان توقف رہا اور مکہ معظمہ کی روانگی سے پشیمان ہوا
اور پھر ناگور مین آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے پرگنہ جھجر کیطرف سوار ہوئے اسوقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا احوال
اختلال سنکر آپکو دربار مین پہونچایا اور خطاب پیر محمد خان اور طوق و علم و نقارہ پاکر مع لشکر بیشمار بیرم خان کے
سر پر تعیین ہوا اور رایات اجلال دہلی کیطرف معاودت کیے اور فرمان منعم خان کی طلب مین کابل کیطرف روانہ
ہوا بیرم خان ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کے تعیین ہونے سے نہایت آزردہ اور غمگین ہوا اور اسکی مخالفت مین اصرار
کرکے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اسکے تعاقب سے باز نہ آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ مین پہونچا احمال و اثقال
زیادہ کو اس قلعہ مین کہ اسکے ایک نوکر مسمی شیر محمد خان کے تصرف مین تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان نے
اسکے تمام اسباب و اموال کو اپنا ملک مطلق معلوم کرکے بیرم خان کے نوکرون کو بذلت و خواری قلعہ سے نکالدیا اور
بیرم خان دیپالپور کیطرف کہ حکومت وہانکی اسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بدرویش محمد ازبک کے سپرد تھی روانہ ہوا
اور اس شہر کے قریب پہونچکر خواجہ مظفر علی دیوان کو اسکے طلب کیواسطے بھیجا درویش محمد ازبک بیرم خان کے توقع کے
خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کرکے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا بیرم خان کہ اس سے
نہایت امیدواری اور اعانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہوکر جالندر کیطرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا پیر محمد المخاطب
بہ پیر محمد خان کو حضور مین طلب کرکے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع فرزندان و برادران اور ایک جماعت امرا سے
پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے فساد کے دفع کیواسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ جب ظاہر

قلعہ ماہسوارہ مین بیرم خان ترکمان کے قریب پہونچا جنگ مین مشغول ہوا اور دلاوران طرفین بحر اخضر کی امواج کے مانند آپسمین متلاطم جنگ ہوئے اور جسقدر جگر مین قوت رکھتے تھے داد دلیری اور جوانمردی دی **نظم** بہ شمشیر فولاد و تیر خدنگ * گذرگاہ کردند بر مور تنگ * سپاہی چو زنبور با نیش تیز * ز غوغائے زنبور ہم بیشتر * ولی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل قلیخان اور اسکا بیٹا حسین خان اور شاہ قلیخان محرم آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین لا کر اکثر صفوف خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو برہم مارین آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ بیرم خان کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور ولی بیگ ذوالقدر اور مردم معتبر اور سرفروش و جان نثار مقتول ہوئے انکے قتل ہونے سے بیرم خان ترکمان سراسیمہ ہو کر کوہستان سوالک کیطرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبد المجید ہروی کو آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کیواسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوئے جب لودھیانہ مین پہونچے منعم خان کابل سے آنکر خطاب خانخانان اور منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور جب موکب بادشاہی کوہستان سوالک کے قریب پہونچا ایک جماعت مردم سنقلائی سے بھیجا با کوہستان سوالک مین در آئی اور وہان کے زمیندار بیرم خان ترکمان کی حمایت سے جائے تنگ مین ایستادہ ہو کر جنگ مین مصروف ہوئے اور جب وہ مغلوب اور عاجز ہوئے بیرم خان نے تنگ ہو کر جمال خان نامے اپنے غلام معتمد کو درگاہ مین بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کر کے امان چاہی عرش آشیانی نے ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک کو استمالت کیواسطے اسکے پاس بھیجا بیرم خان ملا عبد اللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۸ نوسو اڑسٹھ ہجری مین بادشاہ کی ملازمت کیواسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امرا اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور باعزاز و اکرام تمام مجلس بادشاہی مین لائے بیرم خان گردن مین دستار ڈالکر اور اپنے ولی نعمت کے قدمون پر سر رکھکر ہائے ہائے کر کے رویا بادشاہ نے دست مرحمت اسکے سر پر رکھا اور اسکے قدیم جگہ پر بٹھایا اور رفع خجالت کیواسطے خلعت خاص مشرف کیا اور اس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے سپاہگری کیطرف میل ہو تو ولایت کالپی اور چندیری تجھے مرحمت فرماؤن اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھکر مصاحبانہ سلوک کرتا رہون اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزیمت رکھتا ہو احسن وجوہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ فرماؤن بیرم خان عرض گذار ہوا کہ اب تک قواعد اخلاص و اعتقاد مین کسیطرح کے قصور اور فتور نے راہ نہین پائی اور یہ تردد اور تجسس اسواسطے تھا کہ فدوی ملازمت مین فائز ہو کر غبار ملال خاطر اقدس سے زائل کرے الحمد للہ علی احسانہ کہ جو دل مین تمنا تھی میسر ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہے کہ اماکن شریفہ مین پہونچکر بدعائے ازدیاد جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر حج کی رخصت کرامت فرمائی اور خود بدولت اس سے جدا ہو کر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکار کنان آگرہ کیطرف تشریف لیگئے اور بیرم خان گجرات کیطرف متوجہ ہوا تا کہ اس ولایت کے کسی بندر سے کشتی مین سوار ہو کر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہووے اور جب پٹن گجرات کیطرف کہ حکومت وہان کی بادشاہ گجرات کیطرف سے موسیٰ خان لودھی سے تعلق رکھتی تھی پہونچا اور اس شہر مین جمادی الاول کی چودھوین شب ... کو مع ایک جماعت سازندہ اور خوانندہ کو لاب سہسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی مین سوار ہو کر بروئے آب سیر کرتا تھا سہس ہندی زبان مین ہزار کو کہتے ہین چونکہ ایک ہزار شوالہ اس کولاب مین واقع ہوئے تھے اس سبب سے ساتھ اس نام سہسنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول نقد سیر و تماشا صبح کے وقت کشتی سے اترکر اپنے مقام کی طرف

متوجہ ہوا اس درمیان مین مبارک خان نام افغان لوحانی کہ جسکا باپ ہیموں بقال کی جنگ مین بیرم خان کے ملازمون کے
ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کرکے ملاقات کے بہانہ سے روبرو آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو خنجر سے
شہید کیا چنانچہ اسکی وفات کی یہ تاریخ ہے **قطعہ** بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام * در راہ شد از شہادتش کار تمام *
در واقعہ ہاتفی پئے تاریخش * گفتا کہ شہید شد محمد بیرام * اسکے بعد افغانون نے ہجوم کرکے خان شہید کے اردو کو تاراج
کیا چہر محمد امین دیوانہ اور بابا زنبور اور ملازمین بیرم خان نے اسکے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صفر کی چودھوین ۹۶۴ نوسو
چونسٹھ ہجری مین متولد ہوکر اسوقت چار برس کا تھا اسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچیرے بھائی حسن خان میواتی کی تھی
احمدآباد گجرات مین لیگئے اور اعتماد خان حاکم احمدآباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت مین روانہ کیا چنانچہ
حال اسکا مذکور ہوتا ہے بیرم خان امرائے بزرگ خاندان عالیشان سے تھا اور باپ دادا اسکے اولاد امیر تیمور
صاحبقران کی خدمت مین صاحب جاہ اور والامنصب تھے اور نسب اسکا یہ ہے محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ
بن یار علی بیگ بن شیر علی بیگ اور شیر علی علی شکر ترکمان بہارلو کا نواسہ تھا جسوقت کہ اوزون حسن سلطان عراق پر غالب
ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اس حدود سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا
کے پاس حصار و شادمان کیطرف گیا اور جب میرزا سے کچھ التفات ظاہر نہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے
بعد آٹھ سو جوان کارآمد لیکر بقصد تسخیر شیراز از راہ دارشاہی وہان سے فارس کیطرف روانہ ہوا اثنائے راہ
مین ایک جماعت اور ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اسکے ہمراہ ہوئے پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور
ایک جماعت امرائے اوزون حسن سے اسکے مدافعہ کیواسطے اٹھی شیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال و اسباب تلف
کرکے باحال پریشان خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ مین جس مقام مین پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان
اور سرانجام سپاہ بہم پہونچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امرا اس امر سے واقف ہوکر اسکے سدراہ
ہوئے اور شیر علی بیگ جنگ مین قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اسکے متفرق ہوئے اور بڑا بیٹا اسکا یار علی بیگ قندز کیطرف
گیا اور خسروشاہ کے ملازمون مین منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسروشاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا
یار علی بیگ اور اسکا فرزند سیف علی بیگ بابرشاہ کے ملازم ہوئے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ
اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین مین فوت ہوا اسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل چند سال
تھا اپنے عزیزون کے پاس بلخ مین گیا اور انکی برکت سے جسقدر کہ چاہیے تحصیل علوم اور کمالات مین فائز المرام ہوا جب
سن رشد و تمیز کو پہونچا کابل مین آنکر شہزادہ نصیرالدین محمد ہمایون کے سلک ملازمین مین منسلک ہوا اور حسن سلوک و اخلاق
پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے ذوق سے شہزادہ نصیرالدین کا منظور نظر ہوکر مصاحب خاص ہوا اور سولہ برس
کے سن مین میدان معرکہ لوازم شجاعت اور جانسپاری بجالایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابرشاہ نے یہ خبر سنکر محمد بیرم خان کو اپنے
روبرو بلایا اور اپنی ہمکلامی اور مہربانی سے سرفراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اسکے چہرۂ حا
ہوا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین مین آمد و شد رکھے چنانچہ اسکے بعد رفۃ
بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور پرہیزگار تھا اور اہل فضل و دانش سے کہ مراد علما اور فض
اور خوانندہ اور سازندہ ہر وقت زنگ غم کا حصار مجلس کے آئینہ دل سے صاف کرتے تھے

علم
جانب مین

ہمیشہ اُسکی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بخوبی ہر یکے آرام جانے ☆ بزیبائی دلآویز جہانے ☆ اور بھی ترتیب اور
آداب شاہی نہایت خوب جانتا تھا اور زیب و زینت مین کہ اہل دنیا کا لازمہ ہی بہت کوشش کرتا تھا اور نظم و نثر مین بے نظیر تھا
اور دیوان ترکی اور فارسی اُسکا مشہور ہی اور منقبت مین ائمہ معصومین علیہم السلام کے قصائد غرا بہت کہے ہین اور چند
ابیات اُسکے طبعزاد ہین نظم شہی کہ بگذر ز وازنہ سپہر افسر او ☆ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ☆ محبت شہ مردان مجو ز
بے پدری ☆ کہ دست غیر گرفتست پائے مادر او ☆ ہمائے قدر تو بر فضیلت گز علو جلال ☆ اگر فتد ملک و عالم صدائے شہپر او ☆
قصہ کوتاہ خاقان اکبر نے اس سال کے آخر مین ادہم خان آتکہ کو مع افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیواسطے نامزد کیا اور
باز بہادر کہ سارنگپور مین اُسکے اوقات عیش و عشرت مین گذرتے تھے جسوقت کہ مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا دس کوس پر پہونچا
صحبت زنان مغنیہ سے اُٹھکر اور بعد دفع مستی جنگ کی بیکچ ... کہ بہادران چغتائی کمان گوشہ نشین و تیر فتنہ انگیز لیکر
اُسکی طرف حملہ آور ہوئے حملہ اول مین تاب اُنکی صدمات کے نہ لاکر بادیہ گریزان و دل بریان برہانپور کی طرف بھاگا ادہم خان ولایت مالوہ
امرا کو تقسیم کرکے جمیع اسباب شاہی باز بہادر مع کنیزان مغنیہ پر متصرف ہوا اور اُسمین سے چند زنجیر فیل کے سوا دوسری شے
بادشاہ کیواسطے نہ بھیجی اسواسطے بادشاہ اُسطرف سوار ہوئے جب قلعہ کاکرون کے نواح مین پہونچے حاکم نے کہ اس قلعے کہ
باز بہادر کے ملازمون سے تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہان سے اول شب کو تاخت کرکے صبح کے وقت سارنگپور کے حدود
مین تشریف لائے اور بیادل تاخت آنحضرت کی نہ ادہم خان کہ بسبب اتفاق اُسیدن قلعہ کاکرون کی تسخیر کی عزیمت مین روانہ
ہوا تھا سارنگپور سے تین کوس آگے جاکر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگپور مین رونق افزا ہوئے اور
ادہم خان کے مکان مین استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کرکے تمام غنائم
نظر اقدس سے گذرانکر معذرت چاہی بادشاہ نے رقم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچے اور آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور نرور کے
نواح مین ایک شیر نہایت قوی ہیکل سر راہ نمود ہوا بادشاہ بنفس نفیس اُسکے مقابل جاکر ضرب شمشیر آبدار سے
اُسے خاک مذلت پر ڈالا امرا اور منصبدار کہ اُسوقت حاضر تھے تصدق نچھاور کرکے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر
بجالائے اندنون مین شیر خان ولد محمد شاہ عدلی نے چالیس ہزار افغان لیکر انتزاع جونپور کے قصد مین آب گنگ سے عبور
کیا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اُسکے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم اور معرکہ شدید
کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان ہفتخوان اسفندیار کو معتبر نہ جانتا تھا اس
معرکہ مین چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک پر ڈالا
بہادری اور صف شکنی مین دونون بھائی آفاق مین مشہور ہوئے اور نہایت مغرور ہوکر فیلہائے نامی کہ اُس معرکہ مین ہاتھ
آئے تھے اُنمین سے ایک بھی درگاہ مین نہ بھیجا چنانچہ یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی شکار کے بہانہ کالپی کے راستہ سے
اُسطرف عازم ہوئے جب کڑہ مانکپور کے قریب پہونچے دونون بھائیون نے سعادت ملازمت حاصل کرکے پیشکش ہائے
لائقہ گذرانے اور فیلان خوب نامی جسقدر جنگ مین دستیاب ہوئے تھے داخل فیلخانہ شاہی کئے اور الطاف خسروانی سے
نوازش وافر پاکر مطمئن خاطر ہوئے اور بادشاہ آگرہ کیطرف روانہ ہوئے اور تیسری منزل مین علی قلیخان سیستانی المخاطب
بخان زمان اور اُسکے بھائی بہادر خان کو رخصت جاگیر عطا فرمائی اُسکے بعد آگرہ مین داخل ہوئے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ
حاکم پنجاب برادر ادہم خان اتکہ حاکم مالوہ کے حکم کے موافق حاضر حضور ہوکر پیشکش ہائے لائق گذرانے اور عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت

ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرمایا منصب وکالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتگہ کو امداد فرمایا اور در سنہ ۹۶۹ نو سو انہتر ہجری مین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کیواسطے اجمیر گئے اور جب قصبہ سانبھر مین پہونچے راجہ بہارامل کہ اُس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر نوکری اختیار کی اور اُسکا بیٹا بھگوانداس بھی ملازم ہوکر امرائے کبار کے سلک مین منتظم ہوا الغرض بادشاہ جب اجمیر مین پہونچا لوازم زیارت بجا لائے اور میرزا شرف الدین حسین حاکم اجمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے کہ راجہ مالدیو کے ممالک سے تھا تعین فرمایا اور خود تین شبانہ روز مین ایکسو بیس کوس مسافت طی کرکے مع پانچ چھ کس آگرہ مین آئے میرزا شرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا جگمل و دیونداس کہ امرائے راجہ مالدیو سے تھے قلعہ مین قلعہ بند ہوکر مدافعہ کیواسطے قیام کیا میرزا لوازم محاصرہ بجا لایا اور نقب کے کھودنے مین مشغول ہوا چنانچہ ایک روز نقب سے ایک برج کے نیچے پہونچی تھی باروت پر کرکے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ مین رخنہ ظاہر ہوا اور بہادران مغل رخنہ کیطرف متوجہ ہوے اور راجپوتون نے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور اُس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور جب کام درست نہوا پلٹ آئے اور راجپوتون نے سوراخ بندی قلعہ کیواسطے فرصت دیکھکر اُس شب کو تمام رخنے مسدود کیے اور آخر کو طول ایام محاصرہ سے تنگ ہوکر صلح کے طلبگار ہوے میرزا شرف الدین حسین نے اس شرط پر انکی استدعا قبول کی کہ اسپ اور کچھ ملک کوئی شی ہمراہ نلیجا دین امان دیکر سر راہ سے اٹھا جگمل نے اسباب اور اموال سے قطع نظر کرکے اپنے آدمیون کو لیکر شرط کے موافق قلعہ سے نکل گیا لیکن دیونداس کو غیرت اور تہور دامنگیر ہوئی تمام جہات اپنے کو جلا دیا اور پانسو سوار راجپوت سے برآمد ہوا اور میرزا اُس سانحہ سے مطلع ہوکر سد راہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دو سو اور پچاس آدمی راجپوتون سے قتل ہوے اور دیونداس زخمی ہوا جب اُسمین قوت سواری کی نرہی سر اُسکا کاٹکر معرکہ سے باہر لیگئے اور چند سال کے بعد ایک شخص نے جوگیون کے لباس مین دعوی کیا کہ مین دیونداس ہون بعضون نے قبول کیا اور بعضون نے تکذیب کی یہانتک کہ وہ بھی ایک معرکہ مین مارا گیا میرزا شرف الدین حسین قلعہ پر متصرف ہوے اور فتحنامہ درگاہ مین ارسال کیا ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کہ سردار صاحب داعیہ تھا شادی آباد مندو کو مقام قرار و آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو ایکبارگی خار تعرض متعلقان باز بہادر سے صاف کیا اور بیجاگڈھ کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہے بجبر و قہر لیکر وہان کے سپاہیون کو تمام قتل کیا اور جو کہ باز بہادر خاندیس مین مقیم ہوکر وقت بیوقت مالوہ کے اطراف مین مزاحمت پہونچاتا تھا ملا پیر محمد المخاطب پیر محمد خان نے ولایت خاندیس پر چڑھائی کرکے بلدہ برہانپور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما اور مشائخ اُس سے شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان مین داخل ہوے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان ابتک برہانپور مین تھا کہ باز بہادر اور میران مبارک شاہ فاروقی تفال خان حاکم برار کو مدد کیواسطے طلب کرکے اُسکے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوے اور ملا پیر محمد کے تمام سپاہی ملک جبر اور بدمزاجی سے بہ تنگ آئے آخر کو بلا اجازت مندو کیطرف راہی ہوے اور آب نربدہ سے عبور کر گئے اور امرائے ملکی نے بھی کدورت ظاہر کرکے اپنکو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلو تہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہوکر مراجعت کی تفال خان نے کہ مرد شجاع اور جوان مرد تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سراسیمہ قطع مسافت مین مشغول ہوا اور وقت عبور آب نربدہ بر عبدہ کے قطار شتر محمولہ کا دھکا ملا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کہ پاؤن اُسکے زمین سے جدا ہوے ہر چند اُن لوگون نے کہ اُسکے قریب تھے سعی کی کہ اُسکے پاس پہونچکر دستگیری کرین جو اجل نے تنبیہ اُسکے گریبان حیات مین محکم مارا تھا کسیکی تدبیر اثر پذیر نہوئی اور ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان بحر فنا مین غرق ہوا اسوقت جب مخالف تعاقب مین

پہونچے امرائے مغل شادی آباد مندو کو بھاگ گئے اور دشمنون کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا آگرہ کیطرف متوجہ
ہوئے اور باز بہادر دوبارہ ۹۶۹ھ نوسو انستھ ہجری مین مالوہ پر متصرف ہوا اتفاقاً خان اور میران مبارک شاہ فاروقی
اپنے مقام مین گئے شمس الدین اتکہ نے عبداللہ خان ازبک حاکم کالپی کو باز بہادر کے فساد دفع کرنیکے واسطے تعین فرمایا اور باز بہادر
طاقت مقابلہ کی نلاکر کوہستان کمبل میر کیطرف بھاگا اور عبداللہ خان ازبک کامران ہوکر شادی آباد مندو مین مقیم
ہوا ان دنون مین سید بیگ ولد معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کا قرابتیان قریبہ سے اور وکیل مطلق العنان تھا
برسم ایلچی گری تحف و نفائس کثیرہ لایا اور دو لاکھ روپیہ کہ پانچہزار تومان عراق کے ہوئے انعام پائے اور تھوڑی عرصہ مین جب
خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے امر وکالت مین استقلال بہم پہونچایا ادہم خان نے اسپر حسد کرکے چاہا کہ بیرم خان
کیمان کیطرح اسے بھی بادشاہ کی نظر سے گرادے اور باوجود غیبت اور بدگوئی کے جب اسکی مراد حاصل نہوئی اور اس امر کی
صورت نہ باندھی اور بعضے امرا کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین سر کچہری
جسوقت کہ تلاوت قرآن مین مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اسکی تواضع مین قیام نکیا تیغ ستم سے قتل کیا اور جو کہ بادشاہ کی
عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور اس شور و غوغا سے عرش آشیانی کہ
حرم سرا مین استراحت فرماتے تھے بیدار ہوئے اور سبب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہوکر اسی طرح بلباس
آہا لنشن بام کے کنارے جلوہ گر ہوئے جونہین حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین اتکہ مقتول پر پڑی آتش غضب حضرت کے
دماغ مین بھڑکی اور شمشیر خاصہ لیکر اس محل پر کہ ادہم خان انکہ کھڑا تھا آئے اور ادہم خان سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ تونے خان اعظم کو
کسواسطے قتل کیا ادہم خان نے دوڑکر بادشاہ کے دونون دست حق پرست پکڑے اور رونے لگا بادشاہ اس بے ادبی سے زیادہ تر
غضبناک ہوئے اور اپنے ہاتھ چھوڑاکر ایسا گھونسا اسکے منہ پر مارا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا اسوقت بادشاہ کے حکم کے موافق اس کوٹھے
سے کہ بارہ گز بلند تھا اسے نیچے گرایا اور جو ابتک ایک رمق جان اسمین باقی تھی کہ دوبارہ اسے کوٹھے پر لیجاکر ایسا گرایا کہ اسکا
کام تمام ہوا ماہم انکہ نے اپنے فرزند کی لاش دہلی مین بھیجکر مدفون کی اور خود بھی قرین حزن و الم ہوکر چالیس دن مین مر گیا اور
انگہ بہ فتح حرف اول و ثانی و کاف فارسی ترکی مین شوہر دایہ کو کہتے ہین اور اردو مین اسے دادا بولتے ہین اور یہ مخفف اتا گاہ
کا ہی کسواسطے کہ ترکی مین اتا بمعنی پدر ہی اور اتا گاہ وہ شخص کہ قائم مقام پدر ہوا اور انکہ بالون مرضعہ یعنی دودھ پلانیوالی کو کہتے
ہین اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہین اور منعم خان کہ ادہم خان کا محرک تھا کابل کیطرف کہ اسکا چچیرا بھائی وہان کا حاکم تھا بھاگا
اور میر منشی جاگیردار پرگنہ سوریت نے اسے گرفتار کرکے درگاہ مین بھیجا بادشاہ نے اسکی خطا معاف فرمائی اور اسکی عزت و توقیر مین نظر توجہات
مبذول رکھی اور خطاب و منصب آتگہ خالی خان اعظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اسکی دولت کا
بلند کیا کہتے ہین گروہ گکھران کا جو ہمیشہ دودمان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر انکی ولایت پر بھیجکر
بہت خرابی کی اور جب اطاعت نہ کی خود اس جماعت کے سر پر جاکر سارنگ خان اس قبیلہ کے سردار کو بمکر و حیلہ دستیاب
کرکے قتل کیا اور اسکے فرزند کمال خان کو ہمراہ لیجاکر قلعہ گوالیار مین محبوس فرمایا اسکے بعد سلطان آدم گکھر برادر سارنگ خان
گکھر حاکم اپنی قوم کا ہوا بدستور سابق افغانون کی مخالفت مین کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا
اسنے بھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور گکھرون نے باقسام حیلہ افغانون کو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بدشواری تمام رات کو
نکلتے تھے اور جو شخص لشکرگاہ سے برآمد ہوتا تھا گکھر اسے گرفتار کرکے قندھار اور کابل اور بدخشان کیطرف بھیجتے تھے اور فروخت کرتے تھے

اور جو کبھی اُنکے دلمین ترس اور ترحم آتا تھا تو اُسے اَردو کے لوگون کے ہاتھ قیمت کابل کو بیچتے تھے سلیم شاہ نے منحرف ہوکر اُنکی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امراے پنجاب کو اُنکے اخراج اور بیخ کنی کیواسطے مقرر کیا اور خود دارالسلطنت گوالیار مین آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان مین باروت بچھا کر اور تمام گھکرون کو جو کہ قید مین تھے اُسمین بیجا کر اور آگ دیکر اُڑادو چنانچہ اِسی طریق سے انھین ہلاک کیا لیکن کمال گھکر حافظ حقیقی کے حکم سے اُسی مکان کے ایک گوشہ مین جو اتفاقاً قائم ہا اسطرح اُسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سُنکر کمال خان گھکر کو طلب کیا اور متابعت کے بارہ مین قسم لیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان پنجاب امراے پنجاب ولایت گھکران کی تسخیر مین ساعی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور اُسوقت ہمایون بادشاہ نے پنجاب مین دخل ہوا ملازمت کرکے خدمات پسندیدہ بیش پہونچائین اور اکبر شاہ کے عہد مین کہ یہ اور رانک بیجاگیرانی اور خان زمان کی لڑائی مین آثار شجاعت ظہور مین پہونچانے اس سبب سے حکم ہوا کہ امراے پنجاب سلطان آدم گھکر کو دفع کرکے ہمایون بادشاہ کی اطاعت مین آیا تھا کمال خان گھکر کو قائم مقام اُسکا کرین امراے پنجاب نے سنہ مذکورہ مین باتفاق کمال خان گھکر ولایت گھکران پر متصرف ہوکر سلطان آدم گھکر کو زندہ دستگیر کیا اور کمال خان گھکر کو اُس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اِسی سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصر الدین عبداللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اُسکی پیشوائی کو سوار ہوے اور آگرہ مین لائے اس درمیان مین میرزا شرف الدین حسین تو ہکوا پنے دلمین راہ دیکر اجمیر کی سمت بھاگا اور جب اُسکے جانے سے ایک خلل اس نواح مین پیدا ہوا حسین قلیخان ذوالقدر بیرم خان ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی حکومت پر متعین فرمایا اور میرزا نے اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے جالور کیطرف کہ گجرات کی سرحد ہے گیا اور حسین قلیخان ذوالقدر نے اجمیر کو صلح سے لیا اور شاہ ابو المعالی کہ حبس شاہ سے نجات پاکر مکہ معظمہ کیطرف گیا تھا اُسوقت وہان سے پلٹ کر میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اُسکے اشارہ سے ٩٧١ نو سو اکہتر ہجری مین نارنول مین آنکر دست اندازی کی حسین قلیخان ذوالقدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اُسکے ملازمین سے تھے شاہ ابو المعالی کے تعاقب مین روانہ کیا اور خود میرزا کی دفع کیواسطے گرم عنان ہوا شاہ ابو المعالی اثناے کوچ اُسی جگہ کمین گاہ مین جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اُسکے روبرو آئے شاہ ابو المعالی نے حملہ کرکے دونون کو قتل کیا اور خاقان اکبر نے کہ منوہرپور مین شکار مین مشغول تھے یہ خبر سُنکر ایک جماعت امرا کو اُسکے تدارک کیواسطے تعین فرمایا اور شاہ ابو المعالی پنجاب گیا اور وہان سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل کی طرف روانہ ہوا اور یہ بیت پڑھی **بیت** ما درین در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم * از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم * محمد حکیم میرزا نے اپنی ہمشیرہ کو اُسکے عقد نکاح مین دیا اور اُسے صاحب جاہ و حشم کیا اور ابو المعالی کابل کی بادشاہی کے خیال مین مبتلا ہوا پہلے اپنی خوشدامن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درشتی سے اپنے مکان مین لاکر قتل کیا اور میرزا کی عنان وکالت کہ خرد سال تھا اپنی ہتھیلی مین لایا تو بتدریج اُسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل مین آنکر شاہ ابو المعالی کو بعد جنگ گرفتار کرکے ہلاک کیا القصہ میرزا شرف الدین حسین نے جب ابو المعالی کے مقہور ہونے سے اطلاع پائی جالور سے بھاگ کر احمد آباد گجرات مین گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہوکر جب شہر دہلی مین داخل ہوے اور بازار چوپڑ مین پہونچے قتلق فولاد کہ میرزا شرف الدین حسین کے غلامون سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا بحالت از دحام مدرسہ کے قریب ماہم انگہ نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کر کستی کو توڑا اور ہاتھ کو بلند کرکے دھر کھینچا لوگونکو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہدف تیر قضا کیا چاہتا ہے پھر اُسنے ہاتھ نیچا کرکے بادشاہ کی طرف کہ فیل پر

سوار تھے پھینکا اور تیر بخطا حضرت کے شانہ مین لگا اور ایک بالشت گوشت مین در آیا لیکن ابھی تیر شانہ مین تھا کہ قتلق فولاد
کو بضرب ہائے شمشیر و خنجر پارہ پارہ و ریزہ ریزہ کر کے خاک مذلت پر ڈالا اسکے بعد تیر برآوردہ کر کے حضرت کو قبائے
پنبہ دار پہنائی اور بادشاہ باوجود شدت درد اور بیتابی اضطراب فرما کر اسیطرح فیل پر سوار ہو کر دولتخانہ کی طرف
تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی کہ معالجہ مین عیسی نفس اور ہنداوی مین کلیم اللہ کیطرح ید بیضا دکھلا کر ایک ہفتہ مین
آثار صحت ظہور مین پہونچائے اسکے بعد بادشاہ آگرہ کیطرف متوجہ ہوئے اور آصف خان ہروی کو کڑہ اور مانکپور کی حکومت پر
روانہ کیا اور خود بدولت و اقبال آیلال شکار کو قلعہ نرور کی جانب سوار ہوئے اور فیلوں کی گرفتاری مین تصرفات اور
اختراعات کیے اس سبب سے کہ عبداللہ خان ازبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچا کر بادشاہ کیواسطے نہ بھیجے تھے جریدہ
موسم برسات مین مع افواج بطور یلغار مندو کیطرف روانہ ہوئے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیردار سارنگپور بملازمت کیواسطے
حاضر ہوا اور جب بادشاہ اجین مین وارد ہوئے عبداللہ خان ازبک متوہم ہو کر مع کوچ و اسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ
نے بچشم خود اسکے تعاقب مین مشقت فرمائی اور ہراول بادشاہی عبداللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام اسپر تنگ
ہوا بایٹ کر جنگ کی اور بالعجب آنکہ بفراغ خاطر گجرات گیا اور بادشاہ نے مندو مین جا کر بادشاہان خلجیہ کی عمارات کی سیر کی
اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور نے بعد اظہار اطاعت و اخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دی اسوقت مندو کی سند
حکومت قرا بہادر خان کو مرحمت فرمائی اور رایات اجلال دار السلطنت آگرہ کیطرف متوجہ ہوئے اور قریب قلعہ سیری کلارس
کے ایک غول ہاتھی کا کہ اسمین ایک ہاتھی مست اور کوہ پیکر تھا نظر آیا سپاہیان فرمان کے موافق اسے قلعہ سیری کلارس مین
ہانک لائے اور فیل مست دیوار قلعہ توڑ کر صحرا کیطرف راہی ہوا اور جسوقت کہ ایک فیل فیلان خاصہ سے اسکے سرراہ ہوگئے
فیل وحشی جنگ کیواسطے ایستادہ ہو کر گرفتار ہوا اور ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین خواجہ معظم برادر اعیانی جوجی بیگم نے کہ
خالو بادشاہ کا ہوتا تھا بے اعتدالی کے سبب گرفتار ہو کر قید مین وفات پائی اور اسی سال قلعہ آگرہ کہ خشتی تھا مسمار کر کے
سنگ سرخ سے بنا رکھی اور چار برس مین تیار ہوا اور بعد قضیہ عبداللہ خان ازبک ایسا عوام کی زبانوں پر جاری ہوا کہ
بادشاہ امرائے ازبک سے رنجیدہ ہو کر سبکو معزول اور مخذول فرما دیگا اس سبب سے سکندر خان ازبک اور ابراہیم خان
ازبک وغیرہ نے کہ بہار اور جونپور کے جاگیردار تھے سر اطاعت سے پھیرا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور
بہادر خان سیستانی اگرچہ انکی ماں صفہانی او خود عراق زائی تھے لیکن چونکہ صورت اعلی انکے ازبکون کے گروہ سے تھے اور بھی
گناہان سابق سے ایک توہم اور ہراس رکھتے تھے آپکو ازبکون کے سلک مین منتظم کر کے سردار طائفہ باغیہ کے ہوئے اور
آصف خان ہروی کہ انکی جوار مین جاگیر رکھتا تھا وہ بھی قضیہ خزائن کے سبب سے انکا شریک ہوا اور تیس ہزار سوار جرار سے علم
مخالفت بلند کیا اور جسقدر ممالک پر کہ ممکن ہوا متصرف ہوئے عرش آشیانی کہ تعجیل مہمات مین جائز رکھتے تھے اس مقولہ سے ایک حرف
زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ سے سنہ مذکور مین نرور گڑھ منو کیطرف نہضت فرمائی اور شکار مین مشغول ہوئے اشرف خان
منشی کو سکندر خان ازبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور مین حاضر کرے اور مشکر خان بخشی کو آصف خان
ہروی کے پاس روانہ کیا کہ جملہ خزائن اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر بازگشت کرے اور خزانون کی کیفیت یہ ہے کہ آصف خان
ہروی جب امرائے پنجہزاری ہوا ولایت کڑہ اور مانکپور جاگیر پائی اور بیباکی کے سبب عازم تسخیر گڑہ کہ وہ کبھی بادشاہ
اسلام کی مسخر نہوا تھا اور ایک عورت مسماۃ رانی درگاوتی کہ صورت اور سیرت مین آراستگی تمام رکھتی تھی اس ولایت کی

حاکم تھے آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اُس حدود مین بھیجکر رانی سے کچھ تقصیر نہ کی اور آخر کو خود پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے
بیشمار لیکر ولایت گڑھ مین گیا اور رانی نے بھی مع ایکہزار اور پانسو فیل اور آٹھ ہزار سوار و پیادے سے مقابلہ کیا
اس صورت مین جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیر رانی کی آنکھ مین لگا تردد سے باز رہی اور پاس ناموس سے
کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہووے دل جان سے اٹھا کر فیلبان سے خنجر لیا اور اپنے تئین ہلاک کرکے نام اپنا جریدۂ عالم مین
ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے آغوش مین اور ہر شب کو عقد دوسرے سے باندھتی ہے آصف خان سے
ہم آغوش ہوئی اور آصف خان قلعہ چوراگڑھ مین کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند جو دس سال کا قلعہ مین تھا ہجوم کے
وقت آدمیون کے ہاتھ پاؤن سے پامال ہوکر ہلاک ہوا اور جواہر اور تماثیل طلائی و نقرہ مرصع اور اشیاے نفیسہ کہ سوا دولت
اسی سرکار مین ہوتا ہے اور ایکسو عدد دیگچے سی کہ اصطلاح ہند مین اسکو کنکال کہتے ہین مملو اشرفی طلائی ان امرسے آصف خان
کی سرکار مین داخل ہوئین اور آصف خان نے کل تین سو زنجیر فیل ایکہزار اور پانسو فیل سے بادشاہ کیواسطے بھیجی اور جو
بقیہ تھا اپنے تصرف مین لایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوئے جب ولایت آگرہ مین داخل ہوئے باد ہاے مخالف اور
ہوا کی ہمیشہ بیمار رہکر آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فتح الملک اشرف خان منشی اور لشکر خان بخشی کی قوم متمرد مین
اترنہ کی بادشاہ کے حکم بموجب شاہم خان جلایر اور شاہ بداغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اسطرف کے
جاگیردارون مین سے تھے سکندر خان اور ابراہیم خان ازبک کے دفع کیواسطے متوجہ ہوئے اور ہنگام جنگ جب
بہادر خان سیستانی مخالفونکی کمک کو پہونچا شاہم خان جلایر منہزم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خان دستگیر ہوئے
عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہوکر منعم خان خانخاناں کو مع لشکر عظیم برسم منقلا کے روانہ کیا اور خود بھی
سنہ نوسو نہتر ہجری مین اسطرف متوجہ ہوئے اور جب قنوج مین ہوئے افواج سے جدا ہوکر سکندر خان ازبک کے سر پر
کہ لکھنؤ مین تھا تاخت کی سکندر خان اس خبر کو پاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلی خان اور
بہادر خان سیستانی نے تربہن گھاٹ پر جاکر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جونپور مین تشریف لائے آصف خان
ہروی نے حلقۂ اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاقشال جاگیردار کڑہ مانکپور کے ذریعہ سے ملازمت مین پہونچکر
سرفراز ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچہزار سوار خاص رکھتا تھا امرائے عسکر کی جمعیت سے
مخالفونکے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ تربہن پر جاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے لشکر کے مقابل
فروکش ہوا اور ساتھ اسکے زبان اور دل ایک کرکے لیت و لعل مین اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے خبردار
ہوکر جاگیر اسکی تغیر کی اور آصف خان آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ اردو سے گڈھہ کی طرف روانہ ہوا
عرش آشیانی نے منعم خان خانخاناں کو اس لشکر کی سپہ سالاری کیواسطے بجاے آصف خان ہروی کے روانہ کیا اور علی قلیخان
المخاطب بخان زمان اور سکندر خان ازبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دوآب کے بھیجا کہ آگرہ تک تاخت
کرکے اس حدود مین خلل ڈالین بادشاہ نے شاہ بداغ خان اور اسکا فرزند مطلب خان اور قیام خان لنگ اور حسین خان اور
سعید خان اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سور اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو بسرداری
میر معز الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا سر راہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اسوقت علی قلیخان
المخاطب بخان زمان نے منعم خان خانخاناں کو اپنے گناہون کا شفیع کرکے اپنی والدہ اور ابراہیم خان ازبک کو کہ بجاے عم

بزرگوار کے جاتا تھا مع فیلان نامی درگاہ مین بھیجا عرش آشیانی مقام عفو مین ہوے اور جونپور کہ سابق اُنکی جاگیر مین تھا مقرر رکھا لیکن میر معز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہونچکر درپے جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس عفو جرائم کی ہے اس قدر صبر کرو کہ جواب پہونچے میر معز الملک نے اس بات کو قبول نکیا اور صفین جنگ کی آراستہ کین اور سکندر خان اوزبک کو کہ ہراول تھا مفرور کر کے اُسکے ہمراہیون سے بیشمار قتل کیے بہادر خان سیستانی کہ اُسوقت تک اپنی فوج مین ایستادہ تھا تاخت لیجا کر افواج بادشاہی کو زیر و زبر کیا اور میر معز الملک قنوج کیطرف مفرور ہوا اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی کے سپاہیون کے ہاتھ آئی اور جب یہ خبر پہونچی عرش آشیانی جونپور کو علی قلیخان سیستانی کی والدہ کو معاف کیے قلعہ چنار اور بنارس کی سیر کو سدھارے ہوے اُسوقت علی قلیخان خان زمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث آب گنگ سے عبور کر کے غازی پور مین آیا اور وہان کے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہوا بادشاہ نے علی قلی خان خان زمان کو مخاطب اور معاتب کر کے حکم فرمایا کہ اشرف خان جونپور کیطرف جا کر علی قلیخان خان زمان کی والدہ کو محبوس کرے اور خود بطور ایلغار غازی پور کیطرف روانہ ہوے اور علی قلیخان خان زمان پہاڑون کے دامن مین کہ جنگل نہایت پر درخت تھا بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان و ابراہیم خان اوزبک شب کو بسبیل استعجال جونپور مین آیا اور زینہ لگا کر قلعہ پر چڑھکر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کر کے بنارس کیطرف روان ہوا عرش آشیانی یہ خبر سُنکر جونپور مین رونق افزا ہوے اور احضار لشکر و سپاہ ممالک محروسہ کیواسطے حکم دیا خان زمان خائف اور ہراسان ہوکر دوبارہ بعجز و زاری حاضر ہوا اور یہ بیت عریضہ مین لکھی بیت بدین امیدہاے شاخ در شاخ + کرمہاے تو مارا کرد گستاخ + اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی خدمات سابقہ کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ بیبالکل تباہ اور برباد ہون دوبارہ اُنکے گناہ معاف فرمایے اور جاگیرین اُنکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھین بیت اگرچہ میگفت کہ زارت بکشم میدیدم + کہ نہانش نظرے با من دلسوختہ بود + القصہ ایک ملوک پیشین کہتا تھا کہ اگر خلائق جانین کہ مجھے عفو جرائم مین کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو گناہ کے سوا کوئی تحفہ اور ذریعہ میرے قرب کا نکرین فی الواقع مصرع در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست + عرش آشیانی نے بعد عفو کے تکلیف احضار فرمائی خان زمان کثرت خجالت کو مانع احضار خدمت کر کے عرض گذار ہوا کہ جسوقت آنحضرت بخیر و سعادت تشریف دار السلطنت مین ارزانی فرمائینگے بندہ مع برادر سر سے قدم کر کے آستان بوسی کیواسطے حاضر ہوگا آنحضرت نے عذر اُسکا پذیرا کر کے اُس سے قسم لی اور دار السلطنت آگرہ کیطرف عازم ہوے اور بعد نزول مہدی قاسم خان کو مع چار ہزار سوار آصف خان ہروی کی دفع اور حکومت گڑھ کیواسطے روانہ فرمایا اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے کہ اسیطرح سے دلمین ارادہ مخالفت اور مخاصمت رکھتا تھا آصف خان ہروی کو اپنی طرف جونپور مین کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے نخوت و تکبر سے عاجز آیا اور چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ گڑھ کیطرف بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پیچھا کر کے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اُسے مغلوب کر کے دستگیر کیا وزیر خان نے فرصت دیکھکر مع فوج ہمراہی بہادر خان پر تاخت کی اور اُسکو منہزم کر کے اپنے بھائی کو رہا کیا اور دونون متفق ہوکر گڑھ کیطرف روانہ ہوے اور اُس مقام مین قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلچیان محمد حکیم میرزا نے آنکر عرضداشت کی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابو المعالی کے

سلطان

سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام ایک شخص کو کابل مین اپنی طرف سے چھوڑ کر بدخشان گیا اور چونکہ محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکالدیا ہے اب سلیمان میرزا لشکر فراہم کرکے چاہتا ہے کہ کابل مین جا کر پھر متصرف ہوجاے اسوقت کمک عنایت ہونے مین دیر ضروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فوراً بنام امراے پنجاب اور قلیج خان حاکم ملتان کے اس مضمون سے صادر فرمائے کہ جسوقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اسطرف جا کر اسکی مزاحمت کرین اور دفع کرین۔ دن میں ہمان کابلی کہ امراے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا ملازم ہوا تھا ظاہر ہوا کہ محمد حکیم میرزا بھاگ کر جا کر اسکا مددگار و معاون ہو لیکن قبل فرامین پہونچنے سے سلیمان میرزا کابل مین آیا اور کو محاصرہ کر لیا تھا اور محمد حکیم میرزا پنجاب وقت دیکھتا تھا بھاگ کر پنجاب مین آیا فریدون خان نے آب نیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات کی اور اسکے بعد ظاہر کیا کہ بادشاہ علی قلیخان مخاطب بخان زمان اور زبکون کے خرخشہ مین گرفتار ہین اور فرصت لاہور مین آنیکی نہین رکھتا مناسب یہ ہے کہ لاہور مین جا کر متصرف ہون اور امراے پنجاب کو باشریک کرکے بغیر تردد سے سلیمان میرزا کی مضرت دفع کرین اور محمد حکیم میرزا فریب کھا کر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان انکہ اور میر محمد خان اور بھی دیگر امراے لاہور متفق ہوکر درپے مدافعہ ہوے اور محمد حکیم میرزا مہدی قاسم خان کے باغ مین مقیم ہوا اور امراے پنجاب شریک ہون یہ صورت آئینہ وقوع مین جلوہ گر ہوئی بادشاہ علی قلیخان خان زمان کی مہم تو تعویق مین ڈالکر آگرہ منعم خان خانخانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھوین تاریخ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری مین بعزیمت لاہور کی سمت متوجہ ہوے اور ابھی سرہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور مین پہونچی ایکبارگی شادیانہ کے نقارے بجانے لگے میرزا کہ خواب استراحت مین تھا بیدار ہوا اور سبب شادیانہ بجانے کا استفسار کیا انھون نے جواب دیا کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال قریب آیا ہے اسلیے شادیانہ بجاتے ہین میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک پہونچا ہو بے توقف سوار ہو کر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور جب موسم پہونچا سلیمان میرزا کابل سے بدخشان گیا اور وہان کی حکومت غنیمت جانکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور مین تشریف لاکر اور اُس حدود مین بشکار قمرغہ مشغول ہوے وزیر خان شکارگاہ مین شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے عفو جرائم کی درخواست کی عرش آشیانی نے اسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اسکی تقصیرات سے درگذر کرکے وزیر خان کو سرفرازی کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی باتفاق مجنون خان قاقشال کڑہ مانک پور مین اقامت کرکے اس حدود کے محافظت مین سرگرم رہے اور جسوقت رایات عالیات عازم پنجاب ہوے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور احفاد نے مصدر اعمال ناشایستہ اور مرتکب افعال ناباٗیستہ ہوکر قسم قسم کے فساد برپا کیے اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ کیطرف سے ساتھ امیر تیمور گورکان کے واقعات بابر ظہیر الدین محمد شاہ مین تحریر ہوئی اور ماں اسکی سلطان حسین میرزا کی دختر تھی اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین حرام خواریان کرکے مقرون عفو ہوئی اور الغ میرزا بڑا بیٹا اسکا کابل مین جنگ ہزارہ مین مقتول ہوا اور شاہ میرزا اسکا چھوٹا بیٹا قضاے الہی اور اجل طبیعی سے فوت ہوا لیکن الغ میرزا سے دو فرزند رہے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سکندر سلطان کا الغ میرزا اور محمود سلطان کا شاہ میرزا نام رکھا اور تربیت مین انکے مساعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع تمام متعلقوں اکبر شاہ نے عہد جلوس مین پھر ہند مین آیا اور پرگنہ اعظم پور سرکار سنبھل سے مدد معاش کی وجہ مین پایا اور حق تعالی نے

نے عالم پیری مین اُسے چار بیٹے اُس پرگنہ مین عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و عاقل میرزا اور یہ
چارون ابھی خوردسال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کر کے سرحلقہ امرا سے کیا اور بعد یورش جونپور رخصت لیکر سنبھل مین
اپنی جاگیرون پر گئے اور اُس عرصہ مین کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کیطرف روانہ ہوے تھے اپنے چچیرے
بھائیون سکندر سلطان اور محمود سلطان سے مسمیان بالغ میرزا و شاہ میرزا متفق ہوکر آخر کو عصیان پر کمر باندھی اور
ایک جماعت اراذل اور اوباش کو جمع کر کے دست اندازی کرنے لگے اُس نواح کے جاگیردارون نے انھین مغلوب کر کے
ایسا پسپا کیا کہ مالوہ مین جاکر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سرداری صاحب وجود سے خالی تھا اُنکے تصرف مین آیا منعم خان
المخاطب خانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سنبھل سے مقید کر کے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور اُسنے محبس مین قضا کی
اور اسیطرح سے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرا نے محمد حکیم میرزا کے آنے
سے لاہور مین آگاہ ہوکر نقض عہد کیا اور اپنے کام کے خیال مین مصروف ہوے اور قنوج اور اودھ اور دوسری ولایتون
اور پرگنون پر قابض ہوکر جمعیت عظیم بہم پہونچائی عرش آشیانی لاہور سے اُنکی دفعیہ کے واسطے بسرعت تمام آگرہ مین آئے
اور ایک ہزار لشکر کا حکم دیکر دو ہزار فیل اور لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر جونپور کیطرف متوجہ ہوے اور خان زمان نے کہ سید
یوسف مشہدی کو قلعہ [illegible] مین محاصرہ کیے تھا یہ خبر سنکر اس جلدی مین جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا
یہ بیت پڑھی بیت [illegible] خورشید را ماند * که از مشرق بمغرب رفت و یک شب درمیان ماند * اور
پاے قلعہ سے اٹھکر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانکپور مین مجنون خان قاقشال کو محاصرہ مین رکھتا تھا
گیا عرش آشیانی اُنکا تعاقب کر کے اُسطرف متوجہ ہوے اور جب راے بریلی کے پرگنہ مین پہونچے سنا کہ علی قلیخان سیستانی
المخاطب بخان زمان آب گنگ سے عبور کر کے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہے تاکہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کر کے اُس
حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید [illegible] پہونچے تو شاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی رات کے
وقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر [illegible] بے کشتی [illegible] ہاتھی فیل پیربال سندر نام پر سوار ہوے ہر چند امرا نے منع کیا قبول نکیا اور
متوکل علی اللہ آب تھا گنگ مین ڈالا اتفاقات تائید سماوی اور اقبال مدد و مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا ہاتھی کو احتیاج تیرنے کی نہوئی
بادشاہ نے مع چند فیل دو ہزار سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے اطراف اردو مین پہونچے
اور اُسوقت آصف خان ہروی اور مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے علی قلیخان اور بہادر خان
بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اُس شب کو نرکھتے تھے تمام رات مے نوشی اور ناچ دیکھنے مین مشغول رہے
یہانتک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے انکے اردو مین جاکر باواز بلند پکارا کہ اے غافلو بادشاہ تمھارے قصد مین آب سے
عبور کر کے اجل ناگہان کیطرح تمھارے سر پر پہونچا اُنھون نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے مکر و حیلہ سے جانکر
پروا نہ کی ناگاہ صداے کوس و نقارہ بادشاہی کی آن اجل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سراسیمہ اور بدحواس مجلس سے اٹھکر
صف آرائی مین مصروف ہوے اور پہر دن چڑھے روز دوشنبہ غرہ ذی الحجہ سنہ ٩٧٤ نوسو چوہتر ہجری مین آتش جنگ مشتعل ہوئی
اور بابا خان قاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفون کیطرف سے اُسکے مقابلہ کو آئی تھی حملہ اول مین پسپا
کر کے علی قلیخان کی فوج مین پہونچایا اور بہادر خان سیستانی نے اُسوقت بابا خان قاقشال پر حملہ کر کے صف مجنون خان مین
داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کہ اس تردد مین فوج اُسکی بے ترتیب تھی پھر ابا صف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور آن واحد مین

اس صف کو درہم برہم کرکے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان مین ایک جماعت مردم معتبر نے
کہ فوج شاہی سے آگے تھے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو ردیف بناکر کے ہاتھی پر سوار تھے ہتیان
فیل سے اترکر گھوڑے پر سوار ہوے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا زخم تیر سے پانون سے گرا
اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوے فیلبانون کو بہیئت مجموعی
علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑا دئے پہلے ایک فیل فیلان بادشاہی سے کہ جسکا ہیراتند نام تھا علی قلیخان کے لشکر کی طرف
دوڑا اور فیل رودیانہ نام کو کہ مخالف کیطرف سے اسکے مقابل آیا تھا ایسی ٹکر ماری کہ فوراً زمین پر گرا اُس وقت طرفین سے جوانون نے
ہتھیار سنبھالے اور کارزار مین مشغول ہوے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت و کامرانی زوال کو پہونچا اتفاقاً اُس حرب و ضرب
مین ایک تیر علی قلیخان کے جسم مین لگا وہ اُسکے نکالنے مین مصروف تھا کہ دوسرا تیر اُسکے گھوڑے کے لگا وہ اُسکے زخم سے ایسا
تڑپا کہ علی قلیخان خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا ایک اُسکے متعلقین مین سے دوسرا گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہوا چاہتا تھا ناگاہ
نرسنگھ نام فیل اجل کیطرح اُسکے سر پر پہونچا اور آن واحد مین اُسے چیونٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اُسکا مرنا متحقق ہوا پانون
قرار کا جگہ سے ہلگیا اور طریقہ فرار کا نا پا اُسی حال مین نظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کرکے
بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اُس سے فرمایا کونسی برائی تمھین ہم سے پہونچی تھی کہ جسکے عوض تمنے تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان نے
خجالت اور ندامت سے جواب نہ دیا اتنا بولا کہ الحمد للہ آخر عمر مین حضرت کا دیدہ گندہ بندے کا تو کہ یاد رہے ہوا بادشاہ نے نہایت
مروت سے حکم اُسکی رہائی اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن چونکہ اتنک علی قلیخان اور خان زمان کا فوت ہونا ثابت نہوا تھا
دولتخواہون نے اُسکا زندہ رہنا مناسب نجانکر حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا سچ ہے **نظم** کہ بکفران نعمت دلیری مکن
گر اکرد یکہ اسپ مرادش سکندر نخورد + بہادر کہ بد رستم روزگار + بکفران نعمت چنین گشت خوار + اور بعض روایتون سے
تمام رسالان کی تیغ زنی مین مستفاد ہوتا ہے کہ خان زمان بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا **ابیات** جو شد خان زمان
یاغی و باغی + زشاہ اکبر کہ مثلش نیست دیگر + بتفنگ خوردہ زعالم رفت و گردید + بہادر گشتہ از گفت برادر +
پے فتح شد تاریخ جستم + خرد گفتا مبارک فتح اکبر + عرش آشیانی نے علیقلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر پنجاب
اور کابل مین بھیجا اور جان علی اوزبک اور یار علی بیگ اور میرزا بیگ اور خوشحال بیگ اور میرزا شاہ بدخشی اور یوسف شاہ
بدخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے توابع تھے گرفتار کرکے جونپور کیطرف سوار ہوے اور وہان لوگونکو عبرت کیواسطے زیر فیل مست
سے پامال کرایا اور منعم خان المخاطب بخانخانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان اوزبک کہ قلعہ اودہ مین
قلعہ بند ہوا تھا کشتی مین سوار ہوکر گورکھپور کیطرف بھاگا اور ماہ محرم ۹۷۵ نو سو پچہتر ہجری مین مظفر و منصور ہوکر آگرہ مین
تشریف لائے اور چونکہ اُسوقت رانا اودے سنگھ حضرت کے جادہ اطاعت میں نہ آیا تھا باوجود سفر متواتر بسبیل استعجال
اُسطرف روانہ ہوے جب قلعہ شیوپور مین پہونچے حاکم وہانکا قلعہ خالی کرکے اپنے صاحب سورجن راجہ رنتھنبور کے پاس گیا
بادشاہ نے اُس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کرکے قلعہ گاگرون کیطرف کہ مالوہ کی سرحد مین ہے توجہ فرمائی اولاد سلطان محمد مرزا
کہ قلعہ مندو پر متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور چونکہ انھین ایام مین الغ میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزایان بعجلت تمام
گجرات کی سمت بھاگے عرش آشیانی مالوہ شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کرکے قصبہ گاگرون
سے رانا کے دفع کیواسطے عازم ہوے اور رانا آٹھ ہزار راجپوت کار آزمودہ اور ذخیرہ بہت قلعہ چیتوڑ مین ہوا ایک پہاڑ پر

واقع ہوا ہی چھوڑ کر خود مع اہل و عیال جابہائے قلب اور دشوار گذار مین گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعہ چیتور ہو کر محاصرہ کیا اور پانچ ہزار
نجار اور سنگتراش اور لوہار اور نقاب یعنے سرنگ کھودنے والے اور مزدور اور بیلدار ساباط کے بنانے کیواسطے کہ مخصوص قاعدہ ہند
ہی معین فرمائے اور وہ ساباط اور جمیع نقب کی تیاری مین مشغول ہوے اور ساباط عبارت ہی دو دیوار سے کہ بفاصلہ ایک تفنگ انداز
کے بنیاد کرتے ہین اور تختون اور ٹوکرون کی پناہ مین کہ چرم گاو منڈھکر آن دیوارون کو قلعہ کے قریب پہونچاتے ہین اور آتشبازان اور
نقاب آن دیوارونکے وجہ وسیع سے بفراغ خاطر قلعہ کے نیچے آنکر نقب کھودنے مین مشغول ہوتے ہین اور بارود نقب مین بھر کر آگ لگاتے
ہین اور رخنہ قلعہ کی دیوار مین ڈالکر اسی رستہ ساباط سے لشکر وہان پہونچاکر قلعہ میں درآتے ہین القصہ جب ساباط تیار ہوئی اور
دو نقب برج کے نیچے پہونچین دونون کو بارود سے پر کر کے ایکبارگی آگ دی بحسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑی وہ
برج اڑگیا اور رخنہ عظیم ظاہر ہوا دو ہزار مرد اہل نبرد مسلح ہوکر جو کمین مین تھے بخیال اسکے کہ دونون نقب اڑنے سے رخنے
قلعہ مین پڑے ہونگے ایکبارگی ساباطون سے قلعہ کیطرف دوڑے اور ایک ہزار آدمی اس رخنہ پر پہونچکر راجپوتون سے ہم مصاف
ہوے اور ایک ہزار مرد نے جب دوسرے طرف رخنہ نہ دیکھا انہین سے قدرے سپاہ دکھانیکو باہر آئے اور مردان حصاری انکے
مدافعہ کیواسطے قیام کر کے عین جنگ مین تھے کہ ناگاہ اس برج کی نقب نے بھی آگ پکڑی اور برج اڑا اور اعضاء دوست و دشمن
کے جدا و پریشان ہوکر ہر طرف گرے چنانچہ پندرہ امرائے بادشاہی مثل سید جمال الدین بارہہ اور مردان قلی شاہ وغیرہ مع پانسو
لشکر اسی بلا میں ضائع ہوے اور اہالی قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی اور جب معاملہ ایسا ہوا سپاہیون نے اس رخنہ
سے بحال قلعہ مین درآنے کی نپائی اس روز قلعہ فتح نہوا بعد اس واقعہ کے ایک ساباط اور تیار ہوئی ایک دن بادشاہ اس
مقام مین کہ جہان ساباط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور جیمل راجپوت کہ سردار اہالی قلعہ تھا اور رانا سے قرابت رکھتا تھا
تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کیواسطے پھرا اور عشا کی نماز کیوقت خاص ہو رجہ بادشاہی پر آیا اور روشنی مشعل سے محسوس ہوا
بادشاہ نے بندوق خاص کہ دست حق پرست مین تھی روشنی کی برابر رکھکر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بندوق کی گولی جیمل
کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اسکا اڑکر دار البوار مین پہونچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست کش
ہوے اور پہلے اسکی لاش جلائی اور اپنے منازل مین جاکر جوہر کیا یعنے تمام مال اور اسباب اور عیال اطفال کو جلاکر خاکستر کیا
اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ انھون نے جوہر کیا ہی سپاہ اسلام اسی رات کو قلعہ کیطرف متوجہ ہوئی اور جب کسی نے
مزاحمت نکی قلعہ مین درآئے اور بادشاہ بھی صبح کیوقت ہاتھی پر سوار ہوکر مع جمیع امرا اور امیرزادون کے کہ پیادے
تھے قلعہ مین داخل ہوے اور ایک جماعت کفار مقہور کہ منازل اور بتخانہاے محکم مین درآئی تھی اسقدر لڑی کہ دو پہر تک
ہزار مرد سب قسم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سوائے نصرت علی نواجی کے کسی شخص نے شہادت نپائی اور تین دن کے بعد
اس مقام کی حکومت آصف خان ہروی کے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہوکر مراجعت فرمائی اور اثنائے راہ مین
ایک شیر سہمناک درختون کے نیچے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی اسکا مزاحم نہوا آنحضرت نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کر اسکے
مارا شیر زخمی ہوکر بیشہ کے نیچے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا دوگانہ مارا زخم کاری نہ لگا شیر جھپٹ کر آنحضرت
کیطرف متوجہ ہوا اس حال مین ایک مرد شیر دل عادل نام فدائی کے مانند آپ کو شیر تک پہونچا کر وار شمشیر کرنے لگا اتنے مین
اور بھی جان نثارون نے آنکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجالائے اور بادشاہ نے جب آگرہ مین قیام کیا
چند روز کے بعد یہ خبر مسامع مبارک مین پہونچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا جنگیز خان گجراتی سے روگردان ہو کر مالوہ مین آگئے ہین

اور اوجین کو محاصرہ کیا ہی بادشاہ نے قلیچ خان اندجانی اور خواجہ غیاث الدین بخشی قزوینی کو اسکے دفع کیواسطے مقرر کیا میرزایان
نہ پور آب نربدہ کیطرف مفرور ہوے اور بدحواس ہوکر آب سے عبور کرکے گجرات کیطرف راہی ہوے اور ماہ رجب ۹۷۵ نوسو
پچہتر ہجری مین عرش آشیانی نے قلعہ رنتھنبور کے فتح کی عزیمت مین رایات ظفر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی
اور سب شکارکنان نے رنتھنبور مین نزول فرمایا راجہ سورجن جسکے تحت مین قلعہ مذکور تھا جو خان غلام سلیم شاہ سے خریدا تھا قلعہ بند
ہوا اور مدافع مین قیام کیا اور افواج شاہی نے اس قلعہ کو چارون طرف سے محاصرہ کرکے راہ آمد و شد بندکی اور بادشاہ کے حکم
سے کوہ مدن نام کہ قلعہ کے قریب ہے سرکوب کرکے چند توپ اوپر چڑھا دین اور ارتفاع کوہ کا اتنا تھا کہ کوئی بادشاہ بلندی پر
نہ لیگیا تھا اسپر لیگئے اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور بیشمار آدمی ہلاک ہوتے تھے راجہ سورجن عاجز ہوا اور امان کا طلبگار
ہوا اور مع اہل وعیال اپنے قلعہ سے نکل گیا حصار مع ذخائر اور خزائن بادشاہ کے تصرف مین آیا اسکے بعد آنحضرت اجمیر
کیطرف سوار ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت سے مستفید ہوے اور بعدہ آگرہ مین تشریف لائے اور
حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری مین گئے چونکہ عرش آشیانی کے چند فرزند متولد ہوکر بچپنہ مین فوت ہوے تھے
اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے مژدہ فرزندان طویل العمر کی ولادت کا دیا اور تسلی کی اسی عرصہ مین آثار حمل ظاہر ہوا اور
روز چہارشنبہ کی صبح کو شہر ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۹۷۷ ہجری مین کوکب ولادت شاہزادہ سلیم نے بطالع میمون
ایوان مین مقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان مین افق جاہ وجلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس
موہبت عظمی کے شکرانہ مین تمام قیدیون کو رہا کیا اور خواجہ حسین ثنائی نے ایک قصیدہ اس صنعت سے کہا کہ مصرع اول
تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی مین تاریخ ولادت شاہزادہ جہانجاہ کی ہے اور یہ مطلع اسکا ہے **مطلع** بحمد الله
از پی جاہ وجلال شہریار + گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار + عرش آشیانی نے ایفاے نذر کیواسطے کہ فرزند کے بارہ مین
کی تھی پیادہ پا اجمیر کیطرف روانہ ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجا لاکر دست زرافشان انعام واحسان
مین کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکارکنان معاودت کی اور اسی عرصہ مین راجہ رام چند والی قلعہ کالنجر کہ سینہ اسکا
آتش محبت مین جلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف مین آیا تھا فتح چتوڑ سے ہراسان ہوکر وہ قلعہ بے جنگ
بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ نوسو اٹھتر ہجری مین پھر شیخ سلیم کے فرزند تولد ہوا اور موسوم بہ محمد مراد اور ملقب
بہ پہاڑی ہوا اور اسی سال بادشاہ دوبارہ اجمیر کی زیارت کیواسطے تشریف لیگئے اور شہر کے گرد ایک حصار گچ اور سنگ سے
بنا کرکے ناگور کیطرف گرم عنان ہوے اور چندر سین ولد مالدیو اور راے کلیان مل راجہ بیکانیر ملاقات کیواسطے آئے اور پیشکش وافر
پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لیکر وہانسے شکارکنان قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی
زیارت سے مشرف ہوکر دیپالپور آئے اور میرزا عزیز کوکہ وہان کے جاگیردار نے طوی دیکر پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور مین رونق افزا
ہوے حسین قلیخان ترکمان حاکم اس بلدہ کا بھی بدستور میرزا عزیز کوکہ کے پیشکش لائق نظر اقدس مین لایا اور بادشاہ غرہ صفر
۹۷۹ نوسو نواسی ہجری مین حصار فیروزہ کی سیر کیواسطے تشریف لیگئے پھر اجمیر مین آئے اور شرائط زیارت پیر بزرگوار
بجا لاکر آگرہ کیطرف متوجہ ہوے اور اسوقت مین سکندر خان اوزبک کہ بنگالہ کے جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا
منعم خان المخاطب بخانخانان اسکو بادشاہ کی پابوسی کو لایا اور اسکے گناہون کا شفیع ہوا اسی سال جو مقام سیکری
آنحضرت پر مبارک ہوا تھا اس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اس عرصہ مین جو گجرات فتح ہوا اس کا نام فتح پور رکھا

اسواسطے کہ شہر صفر ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین جب ملک گجرات مین خلل اور فساد نہایت بہم پہونچا بادشاہ اُسکی تسخیر کا عازم
ہوا اور جب اجمیر مین گذر ہوا زیارت کرکے روح پر فتوح خواجہ سید حسن خنگ سوار سے کہ امام ہمام حضرت زین العابدین
علیہ وعلی آبائہ الکرام واولادہ العظام آلاف التحیۃ والسلام کی اولاد سے ہین استمداد کرکے خان کلان کو بہت اعزاز سے بر سبیل
ہراول اسطرف روانہ کیا اور راے سنگھ کو جودھپور کی حکومت پر کہ وطن مالدیو کا تھا مقرر کرکے خود بھی گجرات کیطرف سوار ہوے
اور ناگور کی دو منزل پر خبر پہونچی کہ چہارشنبہ کی شب کو ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین شیخ دانیال قدس سرہ کے مکان مین
شاہزادہ نیک خصلت پیدا ہوا آنحضرت نے لوازم خوشحالی بتین پہونچا کر اس مولود مسعود کا نام دانیال رکھا اور جب پٹن گجرات
بادشاہ کا محل نزول ہوا شیر خان فولادی جو گجرات کے امراے کبار سے تھا قضاے الٰہی سے مرگیا ایک ہفتہ کے بعد سید احمد خان
بارہہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا رایات عالیات احمد آباد کیطرف متوجہ ہوے اور ابھی دو منزل طے نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی
نے باتفاق میرزا ابوتراب جو شیرازی الاصل تھا اور اسکے باپ دادا نے گجرات مین اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کیواسطے
پہونچکر شرف بساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اعتماد خان اور سید حامد خان بخاری اور اختیار الملک اور
ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور جہجہار خان حبشی اور بھی دیگر سرداران با تجمل و سامان تمام آستان بوسی
سے سرفراز ہوے اور تخم نفاق جو حبشیون کے بشرہ حال سے محسوس ہوتا تھا سب محبوس ہوے اور شہر احمد آباد نے آیہ کریمہ الذی
لم یخلق مثلہا فی البلاد اسکی شان مین ہے بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے وقائع مین مرقوم ہوا ہے اور جو ابراہیم حسین میرزا
بھروچ کی نواحی مین اور محمد حسین میرزا حوالی سورت مین تھے عرش آشیانی انکی دفع کیواسطے عازم ہوے اسوقت اختیار الملک
کہ عمدہ امراے گجرات سے تھا جب جون کیطرف بھاگا تمام امراے گجراتی بطریق حبشیان قید ہوے اور اسکی بعد جب پایہ
سریر فلک سا کھمبایت پر پہونچا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمد آباد گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور ابراہیم حسین میرزا نے
بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کیواسطے جاوے قتل کیا اور
چاہا کہ اردوے ظفر قرین سے چالیس کوس کے فاصلہ سے گذر کر پنجاب کیطرف جاوے اور فساد برپا ہووے پہر رات گئے
یہ خبر عرش آشیانی کے سمع مبارک مین پہونچی خواجہ جہان اور قلیج خان کو شاہزادہ سلیم کی خدمت مین اردو کے انتظام کیواسطے
چھوڑا اور جمعیت قلیل سے ابراہیم حسین میرزا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور تاخت روانہ ہوے اور دوسرے دن چالیس سوار
ہمراہ رکاب لیکر آب مہندری سے کہ قصبہ سترنال کے قریب واقع ہے پہونچے اور ابراہیم حسین میرزا جو ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا تھا
نہ بھاگا اُس مقام مین مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان مین سید محمود خان بارہہ
اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگھ اور شاہ قلیخان محرم اور سورجن رنتھنبور کا راجہ اور بھی دیگر امرا کہ سورت کیطرف تعین ہوے
تھے حسب الحکم اثناے راہ سے پلٹ کر مع ستر ہزار سوار ملازمت مین حاضر ہوے اور باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ صبر کرتا
فوج فوج اور جہان جہان لشکر فراہم ہوتا عرش آشیانی تعجیل کرکے ایک جماعت کو کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ تھی ہمراہ رکاب لیکر
ابراہیم حسین میرزا کی جنگ کیواسطے متوجہ ہوے اور مانسنگھ کو ہراول کیا اور آب سے عبور کرکے اس قصبہ کے ظاہر مین غنیم سے
کہ ہزار سوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوے جب ابراہیم حسین میرزا حملہ آور ہوا تیر اندازون نے اسے پسپا کیا
اور جو بادشاہ راجپوتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب ایسے مقام مین کہ دو طرف اسکی دیوار زقوم یعنی تھوہڑ کی تھی ایستادہ
تھے کہ تین سوار سے زیادہ اس مقام مین بہ پہلو ایک دوسرے کے قیام نکر سکتے تھے اسوقت تین سوار لشکر مخالف سے

شغول تھی کہ یک جس مقام مین کہ بادشاہ ایستادہ تھا ارا آئی اور راجہ بھگوانداس کہ آنحضرت کے قریب تھا شمشیر لیکر آئین سے
ایک کے مقابل ہوکر آسنے ستہم کیا پھر دوسرے کیطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ زقوم کے پیچھے ایستادہ تھے تیراندازی
کرتے تھے راجہ بھگوانداس کی مدد کیواسطے گھوڑے کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدمہ کی تاب نہ لاکر مع تیسرے رفیق
کے مفرور ہوے اور راجہ بھگوانداس کے بھائی نے اعدا بزنانت کہکے داستان رستم و اسفندیار کو طاق نسیان چھوڑا اور
تنہا چند آدمیون کو خاک ذلت پر ڈالا اس بعد داد جوانمردی اور مردانگی دیکر خود بھی مقتول ہوا اسوقت بادشاہ مع تیراندازون
اور راجپوتون کے زقوم کے درمیان سے برآمد ہوے اور ابراہیم حسین میرزا پر شیر ژیان کیطرح حملہ آور ہوے اور اقبال شاہی نے مدد
کرکے ابراہیم حسین میرزا کو بے انکے کہ کام اسپر تنگ ہووے دشت ادبار کیطرف آوارہ کیا اور ابتداے پیدائش سے اس زمانہ
تک معلوم نہین کہ کسی بادشاہ نے ایسا کارنمایان کیا ہو کہ عالم عالم لشکر اور خیل خیل سپاہ کو چھوڑ کر خود ساتھ ایک جماعت
قلیل کے ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو آوے اور آپکو مخاطرۂ عظیم مین ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردوے بزرگ مین پیوستہ ہوکر
قلعۂ سورت کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور گلرخ بیگم دختر کامران میرزا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میرزا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد
کرکے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کیطرف راہی ہوئی اور رایات عالیات قلعہ مین پہونچے اور مورچے تقسیم ہوے
اور جب میرزاون نے پٹن کی نواح مین یکجا ہوکر آپسمین قرعہ مشورت کا ڈالا اسوقت سب کی راے نے اس امر پہ قرار پکڑا کہ
ابراہیم حسین میرزا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میرزا کو ہمراہ لیکر پنجاب مین جاکر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا
شیر خان فولادی سے ملحق ہوکر پٹن جاوین شاید کہ قلعۂ سورت ان خللون کے سبب محاصرہ سے خلاص ہووے اسکے بعد جب ابراہیم حسین
میرزا ناگور پہونچا راے سنگھ حاکم جودھپور نے اسکا تعاقب کیا اور شام کیوقت اسکے قریب جا پہونچا اور جو آب لینے ایک
دریا اس حدود مین تھا ابراہیم حسین میرزا اسپر متصرف ہوا تھا راے سنگھ مضطرب ہوکر تمام شب جنگ مین مشغول ہوا
اور خلقت کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میرزا کا زخم تیر سے سقط ہوا شکست اسکے ہمراہیون پر
پڑی اور سب نے راہ فرار پائی اور ابراہیم حسین میرزا اسنے پیادہ پا قدرے راہ طے کی تھی جب اسکا ایک نوکر آیا گھوڑے
پرسوار ہوکر نکل گیا اور جب دہلی مین پہونچا چندروز قیام کرکے خیل وحشم فراہم کرکے سنبھل مین آیا اور محمد حسین میرزا
اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر پہونچے احمد خان بارہہ کو قلعہ پٹن مین محاصرہ کیا خان اعظم میرزا
عزیز کوکہ انکی دفع کیواسطے احمدآباد سے پٹن کیطرف متوجہ ہوا تھا جب پٹن کے پانچ کوس پر پہونچا مخالفین پیش قدمی کرکے
جنگ مین مصروف ہوے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی جرانغار اور برانغار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی متفرق ہوئی
لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ دیا اس درمیان مین رستم خان اور مطلب خان آپ کو مطمئن کرکے دوبارہ
حملہ آور ہوے اور سلک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفون کی شکستہ کرکے دکن کی طرف مفرور کیا اور جب
سرکوب یعنے دمدمہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہالی حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ
کامیاب ہوکر احمدآباد گجرات کیطرف سوار ہوے انہدنون مین راجہ بہارجیو راجہ بگلانہ کہ سرحد دکن کے راجہاے
نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو کہ قبل اس سے دس برس ناگور سے بھاگ کر دکن مین گیا تھا بے اعتدالی کے سبب
وہان بھی مجال توقف نپائی اور کوہستان بہارجیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہونچاوے گرفتار کرکے
بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد زدوکوب و ذلت وخواری بسیار گوالیار کے قلعہ مین محبوس ہوا اور مرگیا اور چنگیز خان کی

روانہ خانقاہ اکبر سے اثنائے طی مسافت مین سرراہ آنکر حجاز خان حبشی کی جو اُسکے فرزند کا قاتل تھا شکایت کرکے خون
کے دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو ہاتھی کے پاؤن کے نیچے ڈالکر قصاص مین پہونچایا اور ولایت
گجرات یکقلم میرزا عزیز کوکہ کے تحویل اور قرابتیون کو تقسیم کرکے اجمیر کے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ ۹۸۱ نوسو اکاسی ہجری
مین مرکز دولت مین داخل ہوکر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میرزا جب سنبھل مین پہونچا یہ خبر سُنی کہ امرائے پنجاب حسین قلیخان سے
ہمراہ کوہستان پنجاب مین جاکر قلعہ نگرکوٹ کو محاصرے مین رکھتے ہین اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ
ولایت خالی ہو دست انداز ہوکر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیون کے پاس پہونچا دے اور حسین قلیخان نے قلعہ
نگرکوٹ کا محاصرہ ترک کرکے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا اور ٹھٹھہ کے
اطراف مین اُسکے اردو سے قریب جاکر جب خبر پائی کہ میرزا شکار کیواسطے گیا ہی اُسکے اردو پر تاخت لایا اور مسعود حسین
میرزا اُسکے دفع کیواسطے سوار ہوا اور یہ خبر بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے پیشتر جنگ کرکے دستگیر ہوا اور اُسکے
ہمراہی بہت قتل ہوے اور ابراہیم حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اجل کے پنجہ مین گرفتار پایا دل ہلاکت
پر رکھکر جنگ کیواسطے ایستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہوکر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچون نے سد راہ
ہوکر اُسے زخمی کیا میرزا عاجز ہوکر ایک بلوچ کے پاس پناہ لیگیا اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اُسکو اس بلوچ سے
دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کرکے سر اُسکا تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان آگرہ مین آیا اور دونون سردار
جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کا سر قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزان ہوا
اور مسعود حسین میرزا کو قلعہ گوالیار مین محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قیدخانہ مین جان بر نہوا مرغ روح اُسکا زندان قالب سے
پرواز کرگیا اور ماہ ربیع الاولی سنہ مذکور مین عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی اس عبارت سے پہونچی کہ اختیارالملک
گجراتی اور محمد حسین میرزا آپسمین متفق ہوکر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوے ہین اور جمعیت کثیر اور حجم غفیر سے آنکر بلدہ
احمدآباد کو محاصرہ رکھتے ہین **بیت** سررشتہ دارد و گر روزگار + ہمین ست او را نسب و روزگار + اگر بادشاہ خود بنفس نفیس
توجہ فرماوے بمقرون صواب ہوگا **بیت** بجز صرباد پایان شاہ + کس این گرد را بر ندارد ز راہ + اور چونکہ موسم
برسات تھا اور لشکر بسبب حدت تمام نجا سکتا تھا عرش آشیانی نے دو ہزار سوار انتخاب کرکے جریدہ اور سبکبار برسم
منقلائی پیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ اکثر امرا اور منصبدار نامی تھے اشتران تیز رفتار اور سریع السیر پر سوار
ہوے اور میان بادیا کو قتل کرکے راہی ہوے اور چار منزل کو ایک منزل کرکے پٹن گجرات اور لشکر منقلائی مین جا پہونچے
اور اُسکے بعد تین ہزار سوار ظل رایت فتح آیت مین مجتمع ہوے بادشاہ نے ترتیب افواج کرکے قول یعنی فوج میرزا عبدالرحیم ولد
بیرم خان ترکمان المخاطب بخانخانان کے سپرد کی اور جرانغار اور برانغار فوج جانب دست چپ بادشاہ اور فوج جانب دست
راست بادشاہ سے عبارت ہی کہ روز جنگ محافظت کیواسطے رہتی ہی اور ہراول یعنی وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہی
مقرر کی اور یہ تینون لغت لغات ترکی سے ہین اور خود بدولت و اقبال تین سو سوار لیکر احمدآباد کی طرف روانہ ہوے
اور ایک قراول یعنی گول چلی کہ جو کہ بندوق سے شکار ڈالتا ہی مژدہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب کمک کیواسطے
گجرات بھیجا جب احمدآباد کے دو کوس آدھے پہونچے نقارچیون نے نقارے اور ڈھول بجانا شروع کیے محمد حسین میرزا اور
اختیارالملک اسقدر بے خبر رکھتے تھے صدائے نقارہ ہائے بادشاہی سے سراسیمہ اور پریشان ہوکر اسباب جنگ کی

ترتیب میں مشغول ہوئے پھر محمد حسین میرزا و تین ہزار سوار اس معاملہ کی تحقیق کیواسطے دریاے احمد آباد کے ساحل پر آیا۔ سبحان خان [illegible] کہ بادشاہ کی حضرت سے [illegible] دریا کے کنارے پہونچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہے اور کس جماعت کا کون سردار ہے سبحان خان نے جواب دیا کہ فوج بادشاہی ہے [illegible] محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج چودھویں روز مخبر میرے [illegible] حضرت کو آگرہ میں دیکھ آئے ہیں اگر [illegible] فوج خاص بادشاہی ہے تو وہ فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہیں ہوتے تھے وہ فیل کیا ہوئے سبحان خان نے کہا کہ آج [illegible] دن ہوا بادشاہ نے [illegible] رکاب میں رکھا [illegible] یقین ہے کہ اس سرعت کے ساتھ فیل ہمراہی نہیں کر سکتے محمد حسین میرزا خوف ہو کر مصروف حرب کی آراستگی میں مشغول ہوا اور اختیار الملک کو پانچ ہزار سوار [illegible] احمد آباد کی محافظت کیواسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان فولادی مع سات ہزار [illegible] مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور [illegible] دریا کے کنارے [illegible] لشکر گجرات کے انتظار میں [illegible] دروازے دشمنوں کے اختیار میں [illegible] فرصت نہ ملی بادشاہ دریا سے عبور کر کے میدان میں [illegible] محمد حسین میرزا [illegible] مغل [illegible] اکثر معرکوں میں آزمودہ [illegible] لاف شجاعت [illegible] فوج ہراول بادشاہی پر حملہ آور ہوا اور [illegible] افغان [illegible] اور حبشیوں اور گجراتیوں نے [illegible] لا کر بازار جنگ کو گرم کیا بیت [illegible] + [illegible] کین بیاراستند + اس درمیان میں [illegible] فریقین ایک دوسرے سے [illegible] مشغول تھے بادشاہ شمشیر [illegible] سو سوار جرار لیکر ایکطرف سے نمودار ہوئے اور محمد حسین [illegible] حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی [illegible] ہو کر بھاگا اور امرائے [illegible] افغان اور [illegible] نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھا انھوں نے بھی سلامتی فرار میں دیکھی [illegible] محمد حسین میرزا کے زخم رخسار [illegible] تھا اور اسکا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت [illegible] تھوہر پر پہونچکر چاہا کہ اسپر کود [illegible] گھوڑے کی بیطاقتی اور اضطرار سے اپنا نام بتلایا یعنی محمد حسین میرزا خانہ زین سے جدا ہوا اور [illegible] شاہی نے پہونچکر اسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے روبرو لائے اور [illegible] دعوی اسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کسنے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہیں کیا در الحق اسنے سچ کہا اسوقت بادشاہ [illegible] جمعیت قلیل سے کہ عدد انکے دو سو سے بھی کم تھے ایک [illegible] کے نیچے کہ جنگ گاہ کی حوالی میں تھا ٹھہرکر انتظار [illegible] میرزا عزیز کوکہ کا کرتے تھے کہ فوج [illegible] نمودار ہوئی اور جو افواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیوں کے درمیان میں ظاہر آیا ایک [illegible] اسکی تحقیق کیواسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہے کہ خبر شکست [illegible] کے جنگ کے ارادہ پر آتا ہے بادشاہ نے ان [illegible] آدمیوں کو حکم دیا کہ تیر باران کر کے غنیم [illegible] اور بسبب دہشت [illegible] کے رستہ [illegible] بھول گئے تھے بنفس نفیس [illegible] آواز بلند [illegible] فرمایا کہ وہ نقارہ بجانے میں مصروف ہوئے اور اختیار الملک نے جس دم یہ سنا کہ بادشاہ بھی ان لوگوں کے درمیان میں ہے ہراسان ہو کر راہ فرار پائی اور قضیہ محمد حسین میرزا و ابراہیم حسین میرزا علیقلیخان سیستانی [illegible] سبحان زمان اور بہادر خان سیستانی نے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہر دشمن اسکا نام سنکر فوراً فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جسوقت بادشاہ اختیار الملک کے [illegible] متوجہ تھے رای سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بحکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی بھاگتے وقت [illegible] گھوڑا [illegible] اور [illegible] دم بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول ہوا

اسوقت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ راہ پاکر ملازمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت اُسی دن احمدآباد مین داخل ہوئے اور مہمات
گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے جانب رجوع کرکے اجمیر کے راستہ سے باستعجال تمام دارالخلافت کیطرف متوجہ ہوئے
اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے برچھی ہاتھوں مین لیکر بلدہ آگرہ مین داخل ہوئے اور سنہ مذکورہ مین داؤد بن
سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف مین رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان المخاطب بخانخانان فرمان کے موافق
اُسکے مقابل گیا اور چند معرکون کے بعد آنکے درمیان مین صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول نفرمائی راجہ ٹوڈر مل کو صاحب اہتمام بنگالہ
کرکے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو مستاصل باخراج گذار کرین داؤد بن سلیمان نے جو لودی نام افغان کو غنیم
خانگی بہم پہونچایا تھا ناچار گردن حلقہ باج خراج مین ڈالایا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک اور تدبیر سے دستیاب کرکے قتل کیا اور
قوت پکڑ کے عہد توڑا اور آب سون کے کنارے آنکر اُس مقام مین کہ آب سون اور گنگ آپس مین ملحق ہوتے ہین آب پر منعم خان خانخانان
سے جنگ کی اور چند کشتی تاخت کرکے منہزم ہوا اور جا کے قلعہ پٹنہ مین گیا اور منعم خان خانخانان نے آب سون سے عبور
کرکے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش آشیانی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر توجہ وہ قلعہ فتح نہوگا خود مع جمیع شاہزادگان اور امرا
ہزار کشتیون پر سوار ہوکر اور پیشتر نشستین رنگ برنگ کشتیون پر ڈالکر مین باران مین اُسطرف متوجہ ہوئے چنانچہ قلعہ چنار کے
مقابل بعض کشتیان گرداب ہائل مین پہونچکر خیر و سلامتی سے پار آئین اور پھر خطہ بنارس مین نزول فرمایا جو افواج کہ خشکی کے راستہ
سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہونچی اور شاہزادہائے عالی تبار اور حرم کو جونپور بھیجکر خود پٹنہ کیطرف عازم ہوئے اور اسوقت
کبیر خان کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اُسنے فتحنامہ بھکر کا درگاہ مین ارسال کیا بادشاہ اُسے فال نیک سمجھکر دریا کی راہ سے
بشبہ حوالی پٹنہ مین پہونچے معلوم ہوا کہ عیسی خان نیازی جو افغانون کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خان
المخاطب بخانخانان کے جنگ مین مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ مین ہین بھاگنے کی فکر مین ہین بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار سے
قلعہ حاجی پور کی فتح کیواسطے مقرر کیا اور اُسنے وہان پہونچکر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور داؤد بن سلیمان افغان
اس خبر سے ہراسان اور مخوف ہوا ایلچیون کو درگاہ مین بھیجکر طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد ملازمت تیری
تقصیرین معاف ہونگی اور اگر تو حاضر نہوگا باوجود اسکے ہمارے پاس تجھ ایسے ہزار نوکر ہین تنہا تیرا مقابلہ کرونگا جو مظفر یاب ہو
اُسکا قلعہ ہووے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے دروازہ سے کشتی مین بیٹھکر بنگالہ کے سمت گیا
عرش آشیانی نے صبح کو فیلون کے لانے کیواسطے پچیس کوس راہ طے کی اور چار سو فیل لیکر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور مہمات کا اہتمام
منعم خان خانخانان کیطرف رجوع کیا پھر مسرور اور مظفر ہوکر دارالسلطنت آگرہ مین مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ
گجرات سے اور خان جہان لاہور سے مبارکبادی کیواسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال مین بازگشت کی اسوقت بادشاہ
نے خواجہ مظفر علی ترمذی کو جو نوکران بیرمخان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے
بہار مین نامزد کیا اور خود اجمیر مین تشریف لیگئے اور دو لاکھ کے قریب نقد و جنس خادمان حظیرہ خواجہ معین الدین چشتی
قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور مستحقین کو پہونچا کر آگرہ مین آئے اور خواجہ مظفر علی المخاطب مظفر خان جو عازم بنگالہ
ہوا تھا جب قلعہ گڑھی مین کہ بنگالہ کا دروازہ ہے پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اُسکے مقاومت کی نہ لایا اوڈیسہ کی
طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈر مل اور بہی دیگر امرا اوڈیسہ کیطرف روانہ ہوئے چند لیپہ داؤد بن سلیمان نے دو مرتبہ انہین
شکست دی آخر خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان اوڈیسہ مین آیا اور داؤد بن سلیمان ... کی نہیا دوالی اور

اگرچہ تمام افغان کہ شجاعت مین ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراول اُسکے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراول پر
کہ خانعالم تھا تاخت کیا اور ہراول کی فوج کو درہم برہم کرکے خانعالم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قول اور ہراول کے درمیان
قائم تھی وہ بھی اُنکے صدمے سے متفرق اور پریشان ہوکر قول مین پناہ لائی اور قول کی بھی باعث تفرقہ ہوئی اور خواجہ مظفر علی
المخاطب بہ مظفر خان کہ تھوڑے آدمیون سے رہا تھا جنگ کے قابل ہوا حسب اتفاق گوجر نے دو چار کو مقتول کرکے دست
تیغ سے مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا معرکہ سے باہر ایستادہ ہوا اور جب مردان لشکر متفرق ہوکر اُسکے پاس فراہم ہوئے
بیہودہ گوجر کیطرف متوجہ ہوا اور عین حرب مین ایک تیر گوجر کے ایسا لگا کہ جانبر نہوا اور داؤد بن سلیمان بیدل ہوکر
جا لگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوئے بعد راجہ ٹوڈر مل اور امرائے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد بن سلیمان جب
دریائے چین کے اطراف مین پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل و عیال کو قلعہ مین چھوڑکر دشمن گردن تیغ
ہوا کہ بقصد جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈر مل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان سے ظاہر کی اور وہ باوجود جراحت اور
زخمون کے خود وہان گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کیواسطے آیا ایک کار اور خنجر اور شمشیر مرصع اور جواہر قیمتی اُسکو دیا اور ولایت اور
کٹک اور بنارس اُسکے سپرد کرکے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنے عہد محمد بختیار خلجی سے شیر شاہ کے زمانہ تک بلدۂ گور
بنگالہ کا پایۂ تخت تھا لیکن وہان کی ناسازی آب و ہوا کے سبب مردم غیور افغانون نے خواص پور ٹانڈہ کو دار الامارت
اور نشیمن گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی المخاطب مظفر خان گور کی تعمیر کی فکر مین پڑا اور وہان جاکر اُس شہر کو از سر نو تعمیر
کرکے اپنا نشیمن کیا چنانچہ اُسی عرصہ مین آب و ہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور رجب کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی
ہجری مین نقد حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلیخان ترکمان کو خطاب خانجہانی دیکر بنگالہ کی
حکومت پر معین کیا اور اُس عرصہ مین سلیمان میرزا والی بدخشان اپنے پوتے شاہرخ میرزا کی مخالفت سے جلا وطن ہوکر
درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور بلدۂ فتحپور سیکری مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی رخصت
لیکر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہوا اور خانۂ خدا کی زیارت سے مشرف ہوکر اُسی راستہ سے بدخشان گیا اور دوبارہ وہانکی حکومت
اور امارت پر فائز ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور انھین دنون مین ارباب غرض نے عرض قدس مین پہونچایا کہ خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اُسکے نام صادر ہوا اور وہ کہ اس تہمت سے بری تھا بے توقف درگاہ
مین آیا اور چند روز قید خانہ کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت پر فائز ہوا
اور اُس سال بادشاہ نے اجمیر کیطرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی ضمانت سے بخیر و سعادت معاودت کی اور ابھی
حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان مطلب کو نہ پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان بہار و بنگالہ
خواص پور ٹانڈہ کا عازم ہوا اور امرا طاقت توقف کی نہ لائے مع جماعت ہائے خواص پور ٹانڈہ سے باہر آئے اور
داؤد بن سلیمان افغان خواص پور ٹانڈہ اور اُس حدود پر متصرف ہوا قریب پچاس ہزار افغان کے اُسکے پاس فراہم ہوئے
حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان جمیع امرائے بادشاہی کو ایکجا کرکے گڑھی کا عازم ہوا اور حملۂ اول مین اُس قلعہ
کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اُس معرکہ مین قتل کرکے اُس موضع کیطرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان
کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار و ترہت و حاجی پور وغیرہ ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور پنجشنبہ
کے دن پندرھوین ربیع الثانی سنہ مذکورہ مین بآراستگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار

افغان کہ اطراف و جوانب سے اُسکی کمک کو آئے تھے صفوف حرب آراستہ کرکے اپنے مقابل والون سے مقابلہ کیا اول
کالا پہاڑ کہ امراے داؤد بن سلیمان سے تھا برانغار حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان پر تاخت لایا اور اُسکے لشکر کو
متفرق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان داؤد بن سلیمان کے برانغار یعنے صف میمنہ پر حملہ آور ہوا
اور اُسکی جمعیت کو پسپا کیا اس درمیان مین خانجہان داؤد بن سلیمان قول یعنے فوج پیش پر تاخت لایا طرفین سے
جنگ صعب وقوع مین آئی اُسکے بعد خلق بیشمار فریقین سے مقتول ہوئی میدان مین کشتون کے پشتے ظاہر آیات نسیم فتح
لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاے فرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار نہ پائی بہادرون نے اُسکا پیچھا کر کے دستگیر کیا
اور خانجہان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اُسکے فرمانے سے اُسکو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح ہوکر معرکہ سے
نکل گیا تھا تین دن کے بعد مر گیا اور خانجہان جسقدر ممالک بنگالہ سے کہ افغانونکے تصرف مین تھے اپنے قبضہ مین لائے
تمام ہاتھی افغانونکے جو دستیاب ہوے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور مظفر خان پٹنہ مین جاکر ٩٨٤ھ
نوسوچوراسی ہجری مین قلعہ رہتاس کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اثناے راہ سے حسین خان افغان کے
تدارک کو کہ اُس نواح مین تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کرکے پرگنہ مین کہ جاگیر اُسکی
تھی در کشتی ہوا اور کالا پہاڑ مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے کہ نواحی رہتاس مین تھے معصوم خان کے سر آنکر محاصرہ کیا
اور محمد معصوم خان جسن ذریعہ مین عقب دیوار قلعہ کو شگاف کرکے باہر آیا اور کالا پہاڑ کا سامنا کرکے جنگ مین مشغول ہوا
اور ایک فیل ایاز نام جو کالا پہاڑ کا فیل جنگی تھا خرطوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کرکے پیادہ کیا اس درمیان مین
جوانان تیرانداز نے تیر کی ضرب سے فیلونکو ہلاک کیا اور اُس فیل بے فیلبان اور مہاوت نے بحسب اتفاق اپنے جملہ فوج پر حملہ
کرکے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو پامال کیا اس سبب سے شکست پٹھانون پر پڑی اور کالا پہاڑ مارا گیا اور فیل ایاز بھی
گرفتار ہوا مظفر خان قلعہ رہتاس مین گیا اور اُس سال شہباز خان کنبو نے قلعہ سوانہ کو کہ راجہ چندر سین مالدیو سے تعلق رکھتا تھا ایک
راجہ گجپتی نے دفع کیواسطے کہ جو بنگالہ در بہار کے سرراہ پر واقع ہو کر یا سور ہوا راجہ کو ایک جنگل صعب مین زیر کرکے قلعہ شیر گڈھ کو جو
راجہ گجپتی کے بیٹے کے قبضہ مین تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس نے ساتھ اُسکے رجوع کی وہان جاکر محاصرہ کیا
اور مظفر خان نے اُس نواح کے پٹھانونکے دفع کیواسطے توجہ کی اس صورت مین جو پٹھان قلعہ مین متحصن تھے طول مدت محاصرہ
سے عاجز آئے اور امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کنبو اُس قلعہ کو اپنے بھائیون کے سپرد کرکے درگاہ مین گیا اور
اُس بادشاہ نے اجمیر کیطرف جاکر شہباز خان کنبو کو قلعہ کمل میر کے تسخیر کیواسطے کہ تصرف مین رانا کے تھا تعین کیا اور اُسنے
جاکر قلعہ مذکور کو سہل ترین وجہ سے قبضہ تصرف مین لایا اور بادشاہ اجمیر سے کوہستان بانسوالہ اور ڈونگرپور مین داخل ہوے
اور شکار کرتے ہوے دکن کی سرحد تک گئے جو مرتضی نظام شاہ بحری والی احمدنگر دیوانہ ہو کر پردہ نشین ہوا تھا اُسکی ولایت کی
تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے سے فتحپور سیکری کیطرف متوجہ ہوے اور ٩٨٥ھ نوسو پچاسی ہجری مین پھر
عرش آشیانی نے اجمیر کیطرف توجہ فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہو کر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے
روضہ منورہ مین داخل ہوے اور زیارت کی اُس مقام مین مظفر خان ملازمت کیواسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پاکر
استقبال تمام پہونچایا اور بادشاہ نے وہان سے دہلی کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کیطرف متوجہ ہوے اور آثار نوتقین
ستارہ دُمدار مغرب کیطرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب اجودھن مین پہونچے زیارت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ سے ہو کر کابل کی روانگی کی

...یت رکھتے تھے لیکن وہ وقت اسکا مقتضی نہ تھا سے عزیمت کرکے سایہ وصول فتحپور سیکری پر ڈالا اور اُس سال مسجد جامع
فتحپور سیکری کہ سنہ ۹۷۹ نو سو اُناسی ہجری مین بنا کی تھی تیار ہوئی اور سنہ ۹۸۱ ہجری مین والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا
ولد ابراہیم حسین میرزا کو کہ اُسکے پاس آیا تھا فرمان والاشان کے موافق مقید کرکے مع اسکی والدہ کے درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ
انعام وعنایت مین ہوکر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اُسکے عقد مین درلائے اور اُس سال حسین قلیخان ترکمان المخاطب
بخانجہان کہ امراے پنجہزاری سے تھا بنگالہ مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور سنہ ۹۸۷ نو سو ستاسی ہجری مین
فتحپور سیکری کے فراشخانہ خاص مین آگ لگی خیمہ اور سراپردہ مخمل اور زربفت وغیرہ اور قالینہاے زربفت اور بھی قماش
بے قدر کہ حساب مین نسما سکے جلا اور سنہ مذکورہ مین عرش آشیانی اجمیر کیطرف تشریف لیگئے اور وہان سے فتحپور
سیکری کیطرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جبکہ امراے بنگالہ اور بہار مین توسنِ بگڑی اور بلوا
انتشار فساد ہوے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا عزیز کوکلہ کو مع فوج عمدہ اسطرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا
فرصت پاکر لشکر خان متقدم پنجاب کے بہکانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کوکہ اپنے کو مع ہزار سوار
طلیعہ لشکر بنا کر بہیجا اور کنور مانسنگہ راجپوت نے جو امراے پنجاب سے تھا جسدم کہ شادمان کوکہ نے نیلاب سے
عبور کیا اُسکے مقابلہ کیواسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اُسکو منہزم کیا اور اکثر لوگ اُسکے مقتول ہوے
یا پانی مین ڈوب گئے اور جسوقت کہ محمد حکیم میرزا نواح رہتاس واقع پنجاب مین پہونچا کنور مانسنگہ نے آپکو
بدیوسف خان مشہدی کے سپرد جو اُس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور مین آیا اور جب یوسف خان
مشہدی نے ... واقعہ ... لیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہوا اسواسطے میرزا نے عنان کران عزیمت لاہور کیطرف
... معطوف کی ... تاریخ سنہ ۹۸۹ نو سو نواسی ہجری مین لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ
بہگوانداس اور کنور مانسنگہ قلعہ مین متحصن ہوے عرش آشیانی باوجود خلل بنگالہ و بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوے
اور محمد حکیم میرزا افغانونکے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نرکھتا تھا مجرد سننے
اس خبر کے برق و باد کے مانند پیشدستی کرکے کابل مین گیا اور بادشاہ جسوقت سرہند کے حوالی مین پہونچے اور یہ معلوم ہوا
کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اسواسطے اسکو دار پر کھینچا اور جب لوا سے
ظفر نگار کابل کیطرف متوجہ ہوکر نواح رہتاس مین پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوسی سے
سرفرازی پائی اور دریا کی طغیانی کے سبب سے جو پل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادہاے والاتبار نیلاب
سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کہ پیشاور اور اُس حدود مین تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور
جلال آباد مین پہونچا شاہنشاہ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہان چھوڑا اور شاہزادہ مراد کو مقدمہ کرکے بآہستگی بسوے
کابل روانہ ہوا جسدم شاہزادہ خورد کابل سے پندرہ کوس ادہر پہونچا فریدون خان مع سات سو جوان
... بہادری کے محمد حکیم میرزا تہا شاہزادہ کی اردو پر تاخت لایا اور غنیمت بیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ماہ صفر کی
دسوین تاریخ سنہ مذکور مین افواج آراستہ کرکے شاہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنور مانسنگہ اور ترک خان اتکہ
فیلون کو پیش کرکے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوے اور زنبورکین کہ فیلون پر تعین ایکبارگی سرکین القصہ زنبورک کی گولہ ایک
آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اُسکے سینہ مین لگکر پشت سے برآمد ہوئی اور تین آدمی اور کے بھی گذر کے انکا کام تمام کیا

اور بنظر وہ حال معائنہ کرکے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کیوقت اُسکے بہت مردم نامی مقتول ہوئے اور بادشاہ نے منزل سرخاب مین فتح کی خبر سماعت فرمائی ساتوین ماہ مذکور کو کابل مین تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا کوہ ربند کی طرف فرار ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ ستایا اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایلچی بھیجکر عذر خواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اُسکے معاف فرمائے اور اہل کابل کو موردِ انعام و در صدد احسان کیا اور اُس مہینے کی چودھوین تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب سے بخیر و سعادت عبور کیا اُس حدود کے انتظام کیواسطے ایک قلعہ گچ اور سنگ سے بنانیکا حکم دیا اور اُسکا نام اٹک رکھا کسواسطے مذہب کفار مین اٹک سے عبور منع ہے اور اٹک بھی لغت ہندی مین بمعنے منع ہے اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی انیسوین تاریخ کو لاہور مین رونق افزا ہوئے اور وہان کی حکومت راجہ بھگوانداس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد فتحپور سیکری کیطرف سوار ہوئے کسواسطے فتحپور سیکری آن دنون مین مستقر سریر پادشاہی ہوا تھا وہان نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور شہباز خان کنبو کو کسی امر کیواسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ نو سو نوے ہجری مین قید سے رہا کرکے لشکر بنگالہ کی کمک کے واسطے بھیجا اور اس عرصہ مین عرش آشیانی کو بیماری تپ و اسہال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہمایون بادشاہ افیون کے استعمال کی عادت رکھتے تھے اعیان حضرت مضطرب اور متفکر ہوے لیکن شافی مطلق کے فضل سے شفاے عاجل حاصل ہوئی اور زر خطیر تصدق فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۱ نو سو اکانوے ہجری مین خان اعظم میرزا کوکہ جو بنگالہ مین نامزد تھا درگاہ مین آیا اور بعضے مطالب ضروریہ عرض کرکے پھر وہان گیا اور شہر شوال سنہ مذکور مین عرش آشیانی جو سے پراگ یکہ مابین گنگا و جمنا کے ہے تشریف لائے بنا قلعہ اور احداث شہر آلہ آباد کہ ساتھ الہ آباس کے مشہور ہے حکم فرمایا اور جیساکہ مذکور ہوا سلطان مظفر گجراتی جب اظہار اخلاص کرکے سب گجراتیون سے پیشتر ملازمت کیواسطے حاضر ہوا تھا اگرچہ خوب سے نوازش پائی اور بہت مدید خدمت مین موجود رہا اور آخر کو گجرات کیطرف بھاگا اور اسوقت کہ بادشاہ الہ آباس مین تشریف رکھتے تھے باتفاق شیر خان گجراتی خروج کرکے مصدر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کیواسطے بھیجا شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور مین طلب کیا اور بعد پہونچنے اعتماد خان کے شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چند روز سامان کیواسطے پٹن مین توقف کیا اور سپاہی اُسکے کہ اکثر عیال و اطفال ہمراہ رکھتے تھے صعوبت سفر کی تاب نہ لاکر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچا کر احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیونکے سپرد کرکے پٹن مین شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا اور مظفر خان گجراتی زور لاکر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بہ بالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہوکر جنگ مین مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دیکر مقہور کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہوکر پٹن کیطرف راہی ہوے اور عریضہ مشتمل کیفیت احوال وصول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امراے جاگیردار اجمیر کے اُس فساد کے دفع کیواسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبدالرحیم وہان نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان اتکہ جاگیردار بھروچ کو قلعہ بروده مین محاصرہ کرکے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کرکے چودہ لاکھ روپیہ بادشاہی کہ قلعہ بروده مین جمع تھا مع اموال قطب الدین خان کہ دس کروڑ سے متجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد مین آکر جمع لانے خیل و حشم مین کوشش کی میرزا عبدالرحیم المشہور بہ میرزا خان جب پٹن گجرات مین پہونچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امراے متفرق کو جمع کرکے

میں تعینات ہوا۔ **بیت** ہر یک شہاب جہانگسل + تیغ ہر یک در فتن خاراگذار + لیکن احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
جب موضع سرکیج میں جو تین کوس ٹھٹھہ سے ہے پہونچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی نویں تاریخ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری میں
باتفاق زمینداران دیگر نواحی مع تیس ہزار سوار مغل اور راجپوت کے مقابل آنکر صفوف جنگ آراستہ کیں اور مبارزان
طرفین اور بہادران جانبین صرصر تند کیطرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور بعنان سبک رکاب کو گران کرکے تیر
و نیزہ و تبر و تیغ و شمشیر و خنجر سے دار مردی و مردانگی دی **نظم** دو لشکر تیغ و پیکان تیز زن + بلا بے بدم آتش تیز کردند
... ازان تیغ از سر فشانی بدز ... زندگانی کہ اجل تا بسر تیغ ... بیدم +
... میں کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی ہمارے فتح نے سایہ میرزا عبدالرحیم پر ڈالا
... مظفر خان گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد میں دم لیا اور چونکہ میرزا عبدالرحیم اسکے تعاقب میں ... گرم ...
... ہوا اور مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف بھاگ گیا اور جب قلیج خان ہمراہ امراے مالوہ پہنچے تو میرزا عبدالرحیم
... نے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب میں کھنبایت کی طرف روانہ ہوا اور آگے ... کوہستان ... دوست
... پناہ لی ... جنگ پر مستعد ہوا اور جب تو لہ عبدالرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے تول پر موجب ... چند ...
ضائع ہوئے پاے ثبات متزلزل کرکے جوناگڑھ میں جام کے پاس پناہ لیگیا اور میرزا عبدالرحیم نے قلیج خان کو ...
... کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد میں آیا اور نصیر خان مظفر شاہ کا سالا کہ قلعہ بھروچ کا حاکم تھا سات مہینے قلعہ میں قلعہ بند
ہوکر آخر کو دکن کیطرف بھاگا اور قلعہ قلیج خان کے تصرف میں آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جام اور امین خان حاکم جوناگڑھ کی
... سے جمعیت کرکے اس مقام میں کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے آیا اور جب میرزا عبدالرحیم شہر سے برآمد ہوکر اسطرف
متوجہ ہوا مظفر شاہ سراسیمہ ہوکر جنگل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق سہیل اور کولی اور گراس جنگل سے برآمد ہوا اور
ایک مقام میں لشکر بادشاہی کے مقابل آنکر مقاتلہ میں مشغول ہوا اور شکست پاکر راے سنگھ راجہ جلوارہ کے پاس پناہ لیگیا
اور میرزا عبدالرحیم پانچ مہینے کے بعد زمان قضا جریان کے موجب درگاہ کیطرف روانہ ہوا اور جو مظفر شاہ کو شکست دیکر
نام پیدا کیا تھا خطاب خانخانان سے مخاطب ہوا اور یہ حکم کے موافق گجرات میں آیا اور اس سال برہان نظام شاہ بحری برادر
حسین نظام شاہ بحری اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ بحری سے بھاگ کر درگاہ میں آیا اور سلک ملازموں میں منتظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شیرازی
کہ علامہ عصر تھا وہ بھی دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب میں اختصاص پایا اور ۹۹۳ نوسو ترانوے ہجری میں سید مرتضی
سبزواری اور خداوند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پاکر درگاہ میں آکر پناہ لی اور بادشاہ کہ ہمیشہ تسخیر
دکن کی فکر میں تھا اس جماعت کو خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجکر حکم تسخیر دکن کا نافذ فرمایا اور
شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرماکر مہام دکن کے سرانجام کیواسطے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس
مالوہ میں روانہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مالوہ کی سرحد میں آیا اور جب راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس کو دکھنیوں
کی طرف مائل دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اسکی نصیحت کیواسطے بھیجا لیکن اسکا ارشاد اسکے دل میں اثر پذیر نہوا
... آیا اور امراے مرتضی نظام شاہ بحری اور میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علیخان خان اعظم میرزا
عزیز کوکہ کے پاس کہ ولایت ہندیہ میں مقیم تھا آئے خان اعظم نے جنگ مناسب نہ دیکھی دوسرے راستہ سے
ولایت دکن میں گیا اور ایلچپور میں جاکر تین دن اس شہر کو غارت کیا جب میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک اور راجہ علیخان

فاروقی بلیت کو ایلچپور کے اطراف مین تاخت کی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تاب مقاومت اُنکی نہ لاکر ندربار کے راستہ سے دکن سے برآمد ہوا اُسوقت جب فرمان والا میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان المخاطب بخانخانان کے طلب مین پہونچا وہ گجرات سے عازم درگاہ ہوا اور مظفر شاہ گجراتی فرصت پاکر شہزادہ الملک کے پاس کہ بدارالملک مشہور ہوا تھا آیا اور جمعیت پہلا لگا چنانچہ سات ہزار سوار ہمراہ لیکر ہمراہ یہ بیادہ ہمراہ پہنچا اور بقدر قوت دست و پا مارے لیکن کام درست نہ آیا جا بجا بھاگتا پھرا اور اُس سال شاہرخ میرزا حاکم بدخشان عبداللہ خان اوزبک کے غلبہ سے پریشان ہوکر درگاہ مین آیا اور امراے شاہی کے سلک مین منسلک ہوا اور اُسی سال صبیہ راجہ بھگوانداس کی شادی نوسے بخشش عظیم شاہزادہ محمد سلیم کے عقد مین در لائے اور ۹۹۳ھ نوسو ترانوے ہجری مین ایام تحویل حمل مین بطریق سنوات سابقہ مجلس نوروزی کمال تجمل اور آراستگی سے منعقد ہوئی اور سنہ مذکور مین بھائی بادشاہ محمد حکیم میرزا کا کابل مین فوت ہوا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو گجرات کا حاکم اور شیخ فتح اللہ کو صدر اس ولایت کا کرکے اُسطرف روانہ کیا اور خود پایہ دولت رکاب سعادت مین لاکر پنجاب کیطرف روانہ ہوے اثناے راہ مین صادق محمد خان کو بھکر کی حکومت پر روانہ فرمایا اور کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل مین بھیجا وہ فرزندان محمد حکیم میرزا کو کہ کوکہ خردسال تھے فریدون خان اور امراے محمد حکیم میرزا کے ہمراہ لاہور مین لایا اور اپنے فرزند کو ہمراہ خواجہ شمس الدین محمد خانی کے کابل مین چھوڑا اور جب عرش آشیانی اٹک بنارس مین کہ مستحدثات آنحضرت سے ہے روان ہوے شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلیخان محرم اور کئی امراے نامدار دیگر کو مع قریب پانچہزار سوار کے ولایت کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زین خان کوکہ کو مع افواج آراستہ سر افغانان سواد بجور روانہ کیا اور کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کہ ظلمت کفر و زندقہ مین شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کہتے ہین ایک شخص ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانون کے درمیان جاکر انھین مرید کیا اور جب وہ فوت ہوا اُسکا بیٹا جلالہ کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور چند عرصہ مین بھاگ کر افغانون کے درمیان مین گیا اور ایک خلق کثیر کو ساتھ اپنے متفق کرکے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سواد بجور کی جمعیت کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان گکھر اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور صالح عاقل کو زین خان کوکہ کی مدد کیواسطے روانہ کیا اور اُنکے پیچھے حکیم ابوالفتح گیلانی کو مع امراے مشہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا اُن لوگون نے باوجود ایسے لشکر کے افغانون سے شکست فاش کھائی خواجہ عزت بخشی اور راجہ بیربل اور ملا شیری اور ایک جماعت اور مردم معتبر اور معتمد سے مع آٹھ ہزار سوار کے شربت فنا چکھا اور زین خان کوکہ اور حکیم ابوالفتح گیلانی نے ہزار محنت و مشقت آپ کو قلعہ اٹک بنارس مین ۹۹۵ھ نوسو پچانوے ہجری مین بملازمت فائز کیا اور کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا کتل خیبر مین اُنسے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک بنارس سے لاہور مین تشریف لائے کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل کی حکومت اور افغانان خیبر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اُسی سال دختر راے سنگہ کو کہ امراے معتبر سے تھا شاہزادہ محمد سلیم کے عقد مین لایا شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس کہ کشمیر کیطرف گئے تھے برف و باران اور قحط غلہ سے عاجز آکر کشمیریون سے صلح کی اور زعفران زار اور دارالضرب کشمیر کو خالصہ شاہی کرکے بازگشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نفرمائی محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو مع جماعت امراے دیگر کشمیر کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اور اس نہج سے داستان سلاطین کشمیر کی مرقوم ہوئی

سب اہل کشمیر آپسمین مشغول ہوئے لشکر بادشاہی بفراغ خاطر کشمیر مین داخل ہوکر متصرف ہوا اور اس سال سلیمان میرزا
بادشاہ بدخشان میرزا شاہرخ میرزا کابل سے لاہور مین آنکر بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئے اور عرش آشیانی نے عبداللہ خان اوزبک
ملک توران کے ایلچی کو کہ قبل اسکے اٹک بنارس مین ملازمت مین آیا تھا ہمراہ حکیم ہمام برادر علامۃ الزمان عضد الدولہ حکیم
ابوالفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے کہ سید سادات حسینی قنوجی سے تھا مع تحف و ہدایا کے قریب ایک لاکھ روپیہ کے ہوتا تھا
رخصت انصراف کی دیا اور سنہ ٩٩٥ نوسو پچانوے ہجری مین جب جلالہ نے غلبہ پایا اور سید حامد بخاری کو قتل کیا اور
راجہ مانسنگھ کو بنگش کیطرف مقرر کیا بادشاہ نے عبدالمطلب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اسکے
دفع کیواسطے تعین کیا انھون نے جلالہ کو شکست دیکر بہت لوگ اس گروہ مین سے قتل کیے اور اسی سال ولادت سلطان
خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم دختر راجہ بھگوانداس سے وقوع مین آئی عرش آشیانی طلوع اولین کوکب مسرہ سے
نہایت خوشحال اور محظوظ ہوئے اور جشن کی آرائش مین نہایت سعی کوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے ان دنون مین
حسب الفرمان قضا جریان سیوان سندھ کو محاصرہ کیا اور حاکم ٹھٹھہ نے عاجز ہوکر ایلچی باتحف و ہدایا درگاہ مین بھیجکر
اظہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کرکے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور پانزدہم
ربیع الثانی سنہ مذکور مین زین خان کوکہ حکومت کابل پر مامور ہوا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس لاہور مین آیا اور آخر
ماہ ربیع الثانی مین میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامۃ الزمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ
شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور مین آنکر سعادت بساط بوس سے مشرف ہوئے اور اسیطرح محمد صادق خان نے
بکھر سے آنکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو امارت اور ریاست
بہار و حاجی پور اور پٹنہ عنایت فرماکر اسطرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو مرحمت فرمائی
اور محمد قاسم خان میر بحر کابلی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور مین طلب کیا اور محمد صادق خان کو افغانان
یوسف زئی کے دفع کیواسطے سواد و بجور مین بھیجا اور اسمعیل قلی خان کو اسطرف سے طلب کرکے گجرات مین روانہ کیا
اور قلیج خان کو بعد میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ مین حاضر ہوا اور سنہ ٩٩٧ نوسو ستانوے
ہجری ماہ جمادی الثانی مین عرش آشیانی نے سیر کشمیر کی عزیمت فرمائی جب بھیرہ مین کہ وہان سے کوہستان کشمیر شروع
ہوتا ہے پہونچے اہل حرم کو مع شاہزادہ مراد وہین چھوڑکر سری نگر مین کہ پایہ تخت کشمیر ہے تشریف لے گئے اور
علامۃ الزمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو جو گجرات سے پلٹ کر خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا تھا کشمیر مین
عالم بقا کیطرف راہی ہوا بادشاہ نہایت غمگین اور متاثر ہوئے اور شیخ فیضی شاعر نے مرثیہ اسکا ترکیب بند موزون
کیا کہ اول بیت اسکی یہ ہے بیت وگر بہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد + جہان عقل را در بیمہ وہم شان افتد
عرش آشیانی بعد تفرج و سیر ہشت تا کشمیر سیر کابل کے عازم اور طے مسافت مین مشغول ہوئے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو ندیم خاص
اور مصاحب بادشاہ کا تھا اور بجہت دولت کیطرح ہمیشہ ملازمت مین حاضر رہکر رقم اخلاص کے صفحہ ضمیر پر لکھتا تھا
اثنائے راہ دھن تور مین سفر آخرت اختیار کیا اور بابا حسن ابدال مین مدفون ہوا اور جب بادشاہ اٹک بنارس مین پہونچے
شہباز خان کنبو کو افغانان یوسف زئی کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور کوچ برکوچ کابل کیطرف روانہ ہوئے اور ایلچی
حکیم ہمام اور میر صدر جہان برادر علامۃ الزمان حکیم ابوالفتح گیلانی کو بطور ایلچی گری عبداللہ خان اوزبک ماوراء النہر

ایلچی نے عبداللہ خان اوزبک کے پاس آنکر ملاقات کی اور بادشاہ نے مدت دو مہینے اوقات صرف مہربانیات اور رخصت
کیا اور نیابت سلطان کابل کو مع انعام اور مہربانی احسان کیا اور جب خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس نے
لاہور میں حیات مستعار سپرد قابض ارواح کی کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو امرائے سہ ہزاری سے تھا اسکو
دیکر یوسف بیگ کو اسکی مدد کے واسطے چھوڑا اور محرم کی بیسوین تاریخ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے ہجری میں مراجعت بلاہور فرمائی
اور گجرات کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو دیکر مالوہ سے اسطرف بھیجا اور شہاب الدین حاکم مالوہ کی حکومت پر مامور ہوا
اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ جب گجرات میں پہونچا مسمی جام کہ سرکردہ زمینداران اس حدود سے تھا اسنے لشکر کھینچا
اور جام زمیندار جی و دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بعد فوت پدر جوناگڈھ کا والی ہوا تھا بیس ہزار سوار لیکر مقابل
آیا جنگ شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر ابوتراب کے بھانجے
کہ امرائے نامدار بادشاہی تھے بدرجہ شہادت فائز ہوے اور بڑا بیٹا جام کا اور وزیر اسکا مع چار ہزار راجپوت مقتول ہوے
اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے قرین حال ہوئی اور جوکہ عبداللہ خان اوزبک بدخشان لیکر کابل کی فکر مین تھا بادشاہ
نے چند سال لاہور سے اور اس حدود سے حرکت نہ کی اور جو اس عرصہ مین میرزا جانی والی سندھ باوجود قرب جوار اور زمان طلب
ملازمت کیواسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع ایک جماعت امرائے نامدار مثل شاہ بیگ خان کابلی اور
فریدون بیگ برلاس اور محمد خان نیازی اور سید بہاء الدین بخاری وغیرہ اور سو زنجیر فیل اور توپخانہ بسیار سندھ کی تسخیر اور بلوچون کے
دفع کیواسطے نامزد فرمایا اور سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے ہجری مین شہاب الدین احمد خان نے مالوہ مین اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور
عرش آشیانی نے چار شخص کو چار رکن کرکے دکن کیطرف برسم ایلچی گری بھیجا چنانچہ شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہانپور مین اور خواجہ
امین الدین کو احمدنگر کی سمت اور میر محمد امین مشہدی کو بیجاپور مین اور میرزا مسعود کو بھاگنگر کیطرف روانہ کیا اور انکے پیچھے
شاہزادہ مراد المشہور بہ پہاری کو حکومت مالوہ دیکر اور اسمعیل قلیخان کو اتالیق کرکے روانہ کیا اور شاہزادہ جب گوالیار کے
اطراف مین پہونچا یہ خبر سنی کہ مدھکر زمیندار عمدہ اس نواح کا بر خلاف بادشاہی مین مزاحمت پہونچاتا ہے یہ سنتے ہی
اسطرف متوجہ ہوا اور جسوقت کہ شاہزادہ نے وہان سے کوچ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے جب سنا کہ دولتخان امین خان کا
بیٹا کہ جنگ مین زخمی ہوکر جوناگڈھ کیطرف گیا تھا اور سات مہینے اس قلعہ کو محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور اسی سال میرزا عبدالرحیم
خانخانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سندھ کے کنارے واقع ہے محاصرہ کیا اور میرزا جانی والی سندھ بھی باتفاق وہان کے زمینداروں
کے مع غراب اور کشتی اور توپخانہ بسیار اسطرف متوجہ ہوا اور سات کوس پہونچکر سو غراب اور دو سو کشتی بھری ہوئین تیرانداز
اور توپچی سے آگے بھیجدین اور میرزا عبدالرحیم نے باوجودیکہ پچیس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نرکھتا تھا مقابلہ کیا
اور ایک شبانہ روز جنگ رہکر فتح عظیم سے غراب چھین لی اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگکر میرزا جانی والی
سندھ کے پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار ہجری مین آب سندھ کے کنارے آیا اور ایسی زمین مین کہ اطراف اسکے
آب و دلدل تھا فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آنکر اسکو محاصرہ کیا اور دو مہینے کامل ہر روز شور حرب گرم رہا اور
سپاہ طرفین کی کام آئی اور گرانی اور مردم سندھ نے راہ آمد غلہ کی خانخانان کے لشکر پر بند کی کہ ایک روٹی جان کے بدلے گران
ہوئی تھی نظم گشت زان تنگی جہانے تنگدل + گرسنہ نالان و سیران سنگدل + ہر کرا دیدار نان بودے ہوس +
قرص خور در آسمان دیدے و بس + خانخانان نے اس سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کیواسطے چھوڑکر وہانسے کوچ کیا

اور ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سندھ مردم سہوان کو کم جمعیت خیال کرکے انکے سر پر گیا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان نے اس حال سے آگاہی پاکر دولتخان لودھی کو کہ سپہ سالار اسکا تھا مع امرائے بزرگ کے جماعت کی کمک کو بھیجا اور وہ دو دن میں اسی کوس کی مسافت طے کرکے سہوان میں آیا اور میرزا جانی نے اس فوج کو ماندہ اور خستہ پاکر دس ہزار پانچ ہزار سوار سے میدان جنگ میں آنکر آتش حرب افروختہ کی اور دولتخان لودھی باوجود اسکے کہ دو ہزار سوار سے زیادہ اپنے ہمراہ نرکھتا تھا حرب میں مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اسنے منہزم کیا اور میرزا جانی موضع انور میں دریائے سندھ کے کنارے فروکش ہوا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان نے اسطرف سے اور اس لشکر نے اسطرف سے جاکر اسکو درمیان میں لیا اور غلہ اور آذوقہ کی رسد اسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اور لشکر میں گھوڑا دو روپیہ کا بکتا تھا اور میرزا جانی عاجز ہوکر صلح کا طلبگار ہوا اور اپنی بیٹی میرزا ایرج بڑے بیٹے میرزا عبد الرحیم خانخانان کو دیکر اقرار کیا کہ بعد ایام برسات کے بلا توقف درگاہ میں حاضر ہونگا اور انہدنون میں سید یوسف خان مشہدی فرمان اشرف کے موجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر میں چھوڑ کر درگاہ میں آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح میں لایا اور ساحل کشمیر کی کمک اور زمیندار کی پشت ہونیکے واسطے نشان مخالفت کا بلند کیا اور وہاں کا خطبہ اپنے نام پڑھا کر فوج و حشم کی فراہمی میں مصروف ہوا اور قاضی علی دیوان کشمیر اور حسن بیگ بخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کرکے قاضی علی قتل ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی یہ خبر سنکر جو کہ میرزا یادگار کل یعنی گنجا تھا یہ بیت کہی بیت کل ناخن بری … اور فوج شاہی شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زادہائے دہلی سے تھا مع ایک جماعت امرا کے اسکی تنبیہ پر نامزد کیا اور میرزا یادگار معہ جمعیت کثیر مقابل آنکر فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گذرنے کے بعد اقبال اکبر نے اپنا کام کیا یعنی صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہدی کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تنخواہ کے بارہ میں میرزا یادگار سے رنجیدہ ہوکر اسکے سر پاس آئے اور وہ یہ شور و غوغا سنکر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا میں جاکر ایک سنگ کی پناہ میں مخفی ہوا جب صادق بیگ کے طلوع صبح کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اسے دستیاب کرکے اسکا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید پاس بھیجا اس نے بتائید ایزدی سے کشمیر دوبارہ اولیائے دولت قاہرہ کے تصرف میں آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کیواسطے سوار ہوئے اور چالیس روز وہاں کی سیر کرکے حسن ابدال میں نشکار اور عمارات سلطان زین العابدین اور ریف … کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو عنایت فرمائی پھر … دریائے پنجاب کیطرف روانہ ہوئے اور اسوقت میرزا عبد الرحیم خانخانان اور میرزا جانی والی سندھ نے سنہ ایک ہزار ایک ہجری میں ٹھٹھہ سے آکر پابوسی کی اور میرزا جانی والی سندھ سلک امرائے سہ ہزاری میں منسلک اور منتظم ہوا اور ولایت سندھ بندگان بادشاہی کے قبضہ میں آئی اور اسی سال خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے گنگار کے تدارک کو کہ زمینداران عمدۂ گجرات سے تھا اور مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر ساتھ تکبر اور تجبر کے گذرانتا تھا لشکر بھیجا اور حسن تدبیر سے مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کرکے احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اثنائے راہ میں تجدید وضو کے بہانہ ایک گوشہ میں جاکر استرہ سے کہ اسی دن کیواسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئیں ہلاک کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے اسکا سر درگاہ میں بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اسی سال راجہ مانسنگھ ابن راجہ بھگوانداس پسران اور برادران قتلو لوہانی افغان سے جنگ کرکے غالب آیا اور ولایت اڑیسہ کو کہ من اعمال بنگالہ سے ہے انکے تصرف سے برآوردہ کرکے ایک سو اور پچاس ہاتھی کہ

انغانون کی جنگ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ مین ارسال کیے اور عرش آشیانی نے جو دس برس سے خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ کو نہ دیکھا تھا حضور مین طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کہ ہر وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق
دل مین رکھتا تھا مع عیال و اطفال اور خزانہ کشتی مین سوار ہوکر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر
شاہزادہ مراد المشتہر بپہاری کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اُسکی وکالت پر تعین کیا
شاہرخ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کنبو کو کہ تین برس سے قید تھا رہا کرکے اُسکی وکالت پر تعین کیا اور
جو قبل اسکے جلالہ یعنی پیر روشنائی کا بیٹا کہ کوہستان خیبر سے عبداللہ اوزبک کے پاس گیا تھا اسوقت پلٹ کر خیبر
مین آیا اور ہند اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ مین بخطاب آصف خان
اختصاص پاکر جلالہ کے دفع کیواسطے مقرر ہوا تھا اُس سے جنگ مین غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل و عیال و واحد علی
بھائی اور دیگر اُسکے عزیز و اقارب کے کہ چار سو آدمی تھے دستگیر کرکے درگاہ مین لایا اور اُن ایلچیون نے جو کہ دکن گئے تھے معاودت
کرکے اُسطرف کے بادشاہون کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دانیال کو ماہ محرم سنہ
ایکہزار اور دو ہجری مین دکن کی تسخیر کیواسطے تعین فرمایا اور اُسکے بعد شاہزادہ لاہور سے برآمد ہوکر سلطانپور پہونچا بادشاہ
کی رائے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع اُس لشکر کے جو شاہزادہ کے
ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر دکن کو بھیجا اور اُس سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا بن بہرام میرزا بن شاہ اسمٰعیل صفوی کہ
حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور اوزبک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش کیا اور
سلک مین امرائے پنجہزاری کے منتظم ہوکر حاکم ملتان ہوا اور اُس سال میرزا عبدالرحیم خانخانان جو مندو پہونچا نظام شاہ بحری
نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کیوقت اقرار کیا تھا کہ مملکت برار عرش آشیانی کے پیشکش کرونگا انہی دنون مین عنایت خان
شیرازی کو بحجابت خانخانان کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کی لیکن انھین دنون مین بمرض الموت مبتلا ہوکر سنہ ایکہزار تین ہجری
مین مر گیا اور اُسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بحری قائم مقام ہوا وہ ابراہیم عادل شاہ کے جنگ مین مارا گیا اور میان منجھو خان
جانگی نے کہ پیشوا اُسکا تھا احمد نام اپنے ایک بیٹے کو خاندان نظام شاہیہ مین منسوب کرکے اپنا حاکم کیا اور امرا سر جادۂ
اطاعت سے پھیر کر منازعت کیواسطے مستعد ہوئے اور میان منجھو خان جو طاقت اُنکے مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ احمدنگر مین
متحصن ہوا اور ایلچی احمدآباد گجرات مین بھیجکر شاہزادہ کو پیغام دیا کہ اسطرف ہرج و مرج ظاہر ہونے سے کام نظام سے ابتر ہے
اگر آپ بسبیل استعجال اسطرف قدم رنجہ فرماوین قلعہ آپکے سپرد کرونگا اور چونکہ اُسوقت شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر دکن کا پہونچا
تھا بسرعت تمام احمدآباد سے احمدنگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان مندو مین یہ خبر سنکر کمین مین تھا
باتفاق لشکر شاہرخ میرزا و شہباز خان کنبو اور راجہ جگناتھ عموی راجہ مانسنگھ اور راجہ درگا اور راجہ رامچند اور بھی
دیگر امرا کے ہمراہ بتعجیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علیخان والی خاندیس بحسن تدبیر مع پانچہزار سوار قلعہ کالنہ مین
جو دکن کی سرحد مین ہے شاہزادہ مراد سے جا ملا اور کوچ متواتر سے احمدنگر کیطرف عازم ہوئے اور میان منجھو خان کہ
امرائے مخالف کو دفع کرکے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاند بی بی دختر
حسین نظام شاہ بحری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اُسکے پاس چھوڑکر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ
کیطرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم ساتھ اس تفصیل کے جو داستانہائے دکن مین مرقوم ہوئی شہر ربیع الثانی

سنہ

سنہ ایک ہزار چار ہجری مین احمد نگر پہونچکر قلعہ کے محاصرہ اور نقب کھودنے اور دمدمہ بنانے مین مشغول ہوے چاند بی بی نے
مردانہ وار اُنکے مدافعہ مین قیام کیا عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے مین پانچ نقب برج کے
نیچے پہونچین اہل قلعہ نے واقف ہوکر قلعہ کیطرف سے دو نقب کا منہ کہ باروت برآوردہ کرکے بیکار کر دیا۔ بقیہ نقبون کی تلاش
مین ہوے کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبدالرحیم خانخانان کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہوکر بعد جمعہ کے نماز غرہ ماہ
رجب سنہ مذکور مین قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کہ فتح اپنے نام ہوگی نقبون مین آگ دی ایک نقب کہ جسمین باروت
تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اڑا کر رخنہ عظیم بہم پہونچایا اور آن دو نقبون بیکار شدہ کی آتش افروزی کا کہ باروت خالی ہونے
سے خبر رکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ مین جانے نہ دیا چاند بی بی فرصت پاکر مع بعض رخنہ کے قریب آئی اور توپ
ضربزن اور بہت اُس رخنہ مین نصب فرمائے ہرچند سپاہ مغل حملہ آور ہوئی فرصت قلعہ مین داخل ہونیکی نہ پائی
بلکہ محروم اور ناکام اپنے مقام مین گئی اور چاند بی بی نے تمام شب ایستادہ ہوکر خرد و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو رخنہ کے
مسدود کرنے کو مامور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کرکے مقام مدافعہ مین ہوئی
اس درمیان مین مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سرا سرلشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لیکر مع
ستر ہزار سوار احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہے اور جب لشکر مین غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوے میرزا عبدالرحیم
خانخانان نے صلح مین صلاح دیکھی اور چاند بی بی بھی ضیق محاصرہ سے بہ تنگ آئی تھی صلح قبول کرکے اقرار کیا کہ ولایت برار
جیسا کہ برہان نظام شاہ بحری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمد نگر مع مضافات بہادر نظام شاہ
برہان نظام شاہ بحری کے پوتے کے نام مقرر رہے القصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد و پیمان درمیان مین آیا شاہزادہ اور
میرزا عبدالرحیم کوچ کرکے برار گئے اور بالاپور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کرکے آباد کیا اور دار الامان مین شاہزادہ
جشن طوی کرکے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد مین لایا اور برار کے پرگنے امرا پر تقسیم کیے اسوقت شہباز خان
کمبوکہ امرائے کلان سے تھا شہزادہ سے رنجیدہ ہوکر بے رخصت مالوہ کیطرف گیا اور چاند بی بی نے بہادر نظام شاہ خلف
برہان نظام شاہ بحری کو احمد نگر کا حاکم کیا اور آہنگ خان حبشی نے دوبارہ سرداروں کے زمام اختیار قبضہ مین لانے
سے غلبہ تمام بہم پہونچایا باوجود اسکے چاند بی بی راضی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کرکے مع پچاس ہزار سوار
عزم امرائے مغل مین برار کیطرف متوجہ ہوئی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے شاہزادہ اور صادق محمد خان کو شاہپور
مین چھوڑکر خود ہمراہ شاہرخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہان پور وغیرہ کے مع موازی بیس ہزار سوار دکنیون کے
جنگ کیواسطے لب آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہان مقام کرکے مردم دکن کیطرح اور وضع دریافت کرکے
افواج کو آراستہ کرکے آب گنگ سے کنارا لونک تھا عبور کیا اور ماہ جمادی الثانی کی سترھوین تاریخ سنہ ایک ہزار پانچ ہجری
مین سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امرائے نظام شاہیہ کو میمنہ مین اور امرائے قطب شاہیہ کو
میسرہ مین مقرر کیا اور نہایت غرور اور تمکنت سے میدان کیطرف روانہ ہوا اور آواز ہلہ ن مزید کی بلند
کی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے پہلے اُسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر رائے تبدیل کرکے میمنہ جنگ مین راجہ علیخان
فاروقی اور راجہ رامچند اور بھی امرائے راجپوت کو اسکے مقابل چھوڑا اور اُنھون نے سہیل خان کے ہراول کو متفرق کیا
اور سبب سہیل خان پر حملہ کیا اُسنے اول ضرب توپ و تفنگ وہان سے بہت مردم تانیس اور راجپوت ضائع کیے

اور اسوقت بہادران دکن نے ارابون کے پیچھے سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ راجہ علی خان اور راجہ
رام چند تین ہزار مرد اہل نیزہ سے مقتول ہوئے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھڑی دن سے باقی نرہا تھا کوئی شخص سہیل خان
کے مقابل نہ تھا اور وہ اس گمان سے کہ مین نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو شکست دی ہے آگے بڑھا اور جو میرزا عبدالرحیم
راجہ علیخان وغیرہ کے قتل ہونیکی خبر رکھتا تھا وہ بھی غنیم کیطرف بیشتر جا کر دکنی مغلون کی بنگاہ مین کہ مار کرکے ایستادہ تھے
پہونچکر تاراج مین مشغول ہوا اور جو لوگ تاراج غنیمت کے بعد قرار فتح کا اپنی نسبت دیتے تھے حفظ غنائم کیواسطے اس شب کو
اپنی اپنی سرحد کیطرف روانہ ہوئے اور سہیل خان تھوڑے آدمیون سے ایک مقام مین پہونچکر فروکش ہوا اور جو مشعل نہ تھی اور کوئی
شخص خبر ایک دوسرے کی نہ رکھتا تاریکی مین بیٹھا میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی کہ دشمن کو آگے سے پسپا کیا تھا ایسے
مقام مین کہ جہان سہیل خان کے ارابے آتشبازی کے تھے پہونچکر اسنے بھی تاریکی مین توقف کیا اور بہت مغلون سے کہ انھین
شکست متیقن ہوئی تھی مغرور ہوکر ایسے جولان ہوئے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان مین سہیل خان کے روبرو
چند چراغ روشن ہونے سے روشنی ہو رہی تھی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ سہیل خان ہے تب چند توپ
اور ضربزن کہ کنگیون سے تیار ہوتے اور تیار دستیاب ہوئی تھین سر کین اور گولی اور گراب انکے درمیان ڈالکر ولولہ برپا کیا
سہیل خان نے جب جانا کہ غنیم درمیان مین ہے چراغون کو خاموش اور نقل مکان کیا اور آدمی اطراف و نواح مین بھیجکر
ایک جماعت فوج متفرقہ کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہو نقارہ جنگی
بجائے اور کرنا سے ہوا کر خبردار کیا کہ افواج بادشاہی جو اس صحرا مین موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق جوق
خانخانان کے ملازمت مین آئی اور جسوقت کوئی سردار یا کوئی فوج اسکے پاس آتی تھی ہودم کم کی صدا بلند کرکے کرنا پھوکتے
تھے اور اہل اسلام جوش وخروش مین آنکر نعرۂ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا پھوکے گئے اور سہیل خان
نے بھی اس بات کو آدمی اطراف وجوانب مین بھیجکر جو شمہ ممکن ہوسکا لشکر دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب نے
علم باعث بلند کرکے مع تیغ و شمشیر اشعار انور چمکایا سہیل خان دس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کی
طرف متوجہ ہوا اور خانخانان باوجود اسکے کہ تین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نرکھتا تھا متوکلا علی اللہ دشمن کے
دفع کیواسطے مستعد ہوا اور حرب شدید سے سہیل خان چند زخم کھا کر پشت فرس سے جدا ہوا اور اسکے ملازمان قدیم نے
ہجوم کرکے گھوڑے پر سوار کیا اور دونون طرف سے اسکے بازو پکڑ کے معرکہ سے باہر لیگئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان
کہ ساتھ فیروز جنگ کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت الہی سے نہایت شاد ہوا اور چار دن کے بعد شاہپور مین
آیا اور عرش آشیانی نے عبداللہ خان اوزبک کی خبر فوت سنی تھی بکمال اطمینان لاہور سے آگرہ کیطرف تشریف لائے تھے
اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوئے گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا لیکن چند
عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے غبار کلفت کا
بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان
کو سنہ اکہزار چھ ہجری مین اپنے حضور طلب کیا اور دشمنون کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک مخاطب اور
معاتب اور مخذول رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل قلعہ نرناله
اور کاویل اور کھرلہ کو جو مملکت برار مین واقع ہین اور عرصہ قلیل مین مفتوح کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے

بیچ

ناگاہ شاہزادہ انھین دنون مین مرض صعب مین گرفتار ہوکر ماہ شوال سنہ ایکہزار سات ہجری مین دوسرے اقلیم کی تسخیر کا
عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلدۂ شاہپور مین مدفون ہوا آخر کو اُسے دہلی لیگئے اور اسکے جد نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ کے
پہلو مین لٹایا اور یہ مصرع اُسکی تاریخ وفات کا ہے مصرع ع از گلشن اقبال نہالی شدہ گم + عرش آشیانی شاہزادہ کی فوت سے
نہایت محزون اور مغموم ہوا اور سیخیر دکن مین زیادہ تر ساعی ہوا اور جب امرائے نظام شاہی نے غلبہ کرکے شیر خواجہ جاگیردار
پرگنہ بیر کو منہزم کرکے بیر کو محاصرہ کیا اور سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابو الفضل اُنکے مقابلہ سے عاجز آگے بادشاہ
میرزا عبدالرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش مین ہوکر مصدر الطاف ہوئے اور اُسکی دختر جانان بیگم کو شاہزادہ دانیال
کے عقد ازدواج مین لائے اور دونون کو حسن اتفاق سے تمہ ممالک نظام شاہیہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بدولت
و اقبال بھی پیچھے سے سنہ ایکہزار آٹھ ہجری مین دکن کیطرف متوجہ ہوئے اور ممالک محروسہ کا انتظام شاہزادہ عالمیان
سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن مین آئے جب بہادر خان بن راجہ علیخان فاروقی
کو اُسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا قلعہ آسیر مین آنگر ننگ گوداوری کے کنارے موتگی پٹن کے قریب توقف کرکے اُسکے ولاسا مین
مشغول ہوئے اس درمیان مین عرش آشیانی نے مندو مین پہونچکر شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم
احمد نگر مین جاکر اُس قلعہ کو فتح کرو اور ہمین بہادر خان فاروقی کو گوشمالی دونگا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان تیس ہزار سوار
ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوئے اور ابہنگ خان حبشی اور یہی اسراجو صاحب اختیار ملک تھے بے جنگ بھاگے اور
فوج شاہی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کیواسطے نصیحت
فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہوا مندو سے برہانپور مین تشریف لائے اور امرائے درگاہ آسیر کی تسخیر
مین مشغول ہوئے اور اُسکے بعد کہ ایام محاصرہ نے طول کھینچا اور قلعہ کے اندر اہل قلعہ کی کثرت سے عفونت بہم پہونچی
اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے لگے بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار و کثرت
خیل و حشم متوہم ہوکر سراسیمہ ہوا اور بعد اسکے خواجہ ابو الحسن ترمذی کے حسن اہتمام سے کہ مہر دیوان شاہزادہ دانیال
تھا اوائل سنہ ایکہزار نو ہجری مین احمد نگر کا قلعہ مفتوح ہوا اسلئے بہادر خان زیادہ دہشتزدہ ہوا اور امان چاہکر سنہ مذکور
مین قلعہ آسیر کہ بے نظیر ہے دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ اور دفینہ اور اسلحہ اور امتعہ نفیسہ کہ
محاسبان سریع الحساب اور خامہ شکستہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیائے دولت قاہرہ بادشاہ
بھیجا کے تصرف مین آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے برہانپور مین آنکر
احمد نگر کے غنائم نظر مبارک سے گذرانی جب ابراہیم عادل شاہ کی پیشکش قبول کی وہ طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے
پیام بذیرا فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی مسماۃ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال کی ہمبستری کے واسطے طلب کیا
اور میر جمال الدین انجو کو کہ امرائے معتبر سے تھا اُس عروس اور پیشکش لانے کیواسطے بیجاپور بھیجا اور آسیر اور برہانپور اور
احمد نگر شاہزادہ کو عنایت فرمایا میرزا عبدالرحیم خانخانان کو اُسکی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود منظفر و منصور
دار الخلافت آگرہ کیطرف روانہ ہوئے اور اوائل سنہ ایکہزار دس ہجری مین منزل مقصود مین پہونچکر فتحنامہ اطراف
و اکناف مین بھیجے اور سنہ ایکہزار گیارہ ہجری مین شیخ ابو الفضل زبان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور
نرور کی اطراف مین ایک جماعت راجپوتان اور چہ بطمع مال سر راہ آئے اور جنگ کرکے ابو الفضل کو قتل کیا اور مال اُسکا

بیگم اور ماہ صفر سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین میر جمال الدین انجو کہ بیجاپور کیطرف گیا تھا ہمراہ عروس اور پیشکش اور ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پلٹ آیا اور گنگ گوداوری کے کنارے مونگی پٹن کے نزدیک بعد جشن وطوی بزرگ عروس کو شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے خود آگرہ مین آیا اور پیشکش کہ اسوقت دکن سے لایا تھا نظر سے گذرانا اور اوائل شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین شہزادہ دانیال بلدہ برہانپور مین کثرت مے نوشی سے بیمار ہوکر عالم بقا کیطرف خرامان ہوا اور اکبر شاہ ان دونون فرزند کے فراق مین ایسے رنج والم مین مبتلا ہوے کہ روز بروز قوت سلب ہوتے سے ناتوان ہوے یہانتک کہ روز چہارشنبہ ماہ جمادی الثانی کی تیرھوین تاریخ سنہ ایکہزار چودہ ہجری مین روضۂ جنان کیطرف راہی ہوے اور مدت سلطنت بادشاہ جمجاہ کی اکاون برس اور چند مہینے تھی البقاء للملک المعبود اور فوت [illegible] مادہ تاریخ رحلت اس شہنشاہ کا ہے اور عرش آشیانی اگرچہ خط وسواد کامل نرکھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ مین دستگاہ تمام رکھتے تھے اور [illegible] قصہ خوب جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ مین سواد [illegible] داستان ہے اور [illegible] بارگاہ سے [illegible] نظم [illegible] کیا ہے انحضرت کی مخترعات سے ہے اور [illegible] پانچ کوس [illegible] ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امراے سرحد کہ [illegible] جیسا کہ رات اور دن مین پچاس کوس راہ طے کرتے تھے اور آگرہ [illegible] دن مین پہونچتے [illegible] اور جس وقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا [illegible] مقامات [illegible] ہوتا تھا [illegible] گھوڑون پر سوار ہوتا تھا اور [illegible] ہزار [illegible] عزت سپہ [illegible] ملازم رکھتے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ میسورہ پیادہ [illegible] کوس کی مسافت [illegible] عدد اکبر شاہ کے فیلون کے چھ ہزار سے متجاوز [illegible] پانچ ہزار سے بھی کم نہین ہوے [illegible] ہاتھی [illegible] نہ کیے تھے اور باقی متروکات اسکا اس تفصیل کے ساتھ ہے [illegible] بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جدا رکھے تھے اور دس من پختہ سونا غیر مسکوک [illegible] پختہ پول سیاہ اور بلبج ہزار کرور تنگا اور گھوڑے طویلہ مین بارہ ہزار اور ہاتھی [illegible] خاصہ چھ ہزار [illegible] یعنی چیتا کچھ کم ہزار رکھتے کہتے ہین اکبر شاہ ہر چند کہ جد فرماتے تھے [illegible] چیتے کا بھی ہزار [illegible] میسر نہوے [illegible] جب عدد انکا نو سو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی انہین پڑتی تھی ہزار [illegible] اس تفصیل سے تحریر ہوا اور نقد کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ مادہ تاریخ رحلت [illegible] کا ہے قطعہ

جلال الدین محمد شاہ اکبر + ز دنیا گشت سوی خلد راہی + چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست [illegible] ظل الہی +

تمام ہوا مقالہ دوسرا

مقدمہ ذکر سلاطین بہمنیہ مین

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین پر تمکین کی رائے پر یہ بات مخفی اور محتجب نہ رہے کہ احوال خواقین دہلی کے بیان کے بعد یہ تو اندیشہ بیان وقائع سلاطین دکن کی جو مسرت حیکا حفظاً للترتیب اول عنان سمند خامہ خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف کرتا ہون جیساکہ رسم مورخان متقدمین و متاخرین ہے غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے بحصول درم اور دینار نہین ہے کسواسطے کہ توجہ خاقان اعظم و جہانبان معظم ناصر الدنیا والدین ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا بالون خزانہ کے سر بر ہے بلکہ صبح و شام مانند بحر و کان کے فیض رسان ہو کر چشم احسان فلک اور انجم سے نہین رکھتا بلکہ ہمت والانہمت میری اسپر مصروف ہے کہ فرمان خدیو زمان پر بہ تیکا خدمت کا کمر جان پر باندھون اور ایسی کتاب کہ جامع قضایاے تمامی ممالک ہندوستان جنت نشان ہو اور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طبائع خاصان اور علام علوم عربیہ اور فنون فارسیہ ہو تکمیل تو کروں قلم گوہر فشان کرون **نظم** این چارہ عروس ہمت خرگاہ + کا درون نشان بہ نیمۂ راہ + نازان وچمان دست و در تماص + در جلوہ کشم بجملۃ الخاص + چندی اگرم امان دہد بخت + بیک بیرم بپایۂ تخت + سازم دل ازین فسانہ سیراب + زان پیشتر کہ گیر دم خواب +

اور یہ مقالہ چھ روضہ پر مشتمل ہے **روضہ اول** بیان مین وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ کہ مشہور سلاطین بہمنیہ ہین **روضہ دوسرا** سلاطین بیجاپور کے بیان مین جو عادل شاہیہ معروف ہین **روضہ تیسرا** احوال شاہان احمدنگر کی صفت مین جو نظام شاہیہ موصوف ہین **روضہ چوتھا** سلاطین تلنگ کے حالات مین جو قطب شاہیہ ملقب ہین **روضہ پانچوان** شاہان برار کی اسامی کے بیان مین جو عماد شاہیہ مشہور ہین **روضہ چھٹا** بیان مین اوضاع شاہان بیدر کے کے جو برید شاہیہ موسوم ہین نور اللہ تعالی مضجعهم

روضۂ اول بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کے وقائع کے بیان مین جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین
ناظرین رنگین کی خرد خردہ دان پر پوشیدہ اور پنہان نرہے کہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاء الدین
کانگوی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل ونسب مین مثل احوال ہندوستان کے خلط اقوال مختلفہ نقل کیے ہین از انجملہ جو مشہور
ہے وہ اس کتاب مین تحریر کرتا ہون اور طول سے مجتنب ہوکر سخن مختصر عرض کرتا ہون القصہ بعضے اصحاب خبر یون لکھتے ہین
کہ حسن نام ایک شخص دار الخلافت دہلی مین کانگوی بہمن منجم کی ملازمت مین جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور مین
تقرب و منزلت رکھتا تھا رہتا تھا اور نہایت فلاکت مین زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے بہ تنگ آکر کانگوی
سے درخواست کسی ایک شغل اور خدمت کی کی کہ ساتھ اُسکے قیام کرے کانگوی نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور
اُسے دیکر دہلی کے حوالے مین ایک زمین خراب اُسکے حوالہ کی کہ اُسمین زراعت کرے اور اُسکے حاصل سے اوقات بفراغت
بسر کرے حسن نہایت اضطرار اور احتیاج سے اطاعت کرکے کاشتکاری اور قلبہ رانی کے تردد مین مشغول ہوا
ناگاہ ایکدن ہل کا پھار زمین مین اٹک گیا ہلواہے نے حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اُس مقام کو کھود کر دیکھا کہ ہل کے پھارے
کے نوک ایک زنجیر مین اُلجھی ہے اور وہ زنجیر ایک ظرف مسی مملو اشرفی علائی اور طلاے غیر مسکوک کی گردن مین بستہ پائی
لیکن بدون اسکے کہ دست خیانت اُسپر دراز کرے اُسکو ایک چادر مین لپیٹکر ہنگام شب کانگوی بہمن کے پاس
لیگیا اور حقیقت حال معروض کی کانگوی بہمن حسن کی دیانت اور امانت پر ثنا خوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ عجوبہ
شاہزادہ کی سمع مبارک مین پہونچایا شہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علو ہمت سے تعجب کرکے اُسے اپنے حضور طلب کیا
اور اُسکے طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اُسکا تذکرہ اپنے پدر غیاث الدین تغلق شاہ کے مسامع فیض مجامع مین
پہونچایا بادشاہ نے اُسے بمرحمت خسروانہ اختصاص دیکر امیران صدہ کی سلک مین منسلک اور منتظم کیا القصہ ایکدن
کانگوی بہمن نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہووے اور
حق سبحانہ تعالی کی توفیق اور تائید سے جلد موفق اور مؤید ہوکر درجۂ عالی پر فائز ہووے پس مجھسے عہد اور شرط کر کہ جو
واہب بے منت تجھے دولت عظیم ارزانی فرمادے تو تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام
صفحۂ عالم مین بدوام قبول کرے اور دفتر اپنا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل مقصد
کو کہ مراد دولت دنیوی سے ہے نہ پہونچا تھا کہ اُسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کرکے حسن کانگوی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہین
کہ ایکدن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی مین رنگ برنگ کا کھانا اور قسم قسم کا اطعمہ دستر خوان پر چنکر
صلاے عام دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اُس خوان مائدۂ فیض پر حاضر ہوا اور درویشون کے خوان نعمت سے بہرہ
اُٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانگوی بہمنی شیخ کی خانقاہ مین داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی کرکے
شرف ملازمت شریف سے مشرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف مین احوال اُسکا دریافت کرکے زبان فیض ترجمان سے
ارشاد کیا کہ سلطانی رفت و سلطانی آمد اور قبل اسکے کہ کوئی شخص اُسکے آنیکی خبر معروض کرے شیخ نے ایک خادم سے
فرمایا ایک شخص کہ آثار نجابت اُسکے ناصیۂ حال سے ظاہر ہے اور دروازہ کے باہر ایستادہ ہے اُسے حاضر کر خادم اُسکی طلب
کو گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا اور حضرت کی خدمت مین واپس آکر عرض کیا کہ وہ شخص
ظاہر نہین ہوتا ہے کہ جسے حاضر لاؤن شیخ نے فرمایا کہ پھر جا کر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ابھی موجود ہوگا خادم نے

عرض کیا

عرض کی کہ ایک مرد مجہول بیٹھا ہی شیخ نے فرمایا اُسی کو حاضر کرکہ ظاہر مین درویش اور باطن مین شاہ ہی جب وہ حاضر ہوا شیخ نے اُسکے حال پر نہایت توجہات اور التفات مبذول فرمائے اور احوال اُسکا استفسار کیا اور جو دسترخوان اُٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے افطار کیواسطے طاق مین رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھکر اُسے دی اور فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہی بعد مدت مدید اور محنت بسیار تو دکن مین منصب ہو گا حسن کانکوی بہمنی کو اس بشارت بعض بشارت سے سودا حکومت دکن کا سر مین پڑا اور منتظر وقت تھا اور رہا چاہتا تھا کہ اُسطرف متوطن ہو کر بتدریج گوہر مقصود ہاتھ مین لاوے یہانتک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت مین دکن تشریف لیگیا اور اپنے اُستاد تغلق خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم دیا کہ امرا و منصبدار جو اُدھر ہو اُسکی رفاقت کا رکھتا ہو دکن مین توقف کرے حسن کانکوی بہمنی نے فرصت پاکر باتفاق بعضے امیران صدہ کے کہ ساتھ اُسکے خصوصیت و آشنائی رکھتے تھے قتلغخان کی رفاقت اختیار کرکے قریہ کوبجی اور چند قریہ دیگر پرگنہ رایباغ سے جاگیر پائی اور اُن سنوات مین جیسا کہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدہ گجرات کے دفع فساد کے واسطے لشکر کھینچا بعد ازان بعضے کہ انمین سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضون کو تعاقب کرکے اطراف و جوانب مین منتشر کیا اور نسبت دکن مین بیشتر سرکشی کی اور جو قتلغخان اُسوقت میں حسب الفرمان بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد مین چھوڑکر درگاہ شاہی مین متوجہ ہوا تھا اور امرائے دکن عالم الملک سے کچھ واسطہ اور حساب نہ رکھتے تھے اور شہروں اور باغیوں کے پناہ دینے مین ملاحظہ نکرکے اسیطرح اُس نگاہ رکھتے تھے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صدہ دکن کو اپنے روبرو طلب کرے اور بعضے دیگر ان امیران صدہ کے بجائے اُنکے دکن مین بھیجے اسواسطے احمد لاچین اور قزلباش بیگ کو ملک علی عالم الملک کے پاس دولت آباد مین بھیجا ایک فرمان مشتمل تاکید تمام صادر فرمایا کہ بمجرد پہونچنے فرمان ہذا تمام امرائے صدہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہی عالم الملک نے تعمیل کرکے نوجیون کو اُنکے حضور کے واسطے طلب کیا اور مجبور اور جلدی مین بھیجا اور اُس جماعت سے جیسا کہ رسم ہے سفر کے سامان کے بہانہ پانچ چھ مہینے درنگ کی جب چار ہزار سوار مع تمام یراق دولت آباد مین پہونچے عالم الملک سے رخصت لیکر احمد لاچین کے ہمراہ گجرات کیطرف متوجہ ہوے احمد لاچین نے عاقبت اندیشی نکرکے انسے طمع اور توقع بہت کی اور جب امید انسے اُسکی ظہور مین نہ آئی باتین لایعنی زبان پر لاکر انھین نمایاں کرتا تھا کہ اس جماعت سے وہ گناہ بزرگ ایسے صادر ہوے کہ علت تامہ قتل ہین ایک پناہ دینا باغیان گجرات کا اور دوسرے تاخیر اور درنگ روا رکھنا احضار حضور مین امیران بیگناہ یہ تھمہ جائز اُسشکر جسوقت درہ مانک گنج مین کہ سرحد دکن ہی پہونچے سب نے جمع ہو کر ایک انجمن سنواری اور آپس مین متفق ہو کر کہنے لگے بادشاہ محمد تغلق شاہ بیگناہون کو بے پرسش قتل کرتا ہی اور ہم تو وہ گناہ بزرگ مین منسوب ہین جسوقت بادشاہ کے روبرو جاوینگے فوراً بلا تحقیق جرم گنہگار اور بیگناہ سے تمیز کرنا چاہیے ہمارے قتل کے بارہ مین حکم صادر فرماویگا پس مناسب یہ ہی کہ ہم دکن سے باہر نجاوین اور مثل گوسفند دست و پا بستہ اپکو قصاب کے سپرد نکرین کہ ہم مفت و رائگان قتل ہوویں بعد ساتھ اس قرارداد کے سرحد سے کوچ کرکے عازم مراجعت ہوے اور احمد لاچین کو کہ مقام تشدد مین آنکر انکا مانع ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق تمام دولت آباد مین گئے اور دکن کی خلائق کہ بادشاہ کے قتل و غضب سے جان سے تنگ آئے تھے بعضے انکے شریک ہوے اور بعضون نے آدمی معتمد انکے پاس بھیجکر اظہار یکجہتی کی اور قصد کا وہ آہنگ اور رضا انکا موقع مین آیا

یعنی فساد عظیم کہ دست تدارک اسکے علاج سے کوتاہ تھا حادث ہوا قطعہ رعیت زبیدادی شہریار ٭ بہ پیچید گردن
سر انجام کار ٭ چو بیداد پیشہ بود شہریار ٭ نماند برو مملکت پایدار ٭ عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز نے کہ داماد سلطان
محمد تغلق اور سپہ سالار برار اور خاندیس کا تھا اور ایلچپور مین استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا
اور اُسے یقین ہوا کہ جیدہ اور خلاصہ امرا خاندیس اور برار کے مردمان لشکر سے یکزبان ہوے اور در پے اسکے تضییع
اور رفع کے ہین اسواسطے توقف مین صلاح نہ دیکھی شکار کے بہانہ ایلچپور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصون اور
معتمدون کے شکار کنان سلطانپور اور نندربار مین پہونچا اور امرا اسطرف کے جب اُسکے فرار پر مطلع ہوے سب متفق ہوکر
مال و اسباب عماد الملک پر متصرف ہوے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلاف سے پیوستہ ہوکر اظہار اتحاد
اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد نے اپنی قوت اور مکنت مردم بیرونی کے دلمین جاگزین کی انھون نے بھی ساتھ
اس بلاغت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا بہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کرکے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجمل حضرات
مخالف کے سپرد کیا اور تین مہینے کے عرصہ مین مملکت دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھا کے ہاتھ آئی تھی شاہ دہلی کے قبضۂ تصرف سے
برآوردہ ہوئی اور اُس خطہ مین کوئی مطیع اور فرمان بردار نہ رہا اور جب امیران صدہ مرتکب ایسے امر خطیر کے ہوے آپسمین مشورہ
کرنے لگے کہ یہ امور مہمات ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہونگے شرط عقل یہ ہی کہ درمیان اپنے ایک
شخص کو سریر سلطنت پر جلوہ گر کرین تو مہمات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کرین نظم چو در گلشن ملک خاری نماند ٭
بگنجینۂ قلعہ ماری نماند ٭ بسے گنج در دست ایشان فتاد ٭ بسا خوب اسپان تازی نژاد ٭ بگردند آنگہ یکے انجمن ٭ ہمہ
نیک رایان ثابت سخن ٭ سران جملہ گفتند بالاتفاق ٭ کہ بے شاہ سست است ہر اتفاق ٭ ہم از ما بگردد یکے مرد سر ٭
بہ بندیم ما جملہ پیشش کمر ٭ بعد از گفتگوے دراز و قیل و قال بسیار قرعہ بنام اسمعیل فتح افغان جو امراے دوہزاری سے تھا
پڑا اسواسطے کہ بڑا بھائی اُسکا ملک مل افغان اعاظم امراے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اُس عرصہ مین مع لشکر
مستعد جنگ و پیکار رہتا تھا بامید اسکے کہ عند الحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کریگا جمیع امراے دکن نے
خواہی نخواہی اسمعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کرکے چتر اُسکے سر پر پھرایا اور خطاب کہ درمیان
افغانان متعارف ہی ایک دوسرے کے درمیان مین قسمت کیا اور ہر ایک قطعہ جاگیرات مملکت دکن پر متصرف ہوے
اور فوج فراہم لانے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت مین یکدل و یکجہت ہوے اسوقت
حسن کانکوی بہمنی نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہوکر جاگیر بکہری اور راے باغ اور مرج اور کلہر و حسن آباد گلبرگہ سے اختصاص پایا
اور بہیرون راے حاکم حصار گلبرگہ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے نوکران معتبر سے تھا تہ تیغ کرکے مستقل ہوا اور نور الدین نام
ایک شخص خانجہان ہوکر وہ بھی جاگیر لالکہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات مین یہ خبر سنی بسبیل استعجال
دولت آباد کیطرف متوجہ ہوے اور عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز اور ملک مل افغان بھی مع لشکر مالوہ
اُسکے شریک ہوے اور ناصر الدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور مغل اور راجپوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے
قلعہ سے برآمد ہوکر اُس میدان مین کہ سلطان علاء الدین خلجی اور رام دیو لڑے تھے صفین آراستہ کرکے بادشاہ
سے جنگ مین مشغول ہوا اور میمنہ و میسرہ بادشاہی کو برہم اور متفرق کرکے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہووے
کہ دفعۃً خذلان اور کفران نعمت جلوہ گیر ہوئی ولی نعمت سے مصاف کرنا مبارک نہ آیا نور الدین المخاطب بخانجہان کے

ایک تیر مقتل میں ایسا لگا کہ خانہ زین سے زمین پر آیا اور لشکر خاص لکھی کہ چھ سات ہزار تھے ایکبارگی پیٹھ دکھا کر بھاگے
اور اسوقت ناصرالدین شاہ کے علمدار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اسکے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے
مقام پر نہ دیکھا ناصرالدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کرکے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور چونکہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب فروکش
ہوے اور جوانوں اور بہادروں کے زخموں کے باندھنے اور تاکنے میں مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ و خرگاہ اس
مقام میں جہاں جنگ واقع ہوئی تھی ایستادہ کرکے لوازم ہوشیاری اور بیداری میں مصروف ہوا اور سحر ہوتے ناصرالدین شاہ
اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بہ ظفرخان اور جمیع سرداران دکن نے آپس میں مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ اب صلاح جنگ
صف آرائی میں نہیں ہے چاہیے کہ ناصرالدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت میں کام آوے دولت آباد کے
قلعہ میں متحصن ہووے اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفرخان مع بارہ ہزار مرد اہل تیر و قلعہ گلبرگہ میں قیام کرے تو جسطرف
سے کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اُسکے دفع کیواسطے اقدام کرے اور باقی امرا بجا اپنی جاگیروں پر موجود ہوکر پرگنات کی
محافظت میں سرگرم رہیں اور ایک دوسرے کی اعانت میں آپ کو معاف اور متعذر نہ رکھیں بعد اس قرارداد کے ابھی
نصف شب باقی تھی کہ کوچ کرکے ہر ایک نے اسطرف کہ مقصد اُنکا تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب علی الصباح
اُس صحرا میں اُس جماعت سے نشان نہ دیکھا عمادالملک ترکمان کو مع لشکر مستعد و جرار حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفرخان کے
تعاقب میں بھیجا اور خود بدولت آباد کی تسخیر میں متوجہ ہوے اور چونکہ رمالوں اور اخترشناسوں بادشاہی نے بادشاہ سے
عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کیواسطے ساعت خوب نہیں ہے اسواسطے اُن دنوں میں اہل قلعہ کے ڈرانے کیواسطے
امراے بادشاہی افواج آراستہ کرکے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ پر بنیاد جنگ ڈالکر اسباب قلعگی
تیاری اور منجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے میں مشغول ہوے اور روز بروز مردم اندرونی قلعہ پر کام تنگ کرتے تھے اس
درمیان میں دہلی سے خبر آئی کہ طغی نام ایک جماعت اوباش اور اجلاف اپنے پاس جمع لاکر راہ مخالفت اور طغیان سے
بعزم گجرات بتعجیل تمام روانہ ہوا ہے سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سنی ایک جماعت کو دولت آباد کے محاصرہ کے
واسطے مقرر کیا اور خود گجرات کیطرف متوجہ ہوے اور بعضے امراے ناصرالدین شاہ کہ ناسک اور پاٹودہ میں رہتے تھے
بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہوکر دولت آباد کی سمت راہی ہوے اور جب ہمراہ اُن امرا کے کہ قلعہ کے محاصرہ میں مشغول
تھے کچھ کام نکر سکے بادشاہ کا پیچھا کرکے آب نربدہ کے کنارے تک پس لشکر بادشاہی ترکتاز کرکے بہت بہت خرابیاں ظہور میں
پہونچائیں اور چند فیل خزانہ کو جو چنپر اشرفی اور طلا بار تھا دستیاب کرکے مراجعت کی اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفرخان
اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہوکر امراے اطراف کو فراہم لاکر مع بیس ہزار سوار کارگزار قلعہ احمد آباد
بیدر کی طرف کہ عمادالملک ترکمان المخاطب بسرتیز مع لشکر گران اُس مقام میں مقیم تھا روانہ ہوا اور عمادالملک
ترکمان نے لشکر جمع کرکے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی بہمنی کے مقابل آیا اور بیس روز طرفین نے اپنے دور خندق
کھودی لیکن کوئی جنگ میں جرأت نکرتا تھا یہانتک کہ راجہ مملکت تلنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے نہایت
تنگ اور عاجز تھا کولاس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی بہمنی المخاطب ظفرخان کی مدد کیواسطے بھیجے اور ناصرالدین شاہ
نے بھی پانچہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اُسکی کمک کیواسطے دولت آباد سے روانہ کیے
اس صورت میں ظفرخان کے پاس ایک جمعیت عظیم بہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر بسرداری ملک سیف الدین غوری

سپاہ بآئین بائستہ آراستہ کیا اور اُسطرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی مین ضرب المثل زمانہ تھا
آراستگی فوج مین مستعد ہوا اور میمنہ اور میسرہ درست کرکے ظفر خان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ چشم عقل خیرہ
اور فضائے خرد تیرہ ہوا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے بہادر اور تہمتن مقتول اور مجروح ہوے دوسرے روز بین آنکہ فتح نصیب اللہ اور ہوائی
اور چونکہ قدیر ملک ملک بخش جل شانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانگوی بہمنی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہو اور خاتم بادشاہی اس
دیار کی اُسکے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس معرکہ مین مارا گیا اور لشکر اُسکا منہزم اور متفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرور
قلعہ احمد آباد بیدر اور بعضے قندھار کے قلعہ مین قلعہ بند ہوے اور کچھ لوگون نے بمحنت و مشقت تمام آپ کو شہر [illegible] مین
پہونچا کر نیم جان باہر بیٹھے اور ظفر خان ملک سیف الدین غوری کو دونون قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑ کر اور خود مظفر و منصور
ہو کر باحشمت و شوکت موفور اور بالطبل و علم سامان سلطنت کہ عماد الملک ترکمان سے بزور شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ
کی امداد و اعانت مین بطالع سعید دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امرا کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مع
دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ دولت آباد کے محاصرہ مین مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور [illegible]
سکے تفرقہ اور حسن کانگوی بہمنی المخاطب ظفر خان کے پہونچنے سے خائف اور ترسان ہو کر دہلی اور گجرات کا راستہ لیا اور
ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہو کر ظفر خان کے استقبال کے واسطے نظام پور مین کہ چھ کوس دولت آباد سے ہے گیا
اور ملاقات کرکے چار روز اُس مقام مین قیام کیا اور جب [illegible] کہ حسن کانگوی بہمنی کا اقبال بدرجہ کمال پہونچا ہے اور
اُسکی بزرگی نے دلونمین قرار پکڑا ہے اور لوگ اُسکی بادشاہی کے نہایت راغب اور مائل ہین پیشدستی کرکے جمیع امرا کو
حاضر کیا اور کہا کہ مین سزاوار اس امر عظیم کا نہین ہون اور بسبب کبرسنی اور فراغت و عشرت کی نسبت کے سبب سے
ملکداری کی پروا نہین رکھتا ہون اور اول مین نے تمہارے مکلف ہونے سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو
اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو انھون نے جواب دیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کرکے فرمائین اُسکا حلقہ اطاعت
اپنے زیب گوش کرکے اُسے سریر سلطنت پر متمکن کرین ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کانگوی بہمن شاہزادہ ہے اور آثار بزرگی اور شجاعت
اُسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہین اور تاج و تخت کے لائق ہے القصہ یہ رائے پسندیدہ خاص و عام کو پسند آئی اور سبھون
نے اسپر اتفاق کیا اور صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی کو کہ امرائے صدہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور
ریاضی سے بہرہ وافر رکھتے تھے مع منجمان ہندی کہ اس اردو مین حاضر تھے تعین ساعت جلوس تخت مین بہت
گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو منجمان باہمہ کثرت سے تھے ظفر خان نے اُنکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ
قطب الدین کی مسجد مین بروز ہفتہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری مین تاج شاہی
اُسکے زیب سر کرکے چتر سیاہ کہ نشان خلفاء عباسی ہے تیمناً اور تبرکاً اُسکے سر پر پھرایا اور ممالک دکن کا خطبہ اُسکے
نام پڑھا گیا اور شاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھکر حسن آباد نام رکھا
اور اُسی کو پایۂ تخت اختیار کیا **ابیات** بنام حسن خسروی شد تمام ٭ جہان زیر فرمان او گشت رام ٭ بر اورنگ
شاہی برآمد بگاہ ٭ برآورد بر سر کیانی کلاہ ٭ بشمشیر فرمانروائی گرفت ٭ بداد و دہش بادشاہی گرفت ٭
بنا از وشد عمارت پدید ٭ بہر مملکت نام نیکش رسید ٭ ہمان شہر گلبرگہ شد تختگاہ ٭ عمارت برآورد بر اوج ماہ ٭
بنام حسن شہر شد چون تمام ٭ نہادند نامش حسن آباد نام ٭ اور ملا داؤد بیدری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین مین کہ

نام والقاب بادشاہ ہنر پرور فضیلت گستر فیروز شاہ بہمنی آراستہ کیے ہیں یون مرقوم کیا ہی کہ صدر الشریف سمرقندی اور
میر محمد منجم بدخشی بارہا مجلسون مین متاسف ہوکر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین وہ ساعت کہ ہم نے تجویز کی تھی
مرتکب امر سلطنت ہوکر خطبہ اور سکہ اپنے نام پڑھاتا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع مبارک مین
پہونچی متفکر اور اندیشناک ہوا اور دونون فاضلون کو خلوت مین طلب کیکے اُنسے تاسف کا سبب استفسار فرمایا
اسواسطے کہ اُسکے بھی آئینہ خاطر مین توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ اس ساعت کی تاخیر سے جو منجمان ہندی نے
اختیار کی ہی کوئی نقص یا خلل میری سلطنت مین راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک دکن [illegible] اس صورت مین
صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی نے اس معنی کو سمجھکر قسمین شدید کھائین اور کہنے لگے کہ جس امر نے خاطر شریف مین خطور
کیا ہے وہ نہین ہی ہمارے تاسف کا اور سبب ہی سلطان نے پوچھا کیا ہے وہ عرض پیرا ہوئے کہ ہمین اوضاع و اشکال اجرام
فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ جس ساعت مین آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوئے ہین تاثیر اُسکی سے عدد شاہان اس
دودمان کا بیس نفر کو پہونچیگا اور مدت سال بھی دو سو کی مدت تک کھنچیگا اور وہ ساعت کہ ہمنے تجویز کی تھی اُسکے سبب سے ان اثر
ساعت سے یہ بادشاہی اس خاندان مین رہتی اور تیرہ سو نفر بادشاہ ہوتے یہ گیتی ستان کی اولاد و احفاد سے اورنگ
سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان علاء الدین حسن اس کلام کے سننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو
بدستور قدیم منصب صدارت پر اور میر محمد منجم بدخشی کو منصب قضائے عسکر پر سرفراز فرمایا مولف اس حکایت
کو عجیب کہتا ہی کہ ایک سو ستر سال عہد دولت آل بہمنیہ منقضی ہوئی فضلا اور علمائے صاحب انصاف پر صدق
کلامی ان دونون بزرگوار اور مہارت اُنکے علم نجوم کی ظاہر ہوئی اور بھی عدد شاہان بہمنیہ ابتک بیس نفر کو پہونچا تھا کہ
اُس سلسلے نے صفت اختتام قبول کی القصہ جو سلطان علاء الدین حسن امر سلطنت مین مشغول ہوا جیسا کہ مذکور ہوا
اوائل سلطنت اور جہانداری کی روز بروز دائرہ اُسکی مملکت کا عریض تر ہوا آپ پونہ سے قلعہ ادونی کے اطراف تک
اور بندر چیول اور دابل سے شہر محمد آباد بیدر تک اُسکی حوزۂ تصرف مین آیا اور کہتے ہین سلطان علاء الدین حسن نے
جس دم تخت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول جو حکم کہ اُسکی زبان پر جاری ہوا تھا یہ ہی کہ پانچ من طلا اور دس
من نقرہ شیخ برہان الدین کی معرفت کہ دولت آباد مین رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ترویج روح کے
واسطے فقرا اور مساکین کو پہونچایا اور اسمعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا
اُس سے مسلوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند اور سخن سنج اور مردم شناس اور
قدر دان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا امورات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اُسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے
بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردون اشتباہ اپنے کو کہ اُسکی ہمراہی مین شریک رنج
و تعب اور یکدل تھے خطابہائے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرات لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا
بہرام خان مازندرانی کے سپرد کرکے بآئین بادشاہان عالی قدر و خواقین کامگار نامدار فائز الفتح والظفر بلدہ حسن آباد
گلبرگہ مین توجہ فرمائی **بیت** عز و دولت بر یمین و فتح و نصرت بر یسار + جاہ و حشمت ہمعنان و بخت و دولت
ہمرکاب + اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے جو اس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا پایۂ تخت
کرکے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کرکے دفتر محاسبہ ممالک محروسہ اپنے کا کانگوی بہمن کو کہ اُس عرصہ مین

سلطان محمد تغلق شاہ کے ترک ملازمت کرکے دکن مین آیا تھا اُسکی جانب رجوع فرمایا اور طغرائے فرامین اور نقش نگین مین اُسکا اسم اسطور سے اپنا جز و اسم کیا کمترین بندہ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور مشہور ہی کہ قبل اسکے براہمہ ایلان اسلام کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور قریون اور زاویون اور سواحل انہار مین انواع علم کے تحصیل خاص علم نجوم کے کسب مین مشغول رہکر متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور ملاقات اہل دنیا خاص مسلمانون کی مزیل حسنات جانکر اور شقاوت ابدی تصور کرکے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً بعضے اُنمین سے بوسیلہ طبابت صحت امراض جسمانی اور نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی اغراض نفسانی سے ارباب جاہ کی صحبت مین رہتے تھے اُنکے انعام اور احسان سے مشکور اور مخصوص ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن مین نہ ڈالتے تھے اول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلاطین اسلام کے دور مین نوکری قبول کی کانکو پنڈت تھا اور اب تک کہ سنہ ۱۰۱۶ ایکہزار سولہ ہجری ہین بخلاف سائر ممالک ہند کے خصوصاً دفتر بادشاہان دکن اور نویسندگی ولایات براہمنہ سے مرجوع ہی اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور رائے صائب اور ضرب شمشیر ثاقب سے تھوڑے عرصہ مین ولایت دکن کو کہ اواخر عہد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ مین اُسکے امرا کے تصرف مین تھا مسخر اور مفتوح کیا اور امراے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعہ بیدر اور قندھار مین تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کرکے دونون حصار کو اپنے قبضہ مین لایا اور کولاس کو بھی مع مضافات اُسکی راے ورنگل سے لیکر اُس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور مسجد جامع حسن آباد گلبرگہ اور اُسکے قلعہ کو کہ منہدم ہوا تھا ایک روز مین بنا کرکے تھوڑے عرصہ مین اختتام کو پہونچائی اور ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری مین جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر فوت سُنی خاطر اُسطرف سے مطمئن کرکے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر امیدوار ہوا اور قواعد دولت کے استحکام مین مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح مین لاکر بادشاہان کامگار کے دستور کے موافق اُسکے سپرد کی اور کہتے ہین ایام جشن وطوی مین کہ عروسی کیواسطے ترتیب پایا تھا ایکدن شاہزادے کی والدہ المدعو بملکہ جہان نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اسوقت مین لازم ہی کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہوکر جشن وطوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے پوچھا کہ اُسکی خالہ کہان ہی بولی ملتان مین سکونت پذیر ہی یہ سُنکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اُٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص واقف نہووے ایک جماعت کو اُس ضعیفہ کے لانے کیواسطے ملتان کیطرف بھیجا اور ارباب دخل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو دراز کرکے جسقدر زر اخراجات طوی کیواسطے درکار ہو خزانہ سے ماہ بماہ ملک سیف الدین غوری کی سرکار مین پہونچاوین یہانتک کہ ساتوین مہینے جماعت مرسولہ شہزادہ کی خالہ کو ڈولی مین سوار کرکے حسن آباد گلبرگہ مین لائی اور سلطان علاء الدین حسن مسرور اور محظوظ ہوکر اس بہانہ اور آوازہ سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہمشیرہ کی ہی ملکہ جہان کے پاس بھیجی اور جب اُسنے اپنی بہن کو دیکھا حیران ہوئی آخرالامر حقیقت احوال سے مطلع ہوکر شکر بادشاہ کی عنایت بغایت کا بتیغ پہونچایا اور اُس شاہ صاحب مروت نے جشنہاے خوب غیر مکرر کیے اور مجلسین مرغوب اُسکے واسطے برپا کرکے اُسکے روبرو عروس کا عقد باندھکر شاہزادہ کے سپرد کیا بیت

برسم کیان عقد فرزند شاہ ÷ ببستند با حور زیبا چو ماہ ÷

اور مدت بزم مین باوجود عدم امتداد ایام بادشاہی دس ہزار قبا زربفت ومخمل واطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عراقی اور دو سو ٹیکہ اور خنجر اور شمشیر مرصع بجواہر قیمتی امرا اور منصبداروں اور بادشاہی غلامون کو عطا فرمائے اور ایک برس تک سامان جشن ... شہر حسن آباد گلبرگہ مین چند مقام پر منجنیقین نصب کرکے

ہر قسم کے نقل اور میوہ جات جو ہندوستان میں مشہور ہیں اُسمیں رکھا تھا قسم کو ملتے تھے اور ہر روز نہایت عمدہ سامان
مین رنگین رنگ برنگ طعم کی لیجا کر فقرا اور ضعفا پر تقسیم کرتے تھے اور یہ جشن روز جلوس یعنی ربیع الآخر سنہ کی چھٹی
تاریخ کو شروع ہوا اور دوسری ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا اور ارکان دولت کو خلعت دیا اور
جواہر و لعل قیمتی اور نقود و خزانہ برسم پیشکش شاہ جمجاہ کے نظر فیض اثر سے گذرا کر شرف قبول سے سرفراز ہوئے
اور اس سبب سے کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی میں بہم پہنچی وجہ سے مرتبہ اُسکا
زیادہ تر مرتفع ہوا اور روز بروز ہوتا ہے کہ تمام علما اور فضلا اور صدور اور قضات اور اعیان سلطنت کے فراہم ہونے سے ایک
مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے … کے واسطے ملک سیف الدین
غوری کا ہاتھ پکڑ کے بالائے دست اسمعیل فتح جگہ دی اور قرب اسمعیل فتح کا اسکو جگہ دی مین … چنانچہ وزرائے
عہد اور ایام متبرکہ مین جب مجلس شاہ مین آتا تھا اسکے واسطے قیام اور تعظیم کرکے قدم اپنی جگہ سے بالا دیا اور
اسوقت دیوانخانہ مین جاکر تخت پر اجلاس کرتا اور خلائق درگاہ کو بار دیتا اور … اسمعیل فتح نے چند بادشاہی میں قیام
کیا تھا تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا آخرت … اور … شکایت مین گھولے
اور سرتنگ بطالعی سے صفحۂ چہرہ پر یعنی یکے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہ سالاری
پر مخصوص ہوا اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منصوب ہے پس باوجود دیکھنے مجالس پادشاہان
اور جاننے قدر و منزلت خداوند ہر منصب کے تلاش برتری معنی نہیں رکھتی اسمعیل فتح نے بے یہ جواب سنا تسلیم و رضا
کے سوا چارہ نہ پایا اگرچہ بحسب ظاہر اظہار اطاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجلس میں حاضر ہو کر بکمال
بشاشت و شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروتر کھڑا رہتا لیکن باطناً بادشاہ کی نسبت دل دگرگون کرکے قاصد اس امر کا ہوا
کہ فرزندوں اور خویشوں کے اتفاق سے کہ سلک امرا میں منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت سے کہ ساتھ اسکے طریق
اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کیوقت اثنائے سواری شکار میں درمیان سے دفع کرے اور بدستور
قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن جو تدبیر تقدیر کے موافق نہ تھی کعبتین مراد کی واژگون ہوئی یعنی بادشاہ نے اسکے اندیشہ
ناصواب پر آگاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاۃ اور علما اور مشائخ کو حاضر
کرکے اسمعیل فتح سے سبب غدر کے اندیشہ کا استفسار کیا اُسنے منکر ہو کر قسمیں شدید کھائیں شاہ علاء الدین حسن نے
حضار مجلس کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا جو شخص کہ اسمعیل فتح افغان کے وسوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہو کر اسکی
بیعت میں آیا ہو وہ بخوف و ہراس ادائے شہادت کرے اور جو کچھ اسمعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرے
اُسے پوشیدہ نہ رکھے کہ میں اُسے ماخوذ اور معتوب نکرونگا پس ایک جماعت نے امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسمعیل فتح
سے پوشیدہ دست بیعت دراز کیا تھا بائی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی میں تصور کرکے جو کچھ بیان واقعی تھا اسطرح سے
مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہہ مطلق باقی نرہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمعیل فتح پر بعد ثبوت جرم
حاضران مجلس سے فتوائے قتل حاصل کرکے آتش غضب افروختہ کی اور اُسی مجلس میں تیغ سیاست سے اسمعیل فتح
کو مقتول کیا اور قلم عفو اور اُن کے جرائم اعمال پر کھینچا کسی وجہ سے انھیں نہ ستایا اور زبان اُسکے تجسس میں نکھولی اور
گناہ اسمعیل فتح کے فرزندوں اور عزیزوں کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھیں حضور میں طلب کیا اور اُسکے

فرزند بہادر خان کو قائم مقام کر کے منصب اُسکا ارزانی رکھا اور اُسکے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے
مطمئن اور محفوظ کیا اور اسمٰعیل فتح پر سیاست نہ کی اور یہ امر موجب تعجب مردمان دیگر اور تعظیم و تکریم فرزندان اسمٰعیل فتح سے استقلال
اور نسبت بادشاہ ایک چند زیادہ پیدا ہوا اور محبت اُسکی خلق کے دلون مین جیسے کہ چاہیے تھی جاگزین ہوئی اور راجۂ تلنگ
کہ ایک مدت سے اُس زمانے تک مقام سرکشی پر تھا اور بادشاہ بسبب امداد سابق کے کہ اُس سے وقوع مین آئی
تھی پاس سے مدارا کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور باج و خراج کہ
ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اُسیقدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھکر خزانہ عامرہ مین داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا
حسد دولت کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نرہا اُسوقت امرا اور ارکان دولت کو بلا کر ایک انجمن قرار دی اور فرمایا حق سبحانہ تعالٰی
جلشانہ نے مجھے دولت بیقیاس ارزانی فرمائی اور چیدہ اور خلاصہ لشکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کیواسطے اسطرف متعین تھا
عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل رایت مین فراہم اور مجتمع ہوا ہے میرے دل مین یون آتا ہے کہ یہ جماعت ہمراہ
رکاب لیکر جسطرف کہ توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دوا سپہ میرے استقبال کو دوڑیگی اسصورت مین مناسب یہ ہے
کہ پاے استقامت رکاب عزیمت مین رکھکر جہانگیری مین مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اسپ خوش خرام کو جولان
کرکے اروپی سے بیجانگر تک اور سیت بند رامیسر سے ولایت معبر تک اپنے قبض و تصرف مین لاؤن اور اُسکے بعد
گوالیار کیطرف رایات ظفر آیات کو حرکت مین لاکر صوبہ مالوہ اور خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ اور سکہ مین بلند مرتبہ کرون
ملک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر از روے دانش و بینش عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار اور انہار
سے مملو اور پُر ہے اور رطوبت بہت ہوا پر غلبہ رکھتی ہے خصوص موسم برسات مین گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ و بیل اور
جمیع حیوانات ہمارے اُردو کے کہ ہواے ضد و مخالف اُس ولایت کی پرورش یافتہ ہین اُنکا اُسطرف مدتون رہنا
اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہے اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین دو تین مرتبہ
لشکر کشی دھور سمندر پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے
القصہ وہ ولایت اسکے لائق نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُسطرف لشکر کشی کرے صلاح دولت یہی ہے
کہ اول ایک جماعت کو کرناٹک کی سرحدون کی تسخیر کیواسطے کہ ہوا وہانکی اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ ایک موافقت
رکھتی ہے روانہ فرمائین اور اُس حدود کے سرکش راجاؤن کو کہ اُسوقت تک تحف و ہدایا اور ایلچی درگاہ گیتی پناہ مین
روانہ نہین کیے رابطۂ اخلاص اور یکجہتی کا بہم نہ پہونچایا ہے ضرب شمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کرکے
باج و خراج اُنسے لیکر خاطر اشرف اُسطرف سے مطمئن فرماوین اور جو تختگاہ دہلی ان سنوات مین کمال بیرونقی رکھتا
ہے خود بدولت باقبال و سعادت بعزم تسخیر مالوہ و گجرات و گوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہے نہضت فرما کر
رایات جہانگیری اور اقلیم کشائی کے بلند کرین سلطان علاء الدین حسن راے ملک سیف الدین پر آفرین خوان ہوا
اور عماد الملک تاشکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرناٹک کیطرف تعین فرمایا اور انھون نے
آب تادلی اور ہکری آبادی کفار تک جا کر تاخت و تاراج کیا اور آگ نہب و غارت اُس قوم کے منازل اور
مساکن مین افروختہ کرکے دو لاکھ اشرفی طلائی کہ عبارت دو سو ہزار تولہ سے ہے اور جواہر و آلات وافر اور مروارید
متکاثر کہ محاسب سریع الحساب اُسکے شمار سے عاجز ہو اور دو سو فیل کوہ تمثیل اور ایک ہزار رقاص اور سازندہ وہان کے

ازانجا

رعایاؤن سے پیشکش لیے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین کوئی دقیقہ لوازم عہد وپیمان سے باقی نرکھا بعد ان سکا
رعایا ان سکا ہجیون کے اتفاق سے شروع موسم برسات مین سالماً غانماً معاودت کی اور سلطان اس لشکر ظفر پیکر کی مصاحبت کے
بہمراہ ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سامان سفر درست کرکے ماہ شعبان سنہ سات سو اٹھاون ہجری مین
حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کے سمت روانہ ہوے اور جب بالاگھاٹ مین پہونچکر جائزہ فوج کا لیا پچاس ہزار سوار سا
لم اکثر آہنین دلاوران نیزہ گذار سے قلم بند ہوے اور چاہا کہ ندربار اور سلطانپور کے راستہ سے ولایت مالوہ مین داخل
ہوں تو سے کرن کے ایلچی نے کہ راے کرن گجراتی کے نواسوں سے تھا سپاہ دکن کے خوف سے باوجود دخل گجرات بگلانہ مین مقیم
تھا اور مملکت موروثی کیطرف توجہ نکرتا تھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے موکل کیطرف سے عرض کی کہ چند سلاطین
گجرات اور بادشاہان دکن ہمیشہ رسم اتحاد دستور اور ملحوظ رہا لہذا التماس کرتا ہون کہ اول گجرات کیطرف توجہ فرما کر اس خطہ بہشت
منزلت کو کہ میرے آبا اور اجداد کا ملک ہے اور رعایا جاگیردار وہان کے دست ظلم سے جان بہ تنگ آکر خواہان ایسی عنایات
کارستاہی سے اور مفتوح کرین اور اس بندہ کو اعداد ملازمان خاص مین درلا کر خاطر جمع سے مالوہ کیطرف لشکر کھینچین اور
تھارن اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی ایلچی بھیجکر التماس قدوم کی سلطان علاء الدین حسن نے باانصار
وجوان ترعہ مشورت کا ڈالا کر زود فکری کھیلی اور خلاصہ فکر نے اسپر قرار پکڑا کہ سبب مقابلہ و مقاتلہ سلطان فیروز شاہ باربک شہریار
دہلی کا اپنے اوپر قرار دیکر حسن آباد گلبرگہ کے تختگاہ سے نہضت کی ہر دو ملک مالوہ اور گجرات کی علی السویہ ہین بلکہ جو رعایا
گجرات کی راغب و مائل قدوم میمنت لزوم ہے اصلاح وسداد کی وجہ سے توجہ اسطرف کی بہت قریب اور مناسب
ہے سلطان علاء الدین حسن نے سب کی راے صواب جانکر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہراول روانہ کیا اور
خود بدولت نے بھی پیچھے سے باہستگی تمام رایت شوکت گجرات کیطرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب قصبۂ نوساری مین
پہونچا اس حدود کو سب قسم کے جانوروں سے مملو دیکھکر شکار مین مشغول ہوا اور آدمی باپ کے پاس کہ شکار دوست تھا
بھیجکر اس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجناح تعجیل اسطرف سوار ہوا اور ایک مہینہ کامل صید شکار مین مشغول رہا
اس درمیان مین موافق اس امر کے مصرع قضاے آسمانست این و دیگرگون نخواہد شد ✤ جو باعث تکدر خاطر ہوتا ہے پیش
آیا شکارگاہ مین تپ محرق ذوق نشاط شکار سے اپنی محافظت مین نہ مشغول ہوا یعنی باوجود پیری اور آوان نوبادر
انابت جیسا کہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہے مجلس شراب صحراے شکار مین آراستہ کرکے گوشت شکار کے کباب
کی رغبت کی اور ضعیف ہونے سے ایکبارگی مزاج شریف اسکا مسلک اعتدال سے منحرف ہوا نظم تواے غنچہ گل تا چند تلکے
دوری از جام گلگون لالہ گون می ✤ چو نرگس تا بکی ساغر پرستی ✤ قدح در دست و سر در خواب مستی ✤ تو تا باشی نخواہد شد چو
لالہ ✤ سرت خالی ز سوداے پیالہ ✤ بسے خانہ خراب از می شد آباد ✤ بسے خانہ کہ داد این بادہ بر باد ✤ اور جب مرض
کی شدت محسوس ہوئی ناچار قرین حسرت و درد عازم مراجعت ہوکر بہ کوچ متواتر حسن آباد گلبرگہ کیطرف گیا اور علما
و مشایخ کو حاضر کرکے صدر الشریف سمرقندی کے ہاتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام ممالک محروسہ کو بہ نسبت
زمان قتلغخان مستاد چار حصہ کیے حسن آباد گلبرگہ کو مع دابل اور رائچور اور مدکل کیطرف عمدۂ ضبط اسکا ملک سیف الدین
غوری کے سپرد کیا اور دولت آباد اور جبیر اور جیول اور قصبۂ بیڑ اور سونگیہ پٹن کہ جیدہ اور خلاصہ ولایت مرہٹ
سے ہے اپنے بھتیجے خان محمد بن علی شاہ کے تفویض فرمایا اور مملکت برار اور ماہور صفدر خان سیستانی کے سپرد کرکے مملکت

بیدر او قندھار اور اندور اور کولاس و جسقدر ولایت تلنگ کہ تصرف مین رکھتا تھا اعظم ہمایون ولد ملک سیف الدین غوری کیطرف رجوع کرکے چھ مہینے تک فرش بیماری پر تکیہ کرکے قلعہ کے اندر اُس قصر مین کہ شرف کو چہ پر تھا اپنا مقام کیا اور صبح و شام بلکہ علی الدوام بار عام دیکر احوال خلائق مین مصروف رہا اور مظلومون اور ضعیفون کی دادرسانی مین مشغول رہا کر حکم کیا کہ تمام ممالک محروسہ کے زندانیون کو آزاد کرین اور اگر کوئی گناہ عظیم کے سبب سے مقید اور محبوس ہو بلا فوغن و تعجیل تمام حسن آباد گلبرگہ مین لاوین لہذا بموجب فرمان بادشاہی زندانیون کو کہ جرائم عظیم کے سبب گرفتار تھے دار الخلافت مین لائے اور اُس شاہ دادگستر نے اُسیوقت اُنکے جرائم بوجہ احسن عفو فرماکر آزاد کیا مگر سات آدمی کو کہ صلاح ملک و دولت اُنکی آزادی مین نہ دیکھی شاہزادہ محمد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میرے بعد جس شئ مین اپنی صلاح دولت جانے اُنکے بارہ مین عمل مین لا دے اس عرصہ مین مرض نے اور بھی ترقی قبول کی ہرچند حکیم علیم الدین تبریزی اور حکیم نصیر الدین شیرازی اور بھی حکماء ہند نے اصلاح مزاج اقدس مین سعی جمیلہ کی لیکن اس سبب سے کہ مرض طبیعت پر غالب ہوا تھا اور حرارت غریزی نے مُنہ نقصان کیطرف رکھا تھا اسیوجہ سے تمادی کا اثر اُسپر مترتب ہوا اور روز بروز ضعف و ناتوانی کے سبب سے مزاج اقدس زبون اور ضعیف تر ہوتا تھا یہانتک کہ بادشاہ کو یقین ہوا کہ ہنگام وداع ہی پھر معالجہ سے دست کش ہوکر منتظر ندائے ارجعی کا ہوا اُسوقت اپنے چھوٹے بیٹے محمود کو کہ اُس سے محبت زیادہ رکھتا تھا جب اپنے روبرو نہ دیکھا پوچھا کہ وہ کہان ہی سبھون نے عرض کی کہ مکتب مین سبق پڑھنے مین مشغول ہی پھر اُسے بُلاکر استفسار کیا کہ کیا پڑھتا ہی عرض کی بوستان تصنیف شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی سیر کرتا ہون فرمایا آج کس حکایت کا سبق لیا ہی محمود عرضگذار ہوا کہ آج مین نے یہ حکایت پڑھی ہی حکایت شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت + بسر چشمہ بر بسنگی نوشت + بدین چشمہ چون مابسے دم زدند + برفتند چون چشم برہم زدند + گرفتند عالم بمردی و زور + ولیکن نہ بردند با خود بگور + بادشاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی نے جب تیسری بیت سُنی ضبط نہو سکا بے اختیار ہائے ہائے کا نعرہ بلند کرکے رویا اور فرزندون یعنی محمد اور داؤد کو حاضر کرکے فرمایا کہ یہ نفس والپسین ہی تمسے کہتا ہون کہ اگر اپنی بھلائے دولت و سلطنت چاہتے ہو سب بھائی مقام موافقت مین رہو اور محمد کو میرا جانشین سمجھکر اُسکی خدمت اور اطاعت دارین کی سرفرازی جانو پھر خزانچی کو طلب کرکے مبالغ کثیر نقد و جنس سے لیے اور محمد اور محمود اور داؤد کے تفویض کرکے فرمایا کہ مسجد جامع مین جاؤ اور یہ زر مشائخ اور علما اور مستحقون کو جو مذہب حنفی رکھتے ہون تقسیم کرآؤ جب اُنھون نے اپنے باپ کے فرمانے کے بموجب عمل کرکے بازگشت کی اور خدمت مین اپنے باپ کے عرض کی باآواز بلند الحمد للہ کہکر جان بحق تسلیم کی رباعی ہر روز یکے روز برآید کہ منم + خود را بجہانیان نماید کہ منم + چون کار جہان بر و قرارے گیرد + ناگاہ اجل ز در درآمد کہ منم + گیارہ برس دو مہینے اور سات دن بادشاہی کی تھی جب غرۂ ربیع الاول ۷۵۹ھ سات سو انسٹھ نے مُنہ دکھایا مدت اُسکی عمر کی سرسٹھ سال تھی البقاء للملک المعبود اور ملحقات شیخ عین الدین بیجاپوری مین مسطور ہی کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی سے پوچھا کہ بے گنج و لشکر تھوڑے عرصہ مین ایسی دولت لشکرکش کیذکر تجھے دستیاب ہوئی اور خلائق کو بے مشقت تو نے کیونکر اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا جواب دیا کہ باعث اسکی دو چیز تھین اول یہ کہ مروت کو مین نے لازم کر رکھا اور کسی حال مین مین نے اُس سے تجاوز نہ کیا دوسرے یہ کہ مین نے دست سخاوت کھولکر دوست اور دشمن سے طریق احسان سلوک رکھا پس مردم ان دو کار بزرگ کے سبب میرے خواہان ہوے اور میری اطاعت مین ہمتن مصروف ہوکر مجھے دوست سمجھے اور تمام علما اور مشائخ سے کہ معاصر سلطان علاء الدین حسن تھے ایک شیخ عین الدین بیجاپوری اور دوسرے

شیخ محمود سراج نے انشاء اللہ تعالیٰ اُنکے حالات و مقالات عنقریب مقام مناسب مین خاتمۂ احوال زنستان کی متعلقات سے بیان ہونگے
احوال سلاطین بہمنیہ کے ناظرون پر مخفی اور پوشیدہ نہین کہ صاحب تاریخ تحفۃ السلاطین اور مطلع التواریخ اور بہمن نامہ کی کہ
بعضے ناظم کے زعم مین وہ شیخ آذری علیہ الرحمۃ ہے اصل و نسب مین سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے سرگیا ایک حرف
بیان نہین کیا ہے لیکن ستایش کے وقت بعضے مقامون مین شاہان کیان کی نسبت منسوب کرکے کہا ہے کہ کلاہ کیانی سر پر رکھکر
تخت کیانی پر بیٹھا و امثال ذالک اور بعضے مقام مین اُسکو بہمن اسفندیار سے نسبت کرکے مدح کی ہے کہ شاہ بہمن نژاد فرزند
کاخ بہمنی اور نسل اُسکے اور یہ ابیات جو کہ بابر اسفندیار ہے ان دونون کتاب مین بہت درج ہے اور اگر یقین ہوتا کہ بہمن نامہ
نتائج طبع بے طمع اور عالم باعمل و عامل بے امل شیخ آذری کا ہے اس دعوے کی تصدیق کیواسطے ایک شاہد عادل کافی تھا اسواسطے
کہ یہ امر بعید ہے کہ ایک چیز کو خوب تحقیق اور ثابت نکرکے مدعی اُسکا ہوتا اور شعر بہمن نامہ کے مین نے حجت کیواسطے اس کتاب
مین درج کیے متانت سخن استادون کی نہین رکھتے اور تخلص شاعر کا بھی اُس کتاب مین فقیر کی نظر سے نہین گذرا پس سخن محض افواہ
کو کیونکر باور کر سکیے کہ یہ شعر شیخ آذری کے ہین لیکن جسوقت مسودات اوراق کا بلدۂ احمدنگر مین مرتضیٰ شاہ نظام بحری کے عہد مین
مین منظم تھا اُسکے کتب خانہ مین ایک رسالہ تھا مشتمل تحقیق اصل و نسب سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی لیکن نام اُسکے
مصنف کا درج نہ تھا اس خاکسار بمقدار کی نظر سے گذرا اور ماحصل رسالہ کا یہ ہے کہ سلطان علاء الدین کانگوی بہمنی نژاد بہرام گور
سے ہے اور اس نہج سے کہ سلطان علاء الدین حسن بن کیکاؤس بن محمد بن علی بن حسن بن سہام بن سہمن بن سلام بن ابراہیم بن نصیر
بن منصور بن رستم بن کیقباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن معصای بن فغفور بن فرخ بن شہریار
بن عامر بن شہید بن ملک داؤد بن ہوشنگ بن نیک کردار بن نیرو بخت بن نوح بن صانع اور نسبت صانع کی چند وجوہ
ساتھ بہرام گور کے پہونچتی ہے اور بہرام گور ساسان کی نسل سے ہے اور ساسان بہمن بن اسفندیار کی نسل سے کہ جملہ بادشاہان کیان
سے تھا اور یہ کہ سلطان علاء الدین حسن اور اولاد عظیم الشان اُسکی کو بہمنیہ کہتے ہین اور ساتھ اس تقریب کے ہے لیکن
جو کچھ خاطر ناقص مین جامع اس اخبار کے پہونچا ہے یہ ہے کہ جب سے نام کانگوی بہمن کا جزو نام سلطان علاء الدین حسن کے ہوا
اُسکو بہمنی کہتے رہے لیکن شعراء اُسکے مورخان خوشامد گو کو ایک سند بہم پہونچی اس معنے سے دوسرے لباس مین جلوہ دیا۔

تذکرہ آرائش پایۂ تخت و تاج سلطنت اور جہانبانی کا وجود باجود نوباوۂ بوستان شاہی و کامرانی سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی نور اللہ مضجعہ بنور رحمتہ

سے نظم گذارندۂ شرح معنے شناس ٭ سخن را چنین می نہد در قیاس ٭ کہ بعد از حسن
شاہ تخت دکن ٭ بنوی در گرفت از محمد حسن ٭ سلطان محمد شاہ کہ نور عقل و شجاعت و سخاوت سے موصوف
تھا سلیمان کے مانند چتر ہمایون کے سایہ مین در آیا اور اسباب تجمل اور آلات شوکت بادشاہی مین نہایت کوشش
کرکے چتر کے کلس کو جواہر آبدار سے آراستہ کیا اور ہمائے مرصع اُس قبہ پر نصب کرکے وہ یاقوت کہ راے بیجانگر نے
سلطان علاء الدین حسن کے واسطے بھیجا تھا جوہری اُسکی قیمت کی تشخیص سے عاجز تھے اُس طائر ہمایون کی صورت
پر نصب کیا اور تواچیون اور سپاہیون کی کثرت مین سعی موفور کی اور امرا اور منصبدارون اور دیگر جوانون کے
واسطے چار نوبت قرار دیے اور ہر ایک کو ایک خدمت سے سرفرازی دی چنانچہ تواچیون کو احضار لشکر اور نہ بار دہی
خلائق کیواسطے رجوع کیا اُنہین باردار ان کہتے تھے اور جو کہ اسلحہ خاص اُس نو گل گلشن اقبال کے

از قسم شمشیر اور سپر اور نیزہ و علم یکہ جوانان خاصہ کے حوالہ تھی انھین اسلحہ داران کہتے تھے اور اعداد انکے اسوقت مین دو سو مرد سے
زیادہ نہ تھے اور یکہ جوانان خاصہ کے چار ہزار تھے انھین خاصہ خیل موسوم کرکے حکم فرمایا کہ ہر روز پچاس سلحدار اور یکہ خاصہ خیل
صبح کیوقت دیوانخانہ کے دروازہ پر حاضر رہین اور دوسرے دن علی الصباح اور نوبتی حاضر ہو دین وہ اپنے منازل مین مراجعت
کرین اور ہر نوبت مین امرا اور منصب دار اپنی اپنی باری پاے تخت مین حاضر رہین اور دیوانخانہ مین آنکر یہی اسلحہ دارون کے ہمراہ چوکی
دیوین اور ہر نوبت مین ایک کو بزرگ اور سردار کرکے اسکا سر نوبت نام رکھا اور سر نوبت چوکی اول کو بھی سر نوبت کہکر اور نوبت نوبت
کے سر پر مرتبہ برتری کا بخشا اور اسیطرح سے ہر ایک طرفدار مملکت کیواسطے ایک خطاب مقرر ہوا طرفدار دولت آباد مسند عالی
و طرفدار برار مجلس عالی و طرفدار بیدر و تلنگ اعظم ہمایون و طرفدار پاے تخت حسن آباد گلبرگہ اور بیجاپور کہ منصب وکالت رکھتا ہو
ملک نائب اور سپہ سالار جمیع ممالک محروسہ کو امیر الامرا قرار دیا اور یہ مناصب اور خطاب اسوقت تک بلاد دکن مین شائع
اور رائج ہین اور جمعہ کے سوا اور دونون ایوان کے درمیان مین فرش ہاے ابریشمین نہایت تکلف سے بچھا کر شامیانے
مخمل زربفت اور بھی امتعہ نفیسہ آگے ایستادہ کرتے تھے اور تخت نقرہ سلطان علاء الدین حسن کا بچھاتے تھے اور سلطان
محمد شاہ پہردن چڑھے تشریف لیجا کر اول تعظیماً تخت پدر کو سجدہ کرتا تھا اسکے بعد تخت پر جلوہ گر ہو کر نہایت شوکت
و جلالت سے بار عام دیتا تھا اور لوازمہ جہانداری مین مصروف ہوتا تھا اور پیشتر اس سے کہ موذن اذان ظہر
دیتا تخت سے برخاست کرکے مجلس دربار موقوف کرتا اور جو کہ طبیعت غیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دلگیر
رہتا تھا بعد چندے راے تلنگ نے جیسا کہ چاہیے ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اسے دولت شگون
جانکر ایوان بار عام مین رکھا اور تخت نقرہ کو گوشہ مین رکھکر پھر اُسپہ اجلاس نفرمایا اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے
اپنے عہد فرخندہ مین اُس تخت نقرہ کو مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجا تو اُسے توڑ کر سادات پر قسمت
کرین اور ابتداے زمانہ مین سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق نواب ملک سیف الدین غوری کے
سوا کوئی شخص سلطان محمد شاہ کے دربار مین ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اُسی عرصہ مین جب ملک سیف الدین
غوری نے دیکھا کہ دربار مین بیٹھنا سلطان محمد شاہ کے موافق طبع غیور کے نہین ہے عرض اقدس مین پہونچایا کہ جو
خویش و اقارب حضرت اور دیگر امرا کہ حق قدیم خدمت اس دولتخانہ پر رکھتے ہین وہ سب بزرگوار خدمت مین ایستادہ
رہتے ہین اس دولتخواہ کو بھی حکم ہو کہ مثل انکے پاے تخت مین ایستادہ رہے اور یہ عرض جو بادشاہ کی عین مدعا
تھی پذیرا ہوئی وہ بھی مثل تمام مجرائیون کے خدمت مین مشغول رہتا تھا اور اسیطرح سے حکم فرمایا کہ سکہ زر پر مارین
اور ہر روز پانچ مرتبہ نوبت شاہی بجاوین اور تمام آدمی بار عام کے وقت دو زانو ہو کر سر زمین پر رکھین الغرض بعد
انقراض دولت بادشاہان بہمنیہ دکن مین چند فرقہ بہم پہونچے اور صاحب چتر و خطبہ ہوے لیکن ہرگز سکہ سونے پر نہ مارا
اور پنج وقتی نوبت بادشاہی جو بادشاہونکا لازمہ ہے نہ بجائی والیان تلنگ کہ مشہور قطب شاہیہ مین انھون نے بھی اگرچہ
سکہ زر پر نہ مارا لیکن پنج وقتی نوبت بادشاہی بطرز سلاطین بہمنیہ بجائی اور زر سلطان محمد شاہ بہمنی قسم طلا و نقرہ چار
گونہ سے تھا باوزان مختلفہ نہایت درجہ دو تولہ سے زیادہ نہین اور ربع تولہ سے کم نہین اور ایک طرف کلمہ طیبہ
شہادت اور نام چار یار اور دوسری طرف بادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت نقش رکھتا تھا اور صرافان کفرہ
و تعصب رایان بیجانگر اور تلنگ کی تحریک کے باعث زر محمد شاہی کو کہ غل و غش سے بری تھا گداخت کرلیتے تھے

کہ بہ نسبت سنوات زر کفار بیجانگر اور تلنگ کا دکن مین رائج ہو سلطان محمد شاہ اس بات سے آگاہی پاکر چند مرتبہ ممالک
محروسہ کے صرافون کو بات نکالنے اور توڑنے اور جرح دینے زر اسلام کے مانع آیا اور لوازم نصیحت کے بجالایا اور جب ممنوع نہوے
اور نصیحت سود مند نہ آئی فرامین قتل اس جماعت کے بارہ مین لکھکر مردم معتبر اور دو تونواہ کے ہاتھ اطراف و جوانب مین ارسال
کئے کہ فلان تاریخ مین صرافون کے قتل مین اقدام کرین چنانچہ ماہ رجب سنہ ٧٦١ سات سو اکسٹھ ہجری مین یکبارگی
تمام ولایت مین صرافان ہندو کا قتل شروع کرکے عرصہ ملک بادشاہان بہمنیہ کا آلائش وجود اس جماعت سے پاک کیا
اور حکم کے موافق کھتریان کہ ہمراہ لشکر پہلی بسبب واقعات سابقہ دکن مین آئے تھے صرافی کے شغل مین مشغول ہوے اور آخر عہد
شاہان بہمنیہ تک زر اسلام رائج اور شائع تھا صرافان دکنی الاصل نے جب یہ امر شاہان اسلام سے مشاہدہ کیا سلطان
فیروز شاہ بہمنی کے عہد مین اپنے آبا و اجداد کے اعمال ناپسندیدہ سے اظہار نفرت کرکے مبلغہائے کلی سرکار شاہی مین
دیکر امر صرافی مین اقدام کرنے لگے زر مسکوک اگر نہ پھیرتے تھے اور اگر اتفاقاً کوئی شخص اس زر سے انکے پاس لاتا تھا قیمت
طلا نہ بدکرکے دارالضرب مین لیجاتے تھے اور ... کرتے تھے از ترس مردم بادشاہی کے سبب سے خاطر جمع کرتے تھے لیکن
اوسط عہد سلطان محمود شاہ بہمنی مین کہ خلل مبادی دولت اس خاندان مین مشاہدہ ہونے لگے پھر اپنے کام مین مصروف
ہوے یعنی تھوڑے سات برس کے عرصہ مین زر اسلام سے ایک اثر نہ چھوڑا اور مسکوک لیان بیجانگر اور تلنگ کو کہ سابق مین
بتاب کے شہرت رکھتا ہے جمیع ممالک اسلام مین رواج دیا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایکہزار اور سولہ کو پہونچی ہے یہی زر کفار
اہل اسلام کے درمیان مین شائع اور رائج ہے راقم حروف کا یاد رکھتا ہے کہ شاہ قلی صلابت خان ترک کی مجلس مین
چند مرتبہ باگ حل وعقد امور مرتضی نظام شاہ بحری کے قبضہ اختیار آئے مین بھی حکایت قتل عام صرافون کی عہد
فرخندہ عہد سلطان محمد شاہ بہمنی مین مذکور ہوئی شاہ قلی صلابت خان ترک نے مکاسعی کا میان جان پر باندھکر چاہا کہ
مرتضی نظام شاہ بحری کے قلمرو مین بھی زر اسلام کو رواج دیکر زر کفار کو متروک کرے چنانچہ پانچ چار برس تخمیناً کے اندر
چند موضع مین دارالضرب یعنی ٹکسال بہم پہونچا کر وجوہ طلا اور نقرہ کو بنام نامی ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام اور
بہ نام ہمایون مرتضی نظام شاہ بحری کے زیب و زینت دیا لیکن امیر الامراء مملکت برار یعنی سید مرتضی سمنانی جو شاہ قلی
صلابت خان سے صفائی نہ رکھتا تھا چاہا کہ مملکت برار مین ٹکسال بہم پہونچا کر زر اسلام شائع ہو اور اس بات نے صرافان
ناپکار ملعون کو کہ پایہ تخت نظام شاہیہ مین تھے اثر کیا عمال سلطان محمد شاہ بہمنی کو موافق کرکے اپنے مکانون مین زر
مسکوک اسلام کو توڑکر اسکی بے رواجی مین کوشش کرنے لگے اور ہرچند شاہ قلی صلابت خان صرافان معتبر کو عقوبات
عجیب اور گوناگون سے قتل کرتا تھا کچھ فائدہ اسپر مترتب نہوتا تھا اور اپنے عمل زشت سے باز نہ آتے تھے قضارا اسی عرصہ مین چند روز
کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب وکالت سے معزول ہوکر محبوس ہوا اس صورت مین صرافان عناد پیشہ نے اس روپیہ کا
ایک نشان نچھوڑا اور اسی طور سے برہان نظام شاہ بحری ثانی نے سنہ ١٠١١ ایکہزار گیارہ ہجری مین بنام حضرات ائمہ معصومین
علیہم الصلوۃ والسلام زر سرخ کو مسکوک کرکے چاہا کہ زر کفار متروک کرون لیکن چونکہ انہین دنون مین اسکے
طائر روح نے باغ بہشت کیطرف پرواز کیا احمدنگر مین ہرج و مرج ظاہر ہوا اس امر نے صورت نہ باندھی اور معرض توقف
مین پڑا القصہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج مین نہایت درجہ کوشش
کی زر کفار کو قلمرو اپنے سے مستاصل کیا رائے بیجانگر اور تلنگ اسکو صاحب داعیہ جانکر خائف اور ہراسان

ہوے اور باتفاق یکدیگر امراے اسلام کو کہ بھیجنے تمام نقود خزانہ مکہ معظمہ کے سبب سے رنجیدہ خاطر ہوئے تھے جیسا کہ مذکور ہوگا
تقویت کر کے سلطان محمد شاہ بہمنی کی مخالفت کیواسطے ترغیب و تحریص کی اور جو بعضے امراے کبار بالفعل انسے ہمزبان اور
ایکدل ہوے راے بیجانگر نے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل مع مضافات
اسکے کنارہ دریاے کشنا تک تخت مین رایان بیجانگر کے رہا ہی اگر آپکو ہمسایگی ہماری اور اپنے بقاے سلطنت کی تمنا ہو تو مقام اتحاد
مین ہو کر آب کشنا سے ساحل تک قلعہ اور پرگنے ہمین واگذاشت کرین تو ممالک تمہارے سپاہ تباہ دہان کے صدمات اور نہیب
لشکر قہار کے آسیب سے محفوظ اور محروس ہون اور اسیطرح راے تلنگ نے جو کہ قلعہ کولاس کو سلطان علاءالدین حسن کو
پیشکش کیا تھا اسوقت بہمت ایلچیون کو دار الملک بہمنیان مین روانہ کر کے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ دیو جسنے تمام عمر کشتی
مین ہی اور قلعہ کولاس اور اسکے مضافات کی تخلیص و استرداد کا عازم و جازم ہی مناسب اوقات جناب عالی یہ ہے کہ کار جنگ کو
نہ پہونچاکر اس محال کو اسطرف رجوع کرین تو جادہ موافقت اور مرافقت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہو کر آپکے دوست کا
دوست اور دشمن کا دشمن رہون القصہ سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور عاقلی سے انکے ایلچیون کی تعظیم و تکریم فرما کر
ڈیڑھ برس لیت و لعل اور حرف و صوت مین نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت سلس
مرقوم کر کے مردم سخندان کی صحابت سے بیجانگر اور تلنگ مین روانہ کیے اور اس عرصہ مین تقریبات
اٹھا کر ہر ایک امرا کو کہ جنسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا مستاصل کر کے ایک جماعت اور گروہ کو مخالف تھا
مین کچھی نہ رکھ اور صاحب دستگاہ کیا اور بعد مراجعت ملکہ جہان سفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے
اطمینان خاطر سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ کے سبب بہم پہونچا بار عام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت
سے آراستہ کی اور ایلچیون راے بیجانگر اور تلنگ کو اس مجلس مین بلایا اور از روے قہر و غضب اور نہایت تسلط اور
غایت استیلا سے کہا ایک مدت ہی کہ تخت فیروز بخت دکن نے قدیم سے میری رونق سپہر برین بہم پہونچائی ہی
اور میرے اقبال کا پانون عرش تک رسا ہوا ابتک رایان اطراف نے مجھے پیشکش اور ہدایا نہ بھیجے چاہیے کہ فیلان کا آمدنی جسقدر
کہ انکی سرکار مین ہون زر و جواہر اور تمام امتعہ اور رامشہ انکی پیٹھ پر لاد کر بسبیل استعجال درگاہ مین روانہ کرین کہ نقود خزانہ عامرہ
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین صرف ہوا زر کی احتیاج بہت ہی ایلچیون نے صورت مجلس کو دوسری طرز دیکھ کر زمین خدمت
کو بوسہ دیکر اپنے منازل مین گئے اور قصہ طلب پیشکش کا مشرحاً اپنی عرضیون مین درج کر کے جلد روانہ کیا
اور حکایت روانگی ملکہ جہان بجانب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر
مسکوک کا ساتھ اسطور کے ہی کہ سلطان علاءالدین حسن جب شال اور دون کے اس جہان گذران سے درگذرا سلطان محمد شاہ
بہمنی سوم کے دن صبحکو جیسا کہ داب سلاطین ہندوستان ہی زیارت قبر پدر کر کے لباس سوگ کا تبدیل فرمایا اور دار الخلافت
حسن آباد گلبرگہ مین تخت فرماندہی پر اجلاس کیا اور امور جہانداری کے عہدہ سے جیسا کہ واجب اور لازم ہی بر آیا اور کسیطرح کا
نقض نکر کے اور امین امانت اور خلعت ہاے فاخرہ از روے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور خواتین
دولت آباد اور برار کیواسطے بھیجکر انکو مطمئن کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اسکے بیٹے ہمایون کو نوازش اور
تربیت خسروانہ فرما کر دولت و اقبال کے مراتب اعلی مین پہونچایا اور چھ مہینے کامل ہر شب جمعہ کو اپنے باپ کی تربت پر کہ
قلعہ حسن آباد گلبرگہ کے باہر واقع ہی جاکر فقرا اور مساکین اور زوارون کو بانعام و احسان محظوظ کیا اور ایک گنبد عالی تسبیر

بنا کر کے چند قصبہ اور قریہ وقف مقبرہ کر کے حکم دیا کہ ہمیشہ دو سو آدمی باپ کی قبر کے قریب تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہیں
اور ملکہ جہان نے کہ والدہ سلطان محمد شاہ تھی جمیع نقود و جواہر و زر خاص اپنا تزویج و حج شوہر کے واسطے صرف کیا
جب ایک سال اسکے فوت سے گذرا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی رخصت حاصل کی اور سلطان محمد شاہ
نے اسم عزت والدہ جسطرح کہ واجب ہے بجا لاتا تھا عازم جانب ہوا کہ تمام نقود خزینہ کو کہ اسکے باپ نے مصلحت دینی کے
واسطے جمع کیا تھا ہمراہ ملکہ جہان اماکن شریفہ کیطرف روانہ کرے ان کے واسطے تزویج و حج اور فقرا و مساکین پر صرف
کرے پھر خزانچی کو بلا کر حکم فرمایا کہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ میں موجود ہے دربار میں حاضر کرے چنانچہ
خزانچی با طاعت تمام صندوق طلا اور نقرہ خاص سوا مرصع آلات کے جملہ ملاحظہ میں در لایا اور حکم سے
موافق معیار میں تا کر چار سو من طلا اور سات سو من چاندی بوزن دکن مشخص ہوئے اس درمیان میں بعضے امرا و ارباب
دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ رحمہ اللہ نے وزیر شاہ باربک مملکت کہ منازع کی تنگی میں ہیں اور بادشاہوں کو مصالح لشکر
و حفظ مملکت میں خزانہ کے سوا چارہ نہیں ہے صلاح دولت یہی دیکھتے ہیں کہ بقدر کفاف مصحوب ملکہ جہان کر کے
باقی کو خزانہ میں داخل فرماویں تو ضرورت کے وقت موجب سلطنت میں کام آوے سلطان محمد شاہ نے متفکر ہو کر سکوت اختیار کیا
اتفاقاً اسی حال کے ملک سیف الدین غوری دربار میں حاضر ہوا۔ اتنا اتفاق سلطان کے چہرہ سے مشاہدہ ہوئے اسکا سبب
استفسار کیا۔ سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور مانع آنا و لتجواہ ہونا کا وجہ مذکور بیان فرمایا ملک نائب سیف الدین
غوری نے جواب دیا قبلہ عالم و عالمیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہے حق ہے اور بادشاہ جہاندار کو خزائن و اموال
ضرور ہیں لیکن جو نقود بقصد اسکے کہ راہ خدا میں صرف کیا جائے خزانہ سے برآورد کر کے دربار فیض آثار میں
حاضر کیا ہے مناسب نہیں دیکھتا کہ فسخ عزیمت کر کے پھر خزانچی کے سپرد فرماویں سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت خوش طویت
کے موافق آیا اسوقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جل شانہ نے میرے باپ کو بے مال و ممالکات ایسی بادشاہی کرامت فرمائی
اگر اسے میری سلطنت نگاہ رکھنی منظور ہو گی بیخزانہ نگاہ رکھے گا یہ کہکر صدر الشریف اور دوسرے مردمان معتبر کو بلایا
اور چاندی سونا بے کم و کاست انکے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سرا کو مع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کیواسطے
تعین کر کے اپنی والدہ کو اس جماعت کے ہمراہ بندر دابل کیطرف روانہ کیا اور وہ عفیفہ صالحہ جمیع مہمات اپنے صدر الشریف
اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کر کے کشتی محمد شاہی میں کہ اس جلدی میں مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیز و اقارب و ار
ملوک و خواتین کی عورتوں کے سوا آٹھ سو عورت بیوہ اور فقیرنی ساتھ اسکے کشتی میں در آئیں اور صدر الشریف ملکہ جہان کے
اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفقد اور عنایت فرماتا ہوا اور الشتہ کہا کہ سفر کے جانے اور آنے میں تمام لوگ مہمان
عزیز ملکہ جہان ہیں کوئی شخص مال خاصہ اپنے سے خرچ نکرے اور جس شخص کو جو شے درکار ہو سرکار سے لیکر صرف کرے اور تلخی طلب
سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال وقف ہے اور تعلق ساتھ تمھارے رکھتا ہے اور کشتی ملکہ جہان بادمراد کے سبب بے آسیب موجہ طوفان
ایک مہینے اور سات روز کے عرصہ میں موسم حج میں بندر جدہ میں پہونچی صغیر و کبیر مرد اور عورتیں طواف خانہ خدا سے مشرف
ہوئے اسکے بعد ملکہ جہان نے اس ملک کے مستحقوں کو انعام و احسان سے مسرور القلب کر کے یوم الحساب کا ذخیرہ کیا
اور جمعیت مجموعی سے مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر سید المرسلین کی زیارت میں شرف یاب ہوئی اور ایک
سال اس مقام مقدس میں مقام کیا اور چار ہزار سادات کے لڑکوں اور لڑکیوں کی عروسی اور دامادی کر کے نذر خطیر

اس کار خیر مین صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہی کہ ملکہ جہان اکثر اوقات بقیع کیطرف جاکر زیارت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا وعلی اولادہا المعصومین کی کرکے بنام تیار رہا یا اور فرزندان جناب عصمت مآب بی بی کی کرتی تھی ایک دن صدر الشریف سے پوچھا کہ قبر سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثناء کہان ہی اُسنے عرض کی سرزمین کربلائے معلی مین واقع ہی ملکہ جہان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہان ہی اور قبر اُسکے فرزند دلبند کی اُس مقام مین کس تقریب سے واقع ہوئی صدر الشریف نے قصۂ ظلم یزید پلید و شہادت آنحضرت علیہ السلام کی ظاہر کی ملکہ جہان نے نوحہ وزاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا لڑکا اپنے بیٹون سے ماں کو بہت عزیز و مکرم ہوتا ہی اگر مین زیارت اُس جناب سے مشرف یاب ہونگی معلوم نہین کہ حضرت بی بی مجھسے راضی ہو نگی یا نہین تو مین خوشنود ہون پھر عازم جازم سفر کربلائے معلی ہوکر تہیہ و رسامان اُس سفر مین کوشش کے مقارن اس حال کے ایک شب کو حضرت بی بی علیہا السلام کو خواب مین دیکھا کہ فرماتی ہین مین تیرے حسن اعتقاد سے راضی ہوئی اور خدا و رسول بھی تجھسے خوش ہین اس مقام سے اپنے مسکن کیطرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملاقات کے اشتیاق مین ہین ملکہ جہان نے یہ خواب صدر الشریف سے بیان فرمایا اور ایک مردم معتبر کو مع مال و اسباب فراوان بغداد کیطرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان اور سوالات مستحقان علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرزندان جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کو اُس حدود مین وہ نقود بعوض طعام و دیگر باقی روپیہ سادات اور زائرون اور خادمون پر تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے دکن کی طرف روانہ ہوئی جب بندر دابل مین پہونچی سلطان محمد شاہ نے اسمعیل استقبال لوازم استقبال مین قیام کیا اور قصبہ کلبرگہ مین بیٹے نے ماں کی زیارت کی اور ماں فرزند کے دیدار سے مسرور و محظوظ ہوئی اور ایک دوسرے کی سلامتی پر شکر ایزدی بجالائے اور ایک خلعت زرفت علیحدہ بادشاہی کو اور اجازت خطبہ در سکہ ایک خاندان عباسی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزاز تمام پہنکر پھر دربار کیا اور لوگون پر اُسنے نوازش بہت فرمائی اور جامہ کعبہ کہ اُسکی والدہ ماجدہ برسم تبرک و تیمن لائی تھی وہ قبر سیاہ کا غلاف اُسکا چتر بنایا اور دو مہینے تک قصبہ کلبرگہ مین جشن بزرگ کئے اُسکے بعد باتفاق ملکہ جہان بلدۂ حسن آباد کلبرگہ کیطرف معاودت کی اور اُس شہر مین بھی لوازم عیش و سرور بجالایا اور ملکہ جہان اپنے شوہر سلطان علاء الدین حسن کے مرقد کی زیارت کرکے صدقات اور خیرات شوہر کی روح کی ترویح کیواسطے بجالائی اور بیمار شد و اکبر سے رخصت لیکر شوہر کے حظیرہ کو زیب مکان بنایا اور صبح و شام اُسکی قبر پر جاتی تھی اور اُسکی مفارقت مین گریہ وزاری کرتی تھی یہانتک کہ سنہ سات سو تریسٹھ ٧٦٣ ہجری مین مرغ روح اُسکا روضہ رضوان کیطرف پرواز کیا اور شوہر کے پہلو مین مدفون ہوئی اور نقل ہی کہ ملکہ جہان کے صدق اعتقاد کی برکت سے جسقدر آدمی کہ ہمراہ اُسکے کشتی مین سوار ہوکر عرب و نجف کیطرف روانہ ہوئے تھے مرد و عورت سب حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت سے بصحت و سلامتی منزل مقصود مین پہونچے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے اور بدون اسکے کہ کسیکو اُنمین اجل طبعی پہونچے تمام عازم مراجعت ہوکر قادر بیچون کی ضمانت مین بلدۂ حسن آباد کلبرگہ مین پہونچے اور یہ امر عجائب اتفاق حسنہ سے ہی اور اُس ضعیفہ عفیفہ کے سوا دوسرے شخص کو یہ دولت عظمیٰ نصیب ہوئی ہوگی جیسا کہ مذکور ہوا اور ایلچیون نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکمون کو لکھا راے تلنگ نے اپنے بیٹے ناگدیو کو ورنگل سے مع سوار و پیادہ بیشمار کولاس کیطرف روانہ کیا اور راے بیجانگر نے بھی مدد واسطے تلنگ کی

پیش نہاد ہمت کیے کہ بیس ہزار سوار اور پیادے ناگدیو کی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسمعیل فتح کو
سپہ سالار کیا تھا حکم فرمایا کہ اعظم ہمایون اور صفدر خان سیستانی مع لشکر بیدر اور برار جو اسکے ہمراہ کیا تھا دشمنوں کے دفع
میں مشغول ہووین اور کسی حال میں اسکے کہنے اور فرمانے سے تجاوز اور مخالفت جائز رکھیں چنانچہ بہادر خان مع لشکر
بہ سرعت تمام فوج کفار کے مقابل آیا بین الفریقین سخت معرکوں کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفر کا نشان سرنگون ہوا اور
ہزیمت فاحش کھا کر سر دست بحال ابتر اوراق نخبہ کیطرح پریشان ہوکر اپنے ممالک کیطرف بھاگے اور بہادر خان
ورنگل تک تاخت بیجا کر راجا نگر سے ایک لاکھ ہون اور پچیس ہاتھی قوی ہیکل اور بھی تحف و ہدایائے نفیسہ
لیکر احسن آباد گلبرگہ کیطرف معاودت کی بعد آخر سنہ سات سو تریسٹھ ہجری میں جسوقت کہ سلطان محمد شاہ بہمنی کرسی پر
بیٹھکر وضو کرتا تھا عرض میں پہونچایا کہ ایک جماعت سوداگروں کی چند گھوڑے لائی ہے سلطان محمد شاہ چونکہ عاشق اور راغب
اسپ شناسی پر مدار رہتا تھا اور میلان تازی نژاد کیطرف خاطر رکھتا تھا اسیطرح یہی پوچھکر ان سوداگروں کو طلب
کیا اس لحاظ سے کہ اگر انمیں کوئی گھوڑا اونکے سرکار میں قابل سواری ہو خرید کیا جاوے چونکہ اس درمیان میں ایسا گھوڑا
نہ تھا سوداگروں سے فرمایا جو کہ تمہارے پاس گھوڑے قابل سواری بادشاہوں کے نہ تھے ایک ملک سے دوسرے
ملک میں اگر بادشاہ کے ملاحظہ میں گذرانا لائق نہ تھا یہ سنکر اس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر
عرض کیا کہ بندگان بادشاہی کیواسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگدیو والی ویلم پٹن کہ اپنے باپ کی طرف سے
اس حدود میں اقامت رکھتا ہے خواہ نخواہ گھوڑے چیدہ اور خلاصہ بہائے قلیل ہمسے لے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ تمنے
کسواسطے اس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ بہمنی کیواسطے لیجائینگے انھوں نے جوابدیا کہ ہمنے اسے بہت سمجھایا اور اس
بارہ میں نہایت مبالغہ کیا لیکن اس بدبخت بدباطن کے دلمیں ہمارا قول اثر پذیر نہوا سلطان محمد شاہ جو ناگدیو کی اوضاع
ناملائم سابق سے آزردہ خاطر تھا اس حرکت کو کدورت سابقہ کے علاوہ کرکے زیادہ تر آثار غضب کے ظاہر کیے اور عزیمت
ملک ناگدیو کے اخراج کیواسطے مصمم کی اور ابھی کرسی سے برخاست نہ کی تھی کہ دہلیز اور سراپردہ سیاہ باہر بھیجا اور
تختگاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور تسبید زرمنکی کو جو اکثر معرکوں میں اپنے حق میں مبارک و مسعود سمجھتا تھا
کرسی کے قریب طلب کرکے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور مقبرہ سلطان پدر کے متصل قیام کیا اور شیخ محمد سراج جنیدی
سے التماس دعا کی اور گیارھوین دن فیل تختگاہ پر کہ عین مستی میں تھا سوار ہوکر تلنگ کیطرف روانہ ہوا اور جب قلعہ
کلیانی کے اطراف میں پہونچا اثنائے سواری میں ایک ندیم گستاخ سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ کتنے عرصہ میں ویلم پٹن میں
داخل ہونگا ندیم نے عرض کی اگر حضرت اسیطور سے تشریف لیجاوینگے تو شاید دوسرے سال وہان نزول اجلال
فرماوینگے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سنتے ہی ہاتھی کو ایستادہ کرکے فوراً چار ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ اپنے لشکر
کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان اعظم ہمایون کو با جماعت جوانان خاصہ ایک کوس اپنے تفاوت سے
پیشتر روانہ کیا اور خود بدولت پائے ظفر رکاب توکل میں ڈالا کہ اردو کو بھی بلدہ احمد آباد بیدر میں چھوڑ کر تسبید زرمنکی
کو ایسا تند اور سرپٹ پھینکا کہ ایک مہینے کا راستہ ہفتہ میں طی کرکے مع ایکہزار سوار ویلم پٹن میں پہونچے اور
ایک جماعت جوانان افغان کو بلباس سوداگران غارت خوردہ پیشتر بھیجا کہ شہر میں جاکر جزع و فزع کریں
اور مردم دروازہ کو اپنی باتوں میں مشغول کرکے ایک لحظہ نگاہ رکھیں جب یہ برسم سوداگران افغان

تیر و کمان و شمشیر باندھکر شہر مین داخل ہوے دروازہ کے محافظ تمام انپر ہجوم لائے اور متفحص انکے احوال کے ہوے انھون نے
جواب دیا کہ ہم لوگ تجارت پیشہ ہین اور اسباب و قماش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف مین چورون اور
رہزنون نے دوچار ہوکر تاراج کیا اور ہمنے سلامتی کو غنیمت جانکر بیسر و پائی سے آپکو شہر مین پہونچایا ہے اور اس شہر کے
ساکنون سے امیدوار ہین کہ ہماری فریاد کو پہونچکر داد مظلومونکی دیوین قصہ کوتاہ یہ تو یہان اسی طرح پر حکایت و تضرع و زاری
مین تھے کہ سلطان محمد شاہ نے ہزار سوار سے دروازہ پر پہونچا اور غوغا بلند ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ جو آ پہونچے
انکی مدافعت و ممانعت کیواسطے اٹھے کہ دروازہ بند کرین اس بلاے ناگہانی سے ان بازوون کو ایکبارگی وہ جماعت
مزدور دست بقبضہ ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی اور انھین دروازہ بند کرنیکی فرصت ندی اس درمیان مین سلطان محمد شاہ
بفراغ خاطر شہر مین داخل ہوا اور دربانون اور محافظون کو علف تیغ بیدریغ انتقام کیا اور بلا توقف قلعہ ارک کیطرف
متوجہ ہوا اور کوچہ و بازار مین جو شخص سامنے نظر پڑا غازیون کی تیغ قہر سے بے سر ہوا اور رقم اسکی ہستی کی دفینا کے صفحہ
سے زائل اور معدوم ہوئی اور ناگدیو کو اصلا اور مطلقاً خیال نہ تھا کہ بادشاہ اسلام اسطور سے تاخت کرکے اس حیلہ در
مدرسے شہر مین داخل ہوکر ایک جماعت قلیل سے مرتکب اس قسم کے امر خطیر کا ہوگا یہ خبر جانسوز سنتے ہی سراسیمہ و متحیر ہوا
اس باغ سے کہ جہان عیش و عشرت مین مشغول تھا آپکو بعد محنت و بیقراری قلعہ ارک مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ
اس معنی کو فوت اپنے طالع کی تصور کرکے اسیوقت اس قلعہ کے محاصرہ مین کہ توپ و تفنگ بلکہ تمام آلات حربی اور
حصارداری سے عاری تھا مشغول ہوا اور جمیع ہنرمندان شہر کو گرفتار کرکے تھوڑے عرصہ مین بہت زینے بوئی
اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیا اور قریب تھا کہ ناگدیو مضطرب ہوکر مثل مار سر کوفتہ پیچ و تاب کھاکر حرکت مذبوحی
کرنے لگا اور جب سمجھا کہ تیر شست جستہ اور کلام دست رفتہ سے سعی و کوشش فائدہ نہین بخشتی اور ترس و خوف
کفار کے دلون پر غالب ہے کسیطرف سے کمک نہ پہونچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو شہر سے جدا تھا کھولا اور ہمراہ ایک جماعت
مخصوص کے راہ فرار نمائی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ
دستگیر کرکے قلعہ ارک مین لائے اور خزینے اور دفینے پر ناگدیو کی ہدایت سے کہ طلسم گنج تھا متصرف ہوا دوسرے
دن ناگدیو کو اپنے روبرو بلاکر پوچھا کہ تو نے گھوڑے ان سوداگرون کے جو میرے واسطے لائے تھے کسواسطے انسے لیے اور
کیون مرتکب ایسی جرأت نا ملائم اور جسارت نامناسب کا ہوا ناگدیو نے جو دہشت و خوف اسکے دل پر غالب ہوا تھا
سر رشتہ صلاح کا ہاتھ سے دیکر از روے غرور اور جہالت جواب ناہموار دیا اور سلطان محمد شاہ کے انتقام سے گذر کر
عفو کا راغب تھا اسکی گفتار ناہموار سے آتش غضب اسکے دل مین افروختہ ہوئی فرمایا کہ انبار ہیزم جو قلعہ کے مقابل
بلند تھا اسمین آگ روشن کرین اور ناگدیو کی زبان برآوردہ کرکے منجنیق مین بٹھاکر اس آگ مین ڈالین اس سیاست
کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار بیدین تھی اس شہر مین پندرہ روز تک مجلس عشرت آراستہ کرکے تجرع اقداح
نشاط مین اشتغال کیا اور لشکر عقب ماندہ سے جو شخص پہونچتا تھا اسے شہر کے باہر جگہ دیکر شہر مین داخل نکرتا تھا اور
ساکنان اس شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی اور سختی مال اور جواہر فراوان لیا اسواسطے کہ جانتا تھا کہ ضبط اس
ولایت کا نہو سکے گا مظفر و منصور اپنے دار الملک کیطرف متوجہ ہوا اور تلنگیون نے جب اس قضیہ سے کہ ہرگز
انکے خیال مین نہ تھا آگاہ ہوے مور و ملخ کے مانند ہجوم لاکے سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس و پیش سے گھیرا اور سلطان نے

الملاق ہر اس کو اپنے دلمیں راہ نہ دیں اور حکم دیا کہ کوئی شخص سوا ہتہیار کے سوا کچھ نہ اٹھا وے تمام سپاہ خیمہ اور اسباب چھوڑ کر
ان آتشون کو آتش نہ [illegible] گا وے جو گھوڑا [illegible] سے نہ [illegible] ہے نکلے صحرا میں چھوڑ [illegible] کھولا [illegible]
[illegible] سانت [illegible] میں پہونچین علاوہ چارہ تدبیر [illegible] نہ تھا کیونکہ [illegible]
جنگل میں [illegible] گھوڑوں [illegible] ایک جماعت [illegible] اپنے وقت [illegible]
اور بیداری میں قیام [illegible] کے [illegible] سلطان تلنگ [illegible] تمام میں بیدان باتے [illegible]
تکو ذہنون اور تیتیوں کی [illegible] کے تیر [illegible] سلطانون کو مانع کرنے نے جیسے [illegible] سوار [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] کیفیت [illegible] فرمان [illegible]
[illegible] عظیم [illegible] ہوسکتا [illegible] زبان [illegible] کو نصیب ہوئی اور [illegible] ہونیکے واسطے
[illegible] سلطان محمد شاہ نے بازو [illegible] سبب غلبہ ضعف [illegible]
[illegible] ملک [illegible] وکہسان و کلیہ دو وفا
[illegible] تلنگ کی مسافت [illegible] ملکت کی [illegible] داخل ہوا [illegible] کثرت [illegible] کے سبب کو اس
[illegible] تلنگ کی [illegible] ہجوم لشکر حیثم امرائے پیشتر سبب
[illegible] روانہ کیا تھا وہ بھی کو اس میں بساط بوسی کی شرف سے معزز ہوئے اور فرمان واجب الاذعان کے
موافق بہت ممالک تلنگ کو تاخت و تاراج و خاک وسیاہ کیا پھر اُس شاہ قضا قدرت سپہ منزلت کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب
میں تختگاہ حسن آباد گلبرگہ کیطرف عاودت کی اور گذشتہ سات سو چونسٹھ ہجری میں رائے تلنگ کہ [illegible] سابق اور
[illegible] ہوشنا گدیو و نیز زندہ [illegible] ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون [illegible] ملول تھا عرائض متواتر شاہ دہلی سلطان
ملک فیروز شاہ باربک کی بارگاہ میں ارسال کئیں سلطان محمد شاہ کے مخبرون نے باین عبارت کیفیت لکھ بھیجی کہ
ان دنون میں عرضیان رائے ورنگل کی درگاہ عرش اشتباہ میں پہونچین کہ بندہ جادہ اطاعت [illegible]
ثابت قدم اور راسخ دم ہے اگر فرمان قضا جریان امرائے مالوہ اور گجرات کے نام نافذ ہووے تو ملک دکن کی استرداد کے
واسطے متوجہ ہو دین یہ کمترین بھی رائے بیجانگر کے ہمراہ بشرائط خدمت اور جانسپاری کا کمر جان پر باندھکر بندگان سکندر شان کی
بندگی اور دولتخواہی مین قصور نکریگا اور عرصہ قلیل مین اُس خطہ کو منحا افغان دولت کی [illegible] سے [illegible]
ہدایا و پیشکش چندین سال پابوسی مین مشرف ہوگا اور چونکہ [illegible] بادشاہان دہلی [illegible] سرکشی اسطرف
کی بادشاہی سے مبارک و مسعود نہین ہے اس سبب سے ملک فیروز شاہ [illegible] اس پر متوجہ نہوا اور تغافل [illegible]
تساہل کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر پر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چچیرے بھائی خان محمد کے نام
فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر فراہم کرکے بالا گھاٹ میں دولت آباد [illegible] حوض تلغیان کے
متصل مقیم ہوکر اُن سرحدون کی محافظت مین ہمہ تن مصروف رہین اور فرمان طلب بہ صفدر خان سیستانی اور
اعظم ہمایون کے نام بھیجا جب یہ دونون افسر سپاہ مسلح اور مستعد لیکر حسن آباد گلبرگہ میں حاضر ہوئے اور لشکر کا جائزہ
دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تختگاہ کو مع قدیم مضافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور
آیات کشورستانی مرتفع کرکے کوچ متواترہ سے کولاس مین پہونچا اعظم ہمایون کو مع لشکر احمد آباد بیدر اور ماہور

اور اُس حدود کے گلکنڈہ کیطرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امراے برار ورنگل پر مقرر کیا خود باتفاق بہادر خان
کمال وقار اور آہستگی کے ساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور چونکہ اُنھین دنون مین راے بیجانگر نے بھی اجل طبعی سے رحلت
کی تھی اور اُسکا بھتیجا بجاے اُسکے راج پر قائم مقام ہوا تھا اس سبب سے راے تلنگ اُسطرف کی کمک سے مایوس ہوا اور
اسیوجہ سے مقابلہ سپاہ اسلام سے اختیار نہ کیا اور بے اختیار جنگل اور پہاڑ کیطرف بھاگا اور بہت اپنے مقربین
اور معتمدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سعی اور سفارش کرکے قواعد صلح درمیان مین ملادے سلطان محمد شاہ
نے ابتدا مین مصالحہ سے انکار کیا اسیوجہ سے یہ عرض قبول نفرمائی اور راے تلنگ نے جب مسلمانون کا غلبہ حد سے
زیادہ دیکھا اسکے سوا کچھ تدبیر نبن آئی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک امراے معتبر دوبارہ اردوے سلطان مین
بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کمترین نے اپنے تئین بادشاہ اسلام کے بندون کی سلک مین منتظم اور منسلک کیا ہے حضرت کے
ارشاد سے کبھی تجاوز نکریگا امیدوار ہون کہ گناہ سابق کو کہ راے بیجانگر کے اغوا سے وقوع مین آیا معاف فرماوین اور
اس خاکسار کو بندگان درگاہ سے شمار کرین بہادر خان کے سوا اور بھی امرا نے جب قبول صلح اور عفو جرائم کے بارہ مین
حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو مختار کرکے فرمایا کہ جسطور صلاح دولت دیکھے عمل مین لادے
غرض بعد گفتگوے دراز اس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو زنجیر فیل اور تیرہ لاکھ ہون اور دو سو گھوڑے درگاہ مین داخل کرکے
شہر گلکنڈہ کو بھی مع مضافات اُسکے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کرے اسواسطے کہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد شاہ نے
ممالک تلنگ پر تاخت و تاراج مین مشغول ہونے سے خرابی بہت اُٹھائی ہے راے تلنگ نے اطاعت کے سوا چارہ ندیکھا
یہ امر تقرر پایا کہ سلطان محمد شاہ گلکنڈہ کے اطراف سے کوچ فرماکر عازم مراجعت ہوا اور بہادر خان کو اس مین توقف
کرکے جو کچھ والی تلنگ نے اقرار کیا ہے وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے گلکنڈہ کو بھی اعظم ہمایون کے تفویض فرماکر رایات
ظفر آیات معاودت کیواسطے بربلند کیے اور اسکے بعد احمد آباد بیدر مین نزول کرکے تین مہینے وہان توقف فرمایا اور جمیع امرا
اور سپاہ کو رخصت عطا کرکے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیرون مین جاکر استراحت کرین اور جب ایلچی تلنگ کے مع اشیاے
معہودہ کو لاس مین آئے بہادر خان اُنھین ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایلچیان خراج مقررہ تمام
وکمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ مین لائے اور خلعتہاے فاخرہ اور اسپان تازی نژاد و انعام
وافر سے سرفراز ہوے اور بعد دو تین دن کے بذریعہ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلہ عالم از روے تودد و التفات ایک
فرمان عنایت فرماکر سرحدین تعین فرماوین کہ اولاد امجاد بھی آپکی اُسطرف کے راجاؤن کو اپنا تصور کرکے نظر رحم
مبذول اور ملحوظ رکھین ہم اس عطیہ کے مقابل مین ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین کامگار کے ہو سلطان کی نظر اقدس
مین گذرانینگے بہادر خان نے یہ التماس سمع مبارک مین پہونچائی اور جب اشتیاق اُس تحفہ کی دید کا غالب آیا ایلچیونکو
حکم کے موافق دربار عالی مین حاضر کرکے دوبارہ بادشاہ کے حضور اُنسے عہد و پیمان تازہ لیا اور سلطان محمد شاہ نے
جب اضطرار اُنکا حد سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اُس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گلکنڈہ ما بین سرحد
ہماری اور اُنکی ہے جبتک اہل تلنگ سے عہد شکنی واقع نہووے اولاد اور احفاد ہمایون ہمارے راے تلنگ اور
اُنکے وارثون کو اپنے دولتخواہون سے تصور کرکے کسی وجہ اُنکے احوال سے مزاحم اور متعرض نہووین اور اُس فرمان کے
ناصیہ کو اپنی مہر خاص اور قاضیون اور امیرون اور اعیان دولت کے گواہیون اور گواہی سے مزین اور موشح کرکے اُنکے سپرد کیا اور

ایلچیون نے مسرور ہو کر ایک تخت مرصع کہ راے تلنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کیواسطے تیار کرکے اپنی سرکار مین رکھ چھوڑا تھا
حاضر کیا سلطان محمد شاہ اُسکے مشاہدہ سے نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور ایلچیون کو باعزاز واکرام موفور رخصت معاودت کی دی
اور خود بدولت واقبال بھی بتعجیل تمام دارالسلطنت حسن آباد گلبرگہ کیطرف متوجہ ہوے اور روز نوروز کو اُس شہر مین داخل
ہوکر اُس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور بساعت تحویل مین اُسپر جلوس فرمایا اور بہادران اور غازیون کو کہ اُس یورش
مین کار بہادری کے آثار ظہور مین پہونچاے تھے انواع لطف ومرحمت سے سرفرازی بخشی نظم بہ اورنگ فیروزہ
بنشست شاہ بہ مجلس طرب رازی راد داد نشستن گردان گرد … شادی بزرگان روشن ضمیر اور تخت
کو کہ سجدہ اور تعظیم اُسکی سے دلگیر تھا تبرک سمجھکر خزانہ مین رکھا اور ایک جماعت مُسن سالخوردہ نے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی
کے عہد مین تخت فیروزہ دیکھا تھا اُنکی زبانی مین نے یون سُنا ہی کہ وہ تخت تین گز طول اور ڈھائی گز عرض رکھتا
تھا اور چوب آبنوس سے تیار کرکے اُسکے اوپر ورقے تیر مرصع بجواہر قیمتی اس صنعت سے نصب کیے تھے کہ نقل وتحویل
کے وقت تختہ ہاے مرصع کو آپس سے جدا کرکے لپیٹتے تھے اور صندوقون مین رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین بہمنیہ جو
… تخت کا ہوتا تھا سلطان محمد شاہ کی … نقش … دیا … جواہر … قیمتی اُسپر
… یہانتک کہ سلطان محمود … پیوستہ تھے کہ اُسمین … بعض جواہر نفیس … برآورد … کرکے
… مرصع کو بصرائی اور … آراستہ … ایک … نے ایک کرور ہون کہ مراد سولاکھ
ہون سے ہو تخت فیروزہ کی قیمت کی القصہ حکایت اُس تخت کی جواہر … کرنیکی اور مبارک … اُس
نام وجہ تسمیہ … مناسب … تحریر ہوگا … ملا اسمعیل نے … اُس تخت کی اُس … کے
باور … اُس سے رجوع تھی مین نے وجہ تسمیہ تخت فیروزہ کی … جواب دیا کہ ابتدا مین
… اُسکی میناے فیروزہ رنگ سے تھی سلطان محمد شاہ بہمنی نے اُسکا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر
مین مینا اُسکا … ہوا … کہ رنگ اصلی اُسکا ہرگز محسوس نہوتا تھا اور سلطان
محمد شاہ بہمنی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے قدوم سے رشک سپہر فیروزہ رنگ فرمایا چالیس دن
… عیش وطرب کو درازی دیکر ایک مجلس بہاری آراستہ کی اور … کو درمیان سے
… حکم کیا کہ اندنون مین تمام عوام الناس نفس امارہ کی ہوا وہوس کی راہ چلا کرین اور جمیع امرا اور اعیان
… الناس علی دین ملوکہم پر عمل کرکے اپنے مکانون مین عیش وعشرت سے … مشغول ہوے اس درمیان مین ایک
جماعت استادان موسیقی وہان سے کہ عمل وصوت انکے سردار میر حسن دہلوی … خوب ماہر تھے مع تین سو تواجی کیطرف
… سے حسن آباد گلبرگہ مین آئے اور سلطان محمد شاہ نے انکا موجود ہونا ایسے وقت مین کہ ہنگام نشاط … تھا غنیمت
جانکر اُنکی عزت مین کوشش کی اور روز آخر جشن مین ایک مجلس مختصر ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین محمد
غوری اور صدر الشریف کو اجازت دی کہ پاے تخت مین بیٹھین اور بہادر خان ولد اسمعیل فتح کو خطاب میر الامرائی
دیکر پایہ اُسکی قدر ومنزلت کا فرقدان سے گذرانا اور اُسکے بیٹے شاہزادہ مجاہد شاہ کیواسطے خواستگاری کرکے
عقد باندھکر آئین شاہان کا مُلک اُسکے سپرد کی جیسا کہ ملا داؤد بیدری کی کتاب تحفۃ السلاطین مین لکھا ہی کہ
اندنون مین مین بارہ برس کا تھا اور مہرداری کی خدمت مین سرفراز تھا مجھے خوب یاد ہی کہ جسوقت سلطان محمد شاہ

اپنے عکس رخسار سے باد لو بہار مجلس کو ارغوان کرتا تھا ایک جماعت قوالون سے دو بیتین امیر خسرو کی کہ مشتمل بادشاہون کی مدح اور حسن خداداد کی تعریف مین تھین نغمۂ روح افزا اور حسن صوت سے گاتے تھے سلطان نے خوشوقت ہوکر ملک سیف الدین غوری سے فرمایا کہ یومیہ ان تین سو قوال کا جو دہلی سے آئے ہین راے بیجانگر کے خزانہ پر لکھو ملک نائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو ان شراب کے نشا پر کیا لیکن باقتضاے مجلس زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر یہ امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے مافی الضمیر ملک نائب کا سمجھکر اسکو کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت ہوشیاری مین ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ قوالون کا حصہ راے بیجانگر کے خزانہ پر لکھا گیا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا اب تحریر ہوگا سلطان محمد شاہ نے کہا اسوقت چرخ نے سروری میری تسلیم کی اور زمانہ نے میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمہ لغو اور زائد جاری ہووے اور میرا حکم قوالون کے وظیفہ کے بارہ مین نشہ کے رو سے مستی اور بیخبری کے تھا مین اس مقدمہ مین جازم اور جازم ہون خلاف ساعت مین زر سند وظیفہ قوالون کے یومیہ کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر اکتفا کرکے راے بیجانگر کے پاس بھیجے کہ بے تامل بتعلل وجہ برات وظیفہ مرسول رکھے ملک نائب سیف الدین غوری کہ غیبت سلطان محمد شاہ کے مثل ان امور کے وجہی جانتا تھا سند برات زر خزانہ لکھکر بیجانگر مین روانہ کی راے بیجانگر کہ بہت مغرور اور شجاع تھا اس رمز و اشارہ سے نہایت آزردہ ہوا اور حامل سند کو گدھے پر سوار کرکے تمام شہر بیجانگر مین تشہیر کرکے نکالدیا اور بے تامل جمع لشکر کا حکم دیکر بقصد تسخیر ممالک شاہان بہمنیہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کوہ تمثیل لیکر نہایت عظمت استقلال و غایت تکبر بد تجربہ سے سرحد دکن کیطرف متوجہ ہوا اور قلعہ ادونی کے ظاہر میدان لشکرگاہ کرکے آدمیون کو ولایت مسلمانون کی تاخت و تاراج سے باز رکھا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس قضیہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر پدر اور برادر دو برس کی محنت سفر کھینچے ہوے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی دونون لشکر اپنے محال مین چھوڑکر خان محمد کو مع لشکر دولت آباد طلب فرمایا اور خمس غنائم و یلم پٹن کو شاہزادہ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ سادات اور مستحقین پر تقسیم فرماوے اور غزاے کفار کی اجازت حاصل کرکے التماس دعاے خیر کرے اس صورت مین شیخ محمد سراج نے مستحقین اس دیار کو عطایاے شاہی سے خوشدل کرکے جمعہ کے دن باتفاق مشائخ و علما حسن آباد گلبرگہ کی مسجد مین گیا اور بحضور قلب نماز ادا کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کیواسطے فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرماکر خیمہ و بارگاہ باہر بھیجی اور اسے بیجانگر اس سبب سے کہ موسم برسات تھا اور آب کشنہ طغیانی پر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے قریب آنکر لوازم قلعہ گیری مین اسقدر سعی اور کوشش کی کہ طاقت بشری مین نسماوے بجا لایا اور مردم اندرونی نے کہ آٹھ سو مسلمان جنگی اور بہادر رکھتے قلعہ کی حفاظت مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر شرائط وفاخواہی مین کسیطرح سے کمی نہ کی لیکن قلعہ کا داروغہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیزون مین سے تھا سستی اہل قلعہ سے بعضے معاملات مین سخت گیری کی اور وہ نفاق اور خلاف کے منجر ہوے مردم معتبر اندرونی مراسم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو راے بیجانگر نے مفتوح کیا اور کفار شدید العداوت نے دست بشمشیر خنجر ہوکر مسلمانون کو مع زن و فرزند بعقوبت و رسوائی تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ مین پوشیدہ ہوا تھا اور رات کیوقت تغیر لباس کرکے

گنج اختفا سے باہر آیا اور ہمراہی پیادہ ہاے کفار قلعہ سے برآمد ہوکر جلد آب کشنتہ سے عبور کیا اور جلادا جل کی رہبری
ہدایت سے بہ تعجیل تمام آپکو تختگاہ حسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت مین عرض کیا ہوا
اسبب بیجانگر میں وحشم کے نفاق کے سبب قلعہ مدکل پر غالب ہوا اور یہی کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگانی کی
ساحل سلامتی پر نہ پہونچی سلطان محمد شاہ کہ بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مثل دریاے
زمین آسکا جوش وخروش مین آیا دم نہ مارا اور اسیوقت اس بیجاریسے کے قتل کیو سطے اقدام سعی ادر بیاے
اپنا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کو کہ اسقدر آدمیون کی موت دیکھی ہو آسکی صورت دیکھنی روا نہین
بیت انقدر قدرت قضا پیمان + وان ملک سیرت ملوک آثار + چسدم کہ خبر موحش مسلمانون کی شہادت
سی بیمانہ واب سکا نقا انقا وبعد بشکر کھینچکر ماہ جمادی الاولی ۷۶۷ سات سو سڑسٹھ ہجری مین رکاب نیزہ
انتقام کو قدم دولت پا مداحت اینا بار کیا اور قسم کھائی کہ آتش سے مسلمانون کے عوض جبتک لاکھ ہنود کو تیغ انتقام
سے قتل نکرونگا شمشیر جہاد میان مین نکرکے ہاتھ قتل سے نکھینچونگا جب دریاے کشنہ کے ساحل پر پہونچا
فرمایا قسم ہے اُس خدا کی جسنے مجھے پیدا کرکے مرتبہ شاہی پر سرفراز کیا اسقدر اگرچہ ہراس آگین کی بدخوئی اور مخالفان
بہ بیست وسہ شوکت اور جنگجوئی سے نہین ڈرتا اس سپاہ زنجبا کے ساتھ بلاتوقف اس دریا سے عبور
کرکے وہین ملک ظفر بخش ذی غلبہ راے بیجانگر کے قلب لشکر تاخت لاؤنگا اور اسکے سلک جمعیت کو بنات النعش
کیطرح متفرق اور پریشان کرکے ارواح شہداے مدکل کو شاد کرونگا پھر شاہزادہ مجاہد شاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب
سیف الدین غوری کو ملک ومال کا صاحب اختیار کرکے بیس زنجیر فیل مست کے سوا سب فیلان کو مع مجاہد شاہ
کے بلوازم رعیت بجالایا اور حسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ کیا اور خود بسعادت واقبال تین دن مین آب تنجبوزخار
سے عبور فرمایا باتفاق جمیع مورخان نو ہزار سوار کا جائزہ لیا اور بیجانگر کا راجہ باوجود کہ تیس ہزار سوار اور
نو لاکھ پیادے ہمراہ رکھتا تھا سلطان محمد شاہ بہمنی نے جب دریاے زخار سے عبور کیا سراسیمہ اور حیران ہوکر
ایک رات کو کہ آندھی اور ہوا تھی رخت اور اسباب واحمال اور اثقال اور فیل اور خزانہ بیجانگر کیطرف روانہ کیا اور خود
بدہ اس نیت سے رہا کہ جب شب پردہ ظلماتی روے آفاق سے اُٹھادے اور آفتاب دریچہ مغرب
سے برآمد ہوکر زمانہ کو روشن کرے جنگ اور عدم جنگ مین جو کچھ سب کی صلاح ہو اُسکے عمل کرے قضارا
مردم اردو بازار کے اور ہاتھی اور تمام مرکوب اور بارکش نے کیچڑ اور باران کی کثرت سے اُس رات کو دو کوس بھی
مسافت نہ طے کی چلنے سے عاجز آئے اور جس مقام مین پہونچے توقف کرکے تن رضا بقضا دیا لیکن اُسی رات کو
خبر کوچ کفار سلطان محمد شاہ کے اردو مین منتشر ہوئی بادشاہ اردو بازار اور خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام مین
چھوڑکر مع اسپ وقبچی لشکر بیجانگر کیطرف متوجہ ہوا اور صبح کیوقت اُنکے لشکرگاہ کے اطراف مین پہونچا
رسنے شقاوت اثر اور جمیع مردم دیگر نے اپنی سلامتی فرار پر منحصر جانی اموال اور اسباب واقبال سے قطع نظر
کرکے قلعہ ادونی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ اُس مقام مین کہ جہان اردوے کفار تھا تاخت لاکر دانا نہ شوکت
اُس خاندان قدیم کو بے رحمت وشفقت اپنے تصرف مین لایا اور قتل عام کفار اردو کا حکم صادر فرمایا غرض کہ
عورت اور مرد اور جوان اور بوڑھے اور غلام اور آزاد سے ستر ہزار آدمی قتل ہوے اور تحفۃ السلاطین کی

روایت سے دو ہزار ہاتھی اور تین سو ارابہ توپ اور ظروف زرین کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک عدد سنگاسن مرصع سونا
بادشاہ کے خزانہ میں داخل ہوا باقی غنائم امرا اور سپاہی متصرف ہوے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو مقدمہ دوسرے فتوحات
کا سمجھکر موسم برسات کا قلعہ مدکل میں بسر کیا اور اسکے بعد کہ خان محمد مع لشکر دولت آباد بادشاہ کے لشکر میں شریک ہوا
اور جمعیت عظیم بہم پہونچی کوچ کر کے بقصد قتل کفار قلعہ ادونی کیطرف روانہ ہوا اور راے بیجانگر کہ آب تمنبدرہ
سے عبور کر کے نواح قلعہ ادونی میں اقامت رکھتا تھا اپنے بھانجے کو اسکی حکومت دیکر ولایت کے درمیان چلا گیا اور
لشکر اطراف و جوانب کو فراہم کر کے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بیجانگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ
خان محمد کی صلاح پر عمل کر کے تسخیر قلعہ کا عازم نہوا اور فرمان مطالعہ تمام قلعون اور ممالک محروسہ میں ارسال کر کے
توپ اور گردہ بہت طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ پیشتر دکن کے درمیان میں شایع نہ تھا سرداری اسکی
مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی کیطرف کہ امراے معتمد سے تھا رجوع فرمائی اور تمام رومی اور فرنگی کہ ملازم
اس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوے اور توپخانہ عظیم آراستہ ہوا اور اس سبب سے
کہ آدمی وہان کے مشہور تھے کہ راتون کو چورون کی طرح دائرہ پر تاخت کر کے گھوڑے اور آدمی بہت ضایع
کرتے تھے اسواسطے مقرر ہوا کہ جمیع فیلان بیجانگر کو حسن آباد گلبرگہ میں لیجاوین اور امرا و سپاہ اشیاے ضروری
فقط ہمراہ رکھین اور باقی کو پھیر دین اور طناب در طناب کھینچین اور لشکر کے دور میں ارابہ توپخانہ زنجیر سے باندھکر
لوازم ہوشیاری اور بیداری میں کوشش کرین اسکے بعد بادشاہ نے اس آئین اور ترتیب سے حوالی قلعہ ادونی سے
کوچ کر کے نہر تمنبدرہ سے عبور کیا اور ولایت بیجانگر میں داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ سلاطین ہے کہ بنفس نفیس
بقصد غزا ولایت بیجانگر پر فوج کشی کر کے مظفر و منصور مراجعت کی اور جب بعزیمت ثابت و راسخ ارادہ
کشن راے کیطرف متوجہ ہو کر رایات اسلام اس مملکت میں جلوہ گر کیے کشن راے نے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع
لا کر مسلمانون کی صف آرائی کیواسطے لوازم مشورت پیش پہونچاے آخر یہ بات اسپر قرار پائی کہ بھوج مل راے
کہ سپہ سالار کفار تھا اپنی مان کیطرف سے راے سے قرابت رکھتا تھا چیدہ اور خلاصہ لشکر لیکر افواج شاہی سے مقابل
ہو کر جنگ میں آمادہ ہووے اور راے بھوج مل نہایت غرور سے اس خدمت کا متعہد ہو کر راجہ سے بولا کہ اگر تیرا
حکم ہو میں مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ خدمت میں حاضر کرون یا اسکا سر شمشیر کین سے جدا کر کے تیرے ملاحظہ
سے گذرانون کشن راے نے جواب دیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال میں مطلوب نہین ہے اسکا مرنا بہر کیف بہتر اور انسب
ہے پھر بھوج مل راے خیل و حشم کی دلجوئی اور تسلی کر کے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے
مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز امرا اپنی مجلسون میں حکم کرین کہ علماے براہمہ اپنی کتب دینیہ پڑھکر
مسلمانون کے قتل اور دفع کرنیکے ثواب سے خلائق کی خاطر نشان کرین اور جنگ پر اس جماعت کی ترغیب و تحریص
کر کے انکے اعمال قسم ذبح مادہ گاو اور ہتک حرمت اصنام اور قتل کفار اور بت شکنی وغیرہ من ہذا القبیل بیان کرین
اور جب اس طریق سے طی مسافت کر کے بین الفریقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور سرنوبتیون کو
حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کرین القصہ پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر قلم آئے ازانجملہ دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادہ اور تمام کارخانہ آتشبازی کا خان محمد کے ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا اور چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکورہ کو نورد

قیامت کا آپس میں سامنا ہوا اور صبح سے سہ پہر تک مانند تلاطم امواج پرجوش و خروش آپس میں مشغول جنگ رہے
دونوں طرف کے آدمی بہت مقتول ہوئے موسیٰ خان اور عیسیٰ خان افغان کہ میمنہ و میسرہ خان محمد کی اتنی نوبت
تیر و تفنگ سے شربت شہادت کا چکھکر روضہ رضوان میں داخل ہوئے اور ان دونوں سرداروں کی سپاہ متفرق ہو گئی
قریب تھا کہ چشم زخم افواج ظاہرہ اسلام کو پہونچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ تین ہزار سوار کمل سے ایک طرف جنگ گاہ میں
آیا اور خان محمد بادشاہ کے پہونچنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پراگندہ بھی اطراف و جوانب سے مجتمع ہو
اور مقرب خان نے توپخانے کو آگے بڑھا کر لوازم آتشبازی میں کوتاہی نہ کی سوار و پیادہ کفار کہ ضرب توپ و
بندوق سے مضطرب اور سراسیمہ کیا اور خان محمد کو پیغام کہلا بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہو گئے ہیں اب
انکے احوال میں راہ پائی ہے اگر حکم ہووے اپنے لشکر نکالکر مع بہادران جوانان خاصہ انپر حملہ آور ہوں اور خان محمد نے
ایک جماعت امراے مقرب خان کی مدد کیواسطے بھیجکر اشارہ کیا کہ جنگ میں مشغول ہووے اور خود بھی پیچھے
روانہ ہوا اور برق کی طرح ایسا تند گیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتشبازی کی نہ رہی شمشیر و خنجر لیکے مقابل
آئے بیت چکاچاک خنجر ز میدان کین ✦ بہفتم فلک شد ز روے زمین ✦ اس درمیان میں فیل خان محمد کا کہ شیر شکار
نام رکھتا تھا فیلبانوں کے حکم سے سرکشی کرکے بھوج مل راے کی فوج پر گیا مگر اپنے مقام پر اسکے ایستادہ ہونے سے تفرقہ
راہ نپائی تھی حملہ آور ہوا اور بھوج مل راے کے ہاتھیوں نے اسے کام سے باز رکھا اور خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہوکر
اور طرفوں سے پانسو جوان ہمراہ لیکر بھوج مل راے کے قلب لشکر پر متوجہ ہوا اپنے فیل کو دیکھا کہ عجائب و غرائب اور بوقلمون
انواع سے بلکہ ایسا قضیہ کبھی ظہور میں نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ ہے کہ فیل شیر شکار نے کہ فیلبان اسکا مقتول ہوا تھا اور کوئی اسکی
پیٹھ پر سوار نہ تھا خان محمد کے پہونچتے ہی لشکر اسلام کے پیش رو جاکر صفوف اعدا کو زیروزبر کیا بھوج مل نے زخم کاری
اٹھا کر بھاگا اور امراے دیگر کہ جنگ میں مشغول تھے افواج قلب کو متکسر دیکھکر انھوں نے راہ فرار پائی اور ابھی ہمیشہ
غازیوں کی غلاف سے برآمد ہوئی تھی کہ چھتر اور رایات بادشاہ سکندر اقبال کے نمودار ہوے حکم فرمایا کہ علت غائی جنگ
اور فتح کی جو مقتول ہونا کفار بددین ہے اس بارہ میں مساعی جمیلہ بتیں پہونچاؤ پھر تو قتل کا بازار گرم ہوا مسلمانوں نے
استقدر اس امر میں کوشش کی کہ کوئی عورتوں اور بچوں تک جو اس نود سے جانبر نہوے اور سلطان محمد شاہ نے اس فتح کے بعد
ایک ہفتہ اس مقام میں قیام کیا اور فتحنامے اطراف و جوانب میں ارسال فرمائے اور جو چاہتا تھا کہ اپنے عہد و قسم
کو وفا کرے کشن راے کے اردو کے قتل میں متوجہ ہوا اور انھوں نے تاب مقاومت کی نہ لاکر خانمان صبر و شکیب کو برہم
مارا اور باوجود کثرت خیل و حشم دشت ادبار میں آوارہ ہوے اور ننگ و ناموس کا پاس مطلق نکیا
بیت کس گرفتار نام و ننگ مباد ✦ کوچہ راہ و رسم تنگ مباد ✦ عاقبت الامر شاہ سکندر جاہ سلطان محمد شاہ
بہمنی نوبت بہ نوبت تین مہینے کے اسکی جستجو میں متعاقب رہا جسوقت فرصت اور قابو پاتا تھا تیغ یمانی سے ہنود کی سرافشانی میں
مشغول ہوتا تھا یہانتک کہ کشن راے عاجز ہوکر دارالملک بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کے پہاڑوں میں جاکر
پناہ لی اور نو لاکھ پیادے راہ مداخل اور مخارج دشوار گزار میں مقرر کیے اور سلطان محمد شاہ کسی وجہ اسکے تعاقب
سے باز نہ آیا اور بیجانگر کے نواح میں خیمے اور خرگاہ ایستادہ کرکے تمام افسروں کو مورچے تقسیم کیے اور
ہر روز شہر کے گرد بنیاد جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کنارہ رو میں آتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور

سلطان محمد شاہ قریب ایک ماہ کے سعی موفورہ بجا لایا کہ اس شہر مین داخل ہوکر خواہش اور آرزو کے موافق عمل کرے کسیو میں
سے بیسر نہوئی پھر مقام جبلہ مین ہوکر آپ کو بستر ناتوانی پر ڈالا اور اس راز سے خان محمد اور مقرب خان کے سوا تیسرے کو
واقف نکر کے طبل کوچ پر چوب ماری اور کشن رائے مسلمانون کے قتل اور تلافی خون ہنود کا عزم جزم کر کے
دارالملک بیجانگر سے برآمد ہوا اور نہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب مین روانہ ہوا اور کفار ارباب
اسلام کے اردو کے پس و پیش تاخت کر کے ادہون کے کنارے جاتے تھے اور شور و غوغا بلند کر کے کہتے تھے کہ تمھارا بادشاہ
مر رہا ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی ہم تم مین سے ایک متنفس کو نچھوڑینگے کہ وہ زندہ اپنے ملک مین پہونچین
انکی روحین وطن جانیکی آرزو مین اس میدان لق و دق مین بھٹکتی پھرینگی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کوچ کے وقت
سنگھاسن مین استراحت فرما کر چادر سر پر ڈالتا تھا اہل اردو شاہ کی زندگی پر بدگمان اور تشکی ہو کر مضطرب ہوتے تھے
اور خان محمد اور مقرب خان خلائق کو دلجوئی اور دلاسا کر کے کوچ پر کوچ جاتے تھے یہانتک کہ آب تمندرہ سے عبور
کر کے ایک صحرائے سطح اور ہموار مین پہونچے اور وہان مقام کیا اور کشن رائے بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اس
منزل مین پہونچکر فروکش ہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ نے تدبیر کو تقدیر کے موافق دیکھکر خلق کے نفع نظر کیواسطے تا عصر کے وقت
تہمت نازل ہوتی رہی بار عام دیا اور ایک لحظہ مجرائیون کے سلام مین مشغول ہوا اور پھر ضعف کا بہانہ کر کے دربار برخاست
کیا اور سپہ سالار جمیع امرا کو خلوت مین بلا کر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح کرین اور فلان موضع مین بعنوان محافظت اردو
توقف اپنے منتظر قدوم بادولت رہین القصہ جب افسران سپاہ حکم کے موافق کاربند ہوئے سلطان محمد شاہ نے جنگی لباس
زیب تن فرمایا اور آدھی رات کو فتح و نصرت کے شبدیز پر سوار ہوکر صحرائے مذکور مین خرامان خرامان تشریف لے گئے
اور ہر ایک کہ ایک خدمت اور ایک سمت مین رجوع کر کے بقصد شبخون روانہ ہوئے اور کشن رائے اور اسکے ارکان دولت
ابواب بنگاہ مسدود ہونے سے غنیم کی خستہ حالی اور زبونی کو یقین کر کے تمام رات مے نوشی اور رقاصی مین مشغول رہے اسوقت
جبکہ رات کے پچھلے قریب اطراف و جوانب سے آواز جان خراش بگیر و بکش کی بلند ہوئی اور غازیون کی تکبیر و صلوٰۃ کا غلغلہ
گنبد افلاک مین پہونچا اسکی برکت سے تمام کفار کا پانون قرار جگہ سے ہلگیا اور بطریقہ فرار کا نایا کشن رائے تفرقہ اپنی جمعیت مین
دیکھکر سمجھا کہ فراہم انکا تحمیل و جشنم کا نہایت دشوار اور محال ہے وہ بھی حمیت اور غیرت کو پس سر کر کے مفرورون پر سبقت
کر گیا ایسا بھاگا کہ بیجانگر تک کسی مقام مین باگ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے اسکے تمام خزانہ اور اسباب شوکت پر تصرف
ہوکر جب منزل تک پیچھا کیا اور دس ہزار کفار ایک باگ موڑنے مین فی النار کیا اور سیکڑون کو مجروح کر کے ہلاکی انکی ذراتون
سے برلایا اور ابھی تک آتش غضب کی حرارت اور غصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اترا بیجانگر کے تیس چالیس کوس
تک جس مقام مین آدمی کا نام سنا تاخت کر کے بندون کو ہلاک کر کے شہر خموشان بنایا بیجانگر کے معتبرون اور نامدارون نے
جب یہ حالت مشاہدہ کی کشن رائے پر غیظ مین آنکر سرزنش اور ملامت کی اور بولے کہ تیری رائے اور حکومت بہت شوم ہوئی
تو نے مال ناموس ہمارا برباد کر دیا اور قریب دس ہزار کے برہمن مارے گئے رعیت سے نام و نشان باقی نرہا کشن رائے
نے جواب دیا کہ بے مشورہ اعیان ملک مرتکب کسی امر کا نہین ہوا اور اپنے طالع مین کسی طرح کا اختیار نہین ورائے
و تمام [illegible] فرمان بردار [illegible] جیسا کہ تیسرے باب نے مسلمانان ترک سے لیکر بادشاہ علاء الدین حسن
[illegible] مسلمانون [illegible] رائے نے یہ بات قبول کی الحمد بنکو سلطان

محمد شاہ کے حضور بھیجکر اوضاع سابقہ سے اظہار ندامت کرکے صلح کا طلبگار ہوا سلطان محمد شاہ نے اس سے انکار کیا
اور ایک ندماے گستاخ نے کہ اس دربار مین حاضر تھا معروض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہی کہ آٹھ سو مسلمان کے
عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور یہ قسم نہین کھائی کہ ہنود کا تخم جہان سے اٹھا دین سلطان محمد شاہ نے ہنسکر تسلیم کیا
اگرچہ قسم سے زیادہ ہندو کشی واقع ہوئی لیکن جبتک راے بیجانگر اداے زر سند یومیہ نوالان دہلی کا متعہد نہوگا مین کفار
بقیۃ السیف کے گناہ معاف نکرونگا چنانچہ ایلچی اسکے جو اپنے مالک کی طرف سے وکیل مطلق تھے انھون نے
قبول کیا اور اسی دربار مین وجہ برات وظیفہ ادا کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان پر جاری ہوا
تھا نہین چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہوکر صفحہ روزگار پر یادگار رہے الحمد للہ کہ جو کچھ مین نے اپنی زبان سے کہا تھا اُسے
بجالایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم پر خدا کی ایسا امر عجیب وغریب بادشاہان سابق اور حال سے کبھی صادر نہوا
اور عقلا جانتے ہین کہ محبت بمراتب دشوار اور طرفہ تر و بلیغ تر ہی کہ ابغار ونناگ دیو کے قتل ہونے سے تھی
بیت امثال این غرائب و زین ہم غریب تر ہا بسیار کرد دولت این شاہ و اگر ایلچیون نے جب شاہ کو خوش وقت
دیکھا عرض گزار ہوے کہ ہم بادشاہ کو اسوقت نہایت شفیق اور مہربان پاتے ہین اگر حکم عالی ہووے راہ اخلاص سے
دو کلمہ عرض کرین لہذا انھون نے اجازت پاکر عرض کیا کہ کسی دین مین روا نہین ہی کہ ایک بیگناہ کو ایک گنہگار کے عوض
قتل کرین خصوص عورتون اور بچون کو اگر کشن راے سے مسلمانون کی نسبت قلعہ مدکل مین بے راہی واقع ہوئی ہی فرمایئے
فقرا و مساکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا قلم تقدیر سے یونہین جاری ہوا تھا اور مجھے اسمین اختیار نہ تھا
ایلچیون نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک الملک نے نسبت خلاصہ ممالک دکن کے آپ کو ارزانی رکھا اور
ممالک کرناٹک آپ کی مملکت کے جوار مین واقع ہوے یقین ہی کہ آپکو اور آپ کی اولاد کو مدت ہاے مدید ہمسائگی پس
مرمین کے ہوگی اور دنیا دارون کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دوسرا وقوع مین آوے پس حال خلائق کا
کیونکر ہوگا خیراندیشی اور صلاح حال رعایا اقتضا دہ کرتی ہی کہ طریقہ قتل فقرا و مساکین کا درمیان مین نہووے
سلطان محمد شاہ نے متاثر ہوکر فرمایا کہ مین خدا سے عہد کرتا ہون کہ بعد فتح اور معرکہ گذاری کسی شخص کے قتل مین نہ پھرونگا
اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس شیوہ پسندیدہ پر عمل کرین چنانچہ اُس تاریخ سے دکن مین شائع ہوا کہ جو شخص
جنگ کے بعد دستیاب ہو اُسکے قتل اور ہلاک مین اقدام نکرین اور بے سبب رعایا اور ضعفا کے قتل
عام مین نہ مشغول ہووین اور جب ایلچیون نے وجہ برات وظیفہ نوالان ادا کی سلطان محمد شاہ نے اُنکی التماس سے دوسرے
توقعات کی نہ بلکہ از روے انصاف کوچ کرکے بلدہ حسن آباد گلبرگہ مین آنکر چہ اُسی راہ سے منزل شیخ محمد سراج
مین گیا اور کہا اُس توکل کی برکتون سے کہ کارساز حقیقی کے لطف پر کرکے ابتداے سلطنت مین نقود خزانہ درگاہ
جلیلہ نا اور عظیم سلطانہ مین مین نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالی نے ایسے خزانے اور فتوح عظیم مجھے روزی کیے
اور دعاے خیر تمھاری میرے حق مین مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کرکے دار الامارۃ مین تشریف لیگیا اور پانچ روز
سے زیادہ وبستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ رایات نصرت آیات اُسکے دولت آباد کیطرف متحرک ہوے اور چونکہ
اُس ہنگام مین سلطان نے آپ کو مدت بیمار بنایا تھا اور کفار نے از روے تسلط پر تعاقب کیا تھا جمیع ممالک محروسہ
مین خبر اُسکے فوت کی منتشر ہوئی مفسدان نے تھوڑے عرصہ مین طغیان اظہار کرکے نقارہ عصیان پر چوب ماری

ازانجملہ چونکہ ولایت دولت آباد امرائے صاحب شان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹ خان محمد کے
ہمراہ بیجانگر کے سفر مین تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاءالدین حسن کانگوئی بہمنی اُسکو فرزند کہتا تھا کونبھ دیو
مرہٹہ سردار یانکان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امرائے برار کہ اُسکے قرب وجوار مین تھے انھون نے
بھی اپنے آدمی اُسکے پاس بھیجکر رسم موافقت اور مصادقت کا ادا کیا اور بگلانہ کے راجہ نے بھی بحسب ظاہر پیام محبت التیام بھیجکر
امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان تقدمات خام پر فریفتہ ہوکر چند سال خراج خاصہ برار اور مرہٹ کا کہ
سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ مین نگاہ رکھا تھا متصرف ہوکر خیل وحشم کے فراہم کرنے مین
مشغول ہوا اور اکثر بلاد اور پرگنات مرہٹ کو اپنے قبض وتصرف مین لایا اور اعوان وانصار پر تقسیم کیے اور سوار وپیادہ سے
بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجانگر کے اطراف مین یہ خبر سنی اور اُسے اس مضمون سے لکھ بھیجا کہ جو خبر ہمارے
ناخوش تیرے گوش زد ہوئی ہین وسوسہ شیطانی غالب آیا اگر ایسے امر کے نہ پھرنا چاہیے اجتناب واجب ولازم ہے اور مناسب یہی
کہ اب بھی بمقام استغفار اور ندامت مین ہوکر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ مین بھی تیرے گناہون اور
تیرے توابعین کو ناکردہ معلوم کرکے مواخذہ نکرونگا اور زلات تیرے ساتھ عفو اور اغماض سے مقرون کرونگا اس نوشتہ
جمع زلل بمعنی لغزش ۱۲
کو بصحابت سید جلال حمید اور شاہ ملک جو مقربان درگاہ سے تھے دولت آباد کی طرف بھیجا اور بہرام خان مازندرانی
نے کونبھ دیو سے اس امر مین مشورہ کرکے صلاح پوچھی اُسنے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ ایک بادشاہ قہار
اور غیور ہی اور بعد ورود اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہوا کسی وجہ امین نہین ہوسکتے اور دولت آباد
کا قلعہ سنگین ہمارے تصرف مین ہے اور بگلانہ کا راجا اور بعضے امرائے معتبر برار کے ہم سے موافقت رکھتے ہین اس
صورت مین مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ بحکم الشروع ملتزم پر عمل کرکے اس کار سے ہاتھ نہ اٹھا دین اور ہمت مصروف رکھکر اس
مہم کو بخوبی تمام انجام دیوین بہرام خان مازندرانی کو کونبھ دیو کے افسون نے ایسا شیشے مین اتار کر مبہوت اور مغرور کیا کہ بادشاہ
کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر حلقۂ نصیحت کو زیب گوش نہ کیا اور سرکشی سر سے نہ اتاری زیادہ تر استعداد قوت
مقابلہ اور مقاتلہ مین کوشش اور اہتمام کیا سید جلال حمید اور شاہ ملک نے معاودت کرکے اطوار ناپسندیدہ اُسکے
بادشاہ سے عرض کیے سُننے اس حرکات ناپسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے دلمین آتش غضب شعلہ زن ہوئی جب
بیجانگر کے سفر سے دار الممالک حسن آباد گلبرگہ کیطرف مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو مقدمہ روانہ کیا اور خود بھی پیچھے
سے شتابان اُسطرف متوجہ ہوا نظم روان میر اندیران طرب شاہ ✤ شکار افگن ویران راہ ✤
جہان خالی شد از صید چرندہ ✤ نماند اندر ہوا مرغ پرندہ ✤ القصہ جب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ نے پیشتر لشکر
پیشکر سے مقرر فرمایا تھا بہرام خان اور کونبھ دیو اور بعضے متعلقان راجہ بگلانہ سے بہ قصد مدافعہ مسند عالی خان محمد کے
قصبۂ پٹن کے اطراف مین روانہ ہوے اور کف بذل کشادہ کرکے بہت سپاہی واقعہ طلب کو اپنے روبرو بلایا اور مسند عالی
خان محمد کہ سپاہی پیرانہ اور زمانہ کا گرم وسرد اور نشیب وفراز دیکھے بھالے تھا جنگ مین نہ دیکھکر عین قصبۂ شیوگانون مین
تردد کش ہوا اور بہرام خان مازندرانی اُسی عرصہ مین بقصد شبخون مسند عالی خان محمد کے دائرۂ فوج پر تاخت لیگیا اور چونکہ
حریف ہوشیار اور واقف کار تھا کچھ کام نہ کیکے اپنے مقام مین پلٹ گیا اور مسند عالی خان محمد لشکر مخالف کی کیفیت
وحقیقت کم وبیش دریافت کرکے جنگ مین حازم اور جازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ کوہستان ولایت اور سرحدود مین

تکاسکے نشاط مین مشغول ہے پیغام دیا کہ اقبال شاہی اور مدد ایزدی کی برکت سے جب ... پہنچیں
مخالفون کے سر پر جا کر مصاف دینگا لیکن اگر پایہ بلند پایہ بادشاہ اس احقر کے سر پر پہونچیگا ... بادشاہ ... گاہ
مین یہ خبر بشد رسول لشکر آرودکی کہ صحراے قصبہ کنج مین نزول پایا تھا انتظار کھینچکر مع ایک جماعت مخصوصان کے کہ عدد
انکے تین سو سے بھی کم تھے عازم ایلغار ہوا اور بقدر پانسو درگاہ نے بحر حیرت مین غرق ہوا عرض کیا
کہ مسند عالی خان محمد سے دریافت ہوا ہے کہ مخالفین کمال استقلال و جمعیت سے رہتے ہین اگر بادشاہ عنان
دست مدد ہمین سپرد کرکے باہستگی تمام قطع مسافت کرے تو امرا و سپاہ پہونچکر مع کوکبہ سلطنت بادشاہی دشمن
کی بیخ کنی مین متوجہ ہو وین انسب اور بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے التماس انکی پذیرا فرمائی اور بادشاہ کیا کہ
مین چاہتا ہون آپ کو ... مین مسند عالی خان محمد کے پاس پہونچاؤن اور ... تم کہتے ہو اس ارادہ سے
مخالفت رکھتا ہے جس وقت ہزار سوار ... تلنگ مین کہ مسافت بعید رکھتی ہے جا کر عدو کو سیاست پہونچائی اور
نو ہزار سوار سے راے بیجانگر کو کہ ... دشت ... آوارہ ضلالت کیا اور بادشاہ کام مراجعت کی یہ تین سو
جوان دشمنان روباہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہونگے نظم مین از کجا تا کجا تاختم * بہ ویلم پٹن سر برافراختم *
تلنگون سپردم عنان بازچون * بہ راندم ز بیجانگر جوے خون * بر آیم چو بر پشت اسپ سیاہ * بجواید ز من
کوہ البرز راہ * یہ فرماکر شب زیر شب رنگ کو گرم عنان کیا جس وقت چار کوس جا کر قصبہ پٹن مین پہنچا مسند عالی
خان محمد فوجین آراستہ کرکے بہرام خان مازندرانی کے مقابل ہوا تھا لیکن جب خبر بادشاہ کے قریب پہونچنے کی
مخالفون کے گوش زد ہوئی متعلقات راجہ بگلانہ بھی گریز کو مراکب ماسون کی طرف پھیر کر بارکت ناقت مخالفان ہوے
اور سپاہیون نے راہ فرار کو قرار سے بہتر جانکر صرفہ جنگ مین ندیکھا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو تلنگ روزگار
کے منصوبہ سے تعجب مین رہے بے اسکے کہ ترکیب قتال و جدال ہون یاد ورسے مسند عالی خان محمد کے بہادرون کی
پشت کمان دیکھین ہودسے معرکت بھاگ کر بسرعت بجلی اور ہوا کی طرح قلعہ دولت آباد مین پہونچے اور سلطان محمد شاہ
اسوقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفون کے اردو کی غارت مین مشغول تھے مع ایک سوار اور
ستر جوان وعدہ گاہ مین آیا دوست و دشمن اسکی شجاعت اور جوانمردی پر آفرین خوان ہوے اور
مسند عالی خان محمد کے التماس کے موجب وہ دن اور شب آخر کو پہونچا کر دوسرے دن صبحکو پھر نہضت کی اور
شام کے قریب دو کوس دولت آباد سے پہونچکر قلعہ کے محاصرہ کی فکر مین ہوا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو سر
خواب مستی اور غرور سے برآوردہ کرکے حیران اور عاجز ہوے اور اسی شب کو تبدیل لباس کرکے شیخ زین الدین
سے کہ دولت آباد مین رہتے تھے جا کر عرض کی نظم کای از رخت راحت دل پدید * زبان تو ہر مشکلی را کلید * چہ تدبیر
کان شاہ گردن فراز * بیاورد برما چنین ترکتاز * اگر آپکا حکم ہو قلعہ مین داخل ہو کر اعلام مدافعہ بلند کرون اور جو کوئی
امر ہمارے حال کے سزاوار ہو ارشاد فرمائیے تو اسکے موافق عمل کرون شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس پناہ لائے ہو
اور مجھسے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ مین مشورہ کرتے ہو بمقتضاے المستشار موتمن جو کچھ بہبود تمھارے حق مین ہے کہتا
ہون قلعہ مین درآنا اور دروازہ اسکا بند کرکے قلعہ بند ہونا احتیاط اور عاقبت اندیشی سے بہت بعید ہے مناسب ہے
کہ اپنے زن و فرزند ہمراہ لیکر مال و اسباب سے قطع نظر کرو اور توقف اور تامل کو لوازمہ حالت کا سمجھ کر اسی ساعت

راستہ گجرات کا لیا انھون نے شیخ کی منزل مین بیٹھکر آدمی اپنی زن و فرزند کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جریدہ بسبیل استعجال آئے تو شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر انکی انفاس متبرکہ سے طلب مدد ہمت کرکے پھر قلعہ مین داخل ہون متعلق اور لازم انکے جو محل اعتماد مین تھے اصل معاملہ سمجھکر اسیوقت تمام گھوڑون کو ساز و یراق سفر سے درست کرکے اور مردم ضروری کو سوار کرکے شیخ کے مکان مین لائے اور شیخ نے دست مبارک اپنا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو کی پیٹھ پر پھیرا اور یہ دعا دی کہ توفیق سبحانہ تعالی سلامتی تمھاری شامل حال ہوگی اور یہ گجرات کیطرف متوجہ ہوے اور سلطان محمد شاہ انکے فرار سے آگاہ ہوا علی الصباح سند عالی خان محمد نے چار سو جوان دو دو اسپہ اور سہ اسپہ ہمراہ رکاب لیکر گجرات کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مفرورون کے سر پر نہ پہونچا نہایت غضبناک اور خشمگین ہوکر دولت آباد کی طرف بازگشت کی اور یہ تجبث رنجش اور کلفت سابقہ کی باعث ہوئی کسواسطے کہ قبل اسکے یعنی ابتداے سلطنت مین تمام مشائخ دکن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب مین بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین نے شرب خمر اور ارتکاب بعضے مناہی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلافت کی بادشاہی کے لائق وہ شخص ہے کہ قواعد ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کرکے سرًا او رعلانیۃً مناہی کے گرد نہ پھرے پھر کسی چند روز مین سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میرے دربار مین حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کرکے نوشتہ اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب مین اتفاقات سے ایک دانشمند اور ایک سید اور ایک بیچارہ اکفار کے دست تظلم مین گرفتار ہوے اور کفار نے اپنے توابعین کو ان تینون شخصون کے حق مین یہ حکم دیا کہ ان تینون کو بتخانہ مین بیجاؤ جو شخص کہ بت کو سجدہ کرے اُسے جان کی امان دو اور جو شخص انکار کرکے عذر پیش کرے اُسکی فورًا تیغ ظلم سے گردن مارو دانشمند آیہ کریمہ پر عمل کرکے بت کا سجدہ بجالایا اور سید نے بھی دانشمند کی روش اختیار کرکے انکار سے فرمانے پر اقدام کیا لیکن جب بیچارے کی نوبت آئی بولا مین تمام عمر اعمال ناشائستہ مین مشغول رہا ہون نہ عالم ہون اور نہ سید کہ پناہ مین ان دو امر کے ایسا کام کرون پھر قتل ہونا اپنا گوارا کرکے بت کا سجدہ نہ قبول کیا اب میرا بھی قصہ بعینہ اُسی بیچارے کے قصہ کے موافق ہے کہ تیرے ظلمون کا متحمل ہونگا لیکن نہ تیری مجلس مین حاضر ہونگا اور نہ تیری خلافت کا اقرار کرونگا سلطان محمد شاہ غضب مین آیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکل جاوے چنانچہ شیخ بلا توقف و درنگ اپنا مصلے دوش پر ڈالکر شیخ برہان الدین کے روضہ کیطرف متوجہ ہوا اور عصا اُسکی مسند کے پیچھے زمین مین گاڑ کر مصلے بچھایا اور بیٹھا اور کہا اب دیکھون کون مرد مجھے یہان سے اٹھاتا ہے بادشاہ شیخ کے اصرار کو مشاہدہ کرکے اُس شدت سے کہ کی تھی پشیمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرعہ لکھکر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس بھیجا

مصرع من زان توام تو زان من باش ۞ شیخ نے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظ مراتب اور مراسم شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوشش کرے اور شراب کی بھٹیان ممالک محروسہ سے مسمار کرکے اپنے باپ کی سنت پر عمل کرے اور خلائق کے روبرو شراب نہ پیے اور فاضلون اور عالمون اور صدور کو امر کرے کہ امر معروف و نہی منکر مین جہد جمیل کرین زین الدین فقیر سے زیادہ تر کوئی اُسے دوست نرکھےگا اور یہ رباعی اپنے دست حق پرست سے تحریر کی

رباعی تا من بزیم بجز نکوئی نکنم ۞ جز نیک دلی و نیک خوئی نکنم ۞ آنہا کہ بجاے ما بدیہا کردند ۞ تا دست رسد بجز نکوئی نکنم ۞ سلطان محمد شاہ نے خطاب غازی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہوا تھا نہایت شاد ہوا اور

بیعت

خوشحال ہوکر حکم فرمایا کہ اسے سب القاب بافزون کرین اور بغیر اسکے کہ اسوقت مین درمیان انکے ملاقات واقع ہووے حکومت مرہٹ کی مسند عالی خان محمد کے مسلم اور مفوض رکھکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لیگیا اور شراب فروشی کی دوکانین جمیع ولایت سے اپنے دور کرکے ترویج شریعت غرا مین مساعی جمیلہ مبذول رکھے اور دکن کے چورون اور مفسدون کو جو مشہور تھے اور رہزنی اور ڈکیتی کو اپنا شعار اور دثار کرکے مسافرون اور قافلون کو لوٹتے اور مارتے تھے ہمت انکے دفع کیواسطے مصروف کی اور چارون سمت کے طرفدارون کے نام فرامین صادر فرمائے کہ ہر ایک اپنا اپنے علاقہ اور حدود چورون اور رہزنون کی لوٹ سے پاک و صاف کرین اور چھوٹے اور بڑے کے سر عبرت اور مجرا کے خدمت کے واسطے حضور مین حاضر کرین اس بارہ مین تاکید مزید اور تندغوی شدید معلوم کرکے حسب المسطور عمل مین لاوین چنانچہ چارون طرفدارون نے حکم کے موافق بدمعاشون کے مسکنون مین جاکر چھ یا سات مہینے کی مدت مین ایک نفر اس گروہ واجب القتل والدفع کا نہ چھوڑا اور ملا داود بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ چھ مہینے کے عرصہ مین بیس ہزار سر سرہنگان خود سر اور چورون اور بدمعاش کے تن ناپاک سے جدا کرکے اطراف و جوانب سے حسن آباد گلبرگہ مین لائے اور شہر اور بیرون بنجات مین چارونطرف چبوترہ سرہائے ملاعین سے بنا دھکر سیاست اور ضبط محمد شاہی جہانگیر کیا اور راہین امن اور اہل اسلام کے دل رہزنون کے دست برد سے مطمئن ہوئے اور سلطان محمد شاہ غازی نے جب ایسے کام محض شیخ زین الدین کی خوشنودی اور رضامندی کیواسطے ظہور مین پہونچائے اسوجہ سے ہمیشہ شیخ سے ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھکر مصادقت اور مخالصت کے لازمہ بجالاتا تھا اور شیخ بھی امر معروف و نہی منکر سے اسکی خوشحال ہوکر ہموارہ مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور شرائط پند و وعظ و نصیحت مین بھی دریغ نکرتے تھے اور اس سبب سے کہ راے بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمینداران دکن شاہراہ اطاعت اور فرمان برداری پر ثابت قدم و راسخ دم ہوکر مال مقرری کسی سال مین تخلف اور تجاوز روا رکھتے تھے ریاض ملک و ملت اور چمن دین و دولت خار مخالف معارض جاے بازگشت آخرت سے پاک ہوا اور سلطان محمد شاہ غازی لشکرکشی کو برطرف کرکے جہانگیری مین مشغول ہوتا تھا لیکن ہر سال ایک سمت اطراف اربعہ مین سوار ہوکر تین چار مہینے اوقات شریف کو صرف شکار کرتا تھا اور جسطرف کہ شکار کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار وہان کا تحفہ و ہدایا گذرانتا تھا اور بادشاہ کو دار الملک مین پہونچاکر معزز اور مکرم ہوکر بازگشت کرتا تھا اور خرد و بزرگ اور وضیع و شریف دکن اس بادشاہ کے عہد عدالت مہد مین امن و امان سے زندگانی کرکے عیش و کامرانی کے سوا کچھ کام نرکھتے تھے اور اسکے وجود باجود کو نعمت عظمی جانکر شکر واہب العطایا مین پہونچاتے تھے لیکن جو واب اور قاعدہ گرگ اجل کا ہے کہ ہردم ایک یوسف کو پھاڑتا ہے اور ہر لحظہ ایک یعقوب کو حزن و ملال مین مبتلا کرتا ہے پنجہ آسکے صید حیات مین مارکر ذیقعدہ کی نوین تاریخ ٧٦٦ھ سات سو چھیاسٹھ ہجری مین عشرت سرا سے جہان بیداد سے لیگیا اور اہل جہان کو چندروز بستر گریہ و زاری مین ڈالا اور رقم فراغت اور رفاہیت کی صفحہ احوال دکنیون سے ناخن غدر کی نوک سے حک کی اور اس غفران پناہ کو باپ کے پہلو مین خاک عدم مین پیوند کیا زمانہ نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اسکی تربت پر لکھی نظم

خوشا بادشاہی کہ چون او گذشت ؛ از و بازماند چنین سرگذشت ؛ در ایام دولت بود دستکام ؛ ہنگام رحلت بود نیکنام ؛

سراج التواریخ کی روایت سے بمقتضاے ورفعنا بعضھم فوق بعض جسقدر ہاتھی اور خزانہ

کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی بہمنی مین جمع ہوا تھا اُسکے بعد کسی سرکار شاہان بہمنیہ مین بہم نہ پہونچا کسواسطے کہ اسکے عہد مین سرکار خاصہ مین تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور زیادہ سے تین ہزار فیل شمار مین آئے اور زمانہ مین دوسرے بادشاہون کے ہرگز سرکار خاصہ مین دو ہزار ہاتھی بھی نہ تھے اور اسیطرح اُسقدر خزانہ کہ اُسکے عہد مین نشان دیتے ہین دوسرے زمانہ مین اُسکا نصف نہ تھا اور یہ بھی کسی کتاب مین لکھا ہے کہ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے پیشتر اور اُسکے بعد اقلیم دکن پر فرمان روا ہوے ایسی قباحت راے کرناٹک کے سر پر نہین لائے اور معلوم نہین کہ اسکے بعد بھی ایسا قصد حکام اُس ولایت کو پیش آیا ہو قصہ کوتاہ جو ہاتھی کہ سوا اور سر برگ اُس مملکت کی مدت دراز مین فطار اور امصار ہندوستانی سے بہ مساعی جمیلہ فراہم لائے تھے یکقلم جمع مصرف سلطان محمد شاہ بہمنی غازی صاحب طالع کی تصرف مین آئے اور اکثر خزائن اور اسباب مجموعہ سات سو برس اُس خاندان کا کہ جو سرکار سلاطین بزرگ مین مثل اُسکے بہت کم میسر آیا ہوگا تاراج حوادث مین گیا اور اول سے آخر تک پانچ لاکھ کے قریب کافر رعیت اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور رسا فراور مجاور اور زن اور مرد علف تیغ خون آشام غازیان عظام ہوے مملکت کرناٹک نے ایسی صدمت ویرانی کی قبول کی کہ زمانہ دراز مین حالت اصلی پھر نہ آوینگی ایام سلطنت سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سترہ برس اور نو مہینے اور پانچ دن تھے

ذکر مجاہدہ کا کمر پر باندھنا قلم مشکین رقم کا بیان کیفیت احوال فرخندہ فال شاہ جم دستگاہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی کا اور قتل ہونا اسکا بیجاپور سے معاودت کے وقت آغاز جوانی مین

مورخان دانشور نے بقلم مشکین اثر صفحہ بیاض زمانہ پر اسطرح منقش اور مرقوم کیا ہے کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نواسہ ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باپ کے بعد تخت دکن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشید رو اور قوی ہیکل اور متناسب اندام مین اپنے تمام اقوام سے ممتاز اور مستثنیٰ تھا اور قوی جثہ اور زبردست اور صاحب قوت تھا اور جلادت اور شجاعت مین عدیل و نظیر نرکھتا تھا اور زبان ترکی خوب بولتا تھا اور مدار مصاحبت اور مجالست اُسکا ترکون اور پارسیون پر تھا اور لڑکپن سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور حرف اُسکا سواے شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم بہمن نامہ اُسکے مدح مین کہتا ہے نظم زگہوارہ چون پاے بیرون نہاد ٭ بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد ٭ بسے تند گردون کش و پیل زور ٭ کہ نشنید گفت کسے وقت شور ٭ چنان بر سر کنگرہ میدوید ٭ کہ انگشت حیرت فلک میگزید ٭ اور ہ آوان کودکی مین ایک شب کو خزانہ پدر توڑ کر چند بدرۂ زر سرخ اور سفید اُٹھائے اور لڑکون کو جو ساتھ کھیلتے تھے تقسیم کرکے انھین خوش کیا اور خزانچی نے صبحکو اسکی کیفیت سلطان محمد شاہ غازی سے اظہار کی سلطان محمد شاہ اس جسارت اور بے ادبی سے نہایت آزردہ ہوا اور آثار غضب کے چہرہ پر ظاہر کرکے مبارک تنبول دار یعنی گلوری ساز خاصہ کو اُسکے طلب مین بھیجا شاہزادہ حاضر ہوا باپ کا احوال دگرگون پایا جو کوئی علاج نہین آتا تھا تسلیم کرکے باادب ایستادہ ہوا اور باپ نے قہر و غضب مین آنکر کئی چابک آپ سے مارے کہ جسم نازنین اُسکا مجروح ہوا سلطان مجاہد شاہ نے شکایت مبارک تنبول دار کی اپنی والدہ سے کرکے یہ تقریر کی کہ اگر وہ مجھے اس معاملہ سے خبر کرتا مین آپکو تشفیع کرتا یا دوسرے وقت ٹالکر دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمی کی آتش غضب ساکن ہوتی دربار مین حاضر ہوتا اُسنے جواب دیا کہ مبارک تنبول دار خاصہ کا اس امر مین کچھ گناہ نہین ہے بادشاہ کا حکم تھا

بادشاہ

[بـ]ادشاہ نے جب یہ سُنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کر کے حرم سرا سے باہر آیا اور بغض کے آثار ہرگز ظاہر نہ کیے اور
[مـ]بارک قبول ہوا رخاص پر سب ظاہر نظر عطوفت بدرجۂ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب اٹھا کر
[غـ]ایت نرمی سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ تو نہایت شہزور ہی اور علم کشتی مین قوت اور مہارت تام رکھتا ہی اور زبردست
[پـ]ہلوانون کو کشتی مین زیر کرتا ہی آ ہم اور تو کشتی کرین مبارک قبول ہوا جو اُسکی خفگی اور آزردگی سے خبر نہ رکھتا تھا اور
[با]شاہزادہ کم سن چہاردہ سالہ اور یہ تیس برس کا جوان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور تامل ٹھوک کر اُسکے مقابل
ہوا شاہزادہ نے اُسے اٹھا کر اسطرح سے زمین پر دے مارا کہ جنبر اُسکی گردن کا شکستہ ہوا اور لحظہ مین مرغ روح اُسکا قفس
[تـ]ن سے عزم سیر کر دار البقا کے آشیانہ کی طرف پرواز کر گیا القصہ سلطان مجاہد شاہ تیس برس کے سن مین تخت دکن پر
[ا]جلاس کر کے دولت آباد مین آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست
[ا]رادت شیخ زین الدین کے ہاتھ مین دیکر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور چونکہ مسند عالی خان محمد کے استقلال
[ا]سے متوہم تھا اعظم ہمایون کو قلعہ دار دولت آباد کر کے مسند عالی خان محمد کو معزول کیا اور کشن رائے والی بیجانگر کو لکھا کہ قلعے
[ا]ور بلاد مابین آب کشنہ اور آب تنبدرہ ہمارے تمھارے درمیان مشترک ہین اس سبب سے بین الفریقین ہمیشہ نزاع اور
گفتگو واقع ہوتی ہی صلاح یہ ہی کہ آب تنبدرہ کو سرحد کرین آب سمیت بندرامپور کے اُسطرف تمھاری تصرف مین رہے
[ا]ور آب مذکور اور دریا کے اُسطرف ہمارے زیر نگین ہووے اسصورت مین لازم ہی کہ قلعہ بنکاپور اور بھی قلعے اور بلاد ہمارے
[ا]دازمان درگاہ کے سپرد کرو تو یہ نزاع زائل ہونے سے مخالصت اور موافقت کا طریق مسلوک ہووے کشن رائے نے
اُسکے در جواب لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل آب کشنہ کے ساحل تک رایان بیجانگر کے تحت مین تھا مناسب
یہ ہی کہ آپ کشنہ کو حد کر کے قلاع مذکورہ کو ہمین واگذاشت کرین اور وہ ہاتھی کہ بعضے امرائے کنہرہ کے زبونی سے سلطان
محمد شاہ غازی تصرف مین لایا تھا بھیجدین تو کدورت ہمارے آئینۂ قلب کی ساتھ صفائی کے مبدل ہو سلطان مجاہد شاہ نے
جب یہ جواب دور از کار سُنا نہایت ناراض ہوا اور ہاتھ باپ کے خزانہ مین دراز کر کے خیل و حشم کے آمادہ اور فراہم کرنے مین
مشغول ہوا اور تختگاہ اور جمیع ممالک محروسہ کو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جد مادری اُسکا تھا عہدہ ضبط کے واسطے
رجوع فرمایا اور بیجانگر کے سفر کی عزیمت کر کے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جس وقت لشکر دولت آباد اور بیدر اور برار
حسن آباد گلبرگہ مین آ کر بساط بوس کے شرف سے سعزز ہوا سلطان مجاہد شاہ پانسو فیل کوہ تمثیل اور تمام خزانہ ہمراہ بکر
[ا]سے دولت رکاب سعادت مین لایا اور شکار کرتا ہوا آب تنبدرہ سے عبور کر کے قلعہ ادونی مین پہونچا اور چونکہ وہ
قلعہ دکن مین عدیم المثال ہی اُسکی تسخیر کا راغب ہوا صفدر خان سیستانی کو مع سپاہ برار اُسکے محاصرہ کے واسطے مقرر
[کـ]یا اور امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون کو مقدمہ روانہ فرمایا اور جو سُنا تھا کہ کشن رائے پرگنہ اُسنگا دولی مین آب تنبدرہ
کے ساحل پر مقیم ہی خود بکمال آہستگی اور رفتار پیچھے سے اُسطرف متوجہ ہوا اور کشن رائے قرب پہونچنے امرائے
[کـ]بار اول اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہو کر قتال و جدال مین آمادہ ہوا اس درمیان مین بعضے زمینداروں کی زبانی یہ خبر
سمع مبارک مین پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور دبدبہ سے شیر فلک بیشۂ آسمان مین قدم نہین رکھ سکتا اور
گاؤ سپہر مرغزار خضرا مین اُسکے پنجہ کی دہشت سے دم نہین مار سکتی فلان بیشہ مین مقام رکھتا ہی اُسکے شر سے اطراف و نواحی
[و]یران ہوا اور زمیندار اور مزارع اُسطرف کے تردد اور تخم ریزی سے باز رہے سلطان مجاہد شاہ اُس شیر کے شکار کو

بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے بیشہ مین داخل نہووے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل مین داخل ہوا شیر نے آدمیون کو نظر قہر سے دیکھا نعرہ مارا اور ہمراہ کر انکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہمراہیون کو آلات خارجہ کے استعمال سے کہ مراد بندوق اور کمان و تیر سے ہے منع کیا اور خود شیر کے روبرو گیا اور اول تیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا خطا نہ کی اسکے پہلو مین در آیا شیر فوراً تڑپکر مر گیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظم کمان از کمین گاہ باز و کشید ✤ بیک تیر پہلوش از ہم درید ✤ سران سپہ از یسار و یمین ✤ زبان برکشادند بآفرین ✤ کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار ✤ پس از رستم و بعد اسفندیار ✤ سلطان مجاہد شاہ نے فرمایا مین نے اپنے دلمین عہد کیا تھا کہ مین پہلے تیر اسیر کھینچونگا اگر اسکے سبب سے نہ مرے تو شمشیر و خنجر سے اسکا کام تمام کرون اسنے ایک تیر مین ہلکر پانی نہ پیا یا تیر اسکے کونسے عضو مین لگا کہ جسکے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش نہ کی فرمایا کہ تیر کھینچکر اسکا شکم چاک کرکے دیکھو کہ تیر اسکے کونسے بند اور جوڑ مین پیوست ہوا ہے اور چونکہ وہ امرا ہمراہ سے دکہنی سے تھے اور کبھی منع کا بھی شکم نہ شگافتہ کیا تھا متامل ہوے جب اُنسے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود جہد کرکے اس امر کا مرتکب ہوا اور طرفۃ العین مین شکم اسکا پھاڑ کر بنظر غور دیکھا کہ حسب اتفاق تیر اسکے دل اور جگر مین بیٹھا تھا خلاصہ یہ کہ اس خبر کی انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بیجانگر ہیجا ہوئے رعب و ہراس اُنکے دلون پر غالب ہوا اور باوجود اسکے کہ کشن راے ترتیب جنگ کے واسطے بیجانگر سے بیشتر روانہ ہوا تھا اس ارادہ سے باز آیا اور یہ تجویز کی کہ جنگلہا سے دوسرے رانہ مین بھاگ کر پناہ لیوے اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان تو پچی اور کماندار ارباب اسلام کے قتل و ہلاک مین کوشش کرین پھر شہر بیجانگر پر کان کفار کے حوالہ کرکے خود اُس شہر کے جنگل جنوبی کیطرف متوجہ ہوا اور چونکہ سلطان مجاہد شاہ نے شہر بیجانگر کی بہت تعریف سُنی تھی کوچ بر کوچ کرکے وہان گیا لیکن اسوجہ سے کہ اس شہر کے درمیان مین بہت پہاڑ واقع تھے اور مداخل اور مخارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف مین بھی پہاڑ اور راہین دشوار گذار حد و حصر سے باہر تھین عازم اسکی تسخیر و تخریب کا ہوا کشن راے کا پیچھا کیا وہ بیدر سے اور جنگل کے درمیان سے سیت بن رامیسر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اسکے نشان پر راہی ہوا جس مقام مین جنگل گنجان واقع ہوتا تھا درختون کو کٹوا کر ایک شارع عام کہ اسکا عرض سو گز سے کم نہو کھولتا تھا اور پانچ چھ مہینے کامل کشن راے کا تعاقب کیا اور کشن راے جا بجا نقل اور تحویل کرکے ہرگز مقابلہ سلطان کا نکرتا تھا خیدر و لنجواہ اور مقربین سلطان سے عرض کرتے تھے کہ اس تعاقب مین کچھ فائدہ نہوگا سلطان نے مطلق انکی فہمائش گوش ارادت سے نہ سُنی اور اسیطرح قطع اشجار اور تاراج و غارت مین کوشش کرتا رہا اور کشن راے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہانتک کہ اسکے اقبال نے اپنا فروغ دکھایا اور کشن راے کے اکثر فرزند اور عزیز بیمار ہوے حکما کہتے تھے کہ یہ امراض درختون اور زیر اشجار کے آب کی تاثیر سے ہین کشن راے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی آب و ہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگیگا اب قضیہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار نا پیدا ہے الغرض ناچار اور بے علاج ہوکر بڑی دہشت سے اپکو بلدہ بیجانگر مین پہونچایا اور راستون کو محافظت سے مضبوط کرکے جمیع امرا اور سپاہ کو شہر مین در لایا اور خود ایک قلعہ مین کہ اُس شہر کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ سیت بن رامیسر مین پہونچا جمیع امرا کو کشن راے کے تعاقب کے واسطے شہر بیجانگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر الامرا بہادر خان اور پانچ ہزار سوار و پیادہ لیکر سیت بن رامیسر کی طرف کہ بیجانگر سے اُس مقام تک چھ سو کوس کا راستہ ہے سیر و تماشا کی نیت سے

متوجہ ہوا اور منزل مقصود مین پہونچکر اُس مسجد کو کہ امرائے سلطان علاء الدین خلجی دہلوی نے تیار کی تھی اُسکی مرمت
مین مصروف ہوا اور بتخانون کو ویران اور مسمار کرکے بعجلت و سرعت تمام بلدۂ بیجانگر مین پہونچا اور اُسکے سوا اب تک
کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بیجانگر دو راستے رکھتا تھا ایک اُنمین نہایت وسیع
لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک و تنگ دررۂ وسیع مین سرکوب یعنی دمدمہ اور کمین گاہین
بہت تعین اور بند وقیچی پہاڑون اور قلل یعنی سرہائے پر پوشیدہ ہو کر کسی غنیم کو اُس راستہ سے بفراغت شہر مین داخل
جمع قلہ ۱۲
ہونے دیتے تھے اسلیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑ کر راہ تنگ سے کہ اُسکو سوورہ کہتے تھے بقصد
جہاد مع خیل و حشم جریدہ شہر مین در آیا اور سوورہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ بتہیار بند عم داؤد خان کے
سپرد کیا اور کشن رائے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہو کر لحظہ بلحظہ سوار و پیادہ مستعد کارزار کو لشکر اسلام
کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور اُن محلون کو مسمار کرکے آگے بڑھا یہانتک پہونچا
کہ اُس پانی کے کنارہ جو فاصل تھا درمیان اُس قلعہ کے کہ رائے مذکور اُس مقام مین رہتا تھا اور اُس دریا کے کنارے سے
اور پہاڑ کے اوپر ایک بتخانہ طلا مرصع جواہر نفیسہ سے کہ ہنود اُسکو شمر رنگ کہتے تھے اور یہ لغت زبان کتہری مین کمتر
عنبر و جوہر مرصع کو بولتے ہین اور جو وہ بتخانہ سراسر مرصع تھا اس سبب سے اُسے ساتھ اس نام کے موسوم کیا تھا سلطان
مجاہد شاہ اُسکا سر توڑنا چاہا اور کیرجانکر اُس پہاڑ پر بر آمد ہوا اور بُتے مسمار کرکے اُسکے طلا اور جواہر پر متصرف ہوا اور زنّار
کفار نے جب بتخانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شور آہ و زاری کا نعرۂ فلک دوار مین پہونچا کشن رائے کو
سوار کیا اور ہجوم عام لاکر دیوانہ وار میدان قتال مین متوجہ ہوئے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت سے آگاہی پائی
مستعد قتال ہو کر صفین آراستہ کین اور اس سے پیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چھتر اپنے فرق مبارک سے دور کیا
اور ایک اسلحہ دار کو جسکو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کراکے دشمنون کے ازدحام اور ہجوم کے تماشے مین مشغول کیا
ناگاہ اُس طرف سے ایک ہندو دیو صفت شدید پر سلطان مجاہد شاہ کا کہ سیرنگ نام رکھتا تھا بیجانگر عازم ہوا کہ
شاہ کو غافل کرکے اپنے تئین حضرت کے قریب پہونچا کر انتقام بتخانہ اور بت شکنی کا شمشیر تیز خونریز سے لیوے اور
اُس مملکت مین نشان سرفرازی کا بلند کرے غرض درمیان لشکر کے جس حیلہ سے کہ ہوسکا آپ کو سلطان مجاہد شاہ کے
قریب پہونچا کر چاہا کہ اسپ کو جولان کرے دفعۃً بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرف نگاہ کی اُس
غازی نے بے توقف گھوڑا میدان رزم مین گرم عنان کرکے اس کافر عفریت منظر کے مقابل آیا اور اثنائے تلاش اسپ مین
محمود افغان گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہوا اور اُس کافر نے فرصت پاکر چاہا کہ اُسے ہلاک کرے سلطان مجاہد شاہ نے
چستی اور چالاکی سے مرکب اُڑا کر بسرعت تمام برق و باد کے مانند آپ کو محمود افغان کے پاس پہونچایا ہندو نے پیشدستی
کرکے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور از روئے ذوق اور خوشحالی ایسا نعرہ مارا کہ تماشائیون کو گمان ہوا
کہ زخم کاری پڑا لیکن جو بادشاہ کلاہ زرہ خود زیب سر رکھتا تھا کارگر نہ آیا پھر تو سلطان نے طیش مین آنکر ایک ضرب شمشیر خونریز
ایسی ماری کہ شانہ کا ٹکڑا زیر ناف اُتر آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت پر گرا اور مرغ روح اُسکا ترپ کر دار البوار کی طرف
پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو گھوڑے پر سوار کرکے خرامان خرامان مظفر و منصور آب سے عبور
کرکے اپنے لشکر مین نزول اقبال فرمایا اور دوست و دشمن نے دعا و ثنا مین اُس شاہ بہمن نژاد کے زور بازو اور ہاتھ کے

ضربت اور صفائی پر آفرین خوان ہوے اور کرشن راے دریا کے اُس پار ایستادہ تھا اور جمیع سپاہ نے اُسکی دریا سے عبور کیا سلطان مجاہد شاہ نے میمنہ اور میسرہ کو کہ امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون سے تعلق رکھتے تھے جنگ کے واسطے تحریص اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی نے کہ اُسکے حوالہ آتش خانہ تھا ارباب آتشبازی کے آگے بڑھاکر شور دغا کو افروختہ کیا اور بعد حرب شدید اور معرکہ عظیم کے کفار مغلوب ہوکر منہزم ہوے اور ابھی مسلمانون نے استراحت اور آرام نہ کی تھی کہ کرشن راے آٹھ ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادہ جرار لیکر اپنی جاگیر سے شہر بیجانگر مین پہونچا اور سلطان مجاہد شاہ کے رزم کے واسطے جیسا مجاہدہ کا کمر جان پر باندھکر میدان جانستان کیطرف متوجہ ہوا اور کرشن راے دوسری مرتبہ فوج پراگندہ کو جمع کرکے لشکرگاہ مین آیا اور دوبارہ ایسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ متواتر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور رستم فالون مبارزت تازہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ طرفین سے ایک خلق بیشمار مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم اعیان شربت شہادت چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوے اور سلطان مجاہد شاہ اس معرکہ مین بجان و دل ایسا مصروف ہوا کہ جسطرف وہ شیر دمان کیطرح حملہ آور ہوتا تھا افواج مخالف رمۂ گوسفند کے مانند کہ گرگ تیز چنگ کے صدمہ سے پراگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوتی تھی نظم جہان پہلوان خسرو شیر دل ؎ ہمی ساخت از خون نشان خاک گل ؎ بہ شبرنگ انگہ کہ دادی عنان ؎ ہمی کشتی ہندو بزخم سنان ؎ اور داؤد خان کہ دہنہ سودرہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا جب دیکھا کہ صبح سے ظہر تک آتش جنگ ساکن اور افسردہ نہین ہوئی اور لحظہ بلحظہ لشکر تازہ زور مدد کے واسطے پہونچتا ہی بیتاب ہوکر راہ کوتاہ بینی اور نہ عاقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کرکے سات ہزار سوار سے معرکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ مین مشغول ہوا الحق ایسے کارزار کی کہ تین مرتبہ گھوڑا اُسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہوکر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفون سے برلاکر کسیطرح تقصیر نہ کی اس درمیان مین سلطان کی نظر داؤد خان کے نشان پر پڑی سراسیمہ ہوا لیکن اسقدر صبر کیا کہ شکست اعدا پر پڑی اور دوبارہ نسیم فتح و ظفر چہرۂ اقبال مسلمانون پر چلی اُسوقت داؤد خان کو اپنے پاس بلاکر از روے آشفتگی دشنام دی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل مین لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس شہر سے جانبر نہووے پھر ایک جماعت امرا کو اس دہنہ کی محافظت کیواسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی تنگ بہت تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے استقامت فرمائی اسواسطے کہ کرشن راے دریا کے اسطرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے فراہم کرنے کی فکر مین تھا لیکن کفار نامرد سودرہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پاکر اُسپر مصروف ہوے اور جو امرا کہ اُسکی محافظت کے واسطے مجدداً مامور ہوے تھے اُنکے دفع سے عاجز ہوکر سلطان کو حقیقت حال سے پیغام دیا سلطان مجاہد شاہ کہ چالیس ہزار کافر سوار و پیادہ کو اُس روز تیغ بیدریغ کر چکا تھا اور اُسکے افواج کے آدمی بھی بہت ضائع ہوے تھے صلاح توقف مین نہ دیکھکر دہنہ سودرہ کیطرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سودرہ جو زبردستی اُس شیر خشمناک کی بطور واجبی جانتے تھے بمجرد اُسکی توجہ کے بنات النعش کیطرح متفرق اور پریشان ہوکر ایک گوشہ کیطرف بھاگے اور کرشن راے نے تعاقب کیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصۂ خیلان دہنہ کے سر پر اسقدر ایستادہ رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اُترے اور جس شخص نے کہ اُس شہر و مملکت مین دیکھا جانتا ہے کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے اس سفر مین کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین کہ فلک زبردست کے ہاتھ سے بر نہ آوین القصہ ولایت کنہرہ کو

اسکو کرناٹک بھی کہتے ہیں طول اسکا شمالاً جنوباً نہر کشنہ کے کنارے سے سیت بن رامیسر تک چھ سو کوس ہوا ور عرض
اسکا غرباً و شرقاً تخمیناً ایک سو اور پچاس کوس ہوتا ہی اور یہی کنارے دریاے عمان سے سرحد مملکت تلنگ
اور ملک کرناٹک تک جنگل اور قلعوں سخت سے مملو ہی اور باشندگان اُس حدود کی کنہری زبان ہی اور بعضوں
کی تلنگی زبان ہی اور بعض شجاع اور مردانہ ہوتے ہیں اور روز رزم کے بزم کی طرح نال زنان اور رقص کنان آتے
ہیں لیکن آخر کو باستثنائے ثبات اپنے میدان کین میں نہیں جماتے اور اہل اسلام کے غازیوں کی شوکت و صلابت انکے
بھی دلون پر غالب ہی اسلیے سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ اُنسے غالبانہ سلوک کرتے تھے وگرنہ راے بیجانگر
بحساب مملکت و سپاہ اُنسے مراتب میں کہیں زیادہ تھا خصوصاً اسوقت میں کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی ترکتاز میں
اشتغال رکھتا تھا اسواسطے کہ مملکت تلنگ اُسوقت بالتمام تصرف بہمنیہ میں نہ آئی تھی اور بندر گوہ اور قلعہ بلگام
وغیرہ جو کہ کرناٹک میں داخل نہیں ہی راے بیجانگر کے تحت میں تھا اور بہت ولایات تلنگ سے تغلب لیکر ایک
مملکت باغی سے مصفی زیر حکم رکھتا تھا اور راے سیلان اور مہیبار اور حکام بنادر و جزائر کے ایلچیوں کو اُسکی درگاہ میں
بھیجکر بارسال نفائس و ظرائف تقرب ڈھونڈھتے تھے اور کشن راے کے آبا و اجداد نے اس مملکت میں سات سو برس تک بادشاہی
کرکے اندوختہ اور اندوختہ بجنسہ کہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس مدت مدید اور عرصہ دراز میں کسی طور کے حادثہ نے
صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اُس مملکت کی راؤن کے تمام بادشاہان روے زمین سے برابری کرتے تھے
اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلوی کے عہد میں کشن راے کا دادا جو بیجانگر کا بانی تھا اپنے باپ اور دادا کے خزانوں کو بہ نیت
ثواب و ذخیرہ آخرت جا بجا زمین میں مدفون کر کے اُسپر بتخانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے اُن خزانوں میں سے جو سرزمین
سیت بن رامیسر میں مدفون تھے سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوے اور اُس ولایت کے نجومیوں نے
حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ اسلام کے تصرف میں آوینگے چنانچہ اسکی کیفیت بتفصیل تمام اپنے مقام
میں مذکور ہی القصہ سلطان مجاہد شاہ نے جب جانا کہ بیجانگر آسانی سے فتح نہوگا اُس شہر سے فوج برخاست کر کے
شفقت دیائی اور اُس عہد کے پاس و لحاظ سے جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل میں
تمام نہ کیا ساٹھ یا ستر ہزار لڑکیاں اور لڑکے ہندوؤں کے اسیر کیے اور جب اُسکے ملازمان جان فشان نے جو قلعہ ادونی کو محاصرہ
رکھتے تھے اُسطرف جاکر نو مہینے اوقات شاہی قلیل اور تھا کو قلعہ گیری میں صرف کی اور تابستان یعنی گرمی کا موسم آخر ہونے پر
تھا کہ کفار نے بے آبی سے عاجز ہو کر وہ قلعہ مسلمانوں کے تسلیم کیا کہ ناگاہ پانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوے اور سلطان
کے لشکر میں بھی آثار قحط غلہ ظاہر ہوا اور مرض اسہال اور پیچش کا شائع ہوا اور خلائق جان سے بہ تنگ ہو کر مراجعت کی
خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ میں جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ دولتخواہ
خاص و عام کے افواہ سے تعریف قلعہ ادونی کی سنتا ہی اگر فرمان سریع النفاذ بشرف صدور پاوے لشکر ظفر پیکر میں حاضر
ہو کر اس حصار کی سیر دیکھے مزید اعزاز و عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے التماس اُسکی درجہ اجابت سے مقرون فرمائی
ملک نائب سیف الدین غوری نے بہ تعجیل استعجال ملازمت اشرف میں مشرف ہوا اور خلوت میں یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار
بدون وقار کہ بنادر و قلعے گرد رکھتا ہی اور ایسے پہاڑ وسیع و رفیع پر واقع ہوا ہی جلد فتح نہوگا سزاوار کشور کشائی یہ ہی کہ
اول قلعجات گرد و نواح مابین دوآب کو بندر گوہ اور بلگام سے بیکاپور تک تصرف میں لاوین اسکے بعد اس قلعہ کی

تسخیر کے واسطے عازم ہو وین اور جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہوا ملک نائب سیف الدین غوری نے رائے بیجانگر سے صلح کی اور سلطان نے اُسوقت عنان عزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بیشتر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور رایات بادشاہی جب تمندرہ سے عبور کر کے مدکل کی حوالی مین پہونچے فلک شعبدہ باز نے مقدمات تمہید قتل سلطان مین کوشش کر کے ایسا کیا کہ خسرو شجاعت آئین نے لشکر کو مدکل مین چھوڑکر ایک جماعت مخصوصان اور ارباب عشرت سے کہ عدد اُنکے جا بہو ہونگے شکار مین مشغول ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون سر حلقہ اُس جماعت سے تھے اور سلطان مجاہد شاہ گرم شکار ہو کر قلعہ رائچور کے اطراف تک گیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بادشاہ کی بیباکی اور بے پروائی جانتے تھے تمام وقت لوازم ہوشیاری مین کوشش کر کے شرائط محافظت بجالاتے تھے اور اس سبب سے کہ وہ جناب تمام دن شکار مین مشغول ہو کر شب کو بھی ہر ایک پہاڑ اور جنگل مین بے تکلفانہ پہونچکر فروکش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اُسکی دشنام دہی سے آزردہ خاطر تھا بادشاہی کی فکر مین مبتلا ہو کر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کہ دولت آباد کے عزل امارت اور اعظم ہمایون کے غلبہ سے ہمقرین حزن و ملال تھا اور مسعود خان ولد مبارک خان تبولدار خاصہ جو کینہ اپنے باپ کے قتل کا سینہ مین رکھتا تھا داؤد خان کا شریک ہوا اور غدر کی گھات مین بیٹھے اور شکارگاہ مین ہر چند سعی کی صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کی ہوشیاری کے سبب سے ہیولانی[1] خیال اُنکا صورت پذیر نہوا لیکن جو قلم تقدیر اسپر جاری ہوا تھا از قضائے آسمانی دگرگون نہین ہوتی ہے اور یہ جگہ جسکو سرائے فنا و قحبہ دنیا کہتے ہین گذشتنی ہے گذاشتنی ہے

شعر
اگر صد سال مانی ور یکے روز ÷ بباید رفت زین کاخ دل افروز ÷

الغرض سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہو کر صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کو خواہ نخواہ رخصت انصرام مملکت برار اور دولت آباد ارزانی فرمائی اور یہ ناچار اور باکراہ اُس سے جدا ہو کر اپنی جاگیرون کی طرف روانہ ہوئے سلطان مجاہد شاہ لشکرگاہ مین تشریف نہ لے گیا اور اُس جماعت کے ہمراہ جو شکار مین ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کیطرف توجہ فرمائی لیکن جس وقت کہ نہر کشنہ سے عبور کیا ایک روز اُس نہر کے کنارے مقام کر کے صید ماہی مین مصروف ہوا اور اُس روز چشم حق بین اُسکی آشوب آئین اور درد چشم کے باعث شب کو سراپردہ مین رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل اور یکجہت ہو کر جوکی پہرہ کے بہانہ سراپردہ شاہی کے قریب آنکر بیٹھے اور اُسکے بعد کہ زلف لیلائے لیل کمر تک پہونچی یعنی آدھی رات گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوئے اور اُن غداروں کے سوا دربار مین دوسرا شخص نرہا داؤد خان مستعد ہو کر مسند عالی خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپردہ مین داخل ہوا سلطان مجاہد شاہ بہمنی کو بالائے پلنگ و سادۂ ناز و نعم پر آرام خاص مین پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ حبشی کہ وہ دونون جیبی یعنی پاسبانی کیا کرتے تھے انھون نے داؤد خان کو دست بخنجر دیکھکر شور و فریاد برپا کیا سلطان مجاہد شاہ نے بیدار ہو کر ہر چند ہاتھ آنکھون پر پھیرا اور سعی کی کہ دیدۂ درد رسیدہ وا ہون فائدہ نبخشا داؤد خان جفاکار نے فرصت پاکر برق کی طرح حضرت پر جا پڑا اور پیشدستی کر کے خنجر بیداد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آنتین نکل پڑین سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب چشم کے نہایت مردانگی سے قاتل کی طرف ہاتھ دراز کیا اتفاقات سے ہاتھ داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ مین آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی بادہ خاصہ

باوصف

[1] ہیولانی منسوب بہیولا کہ مادّہ ہر شے کو کہتے ہین اور حالت نسبت مین نون زائد بھی لاتے ہین چنانچہ حقانی و ربانی و روحانی مین نون زائد ہے ۱۲ غیاث

باوصف اسکے کہ تنہا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضرب سے کام تمام کیا اور بلا توقف قبضہ اپنے شمشیر تیز خونریز کا اسطرح سے بادشاہ پر مارا کہ دفعتہً مرغ روح بدفتوح جنت الماوا کی طرف پرواز کر گیا **نظم** اجل خانۂ تن بہ پرداختش ۔ پس از تخت بر تختہ انداختش ۔ جہان کار زینگونہ بسیار کرد ۔ زمانہ نخستین چنین کار کرد ۔ بسے کے را زیر افسر نہد ۔ بسے را بخاک سیہ بر نہد ۔ داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پنجۂ انتقام سے نجات پاکر سراپردہ کے باہر گیا اور اسی دن تمام امراء اور اولاد امرا کو کہ جو بدرہ ہمراہ تھے حاضر کرکے اپنی سلطنت کا مدعی ہوا جو کہ وارث مالک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لاولد تھا سبھون نے سر اطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور داؤد خان نے ہر ایک کو عنایت اور مرحمت سے متاثر کرکے بوعدہاے مسرت افزا مسرور اور محظوظ کیا اور صبح کے وقت جنازہ اپنے بھتیجے شہید کا حسن آباد گلبرگہ مین بھیجا خود دو تین دن وہان متوقف ہوا پھر لشکر کو ہمراہ لیکے بشوکت و صولت بادشاہی دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور واقعہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کا ذیحجہ کے سترھوین شب کو ۷۶۹ سات سو انہتر ہجری مین واقع ہوا مدت اسکی سلطنت نے تین برس کا بھی عرصہ نہ کھینچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ مبارک نام ایک شخص تنبولداری کے عہدہ سے مرتبہ قرب امارت مین پہونچا تھا اور خزانہ بھی اسکے حوالہ تھا ایک رات کو دیکھا کہ سلطان مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑکر چند بدرہ برآوردہ کرکے اپنے اطفال ہمسال و ہمبازی پر قسمت کیا مبارک تلوری برداز نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی غازی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب مین آکر چند چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دل مین رکھا اور مبارک تنبولدار نے ایذا بعد بحصول دار الملک انتقام کھینچنے کو پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہوکر سلطان کو قتل کیا اور بعضے مورخون نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا واللہ اعلم بالصواب تذکرہ داؤد شاہ

بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے غدر اٹھانے کا اور درگاہ منتقم حقیقی سے جلد مکافات پر پہونچنے کا مورخین دکن نے تحریر کیا ہے کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار پایا ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بیجاپور کے اطراف مین پہونچے تھے ایسمین مصلحت کرکے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ مین نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بیجاپور مین تھے انپر متصرف ہوکر ایلچپور کی طرف روانہ ہوے اور داؤد شاہ کو لکھ بھیجا کہ استراحت کے واسطے خیل و حشم اپنی ولایت کی طرف لیجاکر چشم انتظار شاہراہ عنایت پر وا رکھتا ہون جسوقت بندگان جاہ و جلال اقبال سے فرامین طلب صادر ہونگے بارگاہ فلک پایہ گاہ مین سر سے قدم کرکے بجناح استعجال روانہ ہونگے اسیطرح لشکر بیجانگر کہ محافظت کیواسطے اپنی سرحد مین اقامت رکھتا تھا سلطان مجاہد شاہ کی خبر قتل سنکر نہایت شاد ہوا بلکہ لوازم شادمانی اور خوشحالی بجالائے اور آب کشنہ تک تاخت کرکے قلعہ رایچور کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوے بعضے داؤد خان کے خواہان اور بعضے محمود شاہ کی سلطنت کے طالب ہوے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق حسن آباد گلبرگہ مین استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا بولا ایسی علامتین باعث زوال دولت و مملکت ہین اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پہ رکھا ہے مناسب یہ ہے کہ

بہ سبب اُسکا حلقۂ اطاعت اپنا آویزہ گوش کرکے فتنہ اور فساد کے گرد نہ پھرین اور چونکہ ملک نائب سیف الدین غوری
اُس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا تختگاہ کے تمام آدمی یہانتک کہ خواتین حرم نے بھی اُسکے کہنے پر موافقت کی مگر سلطان
(جمع خاتون)
شہید کی خواہر اعیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری کی نانی ہوتی تھی سرزنش کرکے اضطراب اور بیتابی بہت کرتی تھی
لیکن مفید نہ پڑا اُس جناب وکالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور مشائخ اور صدور اتفاق کرکے
موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اُسے شہر مین داخل کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب
وکالت سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اُسکا اندازہ سے زیادہ دیکھکر التماس اُسکی قبول کی اور
از روے استقلال مہمات سلطنت مین مشغول ہوا اور تیغ مراد ارکان دولت نے سر اُسکے خط فرمان پر رکھا لیکن
سلطان مجاہد شاہ کی بہن کہ روح پرور آغا نام رکھتی تھی اُسکی عداوت مین ثابت قدم اور راسخ دم ہوکر مبارکباد کو نہ گئی اور
ہرچند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اُسے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور وجود و عدم اُسکا یکسان معلوم کرتی تھی اور اس سبب سے
کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین معزز اور مکرم ہوکر تمام اہل حرم پر فوق رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اُسکی عزت وادب کا
لحاظ ملحوظ رکھکر با وصف ان داؤن کے تحمل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کہتا تھا یہانتک باکہ نام ایک جوان کہ وفور
اخلاص اور شجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہوکر مراتب اعلی کو پہونچا تھا روح پرور آغا کی تحریص و ترغیب
سے اپنے سر جان سے درگذر کرکے قصاص خون ولی نعمت کا اپنے ذمہ ہمت فرض شمار کرکے جویاے فرصت تھا اور
تیر قصد کمان توجہ مین لیس کیا تھا انھین دنون مین بروز جمعہ ماہ محرم کی اکیسوین تاریخ سنہ سات سو اسی ہجری
مین داؤد شاہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہ اداے نماز کے واسطے مسجد جامع مین گیا اور مسمی باکہ کہ جوان مسلح اور پلا ہوا تھا
داؤد خان کے عقب جاکر تکبیر تحریمہ کہکر نماز مین مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بجستی اور چالاکی صف اول سے
پاؤن بڑھا کر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان مین ایک ضرب شمشیر
ایسی پہونچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہلکر پانی نہ مانگا [illegible] سر گریبان عدم مین کھینچا اور مسند عالی
خان محمد نے اپنے چچیرے بھائی کو مقتول دیکھکر آنسون مین خون بھر لایا اور اپنی جگہ سے جھپٹکر قاتل کو ہلنے کی
فرصت نہ دی اور سر باکہ کا تن سے جدا کیا مضمون بشر القاتل بالقتل ظہور مین پہونچنے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر و باہر
ہوئی زمانہ سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک مہینا اور پانچ روز تھا البقاء للملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے
خارج منظر فوائد تحریر ہوا انگشتہ یہ نکتہ بھی مشہور اور براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جسنے زاویہ عدم سے صحراے
وجود مین قدم رکھا اُسنے [illegible] گذرنا ہی حاصل جینے کا مرنا ہے جس شے کو زوال ہے
اُسکی محبت بیہودہ خیال ہے [illegible] دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اسکے کار کو بار سمجھے انکار
کرے مکھی کی طرح یہ عسل کہ جسکی [illegible] حیات رشتہ ملاقات مقراض توفیق سے کاٹے جب ان
بکھیڑون سے دور ہو تو دریاے رحمت پروردگار ہو [illegible] بیڑا پار ہو مومن مرد السلطان

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی طاب ثراہ کی سلطنت کا

خاوندان فضائل صوری با قلام زبان معنی سنج داستان گذشتگان علی الخصوص زبان مدواسے دکن صاحب [illegible]
کی یون بیان فرماتے ہین کہ بعد قتل ہونے داؤد شاہ بہمنی مسند عالی خان محمد عازم ہوا کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو

نو برس کا تھا باپ کا جانشین کرے داؤد شاہ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوکر بعضے آدمیون کو رجوع کرکے خود قلعہ کی طرف
متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے اس حال سے آگاہ ہوکر دروازہ اسکے منہ پر بند کرکے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند
ایسے نا خدا ترس ظالم کا کہ بسبب بھائی کو ناحق قتل کیا بادشاہ ہو ہان شائستہ خلافت محمود خان خلف سلطان علاء الدین حسن
گانگوی بہمنی ہے اسواسطے کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا مسند عالی خان محمد
عوان و انصار کو اپنے دیکر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پہ گیا اور محمد سنجر ولد داؤد شاہ بہمنی کی سلطنت
کے بارہ مین دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد سنجر دونون قلعہ مین
رہتے ہین اور تمام روح پرور آغا کی صلاح و صواب سے باہر نہین ہین مناسب یہ دیکھتا ہون کہ بلا ملازمت
کو بیٹھ کر جلد جاکر مہم سلطنت کو اسکے کف اختیار مین چھوڑین اور مسند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت
کا فراد مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہین ہین اسے مختار
کیا اور ہمراہ اسکے قلعہ کی طرف متوجہ ہوے اور روح پرور آغا نے بعد گفتگوے دراز محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو
نابینا کرکے محمود خان کو بجاے برادر مقتول کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید سے مراد ہے تخت فیروزہ پر تمکن کیا اور
فتوح السلاطین کے ناظم نے اس بادشاہ کے نام مین غلطی کی ہے وہ کہتا ہے کہ نام اس بادشاہ کا محمد تھا ہے اور اشعار
مین ہر جگہ محمد شاہ مذکور کیا اور اسیطرح سے بعضے مورخین گجرات و دہلی نے کیا از متقدمین و متاخرین جو تتبع حالات
دکن کا حقہ نہ کیا تھا سامی شاہان بہمنیہ اور بہت حکایات مین غلطی کی ہے اور سب آدمیون نے قلم تحقیق مین اسکا
بچکا کوشش کا کمربان پر نہین رہا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و سلطان خوش خلق و عدالت
آشنا تھا و در امور دنیوی مین نظر باریک کہ مراد غور و تامل سے ہے عدل و داد مین کوشش کرتا تھا و در ابتداے جلوس
مین مسند عالی خان محمد کو جمیع مایہ فساد جانکر قلعہ ساغر مین مقید کیا اور وہ اسی عرصہ مین قضاے الہی سے فوت
ہوا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل مین شریک تھا مثلہ یعنی ناک کان
کاٹنکے بعقوبت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بمبالغہ اور استواری تمام پھر بہ منہج سابق خلعت
وکالت و پیشوائی اور طرفداری پاے تخت پہ سوار کرکے اسکے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقاً نہ پھرتا تھا اور یہ
امر سے نہایت مبارک اور سعید ہوا اسکی مدت سلطنت مین ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد دولت مین راہ نہ پائی
اس درمیان مین بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون نے اطاعت کی اور بسبیل سرعت دار الخلافت مین
آنکر لوازمہ تہنیت بجالاے اور راے بیجانگر نے بھی اظہار اخلاص کرکے قلعہ رائچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمد شاہ
تغلق کے عہد کے موافق پھر باج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی جادۂ فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان
محمود شاہ قرآن خوب پڑھتا تھا اور خط مرغوب لکھتا تھا اور طبع موزون اور ناظم رکھتا تھا اور یہ بیتین اسکی طبع زاد ہین
نظم آنچہ از لطف دوست دہد منصب مراد ÷ بخت سیلہ و طالع میمون برابرست ÷ عاقبت درسینہ کار خون فاسد
میکند ÷ جستی ای دل کہ از الماس تشتری مخورم ÷ خضر پسود است در بیع متاع عاقبت ÷ مے روم
این جنس را نہ جاے دیگر می خورم ہ اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور صحبت فقہا سے
ہوتا تھا مسرت و انبساط اسپر غالب ہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدمہ اسے پہونچتا تھا غمگین اور محزون نہوتا تھا

اور تمام عمر مین زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہم بستر نہوا اور علما اور فضلا بہ مجالست کرکے تعظیم
تمام پیش آتا اور رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد خجستہ مہد مین اسکے شعرا عرب و عجم دکن مین آنکر سرچشمہ
جود و احسان اسکے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے چنانچہ ایک شعرا عجم سے میر فیض اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ
صدر صدارت پر متمکن تھا دکن مین آیا اور ایک قصیدہ رزم و غزا مین پیشگاہ حضرت گذرانا مجلس اول مین ایک ہزار
اشرفی طلائی کہ عبارت ہزار تولہ سے ہے صلہ پایا اور معزز و مکرم اور فائز المرام ہوکر اپنے وطن مین گیا اور جب صلاے
آوازہ سخاوت اور شعر پروری اور قدر شناسی اس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
بھی سفر دکن کے راغب ہوے لیکن بعضے موانع کے سبب انکی تشریف آوری مین تامل ہوا اور جب یہ خبر میر فیض اللہ
انجو کو پہونچی کچھ زر اور راحلہ خواجہ کیواسطے شیراز مین بھیجکر پیغام دیا کہ اگر آپ اسطرف تشریف ارزانی فرماکر مملکت
دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک روضہ رضوان فرماوین اہالی اس دیار کے شکر قدوم میمنت لزوم بجالاوین
اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طرف روانہ کرین خواجہ حافظ میر فیض اللہ انجو
کی توجہ اور مہربانی موفورہ سے محظوظ ہوکر سفر ہندوستان کے راغب ہوے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا سمین
کچھ اپنے بھانجون کو اور بیویون کو تقسیم کیا اور کچھ روپیہ اداے قرض مین صرف کرکے سامان سفر درست کیا اور
شیراز سے برآمد ہوے جسوقت کہ بلار مین پہونچے مال دنیوی جو رکھتے تھے اپنے ایک آشنا محتاج لٹے ہوے کو
پیشکش کیا اور آپ تہیدست ہوے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد کازرونی کہ تجاران معتبر تھے اور
ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل او متعہد ہوے اور حافظ کو ہرموز مین لائے
اور بعضے امور مین کوتاہی کرکے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ باتفاق انکے کشتی محمود شاہی مین جو دکن سے آئی
تھی سوار ہوے قضارا ابھی کشتی روانہ نہوئی تھی کہ باد مخالف کے چلنے سے دریا شورش اور تلاطم مین آیا خواجہ یکبارگی اس
سفر سے متنفر ہوے اور اپنے یارون سے فرمایا کہ بعضے دوستون کو جو ہرموز مین رہتے ہین انھین دیکھکر اور انسے رخصت ہوکر آؤن
اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوے یہ غزل موزون کرکے ایک آشنا کے ہاتھ میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور
خواجہ حافظ شیراز کیطرف سوار ہوے غزل دمی باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ٭ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد ٭
بکوے میفروشانش بجامی بر نمیگیرند ٭ زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد ٭ رقیبم سرزنشہا کرد کز این خاک
در بگذر ٭ چہ افتاد این سر ما را کہ خاک در نمی ارزد ٭ بسے آسان نمود اول غم دریا ببوے زر ٭ غلط کردم کہ یک موجش
بصد من زر نمی ارزد ٭ شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج ست ٭ کلاہ دلکش ست اما بترک سر نمی ارزد ٭ بشو این
نقش دل تنگی کہ در بازار یکرنگی ٭ طمع ہاے گوناگون مرا احمر نمی ارزد ٭ چو حافظ در قناعت کوش وز دنیاے دون بگذر ٭ کہ
یک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد ٭ اور جب یہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایکدن کسی تقریب سے سلطان محمود شاہ
سے کو یادین قصہ خواجہ کا ہرموز تک آنیکا اور سبب پلٹ جانے اور غزل بھیجنے کا بتفصیل گذارش کیا سلطان محمود شاہ نے
فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آنیکا قصد مصمم کرکے قدم رنجہ فرمایا تھا ہمپر بھی واجب و فرض ہے کہ اسے اپنے بحر فیض سے
محروم نرکھین پھر ملا قاسم مشہدی کو کہ فضلاے اس دولتخانہ سے تھا ہزار اشرفی سپرد کرکے حکم کیا کہ اسکا متاع ہند خریدکرکے
خواجہ شیراز کے واسطے لیجاوے اور سلطان محمود شاہ شاہی نے بیشتر لباس قیمتی نہایت پر تکلف زیب بدن کرتا تھا اور جب

سلطان ہوا لباس بے تکلفانہ پر مدار کیا اور کہتا تھا کہ بادشاہ خزائن الٰہی کے امانت دار ہین بقدر احتیاج سے کچھ
زیادہ تصرف کرنا محض خیانت ہے اور جب اسکے عہد مین دکن مین قحط پڑا دس ہزار بیل سرکاری گاؤخانہ کے گجرات
اور مالوہ مین بھیجکر غلہ منگواتا تھا اور بقیمت ارزان مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یتیمون کے واسطے گلبرگہ اور
بیدر اور قندھار اور ایلچپور اور دولت آباد اور جیول اور دابل کے سوا اور بھی شہرون اور قصبون مین مکتبون کو مقرر
کرکے اخراجات معین فرمائے اور محدثان اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تہ ہلسہ و مہیج مین وظیفے مقرر کرکے
انکی تعظیم وتکریم مین کوشش کرتا تھا اور نابیناؤن کے احوال پر خلال بنظر ترحم سبذول کرکے نتا ہرہ دیتا تھا یہانتک کہ
اس آپ کو عزا اندھا کرکے تنخواہ ماہ بماہ لیتے تھے اور برخلاف سلطان مجاہد شاہ تعصب نہ رکھتا شیخ محمد سراج جنیدی سے
سلوک ہوکر مرض الموت مین انکی عیادت کیواسطے گیا اور زیارت کے دن انکے مزار پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھتا تھا اور حیرت
وعبرت مین مشغول ہوتا تھا کہتے ہین جب مالک الملک کی عنایت سے سلطان محمود شاہ صاحب تخت وتاج ہوا
یوان بزم کو میدان رزم پر اختیار کرکے اوقات شاہی بے دردِ سر نیزہ وشمشیر بسر کیا تھا اور اٹھارہ برس اور نو مہینے
اور چوبیس روز ایام سلطنت مین کسی طرف فوج کشی نہ کی اور عیش وعشرت مین گذرانی اسواسطے حریفان ستم نے
اسکا نام ارسطو رکھا تھا نظم جو آن شہ بدولت جہان برگزیت ز دنیا بشاہنشہی بر بسر گزشت بہ بسے سالہا
جہان کام یافت + ز اورنگ بے رزم آرام یافت + ز نظر بدکی دفع کیواسطے اسکے آخر عہد مین چند ماہ آتش فتنہ شعلہ زن
ہوئی اور تذکرہ اس بات کا یہ ہے کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر عاطفت ہوا اور
تھانہ داری اور حکومت ساغر پر سرفراز ہوا اور فرزند اسکے ایک محمد اور دوسرے خواجہ نے مقرب درگاہ ہوکر
مسند امارت پر قدم رکھا اور روز بروز شوکت واستقلال انکا بڑھتا گیا اور امثال واقران نے اسپر رشک وحسد
کرکے زبان بدگوئی اور غیبت کھولی اور دونون بھائیون کو خیانت مین متہم کیا اور باوجود اسکے کہ سلطان محمود شاہ
باور اور یقین نہ کرکے ان باتون کو غرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ نے متہم ہوکر نشان مخالفت
وطغیان کا بلند کیا اور تین ہزار سوار یکدل اور یکجہت ہمراہ لیکر ساغر کا راستہ لیکر اپنے باپ سے جا ملے اور وہ
بیچارہ بھی فرزندون کے سبب باغی ہوا اور باتفاق انکے سوار اور پیادہ فراہم کرنے مین مصروف ہوا جیسا کہ
مرتبہ لشکر سلطان کو جو اُنپر تعین ہوا تھا شکست دیکر یراق واسباب بہت ہاتھ پہونچایا سلطان محمود شاہ نے تیسری
مرتبہ یوسف ترک کو جو اُس خاندان کے غلامان ترک سے تھا انکی تنبیہ وتادیب کیواسطے مقرر کرکے مع لشکر قوی ساغر کی
طرف روانہ کیا اور اُسنے جاتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے برآمد ہوکر
مردمان بیرونی سے کہ مراد یوسف ترک کے ہمراہیون سے ہے جنگ مردانہ کرکے اپنی رستمی دکھاتا تھا اور زمین وآسمان سے
تحسین وآفرین سنتا تھا اور کبھی اسکا بڑا بھائی نہایت جوش وخروش سے جلوہ گر ہوکر داد مردی ومردانگی دیتا تھا
جب چار سو جوان زبردست ومردانہ انکے ہمراہ طریق یکجہتی پر مستحکم ہوکر تلوارین کھینچتے تھے اور بہئیت مجموعی قلب سپاہ
سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہرچند یوسف ترک سعی کرتا تھا کہ مغلوب ہون
میسر نہوتا تھا یہانتک کہ ایک دن سید محمد الملقب کالا پہاڑ کہ منصب داران جدید سے تھا اور پہلوانان
شاہی کی سلک مین منتظم اور منسلک تھا معرکہ مین محمد سے دوچار ہوکر شمشیر آبدار سر وبال پایک ومرہٹہ کے

ڈالتا تھا اور جو جنگ مغلوبہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ہاتھ اسکا سید محمد کالا پہاڑ کی ضربت شمشیر سے
سر تن سے مقطوع ہوا اور جو ایسے حال کے نتیجہ محمد کیطرف سے ہوئی اسیطرح نسبت اسپ سے نہ اترا تو یہ خبر خواجہ
کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قائمی کے ایک دوسرے
سے جدا ہوے اور اُس شب کو دونون بھائی خلاف عادت خندق کے کنارے فرو کش ہوے اور جو شعبدہ بازی کی
بازی سے غافل ہوے اور مردم درونی نے فرصت پا کر آدمی یوسف ترک کے پاس بھیجے کہ ہم و تنخواہ بادشاہی مین ضرورت
کے سبب ہم انکی سے موافق ہوے تھے آج کی رات میدان قلعہ دونون بھائیون سے خالی ہی ہم فلان وقت بہاؤالدین
ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کرکے قلعہ کا فلان دروازہ کھولینگے مناسب ہی کہ ایک جماعت جوانان بہادر کی مستعد و مہیا
ہو کر کمین فرصت مین رہین کہ بمجرد دروازہ کھولنے کے قلعہ مین در آوین القصہ یوسف ترک نے دو سو جوان نامی مسلح
اور مکمل کرکے کہا اگر مردم حصاری اس بات مین صادق ہونگے تو سر بہاؤالدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر
تمہارے پاس بھیجینگے تو تم قلعہ مین داخل ہو کر متصرف ہونا ورنہ قلعہ کے ادخال سے مجتنب ہو کر مراجعت کرنا غرضکہ جب
جماعت مذکور میعاد گاہ مین پہونچی مردم حصار نے سر بہاؤالدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹکر قلعہ سے پھینکدیا اور یہ
نہایت اطمینان بلکہ شوکت و شان سے نقارہ و شادیانہ کا بجاتے ہوے قلعہ مین داخل ہوے اور تفرقہ دونون بھائیون
کی جماعت مین ڈالا اور سفیدۂ صبح کیوقت تک قلیل سپاہ اُنکے پاس باقی رہی اور اسواسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونون بھائی
مع سپاہیان وفادار قلب پر یوسف ترک کے دوڑے اور استقدر ہتھیار کیا کہ شربت فنا چکھکر لحد کے تہخانہ مین
منزل قبول کی اور یہ شمشیر اولین و آخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین خلافت سے برآمد ہو کر لوازم
سیاست بجا لائی تھی اور سلطان بعد اس فتح کے تھوڑے عرصہ مین یعنی ماہ رجب کی اکیسوین تاریخ ۷۹۹ سات
سو ننانوے ہجری مین تپ محرق مین مبتلا ہو کر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری نے جو رکن اعظم
خاندان بہمنیہ تھا ایک سو سات مرحلہ مراحل عمر سے طی کرکے شربت ممات چکھکر خموشی مہر لب پر رکھی اور لوگون نے حسب وصیت
سلطان علاءالدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چبوترہ گچ و سنگ سے اُسکی تربت پر تعمیر کیا اور منقول ہی
کہ سلطان محمود شاہ بہمنی استقدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقید تھا کہ کوئی شخص اجراے حدود
شرعی مین تخلف اور کسی مسئلہ مین ہرگز توقف روا رکھتا تھا جسوقت کہ اُسکی عہد سلطنت مین ایک عورت کو
فعل قبیح زنا مین ماخوذ کرکے اجراے حد شرعی کیواسطے دارالقضا مین لیگئے جب محکمہ مین حاضر ہوئی قاضی نے اُس سے
سبب مبادرت اس فعل شنیع سے سوال کیا اُسنے جواب دیا کہ ایہا القاضی مین نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہی اور
گمان مجکو یہ تھا کہ جسطرح سے ایک مرد کو چار عورتین حلال ہین عورتون کو بھی چار مرد روا ہونگے اس اشتباہ سے
مین مرتکب اس امر ناشائستہ کی ہوئی اب مین حرمت پر اُسکی آگاہ ہوئی گرد اسکے نہ پھرونگی اور اُس مکارہ بدکارہ نے
اس حیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی مضمون ان کیدکن عظیم نے وضوح تمام پیدا کیا القصہ مدت سلطنت سلطان
محمود شاہ بہمنی کی اُنیس برس اور نو مہینے اور چوبیس روز تھی ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ
بہمنی کی سلطنت اور جہانداری کا جب مملکت دکن شاہ عدالت گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے وجود سے
خالی ہوئی اُسکا بڑا بیٹا شاہ غیاث الدین سترہ برس کی عمر مین تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور مین باپ کے

رسوم و قواعد کو منسوخ کر کے خاص و عام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازمون اور وظیفہ خوارون قدیم کے
رزق و ادرار جاری کر کے ہر ایک کو نوازش و لطف غیر مکرر سے سرفراز کیا چنانچہ جب انھین دنون مین صفدر خان سیستانی
کی وفات کی خبر پہونچی اسکے فرزند صلابت خان کو جو اسکے ساتھ کھیلا کرتا ہوا تھا اور ایک مکتب مین ہم سبق تھا
مجلس عالی کا خطاب دیکر اسکے باپ کا مقام ارزانی رکھا اور تسلی کت تمام اور عظمت الکلام و عنایت برادر کی طرف
روانہ کیا اور احمد بیگ قزوینی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سر نوبتی دیکر انکی تعظیم
و توقیر مین کوشش کی یہ امر تغلچین کے مزاج کے موافق جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معتبر سے
تھا نہ آیا اور درپے اسکے ضائع کرنیکے ہوا کیونکہ اسکا ارادہ یہ تھا کہ منصب وکالت میرے سپرد کیجے میرے فرزند
حسین خان کو سر نوبت کرے چونکہ تغلچین کا مدعا حاصل نہوا رنجیدہ اور دلگیر رہتا تھا سلطان غیاث الدین عنایات شاہانہ
و مراحم خسروانہ اسکی ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ آدمیون کے نزدیک بہت قبیح تھی یعنے غلامون کو غلامون کے سر پر
کر کے اسکے درمیان مین ایک جماعت کثیر اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینہ کے حاکم کرون اپنے آبا اور
اجداد کے خلاف اختیار کرون اور تغلچین کہ امراے بزرگ سے تھا اور یار و مددگار بہت رکھتا تھا بادشاہ کا کینہ اپنے
سینہ مین جاگزین کر کے تمام ہمت اسکے عزل پر مصروف رکھتا تھا اسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت مین موصوف
تھی اور علم موسیقی ہند مین بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت مین اپنا عدیل نظیر رکھتی تھی سلطان
غیاث الدین راغب اسکا ہوکر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا قضارا تغلچین نے اس عرصہ مین اسباب ضیافت کا اپنے مکان
مین ترتیب دیکر شاہ سے التماس قدوم کی سلطان اس امید پر کہ شاید یہ اپنی بیٹی میرے پیشکش کریگا ذوق و شوق
نہایت سے اسکے مکان پر تشریف لیگیا اور تغلچین نے مہمانداری کے لوازم حسب دلخواہ بجا لاکر مجلس بزم آراستہ کی اور جب شراب
کے نشہ نے شاہ کو خوش وقت اور مسرور کیا تغلچین نے تدبیر مجلس خالی کرنیکی مردمان نامحرم سے کی اور غیاث الدین شاہ
نے کہ اسکی لڑکی کے وصال کا مشتاق تھا غریق لجہ شہوت ہوکر لوازم احتیاط کو کام نہ فرمایا اور بلا تامل اپنے جمیع متعلقین
اور ملازمین کو حکم فرمایا کہ باہر جاوین اور تغلچین بے مروت نے ایک خواجہ سرا مسمی عرب کو کہ اسکے غلامان قدیم سے تھا
شاہ کا ساقی بنا کر اسکو اشارہ کیا کہ چند ساغر ہوش ربا دیکر بادشاہ کو بیخود کرے اور خود لڑکی کے لانے کے بہانہ سے
محلسرا کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچکر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم مین وہ حالت مشاہدہ
کیا باوجودیکہ اپنے پاس حربہ رکھتا تھا ہمت تغلچین کی دفع پر متعین کی لیکن حریف شراب نے اسے پاؤن سے
معذور کیا اٹھتے ہوئے وقت لغزش سے گر پڑا پھر اپنے تئین تغلچین نے اسکے پاس پہونچایا اور پلو تھلا اور غیاث الدین
جس حیلہ سے کہ ممکن ہوا افتان و خیزان زینہ کیطرف دوڑا کہ کوٹھے پر چڑھکر آپکو زمین پر گرا دے تغلچین اسکا پیچھا کر کے
آخر زینہ پر اسکے پاس پہونچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچکر زینہ سے اتار لایا اور باطمینان تمام بادشاہ کے
دونون دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیٹھ پر باندھے اور بلا توقف اس کورنمک نے خنجر کی نوک سے آنکھین
بادشاہ کی نکالکر نابینا کیا اور وہ تین آدمی اپنے متعلقون کو مسلح اور مکمل کر کے طرف خواجہ سرا کو کہ بلطف باہر بھیجتا تھا
تو ایک ایک امیرون اور وظیفہ خوارون کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہے اندر لاکر مقتول کرے چنانچہ اسی منہج سے
چوبیس سردار معروض تیغ ہلاکت ہوے اور وظیفہ خوارون بزرگ سے ایک باقی نرہا اسوقت اسکے چھوٹے بھائی سلطان شمس الدین کمسن کو

بنام سلطان شمس الدین طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلچین نشست آئین سے جوانان خاصہ اور اپنے ہواخواہون
کو لیکر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جاکر سلطنت کی مبارکباد دی اور قلعہ مین لیجاکر جمیع مردم کو حاضر کرکے
تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک اعوان و انصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان غیاث الدین
کو قلعہ ساغر مین بھیجکر دو مہینے محبوس کیا اور یہ واقعہ سترھوین رمضان ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری مین وقوع مین
آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی بشاہنشاہ ابدی الملک کے حکم سے ایک مہینا اور بیس دن سے
زیادہ نتھی

ذکر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

یہ داستان زبان راستان سے اسطرح سلک بیان مین منتظم ہوتی ہے کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن مین بعد عزل
قید بادر مسند خلافت پر متصرف ہوا اور چونکہ سلطان غیاث الدین کی صحبت دیکھے ہوئے تھا اپنے نام سلطنت پر شاد ہوکر
قناعت کی تغلچین غلام ترک نژاد کو بخطاب ملک نائب اور منصب امارت سے ممتاز کرکے خلعت و انعام قدر و منزلت کے موافق
مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اُس شقی کے دست جور سے محفوظ اور بقیۃ السیف تھے اُنھون نے بھی اطاعت کے سوا
چارہ نہ دیکھا سر اُسکے غلامرونی پر رکھا اور مادر سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی والدہ کی لونڈی تھی
مخدومہ جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات مین تغلچین کا پاس و لحاظ رکھتی تھی اور اُسکی اعانت و امداد مین ساعی ہوکر
فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ای فرزند دلبند تو تغلچین کی حسن وسعی سے مرتبہ بلند شاہی پر فائز ہوا ہی مثل
اُستاد شیرا کوئی دولتخواہ نہین ہی تجھے بھی لازم ہی کہ اُسکے کہنے سے تجاوز اور تخالف نکرے اور ارباب غرض کے
سخن اُسکے حق مین نہ سنے اور تغلچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحف و ہدایا غیر مکرر مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر
آپکو اُسکے دل مین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول مین فرزند تھے ایک محمد سنجر جسکا مذکور ہوا کہ
روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اُسے مکحول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونون بھائی ایک
ماں سے تھے اور اپنے باپ کے ہنگام قتل مین چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور اُنکا عم سلطان محمود شاہ بہمنی
اُنکی تربیت مین مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادون کے ہی تیراندازی اور چوگان بازی اور پڑھنا لکھنا
سیکھتا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین تفتازانی کے تلامذہ سے تھا سلطان
محمود شاہ کے حسب الحکم اُنکی تعلیم و تربیت مین سعی موفورہ بیش بہونچاتا تھا اور اس سبب سے کہ اسوقت تک
سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا دونون بھتیجون کو بیٹی دیکر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان میرا ولیعہد
ہی اور بعضے وقت اُسے اپنے پاس تخت پر بٹھاکر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان مین اس سے رشید زیادہ نہوا ہی اور نہوگا اور
جب حق سبحانہ تعالی نے اُسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کرکے مرتے وقت فیروز خان اور
احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اُنھون نے بھی لوازم صداقت
اور اخلاص مین تقصیر نکی پٹکا موافقت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلچین نے اُسے نابینا کیا فیروز خان اور
احمد خان کی بیبیون نے جو سگی بہنین سلطان غیاث الدین کی تھین اپنے شوہرون کو انتقام پر تحریص و ترغیب کرتی
تھین چنانچہ دونون بھائی یہ امر قبول کرکے اُسکے دفع کے درپی ہوئے اور تغلچین اس راز سے آگاہ ہوکر باتین وحشت آمیز
سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور بہ مرکب بدگوئی کو جولان کرکے عنان بیان غیبت خیانت کی طرف

بیٹھا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار ناراضی اور رنجیدگی کے اُسکے دفتر ضمیر پر ثبت کرکے حکم قید اور حبس کا حاصل کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغر سن یقین نہ کرکے وہ امر جو انکی رنجش کا باعث ہو تجویز نہ فرماتا تھا یہانتک کہ خلوت میں مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کرکے فرمایا کہ ان دونوں دنوں میں اگر فکر ان دونوں بھائیون کی نکیجی گی آپکے فرزند کو تخت سے اوٹھا دینگے اور آپکو بھی کہ میری دوستی بین متہم ہین انواع فساد ظہور مین پہونچا دینگے القصہ مخدومہ جہان نے حیلوں سے ممکن ہوسکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹون کے قتل پر راغب اور مائل کیا اور فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع بہم پہونچا کے ساغر کیطرف بھاگے اور سدھو نام اور شہر کے حاکم نے جو غلامان اُس خاندان سے تھا اور بمرتبہ کمال شوکت اور حشمت اور امتیاز رکھتا تھا اُنکو قلعہ مین لیگیا اور اُنکی اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان شاہی جسقدر اُس سے بہم پہونچا موجود کرکے نہ کا خدمتگاری اور جانسپاری کا کمر ہمت پر باندھا نظم چنین گفت سدھو بفیروز خان ۔ که دارم دریغ از تو مالی و جان ۔ بکوشم کہ اورنگ کیخسروی ۔ تر فرکلاہ تو گردد قوی ۔ اس صورت مین فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریر کیا کہ مقصد ہمارا تغلچین زشت آئین کا دفع کرنا ہے کہ اعمال ناشائستہ اُسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور بھی اشیا کا جو محل ناموس ہین خلائق پر واضح اور لائح ہین اگر آپ اُسے جدا اور سزا کو پہونچاوین تو ہم جادہ مصادقت مین مستقیم اور راسخ ہوکر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانینگے اور جو نہین یقین سمجھین تو جو کچھ ہمسے بن آویگا اسمین کوتاہی اور تقصیر نکرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچین اور مخدومہ جہان کی صلاح و مشورہ سے ایسا جواب کہ جسکے باعث نائرہ فساد و شعلہ زن ہو قلمی کرکے انکین اپنی دشمنی مین تیز کیا پھر دونون بھائیون نے سدھو کی حسن و تدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے بہم پہونچائے اور اس گمان سے کہ لشکر سلطانی ہمسے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوئے اور برخلاف قرار دادا اپنے کے جب آب بہتمورہ سے عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اُس مقام مین مقیم ہوکر کہنے لگے کہ فکر اصل پر کرکے قدم آگے بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروز خان سر پر لگاکے احمد خان بہ منصب امیر الامرائی اور سدھو بہ منصب سرنوبتی اور میر فضل اللہ انجو بہ منصب وکالت نامزد ہوئے اور اسیطرح سے ہر ایک آدمی کو جو ہمراہ تھے مناصب مناسب کی بشارت دیکر آب بہتمورہ کے ساحل سے آگے بڑھے اور جسوقت حسن آباد گلبرگہ سے چار کوس ادھر پہونچے تغلچین نے زر وافر اور خزانہ کثیر لشکر کا امرا اور سپاہ پر قسمت کیا اور سلطان شمس الدین کو جدا کرکے فیروز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور قصبہ مرتول کے اطراف مین صفوف رزم آراستہ ہوکر طرفین کا مقابلہ ہوا بیت چو شیران بہ کشتی درآویختند ۔ ز تنہا ہوئے خون ہمی ریختند ۔ الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم فیروز خان اور احمد خان نے شکست کھائی اور مع اعوان و انصار ساغر کیطرف متوجہ ہوئے اور مخدومہ جہان اور تغلچین استقلال بدرجہ اعلی پہونچا کر مستقل ہوئے لیکن خلائق درگاہ کی طبیعت اُنسے نہایت متنفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروز خان کیطرف راغب ہوکر پیغام دیا کہ صلاح دولت اسمین ہے کہ عہد نامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کرکے حسن آباد گلبرگہ کیطرف تشریف لائیے اور فرصت کیوقت اپنا نام سنوار لیجیے چنانچہ فیروز خان نے مردمان تختگاہ کو اپنا یکدل اور یکجہت جانکر میر غیاث الدین ولد میر فضل اللہ انجو اور سید کمال الدین طویل القد اور بھی بعضے سادات و علما کو مخدومہ جہان اور تغلچین کے پاس بھیجکر

یہ پیغام دیا کہ ہم بعض آدمیون کے کہنے سے متوہم ہو کر اس امر کے مرتکب ہوئے تھے اب اس سے نادم و پشیمان ہین اگر
آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کرین تو ہم دونون بھائی دار الخلافت مین آنکر طلوع طلعت شاہانہ مین بندگی کرین
نہایت اشتیاق ہو گا مخدومۂ جہان اور تغلچین اس معذرت سے نہایت راضی اور خوش ہوئے اور فوراً استمالت نامہ
مشتمل عہود و مواثیق کے بھیجا اور دونون بھائی دار الخلافت کی روانگی مین متفکر ہو کر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک کشمیری
دیوانہ حسن آباد گلبرگہ کیطرف سے پہونچا اور بآواز بلند فریاد کی کہ اے فیروز خان روز افزون مین آیا ہون کہ تجھے حسن آباد
گلبرگہ مین لیجا کر بادشاہ بناؤن دونون بھائی وہ فال نیک سمجھکر اُسیوقت حسن آباد گلبرگہ مین داخل ہوئے اور بعد حصول
شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہو کر تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوئے لیکن تغلچین اور فیروز خان ایک دوسرے
سے ہراسان ہو کر دونون اپنی ہوشیاری مین رہتے تھے یہانتک کہ بعد دو ہفتہ پنجشنبہ کے دن ماہ صفر کی تیئیسوین
تاریخ سنہ آٹھ سو ہجری مین فیروز خان بارہ مرد ہتھیار بند اپنے ہمراہ لیکر دربار مین داخل ہوا اور اُسکے بعد تین سو جوان
بہادر جو اُس سے یکدل و یکزبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک دو دو کرکے قلعہ مین فراہم ہوئے اُس وقت فیروز خان نے
آدمی احمد خان کے بلانیکو بھیجا اور جب وہ بھی برق کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلچین سے کہا دو تین شخص میرے قرابتی میرا
جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آئے ہین اگر حکم ہوئے دربار مین آنکر بادشاہ کی تسلیم سے مشرف ہوئین تغلچین نے قبول
کرکے بادشاہ شمس الدین کی خدمت مین عرض پیدا ہوا فوراً حکم عالی نے اس مضمون سے شرف نفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب
کرے پردہ دار مزاحم اور متعرض نہوئین فیروز خان نے تغلچین کو حرف و حکایات مین مشغول کرکے احمد خان کو بھیجا تو اُن
دو تین آدمیون کو دربار مین بلاوے احمد خان نے بارہ جوانون کو جو انکے ہمراہ آئے تھے دروازے کے قریب لاکر چاہا کہ
دربار خاص مین داخل کرے پردہ دار انھین مع شمشیر و یراق دیکھکر مزاحم ہوئے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست
اختیار سے نکل گیا اور فرصت باہم سے گزرا باتفاق ان بارہ دلاوران نبرد آزما اور بہادران خشمگین ہنر پرور آسا کے گرز و سنان و
شمشیر و خنجر جانستان لیکر پردہ داران سے گتھم گتھ ہوگیا چند پردہ داران کو قتل کرکے بلا توقف دربار مین داخل ہوا تغلچین کے
بیٹون کو گھیر کر تیغ یمانی سے انکے سر و تن کی جدائی کی اور تمیع مقرب جو فیروز خان سے ہمزبان تھے طرح دیکر ہر ایک گوشہ اور
حجرے مین بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کرکے تہ خانہ کیطرف کہ اُس مکان کے قریب تھا بھاگ کر
پوشیدہ ہوا اور تین سو سپاہی جو باہر تھے یہ بھی باقرار کے موافق تغلچین کے متعلقون کے ساتھ جو دیوانخانہ مین تھے
پیشدستی کرکے کلک شمشیر آبدار سے انکی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح نیست و نابود کیا اور اُسیوقت فیروز خان
کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تغلچین کو طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے اُس تہ خانے مین محبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق
ارکان دولت دیوانخانہ مین رونق افزا ہو کر ایک مجلس آراستہ کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تیمن و تبرک کیواسطے
جیسا کہ کشمیری دیوانہ کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بہ روز افزون شاہ کیا اور شمشیر سلطان علاء الدین حسن
کانگوی بہمنی کی اپنی زیب کمر کرکے بعد چند روز جب مہمات سلطنت نے ایک قرار و مدار پیدا کیا سلطان شمس الدین کو مکحول
کرکے قلعہ بیدر مین بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لاکر تغلچین بد آئین کو سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اُس کو نمک
بد انجام سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نابینائی اُسکو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے
اُسکے سر و تن مین جدائی کی اور مخدومۂ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بروز افزون خلد مے

...بانعہ تمام رخصت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کرکے بندر چیول سے کشتی کان مقدس کیطرف روانہ ہوے
اور مدت عمر ان کی بہر کی سلطان ہر سال پانچ ہزار تنکہ فیروز شاہی مع تحف منبر بھیجا تھا یہانتک کہ سلطان
الدین ۸۱۶ھ اٹھارہ سو سولہ ہجری مین مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فوت ہوا
اور وہ شاہ کا تابوت بیرون روضہ منورہ جنۃ البقیع مین مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت تلاوین
تاریخ سابق سے ایک مہینا اور ستائیس روز ہوتے ہین ذکر آرائش یافتن سریر فرمان دہی بہار سلطنت
و اقبال ابو المظفر الغازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ بن داؤد شاہ
بہمنی ست نظم چو فیروز شاہ آن شہ راستین + برآمد بتاج و تخت و نگین + بتایید یزدان فیروز بخت +
...و تیمن بر آمد بتخت + بہ پیروزی بست تا از مہر و ماہ + بسر برنہاد او کیانی کلاہ + دگر گونہ شاہ و لشکر بخواند +
...دامن زر و سیم و گوہر فشاند + مورخ آثار ملوک ذوی الاقتدار مہدی خان بہ تسلیمین لگا اور اقبال نامہ دیوان نظم
...بہمنی امرائی اور تاریخ السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت و عظمت مین
...اور شاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اسکے سبب سے بلند آوازہ ہوا اس سلطان
...اندوں نے قدم سے چہرہ دولت ہوالی سلطنت از سر نو چمک گئی اس شاہ فیروز بخت نے تخت پر بیٹھکے یہ کام کیا کہ ایمان
...جا بار کسی کشور کشا کو اپنے ابنائے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے دختر لی تالیف قلوب ایک سب کو رام کیا
...سبد رام کیا نظم بلند و نہ جہان داد او + بگنداز زمان بیخ بیداد او + ہر جائے ویرانی آباد کرد +
...اہل عالم ز غم شاد کرد + اسکے سوا لوازم غزا اور جہاد مین بھی آپ سے سا مین کسی تقصیر کے اپنی نوابے
...دولت مین چوبیس بار کارزار کی اسکے عہد مین فضائے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ بیکا پور جا بجا مملکت
...ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شاہ شاہان دکن کا طرہ تاج تھا یہ وہ شخص ہے کہ جسنے اپنے
...گنبد دوار کے نیچے معلم خرد کی پٹی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بنا کر سب فرق کیا اور سخاوت
...سے بہتر بادشاہون کو اور خوشتر کوئی صفت نہین ہے اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کے واسطے صفحہ دنیا مین
...اور محرمات مین سے چند سے طبیعت شاہ کی استماع راگ اور رنگ اور موزونی نہایت کیطرف مائل رہی اسکے سوا
...اور محرمات اور منہیات کا ہوتا تھا اور اکثر روز ہاے متبرک مین کہ عبارت ماہ صیام سے ہے صوم و صلوۃ مین
...اوقات صرف کرکے کوئی دقیقہ اسمین سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ مین ان کاموں منہی شرعی سے نہایت
...راگ اور آزردہ رہتا ہون لیکن جو نغمہ مجھے ذکر حق مین مشغول کرتا ہے اور جو دوسرا میرے نفس کو شر انگیزی سے
باز رکھتا ہے درگاہ غفار ستار سے امید وار ہون کہ مجھے ان دو امر کے سبب (یعنی میوزشی ۱۲) مواخذا اور معاقب نفرمادے اور چونکہ
رغبت تمام عورتون کی فراہم لانیکی رکھتا تھا علما اور فضلا کو بلا کر استفسار کیا کہ مرد چار عورت اصل کے سوا عقد نہین
کر سکتا ہے اسکی تدبیر کیا ہے بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورت منکوحہ سے ایک کو صیغہ طلاق کہکر دوسری عورت کو شوق سے
اپنے عقد مین لائیے اور بعضون نے اور طریقہ ہدایت کیا کوئی شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی پھر وکالت پناہ
میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اسکا کیا ہے میر فضل اللہ نے جواب دیا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد رسالت
اور خلیفہ اول کی عہد خلافت مین مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد مین برطرف ہوا باوجود اسکے مذہب امامیہ مین کہ ایک فرقہ

اسلام سے ہی مباح ہی اگر بادشاہ انھین منع کرکے نگاہ رکھے بہتر ہی مگر علماء اہلسنت کے درمیان اس امر مین بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوۃ شریف حدیث درمیان مین لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ہوا ہی اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعار پر عمل کیا اور ایکدن آٹھ سو عورتین سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ تا شروع ہر ہفتہ ربع جزو کلام اللہ لکھتا تھا اور روزگار شریف کو نماز اور پرستش کے بعد پرسش احوال مخلوق مین صرف کرتا تھا اور راتون کو دو پہر اور سہ پہر تک علماء و مشائخ و شعراء اور قصہ خوانان اور افسانہ گویان اور ندیمان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شاہی کو ملحوظ اور منظور رکھکر باعتدال تمام اون کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اُنسے فرماتا تھا کہ دیوان داری کیوقت جب تخت پر متمکن ہوتا ہون تو بادشاہ ہوتا ہون اور ایلچیون سے شاہانہ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت وصلابت فرمانروائی محفوظ رہے اگر ایسا نہ ہو تو سلطنت بے نظام ہو اور دوسرے وقت تمسے صحبت رکھتا ہون اپنا مثل تمھارے سمجھتا ہون جیسا کہ ملوک آپس مین بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری رکھو تو بادشاہی اور بقصد وری کے حظ اور لذت سے بہرہ یاب ہون اور اُن لوگون سے کہ جنکا مذکور ہوا تکلف برطرف کرکے فرماتا تھا کہ شب کی دربارداری اور ہمنشینی کیوقت جب چاہو آؤ اور جسوقت چاہو برخاست کرو اور مجلس مین ماکول ومشروب سے جو کچھ ارادہ ہو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کرین اور دو چیز کے سوا جو چاہو کہو اور سنو ایک یہ کہ کاروبار دنیوی کا تذکرہ نکرو محکمہ کے اجلاس کیوقت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگوئی اور غیبت سے باز رہو ایکدن ملا اسحق سرہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو تکلیف دیتا ہی کہ بے تکلفانہ مجھسے گفتگو کرین یہ امر آداب سلطانی کے خلاف ہی اور بادشاہان عالیمقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہین ہی اور حکایات سلطان محمود سبکتگین اور حکیم ابوریحان منجم کے مصداق اور مقوی میرے کلام کی ہی سلطان فیروز شاہ نے پوچھا کہ شرح اس حکایت کی کیونکر ہی ملا اسحق نے تفصیل بیان کی سلطان فیروز شاہ نے متبسم ہوکر یہ فرمایا جو بادشاہ کہ علم و فضل واوصاف مین موصوف نہین ہین اُنسے ایسے امور سرزد ہوتے ہین خدا نکرے کہ یہ صفت میری طبیعت مین مرکوز ہو اور یہ مردم آگاہ جنھین ملوک کی خدمت مین رسائی اور آشنائی ہی اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس مین آمد و شد رکھتا ہی جانتے ہین کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی اگر اس صفت مین دعوی اعجاز کرتا بجا تھا اور اگر آپکو سرآمد ملوک نامدار فرماتا تو زیبا تھا اور مثل اسکے ملا داؤد بیدری نے اپنی تاریخ مین سلطان فیروز شاہ کے قضیہ بہت تحریر کیے ہین چونکہ موجب تطویل کلام اور کذب پر مبنی ہوتا تھا اسکی تفصیل سے محترز ہوا اور چونکہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیان مین آئی اسکو جملہ معترضہ سے واجب جانکر جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے مذکور کیا ہی اس نسخہ مین مرقوم کرتا ہون منقول ہی کہ حکیم ابوریحان منجم نادر روزگار سے تھا اور احکام عجیب اُس سے واقع ہوتے تھے اور بسبب وفور مہارت علم نجوم اور بے تکلفی سلطان کے سلطان محمود سے استغنا بسوال کرتا تھا اور وہ اس سبب سے ناراض و رنجیدہ رہتا تھا ایک وقت سلطان محمود قلعہ غزنین مین بام کوشک پانچ ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان منجم سلطان کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اُس سے متوجہ ہوکر فرمایا حکم کر کہ اس قلعہ کے چار دروازہ ہین مین کونسے دروازہ سے باہر جاونگا منجم نے اصطرلاب طلب کرکے بلند کیا اور طالع درست کرکے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے سرہانے رکھا اسکے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کھود دین جب وہ مسمار ہو سے

طرف سے نکل گیا بعدہ کاغذ کو برآوردہ کر کے دیکھا اسمین تحریر تھا کہ ان چارون دروازہ سے باہر نجاؤنگا اور ترقی
سوے فرہرا آ۔ ہوگا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کوشک سے نیچے گرا دین اور ظاہرا
اس بام مین ایک جال مثل اُس ٹٹی کے باندھا تھا کہ آسیر آنکر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدبیر کی وجہ
سے کسی طور کا صدمہ اُسکے گرد نہ پہنچا سلطان نے فرمایا اسکو بھی دیکھا تھا بولا ہان تقویم جو اُسکے ہاتھ مین تھی
سلطان کے حوالہ کی اور عرض کی دیکھیے جیسا کہ اُس روز حکم مین نے لکھا تھا کہ آج مجھے جاے بلند سے گراوینگے لیکن
مین زمین پر سلامت اُترونگا چنانچہ یہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اُسے قید کیا اور جب چھ مہینے
مدت تمام ہوئی حکیم کا غلام یکدن بازار مین جاتا تھا ایک نجومی کو دیکھکر اُسنے بلایا اُسنے غلام سے کہا کہ مین تیرے
دل مین جو چیز دیکھتا ہون کچھ میری تواضع کر تو کہون غلام نے درم حوالہ کیے فال دیکھا اُسنے کہا وہ شخص جو کہ
تیرا مالک ہے اور قید مین ہے آج کے تیسرے دن اُس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنیگا غلام نے
یہ حال بتاتے ہی یہ فال جا کے مالک کو پہونچائی وہ ہنسا اور کہا افسوس ہے کہ تو میرا غلام ہوکر ایسے آدمیون کے قول کا
اعتبار کرے قضارا تیسرے دن احمد بن حسن میمندی کہ دوست کا ہو یا تھا سرکار کا آئین ہے وقت دیکھکر سخن نجوم درمیان مین لایا
کہ حکیم ابوریحان منجم نے ایسے دو حکم اس خوبی سے بیان کیے اور خلعت و تشریف کے عوض مین قید ہوا سلطان
نے فرمایا جو کچھ مین جانتا ہون تو نہین جانتا اس شخص کا علم نجوم مین ثانی نہین ہے لیکن حکیم کامل وہ ہے کہ مزاجدان ہو کسواسطے
کہ ملوک کے مزاج لڑکون کے مانند ہین بات اُنکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اُسنے بہرہ مند ہون پھر اُسے حکم نجات حاصل ہوا
وہ فال بین نے کہا تھا وہ حکیم ابوریحان منجم نے اول فال بین کو جو سر راہ تھا دیکھا جو غرور کہ علم نجوم کا دماغ مین رکھتا تھا دفع
کیا اور جب مجلس سلطان مین حاضر ہوا گھوڑا اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیز پائی اور سلطان نے عذر کر کے فرمایا اگر تو مجھے
چاہتا ہے بات میرے مزاج کے موافق کہہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرائط خدمت سے ہے نظم سخن بکہ با صاحب
تاج و تخت ✤ بگوئید سخنہ نگوئید سخت ✤ سخن کان باابرو برآرد گرہ ✤ اگر آفرین ست ناگفتہ بہ ✤ اور سلطان فیروزشاہ ہر
سال چند کوہ اور دابل اور چیول سے چند جہاز اطراف و اکناف مین بھیجتا تھا کہ تحف و امتعہ ہر ولایت کی لادین اور
یہ بھی فرماتا تھا کہ بہترین تحفہ ہر مملکت سے مردم صاحب کمال اُس مملکت کا ہے بادشاہون کو واجب و لازم ہے کہ آدمی
ہر یک ولایت کے اپنی سرکار مین فراہم کرین اور ساتھ اُنکے محظوظ ہوکر یہ خیال کرین کہ سیر عالم کی اور ربع مسکون کو
دیکھا اسی سبب سے چیدہ اور خلاصہ اہل عالم اُسکی خدمت مین مجتمع ہوے اور اُسکے فیض عام سے بہرہ یاب ہوتے
تھے نظم فیض ہمتش چو چشمہ در جوش ✤ صیت کرمش چو نغمہ در گوش ✤ طبع کرمش چو مہر انور ✤ خلق نفسش چو عود مجمر ✤ در
انجمن عجم بساطش ✤ در بادیۂ عرب سماطش ✤ خلقش بہ بہار خوے کردہ ✤ طبعش ز نسیم گوی بردہ ✤ یک خندہ بہار
از نگاہش ✤ یک گوشہ سپہر از کلاہش ✤ ہم عشق پسند و ہم خرد دوست ✤ او مغز جہان و نہ فلک پوست ✤ اور
وہ اورنگ نشین دکن اکثر زبانون کو یاد کر کے ہر ولایت کے آدمیون سے ہمکلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی نہایت
ممتاز تھا اور جو بات کہ فی الجملہ ایکبار یا دو بار سنتا تھا پھر اُسکے دل سے نقش کالحجر کے مانند محو نہوتی تھی متقدمین کے اشعار
خوب سمجھتا تھا اور کبھی آپ بھی شعر کہتا تھا اور گاہے عروضی و کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا اور یادداشت کیواسطے تھوڑے اشعار
اُسکے اس داستان کی ذیل مین تحریر ہونگے اور ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اُسکے نام تحریر کی ہے وہ اکثر علوم مین خصوصًا

تفسیر اور حکمت طبیعی اور نظری مین مہارت تمام رکھتا تھا اور اصطلاحات صوفیہ سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ مین تین دن
یعنی شنبہ اور دوشنبہ اور چہارشنبہ کو اس تفصیل سے درس دیتا تھا زاہدی اور شرح تذکرہ ریاضی مین اور شرح مقاصد
کلام مین اور تحریر اقلیدس ہندسہ مین اور مطول ملا سعدالدین علم معانی اور بیان مین اور اگر احیانا انکو فرصت ہوتی تو
شب کو طالبعلمون کو حاضر کرکے درس اور فائدہ رسانی مین مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ انجو کی برکت سے کہ شاگرد ان
خوب ملا سعدالدین تفتازانی سے تھا اس شہنشاہ بے نظیر نے یہ تمام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاساً ایسا
مفہوم ہوتا ہے کہ دانش اسکی زیادہ بادشاہ محمد تغلق شاہ کی دانش سے تھی اور اول وہ شخص کہ جسنے سادات انجو سے وصلت
کرکے دختر دی اور نسبت اپنے فرزندون کیواسطے بیٹی لی سلطان فیروز شاہ ہے یہی تھا چنانچہ ملک نائب میر فضل اللہ انجو کی
صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد نکاح مین لایا اور ایک اپنی بیٹیون مین سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر تھی
صدر جہان کے بیٹے الموسوم بہ میر شمس الدین محمد انجو کو تجویز فرمائی اور دولت آباد کا طرفدار کیا اور سلطان فیروز شاہ بوعورتون
پری پیکر طاؤس زیب سے رغبت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر بھیورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروزآباد بنا کرکے اپنا تختگاہ مقرر کیا
اور بازار اور دوکانین نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور سڑکین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کرکے ایک قلعہ کہ ایک ضلع اسکا پانی سے
متصل ہو برج اور پتھر سے احداث فرماکر آب بھیورہ کو کاٹکر قلعہ مین لایا اور پانی کی نہرین اور کوشک ہاے عالی تعمیر کروا کے
ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتون کے اژدہام اور کثرت سے اندیشہ کرکے ضابطے مقرر کیے کہ مادام الحیات اس سے
تجاوز نہو القصہ جملہ قوانین اسکے سے ایک یہ ہی کہ ہر ایک محل مین عورتین خاصہ نگاہ رکھتا تھا انمین ہر ایک کو تین پرستار سے
زیادہ جو انکے ہمزبان تھین نہ دیتا تھا اور جو کلام عربی کی طرف میل زیادہ رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان
محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور نو محل زنان عرب سے جو کہ حجاز اور مکہ اور اس اطراف مین نشوونما پائی
تھی اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھین عربی محل مین نگاہ رکھتا تھا اور انکے خدمتگار اور پرستار بھی تمام حبشی و حبشیہ
خوش شکل اور عربی زبان تھین اس محل مین وہ عورت کہ لغت عربی نہین جانتی تھی آمد و شد نکرتی تھی کہ مبادا انکی زبان ضائع
ہووے یعنی دوسرے کلام مین مخلوط ہووے اور اس امر کیواسطے وکیل اسکے ہمیشہ عرب مین آمد و شد رکھتے تھے کہ جسوقت ان عورتون
یا خدمتگارون مین سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان رنجیدہ ہو کر ایک کو محل سے باہر کرتا اسکے عوض عرب سے اور لاتے
تھے اور علی ہذا القیاس زنان عجم سے بھی نو بیبیان رکھتا تھا اور خدمتگار انکے چرکس اور ترکی اور روس اور گرجی اور فارسی
زبان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور ختائی اور افغان اور راجپوت اور بنگالی اور گجراتی اور تلنگی اور کھتری
اور مرہٹی اور سوائے اسکے اور بھی اسی نہج پر تھین اور بولی انکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل مین ان محلون سے
جاکر حیات مستعار عیش و عشرت مین اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعوی کرتی تھی کہ بادشاہ ہمکو زیادہ تر
دوست رکھتا ہے اور کتاب توریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کرکے انکی روش کی خبر لیتا تھا اور
کہتا تھا سبحان اللہ جیسا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگترین اور بہترین انبیا سے ہے دین و شریعت بھی اسکا
بہترین اور خوشترین ادیان سے ہے اور کسی دین مین عورتین اجنبی مردون سے منہ نہ چھپاتی تھین اور شراب کہ ام الفساد
ہے حرام نہ تھی الحمد للہ کہ یہ دونون امر سلطان الانبیاء اور اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین برطرف
ہوے اور سلطان فیروز شاہ نے جب خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا اپنے

بھائی احمد خان کو خطاب خانخانان سے مخاطب فرما کر امیر الامرا کیا اور اپنے استاد میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اس
سید بزرگوار کے میامن سعی سے قابلیت و کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا
اور بہت مہابت کو بھی صاحب دخل کر کے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہے کہ چوبیس مرتبہ اس سلطان
نوجوان نے کفار سے غزا کی اور ملا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشہور کا مرقوم کیے
ہیں اور باقی سے ساکت ہوئے انمیں سے ایک یہ ہے کہ سنہ آٹھ سو ایک ہجری میں دیو رائے والی بیجانگر تیس ہزار سوار اور
لاکھ پیادے اور کمانداروں برق انداز بہ قصد تسخیر مدکل اور رایچور اور بعضے پرگنات و قصبات مابین دو آب بلاد اسلام
کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروز شاہ بہمنی کے سمع مبارک میں پہونچی سراپردہ باہر کر کے دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ
سے نہضت فرمائی اور قصبہ ساغر میں پہونچکر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار خطبند ہوے پہلے ایک زمینداران ساغر کو کہ
کافر بیباک اور فتنہ انگیز تھا مع سات ہزار ہندی سے کہ کولی تھے دستیاب کر کے تہ تیغ و پامال کیا اور خاطر فیض
مآثر اسکی طرف سے مطمئن کر کے جب لشکر برار اور دولت آباد ظل رایت میں اسکی جمع ہوے چاہتا تھا کہ کوچ کر کے دیو رائے
کے مدافعہ کیواسطے متوجہ ہو ناگاہ خبر پہونچی کہ نرسنگھ والی قلعہ کھرلہ نے حکام مندو اور آسیر کی حمایت اور مدد اور
دیو رائے بیجانگر کی تحریص و ترغیب کے سبب ملکات برار میں آ کر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج کیا ہے اور بہت
اہل اسلام کی ایذا اور اہانت میں مشغول ہو کر لوازم شناعت اور بیداری سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اس سبب سے
تمام لشکر برار اور دولت آباد کا دفع اس فساد کیواسطے مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال بارہ ہزار سوار پاے تخت
ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر دیو رائے کی تنبیہ کیواسطے عازم ہوا اور بہ موسم برسات کے باعث آب کشنہ طغیانی پر تھا
دیو رائے اس طرف دریا کے خیمہ و خرگاہ ایستادہ کر کے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے
ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاطر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک نامور ان مجلس
نے کہ نام نامی اسکا قاضی سراج تھا اور اہل نبرد کے سلک میں منتظم تھا جب آثار کلفت سلطان کے چہرۂ انور سے مشاہدہ کیے زمین خدمت کو
لب ادب سے بوسہ دیکر بہ نور اخلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہووے بندہ سراج کہ دولتخواہی اور جانفشانی کے جادہ پر ثابت قدم
ہے مع بعضے اپنے اقارب کے کہ محل اعتماد میں ہیں آب دریا سے عبور کر کے جس حیلہ سے کہ ممکن ہوسکے گا آپ کو رات کے
وقت دیو رائے یا اسکے بیٹے تک پہونچا کر اسکی شمع حیات کو گلگیر خنجر آبدار سے قطع کر کے بجھا دونگا اور بسبب ملال اسکے
کہ جب لشکر کفار میں شور و غوغا بلند ہووے چار پانچ ہزار سوار بخاطر جمع آب سے عبور کر کے نہر کو کفار کے تصرف
سے بچا رکھیں اور اس وقت شاہ بھی بفراغت تمام دریا سے عبور کر کے ہلاکی کفار کی ذات سے بلاد سلطان فیروز شاہ
نے اس طلعی کو تجویز کر کے تھوڑے عرصہ میں دو سو سید کہ مردم دکن کے اصطلاح میں ٹوکرہ کو کہتے ہیں چرم گاؤ سے مڑھ کر مہیا کیے
اور قاضی سراج سات جوان یکدل اور یکزبان کے ہمراہ فقیروں اور مجنونوں کے لباس میں پائیں آب سے اتر کر اردوے دیو رائے
میں آیا اور خرابات خانہ میں فروکش ہوکر ایک قحبہ پر عشوہ و کرشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی اور آپ کو عاشق و شیدا ظاہر کر کے
اسکی ناز برداری اور اپنی مجنون ساری میں کوتاہی نہ کی قضا را سیدان شام کے قریب وہ قحبہ بن ٹھن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا
کہ عشوہ و عاشقی اور بے صبری کا ہے از روی اضطراب اسکے روبرو گئے اور یہ کلام کیا کہ اے جفا کار کہاں کا ارادہ ہے اور اپنے تشرف
قدم سے کس مکان کو رشک بخشتی گا اور مجھ بیچارہ کی جدائی کے نشتر سے کیوں میری رگ جان کو قطع کرتی ہے اسنے جواب دیا کہ راے کے

فرزند نے ایک جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے احضار کا حکم دیا ہے ناچار اُس محفل مین جا کر ناچ اور گانے مین مصروف ہونگی قاضی نے کہا حیف صد حیف مین تیرے فراق مین کیونکر زندہ رہونگا مناسب ہے کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اُس محفل مین لیچل ارباب نشاط نے جواب دیا کہ اُس محفل مین اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہین تو اس خیال محال سے درگذر اور تو اس بہرہ سے بے بہرہ ہے قاضی نے کہا اے زہرہ پیکر پری شمائل مشتری خصائل تیرے ناز و انداز سحر و کرامات ہین تو وہ حکمت استاد ہے کہ مجھ ایسے ملک سیرت تیری چاہ مین ہاروت و ماروت کیطرح کنوئین جھانکتے ہین اور علم موسیقی کے حصول کمال اور تیری منہ زوری کی دھوم سے تنبوری جو بیٹہ کا موجد تھا منہ نہین کھولتا اور تیرے سازندون کے طنبورہ بجانے سے کچھا وج شرماتا ہے لیکن تیری صحبت کی تاثیر سے مین بھی اسمین عاری نہین ہون بجوا دے کیطرح تال سم بے گنتکاری اونچ سے واقف ہون بعضی چیزین دیو راے کو سنا کر اپنے علم کے کمال سے شیشہ مین اُتار لونگا یہ سنکر وجد مین آئی اور تمسخر سے مندل کہ وہ بھی سازہاے ہند کے اقسام سے ہے اُسکے آگے پھینک کر فرمایا کہ اسکو بجا قاضی صاحب مندل چھیڑ کر سرود گانے مین مصروف ہوے اسطرح سے دھرپد خیال ٹپا گایا کہ کبھی اُسکے وہم و خیال مین نہ آیا تھا سنتے ہی وجد مین آ کر بیخود و حیران رہی پھر یہ کلام کیا کہ تیری ہمراہی ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس حیلہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے ہمراہ راے دیو کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہو کر محفل عیش و سرور مین داخل ہوے **نظم** بدیدند بزمی چو باغ بہشت * سراپردہ پرنیانی سرشت * بہاراے زادہ برا ورنگ زر * سراسر برآمودہ در و گہر * زسر تا قدم زیور ہندوی * بجشید مہر و شتہا برانوی * زہرہ و طرف مہتران کنمہر * بزیور درخشان کمر در کمر * اور جسطرح کہ رسم دکن ہے ارباب نشاط جوق جوق آکر رقص مین مصروف ہوئین اور ہر جو گرد اپنے اپنے سحر اور نیرنگیان دکھانے لگی لولی چرخ آمیز فدا ہونے لگی اور جب نوبت بازیگرونکی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہو کر قاضی کو مع اُسکے ایک یار کہ وہ بھی مسخرون کے لباس مین تھا اجازت حاصل کرکے مجلس مین لائی وہ آپکو بصورت زنان آراستہ کرکے کرشمہ کنان جلوہ گری کے ساتھ آئی اور مندل نوازی اور مسخرگی اور نقش و صوت اور حرکات و سکنات کہ جسکو سحر و کرامات کہا چاہیے ساحری کرکے راے زادہ کو اپنے تماشہ کا فریفتہ کیا اُسکے بعد جیسا کہ اُس ملک کے مسخرون کا دستور ہے کھڑو کٹار برہنہ ہاتھ مین لیکر بازی کنان راے زادہ کے قریب پہونچے دونون نے ایکبارگی چابکدستی کرکے کٹار راے زادہ کے سینہ پر [illegible] تھا مار کر کام تمام کیا پھر اندرون کیطرف متوجہ ہوے اور دو پانچ نفر اور جو سراپردہ کے باہر ایستادہ اور گوش بر آواز تھے سراپردہ چیر کر بسرعت تمام ہر آسا خیمہ مین داخل ہوے اور ہنود کو کہ اکثر اُنمین متوالے اور بیخود تھے مجروح کرکے چراغ و مشعل جو کہ اس محفل مین تھے گل کرکے سراپردہ کے شگاف سے نکل گئے اور ایکبارگی گوشہ عافیت مین پہونچا کر منتظر عبور لشکر اسلام ہوے **نظم** جوانمرد قاضی جو غرندہ شیر * بسوے راے زادہ در آمد دلیر * در انگشت بر دیگران حملہ کرد * و مار از ہنودان برآورد گرد * اور اہل مجلس جو اکثر مے نوشی مین مشغول تھے اور مدہوش و حواس بجا نرکھتے تھے سراسیمہ اور حیران ہوے اور غلغلہ و آشوب عسکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق ہجران سے تاریکتر بلکہ [illegible] تھی آوازین مختلف لشکرگاہ مین گوش زد ہوتی تھین بعضے کہتے تھے کہ مسلمانون کا بادشاہ دو لاکھ ہزار سوار لیکر آب گشتہ سے عبور کر آیا ہے دیو راے اور اُسکے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اُتارا ہے اور بعضون کا یہ قول تھا کہ مسلمان لشکر سے جدا ہو کر دریا سے اُتر کر شبخون لائے ہین القصہ جو وہ شب شب دیجور اور ہولناک تھی ہندو لشکر کا عرض و طول پانچ

نرسنگ سے زیادہ تھا اور امرا اور سپاہ اپنے مقام مین مستعد ہو کر کسی وجہ خیمون سے برآمد نہوئے یہانتک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام آن لوگون کی جرمینہ پر جو اسی دن کیواسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑون کے زیر بند کاٹ کر دریا مین تیرنے کیواسطے چھوڑ کر دریا کے پار ہوے اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے بہوشیاری محافظت مین مصروف تھے لشکر اسلام کے عبور اور اردو کے شور و غوغا سے بیدست و پا ہو کر بھاگ گئے اور سحر کیوقت سلطان فیروزشاہ بھی بقیہ لشکر ہمراہ لیکر باطمینان تمام آب سے عبور کر کے سپیدہ صبح کے قریب اردوے کفار پر تاخت لایا اور جو دیو راے لشکر عظیم بپا یا بائی طرح جابجا متفرق تھا اور دیولبند کے مقتول ہونے سے انکے ہوش و حواس بجا نہ تھا اپنے فرزند کا ہاتھ اٹھاکر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بیشمار دستیاب کر کے بیجانگر کے اطراف تک تعاقب کیا اور ایک مقام مین مقابلہ و مقاتلہ وقوع ہوا اور مرتبہ ثانیہ بپائی اور میر فضل اللہ انجو کی مساعی اور نیکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروزشاہ کے پرچم سپاہ پر چلی اور ذلت کا نوشتہ منور ہوا ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم راے بعد دیو راے کہ سلطان کی ہیبت انکے دل مین تھی ازینکہ تاب نلایا قلعہ بیجانگر مین متحصن ہو کر صف جنگ سے روگردان ہوا … سلطان فیروزشاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد و معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی منہاج کو ساتھ ایسے منصب کے کہ … مدت سے اور … کے تھا سرفراز کر کے تمام لشکر امراے صاحب شکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا انھون نے حکم کے موافق نہیب و غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا اور لڑکے اور لڑکیان بیشمار ہمراہ لیکر مراجعت کی اور جو اولاد براہمہ سے مرد و عورت دو ہزار آدمی مسلمانون کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے برہمنان صاحب اعتبار بیجانگر نے دیو راے سے عرض کی کہ رعیت تمام ممالک کی اور ہم اتفاق کر کے جسقدر زر کہ حکم ہووے داخل کرین چاہیے ہم کہ راے بھی حسبۃً للہ کارسازی مین مصروف ہو کر مسلمانون سے موافقت کرے اور تمام بندی کو رہائی بخشے دیو راے نے یہ التماس پذیرا کر کے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جسقدر روپیہ ممکن ہو مسلمانون کو دیکر اپنے اسیرون کو رہا کرین ایلچیون نے بعد آمد و شد و گفتگوے بسیار میر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ اقرار کیا کہ ہم دس لاکھ ہون خزانہ عامرہ مین داخل کر کے لاکھون آپکی … ملتمس ہیں کہتے ہین آپ ہمارے بندیونکو رہا کرین پھر چھ لاکھ ہون براہمہ اور رعایا نے اور پانچ لاکھ ہون دیو راے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیجے میر معزی الیہ نے روے اخلاص تلم و کمال سلطان کے ملاحظہ مین گذرانا بعد تحسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیساکہ دستور ہے صلح کے بعد لازمہ عہد و میثاق ظہور مین آیا اور یہ اقرار ہوا کہ بموجب عہدنامہ قدیم عمل کر کے رعایا اور دو آبا ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نہو وین الغرض سلطان یہ صلح واقع ہونیکے بعد قیدیونکو لشکر سے رہا کر کے عازم مراجعت ہوا اور جب آب کشنہ … عبور کیا پولادخان ولد صفدرخان سیستانی کو مابین دو آب کے انتظام کیواسطے مامور کیا اور بسبیل استعجال حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد نزول اجلال دو تین مہینے کے کہ تعب سفر سے آسائش ہوئی اوائل آٹھ سو دو ہجری مین رسندیل کو شمالی … قاصد ہو کر … کی طرف روانہ ہوا اور لشکرکشان جب ماہور پہونچا مقدم وہان کا نرسنگھ جسنے شیطان کے وسوسہ سے گمراہ ہو کر سرکشی اختیار کی تھی بہ مقربان درگاہ کے ذریعہ سے امان خواہ ہو کر پابوس سے مشرف ہوا اور پیشکش شایان گذرانکر مع فرزندون ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینا اور پانچ دن ماہور مین استقامت فرمائی پھر وہان سے کوچ کیا جب قلعہ کھرلہ کے اطراف مین وارد ہوا نرسنگھ کافر نے جو صاحب سامان اور اہل دستگاہ تھا … کے

تمام کوہستان اور بہت ممالک اس طرف کے جو اس سے تعلق رکھتے تھے ایلچی حکام خاندیس اور مالوہ کے پاس بھیجکر مدد طلب
کی اور ان حاکمون نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کرکے کمک بھیجی تھی پھر اندنون مین ذلت وخواری کے خوف سے خواہان
ہوئے اور مدد کے بارہ مین جواب صاف دیا لیکن نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان فیروزشاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوکر
لشکر آراستہ کیا اور کھیرلہ سے دو منزل آگے بڑھکر بنائے جنگ ڈالنا اور حرب واقع کرنے مین ثابت قدم اور راسخ دم
ہوا سلطان فیروزشاہ کو غلو تھا کہ خود سوار ہوکر جنگ پر آمادہ ہووے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا
کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کے جانب رجوع ہو تو تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کافر فتنہ انگیز کا تنبیہ خوب ترین وجہ
سے ہوجائیگا سلطان نے یہ ملتمس پذیرا کرکے دونون کو اس خدمت پر مامور کیا اور انھون نے اتمام حجت کے لیے
نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج وخراج اور اجتناب جنگ کے بارہ مین بتاکید وبمبالغہ تمام نامہ تحریر کیا
نرسنگھ نے نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفوف حرب آراستہ کین اور خانخانان اور میر انجو بھی بعد ترتیب افواج
سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوئے جنگ عظیم ہوئی بہرہ کے بہرہ جوانون اور نامی پہلوانون سے خالی ہوگئے صفحہ دشت یکسر کشتون
سے بھر گئے شجاعت خان اور دلاور خان اور رستم خان اور بہادر خان جو امرائے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے
حق نمک سے ادا ہوکر نام روشن کرگئے اور کفار کے غلبہ سے لشکر اسلام کے بہادر متفرق ہوئے اور خانخانان کہ میمنہ
مین تھا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی میسرہ مین یہ دونون جماعت قلیل سے معرکہ مین ایستادہ حیران تھے کہ اس عرصہ
مین میر فضل اللہ انجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بھی درجہ شہادت مین فائز ہوا میر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ
مین حکم کیا اور سو دو سو جوان آگے بڑھا کر کہا کہ شادیانہ کے نقارہ پر چوب مارین اور مشہور کرین کہ سلطان فیروزشاہ
خود بنفس نفیس کمک کیواسطے آپہونچے خلاصہ یہ کہ اس بشارت فیض اشارت سے وہ جوان کہ پراگندہ ہوئے تھے فوج فوج
میر فضل اللہ انجو سے ملحق ہوئے اور میر فضل اللہ نے اُن کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل ہونیکی
غلط تھی بلا توقف اپنے تئین اُنکے پاس پہونچایا پھر سبھون نے اتفاق کرکے کوسل رائے ولد نرسنگھ رائے کو جو معرکہ مین ایستادہ تھا
مقہور ومغلوب کرکے دستگیر کیا اور کفار کو قلعہ کھیرلہ تک بھگا دیا اور کسی پر رحم نکرکے دس ہزار نفر ہندو سوار و پیادہ سے
قتل کیے اور نرسنگھ ہزار محنت سے اپکو قلعہ مین پہونچاکر قلعہ بند ہوا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے
اہالیان قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی خانخانان اور میر فضل اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہمکو اس بارہ مین کچھ اختیار نہین ہے
اور بدون اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے بساط بوس سے مشرف ہووے یہ امر صورت نہ باندھیگا پھر نرسنگھ اور اسکے عزیزون
نے اپنے ایلچیون کو سلطان فیروزشاہ کا لشکرگاہ بھیجا جاکر فریاد وزاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہین اور از روے جہل
جو جسارت کہ ہمسے واقع ہوئی نادم اور پشیمان ہین اگر حکم ہووے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ انجو کہ محاصرہ رکھتے ہین
اُنکے سپرد کرین اور جو سلطان اپنے باج گذارون کے سلک مین شمار کرکے قلم عفو ہماری جرائم پر کھینچیگا سلطان علاء الدین حسن
کانکوی بہمنی کے عہد کے موافق ہر سال ادائے باج وخراج کرکے جادۂ عبودیت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہونگے سلطان
فیروزشاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زردوزی کی کہ عنایت کردہ سلاطین بہمنیہ تھی امداد فرماکر اسکے بیٹے کو حسب الالتماس
اُسکے ساتھ خدمتگاران خاصہ مین جگہ دیکر چالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی اور بھی تحف
ونفائس دیگر لیکر قلعہ کھیرلہ کی تسخیر سے درگذرا اور جب خانخانان اور میر فضل اللہ انجو لشکر بزرگ مین ملحق ہوئے

[illegible] کو رخصت دیا مظفر و منصور مع غنائم موفور دارالملک احسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور چونکہ وہ فتح میر
[illegible] انجو تبریزی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہوکر لشکری بار بخصوص [illegible] ممتاز ہوا اور سنہ
[illegible] سو چار ہجری میں امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ سے اخبار متواتر پہونچے [illegible] وہ حضرت جلدی میں تختگاہ دہلی
[illegible] ایک [illegible] بیگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کریں [illegible] ضرورت ہوسے ایکبار خود
[illegible] میں پھر ہندوستان میں در آوے اس سبب سے سلطان فیروز شاہ نے [illegible] احتیاط اور پیش بینی سکے
[illegible] الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو کو مع مولانا لطف اللہ سبزواری [illegible] فضلا [illegible] مع تحف و ہدایا
[illegible] ایک محبت نامہ مشعر مخبر اتحاد خلاص بے پایان دریا کراست امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ میں بھیجا اور جب
[illegible] آستان بوسی اس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز بے پایان ہوئے جو پہنچے آنحضرت کی ملازمت
[illegible] بسر کرتے جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس [illegible] پہنچا شہنشاہ عالم پناہ
[illegible] ہوا جب ایلچیون نے التفات [illegible] بوساطت خلافت کے ذریعہ سے عرض
[illegible] میں پہونچایا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی یکجہتان درگاہ عالم پناہ [illegible] سلک دولتخواہان مخلص سے
[illegible] کے ارادہ مصمم رکھتا ہے کہ جسوقت حضرت دارالخلافت دہلی کی طرف عنان [illegible] معطف فرمادین کسی بادشاہزادہ عظام کو
اس دیار میں نامزد کرین میں بھی [illegible] کا خدمت کا کمر جان پر باندھکر [illegible] عازم ہون اور خدمت شائستہ
[illegible] پہونچا کر حضرت کی عنایت سے سرفراز ہون امیر تیمور صاحبقران بھی سلطان فیروز شاہ کے حسن اعتقاد اور اخلاص
سے باوجود بعد مسافت محظوظ اور خوشوقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہمنے دکن اور گجرات اور مالوہ کی
بادشاہی فیروز شاہ کو عنایت کرکے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اسی مضمون سے فرمان سعادت نشان
سلطان فیروز شاہ کے نام صادر فرمایا اور اُسے فرزند خیرخواہ لکھا اور ایلچیون کی رخصت کیوقت اُسکے واسطے پٹکا اور
شمشیر آبدار مرصع کار اور چار قبہ ملوکانہ کہ مراد عماری اور چتر اور خیمہ اور حقہ سے ہے اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے
نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن میں نہ آئے تھے ارسال فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ ابتک اپنی
بادشاہی میں استقلال تمام پہونچا کر مستقل نہوے تھے سلطان فیروز شاہ کے داعیہ دور بینی سے متفکر ہوے اور ایلچی
اُسکی درگاہ میں بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہین چاہیے کہ سب باتفاق رہین تو بادشاہ دہلی کے صدمہ سپاہ سے مصئون
اور محروس رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور بیجانگر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی اور خصوصیت کی ڈالکر مخفی پیغام
دیا کہ جسوقت تمکو کمک کی احتیاج ہو ہمے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجا لاوینگے اس سبب سے رائے بیجانگر
نے سلطان فیروز شاہ کی نسبت تغیر سلوک کرکے تین چار برس تک باج و خراج مقرری ادا نہ کیا اور شاہان مالوہ اور
گجرات اگرچہ ظاہر میں ملائمت کرتے تھے لیکن اپنی سخت دلی سے رنجیدہ ہوکر مقام پرخاش میں ہوے سلطان فیروز شاہ
صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب میں شدت نکرتا تھا عمداً تساہل و تغافل کرکے فرصت اور قابو کا جویا رہتا
تھا کہ اس عرصہ میں ایک سنار کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروز شاہ ہاتھ حائل مقصود میں کرکے کامروا
ہوا چنانچہ ملا بیدری نے شرح اس داستان کی یون مرقوم کی ہے کہ اندنون میں حسن اتفاق سے کہ عبارت و وفقت اجرام
علوی اور سفلی سے ہے بدایت مدکل میں حق سبحانہ تعالی جلشانہ نے ایک زرگر کہ نہایت مفلوک اور مجہولی سے ہمسایہ کے لوگ

اُسے نہین پہچانتے تھے اُسکی ایک لڑکی پرتھال نام پری پیکر ماہ منظر کو کہ نقاشی قدرت و لطف ترکیب و آرائش
چہرہ مین اُسکے کمال قدرت ظاہر کیا تھا نظم پری پیکر نگار سرو قدے + کہ حسن از روے او سرمایہ برد سے بذر نگے +
عارضش رضوان بجنت + زمہر حوریان پیرایہ بردے + یا یہ کہنا چاہیے کہ دست مشاطہ صنع یزدانی نے صاحب نظرون
کی تفریح کے واسطے اُسکے رخسارہ دلفریب کو زیب و زینت سے اور شانہ سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحب نوا
کے نظارہ کیواسطے اُسکے آئینہ عارض کو صیقل عنایت سے روشن کیا خورشید تابان اُسکے جمال جہان آرا کے نظارہ سے
عرق خجالت مین غرق اور مشک خطا اُسکی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت مین جلتا تھا نظم لب لعلش نگین خاتم جسم +
دہان از حلقۂ انگشتری کم + رنگ عارضش روے ہوا لعل + خم زلفش درآتش کردہ صد نعل + عذارش قبلۂ آتش پرستان +
دہانش آرزوے تنگ دستان + اور با وصف ایسے حسن و جمال اور تناسب اعضا کے کہ بیان ہوا واہب بے منت نے
حسن صوت یعنے خوش الحانی و شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کرامت کے علاوہ عنایت فرمائی تھی مصرع
گل بو و سبزہ نیز آراستہ شد + ورمان باپ اُسکے جسطرح کہ رسم ہندوون کی ہے چاہتے تھے کہ اُسکی شادی صغر سن مین
کسی برادری کے لڑکے سے کرین لڑکی اُسکے قبول سے سرتاب ہوکر بولی کہ ہرچند والدین کی اطاعت فرزندون پر واجب
و لازم ہے لیکن عطوفت جبلی پر اعتماد کرکے عرض گذار ہوتی ہون کہ جوہر گران بہا اور گوہر شاہوار ہر گوش کے لائق
اور عنبر سارا و مشک خطا ہر مشام کے سزاوار نہین کسواسطے کہ لسن کو لمیلہ عطار سے کیا نسبت اور خرمہرہ کو درج
جواہر سے کیا کام بس مکو با وجود نسبت پدری اور مادری کے اس فکر مین پڑنا اور پیوند کی تلاش مین پھرنا بہت بے
مناسب دکھتی ہون القصہ جس قادر نے کہ مجھے اس عطیہ کے سبب دوسرون پر امتیاز بخشا ہے وہی کارساز اُسکی بھی چارہ سازی
کریگا تمہین لازم ہے کہ مجھے اُسکے لطف و احسان اور حفظ و حمایت مین چھوڑ دو اور اپنے تئین فکر بیہودہ اور محنت بیجا مین نہ ڈالو گر ید
اس صورت مین مان باپ کو بھی مجال کلام نرہی خاموش ہوے اس عرصہ مین ایک برہمن کہن سال کہ بیجانگر سے کاشی
مین کہ مراد بنارس سے ہے جاکر پھرتا ہوا اُس قریہ مین پہونچا اور جیسا کہ مسافرونکا دستور ہے اُس زرگر کے مکان مین فروکش
ہوا اور اُس مکان کے تمام مکین اُس دختر ماہ پیکر کے سوا برہمن کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوے اور خدمات شائستہ
بجالائے اور اُس زہرہ جبین ماہ سیما کیواسطے التماس دعاے خیر کی برہمن نے گذشتہ اور آیندہ کہکر پوچھا کہ مہاراج وہ کنیا ن کہان ہے
بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہے چونکہ یہ قاعدہ نہین ہے کہ بہو بیٹیان اکثر ہندوون کی مردبیگانہ سے روپوش ہو دین
خصوصًا برہمنون سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب استفسار کیا مان باپ نے مشروحًا احوال اُس پری
گل اندام نغمہ خرام کے حسن و جمال کا اظہار کرکے اپنے درد دل اور حزن و ملال سے آسے آگاہی بخشی برہمن اُس غیرت
آفتاب کی دلبری اور دلبری کے حالات سننے سے اس بت سحرفن کے دیدار کا مشتاق ہوا اور باواز بلند پکارا کہ اے لڑکی مین تجھے
فرزند صلبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہون متوقع ہون کہ چند ماہ کیطرح سحاب پردہ سے نکل آ کہ میرے نین تیرے جمال
کے درشن سے روشن ہون الغرض بعد مبالغہ بسیار وہ زہرہ جبین برہمن کی پابوسی سے سرفراز ہوکر پاے ادب سے ایستادہ ہوئی
نظم جادو نگہے صنم فریبے + بگذاشتہ در جہان شکیبے + صد برہمنش بخون نشستہ + در بتکدہ بت بہ بت شکستہ + تمثال قدے نیاز
رستہ + صد رہ بمی و گلاب شستہ + در پردہ دید جلوہ گاہش + در خانہ دیا بفرق ماہش + الماس نژاد غمزہ اش تیز + ہم
دستہ نشان زہم نگریز + مالیدہ چو گل بجاے غازہ + صد صندل تر بخون تازہ + پیچیدہ بجعد عنبرین مار + از سر خم مو

ہزار نار + وان طرہ وآن غدا یعنوتش + موئیین دامی بدست آتش + آنراکہ بزخم غمزہ بسوخت + زیار پیشہ اد و خم او دو خست + چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ + صد دشنہ در آتش نہفتہ + از شرم نگندہ [illegible] در رہ و زلف بدہ سایۂ خولیتس + در پردہ و بعد ہزار بازی + در پردہ [illegible] دیدہ و ساز [illegible] دیدہ استش + چو سرمہ دیدہ چشم مستش + پیشانی غمزہ ناز دو ناتہ + ابرو بکرشمہ [illegible] + حیرت زدگان کار و بارش + برہمن نے پرتھال کو بدیدۂ بصیرت دیکھکر کہا [illegible] فرزند حسن [illegible] خلاق خوب اورا طوار خوب تجھسے ظاہر اور ہویدا ہوتے ہین اور یہ احوال دلالت [illegible] عاقبت پر رکھتا ہو

بیت می شنیدم کہ جان جانانے + چون بدیدم ہزار چندانے + اور جو برہمن علم موسیقی [illegible] رکھتا تھا اور اکثر سازون کو خوب بجاتا تھا اُس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھا کر چند روز [illegible] سکھایا [illegible] سرمایۂ حسن و دلبری اس فن کیطرف رغبت تام رکھتی تھی اسکے حسن [illegible] اور اخلاق [illegible] نہایت محظوظ ہوئی سچ ہے جو گانے والے شہرۂ آفاق گانے کے مشتاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہین جن و انس کے ہوش بجواس کھونے مین قصہ کوتاہ برہمن [illegible] ایک سال زرگر کے مکان مین مقیم [illegible] غنچہ دہن غرق دریاے حیا یمہ تن کے لوازم تعلیم مین تقصیر نہ کی اور پرتھال بھی جیسا کہ شیوۂ شاگردان نیک نہاد کا ہے از روے خلاص و اعتقاد اسکی پرستاری مین [illegible] ایک تو برہمن اور دوسرے اُستاد تھا حاضر رہتی اور ہنرون کو حاصل کرکے اُس درخت باردار سے ایک میوہ [illegible] برہمن پرتھال کو علم موسیقی مین صاحب کمال دیکھکر رخصت ہوا اور بیجانگر کیطرف جاکر پرتھال کے حسن و جمال کا افسانہ ہر ایک [illegible] سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ بیخبر دیوراے نے سُنی برہمن کو بلاکر داستان اُس پریزاد [illegible] مستفسر کی برہمن نے آنسو باد کہکر اسطور سے بیان حالات و کیفیات کیا کہ آتش عشق دیوراے کے مجمر سینہ مین [illegible] ہوئی صبر و قرار [illegible] ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا الفت کے نشہ مین چور ہوا صورت تصور [illegible] دام الفت کا [illegible] کے عالم مین رہگیا برہمن کو آغوش محبت مین کھینچکر بعد الطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہمن کے [illegible] نقود زاد ان کر کسی کو [illegible] سے خبر نہ تھی مدکل کیطرف روانہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی [illegible] اس پری پیکر کے ماں باپ کو انتہا نقود آدم فریب سے خوشنود کرکے اور [illegible] خطاب [illegible] کا [illegible] ماں کی گوش زد کرکے یک مرصع یعنے مالا اُسکی گردن مین ڈال اور بیجانگر کے تخت [illegible] کی بارگاہ مین پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جانکر [illegible] استعجال [illegible] ہزارون جال خیال کے اور لاکھ افسانہ افسون حصول مقصد کیواسطے درست کرتا تھا یہانتک [illegible] طاوس خرام شاخسار اشجار اُس قطعہ زمین پر آشیانہ رکھتا تھا اول اپنا آنا دہقون اور آشناؤں [illegible] بتا دیا اور پھر دو تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اُس کام مین [illegible] کی اور [illegible] راے صاحب اقبال کے پیغام سے آپکو ہفت خرگاہ مباہی پر دیکھکر شادان اور نازان ہوئے [illegible] قبول کیا اسکے بعد برہمن نے بامید واری تمام یک مرصع اسباب کے درمیان سے برآورد کرکے [illegible] کی گردن مین ڈالے لڑکی نے اسکے قبول سے سراسر اعراض کیا اور اُسکی طرف اصلا خیال نکرکے جواب دیا [illegible] ہے کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا مین جگہ دیتا ہے دوسری مرتبہ ماں باپ اور عزیز و اقارب کی ملاقات [illegible] لڑکا

عادۂ قیامت پر ڈالتا ہے ... مجھے اس حقیر متاع دنیوی کے عوض فروخت کرتے ہیں تو سے بیزار نہیں
ہوں اور یہ بھی نہیں چاہتی ... تیرے محبس میں قید ہو کر تمہاری ملاقات سے محروم مطلق ہوں اور جب
ماں باپ اور اُستاد ... زیادہ کرکے وسوسہ بہت کیے دختر لاعلاج ہو کر کلمۂ الحمد کہ
مرد راستی سے ... زبان پر ... سے کہا کہ مجھے سروش اقبال اور مخبر بخت نے یہ بشارت
غیبی اشارت دی ... بہت محنت و مشقت ... شرف اسلام سے مشرف ہو کر اسی دیار میں ایام عسرت عشرت
سے بدل ہو جائینگے ... لیکن ... صبر ... فیوضات لاریبی رہوا ... اگر کے اس
متاع ... مجھے بلا میں مبتلا کر دیگا یہ سنکر برہمن خاک ناامیدی اپنے
چہرہ ... رہو کر نصیحت ماں باپ کی رضامندی اور لڑکی
... بیقراری کو دم آتشین سے بجانے لگا اور
حیات ... جان کو آتشکدہ سمجھکر ... وگداز ہوا
نظم عشق ... این عشق کہ ہست بخود از خویش + فرشتہ
... ماں باپ نہ لغزد ... مستی + القصہ جب خار عشق ناشکیبائی لوازی
کے سینہ عافیت میں ... گیا اور دفتر عہد و پیمان سابق کا آب نسیان سے دھویا اور
... نوح دریا موج برآمد ہوا جب تھندرہ کے
ساحل پر پہونچا عنان عقل جنون کے ہاتھ میں دیکر انجام نہ سوچا ہر چند مصاحبان گستاخ مانع آئے فائدہ نہ بخشا مع پانچ ہزار سوار
اور پیادہ ... کے آب تھندرہ سے عبور کرنے حکم دیا کہ کسی امر کی طرف توجہ نہ کرکے شب و روز قطع مسافت اور سرعت
سے کام رکھو اور ولایت ... میں پہونچکر قریہ برتہال کو محاصرہ کرکے اُس آہوے وحشی یعنے برتہال کو دستیاب کرکے
مراجعت کرو اور چونکہ رشتہ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نکیا کہ برہمن کو پیشتر روانہ کرکے برتہال کے ماں باپ کو مخفی حقیقت
حال سے مطلع کرتا تو لشکر کے پہونچنے سے کسیطرح کے ہراس کو اپنے دلمیں راہ نہ دیتے اور امیدوار ہو کر اُس مقام میں
رحلت اقامت ... کسواسطے کہ اُس لشکر بیداد اثر کے پہونچنے سے ایکدن پیشتر خبر اُس ولایت کے باشندوں کے
گوشزد ہوئی تھی ماں باپ برتہال کے باتفاق دختر وہاں کے تمام آدمیوں کو لیکر جلے دور دست میں بھاگ گئے تھے اور
مردم دیوراے ... حالت مشاہدہ ... نومیدی کی خاک اپنے سروں پر اڑانے لگے بیت انیست زبخت بد نمونہ + فریاد
زبخت واژگونہ + ... اُسیوقت جیسا کہ رسم سپاہ ہے سلطان فیروز شاہ کی مملکت میں بیجا دست اندازی کرکے بہت
سے شہر اور قصبہ تاخت و تاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولادخان وہاں کے ناظم نے اس معاملہ سے خبردار ہو کر فوج قلیل سے
تعاقب کیا اور وہ تعاقب کرنیوالوں کی قلت پر نظر کرکے آب تھندرہ کے اطراف میں مشغول کارزار و سرگرم پیکار ہوے
کوئی کسب اور فن سپہگری کا ایسا نہ تھا جو سرمیدان اُنسے ظاہر نہوا لیکن فولادخان نے پیچھے ہٹا کر اُسکی جمعیت کو درہم و برہم کیا
اور ہشت عشرہ میں لشکر اور جمع کرکے آنکے کوچ کی ... تاخت ... اس سبب سے کہ پریشان ہاتے تھے شکست فاش پائی
دو ہزار ... قتل ہوے اور جب اخبار نویسوں نے یہ خبر سلطان فیروز شاہ کو پہونچائی اُسیوقت احضار لشکر اطراف کا حکم دیا
بہت افسروں اور غازیوں نے ... ملک ... فیروز آباد میں خیمہ و خرگاہ ... کیا فیروز آباد کو نگارچین کا نمونہ بلکہ اُس سے

آیا سلطان فیروز شاہ بساعت سعید اوائل موسم زمستان سنہ آٹھ سو چھ ہجری مین بعظمت و شوکت بادشاہان
دار الامن [illegible] نصرت رکاب تین لاکھ [illegible] سپاہ دولت فیروز شاہی
[illegible] کی طرف روانہ ہوا کہ دیو راے وہان کے قلعہ مین قلعہ بند تھا [illegible]
[illegible] دیو راے [illegible] ہوا [illegible] حاضر ہوئے
[illegible] ہوئے [illegible] وقت [illegible]
[illegible] دیو راے [illegible] شوکت اپنے [illegible]
[illegible] آراستہ ہو کر [illegible]
[illegible] گھوڑے [illegible] اور نشیب و فراز [illegible]
[illegible] سلطان [illegible]
[illegible] میدان [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] مین [illegible] ہوا [illegible]
[illegible] وقت تسخیر بیجانگر قطع نظر کر کے امیر الامرا احمد خان خانخانان [illegible]
[illegible] بیجانگر [illegible] تعین کیا اور [illegible]
[illegible] مقابل بیٹھا اور اس عرصہ مین لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ مذکور کے
[illegible] معرکہ اور وقوع مین آئے تھے از تائید ایزدی سے تمام معرکون مین فتح و فیروزی سلطان فیروز شاہ کے شامل
حال تھی اس سبب سے دیو راے نے شاہان گجرات کے پاس ایلچی بھیجکر مدد طلب کی اور چاہتا تھا کہ [illegible]
[illegible] مقابل ہو اور احمد خان خانخانان بلاد کرناٹک [illegible] تاخت و خرابی مین مشغول تھا یہ فضل اللہ انجو نے فرصت پاکر بعطا
قلعہ بیکاپور کو مع توابع از مضافات بجبر و قہر مسخر اور مفتوح کیا اور حکم کے موافق [illegible] قلعہ میان سدھو کو وہان سے
قریب تھا سپرد کر کے خود مع خیل و حشم سلطان کی ملازمت مین حاضر آیا اور احمد خان خانخانان بھی اکثر ممالک کو خراب
کر کے [illegible] ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان ہنود کی اسیر کر کے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت مین مشرف ہوا اور اس
خدمت کے صلہ مین سب فراخور حال نوازش پاکر خوشنود اور خرسند ہوئے [illegible] اس فتوح کے واسطے
ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروز شاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد
گفتگو کے قرار یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانخانان دیو راے کے مقابل جا کر سرگرم وغا ہوا اور سلطان مع میر فضل اللہ
و دیگر امرا قلعہ اودنی کی تسخیر کے قصد مین کہ ملاذ و ملجاے کرناٹکیان کا تھا اور اوس قلعہ سے سنگین اور محکم زیادہ رکھتے تھے
روانہ ہوا اور یہ خبر وحشت اثر اسوقت دیو راے کے گوش زد ہوئی کہ وہ مدد پہونچنے شاہان گجرات و مالوہ اور خاندیس سے نا امید
و مایوس ہوا تھا دریاے حیرت مین غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروز شاہ کوچ کر کے اودنی
کی طرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانون کے سار دومین بھیجی اور وہ میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے سلطان کی پابوسی

مشرف ہوئی … جیسے معرض قبول مین نہ پہنچی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارت سے اس شرط پر
پذیرا ہوئی کہ اول دیورائے بہرحال اپنی دختر سلطان کو نذر کرے پھر دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید
اور پچاس زنجیر فیل نامی اور دو ہزار کنیز … خوانندہ اور سازندہ اور رقاص … پیشکش … اور قلعہ بنکاپور بطور … کے
… حساب کرے … قلعہ … گفتگو نہ … اگرچہ
… کسی … ہمیں کے سوا نہ دی تھی … رعایت کرتے تھے … المصلحۃ
آخرکار … قضیہ … سلطان فیروز شاہ نے ایوان … بدل
… چالیس … بیجانگر سے … ساتھ فرسخ … کے دونوں
… آراستہ … ہندو و مسلمان اس مسافت مین … اور … ون سے
اپنے … ظاہر کرتے … احمد خان خانخانان اور میر فضل اللہ انجو … عمدہ اور …
طرف … و دیگر لوازمات … پیشکش پہنچایا اور سلطان فیروز شاہ …
… داخل ہوئے دروازہ … دکان کھولا اور حفظ … کا فرانے اٹھایا دیورائے نے … ابواب
متقابل کہ عبارت خصوصیت … اپنے زمانہ کے … ملاقات … سلطان فیروز شاہ نے
جرأت کرکے اردو کا انتظام حسن خان خانخانان کے سپرد کیا اور … بیجانگر کیطرف
متوجہ ہوا دیورائے لوازم استقبال … بجالایا اور شہر کے دروازہ سے دار الامارت تک کہ … فرسخ کے
قریب تھا مخمل اور اطلس … نفیسہ کے پانداز بچھائے اور … دونوں طرف …
دوطرفہ عورتوں اور لڑکوں … کیطرف سے … کے نثار
کیے اور … بیجانگر کی رعیت … تماشہ کیواسطے ہجوم کرکے اپنے … اطاعت …
لوازم تصدقات بجا لائے … میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی مین واقع تھا … دار الامارت کیطرف متوجہ ہوئے
دیورائے کے قرابتی اور اعزا … کوچہ و بازار مین رسوم نثار بجا لاتے تھے … پالکیوں میں جاتے
تھے جب دار الامارت کے دروازہ پر پہونچے اور وہان دونوں صاحب اقبال … اترے … مرصع کا جواہر نفیسہ
دیورائے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اس پر سوار کرکے اس مقام تک کہ عروس … آراستہ
اسی طرح سے لیگئے اور دیورائے اسواسطے کہ دولہا اور دولہن ایک مجلس مین صحبت رکھیں سلطان فیروز شاہ …
اپنے محل مین گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم مراجعت ہوا دیورائے نے تکلف شاہانہ درمیان مین لایا …
… نفیسہ پیشکش کیے کہ پہلے سے … مضاعف ہوئین اور مشایعت کی طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اور …
سواری مین کچھ … اور موافقت کے بارہ مین … جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب رخصت حاصل ہوئی
پلٹ گیا سلطان فیروز شاہ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط وہ تھی کہ دیورائے ما [illegible]
و اقبال کو لشکرگاہ تک پہونچا کر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالی اسکا انتقام اس سے لونگا اور یہ خبر دیورائے کو پہونچی
وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے غبار ملال سلطان کے آئینہ دل سے دور نہوا اور
صفائے بہم نہ پہونچی سلطان فیروزآباد کیطرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مدکل مین جاکر پرتھال کو مع ماں باپ اسکے

... مین حاضر کرین اور بعد احضار اُس نسخہ کو ... دیکھکر زبان اپنی تعریف و توصیف مین کھولی اور
... سے انصاف فرمایا مین ضعیف ... ہوا ... مناسب یہ تھا کہ اپنے ...
... مین لکھون کہ اسکا بھی آغاز شباب جوانی ... باپ ... فرزندان ...
... تمام مسرور و مبتہج ... برتھال ... چھوٹے ...
... علم دیا پھر ... مین ... اور سو بہت برتھال
... کام کرکے ... بیعت ... علم ریاضی اور
... وقوف تام رکھتا تھا ... دولت آباد مین
... تیار کرین ... صورت مین ... علم رصد
کی تیاری مین مشغول ہوئے لیکن ... رصد تمام نہوئی
... شاہ محمود ... وفات ... اور
... کی ... کے بعد ... مراجعت کی اور انھین سنوات
مین ... سعادت نشان ... فیروزآباد ... ایک سید عالی مقام عرف
... میر سید گیسو دراز دکن مین ... ہو پہنچے ... چراغی ...
... سلطان فیروز شاہ ... اس بشارت سے نہایت
شاد ہوا اور فیروزآباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا ... اولاد کو استقبال کیواسطے بھیجا اور
... شہر مین لائے لیکن سلطان فیروز شاہ ... طبیعت ... سید محمد گیسو دراز کو علم ظاہری مین خصوصیت معقولات
... حالی دیکھا ... خانخانان ... اعتقاد تمام ... پیدا کیا اور ایک خانقاہ
... کے تیار کی اور اکثر اوقات ... حاضر ہوکر انکے سخنان ... سے محظوظ
... ہوتا تھا ... راگ کی ہوتی بھی حاضر ہوکر درویشان خانقاہ کو اقسام احسان
... کرتا ... آٹھ سو ... سلطان نے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور
... تھا ... تاج اور ... اور تخت عنایت فرمایا اور عظماے
... بیعت لیا ... محمد گیسو دراز ... دعا سے خیر کرے اور فاتحہ پڑھے
... نے جواب دیا کہ ... فاتحہ کی کیا حاجت ہے سلطان فیروز شاہ نے
دوبارہ آدمی بھیجکر ... سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان
خانخانان کے نام ... سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متالم ہوا اور
آثار رنجش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمھاری خانقاہ ... نزدیک ہے ... عام خلق کا ہوتا ہے شہر سے باہر تشریف
لیجایئے سید محمد گیسو دراز ناچار ہوکر مع اپنے اہل و عیال ... گلبرگہ سے برآمد ہوئے اور شہر کے کنارے
اُس مقام پر کہ بالفعل مزار انکا ہے فروکش ہوئے اور انکے مریدون نے ... کرکے ایک مکان نہایت پر تکلف
اور معقول انکے واسطے تعمیر کیا اور سنہ آٹھ سو ... سلطان فیروز شاہ نے ایلچی ... کے پاس بھیجکر باج خراج

چندسالہ طلب کیا اور سنے اطاعت کرکے زر نقد و جنس اسقدر ارسال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف وہمایون ہوا
اور وسط سال مذکور مین قلعہ پانگل کی تسخیر کیواسطے کہ اُن دونون مین ساتھ تلنگانہ کے شہرت رکھتا تھا اور قلعہ
دہلی سے اُس مقام تک اسّی فرسخ کی مسافت ہے قاصد ہو کر اُس طرف فوج کش ہوا اور خویشی اور قرابت کو ایک
طرف رکھکر کوچ پر کوچ اُس قلعہ کے اطراف مین گیا اور دو برس تک اُس قلعہ کو محاصرہ کرکے امتداد پیدا کیا جو
ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اردو مین وبائے مری بہم
پہونچی انسان اور حیوان بہت تلف ہوئے اور بہت سے لشکری وقت بیوقت اپنی جاگیرون مین بھاگ گئے نظم
شہنشہ درآن ناحیہ چند سال ؛ تہی کرد گنجینہ از زر و مال ؛ ز آب و ہوایش درآن ہم ماہ ؛ چہ اسپ و چہ آدم ہمہ شد تباہ
ز دشواری رنج آن کارزار ؛ پراگندہ شد لشکر شہریار ؛ اُسوقت مین دیوراے نے فرصت پاکر سوار و پیادے بیشمار اطراف
و ممالک سے جمع کیے اور تمام راجاون کو یہانتک کہ تلنگ کے راجہ کو بھی مدد کیواسطے طلب کیا وہ بھی مثل نہنگ مع فوج
جرار و پہلوانان نامدار سلطان کے مقابل آ پہونچا اور بادشاہ اگرچہ جانتا تھا کہ یہ حریف اسمعرکہ کا نہین ہے لیکن غیرت تند
کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی مصاف مین آیا اور ہرچند میر فضل اللہ انجو اور بھی اعیان و اشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا
بے محابا آتش جنگ افروختہ کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو سپہ سالار لشکر اسلام تھا حملہاے مردانہ کرکے کفار کے طایفہ
کو متفرق اور پریشان کیا اور اُنکے میمنہ کیطرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ اس مقام مین گل فتح شگفتہ ہو چرخ نے یہ
نیرنگی دکھائی کہ کفارہ کنہرہ جو میر فضل اللہ انجو کے سلک ملازمون مین انتظام رکھتا تھا اور برسون اُس سید کی بدولت
عیش و کامرانی کی تھی اس کور نمک حسن کش نے بوعدہ امارت دیوراے سے فریب کھا کر عین معرکہ کی گرماگرمی مین
کہ تنور حرب شعلہ زن تھا ایک وار تلوار برق کردار اُس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ شہد شہادت چکھکر روضہ
رضوان مین داخل ہوا جب میر فضل اللہ انجو کہ عمدہ از عمائد لشکر تھا شہید ہوا اور امراے میسرہ بھی اکثر شہید ہوے
بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا ایک بے سامان کیا سلطان فیروز شاہ
منہزم ہوا احمد خان خانخانان اپنی قوت بازو کے سبب تھوڑے لشکر مجروح و خستہ سے ساحل نجات پر پہونچا اور کفار اہل
اسلام کے قتل عام مین مصروف ہوئے اُن سنگدلون نے غازیون کے اسقدر سرتن نازنین سے جدا کیے کہ جنگگاہ مین اُنکے
سرون کے چبوترہ باندھے جب مسلمانون کی شکست فاش ہوئی اسی پر اکتفا نہ کی سلطان کے تلاشی ہو کر اسکے تعاقب
مین روانہ ہوئے اور اکثر ممالک اُسکے اپنے تصرف مین لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور غارت و قتل عام ارباب
اسلام مین تقصیر و مضائقہ نہ کیا اور برسون کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہو کر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجکر کمک طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اُسی عرصہ مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور
اُسکے مہمات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثر پذیر نہوا آخرکار احمد خان خانخانان نے دروازہ
خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کرکے دیوراے کو مملکت شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ مین اپنے بھائی کی خدمت مین مشرف
ہو کر تشریفات فاخرہ سے ممتاز اور سرفراز ہوا اور سلطان فیروز شاہ اور افسران سپاہ اور مدبرین شہر جو اُس دولتخانہ
کے خیرسگال تھے انتقام کی فکر مین ہو کر کلہم اجمعین سامان سپاہ مین مشغول ہوئے لیکن سلطان فیروز شاہ
کہ بڑھاپے مین ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج و الم سے پشت اُسکی خمیدہ ہوئی اور غم و غصہ کی شدت سے بیمار ہوا

نظم بسے غصہ میخورد و شوریدہ وار ﴿ بہ پیچید بر خویش چون ۔ روزگار ﴿ بہ تدبیر آن بود شاہ جہان ﴿ کہ تا برکشد کینہ
از بندگان ﴿ پس از چندگاہ آن کیانی نژاد ﴿ ز خستہ دلے سر بہ بالین نہاد ﴿ اور جب ایام مرض نے درازی پیدا کی
زمام مہام انام دو غلام کے قبضہ اختیار مین کر ایک کا نام ہشیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک تھا سپرد
کرکے ہاتھ اُٹھا امور سلطنت مین قوی کیا اور اُنھون نے اوضاع احمد خان خانخانان سے استنباط دعوے
سلطنت کرکے سلطان سے عرض کیا کہ دارائی ملک دکن کی اسوقت آپ کے فرزند حسن خان کے نام قرار پذیر ہوگی
کہ میدان ملک کا آپکے بھائی احمد خان خانخانان کی شوکت سے خالی ہو یہ سنکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام
یاد آیا اور یہ عزم مصمم کیا کہ کل احمد خان خانخانان کی آنکھین مصلحت دنیوی کی چشمداشت سے عینہ نور سے بے بہرہ کر
اور احمد خان بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور لطف بخدا کرکے شب تیرہ و تار مین باتفاق اپنے نور چشم
علاء الدین کے فرار ہوا اور سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جا کے بعد مشہ ۔ ہ اور اعلام احوال التماس دعا کی سید محمد گیسو دراز
نے اپنی دستار دو پارچہ کرکے اپنے دست حق پرست سے باپ و بیٹے کے سر پر باندھی اور پھر دونون کو مژدہ سلطنت
دیکر فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکباد دی اور تشہ ان کے واسطے حاضر کیتے تھے خوان فائدہ فیض پر چنکر تینون صاحبون نے ایک
طباق مین تناول فرمایا اور احمد خان خانخانان اپنے مکان پر جاکر تمام رات فرار کے تہیہ مین آمادہ رہا اور علی الصباح
کہ جدا از بدین کلاہ غیظ سے تخت زرنگاری ٹھہرایا چارسو جوان مسلح اور جرار جنگ آزمودہ خنجر گذار کہ تمام معرکون مین نام
جوانمردی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے برآمد ہوا اس درمیان مین ایک تاجر موسوم و معروف
بخلف حسن بصری جو آشنائے قدیم احمد خان خانخانان کا تھا اُسکے ارادے سے واقف ہوکر اپنے دروازہ کے باہر
ایستادہ تھا روبرو آنکر اس روش سے کہ بادشاہون کو تسلیم کرتے ہین سلام کیا اور احمد خان نے اُسے فال سعد
و شگون نیک سمجھکر اُس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان پر جا مبادا میری دوستی کے سبب سے دشمنون کو
کسیطرح کا صدمہ پہونچے خلف حسن بصری نے جوابدیا کہ فراغت و آسائش مین جلیس و ندیم رہنا اور محنت و تعب مین خاک
بیوفائی مرد کا دیدہ مین جھونکنا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ نہین ہے جبتک جان تن مین ہی اور ایک رمق بدن مین ہے
خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے منھ نہ موڑونگا بیت سری کہ از تو بہ پیچد بریدہ باز چو زلف ﴿ دے کہ از تو بگردد
سیاہ باد چو خال ﴿ دوسرے یہ کہ جسطرح بادشاہون کو ملازمان بزرگ کی احتیاج ہے ویسے ہی بندگان حقیر کو بھی ضرورت
افتقار ہے کسواسطے کہ جو کام سوزن رکیک سے برآوے نیزہ بلند اس سے قاصر ہووے اور جو حجم قلمتراش نحیف سے
بر آوے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام مین عاجز ہووے اگر خداوند نعمت اس کمترین کو سلک بندون مین منسلک
کرکے نظر عنایت ملحوظ فرماوین امید ہے کہ خدمات شائستہ اس خاکسار دیرینہ سے ظہور مین آوین بیت من ہیچو خاک
و خادم تو آفتاب و ابر ﴿ گلہا و لالہا ہمہ را تربیت کنی ﴿ احمد خان خانخانان کو اخلاص و یکجہتی اُسکی پسند آئی اُسے
اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی ہمارا سہیم و شریک ہوگا یہ کہکر منزل مقصود
کیطرف روانہ ہوا اُس دن قصبہ خان پور مین مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر خدا مجھے سلطنت عطا فرماویگا مین اُس
قصبہ کا رسول آباد نام رکھکر سادات مکہ و مدینہ و کربلائے معلی و نجف اشرف کو وقف کرونگا اور جب ہشیار
عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چونکے اور احمد خان خانخانان کی خبر فرار سُنی مضطرب ہوکر

سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کرکے رخصت تعاقب باصل کی تین چار ہزار سوار اور کئی نامی اور جنگی لیکر احمد خان کے سراغ مین سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان رفقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے بیدل ہو کے ولایت کے درمیان داخل ہو کر بعضے امرا کو ساتھ اپنے متفق کرون خلف حسن بصری مانع آیا اور چتر سیاہ اسکے فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بیدر اور کلیانی مین بھیجکر ایک جماعت ملازمان شاہ اور اوباش اور بیکار گروہ عدہ سے دفعتہ جب احمد خان کی ظل رایت مین لایا اور اُنکی دلداری اور ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان وقت جنگ سے پہلو تہی کرکے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف و اکناف مین جابجا پھرتا تھا اور جب کمک اور دارالخلافت سے یوسیا الملک اور بیدار الملک کے پاس پہونچی انھون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے احمد خان کو گھیرا کسواسطے کہ اُنکے پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار قضا را چند بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے محمول ولایت برار کیطرف سے آنکر کلیانی کے حوالی مین فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سوداگرون نے لاہور سے لاکر آشوب راہ کے سبب کلیانی مین مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے مین ساعی تھا اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین صلاح کار اس امر مین یہ دیکھتا ہون کہ آپ گھوڑے سوداگرون سے بقیمت اور بیل بنجارون سے بعاریت لیجئے اور بدستور دکن بیرقین رنگا رنگ بانس کی چھڑون مین باندھکر پیادون کے حوالے کرکے ہر ایک کو ایک بیل پر سوار کرین اور سوداگرون کے گھوڑون پر بھی اسی طریق سے پیادون کو سوار کرکے فوج اعدا کے مقابل جا دین اور بنیاد جنگ قائم کرکے ہنگامہ فوج کی عین گرمی مین بنجارون کو گرد کے ایکطرف سے نمایان کرین اور اُمیدوار آواز بلند مخالفون کو سنا دین کہ امرا جو اپنی جاگیرون مین تھے ہماری کمک کو آئے ہین شاید توفیق سبحانی سے ایک ہراس اُن غلامون کے دل پر غالب ہو خائف ہو کر راہ فرار پاوین احمد خان اس بات کو خرافات سمجھکر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کرکے عین طے مسافت مین متحیر اور محزون ایک درخت کے سایہ مین اُتر کر سو گیا عالم رویا مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشون کا پہنے ہوئے اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ مین لیے ہوئے اسکی طرف تشریف لاتے ہین احمد خان نے اُنکا استقبال کرکے سلام کیا اور وہ درویش شرائط تہنیت بجا لائے اور وہ تاج سبز اُسکے زیب سر کرکے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے اکمل مشائخ گوشہ نشین اور متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہوکر اُٹھا خلف حسن بصری کو طلب کرکے صورت خواب اُس سے نقل کی پھر یہ فرمایا کہ اس مدت مین جنگ کے بارہ مین متردد تھا اب جو ایسی بشارت فیض اشارت غیب سے پہونچی حرب کیطرف عازم ہوتا ہون چاہئے کہ تو وہ تدبیر کر کہ تو نے اندیشہ کی ہے لطیفہ غیبی سے جانکر توقع نہین لاتا خلف حسن بصری زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر دو سو سوار ہمراہ لیکر کلیانی کیطرف روانہ ہوا اور بہیرین زبانی اور لطف کے ساتھ گھوڑے اور بیل اُنکے مالکون سے لیکر بازگشت کی اور رات کو بیرقین رنگین درست کین اور یہ مقدمہ کسی پر اظہار نہ کیا دوسرے دن صبح کیوقت کوچ کے نقارے پر چوب ماری اور میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ کرکے آہستگی و اطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جنکے یہ نام ہین احمد خان سے ملنے اور دیگر یاران مع فوج کثیر اسکی کمک کو آئے ہین اور دو تین کوس پر آ پہونچے احمد خان کے ہمراہی یہ نوید سنکر قوی پشت ہو کے کمال مضبوطی سے میدان مین جولانی کرنے لگے اور با وجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے اندیشہ نہ کرکے جنگ کے خصم ہوئے اور ہوشیار رعین الملک اور بیدار نظام الملک اگرچہ یہ خبر سنکر ہوش بجا نہ رکھتے تھے لیکن سپاہگری کی راہ سے صفین آراستہ کین

اور میدان جنگ مین آئے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بصری تین سو سوار سپاہیان بجاپور کرکے ساتھ احسن وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیا و [illegible] عین الملک و بیدار نظام الملک کو یقین ہوا کہ امرا ملک کو آتیہی شکستہ خاطر ہوئے اور اسوقت احمد خان ایک ہزار جوان ہمعمل و رکاب [illegible] افواج مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک جو قلب مین تھے جب دیکھا [illegible] میمنہ اور میسرہ سپاہ ہوکر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انکا بھی پاؤن [illegible] طرف فرار لی

نظم چو شد رو برو ہر دو قلب سپاہ ۔ کشیدند شمشیر در رزمگاہ ۔ و لشکر درآمیخت با تیغ و تیر ۔ [illegible] چو فیروز ملک خانخانان بجنگ ۔ ز شادی برخ زرد آورد رنگ ۔ احمد خان خانخانان نے منصور [illegible] ہوکر مفرور کا تعاقب کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت بیشمار دستیاب ہوئی اور اسکے بعد [illegible] چند کوس [illegible] نزول کیا اور بہت لشکر حسن آباد گلبرگہ کا اس سے ملحق ہوا سلطان فیروز شاہ [illegible] ضعف [illegible] ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چتر لگا کر خود [illegible] ہوا اور قلعہ [illegible] کرکے مع گروہ امرا اور تین چار ہزار سوار خاصہ خیل اور توپخانہ و فیل سپاہ احمد خان خانخانان کے استیصال کو روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیشقدمی کرکے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا [illegible] گلبرگہ سے تین کوس پر طرفین صف آرا ہوئے اور جو تقدیر الٰہی مین یہ تھا کہ احمد خان خانخانان تاج شاہی سے مشرف ہو [illegible] اسوقت سلطان فیروز شاہ پر اسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور خبر اسکی فوت کی مشتہر ہوئی خورد و بزرگ ترک رفاقت کرکے تو ما احمد خان سے جا ملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب اور ہراسان ہوکر بادشاہ کو پالکی مین بٹھا کر بسرعت تمام قلعہ کیطرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے سلطان ہوش مین آیا [illegible] متعجب ہوا اور احمد خان خانخانان نے رعایت ادب کرکے تعاقب نہ کیا اسکے بعد قلعہ مین داخل ہوکر دار الملک کی سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد اقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق حسن خان بالائے برج آئے اور دونوں توپ اور بندوق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان کے خیمہ پر آیا ایک جماعت مقربون سے اس بزم مین کہ جائے رزم تھی اپنے قرینے سے حاضر تھی انمین کچھ ضائع ہوئے اسواسطے احمد خان وہان سے کوچ کرکے اس سے کچھ دور عقب پر فروکش ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان مین پہونچی حسن خان ولیعہد سے فرمایا پادشاہی باتفاق لشکر و موافقت سران سپاہ و یلان خیرخواہ ہے جبکہ تمام خلائق درگاہ ارکان دولت اور بڑے امیر با دل ناشاد تیرے شریک ہون صلاح ملک اسمین ہے کہ فرش نزاع کو کہ موجب خرابی و فتنہ ہے لپیٹ اور احمد خان کا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کر یہ کہکر قلعہ کا دروازہ مفتوح کیا اور احمد خان خانخانان مع جماعت معتمدان قلعہ مین داخل ہوا اور اپنے بھائی کے سرہانے جاکر زار زار رونے لگا اور یہ دو بیت پڑھین

ابیات از زین سر نوشتہ ز سود و زیان ۔ فلک را بہانہ منم درمیان ۔ اگر تیغ ستاند با تیغ دہد ۔ کند ہرچہ خواہد بجا بر نہد ۔

اور فیروز شاہ نے اظہار بشاشت کرکے کہا الحمد للہ کہ مین نے تجھے اپنی عین حیات مین شاہ دیکھا واللہ تو شایان سلطنت اور سزاوار مملکت ہے اور استحقاق اسکا تجھے پہونچتا ہے اور مین شفقت پدری کے باعث سے حسن خان کی ولیعہدی مین حتی المقدور سعی کرتا تھا تو تحسین بخدا اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اور مہمات سلطنت مین مشغول ہو

اور مین جو چند روز کا مہمان ہون سیرت احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اسی رفد کہ شہر شوال کی پانچوین تاریخ سنہ آٹھ سو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا ایجاد کیا ہوا زیب سر کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ بہمنی رکھا خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ نے روز دوشنبہ پندرہوین ماہ مذکور کو نقد جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر آئین سلاطین غسل وکفن دیکر لاش اسکی تابوت صندلی مین اٹھا کر باپ اور دادا کے پہلو مین مدفون کیا مدت اسکی جہانبانی کی پچیس برس اور سات مہینے اور پندرہ دن مورخ لکھتے ہین اور بعضے کتب مین تحریر ہے کہ احمد شاہ نے اپنے بھانجے شیر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان فیروز شاہ کو گلا گھوٹ کرکے ہلاک کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص کبھی فیروزی اور گاہے عروجی لکھا ہے اور یہ اشعار غزلیہ اس سے نقل کیے **غزل** بلان شانہ زغم دہر بر دلم تنگست ✤ کہ دل بہ لذت سوداے عشق در جنگست ✤ گل امید شگفتہ از نسیم وعدہ ولی ✤ ز آفتاب غم انتظار بیرنگست ✤ بقطع راہ محبت مخور فریب امید ✤ کہ غایت ابدش ابتداے فرسنگست ✤ بجز سرود محبت نکرد زمزمہ نامے ✤ کہ ہر چہ خارج این پردہ تنگ آہنگست ✤ ولے بسینہ لبالب ز دوستی دارم ✤ کہ پیش اہل جہان بے بہا تراز سنگست ✤ دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنی ست ✤ چمن مگوے کہ آن آسمان فرہنگست **ایضاً** گر شمہ جنبش آموز ستمگان دراز ش را ستم کردست واجب ہر زمان تعلیم نازش را ✤ محبت چاک بر دل میزند ہر گہ کہ در بزمے ✤ بجو د مخصوص می بینم نگاہ نازش را ✤ مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تارے ✤ بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را ✤ نیابد لذت ناہید وصلت از متاع خلد ✤ ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را ✤ فروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را بسرو و لالہ می سنجی کہ بنیاد نیازش را ✤ **رباعی** در آتش ہرزہ فکر زائل نہ کنی ✤ اندیشہ بہر خیال مائل نکنی ✤ این نقد خزینۂ دماغ عنست بگوش ✤ تا صرف تجنسہاے باطل نکنی

تذکرہ سلطنت ششم ابو المغازی ولی ابن بہمنی احمد شاہ بہمنی نوّر اللہ مضجعہ کا

سلطان احمد شاہ قوانین لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کرکے سادات و علماء اور مشائخ کی تعظیم و تکریم مین حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتداے سلطنت سے بسبب اُن کرامات کے کہ اسکی حق مین ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا اور بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم خلائق دکن بھی اس مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اُسکا مطاف اور جاے طواف جہانیان ہوا اور سلطان احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شمع ارادت کو خاموش کرکے سید محمد گیسو دراز کا مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات انھین وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع اور پاکیزہ شہر کے متصل اُنکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اسوقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ سے بعینہ عادلشاہ کی طرف انتقال پایا ہے اکثر قریات اور قصبات عمل درآمد قدیم کے موافق اُن سید والا نژاد کی اولاد امجاد کے تصرف مین ہین اور آدمی دکن کے سید ممدوح سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہین یہانتک کہ ایک شخص نے ایک مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین یا سید محمد گیسو دراز اُسنے جواب دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیا ہین لیکن سبحان اللہ مخدوم سید محمد گیسو دراز چیزے دیگر ہین اور اسی قبیل سے عقید

اور اخلاص اہل دکن کا نسبت اُن سید مخدوم اور اُنکے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہیے القصہ جب سلطان احمد شاہ
بہمنی شاد ہوا تمام ہمت سلطان کی جبر اور شکست اور دیو راے کے انتقام مین مصروف رکھکر بانزو سامان
مشغول ہوا اور خلف حسن بصری کو وکیل امور سلطنت کرکے ہزار و دو صدی کا منصب عطا کیا اور چونکہ وہ سابق
مین تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن مین شائع ہوا اور حالت تحریر ان سطور تک جاری ہر اور
حسن خان اور دولتخواہی منظور رکھکر تشیار عین الملک کو امیر الامرا خطاب دیکر ہزار و پانصدی کیا اور بیمار نظام الملک
کو دولت آباد کے سرلشکری تفویض فرما کر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سُنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ مین ایک
[illegible] سا اطراف اربعہ سے منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی اور وکیل سلطنت ہزار و دو صدی اور باقی
امرا اور منصبدار ہزاری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور جو کہ امراے ہزاری ہوتا تھا طرح دیو نقارہ پاتا تھا
[illegible] خان ولد سلطان فیروز شاہ جو کہ وارث ملک تھا جمیع ارکان دولت اُسکے قتل مین [illegible] سلطان کو صلاح
دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے اُنکی تجویز کے برخلاف عمل کرکے اسکو پانصدی کیا اور چونکہ وہ [illegible] تھا اسکے
ہوا و [illegible] کام سے رغبت چندان نہ رکھتا تھا فیروز آباد اسکی جاگیر مقرر کی وہ وہان جاکر قلعہ تھندرہ کے کنارے
عیش و عشرت مین مشغول ہووے اور جسوقت چاہے فیروز آباد مین جا کوس تا سیر و شکار کیواسطے سوار ہووے اور
بے فرمان شاہ جاہ کوس سے زیادہ ترقدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مراتب شاہی سے بہتر اور افضل سمجھا
اور جبتک اسکا عم بزرگوار زندہ رہا بفراغت تمام بسر کی اور کبھی ایسا نہ ہوا کہ غبار کلفت اسکے دل صفا منزل مین پہونچے
لیکن جب کہ بعد معزول ہو کر فیروز آباد کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اس مقام مین نقد حیات خزینہ دار جنت کے سپرد کی
الغرض جب سلطان احمد شاہ نے اخلاق خجستہ کے سبب خاص و عام کو مطیع و فرمانبردار کیا پھر گجرات کی سرحد امراے معتبر کے
حوالہ کرکے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جرار نامدار خنجر گذار ہمراہ رکاب لیکر کرناٹک کیطرف متوجہ ہوا دیو راے نے کہ
[illegible] واقعہ اول خیال کرکے احضار لشکر کا حکم دیا اور راے ورنگل کو بھی اپنی کمک کیواسطے طلب کیا اور وہ بیجا
[illegible] نابکار روان مثل چیونٹی مور و ملخ سے کثرت مین افزون کہ کوہ و ہاموں اُس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر آب
[illegible] کے استیصال کیواسطے روان ہوا [illegible] روان ہوا اور آب تھندرہ کے کنارے کو مغرب خیام کیا اور سلطان احمد شاہ نے
بھی [illegible] منازل [illegible] جوانان تہمتن و پہلوانان صف شکن سے آب تھندرہ کی ساحل دیو راے کے مقابل نزول اجلال
[illegible] اجلال فرمایا اور جوکہ لشکر غنیم مین لاکہ پیادے توپچی اور کماندار تھے اور راتون کو بدمعاشون اور چورون کیطرح بہت
خرابی کرتے تھے یعنی گھوڑے اور سوار کو ضائع کرتے تھے سلطان احمد شاہ بطریق رومرا پہاے آتشخانہ کہ عدد اسکے قریب
دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچکر چالیس روز تک مقیم رہا اور تاخت و غارت سے اُس طرف کی تمام ولایت جو دیو راے کے تصرف
مین تھی خاک سیاہ کی اور ہر چند مساعی جمیلہ چاہتا تھا کسی ڈہب سے کفار آب تھندرہ سے عبور کرکے مصاف کرین لیکن
مطلب حصول ہوا آخر سلطان نے جمیع امرا اور منصبدارون کو طلب کرکے عبور آب کے بارہ مین کہ پایاب تھا
جنگ کے مقدمہ مین مشورہ کیا غرضکہ بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق اللفظ ہوئے
اور سبھون نے یکدل اور یکزبان ہو کر مصحف مجید کی قسم کھا کر اقرار کیا کہ کل صبح کیوقت ہم افواج آراستہ کے ہمراہ
عبور کرکے جنگ مین مصروف ہونگے لیکن جب یہ خبر دیو راے کے کفار مین منتشر ہوئی اول شب کو راے ورنگل مع لشکر تلنگ

کوچ کرکے اپنی ولایت کا راستہ لیا اور دیورائے سحر کیوقت افواج کو آراستہ کرکے جدل و قتال پر مستعد ہوا اسی درمیان
عالم خان اور لودی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امرائے اس خاندان سے تھے بالائے آب سے
مع دس ہزار سوار عبور کرکے علی الصباح لشکر کفار کے حوالی مین پہونچے اور بعجب اتفاق دیورائے مع ایک جماعت
افواج سے جدا ہو کر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اُسطرف متوجہ ہوئے اور دلاوران
[illegible] اسکے کہ [illegible] سر پر چڑھے آتے ہین مضطرب ہو کر باغ نیشکر کیطرف بھاگا اور تاراجیون نے مور و
ملخ کیطرح اس باغ مین داخل ہو کر اُسے ایسا اُجاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نہ تھا آخرش چند سپاہی دیورائے سے دوچار
ہوئے [illegible] کہ پشتارہ اُسکے دوش پر رکھکر جلو مین ڈالا دیورائے نے حیات کو غنیمت جانکر
[illegible] راہ [illegible] سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیورائے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام مین مشہور
[illegible] باقی تھی [illegible] دیورائے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت مین ایسا مشغول ہوا کہ نیشکر
سے تھے دیورائے فرصت پاکر تمام مفرورون کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امرائے مقرب کے پاس پہونچا غرض
[illegible] ہونے سے اتفاقیہ امراء اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیورائے نے اس امر کو شگون بد جانکر
[illegible] کرکے قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجانگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی ولایت
کفار کے درمیان مین داخل ہوا اور جس مقام مین پہونچتا تھا زن و فرزند اُنکے اسیر کرکے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف
قرارداد اور رحم و شفقت کو یکسو [illegible] کرکے تیغ بیدریغ رکھتا تھا جسوقت کہ بیس ہزار ہندو قتل ہوتے تھے قتل عام موقوف
کرتا تھا اور تین روز مقام کرکے جشن عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانے کے نقارے بجاکر بتخانون کو توڑتا تھا و معابد
آتش پرستون کے ویران [illegible] مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور چار بت برنجی حسن آباد گلبرگہ کیطرف بھیجے کہ [illegible]
کے میدان کے آستانہ کے آگے نصب کرین تو زائرون کے لگد کوب ہوون کہتے ہین جب کہ سلطان بتخانون کی تخریب
اور گاو کشی مین مشغول تھا ایام نوروز پہونچنے سے ایک حوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات
سے ایک دن سلطان بقصد شکار لشکرگاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار مین ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھینکا یہانتک کہ اردو سے
چھ کوس پر جا پڑا اسصورت مین کفار نابکار جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب تھے اُنھون نے آپسمین ہم عہد ہو کر سوگند
کھائی کہ [illegible] عند الضرورۃ فدویانہ سلطان پر پہونچکر ہلاک کرین اور اس ظلم و جور کا انتقام لین یہ کہکر گھوڑون بادپا [illegible]
[illegible] پر سوار [illegible] سلطان کے [illegible] مین روانہ ہوئے جسوقت اُسکے قریب پہونچے تیراندازان مغل قریب دو سو کے جانوران [illegible]
پیچھے گئے تھے سلطان [illegible] ہوا اور [illegible] ایک [illegible] کہ اہل زراعت نے گاؤ اور گوسفند کے رہنے کو صحرا مین آبادی سے
دور بنائی تھی نظر آئی سلطان [illegible] متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اُٹھاکر نہایت قہر و غضب سے تعاقب
[illegible] ایک شکستہ آب کند کا حائل ہوا اور اُسکے عبور کیوقت کفار نے پہنچکر تخمیناً دو
سو کے تیرون سے مقتول کیے [illegible] قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہو [illegible] کہ ناگاہ وہ تیرانداز کہ جانوران شکاری کے
تعاقب مین گئے تھے آپہنچے اور تیراندازی مین مشغول ہوئے اور کفار کو گونہ توقف واقع ہوا سلطان اُس شکستہ آب سے گھوڑا
[illegible] کر برآمد ہوا اور ہزار مشقت و محنت سے اپنے کو دیوار تک پہنچایا بعدہ بہادران تیرانداز دیوار پر چڑھکر جنگ مین مشغول ہوئے
اور سب نے دل مرگ پر رکھکر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا پھر توسید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی

و میر علی گُرد اور عبد اللہ کابلی اور خسرو ازبک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ محمد بیگ اور قاسم بیگ صف شکن سے
اُس روز مردانگی کی ظہور میں پہونچا کہ سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافرون
نے ضرب بندوق سے چند بہادران تیر انداز کو شہید کیا اور مسلمانون کو دیوار پر سے گرا دیا پھر پانچ چھ ہزار کافر
او بسیرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چہار دیواری کے کھودنے اور گرانے پر متوجہ ہوئے اور سلطان سنے
چند تیر اندازون سے اس چہار دیواری میں مضطرب اور حیران ہوکر رضا بالقضا دی لیکن بعنایت سبحانی شامل حال
عبد القادر سلحدارون کا سردار بن محمد عیسیٰ بن محمود بن عماد الملک کہ دو صدی منصب رکھتا تھا اُسنے لیکن اپنے تئیں
پاس بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہوا ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پاکر آسیب پہونچاوے اور تمام مشکل ہوگا پھر اُسی
ساتھ تین ہزار خاصہ خیل شاہی ہمراہ لیکر بطور یلغار روانہ ہوا اور سلطان کی خدمت میں جا پہونچا کہ کفار پانچ
ہزار دیوار مسمار کرکے جنگ میں مشغول تھے عبد القادر افواج ترتیب دیکر میدان کفار میں متوجہ ہوا اور جنگ عظیم
پیش ہوئی اتفاقاً آسی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور ہزار سردار کفار شہید ہوئے یہ خلاف اُنکے قتل
ہو جانا تھا علاف تیغ اسلام ہوئے اور باقی غارلون سنے شربت شہادت چکھا اور سلطان نے تائید ایزدی
اور عبد القادر نے خود بہوشیاری سے اُس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی میسر ہوا مصرع رسیدہ بود
بلائے ولے بخیر گذشت ہاں او عجائب روزگار سے سلطان عظیم الشان مالک اتنے ہزار خیل و حشم کا ساتھ ایسی مختون کے
اور بادشاہون کو کم وقوع میں آتی ہی گرفتار ہوا تھا عاقبت بخیر گذری سلطان احمد شاہ نے اُسی دن عبد القادر کو بالقاب
برادر جان بخش دیار حق گذار اور خطاب خانجہانی اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرماکر سپہ سالار لشکر تلنگ کیا اور
خانجہانی نے چالیس برس از روئے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ عماد الملک جو آخر میں بادشاہ برار کا ہوا تذکرہ
اُسکا عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے غلامون سے تھا غرضکہ اسیطرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیر انداز کو خلعت
ہائے فاخرہ اور خطاب ہائے لائقہ اور منصب ہائے مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازمہ عنایت میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علی خان
ہر ایک یکصدی ہوئے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہوکر کنہر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ
نے خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پایا اور حسن آباد گلبرگہ کی داروغگی پر مامور ہوا اور میر علی گرد نے
کہ ایک کفار بیجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافر کش کا لقب پایا اور ہزاری میں منتظم ہوا اور عبد اللہ
کابلی نے منصبداران صدہ سے ہوکر بلدۂ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ ازبک
بھی امیران صدہ سے ہوکر دونون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیر اندازی سکھاوین اور خلف حسن بصری
المخاطب ملک التجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراء النہری اور رومی اور عرب کے تین ہزار تیر انداز
نوکر نگہداشت کرین اور اسیطرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیر اندازی کی تربیت میں کوشش کرین اور اپنی اولاد کو بھی رسوم
تیر اندازی سے تعلیم دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بیجانگر میں آنکر تسخیر کی تدبیر کی اور محصورون کی
تضییق میں کوشش کی آخرکو دیو راے نجات عاجزی میں دیکھکر طالب صلح ہوا اور سلطان نے یہ شرط کی کہ اگر خراج
چند سالہ فیلان خاصہ کی پشت پر بار کرکے اپنے فرزند کے ہمراہ مع اکابر و سرنا اور نفیر

دیر عوض بھیجے البتہ صلح قبول ہوگئی دیورائے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو جو نہایت خوش زبان و دانشمند تھا با تحائف فراوان اور بہت سا نقد و جنس اور اقمشہ نفیسہ تیس ہاتھی کوہ پیکر خاصہ کی پیشکش کہ انھین اپنے محلات خاصہ مین باندھتا تھا اور خود ہر روز انکا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرانے استقبال کرکے اردو بازار کے درمیان سے نقارہ بجاتے شور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ مین در لائے اور سلطان دیورائے کی بیٹے سے بغلگیر ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ پٹکا کمر و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کرکے بیس گھوڑے عراقی اور عربی اور بیس گھوڑے راہوار ترکی اور بدخشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور نو تازی شکاری ایسے [illegible] کہ ہرگز کرناٹکیون نے مثل انکے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر وہان سے کوچ کرکے آب کشنہ کے کنارے ہی سے رخصت کیا اور خود بدولت و اقبال دار السلطنت [illegible] کو تشریف لایا اور اسی سال امساک باران کے سبب سے قحط عظیم واقع ہوا تھا اور نہرین اور کنوئین اکثر ممالک دکن کے خشک ہوگئے تھے چنانچہ اکثر چارپائے اور جانور صحرائی بے آبی سے مرگئے اور سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھولکر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے اور کھوین کھولکر غربا اور مساکین کو بانٹا جب ایک سال اسطرح پر گذرا اور دوسرے سال بھی آثار نزول فیوض آسمانی کا ظہور نہوا سلطان احمد شاہ نے مضطرب ہوکر علما اور مشائخ اور زہاد کو نماز استسقا کے تکلیف دی لیکن اسپر بھی اثر مترتب نہوا اعیان سلطنت کی شومی [illegible] ناخوش ہا اور حرف بیجا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہوکر بنفس نفیس صحرا کیطرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر چڑھکر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھکر اسقدر زاری و بیقراری کی کہ خدائی قدرت سے اسی دم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہوکر برسنے لگا اور سلطان نے محظوظ ہوکر عرض کی [illegible] ربانی سے نہ بھاگونگا اور اسقدر [illegible] کہ باران تھم جاوے نظم برآمد میغ از [illegible] کوہ * [illegible]

بباریدباران وخندید باغ * جہان گشت از مہر چون روشن چراغ * ہمہ شہر ویرانہ آباد شد * دل شاہ از خرمی شاد شد *

اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سبب شدت ہوا اور باران سے کانپنے لگے اور بہت مجموع صغیر و کبیر جوش و خروش مین آکر کہنے لگے کہ ای سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کیطرف مراجعت فرما تو ہم لوگ آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی پانی کے برسنے سے بہانہ طلب تھا عین بارش مین [illegible] سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب [illegible] مشہور ہوا [illegible] آٹھسو اٹھائیس ہجری مین [illegible] اور راستے بجا لاکر باہم اتفاق کرنے سے آزردہ تھا [illegible] اور ساریلا و تلنگ کا عزم کرکے سوار ہوا [illegible] خانخانان اعظم عبد اللطیف کو مع امرا [illegible] روانہ کیا اور خود بھی ایک مہینے [illegible] بعد [illegible] ظفر فرمایا اسی درمیان مین فتحنامہ ورنگل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جب ورنگل کے اطراف مین پہونچا راجہ [illegible] نے لشکر اطراف و اکناف سے بہم پہونچا کر فرصت غنیمت جانی اور ابھی سلطان نے معرکہ جدال و قتال مین نزول نہ فرمایا تھا کہ صف جنگ آراستہ کرکے سات ہزار [illegible] سوار و پیادہ سے مقتول ہوا اور ورنگل اہالیان سلطانی کے تصرف مین آیا اور سلطان باطمینان تمام ورنگل مین داخل ہوا [illegible] کہ اسکے آبا و اجداد نے بہزار محنت و مشقت دست برد نہب غارت سلطان محمد تغلق شاہ سے [illegible] نگاہ رکھتا تھا [illegible] وجوہ سے متصرف ہوا اور خان اعظم عبد اللطیف کو دس ہاتھی نر [illegible] اور ایک پالکی لا مرصع اور چار سمرن مروارید اور چالیس ہزار ہون نقد عنایت فرمائے

د پھر بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اکثر بلاد تلنگ کو مسخر کرکے جا
سانہ ہٹھا اُر بادشاہ کی ملازمت مین ورنگل مین مشرف ہوا سلطان رالا وو ہان قدردان بہت خوش ہوا سکے
سے لگایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کرکے اور زیادہ اقتدار دیا پھر بعضے وارثان مملکت تلنگ کے قلع قمع کے
واسطے کہ قلاع متین مین متحصن ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح وفیروزی دار الملک
احسن آباد گلبرگہ کیطرف مراجعت فرمائی اور مع الخیر پہونچا اور وہ آرزو کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے حاصل نہ کی تھی آسے
نصیب ہوئی اور سنہ آٹھ سو چھبیس ہجری مین قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب سلاطین بہمنیہ کے تصرف سے برآورد
ہوکر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھائی کی اور با وصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح وامان سے لیا لیکن
نقض عہدی کرکے اُس زمیندار کو مع پانچ چھ ہزار ہنود کے تہ تیغ کیا اور انکی آل اولاد کو قید کرکے بقید اسلام لایا اور حصار
کہر کو فتح کرکے معدن الماس کو کہ حاکم گونڈوارہ کے تحت مین تھے اپنے قبض وتصرف مین لایا اور بہت بتخانے تمت
مسمار کرکے اُن مقامون پر مسجدین تعمیر کین اور موذن اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور سال بھر ایلچپور مین مقام
کرکے قلعہ گاویل کو احداث کیا اور قلعہ نرنالہ کی مرمت کرکے مراجعت کی اور غرض اسکے بنا سے یہ تھی کہ ملک خاندیس
مالوہ اور گجرات کے صاحبقران امیر تیمور گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمایا تھا ایلچپور اقامت کرکے آسکی
اور مدبیہ سے اُسپر متصرف ہو اُسکے بعد بیجانگر کی تسخیر کے واسطے عنان عزیمت منعطف کی اور جب یہ از ہوشنگ شاہ
والی شادآباد مندو کو دریافت ہوا اُسنے نرسنگھ حاکم قلعہ کہترلہ کو باج گذار بہمنیان تھا اپنی متابعت وموافقت کی
ہدایت کی نرسنگھ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتبہ لشکر اُسکی ولایت پر بھیجا
اور ہر بار شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر وغضب مین لشکر تیسری بار ایک جماعت کو اس ولایت
مین روانہ کیا اور انھون نے سرزمین اُس ولایت مین پہونچکر بہت خرابیان واقع کین یعنی لوٹ مال کے سوا باغ ویران کیے
زراعت پامال کی کھیت میدان کیے اسپر بھی اکتفا نکرکے بعضے پرگنات پر اُسکے قابض ومتصرف ہوئے اور نرسنگھ جب
لشکر کشی مین مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اُسطرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان مین مصروف ہوا اور نرسنگھ نے
بیتاب ومضطرب ہوکر سنہ آٹھ سو تیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کیخدمت مین روانہ کیا کہ انداون
مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہے
اور اُس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرامگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین اور زین پوش اُسکی
اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہے حکام اطراف کمترین کو اُس درگاہ کے منسوبون سے جانتے ہین حاشا
کہ بندگان والا دربان اپنے بندگان قدیمی کی امداد اور معاونت مین تساہل روا رکھین اور جلد فریاد کو پہونچین سلطان
نے فرمان اسیوقت عبدالقادر المخاطب بخانجہان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بمجرد وصول فرمان قضا جریان
لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگھ کی کمک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار خنجر گذار ہمراہ لیکر شکار کے بہانہ
سوار ہوا اور شکار کنان ایلچپور مین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت مین تھا سلطان احمد شاہ شکار قمرغہ مین
مصروف ہوکر دو مہینے اُس شکار مین مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اُسکی زبونی پر کرکے بطریق
یلغار کہترلہ کے اطراف مین آیا اور بعد تاراج وغارت کے قلعہ کو محاصرہ کرکے زبان لاف وگزاف مین کھولی اور

سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھترلہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ مین ملا عبد الغنی صدرا ور نجم الدین مفتی
اور بھی علمار سلطان سے کہنے لگے کہ ابتک کبھی ایسا اتفاق نہین پڑا کہ شاہان بہمنیہ مسلمانون سے لڑے ہون
اسصورت مین حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہی خصوصًا اس مقدمہ مین کہ تمام خلقت کہیگی سلطان کفار کی حمایت
کرکے اہل اسلام سے محاربہ کرتا ہوا اور سلطان کہ ہوشنگ شاہ کے لشکر سے بیس کوس ادھر پہونچا تھا اس کلام سے متاثر
ہوکر آدمی اُسکی پاس بھیجا کہ نرسنگھ اس سرکار کے متعلقون سے ہی شایان محبت وہ ہی کہ آپ اپنی ولایت کیطرف
کوچ کر جائین کہ ہم بھی علماے شرع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کیطرف متوجہ ہوئے لیکن ابھی
ابھی وہ ایلچی سلطان کے اُردو مین نہ پہونچا تھا کہ دکنیون نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ و آشفتہ ہوا بسبب
اس خیال کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہتے اور آپ تیس ہزار سوار رکھتا تھا بہ تعجیل تمام شاہ
کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ حسب منزل کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کوچ کرتا تھا وہ اس مقام مین فروکش ہوتا تھا جب یہ بخاری
اُسکی حد سے گذری سلطان نے عالمونکو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تمنے فرمایا تھا اوسکی تعمیل اُسکی واجب تھی مین بجالایا اور اب
اس بے ناموسی کو اپنی اوپر قرار دیکر کل یہان سے کوچ کرکے احمال و اثقال روانہ کرونگا اور فلان دریا کے کنارے
کہ میری مملکت ہی مقیم ہونگا اسحالت مین جو شخص کہ میرے مقابل آویگا اُس سے لڑونگا اور ایسی تدبیر تھا کہ حدیث
کے موجب وبال شامل حال اسکے ہو پھر علما سے اُسکی تجویز کرکے دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کرکے
چارسو ہاتھی جنگی کہ اُن مین سے اکثر مست تھے جابجا نگاہ رکھے اور میمنہ عبد القادر خانجہان اور میسرہ عبد اللہ خان سپہ
اسمعیل فتح سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہزادہ علاء الدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دس ہزار سوار
انتخابی اور بارہ ہزار فیل جنگی دست چپ کیطرف قائم کرکے کمینگاہ مین بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اُس دن کو بھی اور روزون
کیطرح قیاس کرکے بے تامل تعاقب کیا اور بروایت صحیح مع ستره ہزار فوج دکن مین پہونچا جب فرصت لشکر جمع کرنیکی
کی نہوئی جنگ مین مشغول ہوا اور بازار گیرودار گرم ہوا ہر ایک جوان شیر نیستان پیل تن پر شوکت دکن نے کہ سالہا
دراز سے آرزومند جنگ یکدیگر تھے ہنرہاے ذاتی عیان کیے

نظم

دو لشکر بصحرا کشیدند فوج ؛ دو دریاے آتش برآورد موج

ہا شدہ از ہر دو سو لشکر آراستہ ؛ قیامت ز روے زمین خاستہ

بانمودند شیران مفرد سوار ؛ بمیدان یکے بایکے کارزار

بچو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب ؛ ز دیدہ نہان شد بروز آفتاب

جب طرفین نے سپرین سنبھالکر تلوارون پر
ہاتھ ڈالا اس چابک سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھکر کمینگاہ سے برآمد ہوا اور بہ نفس نفیس
شیر ژیان و پیل دمان کیطرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا جو نیزہ دار سامنے آیا تلوار علم کرکے نیزہ قلم کیا اور کچھ کو بہ عتاب
کو مغلوب اور روح سے پیکر خالی کرکے دشت لاشون سے بھرتا تھا کچھ دیر دارو گیر کی صدا بلند رہی پھر لشکر ہوشنگ شاہ تاب
اقامت نہ لایا معرکہ سے فرار و سرگشتہ وادی ادبار ہوا اور دکنیون نے نیت بہ نیزہ و شمشیر ہو کر تعاقب کیا پھر لڑائی سے جان
سون مین جدائی ہونے لگی دو ہزار مرد اہل نبرد غنیم کے قتل ہوئے ساز و صلب احمال و اثقال اُنکا تاراج ہوا اور ہوشنگ شاہ
کے حرم اور دو دختر اور دو سو فیل دستگیر ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر نرسنگھ کو پہونچی وہ بھی ضیق محاصرہ سے برآمد ہو کر
بیخوف و خطر نہایت دلیری سے متردد نکا سدراہ مثل مار دم بریدہ برخود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اُسکے ہاتھ آیا اُسے قتل کیا اور
بہت اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ اس سبب سے نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل و عیال

بوبت اعزاز و اکرام سے لایا تسکین و تشفی دیکر جلیسے جوف مین بٹھایا اور خلعت و انعام دیکر مردم معتبر او چند خواجہ سرا
ہمراہ کرکے مالوہ کیطرف روانہ کیا احمد نرسنگھ اپنے بیٹون کو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلطان کو گھر
لیجا کر ضیافتون مین مشغول ہوا اور پیشکشہاے لائق گذرانی انانجملہ ایکسو الماس اور یاقوت اور مروارید عدن تھا اور
سردارون اور نامدارون کی بھی خدمت لاے لائقہ کے لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا اور بادشاہ کی
متابعت مین باتفاق فرزندان قصبہ ماہور تک آیا اور خلع اور معزز ہوکر وہان سے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کیطرف راہی ہوا
اور تاریخ مالوہ مین مسطور ہے کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تسخیر کھترلہ ہوا اور راے کھترلہ نے ہوشنگ شاہ سے مدد طلب کی
اسواسطے اس معاملہ میں آخر دونون بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی واللہ اعلم بالصواب اور اتفاق شاہی اسی یورش مین جب
حصار سید کے حوالی مین پہونچا عزم شکار مین مع فرزندان و مقربان لشکر سے جدا ہوکر مانند فلک دوار کے سیار ہوا
نظم بنالیدن درآمد طبلک باز + درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز + زکیسو حشرہ بازان سبکخیز + چو خون صید کردہ تیغہا
تیز + وزان سوے دگر شاہین بہ پرواز + ربودہ نقد جان از کبک و دراز + اور اثناے سیر مین نظر خجستہ اثر اسکی ایک صحرا
پر جا پڑی کہ وسعت و خضرت مین گویا سپہر اخضرا اور لطافت و صفا مین چشمہ خور یا کوثر تھا اسکا صحن زمین مثل بہشت
بریں اقسام ریاحین سے آراستہ تھا اور رنگ برنگ نباتات و گلہاے گلشنی سے پیراستہ تھا اور ہرطرف اسکے سبزہ زار تھا باغ سے
زیادہ پربہار تھا چشمہاے سرد و شیرین روان تھے جانوران آبی مانند قرقرے مرغابی پران تھے کہین بلبلکے پہاڑی
ہالاہے کرڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولون کی مہک سے مست ہوکر گرتے تھے جانوران شام آخر اسکی خاکپر طبلہ عنبر سا
کھولے ہوئے اور مسافران صبا و شمال اسکی ہواے فیض بخش مین نافہ مشک اذفر رکھے ہوئے تھے نظم زہر چشمہ چون بیجون
چراغ لالہ ہر جانب فروزان + شقائق بستہ و سبزہ دمیدہ + نسیم صبح جیب گل دریدہ + ناگاہ اس صحرا پر فضا مین ایک
لومڑی نظر آئی کہ مکر و فریب و خدع کے مکتب مین بیٹھکر شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین ساحر تو
کیا ملک شعبدہ باز کو بازی دیتی تھی فریب بہت صیادونکا دیکھکر کبھی اپنے تئین بطمع خام گرفتار دام نہ کیا نظم
روبہکے جہت قوی دغا پیشہ بود + مایہ مغالبہ آن پیشہ بود + لعبت و بازیگر صحرا و دہ + وزد دگان بردہ ببازی دو سہ
رو و ہوا بفغان بود از وے + ہم سگ دہ لقمہ زنان بود از وے + در رہ جستن شدہ از دہ بہ گم + صحن فلک فتنہ بجاروب دم + القصہ وہ
حیلہ گر دغا پیشہ صحرا و بیشہ مین رہا کرتی تھی اور نشاط و انبساط سے جست کرتی پھرتی تھی اور بلطائف الحیل سے آپکو سگان تیزدندان
کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اندنونمین سلطان احمد شاہ نے تفریحکے واسطے حکم فرمایا کہ چند قلادہ سگان تیز چنگال اس محتال
کے دنبال چھوڑین تو اس صحراے پر فضا اور رونق افزا بہار مین کہ نہایت وسیع اور ہموار ہے حیلہ گری نیرنگسازی سے ابتہاج
و سرور حاصل ہووے میر شکارون نے چند تازی شیر صولت اسکے تعاقب مین چھوڑے اور لومڑی کی جو ان پر نظر پڑی شعبدہ
کرکے ہرچند چاہا کہ بحیلہ و نیرنگ انکے چنگ و دندان سے آپکو رہا کرکے کسی سوراخ مین درآوے میسر نہوا اور جب کتون نے جولانی
مین سبقت کرکے چاہا کہ اس تک آپکو پہونچاوین عاجز ہوکر اس بیت پر عمل کیا بیت وقت ضرورت چو نماند گریز + دست
بگیرد سر شمشیر تیز + بعزم ستیزہ آویزہ پلٹ کر تازیون پر حملہ آور ہوئی اور شہریار گردون وقار انگشت دانتون مین لیکر اسکی
جرات سے حیران ہوا اور اسکے خاطر ملکوت ناظر مین یہ خطرہ گذرا کہ یہ امر اس سرزمین جنت تزئین کی آب و ہوا کی تاثیر سے
ہے مناسب یہ ہے کہ اس مقام کو شہ نشین کرکے دار الملک گردانون پھر اپنا مافی الضمیر مقربان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے ظاہر

کیا نظم شگفتہ بہ پیرایۂ سخن برکشاد ❋ کہ اینک بر و بوم فرخ نہاد ❋ بسازم من اینجا یکے خوب جاے ❋ کہ باشد بجائے
مرا زینجا ❋ برآرم یکے قلعہ از سنگلاخ ❋ بود اندرش باغ و ایوان کاخ ❋ بگلشن یکے برفرازم چو ماہ ❋ چنان کہ بود
خورنق و ملجا دگاہ ❋ یکے شہر سازم بدینجائے من ❋ کہ چہرہ بماند ز روئے چمن ❋ القصہ سبھون نے زبان بدعا کھولا اور یہ
بیت پڑھی بیت اے شہنشاہ مبارک رو کہ حاصل میکنند ❋ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ❋ جو کچھ خاطر اقدس میں
کہ جاے مصدر انوار ربانی اور مورد الہامات غیبی ہے گذرا وہی صلاح دولت بدیہی ہے کسواسطے کہ یہ مکان مملکت
دکن کے وسط حقیقی میں واقع ہوا ہے اور آب و ہوا اس زمین کی بہتر تمام اماکن ہندوستان سے ہے اور مسودات اوراق کا کہتا ہے کہ میں
نے بلاد معظم ہندوستان کو دیکھا لطافت و خوبی میں مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا زمین اسکی شنجرف سودہ کی طرح سرخ
ہے اور ایام برسات میں کہ جو بہترین فصلہاے ہندوستان سے ہے کیچڑ مطلق نہیں ہوتی ہے کسواسطے کہ اطراف شہر میں دس
فرسخ تک جو اکثر زمین سرخ ہے اور چسپیدگی نہیں رکھتی سیر و شکار کیوقت ساون بھادون میں نہ گھوڑا تشویش کھینچتا ہے
نہ آدمی گھوڑونکا سم اور آدمیوں کا قدم گل آلود نہیں ہوتا کیچڑ کا چھینٹا سر پر نہیں پہونچتا پاؤں نہیں پھسلتا تہمد یا تنبان
اندر پائنچا چڑھانیکی نوبت نہیں آتی ادھر مینہ برسا ادھر پانی جابجا بہ گیا شہر کا گلی کوچہ صاف رہگیا اور علاوہ اسکے لطیف
ہے کہ جامہ اور بدن سرخ نہیں ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہان پیدا ہوتا ہے اور خواجہ محمود گاوان ملک التجار نے
جہان سے زعفران اور امرود اور قسم قسم کے انگور اس زمین سے حاصل کیے مگر اسوقت میں کوئی مالک مربی نہیں رکھتی
اور نشیمن گاہ شاہان صاحب اقتدار نہیں ہے لیکن وہ سرزمین اب تک پرمیوہ تر و دیگر مقامون سے ہے القصہ جب کہ ان
صاحب جدان ارادۂ سلطان سے واقف ہوئے نجومیوں اور خبر شناسوں کو بلایا اور تحقیق فرمایا کہ حد بیدر
کے نزدیک شہر احداث کرنا اور دار الخلافت بنانا حسب اجرام علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہے نظم ز اختر شناسان
بہ پرسید شاہ ❋ کہ گر سازم اینجا یکے جایگاہ ❋ از و فرخم بساماں بود ❋ وبا کار باخنگ سازان بود ❋ بگفتند کے شاہ
گزین ❋ کہ خوب ست و فرخندہ انجام این ❋ جب نجومیوں نے یہ مژدۂ جانبخش سنا یا مہندسان اقلیدس شعار
اور طراحان مانی آثار بلکہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ میں بقراط سقراط جالینوس زمان سے تھے اور ہر ایک معمار
اور اقطاع سے سریر ثریا نظیر کے سلک میں منسلک اور منتظم ہوئے تھے کلک بعبارت سے صورت شہر و عمارت
کو لوح عبارت پر لکھا اور سلطان کے سمع مبارک میں پہونچایا کہ جس ساعت میں کیوان بلند ایوان نے اپنے
بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عشرت گستر برج ثور میں جلوہ گر اور قمر سریع السیر فلک برج اسد میں کہ
خورشید کا آشیانہ ہے اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ میں رحل اقامت ڈالے
ہوئے تھی بناے شہر اختیار کی اور ہزارہا روپیہ صرف کرکے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر اور معمار دانشور ہر جگہ
تلاش کرکے آئے وہ اپنے کام میں مشغول ہوئے اس مقام میں کہ قدیم الایام سے حصار بیدر تھا دار الامارۃ خاطر خواہ
تیار کی اور تھوڑے عرصہ میں محل شاہانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے
دور عمارت شاہی میں طرح منازل و مساکن ڈالا کہ اس شہر کا نام احمد آباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہندکہ اس سے پانچہزار
سال پیشتر تصنیف ہوئی اس میں لکھا ہے کہ قدیم الایام میں شہر بیدر راجایان دکن کا تختگاہ تھا اور بیدر راے کہ اس شہر
تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹہ اور تلنگ اسکے زیر نگین رہتی تھی اور راجہ بھیم سین جو تمامیت مادل اور

قلاع و قصبات اور بھی تھا اور شہر بیدر کے رایان مشہور سے ہے اور راجہ نل شاہ مالوہ کی غائبانہ راجہ بھیم سین کی دختر پر
کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور آنکی عاشقی اور معشوقی کا قصہ ہندوستان مین معروف ہے اور شیخ فیضی شاعر نے
جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب انکی داستان سلک نظم مین منتظم کرکے اُسکا نام نل دمن رکھا اگر کسی کو رغبت
انکے عشق و محبت کے اطلاع کی ہووے اُس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سالک مسالک طریقت شیخ آذری اشعار
اُن دنون مین سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور تعریف شہر و عمارات مین موزون کیے
اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانکر صلہ لائق اور فائق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب
شہریار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین دلایا اور ولایت کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فرمایا
مجھے سید محمد گیسو دراز کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہے اور تیرا وصال رفع کرنے والا مواد غم و الم ہے ایسا
کر کہ تیرے فراق مین مبتلا ہون شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کی ہندوستان کی سکونت
اختیار کرکے اپنے فرزندون کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ اُن دنون مین تعمیر دار الامارہ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے
ابیات موزون کین **ابیات** حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت * آسمان شدہ از پایۂ این درگاہ ہست * آسمان هم
توان گفت کہ ترک ادب است * قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ ہست * اور مولانا شرف الدین مازندرانی نے کہ شاہ
نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی مین معروف ہے * وجہان تخمکان ہے بیتون کو بخط جلی لکھکر سنگتراشان تلنگی کو جو تقلید مین
نظیر نہ رکھتے تھے حوالہ کین انھون نے اُسکو سنگ لنٹین پر کلان پر کندہ کرکے دروازہ پر چسپان کیا ایک دن سلطان کی نظر سے گذری
شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کسکے اشعار ہین عرض کی شیخ آذری کے نتائج طبع سے ہین شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے
یہ عرض کا موقع پاکر گذارش کی کہ شیخ بمقتضاے حب الوطن من الایمان کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہے اور
حضرت اگر رخصت عطا فرماوین حج اکبر کا نصف ثواب جو مجھے نصیب ہو نذر پیشکش کرونگا بادشاہ اس امر سے
زیادہ تر شگفتہ ہوا اُسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا شیخ بعد حصول شرف ملازمت مقبول طبع شاہ ہوا اور شاہ نے
راجی سے چالیس ہزار روپیہ منگواکر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اُس زر نقد پر پڑی بادشاہ سے کہا الاجل عطایا کم
عطایا کم بادشاہ یہ جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ بیس ہزار روپیہ خرچ راہ اور جو کہ یہ کیواسطے حاضر کرو اور جو ساعت
نیک پہونچی تھی اُسی مجلس مین خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرماکر رخصت معاودت ولایت ارزانی رکھی
در گوہا یہ رباعی اُسی شاہ کی شان مین کسی شاعر نے موزون کی ہے **رباعی** صواب کردہ کہ پیدا نکرد ہر دو جہان * یگانہ
داور و بے نظیر و بیمثال * دگر نہ ہر دو بہ بخشیدی او بوقت کرم * امید بندہ نماندی بایزد متعال * اور شیخ آذری
نے جو کہ رخصت کیوقت بادشاہ کے حضور مین عہد کیا تھا کہ تا دام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے مین مصروف رہونگا
اسواسطے جبتک خراسان مین زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف مین صرف کرتا تھا اور سال
بھر کے عرصہ مین جو کچھ نظم ہوتا تھا اُسے دار الخلافت دکن مین بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ
بہمنی تک شیخ کے نتائج فکر سے ہے اور اُسکے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی اور بھی شعرانے دولت بہمنیہ کے انقراض تک
ہر ایک نے جو کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کرکے سلک نظم مین کھینچکر ملحقات بہمن نامہ شیخ آذری
یا بنایا بعضے بے انصافون نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دیکر وہ تمام کتاب اپنے نام تیار کی ہے بخلاف ترتیب شعر اسے

جان سکتے ہین کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہین ہے اور جب کلام اس مقام مین پہونچا لازم ہوا کہ کچھ احوال شیخ آذری
کا اس کتاب مین ثبت اور درج کرے وہ یہ ہے کہ وہ مشابہ شعراے اپنے زمانے سے تھا جودت فہم وجودت ذکا مین
شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدر الدین رواسی مشہد مقدس رضویہ علی مشرفہا آلاف التحیۃ والثنا
والتحیہ مین الغ بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدر الدین سے پوچھا کہ آپ رواسی مین یا پوشیدہ
تنہا ہین شیخ نے جواب دیا مین رواسی بصادہون میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہین ہین کس واسطے کہ رواس کلام
عرب مین نہین دیا اسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص کہنے کا کیا باعث ہے شیخ نے کہا فقیر ماہ آذر مین
متولد ہوا تھا اس واسطے آذری تخلص کیا ہے میرزا نے فرمایا تم شاعر ہمیشہ نہین ہو وہ آذر بغیر ذال ہے فتح شیخ نے بدیہہ
جواب دیا کہ ذال لاہ آذر نسبت بہ ترک ال خواری مین گذر انی اور شیب اسکی دوتا ہوئی اور ساتھ اسکے نزدیک ہوا
تھا کہ ذوال اسکی پشت کا واقع ہو وے لیکن مقام شعور اور ادراک مین آکر قائم ہوا اور تبھی اسکی سب ہی ہوئی میرزا علی ہلند
خوشوقت ہوکر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرماکر مشتاق اسکی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن کہولیت مین
درویشی طریق کیطرف مائل ہوا اسفراین سے حجاز گیا اور حج کیا و طواف روضۂ منور خیر الانام علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام
کرکے عنان عزیمت ہندوستان کیطرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین پہونچکر قصائد غرا کہے اور
انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوکر بخطاب ملک شعراے مخاطب ہوا جب ایک مدت کے بعد حب وطن
اُسے جوش وخروش مین لائی پھر شہزادہ علاء الدین کے مساعی جمیلہ اور امداد موفورہ سے خراسان کیطرف مراجعت
کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی **بیت** من ترک ہند وجیفہ وجیپال گفتہ ام ٭ باد بروت چونہ بیک جو نمی خرم ٭ اور
شیخ دکن سے جب اسفراین پہونچا اس عارو دین خیرات و مبرات بہت کرکے بقاع و رباط حسب استطاعت تیار کیے
اور طاعات وعبادات کی بجاآوری مین مشغول ہوا اور ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین برحمت ایزدی واصل ہوا یعنے
اس سراے فانی سے کوچ کرکے دار البقا کی راہ لی اور یہ غزل اُسی کے نتائج افکار سے یادگار ہے **غزل** بہ مجلسی کہ درو
گنج کبریا بخشند ٭ ہزار افسر شاہی بیک گدا بخشند ٭ دلا مبیکدہا روز و شب گدائی کن ٭ بود کہ در دکنی ان جرعہ بما بخشند
شدیم پیر بعصیان و چشم آن داریم ٭ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند ٭ غلام ہمت آن عارفان با کرم ٭ کہ یک صواب
بہ بینند و صد خطا بخشند ٭ بکوے میکدہ از مفلسی چہ غم داریم ٭ کہ ساقیان ہمہ جام جہان نما بخشند ٭ بہ نیم ساعت ہجر
آذری نمی ارزد ٭ ہزار سال گرش درجہان بقا بخشند ٭ القصہ سلطان احمد شاہ نے عاقبت بینی کرکے شاہ
مالوہ کی خواہش کے موافق داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم مالوہ جو اسیر کا حاکم تھا اور اپنے تئین حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا چاہا کہ اسکی بیٹی شمشاد قامت لالہ رخسار کی اپنے شہزادہ علاء الدین کیساتھ خواستگاری
کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مقربون سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجکر طالب پیوند ہوا اور وہ ہمیشہ شاہان گجرات سے
متزلزل خاطر ہوکر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآوردہ کرین سلطان احمد بہمنی
کے ارادہ کو ایک نعمت شگرف تصور کرکے برضا و رغبت پیغام قبول کیا اور جشن عظیم او طوی بزرگ ترتیب دیکر بطور
شاہان روزگار بعد فراغ رسم شادی اپنی بیٹی مع ساز و سامان و اسباب نقد و جنس و کنیزان حور پیکر و غلامان زرین
کمر جہیز مین دیکر دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف روانہ کیا اور اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی سلطان

احمد شاہ نے اس عروس کو ایک باغ میں جو شہر کے کنارے تھا ایک بارہ دری عالیشان میں فروکش کیا اور شہر میں آئینہ بندی کر کے دو مہینے تک لوازم جشن دہلوی قائم رکھا اور ایسی ساعت میں کہ شناسندگان علوی و سفلی نے تجویز کی تھی اس زہرہ جبین گوہر درج عصمت کوکب برج شرافت کو شہر میں لا کر شاہزادہ مشتری خصائل کے ساتھ ہمقران کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندوں پر تقسیم کیے ولایت ماہور اور رامگیر اور کلم مع بعضے ممالک بار ستہ شاہزادہ محمود خان کے سپرد کر کے اسطرف روانہ کیا اور شاہزادہ داؤد خان کو اثاثہ شاہی دیکر اور امرائے قدیم معتبر اسکے ہمراہ کر کے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور رخصت کیا اور شاہزادہ علاء الدین عالیشان کو کہ خلف الصدق تھا ولیعہد کر کے اسکے چھوٹے بھائی شاہزادہ محمد خان کو سب شاہزادوں سے چھوٹا تھا اسسے بھی شریک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ میں بھائیوں سے قسم لی اور وہ کہ جو کبھی پیش نہیں جاتا ہے اسلیے انجام میں مفسد ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو ہزاری کر کے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور اواخر سنہ ۸۳۱ھ سو تیس ہجری میں اسے بانظمت و شوکت تمام اسطرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن زمین کو جو دریاے عمان کے سواحل پر واقع ہے باشی اور طاغی کے خار وجود سے صفا اور پاک کرے اور ان راجاؤن کو کہ قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھکر مفسد فساد ہوے ہیں قلع اور قمع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کار بند ہوا اور اقبال مدوقال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ میں جمیع متمردون اور مفسدون کو بانواع رسنی علاج کر کے مملکت کو غل غش سے بری کیا اور اسکے گرد و نواح میں جتنے قلعے اور قلعہ ہائے مکان مسکن سرکشان تھے سب فتح کیے اور زر سرخ و سفید فیلون ہمراہ کر کے بارگاہ میں ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہوکر خلعت خاصہ کمر بند و شمشیر مرصع اور بھی عنایات سے کہ اس سے بیشتر کوئی ملازم اس خاندان کا اس قسم کے الطاف و نوازش سے ممتاز نہوا تھا سرفراز فرمایا اور خلف حسن بصری نے وفور اخلاص و اعتقاد کے اظہار کیواسطے جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات کے ضبط میں تھا مفتوح کیا اور باب فتنہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنکر اپنے فرزند ظفر خان کو با لشکر گجرات بہ قصد استرداد جزیرہ مہایم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاء الدین کو خلف حسن بصری کی مدد کیواسطے تعین کیا چنانچہ دونون شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہایم میں ہے فروکش ہوئے دونون میں کوئی جرأت عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شہزادہ علاء الدین آب و ہواے کوکن کی بےاعتدال سے میل ہو کر چند منزل سے پلٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پا کر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونون طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور قرب و جوار کے سبب ایک دوسرے کو خیال میں نہین لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ لڑائی اور طالع آزمائی کا ہے اپنا جوہر ذاتی دکھا کے کہ نام صفحہ روزگار پر یادگار رہے اوس روز ہزارہا جوان سرمیدان مردانگی اور جوانمردی کر کے ایسے لڑے کہ بہت سے گھر خالی ہو گئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دی راہ عدم لی اور اسی دار وگیر میں خلف حسن بصری کا بھائی حسین بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیون میں دستگیر ہوا اور دو سردار دکنی ضرب تیر سے مقتول ہوئے انکے مرتے ہی سپاہ دکن کو شکست نصیب ہوئی مال و اسباب ساز و ملبوس بیشمار و فیل بیشمار گجراتیون کے تصرف میں آیا اور تاریخ محمود شاہی میں نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاء الدین نے بھی اس معرکہ میں حملہ ہاے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے میسر نہین ہوئی مجروح اور شکستہ

وخستہ ہوکر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش خشم و غضب
کا نون سینہ مین مشتعل ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جابجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم کر گجرات کیطرف
متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیواسطے گرم عنان ہوا دکینون نے
قلعہ مہیول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقون کے تعلق اور تصرف مین تھا محاصرہ کیا جب سلطان احمد شاہ گجراتی
بعظمت و استیلاے تمام اُس نواح مین پہنچا سلطان بہمن نژاد نے محاصرہ سے دست کش ہوکر پیشقدمی کی اور مدت
مدید ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ برپا کر کے جنگ مین سبقت نہ کرتے تھے یہانتک کہ طرفین کے علما و فضلا نے
درمیان آکر نائرہ منازعت کو آب زلال مواعظت سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قدیم الایام سے جو قلعے اور پرگنے تمہارے
زیر نگین اور تصرف مین رہے ہین اُسیپر اکتفا کرو اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طمع نہ کرو صلح پر راضی ہوکر خوش
حال ماضی ہوا اور تاریخ الفی مین مذکور ہے کہ سلطان شاہ بہمنی گجراتیون کی فکر مین اور دکینون کی شکست سے کہ جزیرہ مہائم
مین کھائی تھی مار دم بریدہ کیطرح پیچ و تاب کرتا تھا یہانتک کہ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری مین خبر پہونچی کہ محمود خان لدحاکم
گجرات کسی تقریب کے سبب ولایت دربار مین مقام رکھتا ہے سلطان بہمن نژاد فرصت غنیمت جانکر اوسپر فوج کش ہوا
اور کوچ متواتر سے اُس حدود مین پہونچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی بطور تاخت متوجہ ہوا دکینون نے
صلاح مراجعت مین دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیون نے بھی معاودت کی عزیمت کی اور آب تاپی کے
کنارے فروکش ہوئے اور جاسوسون اور مخبرون نے دوبارہ جاکر خبر پہونچائی کہ دکینون نے عود کر کے قلعہ مہیول
کو محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ مہیول کیطرف متوجہ ہوئے دونون لشکر ایک دوسرے سے مقابل ہوکر ایکان
صبح سے شام تک جنگ مین مصروف رہے جب دن تمام ہوا شام ہوگئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اُسی شب کو جو کہ دونون حاکم
ایلچی طلب تھے بغیر اسکے کہ حرف مصالحہ درمیان مین آوے کوچ کر کے اپنے ممالک کیطرف متوجہ ہوئے اور بعضے مورخین نے قلعہ
مہیول کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اسیواسطے احتراز کر کے مشہور پر اختصار کیا اور سنہ مذکور مین حصار ارک احمد آباد
بیدر کو گچ و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہونچا سلطان لوازم شکر بجا لایا اور اسی سال شیر خان نے اپنے بھانجے کو
کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض مین گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا اُسکے وجود کو سبب عدم حصول
سلطنت اپنے فرزندون کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ مین مواخذہ کر کے قتل کیا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری مین ہوشنگ شاہ
مالوہی نے اُس خلاف کے سبب کہ درمیان دکینون اور گجراتیون کے ظاہر ہوا تھا فرصت پاکر ولایت نرسنگھ پر لشکر کھینچا اور
نرسنگھ لڑائی مین مارا گیا قلعہ کھیرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی کے تصرف مین درآیا اور جب سلطان احمد شاہ اسطرف لشکر کش
ہوا انصیر خان ... آیا اور اُسنے نہ چاہا کہ دونون بادشاہون مین گفتگو بڑھے نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر
آئے بندگان خدا کی ... مین جان جائے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھیرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی اور
ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت مین رہے اس نہج پر دونون شاہون کے درمیان مین عہد
و پیمان ہوگئے ... سوگند مغلظہ دیکر ہر ایک کو دار الامارہ کیطرف رخصت کیا اور اُسکے چند روز مین سلطان
احمد شاہ نے ممالک تلنگ مین جاکر بعضے زمینداروں کو کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کر کے
مراجعت فرمائی اور قریب یکمنزل احمد آباد بیدر مین پہونچکر نظام الدین گیلانی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر آخر الزمان کو خواب مین

اُسکی صورت مین دیکھا تھا اور شیخ آذری نے اُسکی سفارش لکھی تھی پانچ روپیہ خاصے سے اُسکو دیے اور قریب تیس ہزار روپیہ کے
اور سادات کربلائے معلے علے مشرفہا الاف التحیۃ والثنا کے واسطے اُسکے ہاتھ ارسال کیے اور اُسی روز اُسکا گذر
ایک مقام مین پڑا کہ شیر ملک اُس مقام مین اپنے خاصون سے بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اُسکے سامنے سے
گذرے شیر ملک کہ امرائے نامدار سے تھا یہ ادا سید کی اُسے نہایت ناگوار اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زین
سے کھینچو سید غضبناک ہوکر سلطان کے پاس گیے اور شیر ملک کی بے ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیا فرمایا کہ خدا
و رسول کے حوالے کر کہ سزا اُسکی دیگا اور جب موکب شاہی احمد آباد بیدر مین پہونچا ایکدن تخت پر اجلاس کرکے سرکار امرا
کو مخلع کرکے جاگیر کی طرف رخصت کیا شیر ملک اُسکے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اُسے یاد آئی سلطان
نے فیل قصاب نام کو طلب کرکے شیر ملک کو اسکی پانون کی نیچے ڈالکر پامال کیا نظم ندیدے کس از خویش و از اجنبی ؛
گرامی تر از اہل بیت نبی ؛ بجان معتقد بود سادات را ؛ ہمان اہل تقوی و طاعات را ؛ یقینش قوی بود و بخشش سبب ؛
بنہ داد گر یاری از کس نسبت ؛ اور جب بارہ برس اور دو مہینے اُسکی جہانداری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی
اٹھائیسوین تاریخ سنہ ۸۳۸ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہین سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے
عہد مین مشائخ اور درویشان صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور اُنہین دنون مین
جب آوازہ ارشاد شاہ نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات اُنکے عالمگیر ہوئے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو اُنکے
خانزادہ کے مریدون سے تھے باتفاق میر شمس الدین قمی اور ایک جماعت اہل دل سے باتحف و ہدایاے وافرہ کرمان بھیجا تو
اُنھنے وکالت سلطان مین دست ارادت اُس قطب زمان کے دامن مین مارکر التماس دعا کی اور شاہ نعمت اللہ
ولی نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کرکے ملا قطب الدین کرمانی کو کہ ایک دانشمند ژندہ پوش تھا اور اُنکے
مریدون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا دکن کیطرف روانہ کیا اور تاج سبز دوازدہ ترک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کرمانی کے
سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے اُسی پہونچانا اور جب ملا قطب الدین دکن مین آیا دور سے سلطان کی نظر اُسپر پڑی
بے اختیار فریاد بلند کی کہ وہی فقیر ہے جو خواب مین اُس دن اس درخت کے نیچے کہ مع لشکر سلطان فیروز شاہ سے مین جنگ
کرتا تھا تاج سبز دوازدہ ترک مجھے دیا تھا اور مین نے کیفیت او چگونگی تاج کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج اس مرد کے
پاس ہے تعبیر اس خواب کی بجا ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جاکر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ ولی کیطرف سے
دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہے کہ فلان تاریخ سے ابتک اس تاج کو مین نے برسم امانت نگاہ رکھا تھا جو ایسا امر کہ سبب
اُسکے بھیجنے کا ہو وقوع مین نہین آتا تھا اسوقت تک امانتداری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایک تقریب پیدا ہوئی
واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس پہونچاؤن اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہے کہ جسوقت ملا قطب الدین
کرمانی نے یہ تذکرہ کیا مین نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی اور سراپا حیرت ہوکر اپنے دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ تاج سبز
دوازدہ ترک ہوجاے پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف مین دریافت کرکے کہا کہ ای شاہ دغدغا اپنے
دلمین نہ لا کہ تاج سبز دوازدہ ترک ہے اور مین وہی شخص ہون کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے بموجب فلان روز عالم رویا مین آپکے
ملاحظہ مین آیا تھا پس مین بے اختیار مولانا سے بغلگیر ہوا اور اپنے پہلو مین جگہ دیکر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات مذکور
دیکھکر اپنے سر پر رکھا بیت شاہ در ہند و شیخ در ماہان ؛ تاج بخشی چنین کنند شہان ؛ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے

اُس شہنشاہ کو اپنے دستی مکتوب میں اعظم الشان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اسواسطے حکم کیا کہ منبروں پر فرمان اسی
عبارت سے پیر سے نام مذکور کریں اور اُسی سال خواجہ جمال الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو نعمت اللہ شاہ ولی
کی خدمت میں بھیجکر التماس ارسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن چونکہ آنجناب کا سوائے ایک فرزند موسوم بہ شاہ خلیل اللہ کے
باغ زندگانی میں اور ثمر نہ تھا اُسکی جدائی اپنے اوپر شاق جانکر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو دکن کیطرف
روانہ فرمایا اور جب خبر اُنکے نزول کی بندر چیول میں پہونچی سلطان نے خاص پالکی اُنکی سواری کیواسطے مع سید محمد صدر
میر ابوالقاسم جرجانی کی بھیجی اور جبکہ دارالملک کی اطراف میں پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادہ و امرا اُنکی پیشوائی کو تشریف لیگیا اور عزاز
و اکرام تمام شہر احمد آباد بیدر میں لایا اور جائے ملاقات میں قریہ اور مسجد تعمیر کرکے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک المشائخ
خطاب فرماکر جمیع مشائخ ملک اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز کے مقدم بٹھایا اور اپنی ایک دختر اُنکے چھوٹے لڑکے نکاح میں لاکر اپنی
دامادی میں معزز اور مقرب کیا اور جب کشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ ولی ۸۳۴ سنہ آٹھ سو چونتیس ہجری میں قریہ ماہان میں
ودیعت حیات سپرد کرکے خطائر قدس میں تشریف فرما ہوئے شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادوں شاہ حبیب اللہ
غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن کی طرف رونق افزا ہوئے اور اسکے بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ
کی دامادی کے اختصاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی سے معزز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ مورد
انعام و احسان فراوان ہوکر دستکام اور فائز المرام وطن مالوف کی طرف روانہ ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ نوبت
اثنائے گزندگی تھی خاک دامن گیر دکن میں فوت ہوئے اور اس وصلت کے سبب اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلی مراتب وغیرہ
فائز ہوکر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امرائے سلک میں منتظم ہوئے تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چنانچہ ایک مقام
کہ اس قصبہ کے باہر ہے بعضوں کا اعتقاد یہ ہے کہ اُنکے بھائی محب اللہ کے واسطے تیار ہوئی اور چند معرکوں میں افواج
کفار پر تاخت کرکے جہاد اور غزا کیا تھا سلطان احمد شاہ سے لقب پایا اور سلطان احمد شاہ کے عہد معدلت مہد
میں ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتا پالا تھا وفاداری اور حق شناسی میں مشہور و معروف تھا قضارا
ایک تنخواہ اُسکے درپیش آیا وہ شخص نہایت محتاج ہوا اُس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھکر مقصد اپنا
حاصل کیا اور وہ مرتہن اُس کتے کو ہمراہ لیکر قصبہ گنجولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثنائے راہ میں ایک دشمن دوچار ہوا اور
فرصت پاکر تلوار کھینچکر دو چار زخم اسکے منہ پر مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام کرچکا مذبوح شوق تمام راہی
ہوا سگ وفادار دور سے اس امر سے واقف ہوکر دوڑا اور پس وپیش دشمن حملہ کرکے جس طور سے ہوسکا بزخم دندان
و پنجہ شیری کہ رکھتا تھا اُسکو مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتہن کے سرہانے اُنکو سونگھنے لگا اور اُسکے منہ چاٹنے لگا
سر اُسکے پاؤں پر ملنے لگا ایسی حرکات کہ نہایت حزن و ملال اُسکے ظاہر ہو ظہور میں پہونچائیں اُس نے جب جانا کہ میرے
دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہے کتے پر نہایت مہربان ہوا اور اپنے قریہ میں کہ وہاں سے قریب تھا گیا لیکن زخموں کے ٹانکا
دینے میں توقف کیا جب چند روز کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ان زخموں سے جانبر نہوگا اور حال روز بروز بدتر اور
تغیر ہوتا ہے اور قوت زائل ہوئی ہے اُسنے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتے نے مجھپے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی
کی اور میرے دشمن کو بہترے انتقام میں اسطرح سے ہلاک کیا جو حق ذمہ تیرے تھا مجھے پہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی
طرح کا دعوے اور مطالبہ نہیں ہے کتے کو برضا و رغبت میں نے رخصت کیا مناسب کہ اسے ہزار دوست سے

بہتر جانکر اُسکے احوال سے غافل نرہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اُسکی گردن مین ڈالکر رخصت کیا اور کتا اپنے مالک کے پاس پہونچا لیکن اُسکی نظر جوہین اُسپر پڑی آواز بلند اُسے گھڑک کر اثنا قہر و غضب ظاہر کیا اور کفش اُٹھا کر ماری اور کہا کہ تونے مجھے آدمیون مین بے اعتبار کیا اُس بے زبان نے بیتاب ہوکر فریاد کی اور زمین پر سر دھنکر مرگیا اُسکے مالک نے اُسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا او رکھولکر حقیقت حال پر مطلع ہوا اور اُسکے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اُسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اُس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اُسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغ کثیر اُسمین صرف کیے وہ گنبد اب تک موجود ہے تذکرہ **سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دارائی کا** جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمد آباد بیدر مین تخت پر جلوس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطر داری اور رعایت مین دریغ نکیا اور ... اور دلاور خان افغان کو کہ دولتخانہ کے امرائے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استرابادی کو وزیر ... مین قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد کہن سال تھا اور عمر اپنی خدمت سلاطین ... مین ... وحشمت لشکر اور حشمت لشکر ... ملقب امیر الامرا کر کے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان کو بشوکت وتجمل تمام کفار بیجانگر ... کہ پانچ برس کا خراج ... معامرہ مین داخل نہ کیا تھا اور اُسکی ... مین دلیل بیجا اُٹھا تا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب ولایت کفار مین داخل ہوکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوئی راے بیجانگر نے ... مضطرب ہوکر اُٹھائیس لاکھ ... نقد اور دو سو گاتھیان رقاص و مہر مند اور علاوہ اُسکے اور بھی چیزین عمدہ او نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش ... مع فوج روانہ کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے طرف مین پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور آفاق تھے اُسکی سمع مبارک مین پہونچایا کہ سلطان احمد شاہ نے آپ کو سلطنت مین شریک کیا ہی مناسب ہے کہ سلطان علاء الدین شاہ اُن دو امر سے ایک اختیار کرین یا آپ کو مسند فرماندہی پر اپنے پہلو مین جلوہ گر کرین اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دین یا ممالک محروسہ کے دو حصہ کر کے ایک پر آپ متصرف ہو کر اور دوسرا آپکے قبضہ مین واگذار کرین اب صلاح وقت یہ ہے کہ اس مقام مین آپ مقیم ہو کر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار مین لاوین شاہزادہ محمد خان نے فریب کھا کر عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ مین ترغیب بہت کی اور جب اُنھون نے اُسکے ارادے سے واقف ہوکر انکار کیا فتنہ انگیزون کی ہدایت سے دونون کو قتل کیا اور بیجانگر کے روپیہ سے قوی اپشت ہو کر فوج کثیر جمع کی مدکل و رایچور او را شعلہ پور اور للدرک کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآورد کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ دادا کی بجا لایا تھا اور وہ ہمارے بجائے جد و پدر تھا ایسے شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہکر سرد فینون اور خزانون کا کھولا اور سامان فوج درست کر کے سرکش بھائی کے رام کی عزیمت کی اور دار الملک سے نہضت فرمائی اور ایسی حالت اُن دو برادران نامدار کامگار کے مابین واقع ہوئی کہ ترک جنگجو سے **فلک کا** دل معرکہ کے مقتولون پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانحہ وقوع مین آیا کہ اُسکی شعلہ زنی نے خورشید آسمان کا چہرہ روشن کیا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم رایات سلطان علاء الدین شاہ پر جلوہ کیا دیناچہ اکثر اُن امرا سے جو معمد اس فتنہ و فساد کے ہوئے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کوہ و دشت دور دست مین چند خواص خاص سے مفرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اس جماعت کی تقصیر معاف فرمائے

اور زندان سیاست سے رہائی بخشی اور مکتوب نصیحت آمیز بھائی کو لکھکر جس طور سے ممکن ہوسکا اپنے پاس بلایا اور شمول عواطف فراوان کیا اور جو دوسرا بھائی سلطان کا شہزادہ داؤد خان ممالکات تانگاہ میں نزہتگاہ عالم آخرت کیطرف خرامان ہوا رایچور کو جو حملہ ممالک تلنگ سے ہے شاہزادہ محمد خان کی جاگیر میں پہلیہ مقرر کرکے مع تجمل شاہی اُسطرف روانہ فرمایا اور اُسنے مدت مدید اُس مقام میں استقامت کرکے اپنی اوقات بعشرت بسر کی اور دلاور خان کو بروز نوروز آٹھسو چوراسی ہجری میں خلعت دیکے رایان دکن کی تنبیہ اور تدارک کواسطے ایک جماعت کثیر کیساتھ تعین فرمایا اور راجہ قلعہ راتیل اور سنگیسر نے جب باجزیہ اور خراج کا اپنی گردن پر رکھا دلاور خان نے رائے سنگیسر کی بیٹی پادشاہ کے واسطے لیکے مع تحائف چند سالہ دارالخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی سلطان علاء الدین اول اُسکی خدمت سے خوش ہوا اور سنگیسر رائے کی دختر کو کہ بزیور خصائل کو کہ بصورت اور نیک سیرت کہ عبارت خوش شکلی و موسیقی دانی ہے بنظر نیکی منظور نظر التفات کرکے بنام زیبا چہرہ ممتاز کیا چنانچہ آوازہ آنکی عاشقی اور معشوقی کا منتشر ہوا لیکن آخر میں اسکے کہ دلاور خان نے مال وافر رایان دکن سے رشوت لیکر اُس جماعت کے قلع اور استیصال میں عمداً تساہل و تغافل کی اسواسطے سلطان کا دل بصفا منزل اُس سے دگرگون ہوا اور اُسنے اس امر کو دریافت کرکے بوکالت شاہ کے حضور بھیجی اور بتضرع وزاری متضمن ہوکر اُس مہلکہ سے نجات پائی پھر وہ منصب ایک خواجہ سرا کی نسبت کہ دستور الملک نام رکھتا تھا رجوع ہوا خلق خلق نشست اُسکی سے بہ تنگ آئی اور ہر چند اُسکی شکایت شاہ کی خدمت میں معروض رکھی دشمنی پر محمول ہوکر اثر پذیر نہوئی روز بروز اُسکی عزت افزون ہوتی تھی یہانتک کہ شاہزادہ ہمایون بڑے بیٹے سلطان علاء الدین شاہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ فلانے معاملہ کا سرانجام کر اُسنے جواب دیا کہ آج میں اسکیطرف سے مشغول ہو رہا ہوں دوسرے وقت بجا لاونگا شہزادہ نے بعد دو تین دن کے بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک وہ مہم مشخص نہین ہوئی ہر مرتبے اُسکا انجام بہتر ہوگا خواجہ سرا خون گرفتہ نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ یہ امور مجھسے تعلق رکھتے ہین آپکو اسمین سعی کرنا مناسب نہین ہے شہزادہ کہ نہایت تند مزاج تھا یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا اور بیتاب ہوکر ایک سلحدار شاہی کو طلب کرکے فرمایا جسوقت دستور الملک دیوانخانہ سے نکلے اُسے قتل کرکے میرے ملازمون کے پاس پناہ لینا کہ وہ تیری محافظت میں تقصیر نکرینگے اور وہ سلحدار نے بھی جو اُس لشکے سے آزردہ خاطر تھا اُسی دن کسی عرض حال کے بہانہ اُسکے روبرو جاکر اک ضرب خنجر تشنۂ خون سے اُسکا کام تمام کیا اور شہزادہ کے آدمیون نے جو وہان حاضر تھے شہزادہ کے حکم کے موافق اُسکی حمایت کی اور کسی طور کا صدمہ اُسپر پہونچنے نہ دیا اور دربار شاہی مین شور بلند ہوا شہزادہ ہمایون کہ اپنے والد ماجد کے روبرو بیٹھا تھا حکم کے موافق تفتیش حال کیواسطے باہر آیا اور اُس معاملہ کو یاد کرکے عرض عالی مین پہونچایا کہ فلان سلحدار نے خدمتگار قدیم ہے اور حقوق خدمت بہت رکھتا ہے دستور الملک کہ اُسکا احوال پرسین مشغول ہوا تھا اور اکثر اُسے دشنام فحش دیتا تھا اُسکے دست ظلم سے بہ تنگ آکر آج اُسنے ہلاک کیا اور میرے سپاہیون نے کہ اُس مقام مین حاضر تھے اُسے گرفتار کرکے مقید کیا ہے اس بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے سلطان نے اس سبب سے کہ اوائل مین ایک تو کسی کے قتل کیواسطے حکم صادر نفرمایا تھا دوسرے شاہزادے کے طرز کلام سے بھی شفاعت اور حمایت اُسکی مفہوم ہوتی تھی قاتل کے حبس کا حکم فرمایا اور مقتول کا منصب میان من اللہ دکنی کو جو دانشمند اُس عصر کا تھا اور خصائل حسنہ کی صفت مین موصوف تھا رجوع فرمایا اور ۸۴۷ھ آٹھسو اکتالیس ہجری مین زوجہ سلطان مسماۃ آغا زینت مخاطب بہ ملکہ جہان نے اپنے باپ نصیر خان سے زیبا چہرہ کے غلبہ اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی

نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے تسخیر مملکت برار کا عازم ہوا اور
آدمی پوشیدہ امرائے برار کے پاس بھیجکر بطمع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب کی اور انھون نے متفق اللفظ والمعنے
اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے اگر اُسکی نوکری اختیار کرکے اُسکے مخالفون کو شمشیر
تیز سے مارینگے غازی ہونگے پھر ایک عریضہ مشعر وفور اخلاص و اعتقاد اور التماس قدوم نصیر خان کی درگاہ مین ارسال
کیا اور وہ بے توقف مع لشکر خاندیس اور دو ہزار سوار اور پیادہ بیشمار کہ راجہ گونڈوارہ نے اُسکی مدد کے واسطے روانہ
کیے تھے ولایت برار مین در آیا اور امرائے نمکحرام نے چاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو کہ فدویان شاہان بہمنیہ سے تھا
مقید کرکے نصیر خان کے روبرو لیجاوین خان جہان اُنکے ارادہ سے مطلع ہوکر قلعہ ترناله مین جاکر متحصن ہوا اور حقیقت حال
سلطان علاء الدین شاہ کی خدمت مین اس مضمون سے تحریر کی کہ اس ولایت کے امرا نصیر خان کے شریک ہوکر اُسکا
خطبہ پڑھتے ہین اور قلعہ ترناله کو محاصرہ کرکے تسخیر کے اندیشہ مین پڑے ہین اسلیے سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امرا
اور ارکان دولت کو طلب کرکے مجلس مشورہ کی منعقد کی اُسوقت امرائے معتبر دکنی عرض گذار ہوئے کہ علاج اس امر کا
شاہ کی توجہ پر منحصر ہے کسواسطے جسوقت کہ ہم اُسطرف لشکرکش ہونگے شاہان گجرات اور مندو اور رایان گونڈواڑہ
اُسکی مدد کو آوینگے سلطان نے اس بات سے رائحہ نفاق سونگھکر اُس مجلس مین خلف حسن بصری ملک التجار سپہ سالار
دولت آباد کو اُس یورش کی تکلیف دی اور اُسنے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہم بندون کو اطاعت اور جانسپاری کے سوا چارہ
نہین ہے لیکن خلائق درگاہ پر روشن اور ہویدا ہے کہ شکست جزیرہ مہایم کی امرائے دکنی اور حبشی کے نفاق سے واقع
ہوئی اس لیے یہ لوگ رشک و حسد سے نہین چاہتے ہین کہ ہمارے ابنائے جنس کہ انھین غریب و محتاج کہتے ہین خدمات
شائستہ ظہور مین پہونچے اگر سلطان جمیع امرائے مغل کو مع خیل خاصہ بندہ کے ہمراہ کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس
کام مین دخیل نہ فرماوے امید کہ توفیق صمدی اور یمن اقبال خداوندی سے اس معاملہ کو نیک ترین وجہ سے انجام دون
اُسکے بعد سلطان نے امرائے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین مصلحت کیا ہے میان منّ اللہ اور خان زمان بولے کہ یہ
مصلحت بزرگ ہے چاہیے کہ آزمائش کیواسطے تمام غریبون کو برسم مقدمہ روانہ فرمائیے اگر غالب آوین فہو المراد ورنہ
سلطان کی ہمراہ رکاب روانہ ہونا چاہیئے سلطان علاء الدین نے یہ رائے پسند کی اور تین ہزار مغل تیرانداز کہ تمام خاصہ
خیل سے تھے یکقلم ہمراہ اُنکے تعین فرمائے اور اسی طریق سے امرائے عرب کو کہ بعضے پرورش یافتہ سلطان فیروز شاہ اور اکثر
تربیت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اُس خدمت پر مامور کیا اور اسم نویسی اُس جماعت کی یہ ہے قاسم خان صف
شکن قرا خان کرد علی خان سیستانی میر علی کافرکش افتخار الملک ہمدانی احمد بیگ تاز رستم خان مازندرانی حسین خان ختنی خسرو خان
اوزبک بہادر خان الدربک مع جنون سلطان شاہ قلی سلطان کہ دونون شاہزادہ چنگیزی تھے القصہ خلف حسن بصری اُس جماعت
کے ہمراہ دولت آباد گیا اور جمیع امرائے دکنی اور حبشی کو اُس حدود مین جا بجا سرحد کی محافظت کے واسطے بتخصیص
سرحد گجرات اور مندو کیواسطے تعین کرکے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بنہایت شان و تجمل سے برار کیطرف
متوجہ ہوا اور خان جہان فرصت پاکر قلعہ ترناله سے برآمد ہوا اور خلف حسن بصری کے استقبال کے واسطے جاکر قصبہ مہکر
مین ملاقات کی اور خلف حسن بصری نے خان جہان کو مع بعضے امرائے دکنی کے کہ اُسکے ہمراہ تھے ایلچپور اور بالاپور کیطرف
بھیجا کہ اُسطرف جاکر رایان گونڈواڑہ کا سدراہ ہو تاکہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز رہین اور خود کوچ متواتر اور بسبیل استعجال

روہنکھیر کی سمت جو لشکر گاہ نصیر خان کا تھا روانہ ہوا اور روہنکھیر کے گھاٹ پر خاندیسیون سے جنگ ہوئی اور غریبان
کو خدا نے مظفر یاب کیا اور نصیر خان نے شکست پائی اور بر مبارک جا کر روہنکھیر سے کوچ کرکے بتعجیل تمام برہان پور گیا اور لشکر کے فراہم
لانے مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری وہ حدود نصیر خان کے تصرف سے برآورد کر کے اسکے تعاقب مین برہانپور
گیا اور نصیر خان تاب نہ لا کر قلعہ لالنگ مین بھاگا اور خلف حسن بصری نے شہر کو غارت کرکے وہان کے کفار متمول سے
زر و جواہر اور قمشہ وافر لیا پھر ولایت خاندیس کے نہب و غارت کے واسطے روانہ ہوا اور اپنا کام کر کے پھر شہر برہانپور مین آیا اور
عمارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلا کے خاک سیاہ کیا اور مراجعت دکن کا آوازہ بلند کیا لیکن پہر رات گئے کوچ کر کے دفعۃً لالنگ
کیطرف تاخت لیگیا اور چار ہزار سوار سے وہان نے اطراف مین پہونچا نصیر خان قلت دکنیون اور ماندگی غنیم کی تصور کر کے
بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار سے مقابلہ کو دوڑا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب چلا لیکن
خاندیسیا کا پاے ثبات میدان کین سے ہلگیا راہ فرار پائی اور نصیر خان کے بہت مردم معتبر اور بڑے امراے باغی مقتول ہوئے
اور خلف حسن بصری ستر فیل اور توپخانہ کثیر دستیاب کر کے مظفر و منصور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان کو
قدر شناسی اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت مین وحید تھا شاہزادہ ہمایون کو مع جمیع امرا اور ارکان دولت چار کوس
آگے استقبال کے واسطے بھیجکر شہر مین لایا اور خلعت فاخرہ اور چند زنجیر فیل و شمشیر اور ٹیکا مرصع نوازش فرما کر
دولت آباد کی رخصت دی اور تمام غریبون پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرما کر زیادتی مناصب
اور جاگیر سے خوشدل کیا اور شاہ قلی سلطان کو کہ شجاعت وافر ظہور مین پہونچائی تھی دختر نیک اپنی دامادی مین معزز
کیا اور مقرر کیا کہ مجلس اور سواری مین داہنی طرف عربی اور بائین جانب دکنی اور حبشی حاضر ہین اور اس التفات کے
سبب اس تاریخ سے ابتک دکن فتنہ خیز مین دکنیون اور غریبون کے درمیان عداوت قائم ہے جس وقت دکنیون
نے قابو پایا غریب کشی کی جیسا کہ اسکے بعد تقریباً مقام مناسب مین مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات مین دیوار اے عالم پناہ
نے ارکان دولت اور بہت براہمہ معتبر کو طلب کر کے استفسار کیا کہ مملکت ہمارا کہ باعتبار طول و عرض و محصول مین ممالک
شاہان بہمنیہ سے زیادہ ہے اور اسی طور سے ہماری افواج بھی انکی جمعیت سے زیادہ رکھتی ہے کیا سبب ہے کہ اکثر اوقات
غلبہ مسلمانونکی طرف سے ہوتا ہے اور ہم انکے باجگذار رہتے ہین بعضے بولے کہ حق سبحانہ تعالے نے مسلمانون کو تیس
ہزار سال سے بلکہ زیادہ ہندؤن پر بزرگی اور غلبہ عنایت فرمایا اور یہ امر ہماری کتب مین مشہور تھا و تفصیلاً لکھا ہے اس سبب
اکثر اوقات ہنود مغلوب ہوتے ہین اور بعضون نے جواب دیا کہ مسلمانون مین دو چیز بہتر اور افضل ہین کہ انکی فتح کی باعث
ہوتے ہین اول یہ کہ گھوڑے انکے تیز رو اور چالاک اور کلان ہین اور ہمارے گھوڑے نا تواں اور کم قوت اور لاغر ہین دوسرے
یہ کہ لشکر بہمنیہ مین تیرانداز بہت ہین اور ہمارے لشکر مین کم اسواسطے دیوراے نے حکم کیا کہ مسلمانون کو نوکر رکھین اور
جاگیرین خوب دین اور بیجانگر مین مسجد تعمیر کر کے اسلام کے طریقہ مین کوئی شخص مزاحم نہووے اور مصحف القدس حل پر
رکھکر روبرو رکھین تو مسلمان اسکی تعظیم و تکریم بجالاوین اور ہندؤن کو تیراندازی سکھا دین چنانچہ اسکے عیان
دولت نے اسمین تدبیرین کر کے یہ مقرر کیا کہ اب دو لاکھ سوار اور اٹھارہ ہزار پیادہ ہوئے ہین آیندہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ
پیادہ تو کمہد شت کر کے ایسا کرین کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے تو ساز و یراق اور گھوڑے خوب بہم پہونچا سکین
اور اسکے بعد اہالی سرکار دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کا فرجو علم تیراندازی سے عاری

اور خالی نہ تھے ہمراہ تین لاکھ پیادہ کی ترتیب دیکر دیو راے کی نظر ثانی مین لائے اور اُسنے ہوس تسخیر ممالک شاہان بہمنیہ کی اور سنہ آٹھ سو سنتالیس ہجری مین بجوش و خروش تمام لشکر کثیر لیکر اُنکی ولایت پر فوج کشی ہوا اور آب تنگبھدرہ سے عبور کرکے بجبر و قہر تھوڑے عرصہ مین قلعہ مدکل کو فتح کیا اور اپنے بیٹون کو قلعہ رایچور اور بنکاپور کے محاصرہ کے واسطے روانہ کرکے خود آب کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بیجاپور مین اُسکے آدمیون نے دست بیجا گر آتش ظلم و بیداد مشتعل کی سلطان علاء الدین نے اِس خبر کے سنتے ہی عازم مقام کفار ہوکر لشکر برار و دولت آباد و بیجاپور کے جمع ہونے کے واسطے حکم دیا اور جب چارون طرف کے لشکر احمدآباد مین پہونچے اور پچاس ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے سلطان علاء الدین نے بساعت سعید مع توپخانہ اور بہی آلات و اسباب حرب و ضرب سے بعظمت و شوکت فراوان نہضت فرمائی اور دیو راے بہی اُس حدود سے کوچ کرکے قلعہ مدکل مین آیا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعین کرکے سوار و پیادہ کی دلجوئی مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مدکل سے چھ کوس ادہر مقام کیا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو مع لشکر دولت آباد دیو راے کے فرزندون کی تادیب و تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خان زمان سپہ سالار لشکر بیجاپور اور خان اعظم فوج برار اور تلنگ کے افسر کو دیو راے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن ملک التجار بصری نے اول قلعہ رایچور کی طرف جاکر دیو راے کے بڑے بیٹے سے مقابلہ و مقاتلہ کیا اور اُسے مجروح کرکے معرکہ سے پسپا اور مفرور کرکے بنکاپور کی طرف متوجہ ہوا ابھی وہان تک نہ پہونچا تھا کہ دیو راے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کرکے اپنے تئین باپ کے پاس پہونچایا اور دو مہینے کے عرصہ مین تین مرتبہ سپاہ کفار سے ظاہر قلعہ مدکل مین صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اول مرتبہ کفار کا غلبہ رہا مسلمانون پر محنت و مشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان غالب ہوئے کفار پر شکست کے آثار ظاہر ہوئے کسواسطے که دوسری مرتبہ دیو راے کا بڑا بیٹا جو زخمی ہوکر خلف حسن بصری کے معرکہ سے بھاگا تھا اپنی مرتبہ خان زمان کے نیزہ جانستان کی ضرب سے مارا گیا اور کفار سراسیمہ و بدحواس ہوکر اُسکی لاش پاش پاش اُٹھاکر قلعہ کیطرف راہی ہوئے بیت قیادند از کافران بیشمار * دگر زان برفتند اندر حصار * اور فخر الملک دہلوی اور اسکا بھائی که دونون از جملہ امرا سے تھے شمشیر و گرز و خنجر دیکھ بھال کر کمانین چڑھائین ترکش دیکھے نیزہ سنبھالا اور ڈھالون کی اوجھل مین ہوکر مفرورون کے تعاقب مین روانہ ہوئے جو که میدان جنگ نے گرمی پکڑی تھی اُسی گرم خیزی مین سر تن سے جدائی کرنے لگے اور اسی طرح سے شمشیر مارتے ہوئے اور مردونکو خاک مذلت پر ڈالتے ہوئے کفار کے عقب قلعہ مین داخل ہوئے اور کفار نے جو یہ جرأت اُن دونون بلند ہمت سے مشاہدہ کی اُنہین زندہ دستگیر کیا اور دیو راے کے پاس لیگئے دیو راے نے اُنہون قید کرکے اپنے بیٹے کے سوگ مین جامہ ماتم پہنا اور گریہ و زاری اور بیقراری بہت کی اُسکے بعد سلطان علاء الدین نے یہ پیغام دیا که یہ دونون بہادر شیر میدان شجاعت و پلنگ اژدر در پر شوکت جو که قلعہ مین آئے ہین مین ہر ایک کو روز کارزار ہزار سوار کے برابر فرض کرتا ہون اور علاوہ اسکے رایان بیجانگر اور شاہان بہمنیہ مین مقرر ہوا که عوض ایک مسلمان کے لاکھ ہنود قتل کرین اور اگر تم اُنہین آزار جانی پہونچاؤ گے یقین جاننا که مین ہر ایک کے عوض لاکھ ہنود قتل کرونگا اور دست تعرض اُس ملک کے دامن سے نہ اُٹھاؤنگا اور دیو راے جو تعصب بہمنیہ کا خوف و ہراس دل پر متولی رکھتا تھا گھبرایا اور ایک معتبر شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ جواب دیا که اگر سلطان عہد کرے اور دوبارہ میری ولایت پر لشکر نہ کھینچے تو مین بھی متعہد ہوتا ہون که ہر سال پیشکش لائق بھیجکر فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو تسلیم کرونگا اور من بعد قدم دائرہ

اطاعت اور جادۂ فرمان برداری سے باہر نہ رکھونگا سلطان نے اُسکے التماس کے موافق عہدنامہ ترقیم کرکے ارسال فرمایا اور دیورلسے نے فخر الملک ہلوی اور اُسکے بھائی کو مع چالیس ہاتھی جنگی اور اقسام پیشکش ہاے لائق اور باج چندسالہ خدمت شاہ مین ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی بازین ولجام مرصع اُسکے واسطے بھیجکر علم مراعت بلند کیا اور جبتک سند دکن اُسکے وجود سے مشرف اور زینت پذیر رہی دیورلسے نے ہرسال پیشکش بھیجکر دروازے مصادقت کے مفتوح رکھے اور اُسنے بھی اپنے عہد پر وفاکرکے کبھی ولایت کرناٹک پر چڑھائی نہ کی اور کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت مین احمدآباد بیدر مین ایک دارالشفا نہایت لطافت اور صفائی سے تیار کرکے چند قریہ وقف فرماے کہ تا زرحاصل اُسکا صرف ادویہ اور اشربہ ہوکر اطباے مسلمان وہنود بیمارون کے معالجہ مین مشغول رہین اور قضات امانتدار اور محتسبان خدا ترس کو شہر ولایت مین مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت مینوشی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی شخص شراب نہ پیئے اور جوا نہ کھیلے اور قلندران دریوزہ خوار کو طوق آہنین مین مطوق کرکے پاک کرنے شارع عام اور سنگ خاکروبی اور بہ تمام اعمال شاقہ تعذیب فرمایا تھا تو متنبہ ہوکر کسب معیشت مین مشغول ہووین اور قلمرو سے باہر جاوین اور اگر احیاناً کوئی آئین سے باوجود اس انتظام اور گرفتگی کے بیباکی کرتا شراب خمر یا کسی اور مسکر مین اقدام کرتا تھا سیسہ پگھلا اُسکے حلق مین ڈالتے تھے اور یہ حکم عام وخاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مفر نہ تھا چنانچہ سید محمد گیسو دراز کے ایک نواسہ نے ایک فاحشہ شاہ سے اختلاط بہم پہونچایا اور ایک رات کو شراب پیکر حالت مستی مین اُسکے سر کے بال تراش کر خوب زدوکوب کی جب یہ خبر کوتوال کو پہونچی اوسی شب مخدوم زادہ اور قحبہ کو قید کرلیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر بادشاہ کے گوش زد کی بادشاہ نے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو منڈوین لیجاکر سربازار کہ تمام خلقت دیکھکر عبرت پذیر ہو دوسو تازیانہ ہاتھ اور پاؤن مین مارین اور قسم دلوین کہ پھر شراب نہ پیئے اور قحبہ کو گدھے پر چڑھا کے شہر مین تشہیر کرکے شہر بدر کرین منقول ہے کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم سلطان علاء الدین پر مقرر ہوئی اسقدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچھایا کہ احسان فریدون کا چرچا اور معدلت نوشیروان کا شہرہ اُسکے زمانہ مین نہ رہا اور جمعہ کی نمازون اور عیدین کے دوگانہ مین منبر کے قریب حاضر ہوکر وعظ سنتا تھا اور خونریزی اور ظلم وتعدی اور تشویش بندگان سے راضی نہ تھا اور آتش پرستون کے معابد اور بتخانہ قدیم توڑکر مسجدین بجاے اُنکے احداث کین اور نصارا اور برہمن وغیرہ سے کلام نہ کرتا تھا اور مہمات دیوانی مین دخل نہ دیتا تھا لیکن جب بیجانگر کے یورش سے فارغ ہوکر کی عیش وعشرت اُسکی دامنگیر ہوئی جزوی اور کلی امور ملکی اور مالی درگاہ لقوون سپرد کرکے ایک ہزار عورت ہند جمیلہ سراپردہ شاہی مین جمع لاکر نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ مثل روضۂ رضوان اور ایک قصر مانند فردوس برین بڑے غم وملال سے بنیاد رکھا تھا اور اُستادان خطہ کون وفساد نے اُس باغ اور عمارت کا نظیر معمورۂ آب مین بنیاد نہ ڈالا تھا اکثر اوقات اُس باغ مین بادۂ گلفام کے تجرع اور لعل لب لبران سیم اندام کے ملذذ اور استماع نغمہاے مطربان شیرین آواز مین مشغول ہوتا تھا اور نہایت خویشتن داری اور رعایت حکم انگاری سے نظام امور اور مصالح جمہور مین التفات فرماتا تھا اور حکیم آذری نے اُس شاہ کی عمارت کے وصف مین خوب کہا ہے بیت گوئی کہ ماہ ومشتری از برج آسمان تحویل کردہ اند بباغ خدایگان ؂ اور جن دنون مین سلطان نشاط مین مشغول تھا چار یا پانچ مہینے کے بعد ایک مرتبہ سلام عام لیتا تھا اس جہت سے دکنیون نے اُسکے دور مین رخنہ ڈالا اور میان من اللہ دکنی وکیل تھا ہی

نیابت مستقل ہوا اُسکے بعد سلطان قلاع سواحل دریا کا عازم ہوا خلف حسن بصری ملک التجار کو مع سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار غریب کے اُس خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بصری نے قصبہ چاکنہ میں جو شہر جنیر کے قریب ہے اقامت کر کے اُس قلعہ کو تعمیر کیا اور دفعہ بدفعہ لشکر کوکن میں بھیجا تھا اور اطراف کے راجاؤں کو پیش قدمی کر کے زیر و زبر کیا تھا یہانتک کہ اجل تقاضی ہوئی خود اُس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصار اُس حدود کو جو ایک کافر سمیرا کے تصرف میں تھا محاصرہ کر کے بجبر و قہر مفتوح کیا اور سرکہ کو اطلاع اسلام کی دی کہ حوزۂ اسلام میں [illegible] آوے یا گردن تیغ [illegible] کے نیچے رکھے سرکہ نے طریقہ مکر و فریب کا اختیار کر کے معروض کیا کہ میرے [illegible] شیخ [illegible] دانہ [illegible] ہو میسری ہے اگر میں حلقہ اسلام میں داخل ہونگا اور وہ اسی طور اپنی [illegible] دشمن ہونگا [illegible] میں دراز کر کے [illegible] کو مجھسے منحرف کریگا اور ملک اتنے قرن کا کہ میرے باپ اور دادا [illegible] تصرف ہو کہ اگر آپ عنان [illegible] استرف معطوف فرماویں تھوڑی توجہ میں اُسے بھی [illegible] دو کو بھی [illegible] فرما دیں یا اُسکا [illegible] سے جدا کر کے اس مملکت کو ایک [illegible] سپرد [illegible] غلامان شاہ اسلام پناہ میں منتظم ہوگا اور ہر سال [illegible] مال خزانہ عامرہ میں [illegible] کریگا اور [illegible] میں آکر ایک [illegible] دیگا اور زر واجب سرکار میں تغافل بالکل نہ کریگا [illegible] بصری نے [illegible] میں لے سنا ہے [illegible] مداخل و مخارج اُسکا بہت تنگ ہے اور وہان پہونچنا نہایت [illegible] اور [illegible] مشکل ہے [illegible] دلخواہ مقدمۃ الجیش ہو کر راستہ طے کریگا اور اُس جنگل کے خار [illegible] کو آزار نہ پہونچیگا [illegible] مشت گل [illegible] تھم آویگا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت [illegible] اسطے [illegible] کے سنہ آٹھ سو پچاس ہجری میں اسطرف عازم ہوا چنانچہ اکثر دکنی [illegible] پیدا ہوئے اور خلف حسن بصری کے ہمراہ بیشہ میں نہ آئے اور خلف حسن بصری تقلید میں مبتلا ہو کر خود روانہ ہوا اور سرکہ نے دو دن [illegible] اور جب کہ اُسکو کسی شخص نے دکھایا تھا طے کیا اور چھوٹے بڑے اُس سے خوش ہوئے لیکن تیسرے دن وہ گمراہ ایسی راہ لے گیا مصرع کہ از ہول او شیر نر مادہ بود* اور بلکہ پرپیچ و تاب زیادہ زلف خوبان اور باریک تر عاشقون کی آہ سے تھا اور ایسی راہ تھی کہ دیو اسکا نشیب و فراز دیکھکر آسیب زدہ ہوتا تھا اور غول بیابانی اُسکا [illegible] دیکھکر دہشت کھاتا تھا نظم نہ خورشید کردی در روش ساخت* نہ تقدیر کردی حدودش شناخت* گیاہش ز درشتی چو دندان افعی* ہوائش از عفونت چو کام غضنفر* [illegible] ز خاکش خار رستہ و ز نمارش خنجر* نشیبش ز الماس گسترده منبر* فرازش ز آتش بپوشیده چادر* ز پیچ و خمش چو زنار راہب* فرو رفتہ از طرف محراب و منبر* اور جب [illegible] حیران مسافت طے کی ایک ایسے جنگل میں پہونچے کہ ہوا کو اُسکے سالک ادراک سے گذر دشوار تھا اور تین طرف اُسکے پہاڑ سر کشیدہ تا فلک دوار تھا اور اُن پہاڑون میں ایسے درے واقع ہوئے تھے کہ اُنکا عمق تحت الثریٰ سے پہونچنے سے گنج قارون اور پشت گاو ماہی نمایان تھی اور اطراف اُسکے خلیج [illegible] کے محیط اور جنگل اور پہاڑ اور غار پیوستہ تھے اور اُس راستہ کے سوا کہ آئے تھے دوسرا منفذ بیک اجل کی آمد و شد کے سوا کسی سبیل سے ممکن نہ تھا نظم کسے ندیدہ فرازش مگر بچشم ضمیر* کسی نرفتہ نشیبش مگر بپای گمان* ز پس برفتہ غبار شب سیاہ در رہ او* بجز کبودی گردون ندیدہ ہیچ نشان* اور خلف حسن بصری جو اُن دنون اسہال خونی میں گرفتار تھا اندر میں [illegible]

چالیسمین مرتبہ بسو قدم پر جاتا تھا اور ہر چند کوشش کی کہ آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فرو کش ہون سودمند نہوئے تھے اوّل یہ کہ فوج خوخستہ اور ماندہ نماز شام تک آئی تھی اور درختون کے نیچے جہان پہونچی تھی نزول کر رہی تھی یہ کہ اُس جنگل مین ایسا مقام میسر نتھا کہ دو آدمی پہلو مین خیمہ ایستادہ کرکے شب کو بسر کرین اُسوقت کہ آدمی اپنے حال مین گرفتار تھے سرکہ کافر سرکہ نے دوشی کرکے پہاڑ کے درون مین سیماب کی طرح نایاب ہوا اور راے سنگیسر کو پیغام دیا کہ ایسا شکار تیرے واسطے لایا ہون اور یہ منصوبہ اُس سے بہتر نہین بڑیگا بس جو کچھ تجھسے ہوسکے بجا لا اور تقصیر نکر غرضکہ راے سنگیسر نے ز پیادہ توپچی اور کماندار و خنجر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرکہ بھی اپنی جمعیت سے اُسکا شریک ہوا جب آدھی رات آئی اطراف و جوانب درون و جنگل سے ور آئے اور خنجر اور چھری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختون کے نیچے بطریق گوسفند ذبح کیے کسواسطے کہ باد تند و تیز کے چلنے اور برگ درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے مقتولون کی فریاد لیک دوسرے کے گوش زد نہوتی تھی اور ہمسایہ ہمسایہ کے حوال سے بیخبر رہتا تھا اور رات تاریک اسقدر تھی کہ راستہ نہین سوجھتا تھا اور رات تاریکی دہشت اور وحشت اور ظلمت سے زبان ناطقہ تکلم فراموش کرتی تھی اور جب وہ کفار اطراف کے مردمان کے قتل سے فارغ ہوئے اور دیکھا کہ کوئی شخص کسی کی فریاد کو نہین پہونچتا ہو باطمینان تمام خلف حسن بصری ملک التجار کے سرپر تاخت لائے اور بہمن ترین وجہ سے اُسکو مع پانسو سید نجیب حسن کی آئین ... اور ... وغیرہ جو تھے شہید کیا نظم

شب تیرہ بود و گذرگاہ تنگ * کہ دشمن سوار چناب بازید جنگ * درخشید این تیغ افراشتہ * چراغ براہ اجل داشتہ * بروئی کشتہ تیر از کمین و کمان * شدہ مرگ را رہبری جان * ... خون * ... سر نگون * ازان جنگجویان سواری نماند * وزان سرکشان نامداری نماند * هرآنکو نشد کشتہ بگریختہ * بیکبار از هم فرو ریختہ * برفتہ بدانگونہ ہرکس کہ زیست * کہ بر زندگی شان بباید گریست *

القصہ اُس لشکر کے اُن اسیف کہ بحسب تقدیر زندہ رہے تھے بمشقت بسیار اُس جنگل سے برآمد ہوئے اور ہمراہ اُس جماعت امراے دکھنی کے کہ خلف حسن بصری کے ساتھ نفاق کرکے اس جنگل مین نہ گئے تھے ملحق ہوئے اور اُنھون نے اُنسے یہ بات کہی کہ تمہارا حال نہایت پریشان ہے مناسب یہ ہے کہ اپنی جاگیرون مین جاؤ اور جلد سامان درست کرکے پھر آؤ پھر جمع دکنی اور حبشی غارت زدہ اپنی جاگیر کیطرف راہی ہوئے اور مغلون نے یہ بات کہی کہ ہماری جاگیرین دور تر واقع مین ہم سلطان کے ... حکم بجا لاتے ... قصبہ چاکنہ جو خلف حسن بصری کا نشیمن گاہ اور بہت نزدیک ہے وہان جاکر بقرض وام سامان اپنا درست کرکے جلد آتے ہین اور جب امراے مذکور نے یہ امر تجویز کیا چاکنہ کی سمت روانہ ہوئے اُسوقت بعضے مغلان نا عاقبت اندیش اپنی زبان پر لائے کہ ان امراے نفاق کے سبب خلف حسن بصری ملک التجار اور سادات وغیرہ قتل ہوئے ہم قصبہ چاکنہ مین پہونچتے ہی ایک عرضداشت مشتمل حقیقت حال درگاہ مین بھیجتے ہین اور جب خبر دکھنیون نے سُنی ... ہوئے اور سبقت کرکے ازراہ مکر و حیلہ شاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بصری ایک نفید ... اور سادات اور مغلون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین ہدآیا اور ہر چند ہم خیر خواہان قباحت اس امر کی ... چاہتے تھے کہ اسکے دل نشین کرین جو بد تقدیر کا اُسکی آنکھ پر چھایا تھا دولتخواہون کی بات پر ہرگز التفات نکی اور آخر ... پہونچا جو کہ پہنچا تھا اور خلف حسن بصری کے سانحہ کے بعد ہر چند ہمنے امراے مغل اور سادات و خاصہ خیل کو سمجھایا کہ مناسب دولتخواہی کی یہ ہے کہ شاہ سے سپہسالار طلب کرین اور اتفاق کرکے سرکہ اور راے سنگیسر سے انتقام مین یہ امر بھی قبول نہ کیا اور

سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لائے اور قصبہ چاکنہ کیطرف روانہ ہوئے اور ناگہاں اوضاع سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
قلعہ چاکنہ مین متحصن ہوکر دکن والون سے موافقت کرین اور علم مخالفت بلند کر کے فتنہ قوی برپا کرین عریضہ مشیر الملک
دکنی کے پاس جو مغلون کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب و منزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اُسکے ضمن مین بدستی
مین عریضہ سلطان کی نظر سے گذرانکر خلف حسن بصری کے قتل ہونے کا اور غریبون کے تمرد کا سا تھہ ایسے قبیح صورت
کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزردہ ہوا اور حالت غضب و غفلت سے معاملے کے کنہ مین نہ پہونچا مشیر الملک دکنی اعظم الملک
بن عماد الملک غوری کو جو مغلون کے خون کے پیاسے تھے اور اُنکے تفوق اور غلبہ سے ایذا اُٹھاتے تھے اُن لوگون کے
قتل کیواسطے تعین فرمایا اور مثل جبیداسد زیاد و شمر ذی الجوشن عدوت اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
در پے ہوکر مع لشکر کثیر اُسطرف متوجہ ہوئے اور سادات عرب و عجم امرا وغیرہ نے یہ خبر سنکر اتفاق کیا اور قلعہ چاکنہ مین متحصن
ہوکر قصبہ کو محکم کیا اور ایک عرضداشت مبنی کیفیت امور اور اظہار اخلاص و یکجہتی احمد آباد بیدر کیطرف روانہ کی لیکن جو
عرضداشت اُنکی اثنائے راہ مین مشیر الملک دکنی کے ہاتھ آتی تھی وہ چاک کر کے پرزے پرزے کرتا تھا اور جیسے منظور تھا کہ یہ
دار الخلافت مین پہونچے اور غریبون نے اس حال پر اطلاع پاکر دو قطعہ عرضداشت در تحریر کین اور جو اپنے جنس کے ہاتھ
بھیجنا متعذر تھا ہندوستانی نفرون کے ہاتھ جو برسون سے اُنکے پروردۂ نعمت تھے دیکر ہر ایک کو ایک راستے سے
روانہ کیا اور اُن بدبختان روسیاہ نے بھی عداوت جبلی کو کام فرمایا دونون عرضداشت مشیر الملک دکنی کو پہونچائین بعد
اُسنے نفرون کو خلعت و اسپ و خنجر و افر سے قوی پشت کیا اور دونون عرضداشت بدستور سابق چاک کین اور اُن لوگون
کے استیصال مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اسی صورت مین سادات مثل اپنے جد امجد امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام
اپنے کام مین حیران اور پریشان ہوکر رضائے الٰہی پر شاکر ہوئے اور تمام امرائے غریب باتفاق باہمی غلہ اور آذوقہ بقدر امکان
قلعہ مین فراہم کر کے مقام مدافعہ مین ہوئے اور جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہونچی امرائے دکنی کو جو دکن مین تھے اور یہ
فساد انھیں کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مدد کیواسطے طلب کیا اور جنیر اور اُس نواح سے بھی پیادہ بیشمار جمع کر کے
قصبہ چاکنہ کیطرف آئے اور اُسے محاصرہ کر کے محصورون کی تضییق مین کوشش کرتے تھے اور قریب دو مہینے کے آتش جنگ
مشتعل رہی ہمیشہ دکنیون کی عرائض اس مضمون کی سلطان کو پہونچتی تھین کہ عربی جادۂ مخالفت اور حرامخوری پر ہنوز
اور ثابت قدم ہین اور سلطان گجرات سے مدد طلب کر کے چاہتے ہین کہ قلعہ اُسکے سپرد کرین اور دکنی صاحب دخل
جو عائد دولتخانہ تھے عرائض حسب مدعا سلطان کی نظر مین درلا کر اُسکے جواب مین فرامین اس عبارت کے متواتر و متوالی
بھیجتے تھے کہ جماعت غریبان طاغی و باغی کی قلع قمع مین کوشش کر کے قتل و سیاست مین ایسے مساعی جمیلہ ظہور مین
پہونچاوین کہ دوسرون کو عبرت ہووے اور عرائض غریبون کی اگرچہ مشقت و محنت تمام دار الخلافت مین پہونچتی تھی
لیکن بادشاہ کے مزاج مین ایسے دخیل ہوئے تھے کہ اُن دنون مین مخصوصان دکنی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت سے مشرف نہوتا تھا
یہ لوگ عرائض غریبون کے متعلقون سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرانتے تھے اور انھیں یہ جواب دیتے تھے کہ
ہم عرائض بادشاہ کے پاس پہونچاتے ہین اور آنحضرت قہر و غضب کی شدت سے جوابکیطرف توجہ نہین فرماتے اور
بیچارے غریبون نے دولتخانہ کا یہ احوال سنکر یہ تجویز کی کہ آذوقہ روانچلا اور تنگی مین لا یا ہی اپنے زن و فرزند کو مع
ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑین اور خود باتفاق تمام برآمد ہوکر بسبیل استعجال احمد آباد بیدر کی طرف

جا کر سلطان سے عرض حال کرین شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری دیگر دکنی اُنکے ارادہ اور فکر سے واقف ہو کر کہنے لگے کہ اگر غریب لبیبا کرینگے ہم بھی اُنکے تعاقب مین روانہ ہونگے اور جبتک ہم مین سے ایک جماعت کثیر قتل نہوگی اُنپر غالب نہونگے اور صحرا مین کہ مقصد ہمارا اُس جماعت کے قتل عام سے ہے عمل مین نہ آویگا پھر مجدداً مقام حیلہ اور دغا مین ہو کر پیغام دیا کہ ہم جو امت پیغمبر آخر الزمان اور دعوی اسلام کرتے ہین تم لوگ اور تمھارے فرزندون کی بیکسی اور عاجزی پر آنکھین اکثر سادات عظام مین ترحم کر کے سلطان سے تمھارے عفو جرائم کے مستدعی ہوئے اور حضرت نے یہ التماس قبول فرما کر حکم کیا ہے کہ آزار جانی اور مالی سے انھین محفوظ رکھکر مطلق العنان کرو کہ وہ جس طرف چاہین چلے جائین اور اُسکے بعد حکم مرد اپنے قول کے موافق انھین سنایا پھر دونون سردار یزید صفت نے بصیغہ واللہ باللہ ومصحف اقدس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر عہد کیا کہ ہم تمھین آزار جانی اور مالی نہ پہونچاوینگے اُن بزرگوارون نے اُن مفتریون کے قول پر کہ عدد اُنکے دو ہزار اور پانسو تھے اعتماد کیا اعداد اُنمین ایک ہزار دو سو مرد سادات صحیح النسب سے تھے مع اہل وعیال اور مال قلعہ سے برآمد ہوئے اپنے اہل وعیال اسباب کے واسطے جو مرکب اور بارکش رکھتے تھے اُسکے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان مین فروکش ہوئے شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری قلعہ مین داخل ہوئے اور تین دن اپنے عہد کا پاس کر کے کسی نہج کا صدمہ انھین نہ پہنچایا اور چوتھے دن اُس جماعت کے امیرون اور رئیسون کو برسم ضیافت قلعہ مین طلب کیا چنانچہ قاسم بیگ صف شکن اور قرا خان کرد اور احمد بیگ یکہ تاز کے سوا جمیع امرا مع مشاہیر غریبان قریب تین سو مرد کے قلعہ مین حاضر ہوئے اور جبکہ مائدہ طعام پر بیٹھے اور کھانا تناول کرنے مین مشغول ہوئے ایک جماعت دکنیون کی مسلح ہو کر کہ جو پائے وقت تھی اُن دونون عہد شکن کے اشارہ کے موافق گوشہ اور کنارہ سے شمشیرین برہنہ کر کے سادات مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق نسیان پر رکھکر سب غریبون کو بجائے آب شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کی طرف راہی کیا اور چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جابجا ایستادہ ہو کر منتظر غدر تھے بہئیت مجموعی غریبون کے خیمہ اور خرگاہ کیطرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح النسب کے قتل و غارت مین مصروف ہوئے اور قسم مرد سے ایک سال کے بچہ سے سو برس کے بڈھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایک ہزار سید سندی اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار بچہ معصوم نے اُس روز از دست ظالمان دکن خانہ تن کو نقد روح سے خالی کیا اور حشرات دکن نے اس ظلم پر بھی اکتفا نہ کر کے بعد قتل و تاراج کے اُنکی عورتون اور لڑکیون پر دست اندازی کی کسی عہد مین بعد واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام ایسی مصیبت سادات پر نہ پڑی تھی حیف اُس بےحیا قوم پر کہ یہ محض افترا اور تہمت سے پیغمبر کی اولاد امجاد کو اس وضع سے شہید کیا اور آپ کو اس سلطان کی بارگاہ نبوت کی امت سے جانتے ہین مصرع زہے اعتقاد باطل زہے خیال محال اور مغلون کے گروہ سے قاسم بیگ صف شکن اور قرا خان کرد اور احمد بیگ یکہ تاز جو اردوے غریب سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہو کر جبہ پہنے اور اپنی عورتون کو پوشاک مردانہ پہنا کر احمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوئے اس صورت مین شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری نے دو ہزار سوار سرداری داؤد دکنی اُنکے تعاقب کیواسطے تعین کر کے رعایا اور جاگیرداران سرراہ کو لکھا کہ یہ جماعت حرام خوار مین اور باوصف اُسکے سلطان کی دولتخواہی اور اخلاص کا دم مارتے ہین لازم کہ اُنکے قتل و غارت مین اقدام کر کے گھوڑے اور ساز و یراق اُنکے تاراج کرینگے اور کسی مقام مین انھین آرام و قرار نہ دین قاسم بیگ صف شکن اور بھی امرا مع تین سو مرد سر جھکائے ہوئے جاتے تھے اور جس مقام مین دکنی اُنکے مقابلہ کو پہونچتے تھے پلٹ کر جنگ کرتے تھے اور اعدا کو ضرب تیر سے متفرق کر کے آگے بڑھتے تھے اور

ات کو صحرا مین وارد ہوئے تھے اور جب قصبہ بیر کے اطراف مین پہونچے داؤد خان کا سد راہ ہوا حسن خان جاگیردار بیر کو جو
ے بنگ دکنی سے تھا پیغام دیا کہ مناسب ہے تو بھی سطرف سے مع لشکر ہمراہی ان سلطانی حرامخورون کے دفع کیواسطے متوجہ ہو
تو اتفاق باہمی ان حرامخورون کے سرتن سے جدا کرکے درگاہ مین روانہ کرون چونکہ قاسم بیگ صف شکن حسن خان سے
سابقہ آشنائی کا رکھتا تھا اور اُسنے ایکبار کسی معرکہ مین اُسکی کمک کرکے غنیم کے دست تعدی سے نجات بخشی تھی حسن خان نے اُسکا
پاس و لحاظ رکھا جواب دیا کہ اگرچہ جماعت حرامخور ہے لیکن اپنے تئین سرحد گجرات مین کہ وہان سے تین دن کی مسافت
سے زیادہ نہیں پہونچا دی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر پس ماندہ اُسکا شریک ہوا اور
دو ہزار پانسو سوار نے صفوف حرب آراستہ کین اور قاسم بیگ صف شکن اور اُسکے جمیع یارون نے ہاتھ جان سے دھو
کر جنگ پر رکھا اور اعدا کے مقابل آئے جب دونون مشغول ہوئے قضارا حملہ اول مین دو تیر قضا سے بیرم کے داؤد خان
کے قتل پر آئے و دیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کرکے اُس جماعت کے قتل مین بیباکی
کوشش کرنے لگے اور کام اُنپر تنگ کیا اس درمیان مین حسن خان اپنی جماعت سے نمودار ہوا غریبون نے گمان کیا کہ دوسری
بلا کا سامنا ہوا ناگاہ حسن خان کے آدمیون نے پہونچکر خبر پہونچائی کہ بدل ہو جنگ مین ثابت قدم رہو کہ اب ہم تمہاری
کمک کو آپہونچے قاسم بیگ اور تمام غریب شکر خدا بجا لائے اپنی قوت حیات کے امیدوار ہوئے اور حسن خان جب آکر
اعدا کے مقابلہ اور مدافعہ مین مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اُٹھا کر قصبہ جاکنہ کیطرف راہی ہوئے اور قاسم بیگ تفرقہ
سے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ مین روانہ کی جبکہ مضمون عرضداشت کا معلوم ہوا فرمان
جلب قاسم بیگ صف شکن کے پہونچا غریبان بقیۃ السیف باجماعت درگاہ کیطرف متوجہ ہوئے سلطان علاء الدین انھین
اپنے حضور طلب کرکے تفتیش حال مین مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد مصطفے خان سرآمد کار دکنی کو کہ جو غریبون کے
عرائض مخفی رکھکر سلطان کے ملاحظہ مین نہین پہونچاتا تھا اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اُسکی لاش کوچہ و بازار
مین پھرائی اور قاسم بیگ صف شکن کو خلف حسن بصری ملک التجار کے منصب پر منصوب فرماکر سپہ سالار دولت آباد کو
جنیر یا اور قرا خان کرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو بھی منصب ہزاری دیکر اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غریبان
رنج رسیدہ مصیبت دیدہ کو شاد اور مسرور کرکے دوبارہ پرورش و پرداخت مین مہربانی زیادہ کی اور اُن مین سے
بہت آدمیون کو مناصب دخل کیا اور مکانات مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو انھین مع امرا
دکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و زنجیر اُنکی گردن مین ڈالکے پیادہ پا قصبہ جاکنہ سے دار الخلافت مین لائے اور
اُن لوگون کو کہ اول مرتبہ عرضداشت افترا اور تہمت کی بھیجی تھی بعقوبت تمام ہلاک کیا اور اُنکے بازماندگان کو نان
کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری اُسی
برس کی علت مین گرفتار ہوا اور لڑکیان اُنکی بطور شاہدان بازاری گشت کرتے تھے اور سنہ آٹھ سو چھپن ہجری مین
شیخ آذری نے جو سلطان کا متقدا تھا اور ایام شاہزادگی مین اُنسے الفت بہت رکھتا تھا خراسان سے عریضہ طولانی مشتمل
بر اقسام سخنان مفید ارسال رکھا اور سلطان اُسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شراب سے توبہ نصوح فرمایا اور مجددا ایک جماعت
دکنیون کو کہ غریب کشی کی علت مین مقید اور محبوس تھے بسیاست تمام قتل کیا اور اپنے ندیمہ سے جواب عریضہ شیخ آذری کا لکھکر
مع مبالغ خطیر خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے شاہان عظیم الشان کے موافق سلطان احمد شاہ بہمنی نے ہر روز خود

مہمات سلطنت مین پہونچکر دکنیون کو خدمات بزرگ دولتخانہ سے معزول کیا اور شستہ آٹھ سو ستاون ہجری مین اُسکے
پانوٴن کی پنڈلی مجروح ہوئی ہر چند معالجہ مین کوشش کی اثر پذیر نہوا اور بسبب مکان سے کمتر برآمد ہوتا تھا اور اکثر
اوقات خبر اسکے فوت کی منتشر ہوتی تھی یہان تک کہ جلال خان بن احمد خان بخاری کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا داماد اور سید جلال
بخاری کے فرزندون مین سے تھا اور ملک تلنگانہ کی جاگیرداری رکھتا تھا اُسکے فوت کا یقین کرکے قلاع تلنگانہ پر تصرف کیا اور
اپنے بیٹے سکندر خان کو کہ نواسہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا تھا تقویت کر کے اُس ولایت پر مسلط کیا اور اس سبب سے کہ جلال خان
کے گمان مین سلطان فوت ہوا تھا تلنگ مین کوئی صاحب وجود نہ تھا اکثر امرائے تلنگ سکندر خان سے متفق ہوکر چاہتے تھے
کہ اُسکو اس مملکت کا شاہ بناوین سلطان علاء الدین باوجود علالت احضار لشکر کا حکم دیکر لشکر کشی کا عازم ہوا
اور جلال خان نے سلطان کی حیات اور اُسکی آمد کی خبر سنکر اپنے مددگارون سے مشورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ جلال خان
تلنگ مین رہے اور سکندر خان ماہور کیطرف جاوے سلطان جسوقت کوچ کرکے ودھ پور پہونچا ایک دوسرے
کی کمک پر مستعد ہوون بالعرض سکندر خان نے ماہور کیطرف جاکر ایک عرضداشت سلطان کی خدمت مین بھیجی اور
سلطان کو ان نے لکھا تھا کہ قریب نہین ہوتا تھا اس واسطے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی بغاوت مین دخل عظیم رکھتا
تھا اور یہ مخالفت بھی مرض علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ مطمئن نہوتا تھا یہانتک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی کو پیغام دیا
کہ سلطان علاء الدین بیمار رہا اور چند مدت ہوئی کہ اس عالم فانی سے عالم باقی کیطرف خرامان ہوا اور اعیان درگاہ
اُسکی موت کو اپنے مقصد کیواسطے پوشیدہ رکھکر چاہتے ہین کہ وارثان مملکت کو تاج اور تخت سے باز رکھین اگر وہ خداوند
عنان عزیمت اسطرف معطوف کرین مملکت برار و تلنگ کی بے نزاع وجنگ حوزۂ دیوان مین آوے گی سلطان محمود شاہ
خلجی مالوی یقین کرکے بمشورۂ والی آسیر و برہان پور سفر دکن کا عازم ہوا اور شستہ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین باستعداد
و شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان مع ایک ہزار سوار چند منزل استقبال کرکے اُس سے جا ملا اور سلطان علاء الدین
نے فسخ عزیمت یورش تلنگ کرکے خواجہ محمود گیلانی المشہور بگاوان کو منصب ہزاری دیکر مع بعضے امراء جلال خان کے
سر پر تعین فرمایا اور لشکر برار کو حاکم برہان پور کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوی سے متفق ہوا تھا مقرر کیا اور قاسم بیگ
صف شکن سر لشکر دولت آباد کو برسم پیشوائی روانہ کرکے خود پانچ کوس کے فاصلہ پر مع لشکر بیجاپور اور خاصہ خیل الکی پن
بیٹھکر بعزم رزم سلطان محمود شاہ خلجی کے کہ صحراے ماہور مین نزول کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے سمجھا
کہ شاہ دکن زندہ ہے اور لشکر جرار لیکر جنگ پر متوجہ ہے آدہی رات کو کوچ کرکے اپنی مملکت کیطرف پلٹ گیا اور ایک
امراے عالیشان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمراہ کرکے تاکید کی کہ اگر یہ پھر دکنیون سے ملحق ہوکر صلح کرے تو
تم تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثہ شوکت اُسکا لیکر مندو مین حاضر ہو سکندر خان اس بات کو سمجھکر مالویون
سے داہنی طرف سے جدا ہوکر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلکنڈہ کیطرف روانہ ہوا اسوقت
خواجہ محمود گاوان نے قلعہ تلکنڈہ کو محاصرہ کیا تھا جس حیلے سے کہ ممکن تھا اُسکو قلعہ بیدر مین پہونچایا اور خواجہ نے اس امر کو مدے
سے مدافعہ کے زیادہ تر کام متحصنون پر تنگ کیا چنانچہ انہین دنون مین باپ بیٹے نے بوسیلۂ خواجہ سلطان امان نامہ حاصل کرکے قلعہ کو سپرد
کیا اور خواجہ کے وسیلے سے شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر تلکنڈہ کی جاگیر پر سرفراز ہوا اور سلطان نے ماہور کی حکومت
بہ ملتوسہ فخر الملک ترک کو عطا کی اور فخر الملک تھانہ دار رائچور پر بھی نوازش فرماکر دار السلطنت کیطرف

متوجہ ہوا الاولیٰ ثلثۃ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بہمنی درد ساق پا کے سبب اپوٹن سے در آیا
علم فنا بلند کیا تیئیس برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کرکے دنیا سے رحلت کی کہتے ہین سلطان علاء الدین شاہ
بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا اور فارسی خوب جانتا تھا اور فی الجملہ تحصیل علوم عربی کی بھی کی تھی اور کبھی کبھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد
جامع مین جاکر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تئین ساتھ اس القاب کے تعریف کیا تھا السلطان العادل الکریم الحلیم
الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن عظم السلاطین کی حمایت ہوئی تھی القصہ ایک دن ایک سوداگر
جو بہت گھوڑے لائی اسکے ایلچیونکے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہ اسے زر ثمن مین تعلل ورتا وا کرتے تھے اور تاجر
سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزردہ تھے منبر کے قریب حاضر ہوئے جب سلطان یہ کلمات زبان پر لایا بیتا صلہ
پکار کر بایتادہ ہوا اور بولا لا واللہ لا عادل ولا ایم ولا حلیم ولا رؤف یا الظالم الکذاب لقتلت الذریۃ الطاہرۃ وتتکلم بہذہ
الکلمات علی منابر المسلمین بادشاہ متاثر ہوکر زار زار رویا اور گھوڑون کا زر ثمن اسی وقت بیباق کرکے فرمایا آتش غضب الٰہی سے وہ
دیگ نجات نپاؤ مین جنھون نے مجھے مثل یزید دنیا و آخرت مین بدنام کیا اور مکان میں جا کر پھر برآمد نہوا یہانتک کہ جنازہ اسکا
نکالا گیا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد مین شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ
برحمت ایزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک شاہ حبیب اللہ داماد سلطان احمد شاہ
اور دوسرے شاہ محب اللہ داماد سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ باوصف اسکے کہ بڑے بھائی
تھے لیکن سپاہ گری کیطرف غلبہ رکھتے تھے سجادہ نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سے رجوع کرکے خود امر امارت
مین اشتغال رکھتے تھے مورخان واقعہ نگار یون بیان کرتے ہین کہ جب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع کا وقت
قریب پہونچا امرا اور وزرا کے خلاف توقع ہمایون شاہ ظالم کو خلائق اسکے اوضاع سے متنفر تھی ولیعہد کیا اور قبل اسکے
کہ داعی اجل کو لبیک کہے نظام الملک دولت آباد کو کہ انھین دنون مین وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت عقل
اور کارروائی مین موصوف تھا بھاگ کر اپنے فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صف شکن کے خطاب
ملک التجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور جنیر ہوا تھا چلا گیا اور جو کہ ابتک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ
نہ پہونچی تھی باپ اور بیٹا دونون اتفاق کرکے گجرات کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ کے ظلم کے دغدغہ سے نجات پائی

ذکر ہمایون شاہ بہمنی المشہور ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جسوقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تختہ کو تخت پر اختیار کیا بڑا بیٹا اسکا ہمایون شاہ بہمنی المشہور ظالم اپنے مکان
مین تھا سیف خان اور ملو خان نے کہ امراے معتبر سے تھے وفات اسکی مخفی رکھی اور بے توقف اسکے چھوٹے بھائی حسن خان
کو تخت پر بٹھایا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امراے دیگر اسکے جلوس کو مغتنمات شگرف سے جانکر شکر یزدان
بجا لائے سبھون نے اسکے واسطے دست دعا بلند کرکے سرحد بکائے اور خلائق بقصد تاراج خانہ ہمایون شاہ اور اسکے قتل پر روانہ
ہوئی اور شور و غوغا عجیب برپا کیا اور ہمایون شاہ مع اسی سوار جبہ پوش کہ سکندر خان اور اسکے بھائی از انجملہ تھے برآمد ہوکر
جنگ پر آمادہ ہوا اور لوٹیرے شکست کھاکر حسن خان کے پاس پناہ لیگئے ہمایون شاہ اسکے تعاقب مین روانہ ہوا اور
دربار شاہی کیطرف متوجہ ہوا اور راہ مین اہل حشم سے جسنے ہمایون کو دیکھا اسکی خدمت مین حاضر ہوا اس سبب ہمایون شاہ
باہجوم خضیر و خلقت کثیر دیوانخانہ مین آیا اور چھوٹے بھائی کو کہ رعشہ اسپر مستولی ہوا تھا تخت سے اتار کر

نظر بند کیا اور سیف خان کو جو فتنہ و فساد کا بانی تھا ہاتھی کے پاؤن مین باندھکر شہر و بازار مین تشہیر کر کے قتل کیا اور شاہ حبیب اللہ اور بھی اعیان مقید اور محبوس ہوئے اور یوسف خان جنگ کنان شہر سے باہر نکل گیا سر حد ناگ مین دم لیا اور ہمایون شاہ بہمنی تخت پر متمکن ہوکر باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور اپنے والد حجم کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو کہ حاجی محمد قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلاطین سے تھا خطاب ملک التجاری عنایت کرکے وکیل شاہی و طرفدار بیجاپور کیا اور ملک شاہ نامی کو کہ بزرگ زادگان مغل سے تھا اور بعضے اولاد سلاطین چنگیزیہ سے اُسے منسوب کرتے ہین خطاب خواجہ جہان دیکر طرفدار تلنگ کیا اور بھتیجے عماد الملک غوری کو کہ جوان قابل اور مردانہ تھا بخطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دیکر صاحب جاہ کیا اور تلنگ جاگیر سے بھی خصوصیت بخشی اور سکندر خان بن جلال خان کہ جو ایام شاہزادگی مین اسکا مصاحب تھا اور تلنگ کی سپہ سالاری کا منتظر تھا اس امر سے نہایت دلگیر ہوکر شاہ کی بلا رخصت اپنے باپ کے پاس تلکنڈہ مین گیا اور جلال خان نے بیٹے کے سبب لاچار ہوکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سنکر خان جہان کو برادر مبارک باد کیواسطے دار الخلافت مین آیا تھا انکے دفع کیواسطے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جرار اور پہلوان نامدار لیکر اُنسے بھاہم لڑائی ہوئی سکندر خان فتحیاب ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کا دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر جانکر سنہ جلوس مین اُسطرف لشکر کھینچا اور بعد قطع منازل و مراحل تلکنڈہ مین نزول فرما کر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان امان خواہ ہو کر ملازمت مین حاضر ہون کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پر شبخون لاکر مزاحم ہوا اور سلطان علی الصباح بہ افواج آراستہ قلعہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور سکندر خان کہ اپنی سپاہ پر اعتماد تمام رکھتا تھا میمنہ اور میسرہ درست کر کے مع ساتھ یا آٹھ ہزار سوار افغان اور راجپوت و دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اُسے پیغام دیا کہ ولی نعمت سے لڑنا مبارک نہین ہے اور تجھ ایسے بہادر کا کہ فن سپہ گری اور سررشتہ رزم مین اولو العزم بلکہ یکتا ہی ضائع ہونا بھی حیف ہی تیرا گناہ بخشتا ہون ولایت دولت آباد جس جگہ کی تجھے تمنا ہو تیری جاگیر مقرر کرون سکندر خان نے جواب دیا کہ تو اگر احمد شاہ کا پوتا ہی مین بھی نواسہ اور سلطنت مین تیرا شریک ہون حکومت تلنگ مجھے تفویض فرمایا جنگ پر آمادہ ہو ہمایون شاہ یہ سنکر غضب مین آیا اور نقارہ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی علم جسارت بلند کر کے بے ادبانہ گھوڑے کو کاوہ دیکر سر میدان آیا اور جو کہ پرانا سپاہی اور آداب دان تھا ہمایون شاہ کے حملون کو ہر مرتبہ نئے انداز سے رد کر کے صدائے تحسین و آفرین مین زمان سے سنتا تھا اور قریب تھا کہ اُس روز لڑائی جنگ ایک دوسرے سے جدا ہو کر نبردگاہ سے اپنے اپنے خیمہ مین آرام کرین اور دم سحر پھر جنگ کا سرانجام کرین اور باقی داستان کو افزا داٹھا لین کہ ناگاہ ملک التجار خواجہ گاوان مع لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان ترک با لشکر تلنگ میمنہ اور میسرہ سے حملہ مردانہ لائے اور بہت سے جوانان اور پہلوانان سکندر خان کے تیغ آبدار کے گھاٹ اُتارے اور ہمایون شاہ نے فرصت پاکر پانسو جوان تیر انداز اور پانسو بہادر نیزہ گذار قلب لشکر سے جدا کر کے مع ایک فیل مست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادر اور تیر انداز وغیرہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اور رستخیز کے آثار ظاہر کیے یکایک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا لیکر نبردگاہ مین آیا ملک الموت کی گرم بازاری و نقد جان کی خریداری ہوئی القصہ کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے تیغ کشی اور نہایت لشکر کشی ہوئی اور

سکندر خان نے مثل شیر شرزہ اعلام مدافعہ بلند کرکے آن واحد مین مبارزان سلطانی کو منہزم کیا لیکن چونکہ سلطان کا
خدا حامی اور کفیل تھا ایک فیل شاہی معرکہ مین گشت کرکے بہت غنیم کے بہادران نامی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان
نے نیزہ ہاتھ مین لیکر چاہا کہ بنفسہ اُسکا بھی شر دفع کرے فیل مست نے فیلبانون کی تحریک وسعی سے سکندر خان
کو خرطوم مین لپیٹ کر خانہ زین سے اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا اُسکے قالب بیجان اور پیکر خاکی کو فرش زمین پر آغشتہ بخاک
و خون کر دیا پھر اورون کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے سے اُسکی لاش کی تلاش مین دوڑتے تھے
نادانستہ گھوڑے اُسکے جسد پاش پاش پر دوڑتے تھے کہ صندوق سینہ اُسکا مرکبون کے سم سے شکستہ اور ریزہ ریزہ ہوا
کفران نعمت نے اپنا کام کیا اور ہمایون شاہ نے ایک جماعت منہزمون کی تعاقب مین روانہ فرمائی اُنمین کے بھی بہت قتل و
دستگیر ہوئے نظم جوانان زکینہ کشیدند تیغ * بہ قتل گریزندگان بیدریغ * چو خان سکندر درآمد ز زین * بشد آلودہ
خون تن نازنین * جہان کوفتہ پشت وپہلو ودوش * کہ مغزش برون آمد از راہ گوش * ہمین بود دنیا بدگر دون سپہر
گہے کینہ در باز دوگاہ مہر * دوسرے دن علی الصباح کاوان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ تلکندہ
محاصرہ کیواسطے مشغول ہوئے اور قہر وغضب سے اُسکی تسخیر مین مصروف ہوئے اور جلال خان نے جس کا
فرزند سکندر خان اس معرکہ مین قتل ہوا تھا امان سے بہتر کوئی فریادرس اپنا نہ پایا زنہار خواہی مین درآیا اور
شیکدار کے ذریعے سے امان پائی اور مال وافر اور نفائس متکاثر جو چالیس پچاس برس کی عمارت مین فراہم کیا تھا شاہ کی
پابوسی مین پہونچایا اور اگرچہ محبوس ہوا لیکن حیات چند روزہ کو مغتنم سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس معاملہ سے فارغ
ہوا قلعہ دیورکندہ کی تسخیر کی ہوس دامنگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تلنگی کے تصرف مین تھا اور وہان کے اہالی اور رکن
سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود ورنگل کیطرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری
کو قلعہ دیورکندہ کی جانب تعین کیا تلنگیون نے چند مرتبہ جنگ مین قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان ترک
مظفر و منصور ہوا اور جب اُنھین تاب مقاومت نہ رہی قلعہ مین متحصن ہوئے اور خواجہ جہان ترک اُن پہاڑون پر خیمہ
و خرگاہ برپا کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور محصورین کی تضییق مین کوشش کی نظم بہ نزدیک آن قلعہ با شکوہ
سراپردہ برزد ببالائے کوہ * شب و روز میشد بسے کارزار * ز بیرون آن قلعہ استوار * اور اسکے بعد مردم تلنگ
نے تنگ آکے رائے اوڈیسہ اور دوسرے راؤن کے پاس جو بعدت وشوکت ممتاز تھے ایلچی بھیجکر زر خطیر قبول کرکے
کمک طلب کی اور اُنھون نے لشکر بیشمار مع چند حلقہ فیل جنگی اُنکی مدد کیواسطے بھیجے اور اُنکے آنے کی نوید سے بھی
مسرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہوکر جنگ کے عازم ہوئے اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری نے خیمہ
لشکر مشورہ کیا نظام الملک نے یہ تجویز کی کہ افواج کی کمک پہونچنے تک قلعہ کے اطراف سے برخاست ہونا چاہئے اور دربے تنگ سے
میدان وسیع کیطرف جاکر وہان بنیاد جنگ ڈالنا چاہیئے لیکن یہ رائے خواجہ جہان ترک کے طبیعت کے موافق نہ آئی بولا کہ اگر ہم یہان سے
کوچ کرینگے کفار ہمارے ضعف اور زبونی کا گمان کرکے تعاقب کرینگے بہتر یہ ہے کہ اسی مقام مین آتش حرب کو شعلہ زن کرین
نظام الملک غوری نے لاعلاج ہوکر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جب خورشید جہانتاب اُفق مشرق سے برآمد ہوا ایک طرف سے
لشکر رائے اوڈیسہ اوریا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ و قلعہ سامان جنگ بڑے کر وفر سے درست کرکے خواجہ جہان
ترک پر حملہ آور ہوئے اور اُس جائے تنگ مین کہ مجال گھوڑے جولان کرنیکی نہ تھی ہزیمت لشکر اسلام پر پڑی

امر دواہی نہر دہت کام آئے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری کمال پریشانی ست سے لیس مع کر اپنے کو بیجان باہر لے گئے
اور تعاقب کفار سے کسی جگہ مجال توقف اور قیام نپاکر اسی کوس بھاگے اور ورنگل مین جاکر سلطان ہمایون شاہ کی خدمت
مین حاضر ہوئے اور شاہ نے اس قضیہ نامرضیہ کی پرسش کی چنانچہ خواجہ جہان ترک جان کے خوف سے دروغ کو پیشہ اور مصلحت
جانکر عرض پیرا ہوا کہ یہ حادثہ نظام الملک غوری کی ذات سے ظہور مین آیا ہمایون شاہ کہ کج خلق اور حسن پسند رکھتا تھا
طیش مین آیا اور اسی وقت بلا تحقیق حال و اثبات جرم اس غیر مشتبہ شجاعت کے قتل کا اشارہ کیا اور اقارب
اور عشائر اُسکے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہوکر محمود شاہ خلجی مالوہی کی پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ
نے خواجہ جہان ترک کو مخاطب اور معاتب کرکے قلعہ مین محبوس کیا اور بعضون کا یہ قول ہو کہ نظام الملک خود بادل ناشاد
بھاگکر محمود شاہ خلجی سے ملحق ہوا سلطان ہمایون شاہ دربے انتقام ہوکر چاہتا تھا کہ دوبارہ لشکر دلاور کنده پر بھیجے کہ ناگاہ
احمد آباد بیدر سے مخبرون نے آکر خبر پہونچائی کہ یوسف ترک کچل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو زندان ستم سے برآوردہ
کرکے قصبہ بیر کیطرف لیگیا ہمایون شاہ نے باگ صبر کی دست استقلال سے دیکر ملک التجار کاو ان کو ملنگ کے انتظام کیواسطے
چھوڑا اور خود بنفس نفیس ماہ جمادی الاول ۸۶۲ آٹھسو چونسٹھ ہجری مین بتعجیل تمام دار الخلافت کیطرف روانہ ہوا اور
آتش غضب کی افروختہ کرکے جو چاہا عمل مین لایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ شاہ حبیب اللہ شاہزادہ حسن خان کی دوستی کے
سبب سے ہمایون شاہ کے زندان مین محبوس تھا اور جب اُسنے تلنگانہ کی طرف فوج کشی کرکے سکندر خان کو قتل کیا اور راجہ
حیدر ورکے قلعجات کے لینے مین مشغول ہوا سات شخص حبیب اللہ کے مریدون مین سے تھے وہ بھی اتفاق کرکے اپنے مرشدزادہ کی
رہائی کی فکر مین برآمدہ ہوئے اور یوسف ترک کچل نے جو سلطان علاءالدین شاہ بہمنی کا غلام تھا اور امانت و دیانت اور
صلاح و تقوی مین شہرت رکھتا تھا شاہ اُس سے لیجاکر پردہ چہرۂ مقصود سے اٹھایا طلب امداد کی اور یوسف
ترک کچل بھی جو اُس خاندان عالی شان کے مریدان محبت سے تھا اُنسے یکدل اور یکزبان ہوا اور بعضے کو توال اور قفلبان
کو اپنا ممد و معاون کرکے جملہ بارہ سوار جرار اور پچاس پیادہ فدائی دستیاب کیے اور یا وصف اسکے کہ تین ہزار پیادہ دار الخلافت
کی حفاظت کیواسطے مقرر تھے یوسف ترک کچل نے قدم بادیہ توکل مین رکھا اور شام کے قریب کہ آفتاب غروب ہونے پر
تھا مع یاران فدائی قلعہ بادشاہی کے نزدیک کہ محبس تھا آیا اور چونکہ اکثر محافظ اپنے حوائج ضروری کیواسطے گئے تھے اور قلیل دربان
کہ وہان حاضر تھے مع ملازمت پیش آئے یوسف ترک کچل نے کہا مجھے حکم شاہی پہونچا ہو کہ قید خانہمین جاکر فلان فلان مجرم کی آنکھین
نکالون اور اسی بارہ مین ایک فرمان جعلی بمہر و طغراے سرخ جیسا کہ رسم شاہان بہمنیہ تھی ترتیب دیکر ہمراہ رکھتا تھا فی الفور بغل
سے برآوردہ کرکے انکے روبرو کیا انھون نے سکوت اختیار کیا اور یوسف ترک کچل زندان کے دروازۂ اول مین در آیا جب دوسرے
دروازہ پر پہونچا دربانون نے رفع کیواسطے پیش آئے اور اُسنے فرمان جعلی دکھایا انھون نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہمکو
پروانہ کوتوال شہر کا چاہیے ہر چند یوسف ترک کچل لاچار رہا اور اُس جماعت کے سردار کا سر تیغ بیدریغ سے جدا کرکے
قلعہ مین در آیا اور شور و غوغا درون و بیرونی سے برپا ہوا اور یوسف پہلے جہان اُسکے احباب قید تھے اور پہلے شاہ حبیب اللہ
کی زنجیر کاٹی اور بعد اُسکے شاہزادہ حسن خان اور یحیی خان بن سلطان علاءالدین اور جلال خان بخاری نے بتضرع و زاری
التماس کیا کہ ہمیشہ قید کی ایذا اُٹھایا ہی برائے خدا ہماری بھی زنجیر توڑکر اپنے ہمراہ لیچل یوسف ترک کچل نے یہ التماس قبول کیا اور انکی بھی
زنجیر کاٹی اور تمام قید خانہ مین جو دار الامارہ کے قریب تھے جاکر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری رفاقت مد نظر ہو زنجیر توڑکر

باہر آوے اور تختگاہ کے دروازہ پر آپ کو پہونچاوے یہ کہکر یوسف ترک کہل ہنگام شب شہزادہ حسن خان اور تمام اعیان محبس کو ہمراہ لیکر تخت گاہ دروازے کے قریب پر سر پا ایستادہ رہا اور قریب کہ اعداد اُنکے سادات اور فضلا اور فقرا اور اوسط الناس سے سات ہزار کو پہونچے تھے اُسے فور عظیم جا کر محافظون کی گردن مین ہاتھ دیکر باہر کرتے تھے اور نہایت ذوق وشوق سے زنجیر کو کاٹا اور طوق توڑکر فوج فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوے خلاصہ یہ کہ بعضے چوب دستی ہاتھ مین لیکر اور بعضے پتھر دامن مین بھرکر مستعد جنگ ہوے اس درمیان مین کوتوال شہر اس معاملہ سے واقف ہوکر محل شاہی کیطرف متوجہ ہوا زندانیون نے فدویانہ سلوک کرکے اُسے ضرب سنگ وچوب سے منہزم کیا اور ہر ایک گوشہ کیطرف راہی ہوئے لیکن جلال خان بخاری اتنی برس کی عمر رکھتا تھا اور شہزادہ یحیی خان بن سلطان علاء الدین شاہ دونون اُسی شب کو کوتوال شہر کے ہاتھ گرفتار ہوکر بذلت وخواری قتل ہوئے اور شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ ایک حجام کے مکان مین جو شاہ حبیب اللہ کا خدمتگار تھا درآئے اور قلندرانہ بھیس لیا اور شاہ حبیب اللہ چاہتا تھا کہ گوشہ مین پانون دامن قناعت مین کھینچون شہزادہ حسن خان نے کہا کہ مردم شہر وسپاہ دست ظلم وتعدی ہمایون شاہ سے عاجز اور میرے خواہان ہین اور جو میرے بازو دولت نے جناح اقبال کھولے یقین ہے کہ اُسے مثل مرغ بال گستہ اور وحش پاے شکستہ بے رنج وتعب اپنے قبضہ مین لاؤنگا اور امیرزادہ جو ہنیہ کلاہ نمد سر پر رکھتا تھا اُسنے فسخ عزیمت کی اور شہزادہ حسن خان کے ساتھ عہد وپیمان کرکے دونون متفق ہوکر قلندرون کی جماعت کے ہمراہ شہر سے باہر گئے اور لشکر فوج فوج انکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک کہل بھی شہزادہ حسن خان سے ملحق ہوا اُسکے بعد چھ سات روز باغ تھانہ مین کہ احمد آباد بیدر سے تین کوس ہے مقیم ہوا پھر تین ہزار سوار اور پانچہزار پیادہ مستعد وکمل لیکر قلعہ ارک بیدر کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے سر نہوگا اور محصورین برج وبارہ کو محکم کرکے مدافعت اور ممانعت مین ہمہ تن مصروف ہین اسلیے اُسکی فتح سے مایوس ہوکر قصبہ بیر کی طرف روانہ ہوئے اور اُس ولایت کو تصرف مین لائے اس صورت مین یوسف ترک کہل منصب امیر الامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور حملۃ الملکی پاکر لشکر فراہم لانے مین مشغول ہوئے لیکن ہمایون شاہ کہ بکج خلقی اور تند مزاجی اور قہاری مملکت دکن مین ضرب المثل خاص وعام تھا مملکت تلنگ مین یہ خبر سنکر احمد آباد بیدر کی طرف بطور ایلغار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ کو جو شہر کی محافظت مین مقرر تھے بانواع سیاست قتل کیا اور کوتوال کو قفس آہنی مین بند کرکے ہر روز ایک عضو اُسکا کاٹتا تھا اور اُسی کو کھلاتا تھا اور شہر مین پھراتا تھا یہانتک کہ اُسی قفس مین فوت ہوا اور اُسکے بعد آٹھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بھائی کے دفع کے واسطے تعین کیے چنانچہ صحراے بیر مین خانقاہ کے نزدیک جنگ واقع ہوئی چنانچہ تائید ایزدی اور شاہ حبیب اللہ اور حملۃ الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان فتحیاب ہوا ہمایون شاہ کا غضب جبلی جوش مین آیا جمیع امرا اور سلحداران کو جو تلنگ کے یورش مین ہمراہ تھے با خزانہ وفیلان جنگی قصبہ بیر کی طرف روانہ کیا اور اُنکے زن وفرزند کو موکلون کی حوالات مین کیا کہ مبادا بادشاہ روگردان ہوکر شہزادہ حسن خان کے شریک ہون اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد معرکہ سے عنان تاب ہوا اور اثاثہ شاہی اپنا چھوڑ کر بیجانگر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اُس خسرو سنگدل ظالم کے دشنہ ظلم کے خوف سے فرار ... شہر مین ناکامی سے ... دستہ وخان برگشتہ سات سو یا آٹھ سو سوار ہمراہ لیکر

اطراف بیجاپور مین پہونچا سراج خان جنیدی نے جو تھانہ دار وہان کا تھا اور آخر مین بادشاہ کا نوکر ہوکر خواجہ معظم خان
خطاب پایا تھا مقام مکرود غا مین ہوکر پیغام دیا کہ یہ مملکت تمسے علاقہ رکھتی ہی جو طرفدار اس طرف کا خواجہ جہان
کا وان تلنگ مین ہی اور یہ مملکت خالی ہی اگر اس دیار مین آپ نزول فرماوین بہتر ہی متعہد ہوتا ہی کہ سپاہ اور رعایا بیجاپور
اور رائچور اور مدکل کے سرخط فرمان پر رکھکر مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے یہ تجویز شاہ حبیب اللہ اور
یوسف ترک کچل اور سات نفر مخلص کے یہ امر قبول کرکے قلعہ بیجاپور مین کہ دیوار گلی رکھتا تھا وارد ہوا سراج خان
جنیدی نے لوازم ضیافت اور اظہار اخلاص مین تقصیر نکرکے انھین غافل کیا اور سر شام مع حشم سلام چراغ
کے بہانہ قلعہ مین در آیا اور اُس قصر کو کہ یہ حضرات جسمین تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ انھین
گرفتار کرکے ہمایون شاہ کے پاس بھیجون اتنے مین شاہ حبیب اللہ اسباب حرب و جنگ درست کرکے مرنے پر
لیس ہوا کمان چڑھا کر ترکش اور نیزہ سنبھالکر اعدا کے مقابل ہوکر اسقدر لڑا کہ شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کو
سدھارا اُسکے بعد سراج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف ترک کچل و دیگر اُنکے مخلصان اور منسوبان کو
یہانتک کہ فراش اور سقہ اور خاکروب کو بھی مقید کرکے دار السلطنت احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور ہمایون شاہ
بازار سیاست گرم کرکے بحر غضب کو جوش مین لایا اور احمد آباد بیدر کے بازار مین صدہا دار اور حلقے نصب کروائے
اور جابجا فیلان مست اور سباع درندہ ہر قسم سے ایستادہ کیے اور چند مقامون مین دیگین اور قرابے آب گرم اور
روغن سے جوش کرکے مہیا کین اور خود دیوانخانے کے قصر پر بیٹھا اول شاہزادہ حسن خان کو شیر گرسنہ کے روبرو
ڈلوا دیا اُسنے آن واحد مین پھاڑ کر اُسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اُسکے بعد یوسف ترک کچل اور اُسکے سات یار
موافق کے سر تن نازنین سے جدا کروائے اور اُنکی مستورات اور فرزندان بیگناہ کو بدترین صورت سے مکانون
سے باہر کھینچکر اُس بارگاہ مین کہ انبوہ کثیر اور جم غفیر مین باقسام فضائح اور شنائع کہ تفصیح اُسکی حسن ادب سے دور ہی
تعذیب کی اور شکنجون اور عذابون مین کہ اُسکے مخترعات سے تھے در لایا اور مرد اور عورت اور صغیر اور کبیر کو قتل کیا
اور وہ کام جو ضحاک بیدین بدکیش اور حجاج ظالم خطا اندیش سے سرزد نہوئے تھے اُس سے وقوع مین آئے اور
بعد شاہزادہ کے متعلقون اور منسوبون وغیرہم کو کہ سات سو نفر ہوتے تھے اور اُس معاملہ سے ہرگز خبر نرکھتے تھے
یہانتک کہ باورچی اور طبقچی اور دیگ شو کو شاہ بازار مین بھیجا تو بعضون کو دار پر اور بعضون کو شیر گرسنہ اور فیل مست کے روبرو ڈالا
اور اُنمین سے چندے کو دیگون مین جوش کیا اور بعضون سکے دشنہ اور چھری اور تیر سے بند بند جدا کیے اور یہ
واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور مین واقع ہوا اور سید طاہر استرآبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی یہ تاریخ
موزون کی رباعی مہ شعبان شہادت یافت در ہند ٭ حبیب اللہ غازی طاب مثواہ ٭ روان طاہرش تاریخ
میجست ٭ برآمد روح پاک نعمت اللہ ٭ اور صاحب تاریخ محمود شاہی کہتا ہی کہ مین نے ہمایون شاہ کے نزدیکون
سے سُنا ہی کہ اُس زمانہ مین جب ورنگل مین شہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہونچی اسقدر غضب ہمایون شاہ پر
مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے پیراہن پھاڑتا تھا اور کبھی زمین اور فرش دانتون سے کاٹتا تھا کہ لب و دندان اُسکے
مجروح اور پر خون ہوتے تھے اور جب وہ ظالم ظلم احمد آباد بیدر مین پہونچا اساس ظلم و جور برپا کیا اور رعیت
اور سپاہ کو سفاک نے ہلاک کیا وہ جور و جفا اور بدعت اور غریب آزاری اور ناحق کی خونریزی جو کسی جبائر

سلف سے وقوع مین نہ آئی تھی اور کسی نے اسطرح تیغ آشنا و بیگانہ پر نہ کھینچی تھی اُس سے ظہور مین آتی تھی کہ حجاج ظالم اور نوشیروان عادل ہوا اور وہ بغضب سے شہزادہ حسن خان اور اکثر شاہزادون اور وارثان مملکت کو کہ قلعہ اور گوشہ اور کنارہ سے مین فقر و فاقہ سے قناعت کرکے اپنے حال مین مصروف تھے سب کو دستیاب کرکے قتل کیا اور باوجود اس سیاست کے تمام خلائق سے بدگمان ہوکر ظلم مین ہرگز تخفیف نکرتا تھا اور ہمیشہ اُسکے غضب کا شعلہ بلند اور غیر مسلم کو ایک تیغ پر چڑھاتا تھا اور دلال قہر اُسکا مجرم اور بیجرم کو ایک جا دیکھتا تھا اور ہلاک سیاست اُسکا ایک جرم کی پاداش مین تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا اور آتش خشم اُسکی تر و خشک کو نہ چھوڑتی تھی اور راہ مین خلق کے زن و دختر پردہ نشین کرکے افضل ... کا اسیر ہوا اور کبھی وہ نامرد ... کو انکے ... سے گرفتار کراکے حرمسرا مین لاتا تھا اور بعد ازالہ بکارت اُسکے شوہر کے گھر بھیجتا تھا اور فوراً اہل حرم کو کسی طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت اور اعیان مملکت جب اُسکی ملازمت کے سلام اور مجرے کو جاتے تھے ... شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو وداع کرکے وصیت نامہ ... بجا لاتے تھے جب اُسنے ... اور غیرت الٰہی کا اشتہار رکھا آخر کار اہل وقت نے ... مظلوم ... تیر مسموم ... یا غیاث المستغیثین ہر خداوند ... فریاد کو پہونچاتا ... ظالم ظلم بجا ... اور طاقت نے تنزل کیا سمجھا کہ الموت ... نظام شاہ بہمنی کو کہ آٹھ برس کا تھا ولیعہد کیا اور خواجہ جہان ترک کو قاعدے اور ملک التجار کو تلنگ سے طلب ... لوازم وصیت بجا لایا اور خواجہ جہان ترک کو کہ اُس سے کوئی بزرگ تر اور معتمد تر نہ تھا وکیل سلطنت کیا اور ملک التجار کو ... وزارت ... ادب کرکے شاہزادہ کے مہمات اُنسے رجوع کی اور کہا کہ شاہزادہ کی والدہ کے بے مشورہ کوئی امر کے مرتکب نہو غرض انتیسوین ذیقعدہ ۸۶۵ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین اسکا رشتہ حیات اجل طبیعی کی مقراض سے کاٹا گیا اور خلائق نے اُسکے چنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ہمایون شاہ کو وصیت مبارک ہوئی اُس مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اُسکی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور برایا کے اہل و عیال کا قصد کرتا تھا اور خدمتگاران حرم سے بھی نہایت بدسلوکی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی اور بیرونی اُسکے مکائد ظلم سے تنگ آئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرا کا نواب ناظر تھا اُسنے ایک جماعت کنیزان حبشیہ سے یکدل اور یکزبان ہوکر ہمایون شاہ کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ایک رات کو کہ وہ شراب پیکر بدمست ہوکر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کنیز حبشیہ نے قابو پاکر ایسی چوب اُسکے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے پھر نہ چونکا اور ملا نظیری شاعر جسنے ملک التجار کی سعی اور پرورش سے خطاب ملک الشعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان مین قید تھا اور یوسف ترک کی حسن سعی سے رہا ہوکر گوشۂ تنہائی مین بسر لیجاتا تھا اُسکے حق مین یہ قطعہ نظم کیا قطعہ ای ظالم از آہ دل شب خیز بترس * وز نفس بد شوم شر انگیز بترس * مژگان دم آلودہ مظلوم ببین * وز خنجر آبدار خونریز بترس * اور یہ تاریخ وفات بھی اُس بے نظیر کے نتائج طبع سے ہے قطعہ ہمایون شاہ مرد و رست عالم * تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون * جہان پر ذوق شد تاریخ فوتش * ہم از ذوق جہان آر بیرون * مدت سلطنت پر شور و شر اُسکی تین برس اور چھ مہینے چھ دن تھی

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی ظالم کا

جب ہمایون شاہ خلائق پر ترحم کرکے فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی کہ حسن صباحت مین نیرین سے دعوی ہمسری کرتا تھا

آٹھ برس کی عمر مین تخت دکن پر جلوس کیا اور اُسکی والدہ کہ عاقلہ تھی ہمایون شاہ کی وصیت کے موافق معاملات ملکی اور
مالی سے واقف ہوکر خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان کے بے مشورہ کوئی کام جاری نہین کرتی تھی اور مہمات شاہی
نہایت حسن تدبیر سے جیسا کہ چاہیے شروع کرکے کمال عقل اور دانائی سے اُن دو شخص کے سوا دوسرے کو دخل نہین دیتی تھی القصہ
ملک التجار گاوان کو جملۃ الملک اور وزیر کل اور طرفدار بیجاپور کرکے خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور طرفداری تلنگ پر سرفراز کیا
اور ہر روز علی الصباح وہ دونون بہ اتفاق دربار مین آتے تھے اور عرض اخلاص بہونچا کر مہمات کو بذریعہ ایک
عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی عرض کرتے تھے اور بعد گفت و شنفت اور قرار و مدار کے شاہزادگی حرم سرا سے برآورد
کرکے تخت فیروزہ پر بٹھاتے تھے اور دست راست کیطرف خواجہ جہان ترک اور دست چپ ملک التجار محمود گاوان استادہ
ہوتا تھا اور جو حکم ملکہ جہان کے مشورہ سے مقرر ہوتا تھا بے کم و کاست پیش پہونچاتے تھے یہانتک کہ ان تین
شخصون کے حسن اہتمام سے کام بادشاہ کو جسن صورت پذیر ہوا فی الجملہ تدارک اور تلافی ہمایون شاہ کے جور و ستم کا
ظہور مین ہوجاتے تھے لیکن چونکہ اطراف کا فر اور مسلمان نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے تختگاہ دکن پر تاج شاہی
سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ظلم و ستم کے ارتکاب سے سپاہ و امرا کا حال خستہ و مجروح اصلاح پر نہین آتا ہے لہذا طمع
اُسکے ملک کی کرکے اول راے ممالک اوڈیسہ اور پا باتفاق زمینداران تلنگ راجمہندری کے راستہ سے ممالک دکن
کی تسخیر کیواسطے عازم ہوئے اور بشوکت و حشمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہوکر جا رو ب غارت سے رفت
روب کی اور ولایت کو اس تک آبادی کا نشان نچھوڑا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التجار
محمود گاوان نے اُسکے دفع اور رفع پر ہمت باندھکر اضطراب اور تزلزل کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جرار اور
توپخانہ معقول کی طلب مین جابجا بھیجکر چالیس ہزار دار الخلافت مین فراہم کیے اور ساتھ ایسے تجمل اور نشان کے کہ عہد شاہان
ماضیہ مین کبھی ہوا نہ تھا نظام شاہ ہمنی کو سوار کرکے رائے اوڈیسہ اور اور پا کیطرف روانہ ہوئے اور راے اوڈیسہ
نے استقبال کرکے احمد آباد بیدر سے دس کوس پر جب یا طرفین کا تقارب ہوا اور ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوئے
اور راے اوڈیسہ اور اور پا کے ہمنشین اور مد نظر یہ تھا کہ مملکت مسلمانون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اور شاہ دکن سے
خراج و باج لیکر مراجعت کرین لیکن ابھی یہ اظہار نہ کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے ایلچی بھیجکر انھین یہ پیغام دیا کہ شاہ جوان
بخت جو تا تھا کہ راجہ جنگراد اوڈیسہ اور اور پا پر فوجکشی کرکے بزور شمشیر مسخر اور مفتوح کرے اب کہ تم کام آسان کرکے
اسطرف آئے بہت خوب ہوا پس اس صورت مین جانو اور خبردار ہو کہ جبتک تم خراج نہ قبول کروگے اور جو روپیہ اور
زر کہ بلاد اسلام سے تمنے لیا ہے واپس نہ دوگے تم مین سے ایک یہان سے زندہ اور سلامت پلٹ کر اپنے وطن نجاسکیگا
محاذی اس پیغام کے شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ جو جہاد کے ارادہ سے ہمراہ ہوئے تھے مع ایک سو اور ساٹھ
سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جدا ہوکر آگے بڑھے اور راے اوڈیسہ اور اور پا کے مقدمہ پر کہ دس ہزار پیادہ
اور چار سو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دو پہر تک داد مردی اور مردانگی دی آخرالامر نسیم فتح و نصرت غازیون کے پرچم
علم پر چلی راے اوڈیسہ اور اور پا نے بھاگ کر اپنے لشکر مین دم لیا راے اوڈیسہ اور اور پا غریق شطرنج اور ہمنشین الم ہوکر اخاف
و اثقال زیادہ کو اپنے لشکرگاہ مین چھوڑکر جریدہ اور یکبار رات کے وقت راہ فرار کی آگے لی اور خواجہ جہان ترک نے راے
اوڈیسہ اور اور پا کا پیچھا کیا اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب باآہستگی تمام پیچھے سے روانہ ہوا

راے ساوڑ نسل اور راوریا نے جب دیکھا کہ خواجہ جہان ترک نے تعاقب کیا ہے اور کوچ کے دنوں میں وہ تین ہزار ہندو مارے گئے
اور یہ خرابی اور غارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھیگا لہذا ایک قلعہ کی پناہ میں توقف کر کے ایلچی ملک التجار محمود کے
پاس بھیجا اور منت وسماجت کے دروازے مفتوح کیے اور دو بدل اور قیل وقال جتنی اور ایلچیون کی آمد و شد متواتر ہونے کے
بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ میں ارسال رکھے اور ولایت دھواری اوڈیسہ اور راوریا کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے
مظفر و منصور سالماً غانماً احمد آباد بیدر کی سمت مراجعت فرمائی اور امرا اور فوج کے افسروں کو خلعتہاے فاخرہ و
اسپان تازی و شمشیر مرصع سے سرفراز کر کے رخصت جاگیر عنایت فرمائی اور انہیں دنوں میں سلطان محمود خلجی نے سلطان
منصور نظام الملک غوری کے اغوا اور بروایت دیگر اپنے عزیز و اقارب کے وسوسے سے اٹھا میں سوا بیکل
حالات و ان کی تسخیر کی عزیمت کی اور خاندیس کے راستے ملک برار میں داخل ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی راے اوڈیسہ
اور راوریا اور رایان تلنگ نے آپس میں اتفاق کر کے بعزم لشکر کشی مسلمانوں کی ولایت پر بھیجے اور ارکان دولت نظام شاہیہ
نے بھی ہمت دونوں فساد کے دفع پر مقصور کر کے مع لشکر بیجاپور اور دولت آباد و برار بعزم رزم سلطان محمود خلجی نظام
شاہ کی رکاب میں روانہ ہوئے اور قلعہ قندھار کے حوالی میں طرفین سنگھ ہو کر عازم جدال ہوئے اور نظام شاہ خورشید
جہانبانی سے غیرت مند ہوئے اور باوجود خورد سالی ترکش زیب کمر کر کے شمشیر حمائل کی اور نہایت چستی اور چالاکی سے صف
آراستہ کرنے میں مشغول ہوا اور ملک التجار محمود گاوان کو مع لشکر بیجاپور میمنہ پر مقرر کیا اور نظام الملک ترک اور دیگر
امرا کو میسرہ پر متعین کیا اور خود باتفاق خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک کے کہ اسکا تھا مع گیارہ ہزار سوار اور
سو فیل کوہ پیکر کے قلب میں قائم ہوا اسطرف سلطان محمود خلجی نے بھی صفوف کی آراستگی میں متوجہ ہو کر میمنہ
اپنے فرزند غیاث الدین کو تفویض کی اور میسرہ کو مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک کے سپرد
فرمائی اور خود مع عسکر انتخابی اور جنگجو اور رزم خواہ قلب میں قائم ہوا **نظم** دو لشکر ز هندو دگر از دکن ۔ دو خسرو
یکے طفل و دیگر کہن ۔ بہ جنبش در آمد بہ میدان دو کوه ۔ زمین از تکاپوے شان شد ستوه ۔ القصہ تمام
آدمیوں سے پیشتر کہ ابھی چوب نقارہ جنگ پر نہ پڑی تھی ملک التجار محمود گاوان میمنہ سے کف شجاعت اب ہلاک
اور ہاتھ تیغ آتشبار کے قبضہ پر رکھکر مع لشکر بیجاپور میسرہ خلجیہ پر حملہ آور ہوا اور مہابت خان اور ظہیر الملک
بھی بقدم جلادت پیش آئے اور کر و فر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لا کر راہ فرار اختیار کی اور مارے گئے اور
نظام الملک ترک بھی شیر خشمگین کے مانند میسرہ سے نعرہ مردانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف
متوجہ ہوا اور وہ کہ آپ کو روز نبرد پانسو مرد کے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکوں میں دشمن پر غالب آنکر مسلمان
کو نام اور آوازہ شجاعت اسکی نے مغلوب کیا تھا حسب اتفاق عین حرب و ضرب و دار و گیر میں نظام الملک
سے دوچار ہوا اور وہ دونوں دشمن رویین تن بے اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے شمشیریں اور گوپال
اور سر پر ایک دوسرے کو لگائے اور شمشیر نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اسکا قبضہ ہاتھ میں رہ گیا لیکن چستی
و چالاکی سے قبضہ کو اُسکے چہرہ پر مارا قضارا شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اُسے گھوڑے کی
پیٹھ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ گھوڑے کو جولان دیکر اسے پامال کرے کہ ایک جماعت جوانوں کی کمک ہو کر پہونچی
اور اُسے اٹھا لیگئے اور مفرور ہوئے اور دشمنوں نے تعاقب کر کے دو کوس تک پشتہ کی پشتہ ... کو غارت کیا اور

پچاس ہاتھی لیگئے سلطان محمود نے اپنے جناحین یعنے میمنہ ومیسرہ کو شکستہ دیکھکر ہزیمت کا ارادہ کیا کہ راہ مندو کی قطع
کرے ایک مقرب مانع آیا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اُسوقت نظام شاہ نے بھی بسبب شجاعت ذاتی ارادہ کیا کہ خود
سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کرکے خود دس ہزار سوار اور پندرہ فیل نامدار لیکر جا سے
جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بارہ ہزار سوار تھے مقابل ہوا اور سلطان محمود بیچ بیچ کمان زہ کرکے ایک
ایسا تیر پیشانی فیل سکندر خان غلام ترک پر جو ہمراہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ ہراسیمہ ہوکر پھرا اور اپنی طرف کے بہت آدمیونکو
خستہ وخراب کیا اور قریب تھا کہ نظام شاہ کو بھی پامال کرے اس سبب سے کہ سکندر خان ترک نے بیعقلی یا عناد سے کہ خواجہ جہان
سے رکھتا آدمیونکو امر جنگ نہ کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ اپنا دا ہنے کرکے معرکہ سے باہر آیا اور لشکر کے پیچھے تھوڑے
فاصلہ پر ایستادہ ہوا لیکن ملا اور شاہ محب خیل دار جب نظام شاہ کو اپنے مقام میں نہ دیکھے پریشان ہوکر جنگ نہ کیا اور
ایک نے دوسرے کے بعد معرکہ سے منھ پھیرا اور نظام شاہ کو جو کہ تنہا میں ایستادہ تھا ہمراہ لیکر شہر بیدر تک کہیں توقف
نہ کیا بیت سپاہ ار چہ باشد یکے کوہ قاف ٭ نماند بجائے سرداد مصاف ٭ خواجہ جہان نے جب دیکھا کہ سپاہ
دکن میمنہ اور میسرہ سے خیال فتح اور گمان نصرت کرکے تاراج میں مشغول ہیں اور چتر بادشاہی بھی معرکہ میں نہیں لشکر
قول بھی بھاگنے پر آمادہ ہے خود بھی باگ پھیرنے کی فکر میں ہوا اور بحکمت تدبیر افواج دشمن سے کنارہ کرکے اسپ وفیل شاہی
سلامت نکال لایا اور احمد آباد بیدر کیطرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود گاوان اور بھی امراے دکنی اور حبشی فلک کے
شعبدہ بازی سے واقف ہوکر انھون نے بھی مع اسب وفیل راہ فرار پائی اور بعد وصول منزل مقصود سکندر خان غلام
ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار اور تین سو جوان اُسکی والدہ کے پاس پہونچا کر ساتھ تحسین وآفرین کے از خصاص
پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو معرکہ
سے باہر لیگیا تھا اُسے مقید کیا اور ذلت وخواری اپنے مکان سے برآورد کرکے موکلون کے سپرد کیا اسواسطے
غلامان ترک شاہی نے اتفاق کرکے مخدومہ جہان سے عرض کی کہ ابنائے جنس ہمارے سے دولتخواہی کے سوا
کوئی امر سرزد نہیں ہوا شرح اُسکی یہ ہے کہ افواج میمنہ ومیسرہ تاراج کو گئی کوئی بادشاہ کے ہمراہ نہ رہا سکندر خان نے
تمھارے فرزند کو معرکہ سے سلامت باہر لاکر آپ کے سپرد کیا اور جو کہ وہ بادشاہ کا نوکر ہے اس ذلت وخواری اس مغل کے
ہاتھ گرفتار رہنا مناسب نہیں رکھتا ہے وہ آپکے ساتھ اخلاص سے پیش آیا آپنے اسکے صلہ مین سزا دی اور جو کہ اہالی دکن کو غلامان
کے ساتھ محبت ہوتی ہے مخدومہ جہان اشک گرم رنگ آنکھون مین بھر لائین اور اُنسے فرمایا کہ اب وقت مقتضی نہیں ہے
کہ مین اس بارہ مین حرف زبان پر لاؤن انشاءاللہ تعالی اُسکی تلافی کرونگی خواجہ جہان نے اس خبر سے مطلع ہوکر
سکندر خان کو مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی اور سلطان محمود خلجی خواجہ جہان پر مخدومہ جہان کی آزردگی
سے خبردار ہوا اور دوبارہ احمد آباد بیدر کی تسخیر کیواسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کہ مکر وغدر خواجہ جہان سے واقفیت
رکھتی تھی اور شکست اُسکی عدم اثبات قدم سے جانتی تھی بمشورہ ملک التجار محمود گاوان قلعہ ارک احمد آباد بیدر کی حراست
ملو خان دکنی کے سپرد کی اور خود مع جمیع خزائن اور عورات حرم نظام شاہ وملک التجار محمود گاوان کے ہمراہ فیروز آباد
کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود خلجی نے بخاطر جمع شہر کو محاصرہ کیا اور سترہ دن کی مدت مین فتح کرکے قلعہ
مین قیام کیا اور اکثر ممالک برار اور بیر اور دولت آباد پر قابض ہوکر رعیت کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور خلائق

دکن نے انتقال دولت بہمنیہ سلسلۂ خلجیہ مالوہ مین جزم کیا کہ دفعتہً رایات اجلال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی صغر سن تھا افواج
گجرات سے طالع ہوئے کسواسطے کہ نظام شاہ اُس زمانہ مین جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بدستور ملک التجار محمود گاوان
حقیقت واقعہ صحیفۂ اخلاص مین مرقوم کرکے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجا تھا اور جب فیروزآباد مین دم لینے کو ٹھہرا اور
آدمی بھاگے ہوئے اُسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر بنود سلطان محمود خلجی کے مدافعہ کے واسطے بھیجا مقابلان
حال سے خبر ہوئی کہ محمود شاہ گجراتی اسی ہزار سوار لیکر دکن کی مدد پر پہونچا مخدومہ جہان نے یہ خبر سنکر ملک التجار محمود
گاوان کو سپاہ و رعیت اُسکے حسن سلوک سے حلقہ بگوش تھی سپہ سالار لشکر بناکر پانچ چھہ ہزار سوار بہت رستہ سے شاہ
گجرات کی خدمت مین بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امراے معتبرہ کو مع بیس ہزار سوار اور [illegible] تعداد بیشمار ہمراہ ملک التجار محمود گاوان کر کے
دشمن کے مدافعہ کیواسطے اشارہ فرمایا ملک التجار محمود گاوان نے آدمی دکن کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور تھوڑے عرصہ مین
لشکر فراہم کرکے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دارالخلافت کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تھکا ماندہ زرد رو
ہوکر قلعہ کے لینے کے واسطے سعی کرتا تھا اور [illegible] بنانے مین مشغول تھا اور ہر روز ملوخان نبیادہ تنگ لاتا تھا ملک التجار
محمود گاوان کی خبر توجہ سننے سے مضطرب ہوئے تامل وہ مرغ کی طرح کہ قفس سے برآمد ہوکر بجناح استعجال پرواز کرے
حصار احمدآباد بیدر سے نکلکر مندو کی طرف راہی ہوا ملک التجار نے دس ہزار سوار دکنی برار کی طرف روانہ کیے کہ سد راہ
ہوکر راستہ دخول و خروج کے مالویون پر دشوار کرین اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی اور بیس ہزار سوار گجراتی لیکر [illegible] مین
[illegible] تھا اور بیرار [illegible] سلطان [illegible] چارون طرف سے گھیرا اور اُسکے لشکر پر تاخت کرکے ہر طرف سے باب دخول
بند اور آمد و رفت اُس دیار [illegible] سے مسدود کیا کہ کسی سمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہونچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی
بروایت صحیح تیس ہزار سوار رکھتا تھا عازم [illegible] ہوا اور ملک التجار محاصرہ کے سوا جناب برآمد ہوا اپنے کام مین مشغول رہا
یہانتک کہ آثار قحط غلہ اردوے مخالف مین ظاہر ہوا اور تمام مندوی شدت گرسنگی اور بینوائی سے نان کو قرص خورشید
ماہ سے [illegible] سمجھتے تھے اور رات کو کلیۂ ماہ تاباں سے دل ٹھنڈا کرتے تھے جب اسپر بھی سیری نہوئی الجوع الجوع
کی فریاد بلند کی آہ و نالہ مین مشغول ہوئے سلطان محمود خلجی نے ناچار ہوکر اُن ہاتھیون کو جو ہمراہ نکر سکتے تھے
[illegible] کیا اور اشیاے [illegible] آتش [illegible] اور [illegible] کر جان سے ہاتھ دھویا اور جو کہ مندو کے
رستے [illegible] اس سبب سے گونڈواڑہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التجار محمود گاوان متعاقب
ہوا دکنیون نے مالویون کا اسباب [illegible] سلطان محمود خلجی نے گونڈواڑہ کے مقدم کو جو اُسکا ملازم رکاب تھا پیغام
دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ ہمارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کرکہ دست تعرض دکنیون کا مالویون کے دامن
سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہمسائگی کا حق بجالاوے مقدم مذکور جو درپے انتقام تھا بولا کہ نواح مین ایسی
راہ وسیع کہ سپاہ اور رجال لشکر بفراغت تمام عبور کرین نہین ہے مگر فلان راستہ کہ وہ مثل صحرا چاہ ہاروت و ماروت
کم آب بلکہ بے آب ہے بیت زمینے زگوگرد بے آب ترہ ہوائی زدوزخ جگرتاب ترہ سلطان محمود خلجی ملک التجار
محمود گاوان کے تعاقب سے ناچار ہوکر اُس رستہ کو جو ایلچپور اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا
کہ راستہ کی دشواری مجھے آسان تر ہے اُس سے کہ آپ کو عمداً دریاے بلا اور کام نہنگ فنا مین ڈالون اور صحرا کے
عنا مین بچنگ پلنگ جفا گرفتار ہون القصہ روز اول حرارت ہوا اور کمی آب اور مشقت راہ پیچ در پیچ سے فوج کا زہرہ آب ہوا

پانچ چھہ ہزار مرد تشنہ لب اور خستہ جگر کا سفینۂ حیات گرداب ممات مین غرق ہوا اور دوسرے دن گونڈان ساکنان کوہستان نے جب عاجزی ان لوگون کی دریافت کی چپ و راست سے ہجوم لاکر اُنھون نے بھی خشک سالی مین طوفان تازہ برپا کیا مال کی طمع سے پیاسون کو خنجر آبدار سے قتل کرنا اور موج کمند کے حلقہ مین ڈالکر باندھنا شروع کیا لوگون نے مال و اسباب کو دشمن جان سمجھکر اُسکی طمع دل سے دور کرکے کوہ و دشت مین رہزنون کے روبرو ڈالا اور جان بچانے کیواسطے ایک قدح پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کرتے تھے اور نہین پاتے تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود خلجی نالان و گریان اور بمشقت فراوان اُس صحرائے ہولناک سے بادل کباب و چشم پر خواب باہر آیا اور ہجوم جور و لشکر کا اور پوشیدہ کرنا چاہ ہاے پر آب کا مقدم گونڈوارہ کی تحریر سے جانکر حکم اُسکے قتل کا جاری کیا اُسنے زبان دشنام سلطان مین کھولی اور یہ جواب دیا کہ مین نے اپنا انتقام لیا اگر اتنے ہزار آدمیون کی عوض مجھے ہلاک کروگے کیا ہوگا سر میرے فرزند و لشکر سلامت ہین مین عنقریب ملک مین اپنی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گونڈوارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار ہند تناسخی ہین اور اسی سبب سے قتل ہونے سے ہراس نہ رکھکر کہتے ہین کہ مرنے سے عدم لازم نہین آتی ہے ہم کل پھر سلک موجودات مین جلوہ گر ہونگے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہے کہ اُس عرصہ مین سلطان محمود خلجی نے شہر احمد آباد بیدر کو محاصرہ کرکے مفتوح کیا عمارات کو جلا کر اور آدمیون کو غارت کرکے قسم قسم کی خرابی پہونچائی اور جب کشور دکن کا عازم تسخیر ہوا ظلم و تعدی سے دست کش ہوکر رعیت کی استمالت اور آبادی ولایت مین مصروف ہوا اور اُسکا قاعدہ یہ تھا کہ اکل و شرب اور پوشاک اپنی وجہ حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور برنج اور گندم اور جامہ وجہ حلال سے ہر سفر مین ہمراہ رکھتا تھا اور قسم قسم کی ترکاری تختون کے اوپر بو کر ہمراہ لیجاتا تھا اور جب ایک مدت تک دار الخلافت احمد آباد بیدر مین توقف واقع ہوا مولانا شمس الدین جنگو سے کہ بانی کو کہ شاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کرکے فرمایا کہ ترکاری اور بقول کی طرف سے فکر مند رہتا ہون اور تختون پر سقدر ترکاری کہ باورچیخانہ کو کفایت کرے بہم نہین پہونچتی ہے اگر کوئی شخص زمین حلال تصرف مین رکھتا ہو اور وہان ترکاری بوئی جاتی ہو ہمین ہدایت کرو تو وہان جاکر وجہ حلال سے بقیمت اعلے خرید کرکے ترکاری اُسکی باورچیخانہ مین داخل کیا کرین مولانا شمس الدین حق گو نے کہا اے سلطان ایسی بات نہ کہو موجب ضحک و استہزا ہو کسواسطے کہ مسلمانون کی ولایت پر آنا اور مساکن و منازل اُنکے ویران کرنا اور مال و اسباب لوٹنا اور کھانے پینے اور ترکاری مین شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خدا ترسی سے بعید ہے یہ سنکر سلطان اشک ندامت آنکھون مین بھر لایا اور فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے لیکن جہانگیری بغیر اسکے میسر نہین ہوتی اور اس حکایت کے موافق فتوحات اور دوسری کتاب مین مولف کی نظر مین در آیا کہ بلاد عرب مین ایک بادشاہ تھا اُسے یحیی بن نعمان کہتے تھے اُسکے عہد مین ایک شیخ عبد اللہ نام تھا کہ خلائق سے متنفر اور آیند و روند کا دروازہ بند کرکے گوشۂ قناعت مین بیٹھا تھا ایک دن یحیی بن نعمان ایک راستہ سے سوار جاتا تھا اور شیخ عبد اللہ مع مریدان اُس سے دوچار ہوئے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہون نماز درست ہے یا نہین شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ تیرا حال اُس شخص کے مانند ہے کہ وہ سر سے پاؤن تک آلودہ نجاست ہوکر موت کی چھینٹ سے پرہیز کرے اول تو شکم تیرا حرام سے مملو ہے اور دوسرے مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہے اور باوصف اس جرائم کے مسئلہ حریر اور صحت صلواۃ سے سوال کرتا ہے یحیی بن نعمان رویا اور گھوڑے سے اُترکر ہاتھ شیخ کے دامن مین ڈالا اور سلطنت چھوڑ کر اپنی زیست شیخ کی خدمت مین

القصہ بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحف و ہدایا و فیل چند گھوڑے
ہمراہ اپنے معتمدون کی معرفت درگاہ مین بھیجکر تصدیعات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہوا
اور نظام شاہ بہمنی بھی احمد آباد بیدر مین آیا اور تعمیر شہر دیار ازسر نو کوشش کرکے چند عرصہ مین بدستور اول تیار اور آباد کیا
اور سلطان محمود خلجی کہ ملک التجار محمود گاوان کیطرف سے دل مین رنجش رکھتا تھا سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری
مین بروایت نظام الدین احمد نوے ہزار سوار لیکر پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور دولت آباد کی اطراف مین سامان
دخل درست کیا۔ نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے کمک طلب کی اور محمود شاہ
نے بلا توقف لشکر آراستہ کرکے سلطانپور کیطرف نہضت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سد راہ ہوا پھر سلطان
محمود خلجی گونڈواڑہ کے راستہ سے مندو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ خورشید طلعت یوسف
چہرہ نے ایک دوسرے کو غائبانہ وداع کرکے آپس مین تحف و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دار الخلافت مین معاودت فرمائی
اور چونکہ قاعدہ اور داب شاہان بہمنیہ کا تھا کہ زوجہ اولی ملکہ جہان خطاب پاتی تھی درحالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہو سوا
مخدومہ جہان نے ایک دختر اپنے اقارب سے نظام کے واسطے خواستگاری کی اور جشن شادی شاہانہ کہ شرح اسکی احاطۂ
تحریر سے باہر ہے ترتیب دیا اور اُس شبکو کہ مجلس زفاف آراستہ ہولی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہونے
سے اہل جہان شادی و خرمی مین مشغول تھا قضارا آدھی رات کو بعد ازان یہ شور برپا ہوا کہ نظام شاہ بہمنی نے
اس جہان سے رحلت کی اور اپنی جگہ اور دن کے واسطے تھوڑی نظم گلبن ناشگفتہ از گیاہی درخت ہے یکا یک
ہو کرنیت از باد سخت ہے خط حسن برگل نہ انگیختہ ہے اجل خاک بر وے فرو ریختہ ہوا اور یہ واقعہ جلوس کے دو برس اور
ایک مہینے بعد یعنے شب سیزدہم ذیقعدہ سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین واقع ہوا ذکر شمس الدنیا والدین ابو المظفر
غازی محمد شاہ بہمنی کا۔ داریان خطہ نے خبر ولایت اس حکایت کی سنا کر اس روایت کے فتح کی ہے
کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے بطن مخدومہ جہان سے تین فرزند جیسے تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب
نہال حیات نظام شاہ آغاز نشو و نما مین صرصر حوادث سے اکھڑ گیا محمد شاہ نو برس کے سن مین تاج زرنیب سر
کرکے سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اور سلطنت کا اہتمام و رعیت کا انتظام بخوبی تمام کرنے لگا اور ابتدائے سلطنت مین خواجہ
جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے زمانہ مین بمشورہ مخدومہ جہان امور سلطنت کو آغاز کرکے
انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیون سے چھوٹا اور بڑا لیاقت دار اور خوش اطوار تھا جاگیر لائق پاکر محمد شاہ کا انیس
و جلیس ہوا پھر خواجہ جہان نے محمد شاہ کی تربیت کیواسطے مخدومہ جہان کے حکم سے صدر جہان شوستری کو جو
افضل فضلا اور اصلح صلحا تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے پڑھنے اور کمال حاصل کرنے مین مشغول ہوا اور تھوڑے
عرصہ مین کتب درسیہ سے مفروغ ہوکر صاحب حیثیت ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان فیروز شاہ
کے بعد خاندان بہمنیہ مین حسن قابلیت مین اس سے بہتر مسند فرمانروائی اور سروری پر کسی اور نے قدم نرکھا
بیت ارسطو سخندان دیوان او ہے بلیناس طفل سبق خوان او ہے اور خواجہ جہان ترک بکمال استقلال و عظمت
مہمات مین مشغول ہوکر کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اکثر امرائے قدیم کو علاقون سے معزول کرکے اپنی طرف سے امرائے
جدید نصب کرتا تھا اور دست تغلب و تصرف خزانون مین دراز کرکے ملک التجار محمود گاوان کو کہ جو بعد [illegible]

سلطان محمود خلجی دکنی کے صاحب شان و اعتبار ہوا تھا ہمیشہ سرحد کی خدمتوں پر بھیجا تھا اور مہمات شاہی مین چندان دخل نہ دیتا تھا اور جو مخدومہ جہان زن عاقلہ اور دور اندیش تھی خواجہ جہان ترک کے اوضاع اور اطوار سے متوہم ہوئی اور اسکی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کرکے اُسے سپرد آمادہ کیا اور یہ ایما ہوا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک دربار مین آوے اور مین کسیکو تیرے پاس بھیجون اُسے بے تامل تہ تیغ بیدریغ کرنا دوسرے دن کہ نشہ آٹھ سو ستر ہوئے تھے خواجہ جہان ترک بغفلت تمام بوانخانہ مین آیا اور نظام الملک کو خلاف عادت مع جماعت جوانان مستعد وہان دیکھکر متفکر ہوا اور چونکہ لا علاج اور مجبور تھا محمود شاہ کی دیوانداری مین مشغول ہوا کہ قضارا ضعیفہ مجلس سے انگر سلطان محمد شاہ سے بآواز بلند عرض پرداز ہوئین کہ ساتھ اُس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہیے سلطان محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہوکر یہ فرمایا کہ یہ مرد حرامخور ہے اسکی گردن مار اور نظام الملک کہ دشمن جانی اُسکا تھا بے تامل خواجہ جہان کا ہاتھ پکڑ کر دیوان عام سے باہر لیگیا اور ضربات متعددہ تیغ آبدار سے اُسے شاہ کے روبرو ہلاک کیا **نظم** بہ تدبیر زان پس خرد مند زن * بفرمان خود ساخت ملک دکن * جہانی ز عدلش بآسودگی * تیغ دہشت زآلودگی * اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے مخدومہ جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود گاوان کو خلعت فاخرہ دیکر بخواجہ جہان مخاطب فرمایا اور منصب امیر الامرائی اور وکالت امور شاہی کو اُسکے مناصب سابق کا ضمیمہ کیا اور بموجب اس مصرع کے **مصرع** ہر کرا نیجروز نوبت اوست * ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نے مراتب دنیوی پر فائز ہوکر نقارہ اپنے دبدبہ کا بلند آوازہ کیا اور ابتدا مین القاب اسکا یون لکھتے تھے مخدوم جہانیان معتمد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم خواجہ جہان اور جب محمد شاہ ماہ دو ہفتہ ہوکر بدر کامل اور جوانون مین شامل ہوا مخدومہ جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جبین خاندان بہمنیہ سے اُسکے واسطے خواستگاری کی اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کے اہتمام سے جشن شادی خسروانہ کہ صفت اُسکی تحریر و تقریر سے مبرا ہے ترتیب دیکر اُسکے عقد ازدواج مین کھینچی اور مہمات سلطنت اپنے فرزند دلبند کو تفویض فرما خود صلواۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور معظمات اُسکے بے مشورہ شروع نکرتا تھا اور اُسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرکے ہر روز سلام کو جاتا تھا اور جب سلطان محمد شاہ نے عروس حجلہ ناز کو بغل مین لیا اُسوقت یہ فکر ہوئی کہ اعدا سے انتقام لیجیے خورد و خواب اسکا حرام کرکے عروس مملکت تازہ تر سے ہمکنار رہے جیسے بوستان خزان دیدہ سلطنت کو شاداب بآب تاب کیجیے اسواسطے نظام الملک کو سپہ سالار لشکر برابر کرکے دلداری کے سازوسامان سے مددگاری کی پھر سنہ آٹھ سو ستر ہی مین لشکر عظیم الشان بیحساب کہ اُسمین ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب تھا فراہم کرکے قلعہ کھرلہ کی تسخیر کیواسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف مین تھا روانہ کیا اور اُسنے اُسطرف جاکر قلعہ مسطورہ کو محاصر کیا اور چند مرتبہ لشکر والی مندو کہ جو ہمیشہ ورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دیکر متفرق کیا اور دوبارہ بارہ ہزار سوار رجپوت اور افغان وغیرہ لیکر بجوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب مصر ظاہر قلعہ مین مقابلہ ہوا اور صف کارزار تیار ہوئی جنگ عظیم فوج غنیم سے وقوع مین آئی سفیر تیر طرفین سے پیغام اجل دلگیر دن کے کان مین ہونچانے لگے غازیان صف شکن و یلان بیتن زخم شمشیر و خنجر لپٹ لپٹ کر کھانے لگے جماعت کثیر و انبوہ غفیر نے طرفین سے

قالب وتن ارواح سے خالی کیا عرصۂ جنگ کشتون کے اجساد سے بھر گیا تا بالآخر مالوہیون کو شکست فاش نصیب ہوئی پراگندہ و فرار ہوے اور ایک جماعت کہ قلعہ سے برآمد ہوکر انکی شریک ہوئی تھی بعد انہزام قلعہ کیطرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک وتھوڑے بھینان دکن پیرین سر پر رکھکر اور تلوارین علم کرکے اُنکے تعاقب مین گئے اور مردم قلعہ نے انھین اپنی فوج تصور کرکے قلعہ کا دروازہ کھولا یا دکنی بھی مالوہیون سے مخلوط ہوکر قریب شام قلعہ مین در آئے اور قلعہ پر متصرف ہوے اور ایک روایت مین یہ بھی تحریر ہے کہ جب مفرور جاکر قلعہ مین متحصن ہوے دکنیون نے گرم عنان ہوکر قلعہ کو بدستور سابق محاصرہ کیا اہل قلعہ بیدل اور عاجز ہوئے اور امان طلب کرکے قلعہ سے دست بردار ہوے بہ تقدیر بھینان نے اہالی قلعہ کو ضرر جانی نہ پہونچایا بتکلیف قلعہ سے نکلجانیکی اس عرصہ مین اجلاف دکن نے جیسے کہ انکی عادت اور دستور ہے زبان طعن دراز کرکے مالوہیون کو حرف نہلے ناخوش کہنے لگے اور جملہ کفار راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دو شخص مستعد ہوکر عازم ہوے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دکنیون کو دکھاوین بس جسوقت اژدہام کم ہوا اور مالوہی زن و فرزند لیکر تمام باہر نکل گئے اُن دونون راجپوت نے نظام الملک کے مجمع کیطرف متوجہ ہوکر آواز بلند پکارا کہ ہمنے اپنی عمر سپاہ گری مین صرف کی ہے اور مثل تیرے بھی ہمنے رستم و بہادر نہین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آن کر تیرا قدم چوم کر نکلجاوین نظام الملک نے جب انھین غیر مسلح دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور انھون نے آتے ہی بطور پابوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت کہ نظام الملک کے قریب ایستادہ تھی بہ چستی و چالاکی تمام خنجر و شمشیر اُنکے چھین کر دونون نے تلوارون کے وار سے نظام الملک کا کام تمام کیا اور پھر اورون کیطرف متوجہ ہوکر ایسا لڑے کہ دونون ہلاک ہوے اور نظام الملک کے دو برادر حقیقی تھے ایک یوسف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مردی اور مردانگی مین ضرب المثل تھا دونون نے اس امر کا ارتکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو انکے تعاقب مین بھیجا اور وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے پہونچکر تمام صغیر و کبیر کو قتل کیا اور تخت بلند کی ہدایت سے دولتخواہی مین کمر باندھکر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہان چھوڑکر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم موفورہ لیکر درگاہ کیطرف روانہ ہوے اور احمدآباد بیدر مین پہونچکر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو ہزاری کیا اور کھرلہ کی امارت بھی عنایت فرماکر امراے مقرب کی سلک مین منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکنیون کی پرخاش ملاحظہ کی محبت اور اخلاص اظہار کرنیکو شریف الملک نامے ایک شخص کو مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور سلطان ہوشنگ نے لوازم عہود و مواثیق درمیان مین لاکر مقرر کیا تھا کہ ولایت برار بادشاہ دکن کے زیر نگین اور قلعہ کھرلہ مع مضافات اُسکے والی مندو کے تعلق رکھکر دوبارہ کسی بارہ مین منازعت نہ ڈھونڈھین اب امراے سلطان قلعہ کھرلہ پر متصرف ہوکر مقام شدت و پرخاش مین رہتے ہین اب آپ ایسا کرین کہ نقض عہد نہوے اور سلطان درمیان مین تلف نہووین کمال دینداری اور برادری سے بعید ہوگا یہ دوستانہ تکلف ہوا کہ صلح پر راضی ہو فراموش حال ماضی ہو سلطان نے شیخ احمد صدر کو کہ مرد دانشمند و فہمیدہ اور سلامت نفسی مین اشتہار رکھتا تھا شریف الملک کے ہمراہ مندو مین بھیجکر پیغام کیا کہ ہم جادۂ محبت و اتحاد پر ثابت اور راسخ ہین باوجودیکہ مملکت کرناٹک کہ ہر گوشہ مین کتنے قلعہ مثل کھرلہ کے رکھتی ہے اور کفار بیدین کے تصرف مین ہے ہمین احتیاج قلعہ کھرلہ کی

نہین اور الحمد للہ کہ نقض عہدی خاندان بہمنیہ مین واقع نہووے کسواسطے کہ میرے بھائی کے عہد مین کہ صغیر تھا اور ملازم آپسمین مقام نفاق مین تھے تمنے لشکر اس دیار پر کھینچا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلاد اسلام مین نہ کی تھی بجا لائے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ہم گذشتہ کو صلوات کہکر اُسکا تذکرہ اس سے زیادہ تر نہین کرتے آیندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیر خواہ عامہ مسلمان ہین قول و قرار کریگا ہمین قبول و منظور ہے اُس سے تجاوز نہوگا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف مین پہونچا اعیان درگاہ خلجیہ استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے اُسے شہر مین لیگئے اور اُسنے سلطان محمود کی ملازمت مین مشرف ہوکر ادائے رسالت کی اور جمیع علما اور فضلائے مندو کہ وہان حاضر تھے اُسنے تصدیق کرکے مقر ہوے کہ فی الواقع نقض عہد ہماری طرف سے ہوا اس صورت مین امید کہ ارحم الراحمین فضل کامل سے ہمین ساتھ اسکے مواخذہ نکرے اور سلطان محمود نے بھی کہا کہ از رو ے وساوس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہو اُسے منظور نرکھو اور اُسکے بعد ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیکی اولاد مین کوئی امر کبھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہووے پھر شیخ احمد صدر سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت سے اور سید العلما سید سلام اللہ اور صدر سلطان محمود خلجی کیطرف سے وکیل ہوے پھر دونون میثاق موکد اور سوگند مغلظہ ایمان کے درمیان مین لائے اور عہد نامہ علما و مشائخ اور امرا کی مہر سے مزین کرکے ہر ایکنے دو فرمان سندی کے حاشیہ پر عبارت تحریر کی کہ جو شخص اس نوشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا اور نفرین رسول خدا مین گرفتار ہوا اور خلاصہ عہد ناموں کا یہ تھا کہ طرفین دست تعرض وا مان ملک ایک دوسرے سے کوتاہ رکھین اور جیسا کہ عہد فرخندہ مہد سلطان احمد شاہ بہمنی مین مقرر ہوا تھا اُسپر عمل کرکے قلعہ کھیرلہ تصرف سلاطین خلجیہ مین چھوڑین اور ممالک اطراف کہ کفار سے تعلق رکھتے ہین جس شخص کو کہ حق سبحانہ تعالی توفیق کرامت فرماوے بزور تیغ جہاد اپنی ولایت مین داخل کرے اُسکا وہ مالک اور مختار ہووے دوسرا اُسکی طمع نکرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہدنامے درست ہوے شیخ احمد صدر نے اُن امرا کو جو قلعہ کھیرلہ مین تھے کہا کہ حکم سلطان محمد شاہ یہہ ہے کہ قلعہ خالی کرکے مالوہیون کے سپرد کرین اور جو اُنکے نام بھی فرمان صادر ہوا تھا کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اُسکا حکم ہمارا حکم جانین اسواسطے اُنھون نے قلعہ خالی کرکے سلطان محمود کے ملازمون کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام ہوکر دکن کیطرف معاودت کی اور پھر اس خاندان کے درمیان نزاع واقع نہوئی اور ابتدا سنہ آٹھ سو چوہتر ہجری مین ملک التجار محمد گاوان المخاطب بخواجہ جہان نہایت شوکت و حشمت سے لشکر بیجاپور ہمراہ لیکر راے سنگیسر و کہنیہ کی تعذیب تادیب اور بھی قلاع کوکن کی تسخیر کو سلطان خداشناس علیہ الرحمۃ والغفران کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر جنیر و چاکنہ و کلہر و دابل و چیول و باتین وغیرہ اُسکے ہمراہ تعین ہوا اور راے کہینہ اور راے سنگیسر علی الدوام تین سو کشتی مسلمانون کی قتل اور اُنکے اموال کے نہب و غارت کیواسطے دریا کے سطح آب پر طیران اور متردد رکھتے تھے اور خشکی مین بھی انواع فساد ظہور مین لاکر مسلمانون کو ایذا اور مضرت پہونچاتے تھے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نے خبر توجہ سنکر آپسمین عہد و پیمان کیے اور مسلمانون کے قتل کو دخول لشکر کا موجب جان کر نہایت غلظت رعب و تکبر سے سرگھاٹ کا سد ود کیا ملک التجار محمود گاوان المخاطب گھاٹ کے نیچے کہ عبارت نشیب زمین سے ہے مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف کرکے حسن تدبیر سے آہستگی مردانہ گھاٹ پر کفار ناہنجار سے ندی سے برآورد ہ کیا جب دیکھا کہ سوار وہان کام نہین کر سکتا

لشکر کہ دارالسلطنت سے ہمراہ لایا تھا اُسے رخصت دیکر تختگاہ کیطرف روانہ کیا اور سعید خان گیلانی کو کہ اُسکا ہمقوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش قدم کو ہنکر وایل اور کلہر طلب کرکے اُنھی پر اکتفا کی اور سپاہ ہمرہ پہنچاکر تھوڑے عرصہ میں کہینہ کے جنگل کو کہ عبور اُس سے دشوار تھا تبر داروں سے قطع کروایا اور اُسمین آگ دیکر صحراے مسطح بنایا اور پانچ مہینے کہینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکال آیا اور فتح میسر نہوئی سرگھاٹ کا دس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار کے سپرد کرکے دو سامنتی نیں وحشم کیواسطے گھاٹی سے اُترکر پرگنہ کھولاپور مین چھاؤنی تن اور سربت کی ہوائی موسم برسات مین وہان آقامت کی اور قلعہ او رنکا کو جس طور سے ممکن ہو سکا چند عرصہ میں قبضہ مین لایا بعد برسات کے بعد گھاٹی کے اوپر آمد ہوئی اس مرتبہ بہت تدبیر و حیلہ اور زر خطیر صرف کرکے قلعہ کہینہ کہ کسی زمانہ میں خسروان رفیع الشان کی مند اسکے تسخیر نکرنے پر نہ پڑی تھی مسخر کیا اور جب موسم برسات بہونچا بطریق سال گذشتہ قلعہ اور گھاٹی پیادہ کو انجنب کہ کوکن کی آب وہوا سے خوف رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سوار دون کے سرگھاٹ سے نیچے اُترا اور چار مہینے مارتن کے آخر کرکے ولایت سنگیسر کیطرف متوجہ ہوا اور سہلترین وجوہ سے اُس حدود کو بھی فتح کرکے ملک التجار خلف حسن بصری کا انتقام زمینداروں سے لیکر رعیت کو مطیع و منقاد کیا اور مردم معینہ سے کام آمدنی کا رجوع کیا اور خود جریدہ کووہ کی طرف جو بندر مشہور راے بیجانگر سے تھا روانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز پر جوانان پلیتن صف شکن کو سوار کرکے دریا ایطرف بھیجکر خود خشکی کی راستہ سے مع عساکر نصرت ماثر وہان پہونچا اور جنگ مین مشغول ہوا اور جبتک یہ خبر راے بیجانگر کے گوشزد ہوکر وہانسے مدد پہونچے بوستان الحمد للہ الذی نصر علی عبدہ واعز جندہ سے گل مراد چننے اور فتح اس جزیرہ کا بھی تمام جہان مین مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور ملک التجار محمود گاوان نے جزیرہ کووہ کو امراے معتمد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا مہیا کرکے تین برس کے بعد دارالخلافت احمد آباد بیدر کیطرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اُسکے مکان پر رونق افروز ہو ایک ہفتہ وہان بھی عیش وعشرت مین مشغول رہا اور ملک التجار محمود گاوان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ سے زیب و زینت بخشی اور مخدومہ جہان نے بھی اُس سے صیغہ اخوت پڑھکر اُسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرہ اُسکے القاب مین ایزاد فرمائے اور منشیان درگاہ اور طغرا نویسان بارگاہ فرامین و رمناشیر اس عبارت سے تحریر کرتے تھے حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف والقلم مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف نشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان اور اُسی ہفتہ مین اُسکے غلام خوشقدم نام کو کہ اُس یورش مین تین برس خدمات شائستہ مین اقدام کیا تھا بخطاب کشور خان سرفراز کرکے امراے عظیم الشان مین داخل کیا اور قلعہ کووہ اور بندہ اور کونڈوال اور کولاپور کو اضافہ اُسکی جاگیر قدیم مین کرکے نوازشہاے موفورہ مبذول فرمائین منقول ہے جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے دولتخانہ مین تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ مین داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے جامہ ہاے فاخرہ تبدیل کیے اور گریہ وزاری و بیقراری مین مصروف ہوکر اپنے تئین زمین پر گرایا اور اسقدر [illegible] شریف اُسکے خاک آلودہ ہوئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا و زہاد احمد آباد بیدر کو جو مستحق کہتے تھے طلب کیا اور نقد و جنس و جواہر و [illegible] نصیبہ سے بقدر اپنی ملکیت

رکھا تھا اور اس متعدد زمانہ مین کہ مراد ایام تجارت و ایام امارت سے ہی فراہم اور اندوختہ کیا تھا فیل اور اسپ اور
کتب کے سوا سب اُنپر تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ مین نے نفس امارہ کے ہاتھ سے رہائی اور اُسکے وسوسہ
سے نجات پائی اور ایک عالم ملا شمس الدین محمد نام کہ اعیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت مین رہتے تھے اُنھون
نے سوال کیا کہ اسمین کیا بھید ہی کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال دنیوی سے ہی آدمیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے اور
ہاتھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جسوقت سلطان محمد شاہ میرے مکان مین تشریف لایا اور مخدومہ جہان نے
مجھے بھائی کہا نفس امارہ کی سرکشی اور تنگ ظرفی سے یکایک مادہ نخوت کا جوش دماغ مین دفعتہً ہوا خود فراموش
ہوا پھر توفیق ایزدی سے اُسی محفل مین اپنی طرف مصروف ہوکر نفس کی تنبیہ و تادیب مین مشغول ہوا اور بادشاہ
کے مکالمہ سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے استفسار کیا کہ حال کیا ہی مین نے
عرض کیا میرے دل مین درد ہی علامت خفقان کی پاتا ہون سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پر گمان کرکے مجھے
استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوے اس سبب سے مین نے جمیع اسباب
تجمل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہی اپنے پاس سے مسلوب کیا اور تمام کتابین طالب علمون کیواسطے وقف ہین یہی ملک نہین
اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہین چندروز عاریتہً میرے پاس ہین آخر اُنھین سرکار مین بیجاوینگے
الغرض ملک التجار کا دستور تھا کہ ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی
مسجد اور مدرسہ مین جاتا تھا اور فقرا اور صاحبدلون سے صحبت رکھتا تھا اور اُنکے احوال مین مشغول ہوکر اُنکی غمخواری
مین تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شبہاے متبرکہ مین کیسے زر سرخ اور سفید ہمراہ لیکر محتاجون کے لباس مین تمام شہر کے
محلہ بہ محلہ پھرتا تھا اور بھوکون اور عاجزون کی اعانت کرتا تھا اور کہتا تھا یہ عطیہ شاہ ہی اُنکے ادعیہ و ابقاے جاہ و جلال
مین مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص و اعتقاد کے مردم فتنہ انگیز دکن نے اُس جناب کو حرامخوری مین
منسوب کرکے درجۂ شہادت مین پہونچایا اُسکی تفصیل عنقریب مرقوم خامۂ لطائف نگار ہوگی اور سنہ آٹھسو چھتر ہجری مین
خبر پہونچی کہ راجہ اوریا کا مرض الموت مین مبتلا ہوکر اس جہان فانی سے سفری ہوا **نظم** پسر خواندۂ داشت زنار دار ✤
برآمد برا و ننگ گوہر نگار ✤ عموزادۂ داشت ہمبر بنام ✤ بمردانگی بود مردی تمام ✤ درمیان مین اُنکے رد و بدل اور
تکرار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت راے اوریا کے پسر خواندہ کے قبضہ مین تھا غالب آیا ہمبر
کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کیطرف مفرور کیا اور ہمبر چچیرے بھائی راے اوریا نے اس مضمون کا
عریضہ سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ راے اوریا فوت ہوا اور اُسکے پسر خواندہ منگل راے خودرائی سے
تخت و تاج پر متصرف ہوکر آپکو راے اوریا کہتا ہی امیدوار ہون کہ لشکر بھیجکر اس ولایت کو اُسکے قبضہ سے
برآوردہ کرکے خیرسگالی کے سپرد فرماوین اور دولتخواہ ہر سال اسقدر مال برسم باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل
کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اوریا اور راجمندری اور کندبیر کی تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ
اپنے حسب دلخواہ تصور کرکے ملک التجار محمود گاوان کی صلاح سے ملک حسن بحری کا جو شاہان احمد نگر کا جد تھا
اور شاہان بہمنیہ کے غلامون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار
اس طرف تعین کیا اور جب وہ راے اوریا کی سرحد پر پہونچا ہمبر ملک حسن نظام الملک بحری کے

استقلال

استقبال کیواسطے آگے مقدمۃ الجیش ہوا اور منگل رائے لشکر کثیر فراہم لاکر میدان کیطرف روانہ ہوا بموجب صفین آراستہ ہو چکیں بہادران طرفین اور مبارزان جانبین شمشیر میان سے کھینچکر جنگ مین مشغول ہوے اور بعد کوشش اور کشش فراوان لشکر ہنود شکست کھاکر بھاگا اور بھیم رائے اور باتاج وتخت بزور شمشیر سلطانی دستیاب کیکے ممالک موروثی پر تصرف ہوا اور انھین دنون مین ملک حسن نظام الملک بحری بھیم رائی رہبری اور ہمراہی سے ممالک راجمندری اور کندیر کی طرف روانہ ہوا اور بروایت صحیح دونون ممالکت کو مسخر اور مفتوح کیا ملک بھیا بقبضہ مین آیا اور سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق ممالک مفتوحہ کو امرائے صاحب اعتبار کے سپرد کرکے بھیم کو اُسکے مقر کی طرف روانہ کیا اور خود مع غنیمت وافر اور پیشکش لائق ومتکاثر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور بعہد مخدومۂ جہان کی تعہد اور آصف زمان کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز اور لشکر تلنگ کی سرداری سے ممتاز ہوا کسواسطے کہ شاہان بہمنیہ کا داب تھا کہ طرفداران اراجہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نفرماتے تھے اور انھین سنوات مین فتح اللہ عماد الملک بکرشنا پائن عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانجہان ترک کے تمام متوسلین سے عقیل وفہیم تھا خواجہ کے التفات سے لشکر برار کی افسری پاکر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان سوائی بھی کہ خواجہ اُسے اپنے فرزندون سے شمار کرتا تھا بہ خلعت سپہ سالاری دولت آباد کہ اُس خاندان مین اُس سے عمدہ تر کوئی خدمت نتھی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ مسند امارت پر متمکن تھے اُسکے مانع ہوے جاگیر انکی مصرف قرار پائی اور قاسم بیگ ولد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان اور دوسرے امرائے مغل کہ جنہیر اور جاگنہ مین جاگیر دار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے تابین سے ہوکر خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفدارون سے قوی تر ہوے اور سلطان محمد شاہ نے جب اُسے قابل التفات اور شائستہ عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون کرکے دوسرون سے امتیاز بخشا اور قلعہ دیرہ کہرہ کی تسخیر اور قلعہ انتور کے استخلاص کیواسطے کہ لودھیون کے عہد مین ایک مرہٹہ کے تصرف مین درآئے تھے اور وہ جادۂ اطاعت مین قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور یوسف عادلخان جب دولت آباد مین پہونچا تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کیواسطے مقرر کرکے دریا خان اپنے منہ بولے بھائی کو دیرہ کہرہ کیطرف بھیجا اور جو ہندو کہ قلعہ انتور مین تھا جنگ ونزاع سے امان طلب کرکے قلعہ قاسم بیگ صف شکن کے سپرد کیا اور راجہ دیرہ کہرہ نے موسوم جھنیک رائے باوجودیکہ پانچ چھ مہینے علم مدافعہ بلند کیے جنگ بلائے مردانہ کی لیکن آثار ضعف اپنے ناصیۂ حال سے مشاہدہ کرکے ایلچی یوسف عادل خان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرماکر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ مین اپنے قبضہ مین رکھتا ہون پیشکش کرکے مع اہل وعیال جریدہ قلعہ سے نکل جاؤن نظم بزنہار خواہی کشادہ زبان ٭ رسولے فرستاد بر مرزبان ٭ کہ بندگانیم و فرمان تراست ٭ چہ باشد ہمہ چیز چون جان تراست ٭ یوسف عادل خان نے بشرط مذکور امان دیکر دریاخان اپنے منہ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان وعرض وناموس سے مزاحمت نہ پہونچاکر کہ انھین مطلق العنان کرین کہ جہان چاہین جاوین دریا خان برادر خواند کی اطاعت کرکے مع لشکر خود سوار ہوکر ظاہر قلعہ مین ایستادہ ہوا اور یہ حکم کیا کہ جھنیک رائے با اہل وعیال حصار سے جریدہ نکل جاوے اور وہ بیچارہ اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانہ موروثی اور مکتسبی چھوڑکر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان اُس روز کہ بطور تاخت وہان پہونچا تھا قلعہ مین

داخل ہوا اور خزائن اور دفائن اور تحف نفیسہ پر متصرف ہوا اور رائس ولایت کے زمیندار اور مقدمون پر استمالت اور
نوازش فرماکر قلعۂ لانجی کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کے راے زادہ نے بھی کہ اُسکا باپ اُسی جنگ مین فوت ہوا تھا عاجز ہوکر
جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم حشمت اُسکے سپرد کرکے نکل گیا یوسف عادل خان نے اُس مال و اسباب مین سے جو لائق
سرکار تھا لیا اور راے زادہ کو امراے شاہی کی سلک مین منتظم کرکے وہ قلعہ مع ولایت اُسکی جاگیر مین مقرر رکھا اور خود و
سالمًا غانمًا دار الخلافت احمدآباد بیدر کیطرف راہی ہوا اور اسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور زر نقد و جواہر اور بھی اسباب
نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ راجمندری اور کندبیر کے غنائم اُسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اسواسطے بادشاہ نے اُسے
انواع لطف و عنایت سے نوازش فرماکر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند پدر رکھتا ہو یقین کہ اُس سے ایسی خدمتین واقع
ہونگی پھر حکم دیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجا کر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہووے
اور تکلفات رسمیہ اور عرفیہ مین بدرجۂ نہایت کوشش کرے خواجہ نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض کیا
ہوا کہ یہ ایام سلطان کے بدولت رونق افزا ہوے بعینہ صورت پذیر نہوگا بادشاہ نے اُسکا مقصد اور مطلب سمجھکر فرمایا
کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہین رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل خان کی ضیافت مین سرگرم ہو اُسکے بعد ہماری
مہمانی کے لوازم بجالاوے خواجہ سر انقیاد زمین اخلاص پر رکھکر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور ایک
ہفتہ اُسکی ضیافت مین مشغول ہوا اور دنیاداروں کی تمام رسمین تب پہونچائین پھر خواجہ باتفاق یوسف عادل خان
شاہی کی مہمانی کا سامان درست کرنے لگا اور مکان نگارخانۂ چین کیطرح آراستہ کیا اور آٹھوین دن فجر کے وقت
سلطان محمد شاہ بہمنی خورشید انور کے مانند سایۂ التفات خواجہ کے سر پر ڈال کر اُس مکان مینو نشان مین رونق افزا
ہوا فیض قدوم شاہانہ اور عاطفت خسروانہ سے سعادت دارین حاصل ہوئی امراے نامدار و سپہ سالار اپنے
اپنے مرتبہ کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس شراب آراستہ ہوئی یوسف عادل خان ہمکاسہ ہوا ساقیان سیمین ساق
عشوہ و کرشمہ مین طاق جام زرین صراحی بلورین در دست نشاء حسن سے مست حاضر ہوے دور ساغر مثل سپہر
خضر چلنے لگا نشاء اور سرور سے ہر ایک جھوم جھوم کر آنکھین ملنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تکلفات رسمی مین
کوشش کی یعنی تحف و ہدایا ہفت اقلیم کا اسقدر سلطان کے ملاحظہ مین لایا کہ ناظرین دکن اُسکے مشاہدہ سے متحیر
ہوے ازانجملہ پچاس طبق طلا مع سرپوشہاے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا کہ اُسمین برۂ گوسفند
بریان بخوبی سماتا تھا اور سو غلام چرکس اور حبشی اور دکنی کہ اُنمین اکثر خوانندہ اور سازندہ اور صاحب حیثیت تھے
اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو صحن اور کاسۂ فغفوری جو بادشاہون کی سرکار مین بہم نہین
پہونچتے تھے مع تفصیل نقد و جنس جو کچھ اُسکی سرکار مین تھا بادشاہ کی نظر سے گذرانا پھر جمیع شاہزادون اور امرا و
ارکان دولت کو بھی تحفہاے لائق دے کر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ تمام دولت و حشمت شاہ کی دولت سے
بہم پہونچی ہے حضرت اسکے مالک و مختار ہین جسے ارشاد ہو اُسکے سپرد کرون بادشاہ اُسکے حسن اعتقاد و اخلاص سے نہایت
محظوظ ہوا اور یہ فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا اور پھر تجھے بخشا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار
اسدرجۂ اعلی کو پہونچا کہ دونون ممدوح امثال و اقران ہوے اور دکنی دیو صفت و دیو سیرت مثل مار دم بریدہ و سر کوفتہ
بر خود پیچیدہ ہوے اور پیکار عناد کا کمر پر باندھا اور سنہ آٹھسو ستتر ہجری مین پرکتہ راے قلعہ کہلوان اجی راے فرماندہ بیجانگر کو

تحریک سے عازم تسخیر جزیرہ کوہ ہوا اور سلسلہ لار قلعہ شنکا پور بھی اجی راے کے موافق لشکر مور و ملخ سے زیادہ تر ہمراہ
لیکر اس بند کیطرف متوجہ ہو کر سنگ راہ ہوا اور دخل و خروج کا راستہ مسدود کیا سلطان محمد شاہ یہ خبر سنکر پریشان
ہوا اور طیش مین آکر افسران سپاہ کے احضار کا حکم دیا بیت سران سپہ خواندہ ز اطراف دہر * بر آراست لشکر بسان
سپہر * سلطان خدا شناس مطیع اسلام کے پاس میدافگنان اور شکارکنان اُسکی گوشمالی کو تلنگوان کیطرف روانہ ہوے
جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نرکھتا تھا بادشاہ کی خبر عزیمت سنکر قلعہ بند ہوا اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور ایک قلعہ بنا
سنگین اور استحکام اسکا وثیق سے اُسکے گرداگرد خندق پر آب تھے اور دو دیوارین مقابل ایک دوسرے کے کھینچکر
زمین نیچی حکم کی تھین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان کا آسانی گذر محال تھا سلطان محمد شاہ وہان پہونچا
اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور راے کتیہ دور اندیشی اور مآل بینی سے آصف جہ نشان اور بھی مقربون کے پاس ایلچی بھیجکر امان
خواہ ہوا نظم بہ اندیشہ ترسید زان داوری * بتدبیر جست از خرد یاوری * بشاہ نگہبان صاحبان شاہ جہان * بہ تلبیس در ساخت
اندر نہان * بگفتا کہ من بندۂ بے گناہ * در آیم بدرگاہ چون عذر خواہ * آصف جاہ اور دوسرے مقربون نے راے تلنگوان کی
عذر خواہی اور امان طلبی اُسکی سمع مبارک مین پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اُسطرف کے راجاؤن کے اظہار قدرت اور
عبرت کے واسطے یہ امر قبول نفرمایا اور چاہا کہ اُس قلعہ کو بجبر و قہر مسخر کرون بہر آتش بازون کو اپنے روبرو طلب کرکے اُنسے
یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تمھین لازم ہو کہ دو ہفتہ مین اس قلعہ کے برج اور دیوارون کو سرنگ وغیرہ سے
اُڑاکر بہادرون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک ریز کرکے پاٹنا تجھسے تعلق رکھتا ہے اور
جس روز کہ اہل ہنر یعنے گولہ انداز دیوار قلعہ کی توپ یا ضرب زن سے گرادین چاہیے کہ خندق پٹ جاوے تو لشکر بفراغت
تمام اُس رستے عبور کرکے قلعہ مین در آوین خواجہ چند دن کو جو بہ سنگ و خاک خندق مین گرتا تھا مردم
حصاری رات کو برآوردہ کرکے خندق بدستور اول صاف کرتے تھے اسواسطے خواجہ نے سر مداخل اور مخارج کے واسطے
ایک دیوار کھینچکر اُسمین عمارت تعمیر کرکے مورچے قسمت کیے اور دمدمہ اور زنعبک تیاری کے واسطے کہ اُس زمانہ تک دکن
مین اسکا رواج نہ تھا حکم کیا اور رہبر سند اپنے کام مین مشغول ہوے اور راے کتیہ خندق پر آب کے باعث ہونے نقب
کا بیج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھکر باطمینان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ نقب زنون نے سر نقب کا خواجہ یوسف دلخان اور
فتح اللہ عماد الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچاکر بارود سے پر کیا اور ایکبارگی آگ دے کر قلعے مین رخنے
ڈالے اور راے کتیہ کی فوج رخنون پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار
آدمی تخمیناً سلطان کیطرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ رخنون کو جسپر مردم قلعہ کا تصرف تھا سنگ و چوب سے مسدود
کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ ہندی حمائل کرکے سوار ہو کر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے
خاک سے پاٹا تھا عبور کرکے رخنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہو کر حصار ثانی کے
لینے مین مشغول ہوا اور راے کتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھکر ہوش و حواس باختہ ہوے بید کیطرح کانپنے لگا آخر کو
راے مذکور نے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر بعینہ نامہ بر کی صورت عیان کر قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے
مورچال مین جاکر یہ اظہار کیا کہ راے کتیہ نے سلطان کی خدمت مین بھیجا ہے اور پیغام زبانی سپرد کیا ہے مقربون نے
یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی راے کتیہ نے حضار کی اجازت پائی اول زمین خدمت کو ادب سے بوسہ دیا پھر پگڑی گردن مین ڈال کر

دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ راے پرکیتہ یہ خاکسار ہو بندہ زادون کو لیکر خاک بوسی کو حاضر ہوا ہی جرم بخشی ہر گردن نہی
کا اختیار شاہ کو ہی سلطان محمد شاہ کو اسکی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب مین مسطور ہی
کہ راے پرکیتہ نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہو گیا اور سلطان العیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہین معاف کرتا اپنے
ستین برج کی ایک کڑی مین باندھکر گریہ وزاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال باستقلال بنظر ترحم
مشاہدہ فرمایا جان کی امان دے کر سلک امرا مین منتظم کیا اور اسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور اسی مین
سلطان محمد شاہ سوار ہو کر قلعہ مین داخل ہوا اور شکرانہ بجا لایا اور اپنا لشکری لقب کیا اور قلعہ بلگوان کو مع مضافات
خواجہ کے شامل محال کرکے اپنی دار الخلافت کیطرف مراجعت فرمائی اور اسی عرصہ مین اسکی والدہ مخدومۂ جہان کہ اس مہم
مین ہمراہ تھی اور کاروبار شاہی اسی سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت
احمد آباد بیدر مین بھیجا اور حسب لشکر ظفر پیکر بیجاپور مین پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اسکی جاگیر مین تھا کلفت رفع
ہونیکے واسطے وہان مقام کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت و مہمانی کہ مراد شراب و کباب
رقص و سرود اور تحفہ تحفہ کھانے سے ہی سب سامان مہیا کرکے شرط مہمان نوازی بجا لایا اور سلطان کو بیجاپور کی ہوا پسند
آئی اکثر کالاپاٹ مین جو خواجہ کے مستحدثات سے تھا اوقات مہام بادشاہی کے سرانجام مین صرف کرتا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ
موسم برسات وہان بسر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہو کہ قضارا اس سال تمام دکن اور بیجاپور مین امساک
باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بیجاپور کے خشک ہوے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج ہو کر آب کو دار الخلافت
احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور وہ قحط قحط بیجاپور مشہور ہوا منقول ہی کہ دوسرے سال بھی پانی نہ برسا اور قصبہ اور شہر اور موضع
مین اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مر گئے اور جو زندہ رہے ولایت مالوہ اور گجرات و جاجنگر مین پناہ لیگئے اور تلنگ وما
لوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع قلم دکھنیہ مین دو برس تک زمین تخم ریزی سے افتادہ رہی اور تیسرے برس بنسیم عنایت ایزدی
چلی اور باران ہوا لیکن کوئی باقی نتھا کہ کشت و کار مین مشغول ہووے نظم ازان پس جہان را دگر دید حال * کہ قحط آید ہم
باران دو سال * برآمد یکے ہاے وہوے ز دہر * ز مردم تہی ماند بازار و شہر * اور بہمن نامہ مین مسطور ہی کہ جب آدمی
قحط و وبا کے بعد آئے اثر آبادی کا دکن مین ظاہر ہوا خبر پہونچی کہ اہل قلعہ کندیر نے اپنے حاکم کہ ظالم اور فاسق تھا
اور آدمیون کے مال اور آبرو ریزی کا ارادہ رکھتا تھا قتل کرکے نشان مخالفت بلند کیا ہی اور قلعہ بھیر اور پاکے تصرف
مین جو سلطان کا دست گرفتہ ہی چھوڑا اور بھیم راو نے آدمی معتبر راے اوڈیسہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جو تم ہمیشہ
مملکت تلنگ کے استرداد کی فکر مین رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ ملک موروثی وارثان ولایت کے تصرف مین آوے اب
فرصت اور موقع ہی بندہ نوازی اور حق ہمسائگی ادا کرکے اسطرف نہضت فرمائیے کس واسطے کہ دکن مین دو برس کے
قحط کے سبب لشکر باقی نہین رہا مملکت تلنگ کو سنبھالتے ہین وجہ لیکر اس مخلص کے سپرد کیجیے اور حق السعی مین قلعہ کوندیر
اور دیگر مضافات بر اسکے متصرف ہو جیسے راے اوڈیسہ نے فریب کھا کر پانون اپنی حد سے آگے بڑھایا ہزار سوار اور
سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاجنگر کے راجاؤن کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ مین در آیا اور نظام الملک
بحری حاکم راجمندری اس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عرضداشت مشعر کیفیت اور چگونگی حالات
درگاہ مین ارسال کی اور سلطان محمد شاہ خواجہ کی تجویز اور ہدایت کے باعث اپنی ذات سے

اس سفر کا متصدی اور عازم و جازم ہو کر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تنخواہ ایکسال کی خیل و حشم کو دیکر برسبیل استعجال
اسطرف نہضت فرمائی بیت تمکن بشنوید زان آنکہی و بجنباند ہیم شاہنشہی اور جب راجمندری کے اطراف
مین پہونچا مخالفون نے آپسمین مشورہ کیا جنگ مین صلاح نہ دیکھی ہمبار ورا قلعہ کندیر مین داخل ہو کر حصاری ہوا اور
راے اوڈیسہ آب راجمندری سے عبور کرکے اپنی ولایت کیطرف راہی ہوا اور دریا کے کنارے سے مع فوج استقبال کی
سلطان محمد شاہ راجمندری مین پہونچا اور نظام الملک بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور چونکہ کشتی اور پل بہت اوڈیسہ کے
تصرف مین تھی اور اُن دنون مین دریا طغیانی پر تھا سلطان محمد شاہ نے پانی کے کنارے خیمہ اور خرگاہ برپا کیے اور دریا سے
جلدی عبور نکر سکا اُسکے بعد عبور کے سامان مین ہو کر چاہتا تھا کہ کشتی اور رسیت عبور کرے راے اوڈیسہ کوچ کرکے
اپنی دار الملک مین گیا اور سلطان محمد شاہ جو اُسکے اوضاع اور اطوار سے نہایت آزردہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ
راجمندری مین چھوڑ کر خود بیس ہزار سوار جرار نامدار اور خنجر گذار تھے اُس کی واکعہ کی تادیب اور گوشمالی کو آخر سنہ آٹھ سو
باسی ہجری مین آب سے عبور کرکے دار الملک اوڈیسہ پر گیا اور کفار کے قتل و غارت اور خرابی ممالک مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا اور چونکہ راے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کرکے ولایت دور و دراز مین بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ
نے باطمینان تمام اُس ملک مین چھ مہینے توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے بقدر امکان باستمالت و عقوبت زر خطیر تحصیل کیا
اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کرکے وہ حدود دلنکے سپرد کرے راے اوڈیسہ نے یہ خبر سنکر اچھے
با تحف و ہدایا اور فیل بسیار شاہ کی خدمت مین بھیجکر دروازہ معذرت کے مفتوح کرکے یہ پیغام دیا کہ مین عہد اور اقرار
کرتا ہون کہ دوبارہ زمینداران تلنگ کی امداد اور کمک نکرونگا اور سلطان کے جادۂ موافقت اور متابعت سے
کبھی انحراف نکرکے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہونگا سلطان نے فرمایا کہ راے اوڈیسہ ان ہاتھیون کے علاوہ پچیس ہاتھی
اور اپنے باپ کے فیلخانہ خاص سے اگر بھیجے تو التماس اُسکی قبول فرماؤن اور راے اگرچہ اُن فیلون کو اپنی جان سے
عزیز تر رکھتا تھا لیکن مجبور اور ناچار ہو کر اُنھیں بھی با جھول اطلس و مخمل و زربفت و سقرلات اور مع زنجیر ہاے طلا و نقرہ
ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم مراجعت ہو کر کوچ کیا اور اثناے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اُس اطراف مین
ایک قلعہ کوہ پر اُسے نظر پڑا اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لیکر اُس قلعہ کی سیر کو تشریف لے گیا اور اُس جماعت
سے جو وہان مقیم تھی پوچھا کہ یہ قلعہ ہمارا اور یا سے تعلق رکھتا ہے یا نہین مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ راے اوڈیسہ
کا ہے اور کسی کو یارا نہین کہ بنظر تصرف اُسپر نگاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش مین آیا اور اُس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا
دوسرے دن جب خورشید عالم افروز تابان ہو کر سر دریچہ زمردی سے برلایا جنگ پر آمادہ ہو کر اُس حصار کیطرف
متوجہ ہوا نظم چہ گویم کہ آن قلعہ در برتری ٭ کند با فلک دعوے ہمسری ٭٭ زموزونی قد و بالاے او ٭ زدے تیر
صد بوسہ بر پاے او ٭٭ اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہو کر مانعت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر اُنہین سے
غازیان اسلام سے مارے گیے اور نقد حیات گرمی سے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہو کر ایلچی
سلطان کی خدمت مین بھیجے اور یہ گزارش کی کہ یہ جماعت صحرائی ہے انکی بے ادبی اس وقت تنخواہ کے سبب معاف
فرماوین اور بلقصد فرمائین کہ یہ قلعہ مفتوح کرکے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اُسکا حسن پیام پسند آیا پھر ڈیڑھ مہینے
قلعہ کو محاصرہ کرکے وہان سے کوچ کیا اور کندیر کیطرف عنان عزیمت منعطف کرکے اُسے محاصرہ کیا ہمبر اور ریا

بھی پانچ چھ مہینے مین عاجز ہوا اور حالت اضطرار مین ایک جماعت کو درمیان ڈالکر بشفقت تمام امان طلب کی اور
شہر ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہوکر تمام شہر اور قلعہ کی سیر کی وہان ایک بڑا بتخانہ تھا اُسے مسمار اور
خراب کرکے چند نفر براہمہ اور خادمان بتخانہ کی بہ نیت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور حکم دیا کہ اس مقام مین مسجد تعمیر
کرین اور معمارون نے اسی دن بنیاد مسجد ڈالکر عمارت بنانی شروع کی اور سلطان محمد شاہ نے ایک منبر چوبی تیار کرکے اوپر
جاکر بانگ محمدی کہی اور دو رکعت نماز پڑھکر شکر بجا لایا اور زر کثیر مستحقین کو دیکر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میرے نام پڑھے خواجہ
نے اسوقت یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غزا اتنے برہمن کو مقتول کیا ہے مناسب یہ ہے کہ آنحضرت کو اسکے بعد غازی
کہین سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اسکے لقب مین اضافہ کی القصہ محمد شاہ پہلا وہ شخص شاہان بہمنیہ
سے ہے کہ جسنے اپنے ہاتھ سے برہمن قتل کیے کسواسطے کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے اس مدت مین برہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہے
چہ جائیکہ اُنکی اپنے ہاتھ سے گردن مارین اور برہمنون کا عقیدہ فاسد یہ ہے کہ برہمن کشی انکو مبارک نہوئی خلل اُنکی مملکت
مین ظاہر ہوا اُسکے بعد سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے التماس کے موافق تین برس راجمہندری اور اُس حدود مین توقف
کرکے سرحدون کو مضبوط کیا اور بہت زمیندارون کو زیر کرکے تلنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت نرسنگھ
کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راجمہندری اور تمام بلاد اور اس مملکت کے سب قلعون کا
بندوبست بخوبی کر سکے کون ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے سوا کوئی اس کام کے سزاوار نہین ہے
یہ امر سلطان کی رائے کے موافق ہوا اسواسطے بدستور سابق فرمان طرف راجمہندری اور کندپراو بہت ممالک کا اسکے نام لکھا
اور حکومت ورنگل اور باقی ممالک تلنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان کے تفویض فرمائی اور خود ولایت نرسنگھ کی
عزیمت کرکے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری اعظم خان کی ولایت تلنگ مین شریک ہونے سے آزردہ خاطر ہوا اور
سلطان سے عرض کیا کہ مین انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے رجوع کرتا ہون اور چونکہ مین مدت سے اس عہد تک
حضرت کی خدمت مین حاضر رہا ہون رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہین ہے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس
حدود کے ضبط سے ہے بہر نوع کہ میسر ہوسکتے ہین سلطان جو خواجہ نظام الملک بحری کو صاحب داعیہ سمجھتا تھا اور اُسکے بیٹے ملک احمد کو
کہ ایک حرم سرا کی عورت کے بطن سے تھا اور باپ سے رشید تر اور شجاع تر تھا نہین چاہتا تھا کہ دونون ایکطرف کے جاگیردار ہوین
اسواسطے کہ سنوات سابق مین جسوقت کہ ملک حسن نظام الملک بحری کو راجمہندری کی سپہ سالاری پر مقرر کرتے تھے ملک
احمد کو سلطان سے کہکر خداوند خان حبشی کی توابع کرکے منصب سہ صدی دے کر جاگیر اُسکی ماہور مین مقرر کی تھی اور
ملک نظام الملک بحری اس امر سے بھی آزردہ خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع مین منسلک کرکے جاگیر اسکو
تلنگ مین عنایت فرماوین سلطان نے اُسکی عرض پذیرائی اور خواجہ کو بیدماغی دی اور خواجہ جولا علاج تھا فرمان طلب
اسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد مع بہ سرعت تمام راجمہندری کی چار منزل سے اردوے شاہی مین پہونچکر منصب ہزاری پایا اور
باپ کیطرف سے راجمہندری کی حکومت پر روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ نرسنگھ کی تسخیر مین ساعی ہوکر اُسطرف متوجہ ہوا اور یہ
نرسنگھ ایک راجہ قوی ہیکل اور عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور افواج مین موصوف اور ولایت کرناٹک و تلنگ کے
درمیان مقام رکھتا تھا اور سواحل اسطرف کے دریا کی مچھلی پٹن تک اسکے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ مین قابو پاکر
بہت ممالک رایے بیجانگر سے بزور شمشیر اپنے ممالک مین شامل کیے تھے اور قلعہ سنگین اور مستحکم بہم پہونچا کر اکثر اوقات زمیندارون

کو جنگ پر مستعد اور آمادہ کر سکے اور خود انکا مددگار ہو کر شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا برپا کرتا تھا اور امرائے سرحد جو اُسکا مقابلہ نکر سکتے تھے ہمیشہ اُسکی شکایت درگاہ مین تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے اثناے طے مسافت مین ایک قلعہ پایا سے کو وہ اُجاڑ اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان دہلی کے آثار سے تھا کہ اُس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہان مقام کر کے فرمایا کہ معمار جلد اسکی تعمیر مین مشغول ہون اور اہتمام اُسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُسنے سعی بلیغ کر کے وہ کام کہ دو برس کے عرصہ مین انجام ہو چھ مہینے مین تمام کیا اور غلہ اور راز و قہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری مہیا کر کے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ مین لیجا کر تمام چیزین اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ کروایا سلطان نے تحسین و آفرین فرما کر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالے کا ہم پر بڑا فضل کرم ہے ایک شاہی اور ریاست خلق اور دوسرے ملازم تجھسا خواجہ یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اُتار کر خواجہ کو پہنائی اور جو لباس کہ خواجہ پہنے تھا وہ بر آورده کر کے آپ پہنا اور آجتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر سے ایسا سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ اسکا کمال تھا اور کمال علامت زوال ہے اثر اُسکا جیسا کہ مذکور ہوگا انھین دنون مین ظہور پاکر دوسرون کی عبرت کا سبب ہوا الغرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ و تین ہزار سوار ایک آدمی معتبر کی سرداری مین محافظت کیواسطے وہان چھوڑا اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا اور جس مقام مین پہنچتا تھا لوازم قتل و غارت بجا لاکر ہلاکی اسطرف کے باشندون سے برلاتا تھا اور جب کوندپور مین پہونچا ایک جماعت نے ہانکے متوطن نے معروض کیا کہ یہان سے دس منزل پر ایک بتخانہ ہے کہ کنجے نام رکھتا ہے اور در و دیوار اور سقف اُسکی زر ورد جواہر سے آراستہ اور لآلی و گوہر نفیسہ سے پیراستہ اور آج تک کسی شاہان اسلام نے اُسکو نہین دیکھا بلکہ نام بھی اُسکا نشنا سلطان محمد شاہ نے چھ ہزار سوار خنجر گذار لشکر سے جدا کر کے بطور ایلغار اُسطرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوندپور ہی مین رہین اور مورخین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا کہ چالیس سوار سے زیادہ اُسکی ہمراہی نہ کر سکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بحری اور تغرسخان ترک ازانجملہ تھے اور جب حوالی بتخانہ مین پہونچا چند ہنود عفریت منظر برآمد ہوے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام دیو نژاد ایک گھوڑے قوی ہیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ مین لیکر ایک لحظہ میدان مین استادہ ہو کر نگاہ تیز سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند ایک سوار میدان مین ہے اُسکی طرف متوجہ ہو کر گھوڑے کو جولان کیا اور سر پر سپر کھینچکر تلوار کا ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے ادہم باد پیما کو جھکا کے کس کس چستی اور چالاکی سے اُسکے وار کو رد کر کے اپنا اُسپر وار کیا مگر اوچھا پڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور رخش کو ٹھہرا کر چاہا کہ دست بردی کرے محمد شاہ نے تلوار برق کیطرح چمکا کے ایسی ضرب اُس خود سر کے فرق پر لگائی کہ اُسنے خیار کیطرح دو نیم کر کے خانہ زین پر اُتر آئی

بیت
دو نیمہ بگردش بیک زخم تیز ✽ برآورد از ہندوان رستخیز ✽

اس درمیان مین ایک اور ہندو کالا بھجنگا مہیب تر مقابل آیا اور جو ہر ایک جوان اُن چالیس سوار و مین سے جو کفار کی جنگ مین مشغول تھے مرافعہ اُسکا نہ کر سکتا تھا سلطان بہ نفس نفیس اُسکے دفع مین مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کیطرح حملہ کر کے نعرہ مارا کہ اے بزدل سنبھل جا یہ کہکر شمشیر خارا شگاف صاف کنندہ میدان مصاف برق کیطرح چمکا کے مثل اجل اُسکے سر پر آیا اور بسرعت تمام تر اُسے بھی آن واحد

مین نہ تیغ کرکے دار البوار پر پہونچایا پھر تو اُس مقابلہ کے بعد عجب معاملہ ہوا کہ سلطان محمد شاہ کی ضربت اور نعرے سے
باقی ہندوون پر ایسا خوف چھایا کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا بے لڑے بھڑے میدان خالی ہو گیا بھاگ کر بتخانہ مین در آئے
اس عرصہ مین فوج بازماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجبر و قہر تمام بتخانہ مین داخل ہوا اور لوٹنے اور قتل کرنے
اور باندھنے مین مشغول ہوا نظم ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر ٭ ز زرین بتان برآسودہ دُر ٭ ہر یک صنم خانۂ دلپذیر ٭ نہ
چنیان گھر کا پدا اندر ضمیر ٭ صنم خانہا جملہ گشتہ خراب ٭ غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب ٭ بجز زیور و گوہر و گنج زر ٭
نمی برد کس ہیچ چیزے دگر ٭ اور سلطان محمد شاہ تاراج شہر کنچے مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام
فرما کے علم مراجعت بلند کیا اور ملک حسن نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک دکنی یہ مشورہ
بہت امرائے غریب کو مع لشکر دولت آباد و جنیر کہ قریب بارہ ہزار سوار کے تھے بہ نہایت سامان اور شوکت وصولت
سے نرسنگھ کی تادیب کو مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج مچھلی پٹن کیطرف کہ دکھنی ممالک
نرسنگھ سے تھے جا کر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کندپوریلی کی طرف عنان عزیمت
منعطف فرمائی اور حریفان کمین نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت تقرب
رکھتے تھے روکش کرنے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بوقت باتین وحشت انگیز خواجہ کی نسبت مجلس سلطان
مین مذکور کرتے رہین اور جماعت ناعاقبت اندیش اُس بزرگوار کی غیبت اور خیانت مین عنان زبان معطوف
رکھکر اُسکی خونریزی مین تقصیر نہ کرتی تھی یہان تک کہ کندپوریلی مین اُس جناب کو بہتان عظیم گرفتار کرکے
بیقصد و بقصور قتل کروایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد مین دائرہ ممالک بہمنیہ وسیع
ہوا رائے صائب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین گنگوی بہمنی کے ضوابط مین کچھ تصرف کرے
پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کرکے براہین معقولہ اُسکے ذہن نشین اور خاطر گزین کیا اور عمل مین لایا از انجملہ ایک
یہ ہے کہ ممالک کے پہلے چار حصہ تھے پھر آٹھ حصہ کیے اور آٹھ سرلشکر کہ انکی اصطلاح مین طرفدار کہتے ہین بہم پہونچائے اس
طریق سے مملکت برار کی دو قسمت کرکے گاویل فتح اللہ خان عماد الملک کو دیا اور ماہور خداوند خان حبشی کے سپرد کیا
دولت آباد یوسف خان کو دیا اور جنیر مع وافر محال اندا پور ماہین دمان و بسی و بندر گوہ و نلگوان کو بجانب فخر الملک
کہ خواجہ جہان ترک کے غزنین سے تھا رجوع کیا اور بیجاپور اور بہت ممالک اُسکے آب بہورہ اور رایچور اور مدکل آصف جم اقتدار خواجہ
جہان گاوان کو ارزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مل درگ اور شولاپور تک دستور دینار کو جو خواجہ سرا حبشی تھا حوالہ
کیا اور مملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بحری کے ضبط مین تھی اُسے بھی دو قسمت کی راجمندری اور
ملکنڈہ اور مچھلی پٹن اور اودیا اور بھی مواضع کثیر انہ نظام الملک کو دیکر حکومت ورنگل کی اعظم خان ولد سکندر خان
بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثمانیہ سے بہت قصبات اور پرگنات کو خاصہ کرکے خزانہ بادشاہی کے تحت
تصرف مین قرار دیے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو شخص
ملک کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اُس اطراف کے تمام قلعہ اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور وہ جس شخص کے
واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اور طرفدار مثل کوند دیوا و بہرام خان اور سکندر خان قلعہ متین اور سنگین
کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اسواسطے آصف جم اقتدار نے یہ امر شرائط احتیاط سے بعید جان کر

مقرر کیا کہ ایک قلعہ سر لشکر کے قبضہ مین چھوڑکر باقی ہطرف امرا اور منصبداران معتبر کو بادشاہ کے حضور حوالہ کرین
جیسے قلعہ دولت آباد و جنیار و بیجاپور و حسن آباد گلبرگہ اور ماہور اور کاویل اور بدرنگل اور راجمہندری حکام کے
سپرد ہوے اور باقی قلعہ حضور سے مردم معتبر کے تفویض ہوے اور سیسے تصرفات خواجہ سے ضوابط سلطان علاؤالدین
بہمنی مین یہ ہی کہ ایام سابق مین جب مملکت تلنگ شاہان بہمنیہ کے حوزہ تصرف مین نہ آئی تھی یون مقرر تھا کہ نقدی
کو ایک لاکھ ہون اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہو کرین بعد تسخیر تمامی مملکت تلنگ
نظر عطوفت حال سپاہ پر مبذول فرما کر یہ مقرر کیا کہ امراے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون اور ہزاری کو دو لاکھ
اور پچاس ہزار ہون پہونچا کرین اور جاگیر اس صورت سے دیتے تھے کہ جسکا اگر ایک لاکھ ہون سے کم حاصل ہوا یعنی
عاملان خزانہ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر امرا عدد مقرری سے ایک سپاہی کم ملازم رکھتے تھے
اہالی دفتر اُسکی بازیافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کامون کے سبب ضبط لشکر و ولایت اور رفاہیت خلائق
جیساکہ چاہیے ظہور مین پہونچی رونق عظیم امور سلطنت مین ظاہر ہوئی لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب داعیہ کے موافق
مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت سبکا عداوت کا کمر جان پر باندھا اور خواجہ اسکے سمجھا جو تمام ہمت اُسکی اپنے مالک
کی دولتخواہی مین مصروف تھی اُنسے کچھ پروانہ کرتا تھا اور جو درمیان خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پدری
اور فرزندی کی تھی آپسمین نہایت اخلاص رکھتے تھے ہر ایک مفسدہ مین دونون ہشیار رہتے تھے اور راستہ دراز مین
کسی طرح کا صدمہ اور گزند اُس بزرگ صوری اور معنوی کے وجود تک جو درپردہ پہونچا سکے اب اس عرصہ مین یوسف عادلخان
نرسنگھ کی سرحد پر متعین تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی سے جو خواجہ کی دستگیری اور میان انتفات کے باعث مرتبہ
اعلی کو پہونچکر مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی نے ملک حسن نظام الملک بحری
کے ساتھ اتفاق کیا تھا کہنے لگے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہین ہی فرصت غنیمت ہی خواجہ کے دفع مین کوشش
کرنی چاہیے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اُسکا
مہردار تھا طرح دوستی اور خصوصیت ڈالکر بذل نقود اور جواہر اور امتعہ نفیسہ اور اقسام اسپان تازی وغیرہ سے اُسے
شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب مین کہ وہ بدمست تھا ظریف الملک اور مفتاح حبشی ایک
کاغذ سفید پیچیدہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ برأت ہمارے فلان آشنا کا ہی اور اسپر مہر اکثر اہل دفتر
کی ہوئی ہی اگر تم ازراہ مراحم قلبی اور اتحاد دلی کے اسپر مُہر خواجہ کی ثبت کرکے ہمین اپنا رہین منت کروگے
بعید نہوگا غلام نے بیعقلی سے اُنکے کلام کو یقین کرکے جس مقام مین اُنہون نے کاغذ کھولکر دکھایا بغیر دیکھے بھالے
خواجہ کی مُہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھکر رات کے وقت ملک حسن نظام الملک
بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سبنے متفق ہوکر خواجہ کی زبانی راے اوڈیسہ کو
اس کاغذ مین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی مے نوشی اور اُسکے ظلم سے متنفر ہوے ہین اور ادنی توجہ سے دکن مسخر
ہوگا اس لیے کہ راجمہندری اور اُس سرحد مین کوئی سردار سلیقہ شعار اور جرار نہین ہی تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر بلا توقف
ولایت دکن مین چلے آؤ جو اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین ہر ایک طرف نشان دشمنی کا بلند کرونگا اور
نظام کے دفع کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کرلینگے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اُس وقت کہ

ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کتابت مزورینی جعلی کاغذ کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ مین درلائے اور سلطان جو کہ سر خواجہ پہ پیاسا تھا مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت پاکر کلام وحشت انگیز سے اُسکی آتش قہر کو اسطرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اُسکے دست اقتدار سے چھوٹ گئی اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال حامل مکتوب سے کہ جو خواجہ کیطرف سے راے اوڈیسہ کے پاس لیجاتا تھا آدمی خواجہ کے طلب کو بھیجا اور خواجہ کے متوسل نے طلب کے سبب پر مطلع ہوکر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھین بہتر ہوگا خواجہ نے یہ بیت کہ اُن دنون اکثر اُسکے وردزبان رہتی تھی پڑھی بیت
چون شہید عشق در دنیا و عقبی سرخروست ٭ خوش دمی باشد کہ ما را کشتہ زین میدان برند ٭ اور فرمایا کہ یہ محاسن جو ہمایون شاہ کیجیتی مین سفید ہوئی اگر اُسکے فرزند کی بدولت خون سے مخضب اور رنگین ہووے سرخروی کا سبب ہی آئندہ خوف خدا بہتر ہو غرور کہ برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہی سرنوشت سے احتراز نہین کرسکتا قضا سے نہین بچ سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ مین خوب کہا ہی بیت زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو ٭ دل شدہ مبتلائے تو ہرچہ کنی رضائے تو ٭ اس درمیان مین چند شخص امرائے کبار نے کہ اُسکے تابعون سے تھے آدمی معتمد خواجہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم دربار مین باتین موحش اور جانگاہ سنتے ہین ہزار سوار جرار آپ کے پاس حاضر ہین آپ انھین ہمراہ لیکر گجرات کیطرف تشریف لیجائیے ہم بھی جلو مین فدویون کے مانند ہمراہ رکاب قدم بقدم چلینگے خواجہ نے جواب دیا کہ مین سالہائے دراز سے اس خاندان عالی شان کا نمک خوار ہون اور کسی طرح کی تقصیر مجھسے وقوع مین نہ آئی اور شاہ بھی دفعتہً دشمنون کی تہمت سے بلا تحقیقات مجھے ساتھ بیوفائی کے منسوب نفرماویگا اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر نمک حرامی سے ہی پھر اُسی وقت شاہ کے دربار مین گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بیوجہ حرام خوری کرے اور ساتھ یقین کے ملے اُسکی سزا کیا ہی خواجہ نے کہا اُس بدبخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ درپئے غدر ہووے اور غداری اُسکی پایۂ اثبات کو پہونچے اُسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہین ہی یہ سنکر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آیۂ سبحانک ہذا بہتان عظیم پڑھکر جواب دیا کہ مہر کمترین کی ہی لیکن میرا خط نہین اور مین اس امر سے مطلق آگاہ نہین ہون اور قسم کھاکر مضمون اس مقال کا گذارش کیا قطعہ نخواندہ کہ جوہر امرش ٭ اہل معنی بخون دل سفتند ٭ کہ چو مستان یوسف دگر است ٭ آنچہ از بند دشمنان گفتند ٭ ہرچند خواجہ نے اسطرح کی باتین عرض کین سلطان جو شراب پیکر بیخود اور قہر و غضب کی شدت سے مبہوت ہوگیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اُس خاندان کا بھی نزدیک پہونچا تھا مقام تجسس و تفحص مین نہوکر دربار سے اُٹھا اور جوہر نام حبشی کو اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اس پیرانہ سالی مین میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہی لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہوگا سلطان نے کوتہ اندیشی سے اُسکی بات گوش ارادت سے نہ سُنی اور محلسرا کیطرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی شمشیر میان سے کھینچکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دو زانو قبلہ رو بیٹھکر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور ایک ضربت تلوار اُسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادۃ کہکر جان بحق تسلیم کی اور اسی درمیان مین سعید خان گیلانی کہ اُسکا ہمقوم تھا اور امرائے کبار کی سلک مین انتظام رکھتا تھا حسب اتفاق دیوانخانہ مین آیا اور جو غلام گرم سیاست تھے بحکم اُسکے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اٹھتر برس کی تھی اور شہادت سے چند روز پیشتر ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ

بہمنی کی ہجو مین موزون کیا تھا اُنمین سے دو بیت یہ ہین ابیات شد بشکل ضرب تیغت بر دوش جان حمائل ؛
ہیکل ز حرز سبعی وانگہ حراس ہر دل ؛ تیغ تو آب حیوان مردم ز حسرت آن ؛ آرے بعہد من شد آب حیات قاتل ؛
اور یہ واقعہ ہائلہ اور سانحہ جانکاہ ماہ صفر کی پانچوین تاریخ ۸۸۶ آٹھ سو چھیاسی ہجری مین واقع ہوا تھا داؤد
ملا عبد الکریم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہی کہ تلامذہ و ملکہ خواجہ کے مریدون سے تھا اُسنے یہ قطعہ اُسکی شہادت کا کہا قطعہ
شہید بیگنہ مخدوم مطلق ؛ کہ عالم را ز جودش بود رونق ؛ وگر خواہی تو تاریخ وفاتش ؛ فرو خوان قصۂ قتل بناحق
اور دوسری تاریخ یہ کہی بیت سال فوتش گر کسی پرسد بگوے ؛ بیگنہ محمود گاوان شد شہید ؛ ملا سامی
نے مداح اور نوکر اور ندیم اُسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اُسکا لکھا ہے قطعہ حیف خواجہ جہان کہ ہرگز حرام خواری ؛ ورال بود دنیا ؛ پیوستہ
جان سپاری ؛ گشت او شہید مغفور ای سامعی بحقیقت ؛ تاریخ کشتن او جو ز حلال خواری ؛ آثار بیدا اس خواجہ آصف شعار
کے زمین دکن مین بہت ہین خصوص تھا وہ مدرسہ کہ معمار ہمت اُسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر
خیر اثر احمد آباد بیدر مین اتمام کو پہونچایا تھا اور حسن قبول سے ربنا تقبل منا اسکی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامی
نے قطعہ تاریخ کہا ہے گوش ارادت سے سنو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ؛ چون کعبہ شدہ ست
قبلہ اہل صفا ؛ آثار قبول بین کہ شد تاریخش ؛ از آیت ربنا تقبل منا ؛ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ ۱۰۲۳
ایک ہزار اور تئیس ہجری ہے اب تک وہ عمارت مدرسہ مع مسجد اور چار طاق و بازار بزرگ باقی ہے اور اُسکی لطافت اور پاکیزگی
سے ایسا دریافت اور مشاہدہ ہوتا ہے کہ ابھی معماران چابک دست نے اسکی تعمیر سے ہاتھ کھینچا ہے
اور ذات شریف اُس آصف جاہ کی بانواع علوم عقلیہ و نقلیہ خصوصاً ریاضی اور طب مین اتصاف
رکھتی تھی اور فن نظم و نثر اور انشا اور حساب مین بھی اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا
اور رسالہ روضۃ الانشا اور دیوان اشعار اُسکا ابھی بعضے مرد صاحب حیثیت کے پاس بہم پہونچتا ہے اور ہمیشہ سے
فاضل عصر کیواسطے خراسان اور عراق مین تحفہ اور ہدایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ
اُس سے التفات فرماتے تھے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ مکاتیب اُسکو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے
تھے اور حضرت مخدوم بھی نظر اُسکے عقیدہ اور اخلاص پر رکھکر صفا و صفات مرسول رکھتے تھے جیسا کہ اُسکی انشا
یعنی منشآت مین موجود ہے اور رقعات مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہے کہ مخصوص بنام اُسکے لکھا ہے اور
مطلع اُسکا یہ ہے مطلع مرحبا اے قاصد ملک معانی مرحبا ؛ الصلا کز جان و دل نزل تو کردم الصلا ؛ اور اس
قصیدہ مین یہ بھی بیت ہے بیت ہم جہان را خواجہ وہم فقر را دیباچہ اوست ؛ آیت الفقر لاکن تحت استار
الغنا ؛ اور دوسرے قطعہ مین فرمایا ہے ؛ قطعہ جامی اشعار ذلال ز تو جنسیست لطیف ؛ بودش از حسن بود لطف
معانی آرش ؛ ہمرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد ؛ شرف عز و قبول از ملک التجارش ؛ اور ملا عبد الکریم ہمدانی
نے ایک کتاب مشتمل اُسکے حالات زمانۂ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور مسعود
اس صحائف کا خلاصہ اسکا کہ لائق کتب تاریخ ہے درج کرتا ہے واضح ہو کہ آبا اور اجداد اُسکے ایام
سوابق مین وزراے شاہان گیلان کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز اور مکرم رہے
اور بخت معز افزون کی اعانت کے باعث ایک اُنمین سے سریر رشت پر متمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور

بروایت حاجی محمد قندھاری اُس دولت نے عہد شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تک امتداد پیدا کی اور اسکی
کوشش کے سبب خدمت انقراض قبول کی اور جب اولاد بادشاہان ذاتی رشتہ سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم
اقلیم وجود مین رکھا اور بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات رشک وحسد ابنائے جنس ملوک سے خائف ہوکر
اپنی والدہ کی تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلاے وطن ہوا اور بادشاہان عراق وخراسان
نے تقریبات اٹھاکر منصب وزارت کی ہرچند تکلیف فرمائی علو ہمت سے قبول نہ کرکے برسم تجارت
ربع مسکون کی سیر مین مشغول ہوا اس درمیان مین علما اور مشائخ عصر سے جو صحبت رکھتا تھا اُنکے
فیض نظر سے صاحب خوارق عادات ہوا جس وقت کہ تینتالیس مرحلہ اُسکے مراحل عمر سے طے ہوئے دکن مین
بقصد زیارت بعنوان تجارت دریا کے راستہ سے بندر داُبل مین آیا شاہ محب اللہ اور مشائخون کی زیارت
کا عازم ہوکر احمدآباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اُسی لباس مین مشائخ دہلی اور اُس حدود کے
فقرا کی زیارت سے مشرف ہوں سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اُس قدوہ ارباب صفا کو اپنی صف اکابر
واعیان مین بتکلیف تمام منتظم کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد مین بخطاب ملک التجار کہ اُس دولتخانہ مین
اُس سے بزرگتر کوئی خطاب نہ تھا تمام ارکین سلطنت سے ممتاز ہوکر وزیر اور جملۃ الملک ہوا اور
خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور مین کتنے منصب اور اُسپر اضافہ ہوئے اور خواجہ
جہان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص رکھے اور دو ہزار اور سلطان کی طرف سے
اُسکے تابع تھے اور ولادت اُس بزرگوار کی قریہ قاوان من اعمال گیلان مین ہوئی لیکن شہرت اُسکی اقالیم سبعہ
مین بگاوان ہے نہ قاوان ایکدن خواجہ قصر ارک احمدآباد بیدر پر سلطان محمد شاہ کے دربار مین بیٹھا تھا
ناگاہ ایک گاے یا بیل نے پائین قصر سے فریاد کی ایک احضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ بیل کیا کہتا ہے فرمایا
کہتا ہے کہ تو ہماری جنس سے ہے انجمن شاہ مین کیا کرتا ہے سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ اور خندان ہوا اُس
جواب سے آثار کدورت اصلا ناصیۂ حال پر ظاہر نفرمائے اور اسقدر اوصاف حمیدہ خواجہ اور شکر الٰہی
بجالایا کہ مزید اُس سے متصور نہ تھا اور اُسی مجلس مین فرمایا کہ مجھے شاہان ہمعصر ماضیہ پر تفاخر کسواسطے ہے کہ
مین مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہون انمین ایسا شخص کہ خاصیت عنقا کی رکھتا ہے میسر نہوا اور اُس عرصہ
مین سلطان حسین میرزا بادشاہ دارالملک ہرات نے مولانا سید کاظم کو برسم رسالت قندھار اور لاہور
کے راستہ سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیجکر بعد ادائے شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور
خواجہ ہرچند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ
کی عرض مین پہونچایا اور جب اُسنے رخصت معاودت ایران نفرمائی خواجہ نے ناچار ہوکر سید کاظم کو
باعزاز واکرام فراوان مع تحف وہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کی کیطرف روانہ کیا اور ایک
عریضہ تحریر کرکے معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے راستہ سے
فارس کیطرف گیا اور شیراز مین رحل اقامت ڈالا اور اُسی ولایت مین سفر آخرت کا عازم ہوا اور
خانۂ تن مہمان روح سے خالی کیا اور وہ تحفہ وہدایا مقام مقصد مین نہ پہونچا درمیان مین فوت اور ضائع ہوا

اور ایک قصیدہ شہرآشوب مشہور نتائج طبع سید کاظم سے ہے اور یہ مطلع اسکا ہے مطلع قصیدہ شکر خدا کہ
قاضی شہر ہر سے نیم ؛ در سلک آدمی منفتانم خرے نیم ؛ القصہ اُسکے بعد خواجہ عماد الدین محمود بخطاب خواجہ
جہان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اس دولتخانہ مین مین نہین رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاء الدین
بہمن سلطان احمد شاہ کے عہد مین ساتھ اس خطاب کے معزز اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استرآبادی تھا اور اُس
مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک پھول نہ چنا تھا کہ خواجہ محمد خان کی شمشیر خونریز سے دو نیم ہوا
اور دوسرا خواجہ جہان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب مین نہین جانتا کہ میرے سر پر کیا آفت آوے گی اور وہ
بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی اور تکریم اور تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تمام
سلطان محمد شاہ بہمنی سے رکھتا تھا آوازہ اُسکی سخاوت کا عالمگیر ہوا کوئی شہر اور قریہ ربع مسکون مین ایسا نتھا
کہ انعام اُسکا وہان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہو اور حسن خلق کے ساتھ لوگون مین زندگانی کرتا تھا اور کمال
شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے بعد قتل خواجہ حرمسرا سے برآمد ہوکر حکم فرمایا
کہ منادی کریں کہ لشکر اور بازاری سے جو شخص کہ چاہے اردوے خواجہ کو خزانہ اور اسپ و فیل و اسباب خاص کے سوا
تاراج کرے غریبان نوکر خواجہ کہ متوہم ہوکر منتظر خبر تھے ہجوم عام دیکھکر اسپان بادپا پر سوار ہوکر بطور لغت
وعجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس روانہ ہوئے اور اپنے تئین حوادث کے دست و برد سے نجات دی
اور امراے طرابع باوجود اسکے کہ نوکر شاہ تھے سوار ہوکر خیمہ اور خرگاہ سے باہر گئے اور افواج ہتھیار آراستہ کرکے ایستادہ
ہوئے اس درمیان مین انھین خبر پہونچی کہ اتفاق کرنا تمھارا خواجہ سے بہ قصد روانگی گجرات شاہ کے گوش زد
ہوا ہے اسواسطے تمہین بھی تیغ بیدریغ سے قتل کریگا یہ سنکر وہ بھی خائف اور ہراسان ہوکر اکثر نے آپ کو یوسف
عادل خان کے پاس پہونچایا اور بعضے اور طرف روانہ ہوئے پھر تاراجیون نے اس بیچارہ کے اُردو کو ایک
ساعت مین تاراج و غارت کرکے اُسکا اثر باقی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے زر و جواہر کی بہت تعریف سنی
تھی اُسکے خزانچی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جسنے خواجہ کی خدمت مین ایک عمر صرف کی تھی بلاکر نقود اور جواہر طلب
کیا خزانچی نے حیران ہوکر یہ عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو بندہ راست راست عرض کرے سلطان نے اُسے جان
کی امان دیکر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہے پوشیدہ نہ رکھے گا تو مین تجھے نوازش خسروانہ سے سرفراز کرونگا خزانچی
نے عرض کی کہ اے سلطان میرا مالک دو خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ موسوم کرکے اُسکا روپیہ دواب اور
باورچیخانہ اور سپاہیون کے مصارف مین خرچ کرتا تھا اور اسمین ہزار لاری اور تین ہزار ہون موجود ہین اور دوسرے
خزانہ کا نام درویشان رکھکر فقرا اور مساکین کا اُسمین حصہ تھا اُس خزانہ مین تین سو لاری اُسکے بھر موجود ہین
شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اور کیا معنے رکھتا ہے کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا ہمسر تھا اسقدر خزانچی نے جواب
دیا کہ جسوقت زر اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک مہینے کا خرچ اسپ و فیل و سپاہ کا جدا کرکے خزانہ شاہ مین بھیجتا تھا
اور باقی خدا کی راہ مین فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور اسمین سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص مین صرف نہ کرتا تھا اور
مبلغ چالیس ہزار لاری کہ برسم تجارت ایران سے ہندوستان مین لایا تھا ہر سال مملکت دکن سے متاع خرید کرکے
ایک جماعت معتمد کی مصاحبت سے اطراف و جوانب کے بنادر مین بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کرکے لاتے تھے راس المال

کو جدا کرکے ہر روز بارہ لاری اپنے خرچ خاص مین اُٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پہننے مین صرف کرتا تھا اور باقی تمام منفعت
خزانہ بخش درویشان نگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزون اور اکناف عالم کے گوشہ نشینون اور متوکلون کو جو ہنگام
تجارت بھی اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان مین نہ آتے تھے اُنمین سے بھیجتا تھا سلطان متعجب ہوا اور
دشمنون نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد عاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچیگا سب احمد آباد
بیدر مین چھوڑ کر نکل گیا خزانچی نے جواب دیا ان دو خزانون مین سے یہان اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہی اگر وہان سے
ایک لاری بھی برآمد ہووے غلام کے سو ٹکڑے کرین سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانون کے لوگون کو طلب کرکے
تحقیقات کی پہلے میر فراشون نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر مین ہمراہ ہی اور شہر مین چند چٹائی اور بوریے
کے سوا کہ درویشون کے بیٹھنے کے لیے درست کیے ہین دوسرا فرش موجود نہین ہی اور ہمیشہ خواجہ بوریے پر استراحت فرماتا تھا
پھر چاشنی گیر اور بکاول سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر یہ گزارش کی کہ دیگ اور
طباق اور ظروف چینی جو کچھ مال خواجہ کا تھا تمام اس سفر مین حاضر ہی اور خواجہ کیواسطے خاصہ دیگ گلی مین پکاتے تھے
اس گفتگو کے بعد کتب خانے کے داروغہ نے بادشاہ کے روبرو جاکر عرض کیا کہ تین ہزار
جلدین کتب کی کتب خانے مین ہین تمام کتب طلبا پر وقف ہین اور جب سلسلہ کلام کا یہانتک پہونچا شاہ متفکر ہوا اور
خزانچی نے موقع دقت کا پایا اور زبان مظلومانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا ای سلطان محمود گاوان اور مثل اسکے
سو ہزار بھی فدا ہون تو کسواسطے اُسکا حقوق خدمات منظور نہین رکھا اور حامل مکتوب جو نوشتہ اسکے اور دیسہ سے
پایہ ثبوت کو پہنچا خدا سے طلب نہین کرتا تو پھر تمام خلائق پر اُسکی حرامخوری ظاہر ہوئے شاہ اس کلام کے سننے
سے متنبہ ہوکر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنون کو حکم دیا کہ اُس کاغذ کے دارندہ کو
حاضر کرو اور یہ کہکر اُسی روز دربار سے برخاست کرکے حرم سرا مین گیا اور وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بی بی حمیدہ جہان
جو مخدومہ جہان کے لقب سے مخاطب تھی بیان کیا اور اپنے حکم بیجا سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ
احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور روز سوم کو جمیع امرا اور ارکان دولت کو شاہزادہ محمود خان کے ہمراہ اُسکی زیارت
کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضارا اُس شب کو فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان
حبشی مع لشکر برار اور ماہور کوچ کرکے لشکرگاہ سے دو فرسخ پر فروکش ہوئے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور
موقوف رکھا علی الصباح آدمی اُنکے پاس بھیجا اور نہ آنیکا سبب استفسار کیا اُنھون نے جواب دیا کہ مقربان درگاہ نے
افترا و بہتان کرکے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروا دیا اگر ہمین بھی کسی تہمت مین مبتلا کرین کیا عجب ہی شاہ نے مخفی انکے
پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور مین حاضر ہو تو لوازم مشورت بجا لاکر خواجہ کے دشمنون کو سزا دون اُنھون
نے معذرت کے بعد گزارش کی کہ جسوقت یوسف عادلخان آویگا ہم اُسکے اتفاق پابوسی کو حاضر ہونگے سلطان
نے مدارا اور مواسات کے سوا علاج نہ دیکھکر فرمان طلب یوسف عادلخان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادلخان
بسبیل استعجال کوندپور بلی مین آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سب نے صاحب ارادہ ہوکر اپنے جمیع
مدعیات حسب دلخواہ بنائے اور خواجہ کی جاگیر بیجاپور وغیرہ تمام ممالک یوسف عادلخان کے مفوض ہوئی طرفدار اس
حدود کا ہوا اور دریا خان اور فخر الملک اور ملوخان اور کثیر امراے مغل و ترک اُسکے تابع ہوئے ممالک بیجاپور سے

جاگیر پائی ملک حسن نظام الملک بحری نائب اور پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی طرفداری پائی اور عماد الملک اور خداوند خان حبشی بھی نافذ الرام ہو کر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوئے اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر خلان ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنگل اور راجمندری کے سرلشکر ہو کر انھون نے سلطان کے ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد مین پہونچے یوسف عادلخان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان شہر مین نہ آئے بیرون شہر وارد ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا ستیزہ مناسب جانکر اُنسے کچھ نہ کہا اور رخصت جاگیر دیکر جوشن صبر گلے مین ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بحری خواجہ کیطرح ضبط لشکر کریگا پایہ اُسکے مرتبہکا روز بروز بلند تر کیا اور نہایت التفات اُسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ نفرت طبائع کا موجب ہو کر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ ساتھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کو دام مین لاکر انتقام لینے سیر کے بہانہ قلعہ بلگوان اور دریا بار کے احمد آباد بیدر سے نہضت کی اور حکم کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر اپنے آہستہ اُس سے ملحق ہوئے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کرنے لشکر گاہ سے دور فروکش ہوتے تھے اور کوچ کیوقت سر راہ ایستادہ ہو کر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ ایک بیت ... خواجہ کو یاد کر کے اُسکے قتل ہونے پر تاسف کرتا تھا اور جو کہ خود کردہ کا علاج نہین ہے صبر کرکے طیش کھاتا تھا یہانتک کہ بلگوان مین پہونچکر سرو شہر اور قلعہ کی سیر کی ہرچند امرا کو تکلیف سیر شہر کی دی اور لوگون کی ... قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ و محزون ہو کر عازم مراجعت ہوا اور اسی عرصہ مین خبر پہونچی کہ کشور راے حاکم بیجانگر لشکر عظیم تیار کر کے ... جنگ پر آمادہ ہے سلطان نے یوسف عادل خان کو مع ... دفعہ کو بھیجا اور خود کوچ متواتر کر کے فیروز آباد گیا لیکن فتح اللہ عماد الملک ... بے اجازت برار کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار بنگاہ ساختہ نہوگا ... سکوت اختیار کیا اور وہین سے فیروز آباد مین بسبب ظاہر لوگون کے دکھانیکو عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن مین اندوہ و غم کے غلبہ سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اسواسطے شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کر کے ملک حسن نظام الملک بحری کو اُسکا وکیل سلطنت کیا اور اس بارہ مین ایک محضر کہ کا بر و علما اور قضات کے دستخط اور مہر سے مزین اور مسجل کیا اور اُن دنون مین سلطان مکرر زبان پر لاتا تھا کہ ظاہرا یہ دولت زوال پر ہے کسواسطے کہ امرا مجھ ایسے بادشاہ کی کہ سالہا سال بادشاہی کی ہے اور ضرب شمشیر سے اتنے ملک فتح کیے اطاعت نہین کرتے میرے بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کرینگے پھر رفتہ رفتہ ضعف نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دار الملک احمد آباد بیدر مین جاکر صحت پائی اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا بیت باز اعتدال یافت مزاج شہنشہی ✤ روز نشاط آمد و بگذشت شام غم ✤ اور ابھی ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان مین ہوتی ہے باغراطبا کی ... کر کے سو گیا حرارت حرکت جماع اور شراب اور خواب کی دلکی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس اور سراسیمہ خواب سے اُٹھا اور شرف جہان طبیب نے عرق بید مشک سرد پانی مین شریک کر کے پلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اُسکی غیبت مین اس

غرض مشہور ہے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہی قریب تھا کر متقربان بیوقت کی تجویز سے چند پیالے شراب کے نوش کیے کام این وآن سے درگذرا پھر طپش دل سے اُلجھنے اور دم توڑنے لگا اور حالت سکرات اور بحالت جانکنی جو بعد ہوش میں آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ پوشیدہ خواجہ مجھے کھینچتا ہے اور غرۂ صفر سنہ آٹھ سو ستاسی ہجری میں قدم اقلیم عدم میں رکھکر خرخشۂ جہان سے چھوٹا اور سامعی نے اُسکی تاریخ وفات میں یہ قطعہ موزون کیا قطعہ

شہنشاہ جہان شاہ محمد ٭ کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد ٭ دکن چون شد خراب از رفتن او ٭ خرابی دکن تاریخ او شد

اور سلطان محمد شاہ نے اول بیس برس بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی فتوحات کی ابتدا الملک المعبود

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اسکے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظم اخبار اعاظم جواہر سخن کو رشتہ بیان میں یون منتظم کرتا ہے کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر میں مسند عارتی شاہی کو بفر و شکوہ اپنے زیب و زینت بخشی اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سرنوبت جو حاضر تھے اُنسے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اسطور سے واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بہ تخت فیروزہ تھا ابتدائے آفرینش سے اُسوقت تک اُس نفاست کا تخت بہت کم نشان دیتے تھے تخت گاہ میں بچھا کر اُسکے دو طرفہ دو کرسی نقرہ رکھیں پھر شاہ محب اللہ اور سید حبیب نے کہ افضل اصلح مشائخ اُس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھکر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے زیب سر کیا اور دست راست جب پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ داہنی طرف کرسی پر بیٹھے اور سید حبیب بائیں طرف کرسی پر متمکن ہوئے پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے روبرو آنکر مبارکباد کہی اور اپنے مقام پر ایستادہ ہوئے اور جمیع امرا اور ملوک و سپاہی جو شہر میں حاضر تھے شرف تسلیم سے مشرف ہوئے اور اسی دربار میں بعضوں نے مذکور کیا کہ مجلس رفیع میں یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان اور طلوخان اور فخر الملک کہ امرائے کبار ترک سے ہیں حاضر نہیں انکی غیبت میں کیون اجلاس کیا ملک حسن نظام الملک بحری نے کہا مہم سلطنت کو معطل رکھنا موجب فساد ہے جسوقت وہ بزرگوار دکن سے آوینگے ایکبار اور اجلاس کرکے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان قسمت کرینگے اور ملا عبد الکریم ہمدانی جو اُس مجلس میں حاضر تھا لکھتا ہے کہ اہل معارف گفتگو مذکور اول جلوس کو شگون بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے ساتھ استعداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ و جدل و نزاع و کلفت میں گذری اور سلطنت خاندان بہمنیہ سے منتقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ صغر سن میں تخت دکن پر متمکن ہوا امرائے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن مخدومہ جہان اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کے ضبط و حراست کی برکت سے اِس آرزو کا کانٹا اُنکے دل میں چبھا اپنا ارادہ کسی سے اظہار نہ کر سکتے تھے اور جب سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے وقوف تمام مہمات شاہی میں پیدا کیا اور اُس جماعت کو باہستگی اور مدرج اوج عزت سے شیب ذلت میں ڈالا اور غلاموں کی پرورش و پرداخت میں مشغول ہوکر دو ہزار غلام گرجی اور چرکس اور قلماق وغیرہ بہم پہونچائے اور دو ہزار غلام اور حبشی اور ہندی جمع کرکے غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ تبریز میں قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی سے دستور دینار خواجہ سرا کو اور جماعت ہندی سے ملک حسن کو کہ آخر میں خطاب نظام الملک بحری پایا تھا منظور نظر عنایت کرکے سر افتخار اُنکا اوج

ملک اعظم پر پہونچا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو بایام طفلی آغوش مین لیتا تھا اور کوکا تھا امراے کلان سے ہوا اور شوکت اور استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان نے اپنے بحری خاص کو جو کل جانوران شکاری سے انتخاب کرکے اسکو منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور تمام اہم تعلقہ اسکے حال پر رکھتا تھا اُسے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری نے عزت لا کلام بہم پہنچائی اور مشہور بحری ہوا اور جو صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہوکر بزرگ ہوا بعضون کو منصب دیا اور بعضون کو سلک امرا مین منسلک کیا چنانچہ جس وقت کہ سلطان محمد شاہ نے اُسکو تلنگ کی صوبہداری عنایت فرمائی اور اُس تمام ملک مین غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر نہ تھا اور خواجہ اُسکے حرکات اور سکنات سے رائحہ مخالفت اور بغاوت سونگھکر ہمیشہ اُس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور یوسف عادلخان سوائی کو کہ اُسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک مین منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھرلہ اُسکی دستگیری کرکے بزرگ کیا اسیطرح سے سب غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فخر الملک کوتوال اور دریا خان اور [illegible] خان کو امراے عظام کے گروہ مین شامل کیا اُنکے واسطے ایک درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دنیار حبشی کی بھی دستگیری کرکے صاحب اعتبار کیا اور اسیطرح سے اپنے ابناے جنس کی پرورش اور رعایت مین کوشش کی اور سعید خان گیلانی اور زین الدین علی اور ایک جماعت امراے مغل کو مسند دولت و عزت پر متمکن کیا اور اپنے غلام مشہور کشور خان کو امراے بزرگ مین منخرط کرکے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ بہم پہونچے مغل اور ترک اور حبشی اور دکنی لیکن حبشی بلوصف اسلئے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریبات چند غلامان دکنی سے ایک دل ویکجہت ہوئے اور ملک حسن نظام الملک بحری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول اور آخر سے خواجہ کے مقام اخلاص مین ہوکر ہوا خواہ ہوئے اور اس سبب سے خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکنیون پر مسلط تمام ممالک مین اول یوسف عادلخان کو دولت آباد کا طرفدار کرکے شاہان گجرات اور مندو پر مقرر کیا اور حسن بحری سے جمیع امراے اتراک کو اُسکے سپرد کرکے دربار شاہ مین ملک حسن نظام الملک بحری سے بالا دست ایستادہ کیا اور ملک حسن اس سبب اور باقی اور بھی وجوہ سے مار سر کوفتہ کے مانند بیچتاب کرکے ہمیشہ باتین وحشت انگیز اُس دو گروہ کی نسبت سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتا تھا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف عادلخان کی روز بروز عزت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اُسکا آپہونچا جیسا کہ مذکور ہوا ملک حسن نظام الملک بحری نے بازی کو جیت لیجا کر خواجہ کو شطرنج بلا اور خانہ دغا مین غرق کرکے شہمات کیا اور یوسف عادلخان طالع کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بحری کے بیجاپور کی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اُسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادلخان اور جمیع امراے مغل اور ترک اور دکنی جو کوکن کی یورش مین ہمراہ تھے مشورہ کرکے اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر بہ تجمل و شوکت جلوس کے مبارکباد کیواسطے دار الخلافت کیطرف متوجہ ہوئے اور شہر کے باہر اقامت کی یوسف عادلخان اور دریا خان اور فخر الملک اور تغرش خان اور ملو خان ولد قاسم بیگ صف شکن اور اژدر خان اور غضنفر خان ہزار جوان چیدہ

مغل اور ترک ہمراہ لیکر بادشاہ کی ملازمت کیواسطے شہر مین داخل ہوے اور جبوقت قلعہ ارک مین پہونچے باوجود اسکے
کہ رسم نہ تھی کہ امرا اپنے نوکرون کو دارالامارہ کے اندر لیجاوین لیکن ملک حسن نظام الملک بحری کے غدر کے ملاحظہ سے
دو سو جوان مسلح اور مردانہ دارالامارہ کے اندر ہمراہ لیگئے ملک حسن نظام الملک بحری نے خود دوراندیشی کرکے امرا
منصبداران اور خاصہ خیل قریب پانسو جوان کے مع تمام یراق یوسف عادل خان کے رفع کیواسطے قلعہ مین ڈریا
لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت سے مطلع ہوا معاودت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کرکے مع اس
جماعت یکدل و یکزبان تلوارین ہاتھ مین لیکر قصر تختگاہ پر جا پہونچا اور چار ناچار ملک حسن نظام الملک بحری
اور امیر قاسم برید نے پیشوائی کرکے انھین سلطان محمود شاہ کی شرف تسلیم سے مشرف کیا اور یوسف عادل خان
مبارکباد و کنگر پروش قدیم سب سے بالادست ایستادہ ہوا اور دریا خان ملک حسن نظام الملک بحری کے زیردست
کھڑا ہوا اس صورت مین درمیان اُسکے اور ملک احمد اُسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر اعوان و انصار ملک حسن نظام الملک
بحری کے انکا قصد کرین اول اپنا انتقام ملک حسن اور ملک احمد سے لیوین اور بعد اُسکے جو ہونیوالا ہو ہو وے
ملک احمد نے اس سبب سے آزردہ خاطر ہوکر چاہا کہ دریا خان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے
ملک حسن واقف ہوکر مانع آیا اور فتنہ و فساد کے دفع کے بارے مین اُسیوقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد
اختصاص خلعتہاے فاخرہ انھین رخصت انصراف کی یوسف عادلخان کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے فساد
سے ایمن نہ تھا ملک حسن کا ہاتھ پکڑکے حرف و حکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل وحشم مین پہونچا دوستی
اور یکجہتی اظہار کرکے نہایت تواضع سے اُس سے جدا ہوا اور ہزار مرد کارآمدنی کے ہمراہ اپنے مکان مین شہر کے اندر
فروکش ہوا اور دریا خان کو حکم کیا کہ باتفاق امراے دیگر نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے
دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری مع قوام الملک کبیر و صغیر یوسف عادل خان کے مکان پر جاکر یہ بات کہی کہ مناسب
یہ ہے کہ تم اور جمیع امراے ترک ہماری طرح شہر مین چلو تو ہر صبح کو باتفاق دربار مین جاکر دولتخانہ کا بند و بست کرین اور آپسمین
اختلاط اور ارتباط کرکے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہین یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جو یہ
دوستی اور اتحاد کے بارہ مین کہتے ہو عین مدعا ہے لیکن ہر ایک روز دربار مین آنا مناسب نہین کسواسطے ہم مردم
لشکری کے ساتھ رہتے ہین اور مہمات مالی اور ملکی مین وقوف نہین رکھتے اور جس طریق سے کہ شاہ مرحوم نے منصب
کرکے مقرر کیا تھا تم اپنے کام مین مشغول رہو اور ہم اپنے کام مین اور علاوہ اسکے امراے ترک کا شہر کے باہر
رہنا بہتر ہے کسواسطے کہ وہ جماعت جاہل ہے مبادا انکے اور دکنیون اور حبشیون کے درمیان شہر کے کوچہ و بازار مین
گفتگو اور ردوبدل ہووے آتش فساد افروختہ ہووے پھر اُسی مجلس مین یون مقرر ہوا کہ نظام الملک بدستور قدیم
وکیل السلطنت ہو اور منصب وزارت اور امیر جملگی اور اشراف و نظارت کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین اُس سے
تعلق رکھتے تھے دوسرون سے رجوع کرے اسواسطے آپسمین مشورہ کرکے وزارت کل قوام الملک کبیر بیشتر ترک
اور تلنگانہ کو اور مشرقی قوام الملک صغیر سرلشکر کو راجمندری اور نظارت دلاور خان حبشی کو جو امراے کبار سے تھا متوجہ
ہوئی اور اسیطرح مناصب اور خدمات آپسمین صلاح کرکے لوگون کے نامزد کیے اُسکے بعد باتفاق دولتخانہ شاہی مین گئے
اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو مخلع کرکے یوسف عادل خان اپنے مکان مین آیا اور دوسرے امور بادشاہی

مین مطلق دخل نہ کیا اور تین مہینے تک مغل اور ترک اور دکنی اور حبشی مہم لسے عاجز اور آبنوس کے مانند آمیختہ اور مانوس رہے لیکن ملک حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر نے نقض عہد کرکے اس فکر مین ہوئے کہ یوسف عادلخان ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجیے اور عادل خان دکنی کو جو امراے عمدہ اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر کیطرفسے ورنگل مین مقیم ہوکر اسحدود کے مہمات کو سرانجام کرتا تھا اسکی جگہ نصب کرین اسواسطے فرامین طلب بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک صادر ہوئے کہ تم باتفاق امراے اس حدود کے افواج کو لیکر یہاں آؤ اور شاہ کو مبارکباد کہو اور پھر عادلخان دکنی اور فتح اللہ عماد الملک مع لشکر ہاے آراستہ دار الخلافت مین آکر شہر کے باہر وارد ہوئے اور جریدہ شہر مین جاکر لوازم مبارکباد اور پیشکش بجالائے اور دربار سے مخلع اور مسرور ہوکر بازگشت کی اور جب دو تین ہفتہ اس نہج پر گذرے ملک حسن نظام الملک بحری سررشتہ ملک کا اپنے ہاتھ مین لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل نگاہ رکھتا تھا اس سے یہ بات کہی کہ مین چاہتا ہون کہ آج امراے دکنی کو بلاکر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور کردان اور ہم تم اسکے دغدغہ سے خاطر جمع کرکے اور امراکو جو اس سے متفق ہین تھانون کیطرف رخصت کرین آخر کو فتح اللہ عماد الملک اور امراے دکنی ملاحظہ کے سبب کہ امراے ترک سے انکے دلمین جاگزین ہے گھر سے باہر نہین آسکتے ہین اگر صلاح وقت ہو اسے ترک حضور انکو اپنے مکانون مین رہین قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا و سب دن ملک حسن نظام الملک بحری نے شاہ کو قلعہ ارک کے برج پر بٹھاکر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ کرکے شاہ کے ملاحظہ مین درلاوین تو خلعت پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرہاد الملک کو توال نے اس امر سے واقف ہوکر قوام الملک کو خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک تجھسے اور جمیع ترکون سے مقام غدر اور عداوت مین ہے اور یوسف عادل خان کے دفع کیواسطے بہانہ کیا ہے ایسے دنون مین امراے ترک کو اپنے مکانون مین نہ فل بٹھانا عقل سے بعید ہے قوام الملک کبیر جو یوسف عادل خان کی عداوت مین مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اسنے کمال اعتقاد کیا جو کہ اسکی قضا کا زمانا قریب پہونچا تھا قبول نکیا اور عادلخان دکنی کہ اس مقدمہ سے باخبر تھا ملک حسن نظام الملک کے اشارہ کے موجب مسلح اور مکمل ہوکر مع لشکر تلنگ شہر مین درآیا اور اسی طور سے فتح اللہ عماد الملک سپاہ کاو یل لیکر داخل ہوا اور شاہ کے مجرے سے اختصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفون کا دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونون سرلشکر کو برج کے اوپر طلب کرکے فرمایا کہ غلامان ترک جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکر بے اندامی بہت کرتے ہین مناسب ہے تم انکی تادیب اور تنبیہ کرو اور جو فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت اور صداقت رکھتا تھا اسے مجلس مین نگاہ رکھا اور لشکر کو مع عادلخان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکون کے قتل پر مامور کیا عادلخان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کرکے فرہاد الملک کو توال کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے بند کرکے ترکون کے قتل مین کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور تغرشتی اور قدم خان اور بھی امراے ترک جو یوسف عادلخان کے طفیل سے شہر مین تھے جنگ کنان و مردانگنان دروازہ شہر کیطرف متوجہ ہوئے اور انسبھی تیغ تیز سے قتل کیا اور دریا خان کو کہ خبر غوغا شہر مین سنکر فوجین آراستہ کی تھین بہولے مین نے سوار اور بروایتے دس ہزار سوار سے شہر مین درلائے اور مقتول ہے بیش روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی اور چند مرتبہ

درمیان یوسف عادلخان اور ملک حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہائے شدید واقع ہوئے اور تین چار
ہزار مردم طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہوتا تھا آخر علما اور صلحا درمیان مین آئے اور حرف صلح مذکور
کیا اور اسواسطے کہ بہت ترک معتبر مقتول ہوگئے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چند روز کے باتفاق
اپنے اعیان و انصار کے شہر سے برآمد ہوکر بیجاپور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک احمد کو
جاگیر سرداری بار و اور مسطرف کے بہت پرگنات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فخر الملک دکنی غلام زادہ ملک التجار
محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امرائے ہزاری مین داخل کیا اور اُسکے فرزندون
کو بھی منصب دیکر بخواجہ جہان مخاطب کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت اور میر جملگی دیکر اُسکے بیٹے شیخ علاء الدین
کو باپ کیطرف سے برار کی سرشکری پر بھیجا اور اُنھین اپنے انصارون مین شمار کیا اور قاسم برید کو جو اسکا انصار تھا
اور ایام ترک کشی مین تقصیر کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر سرنوبت کیا اور اقوام الملک صغیر کو جاگیر تلنگ کی رخصت دی
اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک ہر روز بلاناغہ والدہ سلطان محمود شاہ کے
پاس جاکر اُسکے مشورہ سے امور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاور خان حبشی نے اُنپر حسد کرکے شاہ سے عرض
کی کہ فلان فلان شاہ کو حساب و شمار مین نہین لاتے اور آپ کی والدہ کے پاس خلوت مین بیٹھکر امور ملکی اور مالی کو اجرا
کرتے ہین اور ابتک حضرت کو طفل صغیر تصور کرتے ہین اس بات نے بادشاہ کے دلمین اثر کیا اور دلاور خان حبشی
کو حکم اُنکے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونون وزیر امور ملکی اور مالی کے سرانجام کو اُسکی والدہ کے پاس گئے تھے
دلاور خان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچکر سر راہ جا بیٹھے جب دونون آئے ہر ایک نے ضربت شمشیر رسید کی
اس درمیان مین ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن چونکہ دونون تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی مین بے نظیر اُن
دونون کو مغلوب کرکے بزور بازو راہ راست قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید باوجود سرنوبتی کے تھانہ دار
شہر بھی کیا گیا تھا اُسنے آگاہ کیا کہ بادشاہ تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے اپنی محافظت مین قیام کر پھر دونون مع
لشکر سوار ہوکر شہر سے نکل گئے اور قاسم برید دروزہائے قلعہ ارک بند کرکے آدمیون کو بادشاہ کے پاس آنے
جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہوکر اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا بیت طریق عشق پر آشوب
و آفت ہست ای دل ٭ بیفتد آنکہ درین راہ باشتاب رود ٭ شاہ نے ناچار ہوکر آدمی اُنکے پاس باطراف کنانہ کہ
ساتھ آٹھ ہزار سوار سے فروکش تھے بھیجکر عذر خواہی کی اُنھون نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا
اور دلاور خان یہ خبر سنکر مع اپنے لشکر ولایت اسیر اور برہانپور کیطرف مفرور ہوا اور ملک حسن نظام الملک
اور اُسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آئے اور فتح اللہ عماد الملک ولایت برار کیطرف گیا اور انھین دنون مین ملک حسن
کہ شعبدہ بازی چرخ دوار سے واقف تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر مین ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف
دکنی کو جو پیشتر ملک التجار محمود گاوان کے نوکر تھے اور اُسکے بعد سلحداران سلطانی مین انتظام رکھتے تھے پرورش
کرکے دونون کو درجہ امارت پر پہنچایا اور ملک وحید کو سرلشکر دولت آباد کرکے ملک اشرف کو اُسکا تابع اور تحت
کیا اور موافقت اور اتحاد کے بارہ مین اپنے فرزند ملک احمد سے سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا
اور اسیطرح سے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہانکو جاگیر پرینڈہ و شولہ پور دیکر اُنسے بھی اس بارہ مین قسمین مغلظہ لین اسکے بعد

قلعہ پرینڈہ مین بھیجا اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کرکے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سرخیل اور جمیع اموال
و اسباب اپنی نیابت کیواسطے جنیر کیطرف روانہ کیا اور جب سنہ آٹھ سو اکانوے ہجری مین عادلخان حاکم ورنگل
قضائے الٰہی سے مرگیا اور قوام الملک صغیر راجمندری سے بطور یلغار ورنگل مین آیا اور علم بغاوت بلند کرکے کل ولایت
تلنگانہ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو ابھار کر ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور قوام الملک صغیر نے
راجمندری مین معاودت کرکے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جو اپنی زبونی
مین ہمہ تن مصروف تھا اُسلئے جواب مین ملتفت نہوا ترس و خوف سے حاصل عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا
اور جب لشکر سلطانی ورنگل مین پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جنیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر کوہ
کو کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین کشور خان نے غلام ملک التجار محمود گاوان کو جاگیر مین دیا تھا اور اُسنے نجم الدین گیلانی
کو اپنا نائب کرکے اتنے عرصہ تک بندر کو آباد رکھتا تھا اُسوقت مین جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا
بہادر گیلانی کہ اسکا نوکر تھا سر گریبان بہادری سے برآوردہ کرکے بندر کوہ اور بندر دابل اور کولاپور
اور کلہ اور برنالہ تک متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرأت کا بڑھاتا ہے
اور بندر چیول اور میری جاگیر و نکو مزاحمت پہونچاتا ہے اور اسیطرح سے زین الدین علی جاگیردار چاکنہ باوجود
قرب جوار کے میری اطاعت نہین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جسوقت سلطان دولت و سعادت سے مستقل ہوکر
مہمات سلطنت مین بنفسہ مشغول ہوگا مین اطاعت کرونگا اس بارہ مین جیسا حکم ہو عمل مین لاؤن
ملک حسن نے جواب مین لکھا کہ اول زین الدین علی کو دفع کرو بعدہ اورون کے دفع اور تدارک مین مصروف
ہو اور فخر الملک دکنی اور خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجیہہ سر لشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی
کمک اور امداد کے مقدمہ مین مکتوب روانہ کیے اور زین الدین علی نے عریضہ لکھکر بھیجا یوسف عادلخان کے پاس
اس عبارت سے بھیجا کہ آپ مجھے اپنے خدمتگاران کی سلک مین جگہ دیکر ملک احمد کے آسیب و مضرت
سے محفوظ رکھیے یوسف عادل خان نے رابطہ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہید سے رکھتا تھا زین الدین کے
درپے معاونت ہوکر اول پانچ چھہ ہزار سوار اُسکی مدد کو بھیجے اور انھین حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ اندا پور مین فروکش ہو
اور جسوقت ملک احمد جنیر کیطرف سے زین الدین علی کی استیصال کے واسطے چاکنہ کی سمت توجہ کرے تم اُسکی
حدود مین جاکر مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل مین خلائق نے سُنی ملک حسن نظام الملک کی شوکت و عظمت نے
نقصان قبول کیا اور مثل کہ بادشاہ اور اسکے مقربون کی نظر مین وقار اور اعتبار نرہا جیساکہ قاسم برید اور
دستور دینار حبشی خواجہ سرا اور تمام امرائے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت مین تھے اُس سے برگشتہ ہوکر باتین
وحشت آمیز شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائین اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا اُنکے روبرو اظہار رنجش
ملک حسن نظام الملک سے کرکے حکم دیا کہ جسوقت فرصت پاوین اُسے قتل کرین ملک حسن نے اس ماجرے
پر اطلاع پائی اور آدھی رات کو اردوے شاہی سے بھاگ گیا اور چونکہ پیمانہ اُسکی حیات کا آب بقا سے
لبریز ہوگیا اپنے فرزند کے پاس جنیر مین نہ گیا اور خزانہ اور تختگاہ کے تصرف کی طمع مین احمد آباد بیدر کی
طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان دکنی نے جو اُسکی پرورش اور دستگیری کے باعث حضیض مذلت

اوج عمارت پر پہونچکر شہر کی محافظت مین قیام کرتا تھا اُسے شہر مین لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے
فرزند ملک احمد او رلشکر کی طلب مین بھیجا اور سر گنج سلاطین بہمنیہ کھول کر دلپسند خان دکنی کے باتفاق خیل وحشم
کے لینے مین مشغول ہوا اور ایکبارگی طبل مخالفت پر چوب ماری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سُنکر قطب الملک دکنی
کو تلنگ کا طرفدار کیا اور امراے اُس حدود کے ہمراہ بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک
حسن قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر چاہا کہ خزانہ بادشاہی کو اٹھا کر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپسند خان
مانع آکر شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہوا ور ازروے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک
نگاہ رکھکر منتظر وصول موکب ہمایون کھینچتا ہے سلطان محمود شاہ نے جواب دیا کہ جو تو اُس بات مین صادق اور راست ہو
تو اُسکا سر کاٹکر بارگاہ مین بھیج کہ دولتخواہی اور یکرنگی تیری ظاہر ہووے دلپسند خان نے
ملک حسن کے حقوق نمک کو طاق نسیان پر رکھکر پانسو جوان مردانہ لیکر اُسکے پاس نہ قلعہ ارک مین تھا گیا اور یہ پیغام
دیا کہ مین تجھسے ایک مشورہ کیا چاہتا ہون اور کچھ باتین ضروری تخلیہ مین کہونگا ملک حسن اُسی وقت اُسکا ہاتھ پکڑ کر
حجرہ مین لایا اور دلپسند خان جو قوی دست تھا ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پیر ضعیف تھا رکھکر ایسا گھونٹا کہ مرغ روح
اُسکا قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اسکے بعد سر اُسکا جدا کرکے اور ہاتھ مین لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس
سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کرے اُسکی سزا یہی ہے پھر وہ سر ایک جماعت کو دیکر بتعجیل تمام
اردوے شاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شہر مین داخل ہوکر داسپ خان دکنی اور مغلون اور ترکون کو اپنا انیس اور جلیس کیا
اور اُسے مہمات شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن بمقتضاے جوانی شرب شراب اور استماع نغمہ چنگ ورباب اور پریرویان
دمسازکے اختلاط مین مشغول ہوا اور یہ علت اپنی طبیعت پر چھوڑ کر سود فراج ملک کے معالجہ مین نہ مصروف ہوا اور
اپنے حظ نفس کیواسطے بہت جواہر تخت فیروزہ سے برآوردہ کرکے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرائے اور بساط
شراب اور تنبور خاص کو بھی تخت فیروزہ کے جواہر سے مرصع کیا اور ۸۹۱ آٹھ سو اکانوے ہجری مین آگ رشک وحسد
مغلون اور ترکون او رحبشیون اور دکنیون کے دلون مین مشتعل ہوئی ہرچند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان انھین نظر عنایت
سے گرادے مفید نہ آئی اس سبب سے دلپسند خان اور تمام دکنیون اور حبشیون نے اتفاق کیا کہ سلطان
محمد شاہ کو قتل کرکے دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت دکن پر بٹھاوین اسواسطے تمام اہل قلعہ ارک
یعنی فیلبان اور چوبدار اور دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ لیکے متفق کیا بس جسوقت کہ لشکر
ہندو روم پر تاخت لایا یعنے دن گذرا رات ہوئی اور نیر اعظم یعنے آفتاب جہانتاب نے جو فلک چہارم پر ساکن ہو اپنی
تیغ سے جہان کو تیرہ و تار کیا اُن کافر نعمتون محسن کشون نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہوکر اُس رات
کو کہ اکیسوین شہر ذیقعدہ ۸۹۲ آٹھ سو بانوے ہجری تھی دفعتہً آپ کو قلعہ ارک مین جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا
پہونچایا اور قلعہ کے اندر جاکر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اُسکی مدد کو آوین دروازون کو اندر سے بند
کرکے محکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوے سلطان محمود شاہ کہ اسوقت بساط نشاط بچھائے ہوے تھا
غوغاے عظیم سے ایستادہ ہوا اتنے مین ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ دارون کی ہدایت سے وہان
پہونچی عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن چلبی خان سبزداری اور مرزائی مشہدی الملقب بلوخان

کہ مردی اور شجاعت مین موصوف تھے اور باوصف اسکے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے سلطان
اور غدارون کے درمیان مین آکر اپنی جان عزیز اپنے ولی نعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پاکر اپنے تئین بام
قصر پر پہونچایا اور حرم سرا اور شاہ برج کے سوا تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار مین تھا جنگ مین مصروف ہوے
اور سلطان نے دروازے چار دیواری قصر کے بند کرکے باتفاق چند نفر مغلون اور ترکون کے جو ہمیشہ ہمکاسہ اور ہم
صحبت رہتے تھے انکے مدافعہ مین مشغول ہوا چنانچہ بعضے تیر و کمان اور بعضے پتھر اور ڈھیلون سے ان ظالمین سیاہ
کو رجم کرتے تھے اس درمیان مین سلطان محمد شاہ نے جس حیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو باہر بھیجکر مغلون اور ترکون
کو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت مین فرہاد خان شیرین مقال اور غضنفر خان اردستانی اور محمود خان گیلانی ملک
کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بند لیکر قلعہ کیطرف متوجہ ہوے اور جب دروازہ
مسدود پایا شاہ برج کے کنگرون پر کمندین ڈالکر لاکھ محنت و مشقت سے آٹھ آدمی چڑھے اور دار و گیر کی فریاد برپا کی
الغرض بعضے مردم دکنی اور حبشی یہ خیال کرکے کہ لشکر مغل اور ترک کا تمام قلعہ مین داخل ہوا بزدلی کرکے بھاگے
اور بحالت اضطرار مین دروازہ کھولکر چاہتے تھے کہ باہر نکل جاوین اس درمیان مین جو مرضی الٰہی کہ شاہ برج
سے متعلق تھی تیس جوانان سبزواری جو سلک ملازمان سلطانی مین انتظام رکھتے تھے اور ہر معرکہ مین انکی شجاعت کی
وقوع مین آتی تھی دروازہ کے قریب ہوکر بعضون نے تیر اور بعضون نے شمشیر لیکر اس جماعت پر حملہ کیا اور پلٹ کے
پھر قلعہ مین داخل ہوے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جوانان سبزواری نے فرصت نہ دی خود بھی انکے پیچھے
آ گئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اسطرف اور کبھی اسطرف
دوڑاتے تھے کہ ناگاہ یہ شیر بیشہ شجاعت کشور خان شاہ برج کے نیچے یہ خبر سنکر سو جوان مسلح سے آپہونچا اور مخالفون کو زیر
کرکے اس عمارت کیطرف کہ جسکو نگینہ محل کہتے تھے بھگا کے مقرور کیا اور اس رات کو شہر مین غوغاے عظیم ہوا
چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف دکن ہجوم کرکے بہت مردم مغل اور ترک کے مکانون کو تاراج کرچکے
اور جب آدھی رات گذری شاہ عالم آرا نے زمانہ کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور جاروب دار
اور فراش وغیرہ شاگرد پیشہ نے جو ابتدا مین مخالفون سے ایک ہوکر انھین دولتخانہ کے اندر لائے تھے اسوقت اظہار دولتخواہی
اور علاوہ کرکے اشیاے علفی کو آگ دی کہ خانہاے تاریک کو کہ جنمین مخالف پوشیدہ ہوے تھے روز سے
روشن ترکرکے انکو باہر لاتے تھے اور انکی حیات کا شیرازہ تیغ کے گھاٹ سے پار اتارتے تھے اس عرصہ مین دریافت
ہوا کہ روساے دکن مع تین سو سوار بعضے محال قلعہ مین مسلح اور مکمل ایستادہ ہوکر انتظار کرتے ہین کہ جب روز
روشن ہووے بہیئت مجموعی دروازہ پر حملہ لاکر اور اسے کھولکر باہر نکلجاوین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ
ساتھ ملک الموت کے ملقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیون کے
شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور بچھیرے تازی نژاد جو اصطبل مین پرورش پاتے تھے لوگون کو تقسیم کیے تو سوار
ہوکر بلاکی روزگار تیرہ بختان قلعہ سے بلا دین اور جب شاہ خاور نے تیغ زر انداز و نیلم سیفام سے کھینچی جنود
ظلام معدوم شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کرکے جمیع مغل اور ترکون کو حکم کیا
کہ حرامخوران دکنی اور حبشی کے مکانون پر جاکر جسے پاؤ قتل کرو اور مال و اسباب انکا غارت اور تاراج کرو

مشغول ہو کہ تین روز تک اُس شہر مین قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہا اور کوئی شخص شاہ سے التماس عفو نکر سکتا تھا آخر کو ایک شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے اُنکی سفارش کی تو آتش غضب اُسکی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی کر کے چار دن عیش و عشرت مین مشغول رہا اور محفل نشاط اسطرح آراستہ کی کہ خورشید عالم افروز ہزار ون آنکھ فلک سے قرض لیکر اُسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ برج کے قریب کہ اپنے اور مبارک اور سعید جانتا تھا ایک قصر رفیع و وسیع کی بنیاد ڈالی اور ہمت شاہانہ اُس قصر رفیع کی تعمیر مین مصروف تھا اگرچہ عرصہ مین سقف بلند اُسکی ایوان کیوان سے گذرانی اور زمانہ اُسکی صفت مین یہ اشعار پڑھکر مترنم ہوا **نظم** این گلستان ست یا صحن ریاض جنت این شبستان ست یا بیت المعمور آسمان ✤ آسمانست این ولیکن آسمان برقرار ✤ بوستانست این ولیکن بوستان جاودان ✤ چون سموات البروج چون ارم ذات العماد ✤ چون جنان ذات السرور و چون حرم دار الامان ✤ اور بعد اتمام اُس قصر مشتری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب مدام مین دوستکام اور عیش و عشرت مین بر دوام قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق و خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام سے ارباب نشاط اور سازندہ یہ خبر سنکر دکن کیطرف متوجہ ہوے اور اسی طریق سے قصہ خوان اور شاعران اور ندیم اطراف جہان اُسکی درگاہ مین جمع ہوے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دار الخلافت کی خلقت خرد و بزرگ بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم اسی کام مین مشغول ہوئی پیران خانقاہ جبہ اور خرقہ رہن کرتے تھے اور تسبیح پڑھنے والے سجادہ نشین معتکف خرابات ہوکر زیر خم خانہ بیٹھے اور حکام و اطراف صورت حال حسب دلخواہ دیکھکر اپنے استحکام کی کوشش مین پڑے جو امراے شاہی پانچ شخص با وصف سرداری سلطنت طرفدارون کا شریک اور موافق ہوا معزز ہوا اور جسنے خلاف کیا رقم عزل اپنے چہرۂ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے عرصہ مین بادشاہ کے تصرف مین مملکت تلنگانہ اور حوالی اور حواشی احمد آباد بیدر کے سوا کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد بحری کے سوا مدت دراز تک بحسب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت اُنکی منحصر اسپر تھی کہ اگر سلطان قاسم برید ترک کی تکلیف کے سبب لشکر کسی طرف کھینچتا تھا اور یہ صرف ہمراہی مین دیکھتے تھے مع افواج اپنے کمال عظمت اور شوکت مین کہ شاہ کا تحمل اُنکے مقابل کچھ دکھائی ندیتا تھا رفاقت کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مراجعت ہوتا تھا اثناے راہ سے جدا ہوکر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف رجوع ہوتا تھا اس خوف سے کہ بادشاہ کے دربار مین ہونا یا بروش سابق سلام کرنے کا اتفاق ہوگا سفر مین سلطان کے دربار مین حاضر نہوتے تھے اور ملک احمد بحری کہ لشکر شاہ کو متواتر شکست دینے سے تمام جہان مین بدنام تھا کسی سفر مین ہمراہی نکرتا تھا شہر احمد نگر مین بنیاد استقامت کی ڈالکر طریق شاہانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور ایلچی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس بھیجکر خطبا اور لوازم بادشاہی مین مبالغہ کر کے ایسا مقرر کیا کہ تینون شخص بالاتفاق اظہار شعار بادشاہی مین مشغول ہووین اور پردۂ حجاب سے برآمد ہوکر علانیہ پنج وقت نوبت بادشاہی بر چوب مارین اسواسطے حضرات مذکورہ نے سنہ ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے ہجری مین نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کیا اور سنہ ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین قاسم برید ترک سر نوبت نے خواہی نخواہی منصب وکالت اور طرفداری اطراف

اوراکناف تختگاہ کے دستیاب کرکے قصبہ قندھار اور اوڈلیسہ اور اودگیر اورکلیان اپنی جاگیر مقرری اور چاہتا تھا کہ جو قلعے ان پرگنون مین واقع ہین اُنھین بھی قبضہ مین لاوُن لیکن محافظان قلعہ نے انکار کرکے نہ دیا اور قاسم برید نے یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کرکے سر حلقۂ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور کیمیا رگی پردۂ حجاب منھ سے اُٹھایا اور اعوان وانصار اپنے ہمراہ لیکر قلعون کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دیکر اسکے دفع مین آمادہ ہوا تھا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہ میدہ باہر کرے ناگاہ دلاور خان حبشی جو ملک حسن نظام الملک بحری کے خوف سے برہانپور کیطرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد دارالخلافت مین آیا اور حکم کے موافق قاسم برید کی دفع اور تنبیہ مین روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونون سرداروں کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم برید شکست پاکر گلکنڈہ کیطرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے طالع کی نحوست سے اُسکا تعاقب کرکے چاہا کہ ایکبارگی اُسکی سلک جمعیت کو درہم وبرہم کرے کہ ناگاہ شطرنجیان کارخانہ تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کیا ایک فیل کنارہ سے حریف پر دوڑا کر حریف کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہو کہ حوالی کولاس مین طے مسافت کے درمیان ایک فیل مست دلاور خان حبشی کے لشکر سے سر فیلبان کی لگام سے کھینچکر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیونکو ہلاک کرکے اصلاح پر نہ آتا تھا اسواسطے دلاور خان نیزہ ہاتھ مین لیکر مع جماعت جو ان سے فیل کیطرف متوجہ ہوا اور فیل اُسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان اُسکے خرطوم اژدہا مثال مین گرفتار ہوکر ہلاک ہوا اور قاسم برید اس مہربانی غیبی سے اطلاع پاکر اپنے بخت بلندی کا آثار سمجھا اور اُسی وقت معاودت کرکے تمام سازوبراق اور اثاثہ شوکت پر اسکے متصرف ہوا اور اسی طرح عصابۂ عصیان ناصیۂ طغیان پر باندھکر حد سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ نے اقتضاے وقت کے موافق صلاح ملائمت مین دیکھکر قولنامہ کہ رسم دکن ہو متضمن عفو گناہ اور تفویض منصب وکالت اُسکے پاس بھیجا اور قاسم برید مع جماعت خوب دارالخلافت کیطرف متوجہ ہوا اور مسند امیری پر جلوہ گر ہوکر الیا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور مورخین سلطنت برید کو اُسی سال سے حساب کرتے ہین اور جب روز بروز اُسکا استقلال زیادہ تر ہوا بالطریق سائر امر آپ کو عمدہ مردم دکن سے جانتا تھا اور نامہ راے بیجانگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے مخالفت کی اور خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا ہو اگر آپ مدد ومعاون ہوکر لشکر اُس مملکت پر کھینچین اور شہر اُسکا دور کرین مدکل اور رائچور آپ سے تعلق رہیگا راے بیجانگر کہ طفل خردسال تھا اپنے وکیل تیمراج کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجکر انواع خرابی ظہور مین پہونچائین اور قلعہ رائچور اور مدکل پر متصرف ہوا اور یوسف عادل خان طاقت مقابلہ لشکر بیجانگر سے نرکھتا تھا اُسنے صلح کرکے بقصد تادیب قاسم برید روانہ ہوا اور اُسنے ناچار ہوکر ملک احمد نظام الملک بحری کو پیغام دیا کہ یوسف عادل خان میری اخراج کیواسطے متوجہ ہوا ہی اگر وہ خداوند نعمت کمک کرین یہ سہلترین وجہ اُسے درمیان دفع کرین قلعہ کوہ اور کوکن اور بنالہ اور کلھر جو بہادر گیلانی کے تصرف مین ہی آپ سے رجوع کرونگا ملک احمد نظام الملک بحری اُسکی مدد پر مستعد ہوا اور باتفاق فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمدآباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور اُسکے قریب پہونچنے سے قاسم برید قوی پشت ہوا اور شاہ کو جو کسی امر مین اختیار نہ رکھتا تھا سوار کراکے صفوف جنگ کی

آراستگی مین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر مین جگہ دے کر خود ہراول ہوا اور میمنہ پر ملک احمد کو اور
میسرہ پر فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اسکے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار سے ترکیب
کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اُسی ترتیب کے کہ مذکور ہوگا افواج آراستہ کرکے سیف و سنان کے استعمال
مین مصروف ہوا اور بعد کوشش اور کشش فراوان سلطان اور قاسم برید اور فخر الملک دکنی منہزم ہوکر احمد آباد
بیدر کیطرف مفرور ہوے ۔ یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری معرکہ مین مقیم ہوکر مساعدت
بخت نہونے کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہوا اور اسی طرح آپس مین ایلچی بھیجکر موافقت اور اتحاد کے بارہ مین گفتگو کرکے
ہر ایک جنگ گاہ سے اپنے مکان کی مراجعت کی اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم
تبریزی کو جو اسکے متعلقین سے تھا برسم رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ بہادر گیلانی جو تمھارے
امرا مین سے ممالک مین منتظم ہے اور ساحل دریا تصرف مین رکھتا ہے بیس جہاز بنادر گجرات کے جو مال تجارت سے مملو
تھے غارت کیے ہین اور اُسپر بھی اکتفا نکرکے یاقوت حبشی کو مع دو سو جہاز مشحون مردان کار کے مہایم مین بھیجکر بہت سے مواضع
اور ساحلون مین آگ لگا کر خاک سیاہ کی اور قتل و غارت مین بدرجہ نہایت کوشش کرکے مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اسکے بعد داعیہ فتنہ انگیز
کیکر دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیجکر اُسکی خرابی مین کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جاکر
جبتک بارہ ولایت دکن سے خراب اور پامال نکرے بہادر کے مسکن تک نہین پہونچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے
راستہ سے بھیجنا بھی متعذر اب مناسب یہہ ہے کہ آپ اُسکے دفع اور منع مین کوشش فرماوین ورنہ عاجز ہو وینگے علاج
نفس لیگے وسلوک قدیمی حسب طور سے کہ ممکن ہوا اسکا علاج ظہور مین پہونچاوین سلطان محمد شاہ اس پیغام سے نہایت
آزردہ ہوا اور ہمراہ قاسم برید کے بہادر گیلانی کے دفع کیواسطے لشکر روانہ کیا اور جب حکام دکن سے امداد طلب
کی یوسف عادل خان نے اپنے سرنوبت کمال خان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کرکے اُسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد
نظام الملک بحری نے مبارز خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسنے اُسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسی
قدر سپاہ سے اردوے شاہ مین روانہ کیا اور اسی طرح سے فتح اللہ عماد الملک نے بھی اپنے ایک معتمد درگاہ کو مع
لشکر قلیل شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمون مین
سرفراز تھا اور اُسکے بعد شہادت کے نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور ماتحت نجم الدین گیلانی بندر گوہ مین کشور خان غلام
خواجہ شہید کیطرف سے بندر گوہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اُس شہر کی کوتوالی کے سبب شجاعت اور مردانگی
مین مشہور ہوا قضارا نجم الدین گیلانی بندر گوہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین مخالفت کی ہوس جاگزین ہوئی
اور سنہ ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین بندر گوہ کے بندوبست مین مشغول ہوکر کشور خان کے تمام علاقہ پر متصرف
ہوا اور چندروز مین وائل اور جیول اور کلہر اور بنالہ اور کولا پورا اور ہیروالہ اور ملگاوان اور برج کو اپنے قبضہ مین لایا
اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بہم پہونچائے اور جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور
کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کیطرف سے مع لشکر جرار دریا کے راستہ سے آئے تھے انسے لڑا اور انھین
گرفتار کرکے مقید کیا اور انکا اثاثہ شاہی غارت کرکے اپنے اسباب شوکت مین شامل کیا اور ملک احمد
نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان سوائی کی حرب و ضرب سے سر نہ جھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کشندہ

جو یوسف عادل خان کے مابین ولایت تھا حسن تبریزی سے آئے تھے انکے آدمیوں کے قبضہ سے برآورده کرکے اس
فکر مین ہوا کہ اسے بھی بیجاپور سے بچاکرے اور اس سبب جو دفع اسکا بآسانی میسر نہ تھا دونون جو گوارا اس سے طریق
مدارا اور ہموار سا مسلوک رکھتے تھے یہان تک کہ سلطان خود بنفس نفیس انکے دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور یوسف
عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونون نے اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جیسا کہ ندا
سلطانکی مدد کیواسطے روانہ ہوئے سلطان محمد شاہ نے اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیجکر سلطان گجرات کے
نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور دوسرے لوگون کی اشیا کے جو جہازون مین تھی شاہ گجرات
کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب سنا کہ خدمتگار سلطان کا فرمان لاتا ہے اپنے راہدارون اور محافظون کو
لکھا کہ اسے قصبہ مرج سے آگے نہ بڑھنے دیا اور زبان جرأت کے باب و گزاف بین الامون اور جب یہ خبر
سلطان کے سمع مبارک مین پہونچی اور راندرج ملکی بھی سب جمع ہوئی کوچ متواتر اسکی دفع مین متوجہ ہوا اور
بعد قطع مراحل و طے منازل جب قلعہ جام کھنڈی مین پہونچا نائب الملک دکنی جو طرفدار تلنگ تھا اسکی فتح
کیواسطے مامور کیا اور جب تلنگ ہاکی جو بہادر گیلانی کیطرف سے اس قلعہ مین تھی بالاے برج آن کر جنگ مین
مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا اور آن واحد مین اسی ہیجان کرکے مقابل سے
نقل کیا سلطان نے اسکا منصب دار السلطنت گولکنڈہ و ملتان و... کا فرمایا اور سلطان قلی خواص ہمدانی کو قطب الملک
خطاب دیکر قصبہ کونکراور... اور بعضے اور مالک تلنگ ... جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز مین اس قلعہ کو
امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان نے تماقون کو سپرد کرکے منگلیہ کیطرف کہ بہادر یوسف عادلخان
کے ... سے وہان مقیم ہوکر مانع اور مزاحم ہوا تھا متوجہ ہوا لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ مین نہ پہنچی تھی کہ بہادر
نے اپنے راہ فرار پائی اور سلطان نے اس قلعہ کو کہ بہادر گیلانی اسکا بانی تھا اور اسی عرصہ مین اسکی عمارت اتمام
کو پہونچائی تھی تین روز مین فتح کیا اور ... بدتری صلاح سے مرج کیطرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی
کے اس مین روز مین قلعہ مین آن کر متحصن ہوئے تھے پھر قاسم برید کے مدافعہ مین مشغول ہوئے اور دونون کے حاکم
نے ... مین آنکر آتش جنگ کو مشتعل کیا اور ان مین کے اکثر مقتول ہوئے اور بقیۃ السیف سانپ کے مانند سوراخ
قلعہ مین داخل ہوئے اس صورت مین قاسم برید اور تمام امرا نے یہ صلاح کی کہ موریچے قسمت کرکے اطراف سے چند
سرنگ قلعہ کے اندر لیجاوین تو قلعہ کا پانی خندق مین در آوے اور بے آبی سے حصاری ہلاک ہووین اور ہر برج کے
مقابل ایک برج باہر تیار کرین تو راہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہوکر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم برید کی
استدعا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوئے اور
بہادر کے سپاہیون کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہووے اسے اہلکار وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس
جاوے سامدار اسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض نہووین مظلون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے
روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوئے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے
مرنا بہتر ہے اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہتر ہے عنایت ہوگی سلطان کو اس جماعت کا اخلاص پسند
آیا اور محظوظ ہوکر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار انکے سپرد کرکے بہادر گیلانی کے پاس بھیجین

اور اسی عرصہ مین مرچ سے کوچ کر کے بپادہ کیطرف سوار ہوا اسوقت بہادر گیلانی نے ایک آشنا دیرین جو اردوے سلطانی مین تھا اُسے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہے اگر پیشکش بھیجکر اپنی معذرت مفتوح کرے یقین ہے کہ یہ ممالک پھر تجھے ارزانی کر کے مراجعت فرماوے بہادر گیلانی نے اول نصیحت دوستانہ عمل کیا خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد مشار الیہ تھا اظہار بندگی اور اخلاص کیواسطے اردوے سلطانی مین روانہ کیا اتفاقاً جس دن کہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرفیاب ہو کر حق رسالت بجالایا تخندمہ منت نے اُسی دن کہ ستائیسوین ماہ رجب سنہ مذکورہ کی تقی شاہ کو فرزند موسوم با احمد کرامت فرمایا اور اس خسرو با اقتدار نے تاج اپنے نور بصر کے زیب فرق کر کے جشن کی بزم آراستہ کی اور قاسم برید کی صواب دید سے خواجہ نعمت اللہ کی میمنت قدوم کا بہانہ کر کے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کین اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر ہماری ملازمت کو حاضر ہووے اور زر و فیل و مال مقرری ہماری پیشکش مین پہونچاوے قلعے اور بلاد اُسکے جو اُسکے تصرف سے برآوردہ ہوے ہین پھر ساتھ اُسکے مقرر اور مفوض رہین خواجہ نعمت اللہ نے یہ مژدہ سنکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط ہذا پڑھتے ہی آپ کو جلد شاہ کی خدمت مین پہونچا تو تیرے ملتمسات درجۂ قبولیت کو پہونچین جب مکتوب خواجہ کا اُسے پہونچا پھر زاغ غرور نے بیضہ عجب و پندار کا اسکے کاخ دماغ مین رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم برید نے عجز و زبونی پر گمان کر کے پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون امسال خطبہ اپنا شہر احمدآباد بیدر مین پڑھون اور سال آئندہ احمدآباد گجرات مین اور حالانکہ قاسم برید نہ تھا کہ اگر بہادر کو مستاصل کرتا یوسف عادل خان بعد مراجعت شاہ اس ولایت پر بزور خود متصرف ہوتا القصہ شاہ یہ خبر سنکر بپادہ سے کلہر کیطرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہ بھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا مفتوح کیا و قصبہ کو غارت کر کے اُسکے اخراج مین راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مرچ اور کلہر کی فتح سے متحیر ہوا اور سمجھکر کہ غلطی بڑی سے امر خطیر کا ارتکاب کیا ہے اور اس درمیان مین ملک شمس الدین حارمی جو بہادر گیلانی کیطرف سے حاکم دابل کا تھا قصبہ کلہر کی غارت کا سنکر باتفاق زمینداران اس حدود کے سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور بہادر گیلانی زیادہ تر دلیلے اضطراب مین پڑکر قلعہ پنالہ مین کہ اس حدود مین اس قلعہ سے محکم تر نہین ہے در آیا جو آگے مفتوح نہ کرسکتا تھا اسواسطے سلطان کولاپور کیطرف متوجہ ہوا کہ وہانسے دریاے بند وایل کے تماشا کو روانہ ہووے بہادر گیلانی نے بتصور باطل قلعہ پنالہ سے برآمد ہو کر بسبیل استعجال اپنے تیئن کولاپور مین پہونچایا کہ سلطان کا سد راہ ہو کر تنور حرب گرم کرون اور آخر کو صولت شاہی سے ہراسان ہو کر بھاگا اور بہت آدمی اُسکے گرفتار ہوے اور کچھ اسمین سے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوے اور بعضے یوسف عادلخان کے پاس گئے اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح سے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان حاکم پربدہ کو کہ اس سفر مین ہمراہ رکاب تھا مع عین الملک و منیہ خان سرلشکر احمد نظام الملک بحری کو قلعہ پنالہ کے اور اُس نواح کے ضبط اور تسخیر کیواسطے بھیجا کہ بہادر گیلانی قلعہ پنالہ مین آپ نہ پہونچ سکے تو اسمین داخل ہو اور سلطان خود کولاپور مین پہونچا چو موسم برسات تھا وہان مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے جب اس ارادہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے انکسار کی نشیب [illegible] نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ محی الدین کے بذریعہ عرضیہ بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سلطان [illegible] قاسم برید اور درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرماوے باطمینان تمام

حاضر حضور ہوکر باقی عمر جادہ اخلاص سے تجاوز نکریگا شاہ نے نائرہ فساد کے تسکین کے واسطے اس شبہ
بھی اُسکی استدعا قبول کی اور موافق مدعا قول نامہ بھیجکر حسب الالتماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو فائز الملک کرکے بہادر
گیلانی کے زیادتی اطمینان کیواسطے مشرف الملک صدرجہان اور زین الدین علی قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت جو حامل آیت
...ہ حامل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ جیتبر پانی سے عبور کرکے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور آئین
... وفا اور اعیان سے اطلاع بخشی پھر اُس تیرہ بخت کی رائے برگشتہ ہوئی ... قدم صواب کا بایہ توفیق میں رکھے
پھر خواجہ کے ہمراہ ... اُنکو کیفیت راست بر راست بیان کی اسی عرصہ میں قدم خان اور قطب الملک نے بھی ...
... آپ بہادر کے پاس پہونچا اور بہادر گیلانی اُنکے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن ...
اور ... سے پاک ہوا اور کسی بادشاہ کا نام نہ آیا جب یہ بھی پلٹ آئے مشرف الملک صدرجہان اور
قاضی زین الدین نے ... سے اس سے رجوع نہ کیے اور بہت نہمائش کی لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا
اور نیک قبول نے مساعات کی دفع الوقتی میں مشغول ہوکر بولا کہ اگر بادشاہ قلعہ کیطرف معاودت فرماوے اور خواجہ جہان کو
... برخاستہ کرے بندہ وہان آنکر ملازمت کریگا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت خادم فخرالملک ترکی ...
خواجہ جہان کو قلعہ پرنالہ سے طلب کیا اور بہ خلعت خاص اور بنگہ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کیواسطے مامور
فرمایا اور خواجہ قطب الملک اور امرائے باتفاق جو مہم قلعہ پنالہ میں اُسکے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ اس اندیشہ سے کہ
بہادر آپ کو پنالہ میں پہونچادے اور محنت درازی کھینچے قطب الملک کو قلعہ پنالہ کے محاصرہ کیواسطے روانہ کیا لیکن
جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فوج آراستہ کرکے اُسکی جنگ میں مشغول ہوا اور بہادر بھی نہایت غرور
اور تکبر سے دو ہزار سوار کہ اُنمیں اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور چند ہزار پیادہ اور توپ
و تفنگ بسیار سے مقابل ہوکر نہایت شدت سے جنگ میں مصروف ہوا ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اُسکے
... میں پہونچا دم میں مرغ نیم بسمل کیطرح پھڑک کر سرد ہوا اس درمیان میں نیکنام خان خواجہ کا بھائی اور بقولے بینہ خان
سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بحری نے بضرب نیزہ اُسکو خانہ زین سے جدا کرکے خاک ذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر
پُرغرور اُسکا کاٹ کر مظفر و منصور ہوکر علم مراجعت بلند کیا اور شاہ نے اُسے دوربار خلعت خاص اور کمر بند
مرصع اور اسپ تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور لفظ مخدوم اُسکے خطاب میں زیادہ کی اور بعد دو تین
دن کے قلعہ پنالہ میں گیا اور تماشا کرکے عین الملک کنعانی کو بندر گووہ کیطرف بھیجا تو اُسکے بھائی ملک سعید
... لاسائر کے مع مال اور جہات حضور میں لاوے اور قاسم برید ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی
الملک عین الملک کنعانی کے تفویض کرکے ایک جماعت مخصوصون سے کہ قاسم برید بھی ازانجملہ تھا بندر دابل کی
طرف سوار ہوا اور سواحل دریا کا تماشا کرکے عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ میں جب اطراف بیجاپور میں پہونچا
یوسف عادلخان نے ایلچی بھیجکر قدوم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے اردو کو دارالملک کیطرف
روانہ کیا اور خود مع قاسم برید اور ایک جماعت مخصوصون سے بیجاپور میں آیا اور کالا باغ میں جو ساختہ
ملک التجار محمود گاوان الملقب بخواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور خان مغزی
الیہ نے پیشکش گزرانے اور لوازم ضیافت میں نہایت کوشش کی اور سلطان بعد دو ہفتہ کے

احمد آباد و بیدر کیطرف روانہ ہوا اور قاسم برید کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے تازی اور نقد بیضی اور سرخ اور سفید رحمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہے کہ پانچ من مروارید بوزن دہلی اور پانچ زنجیر فیل اور الیہ خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور صفدر خان اور تمام مردم گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے محبس مین تھے مع جہیز جہاز کہ بہادر مذکور نے غارت کیے تھے شاہ گجرات کے متعلقون کے سپرد کیے اور سنہ نوسو ایک ہجری مین ملک قطب الملک ہمدانی کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہے تمام ممالک تلنگ کا طرفدار کر کے گلکنڈہ و ورنگل کو اسکے جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق جاگیر گلبرگہ اور ساغر مع مضافات اسکے جاگیر پائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک مین پہونچایا تھا کہ منصب داران امرا کبار کی تقویت کے سبب باغیگری کے باعث ہوتے ہین قاسم برید کی تحریک سے امرا کے سوا تمام منصب داران کو جو دستور دینار حبشی کی جماعت مین داخل ہوئے تھے اُس سے جدا کر کے خاصہ خیل مین جمع کیا اور زمانہ سے اینک منصب داران دکن داخل مرا نہوے مثل سلحداروں کے سلک لشکر خاصہ شاہی مین رہتے ہین اور انکین سرگروہ اور حوالہ دار کہتے ہین اور سید اشرف دکنی سے کہ جسنے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین سنا ہے کہ بیشتر پانصدی ملک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اُسے امرا کے زمرہ مین شمار کرتے تھے القصہ دستور دینار حبشی منصب داران کے جدا کرنے سے دلگیر اور ناراض ہوا اور باتفاق عزیز الملک دکنی کے علم مخالفت کا بلند کیا اور ساتھ آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لا کر بہت ممالکت تلنگ پر کہ ولایت گلبرگہ کے نزدیک تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح اور ہدایت سے یوسف عادل خان سے کمک طلب کی اور یوسف عادل خان نے اُسطرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم برید بھی اُس سے ملحق ہوئے اور دستور دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع امراے دکنی اور حبشی قصبہ ہندری کے قریب صفوف حرب آراستہ کر کے شاہ کے مقابل آئے **بیت** دو لشکر بہم برکشیدند کوس * جو شطرنج از عاج و از آبنوس * اسکے بعد طرفین حرب و ضرب مین مشغول ہوئے لیکن سپہر نے مع دیولوان الدیر کار تومضمون حبشیون کے چہرۂ احوال پر چپکا یوسف عادل خان کے تردد ہاے مردانہ کی برکت سے کہ سردار میمنہ تھا باغیون پر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو یوسف عادل خان کی سفارش سے اسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اقطاع حسن آباد گلبرگہ اور ساغر و المند وغیرہ پر نوازش فرمائی اور اموال اسکے سے جو کچھ سرکار مین لائے تھے واپس دے کر قلعہ ساغر کیطرف روانہ کیا اسواسطے کہ بعض سرداران معرکہ نے بھاگ کر اُس قلعہ مین پناہ لیکر متحصن ہوے تھے انھین محاصرہ کیا چنانچہ جوانان پیکار طلب نے حملۂ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپکو حصار بالا مین کھینچا لیکن تاب مقاومت اپنی سے مفقود دیکھکر بعد چند روز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اُسے یوسف عادل خان کے تفویض کر کے دار الملک کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین یوسف غلام دکنی اور میرزا شمس الدین اور نعمت الٰہی اور ایک جماعت اور سلطان کی ملازمت مین قرب اور منزلت رکھتے تھے درمیان مین ایک دوسرے کے اور اتراک دولتخانہ کی سعیت کی اور قاسم برید اور دوسرے ترک نے انکی کیفیت اتفاق پر اطلاع

حاصل کی اور علاج واقعہ کے وقوع سے پیشتر کرکے میرزا شمس الدین اور تغرشخان دکنی اور یوسف غلام کمی
سے تمامی معاند مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکنیون کے قتل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوے
اور شاہ نے خود سوار ہوکر آتش نہب وغارت اور قتل عام کو ساکن کیا اور اس سبب کے باعث اتراک سے
رنجیدہ ہوکر ایک مہینے کامل انکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب اللہ کے وسیلہ سے پابوسی کو حاضر ہوے اور معذرت
کی اور شاہ نے جبرا ور کرہا انکا جرم معاف کیا اور لوازم غفلت اور بیخبری مین یعنی شرب اور استماع نغمات
اور معاشرت [illegible] مشغول ہوا ایکبارگی اسکا عیب [illegible] اور [illegible] کے دلون سے
دور ہوا اور سنہ ۹ نوسو [illegible] ہجری مین سلطان محمود شاہ نے [illegible] بی بی ستی دختر یوسف عادل خان کو
شاہزادہ [illegible] واسطے [illegible] کا تھا [illegible] یوسف عادل خان کو
کہ حسن آباد کلبرگہ مین شادی [illegible] مرتب کرے [illegible] اسواسطے شاہ ہمراہ اوردہ خان والا
شان کلبرگہ مین آن کر [illegible] جشن و سرور [illegible] قاسم برید [illegible]
[illegible] فخر الملک ترکی الملقب بخواجہ جہان [illegible] یوسف عادل خان [illegible]
[illegible] اور مین ہوکہ [illegible] شاہزادہ کے سبب [illegible]
اور [illegible] لوازم [illegible] مین [illegible] بعد دستور دینار او یوسف عادل خان نے قطع کیا یہ نزاع
اس واسطے کہ مقصود یوسف عادل خان کا یہ تھا کہ حسن آباد کلبرگہ والند اور گنجوتی اور کلیان اسکے قبضہ مین
رہنے سکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بجاپور سے آب بہتورہ کے کنارے
تک یوسف عادل خان کے تصرف مین رہے اور حسن آباد کلبرگہ اور انتہائے تلنگ کی سرحد تک میرے قبضہ مین رہے
اور جو شاہ کو اس قسم کے امور مین دخل مطلق نہ تھا اسواسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس پناہ لیگیا اور صحبت
طولانی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادل خان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی ملک قطب الملک
ہمدانی نے اتحاد مذہبی کے سبب یوسف عادل خان کیطرف میل کیا اور قاسم برید متوہم ہوکر اپنے بڑے بیٹے
جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک
قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن و طوی تہ کرکے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر
اس جماعت کی تادیب اور گوشمال مین متوجہ ہوے اور گنجوتی کے اطراف مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی
اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم برید اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان منکسر
اور منہزم ہوکر اودلیسہ اور بدر کیطرف راہی ہوے اور یوسف عادل خان کا تسلط اور استقلال افزون
ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اسکے روبرو تخت پر اجلاس نفرماتا تھا اور میان محمد بڑا بیٹا عین الملک
مقتول یوسف عادل خان کے التماس کے موافق جاگیر پدر پر سرفراز ہوا ہر ایک بے سلطان اور خان سے رخصت
لیکر اپنے مستقر آسایش کیطرف معاودت کی اور قاسم برید پھر فرصت پاکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور رکالت
وکالت مین بدستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی وقت پانی بغیر اذن اسکے میسر نہوتا تھا اور سنہ ۹۰۴
نوسو چار ہجری مین عادل خان لشکر دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگا اور قاسم برید کے

بتجویز سے آپکو ملک احمد نظام الملک کے پاس پہونچایا اور جو ملک احمد نے اسکی امداد اور اعانت کی یوسف عادل خان تاب [illegible] نہ لایا دار السلطنت بیجاپور کیطرف روانہ ہوا اور شاہ نے آدمی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر اعانت سے منع فرمایا اور اسنے رعایت ادب شاہ کرکے دست تعرض ولایت یوسف عادل خان سے [illegible] کیا اور ایک عرضداشت بایہ سریر خلافت مین اس مضمون سے مرسول رکھی کہ دستور دینار [illegible] اور [illegible] عاصہ قدیم اس آستان سے ہے اور یوسف عادلخان اس سے ہمیشہ مقام منازعت اور مخاصمت [illegible] [illegible] کہ من بعد غبار نفس دکی برپا نکرے عواطف شاہنشاہی اور ذرہ پروری سے بعید ہوگا [illegible] ہے سلطان کے اشارہ کے موجب اس سال دستور دینار کو جان کی امان [illegible] [illegible] قاسم برید فوت ہوا اسکا بیٹا امیر برید اسکا قائم مقام ہوا اور باپ سے سو درجہ [illegible] مین مشغول ہوا اور سلطان کو بیدخل مطلق کیا اور اسی سال یوسف عادلخان فرصت [illegible] [illegible] ملک کے ہمراہ گلبرگہ مین گیا اور دستور دینار نے جنگ کرکے اسنے قتل کیا [illegible] [illegible] خطبہ مذہب امامیہ کا پڑھا اور وہ امر کہ ابتدائے ظہور اسلام سے اسوقت تک [illegible] [illegible] سے متنفر ہوے اور سلطان محمود شاہ نے امیر برید کی تکلیف سے [illegible] قطب الملک ہمدانی اور [illegible] اور خداوند خان حبشی کو لکھا کہ اسوقت یوسف عادلخان [illegible] [illegible] نشان خصومت کے بلند کیے ہین اور ہم بلفظ متبدعہ کو بلاد [illegible] [illegible] [illegible] نشان درگاہ کیطرف متوجہ ہو وین اور ہر ایک فرمان کے حاشیہ پر بخط نستعلیق اقلم [illegible] [illegible] [illegible] باسباب شوکت جہان غرہ شدند کہ خورشید در چشم او ذرہ شد [illegible] اور ملک قطب الملک ہمدانی مع جمیع امراے تلنگ درگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی [illegible] اور [illegible] کرکے عذرخواہ ہوے سلطان اور امیر برید مضطرب ہوے اور ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر مدد کے طالب ہوے اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان مع جمعیت عظیم [illegible] تمام احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوے اور سلطان سے جاملے اور یوسف عادلخان نے صلاح انکی جنگ مین نہ دیکھی ساغر اور حسن آباد و النند کو دریا خان اور فخر الملک ترک کے سپرد کرکے اپنے فرزند اسمعیل کو جو طفل شیرخوارہ تھا ہمراہ کمال خان سرنوبت اور امراے معتمد کے مع فیل و خزانہ بیجاپور کیطرف بھیجا تو قلعہ مین داخل ہوکر ضبط ممالک مین کوشش کرین اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ اور کار آمد ہمراہ لیکر برار کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر برید اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی اور قطب الملک ہمدانی اسکے تعاقب مین مصروف ہوے جس مقام سے کہ یوسف عادلخان کوچ کرتا تھا یہ اس مقام مین قیام کرتے تھے یہانتک کہ کاویل مین مضرب خیام فتح اللہ عماد الملک تھا پہونچے اور فتح اللہ عماد الملک نے اسوقت صلاح یوسف عادلخان کی حمایت مین نہ دیکھی بولا جو سلطان ہمراہ ہو اسکی جنگ مین اقدام کرنا حسن ادب سے بعید معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم چندروز برہانپور مین اقامت کرو تو ہم اس مہم کی ایک صورت نکالین یوسف عادلخان یہ امر قبول کرکے برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے آدمی احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید

کہ عارف اُسکو دوبارہ دکن بھانتے ہین چاہتا ہے کہ یوسف عادلخان کو درمیان سے دفع کرکے اقطاع بیجاپور پر خود
متصرف ہوا ور جسوقت قوی ہو وے اور شاہ اُسکے قبضہ اختیار مین ہو نتیجہ خوب نہ دیگا اور عنقریب اوسکا ضرر
دومہرو نگو پہونچیگا صلاح یہ ہے کہ تم سب اپنی اپنی مملکت کیطرف بازگشت کرو تو مین شاہ کو دکن بادشاہی کیطرف پر لیجا
صاحب نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ پر عمل کرکے کوچ کیا اور شاہ کی
بلا اجازت اپنے ممالک کیطرف راہی ہوئے اور علی الصباح فتح اللہ عماد الملک نے عرضیہ شاہ کو لکھا کہ صلاح دولت
یہ ہے کہ شاہ مستقر خلافت کیطرف مراجعت فرماوے اور یوسف عادلخان کے جرائم پر قلم عفو کھینچے اور شاہ نے امیر
برید کے اغوا سے یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا کہ امیر برید کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑھائی کرکے یوسف عادلخان سے
تصرف سے برآوردہ کیجیے یوسف عادل خان نے جب مراجعت ملک محمود نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ
انکی رجعت تمام ہوئی بابندوبست فتح اللہ عماد الملک کے پاس ہو پہنچا اور دونون باتفاق افواج آراستہ کرکے
بقصد جنگ اردوے شاہ کیطرف متوجہ ہوے اور امیر برید نے طاقت انتقام اپنے مین نہ دیکھکر اسباب حشم
مین چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جانکر شاہ کے ہمراہ رکاب احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور
فتح اللہ عماد الملک اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان سنہ ۹۱۶ نوسوسولہ ہجری مین قضاے الہی سے فوت ہوے
اور اولاد اُنکی ساتھ اُس تفصیل کے کہ مشروحاً گذارش ہوگی مسند کامروائی پر جلوہ گر ہوئی اور امیر برید حکومت
بیجاپور کی اپنی تصور اسکے تسخیر مین زیادہ ساعی ہوا لیکن کچھ اثر اسپر مترتب نہو دولت و سلطنت اس خاندان کی
اسوقت تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور تیئس ہے تائید آسمانی سے صفت دوام اور بقا کی رکھتی ہے اور سنہ ۹۱۸ نوسواٹھارہ
ہجری مین قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر مین پڑا نام بادشاہ کا خطبہ سے گرا کر نوبت شاہی پنج وقتی بجانے لگا
اور شاہ کیواسطے ہر مہینے مین پانچ ہزار ہون مخفی بھیجتا تھا اور سنہ ۹۲۰ نوسوبیس ہجری مین امیر برید فکر محال مین پڑا اور فتح اللہ
عماد الملک اور قطب الملک ہمدانی کو فریب دیکر دروازہ خزانہ بہمنیہ کا کھولا اور جمعیت فراوان بہم پہنچاکر
شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور منہہ بولے بیٹے دستور دینار المسمی جہانگیر خان کو دستور الممالک
خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ کو کہ اسمعیل خان کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا اُسے جاگیر دیا اور اُسنے تھوڑے
عرصہ مین دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آب بہتورا کے اُس پار کے قلعون کے سوا ساغر سے ملدرک تک اپنے ضبط
مین لایا دراسی یورش مین شاہ اور امیر برید نے برہان نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور بیس ہزار
آدمی لیکر آب بہتورہ سے عبور کرکے کوچ بکوچ کرتے ہوے بیجاپور مین آئے اور اسمعیل عادل خان صحراے قصبہ اللہ پور
مین کہ شہر بیجا کے کنارے واقع ہے لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مصروف ہوا اور امیر برید کو بحال ابتر میدان قتال سے
ہزیمت دی اور سلطان محمود شاہ کہ گھوڑے سے گرکر مجروح ہوا تھا مع شاہزادہ احمد معرکہ مین رہا اور اسمعیل عادلخان نے
وہ تعظیم و تکریم جو بادشاہون کے لائق ہے بجا لایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بیجاپور لیجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کرکے
قصبہ اللہ پور مین فرودکش ہوا اور میرزا لطف اللہ ولد شاہ محب اللہ اُسکے زخمون کی اصلاح مین مشغول ہوا اور وفاداری
اور خدمات شائستہ مین کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمعیل عادلخان کے ہمراہ حسن آباد گلبرگہ مین گیا جشن طوی
عظیم فرمایا اور بی بی ستی خواہر اسمعیل عادلخان کو کہ شاہزادہ کے عقد مین تھی اُسکی سپرد کیا اور چار پانچ

ہزار سوار مغل سمٰعیل عادلخان سے کمک لیکر احمد آباد بیدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر خالی کرکے قلعہ اودلیسہ مین گیا اور شاہ نے بخاطر جمع اپنے مرکز کیطرف قرار پکڑا اور امراے سمٰعیل عادلخان نے جب سنا کہ امیر برید برہان نظام الملک بحری سے ملتجی ہوکر مع لشکر عظیم شہر بیدر کیطرف متوجہ ہوا ہے صلاح توقف مین ندیکھی جلد تر مراجعت کی اور امیر برید نے بہ سبیل استعجال احمد آباد بیدر مین آکر بدستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور سمٰعیل عادلخان کی خویشی کے سبب اُسکی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری مین نہایت کوشش کرتا تھا یہان تک کہ شاہ بتنگ ہوکر احمد آباد بیدر سے بھاگا اور آپکو کاویل مین علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچا کر اعانت طلب کی اور علاء الدین عماد الملک نے اعزاز بہت کرکے اُسکے ہمراہ امیر برید کے دفع کرنے کیواسطے روانہ ہوا اور تخنگاہ کے حوالی مین پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا کمک کیواسطے آدمی برہان نظام الملک بحری کے پاس بھیجے اور اسنے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو اُسکی مدد کیواسطے روانہ کیا اور امیر برید اُس سے جاملا اور باتفاق افواج آراستہ کرکے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ مین متوجہ ہوے اور عماد الملک بھی خیل وحشم کی ترتیب مین مشغول عازم مصاف ہوا لیکن صف آرائی کے وقت سلطان غسل مین مصروف تھا اور عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو شاہ کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آتش جنگ افروختہ ہوا چاہتی ہے آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل مین مشغول پایا ازروے اعتراض بولا جو بادشاہ کہ بوقت جنگ غسل مین مصروف ہووے یقین کہ امرا کا دست نشان اور کا دست نگر ہوگا **بیت** ہر کہ با جہل وکاہلی پیوست ✤ بالیش از کار رفت وکار از دست ✤ جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش آیا اور حالت غضب مین فی الفور گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیانہ مارکر امیر برید کی صف مین ملحق ہوا اور عماد الملک جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کیطرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المرام ہوکر باطمینان تمام شہر مین داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ مجال فرار نہ رہی اور آن حضرت دل مال وملک سے اُٹھاکر سلطان سنجر کیطرح کہ اغزال کے ہاتھ مین گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ مین اسیر ہوے نہ مردون کے نہ زندون کے درمیان مین محسوب تھے کسواسطے کہ تمام کوتوال اور محافظ امیر برید کیطرف سے اُسکی حفاظت کیواسطے مامور تھے قصبہ کھتانہ کے سوا جو شہر سے دو فرسنگ پر واقع ہے باقی امیر برید اپنے تصرف مین لیکر اکثر اوقات قندھار اور اودلیسہ کی حکومت پر اشتغال کرتا تھا اور کبھی کبھی تخنگاہ مین آن کر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وزرا اطراف کے کہ اصلاح دکن مین نہین اہل کہتے ہین چار طرف سے دار السلطنت کے پانچ چھہ کوس اُدھر تک متصرف ہین اور قدرے علاقہ جو میرے تصرف مین ہے سو حاصل اسکا خیل وحشم اور فیلان خاصہ کو کفایت نہین کرتا ہے اور اس سبب سے کہ سلطان محمود شاہ اور اُسکا بیٹا شاہزادہ احمد دونون بے رشد اور پست خطرت اور خفیف العقل اور عیش دوست اور فراغت طلب تھے اور شراب وکباب اور معشوق اور ساقی اور تخنگاہ اور قصر مین قناعت کرتے تھے کوئی شخص انہین ایک لحظہ ہوشیار نہ دیکھتا تھا اور سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری مین فرزند خداوندخان حبشی جو ماہور کا علاقہ رکھتا تھا جب چند مرتبہ قندھار اور اودگیر کو تاخت وتاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ماہور کیطرف گیا اور خداوندخان حبشی کا بڑا بیٹا شرزہ خان جنگ مین مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اسکے بعد علاء الدین عماد الملک لشکر فراہم لاکر ولایت

ماہور کی استخلاص کے لئے امیر برید سے عازم جنگ ہوا شاہ نے ماہور کو غالب خان بن خداوند خان حبشی پر مسلم رکھکر توابع علاؤالدین عماد الملک سے کرکے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجۃ الحرام کی چوتھی تاریخ سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری کین منشور شاہی سلطان محمود شاہ بہمنی کا منشی تقدیر کے ہاتھ مین پیچیدہ ہوا یعنی جام کامرانی عمر بادۂ بقا سے لبریز ہو کر دست اجل سے ٹوٹا واللہ الباقی ولیس کمثلہ شئی مدت اُسکی بادشاہی کی ساتھ ایسے تزلزل اور انقلاب کے سینتیس برس اور بیس برس تھی اور یہ بیت اُسکے نتائج طبع سے ہے: بیت در بحر غم فتادم و امواج بی حد * تا چند سعی دیا بزنم یا علی

ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف مین رکھتا تھا اور عدد اُسکے نوکرون کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بیدر کرین مامور ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت احمد آباد بیدر پر متمکن کرکے خطبہ اُسکے نام پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اور لالہ کیطرح بے تحاشا پیالہ بسر نشین لیجاتا تھا اور امیر برید نے تخت سلطنت کا اُسکے نام اطلاق کرکے ایک مکان عمارات شاہانہ اور آب روان اور درختان موزون و دلکش سے اُسکے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور تاج مرصع بہمینہ و تنبو اور بساط صراحی اور قدح سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اُسکے پاس رکھکر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و انبساط بقدر احتیاج اُسکے پاس مہیا کرین اور ایک جماعت کو اُسپر تعینات کرکے حکم کیا کہ اور آدمیون کو اُسکے پاس جانے نہ دینا اور سلطان سیر و گشت کیواسطے برآمد ہونے نہ پاوے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اُسکے واسطے معین کیا تھا کفایت نکرتا تھا اور قطب الملک ہمدانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کیواسطے بھیجتا تھا ہاتھ اُس سے کھینچا تھا اسواسطے تاج بہمینہ کو کہ چار لاکھ ہون مبصر اُسکی قیمت لگاتے تھے پوشیدہ توڑ کر ترصیع و مرور مروارید اور یاقوت و الماس وغیرہ کلاونتون کی جماعت کو کہ اُسکے پاس آمد و شد رکھتے تھے دیتا تھا کہ بیچکر عیش و عشرت کے مصالحہ مین صرف کرین امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہو کر بہت کلاونت بچون کو قتل کیا اور ہر چند سعی کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر اُسپر مرتب نہوا اور سبب اُسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اُس صحبت کے خوف سے بعجلت تمام بیجانگر کی طرف پہونچاتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے مخفی آدمی اسمعیل عادل خان کے پاس بھیجکر امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اور اسمعیل عادل خان نے ایلچی مع تحف و ہدایا احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کرکے زبانی چند پیغام دیے لیکن ہنوز ایلچی دار السلطنت مین نہ پہونچا تھا کہ سلطان احمد شاہ بعد دو برس اور ایک مہینے کے یعنی سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس مین زہر یا اجل سے فوت ہوا

ذکر سلطان علاؤالدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے جلوس کا

جب احمد شاہ بہمنی اس تیرہ خاکدان فانی سے وداع ہو کر سراے جاودانی کیطرف متوجہ ہوا امیر برید نے بحسب ظاہر لوازم عزا اور ماتم ادا کیے اور پندرہ روز کے قریب مہمات سلطنت کو ملتوی اور معطل رکھا اور بعد تفکر بسیار اسی ملاحظہ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاؤالدین شاہ کو اپنی صلاح دولت کیواسطے نام کو شاہ بنایا منقول ہے کہ علاؤالدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور شجاع تھا اور آثار رشد اور اطوار ادراک اُسکے اوضاع سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا میرے خراب کردۂ شراب اور سلطنت باختہ

عیش و عشرت ہوے شرب شراب اور اکل کباب سے احتراز کرکے امیر برید اور تمام حکام کے دفع پر کہ جنھون نے ملک موروثی اُسکا تغلب سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور بمقتضاے الاہم فالاہم دشمن خانگی کا دفع واجب جانکر بملائمت اور تملق بہت امیر برید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک لحظہ کبھی ہوشیار نرہتے تھے اور عالم بیخبری مین سخن چینون کی بات گوش کرکے تیری اور قاسم برید کی قدر نہین جانتے تھے اسواسطے ضرور ہوا کہ تم ایسے دولتخواہ اُسکی حفظ دولت کے واسطے محافظت اور نگہبانی مین کوشش کرین اور مین ہرگز گرد شراب اور مستی کے نہ پھرونگا اور قدر تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہون موکلون کے سپرد کرنا معنی نہین رکھتا ہے اگر قدم تیرا درمیان مین نہو یقین کہ حکام اطراف ہجوم لاکر تھوڑے عرصہ مین دار الملک پر بھی متصرف ہون اور اسکے قطع نظر اگر خاطر تمھاری میری طرف سے مطمئن نہین ہے مجھے تنہا محفوظ کرکے طرف روانہ کریے بفراغ بال زندگانی بسر کرا امیر برید نے باوجود روباہ بازی فریب کھاکر موکلون کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت اطاعت اور فروتنی کی روش اختیار کی اور وہ امر عمل مین لایا کہ صاحب بیگی اُس سے ظاہر ہوے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقلمندی سے جیسا کہ کوئی شخص اُسپر مطلع نہوے امیر برید اور اُسکے فرزندونکے قتل مین ایک جماعت کو متفق کرکے انھین چاند رات کو اپنے محل مین در لایا اور امیر برید کہ ہر غرہ کو اُسکے سلام آتا تھا علی الصباح بطریق عادت بغیر سلام و مبارکباد ماہ نو دربار مین آیا اور ایک پیرزال کہ اس معاملہ سے اصلا خبر نہ رکھتی تھی اذن دخول کیواسطے باہر آئی اور امیر برید کو اُس مقام مین کہ نشیمن گاہ سلطان علاء الدین تھا تکلیف دی اور وہ مع تین چار فرزندون اور قرابتیون کے عمارت کے قریب گیا اس درمیان مین چھینک نے ایک مرد مخفی پر غلبہ کیا ہر چند اُسنے روکا نہ رکی اور اُسنے بزور عطسہ کیا اور آواز اسکی امیر برید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چھینک مرد اجنبی کی ہے فورًا پلٹ کر اپنے مکان مین آیا اور اُس پیرزال کو طلب کرکے استفسار کیا کہ یہ چھینک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتا کون چھینکا تھا اور اندر کون ہے پیرزال نے جوابدیا مجھے اصلا خبر نہین ہے امیر برید نے ایک جماعت خواجہ سراؤن کی محلسرا مین بھیجکر حقیقت حال دریافت کی اور اُس جماعت کو اپنے روبرو پکڑ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب غیر مکرر سے ہلاک کیا اور شاہ علاء الدین کو اُسکے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی تھی معزول اور محبوس کرکے عرصہ قلیل مین ہلاک کیا اور عارفان معاملہ شناس پر روشن اور ہویدا ہے کہ اس بادشاہ سے حسن تدبیر مین کوئی تقصیر واقع نہوئی آخر کو طالع کی زبونی نے کام اس انتہا کو پہونچایا کہ لنگر دولت اُسکی کشتی حیات کا بحر فنا مین غرق ہوا بیت جہان گشتم و دردا نہ ہیچ شہر و دیارے نیافتم کہ فروشند بخت در بازار ۔ اور امیر برید نے من بعد اسم شاہی ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ پر اطلاق کرکے خطبہ سلطنت کا اُسکے نام پڑھا

ذکر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جب شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین برس امیر برید کا دست نگر ہو کر روٹی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو اُسنے بھی اپنے استخلاص مین کوشش کی امیر برید نے اس حال سے واقف ہو کر اُسے بھی حرم سرا مین قید کیا اور اُسکی منکوحہ سے میل کرکے شاہ کے قالب عنصری کو خنجر ظلم سے شکستہ کیا اور اُسکے نہال قامت کو پیشتر اُس سے کہ جویبار اقبال پر سربلند ہو پاؤن سے درلایا اور اُسکی منکوحہ پر متصرف ہوا۔ رباعی

گل مسجدی بجوئے آشفت و برنجیت ÷ با باد صبا حکایتے گفت و بریخت ÷ بدعہدی دہر بین کہ گل را دہ روز ÷ سر برزد و غنچہ کرد و بشگفت و برنجیت ÷ اور بعد اس واقعہ کے اُسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم اللہ بہمنی جو یوسف عادلخان کا نواسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

ذکر شاہ کلیم اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کار بہمنیہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام ہوا اور کچھ اپنے نصیب مین نہ دیکھکر خانہ نشین ہوا اور محلسرا سے کبھی آمد نہوتا تھا یہان تک کہ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا دہلی کو اپنے قبضہ مین در لایا اور دبدبہ اُسکی بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز درگاہ مین ارسال کین اور شاہ کلیم اللہ نے بھی یہ اخبار سُنکر ایک اپنے مقرب کو تغیر لباس کر کے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ تقدیر کے موافق یا عدم تدبیر سے ملازمان قدیمی دکن کے اطراف و جوانب کو غصباً لیکر کے اس دولتخواہ کو محبوس رکھتے ہین اگر وہ حضرت سمند عزیمت اسطرف معطوف فرماوین اور بندہ با خلاص کو اس گرفتاری سے نجات بخشیں ممنت پذیر ہوا اور دولت آباد بندگان درگاہ کی تسلیم کرونگا اور بابر بادشاہ نے جواب بھی استقلال تمام نہ پہونچایا تھا اور شاہان مندو و گجرات بھی فاصلہ پر سے کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا اور یہ خبر فاش ہوئی اور شاہ کلیم اللہ محافظت حیات اہم جانکر سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین بیجاپور کی طرف گیا جب اُسکے آنے مین اسمعیل عادل شاہ نے قصد اُسکی گرفتاری کا کیا وہ مع اٹھارہ سوار وہان سے بھی احمدنگر کی طرف بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری لوازم استقبال بجا لا کر باعزاز و اکرام تمام اُسے شہر مین لایا اور بسبب اس تقریب کے کہ اُسکو رکش کر کے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جسوقت شاہ کلیم اللہ اُسکے دربار مین رونق افزا ہوتا تھا ہاتھ باندھکر اُسکے روبرو قیام کرتا تھا جب چند دن اس ڈیرہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اُسے مانع ہوئے اور سرزنش اور ملامت کی باقتضاے زمان اور مضمون مصرع کے موافق مصرع ہر کسے پنجروزہ نوبت اوست ÷ قبل اسکے اگر کسی نہج کی صاحبی یا نفری درمیان مین تھی اب وہ برطرف ہے بس خطبہ اپنے نام پڑھنا اور بپاسے ادب وارث ملک کو ایستادہ کرنا حزم اور ہوشیاری سے بہت بعید ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ اکثر امرا بادشاہ کلیم اللہ کے دولتخانہ سے متفق ہوکر وہ امر کہ تدارک اُسکا محال ہو ظہور مین لاوین برہان الملک یہنکر متنبہ ہوا اور دوبارہ شاہ کلیم اللہ کو اپنے دربار مین طلب نہ کیا اور چودہ اُنہی سنوات مین زہر سے باقتضاے الٰہی سے احمدنگر مین فوت ہوا اُسکا تابوت احمد آباد بیدر کیطرف لیگئے قطعہ بہست و نیست مرنجان ضمیر دل خوشدار ÷ کہ نیستی ست سرانجام ہر کمال کہ ہست ÷ ازین رباط دو در چون ضرورت ست رحیل ÷ رواق طاق معیشت چہ سربلند و چہ پست ÷ اور شاہ کلیم اللہ بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنیہ سے اسم شاہی نصیب نہوا اُنکی دولت نے خالق انس و جان کے حکم سے انقراض قبول کیا اور پانچ فرقون کے نشان سلطنت خلائق کی نظر مین جلوہ گر ہوئے لقب اُنکے یہ ہین عادل شاہیہ نظام شاہیہ قطب شاہیہ عماد شاہیہ برید شاہیہ انشاء اللہ تعالے اس تاریخ کی جلد ثانی مین احوال اُنکا مفصل ناظرین پر تمکین کو معلوم اور مفہوم ہوگا فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کاربردازان مطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو جلد اول جسمیں حالات شاہان دکن اور بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح و بسط سے مذکور ہیں جسکا ترجمہ از جانب کارخانۂ ہذا بصرف زر خطیر بنظر افادۂ عام زبان اردو میں شدہ و عام فہم میں ہوا ہے بار ستوم مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں بعلو ہمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ جون ۱۹۰۵ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۳ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا حق سبحانہ تعالی اس کتاب برکت انتساب کو مقبول خاص و عام کرے

اعلان

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری لارڈ لارنس مرحوم سابق ویسرائے گورنر جنرل ہند مع پولیٹکل کارروائیاں سکھون کی لڑائی ایام غدر مین پنجاب کی حفاظت مرتبہ مسٹر بارسورتھ صاحب بہادر اور حسب ایمائے جناب اے جی لارنس صاحب بہادر کمشنر الہ آباد مطبع نے اُسکا ترجمہ شائع کیا کاغذ سفید دو قسم۔	
(قسم اول) مجلد چرمی۔	ے/ب
(قسم دوم) بلا جلد۔	صر/ب
اعمال نامہ روس یعنی اُردو ترجمہ تاریخ روسیہ مصنفہ ڈاکٹر میکنزی والس پرائیوٹ سیکرٹری حضور لارڈ ڈفرن صاحب بہادر جسمین روس کی سوشل حالات تاریخی پولیٹکل تغیرات اور تبدیلات روسیون کا علم و فضل و انکا طرز تمدن و نظم و نسق ملکی رعایا اور گورنمنٹ کے باہمی تعلقات جنگ کریمیا آزادی غلامان خانہ زاد جنگ روم و روس پیٹر اعظم و ملکہ کیتھرائن کے امور رفاہ وغیرہ مفصل درج ہین باجازت مصنف ممدوح و بہ ایمائی عالیجناب سر الفرڈ لائیل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق بہ نظر ترجمہ طبع ہوا حسب تفصیل ذیل۔	
(۱) مجلد۔	ہے/ب
(۲) غیر مجلد۔	ے/ب
ترجمہ تاریخ مصر ملقب بہ تحفہ مصریہ۔ پوری تاریخ مصر تا زمانہ بغاوت عربی پاشا از سر ڈی میکنزی والس صاحب بہادر مصنف تاریخ روسیہ مترجمہ سید ابو الحسن صاحب بجانب مطبع اودھ اخبار کاغذ سفید مجلد۔	عہ/ب
ایضاً۔ غیر مجلد حسب مراتب بالا۔	عہ/ب

نام کتاب	قیمت
تواریخ سلاطین اودھ و قیصر التواریخ دو جلد مین کامل مع تصاویر شاہان و ارکین سلطنت اودھ مولفہ سید کمال الدین حیدر کاغذ حنائی۔	عہ/ب
لکھو حال۔ جناب سر ہنری کاٹکر صاحب بہادر سی بی کا جو سابق مین کمشنر بنارس چیف گورنر جنرل تھے مصنفہ راجہ شیو پرشاد صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ فیلو یونیورسٹی کلکتہ و الہ آباد۔ کاغذ سفید۔	۱ر
ترجمہ منتخب التواریخ مترجمہ مولوی احتشام الدین صاحب۔	عہ/ب
تاریخ جدیدیہ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے تا امید مع حیدر آباد و ائمہ صحابہ و تمام سلاطین منتخب از تواریخ معتبر جداول مولفہ منشی خادم حسین اکبر آبادی۔	۔۔
تاریخ راجستھان۔ کارنامہ رانائے اودیپور چیتور۔ ... صاحب بہادر ... کیا کاغذ سفید و حنائی۔	۲ر/ب
سوانح عمری۔ راو کلیان مل جی والیہ ریاست بیکانیر اُردو و ناگری مصنفہ منشی دیبی پرشاد منصف جودھپور مطبوعہ علیحدہ۔	۲ر/ب
ایضاً۔ راو سری جی اُردو و ناگری۔	۲ر/ب
ایضاً۔ راو سری بیکاجی راو۔	۳ر/ب
ایضاً۔ مہاراجہ اودے سنگھ جی۔	۳ر/ب
ایضاً۔ شیر شاہ بادشاہ۔	۲ر/ب
ایضاً۔ مہارانا رتن سنگھ جی و بکرماجیت	۳ر/ب
ایضاً۔ مہارانا پرتاب سنگھ جی۔	۳ر/ب
ایضاً۔ راو مالدیو جی۔	۱ر/ب
ایضاً۔ مہاراجہ مان سنگھ جی۔	۲ر/ب

نام کتاب	قیمت
تواریخ شاہان و رجگان فارسی	
اکبر نامہ۔ کامل تین دفتر از شیخ ابوالفضل وزیر شہنشاہ اکبر صحیح خوش خط بہت عمدہ کاغذ گلابی۔	۱۵ع پ
تاریخ فرشتہ۔ معروف تاریخ مستند و معتبر تا زمانہ سلطان اکبر۔	عہ پ
طبقات اکبری۔ از نظام الدین۔	عا پ
مفتاح التواریخ۔ مؤلفہ مسٹر ٹامس ولیم ابتدائے اسلام سے فتح پنجاب تک۔	بلا وصلی عہ پ
ترجمہ تاریخ طبری۔ بدو عالم سے خلفائے عباسی تک۔	ے پ
شاہنامہ فردوسی۔ کامل در دو جلد جو مصرعہ بالتصویر۔ عمدہ کتاب ہے۔	صر پ
شاہنامہ۔ قاسم گنابادی تاریخ ہندوستان	[illegible]
سیر المتاخرین۔ در سہ حصہ یکجائی مصنفہ غلام حسن خان صاحب۔	للعہ پ
ترجمہ فارسی تاریخ روس۔ از اصل انگریزی مصنفہ ڈاکٹر میکنزی والس بہادر مترجمہ مولانا ابوالحسن سابق تحصیلدار اودھ پنشن یافتہ جیسے نفیس و دلچسپ حالات سلطنت روس بیان ہوئے ویسا ہی سلیس دلاویز ترجمہ ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کاغذ سفید حسب تفصیل ذیل۔	
(۱) مجلد۔	عا پ
(۲) غیر مجلد۔	عا پ
خصائل السعادت۔ مؤلفہ منشی سعادت خان تحقیق نسب افغان۔	۶ر
وقائع نعمت خان عالی۔ فتوحات سلطان عالمگیر	۵ر
آئین اکبری۔ سہ دفتر آئینی با تصویرات	[illegible]

نام کتاب	قیمت
و نقشہ جات مختلف رنگ کے حسب موقع سرخ و سبز و سیاہ مصنفہ شیخ ابوالفضل وزیر شہنشاہ اکبر کاغذ سفید گندہ۔	للعہ پ
ہفت تماشائے قتیل مؤلفہ مرزا محمد حسن صاحب قتیل۔	۵ر
جنگ نامہ۔ نعمت خان دلاوی جدال شہزادگان دہلی۔	ار
جہانگیر نامہ۔ متضمن سوانح عمری جہانگیر بادشاہ مع حالات نورجہان بیگم مصنفہ خواجہ ابوالحسن صاحب۔	ار پ
عماد السعادت مصنفہ سید غلام علیخان	عہ پ
متفرق کتب تواریخ اردو	
فسانہ برطانیہ۔ یعنی ہسٹری آف انگلینڈ جس میں علاوہ مضامین تاریخی از اول تا حال انگلش سوشل و پولیٹیکل لائف مع دیگر حالات متعلقہ انگلینڈ و لندن وغیرہ فسانہ کے پیرایہ میں درج کیے گئے ہیں مصنفہ منشی گنگا پرشاد صاحب طپش سابق ہیڈ ماسٹر سنٹرل کالج لاہور	عا پ
جغرافیہ مارواڑ مع مختصر تاریخی حالات مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب۔	۵ر
اکبر نامہ اردو ناگری۔ مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب مورخ راجپوتانہ و مصنف تاج جودھ [illegible] جس میں اکبر شاہ کی ۵۱ سالہ سلطنت کا پورا حال درج ہے جو کہ اکبر نامہ و اقبال نامہ جہانگیری و منتخب التواریخ و طبقات اکبری و آئین اکبری وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے۔	عہ پ
شاہجہان نامہ۔ اردو ناگری با تصویر مترجمہ منشی دیبی پرشاد در سہ جلد	[illegible]
سوانح عمری۔ اردو ناگری [illegible]	[illegible]

بعون صانع حکیم مکین و مکان فضل و خلاق زمین و زمان

الحمد للہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ یعنی حالات سلاطین دکن و ... سلطنت ...

ترجمہ تاریخ فرشتہ اردو

جلد دوم

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر اتحاف مشتاقان فن سیر و افادۂ عام اردو زبان سلیس مین حلیۂ ترجمہ سے زیور گر

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور مین لکھنؤ طبع سے آراستہ ہوا

اطلاع - اس مطبع مین ہر فن کی کتب کثیر بسلسلہ دار فروخت کے لئے موجود ہین جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی لہذا ان ہر اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ سے ہین اُن مین بعض کتب تواریخ اُردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
اردو تواریخ شاہان راجگان	
ارشاد الملوک - ترجمہ بزبان اُردو اسپیچ لارڈ لینسڈون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مغربی وشمالی و اودھ بالقابہ کاغذ سفید گندہ۔	ے پ
ایضاً - ترجمہ بزبان اُردو اسپیچ لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نواب گورنر جنرل کشور ہند۔	عہ پ
ترجمہ کارنامہ کالون صاحب مشتمل برسہ حصہ یعنی مجموعہ ارشادات خاص ومختصر تذکرہ کارروائیہائے انتظامی وعملی درترقیات مقاصد کونسل آف ڈفرن فنڈ ممالک مغربی وشمالی و اودھ عہد حکومت عالیجناب نواب سر آکلینڈ کالون صاحب بہادر بالقابہ کاغذ سفید۔	عہ پ
تاریخ ٹاڈ راجستان مولفہ کرنیل جیمس ٹاڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ جسمین ریاستہائے راجپوتانہ کے صحیح حالات سنسکرت وعربی وانگریزی تاریخون سے جمع ہین بسرپرستی مہارانا سجن سنگھ صاحب بہادر والی اودیپور اُردو ترجمہ ہوکر طبع ہوئی جسکی قیمت سابق مین پچاس روپیہ تھی مشہور مقامات کے نقشے اور تصویرین بھی منقش ہین کامل دو جلد مین کاغذ سفید ولایتی۔	[illegible]
تاریخ عہدنامجات واقرارنامجات وعطائے سند متعلقہ ریاستہائے ہندوستان مولفہ	

نام کتاب	قیمت
سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر مترجمہ پنڈت کنھیا لال کامل سات جلدون مین بتفصیل ذیل۔	عہ پ
(جلد اول) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ حصہ شرقی پریسیڈنسی بنگال مع آسام و برہما۔	للعہ پ
(جلد دوم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ممالک مغربی وشمالی تا پنجاب مع نیپال۔	للعہ پ
(جلد سوم) عہدنامجات وغیرہ متوسط ہند	للعہ پ
(جلد چہارم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ریاستہائے راجپوتانہ ومالوہ وغیرہ۔	للعہ پ
(جلد پنجم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ ریزیڈنسی مدراس مع جزیرہ سیلون۔	للعہ پ
(جلد ششم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ پریزیڈنسی بمبئی۔	للعہ پ
(جلد ہفتم) عہدنامجات وغیرہ متعلقہ سندھ ودیگر مملکت ایشیائی بیرونی۔	للعہ پ
تاریخ بغاوت ہند - مسمی بتجاربہ عظیم یعنی تاریخ غدر - مترجمہ پنڈت کنھیا لال۔	عہ پ
ترجمہ سیر المتاخرین - مسمی بمرآۃ السلاطین تا شاہ عالم برسہ جلد یکجائی۔	[illegible]
تواریخ راجگان اودھ - مع تصاویر فوٹوگراف کاغذ سفید گندہ مجلد نقش ونگار نقرئی نہایت عمدہ۔	سہ پ
مصائب غدر - سرگذشت ولیم ایڈوارڈس مجسٹریٹ بدایون مترجمہ مولوی نذیر احمد کاغذ سفید	[illegible]

ابن معوع صنائع و مکین مکان فضل و قدمین خلاز و زمان

المحروسہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ - جامع حالات سلاطین ذکر ہند تاریخ ہمہ خط و سوش

الموسوم بہ

ترجمۂ تاریخ فرشتہ اردو

جلد دوم

بکمال تصحیح - صرف زر کثیر بنظر اتحاف مشتاقان فن سیر و افادۂ عام اردو زبان سلیس میں حسبِ ترجمہ کرایا گیا

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع آراستہ ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

سرد۔ سرایان محفل سخن و تازہ کنندگان داستان کہن گلشن اخبار گیتی پروران اور چمن آثار کشورستانان سے خوشبو اس حکایت کی کہ احسن القصص ہے اس بے بضاعت کے مشام جان مین اسطرح پہونچا کر کے زمزمہ پیرا ہین شعر سر خیل سپاہ کامگاران ✦ شاہنشہ جملہ شہریاران ✦ یعنے ابو المظفر یوسف عادل شاہ کہ فاتحۂ کتاب اقبال اور غرۂ سپہر اجلال خاندان عادل شاہیہ اور اولاد سلاطین عظیم الشان روم سے اور مشہور بآل عثمان ہی خسرو ذی شان عالی تبار و الا دودمان فیاض زمان ہی جب باپ اُسکا سلطان مراد ۸۵۴ آٹھ سو چون ہجری مین اجل طبیعی کے سبب روم مین فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا سلطان محمد بیے مزاحمت تخت روم پر متمکن ہوکر بادشاہ کامگار توفیق آثار ہوا نہایت فضلا اور علما پرور تھا حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نے اُسکی مدح مین قصائد موزون فرمائے ہین اسکے اجلاس کے بعد ارکان دولت و اعیان حضرت متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہنے لگے جو ابتدائے ایام سلطنت سلطان مراد منحو ہین ایک شخص نے ظہور کر کے دعوی کیا کہ مین مصطفے ابن ایلدرم بایزید ہون اور قریب تھا کہ اُس سے فساد اور تزلزل ارکان دولت آل عثمان مین پڑے لہذا مناسب یہ ہی کہ ولیعہد کے سوا دوسرا شخص اولاد ملوک سے قید حیات مین نہ رہے تو اس فساد کے سبب اور فتنہ اور مفسدے پیدا نہو وین سلطان محمد لاچار ہوکر اُنکا شریک ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی اعیانی کو کہ جسکا نام یوسف تھا اُسکے قتل کا اشارہ فرمایا ارکان دولت حرم سرا کے دروازے پر آئے اور چاہا کہ شہزادہ یوسف کا گلا گھونٹ کر اُسکا جنازہ خاص و عام کی اطلاع کے واسطے باہر لیجاوین سلطان محمد کی والدہ نے جو محبت زیادہ تر اپنے چھوٹے فرزند سے رکھتی تھی بازرو سے عجز اُنسے کہا کہ یہ لڑکا بیگناہ ہی مناسب یہ ہی کہ اُسکے قتل سے باز آؤ اور اگر صلاح دولت اور مصلحت ملکی مین ہرج واقع ہو تو آج کی رات مجھے مہلت دو تو وصال اُسکا غنیمت جان کر کل تمہارے سپرد کردون ارکان دولت نے مادر سلطان کی اسقدر مہلت دینا مضائقہ نکر کے اُس غنچہ کا

سوال قبول اور منظور کیا اور اُس ضعیفہ نے خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی تاجر ساکن ساوہ کو کہ ہمیشہ ایران سے
تحف و نفائس روم مین لاکر اُسکی سرکار مین بیچتا تھا طلب کرکے اُس سے یہ بات کہی کہ اگر چند غلام فروختنی
تیری سرکار مین ہون میرے پاس لا تاجر نے عرض کی کہ میرے پاس پانچ غلام گرجی اور دو غلام جرگس
موجود ہین پھر انہین حکم کے موافق حاضر کیا ایک اُن دو غلام جرگس سے کہ فی الجملہ شاہزادۂ یوسف سے
شباہت رکھتا تھا سوداگر سے مخفی خرید کرکے زر قیمت اُسکے حوالہ کیا اور خواجہ گرجستانی سے فرمایا کہ ایسا واقعہ
پیش آیا ہے اگر تو حقوق چندین سالہ منظور رکھکر میری اعانت کرے تو بال و جواہر عالم سے تجھے مستغنی کردون یعنے
یوسف کو تیرے سلک غلامون مین منتظم کرتی ہون تو اسوقت اسے بلباس غلامان ملبس کرکے بلاد عجم کیطرف روانہ ہو
خواجہ مال کی طمع یا حقوق آشنائی کی رعایت سے اُس امر خطیر کا متعہد ہوا اور یوسف کو لیکر اُس رات کو اُس
قافلہ کے ہمراہ جو بغداد کیطرف متوجہ تھا روانہ ہوا اور خداوند کار سے عہد کیا کہ اگر مین شاہزادہ کو سلامت
لیکر عراق عجم کی سرحد پر پہونچون خمس مال زائران سمرقند شیخ صفی قدس سرہ کو پہونچاؤن دوسرے دن جب
اعیان و ارکان دولت سلطان محمد کی حرم سرا کے دروازہ پر آکر طالب امر موعود ہوئے اُس ضعیفہ بردہ نے
اُس جماعت سے ایک شخص کو جو مزید اعتقاد و اعتبار مین موصوف و معروف تھا اُس شب کو اُسے مواعید بزرگانہ
اور بذل نقود و جواہر بیش اندازہ سے راضی کیا تھا اندر محل کے طلب کیا چنانچہ اُس شخص نے غلام معہود کو ہلاک
کیا اور برسم سلاطین اُس دیار کے اُسے دفن و کفن کرکے فوراً باہر لیگیا جو و اعیان و ارکان سے تھا اُس جنازہ کو
شاہزادہ کا جنازہ یقین کرکے بلا تجسس دفن کیا اور خواجہ عماد الدین محمود جب سرحد عجم مین پہونچا اردبیل کیطرف جاکر
وہ نذر کہ اپنی خوشی سے عہد کی تھی وفا کرکے شاہزادہ کو بھی اُسکے مریدون مین منسلک کیا اور وہان سے جب شہر ساوہ
مین پہونچا شاہزادہ کو اخفاے راز کے بارہ مین سفارش بلیغ فرمائی اور اپنے فرزندون کے ہمراہ مکتب مین بھیجا
دوسرے برس شاہزادہ کی والدہ بیتاب ہوئی اور فرزند کے تحقیق حال کے واسطے ایک اپنے معتمد کو ساوہ کیطرف
روانہ کیا اُس شخص نے کیفیت فراغت اور آسودگی اور کسب کمالات شاہزادہ کا دریافت کرکے نو مہینے
ساوہ مین مقیم رہا اُسکے بعد خط یوسف کے ہاتھ سے اُسکی والدہ کی دلجمعی کو لکھوا کر روم کی طرف روانہ ہوا اور
اسکندریہ مین پہونچکر بیمار ہوگیا اور علالت کے سبب ڈیڑھ برس اُس مقام مین استقامت کی اور تیسرے برس
خبر سلامتی فرزند اور مکتوب اُسکا اُسکی والدہ کے پاس پہونچایا وہ مخدومہ جہان لوازم شکر و سپاس بجالائی اور
تصدقات اور نذرات ارباب استحقاق پر تقسیم کیے اور دایا در مرضعہ شاہزادہ یوسف کو اور اُسکے فرزند غضنفر آقا
اور دل شاد آقا کو مع جہاز و اسباب فراوان جیسا کسی کو خبر نہووے ہمراہ اُسی اول شخص کے بلدہ ساوہ
کی طرف بھیجا ان دنون مین جو خواجہ عماد الدین محمود سفر ہندوستان کی طرف گیا تھا اطفال اُسکی گفتار
اور کردار او غضنفر آقا اور اُسکی خواہر حقیقت حال پر آگاہ ہوئی یہ راز فاش ہوا اور رفتہ رفتہ یہ خبر حاکم
ساوہ کو کہ ترکمان آق قویلو سے تھا پہونچی طمع مال کرکے اور ایک تقریب اُٹھا کر چار سو تومان اُنسے لیے اور
جو شاہزادہ ابتداے حال مین سپہر کی گردش سے سولہ برس کے سن مین ایک سوداگر کے لڑکے کی حمایت پر
حاکم ساوہ کے ایک متعلقون سے نزاع واقع ہوئی مضطر ہوا اور سفر اختیار کرکے بلدہ قم مین پہونچا اور اپنے دل مین مصمم کیا

کہ جبتک سادہ کا حاکم معزول ہو وطن مالوف سادہ میں مراجعت نکرونگا پھر کاشان اور اصفہان کی سیر کرکے شیراز گیا اور چندے باغات اور گلزار اور ملک فردوس آئین میں زمانہ عیش ونشاط مین گذرا تا جب حاکم سادہ کے عزل کی خبر سنکر چاہا کہ اپنے مرکز اصلی کی طرف معاودت کرے کہ ناگاہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام نے عالم رویا مین اس سے کلام محبت التیام سے ہمزبان ہوکر یہ ارشاد فرمایا کہ تو حکم قضا وقدر کے موافق مسکن مانوس سے قطع تعلق کر اور ساغر اعزا اور احبا کی جدائی کا نوش کرکے فرہاد کے مانند بے نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچا صعوبت سفر راحت انجام کا متحمل ہوکر عنان عزیمت ہندوستان کی طرف معطوف کر اور راہ سعادت فرجام کے نشیب وفراز سے ہراسان ہو زمام اختیار قائد توفیق کے سپرد کر کہ عنقریب زلیخاے جہان نہایت زینت سے تیرے ہم آغوش ہو سعادت دینی اور دنیوی تجھ پر روزگار رہوا سواسطے وہ نیر اوج اقبال یہ مژدہ دلنواز سنکر عزیمت سفر کے مرکب پر سوار ہوا اور کمیت اندیشہ کو بادیہ تردد وتفرقہ سے باہر نکالا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند کنعان اور اخوان سے قطع نظر کرکے نقش وطن کا لوح خاطر سے یکقلم محو کیا اور سنہ ۸۶۲ آٹھسو باسٹھ ہجری مین عزم ہند کا عازم جازم ہوا اور بندر جرون المشہور بہ ہرموز کے راستہ سے قدم صدق کشتی مراد مین رکھکر حافظ حقیقی کی ضمانت اور حمایت سے تھوڑے عرصہ مین بے محنت طوفان آشوب نشان اور تلاطم دریاے بیکران سے کہ دل جس سے روان اس سے ڈرتے ہین ساحل بندر مصطفے آباد دابل پر پہونچا اور ان دنون یہی بندر مذکور اس شاہ یوسف صورت ملک سیرت کے میامن قدوم سے بہشت برین کی طراوت رکھتا تھا اور طائر نشاط وخرمی اس دیار فیض آثار کے فضا روح آسا مین جلوہ گر تھی چنانچہ ایک روز کا مذکور ہے کہ وہ نیر سپہر بختیاری خورشید انور کی طرح کاخ فلک منظر سے برآمد ہوکر اس مکان جنت نشان کے اطراف واکناف مین کہ اسوقت مین بجعفر آباد مشہور تھا نسیم صبحگاہی کی طرح سیر فرماتا تھا ناگاہ ایک پیر خضر صفات خجستہ لقا نے کہ انوار مواہب سبحانی انکے چہرۂ دلکشا سے ساطع اور لامع تھے سایۂ التفات اس خداگان اعلی کے سر پر ڈالا اور ساتھ ایسے لطف کے کہ لطیف تر از نسیم سحر اور عطر پاش مشک اذفر سے تھا لوازم تفقد ومراسم تفتیش حال بجالایا اور آب زلال کا جام کہ اسکے عکس سے آغاز وانجام کا حال ظاہر اور ہویدا تھا عنایت فرمایا اور اس متعطش بادیۂ طلب نے لوازم دعا وثنا مودی کرکے جب جام لبریز عنایت کے پینے مین متوجہ ہوا وہ حیات بخش ارباب صفا یعنے خضر خجستہ لقا اسکی نظر جہان بین سے غائب ہوا دیدۂ صوری اسکے مشاہدۂ جمال جہان آرا سے محروم اور بے بہرہ رہے اور کلام صدق انجام مولوی معنوی ملک قمی ظاہر ہوا **بیت** رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہان گشت از نظر + یک لحظہ غافل گشتم وصد سالہ راہم دور شد اور وہ مظہر ارادت قدسی اور مورد سروش سماوی مجدداً خضر علیہ السلام کے عواطف سے اختصاص پاکر رفاقت مین خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی کے جو بندر مصطفے آباد داہل تجریر مین مشغول تجارت تھا وہ سے توجہ احمد آباد بندر کی طرف لایا اور چونکہ گرجستان گیلان کے اعمال سے ہے ہم اقلیمی اور سابقہ آشنائی سے درمیان خواجہ محمود اور خواجہ مہمان کیوان کے صداقت اور خصوصیت بہت تھی وہ جناب ابھی ملتجی ہوا عمر شریف سے اسکے سترہ مرحلے طے ہوئے سے خواجہ عماد الدین محمود کی خدمت مین مکلف ہوا کہ یوسف کے مانند مجھکو اپنی عبودیت مین منسوب کرکے بادشاہ کے سلک غلامون مین کہ مہمات ملک رواج اور رونق تمام رکھتے ہین منتظم فرمانے خواجہ نے اول اس معنی سے انکار کیا اور جب

مبالغہ اور تکرار اُسکی حد سے زیادہ گذری ناچار انگشت قبول آنکھون پر رکھی اور اس راز سے آصف جم اقتدار ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کو مطلع کیا اور خواجہ نے جب یوسف کو معرعزت لوا ہے دربار طلب کیا اور اُسکی حسن صورت اور سیرت مشاہدہ کی اور اُسکی قابلیت اور خط و سواد و موسیقی دانی اور آداب سپاہگری دریافت کرکے احوال اُسکا نظام شاہ بہمنی اور اُسکی والدہ مخدومہ جہان سے عرض کیا اور انہین دنون مین ۔ علاوہ جرکس سرکار شاہی مین دراہم معدودہ کو فروخت کرکے نذر حضور خواجہ عماد کے تسلیم فرمایا اور جو کچھ میرزا محمد ساوجی نے اپنے باپ غیاث الدین محمد وزیر یوسف عادل شاہ سے نقل کی اور جو کچھ نواب شاہ جمال الدین حسین بن شاہ حسن انجو سے روایت کی مقوی اور مصدق نقل مذکور ہی کہ جواہرہ نام ایک پیرزن نے کہ نسبت اُسکی مان کی طرف سے شاہان بہمنیہ سے اور باپ کی جانب سے شاہ نعمت اللہ ولی سے درست ہوتی تھی میرے والد سے یون نقل کی کہ مین آغاز شباب مین شہر احمد آباد بیدر مین مجلس مین بی بی ستی دختر یوسف عادل شاہ جو زوجہ احمد شاہ کی تھی حاضر ہوئی جو جشن ہوا ہے بزرگ درمیان مین تھا اکثر عورات شاہانہ بہمنیہ اُس انجمن مین فراہم ہوئین اور ایک مجلس عظیم منعقد ہوئی جو کہ قاعدہ زوجات سلاطین بہمنیہ کا جو خطاب ملکہ جہان پاتی تھین یہ تھا کہ چند عقد مروارید بزرگ ایک جا کرکے اور اُسپر قبہ طلا اور مرصع بجواہر نفیسہ نصب کرکے بروز جشن اور روز متبرک مین فرق سر پر استوار کرتی تھین اسطرح سے کہ لڑیان موتیون کی پیشانی اور بناگوش اور عقب سر پر آویزان ہوتی تھین اسواسطے بی بی ستی کہ خطاب ملکہ جہان یافتہ تھی اُس مجلس مین موتیون کی سراسری زیب فرق کرکے جمیع عورات بلکہ شاہان بہمنیہ کی شہزادیون سے مقدم بیٹھی تھی ایک عورت کہ خاندان بہمنیہ سے تھی جھنجھلا کے بولی سبحان اللہ یوسف عادل خان کی بیٹی کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہزادیون پر ملکہ جہان بنکر تفوق ڈھونڈھے بی بی ستی نے جواب دیا کہ اگرچہ تم شاہزادیان ہو ہم بھی شاہزادی اولاد عظیم الشان روم سے ہین اور جو حکایت کہ قبل اس سے مرقوم ہوئی مفصل حضار مجلس کے روبرو بیان فرمائی کہ وہ اس سے آگاہ ہون جب یہ گفتگو ملکہ جہان بی بی ستی کی مجلس مین واقع ہوئی یہ خبر قاسم برید کو پہونچی جو کہ سرکشی اُسکی عادت تھی کہا جو کچھ کہ ملکہ جہان بی بی ستی فرماتی ہین اُسکو عرصہ قلیل گذرا ہی اور بہت قریب العہد ہی اور تحقیق کرنا اُسکا آسان ہی الغرض ایک شخص کو برسم تجارت و رسالت شاہان روم کے دربار مین بھیجا اور اُسنے وہان پہونچکر عورات کہن سال سرکار شاہی سے احوال تحقیق کیا ملکہ جہان بی بی ستی کا فرمانا ثابت اور تحقیق ہوا اور رومی کہ یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ رومیون کو بہت چاہتے تھے اور عزت رکھتے تھے یہ بھی ایک دلیل قوی اس روایت کی صحت مین ہی واللہ اعلم بالصواب اور یوسف عادل شاہ نے جو پرورش اور تربیت ساوہ مین پائی تھی اسوجہ سے مردم آگاہ کے درمیان یوسف عادل شاہ ساوی شہرت رکھتا ہی اور ہندیان شکستہ زبان نے اُسے سوائی مشہور کیا ہی کسواسطے کہ سوائی زبان ہندی مین سوا چار کو کہتے ہین جو یوسف عادل شاہ باعتبار ولایت و شمشیر حکام دکن چار حصہ پاؤ بالا زیادتی رکھتا تھا اسواسطے ساتھ اس لقب کے اُسنے شہرت پائی لیکن صحیح یہ ہی کہ ساوہ کو ساتھ سوائی کے تحریف کیا ہی جیسا کہ نظام شاہ بحری کو بہ بجری تحریف کیا ہی بہر تقدیر بعد دو تین مہینے کے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان خدمت جہانگیر

صلاح سے یوسف عادل شاہ کو عزیز خان میر آخور یعنے داروغہ اصطبل کے جو ایک غلامان ترک اور معتبر
اُس خاندان سے تھا سپرد کرکے اُسکے حق مین سفارش کی اور عزیز خان کو کہ مرد پیر سال خوردہ اور گرگ
باران دیدہ تھا جمیع مہمات میر آخوری کو اُس سے رجوع کرکے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ
یوسف عادل خان امر ضروری اصطبل کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر عرض
معروض کرتا تھا اور جب اُس عرصہ مین عزیز خان میر آخور فوت ہوا اور یوسف عادل خان ملک التجار محمود کاوان الملقب
بخواجہ جہان کی توجہ سے منصب شتہ صدی پر فائز ہوکر اصطبل کی ریاست پر سربلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب
درمیان اُسکے اور بہمن ستصدی میر آخوری کے موافقت نرہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک ترک کے
دربار مین کہ ترکون کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دواد وش کرنے لگا اور حسن سلوک سے یہ نوبت پہونچائی
کہ نظام الملک نے اُس سے صیغہ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اسکے زندگانی نکرسکتا تھا غرضکہ جس وقت
نظام الملک ترک کو برار کا طرفدار کیا منصب یوسف عادل شاہ کا پانصدی پہنچایا اور خطاب عادل خان دلواکر
اپنے ہمراہ برار لیگیا لیکن اُسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھرلہ کو سال بھر محاصرہ کرکے اس مقام کے راجہ کے
تصرف سے برآوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادل شاہ نے کمر شجاعت اور مردانگی
کی استوار کرکے کفار کو جو ہجوم کرکے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کرکے خود غنائم اور فیلون کو درگاہ
مین لایا اس خدمت مستحسن سے امراے ہزاری مین داخل ہوا اور روز بروز اسکا ستارہ اقبالمندی پر تھا یہانتک
کہ جملہ امراے عظیم الشان سے ہوا اور بیجاپور کی طرفداری پر مقرر ہوکر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ
بہمنی اور ہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ مین تربیت سپاہ مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر مغلون اور ترکون
پایہ تخت احمد آباد بیدر کو بعہد خسروانہ اپنے پاس بلواکر بمناصب ارجمند فائز کیا اور روز بروز قوت اور مکنت
اُسکی زیادہ تر ہوتی جاتی تھی اور ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے اور بروایتے ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین بمقتضاے
اَلسَّیْفُ لِمَنْ ضَرَبَ وَالْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ خطبہ بیجاپور کا اپنے نام پڑھکر چتر شاہی کو مرتفع کیا اور قریب پانچ ہزار ترک
اور عرب کے اُسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعہ جو امراے سلطان محمود
کے تصرف مین تھے بزور بازوے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آب بھورہ سے بیجاپور اور آب کشنہ سے رایچور
تک اپنے حوزہ تصرف مین درلایا اور انھین دنون مین لفظ خانی کو مبدل کرکے اپنا نام عادل شاہ رکھا جیساکہ جو تورستہ
شاخ کہ مراد فرزند ارجمند سے ہے اُس دوحہ جلال سے سرمارتی تھی اُسکو بھی عادلشاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت
بخت جوان عدالت نشان اناراللہ برہانہ گلشن شاہی مین سرسبز اور بلند بالا ہوکر نہال قامت اُسکا جویبار فرمانروائی
سے سیراب اور شاداب ہوا جمیع امراے دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اُس سے برگشتہ تھے پھر اُسکی
خدمت مین مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہونے سے نفع کلی اُسکی سرکار مین ظاہر آیا القصہ یوسف
عادل شاہ کے خطبہ پڑھنے اور چتر سر پر بلند کرنے سے آتش رشک و حسد قاسم برید کے مجمر سینہ مین جو ہمیشہ بیجاپور
کی شاہی کی فکر مین رہتا تھا شعلہ زن ہوئی اور نیمراج پدر امراج مشہور نے کہ وہ بھی شیوراے کی اولاد پر
متسلط اور غالب ہوکر بادشاہی کے نام سوا اُن پر اطلاق نکرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے

قلعہ رایچورا ور مدکل کو مع جمیع مضافات اسکے تمین پیشکش کیا تھا چاہیے کہ تم لشکر کھینچکر مسخر کرو اور اسی طرح سے
بہادر گیلانی کو جو بندر گووہ اور تمام دریا بار پر کہ اصطلاح دکن مین جسے کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر
یوسف عادل شاہ کی ولایت کے تخت و تاراج کی ترغیب کی چنانچہ تیمراج بعد پہونچنے نامہ رائے زادہ کے
مع لشکر مور و ملخ سے زیادہ تر قدم برداشتہ روانہ ہوا اور آب سمندرہ سے عبور کرکے قلعہ رایچورا ور مدکل پر قبضہ
کیا اور اسکی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بہادر گیلانی بھی فرصت جانکر قلعہ جام کھنڈی کو یوسف
عادل شاہ کے تصرف سے برلایا اور اس عرصہ مین ایک جماعت نزدیکون سے کہ محرم اسرار تھے دشمنون کا خیال باطل
اور اندیشہ ناصواب شاہ عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچا کر اضطراب کرنے لگے آنحضرت نے انکو تسلی دیکر
فرمایا کہ جو جمیع امور مین ارواح مقدسہ حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح پرفتوح شیخ سیفی
سے استعانت طلب کرتا ہون اور طلب کرونگا یقین کہ امداد پر مظفر اور منصور ہونگا پھر عہد کیا کہ اگر اس
عقدہ مشکلہ سے نجات پاؤن خطبہ ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام پڑھکر مذہب شیعہ کو رواج دون اسوقت
حسن تدبیر سے قلعہ رایچورا ور مدکل کا خیال دل سے برطرف کرکے تیمراج اور رائے زادہ سے صلح کی اور انھون
نے بھی دوسرے ممالک کے نہب و غارت سے ہاتھ کوتاہ کیا اور بیجانگر کیطرف روانہ ہوئے بہادر گیلانی کو
بجبر و قہر اپنے ممالک محروسہ سے نکالدیا اور باقتضائے وقت قلعہ جام کھنڈی کے درپے استرداد نہوا اور قاسم برید
کی گوشمالی اور تادیب کا عازم ہوکر آٹھ ہزار سوار سے کہ انمین اکثر مغل اور ترک تھے احمد آباد بیدر کیطرف نہضت
فرمائی قاسم برید ترک نے ملک احمد نظام الملک بحری سے بتضرع و زاری کمک طلب کی اور ملک احمد نظام الملک
بحری باتفاق خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی
کو لیکر شہر سے برآمد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے متفق ہوکر میمنہ اور میسرہ اور
قلب آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف کہ دار الخلافت سے پانچ کوس پر تھا روانہ
ہوا اور یوسف عادل شاہ بھی صف آرائی مین مصروف ہوکر میمنہ پر دریا خان کو اور میسرہ پر فخر الملک
ترک کو مقرر کیا اور خود قلب مین پناہ لی اور غضنفر بیگ اپنے برادر رضاعی کو کہ ان دنون ساوہ سے دکن
مین آیا تھا ایک ہزار تیرانداز اسکے حوالہ کرکے حکم کیا کہ جسطرف کمک کی ضرورت پڑے مدد کرے دریا خان
اور یوسف عادل شاہ نے میسرہ اور قلب غنیمونکا شکستہ کرکے ہزیمت دی اور ملک احمد نظام الملک
بحری نے میسرہ یوسف عادل شاہ کی زیروزبر کی اور فخر الملک زخمی ہوکر نکل گیا اور یوسف عادل شاہ تحمل
کی فکر مین ہوکر چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے عقب روان ہووے اس درمیان مین غضنفر بیگ نے
پہونچکر کہا کہ جنگ قاسم برید ترک سے تھی وہ معرکہ مین نہین ہے آپسمین جنگ کرنے مین خرابی کے سوا کچھ حاصل نہین ہے مناسب
ہے کہ آپسمین صلح کرکے ابواب مصادقت مفتوح رکھیے پھر طرفین سے آدمیون نے درمیان مین آن کر صلح کرادی
اور دونون سردار گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک دوسرے کو وداع کرکے اپنے مقر دولت کی
طرف مراجعت کی لیکن عامی ناظم عادلنامہ نے جو وقائع ایام سرداری اور شاہی اس عدالت پناہ کا بطریق
اجمال اپنی کتاب مین درج کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ لندرک کے حوالی مین واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بحری

اُس معرکہ مین نہ تھا اور خواجہ جہان دکنی قبل اس سے سلطان محمود بہمنی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل روزگار
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادل شاہ نے بیجاپور مین جاکر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر
گیلانی سے مصالحہ کیا اسواسطے کہ تختگاہ بیجانگر مین امرا کے نفاق کرنے سے ہرج ومرج ظاہر ہوا تھا یوسف
عادل شاہ بعزم انتقام کفار بیجانگر رایچور کی طرف روانہ ہوا اور اثنا سے طی مسافت مین عشرت حلال اور فراغت
بے زوال مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی بیت شکار افگن سرخوش وشادکام ❊
ہمی کرد منزل بمنزل خرام ❊ اور اُسکے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تھمتنان صاحب نظر کے تیغ وسنان کی چمک سے
رشک فلک اخضر ہوا اُس مقام مین منزل گاہ کیکے سراپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون رفعت
اوج کیوان پر بلند کرکے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا نظم جہان بر سراپردہ و بارگاہ ❊ گذشتہ سر خرگہ از اوج ماہ ❊
رسن خیمہ وخرگہ وسایبان ❊ زمین کرد از آسمان رو نہان ❊ اور اُس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط وطرب بچھاکر ساتھ
گلعذاران سیم اندام اور شمشاد قدان سیمبر فام ❊ بیت نازک بدنان سرو قامت ❊ در شوخی و دلبری قیامت ❊
ہر ایک رسنے تجوش نگاری ❊ سرو وسمن وگل بہاری ❊ کے ساتھ اقداح شراب بہجت بخش کے تجرع اور نغمات دلکش
کے استماع مین رغبت کرکے فرمایا سرود سرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود وقانون
زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا اشعار خوش آن شہ کہ این بزم عشرت نہاد ❊ جہان را مے از ساغر دل براد ❊
گل و لالہ را تا بود بوے ورنگ ❊ زمان را شتاب و زمین را درنگ ❊ رخش باد تابندہ چون آفتاب ❊
زتاج کے وتخت افراسیاب ❊ مدام از مے لعل فرما نہی ❊ مبیناد کس جام خسرو تہی ❊ اور اس عرصہ
مین استاد زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل وبے نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ ساز زندگی
مین مہارت تمام رکھتا تھا اُنھون نے یہ نظم آغاز کی شعر بوے پیراہن یوسف زجہان گم شدہ بود ❊ عاقبت
سر زگریبان تو بیرون آورد ❊ یہ نغمہ دلکش جب کہ ساتھ نے دساز کے گویون نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا
چھ ہزار ہون کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہے خزانہ عامرہ شاہی سے انعام پائے اور کثرت شرب
مدام اور آب بازی علی الدوام اور اختلاط پریرویان گل اندام سے اُسکے مزاج نے انحراف ما لا کلام پیدا کیا
عارضہ تپ ولرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فرش ہوکر بر آمد نہوا اور غضنفر بیگ
دیوانخانہ مین بیٹھکر خلائق کے مہمات کے سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگون کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر
وحشت اثر اطراف واکناف مین شائع ہوئی اور تیمراج لوازم شادمانی بجا لا کر پہونچا کر اسطرف کے امراے کبار کی
صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کرکے ۹۰۸ آٹھ سو اٹھانوے ہجری
مین کوچ بر کوچ رایچور کی طرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور خائف
ہوئے اور صدق واخلاص سے اُسکی ذات برکات کی صحت کے واسطے واہب العطایا سے مسئلت کی جب
تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا تھوڑی عرصہ مین صحت عاجل اور شفاے کامل حاصل ہوئی یوسف عادل شاہ
شکر الٰہی کے سجدات بجا لایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما اور فضلا اور سادات مدینہ اور
کربلا اور نجف اشرف کہ جو اُسکے اردو مین تھے تقسیم کرکے شکر دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون اور

خواجہ عبداللہ ہروی کو جو ولایت سے ایک کشتی مین اُس شہریار کے ہمراہ دکن مین آیا تھا سپرد فرمائے کہ ساوہ مین جاکر وہان ایک مسجد بنا کرکے اور ایک مینار نہایت رفیع اُس مسجد کے قریب تیار کرکے نہر آب اُس شہر مین دلایا الغرض ابتک وہ مسجد بہ مسجد غریبان مشہور ہے اُسکے بعد مخبرون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ نیمراج آب سمندر سے عبور کرکے کوچ متواترہ سے بسبیل استعجال آتا ہے اسواسطے شاہ صاحقران نے دست ہمت دامن کرم حضرات ائمہ معصومین صلواۃ اللہ علیہم مین محکم کرکے سپاہ ظفر دستگاہ کے جائزہ اور مہادران قضا توامان کے مشاہدہ کا حکم دیا **نظم** شہنشاہ دیندار صاحبقران ✤ خدیو فلک قدر گیتی ستان ✤ بفر مود تا برنشیند سپاہ ✤ درآید بآئین سوے عرصہ گاہ ✤ برآراستہ یکسر اسپ و سوار ✤ ہمہ با سلاح انچہ آید بکار ✤ بجز امراے عظام بہرام صولت اور بہادران کینہ کوش وافر شوکت کو اسپان تند خرام پر سوار کرکے صفوف حرب آراستہ کین اور سر سے پانون تک سم بادپایان کی فولاد اور آہن مین غرق کرکے میدان مین جولان کرنے لگے آٹھ ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ اور دو سو ہاتھی خرد و کلان شاہ فلک قدر کے منظور نظر ہوئے پھر غضنفر بیگ آغا اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ اور داؤد خان سے کہ امراے صف شکن اور شمشیر زن تھے متوجہ ہوکر فرمایا کہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بخشندہ بے منت کی توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تند خو کے لشکر روم پر حملہ کرکے چہرۂ مقصود دیکھوگے اور سد سکندری کو اس موکب گردون مراتب کے صدمہ سم سے توڑ کر سپاہ زمین کو زیر و زبر کروگے پس مناسب یہ ہے کہ ہم دشمن کا استقبال کرین اور رایات نصرت آیات کو اسطرف حرکت دے کر اعدا کو ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالین مستمعان دولتخواہ نے سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان جلادت اور سربازی کی تکلم مین کھولی اور آئین سے ایک بہادر جو شراب اخلاص سے بدمست تھا ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا **نظم** برانم کہ چون دشمن بدگہر ✤ کند عزم رزم شہ دادگر ✤ بگرز گران سنگ و شمشیر تیز ✤ سر و دست او را کنم ریز ریز ✤ اور دوسرا غازی کہ جادۂ عبودیت پر مستقیم تھا بلفحواے اس کلام کے تکلم کیا **نظم** درآید اگر دشمن تیز جنگ ✤ بدریاے ہیجا بسان نہنگ ✤ زاقبال شاہ شجاعت نژاد ✤ خدیو جہانگیر پاک اعتقاد ✤ بلقاب مردی ز بونش کنم ✤ بضرب سنان غرق خونش کنم ✤ اور بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بجناح استعجال حریفان کج اندیش کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے فاصلہ پر اُنکے مقابل آیا زمین کو امرا پر قسمت کی تو طریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنے مین مشغول ہوئے اور شرائط ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہان بسر لیگئے لیکن دوشنبہ کی فجر ماہ رجب ۸۹۸ھ آٹھ سو اٹھانوے ہجریمین طرفین سے فوج کشی ہوئی صفین آراستہ ہوئین مردان جنگ کی چار دانگ مین دھوم ہوئی اب مہم مقابلہ و مقاتلہ تک پہونچی قضا سلسلہ جنبان فتنۂ خوابیدہ ہوئی دم نقد جان کی خریداری موت کی گرم بازاری ہوئی اور اس واقعہ مین کہ مخالفون کی دولت کا چراغ گل ہونے پر تھا مکان کو روشن کرتا تھا اور ابتدائے حال مین غلبہ اور فیروزی نصیب اعدا ہوئی لشکر خدایگان جہان زلف بنفشہ مویون کی طرح باد صبحگاہ رزم سے درہم و برہم ہوا ایک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا اردوے شاہ مین لیکر آیا بالنسو بہادر شربت شہادت چکھکر خلد کی طرف راہی ہوئے آثار قیامت ظاہر ہوئے **شعر** چراغی کان فرد خواہد نشستن ✤ کند در وقت مردن خانہ روشن ✤ اُسوقت یوسف عادل شاہ اور غضنفر آغا بھائی اُسکے سوار ہوکر سپاہ کے کنارے جاکر توقف کیا

اور فرمایا تو قرنا اور سرنا پھونک کر نقارہ بجاوین القرض اول میرزا جہانگیر قمی پانسو سوار مغل ہمراہ رکاب ہلال آسا
مین اسکے ہمراہ لیکر مستعد ہوا اسوقت داؤد خان سات سو نفر جوانان افغان اور راجپوت سے آیا فی الجملہ
ایک جمعیت وقوع مین آئی یوسف عادل شاہ اندیشہ مین تھا کہ کیا تدبیر کرون اتنے مین سوچک بہادر او زبک
جو سلحدارون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا آپہونچا اور عرض پیرا ہوا کہ مین اثناے جنگ مین مخالفون کے
ہاتھ گرفتار رہا چنانچہ گھوڑا اور ساز یراق سبر لیگئے اور مین سراسیمہ ہر طرف دوڑتا تھا ناگاہ اُس دوا دوش مین
ایک جوان خانہ زین سے جدا ہوا او مین سرعت کر کے جا پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین زمین سے اٹھکر خانۂ زین
پر متمکن ہون ادہر مین بجلی کی طرح جست کر کے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا اور بشتابی تمام معرکہ سے برآمد ہو کر
حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب غنیم وضیع و شریف فتح اپنی نسبت قرار دے کر نہایت غفلت سے تاراج
و غارت مین مشغول ہین اگر شاہ توکل بخدا کر کے اعدا پر حملہ آور ہو امید قوی ہے کہ شب یلداے حرمان از خورشید فتح
سے منور ہو یوسف عادل شاہ نے سوچک بہادر کی راے رزین پر تحسین و آفرین بہت فرمائی اور اپنے عواطف
سے اُسے قوی پشت کیا اور بلا توقف تین ہزار اور پانسو سوار مرد کارزار سے شعر ہمہ جنگ جو و ہمہ نامدار ✤
چو شیران آشفتہ در کارزار ✤ طبل کوچ بجا کر لشکر خصم کی طرف متوجہ ہوا شعر روان شد سو لشکر کینہ خواہ ✤ ہمبر وی
اقبال و عون آلہ ✤ نیمراج نے جب اپنی افواج کو تاراج مین دیکھا اور خصم شیر افگن مقابل پہونچا فرصت سپاہ
کی فراہمی اور گرد آوری کی ممکن نہوئی ناچار مع سات آٹھ ہزار سوار اور بہت پیادہ تفنگچی جرار اور تین سو فیل
جو راے زادہ کی رکاب مین تھے سلطان کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے چلا یوسف مصر شجاعت اور جلادت
نے بھی اُسے فرصت نہ دی شیر ببر کی طرح اُسکے قلب پر تاخت لایا اور دلیران رزمخواہ چین جنگ جبین شجاعت
پر ڈالکر بازو تیغ و سنان مین کھولے اور گھوڑون کی سم کے صدمہ سے غبار معرکہ کو مہر و ماہ کے چہرہ کا نقاب کیا اور
بہرام خون آشام چو جلاد فلک مینا فام ہے انگشت بدندان ہوا اور شہسوار میدان افلاک جو تخت نشین الوان
اس نیلی حصار کا ہے آب و عرق دہشت مین غرق ہوا نظم برچرخ برد باد فنا خاک معرکہ ✤ بر آب داد آب
حیات آتش سنان ✤ پیکان چو عشق در حرم دل گرفت جا ✤ حربہ چو عقل قبۂ سر ساختہ مکان ✤ گہ تیر
ہمچو غمزۂ دلدار دلربا ✤ گہ نیزہ ہمچو قامت جانان روان ستان ✤ بر کشتگان معرکہ بر رسم تعزیت ✤
چشم زرہ چو دیدۂ عشاق جانفشان ✤ ادہر سلطان عادل شاہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تھا لاشون کا
ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار ہوتے تھے ادہر نیمراج شیر غژان کی طرح کف در دہان مستانہ وار قتل عام مین مصروف
تھا خلاصہ یہ کہ دہ دونون شیر تادیر سرگرم گیر و دار رہے آخر کار نسیم عنایت مہب وما النصر الا من عند اللہ
سلطان عدالت نشان کے پرچم رایت ظفر آیت پر چلی سعادت اقبال دوا سپہ موکب جاہ و جلال سے
استقبال کو پہونچا اور خلعت فیروزی کا کارخانہ نیصرمن یشاء اسکے قامت قابلیت پر راست اور درست آیا
اور زمانہ اس ترنم سے مترنم ہوا نظم چہ پر توست کہ اقبال در جہان افگند ✤ چہ غلغلست کہ دولت بر آسمان
افگند ✤ چہ منت ست کہ در گردن زمین و زمان ✤ طلوع رایت شاہنشہ جہان افگند ✤ دو سو ہاتھی اور ہزار
گھوڑے اور تین لاکھ ہون اور جواہر آلات کے سوا اور بھی اسباب او متاع نفیسہ اُسکے تصرف مین بیاد ازادہ

اور نیمراج بادل غمگین وحال ابتر بیجانگر کی طرف راہی ہوئے اور راے زادہ کہ تیر کا زخم جگر دوز سینہ مین رکھتا تھا اثناے راہ مین فی النار ہوا اور نیمراج اُس ملک پر مسلط ہوا اور راملراے دولتخواہ نے اُس سے روگردان ہوکر علم مخالفت بلند کیا یوسف عادل شاہ فرصت پاکر عرصۂ قلیل مین قلعۂ مدکل درایچور کا کفار کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اپنے معتمدون کے سپرد کیا اور مظفر ومنصور ہوکر بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی ملا محمد قاسم ہندو شاہ لکھتا ہی کہ مین نے شاہ میر دستور خان گردہ سے کہ مرد کہن سال تھا اور اسمٰعیل عادل شاہ کی خدمت مین رہتا تھا سنا ہی کہ یوسف عادل شاہ کو جب بیجانگر کے راستہ مین شکست ہوئی ایک بلندی پر کہ وہان سے قریب تھی جاکر پھر طبل جنگ پر چوب ماری اسصورت مین مردم پراگندہ اُسکے پاس فراہم ہوئے اور تین ہزار مرد غریب اور ترک سپے اُسکے نشان کے نیچے ظاہر آئے اسوقت از روے حیلہ نیمراج کو یہ پیغام دیا کہ راے بیجانگر شاہ بزرگ ہی اور مین اپنی جنگ سے پشیمان ہون اور اگر عذر تقصیر پذیرا کرے اور مجھے اپنے منسوبون سے شمار کرکے یہ ملک میرے سپرد فرمادے ہمیشہ جادہ اطاعت اور متابعت مین مستقیم رہونگا نیمراج نے فریب کھاکر یہ امر قبول کیا اور صلح اور ایفاے عہد وپیمان کیواسطے راے زادہ کے اتفاق سے مع دو تین ہزار آدمی لشکر سے جدا ہوکر دریا کے کنارے آن کر بیٹھا اور یوسف عادل شاہ مع چار سو آدمی انتخابی اُسکے پاس گیا اور مقصود سے کچھ گفتگو کی اور لوازم عبودیت ظاہری بجالایا اور راے زادہ کے پاس سے برخاست کی اور نفیر سرنج یعنے کرناے کہ خاصہ اسکی تھی اور روز جنگ کے سوا اسے نہ بجاتے تھے آنحضرت کے حکم کے بموجب اُسی وقت پھونکی جوان اور بہادر کہ اُسکے ہمراہ تھے اور ہر ایک آپ کو مثل فوج کے شمار کرتا تھا کرنا کی آواز سنکر سمجھے کہ آتش جنگ افروختہ ہوئی سبنے ایکبارگی دست بشمشیر ہوکر نیمراج پر حملہ کیا جوکہ امراے بیجانگر یوسف عادل شاہ کی قربت سے غافل تھے ہر ایک چند ملازمین سے الگ ایک جگہ جمع ہوئے تھے ناچار بنفس نفیس جنگ مین مرتکب ہوئے اور اپنے سینہ سپر تیر بلاے صاحب ولی نعمت کیے اور راے زادہ کو مع نیمراج بھاگنے کی ہدایت کی الغرض سترہ نفر بیجانگر کے امرا اور اعیان مملکت سے مقتول ہوئے اور شاہ عدالت پناہ نے اسدن چھ نفر دشمنون سے اپنے دست زبردست سے مجروح اور بے روح کیے اور اُسکے تمام ملازمون نے نہایت جوانمردی اور بہادری سے جمعیت اعدا کو متفرق اور پریشان کیا اور جب کفار کو مہلت گرد آوری کی نہ ملی خزانہ اور گھوڑے اور ہاتھی اُنکے بندگان معدلت نشان کے ہاتھ آئے

نظم

ہمی تا بگردانی انگشتری * جہان را دگرگون شود آوری * یکے را برآری وشاہی وہی * دگر را بدریا بماہی وہی * یکے را بزہ بیجو تا رون کنی * دگر را بناخن جگر خون کنی * نہ با آنت مہر ونہ با اینت کین * کہ بدان توئی اے جہان آفرین *

اُسکے بعد اُسی مقام مین سوچک بہادر کو امارت دیکر خطاب بہادر خانی سے معزز اور سرفراز فرمایا اور پچاس ہاتھی اور ایک لاکھ ہون اُسے بخشے اور تسخیر اور تخلیص قلعۂ مدکل اور رایچور پر مامور کیا اور سوچک بہادر نے اُن قلعون کو حسن تدبیر اور قول وامان سے چالیس دن مین مسخر اور مفتوح کیے شاہ عدالت پناہ اس حدود سے کوچ کرکے مرکز دولت کی طرف سوار ہوا اور پہنچنے اس نسیم فتح نامدار اور ہاتھ آنے خزانہ اور فیل واسپ بسیار راے بیجانگر سے سر نو آوازہ ابہت اور شوکت شاہ فلک اقتدار کا صغار وکبار کے دل مین جاگزین ہوا اور اُسکے نہال اقبال نے نشو ونما تمام قبول کی وضیع وشریف اُسکی شاہی سے راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بیجانگریون کے غنائم سے دو دست جامہ منسوج بزر کہ اطراف اُسکے قطعہاے مرصع سے آراستہ تھے اور چار گھوڑے کہ زین ولجام مرصع رکھتے تھے اور

اُنکے ہاتھ اور پانؤن مین نعل زرین بستہ تھین شاہ محمود بہمنی کیواسطے برسم ہدیہ بھیجے اور اُسکے بعد بہادر گیلانی کے دفع
کی فکر اور قلعۂ جام کھنڈی کے استخلاص مین ہو کر چاہتا تھا کہ رایات نصرت آیات کو نہضت فرماوے اس درمیان
مین محمود گجراتی نے ایلچی تیز زبان خیرو سر شاہ محمود بہمنی کے پاس بھیجا بہادر گیلانی سے کہ اسکے آدمیون نے
جہاز گجرات کو جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا تھا ازراہ مزاحمت بیجا اُسے روکا تھا شکایت کی اور سخت پیغام کیا کہ اگر
تمسے وہ قطاع الطریق یعنے رہزن دفع نہین ہوتے تو ہمین اطلاع کرو تو ہم ایک سردار کو بھیجکر نیست ونابود کرین اور
شاہ محمود بہمنی نے قاسم برید ترک کی ہدایت کے سبب عبدالملک شستری کو کہ مشاہیر اُس دولتخانہ سے تھا
یوسف عادل شاہ کے پاس بھیجکر بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے طالب کمک ہوا یوسف عادل شاہ نے بصوبہ
خدلسے چاہتا تھا شاہ پر احسان کرکے پانچہزار سوار انتخابی بسرداری کمال خان دکنی نہایت سامان اور تجمل کے
ساتھ شاہ کی مدد کو بھیجے اور اس سبب سے کہ بہادر گیلانی نے داعیہ یوسف عادل شاہ کا اپنے دلمین تصور کرکے
جام کھنڈی کے اطراف مین نزول کیا تھا شاہ آب کشنہ سے عبور کرکے اُسطرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی تاب متاومت
نہ لاکر نلگوان کی طرف بھاگا اور شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے قلعہ کو بامان مسخر کیا اور چاہا کہ خواجہ
جہان ہمدانی المخاطب بقطب الملک کے تفویض کرکے آگے پڑھے کہ قاسم برید ترک مانع آیا اور عرض کی کہ یہ قلعہ
یوسف عادل شاہ سے تعلق رکھتا ہی اولی یہ ہی کہ آنحضرت کی خوشنودی مین کوشش کرکے اُسکے ملازمین کے سپرد کرین
شاہ کو یہ بات طبیعت کے موافق پڑی قلعہ کمال خان دکنی کے سپرد کیا اور جو بہادر گیلانی اس خوف سے کہ مبادا یوسف
عادل شاہ دوسری طرف سے اُسکی ولایت مین درآوے قصبہ مکلکر کی طرف آیا تھا شاہ اسطرف متوجہ ہوا بہادر
گیلانی کلہر اور نیالہ مین پناہ لیگیا اور استعداد جنگ مین کوشش کی اُسکے بعد شاہ اس حدود مین گیا اور جنگ کا اتفاق
پڑا اکثر لوگ بہادر گیلانی کے لشکر سے شاہ کی ملازمت مین آئے اور بہادر گیلانی کہ بارہ برس سے نقارہ بہادری کا
بجاتا تھا سہلترین وجہ سے قتل ہوا سلطان بعد سیر سواحل دریاے کوکن بیجاپور کی حوالی مین پہونچا یوسف عادل شاہ
نے غضنفر بیگ آغا کو مع ایک جماعت اعیان سے اردوے شاہ مین بھیجکر التماس قدمبوس کی اور شاہ نے بمشورہ
قاسم برید ترک اردو کو احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کرکے خود تھوڑے آدمیون سے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا
اور یوسف عادل شاہ استقبال کے واسطے چلا شاہ کو باعزاز واکرام تمام شہر مین لایا دس روز تک قلعہ راک ارک
بیجاپور مین کہ اُسی عرصہ مین گچ وسنگ سے بزودی تعمیر ہوا تھا عمارت لکن مین وارد کرکے ضیافت کہ لائق حال شاہان
[illegible] مین پہونچائی اور بیس فیل کوہ تمثیل اور پچاس گھوڑے اور چار عنبر چہ مرصع اور بھی تحائف نفیس برسم
پیشکش نظر شاہ مین درلایا اور شاہ نے ایک فیل میانہ قبول کیا اور باقی واپس بھیجکر مخفی یہ پیغام کیا کہ یہ چیزین میرے
پاس نرہینگی قاسم برید ترک لیگا بہتر یہ ہی کہ بطریق امانت اپنے پاس نگاہ رکھین اور جب مجھے اُسکے تسلط
سے رہا کرین مجھے تسلیم فرمادین یوسف عادل شاہ اگرچہ قاسم برید ترک کے دفع پر قادر تھا لیکن صلاح دولت اپنی
اُسمین نہ دیکھی جواب دیا کہ یہ کام بے اتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک کی صورت پذیر نہین ہی آپ
اپنے تختگاہ دولت کی طرف تشریف لیجاوین دونون کو متفق کرکے اسطرف آتا ہون اور آپکی سو عملداری کا علاج
کرتا ہون شاہ اس نوید سے بمقتضاے مصرعہ ہذا مصرع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است مسرور ہوا اور

یوسف عادل شاہ نے روز وداع پچیس ہزار ہون نقد پوشیدہ شاہ کو بھجوائے اور قاسم برید ترک اور قطب الملک ہمدانی کو پیشکشہاے لائق سے خرسند کرکے پھیرا اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری مین دستور دینار خواجہ سرا حبشی کہ حسن آباد گلبرگہ اور ساغر اور رائچور اور مدکل اور رانچور اور کہوکلی اور جمیع پرگنات اور قلعہا بین آب بہیورہ اور تلنگ تصرف مین رکھتا تھا چاہا کہ خود بھی اور دن کی طرح صاحب سکہ ہووے اسواسطے رابطہ آشنائی ملک احمد نظام الملک بحری کے ساتھ استوار کیا اور یہہ پیغام دیا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ کی کمک سے مملکت برار کو حیطہ تصرف مین لاکر زمام شاہی اپنے قبضہ اقتدار مین رکھتا ہی عجب نہین کہ یہہ دوست صادق الاخلاص بھی تمہاری اعانت کے باعث منصب شاہی پر فائز ہوکر بلند آوازہ ہو چونکہ ملک حسن نظام الملک بحری نے دستور دینار کو اپنا فرزند کیا تھا اوسکی لازم جانکر یہہ تجویز کی اور دستور دینار نے خطبہ اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور بہت قصبات اور مواضع پر جو تحت دارالخلافت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیون کو اس حدود سے باہر کالا اور قاسم برید ترک نے مضطرب ہوکر شاہ کو اسپر آمادہ کیا کہ یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کرے یوسف عادل شاہ نے قبول کیا غضنفر بیگ آغا کو مع امراے معتمد مدد کے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ مین بذات خود آتا ملک احمد نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی کمک کو ضرور لشکر کشی ہوتا اور قصہ طول پکڑتا آپ نو عدد گرکمان نہ فرمادین اس درمیان مین خبر پہونچی کہ خواجہ جہان دکنی کہ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھا بموجب حکم احمد نظام الملک بحری کے فرمانے سے خلاصہ لشکر احمد نگر ہوکر بسرعت تمام آتا ہی اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سفر کی تیاری مین ہی اور بوقت ضرورت خود بھی دستور دینار کی کمک کے لیے نہضت کریگا یوسف عادل شاہ نے صلاح اسمین دیکھی کہ خود بھی توجہ کرے پھر تاخت کرکے مع اپنے لشکر ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو بتعجیل طلب کرکے باتفاق دستور دینار کے حرب مین مشغول ہوا اور دستور دینار آٹھ ہزار سوار خاصہ اپنے اور پانچ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان کے ہمراہ لیکر میدان حرب مین روانہ ہوا اور مہادریانہ آتش حرب کو مشتعل کیا لیکن بخت کے عدم مساعدت سے شکست کھاکر دستگیر ہوا اور قاسم ترک نے شاہ سے لیکر حکم اوسکے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم برید ترک کی خواہش کے موافق آدمی شاہ کی خدمت مین بھیجکر سفارش کی اور اوسے بحر فنا کے لطمہ سے بچاکر ساحل نجات پر لایا اور حسب عمل در آمد قدیم جاگیر احسن آباد گلبرگہ اسپر مقرر فرمائی پھر عازم مراجعت ہوا اور شاہ کی بغیر ملازمت بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دینار بھی اپنے مساکن کی طرف روانہ ہوئے اور ملک احمد نظام الملک بحری کہ دستور دینار کی حمایت کیواسطے پرگنہ بیر کے اطراف مین پہونچا تھا وہ بھی اوس مقام سے احمد نگر کیطرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین شاہ محمود بہمنی نے یوسف عادل شاہ کی بیٹی مسماۃ بی بی ستی کو جو طفل گہوارہ تھی اپنے فرزند شاہزادہ احمد کے واسطے خواستگاری کی اور رالبقاع جشن و طوی کیواسطے بلدۂ احسن آباد گلبرگہ کو اختیار کیا شاہ اور عادل شاہ اسطرف روانہ ہوئے اور دستور دینار حضرات کے احسن آباد گلبرگہ کی توجہ سے متفکر اور متوہم ہوا اسوقت عادل شاہ نے مخفی شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دینار کے پرگنون کے سبب میرے اور شاہ کے درمیان مین فاصلہ واقع ہوا ہی اگر وہ جناب قاسم برید کے دفع کا ارادہ دل مین رکھتے ہین تو مناسب ہی کہ وہ پرگنے میری جاگیر مین مقرر فرمادین تو بسبب اوس بہانہ کے ایک جماعت مرحوم عماد سے وہان نگاہ رکھکر فرصت

کیوقت تاخت کرون اور قبل اسکے کہ ملک احمد نظام الملک بحری خبردار ہوا قاسم برید ترک کو درمیان سے
برلاؤن جبدم کہ رخصت دی یوسف عادل شاہ اُس محال پر قابض اور متصرف ہوا اور دستور دینار قاسم برید
ترک کے پاس پناہ لیگیا اور جو قطب الملک ہمدانی کہ اُس سفر مین ہمراہ تھا یوسف عادل شاہ سے متفق ہوا اور قاسم برید
ترک خائف اور ہراسان ہوکر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی اور ایک جماعت اور امراے ہند سے شاہ کی ترک
رفاقت کرکے بانند کیطرف راہی ہوئی یوسف عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ہمراہ رکاب لیکر اُنکے تدارک کو
گیا اور حرب شدید اور معرکہ عظیم کے بعد غالب آیا ہر ایک امرا منہزم اور منکسر ہوکر اطراف مین مفرور ہوئے اور شاہ نے
جنگ گاہ مین غالیچہ زربفت کا بچھا کر اور شاہ عدالت پناہ کا ہاتھ پکڑکر بیٹھنے کی تکلیف دی اور عدالت پناہ بعد
مبالغہ اور تواضع اور انکسار شاہ کے ہمراہ ایک فرش پر متمکن ہوئے اور ہر قسم کے حرف و حکایت درمیان
مین لائے آخر یہ قرار پایا کہ دوسرے برس باتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک
لشکر کھینچکر ایکبارگی قاسم برید ترک کو مستاصل کرین اور جہانگیر الیاس اُس جنگ مین مقتول ہوا تھا یوسف
نے جاگیر و منصب اُسکا اپنے بڑے بیٹے میان محمد کے نام مقرر رکھا اور عین الملک خطاب دیا پھر لشکر
سلطان کو وداع کرکے دار الخلافت بیجاپور مین آیا اور دوسرے برس دستور دینار کے اخراج کی عزیمت کرکے
لشکرکش ہوا اور جو ملک احمد نظام الملک بحری برق و باد کیطرح جلد دستور دینار کے ملک کو پہونچا یوسف عادل شاہ
بیدر کے اطراف مین روانہ ہوا اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک سے مدد چاہی ملک احمد نظام الملک
اس اندیشہ سے کہ جھگڑا طول نہووے فرش نزاع لپیٹ کر احمدنگر کیطرف گیا اور دوسرے برس یوسف عادل شاہ
رائے زرین اور عقل دوربین نے یہ اقتضا کیا کہ ملک احمد نظام الملک بحری سے دوستی کی بنیاد ڈالکر توسیع ملک مین
کوشش کرے اسواسطے ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر یہ لکھ بھیجا کہ مملکت دکن ایک سرائے محقر ہی
ان تمام حکام کی گنجائش نہین رکھتی جب تک فرصت ہی تم پرنیدہ اور دولت آباد اور ہورا ور کالنہ اور پونہ اور چیاکیہ پر
قابض ہو اور مین دستور دینار اور عین الملک کی جاگیر پر متصرف ہون اور عماد الملک خداوند خان حبشی کو اپنے
چنگل مین لاوے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ کو حوزہ تصرف مین رکھے اور تختگاہ بیدر مع قلیل مضافات
اُسکی قاسم برید ترک کے متعلق ہووے اور کوئی شخص دوسرے کی اعانت اور حمایت نہ کرے اور آپسمین کمال اتحاد
اور یگانگی رکھتے رہین اب ناظرین احوال حکام دکن پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ جب دولت بہمنیہ مین تزلزل واقع ہوا
اور صوبہ دارون نے اپنے استحکام اور تقویت مین کوشش کی اور جو شخص کہ جہان کا حاکم تھا اپنی گردآوری مین
مصروف ہوا اور انا ولاغیری کرکے دوسرے کے حال پر متوجہ نہوتا تھا چنانچہ گیارہ نفر جداگانہ ایک مملکت کو اپنے
قبضہ تصرف مین درلائے یوسف عادل شاہ بیجاپور کو اور ملک احمد نظام الملک بحری جیل اور فتح اللہ عماد الملک
برار اور قطب الملک ہمدانی تلنگ اور جانب غربی بیجاپور کنارے دریاے تورتک کے پرگنے بزرگ مثل مرچ اور کلبرگہ
اور کلہرا اور قلعہ سنگین و متین مانند پنالہ اور کوہ بہا در گیلانی اپنے تصرف مین درلایا تھا کہ بعد اُسکے مقتول ہونے
کے شاہ محمود بہمنی کے حکم کے بموجب ملک الیاس المخاطب بعین الملک مقرر ہوا اور اُسکے بعد اُسکے بڑے بیٹے
میان محمد کہ اُسنے بھی خطاب عین الملکی پایا تھا قرار پکڑا اور بیجاپور کیطرف نہر بھسوارہ اور دریاے تخت بیدر کے درمیان

عمدہ عمدہ پرگنے مثل کنجولی اور الند واحسن آباد و گلبرگہ اور باکاہی دیلی اور کیبر اور جیجونی وغیرہ دستور دینار اپنے قبضہ قدرت مین درلایا اور ان دونون کو جیسا چاہیے یوسف عادل شاہ نے درمیان سے دفع کرکے اس ولایت کو اپنی ولایت مین منتظم کیا اور ملک احمد نظام الملک بحری کے پہلو مین بھی دو شخص نے علم استقلال بلند کیا تھا ایک خواجہ جہان دکنی جس سے قلعہ بریدہ اور شولا پور اور ولایت نواحی ان دو قلعہ کی اُس سے اور اُسکے بھائی زین خان سے متعلق تھی دوسرے زین الدین علی ناس کہ پونہ اور چاکیہ اور جار کوندہ اور قلعہ دیہ اراجپوری پر متصرف تھا اور قلعہ اور ولایت دولت آباد کو بھی دو بھائی ملک وجیہ اور ملک اشرف اپنے قبضہ مین رکھتے تھے اور حکام اس ولایت نے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوتا ہے ملک احمد نظام الملک بحری کو دفع کیا اور نصف برار مین بھی خداوند خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا اور مہکر اور تومارا اور کلم اور قلعہ ماہور تصرف مین رکھتا اُسکو فتح اللہ عماد الملک نے مستاصل کیا اور پایہ تخت بیدر مین قاسم برید ترک نے نہایت تسلط اور استقلال بہم پہونچایا تھا القصہ بعد رسل و رسائل اور قرار مدار بطریق مذکور یوسف عادل شاہ نے اول فرمان میان محمد اللہی طلب عین الملک کی طلب کو بھیجا اور جو یوسف عادل شاہ ساتھ اُسکے کتابت رکھتا تھا ورود فرمان سے نہایت شاد اور محظوظ ہوا اور اپنے دل مین کہا اب میری خاطر جمع ہوئی اور مین جانتا ہون کہ آنحضرت نے مجھے اپنے دولتخواہون مین تصور فرماکر ساتھ ایسی عنایت کے سرفراز فرمایا ہے پھر قلعہ کو وہین ایک ہفتہ لوازم شادمانی بجا لایا اور جشن کرکے اسوقت بلا توقف واہمال چھ ہزار سوار مسلح اور ملل ہمراہ لیکر بیجاپور کیطرف روانہ ہوا اور اس مرتبہ یوسف عادل شاہ نے اُسکا سلام بطرز سلاطین لیکر اُسکو ساتھ اسپان تازی نژاد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا اور دستور دینار نے معاملہ دگرگون دیکھکر امیر برید کو کہ اُنھین دنون اپنے باپ کے عہدہ پر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ سنت سینہ پدر پر عمل کرکے میری معاونت مین حتی المقدور کوشش فرمائے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اسکی کمک کے واسطے بھیجے اور دستور دینار نے بعزم مدافعت اور ممانعت نہر سہنورہ کے کنارے خیمہ اور خرگاہ برپا کیا اور خواجہ جہان دکنی کہ وہ بھی دستور دینار سے داعیہ سرداری کا رکھتا تھا چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے مظاہرت پر منسلک فرمان روایون مین منسلک ہووے اور حضرات کے مشورہ سے آگاہ تھا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل شاہ سے رنجیدہ ہوکر باتفاق اپنے بھائی زین خان کے دستور دینار کی معاونت کو فرض جانتا تھا اور جب ملک احمد نظام الملک بحری کو مشغول تسخیر قلعہ دولت آباد اور خرخشہ سلطان محمود شاہ گجراتی کا دیکھا بخاطر جمع پانچہزار سوار لیکر دستور دینار کے پاس پہونچا اور وہ سپاہ فراہم ہونے سے نہایت مغرور ہوا اور زبان لاف وگزاف مین کھولی اور ہتھیار لشکر پر تقسیم کیے اور جب یہ خبر شاہ گردون اقتدار کے سمع مبارک مین پہونچی اُسکو فتوحات غیر منتہا کا باعث جانکر ضیا سے توجہ خاطر انور کی دفع اعدائے ظلمت پیرا پر ڈالی اور باوجود فور استعداد دشمن نے قصد مقابلہ اور مجادلہ کا کیا اور خزانہ کہ راے بیجانگر سے دستیاب ہوا تھا بیدریغ سپاہ پر قسمت کیا اور بتاکید تمام مع لشکر ظفر اثر دستور دینار کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ سے پانچ فرسخ پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کیا اور دوسرے دن فرمان قضا جریان کے موافق عساکر نصرت مظاہر نے نہایت

شوکت وشان سے بادپایان کوہ وقار پر سوار ہوکر آواز نقارہ اور کورکہ اور برغو کے گنبد چرخ اخضر پر ڈالی
اسکے بعد شہریار یوسف غدار اور موید بتائید کردگار بنفس نفیس توسن فتح وظفر پر سوار ہوا اور یمین ویسار لشکر
فیروزی اثر اور درمیان مین دو ہزار جوان تیر انداز اور دو ہزار سوار نیزہ باز تیغ گذار نظم گردے ہمہ پر دل وپہلوان
مخالف شکار وممالک ستان ✤ توانا تن وزردر مند ودلیر ✤ بہیکل بہ نیرو چو پیل وچو شیر ✤ برگزیدہ اور انتخاب کردہ ہر ایک کو
ان مین سے قسم قسم کے تلطف اور مرحمت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی غضنفر بیگ کو سپہ سالار اور
مقدمہ کرکے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک منزل پر نزول کرکے خیمہ اور سراپردہ اور طناب
کھینچکر اول ہاتھ محاربہ مین دراز نہ کرکے بپاے عجلت اور قدم سرعت اسکے مقابل نہ جائیو ایک اپنے ملازم کو جو
دفور دانش مین اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجکر اطاعت اور فرمان برداری کی ترغیب اور تحریص
کرے اگر وہ بخت بلند کی ہدایت سے محمد عین الملک کیطرح سر ہماری دولت روز افزون کے حلقہ مین لا دے
اس دولتخانہ سپہر نشانہ کی مسند امارت حشمت پر متمکن ہوکر سر اوج عزت اور عظمت مین پہونچا دیگا اور اگر
نادانی اور تیرہ کاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کرکے سرمہ نکبت کا دیدہ بصیرت مین کھینچے مثل خداوند خان
حبشی کے دیدۂ جہان بین اسکا تیرہ تر شب یلدا سے ہوا اور سیاہ تر تیرہ روزگار رقہ سے ہوگا غضنفر بیگ نے
گوہر کلام اس خورشید احترام کا صدف ضمیر مین جاگزین کیا اور امتثال امر مین مبادرت کرکے جب اسطرف پہونچا
ایک منزل پر خیمہ غنیم سے سراپردہ اجلال وتمکین کو بسیط زمین پر کھینچکر مراسم ارسال رسل ورسائل مین مشغول ہوا اور
چونکہ آئینہ دولت دستور دینار کا زنگ زدہ نکبت تھا لعینہ مشاہدہ چہرہ اقبال اور تمیز میان صواب وخطا سے
محروم اور بے بہرہ رہا جواب بیکار سے سلسلہ بنی حشمت کا آہنین توڑکر فوراً آتش ناسازی اور ناہنجاری سے
اشتعال کی مین مشغول ہوکر متفذ صلح اور آشتی کا مسدود کیا چھ ہزار سوار مسلح اور کئی شعر ہمہ تند وکینہ کش وتیز جنگ ✤
بہ نیرو سے شیر ولجاج پلنگ ✤ غضنفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعہ کے واسطے روانہ کیے اور اس شیر بیشہ تہور
واقتدار نے اس اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آگ ہندیون کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن
نہین ہوتی اور سیلاب طغیان حبشیون کا بے حملہ مردان دلاور نہین ملٹتا اسواسطے جواب سپاہ اشرار کا
رجوع تیغ آبدار اور سنان آتشبار سے کرکے نشان محاربہ اور مجادلہ کا بلند کیا نہنگ خدنگ نے نگین گاہ سے
منہ کھولکر شیرہ خونخوارزی ظاہر کیا اور اژدہاے سنان نے دندان زہر آلود سے طریق جفا کاری کا نمودار کیا
مثنوی زخون گشت روے زمین پر نگار ✤ زپیکان دل وجسم کیوان فگار ✤ سنان رادل زندہ زندان شدہ ✤
برامید با مرگ خندان شدہ ✤ زبس خون کہ ہر جاے پاشیدہ شد ✤ زمین ہمچو روے خراشیدہ شد ✤ بعد کشش
اور کوشش فراوان خندۂ تیغ ترکان غضنفر توان سے چہرہ فتح وفیروزی خندان ہوا اور گرد ادبار کی
رخ ارباب ظلمت سرشت پر بیٹھی ہزیمت کو غنیمت جانکر دشت ادبار مین آوارہ ہوئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے
انکے غضنفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم بیشمار سے صاحب سامان اور متمول ہوئی اور مخبر اقبال
نے بجناح استعجال اس فتح کی خبر کہ فی الحقیقت دیباچۂ فتوحات تھی موقف عرض بارگاہ یوسف خسرو مین پہونچاکر
اس کلام کے موافق متکلم ہوا **قطعہ** این مراتب کہ دیدۂ آغاز ست ✤ جزو لیست ✤ کار کلی ہنوز در قدر رست ✤ باش تا صبح

دولتت بدمد *بیین ہمہ از نتائج سحرست* دوسرے دن جب شہنشاہ مشرق نے کمین گاہ افق سے نشان نور بلند کیا اور تیغ رومی نے روسیاہ ہندی کا سر جدا کیا رایات نصرت آیات کو صبح مراد یوسف شاہی نے اُس موقف سے بعزیمت محاربہ دستور دینار نہضت کے بعد وصول مقصد میمنہ پر غضنفر بیگ اور میسرہ پر حیدر بیگ تبریزی اور مقدمہ میرزا جہانگیر بیگ قمی مقرر ہوا سلطان فیروزی نشان نے مع فوج دلاوران صفدر اور صف شکنان دلاور سے قلب مین قیام پکڑا اسطرف سے دستور دینار نے کثرت وافر وفی خیل وحشم پر مغرور ہوکر جبہ اور جوشن اور تمام آلات حرب سپاہ پر تقسیم کیے اور فیلان مست جابجا مقرر کیے اور رعد ایسے توپ وتفنگ بان اور ضرب زن افواج کے آگے نصب کر کے بدستور وآئین ہند صفوف آراستہ کین طالبان نام ونمک نے جانبین سے آتش جدال وقتال افروختہ کی دہوئین کی تاثیر سے کرۂ زمہریر کو جوش مین لائے اور شرارۂ سر وش سے خرمن ماہ کو جلا کر جرم فلک کو پگھلایا **مثنوی** دو خیل از دو سو در خروش آمدند * دو دریا سے آتش بجوش آمدند * چو گشت از دو سو لشکر آراستہ * جہاں سے یہ پرخاش برخاستہ * یلان رایت کین برافراختند * بگو زنان بسوزاندر انداختند * میرزا جہانگیر نے جو سب سے آگے تھا پیشتر سب سے برق کے مانند اور صاعقہ کیطرح اعدا پر حملہ کرکے بہتون کا خرمن حیات باد فنا سے برباد کیا اسوقت غضنفر بیگ اور حیدر بیگ جوانغار اور برانغار سے گھوڑے تازی نژاد جولان کرکے دشمنون پر حملہ (جوانغار
برانغار) آور ہوئے اور دونون طرف کی سپاہ ملگئی تن وسر جدا ہونے لگے تیر وشمشیر گرز وتیر چلنے لگے بہادرون نے جنگ عظیم کے ہنگامہ سے محشر برپا کیا میدان جانستان مین سیل خون روان ہوکر موبرزن گھاٹ تلوار تھا ہر طرف لاشون کا انبار تھا **مثنوی** جہان در ہم آویختند آن سپاہ * کہ از گرد شد روے گیتی سیاہ * زبس قتل روے زمین چون گرفت * فلک نیز از ان چہرہ دستی شگفت * عاقبت الامر تائیدات یزدانی اور نیروی دولت قاہرہ سلیمانی سے دستور دینار معرکہ مین مقتول ہوا سپاہ نے اُسکی درہم برہم ہو راہ فرار پائی اور فیلان کوہ پیکر معرکہ مین چھوڑ کر گلزار مملکت کو زاغ وزغن کے وجود سے خالی کیا **مثنوی** خدا داد فرصت شہنشاہ را * ہزیمت در افتاد بدخواہ را * چو بر دشمنان شاہ شد کامگار * شد از خرمی کار او چون نگار * بلشکر خدا روے برخاک سود * کہ پیروزی از داور پاک بود * غضنفر بیگ کہ زخم تیر کا پیشانی حیات پر رکھتا تھا باتفاق امرا وارکان دولت دوزانو بیٹھکر مراسم تہنیت بجالایا اور نقود وافراد جواہر متکاثر اُسکے فرق ہمایون پر نثار کیا اور لوازم خدمتگاری بجالایا دعا اور ثنا بیش پہونچایا اعلی حضرت عدالت پناہ نے اپنے بھائی کامگار کے سر وچشم پر بوسہ دے کر آغوش مین لیا اور اپنے دست مبارک سے اسکے زخم پر مرہم رکھکر معالجہ مین مشغول ہوا لیکن سود مند اور اثر پذیر نہوا موافق اس کلام معجز نظام کے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ تین شبانہ روز کے بعد شربت شہادت چکھکر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا غضنفر بیگ برادر اعیانی یوسف عادل شاہ کا تھا اور برداستے جیسا کہ مذکور ہوا یوسف عادل شاہ کا برادر رضاعی ہوتا تھا روم سے ساوہ مین آیا تھا قصہ کوتاہ شہریار نے بعد لوازم ماتم وعزا صبر وشکیب کرکے سایہ توجہ کا اشغال دنیوی پر ڈالا قلعہ احسن آباد اور گلبرگہ اور ساغر اور اہتکر اور تمام ممالک دستور دینار کے اپنے حوزۂ تصرف مین درلایا اور مردمان معتبر کے سپرد کرکے خود بدولت وسعادت نے سمت بیجاپور حفظ اللہ اہلہا عن الآفات

والقتور مراجعت فرمائی اور جب وہ بلدہ اُس گل بوستان جہانبانی کے خاک قدم سے رشک مشک اذفر اور غیرت عنبر تر ہوا بادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ مین تردوات مردانہ ظہور مین پہونچائے تھے مزید عنایت اور مرحمت سے اختصاص بخشا اور اُنکے پایہ مدارج کو رفیع تر کیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ اعلے کو پہونچا جو کچھ سالہاے دراز سے اسکی خاطر عاطر مین مرکوز تھا وقوع مین آیا اور ۹۰۸ھ نو سو آٹھ ہجری مین مجلس عظیم ترتیب دیکر میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امراے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد صدری اور دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور اُنسے یہ بات کہی جسوقت کہ خضر علیہ السلام نے مجھے عالم رویا مین مژدہ سلطنت پہونچا کر یہ ارشاد کیا کہ جسدم سلطنت ایک مملکت کی تجھے نصیب ہووے لازم ہے کہ ہمیشہ سادات اور محبان اہل بیت رسول آخر الزمان کو معزز اور مکرم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی تقویت مذہب اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام پر مصروف رکھے اُسوقت مین نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جو ملک ملک بخش تعالی وتقدس یہ دولت مجھے کرامت فرماوے مذہب شیعہ رواج دے کر منبر کے سرون کو ساتھ القاب ہاے ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام کے مزین کرونگا اور اسی طرح سے جسدم کہ نیمراج اور بہادر گیلانی نے دو طرف سے آشوب اور غوغا مملکت مین ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلجاوے چنانچہ اس امر کا اثر دفا کرنے عہد نے جانکر مین نے ازسر نو واثق مکرر سے عہد باندھا کہ بعد فراغت مہمات مذہب شیعہ کی ترویج مین کوشش کرونگا تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو بعضے بولے مبارک ہے بسم اللہ اور کچھ لوگ شرائط حزم واحتیاط کے رعایت کرکے عرض پیرا ہوئے کہ بناے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہے اور محمود شاہ بہمنی جو وارث ملک ہے ابھی زندہ اور سلامت ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک اور امیر برید سنت و جماعت اور پاک اعتقاد مین اور اس سرکار کے اکثر افسران سپاہ حنفی مذہب مین مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک اُسکے دامن تک نہ پہونچے یوسف عادل شاہ بھی سر جیب تامل مین جھکا کر بولا کہ مین جسوقت عہد کو وفا کرونگا حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار ہوگا قضارا انھین دنون مین ایران سے خبر پہونچی کہ شاہ اسمعیل صفوی نے خطبہ بارہ امام علیہم الصلوۃ والسلام کا پڑھکر اُس مذہب کا رواج دیا ہے یہ خبر بہت اثر سنکر زیادہ ترساعی ہوا جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین مسجد جامع قلعہ ارک بیجاپور مین خود حاضر ہوا اور نقیب خان جو سادات عظیم الشان مدینہ سے تھا منبر پر گیا اور اول شروع کلمہ مین اشہد ان علیاً ولی اللہ زیادہ کیا اُسکے بعد خطبہ بنام نامی دوازدہ امام علیہم الصلوۃ والسلام پڑھکر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے برآورده کیے اور یہ وہ بادشاہ ہے کہ جسنے ہندوستان مین خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود اس حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہال شیعہ کو یارا اور اندازہ وہ نہ تھا کہ صحابہ کرام حضرت خیر الانام کی نسبت صراحۃً یا کنایۃً تلفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذاً بالعدا اور سعادۃ اللہ اس سبب سے تعصب اہل سنت وجماعت اور شیعون کا زائل ہوا اور علماے مذہب جعفری اور فضلاے حضرات حنفی اور شافعی نے مثل شیر وشکر آپسمین شریک اور مخلوط ہو کر فرش بحث وتنازع کا لپیٹا اور اس بیت کے

مضمون پر عمل کیا شعر گر آن بہتر و راین بہتر ترا چہ + چو حلقہ ماندہ بر در ترا چہ + اور مساجد اور معابد مین
ہر ایک اپنے طرز و آئین کے موافق اپنے معبود کی عبادت مین معروف ہو کر زبان اپنے مذہب کی فضیلت مین
نہ کھولتے تھے اور اکابر دین اور مشائخین اہل یقین اور عابدین سجادہ نشین اس بندوبست کے مشاہدہ سے
انگشت تعجب منھ مین لیکر اس معنی کو گمان اعجاز خسرو عدالت پناہ پر فرماتے تھے اور مسودہ اس اوراق کو
حالت تحریر مین ایک حکایت کہ اس مقام مین مناسب تھی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہی کہ مولانا غیاث
کمال کہ مرد دانا اور مورخ اور حکیم خنش اور سرآمد معرکہ گیران فارس تھے مناقب خاندان طیبین مین قصائد غرا
ئے چنانچہ اشعار اسکے اسمین مشہور ہین تعصب تشیع مین اپنے ابناے جنس کے موافق نہین ہی اعتدال کی ہر باب
مین رعایت کرتا تھا اور شیراز مین اپنے وقت کے میدان سعادت مین بساط ڈال کر سخن گوئی اور مناسب جوابی
مین مشغول ہوتا تھا اور ادویہ مرکبہ فروخت کرتا تھا اور کتاب جاماسپ نامہ سے احکام سخن کہتا تھا اور اہل فارس
اس سے ارادت صادق رکھتے تھے اور تمام امور مین رعایت اُسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم سلطان نے
مولانا کو طلب کرکے استفسار فرمایا کہ کون مذہب بہتر اور افضل ہی جواب دیا ای سلطان بادشاہ اپنی مجلس آئین بیٹھا
ہی اور وہ محل چند دروازہ رکھتا ہی جس دروازہ سے کہ داخل ہوگا سلطان کی زیارت سے مشرف ہوگا تو جبکہ
تو لیاقت خدمت سلطان کی حاصل ہوا اور اس بارہ مین سوال نکر سلطان نے دوبارہ پوچھا کہ ہر مذہب
کے متابعون اور ہر قوم سے کون افضل ہی کہا صالح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا
کو انعام و اکرام لائق سے خوشدل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار نصیحت گر باراس بارہ مین فرماتی ہین
قدس سرہ مثنوی الا اے در تعصب جانت رفتہ + گناہ خلق در دیوانت رفتہ + ولی از ابلہی بر زرق و بر مکر +
گرفتار علی گشتی و بوبکر + گہے این یک بود نزد تو مقبول + گہے آن یک بود از کار معزول + گر این بہتر دران
بہتر ترا چہ + چو حلقہ ماندہ بر در ترا چہ + ہمہ عمر اندرین محنت نشستی + ندانم تا خدارا کے پرستی + یقین دانم کہ
فردا پیش حلقہ + یکی گردند ہفتاد و سہ فرقہ + چگویم جملہ از زشت ار نکو نید + چو نیکو بنگری جویاے او نید + الہی نفس کافر ما زبون
کن + فضولی از دماغ ما برون کن + دل ما را بخود مشغول گردان + تعصب جوے را معزول گردان +
منقول ہی جب یوسف عادل شاہ نے خطبہ ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام الی یوم القیام پڑھا اور مذہب
شیعہ کو رواج دیا بہت امراے بمقتضاے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوکِہِم مذہب شیعہ اختیار کیا اور بعضے سنی پاک
اور بیباک تھے مانند میان محمد المخاطب بعین الملک اور دلاور خان حبشی اور محمد خان سیستانی نے اظہار نفرت
اور کدورت کی قریب تھا کہ آتش فساد شعلہ زن ہو یوسف عادل شاہ نے برفق و ملائمت لکم دینکم ولی دین انکے
ذہن نشین کرکے در فتنہ کو مفتوح ہونے پر مسدود کیا اور جو میان محمد المخاطب بعین الملک کی کثرت افواج
سے متوہم تھا ابتداے سنہ ۹۰۹ نوسو نو ہجری مین اُسکو سپہ سالاری سے معزول کیا اور جاگیر قدیم اُسکی جو بہادر
گیلانی کی بابت سے تھے تغیر کرکے اسکے بالعوض پرگنہ ملکری اسنلکوان دیگر امیران حنفی کو خبردار کیا کہ اپنی
جاگیرون مین بطریق اپنے بانگ نماز کہتے رہین اور کوئی شخص اظہار شعار مذہب اہل سنت مین اس جماعت کا
مزاحم نہووے لیکن باوجود اس نظم و نسق کے اعیان آنحضرت نے خرم و ہوشیاری سے ہر ایک امر مجزاد را یک

سرداراور ایک منصبدار کو مقرر کیا تو اُنکے احوال سے واقف ہوکر نفیر و قطمیر امور عرض مین پہونچاتے رہین اور اُس عرصہ مین ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کہ مذہب تسنن مین نہایت تعصب رکھتے تھے یوسف عادل شاہ کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہوکر دونون نے اتفاق کرکے اُسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلے امیر برید کے پرگنہ کنجولی اور بعضے قصبات اور پرگنات دستور دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدمی بیجاپور کیطرف بھیجکر مردمان قلعہ مدرک کو کہ حصار کہنہ او منہدم رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور دینار کے تصرف مین تھا طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اُسکے کہ بعضے افسران اپنی سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو بکلام درشت پیغام کرکے کنجولی کے اطراف مین جاکر اُسطرف کو جیساکہ چاہیے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم کے واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوند خان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک جو ایک دوسرے سے خوف و ہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذرخواہ ہوئے اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن مین مذہب شیعہ اور اس ملت کا رواج خواسے چاہتا تھا اقتضاے وقت اور امراے تلنک کے مکلف ہونے سے بلاتوقف و درنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ اور زین خان حاکم قلعہ شولاپور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد بیدر کیطرف روانہ ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نے بھی مع لشکر تلنک امیر برید کے ہمراہ عماد الملک سے نہضت فرمائی اور لشکر احمدنگر کے دو کوس پر فروکش ہوا اس صورت مین جب جمعیت عظیم بہم پہونچی یوسف عادل شاہ نے صحبت غلیظ دیکھکر اپنے فرزند شہزادہ اسمٰعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور کئی امراے معتمد کے ہمراہ کرکے مع فیل و خزانہ اور ساز و سلب بیجاپور کیطرف بھیجا اور دریا خان اور فخر الملک ترک کو احسن آباد گلبرگہ کے ضبط کیواسطے تعین فرماکر خود مع عین الملک کنعانی اور چھ ہزار سوار جرار پرگنہ بیبہ کی جانب متوجہ ہوا اور باندھنا اور جلانا شروع کیا ملک احمد نظام الملک بحری نے اپنی ولایت معرض تلف مین دیکھکر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ بر کوچ یوسف عادل شاہ کے تعاقب مین مشغول ہوا یوسف عادل شاہ بہ تنگ اور عاجز ہوکر اول ولایت دولت آباد کی طرف گیا اور تاخت و تاراج کرکے وہان سے ولایت برار کیطرف روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کرکے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی مذہب ہین لیکن دین کا بہانہ کرکے مجھے برباد کیا چاہتے ہین اور اسوقت مجھے بھی طاقت مقاومت شاہ کی نہین ہی اس معاملہ مین صلاح یہ دیکھتا ہون کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر مذہب روافض سے احتراز اور اجتناب کیجیے اور بسبب ظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر برہان پور کیطرف جاسیئے تومین فرصت حاصل کرکے باتفاق قطب الملک ہمدانی کے اس معاملہ کی اصلاح کردن یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی رائے صائب پسند آئی اور بیجاپور مین اس مضمون کا پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھکر چار یار کا خطبہ پڑھین اور خود بعنوان رنجش فتح اللہ عماد الملک سے جدا ہوکر برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے اعزا مین سے ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ امیر برید یہ داعیہ رکھتا ہی کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکالکر ولایت بیجاپور پر خود متصرف ہووے بلکہ پانچ چھ فرسنگ زمین کا مالک ہی اور سلطان کی پناہ اور خزانہ مہمنہ مین کام کرتا ہی کوئی شخص اُسکے عہدہ سے باہر نہ آسکیگا

اگر مثل بیجاپور اسکو ایک ولایت نصیب ہوئی ہین اور ہماری اولاد کو دکن مین رہنا ممکن نہوگا ہم مردم سپاہ کو اورون کے مذہب اور ملت سے کیا کام ہے قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال مین گرفتار ہوگا باوجود اس بات کے یوسف عادل شاہ نے میرے پاس مذہب باطل رفضہ سے استغفار کیا اور آدمی بیجاپور کیطرف بھیجکر اُنکے شعار کی ممانعت کی ہے مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ لشکر کھینچنا اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی شاہ کو تعلیم نہ کرین اور ہر ایک اپنے مسکنون کی طرف راہی ہون ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی فتح اللہ عماد الملک کے صوابدید سے کہ ریش سفید اُس جماعت مین تھا آدھی رات کو کوچ کرکے اپنے ممالک کی طرف روانہ ہوئے جب صبح ہوئی شاہزادہ اور امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی سے بہت حیران رہے اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے واسطے طلب معاونت کی اور اُنھون نے چند روز بیت و لعل مین رکھکر پوشیدہ یوسف عادل شاہ کو پیغام دیا کہ وقت معاونت ہے یوسف عادل شاہ میدان صاف دیکھکر بسرعت تمام فتح اللہ عماد الملک کے پاس آپہونچا پھر دونون سردار آراستہ ہوکے جنگ شاہ اور امیر برید کے واسطے متوجہ اور آمادہ ہوئے اور یہ احمال اور اثقال چھوڑکر اور اقبال سے قطع نظر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل شاہ نے اردوے شاہ کو غارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رخصت کرکے بیجاپور مین آیا اور پھر بدستور سابق خطبہ اثنا عشریہ پڑھوا کر تقویت اور رواج مین اُس مذہب کے کوشش کی اور عین الملک کنعانی اور کمال خان دکنی اور فخر الملک ترک کو بانواع الطاف سرفراز کرکے پایہ اُنکے جاہ و حشم کا بلند کیا اور بتجمیل تمام سید احمد ہروی کو مع تحف و تبرکات اور سفینۂ شعر تہنیت اور مبارکبادی اور مبنی اخلاص اور خطبۂ اثنا عشری شاہ اسمعیل صفوی کی درگاہ مین روانہ کیا اور عدل و داد اور آبادی ملک مین مشغول ہوکر کسیطرف سوار نہوا مگر دو مرتبہ ایکبار شکار جبتیل اور سینہ گاؤ کے اندازہ کرکے اطراف مین گیا اور دو تین مہینے اوقات سیر و شکار مین صرف کرکے داد عیش و نشاط کی دی اور حافظ حقیقی کی ضمانت مین بلدہ بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور دوبارہ بندر گووہ کی طرف نہضت کرکے لوازم غزا بجالایا اور بیان اس سخن کا یہ کہ آخر ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری مین کفار نصارا بندر گووہ کی طرف یہ خبر اور کیفیت ماتفق پہونچی جب وہان کے حاکم کو غافل پایا قلعہ مین در آئے اور بہت مسلمانون کو قتل کیا اور یہ خبر جب یوسف عادل شاہ کو پہونچی مع دو تین ہزار مرد خاصہ خیل اور دکنی اور غریب بیجاپور سے تاخت فرماکر پانچوین دن فجر کو قلعہ گووہ مین اچانک پہونچکر بہت عیسائیون کو کہ محافظت قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تہ تیغ کرکے قلعہ مین داخل ہوا اور نصاری کہ نہایت غافل تھے بیدار ہوکر جس شخص نے فرصت پائی کشتی مین سوار ہوکر بھاگا اور جسکی اجل پہونچی تھی غازیون کی تیغ اسلام سے ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانون کے تصرف مین در آیا اور شاہ عدالت پناہ نے قلعہ کو آدمیون معتمد کے سپرد کرکے مرکز دولت کی طرف نہضت کی اُسکے بعد بائیس برس اور دو مہینے باستقلال تمام سلطنت کرکے زمانہ حصول کام دل مین گذرا آخر شہر بیجاپور مین مرض مین مالقینہ مین گرفتار ہوکر ۹۱۶ھ نوسو سولہ ہجری مین اس زندان فانی سے ریاض جاودانی کی طرف انتقال کیا اور جنازہ اُسکا حسب وصیت سلطانیہ قصبہ کرکی مین لیجاکر شیخ جلال المشہور شیخ چند لکے مزار کے پہلو مین کہ اُنسے ارادت صادق رکھتا تھا مدفون کیا اور عمر عادل شاہ کی کچھ برس

کی تھی۔ الغرض ملک الموت … اس سے تاریخ انتقال کی دریافت ہوئی ہے تاریخ یگفتا تماند شہنشاہ
عادل … تاریخ … مرقوم … سنہ ۹۱۶ نوسو چھ ہجری میں دست قضا نے اسکے
سجل حیات … شیخ … اور بیان اول اقوی ہے والعلم عند اللہ … شیخ جلال الدین
مشہور شیخ جنید … امام زین العابدین … ابن جعفر بن محمد بن … بن زید بن
حسین بن … الدین … ابو الحسن بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن یحیی بن … ابو الحسن
بن علی بن حسین اصغر بن زین العابدین علیہ السلام اور شیخ جنید اثنا عشریہ مذہب تھا اسواسطے عادل شاہ
انسے محبت اور الفت رکھتا بلکہ پیری … درمیان میں تھے اسوقت میں اولاد شیخ جنیدا
کی ممالک دکن میں بکثرت ہے لیکن بعضے انمین شیعہ مذہب اور بعضے حنفی مذہب ہیں واللہ قادر علی الہدایۃ
والرشاد … احمد نگر میں کہ دار الخلافت نظام شاہیہ ہے ایک مجموعہ بخط شاہ طاہر علیہ الغفران
اس خاکسار … اسمین لکھا تھا کہ جس وقت میں التہاب نائرہ غضب شاہی کے توہم
سے جلاوطن … سید … کے ساتھ … سال
تھا … ممالکت دکن میں … یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ میں صرف کی تھی … نے
ملاقات کی ایک مرد وجیہ اور خوش … اور صاحب وقوف تھا اور ان دونوں بادشاہ
عالیجاہ … منصب صدارت … جبتک بندر گوہ میں مقیم رہا وہ بزرگوار انکے حکایات مین
… صاف کرتا تھا ایک روز میں نے سنا کہ وہ
فرماتا تھا یوسف عادل شاہ زمانہ کا … انواع حسنات میں کہ از انجملہ سخاوت و شجاعت و عدالت و علم وغیرہ
سے … معروف تھا خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اور … وقافیہ میں وقوف تمام رکھتا تھا اور علم موسیقی
مین کمال حصول تھا … ایسا خیال تیہ خوب گاتا تھا طنبورہ
… اکرام پیش آتا تھا اور اسی فصل میں شعرتی …
ہمیشہ … رہتا تھا … مغلظات امر شاہی اور ملک ستانی
… رکھتا تھا … مملکت … رہتا تھا اور ہمیشہ ارکان دولت
کی عدل … صفات کے سبب خواہش خیر خواہی بیشتر ہوئی
اور … صفائی … شوکت و جلالت میں … روزگار سے ممتاز
اور مستثنی تھا اور حسن و جمال میں ایسا … سفیدی کے ایام میں لوگ اطراف و جوانب کن
سے … آئینہ رخسار … مشاہدہ کرکے تبارک اللہ احسن الخالقین پڑھتے تھے اور جس روز
سوار ہوتا تھا خلقت شوق دیدین سر راہ ہجوم کرکے ایستادہ ہوتی تھی اور اسکے نظارہ جمال باکمال میں حیران اور ششدر
رہکر زبان حال سے کہتی تھی رباعی … دوستی خصمی … ہجوم نظارہ
نے … عہد دولت مہد میں استمالت نامہ ملک ایران اور توران اور عربستان و روم و
شام … ارباب فضل و کمال صاف … شیر مرد اور جوانان شجاع اور کاردان لوگ تیغ … آکے

فتح و نصرت اور نوک سنان جنگی جانستان اعدا و پاسبان دین و دولت ہی اپنے پاس بلاتا تھا اور اسقدر رعایت
و دلجوئی فرماتا تھا کہ ہر ایک راضی اور شاکر ہو کر اُسکے سایۂ حمایت مین زندگانی بسر کرتا تھا الغرض قلعۂ ارک بیجاپور
کہ اُسکی عمارت اصلی کلی تھی منہدم کرکے سنگ و آہک سے تیار کی اور یہ بھی مجموعہ مسطورہ مین بخط شاہ طاہر
نظر سے گذرا کہ یوسف عادل شاہ کا آب آیام کیتی ستانی مین پرگنہ اندا پور کے اطراف مین گذر ہوا یہ خبر پہونچی
کہ مکند راؤ مرہٹہ اور اُسکا بھائی امرا سے شاہ محمود شاہ بہمنی سے تھے مع گروہ رعایا لشکر کے صدمہ سے
فرار ہو کر کوہستان میں پناہ لیگئے مین اسواسطے دو ہزار سوار یا پانچ ہزار پیادہ شاہ کے حکم کے موافق اس جماعت
کی طرف متوجہ ہوئے اور جب وہ لوگ ہزیمت کھا کر اسی جماعت مین قدم نہ رکھا سپاہ سلطانی نے ناچار ہو کر دست
تاراج اور غارت کا دراز کیا اور اسباب و اموال اُنکا تاراج کرکے اُنکے اہل و عیال کو کہ عبارت مردون اور
عورتون اور بچون سے ہی اسیر کیا اور آتش قہر و غضب سے اُنکے مکانات سوختہ اور افروختہ کیے اور از انجملہ خواہر
مکند راؤ مرہٹہ کہ نہایت زیرک و دانا اور جمیلہ تھی ہمرہون کی سلک مین منسلک ہوئی اور یوسف عادل شاہ
نے اُس جمیلہ کو کہ سولہ برس کا سن رکھتی تھی اپنے شبستان مین بلا کر دعوت اسلام کی اور بوجی خاتون نام رکھا اور
شریعت غرا کے مطابق اسکو اپنے عقد نکاح مین داخل کیا واجب العرض یہ ہی کہ اسی یوسف عادل شاہ کا شہید لقا کو اس مخدرہ
سے جو زلیخا سے سراپردہ سعادت اور مریم حرم عصمت تھی بہار فرزند سعادتمند کرامت فرمائے ایک بیٹا شہزادہ
اسمٰعیل و تین بیٹیاں ایک مریم سلطان برہان نظام شاہ کی منکوحہ دوسری خدیجہ سلطان شیخ علاؤالدین عماد الملک کی
زوجہ تیسری بی بی ستی جو شاہ محمود بہمنی کے فرزند کے حبالۂ نکاح مین انتظام رکھتی تھی اور یہ اشعار اسی کے نتایج افکار سے
ہین **غزل** تا ما غم عشق کشید قافلہ ما ✦ گلہا شگفد ہر طرف از مرحلۂ ما ✦ باآنکہ بجان با تو نکردیم بخیلے ✦ پیش دگران ہر چہ
کردی گلۂ ما ✦ تجار طلب آمد و بربار مشقت ✦ رفتیم کہ شد ہادی راہ آبلۂ ما ✦ ما مسئلہ فقہ ندانیم چہ یوسف ✦
آسان شدہ از عشق بتان مسئلۂ ما **ایضاً** اگر ورسی بدرد دل ناتوان من ✦ لرزی برو بمرگ بیان رشک جای من ✦
در دل خود از نکنم کار مشکلت ✦ ظاہر کر میلند نبود درد نہان من ✦ باآنکہ ہمدم بجفا آزمودۂ ✦ تیغے کشیدۂ
بہر امتحان من ✦ ای گل رسیدہ است بگوش تو قصہ ام ✦ بلبل بخواند وقت سحر داستان من ✦ گویا کہ بلبلان چمن
مردہ اند ✦ حرفی رسید فانی گل از زبان من ✦ یوسف بزاری دل من گوش کس نکرد ✦ کو بخت آنکہ گوش کند نکتہ دان
من ✦ **ایضاً** مراز بادہ جای فراغ بینی چہ ✦ بہر سیدہ ذم و خم ✦ باغ بینی چہ **رباعی** دو تیشہ بر آستان یار از سر درد ✦
می مالیدم سر و دو دست و رخ زرد ✦ بر حلقۂ در دست زدم گفت چرا ✦ بیہودہ زدی کو فتن آہنِ سرد ✦ **ولہ** نی آمدہ
دیدن رخت وقت صبوح ✦ آثار ہزار گونہ اسباب فتوح ✦ انوار نکوئی از رخت پیدا بد ✦ زان روست کہ رویت شدہ
آئینہ روح ✦ **ایضاً** آنکس کہ علم بہ نیکنامی افراشت ✦ در مزرع دہر تخم نکوئی کاشت ✦ نیکو نامان زندہ جاوید مانند ✦
مرد آنکہ بمرد و نام نیکو نگذاشت ✦ اور یوسف عادل شاہ نے بائیس برس اور دو مہینے سلطنت کی

تذکرہ اسمٰعیل شاہ بن یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

جب مسند جاہ و اجلال فر و شوکت یوسف عادل شاہ سے خالی ہوئی اور ایسی ساعت مین کہ مسعود فلک
اُسکی سعادت کے سبب توسل ڈھونڈھتا تھا اور ایسے طالع مین کہ وقت ثبات و قرار اُس سے استعارہ کرتا تھا

تاج شاہی نے فرق فرقد ساسے نور بخش مہر و ماہ ابو الفتح اسمٰعیل عادل شاہ سے شرف و منزلت پائی پایۂ تخت نے
یمن قدم عرش فرسائے سے سر فخر کا افلاک کی بلندی پر بلند کیا اور شبستان سلطنت اور ایوان خلافت اُس صاحب
ذی شوکت و صولت کے وجود فائض الجود کے انوار سے نورانی ہوا اور واسطے مدح مین بذل و احسان نے جواب رواج
پایا اور اُسنے بھی خاطر خواہ رعیت سے محصول اور گردن کشان دہر سے خراج پایا مثنوی بآئین و رسم فریدون و جم *
بایوان شاہنشہی زد علم * برآمد سر سروران بر سریر * کہ بر آسمان آفتاب منیر * برسم کیان تاج و تخت مہی * برآراست
بر کاخ شاہنشہی * چونکہ اسمٰعیل عادل شاہ صغر سنی مین کہ ابھی معارج بلوغ پر ترقی نفرمائی تھی مسند خلافت
پر جلوہ گر ہوا آخر خردسالی کے سبب مہمات سلطنت مین نہ مشغول ہو سکا اختیار امور مملکت اور رعایت جمہور رعیت
کمال خان دکنی سرنوبت کو مفوض ہوا اور کمال خان امراے کبار سلطان محمود بہمنی سے تھا یوسف عادل شاہ اُسے
بعہد و پیمان اور دلاساے کر اپنے پاس لایا اور منصب سرنوبت پر سرفراز کیا اور نیمراج کی جنگ مین جب اُسنے
نہایت شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچائی امیران بزرگ مین منتظم ہوا اور روز بروز اُسکا مرتبہ بڑھتا گیا اور
خاقان غفران پناہ نے مرض الموت مین امر وکالت بھی اُسکے منصب سابق پر اضافہ فرمایا اور دریا خان اور فخر الملک
اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ امرا کو اُسکی موافقت اور مصادقت کے بارہ مین بمبالغہ تمام وصیت فرمائی امراے
مذکور نے اس سبب سے آنحضرت کی وفات کے بعد اُسے بزرگ جانا اور مہمات ملکی اور مالی اُس سے رجوع کیے
مطلق العنان کیا کمال خان نے ابتدا مین بفر اقبال افعال و اعمال نیک اختیار کر کے خوب نیکنامی سے حکومت
کی اور خطبہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام پڑھا اور مذہب شیعہ کے طریق اور آئین یک قلم موقوف اور
برطرف کیے اور خاص و عام کے جذب قلوب اور امراے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نہ کیا اور خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ سے طریق مدارا اختیار کر کے باتفاق
امرا جیسا کہ شرط مردم عاقل و دانا ہی امور شاہی کے انتظام مین آپ کو معاف نرکھا اور فرنگیونکے ساتھ جو بعد مراجعت
یوسف عادل شاہ قلعہ گووہ کو محاصرہ کر کے وہانکے تھانہ دار کو نقود و فراوان دیکر موافق کر کے قلعہ مذکور کو مفتوح
کیا تھا اس شرط پر صلح کی کہ افضل قلعہ پر اکتفا کر کے اس حدود کے قریہ اور قصبات سے مزاحم نہووین اُس تاریخ
سے اصل کتاب کی تحریر تک وہ قلعہ نصاریٰ کے تصرف مین ہی اور نصاریٰ اپنے عہد و شرط کی وفات پر ثابت قدم اور
راسخ دم ہین سلطنت عادل شاہیہ کے اطراف مین مزاحمت اور تشویش نہین پہونچاتے ہین کمال خان حکام اطراف
سے اور عیسائیون سے مطمئن ہو کر بفر اقبال امور وکالت مین مشغول ہوا جب دوسرے برس دریا خان اور فخر الملک
نے خانۂ تن کو روح سے خالی اور گنج قہر کو اپنے قالب بیجان سے بھرا اُنکی جاگیرین اور محال اپنے فرزندونکو تفویض کر کے
ہر ایک کیواسطے درگاہ بیدلی اور میرزا جہانگیر اور حیدر بیگ کے بھی چند پرگنہ برآوردہ کر کے اپنے اعوان و انصار کیجانب
رجوع کیے اور جو شخص فوت ہوتا تھا یا کسی گناہ مین متہم ہوتا تھا اُسکی جاگیر اپنے عزیزونکو دیتا تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ مین
ایک مکنت اور قوت بہم پہونچا کر قلم پندار سے نقش فرمانروائی کا اپنے صفحۂ خاطر پر کھینچا مرغ حیات اُسکے نے آشیان دماغ
مین بیضۂ سودا رکھی اور گردن فرازی کا رکھا اور زاغ سیاہ بخت اُسکی آرزو کا ہواے شاہی مین پرواز کرنے لگا نام آثار دولت
کا اپنے مال مین کے نیچے درلایا اور اس عرصہ مین شاہان دکن کے امرا اس روش کو خوب جانتے تھے کسواسطے کہ اُن سنوات مین

یہ حرکت حکام عظام دکن پر مبارک نہ آئی نفرسے اپنے ولینعمتون پر متسلط ہوتے تھے اور آہستہ آہستہ
فرمانروائی کی باگ اپنے قبضۂ اختیار مین لاتے تھے جیسا کہ اول انہین سے وہ شخص کہ جسنے مل اختیار کیا
نیم راج تھا کہ شیو راسے راجہ بیجانگر کے بیٹے پر غلبہ پیدا کرکے جب وہ حد بلوغ کو پہونچا اُسکو زہر سے ہلاک
کیا اُسکے چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا دست نگر کیا اور بعد انہزام یوسف عادل شاہ نے بھی درمیان
سے دفع کرکے اکثر امراکو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اور زمانہ حسب دلخواہ بسر لیکیا اور اسی طرح سے جیسا مذکور ہوا
قاسم برید ترک اور بعض امراے سلطان محمود بہمنی کو ہلاک کرکے تدریج تمام سکہ و خطبہ کو متغیر دے کر اپنے نام جاری کیا
پس جو لہ یہ امر کمال خان دکنی نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرکے تعلیم پائی تھی جسوقت کہ اسباب شوکت اور حشمت
اُسکے پاس فراہم ہوا امیر قاسم برید نے ترک سے توسل اور استمداد استان ہوکر یہ پیغام دیا کہ اس تمہارے مخلص بے پایانے
استدعا دشاہی حاصل کی ہے اب کہ احمد نگر مین طفل خرد سال تخت پر بیٹھا اور فتح اللہ عماد شاہ والی برار بمقتضاے جوانی
عیش و طرب مین مشغول ہے لازم ہے کہ اس مخلص کی امانت لیکے سلک حکام دکن مین منتظم کرین اور بندہ کو بپسند
فرمان بدار اسمو فرماکر اپنی توسیع ولایت مین بھی کوشش کرین کہ فرصت اس سے بہتر ہاتھ نہ آئیگی امیر قاسم برید
ترک کہ مدت دراز سے اس فکر مین تھا اس امر مین شریک ہوا اور بعد عہد و پیمان یون مقرر ہوا کہ امیر قاسم برید
ترک ولایت دستور دینار کو لیوے اور باقی ولایت بیجاپور کمال خان دکنی بمدادہ مرنوبت اپنے قبضۂ تصرف مین لاوے
اسمعیل عادل شاہ کو مکحول بلکہ بے روح کرے اور قلعہ سولاپور جو زین خان برادر خواجہ جہان دکنی رکھتا ہے اسپر بھی کمال خان
دکنی قابض اور دخیل ہووے اسصورت مین مقصود کو آغاز کرکے امیر قاسم برید ترک نے شاہ محمود شاہ بہمنی کو محبوس کیا
اور لشکر آراستہ کرکے احسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ ہوا اور کمال خان دکنی نے بھی اسمعیل عادل شاہ کو مع اسکی والدہ مسماۃ
پونجی کو قلعہ ارک بیجاپور مین قید کرکے انکی محافظت اپنے فرزندون کے متعلق اور رجوع کی اور بنہ دیا عظمت و شوکت
تمام دولا پور کی طرف سوار ہوا اور ربع وسول و محاصرہ جب تین مہینے کی مدت اسیر گذری اور ملک احمد نظام الملک
بحری اور خواجہ جہان دکنی سے کمک نہ پہونچی زین خان نے جان اور مال سے امان چاہی قلعہ کو مع ساڑھے پانچ
تپہ اُسے سپرد کیا اور قصہ ساڑھے پانچ تپہ کا یون ہے کہ جب امراے دکن نے شاہ احمد آباد بیدر پر خروج کیا اور ہر ایک
ولایت پر متصرف ہوئے بارہ تپہ عبارت بارہ پرگنہ سے ہے خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کے تصرف مین آئی اور
اسکے بھائی زین خان نے جو قلعہ سولاپور کا حاکم تھا شہر احمد آباد بیدر مین جاکر بقدر کوشش اور تردد کیا کہ فرمان شاہ
محمود شاہ بہمنی کا محتوی اسکے کہ قلعہ سولاپور اور نصف ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کے تصرف مین ہے سابق اُسکے متعلق
ہووے حاصل کیا لیکن خواجہ جہان دکنی نے احمد نظام بحری کی حمایت سے نصف ولایت نہ دی وہی قلعہ اُسکے
تصرف مین رہا اور احمد نظام شاہ بحری کے بعد فوت یوسف عادل شاہ نے زین خان کی کمک کی شاہ کے فرمان سے
موجب ساڑھے پانچ تپہ یعنے پرگنے خواجہ جہان دکنی سے لیے لیکن ان پرگنون کے واسطے کہ تین لاکھ ہون انکا حاصل
تھا نزاع و فساد پر آمادہ ہوا چنانچہ نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ کے درمیان اکثر خشونت اور منازعت واقع ہوئی
القصہ امیر قاسم برید ترک نے قلعہ نصرت آباد وساغر اور رائچور اور جمیع قرایا اور قصبات تہہ بہیورہ کے اُس پار کے حکام
عادل شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے قلعہ احسن آباد گلبرگہ محاصرہ مین رکھا اور خبر فتح شولاپور سنکر تہنیت نامہ

کمال خان دکنی کو لکھا اور اُسکو بسبب اس کارنمایان کے استقلال اور غلبہ حد سے زیادہ تر ہوا اور نہایت کبر و غرور مین
آن کو بیجاپور کی طرف معاودت کی اور ایک دفعہ اسمعیل عادل شاہ کو مکان سے برآوردہ کرکے خلائق کو اُسکے سلام
کو طلب کرکے از سر نو اپنے استحکام مین کوشش کی اور امراے مغل کو دفعتہً معزول کیا اور تین ہزار خاصخیل مغل سے
تین سو بحال رکھے اور باقی کو نوکری سے برطرف کیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ اگر تمام مغلون مین سے ایک ہفتہ کے بعد اس شہر مین
نظر آویگا جان و مال اُسکا تلف ہوگا اسواسطے مغل مضطرب اور پریشان ہوکر اطراف و جوانب مین متفرق ہوئے اور
کمال خان دکنی کی جب سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور کسی طرف کوئی دشمن اور مزاحم نرہا دولتخانہ نظام شاہیہ کی تقلید
اپنی نام آوری کی زیادتی کے واسطے رقم ایک کو سہ چند کی یعنے جو شخص کہ ہزاری تھا اسکا نام سہ ہزاری رکھا اور حکم کیا
کہ کورہ دلوت نگاہ رکھین اور لورہ راست دکن اصطلاح مین اُس لشکر کو کہتے ہین کہ اسپ کے نام سے کوب سے اطلاق کیا
جاے اور اتبک یہ رسم دکن مین شایع ہی الغرض ہزار گھوڑے مین ایسا دو سو گھوڑا نہین نکلتا ہی کہ معرکے دن کام آوے
اور کمال خان دکنی نے غرۂ صفر نو سو انتیس ہجری مین بیس ہزار سوار دکنی اور حبشی کا جائزہ لیا اور اپنے اعوان و انصار کو
متفق کرکے تخت شاہی کے جلوس کے بارہ مین مشورہ کیا سب متفق اللفظ کہنے لگے کہ کوئی مانع نہین ہی اس امر مین
جسقدر کوشش کیجاوے بہتر ہی پھر کمال خان دکنی نے طالع شناسون کو طلب کرکے ساعت جلوس کا احوال و
مآل پوچھا اُنھون نے بغور و تامل بیان کیا کہ اوضاع اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ پر پندرہ دن اس مہینے
کے نہایت کڑے ہین لازم کہ اتنے روز اپنی محافظت مین کمال کوشش فرمایے اور سولھوین دن بمیمنت و سعادت تخت
دکن پر جلاس کیجیے کمال خان دکنی یہ خبر سنکر سخت مخوف اور وحشت ناک ہوا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ کوئی مکان محفوظ
تر اور محکم تر قلعہ ارک سے نہین ہی بہتر یہ ہی کہ وہان جاکر ایسے مکان مین استقامت کرون کہ ایام نحوست آخر ہون الغرض
شہر بیجاپور کا انتظام اپنے آدمیون سے رجوع کرکے خود اس گمان سے کہ تقدیر سبحانی انسانی تدبیر سے رفع ہووے
قلعہ ارک مین ایک محوط محکم اپنی سکونت کے واسطے اختیار کیا اور تپ اور درد سر کا بہانہ کرکے حکم کیا کہ خاص و عام
شہری اور دیہی ان چند روز مین کوئی شخص میرے احوال کا مزاحم نہو میرے فرزند صفدر خان کے پاس جاوین اور
یہ خبر کہ کمالخان دکنی اس مہینے کی سولھوین تاریخ تخت پر اجلاس کرکے اسمٰعیل عادل شاہ کو درمیان سے اُٹھا دیگا مشہور
ہوئی خواتین محل عادل شاہی نہایت محزون اور غمگین ہوئین لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو اس سلسلہ علیہ کو قائم رکھنا تھا
پونجی خاتون مادر اسمٰعیل عادل شاہ کو یہ تدبیر سوجھی یوسف ترک کوکا کو بلاکر یہ بات کہی کہ ای یوسف مین تجھے کوکا نہین
جانتی تو بہر دلعزیز ہی اور تجھے خوب معلوم ہی کیا غلام کیا آقا زیست کی چاہ سب کو ہوتی ہی اور اس دار فانی
مین کوئی ہمیشہ نرہا اور نرہیگا تقدیر کی تدبیر اور قضاے آسمانی سے چارہ نہین اور چار ناچار حیات مستعار
قابض ارواح کو سونپنی ہی اور سراے ناپایدار گذشتنی اور گذاشتنی ہی لہذا تجھسے یہ توقع رکھتی ہون کہ عنایت
پروردگار کا امیدوار ہوکر مردانہ ہمت کا پٹکا کمر جان پر باندھ اور جان جانے کا مطلق خیال نہ کرکے کمالخان دکنی
سر نوبت جو نہایت غدار ہی اُسکے خون سے خاک کو رنگین کر یوسف ترک نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر
التماس کی کہ کوئی سعادت اس سے بہتر نہین ہی کاش عوض مین ایک جان کے ہزار جان رکھتا جان بوجھکر انجان
ہوکر آپ کی راہ مین صرف کرتا لیکن یہ امر سب پر روشن اور ہویدا ہی کہ جب سوار بسیار نہین تو تنہا ایک مرد بیس ہزار دکنی اور

تمام دکنی

حبشی کا کچھ نہین کرسکتا یہ نحیف ایسے دشمن قوی سے کیونکر عہدہ برا ہوگا بوبجی خاتون نے فرمایا کہ اگر تو حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت پر توکل کرکے اور اپنے صاحب کی جان نثاری پر آمادہ ہو کر جان سپتمار کے خیال سے کہ آخر زنا ہی دیر گذریگا اُسکے فضل سے امید قوی ہی کہ اُسے ایک احسن وجہ سے دفع کرسکیگا یوسف ترک نے کہا مین یقین جانتا ہون کہ عیاذاً باللہ جس روز کہ کمال خان کو تخت پر اجلاس میسر ہوگا مجھے فوراً قتل کریگا کونسی سعادت اُسکے برابر ہوگی کہ جان نثار اپنی جان صاحب فدا کرے اور نام اپنا وفاداروں کی سلک مین ثبت کرکے زندہ جاوید ہو اب آپ اُسکے دفع کا طریق بتائین تو بے تامل سربازی اور جان نثاری مین قیام کرکے مثل گوسفند قربانی اسمعیل علیہ السلام ہون بوبجی خاتون نے کہا کہ ایک پیرزال حرم سرا کمال خان سے نہایت الفت رکھتی ہی لیکہ بمنزلہ محبت اور دوست جانی ہی اور اُس کی طرف سے ہمیشہ حرم مین رہکر ہمارے اخبار جزوی اور کلی ہر روز اُسے پہونچاتی ہی کمال خان کے پاس عیادت اور احوال پرسی کے واسطے بھیجتی ہون اور تجھے اُسکے ہمراہ کرکے اُسے ایسا مطیع کرلیتی ہون کہ وہ تجھے خود ولاسا دے کر اپنے ہاتھ سے بیڑا استمالت کا دیوے لیکن تجھے لازم ہی کہ بیڑا اٹھا کر جوہر حیثیت اپنا اپنے مالک پر نثار کرکے قدم جرات بڑھاوے اور خنجر سینہ شگاف سے اُسکا شکم زنبور کے چھتے کیطرح مشبک اور سوراخ سوراخ کرے یوسف نے یہ قبول کیا اور بوبجی خاتون نے پیرزال معہودہ کو بلایا اور از روے دلسوزی اور شفقت کمال خان کی نسبت کلمات مہر آمیز زبان پر لا کر فرمایا کہ یوسف عادل شاہ کے بعد وفات مین متفکر اور اندیشہ ناک تھی کیونکہ میرا بیٹا اسمعیل خردسال ہی اور زمانہ کے تجربون سے عاری اور عاطل ہی مبادا کہ احمد شاہ بحری مستقل ہووے اور اس دیار کے امراے نامدار سے کون ہی کہ باگ اس سلطنت کی اپنے کف اقتدار مین لا کر ہمت رعیت کی حراست اور حفظ ناموس اس دولت کے تعین کریگا مگر جس وقت سے کہ زمام اختیار نظم و نسق امور ممالک کمال خان دکنی کے قبضہ مین درآئی خاطر نے اس وغدغہ سے نجات پائی ہی اور اوقات نہایت خوشی سے بسر ہوتی ہی اب ان دو تین روز کے عرصہ مین سنا جاتا ہی کہ اُس خان والاشان کا مزاج شریف اور عنصر لطیف نے کہ مجھے اپنے فرزند صلبی اور بطنی سے نہایت درجہ بہتر اور عزیزتر ہی اعتدال سے انحراف قبول کیا ہی اس سبب سے طبیعت کو تشویش اور بیقراری بہم پہونچی ہی چاہیے کہ مبلغ بارہ ہزار ہون لیجا اور اُسکے فرق پر نثار کرکے محتاجون اور فقیرون کو پہونچا جب پیرزال راہی ہوئی اور چند قدم گئی اُسے پھر طلب کرکے یہ کہا کہ مدت سے یوسف ترک کوکا ارادہ حج کا رکھتا ہی اور رکھتا ہی کہ جب تک خان رفیع المکان اپنی خوشی اور رخصت سے مجھے رخصت نہ دیگا میرا حج قبول نہوگا اُسے بھی اپنے ہمراہ لیجا اور خان کو اسطرح فہمائش کرنا کہ وہ اپنے دست مبارک سے اسے یہان مکہ معظمہ کی رخصت کا عطا فرما دے اور پروانہ اپنی مہر سے لطف کرے کہ حاکم بندر دابل مصطفی آباد مانع نہووین اور اُسے منزل مقصود کیطرف روانہ کرے اس خدمت کیواسطے زر خطیر پیرزال کو عطا کرکے یوسف ترک کو اُسکے ہمراہ روانہ کیا اور وہ خرم و شادان کمال خان کی خدمت مین چلا اور جب باتین مشفقانہ خاتون جہان کی مذکور کین اور مبلغ مسطور تصدق کرکے ارادہ حج یوسف کوکا اُسکے سمع مین پہونچایا کمال خان دکنی خاتون کے لطف و توجہ سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بے شک و شبہہ اپنے تئین خداوند تاج و تخت اُس مملکت کا سمجھا اور بوبجی خاتون کی خوشدلی کیواسطے یوسف ترک کوکا کو مجلس خلوت مین طلب کرکے کہا ای یوسف مین تجھے بہت دوست رکھتا ہون جو تو نے نیت خیر کی ہی تجھے منع نہین کرسکتا جلد حج سے فارغ ہو کر اپنے تئین خدمت مین پہونچا تو تجھے جملہ امراے کبار سے کرون یوسف

ترک کو کانے بھی ولی نعمت کی صلاح وقت کے واسطے اپنی لسانی اور خوش بیانی سے کمال خان کو ملتفت کرکے مطلق
غافل کیا اور از راہ حمت اپنے پاس بلایا کہ بیڑہ پان کا اپنے ہاتھ سے دون یوسف ترک کو کا جیسا کہ داب مردم دکن ہی
پان بزرگون کا بطریق ادب اس چادر پر کہ دوش پر رکھتے ہین لیتے ہین ہاتھ نیچے اُس چادر کے کہ دوش پر رکھتا تھا لیگیا اور جس وقت
کہ وہ پان دینے لگا ایک ہاتھ سے خنجر کھینچکر از روے پُردلی ایسا اُسکے سینے پر مارا کہ مقابل سے برآیا اور صحن مکان کو اس غدار
کے خون سے لالہ زار کرکے صاعقہ دشنہ آبدار سے آگ اُسکے خرمن حیات مین ڈالی شعر گوزن کوہ گر گردن دراز است ہم کمند جاہ
را باز و فراز است ہم مادر کمالخان نے جب اس حال سے اطلاع پائی عجوزہ کو اس گمان سے کہ مصرع ای باد صبا این ہمہ
آوردہ تست ہے اُس ضعیفہ اور یوسف ترک کو اُسی ساعت قصاص مین پہونچایا اور اپنے آدمیون کو قلق و اضطراب سے
مانع ہوئی اور کمال خان کو زندون کی طرح قصر کے غرفہ مین تخت پر بٹھا کر خیل و حشم خاص کو زیر قصر ایستادہ کیا جیسا کہ رسم
ہند ہی اور ایک کو محرمون سے اپنے فرزند صفدر خان کی طلب کو بھیجا اور جب وہ آیا اور اپنے باپ کی نعش دیکھی چاہا کہ
فریاد کرے ہاتھ اُسکے منہ پر رکھکر منع کیا اور کہا وقت شور کرنے اور توجہ کرنیکا نہیں ہی بلکہ مردانہ پیکا جد و جہد استوار
کرکے تیغ انتقام سے خون اسمعیل عادل شاہ اور اُسکی والدہ کا خاک ہلاک پر گرا کر اپنے باپ کے عوض تخت شاہی پر جلوہ گر ہو
اور نام و نشان خاندان عادل شاہیہ کا روے زمین پر نہ چھوڑ صفدر خان باوجود اسکے کہ پچیس برس کا جوان تھا ہراسان ہوکر
بولا اسی وقت ہمارے آدمی اس معاملہ سے واقف ہوکر متفرق ہونگے کیونکر انتقام میسر ہوگا بہتر یہی کہ اس خبر کے انتشار
اور لشکر کے پریشان ہونے سے پیشتر ہم اس قلعہ سے برآمد ہوکر کسی طرف روانہ ہوون اُسکی مان نے اسے سرزنش اور
ملامت کرکے کہا جسقدر آدمی کہ مین قلعہ مین رکھتی ہون اعدا کے دفع کرنیکے واسطے کافی ہین انھین حکم کر کہ قلعہ کا دروازہ بند
کرین اور تو قلعہ سے برآمد ہوکر اپنے متعلقون اور ہواخواہون کو پیغام بھیج کہ خان والاشان نے اسمعیل عادل شاہ کا
سر طلب فرمایا ہی مین تعمیل حکم کو جاتا ہون تم بہیئت مجموعی جاکر اور محاصرہ کرکے اپنے باپ کا انتقام لے چنانچہ اسکے
بموجب حکم ہوا کہ کمال خان کے انصار قلعہ کا دروازہ بند کرین اور آدمی مستعد ہوون کہ خان والاشان نے اسمعیل
عادل شاہ کے قتل و حبس کا حکم صادر فرمایا ہی اور پونجی خاتون کو یہ گمان ہوا کہ یوسف ترک کو کا سے وہ کام بن نہ پڑا اور کمالخان
دکنی حقیقت حال پر مطلع ہوکر درپی خلش ہمارے ہی پھر خاتون نے مردانہ اور خسروانہ ہمت اُسکے مدافعہ پر مصروف کرکے
خواجہ صندل خواجہ سرا کو ایک جماعت کے پاس جو دیوانخانہ مین چوکی اور پہرہ رکھتی تھی بھیجا اس محل کے دروازہ پر طلب کیا
اور اتفاقات حسنہ سے اُسدن انھین سو مغل کے کہ سابق مین جنکا حال مذکور ہوا چوکی اور پہرہ کی باری تھی اور دو سو یا تین سو
دکنی اور حبشی بھی تھے لیکن جو جمیع اہل دربار ادنی اور اعلی کمال خان دکنی کے مطیع اور فرمان بردار تھے صفدر خان انھین
اپنا ممد و معاون سمجھکر انکی فکر اور دفع مین نہ پڑا تھا القصہ پونجی خاتون نے پس پردہ آنکر باواز بلند فرمایا کہ کمالخان دکنی چاہتا
ہی کہ عادل شاہ کو ہلاک کرکے خود امر شاہی کا منتظم اور متصدی ہو اسصورت مین جو شخص نمک حلالی کو منظور رکھے
وہ قلعہ مین آنکر حتی المقدور اعدا کے دفع مین مشغول ہووے اور دشمنون اور غدارون کی کثرت سے نہ اندیشہ کرے
کہ عنقریب وہ جماعت کفران نعمت کے وبال سے متفرق اور پریشان ہوگی اور جس شخص کو اپنی جان عزیز ہو اور دولت
عظمی پر فائز ہونیکی اسے پروا نہو وہ مختار ہی جہان چاہے جاوے القصہ دو سو اور پچاس مغل اور ستر نفر حبشی اور دکنی نے جانسپاری
اختیار کی اور از روے صدق ارادت و حسن اخلاص عمارت شاہی مین داخل ہوئے اور باقی نے بیوفائی کی خاک اپنے سر پر ڈالکر صفدر خان کے

شہید ہوئے اور پونجی خاتون اور دلشاد آغا پھوپھی اسمٰعیل عادل شاہ کی کہ یوسف عادل شاہ کے آخر عہد مین دکن مین آئی تھی لباس مردانہ پہنکر اور تیر و کمان ہاتھ مین لے کر شہزادہ کے ہمراہ لگن محل کی پشت بام پر کہ بہت بلند تھا بر آمد ہوئین اور مغلون کو بھی بام پر طلب کر کے نوید خسروانہ سے قوی دل کیا اس درمیان مین صفدر خان مع جمعیت عظیم آپہونچا اور آدمیون کو دروازہ توڑنے پر مامور کیا جب مغل تیراندازی اور خواتین سنگ اندازی مین مشغول ہوئین غوغا اور آشوب عظیم قلعہ کے درمیان برپا ہوا اور مین گیرودار مین مصطفےٰ آغا رومی کہ اُنکے عہد مین قدیم سے برج اور بارہ کی محافظت کرتا تھا اور کمال خان دکنی ان لوگون کو جز ضعیف جانکر انکے قلع اور قمع کی کوشش کرتا تھا تین پچاس تفنگچی دکنی لگن محل کے عقب آیا اور خواتین نے انھین دعاے خیر کر کے رسیان نیچے لٹکائین واسطے سہارے بام پر چڑھ آنے اور جنگ صعب کے باعث آثار رستخیز ظاہر ہوئے اور حسب بخت حرب نے طول کھینچا اور بندوق کی آواز اور صفدر خان کے گوش زد ہوئی اس خوف سے کہ مبادا پھر سے تو رعین صفدر خان کو چشم زخم پہونچے کمال خان دکنی کی طرف سے پیغام بھیجا کہ بے تقریب آدمیون کا خون نکرین اول توپین کلان طلب کر کے عمارت کو ڈھادین اُسکے بعد بفراغ خاطر قلعہ مین در آوین اور خرد و بزرگ ادنیٰ اور اعلیٰ کو تیغ کے گھاٹ اتارین الغرض صفدر خان کے اشارہ کے بموجب جنگ موقوف ہوئی اور شیر دل کہ توپہاے کلان کے لانیکے واسطے گیا اس قلعہ مین تعین مقرر کیا اور اپنی سپاہ کو جو شہر مین تھی حکم کیا کہ مسلح ہو کر قلعہ مین ایستادہ ہو تو دوسر شخص اسمٰعیل عادل شاہ کی کمک کو نہ پہونچے خواتین دشمنون کا مشورہ دریافت کر کے آپس مین کہنے لگین کہ اگر توپون کے لانے سے پیشتر تدبیر سے کام نجادے تو سب ہی پر براے صواب اندیش سے یہ قرار پایا کہ مغلون کو بام کی پس پشت پوشیدہ کرین شاید کہ صفدر خان مغلون کے فرار کا گمان کر کے توپ پہونچنے سے قبل آگے بڑھے اور غیب کے حربہ سے اُن کافر نعمتون کا کام تمام ہو وے اور یہ تدبیر تقدیر کے موافق آئی اور صفدر خان سہل ترین وجہ سے مقتول ہوا اور شرح اس مجمل کی یون ہی کہ جب مغل خواتین کے شورہ کے بموجب پوشیدہ ہوئے صفدر خان اور اُسکے ہوا خواہون نے انکے فرار کا گمان کر کے بیتابانہ لگن محل کیطرف بہیئت مجموعی روانہ ہوئے اور جب کوئی شخص انکا مانع نہوا تیغ و تیر و تبر سے لگن محل کا دروازہ توڑنا شروع کیا اور وہ شیرزن عورتین صاحب حوصلہ خاموش رہین یہانتک کہ دشمنون نے دلجمعی سے دروازہ توڑا اور صفدر خان مع امراے معتبر خوشدلی اور خوشحالی سے محل کے اندر داخل ہوئے اور دوسرے پھاٹک کے توڑنے مین مصروف ہوئے اُسوقت مغل خواتین کے حکم کے موافق نعرہ تکبیر اور اللہ اللہ بلند کر کے چارون طرف تیر و تفنگ و سنگ مارنے لگے چونکہ وہ مقام نہایت کوتاہ تھا دشمن کیطرف کے مرد عمدہ بہت مارے گئے اور اسی دار و گیر اور کشمکش مین قضارا ایک قاصد تیر سراسری پیام اجل لے کر صفدر خان کی آنکھ مین اوچٹتا لگا ہر چند زخم کاری نہ تھا لیکن اس مصرع کے مطابق ع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود وہ سراسیمہ و بدحواس ہو کر اس دیوار کے نیچے کہ اسمٰعیل عادل شاہ اُسپر ایستادہ تھا پناہ لیگیا اور پونجی خاتون یعنے والدہ اسمٰعیل عادل شاہ دوسری طرف ایستادہ تھی اور بہادرون کو ترغیب جنگ کرتی تھی صفدر خان کو پہچانا اور اپنے فرزند ارجمند کو اشارہ کیا کہ پتھر گران اس سنگدل کے سر پر غلطان کر اسمٰعیل عادل شاہ نے باوجود اس معرکہ کے کہ آتش حرب افروختہ تھی ہوش و حواس بجا رکھکر اپنی والدہ کی فرمائش کے بموجب وہ پتھر اپنے دست زبردست سے مارا اور خدا کی قدرت سے وہ پتھر صفدر خانکے

سر پر ایسا لگا کہ اُسکے صدمہ سے اُسکا مغز پاش پاش ہوا اور آن واحد مین تڑپ کر مر گیا اور باقی مخالفون نے جب
اپنے سردار کو مقتول دیکھا کمال خان کے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور جب اُسے بھی مذبوح خنجر پایا بلا توقف قلعہ
کا دروازہ کھول کر راہ فرار پائی اور مغلان و خاکیش نے برآمد ہو کر صفدر خان اور کمال خان دکنی سر نوبت کا سر
تن سے جدا کیا اور تاج سنان کر کے شہر مین پھرایا اور یہ منادی کی بیت کہ ہر کو بود دشمن شہریار ✽ بدین گونہ بیند سر انجام
کار ✽ اور امرائے عمدہ مثل عین الملک اور جہان کہ کمال خان دکنی کے ساتھ رابطۂ خویشی اور پیوند کیا تھا اس
حالت کے مشاہدہ سے کہ ہرگز اُنکے دل مین نہ گذرتی تھی ہراسان ہوئے اور مال و اسباب سے قطع نظر کر کے
بسرعت تمام اس مملکت سے بھاگ گئے اور اسمٰعیل عادل شاہ نے اُسی دن یوسف ترک جوانمرد جانسپار کی لاش
باول پاش پاش اس روش اور زمین سے کہ بہتر اس سے نہ تھی غسل و کفن دے کر تابوت صندلی مین رکھی اور خود بھی
گریبان چاک سر رہ آغشتہ بخاک کر کے پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا اور مبلغ دس ہزار ہون کہ پونجی خاتون نے خیرات کیواسطے
بھیجے تھے اور دس ہزار ہون جو خواتین نے ہمراہ کیے تھے اور جو دیکھی بیس ہزار ہون سے زیادہ برائے کار خیر فقرا اور
مساکین کو پہونچائے پھر اُسے پیوند زمین کر کے اُسکی قبر پر خیمۂ شاہانہ ایستادہ کیا اُسکے بعد گنبد عالی اُسکی قبر پر تعمیر
فرما کر مجاورونکے وظیفے مقرر کیے اور قریب شام باول ناکام قلعہ کیطرف بازگشت کی مدۃ الحیات ہر مہینے اُسکی ترویح روح
کیواسطے مبالغ کثیر مستحقون کو دیتا تھا اور ہر سال یعنے اُسکے روز قتل ایکبار اُسکی قبر پر جاتا تھا منقول ہے کہ دوسرے دن
اسمٰعیل عادل شاہ نے تخت دکن پر قدم رکھکر بار عام کیا اور خلائق نے لوازم نثار و نثار پیش پہونچایا منشیان بلاغت
نشان نے کہ جنکا سردفتر خواجہ غیاث الدین شیرازی خطاط الملک لطائف نگار سے نامجات مشعر استیصال کمالخان دکنی
سر نوبت اور اُسکے متعلقون کی خوشترین عبارت سے تحریر کیے سانڈنی سوار تیز رفتار کی صحابت سے شاہان اطراف دکن
کو پہونچائے غلغلہ دشمن گدازی کا بسیط عالم مین ڈالا اور کمال خان مقتول کے متعلق جو اسیر ہوئے تھے پونجی خاتون نے
اُس تدبیر کے سبب کہ اُس سے وقوع مین آئی تھی اُسکے قتل سے درگذر کر کے اُس عورت پر نہایت رعایت فرمائی اور حکم
دیا کہ دوسرے ملک مین انتقال کرے اور ایک جماعت اُسکے ہمراہ کی کہ کوئی شخص اثنائے راہ مین مزاحمت نہ پہونچا سکے
اور نجومیون کو کہ از روئے مہارت ایسا حکم کمال خان کے بارہ مین دیا تھا خلعت و زر دیکر معزز و مکرم کیا اور جن لوگون نے
کہ اس واقعہ ہولناک مین ہمراہی کی تھی علی قدر مراتب ہر ایک کو نوازش فرمائی اور منصب اور جاگیر لائق عطا کی اور ازانجملہ
خوش کلدی آقا اور سکندر آقائے رومی اور مصطفٰے آقا اور مقرب خان گرد اور مظفر خان رود باری اور خواجہ غیاث الدین
کاشی اور محمد حسین طہرانی کو سلحداری کے پایہ سے بمرتبۂ امارت ترقی کر کے اُنکے رایات شوکت بلند کیے اور میرزا جہانگیر قمی
اور حیدر بیگ اور سوائے جنگ بہادر اور امرائے سلحدار کو جو کمال خان دکنی کے جور و جفا کی شدت سے گجرات اور خاندیس
اور احمد نگر اور برار اور تلنگ کی طرف بھاگ گئے تھے استمالت نامہ بھیجکر مراجعت اور معاودت کی تحریص و ترغیب کی
خسرو ترک سالاری الاصل تھا اور اُسنے بصلاح اپنے تئین غلامان شاہی کے سلک مین لکھوایا تھا بخطاب اسد خان
و منصب امارت پر سربلند کیا اور بلگاوان مع مضافات اُسکے جاگیر مقرر فرمائی اور یوسف جو غلامان گرجی مین منسلک تھا
کوتوال دیوان ہوا اور جو اُس حادثہ عظمیٰ مین عہد کیا تھا کہ بعد فتح مغل کے سوا کسی کو نوکر نہ رکھونگا لہذا عہد کو وفا عہد کر کے
عمال عمال اور کارگذارونکو حکم ہوا کہ ہماری دولت مغل کی سعی کی بدولت ہوا اور تعلق اُنسے رکھتی ہے دکنی اور حبشی اور مغل زادہ

جدید ملازم نکرو بارہ برس یہ حکم جاری رہا تغیر اور تبدیلی نے اسمین راہ نپائی یہان مغلون نے اتفاق کرکے اپنے فرزندان کی ملازمی کی درخواست کی اور وہ منظور اور قبول ہوئی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغانون کو بھی نوکر رکھو لیکن حبشی اور دکنی کسی طور سے ملازم نہونے پاوین اور وہ قاعدہ پسندیدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری اور مستمر رہا اور کسی کی یہ مجال اور قدرت نہ تھی کہ دکنی اور حبشی کو سپاہ کے درمیان ملازم کرتا عدالت پناہ نے ایسے لشکر کی طلب پشتی سے اکثر راؤن اور زمینداروں کو مقہور کرکے سلطان محمود بہمنی اور امیر برید کو کہ پچیس ہزار سوار لیکر بیجاپور آیا تھا شکست دے کر نشان فتح وفیروزی کا بلند کیا اور حقیقت اس امر تقدیر پذیر کی یہ ہے کہ امیر برید کمال خان دکنی کی مین حیات جیسا کہ بیان ہوا ہے مسے ممالک اس بادشاہ کے تصرف مین لایا تھا بعد قتل کمال خان سرزا جہانگیر احمد نگر سے پلٹ کر شہنشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا تھا احسن آباد کی جاگیر سے سرفراز ہوا اور اسنے امیر برید کے سپاہیون کو قریب چار سو آدمیون کے ضرب تبر وشمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد اور ساغر اور اسکو مفتوح کرکے اس حدود کو جیسا کہ چاہیے مخالفان دولت ابد اتصال کے ہاتھ سے برآوردہ کرکے امیر برید کے بھائیون کو بھی جو شجاعت مین مشاہیر دکن سے تھے تہ تیغ بیدریغ کرکے اپنی ولایت بسہولت تمام متخلص کی اور امیر قاسم برید یہ خبر سنکر مثل مار زخم خوردہ پیچ وتاب مین پڑا شاہ محمود بہمنی کی زبانی خود نامجات والیان دکن کو لکھا اسقدر تکرار اور لسانی کی کہ برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے لشکر اسکی کمک کے واسطے مقرر کیا اور امیر قاسم برید ترک نے لشکر کمکی کو فراہم کرکے سنہ ۹۲۰ نو سو بیس ہجری مین بیجاپور کیطرف متوجہ ہوا اس ولایت کی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو شاہ محمود بہمنی بھی امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ تھا اسمعیل عادل شاہ تے صلاح مقابلہ مین نہ دیکھی دم بخود رہا یہان تک کہ وہ الیہ پور مین جو یوسف عادل شاہ کا آباد کیا ہوا بیجاپور کے قریب واقع ہے پہونچا اور ارادہ اُسکے محاصرہ کا کیا اسمعیل عادل شاہ بارہ ہزار سوار کہ اسمین اکثر مغل تھے ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور جانبین سے لشکر آمادہ شور وشر ہوا فردوسی بیابان چو دریاے خون شد درست * تو گفتی زروے زمین لالہ رست * چنان شد زبس کشتگان روے دشت * کہ پوئندہ را راہ دشوار گشت * غرضکہ بعد جنگ صعب اور حرب سخت امیر قاسم برید ترک اور جمیع لشکر کمکی کو ہزیمت ہوئی اور شاہ محمود شاہ بہمنی اور شاہزادہ احمد فرزند اُسکا جو تلاطم افواج مین گھوڑے سے جدا ہوکر گرفتار ہوے تھے اسمعیل عادل شاہ نے از روے تواضع چند راس اسپ مع ساز مرصع اور پالکی خاص حاضر کرکے انکو سوار کرکے چاہا کہ بیجاپور مین لاکر امیر قاسم برید ترک سے نجات دیوے شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور شہر مین نہ آیا اور شہر کے باہر جاکر ایک مقام مین فروکش ہوا اپنے اعضا کے معالجہ اور تداوی مین کہ پشت اسپ سے جدا ہونے کے وقت مجروح ہوئے تھے مشغول ہوا اور بعد تندرست ہونے کے پیام کیا کہ بی بی ستی کو جو شاہزادہ احمد کے عقد ازدواج مین ہے بلوازم جشن بجا لاکر سپرد کرنا چاہیے شہریار نے اس امر کو قبول کرکے اقرار کیا کہ احسن آباد گلبرگہ مین کہ مزار سید محمد گیسو دراز ہے جاکر شرائط عروسی بجا لاوین پھر شاہ اور وہ حضرت باتفاق یکدیگر احسن آباد گلبرگہ کیطرف روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر بآئین شہریار جشن شادی عروسی ترتیب دیکر بی بی ستی کو شاہزادہ احمد شاہ کے سپرد فرمایا اُس وقت اسمعیل عادل شاہ نے پانچ ہزار مغل شاہ کے ہمراہ رکاب کیے اور وہ حضرت بشوکت وتجمل تمام احمد آباد بیدر کیطرف سوار ہوئے اور امیر قاسم برید ترک اس خوف سے کہ شاہ نے اسمعیل عادل شاہ سے موافقت کی ہے اور پانچ ہزار سوار

میرے دفع کے واسطے ہمراہ لاتا ہو اسباب شاہی اور خزانہ اُٹھاکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ فراغ
خاطر و اطمینان وافر اُس بلدہ مین بے دغدغہ محافظان اور بیم موکلان چندروز شرب مدام اور ارباب نشاط
کے رقص کی تفرج اور نغمہ سننے مین مشغول ہوا اور داد لاقیدی کی دی اور اُسکے بعد لشکر اسمٰعیل عادلشاہ بہمنی
سے رخصت لیکر ظاہرا احمد آباد بیدر سے کوچ کیا امیر قاسم برید ترک چار ہزار سوار سے تاخت کرکے فجر کو وہان پہونچا
اور جو اہل شہر اور دروازہ کے محافظ جانتے تھے کہ شاہ اور شاہزادہ شاہی کی لیاقت نہین رکھتے اور اُنسے انتظام
مملکت نہوگا اسواسطے کہ بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہی خلق خدا کی حفاظت اُسکا کام ہی غضب کی جا ہی کہ جب
نگہبان کو اپنی خویشتن داری اور نگہبانی کی حاجت ہووے توجبکا یہ محافظ ہی اُنکی کیا حالت ہوگی یہ سوچکر بلا توقف
شہر کا دروازہ کھول دیا اور امیر قاسم برید ترک کو شہر مین درلائے اور امیر مذکور نے بدستور سابق جا بجا اپنے مردم معتبر
مقرر کیے اُسکے بعد اپنے کام مین مشغول ہوا اور علی الصباح شاہ محمود شاہ بہمنی کا نشاء تنزل مین آیا ہوشیار ہوا احوال
دگرگون دیکھا لیکن اس سبب سے کہ امراکے تسلط اور غلبہ کا خوگر تھا چندان آزردہ نہوا اور امیر قاسم برید کا دست نگر
ہوکر اسباب عیش و عشرت پر قانع ہوا اور سنوات سابق مین جو ایلچی شاہ جمجاہ شاہ اسمعیل صفوی مملکت ایران کے
شاہ ہند کے پاس آئے تھے نیم راہ سے بیجانگر اور شاہ گجرات نے اُنکی تعظیم و تکریم کرکے ایلچیون کو باتحف دہدایاے فراوان
بصد اعزاز و اکرام ولایت کی طرف روانہ کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی بھی ایلچی شاہ کو بعزت و حرمت تمام شہر مین لایا اور
رعایت شاہانہ کرکے چاہتا تھا کہ حسب دلخواہ رخصت کرے لیکن امیر قاسم برید ترک مذہب کی مخالفت کے سبب
مانع آن کر ایلچی کو قریب دو سال رخصت نہ کیا اسواسطے ایلچی نے عاجز اور تنگ آکر اسمعیل عادلشاہ کو غائبانہ شکایت نامہ
لکھا اور آنحضرت نے شاہ محمود شاہ بہمنی اور امیر قاسم برید ترک کو پیغام دیا کہ شاہ ایران کے ایلچی کو اس سے زیادہ نگاہ
رکھنا حسن ادب سے بعید ہی چاہیے کہ اُسکی رعایت خاطر بین کوشش کرکے منزل مقصود مین روانہ کرین اور عرض
توقف مین نہ ڈالین امیر قاسم برید ترک نے اس پیام سے نہایت شدت سمجھکر ایلچی کو رخصت کیا اور وہ فوراً بیجاپور
کیطرف گیا اور اسمٰعیل شاہ لوازم استقبال بجا لایا اور الیہ پور مین اُس سے ملاقات کی اور خلعت فاخرہ زر و جواہر اُس کی
لیاقت سے زیادہ مرحمت فرمایا اور اتحاد مذہب کے سبب بندر مصطفے آباد داہل سے بادشاہ عالیجاہ کی درگاہ مین رخصت
کیا اور وہ شہنشاہ دین پناہ کی حقیقت حال پر مطلع ہوکر ابراہیم بیگ ترکمان کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع کمربند شمشیر مرصع
اور تحف ایران اسمعیل عادل شاہ کے پاس بھیجا اور مکتوب جو اُسکے مصحوب تھا اُسمین یہ مندرج تھا مجد السلطنۃ والحشمۃ و
الشوکۃ والاقبال اسمعیل عادل شاہ لفظ خطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان پر جاری ہوے تھے نہایت شاد
ہوا اور یہ فرمایا اب شاہی ہمارے خاندان مین آئی اور ایلچی کو اس اعزاز و تکریم سے کہ زبان خوش بیان اُس کی
صفت سے عاجز ہی بیجاپور مین لایا اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور لباس کی موافقت کیواسطے حکم فرمایا کہ جملہ سپاہ
مغل زادہ تاج سرخ دوازدہ ترک سر پر رکھین اور جو شخص تاج نہ پہنے وہ دربار مین میسر سے مجرے اور سلام کو نہ آنے
پاوے اور بارہ بکریان اُس سے جرمانہ لیوین اگر وہ شخص اسپر بھی دوبارہ یہ کام نکرے تو اُسکی سزا یہ ہی کہ سر بازار
اُسکی دستار سر سے اُتارین اور بازاری اُسکی نسبت کلام سخت زبان پر لاوین اس سبب سے کسی کو سپاہیان
اسلام سے یارا نہ تھا کہ بدون تاج شہر مین داخل کرتا اور یہ بھی حکم کیا کہ روز جمعہ اور عیدین اور تمام ایام متبرکہ مین

منبروں پر شاہ اسمٰعیل عادل شاہ صفوی کے واسطے فاتحہ سلامتی کا پڑھتے رہیں اور یہ حکم ستر برس آخر عہد
علی عادل شاہ تک جاری رہا اور ارباب دکن کا اتفاق ہے کہ اسمٰعیل عادل شاہ مدار امور کا عقل پر رکھتا تھا اس
سبب سے کبھی فریب اور بازی نہ کھائی جمیع معارک میں مظفر و منصور ہوا مگر جنگ کفار کنہرلہ میں جو بوجہ سرخوشی
شراب طائر عقل وعاقبت اندیش کو جنگ عقوبت میں زبون رکھتے تھے اور ایسا امر اس سے شاہ وزرانہ سے بہت دور تھا
ظاہر ہوا اور افغان احوال شاہان ماضیہ انار اللہ برہانہم سے ایسا گوش زد ہوا کہ جب یوسف عادل شاہ نے
تیغ قہر و سیاست سے شیاطین کفار کتنہ کو مغلوب و منکوب کرکے ولایت میان دوآب کو عبدہ اصنام کے تصرف
سے برآوردہ کرکے قلعہ رائچور اور مدکل کو مسخر اور مفتوح کیا مدت دراز تک ساکنان اس حدود کے بیجانگریوں کی مزاحمت
بیجا سے ایمن اور مصئون رہے لیکن بعد از فوت یوسف عادل شاہ کہ جب تمرد کمال خان دکنی سرنوبت اور لشکر کشی
امیر قاسم برید ترک نے انتشار پایا نیمراج نے قلعہ رائچور اور مدکل کو جیسا کہ نزا محاصرہ کیا اور ساتھ عہد اور
امان کے متصرف ہوا اور چونکہ لشکر اسمٰعیل عادل شاہ کا کمال خان دکنی سرنوبت سے پراگندہ ہوا اور سوا ان مقدمہ سے
کوئی تر ہا لہذا سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیں ہجری میں اسکے استخلاص کے گرد نہ پیدا و فکر میں ... نہ پڑا اور رستے بعد اوام ا
اطراف وجوانب سے اسکی درگاہ میں حاضر ہوئے ممالک کو امیر قاسم برید ترک کے آدمیوں سے برآوردہ کرکے اور
خسرو عدالت شعار نے عین موسم برسات میں قلعہ رائچور اور مدکل کی استرداد کیواسطے دار الخلافت بیجاپور سے عزیمت
فرمائی اور نیمراج یہ خبر سنکر مع لشکر قلیل بے برتاخت اسطرف متوجہ ہوا اور آب کشنہ کے کنارے نزول کیا اور تھوڑے
عرصہ میں اتصال بلاد کنترلہ اور اس حدود کے راجہ کہ غائبانہ اسکی اطاعت کرکے حاضر ہوتے تھے لیکن اس معرکہ
مین تمام مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور افواج کثیر اور جم غفیر اسکے شریک ہوئی غرضکہ جمعیت کل پچاس ہزار سوار
اور تین لاکھ پیادہ سے بھی متجاوز ہوئی اور اسمٰعیل عادل شاہ نیمراج کی تاخت اور ایک گھاٹوں پر قبضہ کرنے
اور جواڑے کے اتفاق سے کہ ساتھ کافر الکفر کے یکدل اور یکزبان ہوئے تھے چاہتا تھا کہ اس سال فسخ
عزیمت کرکے اور وقت پر منحصر رکھے لیکن جو سامان سفر مہیا کرکے سراپردہ باہر ایستادہ کئے تھے اور بعضے
مقربوں کی تحریص و ترغیب کرنے سے لاعلاج ہو کر اسطرف روانہ ہوا اور مع سات ہزار سوار تاج پوش کہ ا
غریب تھے لب آب دشمن کے اردو کے مقابل سراپردہ خسروی اوج فلک پر بلند کیا اور چند روز بزرگاہ شاہانہ میں
بستر استراحت پر تکیہ کرکے مقابلہ اور مجادلہ کو معرض تغافل اور تساہل میں ڈالا اور جس وقت ابر باران ترشح کرتا تھا چند
ساغر مے گلگون سے لبریز کرکے پیتا تھا اس درمیان میں ایک ندیم کہ ذوق ہوا میں چند پیالہ شراب کے پیکر سرخوش
تھا اسنے پس پردہ سے یہ بیت باواز موزون و دلکش پڑھی **بیت** تیز در کاسہ زر آب طربناک انداز
پیش ازان دم کہ شود کاسہ سر خاک انداز شاہ فوراً پردہ تردد سے خاطر کو برآوردہ کرکے بزم عیش و عشرت
کی آراستگی میں عازم اور جازم ہوا اور حکم اقدس کے بموجب پری پیکران گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن غرق جواہر
ہمہ تن دلبری میں چالاک شوخی و عشوہ گری میں بیباک کہ طرز دلربائی سے طیلسان ہوش دوش عقل سے لیجاویں اور گانیوالیان
شہرۂ آفاق گانے میں مشتاق خوش آواز نغمہ پرداز السنان کو گیا فرشتہ منہ کی کھاتے ہوش و حواس نذر کرے اور
ندیمان بذلہ گو لطیفہ سنج حواشی بساط ماہی جمع ہوئے جب تجرع اقداح طرب حد سے گذرا اور پیمانہ کیفیت نشاط کا

سرشار ہوا آنحضرت نے فکر عبور دریا سے سواج مین مستانہ وار قدم ڈال کر ارکان دولت سے استفسار فرمایا
کہ سبد ونکے بنانے مین اسقدر درنگ کا کیا سبب ہے انھون نے عرض کی کہ تین سو سبد جرم گرفتہ موجود ہین اور
باقی چند روز مین تیار ہوکر موجود ہونگے جہانبان عدالت نشان نے نشاء ترنگ اور شراب کی مستی مین دریا کے
عبور پر ہمت مصروف فرمائی اور فیل نامی ایک زبردست تھا سوار ہوا اور بغیر اُسکے کہ کسی کو اپنے مافی الضمیر سے
مطلع کرے تفرج آب اور گشت کے بہانہ دریا کے کنارے گیا اور چونکہ اکثر بروز جنگ اُس فیل پر سوار ہوتا تھا
سپاہ اسلام مضطرب ہوکر سوار ہوئی اور آپ یلغار فوج لیکر روانہ ہوا جب ایک فرسخ لشکر خصم کے مقابل سے
دور ہوا ایکبارگی آبھارا ارادہ کرکے حکم دیا کہ آدمی فیلون پر سوار ہوکر عبور کرین اور گھوڑونکوان سبدون مین کہ چمڑے
سے مڑھکر تیار کیے ہین اتارین اور جو عقل باور نکرتی تھی کہ فیل اس آب قہار مین کیونکر گذر کریگا لوگ حیران ہوئے اور
کسی نے ہاتھی پانی مین نہ ڈالا اسمعیل عادلشاہ نے کہ عنان عقل کف اختیار سے دی تھی اعراض ہوکر بولا کہ باوہ فریدون
بھی دجلہ بغداد سے بے زورق وکشتی لیگیا تھا مجھے بھی اُسکی پیروی درکار ہے جو فضل خدا یار ہے تو یہ بیڑا پار ہے
یہ کہکر شاہ نے اپنے ہاتھی کو سب سے پیشتر پانی مین ڈالا اور اقبال بلند شاہانہ سے آب پایاب ہوگیا حافظ حقیقی نے
صحیح وسالم اس بحر زخار سے پار اتارا اور ہاتھی بھی کہ اُنکے عدد دو سو سے کم نہ تھے اس لجہ گرداب تلاطم سے پار ہوئے
اور جسقدر آدمی اور گھوڑے سبدون مین بٹھائے دو دفعہ عبور کرکے پھر جاتے تھے کہ اور آدمی بھی عبور کرین اس
درمیان مین افواج غنیم کی نمودار ہوئی اور جوانان اور بہادران مغل جو دریا سے عبور کر چکے تھے اسپان تازی نژاد پر سوار
ہوئے اور صفوف جدال آراستہ کین لیکن اہل اسلام دو ہزار اور جمعیت کفار تیس ہزار اور دو لاکھ پیادے سے
کم نہ تھے باوجود اُسکے جو اسمعیل عادل شاہ نائرہ حرب کے اشتعال مین مصر اور مجد تھا مغل جنگ مین یکدل ہوکر کار زار
مین مشغول ہوئے تلوار چلنے لگی اور ہزار جوان دشمنون کی طرف کے بے روح کرکے خاک مذلت پر ڈالے اور سکنت راے
سپہ سالار راے بیجانگر کو شربت فنا چکھایا غازیون نے بہادری اور پہلوانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا
آخر کو صدمہ توپ اور ضرب زن اور بندوق اور جزال وغیرہ آلات آتشبازی سے عاجز ہوئے ایک ہزار پانسو
غازی درجہ شہادت کو پہونچے اور بقیۃ السیف سراسیمہ عنان تاب ہوئے جو کہ نا دیدہ انز کھتے تھے امید کا سلسلہ ٹوٹ
گیا بے چھوٹے نیا ناچار سوار و پیادہ نے فراہم ہوکر بامید نجات گھوڑے اُس بحر زخار مین ڈالے نہنگ اجل کے منہ مین چلے
اسطرف ترس بن بہادر اور ابراہیم بیگ کہ ردیف اسمعیل عادل شاہ تھے خواہی نخواہی اُسکے فیل کو معرکہ سے پھیر کر پانی کیطرف
روانہ ہوئے چونکہ وہ پانی پایاب نہ تھا اسمعیل عادل شاہ اور سات جوان تلج پوش کے سوا باقی ہاتھی اور اکثر مرکوب تمام بحر
فنا مین غرق ہوئے اور ایسا حادثہ عظیمہ کتب تواریخ مین کمتر مطالعہ ہوا کہ کوئی بادشاہ اپنے لشکر سے ملتفت نہوکر ایسے
دشمن قوی سے مقابل ہوا اور جمیع دولتخواہون کو بحر فنا مین غرق کرکے خود بھی بمحنت ومشقت تمام ساحل نجات کو پہونچے
بیت بہ بین یک جرعہ درطاس شرابی ❊ کہ طوفے ہست از بحر خرابی ❊ شاہ نے طریق مشورت اسدخان لاری سے
کہ ساتھ کسی تقریب کے اس سے پیشتر حرف اُسکا مذکور ہوا تھا درمیان مین لاکر صلاح دولت استفسار کیا اسدخان لاری
زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض پیرا ہوا کہ جو ایسا واقعہ عظیم پیش آیا اور قدم عقل نے لغزش کھائی عنان عزیمت در الخلافت
بیجاپور کیطرف معطوف کرین اسواسطے کہ راے بیجانگر بشوکت وکثرت خیل وحشم تمام رایان ہندوستان سے ممتاز ہے اور شاہان نیم

باوجود وسعت مملکت اور زیادہ ولایت اور دسے کمال حزم وہوشیاری اُس نواح کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیواسطے اقدام نہین کرنے اور مخلصان ملیرنیک اور دو تنخواہان بکمہت یہ صلاح دیکھتے ہین کہ شاہ برہان نظام الملک بحری سے ابواب صداقت مفتوح رکھکر نسبت خویشی اور پیوندگی درمیان مین لاے اور ربط موافقت یکدیگر اسیہ قاسم برید ترکی نمک سلسلہ فتنہ و فساد ہے اُسکی تادیب اور تنبیہ کرکے قلعہ رایچور اور مدکل کی تسخیر مین کوشش کرین اور انکار غدار سے ساتھ ہین جو دسے انتقام لین الغرض شاہ کو یہ تقریر دلپذیر پسند آئی اور قسم کھائی کہ جبتک لمہ تسخیر نکرہ قلعہ رایچور اور مدکل پر نہ ڈالون مجلس شراب ولشا طامجھ پر حرام ہی اور ثقات روایت سے مین نے سنا ہی کہ انحضرت نے اپنے عہد پر وفا کی اور جبتک قلعہ رایچور اور مدکل فتح ہنوا شرب شراب اور اکل کباب کیطرف رغبت نفرمائی اور اقتضاے ایام حیات مستعار تک ایسا نہ کیا کہ اُسکے حریف بدخو کا مغلوب ہوکر اثر مستی کا اس سے ظاہر ہووے اور اُسی چند روز کے عرصہ مین خسرو دکن نے اسد خان لاری کی فہمائش کے بموجب ساحل آب کشنہ سے کوچ کیا اور اپنے مقر خلافت مین داخل ہوا اور اسد خان لاری کو سپہ سالاری کا خلعت مرحمت فرمایا اور باضافہ منصب وجاہ سے بھی سرفراز کرکے پایہ اُسکی امارت کا بہت بلند کیا اور اُسکی صلاح کے موافق برہان نظام شاہ بحری سے بنا و صداقت ڈالکر سید احمد ہروی کو کہ قبل اس سے برسم رسالت ایران کیطرف گیا تھا قواعد وداد واتحاد کے استحکام کے واسطے بلدہ احمدنگر مین بھیجا اور اس سبب سے کہ شاہ طاہر علیہ الرحمتہ سیادت پناہ کے ساتھ سابق سے تعرف اور رابطہ آشنائی رکھتا تھا اُسکے قدوم کو اعزاز واکرام سے مقرون رکھکر باتفاق ارکان دولت اُس دولتخانہ کے برہان نظام شاہ بحری کے حکم کے موافق استقبال کو گیا اور رسوم عرفی بجالاکر باحسن وجہ برہان نظام شاہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بعد چند روز کے کہ دونون شاہ کے درمیان مین رسل ورسائل متواتر ہوئے پھر شاہ طاہر اور اسد خان ہروی مدبر کی سعی کے سبب قصبہ صدلاپور مین کہ اب شولاپور مشہور ہی دونون سریر آراے دکن آپسمین ملاقی ہوئے قواعد اتحاد اور دوستی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور ماہ رجب کی چوتھی شب سنہ ۹۳۰ نوسو تیس ہجری مین حضرت قدسی مآثر شاہ طاہر نے دائرہ شاہ عدالت پناہ مین تشریف ارزانی فرمائی اور مجلس ہمایون کو رشک فردوس برین کی اور وہ خسرو فریدون فراست بہ اتفاق اپنے خلف الصدق شاہزادہ ملو خان کی محلسرا سے چند قدم قدم رنجہ فرماکر مراسم استقبال بجالایا اور لوازم ضیافت بھی خوب ترین وجہ سے پیش پہونچاکر زبان مبارک سے فرمایا کہ جب نفت ایک ایلچیون یا خلفا تمہارے سے مجھ ایسے درویش کے مکان پر تشریف شریف ارزانی فرماوے کیا سلوک کرنا چاہیے تا حقوق محبت اور مہربانی وقوع مین آوے شاہ مقام فروتنی مین ہوا اور کلام محبت التیام بیان کرکے عدالت پناہ کی خاطر عاطر کا باعث تشفی ہوا اور اُسی وقت اسی مجلس مین حرف وصلت اور پیوند کا درمیان مین لایا اور جو وہ حرف عین مدعا اور مطلب تھا عدالت پناہ نے قبول کرکے شاہ کو مسرور اور خوشوقت کیا پھر طرفین سے وہ جو آئین بادشاہی اور طریق فرمانروائی ہی اُسی طرح سے جشن شادی کو ترتیب دیکر خلوت نشین سراپردہ عظمت مریم سلطانی بنت یوسف عادلشاہ کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق اختر تابندہ جہانداری برہان نظام بحری سے ہمقرون کیا اور جانبین سے بانواع تحف وہدایا مراسم مصاحبت اور مراودت عمل مین آئے دوستی اور یگانگی کے بارہ مین عہد وپیمان درمیان مین لائے اور خائب المرام اور دوستکام اپنے مقر کیطرف مراجعت کی لیکن جو قرار پایا تھا کہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ زین خان برادر خواجہ دکنی کے کہ کمالخان

دینی دینے لیے تھے مریم سلطان کو جاگیر دیوین جب اسمٰعیل عادل شاہ نے نہ دی اور لیت ولعل کیا اُس قرابت نے
چھڈ تر بیدار نہ کیا بلکہ جاگیر مذکور مثنی ہوئی دوسرے برس برہان نظام شاہ باتفاق علاء الدین عماد شاہ والی برار مع فوج جرار
عزم رزم عادل شاہ کر کے حدود رمین سہو تحکیر قلعہ محاصرہ کیا اور ایلچی بھیجکر امیر قاسم برید ترک کو بھی مع اپنی کمک کی دلالت
کے اسمٰعیل عادل شاہ باوجود اسکے کہ جانتا تھا کہ دونون بادشاہ چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ رکاب رکھتے ہین
خداوند ذوالجلال کے افضال پر توکل کر کے دس ہزار قدر انداز ترکش بند اسفند یار خو ہمراہ لیکر غنیمون کے مدافعہ کو
آپہنچا اور جب دونون غنیمون سے کوئی حرب پر آمادہ نہوا اور دوسے غنیم کے دوکوس کے فاصلہ پر چالیس روز تک فروکش
رہا اور جب انتالیسوین دن امیر قاسم برید ترک برہان نظام شاہ بحری کی کمک کو پہونچا اُسی دن نظام شاہ بحری صف
آرا ہوکر قلب مین مقیم ہوا اور میمنہ پر علاء الدین عماد شاہ کو اور میسرہ پر امیر قاسم برید کو مقرر کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے بھی
میدان نبرد مین روان ہوکر اسد خان لاری کو علاء الدین عماد شاہ کے مواجہہ کو اور ترسون بہادر کو امیر قاسم برید کے مقابلہ
کو مامور فرمایا اور خود ... نامدارسے قلب مین قائم ہوا اور خوش کلدی آقا کو مع ہزار جوان تیر انداز مغل داہنی طرف
اور مصطفےٰ آقا کو ہزار سوار سے بائین طرف مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ جس طرف فوج غنیم غلبہ کرے تم مدد کرو جب
صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی طرفین کے بہادر حملہ آور ہوئے فوج ملنگئی تلوار چلنے لگی **مثنوی** بر آمد خروشیدن
گیر و دار ❊ دو آمد بہا زان روزگار ❊ زخون یلان خاک آغشتہ شد ❊ تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد ❊ پہلے اسد خان
پانچ نفیس تیر زبان اور بہر دمان سکے مانند علاء الدین عماد شاہ پر لطف تاخت آیا اور وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ کر
برار مین دم لیا اور ترسون بہادر نے بحملہ شیرانہ امیر قاسم برید ترک پر عرصہ جنگ تنگ کیا اسکا بھی پائے ثبات زمین
مین سے اُکھیا پسپا ہوکر بیدر کیطرف راہی ہوا لیکن اب تک اسمٰعیل عادل شاہ اور نظام شاہ بحری گرم وغا تھے کہ ناگاہ
مصطفےٰ آقا اور خوش کلدی آقا دونون پہلوان مع تیر اندازان چابک دست برآمد ہوئے اور نظام بحری کو
حلقہ مین خطِ پرکار کی طرح گھیر کر تیر باران کرنے لگے وہ بھی تاب جنگ نہ لایا باگ معرکہ سے موڑی اور اسد خان
لاری تعاقب کر کے اُسکا علم دولت اپنے قبضہ مین لایا اور چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہ کے اہالیو نکے
ہاتھ آئے بنگاہ لٹ گئے اور یہ اول جنگ تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور نظام شاہیہ کے درمیان واقع ہوئی
قلعہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ جو اسمٰعیل عادل شاہ نے مریم سلطان بنت یوسف عادل شاہ کو دینے
کا اقرار کیا تھا یہی باعث نزاع تھا پھر اسمٰعیل عادل شاہ وہان سے بافتح وظفر مع فوج ولشکر بلدہ بیجاپور کی طرف
روانہ ہوا اور دار الخلافت مین شاہ کے حکم کے موافق ایک مہینا کامل جشن عظیم رہا صحبت دل پسند رہی صدائے
عیش وطرب تا گوش زہرہ ومشتری بلند رہی سپہر شہریار والا تبار قدردان محظوظ ہوا ارکان دولت وزیر وامیر پہلوانان
وسپہ سالار نامی کو خلعتہائے فاخرہ سے ممتاز کر کے زر وجواہر نثار کیا ہر ایک کا زیادہ اقتدار کیا اور اسد خان لاری کو
پانچ فیل کوہ تمثیل اور چھ ہاتھی خرد خلعت کے علاوہ جو برہان نظام شاہ بحری سے لوٹ آئے تھے مرحمت فرمائے اور کل سپاہ
کی تنخواہ اور رسومات مضاعف کر کے خوشدل کیا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیور تھا سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس
ہجری مین عماد شاہ سے لڑا اور اُسے شکست دیکر نہایت تمکنت اور غرور سے امیر قاسم برید ترک کو ہمراہ لیکر بقصد جبر
شکست سابق بیجاپور کیطرف متوجہ ہوا اور مرسے یہ خبر سنتے ہی اسمٰعیل عادل شاہ لشکر خونخوار لیکر اُسکے مقابلہ کو چلا بیس کوس علیحدگی تھی

کہ فوج غنیم سے جنگ عظیم ہوئی اُس مرتبہ حریت وفا شعار یعنے برہان نظام شاہ بحری پشت معرکہ مین دے کر فرار ہوا اور خواجہ جہان دکنی اور بعضے امراے اُسکے دستگیر ہوئے اور اسد خان لاری نے حوالی بیدہ تک پیچھا کرکے بیس ہاتھی نامی کہ ایک اُنمین سے فیل تخت برہان نظام شاہ بحری کا تھا دستیاب کئے اور سمٰعیل عادلشاہ نے ان تمام فیلون کو سواے فیل تخت کے کہ الہٰ بخش اُسکا نام رکھا تھا اسد خان لاری کو امداد فرمائی اور دیے زبان مبارک سے فرزند کہا اور اُس سال کہ ۹۳۰ نوسو چونتیس ہجری سے تھا سمٰعیل عادل شاہ نے اسد خان لاری کی ہدایت سے علاء الدین عماد شاہ والی برار سے قصبہ ادرجان مین ملاقات کی اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ جو مسماۃ خدیجہ سلطان تھی اُسکے ساتھ منسوب کی اور عہد و میثاق دوستی اور یگانگی کے درمیان مین لاکر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف روانہ ہوئے اور ۹۳۵ نوسو پنتیس ہجری مین بہادر شاہ گجراتی کہ احوال اُسکا اپنے مقام مین مذکور ہوگا برہان نظامشاہ بحری کی ولایت پر مستولی ہوا اور سمٰعیل عادل شاہ نے حسب الالتماس برہان نظام شاہ بحری چھ ہزار سوار اور دس لاکھ ہون امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ برہان نظام شاہ بحری کی مدد کیواسطے ارسال فرماتے بعد روانگی بہادر شاہ گجراتی کے مملکت دکن سے مع لشکر مذکور بیجاپور کی طرف ایسا سمٰعیل عادل شاہ کے سمع مبارک مین پہونچا کہ امیر قاسم برید ترک اُن امرا کو جو آپ کی رفاقت مین تھے اور اب برہان نظام شاہ بحری کی مدد کیواسطے مامور ہین انھین تکلیف دیتا تھا کہ میری اطاعت کرو تو ہم تم بیجاپور جا کر سمٰعیل عادل شاہ کو مقید کرین اور ولایت کو باہم تقسیم کرین یہ سنکر سمٰعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک کی تادیب پر ہمت مصروف فرمائی اور ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین ایلچی روانہ برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ امیر قاسم برید ترک کی بے ادبی اور مکر و فریب نے حد سے تجاوز کیا اور آپ بھی خوب جانتے ہین کہ اُسنے مکر رسلطان قلی قطب شاہ اور بیجانگر کے راجاؤن سے ہمساز ہوکر کیا کیا فساد برپا کیے اور ہم مخلص طرح دے کر اُسکے گناہ معاف کرتا رہا لیکن اب دنون مین اسے مودت پیراے اُسکے دفع شر پر کہ واجبات عقلی اور مہمات شرعی سے ہی عازم و جازم ہوئی ہی کسواسطے کہ بھیڑیے کے ساتھ ملائمت اور سانپ کے ساتھ نرمی کرنا عقل سے بعید ہی قطعہ نہ کند از در زندگی تو بہ ❊ گرگ تا شکنند دندانش ❊ کے کند مار ترک زخم زدن ❊ تا نکوبند سر بسندانش ❊ اگر راے دوستان اخلاص گزین کی اس امر مین شریک ہوکر بہ نیت تادیب کرے تنبیہ اسکی احسن وجہ سے کیجاوے جو برہان نظام شاہ بحری اُس عرصہ مین سمٰعیل عادل شاہ کے احسان اور امداد کے باعث شرمندہ تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خرخشہ سے مطمئن نہ تھا اسواسطے دم موافقت سے مار کر کہا کہ جو شی عدالت پناہ کی خوشنودی اور خورسندی کے موجب ہووے یقین کہ غرض مدعاے محبان صادق الوداد وہی ہوگی ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور اور مبتہج ہوئے اور نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت انصراف پائی اور ملازمت مین پہونچکر شنیدہ و دیدہ کو مشروحاً مسامع فیض مجامع مین پہونچایا اور سمٰعیل عادلشاہ فرصت غنیمت شمار کرکے بلا توقف دس ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور امیر قاسم برید ترک کہ بڑھاپے کے سبب آنکھون سے کم دیکھتا تھا تماشے بھمن کے بمشورہ کہ اسکا وزیر تھا قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی برید اور دوسرے فرزندون کے رجوع کرکے خود کسیطرف روانہ ہوا اور سمٰعیل عادل شاہ نے احمد آباد بیدر مین پہونچکر قلعہ کو خاتم دار احاطہ فرمایا اور اُسکی تسخیر پر ہمہ تن مصروف ہوکر

مورچے اور نقب چارون طرف سے پہونچائے اور امیر قاسم برید ترک کے اعوان کہ شجاعت و بہادری مین مشہور تھے شہر سے برآمد ہوکر اعلام مدافعہ اور مجادلہ کی بلند کرتے تھے اور جو کہ قلعہ کی پناہ مین تھے لڑ بھڑ کر سلامت نکل جاتے تھے اور جب خبر قریب پہونچنے لشکر سلطان قلی قطب شاہ کہ اُنکی کمک کو آیا تھا پہونچی امیر قاسم برید کے فرزند پھول کر جامہ سے باہر ہوئے اور از راہ خیرگی پانچ ہزار دکنی کو مسلح اور مکمل کیا اور قلعہ سے برآمد ہوکر صف قتال آراستہ کی منقول ہی خاتون یعنے امیر قاسم برید ترک کی زوجہ جو علی برید کی والدہ تھی اُسکے تین بھائی تھے ہر ایک آپ کو لشکر کے برابر تصور کرتے تھے ایک میرزا جہانگیر قمی کی لڑائی مین مارا گیا اور دو بھائی زندہ تھے اس روز افواج کے سامنے آن کر اسمعیل عادل شاہ سے مبارزت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مردی و مردانگی وہ ہی کہ عمرو و زید کی بے اعانت دشمن سے لڑے اسمعیل عادل شاہ اس طعنہ سے طیش مین آیا بلکہ شعلۂ غضب سے افروختہ ہو کے لال ہوگیا اور بنفس نفیس خود عزم رزم کیا اور اسد خان لاری اور دیگر مقربون کے منع کرنے سے ممنوع نہوا لشکر کو جمع کرکے با خاطر پریشان میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور وہ دونون مرگ رسیدہ خود سر باری باری میدان جانستان مین عدالت پناہ کے مقابل آئے اور کچھ دیر اپنا کرتب اور شجاعت جانبازون کو دکھا کر اپنی خاک ہستی کو باد فنا سے برباد کیا دوست دوشمن باآواز بلند یون ثنا خوان تھے کہ اس تاجدار نے اُن دونون خود سرون کو سر میدان کسطرح مار لیا الغرض سمعیل عادل شاہ خرامان خرامان اپنے لشکر مین آیا اسد خان لاری اور بھی امرا نے اُسکی رکاب کو بوسہ دیکر زر و جواہر نثار کیا اس درمیان مین ایک طرف سے افواج سلطان قلی قطب شاہ کی نمودار ہوئی سمعیل عادل شاہ نے اسد خان لاری کو اُسکے مقابلہ کو مامور کیا اور سید حسن عرب کو امیر قاسم برید ترک کی سپاہ کے مواجہہ کا امر قرار پایا اسد خان لاری ایک ہزار اور پانسو سوار مغل لیکر برق لامع کی طرح قطب شاہیون پر حملہ آور ہوا اُن کے خرمن جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور جو بلا توقف سید حسن عرب کی مدد کو پہونچکر تیغ یمانی سے چارسو مردون کی سرافشانی کی اور شکست دیکر قلعہ کے دروازہ تک پسپا کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے بعد اس فتح کے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت مین لے کر عنایات گوناگون سے ممتاز کیا اور زر و مال سے بے نیاز کیا اور قلعہ کے محاصرہ کے بارہ مین زیادہ تر اہتمام کرکے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید یہ اخبار سنکر مضطرب اور بیقرار ہوا اور علاء الدین عماد شاہ سے متوسل ہوکر اپنے بھانجے محمود خان کو اُسکے پاس بھیجکر التماس قدوم کی تو شفیع تقصیرات ماضی و حال ہووے اور علاء الدین اس سبب سے کہ ماہری اور راماہور اُسکے قبضہ سے برآوردہ ہوا تھا اپنے کام مین حیران تھا امیر قاسم برید ترک کی طلب کو سمعیل عادل شاہ کی ملاقات کا وسیلہ کرکے بر سبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ کی استرضاے خاطر کے واسطے اُسکے قلعہ مین دوبارہ نہ گیا اور لشکر عادل شاہیہ ایک فرسنگ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اسمعیل عادل شاہ ایک جماعت مخصوص سے اُسکے اُردو مین گیا وہ لوازم تہنیت قدوم بجا لائے اور علاء الدین عماد شاہ نے بھی فتح کی مبارکباد دے کر معروض کیا کہ غرض اور مطلب اصلی اس یورش سے حصول ملاقات آنحضرت ہی لیکن شفارش شاہ امیر قاسم برید ترک اندازہ سے باہر ہی عدالت پناہ نے فرمایا جو اس معرکہ مین اکثر بہادران قدیمی کام آئے ہین جبتک انتقام اُنکے خون کا نہ لون آپ صلح کی تکلیف نکرین جب علاء الدین عماد شاہ نے

عدالت پناہ کو اس بارہ مین مصر اور مجد پایا پھر دوبارہ اس مقدمہ کا تذکرہ نہ کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے ایک
ہفتہ اپنے دائرہ مین اُسے مہمان کیا اور دعوت کا سامان کرکے جشن عالی ترتیب دیا ہنوز بیش از ان [illegible] گذرے تھے
امیر قاسم برید ترک نے جب سُنا کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے علاء الدین عماد شاہ کے ہمراہ مین دست [illegible]
ہوکر اودگیر سے ایلغار کرکے گرد راہ سے علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر گیا [illegible] ہاتھ توسل کا [illegible]
مین مارا ہی وظیفہ حمایت کا یہ ہی کہ حسبطور سے ممکن ہو [illegible] کا درمیان مین لا [illegible]
ہو ز علاقون کو محاصرہ سے نجات بخشیے علاء الدین عماد شاہ سے جواب دیا [illegible] قلعہ [illegible] آباد بیدر اسمٰعیل
عادل شاہ کے سپرد کرے صورت قبول نہ کریگا امیر قاسم برید ترک [illegible] مین جو بیت فرخ لشکر
علاء الدین عماد شاہ سے بھاگا اور دشمن قوی سے اندیشہ نکر کے عیش و طرب مین مشغول ہوا اور آدمی سکے کہ صعوبت
سفر سے خستہ اور عاجز ہوئے تھے استراحت مین [illegible] ہوئے چونکہ [illegible] سابق مین قیام نکرتے تھے اور
وہ بھی بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم فراغت و عشرت مین مشغول ہوئے قضا را جب اسدن خبر وصول امیر قاسم برید
ترک کی اسمٰعیل عادل شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی وہ رات ظلمت سرشت ایسی تھی کہ [illegible] امیر قاسم [illegible]
سے استعارہ کرتا اور آواز گرج کی دہشت سے راہ [illegible] کرتی تھی اسد خان لاری [illegible] ایک جماعت تخت ترک
کے شبخون کے واسطے تعینات کیا اسد خان لاری جب امیر قاسم برید ترک کی اردو کے اطراف مین پہونچا اور آواز
ایک متنفس کی اُسکے گوش زد نہوئی عطف عنان کرکے آدمیون کو دست اندازی سے منع کیا چند جاسوس خبر
لینے کے واسطے بھیجے اور اُنھون نے آن کر خبر پہونچائی کہ کوئی شخص لوازم حفظ و ہوشیاری مین قیام نہین رکھتا
اور امیر قاسم برید ترک اور اُسکے پاسبان مست و مدہوش پڑے ہین اور چند دستار اور تلوارین امیر قاسم برید ترک
کے دربار سے اپنے صدق قول کے واسطے اُٹھا لائے اسد خان لاری نے لشکر اپنا فوج غنیم کے کنارے
ٹھہرا کرکے فرمایا کہ جبتک لشکر خصم مین شور و ہنگامہ برپا نہووے تم ہرگز حملہ آور نہونا اور خود رہنا یہ کہکر خود بچپن جوان
یلدرہ دیکر زبان لیکر پیادہ با مع پچاس پیادہ جرار دربار قاسم برید ترک کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ بعضین شراب اور جام
مدام ہر طرف افتادہ ہین اور پاسبان حریف ہر ایک ساتھ وضع غیر مکرر کے کثرت بنگ اور بوزہ اور شراب
سے خواب غفلت مین بدمست ہین اسد خان لاری نے اُس قسم کے متوالون کو قتل کرنا مروت سے بعید
جانکر کچھ پیادے اُنپر مقرر کیے اور یہ حکم دیا کہ جو شخص اُنمین سے ہوشیار ہوکر سرکشی کرے اُسکا سر تیغ بیدریغ
سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالین اور خود مع جماعت دلاوران اس خیال سے پیشتر روانہ ہوا کہ امیر قاسم
برید ترک کے سراپردہ مین جاکر اگر ممکن ہو اُسے زندہ دستگیر کرون یا اُسے تہ تیغ کرکے سر اُس کا جدا کرون
یہ کہکر اسد خان امیر قاسم برید کے خیمہ مین درآیا وہان کے مرد و زن کو باہر کی جماعت سے بھی سو درجہ
بدتر پایا یعنے کیا دیکھتا ہی کہ سر حلقہ رندان جہان امیر قاسم برید ترک مکان کے گوشہ چارپائی پر کہ جسے باصطلاح
دکن پلنگ کہتے ہین بالکل مست و مدہوش سوتا ہی اور ارباب نشاط اور بعضے لوگون نے شرب شراب کی
کثرت سے قی کی ہی اور کچھ سر دبا سے نچانگر ہر ایک ایک وضع پر افتادہ ہین اسد خان لاری نے اپنے یارون سے
کہا کہ قتل کرنا ایسے آدمیون کا آسان ہی مگر بہتر یہ ہی کہ ہم اسے اسی وضع سے مع پلنگ اُٹھا کر بادشاہ کے روبرو لیجا دین

اور کسی متنفس کو نہ ستاوین یہ چار پائی اُس پیر سن رسیدہ اور گرگ باران دیدہ اور غافل کاروان کی اُٹھا کر باہر لائے اس درسیان مین ایک چراغیون مین سے کہ جسے دکن مین پوئی والد کہتے ہین اور پاسبانی اور حراست ساتھ اُنکے متعلق رہتی ہی اُسنے ہوشیار ہوکر چاہا کہ شور مچاوے اسد خان لاری نے چابکدستی سے ایسا حربہ اُسکے رسید کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوا الغرض یہ جب اپنی فوج مین پہونچے یہ اظہار کیا کہ ابھی شب دو پہر باقی ہی اگر ہم قتل و تاراج مین مشغول ہونگے مسلمان کافر سے تمیز نہو گی صبح تک ایک جماعت کثیر اہل اسلام سے ضائع ہوگی اب کہ گوہر مقصود دستیاب ہوا مناسب یہ ہی کہ شبخون کی فسخ عزیمت کرکے اس صید کو خداوندجہان کی خدمت مین لیجاوین سبھون نے یہ راے پسند کی اور امیر قاسم برید ترک کی چارپائی کے ساتھ روانہ ہوئے ابھی نصف راہ طی ہوئی تھی کہ قاسم برید خواب مستی سے ہوشیار ہوا اور آپ کو عجیب حال مین دیکھا لشکر جن کا خیال کرکے طرفہ فریاد بلند کی اسد خان لاری اُسکے روبرو آیا اور تسلی دینے کے بعد یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سپاہ جن نہین بندہ اسد خان لاری ہی اور تمام سرگذشت آغاز سے انجام تک بیان کی پھر زبان سرزنش اور علامت مین کھولی کہ دشمن کے جوار مین رہنا اور ایسے سن وسال مین اس کثرت اور رسوائی سے شراب پینا کیا معنے رکھتا ہی امیر قاسم برید ترک خجالت اور شرمندگی کے سوا جواب نہ دے سکا خاموش ہوا پھر اُسے لیکر صبح کیوقت اسمعیل عادل شاہ کی ملازمت سے شرف یاب ہوکر ساتھ تحسین اور آفرین کے معزز اور مفخر ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک سے استفسار فرمایا کہ اس مکرو فساد کا کیا سبب تھا امیر قاسم برید ترک نے ہرگز جواب نہ دیا اور سر جھکا لیا اور اسمعیل عادل شاہ نے اُسے اسد خان لاری کے سپرد کرکے فرمایا کہ اُسے بار عام کیوقت حاضر کرنا اور جب دوسرے دن اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عالی ترتیب دی اسد خان لاری اشارہ عالی کے موافق امیر قاسم برید ترک کو طوق و زنجیر مین مسلسل اور مطوق کرکے حضرت کے روبرو لایا اور اسمعیل عادلشاہ نے اُسے دو ساعت دھوپ مین ایستادہ کیا اور مصنفات متقدمین اور متاخرین مین ایسا واقعہ عجیب کہ صاحب سکہ وخطبہ کو خوابگاہ کے اندر سے اس حال خراب سے اُٹھا لیجاوین اور خیل وحشم اُسکا کمال غفلت سے اُسکے کام نہ آوے بہت کم نظر آیا بیت چنین عجائب حالی بسالہاے دراز ٭ نہ گوش دہر شنید و نہ چشم دوران دید ٭ اور چونکہ اسمعیل عادلشاہ نہایت اُس سے آزردہ تھا اُسکے قتل کا اشارہ فرمایا اور جب جلاد تلوار کھینچکر مرگ ناگہان کیطرح آیا اُسنے عجز وزاری سے یہ عذر بادشاہ سے کیا کہ یوسف عادلشاہ جم نشان کے عہد سے خسرو گیتی ستان کے زمانہ تک مجھسے بےادبی اور جسارت بہت واقع ہوئین اب مین اپنے گناہ کا معترف ہوکر اپنے وجوب قتل پر گواہی دیتا ہون اگر حضرت سلیمان مکان جان کی امان دے تو قلعہ احمد آباد بیدر کہ کمند تسخیر کسی صاحب توقیر کی اُسکے شرفات پر نہ پڑی ہی مع خزائن ودفائن سپرد کرتا ہون اسمعیل عادل شاہ نے بمقتضاے العفو زکوۃ الظفر اُسکی حاجت روا کی اور امیر قاسم برید ترک نے آدمی اپنے فرزندون کے پاس بھیجکر اُنھین قلعہ سپرد کرنے کی تکلیف کی اُنھون نے یہ جواب دیا کہ تو پیر نود سالہ ہوا اور آفتاب عمر موت فنا کے قریب پہونچا ہی چند روز معدود کے واسطے ایسا قلعہ ہاتھ سے دینا عقل و دور اندیشی سے بہت بعید ہی اور اس جملہ سے اُنکا مطلب یہ تھا کہ دفع الوقتی کیجیے گھڑی مین گھڑیال ہوتا ہی جو خدا چاہتا ہی وہ ہوتا ہی اور متعاقب اس آدمی کے ایک معتمد مخفی بھیجا کہ اگر اوضاع اور اطوار سے مفہوم ہو کہ باپ کی نجات بغیر تسلیم قلعہ ممکن نہین ہی

ہم ہی کہ پدر بزرگوار کی تسلی کرکے متعہد تفویض قلعہ ہونا اور خبردار ہے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچنے پاوے
مرد انکا اضطرار سمجھکر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا اور جب وہان پہونچا امیر قاسم برید ترک کو پیغام کیا
علی برید اور تیرے اور فرزندون نے مجھے بھیجا ہی اگر کام این وآن سے برآمد نہو تو متعہد تفویض حصار کے ہونا
ہم نہیں چاہتے کہ کسی طور کا آسیب تجھے پہونچے امیر قاسم برید ترک باطن مین مطمئن ہوا اور جب تھا جا اپنے
بیٹونکی شکایت کی اور جسوقت کہ مجدو آیا پھر اُسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور ایک فیل مست کو لائے کہ تا اُسے اسکے پانو
کے نیچے ڈال کر پامال کرین امیر قاسم برید ترک نے بعجز وزاری یہ التماس کی کہ مجھے اس حال سے فارغ برج کے مقابل
میرے فرزندون کا نشیمن ہی لیجا کر ایستادہ کرو تو مین خود اُنسے گفتگو کرکے اس مقدمہ کو فیصلہ کردون اور جب
ایسا کیا اُسکے بیٹون نے باپ کو برہنہ سر اور ہاتھ پس پشت بندھے دیکھے تو لے ہم ایک تیر طرح سے قلعہ سے دارتے
مین لیا اسد خان لاری آن کز فلان دروازہ کے باہر ایستادہ ہوئے دیکھتے تھے یہ پرسے کہ کوئی شخص متعرض تمہارے
اور فرزندون کے حال سے نہوگا اور خواجہ سرا اور عورت کی قسم سے بھی تھا تفتیش مین نہ بھیجینگے جو چاہین مال وزر
ساتھ باہر لیجاوین اور جو کچھ زر و زیور اور پوشش ہماری ہی معاف رکھین تو ہم بھی قلعہ خالی کر دیتے ہین اسمعیل عادلشاہ
نے انکی عرض پذیرائی اور اسد خان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ کے دروازہ پر جا کر بیٹھ خبردار کوئی شخص ہماری فوج
کا قاسم برید ترک کے اہل وعیال سے متعرض نہونے پاوے یہ حکم سنتے ہی علی برید نے جو نفیسہ اور مرصع
آلات شاہان بہمنیہ اور نقود احمد یعنے طلائی عورتون کے سپرد کیا تو زیر برقع چھپا کر لیگئین اور اسمعیل عادل شاہ
اسی دن قلعہ مین داخل ہوا اور شکر الٰہی بجا لاکر شاہان بہمنیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوا اسوقت شاہزادہ ملوخان اور ابراہیم خان
کو اسد خان لاری کے ہمراہ علاء الدین عماد شاہ کے پاس بھیجکر التماس قدوم کی اور جب وہ نہ آیا پھر ایک ساعت
کے بعد شاہزادہ وہ عبداللہ اور علی کو علاء الدین عماد شاہ کی طلب مین روانہ کیا علاء الدین عماد شاہ نے اسکی
ملتمس قبول فرمائی اور شہزادون کے ہمراہ جب اس مقام سپہر احتشام کے قریب پہونچا صاحبقران کشورستان نے
دروازہ تک استقبال فرمایا اور مجلس انسی کو اسکے وجود فائز الجود سے زیب وزینت بخشی اور اس بادشاہ
کے حضور تمام ذخیرہ اور قلعہ کا خزانہ جواہر اور مروارید اور ظروف طلائی اور نقرہ اور صنہائے فغفوری اور بھی
قماش اور امتعہ اور بارہ لاکھ ہون نقد از روے یکجہتی علاء الدین عماد شاہ کے ملاحظہ مین دلایا کہ جو شے خوش اور
پسند آوے اُسے قبول فرماییے اُسنے ہاتھ بڑھا کر ایک عنبر چیہ مرصع اُٹھایا اُسکے بعد اسمعیل عادل شاہ نے
اسد خان لاری کو حکم کیا کہ نقد وجنس و مال سے تین لاکھ ہون علاء الدین عماد شاہ کے ملازمون کو تسلیم کرا اور
ایک لاکھ ہون ملوخان اور الونخان اور ابراہیم خان اور عبداللہ خان شاہزادون کو دیوے اور خود بھی اُنکے
موافق لیوے اور پچاس ہزار ہون سید علی عقیل کو سپرد کرے کہ نجف اشرف اور کربلاے معلی اور مشہد مقدس
مین جاکر زائرون کو تقسیم کرے اور پچاس ہزار ہون سید احمد ہروی کو دے کہ اہل علم وفضل اردو اور شہر بیجاپور کو
پہونچا دے اور علاوہ اُسکے بارہ ہزار ہون مساکین پر قسمت کیئے اور باقی سپاہ پر تقسیم کرکے ایک حبہ اور ایک دینار
خزانہ مین نگاہ نرکھا اور ہاتھ اور دامن جھاڑ کر اس مجلس سے برخاست کیا منقول ہی کہ اسد خان مولانا شہید شاہ قمی
کو جو کمال علم وفضل مین کہ تعریف وتوصیف سے مستغنی اور پیراہی آراستہ وپیراستہ تھا ان دنون گجرات سے آیا تھا

اور شعر و شاعری کے سبب آنحضرت سے نہایت تقرب پیدا کیا تھا حکم کیا تھا کہ خزانہ مین جا اور جس قدر کہ تجھسے
اٹھایا جاوے لیجا جو کہ مولانا رنج راہ اور صعوبت سے فی الجملہ کسلمند اور ناتوان تھا اُسنے عرض کی کہ مین اس
روز کہ گجرات سے درگاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا آج سے مجھ مین دو چند قوت تھی اگر شاہ سخن پرور نکتہ
فہم از راہ ذرہ پروری بعد روز چند کے کہ نحیف مین توانائی عود کرے اس خدمت رسم پرورہ مین سرفراز
فرماوے عواطف خسروانی سے بعید ہوگا شاہ نے لب تبسم شیرین سے کھولے اور فرمایا تو نے یہ مصرع نہین
سنا مصرع کہ آنچہ راست ور تاخیر طالب را زیان وارد + چاہیے کہ دو مرتبہ خزانہ مین جا اور جس قدر
تیرے ہاتھ سے اٹھایا جاوے تقصیر اور کوتاہی نکرے جب یہ حکم کہ مولانا کا عین مدعا تھا نافذ ہوا سر بسجودیت
زمین پر رکھکر شگفتہ و خندان دربار سے اٹھا اور دو مرتبہ خزانہ مین جاکر پچیس ہزار ہون طلائی اٹھا لیا جب خازن
نے یہ خبر بادشاہ کے سمع ہمایون مین پہونچائی فرمایا مولانا سچ کہتا تھا کہ مین قوت نہین رکھتا اس مقولہ سے آنحضرت
کی نزاکت طبع اور قوت کلام اور فیاضی ارباب ادراک پر واضح اور لائح ہی کسواسطے کہ اس کلام سے
عدالت پناہ کی خوش طبعی اور عالی ہمتی دونون صاحب فہم کو ثابت اور متحقق ہوتے ہین اور اس مجلس مین کہ
شاہ کا دریاے سخاوت موجزن تھا شاہ علاء الدین عماد شاہ کی سفارش سے امیر قاسم بریدترک کے قصور
معاف فرمائے اور اُسے اپنے امرا کی سلک مین منتظم کیا اور ولایت کلیان اور دیگر اور اُسکے جمیع پرگنات قدیم تحت
احمد آباد بیدر کے سوا اُسکی جاگیر کے واسطے مسلم اور مرفوع القلم رکھے لیکن ساتھ اس مشروط کے کہ مع تین ہزار سوار ملازم
رکاب ہوکر رائچور اور مدکل کو کفار بیجانگر کے قبضہ تصرف سے برآورده کرکے اور قلعہ ماہور کو بھی بہ محاصرہ مفتوح
کرکے علاء الدین عماد شاہ کے سپرد کرے پھر دونون شاہ احمد آباد بیدر کیطرف سوار ہوئے اور اسد خان لاری کی
تجویز سے احمد آباد بیدر مصطفےٰ خان شیرازی کے تفویض ہوا اور چونکہ ان دنون مین نیمراج قضاے الٰہی سے فوت
ہوا تھا اور بیجانگر کے راؤن نے رام راج پسر نیمراج کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا تھا اور رائی سرکشی سے
بیجانگر مین آتش فتنہ و فساد شعلہ زن ہوتی تھی حضرات نے فرصت غنیمت جانکر آب کشنہ سے عبور کیا اور
قلعہ رائچور اور مدکل کو جو ستر برس سے کفار کے تصرف مین تھے تین مہینے محاصرہ کرکے مفتوح کیے اسمٰعیل
عادل شاہ نے مجلس عظیم ترتیب دیکر بزم آراستہ کی اور عہد پورا کرکے جام می لعل فام کے تجرع کی رغبت کی اور اسد خان
لاری کو بھی اسدن اپنے پاس رخصت جلوس فرمائی اور دو تین جام بے دتمد غالش کرکے اپنے ہاتھ سے اُسے
دیے اور علاء الدین عماد شاہ اور اسد خان لاری کی حسب التماس امیر قاسم برید ترک کو بھی مجلس بزم مین داخل کیا
اور عادل شاہ نے اُسے بھی اپنا ہمکاسہ اور ہم پیالہ کرکے فرمایا کہ مضمون الرحیم کلیمہ کا ظاہر ہوا علاء الدین عماد شاہ جو کہ
طالب علم تھا ہنسا اور امیر قاسم برید ترک اگرچہ مطلب اصلی کو نہ پہونچا تھا لیکن علاء الدین عماد شاہ کے ہنسنے سے
متنبہ ہوا اور متغیر ہوکر اشک اپنی آنکھون مین پھر لایا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے موثر ہوکر از روے تلطف اُس سے یہ فرمایا
انشاء اللہ تعالی بیجاپور کے پہونچنے کے بعد احمد آباد بیدر کو بھی تجھے ارزانی فرماؤنگا پھر ایک مہینا کامل اس اطراف
مین سیقامت کرکے جمیع مہمات کو بخوبی انجام دیکر علم مراجعت بلند کیا اور جب اخبار توجہ بہادر شاہ گجراتی حدود دکن کیطرف
سوانز پہونچے مہمات قلعہ ماہور موقوف رکھکر علاء الدین عماد شاہ کو برار کیطرف روانہ کیا اور عدالت پناہ بیجاپور کی طرف

رونق افزا ہوئے اور احمدآباد بیدر امیر قاسم برید ترک کو اس شہر پر مرحمت فرمایا کہ قلعہ کلیان اور قندھار اہالیان
مرہٹہ کے سپرد کرے منقول ہے کہ اس سفر مین اسمٰعیل عادلشاہ علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر تشریف لیگیا
وہان اسنے فرط محبت سے جشن کا سرانجام کیا اور چند نذرانے پیش کیے جو ہنوز گذرانے تھے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے
بھی اسے ضیافت کی تکلیف دی اور جب چند روز بعد علاء الدین عماد شاہ اسمٰعیل عادلشاہ کا مہمان ہوا تو بہت
بارہ ہزار سوار مغل و داسیہ اور تمام یراق اسلی نقد مین لائے اور یہ فرمایا کہ جو مدت سلطنت مین مین نے حاصل کیا ہے
وہ مجھے میراث پہونچا ہے یہ ہے اور یہ جماعت کہ ہر ایک ان مین شجاعت و مردانگی سے رستم کی نظر مین نہین آتا ہو زال سے بدتر
سمجھتا ہو جو منظور نظر ہو پیشکش کرون علاء الدین عماد شاہ نے ... کہ تحسین و آفرین کی اور کہا کہ مجھے بھی
ایسا جواہر نفیسہ اپنے لشکر کو جو دستیاب ہو قلعہ ... ہوتا اور ... تیس برس سے
نے جب کنجیان قلعون اور مکانون کی ... حالت پر ... قلعہ کلیان اور قندھار کی ... کی طرح آمادہ
ہوا اور سراپردہ اور خرگاہ بیجاپور سے روانہ کیے اور امیر قاسم برید ترک نے ایلچی برہان نظام شاہ بحری کے
پاس بھیجکر طالب مدد و حمایت ہوا برہان نظام شاہ نے ایلچی بھیجا اور بجھلہ الناس ... کہ جو امیر برید اس
وقت مین مخلص بربہت حقوق رکھتا ہے اسطرف کی لشکر کشی کا خیال ... دوستون کو رہین احسان فرمائین عدالت پناہ
نے جواب دیا کہ جسوقت آپ قلعہ ماہور کے لینے کی فکر مین تھے مجھسے کبھی ایسے التماس وقوع مین نہ آئے تھے خیر
ہمنے آپ کا کہنا پذیرا کیا اور حسب الاشارہ بیدر کی عزیمت فسخ کی لیکن جو ابتدا ... موسم زمستان ہے اور خانہ نشینی
مطلوب نہین ہے سیر تماشی مملکت خصوص تلدرک اور شولاپور کی دل مین مصمم ہوئی ہے مناسب یہ ہے کہ برادر سرحد آن
برادر کی عنوان دیگر تصور نہ کرکے خوف و ہراس کو ساتھ اپنے راہ نہ دیوین اور اپنے حال پر بحال رہین برہان
نظام شاہ بحری کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی کے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اس سے خطاب شاہی اور چتر
پایا تھا پیغام دیا بہادر شاہ گجراتی نے مملکت برار و احمدآباد بیدر وغیرہ مجھسے رجوع کی ہے سزاوار دولت یہی
کہ ہمارے کہنے سے مملکت نکرین اور حال و مستقبل کو ماضی کی طرح خیال نہ کرکے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور
جانین اور یہ پیغام اسوقت عدالت پناہ کو پہونچا کہ بیجاپور سے نہضت فرماکر ہمن علی مین رونق افزا تھے حضرت بمجرد
اطلاع پیغام مذکور نماز مغرب اور عشا پڑھکر سوار ہوئے دوسرے دن قریب شام چار سو سوار مغل ورچالیس پیادہ
لیکر آب تلدرک کے ساحل پر کہ اس قلعہ کے زیر دامن گذرتی ہے وارد ہوئے اور برہان نظام شاہ کے ایلچی کو رخصت
کرکے اعلام کیا کہ جو کچھ تم ہمارے ساتھ بجا لائے پھر اسکے منتظر ہین کہ اسکو اپنی عنایت سے پھر ظاہر کیجیے یعنے جیساکہ
اس مرتبہ میدان جنگ مین جولانی کی تھی اس دفعہ بھی معرکہ مین چلکر دریاے پرجوش و خروش تیغ و سنان ہر یون
کی سیر کیجیے برہان نظام شاہ بحری جو کچھ خزانہ مین رکھتا تھا صرف لشکر کرکے پچیس ہزار سوار فراہم کیے اور توپخانہ خوب
مہیا کرکے باتفاق امیر قاسم برید ترک گمان جبر شکستہاے سابق کوچ بر کوچ اسمٰعیل عادلشاہ کی سرحد کیطرف متوجہ ہوا
اور اسمٰعیل عادلشاہ بھی زرہ جوشن و خفتان پہنکر مثل نہنگ بحر و خار دریاے آہن مین غوطہ لگا کر باہر آیا اور خشن پر برگستوان
ڈالکر سوار ہوا اور بارہ ہزار سوار بھی اسکے ہمراہ تیار ہوئے اور سرکاری اسخان لاری صفوف حرب آراستہ ہوئین
الغرض ادھر سے مبارزان عادل شاہ شاہیہ اور ادھر سے دلاوران نظام شاہیہ نے جنگ مین سبقت کی اور ایسا ہوگیا

ووقوع مین آیا کہ جنگھا سے سابق اسکے مقابل ہو ہیچ تھین ابیات چنان گشتہ درحرب بے اختیار * کہ دست
فتادہ بماند ز کار * فتادسے چو دست از تن خشمناک * زغیرت فتادسے گریبان خاک * چو از تن فتادی
سر مرد کین * زاعراض کندسے بدندان زمین * بدانگونہ شد آدمی خوار فذار * کہ خاک از حسد ہا گرفتے کنار * زمین
بود از تیغ کین قطع وصل * نمی شد بہم تار خورشید وصل * خلاصہ یہ کہ جبتک آشیان ترکش دیران مین طائر تیر پر
سے پرواز رسنقا رسے منقار جوڑسے بیٹھے تھے زاغ کمان ہوائی دست بہادرون سے جدا نہوا اور جبتک زبان
تیغ تشنگان دریا سے پہچی نہنگ آسا تشنہ سرا سر دندان سے حرف نیران بیشہ شجاعت مین دار وگیر کے سوا سخن
تیغ نہ کئے ابیات تیرجان یافتہ زوصل کمان * تیغ باریدہ خون زہجر نیام * آن نشستہ چو نور در احداق * این
روان ہمچو روح در اجسام * آخرالامر جیسا کہ رسم زمانہ ہی کہ ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوتا ہی نسیم فتح و ظفر
اسمعیل عادل شاہ کی پرچم پر چلی خورشید خان نظام شاہی معرکہ مین قتل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری
بحال پریشان احمد نگر کی طرف راہی ہوا اثاثہ شاہی یعنے توپخانہ او رہاتھی اور بھی ساز وسامان اسمعیل عادلشاہ
فیروز جنگ کے تصرف مین آیا اور پھر اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری کے درمیان کبھی جنگ واقع
نہوئی بلکہ ایک جماعت اکابر سے متوسط ہو کر لوازم صلح درمیان مین لائی اور سرحد پر آپسمین ملاقات کرکے یہ مقرر
کیا کہ ولایت پر سلطان قلی قطب شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور علاء الدین عماد شاہ متصرف ہوکر آپسمین
یکدل رہین اور اسمعیل عادل شاہ امیر قاسم برید ترک سے موافقت کرکے سنہ ۹۴۰ نو چالیس ہجری مین اسکے ہمراہ
تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور پہلے قلعہ نلکنڈہ کو جو قلاع تلنگ مشہورہ سے اور سرحد پر واقع ہی محاصرہ کیا
اور سلطان قلی قطب شاہ مراعات حزم کرکے میدان مقابلہ او رمقاتلہ مین نہ آیا اور گلکنڈہ سے جو اسکا دارالملک
تھا حرکت نہ کی لیکن اپنے لشکر سے سوار او رپیادہ بہت اہالی حصار کی مدد کے واسطے مامور کیا اور اسدخان
لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ اسد خان لاری تائید ایزدی سے مظفر اور منصور
ہوا اور اہالی قلعہ مایوس ہوکر قریب تھا کہ حصار سپرد کرین ناگاہ تقدیر بیچون کے حکم موافق اس ملک کی آب وہوا کی
تاثیر سے اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا اور ہوا فاسد نے اسکے قلعہ بدن کو محاصرہ کیا اور اعتدال مین عنصر کے فرق آیا
سر بالین ضعف وناتوانی پر رکھا اور اسدخان لاری اور امیر قاسم برید کو جو ممالک تلنگ کی نہیب وغارت مین
قیام کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ اس حدود کی آب وہوا مجھے موافق نہین مین چاہتا ہون تمھین تسخیر قلاع تلنگ کیواسطے
مقرر کرکے شہر احسن آباد گلبرگہ کیطرف جاؤن اور بعد حصول صحت پھر عنان عزیمت اسطرف معطوف کرون انھون
نے یہ امر قبول کرکے یہ تجویز کی کہ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پالکی مین سوار ہوکر اسطرف روانہ ہوا وہ بوقت صبح
روز چہارشنبہ ماہ صفر کی سولھوین تاریخ سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین جوار ایزدی مین واصل ہوا اور اسدخان لاری
نے اسکی خبر فوت مخفی رکھکر لاش اسکی بسواری پالکی رات کیوقت قصبہ کوکی مین روانہ کی اور اسکے باپ کے
پہلو مین دفن کیا اور جب دو روز اسطرح گذرے اسدخان لاری کہ مرد پیر سال اور رہا ندیدہ تھا امیر قاسم برید ترک
اور تمام معتمدون کو طلب کرکے قضیہ ناگزیر سے آگاہی بخشی اور چونکہ شہزادہ ابراہیم اپنے بڑے بھائی ملو خان کی بادشاہی
سے راضی نہ تھا اور بہت سے امرا متفق تھے اسد خان لاری مملکت بیگانہ ہین صلاح عدم تعین جانشینی دیکھکر

پوشیدہ ہر ایک شاہزادہ کو پیغام دیا کہ جو ساعت خوب نہین ہے احسن آباد گلبرگہ جاکر سید محمد گیسو دراز کی روح سے ہمت طلب کرکے تخت موروثی پر جلوس کرو اور اُنھون نے جب یہ امر قبول کیا قلعہ گلکندہ سے اوچار کے دونون شاہزادون کو تدبیر و حکمت احسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور باوصف اسکے کہ خود بھی ابراہیم کی شاہی پر راغب تر اور مائل تر تھا لیکن جو ملو خان بڑا بیٹا تھا اور عدالت پناہ نے اُسے ولیعہد کیا تھا چارناچار اُسی شاہزادہ خردمند کو حیار بالش سلطنت پر متمکن کیا اور ابراہیم کو قلعہ مرچ مین بھیج دیا اور میر سید احمد ہروی سے منقول ہے کہ اسمعیل عادل شاہ حلیم اور کریم اور سخی تھا اُسکی عالی ہمتی سے دخل اور خرچ ملازمت نہ کرتا تھا اور طریقہ حنفیہ اور اغماض کو دوست رکھتا تھا اور کھانے اور پہننے مین کوشش کرتا تھا اور فحش کبھی اُسکی زبان سے جاری نہوتا تھا اور ہمیشہ علما اور فضلا اور شعرا سے صحبت رکھتا تھا اور اُنکی رعایتین اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر علم موسیقی اور شعر مین وفائی تخلص کرکے علم مہارت بلند رکھتا تھا اور کسی سلاطین دکن نے ایسی متانت اور لطافت سے کلام موزون نہین کیا اور یہ اشعار اُسی کے یادگار ہین غزل دل خوبان نقیہ مہ آزاد است پنداری + مدار دلبری بر جور و بیداد است پنداری + مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد ہردم + دل ویران عاشق محنت آباد است پنداری + ز عشق قامتت سروسہی را ماند بادیدہ دل + دامش صد بارہ ور بازہال آزاد است پنداری + ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش + نصیحتہا سے سر زبان باد است پنداری + دل ریش و قایم آنچنان خوکردہ با تیرش + کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد است پنداری + ولہ شب ہجر جو گریہ کا ستے نداریم بجز دیدہ اشکبارے نداریم + شبے بگذرد کز فراق تو چون شمع + پر از اشک حسرت کنارے ندارم + من از عشق ورندی وگوئی ملامت + براہ سلامت گذارے ندارم + از ان با غمش خو گرفتم وفائی + کہ غیر از غمش غمگسارے ندارم + ولہ دل از غمش حکایتے دارد + از شب غم شکایتے دارد + تا کی آزار اہل دل طلبی + بیوفائی نہایتے دارد + خون دل زمرمز غمزہ یار + با رقیبان عنایتے دارد + دل بخنش زادہ من شد زرم + آہ عاشق سرایتے دارد + ای وفائی منال از ستمش + کہ ستم ہم رعایتے دارد

ذکر ملو عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی شاہی کا

جو اسمعیل عادل شاہ نے اعیان سلطنت سے وصیت کی تھی کہ ملو خان عادل شاہ کو میرا جانشین کرنا بالضرورت اسد خان لاری نے اُسے تخت دکن پر جلوہ گر کیا اور اُسکی دادی پونجی خاتون نے اُسکی خبرداری کے بارہ مین نصیحت کرکے خود نلگوان کی طرف کہ اُسکی جاگیر تھی گئی ملو عادل شاہ میدان خالی دیکھکر شراب سرا اور راگ سننے مین مشغول ہوا بلکہ جو قریب بلوغ تھا وہ امر کہ لازمہ اُسکا سفاہت ہی اُس سے وقوع مین آتے تھے اور شب و روز لہو و لعب اور ہزل بازی اور ان کامون مین جو مناسب بادشاہون کو نہ تھے مصروف رہتا تھا یہانتک کہ خلائق اُس مملکت کی اُس سے متنفر ہوئی اور علاوہ اُسکے بمصداق زادفی الطنبور نغمہ کے لڑکون صاحب حسن و جمال کے مذاق مین مشغوف ہوا اور کام اس انتہا کو پہونچا کہ بزرگون اور متعیدون کے لڑکون کو خواہی نخواہی مکانون سے کھینچ منگواتا تھا یہان تک کہ یوسف ترک کوتوال اور امراے کلان تاج پوش سے تھا اُسکے فرزند کو جبراً طلب کیا جب وہ مانع آیا ملو عادل شاہ نے طیش مین آنکر حکم کیا کہ کچھ لوگ بطور تاخت جاوین اور اُسکے بیٹے کو بقہر تمام پکڑ لاوین اور یوسف شحنہ دیوان کی ملا توقف گردن مارین یوسف شحنہ کہ امراے تاج پوش سے تھا

ملوخان کے آدمیون کو زدوکوب کرکے اور اپنے اہل وعیال لیکر علانیہ شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ کھور مین کہ اسکی جاگیر تھی پناہ لیکر بلوائی ہوا اور اکثر اہل ناموس نے اُسکی رفاقت کی اور جان دینے پر آمادہ ہوئے پونجی خاتون والدہ اسمعیل عادل شاہ نے بھی اُسکے اوضاع اور اطوار ناشائستہ سے نہایت آزردہ اور دلگرفتہ ہوکر یہ تجویز کی کہ ملو عادل شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ ابراہیم کو تخت پر منصوب کرین پھر یوسف شحنہ دیوان کو پوشیدہ یہ پیغام بھیجا کہ ملو عادل ہماتاراہی اور فرمانروائی کے قابل نہین ہی چاہیے کہ اسے موقوف کرکے شاہزادہ ابراہیم کو بجاے اُسکے بحال کرے یوسف شحنہ دیوان نے ایک اپنے محرم کو نلگوان مین اسدخان لاری کے پاس بھیجکر حقیقت حال اعلام کی اسدخان لاری نے جواب دیا کہ مین اُسکے اطوار ناپسندیدہ سے بیجاپور کا رہنا ترک کرکے یہان بیٹھ رہا ہون جو خلقت تمام ملو عادل شاہ کے افعال سے تنفر کرکے اُسکی سلطنت سے راضی نہین ہی سزاوار یہی کہ وہ دمان عادلشاہی کی صلاح دولت منظور رکھکر جوکچھ مہد علیا پونجی خاتون فرماوے اُسکے فرمان واجب الاذعان سے تجاوز نکرے یوسف شحنہ دیوان اسدخان لاری کی تجویز سے مطمئن ہوا اور پونجی خاتون کے ادمیون کو مفصل الزام رخصت کیا اور اس بلقیس زمانی کے اشارہ کے موافق روز موعود کو دوسو سوار تلج پوش لیکر لشکر بیجاپور مین داخل ہوا اور بیدرنگ قلعہ ارک مین جاکر قلعہ دار کو جو بقدم ممانعت پیش آیا تھا اُسکے گلوے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا اور ملو عادل شاہ کو مقید کرکے پونجی خاتون کے فرمانے کے بموجب اُسکے بھائی الوخان کو بھی مکحول کیا اور شہزادہ ابراہیم کو بجاے اُسکے منصوب کیا **بیت** چو دہر افگند افسری از سرے + نہد آسمان بر سر دیگرے

اور ملو عادل شاہ کی مدت سلطنت چھ مہینے اور چند روز تھی

ذکر ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی فرمانروائی کا

محرران اخبار اور مدبران وقائع نگار ابوالنصر ابراہیم عادل شاہ کا قضایا یون بیان کرتے ہین کہ وہ بادشاہ بہت شجاع اور مردانہ تھا اور نہایت تہور سے جوشن بیباکی کا زیب تن کرکے سیل تند کی طرح نشیب و فراز سے اندیشہ نہین کرتا تھا آوازہ اُسکے قہر و عبرت کا حلم و خلق کے مانند تمام آفاق مین منتشر ہوا اور جسوقت سے کہ کنجیان ابواب شاہی کی اُسکے ہاتھ آئین مدت الحیوۃ افراسیاب کے مانند لشکر کشی اور صف آرائی مین مشغول ہوا اور اُسکے ضبط و سیاست اور کمال عقل سے بذل و احسان نے خوب رواج پایا اور اُسنے بھی گردن کشان دہر اور رعایا سے بخوبی خراج پایا **بیت ملک** اگر قرار خواہی داد تیغ را بیقرار باید کرد + اور افواہاً سنا جاتا ہی کہ یہ شاہ اپنی مدت سلطنت مین نظام شاہیہ وغیرہ سے دس مرتبہ لڑا اور جنگ صعب اور معرکہ سخت کا اتفاق پڑا اور جمیع معرکون مین بنفس نفیس موجود ہوکر لوازم شجاعت اور جلادت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن چونکہ سہم نصرت اُسکے درجہ طالع مین نہ تھا کسی حرب مین جنگ قصہ اور خان کے سواہم آغوش فتح و فیروزی نہوا اور یہ خاندان عادل شاہیہ سے وہ بادشاہ ہی کہ جسنے اپنے باپ دادا کے مذہب سے پرہیز کرکے اسامی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام خطبہ سے برآوردہ کرکے حضرت امام حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا اور طائفہ امامیہ کا شعار برطرف کرکے تاج سرخ بارہ کنگرہ کا کہ اُس زمانہ مین سپاہ شیعہ کی وردی اور علامت تھی اُس تاجدار نے یکقلم موقوف کیا اور اُسکے حکم کی تہدید سے کوئی سر پر رکھتا تھا اور امراے

غریب سے اسد خان لاری اور خوش کلدی آقا سے رومی اور شجاعت خان کرد کے سوا سب کو برطرف کر کے امارت سے معزول کیا دکنی اور حبشی انکے عوض نصب کیے اور خاندان نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ اسند کورہ اوقات ہم ہونچانے اسلیے ارکان دولت نے تمام تین ہزار غریب نوکر خاص سے جو ہمیشہ ملازم رکاب رہتے تھے چار سو لوپال رکھکر باقی کو رخصت کیا اور یہ پراگندہ ہوکر گجرات اور دکن اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور دفتر فارسی برطرف کر کے ہندوی کیا اور برہمنون کو صاحب دخل کر کے ابراہیم عادل شاہیہ کے تمام ضوابط اور قواعد درہم اور قلم انداز کیے اور رام راج والی بیجانگر نے مخفی آدمی بھیجکر اکثر مغلون کو باستمالت تمام اپنے پاس بلایا اور انکی رضامندی اور دلجوئی کے واسطے بیجانگر مین مسجدین نئی تعمیر کروائیں اور خود حضور دربار مین اجلاس کر کے مصحف عزیز اپنے پہلو مین کرسی اور رحل پر رکھکر اُنسے کہتا تھا کہ تم مصحف اقدس کی تلاوت مین مشغول رہو اور مجھے سروکار نہ رکھو اور ابراہیم عادل شاہ نے دوسرے برس بیجانگر کی طرف چڑھائی کی اور مظفر و منصور ہوکر معاودت فرمائی شرح اسکی یون ہی کہ جب شیو راے والی بیجانگر کہ سات سو برس سے فرمانروائی اُسکے سلسلہ مین تھی فوت ہوا اور اسکا فرزند قایم مقام ہوا اور عین جوانی مین وہ بھی ملک عدم کیطرف راہی ہوا اور قصر فرمانروائی اپنے چھوٹے بھائی کے واسطے چھوڑا اور اُسنے بھی ابھی گلزار شاہی سے گل مشرت نہ چنا تھا کہ زمانے نے ہمت اُس کی فنا پر تعین کی اور اُسکا فرزند جو طفل سہ ماہیہ تھا ولیعہد ہوا تیمراج جو امراے عمدہ سے تھا زمام اختیار کف اقتدار مین لایا سنہ ۸۹۰ آٹھ سو نوے ہجری سے ۹۲۵ ہجری تک باقتدار بسر کی اور جب صاحب تخت حد رشد اور تمیز کو پہونچتا تھا اُسے زہر سے ہلاک کر کے دوسرا لڑکا وارثان مملکت سے تخت پر متمکن کرتا تھا آخر ش تیمراج کا بھی پیمانہ حیات لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور اسکی مسند پر رام راج قائم ہوا اور شیو راے کی پوتی اپنے عقد مین لایا اور اس نسبت اور وصلت سے اُسکا استقلال حد سے گذرا ارادہ کیا کہ خود متکفل مہمات شاہی ہو اور جب سرداروں اور بزرگون نے انحراف کر کے اسپر یورش کیا ناچار رام راج طفل کو جو اُس خاندان سے تھا تخت پر بٹھایا اور خالو اُس لڑکے کا موسوم بھوج ترمل راج جو شائبہ جنون سے خالی نہ تھا اور اُسکے اسم سے بھی یہی معنے مستفاد ہوتے ہین اُسکو منصب امارت پر پہونچا کر اور عہد و پیمان لیکر اُس لڑکے کی پرورش اُس سے رجوع کی اور اُسنے اپنی تدبیر سے امراے سرکش کو دفع کر کے اُنکا نام و نشان نہ چھوڑا اور اپنے ایک غلام کو قوی کر کے بلدہ بیجانگر اور راے زادہ اُسکے سپرد کیا اور خود اُن راجاؤن کے استیصال کے واسطے جو اُسکی شاہی کے مانع تھے مع سپاہ آراستہ ممالک کے اطراف مین متوجہ ہوا اور اُنمین سے چند راؤن کو مستاصل کر کے ایک قلعہ اس نواح کا محاصرہ کیا اور جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا اور جو زر کہ ہمراہ رکھتا تھا صرف ہوا اسواسطے اپنے غلام سے پچاس ہزار ہون طلب کیے جب غلام نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور نظر اُسکی گنج اور جواہر بیشمار پر پڑی خود رفتہ ہوکر علم بغاوت کا بلند کیا اور راے کے پوتے کو مکان سے برآورد کر کے بھوج ترمل راج کو ساتھ اپنے متفق کر کے خیل و حشم فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور راؤن کو جو رام راج سے مخالف تھے بسرعت تمام وارث ملک سے پیوستہ ہوئے اور جمعیت عظیم بیجانگر مین بہم پہونچی لیکن بھوج ترمل راج نے اس غلام کو اس بہانہ سے کہ رام راج کا یار ہوا ہی اور محل اعتماد نہین ہی قتل کر کے خود قوی ہوا اور رام راج صف محبت

طولانی اور فساد عظیم دیکھکر صلح کے واسطے ایک جماعت راؤن کی متوسط کی اور اُنھون نے تجویز کرکے ایسا مقرر کیا کہ پاسے تخت بیجانگر راے زادہ کے زیر نگین رہے اور وہ ولایت کہ بالفعل رام راج اپنے تصرف مین رکھتا ہے اسکے قبضہ مین رہے الغرض رام راج ومخالف راضی ہوا اور وہ سبج راے اپنے علاقہ کیطرف روانہ ہوتے حالوے نامہربان دیوانہ کے دلمین بہروا ہی نے ارادہ نے خطور کیا رایت استبداد بلند کرکے اپنے بھانجے کو ہلاک کرکے مسند شاہی پر قدم رکھا اور جب مرض غرور ونخوت سے مبہوت ہوکر خرد وبزرگ کے ساتھ بدمعاشی شروع کی انجام اسکا یہ ہوا کہ امرا نے اس سے متنفر ہوکر رام راج سے ابواب دوستی مفتوح کئے اور التماس قدوم کی ہوج زمل راج اس امر سے مطلع ہوا ایک ایلچی مع چھ لاکھ ہون نقد اور بھی تحف دیگر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور التماس کمک کی اور عہد کیا کہ ہر منزل پر لاکھ ہون پیشکش کرونگا اور ابراہیم عادل شاہ سنہ ۹۴۲ نو سو بیالیس ہجری مین بیجانگر کیطرف روانہ ہوا اور رام راج نے بسبب لشکرکشی ابراہیم عادل شاہ معلوم کرکے چنگل تدبیر کا دامن مکرو تزویر مین مستحکم کیا اور رایک شہر بر اطاعت وپشیمانی کرکے خود سے ہوج زمل راج کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سپاہ اسلام اس مرزبوم مین قدم رکھیگی انکے مرکبون کے سم سے ہماری مملکت اور معابد منہدم اور مسمار ہوجاوینگی اور شاہان بہمنیہ کے عہد کے موافق اطفال اور وضیع وشریف اسیر اور دستگیر ہونگے مناسب یہ ہی کہ ایلچی معتمد اور معتمد ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر التماس مراجعت کیجیے کہ یہ بندہ من بعد جادہ انقیاد اور فرمانبرداری پر مستقیم ہوگا ہوج زمل راج جو زیور عقل ودانش سے عاری تھا دام فریب مین آیا اور عہد ومیثاق بطریق کفر وفجرہ جو بیچ مین ہو چکا تھا بیالیس لاکھ ہون نقد ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس معاودت کی چونکہ ابراہیم عادل شاہ کو غرض ہوج زمل راج کی رفاہیت سے تھی زر نقد وصول کرکے مراجعت فرمائی مگر ہنوز آب کشتنہ سے عبور نہ کیا تھا کہ رام راج اور تمامی امرا نقض عہد کرکے بسرعت باد وبرق بیجانگر کی طرف روانہ ہوئے اور خیل وحشم دربانی کو جو شہر کی محافظت مین قیام کرتے تھے بعضون کو بطمع اور بعضون کو بتہدید ہوج زمل راج سے منحرف کیا اور ایسا مقرر کیا کہ اسکو گرفتار کرکے ہمارے سپرد کرین تو راے زادہ کے قصاص مین اسے ہلاک کرین اسصورت مین ہوج زمان کا م دست اختیار ہوج زمل راج نے نکلگئی تھی راہ فرار مسدود دیکھکر فرمایا تو جمیع گھوڑون کو پلید اور ہاتھیون کو اندھا کیا اور جواہرات از قسم یاقوت اور الماس اور زبرجد اور موتی وغیرہ جو قرنون کا اندوختہ تھا چکیون سے پیسکر خاک مین لایا اور جسوقت دربانون نے دروازہ کھولا اور رام راج کو شہر مین درلائے ہوج زمل راج خنجر اپنے سینہ پرکینہ پر مارکر جہنم واصل ہوا اور مضمون کان لم یکن ہویدا ہوا ان ہیچ بیت نگہبانی ملک ودولت بلاست + گدا بادشاہست نامش گداست + پھر رام راج بلا منازعت تخت بیجانگر پر متمکن ہوا اور علم استقلال کا بلند کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے حقیقت حال دریافت کرکے اسد خان لاری کو مع تمامی لشکر قلعہ اودنی کے تسخیر کے واسطے رخصت کیا اس درمیان مین تنکنادری بھائی رام راج کا اسد خان لاری کے مدافعہ کیواسطے مع سوار وپیادہ بیشمار متوجہ ہوا اسد خان لاری نے ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کرکے استقبال کیا اور حرب صعب کے بعد اسد خان لاری نے باگ معرکہ سے پھیری اور کفار نے سات فرسخ تعاقب کیا اسکے بعد زمانہ نے ہندوی سیہ فام کیطرح جامہ خم نیلگون فلک مین ڈال کر رایات عباسی بلند کیا اور تنکنادری یک گروہ لشکر مستکلہ ور منہزم مین فروکش ہوکر بتر عجب وتکبر یہ سوبا شیر بیشہ ہیجا یعنے اسد خان لاری چار ہزار

جوان جبہ پوش سخت کوش ابیات ہمہ شیر مردان کار آزماے + دلیر و عدو بند کشور کشاے + بگاہ وغا ہر یکے
صفدری + از ایشان یکے در عدد لشکرے + لیکن آخر دوسرے تلنگانیون پر شبخون مارا اور کفار بقدر طاقت دست و پا
مار کر مدافعہ مین مشغول ہوئے اور آخر ضرب شمشیر دلاوران اسلامیون سے قرار و فرار پر اتفاق کرکے راہ ہزیمت
لی ابیات نباید غنودن چنان بے خبر + کہ ناگاہ سیلے آید بسر + بجائے کہ خسپی متاب دلیر + کہ آسیب تو ایکبارت
اوراہ بزیر + پھر تمام ہاتھی بیجانگریون کے اور زن و فرزند تلنگانہ بھی کے اسد خان لاری کے ہاتھ آئے
اُس مقام سے لشکرگاہ مین گیا اور تلنگانہ بھی سوار اور پیادے جمع کرکے بعد فرسخ پر اسد خان لاری کے نزدیک
ہوا اور عرضیہ مشتمل کیفیت واقعہ اور کمک کی استدعا مین رام راج کے پاس ارسال کیا اور اُسنے در جواب لکھا کہ
مجھے ابھی اطراف و جوانب سے اطمینان کلی حاصل نہین ہوا ہے اسوقت مصلحت یہی ہے کہ اسد خان لاری سے
صلح کرکے اپنے زن و فرزند کو رہا کرے چنانچہ تلنگانہ نے اسد خان لاری کو صلح کا پیام دیا اور اسد خان لاری
نے ابراہیم عادلشاہ کو اعلام کرکے استدعا کے موافق صلح قبول کی اور باشوکت و عظمت تمام بیجاپور کیطرف معاودت
کی اور ابراہیم عادلشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی تلنگانہ کے جو اسد خان لاری نے گذرانے تھے اُسے بخشے اور
پایہ اُسکے مرتبہ اور رتبہ کا افزون کیا اور یوسف ترک شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی پر مخصوص ہوا تھا اسنے رشک
و حسد سے خلوت مین عرض کیا کہ اسد خان لاری مذہب کے اتحاد کے سبب برہان نظام شاہ بحری سے اخلاص
زیادہ رکھتا ہی اور چاہتا ہی کہ قلعہ بلگام اُسے دیکر اُسکا حلقہ بندگی اپنے کان مین ڈالنے کی کوشش کرے ابراہیم عادلشاہ نے
بلا تحقیق صدق و کذب حاسد کی بات کو باور کرکے اسد خان لاری کے عزل کے بارے مین مشورہ کیا یوسف ترک شحنہ
دیوان نے جواب دیا کہ اُسے آپ بہ بہانہ جشن ختنہ شاہزادہ علی بلگام سے طلب کیجیے جب وہ حاضر ہو اُسے مقید
کرکے دل اُسکے دغدغہ سے پاک کیجیے اور یہ مشورہ فاش ہوا اسد خان لاری نے محافظت مین کوشش کی اور
جسوقت کہ فرمان طلب صادر ہوا وہ بیماری کا بہانہ کرکے نہ آیا ابراہیم عادلشاہ نے یوسف ترک شحنہ دیوان کی
تعلیم کے سبب اسد خان لاری کے مخصوصون کو مخفی زہر دینے پر راضی کیا جسے خدا رکھے اُسے کون مارے یہ تدبیر
بھی راست نہ آئی آخر کو یہ تجویز ہوئی کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کو بلگام کے جوار مین جاگیر دین اور میر جملگی سے معاف
کرکے جاگیر کی طرف رخصت فرماوین تو بوقت فرصت حیلہ سے قلعہ کو اُسے اسیر اور دستگیر کرے اسد خان لاری کہ مرد
جہاندیدہ تھا غفلت برطرف کرکے ہوشیار رہتا تھا یہانتک کہ ایک روز باغ کی سیر کو کہ بلگام سے چھ فرسخ پر واقع تھا
کچھ لوگ ہمراہ لیکر بسرعت تمام سوار ہوا اور ایک غلام حبشی کو حکم کیا کہ چار سو آدمی ہمراہ لیکر آوے اور خبرچینون نے
یوسف ترک شحنہ دیوان کو خبر تنہا سوار ہونے اسد خان لاری کی پہونچائی اور وہ دو ہزار سوار لے کر اسد خان لاری
کی گرفتاری کو بسبیل استعجال گرم عنان ہوا اور باغ کے اطراف مین پہونچکر جنگ کا نشان بلند کیا اور اسد خان
لاری نے بھی دشمن کے مدافعہ مین ہمت مصروف کی طرفین سے مقابلہ ہوا اور دونون طرف کی فوج مل گئی تن و سر
مین جدائی ہونے لگی ابیات سیاست در آمد بگردن زنی + ز چشم جہان دور شد روشنی + غبار زمین بر ہوا
راہ بست + عنان سلامت برون شد ز دست + چنان گرم گشت آتش کارزار + کہ از نعل اسپان برآمد شرار +
یوسف ترک شحنہ دیوان نے اسد خان لاری کے حملون کی برداشت کرکے لوازم ستیزہ آویزی مین تقصیر نہ کی اسصورت مین

جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا بہت آدمیون نے قالب جوہر جان سے خالی کیا بیت ز بس کشتہ افتاد بر روی
دشت * فلک گفت بس بس کہ از حد گذشت * آخر الامر اسد خان لاری بعد از جنگ صائب فائق آیا یوسف
ترک شحنہ دیوان شکست فاحش کھاکر مفرور ہوا اور ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ صحبت سے اور رنگ پیدا کیا اظہار التفات
کیواسطے یوسف ترک شحنہ دیوان کو مقید کرکے اسد خان لاری کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اسکی بے ادبی سے ہماری
طبیعت بہت آزردہ ہی مناسب ہی کہ جو مقتضاے دولتخواہی ہے اُسکو پہونچاوے اسد خان لاری کہ اس معاملہ سے خبر رکھتا تھا
یہ جواب لکھا کہ تقصیر بندہ سے واقع ہوئی امیدوار عفو ہی اور یوسف ترک شحنہ دیوان کو اسپ و خلعت دیکر رخصت کیا
اور جب یہ قصہ بوالعجب برہان نظام شاہ بحری کے گوش زد ہوا از روے تدبیر اپنی مجلس مین مکرر مذکور کیا کہ اسد خان
لاری نے قول نامہ ہمسے طلب کرکے تعہد کیا تھا کہ ولایت عادلشاہیہ مسخر کرکے ہمارے سپرد کرے اگر مین اس وقت
لشکر کشی کرون آسانی سے وہ ولایت تصرف مین آوے اور ان دنون مین کہ سنہ ۹۴۷ نوسو سینتالیس ہجری تھے
امیر برید ترک سے موافقت کرکے احمدنگر سے روانہ ہوا اور پرینڈہ کے اطراف مین امیر قاسم برید ترک اور خواجہ جہان
دکنی اُس سے ملحق ہوکر آگے بڑھے اور ساڑھے پانچ پرگنہ زین خان کے جو شولاپور کے تحت تھے مردم عادلشاہیہ
کے تصرف سے برآوردہ کرکے خواجہ جہان دکنی کے سپرد کیے اور جب برہان نظام شاہ نلگوان کے حوالی مین پہونچا
اسد خان لاری باوجود اسکے کہ اس معنی سے ہرگز آشنا نہ تھا اراجیف کے انتشار سے خوف زدہ ہوکر با چار ہزار سوار
لیکر برہان نظام شاہ کا شریک ہوا اور اُسنے قوی پشت ہوکر نہب و غارت کی آگ مملکت عادلشاہیہ مین روشن کی اور
ابراہیم عادلشاہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر احسن آباد گلبرگہ کی طرف راہی ہوا اور اسد خان لاری شعبدہ بازی چرخ سے
متنبہ ہوا علی محمد بدخشی کو علاء الدین عماد شاہ کے پاس برار کیطرف بھیجا اور حقیقت حال قلمی کرکے پیام کیا کہ اگر وہ جناب برسم
اعانت ابراہیم عادل شاہ کے قدم رنجہ فرماوین بندہ بھی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کریگا کہ اس بیغلام کے گناہون کے
شفیع ہووین اسی درمیان مین نامہ ابراہیم عادلشاہ کا بھی پہونچا علاء الدین عماد شاہ روانہ ہوا اور برہان نظام شاہ
کہ قلعہ ارک بیجاپور کو محاصرہ رکھتا تھا اس شہر کے مکانون مین آگ لگا کر بقصد جنگ باتفاق امیر قاسم برید ترک گلبرگہ کیطرف
متوجہ ہوا اسد خان لاری اثناے راہ مین انکی ترک رفاقت کرکے اپنی فوج لیکر علاء الدین عماد شاہ سے جا ملا اور یہ کلام کیا جو
یوسف ترک شحنہ دیوان نے از راہ غرض عرض عدالت پناہ مین پہونچایا کہ یہ بندہ یعنے اسد خان لاری داغ عصیان جبہۂ اخلاص
پر رکھکر چاہتا ہی کہ برہان نظام شاہ کا ملازم ہووے اور مزاج آنحضرت کا مجھسے ایکبارگی منحرف ہوا اور مین اس
فکر مین تھا کہ کسی طرح سے مطلقہ اس قضیہ کا خاطر اشرف سے دور کرون کہ ناگاہ برہان نظام شاہ اور
امیر قاسم برید ترک بتعجیل حوالی نلگوان مین آئے اس سبب سے خاص و عام کو یقین ہوا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کا
کہنا سچ ہی کہ یہ اُسی کی تحریک سے آئے پھر اسواسطے دریاے حیرت مین غوطہ کھا کر اپنی جاگیر کی حفاظت کیواسطے بہانہ
کرکے چند روز اُنسے پیوستہ رہا اب خدمت مین حاضر آن کر جو کہ صدق اور حق ہی گذارش کیا امیدوار رہون کہ عدالت پناہ
کی پابوسی کو مجھے لیجاکر قلم عفو میرے جریدہ اعمال پر کھنچوائین اگر معروض قبول مین آوے زہے سعادت والا نہ بندگان
عدالت پناہ مالک و مختار ہین میری نسبت جو سیاست چاہین تجویز فرماوین تو میری جزا اور سزا پہونچنے سے اور بھی
عبرت قبول کرینگے خلاصہ یہ کہ علاء الدین عماد شاہ اُسی روز بے سابقہ تمہید مقدمہ اسد خان لاری کو ہمراہ لیکر ابراہیم عادلشاہ کے

دائرہ دولت پر گیا اور اسعرصہ سے حقیقت حال واقعی بیان کی کہ اسدخان لاری کی بیجرمی اور اعدا کا مکر و فریب بلاشک
درامین ثابت اور متحقق ہوا اسی وقت عدالت پناہ نے اسدخان لاری کو آغوش ملاطفت مین کھینچا اس کا منصب
زیادہ افزون کیا اور اسکے اور علاءالدین عماد شاہ کی صوابدید سے جب برہان نظام شاہ اور امیر قاسم برید ترک
کی حرب کا عازم ہوا اور وہ طاقت مقاومت نہ لا کر پرگنہ بیتر کی طرف روانہ ہوئے اور ابراہیم عادل شاہ
اور علاءالدین عماد شاہ نے بھی اس مقام مین صلاح توقف نہ دیکھی بالا گھاٹ دولت آباد کی سمت متوجہ ہوئے
ابراہیم عادل شاہ اور علاءالدین عماد شاہ نے کوئی دقیقہ قتل و غارت مین فروگذاشت نہ کیا اور انھین دنون مین
قاسم برید ترک قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور بالا گھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوا اور جناب قدسی
منزلت شاہ طاہر متوسط ہوکر اس طور طالب صلح ہوئے کہ برہان نظام شاہ سے پانچ پرگنہ شولاپور ابراہیم
عادل شاہ کو دیدے کہ پھر فتنہ و فساد کا گرد نہ اٹھے اور صلح کرکے ہر ایک نے اپنے مقام مین مراجعت کی
اور دوسرے برس کہ نوسو چالیس ہجری تھے ابراہیم عادل شاہ نے علاءالدین عماد شاہ کی بیٹی سے قربیہ سلطان
کو اپنے عقد مین دلایا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیرت دار تھا ساڑھے پانچ پرگنہ کی استرداد کے
سبب سے اپنے اوپر استراحت اور آرام حرام کی اور جو ان سنوات مین درمیان ابراہیم عادل شاہ اور علاءالدین
عماد شاہ کے غبار کلفت بلند ہوا برہان نظام شاہ نے فرصت پاکر رام راج اور جمشید قلی قطب شاہ کو خوشامد و زر
سے اپنی موافقت مین راغب کیا اور باتفاق علی برید اور خواجہ جہان وکیل ولایت ابراہیم عادل شاہ کی طرف
متوجہ ہوا اور ان ساڑھے پانچ پرگنہ پر متصرف ہوکر قلعہ شولاپور کو بھی محاصرہ کرکے ولایت بہت سی خراب
اور ویران کیے اور چند مرتبہ ابراہیم عادل شاہ کے لشکر کو کہ اسکے مدافعہ کے واسطے قیام کیا تھا شکست دیکر بھگا دیا
اور جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک کے سبب اسطرف سے لشکر ولایت بیجاپور پر کھینچا اور پرگنہ
کاکنی مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کرکے ولایت گلبرگہ تک قابض و دخیل ہوا اسکے بعد قلعہ تلدرک کو بھی محاصرہ
کیا اور اسی طرح سے رام راج نے برہان نظام شاہ کی ہدایت کے موافق اپنے بھائی تمناد کو بہت سی فوج سے رائچور
قلعہ رایچور کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا ابراہیم عادل شاہ اپنی زورق مملکت کو چار موجہ بلا مین دیکھکر حیرت مین
غوطہ زن ہوا اور اسدخان لاری کو بلگوان سے طلب کرکے اس سے صلاح کی اسنے بعد تامل و غور یہ جواب دیا کہ ہمارا
حقیقی دشمن برہان نظام شاہ ہی اور دیگر اعدا اسکے طفیل سے اس مملکت کے متعرض ہوئے ہین اول دفعیہ
برہان نظام شاہ کی تدبیر علاج چاہیے کرنا پھر اور دشمنون کے دفع مین مشغول ہونا چاہیے اور علاج برہان نظام شاہ
کا یہ ہی کہ ساڑھے پانچ پرگنہ جو مابہ النزاع ہین اسے واگذاشت کرین اسکے بعد نامہ نہایت فروتنی اور تضرع سے
رام راج کو کہ بادشاہ عظیم الشان ہی اور دوسرے راؤن اسطرف کو لکھکر مع تحف و ہدایا کے بذریعہ معتمد
ایلچیان لسان شیرین زبان بھیجین اسلیے کفار کرناٹک تھوڑی تواضع مین خوش ہوکر دم دوستی کا مارینگے
خصوصا رام راج کہ جسنے اب تک اپنی مملکت نصف کی ہی اور دیگر راجہ اس سے منازعت اور مخاصمت
رکھتے ہین مصالحہ کریگا اور جسوقت انکا خرخشہ برطرف ہووے جمشید قلی قطب شاہ کا دفع کرنا میرے ذمہ ہی ابراہیم
عادل شاہ نے اسدخان لاری کی تدبیر پسند کرکے اسپر عمل کیا اور جو تجویز کہ اسدخان لاری نے کی تھی

مہمات بکفایت تمام انجام ہوئے اسوقت عادلشاہ نے باطمینان تمام جمشید قلی قطب شاہ کے انتزاع نہاد کو اپنے
ذمہ ہمت پر لازم و ملزوم جان کر اسد خان لاری کو مع لشکر فیروزی اثر اُسکی طرف رخصت کیا اسد خان لاری نے پہلے
قلعہ کاکنی کو جو جمشید قلی قطب شاہ کا ساختہ تھا محاصرہ کرکے عین سرما مین بجبر و قہر مفتوح کیا اور استیصال وہان سے
کھود کر اسکا نشان باقی نرکھا پھر اتکر کی طرف متوجہ ہوا جمشید قلی قطب شاہ نے مقابلہ مین فائدہ نہ دیکھا اور اپنے
تلنگ کی طاقت نوچ کر گیا اور اسد خان لاری نے تعاقب کرکے دو مرتبہ افواج قطب شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کے
واسطے سرگرم تھی پسپا کیا اور قلعہ گلکنڈہ مین جمشید قلی قطب شاہ مضطر ہوکر خود متکفل جنگ ہوا اور حرب
نہایت سخت واقع ہوئی شکست لشکر تلنگ پر پڑی ابیات سعادت بہ بخشایش داور ست ٭ نہ در چنگ
و بازوے زور آور ست ٭ کلید ظفر چون نیفتد بدست ٭ بازو در فتح نتوان شکست ٭ منقول ہے کہ
اُس دن بحسب اتفاق جمشید قلی قطب شاہ اور اسد خان لاری سے مقابلہ ہوا اور تلوار برق کی مانند چمکتے
بجلی سی دونون لشکر کی آنکھ مین چمک جاتی تھی جو ایک نے نمایاں دی دوسرے نے سپر پر لی عجب چستی
اور چالاکی سے لڑتے تھے قضا را ایک زخم کاری جمشید قلی قطب شاہ کے چہرہ پر لگا اسد خان لاری مظفر
ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ مادام الحیات اس زخم سے اکل و شرب کے وقت ایذا کھاتا تھا پھر اسد خان
لاری فتحیاب ہوکر سالما غانما بیجاپور مین آیا اور مہمات ممالک حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوئے
ابراہیم عادل شاہ لشکر کشی کے دغدغہ سے فارغ البال ہوا امرا کو جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور
۹۵۱ھ نوسواکاون ہجری مین برہان نظام شاہ رام راج کی تحریک سے احسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کے واسطے
عازم ہوا اور بہ سبیل استعجال پہونچکر اُسے محاصرہ کیا یہ خبر سنتے ہی ابراہیم عادلشاہ بھی فوج بیحساب جمع کرکے بشوکت
وعظمت اس طرف روانہ ہوا اور دریاے بھیورہ کے ساحل پر پہونچا جو سپاہ برہان نظام شاہ لب
دریا پر حائل اور سنگ راہ تھی تین مہینے تک عبور میسر نہ ہوا یہان تک کہ ابراہیم عادل شاہ تنگ آکر
آخر برسات مین جبراً و قہراً اس بحر ذخار سے پار اُترا اور فریقین ترتیب سپاہ مین مشغول ہوئے جنگ صعب
کا اتفاق پڑا لیکن بعد اشتعال نائرہ قتال بخلاف ہر سال ابراہیم عادل شاہ مظفر و منصور رہا برہان نظام شاہ
فیل جنگلی کوہ پیکر اور گھوڑے سبک جست رفتار مین باد صرصر چھوڑکر منہزم ہوا اور ابراہیم عادل شاہ بعد اس
فتح نمایان کے اپنی تنگ ظرفی کے باعث بادہ نخوت سے اُبل چلا اور نوبت یہ پہونچی کہ ہنگام می نوشی اور شراب
کی کیفیت مین برہان نظام شاہ کے ایلچیون سے کلام درشت کرتا تھا اور باتین ناملائم برہان نظام شاہ
کی نسبت زبان پر لاتا تھا اور اندک تقصیر پر ارباب دخل اور مقربون کو باندھتا تھا اور قتل کرتا تھا اور ۹۵۲ھ نوسو باون
ہجری مین جب برہان نظام شاہ لشکر علی برید کی ولایت پر کھینچکر قلعہ اودسہ اور قندھار اور اودگیر کی تسخیر مین مشغول ہوا
علی برید نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کو دے کر کمک طلب کی ابراہیم عادل شاہ مثل ہاروت و ماروت
بادہ نخوت سے مبہوت ہوکر اُسکی مدد کو روانہ ہوا اور چھ مہینے کے عرصہ مین دو مرتبہ برہان نظام شاہ سے لڑا ہر
مرتبہ شکست فاحش پائی اثاثہ شاہی غنیم کے ہاتھ لگا اسپر بھی جور و ظلم و بدعت سے نہ باز آیا وہ دونون شکست مقربون
اور نزدیکون اور ارباب دخل کی دورنگی سے تصور کرکے تین مہینے کے عرصہ مین چالیس برہمن اور ستر مسلمان کو بلا جرم قتل کیا خلائق

اُسکے اوضاع سے متنفر اور مخالف ہوئے سب نے اسپر اتفاق کیا کہ اُسکے بھائی شہزادہ عبداللہ کو تخت پر
بٹھا دین اور یہ خبر پیشتر اس ارادہ سے کہ حیز قوت سے فعل مین آوے اُسکے گوش زد ہوئی بازار سیاست گرم
کیا اور خلق کثیر کو تہ تیغ دو دم کر کے سرد کیا اور شہزادہ بجز قلیل بھاگ کر بندر گووہ کی طرف جا کر عیسائیون
کے پاس پناہ لیگیا اور انھون نے بھی اُسکی عزت و حرمت مین کوشش کی اور ان دنون مین ابراہیم
عادل شاہ بصدور رنصور اسد خان لاری سے بدگمان ہوا اور یکستین اُسکے نفاق سے جانکر رسم پرداد التفات
اور زیرہ بھیجنے کی بلقلم موقوف فرمائی اور اسد خان لاری نے تلنگانہ مین تھا اپنی ہمت اسپر مصروف
کی کہ نقد اخلاص کو اپنے خداوند نعمت کی محک نظر مین جانچے یہ ایک جماعت کے ہمراہ نو زنجیر فیل مست جو
فن جنگ مین ہوشیار رہتے اور اسیقدر گھوڑے تازی اور اسکے سوا اور ہر تحف و نفائس بھیجکر یہ عریضہ اپنے خط
خاص خط سے تحریر کیا کہ ای سلیمان سریر سعادت و اقبال و ای سکندر مسند عز و جلال **بیت** چہ شد کہ بفیلان
ترسیدہ زمین + چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدہ از من + سبب اس بے عنایتی کا کیا ہی اور باعث اس کم التفاتی کا
کون ہی **بیت** گر گناہی کردہ ام اینک سر و تیغ و کفن + ور نہ بو حب نشاید دوستان آزردنی + جو کچھ ارباب
غرض نے اس بندہ کی تقصیرات سے سمع اقدس مین پہونچاے ہین مین ایک کو سوا اقرار کرتا ہون لیکن اس تہمت
سے خبر نہین رکھتا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے مانند بے گناہ ہون نہ یہ کلمہ میری زبان پر
گذرا اور نہ یہ امر بندہ کے عقیدے اور دل مین جا گزین ہوا ہی توقف کرنا اس حصن حصین مین اور نہ حاضر ہونا خدمت
بابرکت مین دفع مضرت اعدا ہی اور اس معنی کو کوتاہ نظر آدمی اور کچھ سمجھکر تہمت حرام خواری کی اس پیر غلام
کے چہرے پر کھینچتے ہین اگر مراحم اور عواطف بیدریغ شاہنشاہی شامل حال پُراختلال ہووے تو اعدا کی
مخذولی اور شرمندگی کے واسطے بوسہ دینے پایہ سریر خلافت سیر مین سعادت اندوز ہون اور یہ دو بیت کہ طبعزاد
اُسکے ہین عریضہ کے اختتام پر ثبت کین **ابیات** بیک ماہ با تحفہ و پیشکش + شتابم بدان بارگہ شاد و خوش + بیایم
ببندم بخدمت کمر + نہم چون قلم بر خط شاہ سر + ابراہیم عادل شاہ از سر نو مقام التفات مین ہوکر چاہتا تھا کہ اسکے
متعلقین کو باحسن وجہ تلنگانہ مین روانہ کرین کہ ناگاہ شاہزادہ عبداللہ کے فساد نے سر گریبان ملک سے بر آوردہ کیا
یہ مقدمہ معرض تعویق مین رہا اور شہزادہ عبداللہ کے قصہ کا یون بیان ہی کہ جب وہ برادر نا مہربان کے جلاد غضب کے
خوف سے بندر گووہ کی طرف مفرور ہوا فرنگیون نے اُسے مقام محفوظ مین بٹھایا اور اُسکے اعزاز و تکریم مین نہایت
کوشش کی بعد ایک مدت کے بعضے مردمان بیجاپور کے اغوا سے برہان نظام شاہ بحری اور جمشید قلی قطب شاہ
کی نسبت دروازہ خصومت کے مفتوح کر کے التماس کمک کی یہ دونون شاہ کہ ابراہیم عادلشاہ کے اوضاع اور
اسد خان لاری اور بھی امرا کی رنجش خاطر سے آگاہی رکھتے تھے ابراہیم عادل شاہ کے عزل اور شہزادہ عبداللہ
کے نصب پر متفق ہوئے اور اپنے موضع سے حرکت کر کے ولایت بیجاپور کی طرف گئے اور فرنگیون کے پاس آدمی
بھیجکر پیام کیا کہ شہزادہ عبداللہ کو اسطرف رخصت کرین تو ہم اُسے بیجاپور کے تخت پر بٹھا دین فرنگی اس امر پر راضی
ہوئے اور عبداللہ کے فرق پر چتر بلند کیا اور برہان نظام شاہ اور جمشید قلی قطب شاہ ایلچی اسد خان لاری کے
پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جو ابراہیم عادلشاہ کی بے ہنجاری حد سے گذری اور وہ معتمد الیہ بھی اُس سے رنجیدہ ہی ہم لوگ چاہتے ہین کہ

شاہزادہ عبداللہ کو بجائے اُسکے نصب کرین اور روہ خان والاشان اُسکی اتالیقی مین ممتاز رہے مناسب ہو کہ
تلگوان سے جلد آپ کو ہمارے پاس پہونچا دے اسد خان لاری نے برہان نظام شاہ کے ایلچی سے درشتی
کرکے کہا اگر ایلچی کشی مذموم نہوتی تو مین زخم تیغ سیاست سے تیرا سر کاٹتا برہان نظام شاہ اسد خان لاری کی
اعانت سے مایوس ہوا اور اسی عرصہ مین اسد خان لاری کی بیماری کی خبر پہونچی بیتما نام ایک برہمن کو مخفی مع زر خطیر
تلگوان کی طرف بھیجا تو اہل حصار سے موافقت و موافقت کرکے ایسا کرے کہ اسد خان لاری کے فوت کے بعد قلعہ برہان
نظام شاہ کے سپرد کرین اور اسد خان لاری بحالت بیماری اہل قلعہ کے ارادہ پر واقف ہوا اُس برہمن کو جو ایک
رعایا کے مکان مین پوشیدہ تھا دستیاب کرکے مع ستر آدمی اُسکے اعوان سے کہ جنھون نے روپیہ لیکر قلعہ دینے کا
اقبال کیا تھا تہ تیغ کیا اور بیام رعب تمیع مردم اور افسران سپاہ پر ظاہر ہوا کہ اسد خان لاری ابراہیم عادل شاہ کا
دولتخواہ ہے شہزادہ کے پاس جانے کی نسبت نیت کی اور شاہزادہ کی جمعیت جو منتظر تھی وہ سب اطاعت سے تھی جو
سنتے ہی شاہزادہ سے جدا ہوکر متفرق اور پریشان ہوئی اور اسد خان لاری نے جب دیکھا کہ یہ مرض الموت ہوا اور
سلطان طبیعت کو قوت دشمن مرض کے مدافعہ کی نرہی اپنے ہاتھ سے عریضہ ابراہیم عادلشاہ کو لکھا اور التماس قدوم مین یہ
بیت درج کی بیت چو باد صبح گذر کن سوے حدیقہ انس ٭ چو سرو ناز قدم رنجہ کن درین گلزار ٭ ابراہیم عادشاہ نے
صلاح دولت اُسکی ملتمس کی اجابت مین دیکھکر بتاریخ غرہ ماہ محرم ۹۴۵ھ نوسو پینتالیس ہجری مین بسبیل استعجال روانہ ہو
اور اثناے راہ مین خبر رحلت اسد خان لاری کی سنکر اُسی شب اپنے تئین تلگوان مین پہونچایا اور رباندون کا
امر تعمیر کرکے تمام جہات اور متروکات پر متصرف ہوا اور انصار انے جب دیکھا کہ شاہزادہ کی جمعیت پریشان ہوئی اُسکو
پھیر کر بندر گوہ کی طرف لیگئے اور بادشاہ نے بھی اپنے مقر کیطرف معاودت فرمائی اسد خان لاری وفور فراست
اور کاردانی مین اتصاف تمام رکھتا تھا اور ضبط و ربط و حل و عقد مہمات مین نشان بے مثالی بلند کرتا تھا اور رایان
بیجانگر اور شاہان دیگر اُس سے طریق مصادقت اور ملائمت کہ عبارت رسل و رسائل اور تحف و ہدایا سے ہو
جاری رکھتے تھے اور اسباب جاہ و مکنت اور زر و جواہر اسقدر اُسکی سرکار مین جمع ہوا تھا کہ محاسبان
سریع الحساب اُسکے حساب و شمار سے عاجز تھے چنانچہ سومن برنج اور پچاس گوسفند اور ایک سومرغ اُسکا شیلان
تھا اور اُسکے مخترعات سے تل قبا و خنجر و زین دکن مین شہرت تمام رکھتا ہی اور وہ اول شخص ہی کہ زین پشت فیل پر
رکھی اور لگام اُسکی سر پر کرکے بے گجک تحریک انگشت سے پاسے فیل کو مطیع کرکے راہ پر لایا لیکن جو وہ حیوان کش
ہی اور دہانہ آہنی سے جیسا کہ چاہیے اطاعت نہین کرتا تھا اس اختراع نے شہرت پیدا ئی منسوخ ہوئی اور یہ بھی منقول ہی
ابراہیم عادل شاہ اپنی بیٹی بانی بی بی کو علی برید کے نکاح مین دلایا اور علی برید کو اس خویشی سے ساتھ اپنے متفق
کیا اور برہان نظام شاہ نے چند ایلچی لسان چرب زبان رام راج کے پاس بھیجے اور تحف و ہدایا کے ارسال سے بناے
مصادقت ڈالی اور اسطرف سے رام راج نے بھی ہدیہ بھیجکر طریق اتحاد کو جاری رکھا اور عدالت پناہ یہ اخبار سنکر برہان
نظام شاہ کے ایلچیون سے کہ بیجاپور مین تھے انواع شکایت درمیان مین لایا اور یہ ہراسان ہوکر بیجاپور کیطرف بھاگے اور
وہان پہونچکر رام راج سے عرض پیرا ہوئے کہ جو ابراہیم عادل شاہ بسبب دوستی برہان نظام شاہ بھی ساتھ اُن کفار کے
قاصد ہمارے قتل کا تھا نہایت کوشش سے ہمنے اپنے تئین اس دیار مین پہونچایا رام راج کہ کافر عنید اور عظیم الشان

تھا اس اوضاع سے ناراض ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے باپ کے خلاف ابراہیم عادلشاہ کی دوستی تمہاری دوستی پر قبول کی ہو مناسب یہ ہے کہ تادیب اسکی بہ جہت کرکے قلعہ کلیان اپنے حوزہ تصرف مین داخل لاوین اس صورت مین برہان نظام شاہ بحری کہ اس وقت وہ منتظر تھا اس کی صلاح کے بموجب قلعہ کلیان کی تسخیر کیواسطے لشکر آرا ہوا اور شوکت و حشمت کے ساتھ کوچ متواتر کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا ابراہیم عادلشاہ نے بھی بقصد استخلاص اہل کلیان قلعہ بیجاپور سے نہضت فرمائی اور برہان نظام شاہ کے لشکرگاہ کے دو کوس پر خیمہ و خرگاہ بلند کرکے فروکش ہوا جو برہان نظام شاہ ترک محاصرہ اور حرب مین مشغول ہوا اور ابراہیم عادل شاہ اپنے لشکرگاہ کے گرد اگرد ایک دیوار کھچوائی اور مدت تک نوبت تاخت و تاراج مین سب نظیر تھے برہان نظام شاہ بحری نے اردو مین مقرر کیا اور قحط عظیم اس عرصہ مین واقع ہوا اور آدمی نہایت مضطرب اور بیقرار ہوئے چنانچہ اکثر عقلاے راے اسپہ تواربانی کہ جو گھوڑے ہماری سواری کے نہایت ضعیف اور لاغر ہو گئے ہین اور ہم مرکوب بھی مقابلہ کی قوت نہین رکھتے لازم ہی کہ احمدنگر کا راستہ لیوین تفصیل اسکی واقعات نظام شاہیہ مین سمت گذارش پاویگی صبح عید رمضان کو کہ مردم عادلشاہیہ نہایت ضعف ... مین غافل اور لوازم عید مین مشغول تھے ناگاہ سیف عین الملک وغیرہ امراے عادل شاہ کے خیمہ و خرگاہ پر تاخت لاکر جدال و قتال مین مشغول ہوئے سراسیمہ اور بدحواس ہوکر بھاگے جو ابراہیم عادل شاہ اسروز غسل عید مین مشغول تھا فرصت بہ شتاب پہنے کی نہ پائی سراپردہ سے باہر نکل آیا اور برہان نظام شاہ بحری نے اسی روز افواج آراستہ کرکے قلعہ کلیان کیطرف عزیمت کی اور قسم کھائی کہ اگر اہل قلعہ اوسوقت قلعہ میرے سپرد نہ کرینگے تمام خرد و بزرگ کو قتل کرونگا اہل قلعہ کہ ابراہیم عادلشاہ کی شکست سے بیدل ہوئے تھے امان لیکر قلعہ تسلیم کیا اور برہان نظام شاہ بحری کو تین عیدین ایک دن مین حاصل ہوئین اور ابراہیم عادل شاہ کہ فیل اور توپین نہ کے تاراج ہونے سے اعراضی تھا ممالک نظام شاہیہ مین داخل ہوکر چار لاکھ ہون تحصیل کیے اور جسقدر کہ ممکن ہوسکا اسکی ویرانی اور خرابی مین تقصیر اور کوتاہی نہ کی اور اچانک بطور ایلغار قلعہ پرندہ مین پہونچا اور دروازہ کشادہ دیکھکر یکایک قلعہ مین درآیا اور بمردم خواجہ جہان دکنی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور اس حسن حصین کو ایک دکنی معتبر کے جو بہادری مین مشہور تھا تفویض کرکے بیجاپور کی طرف گیا اور یہ خبر کلیان کے اطراف مین منتشر ہوکر برہان نظام شاہ بحری اور خواجہ دکنی کو پہونچی عازم استرداد ہوئے اور بعد اسکے کہ بیس کوس کہ جب اسکے آگے پہونچے وہ بہادر دکنی قلعہ چھوڑکر ایسا بھاگا کہ بیجاپور تک کسی مقام مین مڑکر نہ دیکھا اعلی شاہ جمال الدین انجو کہ معاصر برہان نظام شاہ بحری تھا سبب فرار اسکا ایسا سنا گیا کہ جب خبر توجہ برہان نظام شاہ بحری کی اسے پہونچی ہراس بیقیاس اسپر مستولی ہوا اور فکر گریز اپنے دل مین کرکے کسی کو اپنے مافی الضمیر پر مطلع نہ کیا یہان تک کہ ایک شب کو اپنے محل مین سوتا تھا چھڑی کی آواز کو خیال صداے نفیر برہان نظام شاہ بحری سمجھکر بے تحاشا اور سراسیمہ وار دروازہ کھولکر راہ فرار ناپی مردم قلعہ بھی اسے ایسا مضطرب دیکھکر اسکے نشان قدم پر دوڑے اور قلعہ کو خالی چھوڑا ابراہیم عادل شاہ نے اس دکنی کی واز تہور و جرات کی گردن ماری اور قلعہ کلیانکے استخلاص کی فکر مین ہوا اور برہان نظام شاہ بحری اس ارادہ پر مطلع ہوا ایک مقرب کو رام راج کے پاس بھیجکر ابراہیم عادل شاہ کے ارادہ پر اطلاع دی بعد گفت و شنود ایسا مقرر ہوا کہ رایچور کے اطراف مین ملاقات کرکے بوجہ صلاح وقت

ہو عمل مین لا دیت پھر ۹۵۹ نو سو انسٹھ ہجری مین رام راج مع سپاہ بسیار رایچور کیطرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بھی مع خیل وحشم ولایت ابراہیم عادل شاہ کے درمیان سے جا کر اسے بیجانگر سے ملاقات کی اور یہ تجویز ہوئی کہ قلعہ رایچور اور مدکل لیکر شولاپور پر متصرف ہووے پھر دونون بادشاہ نے اول قلعہ رایچور کو محاصرہ کر کے ایک مدت کے بعد بامان فتح کیا اور جب اہالیان حصار مدکل نے یہ خبر سنی اسکی کنجی بھی رام راج کے پاس بھیج اور قلعون کو مردم معتبر کے سپرد کر کے اپنے چھوٹے بھائی کو مع لشکر گران برہان نظام شاہ بحری کے ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو بھی فتح کر کے اسکے سپرد کرین اور رام راج اپنی دارالخلافت کی طرف راہی ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بیجاپور کی معاونت کے باعث قوی پشت ہوا اور کوچ بکوچ آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور توپ قیامت آشوب کی ضرب سے برج دبارہ اسکا شکستہ کر کے مسخر کیا اور پھر تعمیر کر کے اپنے ایک معتمد کے سپرد کیا اور احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بحری کی بعد وفات ارکان دولت اور اعیان مملکت کی سعی اور کوشش سے ابراہیم عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے درمیان ابواب مصادقت اور اخلاص کے کشادہ ہوئے اور سرحد مین ملاقات کی اور لوازم عہد و پیمان کو مودے کر کے مستقر حکومت کیطرف معاودت فرمائی لیکن چند روز کے بعد آثار محبت خصومت سے مبدل ہوئے اور خواجہ جہان دکنی کی تحریک و سلسلہ جنبانی کے باعث کہ اُن دنون حسین نظام شاہ کے خوف سے بھاگ کر بیجاپور آیا تھا ابراہیم عادل شاہ قلعہ شولاپور کے استخلاص کی فکر مین پڑا اور رام راج سے دوستی اور موافقت کی بنیاد ڈالی اور سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری سے متوہم ہو کر برہان عماد شاہ کے پاس ولایت برار مین گیا اور حسن تدبیر سے وعدہ ہائے دلفریب پیش کیے اور اسد خان لاری کی جاگیر اُسے سپرد کر کے بخطاب والقاب سیف الدولہ القاہر عضد السلطنۃ الباہرہ امیر الامرا سیف عین الملک دلیر ممتاز فرمایا اور ولایت بان اور نابین اور ترنگری اور راے باغ جاگیر دیگر زر نقد بھی عنایت کیا اور اسی عرصہ مین اُسکی اور خواجہ جہان دکنی کی صلاح سے چتر شاہی شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ بحری کے سر پر کہ اُسکے پاس پناہ لیگیا تھا مرتفع کیا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے اُسے تخت احمدنگر پر تمکن کرے بعد اُسکے شولاپور کی تسخیر مین مشغول ہووے پھر سپاہ زرخواہ بیجاپور سے خدمت کر کے شاہزادہ علی کو مع دو ہزار سوار نظام شاہی کہ اس عرصہ مین حسین شاہ بحری کے سطوت اور غضب سے مفرور ہو کے بیجاپور آگئے تھے سرحد کیطرف اپنی روانگی سے پیشتر روانہ کیا اور نامے مشتمل مواعید اکابر و اشراف احمدنگر کے پاس بھیجکر انھین شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنے کے واسطے ترغیب کی جب کسی نے مردم نظام شاہی سے شاہزادہ علی کی طرف میل اور رغبت نہ کی حسین نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر مع لشکر کلگی برہان عماد شاہ کی سرحد کی سمت متوجہ ہوا ابراہیم عادلشاہ نے بخلاف عادت سر گنج کھول کر تخمیناً چھ لاکھ ہون سپاہ پر قسمت کیے اور سیف عین الملک کے استظہار کے سبب تنور حرب گرم کرنے مین عازم وجازم ہو کر کوچ بکوچ متواتر سرحد کی جانب متوجہ ہوا اور میدان شولاپور مین جانبین سے صفوف مصارف آراستہ ہوئین میمنہ پر عین الملک کنعانی اور انکس خان کو مقرر کر کے میسرہ یوز خان امام الملک کے سپرد کی اور خود مع لشکر خاصہ خیل قلب مین قیام کیا اور سیف عین الملک کو مقدمہ یعنی ہراول کیا اور حسین نظام شاہ بحری نے بھی جیسا کہ آنکے وقائع مین مذکور ہوگا افواج کو ترتیب دیکر خان زمان اور بحری خان اور اخلاص خان کو مع لشکر برہان نظام شاہ ہراول کیا اور آتشبازی کے عرادے پیش لشکر جابجا قاعدہ سے نصب کیے اور سیف عین الملک اظہار شجاعت اور بجا لانے خدمت کیواسطے بسرعت تمام دشمن کیطرف روانہ ہوا

اور حملہ اول مین توپخانہ نظام شاہی پر متصرف ہوا اور ہراول کو جو عمدہ لشکر غنیم تھا اُسے درہم برہم کرکے فوج قلب مین پہونچا اور حسین نظام شاہ بحری کہ مع لشکر خاصہ اور فیل نامے ابراہیم عادل شاہ کی حرب پر آمادہ ہوا تھا بجلدی تمامتر تلوار علم کرکے سیف عین الملک پر حملہ آور ہوا اور فوج جانبین اس چپک سے لڑنے لگی کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی اور مثل اُسکے جنگ صعب اُس زمانہ مین واقع نہوئی تھی ظہور مین آئی فوج طرفین جان سے سیر ہوئی یہ شیشہ ہونی قریب تھا کہ افواج قلب نظام شاہی تنزلزل ہوکر متفرق ہو وے کہ ناگاہ بعضے امرائے نظام شاہیہ سے مثل رستم خان دکنی اور جہانگیر خان حبشی اور غضنفر خان شیرازی نے کہ میسرہ ابراہیم عادل شاہ کے ساتھ جنگ کرکے منہزم ہوئے تھے نشان نظام شاہی بلند دیکھکر دلاوری اپنی کی اور اپنے صاحب کی مدد کے باعث مین ستنیر اور آویزمین پہونچے جب کہ سیف عین الملک نے دیکھا کہ اور افواج نظام شاہیہ کمک کو آئی اور ابراہیم عادلشاہ کی طرف سے کمک نہین پہونچتی ہی بالضرورت حسب عادت اپنی کہ جب وقت دشمن کا غلبہ مشاہدہ کرتا تھا پیادہ پا معرکہ مین ایستادہ ہوتا تھا پائے ثبات زمین کین مین گڑ دیا تو بہادران فدائی کو معلوم ہوا کہ سردار ارادہ بھاگنے کا نہین رکھتا ہی مالک پر فدا ہوکر حق نمک ادا کریگا یا لڑائی فتح کریگا سو وقت یہ بھی گھوڑے سے اتر کر میدان نبرد مین ایستادہ ہوا تھا کہ دفعۃً ایک کوتاہ نظر نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ خبر پہونچائی کہ مین نے عین معرکہ مین دیکھا کہ سیف عین الملک نے گھوڑے سے اتر کر حسین نظام شاہ کو کہ اُسکا قدیم صاحب ہی سلام کیا اُسکے بعد اپنی سرخروئی کے واسطے اُسکے ہاتھ سے بیڑہ پان کا اس شرط پر لیا ہی کہ تجھے گرفتار کرنے اُسکے سپرد کرے ابراہیم عادلشاہ بدون اسکے کہ تحمل کرکے آدمی بھیجے اور اس امر کی تحقیق صدق وکذب مین کوشش کرے بیتابانہ غلو کرکے راہ بیجاپور کی لی سیف عین الملک نے جو تنہا اپنے سپاہیان خاصہ سے افواج نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا تھا اور یقین تھا کہ فتحیاب ہو ابراہیم عادل شاہ کی خبر فرار سنکر اُسنے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اپنے خواہرزادہ صلابت خان کو کہ زخم کاری اُٹھا کر گھوڑے سے جدا ہوا تھا پارچہ مین لپیٹ کر اس ارادہ سے ابراہیم عادلشاہ ملکے پیچھے دوڑا کہ اُسکو بیجاپور کی روانگی سے مانع آن کر تدبیر شکست مین کوشش کرے جب ابراہیم عادل شاہ کی نظر سیف عین الملک کے طلوع غبار پر ہی اس گمان سے کہ یہ یقیناً میرے پکڑنے کو آتا ہی بدحواس ہوکر گھوڑا خاصہ کا سرپٹ پھینکا اور بیجاپور تک اُسکی باگ نہ روکی اُسکے بعد سیف عین الملک بلدہ بیجاپور مین پہونچکر ایک اپنے معتمد کو عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر پیغام کیا کہ غیر سگال اسباب اور مال چھوڑ کر مع اسپ وقیمی خانہ بدوش بیک بینی و دو گوش باو خیمہ و خرگاہ نہین رکھتا کہ اُسکے سایہ مین بسر کرے اگر خزانہ عامرہ سے کچھ اعانت ہووے اپنا سامان درست کرکے ملازمت مین حاضر ہوکے عدالت شاہی سے بعید ہوگا عدالت پناہ جو اس شکست کو اُسکی شومی اور سخن نشنوی اور پیش روی سے جانتا تھا عطا کا دروازہ اُسکے منہ پر بند کرکے فرمایا ہمین ایسا نوکر بے اعتدال درکار نہین ہی جس طرف تجھے منظور ہو جا سیف عین الملک نے جو جان نثاری کے سوا کچھ تقصیر نہ کی تھی متحیر ہوکر پیغام بھیجا کہ مین نے از روے صدق واخلاص جسکا خدمتگاری اور جان سپاری کا کمر جان پر باندھکر چند سو عزیز اور متعلقین اپنے فرق مبارک پر نثار کرکے دریغ مال واسباب سے نکیا دوسرے دروازے پر جانے کی تمنا نہین رکھتا بیت جز آستان توام درجہان پناہے نیست ٭ سرِ مرا بجز این در حوالہ گاہی نیست ٭ اسصورت مین اگر عدالت پناہ چاہین یا نچاہین ہم جاکر اور غلام ہین

دوسری سرکار مین نہ جاوینگے اور جو اس پیغام اخلاص اشتمال نے بھی راہ سرکشی کا ابراہیم عادل شاہ کے دماغ غفلت مین پہونچایا ایلچی کو طمانچہ مارکر دربار سے نکالدیا اور سیف عین الملک نے مایوس ہوکر اپنے اصحاب حل وعقد سے مشورہ کیا مرتضی خان انجو اور میرزا بیگ سیستانی اور عالم خان اور فتح اللہ خان نے متفق اللفظ و المعنی ہوکر جواب دیا کہ اس شاہ کی خدمت مین دوبارہ عرض والتماس کا یارا نہ ہا صلاح وقت یہ ہی کہ ولایت مان مین جاکر محصول خریف کا سرحد وصول مین لاوین اور ساز وسلب اپنا درست کرین جب لشکر عادلشاہی ہمارے استیصال کیواسطے مامور ہووے بطرف مناسب جابئن روانہ ہووین سیف عین الملک کو یہ راے پسند آئی اسی دن بیجاپور کیطرف کوچ کیا اور ابراہیم عادلشاہ اس حال سے مطلع ہوکر ایک امرا کو مع پانچ ہزار سوار اسکے دفع اور اخراج کیواسطے مقرر کیا اور جب وہ نہر ولایت مان کے ساحل پر پہونچا صلابت خان نے بلا اجازت سیف عین الملک مسلح ہوکر جنگ کا سامان وعزم میدان کیا اور آتش کارزار افروختہ کرکے عدالت پناہ کی فوج کو بحال ابتر ہزیمت دیکر اس کے فیل واسپ پر متصرف ہوا اور سیف عین الملک قوی تر ہوکر دندان طمع فصل ربیع پر مارا اور پرگنات جاگیر کے سلولاپت مرج وکلہر وغیرہ پر قابض ودخیل ہوا ابراہیم عادل شاہ نے دوبارہ اسکے قلع وقمع کی فکر مین دس ہزار سوار و پیادہ آراستہ کرکے دلاور خان حبشی کے ہمراہ جو آخر مین وکیل السلطنہ ابراہیم عادلشاہ ثانی ہوا تھا تعین فرماتے اس مرتبہ سیف عین الملک اور صلابت خان لعزم جنگ افواج آراستہ کرکے احسن آباد گلبرگہ کیطرف دلاور خان جنگجو سے دوبدو ہوئے اور خوب تلوار کی طرفین کے بہادرون نے جانبازی کا کوئی مقدمہ اٹھا نہ رکھا آخر کو دلاور خان مجروح ہونے سے عاری ہوا سیل اسکے سر و رو سے جاری ہوا پھر میدان کین مین ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پاؤن فرار کا جگہہ سے ہلگیا راہ فرار نالی سب فوج درہم وبرہم ہوگئی دلاور خان یک جمعیت سے بھاگا جاتا تھا سیف عین الملک نے مع فوج چار کوس تک تعاقب کیا عادل شاہی کے بہت لوگون کو مرکب حیات سے خاک ممات پر ڈالا اور اسقدر اسباب اموال اور اسپ وفیل وشتر دستیاب کرکے مالا مال ہوا کہ شکستگی اور نقصان اپنا جیسا کہ چاہیے بہ درست کرکے قوی حال ہوا اور فوج وحشم تازہ فراہم کرکے پانچ ہزار سوار خوب دو اسپہ وسہ اسپہ اور فیل اور توپخانہ بہم پہونچایا ابراہیم عادلشاہ نے تیسری مرتبہ بیس ہزار سوار مرتب کرکے فیل وتوپخانہ جنگی ہمراہ لیکر خود اسکے دفع کے واسطے سوار ہوا جب نہر ولایت مان پر پہونچا دیکھا کہ سیف عین الملک اپنی سپاہ آراستہ کرکے قصبہ مان مین مقیم ہی اور نہین بھاگتا چندروز دریا کے کنارے توقف کیا اور سیف عین الملک کہ لشکر کو فراہم لاکر بھاگنے پر مستعد ہوا تھا بادشاہ کے توقف واقامت سے اپنے تیئن صاحب وجود جانکر فسخ عزیمت کی اور شیر نرہ کی طرح جنگ پر آمادہ ہوکر تین روز پیہم اور متواتر افواج آراستہ کرکے ابراہیم عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف آتا تھا اور پلٹ جاتا تھا اسواسطے کہ لشکر عادل شاہی کے وضیع وشریف تینون دن مسلح اور مکمل ہوکر صبح سے شام تک گھوڑون کی پیٹھ پر سوار رہتے تھے رات کو خستہ اور کوفتہ ہوکر خیمہ وخرگاہ کی طرف جاتے تھے جب چوتھے دن سیف عین الملک صفون کو آراستہ کرکے متوجہ ہوا مردم عادل شاہی اسدن کو بھی روز ہاے سابق کی طرح تصور کرکے اپنے مقام سے نہ ہلے ہرچند قراول کہتے تھے کہ اب سیف عین الملک مع فوج آپہونچا کوئی شخص گھوڑے پر سوار نہوتا تھا اور ہتھیار اور ساز نہ باندھتا تھا کہ ناگاہ میدان کے کنارے سے نشان لشکر سیف عین الملک کے

نمودار ہوئے ابراہیم عادل شاہ نے ناچار ہوکر بغیر اسکے کہ حزم و احتیاط کرکے فوج کو آراستہ کرے دشمن کی طرف روانہ ہوا اور سیف عین الملک نے اُسکے مقابلہ اور مقاتلہ سے ہراسان ہوکے مشیرون سے مصلحت پوچھی سب کی یہ رائے ہوئی کہ جس فوج کے ساتھ خود بادشاہ ہو اُس سے مقابلہ کرنا چاہیے مرتضیٰ خان انجو کہ سید پر عزم اور سیف عین الملک مریدون کے مانند اُس سے سلوک کرتا تھا وہ لڑائی پر لڑتا نہیں اسکا ملاحظہ بیجا ہے اس شگون کو فال نیک سمجھکر بعزم رزم گھوڑے جولان کیے اور پانچہزار سوار ایک جگہ جمع کرکے فوج عادلشاہی کے میمنہ اور میسرہ کو نظر غور سے دیکھا جس مقام میں کہ چتر نمایان تھا حملہ آور ہوا اور دولت کاتب نے میرزا بیگ سپاہی سے جو اس معرکہ میں شریک تھا سنا کہ جب سیف عین الملک نے گھوڑا جولان کیا پانچہزار جوانان یکدل اُسکے ہمراہ تھے ایک مرتبہ گھوڑون کو جلو دے کر ابراہیم عادل شاہ کی فوج خاصہ کیطرف متوجہ ہوئے اور اہالی قلب اس حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے اور ابراہیم عادلشاہ نے بیجاپور پہونچکر قلعہ میں دم لیا اور چتر اور فیل و توپخانہ اور اثاثہ شاہی کہ اسکے ہمراہ تھا سیف عین الملک کو نصیب ہوا اور فلک کی نیرنگی سے خلل فاحش اُسکے دولتخانہ مین ظاہر آیا اور وہ موضع تورہ مین کہ بیجاپور سے دو کوس ہی نزول کرکے اکثر ولایت عادلشاہ پر متصرف ہوا اور فوج ہمراہی اسکی ہر روز شہر کے باہر تاخت لاکر انواع مزاحمت پہونچاتی تھی اور غلہ اور آذوقہ شہریون کا بند کیا چاہتی تھی عادل شاہ نے اسکے سوا اور علاج نہ دیکھا کہ رام راج کو اپنا شریک مدد و معاون کرکے اس فساد کے نائرہ کو بجھا دے آخر اُسے سات لاکھ ہون بھیجکر کمک طلب کی رام راج نے اپنے بھائی تنکنادری کو مع لشکر انبوہ اُسکا سپہ سالار کرکے دفع اعدا کے واسطے روانہ کیا سیف عین الملک نے اسد خان لاری کی تقلید کرکے چاہا کہ لشکر بیجانگر پر شبخون مارے اور تنکنادری نے یہ امر دریافت کرکے تاکیداً اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب خرد و بزرگ ہوشیار ہوکر ہر ایک ایک چوب ساڑھے دس گز کی لانبی بہم پہونچا کر اُسکے سر پر کو دُنبل مین چرب کرکے لیبٹین اور رات کے وقت جب غوغا بلند ہووے سب کو ایکبارگی روشن کرین سیف عین الملک اس تدبیر سے غافل ہوکر دہ ہزار مرد اہل ہنر اپنے لشکر سے انتخاب کرکے باتفاق صلابت خان شبخون پر آمادہ ہوا اور جب بیجاپور سے تین کوس پر بیجانگر کی فوج پر شبخون لیگیا اور مارا مار اُنکے اردو مین در آیا سبھون نے برنج مذکور اپنی اپنی مشعل روشن کرکے شب تیرہ کو روز انور کے مانند کر دیا ایک نے دوسرے کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا اُسوقت بیجانگر سے پیادون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے ضرب چوب و سنگ تیر و تفنگ سے طرفۃ العین مین تخمیناً ہزار جوان ہلاک کیے سیف عین الملک اور صلابت خان نے بعد محنت اس سیل فنا اور گرداب بلا سے برآمد ہوکر راہ فرار لی اور سراسیمگی سے اپنے لشکرگاہ کا راستہ بھولکر اور طرف جا پڑے اس سبب سے اُسکی تمام فوج متفرق ہوگئی جدھر سینگ سمائے اُدھر راہی ہوتے بائیس آدمیون سے زیادہ اُسکے ہمراہ نرہے اور جب تین پہر رات گذری اور سیف عین الملک پیدا نہوا خبر اُسکے قتل ہونے کی مشتہر ہوئی اُسکے لشکر کے اعلے و ادنے بیدل ہوکر کافور ہوئے جب طلیعۂ صبح نے انتشار کیا عین الملک وہان پہونچا اور اپنے اردو سے نشان نپایا انھین آدمیون کو ہمراہ لیکر دشت ادبار کی طرف آوردہ ہوا اور ملان کے راستہ سے ولایت نظام شاہیہ کی طرف نکل گیا توفیق الٰہی سے اب حال و مآل اُس کا قضایائے نظام شاہیہ کے ضمن مین مذکور

ہوگا اور ابراہیم عادل شاہ انھین دنون مین امراض متضادہ یعنے ناسور مقعد و بواسیر و زلق الامعا اور تپ مطبقہ اور دوران سر مین گرفتار ہوا ہر چند اطباے ہند کہ اُسکے معتمد علیہ ستھے انکا معالجہ اثر پذیر نہوا اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اُسکے جملہ اطبا سے ولایت نے جلاوطنی اختیار کی اور عطارون نے اپنا پیشہ ترک کرکے دوکانین بند کین اور اُسکی بیماری نے دو برس کا عرصہ کھینچا اور شہور سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین برحمت حق واصل ہوا چنانچہ بعد تجہیز و تکفین جنازہ اُسکا قصبہ کوکی احاطہ شیخ جنید جدری مین لیجا کر اُسکے باپ دادا کے پہلو مین مدفون کیا اور اس سے دو فرزند اور دو بیٹیان باقی رہین ایک فرزند علی کہ ولیعہد ہوا اور دوسرا فرزند طہماسپ کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی لقب اُسکا ہی بیٹیان بانی بی بی زوجہ علی برید اور رہیہ سلطانہ منکوحہ نظام شاہ بحری مدت اُسکی سلطنت کی چوبیس سال اور چند ماہ ستھے

ذکر ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادلشاہ کی جہانداری کا

راویان اخبار و حاکیان آثار ارقام اقلام عنبرین رقم سے مشام ارباب دانش و بینش کو یون معطر کرتے ہین کہ علی عادل شاہ جو عہد طفلی سے حدت ذہن اور جودت فہم اور شوخی طبع مین موصوف تھا اور جب ممیز ہوکر سن رشد کو پہونچا اُسکا باپ ابراہیم عادل شاہ شکر و سپاس بجا لایا کہ معبود حقیقی نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اپنے جد و پدر کے مذہب سے بیزار ہوکر دین حق یعنے مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جو عابد اور زاہد اور عارف اور خائف اور کثیر السکوت یعنے بہت کم سخن اور دائم الشکر تھے اختیار کیا اور شعار روافض برطرف کرکے اس سے ایک اثر نہ چھوڑا علی عادل شاہ کہ اس مجلس مین حاضر تھا شوخی طبع سے آپ کو ضبط نکرسکا عرض پیرا ہوا جو دین آبا کا ترک پسندیدہ ہی تو لازم ہی کہ تمام بنی آدم ایسا کرین ابراہیم عادل شاہ نے غیض مین آن کر استفسار فرمایا کہ تیرا کیا مذہب ہی اُسنے جواب دیا کہ اب مذہب سلطان رکھتا ہون آیندہ عالم الغیب عالم دانا ہی ابراہیم عادل شاہ اُسکی ہمزبانی اور اس جواب کی طلاقت لسانی سے سمجھا کہ علی عادلشاہ شیعہ ہی اور یہ اثر خواجہ عنایت اللہ شیرازی معلم کی تعلیم و تفہیم سے تصور کرکے علماے ہند سے فتوی لیکر اُس مسکین کو قتل کیا اور ملا فتح اللہ شیرازی المشہور بخاری کو علی عادل شاہ کی تعلیم و تادیب کیواسطے کہ حد شباب کو پہونچا تھا مقرر کیا قضارا وہ بھی مذہب تشیع رکھتا تھا اور زمانہ کے ملاحظہ سے آپ کو حنفی مذہب ظاہر کرتا تھا اسواسطے علی عادلشاہ اُسکو معزز اور گرامی تر جان سے رکھکر اُسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اتفاقاً آن دنون مین ایک جماعت مقربان ابراہیم عادلشاہ نے برہان نظام شاہ بحری کے ساتھ مخفی ہمزبان ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم عادل شاہ کو چاشنی گیر کے ہاتھ سے مسموم کرکے اُسکے بھائی شاہزادہ عبداللہ کو جانشین کرین اور خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھین اور چاشنی گیر کہ سنی پاک اعتقاد تھا برہان نظام شاہ بحری کے ارادہ سے مطلع ہوکر ہاتھ موافقت سے کھینچا اور جب یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ ابتدا مین نوان سالار بھی اس امر مین شریک تھا سب کو سزا دی اور رہیہ جو بڑی بھائی کی عدالت پناہ پر دامنگیر تھی اسپر بھی واہمہ غالب ہوا اور جسوقت عدالت پناہ قلعہ پنالہ کی تفرج کے واسطے تشریف لائے وہ مال خطیر بھاگ کر بندر گووہ کی طرف گیا اور جو علی عادل شاہ کا آغاز شباب تھا ابراہیم عادل شاہ اس سے بھی

متوہم ہوئے اور اُسنے مع معلم قاعدہ مرج کی طرف بھیجکر سکندر خان قلعہ دار کو اُسکی محافظت کی تاکید کے بارہ مین حکمنامہ تحریر فرمایا اور یہی حکم تھا کہ رعا فض کے ساتھ اختلاط اور ارتباط نکرنے پاوے مگر حسن اتفاق سے وہ ہوا اُسکا داماد کامل خان دکنی کہ اسمعیل عادل شاہ کے نمک پر وردہ اور شیعہ مذہب تھے بدل و جان کوشش کرکے بجا خدمت اور عبودیت علی عادل شاہ کا کمرہمت پر باندھکر اُسکی استرضای خاطر مین کوشش کرتے تھے اور جب ابراہیم عادل شاہ صاحب فرش ہوا اور دو وضع دیک کے آدمیون کو معلوم ہوا کہ یہ مرض مرض موت ہے علی عادل شاہ خود ہر نماز کے وقت منبر پر جا کر اذان بطریق شیعہ کہتا تھا اور گاہی کامل خان دکنی کو مامور کرتا تھا کہ بدین صورت ساتھ موذنی کے قیام کرے اور ابراہیم عادل شاہ حالت بیماری اور شدت مرض مین وہ اخبار وحشت آثار سُنکر چاہتا تھا کہ چھوٹے بیٹے شاہزادہ طہماسپ کو اپنا جانشین کرے جب اُسے دریافت ہوا کہ یہ ملعب بڑے چھوٹے سبحان اللہ وہ بھی اُس سے سو درجہ زیادہ شیعہ گری کا دم بھرتا ہے نہایت غمگین ہوا اور فرمایا کہ مین عنان اختیار ایک خلق کی رافضی کے ہاتھ مین سونپون اُسے بھی قلعہ نلگوان مین بھیجکر محبوس کیا اور معاملہ شاہی قادر بیچون کی تقدیر کے حوالہ کیا اور جب اصحاب عقل و تمیز ابراہیم عادل شاہ کی زندگی سے مایوس ہوئے محمد کشور خان کہ بعضی پرگنون کی تحصیل اُس سے رجوع تھی مع زر خطیر علی عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور سکندر خان کو لکھا کہ ابراہیم عادل شاہ کا خورشید حیات لب بام ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ بعضے مردم دولتخواہ اور جاگیردار حوالی و حواشی حصار نلگوان سے شاہزادہ طہماسپ کے ساتھ گرویدہ ہونے سے فتنہ قوی حادث ہووے لازم کہ علی عادل شاہ کے فرق پر چتر بلند کرکے قلعہ سے باہر بھیج تو قصبہ مرج مین مقام کرے اور خلقت آس سے رجوع کرے اور جس وقت ابراہیم عادل شاہ کا پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوکر ٹوٹے اور یہ خبر تحقیق اُسکے گوش زد ہووے با لشکر سعادت و اقبال دار الملک کی طرف توجہ فرماوے سکندر خان کو یہ بات پسند آئی چتر اور آفتاب گیر اور لوازم شاہی بہم پہونچا کر کامل خان دکنی نے اپنے داماد کو ملازم رکاب کرکے قلعہ سے برآمد کیا اور کشور خان تحصیلدار نے بلا توقف شرف ملازمت حاصل کرکے زر کثیر پیشکش کیا اور خلعت سپہ سالاری سے سرفراز ہوا اور از روے دانائی آدمیون کی دعوت کی اور کامل خان دکنی منصب امارت پر مخصوص ہوا اس اخبار کے انتشار سے لشکر بیجاپور کے اطراف کا بسرعت تمام شہزادہ کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دار السلطنہ نے بھی لاکھون آدمی مجلسی یعنے درباری اور خاصہ خیل بتعجیل اس سے جا ملے اور جب انھین دنون مین ابراہیم عادل شاہ اس سرائے فانی سے کوچ کرکے دار البقا کی طرف راہی ہوا علی عادل شاہ بسبیل استعجال بیجاپور مین رونق افزا ہوا اور اشراف و اعیان ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور بعد نثار و ایثار علی عادل شاہ کو محمد کشور خان کے باغ مین کہ بیجاپور سے ایک کوس پر ہے لیجا کر تخت پر متمکن کیا اہالی اور موالی اور سادات و قضات لوازم تہنیت بجا لائے مین بعد اس ساعت سعید مین کہ نجومیون نے اختیار کی تھی بیجاپور مین قدم رنجہ فرمایا اور اپنے آبا و اجداد کے تخت پر جلوہ گر ہوا اور بیرون شہر جس مقام مین کہ عادل اجلاس فرمایا تھا ایک قصبہ احداث فرمایا اور اُسکا نام شاپور رکھا اور اپنے اجداد عالیجاہ یوسف و اسمعیل عادل شاہ کے شیوۂ پسندیدہ پر عمل کرکے روز جلوس کو خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم پڑھا اور لفظ علی ولی اللہ مساجد اور معابد کے کلمات اذان مین داخل کی اور ایرانیون کے واسطے وظائف یعنی یومیہ

مقرر کرکے فرمایا کہ مساجد اور کوچہ و بازار مین بار عام کیوقت بے اندیشہ اپنے کام مین باآواز بلند مشغول رہین اور سادات اور علما اور فضلا کو گرامی رکھکر آنکے واسطے بھی راتب معین کیا اور ہمّت مردمان خوب کی گردآوری مین کہ مراد دانشمندان ذوی عقول اور مردمیدان کارزار او معقول سے ہی مصروف کی تا خلل انتظام مین نہو اور تہوڑے عرصہ مین ایران اور توران اور تمام اقالیم سبعہ سے مرد باکمال و متدین اُسکے دربار مین تشریف لائے اور بیجاپور رشک ربع مسکون ہوا اور علی عادل شاہ سے وہ گنج کہ اسے ارث پہونچا تھا اور اسین ڈیڑھ کرور ہون تھوڑے عرصہ قلیل مین سادات و مومنین غربا اور مساکین شہری اور دیہی اعالی و ادانی خوان مائدۂ فیض کا بس خوردہ لیگئے ازبسکہ سحاب کرم اُس بحر عطا کا شب و روز کہو متصل کشت زار تمنا پر ہر سایل کی آرزو کا کاسہ اُس سخاوت پیشہ کی عطا سے لبریز ہوا اسم سوال ورا زوا حتیاج جہان سے دور ہوئی کان سائل کی صدا کے مشتاق اور دیدہ صورت گدا دیکھنے کی ندیدہ ہوگئے عدل کو یہ رواج دیا اور رعیت سے یون رعایت کی کہ اہل مملکت نے ترقی اور رافزونی قبول کی اور بزرگ ستیزہ کو بدترین صفات جان کر شاہان دکن اور رعایا کے ساتھ مدارا اور مواسات کا طریق جاری کیا اور حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدکل اور نلدرگ اور کلیانی اور شولاپور اور ہبلی اور دہار اور بروچندر کوتی مع اور پرگنات کثیر کہ کسی زمانہ مین سوا سے بیجاپور شاہان اسلام سے مسخر اور مفتوح نہوئے تھے حکمت عملی سے بے تعب و مشقت اُنپر متصرف ہوکر دائرۂ مملکت کو وسیع ترکیا اور اُس جناب نے کافیہ اور متوسط اور چند کتاب اور علم کلام اور منطق اور حکمت مین استاد سے درس کی تھین اور اکثر علوم کے مسائل سے آشنائی رکھتا تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اور نوشتونکے ذیل مین اپنا نام اس نہج سے مرقوم کرتا تھا کتبہ علی صوفی قلندر اور یہ شاہ درویش صفت تھا اور صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اوصاف نظر اور عاشقی کے ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حیثیت سے صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہرویان زہرہ جبین اور سادہ عذاران مہر آئین سے اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور ساتھ اس بیت کے مترنم ہوتا تھا بیت مایم و ہمین رمز مہ عشق نغا سنے * پیداست کہ دیگر بچہ خرسند توان بود ہمارے ابتداے سنہ جلوس مین جب اُسے منظور ہوا کہ قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہ کے ہاتھ سے برآوردہ کرے محمد کشور خان اور شاہ بوتراب شیرازی کو رسم رسالت رام راج کے پاس بھیجکر بساط اتحاد اور یگانگی کی بچھائے اور محمد حسین صدیقی اصفہانی کو احمد نگر مین روانہ کرکے یگانگی اور موافقت کے بارہ مین کوشش کی اور رام راج بھی سر گریبان دوستی سے برآوردہ کرکے ایلچیون کے اعزاز و تکریم مین مصروف ہوا اور اپنے ایک مقرب کو تہنیت اور مبارکباد جلوس کیواسطے انکے ہمراہ کرکے مقضی المرام رخصت کیا اور حسین نظام شاہ بحری ایلچی کے ساتھ حسن التفات اور عنایات سے پیش نہ آیا اور کسی کو تہنیت کے واسطے نہ بھیجا بلکہ خبر رابطہ رام راج سنکر اور مقصد سمجھکر اظہار رنجش اور کدورت کی علی عادلشاہ اس سبب سے کہ ہمیشہ ہمت تدارک پران خللون کے جو اُسکے باپ کے عہد مین واقع ہوئی تھین مصروف رکھتا تھا زیادہ تر رام راج سے طریقہ آشنائی جاری کیا یہان تک کہ جب اُس عرصہ مین ایک بیٹا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور محبت اس سے رکھتا تھا فوت ہوا خود بہ نفس نفیس محمد کشور خان کی بصلاح و ہدایت جرات اور دلیری کرکے اُسکے عزا پرسی کیواسطے سو سوار ہمراہ لیکر کہ اُن مین ایک محمد کشور خان تھا بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس مین حاضر ہوکر لوازم عزا اور پرسش بجالایا اور ایک خلعت فاخرہ کہ لیگیا تھا اُسے پہنا کر لباس ماتمی تبدیل کردایا اور

رام راج کی زوجہ جو اجی راے کی نسل سے تھی آسنے بھی علی عادل شاہ سے پردہ نہ کیا آسے اپنا فرزند کہا اور
تین روز تک رام راج نے انواع ضیافت اور مہمانی پیش ہونچائے اور اسکی اعانت اور امداد کے بارہ مین
تعہد کیا اور جو رام راج نے رسم وداع شرایط شایستہ مین قیام نہ کیا اپنے بھائیون اور اپنے قریبون کو اس
امر پر مامور کیا تھا آنحضرت نہایت آزردہ اور دلگیر ہوئے اسکا انتقام اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کیا لیکن
باقتضاے وقت ظاہر نہ کرکے فرصت کا منتظر تھا یہانتک کہ سنہ ۹۶۰ ہجری مین اپنا کام درست کرکے بیجاپور کیطرف
معاودت کی اور حسین نظام شاہ کو یہ پیغام کیا کہ تمام عالم پر روشن اور ہویدا ہی کہ قلعہ شولاپور و کلیان اس خاندان سے
تعلق رکھتا تھا اور جب بسبب تقدیر ابراہیم عادل شاہ کے عہد مین اس سرکار مین اختلال کلی بہم پہونچا وہ دونون قلعہ
نظام شاہیہ کے تصرف مین درآئے اگر آپ کو محبت اور دوستی مدام ملحوظ نظر ہو تو قلعہ سولاپور اور کلیانی کو واپس دیجیئے
اور جو دونون کا دینا دشوار ہو کلیانی کے خیال سے گذر کرکے اس مخلص کو ممنون فرماوین اور شاہ حسین انجو کہ
حسین نظام شاہ بحری کے مصاحبین سے تھا ہر چند سعی کی کہ قلعہ کلیانی عدالت پناہ کو دیکر آتش نزاع ساکن کرین
سود مند نہوئی بلکہ روز بروز نایرہ فتنہ و فساد افروختہ تر ہوتی تھی آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ علی عادل شاہ نے
سید علی الہی کو مجدداً احمدنگر بھیجکر نامہ لکھا مضمون اسکا یہ ہی کہ جدال و قتال اور تساہل و تغافل اس امور رکیک کی نسبت
شیوہ شاہان عاقل نہین ہی اگر انجام امور پر خیال کرکے دونون قلعہ مخلص کے سپرد کرین بنیاد دوستی اور اتحاد قایم
رہے اور نہین یقین سمجھیں کہ ہماری افواج بحر امواج کی نہضت سے بہت خرابیان رعایا اور برایا کے شامل حال ہونگی
اور فتنہ عظیم برپا ہوگا **ابیات** چنان کار خود را بحکمت رواج * بدہ تا نباشد بجنگ احتیاج * بہ حکمت
توان کارہا ساختن * کہ ہر کوہ نتوان فرس تاختن * بسے مصلحتہاست از خسروی * کہ گردد ازان دین و دولت
قوی * حسین نظام شاہ بحری اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور کلام درشت کہ ذکر اسکا خوب نہین زبان پر لایا علی عادلشاہ
بھی ناراض ہوا اور اپنے علم کو کہ زرد تھا بروش نظام شاہیہ سبز کرکے یہ پیغام دیا کہ اگر تجھسے ممکن ہو سکے اپنا
نشان جو نصرت کی نشانی ہی مجھسے لے کسواسطے کہ دکن مین دستور ہی کہ ایک کے نشان و علم سے دوسرا کام نہین
فرما سکتا لیکن یہ شخص کہ برسر بہانہ تھا اور جنگ کی خواہش رکھتا تھا ایسا امر پر سر وقوع لایا تو آتش حرب شعلہ زن
ہوکر جدال و قتال کی نوبت آوے اور حسین نظام شاہ بحری نشان سبز کے سبب کہ اختصاص نظام شاہیہ رکھتا تھا
پریشان خاطر ہوکر سرکشی پر آمادہ ہوا اور علی عادلشاہ نے بھی سنہ ۹۶۷ نوسو چھیتر ہجری مین رام راج کو اپنی مدد کیواسطے
بلایا اور باتفاق آسکے احمدنگر کیطرف نہضت کی او مضمون اذا دخلوا قریۃ افسدوہا وقوع مین آیا پرندہ سے جنیر تک
اور احمدنگر سے دولت آباد تک آبادی کا اثر باقی نرہا اور کفار بیجانگر نے جو سالہاے دراز سے اس منصوبہ
مین تھے دست ظلم دراز کرکے وہان کے باشندون کے کاسۂ عیش مین خاک کدورت ڈالی اور مساجد اور مصاحف
کو جلایا کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فروگذاشت نہ کیا حسین نظام شاہ بحری قوت مقابلہ اپنے سے مفقود دیکھکر قاسم بیگ
حکیم اور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور شاہ حسین انجو اور بھی اعیان دولت کی صلاح اور مشورہ سے پٹن
کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ کلیانی علی عادل شاہ کے سپرد کرکے اس سال منازعت کی شطرنج لپیٹی اسکے بعد
علی عادلشاہ اور رام راج اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے انھین دنون مین جشن شادی

کرکے بی بی جمال قطب الملک کے سپرد کی علی عادلشاہ نے ناچار پھر کشور خان اور شاہ ابوتراب شیرازی کو
بیجانگر بھیجکر رام راج سے استعانت کی اور جب وہ بلاتامل پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لیکر بیجاپور کی طرف راہی
ہوا پھر دونون باتفاق منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے ابیات زلشکر جہان آنچنان گشت بہ کہ از تنگی
بحر شکست ورہ زبسیاری لشکر بے ہراس ۔ زمالم برافتاد رسم قیاس ۔ اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف مین پہنچے
ابراہیم قطب شاہ نے شیوہ مستودہ مردم خوش طبع کا ہاتھ سے ندیا کوئی دقیقہ مردی اور رہ مردی سے فروگذاشت
نہ کیا اور باوجود عہد و پیمان آدھی رات کو کوچ کرکے رام راج اور علی عادل شاہ سے جا ملا حسین
نظام شاہ بحری صبح کو خواب سے بیدار ہوا جب ابراہیم قطب شاہ کو اپنے پہلو مین ندیکھا اصلاح توقف ندیکھی بسرعت
تمام احمدنگر کی سمت روانہ ہوا اور عدالت پناہ تعاقب و تاراج کنان اُس بلدہ کے اطراف مین پہونچے حسین نظام شاہ قلعہ
کے قلعہ کو ذخیرہ اور آذوقہ اور مردان کارآزمودہ سے استحکام دے کر جنیر کی طرف راہی ہوا اور شاہان مذکور احمدآباد
کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور بہت امیرون کو اطراف و جوانب مین بھیجکر آبادی کا اثر قریون اور شہرون
مین نہ چھوڑا اور کفار بیجانگر نے بھی قلع و قمع اور عمارات کے سوختت کرنے مین تقصیر نکی انواع فساد ظہور
مین لائے اور خانہ خدا مین بندہ اصنام بت پرستی مین مشغول ہوئے اور گھوڑے باندھے اسپر بھی باز نہ آئے اور
سقفہائے چوبی مساجد کو آگ دیکر خاک سیاہ کیا ابیات ہمہ شہر و بازار احمدنگر ۔ شد از صدمۂ قہر زیر و زبر ۔ ہمہ کشتہ شد طعمۂ
چارپائے ۔ نماند از غوران مرد جز چیزے بجائے ۔ اور جب بارش شروع ہوئی کیچڑ کی کثرت سے قلت وصول غلہ اور
آذوقہ ہوئی اور تنگی معاش اردوے ظفر قرین مین بہم پہونچی اور قطب شاہ مخفی نظام شاہ کیطرف رعایت کرکے غلہ
اور جمیع مایحتاج قلعہ بندون کو پہونچاتا تھا اور استمالت دیکر نہین چاہتا تھا کہ محصورین شکستہ خاطر اور بدحواس ہووین علی
عادلشاہ نے ان امرون کو بدلائل و براہین دریافت کرکے محاصرۂ احمدنگر اور اُسکے حوالی کا اور قلعہ شولاپور کا محاصرہ
رامراج سے رجوع کیا اور جس طور کہ ممکن ہوسکا اُس موضع سے باتفاق کوچ کیا اور جب پانچ منزل راہ طے ہوئی کشور خان
نے کفار بیجانگر کی تعدی بیجا اور غلبہ مشاہدہ کرکے عدالت دستگاہ سے کہا محاصرہ قلعہ شولاپور اسوقت مناسب نہین
ہے کسواسطے اگر مفتوح ہوگا یقین ہے کہ رام راج اسمین طمع کرکے ہمکو دخل ندیگا بلکہ طمع اور ممالک مین بھی کرکے فتنہ عظیم برپا
کریگا بہتر یہ ہے کہ صبح عزیمت کرین اور صبح کو نلدرک مین جاکر قلعہ نہایت استحکام سے تیار کرکے اُسکے استظہار
سے بتدریج و آہستگی تمام قلعۂ شولاپور کو مفتوح کرین علی عادلشاہ کو یہ بات پسند آئی اور جسطور سے بن پڑا رام راج کو نلدرک
کی طرف لیگیا اور اُس مقام مین کہ زمانہ سابق مین نل پسر بادشاہ مندو نے قلعہ تیار کیا تھا فی الجملہ کچھ آثار و علامات
اُسکے ظاہر تھے رائے خود اُسکی رائے سے بنیاد قلعہ کی ڈالی اور موسم برسات مین دیوارین اُسکی گچ اور پتھر سے
تیار کروائین اور اُسکا نام شاہ درک رکھا پھر تینون بادشاہ آپسمین رخصت ہوئے قطب شاہ اور رام راج اپنے ممالک
کیطرف روانہ ہوئے عدالت پناہ بیجاپور کیطرف تشریف لائے لیکن رام راج بے ابتہاج نے اُسی سال بمقتضائے اللہ یستہزئ بہم
ویمدہم فی طغیانہم یعمہون مادۂ شقاوت اپنے دیدہ بصیرت پڈالکر عاقلانہ میدان طغیان مین مرکب عدوان کو جولان دیا اور
شجرۂ دولت کو اپنے تیشۂ وما ظلمناہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون سے قطع کیا چند امر کہ شاہ عدالت پناہ کی
طبیعت کے خلاف بلکہ موجب نفرت تھے اس بیت کے موافق ظہور مین پہونچائے بیت دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت

کاسی نورچشم مین بجز از کشتہ ندرستی * عنقریب ماہ وسال و ایام نے سزا اسکے اعمال ناشائستہ کی اسکے آغوش مین رکھی اور جیسا کہ چاہیے روے زمین کو ارباب شک و ظلام کے خون سے دریاے جیحون کیا ابیات گر از کوہ پرسی بیابی جواب * ہلکہ شاخ خطا میوہ ندہد صواب * شر انگیز مردم سو شر رود * چو گژدم کہ از خانہ کمتر رود * بر اندیش مردم بجز بد ندید * بیفتاد عاجز تر از خود ندید * قصہ کوتاہ تفصیل اس مجمل کی اس نہج سے مرقوم ہوتی ہے کہ جب پہلی مرتبہ علی عادلشاہ حسین نظام شاہ کی جنگ سے بہ تنگ آیا ناچار رام راج کو طلب کرکے یہ شرط اس سے کی کہ کفار یہان اگر عداوت دینی کے سبب اہالی اسلام کو مضرت جانی نہ پہونچائین اور انھین دستگیر اور گرفتار نکرین اور مساجد اور معابد ویران اور مسمار ہونے پاوین اور مومنون کے ننگ و ناموس کے متعرض ہووین لیکن خلاف اسکے ظہور مین آیا کفار نابکار نے بلدہ احمدنگر مین جاکر مسلمانون کی تخریب و تعذیب و ننگ و حرمت مین کوئی دقیقہ نامرعی نچھوڑا مسجدون مین بت پرستی کرتے تھے اسپر یہ راگ لاے کہ سرود بجاکر بھجن گانے لگے اور عدالت پناہ یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوئے جو قدرت ممانعت کی نرکھتے تھے ٹال دیتے تھے اور علاوہ اسکے راے بیجانگر اُس سفر سے مراجعت کرکے شاہان اسلام کو عجز و ضعیف سمجھکر انکے ایلچیون کو اپنے دربار مین آنے نہ دیتا تھا اور جو کبھی بر سر عنایت ہوتا تھا اُنسے ملاقات کرتا تھا اور بخلاف عادت رخصت جلوس نہ دیتا تھا اور جب کبھی سوار ہوتا تھا گھوڑے کو تازیانہ کمبرا و تجبر مارکر انھین ہمراہ رکاب پیادہ پا رذل مین دوڑاتا تھا اور بعد انتظار بسیار حکم سواری دیتا تھا اور ماورا اسکے جب دوسری مرتبہ احمدنگر سے کوچ کرکے نلدرک کی طرف متوجہ ہوے اُسکے خاص و عام اردو کے مسلمانون سے بمزاح تمسخر پیش آتے تھے اور استہزا کرکے بنظر حقارت دیکھتے تھے اور جب تمندرہ کے اطراف مین پہونچا از راہ نفسانیت ممالک عادلشاہیہ و قطب شاہیہ کے لینے کی نیت کرکے تنکنا دری کو مع لشکر بیشمار کہ محاسب وہم او رنجشی گمان جسکے حصر و احصا رسے عاجز تھے دونون بادشاہ کی ولایت تسخیر کرنے کے واسطے مامور کیا اور یہ بادشاہ کہ اُس سال نظام شاہ کو دشمن جانتے تھے اور طاقت راے کے مقاومت کی نرکھتے تھے لاچار ہوکر ہر ایک نے کچھ اپنی ولایت سے اُسے نذر کرکے نہایت فروتنی سے صلح کی چنانچہ علی عادلشاہ نے ولایت اتکر اور تاکری کوب دیکر صلح کی اور ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ کویل کندہ اور بالکل اور رولکنور تنکنا دری کے سپرد کرکے اس حیلہ سے اپنے نام ولایت نگاہ رکھی اور اُسوقت کہ رام راج نے شاہان اسلام پر تفوق اور غلبہ جیسا کہ چاہیے بہم پہونچایا تھا اور بسائی نے قلعہ لوپرکل موسوم بونکتی مین اعلام حرامخواری اور بغاوت کے بلند کیے اور مکان اُسکا جو قلعہ مین تھا مہمانی اور جشن کے بہانہ ایک جماعت کثیر اپنے اعوان و انصار سے اُسمین لیجاکر اس جماعت کی پشتی اور حمایت سے بعضی فوج قلعہ و تھانہ دار کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف ہوا اور عدالت پناہ نے بیجانگر کے قرب و جوار اور رام راج کے توہم کے سبب استرداد اور استخلاص اُس حصار کا معرض توقف اور التوا مین ڈالکر سکوت اختیار کیا اور دوسرے سال قصبہ لوپرکل مین جو قلعہ شاہ درک المشہور بہ نلدرک کہ گچ و سنگ سے نہایت مستحکم اور برج و بارہ اُسکا مثل عروج اقبال خسروان عالی مقدار سر اوج فلک پر کھینچے ہوئے تھا اور گہرائی اُسکے خندق کی خردمندون کے اندیشہ وقت پیشہ کے مانند گاؤ و ماہی ارض کے قریب پہونچی تھی شہریار عدالت آئین عازم انتقام ہوکر بمقتضاے آیہ کریمہ الذین ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم اعظم درجۃ عند اللہ تمام ہمت والا نہمت جہاد کفار

بیجانگر پر مصروف فرمائی اور ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلاکر برطبق وشاورہم فی الامر انجمن مشورہ کی منعقد کی ابیات خدیو جہانگیر لشکر شکن ٭ پے مشورت ساخت یک انجمن ٭ زد رج سخن بر سخن دان ٭ بدست زبان شد جواہر فشان ٭ سخن راند زاندازہ کار خویش ٭ زفیروزی خویش دیکار خویش ٭ کہ تا چند بد خواہ نا تمیدہ خشاید سویم چون بمقصد امید ٭ نیم تدبیر این کار چیست ٭ کہ بر کار بفکر باید گریست ٭ الغرض خردمندان صاحب راے اور وزرائے عقدہ کشائے مثل محمد کشور خان اور شاہ ابو تراب شیرازی کے کہ مقربان دولت اور محرمان امر شورت سے تھے عرض پیرا ہوئے کہ راے جہان کشائے حقائق انجلا سے کہ نسخہ قضا و قدر اور نعم البدل جام جہان نما ہی عرض بعضے مقدمات کی حاجت نہین ہی لیکن جو حکم جہان مطاع سے تجاوز کرنا سوء ادب ہی اگر حکم اشرف اصدار پاوے جو کچھ مناسب ہی مسامع قدسی جوامع مین پہونچاوین کہ جو کچھ کفار بیجانگر کے دفع کے بارہ اور اُنکے نہال دولت کے قلع و قمع مین خاطر النصرت مظاہر مین پہونچا ہی عین صلاح و صواب ہی لیکن یہ امر بدون اتفاق شاہان اسلام دکن متعذر ہی کسواسطے کہ رام راج مزید لشکر اور وفور حشم مین اتصاف اور اختصاص رکھتا ہی اور زر حاصل اُسکی مملکت کا کہ ساٹھ بندر اور بہت قلعون اور بلاد پر ہی بارہ کرور ہون تخمینا خزانہ عامرہ مین داخل ہوتا ہی اور صولت اور سطوت نے اُسکے تمام دلون مین ایسے شخص سے تنہا محادلہ کرنا ضرر کے سوا نفع نہ بخشیگا لازم کہ حسین نظام شاہ بحری کو اپنا موافق کرین اور بساط خصوصیت درمیان سے بیٹھین علی عادلشاہ نے زبان اہل راے کی تحسین و آفرین مین گویا کی اور محمد کشور خان کو اس امر مین مختار کیا اور اُسنے پہلے ایک ایلچی علی عادلشاہ کی طرف سے ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر اظہار ما فی الضمیر کیا اور وہ بھی کہ کفار بیجانگر کے ہاتھ سے نہایت رنجیدہ تھا متعہد ہوا کہ درمیان علی عادلشاہ اور حسین نظام شاہ کے متوسط ہوکر آپسمین دوستی یکرنگ پیدا کرین اور قلعہ شولاپور کو کہ موجب نزاع ہی حسن تدبیر سے علی عادلشاہ کے متعلق کرین پھر مصطفےٰ خان اردستانی کو کہ سید صحیح النسب اور اُس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا بیجاپور کی طرف بھیجا کہ اگر علی عادلشاہ اُس بارہ مین کہ پیغام کیا بجد ہووے تو اُسے احمد نگر جاکر تمہید مقدمات دوستی مین مشغول ہووے چنانچہ مصطفےٰ خان اردستانی علی عادلشاہ کے دربار مین حاضر ہوکر ملازمت سے شرفیاب ہوا اور حسب اُسکے مصر اور مجد دیکھا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور حسین نظام شاہ بحری سے ملتمس ہوا کہ شاہان بہمنیہ کے عہد مین تمام عرصہ دکن جولانگاہ سمند ایک دولتمند تھا جس وقت اہالی اسلام غالب ہوئے تھے اور کفار بیجانگر استیلا پاتے تھے اکثر سلاطین بہمنیہ بساط منازعت بقائمی چنکر ساتھ اُس جماعت کے مواسا اور مدارا کرتے تھے اب کہ ولایت دکن چند آدمیون پر منقسم ہوئی ہی طریق عقل وہ ہی کہ سلاطین اسلام متحد ہوکر طریق موافقت اور اتحاد جاری رکھین تو ساحت سلطنت دشمن قوی کے آسیب سے محفوظ رہے اور دست تغلب اور غلبہ راے بیجانگر کا لہ جمیع راجہاے کرناٹک اُسکے مطیع اور فرمانبردار رہین دامن ممالک اسلام اسلام سے کوتاہ ہووے اور رعیت کہ ودائع بدائع خالق ہی رام راج کی شر سے کہ نہایت قوی اور دلیر ہی اور اس ولایت مین مکرر آنکر نہایت خیرہ ہوا ہی محفوظ رہے اور مسلمانونکے مکانونکو اس سے زیادہ ترنشین گاہ کافران نکرین حسین نظام شاہ بحری سید مغزی الیہ کی راست گوئی سے نہایت محظوظ ہوا اور اُسکی راے پسندیدہ پر ثنا خوان ہوا اور سید مغزی الیہ نے باتفاق قاسم بیگ حکیم تبریزی اور ملا عنایت اللہ

بیجا

قاینی کا اعیان احمد نگر سے تھے حرف وصلت اور خویشی مذکور کرکے یون مقرر کیا کہ حسین نظام شاہ بحری اپنی صبیہ چاند بی بی سلطان کو علی عادلشاہ کے عقد ازدواج مین دیدے اور قلعہ شولاپور اسکے سپرد کرے اور علی عادلشاہ اپنی ہدیہ سلطان کو شہزادہ مرتضی بڑے بیٹے نظام شاہ بحری سے منعقد کرکے بساط یکجہتی بچھاوے اسوقت تینون بادشاہ مسلمان رام راج بے ابتہاج کے سرپر فوج کش ہووین اور بتوفیق جبار شدید الانتقام اسے مسند عجب و تکبر سے اتارین اور ملا عنایت اللہ نے ہمراہ مصطفی خان اردستانی برسم رسالت بیجاپور مین آنکر عہد و پیمان کو بسوگند ہاے مغلظہ موکد اور مشید کیا اور ایک تاریخ مین دونون طرف سے جشن اور شادی کا فرش مفروش ہوا اور احمد نگر تک آئین تکلفات آئینہ بند کیا اور آب جشن دلکشا مین قامت از روے ہر کامجو نے خلعت ہر گونہ اور مقاصد و مطالب کی آرائش پاکر داناو آرزومندون کے مجلہ خاطر مین عروس مقاصد کنار مین آگئے **ابیات** فرو ریخت چون قطرہ ز ابر بہار * ز روکوہر دلولوے شاہوار * ز بس گوہر و زر کہ افشاندہ شد * زہر چیدنش دست ہا ماندہ شد * اور جب سامان میزبانی آن دو بلدہ مین انجام کو پہنچا چاند بی بی سلطان بیت الشرف بیجاپور مین داخل ہوئین قران السعدین حاصل ہوا اور ہدیہ سلطان نے ساحت احمد نگر کو ساتھ نور موفور السرور اپنے کے منور کیا قران زہرہ اور مشتری ہوا بعدہ علی عادلشاہ استرداد پرگنا تبکر اور باگری اور استخلاص قلعہ رایچور اور مدکل کی فکر مین ہوا اور ایلچی رام راج کے پاس بھیجکر محال مذکور طلب کیے رام راج نے ایلچی سے درشتی کی اسے دربار سے نکال دیا اور علی عادل شاہ نے اس کافر مغرور کے استیصال مین کوشش فرمائی اور حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے باتفاق نشان عزیمت جہاد بلند کیا چنانچہ ۹۷۲ھ نو سو بہتر ہجری مین حسب وعدہ بیجاپور کے حوالی مین چارون بادشاہون نے آپسمین ملاقات کی اور ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین گیسوے رایت فتح آیت کو دست توفیق سے شانہ ظفر کرکے اور روے نصرت آئینہ شمشیر مین بشاشگی تخت بلند مشاہدہ فرماکر باتفاق اس مقام سے کوچ کیا **ابیات** سران سپہ رایت افراشتند * روا رو بعالم در انداختند * ز لشکر کہ عرضش بفرسنگ بود * بیابان بہ نخچیر مرتنگ بود * ہمہ روے صحرا شدہ نوبہار * ز رنگین علمہاے گوہر نگار * اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جب بالنگونہ مین جو لب دریاے کشنہ واقع ہے محل نزول لشکر اسلامیون کا ہوا اور چونکہ وہ حدود علی عادلشاہ سے تعلق رکھتے تھے آنحضرت یعنے علی عادل شاہ ان دو بادشاہون کے میزبان ہوکر دلداری کی ضیافت اور ساز و سامان کی مددگاری کی اور جمیع ممالک محروسہ مین فرامین صادر فرمائے کہ بعبور دریات سفر لشکر گاہ مین کسی شی کی تکلیف نہ کھینچین اور جب راے بیجانگر اتفاق سلاطین نامور اور توجہ لشکر نصرت اثر سے آگاہ ہوا کسی طور کا ہراس اور حرف فروتنی کا زبان پر نہ لایا بلکہ انکی جنگ لڑکون کا کھیل اور سلاطین امور سمجھکر اول اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانسو فیل اور ایک لاکھ پیادہ جرار سے بجلدی تمامتر بھیجا کہ آب کشنہ کے کنارے جاکر راہ عبور یعنے گھاٹ مسدود کرے اور اسکے بعد اپنے منجھلے بھائی اونکٹادری کو بہ حشمت و شوکت تمام رخصت کیا پھر انھون نے لب آب پر قابض ہوکر ممانعت عبور اہل اسلام کی من بعد رام راج خود بھی اطراف کے راجاؤن کو ہمراہ لے کر مع لشکر کثیر و جم غفیر مثل اژدہاے آتش فشان و سیلاب بلاے جوشان **بیت** گراید عفریت آشوبناک * مہ شتابندہ چون اژدہا بر ہلاک * روانہ ہوا اور نہر کشنہ کے کنارے فروکش ہوا اور

اور کفار بیجانگر نے جس مقام مین کہ راہ عبور اور مرور جنود اسلام متصور اور ممکن تھی اسطریق سے بند کی تھی کہ عقل دور اندیش اندیشہ عبور سے عاجز تھی شاہان اسلام نے ایک جماعت کو تعین کیا کہ بالاے آب تیس چالیس کوس تک جاکر گھاٹ تلاش کرین اور اُس جماعت نے بعد تجسس بسیار عرض کی کہ اس دریا کے گھاٹ دو تین مقام مین واقع ہین اور ایک گھاٹ کہ وہان کا پانی پایاب اور بہت کم ہے اور اسے ولشکر سہلتر اِس وجہ سے عبور کر سکتا ہے اور انھین گھاٹون کے مقابل کہ عبارت اس پایہ سے ہے کفار نے قبضہ کرکے ایک دیوار بطور دمدمہ کھینچی ہے اور قسم قسم کی توپ اور ضربزان اُسپر نصب کی ہین شاہان اسلام نے عبور کے بارہ مین انجمن ترتیب دی اور اپنے غواص عقل کو بھی بحر اندیشہ مین غوطہ زن کرکے ایسا گوہر خیالی دستیاب کیا یعنے یہ تجویز ہوئی کہ ایک گھاٹ کی دستیابی کا آوازہ مشہور کرکے اُس مقام سے دو تین کوچ پے در پے کرین اور جب کفار فریب کھا کر سد راہ ہونے کے واسطے کوچ کرین سلاطین اسلام اُس گھاٹ کی عزیمت کہ جسکے واسطے نہضت فرمائی ہے فسخ کرکے بعجلت تمام مثل سحاب معاودت کرکے اُس گھاٹ سے جہان سے کوچ کیا تھا عبور کرین اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہووین خلاصہ یہ کہ بطریق مذکور تین کوچ متواتر کرکے ساحل آب طی کیا کفار اس توہم سے کہ مبادا دشمن دوسرے گھاٹ سے عبور کرے اُسمقام سے برخاست کرکے بسرعت تمام دریا کے اُسطرف اسلامیونکے مقابل روانہ ہوئے اور چونکہ ارادہ ازلی اور مشیت لم یزلی رام راج کی زوال دولت کیواسطے متعلق تھی شرائط حزم و احتیاط ہاتھ سے دیکر ایک جماعت کو اس گھاٹ کی ضبط کیواسطے مقرر نہ کیا اور شاہان اسلام نے بھی تیر تدبیر کو ہدف مراد پر دیکھکر عنان مراجعت گھاٹ اصلی کیطرف منعطف کی اور بطور تاخت تین روز صبح سے غروب آفتاب تک راہ طی کی اور ابھی لشکر رام راج وہان نہ پہونچا تھا کہ انھون نے بامیدواری باری ایک جماعت قلیل ہمراہ لے کر نہر کشنہ سے عبور کیا اور اسکے بعد تمام لشکر اسلام اُنکے پیچھے پہونچا اور دوسرے دن علی الصباح رام راج کیطرف کہ پانچ کوس پر تھا روانہ ہوکر نزول کیا اور اس تدبیر سے اگرچہ خوف کفار کے دلون پر غالب ہوا تھا مگر چو علاج نہ رکھتے تھے تمام رات اپنی افواج کو آراستہ اور مسلح کرکے اُردو کے آگے ایستادہ کیا اور شاہان اسلام دوسرے دن بارہ امام کا علم برپا کرکے صفہاے باصفا کی آراستگی مین مشغول ہوئے میمنہ پر علی عادل شاہ اور میسرہ پر علی برید اور ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے قیام کیا آرابے آتشبازی کی زنجیرون سے استوار ہوتے اور فیلان مست جو جنگ مین ہوشیار رہتے جابجا قاعدے اور دستور سے ایستادہ کیے اور متوکلا علی اللہ الاکبر اور متوسلا بابنی خیر البشر و الائمہ اثنی عشر اس ہیئت اور ہیبت کے کہ زہرۂ فلک اُسکے دیکھنے سے آب ہوتا تھا اور بہرام خون آشام اضطراب مین پڑتا تھا سپاہ اعدا کی طرف روانہ ہوئے صداے طبل جنگی اور آواز کرنا سے اور نگی اور غریو کوس و کورکہ سے غلغلہ گنبد گردون مین ڈالا

بیات

زغریدن کوس قالب تہی ✽ و آمد بسر موے رافربہی ✽

ز لبس تیز آوازی ناے زر ✽ بگوش صدف سفتہ می شد گہر ✽

زمین گفتی از بکد گر میدرید ✽ سرافیل صور قیامت دمید ✽

اور دوسری طرف رام راج بھی سران سپاہ کو بلاکر بانواع عنایت و شفقت پیش آیا قورخانہ کا دروازہ کھلوا کر ہتھیار خیل و حشم پر تقسیم کیے اور لشکر کی آراستگی مین مصروف ہوا میمنہ تمراج کے سپرد کرکے ابراہیم قطب شاہ کے مقابل ایستادہ کیا اور میسرہ تنکتادری کے تفویض کرکے علی عادل شاہ کے مواجہہ مین مقرر فرمایا اور خود قلب مین قرار پکڑا اور نظام شاہ بحری کا مقابلہ اختیار کیا دو ہزار ہاتھی اور

ایک ہزار آراستہ توپخانہ جا بجا قاعدہ اور ترتیب کے ساتھ نگاہ رکھا اور جس وقت کہ شہسوار مضمار فلک نے قدم
دائرۂ نصف النہار مین رکھا یعنے آفتاب وسط آسمان مین آیا رامراج بیجانگر سنگاسن مرصع مین بیٹھکر میدان
جانستان کی طرف روانہ ہوا ہرچند اُسکے مقربون نے گھوڑے پر سوار ہونے کے واسطے عرض کی نہایت عجب
و غرور سے قبول نہ کیا اور فرمایا لڑکون کے کھیل مین گھوڑے کی سواری کی احتیاج نہین ہے ابھی یہ جماعت راہ
ہزیمت ناپتی ہے القصہ دونون طرف کے بہادر ایک اہل خیر اور دوسرے اہل شر تیغ و تیر و نیزہ سے ہلاکی
ایک دوسرے کی زمانہ سے بر لاتے کبھی غازی تیغ یمانی سے کفار کی سرافشانی کرتے تھے اور گاہے مشرک
سنان اژدہا نشان سے شرایط جانستانی بجا لاتے تھے اور نہایت جاہلیت سے رام جھنڈے جبار رتھ کے
بلند کرکے تیغ زہر آلودہ سے لوازم خونخواری و قوع مین پہونچاتے تھے ابیات جنبش در آمد دو لشکر چو کوہ *
کزین جنبش آمد زمین راستوہ * بر آمد ز قلب دو لشکر خروش * رسید آسمان از قیامت بگوش * جنبش در آمد دو
دریاے خون * شد از موج آتش زمین لالہ گون * زمین گو بسا جا بد آراستہ * غبارے شد از جاے برخاستہ * ز بس تیر
باران کہ آمد بجوش * فلک در بارانی خود بدوش * ز مرغان چوبین نو ... دم * شدہ راہ بر ماہ و خورشید گم * ز منقار پولاد
پران خدنگ * گرہ بستہ خون در دل خارہ سنگ * کمان ہا بروز مژگان تیر * زبستان جوشن برآورد شیر *
چو ہندوے بازیگر گرم خیز * معلق زنان تیغ ہندی تیز * بیجانگر کے پیادے صفوف کے آگے ایستادہ ہوکر مجاہدان
کے طائر روح کے شکار کیواسطے تخمیناً پچاس ہزار بان اور بندوق اور توپ اور ضرب زن ہر مرتبہ سر کرتے تھے اور
سوار اُنکے جو اکثر گروہ راج بند سے تھے تیغ ہندی غلاف بیباکی سے برآوردہ کرکے اور سپر بہادری کی سر پر کھینچکر
حملہ ہاے مردانہ کرتے تھے آخر کو یہ نوبت پہونچائی کہ قریب تھا چشم زخم لشکر اسلام کو پہونچے کہ دفعۃً رامراج
نظام شاہ کے مساعی جمیلہ اور ثبات قدم کی حرکت سے ایک مرد نظام شاہیہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوا شرح اُسکی بطور
پر ہوکہ ناگاہ رام راج نے جب جنگ مسلمانون کی برخلاف اُسکے کہ نقل کی تھی مشاہدہ کی گھبراکر سنگاسن سے اُتر آیا
اور کرسی مرصع پر بیٹھکر شامیانے مخمل سرخ و زرد و زردوزی کہ جسمین چارون طرف منہ مروارید ساختہ اور گنبد طلائی
عنبر آگین نصب کیے تھے مرتفع کیے اور حکم کیا کہ دو جانب اُسکے زر سرخ و سفید اور راشیاے مرصع اور مروارید ڈھیر
ہوا در اثناے جنگ مین جو وقت تنگ تھا زر سپر اور پیمانہ اور ترازو مین ناپ کر امرا اور رؤسا پر قسمت کرکے
یہ بشارت دی کہ جو شخص آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچاکر مظفر اور منصور میرے پاس آوے پھر اُسکو
طباق طلا اور رطلے اقسام جواہر سے مملو عنایت کرکے سرفراز اور ممتاز فرماؤنگا اس بشارت کے سنتے ہی حضرت
دکن نہایت محظوظ اور خوش وقت ہوئے تمراج اور تنکنادری اور تمام امراے کفار دو بار متفق ہوکر ایکبارگی افواج
اسلام پر حملہ آور ہوئے اور اس مرتبہ مقدمہ اور میمنہ اور میسرہ اسلامیون کے متفرق اور پریشان ہوئے ہنگامۂ قیامت
کا ظاہر ہوا اور سلاطین اسلام فتح سے مایوس اور مشوش ہوئے لیکن حق سبحانہ تعالے نے حسین نظام شاہ بحری
کے دل مین صبر عطا کیا اور اُسنے پاے ثبات زمین کین مین گڑ دیا باوجود اُسکے کہ آٹھ کے بھی میمین و یسار مین کوئی
نرہا تھا اور کفار ہر ایکبار ہزار ہا ہزار بان اور تفنگ اور تیر حیپ و راست سے سر کرکے بڑھ آئے تھے اصلا تزلزل
کو اپنے دل مین راہ ندے کر اپنے مقام سے جنبش نہ کی اور جو بعضے امرا شکستہ اور محمد کشور خان کہ مقدمہ لشکر عادلشاہی کے

نشان اُسکے اپنے مقام پر برپا دیکھکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری کے حکم سے انھون نے
بھی احتراب توپ جنگی مین گراب ہیبون کی وسے کرسر کرتے ہوئے آگے بڑہے اور متعاقب اُنکے خود بقصد شہادت
گرم عنان ہوا او رمتواتر رام راج کی فوج خاصہ پر حملہ کرکے اُسکے سلک جمعیت کو متفرق کیا چنانچہ رام راج کہ سن
اسکا اسی برس کا تھا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر پھر سنگاسن مین جا بیٹھا اور اس درمیان مین ایک ہاتھی مست فیلان
نظام شاہی سے جو غلام علی نام رکھتا تھا رام راج کی سنگاسن کے قریب پہونچا اور ایک جماعت کو پامال کیا اور
کہار سنگاسن مع رام راج زمین پر پھینک کر بدحواس بھاگے اور جو جنگ مغلوبہ تھی ہر شخص اپنے حال مین مبتلا تھا کسی نے
اُسکی طرف التفات نہ کی اور رام راج کا ایک برہمن جو سالہاے دراز سے اُسکا نمکخوار تھا سنگاسن کے پاس رہا
اُسوقت فیلبان کی نظر جو اُس مست ہاتھی پر سوار تھا رام راج کے سنگاسن پر جا پڑی اُسنے اُسکی طمع سے ہاتھی
اُسطرف بڑھایا اور وہ برہمن کہ رام راج کی خدمت مین تھا گمان لیگیا کہ یہ فیل مست سنگاسن اُٹھانے کا قصد
رکھتا ہی اسواسطے ازروے عجز وانکسار پیش آیا اور بزبان عجز فریاد کی کہ یہ رام راج ہی گھوڑا اسکی سواری کیواسطے
لا کہ یہ تجھے امراے عظیم الشان کریگا فیلبان نے جب نام رام راج کا سنا سنگاسن مرصع سے قطع نظر کرکے
بجز طلوم فیل اُس گوہر مقصود کو دستیاب کیا اور بعجلت تمام رومی خان کے پاس جو توپخانہ نظام شاہیہ کا سرگروہ
تھا پہونچایا اور رومی خان نے توقف اُسے حسین نظام شاہ کی خدمت مین لیگیا اُس تاجدار نے تیغ بیدریغ
سے فوراً اُسکا سرتن سے جدا کرکے نیزے پر چڑھایا کفار بیجانگر کو جو قتیل ہونا رام راج کا محقق ہو یہ بیدل زبان
دودل بریان راہ ہزیمت ناپی **ابیات** سرگشتہ را چون نزدیک شاہ + بہ بردند بر نیزہ تا زد کلاہ + ہزیران کار
پس آن دلیر + ہمہ حملہ کردند چون نرہ شیر + بہندو عزلو انداز افتاد ہلاک + فگندند یکسہ تن اندر مغاک + کلاہ مہ ہا
بیند اختند + نخر دستیدن و موبہ پرداختند + فگندند منجوق وکوس نبرد + گریزان برفتند ز خون ولگرد + دلاوران
اہل اسلام نے کفار کے لشکر ہزیمت خوردہ کا پیچھا کیا اور تیغ یمانی سے اسقدر شہزکون ... سرافشانی کی کہ اُن
تیرہ بختون کے خون سے زمین نے رنگ لعل بدخشانی قبول کیا اور بروایت مشہور عدد کشتون کے ہین لاکھ پہنچے
تھے اور بقول صحیح لاکھ کافر کے قریب اصل معرکہ اور تعاقب کیوقت بہ شمشیر ہوکر قتل ہوئے جیساکہ مقام
جنگ سے بلدہ اناگندی تک کہ دس کوس بیجانگر ہی جا بجا لاشین پڑی تھین دامن صحرا کفار کے جسد سے ملوث تھا
اور مال وافر اور خزانہ بیشمار از زر و جواہر اور تیغین یمانی اور کمانین دمشقی اور نیزہ خطی اور اسپ و شتر اور خیمہ و خرگاہ
اور کنیز و غلام اسقدر غنیمت عساکر نصرت مآثر کے ہاتھ آئے کہ بحر و کان کے مانند مستغنی اور بے نیاز ہوستے
دولت اسلام بڑہی اور شوکت کفار گھٹی **ابیات** سرپردہ سراپردہ و تاج و تخت + چندان کزان برتوانند سخت + جواہر
نہ چندان کہ آن را دبیر + در آرد بانگشت یا در ضمیر + بلورین طبقہا و خوانہاے لعل + ز ہزار الف کشانرا البرز سود نعل +
ہمہ تازی اسپان با زین زر + غلامان موزون زرین کمر + لوز و ملوکانہ بیش از شمار + شتر بار زر زینہ
بیش از ہزار + دگر جنس ہاے کہ باشد غریب + ز دمخزن و خانہ یابد نصیب + سلاح وسلب را قیاسے نبود +
پذیرندہ را رو شناسی نبود + غنی گشت لشکر ز لبس خواستہ + سراسر سپہ گشت آراستہ + اور سلاطین دین پناہ اسلام
نے حضرت باری کی شکرگذاری مین جبین مہر فرسا زمین نیاز پر گھسی اور فرمان واجب الاذعان صادر ہوئے کہ ذیل کے سو

جو شی جسکے ہاتھ آئی ہی وہ اُسکا مالک و مختار ہی کوئی اس سے مطالبہ نہ کرے اور منشیان بلاغت نشان نے
کہ عندلیب خامہ جنکا ترانہ سنج گلزار فصاحت اور زبان کلک مشکبار شل منقار طوطی بلاغت ستی فتحنامہ تحریر
کرکے قاصدان قمر سیر کے ہاتھ اطراف واکناف مین روانہ کیے ابیات بہ پرداخت منشی صاحب ہنر
بہ نامہ دربابِ فتح وظفر ✤ برانگیخت یکران کلک دبیر ✤ زمیدان کافور گرد عبیر ✤ رقم زد بسے داستان
شریعت ✤ بجا لطیفت دلدا ئی طریت ✤ پھر بیجانگر کے حوالی مین جاکر عمارت عالیہ اور بنائین رفیعہ
اور تجاسف اور کاشانے مسمار کرکے انکا نشان باقی نرکھا مدبت سے شہر اور قریہ ویران کیے اُسکے بعد تنکنادری
برادر رام راج نے جو معرکہ سے جان سلامت لیکر کسی گوشۂ محفوظ مین پوشیدہ ہوا تھا ایلچی بھیجکر در باب
فتنہ بند کرکے ابواب تضرع وزاری مفتوح کرکے تمام قلعہ اور ریاست عادلشاہیہ اور قطب شاہیہ واپس دیکر
جہانتک ہوسکا نظام شاہ بحری کو راضی اور خوش کیا اسوقت شاہون نے ہاتھ اُس سے کوتاہ کرکے
بعنان فتح ونصرت ہر ایک اپنی مسند دولت کی طرف معاودت فرمائی اور اسوقت تمراج پسر رام راج کو شکست کیوقت
علی عادلشاہ کے پاس پناہ لایا تھا عرض پیرا ہوا کہ تنکنادری قوی ہوکر رام راج کا جانشین ہوا ہی اور جوکہ تمام
امرا اُس سے گرویدہ ہوتے ہین لہذا معروض گزار ہون کہ خیر سگال کو بھی اپنے ملازمین کے سلک مین منتظم کرکے
قلعہ اناگندی کو مع مضافات اسکے عنایت فرماوین عدالت پناہ نے اُسکے حال پر نظر توجہات مبذول فرماکر اُسے
اپنا فرزند چشم اور بفرزندی کہا اور اُسکی تسلی خاطر مین کوشش جمیلہ کرکے اُسی عرصہ مین چتر اور اثاثہ سلطنت کہ لازمہ
برایان بیجانگر ہی اُسے مرحمت فرماکر اناگندی کی طرف روانہ کیا اور تنکنادری کو لکھا کہ تمراج ہماری طرف سے
اُسطرف متوجہ ہوا ہی لازم کہ حکومت اناگندی ساتھ اُسکے رجوع کرکے مزاحم اُسکے حال سے نہووے اور تنکنادری
جو مجال تجاوز حکم والا کی نرکھتا تھا اناگندی اپنے بھتیجے کے حوالہ کرکے خود جمیع بلاد کرناٹک کی حکومت مین مشغول
ہوا چنانچہ اُس تاریخ سے اب تک ریاست اناگندی تمراج کے خاندان مین اور حکومت بلاد دیگر تنکنادری
کے اولاد کے متعلق ہی اور جوکہ تھوڑی ولایت اُنکے تصرف مین ہی دونون کے ایام حیات صعوبت اور فلاکت مین
گذرتے ہین اور بعض معظم ولایت کرناٹک کے کہ طولاً اور عرضاً نسبت بندر میسر تک امرا اور امراے دولتخانہ ورتنہ
اور دیگر مملکت سے بوجہ تغلب مین لیکر رایت استقلال بلند کیا ہی اور ملوک طوائف ہوکر ہر ایک دوسرے سے
سر نہین جھکاتے ہین اسکا سبب یہ ہی کہ بعد از حرب مذکور پھر دوبارہ اسلامیون کی مزاحمت انھین نہ پہونچے
اور علی عادلشاہ نے توفیق پاکر قلعہ بنکاپور کو کہ عہد سلاطین بہمنیہ مین بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مفتوح اور مسخر ہوا تھا
مع حصار چندر کوٹی اور اخر عہد مین فتح کیا اور قلعہ ادونی کو کہ سلاطین بہمنیہ اُسکے فتح کی تمنا قبر مین لے گئے تدبیر اور
حکمت کے ساتھ اپنے قبض وتصرف مین در لایا اور جو کچھ ممالک اُسکے ہاتھ سے فتح ہوئے عنقریب تفصیل اسکی کلک
سخن نگار کی ہو رہی سے اس صحیفہ کے واقعات مین مندرج ہو گی اور بلدہ بیجانگر اس زمانہ تک کہ ۱۰۲۳ھ ایکہزار
اور تیئیس ہجری ہی اُسی نہج سے خراب اور ویران ہی اور تنکنادری کے نواسون نے اسکی تعمیر اور آبادی مین صلاح
ندیکھی بلدہ شہر ملکندہ کو دارالملک اپنا کیا اور رامراج کا قتل نوسو بہتر ہجری مین واقعہ ہوا ہی مولف اس کتاب کا مولانا
غلام علی آستر آبادی نے اسکے قتل کی تاریخ بطریق تعمیہ یون موزون فرمائی مصرع ع بے نہایت خوب واقع گشت قتل

رام راج ۶ جسوقت قتل رام راج سے حرف نہایت کہ جیم ہی ساقط ہو وسے تاریخ قتل رام راج کہ اعداد
اُسکے نوسو بہتر ہین برآمد ہوا اور منقول ہی اُسی عرصہ مین جب نظام شاہ بحری فوت ہوا اُسکا بیٹا مرتضے نظام شاہ
بحری ولیعہد ہوا علی عادل شاہ فرصت وقت دیکھکر اناگندی کی طرف فوج کش ہوا اور نیت اُسکی یہ تھی
کہ تمراج ولد رام راج کی تقویت کرکے تلنگدہ کی حکومت پر اختصاص دیوے اور اناگندی کو مستاصل کرکے
بیجانگر پر متصرف ہووے اور تلنگنا دری نے اس ارادہ پر واقف ہو کر مرتضی نظام شاہ بحری اور اُسکی والدہ
خونزہ ہمایون کو لکھا کہ اس مملکت کو حسین نظام شاہ بحری نے مجھے بخشا تھا مگر اب علی عادل شاہ طمع
اُسکے لینے کی کرتا ہی امیدوار ہون کہ اپنے اس دست گرفتہ کے مقام حمایت مین ہو کر اس بلا سے نجات
دیوین خونزہ ہمایون ملا عنایت اللہ کی صلاح سے مرتضی شاہ بحری کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف مع لشکر متوجہ
ہوئی اور وہان پہونچکر محاصرہ کیا علی عادلشاہ ناچار اناگندی سے پلٹ کر بیجاپور آیا اور چند روز طرفین سے
اُس بلدہ مین چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی مرتضی نظام شاہ بحری احمدنگر گیا اور دوسری برس ۹۷۶ نوسو چوہتر ہجری
تھے خونزہ ہمایون کی التماس کے بموجب علی عادلشاہ نے نظام شاہ کے ساتھ متعہد ہوکر لشکر ولایت برار پر
کھینچا اور اُس حدود کو خراب کرکے موسم برسات مین بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور اُس شہر مین ایک قلعہ
اور پتھر سے بنا کیا اور محمد کشور خان کے اہتمام سے تین برس کے عرصہ مین تیار ہوا اور چونکہ خونزہ ہمایون کی حکومت
اور اُسکے بھائیونکی بے استدالی سے رونق بارگاہ نظام شاہیہ برطرف ہوئی تھی علی عادلشاہ کو تسخیر بعضے ممالک
نظام شاہیہ کی ہوس دماغ مین جاگزین ہوئی محمد کشور خان کو عہدہ اسد خان لاری اور وہ علم کہ جسپر شیر شرزہ کی
صورت منقش تھی عنایت فرمایا اور ۹۷۵ نوسو پچھتر ہجری مین بیس ہزار سوار لیکر سرحد نظام شاہیہ کیطرف تعین فرمایا اور
محمد کشور خان نے اپنے کوکب بخت کو اوج مین دیکھکر بعضے پرگنات سرحد قصبہ گچ تک کہ قریب پرگنہ بیسر ہی
متصرف ہوا اور امراے نظام شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کیواسطے آئے تھے قصبہ مذکور مین شکست دیکر متفرق کیا اور اس
مقام مین پرگنات کے انتظام کے واسطے قلعہ نہایت سنگین بنا کیا اور وہ قلعہ تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچا اور
نام اسکا دھارور رکھا اور محمد کشور خان نے اس حصار کو توپ اور ضرب زن اور بان اور بندوق سے آراستہ کیا پھر وجوہ
کا محصول اس مملکت سے تحصیل کرکے دیگر قلاع اور بقاع کے تسخیر کی عزیمت کی کہ ناگاہ مرتضی نظام شاہ بحری
مان کے غلبہ کے سبب خاطر جمع کرکے ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین اُسکی مضرت دفع کرنے مین متوجہ ہوا اور
محمد کشور خان نے اُس بادشاہ کے مقاومت پر ہمت مصروف کرکے برج اور بارہ قلعہ کو آلات و ادوات آتشباری
سے مستحکم کیا اور باتفاق عین الملک اور انکش خان اور نور خان کہ علی عادلشاہ نے اُسکی مدد کو بھیجا تھا اسباب جنگ
کے تہیہ مین مشغول ہوا لیکن وہ جماعت نہایت نامردی اور بیدلی سے یا نہایت نفاق سے کہ محمد کشور خان کی نسبت
رکھتی تھی بلا جنگ بھاگ کر متفرق ہوئی اور محمد کشور خان کو پیغام کیا کہ جو ہمین تاب حرب مرتضی نظام شاہ بحری
نہین ہی ہم احمدنگر جا کر خلل پاسے تحت نظام شاہیہ مین ڈالتے ہین تو مرتضے نظام شاہ بحری مضطرب ہوکر قلعہ داری
سے دست بردار ہووے اور ہمارے پیچھے دوڑے اور مرتضی نظام شاہ اول محمد کشور خان کا دفع کرنا اور
اُسکے قلعہ کی تسخیر لابدی جانکر اُسطرف متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے فوج قلیل سے علم مدافعہ بلند کیا اور مرتضی نظام شاہ بحری نے جو قسم

کھائی تھی کہ جبتک مین قلعہ مفتوح نہ کرونگا پانون رکاب سے نہ نکالونگا اسواسطے گرد راہ سے قلعہ پر تاخت کی اور باوجود اسکے کہ ہر مرتبہ کئی ہزار بان اور بندوق اور ضرب زن یکبارگی قلعہ سے سر ہوتے تھے کچھ آسیب اور کسی طرح کا صدمہ اُس شاہ مرتضوی خصال کو نہ پہونچا کام اہالی قلعہ پر تنگ ہوا اور اسوقت کہ بہادران عنفل نظام شاہی مرحوم حصار پر تیر باران کرتے تھے ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر دریچہ کی راہ سے محمد کشور خان کے مقتل پر کہ تماشا سے جنگ کرتا تھا پہونچا اُسکے صدمہ سے جان بحق ہوا دار البقا کا راستہ لیا اور جب اسکے ہمراہیون نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا عقب قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار نا پی اور قلعہ ایسا سنگین اور باسامان بہاترین دھہ علی عادل شاہ کے قبضہ سے برآوردہ ہوا اور ما ورا اُسکے اور بھی پرگنے اہالیان عادلشاہیہ کے تصرف سے نکلگئے اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی نے کہ اُس دہ اتخانہ مین خطاب چنگیز خان پایا تھا سرگروہ امراے نظام شاہی ہوکر عین الملک اور نور خان کے تعاقب اور دوا زیہ سے سیئے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا چنانچہ اُن نواح مین فریقین نے تلاقی حاصل کی جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی فتح و ظفر مین مخصوص ہوا اور عین الملک اُس بھوک پیاس مین برچھے کے پھل کھا کر اور آب دم شمشیر پیکر زیست سے سیر ہوکر خواب مرگ مین سویا اور نور خان زندہ دستگیر ہوا پھر نصف لشکر بحال ابتر بیجاپور مین آیا اور اُس سال چشم زخم عظیم لشکر عادلشاہیہ کو پہونچا اور یہ تمام کوشش اور سعی برباد اور ضائع ہوئی اور اسی طرح انھین سنوات مین علی عادل شاہ نے بقصد استخلاص قلعہ کوندہ اور نصاریٰ کے اخراج کے واسطے فوج کشی کرکے بہت فوج ضائع کی اور محروم و ناکام معاودت کی مین بعد شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر علیہ الرحمۃ کی ہدایت سے قلعہ اودنی کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور وہ ایسا قلعہ تھا کہ شاہان بہمنیہ کی کبھی کمند اُس حصن حصین شاہ اقامت پر نہ پڑی الغرض انکس خان کو آٹھ ہزار سوار اور پیادہ اور توپخانہ کثیر سے اس طرف رخصت کیا والی اس قلعہ کا ایک امراے کبار رام راج سے تھا اور اُسنے اُسکے بعد سکہ اس مملکت کا اپنے نام جاری کیا تھا اور اطاعت وارث مملکت کی نہ کرتا تھا اسکے مدافعہ مین مشغول ہوا اور چند مرتبہ اُسنے انکس خان سے میدان داری کی جب مغلوب ہوا غلہ اور آذوقہ قلعہ مین فراہم کرکے قلعہ بند ہوا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا امان طلب کرکے تفویض کیا اور وہ قلعہ ایک تلہ کوہ رفیع اور سد سیع پر واقع تھا اور چشمہ ہاے آب خوشگوار اور عمارات سپہر اطوار کہ شیورا سے کے آبا و اجداد نے جب قدم تخت بیجانگر پر رکھا تھا شاہان اسلام کے خوف اور ملاحظہ سے درپے اُسکی مضبوطی اور استحکام کے ہوئے تھے اور ایک قلعہ اور اس حصار کے گرد اگرد کھینچا تھا چنانچہ گیارہ قلعہ ایک دوسرے کے دور مین بہم پہونچے تھے تسخیر اسکے دمدمہ کی سرنگ اور توپ سے نظر عقل مین بعید دکھلائی دیتی تھی اور طول ایام مین اُسکا محاصرہ منحصر تھا القصہ علی عادلشاہ اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے نہایت محظوظ ہوا اُسکے بعد اور قلعون کے تسخیر کی عزیمت کی چنانچہ ابوالحسن اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی الملقب بہ چنگیز خان کی سعی کے باعث مرتضےٰ نظام شاہ بحری سے سرحد مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری ولایت برار پر متصرف ہووے اور علی عادلشاہ ممالک بیجانگر سے اُس مقدار کہ ولایت برار کے برابر ہو حوزۂ تسخیر مین دلاوے تو باعتبار وسعت اور کشادگی ولایت ایک دوسرے کی زیادتی نرکھے اسکے بعد عدالت پناہ نے سنہ ۹۸۱

نوسواکاسی ہجری مین قلعہ طورکل کی استرداد کیواسطے جو قرات رام راج شقاوت نتاج مین عدالت پناہ کے
کارندہ کے قبضہ سے برآوردہ ہوکرایک سپاہی کے تصرف مین تھا ہمت نہاد ہمت کرکے پانچ مہینے اُس قلعہ
کا محاصرہ کرکے کام متحصنون پر تنگ کیا اُس دار وگیر مین توپ کلان شاہی ٹوٹ گئی اہل قلعہ اس امر کو شگون
نیک سمجھکر مسرور ہوئے اور بقاے قلعہ کی امید بہم پہونچائی علی عادل شاہ نے توپ کی شکستگی ابوالحسن کی سازش
سے تصور کرکے اُسے معزول کیا اور مصطفی خان اردستانی جو رام راج کے قتل کے بعد عدالت پناہ کا ملازم ہوا تھا امیر
جملہ اور وکیل سلطنت کرکے مہمات مملکت کلی اور جزوی ساتھ اسکے رجوع فرمایا مصطفے خان نے قلعہ کے پینے
مین مساعی جمیلہ مبذول رکھکر دو مہینے کے عرصہ مین متحصنون کو اسقدر عاجز اور پریشان کیا کہ وہ خود بخود امان کے طالب
ہوئے اور سب اُنھون نے عجز و انکسار بہت کیا اس شرط پر اُنکی درخواست قبول کی دنیکتی اور اسکی رہائی اور اُسکے
فرزندون اور بھائیون کو مقید کرکے حوالہ کرین مردم قلعہ نے اتفاق کرکے دنیکتی اور اُسکے متعلقون کو نمان مشارالیہ کے
سپرد کیا اور خود اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو لیکر قلعہ سے نکلگئے عدالت پناہ نے دنیکتی کو مع متعلقین بانواع
عقوبت ہلاک کیا اور قلعہ اپنے کارندہ معتمد کے سپرد کرکے مصطفی خان کی صلاح سے قلعہ دارور کے واسطے عازم ہوا
اور وہ قلعہ بھی مشاہیر قلاع کرناٹک سے ہے اور اُس عرصہ مین رام راج کے ایک امراے کفرہ کے قبضہ مین تھا ہرسال
کچھ ہاتھی تنکنادری ولد نیمراج کو دیکر قوت اور شوکت بہم پہونچائی تھی اور جب عدالت پناہ نے وہان نزول اقبال
فرمایا چھ مہینے اوقات شریف اُسکے محاصرہ مین صرف فرمائی مصطفے خان کی حسن سعی سے وہ قلعہ بھی بقول امان
بجز اور مفتوح کیا اور سات مہینے وہان استقامت فرمائی اور اطراف و اکناف کو خس و خاشاک باغیون سے پاک
کیا بت پرستونکا کھانا پانی حرام کرکے بہر کیف اپنا مطیع اور رام کیا اسکے بعد مصطفے خان کی تجویز رایات ظفرآیات
بعزم تسخیر حصار بیکاپور جنبش مین لاکر بعظمت و شوکت تمام اسطرف روانہ ہوا اور مسمی ملپ وزیر جو رام راج کا متوسل
تھا اُسکے بعد از فوت قلعہ بیکاپور پر غلبہ پاکر راے قلعہ جرہ اور چند رکوٹی گر در او رعلاوہ اسکے اور بھی قلعے
کہ اُسکے تحت حکومت مین تھے بادشاہ کی خبر توجہ سنکر مجبوری اور لاچاری سے قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنے
فرزند کو مع ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا تو ہنگام فرصت اردوے اہل اسلام
کے پس و پیش تاخت کرکے رسد غلہ اور آذوقہ بالکل بند کرے اور تنکنادری ولد نیمراج کو عریضہ اس مضمون کا لکھکر
ملگوان کی طرف بھیجا کہ مین ولی نعمت کی مخالفت اور عداوت سے نادم اور پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقر اور
معترف ہون اسوقت کہ شاہ اسلام عازم تسخیر بیکاپور ہوا اگر وہ خداوند نعمت میرے رقوم جرائم کو اپنے صفحہ خاطر
عاطر سے محو فرماکے بنفس نفیس اس ضعیف کی امداد کے لیے قدم رنجہ فرماوین یا کسی امراے کبار کو کمک کیواسطے مامور
کرین یقین ہے دست برد سپاہ اسلام سے محفوظ اور مصون رہونگا اور عہد کرتا ہون کہ آیندہ جادہ اطاعت و فرمانبرداری
مین ثابت اور راسخ ہوکر گردن طوق فرمان سے نہ پھیرونگا اور ہرسال اسقدر مال بلاعذر خزانہ مین داخل و واصل
کرونگا تنکنادری نے جواب دیا کہ تیرے تمرد اور سرکشی کی شامت سے کہ تو مقربان اور معتمدان درگاہ رام راج سے
تھا اکثر امراے اس دولتخانہ کو مخالفت اور سرکشی کا دعوی ہوا جمیع ممالک پر متصرف ہوئے ہین اور شاہان اسلام
نے کہ بلکندری اور چندرکری کو مجھے معاف و مرفوع القلم کیا ہے مین خود اُسکے انتظام اور بندوبست سے عاجز ہون اور تو خوب

جانتا ہی کہ زر سرخ و سفید اور جواہر زواہر کے صرف کرنے سے صلح ہوتی ہی لازم کہ بخل سے کنارہ کش ہو کر اس
بارہ مین تقصیر نہ کرے اور جو صلح کسی وجہ سے ممکن نہو لائق یہ ہی کہ جس تدبیر سے ہو سکے اطراف و جوانب کے
راجاؤن کو راضی اور مسرور کرکے ایسا کر کہ تیرے فرزند کے ساتھ متفق ہو کر وقت بوقت مسلمانونکے لشکرگاہ کو آتش
تاخت اور غارت سے خرمن جلانیوالے راحت اور معیشت کے ہووین اور راتون کو بھی مردمان جان نثار
کو چورون کی طرح اُسکے معسکر یعنے فرودگاہ مین بھیجین کہ جن نالق یا امانت کو پاوین زخم کنارے سے بے روح کرین اور
مین نے اس مقدمہ مین فرمان راجاون کے نام جو تیرے ہمسایہ ہین ترقیم کیے ہین اگر سمع قبول سے اصغا کرین اور
تیری اعانت اور مدد مین کوشش فرماوین فہو المراد گویا ایک یہ کام اپنے واسطے عمل لاوینگے کیونکہ یقین ہی بعد بربادروہ
ہونے قلعہ بیکاپور اور بھی قلعہ سہلترین وجہ سے مسخر ارباب اسلام ہونگے اس جواب سے مطلب ذریکو یاس اور
ناامیدی تمام نے منہ دکھایا لیکن ضرورت کے باعث اپنے وارث مملکت کے فرمانے پر عمل کرکے راے قلعہ جرہ اور
چندرکوٹی اور بھی قلعہ دارونکو ساتھ اپنے متفق کیا تو ہمراہ اُسکے فرزند نے بہ نہج مذکور عمل مین لاے اس سبب سے
عدالت پناہ کی اُردو مین قحط غلہ ظاہر ہوا اور ہر شب کو فریاد برپا ہوتی تھی کہ چورون نے فلان فلان کو قتل کیا
اور پیادہ کہ زنانک کی جان کو کچھ عزیز نہین سمجھتے تھے ایک متاع محقر جانتے تھے بطمع اشیاے قلیل برہنہ ہوجاتے
تھے اسواسطے کہ گرفتاری کے وقت کسیکا ہاتھ اُنکے بدن پر قرار نہ پکڑے روغن لغزندہ ملتے تھے اور جس جگہ موقع
پاتے تھے ڈاکہ زنون کی طرح تاخت لاکر گھوڑا اور آدمی جو کچھ اُنکے سامنے آتا تھا تہ تیغ کرتے تھے اُسکے بعد راہ
فرار لیتے تھے اور ہر چند اُردو کے لوگ اُنکی گرفتاری مین سعی کرتے تھے کہ اُنکی شر کو دفع کرین میسر نہوتا تھا اور
یہ بھی مشہور ہی کہ اُس نواح کے آدمی ساحر ہین اور جسوقت خاک مسان پر یعنی جہان ہنود کا مرگھٹا ہوتا ہی اور مردے
پھونکتے ہین افسون پڑھکر اُس خاک مسان کو جس مکان یا خیمہ مین چھڑکتے ہین اُسکی تاثیر سے آدمی وہان کے مردون
کی طرح نہایت غافل سوتے ہین کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہین رکھتے اور اگر احیانا بیدار رہوین اور چورونکو دیکھین
جبتک کہ وہ موجود اور حاضر رہین اُٹھنے کی طاقت اور تکلم کی قدرت نہین رکھتے القصہ صحبت عجیب ظہور مین آئی
قریب تھا کہ لشکر اسلام کوچ کرکے مراجعت کرے مصطفے خان مانع آیا اور چورون اور قحط کے علاج مین مصروف ہوا
امراے برگی کو کہ کفار بیباک اور شجاع تھے ابراہیم عادلشاہ کے زمانہ سے علی عادلشاہ کے عہد معدلت مہد تک صدر
امارت پر تکیہ زن تھے اور عدد اُنکے سوارون کے چھ ہزار کو پہونچتے تھے مامور کیا کہ لشکر کفار کے مقابل ہو کر ایسا تدارک کرین
کہ وہ اہل اسلام کے راستون مین سنگ راہ ہو کر مزاحمت نہ پہونچاوین اور آٹھ ہزار پیادہ جرار لشکرگاہ کے گرد بفاصلہ
ایک گز بٹھاکر حکم کیا کہ بقدر طاقت بشری لشکر کی محافظت مین قیام کرین اور اگر احیانا چور تمھین غافل کرکے اپنے تئین
لشکرگاہ مین پہونچاوین چاہین کہ شور و غوغا برپا ہووے تم متنبہ ہو کر اُنکے سد راہ ہونا اور جس شخص کو دیکھنا کہ
وہ لشکرگاہ کے حلقہ سے قدم باہر رکھتا ہی اُسے بلا توقف قتل کرنا اس سبب سے کوئی شخص رات کے وقت قدم
فرودگاہ سے باہر نرکھتا تھا اور جو کبھی چور پیادہ ہاے لشکر کو غافل کرکے لشکرگاہ مین درآتے تھے شور و غوغا بلند
ہوتا تھا چور بقصد فرار اُردو سے باہر جاتے تھے پیادے پہرہ دار اُنپر حملہ آور ہو کر تیغ سیاست سے قتل کرتے تھے
اور اس تدبیر سے چورون کا شر بالکلیہ دفع ہوا اور لشکر کفار کے بھی صدمہ سے نجات پائی اور رسد غلہ اور تمام

ضروریات لشکر بافراط اطراف وجوانب سے جاری ہوئے اور ہر شی جو رسد بند ہونے سے گران تھی نہایت ارزان ہوئی اور ایک برس کامل امراے برکی اور پسر رلیب وزیرا اور بھی راجاؤن سے معرکہ سخت واقع رہا اور آدمی طرفین سے بہت مارے گئے اور اہل اسلام باطمینان تمام قلعہ کو محاصرہ کرکے ہر روز بلا ناغہ مقابلہ او رمقاتلہ مین مصروف ہوکر ابواب دخول وخروج کی سد راہ مین تقصیر نکرتے تھے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشبازی کے استعمال مین کوئی دقیقہ نامرعی چھوڑتے تھے اور کمال مردی او رمردانگی سے مدافعہ مین مشغول ہوتے تھے قضارا اسی درمیان مین ابن رلیب زیرا اجل طبیعی کے پہونچنے سے دوسرے عالم مین کوچ کرگیا یہ سانحہ اہل قلعہ کی دلشکنی کا موجب ہوا او رلیب وزیر جوان بیٹے کے مرنے سے نہایت محزون اور ملول ہوا اور چونکہ ایام محاصرہ نے ایک سال اور تین مہینے کا عرصہ کھینچا ذخیرہ غلہ لور ما یحتاج بشری صرف ہو گیا تھا اس سبب سے راے اس نواح کے جو اُنکی کمک کو آئے تھے جا بجا آئے ہر ایک اپنے مقر یعنے راج کی طرف روانہ ہوئے اہل حصار شاہ عدالت پناہ سے جان ومال اور اہل وعیال کی امان طلب کرکے استمالت نامہ کے طالب ہوئے اور آنحضرت نے انکی التماس قبول فرمائی اور عہدنامہ انکے حسب مدعا تحریر کرکے انکے پاس ارسال کیا اور جس وقت اہل قلعہ قلعہ سے برآمد ہوا چاہتے تھے اژدحام عوام کے دفع کرنے واسطے مصطفے خان مع لشکر خاصہ قلعہ کے قریب ایستادہ ہوا تا کہ باطمینان تمام رلیب وزیرا اور جمیع مردم حصار مع اسباب واموال واہل وعیال برآمد ہوکر ناٹک کیطرف روانہ ہون اور شاہ عادل لقب مع ایک جماعت امرا اور مخصوصون سے قلعہ مین داخل ہوا اور موذنون نے بانگ محمدی بطریقہ مذہب امامیہ باواز بلند شروع کی اور اسی دن بڑے بتخانہ کو توڑکر عدالت پناہ اور مصطفی خان نے ثواب اخروی کے واسطے اپنے ہاتھ سے نقشہ مسجد کا درست کرکے پتھر زمین پر رکھے اور بعد اس فتح کے مصطفے خان بمراتب زیادہ اول سے سرفراز ہوکر خلعت خاص کہ اسد خان اور کشور خان کے سوا اور کسی شخص نے نپایا تھا مشرف ہوا اور بہت پرگنے اور قصبے اس حدود کے اسکی جاگیر کیواسطے مقرر ہوئے اور مہمات سلطنت مین بھی استقلال بہم پہونچایا اور علی عادلشاہ کہ عیش دوست اور آرام طلب تھا ہمیشہ اوقات مصاحبت او رصحبت گلرخون اور سادہ عذارون مین بسر کرکے ملام خوشگوار کے تجرع مین اقدام کرتا تھا واسطے ضبط امور ملکی اور مالی مہر اشرف ہمایون کہ ہمیشہ زیب انگشت مبارک تھی مصطفے خان کے حوالہ کرکے حکم کیا کہ مہمات سلطنت کلی اور جزوی کو اپنی راے صائب کے موافق سرانجام کرے اور کسی امر کو موقوف او رمحول میرے حکم پر نرکھے اور بعد چار مہینے کے مملکت بنکاپور جیسا کہ چاہیے اولیاے سرکار کے قبضہ تصرف مین آئی اور اعیان ولایت اور رعایا نے زین پوش اطاعت اور فرمان برداری کا دوش پر رکھا اور اسکی بادشاہی پر بدل راضی ہوئے اور خود بدولت واقبال قلعہ مین استقامت فرماکر عیش ونشاط مین مشغول ہوئے مصطفے خان کو مع بیس ہزار سوار اور خزانہ اور توپخانہ اور قورخانہ اور اسباب جہانگیری دیگر قلعہ جرہ اور چندرکوٹی کی تسخیر کیواسطے نامزد فرمایا وہ خلاصہ ولاۃ مصطفوی قلعون مذکورہ کی طرف متوجہ ہوا جب قلعہ جرہ کے حوالی مین پہونچا درسب نایک والی وہان کا تضرع وزاری پیش آیا اور باج وخراج قبول کیا بلکہ وہ ایام سابق سے کہ ابھی قلعہ بنکاپور فتح نہوا تھا اپنے ایلچی مصطفے خان کے پاس بھیجکر بارسال تحف و ہدایا ابواب اخلاص وآشنائی مفتوح رکھتا تھا التماس اسکی پذیرا کرکے بار جزیہ اور خراج کا اسکی گردن پر رکھا اور اس قلعہ کی تسخیر سے دست کش ہوکر چندرکوٹی کی طرف روانہ ہوا اور وہان کا راجہ استحکام قلعہ او رجنگل کی انبوہی پر مغرور ہوکر سرکشی سے پیش آیا مصطفے خان اور جمیع اشراف اور اعیان لوازم محاصرہ مین مشغول ہوکر امراے برکی کو

قلعہ کنجی

مثل سابق لشکر کفار کے مقابلہ کے واسطے کہ اطراف سے چندر کوٹی کی حمایت اور اعانت کو آتے تھے مامور کیا اور بسعی موفورہ چودہ مہینے مین مغلوب کر کے قلعہ کو کہ جو اسوقت تک کبھی اہل اسلام نے فتح نہ کیا تھا ۹۸۳ھ نو سو تراسی ہجری مین طوعاً و کرہاً لیا اور عریضہ مشتمل بر فتح عدالت پناہ کے خدمت مین بھیجکر یہ بیت اس مین درج کی بیت ہر دم رسد از عطاے داور * فتح دگر و فتوح دیگر * عدالت پناہ کو رغبت اس قلعہ کی تفرج کی ہوئی بیجاپور سے اسطرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور وہان بھی نزول اقبال اور حلول جلال فرما کے چند روز عیش و عشرت مین بسر کر کے جوانان سبزہ و ملیح کرناٹک سے محظوظ ہوا اور بعد تین برس اور چند روز کے عزم معاودت بلند کر کے منظفر و منصور بلدۂ بیجاپور کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی اور ان مہالک سے مہم خاص اپنی مصطفےٰ خان کے قبضہ مین چھوڑی اور اسے قلعہ چندر کوٹی مین سرحد کی محافظت کے واسطے معین کر کے حکم فرمایا جسوقت فرمان واجب الاذعان اہلکاران سرکاری کا مزین بدستخط ہو تمھے بیجاپور سے چندر کوٹی کی طرف بھیجین اگر مضمون اسکا مصطفےٰ خان کے پسند آوے اور وہ جواب تجویز کرے مدار دولتخواہ اور اپنی اسپر ثبت کر کے دار الملک بھیجے ورنہ موقوف اور معطل رکھے اور دوسرے سال عرضداشت مصطفےٰ خان کی اس مضمون سے پایۂ سریر خلافت مصیر مین پہونچی کہ قدیم الایام مین قلعہ چندر کوٹی ایک پہاڑ پر واقع ہوا تھا اسکے اندر سلطے بیدریان بدر آکے نے قلعہ مذکور کو دامن کوہ مین بسطح پر تیار کیا اس بارہ مین دولتخواہ صلاح یہ دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف لا کر بالاے کوہ ملاحظہ کرین اگر معقول و پسند طبع اشرف پڑے پہاڑ پر اس قلعہ کی تیاری کا حکم صادر فرماوین دگرنہ اسکی تیاری موقوف کرین علی عادل شاہ یہ سنتے ہی جریدہ مع ایک جماعت مخصوصان اور کچھ لوگ خاصہ خیل سے اسطرف روانہ ہوا اور جو کچھ کہ مصطفےٰ خان نے پیغام دیا تھا مزاج اشرف کے موافق آیا حکم کیا کہ قلعہ روے زمین کو مسمار کر کے پہاڑ پر ایک حصار سنگین اور مستحکم تیار کیا جاوے اور بعد ازان قلعہ بنکاپور کی سیر کی اور تمتع جمات اس نواح کے دستور قدیم مصطفےٰ خان سے رجوع کر کے قلعہ نلگوان کے راستہ سے عنان معاودت دار السلطنت بیجاپور کی طرف منعطف کی مصطفےٰ خان طریق دولتخواہی جاری رکھکر ایک برس کے عرصہ مین قلعہ کی طیاری سے فارغ ہوا اور عدالت پناہ اسکے حسب التماس دوبارہ بیجاپور سے اس قلعہ کی سیر کے واسطے سوار ہوا اور مصطفےٰ خان کی خدمات شائستہ خاطر ہمایون کی پسند پڑین اور ان دنون مین مصطفےٰ خان نے سنکر نایک راے قلعہ کرد کو کہ قرب چندر کوٹی ہے آدمی بھیجکر اطاعت اور فرمانبرداری کی دعوت کی اور اسنے زوال مملکت اپنی سے ڈر کر وہ بات قبول کی اور عدالت پناہ کی پاے بوس سے مشرف ہوا اور آنحضرت سے اپنی ولایت کی تفرج کی التماس کی علی عادل شاہ اپنا لشکر چندر کوٹی مین مامور کر کے باتفاق مصطفےٰ خان مع پانچ چھ ہزار سوار کرد کی طرف روانہ ہوئے اور وہ قلعہ ایک کوہستان پر واقع تھا اور اسکے اطراف مین جنگل نہایت گنجان تھا اور راہ اسکے دخول و خروج کی نہایت تنگ اور دشوار گذار تھی کہ اکثر مقام مین ایک سوار سے زیادہ نہین جاسکتا تھا اسواسطے اس موضع ہولناک مین اکثر لوگ دلگیر ہو کر مراجعت کے خواہان ہوئے اور عدالت پناہ نے خلائق کی خواہش کے موافق وہ قلعہ سنکر نایک کو عنایت فرما کر چندر کوٹی کی طرف معاودت کی لیکن مصطفےٰ خان نے مقام دولتخواہی مین ہو کر سنکر نایک سے تخلیہ مین یہ بات کی کہ عدالت پناہ تیرا قلعہ اور ولایت اور دوسرے

راجاؤن کے بھی ممالک جو تیرے قرب و جوار مین ہین لینے کی فکر مین عازم و جازم ہی اور بالفعل مین نے بہت سعی اور کوشش سے آنحضرت کو تیری ولایت سے پھیرا ہی اگر تجھے اپنی سلامتی اور بہبودی مدنظر ہو تجھے لازم ہی کہ تمام راجاؤن سے اتفاق کرکے باج و خراج قبول کر تو مین حضرت سے التماس کرکے اُن ممالک اور قلعون کی تسخیر کی فکر سے باز رکھون سنکر نایک نے یہ کلام سنکر دائرہ اطاعت مین قدم رکھا ارسب نایک حاکم قلعہ چیرہ اور بہرہ دیوی سے راسے قلعہ کنار آب اور جلوبی نے کہ وہ بھی ایک قلعہ ہا سے سواحل دریاے عمان سے تھا راے بندر باسلو اور راے باکلور اور راے کلاس سب کو فہمائش کرکے بادشاہ کی اطاعت کیواسطے ترغیب کی اُن سب نے سنکر نایک کے کہنے سے تجاوز نہ کیا اور بعجز و انکسار عدالت پناہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سات لاکھ اور پچاس ہزار ہون بعنوان پیشکش نذر گذرانے اور سرکار شاہی سے یہ مقرر ہوا کہ ارسب نایک اور سنکر نایک اور بہرہ دیوی اور راے سندر باسلور اور بھی راے آپسمین متفق ہوکر ہر سال تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون نقد خزانہ عامرہ مین داخل کرتے رہین پھر ہر ایک خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز اور مطمئن ہوکر اپنے دارالراج کیطرف روانہ ہوئے اور عدالت پناہ کی مدت العمر تک تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون مصطفے خان کی معرفت خزانہ مین داخل کرتے رہے اور علاوہ اُسکے ہر سال پوشیدہ تیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت اور زبرجد اور تمام جواہر اور وہ چیز کہ گنجائش رکھتی تھی مصطفے خان کو دے کر سلامتی اور نجات اپنی اُسکی عنایت اور توجہ مین جانتے تھے منقول ہی اُسوقت کہ راجہ اور راے اُسطرف کے علی عادل شاہ کی خدمت مین آئے اور وداع مجلعت و اسپ و قبا اور پٹکا اور شمشیر مرصع سے اختصاص پایا اور بہرہ دیوی اور جلوبی کے واسطے وہ خلعت کہ عورتون کے واسطے مخصوص ہی لائے وہ عورتین شیر صولت اُس خلعت کے قبول سے انکار کرکے عرض پیرا ہوئین کہ ہم اگرچہ بصورت زن ہین لیکن مملکت کو بضرب شمشیر کہ لازمہ مردونکا ہی تصرف مین رکھتے ہین آنحضرت اس کلام سے نہایت محظوظ ہوئے اور اُنکی تعریف کی اور اُسی وقت پٹکا اور شمشیر مرصع اور گھوڑا تازی اور خلعت مردانہ عنایت فرمایا چنانچہ وہ دونون رانی سالہاے دراز اور قرنہاے بیشمار سے بعناً بعد لطن اُس دیار کی حکومت کرتی رہین اور رسم اُس ملک کی آج تک یون ہی کہ عورتین بادشاہ اور شوہر اُنکے سلک امرا اور خدمتگارون مین منتظم ہوکر مہمات مالی اور ملکی مین دخل نہین کرتے ہین اور ہر دو عوام الناس کے موافق پٹکا خدمت کا کمر جان مین باندھتے ہین اور درمیان شوہرون اور تمام خدمتگارون مین کچھ فرق نہین ہوتا ہی الغرض جب کہ اُسطرف کے راؤن نے بار خراج اپنی گردن پر رکھا علی عادلشاہ نے بیدری پنڈت کو کہ اُس دولتخانہ کے بھامنہ معتبر سے تھا اُسطرف کا دیوان کیا اور مصطفی خان کو صاحب اختیار اُس صوبہ کا کرکے وہ تمام ممالک اُسکی جاگیر مین تفویض فرمائے منصب وکالت اور امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دیکر دوبارہ بیجاپور کی طرف مراجعت کی اور مصطفے خان نے اس سبب سے کہ ہمیشہ رایات خیر خواہی بلند کرکے کشورکشائی کی فکر مین رہتا تھا بعد ضبط اُس حدود کے اپنے ایک معتمد کو کہ اُسے علیخان کہتے تھے عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجا اور بلکندہ کی تسخیر کے واسطے کہ دارالملک راے کرناٹک ہوا تھا ترغیب اور تحریص کی اور اس سبب سے کہ یہ التماس عین مراد آنحضرت کی تھی احضار لشکر کیواسطے حکم دیکر نہایت تجمل اور اجلال سے بیجاپور کیطرف نہضت فرمائی اور راودلی کی سیر کرکے پھر وہانسے روانہ ہوا اور اُسکے بعد مصطفی خان مع لشکر کرناٹک اور امراے برگی بیکاپور کے اطراف مین ساتھ اُسکے ملحق ہوکر بکوچ متواتر بلکنڈہ

کی طرف متوجہ ہوا اور تنگنا دری تاب مقابلہ شاہ اسلام نہ لایا قلعہ ملکنڈہ کو مردم معتبر کے سپرد کرکے خود بسبعت تمام تر
باغنزا و ذلیل ہو آنا دہ سلطنت بلدہ چندرگری کے سمت روانہ ہوا اور علی عادل شاہ ملکنڈہ مین پہونچا اول اطراف
قلعہ اور شہر امرا پر قسمت کیے اسکے بعد ہر ایک کو مورچون پر تعین فرمایا اور بعد تین مہینے کے مردمان حصاری غلہ اور
آذوقہ کے فقدان سے طالب عہد و امان ہوکر قلعہ تسلیم کرنے پر آمادہ تھے کہ تنگنا دری اس امر سے واقف ہوا
اور از رسے اضطرار آٹھ لاکھ ہون اور پانچ ہاتھی ہندیا ہنم نایک کیواسطے کہ امراے کبار برگی سے تھا بھیجکر یہ التماس
کی کہ اپنے ولی نعمت سے علم مخالفت بلند کرے ہندیا ہنم نایک نے زر کی طمع سے قدم بادیہ حرامخوری مین رکھکے
چار ہزار سوار اپنے مورچہ سے کوچ کیا اور اردوے شاہی کے اطراف وجوانب مین مزاحمت پہونچا کر باہر نکل گیا
دوسرے دن ہندیا ہنم نایک کے اشارہ کے موافق چار نفر اور بھی امراے کبار برگی نے نشان غدر اور بغاوت کا بلند
کیا اور پانچہزار سوار لیکر اپنے تئین ساتھ اسکے ملحق کیا اور وہ جماعت تاخت اور وزدی مین بے نظیر تھی تاخت و
تاراج شروع کرکے اطراف وجوانب مین ڈاکہ مارنے لگے غلہ اور علف اردوے شاہی سے اٹھالیجاتے تھے اور اون
کو چوری مین تقصیر نکرتے تھے اسواسطے علی عادلشاہ اور مصطفے خان ترک نے محاصرہ کو مناسب اور صواب نجھا اٹھا لیجانا
واجب جانا اور جب لشکر کوچ کرکے بیکاپور کے اطراف مین پہونچا عدالت پناہ نے مصطفے خان کو اس حدود کے
انتظام کیواسطے بیکاپور مین مقرر فرمایا اور خود بدولت واقبال نے سنہ ۹۸۶ نوسو چھیاسی ہجری مین بلدہ بیجاپور کی طرف
مراجعت فرمائی جب یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ امراے برگی از روے سرکشی اپنی جاگیر پر جو بیجانگر کی سرحد
مین تھی متصرف ہوئے ہین اور قدم بادیہ اطاعت مین نہین رکھتے ہین مرتضی خان انجو کو جو بعد قتل ہونے سیف
عین الملک اسکے عہد مین ملازمت کے واسطے حاضر ہوا تھا اور خلعت امارت سے سرفرازی پائی تھی برگیان کو قدرے
ولایات سے جاگیر دیکر تین ہزار سوار تیرانداز اور چند امراے دکنی اور حبشی سے کفار برگی کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ
مرتضی خان اور برگیون کے درمیان ایکسال مین کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب ومغلوب سے متمیز نہوتا تھا اور طرفین
سے بہت آدمی مقتول ہوئے اور اس معرکہ سے مفروغ نہوتا تھا آخر الامر مصطفے خان نے کہ قلعہ بیکاپور مین استقامت
رکھتا تھا سلطان کو عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر پیغام زبانی کیا کہ لشکر کو چورونکے مقابل بھیجنا اور خراب کرنا ہوشیاری
سے بعید ہے مناسب یہ ہے کہ انھین بلطائف الحیل بیجانگر مین طلب کرین اور اسوقت جو کچھ شائستہ اور سزاوار ہو انھین
سزا پہونچا دین علی عادلشاہ نے یہ راے پسند کی اسو پنڈت برہمن اور بھی مردمان معتمد کو پی دریی اور متواتر چورون
کے پاس بھیجا کہ جس طور سے ممکن ہو انھین دلاسا دے کر بیجاپور کی طرف راغب کرین ہندیا ہنم نایک کو یہ
امر عقل کے موافق نہ آیا ایک انجمن شوروکے واسطے ترتیب دی اور جرب راے اور جوج سیل نایک اور دیونایک
اور تمنا نایک اور دیگر سرداران قوم اپنے جو عمدہ امراے برگی تھے انکو حاضر کرکے کہا کہ ہم لوگون نے اس زمانہ مین کہ ملکنڈہ
اور تمام ممالک کرناٹک کے مسخر بادشاہ ہوئے تھے اور قریب تھا کہ سلطنت رام راج کی خاندان سے علی عادلشاہ
کی طرف انتقال کرے مخالفت کی اور ہمنے آنحضرت کو ایسی دولت سے محروم کیا اب محال ہے کہ ایسا جرم عظیم
بادشاہ کی خاطر دریا مقاطر سے محو ہوا اور ہم بے ذریعہ کسی خدمت کے ہملوگ منظور رعایت ہون اور جاگیر قدیم پاوین
یقین ہے کہ مسلمان ہمین فریب دیکر چاہتے ہین کہ بیجاپور لیجاکر انتقام لین امراے مذکور نے یہ بات قبول نہکی اور بیجاپور

سے چلنے پر آمادہ ہوتے اور ہندیا ہم نایک نے انکی رفاقت ترک کرکے بلدہ بلکنڈہ کیطرف جاکر تنگنادری کی نوکری
اختیار کی اور اول جوت راے نے بیجاپور جاکر خلعت امارت سے اختصاص پایا اور اس خبر کے انتشار
ہونے سے اوربھی امرا قول دشمر ادرمیان مین لاکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور جب سب ایک جگہ فراہم ہوئے
علی عادلشاہ نے اس بیت کے مضمون پر بیت سنگ در دست و مار بر سر سنگ ✦ بی زدانش بود سکون و درنگ ✦
آتش غضب بفروختہ کی ایک روز جوت راے کی آنکھین نکال کر ہنج مل نایک اور دیونایک اور تمنایک کو انواع
عقوبت سے ہلاک کیا اور لاشین انکی چبوت پر رکھکر تمام شہر مین مشتہر کین اور اس جماعت کے شر و فساد سے فارغ
ہوکر ماہ شوال ۹۸۰ھ نوسو اٹھاسی ہجری مین آنحضرت نے کہ لاولد تھے اپنے بھائی شاہزادہ ابراہیم بن شاہ طماسپ
کو ولیعہد کیا اور امرا و ارکان دولت سے فرمایا کہ میرے بعد تمہارا یہ بادشاہ ہی اور اسی مہینے مین جشن عالی ترتیب
دے کر سنت خلیل اللہ کے موافق شاہزادہ عالمیان کا ختنہ کیا منقول ہی کہ شب ختنہ مین جیساکہ رسم دکن ہی
شہزادہ عالمیان کو پوشاک سرخ پہناکر شہر کی گشت کے واسطے قلعہ کے باہر لائے اور آتشبازی سے ٹوکرون
اور آرائش اور درختون اور تصویرون مین کہ دو طرفہ شاہراہ بازار مین جابجا رکھے تھے آگ لگی مردم تماشائی سے
سات سو آدمی کے قریب جلکر مرگئے اور حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے شاہزادہ عالمیان کو کہ اس کی
سواری مابین بازار پہونچی تھی کسی طرح کا صدمہ اور گزند نہ پہونچا چنانچہ اسی روز سے صاحبقرانی اس بادشاہ
صاحب اقبال کی خاص و عام پر ظاہر اور باہر ہوئی اور بعد از فتح قلاع اور گوشمال امراے بری اور حبشی شاہزادہ
عالمیان شاہ عدل پرور کبھی مسند طرب پر رونق افزا ہوکر فروغ لالہ عذاران آفتاب وش اور شعاع حباب شراب بغش سے بزم
عشرت کو منور کرتا تھا اور گاہے سریر عدالت پر جلوہ گر ہوکر تشنگان وادی جور و ظلم کو چشمہ سار عدل و انصاف سے سیراب
کرتا تھا **ابیات** کشیدے بادشاہ ہفت اورنگ ✦ گہے در بزم عشرت جام گلرنگ ✦ نشستی گاہ بر تخت عدالت ✦
پئے تادیب ارباب ضلالت ✦ بناے عدل را آباد کردے ✦ دل غمدیدگان را شاد کردے ✦ اور وہ باوجود اتصاف
جمیع صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کثیر المباشرت تھا لڑکون صبیح الوجہ ملیح العذار کے ساتھ انس کمال اور میل
تمام رکھتا تھا اسواسطے علی برید کے پاس آدمی بھیجکر پیغام کیا کہ مین سنتا ہون آپ کے پاس دو خواجہ سرا صاحب
جمال ہین مناسب ہی کہ از راہ اخلاص دلی ان دونون کو بسبیل استعجال ہمارے پاس روانہ کیجیے ملک برید
چند روز عذر و بہانہ مین بسر لیگیا یہان تک کہ مرتضی نظام شاہ نے ایک فوج اسپر تعین کی ملک برید نے
متحصن ہوکر التجا عدالت پناہ سے کی اسنے ہزار سوار اسکی کمک کو بھیجکر مرتضی نظام شاہ کے شر سے نجات بخشی
اور امیر برید نے جب عدالت پناہ کو ان خواجہ سراؤن کی طرف حد سے زیادہ راغب اور مائل دیکھا ناچار دونون
خواجہ سراکو احمد آباد بید رسے بیجانگر کی طرف روانہ کیا اور یہ جب منزل مقصود مین پہونچے اور سمجھے کہ ہمین اس کام
کیواسطے بلایا ہی ایک ان دو خواجہ سراسے کہ بزرگ تر اور بہتر تھا اسنے یہ کام کیا کہ قراول یعنی زیر جامہ کے درمیان
ایک قردلی پوشیدہ کی اور شہریار کو بعد ملاقات امیدوار وصال کرکے بملائمت و چاپلوسی پیش از پیش یہ کام شب پر ڈالا
اور بعد از انتظار بسیار جب روز عمر اسکا آخر ہوا اور جہان نے لباس ماتمی پہنا عدالت پناہ بالاتفاق خواجہ سرا حجرہ خالی
از اغیار مین داخل ہوا اور جب طالب وصال ہوا اس نس کٹے نے قردلی مذکور سے اس شاہ خجستہ نجام کو بدرجہ شہادت

فائز کیا اور روزگار فتنہ انگیز کے مانند دروازہ جور و ظلم کا کھولکر ایک عالم کو کہ اُسکے ظل دولت مین آسائش رکھتے تھے عیش و عشرت سے محروم کیا ابیات دریغا کہ آن شاہ عالی نژاد ٭ کہ در عدل ثانیش نہ گیتی نزاد ٭ بہ تیغ ستم نقد جان برفشاند ٭ از و غیر افسانہ چیزے نماند ٭ بجز خاک خوبان درین دشت نیست ٭ بجز خون شاہان درین طشت نیست ٭ جہان با ہمہ زینت و زیب او ٭ فریبندہ بہ ہیچ د آسیب او ٭ چنین ہست آئین گردندہ دہر ٭ گہ بخشد بنوبت ستاند بقہر ٭ اور یہ حادثۂ عظمیٰ اور واقعہ کبرے بیسوین ماہ صفر شب پنجشنبہ ۹۸۸ نو سو اٹھاسی ہجری مین واقع ہوا تھا اور ملا محمد رضائی مشہدی المتخلص برضائی نے مرثیہ اور تاریخ شہادت اُس شاہ کامگار کی اس نہج سے سلک نظم مین منتظم کی ہی قطعہ آہ کہ دست اجل درچمن عدل و داد ٭ نخل فتوت بلند شاخ مروت برید ٭ ملک خسروی گشت ازین ماجرا ٭ مہر کرم مختفی ماہ سخا ناپدید ٭ خسرو عادل لقب شاہ علی نام آنکہ ٭ علم بدوران او کس نہ شنید و ندید ٭ وقت وداع جہان تا نزدد تلخ کام ٭ از کف ساقی دہر شہد شہادت چشید ٭ منشی دوران غیب از پئے تاریخ آن ٭ بر سر دفتر نوشت شاہ جہان شد شہید ٭ تمام اعیان دولت اور ارکان حضرت اور کافۂ سپاہ و رعیت اور گروہ حشم و خدم اور ازواج محترم اُس ماتم مین گریبان چاک اور بیتاب تھے اور دست حسرت سے خاک سر پر اڑاتے تھے اور خونناب چشم کو خاک رہگذر مین ملاتے تھے ہر ایک اس نشتر غم کی خلش سے بیتاب تھا سراسر ماتم کا سامان تھا شاہ فتح اللہ شیرازی کہ افضل اور اعلم علماے عصر تھا اور شاہ ابوالقاسم انجو اور مرتضےٰ خان انجو جو آنحضرت کے انیس و جلیس تھے اور میر شمس الدین محمد صدر جہان اصفہانی اور سادات و علما جو اطراف و اکناف جہان سے اُس دولتخانہ مین اُسکے عہد مین جمع ہوئے تھے خسرو شہید کی میت کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے آخر کار بآئین شاہان رفیع المقدار غسل و کفن دیکر تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اٹھاکر زربفت کی چادر سبز اُسپر ڈالی اور شامیانہ اُسپر کھینچا دہنے بائین سپاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچے بحال زبون نشان سب سرنگون اور فوج کے سردار خیمہ گذار لیو شاک نیلگون پہنکر اشک فشان نعرہ زنان چاک گریبان جنازہ کے ساتھ ہوئے اور حظیرہ جو شہر بیجانگر مین واقع ہی اور بروضہ علی شہرت رکھتا ہی اُس مین پیوند زمین کیا اور موافق آیہ کریمہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خلعت مغفرت و آمرزش پہنکر اُسکے طائر روح پر فتوح نے حظائر قدس مین آشیانہ کیا رباعی گویند بحشر گفتگو خواہد بود ٭ وان یار عزیز تند خو خواہد بود ٭ از خیر محض نیکوئی ماند ٭ خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود ٭ اور دوسرے دن شہریار جہان بخت ابراہیم عادل شاہ کو کہ تخت بیجاپور اُسکے یمن قدوم بہجت لزوم سے قرین سپہ اعظم ہوا تھا تخت پر جلوہ گر کیا اور اُس شاہ عدالت پناہ نے اُن دونون خواجہ سرا کو ایک کو بطور قصاص اور دوسرے کو حرام الکلاب بجزا و سزا پہونچاکر خاک ہستی اُنکی ساتھ صرصر فنا کے برباد کی فردوسی دو بد خواہ را زندہ بردار کرد ٭ سر خواجہ کش را نگونسار کرد ٭ چو خون خداوند ریزد و کسے ٭ درنگش نباشد بدنیا بسے ٭ اور اتابک بلدہ بیجاپور مین مسجد جامع اور تالاب شاہپور اور آب کاریز جو تمام مردم شہر پر وقف ہی عہد مین اُس شاہ شہید کے کشور خان کے اہتمام سے اتمام کو پہونچی تھی یادگار ہین سخاوت اُس غفران پناہ کی ساتھ اس حد کے تھی کہ جب ابراہیم عادل شاہ برحمت حق واصل ہوا ایک کرور ہون طلائی سے زیادہ خزانہ مین تھے

اور امتعہ نفیسہ اور جواہر بیقیاس تھا جب آنحضرت نے سریر جہانبانی کو اپنے وجود با جود سے زینت بخشی تمام آمدنی جو اُسکے عہد مین بہم پہونچی تھی بالتمام مردم ایران و توران و عربستان و روم اور اقالیم سبعہ کہ اُسکے دربار مین حاضر ہوئے تھے آنپر اور اہل عالم پر ابر نیسان کے مانند در فشان کیا اور جسوقت وہ عالم فنا سے دار البقا کی طرف متوجہ ہوا زر نقد کے سوا جو آخر سلطنت مین مصطفے خان اردستانی کے مساعی جمیلہ سے خزانہ مین داخل ہوا تھا اُسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اسمین سے بھی مبلغہا سے کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہوئے تھے اور علی عادلشاہ کے عہد فرخندہ مہد مین دو مرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجاپور مین آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسرے مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی استقبال کرکے دونون کو باعزاز واکرام فراوان شہر مین لائے اور حکیم علی کو مع تحف وہدایا اور پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک بھی بیجاپور مین تھا کہ آنحضرت شہد شہادت نوش فرماکر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے اُسنے بدون تحف وہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاودت کی +

ذکر جلوس خسرو سکندر دستگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بیجاپور پر

بیت رقم سنج این نقش نما طر پسند + نمونہ چنین دارد از نقشبند + کہ جب دست قضا و قدر نے نقاب سرمئی شب بیسوین ماہ مذکور کو روے رخسار گیتی سے اٹھایا یعنے نیر اعظم سپہر زنگاری مین جلوہ گر ہوا یعنے شب گذری سحر نمایان ہوئی **رباعی** چو صبح در برگردان کشید کسوت نور + جہان کشاد زرخ پردۂ شب دیجور + زفیض چشمۂ خورشید کرد دست قضا + غبار ظلمت شب از سواد گیتی دور + ارکان دولت اور اعیان مملکت وزیر و امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان ثریا صفت مجتمع ہوئے انجمن فیض سرشت مثل چمن بہشت کے آراستہ کی سریر کامرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی کو ہر قسم کے لطائف اور ظرائف سے سجا اُس وقت **بیت** بہ نیک طالع و فرخندہ روز فرخ فال + بسعد اختر و میمون زمان فرم حال + اعظم اعدل صاعد و مصاعد دین و دولت عارج معارج شوکت و حشمت اردشیر صولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حزم دارا عزم بہرام رزم پرویز بزم زیب دہ اریکہ جہانبانی رونق بوستان ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ بن طہماسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ سائبان زرین طناب اُسکے جاہ و جلال کا دامن آخر الزمان تک افراشتہ اور بلند رہے شبستان سلطنت اور سرابستان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف خرامان ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کے مانند سریر سلطنت پر باجاہ و حشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور کاخ مملکت کو ضیاے چہرۂ دلفروز سے منور اور روشن کیا سبکو کہ مثل قلم کے طاعت اور فرمان برداری کا کمر جان پر باندھکر مثل آب سر زمین عبودیت پر رکھکر بساط شاہی کے حاشیہ پر پاے ادب سے کھڑے تھے خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغر سن کہ مدارج اور مراحل عمر شریف اُسکے نو درجے طے ہوئے تھے یعنے کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرہ کامل یعنے دس برس کے نہوئے تھے ہر ایک دولتخواہ کو بعبارت شافی اور تقریر فصیح تر قوی پشت اور فرمانبردار کیا اور کلمات عنایت اور

اور التفات سے خاص و عام کے دلون کو صید فرمایا فیض سحاب انعام اُسکے سے کشت زار جہانیان کے نہایت
سبز اور شاداب ہوئے **بیت** آن مژدہ کہ اقبال ہمیداد وفا شد + وان کام کہ ایام ہمیخواست برآمد + امرا
اور ارکان دولت نے عقد جواہر اور زر سرخ و سفید فرق ہمایون پر نثار کرکے لوازم شکر و سپاس واہب المواہب
کیا اور خطباے واجب التعظیم خطبہ کو نام و لقب بادشاہ جم بارگاہ سے بلند آوازہ کرکے غلغلہ تہنیت اور مبارکباد
کا ذروہ سپہر مقصود سے گذرانا اہالی دار السلطنت بجاپور نے نہایت سرور سے دکانین اور دیوارین کو دیباے
ہفت رنگ اور اقسام اقمشہ سے زیب و زینت بخشی **بیت** گذرہا را عبیر آلود کردند + گلاب افشان و مشک اندود
کردند + اور جیساکہ ملک ہند کا دستور ہے گائین اور بکریان اور ٹوکرے ست نجے کے مملو فرق ہمایون پر تصدق
کرکے مراسم نثار و ایثار بجالائے اور جبین نیاز آستان بارگاہ جہان پناہ پر گھسکر دعا و ثنا مین لب کھولے بیت
کہ شاہا بقاے تو جاوید باد + لواے تو برتر ز خورشید باد + منزہ نگاہت فضاے سپہر + منور بانوار رخسار مہر +
جہان بہ کہ سیر سہ و خور مدام + موافق بحکمت بود صبح و شام + سزد گر ز ملک یمن تا زچین + سلاطین ایران و توران
زمین + بخدمت بہ بندند بیت کمر + نہ پیچد کس از طوق فرمانت سر + اور اُس وقت کہ دم بدم غنچہ سلطنت و
اقبال اُسکے نسیم مکارم اخلاق کے چلنے سے مثل گل نوبہار شگفتہ اور خندان ہوتے تھے اور گلزار حرکات
و سکنات سے عالم عالم بوے امیدواری مشام جان مین پہونچتی تھی ہمیشہ خاطر فیض مقاطر اُسکی سواری اور
نیزہ باری بلکہ جمیع آلات حرب و ضرب و سپاہگری کیطرف مائل رہتے تھے ایک ساعت لہو و لعب کیطرف کہ مقتضاے
عالم طفلی ہے مشغول ہوکر ہمیشہ اوقات شریف کو تحصیل سعادات اور کسب حیثیات مثل تلاوت قرآن اور مشق
خط مین صرف کرتا تھا اور بے آمیزش تکلف و ثناگستری وہ شہنشاہ خورشید عذار کہ سبب تالیف اس کتاب کا
ذکر واقعات اسکا ہے اگر شب تار پر سایہ ڈالے آفتاب و مہتاب کی نور بخشی سے صبح نشور تک مستغنی ہو وے
اور اگر زلف مشکبو اُسکی سے ایک نصیبہ گلستان کو پہونچے عطر بیزی صبا سے بے نیاز ہو وے عین عدل اُس کا
بر حفظ و نگہبانی کام جہانیان ہے اور زوال دولت اُسکا فتح و فیروزی کی رہبری کا نشانہ ہے کسرے داد گستر اُسکے
انصاف بنہایت سے غاشیہ بردوش اور حاتم سخا پرور اُسکے جود بے نہایت سے حلقہ در گوش اور اُسکے رعب مذلت
سے فتنہ خوابیدہ چونک کر بھاگ جاے اور اُسکے حفظ کی برکات سے باد صرصر اگیبار چراغ مردہ روشن
کرنے سے عیسوی دم ہو جاے اور اُسکے قدمون کی برکت سے بسیط خاک مس کائنات کیواسطے اکسیر ہے
ابیات دران قسمت کہ بخششہا نمودند + دو ابراہیم را زینت فزودند + یکے دولت سراے دین بیاراست +
یکے شد کار ملک از عدل او راست + ازو گشت آتش سوزندہ ریحان + وزین نار ستم شد نور احسان + ازان شد
خانہ دیگر پر نور + وزین ملک سلیمان گشت معمور + شکست آن یک بت آذر پرستی + وزین یک دین احمد را
درستی + جس شخص نے وساوس شیطانی سے نہال خلاف کو آب دیا سر پر ہوا و ہوس کو اپنی برباد دیا اور
جنہے اطاعت سے سر و تن راستی مین مثل شاخ ثمر نے اُسکے نخل طوبے آفات دہر سے گزند نپایا مطیع
درگاہ نے مثل ماہ سر اوج سپہر بلند کیا اور مخالف بارگاہ ماہ نخشب کی طرح حضیض چاہ فنا مین پڑا چاہ
نقشبند قدرت نے خلعت با بہجت واللہ یولی الملک من یشاء اُسکے قامت قابلیت پر آراستہ کیا اور علم و دولت اُسکا

کتبہا نامحونا الک تھا جیسا سے پیراستہ ہوا بخت کی ہمدمی کے سبب سر خسرو سیارون کو مطیع کیا اور اقبال بلند کی دستیاری کے باعث سرچشم دولت مین کھینچا درخت امید اسکا ہر وقت ثمر غیر مکرر سے بار ور اور بوستان حشمت اسکا ہر لحظہ گلہاے تازہ تر سے معطر ہوا سلاطین اطراف رعب حسام خون آشام اسکے سے قدم جرات میدان نبرد سے کھینچکر بعجز و انکسار سے پیش آئے اور گردن کشان اکناف اسکی آستان آسمان شان پر پناہ لیکر عبودیت اور بندگی مین سرگرم ہوئے الٰہی بتصدق احمد مختار و طفیل ائمہ اطہار یہ شاہ جم شوکت سلیمان پیشگاہ مسند سلطنت پر کامران رہے دست بستہ دورۂ دوران رہے اور جب تک کہ طلسم خانہ زرنگار ہی چشمہ فیض جاری رہے اور جو تحفہ دولت کاکہ کارخانہ نصر من اللہ سے ہی چہرہ کشا ہو اور جو عطیہ سعادت کاکہ مسند وما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ نما ہی جناب جلالت مآب سلطان عالم کہ قبلہ امیدوارون اور کعبہ آرزومندون کا ہی پہونچایئو اور انقراض ایام عالم تک کسی طور کا نقص اور فتور بہ قصر بقصور وقو اعد مضبوط خلافت وحشمت مین نازل نفرمایئو **نظم** جہان تا جہان آفرین آفرید چنین بادشاہے نیامد پدید ٭ ہمہ سودمندی ز کردار اوست ٭ خور و ماہ روشن ز دیدار اوست ٭ **ایضاً** جہان زندہ باین صاحبقران ست ٭ درین شک نیست کو جان جہانست ٭ جز این یکسر ندارد شخص عالم ٭ مبادا کز سرش مو ئے شود کم

آغاز واقعات خسرو عدالت آئین یعنے ابراہیم عادل شاہ ثانی

مستعبرن احوال عالم کے طبائع آفتاب شعاع پر روشن اور ہویدا ہو کہ جب فرق مبارک اسلے حضرت بادشاہی لازوال اقبال نے اوان طفلی مین تاج وہاج انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اختصاص پایا اور ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم مقرر ہوئے صغر سنی کے باعث سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نہ کرسکے ابتداے جلوس مین چند امراے معتمد حسب نوبت ظلم وتعدی سے ایک دوسرے پر غالب آنکر باگ حل وعقد سلطنت کی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ذکر انکا جو لائق درج کتب و تواریخ ہی کمیت خوشخرام قلم میدان بیان مین جولان ہو کر قدرے حالات اور واقعات اوائل ایام جلوس سے بسبیل اختصار یون مرقوم خامہ سخن گذار کرتا ہی کہ کامل خان دکنی جو امراے کبار اس دولتخانہ سے تھا اور جیساکہ سابق مین مذکور ہوا قلعہ مرج مین شاہ غفران پناہ علی عادل شاہ کی نسبت نہایت اخلاص ظاہر کرکے محرمان امور سلطنت سے ہوا اور اس وقت امور مہمات ملکی اور مالی پر غالب ہوا اور اپنے معتمان و متعلقان کو بادشاہ کی خدمت اور محافظت کیواسطے مقرر کیا اور تھانہ دار قلعون پر بھی اپنی جانب سے نصب کیے اور سلوک مستحسن ہمیشہ اختیار کیے اور بادشاہ کی پرورش و پرداخت چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے متعلق کی اور تمام اشراف مملکت کو فرامین استمالت بھیجکر انکی تسلی خاطر مین کوشش اور ہر روز سواے چارشنبہ اور جمعہ چاشت کے وقت آنحضرت کو حرم سرا سے طلب کرکے سریر کامرانی پر بآئین بادشاہان عظام اور خسروان والا مقام متمکن کرتا تھا اور بار عام دیکر خاص و عام قدمبوسی اور سلام کے شرف سے مشرف ہوتے تھے اور اس جم جاہ کے حضور مہمات سلطنت فیصل ہوتے تھے ہر ناکام کامیاب ہو کر اپنے مطلب کو پہونچتا تھا اور رعب عدل کے سبب کسی سے کسی کو صدمہ نہین پہونچتا تھا اور جب دو مہینے اسی صورت سے منقضی ہوئے کامل خان اس مصرع کے موافق مصرع بوئے زنسیم بادہ بس مستانزا ٭ شراب استقلال

ودرہ زمرے کے احتشام سے بیخود اور مغرور ہوکر چاند بی بی کی نسبت بے ادبی اور بدنامی دینے پہ آمادہ ہوا اور وہ عفیفۂ دوران اور معصومۂ زمان آتش غضب و انتقام افروختہ کرکے درپے اُسکی تفضیح اور بربادی کی ہوئی اور حاجی کشورخان ولد کمال خان کو جو امرائے معتبر اُس درگاہ سے تھا پوشیدہ پیغام کیا کہ کامل خان منصب جلیل القدر وکالت کے لائق نہین ہے علاج یہ دیکھتی ہون کہ تسلط اسکا رفع کر تو مین وہ منصب تیرے تفویض کرون لازم ہے کہ جس طور ممکن ہو اُسے درمیان سے دفع کر اور تاخیر اور اہمال کر کہ اُسکی قوت کی زیادتی کا سبب ہو جائیگی حاجی کشورخان اس حکم اور بشارت کے سبب قوی پشت ہوا اور تھوڑے مردم شائستہ کو ساتھ اپنے متفق کیا۔ یا سو سوار جرار مسلح اور تیار ہمراہ لیکر اسوقت کہ کامل خان سبز محل مین بیٹھکر کچہری کرتا تھا دفعۃً داخل ہوا اور دروازے سے بند کر کے تھانہ دار کو قید کیا اُسکے بعد سبز محل کی طرف متوجہ ہوا اور کامل خان کہ بازی روزگار سے غافل تھا اس ماجرے سے آگاہ ہوکر سراسیمہ اور بدحواس حرم سرا کی طرف اس امید سے روانہ ہوا کہ چاند بی بی سلطان میری حمایت کریگی قضارا ایک جماعت خواجہ سراؤن سے جو وہان حاضر تھی اور ساتھ اُسکے دم مصادقت کا مارتی تھی اُسکے پاس آئی اور اُسکے کان مین کہنے لگی کہ یہ امر چاند بی بی سلطان کی تحریک کے سبب واقع ہوا اسکے پاس جانا خلاف عقل ہے کامل خان بحر تفکر مین غوطہ زن ہوا اور جو جانتا تھا کہ دروازہ دشمن کے قبضے مین ہے عمارات شاہی کے پیچھے سے آپ کو دیوار قلعہ پر پہونچایا اور آتش فتنہ جانسوز کے گمان سے مضطرب اور حیران ہوکر ایک خندق مین کہ اس مین پانی تھا کود پڑا اور تیر کر اُسکے کنارے پہونچا اور اس سبب سے کہ اُسکی زیست مین تھوڑی مہلت تھی کسی مردم شہر نے اُسے نہ پہچانا کامل خان باغ دروازہ امام پر جو خندق قلعہ ارک کے کنارے واقع ہے آیا درختون کی پناہ مین بسرعت باوسریع السیر اپنے تئین حصار شہر مین کہ بلندی اُسکی بارہ گز شرعی کے قریب ہے پہونچایا اور بے امداد دوسرے کے قلعہ کی دیوار سے اترنے کی تدبیر کی دستار در پٹکا اور شال دوش انداز اپنی کو ایک دوسرے مین گرہ دیکر بطریق کمند کنگرے پہ مضبوط باندھی اور اُسکے سہارے سے اُتر آیا اُسوقت کوئی اسکی مصیبت مین شریک نہوا پیادہ پا اور سراسیمہ اپنے مکان پر جو شہر کے باہر تھا گیا اور بھاگنے پر آمادہ ہوا اور حاجی کشورخان جو بجلدی اُس سے گمان نرکھتے تھے ایک ساعت تک اس عمارات قلعہ و جابجا سے تاریک مین شرائط تفحص بجالایا اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ کامل خان دکنی جان کے خوف سے آپ کو حصار قلعہ سے شہر کے نیچے گرا کر سلامت اپنے مکان کی طرف گیا ہے سب نے اتفاق کر کے ایک جماعت کثیر اُسکی جستجو اور گرفتاری کیواسطے نامزد کی کامل خان اس ماجرے سے مطلع ہوا کچھ جواہر اور زر نقد لیکر باتفاق سات یا آٹھ آدمیون کے احمدنگر کی طرف مفرور ہوا ابھی دو کوس راہ طے نہوئی تھی کہ کشورخان کے آدمیون کے ہاتھ اسیر اور دستگیر ہوا اور ان لوگون نے اس توہم سے کہ مبادا اُسکے سپاہی یا ہوا خواہ تاختہ لاکر اسے ہمارے ہاتھ سے رہا کرین فوراً سر اسکا تن سے جدا کرکے تمام مال و جواہر اُسکا تاراج کیا ایک اثر اُس سے باقی نرکھا سچ ہے مصرع قضائے آسمانست این و دیگرگون نخواہد شد ؛ حاجی کشورخان نے بعد اس معاملہ کے روش کامل خان کی اختیار کی چاند بی بی سلطان کی معاونت اور التفات کے سبب باگ امور سلطنت کے بندوبست کی اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور رایات استقلال بلند کرکے نہایت غلبہ اور تسلط کے ساتھ مہمات دولتخانہ مین مشغول ہوا اور اس عرصہ مین بہزاد الملک ترک سرنوبت

مرتضےٰ نظام شاہ کا پندرہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بقصد تسخیر بعضے پرگنات سرحد عادل شاہ سے احمدنگر سے کوچ برکوچ روانہ ہوا اور حاجی کشور خان نے کیفیت نظام شاہ کے ارادہ کی بادشاہ کے حضور مین پہونچائی اور حکم کے موافق عین الملک کنعانی اور چند میرا ور انکس خان اور رامراے حبشی کو مثل اخلاص خان و دلاور خان کے بہ مدافعہ سپاہ نظام شاہ روانہ کیا اب ذکر اس جنگ کا روضہ سوم مین کہ متعلق اسکے ہی بیان ہوگا

بیان قتل ہونا ابراہیم نظام شاہ ثانی اور غالب ہونا سپاہ عدالت پناہ بفضل وکرم ربانی

الحمد للہ علی احسانہ کہ اس خاندان رفیع الشان مین نوبت خلافت اور جہانداری کی ایسے شہریار ذی شوکت عدالت قرین کو پہونچی کہ قوائم ارکان اسکے بصنعت کاتب زبان مرصوص کے مخصوص ہی اور مسند سلطنت اور تاجداری ایسے سلطان عظمت آیت کو حاصل ہوئی کہ بارگاہ عرش اشتباہ اسکی بمنقبت ومن دخلہ کان امناً کے منصوص ہی صورت ہر ماسول کی قبل اسکے کہ نقشبند خیال اسکا صفحۂ خاطر پر کھینچے بقدم سرعت مکمن خفا سے صحراے ظہور مین خراماں ہووے اور تشریف موہبت کہ خلعت خانہ وللہ خزائن السموات والارض مین فراہم ہی قامت اقبال اسکا ہر روز اسکے حاصل کرنے مین مشرف ہووے اور ماہچۂ اعلام ظفر غلام اسکے نے کہ جبکی شان وصفت مین کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیبا ہی جس دیار پر پرتو ڈالا رنگار ظلماتی وہان کے باشندون کا منور ہوا اور صحیفہ حسام فیروزی انجام اسکا کہ مصداق یکاد سنا برقہ یذہب اہل الابصار ہی جس مقام مین کہ باہتمام نیام سے باہر آئے سر مخالفون کے گوے میدان ہوئے ذوالفقار کی طرح چمک مین برق چلنے مین باد فنا ہی آوازہ اسکی سطوت کا اکناف مشرقین مین واصل ہوا اور صیت کشورکشائی اور دشمن کشی کا اطراف خافقین مین متواصل ہوا جو شخص کہ تند باد قہر اسکی سے نیچے گرا پھر قدم اسکا مرکب مرام پر نہ پہونچا جس شخص نے اسکے حلقۂ اطاعت سے سر باہر کیا بادیۂ ہلاکت مین ہدف تیر محنت ہوا دلیل اس معنی کی بہ تحقیق اور برہان اس دعوی کے بتصدیق واقعہ ارکان دولت ابراہیم نظام شاہ بن برہان ہی کہ تفصیل اسکی مولف خامۂ مشاط شیرین کار سے چہرۂ عروس روزگار پر لکھتا ہی اور قدرے اقبال شاہجہان کا نظر جہانیان مین جلوہ گر کرکے مرقوم خامہ زرنگار کرتا ہی کہ جب بادشاہ جہان مطاع نے حصار نلگوان کو سرکشان بیفکر کے قبضۂ تغلب سے برآوردہ کرکے ہمت سعادان دولت قاہرہ کے دفع پر مصروف کی بعضے امراے درگاہ کو کہ سر گریبان طغیان سے برلائے تھے منصب ایالت اور ریاست سے معزول اور محبوس کرکے خاطر دزد خانگی اور آتش آستین سے مطمئن فرمائی اور اسواسطے کہ حرکات اور سکنات برہان نظام شاہ سے غبار کلفت خدایگان اعلے کے گوشۂ دل مین جاگزین تھا اسلیے ہمیشہ خیال اسکی تلافی اور انتقام کا کہ خصلت پسندیدہ سلاطین صاحب تمکین سے ہی اسکے گرد پھرتا تھا لیکن اغماض بھی جو اوصاف سلاطین عالی مقدار سے ہی مانع الضمیر پر مانع ہوتا تھا اور نہین جانتا تھا کہ وہ فتنہ وفساد ہیجان کرکے ستک وما ظہور مین پہونچے کہ ناگاہ اس حال کے خلال مین برہان شاہ نے شاہزادہ اسمٰعیل کی قریب مین سنگ جفا کا عہد وپیمان کے شیشہ پر مارکر ایسا چور کیا کہ ہرگز وہ اصلاح اور درستی کے قابل نرہا اسواسطے جب خبر شہزادہ کے خروج کی احمدنگر کیطرف پہونچی اسکی اعانت کیواسطے قصد لشکر جمع کرکے بتعجیل نلگوان کیطرف روانہ ہوا

لیکن حوالی قلعہ پرندہ مین خبر قتل ہونے عین الملک اور گرفتاری شاہزادہ منکر اپنے سوار ہونے سے پشیمان ہوا اور اپنا سر کہا کر احمدنگر گیا اور چو اُسوقت مین قلعہ چندرکوٹی کو علی عادل شاہ نے مصطفی خان اردستانی کی مساعی جمیلہ اور مساعی اخلاص سے مسخر کیا تھا ابراہیم عادل شاہ کے قبضۂ قدرت سے برآوردہ ہو کر کارکنان نظامشاہی کے تصرف مین در آیا اور راے بیجانگر نے کہ اُسوقت بلکندہ کو دارالراج بنایا تھا اسکو یقین تھا کہ عدالت پناہ برخاش پر آمادہ ہو کر خود وہین بیشک فوج کشی ہوگا اور قلعہ چندرکوٹی کے سبب ایک راہ سے لیا ہے اسلی ولایت مین بھی گزند پہونچاویگا اس سبب سے محزون اور ملول ہوا اور عالی شاہ پسر عین الملک کہ بعد قتل ہونے اسکے معرکہ سے بھاگ کر پناہ وسے تھے اسکے ہے گیا تھا نا علاج اسکی اسپر منحصر ہے کر اتفاق کرکے تم اسطرف سے چند قلعہ اور ممالک عادل شاہ پر متصرف ہو تو اسکے تسلط اور غلبہ مین تخفیف ہونے اور اس سمت سے دلجمعی ہو راے بلکندہ نے یہ راے پسند کرکے برہان شاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ غلبہ اور تسلط عدالت پناہ کا حد سے زیادہ تر ہے اور خوف اس بات کا ہے کہ نعوذ باللہ اسکی سپاہ کے سبب سلاطین اور حکام دکن کو مضرت پہونچے اس بارہ مین فکر واقعی کرکے وہ کام کرین کہ اس اندیشہ سے نجات حاصل ہو برہان نظام شاہ کہ مشتاق اس صحبت کا تھا اس امر مین شریک ہوا اور یہ تجویز کی کہ رام راج قلعہ نیکا پور اور مدکل پر متصرف ہووے اور خود قلعہ شولاپور اور شاہ درک کو حوزۂ تسخیر مین لاوے اور مقدمات سابق نقل تیار کرنے اور توڑنے قلعہ مشکلیسر اور حوالی پرندہ سے بے نیل مقصود نہایت خجالت اور ندامت سے احمدنگر تک مراجعت کرنا مطلق فراموش کرکے لشکرکشی پر آمادہ ہوا اور مرتضی خان انجو کو سپہ سالار کرکے ماہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ ایکہزار اور تین ہجری مین بارہ ہزار سوار مسلح اور جرار مملکت عالم پناہ کی طرف نامزد فرمائے یہانتک کہ ممالک سرحد کو تاخت و تاراج کرکے شاہ درک اور شولاپور کو مفتوح کیا اور راے بلکندہ نے بھی فرصت پاکر بعضے قلاع سرحد کرناٹک صاحبقران کے اہلکارون کے تصرف سے برآوردہ کیے مصرع نہ ہے تصور باطل نہ ہے خیال محال مرتضی خان اور تمام امراے نظام شاہ بعد طی مسافت جب قلعہ پرندہ مین پہونچے اور دریافت کیا کہ ابتک راے بیجانگر نے بادشاہ عدالت گستر کی آتش غضب کے خوف سے اپنے مسکن سے قدم باہر نہین رکھا اندیشناک ہو کر اُس مقام مین توقف کیا لیکن انکے قراول اور تاراجیان نے سرحد کے قریون اور قصبات پر تاخت کرکے مزاحمت بیجا پہونچائی اور یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچی امراے سرحد کے نام فرمان واجب الاذعان مخالفون کی تنبیہ اور گوشمالی کے بارہ مین صادر فرمائے اور انھین دنون مین نویک بہادر جو سلک امراے عظام نظام شاہی مین منتظم تھا اُسنے عدالت پناہ کی ولایت مین آن کر نشان جسارت بلند کیا تھا لیکن امراے عادلشاہی کی دست برد سے شربت ہلاک چکھا رعب اور ہراس نظام شاہیون کے دل پر غالب ہوا اور یہ حالت متوطنان بلدۂ احمدنگر پر سرایت کی اور ماہ جمادی الثانی کے اواخر مین کمال غصہ اور غیظ سے برہان نظام شاہ کا مزاج وہاج طریق اعتدال سے منحرف ہوا تپ محرق عارض ہوئی یہانتک کہ رجب المرجب کی نوین تاریخ کو وہ مرض ساتھ سہال نوبتی کے منجر ہوا اس خبر کے انتشار سے ایک شورش عظیم اُسکے لشکر مین جو قلعہ پرندہ کے قریب نازل ہوا تھا برپا ہوئی اور اخلاص خان حبشی نژاد ہو کہ غلامان و دومان نظام شاہیہ سے تھا اور اُس لشکر مین اُس سے کوئی شخص بزرگتر اور صاحب شوکت نہ تھا چنانچہ تمام امراے حبشی اور دکنی سے اتفاق کرکے سر گریبان کینہ سے بلایا اور چاہا کہ

بعد ترتیب جمال خان عادت جبلی کے باعث مرتضی خان اور تمام غریبون کی قتل و غارت مین مشغول ہوکر ایک اثر انکے آثار سے باقی نرکھون اس درمیان مین امراے غریب اُسکے کید و مذ ریسے واقف ہوکر باتفاق اپنے ابناے جنس سوار ہوئے مرتضی خان اور احمد خان قزلباش اور بعضے اور اعزہ سے بتعجیل تمام احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور خلیفہ عرب اور قزلباش خان نے مع ایک جماعت کثیر غریبان سے ولایت عدالت دستگاہ مین پناہ لاکر حبشی اور دکنی کے دست ظلم سے پناہ پائی اور اس اخبار کدورت آثار کے سننے سے برہان شاہ کے مرض نے ترقی پکڑی جیساکہ مناسب مقام مین مذکور ہوگا اس سراے پرخرخشہ سے دار البقا کی طرف ارتحال کیا اور اُسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا قائم مقام ہوا اور میان منجو دکنی پیشوا اور وکیل السلطنت ہوا لیکن امراے حبشی زادہ کہ جو فتنہ و فساد در رجہ اعلی رکھتے تھے اسقدر جمعیت سے کہ ابراہیم نظام شاہ کی والدہ حبشیہ تھی مقرب اور مصاحب اور ندیم اُسکی ہوئی اور میان منجو چونکہ بیعلاج تھا علت اپنی طبیعت مین چھوڑکر خاموش ہوا اور اسوقت حبشیون اور دکنیون کوتہ اندیش نے ایسے مقدمات کہ خرابی سلطنت اور ویرانی مملکت کے موجب ہون اختیار کیے اور پاؤن اپنی حد سے باہر رکھکر ایلچیان عادلشاہی کی نسبت کہ اس حدود مین تھے شرائط تعظیم و تکریم کما حقہ بجا نلاتے اور دم حریفی اور ہمسری کا اور نشان تکبر اور نخوت کے بلند کیے اور اعمال ناشایستہ آناً فاناً اُنسے سرزد ہوتے تھے اور ابواب خشونت اور وحشت کے ساعت بساعت مفتوح ہوتے تھے اور حیات سلطان عدالت گستر کے مزاج کے موافق نپڑی سبب ازدیاد کدورت سابق برہان نظام شاہ ہوئی اور انھین دنون مین شہنشاہ کی راے کہ کیفیت عواقب امور بشین کے علم الیقین کے ظہور سے جانتی ہی اور مقادیر اشیا کی کلیت قبل از وجود ساتھ عین الیقین کے دیکھتی ہی یون مقتضی ہوئی کہ مفسدون کی تنبیہ او تادیب کے واسطے پاؤن رکاب ظفر انتساب مین لاوے اور ارباب نخوت کو پایمال خشم و قہر کرے اس واسطے منجمان برجیس فطنت عطارد ذکا کو طلب کرکے استفسار فرمایا اُنھون نے بعد التعمق انظار اور تدقیق افکار آثار و انظار ثوابت سیار مین طالع سرطان کہ خانۂ ماہ تابان اور اعداکے دفع و رفع کے واسطے لائق ہی اختیار کی اعیان دولت اور ارکان سلطنت نے بادشاہ کے حکم کے موافق اُس ساعت مین جو ارباب تنجیم نے قرار دی تھی خیمہ و خرگاہ و پیشخانہ دربار گاہ بہمن ملی کی طرف بھیجا اور نقارہاے حربی سے آسمان و زمین مین غلغلہ ڈالا بیت برآمد ز کوس

گورکہ غریو * زبیم آب شد زہرۂ نرہ دیو * اور اُسکے پیچھے صاحبقران سلیمان مکان نے پاے فتح و ظفر سر یر سلطنت سے رکاب نصرت انتما مین رکھکر خانۂ زین کو رشک نگارخانہ چین کیا گویا شبدیز سبک خیز اُسکا ایک تند باد ہے جس پر سلیمان زمان مطلق العنان ہی یا ایک آتشین عنصر ہی ابراہیم دوران آسیبر ہی نہین نہین فلک الافلاک ہو کہ ایک دن مین آفتاب عالمتاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پہونچا ئے اور ایسا تیز تگ ہی کہ ایک دم مین ابلق دہر کو عرصۂ شتاب مین شہمات کرے مثنوی بنازم بآن رخش اگندہ ران * کہ فربہ شد از وصف او داستان * نہنگ بجاد و پلنگ جبال * ہوا را عقاب و زمین را غزال * گہ پویہ باد و گہ قطرہ آب * گران چون ورنگ و سبک چون شتاب * بالجملہ اول روز بیسوین ماہ شعبان سنہ مذکور کو موکب منصور نے بہمن ملی مین نزول اجلال فرمایا اور اطراف و اکناف اُس مقام کے مضرب خیام عساکر بہرام انتقام ہوئے اور رایات علم فرقد سا اُس قلعہ کا ذروۂ مہر و ماہ پر پہونچا امرا اور افسران سپاہ اُس مقام مین شاہ جمجاہ کی ملازمت مین

مشرف ہوئے اور سب بخلعت کمر بند و خنجر مرصع اور اسپان تازی اور عراقی سرفراز ہوئے رایات نصرت آیات کو
اس مقام سے شاہ درک کیطرف متحرک فرمایا **بیت** ز خیل و حشم شاہ گردون فراز ٭ روان شد بجا ہمچو موج دراز
تا کہ اس عزیمت سے ساکنان احمدنگر نے الحال بخلاف ازمنۂ ماضی طریق عناد و فساد سے منحرف ہو کر صمیم قلب
مستقیم سے اخلاص و دوستی اختیار کرین اور ایک جماعت صاحب فہم و فراست کو درگاہ مین بھیجکر زبان
معذرت اور استغفار مین کھولین تو سپاہ بہرام انتقام کے تعرض سے مصئون و محفوظ رہین ورنہ کرشامت اعمال
اور نحوست ناسازی سے شاہزادہ اطاعت اور متابعت سے منحرف ہوا اور وادیٔ ضلالت اور گمراہی سے باہر نہ
آوین ساتھ تیغ قہر و سیاست کے نوازش پاکر گرداب محنت و عقاب مصیبت مین گرفتار ہو وین اور
یہ قصد و ارادہ شہنشاہ زمان کا یہی تھا ناچار منازل شب دیز جہان نورد گردون خرام کو کھینچکر ہر روز ایک دو منزل
راہ طے کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ وہین زمین خوش آئیند نظر آتی تھی پانچ روز وہان مقام
کرتا تھا کہ شاید ارکان دولت نظام شاہیہ پشیمان ہوئے ہوئے سے پشیمان ہوکر با ملامت و موافقت رجوع
ہو وین اور مکارم اخلاق خسروانہ کہ بیان طلب تھا موجب شکستہ گذار شراب عفو و بخشش سے انکے
جام راحت انجام کو لبریز کرے لیکن افواج شقاوت اور بدبختی نے انھین پیش و پس سے ایسا محاصرہ کیا
تھا کہ مقدمات سلامتی خاطر نخوت ماثر مین لاکر نظر غور کو کام فرماتے یا ارباب دانش کے ارشاد کو گوش ہوش مین
جا دیکر انکے کہنے پر عمل کرتے الغرض اسکے بعد رایات نصرت آیات خسروانہ کہ بعد طے مراحل و منازل قصبہ
شاہ درک مین پہونچے سراپردۂ عظمت و شہریاری ذروۂ سماک اور رفعت افلاک مین بلند ہوا اور چونکہ وہ زمین
کی فرح افزا اور رشک بہار تھی اور مقام دلچسپ کہ چشمہاے آب رواں دیکھے اور صحرا نمونۂ گلستان پایا اور قسم
قسم کے گل اور ریاحین شگفتہ اور درختان تھے غبار موکب جہان پیما غایہ سبز ہوا یعنی اس مکان جنت نشان مین
توقف کیا وزیر و امیر جوانان و پیر جو ہمصحبت او ہمنشین تھے انسے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا اب
چندے بساط عیش و نشاط مبسوط ہووے غرضکہ جشن کی تیاری ہوئی چندے شراب کباب ناچ گانا جلسہ
بے تکلفانہ رہا مقدمات لشکرکشی اور دشمن گدازی پردۂ تانیہ مین رہے اس درمیان مین اخلاص خان مولد اور بعضے
امراے دیگر نے کہ ابراہیم نظام شاہ ثانی کے لشکر کے دور کو محاصرہ کیئے تھے اپنی کثرت جمعیت پر مغرور ہوکر اسباب
قتال و جدال کے تہیہ مین اشتغال کیا اور صورت امیدہاے باطل اور آرزوہاے مہمل لوح خیال پر نقش کرکے
نقش تصورات محال صفحۂ دماغ باطل اندیش پر کھینچے اور بے تامل و تفکر باگ ہمت فرمان نفس کے دست ہوا و ہوس
مین سپرد کرکے خزانے ہتھیار اور گھوڑے اور ہتھیار بیشمار سپاہ پر تقسیم کیے اور ابراہیم نظام شاہ کی ملازمت مین کہ
اسے مثل ان امرون کے چندان اختیار نہ تھا قدم راہ جسارت مین رکھا اور مرتبۂ نادانی مین سراسیمہ در معمورہ
جہل مین حیرت زدہ ہوکر طے منازل اور قطع مراحل کرتے تھے غرضکہ تیس ہزار سوار جرار اور توپ اور ضرب زن
بیشمار اور فیلان پائدار اژدہا کردار لیکر بسرعت تمام سرحد سپاہ سپہر احتشام کیوان غلام مین پہونچے اور خیال محال
اور سوداے فاسد کے باعث آغاز شیطنت کرکے مکر و فریب کا پیشہ کیا اور بالطریق برہان شاہ راے رایان بیجانگر کو
جو ہمیشہ آنحضرت کے خراج گذار اور باجدار رہتے واسطے تاخت و تاراج قصبات اور پرگنات سرحد ادونی وغیرہ کے

ترغیب و تحریص کرتے تھے اور یہ امر زیادہ تر صاحبقران کے موجب خشم و قہر کا ہوا آخر کو حضرت نے زبان فیض ترجمان
سے یہ ارشاد کیا کہ حسب و نسب بھی اعتبار تمام رکھتا ہی ہر چند ہم اس یورش مین ساتھ نرمی اور
مدارا کے پیش آتے ہین رگ حمیت غلامان حبشی اور دکنی جنبش مین نہین آئی کہ خشونت جہالت چھوڑکر راہ
مصالحہ اور ادب سے پیش آوین اب ہمارے ذمہ ہمت پر واجب و لازم ہوا کہ انکی خود رائی اور ستیزہ کاری کی جزا
دستر اسکے آغوش مین رکھین اور بے ادبون کو گوشمال واجبی دیکر عزیمت خسروانہ دشمنون کے دفع پر تعین کرین پھر
بعد اس قرارداد کے فرمان واجب الاذعان یون صادر کیا کہ امرا اور افسران سپاہ افواج آراستہ کرکے نہایت
تجمل و حشمت سے میدان نبرد مین آوین اور خیل خاصہ یعنے سلاحدار اور حوالدار مسلح اور مکمل ہوکر کمال عظمت و شوکت
سے صف آرا ہووین چنانچہ ذیقعدہ کی اٹھارھوین تاریخ سنہ ۱۰۳۱ اکیہزار اور تین ہجری مین صبح سعادت کے وقت
کہ فراشان کارخانہ ایجاد و تکوین نے شامیانہ زرین طناب آفتاب کو میدان سپہر لاجوردی مین بلند کیا اور اسکے
فروغ انوار سے جہان بوقلمون کو منور کیا شہنشاہ جم جاہ جوان بخت اس قصر سے جو قصبہ شاہ ورک مین واقع تھا برآمد
ہوا اور ابواب احسان خلائق کے چہرہ پر مفتوح کرکے مجرائیون کا سلام لیا اور فوج عساکر منصورہ کو ملاحظہ
فرمایا اور کمی بیشی اور دیگر کیفیت لشکر ظفر اثر خاطر قدسی مآثر مین لاکر انکے اجزاے علوفہ اور انجاح مآرب کا
حکم فرمایا سپاہ تمام نیزہ ور اور شمشیر زن فرق سے نعل مرکب تک غرق دریاے آہن کر میدان جانستان مین
جان و مال سے دریغ نہ کرین اور تیغ آبدار اور پیکان آتشبار سے خاک معرکہ اعدا کی آنکھون مین ڈالین اور بعد جائزہ
کے منادی غیب نے نداے فرح افزا اِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ گوش ہوش مین سنائی نظم سپاہی بحر موج
سیل رفتار ✤ سپاہے ابر سیر کوہ دیدار ✤ سپاہے از شمار اختر افزون ✤ سپاہے از حساب عقد بیرون ✤ جمع
کرکے حمید خان اور شجاعت خان کو مع تیس ہزار سوار تیغ گزار نظام شاہ کے مقابلہ و مقاتلہ کیواسطے نامزد فرمایا اور
اتمام حجت اور الزام کے واسطے حمید خان اور شجاعت خان سے متواتر یہ فہمائش کی کہ جبتک دشمن علم جسارت
اور سبقت میدان کین مین نہ بلند کرین تم بھی تمہید حرب مین ساعی نہونا اور نظام شاہ کی ولایت مین مزاحمت
نہ پہونچانا اور جب وہ ہماری مملکت مین داخل ہوکر جنگ پر آمادہ ہووین اور صف جدال آراستہ کرین
مناسب ہی کہ تم بھی رایت اژدہا پیکر عادل شاہی کو جو بنقش اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ کے آراستہ ہی مرتفع کرو اور
ہمارے فرزین بند اقبال عالمگیر کے ساتھ محفوظ ہوکر فیل و رخ کی قدرت سے دشمن دغل کو پیادون سے کنارہ
بساط شہ مات و یکر شطرنج مین عرقاب کردیہان تو یہ مذکور تھا کہ ناگاہ امراے نظام شاہی نے حماقت
ہاتھ سے ندیکر محاربہ اور مقاتلہ مین کہ انجام اسکا پردہ غیب مین مستور ہی میل و رغبت کی فیصلہ اس یورش
کا بعہدہ شمشیر آبدار اور قطع اس مبحث کا محاکمہ خنجر گذار کی نسبت رجوع کرکے غرہ ماہ ذی الحجہ کو اس بادشاہ
قضا قدرت کی سرحد مملکت مین قدم رکھا اور جیسا کہ دستور حرب نظام شاہی تھا حصار اپنی توپ اور ضربزن
سے گرداگرد لشکر کے آراستہ کیا اور ارابے زنجیر اور ریسمان سے مضبوط اور مربوط کیے اور قلب و جناح
درست کرکے حرب پر آمادہ ہوئے جب یہ خبر حمید خان کے گوش زد ہوئی چشم شجاع مین آثار خشم نمود ہوئے
اور جبین پر چین شجاعت ظاہر کرکے ترتیب سپاہ اور صف جنگ گاہ کی آراستگی مین توجہ فرمائی میمنہ پر سہیل خان خواجہسرا

اور عنبر خان حبشی کو اور میسرہ پر شجاعت خان اور شرزہ خان کو مقرر کیا اور آپ پہلوانان آزمودہ کار کو بعد شوکت و
شان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر قلب مین قائم ہوا اور مقصود خان شحنہ فیل کو جو غلامان کرجی سے تھا مع فیلان
کوہ پیکر بادشاہی فیل کے آگے مامور کیا القصہ اس کلام کا یہ انجام ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور مہم مقابلہ
و مقاتلہ تک پہونچی بعد حصول تقارب بیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت لایا تھا سہم جانستان سنان
حصار ایوان کے انہدام اور نقب حصن حصین حیات کیواسطے سبدم روان ہوا اور یک برق آسا رعد صدا یعنے توپ
اور ضرب زن کا گولہ اساس حیات کے انہدام لیے میدان کین مین متردد ہوا اور بعد فراغ استعمال آلات آتشبازی
سپاہ زوان جرار خونخوار مرکب ہوائی کو بہ مہمیز ستیز جولان کرکے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور نیزہ ہائے خطی
بے کاکل غمزہ سبز عذاران ہند فتنہ انگیز اور مانند مژگان عاشقان مستمند خونریز تھے ایکدوسرے پر حملہ آور ہوکر
چشمے خون کے جیحون سے بہاتے اور لیبا ما منقش اور زرفش ملون عرصہ جنگ پر کھینچکر نشان شجاعت کے بلند کیے دشت
نبرد گلزار ہوگیا جدھر رخ کیا لاشون کا انبار دیکھا مثنوی نبرد آزمایان آہن گسل ہوئے ز چشم سینہ پر از کینہ دل + چو
آتش بشوریدگی گشتہ گرم + نہ مہر و وفا و نہ آزرم و شرم + اور اسکے بعد دود ولہاسے سوختہ استعمال آلات
آتشبازی سے میدان سپہر زنگاری تاریک ہوا اور شعاع رماح او عکس مشاعل سلاح سے فضاے معرکہ پرانوار تھا
قلب و میسرہ کی فوج عادل شاہی نے بمحض حکمت الٰہی شکست پائی اور ایک جماعت کثیر و واسیہ صحراے ناگزیر فنا
کیطرف روانہ ہوئی اور بعضون نے خستہ اور مجروح ہوکر وادی انہزام کا راستہ لیا اور اٹھی ہاتھی معرکہ مین چھوڑ گئے لیکن یہ
معنی فتح ہوکر اعلام ظفر انجام سپاہ عادلشاہیہ کا مرتفع ہوا بیان اس کلام کا یہ ہیکہ ہنگامہ کارزار کی عین گرما گرمی
مین دود آتشبازی اور غبار سے میدان ستیز تاریک تر ہوا جو ہوا مخالفون کی جانب سے چلنے لگی صفوف میسرہ
خداینگان عالی دود و غبار کے سبب نہایت تیرہ و تار ہوئین جوانون اور بہادرون کا اس روز سیاہ کے
پیش آنے سے جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا مجال توقف نرہی جنگ کرکے متفرق ہوگئے کسی نے
مقابلہ نہ کیا صفوف میسرہ کا میدان مصاف صاف ہوگیا امراے نظام شاہی اس معنے کو فتح پر حمل
کرکے یکبارگی حملہ آور ہوئے فوج قلب اور اکثر افواج میمنہ عادل شاہی صفوف میسرہ کے مانند متفرق
اور پریشان ہوگئی لشکر نظام شاہی مفرورون کے تعاقب مین مشغول ہوا اور ابراہیم نظام شاہ اس مقام سے کہ اپنے
لشکرگاہ کے عقب آلات حرب و ضرب کے رکھنے کے واسطے اختیار کیا تھا یہ مشاہدہ تفرقہ فوج عدالت پناہ
کے یقین فتح کرکے نہایت حضور اور سرور سے مرکب کو جولان کرکے چند لوگون سے آگے بڑھا اور سہیل خان
اور عنبر خان اور تھوڑے سے امراے میمنہ عادل شاہی کہ ابتک جدال و قتال مین نہ مشغول ہوکر کنارے ایستادہ
تھے نظام شاہیہ کا چتر و علم پہچانکر اسکی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور مقصود خان ترک بھی اسی فیل کو جو تمثیل
جو بدمست اور جنگ مین ہوشیار تھے لیکر ساتھ انکے ملحق ہوا ایک جماعت جو ملازم رکاب برہان نظام شاہ کے تھے
یکزبان ہوکر بولی کہ مدد ہماری جمعیت کا پانسو کو نہین پہونچا ہی اور جمعیت غنیم کی ہزار مرد سے متجاوز نہین معلوم ہوتی ہی
صلاح یہ ہیکہ ہم معرکہ سے کنارہ کرکے اسقدر توقف کرین کہ ہمارے امرا فراہم ہووین ابراہیم نظام شاہ کہ جوش شباب
سے مست اور علاوہ اسکے شراب کے نشہ سے بھی سرخوش تھا دولتخواہون اور تجربہ کارون کی عرض پذیرا نکرکے ارشاد کیا

کہ میرے چھوٹے بھائی اسمعیل نے جنگ ولاور خان مین منہ نہ پھیرا مین سہیل خان لس کٹے سے کیونکر پہلو تہی کرونگا
یہ کہکر تلوار غلاف سے کھینچا اور دس بارہ ہاتھی مست اور کچھ آدمی ہمراہ لیکر فوج شاہی پر حملہ کیا اور بقدر امکان
تردد کرکے داد مردی اور مردانگی دی جب اُس مقام سے زمانہ اُسکے کوچ کا قریب آیا اور زمانہ کے رسم و
عادت کے موافق کمین قضا اور کمان قدر سے ایک حربہ مقتل پر نظام شاہ بحری کے پہونچا اُسکے صدمہ سے جان پر
نہوا نقد حیات خازن بہشت کے سپرد کی بیت دمے چند بشد دونا چیز شد + زمانہ بجندید کو تیز شد + مقربان درگاہ
نظامیہ بعد تلاش لاش اپنے بادشاہ کی جو غلامان حبشی کی شامت ستیز سے خاک ہلاک پر افتادہ تھی اُٹھا کر بادل
بریان و دیدہ گریان احمد نگر کیطرف روانہ ہوئے اور اس خبر کے شائع ہونے سے کہ نہال حیات ابراہیم
نظام شاہ بحری کا باد حوادث کے صدمہ سے چمن زندگانی مین ٹوٹ گیا ہر تمامی امراے حبشی اور دکنی احمدنگر جو تاراج
مین مشغول تھے مصداق لا یستطیعون حیلۃ ولا یہتدون سبیلا ہوکر سلسلہ اُنکی جمعیت کا ٹوٹا اور اسقدر خوف و ہراس چھایا
کہ کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا لڑائی موقوف ہوئی اور نہایت محنت اور مشقت سے نیم جان اپنی دوڑ دھوپ کر
میدان قتال کے باہر لیگئے اور توپخانہ اور فیلخانہ خاص نظام شاہیہ غارت کراکے دولتخانہ اپنے صاحب کا
ضائع اور برباد کیا اور یہ فتح ساتھ دیگر فتوحات عادل شاہی کی سلک مین منتظم ہوئی زمانہ تہنیت گذار ساتھ اس
نظم کے مترنم ہوا مثنوی زمان تازمان از سپہر بلند + بفتح دگر باش فیروزمند + ہمہ شب کہ مہ طوف گردون کند +
چراغ ترا روغن افزون کند + ہمہ روز خورشید با تاج زر + بپایین تخت تو بندد کمر + اور جو کہ نوادر او رغرائب سے
اُسوقت وقوع مین آیا تھا بذریعہ نغمہ سرائی عندلیب کلک اور بوسیلہ طرفہ ادائی طوطی قلم خجستہ رقم اس کتاب مین
درج کرتا ہوں وہ یہ ہی کہ جب امراے قلب و میسرہ نے قدم دائرہ ثبات او رتہور سے باہر رکھا بہت سپاہی جسطرح
کہ عادت سفر درنگی ہی بخیال تعاقب سپاہ غنیم سراسیمہ اور بدحواس ہوکر ایسا بھاگے کہ قلعہ شاہ درگ تک کسی نے
مُڑکر نہ دیکھا اور متفق اللفظ والمعنے نواب شاہ نواز خان سے یون نقل کی کہ کل عصر کے وقت سپاہ طرفین ملکی بازار
گیرودار نے رواج پایا اور باد تند کے چلنے اور بارود کے دھوین کی کثرت سے چشم عقل خیرہ اور میدان
نبرد تیرہ ہوا اور سپاہ عدالت پناہ کو اُسکے سبب سے ایسا صدمہ پہونچا کہ چند امرا نے اس ورطہ ہولناک سے
نجات پائی اور اکثر انمین کے نقد حیات ہاتھ سے کھو بیٹھے اور ایک ہاتھی کے سوا کہ وہ بھی رضوان ترک غلام کی
بہادری و مردانگی معرکہ سے برآوردہ ہوا ہی تمام ہاتھی معرض تلف و غارت مین آئے یہ تقریر ہورہی تھی کہ چند مخبر گرداہ
سے پہونچے انھون نے بھی مفرورونکے موافق خبر پہونچائی اور اس اخبار کے انتشار سے کہ صبح تاریخ تیسری ماہ مذکور
تھی تمام آدمی متوحش اور پریشان ہوئے اور آشوب شدید اور ولولہ عظیم عدالت پناہ کی اردو مین واقع ہوا لیکن
سلطان صافی ضمیر بے شبہہ و نظیر کہ آسمان قدر اسکا مثل مدارج فلک الافلاک کے رفیع اور سپہر سریر اسکا مثل سریر
اسپہر کے وسیع تھا روے نیاز خاک عاجزی پر رکھکر بزبان تضرع وزاری درگاہ ملک متعال سے علو اور برتری سلطنت
کی اور اس امر مین خاص و عام کے ساتھ مخالفت کرکے منفرد ہوا اور کسی وجہ سے اس قول کی صحت اختیار نفرمائی
ایک روز کہ تمام مقرب اور اہل دربار حاضر تھے حضار مجلس کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو کچھ نقوش لوح محفوظ نے میرے
آئینہ دل پر پرتو ڈالا ہی اسکے خلاف مفرورون اور مخبرون نے موقف عرض مین پہونچایا ہی عنقریب اقبال بشارت فتح و نصرت

کہ وہ بادبان اس دربار فلک اساس سے ہر صبح اولیاے دولت روزافزون مین پہونچا دیگا اور گل مراد چمن
اخلاص مخلصان مین شگفتہ لا زم ہے بشیر زندگانی اعدا سموم ہجوم سے زار ونزار ہوگا ابھی یہ کلام صدق انجام درمیان
مین تھا اور مقربان مجلس اختصاص بہ کمل تسلی اور تسکین کے حضرت کے نہال کلام سے چنتے تھے کہ نا گاہ لب بوس آستان
سپہر نشان شاہ نواز خان محفل خلد شاکل سلطان زمان مین حاضر ہوا زمین خدمت کو لب ادب سے
بوسہ دے کر یون ثناخوان ہوا ابیات گیتی ز فر دولت زمان دہ جہان + مانند بہر صرم ارم و روضۂ جنان
در ہر طرف کہ چشم کنی جلوۂ نظر + در ہر طرف کہ گوش نہی مژدۂ امان + تاثیر دولت روزافزون اور مساعدت
بخت رہنمون سے رایت فتح آیت سر آسمان بر کھستا ہی اور آفتاب خنجر سپاہ ستارۂ اقبال سے ہر روز ایک
مملکت مفتوح کرتا ہی اسوقت جاسوسان قمر سرعت فلک سیر لشکر ظفر اثر سے پہونچے اور زبان بشارت
نصرت و فیروزی مین کھولکر یون عرض پیرا ہوئے کہ ابراہیم نظام شاہ نے میدان جان ستان مین شہد شہادت
چکھا فیلخانہ اور توپخانہ مع جمیع کارخانجات سپاہ بحر جوش رعد خروش کے تحت وتصرف مین آیا ہی حضار
مجلس صفائی باطن خورشید میامن بادشاہ سے تعجب مین رہے زبان ثنا اور دعا مین کھولی مضمون
ان ابیات کا بآواز بلند سنانے لگے ابیات ای شہریار رونق وشہنشاہ روزگار + جاوید باش در کنف لطف
کردگار + اجرام رام بخت بکام فلک غلام + دولت مطیع وچرخ مساعد زمانہ یار + اور باوجود اس جدال
وقتال کے کہ اکثر عماید انصار عالی حضرت سلیمانی کام آئے تھے بہ تقضاے رحمدلی اور مراحم ذاتی ابراہیم شاہ
کے قتل ہونے سے متاثر اور غمگین ہوئے حکم قضا شیم صادر فرمایا کہ کوئی امراے فیروز جنگ اور سپاہ قیامت
آہنگ نظام شاہ کی حدود مملکت کی تخریب مین پیشقدمی نہ کرے اور رعایاے سرحد کی بھی مزاحم اور
متعرض نہووے اور نیز توقف اور مقام اس اطراف مین موجب ازدیاد رعب دہراس مملکت نظام شاہیہ
ہی لازم کہ بمجرد ورود فرمان رایات دولت واقبال کو متحرک کرکے آستان خلافت آشیان کی تقبیل کو متوجہ
ہون پھر اواخر ماہ مذکور مین تمام امراے مظفر اور منصور ہوکر شاہ ورک مین پایۂ سریر احتشام حاضر ہوئے علی قدر مراتب
ہر ایک نے بنوازش ومرحمت شاہی اختصاص حاصل کیا اور سہیل خان اور عنبر خان نے کہ ہنگام دار وگیر اور
زمان رزم وپیکار مین نہایت جوانمردی اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی منظور نظر عاطفت ہوکر ازدیاد مناصب
وتفویض ولایت مین از سرنو سرفراز اور ممتاز ہوئے پھر سلطان سپہر احتشام نے مقضی المرام ہوکر عنان عزیمت
دارالخلافت بیجاپور کی طرف کہ آیۂ بلدۃ طیبۃ ورب غفور اسکے صفحہ پر مسطور ہی معطوف فرمائی اثناے راہ
مین جب سلخ ماہ ذی الحجہ کو آب نہر بیورہ سے عبور کیا سید الشہدا شہید کربلا بنی کے نور عین حضرت امام حسین
علیہ السلام کے شرائط عزاداری مین مشغول ہوکر مقام فرمایا مخبران بادشاہی نے حد کرناٹک سے بذریعہ خان
عنایت نشان شاہ نواز خان یہ اخبار حضرت ظل آلہی کے مسامع قدسی جوامع مین پہونچائے کہ چند
نفر رایان کفرہ فجرہ نے امراے نظام شاہی کی تحریک کے سبب قلعہ ادونی کے اطراف مین جاکر لوازم محاصرہ
پیش پہونچایا ہی اور اس سبب سے کہ وہ حدود ابطال رجال سے خالی ہی اور کوئی ایسا نہین ہی کہ متعرض اس جماعت
کے احوال کا ہووے اسوجہ سے ابواب دخول وخروج مسدود ہوئے اور اہالی قلعہ تنگی آذوقہ اور علف سے محنت

سکھتے تھین سلطان عدالت گستر نے یہ خبر سنتے ہی فوراً حکم صادر فرمایا کہ اسی وقت ایک جماعت امرائے عظام سپاہ ظفر ارتسام عنان شبدیز خوش خرام اعدائے دولت قاہرہ کی سرکوبی اور پامالی کے واسطے منعطف کرکے اسطرف روانہ ہووے اور شمشیر آبدار الماس فعل سے سر دشمنان بدبخت کے تن سے جدا کرکے ایسی آتش جانسوز اس جماعت مفسد کے خرمن مرز بوم مین افروختہ کرے کہ قیامت تک اُسکے خار ظلم کا صدمہ کسی کے کف پا مین نہ پہونچے اور بعد روانگی سپاہ ظفر انتساب اور فراغ ماتم سید الشہدا علیہ السلام اور لوازم عاشورہ محرم الحرام سلطان صاحبقران نیک اعتقاد دریا ہورہ کے ساحل سے کوچ فرماکر دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور اعیان دولت اور اشراف شہر نے خاقان منصور کی توجہ سے کہ ہمیشہ گل اقبال اُسکا باغ دولت مین شگفتہ اور رخندان رہے واقف ہوکر ربع دیارہ کو آراستہ و پیراستہ کیا اور تمامی دکانین اور دیوارون کو دیبائے چینی اور مخمل فرنگی اور تمامی وغیرہ سے پوشش کرکے عجیب و غریب اشیا نظر خلائق مین جلوہ گر کیے سلطان عاقبت محمود ماہ محرم الحرام کی تیرہوین تاریخ سنہ ۱۰۰۴ ایکہزار چار ہجری مین کہ اختر شناسان حکمت نے اسطرلاب فکرت سے اختیار کی تھی شاہرخ نظام شاہی کے فیل پر سوار ہوکر ساتھ اس شوکت اور حشمت کے کہ گردون گردان باوجود اُسکے کہ بہ سودن خاک کے کرہ پر پھرا ایسا تجمل عینک مہر و ماہ سے نہ دیکھا مستقر عز و جلال کی طرف خرامان ہوکر بمصداق السلطان فی البلد کالروح فی الجسد ظہور مین لایا اور دار الخلافت کی ہوا اُسکے شبدیز کی سم غبار سے عنبر بیز ہوئی حتی کہ اس ذرہ بے قدر زمین کو عنقائے قاف سلطنت و اقبال فیل فلک شکوہ پر سوار دولت ہوکر دروازہ نورنگا کی جانب روان تھا امرا اور ارکان دولت اور مقربان حضرت وزیر و امیر و پہلوان و سپہ سالار اور جوان پیادہ رکاب ظفر انتساب مین کہین لیجا جاتے تھے از دحام خلائق اور تماشائیونکا دروازہ مذکور سے اندر کے دروازہ تک اس کثرت سے تھا کہ کندھے سے کندھا چھلتا تھا بلکہ باد سبک سیر کا عبور اُس سے دشوار تھا مثنوی دران روز از کثرت خاص و عام + ز بسیاری از دحام انام + دران راہ را نفس بستہ شد + ز حمل خلائق زمین خستہ شد + بادشاہ ظفر قرین بآئین شہریاران صاحب تمکین قلعہ ارک کی اُس عمارت مین کہ معمار ہمت نے اُسکی بنا کی تھی مع گروہ اصحاب ملاحت و طائفہ ارباب صباحت بزم عیش و عشرت مین ساغر می نورانی کے تجرع اور نغمات چنگ و آغانی مین مشغول ہوا اور وہ عمارت قریب روضہ ملا معیری واقع ہی کہ سیاہ سیاہ پوش مردمک دیدہ نے کسی سواد مین مثل اسکا نہ دیکھا اور جاسوس تیز گوش ہوش نے کسی اقلیم مین نظیر اُسکا نہ سنا اُسکے دست ارتفاع نے جوزا کا کمربند کھولا اور پائے احترام اُسکا بارگاہ کیوان پر پہونچا اور باب فیض بخشی اور خوش ہوائی روزگار افسانہ روزگار رہا اور دروازہ جان پروری اور دلکشائی ضرب المثل اقطار رہا صفائے فضا اُسکے روضہ ارم کی طرح افزا ہی اور نسیم مشک بیز اُسکی طرہ محبوب کے مانند عنبر سا ہی قطعہ چنین بنائے ہمایون فلک ندید بچشم + چنان عمارت عالی جہان ندارد یاد + نخست بارگہ اقبال باز کرد و در شش + دری ز خلد برای جہانیان بکشاد + اور بعد فراغ لوازم سور و سرور بساط عدالت بچھا کر دروازہ انصاف اور داد پروری کا روئے خلائق پر کھولا اور شرائط جہانداری مین مصروف ہوکر یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ کی ندا گوش عالم اور عالمیان مین پہونچائی اور اسوقت جاسوسان خجستہ مقال نے یہ بشارت مسامع جاہ و جلال مین گذرانی کہ کفرہ بیجاپگر جو معاندان اطراف کی ترغیب اور مفسدان اکناف کی تحریک سے باعث

وادی عصیان مین قدم رکھکر چاہتے ہین کہ کمند تسخیر قلعہ اودنی کے شرفات پر ڈالکر جلد جلد گردن مقصود مین لپیٹین
اُس وقت امراے عظیم الشان کے قرب وصول سے جو آب نہر بورہ کے ساحل سے نامزد ہوئی تھی ناگاہ بمضمون
آیہ کریمہ یقول الانسان یومئذ این المفر اپنے حسب حال کیا اور گریز کو ستیز پر اور فرار کو قرار پر اختیار کرکے ایک
ہزیمت اپنے مساکن اور مواطن کیطرف معطوف کی اور کچھ لوگ کہ اس جماعت سے جو اسیر سپاہ ظفر قرین ہوئے
تھے سر انکے تن سے جدا کرکے درک اسفل کی طرف روانہ کیے غرۂ محرم الحرام سنہ ایکہزار پانچ ہجری مین کہ سپہ سالار
شہدا اور صاحب لواے دہور رہی ہاتف غیبی نے پس پردہ لاری سے بلفظ تہنیت اور مبارکباد کا گوش اہل ہوش
مین پہونچایا کہ محض لطف بے انتہاے یزدانی اور عنایت نامتناہی سبحانی سے سیادت مرتبت رفیع منزلت
میر محمد صالح ہمدانی نے اس دربار مین تشریف شریف ارزانی فرمائی ہے کہ ساکنان صوامع ملکوت اور گرد بیان
جبروت آسکے رشک قدم سے پیچ و تاب مین ہین اور نفوس کواکب سماوی نے آسکے انوار جمال کے روبرو کاسہ
کچکول ہلال کو گدائی کے واسطے تبرک دیا اور چند موے مشکبوے سید کائنات خلاصہ موجودات مخدوم عالمیان وتتمہ
دور الزمان احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم مصحوب آسکے ہین اعلےٰ حضرت سلیمانی یہ خبر فرحت اثر
سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور حمد و سپاس خداوند جہان بجا لاکر نہایت تعظیم اور تکریم سے اُن بزرگ
کی ملاقات بابرکات کی سعادت حاصل کرکے موے مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم کی شرف زیارت
سے اختصاص پایا حسن اعتقاد اور صفائی نیت کے سبب عیسیٰ سیرت یوسف صورت خاص و عالم پر ظاہر
ہوا کس واسطے کہ بعضے سلاطین کہ ہمعصر اُس خاقان سکندر شان کے تھے ہرچند کوشش کی زیارت اس موہبہ
لطیف سے سرفراز نہوئے القصہ دیگر حالات اُسکے روضہ سوم مین عنقریب بیان ہونگے فقط

نظام الملک بحری

روضہ تیسرا بیان مین سلاطین شہر احمد نگر کے جو نظام شاہیہ مشہور و معروف ہین

آرایندگان چمن اخبار و سرایندگان انجمن اسرار پر پوشیدہ اور مخفی نرہے کہ احمد شاہ بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک بحری کا تھا اور ملک نائب برہمنان بیجانگر کی اولاد سے تھا اُسکا اسم اصلی تیما بہت اور اُسکے باپ کا نام بہر تھا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد فرخندہ مہد مین وہ بولایت بیجانگر مسلمانونکے ہاتھ اسیر ہوا تھا اور بعد شرف اسلام موسوم بملک حسن ہوکر غلامان نظام شاہی کے سلک مین منتظم ہوا سلطان احمد شاہ نے جب اُسے صاحب ادراک اور قابل دیکھا اپنے خلف الصدق محمد شاہ کو مرحمت فرمایا اور اُسکے ہمراہ مکتب بھیجا اور اُسنے سواد خط فارسی بھی تھوڑے عرصہ مین بہم پہونچایا اور مشہور بہ ملک حسن بہریو ہوا لیکن سلطان محمد شاہ نے آوان طفلی مین لفظ بہریو کو تحریف کرکے جب ملک حسن بحری اپنی زبان مبارک سے فرمایا اسوجہ سے خاص و عام مین بہ بحری ملقب ہوا اور محمد شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین اُسے تربیت کرکے معتمدین سے گردانا اور بحری خاص کو کہ وہ نہایت شکاری اور بادشاہ کو بہت عزیز تھی اسے سپرد فرمائی اور منصب ہزاری اور نقارہ اور ماہی مراتب مرحمت کرکے دار وغگی تمام جانوران شکاری کی کہ اصطلاح مغول مین توش بیگی کہتے اسے تفویض فرمائی اور مناسبت لفظ کے سبب کہ بحری اسکے سپرد تھی ملک حسن بحری کیا اور اس تقریب کے باعث اُسکی عزت و شوکت افزون ہوئی اور مرتبہ اعلے کو پہونچا اور راجمندری اور کندبیل کا علاقہ مع مضافات جاگیر پایا باگ اس حدود کے حل و عقد اور قبض و بسط کے اُسکے قبضۂ اقتدار اور اختیار مین درآئے اور بعد مقتول ہونے اُسکے خواجہ جہان کاوان اُسکا قائم مقام ہوا خطاب ملک نائب اور منصب لشکر کشی سے بھی سرفراز ہوا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ حسب وصیت وکیل سلطنت اُسکے فرزند سلطان محمود کا ہوکر جاگیر بیر اور بھی دیگر پرگنات

جو دولت آباد کے متعلق تھے تحت جنیر کیے اور پرگنات اضافہ اسکے والد ملک احمد کو ملے جیساکہ سابق مذکور ہوا اور خواجہ جہان دکنی مارا گیا بالاتفاق جنیر کی طرف بھاگا وہ جنیر مین عالم مسند نشین ہوا اور رحل اقامت ڈالکر علاقہ کے بند و بست مین مشغول ہوا اور ہرچند ملک نائب نظام الملک بحری فرامین حاصل کرکے بھیجتا تھا کہ قلعہ بیر اور جوند اور بھی قلعہ ملک احمد کے تصرف مین چھوڑ دے ایک جماعت مرہٹون سے کہ خواجہ جہان کاوان نے اُن پر اعتماد کرکے وہ قلعے انھین سپرد کیے تھے ان فرامین کے مضامین پر عمل نہ کرتے تھے اور یہ جواب دیتے تھے کہ جس وقت ہمارا خداوند نعمت سلطان محمود بہمنی سن رشد اور تمیز کو پہونچکر صاحب اختیار ملک و مال ہوگا ہم اُسکے حلقۂ اطاعت مین قدم رکھینگے اور قلعے بھی اُسکے سپرد کرینگے لیکن ملک احمد کہ صاحب داعیہ تھا ہمت اُن قلعون کی تسخیر پر مصروف کرکے پہلے عنان عزیمت قلعہ سیر کی تسخیر پر معطوف فرمائی اور اسکا محاصرہ کیا اور وہ قلعہ ایک قلہ کوہ پر واقع تھا اور بنہایت ارتفاع سے بام ایوان اُسکا فلک کیوان پر کہ چرخ ششم سے مراد ہے پہونچا اور عقاب بلند پرواز نے اسکے فراز پر پہونچنے سے پر حرص کے کاٹے قطعہ کسے ندید فرازش مگر بچشم ضمیر + کسے نرفتہ نشیبش مگر بپاے گمان + ملوک راز رسیدن بآن گسستہ امید + عقاب گاہ عروجش فگندہ بال توان + اہالی حصار نے جب کام اپنے اوپر تنگ دیکھا اور کوئی شخص اُنکی مدد کو نہ پہونچا بعد چھ مہینے کے تیغ و کفن گلے مین ڈالکر مع کلید قلعہ اُسکی ملازمت کے واسطے روانہ ہوئے اور ملک احمد کی سپاہ نجوم کے مانند برج حصار مین داخل ہوئی اور جب معلوم کیا کہ بعد شہادت خواجہ جہان پانچ برس کا محصول مرہٹ اور کوکن کا اُس قلعہ مین جمع ہی تمام روپیہ ملک احمد کے ملاحظہ مین گذرانا اس سبب سے ملک احمد کی مہمات مین رواج اور رونق ظاہر ہوئی اور امرا اور سپاہ اُسکے دل بذل نقود سے شاد اور محظوظ کیے اور تھوڑی عرصہ مین قلعہ جوند و لہاکر وتنکی و ترولی و کنڈانہ و پورندر و لورپ و جیودن و دیگر درک و مرنجن و تمام ولی دیابالی کو جبراً اور قہراً مفتوح کرکے تمام کوکن پر قابض و دخیل ہوا اور وندراج پوری تسخیر کی فکر مین تھا کہ خبر قتل اپنے والد ملک نائب کی سنکر بلدۂ جنیر کیطرف معاودت فرمائی اور خطاب اپنے باپ کا اپنے اوپر اطلاق کرکے موسوم و مشہور باحمد نظام الملک بحری ہوا اور ہرچند اس جناب نے لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق نہ کی لیکن شہرت اُسکی دکن مین باحمد نظام شاہ ہوئی اسواسطے فقیر حقیر محمد قاسم فرشتہ جو مصنف اصل کتاب ہی اُسے باحمد نظام شاہ بحری یاد کرکے مرقوم خامۂ تحقیق کرتا ہی کہ بعد پہونچنے بلدۂ جنیر اپنے باپ کی ماتم داری سے فارغ ہوکر پرتو التفات سپاہ و رعیت کے حال پر ڈالا اور مدت قلیل مین قصبہ بیر اور سیوگاؤں اور پٹن وغیرہ مین ایسا ضبط کیا کہ خوف تزلزل سے مقناطیس نے اُسکی مملکت مین جذب آہن تعرض سے اعراض کیا اور کہربا نے ہاتھ دامن کاہ کی کشش و تصرف سے کھینچا خلاصہ یہ کہ ہر چیز کی کیفیت مین تبدل ہوا اور اس سبب سے کہ آغاز شباب مین کندپیل اور پیشندری مین بادریا نام راجہ اور بھی کفار اس حدود کے جنگہاے عظیم کے باعث کہ اُسکی شجاعت اور مردانگی عالمگیر ہوئی تھی ہرچند سلطان محمود امرا اور منصبداران اور سرداران کو اُسکے دفع تسلط اور غلبہ کے واسطے نامزد فرمایا تھا ہرگز قبول نہ کرتے تھے بعضے عدم قوت و قدرت سے طرح دیتے تھے اور بعضے دوراندیشی اور عاقبت بینی سے پنبہ در گوش اور خموش رہتے تھے چنانچہ سلطان محمود نے قاسم برید کی تحریک کے سبب چندمرتبہ فرمان بنام مجلس رفیع

یوسف عادل خان صادر فرمایا کہ باتفاق مخدوم خواجہ جہان دکنی اور زین الدین علی طالس حاکم جاکنہ
کی طرف جاکر آب سیاست سے احمد نظام شاہ کی آتش فتنہ کو ساکن کرے اس جناب نے معذرت کیکے
اُسکے قبول سے انکار کیا بلکہ ایلچی کو ماتم پرسی کے بہانہ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اُس حدود کی ضبط و حفظ مین تقصیر نہ کرے
اور اپنا لشکر قلعہ اندرپور سے جو زین الدین علی طالس کی مدد کے واسطے بھیجا تھا بلوالیا اور اس حصار
کو بھی احمد نظام شاہ کے تفویض کیا اور اظہار دوستی اور یکجہتی مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا پیوند کمک سے بھی
قوی پشت کیا اور احمد نظام شاہ نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا اور نصیر الملک گجراتی کو امیر جملہ بنایا اور
زین الدین علی طالس کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو حق ہمسائگی منظور نظر عاطفت و رافت ہی اور مین آن بزرگ
کو صفت سخاوت مین ابر مطیر اور شجاعت و مردانگی مین برہنہ شمشیر جانتا ہون مناسب یہ ہی کہ رقم بیگانگی صفحہ خاطر
سے محو کرکے حرف گذشتہ کو الماضی لایذکر سمجھین اور آپ کو اس دولت خداداد مین شریک کرین زین الدین علی نے یہ مقدمہ
قبول کرکے اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کی لیکن جو شیخ مودی عرب جسکا خطاب بہادر الزمان تھا اور مردانگی اور
فیروزجنگی مین تمام امرا سے امتیاز رکھتا تھا احمد نظام شاہ کے دفع اور اخراج کا متعہد ہوا اور بارہ ہزار سوار انتخاب
ہمراہ رکاب لیکر جینر کیطرف متوجہ ہوا اور قلعہ برندہ کے قریب پہونچکر فسخ عزیمت کی اور رائے کو تغیر و تبدل دیکر ارادہ
کیا کہ مع جمعیت اپنی اُس سے جا ملے اس درمیان مین احمد نظام شاہ شیخ مودی کے قرب وصول سے آگاہ ہوا اپنے
اہل و عیال کو قلعہ سیر مین بھیجکر حرب و ضرب و ترکتاز کے واسطے جریدہ شیخ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب شیخ مودی کے اردو کی طرف
مین پہونچا اپنی قلت سپاہ اور کثرت لشکر خصم دیکھکر صف جنگ سے محترز او مجتنب ہوا اور غنیم کی فرودگاہ سے چار
فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور لوازم ہوشیاری مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور جب زین الدین علی کے اوضاع
و اطوار سے یقین حاصل ہوا کہ کمین فرصت مین ہی اور چاہتا ہی کہ موقع وقت دیکھکر شیخ مودی عرب سے ملحق ہو اسواسطے
لشکر نصیر الملک اور زین الملک کے حوالہ کرکے خود مع جماعت سلحداران خاصہ اور کچھ لوگ منصبداران سے کہ
اُنھین اس دولتخانہ مین حوالدار رکھتے تھے شکار کے بہانہ اُردو سے سوار ہوا اور قصبہ جاکنہ پر کہ مقام زین الدین کا
تھا تاخت لے گیا اور رات کیوقت کہ کوئی شخص بجا غفلت مین مشغول نہ تھا پہونچا اور زینہ ہاے چوبی کہ اُس
کام کیواسطے ہمراہ رکھتا تھا قلعہ کی دیوارون پر نصب کرکے سب آدمیون سے پیشتر ستر و سپاہی ہمراہ لے کر قلعہ مین
درآیا اُسکے بعد لشکر بھی سوار ہوکر چارطرف قلعہ کے فروکش ہوا اور جو یہ جماعت مسلح اور مکمل اور اہل قلعہ یعنے متحصن
غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اُسکے ہمراہی کہ سات سو مرد تیرانداز بلکہ قدر انداز تھے مقتول
ہوئے اور قلعہ جاکنہ مفتوح ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی نصیر الملک نے بھی اپنے دل مین ارادہ کیا کہ جبتک
احمد نظام شاہ مراجعت کرے مین بھی شیخ مودی پر دست بردی کرکے کارنمایان بجالاؤن پس ایک جماعت قلیل
کہ عدد اُسکے تین ہزار سے بھی کم تھے ہمراہ لے کر شیخ کی اُردو کیطرف متوجہ ہوا جب ایک کوس پر پہونچا شیخ مودی
واقف ہوا ایک جماعت کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے بھیجا اور بعد از جنگ صعب شیخ مودی کے لوگ شکست کھاکر
بھاگ گئے اور پھر اسی روز جب دوسری مرتبہ شیخ مودی نے لشکر بھیجا شکست پائی اسکے بعد شیخ مودی ناچار
ہوکر خود سوار ہوا نصیر الملک جو آن دو فتح کے سبب نہایت مغرور تھا مع لشکر خستہ و مجروح اُسکا بھی مقابلہ

اختیار کیا لیکن شکست فاش پاکر بحال خراب شریف الملک کے پاس گیا اور احمد نظام شاہ نے جاکنہ سے مراجعت
کی جب احوال اس نہج سے دیکھا مکارم اخلاق سے نصیر الملک کے مکان پر گیا اور بعنایت التفات سے مرہم اسکے
زخمون پر رکھکر اسے کلفت اور خستگی سے نجات بخشی اور بعد چند روز کے خیمہ و خرگاہ اُسی مقام مین چھوڑکر لشکر
جرار آزمودہ کار لیکر آدھی رات کو خصم کیطرف تاخت کرکے شبخون مارا اور سلسلۂ انکی جمعیت کا توڑکر متفرق اور
پریشان کیا اور شیخ مودی عرب مع جماعت کثیر عرب اور دکنی اور حبشی سے مقتول ہوا اور خیمہ و خرگاہ اور ساز
وسلب اُسکا موجب زیادتی اسباب مکنت نظام شاہ ہوا پھر احمد نظام شاہ نے منصور ومظفر ہوکر خوش وخرم
جنیر کیطرف معاودت فرمائی اور ایک لحظہ سپاہ و رعیت سے غافل نہوا اور سلطان محمود اس خبر سے نہایت
پریشان اور آشفتہ ہوا اور عظمۃ الملک دبیر کو مع اُٹھارہ امراے نامدار او لشکر جرار معرکہ گذار جنیر مین نامزد
کیا احمد نظام شاہ مع سپاہ جنیر سے برآمد ہوکر قادر آباد کے کوہستان مین فروکش ہوا اور جسوقت کہ لشکر
سلطان گھاٹ میری مین پہونچا احمد نظام شاہ نے تین ہزار مرد اہل نبرد انتخاب کرکے قادر آباد کیطرف سے
احمد آباد بیدر کی طرف تاخت کی اور رات کو بحالت بیخبری اُس نواح مین پہونچا جوکہ ایک دربان کو شہر
کے پھاٹک پر مامور تھا موافق کیا تھا اُسنے رات کو دروازہ کھولدیا اور اُسے شہر مین داخل کیا اور احمد نظام
شاہ نائب کے مکان کی طرف جو موکل تھا روانہ ہوا اور جاتے ہی اُسکے اہل وعیال اور اُسکے باپ کے
متعلقون کو پالکیون مین بٹھاکر ایک جماعت مردم معتبر سے جنیر کی سمت روانہ کیا اور خود تمام رات شہر کے
کوچون اور محلون مین گشت کرکے امراے نامزد کے زن فرزند کو ہر ایک مقام سے دستیاب کرکے صبح کے
قریب شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ بیر کے راستہ سے قلعہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوا اور امرا کے زن فرزند کی حفظ
ناموس مین نہایت کوشش کی اور امراے نامزد قریب گھاٹ میری کے خبر توجہ نظام شاہ بیدر کیطرف
سنکر اسکے پیچھے روانہ ہوئے اور قصبہ بیر کے اطراف کے قریب جاکر پیغام دیا کہ اس سبب سے کہ تونے ہماری حفظ
ناموس مین کوشش کرکے اپنے فرزندون کے مانند نگاہ رکھا ہے ہم تیرے ممنون احسان بلکہ فرمانبردار ہین لیکن شرط
مردی مقتضی اسکی نہین ہے کہ بطریق چورون اور بدمعاشون کے تو ہمارے مقابلہ سے بھاگ کر احوال مستورات کا
متعرض ہووے اور وہ امر کہ جو گبر و نصاریٰ کے کیش مین درست نہین ہے مرتکب اسکا ہووے احمد نظام شاہ کو
یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اسی وقت انکے اہل وعیال کو نہایت اعزاز و تکریم سے انکے پاس بھیجا اور خود کوچ کرکے
قلعہ پرندہ کی طرف گیا اس درمیان مین فرمان سلطان محمود کا امرا کے نام نہایت سرزنش تعرض مین صادر ہوا مضمون
اسکا یہ ہے کہ ملک احمد نظام الملک بحری بحری شکاری کے مانند پرواز دراز کرتا ہے اور تم اُسکے خوف ونہیب سے
آشیان خیمہ و خرگاہ مین بھاگ کر مرغ جان کو اُسکے چنگل کے آسیب سے بچاتے ہو اگر تلافی اور تدارک کرکے اس باغی
کو گرفتار کرکے درگاہ مین لاوے فبہا نہین تو یقین جانو کہ غضب و قہر شاہانہ مین گرفتار ہوکر اپنے باپ دادا کی آبرو چند مدت کی ضائع
اور برباد کروگے اُنھون نے فرمان کے مضمون پر اطلاع پاکر مقام بیر مین قیام کیا اور فرمان کے جواب مین تحریر کیا کہ
ہم لوگ آدمی سپاہی ہین اور ہمارا کام تلوار مارنا اور دشمن کا منکوب اور مستاصل کرنا ہے اگر دشمن کے لوازم ہوشیاری مین
ایک غفلت واقع ہوئی و عظمۃ الملک بیر سے ہے اسکا قائم مقام اگر دوسرا افسر مقرر ہووے حضرت کے عیاں اقبال

عدد مال سے دشمن کا دفع وجہ احسن سے ظہور میں ہوئیگا سلطان محمود نے عظمت الملک کو درگاہ مین طلب کیا اور جہانگیر خان کو تلنگ کے علاقہ سے مع تین ہزار سوار کو اس سے طلب کرکے بخلعت سرلشکری مشرف کیا اور بجاے عظمت الملک بیر کی طرف روانہ کیا جہانگیر خان کہ مشاہیر درگاہ امراسے تھا اور اس سے کارہاے خوب نمایان دسپردہ ہوئے تھے شجاعت اورحسن تدبیر مین وحید و فرید دکن تھا تمام امرا مستظہر ہوکر بکوچ متواترہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مخدوم خواجہ جہان قلعہ پرندہ مین در آیا اور اپنے فرزند اعظم خان کو احمد نظام شاہ کے ہمراہ کیا اور وہ حرب مین صلاح ندیکھکر پٹن کی طرف گیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر صورت واقعہ ظاہر کی اور جب اس سے توجہ نپائی جہانگیر خان پٹن کے اطراف مین پہونچا احمد نظام شاہ نے وہان سے کوچ کرکے عزیمت جنیر کی طرف کی اسکے بعد جیور کی گھاٹی پر چڑھکر اس قصبہ کے پہاڑون مین در آیا اسی روز قصبہ ائمالک کی طرف لشکر کرتا ور آباد مین رہا تھا مع خزانہ اور غلہ آذوقہ اور سامان ضروری بکثرت تمام لیکر ساتھ اسکے ملحق ہوا اور سر گھاٹی جیور کو مسدود کرکے ان پہاڑون مین استقامت کی جہانگیر خان نے جب سناکہ گھاٹی جیور کی نظام شاہیہ کے قبضہ اقتدار مین ہے تو گھاٹ سے ٹیکا پور مین پہونچا احمد نظام شاہ کے ہمراہ مع لشکر دولت ہوا اور دونون لشکر درمیان چھ فرسنگ کا فاصلہ تھا قریب ایک مہینے کے مقابل ایکدوسرے کے مقیم رہے اور جو موسم برسات تھا نہایت دشوار ہی احمد نظام شاہ کے سر راہ مین اٹھائی آخر کو عیش و عشرت مین مشغول ہوکر فرش غفلت بچھایا اور روح پرور کی ساغر نوشی اور نغمات دلکش کے استماع مین مصروف ہوئے غنیم کے وجود کو ہرگز خیال مین نلائے مصرعہ

بچے مثنوی چو شہ دیدہ بخت آن قوم تا ہوس دور کر دند بیدار تا ہر کلیم سیہ بہر خود باقند و رخ ار دانش و حزم تر یافقند

اور جب خبر بیخبری اُس گروہ کی احمد نظام شاہ کو پہونچی ماہ رجب کی تیسری رات ۸۹۵ آٹھ سو پچانوے ہجری مین اعظم خان کے ہمراہ صبح کے وقت کوہستان قصبہ جیور سے سوار ہوا اور گھوڑے کو ایسا گرم عنان کیا کہ علی الصباح ٹیکا پور مین پہونچا اور ایکبارگی حوادث زمانہ کے مانند ان پر تاخت لایا اور کسی کو مجال یکار و قتال نہ دی بعضے خواب مستی مین دار البقا کی طرف راہی ہوئے اور بعضون نے جب آنکھ کھولی دیدہ و دانستہ نقد حیات مستعار بیک اجل کے سپرد کرکے عدم آباد کی طرف سفری ہوئے جہانگیر خان اور سید اسحق اور سید لطف اللہ اور نظام خان اور فتح اللہ خان کہ امرا سے تھے قتیل ہوئے اور باقی انکے سوا دستگیر ہوئے اور احمد نظام شاہ نے انھین بھینسو پر سوار کرکے کپڑے انکے زانو تک پارہ پارہ کرکے اپنے اُردو مین پھرایا اور جان کی امان دیکر دار الملک کیطرف روانہ کیا اور نواب شاہ جمال الدین حسین انجو سے تھوڑا احوال نیرمال وقائع مرتضیٰ نظام شاہ مین تحریر کلک گہر سلک ہوکر بیان ہوگا اور ملا قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ مین نے سنا ہے اُس جنگ نے بجنگ باغ شہرت پائی اسلیے کہ قصبہ ٹیکا پور کے قریب جس مقام مین کہ صورت فتح ظہور مین آئی تھی احمد نظام شاہ نے ایک باغ بناکرکے موسوم بباغ نظام کیا اور اُسکے دور مین چار دیوار بزرگ کھینچکر ایک عمارت زیبا تیار کی اور تھوڑے عرصہ مین وہ عمارت رشک ذات العماد ہوئی برہان نظام شاہ اور اُسکی جمیع اولاد نے اسکو اپنے اوپر مبارک جانکر اس مین قلعہ تیار کرکے اپنا مسکن اختیار کیا الغرض احمد نظام شاہ نے اُس فتح کے شکرانہ مین قصبہ جیور کو اسوقت مشائخ اور علما پر وقف فرمایا اور انکی تعظیم و تکریم مین بہرکیف مشغول رہتا تھا پھر مظفر و منصور ہوکر جنیر کی
۹۱۴ھ طرف گیا اور بے وجود کسی مانع اور بے وجود کسی مزاحم کے مسند جہانبانی پر متمکن ہوا اور اُسی سال بدفع ماتحتان کی اصلاح

سلطان محمود کا نام خطبہ سے محو کرکے اپنا نام شامل کیا اور ایک چتر سفید کہ اس وقت مین نشان بادشاہ دہلی اور
[illegible]رت اور ہندو کا تھا اپنے فرق پر قائم کیا اور اُس کے بعد خواجہ جہان اور بہت امرائے دکن سے کہ ساتھ
[illegible] کے طریق مصادقت رکھتے تھے چتر اور خطبہ کے اظہار کے سبب سے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ
[illegible] ہوتے سلطان محمود بہمنی کے چتر سر پر لگانا اور خطبہ اپنے نام پڑھنا نہایت بے ادبی ہے اور نظام شاہ کہ زیور عقل و دانش
[illegible] تہ تھا اس بات کو مستحسن جانکر خطبہ کو موقوف رکھا اور اپنے افسران سپاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ جو کچھ تم کہتے ہین
[illegible] اور بمقتضاے صلاح ہی خطبہ مین سے موقوف کیا لیکن چتر کہ جو آلہ آسیب و حرارت آفتاب ہے اور علامت
[illegible] تہ اس مین ملحوظ نہین ہے اُس کا تغیر مناسب نہین دکھائی دیتا ہے اُنھون نے جواب دیا اگر ایسا ہے تو مضائقہ نہین
[illegible] ن سے بہتر یہ ہے کہ [illegible] حفظ از آفتاب کے واسطے اسے [illegible] سر پر لگا [illegible] احمد نظام شاہ نے [illegible] رجوع کر
[illegible] فرمائی اور چتر عام ملک کا [illegible] کی پہچان کے واسطے ایک [illegible] سرخ چتر [illegible] ب لیا اور عوام الناس
[illegible] الکلام سفید قرار دی اور [illegible] دولت خانہ عادل شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور بریدشاہیہ
[illegible] مین دستور کا یہ شایع ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور [illegible] سال کو پہونچی ہے سلطان اور گرد لوگون
[illegible] لگانے مین کسیکو ممانعت نہین ہے بخلاف [illegible] بادشاہ کے [illegible] کہ دوسرے کی مجال نہین کہ چتر
[illegible] سر پر بلند کرے اور جب مخدوم جہان اور اعظم خان اور [illegible] دیگر [illegible] دولت کے کہ بادشاہون
کے واسطے مخصوص ہی پہونچے [illegible] اُس کے احسان [illegible] ہوئے اور بہ دو مہینے کے غائب اور حاضر نے
[illegible] اتفاق کرکے خطبہ کی التماس کی اور جب اُن لوگون نے مکرر مبالغہ [illegible] آنحضرت [illegible] امر کے
[illegible] سنت عظیم اُن پر رکھکر اپنا خطبہ جاری کیا اور ہمت تسخیر [illegible] جیورے مین جو کوکن کے قلاع متین سے ہے
[illegible] رحیول کے حوالی مین واقع ہے مصروف رکھی اور بنفس نفیس اس طرف جاکر دو مہینے اور بقولے یک سال محاصرہ
کیا اور آخر کو بہ مصالحہ خاطر اُس [illegible] کے سبب سے مفروغ فرمائی اُسکے بعد قلعہ دولت آباد کے تسخیر کی عزیمت اُس کے
تمناے دل مین جلوہ گر ہوئی وقت بیوقت اس اندیشہ مین رہتا تھا اور جو یقین تھا کہ وہ قلعہ بزور نہ لے سکون گا
اس قلعہ کے والیون کے ساتھ کہ مسمیان ملک وجیہ اور ملک اشرف تھے طریق مدارا اور احسان سے ابواب
الطاف و ملائمت مفتوح کئے مثنوی شنیدم ز دانائے فرہنگ دوست + کہ در کارہا رفق و نرمی نکوست + بہ نرمی چو
کارے توان بر دبیش + درشتی مجوئید ز اندازہ بیش + کہتے ہین ملک وجیہ اور ملک اشرف دونون بھائی
حقیقی تھے اور آپس مین کمال محبت اور اخلاص رکھتے تھے ابتدا مین خواجہ جہان گاوان کے ملازمون مین انتظام
رکھتے تھے اور اُسکے بعد شہادت سلطان محمود کے سلکداروں مین منتظم ہوکر زمانہ بسر کرتے تھے آخر مین ملک نائب نظام الملک
کی تربیت کا در پے ہوا اور زمرۂ امرا سے کرکے ملک وجیہ کو قلعۂ دولت آباد کا تھانہ دار اور ملک اشرف کو حاکم ولایت کیا
اور اُنھون نے اُس نواح کی ضبط مین ساعی جمیلہ کرکے متمردان اور رہزنان دولت آباد کو جو تمام جہان مین مشہور اور
معروف تھے حرف غلط کیطرح معدوم کیا اور سلطان پور و نندربار اور [illegible] بگلانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ
تاجر وغیرہ بفراغ خاطر آمد و شد کرنے لگے اس کارگذاری اور نیکنامی سے حکومت کی کہ رعیت اُنسے راضی
اور شاکر ہوئی اور ولایت خوب آباد اور معمور ہوئی ایک امرائے مرہٹہ نے سلطنت بہمنیہ مین خلل دیکھکر قلعہ کالندر کو

پر تغلب کیا تھا وہ بھی ساتھ انکے سر گریبان موافقت سے ۔ لایا اور رہزنی سے محترز اور مجتنب ہوا اور دونون
بھائی ملک نائب کا حق تربیت منظور رکھکر احمد نظام شاہ کے ساتھ طریق دوستی جاری رکھتے تھے اُس نے بھی
اُن کے ساتھ بعد فتح باغ نظام و وندراج پوری اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ جو اہل علم وصلاح سے تھا
سلک ازدواج مین کھینچا اور بناے سعادت کو بمواصلت مضبوط کی حق سبحانہ تعالی نے سال اول مین اُس
عفیفہ سے ایک فرزند نرینہ کرامت فرمایا وجیہ الدین اُسکا نام احمد شاہ رکھتا تھا بی بی زینب نے
جواب دیا کہ عہد طفلی مین مان باپ مجھے کمال محبت سے موتی کہتے تھے اگر تم بھی اس فرزند کو ساتھ اس اسم کے
موسوم کرو خوب ہوگا ملک وجیہ نے اُسکا نام موتی رکھا اور اُس دُر مکنون کی ولادت سے اُسکی شوکت اور آبرو
افزون ہوئی اور ملک اشرف کی دیگ حسد جوش مین آئی اپنے بڑے بھائی کے قتل مین مصر ہوا اسواسطے کہ وہ اس فکر
واندیشہ مین تھا کہ مین ملک وجیہ کے بعد از فوت دولت آباد اور انتورا اور دیگر پرگنات اور قلاع اُس عہد دیر کو
جو اُس سے تعلق رکھتے ہین قابض ہوکر صاحب خطبہ وچتر ہونگا اسوقت کہ ملک نائب وجیہ کو احمد نظام شاہ
کے ساتھ یہ نسبت بہم پہونچی اور ناپاک فرزند زینب سے متولد ہوا اپنے ارادہ مین خلل مشاہدہ کرکے نسبت اخوت
کو بعداوت مبدل کیا اور فرصت کے وقت اشکر قلعہ کی باماد و اعانت بھائی کو قتل کیا اور اُسکے طفل معصوم کو بھی
مسموم مرگ کیا اور علوست دولت آباد مین باستقلال مشغول ہوا اور حکام برہانپور اور برار کی نسبت ابواب محبت
اور وداد مفتوح کیے اور سلطان محمود گجراتی سے بھی طریقہ اخلاص جاری رکھکر کبھی کبھی ارسال عرائض اور تحف
سے آپکو ساتھ اُسکے منسوب کرتا تھا لیکن جب بی بی زینب نے بعد از قتل شوہر اور فرزند جنیر کی طرف جا کر دست تظلم
اپنے بھائی شوہر کے دامن مین مضبوط کیا احمد نظام شاہ نے اُسے والاسا دیکر بدلا لینا سمجھایا اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے
ہجری مین مع لشکر وجمعیت دولت آباد کی تسخیر کے ارادہ جنیر سے نہضت فرمائی اور جب پیٹھا پور کے اطراف مین پہونچا
نظام پور کے باغ مین وارد ہوا چند روز بقصد استراحت عیش وعشرت مین مشغول ہوا ایلچی قاسم برید کے میان
تاج الدین دکنی اور دوسرے ہتت آکے پاس حاضر ہوے اور یہ گزارش کی کہ یوسف عادل خان نے ہمارے
اخراج کے واسطے نہایت کوشش کا کمر ہمت پر باندھکر دار السلطنت محمد آباد بیدر کو محاصرہ کیا ہے اگر وہ جناب اسوقت
مین محاصرہ دولت آباد کی فکر خاطر عاطر سے محو کرکے اپنے محب اور مخلص کی معاونت کے واسطے عنان توجہ فرماوین
نیازمند تا مدت العمر طریق یکجہتی اور اخلاص مین سرگرم ہوکر ممنون احسان اور رہین منت ہوگا بلکہ مخلص بھی
یوسف عادل خان کی طرف سے مطمئن ہوکر دولت آباد کی تسخیر مین آپ کا مدد ومعاون ہوکر جانفشانی مین دریغ نکریگا
احمد نظام شاہ نے اُسکا سوال پذیرا کرکے دولت آباد کی عزیمت فسخ کی اور محمد آباد بیدر کیطرف گیا اور جیسا کہ واقعات
سلطان محمود مین مذکور ومسطور ہوا معاملات کو مفروغ کیا اور اسی دن دولت آباد کیطرف جاکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور
بعد دو مہینے کے اس قلعہ سپہر اساس کو بنظر تامل وغور ملاحظہ فرمایا جب جانا کہ تسخیر اُسکی بزور وقہر سے نہایت مشکل اور دشوار
ہے وہان سے کوچ کرکے جنیر کیطرف متوجہ ہوا اثناے طریق مین جب قصبہ نکا رمین پہونچا اُسکی راے مقتضی اسکی
ہوئی کہ وہ مقام جو دولت آباد اور جنیر کے درمیان ہے اُسمین ایک شہر نامی کہکے دار الملک بناوے اور ہر سال تخم مرور دو فصل
خریف وربیع دولت آباد مین لشکر بھیجکر پامال تاراج کرے تا بعدم صدمہ قوت لا یموت سے عاجز ہوکر طالب امان ہووین اور قلعہ سپرد

ان پایہ شہور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین ایسی ساعت مین کہ منجمون نے اختیار کی تھی باغ نظام کے مقابل اور سینہ کی ساحل پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور رعم کہ سمع مبارک اُس فریدون نشان مین پہونچا تھا کہ وجہ تسمیہ احمد آباد گجرات کے بتحدثات کی احمد شاہ گجراتی سے ہی صورت اُسکی یہ تھی کہ اسم بادشاہ اور نام وزیر کفایت دستگاہ اور قاضی شریعت پناہ کا احمد تھا اور اتفاقات حسنہ سے بعینہ وہ صورت اس شہر کے بنا کے وقت بھی عکس پذیر ہوئی اسکا سبب سے احمدنگر نام رکھا ہوا اسلئے کہ نام شہر بنانے والا احمد تھا اور نام معین سعد علی انصیر الملک گجراتی اور نام قاضی مصلح بھی احمد تھا جو اس بلدہ کی شہر کی تعمیر کا اختیار اور اہتمام تھا حیرت قلیل زمین نام امراء نے بعید زمین اور سلطنت ان نے انکی تیاری مین توجہ کی اور تین برس کی مدت مین ایسا آباد اور معمور ہوا کہ دعوی برابری کا بہمری کا بغداد اور مصر سے کیا اور جیسا کہ مقرر ہو تھا ہر سال دو مرتبہ فصلین مذکورین مین لشکر نظام شاہی دولت آباد پر تاخت لائے زراعت کی خرابی اور پامالی اور تاراج غلہ و آتش افروزی سے ساکن و متوطنان رعایا میں تقصیر نکرتے تھے اور مضمون عالیہا سافلہا اُسکا دور مین پہونچاتے تھے اور وقایع نظام شاہیہ سید علی سمنانی برہان نظام شاہ ثانی کے عہد مین لکھتا تھا اور توفیق تمام نہ پایا فوت ہوا انکین یون مرقوم ہی کہ جب ملک دولت اور قلعہ حشمت نظام شاہ بحری کے حکام دور و نزدیک سے گوش زد ہوا عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے ابواب خصوصیت اور راستی و مفتوح کیے اور وہ مبرز سے ترسمین علی ملک کیواسطے مقرر کئے کہ ہمیشہ سفر دولت آباد مین ہمراہ ہو کر اسکی تنبیہ مین کوشش کرین اور اسی طور سے فتح اللہ عماد الملک سے ساتھ بھی بنیاد دوستی قائم کرکے اپنے باپ دادا کے خلاف روش سلطان محمود گجراتی کے ساتھ علم مخالفت بلند کیا اور وہ مال کہ ہر سال بطریق خراج سلطان گجرات کے خزانہ عامرہ مین بھیجتا تھا اسے یکقلم موقوف کیا سلطان محمود نے الغرض سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین سیر ولایت کے بہانہ سے ضبط برہانپور اور مالک کی نیت سے متوجہ ہوا ملک اشرف حاکم دولت آباد نے خبر پا کر ایلچی سلطان محمود کی خدمت مین بھیجے اور احمد نظام شاہ بحری کے تسلط اور قلعہ کے محاصرہ کرنے اور خرابی ولایت سے شکایت کرکے التماس قدوم میمنت لزوم کی سلطان محمود دفعہ علاوہ دولت آباد کے طمع کے سبب ایک لشکر عظیم فراہم لا کر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور یہ تجویز کی کہ پہلے عادل خان فاروقی کو تنبیہ اور گوشمال سزا کو پہونچاؤن اُسکے بعد دولت آباد پر تاخت کرون جب حوالی سلطانپور اور نندربار مین پہونچا عادل خان فاروقی مضطرب اور سراسیمہ ہو کر احمد نظام شاہ بحری سے التماس کمک اور ترک محاصرہ دولت آباد کیا احمد نظام شاہ بحری پندرہ ہزار سوار مستعد رزم و پیکار لیکر برہانپور کیطرف گیا اور بعد طی مراحل اور قطع منازل جب شہر برہانپور خیمہ گاہ لشکر فیروزی اثر ہوا اور عماد الملک بھی فوج جرار لیکر کمک کو پہونچا میان احمد نصیر الملک گجراتی نے سلطان گجراتی سے جو قلعہ اسیر کے اطراف مین وارد ہوئے تھے نظام شاہ کے حکم کے موافق ابواب رسل و رسائل مفتوح کئے اور بعد چند روز کے ایک اہل گجرات کو کہ سلطان محمود کی خدمت مین بمزید تقرب ممتاز تھا لکھا کہ ہرچند بندہ تقدیر کے موافق اس سلطان گردون اقتدار کی ملازمت مین ہی لیکن جو مولد اور منشا بندہ کا گجرات ہی دولتخواہی والی خطہ کی اپنے اوپر فرض جانتا ہی تعجب ہی کہ سلطان کشورستان ابو مجزوی کے واسطے بنفس نفیس مرتکب ایسی مہمات شاقہ ہوئے ہین حاکم برہانپور کو لشکر اور جمعیت مین برابری ایک امراے سلطان سے نہین کرسکتا ہی اسکے ساتھ مستعد پیکار و مشتاق ہوئے ہین خصوص اس وقت مین کہ ہم جاہ و جوان بخت دکھن مع سپاہ صف شکن اسکی معاونت اور مظاہرت کو آیا ہی اگر وہ جناب ازروی اخلاص اور دولتخواہی سلطان کی عرض مین یہ پہونچاوین مضمون کہ من ضمیر منیر قلیلہ حضرت کے ذہن نشین اور خاطر نشان کرکے

فرش منازعت کو لپیٹین کہ صلاح دولت اسی مین متصور ہی کسواسطے کہ فتح اور شکست کا مدار خدا ہی اور بہ تقدیر اگر نصرت
نصیب سلطان ہووے خلقت کہیگی کہ سلطان محمود جنود نامعدودسے لشکر قلیل پر غالب ہوا اور اگر قضیہ منعکس
ہووے یہ بات ہمیشہ تا انقراض زمانہ یعنی روز قیامت تک اس سلسلہ عالیہ مین رہیگی وہ شخص وہ نوشتہ نظام الملک کا
بجنسہ سلطان کے ملاحظہ مین دیا اور آنحضرت صلح اور جنگ مین متردد ہوے احمد نظام شاہ نے ایک فیلبان کو جو فیل
بحری سال نامی سلطان گجرات کی محافظت مین قیام کرتا تھا زر کثیر دیکر اس امر پر راضی کیا کہ اس شب تار مین کہ
سلطان اور سپاہ خیمہ و خرگاہ مین باستراحت مشغول ہو وین اس فیل فلک نظیر کی زنجیر کہ نہایت مست اور بے اعتدال ہی
پانون سے نکالکر اردو مین چھوڑ دینا اور اس شب موعود مین نظام شاہ بحری نے پانچہزار پیادہ توپچی اور کماندار اور
باندار اور پانچہزار سوار کہ تمام تیر انداز تھے گجراتیون کے اردو کیطرف روانہ کئے کہ کمین گاہ مین بیٹھین جسوقت شور و غوغا
لشکرگاہ مین ظاہر ہووے تمام اطراف و جوانب سے برآمد ہوکر تیر و تفنگ وہان سے ہلاکی اس قوم مین مصروف ہوا اور
انھون نے اسکے فرمانے پر عمل کیا جب لشکر گجرات کے حوالی مین پہونچے اور اردو کے اطراف و اکناف مین مخفی ہوئے
اسکے بعد کہ دوپہر رات آئی تھی فیلبان نمک حرام نے فیل بحری سال کو چھوڑ دیا اس اژدہا نے وہان کے حملہ آور ہونے سے
شور و فریاد و معرکا کا غلغلہ اوج فلک البروج پر پہونچا پیادے اور سوار کمین سے برآمد ہوئے اور اطراف و جوانب سے
نقارہاے حربی پر چوب زنی ہوئی صداے اسکی گنبد گردون کو مملو کیا اور بارش تیر و تفنگ مین مشغول ہوئے اور جو سلطان
محمود اور امراء اسکے لشکر دکن اور خاندیس سے ایسی جرأت محال جانتے تھے اور مے نخوت اور تکبر سے سرخوش ہوکر خواب
غفلت مین سوتے تھے اس ہنگامہ اور غوغا سے ہشیار ہوکر سراسیمہ سواری کے تہیہ مین ہوئے اور سلطان محمود نے
جو سنا تھا کہ نظام شاہ نے چار ہزار سوار بہادر دکنی کہ عمدہ لشکر سلاطین بہمنیہ سے تھے بلطف و احسان انھین اپنے
خیل خاصہ مین جمع کیا ہی اور مجالس اور محافل مین کہتا ہی کہ مین ان چار ہزار آدمی سے مسلح ہوکر میدان جنگ مین سلطان محمود
کے علم و چتر پر حملہ آور ہونگا خدا جسے چاہے فتحیاب کرکے سرفرازی بخشے اور جسے چاہے شکست دیکر خاک مذلت پر ڈالے
یہ بات بھی اسکے دل مین ذہن نشین تھی اور اس شب کو یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری چار ہزار سوار جرار شبخون
کے واسطے ہمراہ لایا ہی اور چاہتا ہی کہ سراپردہ خاص پر تاخت لاکر خرابی اور ضرر پہونچاوے اس سبب سے سلطان
محمود سوار ہوا اور دس بارہ نفر پیادے سراپردہ سے برآمد ہوئے اور دفعتہ وہ فیل بحری سال سراپردہ شاہی کے
عقب آیا اور چند شقہ سراپردہ شاہی پارہ پارہ کئے صداے شیون و غوغا اہل حرم سے بلند ہوئی سلطان محمود کو یقین ہوا
کہ احمد نظام شاہ خیمہ اور سراپردہ پر تاخت لایا ہی بے بلا توقف کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر اردو سے نکل لیا اور جب تین چار
چار سو آدمی اسکے پاس جمع ہوئے اور شور ہنگامہ لحظہ بلحظہ ازدیاد ہوتا تھا راہ فرار نا پی اور بسرعت تمام تین کوس راہ
طی کی جب امراے گجرات مع فوج ہاے آراستہ جنگ مین مشغول ہوے اور دکنی مراجعت کرکے اپنے اردو مین گئے
اعیان لشکر بہیئت مجموعی مبارکباد کے واسطے دربار شاہی مین گئے اور جب سلطان کو اپنے مقام پر نہ پایا سب
اتفاق کرکے تعاقب اور تغییر منزل کے بہانہ اسی شب کو کوچ کرکے اسکے پیچھے گئے سلطان محمود دکنیونکے مکر سے واقف ہوا
جو اس رات کو صلاح مراجعت مین نہ دیکھی اسی مقام مین قیام کیا اور احمد نظام شاہ بحری نے بتدبیر حروف مراد پر دیکھکر صبح کو
باتفاق عادل خان اور عماد الملک اپنے مقام سے کوچ کیا اور اس مقام مین جہان سلطان نے نزول کیا تھا وارد ہوا

اور وہ امر جو کسیکے مخیلہ مین نہ تھا وقوع مین آیا بیت کار ہا است کہ عاقل کامل بسخن + کہ بصد لشکر جرار میسر نشود
اسکے بعد طرفین سے ایلچیون نے آنکر نشیب و فراز سمجھایا حرف صلح دونون بادشاہون کے درمیان آیا صلح
پر راضی ہوئے پھر اپنے اپنے مقر دولت کیطرف روانہ ہوئے اور قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولف
کے سبب اسکی شرح و بسط مین نہین کوشش کی ہے واللہ اعلم بالصواب منقول ہے کہ احمد نظام شاہ نے برہانپور سے
مراجعت کی اور بسرعت تمام دولت آباد مین پہونچا اور ایک مرتبہ بقہر و غضب لشکر کو محاصرہ کیواسطے مامور کیا اور خود
بالا گھاٹ جو تیلوہ کے قریب ہے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اسوقت ایک جماعت باغبانون سے چند ڈالی انبہ لا کر
عرض پیرا ہوئے کہ قبل اسکے جسکو سات برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ اعیان سلطنت اس قلعہ کی تسخیر کیواسطے
اس حدود مین تشریف لائے تھے اور اس مقام مین فروکش ہوکر انبہ ہائے لذیذ نوش فرمائے تھے اسکی چند
گٹھلیان یہان افتادہ تھین موسم برسات مین وہ سرسبز ہوئین اور غلامون نے اسکی محافظت مین کوشش کی اور
حضرت کے اقبال سے وہ درخت بار آور ہوئے یہ چند ڈالیان انھین کے پھل ہین احمد نظام شاہ نے اپنے دل مین کہا
کہ یہ علامت قوت طالع اور فتح حصار کی ہے ملک اشرف نے جب احمد نظام شاہ کی ہمت فتح حصار مین مصروف دیکھی سلطان
محمود گجراتی کو عریضہ بھیجکر چیرہ تسلط اور غلبہ احمد نظام شاہ اور محاصرہ کرنے قلعہ دولت آباد کے شکایت کی اور پیام دیا کہ یہ قلعہ
احمد شاہ بہمنی سے علاقہ رکھتا ہے اگر کیا را داسطرف قدم رنجہ فرمائے یہ دولتخواہ کو اس بحری خصال کے چنگ غضب سے رہائی
بخشئے خطبہ اس حدود کا آپکے نام جاری ہووے اور سال بسال باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان محمود بھی چاہتا
تھا کہ انفعال گزشتہ سے برآمد ہوکر اس مخالفت کا تدارک کرے اور اہل دکن کہ بعد شبخون مذکورہ کے سلطان محمود بیگرہ کہتے تھے
اُنکو تادیب اور گوشمال دیوے اسواسطے التماس اسکی پذیرا فرمائی اور بحشمت و شوکت تمام دولت آباد کی طرف
سوار ہوا اور جب آب تپتی کے ساحل پر پہونچا احمد نظام شاہ بحری ترک محاصرہ کرکے احمدنگر کیطرف روانہ ہوا
اور ملک اشرف نے ضیق محاصرہ سے نجات پائی سلطان قطب کی مسجد مین جاکر خطبہ سلطان محمود کے نام پڑھا اور اُردوے
شاہ مین جاکر تحف و ہدایا اور نقود بطور رسم پیشکش گذرانا اور خراج ہر سال کا قبول کرکے سلطانکو اپنے سے
راضی کیا اور سلطان محمود نے اس سال فرصت پاکر خراج کئی برس کا عادل خان سے لیا اور اپنے مقر کیطرف
متوجہ ہوا اور احمد نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر بھی باز نہ آیا اور آخر سال مذکور مین پھر بہ تیز پروازی بحری و شتاب روی
عقاب دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور جو اہل قلعہ ملک اشرف سے بوجہ خطبہ پڑھنے بنام سلطان گجرات اور
اسکی ملاقات کرنے سے متنفر تھے احمد نظام شاہ کے پاس عرائض باین مضمون بھیجین کہ ہم تیرے بندگان فرمانبردار
سے ہین اور ہم تجھے اپنا ولی نعمت جانتے ہین اور تیرے معتقد اور دولتخواہ ہین جلد اسطرف تشریف لا اور ہماری جانفشانی
اور جانسپاری مشاہدہ فرما احمد نظام شاہ آب گنگ کے کنارے اہل قلعہ کے مضامین عرائض پر مطلع ہوا اور
اسی شب کو دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دولت آباد مین داخل ہوا اور قلعہ کو محاصرہ کیا قضارا ملک اشرف لشکر
قلعہ کے ارادہ پر کہ از قوم مرہٹہ تھے واقف ہوا غم و غصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھہ روز کے عرصہ مین ہادم اللذات
کہ ہادم الآمال ہے اسکے سر پر دواسپہ تاخت لایا اور کوکب عمر کو اسکے افق مغرب مین پہونچایا بعد اس سانحہ کے
تمام اہل قلعہ جو قلعہ بند تھے مع کلید قلعہ احمد نظام شاہ بحری کی ملازمت کیواسطے حاضر ہوئے اور کنجی قلعہ کی نذر کرکے

سے شبستان کامرانی کیطرف متوجہ ہوا قبل اس سے کہ لب روح بخش اس مایہ نازو دلستانی سے قوت جان کامرانی
حاصل کرے اپنی شرف ہمزبانی سے سرفراز کر کے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہی اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی ہی
یا گل ناشگفتہ کیطرح بخار ہی یہ سنکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ ای میری جان و جان عالم و عالمیان پر فدا ہو جیو مین فلان قبیلہ سے
ہون اور مان اور باپ اور شوہر میرا بالفعل محبس شاہی مین محبوس ہی آنحضرت نے کمال عفت و پرہیزگاری سے لفظ
شوہر استماع کر کے بے تجرع اقداح مدام آتش نفس اما رہ کہ مراد شہوت سے ہی ساکن کر کے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیرے
پدر و مادر و شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر تجھے اُنکے سپرد کرونگا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب ادب سے
بوسہ دیکر شاہ کی دعا و ثنا بجالائی اور فجر کو جب کہ نصیر الملک خدمت مین حاضر ہوا اور تہنیت اور مبارکباد دی تو
یوسف زمان اُسکا کنایہ سمجھے اور مسکرا کر فرمایا کہ وہ عورت ہمارے شرف فرض لازم المعاش سے محروم و
ناکام ہو بیٹھے اُس سے اُسکے وارثون کی تفویض کا وعدہ کیا ہی نصیر الملک نے حکم کے موافق اسکے مان باپ شوہر کو
حاضر کیا حضرت نے انھین انعام و اکرام سے سرافراز فرمایا اسکے بعد اس حور وش کو اُنکے سپرد کیا اور زنا کے وبال سے
نجات پائی تیسرے اور بادشاہ کے خصائل سے یہ ہی کہ اگر احیانا کوئی سپاہی معرکہ رزم مین لوازم شجاعت اور شرایط
جلادت کو فروگذاشت کر کے پسپا ہوتا آنحضرت واقف ہو کر عمدًا اُس سپاہی کو بعد از فتح ہنگام نوازش اول اُسکو مرحمت
خلعت سرفراز فرماتا تھا بعدہ اور ونکے حال پر جنھون نے لوازم تہور مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مشغول ہوتا تھا
ایک وقت ایک ہمنشین کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کر کے گستاخانہ عرض گذار ہوا کہ سبب ایسے التفات کا
ایسے جوان کے حال پر جسنے معرکہ مین گریز پر اختیار کی تھی کیون ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب اسکا اور
وقت معلوم ہو گا شرح کی احتیاج نہین قضارا تھوڑے دنونمین اُس شہریار نے سلطان محمود بہمنی کی کمک کیواسطے
لشکرکشی کی اور دونون نے باتفاق یوسف عادل شاہ کا تعاقب کیا اور حوالی پٹن مین ایک فوج عادل شاہ کی
سلطان کے طلیعہ سے مقابل ہو کر شکستہ ہوئی اور جو طلیعہ کے پیچھے افواج نظام شاہ تھی انھون نے مقابلہ اور مواجہہ
عادل شاہ کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اُس جماعت پر حملہ آور ہوا وہ جوان تھا نظام شاہ نے پھر اُسپر نوازش فرمائی اور
بزم سے فرمایا بادشاہ سپر شکار ہین اور جوانونکو صید خصم کیواسطے اسطور سے پہونچاتے ہین اور اسیطریق سے اُس
جناب کے ایسے رواج چند در چند ملک دکن مین یادگار ہین اور وہ بزرگوار علم شمشیربازی خوب جانتا تھا اور اس فن
سے نہایت رغبت رکھتا تھا چنانچہ رسم قدیم ہی کہ آدمی اُس عصر کے طالب اور خواہان ہنر بادشاہ لے ہو کر خورد و
بزرگ اکثر اپنی اوقات اسمین صرف کرتے تھے اور بجائے مکتب خانہ کہ قاعدہ بلاد اسلام ہی احمدنگر کے تمام محلات مین
ورزش خانہ اور اکھاڑے شمشیربازی کی کسرت کیواسطے تیار کئے تھے اور بہتر اس سے کسی امر کو نہین جانتے تھے اور
ہر ایک مجلس اور انجمن مین اسکے سوا اور چرچا و مذکور نہوتا تھا یہانتک کہ بازار شمشیربازی نے رونق اور رواج تمام ہم پہونچایا جیسا
کہ اقتضا آب و ہوائے فتنہ خیز دکن ہی ہر ایک زبان لاف و گذاف مین کھولکر دعوی انا ولا غیری کا کرتے تھے اور دوسرے
کو اس فن مین مسلم نرکھتے تھے اور اس امر پر جوانونمین خشونت اور نزاع ہو کے مرافعہ احمد نظام شاہ کے پاس لیگئے اور اُس
جناب نے حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ ہمارے سامنے شمشیربازی کرین جو شخص پہلے وار حریف پر کرے وہ بہتر
ہی الغرض ہر روز جوان اس بارہ مین مدعی ہو کر جماعت جماعت دیوان عام مین حاضر ہو کر بادشاہ کے حضور شمشیربازی

پی تھی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ دو تین جوان ہر روز در دولت پر قتل ہوتے تھے اور اُنکے وارثان کی تا بہجا نے لے اُسکے بعد وہ بزرگوار اس امر سے متنفر ہوا اور یہ مقرر کیا کہ ہمارے سامنے یہ امر واقع نہووے بلکہ قلعہ کے دروازے کے آگے جو کا ایچیترہ واقع ہی وہان یہ امتحان ہوا کرے اور رہا اور درمیان ان دونون شخص کے کہ آپس مین دشمنا ئین و سب و تخواہ آپس مین تلوارین کھینچکر شمشیر بازی کرین آخرا ُنمین سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص ہوس جنگ کر کے مقتول ہووے اُسکے قصاص کی پرسش نہووے اور یہ بدعت دکن کے سلطانونکو پسند ہوئی اور احمد نگر کے بوسیلہ سلاطین ہند جمیع بلاد دکن مین سرایت کر کے شائع اور مرایج ہوئی اور برائی اس عمل بد کی ایسی دلونمین ہوئی کہ تا طالب علم اور مشائخ اور ملوک اور امرا اور خوانین مملکت دکن یک بیک عمل کرتے ہیں اور اُسکو حیثیت اور قابلیت عظیم جانتے ہیں اور اُنکے فرزندون مین اگر یہ امتحان فرد فرد نکرین شجاعون کے جرگہ مین شمار نہووین اور سرزنش کرین اور راقم حروف محمد قاسم فرشتہ نے بلدہ بیجاپور مین سنہ ۱۰۱۰ ایکہزار دس ہجری مین اپنی آنکھونسے بالمشافہہ دیکھا ہے کہ سید مرتضی اور سید حسن دونون بھائی سید صحیح النسب اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ کے درباریون مین معزز تھے اور تمام آدمی اُنمین جملہ مردم معقول دکن سے شمار کرتے تھے چنانچہ ان دونون سے ساتھ تین آدمیون ریش سفید دکن کے کہ وہ بھی مردم روشناس سے تھے ایک امر سہل کے واسطے بازار مین تکرار ہوئی پہلے سید مرتضی کا بیٹا جو بیس برس کا جوان تھا اپنے باپ کی حمایت پر ایک دکنی کے مقابل جا کر قتل ہوا جب سید مرتضی نے اپنے دلبند کو مقتول دیکھا جہان اُسکی نظر مین تیرہ ہو گیا خود دوسرے دکنی کی جنگ مین مشغول ہوا اور وہ بھی مثل اپنے بیٹے کے ملک عدم کیطرف راہی ہوا جب دم سید حسن نے اپنے بھائی اور بھتیجے کو اس حال سے مشاہدہ کیا اُسنے تیسرے دکنی سے سامنا کیا اور گرد فنائی اپنے چہرہ پر ملی ابھی لاش ان تینون سید مردہ کی بیجاپور کے بازار سے نہ اُٹھی تھی کہ وہ تینون دکنی کہ مقتولون کے ہاتھ سے نہایت زخمی اور چور ہو گئے تھے اُنہون نے بھی جان قابض ارواح کے سپرد کی اور ایک لحظہ مین بباعث عداوت سابق یہ خانوادہ ماتم مین بیٹھے اور ہلاکی اُنکے خاندان سے ظہور مین آئی فی الواقع مسلمان دکن کے شمشیر اندازی اور یکنگی مین بے نظیر اور بے مثل ہین اور جبتک کوئی شخص اس فن مین کمال حاصل نکرے اُن لوگون سے بہ شمشیر مقابل نہین ہو سکتا ہی خلاصہ اس تقریر کا یہ ہی کہ جو اکثر آدمی دکن کے روئے زمین پر ورزش شمشیر کرتے مین گھوڑے کی سواری اور تیر اندازی اور نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری اور عاطل ہین اسواسطے جنگ مخالف مین عاجز مطلق ہو کر زبون تر ہوتے ہین اور خانہ جنگی اور کوچہ و بازار مین شیر درندہ اور مردانہ ہین اور جمیع سلاطین دکن نے بعد انقراض دولت شاہان ہمینہ کہ اس مملکت مین حکومت کی ہی کسی شخص نے اس فعل شنیع کے دفع مین کوشش نکی مگر عہد معدلت مہد حضرت صاحبقران ابراہیم عادل شاہ ثانی مین خانہ جنگی جو باصطلاح دکن یکبایک کہتے ہین تخفیف تمام ہوئی اور امید قوی ہی کہ یہ عمل زشت کسی مملکت اور عہد مین مروج نہ تھا بادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی برکات کے سبب بالکل زائل ہوا اور وہ مملکت بھی مثل بہشت ایسے لوث کے جنابت سے پاک ہوئی اور اسیطرح سے خدیو زمان ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ولایت بیجاپور مین کہ مراد کرہ زمین سے ہی تاکید تمام کر کے یکبایک یعنی خانہ جنگی کو تخفیف تمام دی اور محمد قلی قطب شاہ نے بھی تلنگانہ مین اس امر کی ممانعت فرمائی امید ہے کہ نام یک یک معدوم ہووے اور احمد نظام شاہ کی مدت حکومت اُنیس سال تھی

مبارکباد دی احمد نظام شاہ نے اُس گروہ پر نہایت نوازش فرمائی اور قلعہ کی سیر کی اور جا بجا کہ قلعہ مرمت طلب تھا
مستحکم کیا اور اپنے معتمد دربان معتمد کے سپرد کرکے مظفر و منصور احمد نگر کیطرف مراجعت فرمائی اور ساعت مسعود
طالع فرخندہ میں باغ نظام کو اُسے مبارک جانکر اپنا مسکن کیا تھا ایک قلعہ سنگین تیار کیا اور اُسکے اندر ایک
عمارت عالیہ احداث فرمائی اور تصاویر دلکش مثل آئینہ حلب سرخ و زرد سے اُسے آراستہ کیا اور اُن سنوات
مین اپنی عالی ہمت سے احمد نظام شاہ نے قلعہ شورا اور اُسکے سوا اور بھی قلعہ ہائے اس اطراف کے مسخر و مفتوح
کئے اور راجہ قلعہ کالنہ اور بگلانہ سے پیشکش لیکر اور اپنا مالگزار کرکے مسند حکومت احمد نگر پر متمکن ہوا اور سنہ ۹۱۴
نوسو تیرہ ہجری مین داؤد خان فاروقی کے بعد از فوت برہانپور مین بادشاہ تعین کرنے کے بارہ مین درمیان امرا
اور اشراف مملکت کے نقیض اور بر خلافی وقوع مین آئی اور ملک حسام الدین مغل جو اُس دولتخانہ کے عمائد سے
تھا ایلچی احمد نظام شاہ کے پاس بھیجکر خانہ زاد عالم خان کو جو حکام اسیر کے نواسون مین سے تھا اور احمد نگر مین زمانہ
بسر کرتا تھا طلب کیا اور اسکی مصلحت اور تجویز سے عماد الملک حاکم کاویل کو بادشاہ بنایا اور سلطان محمود بیگرہ
گجراتی نے عادل خان بن حسن خان فاروقی کو کہ نواسہ اُسکا تھا چاہا کہ اُسے برہانپور کی مسند حکومت پر متمکن
کرون اُسکے بعد لشکر فراہم کرکے خاندیس کیطرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین مغل نے نظام شاہ اور عماد الملک
سے اعانت طلب کی یہ لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر برہانپور کیطرف روانہ ہوئے اور جو ملک لادن کہ وہ بھی اعیان ولایت
خاندیس سے تھا ملک حسام الدین کے ساتھ اعلام مخالفت کرکے خلل فاحش مہمات مین اُس حدود کے نظام
کئے اور سلطان محمود بھی حوالی تالنیر مین پہونچا اور ہزار سوار ملک حسام الدین کی مدد کیواسطے مقرر کئے اور دونون باتفاق
برہانپور سے کوچ کرکے کاویل کی سمت گئے اور بعد چند روز کے جب اُنکے لشکر کو برہانپور مین توقف میسر ہوا ملک
حسام الدین کے بے رخصت کاویل کیطرف راہی ہوئے نظام شاہ نے احوال ایسا دیکھکر عماد الملک کو
وداع کیا خود دولت آباد مین گیا اور خانزادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر پھر نظام شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا
اور نظام شاہ بعد از مراجعت سلطان محمود بسمت گجرات عالم خان کو ہمراہ لیکر اپنی سرحد مین ٹھہرا اور ایک مکتوب
ایلچی کے مصحوب سلطان محمود کے پاس بدین مضمون بھیجا کہ جو خانزادہ عالم خان اسطرف التجا لاکر متوقع اس امر کا ہی کہ
قدیم سے ولایت آسیر اور برہانپور ساتھ اُسکے عنایت فرماوین سلطان محمود کہ اُسکی بے ادبی ہائے سابق سے آزردہ
تھا اور عادل خان نے بھی اُسکی شکایت متواتر لکھی تھی ایلچی سے درشتی کرکے فرمایا غلام زادہ سلطان بہمنیہ کی کیا
مجال کہ سلاطین کو کتابت کرے اور پانون اپنے گملی سے آگے بڑھاوے اگر اپنے اوضاع ناپسندیدہ سے نادم
اور تائب نہوگا عنقریب گوشمال پاویگا احمد نظام شاہ قبل اس سے جرأت کو موجب جسارت سمجھا خانزادہ عالم خان
کے ہمراہ بسبیل تعجیل احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور احمد نظام شاہ کے حسب مدارج اور مطالب حسب دلخواہ ساختہ اور
پرداختہ ہوئے فلک تفرقہ پرداز اپنے کام مین مشغول ہوا یعنی اول نصیر الملک کہ رکن دولت اُسکا تھا فوت
ہوا اور بجائے اُسکے مکمل خان حبشی مامور ہوا اور بعد دو تین مہینے کے بادشاہ کو بھی سخت بیماری عارض ہوئی زندگی سے
مایوس ہوکر امرا اور وزرا کو اپنے پاس بلایا اور شاہزادہ جوان بخت کا کہ اُسکا شیخ برہان کہ جو سات برس کا تھا ولیعہد کیا اعیان
دولت اور ارکان سلطنت سے اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین عہد اور بیعت لی اور سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین

بمقتضائے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ داعی اجل کو لبیک اجابت فرمایا یعنی اس دار ناپائدار سے رحلت کی نظم شد آن لحظہ ہول قیامت عیان + بگردون برآمد نفیر فغان + شد از درد و غم چشمہا سیل انبعہ چو باران کہ بارد بوقت بہار + فلک را ز لب نالہ گشت گوش + ز نوحہ زمین و زمان در خروش + اگرچہ خصائل حمیدہ اور فضائل پسندیدہ اُس شہریار کے اُس سے فزون ہین کہ قلم شکستہ رقم اُسکے بیان مین زبان آوری کرے لیکن مورخین کی عادت کے موافق اُسکی شمہ تحریر مین مبادرت کرتا ہون کہ خصائل اس شہریار سے کہ عبارت عفت و صلاح و پرہیزگاری و فلاح سے ہے یہ ہین کہ سواری کیوقت شہر و بازار مین کبھی داہنے اور بائین التفات مین فرماتا تھا ایک ندیم گستاخ نے سوال کیا کہ عدم التفات خداوندی طرف دہنے بائین کیطرف کیون ہے حضرت نے فرمایا کہ بادشاہ کی عین سواری کیوقت اکثر مرد و عورت بادشاہ کی زیارت اور تماشے کے لیے چلے آتے ہین مین اس سبب سے ڈرتا ہون کہ میری نظر عورت نامحرم پر نہ پڑے کہ وبال کا … ہو نہایت بیز آفرین از جہان آفرین + بر ان شاہ با دانش و داد و دین + دوسرے یہ کہ … ایام شباب و جوانی آنحضرت کا تھا قلعہ کاویل کی تسخیر کیواسطے … سے حرکت فرمائی اور بعد مسافت … محاصرہ مین مشغول ہوا اور … سے اُسے مفتوح کیا جہاں … قلعہ سے ایک ماہ رو تھی کہ حسن و دلبری مین ماہ و مشتری سے ہمسری و برابری کا دعوی کرتی تھی اور لطافت اور نور گستری مین حور و پری سے بڑھی ہوئی تھی اُسکے رخ طلعت … دامن گل صباحت … تھی اور اُسکے بالونکی سیاہی ساتھ لشکر شام کو … سنبل و ریحان سبزہ دیتی تھی اور … اُسکی نیزہ قامت کو سرو … تھی اور ابرو … سکے منشور جمال کیلئے بعینہ طغرا معلوم ہوتے تھے ملا جامی نے گویا یہ شعر بنام غزال اُسی کے سراپا مین تصنیف فرمائی تھی شعر یارب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح + یا ہلال عید یا ابروے … ست این مثنوی پری دخت و پری بگذار ماہے + بہ … صاحب کلاہے + شب افروز چو مہتاب جوانی + سیہ چشمے چو آب زندگانی + دو شکر چون عقیق آب دادہ + دو گیسو چون کمند تاب دادہ + … آلودہ چشم نیم بازش + جہانے نیم کشتہ از نیم نازش + ملک نصیر الملک وزیر کی جو ہین نظر اس پری کے آئینہ رخسار پر پڑی صبر و قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا انتہا محبت مین حیران ہوا صورت تصویر … عالم مین حیران ہوگیا مثنوی نہ دل میداد وش از دلبر گرفتن + نہ بتوانستش از سر برگرفتن + چو میدید اندران سرو سہی دیدہ + حجاب دیدہ میشد آب دیدہ + کچھ دیر کے بعد دل بیقرار کو سنبھال کر یہ کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آیا ہی کہ جس سے دل مضطر سیماب وش بیقرار ہو تھا … اس آفت ناگہانی سے بچا اولی تر ہی دام الفت کا گرفتار زندگی بھر نہین چھوٹتا یہ … اس دلبر بے نظیر کو سلطان جم جاہ کی خدمت مین لیگیا اور اسکی نظر کیمیا اثر مین دلایا اور بوقت فرصت یہ عرض کی کہ قلعہ کاویل کے حوالی مین یہ عورت حمیدہ ہی مین نے اس در ناسفتہ کو محض ظل سبحانی کیواسطے درج حجاب مین نقطہ موہوم کیطرح نامحرمون سے مستور رکھا ہی اگر حکم ہو وے شبستان خاص مین داخل کر دون شہریار کا اس خبر کی نسیم اہتزاز سے غنچہ دل شگفتہ ہوا نصیر الملک سے نہایت راضی ہوا اور تحسین اور آفرین فرمائی جب شہنشاہ تخت گاہ چارم ایوان نیلگون اس طارم سے خلوت خانہ مغرب کیطرف روانہ ہوا اور سپہر دوار نے چادر مینا رنگ شب سر پر ڈالی نصیر الملک نے اس دلبر شیرین ادا پری اطوار دل آرام کو عیش منزل مین جلوہ گر کیا اور شہریار نامدار گلگشت جہانبانی

سے شبستان کامرانی کیطرف متوجہ ہوا قبل اس سے کہ لب روح بخش اس مایہ نازو دلستانی سے قوت جان کامرانی حاصل کرے اپنی شرف ہمزبانی سے سرفراز کرکے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہی اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی ہی یا گل ناشگفتہ کیطرح بنجار ہی یہ سنکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ ای میری جان وجانعالم وعالمیان پر فدا ہوجیو مین فلان قبیلہ سے ہون اور مان اور باپ اور شوہر میرا بالفعل محبس شاہی مین محبوس ہی آنحضرت نے کمال عفت وپرہیزگاری سے لفظ شوہر استماع کرکے بے تیغ اقداح مدام آتش نفس امارہ کہ مراد شہوت سے ہی ساکن کرکے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیری پدر و مادر و شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر تجھے انکے سپرد کرونگا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر شاہ کی دعا وثنا بجالائی اور فجر کو جب کہ نصیر الملک خدمت مین حاضر ہوا اور سنتیت اور رسبا کیا ... یوسف زمان اسکا کنایہ سمجھے اور مسکرا کر فرمایا کہ وہ عورت ہمارے شرف فرش لازم المعاش سے محروم و ناکام رہی مینے اس سے اسکے وارثون کی تفویض کا وعدہ کیا ہی نصیر الملک نے حکم کے موافق اسکے مان باپ شوہر کو حاضر کیا حضرت نے انھین انعام واکرام سے سرافراز فرمایا اسکے بعد اس حوروش کو انکے سپرد کیا اور زنا کے وبال سے نجات پائی تیسرے اور بادشاہ کے خصائل سے یہ ہی کہ اگر ایسا کوئی سپاہی معرکہ رزم مین لوازم شجاعت اور شرائط جلادت کو فروگذاشت کرکے ایسا ہوتا آنحضرت واقف ہوکر عمدًا اس سپاہی کو بعد از فتح ہنگام نوازش اول اسکو ہمت خلعت سرفراز فرماتا تھا بعدہ اور ونکے حال پر جنھون نے لوازم تہور مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مشغول ہوتا تھا ایک وقت ایک ہمنشین کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کرکے گستاخانہ عرض گذار ہوا کہ سبب ایسے التفات کا ایسے جوان کے حال پر جسنے معرکہ مین گریز ستیز پر اختیار کی تھی کیون ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب اسکا اور وقت معلوم ہوگا شرح کی احتیاج نہین قضارا تھوڑے دنون مین اس شہریار نے سلطان محمود بہمنی کی کمک کیواسطے لشکرکشی کی اور دونون نے باتفاق یوسف عادلشاہ کا تعاقب کیا اور حوالی پٹن مین ایک فوج عادلشاہ کی سلطان کے طلیعہ سے مقابل ہوکر شکستہ ہوئی اور جو طلیعہ کے پیچھے افواج نظام شاہ تھی انھون نے مقابلہ اور مواجہہ عادلشاہ کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اس جماعت پر حملہ آور ہوا وہ جوان تھا نظام شاہ نے پھر اسپر نوازش فرمائی اور ندیم سے فرمایا بادشاہ شیر شکار ہین اور جوانونکو صید خصم کیواسطے اسطور سے پہونچاتے ہین اور اسیطریق سے اس جناب کے ایسے رواج چند درچند ملک دکن مین یادگار ہین اور وہ بزرگوار علم شمشیربازی خوب جانتا تھا اور اس فن سے نہایت رغبت رکھتا تھا چنانچہ رسم قدیم ہی کہ آدمی اس عصر کے طالب اور خواہان ہنر بادشاہ کے ہوکر خرد و بزرگ اکثر اپنی اوقات اسمین صرف کرتے تھے اور بجائے مکتب خانہ کہ قاعدہ بلاد اسلام ہی احمدنگر کے تمام محلات مین ورزش خانہ اور اکھاڑے شمشیربازی کی کسرت کیواسطے تیار کئے تھے اور بہتر اس سے کسی امر کو نہین جانتے تھے اور ہر ایک مجلس اور انجمن مین اسکے سوا اور چرچا ومذکور نہوتا تھا یہانتک کہ بازار شمشیربازی نے رونق اور رواج تمام بہم پہونچایا جیسا کہ اقتضا آب وہوائے فتنہ خیز دکن ہی ہر ایک زبان لاف وگذاف مین کھولکر دعوی انا ولاغیری کا کرتے تھے اور دوسرے کو اس فن مین مسلم نرکھتے تھے اور اس امر پر جوانون مین خشونت اور نزاع پہونچی مرافعہ احمد نظام شاہ کے پاس لیگئے اور اس جناب نے حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ ہمارے سامنے شمشیربازی کرین جو شخص پہلے وار حریف پر کرے وہ بہتر ہی الغرض ہر روز جوان اس بارہ مین مدعی ہوکر جماعت جماعت دیوان عام مین حاضر ہوکر بادشاہ کے حضور شمشیر بازی

رلی تھی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ دو تین جوان ہر روز در دولت پر قتل ہونے تھے اور اُنکے لاشیں اُنکی اُٹھا لیجاتے تھے اُسکے بعد وہ بزرگوار اس امر سے متنفر ہوا اور یہ مقرر کیا کہ ہمارے سامنے یہ امر واقع نہووے بلکہ قلعہ کے دروازے آگے جو کا چبوترہ واقع ہی وہان یہ امتحان ہوا کرے اور ہوا اور درمیان ان دونون شخص کے کہ آپس مین دعوی مین داخل کرین وہ حسب دلخواہ آپس مین تلوارین کھینچکر شمشیر بازی کرین آخر انمین سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص ہوس ننگ کرکے مقتول ہووے اُسکے قصاص کی پرسش نہووے اور یہ بدعت دکن کے سلطانونکو پسند ہوئی اور احمد نگر سے بوسیلہ سلاطین ہند جمیع بلاد دکن مین سرایت کرکے شائع اور رائج ہوئی اور برائی اس عمل بد کی ایسی دلونسے محو ہوئی کہ اتنک طالب علم اور مشائخ اور ذوی الملوک اور امرا اور خوانین مملکت دکن یک بیک عمل کرتے ہین اور اُنکو حیثیت اور قابلیت عظیم جانتے ہین اور اُنکے فرزندون مین اگر یہ امتحان فرو فرو نکرین شجاعون کے جرگہ مین شمار نہووین اور سرزنش کرین اور راقم حروف محمد قاسم فرشتہ نے بلدہ بیجاپور مین ۱۰۱۰ سنہ ایکہزار دس ہجری مین اپنی آنکھوں سے بالمشافہ دیکھا ہی کہ سید مرتضی اور سید حسن دونون بھائی سید صحیح النسب اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ کے درباریون مین معزز تھے اور تمام آدمی انہین جملہ مردم معقول دکن سے شمار کرتے تھے چنانچہ ان دونون سے ساتھ تین آدمیون ریش سفید دکن کے کہ وہ بھی مردم روشناس سے تھے ایک امر سہل کے واسطے بازار مین تکرار ہوئی پہلے سید مرتضی کا بیٹا جو بیس برس کا جوان تھا اپنے باپ کی حمایت پر ایک دکنی کے مقابل جا کر قتل ہوا جب سید مرتضی نے اپنے دلبند کو مقتول دیکھا جہان اُسکی نظر مین تیرہ ہو گیا خود دوسرے دکنی کی جنگ مین مشغول ہوا اور وہ بھی مثل اپنے بیٹے کے ملک عدم کیطرف راہی ہوا جسدم سید حسن نے اپنے بھائی اور بھتیجے کو اس حال سے مشاہدہ کیا اُسنے تیسرے دکنی سے سامنا کیا اور گرد فنا کی اُسنے چہرہ پر ملی ابھی لاش ان تینون سید مردہ کی بیجاپور کے بازار سے نہ اُٹھی تھی کہ وہ تینون دکنی کہ مقتولون کے ہاتھ سے نہایت زخمی اور چور ہو گئے تھے انہون نے بھی جان قابض ارواح کے سپرد کی اور ایک لحظہ مین بلا عداوت سابق چہ خانوادہ ماتم مین بیٹھے اور ہلاکی اُنکے خاندان سے ظہور مین آئی فی الواقع مسلمان دکن کے شمشیر اندازی اور یکگی مین بے نظیر اور بے مثل ہین اور جب تک کوئی شخص اس فن مین کمال حاصل نکرے اُن لوگون سے بہ شمشیر مقابل نہین ہو سکتا ہی خلاصہ اس تقریر کا یہ ہی کہ جو اکثر آدمی دکن کے روئے زمین پر ورزش شمشیر کرتے مین گھوڑے کی سواری اور تیراندازی اور نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری اور عاطل ہین اسواسطے جنگ مخالف مین عاجز مطلق ہوکر زبون تر ہوتے ہین اور خانہ جنگی اور کوچہ و بازار مین شیر درندہ اور مردانہ ہین اور جمیع سلاطین دکن نے بعد انقراض دولت شاہان بہمنیہ کہ اس مملکت مین حکومت کی ہی کسی شخص نے اس فعل شنیع کے دفع مین کوشش نکی مگر عہد معدلت مہد حضرت صاحبقران ابراہیم عادل شاہ ثانی مین خانہ جنگی جو باصطلاح دکن یکبایک کہتے ہین تخفیف تمام ہوئی اور امید قوی ہی کہ یہ عمل زشت کسی مملکت اور عہد مین مروج نہ تھا بادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی برکات کے سبب بالکل زائل ہوا اور وہ مملکت بھی مثل بہشت ایسے لوث کے جنابت سے پاک ہوئی اور اسیطرح سے خدیو زمان ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ولایت بیجاپور مین کہ مراد کرہ زمین سے ہی تاکید تمام کرکے یکبایک یعنی خانہ جنگی کو تخفیف تمام دی اور محمد قلی قطب شاہ نے بھی تلنگانہ مین اس امر کی ممانعت فرمائی امید ہے کہ نام یک بیک معدوم ہووے اور احمد نظام شاہ کی مدت حکومت اُنیس سال تھی

ذکر بادشاہی برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری کا

فیض خاوند

برہان نظام شاہ بحری مروج مذہب اثنا عشری سات سال تخت احمد نگر پر متمکن رہا
اسکی تاریخ جلوس ہوئی اور مکمل خان دکنی کہ مرد عاقل اور مدبر اور شجاع تھا احمد نظام شاہ کے عہد کے موافق
منصب پیشوائی اور امیر جملگی پر مخصوص ہوا اور اُسکا فرزند میان جمال الدین بخطاب عزیز الملکی و منصب سرنوبتی معزز او محترم
ہوا اور اُس دولتخانہ کو باپ بیٹے نے اپنے تصرف مین لاکر امور مالی اور ملکی مین نہایت استقلال پہونچایا تین برس
تک زمانہ اُنسے موافق رہا جبکہ عزیز الملک سرنوبت بادہ نخوت سے مبہوت ہوا اور غرور اور بے اعتدالی اسکی اندازہ
سے باہر ہوئی وزرائے صاحب شوکت مثل رومی خان اور شیر خان از روے حسد اسکی پیشوائی اور سرنوبتی سے
آزردہ اور دلگیر ہوئے ہرچند تدبیرین اور سعی اور کوشش اسکے اخراج کے بارے مین کین پیش گئین جب سعطرف
سے عاجز اور مایوس ہوئے اسوقت ایک عورات حرم سے بی بی عائشہ نام کو جو برہان نظام شاہ کی مرضعہ یعنی
دودھ پلائی تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی اس سے نہایت خصوصیت اور آشنائی پیدا کرکے یون مقرر کیا کہ بوقت فرصت
راجاجیو بھائی کہتر برہان شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے ممالک انہین تسلیم کرین اور اُسے تخت سلطنت پر
منصوب کرکے برہان شاہ کو معزول کرین اور مکمل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پاوین بی بی عائشہ
نے ایک روز انہین دنون مین دوپہر کیوقت راجاجیو کو کہ طفل پنج سالہ تھا لڑکیونکی پوشاک پہنا کر پالکی پر سوار لیا اور شہر کا
راستہ لیا اور والدہ نظام شاہ نے اسیوقت بسبب اتفاق اس فرزند دلبند کو یاد کیا اور جب محل مین دستیاب نہوا غلغلہ
عظیم مردم مردی اور بیرونی مین ظاہر آیا اور بعضے بولے کہ شاید ان حوضہاے پر آب مین گر پڑا ہو پس ایک جماعت حوضہاے
پر آب کنوین کو دکر تلاش مین مشغول ہوئی اور بعضے بی بی عائشہ کے پیچھے شہر کیطرف روانہ ہوئے ابھی وہ رومی خان کے مکان پر
نہ پہونچی تھی کہ وہ جماعت وسط شہر مین اُسکے پاس پہونچی اور اُسے مع راجہ جیو قلعہ مین واپس لائی اور جو بی بی عائشہ آپکو
بجائے جدہ ماجدہ برہان شاہ سمجھتی تھی اور راجہ جیو کو کبھی کبھی اپنے مکانمین لیجاتی تھی اور ایک دو دن اپنے مکانمین رکھتی تھی
بہانہ کیا کہ مین اسوقت راجہ جیو کو اپنے مکان پر لیئے جاتی تھی لیکن بعد چند روز کے جب یہ راز فاش ہوا اور سب آدمیون
نے جانا کہ یہ کام امرا کی تحریک سے ہوا ہے اسواسطے مکمل خان برہان شاہ راجہ جیو کی محافظت مین نہایت کوشش کرتا تھا
اور ایک لحظہ خبرداری سے بیخبر نرہتا تھا اور برہان شاہ کی تربیت اور پرورش مین اسقدر اہتمام بجالایا کہ دس برس کی عمر مین کافیہ
اور متوسط کو باستحقاق پڑھا اور خط نسخ خوب لکھا اور مرتضی نظام شاہ کے عہد مین کتب خانہ مین رسالہ علم اخلاق در سلوک
بادشاہان مین بخط نسخ پاکیزہ مولف کی نظر سے گذرا کہ اُسکے خاتمہ مین یہ عبارت مرقوم تھی کاتبہ شیخ برہان بن ملک
احمد نظام الملک الملقب من الحضرۃ البحری اور جسوقت کہ مکمل خان اور امرائے ثلثہ کے درمیان عداوت اور خصومت
حد سے گذری انہون نے لاچار ہوکر پانچ چھ وزیرون سے اتفاق کیا اور رات کو احمد نگر سے برآمد ہوکر آٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر
برار کیطرف روانہ ہوئے اور علاء الدین عماد الملک کے دربار مین پہونچے یہ تمہیدات زبانی احمد نگر کی تسخیر کی سہل ترین
تدبیر اظہار کی عماد الملک نے ارباب غرض کے کہنے سے فریب کھایا اور فوج جمع کرکے کاویل سے ایلچپور کیطرف متوجہ ہوا
اور نظام شاہ کی سرحد پر چند قصبات اور پرگنات پر قابض ہوا مکمل خان نے یہ خبر سنکر اُس فساد کے دفع کیواسطے سپاہ
ظفر دستگاہ فراہم کی اور برہان نظام شاہ کی ملازمت مین اور خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کو ہمراہ لیکر مع فوج گران بصد شوکت

دیان

وشان عماد الملک کے مقابلہ کو چلا اور قصبہ رانوری کے حوالی مین سنہ ۹۱۶ھ نوسو سولہ ہجری مین فریقین کا سامنا ہوا دونون سپاہ رزم خواں نے میمنہ او میسرہ اور قلب اور ساقہ اوس رزمگاہ آراستہ کی اور مکمل خان نے اس روز برہان شاہ کو صغر سنی کے سبب آذرخان غلام ترک کو جو اتالیق اسکا تھا ردیف کرکے قلب مین قائم کیا اور خود بازوئے شہامت کھولکر جنگ مین مشغول ہوا کوس حربی اور نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نالہ نفیر و کرنا گنبد فلک پر پہونچتا جوش و خروش نے گوش چرخ آبنوس کے کر کئے اور زمانہ جفا کار اس دار و گیر سے مشابہ ہوا ایسے ہراسان ہوا چاہا کہ آپ کو چنبر فلک سے باہر ڈالدے اور بہرام خون آشام نے بہادران کیوان تمام کے خوف صدمہ سے حصار سپہ ششم سے قدم آگے رکھے اور روزگار مردم آزار نے گویا اعتبار کی عنانیتی کا مہرہ ہستی پر چھڑکا اور دست قضا نے رشتہ حیات کائنات کا توڑا دونون طرف کی سپاہ ملکی تلوار چلنے لگی سروتن جدا ہونے لگے جنگ عظیم ہوئی ہنگامہ محشر برپا ہوا صحرا مین سیل خون رواں ہوا

مثنوی ز بارمدن تیغ آتش فشان * ہمی شد روان از تن خستہ جان * ز آمد چیان در فغان کوس کین * کہ چون نغمے سست از جا نہان * ز غریدن کوس غیرت سروش * تہو ہمی سخت در دل ز کوس * فتادند بر ہم ز بس کشتگان عبداں پوش شد ابرہ آسمان *

اور جو کار خانہ تھا و قدر مین طبل ظفر برہان دین و دولت کے نام بجا تھا اور قدم شکست عماد الملک کے میمنہ حال پہنچی حتی بعد کشش اور کوشش فراوان راکب کام سے اور مرکوب تردد سے بازرہے عماد الملک اور تمام امرا اپنے باگ معرکہ سے موڑی لیئے بحواس ہوکر بھاگے کہ کسی مقام مین توقف نہ کیا اور مال و منال اور گھوڑے اور ہاتھی انکے نظام شاہ کے حوزہ تصرف مین آئے اور ممالک برار بہت خراب اور ویران ہوئے مکمل خان نے نظام شاہ کو لیکر تعاقب کیا اور ولایت برار کے درمیان مین در آیا عماد الملک سلامتی فرار مین منحصر جانکر برہانپور کی طرف گیا وہان کے حاکم نے ایک جماعت علما اور مشائخ کے ذریعہ سے درمیان انکے صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقر کیطرف روانہ ہوئے منقول ہی ایک اجداد نظام شاہیہ سے کلکرنی پاتری نامے کسی سبب سے جلا وطن ہوکر ولایت بیجانگر کیطرف گیا اور اسی حدود مین بود و باش اختیار کی تھی جب سلطنت انکے خانوادہ مین پہونچی سب بیجانگر سے احمدنگر کی طرف رجوع ہوئے اور اشتیاق وطن غالب آیا اور مکمل خان نے برہان شاہ کی طرف عماد الملک کو لکھا کہ جو پرگنہ پاتری تم سے تعلق رکھتا ہی وہ ہماری سرحد مین واقع ہی مقتضائے دوستی یہ ہی کہ وہ پرگنہ واگذاشت کرکے ہمارے متعلق کرین اور اسکے عوض اور پرگنہ کہ جسکا حاصل اس سے زیادہ تر ہو ہم سے لیکر اپنے قبض و تصرف مین لاوین عماد الملک نے یہ امر قبول نکیا اور ہرچند کہ جانتا تھا کہ آخر کو اس امر پر نزاع ہوگی اسواسطے اس پرگنہ مین احتیاطا ایک قلعہ جدید بنایا مکمل خان نے پیغام دیا کہ اس قلعہ کا ایسے مقام پر تیار ہونا موجب نزاع ہی کہ اکثر اوقات تمہارے آدمیون سے ہماری سرحد مین مزاحمت اور تشویش پہونچیگی مناسب یہ ہی کہ اسے موقوف رکھین عماد الملک نے کچھ اسکی پروانہ کی اور قلعہ تیار کرکے باطمینان تمام اپنے دار الملک کیطرف مراجعت کی اور زمانہ کی بازی سے غافل ہوا ناگاہ مکمل خان بالاگھاٹ اور دولت آباد اور منازل ہلیورہ کی سیر کے بہانہ لشکر جمع لاکر سنہ ۹۲۰ھ نوسو بیس ہجری مین برہان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب چند منزل دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور ایلغار کی باگ موڑکر پاتری پر بطور تاخت فوجکش ہوا اور قلعہ کو گھیر کر آتش جنگ افروختہ کی اور بہادران قلعہ کشا نے خندق سے عبور کیے اور بعضون نے کمندون کے [illegible] دعائے مستجاب قلعہ کی دیوار و کنگرہ پر عروج کیا اور بعضے نے نیہ انکا کرکے ذنوبی طرح [illegible] اور بعضون نے زبردستی اور

پیشدستی سے زیر کرکے قلعہ کو مفتوح کیا اور ولایت پاتری پر متصرف ہوا میان محمد غوری نے کہ اس قلعہ کے
فتح مین اور مجاہدون سے زیادہ ترکوشش اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی بخطاب کامل خان سرفرازی پائی اور ضبط
اس قلعہ اور اس حدود کا اس سے متعلق ہوا اور نظام شاہ نے اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوکر احمدنگر کیطرف
معاودت فرمائی جو ابھی سرو نوخیز بوستان سلطنت اور گل گلزار دولت تھا بمقتضائے جوانی ایک لولی آمنہ نام پر عاشق ہو
اور قمری اور فاختہ کے مانند اسکے قد بالا کی شوق زیارت مین حلقہ اطاعت گلے مین ڈالکر کوکو کرنے لگا اور جذبہ عشق سے
اسے حبالہ نکاح مین لا کر افضل حرم کیا اور اسکے طفیل سے شرب خمر کیطرف رغبت کی مکمل خان کہ مرد کامل اور عاقل تھا تخت
کے سامنے مودب کھڑا ہوا اور زمین کو لب ادب سے بوسہ دیکر انگشتری وکالت اور وزارت کی اسے سپرد کرکے عرض پیرا ہوا
کہ اس عرصہ مین حضرت ظل آلہی صغر سن تھے یہ ناچیز غلام حسب مقدور خدمات مرجوعہ بہر نوع بیامن اقبال بادشاہی سے
پیش پہونچاتا تھا اب افضال آلہی سے خود بدولت و اقبال مہمات سلطنت کو انجام بخوبی تمام پہونچا سکتے ہین اپنے اس غلام کو اس امر سے
معذور فرمائین بیت سعی ہست کہ مالکان تحریر + آزاد کنند بندۂ پیر + برہان شاہ نے بعد بسیار لطف افزونی اسے معذور رکھا اور اپنے
ایک فرزند کو امرائے کبار کے منصب پیشوائی شیخ جعفر دکنی ساکن قصبہ بنکار کو ارزانی فرمایا مکمل خان اپنے مکان مین گوشہ نشین
ہوا اور کبھی کبھی اپنے عزیزون اور فرزندون کی تکلیف دہی کے باعث روز ہائے عید اور ایام متبرک دربار مین آتا تھا
اور بادشاہ کو مجرا اور سلام کرکے بعد ایک ساعت کے اپنے مکان کو بازگشت کرتا تھا اور کسی وجہ مقدمات دنیوی مین
دخل نکر کے اپنے حال مین مشغول رہتا تھا یہانتک کہ بجوار رحمت آلہی واصل ہوا اور ۹۲۸ھ نوسو اٹھائیس ہجری
مین شاہ طاہر بمقتضائے وقت احمدنگر مین تشریف لائے اور حضور کے سالک مجلسان مین منتظم ہوئے اور مذہب
مہدویہ نے کہ اسوقت مین رواج تمام پیدا کیا تھا برہان شاہ نے اپنی بیٹی ایک مشائخ کو جو مذہب مہدویہ رکھتا تھا
دی تھی شاہ طاہر کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ مذہب مستاصل ہوا اور وہ جماعت دربار کی آمد و شد
سے ممنوع ہوئی اور آنحضرت اس جہالت سے پشیمان ہوئے اور علمائے پائے تخت کو سرزنش بہت فرمائی کہ
جیسا شاہ طاہر نے بطلان اس مذہب کا بدلائل و براہین قاطعہ میرے ذہن نشین کیا تمنے کسواسطے ایسا نہ کیا اور
۹۳۰ھ نوسو تیس ہجری مین برہان نظام شاہ اور اسمعیل عادل شاہ نے شاہ طاہر کی سعی کے سبب قلعہ شولاپور مین
ملاقات کی اور ارکان دولت طرفین بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کو برہان شاہ کے عقد ازدواج مین لائے
اور جشن شادی کا آراستہ ہوا اسواسطے کہ اسد خان تلنگوانی وغیرہ متعہد ہوئے تھے کہ ہم قلعہ شولاپور بی بی مریم کے
جہیز مین دیوین گے اسواسطے برہان شاہ نے اس قلعہ کا مطالبہ کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے جوابدیا کہ مجھے اس امر
سے خبر نہین ہے اگر بعضے نفر یعنی ملازمین نادانستگی سے کوئی حرف زبان پر لاوین اسکا اعتبار نکرنا چاہیے برہان
شاہ نے شاہ طاہر کے مشورہ کے سبب دوبارہ اس مقولہ کا تذکرہ کیا اور احمدنگر مین آیا اور بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ
جب بی بی مریم کے ساتھ ناہمواری اور بے اعتدالی سے پیش آئی اور ایک مدت اسی طور پر گذری اور یہ خبر اسمعیل
عادل شاہ کو پہونچی نظام شاہ کے سفیرون سے جو بیجاپور مین تھے انسے یہ فرمایا کہ طوائف یعنی پتریا کو سلاطین کے فرزندون پر
یون مسلط کرنا حرام اور اصالت سے بعید ہے اور یہ بات جب برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی قضیہ نے طول
کھینچا اور اسی عرصہ مین شاہ طاہر کو امیر برید کے پاس اور ملا حیدر استرابادی کو علاء الملک کے روبرو مجانست کیواسطے بھیجا

اور انھین ساتھ اپنے متفق کرکے سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین باتفاق اُس جماعت کے مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار قلعہ شولاپور کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے نو ہزار سوار تیرانداز معرکہ گذار ہمراہ رکاب لیکر اُسکے مقابلہ کو عزیمت کی اور سرحد مین فریقین سے مقابلہ ہوا اور ایسی جنگ کہ طبیعت اُسکے تصور سے خوف کھاوے وقوع مین آئی پہلے علاء الدین عماد الملک نے اسد خان بلگوانی کے حملہ سے شکست پائی اور بلا توقف کاویل کی طرف بھاگا اور برہان شاہ پر اثنائے جنگ مین کثرت تردد اور گرمی ازدحام فوج سے تشنگی غالب آئی بیہوش ہوا اور خورشید نام غلام ترک جو اُسکا آبدار تھا اُسنے گلاب چھڑکا جب ہوش مین آیا غلامان ترک حبشی نے شاہ طاہر کی صلاح سے ہتھیار اُسکے بدن سے جدا کئے اور پالکی مین اُسے ڈالکر احمدنگر کی طرف روانہ ہوئے اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین عماد شاہ نے اسمعیل عادل شاہ کی تحریک سے اور ہمراہی سلطان قلی قطب شاہ کے قلعہ پاتری کو نظام شاہیہ کے تصرف سے برآورده لیا اور برہان شاہ نے مخدوم خواجہ دکنی اور امیر برید کی رفاقت سے مع لشکر آراستہ و پیراستہ پاتری کی سمت نہضت فرمائی اور دو مہینے کے عرصہ مین توپ اور ضرب زن صاعقہ آثار کی ضربت سے قلعہ کی بنیاد مین خلل ڈالکر مفتوح کیا اور قلعہ کو بیخ و بنیاد سے کھود کر پرگنہ پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا محمد قاسم فرشتہ لکھتا ہے کہ مین نے براہمہ معتبر و لکھا نظام شاہ سے سنا ہے کہ سلطنت نظام شاہ بحری سے چند سال اوپر اجداد نظام شاہیہ براہمہ پرگنہ پاتری سے تھے اور کسی بتقریب کے سبب تغیر مکان یعنی جلاوطن ہوکر ولایت بیجانگر کیطرف گئے تھے اور اُس حدود مین جیسا کہ مذکور ہوا بسر لیجاتے تھے جب ملک حسن نظام الملک کے اقبال نے یاری کی اور اہل دول ہوا ملک احمد نے چتر سلطنت اپنے سر پر بلند کیا جو لیتا وند کے بہانہ بیجانگر سے اُنکے تین آنکر یہ باتین ہمیشہ سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتے تھے کہ فلان قریہ قلعہ پاتری سے قدیم الایام مین ہمارے باپ دادا سے تعلق رکھتا تھا بعد چندے ملک احمد نے عماد الملک کے پاس یہ پیغام کیا کہ جو ہمین پرگنہ پاتری کے ساتھ ایسی نسبت ہے مقتضائے یاری اور اخلاص یہ ہے کہ وہ پرگنہ ہماری طرف رجوع کرے دوسرا پرگنہ کہ محصول اُسکا اُس سے کہین زیادہ ہو بالعوض اُسکے ہمارے ممالک محروسہ سے لیوین عماد الملک نے یہ امر قبول نہ کیا اور یہ بحث درمیان مین تھی کہ بتقریبات چند برہان شاہ اُس پرگنہ کو اپنے قبضہ مین در لایا اور وہ موضع مورث اپنے بھانجہ اور اپنے قرابتیونکو جو رئیس کفرہ فجرہ تھے بطریق انعام عنایت فرمایا اور عہد خلیفہ لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تک بطناً بعد بطن وہ قریہ اُنکے تعلق مین رکھا پھر وہان سے ماہور کیطرف راہی ہوا وہ قلعہ بھی جو ابن خداوندخان حبشی کے تصرف مین تھا مسخر کرکے ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا عماد الملک تاب برابری کی نہ لایا بدستور سابق برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ فاروقی بمقام اعانت اور کمک مین ہوکر باتفاق متوجہ جنگ نظام شاہ اور امیر برید ہوا اور فریقین مین بعد قرب وصول جنگ شدید واقع ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ بحال ابتر و پریشان برہانپور کیطرف بھاگے نظام شاہ تین سو ہاتھی اور خیمہ اور خرگاہ بلکہ تمام کارخانجات سلطنت پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے قبضۂ قدرت مین لایا عماد الملک اور محمد شاہ نے احوال اس طرح معاینہ کرکے آدمی معتبر مع تحف فراوان سلطان بہادر بادشاہ گجرات کے پاس بھیجکر اعانت طلب کی سلطان بہادر نے اُنکی امداد کو فتوحات غیبی تصور کرکے مع خزانہ اور لشکر بعد سنہ ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین ندربار اور سلطانپور کے راستہ سے دکن کیطرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ نے مضطرب ہوکر اول رسل و رسائل شاہ طاہر کے بانشاء و املا مشتمل بر تہنیت جلوس اور اظہار اخلاص اور اعتقاد دہلی مین

برہان شاہ کے پاس ارسال کئے اور اسمین یہ فقرہ درج کیا امید ساتھ الطائف عواطف الٰہی کے واثق ہی کہ عنقریب مخبران
اقبال مژدہ توجہ جنود لشکر ظفر قرین سعادت قران باخراج اعادی اس حدود کے کلیونین کے سامع مین پہونچاوین
اور مبشران مسرت رسان بشارت قُل جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ اس دیار کے اطراف واکناف مین منتشر کرین تو
منتظران امیدوار اور معتقدان خدمتگار باقبال تمام استقبال کر کے فائز المرام ہووین اور اسی طور سے چند مکتوب متضمن
طلب اعانت اسمعیل عادل شاہ اور سلطان قلی قطب شاہ کے پاس روانہ کئے سلطان قلی جو جنگ کفار کے مین مشغول تھا
یہ بہانہ کر کے معذور ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار غریب اور غریب زادہ اپنے لشکر سے انتخاب کر کے امیر برید کے
ہمراہ و آپ کو تمام امرائے عادل شاہی سے جانتا تھا برہان شاہ کی مدد کے واسطے مع خزانہ موفورہ اور سازیراق سفر روانہ
فرمایا اور سلطان بہادر استخلاص قلعہ ماہور اور پاتری کے واسطے ولایت برار کے درمیان آنکر اس ملک
کے لینے کے طمع کر کے چند روز سے مقیم تھا عماد الملک بانی زوال مملکت کے اندیشہ سے عرض پرداز ہوا کہ یہ ولایت بندگان حضرت
سے تعلق رکھتی ہی اگر قدم آگے بڑھا کر برہان شاہ کو مستاصل کر کے قدرے اس ولایت سے بندہ کو عنایت فرماوین تو اپنے
زن و فرزند قلعہ گاویل سے یہان بھیجکر یہ تمام ولایت حضور کے سپرد کر کے ہمیشہ ملازم رکاب رہونگا سلطان بہادر نے انکی
عرض قبول کی اور نظام شاہ کے اردو کیطرف جو کوہستان بیر مین اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید چھ ہزار سوار
عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار اپنے خیل خاصہ سے لیکر مقابلہ کیواسطے عازم ہوا اور راہ مین قصبہ … مین اور ہر اثنائے کوچ مین افواج
گجراتیون پر تاخت کی اور تخمیناً تین ہزار سوار تہ تیغ بیدریغ کر کے مال و اسباب و ساز و سلب بسیار مع ستر اونٹ محمول
خزانہ گجرات قبضہ مین لایا سلطان بہادر اس احوال کے مشاہدہ سے نہایت پریشان ہوا اور جس مقام مین کہ یہ
خبر اُسے پہونچی تھی وہین مقام کیا اور خداوند خان وزیر کو مع بیس ہزار سوار جرار تدارک انتقام کے واسطے نامزد کیا
اور امیر برید نے محاربہ اس لشکر عظیم کا ساتھ اپنے قرار دیا اور انکے مقابل آیا اور قبل اسکے کہ بہادران طرفین
کارزار مین مصروف ہون دونون لشکر ایک دوسرے کیطرف متوجہ ہوکر آپس مین ملنے لگے اب دکن نے کلاب گجراتیکو
شکست دی امیر برید اور امرائے عادل شاہ نے دل ظفر پر باندھا اور بمقصد کے امیدوار ہوئے اور بعد آراستگی
صفوف حرب امیر برید نے پشت معرکہ پر دیکر کمین گاہ مین کیا جب لشکر گجرات نے تاخت و تاراج شروع کی
امیر برید اکبارگی کمین گاہ سے برآمد ہوا اور بہ معیت اپنی شمشیر خونخوار ایک دم مین انکے لشکر کو زیر و زبر کیا مین بعد
سلطان بہادر نے بیس ہزار سوار دیگر عماد الملک اور خداوند خان کے ہمراہ کابہ بھیجے برہان شاہ اور امیر برید اور خواجہ
جہان نے اس لشکر کے مقابلہ کی تاب اپنے مین ندیکھی بنجاح استعجال بیدر کی طرف روانہ ہوئے اور وہان بھی گجراتیون کے
تعاقب سے اقامت میسر نہوئی جنیر کی سمت سفر ور ہوئے اور اسوقت برہان شاہ کی والدہ جو بیبی ملک اکابر استرآباد
سے تھی قضائے الٰہی سے فوت ہوئی اس بلدہ مین اُسے پیوند زمین کیا اور سلطان بہادر نے احمدنگر مین داخل ہوکر
باغ نظام شاہ مین نزول فرمایا اور امرا اور منصب دار احمدنگر کے مکانون مین وارد ہوئے سلطان بہادر نے حکم کیا کہ پتھر اور
چونہ جو باغ نظام شاہ مین بعضی عمارات کی تعمیر کیواسطے موجود اور مہیا ہی اُسے باغ کے بیچ لیجا کر ایک چبوترہ وسیع اور
رفیع جنگ فیل کے تماشے کیواسطے تیار کرین اور سلطان چالیس روز از صبح تا شام اجلاس کر کے سلام خلائق کا لیتا تھا
اور ہاتھی اور ہرن اور اونٹ اور بھی دیگر حیوانات کی لڑائی کا تماشا دیکھتا تھا اور بہاتے تھا چندروز یہان اقامت

کرون اس سبب سے کہ امرائے نظام شاہ نہین چاہتے تھے کہ کسیطرف سے غلہ اور مایحتاج بفراغت گجراتیون کے اردو مین
پہونچے چنانچہ اس درمیان مین دکنیون کی مزاحمت کے سبب نہ پہونچنے اذوقہ سے ایک قحط ظاہر ہوا اور بہت آدمی اور ہاتھی اور
گھوڑے ہلاک ہوئے خداوند خان اور امرائے کبار گجرات نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر شاہنشاہ کو داعیہ تسخیر اس ولایت کا
مرکوز خاطر ہے تو صلاح دولت یہ ہے کہ اول قلعہ دولت آباد کو کہ بر سر راہ گجرات ہے مفتوح اور مسخر کرین اُسکے بعد احمد نگر کیطرف حرکت
کرکے دیگر مہمات اور بقاع کی تسخیر مین کوشش فرماوین سلطان بہادر نے انکی عرض قبول کی لیکن کوچ کرنے مین
تاخیر رکھتا تھا اس درمیان مین ایک خواب مہیب دیکھا کہ باغ نظام شاہ مین ایک جماعت دیوون کی شکل نہایت مہابت سے
کہ بعضون کے ہاتھ مین انگیٹھیان آگ کی اور بعضے پہاڑ اور سنگ کلان اُٹھاکر اُسکے پلنگ کیطرف متوجہ ہو کر اُسے مارا
چاہتے ہین وہ گھبراکر خواب سے بیدار ہوا اور ایک جماعت عقلا سے جو اُسکے مقرب تھے یہ واقعہ بیان کیا انھون نے یہ جواب دیا کہ
اس مقام مین نظام شاہ کے عہد مین ایک جنگ عظیم واقع ہوئی ہے اور کفار اور ایک جماعت کثیر مسلمانون
کی عین ستی مین مقتول ہوئی ہے اور انکی ارواح کو جو عروج عالم علوی میسر نہین ہے اس جہان سفلے مین
خاص اس مقام مین متوطن رہتے ہین اور بصورت شیاطین متشکل ہوتے ہین احتمال رکھتا ہے کہ یہ خواب اس
علامت سے ہو سلطان نے اسی شب کو اُس مکان سے نقل کرکے کالا چبوترہ کے قریب خیمہ اور خرگاہ مین استراحت
فرمائی اور بعد دو تین روز کے دولت آباد کیطرف متوجہ ہوا بعد از وصول عماد الملک برار نے امرائے گجرات
کو قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال نے محمد شاہ فاروقی کے باتفاق بالاگھاٹ دولت آباد
مین نزول کیا برہان شاہ نے ایلچی اسمعیل عادل شاہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہمراہ امداد کے بارہ مین جو کچھ شرط
مروت اور یاری تھی بجالائے ہین لیکن جب تک بہ نفس نفیس اس طرف متوجہ نہون گے اس ورطہ سے رہائی میسر نہوگی
عادل شاہ نے جواب دیا کہ کفار بیجانگر رائچور کے اطراف مین مجھکو کمین گاہ مین جو پائے فرصت ہین اسوقت مین جگہ
سے حرکت کرونگا وہ لئیم آب گشتہ سے عبور کرکے اس مملکت کو تاخت و تاراج کرینگے اب مین نے پانسو بہادر مسلح
و دواسپہ سید ملک قزوینی کے ہمراہ کمک سابق کے علاوہ روانہ کئے ہین امید ہے کہ آپ فتح و فیروزی سے مسرور اور
محظوظ ہونگے برہان شاہ عادل شاہ کے آنے سے مایوس ہو کر اپنے کام مین حیران ہوا اور سبب حیرانی کا یہ تھا کہ رعیت
اور سپاہ شیخ جعفر کی پیشوائی سے آزردہ اور دلگیر تھی لہذا اُسے منصب سے معزول کیا اور سمی کانونی کو جو عقل اور فراست اور
امانت اور دیانت مین انصاف تمام رکھتا تھا خلعت پیشوائی سے سرفراز و مباہی کیا اور اُسکے بمشورہ جنیر سے احمدنگر طرف آیا
اور اپنے بقدر قدرت و امکان لشکر فراہم کرکے بسبیل استعجال باتفاق لشکر دکن نہایت حزم و ہوشیاری سے دولت آباد کی
طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر کے لشکر کے اطراف مین پہونچکر چار کوس لشکر گجرات کے فاصلہ پر کوہستان کے درمیان فروکش
ہوا اور رات دن لوازم ہوشیاری مین تقصیر نکی اور قریب تین ماہ لشکر سلطان بہادر کے مقابل بیٹھا رہا اور دکنی گجراتیون کے
حوالی مین تاخت کرتے تھے آخر دانت جگر مین گڑو کر فوج کے ادنی و اعلی کارزار پر مستعد ہوئے اور اعلام مبارزت بلند کئے
سلطان بہادر نے اس معاملہ سے اطلاع پائی اور امیر برید کو شجاعت اور جوانمردی مین مشہور و معروف تھا الہام کے دن مسلح اور
مکمل ہو کر بطریق ایام سابق بہ ارادہ مانع آنے رسد غلہ وغیرہ سلطان کے لشکر گاہ کیطرف متوجہ ہوا اور لشکر عادل شاہی قوی پشت ہو کر بے
اجازت نظام شاہ کے افواج آراستہ کرکے مرتکب جنگ صف اعدا ہوا اور جب یہ خبر دکنیون کے اردو مین منتشر ہوئی برہان نظام

کہ شجاعت اور دلیری کی امیر برید کی بخوبی تمام جانتا تھا فوراً مستعد قتال ہو کر امید برید کے بعد روانہ ہو جس وقت آتش جنگ مشتعل ہوئی امیر برید اور بہادران عادل شاہی حرب مین مشغول تھے حملہ کر کے گجراتیون کو منہزم کیا سلطان بہادر نے جب نظام شاہ کے پہونچنے سے خبر پائی خداوند خان اور عضد الملک اور صفدر خان اور اکثر امرائے کلان کو انکے مدافعہ کے واسطے بھیجا اور وہ جماعت جب اپنی افواج کے ہمراہ متوجہ قتال ہوئی اور عالم خان میواتی جو عمدہ سرداران احمدنگر سے تھا حملہ اول مین مارا گیا برہان شاہ اور امیر برید نے صلاح توقف مین ندیکھی باگ معرکہ سے پھیری اور بھاگ کر کوہستان مین پناہ لی اور جب سمجھے کہ لشکریان گجرات مرد میدان ہین کانونرسی کے کہنے سے آدمی میران محمد شاہ اور عماد الملک کے پاس بھیجکر طالب صلح ہوئے اور وعدہ واپس دینے فیلان اور قلاع از خود کیا میران محمد شاہ اور عماد الملک کے پاس بھیجکر خداوند خان گجراتی کے کہ وزیر سلیم النفس اور نیک اندیش خلائق تھا جا کر کہنے لگے کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلطان کی مدد مین پہونچکر پاتری اور ماہور نظام شاہ کے قبضہ تصرف سے برآورده کرین اور خطبہ برار اور احمدنگر کا سلطان کے نام پڑھا کر ہر سال تحف و ہدایا اسکے واسطے ارسال کرین وجالانکہ طمع اس ملک کی کرکے چلتا ہی کہ ہمارے ہاتھ سے انتزاع کرے خداوند خان نے کہا یہ وہ کام ہی کہ تمنے آپ کیا ہی جسوقت تمام حکام دکن یکجہت ویکزبان ہو کر اپنے درمیان سے منازعت دور کرین لے مقرون بصواب ہوگا میران محمد شاہ اور عماد الملک نے مطلب سمجھکر مجلس سے برخاست کی پہلے عماد الملک نے اپنے مورچہ سے غلہ اور آذوقہ بہت قلعہ دولت آباد مین مجمن خان کے پاس بھیجا جب خسرو انجم یعنے آفتاب برج سرطان کی طرف روانہ ہوا موسم وہ ہوا کہ خیمہ اور سائبان سنجابی سحاب کے بلند ہووین اور بارش کے سبب سے راہ آمد و شد دشوار ہووے عماد الملک خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام پر چھوڑ کر آدھی رات کو ایلچپور کی طرف گیا سلطان بہادر نے محمد شاہ فاروقی اور ارکان دولت کو بلا کر مراجعت اور توقف کے بارہ مین مشورہ فرمایا سبھون نے التماس کی کہ اسکے بعد برسات کی طغیانی کے سبب ندیکا نبتی اور دیگر دریاؤن کے پرآب ہونے سے غلہ اور آذوقہ ممالک گجرات اور خاندیس سے نہ پہونچیگا اور احتمال کلی رکھتا ہی کہ سلاطین دکن بھی بالضرورت باتفاق متوجہ ہو وین اور جھگڑا طول ہووے صلاح دولت یہی ہی کہ یہ ملک نظام شاہ اور عماد شاہ پر مقرر رکھکر انکو ساتھ اطاعت اور فرمان برداری کے اختصاص بخشین پھر برہان شاہ اور عماد شاہ سے تجویز میران محمد شاہ خطبہ بنام سلطان بہادر پڑھا کر حاجبون کو مع تحف وتحائف بھیجا آتش منازعت ساکن ہوئی اور آپ گجرات کی طرف کوچ کر گیا اور برہان شاہ احمدنگر مین آیا میران محمد شاہ نے پیغام کیا کہ وعدہ کو وفا کر اور قلعہ پاتری اور ماہور مع فیلان عماد الملک کو واپس دو برہان شاہ نے تیس ہاتھی جو جنگ رانوری مین میران محمد شاہ سے لئے تھے مع تحف وہدایائے نفیسہ اسکے واسطے بھیجے اور عماد الملک کو غیبت وہست کا کچھ جواب ندیا میران محمد شاہ نے جب اپنا مقصد حاصل دیکھا دوبارہ عماد الملک کی طرف سے اسنے تحریک نہ کی اور برہان شاہ کے ساتھ ابواب خصوصیت واتحاد اول سے زیادہ تر مفتوح کئے برہان شاہ نے دوسرے برس شاہ طاہر کو مع اشیاء نفیسہ اور چند فیل نامی اور گھوڑے تازی برسم رسالت سلطان بہادر کے پاس گجرات بھیجے لیکن اسنے شاہ طاہر سے ملاقات نہ کی معرض توقف مین ڈالا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نے یون سنا ہے کہ برہان الملک نے ایک مرتبہ بھی ہمارا نام خطبہ مین مذکور نہین کیا ہی میران محمد شاہ مقام اصلاح مین ہوا اور جواب لکھا کہ برہان الملک مخلص اور یکجہت تمہارا ہی اگر اس سے کوئی امر خلاف عہد واقع ہوا ہو معاف رکھین اور اسکے ایلچی کو حسب الالتماس بندہ

شرف ملازمت سے مشرف فرماوین سلطان بہادر نے بہرا مری ملاقات شاہ طاہر سے کی اور اُنکی تعظیم و تکریم مین توجہ نفرمائی پھر خداوند خان نے اُس جناب کی دانشمندی اور سجادہ نشینی سے آگاہ ہوکر تدارک مافات کے واسطے ایک مجلس عظیم آراستہ کی اور اپنے ایک مقرب کو شاہ طاہر کی طلب کو بھیجا جسوقت کہ حاضر ہوا تمام علما اور اکابر سے بالاتر جگہ دیکر کہا کہ اگر ہم سے آپکے ملازمون کی نسبت کسیطرح کی تقصیر واقع ہوئی ہو مواخذہ نفرماوین کسواسطے کہ مجلس اول مین آپ کے مرتبہ کے لائق ہم نے سلوک نہ کیا لیکن اس مجلس مین آپکی فراخور شان کے موافق لوازم اعزاز و اکرام بجالا وینگے منقول ہی کہ جمیع علمائے گجرات اور خاندیس کہ اُس مجمع مین حاضر تھے ہر ایک اپنے کو اعلم علما سے جانتا تھا تقدم یعنی بالانشینی شاہ طاہر سے رشک لیئے اور دیگ حسد کو جوش مین لائے اور کلمات ناشایستہ زبان پر جاری کرکے پیچ و تاب کھانے لگے سلطان بہادر نے خداوندخان کو حکم فرمایا کہ بالفعل اپنی محفل مین جمع کرکے شاہ طاہر سے بحث علم رکھے جب مجلس منعقد ہوئی اور تمام علما شاہ صاحب کے حالات سے واقف ہوئے اُنکی مولویت اور فضیلت کے بے اختیار اقرار معترف ہوئے اور اپنی بے اعتدالی سے نادم اور پشیمان ہوئے اور یہ امر جب سلطان بہادر کے سمع مبارک مین پہنچا اُس نے احترام و اعزاز مین حد سے زیادہ تر کوشش کی اور بعد تین مہینے کے رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور سنہ ۹۳۷ نو سو سینتیس ہجری مین جب سلطان بہادر سلاطین خلجیہ پر مسلط ہوا اور ولایت مندو اپنے تصرف مین لایا برہان نظام شاہ زیادہ سلطان بہادر کی شوکت سے متوہم ہوا اور شاہ طاہر کو پھر ہمراہ نرسیو برہمن کے فتح کی مبارکباد کے واسطے روانہ کیا قضارا جسوقت کہ برہانپور مین پہونچا سلطان بہادر بھی اُس بلدہ مین آیا میران محمد شاہ نے شاہ طاہر کی ملاقات سے سلطان کو بخوبی تمام محظوظ کرکے اخلاص نظام شاہ سے بدلائل و براہین خاطرنشان کی اور کہا صلاح دولت اسمین دیکھتا ہون کہ شاہ کی تقویت کرکے اپنا مخلص کرین سلطان بہادر جو بادشاہ صاحب داعیہ تھا اور فکر ہائے دور دراز کو اپنے دل مین راہ دیتا تھا یعنی چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کرے باتین محمد شاہ کی اپنے فضا سے دل مین جلوہ گزین کرکے دہ امر قبول کیا محمد شاہ نے شاہ طاہر کو الطاف و عنایات سے قوی پشت اور راضی کرکے بتعجیل تمام احمدنگر کیطرف بھیجا کہ برہان شاہ کو جلدی برہانپور مین لاکر سلطان سے ملاقات کرائے شاہ طاہر بعجلت تمام احمدنگر مین پہونچے برہان شاہ کو تکلیف برہانپور کی روانگی کی دی برہان شاہ نے اول جانے سے انکار کیا آخر کو کانو نرسی کے کہنے سے یہ امر قبول کیا اور اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ حسین کو ولیعہد کیا اور جمیع امور ممالک محروسہ کانو نرسی سے رجوع لیے اور ایک جماعت قلیل کہ عدد اُسکے سوار و پیادہ سات ہزار بھی نہ تھے ہمراہ لیکر شاہ طاہر کے باتفاق برہانپور کیطرف متوجہ ہوا خواجہ ابراہیم دبیر نو نے اور ساجی شب نویس کو بطریق ایلچی گری بواسطہ قرار کیفیت ملاقات اور تعین پیشکش اور امور دیگر اپنی روانگی سے پیشتر برہانپور کیطرف محمد شاہ کے پاس روانہ کیا اور جب کنارہ آب تپتی موضع جانکدیوے مین جو برہانپور کے قریب ہی پہونچا محمد شاہ نے استقبال کرکے آنحضرت سے ملاقات حاصل کی اور بتقریبات چند در چند یون مقرر ہوا کہ سلطان تخت پر اجلاس کرے اور برہان شاہ تسلیم بجالاکر خدمت مین استادہ رہے برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت مین بلاکر فرمایا یہ ہرگز نہو گا کہ فلان تخت پر بیٹھے اور مین سلام کرکے استادہ رہون بہتر یہ ہی کہ ہم فسخ ارادہ کرکے اپنا کام کارساز حقیقی کے سپرد کرین شاہ طاہر نے کہا شریعتِ دینداری کی یہہ ہی کہ ایک روز اپنی مصلحت دولت کے واسطے نہایت فروتنی گوارا فرماوین

اور سالہا سال مسند کامرانی پر بفراغت وشوکت متمکن ہوکر زندگانی بسر کرین برہان شاہ نے کہ بادشاہ عاقل و دانا تھا
ستیزہ سے پہلوتہی کرکے شاہ طاہر کی التماس قبول کی لیکن اسیوقت شاہ طاہر نے یہ تدبیر دلپذیر سوچ کر عرض کی کہ
بندہ کے پاس ایک مصحف بخط امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہی اور سلطان بہادر یہ خبر سنکر اُسکا خواہان او
شائق ہی میرے دل مین یہ آتا ہی کہ یہ مقدسہ خداوند خان کے درمیان رکھکر روز ملاقات فرقان حمید کو ہمراہ
لیجاؤن تو سلطان بے اختیار ہوکر تخت سے اوتر آونے اور استقبال کے واسطے روانہ ہووے برہان شاہ یہ تقریر سنکر
نہایت خوش دل ہوا دوسرے دن جب شہنشاہ شرقی یعنے آفتاب جہانتاب نے تخت نہ پایہ فلک پر قدم رکھا
باتفاق میران محمد شاہ اور شاہ طاہر اُس مقام کیطرف کہ ملاقات کے واسطے ترتیب دیا تھا متوجہ ہوا اور جب یہ سب
مسکن بادشاہی کے قریب پہنچے شاہ طاہر نے مصحف اقدس سر پر رکھا اور باتفاق برہان شاہ سراپردہ مین داخل ہوا
جو ہین سلطان کی دور سے نظر اُنپر پڑی خداوند خان سے استفسار فرمایا کہ شاہ کے سر پر کیا ہی خداوند خان نے کہا
قرآن شریف بخط امیرالمومنین علیہ السلام ہی سلطان بہادر بے اختیار تخت سے اُترا اور استقبال کو روانہ ہوا اول مصحف
کو تین مرتبہ بوسہ دیکر آنکھون سے ملا اور اسیطرح ایستادہ ہوکر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان مین فرمایا
چہ نی وچہ حال داری اس نے بھی فارسی مین متکلم ہوکر جواب دیا کہ از نیازمندان جنابم واز دردولت بادشاہ خوشوقت
وخوش حالم پھر سلطان تخت پر متمکن ہوا برہان شاہ اور شاہ محمد طاہر اور محمد شاہ مقابل مین ایستادہ ہوئے اور سلطان بہادر
کو شاہ محمد طاہر کے ایستادہ ہونے سے نہایت اضطراب بہم پہونچا تکلیف جلوس فرمائی شاہ طاہر نے عذر کیا جب
تین مرتبہ بیٹھنے کی تکلیف دی شاہ طاہر عرض پیرا ہوئے کہ حکم جہان مطاع سر آنکھون پر ہی لیکن بندہ نظام الملک
کے ساتھ نسبت نوکری اور صاحبی کی درمیان مین رکھتا ہی شرط ادب نہین ہی کہ وہ ایستادہ رہے اور بندہ بیٹھے سلطان نے
لاچار ہوکر فرمایا وہ بھی بیٹھے شاہ طاہر نے برہان شاہ کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا اور خود زیردست اُسکے از روے
ادب بفاصلہ نیچے بیٹھا سلطان نے کلام شروع کرکے مہربانی بہت فرمائی اور فارسی مین متکلم ہوکر یون برہان شاہ
سے کہا درین مدت تلخی انقلاب ایام چون گذرانیدی وناسازی روزگار چون بانتہا رسانیدی برہان شاہ نے
مراسم تعظیم پیش پہونچاکر یہ جملہ عرض کیا او باید کہ اختتام آن باقبال بازگردد و فرماید کہ آخر بوصال انجامد
حلاوت اختتامش مرادست وابتدا فراموش گردد بحمد اللہ تعالے وتقدس کہ انچہ بسالہا سے دراز گذشتہ بود این
حلاوت یک لحظہ تلافی آن نمود کر دجب سلطان بہادر نے یہ جواب برہان شاہ کا سنا زبان تحسین وآفرین مین کھولی
اور میران محمد شاہ سے کہا تو نے سنا کہ برہان الملک نے کیا جواب باصواب دیا اُسنے عرض کی جو کہ بندہ دور تھا
خوب نہین سنا چنانچہ سلطان بہادر نے سوال وجواب ایک بار با آواز بلند اس طور سے کہ تمام حضار دربار سنین
بیان کئے شاہ طاہر نے ایستادہ ہوکر عرض کی کہ یہ امر اثر التفات سلطان سے حاصل ہوا بعد اسید قوی ہی کہ روز بروز
آثار عنایت وشفقت زیادہ تر مشاہدہ اور معاینہ ہو دین سلطان بہادر نے پٹکا اور خنجر اور شمشیر مرصع جو زیب کمر تھی
کھول کر اپنے دست مبارک سے برہان الملک کی کمر مین باندھا اور چونکہ اُسنے اُس زمانہ تک لفظ شاہ اپنے
اوپر اطلاق نہ کی تھی فرمایا خطاب نظام شاہی مبارک ہووے اور اُسکے بعد اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرکے کہا ۹۳۵ھ
مین نے سنا ہی کہ شاہ گھوڑے کی سواری خوب جانتا ہی اس گھوڑے عربی خاصہ تندرفتار تیزگام پر سوار ہوکر

سراپردہ کے گرد پھیرے برہان شاہ سوار ہوا اور اُس گھوڑے کو پرورش دکن گرم خیز باد تند سے تیز کیا اور
کاوہ اشیرن اور پویہ اور پوقدمہ پر لگایا سلطان بہادر نے اُس شہسوار کی تعریف مین زبان کھولی اور یہ فرمایا کہ یہ
سواری بے چتر خوشنما نہین ہے اشارہ کیا کہ آفتاب گیر یعنی چتر اور سورج مکھی سفید کہ بادشاہ ہندو سے لی تھی اُسکے
فرق پر مرتفع کی اور محمد شاہ اور خداوند خان کو حکم کیا کہ برہان شاہ کے سر پر چتر اور سورج مکھی عین سواری مین لگاکر
سراپردہ سے باہر لیجاوین اور اُسکے دائرہ مین جاکر سراپردہ سلطان محمود خلجی اُسکے واسطے ایستادہ کرکے مبارکباد کہین اور
دوسرے دن سلطان بہادر نے چار کرسی طلائی تخت کے سمت بچھاکر لوازمہ جشن عالی ترتیب فرمایا اور نظام شاہ اور شاہ طاہر
اور میران محمد شاہ اور شیخ عارف ولی شیخ اولیا کو طلب کرکے اُن کرسیون پر بٹھایا اور تکلفات رسمی اور تواضعات عرفی مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہ کیا پانچ راس گھوڑے اور دو زنجیر فیل مست اور بارہ ہرن جنگی نظام شاہ کو دیے اور دو گھوڑے اور ایک زنجیر فیل
کلان شاہ طاہر کو عنایت فرمایا اور عالم خان سیواق کے بیٹے کو کہ وہ بھی عالم خان خطاب پاکر منصب وجاگیر سے سرفراز اور ممتاز
ہوا تھا اُسے بھی خلعت کمربند وخنجر وشمشیر مخلع فرمایا اور جو شنا تھا کہ برہان شاہ چوگان خوب کھیلتا ہے قریب دو گھڑی نظام شاہ کے
ساتھ سراپردہ کے اندر کہ وسیع تر دائرہ بسید سے تھا چوگان بازی کی پھر اُسیطرح سے دونون بادشاہ سوار سراپردہ
سے برآمد ہوئے اور خواجہ ابراہیم اور ساباجی کہ پیشکش اور نذرین لیے ہوئے ایستادہ تھے ملاحظہ مین درلائے سلطان بہادر
نے اگرچہ سب کو بمقرون اجابت فرمایا لیکن ان پیشکشون مین سے ایک ہیکل مصحف اور ایک شمشیر کہ اُس پر
نام ایک خلفاے عباسی منقوش تھا اور چار ہاتھی مست اور دو گھوڑے عربی باقی تمام چیزین مع ممالک دکن نظام شاہ
کو مرحمت فرمائین اور اسیوقت نقد رخصت حاصل کرکے احمدنگر کیطرف مراجعت کی تیاری کی اور گھوڑے پر سوار ہوا
بیت از آنجا شادمان مرکب روان کرد + غبارش باد را عنبرفشان کرد + برہان شاہ نے مراجعت کرکے جب بالاگھاٹ
دولت آباد مین نزول کیا شیخ برہان الدین اور شیخ زین الدین کی زیارت کی اور حظیرہ کے مجاورون کو نذر وصدقات
فراوان سے مسرور القلب اور خوشوقت کیا جو کہ ہنگام شگفتگی گل چنپہ تھا حوض فتلو کے کنارے استقامت فرمائی
اور چند روز اس حدود منزہات دلکش کی سیر کی اور عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور بموجب تحریر فرمان شاہزادہ
حسین اور کانوزسی اور بھی امرا اور اعیان احمدنگر مع ایلچیان عادل شاہ اور قطب شاہ اُسکی ملازمت
مین حاضر ہوئے اور سب نے مبارکبادی دی اور اس سبب سے کہ درمیان برہان شاہ اور شاہ گجرات کے
غبار منازعت بالکل زائل ہوکر ایسا کام معظم وقوع مین آیا در پے تنبیہ رایان اطراف ہوا اور کانوزسی کے حسن تدبیر
سے پانچ مہینے کی مدت مین راجہاے مرہٹہ جو عہد نظام شاہ سے اسوقت تک زیر نہوئے تھے مطیع اور فرمانبردار ہوگئے
اور تیس قلعہ بے جنگ لئے اور شاہ طاہر کو محرم اسرار بادشاہی کرکے جاگیرین لایق اور زر ریز عطا فرمائین اور خواجہ ابراہیم
کو خطاب لطیف خان اور ساباجی کو پرتاب راے خطاب دیکر مقربان درگاہ سے کیا اور باغ نظام کی عمارات کی جو خرابی تھین نے
خراب کی تھی اُسوقت تک مرمت نہوئی تھی بخاطر جمع اصلاح مرمت فرمائی اور جب اسمعیل عادل شاہ نے سنہ ۹۳۸
نوسواڑتیس ہجری مین بقصد تسخیر قلعہ کلیان اور قندھار بیجاپور سے نہضت فرمائی امیر برید نظام شاہ سے کمک اور اعانت
کا ملتجی ہوا اور نظام شاہ نے ازروے غرور عادل شاہ کو مکتوب لکھکر اُس قلعہ کی تسخیر کی ممانعت کی اور عادل شاہ
نے اُسکے جواب کلام درشت ونا ملائم تحریر کرکے یہ شکایت کی کہ تم سے اس قسم کے سلوک کبھی مشاہدہ نہوئے تھے

سوچ کیا ہوکہ آپ ویرانی احمدنگر او. واقعات سابق کو فراموش کرکے ایسے فقرات نامناسب مرقوم کرتے ہین اگر آپ بسبب چتر اور سراپردہ رکھنے کے نہ شاہان سندہ کے مغرور ہوئے ہین گنجائش نہین رکھتا ہی اور جو خطاب شاہی پر نازان ہو کر فخر کرتے ہین اس معنی سے اسطرف بوجہ اکمل واتم صورت ظہور پائی ہی کسواسطے کہ ہمنے شہنشاہ ایران سے جو پیغمبر آخر الزمان کا فرزند ہی خطاب شاہی پایا ہی تم گجراتیون کے سرغیل کے سبب سے اس مرتبہ کو پہونچے ہو خیر اب رسل ان امور کے خیال کرنے سے نادم اور پشیمان ہو جاؤ زہے سعادت اور جو نہین تو اب ہم اور ہمارے اعیان تلوارین برہنہ کرکے میدان مین کھڑے ہین باغ نظام شاہ سے برآمد ہو جیے اور زور بازو تہمتنان عادل شاہی دیکھیے نظام شاہ اس نفرین سے نہایت شرمندہ ہوا اور فوراً سراپردہ باہر بھیجے اور دوسرے دن کوچ فرماکر موضع آمنہ پور مین جو آباد کیا ہوا شہزادہ حسین کی والدہ کا تھا چند روز اجتماع سپاہ کیواسطے مقام کیا اور اُسکے بعد جب کہ حالت منتظرہ نہی مع توپخانہ اور سامان جنگ بسبیل استعجال عادل شاہ کی سرحد کیطرف متوجہ ہوا اور بعد از مقابلہ فریقین نائرہ قتال شعلہ زن ہوئی اور جانبین سے مردان مرد اور دلیران معرکہ نبرد میدان مین حملہ آور ہوئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان کی ضرب سے خاک معرکہ کو ایک دوسرے کے خون سے گل کیا اور آخر کو شکست لشکر احمدنگر پر پڑی اور اُس روز ہولناک مین غریب زادہ اسد خان بیجاپوری نے داد مردی اور مردانگی دی اور احمدنگری فوج کو متفرق اور پریشان کیا اور شیخ جعفر معزول برہان شاہ کو مع سپاہ اس معرکہ سے سلامت باہر لایا قریب دو تین ہزار احمدنگری مارے گئے اور توپخانہ اور گھوڑے اور ہاتھی بہت لشکر عادل شاہی کے ہاتھ آئے اور برہان شاہ کی عجب و نخوت مین بہت تخفیف ہوئی اور بعد چند روز ایک جماعت طرفین نے درمیان مین آکر دونون بادشاہ سے سنہ ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری مین سرحد پر باہم ملاقات کرائی اور بعد گفت و شنود اور رد و بدل کے یون مقرر ہوا کہ نظام شاہ مملکت برار اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو مسخر کرکے دکن کو آپس مین برابر تقسیم کرین قضارا انھین سنوات مین اسمٰعیل عادل شاہ فوت ہوا تمام مقدمات ملتوی ہوئے اور سنہ ۹۴۴ نوسو چوالیس ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کی دلالت اور ارشاد سے محبت اہلبیت کی اختیار کی اور نام خلفائے ثلثہ خطبہ سے موقوف کیا عیاذاً باللہ و معاذ اللہ لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہی بیت ہرکہ در سایۂ آن سرو سہی قد باشد ٭ جاش زیر علم سبز محمد باشد ٭ اور جو کہ نشان دوازدہ امام علیہم السلام کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبز ہوگا برہان شاہ نے شاہ طاہر کی رہنمونی سے چتر اور نشان اپنے سبز کیے اور تبرائیونکو وظیفہ دیکر حکم کیا کہ کوچہ و بازار اور مساجد اور معابد مین خلفائے راشدین اور اُنکے پیروان کے لعن وطعن مین مشغول رہین اور اُس روز سے کہ یوسف عادل شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ نے امرائے کبار حنفی مذہب کے خوف سے کہ رافضی کش تھے انھین معدوم کیا نظام شاہ کامران ہوا اور بیان اس مقال کا مقتضی اس کا ہی کہ کچھ احوال شاہ طاہر کا بھی بشرح و بسط مرقوم کرون ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ شاہ طاہر اولاد سلاطین اسمٰعیلیہ مصر اور افریقیہ سے احوال انھین علویہ بھی کہتے ہین اور تاریخ حبیب السیر مین مسطور ہی کہ اسمٰعیلیہ نے بلدہ مغرب اور مصر مین عزت تمام سلطنت کی اور مدت حکومت انکی مؤلف کے عقیدہ مین دوسو چھیاسٹھ برس ہی اور اول جس شخص نے اُس طائفہ سے ظہور پکڑا اور مالک زمام جہانبانی ہوا اُسے ابو القاسم محمد عبد اللہ المہدی کہتے تھے اور یہ مہدی بقول اکثر واشہر اسمٰعیل بن جعفر الصادق علیہ السلام کی نسل سے ہی احمد اللہ مستوفی نے عیون التواریخ مین اُنکے باپ کی ہمانی اطرح سے نقل کی ہی

اسمٰعیلیان

المہدی بن محمد بن الرضا بن عبد اللہ بن التقی بن قاسم بن احمد الرضی بن اسمعیل بن جعفر الصادقؑ اہل سنت اور جماعت مغربیان نے مہدی کو عبد اللہ بن سالم بصری کی ذریت سے شمار کیا ہی اور زمرہ عراقیان اولاد عبد اللہ بن میمون قداح سے اعتقاد کیا ہی اور فرقہ اسمعیلیہ کہتے ہین کہ مہدی آخر الزمان عبارت محمد بن عبد اللہ سے ہی اور حضرت خاتم الانبیا سے روایت کرتے ہین حدیث علی راس ثلث مایة تطلع الشمس من مغربہا کہتے ہین لفظ شمس اس حدیث مین کنایہ محمد بن عبد اللہ سے ہی اور ایک اہل شیعہ کا یہ قول ہی کہ ولادت مہدی مغربی کے شہور سنہ دو سو سات ہجری مین ہوئی اور ولادت حضرت امام مہدی صاحب الزمان کی بقول اثنا عشریہ مین سلخ پانچ یہ ی رمضان سنہ دو سو اٹھاون ہجری مین ہوئی اور بر تقدیر صحت حدیث لفظ شمس عبارت محمد بن حسن عسکری سے ہی سیادت علویہ مصر کی باتفاق نسابہ اور مورخین مشکوک ہی لیکن جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہی مر قوم خامہ تحقیق ہو گا عالم رویا مین برہان شاہ سے کہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ کہے اُس پر عمل کر ایسا خواب بمقتضاے حدیث صحیح من رآنی فقد رآنی باتفاق علما یہ خواب شیطانی محل نہین ہوسکتا یقین ہی کہ سادات اسمعیلیہ صحیح النسب ہونگے اور نسبت یعنی نسب شاہ طاہر کا ساتھ عبد اللہ کے اس طرح مشہور ہی شاہ طاہر بن شاہ رضی الدین بن المولی مومن شاہ بن مومن شاہ بن محمد زرد وز الملقب بشمس تبریزی شاہ ور شاہ بن العالم بن مولی محمد بن مولی جلال الدین بن حسین جلال الدین بن کبار محمد بن مولانا حسن العالم بن المعلی علی بن احمد مستنصر بن مولی نزار بن مولی مستنصر احمد بن معلی محمد بن علی طاہر بن الحاکم بن نزار بن المعز بن اسمعیل بن محمد القاسم بن عبد اللہ المہدی اور نسبت عبد اللہ المہدی کی ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بروایت مشہور یون ہی عبد اللہ بن الرضا بن التقی قاسم بن المولی احمد بن الرضا المحمد بن اسمعیل بن جعفر الصادق۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال خواجہ عطاء الملک جوینی تاریخ جہان کشا مین لکھتا ہی کہ بعد از خلفاے راشدین درمیان اسلام کے ایک جماعت پیدا ہوئی اور دانش مین ساتھ فلاسفہ کے پہونچی تھی اور باطن مین ہمیشگی عالم اور معاد جسمانی سے اعتقاد رکھتی تھی کبھی ظاہر شریعت کو ساتھ باطن کے پہونچا کر گریز اپنے واسطے پیدا کرتی تھی اور طوائف اہل سنت سے انکار کرتی تھی کہ انھون نے آل رسول کی امداد نصرت نہ کی خاص اُسوقت کہ یزید اور اُسکے اتباع نے ایسا ظلم صریح کیا اور یہ کلام درمیان مین تھا امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ تک کہ پہلے اپنے بڑے بیٹے اسمعیل کو ولیعہد کیا اور جب اسمعیل نے مینوشی اختیار کی اُسے معزول کر کے امام موسی کاظم کو ولایت عہد دی اور روایت صحیح یہ ہی کہ اپنے باپ کے عہد مین فوت ہوا لیکن ایک جماعت کہ جو موسوم بہ کیسانی ہی وہ کہتے ہین کہ اسمعیل اپنے باپ کے بعد از وفات زندہ تھا اور جو اصل نص اول ہی کہ اسمعیل امام ہی نہ موسی کاظم اور بعد از اسمعیل بیٹا اُسکا محمد امام ہی اور علویہ مغرب تمام اُس کی نسل سے ہین اور محمد اسمعیل بھی امام جعفر صادقؓ کے عہد مین ری گیا اور محمد آباد ری ساتھ اُس کے منسوب ہی اور جب اُسکی اولاد کثرت سے ہوئی خراسان اور قندھار اور سند کیطرف جا کر متوطن ہوئی اور اسمعیل والدہ کیطرف سے بھی حسینی تھا اور اسمعیلیون کے دو پیشوا تھے ایک میمون قداح اور دوسرا عبد اللہ بن میمون اور عبد اللہ کوفہ اور عراق اور عرب مین گیا اور ایک لڑکا اُسکے ہمراہ تھا کہا مین داعی امام ہون اور امام کا ظہور قریب ہی اور ایک شخص ابو القاسم نام کو یمن کی طرف دعوت کیواسطے بھیجا اور وہان پہونچکر دعوت مین مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوت اُسکی قبول کی

اور ایک شخص کو کہ عبد اللہ صوفی کہتے تھے بھیجا اور وہ شخص کہ میمون قداح کے فرزندون سے تھا اُسکے ہمراہ مغرب کیطرف
گیا ابو عبد اللہ صوفی نے استقبال کیا اور اُسنے خلقت مغرب سے کہا مین امام ہون اور مصلحت کہتا تھا وقت ظہور امام کا
نزدیک ہی اور آپ کو فرزندان امام اسمعیل سے شمار کرکے مہدی نام کیا اور لوگون نے القادر باللہ عباسی کے عہد ظہور
مین ایک محضر اُسکے ابطال کی نسبت ساتھ امام جعفر صادقؓ کے تحریر کیا اور بعضے کہتے تھے کہ مہدی بیشک وشبہ اسمعیل
کی نسل سے ہی اور روایت کے سبب مہدی اور اولاد اُسکی علوی ہونگی اور ملاحدہ بلاد عجم یعنے حسن صباح اور اتباع اسکے کرامیان
اسمعیلہ سے تھے اور بلاد قہستان والموت مین حکومت کی تھی وہ بھی ساتھ زندقہ والحاد کے منسوب ہین اور بعد ترقیم اس
روایت کے کہ بعضے حکایات آیندہ مین دخل رکھتی ہی اور تقدی کلام ارباب حسد وتہمت ہی ارباب کمال کی خدمت مین
عرض گذار ہوتا ہی کہتے ہین کہ اوائل دولت اسمعیلیہ مین ایک شخص انمین سے کہ بمزید فضل وورع اتصاف رکھتا تھا اور علم فقہ
اور تقوے مین علم مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکے لباس درویشان مین درآیا اور خلایق کو ساتھ مذہب اثنا عشری
کے دعوت کرکے اپنے جد اسمعیل کو امام نہ جانتا تھا اور اہل مصر ومغرب نے اعتقاد صادق اور ارادات کامل ساتھ
اُس سید کے پیدا کی اور تھوڑے عرصہ مین اُسکا عتبہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اُسکے فرزندون سے ایک بعد دوسرے
کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ کی تقویت کرتے تھے اور اُسکے بعد دولت اسمعیلیہ نے ۵۶۷ھ پانسوسات ہجری مین حل
اور انقراض قبول کیا خطبہ بنام خلفائے عباسی مزین ہوا اور توطن سادات علویہ کہ وارث ملک تھے اُس طرف متعسر ہوا
اور ہر ایک ایک گوشہ کیطرف روانہ ہوئے اور آخر مین ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوند مین جو مضافات قزوین سے
ہی اور گیلان کی سرحد مین واقع ہی توطن اختیار کیا اولاد اُسکی سادات خوندیہ مشہور ہوئی اور قریب تین سو سال مسند ارشاد کو
اپنے وجود باجود سے مکرم رکھی اور سلاطین اور حکام عصر کے نزدیک معزز ومکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی شاہ
طاہر حسینی کو پہونچی اور رتبہ اُسکا علوم ظاہری اور باطنی اور فصاحت بیان اور طلاقت لسان اور نباہت شان اور
سیرت وصورت مین باپ دادا سے افزون تر ہوا شیعیان ہر اور بخارا اور سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اُسکے
دامن مین محکم کرکے باعث شہرت عظیم ہوئے اور شہنشاہ ایران شاہ اسمعیل صفوی نے جو خود پیری اور مریدی کی برکت
سے صاحب دستگاہ ہوکر منصب جلیل القدر بادشاہی مین بہم پہونچایا تھا چاہے وہ پے اسکے ہوا کہ سلسلہ جمیع مشائخ ممالک
محروسہ خاص سلسلہ مشائخ خوندیہ کو مستاصل کرے اور میرزا شاہ حسین اصفہانی نے جو ناظر محکمہ شاہ اسمعیل تھا اور شاہ
طاہر کے ساتھ ارادت صادق رکھتا تھا آدمی اُسکے پاس بھیجکر حقیقت حال سے اُسے مطلع کیا شاہ طاہر سلامتی ترک دنیا
ظاہری مین سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو پیچیدہ کیا اور ابتدائے ۹۲۶ھ نوسے چھبیس ہجری مین حوالی سلطانیہ مین بدلیجہ
میرزا شاہ حسین اور بعضے ارکان دولت دربار دلکشائے بادشاہی مین رسائی پیدا کی اور سلک علمائے حضور
مین منسلک ہوا اور اس سبب سے کہ گاہ گاہ شاہ بنظر عبرت اُسے دیکھتا تھا شاہ طاہر بوسیلہ میرزا شاہ حسین منصب
تدریس کاشان حاصل کرکے اُس طرف گیا اور طالب اور مریدون کے ہجوم لانے سے مسند تعلیم اور تعلم نے
فروغ پایا اور مریدون نے بھی اطراف وجوانب سے کاشان کی طرف توجہ کی اور اُس بلدہ کے رئیسون نے
از روئے حسد ایک عریضہ مشعر سرایت تہمت شاہ کو لکھا کہ حال اسمعیلیہ اور اُنکے داعیان کا اظہر من الشمس ہی احتیاج
گذارش کی نہین ہی شاہ طاہر اس عرصہ مین مقتدا اس جماعت کا ہی اس مذہب کے رواج دینے مین کوشش کرتا ہے اور

ملحدان اور چلیغ کشان اور محمودیان اور زندیقان اُس پر مجتمع ہوئے ہین شریعت پیغمبر کو رواج اور رونق دہی
اور سلاطین اکناف کے ساتھ بھی ابواب مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھتا ہے شاہ اسمعیل کہ بہانہ طلب تھا بغور
اطلاع مضمون عرائض کہ جو سلسلہ مشائخ سے متوہم تھا رفض مذہب بہانہ کر کے حکم کیا کہ پروانہ اُس کے قتل کا
لکھا جاوے میرزا حسین اس قضیہ پر مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے ایک پیک صبا رفتار کو کہ اُسکا
محل اعتماد تھا کاشان کی طرف تعجیل تمام روانہ کیا اور زبانی پیغام کہلا بھیجا کہ پروانہ پہونچتا ہے صلاح یہ ہے کہ وہ
بزرگوار بمجرد آگاہی اس خبر کے نقل مکان کر کے اس بادشاہ ستمگر کے قلمرو سے نکل جاوین شاہ طاہر یہ خبر سنکر
سراسیمہ اور مضطرب ہوا اور اموال اور اثقال سے قطع نظر کی اور اہل وعیال کو ساتھ لیکر بسرعت تمام اواخر
سنہ مذکور یعنی سوم سنہ مین ہندوستان کی عزیمت کی اور بندر جرون کی سمت متوجہ ہوا اور اتفاق حسنہ
سے جس دن کہ کشتی ہندوستان کیطرف روانہ ہوتی تھی پہونچا بعد ادائے نماز جمعہ نسیم عنایت سبحانی سفینہ مراد شاہ
طاہر پر چلی نماز دوسرے جمعہ کی بندر گوہ مین جو نامدار بندر ہے بجا لایا منقول ہے کہ فرمان قتل اُنکے
پاس تھا کاشان مین پہونچے جب شاہ طاہر کی خبر فرار سنی بسرعت تمام ارباب کمال تعاقب مین روان
روان ہوئے جو مشیت ایزدی ساتھ اُس کے متعلق تھی کہ شاہ طاہر عاقبت محمود بلاد دکن کو قدم میمنت تقدم
سے رشک گلشن ارم کرے اور باشندگان اُس سے نور معرفت حاصل کر کے مسلک راہ سداد و صلاح ہووین نا
اور شاہ ایران کے نامہ بر ساحل دریائے عمان پر اُس وقت پہونچے کہ وہ سید قدسی نہاد دو ساعت پیشتر کشتی
سلامت مین بیٹھکر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا تھا کہتے ہین شاہ طاہر بندر گوہ سے شہر بیجاپور مین پہونچا
اسمعیل عادل شاہ ارباب شمشیر کے سوا کسی طائفہ پر نظر عنایت مبذول نرکھتا تھا اُس کے احوال پر مشغول
نہوا آخر الامر حج ادا کرنے کا قاصد ہوکر بندر چیول کی جانب روانہ ہوا اور سفینہ توفیق مین سوار ہوکر زیارت مکہ
معظمہ اور مدینہ رسول اللہ صلعم کر کے پھر وہان سے زیارت مشاہد مقدسہ امیر المومنین اور امام حسین علیہم السلام
اور دیگر اماموں سے مشرف ہوا جب خاطر وغدغہ سے مطمئن ہوئی وطن اصلی کی طرف مراجعت کی اثنائے راہ
مین قلعہ پرندہ مین وارد ہوا مخدوم خواجہ جہان دکنی جو امرائے سلاطین بہمنیہ سے تھا اور اُنکے بعد نظام شاہ
سے ملتجی ہوکر اُس قلعہ مین رہتا تھا شاہ طاہر کے قدوم سعادت لزوم سے خبر پاکر قسم قسم کی تعظیم وتکریم سے
اُنکو بلایا اور بمبالغہ والحاح تمام التماس توقف کی اور اُسکے فرزند کتب علمی کے پڑھنے مین مشغول ہوئے اور
اتفاقات سے اُسی عرصہ مین برہان شاہ نے بخلاف عادت اپنے اوستاد مولانا پیر محمد شروانی کو برسم رسالت
خواجہ جہان دکنی کے پاس پرندہ مین بھیجا اور وہ وہان شاہ طاہر کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا ایک
ملک بصورت بشر اور ایک جہان بلباس وحدت دیکھا بیت عیسی نگاہ و دانش آموزی ہمہ یوسف وقت مجلس افروزی
اُس جناب کو دولت شگرف اور نعمت غیر مترقب جانکر برس روز تک کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مشغول رہا اور تمام
دکن مین یہ غلغلہ ہوا کہ پرندہ ایسے بزرگوار کے وجود سے مزین اور منور ہے کہ پیر محمد سا اوستاد انکے شاگردون مین
انتظام رکھتا ہے ملا پیر محمد برس روز تک تقریبات اُٹھا کر وہان مقیم رہا اور جب احمدنگر کی طرف معاودت کر کے برہان شاہ
کی ملازمت سے مشرف ہوا آن حضرت نے درنگ اور توقف کا سبب پوچھا جواب دیا کہ اس سفر مین ایک

دانشمند کی صحبت مین کہ صاحب جامع علوم ظاہری اور باطنی تھا اور مثل اُسکے مین نے عمر بھر ایران اور توران اور ہندوستان مین کوئی فاضل اور عالم نہین دیکھا تھا معزز ہوا اور نعمت عظمی جانکر کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مصروف ہوا اور اُس جامع فیوضات نامتناہی کی برکت اس بے بضاعت کے شامل حال ہوئی بہت ایسے مجہولات اور اسرار معلوم اور منکشف ہوئے کہ طائر بلند پرواز فہم انسانی اُس کے مدارج عالیہ کے کنہ کمال مین راہ نہین پاتا اور عقل تند دان عقلائے زمان کو اُس کے اطوار سے آگاہی نہین ہی مین مشرف ہوا اور اُسے فوز عظیم جانکر درس مین مشغول ہوا رباعی در وصف کمالش عقلا حیرانند ٭ در بقراط حکیم و بوعلی نادانند ٭ با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال ٭ در مکتب علم الف بے خوانند ٭ برہان نظام شاہ جو ہمیشہ علما اور فضلا کی صحبت مین رغبت فرماتا تھا اُس قدوۂ انام کی صحبت اور مجالست کا خواہان ہوا اُسی وقت ایک مکتوب شوق آمیز اور محبت انگیز ترقیم کرکے پیر محمد اُستاد کے ہاتھ برندہ مین بھیجا خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہے ٭ سرو چو باد صبح گذر کن سوئے حدیقۂ انس ٭ چو سرو ناز قدم رنجہ کن بہ این گلزار ٭ خواجہ جہان نے مجبور ہو کر شاہ طاہر کے واسطے سامان سفر درست کیا اور سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری مین بلدہ احمدنگر کی طرف توجہ فرمائی اعیان و اشراف چار کوس سے استقبال کے لئے روانہ ہوئے اور شاہ طاہر کو باعزاز و اکرام تمام شہر مین لائے برہان شاہ نے بعد ملاقات مشمول عنایات خسروانہ فرمایا اور سر حلقہ مجلسیان حضور سے کرکے پایہ اعلی قدر و منزلت کا تمام مقربان درگاہ سے بلند کیا مثنوی تو چون گوہر قیمتی عمر دار ٭ کہ ضائع نگرداندت روزگار ٭ اگر ریزۂ زر زدندان گاز ٭ بحقیقت بہ نقش بجویند باز ٭ اور بعد از فراغ مہمات سلطان نے اول سے زیادہ تر تعظیم و تکریم مین کوشش کی اور شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ قلعہ احمدنگر کے اندر مسجد جامع ہی اُس مین مجلس درس منعقد کیجے شاہ طاہر اُس کے کہنے کے موافق ہفتہ مین دو روز وہان جاکر علمائے پایۂ تخت کے ساتھ بحث علمی مین مشغول ہوتا تھا اور جمیع علمائے پایۂ تخت کے حاضر ہوتے یہ مجلس عظیم ترتیب پاتی تھی اور برہان شاہ کہ ذوق کلام بہت رکھتا تھا اکثر اوقات اُس مقام مین حاضر ہو کر بادب بیٹھتا تھا اور جب تک درس و بحث سے علما مفروغ نہوتے تھے برخاست نکرتا تھا ایک دن وقت مباحثہ نے طول کھینچا بعد تفرقہ مجلس برہان شاہ پیشاب کی شدت سے جلد محلسرا مین گیا اور دایہ سے کہا کہ مجھے علما کے کلام سننے کا اس قدر شوق غالب ہی کہ اگرچہ شدت بول سے بدن اور شکم مین تکلیف پیدا ہوتا ہی مگر جب تک سخن تمام نہین ہوتا مین برخاست نہین کرتا الغرض جب ایک مدت اس طور سے گذری طائفہ مہدیہ جونپوری کو کہ انھون نے فریب کھا کر اپنی بیٹی انھین دی تھی بلدۂ احمدنگر سے نکال دیا اور اُسی عرصہ مین شہزادہ عبد القاہر برادر شہزادہ حسین کہ اور سب فرزندون مین چھوٹا تھا سوء مزاج ہم پہونچا کر تپ محرق مین گرفتار ہوا اور برہان شاہ کہ اُس سے نہایت محبت رکھتا تھا مضطرب ہوا قاسم بیگ حکیم اور بھی حکمائے ہندو و مسلمانون کو جمع کرکے فرمایا کہ اس فرزند دلبند پر کہ میری حیات اس کے ساتھ وابستہ ہی ساعی جمیلہ مبذول رکھو اور اگر جانو کہ میرا پارہ جگر اس علت جگر کی تداوی کے واسطے بکار ہو مجھے اُس کے دینے مین مضائقہ نکرونگا تم پہلو چیر کر میرا جگر برآوردہ کرکے اُس کے علاج مین صرف کرو کہ اُسکی زیست اپنی حیات پر بہتر قبول کرتا ہون خلاصہ یہ کہ ہر چند حکمائے [illegible] نے اس کی اصلاح مین کوشش کی اثر پذیر نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اور طاقت نے جواب دیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ برہان شاہ نے عالم اضطرار مین براہمہ کے کہنے سے تھانون مین صدقات بھیجے اور کافر و مسلمان

کوئی باقی نہ رہا کہ اُس سے التماس دعائے خیر نہ کی شاہ طاہر نے جو ہمیشہ مذہب اثنا عشریہ کی فکر ترویج مین رہتا تھا اسوقت فرصت پا کر برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کے بارہ مین ایک تدبیر بندہ نے کی ہی لیکن اسکے اظہار کرنے مین لاکھون خطرے متصور ہین برہان شاہ نے کہ شفائے فرزند کے حصول مین نہایت کوشش کرتا تھا یہ بات سنکر شاہ طاہر سے فرمایا جو تدبیر تم نے کی ہی اُسے بیان کرو تو مین بھی اس مین حسب الامکان کوشش کرون اور جو کہ شرط انصاف ہی بجالاون اور تجھے کسی طرح کا گزند کسی سے نہ پہونچیگا شاہ طاہر نے کہا کہ مین بیگانہ کا اندیشہ نہین رکھتا خوف اس امر کا ہی کہ شاید وہ امر ٹھیرایا ہے مزاج کے موافق نہ آئے اور مجھے معاتب بلکہ معاقب فرماوے اور ظلم کیا جاتے گر کر اعدا کی شماتت مین مبتلا ہون برہان شاہ زیادہ تر مشتاق طریق شفائے فرزند کے استماع کا ہوا اور مبالغہ حد سے لیگیا شاہ طاہر نے جرأت کر کے اول مرتبہ اسقدر کہا کہ اگر شاہزادہ آجکی شب شفا پاوے تو بادشاہ عہد کرے اور نذر مانے کہ خطبہ حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کو کہ عبارت سادات سے ہی پہونچاونگا برہان شاہ نے کہا دوازدہ امام کون ہین شاہ طاہر نے بیان کیا اول علی مرتضی ہین جو داماد اور ابن عم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شوہر حضرت فاطمہ زہرا دوسرے امام حسن اور امام حسین فرزندان فاطمہ زہرا علیہم السلام ہین اور اسیطرح سے باقی اماموں کے نام اور صفت ذہن نشین کئے برہان شاہ نے کہا مین نے نام دوازدہ امام کے عہد طفلی مین اپنی والدہ کی زبانی سنے تھے اسوقت سے آج تک یہ بات میرے گوش زد نہوئی تھی مگر اب کہ تو کہتا ہی جب کہ مین نے بچون مین روبصحت ہونیکی نذر مانی تو کیا مرتضی علی اور بی بی فاطمہ کے فرزندون کے نام لوازم مذہبی نہ لاؤنگا شاہ طاہر نے جب اسے ملائم دیکھا کہا میرا مقصد محض نذر ان نہ رکھا ان کے نام دینے نہین ہی میرا مطلب کچھ اور ہی اگر بادشاہ میرے ساتھ عہد کرے کہ جو کچھ مین عرض کرون اگر موافق طبع ہمایون نہووے آزار جانی نہ پہونچاوینگے مجھے اور میرے فرزندونکو رخصت مکہ عطا فرماوے اس شرط پر اپنے دل کا راز کہونگا برہان شاہ نے یہ امر قبول کیا اور لوازم عہد و پیمان بجالا کر مصحف اقدس اور صیغہ واللہ باللہ کی قسم کھائی کہ مین تجھے آزار جانی نہ پہونچاؤنگا اور نہ دوسرے کی ایذا رسانی کا بھی خواہان ہونگا مثنوی بپایندہ آسمان و زمین + بگو مایہ داد و پیمان و یمین + خدائے کزو ہر کہ آمد بہست + خرد را بدان بیخرد راہ نیست + کہ از ما نبینی بجز لطف و مہر + اگر از روش باز ماند سپہر + جب شاہ طاہر کی خاطر ٹھیرایا لے قسم و عہود و غدغہ سے فارغ ہوئی زبان اسکی دوام دولت مین کھولکر فرمایا کہ آج شب جمعہ ہی بادشاہ نذر کرے کہ حضرت باری حضرت پیغمبر آخر الزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کے قرب و حرمت کی برکت کے سبب آج شب کو شہزادہ عبد القادر کو شفا عطا ہو خطبہ ائمہ اثنا عشر پڑھواکر انکے مذہب کے رواج مین کوشش کرونگا برہان شاہ کہ ہرگز شفائے فرزند کی امید نرکھتا تھا اور اسکی زندگی سے مایوس ہوا تھا یہ کلام سنکر نہایت محظوظ ہوا اسیوقت جیسا کہ مذکور ہوا دست مبارک اپنا شاہ طاہر کے ہاتھ مین دیکر عہد و پیمان بجالایا اور شاہ طاہر اپنے مکان پر نہ گیا تمام رات شہزادہ عبد القادر کے پلنگ کے قریب بیٹھا رہا ہرچند کوشش کرتا تھا کہ لحاف شہزادہ پر ڈالے کہ تصرف ہوا نہووے اور وہ حرارت کی حدت اور بیچینی سے ہاتھ پاؤن مار کر لحاف پھینکدیتا تھا برہان شاہ نے اپنے فرزند کی یہ حالت ردی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ عبد القادر آجکی رات کا مہمان ہی یہ نہایت کرب مین ہی لحاف اسپر نہ ڈالو تو ہوا دنیا کی کھاکر ایک ساعت خوش حال ہوا اور برہان شاہ صبح تک اسی طرح سے ملول اور

محزون بیٹھا رہا اور سر عبدالقادر کے پلنگ پر رکھکر سو گیا اُس حالت مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار نورانی شکل
اُس کے سامنے سے آتا ہے اور اُن بزرگوار کے ہمین و یسار بارہ شخص ہین برہان شاہ استقبال کرکے اُن بزرگوار کو سلام
کرکے مودب کھڑا ہوا ایک صاحب نے اُنمین سے فرمایا کہ تو ان بزرگ کو جانتا ہے کہ کون ہین یہ حضرت محمد مصطفے صلعم ہین
اور یہ بزرگوار جو آپکے ہمین و یسار ہین دوازدہ امام علیہم السلام ہین اس درمیان مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اے برہان حق سبحانہ تعالے نے علی اور اُنکے فرزندونکی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی تجھے مناسب ہے
کہ میرے فرزند طاہر کے کہنے سے تجاوز نکرے برہان شاہ بہ نہایت بشاشت و خوشحالی خواب سے بیدار ہوا دیکھا کہ
عبدالقادر پر لحاف پڑا ہے اُسکی والدہ اور اُسکی دایہ کہ بیدار تھین پوچھا کہ یہ لحاف مین نے دور کیا تھا کسنے اس پر ڈالا وہ
بولی کہ ہمنے اس پر نہین ڈالا اسی لحظہ خود بخود حرکت کرکے عبدالقادر پہ جا پڑا اور اس حال کے مشاہدہ سے ہمپر ایسا
خوف غالب ہوا کہ ہممین کلام کرنے کی قوت نرہی برہان شاہ نے ہاتھ زیر لحاف کرکے دیکھا کہ اثر تپ مطلق نرہا اور شہزادہ
شبہاے گذشتہ کے خلاف خواب شیرین مین جاکر باستراحت تمام سوتا ہے برہان شاہ شکر آلہی بجا لایا اور اسیوقت ایک حد شخص
شاہ طاہر کے بلانیکو بھیجا اُس شخص نے جاکر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور دستک دی اور شاہ طاہر کی یہ کیفیت تھی کہ دستار
مبارک اپنے سر سے جدا کرکے نہایت عجز و انکسار سے پیشانی زمین پر رکھکر درگاہ بے نیاز سے عبدالقادر کے شفا کی درخواست
کرتا تھا خدمتگار کے آنے سے نہایت مضطرب ہوا اور سمجھا کہ بادشاہ میرے کہنے سے آزردہ ہوا اور قاصد جان ہے مجھے
زندہ نچھوڑیگا اور یا عبدالقادر اجل مقدر سے مر گیا ہے وہ زار اپنے اوپر مبارک نہ جانی یہ خیالات اُسکے دل مین گذرتے
تھے کہ ایک شخص اور اُسکی طلب کو آیا خوف و ہراس زیادہ تر ہوا اور چاہا کہ مکان کے عقب دیوار سے کود کر جا گون
کہ ناگاہ چہ سات آدمی اور بتعاقب اُسکے طلب کو آئے شاہ طاہر تن رضا بقضا دیکر لوازم وصیت بجا لایا اور اپنے
اہلبیت کو رخصت کرکے شہریار کی خدمت مین روانہ ہوا اور جب خبر آنے اُسکی برہان شاہ نے سنی خلاف عادت دروازہ محل
استقبال کیا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر عبدالقادر کی بالین پر لیگیا اور فرمایا کہ عقاید مذہب اثنا عشری مجھے تلقین کر تو ساتھ
اُسکے قیام کرون شاہ طاہر نے اس بارہ مین تامل کیا اور کہا پہلے شاہ حقیقت حال بیان فرمائے اُس وقت یہ خاکسار
جو کچھ مناسب دیکھیگا عرض کریگا برہان شاہ نے کہا اسقدر مجھے صبر نہین ہے پہلے یہ مذہب اختیار کرلون اُسکے بعد جو کچھ
مین نے مشاہدہ کیا ہے مشروحاً بیان کرون شاہ طاہر نے کہا بسبب اس اخلاص کے کہ مجھے بادشاہ کی خدمت
مین حاصل ہے جب تک مجھے حقیقت حال پر آگاہ نہ فرمائیگا خیر سگال اس مذہب کے عقاید ہرگز تلقین نکریگا برہان شاہ
نے قصہ خواب اور حکایت لحاف مفصل ظاہر کی شاہ طاہر نے باطمینان تمام اسامی دوازدہ امام علیہم السلام اور
مناقب اور فضائل ایک ایک کے مذکور کرکے یہ بات کہی ارکان اور قواعد اس مذہب کے اہلبیت کے تولا اور اُنکے
دشمنون سے تبرا ہین برہان شاہ نے اس سحر فیض اثر سے جام سرشار محبت اہلبیت نوش کیا اور ساتھ اس بیت
کے مترنم ہوا بیت چه مبارک سحرے بود و چه فرخنده شبے ❖ آن شب قدر که این تازه براتم دادند ❖ اور شہزادہ حسین اور
عبدالقادر اور اُنکی والدہ بی بی آمنہ اور بھی مرد و عورت اور سائر الحرم اُس شراب اعتقاد سے بہرہ ور ہوے اور
سب نے نشان اہلبیت کی محبت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور مع تیغ و تبر سر مشرق ہدایت سے بر لایا برہان شاہ نے
چاہا کہ خطبہ سے نام خلفاے ثلثہ ساقط کرکے خطبۂ اثنا عشریہ پڑھاوے شاہ طاہر اسوقت عجلت و شتاب سے مانع آیا اور

یہ فرمایا صلاح دولت یہ ہی کہ حضرت فی الفور اس راز کو فاش نفرمائین بہتر یہ ہی کہ علما نے مذہب کو فراہم کرکے
کہیئے کہ مین طالب مذہب حق ہون اتفاق کرکے ایک ان چار مذہب سے اختیار کرو تو مین بھی وہ مذہب بخوش
دلی اختیار کرکے اور مذہب سے احتراز کرون برہان شاہ نے شاہ طاہر کے کہنے پر عمل کیا اور ملا پیر محمد اُستاد
اور افضل خان ثانیہ اور ملا داؤد دہلوی اور علمائے چار مذہب جو احمد نگر مین جمع ہوئے تھے اور قلعہ کے اندر
اُس عمارت مین کہ جائے درس شاہ طاہر تھی حاضر ہو کر آپس مین بحث کرتے تھے اور ہر ایک اپنے مذہب کی حقیت
پیرایہ مین اظہار اور دوسرے والوں کا رد فرماتے تھے اور اکثر اوقات برہان شاہ بھی اُس جلسہ مین موجود ہوتا تھا جو کہ اکثر
علوم سے آشنا نہ تھا اسکی ماہیت کو نہ پہونچتا تھا غرضکہ چھ مہینے ارباب علم کی اسطرح سے گذرے اور آپس مین مناظرہ رہا
برہان شاہ نے شاہ طاہر سے یہ فرمایا کہ عجیب ایک صحبت مشاہدہ ہوتی ہو کہ ہمارا ان چارون مذہب کی ترجیح دوسرے
پر شخص نہین ہوتی ہو ہر شخص دعویٰ اپنے مذہب کی صحت کا کرتا ہے مین ان چارون مذہب سے کیونکر ایک مذہب
اختیار کرون الا ان چارون مذہب کے سوا اور کوئی مذہب ہو آپ بیان فرمائین تو حق و باطل اسکا بھی دریافت کرون
شاہ طاہر نے جواب دیا ایک مذہب اور ہی کہ اسکو اثنا عشری کہتے مین اگر حکم ہو دے اُنکے بھی کتب کا مطالعہ کرون
برہان شاہ نے ساتھ اُسکے اشارہ کیا اور اُس گروہ کے ایک علما کو جس کا نام شیخ احمد نجفی تھا تلاش کرکے لے آئے اُنے
علمائے چار مذہب سے مناظرہ کیا اور شاہ طاہر اُسکی تقویت اور جانب داری کرتا تھا علمائے اہل سنن سمجھے کہ شاہ طاہر شیعہ
مذہب ہی سب اتفاق اُسکے خصمانہ پیش آئے اور اکثر اوقات ملزم ہو کر مجلس سے برخاست کرنا چاہتے تھے رفتہ رفتہ کام
اس نہایت کو پہونچا کہ شاہ طاہر نے کتب اہل سنت کے درمیان سے برآوردہ کرکے بحث خلافت ان افضل البشر بعد ابوبکر
صدیق اکبر کے بعد از حضرت خیر البشر اور حدیث طلب کرنا دوات و قلم اور کاغذ اور قصہ باغ فدک اور مثل اُسکے مذکور کیا برہان شاہ
اُسنے جب دیکھا کہ جمیع علما شاہ طاہر سے ملزم یعنی قائل ہوئے حکایت عبد القادر کی بیماری کی اور خواب مین دیکھنا حضرت
رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قصہ لحاف کا مفصل ظاہر کیا یہ سُنکر اکثر علمائے مجلس اور مقربان حضرت اور غلام
حبشی اور ترک اور حبشی اور اُمرا اور منصب دار اور سلی اور اشارہ پیشہ یہانتک کہ جاروب کش اور فراش اور فیلبان تخمیناً تین سو
آدمی تخمیناً نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا اور نام اصحاب ثلثہ خطبہ سے ساقط کرکے حضرات ائمہ معصومین کے
اسامی سامی پر اکتفا کیا اور چتر سفید سلطان بہادر گجراتی کا اس مذہب کے رسوخ کے واسطے سبز رنگ سے مبدل
کیا لیکن مُلا پیر محمد اُستاد اور بعضے علما اس اطوار کے مشاہدہ سے پریشان و ناراض ہو کر مجلس سے برآمد ہوئے اور بلدہ
احمد نگر مین غوغائے عظیم برپا ہوا اور رات کیوقت اُمرائے کبار اور منصب دار متعصب ملا پیر محمد کے مکان پر جاکر کہنے لگے مصرع
ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست * اس سید کو کہ بلائے دل و دین ہو تو کہان سے لایا جو کہ علوم غریبہ سے خبر دار ہی ہمارے
صاحب کو گمراہ کیا اور ہمارے علما پر افسون پڑھ کر زبان بند کی اب تدبیر کیا ہی بعضے بولے کہ ہجوم کرکے شاہ طاہر کو قتل کیا جائے
ملا پیر محمد نے کہا کہ جب تک برہان شاہ زندہ ہی یہ امر صورت پذیر نہوگا بہتر یہ ہی کہ ہم پہلے برہان شاہ کو سلطنت سے معزول
کرکے عبد القادر کو تخت شاہی پر بٹھا وین اُسوقت شاہ طاہر کو عبرت خلائق کیواسطے بسیاست تمام ہلاک کرین غرضکہ بعینہ
قضیہ یوسف عادل شاہ ہجوم خلائق دین کیواسطے وقوع مین آیا بارہ ہزار سوار اور پیادہ ملا پیر محمد کے ہمراہ دروازہ قلعہ
کے مقابل اور کالا چبوترہ کے قریب حاضر ہوئے بہ نیت محاصرہ صفین آراستہ کین اور شاہ طاہر اور اُسکے فرزندون کے مکان

پہرے بیجے اور فتنہ عظیم برپا کیا برہان شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر فرمایا دروازہ قلعہ کا بند کرین اور ملک
برج قلعہ اور بارہ پر چڑھکر توپ سے اعدا کو دفع کرین اور بلوہ حد سے افزون ہوا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے بدحواس
ہوکر فرمایا انجام اسکا کیا ہوگا شاہ طاہر نے کہ علم رمل مین شاگرد ملا شمس الدین جعفری کا تھا قرعہ پھینک کر حکم کیا کہ آپ قلعہ
کھول کر سوار ہون اُسیوقت آپ تائید ایزدی سے مظفر اور منصور ہوکر اعدا کو دشت ادبار مین متفرق اور پریشان فرماوینگے برہان شاہ
فوراً مسلح ہوکر چار سو سوار اور ایک ہزار پیادہ اور پانچ ہاتھی مع چتر سبز و علم ہمراہ رکاب لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور شاہ طاہر
نے آیہ سیھزم الجمع مشت خاک پر پڑھکر اعدا کی طرف پھینکی اور ایک جماعت ناجیون کی بھیجکر یہ حکم دیا کہ تم افواج مخالفون کے
قریب جاکر باواز بلند کہو کہ جو دو تنخواہ سرکار ہوئے وہ بلا توقف پناہ رایت فلک سا کے سایہ مین حاضر ہوئے اور جو کہ حرامخور
ہو ملا پیر محمد کا شریک ہوکر منتظر سیاست شاہی کا منتظر رہے جب ناجیون نے شاہ طاہر کے فرمانے پر عمل کیا اُسیوقت امرا
اور افسران سپاہ امان خواہ ہوکر رکاب ظفر انتساب مین جا ملے اور ملا پیر محمد سپاہ قلیل لیکر اپنے مکان کی طرف روانہ
ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مقربان درگاہ سے تھا اور خواجہ محمود جو میرزا جہان شاہ کے نواسون سے تھا
فوج کثیر سے ملا پیر محمد کے تدارک کو نامزد کیا وہ جاکر اُسے گرفتار کر لایا اور برہان شاہ نے حکم اُسکے قتل کا فرمایا شاہ طاہر
نے اُسکے حقوق قدیمی منظور رکھکر شفاعت کی اور برہان شاہ نے اگرچہ اُسے تیغ سیاست سے امان دی لیکن ایک قلعہ
مین محبوس کیا اور بعد چار برس کے بسعی شاہ طاہر اس قید سے نجات پائی اور بدستور سابق مسند قرب وعزت پر متمکن ہوا اور
اس مقام مین کہ برہان شاہ نے وہ خواب دیکھا تھا ایک عمارت عالی تعمیر کرکے بغداد نام رکھا اور اس موضع مین کہ مدرسہ
شاہ تھا حسین نظام شاہ نے اپنے عہد مین ایک مسجد پختہ گچ و سنگ سے بنا فرمائی اور وہ مسجد ابتدائے سلطنت مرتضی نظام شاہ
مین قاضی بیگ طہرانی کے اہتمام سے تیار ہوئی اب جامع اس حکایت کا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ برہان شاہ کا خواب
مین دیکھنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحقیق ہے کسواسطے کہ مورخین توران و ایران کا اتفاق ہے کہ
غازان شاہ اُسکے بعد سلطان ہوا دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب مین دیکھا اور ہر مرتبہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین
علی ابن ابیطالب علیہ السلام اُس مسند نشین بارگاہ نبوت کے ہمراہ تھے حضرت خاتم الانبیا نے اس عزت طاہرہ کی تعریف
فرمایا کہ تجھے لازم ہے تو میرے اہلبیت کی نسبت طریق اخلاص جاری رکھے اور اُنکی پیروی کرکے سادات کو گرامی
رکھے اس سبب سے غازان شاہ نے اہلبیت پیغمبر آخر الزمان کی محبت اپنے صفحہ دل پر نقش کی اور سادات کربلا
اور نجف کو گرامی رکھکر شیعہ مذہبون کو مقرب درگاہ کیا کہ ہر ایک کو منصب مناسب پر منصوب فرمایا اور بعضے تواریخ
سے یون نظر مین گذرا کہ غازان خان اکثر اوقات زبان پر لاتا تھا کہ مین اصحاب کبار کا منکر نہین ہون اور انکی بزرگی
اور فضیلت اور بہتری کا زیادہ تر اقرار کرتا ہون لیکن جو حضرت رسالت پناہ نے قوعد محبت اور اخلاص مین
نسبت جناب ولایت انتساب اور اُنکے گیارہ فرزند کی سفارش کی ہے جو کچھ لوازم اخلاص اور خدمتگاری ہے
اُنکی نسبت بجالاتا ہون اور غازان خان نے وفور محبت سے کہ ساتھ اہلبیت اطہار کے رکھتا تھا نزع کے وقت
اپنے بھائی الجائتو سلطان کو کہ جو سلطان محمد خدابندہ مشہور تھا اہلبیت کی محبت کے واسطے وصیت فرمائی اور اُس
بادشاہ نے اپنے بھائی سے قدم آگے رکھا یعنی مذہب شیعہ اختیار فرمایا اور دوازدہ امام علیہم السلام کا نام خطبہ
اور سکہ مین ثبت کرکے باقی صحابہ کے نام خطبہ سے ساقط و برآوردہ کیے اور مولف اس نسخہ گرامی کا بحیرت مین

عزالملک کہتا ہے کہ اگر مذہب امامیہ حق ہے احوال اور مذہبونکا کیا ہوگا اور اگر دوسرا مذہب حق ہے سفارش آنحضرت کی
اس مذہب کی رواج مین کیا معنی رکھتی ہے اللّٰہم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین امید کہ عزیزان معاملہ فہم
کار آگاہ جب اس مقام مین پہونچین مانند باد صرصری کے نہ گذر کرین اور اس مقام مین نہایت غور فرماکر زمام
التفات وتوجہ دست اقتدار سے نچھوڑین کہ یہ مقام جائے تامل وتفکر ہے اور اس حدیث ولایش کو ثابت ہوا کہ خواب
برہان شاہ اور غازان خان کے سراسر ہیچ اور لغو ہے کسواسطے کہ مردم رفضہ اپنے مذہب کی ترویج اور ترغیب
کیواسطے بالعکس تحریر کرتے ہین واللہ اعلم عند اللہ القصہ برہان شاہ جو اُس مذہب کے رواج دینے مین مصروف تھا
اور وظائف اہل سنت موقوف کرکے شیعہ مذہبون کو دیئے اور چار دیواری تیر اور چونہ سے قلعہ احمد نگر کے مقابل ایک
مدرسہ تیار کی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور قصبہ جونپور اور سنور اور آبیاپور اور چند قریہ اور اُسکے واسطے
وقف کیئے اور ہر روز چاشت کے وقت آش بکا کر مستحقوں کو دیتا تھا اور شاہ طاہر بہت نظام شاہ کے دولتخانہ کی
خدمت پر مصروف کرکے درپے اسکے ہوا کہ محبان خاندان رسالت کو اطراف واکناف سے اُس دولتخانہ مین فراہم
اوے بہر زر خطیر خزانہ بادشاہی سے عراق اور خراسان اور فارس اور گجرات کی طرف بھیجکر اہل تشیع کے آنے کا
طالب ہوا اور تھوڑے عرصہ مین خلاصہ اقالیم سبعہ شل اسمعیل صفوی اور خواجہ حسین صاعدی نے کہ مدت مدید شیراز مین
حکومت کی تھی گجرات مین آنکر اُس حدود مین استقامت کے بارہ ہزار ہون برہان شاہ سے لیکر اُس جناب کی زادراہ
کیواسطے احمدآباد گجرات بھیجکر شاہ حسن انجو کو طلب اور احمد نگر مین لایا اور برہان شاہ کی ملازمت مین مشرف کرکے مجلسیان حضور
سے کیا اور اسیطور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور ملا شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی گل استرابادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی
مازندرانی اور ایوب ابوالبرکۃ اور ملا عزیز اللہ گیلانی اور ملا محمد امامی استرابادی اور بھی افاضل اور اکابر دکن کیطرف
متوجہ ہوئے احمد نگر کو گلستان ارم کیا اور سید حسن مدنی جو اتقیائے مدینہ سے تھے اُس بادشاہ نیک اعتقاد کے
شرف دامادی سے مشرف ہوئے اور جاگیر لائق پائی اور علاوہ اسکے مبلغ خطیر کربلائے معلی اور نجف اشرف مین
بھیجکر زوار روضات اور اُس حدود کے مستحقونکو تقسیم کیا اور اس سبب سے کہ احمد نگر مین اُس مذہب کے جاہلون
اور تبرائیون نے زبان خلفائے راشدین کے طعن ولعن مین دراز کی تھی سلطان محمود گجراتی اور میران مبارک شاہ
فاروقی اور ابراہیم عادل شاہ اور عماد الملک نے آپس مین اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ لشکرکشی کرکے مملکت احمد نگر کو آپس
مین تقسیم کرین اور برہان شاہ نے اُس جماعت کی لشکرکشی سے اطلاع پائی راستی خان نام ایک غریب کو بہم رسالت
ہمایون بادشاہ کے پاس بھیجا اور ایک عرض داشت مشتمل بر اظہار اخلاص والتماس اعانت ولشکرکشی گجرات کی طرف
ارسال کی جب بحث شیر شاہ کے درمیان مین آئی کچھ اثر اُس پر مترتب نہوا راستی خان پلٹ آیا اور برہان شاہ نے
سلطان گجرات اور برہانپور کو تحف وہدایا بھیجکر راضی کیا اور جسقدر سپاہیان غریب تیرانداز کو کہ ابراہیم عادل شاہ
نے برطرف کرکے رخصت کیا تھا ملازم رکھے اور جاگیرات خوب دیکر قوی پشت ہوا اور اُنکی حمایت کے بھروسے پر
بیجاپور کیطرف چڑھائی کی اور حرب وضرب شمشیر وسنان برہان شاہ غالب آیا اور سوا ستی اور کئی توبخانہ عادل شاہی
پر متصرف ہوکر سالماً وغانماً احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور چار برس کے عرصہ
مین چند لڑائیان کہ انکی تفصیل مولف کی نظر سے نہین گذری دونون بادشاہون کے درمیان واقع ہوئین

ہر مرتبہ برہان شاہ کا غلبہ رہا اور سنہ ۹۴۹ نو سو انچاس ہجری مین جب درمیان ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان
بلگانی کے بوا امرائے کلان اُس دولتخانہ سے تھا رنجش اور کدورت درمیان مین آئی برہان شاہ باتفاق امیر برید
بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ اسد خان نے مذہب کی یگانگی کے جہت قلعہ بلکوان سپرد کرنیکو مجھے طلب
کیا ہے اور جو بہات قریب الفہم تھی ابراہیم عادل شاہ متوہم ہوکر قلعہ بیجاپور سے برآمد ہوا اور برہان شاہ جب شولاپور کے
اطراف مین پہونچا اور زین خان کے پانچ پرگنہ پر قابض ہوا اور وہ پرگنے خواجہ جہان کو دیکر قدم آگے بڑھایا پہلے بلکوان
کیطرف توجہ فرمائی اور ولایت مرج اور کلہر اور رمان اور باس کو تاخت و تاراج کیا اور آتش افروزی سے آبادی کا
نشان نچھوڑا اور اسد خان کہ برہان شاہ کی موافقت نیت سے قلعہ بلکوان مین تھا عادل شاہ کے روبرو پہنچا سکتا
تھا چھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برہان شاہ سے جاملا برہان شاہ تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھکر بیجاپور کیطرف سوار ہوا عادل شاہ
جو کہ تاب مقاومت نرکھتا تھا آب بہورہ سے عبور کرکے حسن آباد گلبرگہ کیطرف گیا برہان شاہ بیجاپور پہونچا اور اُسے تاراج
کیا جو کہ کوئی فائدہ مقصود اور عائد نہ تھا اسواسطے بقصد تعاقب حسن آباد کیطرف روانہ ہوا اور اسد خان جیسا کہ ایک مقام
مین تحریر ہوا بذریعہ عماد الملک بیجاپور کی مدد کیواسطے آیا تھا برہان شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح نہ دیکھی امیر برید کے
ہمراہ اپنے ولایات کیطرف راہی ہوا اور انھون نے احمد نگر تک تعاقب کرکے اکثر ممالک کو خراب کیا برہان شاہ اور امیر
برید نے مجال توقف وہان نہ پائی دولت آباد کی سمت راہی ہوئے قضارا امیر برید اُس مقام مین اجل مقدر سے مرگیا
نظام شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر اور قاسم بیگ اور مخدوم خواجہ جہان کے کہنے سے صلح کی اور پانچ پرگنہ پرکہ
اس وقت مین متصرف ہوا تھا عادل شاہ کو واپس کئے اور سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری مین جب سلطان قلی قطب شاہ متصدی
ولایت تلنگ ہوا برہان شاہ نے تقویت اور تہنیت جلوس کیواسطے شاہ طاہر کو اُس حدود کیطرف بھیجا اور جمشید
قطب شاہ پہلی کے شکار کے بہانہ ایک تالاب پر جو راستہ مین احمد نگر کے ہے اور گلکنڈہ اُس مقام سے سولہ کوس کے
فاصلہ پر ہے روانہ ہوا اور اُس مقام مین شاہ طاہر کی ملاقات پر مستعد ہوا اور طریقہ پیری اور مریدی کا منظور رکھکر اُس
جناب کو گلکنڈہ کیطرف لیگیا اور اُس عرصہ مین برہان شاہ نے انتقام کے لئے نقض عہد کرکے رام راج اور قطب شاہ
کو عادل شاہیہ کے اطراف ممالک کے لئے تحریص کی اور بعد اُسکے شاہ طاہر نے گلکنڈہ سے مراجعت کی اور خود
بھی شولاپور کیطرف معاودت فرمائی اور عادل شاہ نے سیلاب لشکر کا اطراف مملکت مین جاری دیکھکر پانچ پرگنہ
نظام شاہ کو دیئے اور رام راج کو بھی جسطرح سے کہ ممکن ہوا راضی کرکے اپنی سرحد سے واپس کیا اور اُن سنوات مین فرمانروا
ایران یعنی شاہ اسمعیل صفوی نے جب سُنا کہ برہان شاہ نے بھی محبت اہلبیت رسالت اختیار کی ہے اسواسطے آقا سلمانی
طہرانی المشہور مہتر جمال کو کہ چراغچی باشی مقرب تھا مذہب کی مبارکباد کیواسطے احمد نگر کیطرف بھیجا اور ایک غلام ترک
مسمی شاہ قلی اور ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایون شاہ کا اور ایک قطعہ زمرد کہ اُسپر نام معتصم خلیفہ عباسی منقوش
تھا اور بھی تحفہ و ہدایائے نفائس ایران کہ تعداد اُسکی موجب تطویل ہے برہان شاہ کیواسطے ارسال کیا اور ایک
انگوٹھی عقیق کی کہ جو خود انگشت مبارک مین رکھتا تھا اور کلمہ التوفیق من اللہ اُسپر نقش تھا شاہ طاہر کیواسطے بھیجی مہتر
جمال احمد نگر مین پہونچکر التفات نامہ شہنشاہ ایران مع اشیائے مذکورہ برہان شاہ کے روبرو لایا آنحضرت پہلے
اُسکی نسبت باعزاز و تکریم پیش آئے اور آخر جب اُسنے امرا کی مجلسون مین جاکر ہمزبانی کی اور ارباب جاہ کے

دل کو برہم کرنے لگا اور شاہ طاہر سے بے ادبانہ پیش آیا اور کلمات وحشت آمیز زبان پر لایا اس سبب سے برہان شاہ
نے دربار مین اُنکا آنا موقوف کیا اور ایسے تحف و ہدایا کہ مقابل شاہ ایران کو بھیجے شاہ طاہر مضطرب ہوا اور اپنے
فرزند شاہ حیدر کو جو فضل و کمال کی صفت مین موصوف تھا مع تبرکات و تنسوقات ہندی اپنی طرف سے والئی عجم
کے پاس بھیجا اور انھین دنون مین برہان نظام شاہ رام راج کی اعانت کے سبب قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کی عزیمت مین متوجہ
ہوا اور قصبہ آدجان کے قریب جو مضافات گلبرگہ سے ہی عادل شاہ کی افواج سے مقابل ہوا اور ایسی کارزار واقع ہوئی
کہ سپہر دوار نے باوصف عمر ماہ و مہر کے ایسی لڑائی نہ دیکھی تھی مثنوی ۔ دو ابر از دو سو در خروش آمدند ۔ دو دریائے آتش
بجوش آمدند ۔ ہم از پایان فولاد نعل ۔ بخون دلیران زمین کرد لعل ۔ درخشیدن تیغ آئینہ تاب ۔ زرہ خندہ بر چشمہ
آفتاب ۔ پہلے افواج میمنہ اور میسرہ عادل شاہی وحشت فزا کیطرف شکست فاحش کھا کر آوارہ ہوئی آخر مین عادل شاہ
چار ہزار مرد اہل نبرد لیکر کمین سے برآمد ہوا نظام شاہ پر کہ لشکر اُسکا غارت مین مشغول تھا سیل فنا کیطرح حملہ آور ہوا اس
سبب سے نظام شاہ منہزم ہوئے چتر اور علم اور فیل و توپخانہ چھوڑ کر احمد نگر کا راستہ لیا برہان شاہ نے شاہ طاہر کو
علی برید کے پاس بھیجکر اپنی موافقت کے واسطے ہدایت کی اور علی برید نے بخلاف اسکے عادل شاہ کی جانب داری
اور رفاقت سے ہاتھ نہ کھینچا اور اُسکی جادۂ اطاعت مین قدم نہ رکھا اور خانجہان علی برید کا چچا کہ موزون طبع اور شوخ
و متبدل اور حنفی مذہب تھا ایک مجلس مین شاہ طاہر سے پوچھا کہ سرگین بخارا طاہر ہی یا نجس اُس جناب نے فرمایا کہ تفصیل
اس مسئلہ کی مجھے یاد نہین ہی انشاء اللہ تعالی جب احمد نگر جاؤنگا کتاب دیکھکر تحقیق بخوبی تمام معلوم کرونگا خانجہان اور حضار
مجلس اگرچہ شاہ طاہر کا یہ کنایہ سمجھے لیکن دل مین کہنے لگے کہ یہ سراسر شدید ہی تغافل کر کے اور باتون مین مشغول ہوئے اور قصہ
سرگین بخارا کا یہ ہی کہ اُس شہر مین برسات کے موسم مین کیچڑ اور دلدل بہت ہوتی ہی اسواسطے زمانہ سابق کے علما نے اتفاق
کر کے یہ بات تجویز کی کہ اگر ہم اس مٹی کو کہ گوبر اور پیشاب حیوانات کا اس مین داخل ہی نجس جانین حرج لازم آویگا پس اولی
یہ ہی کہ کثرت بلوے سے حکم طہارت کل کا جاری کرین پس کہنے لگے طین بخارا طاہر ہی اس سبب سے بالضرورت لازم آیا کہ سرگین
حیوانات بخارا طاہر جانین خانجہان نے یہ روایت سنکر حرف بے ادبانہ زبان زد کئے لیکن اس مولف کے دل مین ایسا گذرتا
ہی کہ جو بخارا دار السلام اور علوم دینی کا معدن ہی اور اُس مین رافضی اور خارجی کو دخل نہین ہی اور مقام اکثر بزرگان اور
مشایخان اہل یقین ہی اس سبب سے روافض نے از راہ عداوت و خصومت یون مشہور کیا ہی القصہ اُسکے بعد اُس جناب
یعنی شاہ طاہر نے احمد نگر کیطرف مراجعت فرمائی اور برہان شاہ نے مردم بیدر کی بے ادبیان اکثر سماعت فرمائین تادیب
اور انتقام کے بارادہ سامان سفر اور یراق لشکر مہیا کیا اور علی برید کے قلعون کی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوا پہلے قلعہ اوسہ کو
محاصرہ کر کے کام متحصنون پر تنگ کیا علی برید نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کر کے طلب امداد کی
جب عادل شاہ نے بعزم اعانت بیجاپور سے کوچ کیا علی برید اُس سے جا ملا اور دونون باتفاق اُسکی طرف متوجہ ہوئے
اور نظام شاہ نے اُنکے مقابلہ مین جا کر اوسہ سے ایک کوس پر تنور حرب کو گرم کیا اور دونو کو معرکہ سے پسپا کر کے پھر قلعہ کی
تسخیر مین مشغول ہوا اور عرصہ قلیل مین بقول و امان اُسکو مفتوح کیا پھر اُسکے بعد قلعہ اودگیر کیطرف روانہ ہوا اور اُسکو بھی سر
کر کے قلعہ قندھار کی فتح پر ہمت والا نہمت مصروف فرمائی اور اُسکے محاصرہ کیوقت ابراہیم عادل شاہ اور علی برید نے ایکبار
اور جرأت کر کے نظام شاہ کے مقابلہ اور محاربہ مین قیام کیا اور وہی صورت سابق پیش آ کر کے بہت گھوڑے

اور ہاتھی اُسکے احمد نگریون کے تصرف مین آئے اور اُسی سال کہ ۹۵۵ نوسو پچپن ہجری تھے جب برہان شاہ نے
قلعہ قندھار کا بھی فتح کیا احمد نگر کی سمت معاودت فرمائی ابراہیم عادل شاہ کے مقربون نے اُسے یہ پیغام دیا کہ لوگ
اس بادشاہ کی بدمزاجی اور قہاری سے نہایت درجہ بتنگ آکر چاہتے ہین کہ عبداللہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کو جو بندر
گووہ مین رہتا ہے تخت پر بٹھاوین اور یہ امر آنحضرت کے بدون توجہ و التفات میسر نہوگا برہان شاہ باتفاق جمشید قطب شاہ
ولایت عادل شاہ کیطرف متوجہ ہوا اور بسبب اتفاق اُندنون مین اسدخان قلعہ بلگوان مین بیمار ہوا اور برہان شاہ اصل
مقصود کو ملتوی کرکے اس فکر مین ہوا کہ اس قلعہ پر کسی ڈھب سے متصرف ہون قضارا اُسی عرصہ مین اسدخان نے
اس جہان فانی سے انتقال کیا ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا اور برہان شاہ اپنے دارالملک مین آیا اور بعد چند
روز کے مزاج وہاج شاہ طاہر کا منحرف ہوا اور ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری مین اُسکی طائر روح نے آشیانہ جنت کیطرف پرواز
کی اکابر و اعزا اس بلدہ کے محزون اور ملول ہوئے قالب مطہر اُنکا زمین کو سپرد کیا اور بعد چند عرصہ کے استخوان
اُنکے قبر سے برآوردہ کرکے کربلائے معلی مین بھیجے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گنبد مین بفاصلہ ڈیڑھ گز ضریح
مقدس کے مدفون کیا اور اُنسے تین بیٹیان اور چار بیٹے رہے اُن بیٹون کے نام جو یادگار تحریر ہوئے شاہ حیدر شاہ
رفیع الدین حسین شاہ ابوالحسن شاہ ابوطالب اُن سب مین شاہ حیدر مولد عراق ہے اور باقی دکن مین پیدا ہوئے اور شاہ
حیدر اپنے باپ کے وفات کیوقت جو ایران مین شاہ طہماسپ کی خدمت مین تھا اور بعد مراجعت حسب الوصیت صاحب
سجادہ ہوکر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا اب خامہ اعجاز اسلوب تحریر مین اس حکایات کے مصروف ہوتا ہے کہ شاہ طاہر بھی
سے عفت اور ورع اور تقوی اور دینداری اور مروت اور سخاوت اور حلم و تواضع مین انصاف رکھتا تھا اور وجیہ اور خوش
محاورہ تھا کس واسطے ایران اور ہندوستان مین ہمیشہ امور اہل اسلام کے سرانجام مین قیام کرکے نقش خیرخواہی
صغیر و کبیر کے صفحۂ دل پر لکھتا تھا زبان گوہر فشان اُسکی مفسر حقایق مصحف آسمانی تھی اور بیان ہدایت نشان
اُسکا مبین دقایق کتب سبحانی تھا باطن خجستہ میامن اُسکا مظہر ولایت و ارشاد اور خاطر فرخندہ مآثر اُس کے
مصدر ہدایت و ارشاد تھی اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھا اور علم تفسیر
اور فقہ اور ریاضی اور جمیع احکام رمل اور جفر مین بے شبہ و نظیر تھا اور نظم و نثر مین بھی مہارت تام رکھتا تھا دیوان
قصائد اور کتابت اُسکی جمیع بلاد خصوصاً ہندوستان مین سائر اور دائر ہے اور تھوڑے سے اشعار گہربار اُس جناب
کے سبب زینت اور تزئین کتاب کے واسطے مندرج کئے امید کہ ارباب تاریخ معیوب نفرماوین اور تصنیفات سے اُسکی
شرح باب حادی عشر ہے علم کلام مین اور شرح جعفریہ فقہ امامیہ مین اور حاشیہ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ شرح اشارات
اور محاکمات اور مجسطی اور شفا اور مطول اور گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ پالکی کہ ایک سفر مین
باثنائے راہ پالکی مین بیٹھکر تصنیف کیا تھا مصنفہ اُس کے ہین کہتے ہین کہ جسوقت شاہ طاہر بطریق
احمدآباد بیدر مین گیا تمام طالب علم اُس کی زیارت کو جاکر سعادت ملاقات سے مشرف ہوئے مگر ایک
علمائے دکن کہ اپنے تئین نہایت اعلم علمائے عصر سے جانتا تھا کمال غرور سے اُس کے مکان پر
نہ گیا بعد چند روز کے سامان ضیافت کرکے چاہا کہ شاہ طاہر کو اپنے مکان پر بلاؤن پھر ایک شخص
کو اُنکی طلب مین بھیجکر یہ سطر لکھی قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ شاہ طاہر نے اُسکے تحت مین لکھا

الزیارۃ القدوم فاذا اقتار منا استاقطا پھر وہ فاضل ہندی اس جواب سے اس افاضل عصر کی دانشمندی قیاس کرکے اُسکی زیارت کو گیا اور آپ کو مثل قطرہ دیکھکر دریاے ذخار کے مقابل پشیمان ہوا اور اُسکے دست حق پرست کا بوسہ لیا اور معذرت کی اور منقول ہو کہ برہان شاہ نے شاہ طاہر کے بعد از وفات قاسم بیگ حکیم اور دیوپال راؤ کو صاحب دخل کرکے محل اعتماد کیا اور رائے نے عماد شاہ کو بسبب بعضے مقدمات کے امداد عادل شاہ سے منحرف کیا اور باتفاق خواجہ جہان قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوا اور بعد از طی مسافت اُس قلعہ کو گھیرا اور قلعہ بندون پر کام تنگ کیا ابراہیم عادل شاہ نے امرائے برگی کو پیشتر بھیجا اور خود بھی بقصد آنحضرت پیچھے سے روانہ ہوا امرائے برگی کے سد راہ ہونے سے غلہ اور آذوقہ کی رسد بند ہوئی اور امرائے برگی وقت بیوقت بطریق قزاقی اور بطور شبخون برہان شاہ کے دائرہ لشکر پر تاخت لاکر آدمیونکو سونے نہیتے تھے برہان شاہ نے حکم کیا کہ لشکر کے گرداگرد ایک حصار یعنے دیوار تین گز بلند اور بعضے مقامونمین چار گز کھینچین جیسا کہ قلعہ کلیان اور دوسرے قلعہ کے درمیان مین واقع ہوئی اور ابراہیم عادل شاہ بھی قلعہ کلیان کے قریب پہونچکر نظام شاہ کے پہلو مین نزول کیا اور اُسنے بھی اپنے لشکر کے گرد دیوار تیار کی او رجب ماہ رمضان پہونچا غلہ اور تمام مایحتاج کم ہوا ایک قحط لشکر احمد نگر مین ظاہر ہوا آدمیونکو دو دو تین تین روز تک کھانا میسر نتھا فاقہ مین ماہ صیام کے روزے طی کرتے تھے برہان شاہ دلگیر ہوا اور ارکان دولت سے اس بارہ مین مشورہ کیا بعضون نے صلاح مراجعت مین دیکھی اور بعضے کہنے لگے بہتر یہ ہو کہ دیوار کے اندر جاکر دشمن سے جنگ کرین اگر فتح ہو وے پھر محاصرہ مین مشغول ہوکر تھوڑے عرصہ مین سخر کرین اور اگر شکست ہووے اپنے ملک کا راستہ لین برہان شاہ نے کہا کہ لوگ فاقہ کشی سے نہایت کمزور ہین دوا دوش کی تاب نہین رکھتے بہتر یہ ہو کہ لڑائی سے پہلو تہی کرکے احمد نگر کیطرف معاودت کرین اُسکے بعد باطمینان تمام پھر منزل مقصود کیطرف آوین شاہ جعفر برادر طاہر شاہ اور قاسم بیگ حکیم کو یہ رائے پسند آئی اور کہنے لگے اتنی مرتبہ ہم جنگ حریف پر غالب ہوئے مین خدانخواستہ اگر اس دفعہ قضیہ منعکس ہووے قصور نہین رکھتا ہی برہان شاہ خاموش ہوا اور بعد برخاست مجلس تنہا سوار ہوا اور بولا رائے برہمن کے مکان پر گیا اور احوال انجمن کے مشورہ کا بیان کیا بولا رائے نے عرض کی کہ مین اسکا جواب تجویز کرکے کل کہ روز عید ہو معروض کرونگا لیکن حضرت خزانچی کو حکم کرین کہ دو لتخواہ جو کچھ اُس سے طلب کرے بلا عذر سپرد کرے اور حیلہ عذر درمیان مین نہ لاوے برہان شاہ نے جو اعتماد تمام اُسکی دولتخواہی اور کاردانی پر رکھتا تھا اُسکی عرض قبول فرمائی بولا رائے اسی شبکو ایک لاکھ ہون خزانہ سے لیکر عین الملک کے مکان پر جو امرائے کبار سے تھا گیا اور یہ کہا احوال ایسا ہی جو آپ مشاہدہ کرتے ہین بے جنگ ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کیطرف جانا موجب لاکھون فساد اور خرابی کا ہی اور ہمراہ ایسے لشکر پریشان اور بدحال کے بادشاہ کو ہمراہ لیجانا اور جنگ صف کرنا نہایت دشوار دکھائی دیتا ہے آپ اس بارہ مین کیا مناسب دیکھکر فرماتے ہین عین الملک نے کہا ہم ارباب شمشیر مین جو تمہاری رائے مین آویگا ہم اُسپر عمل کرینگے بولا رائے نے کہا مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ صبح عید کو تم لشکر آراستہ کرو اور یکایک بیخبری مین کہ تمام افواج لوازم عید مین مشغول ہوگی دائرہ غنیم پر حملہ آور ہو کر گل نصرت باغ اقبال شاہی سے دستیاب کرو عین الملک نے یہ مشورہ قبول کیا بولا رائے نے مبلغ مذکور اُسکے حوالہ کرکے یہ بات کہی کہ تم یہ روپیہ روز عید سے پہلے بہانہ فوج پر تقسیم کرو الغرض جب ہلال شوال چرخ پر نمودار ہوا عین الملک نے وہ زر نقد اُمرا اور لشکر پر قسمت کیا اور یہ فرمایا کہ تم سب علی الصباح مسلح اور مستعد رہنا کہ بادشاہ کے سلام کو جا کر

مبارکباد کہیں چنانچہ صبح روز عید کو جب خبر پائی کہ مردم عادل شاہی تمام مراسم عید مین مصروف ہین قواعد ہوشیاری
مین قیام نہین رکھتے لہذا اپنے دور لشکر کی دیوار مین رخنہ کرکے برآمد ہوئے اور فوج غنیم کے قریب جاکر زہ دیوان
کوہ پیکر قریب چالیس گز دیوار اُس کے گرد لشکر کی ڈھا دی اور بفراغت تمام داخل ہوکر قتل مین مشغول ہوئے مردم
عادلشاہی کمال غفلت مین تھے ادنے اعلی نے قدم رکاب میں رکھا اور عادل شاہ کہ اُس ساعت تین روز
عید کے غسل مین مشغول تھا فرصت پوشاک پہننے کی نپائی بتعجیل تمام ننگا اس معرکہ سے گوشہ مین بھاگا چتر و علم و گھوڑا اور
ہاتھی بہت مع توپخانہ فوج نظام شاہیہ کے ہاتھ آیا اور شکست آوازہ ان کا عوض ہوا اس درمیان مین ایک جماعت
سیف الملک کیطرف سے آنکر باواز بلند مبارکباد فتح کہنے لگی برہان شاہ کہ اس معاملہ سے خبر نہین رکھتا تھا کیفیت احوال
اُنسے سنکر کے اُسیوقت سوار ہوا اور قلعہ کے مقابل ایستادہ ہوکر قسم یاد کی کہ اہالی قلعہ اگر آج قلعہ سپرد نہ کرینگے بھر قلعہ آتش
عظیم افروختہ کرکے اُنکے زن و فرزند صغیر و کبیر کو آگ مین جلا کر خاکستر کرونگا جب یہ خبر محصورونکو پہونچی ہراسان ہوئے اور اُسیوقت
قلعہ اُسکے سپرد کیا اور اسطرف سے عادلشاہ نظام شاہ کی ولایت مین در آیا پرگنہ بیر وغیرہ کو خراب اور ویران کرکے بطور ایلغار عالم
بیخبری مین قلعہ پرندہ کی سمت پہونچا جب دروازہ قلعہ کا کشادہ دیکھا شمشیر میان سے برآورده کرکے قلعہ مین حملہ آور ہوا
اور بہت آدمی خواجہ جہان کے قتل کرکے قلعہ پر متصرف ہوا پھر عادلشاہ قلعہ ایک دکنی کے سپرد کرکے چلا گیا نظام شاہ
نے یہ خبر سنکر قلعہ کلیان اپنے ایک معتمد کے حوالہ کیا اور بجناح استعجال کوچ متواترہ سے پرندہ کیطرف روانہ ہوا جب دو منزل راہ
باقی رہی وہانکا تھانہ دار رات کیوقت مہیب و بلند آواز کو صدائے نفیر نظام شاہ تصور کرکے سراسیمہ پلنگ پر سے اُٹھا اور قلعہ کا
دروازہ کھولکر راہ فرار نہ پائی باقی آدمی بھی بیدل ہوکر اُسی رات کو نکل گئے نظام شاہ بعد دو دن کے وہان داخل ہوا جب قلعہ
خالی دیکھا خواجہ جہان کو بدستور سابق سپرد کرکے احمد نگر کیطرف مراجعت کی اور انھین سنوات مین رامراج رائے بیجانگر
سے لوازم دوستی درمیان مین لاکر مع خیل وحشم درمیان ولایت عادل شاہ سے رائچور کیطرف گیا اور اُس سے ملاقات
کرکے یہ مقرر کیا کہ قلعہ رائچور اور مدکل کو رامراج مفتوح کرے اور قلعہ شولاپور اور گلبرگہ پر خود متصرف ہوئے رامراج نے
رائچور اور مدکل کو گھیرا اور برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کو مرکز کے مانند درمیان مین لیکر حوزہ تصرف مین لایا پھر باتفاق
قلعہ رائچور کو محاصرہ کیا بروایت صحیح بعد چند روز کے برہان شاہ نے تنکنادری سے کہا کہ عنقریب موسم برسات پہونچیگا
ہمین اور رامراج کو اس قلعہ مین قیام کرنا تضییع اوقات ہے اگر رائے عالی تجویز کرے مین شولاپور مین جاکر اُسے گھیر دون
تو دونون قلعہ ایکبارگی مفتوح ہون تنکنادری نے یہ مقدمہ رام راج کے ذہن نشین کرکے رخصت دی برہان شاہ مع فوج قلیل
لشکر رامراج سے اسطرف روانہ ہوا قلعہ شولاپور کو گچ اور پتھر سے روے زمین پر نصب تمام مرکز کے مانند گھیرا اور چلپی رومی
خان نے جس کا حیلہ کہ وہ دراصل سلطان بہادر گجراتی کا نوکر تھا تین ماہ کے عرصہ مین بضرب توپ مسخر کیا اور اُسکے بعد چاہتا تھا
کہ قلعہ گلبرگہ کیطرف جاکر اُسے بھی مفتوح کرے اس درمیان مین بضرب توپ کلان قریب تین گز دیوار مین رخنہ کرکے
اُسکو مسخر کیا اُسکے بعد خبر پہونچی کہ رام راج نے قلعہ رائچور اور مدکل کو لیکر بیجانگر کیطرف معاودت کی بادشاہ نے اس
سال صلاح گلبرگہ کی روانگی کی نہ دیکھی مقر دولت کیطرف سوار ہوا کہتے ہین چلپی رومی خان کہ شاہ طاہر کا دست گرفتہ تھا
اُسنے توپین صاعقہ آسا حصار شولاپور کے مقابل نصب کین اور اُسکے برج و بارہ کو ضرب توپ سے مضمون جعلنا عالیہا سافلہا
کا ظہور مین پہونچایا تھا اور مضمون آیہ کریمہ امطرنا علیہم مطرا من حجارۃ وقوع مین لاکر ہر روز رخنہ اس حصن حصین مین ڈالتا تھا

لیکن وہیار ہنوز ہم نہ پہونچا تھا کہ غازیان عظام قلعہ مین داخل ہوتے اور برہان شاہ اس توہم سے کہ مبادا رام راج پیشتر اس سے قلعہ رائچور کو مسخر کرکے بیجانگر کی طرف معاودت کرے تعجیل فرماتا اور ایسے وقت مین ایک جماعت کفار نے جو ہم پیشہ رومی خان سے تھے عرض مین پہونچایا کہ تقصیر رومی خان کی طرف سے ہی اگر وہ چاہے تھوڑے عرصہ مین قلعہ کی دیوار کو مسمار اور منہدم کرکے خاک کرے برہان شاہ نے شعلہ غضب مشتعل کرکے چاہا کہ رومی خان کو اپنے دست مبارک سے تہ تیغ کرکے خاک مذلت پر ڈالے ارکان دولت اور اعیان حضرت نے سرزمین پر جھکا کر اُسکی سفارش کی اور رومی خان خوف سے متعہد ہوا کہ مین دس روز کے عرصہ مین دیوار قلعہ کی خاک کے برابر کر دونگا پھر وہ اپنے کام مین مشغول ہوا اور ایام موعود سے پیشتر دیوار قلعہ کو صفحہ خاک سے جدا کی اور دلیران سپاہ ظفر پناہ ایک حملہ رستمانہ کرکے قلعہ مین در آئی اور اُسے مفتوح کیا برہان شاہ نے اُس قلعہ کو مجدداً تعمیر کیا اور رومی خان کو نوازش بادشاہانہ سربلندی بخشی اور از راہ عزت کے واسطے اپنے اسپ خاصہ پر اُسے سوار لیا اور شہزادہ حسین کو فرمایا کہ بارہ قدم پیادہ اُسکے رکاب مین جاوے اور اس التفات کے سبب بعد چند سال کے فتح رام راج بھی جیسا کہ چاہیے اُسکی سعی اور بین کوشش سے وقوع مین آئی اور سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین پھر عادل شاہ کی تمام ولایت کی تسخیر کے درپے ہوا اور رام راج کو اس بات پر موافق کیا کہ قلعہ ساغر اور رائچور کو محاصرہ کرکے اُس حدود کے دوسرے پرگنات پر آب بہرہ کے ساحل تک قابض ہووے اور بیجاپور اور گلبرگہ پر بھی متصرف ہووے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین برہان شاہ رام راج کو موافق کرکے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا عادل شاہ تاب مقابلہ کی نلاکر پنالہ کیطرف مفرور ہوا اور برہان شاہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ مین مشغول ہوا قریب تھا کہ مفتوح کرے ناگاہ خود مرض الموت مین محصور اور مبتلا ہوا اور قاسم بیگ حکیم کی تکلیف دہی سے احمد نگر جا کر اُسی مرض مین جان جان آفرین کی سپرد کی اور باغ روضہ مین بہ پہلوئے احمد نظام شاہ پیوند زمین کرکے خاک کے سپرد کیا اور بعد چند مدت کے استخوان دونون بادشاہ کے برآوردہ کرکے کربلائے معلی مین لیگئے اور خاص آل عبا کے تحت گنبد مین ایک گز کے فاصلہ پر مدفون کیا اور اُسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی بھی برحمت حق واصل ہوئے پدر مؤلف مولانا غلام علی ہندو شاہ نے انکی تاریخ سلک نظم مین کھینچکر مشہور کی قطعہ سہ خسرو را زوال آمد یکبار + کہ ہند از عدل شان دارالامان بود + یکے محمود شاہنشاہ گجرات + کہ چون دولت خود نوجوان بود + دوم اسلیم شہ سلطان دہلی + کہ در ہندوستان صاحبقران بود + سیوم آمد نظام آن شاہ بحری + کہ در ملک دکن خسرو نشان بود + ز من تاریخ فوت این ہر سہ خسرو + بجو سپری زوال خسروان بود + اسامی اولاد ذکور برہان شاہ کے جو اُسکے بعد بقید حیات تھے حسین اور عبد القادر کہ والدہ اُنکی بی بی آمنہ تھی شاہ علی کہ والدہ اُسکی بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی شاہ حیدر کہ داماد مخدوم خواجہ جہان دکنی تھا میرزا محمد باقر بیجاپور مین فوت ہوا اور شہزادہ سلطان محمود خدابندہ نے بنگالہ مین وفات پائی —

ذکر حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری کی سلطنت کا

جسوقت کہ برہان نظام شاہ مغیلستان پرخار جہان سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا بڑا بیٹا اُس کا حسین نظام شاہ کہ تیس برس کا تھا قائم مقام ہوا شہزادہ عبد القادر کہ باپ کے نزدیک بہت عزیز تھا اس امر مین مخالفت کرکے روز جلوس کو باتفاق جمیع برادران قلعہ سے نکل گیا اور لوگ دولتخانہ کے دو فرقہ ہوئے تمام حبشی لوگ غریب

حسین نظام شاہ کے شریک ہوئے اور دکنی ہندو اور مسلمان قصبہ بیجاپور کے قریب میران عبدالقادر کے پاس فراہم ہوئے اور چتر اُسکے سر پر بلند کیا اور باقی شہزادہ یعنے محمد خدابندہ اور شاہ علی اور شاہ حیدر وغیرہ اور میران محمد باقر بھی ساتھ اُسکے موافق ہوکر دم موافقت کا مارنے لگے قریب تھا کہ بھائیوں کے درمیان آتش قتال شعلہ زن ہووے اور جماعت کثیر طرفین سے ضائع ہووین کہ ناگاہ چار پانسو نفر سلحدار اور حوالدار قاسم بیگ حکیم کی تدبیر سے اُس سے جدا ہوئے اور حسین نظام شاہ کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور مردم قلعہ نے اس امر سے قوی پشت ہوکر چتر اور سورج مکھی اُسکے سر پر نگائی اور عبدالقادر دفع فساد اور تالیف قلوب کیواسطے زر خطیر لٹانے لگا امرائے دکن مثل محمد رشید خان اور عالم خان میواتی وغیرہ حسین نظام شاہ کو قوی تر دیکھکر بوسیلہ قاسم بیگ امان نامہ کہ اصطلاح دکن مین قولنامہ کہتے ہین حاصل کرکے اور عبدالقادر کی رفاقت ترک کرکے ہر ایک اپنے مکان کیطرف روانہ ہوئے اور عبدالقادر نے زمانہ کی بازی سے حیران ہوکر اپنے بھائیون اور عزیزون سے مشورہ کیا سبھون نے صلاح فرار مین دیکھی عبدالقادر مع ایک جماعت مخصوصان سے برار کیطرف عماد الملک کے پاس گیا اور اُس حدود مین وفات پائی اور شاہ علی اور میران محمد باقر اور محمد خدابندہ بیجاپور کیطرف روانہ ہوئے اور شاہ حیدر پرندہ کیطرف بھاگا مملکت موروثی خس وخاشاک این وآن سے پاک ہوئی اور خطبہ بنام ائمہ معصومین علیہم السلام پڑھا اور حسین نظام شاہ باستقلال تمام بادشاہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے ایک جماعت امرا کو جنھون نے عبدالقادر سے اتفاق کیا تھا سزا پہونچائی سیف عین الملک جو بعد از سلطان بہادر گجراتی اکثر سپہ سالار برہان شاہ ہوا تھا ہراسان ہوکر برار گیا اور خواجہ جہان حاکم پرندہ کہ بنی اُسکی شاہ حیدر بن برہان شاہ کے حبالہ نکاح مین تھی اس امر کا قصد ہوا کہ عادل شاہ کی اعانت اور حمایت سے اپنے تئین احمدنگر کا بادشاہ بناوے اس سبب سے رسوم تعزیت اور تہنیت مین قیام نہ کیا اور حسین نظام شاہ یہ اخبار سنکر اور یہ اطوار دیکھکر برہم ہوا اور رفع حجت کیواسطے ایک مکتوب خواجہ جہان دکنی کو بھیجا خواجہ جہان نوشتہ کے مضمون پر اطلاع پاکر بحر اندیشہ مین غرق ہوا نہ اظہار مخالفت اپنے حوصلہ طاقت مین دیکھتا تھا اور نہ عزیمت ملازمت سے نسیم سلامت مشام جان مین پہونچتی تھی دونون طرح مشکل تھی ناچار ایک جواب دور از صواب مرقوم کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ چہرہ اخلاص خار تقصیر ظاہری سے خراشیدہ ہوا ہی صورت ملاقات کو خوف وہراس مانع قوی ہی اسوقت تقبیل آستانہ سلطنت سے معاف رکھین اور وقت احرام طواف کعبہ آمال باندھکر دربار ہمایون مین حاضر ہونگا اس جواب سے نظام شاہ کو یقین ہوا کہ خواجہ جہان ملاقات کے واسطے نہین آویگا اسواسطے قلعہ پرندہ کیطرف روانہ ہوا اور آگ نہیب وغارت کی روشن کی اور خواجہ جہان نے ہراس جو تھا اُس کو اپنے دل مین راہ دیکر اپنے ایک عزیز کو اُس قلعہ مین چھوڑکر لوازم قلعہ داری کے بارہ مین وصیت کرکے خود باتفاق شاہ حیدر عنان عزیمت راہ ہزیمت کی طرف پھیری اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس فریادی گیا

بیت

چون وحشی خبر یافت کان سیل تیز ٭ برآورد زان صیدگہ رستخیز ٭

امرائے نظام شاہی نے قلعہ کو محاصرہ کرکے بازو جلادت کا کھولا اور اہل قلعہ عادل شاہ کے بامید اعانت مغرور ہوکر ہاتھ آستین جوانمردی سے نکالکر شام تک مدافعہ مین مشغول رہے آخر الامر توپچیان نظام شاہی نے توپ قیامت آشوب کے ضرب سے وہ بنیاد کہ خردمندونکے عہد کے مانند پائدار اور مضبوط تھی رندون کی توبہ کیطرح توڑدی اور شیران بیشہ ہیجا اور نہنگان لجۂ وغا

حصار مین داخل ہوئے اور ضرب تیغ آبدار سے خون ستمصئون کا خاک مذلت پر گرایا حسین نظام شاہ نے رخنہ فساد کو مسدود کرکے سالمًا غانمًا عنان معاودت ہو کر قلعہ اپنے ایک معتمد ان درگاہ کے سپرد کیا اور خود بدولت و اقبال احمد نگر کیطرف مراجعت فرمائی اور جو اکثر شاہزادے اور مخدوم خواجہ جہان دکنی نظام شاہ کے خوف قہر سے ابراہیم عادل شاہ کے پاس پناہ لیگئے تھے اور سیف عین الملک نے بھی برار سے بیجاپور کی طرف جاکر عادل شاہ کی ملازمت اختیار کی تھی سواسطے عادل شاہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی میران شاہ علی کا چتر اور سورج مکھی دیکر ارادہ کیا کہ امرائے احمد نگر کو کہ تمام حسین نظام شاہ کے قہر وسطوت سے ہراسان مین ہیں بامید خسروانہ شاہ علی کے پاس فراہم کرکے تخت احمد نگر پر تمکن کریں اور یہ خبر جب نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی وسواس زدہ اور بہن کو عماد الملک کے پاس بھیجا تو فرش یگانگی اور محبت بچھا کر باتفاق عادل شاہ کے فساد کو دفع کرین عماد الملک نے سات ہزار سوار مسلح نظام شاہ کی کمک کو بھیجے اور وہ اُنکی سبب قوی پشت ہو کر شولاپور کیطرف کہ محاصرہ عادل شاہ میں تھا متوجہ ہوا بعد حصول قرب سپاہ رزم ہوا احمد نگر اور لشکر عماد الملک شولاپور کیطرف کہ لشکر عادل شاہیہ محاصرہ کئے تھا توجہ کی اور کوچ متواتر دامن حصار کے اطراف مین پہونچکر نزول اجلال فرمایا اور جو عادل شاہ اس سفر مین حازم و باعزم تھا انتقام نظام شاہ سے لیکر شکست ہائے سابق کا عوض لیوے سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور سررشتہ محبت و صلح کا ہاتھ سے دیکر فریقین کے دلیرون نے مثل شیر غرین کف غضب لب پر لاکر میدان کین مین قدم جلادت رکھا **مثنوی** کہ تیدند گردان پیکار برو ج + دو دریائے طوفان برآورد موج + غبارے برآمد بخورشید و ماہ + کہ شد روز در چشم گردون سیاہ + فگندند پیلان بچرخ برین + زچوگان خرطوم گوئے زمین + لب سرکہ از ضرب گرز درشت + بہ بینی فرو رفت چون خار پشت + سنان کرد انگشت ہر سو دراز + نمود اجل راہ ترک و تاز + سیف عین الملک جو عادل شاہ کا مقدمہ تھا اُسنے لشکر عماد الملک اور بعضے امرائے نظام شاہی کو کہ ہراول تھے بنات النعش کیطرح متفرق اور پریشان کرکے فوج خاصہ نظام شاہی پر حملہ کیا اور اُس کے میسرہ کو بھی متزلزل کرکے اُسکے چتر و علم دولت کیطرف متوجہ ہوا بہادران نظام شاہی ہجوم کرکے اُسکے مدافعہ مین مشغول ہوئے اور ایک حالت عجیب گردون پیر کو مشاہدہ ہوئی قریب چار سو مرد اہل نبرد کو جو نامی تھے اور تمام معرکون مین اپنے کار نمایان ظہور مین لائے تھے تہ تیغ بید ریغ کیا اور صلابت خان عین الملک کا بھانجا بھی زخم کاری اُٹھاکر خانہ زین سے جدا ہوا منقول ہی کہ قاعدہ عین الملک کا یہ تھا کہ جسوقت کام اُسپر تنگ ہوتا تھا معرکہ مین پیادہ ایستادہ ہوتا تھا اور اپنے سپاہیونکو جنگ کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اسواسطے اُس قتال مین بھی گھوڑے سے اُترکر آدمیون کو مقاتلہ مین مصروف کیا اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ احمد نگر کے باشندے مجروح اور خستہ ہوکر منعدم ہوئے اور نظام شاہیہ کے زیر علم ایک ہزار سوار اور سو ہاتھی سے زیادہ باقی نہ تھے باوجود اس حال کے باسہ عنایت غیبی و تائید لاریبی پائے ثبات قائم کرکے جنگ مین اصرار کرتا تھا اور جیسا کہ فرمایا ہی کہ فتح بتقدیر آسمانی ہے سعی انسان کو اس مین ہرگز دخل نہین ہی مردم کوتاہ بین نے عادل شاہ کے گوش زد کیا کہ سیف عین الملک از راہ مکر و حیلہ بیجاپور کیطرف سے آیا اور گھوڑے سے اُترکر نظام شاہ کو سلام کیا عادل شاہ نے اس بات کو یقین کرکے امرا اور سپاہ کو جنگ مین چھوڑکر خود بتعجیل تمام بیجاپور کیطرف روانہ ہوا عین الملک قریب تھا کہ نظام شاہ کو معرکہ سے بیپا کرکے ہزیمت دے یہ خبر سُنکر سوار ہوا اور صلابت خان کو چادر مین ڈالکر کہ وہ بدحال اور پریشان تھا

مع مردم بقیۃ السیف بیجاپور کا راستہ لیا اور جو نظام شاہ کے پاس تھوڑی جماعت باقی رہی تھی تعاقب مین صلاح نہ دیکھکر شکر الہی بجا لایا اور بعد دو روز احمدنگر کیطرف راہی ہوا جیسا کہ وقایع عادل شاہیہ مین مذکور ہوا سیف عین الملک عادل شاہ کی قلمرو سے کنارکش ہوا اور اس حدود مین اُسے ٹھہرنے کی مجال نہ رہی بہزار خرابی اپنی جمعیت کو ساتھ لیکر وہا سے نظام شاہ کی سرحد پہ آیا اور نظام شاہ نے کہ اُسکے فساد سے امین نہ تھا اور نہایت رنجیدہ اور دلکشیدہ تھا بحسب ظاہر خوشحالی کرکے اپنے مصاحبین سے یہ بات کہی نشان ہمارے طالع کا بلند اور قوی ہو کہ عین الملک پھر اسطرف متوجہ ہوا اور ہمارے حقوق سابق مرعی رکھکر چاہتا ہو کہ پھر امرا کے سلک مین منتظم ہووے پھر بے تامل حکیم قاسم بیگ کو کہ محرم اسرار تھا اور اُس سے بزرگ تر کوئی دربار ہی اس دولتخانہ مین نہ تھا جلدی بطریق استقبال بھیجکر تحریر کیا کہ ہماری خواہش اور توجہ تجھے اس سرحد کیطرف لائی ہو اگر حسب تقدیر چند روز ہماری ملازمت ہمایون سے تجھے محرومی حاصل ہوئی ہر گز وہ امر ہمیں منظور نہین ہو عنایت و اشفاق اور اشتیاق خسروانہ ہمارا اپنی نسبت زیادہ اس سے کہ اوہام مین سما وے تصور کرکے باطمینان تمام حضور مین روانہ ہووے کہ ساتھ جاگیرات اور منصب قدیم کے سرفراز ہوکر اپنے ہمچشمون مین محسود ہوگا ہم نے مزید اطمینان کے واسطے امان نامہ اور زنگیر رومال خاصہ مین باندھکر بھیجا ہی لازم ہی کہ ہمسرا و محرم بزم اختصاص و مصاحب مجلس خاص قاسم بیگ حکیم کے ہمراہ لیطرف متوجہ ہووے اور زیادہ اُس سے ہمارے دربار بہشت آثار کو اپنے وجود شریف اور عنصر لطیف سے خالی نرکھے قاسم بیگ نے سرحد مین عین الملک سے ملاقات کی اور پیام شاہ کا جو کچھ تھا بجا لایا عین الملک نے دو شرط پر قبول کیا اول یہ کہ حسین نظام شاہ اُسکے استقبال کو قلعہ احمدنگر سے برآمد ہووے دوسرے یہ کہ روز ملاقات قاسم بیگ اُسکی اردو مین بطریق رہن رہے قاسم بیگ دونون امر کا ضامن ہوا عین الملک دو ہزار سوار ہمراہ لیکر احمدنگر کیطرف متوجہ ہوا اور احمدنگر سے دو کوس پر فروکش ہوا قاسم بیگ نے اُس سے یہ بات کہی کہ مجھے رخصت کر کہ احمدنگر مین جاکر طریق ملاقات قرار دیکر تیرے پاس انھین قدمون مراجعت کرون تو اردو مین تیرے بطریق ضامن رہکر تجھے نظام شاہ کی ملاقات کو بھیجون عین الملک نے یہ تجویز پسند کی اور قاسم بیگ بادشاہ کے دربار مین آیا لیکن قرینہ اور قیاس سے صحت غلیظ دیکھکر اپنے مکان پہ واپس گیا اور روغن بلادہ سر اور شکم پر ملکر آماس کے بہانہ بالین بیماری پر تکیہ کیا حسین نظام شاہ نے ایک جماعت اعیان کو مع اطعمہ اور اشربہ فراوان عین الملک کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ فلان ساعت مین نے ملاقات کیواسطے تجویز کی ہو جو قاسم بیگ علیل ہو معطل نہوکر جلد روانہ ہو کہ ہم تمہارے استقبال کو سوار ہوتے ہین عین الملک نے آدمی معتمد قاسم بیگ کے پاس بھیجے جب اُسے اُس حال مین مبتلا دیکھا پلٹ آئے اور عین الملک کو اطلاع دی اور یہ بھی عرض کی کہ بادشاہ تمھارے استقبال کیواسطے سوار ہوا ہی عین الملک مجبور ہوکر صلابت خان کے ہمراہ مع جماعت قلیل روانہ ہوا اور قبول خان جو اُسکا غلام تھا ہر چند . وانگی سے مانع ہوا اور یہ بات کہی کہ قاسم بیگ کی بیماری جبلی ہو اور ملاقات اس بادشاہ عہدشکن کی مین مصلحت نہین دیکھتا ہون ہر گز اُسکا کہنا موثر اور پذیرا نہوا قبول خان غمگین ہوکر اس سے جدا ہوا اور اپنے فرودگاہ مین جاکر یہ کہا عین الملک نے فرمایا ہی کہ تمام آدمی یہان سے کوچ کرکے شہر مین آوین اور فلان منزل پر کہ بادشاہ نے ملاقات مقرر کی ہو وارد ہووین یہ کہکر زین بندی کا حکم دیا اور حرم کی عورتون کو لباس مردانہ پہنے مین مامور کیا اور خود مع فیل و حشم مستعد سواری ہوا عین الملک جب قصبہ نیکاپور کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ نظام شاہ گھوڑے پر سوار

سواے سطح مین ایستادہ ہی اور آگے اُسکے دو طرف ہاتھیونکو ایستادہ کرکے کوچہ بنایا ہی پھر ایک جماعت درباریان حضور
آگے بڑھکر آئے اور صلابت خان کو بسواری اسپ اندر لائی لیکن پیچھے سے ایک جماعت اور پہونچی اور کہا کہ تم دونون
یہانسے پیادہ ہو عین الملک نے اپنے دل مین تجویز کیا تھا کہ بسواری اسپ بادشاہ سے ملاقات حاصل ہوگی اُنکی
کیفیت وہی نہایت دل پر شاق گذری لیکن چونکہ دونون مجبور تھے پیادہ پا ہوکر آگے بڑھے اور بعد سلام دونون نے
کابوسی کے واسطے قدم آگے بڑھائے ابھی وہ ساتھ اس ارادہ کے مشرف نہوئے تھے کہ حکم کے موافق لوگون نے اُسے اور
صلابت خان کو گرفتار کرکے ہاتھیونپر سوار کیا نظام شاہ نے شکار کو دام مین لاکر مراجعت کی جب قصبہ نیکاپور مین پہونچا فیلبانون
نے اشارہ کے بموجب پوشیدہ دونونکا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور دونونکی لاشین ہاتھی پر سے پھینکدین جس مین نظام شاہ یہ حال دیکھکر بولا کہ یہ
بیچارے ہمارے خوف و ہراس سے دہلکر مر گئے پھر اُنکی تجہیز و تکفین کیواسطے اشارہ کرکے ایک جماعت کو نامزد کیا کہ اُنکی عورات کو مع ساز
و سلب حضور مین لاوین اور باقی کو تاراج کرین قبول خان نے جب یہ صحبت آئینہ حدس و ادراک مین مشاہدہ کی گوش برآواز تھا
اور لشکر بادشاہی کی توجہ سے آگاہ ہوا عین الملک اور صلابت خان کی مستورات کو سوار کیا اور قریب پانسو سوار جو عین الملک
کے ملازم تھے مع اسپ و فیل ولایت ابراہیم قطب شاہ کیطرف متوجہ ہوا اور چند مقام مین مردم نظام شاہی کے ساتھ کہ تعاقب
کنان سے جنگ گریز کی کہ زمین و آسمان نے تحسین و آفرین کی صدا سنی اور جب حوالی اندو مین پہونچا امراے نظام شاہی کہ
اُس حدود مین تھے حقیقت حال پر مطلع ہوکر سر راہ متعرض و مستعد بجنگ ہوئے قبول خان نے مثل شیر خشمناک پلٹ کر اور
پانسو سوار کو لیکر پانچہزار سوار نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا اور ایسی کارزار کی کہ ارواح بہادران اولین
اور آخرین اُسکے تماشہ کیواسطے حاضر ہوئین آخرکو نسیم فتح قبول خان کے پرچم مراد پر چلی ظریف الملک اور چندا خان اور
دلاور خان اور پاکباز خان جو امراے معتبر نظام شاہیہ سے تھے مارے گئے اور غنیمت فراوان قبول خان کے ہاتھ آئی
اور بخیر و سعادت گلکنڈہ کیطرف گیا اور ابراہیم قطب شاہ نے حقیقت وفاداری اُسکی کہ بازماندگان اپنے صاحب اور ولی نعمت
کی نسبت بجالایا تھا منظور رکھکر بجاگیر لایق سرفراز کیا قبول خان جب تک زندہ رہا ہر سال ایک جماعت احمدنگر بھیجتا تھا کہ عین الملک
اور صلابت خان کی قبر پر کہ قصبہ نیکاپور مین واقع ہی اُنکی ترویح روح کیواسطے آش اور روٹی فقرا اور مساکین کو تقسیم کرتے
تھے اور قبور کے خادمونکو بنقود فراوان محظوظ کرتے تھے اور شجاعت اور مردانگی اُنکی اسقدر دکن مین مشہور ہی کہ جوانان و
بہادران ازدیاد تہور کے واسطے خاک اُنکی مزار کی چاٹتے ہین اور اُنکی اولاد سے استمداد ڈھونڈتے ہین اور عین الملک کا
باپ سیف الملک عراقی تھا اور وہ خود گجراتی اور سلاطین گجرات نے آثار شجاعت و مردانگی اُسکے چہرہ حال سے مشاہدہ
کرکے اُسے منصب دارونکی سلک مین محسوب کیا اور جب اُس سے خدمتہاے نمایان وقوع مین آئین سلک امرا مین منتظم کیا اور
اُسنے بھی ہمت فراہم لانے جوانان خوب اور شجاع معرکہ گداز اور مشہورین مصروف رکھی مغل اور عرب اور افغان اور
گجراتی اور حبشی اور دکنی وغیرہ دس بارہ برس کی مدت مین قریب دس ہزار آدمی خوب بہم پہونچا کر اُنسے بسلوک برادرانہ
پیش آتا تھا اور خادمی اور مخدومی منظور نرکھتا تھا اور گھوڑے اور خیمہ خاصہ کچھ ہرگز اُسکی سرکار مین نہ تھے جسوقت سواری
کی ضرورت ہوتی تھی گھوڑا اُنھین جوانون سے طلب کرکے سوار ہوتا تھا اور جسوقت کوئی سفر پیش آتا تھا اپنے ہمراہیون کے
خیمہ مین گردش ہوتا تھا اور جب جاگیر سرکار بادشاہی سے پاتا تھا اپنے افسرونکو بلاکر کہتا تھا کہ حق سبحانہ تعالے نے فلان جاگیر
عزیزونکے نامزد فرمائی ہی آپسمین تقسیم کرو چنانچہ وہ آپسمین اتفاق برادرانہ کرکے محتاج دفتر اور اہل حساب کے نہوتے تھے

اور کچھ زر اُسکے حاصل سے مصارف ضروری خرچ خاصہ کیواسطے اُسکو مقرر کرتے تھے غرضکہ قریب چالیس برس عمر امارت مین بسر کی اور کسی معرکہ مین شکست نپائی جسوقت کہ سلطان بہادر فوت ہوا برہان نظام شاہ کی خدمت مین مشرف ہوکر امیر الامرا ہوا اور ان سنوات مین شاہ حیدر بن شاہ طاہر نے جو ایران کیطرف گیا تھا مراجعت کی چنانچہ حسین نظام شاہ نے منشی علی قلی کو مع پالکی اُسکے استقبال کو بھیجا وہ باعزاز واکرام فراوان احمدنگر کیطرف لایا اور قصبہ ونلاج پوری اور بھی جاگیرات جو شاہ طاہر کی تھی اُسے بھی عنایت فرماکر ہمباریان حضور سے کیا اور جب ابراہیم عادل شاہ نے جوار رحمت ذوالجلال کیطرف انتقال کیا حسین نظام شاہ نے اُسکے ملک کی طمع کی اور قلعہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا ملا عنایت اللہ اور قاسم بیگ کو گلکنڈہ کی طرف بھیجکر ابراہیم قطب شاہ کو پیغام دیا کہ جو محل فرصت ہی مناسب ہی کہ ہم اور تم قلعہ گلبرگہ پر متصرف ہون ابراہیم قطب شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا فی الفور خیمہ اور خرگاہ روانہ کیا جب نظام شاہ نے یہ خبر سنی کوچ بکوچ احمدنگر گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ بھی بسبیل استعجال اس اطراف مین آیا دونون بادشاہ نے گلبرگہ مین ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ اول باتفاق گلبرگہ کو مفتوح کرین اُس کے بعد اتگر کو تسخیر کرین چنانچہ ہردو باتفاق محاصرہ گلبرگہ مین مشغول ہوئے اور نظام شاہ کے گولہ اندازان رومی خان چلپی وغیرہ نے برج بارہ کو توپ اور ضرب زن کی ضرب سے متزلزل کیا اور جب قلعہ مفتوح ہوا مصطفی خان اردستانی نے کہ جملۃ الملک قطب شاہ تھا اُسے معروض کیا کہ حسین نظام شاہ قہار اور بے اعتدال اور عہد شکن ہی اگر قلعہ گلبرگہ کو تصرف مین لاویگا تو قلعہ اتگر سے مانع آویگا اور آپ اُس سے عہدہ برنہونگے بہتر یہ ہی کہ آپ اُسکی اعانت و تقویت مین کوشش نفرماوین کہ اُسے عادل شاہ پر زیادتی اور غلبہ حاصل ہووے ابراہیم قطب شاہ نے مصطفی خان کا کلام صادق جانکر بتصدیق کی خیمہ اور خرگاہ اور اثقال سے قطع نظر کرکے وقت شب کے اپنے دار الملک کیطرف توجہ فرمائی اور اہل قلعہ نے دشمن کے دفع کیواسطے سفارش اور تاکید بہت کی اور امرائے عادل شاہی قوی پشت ہوئے اور جب قطب شاہ کے کوچ کرنیکی اُنھین خبر پہونچی لشکر نظام شاہ کو تاخت و تاراج کرکے مزاحمت شروع کی اور حسین نظام شاہ تنگ آیا بدون اُسکے کہ ہاتھ گردن شاہد مقصود مین ڈالے اپنا سر جھکا کر احمدنگر کیطرف پلٹ گیا اور ملا عنایت اللہ جو درمیان نظام شاہ اور قطب شاہ اتحاد اور انقطاع کے بارہ مین متوسط تھا حسین نظام شاہ کی جباری اور قہاری سے خائف اور ہراسان ہوکر اثنائے راہ سے بھاگ کر گلکنڈہ کیطرف گیا حسین نظام شاہ نے آتش قہر افروختہ کرکے قاسم بیگ حکیم سے ملا عنایت اللہ کے گناہ کا مواخذہ کیا اور قلعہ پرندہ مین دو تین ماہ سے قید رکھا پھر مقام عنایت مین آکر اُسے حبس سے نجات دی اور بدستور سابق معزز اور محترم کیا اور علی عادل شاہ نے درپے انتقام ہوکر بانواع تدبیر و حکمت رام راج اور قطب شاہ کو ساتھ اپنے متفق کیا اور یہ خبر جب احمدنگر مین پہونچی نظام شاہ نے چاہا کہ دریا عماد الملک کو ساتھ اپنے محبت و مہربان کرے پھر ملا ماندرانی کو کہ اُسکے مصاحبین سے تھا ایلچپور کیطرف بھیجا تو لوازم مصادقت اور مودت درمیان مین لاکر وصلت اور پیوند نسبت سے قوی کرے چنانچہ ملا علی وہان پہونچکر عماد الملک کی ملاقات سے مشرف ہوا اور سخن مدعا ساتھ اس تقریب کے کہ موثر ہووے مذکور کرکے عماد الملک اور نظام شاہ کو آب گنگ کے ساحل پر قریب قصبہ سون پت کہ بعد تقریب عروسی بعشرت آباد مشہور ہوا سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین باہم ملاقات کرائی دونون بادشاہ دریائے مذکور کے دو طرف فروکش ہوئے خیمہ اور خرگاہ اور سراپردہ اور بارگاہ اوج سپہر اور ذروۂ مہر و ماہ پر بلند کئے اور جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوکر

بساط نشاط بھیلا کی مثنوی زبس از دو سو بارگاہ و طناب + نہان شد زمین زیر موج حباب + ندیدم جز آن
سدآب شگرف + بیابان دو دریا یکے رود ژرف + زمین از دو لشکر کواکب نشان + در و جدول آب چون کہکشان +
زبیم و زر آن مہرو صاحب کلاہ + کشیدند بر آسمان بارگاہ + ز ہر جانب کوس عشرت زدند + رہ شادمانی بنوبت زدند +
زمین آسمان وار آراستہ + خروش سنے و نائے برخاستہ + جب مقدمات جشن و میزبانی اور مہمات شادی اور مہمانی
کے سامان قبول کیے منجمان دقیقہ شناس نے اجتماع نیرین کیواسطے ایک ساعت خجستہ اختیار کی اور قضات و علمائے
پایہ سریر خلافت مصیر بی بی دولت شاہ دختر عماد الملک کو حسین نظام شاہ کے عقد ازدواج مین لائے اور جب دولت
شاہ دختر عماد الملک حسین نظام شاہ کے عقد مین آئی ہر شخص خوش و خرم اپنے دار الملک کیطرف روانہ ہوئے اور
اُسی سال مولانا شاہ محمد نیشاپوری اور چلپی رومی خان کو قلعہ ریگ دندہ پر کہ کفار اپنے اندازہ سے قدم آگے رکھکر
مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے نامزد فرمایا کفار اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوئے او مسلمانون کی عدم مزاحمت
مین عہد و پیمان درمیان مین لائے پھر اس جماعت نے معاودت کی اور آخر ۹۶۷ نو سو سڑسٹھ ہجری مین حسین نظام شاہ
نے قلعہ کالنہ پر جو تصرف مین ایک راے کے تھا بخلاف رائے کے کہ اُسوقت تک نظام شاہ کے تصرف مین نہ آیا
تھا فوج کشی کی اور تین چار مہینے کے عرصہ مین مع چند قلعہ اور اُسکو مسخر کیا اور اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے مظفر و
منصور احمد نگر کیطرف مراجعت کی اُن روزون مین یہ مشہور ہوا تھا کہ علی عادل شاہ قلعہ شولاپور اور کلیان کے انتزاع
مین مصر اور مستعد ہی اور رام راج کو مع قطب شاہ ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف عازم ہوا ہے حسین نظام شاہ نے بمشورہ
قاسم بیگ شاہ حسن انجو کو جو رخصت کرکے لیکر بندر چیول گیا تھا احمد نگر مین طلب کرکے اُس سے مشورہ کیا شاہ حسن اور
قاسم بیگ نے جواب دیا ہمین تاب مقاومت کی ان تینون بادشاہون سے نہین صلاح دولت یہ ہی کہ قلعہ کلیان عادلشاہ کو
دیکر لوازم صلح درمیان مین لائیے حسین نظام شاہ نے کہا وہ قلعہ میرے والد بزرگوار نے بضرب شمشیر و مردانگی لیا تھا بڑی شرم و
ننگ کی بات ہی اُس سے دب کر دشمن کے حوالہ کرنا پھر شاہ حسن جرات کرکے عرض پیرا ہوا عالم پناہا ہر وقت کا موقع اور محل ہے
یعنی وہ ہنگام مقتضی لینے کا تھا اور یہ مقتضی دینے کا ہی بادشاہون اور دنیا دارونکو ایسے امور زبردستی اور زیردستی
کے اکثر پیش آجاتے ہین حسین نظام شاہ کسی طرح ساتھ اس مقدمہ کے راضی نہوا اور اسقدر پرخاش کی کہ تینون
بادشاہ قریب ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادے کے ہمراہ رکاب لیکر احمد نگر مین آپہونچے نظام شاہ نے قلعہ احمد نگر کو کہ
گلی تھا اور خندق نرکھتا تھا آذوقہ اور آلات آتشبازی سے مملو کرکے مردم جنگی کے سپرد کیا اور خود مع خزانہ اور اہل و عیال
پٹن کیطرف گیا تو دریا عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو ساتھ اپنے متفق کرکے دشمنون سے مصاف کرے
اتفاقات سے خانجہان بھائی امیر برید عماد الملک کے پاس جاکر مدار علیہ ہوا تھا عماد الملک کو امداد نظام شاہ سے مانع آیا اور
خود پانچہزار سوار اور پیادہ لیکر نظام شاہ کے ولایت کی تخریب مین مشغول ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو اُسکے مقابلہ
کیواسطے مع دو تین ہزار سوار بھیجا اور حملہ اول مین خانجہان شکست فاحش کھاکر ملا محمد کے مقابلہ سے بھاگا جو کہ عماد الملک
کے پاس شرم سے جا نہ سکتا تھا اسواسطے عادل شاہ کی ملازمت کیواسطے روانہ ہوا اور جہانگیر خان جلد الملک ہوکر مع لشکر
برار نظام شاہ کے مدافعہ کو آیا یعنی عادل شاہ اور رام راج اور قطب شاہ نے احمد نگر مین پہونچکر مکانات اور مساجد
کی ویرانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور قلعہ کو گھیرا کام مردمان درونی پر تنگ ہوا او قطب شاہ جو عاقبت

اندیشی کرکے یہ چاہتا تھا کہ عادل شاہ پر فائق ہووے اسواسطے لیے نمونے جو سے راہ آمد و شد مردم درونی و بیرونی مسدود کی اور جمیع مایحتاج پہونچایا تھا اور قاصد اور معاون بفراغت نظام شاہ کیطرف سے قلعہ مین دوادوش کرتے تھے اور کسی طور سے محنت اور تعب نہ کھینچتے تھے اور ملا عنایت اللہ کہ اُسوقت مین قطب شاہ کا ملازم تھا اور لیسے امور مین دخل عظیم رکھتا تھا ہمیشہ اہل قلعہ کے ساتھ باب دوستی مفتوح رکھکر عرائض مشتملبر اخلاص اور دولتخواہی حسین نظام شاہ کے پاس بھیجتا تھا اور جب اس قسم کے امور پوشیدہ نرہے عادل شاہ اور رام راج مطلع ہوکر قطب شاہ سے مقام پرخاش مین ہوئے اور جیسا کہ سابق مین وہ خوش طبعانہ قلعہ گلبرگہ سے گیا تھا اسی طرح قلعہ احمدنگر کے بھی مورچہ سے رات کیوقت خیمہ اور خرگاہ اور اشیائے سنگین اُس مقام مین چھوڑکر بسبیل استعجال گلکنڈہ کیطرف روانہ ہوا اور ملا عنایت اللہ کے کوچ کیوقت قطب شاہ سے جدا ہوکر آپ کو قلعہ احمدنگر مین پہونچایا اور وہان سے جُنیر مین جاکر حسین نظام شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جوکہ بعد شکست خانجہان کے عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا کرکے مع جمعیت خوب نظام شاہ کی کمک کو بھیجا وہ عادل شاہ کی سرحد پر پہونچکر مانع وصول غلہ اور آذوقہ ہوا غرضکہ ایک قحط عظیم غلہ کا اُردوئے عادل شاہ اور رام راج مین بہم پہونچا تمام خلایق فاقہ کشی سے عمگین اور اندوہگین ہوئی اور دونون بادشاہ کوچ کرکے قصبۂ آشتی مین پہونچے اور اسمقام مین استقامت کی اور درپے اسکے ہوئے کہ امرائے کبار کو مع لشکر بسیار قلعہ پرندہ کیطرف بھیجکر اول اُسے مفتوح کرین اُسکے بعد مراجعت کرکے احمدنگر پر متصرف ہووین نظام شاہ مضطرب ہوا اور بمشورہ قاسم بیگ حکیم اور شاہ حسین انجو اور ملا عنایت اللہ کے رامراج سے طریقۂ آشنائی سلوک رکھکر طالب صلح ہوا رام راج نے کہا مین تین شرط سے صلح کرتا ہون اول یہ کہ قلعہ کلیانی عادل شاہ کو دیوین دوسرے یہ کہ جہانگیر خان سے مضرت بہت ہمارے لشکر کو پہونچی ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے اُسے قتل کرین تیسرے یہ کہ نظام شاہ ہمارے پاس آکر پان استمالت لیوے حسین نظام شاہ نے یہ بات سنکر اپنے حفظ دولت کے واسطے تینون امر قبول کرکے دروازہ ظلم و جور کے اپنے احباب کے منہ پر کھولے اور اچانک ایک جماعت امرائے کبار کو جہانگیر خان کے دائرہ پر کہ مہمان اور دولتخواہ تھا بھیجکر اسے قتل کیا عماد الملک نے ترس و خوف سے زبان ہان و نہ مین نہ کھولی تغافل کو بہترین امور سے سمجھا حسین نظام شاہ نے بعد اس بیمروتی کے کہ کافر بھی کے کرنے سے ملک کی مصلحت کیواسطے ایک دوست جانی کو مقتول کیا عماد الملک کو رخصت کرکے اُردوئے رام راج کیطرف روانہ ہوا اور رام راج نے نہایت عجب و تکبر سے تواضع نکرکے نظام شاہ کی بیٹھکر دست بوسی کی حسین نظام شاہ رائے کی نخوت و غرور سے نہایت رنجیدہ ہوا اور جہالت اور نادانی سے رام راج کے ستانے کیواسطے اسی مجلس مین طشت اور آفتابہ طلب کرکے ہاتھ دھویا رامراج یہ حال مشاہدہ کرکے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کرکے بزبان کنٹری بولا اگر یہ میرا مہمان نہوتا پارچہ پارچہ بزرگ اِسکے سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے یہ کہکر طشت و آفتابہ اُسنے بھی طلب کرکے ہاتھ دھویا اس بعد تلنگانا دری اور مترجم برادران رام راج اور قاسم بیگ حکیم اور ملا عنایت اللہ ایسے کلام کہ آتش فساد ساکن ہو درمیان مین لائے حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان رام راج کو دیکر کہا اسکو تیرے پیشکش کیا رام راج نے اُس کے سامنے کنجی قلعہ کی عادل شاہ کے پاس بھیجی اور پھر اُس سے حضرت کو پان دیکر رخصت کیا حسین نظام شاہ جو رام راج کی نخوت عادل شاہ کی طرف سے جانتا تھا ملاقات اُس سے نہ کی اور اپنے دائرہ گاہ کیطرف سوار ہوا جب یہ سب ملوک اور راجہ اپنے دار الملک اور دار الراج کی طرف روانہ ہوئے حسین نظام شاہ نے احمدنگر جاکر قلعہ کو کہ خشت و گل سے تھا مسمار کیا اور اُس کا دائرہ وسیع کرکے گچ اور پتھر سے

سنہ ۹۶۹

بنا ڈالی اور اسکی تیاری کے بارہ مین اہتمام بہت فرما کر تھوڑے عرصہ مین باتمام کو پہونچایا اور اسکے گرداگرد ایک خندق وسیع اور عمیق کھودی اور آدمیون نے بھی منازل کی تعمیر مین کوشش کی اور ابتداے ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین اپنی بڑی بیٹی بی بی خدیجہ کو جو بطن خونزہ ہمایون سے تھی شاہ جمال الدین حسن بن شاہ حسن کے عقد نکاح مین درلایا اور اُن دنون مین جو دریا عماد الملک فوت ہوا اُس کا بڑا بیٹا برہان عماد الملک کہ صغیر نہایت اور سن تمیز کو نہ پہونچا تھا اسکا قائم مقام ہوا حسین نظام شاہ بسبب اُس مروت کے کہ قطب شاہ سے احمدنگر کے محاصرہ کیوقت مشاہدہ کی تھی اُس سے دوستی اور صداقت کے ہوا اور سلامت اللہ نے کہ اُس عرصہ مین مصاحب اور ہم پیالہ نظام شاہ کا ہوا تھا بیچ میں قدم درمیان مین رکھکر ایسا کیا کہ حسین نظام شاہ ایلچی قطب شاہ کے پاس بھیجکر بہ نسبت سابق یک دل و یکجہت ہوے اور قرار دیا کہ حوالی کلیان مین ملاقات آپس مین کرکے لوازم عروسی بجالاوین اُسکے بعد قلعہ کلیان کو مسخر فرماوین اگر عادل شاہ اور رام راج بھی انکی طرف متوجہ ہووین نظام شاہ متعہد رام راج کے قتال کا ہو اور قطب شاہ مقابلہ عادل شاہ کا اختیار کرے اور چونکہ حسین نظام شاہ تھا اور ویسا ایک تھا کسی شخص کو اس ارادہ محال کے منع مین مجال عرض نہ تھی اسقدر سکوت اختیار کیا تو اوائل ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین نظام شاہ اور قطب شاہ نے کلیان کے اطراف مین ملاقات کرکے اپنے آئینہ ہاے دلی کدورت صاف کی اور شرائط جشن عروسی درمیان مین لاکر بی بی جمال بنت حسین نظام شاہ کو ابراہیم قطب شاہ کے حبالہ نکاح مین منتظم کیا اور دونون بادشاہ نے متفق ہوکر قلعہ کلیان کو محاصرہ کیا اور جب قریب ہوا کہ محصورین دروفی امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کرین کہ ناگاہ بدستور اول عادل شاہ اور رام راج مع لشکر گران اُس حدود کی طرف متوجہ ہوے اور برہان الملک نے کہ اپنے باپ کی مملکت پر قائم ہوا تھا جہانگیر خان کے قتل ہونے سے نظام شاہ سے رنجش خاطر جمع پہونچائی اور باتفاق علی بریدعادل شاہ سے پیوستہ ہوا حسین نظام شاہ نے ترک محاصرہ کرکے احمال واثقال اور اہل وعیال کو مع شاہزادہ مرتضیٰ اور اپنے داماد شاہ جمال الدین حسین قلعہ اوسہ کیطرف روانہ کیا اور خود مع سات سو ارابہ توپ اور ضرب زن اور پانسو فیل نامی برفاقت قطب شاہ اُنکے مقابلہ کو جا کر چھ کوس کے فاصلہ پر فرو کش ہوا اور دوسرے دن قطب شاہ نے بہ نیت جہاد کفار بیجانگر ہتھیار سپاہیون پر تقسیم کئے اور مستعد قتال ہوکر رام راج کے اردو کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ بھی بقدر طاقت و توان لشکر آراستہ کرکے بقصد مقابلہ اور مقاتلہ عادل شاہ اور علی برید اور برہان عماد الملک کے نظام شاہ کے ساتھ روانہ ہوا اور اُن دنون مین موسم برسات نہ تھا ناگاہ ایک گھٹا آسمان پر چھاگئی اور اس شدت سے پانی برسا کہ صحرا اور دشت آب سے بھر گیا اور ندی اور نالہ دریا ہوے آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے نہایت عاجز ہوے اور سپاہیون نے ہتھیار پھینکدیے اور توپون کے پہیے دلدل مین دھس گئے صحبت عجیب وغریب واقع ہوئی حسین نظام شاہ نے اُسی دن اپنے لشکرگاہ کی طرف مع چالیس ضرب توپ معاودت کی اور مرتضیٰ خان عینی شاہ ابو القاسم انجو کو کہ نوکران عادل شاہ سے تھا امراے بریکی ہمراہی مین تعین فرمایا کہ پیشتر جا کر اپنا سیاہ اُس لشکر کو دکھادے تو انہین فرصت ہووے کہ مسلح ہوکر میدان کی طرف روانہ ہووین اتفاقاً مرتضیٰ خان نے اثناے راہ مین ارابے توپ اور ضرب زن کیچڑ اور دلدل کے درمیان افتادہ دیکھے جب حقیقت اور ماہیت قصہ سے واقف ہوا ایک تعجیل تمام آدمی علی عادل شاہ کے پاس بھیجکر بشارت دی علی عادل شاہ اور رام راج نے آدمی بھیجکر حملہ کے ارابون پر قبضہ کیا اور بلاتوقف دائرہ قطب شاہ پر جا کر حملہ کیا قطب شاہ مع ایک

بجلدت مخصوصان سے بھاگا اور نظام شاہ کے عقب لشکرگاہ ایستادہ ہوا اور مصطفیٰ خان اردستانی نے کہ اُس کا سپہ سالار تھا مع جمعیت اپنی بزرگ سیادت اور غیرت کو حرکت مین لاکر اپنی فوج آراستہ کی اور نقارہ ہائے حربی پر چوب زن ہوا اور اسقدر پاؤن زمین کین مین گڑ دیے کہ نظام شاہ مدد کے واسطے آپہونچا اور ارادہ قطب شاہ کا سلامت اور قائم رہا نظام شاہ نے اپنے ارکان دولت کو بلا کر یہ فرمایا مین توپخانہ کے سبب سے چاہتا تھا کہ رامراج کا مواجہہ کرون اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے مقابل مامور کرون مگر اب قطب شاہ مرتضیٰ خان سے کہ ایک امرائے عادل شاہ سے ہی بلا جنگ بھاگا اور توپخانہ غنیم کے ہاتھ آیا صورت قتال کیونکر ظہور مین آویگی اُنھون نے جواب دیا اسوقت لڑائی مین نقصان کے سوا کچھ فائدہ متصور نہین ہوتا ہی آپ اپنے دارالملک کی طرف مراجعت فرمائین اور جنگ اور وقت پر حوالہ رکھین جب رام راج اور عماد الملک اور علی برید کے امرا اور افسران سپاہ بطریق روز گذشتہ اردو کے حوالی مین پہونچے نظام شاہ اور قطب شاہ جنگ کے بہانہ سوار ہوکر احمدنگر کیطرف روانہ ہوئے اور دشمنون نے اردو کو تاراج کرکے انکا تعاقب کیا یہانتک کہ لشکر نظام شاہ کا بنات النعش کیطرح متفرق ہوا زیادہ ہزار سوار سے نظام شاہ کے پاس نرہا لیکن نظام شاہ پردلی سے اسیطرح چتر اور علم مرتفع کرکے نہایت تحمل اور وقار سے جاتا تھا اور پانچ چھ ہزار سوار اُس کے چارون طرف تعاقب مین جاتے تھے لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ حملہ آور ہووین اور اس شیر بیشہ بادشاہی کی طرف نگاہ پھیر کر دیکھین منقول ہی کہ وہ حضرت نماز کے بہت مقید تھے چاہا کہ نماز وقت پر پڑھون قضارا اس روز جب نماز ظہر کا وقت آیا ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اُترکر نماز ادا کرون ارکان دولت نے عرض کی کہ اسوقت مین گھوڑے سے اُترنا اور نماز مین مشغول ہونا شرع مین درست نہین ہی آپ ایما اور اشارہ سے خانہ زین پر نماز ادا فرمائین اس شہریار دوا فرہنر نے یہ امر قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا نکرے مین اس وضع سے نماز ادا کرون یہ کہکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور بہ نہایت اطمینان و وقار نماز مین مشغول ہوا اور افواج دشمنون کے اُس شہریار کی فوج سے دوچند بلکہ اس سے بھی مضاعف تھی اور گرداگرد ایستادہ تھی کسیکو یہ حوصلہ نہوا کہ قدم آگے بڑھائے حسین نظام شاہ جو ٹپکا چست زیب کمر کیے تھا فرمایا مذہب شیعہ مین ایسے لباس سے نماز درست نہین ہی اعادہ لازم آتا ہی یہ کہکر ٹپکا کھولکر پھر اعادۂ نماز مین مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا ٹپکا باندھ کر سوار ہوا اہل تعاقب یہ جرأت دیکھکر آپس مین کہتے تھے کہ جب ہم نے ایسے وقت مین کچھ کام نکیا اب ہم سے کیا ہوسکیگا پھر سب نے باگ موڑی اور ایلچی شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ پیام دیا کہ شجاعت اور مردانگی آپ پر ختم ہی تعاقب سے دستکش ہوئے کہ کسی طرح کا صدمہ ذات اشرف کو نہ پہونچے حسین نظام شاہ جب اوسہ مین پہونچا شہزادہ مرتضیٰ کو ہمراہ لیکر قطب شاہ کو رخصت کیا اور خود احمدنگر کی طرف کوچ کیا اتنے مین یہ خبر سنی کہ عادل شاہ اور رامراج اور برہان عماد الملک اور علی برید کوچ بکوچ اسطرف متوجہ ہین ذخیرہ اور مردم جنگی اور آلات آتشبازی سے مضبوط کرکے جنیر کی طرف روانہ ہوا اور تمام دشمن احمدنگر مین آپہونچے اور کفار بیجانگر نے مع اوباش لشکر مکانات اور مسجدین ویران کین اور ایک مسجد کہ چھت اُس کی چوبی تھی تیشہ بیداد سے اُسے بھی ویران کیا اور مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے اور انکی عورات اور فرزندون کی بیحرمتی مین جو کچھ اُنسے بن پڑا تقصیر نکی عادل شاہ یہ اخبار سننے سے غمگین ہوا چونکہ قدرت ممانعت نرکھتا تھا رام راج سے کہا محاصرہ اس قلعہ کا اب حکم زیادہ اول سے ہوا بہتر یہ ہی کہ کوچ کرکے نظام شاہ کے

سنہ روانہ ہووین رام راج راضی ہوا علی برید اور برہان عماد الملک کو رخصت معاودت فرمائی اور باتفاق
عادل شاہ کوچ کرکے جنیر کیطرف عزیمت کی اور حسین نظام شاہ اُنکی توجہ سے واقف ہوا بارہ امیر مثل رستم خان حبشی اور
سابایجی وغیرہ کے نامزد فرمائے کہ لشکر مخالف کے پیش و پس تاخت کرکے ہمہ تن تاخت و تاراج مین مشغول ہووین کہ
غلہ اور رسد اور سامان معیشت اُنھین بہم نہ پہونچے اور خود مع اہل و اثقال ملک کی طرف کہ کوہستان مین واقع ہے
روانہ ہوا رستم خان نواحی قصبہ کانو مین مخالفون کے قریب پہونچا اور بادشاہ کے حکم کے موافق وصول غلہ اور آذوقہ
کا مانع ہوا اس درمیان مین ایک دن علی عادل شاہ شکار مین مشغول تھا اور خالو اُسکا ہمراہ فوج بیجاپور کی مسافت طے
کرتا تھا رستم خان حبشی جرات کرکے برخلاف قرارداد کے افواج عادل شاہی پر کہ نہایت کثرت سے تھی حملہ آور ہوا اور
علی عادل شاہ کے خالو کو قتل کیا اور خود بھی مع دو ہزار مرد کار آزمودہ مارا گیا اور بقیۃ السیف سپاہ نظام شاہ پریشان
اور بدحال ہو کر دشت ہزیمت مین آوارہ ہوئی لیکن رستم خان کی جرات سے بیجاپوری اور بیجانگری بھی شجاعون مین
شمار ہوئے جب موسم برسات کا قریب آیا رام راج اور عادل شاہ بیر احمدنگر کی طرف عازم ہوے قضارا رام راج
خود بھی اور اُس کے اطراف مین فروکش ہوا اور علی عادل شاہ نے دور نزول کرکے دونون اپنے ممالک کی
روانگی اور قلعہ احمدنگر کے محاصرہ مین متردد ہوئے اس درمیان مین احمدنگر کے شمال مین اس شدت سے پانی برسا کہ
رات کیوقت سیل عظیم آیا قریب تیس نفر امراء اور تین سو ہاتھی کہ زنجیر اُنکے ہاتھ پاؤن مین پڑی تھی اور بارہ ہزار آدمی کہ
جنکے نام رام راج کے دفتر مین مندرج تھے بحر فنا مین غرق ہوگئے اب اسیقدر سے مردم پیادہ اور شکادار اور گھوڑے
بیل وغیرہ قیاس کرنا چاہیے کہ کسقدر غرق ہوئے ہونگے رام راج اس امر کو شگون بد سمجھ لے بیرے ولایت کیطرف متوجہ
ہوا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرک کو از سر نو تعمیر کیا اور رام راج سے کہا اگر تمھاری خوشی ہو اسے پختہ سنگ سے
تیار کراون اور اسے تمھارے نام کہ رام درک ہے موسوم کرون رام راج نے منظور کیا اور مزدور اور کاریگر اُسکی تیاری
مین مشغول ہوئے عادل شاہ باتفاق رام راج کوچ کرکے قصبہ اُسکی کیطرف کہ قطب شاہ کی سرحد مین واقع تھا پہونچے رام راج
طمع عادل شاہ اور قطب شاہ کے ملک کی کرکے اور برسات کی طغیانی کا بہانہ کرکے مقیم ہوا اور چند پرگنے دونون سے لیکر
بیجانگر کیطرف گیا اور علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرک مرتضی خان کے حوالہ کیا اُسے بھی اپنے مقر کیطرف معاودت فرمائی اور
مرتضی خان قرب وجوار کے سبب وقت بیوقت ولایت شولاپور کی تاخت و تاراج مین قیام کرتا تھا حسین نظام شاہ یہ امر
عادل شاہ کی تحریک سے تصور کرکے درپے استحکام قلعہ شولاپور ہوا اور ذخیرہ کیواسطے بارہ ہزار گونین غلہ کی شاہ محمد انجو اور
فرہاد خان اور ابراہیم خان حبشی کے ہمراہ روانہ کین مرتضی خان نے یہ خبر سنکر باتفاق امراے برکی تاخت کرکے شولاپور اور پرنڈہ
کے مابین اُنکے فروکش ہونیکے وقت آتش قتال روشن کی اور حسب اتفاق شاہ تقی نام ایک سید کہ نظام شاہ کے ملازمین سے
تھا شمشیر خان سے سنکہ ہو کر آپس مین شمشیر بازی کرنے لگا شاہ تقی مغلوب ہو کر اسیر ہوا اور اسیرونکی طرح اسے ہاتھی پر سوار کیا اور
اسوقت فریقین کے درمیان قتال و جدال عظیم واقع ہوئی اور امراے نظام شاہی پسپا ہو کر بھاگ گئے اور قریب ایکسو
اور بیس زنجیر فیل بہا اور ضائع کئے امراے برکی جیسا کہ انکا قاعدہ اور دستور ہے قرار فتح اپنی طرف دیکر تاراج مین
مصروف ہوئے اور انبار غلہ کا جہانتک اٹھ سکا لوٹا اور باقی مین آگ لگادی مرتضی خان اور شاہ قلی ہمایون نے ہاتھیون کو
بیجاپور روانہ کیا اس درمیان مین ایک غلام بچہ حبشی کو کہ جملہ اسیرون سے تھا اور ایک شخص نے اسے ہاتھی پر سوار کیا تھا

اُس نے گریہ وزاری شروع کی مرتضی خان نے سبب گریہ وزاری پوچھا اور یہ بات کہی کہ اگر تجھے میرے پاس رہنے
کی تمنا ہو تو مین تیرے حال پر ایسی توجہ مبذول فرماؤنگا کہ تو بفراغت تمام بسر کریگا اور جو تجھے خواہش اپنے صاحب کی ہو تو تجھے
بھی آزاد کرتا ہون غلام بچہ نے کہا مین اپنے صاحب کو چاہتا ہون مرتضی خان نے اُسے فوراً آزاد کیا اور وہ بتعجیل
تمام شاہ محمد اور اپنے [illegible] کے پاس پہونچا اور یہ خبر دی کہ جمیع افواج نظام شاہی تاراج مین مشغول ہے اور مرتضی
خان مع جماعت قلیل کہ دو دستہ سے زیادہ نہین فلان مقام مین ایستادہ ہے اُسے دستیاب کرکے اپنے فیلونکا عوض لو
شاہ محمد باقر نے دو تین ہزار سوار لیکر یکایک مرتضی خان کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور زنجیر مین سلسل کرکے احمدنگر کیطرف روانہ ہوا
حسین نظام شاہ نے دوسری نوبت [illegible] ہزار کون غلہ مہیا کیے کہ اس مرتبہ خود ہمراہ ہو کر بسرعت برق و باد قلعہ شولاپور کو پہونچا کر
پلٹ آیا اور لشکر آمد و رفت مین [illegible] سے زیادہ عرصہ تنگ [illegible] اس وقت ایک جماعت طرفین سے اصلاح کے درپے ہوئی
اور یہ مقرر کیا کہ طرفین کے اسیرون کو سرحد مین لاکر دفعتہً واحدہً چھوڑ دین پھر مرتضی خان اور شاہ تقی کو سرحد پر لے گئے جب دونو
سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اُسطرف سے شاہ تقی اور اسطرف سے مرتضی خان کو چھوڑ دیا ایک بیجاپور کیطرف دوسرا احمدنگر
کی سمت آیا اور بعد اس واقعات کے حسین نظام شاہ نے فرش لڑائی اور رزم و رزمی کا لپیٹا اور مہمات ملکی اور مالی ملازمان
صاحب رائے سے رجوع فرمائے اور رفاہیت عادل شاہیہ پر [illegible] کہ دولتخواہون کے ساعی جمیلہ سے درمیان سلاطین ثلاثہ
کے عداوت بصداقت مبدل ہوئی چاند بی بی بنت حسین نظام شاہ کو علی عادل شاہ کے عقد مین منعقد کیا اور قلعہ شولاپور
کہ جو مابہ النزاع اور فساد تھا اُسکے جہیز مین دیا اور ہدیہ سلطان بنت ابراہیم عادل شاہ کو مرتضی نظام شاہ ولد حسین نظام شاہ
کے حبالۂ نکاح مین لائے اُن دونوں بادشاہ شیعہ مذہب نے نقارۂ یکجہتی اور دوستی کا بجایا اور ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری
مین ساتھ اُس کیفیت کے کہ داستان علی عادل شاہ مین بیان ہوئی سلاطین دکن سوائے برہان عماد الملک کے
سب رام راج کے قتال اور استیصال مین کہ جو صاحب لمن الملک [illegible] انا ولا غیری کا گاتا تھا یکدل او یکجہت ہوئے اُسکے بعد
نظام شاہ اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور علی برید نے سامان جنگ درست کرکے آب کشنہ سے عبور کیا اور ندی ہیکری
کے کنارے کہ کشنہ سے چھ کوس پر ہے مقام فرمایا رام راج مع ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ جنگی کہ اُن مین اکثر گولہ انداز
اور تیر انداز تھے بیجانگر سے انکی طرف متوجہ ہوا سلاطین اُسکی حشمت اور شوکت سے متوہم ہو کر آپس مین اس بات پر
راضی ہوئے کہ رام راج نے ولایات عادل شاہ اور قطب شاہ سے جو کچھ لیا ہے واپس دیوے اور عہد کرے کہ بعد
مزاحمت اور تعرض نہ پہونچاوینگا لیکن وہ کافر ان بادشاہون کو نہایت ضعیف جانکر حبابہ موجودات سے ہیچ شمار کرتا تھا اور بنیا
نظر حرب مین بھی بلدی کی تنکنا دری کو مع پچیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو ہاتھی عادل شاہ کے مقابل مقرر
کیا اور ایلتمراج کو بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو فیل سے قطب شاہ اور علی برید کے مواجہہ مین معین کیا اور
خود پینتیس ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سوار کمکی راجہائے اطراف کہ بروز جنگ ساتھ اُسکے ملحق ہوئے تھے اور پانچ لاکھ پیادہ
جنگی اور ایک ہزار فیل جنگی اور بروایت دیگر دو ہزار فیل لیکر حسین نظام شاہ کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا اور نہایت
تکبر اور تجبر سے خدا کو حاضر و ناظر نجانکر زمانہ کی بازی سے غافل ہو کر اپنے بھائی کو حکم کیا کہ نظام شاہ کا فوراً سر تن
سے جدا کرکے میرے پاس لا اور میمنہ ایلتمراج اور میسرہ تنکنا دری کے سپرد کیا اور مقدمہ امرائے کبار کے تفویض
کرکے خود قلب مین قائم ہوا سلاطین اسلام نے بھی بقصد غزا و جہاد دیگا قتال کا کمر ہمت پر استوار کرکے اور

جوشن شجاعت زیب تن کرکے کثرت اعداسے نہ اندیشہ کیا اور بمقتضائے کانہم بنیان مرصوص صفوف حرب آراستہ
کین عادل شاہ میمنہ مین اور قطب شاہ اور علی برید میسرہ مین اور حسین نظام شاہ نے قلب مین مقام کیا ہر ایک
نے اعلام دوازدہ امام علیہم السلام بلند کرکے نقارہ جنگ پر چوب ماری حسین نظام شاہ نے سوارابہ توپ کلان اور
توپ میانہ اور زنبورک اپنے افواج کے آگے علی الترتیب نصب کین اور سلسلہ زنجیر دوسو ارابہ توپ ہائے کلان سب سے
گاڑی داہنے اور بائین قائم کین اور پیچھے اُسکے دوسو ارابہ ضرب زن کہ عبارت توپ ہائے میانہ سے ہے پہیے پر
چڑھائین اُسکے بعد دوسو ارابہ زنبورک جسے شترنال بھی کہتے ہین بقاعدہ واسلوب نصب کین اور چلبی رومی
خان کہ فنون آتشبازی اور گولہ اندازی مین جسکا نظیر نہ تھا انکی سرکاری مین مشغول ہوا اور شب کو گولہ اور باروت
بنا لیا اس درمیان مین ہزار غریب تیرانداز نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو آہستہ آہستہ بقاعدہ
سپاہگری توپخانہ کے روبرو لائے اور رومی خان نے توپ بہت کلان جسکا نام کفر توڑ تانک شاہ رکھا تھا اور دھرتی
دھمک اور کوہ لرزان تھا سر کرنا شروع کیا اور جب وہ خالی ہوئین اور آلات آتشبازی کہ جسکا مذکور سابق مین ہوا بیشتر
استعمال مین لایا اور ایک جماعت کثیر سوار و پیادہ امراج سے مقتول ہوئی وہ کافر اول مسلمانونکے قتال کو خاطر مین نہ لاکر اسوقت
تک سنگاسن پر سوار تھا اب مسلمانونکے درپے قتل ہوکر سنگاسن سے اُترا اور شامیانہ زربفتی اور اطلس سرخ کے ایستادہ کرکے
جواہر مرصع پر چار زانو بیٹھا اور دوطرفہ ہون اور پرتاب کے دو ڈھیر طلا کرکے زر دامن دامن اور سپر سپر لشکر پر قسمت کیا
اور ارباب اسلام کی جنگ مین ترغیبات کرکے وعدہ کرتا تھا کہ جو شخص مظفر میرے پاس آوے اُسکو یدک مرصع اور اضافہ
جاگیر سے سرافراز کرونگا پھر اُسکے میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ نے بہیئت مجموعی افواج اسلام پر حملہ کرکے یمین و یسار
نظام شاہی کو کہ مراد عادل شاہ اور قطب شاہ کے صفوف سے ہے پسپا کی اور خلائق کو گمان ہوا کہ غلبہ کافرون
کی طرف سے ہوا اس درمیان مین حسین نظام شاہ نے ایک جماعت کو سلاطین اسلام کے پاس بھیجکر پیغام کیا
کہ توفیق سبحانی اور امداد ائمہ معصومین علیہم السلام اسوقت مظفر اور منصور ہونے کی کوشش و سعی مین تقصیر
نہ کرو اور کاروان اور کارآگاہ چلبی رومی خان نے جلدی اور مردانگی کرکے دوبارہ توپ ہائے کلان اور گردون مین بجائے
گولہ اور گراب اور تھیلیان پیسون کی بھرکر رام راج کے لشکر پر سر کین کہ دفعتاً پانچ چھ ہزار آدمی اور چند ہاتھی اور گھوڑے کاغذ بادی
کی طرح اُڑکر بیجان ہوئے اُسوقت نظام شاہ مع افواج ہمراہی آرایونکے پیچھے سے برآمد ہوا اور باتفاق کشورخان لاری
کے کہ سات آٹھ ہزار سوار عادل شاہی نے بسرعت برق و باد اپنے تئین اُسکے پاس پہونچایا تھا اعدا پر حملہ آور ہوا مثنوی
فرو ریخت خون از دم تیغہا * چو اقطار امطار از میغہا * سنان یلان شعلہ افروز شد * چو برق بہاری جہان سوز شد * اُسوقت
کہ طرفین اپنے کام مین مشغول تھے ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی سے جسکا نام غلام علی تھا اور رومی خان کے حوالہ تھا
رام راج کے ایک ہاتھی پر حملہ کرکے اُسے بھگایا اور اُسکا تعاقب کرکے رام راج کے شامیانون کیطرف متلاشی ہوا اور وہ
فیلون کے صدمہ کے خوف سے کرسی سے اُٹھا اور چونکہ ضعیف ہوا تھا اور قوت سواری نرکھتا تھا یہ کہ قلم تقدیر نے فنا و زوال
اُسکے چہرہ حال پر کھینچا تھا نہایت تمکنت اور غرور سے گھوڑے پر سوار نہوا سنگاسن مین جا بیٹھا اور کہار اُسے لے چلے
حسب اتفاق ہاتھی چند اور وہان آپہونچے کہار سنگاسن زمین پر ڈالکر بھاگے اور فیلبانان نظام شاہی نے سنگاسن
کے طمع سے ہاتھی کو ایستادہ کیا اور سنگاسن کی طرف متوجہ ہوکر ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سنگاسن خرطوم سے

اٹھا کر اپنے پشت پر لاوے ایک خواص رام راج کا کہ جو وہان حاضر تھا اُسنے یہ تصور کیا کہ فیلبان نے شاید رام راج کو پہچانا اسواسطے اسکے قتل کا اشارہ کیا ہی وہ از روے دولتخواہی آگے بڑھکر رونے لگا فیلبان کو یقین ہوا کہ یہی رام راج ہی ... دولت غیر مترقب جانکر خرطوم فیل سے پشت فیل پر کھینچا اور سنگاسن کی طرف ملتفت ہوا اور بہ شفقت تمام رومی خان کے پاس لے گیا اور رومی خان نے بتعجیل کمال نظام شاہ کے پاس پہونچایا اور نظام شاہ نے اُسے پہچانا اور فورا اُسکا سر تن سے جدا کیا اور تاج سنان کرکے اُسے ہاتھی پر مرتفع کیا اور یہ حکم دیا کہ افواج دشمن کے سامنے لیجاوین جب کفار بدانجام کو اپنے سردار کا مقتول ہونا تحقق ہوا پائے ثبات اُنکا جگہ سے ہلگیا فرار قرار پر اختیار کی اور رام راج کے بھائیون نے بھی عادل شاہ اور قطب شاہ کے مقابلہ سے کنارہ کرکے اپنے بھائی کی مدد کیواسطے دوڑے اس درمیان میں خبر اُسکے قتل ہونیکی سنی عنان صبر و تحمل اور ... راہ فرار اختیار کی اور سلاطین اسلام نے ... بیجانگر سے ہی پیچھا کیا اور بروایت صحیح اس معرکہ میں اول سے آخر تک لاکھ آدمی کفار بدکردار کے قتل ہوئے اور نقد و جنس اُسکا اسقدر خاص و عام کو نصیب ہوا کہ قلم و زبان اسکی شرح و بیان سے عاجز اور قاصر ہی سلاطین نے فیل کے سوا کسی چیز کی طمع نہ کی جو چیز جسکے ہاتھ آئی اُسے ارزانی فرمائی اور حسین نظام شاہ نے پوست سر رام راج کا دور کرکے یہ بیت پڑھی بیت چو بشنیدی گرد ز رزہ شیر + شغالان در آیند آنجا دلیر + اور یہ بیت ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر مع سر اُس کافر بصحابت ایلچی تفال خان براری کے پاس بھیجا کسواسطے کہ خان مذکور اُس عرصہ میں رام راج کی تحریک کے سبب فرصت وقت پاکر احمدنگر کے اطراف تک مزاحمت پہونچاتا تھا القصہ سلاطین اسلام نے ... سے بیجانگر میں جاکر اس شہر کو ایسا خراب کیا کہ اسوقت تک کہ ۱۰۱۵ ہجری ... میں آبادی کی علامت اس مقام میں محسوس اور مشاہدہ نہیں ہوتی ہی اور ... نہیں رکھتا تھا اس سبب سے جو قلعے اور پرگنے کہ رام راج نے بزور شمشیر لئے تھے مسلمانون کو واپس دیئے اور جس صورت سے ممکن ہوا صلح کی اور سلاطین باتفاق عازم مراجعت ہوکر ہر ایک اپنے مقر دولت کیطرف روانہ ہوئے لیکن احمد نظام شاہ جب احمدنگر میں پہونچا بعد گیارہ روز کے افراط شراب اور مباشرت کی کثرت سے اس جہان فانی سے وداع ہوکر سرائے باقی کیطرف خرامان ہوا مثنوی درین دیر فانی کہ آرام دید + کہ بو آنکہ جاوید از و کام دید + کسے رخت ازین خانہ بیرون نبرد + کہ تیر بلائے ز گردون نخورد + چو ہم زگردون نیابد کہ بابا کہ بازان کند ترکتاز + فغان از سپہر شرارت اثر + کزو عالمے گشت زیر و زبر + مدت سلطنت اُس کی بحساب تاریخ وفات اُسکے باپ سے اُسکی تاریخ وفات تک گیارہ سال ہوتی ہی اور یہ مصرعہ اُسکی تاریخ فوت کا مادہ ہی مصرعہ آفتاب دکن شد پنہان + اور حسین نظام شاہ جب جوار رحمت ایزدی میں واصل ہوا اُس سے چار بیٹے اور چار بیٹیان کہ چار بی بیون سے پیدا ہوئے تھے باقی رہے بی بی خونزہ ہمایون سے دو بیٹے مرتضی اور برہان اور دو بیٹیان ایک چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ اور دوسری بی بی خدیجہ جمال الدین انجو کی منکوحہ ... سے دو بیٹے شاہ قاسم اور شاہ منصور اور دو بیٹی آقا بی بی زوجہ عبدالوہاب بن سید عبدالعظیم اور بی بی جمالی زوجہ ابراہیم قطب شاہ

ذکر ابو المظفر مرتضی نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بحری المشہور دیوانہ کی سلطنت و جہانداری کا

جب حضرت قادر ذو الجلال نے تخت احمدنگر کو ابو المظفر مرتضی نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کے وجود باجود سے مزین کیا اور دائرہ مملکت اس سلسلہ کا وسیع تر ہوا اور رواج مذہب اثنا عشریہ کمال کو پہونچا اور سادات

[illegible] اور محبان [illegible]
[illegible] بسبب خبط دماغ اور عالی ہمتی [illegible]
[illegible] وخدمتگار کے سوا اپنے پاس کسیکو آنے نہ دیتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا کام [illegible]
[illegible] آنحضرت ایک جواب بکمال معقولیت تحریر کرکے باہر ارسال فرماتے تھے اور کسی کتب مین یہ نظر نہ آیا [illegible] تک کوئی ندیکھے اور خلل اور ذلل اُسکی سلطنت مین راہ نپاوے حقیر فقیر محمد قاسم فرشتہ عہد سعادت مہد [illegible] شاہ جب وہ کے سن رشید اور تمیز سے متمیز ہوکر سلک ملازمان مین منتظم ہوا تھا اور جو وہ شہریار آغاز جوانی مین تاج [illegible] زیب فرق کرکے امور مالی اور ملکی مین مشغول نہوا اُسکی والدہ خونزہ ہمایون نے تمام مہمات بادشاہی کو [illegible] دیا اور اپنے جائی عین الملک او تاج خان اور اعتبار خان خواجہ سرا کو اپنے امرا سے کبار سے کیا اور اپنی تقویت مین اسطرح کوشش کی کہ مافوق اُس سے متصور نہ تھی اور ملاعنایت اللہ کو پیشوا کرکے ہر روز سریر دہ بیٹھتی تھی اور قاسم بیگ حکیم کی صلاح سے امور ملکی اور مالی کو انجام دیتی تھی مرتضی نظام شاہ مع ایک جماعت غریب اور حبشی اللعوب مین مشغول ہوکر مہمات سلطنت مین ہرگز دخل نہین کرتا تھا اور خونزہ ہمایون بیٹی یا بجیون خواجگی یوتی جہان شاہ قراقوینلو [illegible] آذربائیجان تھی اور اُس عرصہ مین عادلشاہ نے میدان صاف اور زمانہ اپنے موافق دیکھکر ہدم رائی کندی اور بیجانگر کی تسخیر کیواسطے فوجکشی کی اور یہ داعیہ کیا کہ تمراج ولد رامراج کو رو کش کرکے تلکندہ کی بادشاہی کہ دارالملک کرناٹک تھی نامزد کرے اور رائی کندے اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے تحت فرمان لائے اس سبب سے تمناوری حاکم تلکندہ نے مضطرب ہوکر مرتضی نظام شاہ اور خونزہ ہمایون کو عرضداشت بدرخواست کمک گذرانی خونزہ ہمایون مع مرتضی نظام شاہ و ملاعنایت اللہ کی صلاح سے بیجانگر کیطرف متوجہ ہوئی علی عادل شاہ نے لاچار ہوکر ہاتھ دامن ممالک سے کوتاہ کیا انکے بعد جب لشکر نظام شاہی بیجاپور کے اطراف مین پہونچا اور چند روز کا عرصہ گذرا علی عادل شاہ یہ خبر سنکر بطور تاخت ائی کندی سے بیجاپور آیا اور عازم قتال ہوا لیکن مردمان خیراندیش نے جانبین سے صلح کے بارہ مین کوشش کی اور آپس مین کہنے لگے کہ دو بادشاہ ہم مذہب کا آپس مین منازعت کرنی مروت سے بعید ہے شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحہ کرکے بساط نزاع اور کدورت کو لپیٹین غرضکہ جب منازعت درمیان سے دفع ہوئی خونزہ ہمایون نے احمدنگر کیطرف مراجعت کی اور دوسرے برس مرتضی نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کرکے بقصد انتقام تفال خان کہ یورش بیجانگر مین اُسنے رفاقت نہ کی تھی ولایت برار کیطرف نہضت فرمائی اور ایلچپور تک اُس سرزمین کو کشت و زراعت کی صلاحیت سے معدوم کرکے آتش قتال و غارت اُسطرف کے باشندونکے سکانو مین روشن کی اور شرط انتقام جیسا کہ چاہیے ظہور مین لائے اور جب موسم برسات پہونچا تفال خان نے علی عادل شاہ کو از راہ عجز و انکسار اور بذل نقود اور ارسال تحف و نفائس اپنے سے راضی کیا اور آنحضرت نے موسم برسات کے پہونچنے کا بہانہ کرکے باتفاق نظام شاہ اپنے دارالملک کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین علی عادلشاہ عازم تسخیر بعضے ولایات نظام شاہ ہوا اول قلعہ کندالہ کو کہ بیس کوس قصبہ جاکنہ سے ہے وہانکے لشکر کو موافق کرکے اسپر متصرف ہوا اُسوقت کشور خان کو مع لشکر عظیم سرحد کیطرف نامزد فرمایا خونزہ ہمایون اس امر سے مطلع ہوئی اور بعضے افسران دکنی کو اُسکے مدافعہ کیواسطے مقرر کیا اور اُنھون نے قصبہ گج مین پہنچکر کشور خان سے شکست کھائی اور بحال پریشان احمدنگر کیطرف روانہ ہوئے اور کشور خان رعایا کو دلاسا اور تشفی کرکے ممالک سرحد کے

محصول خریف و ربیع پر کہ قریب بیس لاکھ ہون کے ہوتا تھا متصرف ہوا اور جائے فتح مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کر کے
نہایت غلبہ بہم پہونچایا اور چونکہ خونزہ ہمایون نے نصف ولایت نظام شاہ اپنے بھائیون اور عزیزوں کو جاگیر دی تھی اور یہ
لوگ سپاہ کے احوال پر نظر التفات مبذول نکرتے تھے اس سبب سے کشور خان کا تسلط دفع ہوتا تھا اسلئے جمال الدین حسین
انجو اور قاسم بیگ حکیم اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان نے جو شاہ جمال الدین حسین انجو کہ مصاحبان مرتضیٰ نظام شاہ سے تھے دولتخانہ
کے اطوار و اوضاع مشاہدہ کر کے رنجیدہ ہوئے اور مرتضیٰ نظام شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی جو بات
کہ دولتخانہ کی تمام خلائق والدہ کیطرف ہے مین اسکا تسلط کیونکر دفع کر سکتا ہون یہ عرض پیرا ہوئے اگر حکم ہووے فرہاد خان
اور اخلاص خان اور حبشی خان کو کہ امرائے کبار حبشی مین ساتھ لیکے موافق اور اتفاق کر کے اس کے تسلط کا علاج کرین
نظام شاہ نے یہ امر قبول فرمایا اور ان لوگون نے امرائے مذکور کو اپنا شریک کیا اور سلام کے بہانہ قلعہ مین لاکر عرض مین
پہونچایا کہ فلان شخص حاضر ہوئے ہین اگر ارشاد ہو وے ہم ایک جماعت عورات اور خواجہ سرا انکو حرم کے اندر بھیجکر خونزہ ہمایون کو
مقید کرین نظام شاہ اس امر پر راضی ہوا جو شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان نے مجلس سے سرانجام اس کام
کیواسطے برخاست کی اتفاقاً سبب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کیواسطے نظام شاہ کو حرم سرا مین طلب کیا نظام شاہ کو گمان
ہوا کہ میری والدہ اس راز سے مطلع ہوکر چاہتی ہے کہ مجھے سلطنت سے معزول کرے اس سبب سے جب والدہ ماجدہ کی
خدمت بابرکت سے مشرف ہوا اپنی نجات کیواسطے بولا کہ مادر جان فلان فلان اتفاق کر کے آپ کے دشمنون کو قید کیا چاہتے ہین
خونزہ ہمایون جب اس امر پر مطلع ہوئی اوسکا غنچہ سربستہ جیسے کہ شگفتہ ہوا اور دولتخانہ مین آکر شاہ کیوقت پس پردہ بیٹھی شاہ جمال الدین
حسین کو گرفتار کر کے مقید کیا اور فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان انکی گرفتاری سے آگاہ ہو کر مع جمعیت اپنی اسیوقت
قلعہ سے باہر نکل گئے اور شاہ احمد و مرتضیٰ خان پیادہ نکے درمیان آنکے قلعہ سے اپنے مکان پر آئے اور سید مرتضیٰ سبزواری
اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور بعضے غریب جو تمام شاہ کے سالک ندمائے نیل مین انتظام رکھتے تھے اور انھین اس امر مین
شریک جانتے تھے سوار ہو کر باتفاق قلعہ سے نکلگئے خونزہ ہمایون نے ایک جماعت کو مرتضیٰ خان کی گرفتاری کے واسطے
مامور کیا اور وہ باتفاق سید مرتضیٰ سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور غریبوں کے ہمراہ بیجاپور کیطرف بھاگا اور فرہاد خان
مع اور امرا تمام شب سیدان کالا چبوترہ مین مع افواج ہمراہی مقیم رہا اور آدمی اپنے اہل عیال کیطرف بھیجکر حکم دیا کہ تمام
مال اپنے گجرات کیطرف روانہ ہووین خونزہ ہمایون نے ایک معتمد اپنا انکے پاس بھیجکر حکم دیا کہ تم تو اس امر مین شریک نہ تھے
تمہاری وحشت اور دہشت کا سبب کیا ہے تم باطمینان تمام اپنے مکان جا کر اپنے حال مین مصروف رہو یہ لوگ جانتے تھے کہ بی بی
وقت دیکھکر دیدہ و دانستہ چشم پوشی کرتی ہے ان باتون سے فریب نکھایا پھر دوسری مرتبہ بی بی نے مضطرب ہو کر
قاسم بیگ حکیم کو کہ فرہاد خان کا صاحب تھا انکے پاس بھیجا اور وہ جا کر حق رسالت بجا لایا وہ بولے کہ تمام آدمی جانتے ہین کہ ہم
اس مشورہ مین داخل تھے اور بی بی اس امور کو بخوبی جانتی ہے غرض انکی یہ ہے کہ ہمین غافل کر کے انتقام لیوے بہتر یہ ہے کہ تو آپ
سلامتی ہماری رفاقت مین دیکھکر اس ملک سے جلا وطن ہو کہ یہان رہنا مصلحت و مناسب نہین قاسم بیگ حکیم نے انکا کہنا مانا
کیا اور اپنے فرزند کمال الدین حسین کو ہمراہ لیکر اور صندوق جواہر کہ اسکی عمر بھر کا ماحصل تھین نتھا چھپاکر شاہ رفیع الدین ولد
شاہ محمد طاہر کو امانت سپرد کیا پھر فرہاد خان باتفاق انکو گو کے رات کو گجرات کیطرف روانہ ہوا خونزہ ہمایون نے چند امرا کو انکے تعاقب کے
٩٧٦ واسطے نامزد کیا اخلاص خان اور حبشی خان نے احمدنگر کیطرف مراجعت کی اور قاسم بیگ اور فرہاد خان کہ زیادہ متوھم تھے

اُنکے دلون پر غالب ہوا تھا بتعجیل تمام گجرات کی سرحد پر پہونچے اور وہان پر متعاقب انبوہ ہجوم لائے کمال الدین حسین اور
قاسم بیگ کو جو سترہ برس کا تھا اسیر و دستگیر کیا اور جو قدم ملک بیگانہ مین نرکھ سکتے تھے احمدنگر کیطرف پلٹ آئے
اور بی بی نے سب آدمیون کی طرف سے دلجمعی کرکے کمال الدین حسین کو قلعہ دورپ مین بھیجا اور پھر بعد تھوڑے عرصہ
کے بمقام لطف و عنایت مین ہوکر اُسے قید سے نجات دی اور بدستور سابق جاگیر اور عزت و قرب مین اختصاص بخشا اور اپنے
اعوان و انصار کی تقویت مین زیادہ تر کوشش کرکے شاہ احمد اور مرتضی خان کو امان نامہ جسے دکنی قولنامہ کہتے ہین
بیجاپور سے طلب کیا اور قولنامہ قاسم بیگ اور فرہاد خان کیواسطے بھی ارسال فرمایا فرہاد خان نے مراجعت کی اور
قاسم بیگ نے احمد آباد گجرات مین توقف کیا اور آدمی شاہ رفیع الدین حسین کے پاس احمدنگر مین بھیجکر صندوق جواہر کا طلب
کیا شاہ رفیع الدین نے اسیطرح سے صندوق سربمہر اس شخص کے سپرد کیا اور اُسنے جب قاسم بیگ کے پاس پہونچایا سب
شئی بحال خود مشاہدہ کی ناگاہ کیسہ جو اقسام جواہر نفیسہ سے مملو تھا نظر نہ آیا قاسم بیگ سراسیمہ ہوکر غمزدہ ہوا اور اسیکے
غم مین ہی پھر اُسیوقت بیمار ہوا اور چند روز کے بعد انتقال کیا خونزہ ہمایون کشور خان کا ظلم و تسلط حد و اندازہ سے
زیادہ دیکھکر اُسکی موافقت اور اتحاد باطنی ملا عنایت اللہ سے سمجھی ملا عنایت اللہ کو قلعہ جوند مین محبوس کیا اور تھوڑے
عرصہ کے بعد لشکر جمع کرکے اور سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین کشور خان کے بقصد دفع فساد
ہمراہ اپنے فرزند مرتضی نظام شاہ احمدنگر سے نہضت فرمائی جب قصبہ کاومین پہونچی ملا حسین تبریزی اور شاہ احمد اور
مرتضے خان نے کہ مصاحبان مرتضی نظام شاہ سے تھے دلیری کرکے پھر نظام شاہ کو اُنکی والدہ کی گرفتاری اور اُسکے
رفع تسلط مین تحریص اور ترغیب کی نظام شاہ کہ امان کے غلبہ سے نہایت آزردہ تھا اس مرتبہ اُسکے علاج اور فکر مین
ہمہ تن مصروف ہوا اور رات کو اپنی والدہ سے کہا اگر اجازت ہو صبح کو شکار کیواسطے جاؤن اُسنے رخصت دی نظام
شاہ نے اُس شب کو فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان کو خبر دی کہ مین کل اپنی والدہ کی رضا کے موافق شکار کو جاؤنگا
از راہ تہور اور التزام امرائیہ سے ہمراہ رکاب ہو دوسرے دن کہ صبح دولت چمکی وہ شہریار سراپردہ سے برآمد ہوکر صحرا کیطرف روانہ
ہوا سوا اُسکے تاج خان اور عین الملک اور اعتبار خان کے تمام امرا اُسکی رکاب ظفر انتساب مین روانہ ہوئے خونزہ ہمایون
کہ عورت عاقلہ تھی از روے ہراس اُس ہجوم کو مناسب اور خوب نہ دیکھا وہ بھی سیر کے بہانہ اپنے اعوان و انصار سے سوار
ہوئی لیکن چونکہ ادبار آیا تھا وقت موعود سے پیشتر مراجعت کی اور آدمی اپنے اپنے خیمون مین گئے کوئی اُسکے دربار مین حاضر نہ رہا
نظام شاہ اس امر سے خبردار ہوا اول حبشی خان کو کہ مرد درشت اور بڈھا تھا اپنی والدہ کی گرفتاری کیواسطے مامور کیا اور
اُسکے پیچھے فرہاد خان اور اخلاص خان کو روانہ کیا اور بعد اُسکے خود مع مردم خاصہ خیل اور مصاحبین اور بعضے امرائے
دیگر متوجہ ہوا حبشی خان جب سراپردہ کے قریب پہونچا خونزہ ہمایون نے واقف ہوکر برقع پہنا اور ترکش اور شمشیر اور خنجر زیب
کمر کرکے گھوڑے پر سوار ہوئی اور حبشی خان گھوڑے پر سوار ہوکر اُسکے مقابل گیا اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ بطریق عورات
پردہ نشین محلسرا مین تشریف رکھیے اور مہمات مالی اور ملکی مین دخل نہ کیجیے خونزہ ہمایون غضبناک ہوکر بولی ای غلام تیری
یہ مجال ہے کہ ہماری نسبت ایسی بات کہے حبشی خان نے چاہا کہ اُسکا بازو پکڑکر گھوڑے سے اُتارے خونزہ ہمایون نے
جرأت کو کام فرمایا اور خنجر میان سے برآوردہ کرکے حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ خنجر بران سے اُسکی رگ زندگانی کاٹے
حبشی خان نے بچابکدستی اُسکا ہاتھ پکڑکر ایسا اینٹھا کہ خنجر اُسکے ہاتھ سے گر پڑا اور عین الملک اور تاج خان اپنی

بہن کی رہائی مین نہ مشغول ہوئے راہ فرار نہ پائی حبشی خان نے بد لجبی تمام خونزہ ہمایون کو پالکی مین بٹھا کر مرتضی نظام شاہ کے پاس پہونچایا نظام شاہ نے اُسے حوالات مین کیا اور پھر بارگاہ سلطنت مین پہونچا ہر ایک امراسے بلطف و مرحمت پیش آیا ملا حسین تبریزی کو کہ اُس روز فدویانہ پیش آیا تھا خطاب خانخانان دیکر منصب پیشوائی سے اختصاص بخشا اور کمال الدین حسین ولد قاسم بیگ مرحوم کو جو گجرات کے راستہ سے پلٹ آیا تھا باسم پدر موسوم کیا اور اُسکے اعزاز و اکرام مین کوشش کی اور مرتضی خان کو جملہ امراسے کیا کہ اُس زمانہ مین شاہ احمد کہتے تھے بخطاب مذکور سرافراز کرکے اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور گھوڑا اور ہاتھی اور مال و اسباب اُسے سپرد فرمایا اور ایک جماعت عین الملک اور تاج خان کے تعاقب مین روانہ فرمائی اور وہ عین الملک کو گجرات کی سرحد سے لائے اور تاج خان طی مسافت مین استعجال کرکے ابراہیم قطب شاہ کی ولایت کی سرحد مین پہونچا وہ جو لوگ کہ اُسکے تعاقب مین گئے تھے واپس آئے منقول ہے کہ مرتضی نظام شاہ دوام کالاسے احمد نگر کیطرف آیا اور ایک جماعت غریبون سے کہ خبر قضیہ خونزہ ہمایون سنکر بتعجیل اُسکی ملازمت کیواسطے آئی تھی بہ منصب لائق مسرور ہوئی اور اُسی عرصہ مین رایات نصرت آیات کو قلعہ دارور کیطرف کشور خان کے استیصال کے لئے سحرک کی اور ایلچی ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر کمک طلب کی اور قطب شاہ کے پہونچنے سے پیشتر کشور خان مارا گیا قلعہ دارور مفتوح ہوا اور جو فتح اس قلعہ کی عجائب اور غرائب سے خالی نہ تھی لہذا اب اُسکی شرح مین مشغول ہوتا ہون وہ یہ ہے کہ جب مرتضی نظام شاہ قلعہ دارور کی ایک منزل پر پہونچا اور ایک دریا کے کنارہ پر نزول فرمایا خود بدولت و اقبال مع شاہ احمد اور مرتضی خان اور بھی مقربون کے اپنے ہاتھ کھانا پکانے مین مشغول ہوا اس درمیان مین ایک مخبر کشور خان کے پاس سے آیا اور ایک کاغذ سر بمہر لاکر نظام شاہ کے ملاحظہ مین گذرانا جب اُسکا لفافہ کھولکر پڑھا شاہ اُسکی عبارت پڑھکر آشفتہ ہوا اور اسیوقت گھوڑے پر سوار ہوکر یہ اقرار کیا کہ مین جبتک قلعہ کو فتح نہ کرونگا اس گھوڑے سے نہ اُترونگا اور جب قلعہ کے قریب پہونچا دروازہ کیطرف متوجہ ہوا یہ حال دیکھکر مرتضی خان اور تمام مقربون نے عرض کی کہ طریق قلعہ کشائی کا یہ نہین کہ گرد راہ اور صعوبت سفر بغیر رفع کئے ہوئے ایسے قلعہ محکم کو بسواری اسپ مفتوح کرین نظام شاہ کہ فتح قلعہ مین مجد اور مصر ہوا تھا اُنکی التماس پذیرا نہ کی اور یہ فرمایا کہ مین قادر ذوالجلال کی توفیق اور تائید سے قریب دروازہ جاکر اُسکی تیغ و تبر سے شکستہ کرکے داخل ہوتا ہون اگر میری اجل نہین کسیطور کا مجھے آسیب اور صدمہ نہ پہونچیگا اور جو پیمانہ عمر آب فنا سے لبریز ہوچکا ہے اس بلا سے کنارہ کرنا فائدہ نہ بخشیگا دولتخواہ سمجھے کہ اپنے عزیمت ملوکانہ کو کام فرمایا ہے کسیطرح فسخ عزیمت نکریگا پھر التماس سلاح پوشی کی نظام شاہ نے اس امر سے بھی انکار کیا اور آخر کو جب یہ کہا سلاح پہننا سنت سرور کائنات و مفخر موجودات ہے لہذا جوشن زیب تن کرکے تیر و کمان ہاتھ مین لیکر روانہ ہوا اور ادھر سے یعنی برج قلعہ سے آگ برسنے لگی پہر دفعہ دو تین ہزار توپ اور تفنگ اور بان سر کرتے تھے گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی کثرت سے ضائع ہوئے گویا ہول قیامت وقوع مین آئی اور باوصف اس خلل اور آفت کے نظام شاہ نے باگ نہ موڑی گھوڑا سرپٹ پھینکتا ہوا اس مقام مین پہونچا کہ اُس سے دیوار قلعہ تک پچاس گز کا فاصلہ رہا اسوقت جاہدان نظام شاہی تیراندازی مین مشغول ہوئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آدمی بہت کام آئے باوصف اسکے دو تین گولیان بندوق کی نظام شاہ کے اسلحہ پر ہونچین کسیطرح کا گزند نہ پہونچا خیر گذری اور کسیکی مجال نہ تھی کہ اُسے مراجعت کے بارہ مین فہمایش کرتا ناگاہ جوش و خروش متحصنونکا برطرف ہوا اور توپ و تفنگ موقوف ہوئی لوگ اسطرف کے متحیر ہوئے ایک جماعت کھڑکی توڑکر قلعہ مین داخل

دیکھا کہ ایک تیر کشور خان کے لگا وہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا لاش اُسکی خاک پر اُفتادہ ہوا اور قلعہ مین کوئی نہین میدان
صاف ہو جاتے ہی اُسکا سر تن سے جدا کرکے برج قلعہ پر آویزان کیا نظام شاہ یہ احوال مشاہدہ کرکے شادیانے بجا لایا
مثنوی سلاطین کہ کشور کشائی کنند * بتوفیق حق بادشائی کنند * چو تائید یابند از لطف حق * شود حال ایشان
بدیگر نسق * نباشد چو دیگر کسان کارشان * بود بوالعجب جملہ اطوارشان * بسازند اعلام ہمت بلند * ببندند طلسے بحکم کمند *
اگر فکر تسخیر کشور کنند * بیک حملہ خلقے مسخر کنند * منقول ہی بعد از واقعہ کشور خان عین الملک اور نور خان کہ امرائے بزرگ
عادل شاہی سے تھے مع دس بارہ ہزار سوار نظام شاہ کی ولایت تاراج کرنے کو احمدنگر کی طرف روانہ ہوئے
امرائے نظام شاہی مثل فرہاد خان اور اخلاص خان پانچ چھ ہزار سوار لیکر بہ سپہ سالاری خواجہ میرک دبیر انکی طرف
متوجہ ہوئے جب قریب پہونچے خواجہ میرک امرا کو آگے بھیجکر خود کمین گاہ مین بیٹھ جسوقت فریقین کا سامنا ہوا صفوف
جنگ آراستہ کین عین گرمی معرکہ مین چالیس ہاتھی بادشاہی مع علم ہائے سبز اور چارسو سوار خاصہ خیل کہ ہمراہ رکھتا تھا
معرکہ کیطرف روانہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ نظام شاہ آپہونچا عین الملک اور نور خان ہو پہونچا مرتضیٰ نظام شاہ کا نقش کرکے
وادی ہزیمت کیطرف متوجہ ہوئے خواجہ میرک نے تعاقب کرکے عین الملک کو قتل کیا اور نور خان کو زندہ دستگیر کرکے
مظفر و منصور دارا لسلطنت کی حوالی مین نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور قطب شاہ نے اُن روز دن نظام شاہ سے ملحق ہوکر اظہار
یکجہتی کی تھی دونون بادشاہ متفق ہوکر بعزم تسخیر بیجاپور ولایت عادل شاہ مین داخل ہوئے شاہ ابوالحسن نے کہ عادل شاہ
کا میر جملہ تھا سید مرتضیٰ سبزواری کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اخلاص اور اعتقاد اس دولت خواہ کا مورونی
ہی شہادت و گواہ کا محتاج نہین اگر حکم ہووے یہ مخلص بو فور خیر اندیشی شرف بساط بوسی سے مشرف ہوکر جو
صلاح دولت ہو معروض کرے ذرہ پروری سے عجیب و غریب نہوگا نظام شاہ نے جواب دیا کہ شاہ ابوالحسن
ہمارا پیرزادہ ہی اگر یہان تشریف لاوے ہم اُسکی صلاح سے تجاوز نکرینگے ابوالحسن امیدوار مرحمت ہوکر موضع
واکدری مین خانخانان کے بذریعہ نظام شاہ کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور تحف و ہدایائے نفیسہ
لذائذ عرض پیرا ہوا کہ حسین نظام شاہ جو جانتا تھا کہ دوستی اور آشنائی عادل شاہی موجب راحت و آرام ہی اور فوائد
کلی اُسمین شامل ہین لہذا نسبتین درمیان مین لاکر رام راج سے بادشاہ کو بادشاہی سے خارج کیا اگر بسبب مردمان
فتنہ انگیز غبار نزاع چندروز سے مرتفع ہوا تھا الحمد للہ کہ حضرت کی آب شمشیر سے زائل ہوا اب ابراہیم قطب شاہ
کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادل شاہ کی نسبت مقام خشونت مین ہونا خرم اور دور اندیشی سے بعید معلوم
ہوتا ہی اگرچہ بسبب ظاہر تم سے موافق ہی لیکن پوشیدہ زبان دوسرون سے رکھتا ہی پھر وہ کتابت نفاق آمیز
کہ اندنون مین قطب شاہ نے عادل شاہ کو لکھی تھی شاہ ابوالحسن لئے ہمراہ رکھتا تھا نظام شاہ کے ملاحظہ مین لاکر
اپنے دعوے پر شاہد عادل گذرانا اور خانخانان نے اُس کی تصدیق کلام کی اور سخنان وحشت آمیز سے اُس بادشاہ
کی آتش غضب کو اسطرح روشن کیا کہ اُسی دربار مین نظام شاہ نے امرا اور افسران سپاہ کو قطب شاہ کے گوشمال اور
تادیب کے لئے نامزد فرمایا قطب شاہ اپنی سلامتی فرار مین معلوم کرکے فوراً سوار ہوا اور خیمہ و خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑکر
بحال خرابیت گلکنڈہ کیطرف معطوف کی مرحوم نظام شاہ نے اُسکے اردو کو تاراج کرکے اُسکا تعاقب کیا اور اسقدر ظلم اور تاراج
مین اصرار کرتے تھے کہ قطب شاہ کا بڑا بیٹا شاہ عبدالقادر کہ شہزادہ شجاع اور قابل تھا اور خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اپنے

باپ کی خدمت مین عرض گذار ہوا کہ مردم نظام شاہ نہایت شوخی اور خیرہ سری کرتے ہین اور ہمارے تعاقب سے
دست کش نہین ہوتے اگر حکم عالی اس فرزند کمینہ کے نام صادر ہو تو فوج قلیل سے کمین گاہ مین ایستادہ ہون اور
دشمن کے تعاقب کیوقت انکے عقب آنکر دست برد دکرون یہ امر مقرون صواب ہوگا بشرطیکہ اسلئے کہ آنحضرت تعرض
احوال ہون قطب شاہ کہ اسوقت جو ریز جاتا تھا کچھ جواب دو ہوا جب گلکنڈہ پہونچا اسکے چہرہ سے آثار شور و شجاعت
دیکھکر متوہم ہوا اُسے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور بعد چند روز کے اُس شاہ بیمروت نے اس جرم پر کہ حقیقت مین عین دولتخواہی
تھی شربت موت اُسے پلا کر پیوند زمین کیا اور شاہ ابوالحسن رسالت اور دولتخواہی جیسی کہ چاہئے بجالایا اور وکالت کرکے
علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ کے ساتھ یکجہتی اور یگانگی کے بارہ مین عہد و شرط وقوع مین پہونچایا اسوقت نظام شاہ
نے سالک ورخانگاہ احمدنگر کیطرف مراجعت فرمائی اور خانخانان کہ ملاعنایت اللہ سے نہایت ڈرتا تھا اور اُسے اس امر کا
خیال تھا کہ ایسا نہو نظام شاہ اُسے پھر زندان سے برآوردہ کرکے منصب پیشوائی سے سرفراز کرے اسواسطے اُس نے
ہنگام فرصت مقدمات وحشت آمیز نظام شاہ کے ذہن نشین کئے اور پروانہ اُسکے قتل کا حاصل کرکے اس بیچارہ کو
قلعہ سے برآوردہ کرکے بدرجہ شہادت پہونچایا لیکن یہ مبحث علاوہ قباحت تاراج ارد و سے قطب شاہی ہوکر اعلی ادنی اسپے
متنفر ہوئے مقارن اس حال کے قطب شاہ نے جب یہ باتین سنین مرتضی نظام شاہ کو لکھا کہ ہمین اُس برادر کامگار سے
یہ توقع نہ تھی کہ بعد ملنے کے دوستونکے مال کی طمع کرین لیکن وہ کیا مال ہے مین نے آپکے پیشکش کیا کسواسطے کہ یہ وہ
متاع ہے کہ ہمارے ہمیشہ اور جنگل مین بکثرت ہے اور باوصف میسر آنے مردم بزرگ اور اصیل اور کار آگاہ کے کہ آپکے دولتخانہ
مین بہت ہین اُستاد نوری جراح کے مثے کو وکیل سلطنت کا بنانا بہت بعید معلوم ہوتا ہے نظام شاہ نے اس ملاحظہ سے کہ مبادا
قطب شاہ عادل شاہ کو موافق کرکے دعوی فیلونکا کرے اسواسطے خانخانان کو معزول کرکے شاہ جمال الدین حسین کو
خلعت منصب وکالت سے سرفراز کیا اور جو اُس عرصہ مین فرنگی قلعہ ریکندہ کے استحکام اور متانت کے سبب
مغرور ہوکر قدم اپنے اندازہ سے بڑھا کر ارباب اسلام کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور ایذارسانی کے درپے ہوکر اہانت
بہت کرتے تھے مرتضی نظام شاہ نے شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد مرتضی خان اور دوسرے سادات انجو کے
بمشورہ کہ مدار مہمات سلطنت کا اُن پر تھا سنہ مذکورہ مین قلعہ ریکندہ کی طرف جو بندر چیول کے جوار مین واقع ہے نہضت
فرمائی اور طی مسافت کرکے محاصرہ مین مشغول ہوا اور عیسائیون نے بھی نشان مدافعہ اور مقابلہ بلند کیا اور قریب دو سال
وقت ہر وقت اہالی کفر و اسلام مین جنگ قائم رہی اکثر اوقات مسلمان بہت ضرب توپ و تفنگ اور گولہ ہاے بم اور سیل
سے شہد شہادت پیکر روضہ رضوان مین داخل ہوتے تھے اور مہم قلعہ کشائی مین آواز نوحہ و زاری بلند تھی
تلقین و تنبیہ سے فرصت نہوتی تھی کسواسطے کہ امرا سو تدبیر اور کمالی بخل سے شرائط قلعہ کشائی مین نہ مشغول ہوتے
تھے اور خاکریز اور نقب اور دمدمہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے مارسب ہمت اس امر پر مصروف کرتے تھے کہ زینہ
لگاکر قلعہ کی دیوار پر چڑھین اور مردم درونی کو زیر کرکے قلعہ مسخر کرین اور ساتھ بہت کہ نصاری استعمال
آتشبازی مین مہارت تمام رکھتے تھے یہ امر بصورت پذیر ہوتا تھا اور قلعہ پر سے اسقدر گولہ سنگ و بم کے برساتے تھے کہ
ہر مرتبہ کتنے مسلمان کو جل بھنکر جنت نصیب ہوتی تھی اور شور نوحہ مسلمانون سے برپا ہوتا تھا آخرش یہ مقرر ہوا کہ
دروازے دخول و خروج متحصنون پر بند کرکے اسباب معیشت سے اُنھین محروم کرین اس امر کے باعث تمام

عیسائی بھی اضطراب مین پڑکر چاہتے تھے کہ قلعہ خالی کرکے اور بنادر کیطرف معزور رہوین لیکن بعضے مردم وتنگ مانع
آئے اور یہ فہمایش کی کہ جو کچھ مال سلطان کہ سوداگران درون قلعہ کے پاس ہے ہم محافظت قلعہ مین صرف کرین جب یہ
امر فائدہ بخشیگا اُس وقت راہ فرار مسدود نہوگی دوسرے بندر مین آپ کو پہونچا دینگے چنانچہ امرائے نظام شاہی خصوص
اخلاص خان اور فرہاد خان حبشی نے مبالغ خطیر نقد وجنس رشوت لیکر اور شراب پرتگالی سے مست ہو ہو کر سائر
ایمن رات کے وقت بیچکر ابواب خصوصیت مفتوح کرکے ایسا کیا کہ ہر شب ہر ایک اسیر آذوقہ اور تمام اجناس فرنگی ونکو
پہونچانے لگے اور ہر روز دفع الزام اور مغالطہ کیواسطے زینہ چوبی دیوار قلعہ پر لگا لشکر کی آراستگی اور جنگ کا حکم
کرتے تھے اور [illegible] آتشبازی کے استعمال مین مشغول ہوکر صورت مجادلہ [illegible] کرکے مسلمانون [illegible] نوحہ بلند
کرواتے تھے اور فرنگی باطمینان تمام لشکر اسلام کے دفعہ مین قدم استوار کرکے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے اور
فائدہ کسی [illegible] سے فتح نہوتا تھا اور شاہ جمال الدین حسین مقتضائے جوانی مہمات ملکی ومالی مین نہ مصروف ہوتا تھا
عیش وعشرت مین مشغول رہتا تھا اور خواجہ میرک دبیر کو اپنا وکیل کرکے ایک لحظہ کی عشرت کو سلطنت دلی سے بہتر
اور افضل جانتا تھا مرتضی نظام شاہ [illegible] اوائل ایام محاصرہ [illegible] محنت سفر سے تنگ آکر کبھی کبھی شاہ جمال الدین حسین کی
[illegible] ہوکر خواجہ میرک سے شکایت کیا کرتا تھا اس درمیان مین کشتی مسلمانون کی بندر چیوٹہ سے بندر چیول
[illegible] ہوکر غالب آئے اور مسلمانونکو قید کرکے انکے مال واسباب پر متصرف ہوئے اور ان مسلمانونمین
دو [illegible] غریب [illegible] تھے ایک رستم خان اور دوسرا شمشیر خان جو اُنکے چہرہ اور اوضاع سے اطوار سپاہگری واضح اور لائح تھے
[illegible] دوبارہ [illegible] مسلمانون سے لڑنے کا حکم دیتے تھے آخر وہ ناچار ہوکر گاہ گاہ تیر وتفنگ لشکر اسلام کیطرف پھینکتے
تھے اور [illegible] تو وہ اپنے اس اطوار ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے جو امرائے نظام شاہی ساتھ فرنگیون کے متعلق تھے یہانتک
کہ ایک دن فرنگیونکا افسر اپنی مجلس مین مذکور کرتا تھا کہ جمیع امرائے نظام شاہی ہم سے متعلق ہین لیکن خواجہ میرک دبیر کسیطور
ہم سے موافق نہوا اور ہمیشہ درپے مجادلہ اور پرخاش ہے رستم خان اور شمشیر خان نے یہ بات سنکر آپس مین یہ تجویز کی کہ کسیطرح قلعہ سے
کودکر مسلمانون سے جا ملین اور اپنا ارادہ ایک پرچہ پر تحریر کرکے تیر مین باندھکر خواجہ میرک کے لشکر کیطرف پھینکا اور رات کو
بند وسلاسل توڑکر بلندی قلعہ سے رسی اور کمند کے سہارے خواجہ میرک کے مورچہ کی طرف اترے اور اسکے مورچہ
مین پہونچکر اس رنج سے فرنگیون کی قید سے نجات پائی اور جب یہ خبر نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی انھین خلوت
مین لیکے حقیقت حال مردم درونی کی قوت وضعف سے استفسار فرمایا اُن دونون نے بملاحظہ جو کچھ نفس الامر تھا
اس تفصیل سے عرض کیا کہ تمام فرنگی قلعہ مین بفراغت تمام ہین اور اُنکے شوق وذوق اور خوشدلی سے ہرگز معلوم
نہین ہوتا کہ یہ زندان محاصرہ مین گرفتار ہین کسواسطے کہ اسباب معیشت کی انھین کچھ پروا نہین ہر شب اطراف
قلعہ سے امرائے حبشی اور دکنی صندوق ہائے پر زر لیکر غلہ اور روغن اور مرغ اور گوسفند اور جس شی کی انھین
خواہش ہوتی ہے پہونچاتے ہین اور روز جنگ زرگری کرکے مردم سلطانی کو قتل کرواتے ہین سوائے خواجہ
میرک دبیر کے سب امرا انکے ہمزبان ہین نظام شاہ نے حال مخالف اور موافق کا دریافت کرکے خواجہ میرک
دبیر کو زیادہ تر معزز اور مکرم کیا اور شاہ جمال الدین حسین سے رنجیدہ ہوکر نہایت بے لطف ہوا شاہ جمال الدین حسین
اس امر سے واقف ہوکر وکالت سے دستکش ہوا اور مرتضی نظام شاہ کی بلا اجازت احمدنگر کیطرف گیا اور آنحضرت

سے نے ترک محاصرہ کے بارہ مین خواجہ میرک سے صلاح کی اُسنے معروض کیا کہ جو کچھ حضرت دام ظلہ فرماتے ہین نہایت بہتر ہی لیکن وقت مقتضی اسکا ہی کہ ترک محاصرہ کرکے خود بدولت واقبال احمدنگر کی طرف تشریف فرما ہووین اور وہان نزول اجلال فرما کر جو کچھ ارادہ ہو کو خاطر ہو ظہور مین پہونچاوین مرتضی نظام شاہ نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور قلعہ ریکندہ کا ترک محاصرہ کرکے کوچ کیا اور جب احمدنگر مین پہونچا فرہاد خان اور اخلاص خان حبشی کو کہ اُنسے بزرگ تر کوئی اسیر نہ تھا مقید اور محبوس کیا اور شاہ جمال الدین حسین کو مع اُس کی زوجہ برہانپور کی طرف نکالدیا اور منصب وکالت پر خواجہ میرک کو منصوب کرکے چنگیز خان خطاب دیا اور سربلندی بخشی اور خداوندخان کہ مان اُس کی حبشی اور باپ اُسکا مشہدی تھا اور نہایت بلند بالا اور قوی ہیکل اور شجاع تھا چنگیز خان کے تجویز سے سلک امرائے کبار مین منتظم کیا اور اسی طرح جمشید خان شیرازی وغیرہ کی دستگیری کرکے منصب امارت پر پہونچایا اور چنگیز خان کہ نہایت عقیل اور حلیم تھا عہدہ منصب وکالت سے جیسا کہ چاہیئے نیکنام ہوا اور شہر احمدنگر کو عدل واحسان کی آبپاشی سے رشک بوستان ارم کیا فرد نکو بود ملک بہ پیرایہ عدل ✤ آخر از ملک رو اکر و رونکار ✤ اور علی عادل شاہ نے چنگیز خان کا ملاحظہ کرکے یہ ارادہ کیا کہ ابراہیم قطب شاہ سے ملاقات کرکے اسے ساتھ اپنے موافق کرے چنگیز خان اُس کے مشورہ پر مطلع ہوا اور قبل اس سے کہ وہ ملاقات قطب شاہ سے کرے نظام شاہ کے ہمراہ رکاب عادل شاہ کی ولایت کیطرف متوجہ ہوا اور حسن تدبیر سے ملاقات قطب شاہ کا مانع ہوا اور مقدمات آنکے برہم کئے اور عادلشاہ اور نظام شاہ کو باہمین سرحد پر ملاقات کرائی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ ممالک کرناٹک پر مقدار اُسکے کہ محصول مین مملکت برار اور بیدر کے برابر ہو متصرف ہووے اور مرتضی نظام شاہ ولایت برار اور بیدر کو قبضہ اقتدار تفال خان اور علی برید سے برآوردہ کرکے اسیر قابض ہو اور قطب شاہ مجال اپنے ہو کسی جانب سے سروکار نرکھے پھر دونون بادشاہ نے ایک دوسرے کو رخصت کرکے اپنے دارالمقر کی طرف معاودت کی اور خیل وحشم کی ترتیب وآراستگی مین کوشش فرمائی اور وہ نقصان کہ قلعہ ریکندہ کی جنگ مین واقع ہوا تھا اصلاح مین آیا تین ہزار غریب ترکش بند نوکر رکھکر نظام شاہ ولایت برار کی تسخیر کے واسطے ۹۸۰ھ ہجری مین روانہ ہوا ملا حیدر کاشی کو کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور علم وفضیلت میں اتّفاق رکھتا تھا از راہ حمیت تفال خان کے پاس برار بھیجکر لکھا کہ دریا عماد الملک ہمارا برادر طریقت تھا بعد اُس کے فوت کے برہان عماد الملک کہ اسکا بڑا بیٹا ہی وہ وارث ملک ہی جب وہ طفل اور صغیر تھا تجھ پر واجب تھا کہ متکفل ومتصدی سرانجام ملک ہو کر اُس کی پرورش کرے اب وہ فضل خدا سے سن رشد اور تمیز کو پہونچا اُسکو مکان مین قید رکھنا اور خود صاحب اختیار ہونا معنی نہین رکھتا ہی چاہیئے کہ بر فور صدور حکم نامہ ہذا اُس کے حکم سے تجاوز نکرے اور مہمات مالی اور ملکی برہان عماد الملک سے رجوع کرکے آپ کو محض بیدخل کرے اور جو نہین تو منتظر رہ کہ جو جو سے تجھے پہونچنا چاہیئے پہونچیگا اور یہ ابیات بھی اُس مین مندرج فرمائین ابیات گردن بنہ اطاعت شہ را وسرمکش ✤ کار بزرگ را نتوان داشت مختصر ✤ سیمرغ وار چون نتوان کرد قصد قاف ✤ چون صعوہ خیرہ باش وفرو ریز بال وپر ✤ بیرون کن از دماغ خیال محال را ✤ تا در سر سرت نرود صد ہزار سر ✤ تفال خان یہ نامہ پڑھکر بحر اضطراب مین پڑا اور اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک سے کہ وہ رستم کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا مشورہ کیا اور اُسنے یہ جوابدیا کہ یہ حرف وصوت ہی نظام شاہ حوصلہ اور داعیہ اس ممالک کی تسخیر کا رکھتا ہی ان باتون سے اسکا مآل یہ ہی کہ رعیت اور لشکر کو ہم سے

منحرف اور سرتاب کرے اور ہم بھی لشکر اور خزانہ اور استعداد مین اُس سے کم نہین ہین لازم ہو کہ پاؤن رکاب شجاعت
مین ڈالکر جواب نامہ ایلچی بعہدۂ شمشیر آبدار رجوع فرماوین تفالخان کو سپاہ کثرت و اوباش نے لُٹے چارون طرف سے گھیر لیا تھا اپنے
بیٹے کے کہنے سے راہ صواب سے دور ہوکر حرف صلح اور سخن ملایم زبان پر نہ لایا اور سید کو رخصت نصرانی دی اور نظام شاہ
نے برار کے اطراف مین یہ بات سماعت کرکے ایلچپور کی طرف کوچ فرمایا اور ادھر سے شمشیر الملک مقدمۂ لشکر ہو کر مقابلہ کے
واسطے روانہ ہوا اور نظام شاہ کے طلیعہ کو غافل کرکے منہزم کیا چنگیز خان نے اور سرداروں کو اُس کے تدارک کے واسطے
نامزد فرمایا شمشیر الملک نے باپ سے کمک طلب کی اور تفالخان مع جمیع سپاہ شمشیر الملک کی امداد کو آپہونچا اور ادھر
چنگیز خان اُنکے آنے سے واقف ہوا خداوند خان اور جمشید خان اور بحری خان اور رستم خان اور رشید الخان کو امرا سے
حبش کی مدد کیواسطے بھیجا اور یہ ساعت اُنکے اکتفا نکرکے از راہ احتیاط اور دور اندیشی خود بھی بادشاہ سے رخصت حاصل
کرکے فوج خاصہ اور تین ہزار غریب ترکش بند بادشاہی اُس لشکر کی کمک کے واسطے بسرعت برق وباد روانہ ہوا
جس وقت مقابلہ صفوف کا طرفین سے ہوا چنگیز خان نے وہان پہونچتے ہی شیر کی طرح مخالف پر حملہ کیا اور حرب شدید
اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آتش کارزار اسطرح سے افروختہ ہوئی کہ اُسکے خوف آسیب سے ہلال فلک الافلاک
پر جا لگا اور آفتاب سپر زرین چہرہ پہ کھینچکر اس حال کے مشاہدہ سے گریان ہوا مثنوی دو لشکر کو یم رود دریائے خون *
بہ بیارے از یک جیحون و جیحون بہ نیزہ دلیران و زور آوران بہ کشیدہ شمشیر کین از میان * چنگیز خان معرکہ تیغ و
اسا ... جنگ ہوا اور پانسو جوان یکدل اور بہجہت تمام لشکر سے انتخاب کئے تھے اور اس مدت مین ساتھ اُنکے مصاحبانہ
سلوک کرتا تھا اور اس جماعت کے حال سے ہر دم باخبر رہتا تھا اور اپنے حسن سلوک سے اپنا فدوی جان نثار
کیا تھا مع ان دلیران کے تفالخان کے قلب فوج پر تاخت لایا اور اپنے دست زبردست سے تفالخان کے علمدار پر
ہاتھ چھیو کا مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور جوانون نے بھی کوشش مردانہ کرکے سپاہ دشمن کو بنات النعش کی طرح
متفرق اور پریشان کیا اور تفال خان اور شمشیر الملک پھر تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر مصلحت شائستہ صلاح
الست کہ ہیچ پیش و پس نہ دیکھا کر ایلچپور کیطرف بھاگے اور دو سو ستر ہاتھی کہ ان کے عمدہ فیلان برار سے تھے
چنگیز خان کے ہاتھ آئے اور مظفر و منصور نظام شاہ کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بہت آوازہ
ہوا اور پایہ اُسکی قدر و منزلت کا بڑا ہوا اور یہ اُسنے سب سے پہلے رعایا کو عنایات بادشاہ امیدوار کرکے استمالت نامجات
رعایا کے واسطے مملکت برار کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور جب سب نے اظہار اطاعت کیا اور جمیع
زمیندار و مقدم اور کانونگو اس ولایت کے دربار مین حاضر ہوئے سب کو خلعت ہائے شاہی سے سرفراز کیا
پھر نظام شاہ بخاطر جمع مقام فتح سے روانہ ہوا اور تفال خان اور شمشیر الملک نے پھر دوبارہ حوصلہ صف جنگ
کا نہ کیا جنگل مین بھاگ کر پناہ لی اور مرتضی نظام شاہ نے اُنکا تعاقب کرکے جابجا متفرق و پریشان کیا اور قدم
انکا ایک مقام پر جمنے نہ دیا یہانتک کہ بعد چھ مہینے کے تفالخان اور اُسکا بیٹا دونون ایسے جنگل مین کہ راہ گریز ممکن نہ تھی
در آئے مرتضی نظام شاہ بھی اُس حدود مین پہونچا قریب تھا کہ دشمن کو مع جمیع ساز و سلب و اثاثہ دولت دستیاب
کرے کہ ناگاہ میر موسے مازندرانی کہ سید مجذوب تھا نظام شاہ کے سر راہ آیا اور یہ کہا کہ تجھے دوازدہ امام علیہم السلام
کی قسم ہو یہان سے قدم آگے نہ بڑھا جب تک دوازدہ امام کی محبت مین مجھے بارہ ہزار ہون مدسے نظام شاہ نے جبکہ دم

جو نام دوازدہ امام سنا فیل مست کو کہ جسپر سوار تھا گجک مار کر ایستادہ کیا اور سید کا اصل و نسب پوچھا دیکھا کہ محب اہلبیت ہے
آدمی بھیجکر چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو کہ مقدمۃ الشکر تھے طلب کیا اور کہا کہ بارہ ہزار ہون اس سید کے
تفویض کرو چنگیز خان نے عرض کی کہ خزانہ پیچھے ہے مکان پر پہونچکر دونگا صلاح یہ ہے کہ زیادہ اس سے توقف نہ
فرماوین کہ اسیوقت تفالخان اور شمشیر الملک مع خزانہ و اسپ گرفتار ہونگے نظام شاہ نے فرمایا اگر تفالخان مملکت
برار سے سو حصہ زیادہ میرے سپرد کرے مجھے دوازدہ امام کی دہائی اور قسم ہے تمہارا زر نہ دونگا چنگیز خان نے پھر
سید سے یہ بات کہی بعد مشقت بسیار یہ نوبت پہونچی کہ غنیم گھر گیا ہے اور معاملہ ختم ہوا چاہتا ہے خدا کے واسطے تو بادشاہ سے
یہ بات کہہ کہ یہ مبلغ مجھے وصول ہوے انشاءاللہ تعالیٰ مکان پر پہونچکر یہ روپیہ بلا قصور ادا کرونگا سید نے جواب دیا کہ کتنے برسونکے بعد
دامن مقصود ہاتھ آیا ہے باوجود دیوانگی کے خوب جانتا ہون کہ نقد کو نسیہ پر نہ بیچنا چاہیے چنگیز خان نے بہ تعجیل تمام
گھوڑے بادشاہی اور ارکان دولت کے کہ قیمتی تھے فراہم کرکے سید سے کہا کہ یہ گھوڑے بطور رہن اپنے پاس
رکھئے منزل پر جاکر زر رہن دیکر فک کرونگا سید نے کہا یہ امر بھی مجھے منظور نہین ہے قیمت انکی فیصل کرکے میرے حوالہ کر کہ پھر
تو نہ مجھے دوبارہ دیکھیگا اور نہ مین تجھے دیکھونگا چنگیز خان نے ناچار ہوکر مصرونکو بلا کر قیمت کرکے معاملہ فیصل کیا لیکن اسوقت
تفالخان بدمست پا کر جنگل سے برآمد ہوا اور چونکہ اُسے کہین پناہ نہ ملتی تھی آسیر اور برہانپور کیطرف بھاگا مثنوی بود روشن این نکتہ
چون آفتاب مہ کہ از روے خور چون برافگند نقاب مہ سہا را نباشد مجال ظہور مہ گریزان شود ہمچو ظلمت ز نور مہ بعد
نظام شاہ نے سرحد مین خاندیس کے مقام کیا اور میران محمد شاہ حاکم اُس ولایت کو رقیم کیا کہ تفالخان ہمارے عساکر
نصرت مآثر کے روبرو سے بھاگ کر اسطرف آیا ہے اُسے اپنی ولایت مین پناہ نہ دیوین اور اپنی مملکت سے نکالدیوین
واہ کیا دانائی اور دور اندیشی اُس جناب کی تھی ورنہ یقین تھا کہ جسوقت لشکر فیروزی اثر بقصد تعاقب دشمن اُس
دیار مین گذر کرتا مضمون عالیہا سافلہا ظہور مین پہونچتا میران محمد شاہ نے وہ نوشتہ بجنسہ تفالخان کے پاس بھیجا اور
وہ مضمون اُسکا سمجھکر دوسرے راستہ سے ولایت برار مین در آیا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھا کہ دولتخواہ
ایک لشکریون آنحضرت سے ہے اندنون حکام دکن مذہب کے موافقت کے سبب اتفاق کرکے چاہتے ہین کہ یہ مملکت
بندہ کے تصرف سے برآوردہ کرین لہذا بندہ نے برضا و رغبت ولایت برار کو بندگان درگاہ کے پیشکش کی امراے سرحد
کو مامور فرمائیے کہ اس حدود مین آنکر قابض ہووین تو مخلص سر سے قدم کرکے درگاہ عرش اشتباہ مین حاضر ہوا اور اس
جماعت کے شر بیجا سے مصئون اور محفوظ ہووے ابھی جواب عریضہ کا نہ پہونچا تھا کہ تفالخان اور شمشیر الملک نے عاجز اور
بہ تنگ آنکر چاہا کہ تحصن اختیار کرین تفالخان قلعہ پرنالہ مین جو کوہ رفیع پر واقع تھا قلعہ بند ہوا اور شمشیر الملک نے قلعہ کاویل مین
پناہ لی اور مرتضیٰ نظام شاہ تسخیر مملکت کیواسطے زیادہ تر آمادہ اور مستعد ہوا اور قلعہ پرنالہ مین خیمہ اور سراپردہ برپا کئے اور امرا و لشکری نے
اُسکو احاطہ کرکے النگ اور مورچے آگے بڑھاکر قدم اُس کوہ فلک نظیر کے دامن مین رکھا اور عریضہ تفالخان کا جبکہ گجرات مین اکبر بادشاہ
کے پاس پہونچا ایک مردم درگاہ کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ تفالخان بندگان درگاہ سے ہے اور ولایت برار تعلق ہمارے
ملازمان ہمایون سے رکھتی ہے لازم کہ تسخیر اُس ولایت اور محاصرہ پرنالہ سے دست کش ہو کر تفالخان کا متعرض احوال نہووے مرتضیٰ نظام شاہ
چنگیز خان کی ہدایت کے سبب ایلچی کے ساتھ باعزاز پیش آیا اور اُسے رخصت انصراف فرمائی ایلچی آگرہ مین پہونچکر شاہ کی
پابوسی سے مشرف ہوا اور نظام شاہ کی سرکشی معروض کی چونکہ اُسوقت معاملہ بنگالہ کا درپیش تھا بادشاہ دہلی نے

طرف التفات نفرمائی نظام شاہ باطمینان تمام قلعہ کے لینے مین زیادہ تر ساعی ہوا اور تفال خان کے بھی دافعہ مین تقصیر نہ کرتا تھا اور اسد خان کہ بادشاہ گجرات کے غلامان چرکس سے تھا اور سلندر رومی خان جیسا حبشی رومی خان کا یہ دونون تولہ اندازی اور فن آتشبازی مین وقوف تمام رکھتے تھے باتفاق ہر چند کوشش کی کہ دیوار قلعہ کی توڑین یہ میسر نہوتا تھا اس درمیان مین احمد نگر سے تولد شاہزادہ حسین کی بشارت پہونچی اور چنگیز خان نے فیض کامل اُس کی تاریخ کہی اور شاہ کے حکم کے موافق لوازم جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوا اور اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا نظام شاہ پر غالب ہوا اور طول سفر سے دلگیر ہوکر ارادہ مراجعت کیا اتفاقاً اُنھین دنون مین نظام شاہ نے ایک غافل امرد پر کہ جس کا نام صاحب خان تھا حالات فریفتگی پیدا کی تھی وہ بھی راغب اور مائل احمد نگر تھا ترک محاصرہ اور احمد نگر کی روانگی کے بارہ مین سمجھا اور مصر ہوا قریب تھا کہ تین برس کی مشقت کو ضائع کرکے نظام شاہ کوچ کرے اس درمیان مین ایک تاجر افغان نام نے کہ ہندوستان کیطرف سے چند گھوڑے اور اشیاے نفیسہ لاہور لایا تھا چنگیز خان سے یہ بات کہی کہ مین یہ اسباب اور گھوڑے تفالخان کیواسطے لایا ہون اگر آپ رخصت فرماوین قلعہ کے اندر لیجاکر فروخت کرون یہ امر وقت سے یہ ہوگا چنگیز خان نے کہا کہ مین تجھے ایک شرط پر اجازت دیتا ہون کہ بعد مراجعت درون قلعہ سے نوکری نظام شاہ کی قبول کرے ترک تجارت کرے اسواسطے کہ آثار عقل و کیاست و علامات شجاعت و دیانت تیرے چہرہ سے ہویدا ہین اور ایسا شخص نہایت سزاوار اسکے ہو کہ ملازم شاہ ہووے وہ طمع خام مین پڑکر بولا اگر یہ امر میسر آوے زہے سعادت چنگیز خان نے موقع وقت پاکر کہا رقم سرداری تیری ناصیہ حال پر ثبت کی گئی لازم کہ نظام شاہ کی دولتخواہی مین تقصیر نکرے تاجر نے قبول کیا اور جسدن کہ وہ اندر قلعہ کے جانے لگا ایک اپنے معتمد کو لباس تجارت پہناکر زرخطیر اُسکے ہمراہ کیا اور فہمایش کی کہ یہ روپیہ اپنے متاع مین رکھکر اسے بھی ہمراہ اپنے لیجانا اور عمدہ محافظان قلعہ کو نظام شاہ سے موافق کرکے یہ روپیہ نعین دینا اور سمجھانا کہ تم ترک محافظت کرکے نظام شاہ کے پاس جاؤکہ وہ تمھین مال دنیا سے مستغنی اور بے نیاز فرماویگا بارے اُس شخص نے اُسکی فہمایش پر عمل کرکے اکثر آدمیونکو موافق کیا اور ودرات کیوقت جس بیلہ سے کہ بن پڑا قلعہ سے برآمد ہوکر چنگیز خان کے پاس چلے آئے اور قلعہ کی پاسبانی کیواسطے کوئی قلعہ کے اندر نرہا اسد خان اور رومی خان خاطر جمع توپہاے کلان قلعہ کے قریب لگائے اور گولونکی ضرب سے ایک دیوار مع برج اڑائی اور جو اُس قلعہ مین آدمی نہ رہے تھے کہ اس رخنہ کو بند کرتے آخر کو ایک جماعت لشکریان خاصہ چنگیز خان شہور سنہ نوسو بیاسی ہجری مین داخل قلعہ ہوئی اور دار وگیر کی آواز بلند کی تفالخان مع جماعت مخصوصان قلعہ کا دروازہ کھولکر مفرور ہوا اور چنگیز خان نے سید حسن استرآبادی کو کہ اُسکی سابک ملازمون مین منسلک تھا مع جماعت غریبان اُسکے تعاقب کیواسطے نامزد کیا اور خود بادشاہ کے ہمراہ رکاب قلعہ مین گیا اور نقود اور جواہر اور امتعہ نفیسہ اپنے قبضہ اقتدار مین لاکر فاتح ملک برار تاریخ فتح کہی بعد اُسکے نظام شاہ نے برہان عماد الملک کو کہ قلعہ پرنالہ مین تفالخان نے گرفتار کیا تھا مع تفال خان اور اُسکے فرزندان اور جمیع وارثان مملکت برار کو مقید کرکے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور تھوڑے عرصہ مین وہ سب اجل طبیعی یا اور طرز سے عالم فانی سے جہان باقی کیطرف راہی ہوئے اور اُنکا نام و نشان مثل حرف غلط صفحہ دنیا پر باقی نرہا بعد مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے مملکت برار کو اپنے سرداروں پر تقسیم کرکے احمد نگر کیطرف نہضت فرمائی خواجہ میرک دبیر المخاطب چنگیز خان نے کہا کہ علی عادل شاہ سے یون مقرر ہوا تھا کہ مملکت برار اور احمد آباد بیدر دونون حضرت سے

متعلق رہین جو علی عادل شاہ قلعہ بیکاپور کی تسخیر مین مشغول ہو فرصت پاکر احمد آباد بیدر کو بھی مفتوح کیا چاہتے مرتضی
نظام شاہ قبول کرکے بیدر کیطرف روانہ ہوا اور محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر دایہ زادہ برہان الملک کو بفرزندی
دریا عماد الملک منسوب کیا اور مع چھ ہزار سوار برار کیطرف روانہ کیا جب وہ سرحد برار کے اطراف مین پہونچا
سات آٹھ ہزار آدمی نوکر قدیمی جو گوشہ اور کنارہ مین مخفی تھے اُسکے پاس فراہم ہوئے اور اکثر تھانہ ہائے نظام شاہی
اُٹھا دیئے خداوندخان اور خورشیدخان اس فساد کے علاج سے عاجز آئے اور یہ بیت عریضہ مین درج کی بیت سر
فتنہ دارد دگر روزگار + ہمین ست [illegible] وزگار + اور دوسرے دن عریضہ انکا اس مضمون سے پہونچا کہ اگر حضرت بنفس
نفیس اسطرف توجہ فرماوین اور محمد شاہ کو گوشمال دیوین صلاح ملک کیواسطے بہت انسب ہوگا اور امرائے برار نے بھی
عریضہ تحریر کرکے یہ بیت درج کی بیت بجز سرپنا ہ بادپایان شاہ + کس این گرد را برنیارد ز راہ + نظام شاہ نے مضمون
عریضہ پر اطلاع پائی اور اُسیوقت سید مرتضی سبزواری کو کہ اُنھین دنون امین حسب فرمان بیجاپور سے آیا تھا
سپہ سالار کرکے مع آٹھ ہزار سوار اپنے سے پیشتر مخالفون کے لشکرگاہ کی طرف روانہ فرمایا اور خود پیچھے سے مع جماعت
مقربان اور مخصوصان برار کی سمت نہضت فرمائی اور چنگیزخان کو حکم دیا کہ جلد کوچ کرکے آئے وہ حسب الحکم [illegible]
جمیع امرا و افواج آراستہ بجناح استعجال مسافت طے کرکے بادشاہ سے ادھر دس کوس کے فاصلہ پر پہونچا [illegible]
کوشش کی کہ اُسدن نظام شاہ وہان مقام کرے صورت پذیر نہوئی وہ دس کوس پر اور آگے [illegible] رونق افزا ہوا اور
آنحضرت کے قبل نزول سید مرتضی مع جمعیت لشکر آپہونچا اور برہان الملک کی فوج علی کو بزور شمشیر متفرق اور
پریشان کیا بلکہ اکثر اُس قوم کا پیچھا چھوڑا اور نظام شاہ [illegible] سے جب گھاٹ روہنگڑہ سے عبور کیا محمد شاہ فاروقی نے جو اپنی سرحد مین
بیٹھا تھا بھاگ کر قلعہ آسیر مین پناہ لی اور نظام شاہ نے [illegible] برہانپور تک [illegible] ملک کو تاخت و تاراج کی اور اُس حدود مین بہت خرابی
وقوع مین لایا اور چنگیزخان نے جو قلعہ آسیر کی [illegible] شاہ سے رخصت حاصل کرکے اس قلعہ کی سیر کے
واسطے دو ہزار سوار خاصہ کہ اکثر اُنمین غریب تھے [illegible] اتفاق ہوا اپنے [illegible] کو کہ سات آٹھ ہزار سوار ہمراہ
رکھتے تھے حکم کیا کہ اچانک جا کر چنگیزخان کو گھیر کر [illegible] نے مسلح اور متحمل ہو کر حملہ کیا چنگیزخان [illegible]
دشمن کی کثرت خیال مین نہ لایا نشان مدافعہ بلند کیا بعد جنگ [illegible] مخالفونکو شکست دی اور [illegible]
اعیان اُس ولایت کو دستگیر کیا اور نظام شاہ اُسکے بعد برہانپور وہان گیا اور [illegible]
[illegible] کے [illegible] نے مملکت خاندیس مین اثر آبادی کا چھوڑا محمد شاہ نے بعد گفتگوئے دراز [illegible]
[illegible] نظام شاہ اور [illegible] چنگیزخان کو [illegible] برار کیطرف متوجہ ہوئے اور شاہ میرزا
[illegible] نظام شاہی بیدر کیطرف حرکت کر گئے چنگیزخان کو [illegible]
[illegible] ولایت بیدر کی تسخیر سے دستکش ہوئے [illegible] دو لاکھ ہون تسلیم
[illegible] چنگیزخان نے کہا کہ خزانہ نظام شاہ کا میرے متعلق ہے اُسکی بدولت [illegible]
[illegible] برطرف ہو کر تمہارے اور نظام شاہ کی مملکت مین فاصلہ رہے اور بادشاہ [illegible]
[illegible] سلوک کرکے [illegible] دہلی سے مصئون اور محفوظ رہین شاہ میرزا
[illegible] صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا بوسیلہ نقود و جواہر محفوظ کرکے

ایک دن محفل شراب مین صاحب خان سے یہ بات کہی چنگیز خان چاہتا ہی کہ ممالک سلطنت اپنے قبضہ مین لاکر خطبہ اپنے نام پڑھے اور اُسوقت نصف لشکر نظام شاہ کا اُسکا پرورش یافتہ ہی اپنا ارادہ احسن وجہ سے ظہور مین پہونچا سکتا ہی اور اسیواسطے تمھین صبر الصبر ایسا آتا ہی کہ موقع پاکر اپنا مقصد حاصل کرے صاحب خان کلام شاہ میرزا کا صدق وحق سمجھکر چنگیز خان کے درپے تشنیع ہوا اتفاقاً اس عرصہ مین کسب اتفاق صاحب خان جو شراب پیکر بندگان ہمایون کی نسبت مصدر بے ادبی ہوا تھا چنگیز خان نے نظام شاہ کے اشارہ کے موافق اُسکی تنبیہ و تادیب کرکے عبا بیعزتی کا اُسکے سر پر جھاڑا چنانچہ وہ بے سعادت اُسکی عداوت مین ساعی ہوا جسوقت فرصت پاتا تھا باتین وحشت آمیز اُسکی نسبت بادشاہ کے دربار مین مذکور کرتا تھا اور نظام شاہ کے بھی سمع مبارک مین پہونچاتا تھا اور نظام شاہ اُنکی باتون کو سعلی بغرض جانکر کہتا تھا کہ ہم نے جو ضبط اور تادیب تیری ساتھ اُسکے رجوع کی تھی اُسلئے از روے عداوت کے یہ بیہودہ گوئی کرتا ہی یہانتک کہ ایک دن صاحب خان بادشاہ کے ساتھ شراب پیتا تھا اور بازار ناز و نیاز گرم تھا پھر چنگیز خان کی غیبت مین غیبت شروع کی اور وہی جواب سُنا صاحب خان نے گریان ہوکر کہا اگر بندہ عداوت اور دشمنی سے کہتا ہی شاہ میرزا سے جو اسکا ہم شہری ہی اُسے بلاکر حقیقت حال دریافت فرمائیے نظام شاہ نے میرزا کو رات کیوقت کہ کوئی شخص واقف نہووے اُسے اپنی مجلس مین طلب کرکے تفتیش کیا اُسنے صاحب خان کی تقریر کے موافق جو معروض کی تھی نہایت آب و تاب سے اپنے دروغ بافروغ کو مذکور کرکے مزاج صاحب تخت و تاج کا چنگیز خان سے منحرف کیا لیکن باوجود اسکے آنحضرت نے ان باتونکو بھی غرض تصور کرکے چند روز بنظر تحقیقات تامل اور تفکر مین بسر فرمایا یہانتک کہ ایک دن بطریق امتحان بادشاہ نے چنگیز خان سے کہا کہ اس سفر سے ہم نہایت دلگیر ہوے ہین چاہتے ہین کہ احمد نگر کیطرف مع الخیر و سعادت معاودت فرماوین چنگیز خان نے کہ مقدمات اعدا سے واقف نہ تھا عرض کی کہ حضرت یہ مملکت تازہ چند روز سے اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ہین لائق یہ ہی کہ پانچ چھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائین تو جمعیت دل اپنا سلطنت پر اس خاندان کے رکھے اور بعد اسکے اگر بندہ دولتخواہ کو مامور فرماویں کہ اس ملک مین چندے رہکر نظم و نسق کرے بعدہ ملازمت مین مشرف ہو نظام شاہ یہ جواب سنکر حریفونکا کہنا یقین کرکے چنگیز خان سے نہایت ناراض ہوا چنگیز خان آثار غضب شاہ کے چہرہ حال سے مشاہدہ کرکے چند روز بیماری کے بہانہ دیوان عام مین نہ گیا نظام شاہ زیادہ تر متوہم ہوا حکیم محمد مصری کو مع شربت مسموم معالجہ کے بہانہ اُس کے پاس بھیجا چنگیز خان نے پہلے اس شربت زہرآلود کے پینے سے انکار کیا اور آخر مین وفاداری اور نمک حلالی مد نظر رکھکر نوش کیا اور حالت نزع مین بادشاہ کو یہ عریضہ لکھا کہ مخلص دولتخواہ بیرک و بیرکہ آفتاب عمر اُس کا ساعت بساعت برج طے کرکے بروج ستر مین تھا سر آستانہ پر رکھکر عرض رکھتا ہی کہ جو شربت آبحیات مین آمیز کرکے اس دولتخواہ کیواسطے مرحمت فرمایا تھا فدوی نے بذوق و شوق تمام نوش کیا اور نقد وفا اور اخلاص بادشاہ کا کہ پروردہ نعمت آنحضرت ہی صندوق سینہ مین رکھکر اب نہانخانہ قبر مین کہ جو اول منزل ہی اور اعمال کے سوا اور کوئی مونس و ہمدم نہین لئے جاتا ہون جبتک میری خاک بدن ہے بادشاہ کو بقا ہو جیو اور امیدوار ہی کہ بندہ کو بندگان دولتخواہ سے شمار کرکے جو دستور العمل کہ بندہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا ہی اُسپر عمل کرین اور اس خیرخواہ کا کالبد خاکی کربلاے معلی بھیجین اور سید مرتضی اور شاہ قلی اور صلابت خان اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری اور قاضی بیگ طہرانی کو جملہ کار آمدی

شمار کرکے اُنکے احوال سے غافل ہوویں اور جسقدر رعونیہ کہ فدوی کی سرکار مین ہین اُنھین اپنے سلحدار دنمین داخل فرماوین یہ عرضداشت اور دستورالعمل سید حسن کی مصاحبت سے مرتضیٰ نظام شاہ کے پاس بھیجکر پلنگ پر تکیہ کیا اور زہر ہلاہل کے اثر سے حال اُسکا تغیر ہوا دوسرے دن صبح صادق کیوقت شہور سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین اس سرائے عاریتی سے دارالباقی کیطرف انتقال کیا اور چونکہ سرزمین دکن ہوا خواہ کارآمدنی کے ساتھ موافق نہین ہے اس سبب سے مثل عمادالدین محمود اور خواجہ جہان کاوان اور خواجہ میرک چنگیز خان اور مصطفیٰ خان اردستانی کی کہ اکثر امور مین بے نظیر تھے سپہ سرگروہن کی اعانت سے ناحق اس مملکت مین خراب اور ضایع ہوئے القصہ چنگیز خان نے اس سرائے عاریتی سے انتقال کیا اسکی سترہ سے تین چار خط بخط شاہ میرزا برآمد ہوئے کہ اُسکی تحریر سے چنگیز خان کی پاکی اور دولتخواہی ثابت اور متحقق ہوئی جب نظام شاہ نے اُسے دریافت کیا چنگیز خان کے تلف ہونے سے نہایت درجہ غمگین اور محزون ہوا جو فائدہ نرکھتا تھا از روئے غضب شاہ میرزا کو اپنے ارد و سے نکلوا دیا اور خود بھی اُسی عرصہ مین احمدنگر کیطرف متوجہ ہوا اور جب منزل مقصود مین پہونچا حکیم محمد مصری کو پیشوا کیا اور بعد چہ ماہ اُسے معزول کرکے قاضی بیگ یزدی کو ابتدائے سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور میرزا محمد نظیری اور عین الملک نیشاپوری کو وزیر کیا اور سید مرتضیٰ سبزواری کو سپہ سالار لشکر برار کرکے خداوند خان مولد اور جمشید خان اور کمری بہمن قزلباش اور رستم خان دکنی اور چغتائی ترکمان اور تیرانداز خان استرابادی اور شیر خان ترشیزی اور حسین خان تونی اور حیدرا خان دکنی اور دستور خان خواجہ سرا وغیرہ کو جو سرداران معتبر سے تھے ہمراہ اُس کے برار کیطرف روانہ فرمایا اور قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی اور شاہ احمد خان اور مرتضیٰ خان اور اسد خان اور امین الملک نیشاپوری اور قاسم بیگ حکیم مصری اور جمیع اشراف احمدنگر سے کہا آگاہ ہو کہ مجھے قابلیت بادشاہی کی نہین ہے اپنے مین اسقدر حالت نہین دیکھتا ہون کہ عدل ظلم سے اور ظلم عدل سے تمیز کرون اکثر اوقات ظلم کو بصورت عدل وقوع مین لاتا ہون آخرت کا خوف دامنگیر ہے اسواسطے بادشاہی اور حکومت سے بیزار ہوکر تمھین گواہ کرتا ہون اور قیامت کے دن کہ روز جزا ہے تم سے طلب شہادت کرونگا کہ قاضی بیگ کو کہ فرزند رسول آخرالزمان ہے اسے مین نے اپنا وکیل مطلق کیا کہ موافق شریعت غرا اور عدالت عالیہ خلائق کے ساتھ سلوک کرے اور ہرگز معاملات اور محاکمات قوی کو ضعیف پر ترجیح نہ دیوے حق کو منظور رکھے اگر کسی بڑھیا کی ایک سوئی یا کوئی چیز جبر و تعدی سے لیویگا اور قیامت کے دن مجھسے پوچھینگے کہ تیرے عہد مین ایسا ظلم واقع ہوا اور تو غافل اور بیخبر تھا اس مین یہ جواب دونگا کہ ان امور مین مجھے کسیطور کا دخل نہ تھا مین نے قاضی بیگ کو اپنی طرف سے وکیل مطلق کیا تھا اس سے پوچھو الغرض اگر وہ اس کار مشکل سے عہدہ برآ نہو سکے امین الملک اور میرزا محمد تقی اور قاسم بیگ کو ساتھ اپنے متفق اور شریک اس امر مین کرکے مہمات کو جاری کرے کہ مین قہر و عذاب الٰہی سے خائف اور ہراسان ہون اور نیز اس امر سے کہ چنگیز خان کی نسبت وقوع مین آیا پشیمان اور نادم ہوکر چاہتا ہون کہ مدت العمر گوشہ عزلت اختیار کرکے معبود برحق کی عبادت مین مشغول رہون یہ کہا اور مائل عزلت ہوکر قلعہ احمدنگر کے اندر کہ وہ عمارت موسوم بغداد ہے اُس مین گوشہ نشین ہوا اور صاحب خان کے سوا کسیکو اختیار نہ تھا کہ حضرت کے پاس آمد و شد کرتا الغرض بعد دو تین مہینے کے ایسا تنہائی کا خوگر ہوا کہ خدیجہ سلطان والدہ بی بی حسین اور تمام عورتون کو قلعہ سے برآوردہ کرکے دوسرے مکانمین بھیجدیا اور دروازہ قلعہ کا شاہ قلی کو کہ شاہ طہماسپ نے نظام شاہ کے پاس بھیجا تھا اور اس دولتخانہ مین وہ بخطاب صلابت خان

سرفراز تھا اُسکو سپرد فرماکے امراے برار سے آیا اور حکم دیا کہ صاحب خان کے سوا کسیکو میرے پاس نہ آنے دینا الغرض قاضی بیگ کے عہد وکالت مین اکبر بادشاہ سنہ ۹۹۹ [illegible] ہجری مین شکار کنان سرحد مالوہ مین پہونچا اور جب مخبرون سے یہ خبر احمدنگر مین پہونچائی قاضی بیگ نے عریضہ مشتمل خبر توجہ بادشاہ جانب دکن بذریعہ صاحبخان نظام شاہ کے پاس اندر قلعہ کے بھیجا اور جو وقت رات کا خالی کر اپنے مکان پر گیا صاحب خان نے نظام شاہ کو دیکھا کہ خواب استراحت مین ہے اسقدر صبر کیا کہ بیدار ہوا اسوقت عریضہ گذرانا جب مضمون اسکا واضح ہوا نظام شاہ بے توقف پالکی مین سوار ہوا اور تھوڑی جماعت مردم پہرہ دار سے کہ زیادہ دو سو آدمی سے نہ تھے اور صلابت خان اور صاحب خان بھی ازانجملہ تھے ہمراہ لیکر دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور جماعت قلیل مردم اعیان نے تنہ گنگ کے قریب اس کے پاس پہونچکر معروض کیا کہ بادشاہون کے دشمن بہت ہوتے ہین تنہا سوار ہونا اور اسطرح دشمن لوگون کیطرف متوجہ ہونا حزم و ہوشیاری سے بعید ہے آپ اس مقام مین اسقدر توقف فرما دین کہ لشکر احمدنگر اور برار آپہونچے نظام شاہ نے چند روز مقام کیا جب پانچ چھ ہزار سوار خاصہ خیل اُس کی ملازمت مین پہونچے فرمان احضار سپاہ برار کے واسطے بھیجا اور خود بقصد مقابلہ اکبر بادشاہ وہان سے پھر کوچ کا ارادہ کیا قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور مردم معتبر نے چادرین گردنین ڈالکے سر زمین پر رکھا اور تضرع وزاری کرکے کہنے لگے کہ بادشاہ عظیم الشان دہلی کے ساتھ اسقدر فوج سے مقابلہ کرنا خوب نہین ہے صلاح دولت یہ ہے کہ ہاتھ دامن صبر پر مارکر اسقدر اور توقف فرما دین کہ توپ خانہ اور لشکر بھی آپہونچے نظام شاہ نے فرمایا ایسے امور مین صبر وتحمل اچھا نہین ہے مع بہادران خاصہ خیل فوج خاصہ اکبر بادشاہ پر حملہ کرتا ہون فتح وظفر تقدیر آسمانی ہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نبرد رگے تا نخواہد خداے + مقربان درگاہ یہ کلام سنکر بحر حیرت مین غوطہ زن ہوکر متحیر ہوے قضارا اس حال کے درمیان مخبرون نے پہونچکر یہ خبر پہونچائی کہ اکبر بادشاہ نے سرحد مالوہ مین شکار کرکے بدولت وسعادت اپنے دار الملک کیطرف مراجعت فرمائی نظام شاہ یہ بشارت سنکر مبتہج اور مسرور ہوا اور دولت آباد کی طرف معاودت کی اور حوض قتلو کے کنارے مقام کرکے سید مرتضی اور امراے برار کہ حاضر آئے تھے اُنھین مخلع کرکے رخصت معاودت فرمائی اور خود احمدنگر جاکر بدستور سابق مہمات مملکت ارکان دولت کے تفویض کرکے پھر گوشہ نشین ہوا اور اسوقت صاحب خان کے جمیع عزیز و اقارب نے منصب امارت پر پہونچکر جاگیرین خوب پائین اور اس بدبخت کا استقلال اندازہ سے گذرا کیونکہ مزاج اقدس مین تصرف تمام کیا تھا الغرض نظام شاہ عین موسم برسات مین دولت آباد کی منزہات کی سیر کیواسطے کہ آیہ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اسکی مصداق ہے عازم ہوا اور وہان پہونچکر قریب چاہ بالاگھاٹ پر مقام فرمایا بعد انقضاے موسم برسات اس سرزمین کے مشائخ کی قبور کی زیارت کرکے انکی ارواح طیبہ کی ترویج کے واسطے نقود وافر فقرا اور سالکین پر تقسیم کیا اسوقت صاحب خان سے پوشیدہ جامہ درویشان زیب تن کرکے صبح کیوقت بقصد زیارت امام رضا علیہ السلام پیادہ پا سراپردہ کے عقب سے روانہ ہوا اور عسکر کے دو تین کوس کے فاصلہ پر کسی پیادہ نے آپ کو دیکھکر خبر ارکان دولت کو پہونچائی وہ پہلے سراپردہ پادشاہی کی طرف دوڑے اور جو اثر بادشاہ کا نپایا اُسکی تلاش مین روانہ ہوے پھر اُسکی ملازمت سے مشرف ہوکر مبالغہ و الحاح تمام واپس لاے ہر چند کوشش کی لیکن ایک مہینے کامل لباس فقر اپنے بدن سے جدا نکیا اور تاج وتخت کیطرف

جہت نفرمائی قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نے سر زمین پر رکھکر سبب نفرت اور کراہت کا بادشاہ سے استفسار کیا
فرمایا سبب نفرت اس دنیائے فانی کا ظاہر ہوا اسکی الفت اور محبت کا سبب البتہ پوچھنا چاہئے اس سے زیادہ
کلام نہ کیا سکوت اختیار کیا اور جب جانا کہ ارکان دولت میرے ارادہ کے مانع ہوتے ہین بادشاہ لاعلاج ہوکر
احمد نگر مین تشریف لایا اور باغ ہشت بہشت مین جو اس شہر کے شمال مین واقع تھا گوشہ نشین ہوا اور خیل و حشم
قاضی بیگ و صلابتخان کے اشارہ کے موافق اُس باغ کے گرداگرد خیمہ اور خرگاہ برپا کرکے اسکی حفاظت مین مشغول
ہوا اور زمانہ نو تعین صاحب خان نے بے اعتدالی شروع کرکے اکثر اوقات مست اور مدہوش مع دو تین ہزار اوباش اور اجلاف
دکن اور فیلان بسیار کوچہ و بازار احمد نگر مین پھرتا تھا اور رعایا برایا کے لڑکون اور لڑکیون کو بجبر و زور مکانون سے
برآمد کرکے باغات میں قیام کرتا تھا اور ہرچند اُسکے بھائی مسمیان جلال خان اور حبیب خان اسے سرزنش کرکے اُن
اعمال شنیع سے منع کرتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا یہانتک کہ ایکدن ایک جماعت کو بھیجکر ارادہ کیا کہ بیٹی میر مہدی کو کہ ایک
سادات صحیح النسب ایران سے تھا اور سلحداران کے سلک مین انتظام رکھتا تھا بزور و جبر پکڑلاوے میر مہدی دروازہ مکان
کا بند کرکے پشت بام پر برآمد ہوا اور تیر و تفنگ کی ضرب سے صاحب خان کے آدمیون کو متفرق اور پریشان کیا اور قاضی بیگ
اور دیگر بزرگان صاحب دخل کے پاس آدمی بھیجکر کمک طلب کی اور جو صاحب خان کے سوا کوئی بادشاہ تک رسائی نہ رکھتا
تھا اور استقلال اور اقتدار اس کا اندازہ سے باہر تھا قاضی بیگ وغیرہ نے طرح دیکر اُس کے علاج مین نہ کوشش
کی صاحب خان نے اسی عرصہ مین اپنے چھوٹے بھائی حبیب خان کو مع دو تین ہزار سوار اور پیادہ اور چند فیل
میر مہدی کے سر پر نامزد کیا اور اس سید بیکس نے جب کسیطرف سے کمک اور مدد نہ پائی تنہا قتال مین مشغول ہو کر
تین چار دکنی معتبر کو بضرب تیر و تفنگ قتل کیا اور آخر کو جب ازدحام اور ہجوم حد سے گذرا میر مہدی کے پسران ناخلف
جو نوکر صاحب خان کے تھے ہدایت کرکے فیلان مست کو عقب خانہ سے دیوارین توڑکر اندر لائے اور اس سید مظلوم کو
درجہ شہادت مین پہونچایا اور اسکی دختر کو صاحب خان کے واسطے لیگئے اور آخر ۹۸۵ نوسو پچاسی ہجری مین سید مرتضے
سبزواری مع امرائے برار علم بادشاہی کے موافق لشکر کے جائزہ کے واسطے درگاہ کیطرف متوجہ ہو کر باغ ہشت بہشت مین
فروکش ہوا اور یہ نام اصلی صاحب خان حسینی تھا اور بوقت نظام شاہ اور بھی آدمی اُسکو حسین خان کہکر پکارتے تھے اسواسطے
صاحب خان نے حسین خان سمت کان ترشیزی کو جو امرائے برار سے تھا پیغام دیا کہ نام اپنا بدل ڈال والا منتظر گوشمال حسین خان
نے یہ امر قبول نہ کیا آخر یہ معنی منجر بہ نزاع و خشونت ہوئے اور صاحب خان فیل مست پر سوار ہو کر مع پانچ چھ ہزار
فوج سے اُس کے مقابلہ کیواسطے یعنے حسین خان کے دائرہ کیطرف گیا اور حسین خان بھی چند سواران سے اُسکے
مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا صاحب خان نے حملہ اول مین اُسکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا حسین خانکو شجاعت
و دلیری بھاگنے سے مانع ہوئی تنہا فیل صاحب خان پر حملہ آور ہوا اور ایک تیر چلہ مین جوڑکر ایسا پیشانی فیل صاحبخان
پر مارا کہ سوفار تک پیوست ہوا فیل چنگھاڑ مارکر بھاگا اور درختون کے درمیان ہر طرف دوڑتا تھا یہانتک کہ
صاحب خان نے باغ مین جاکر فوج سے یہ بات کہی کہ بادشاہ نے تمام غریبون کے قتل کا حکم نافذ فرمایا ہے
لازم کہ حسب الحکم کاربند ہوکر اُنکے مال و اسباب زن و فرزند پر متصرف ہو دکنیان اور حبشیان واقعہ طلب ایسا معاملہ
خدا سے چاہتے تھے ادنی اعلی غریبون کے قتل پر آمادہ ہو کر فوج فوج احمد نگر سے باغ ہشت بہشت کیطرف روانہ ہوئے

امرا اور سلحداران غریب وغیرہ مولئے قاضی بیگ اور سید مرتضی اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری سے کے
تہ رضا بقضا دیکر دیوانعام مین بیٹھے تھے قریب دو ہزار اور پانسو آدمی نے مسلح ہوکر دفع مضرت کیواسطے صفوف حرب
آراستہ کین صاحب خان نے جنگ کرکے انہیں منہزم کیا اسوقت مرتضی نظام شاہ حمام کے اندر کہ باغ ہشت بہشت
کے واقع تھا چلہ مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا شور وغوغا سنکر باغ کے دروازہ سے برآمد ہوا اتفاقا اس وقت
صاحب خان آشفتہ بادشاہ کی ملازمت مین گرد آلودہ پہونچا اور عرض کی کہ سب غریب آپس مین اتفاق اور ہجوم کرکے چاہتے
ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کرکے میران حسین کو تخت پر بٹھاوین نظام شاہ تحقیق صدق وکذب کے واسطے پیادہ پا باغ سے
برآمد ہوا جب افواج غریب کو مسلح اور مکمل دیکھا اور بنظر اینکہ قضیہ سے بخوبی خبر نہ رکھتا تھا صاحب خان کا کلام سچ جانکر
بے تامل ہاتھی پر سوار ہوا چتر سر پر لگایا امرا اور خاصہ خیل حبشی اور دکنی کو جو صاحب خان کے کہنے سے حاضر تھے
غریبون کے مقابلہ کا امر فرمایا سید قاسم اور مرتضی خان اور قاضی بیگ نے آدمی غریبون کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ صحبت
نے رنگ اور پیدا کیا وہ یہ ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس سوار ہوا تم ہرگز تلوار ہمراہان دکن پر نہ کھینچنا کہ باعث بدنامی اور حرام
خوری کا ہے امرائے غریب مثل چغتائی خان اور بابی خان اوزبک و حسین خان ترشیزی اور تیر انداز خان استرآبادی
نے گھوڑے سے اترکر بادشاہ کو دور سے سلام کیا اور ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ کیطرف متوجہ ہوئے
صاحب خان مع برادران اور اعوان و انصار شہر کیطرف حملہ آور ہوا بعضے غریبان سے کہ اپنے مکانون کے گوشہ
مین مخفی ہوئے تھے انکو تہ تیغ کیا اور انکے اموال اور زن و فرزند کی گرفتاری مین مشغول ہوا اور مضمون یوم یفر
المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ ظہور مین پہونچا ۔ مثنوی ۔ سر فتنہ از خواب بیدار گشت + بساط فراغت قضا
درنوشت + زسیل بلا شد عیان رستخیز + نہ روئے اقامت نہ پائے گریز + نہ در خانہ بودی کسے را قرار + نہ
در کوچہ دیدی طریق فرار + کس از خانہ گر پا نہادی برون + شدے تا بر جائے ماندی نہ سر + قاضی بیگ اور سید مرتضی
صلابتخان سے جو محافظت مین بادشاہ کی کوشش کرتا تھا جاکر کہنے لگے کہ کام ہاتھ سے گیا اور قریب ہے کہ عرض ناموس
غریبون کے خاک مین ملجاوے لازم ہے کہ تم عرضداشت ہماری کسی تدبیر سے کہ ممکن ہووے بادشاہ کے ملاحظہ مین
گذرانو صلابت خان نے جب موقع پایا عرضداشت انکی بغل مین دباکر دربار کیطرف متوجہ ہوا اور چونکہ صاحب خان اسوقت حاضر
نہ تھا خاصہ پہونچانیکے بہانہ باغ کے اندر گیا اور آپکو مخزن نظام شاہ مین پہونچایا اور بآواز بلند نظام شاہ کی دعا و ثنا
مین مصروف ہوا نظام شاہ نے آواز صلابتخان کی پہچانی جو اسکا آنا خلاف عادت دیکھا سمجھا کہ اسے کوئی حادثہ پیش
آیا ہے ناچار حمام کے دروازہ پر ایستادہ ہوکر سبب آنے کا پوچھا صلابت خان نے عرضداشت ارکان دولت پیش کی اور
زبانی بھی حقیقت حال مشروحا اور مفصلا معروض کی نظام شاہ نے متحیر ہوکر صلابت خان کو حکم فرمایا کہ صاحبخان کو
خواہی نخواہی شہر سے نکالو کہ غریبون کے ایذا اور آزار مین نہ کوشش کرے صلابت خان نے شہر مین جاکر
صاحب خان کو بزجر و اہانت تمام نکالا اور اس کے بعد صاحبخان صلابت خان کے قتل مین ساعی ہوا جو زمانہ اسکے
موافق تھا اسواسطے صلابت خان جنگل مانگ دون کیطرف بھاگا نظام شاہ اس حال سے مطلع ہوا اور
صلابت خان کو طلب کیا اور امارت کلان اور منصب سرنوبتی سے قوی کیا اور خاصہ خیل کو اس کا محکوم
فرمایا اور انہین دنون ایک جماعت اعیان سے قاضی بیگ کی خیانت پر مدعی ہوئی تھی نظام شاہ نے اسے معزول کرکے

ایک قلعہ مین قید فرمایا اور بعد دو تین مہینے کے دشمنون نے عرض کی کہ قاضی بیگ دو لاکھ ہون نقد اور جواہرات خزانے سے لیکر متصرف ہوا ہی اور جو کچھ مملکت مین دست اندازی کی اسکے علاوہ ہی اگر حکم ہووے یہ مبالغ اس سے ہم واپس کرین نظام شاہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عبارت اسکے جواب ترقیم فرمائی کہ جب اپنے سید عزیز نے ذلت خیانت اپنی نسبت قرار دیکر اس مختصر جیفہ دنیا کو ہمارے خزانہ سے طمع کی اس سے واپس لینا نہایت بیمروتی ہی یہ روپیہ ہمنے اسکو معاف کیا چاہیے کہ اسے قید سے رہا کرکے مع جمیع جہات و عیال و اطفال اسکے کشتی پر سوار کرکے وطن مالوف کیطرف روانہ کرو چنانچہ عمدہ داران نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اسکے بعد منصب پیشوائی اگرچہ اسد خان ترک کے ساتھ رجوع ہوا لیکن صلابتخان نے اس منصب سے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا استقلال اسکا اندازہ سے گذرا اور صاحبخان ذلیل مطلق ہوا اور باوجود اس حال کے تعلق خاطر بادشاہ اپنی نسبت جانتا تھا کہ کس درجہ ہی لیکن صلابتخان کی سختگیری سے عاجز آیا اور از روے تکبر و نخوت باتفاق اعوان و انصار مع دو تین ہزار سوار اور فیلان بسیار احمد نگر سے نکلگیا نظام شاہ اس خوف سے کہ اگر لشکر اسکے پکڑنے اور پھیرنے کیواسطے نامزد فرمایا جاوے مبادا از روے بے اعتدالی جنگ کرے اور مارا جاوے اسواسطے خود نعش اور وہ لکے میلانے پالکی مرصع مین سوار ہوکر پیچھے اسکے روانہ ہوا اقتضار صاحبخان جب حوالی احمد آباد مین پہونچا پہلا خطہ پائے حصار تک گیا اور مردم درونی نے وصول لشکر بیگانہ سے واقف ہوکر دروازہ مسدود کیا اور چند توپ کلان اور گروہ اسکی فوج پر سر کئے اور ایک جماعت مردم معتبر سے ضائع ہوئی اس درمیان مین نظام شاہ پیچھے سے پہونچا صاحبخان چونکہ چارہ نرکھتا تھا ایلچی اسکے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ دو شرط سے میرا وصال میسر ہوسکتا ہی ایک یہ کہ صلابتخانکو درگاہ سے دفع کرے دوسرے یہ کہ شہر بیدر علی برید سے لیکر مجھے جاگیر مین عطا فرمایا جاوے نظام شاہ کہ اسکا عاشق زار تھا دونون امر ونکا متعہد ہوا صلابت خانکو قصبہ بیر کیطرف کہ اس کی جاگیر تھی رخصت فرمایا اور شہر بیدر کو محاصرہ کرکے اسکی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید نے عادل شاہ سے کمک طلب کی اسنے ہزار سوار اسکی مدد کو مقرر کیا اور میان اس حال کے خبر پہونچی کہ اسکا بھائی شہزادہ برہان جو کہ قلعہ مین قید تھا خروج کرکے احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا ہی نظام شاہ نے میرزا یادگار کندی اور سر لشکر ابراہیم قطب شاہ کو مع سات آٹھ ہزار بیدر کے محاصرہ کو متعین رکھکر خود بہمراہی صاحب خان احمد نگر کیطرف روانہ ہوا اور اسی چند روز کے عرصہ مین لشکر عادل شاہی احمد آباد بیدر کے اطراف مین پہونچا مردم قطب شاہ کہ بہانہ طلب تھے گلکنڈہ کیطرف روانہ ہوئے اور میرزا یادگار ترک محاصرہ کے واسطے مشغول ہوا اور شہزادہ برہان احمد نگر کے اطراف مین آیا اور بارہ ہزار آدمی کہ صاحبخان کی وضع اور اطوار سے رنجیدہ تھے اس سے ملحق ہوئے اس سبب سے نظام شاہ متفکر ہوا صلابت خان اور خاصخیل اور دیگر امرا کہ صاحبخان کی بے اعتدالی سے آزردہ تھے فرامین استمالت بھیجکر انھین طلب کیا جب وہ نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچے صاحبخان نے صلابت خان کے آنے سے بیرنجش بہم پہونچائی ابھی احمد نگر کیطرف نہ پہونچا تھا کہ وہ اپنے بھائیون اور اعوانکو لیکر دکن کیطرف گیا اور نظام شاہ نے اسکی طرف اصلا توجہ نفرمائی احمد نگر مین داخل ہوا اور ہاتھی پر سوار ہوکر کوچہ بازار مین پھرا دوسرے دن جب شاہزادہ برہان باغ ہشت بہشت مین آیا پھر ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور کالا چبوترہ کے نزدیک ہاتھی کو ایستادہ کیا اسد خان اور دوسرے سردارونکو مع توپخانہ شہزادہ برہان کے مقابلہ کو نامزد فرمایا انھون نے جنگ کرکے شہزادہ کو برہانپور کیطرف مفرور کیا اور نظام شاہ مظفر و منصور قلعہ مین داخل ہوکر بدستور اول گوشہ نشین ہوا

اور سید مرتضی سرلشکر برار کو فرمان بھیجا کہ صاحب خان کو تسلی کرکے بحفاظت و اعزاز تمام حضور مین روانہ کرے اگر وہ انکار کرے اسکی گردن مار کر گھوڑے اور ہاتھی اُسکے درگاہ مین بھیجے اتفاقاً صاحبخان جب قصبہ عنبر کی حوالی مین پہونچا چونکہ طبیعت اسکی خلاف مرکوز تھی اور نفس امارہ نے اُسے مغلوب اور منکوب کیا تھا اس سبب سے بجیخان قزلباش کو جو امرائے برار سے تھا اور قلعہ ریحجی مین اقامت رکھتا تھا پیغام کیا کہ اپنی بہن میرے حبالہ نکاح مین لاکر منتظر خلاع رہ بحری خان نے اس پیغام کو جواب دیا کہ مرغ فروش کی بیٹی کو کیا مناسبت کہ امرائے کبار سے طالب پیوند و وصلت ہووے صاحبخان یہ جواب سنکر آشفتہ ہوا اور قصبہ ریحجی پر تاخت لے گیا بحری خان کہ جماعت قلیل رکھتا تھا تاب مقاومت نہ لایا اپنے اہل و عیال کو لیکر جالنہ کی طرف بھاگا اور باتفاق خان شیرازی کے حقیقت حال لکھکر طریق اخلاص اور نجات استفسار کیا جو سید مرتضی کو فرمان صاحب خان کی روانگی کے بارہ مین پہونچا تھا لہذا خداوندخان اور دوسرے امرا کو نامزد کرکے یہ فہمائش کی کہ صاحب خان کے پاس جاکر اسے احمدنگر روانہ کرو اور پوشیدہ خداوندخان سے کہا کہ اس بدبخت کے دست تظلم سے ایک عالم ایذا مین ہے مناسب ہے کہ کوئی تقریب اٹھاکر اسے قتل کرین خداوندخان اور امرائے دیگر بطریق استعجال جالنہ کیطرف پہونچے جمشید خان اور بحری خان بھی انکے ہمراہ ہوکر صاحب خان کے اردو کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ اجل رسیدہ اپنی جگہ سے نہ ہلا یہانتک کہ یہ لوگ وہان پہونچے اور سراپردہ کے باہر ایستادہ ہوکر از روئے تمسخر اور استہزا پیغام کیا کہ ہم بادشاہ کے فرمان کے موافق آئے ہین اگر حکم ہو سلام کے واسطے مشرف ہون باعث سرفرازی ہوگا صاحب خان اسوقت مے نوشی مین مصروف تھا بلا توقف انھین سراپردہ مین طلب کیا جب اسکی نگاہ انپر پڑی مسلح دیکھکر مضطرب ہوا اور تعظیماً ایستادہ ہوا اور ایک ایک امرا کو نظر غور و تامل سے دیکھا جب خداوندخان کی باری آئی اس سے بغلگیر ہوا اور خداوندخان نے فریاد اُٹھائی کہ صاحب خان نے مجھے بغل مین دبا کر پسلیان توڑے ڈالتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرا گلا گھونٹے حالانکہ خداوندخان نے عمداً اُسے آغوش مین پکڑکر ایسا دبایا کہ اُس کے پہلو کی ہڈیان شکستہ ہوگین اور وہ بیہوش ہوگیا پھر بھی اکتفا نکرکے ضرب خنجر سے کام اس ناپاک کا تمام کیا اور بھائیون اور انصارون نے جب ایسا دیکھا ہر ایک نے اپنی راہ لی اور جب خداوندخان شر اس خبیث کا دفع کرکے مع امرا سید مرتضی کے پاس گیا اور حقیقت حال بیان کی سید مرتضی نے عریضہ نظام شاہ کو لکھا کہ جان نثار نے فرمان واجب الاذعان کے موافق ایک جماعت کو صاحب خان کے پاس بھیجکر تاکید کی کہ اُسے دلاسا دیکر درگاہ عرش اشتباہ مین روانہ کرین مگر صاحب خان عنان عقل دست استقلال سے چھوڑکر جنگ و امن جنگ مین مارکر مارا گیا اور اس سبب سے کہ مردم حضور اس معنی سے راضی تھے مضمون عریضہ کا اس ڈھب سے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ وہ مقام رضا مین ہوا اور پھر دوبارہ اس مقولہ سے ایک حرف زبان پر جاری نہ کیا اسکے بعد صلابت خان معاند کے بلا خرخشہ متکفل مہمات سلطنت ہوا چند سال باستقلال تمام حکمرانی کی اور اس عرصہ مین محمد اکبر بادشاہ کا ایلچی مکرر احمدنگر مین آیا اسے خوشوقت اور مقضی المرام رخصت کیا اور صلابت خان کے عہد پیشوائی مین اس مرتبہ عدل اور ضبط نے رواج پایا تھا کہ تجار وغیرہ بفراغ تمام آمد و شد کرتے تھے اور بعد سلطان محمد بن علاء الدین حسن جینی کی ولایت مرہٹ مین کسی شخص نے مثل صلابتخان کے امنیت و ضبط بمرتبہ کمال نہ پہونچایا تھا خواجہ نعمت اللہ طرانی اور خواجہ عنایت اللہ اور مثل انکے اور لوگونکو لشکر و حشم دیکر حکم کیا کہ جمیع ممالک محروسہ مین ہمیشہ روند گشت پھرتے رہین اور جس شخص پر چوری کا اطلاق خفیف بھی ثابت

اگرچہ ایک سبب ہو ملا توقف قتل کرین اور خود بھی آبادی ملک اور باغ و بستان اور قصبات کے احداث مین کوشش کرکے
عمارات عالیہ تیار کی ازانجملہ عمارت باغ فرح بخش آثار اُسکے سے ہی اسواسطے کہ چنگیز خان نے دراصل اُسکی بنیاد ڈالی
تھی اور نعمت خان سمنانی نے اہتمام کرکے سنہ ۹۰۲ نوسودو ہجری مین اتمام کو پہونچایا اور جب نظام شاہ نے اُس باغ
کی سیر کیواسطے تشریف ارزانی فرمائی وہ عمارت اُسکی طبع مشکل پسند کے پسند نہ پڑی نعمت خان کو اس عمارتکی داروغگی
سے معزول کیا اور صلابت خان کو بجائے اُسکے منصوب کرکے فرمایا کہ اس عمارت مین اگرچہ زرخطیر صرف ہوا ہی لیکن مسمار
کرکے اور نقشہ و دیگر طرح سے بنا کرے جب وہ باغ تیار ہوا شاہ احمد مرتضی خان انجو نے یہ تاریخ اُسکی صفت مین کہی
تاریخ ارباب نشاط را خبر کن شاہا + بر باغ فرح بخش گذر کن شاہا + نعمت خان را زبہر تاریخ بنا + از باغ فرح بخش
بدر کن شاہا + اور یہ امر بھی خلایق کے درمیان مین مشہور ہی کہ صلابت خان کے عہد داروغگی مین پانچ لاکھ درخت انبہ اور
املی کے اُسکے لگائے ہوئے مدت دراز تک رہے اور باعث ذکر خیر ہوئے اور جملہ توفیقات صلابت خان تربیت
ملا ملک قمی اور ملا ظہوری سے ہی اُنکے قدوم کو گرامی رکھکر وظائف اور انعامات لائق سے مخصوص کیا اور جب عمارت
فرح بخش دوبارہ سنہ ۹۰۹ نوسو نو ہجری مین تیار ہوئی صلابتخان نے اس باغ مین شادی اور جشن قرار دیکر اعیان واشراف اور
شعرا کو طلب کیا اور ہر ایک سے بہ لطف و عنایت پیش آکر مسرور اور مبتہج فرمایا اور ملا ملک قمی نے ایک قصیدہ غرا اُسکے
اُسکی صفت مین کہا قصیدہ ای تو بہشت برین این چہ شکوہست و شان + ہم چو گلہت شہ نشین بار گہت شہ نشان + بزم ترا
بہشت خلد سقف ترا انیشگہ + بام ترا نہ فلک پایہ از نردبان + کوس تحکم بزن مین کہ درختان سرو + صف زدہ از چار
سوئے بہ صفت چاکران + ہم یم فیض ازل بارگہت ہم نشین + ہم گل روے صفا با اثرت توامان + سقف تو بر باد داد
رفعت خرگاہ چرخ + کاخ تو بر خاک ریخت آب رخ کہکشان + سنبل بستان تو صید طرب رامکند + خار گلستان
تو چشم حسد را سنان + چرخ زگرد رہت دوختہ بر تن حریر + مشتری از فتنہ ات ماند بسر طیلسان + بافتہ دست
قضا از گل سقفت سرید + ساختہ ترک قدر زابروئے طاقت کمان + از گہر فیض تو ابر بدست صبا + تحفہ فرستد
بہ بحر ہدیہ فرستد بکان + لطف تو گرد خیال گلبند و اندیشہ را + چہرہ مافی الضمیر دیدہ بہ بیند عیان + گر کند ابر و مبند
شاہد تصویر تو + خامہ بہزاد را تاب دہد در بنان + غنچہ تصویرت ار بشگفد از ابر کلک + عقد کند خندہ ات
در گلوئے زعفران + سبکہ زمین نقش بست وصف ترا در ضمیر + سید مد از جیب خاک سبزہ بشکل زبان +
گر صبا صرد ہد لطف تو سرمایہ + خاک دہد مردہ را زندگی جاودان + فیض ہوایت اگر مایہ دہد بادرا + نقطے جبل
بروا زتن کوہ گران + سدہ تو کعبہ وار مامن فتح و ظفر + طاق تو محراب وار قبلہ پیر و جوان + خاک سکر حق ار سرمہ
دہد باورا + بر نظر خاکیان آب شود استخوان + اور سنہ ۹۰۸ نوسو آٹھ ہجری مین علی عادل شاہ شہید ہوا اُسکا بھتیجا ابراہیم عادلشاہ
نو برس کے سن مین نائب مناب ہوا صلابت خان نے یہ امر نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچایا اور تسخیر اُس کے
ممالک کی سہل ترین وجہ نظام شاہ پر ظاہر کی اسواسطے نظام شاہ نے صلابت خانکو ارسال لشکر کیلئے مامور کیا
اور بہزاد الملک کو کہ غلامان چرکس سے تھا سپہ سالار کیا اور امیر الامرا سید مرتضی کو مع لشکر برار ہمراہ کرکے بعظمت
و شوکت تمام عادلشاہ کی سرحد مین روانہ کیا جب یہ جماعت قلعہ شاہ درک کے اطراف مین پہونچی امرائے عادلشاہی
اُسکی مواجہہ کو روانہ ہوئے اور پانچ چھ کوس کے فاصلہ پر ایک مہینے کامل ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ ایستادہ کرکے فرکش رہے

شہ لوا مرلسے شاہی کو یہ دریافت ہوا کہ سید مرتضیٰ بہزاد الملک کی سپہ سالاری سے آزردہ ہوا اور ملک دیگا افواج آراستہ کی اور ابھی تھوڑی رات باقی تھی کہ روانہ ہوئے اور صبح کیوقت کہ ترشح باران تھا اور مردم فوج نظام شاہی نہایت غفلت میں پشت خیمہ اور رہال میں پڑے تھے منزل مقصود میں پہنچکر نقارہ حربی بجانے لگے اور بہزاد الملک نے کہ ہنوز کوئی مرتب موافق دلخواہ نہین تا اب آراستہ کی تھی سراسیمہ برخاست کرکے اُردو سے باہر گیا اور امرا و سپاہ اسکے پاس فراہم ہوئے تھے کہ دشمن کی فوج آپہونچی تاخت لاکر جنگ مین مصروف ہوئی اور قریب مع ذخیرہ و ہاتھی نامی کے بہزاد الملک کو بحال ابتر منہزم کیا اور سید مرتضیٰ نے کہ اس سے بہت فاصلہ پر فرودگاہ تھا خبر نہ پہونچنے کا بہانہ کرکے صلابت خان کو لکھا کہ بہزاد الملک نے جو تعجیل جنگ مین کی اور رفقا کے پہونچنے کا انتظار نہ کیا اس سبب سے اُسے چشم زخم پہونچا انشاء اللہ تعالیٰ اب احسن وجوہ سے تدارک ہوگا صلابت خان نے فرمان سپہ سالاری اُسکے نام بھیجا سید مرتضیٰ اس امر سے خوش ہوا اور خیل و حشم کی فراہمی مین کوشش کی اسی درمیان مین ابراہیم قطب شاہ جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوا اور اسکا فرزند محمد قلی قطب شاہ جانشین ہوا اور لشکر قطب شاہ کہ افواج نظام شاہی کی کمک کیواسطے اس سفر مین ہمراہ تھا بیدل ہوکر متفرق ہوا اور سید مرتضیٰ نے شاہ میرزا اصفہانی کو کہ قطب شاہ کا وکیل سلطنت تھا موافق کرکے ایسا کیا کہ محمد قلی قطب شاہ کو مدد کیواسطے طلب کیا اور باتفاق قلعہ شاہ درک کو محاصرہ کیا اور چار پانچ مہینے تک چہار طرف سے بنیاد جنگ ڈالی اور خداوند خان اور بحری خان قزلباش نے ان دنون مین نہایت جان نثاری اور مردانگی کرکے نشان شجاعت کے فلک الافلاک پر پہونچائے اور تھانہ دار قلعہ محمد آقا ترکمان نے اعلام مدافعہ بلند کرکے قلعہ کی محافظت مین تقصیر نہ کی اور ہرچند نظام شاہ اور قطب شاہ اس سے منصب اور عمارت وغیرہ کا وعدہ کرکے چاہتے تھے کہ فریب دیوین مفید نہ پڑا اور اُسنے مجادلہ اور محاربہ اور حفظ حصار مین تقصیر نکی ہمہ تن مصروف ہوا اس سبب سے ہر روز ایک جماعت لشکر نظام شاہ اور قطب شاہ سے مقتول ہوتی تھی اور فتح میسر نہوئی اور سید مرتضیٰ اور قطب شاہ طول محاصرہ اور سپاہ کی ہلاکت سے دلگیر ہوکر کہنے لگے کہ ہم یہ محنت عبث تسخیر قلعہ مین کھینچتے ہین مناسب یہ ہے کہ بیجاپور کی فتح مین مشغول ہون اور جسوقت دار الملک مفتوح ہوا اور قلعون اور شہرون کی تسخیر سہل ترین وجہ میسر ہوگی پس باتفاق وہان سے کوچ کرکے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ اس مقام پر بھی ملازمان بزرگ کے درمیان مناسب کے سبب آپس مین نزاع تھی کوئی شخص لشکر بیجاپور کے دفع شر مین متوجہ ہوتا تھا سید مرتضیٰ اور قطب شاہ نے بخوبی تمام اُسے محاصرہ کیا اور جیسا کہ مذکور ہوا بعد مدت مدید بیجاپور کی فتح سے بھی مایوس ہوکر قطب شاہ نے اپنی ولایت اور سید مرتضیٰ اور بہزاد الملک نے نظام شاہ کی مملکت کیطرف مراجعت کی اور سنہ نوسو بانوے ہجری مین صلابت خان نے نظام شاہ کے حکم کے موافق قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری کو مع جماعت مردم معتبر بیجاپور کیطرف بھیجا تو عادل شاہ کی بہن کو شہزادہ میران حسین کے واسطے خواستگاری کرے اُسوقت مین فرمان جمشید خان شیرازی کے نام صادر ہوا کہ مع لشکر و جمعیت اپنی قاسم بیگ کے ہمراہ بیجاپور کی طرف جاوے جمشید خان نے جواب دیا مین تابع سید مرتضیٰ کا ہون مضمون فرمان تمسے مین سنتا ہون جو کچھ وہ فرماویگا اُس پر عمل کرونگا اور سید مرتضیٰ نے کہا کہ نظام شاہ نے مجھے فرمایا ہے جب تک فرمان میرے خط خاص سے مزین نہو عمل نہ کرنا جو یہ پروانہ اسکا دستخطی نہین ہے مین اُسپر عمل نہین کرتا اور تمکو رخصت نہین دیتا ہون جمشید خان نے یہ مضمون صلابت خان کو لکھکر فساد بیجا کا سامان کیا اور کام اس نہایت

کو پہونچا کہ اسی سال سید مرتضی مع لشکر برار بنہایت شوکت و شان سے صلابت خان کے دفع کے ارادہ پر احمد نگر
کی طرف متوجہ ہوا لیکن اس مرتبہ ایک جماعت مردم معتبر سے درمیان مین آئی اور صلابت خان اور سید مرتضے
کے درمیان صلح و مصالحہ کرا دیا سید مرتضی برار کیطرف روانہ ہوا اور بعد چہ ماہ کے پھر دوبارہ سے خصومت کے
مفتوح ہوے سید مرتضی دوبارہ سنہ مذکور مین پھر صلابت خان کے دفع کیواسطے عازم و جازم ہوا اور بعد ان
اسکے کہ احمد نگر سے لشکر اسیر نامزد ہوے بدستور سابق لشکر برار فراہم لاکر باشوکت و ہیبت تمام احمد نگر کی سمت
متوجہ ہوا صلابت خان نے یہ لشکر سمت لشکے علاج پر مقرر کی مرتضی نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت سے باغ فرح بخش
مین لیگیا وہان تقریبات اُٹھاکر عمارت بعد اوکہ قلعہ کے اندر واقع ہو اسکی عبادت کے واسطے مقرر کیا کہ آنحضرت دوبارہ
قلعہ احمد نگر کیطرف تشریف لیجاوین اور فتح شاہ نام ارباب نشاط کو کہ حسن و جمال سے آراستہ و شطرنج بھی خوب کھیلتی
تھی بدمت کے بہانہ قلعہ مین داخل کیا اور نظام شاہ بعد چند روز کے اُس پر فریفتہ ہوا اُسے اپنی ہمبستری سے مشرف
کیا اس درمیان مین سید مرتضی مع لشکر عظیم احمد نگر کے اطراف مین دو آیا اور کالا چبوترہ کے قریب فروکش ہوا اور صلابتخان
نے اسکا آنا اسطرح سے نظام شاہ کے ذہن نشین کیا کہ اس سے رخصت حاصل کی اور شاہزادہ میران حسین کے
ہمراہ بکاب سید مرتضی کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ غالب آیا سید مرتضی اور خداوند خان مغلوب اور منکسر
ہوکر برار کیطرف بھاگے اور ساز و سلب اور ہاتھی انکے صلابت خان کے ہاتھ لگے اور صلابت خان کے تعاقب
لشکر سے انھین توقف میسر ہوا برہانپور کے راستے سے اکبر بادشاہ کے پاس گئے اور اس سال شہزادہ برہان کو
بعضے مردم فتنہ انگیز بلباس درویشان احمد نگر مین لائے اور یہ تجویز کی کہ صلابت خان کو حالت غفلت مین
پہلے قتل کرین اسکے بعد نظام شاہ کو معزول کرکے برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھائین قضارا اسکی صبح کو یہ ارادہ
وقوع مین لایا چاہتے تھے کہ صلابت خان نے آگاہی پائی برہان شاہ اسی لباس مین کوکن کیطرف بھاگا اور اس
مقام مین بھی توقف موجب ہلاکت سمجھکر گجرات کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گیا قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی عادل شاہ
کی بہن میران حسین کے عقد نکاح مین لائے اور اکبر بادشاہ نے اس سال تسخیر دکن کی عزیمت کی خان اعظم عزیز کوکا
کو اسی عرصہ مین مالوہ کا حاکم تھا سپہ سالار کرکے مع برہان شاہ اور سید مرتضی اور تمام سرداران دکن کو کہ اُسکے ہمراہ
کرنے ولایت نظام شاہ کیطرف روانہ کیا اور ان دنومین چاند بی بی زوجہ عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کو دیکھنے
آئی تھی صلابت خان نے دلاور خان وکیل سلطنت عادل شاہ کو پیغام کیا کہ حسین نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو چاند بی بی
کے جہیز مین دیا تھا اب عادل شاہ فوت ہوا اور چاند بی بی بیوہ ہوکر اسطرف آئی مناسب ہے کہ وہ قلعہ نظام شاہ
کے گماشتون کے سپرد کرین دلاور خان نے یہ امر قبول نہ کیا صلابت خان نے اظہار رنجش کی اور علی عادلشاہ
کی بہن کو مع شہزادہ میران حسین دولت آباد کیطرف بھیجا کہ جسوقت عادل شاہ قلعہ شولاپور دیوے جشن شادی
کرکے دولہن کو داماد کے سپرد کرین والا موقوف اور معطل رہے اور اس عرصہ مین خبر وصول لشکر اکبر بادشاہ مالوہ مین پہونچی
صلابتخان نے اس بیت پر عمل فرمایا بیت کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان * مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند
کے میرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار اُنکے مقابلہ کو بھیجے میرزا محمد تقی برہانپور مین گیا اور راجہ علیخان سے ملاقات
کرکے انکو بالمرہ اپنے متفق کیا اور عزیز کوکا نے یہ لشکر شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علیخان کے پاس بھیجا تو اسے لشکر دکن کی موافقت سے

پشیمان ہوکے ساتھ اکبر بادشاہ کے متفق کرے یہ امر صورت پذیر نہوا شاہ فتح اللہ نے سہیل معصوم و عزیز کوکا سے کے
پاس سے مراجعت کی اور جوان دنون مین عزیز کوکا اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان منازعت
تھی میرزا محمد تقی اور راجہ علیخان مع لشکر دکن اعلام عبارت کے بلند کرکے اکبر بادشاہ کی ولایت مین در آئے
اور ہنڈیہ کیطرف کہ مالوہ اور دکن کی سرحد ہے مقابل عزیز کوکا کے نزدیک ہوئے چند روز کسی نے جنگ مین پیشقدمی اور
سبقت نہ کی آخرالامر عزیز کوکا نے صلاح وقت جنگ مین نہ دیکھکر رات کیوقت تاخت کی اور جبر راہ سے ولایت برار مین آکر ایلچپور اور بالاپور
کو غارت کیا اور جو میرزا محمد تقی اور راجہ علیخان ہنڈیہ سے کوچ کرکے تعاقب کیواسطے دوڑے عزیز کوکا کو توقف میسر نہوا اندر بار
سے ولایت مالوہ کی طرف مراجعت کی اسوقت راجہ علیخان برہانپور کیطرف گیا اور میرزا محمد تقی احمدنگر کی سمت راہی ہوا
اکبر بادشاہ جو متوجہ اور مہمات مین تھا اور سلاطین دکن بھی نہایت شوکت اور قوت مین تھے طرح دیکر اس مہم مین ساعی نہوا
اندران سنوات مین فتح شاہ ارباب نشاط جو دستگرفتہ صلابت خان تھی اسنے نظام شاہ کے مزاج مبارک مین تصرف
تمام بہم پہونچایا اور چند قصبہ جاگیر اسکی ہوئے اور قسم قسم جواہر اور زیور مرصع سے جو کچھ چاہتی تھی اُس بادشاہ کی سرکار سے
لیتی تھی اور روز بروز قرب و منزلت اسکی افزون ہوتی تھی یہانتک کہ وہ مالے قیمتی کہ رام راج کی غنائم سے تھے
اور مروارید اور یاقوت و لعل اور زمرد وغیرہ مین قرینہ سے آمیختہ و منتظم تھے طلب کئے مرتضی نظام شاہ نے بسبب فرط
عشق اور استغنائی سے کہ جبر و کان اسکے نزدیک وجود نہین رکھتا تھا صلابت خان کو حکم کیا کہ وہ دونون مالے فتحی شاہ لولی
کے حوالہ کرے لیکن صلابت خان نے معذرت کرکے اسکے دینے سے انکار کیا جب مبالغہ بادشاہ کا حد سے گذرا
ارکان دولت سے مشورہ کیا سبھون نے اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ دو مالے اور ان مالون کی شبیہ مین فتحی شاہ کو دینا
چاہیے صلابت خان نے انکے کہنے پر عمل کیا اور بعد چند روز کے فتحی شاہ اس معاملہ سے واقف ہوکر بادشاہ سے
عرض پیرا ہوئی کہ یہ مالے رام راج کے نہین ہین نظام شاہ غضبناک ہوا اور صلابت خان سے فرمایا کہ جسقدر جواہر میری سرکار
مین ہین صندوقچون سے برآورد کرکے جواہرخانہ مین فراہم کر کہ نظر ثانی اور تماشا کرون صلابتخان نے مقصد سمجھکر ان دو
تسبیح اور جواہر نفیسہ کو پوشیدہ کیا اور باقی ایوان معہود مین قرینہ اور ترتیب سے چنا نظام شاہ لوگون کو علیحدہ کرکے
مع فتحی شاہ وہان گیا اور جب وہ تسبیح اور جواہرات قیمتی نہ دیکھا نہایت ناراض ہوا اور اپنے ہاتھ سے اس جواہرات کو
ایک جا فراہم کرکے فرش نفیسہ مین کہ وہان موجود تھا لپیٹ کر آگ مین ڈالا اور وہان سے برآمد ہوا اور جب ارکان دولت
اس اشیا کی محافظت کیواسطے دوڑے فرش و فروش سوختہ کے سوا کچھ نظر نہ آیا بتعجیل تمام آگ کو بجھاکر جواہر اور
زیور مرصع برآورد کیا موتیون کے سوا کسی چیز کو آسیب نہ پہونچا تھا اور لوگون نے اس بات کو بادشاہ کے جنون اور
دیوانگی پر گمان کیا اس تاریخ سے خلقت اسے دیوانہ کہنے لگی اور لولیون نے نظام شاہ سے عرض کیا کہ ارکان دولت
آپکی بیوقوفی سے واقف ہوکر چاہتے ہین کہ آپکے فرزند ارجمند میران حسین کو تخت پر بٹھاوین یہ سنکر لخت جگر کے قتل پر عازم ہوا
ہرچند کوشش کی کہ اسے کسی طور دستیاب کرکے ہلاک کرے صلابت خان اسے نہ دیتا تھا حیلہ و حوالہ مین دفع الوقت کرتا تھا اس
درمیان مین ابراہیم عادل شاہ دلاور خان حبشی کے صلاح و مشورہ کے باعث مع فوج جنگی نظام شاہ کی سرحد مین آیا
اور یہ پیام دیا کہ شہزادہ میران حسین کی زوجہ کو رخصت کرین یا اسکی پالکی جو ہمنے بھیجی ہے واپس بھیجین صلابت خان نے
جواب دیا کہ جبتک قلعہ شولاپور ندوگے یہ مقصد حاصل نہوگا عادلشاہ صلابتخان کی سخت گوئی سے مقام خصومت مین

ہوا اور اسکو محاصرہ کیا نظام شاہ یہ امر صلابت خان کی بے اعتدالی سے سمجھکر رنجیدہ ہوا اور اُس سے پوچھا کہ تو حرامخوار
ہی یا حلال خوار صلابت خان نے جواب دیا کہ مین بندہ با اخلاص ہون نظام شاہ نے کہا مین تیری نافرمانی سے آزردہ
ہون اور قدرت تیری قید و حبس پر نہین رکھتا صلابت خان نے سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ کوئی قلعہ میرے محبس کیواسطے
مقرر فرماوین تو مین خود مطوق او مسلسل ہوکر اس مین جاکر غبار خاطر اقدس محو کرون نظام شاہ نے کہا قلعہ وندراجپور
کیطرف رجوع ہو وہ ترک سادہ فی الفور اپنے مکان پر آیا اور زنجیر اپنے پانون مین ڈالکر پالکی مین سوار ہوا اور اپنے
متعلقون کو حکم کیا کہ مجھے قلعہ وندراجپور مین قید کرو اور نظام شاہ نے عہدہ وکالت پر قاسم بیگ حکیم کو اور منصب وزارت
پر میر محمد تقی نظیری کو منصوب فرمایا اور حکم کیا کہ عادل شاہ کے ساتھ صلح کرین چنانچہ اُنھون نے اُس کے فرمانے پر عمل کیا یعنے
عادل شاہ صلح کرکے سرحد سے پلٹ گیا اور خواہر عادل شاہ کو کہ اب تک داماد کے سپرد نہ کیا تھا جشن و شادی
بزرگ ترتیب دیکر میران حسین شہزادہ کے سپرد کیا اور نظام شاہ پھر دوبارہ قتل فرزند پر آمادہ ہوا اور قاسم بیگ
او میرزا محمد تقی سے یہ بات کہی کہ اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا غالب ہوا اسے میرے دربار مین حاضر کرو یہ حق
ہوکر شکر الٰہی بجالائے اور اسی وقت شہزادہ کو قلعہ کے اندر باپ کے پاس بھیجا ابتدا مین نہایت شفقت سے پیش آیا
اور عمارت بغداد کے قریب اسے ایک حجرہ مین جگہ دی دوسرے دن اسے نہالی اور بالاپوش مین لپیٹ کر
حجرہ مین آگ لگادی اور دروازہ باہر سے بند کیا میران حسین جسطرح کہ ممکن ہوا نہالی اور بالاپوش کے درمیان سے
برآمد ہوا اور جو حجرے مین دھوئین کے سبب اندھا دھند تھا آپ کو شگاف دروازہ مین پہونچاکر ازروے اضطرار
فریاد کی یہان تک کہ فتحی شاہ لولی خبردار ہوئی اور اس نے رحمدلی اور ترحم سے دروازہ کھولا اور میران حسین کو
برآوردہ کرکے قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہونچایا اُنھون نے اسے پالکی مرصع مین بٹھاکر پوشیدہ دولت آباد کیطرف
بھیجدیا نظام شاہ بعد دو تین روز کے اس حجرے مین گیا جب ہڈیان اپنے فرزند کی اس خاکستر مین نہ دیکھین فتحی شاہ
لولی سے استفسار کیا اُس نے عرض کی شاید استخوان اسکے خاکستر ہوگئین ہون نظام شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور تشدد
اور تہدید نہایت کی فتحی شاہ نے کہا مین نے اسے قاسم بیگ اور میرزا تقی کے سپرد کیا ہی نظام شاہ نے قاسم بیگ
اور میرزا محمد تقی کو قلعہ کے دروازہ کے قریب طلب کرکے حقیقت حال استفسار کی وہ مصلحت ملک کیواسطے انکار کرکے
بولے ہم اس واقعہ سے خبر نہین رکھتے نظام شاہ طیش مین آیا دونون امیرون کو مقید اور محبوس کرکے مہمات
سلطنت میرزا محمد صادق اردوبادی سے رجوع فرمائے جب اُس نے بھی شہزادہ کے قتل مین اطاعت نہ کی بعد نو روز
کے اسے بھی مقید اور محبوس کیا پھر سلطان حسین سبزواری کو جسکا مولد احمدنگر تھا منصب وکالت دیکر بخطاب میرزا خان عہدہ
پیشوائی پر مخصوص فرمایا اور وہ جو ارادہ بادشاہ کا جانتا تھا فتحی شاہ اور اُسکے عزیز و اقارب کو زر خطیر دیکر راضی
کیا اور پوشیدہ دلاور خان کے پاس ایلچی بھیجکر پیغام کیا کہ یہ بادشاہ محض دیوانہ ہوکر چاہتا ہی کہ اپنے فرزند کو قتل کرے
اگر تم میری امداد اپنے ذمہ ہمت پر مناسب اور فرض جانکر اس سرحد کیطرف متوجہ ہو ممکن ہی کہ ہم باپ کو معزول
کرکے بیٹے کو تخت پر متمکن کرین دلاور خان نے یہ امر قبول کیا اور مع عادل شاہ سرحد کی طرف متوجہ ہوا میرزا خان
نے بذریعہ فتحی شاہ نظام شاہ کے گوش زد کیا کہ عادل شاہ مع سپاہ فراوان ولایت احمدنگر کی تسخیر کیواسطے نشان عزیمت
بلند کرکے بتعجیل تمام آتا ہی اس بارہ مین کیا حکم ہوتا ہی نظام شاہ جو مقدمہ سے خبر رکھتا تھا تدارک اور علاج اُس کا

میرزاخان

میرزا خان سے رجوع فرمایا میرزا خان نے امرا سے کہا کہ اس بہانہ سے کہ عادل شاہ کی لشکر کشی انکی تحریک سے بعمل آئی ہے سقیکیا اور خود اپنے عزیز و اقارب کو بجائے انکے مقرر کرکے مع جمعیت خوب احمد نگر سے برآمد ہوکر قصبہ دالورہ کے قریب فروکش ہوا نظام شاہ میرزا خان کے مقام کرنے سے متوہم ہوا اور مسودہ اس اوراق یعنی محمد قاسم فرشتہ کو اس معاملہ کی تحقیق کیواسطے امرا کے پاس بھیجا جو میرزا خان اخلاص میر اشہریار کی نسبت پر واجبی جانتا تھا یقین کیا کہ حقیقت حال دریافت کرکے راست براست بے کم و کاست بادشاہ سے معروض کریگا اس سبب سے لشکرگاہ کے جانے سے اضطراب میں تھا اور فتحی شاہ سے کہا اگر تو حکم حاصل کرے کہ مین لشکر مین جاکر امرا کو جنگ دشمن کی ترغیب و تحریص کرون نہایت شفقت و مہربانی ہوگی اور اسکے شکرانہ مین بارہ ہزار ہون نقد تمہارے صرف بزم کے واسطے دیکر روانہ ہونگا فتحی شاہ نے جو ہمیشہ امیدوار بارہ ہزار ہون کا سنا فوراً نظام شاہ سے عرض کرکے ایک حکمنامہ بخط خاص حاصل کیا کہ میرزا خان خود لشکر مین جاکر دشمن کے مدافعہ مین قیام کرے وہ اس امر سے نہایت مسرور اور محظوظ ہوا اور بلا توقف بارہ ہزار ہون فتحی شاہ کے تفویض کیے اسوقت تک یہ مؤلف لشکر مین تھا کہ میرزا خان بطور نامزدت وہان آیا جو راز اسکا فاش ہوگیا تھا اور خاص و عام اسکے ارادہ پر مطلع تھے اس امر کا عازم ہوا کہ مولف کو محبوس و مقید کرے تو ہنگام بارادہ کے بادشاہ سے موقف عرض مین نہ پہونچے اس درمیان مین ایک دوست نے مجھے اس سانحہ سے آگاہ کیا مین گھوڑے پر سوار ہوکر قریب شام اردو سے بھاگا میرزا خان واقف ہوا اور ایک جماعت کثیر میرے تعاقب کیواسطے نامزد کی جو مین نے مشعل اور لالٹین وغیرہ خاموش کردی تھین اور انھون نے برعکس اسکے روشن کی تھین بدین سبب انکے تعاقب سے کچھ اثر مترتب نہوا یہ فقیر قریب صبح نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچا سراپردہ کے پیچھے سے مین نے میرزا خان کا قصد و ارادہ بتفصیل تمام معروض کیا فتحی شاہ جو کہ میرزا خان سے سازش رکھتی تھی معترض ہوکر بولی کہ تو جھوٹ کہتا ہے میرزا خان سے حرامخوری کبھی نہوگی مین نے جواب دیا کہ مجھسے اور میرزا خان سے کسی نہج کی عداوت نہین ہے کہ مین نے اُسکے حق مین تہمت کی ہے جو مین نے سنا تھا وہ اپنے صاحب سے عرض کیا امید ہے کہ جلد صدق و کذب میرا سب پر ظاہر و باہر ہو وے یہ حرف و حکایات اور رد و بدل ہو رہی تھی کہ اُسیوقت مخبردان نے یہ خبر پہونچائی کہ میرزا خان مع جمیع امرا دولت آباد کیطرف گیا ہے کہ میران حسین شہزادہ کو قلعہ سے برآورده کرکے اور بادشاہ بناکر احمدنگر کیطرف متوجہ ہووے نظام شاہ دریائے حیرت مین پڑا مجھسے تدبیر پوچھی مین نے گذارش کی کہ علاج اس علت کا دو نہج پر متصور ہے اول یہ کہ آپ اسیوقت سے برآمد ہوکر سوار ہووین اور مع ان دو تین ہزار سلحداران خاصہ خیل جو ہمراہ رکاب ہمایون ہین میرزا خان کیطرف تاخت کرکے ہمراہ ہون کہ بمجرد سننے اس خبر کے جمیع امرا اور سپاہ میرزا خان کی ترک رفاقت کرکے چتر عرش سایہ کے سایہ مین فراہم ہونگے نظام شاہ نے کہا قبل اسکے چند روز ہوئے کہ فلان خواجہ سرا کھانا میرے واسطے لایا اُسکے کھاتے ہی میری طبیعت برہم ہوئی اور شکم مین درد پیدا ہوا آخرش اسہال دموی شروع ہوئی اب تک میرے احشا مین درد ہے اور قدرت سواری کی نہین رکھتا گمان میرا یہ ہے کہ میرزا خان نے خواجہ سرا کو موافق کرکے وہ کھانا زہرآلود کیا تھا مین نے عرض کی کہ دوسرا علاج یہ ہے کہ فرمان مشعر استخلاص صلابتخان قلعہ کوندراج پوری مین بھیجکر بتعجیل اُسکو اور بھی دوسرے آدمیونکو کہ قلعہ مین محبوس ہین طلب کرین اور خود بھی بدولت و سعادت پالکی مین سوار ہوکر بہانہ شکار جنیر کیطرف کہ صلابت خان کے سر راہ ہے تشریف لیجاوین کہ صلابتخان کو پابوسی مین مشرف ہوتے ہی تمام خیل و حشم شہزادہ

اور میرزا خان سے جدا ہو کر عالم پناہ کی ملازمت مین حاضر ہوسنگے بادشاہ نے فورًا فرمان صلابت خان اور قاسم بیگ
اور میرزا محمد تقی اور حکیم مصری کے طلب مین ترقیم فرمایا اور بصحابت قاصدان تیز رفتار کے روانہ کیا اور خود بھی
ساعت نیک اختیار کر کے سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ فتحی شاہ لولی نمکحرام نے سر اسکے پانون پر رکھکر بارے ہائے کر کے
رونا شروع کیا اور کہا کہ بجبر ور دانگی قلعہ احمد نگر سے یہ آدمی خاصہ خیل کہ حاضر ہین اپنے حق خدمت ادا کرنے کیواسطے
آپ کو شہزادہ کے پاس لیجاوینگے نظام شاہ نے یقین کر کے فسخ عزیمت کی راقم حروف کو کہ دربار کی محافظت مین
اشتغال رکھتا تھا اسدن حضور اقدس مین طلب کر کے بمکالمۂ شریف سرفراز فرمایا اور وہ بادشاہ قوی ہیکل گندم گون و
فراخ چشم بلند اندام اور باشوکت و صلابت تھا اور زبان فارسی مین خوب مہارت رکھتا تھا فقیر سے فرمایا فتحی شاہ ایسا ایسا
کہتی ہین بہتر یہی کہ اس قلعہ مین رہکر صلابت خان کا انتظار کرون فقیر جو چارہ رکھتا تھا آنحضرت کے مزاج اور مرضی
کے موافق گفتگو کر کے راضی بقضائے آلہی ہوا لیکن جب یہ حکایت فاش ہوئی جمیع مردم سوار و پیادہ کہ اُس کے
پاس باقی رہے تھے مایوس ہوکر فوج فوج دولت آباد کی سمت روانہ ہوئے اور میرزا خان صلابت خان کے پہونچنے
کے خوف سے دو منزلہ راہ طے کر کے بتعجیل تمام تر شاہزادہ کو احمد نگر سے لایا اور داعی دولت یعنی محمد قاسم فرشتہ
نے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کر کے صلابت خان کے پہونچنے تک محافظت کرے لیکن جب صغیر و کبیر اعلیٰ و ادنیٰ قلعہ
سے برآمد ہوکر شاہزادہ سے ملحق ہوئے اور سوائے فتحی شاہ اور اسکے پرستار سبزہ نام اور تین چار پردہ دار کے کوئی قلعہ
مین نرہا مسود اس اوراق نے ہاتھ مدافعہ سے کوتاہ کر کے سکوت اختیار کیا اس درمیان مین شاہزادہ اور میرزا خان
تیس چالیس آدمی اوباش سے قلعہ مین داخل ہوئے اور تلوارین میان سے کھینچکر عمارت بغداد مین کہ مسکن نظام شاہ
تھا در آئے اور جو سامنے آیا تھا اسے زندہ نچھوڑتے تھے شاہزادہ نے بندہ کو پہچانا اور پاس ہم مکتبی کا کر کے میرے
قتل کا مانع ہوا اور مجھے لپنے ہمراہ عمارت بغداد مین لیجاکر قولا و فعلا ہر ایک بدزبانی کہ عالم مین متصور ہے اپنے باپکی
نسبت بجالایا نظام شاہ سکوت اختیار کر کے اسکی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور جب شمشیر برہنہ کر کے اسکے شکم پر
رکھی بولا کیا کہتا ہے اس تلوار کا پیپلا ایسا تیرے پیٹ پر مارون کہ پشت کی ہڈیان توڑکر نکلجاوے نظام شاہ آہ سرد
کھینچکر بطیش تمام بولا اے مردود حق اور عاق پدر تیرا باپ دو تین روز کا مہمان ہے اگر باپ کے حال پر ترحم کرے
مروت ہوگی والا تجھے اختیار ہے شہزادہ نے جب تقریر دلپذیر سنی حرکات ناخوش ترک کر کے عمارت بغداد مین نازل
ہوا اور باوجود اسکے کہ باپ اُسکا مرض الموت مین گرفتار تھا میرزا خان کی ہدایت سے صبر نکر کے حکم کیا کہ اسے حمام
مین لیجاکر دروازہ اور روزن اُسکے مسدود کرین اور اسکے آتش خانہ مین آگ شدت سے جلاکر جمیع منفذ بند کرین
اور اُسے پانی ندیوین تاکہ وہ حالت تشنگی مین تڑپ تڑپ کر جان جان آفرین کو تسلیم کرے جب یہ سانحہ عمل مین آیا
آنحضرت رجب کی اٹھاروین تاریخ سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے ہجری مین جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوئے اور علما و فضلا
مذہب امامیہ یعنے شیعون کے طریق پر اُسکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے اور برسم امانت صندوق مین رکھکر روضہ باغ
مین مدفون کیا اور برہان نظام شاہ ثانی نے اُسکے استخوان برآوردہ کر کے کربلائے معلی بھیجے اور اسکے باپ دادا کے پہلو مین
دفن کیا اور مرتضی نظام شاہ کی مدت سلطنت چوبیس برس اور پانچ مہینے تھی مرثیہ دردا کہ اساس چرخ را نیست
قرار ✤ از دائرہ زمانہ دو راست مدار ✤ زنہار امان ز دہر امید مدار ✤ گر تیغ ستم کشد نیابد زنہار

ذکر میران حسین بن مرتضی نظام شاہ کی سلطنت اور اُس کے واقعات پرشور وشین کا

جب میران حسین نے میرزا خان کی ہدایت سے اپنے والد ماجد کو حمام مین قید کرکے ہلاک کیا اور احمدنگر کے تخت پر متمکن ہوا اور میرزا خان کو صاحب اختیار کیا میرزا خان نے چاہا کہ دلاور خان کی تقلید کرکے میران حسین کو کہ طفل دہ سالہ ہے گھر مین بٹھا کر خود مستقل جمیع مہمات ہووے لیکن چونکہ میران حسین شوخ طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال و نادوراندیش تھا یہ صورت وقوع مین نہ آئی مست سوار ہوتا تھا اور ایک جماعت دایہ زادگان اور اپنے ہمسایوں کو منصب امارت دیکر مقرب کیا اور زمانہ لہو و لعب مین بسر کرتا تھا اور راتوں کو جماعت اراذل اور اوباش ہمراہ لیکر احمدنگر کے کوچہ و بازار مین پھرتا تھا اور حالت بدمستی مین جو شخص اُسکے سامنے آتا تھا تیر و تفنگ سے اُسے ناحق قتل کرتا تھا اس درمیان مین بعضے مقربان نے میران حسین کے گوش زد کیا کہ میرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضی نظام شاہ کو قلعہ سنبر سے طلب کرکے اپنے مکان مین پوشیدہ کیا ہے تا بوقت فرصت تجھے معزول کرکے اُسے منسوب کرے میران حسین یہ سنکر خائف ہوا اور میرزا خان کو موکلوں کے سپرد کیا دوسرے دن معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط ہے پھر میرزا خان کو مقرب اور معزز کرکے پایہ اُسکے مرتبہ کا بلند کیا میرزا خان نے مظنہ دفع کرنے کیواسطے میران حسین کی خدمت مین عرض کی کہ وجود وارثان مملکت موجب فتنہ و فساد ہے صلاح دولت اس مین ہے کہ شاہ قاسم مع آل و اولاد قتل کیجے جاوین میران حسین نے یہ امر قبول کیا اور فرمان اُن لوگون کے قتل کا جاری فرمایا یہانتک کہ اپنے اعمام اور انکی اولاد نرینہ کو کہ پندرہ مرد تھے ایک روز مین سب کو تیغ بیدریغ سے نیست و نابود کیا اور جب میرزا خان کا استقلال اور غلبہ حد سے گذرا انکسخان اور طاہر خان کہ برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی میران حسین کے ہوتے تھے حالت مستی اور ہوشیاری مین شکایت میرزا خان کی کرتے تھے اور میران حسین اُن سے یہ حرف کبھی سنا تھا کہ اُسے دستیاب کرکے فلان تلوار سے اُسکی گردن مارونگا اور کبھی کہتا تھا کہ فلان فیل مست کے زیر پا سے ڈالونگا اور یہ خبر میرزا خان کو پہونچی اُسنے جو طمع دنیوی مال حشمت و جاہ سے نہ اُٹھا سکتا تھا اور اپنے تئین بادشاہ بے تاج و تخت تصور کیے ہوئے تھا علاج اسکا میران حسین کے قلع و قمع مین تصور کیا میران حسین اس امر کو دریافت کرکے جمادی الاول کی بارھوین تاریخ سنہ نوسو ستانوے ہجری مین بحیلہ ضیافت انکسخان کے مکان پر گیا تو اسکا کام تمام کرے میرزا خان بیماری کا بہانہ کرکے عذرخواہ ہوا اور آقا میر شیروانی کو کہ اسکے اعوان سے تھا اور میران حسین اُسکو اپنے مخلصان سے معلوم کرتا تھا اسے انکسخان کے مکان پر بھیجا آقا میر اسوقت وہان پہونچا کہ میران حسین طعام تناول فرما چکا تھا انکسخان نے اُسکے واسطے کھانا علیحدہ حاضر کیا اس مین قدرے تناول کیا اور جسطرح سے میرزا خان نے اُسے فہمایش کی تھی قی کرتا ہوا مجلس سے باہر نکلا اور اپنے مکان پر گیا میرزا خان نے میران حسین کو پیغام کیا کہ آقا میر آپکے امراے کلان سے ہے چاہیے کہ اُسے قلعہ احمدنگر کے باہر بھیجکر مکان خوب مین جگہ دیوین اور حکما کو اسکے معالجہ کیواسطے مقرر فرماوین تو انکی توجہ کی برکت سے شفا پاوے میران حسین انکسخان کے مکان سے پلٹ کر باغ بیرون قلعہ مین رونق افزا ہوا اور میرزا خان نے اُسکی ملازمت مین پہونچکر یہ عرض کی کہ مین نے ظاہرا سنا ہے آقا میر نہایت بدحال ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ اس مرض سے نجات پاوے اگر بادشاہ اُسکے حقوق خدمت کو منظور رکھکر اسکی عیادت کو تشریف ارزانی فرماوے کمال بندہ پروری ہوگی میران حسین شراب کے نشہ مین انجام نہ سوچا دو تین آدمی مقربون سے ہمراہ لیکر سوار ہوا اور میرزا خان کے ساتھ قلعہ کیطرف روانہ ہوا اور وہان

جو میرزا خان کے اعوان و انصار کے سوا دو سرا نہ تھا در وازہ بند کر کے اُسے قید کیا اور میرزا طاہر نیشاپوری قلعہ لہاگر مین برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کے بیٹون کے بلانے کو کہ صغیر سن تھے بھیجا تو ان مین سے جسکو مناسب جانے تخت پر بٹھاوے میر طاہر دوسرے دن برہان شاہ کے دو فرزند کو کہ ایک کا نام ابراہیم اور دوسرے کا اسمعیل تھا احمد نگر مین لایا میرزا خان نے بزجہر و بغدی قاسم بیگ اور میرزا خان محمد تقی نظیری اور میرزا صادق اور میر عزیز الدین استرآبادی اور تمام اعیان اور افاضل غریبان کو جو لپنے اپنے مکان پر تھے اور اس معاملہ کی خبر رکھتے تھے سولہوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سے قلعہ مین طلب کر کے مجلس آراستہ کی اور ظہر کے وقت چھوٹے بھائی اسمعیل کو جو بارہ برس کا تھا تخت پر بٹھا کر مبارکباد مین مشغول تھے کہ یکبارگی قلعہ کے باہر غوغا بلند ہوا لوگ متلاشی ہوئے اور ایک جماعت کو حقیقت حال دریافت کرنیکے واسطے بھیجا انھون نے پلٹ کر یہ اخبار پہونچائے کہ جمال خان مولد مہدوی کہ منصبداران صدہ سے ہے مع ایک جماعت منصبداران دکنی و حبشی سے اتفاق کر کے آیا ہی اور کہتا ہی کہ چند روز گذرے ہین ہم اپنے بادشاہ میران حسین کی زیارت سے محروم ہین اور اُس کے حال سے خبر نہین رکھتے کہ کیونکر ہی پالے ہمارے پاس بھیج یا ہمین اُسکی ملازمت کیواسطے جانے دو میرزا خان نے نہایت غرور اور نخوت سے جواب دیا کہ میران حسین لیاقت و قابلیت بادشاہی کی نہین رکھتا ہو اب ہمارا اور تمہارا بادشاہ اسمعیل نظام شاہ ہی اسیوقت برآمد ہوکر تمہارا سلام لیتا ہی جمال خان نے یہ سُنکر زیادہ تر مقام پرخاش مین ہوکر فرمایا کہ شہر احمد نگر مین منادی کراو کہ اہل دکن سمجھین اور آگاہ ہووین کہ میرزا خان اور جمیع غریبان نے قلعہ مین جمع ہوکر میران حسین شاہ کو قید کیا ہی اور دوسرے کو بادشاہ کیا چاہتے ہین لازم ہے کہ جمیع خاص و عام اپنے بادشاہ کی رہائی پر ہمت مقرر کر کے غریب اور غریب زادونکا تسلط اپنے سر سے دفع کرین اور نہین یقین جانین کہ بعد اسکے ہمارے زن و فرزند دکنیون کے اُنکی کنیزی اور غلامی مین گرفتار ہونگے اہل دکن کہ بغیر تجربہ شراب کے مست تھے جب یہ بات سنی مسلح اور مکمل ہوکر فوج فوج قلعہ کیطرف متوجہ ہوئے اور دو تین ساعت مین پانچ چھ ہزار سوار و پیادہ اور بہت بازاری وغیرہ جمال خان کے پاس مجتمع ہوئے اور تمام حبشی قلعہ کے قریب ہجوم لاکر اُنکے شریک ہوئے اور جو دولت میرزا خان کی زوال اور انحطاط مین تھی اور جو کچھ کہ مشیت ایزدی نے ساتھ اُنکے تعلق پکڑا تھا چاہتے تھے کہ وقوع مین آوے ابتدائے حال مین جمال خان مع پچیس ہزار سوار جب قلعہ کے قریب آیا تھا میرزا خان نے کوہ مغزی اور بیعقلی سے ایک جماعت کو اُسکے دفع شر کے واسطے نہ بھیجا اور جسوقت ہجوم عام ہوا پیدے سوار و پیادے بیشمار اس کے پاس مجتمع ہوئے ہر ایک مردم درونی کو ایک ایک ہمیان زر سرخ دیکر اپنے خالو نے محمد سعید اور کشور خان کو مع ایک سو پچاس غریب زادہ اور سات غریب اور بیس دکنی اور ایک فیل مست کے کہ غلام علی نام رکھتا تھا جمال خان کے مدافعہ اور مقابلہ کیواسطے نامزد کیا اور کشور خان ہر چند جانتا تھا کہ اس جماعت معدودہ سے اس لشکر گران کے ساتھ کچھ کام نکر سکونگا ناچار قلعہ سے برآمد ہوکر حملہ ہائے مردانہ کئے اکثر غریب زادے کام آئے اور دس پندرہ آدمیون نے کہ نہایت زخمی اور نیمجان ہوئے تھے بھاگ کر قلعہ مین پناہ لی اور میرزا خان کے پاس پہونچے میرزا خان نے جب غریب زادونکو کہ اُنکی حمایت اور پشتی سے مرتکب ایسے امر خطیر کا ہوا تھا مقتول دیکھا مضطرب و حیران ہوکر بولا کہ بلوہ دکنیونکا میران حسین شاہ کے واسطے ہی لازم ہی کہ ہم اُسے قتل کرین تو آگ فساد کی ساکن ہووے پھر ایک غریب زادہ سے کہ جسکا نام اسمعیل خان بن ذوالفقار خان تھا حکم کیا کہ حسین شاہ کا سر تن سے جدا کر کے تاج سنان کر دو اور برج پا قلعہ کے

دروازہ

دروازہ پر نصب کرو جب یہ واقعہ ہاتھ عمل مین آیا یعنے سراس تاجدار کا نوک نیزہ پر چڑھاکر شور وخروش بلند کیا کہ اگر
ہجوم اور جنگ تمھاری حسین شاہ کے واسطے ہی یہ سر اسکا تاج ستان ہی دیکھ لو لازم کہ اسمعیل بن برہان نظام شاہ کی
سلطنت پر راضی ہوکر اپنے مکان پر جاؤ کہ اسکی عنایت خسروانہ سے سرفراز ہوگے بعضے دکنی اور حبشی کہ عمدہ تھے عازم
مراجعت ہوئے اور جمال خان انکے ارادہ پر واقف ہوکر مانع آیا اور کہا اگر حسین شاہ مارا گیا ہے کہ غریب زادون سے
انتقام لیکر باگ مہمات سلطنت کی اسمعیل شاہ کے قبضہ اقتدار مین لاوین اور باتفاق امور بادشاہی کا سامان کرین کیا ضرورت
ہی کہ غریب مقصدی اس امر خطیر کے رہین بس پھر سب جمال خان کو اپنا سردار کرکے دولت خانہ کے درمیان عہد وشرط کرکے
قلعہ کے محاصرہ مین ساعی ہوئے اور عوام الناس کی دلجمعی کیواسطے کہ محزون ودلگیر ہووین ایک جماعت کو نزدیک دروازہ
ہیچ وبارہ کے بھیجکر پیغام کیا کہ لوگ کہتے ہین یہ سر میران حسین کا نہین ہی اگر سر کو نیچے ڈالین تو دکنی اور حبشی پہچانکر مایوس
ہووین اور ہاتھ جنگ سے کوتاہ کرین چنانچہ میرزا خان نے باور کرکے سر میران حسین کا قلعہ کے نیچے ڈالا اور جمال خان
اور یاقوت خان حبشی اگرچہ جانتے تھے کہ یہ سر میران حسین کا ہی لیکن اغماض کرکے بولے یہ سر اسکا نہین ہی پھر اسے چادر مین
لپیٹ کر ایک گوشہ مین پوشیدہ کیا اس درمیان مین ایک سو گاڑی علف اور ہاجھک وشتی اور حبوب سے لدے
ہوئے قلعہ کے آگے سے فروخت کے واسطے لئے جاتے تھے جمال خان نے فرمایا انھین قلعہ کے متصل لیجاکر
لنڈ ھے اور علف کو قلعہ کے دروازہ پر انبار کرکے آگ لگا دو جب ایسا کیا آگ دروازہ کے تختون مین لگی دروازہ
تمام جلگیا اور جو آگ کے انگارے سر راہ پڑے تھے مردم درونی اور بیرونی کی راہ آمد وشد مسدود ہوئی
اور جب آدھی رات گئی اور آگ کے شعلے ساکن ہوئے اندر باہر کے آدمیون نے جابجا قرار وآرام پکڑا میرزا خان
مع جماعت اعوان وانصار مثل ہانی خان اور امین الملک نیشاپوری اور خانخانان اور سید محمد سمنانی اور بہادر خان
گیلانی اور میر طاہر علوی اور آقا میر شیروانی اور شہباز خان دکنی اور اسمعیل خان گرد شمشیرین غلاف سے برآورده
کرکے بہیئت مجموعی گھوڑونکو مہمیز کرکے دروازہ سے برآمد ہوا بعضے خاص شہر مین اور بعضے حوالی شہر مین مارے گئے
میرزا خان جنیر کیطرف بھاگا اور چند روز تک کہین اسکا سراغ پیدا نہوا اور دکنی اور حبشی اس شب کو قلعہ مین داخل
ہوئے جسقدر کہ غریب وہان تھے سوائے چار آدمیون کے یعنے قاسم بیگ اور سید شریف گیلانی اور اعتماد خان
ششتری اور خواجہ عبد السلام تونے کے کہ جائے محفوظ مین پوشیدہ ہوئے تھے باقی کو کہ قریب تین سو مرد کے تھے
تہ تیغ کیا اور جملہ قتیلان سے میرزا تقی نظیری اور میرزا صادق اردوبادی اور میر عزیز الدین استرابادی اور ملا کم الدین
ششتری ہین اور یہ ہر ایک اس زمانہ مین اپنا نظیر نرکھتے تھے میرزا صادق باوصف فضل ودانش منشی خوب تھا اور شعر پاکیزہ کہتا
تھا یہ چند رباعی اس سے کہ مولف کو یاد تھین تحریر ہوتین رباعی ای رہزن کاروان زہد وپرہیز + بدعت ندوستی خصمی آمیز +
در کوئے تو از ہجوم نظارگیان + نے جائے ستادنست نے پائے گریز + ایضاً زانم کہ ببزم سادگی کردم صبر + اکنون خطش
از غبار داد دردسر صبر + گرسوز من از خطش فزون شد چہ عجب + سوزنده تراست آفتاب تہ ابر + ایضاً من صحف اندیس
مقدس کیشم + من ہیکل علوی قضا اندیشم + خواہی کہ زمانہ چشم زخمت نرسد + تعویذ توام جدا مکن از خویشم + ایضاً
ای روشنی چشم زہجران بیدار + ای وصل تو مرہم درون افگار + از ہجران تو بیقرار ست دلم +
یک لحظہ کنار خاطرم گیر قرار + القصہ جب صبح صادق ہوئی غریبون کے کشتون سے پشتے نظر

آئے جمال خان مع اعوان و انصار قلعہ مین داخل ہوا اور حکم دیا کہ لاشین غریبون کی اٹھا کر صحرا مین ڈالدو اور اُنکے متعلقون کو کفن و دفن سے ممانعت کرو اور میران حسین شاہ مقتول کو باغ روضہ مین دفن کرکے اسمعیل نظام شاہ کو تخت پر بٹھایا اور پھر مجدداً انہون کے قتل اور انکے مال کے تاراج اور عمارت جلانے اور کھود دینے کے بارہ مین حکم فرمایا لشکریانِ اور غارتگران نے ہاتھ ظلم کا آستین تعدی سے برآوردہ کیا وضیع و شریف اور امیر و فقیر نوکر اور سوداگر اور مجاور اور مسافر کو بزجر و رسوائی تمام قتل کرتے تھے اور آگ انکے عمارات عالیہ مین لگاکر جنکا سر فرقدائیر تھا زمین سا اور پائمال ظلم و جفا کیا اور انکی دوشیزہ لڑکیون کو جو مہر و ماہ سے منھ چھپاتی تھین بال کھینچکر مستون کی بزم مین لائے اور جو تھے دن میرزا خان کو جنیر کے حوالی مین گرفتار کرکے جمال خان کے حکم کے موافق گدھے پر سوار کرکے شہر کے کوچہ و بازار مین تشہیر کیا اسکے بعد تیغ ستم سے پرزے پرزے کرکے سر بازار آویزان کیا اور جمشید خان شیرازی کو مع اسکے بھائی سید حسین اور سید محمد اور اسکے فرزند سید مرتضی کو بسبب اس جرم کے کہ وہ میرزا خان کے شریک تھے قتل کرکے انکی لاشین توپ کے منھ مین رکھکر آگ دی یہانتک کہ ہر ذرہ انکے اعضا کا ہر مقام مین متفرق ہوکر گرا اور سات دن تک غریبونکا قتل عام رہا اور ایک ہزار غریب شہر و قصبات مین مقتول ہوئے مال و اسباب و ساز و سلب کا تاراج ہوا اس درمیان مین فرہاد خان حبشی کہ امرائے کبار سے تھا اپنی جاگیر سے آیا اور اطراف اور اوباش پر سیاست اور تہدید کرکے فی الجملہ آتش فساد و ساکن کی اور ایک جماعت قلیل غریبونکی کہ حبشیون اور دکنیونکی حمایت مین بسبب آشنائی کے کسی گوشہ اور کنارہ مین پوشیدہ تھی اُسنے اس بلا سے نجات پائی مثنوی کہ داند کہ این دخمہ دیو دود * چہ نیرنگہا دارد اینگونہ بد * چہ نیرنگ با بخردان باخت ست * چہ گردن کشان را سر انداخت ست * فلک نیست یکسان در آغوش تو * طرازش دگرگون ست بر دوش تو * مدت سلطنت میران حسین شاہ مقتول دو مہینے تین روز تھی والبقاء للملک المعبود اور کتب تاریخ مین مسطور ہی کہ شیرویہ نے اپنے باپ پرویز کو قتل کیا سال اسپر خیریت سے نہ گذرا اور اسیطرح مستنصر باللہ خلیفہ عباسی اپنے باپ متوکل عباسی کے قتل مین ترکونکا شریک ہوا ایک سال زندہ نرہا اور اسیطور سے میرزا عبد اللطیف بن میرزا الغ بیگ بن میرزا شاہ رخ بن امیر تیمور صاحبقران نے قصد پدر کرکے میرزا الغ بیگ فاضل عصر کو قتل کیا چھ ماہ سے زیادہ بادشاہی نصیب نہوئی اور دکن مین میران حسین شاہ نے باپ کو ایسے عذاب الیم مین مبتلا کرکے ہلاک کیا اس پر بھی سال نہ بلکہ بعقوبت تمام قتل ہوا فرد پدرکش بادشاہی را نشاید * وگر شاید بجز شش مہ نپاید *

ذکر اسمعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

قبل اس سے وقایع مرتضی نظام شاہ کے ضمن مین مذکور ہوا کہ برہان شاہ بیٹا حسین نظام شاہ کا جو قلعہ لہاگر مین قید تھا اس تقریب کے سبب کہ اسکا بھائی نظام شاہ زندہ نہین ہی یا دیوانہ ہوا ہی اور مہمات سلطنت مین مشغول نہین ہو سکتا خروج کیا اور جنگ کرکے شکست پائی اور ہزیمت کھاکر اکبر شاہ کے پاس گیا اور اُسکے اسوقت مملکت دکن مین دو بیٹے تھے ایک ابراہیم اور دوسرا اسمعیل لیکن ابراہیم جو اسکی مان حبشیہ تھی سیہ فام تھا اور صورت ظاہری سے بھی چندان بہرہ نرکھتا تھا یعنی خوبصورت نہ تھا اور اسمعیل کہ اسکی والدہ بیٹی ایک رئیس کوکن کی تھی صورت و سیرت مین انصاف تمام رکھتا تھا اور صلابت خان نے دونون کو قلعہ لہاگر مین قید کیا تھا جب میرزا خان میران حسین کے قید کی عزم ہوا کوئی وارث ان دو بھائیونکے سوا مملکت نظام شاہ مین موجود نہ تھا اسواسطے

انھین قلعہ لناکرے سے طلب کیا اور باوجود اسکے کہ ابراہیم بڑا بھائی تھا میرزا خان نے اسمعیل کو تخت حکمرانی پر متمکن کیا
اور جیسا کہ تحریر ہوا جمال خان مہدوی نے بھی اسمعیل کی بادشاہی قبول کی اور زمام اختیار اپنے قبضہ قدرت مین لایا
اور ہمت پرورش مہدویہ پر مصروف رکھی اور اسمعیل کو کہ کمسن تھا اپنے طریق پر لایا خطبہ اثنا عشر برطرف کیا واضح
ہو کہ مہدوی کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان مین آخر سنہ ۹۰۶ نوسو ساٹھ ہجری
مین دعوی کیا کہ مین مہدی موعود بہ لسان شرع ہون اور جو بعضے آثار و علامات کہ مہدی آخر الزمان علیہ السلام مین
قرار دیا ہے اس مین تھے اسکی قول کی تصدیق کی اب راقم اس اوراق کا محمد قاسم فرشتہ اس سے ساکت ہو کر
سررشتہ مطلب کا دستیاب کرکے یہ کہتا ہے کہ تھوڑے عرصہ مین اطراف و جوانب ہندوستان سے ایک گروہ
مہدویہ فراہم ہو کر اسمعیل نظام شاہ کے فدوی ہوئے اور جمال خان کو اپنا خلیفہ جانکر اکثر شجاعت اور جان نثاری
اپنی لایا ان کی ازانجملہ ابتدائے حال مین صلابت خان نے کہ قلعہ کہرلہ سرحد برار مین محبوس تھا میران حسین شاہ کی خبر
قتل سنکر خروج کیا اور امراے برار کہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے اسکی طرف گرویدہ ہوئے اور
جمال خان کے استیصال کیواسطے احمدنگر کی سمت متوجہ ہوا اور دلاور خان نے بھی ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت
سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور بیجاپور سے روانہ ہوا اور جمال خان نے جماعت مہدویہ کی حمایت سے
سبب ہمت ان ہر دو امور صعب مین مصروف رکھی اول اسمعیل نظام شاہ کے ہمراہ رکاب صلابتخان کے مقابلہ کو روانہ
ہوا اور پٹن کے اطراف مین جنگ کرکے اسے برہانپور کیطرف بھگایا اور وہان سے عادل شاہیہ کے استقبال کیواسطے
روانہ ہوا اور قصبہ استی مین فریقین کا سامنا ہوا پندرہ روز تک ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے کوئی حرب مین جرأت
اور سبقت نہ کرتا تھا پھر آخر کو رسل و رسائل درمیان مین آئے اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ جمال خان مع پالکی میران
حسین شاہ مقتول ستر ہزار ہون لعل بہا دیوے جمال خان بعد از اعطاے مبالغ مذکور احمدنگر گیا اور بروز عید
رمضان اسی سال مین باقی غریب کہ فرہاد خان کی شقاوت سے قید حیات مین تھے اور قریب تین سو مرد سے
زیادہ نہ تھے انکو پیادہ اور بدحال بیجاپور کیطرف اخراج کیا دلاور خان نے احوال انکا ابراہیم عادل شاہ سے عرض کیا
اور انلوگونکو اس دولت خانہ کے سلک مین منتظم کیا اور راقم حروف بھی صفر کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے
ہجری مین احمدنگر سے بیجاپور آیا اور بذریعہ دلاور خان شرف آستانہ بوسی شاہ عدالت گستر سے مشرف ہوا اور
اس کے ملازمان کے سلک مین انتظام پاکر تا یوم تحریر تھا کر وہان اس عتبہ علیہ سے ہے اور انھین دنون مین
صلابت خان کہ قریب ستر سال اس کی عمر سے گذرے تھے آثار رحلت اپنے مین مشاہدہ کرکے اسمعیل نظام شاہ سے
بوسیلہ جمال خان قولنامہ حاصل کرکے اسیر اور برہانپور سے احمدنگر مین آیا اور خدمت قبول نکرکے قصبہ نیکا پور مین
کہ آباد کیا ہوا اس کا تھا ساکن ہوا اور اجل طبیعی کا منتظر ہو کر اسی سال سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے ہجری مین اس کے
مرغ روح نے عالم قدس کیطرف پرواز کی اور ایک گنبد کہ کوہ شرقی احمدنگر پر اپنے عہد ولایت مین تعمیر کیا تھا
مدفون ہوا اور اسکا ایک فرزند موسوم مرتضی قلی یادگار رہا اور ملازمت مرتضی نظام شاہ مین بسر لیجاتا تھا
اور جب خبر جلوس اسمعیل نظام شاہ تخت احمدنگر پر اکبر بادشاہ کے سمع مبارک مین پہونچی برہان شاہ
کو ولایت بنگش سے کہ مابین سند و کابل کے ہے اور وہان جاگیر رکھتا تھا طلب فرمایا اور یہ بات کہی

کہ سلطنت احمدنگر اور استحقاقات تجھے پہونچتی ہی ہم نے تجھے مرحمت فرمائی جسقدر لشکر اُس ملک کی تسخیر کیواسطے درکار ہو ہمراہ لیکر اپنے فرزند کی عزل اور اخذ مملکت موروث کے واسطے توجہ کر برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر سپاہ بادشاہ ہمراہ ہوئی دکن کے آدمی متوحش ہوکر درپی تمرد و عناد ہونگے اگر حکم ہووے تنہا سرحد دکن مین جاکر وہان کے باشندونکو اپنا مطیع اور فرمان بردار کرکے بلامزاحمت وغیرہ اس ملک موروث پر متصرف ہون بادشاہ نے یہ رائے پسند کرکے اُسے دکن کیطرف رخصت فرمایا اور پرگنہ ہنڈیہ اُسے جاگیر دیکر راجہ علیخان حاکم اسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک کی اعانت اور امداد مین تقصیر نکرے برہان شاہ نے جب سرحد دکن ہنڈیہ مین مقام کیا اور زمینداران ولایت نظام شاہ اور اس ملک کے سردارون کو قول نامے یعنی امان نامے کہ رسم دکن ہی اصدار فرمائے اور اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کی ہدایت اور دلالت کی سب اظہار اخلاص اور یکجہتی کرکے طالب قدوم ہوئے برہان شاہ گندوانہ کے راستہ سے مع چند سوار و قدرے پیادہ ولایت برار مین داخل ہوا اور جہانگیر خان حبشی جو امرائے سرحد سے تھا عہد و میثاق سے پشیمان ہوا اور اتفاق اور وفاق کو نفاق سے مبدل کرکے حجاب پر قیام کیا اور برہان شاہ منہزم ہوا چغتائی خان لنگ کہ اُس کے امراسے تھا مارا گیا برہان شاہ نے خستہ و بدحال ہنڈیہ کیطرف مراجعت کی اور رات دن جمالخان کے دفع کے اندیشہ اور ملک موروث کے لینے کی فکر مین رہتا تھا جب ابراہیم عادل شاہ اور راجہ علیخان بمقام اعانت مین اس جناب کے ہوئے ہنڈیہ سے برہانپور آنکر لشکر جمع کرنے کے درپے ہوا اور جمال خان اس ارادہ سے مطلع ہوا طائفہ مہدویہ کو کہ قریب دس ہزار سوار تھے طلب کرکے مشورہ کیا بعد قیل و قال و گفتگوئے بسیار یہ تجویز کی کہ سید امجد الملک مہدویہ سپہ سالار لشکر برار کو مع امرائے اس حدود کے راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے واسطے مقرر کرین اور جمال خان مع سپاہ احمدنگر عادل شاہ کے مدافعہ کے واسطے قیام کرے پھر جمال خان اسمعیل شاہ کے ہمراہ عادل شاہ کیطرف روانہ ہوا اور قصبہ دارسنگ کے اطراف مین دلاور خان حبشی سے جنگ کی اور مہدویان فدوی کی سعی اور شجاعت کے سبب غالب آیا تین سو ہاتھی بادشاہی پر متصرف ہوا اور ابھی قصبہ دارسنگ مین تھا کہ چوتھے دن خبر پہونچی کہ امرائے برار عادلشاہ اور راجہ علیخان کی سعی اور کوشش سے برہان شاہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوئے اور سرحد مین برہانپور کی اُس سے ملاقات کی جمال خان یہ خبر سنکر بنہایت شوکت اور حشمت سے برار کیطرف روانہ ہوا لیکن عادل شاہ نے حسب الایمائے برہان شاہ اور راجہ علیخان کے جمال خان کا تعاقب کرکے اُمرائے برکی کو مامور کیا کہ تمام مقام مین گرد اُردوے نظام شاہ تاخت کرکے ایسا انتظام کرین کہ ایک دانہ اور آذوقہ کا اسکے اُردو مین نہ پہونچے اس سبب سے بہت آدمی جمال خان کی ترک رفاقت کرکے برہان شاہ کے پاس گئے اور جمال خان اعتقاد مہدویہ کے اخلاص قدیم پر کرکے سوار ہوا یہانتک کہ گھاٹ روہنگیر پر پہونچا اور جو برہان شاہ کے آدمیون نے اس گھاٹ کو روکا تھا دوسرے راستہ سے کہ بنہایت سخت اور دشوار گذار تھا لشکر برہان کی طرف متوجہ ہوا ابیت کسے را کہ دولت برافتد ز راہ ٭ براہے شتابد کہ افتد بچاہ ٭ اس راستہ مین آب کمیاب تھا اور گرمی کی گرما گرمی سے لو چلتی تھی جمال خان اور اسکے ہمراہیون نے بنہایت محنت کھینچی روا روی منزل مین حیران ہوئے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ تین کوس کے فاصلہ پر ایک ایسا مقام ہی کہ اس مین پانی بافراط تمام ہی لاچار اسطرف متوجہ ہوا لیکن برہان شاہ اور راجہ علیخان جمالخان سے پیشتر پانی کے کنارہ پہونچکر سوار ہوئے اور جمال خان اور اس کا لشکر کہ

اُس پانی کی امید پر روان و دوان ہوا تھا تشنگی سے بدحال ہوکر اُس حدود مین پہونچا جب یہ خبر سنی کہ ایسا صحرا کہ
نشان محشر سے دیتا ہی اور خشکی اُسکی داغ تشنگی کا آفتاب کے جگر پر رکھتی ہی بہ مجبوری فروکش ہوا بیت زمینے
زگوگرد بے آب تر * ہوائے ز دوزخ جگر تاب تر * لشکر جمال خان کا سراسیمہ ہوکر لشکرگاہ کے اطراف وجوانب مین
متلاشی دوڑا ایک کوس کے فاصلہ پر ایک نخلستان دیکھا لوگ اُسطرف روانہ ہوئے اور اسقدر پانی ہاتھ آیا کہ حیوانِ ناطق
صامت کے سد رمق ہوئے ہلاکت سے نجات پائی اور جمال خان نے اُسوقت یہ صلاح دیکھی کہ آج ہی کے دن بلکہ
اسی ساعت کہ گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی سیراب ہین صفوف جنگ آراستہ کرکے آتش حرب روشن کرین اور اُسکے
اعوان و انصار بھی اس امر مین شریک ہوئے بلا توقف افواج آراستہ کرکے رجب کی تیرھوین تاریخ سنہ ۹۹۹ نوسو
ننانوے ہجری مین برہان شاہ اور راجہ علیخان کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور باوصف اسکے کہ درمیان دونون
سپاہ کے اتنا فاصلہ تھا کہ پیک عقل کو اُس سے عبور دشوار دکھائی دیتا تھا بہمت فراوان اُس سے عبور کیا اور مہدویان
فدوی کی اعانت کے باعث جنگ کو بازیچہ تصور کرکے اُنکے مقابل گیا اور برہان شاہ اور راجہ علیخان ناچار ہوکر صفوف
حرب آراستہ کرکے میدان جانستان کیطرف روانہ ہوئے اور فریقین کے درمیان لوازم حرب وقوع مین آئی فوج ملکی
تلوار چلنے لگی مہدویون نے افواج غنیم بہت قتل اور متفرق کی قریب تھا کہ غالب ہووین قضارا ایک گولی بندوق
کی برہان شاہ کے لشکر سے آکر جمال خان کی پیشانی پر لگی وہ خانہ زین سے زمین پر آیا اور مرغ روح اُسکا قفس تن
سے تڑپ کر پرواز کر گیا اور یاقوت خان اور خداوند خان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اور بھی امرا نے توقف مین
صلاح نہ دیکھی اسمعیل نظام شاہ کے ہمراہ راہ فرار پائی اور امرائے برہان شاہ نے اُنکا پیچھا کیا اور یاقوت خان اور خداوندخان
کے سر پر پہونچا اُن پر غالب آئے اور سر اُنکے تن سے جدا کیے سہیل خان یہ حال مشاہدہ کرکے اسمعیل نظام شاہ کو ایک
قصبہ مین چھوڑ کر بیجاپور کیطرف فرار ہوگیا اور امرائے برہان شاہ نے اسمعیل نظام شاہ کو دستیاب کرکے سہیل خان سے ملاقات نظر
کی اور اُسے باپ کی ملازمت مین پہونچایا برہان شاہ نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بعد اسکے راجہ علیخان کو کہ اُسنے پورش
مین امداد و اعانت بے تقصیر کی تھی چند گھوڑے اور ہاتھی پیشکش کرکے رخصت کیا اور خود احمد نگر کی طرف
مراجعت کی محمد شریف کربلائی نے بطریق تعمیہ تاریخ اس فتح کی یون کہی مصرع بگو مروج مذہب
سر جمال گرفت * جسوقت کہ مروج مذہب سر جمال کی جیم ہی لیوے تاریخ فتح برآمد ہووے اور مدت سلطنت
اسمعیل نظام شاہ کی دو سال تھی

ذکر برہان شاہ بن حسین شاہ کی سلطنت کا

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضے نظام شاہ کے عہد مین قلعہ لوہاگڑھ مین قید تھا اور بیجاگیر لائق اوقات شریف بفراغت
تمام بسر کرتا تھا اُندنون مین صاحب خان نے سر بے اعتدالی سے اُٹھایا اور امرا اور سپاہ مرتضی نظام شاہ کے
اوضاع سے متنفر ہوئے اور جسوقت کہ نظام شاہ صاحب خان کے دنبال بیدر کیطرف گیا تھا اس جماعت نے
فرصت پاکر برہان شاہ کو عرائض اس مضمون کے تحریر کیے تھے کہ آپکا بھائی دیوانگی کے سبب بادشاہی کے قابل
نہین ہی اگر آپ قلعہ سے خروج فرمائین ہم سر حلقہ فرمان مین لاکر مخلصانہ محبت سے ہونگے برہان شاہ نے حاکم قلعہ کو
موافق کرکے خروج کیا اور پانچ چھ ہزار سوار جنبیر مین اُسکے شریک ہوئے اور چتر شاہی اُسکے سر پر بلند کیا جب

یہ خبر حوالی بندر مین نظام شاہ کے گوش زد ہوئی بتعجیل تمام احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور ایک روز پیشتر برہان شاہ سے تین سوادمی اس قلعہ مین پہونچا اور اسیدن عصر کیوقت عوام الناس نے دفع مظنہ کے واسطے کہنے لگے کہ نظام شاہ زندہ نہین ہے اور یہ پس پردہ سے برآمد ہوکر ہاتھی پر سوار ہوا اور شہر مین داخل ہوا جب نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کی بازار مین پہونچا خواجہ زین سمنانی کے قریب دوکان کہ وہ مرد ہمزبان اور وجیہ تھا اور ادویہ فروشی اسکا کام تھا ہاتھی کو ایستادہ کرکے اُس سے پوچھا کیا بیچتا ہے اُس نے جوابدیا کہ قسم معاجین اور ادویہ اور اشربہ پینے کی چیزون سے جو شی درکار ہو حاضر ہے نظام شاہ نے کہا وہ دوا کہ دیوانگی کو فائدہ بخشے تیرے پاس موجود ہے بولا ہان سب قسم کے اجزائے جلاب موجود ہین نظام شاہ نے فرمایا مین اپنے تئین دیوانہ نہین جانتا کسواسطے کہ بطریق مشائخ گوشہ نشین ہوکر چاہتا ہون بادشاہی کرون میرا بھائی بے تقریب آپکو خرخشہ مین گرفتار کرکے لشکر کشی مجھ پر کرتا ہے خواجہ زین نے عرض کی خود بدولت وسعادت تخت سلطنت پر متمکن رہین مہمات سلطنت خوب ترین وجہ سے جاری ہوتے رہینگے برہان شاہ خود دیوانہ ہے کہ باوجود کمال فراغت ایسے بھائی مشفق ومہربان پر خروج کرتا ہے اور اس نعمت کی قدر نہین جانتا ہے نظام شاہ اس بات سے خوش ہوا اور تھیلی ایک ہزار روپیون کی اُسے عنایت فرمائی اور وہان سے معاودت کی اور باوصف اسکے کہ بعد آٹھ برس کے آدمیون کے درمیان آیا تھا اکثر اپنے ملازمین اور شاگردونکو پہچانکر اُنسے ہمکلام ہوا اور اکثر شہر کے بازارونکی سیر کرکے قلعہ مین گیا اور دوسرے دن کی صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت مین پہونچکر مقیم ہوا اور جو نظام شاہ کے سوار ہونیکی خبر نے انتشار پایا تھا اکثر لوگ جو کہ برہان شاہ کے شریک ہوئے تھے ترک رفاقت کرکے احمدنگر کی طرف راہی ہوئے اور ظہر کیوقت نظام شاہ بطریق روزہائے سابق ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور تخمیناً دس ہزار سوار اُسکے چتر کے سایہ مین فراہم ہوئے اور کالا چبوترہ کے قریب ایستادہ ہوا اور صلابت خان کو سپہ سالار کرکے مع توپخانہ اور فیلان نامی آسکے سر نامزد کیا اور ہشت بہشت کی حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی برہان شاہ شکست کھاکر بیجاپور کیطرف فرار ہوا اور بعد دوبرس کے برہان شاہ بطلب بعضے امرا بلباس درویشان احمدنگر مین آیا اور اعوان وانصار کو مقرر کیا کہ جس روز صلابت خان دیوان خانہ مین بیٹھکر اپنی مہمات مین مشغول ہووے مع پانسو بہادران یکدل و یکزبان تاخت کرکے اُسے قتل کرین اور برادر گوشہ نشین دیوانہ کو ایک قلعہ مین قید کرکے خود امور سلطنت کا متکفل اور متصدی ہووے اتفاقاً جووقت موعود نہ پہونچا تھا صلابت خان واقف ہوا اور ایک جماعت کو کہ برہان شاہ کے اتفاق اور یکجہتی مین مشہور تھی بشدائد تمام ہلاک کیا اور برہان شاہ کی تلاش مین ہوا برہان شاہ جو فقیری لباس مین تھا دنکو کسی جگہہ اور شب کو کسی مقام مین رہتا تھا دستیاب نہوا مفرور ہوکر قطب الدین خان محمد غزنوی کے پاس کہ گجرات مین رہتا تھا گیا اور بعد چند روز کے اکبر بادشاہ کے خدمت مین پہونچا اور آغاز مین بہ منصب سہ صدی سرفراز ہوا اور جسوقت کہ خان اعظم کو کا دکن کیطرف نامزد ہوا منصب ہزاری پر اختصاص پایا اور جو خان اعظم نے بالاپور تک غارت کرکے بے حصول مقصد مراجعت کی برہان شاہ نے ہمراہ صادق محمد خان افغان مابین آب نیلاب اور کابل کے متعین ہوکر ولایت بنگش سے جاگیر پائی اور جب اُس کا بیٹا احمدنگر مین بادشاہ ہوا اکبر شاہ نے اُسے بنگش سے طلب کرکے دکن بھیجا جیسا کہ احوال اُس کا سابق مین مذکور ہوا

صحیح ہون

بمقتضاے سن طلب شیلیا و جد وجدا آخر عمر مین صاحب تخت و تاج ہوا اور مذہب مہدویہ کو کہ اُن دنون اُس کے بیٹے
کے عہد مین رواج پایا تھا دفع کیا اور حکم کیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اُسے زندہ نہ چھوڑین اور مال و اسباب اُنکا غارت
کرین اس واسطے تھوڑے زمانہ مین اُنکا اثر باقی نہ رہا اور بروش سابق منبرون اور بازارون مین خطبہ اثناعشر نے زیب و
زینت پائی اور مذہب اثناعشر نے رواج تمام پیدا کیا اُس دولتخانہ کے غریب جو میرزا خانی شاہ ست کعزان سے جلاوطن
ہوئے تھے احمدنگر کیطرف آئے چہرہ وطن جلوہ گاہ ارباب کمال ہوا اور دلاور خان حبشی کہ ابراہیم عادل شاہ کے خوف
مقر سے شہر محمدآباد بیدر کیطرف بھاگ گیا تھا پھر اُس کی درگاہ مین روانہ ہوا اور ساتھ جاگیر لائق و الطاف شائق کے مخصوص
ہوا لیکن یہ امر عادل شاہ کے مزاج کے موافق نہ آیا برہان شاہ کو پیغام دیا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی مقتضی اس کی ہے
کہ ہم دوست کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن رہین اور نیکی و بدی مین شریک ہو کر یکدلی کو راہ دیوین آنحضرت
سے تعجب ہے کہ اس دولتخوار کے غلام نمکحرام کو اپنی سرکار اشرف مین راہ دیکر اپنا مقرب درگاہ کیا ہے چاہیے کہ حق برادری
اور شیوۂ حق گذاری کو منظور رکھکر دوستون کے پاس خاطر مین کوشش کرین اور اس امر کو موجب
دولت دوام جانکر ایسا کام اختیار کرین کہ ہماری خوشنودی کا مستلزم ہووے برہان شاہ اس پیغام سے
پریشان اور آزردہ ہوا اور حالت اضطرار مین صبر نہ کیا اور ابھی بنیاد دوستی کو استحکام نہ دیا تھا اور دوست کو دشمن
سے جدا نہ کیا تھا اس پیغام کے درجواب باتین وحشت آمیز اور فتنہ انگیز زبان پر جاری کین اور رفتہ رفتہ یہ نوبت
پہونچی کہ عادل شاہ درپے عداوت ہو کر اظہار خصومت مین بہانہ جو ہوا اور ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمدنگر بھیجکر پیغام کیا
کہ تین سو زنجیر فیل جو دلاور خان کی خامی اور نادانی سے نظام شاہیہ مین منتقل ہوئے ہین دوستی کی رعایت کرکے
اس طرف روانہ کرین اور تغافل و تامل مین نقصان عظیم تصور کرکے عاقبت کی وخامت سے اندیشہ کرین بر
ہان شاہ اس پیام سے نہایت آزردہ ہوا اور احضار لشکر کا حکم دیا باوجود اس کے کہ امرا سقام رنجش و نفاق
مین تھے اور اُسکی سلطنت سے ناراض تھے بسبیل استعجال اور کوچ متواترہ عادل شاہ کی ولایت مین در آیا لیکن عادل شاہ
نے آگے سے کچھ خیال مین نہ لاکر بیجاپور سے نہضت نفرمائی برہان شاہ منگلسیرہ کی طرف آب بہورہ کے کنارہ پہونچا وہان سے
قدم آگے بڑھانے مین صلاح دولت نہ دیکھی اور بمشورہ دلاور خان اور بعضے مقربان کے اُس مقام مین دایرہ کرکے
یہ تجویز کی کہ نہر مذکور کے اُس پار قلعہ احداث کرکے ولایت عادل شاہ پر وہانتک متصرف ہووین اور وہ قلعہ
درمیان اُنکے سرحد ہووے اُس کے بعد بتدریج شولاپور اور شاہ درک کو بھی مسخر اور مفتوح کرین ہر ساعت نیک
اختیار کرکے ایک جماعت اعیان کو عین شدت تابستان مین مع ہنرمندان جانب دست آب بہورہ سے کہ پایاب
تھا اُس پار اُتارا اور اُس مقام مین کہ وہان قلعہ قدیم الایام سے تھا اور مدت مدید گذرنے سے منہدم اور
مسمار ہو گیا تھا پایہ اُس کے پایہ پر رکھکر قلعہ بتعجیل تمام انجام کو پہونچایا اور جیسا کہ مذکور ہوا ایک مصلحت کے
سبب سے بیجاپور سے لشکر اُنکے مدافعہ کے واسطے نامزد نہوا یہ بخاطر جمع اپنے کام مین مشغول رہے اور
جب موسم برسات قریب آیا اور دغدغہ اس امر کا ہوا کہ ایسا نہو پانی نہر بہورہ کا چڑھکر بابین قلعہ اور لشکر
برہان شاہ کے گرد حائل ہووے اور مردم عادل شاہی بجبر و قہر متصرف ہووین اس واسطے ابھی قلعہ
ناتمام ہو دروازے نصب کرکے توپ اور گردے وغیرہ جابجا برج و بارہ پر چڑھائین الغرض عین موسم برسات

مین بصرف نقود و فراوان اُنکے اتمام مین ساعی ہوئے اُس عرصہ مین دلاور خان بسبب اس خیال کے کہ عادلشاہ عہدہ
برا نہو سکیگا اور محتاج مثل میرے دانشمند کا ہی چاہا کہ امان نامہ جیسے دکنی قولنامہ کہتے ہین عادل شاہ سے لیکر بیجاپور
کیطرف جاوے اور پھر بدستور سابق زمام حکومت اپنے قبضہ و اقتدار مین لاوے عادل شاہ بہ امر خدا اسے چاہتا تھا
قولنامہ بھیجا ہر چند برہان شاہ نے اُسے جانے سے منع کیا فائدہ نہ بخشا بیجاپور کی سمت متوجہ ہوا لیکن بمجرد پہونچنے کے اپنی سزا
کو پہونچکر مقید اور محبوس ہوا اُسوقت عادل شاہ نے بخاطر جمع رومی خان اور الیاس خان کو مع بسیاری امرا لشکر
برہان شاہ کے دفع مزاحمت کے واسطے نامزد فرمایا رومی خان اور الیاس خان مزاحم قلعہ نہوے امراے برکی سنکہ
پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے جریدہ آب بہورہ سے عبور کیا لشکر نظام شاہ کے حوالی تک تاخت کرکے آسایش
اور آرام اُنکے درمیان سے اٹھا دین جب یہ لوگ آب بہورہ سے اترکر مزاحمت تمام اردوے برہان شاہ مین
پہونچانے لگے برہان شاہ اُس جماعت کی جرات اور بیباکی سے پریشان ہوا اور جو اپنے امرا کے اخلاص پر اعتماد رکھتا
تھا خود رات کیوقت اُنکے مضجع پر کہ ندی بہورہ کے ساحل پر تھا تاخت کرکے قریب صبح اُنکے حوالی مین پہونچا اور اُنھون نے دور
سے سیاہ فوج دیکھا جو کہ نہر مذکور پایاب تھی اُن لوگون نے فوراً پانی سے عبور کیا اور باتفاق رومی خان اور الیاس خان اور بھی امرا
افواج مسلح اور مکمل کرکے اُسطرف بقصد مقاتلہ اور مقاتلہ صفوف آراستہ کرکے کھڑے ہوئے قضارا اُسیوقت سیل عظیم آیا
عبور برہان شاہ پر دشوار رہا پھر اس پار سے چند کارتوس توپ کلان کے افواج عادل شاہ پر فیر کئے جب سمجھا کہ عبث ہی
اپنے اردو مین معاودت فرمائی اور اُسیدن پھر امرائے برکی نے آب سے عبور کیا اور تاخت و تاراج لشکر نظام شاہ مین
شروع کی اور اسکے بعد ایکمدت اسی نہج پر گذری اور آثار قحط ظاہر ہوئے برہان شاہ ناچار ہوا قلعہ سیتدرث کو اسد خان ترک
کے سپرد کرکے ابطال رجال سے پر کیا اور وہان سے کوچ کرکے چند منزل اپنی ولایت کیطرف جاکر مقیم ہوا تاکہ غلہ اور
آذوقہ نظام شاہ کی ولایت سے بفراغت پہونچے محنت غلہ سے نجات حاصل ہووے اُسوقت رومی خان اور الیاس
خان نے فرصت پاکر مع تمامی لشکر ندی بہورہ سے عبور کیا اور نظام شاہ کا پیچھا کرکے مزاحمت پہونچانے مین کوئی دقیقہ
فرو گذاشت نہ کیا برہان شاہ مضطر اور پریشان ہوا انورخان امیرالامراے برار کو کہ شجاعت مین مشہور و معروف تھا
مع اکثر امرا جنگ عادل شاہیہ کیواسطے مقرر فرمایا اور اردو کے دو تین کوس کے فاصلہ پر فریقین کے درمیان
حرب شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا انورخان طعن نیزہ اعتماد خان شوستری سے کہ سرنوبتان عادل شاہ سے تھا
مارا گیا شکست فاحش برہان شاہ کو نصیب ہوئی اور ایک سو پچاس ہاتھی عادل شاہیہ کے تصرف مین آگئے اور
برہان شاہ مخذول اور منکوب ہوا امرا نے بنظر حقارت و اہانت اُسے دیکھا اور کامل خان دکنی اور بھائی اُس کے
کہ امرائے معتبر سے تھے چاہا کہ اُسے بادشاہی سے معزول کرکے اسمعیل کو تخت سلطنت پر قائم کرین برہان شاہ اس ارادہ
سے واقف ہوا کامل خان اور اُسکے بھائیون کو بسیاست و عقوبت تمام قتل کیا دکنی اس سانحہ سے زیادہ تر متوحش
اور متنفر ہوئے برہان شاہ کے قتل کی فکر کرنے لگے اور یوسف خواجہ سرا کو کہ حسن و جمال مین اپنا نظیر نرکھتا تھا اور برہان شاہ کا
نہایت مقرب تھا اُسے اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ رات کیوقت اثنائے خواب مین اُسے قتل کرکے اسمعیل کو بادشاہ
کرین یہ خبر برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی لیکن باور نہ کی یہانتک کہ رات کیوقت امتحاناً وہ بستر خواب پر لیٹا
اور عمداً آنکھین بند کرکے خراٹے لینے لگا یوسف خیمہ مین آیا اور ہاتھ خنجر پر رکھا برہان شاہ نے

جست کرکے اسکا ہاتھ پکڑا اور جو نہایت درجہ اُسے چاہتا تھا آپ کو اوپر کرکے اسکے قتل سے درگذرا جو محمد قلی قطب شاہ
اور راجہ علیخان نے صحبت غلیظ دیکھی ایک جماعت مردم معتبر صاحب اعتبار مثل مصطفی خان استرآبادی اور خواجہ
عبد السلام تونی کو بیجاپور کیطرف بھیجکر طالب صلح ہوئے اور تین مہینے عادل شاہ سے صلح سے انکار کیا جب مبالغہ و الحاح
اُن دونون بادشاہ کا حد سے گذرا اس شرط صلح پر راضی ہوے کہ برہان شاہ نے جس صورت سے اس قلعہ کو احداث کیا ہے
اپنے ہاتھ سے مسمار کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کرے خواجہ عبد السلام اسکا و مہ وار ہوا اور معروض کیا کہ بقاع صلح
اور قلعہ مسمار کرنے کو ایک معتمد ان درگاہ سے بھیجیں تو اسکے سوا جہہ مین مہمات فیصل ہو وین عادل شاہ نے انکی التماس پذیرا
کی شاہنواز خان استرابادی کو کہ کچھ احوال اُس کا ذیل وقایع عادل شاہیہ مین تحریر ہوا برہان شاہ کے پاس بھیجا
اور جب شاہنواز خان اردو سے برہان شاہ کے قریب آیا ارکان دولت اُس کے لوازم استقبال اور اعزاز
بجا لاکر بتیج او بمسرور ہوے اور برہان شاہ نے اُس کے روبرو قلعہ منہدم کیا اور سواے اُس سے باقی نرکھا
پھر احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور ریکندہ کے اطراف سے شاہنواز خان کو بعزت تمام رخصت معاودت فرمائی اور خود
بطور تاخت احمد نگر مین داخل ہوا اسلام کو غنیمت شگرف سمجھا اور سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار ایک ہجری مین عیسائیان ریکندہ
کے دفع پر عازم جزم ہوا ایک جماعت امرا کو بندر چیول کے طرف نامزد فرمایا اور حکم کیا کہ اس پہاڑ پر جو ساحل دریا پر واقع
ہوا اور کشتیان انکی وہان سے ریکندہ کی طرف آتی جاتی ہین ایک قلعہ اس پر تیار کرو اور اُس کے برجون پر توپ اور
ضرب زن وغیرہ نصب کرکے فرنگیون کی آمد و شد کے مانع ہو اُنھون نے جب ایسا کیا وہ قلعہ باسم کہوالہ مشہور ہوا
عیسائیان نے مدار تردد و شب پر منحصر رکھکر جمیع بنادر ہندوستان سے کہ تعلق عیسائیون سے رکھتے تھے طالب مدد
ہوئے چنانچہ سب جگہ سے انھین مدد پہونچی اور اس مرتبہ دو بار شبخون لشکر اسلام پر لائے اور ہر دفعہ دو تین ہزار
دکنی قتل کرکے غالب ہوئے برہان شاہ اگرچہ دل سے دکنیون کے قتل ہونے سے راضی تھا لیکن بحسب ظاہر
اظہار کدورت کرکے فرہاد خان اور شجاعت خان حبشی کو مع امراے کبار دکن کہ اُن سے مطمئن اور امین نہ تھا مع
دس ہزار سوار اُس طرف روانہ کیا بموجب مضمون اس مصرع کے مصرع ز ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است +
اور بدین سبب کہ بندر رویل ایسے اور دمن سے جو درمیان گجرات اور دکن واقع ہے انواع کمک مردم ریکندہ کو پہونچتی تھی
بہادر خان گیلانی کو سپہسالار کرکے باتفاق امراے عرب علیحدہ اُس بندر پر نامزد کیا بہادر خان جب وہان پہونچا بروز چہارشنبہ
شوال کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک ہزار فرنگیان خونخوار اور بہالسے زنگیان دیو سار سے علم مخالفت بلند کیا
اور حبشیون اور دکنیون نے جو قلعہ کہوالہ مین نامزد ہوئے تھے کشش اور کوشش مین تقصیر نہ کرکے نشان فرنگیونکا
نگونسار کیا اور قریب ایک سو فرنگی اور دو سو نصرانی کے تیغ غزا سے قتل کرکے مظفر اور منصور ہوئے جب یہ خبر فتح
برہان شاہ کو پہونچی نہایت محظوظ ہوا محفل جشن و شادی کی ترتیب کا ارشاد فرمایا اور عمارت آئینہ خانہ یعنی شیش محل مین
جو برہان شاہ نے بغداد کے پہلو مین تیار کی تھی مجلس بزم آراستہ کی اور مصاحبان ارسطو فطرت اور شعراے نکتہ سنج
عطارد فطنت اور مطربان ناہید عشرت حاضر ہوئے اور جو وہ مجلس مشابہت بہشت جاودان کے ساتھ رکھتی تھی
اس شہریار نے قلم تکلیف وضع و شریف سے اُٹھاکر حکم فرمایا کہ جو شخص جس شی کی تمنا کرے مردم بادشاہی
حاضر کرین اور ساقیان خورشید عذار شراب سرخ مجلس مین لائے اور پیش خدمتین مشتری صورت

ماہ سیما نے ساعدین روح پرور اور گزک میر نگر رجلوہ گری اور بعضے اشخاص نے کہ ہمیشہ مے نوشی کے عادی اور شراب کی آرزو دل مین رکھتے تھے بے تکلف مے نوشی کیطرف رغبت فرمائی بیت خلد عیش ست درو بادہ حلال ستے حلال ٭ بزم شاہست درو توبہ حرام ست وحرام ٭ اور بعضون نے کہ اُن مین صوفی صافی اور پرہیزگار تھے اشیائے حلال کی طرف میل کرکے اشربہ لذیذ اور اطعمۂ لطیف تناول کیا او مطربان بار بد نوا کہ سرمایہ نشاط اور پیرایۂ مجلس انبساط تھے انھون نے چنگ وعود وسرود چھیڑ کر ناہید کو بام فلک سے اس تماشاگاہ مین بلایا اور نغمۂ بربط ورباب چیغ کبود کے رندان کو رقص مین لائے اور اہل مجلس نے اس بزم دلکشا کی تعریف مین سخنان دلپذیر اور عبارات واستعارات مین ہمزبانی کی اور جملہ اہل نظم سے واقف رموز ملک آسمانی مولانا ملتی یہ رباعی عراقی بدیہہ اس محفل جنت نظیر کی تعریف مین بحر خاطر سے ساحل بیان مین لایا رباعی آسنے کہ جہان کرشمۂ نرگس تست ٭ گنجور دو کون بندۂ مفلس تست ٭ آئینہ اسکندر وجام جمشید ٭ باطبع ملک دریچۂ مجلس تست ٭ اور اسی سال ماہ ذیقعدہ مین برہان شاہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خانخانان اور بیرم خان کو مع سپاہ گران ولایت مالوہ کیطرف بھیجا ہی اور شاہرخ میرزا بادشاہ بدخشان اور شہباز خان کو سلطانپور اور ندربار کیطرف روانہ فرمایا ہی اور جو یہ امر مشعر اس مظنہ پر تھا کہ ایسا نہو خانخانان مملکت برار کیطرف لشکرکشی کرے اسواسطے برہان شاہ نے عماد خان کو راجہ علیخان کے پاس بھیجکر اس سیلاب کے سد کے بارہ مین مشورہ کیا اس درمیان مین حادثۂ عظیم ولایت چیول مین واقع ہوا وہ یہ ہی کہ جب قلعہ کھوالہ تیار ہوا اور اُسکے برج وبارہ پرتو مین صاعقہ آثار اور گرشہ شہاب کردار نصب ہوئے فرہاد خان حبشی اور اسد خان اور تاج خان اور نصیر الملک اور دولت خان اور رای راے اور دوست علی مولد اُس قلعہ کے محافظت مین مشغول ہوئے اور کسی طرف سے مدد قلعہ رکیندہ مین نہ پہونچنے دیتے تھے اور قریب تھا کہ نصاری بہ تنگ وعاجز اگر جلا وطن ہووین کہ ناگاہ برہان شاہ اُن دنون گرفتار نفس امارہ ہوکر امردون اور عورتون کی مباشرت اور مخالطت کا حریص ہوا اور حکم کیا کہ جس مکان مین عورت مستورہ بادشاہ کی خدمت کے لائق ہووے شوہردار خواہ غیر شوہر ہو اُسے شہریار کے شبستان مین حاضر کرین یہ امر خاص وعام کو ناگوار ہوا برہان شاہ سے متنفر ہوئے اور جب سناکہ شجاعت خان حبشی کہ امرائے معتبر سے تھا عورت جمیلہ رکھتا ہی اُسے بھی طلب کیا شجاعت خان نے اُسکے بھیجنے سے انکار کیا برہان شاہ بہت غضبناک ہوا اُسے موکلون کے سپرد کیا اور اُسکی عورت کو بجبر وقہر اپنے حرم سرا مین طلب کیا اور حبشی کہ اُس کی تعریف سنی تھی اُسکے پسند طبع نہ آئی ہاتھ اُسکی طرف دراز نہ کیا اُسکے گھر بھیجدیا لیکن شجاعت خان نے شجاعت کو کام فرمایا یعنی خبر سنتے ہی خنجر اپنے شکم پر مارکر مرگیا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی فرہاد خان اور جمیع امرائے کھوالہ برہان شاہ کے اوضاع واطوار ناپسندیدہ سے دلگیر ہوئے اور محافظت قلعہ اور جنگ نصاری مین سُست اور کاہل ہوئے اور دیر اُس کے ہوئے کہ فرصت پاکر احمد نگر کیطرف روانہ ہوکر نشان بغاوت کا بلند کرکے برہان شاہ کے دفع مین کوشش کرین اہل فرنگ اس امر کو سمجھکر ساٹھ غراب پر از افواج جنگی واسباب قتال وجدال جمیع بنادر سے طلب کرکے اپنے پاس رکیندہ مین لائے اور شب تار مین بالائے حصار کھوالہ سے عبور کرکے رکیندہ کیطرف پہونچے جمعہ کے دن علی الصباح ذی الحجہ کی سولھوین تاریخ کو چار ہزار فرنگی بہیئت اجتماعی اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تاج خان عربی مع لشکر قلیل کے قلعہ کے باہر فروکش ہوئے تھے سراسیمہ خواب سے بیدار ہوکر قلعہ کیطرف بھاگے اور فرہاد خان جو نہایت سنجیدگی سے

فرہادخان

بھی غفلت مین شل اول کے اہتمام نرکھتا تھا اور دربانون نے کہ ابھی تاریکی تھی دروازہ آدمیون کی آمد و شد کیواسطے کھولا تھا اور سپاہ فرنگ نے کہ تعاقب منہ ہونیکا کیا تھا ہجوم لاکر فرصت دروازہ بند کرنیکے نہ دی اور بعقب تاج خان اور اُن رلے گو زدہ زدہ قلعہ مین در لائے اور قتل شروع کیا فرہاد خان اور اسد خان اور تمامی آدمی قلعہ کا شور و غوغا سنکر سراسیمہ خواب صبح سے بیدار ہوئے اور باوجود اس کے کہ فرنگیون کے دو چند بلکہ چہار چند تھے شامت غفلت سے مدافعہ مین اُنکے نہ مشغول ہوئے اور تمام حیران اور مبہوت ایستادہ رہے اور فرنگیون نے اُنھین بطرح شل گوسفندان قربانی قتیل اور مذبوح کیا اور ایک ساعت مین دس بارہ ہزار آدمیون کو شہید کیا اور قلعہ کہوالہ کو بھی سمار اور منہدم کرکے تمام ساز و سلب پر جو قلعہ مین تھا متصرف ہوئے اور فرہاد خان کو کہ زخمی تھا زندہ اسیر کیا اور باقی جمیع امرا کو اہل فرنگ نے شربت ممات چکھایا اور جب برہان شاہ نے یہ اخبار سنے اُس جماعت کا قتل ہونا عین فتح سمجھا اور بنظر التفات غریبون پر مبذول فرما کر مرتضی خان انجو اور شیخ عبد السلام عرب اور احمد بیگ اور قزلباش خان اور خلیفہ عرب اور اوذبک بہادر اور خواجہ اندق ماوراء النہری وغیرہ کو منصب امارت پر مشرف کیا اور چاہا کہ اُنھین بندر چیول کیطرف روانہ کرکے کفار فرنگ کو مستاصل کرے کہ ناگاہ عادل شاہ کا بھائی کہ جس نے قلعہ نلگوان سے خروج کیا تھا اپنی نظام شاہ کے پاس بھیجکر طالب امداد ہوا اور ذمہ دار اس امر کا ہوا کہ جب تختگاہ پر قابض ہون تو لاکھون اور دوسو ہاتھی اور قلعہ شولاپور برہان نظام شاہ کے سپرد کرونگا نظام شاہ نے طمع اُن اشیا کی کرکے اپنے دل مین کہا بہتر یہ ہے کہ پہلے اس کام کو انجام دون بعد اس کے ریکندہ کے فرنگیون کو مستاصل کرون یہ کہکر ماہ ربیع الاول سنہ ایک ہزار تین ہجری مین احمد نگر سے نلگوان کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے حوالی مین خبر قتل برادر عادل شاہ سنکر نہایت خجالت اور ندامت سے پلٹ آیا اور بیہ رنج و قلق اور تکلفتون کے علاوہ ہوا بستر ناتوانی پر تکیہ فرمایا اور عادلشاہ اُسکی فوج اور نیز وہی شہزادہ اسمٰعیل سے کہ عادل شاہ کا بھائی تھا نہایت آزردہ ہوا اور امرائے سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ مین تاخت کرکے نہب و غارت مین قصور نکرین برہان شاہ نے تنکنادری راجہ کرناٹک سے اتفاق کرکے اُسے یہ فہمایش کی کہ تم اُس طرف سے چڑھائی کرکے قلعہ بنکاپور پر متصرف ہو اور ہم اسطرف سے لشکر قلعہ شولاپور پر بھیجکر مفتوح اور زیرنگین کرتے ہین راجہ کرناٹک نے جب یہ امر قبول کیا برہان شاہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ مذکور کو مرتضی خان انجو کو سپہ سالار کرکے مع اخلاص خان مولد اور شیخ عبد السلام اور تمام امرائے عرب قریب بارہ ہزار سوار کے امرائے برگی کے مدافعہ اور عادل شاہ کے ولایت کی پامالی اور خرابی کو روانہ کیا اور کہا مین بھی اس مرض سے شفا پاکر پیچھے سے مع لشکر برار اُس طرف روانہ ہونگا مرتضی خان جب حوالی قلعہ مین پہونچا اوذبک بہادر کو مع بعضے امرا طلیعہ لشکر کرکے بیشتر امرائے برگی کے مقابلہ کو بھیجا قضارا اُس مقام مین بھی لشکر برہان شاہ نے شکست فاحش کھائی اوذبک بہادر مارا گیا برہان شاہ یہ خبر سنکر زیادہ تر غمگین اور محزون ہوا اور مزاج اُسکا اس طرح اعتدال سے منحرف ہوا کہ حکمائے حاذق اور اطبائے ماہر اُسکی اصلاح سے عاجز ہوئے اور رفتہ رفتہ مرض سوء القنیہ اور اسہال دموی اور تپ محرق بہم پہونچا کر یکبارگی صاحب فرش ہوا اور اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا اور اسمٰعیل کو اسواسطے کہ مہدوی مذہب اور غریبون کا دشمن تھا سلطنت سے باز رکھا اخلاص خان کہ اسمٰعیل کی سلطنت پر راغب تھا یہ خبر سنکر دلگیر ہوا اور بہ مرض ہونیکی مرض سے تصور کرکے

مرتضیٰ خان کے لشکر مین مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت ہوا اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے عہد کے موافق تمام غریبون کو قتل کر کے انکا مال و اسباب تاراج کرین مرتضیٰ خان اس امر پر آگاہی پاکر مسلح ہو کر مع بعضے امرائے غریب احمد نگر کی طرف راہی ہوا اور بتعجیل تمام آپ کو برہان شاہ کے پاس پہونچایا اور بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کے فوت ہونے کا یقین ہوا مع بعضے امرائے غریب بیجاپور کیطرف روانہ ہوا اور شیخ عبدالسلام عرب اعتماد حبشیون کی دوستی پر بلکہ ... مین رہا تھا دکنی اور حبشی نے اتفاق کر کے اُسے اور اُس کے متعلقین کو شربت شہادت چکھایا اور اخلاص خان نے غریبون کی جمعیت کو متفرق اور آتش فتنہ کو مشتعل کر کے مہمات کو بگڑو کیا اور برہان شاہ کے مدافعہ کیواسطے جمیع سرداران دکنی اور حبشی کو ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف گیا برہان شاہ ایک جماعت اُسکے پاس بھجکر لوازم نصائح بجالایا اور جب اُسے تمرد و عصیان مین راغب اور راسخ پایا باوجود ضعف و ناتوانی پالکی مین بیٹھکر قلعہ سے برآمد ہوا اور چتر اور سورج مکھی اور سامان سلطنت ابراہیم کو ارزانی رکھا اُس روز ہمایون پور مین کہ بنا کیا ہوا اُس کی والدہ خونزہ ہمایون کا تھا نزول کیا اور دوسرے دن فجر و اخلاص خان نے ایک صف مثل اپنے قلب کے متزلزل اور نا راست آراستہ کر کے اپنے ولی نعمت کے مقابل شان کفران اور طغیان کا ماند کیا اور بموجب بیت با ولی نعمت ار برون آئی + گر سپہرے کہ سرنگون آئی + بعد از حرب و ضرب شکستہ اور بدحال ہو کر پرندہ کیطرف بھاگا اور برہان شاہ مظفر و منصور احمد نگر کے قلعہ مین تشریف لے گیا جو اس معرکہ مین نہایت قلق اور صدمہ اٹھائے تھے دوسرے دن کہ اٹھارویں ماہ شعبان ۱۰۰۳ھ ایک ہزار تین ہجری کی تھی اس کے طائر روح پر فتوح نے آشیان جنان کی طرف پرواز کیا مصرع بقا بقائے خدا ہست ملک ملک خدا + اور مدت سلطنت اس کی چار برس اور سولہ دن تھی اور مولانا ظہوری نے ساقی نامہ مخترع کہ قریب چار ہزار بیت ہی برہان شاہ کے نام مصرین کیا اُس مین داد شاعری دی ہے اکثر شعرا اور عقلا اور صاحب طبع اس کو پسند کرتے ہین

ذکر ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کی جہانبانی کا

ابراہیم نظام شاہ اپنے باپ کے بعد ارتحال مالک تاج و نگین ہوا اور میان منجو دکنی کہ اتابک برہان شاہ تھا اُس نے وصیت کے موافق امر وکالت مین قیام کر کے اپنے بیٹون اور بھائیون اور اعوان کو سلک امرا مین منتظم کیا اور اخلاص خان مولد باوجود ایسی حرامخوری کے کہ ولی نعمت سے صف آرا ہو کر لڑا تھا اپنے ایلچی بھیجکر ابراہیم نظام شاہ سے عفو تقصیر و امان نامہ کا طالب ہوا ابراہیم نظام شاہ اور میان منجو نے اُس کے فساد اور سرکشی سے اندیشہ کر کے امان نامہ ارسال کیا اور وہ احمد نگر مین آیا ایک جماعت حبشیان اور مولدان سے فراہم اور اختیار کی یعنی دو فرقہ ہوگئے ایک میان منجو کے شریک اور دوسرا اخلاص خان سے گرویدہ ہوا اور ہر ایک صاحب داعیہ ہو کر دوسرے کی بزرگی اور تزک کو دیکھکر سر نہ جھکاتا تھا اسواسطے مہمات سلطنت نے خوب رواج نہ پایا ہر شخص آپ کو رستم دستان اور افراسیاب زمان سمجھکر مجلسون مین زبان لاف و گزاف مین کھولتے تھے کبھی ذمہ دار مقابلہ لشکر اکبر بادشاہ ہوتے تھے اور کبھی متکفل مدافعہ امرائے عادل شاہ ہوتے تھے اور سابقاً ایلچی عادل شاہ کے کہ جس کا میر صفوی نام اور سادات صحیح النسب سے تھا سلوک ناہموار کر کے باتین موحش مذکور کرتے تھے جب یہ اخبار عادل شاہ کے سمع مبارک مین پہونچے نظام شاہ کے دولتخانہ کی اصلاح اور درستی اور بے ادبونکی گوشمال اور تنبیہ کیلئے بیجاپور سے شاہ درگ کیطرف متوجہ ہوا اور اخلاص خان اور اُس کے تابعون کی رائے یون مقتضی ہوئی کہ لشکر فراہم لاکر سرحد کیطرف روانہ ہو کر عادلشاہ کے

ساتھ محاربہ کرین اور میان منجو نے یہ رائے پسند کرکے جواب دیا کہ ہمارا خیل و لشکر بے سامان اور بے سرانجام ہی اور اُمرا
جیسا کہ چاہیے مطیع اور منقاد بادشاہ کے نہین ہین مناسب یہ ہی کہ حاجبان تحف و ہدایا لیجا کر اس سے صلح کرین اور بہ
اطمینان تمام ملک اور مال اور لشکر مین مشغول ہوکر مہیاے کارزار عادل شاہ ہوون اخلاص خان نے کہ مرد نادان
اور احمق تھا یہ امر قبول نہ کیا اور شاہ درک کی لشکرکشی مین اصرار کیا اور جو نظام شاہ کو بھی یہ امر مد نظر تھا اس واسطے
میان منجو نے سکوت اختیار کیا اور بادشاہ وغیرہ اس طرف متوجہ ہوئے اور جب سرحد پر پہونچے میان منجو نے اتمام حجت
کے واسطے ایلچیان اور بزرگون کو جمع کرکے کہا کہ عادل شاہ اپنی مملکت مین مقیم ہی اس سے اور اُس کی سپاہ سے کسی طرح کی
مزاحمت ہمارے ملک کو نہین پہونچی صلاح دولت نہین ہی کہ تم نزاع مین ابتدا کرکے اسکی مملکت مین داخل ہو ابھی دروازہ
صلح کشادہ ہی ساتھ اُس کے طریق ملائمت اور دوستی مین قدم رکھکر بساط قتال اور جدال نہ بچھاوین ابراہیم نظام شاہ کہ شرب
شراب مین افراط کرکے ایک لحظہ ہوشیار نہ رہتا تھا جب اُس نے اخلاص خان اور اعوان کی خواہش طبع جنگ مین دیکھی
میان منجو کی فہمایش گوش ارادت سے نہ سنی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور حمید خان حبشی کہ سپہ سالار عادل شاہ
تھا اور اپنی سرحد مین قیام رکھتا تھا افواج آراستہ کرکے نشان مدافعت اور ممانعت بلند کیا میان منجو نے کہ مرد جہاندیدہ
اور کہن سال تھا جنگ مناسب نہ دیکھی ایک جماعت حمید خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ ہمارا بادشاہ جوان اور
بے تجربہ ہی اور سواے اس کے ایک جماعت شریر کہ دائرہ انسانیت سے خارج ہی اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہی اور
اور شرب مدام سے زمام عقل ہاتھ مین نہین رکھتا لہذا عرض کرتے ہین کہ یہ دن روزہاے ماہ ذی الحجہ سے ہی اور
جدال و قتال اس مہینے مین حرام ہی جنگ موقوف رکھکر طرح دیوین شاید ہم فرصت پاکر اُسے بسبب نصائح سودمند
اور مواعظ ارجمند کے اس ارادہ سے باز رکھین اور جو کہ اس بارہ مین اُسے عادل شاہ نے سوگندی دی تھی حمید خان
نے یہ امر قبول کیا نظام شاہ نے سر راہ سے کنارہ کرکے اُس کے دست راست کیطرف کہ ایک کوس کا فاصلہ تھا فروکش
ہوا نظام شاہ جب وہان پہونچا اور حمید خان کو اپنے مقابل نہ دیکھا شراب کے نشہ مین سمجھا کہ وہ ہم سے دب کر ہٹ گیا ہی
حسب طور سے ممکن ہوا اس دن وہان نزول کیا اور اس رات کو میان منجو اور اُس کے توابع نے ہرچند سمجھایا کہ یہ منع حرمت
جنگ کرے جو کہ اجل اُسکی آ پہونچی تھی اُنکا ارشاد اُس کے کام نہ آیا دوسرے دن صفوف آراستہ کین اور حمید خان
حبشی کو یہ خبر پہونچی وہ بھی سامان جنگ درست کرکے مع لشکر گران بسرعت برق و صولت رعد میدان قتال کیطرف
روانہ ہوا اور پچاس ہزار سوار سے طرفین نے مقابل ایک دوسرے کے صف جنگ کھینچی پہلے بہادران اور
یکہ سواران نے گھوڑے جولان کئے اور شمشیر و خنجر سے زمین جنگ گاہ ایک دوسرے کے خون سے رنگین کرنے
لگے اور داد مردی اور مردانگی دیتے تھے اسوقت جمیع افواج جوش و خروش مین آکر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا
اور حرب و ضرب مین مشغول ہوکر آثار بیرحمی ظاہر کیئے مثنوی سپاہی چو فیلان آشفتہ مست * ہمہ نیزہ و تیغ و خنجر بدست *
بنوک سنان و بہ تیر خدنگ * ربودند از روے خورشید رنگ * اس روز ایک امر عجیب و غریب وقوع مین آیا میمنہ نظام شاہ
نے میسرہ عادل شاہ کو متفرق اور پریشان کرکے تین کوس پسپا کیا جو اعتقاد طرفین کا یہ تھا کہ فتح ہماری طرف سے ہی
ایک دوسرے کے ساز و سلب مال و اسباب کے تاراج مین مشغول ہوئے ابراہیم نظام شاہ مع ایک جماعت مخصوصان
سے کہ سو آدمی سے زیادہ نہ تھے اور مع چند فیل معرکہ مین رہا بحسب اتفاق سہیل خان خواجہ سرا اور مقصود خان ترک

شحنۂ فیل ایک ہزار سوار اور ستر فیل جنگی لیکر وہان آپہونچے اور ایک جماعت مقربان ابراہیم نظام شاہ سے عرض پیرا ہوئی کہ ہم قلیل ہین اور فوج دشمن کی کثیر صلاح یہ ہی کہ معرکہ سے کسی گوشہ مین جاکر پناہ لیوین جب امرا ملازمت کے واسطے حاضر ہون اس وقت اس فوج کو دفع کرین ابراہیم نظام شاہ اس امر پر راضی نہوا اور شراب کی کیفیت اور نشہ کے سرور مین تلوار غلاف سے کھینچکر اور فیلان مست کو آگے بڑہا کر سہیل خان کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوا اور حملہ اول مین ابراہیم نظام شاہ ایک سپاہی عادل شاہی کے ضرب نیزہ سے خانۂ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے پرواز کر گیا جنگ کی شامت نے اپنا کام کیا سہیل خان نے اسے پالکی مین ڈالکر حکم کیا کہ اسکو احمد نگر پہونچاوین اور فیلون پر متصرف ہوا اور جب رات ہوئی اسیطرح گھوڑے پر سوار رہکر وہ رات بسر کی اور امرائے نظام شاہی میسرہ عادل شاہی کا پیچھا کرکے غنیمت بہت ہاتھ لائے تھے جب خبر ابراہیم نظام شاہ کے قتل کی سنی ہر ایک اپنی طرف بھاگے اور سہیل خان دوسرے دن توپخانہ نظام شاہی پر قابض ہوا اور عادل شاہ کے پاس پہونچا اور میان منجو نے آپکو سب سے پیشتر احمد نگر مین پہونچایا تھا اور احمد نام بارہ برس کے لڑکے کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ خاندان نظام شاہ سے ہی دولت آباد سے طلب کرکے چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا اور شاہزادہ بہادر پسر ابراہیم نظام شاہ کو کہ طفل شیرخوار تھا قلعہ جوند کیطرف بھیجکر محبوس کیا اور ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چہار ماہ اور دو روز تھی

ذکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حکومت کا

جب اخلاص خان اور دوسرے سردارون نے جنگ و عناد برپا کرکے تازہ نہال سلطنت ابراہیم نظام شاہ کو پژمردہ کیا میان منجو بسبیل استعجال احمد نگر مین آیا اور قلعہ اور خزانہ اپنے تصرف مین لایا اور اخلاص خان اور اعیان درگاہ کو قلعہ مین بلاکر انجمن آراستہ کی اور بادشاہ کی تعین کے بارہ مین مشورہ کیا امرائے حبشی بلفظ زبان چاند سلطان کے التفات خاطر سے بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ کو مشاہدہ کرکے سب اسکی سلطنت پر راغب و مائل ہوئے اور میان منجو اور بعضے امرائے دکنی نے بہادر شاہ کی صغر سنی سے کہ اس عرصہ مین ایک برس اور سات مہینے کا تھا اندیشہ کرکے یہ امر قبول نہ کیا اور کہنے لگے مثنوی جہانبانی و پایگاہ قوی + کلاہ کیانی و کیخسروی + کسی را سزد کو بہنگام جنگ + شناسد شتاب و بداند درنگ + امرائے حبشی یہ کلام سنکر چاند سلطان کی جانبداری سے کشیدہ ہوکر میان منجو کے شریک ہوئے اور لوازم عہد و شرائط بجا لائے اور آپس مین اتفاق کرکے خواجہ استرآبادی کو جس نے درگاہ برہان نظام شاہ سے خطاب میر سامان پایا تھا مع جماعت مردم معتبر و معتمد قلعہ جوند جنیر کے سمت بھیجکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کو شہر احمد نگر مین بلایا اور عید الضحیٰ کے دن کہ سنہ ایک ہزار اور تین ہجری تھی تخت احمد نگر پر متمکن کرکے خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھا یا اور منصب او جاگیر آپس مین تقسیم کی اور بہادر شاہ کو جو چاند سلطان کی آغوش عطوفت مین پرورش پاتا تھا بجبر و تعدی قلعہ جوند مین بھیجکر قید کیا اور بعد چند روز کے جب ظاہر ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سے نہین ہی اخلاص خان اور امرائے حبشی اپنے کئے ہوئے سے نادم اور پشیمان ہوکر اس کے عزل کے درپے ہوئے اور اس داستان کی توضیح یون ہی کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری نے اس جہان فانی سے رحلت کی حسین نظام شاہ ولیعہد ہوا اور اسکے بھائی سلطان محمد خدابندہ اور شاہ علی اور محمد باقر اور عبدالقادر اور شاہ حیدر مملکت موروث مین توقف کو سبب ہلاک جانکر

ہر ایک ایک سمت اطراف ہندوستان سے بھاگ گئے اور بعد مدت مدید مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد مین ایک شخص موسوم بہ شاہ طاہر حیدر آباد کے اطراف مین پہونچکر مظہر ہوا کہ سلطان محمد خدابندہ ولایت بنگالہ مین فلان تاریخ کو رحمت ایزدی مین واصل ہوا اور مین اُسکا فرزند صلبی ہون اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروث مین پناہ لایا ہون ارکان دولت اور اعیان حضرت مرتضیٰ نظام شاہ خصوصًا خان مغفرت نشان صلابت خان اُس کے احوال کے تجسس اور تفحص مین ہوکر شرائط تحقیقات بجالائے لیکن طول عہد اور تغیر اوضاع سے باعث حق و باطل کی تمیز سے عاجز ہوئے لب تصدیق اور انکار مین نہ کھولتے تھے اور از راہ حزم و احتیاط کہ مبادا کوئی جماعت اوباش اس کے پاس فراہم ہوکر فساد برپا کرے اسواسطے اُسے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور مردم معتبر اور دانا کو کہ سلطان محمد خدابندہ اور اُس کے متعلقون کو خوب پہچانتے تھے آگرہ کی طرف برہان شاہ ثانی کے پاس کہ اُندنون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ملازم تھا بھیجکر پیغام دیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا آکر کہتا ہے کہ مین سلطان محمد خدابندہ کا فرزند ہون اور میرا نام شاہ طاہر ہے جو تمام عمر سلطان محمد خدابندہ کی اس حدود مین بسر ہوئی ہے یقین ہے کہ آنحضرت کو اسکا حال کماہی دریافت ہوگا امیدوار ہین کہ جو کچھ واضح اور روشن ہووے اعلام بخشین تو بندگان درگاہ تردد و تفرقہ سے نجات پاوین برہان شاہ نے جواب دیا کہ سلطان محمد خدابندہ کی حیات مستعار میرے مکان مین اختتام کو پہونچی ہے اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں کہ فلان فلان ہین میری صحبت مین زمانہ بسر کرتی ہین اگر کوئی شخص غرضًا آپکو سلطان محمد خدابندہ کے فرزند کا ہمنام ہوکر دعوی فرزندی کرتا ہو محض غلط اور عین افترا ہے صلابت خان اور تمام اعیان حقیقت حال دریافت کرکے اپنے دل مین کہنے لگے کہ بالفعل اس شخص نے سلطان محمد خدابندہ کی فرزندی کی شہرت پائی ہے اب خلاف اسکے عوام الناس کے ذہن نشین کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ مدت العمر یہ قلعہ مین رہے غرضکہ سبھون نے ایسا ہی کیا آخر کو وہ اجل طبیعی سے مرگیا اور اُس سے ایک بیٹا موسوم بہ احمد باقی رہا کہ میان منجو نے فریب کھاکر اُسے تخت سلطنت پر بٹھایا اخلاص خان اور تمامی دلیے حبشی اور مولد اس مقدمہ کے سبب میان منجو سے منحرف ہوئے اور آخر ماہ مذکور مین کالا چبوترہ کے درمیان صف جنگ آراستہ کی میان منجو نے احمد بادشاہ کو برج پر بٹھاکر چتر اُسکے سر پر مرتفع کیا اور میان حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنون کے مدافعہ کیواسطے بیرون قلعہ بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا طرفین کے بہت لوگ کام آئے اور اس درمیان مین کہ حبشی اضراب توپ قلعہ کیطرف فیر کرتے تھے ایک گولہ احمد بادشاہ کے چتر پر لگا ولولہ اور غوغا اور آشوب لوگون کے درمیان وقوع مین آیا اور میان حسن کثرت اور غلبہ اعدا مشاہدہ کرکے پسپا ہوکر قلعہ مین در آیا میر اخلاص خانیان کی شوکت اور غلبہ زیادہ تر ہوا اور قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور اطراف و جوانب سے مورچے اور سرنگ آگے بڑھائے اور ابواب دخول و خروج مسدود کرکے آدمی حاکم دولت آباد کے پاس بھیجا کہ آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد کو جو برہان شاہ کے عہد سے اس زمانتک محبوس ہین روانہ کرے تھانہ دار دولت آباد نے اعانت کرکے انھین روانہ کیا اور چونکہ تھانہ دار چوند بہادر شاہ کو بے حکم میان منجو نہ دیتا تھا وہ بھی اتفاق کرکے ایک لڑکا مجہول النسب کو بازار احمد نگر سے لائے اور اسے خاندان نظام شاہ سے منسوب کرکے سکہ و خطبہ اُسکے نام کیا اور اس تقریب کے سبب بارہ ہزار سوار جمع ہوئے میان منجو او محصورین دریا سے حیرت مین

غوطہ زن ہوئے اور جب نجات اور خلاص سے مایوسی ہوئی ایک عریضہ سلطان مراد ولد اکبر شاہ کو لکھکر گجرات
کیطرف بھیجا اور التماس قدوم کی اور شاہزادہ جو کہ باپ کی طرف سے تسخیر دکن کیواسطے مامور تھا اور جویا ئے فرصت
تھا بسبیل استعجال لشکر فراہم کرکے احمدنگر کیطرف متوجہ ہوا لیکن ابھی عریضہ گجرات مین نہ پہونچا تھا کہ امرائے حبشی کے
درمیان مناصب اور جاگیرات کے سبب غبار کدورت بلند ہوا شمشیر نفاق خلاف اتفاق کے درمیان سے باہر آئے
اور ایک دوسرے کے قتل مین ساعی ہوئے اور اس بارہ مین باہمدیگر ساتھ کسی تقصیر یا مصلحت کے راضی ہوگئے
اور بعضے امرائے دکن نے کہ ہمراہ اُنکے تھے اس اوضاع کے مشاہدہ سے متنفر ہوکر ترک رفاقت کی اور مع خیل و
حشم قلعہ کیطرف جاکر میان منجو کے شریک ہوئے اور اسنے اس لطیفہ غیبی اور فضل لاریبی کے باعث حیات تازہ اور قوت
بے اندازہ بہم پہونچائی او قلعہ سے برآمد ہوا او ہفتہ کے دن محرم کی بیسوین تاریخ سنہ ۱۰۰۴ ایکہزار چار ہجری مین عیدگاہ کے
اطراف مین امرائے حبشی سے خوب جنگ کی او انھین شکست دیکر اُنکے بادشاہ کو مع چند نفر اسیر کیا اور سلطان مراد کے بلانے
سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اسی اندیشہ مین تھا کہ ناگاہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بہ خانخانان اور راجہ علیخان حاکم خاندیس
شاہزادہ مراد سے ملحق ہوکر مع بیس ہزار مغل اور راجپوت اور افغان متسلح از پا تا بہ فرق آہن مین غرق احمدنگر کے اطراف
مین ہوپہنچے میان منجو کہ اُنکے بلانے سے نادم تھا قلعہ احمدنگر غلہ او آذوقہ او خیل و حشم سے مملو اور مضبوط کرکے انصار خان
کو کہ وہ اُسکے جملہ انصار سے تھا سپرد کیا او چاندبی بی سلطان جو خواہش اسکی رفاقت کی رکھتی تھی اُسے بھی مع اہل
و نقود قلعہ کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کے فراہم لانے اور بطلب کمک عادل شاہ و قطب شاہ سے احمد شاہ کے ہمراہ
قلعہ اوسہ کیطرف گیا اور زہرہ فلک طہارت اور پرہیزگاری چاندبی بی سلطان نے ہمت لشکر مغل کے مدافعہ مین صرف
کی اور اس خوف سے کہ مبادا انصار خان جو انصار میان انجو سے تھا دشمن کے شریک ہوکر قلعہ انھین سپرد کرے
اس لئے محمد خان بن میان محب اللہ دایہ زادہ مرتضی نظام شاہ کو مامور کیا کہ اُسے دفع کرے او محمد خان نے اُسکے
قتل مین نہایت شجاعت اور مردانگی بہم پہونچائی اور اُسی دن شہر اور قلعہ مین پوشیدہ خطبہ بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے
نام پڑھایا اور شمشیر خان حبشی کو کہ فرزند اُسکے قتل اولاد گو درا اور رگیو کے زیادہ ستر نفر سے تھے افضل خان تفرشی اور
دوسرے مردم کارآمدنی کے ہمراہ قلعہ کیطرف در لایا اور جب ماہ ربیع الثانی کی بیسوین تاریخ مین سنہ مذکورہ
سلطان مراد باتفاق امرائے کبار مغل سیلاب کیطرح کہ پہاڑون کی چوٹی سے فضائے صحرا کی طرف رجوع ہووے
احمدنگر کے شمال کیطرف نمودار ہوا او عیدگاہ کے اطراف مین ایستادہ ہوکر ایک جماعت بہادران جنگ وجو معرکہ
طلب کو عزیمت حرب و ضرب مین کالا چبوترہ کے میدان مین قائم کیا اور اہل حصار چاندبی بی سلطان کے فرمانے
کے بموجب مستعد رزم و آمادہ پیکار رہوئے اور چند توپ قیامت آشوب دشمن کیطرف فیر کرکے سنگ تفرقہ اُنکی جمعیت
مین ڈالا اور جب دن آخر ہوا شاہزادہ مراد اور سپاہ مغل نے باغ ہشت بہشت مین جو برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ
کا ساختہ تھا نزول کرکے تمام رات لوازم ہوشیاری اور مراسم بیداری مین قیام کیا مثنوی دگر روز کین شہسوار
سپہر ٭ برافراخت رایت برافروخت چہر ٭ برآمد بزین خنگ زیبا خرام ٭ برآورد رخشندہ تیغ از نیام جلد شاہزادہ
نے ایک جماعت کو محافظت شہر اور برہان آباد کے واسطے جو برہان نظام شاہ ثانی کے مستحدثات سے تھا
بھیجکر وہان کے باشندون کی استمالت مین نہایت التفات ظہور مین پہونچائی اور ہر محلہ او ہر کوچہ مین منادی امان

امان

ادنی اعلی کے گوش زد کر کے ایسا کیا کہ رعایا اور تجار وغیرہ نے پاسئے توقف دامن تسکین مین کھینچکر مغلون کے قول پر اعتماد کیا اور دوسرے دن شہزادہ اور امرائے کبار مثل میرزا شاہرخ والی بدخشان اور نواب سپہ سالار خانخانان اور شہباز خان کنبوہ اور محمد صادق خان اور سید مرتضی سبزواری اور راجہ علیخان حاکم برہان پور اور راجہ جگناتھ اور بھی امرا کہ تعداد اُنکی تمام کی موجب تطویل ہی قلعہ کے گرد فرد کش ہوے مورچل اور النگ آپس مین تقسیم کئے اور اُسی ماہ کی ستائیسوین تاریخ کو بوالفضل کہ یہ جو شہباز خان کنبوکہ تمکری اور بیدادین مشہور و معروف تھا سپاہ اکبری مین شہزادہ کے بے فرمان مع لشکر کثیر سیر و گشت کے بہانہ سوار ہوا اور اُس نمار تگر خبیث نے اپنی سپاہ کو فقیر و غنی کی تاراج کا حکم کیا او وطرفۃ العین مین تمام مکانات اور عمارات احمد نگر اور برہان آباد کی بوبکر ربانی کے مکان کی طرح غارت کئے نشان آبادی کا نچھوڑا اور چونکہ مذہب سنت و جماعت سے نہایت تعصب رکھتا تھا چاہا کہ محبان اہلبیت کا مکان جو بہ لنگر دوازدہ امام مشہور ہی غارت کر کے وہان کے باشندون کو قتل کرے شاہزادہ اور خانخانان اس ارادہ بیجا سے واقف ہوئے اُسے نہایت زجر و ملامت کی اور بہت لٹیرے اُنکو عبرت کیواسطے قسم قسم کی عقوبت اور سیاست پہونچائی لیکن احمد نگر کی خلقت کے پاس جو متاع دنیوی سے کچھ نہ باقی تھا رات کیوقت جلا وطن ہوکر ہر ایک ایک سمت راہی ہوئے اور امرائے نظام شاہ اس عرصہ مین تین فرقہ ہوئے اور کوئی کسی کی اطاعت نہین کرتا تھا اول میان منجھو کہ احمد شاہ کو بادشاہ سمجھکر عادل شاہ کی سرحد کیطرف مقیم تھا دوسرا اخلاص خان حبشی حوالی دولت آباد مین موتی شاہ نام ایک طفل مجہول کو باسم سلطان مخصوص کر کے مہر کو اُس کے حلقہ اطاعت مین در لایا تھا تیسرا آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی سرحد مین تھا شاہ علی بن برہان شاہ اول کو کہ عمر اُسکی تخمیناً ستر برس کو پہونچی تھی اور بیجانگر مین توقف رکھتا تھا اپنے پاس بلا کر چتر اُس کے سر پر لگا کر بادشاہ بنایا جب اخلاص خان جرأت کر کے مع دس ہزار سوار ستعینہ دولت آباد کو ہمراہ لیکر احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا خانخانان نے دولت خان لودھی سپہ سالار کو کہ شجاعت اور جوانمردی مین اتصاف رکھتا تھا مع پانچ چھہ ہزار سوار جرار شائستہ کارزار کہ لشکر اکبری سے انتخاب کئے تھے اور اُنکی شجاعت پر وثوق تمام اور اعتماد کمال رکھتا تھا اُس کے دفع کے واسطے نامزد کیا اور دریائے گنگ کے ساحل پر اخلاص خان سے مقابل ہوا اور بعد جنگ اہل دکن نے شکست کھائی دولت خان اور سپاہ مغل نے پیچھا کر کے قتل و غارت شروع کیا اور وہان سے قصبہ پٹن کیطرف کہ نہایت آباد تھا روانہ ہوئے وہان کے مرد اور عورتون کو ایسا لوٹا کہ عورتین بستر کی محتاج ہوئین اس کے بعد احمد نگر روانہ ہوئے اور اسواسطے کہ چاند سلطان بہادر شاہ کی اسیری اور احمد شاہ کے اجلاس کے سبب میان منجھو سے ناراض تھی آہنگ خان کو پروانہ لکھا کہ ایک جماعت تہمتنان و بہادران قلعہ کی محافظت اور دشمنون کے مدافعہ کیواسطے کہ محل اعتماد رکھتے ہون ہمراہ لیکر آپ کو قلعہ احمد نگر کیطرف پہونچا دے آہنگ خان مع سات ہزار سوار و پیادہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب احمد نگر کے چھہ کوس پر پہونچا ایک مخبر کو طریق دخول حصار کے دریافت کیواسطے بھیجا تاکہ اطراف و جوانب اُسکا بنظر احتیاط و غور دریافت کر کے مراجعت کرے جاسوس نے لوازم تجسس و تحقیقات بہم پہونچا کر خبر دی کہ قلعہ احمد نگر کی شرقی جانب سپاہ مغل کے نزول سے خالی ہی اور کوئی امرائے مغل اسطرف کی محافظت مین قیام نہین رکھتا ہی اس وجہ سے آہنگ خان رات کیوقت جاسوس کی ہدایت سے شاہ علی اور اُس کے فرزند مرتضی کی ملازمت مین حصار کیطرف متوجہ ہوکر

قطع مسافت مین مشغول ہوا اور اس کی صبح کو عجیب اتفاق ہوا کہ سلطان مراد قلعہ کے ملاحظہ اور مورچل اور النگ کی تاکید کو سوار ہو کر مثل ماہ سیر کنان ہوا ناگاہ جانب مشرقی ملازمان سے خالی دیکھی اسطرف کی نگاہبانی خانخانان سے رجوع فرمائی اور اس نے اسی دن باغ ہشت بہشت کے حوالی سے کوچ کرکے جائے مجوزہ مذکورہ مین نزول کیا اور آہنگ خان اس کیفیت سے خبر دار نہ تھا تین ہزار سوار انتخابی اور ایکہزار پیادہ توپچی لیکر شب تاریک مین وہان پہونچا اور غفلت اس جماعت کی غنیمت جانکر دست بہ شمشیر ہوا مثنوی زشمشیر خونریز آشفتگان + شبے خون در آمد شب خفتگان + شد از تابش تیغہا تیرہ شب + چو زنگی کہ بکشاید از خندہ لب + زبس کابر شمشیر بارید خون + شب تیرہ را چہرہ شد لالہ گون + خانخانان مع دو سو سوار تیرانداز کہ اسکی اردلی مین رہکر پہرہ دیتے تھے عبادت خانہ کے کوٹھے پر چڑھکر تیراندازی مین مشغول ہوا اور دولتخان لودھی کہ مہر شمشیر اُس کا تھا ہوشیار ہوکر چارسو جوان افغان نامدار لیکر اُس کی کمک کو پہونچا تو جنگ گرم ہوا اور طرفین نے داد مردی اور مردانگی دینے تھے کہ دولت خان کا بیٹا پیر خان بھی مع چھ سو بہادران رستم آثار سپاہ ان مین پہونچکر دست بہ شمشیر و نیزہ ہوکر حرب مین مصروف ہوا اور آہنگ خان زیادہ تر اس سے توقف اور ثبات قدم کو مستلزم ہلاک جانکر باتفاق پسر شاہ علی اور مع ایک جماعت پہلوانان دکنی کہ عدد ان کے چار سو تھے اور دو لے خانخانان کے خیمہ و خرگاہ کیطرف سے برآمد ہوکر قلعہ احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور شاہ علی کہ ایک مرد ضعیف اور نحیف تھا اس نے قلعہ کے اندر جانے سے انکار کیا اور چند روزہ حیات کو غنیمت جانکر مع باقی لشکر دکنی جس راہ سے کہ آیا تھا معاودت کی اور دولت خان نے اس کا پیچھا کرکے تخمیناً نو سو آدمی کو ہلاک کیا اور جب اخبار ویرانی احمد نگر اور غلبہ طائفہ مغلیہ پرخاش جو کا دار السلطنت بیجاپور مین پہونچا اور نوشتہ ہائے چاند سلطان مشتمل بر مبالغہ اور استغاثہ متواترہ اور متوالیہ عادل شاہ کے پاس پہونچے اسواسطے آنحضرت اُسکی کمک کے درپے ہوکر سہیل خان خواجہ سرا کو کہ صفت شجاعت مین موصوف تھا مع بیس ہزار سوار شاہ درک کیطرف روانہ کیا اور میان منجھو باتفاق احمد شاہ اور امرا اور اخلاص خان مع اعوان و انصار یہ خبر سُنکر سہیل خان کے شریک ہوئے اور مہدی قلی سلطان ترکمان بھی سپہ سالار لشکر تلنگ ہوکر مع پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ بے شمار محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے ساتھ اس کے ملحق ہوا اور جب خبر لشکر دکن کی شاہ درک مین فراہم ہونیکی شاہزادہ مراد کے سمع مبارک مین پہونچی چونکہ اس کے اور خانخانان کے درمیان مین غبار نفاق تھا اسواسطے صادق محمد خان اتالیق اور امرائے کبار کو فراہم کرکے مشورہ کیا سبھون نے مراسم استخارہ اور لوازم استشارہ بجا لاکر متفق اللفظ والمعنی ہوکر عرض کی کہ جب تک لشکر دکن اس حدود مین پہونچے سرنگ کھودنے اور دیوار قلعہ کے گرانے مین سعی اور کوشش کرکے قلعہ کو مفتوح کرنا چاہیے شاہزادہ نے یہ رائے پسند کی اور اس کام کے واسطے اشارہ فرمایا امرائے عظام نے مواضع نقب اور مزاحمت متحصنان پیش سلاطین دکن اور ابواب دخول و خروج بند کرنے مین کوشش کی کہ خیال کو بھی مجال تردد نہی اور نقب زنان آہنی چنگ فرہاد طاقت نے عرصہ قلیل مین شاہزادہ وغیرہ کے مورچون سے پانچ سرنگین جڑ یعنی نیو مین پہونچائین اور جڑ دیوار اور بروج اس تو ام فلک البروج کی سپہر کیطرح مجوف اور مشبک کی اور شب جمعہ عشرہ رجب کو نقبونکو باروت اور توپ اور تفنگ سے مملو کرکے سوراخ اُنکے گچ اور چونہ سے بند کئے اور چاہتے تھے کہ دوسرے دن بعد از نماز جمعہ آگ انمین ڈالکر قلعہ کو اُڑادین قضارا خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کے لشکر مین رہتا تھا

وہ رجھولی سے شب تار مین مردم حصار کے پاس پہونچا اور انھین موضع نقب اور سپاہ مغل کے ارادہ سے خبردار
کیا اہل قلعہ اس کے ممنون احسان ہوئے اور اعلی ادنی چاند سلطان کے حسب الحکم اوس شب کو کھودنے اور
توڑنے ارکان حصار مین جس جگہ کہ محمد خان نے نشان دیا تھا مشغول ہوئے اور روز جمعہ کے دوپہر تک دو نقب کا
سراغ لگاکر باروت اسکی نکالی اور دیگر سرنگون کے تجسس وتلاش مین تھے اور شہزادہ اور صادق محمد خان نہین چاہتے
تھے کہ فتح خانخانان کے نام ہووے بے اطلاع اس کے مسلح ہوکر حصار کے دروازہ پر افواج آراستہ کین اور چاہا
کہ نقبون مین آگ دیوین تا کہ قلعہ مین رخنہ ظاہر ہووین اسوقت ہجوم لاکر غنیم کو فرصت نہ دیوین اور قلعہ مین داخل ہووین
مثنوی دلیران بمیدان کین تاختند + سر وتن ز خود وزرہ ساختند + ز جوشن شد آراستہ بال ودوش + شد آرایش رزمگہ
جوشن پوش + روان شد بسوئے محیط ستیز + ز ہر سو یکے دجلۂ موج ریز + اور جب امرائے اکبری خانخانان کے سوا شاہزادہ
کے حکم کے موافق مع خیل وحشم اور طبل وعلم اس حصن حصین کے قریب پہونچے نقبون مین آگ دینے کا اشارہ کیا
اور ایسے وقت مین کہ اہل قلعہ کہ تیسری نقب کہ ان نقبون سے بڑی تھی کھود کر بارود برآوردہ کرنیکے تہیہ مین تھے کہ ناگاہ
وہ دود فتا اس نقب ہاویہ آسا سے برآمد ہوا شعلہ ہا کا دیوار قلعہ مین پڑا قلعہ کی بنیاد متزلزل ہوئی زمین وآسمان اسکی ہیبت سے
جنبش مین آئے اور ایک صدا اس بنیاد کی کہ مصدوقہ سبعا شدادا منتی پیدا ہوئی گویا کہ صور قیامت پھکا اور پچاس گز
دیوار باروت نقب کے زور سے اس شدت سے اڑی کہ ہر سنگ اس بنائے سپہر الطوار کا قطر مین شہرون تک کے گرا
مثنوی چو شد آتش تیز ریزان شرار + فرو ریخت از کید گران حصار + خلل یافت آن کوہ زان زلزلہ + گسستہ شد
آن آہنین سلسلہ + شد آن صور غارتگر زندگی + سرافیل را داد شرمندگی + شد آن لحظہ ہول قیامت عیان +
بگردون برآمد نفیر فغان + زمین گفتی از کید گر بر درید + سرافیل صور قیامت دمید + بخندق فرو ریخت آن شہر
بند + بدریا در افتاد کوہے بلند + ایک جماعت کہ نزدیک اس دیوار کے نقب کاٹنے مین مشغول تھی سنگ وخاک
کے نیچے ہلاک ہوئی اور کچھ لوگ مثل مرتضی خان ولد شاہ علی اور آہنگ خان اور شمشیر خان اور محمد خان دایہ زادہ
اور افضل خان اور ادنی اعلی کہ اس سے علیحدہ اور دور تھے قلعہ کی دیوار منہدم دیکھکر فرار بر قرار اختیار کرکے
سراسیمہ اور بدحواس گوشہ اور کنارہ مین بھاگے اور رخنہ ہائے نقب کو اسیطرح چھوڑکر دل قلعہ کی محافظت سے خالی
کیا لیکن تحسین سعی اس عفیفہ مریم خصال کے کہ قطعہ فروغ نعل سمندش ہلال غرۂ دولت + شمال سایۂ چترش سواد
دیدہ کشور + ہزار بار بہ ورثے شکستہ از رہ تمکین + شکوہ مقنعہ او کلاہ گوشہ سنجر + بار عصمتش نکشیدہ شمال گوشۂ معجر +
ز عفتش نگرفتہ خیال دامن معجر + اور ایزد منان کی عنایت سے چاند سلطان نے اس واقعہ ہولناک پر اطلاع
پاکر فوراً برقع اوڑھکر سلاح جنگ زیب تن کئے اور با برہنہ شمشیر ہاتھ مین لی اور مع ایک جماعت آدمیون کے کہ
اسکی خدمت مین حاضر تھے سراپردہ سے برآمد ہوئی اور سمند عزیمت پر سوار ہوکر اس رخنہ کیطرف روانہ ہوئی
اہالیان قلعہ یعنی مرتضی خان اور آہنگ خان اور شمشیر خان وغیرہ ناچار ہوکر گوشہ اور کنارہ سے کہ پوشیدہ ہوئے
تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اور جو کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان اور تمام امرا اور سپاہ مغل انتظار سرنگونکے
اڑنے اور دیوارین گرنے کا کھینچتے تھے قلعہ بندون نے فرصت پاکر اضراب توپ قیامت آشوب اور بان اور
بندوق اور ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر نصب کیا کہ مانند دہلیز دوزخ ہوئی اور آخر کو جب مغلونکی شعلہ زنی سے

مایوس ہوئے امرا اور سپاہ مغل شاہزادے کے حسب الحکم رخنہ کی طرف تاخت لائے چنانچہ مردم درونی اور بیرونی
کے درمیان ایک جنگ عظیم اور معرکہ شدید کہ اس سے صعب تر تصور نہ کرنا چاہیے واقع ہوئی اور جو بسبب تقویت
و جرأت اس شیرزن کے کہ ہر دفعہ رخنہ اور برجون کے اوپر سے دو تین ہزار بان اور ضرب زن اور تفنگ اور تیر
فیر کرتے تھے اسقدر بہادران اکبری کام آئے کہ اُن کی لاشون سے خندق پٹ گیا مثنوی چو باران فیسان
ہنگام جنگ * ببارید ازان بارہ سنگ و خدنگ * تو گفتی ازان بارہ ابر مطیر * تگرگش ہمہ سنگ و بارانش تیر * ز
پیکان چنان آتشے برفروخت * کہ پر ملک بر فلک زان بسوخت * ہر چند لشکریان مغل نے آخر ثلث روز سے غروب
آفتاب عالم افروز تک گرم و خار رہے اور کوشش اور جانبازی کی کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قلعہ فتح نہوا اس سبب
سے شہزادہ اور صادق محمد خان دلگیر ہو کر اپنے مساکن اور مواطن کیطرف روانہ ہوئے اور ارد وئے مغل کے
خرد و بزرگ نے از راہ انصاف زبان اس شیرزن مبارک پیدایش کی تعریف مین کھولی کہتے تھے کہ انتہا تہوّر
شجاعت کی یہ ہے کہ اس عفیفہ مریم خصال سے ظہور مین پہونچائی اور اس تاریخ سے کہ نام اس بلقیس زمان کا چاند بی بی تھا
بعد اسکے چاند سلطان ہوا الغرض جو پردہ شب ظلماتی درمیان دو جنگ جو کے حائل تھا چاند سلطان خانہ زین پر
اسقدر رونق افزا ہین کہ معماران چابک دست فرہاد آہنگ نے اس رخنہ دیوار منہدمہ کو گل و سنگ سے دو تین گز
بلند کیا اور انھین دنون مین نامہ جات سرداران دکن کو اتفاق سہیل خان ولایت بیر کے اطراف مین پہونچے تھے
تحریر کر کے اس مین کچھ کچھ احوال غلبہ اعدا اور زبونی اہل حصار و قلت آذوقہ درج فرما کر روانہ کیا اتفاقا
وہ جاسوس کہ حامل اُن نوشتون کا تھا مردم مغل کے ہاتھ گرفتار ہوا اسے خانخانان اور صادق محمد خان کے روبرو لائے
انھون نے ایک مکتوب سہیل خان کو لکھا کہ ایک مدت سے ہم انتظار تمہاری توجہ کا رکھتے ہین تاکہ یہ مناقشہ اور منازعہ جلدی
رفع ہووے اور جسقدر جلد اور حضر تشریف لائیے گا بہتر ہوگا اور وہ مکتوب مع نوشتہائے چاند سلطان اسی قاصد کے ہاتھ ارسال
کئے منقول ہے کہ جب کتابت سہیل خان کو پہونچی اور اس کے مضمون پر مطلع ہوا اسیوقت بسرعت تمام کوہستان
بانک دون کے راستہ سے قلعہ احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور جو لشکر مغل مین قحط بدرجہ نہایت پہونچا تھا گھوڑے
فاقہ کے سبب نہایت کمزور اور لاغر ہو گئے تھے اور اس خبر کے سننے سے شہزادہ اور تمام امرائے اکبری متفکر ہوئے
اور انجمن مشورہ کے واسطے ترتیب دی سب کی رائے نے یہ اتفاق کیا کہ اسوقت جنگ سپاہ دکن سے موقوف
رکھکر چاند سلطان سے پیام صلح اسطور پر درمیان مین لادین کہ آن علیا حضرت ولایت برار بادشاہ پیش کش کرے
اور باقی ولایت حسین شاہ کے عہد کے موافق اپنے تعلق رکھے پھر سید مرتضی جو قدیم سے تربیت یافتہ اور برگزیدہ
خاندان نظام شاہیہ سے تھا شاہزادہ کیطرف سے مقدمات صلح کی تمہید کو مامور ہوا اور چاند سلطان نے اضطرار
سپاہ دکن دریافت کر کے پہلے استغنا کیا اور آخر کو اس نے بھی مانند لشکر مغل صلاح جنگ نہ دیکھی جو کہ محاصرہ کے ضیق
سے تنگ آئی تھی تعجیل کر کے جس طرح سے کہ مرقوم ہوا مصالحہ کیا اور شاہزادہ مراد اور خانخانان کوتل چھوڑ کا
اور دولت آباد کی راہ سے ابتدائے ماہ شعبان مین برار کیطرف روانہ ہوئے اور سہیل خان سپہ سالار عادل شاہ اور
احمد شاہ محمد قلی سلطان سر لشکر سپاہ قطب شاہ اور میان منجھو احمد شاہ کے ہمراہ رکاب اسی دو تین دن کے عرصہ مین احمد نگر
کیطرف راہی ہوئے میان منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ بدستور سابق احمد نگر کا بادشاہ رہے اور آہنگ خان نے

احمد شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کرکے دروازہ میان منجھو کی آمدشد کا مسدود کیا اور ایک جماعت کو تھانہ دار چونہ کے پاس بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا اور قلعہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھکر آہنگ خان اور تمام امراے نظام شاہی نے اطاعت کی اور میان منجھو مقام تمرد اور عصیان مین ہوکر چاہتا تھا کہ آتش فساد کو شعلہ زن کرے ابراہیم عادل شاہ نے مرتضے خان دکنی کو کہ عمدہ امراے درگاہ تھا مع چار ہزار سوار جمیل احمد نگر کیطرف بھیجکر میان منجھو کو پیام دیا کہ اسوقت مین ایسی خواہش ملک کی زیادتی نقصان کا سبب ہے لازم جمیع متعلقات طی کرکے سہیل خان کے ہمراہ خان بیجاپور کیطرف آوین تو احوال دریافت کرکے جو کچھ صلاح دولت ہو پیش ہو پہنچاوین میان منجھو کہ مرد عاقل اور فہمیدہ تھا عادل شاہ کے فرمان سے بجا وند گیا مصطفے خان کے ہمراہ بیجاپور گیا اور جب عادل شاہ کو یقین ہوا کہ احمد شاہ نظام شاہ کی اولاد سے نہین ہے اسکو اپنا ملازم کرکے اور جاگیر لائق دیکر سرفرازی بخشی اور میان منجھو اور اُسکے بیٹے میان حسن کو سلک امرا مین انتظام دیکر جاگیر خوب عطا کرکے مسرور اور مبتہج کیا مدت سلطنت احمد شاہ قریب آٹھ ماہ تھی

تذکرہ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

ناظرین والا تمکین کے ضمائر انجم نظائر پر مخفی نرہے کہ جب چاند سلطان نے بہادر شاہ کو کوشش جمیلہ سے صاحب سریر کیا محمد خان میان منتخب دایہ زادہ کو پیشوا کیا اُسنے بھی تھوڑے عرصہ مین جیسا کہ رسم و عادت ہے اپنے استحکام مین کوشش کرکے اپنے اعوان و انصار کو ساتھ مناصب ارجمند کے قوی پشت اور قوی پایہ کیا اور نشان اپنی مضبوطی و استقلال کا بلند کرکے آہنگ خان اور شمشیر خان کو کہ مزید اعتبار مین شہرت رکھتے تھے حسن تدبیر سے گرفتار کرکے محبوس کیا امرا یہ اطوار دیکھکر رنجیدہ اور دل تنگ ہوے ہر ایک ایک سمت روانہ ہوا چاند سلطان مضطرب ہوکر عادلشاہ سے ملتجی ہوئی اور یہ پیام دیا کہ ایسے وقت مین دشمن قوی کمین مین ہے بہ ہنگام فرصت کا جویا ہے اور راہ دولت خواہ کے تفرقہ پنبہ سرکشی اور عصیان کا اظہار کرکے ہر ساعت فساد اُٹھاتے ہین اور ہر لحظہ ایک آشوب ظاہر کرتے ہین اگر آنحضرت اس جماعت کی گوشمالی مین کوشش نفرماینگے عنقریب یہ باقی مملکت بھی اکبر بادشاہ کے تصرف مین جاویگی عادلشاہ نے پھر اعانت پر توجہ کی اور سہیل خان سپہ سالار کو فرمایا کہ احمد نگر جاکر جس امر مین خوشنودی چاند سلطان کی ہو عمل مین لاوے سہیل خان شہور سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور محمد خان قلعہ بند ہوا جب چاند سلطان کی اطاعت مین نہ آیا سہیل خان بتجویز چاند سلطان محاصرہ مین مشغول ہوا اور قریب چار مہینے اس مین اوقات صرف کرکے محمد خان کے دفع مین راسخ اور ثابت رہا اور محمد خان عسر شدید خانخانان کو لکھکر طالب کمک ہوا اور مردم قلعہ اس امر سے واقف ہوکر سب اُس سے پھر گئے اور اسے قید کرکے چاند سلطان کے سپرد کیا چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو کہ غلامان درگاہ سے تھا اُسپر اعتماد کرکے پیشوا کیا اور وکیل سلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت سے مخلع کرکے با عزاز و احترام رخصت معاودت عطا کی اور وہ جب بانتہاے مراجعت راجہ پور کے اطراف مین کہ دریاے گنگ کے ساحل پر واقع ہے پہونچا امراے اکبری قصبہ پاتری وغیرہ پر جو مملکت برار سے خارج ہے بنقض عہد کرکے متصرف ہوگئے اسواسطے اُس موضع مین توقف کرکے عریضہ مشتمل حقیقت حال عادل شاہ کو لکھا اور اسی عرصہ مین چاند سلطان آہنگ خان

مغل کی حرکت اور اُنکے نقض عہد پر واقف ہوئی بہ تعجیل تمام آدمی بیجاپور کی طرف بھیجکر بطلب کمک در باب
مغل کے اخراج کے بارہ مین مبالغہ اور الحاح حد سے زیادہ کیا عادل شاہ نے بدستور سابق سہیل خان کو
سپہ سالار کرکے مغل کے محاربہ کا حکم دیا اور قطب شاہ نے بھی پیروی عادلشاہ کی کرکے مہدی قلی سلطان کو
مع لشکر تلنگ سہیل خان کے پاس بھیجا اور احمدنگر سے بھی قریب ساٹھ ہزار سوار برار کیطرف روانہ ہوکے اور جب
قصبہ سون پیت مین پہونچے قیام کرکے سامان جنگ مین کوشش کی اور خانخانان سپہ سالار مغل کہ قصبہ جالنہ مین استقامت
رکھتا تھا ہجوم اور قصد دکنیون کا دریافت کرکے اپنے احضار لشکر کا حکم دیا اور خود بلدہ شاہ پور مین شاہزادہ کے پاس گیا
اور حقیقت حال معروض رکھی اور جو چاہتا تھا کہ فتح میرے نام ہو وے شاہزادہ اور اُسکے اتالیق محمد صادق خان کو
شاہ پور مین نگاہ رکھا اور خود باتفاق جمیع امراے اکبری اور راجہ علیخان برہان پوری مع بیس ہزار سوار کارگذار
دکنیون کے رزم پر متوجہ ہوا اور دریاے گنگ کے کنارے دکنیون کے مقابل خیمے اور خیمہ گاہ بلند کیے اور لشکر
کے گرداگرد خندق کھود کر پندرہ دن تک حرکت نہ کی اور جب سپاہ دکن کی ماہیت دریافت کی اور چند مرتبہ جنگ طلایہ
اور قزاولان کی طرح اور طور دور آمد برآمد کے معلوم کیے ماہ جمادی الثانی کی اٹھارہوین تاریخ ۱۰۰۵ھ ایکہزار پانچ ہجری مین
چاشت کے وقت عازم جنگ ہوکر صفین آراستہ کین لیکن عصر کے وقت تلاقی طرفین کی واقع ہوئی اور سہیل خان نے
آلات آتشبازی کے استعمال سے راجہ علیخان اور راجہ جگناتھ راجپوت کو کہ مواجہہ اختیار کیا تھا مع چار ہزار بہادر ہلاک کیا
اس سبب سے امراے نظام شاہی اور قطب شاہی افواج اکبری کے تاب مقاومت نہ لائے اور پاے ثبات
انکا زمین کین سے لگیا دشت ہزیمت کی طرف منہزم ہوگئے اور سہیل خان مقابلہ اور مقاتلہ افواج دشمن کا اپنے
اوپر فرض کرکے قریب وقت شام میمنہ اور میسرہ سپاہ مغل پر حملہ آور ہوا اور اس طرح اُنکی جمعیت کو متفرق اور
پریشان کیا کہ معرکہ سے بھاگ کر شاہ پور مین شاہزادہ کے پاس پناہ لی اور صادق محمد خان اس امر کے درپے ہوا
کہ شاہزادہ کو بھی مملکت دکن سے پسپا کرکے باہر نکالے لیکن خانخانان نے باوجود تفرقہ لشکر اُسی طرح معرکہ مین قدم
تہور استوار کرکے مع فوج قلیل اُس رات کو توقف کیا اور سپاہ دکن قرار فتح کا ساتھ اپنے دیکر غارت مین مشغول
ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکے سہیل خان اور ایک جماعت خاصہ فیل عادلشاہ کے سوا تمام فوج بغنائم
رسانی جا ہاے مضبوط اور مستحکم مین متفرق ہوئی اور حسب اتفاق خانخانان اور سہیل خان بجماعت قلیل ایک تیر
پرتاب کے فاصلہ پر معرکہ مین رہے لیکن پہر رات تک احوال ایک دوسرے سے کچھ خبر نپائی آخر الامر جب واقف ہوئے
دونون اپنی محافظت مین کوشش کرکے لشکر جمع لانے مین درپے ہوئے اور جب خورشید ترک غدار یعنی آفتاب
نے دریچہ مشتری سے برآورعہ کرکے سپاہ ہندوے شب کو منہزم کیا وہ دونون سردار مع جماعت ہمراہی مقابل ایک
دوسرے کے ایستادہ ہوے اور خانخانان کا یہ مقصد تھا کہ سہیل خان حرف صلح درمیان مین لاکر لڑائی سے
جدا ہو لیکن سہیل خان بعضے آدمیون کے وسوسہ کے سبب جنگ مین راسخ ہوکر مع فوج خانخانان کی طرف
روانہ ہوا پھر اُس نے بھی لاچار ہوکر نشان قتال بلند کیا اور طرفین سے ایسی حرب سخت واقع ہوئی کہ جنگ
پہلے دن کی اُسکے مقابل ایک بازیچہ معلوم ہوتی تھی آخر کو تائید ربانی سے نسیم فتح وظفر خانخانان کے پرچم مراد
پر چلی سہیل خان شاہ درگ کیطرف فرار ہوا اور امراے نظام شاہی اور قطب شاہی جو پہلے دن بھاگے تھے [illegible]

ا، رحیدر آباد کیطرف راہی ہوکے حیات کو غنیمت جانکر دمبدم شکر الٰہی بجالاے اور خانخانان نے اجناس نفیس عظیم کے
ایک جماعت کو قلعہ پرنالہ اور کاویل کے محاصرہ کو کر مملکت برار کے قلاع حنگین سے ہے تعین کیا اور خود قصبہ جالنہ پور
مین اقامت پذیر ہوا اور شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان کی تحریک کے سبب کہ امراے پنجہزاری سے تھا
خانخانان کو پیغام دیا کہ جو وقت فرصت ہی مناسب یہ ہے کہ ہم احمد نگر کیطرف متوجہ ہووین اور اُسے بھی مفتوح کرکے
مملکت نظام الملکی کو اپنے قبض و تصرف مین لاوین خانخانان نے جواب دیا کہ صلاح وقت یہ ہے کہ امسال برار مین
جاکر وہان کے قلعون کو فتح کرین جب وہ مملکت تمام و کمال زیر نگین ہوکر قید ضبط مین آوے اُسکے بعد دوسرے ملک کیطرف
متوجہ ہوکر نشان تسخیر بلند کرین اور چونکہ یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ آیا اُس تفصیل سے کہ واقعات اکبر بادشاہ مین
تحریر کلک صحت ہوا ہے اظہار رنجش اور کدورت فرمایا اور شہزادہ اور صادق محمد خان نے چند عرایض شکایت
آمیز اکبر بادشاہ کو لکھین اکبر بادشاہ نے خانخانان کو اپنے حضور طلب کیا اور شیخ ابو الفضل کو سپہ سالار دکن بنا
اور میرزا یوسف خان کو بھی اُسکا شریک فرمایا اور خانخانان شہور سنہ ایک ہزار چھ ہجری مین متوجہ درگاہ
ہوا اور آہنگ خان نے فرصت پاکر عداوت مین چاند سلطان کی شدت کی اور چاہا کہ بہادر شاہ کو دستیاب کرکے
اُس مہد علیا کو ایک محلہ مین قید کرے اور خود نقارہ انا و لاغیری پر چوب مارے اور وہ اُس ارادہ سے واقف
ہوئی بہادر شاہ کی محافظت مین نہایت درجہ کوشش کرکے دروازہ آہنگ آہنگ خان نے محصور
بند کیا اور یہ مقرر کیا کہ وہ قلعہ کے باہر باتفاق ارکان دولت کچہری کرتا رہے آہنگ خان نے چند روز
اطاعت اظہار کرکے آخر کو مخالفت پر کمر باندھی اور اکثر اوقات فریقین کے درمیان جنگ ہوتی تھی اور عادل شاہ
ایلچی کو بھیجکر ہر چند سعی فرماتا تھا کہ انکے درمیان سے نفاق دفع ہوکر اتفاق ظاہر ہووے کسی نہج سے یہ سعی مفید
نہوئی اور استقلال اور استیلا آہنگ خان کا حد سے گذرا اور میدان معرکہ خانخانان کے وجود سے خالی دیکھکر عین موسم
برسات مین کہ نہر گنگ بھی پر آب تھی اور شاہزادہ کی طرف سے کمک پہونچنا اشکال تھا ایک جماعت سواران
کو قصبہ بیر کی جانب بھیجا کہ اُسکو امراے اکبر شاہی کے تصرف سے برآوردہ کرے اور میان کا حاکم شیر خواجہ
کچھ کوس تاخت کرکے اُس جماعت کے مقابل ہوا اور بعد جنگ شدید شکست پائی اور مجروح ہوا اور
بصعوبت تمام آپ کو قصبہ بیر مین پہونچاکر متحصن ہوا اور عرضی اکبر بادشاہ کی خدمت مین ارسال کی سمد کلیان
کے تسلط اور شیخ ابو الفضل فہامی اور سید یوسف خان کی کمک نبھیجنے کے بارے مین فقرات
شکایت آمیز درج کیے اکبر بادشاہ سمجھا کہ خانخانان کے سوا دوسرا شخص جیسا کہ چاہیے دکن کی سپہسالاری سے
عہدہ بر نہوسکے گا اسواسطے اُسکا گناہ معاف کرکے عازم ہوا کہ پھر اُسے سرفراز فرماکر صاحب قبیلہ و سپہ سالار
دکن کرے اتفاقاً انہدنون مین شہزادہ مراد نے شرب مدام اور عورتون کی صحبت مین امراض کثیر بہم پہونچایا
اور بلدہ شاہ پور مین جو اُسکا تعمیر اور آباد کیا ہوا تھا رحمت حق واصل ہوا اور اکبر بادشاہ نے ممالک دکن شہزادہ
دانیال کو کہ اُسکا چھوٹا بیٹا تھا عطا کرکے خانخانان کے ہمراہ اُسے دکن مین روانہ کیا اور ابھی سرحد
دکن مین نہ پہونچا تھا کہ خود بھی حسب الالتماس شیخ ابو الفضل اور سید یوسف خان شہور سنہ ایکہزار
آٹھ ہجری مین دار الملک آگرہ سے دکن کیطرف متوجہ ہوا اور جب اکبر بادشاہ کو معلوم تھا کہ چاند سلطان

اور آہنگ خان کے درمیان نزاع اور نفاق بہت ہو۔ خود قلعہ آسیر کے محاصرہ میں مشغول تھا شہزادہ دانیال اور خانخانان کو احمدنگر کی تسخیر کیواسطے بھیجا اور آہنگ خان حبشی کہ پندرہ ہزار سوار رکھتا تھا اس ارادہ سے کہ دہنہ گھاٹ جیور لیکر سپاہ مغل کے ساتھ مقابلہ کرے قلعہ احمدنگر کے اطراف سے برخاست کر کے اُس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ اور تمام امرا اس امر پر واقف ہو کر قریہ معموری کیطرف کہ محرا سے ہے بقصد احمدنگر روانہ ہوئے آہنگ خان سراسیمہ ہو کر خیمہ و خرگاہ اور اسباب اثقال میں آگ دیکر بغیر اسکے کہ تصدی جنگ ہو وے پایہ کس احمدنگر جا کر بہادر شاہ اور چاند سلطان کی خبر لیوے مقنہ عاجوتی کا سر پڑا الگر جنیر کی جانب بھاگا شاہزادہ امراے مغل نے بیزاحمی اور معارضی سے قلعہ احمدنگر کے قریب ہو کر بدستور سابق محاصرہ کیا اور مورچے آپس میں قسمت کیے شاہزادہ دانیال کی طرف سے خانخانان اور میرزا یوسف خان نے نقب کھودنا شروع کیا اور معہود تیار ہوئے قریب تھا کہ قلعہ مسخر اور مفتوح ہووے چاند سلطان نے جیتہ خان خواجہ سرا سے جو قلعہ کے اندر تھا یہ کہا کہ آہنگ خان اور دوسرے سرداروں نے نقض عہد کر کے اسقدر سرکشی اور بے اعتدالی کی کہ اُسکی شامت سے اکبر بادشاہ خود دکن کی طرف متوجہ ہوا اور یہ قلعہ بھی چند روز میں وہ مفتوح کرینگے جیتہ خان نے کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوا اب جو آپ صواب نما سے اقتضا فرماوے ارشاد کیجیے تو ہم اُسکے موافق عمل کریں اور حتی الوسع بجا لاویں چاند سلطان نے کہا صلاح اس میں ہے کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کے سپرد کر کے جان و مال اور ناموس کی امان طلب کر کے بہادر شاہ کی ہمراہ جنیر کی طرف روانہ ہوویں اور وہاں استقامت کر کے افضال غیبی کے منتظر رہیں جیتہ خان نے اہل حصار کو طلب کیکے باواز بلند یہ تقریر کی کہ چاند سلطان ساتھ امراے کبار اکبر بادشاہ کے یکزبان ہو رہی تھی کہ قلعہ سپرد کر دیجیے دکنی یہ صدا سنتے ہی حرم سرا میں در آئے اور اُس علیا حضرت کو بشدت و عقوبت تمام شربت شہادت چکھایا اور اعیان دولت اکبری نے اسی عرصہ میں نقبیں بھڑکا کر دیوار حصار اُڑائی اور قلعہ میں داخل ہوئے اور عورتوں اور لڑکوں اور جوانوں کو اسیر کیا اور جیتہ خان اور جمیع باشندگان اونے اعلی مرد اور عورت اور غنی اور فقیر کو بہادر شاہ کے علاوہ جو قلعہ میں تھے تہ تیغ کیا اور شہزادہ دانیال نے سرکار نظام شاہی کے نقد اور جواہر اور نفائس پر متصرف ہو کر قلعہ معتمدوں کے سپرد کیا اور بہادر نظام کو اسیر کر کے اکبر بادشاہ کے پاس برہانپور لے گیا اور اُن دنوں میں قلعہ آسیر کو بھی اکبر بادشاہ نے مسخر اور مفتوح کیا تھا دکن اور خاندیس شہزادہ دانیال کو عنایت فرمایا جیسا کہ وقائع خدیو جہان پناہ ابراہیم عادل شاہ میں تحریر ہوا اس عہد دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا اور امراے نظام شاہی نے مرتضے ولد شاہ علی کو بادشاہی پر منسوب کیکے چند روز قلعہ پرینڈہ کو دار الملک بنایا اور مدت بادشاہی بہادر نظام شاہ کی کہ تا غایت تحریر قلعہ گوالیار میں محبوس تھا تین برس اور چند ماہ تھی

ذکر مرتضے نظام شاہ بن شاہ علی بن برہان شاہ اول کی سلطنت کا

اسکے بعد اکبر شاہ برہانپور سے آگرہ کی طرف تشریف لے گیا اور نظام شاہ کے ملازموں نے باوجود اسکے کہ ہیچ ہم نہ رکھتے تھے اپنی بلند ہمتی اولو العزمی سے امراے کبار اور صاحب اعتبار ہو کر نشان استقلال بلند کیا اور یوم تحریر اصل کتاب تک تتمہ سلطنت نظام شاہیہ کو سپاہ مغل کی سبب سے محفوظ رکھا ایک عنبر نامے

حبشی سرحد تلنگ سے ایک فرسخ قصبہ بیر اور چار کوس جنوبی احمد نگر اور بیس کوس دولت آباد و بید و جیول تک
متصرف ہوا اور دوسرا راجو دکنی دولت آباد سے شمالاً سرحد گجرات اور جنوباً چھ کوس احمد نگر تک اپنے تصرف میں در لایا
اور دونوں نے بسبب ضرورت مرتضیٰ نظام شاہ کی اطاعت قبول کر کے قلعہ اوسہ کو مع چند قریہ اخراجات
ضروری اور معارف لابدی کے واسطے سپرد کیا اور یہ دونوں سردار اس فکر اور تلاش میں تھے کہ ایک دوسرے
پر غالب ہو کے اسکے ممالک پر بھی متصرف ہووین لامحالہ درمیان میں دونوں کے ہمیشہ عداوت رہی آپس میں
مصالحت نہوئی اور خانخانان نے یہ امر سمجھکر اپنے ہمراہیون کو مامور کیا کہ قدرے ولایت عنبر پر تلنگ کی طرف
اپنے بھی تصرف ہووین اور عنبر حبشی جمعیت کر کے سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری میں مع سات آٹھ ہزار سوار اسطرف
روانہ ہوا اور مغلون کے تھانے اٹھا کر اپنے ممالک اُنکے تصرف سے بر لایا اور خانخانان نے اپنے بڑے بیٹے
مرزا ایرج کو جو زیور شجاعت اور مردانگی سے آراستہ تھا مع پانچ ہزار سوار انتخابی مقابلہ اور مقاتلہ کو نامزد فرمایا قصبہ ناندیر کے
اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا ایک نے ناموری اور بلند نامی کے واسطے اور دوسرے نے اپنے حفظ ملک
کے لیے از روے قہر و غضب افواج آراستہ کر کے توجہ کی اور نہایت شدت اور خصومت سے ایک دوسرے
پر حملہ آور ہو کر شرط مردی اور مردانگی بجالاے اور گرز و نیزہ و شمشیر و تیر سے آپس میں سرور زخمی کر کے معرکۂ کارزار پر
دریائے خون جاری کی مثنوی دران رزمگہ فتنہ شد بلند * کہ رحمت بیاید بفریاد گزند * نہان گشت از سختی آن مصاف
درفش چو سیمرغ در کوہ قاف * بسم باد پایان شد غرق ساے * سر سرکشان ماندہ زیر پای * اسکے بعد طرفین سے
ایک جماعت کثیر نے قالب ارواح سے خالی کیے اور اکبر بادشاہ کے اقبال نے اپنا کام کیا عنبر حبشی زخمہاے
کاری اٹھا کر خانہ زین سے جدا ہو کر میدان جالستان میں گرا ایک جماعت حبشیون اور دکنیون نے کہ اسکے مخلص تھے
ہجوم لاکر اسے سوار کر کے میدان سے باہر لیگئے عنبر پھر دوبارہ لشکر فراہم لانے کے ہوا اپنے ممالک کی محافظت
کے واسطے دوڑ دھوپ سے باز نہ آیا اور خانخانان جو اُسکی شجاعت اور مردانگی کو مشاہدہ کر کے یقین جانتا تھا کہ
وہ پھر سرکشی کی فکر میں ہے اسوجہ سے صلح پر آمادہ ہوا اور عنبر نے بھی عدم اتفاق راجو دکنی سے بلکہ بناے معرکہ
آرائی تحریک کا سبب جانتا تھا مصالحہ کو وجہ نیک جانکر خانخانان سے ملاقات کی اور عہد و عہد طرفین قرار دیکر
لوازم عہد و پیمان درمیان میں لایا پھر رخصت ہو کر اپنے ممالک کی طرف مراجعت کی اسوقت سے اسوقت یعنی
اصل تحریر کتاب تک نقض عہد و پیمان واقع نہوا اور عنبر خانخانان سے بکمال اخلاص و اعتقاد پیش آتا تھا اور
انہین دنون میں پتنگ راے کول اور فرہاد خان مولد اور ملک صندل خواجہ سرا اور بعضے سرداران دکن نے عنبر حبشی
کی ترک رفاقت کر کے مرتضیٰ نظام شاہ کی ملازمت اختیار کی اور شاہ موصوف کو عنبر کی دفع پر عازم جازم کر کے
قلعہ اوسہ کے اطراف میں لشکرگاہ کیا اور عنبر بھی اپنے اعوان کو ہمراہ لیکر اسطرف گیا نظام شاہ سے مقابلہ کر کے
غالب آیا اور پتنگ راے کو زندہ اسیر و دستگیر کر کے مقید کیا نظام شاہ نے باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل
کے عہد امر سے مضطرب ہو کر عنبر سے صلح کی اور عنبر چاہتا تھا کہ قلعہ پرندہ کو اپنے تصرف میں لاوے اسواسطے نظام شاہ
اواخر ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۲ ایکہزار بارہ ہجری میں قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور تھانہ دار قلعہ محسن خان حبشی نے اسکی قریب
پہنچنے سے وہان کا حاکم تھا نظام شاہ کو پیام دیا کہ میں حضرت کو اپنا صاحب اور ولی نعمت سمجھ کر

اندر جگہ دیتا ہون لیکن عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر بادشاہ کا نوکر ہوا ہے مین آسیر اعتماد نہین کرتا ہون
اُسے قلعہ مین داخل نہ کرونگا عنبر نے جواب دیا کہ مین پیلنگ راے اور فرہاد خان اور ملک صندل کے غدر سے
مین نہ تھا صلاح وقت دیکھکر خانخانان سے بحسب ظاہر ملاقات کرکے اُنکا طرفدار ہوا لیکن دل سے اپنے تئین
نظام شاہ کے غلامان سے شمار کرتا ہون اور چاہتا ہون لوازم دولتخواہی بجالاکر اس خاندان کی خدمت سلطنت
مین مساعی جمیلہ پیش پہونچاون منجھن خان نے اس عذر کو قبول نہ کیا اور ابواب حرف وحکایات مسدود کرکے
خاموش ہوا اور عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر قلعہ مین درآوے اور منجھن خان
اُسکے بسبب قوی پشت ہووے اُسے گرفتار کرکے حوالات مین کیا اور فرہاد خان اور ملک صندل نے
نظام شاہ کی گرفتاری سے دلگیر ہوکر آپ کو پاے قلعہ مین پہونچایا اور منجھن خان نے تقریباً ایکماہ نشان
ملائمت کے بلند کیے اور چونکہ منجھن خان کا بیٹا موسوم بسونا خان بے اعتدالی کرکے اہل حصار کے زن وفرزند
پر دست درازی کرتا تھا اُنھون نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا بدین حالت منجھن خان نے اپنے توقف مین
صلاح نہ دیکھی جریدہ قلعہ سے بھاگا اور باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل اور دوسرے آدمیون کی التجا
عادل شاہ کی طرف لیجاکر سب اُسکے ملازم ہوگئے اور متحصنون نے روش منجھن خان کی اختیار کی اور چند روز
قلعہ مین متحصن رہے اور آخرش عنبر بحسن تدبیر اُسپر متصرف ہوا اور نظام شاہ کو حوالات سے نجات دیکر
چتر اُسکے سر پر لگایا اور ایک جماعت مخصوصان سے اُس قلعہ مین مقیم کرکے خود مع فیل ولشکر باہر روانہ ہوا
اور محرم سنہ ۱۰۱۳ ایکہزار تیرہ ہجری مین شہزادہ دانیال برہانپور پہنچنے دختر عادل شاہ کے واسطے راہ ناسک
اور دولت آباد سے احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر تکلیف کی کہ وہ بھی
بطریق عنبر فرمانبردار ہوکر ہماری ملازمت کے واسطے حاضر ہووے اور وہ مملکت جاگیر پاکر بادگشت کرے
راجو نے اعتماد اُسکے عہد وقول پر نہ کیا شہزادہ طیش مین آیا اور اُسکے استیصال پر آمادہ ہوا راجو نے بھی نشان
جرات کا بلند کرکے مع آٹھ ہزار سوار اُسکے مقابلہ کے عزیمت کے اور اگرچہ مرتکب جنگ صف نہوتا تھا لیکن
اس قدر حوالی اور حواشی نے لشکر مغل کو تاخت وتاراج کرکے مزاحمت پہونچائی کہ شہزادہ نے ایلچی
خانخانان کے پاس جالنہ پور مین بھیجکر کمک طلب کی خانخانان بسبیل استعجال پانچ چھ ہزار سوار سے آپہونچا
اور باعث آرام وآسائش ہوا اور بعد وصول خانخانان ترک تاخت وتاراج کرکے اپنے ممالک کی طرف
راہی ہوئے اور شہزادہ نے مع خانخانان احمدنگر کی طرف جاکر پالکی عروس کے ہمراہ معاودت کی اور قلعہ
پٹن مین نہر گنگ کے کنارہ لوازم جشن شادی بجالایا اور خانخانان نے جالنہ مین مقام کیا اور شاہزادہ
برہان پور کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ نے ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر عنبر کی سخت گیری کی شکایت
کی راجو قلعہ پرندہ مین جاکر نظام شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور عنبر کے دفع کرنے کا ذمہ دار ہوا اخر کار
چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ آثار غلبہ کے راجو کی طرف سے ظہور مین پہونچے عنبر مضطرب اور سراسیمہ ہوکر کوئی
خانخانان کے پاس بھیجکر طالب کمک ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار بسواری میرزا حسین بیگ مقطع ولایت
بیر سے اُسکی مدد کے واسطے بہ تعجیل روانہ کیے عنبر اُس کمک کے آنے سے قوی پشت اور قوی دل ہوا اور

راجو کو دولت آباد کی طرف منہزم کیا اور جو سلطنت دکن کے شاہزادہ دانیال کو بھی مبارک ہوئی برہان پور مین فوت ہوا اور اس عرصہ مین خانخانان برہان پور مین تھا عنبر نے فرصت پاکر خوب لشکر فراہم کیا اور بقصد تسخیر دولت آباد کی سمت راجو پر فوج کشی ہوا راجو اس مرتبہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لایا آدمی برہانپور بھیجکر خانخانان سے التجا کرکے کمک کی درخواست کی خانخانان نے بعضے امور کے سبب اپنا رہنا اُس بلدہ مین مناسب نہ جانا بہانہ کرکے دولت آباد کی طرف روانہ ہوکر چھ ماہ درمیان لشکر عنبر اور راجو کے حائل ہوا اور نہ چاہا کہ ایک دوسرے پر تاخت کرکے غالب ہووے عنبر نے جو خانخانان کو راجو کی حمایت مین نہایت مصروف دیکھا اُسکے کہنے سے راجو کے ساتھ صلح کرکے پرندہ کے سمت راہی ہوا اور خانخانان بھی جالنہ پور گیا اور ملک عنبر جو لشکر کشی راجو کی اول مرتبہ ہوئی اُسے مرتضے نظام شاہ کی فتنہ انگیزی سے جانتا تھا درپے اسکے ہوا کہ اُسے معزول کرکے دوسرے شخص کو خاندان نظام شاہیہ سے شاہ کرے لیکن اس سبب سے کہ ابراہیم عادل شاہ اس امر پر راضی نہ تھا ارادہ اُسکا قوہ سے فعل مین نہ آیا اور ابتداے سنہ ۱۰۱۶ ایکہزار سولہ ہجری مین عادل شاہ کے فرمانے کے بموجب نظام شاہ کے ساتھ ابواب ملائمت مفتوح کیے رفتہ رفتہ صفائی کلی اُنکے درمیان بہم پہونچی اعتماد ایک کا دوسرے پر ہوا پھر دونون متفق ہوکر مع دس ہزار سوار جنیر کی طرف متوجہ ہوئے اور نظام شاہ بمقتضاے کل شی یرجع الی اصلہ اپنے باپ دادا کے مسکن مین استقامت پذیر ہوا اور چند سردار مسلمان اور ہندو دولت آباد کیطرف راجو کی گوشمالی کے واسطے کہ اُسکے خوف سے عنبر جنیر کی طرف جا نہ سکتا تھا نامزد کیے اور راجو بعد تردد وافر گرفتار ہوا اور مملکت اُسکی بھی نظام شاہ کے حوزہ تصرف مین درآئی اور عنبر اس مملکت مین صاحب اعتبار ہوا اور استقلال اُسکا حد سے گذرا اور اس وقایع کی حالت تحریر مین سلطنت وہان نظام شاہیہ مرتضی شاہ ولد شاہ علی کو پہونچی اور زمام حل و عقد عنبر حبشی کے قبضہ اقتدار مین آئی اور کسب ظاہر دولت نظام شاہیہ انحطاط مین ہے اور بادشاہان دہلی اُنکی تتمہ مملکت کی طمع کرکے ہوا سے فرصت مین ہین دیکھیے مشیت ایزدی اور ارادہ لم یزلی سے کیا ظہور مین آتا ہے فقط

روضہ چوتھا

بیان حالات حکام تلنگ مین کہ موسوم بہ قطب شاہیہ ہین

واقفان اسرار عالم کون و فساد پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ شاہ خور شاہ نام ایک شخص مردم عراقی نے عہد ابراہیم قطب شاہ مین بہ فن تاریخ ایک کتاب مبسوط لکھی اور نام اوسکا قطبیہ و وقائع قطب شاہیہ اُس مقام مین ذکر کیا لیکن وقت تحریر اس صحائف کے جو وہ کتاب نظر مؤلف سے نہ گذری لہذا بہ تحریر تفصیل اُسکے حوادث ایام مین نہ مشغول ہوا ابذکر اسامی مجمل قضایا ہے عہد اُس سلسلہ عظیم الشان مین معروف ہوتا ہی

تذکرہ قطب شاہ کی سلطنت اور جہانبانی کا

سلطان قلی ترکان بہار بو اور قوم میر علی لشکر سے ہی اور بعضے اس دودمان کے منسوبان سے دعوی کرتے ہین کہ سلطان قلی میرزا جہان شاہ مقتول کے نواسون سے ہی لیکن روایت اول صحت مین قریب تر ہی اور بہر تقدیر اُسکی جاے پیدایش ہمدان ہی اور عہد آخر مین سلطان محمد شاہ لشکری کی آغاز جوانی مین ولایت سے دکن کیطرف آیا اور چونکہ محمد شاہ غلامان ترک کو معزز اور مکرم رکھتا تھا اُسنے اپنے تئین غلامان ترک کے سلک مین منتظم کیا اور چونکہ حساب سے باہر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اشراف محلات حرم ساتھ اسکے رجوع ہوئین چنانچہ اُسکے حسن سلوک اور امانت و دیانت سے راضی اور شاکر ہوئین بعد اُن نوبون مین جاگیر اہل حرم کی کہ تمام مملکت تلنگ سے متعلق تھین عرضیان شکایت آمیز بہونچین کہ چورون اور راہزنون کی پرگنون مین کثرت ہی اور رعایا ون بدن تمرد اور سرکشی کیطرف مائل اور سر حلقہ اطاعت سے برآوردہ کرکے اداے مال و جہاد مقرری مین تامل اور تعلل کرتی ہی اگر فوج کثیر کہ واسطے باغیون کی دفع کے واسطے مامور ہووے ولایت اصلاح مین آوے اور حاصل و محصول بادشاہی وصول ہو اور اگر سرکار اسال تدارک ذکر یگی تو دسوان حصہ بھی مال مقرری خزانہ مین داخل نہوگا سلطان محمد شاہ نے چاہا کہ ایک امراے کبار کو

مع دو تین ہزار سوار اُسطرف روانہ کرے سلطان قلی ایک خواتین حرم کو متوسط کر کے عرض پرداز ہوا کہ اگر یہ خدمت
بدون تنخواہ سپہ جمع ہوئے بدون لشکر اُسطرف جا کر اقبال بادشاہ کی برکت سے تمام باغی و طاغی کو دفع کرون سلطان
محمد شاہ نے اُسے منظور نظر عنایت کر کے اُس خدمت پر سرفراز کیا اور وہ بمعیت اپنے متعلقان کے اُن پرگنات مین گیا
اور بحسن تدبیر بہت سے یومیہ دارون کو موافق کر کے اُنکے باتفاق چند عرصہ مین چورون اور رہزنون کو نیست و نابود کر کے
انکا نشان باقی نہ رکھا اور امراے بزرگ کی جاگیرین جو اُن پرگنات کے حوالی اور حواشی مین تھین اہل بغی
کے فساد سے صاف کر کے شجاعت اور مردانگی مین موصوف و معروف ہوا اور سلطان محمد بہمنی کے عہد مین جیسا کہ تحریر ہوا
مرتبہ امارت پر پہونچا اور خطاب قطب الملکی پا کر ممالک تلنگ بلدہ گلکنڈہ کو مع مضافات جاگیر پائی بعد اُسکے چند مدت
اُس حدود کا سپہ سالار رہا اور فرمانون مین اُسے صاحب السیف والقلم لکھتے تھے اور جب یوسف عادل شاہ اور
احمد نظام شاہ اور عماد الملک نے دعوی سلطنت کر کے چتر سر پر لگایا اور یوسف عادل شاہ نے اسوجہ سے کہ وہ بھی
مرید خانوادہ مشائخ صفویہ تھا خطبہ مین اسامی بارہ امام علیہم السلام داخل کیے اسواسطے سلطان قلی نے بھی ایام امارت
اور سپہ سالاری مین نام ائمہ اثنا عشری کو خطبہ مین مذکور کیا اور جو بادشاہی سلطان محمود بہمنی نے حد سے زیادہ
ضعف پیدا کیا تھا اُسنے سنہ ۹۱۸ نوسو اٹھارہ ہجری مین متصدی امر سلطنت ہو کر اپنا نام قطب شاہ مشہور کیا اور
جمیع امور مین قاعدہ اور روش پادشاہان ولایت پیش نہاد ہمت کر کے باوجود مملکت مختصر رواج و رونق مین
کوشش کی اور بخلاف عادل شاہ اور عماد شاہ اور برید شاہ بطریق بادشاہان ولایت نوبت پنج وقتی بجائی اور
اپنے عزیز و اقارب کو مناصب ارجمند پر منصوب اور مخصوص کیا اور ہر ایک کو درخور حالت سے ایک خدمت
اور مہم لائق رجوع فرمائی اور حقوق تربیت سلطان محمود رعایت کر کے ہمیشہ تحفہ و ہدایاے لائق اور نقود وافر
ماہ بماہ اُسکے واسطے شہر احمد آباد بیدر مین مرسول رکھتا تھا اُسکے بعد خبر جلوس شاہ اسمعیل صفوی تخت ممالک
ایران پر منتشر ہوئی بدین نظر کہ اُسے مرشد زادہ اپنا جانتا تھا خطبہ مین آنحضرت کا اسم اپنے نام کے مقدم کیا اور
نام اصحاب ثلثہ بتدریج وسر در تمام خطبہ سے ساقط کیا اور جو برہان شاہ نے شاہ طاہر کی ہدایت کے بموجب
خطبہ بطریق شیعہ پڑھا تھا سلطان قلی نے اسکی حمایت اور استظہار کے باعث نہایت اطمینان سے
اُس مذہب کی شعار برملا رواج دیے اور بہت سے شیعہ مخذولان نے زبان طعن و بے ادبی کی حضرات صحابہ
ثلثہ کی نسبت کھولی اور اس زمانہ حال کہ تخت سلطنت پر محمد قلی قطب شاہ اجلاس فرما ہے اُن ممالک مین اسی طریق
سے خطبہ اثنا عشر منبرون پر پڑھکر اول فاتحہ سلامتی بادشاہ ایران شاہ صفوی کا قرات کرتے ہین اعتقاد اور
اخلاص مین اُنکے قصور نے راہ نہین پائی اور خواہش صادق اور ارادت واثق ساتھ مشائخ صفویہ کے
رکھتے ہین اور سلطان قلی قطب شاہ اپنے ایام سلطنت مین سلاطین دکن کی نسبت سلوک برادرانہ کرتا تھا
مگر اُس ایام مین کہ سلطان بہادر گجراتی نے عماد الملک براری کے حسب الالتماس مملکت دکن مین داخل ہو کر
بہت خرابی اور ویرانی ولایت نظام شاہ مین پہونچائی اسوقت خلاف ہو کر ایلچی اُسکے پاس بھیجا اور اظہار
یکجہتی کر کے چاہتا تھا کہ ساتھ اُسکے دم دوستی کا مارے اسواسطے جب معاملہ سلطان بہادر کا مفروغ ہوا
اسمعیل عادل شاہ نے برہان شاہ کی تجویز دعوی کیا کہ کچھ اُسکے ممالک سے مسخر کرے اور قطب شاہ نے ہر چند کوشش کی

کہ برہان شاہ سے موافقت کرکے آتش اُس فساد کی آب تدبیر بجھا دے پھر نوبت یہانتک کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری میں اُس قلعہ کو جو سرحد پر واقع ہے لشکر لیجا کر محاصرہ کیا قطب شاہ جو طاقت اُسکے مقاومت کی نہ رکھتا تھا اپنے مرکز سے حرکت نہ کی بہت سوار او پیادہ اُس حدود کی طرف بھیجے کہ وقت بیوقت مردم اردوے عادل شاہ کو مزاحمت پہونچا کر انھیں بہ تنگ اور عاجز کرین قضا را اُن دنون مین اسمٰعیل عادل شاہ کا نامہ عمر اختتام کو پہونچا اس دار پر ملال سے رحمت ذوالجلال مین واصل ہوا اور قطب شاہ نے بدون ایلچی گری عمر د زید اُس خرخشہ سے نجات پائی ایک جماعت اعیان درگاہ سے برہان شاہ کے پاس بھیجی اور شاہ طاہر کے مساعی جمیلہ سے اُن دونون بادشاہ ہم مذہب مین کدورت ساتھ صفائی کے مبدل ہوئی لوازم اتحاد اور دوستی کے جاری ہوئے اور چونکہ سلطان قلی قطب شاہ بسبب اجل طبیعی کے اس دار ناپائدار سے جلد تر جوار رحمت ایزدی مین انتقال نہ کرتا تھا اسواسطے اُسکا بڑا بیٹا جمشید کہ جسنے تمنا سے شاہی مین ریش سفید پائی تھی باپ کی طول عمری سے بہ تنگ آ کر ایک غلام ترک کو اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ فرصت پا کر کام اس سلطان کا تمام کرے قضا را ایک روز سلطان قلی قطب شاہ در دزہاے سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری مین دریا کے کنارے بیٹھکر جواہر ہند و لعل ون سے برآوردہ کیے تماشا کرتا تھا ناگاہ اُس غلام ترک نے کہ بعہدہ امارت ذہب کھایا تھا بلاے ناگہانی کی طرح پیچھے سے آیا اور ضرب شمشیر آبدار سے اُس بادشاہ کو شہید کیا اور اپنی جان کے خوف سے جمشید کیطرف کہ حضار اس مجلس سے تھا بھاگا جمشید نے اس خیال سے کہ یہ راز فاش نہو قاتل کو فرصت کلام کرنے کی نہ دی قتل کیا اور جو یہ اولاد اکبر تھا اپنے باپ کی جگہ تخت مملکت تلنگ پر قائم ہوا اور انگوٹھی حکومت کی انگشت تصرف مین لایا سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد ذکور یہ تین تھے جمشید ۱ اور حیدر ۲ اور ابراہیم ۳ اور مدت سلطنت اُسکی تینتیس ۳۳ برس تھی

ذکر جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی کی سلطنت کا

جب جمشید قطب شاہ افسر شاہی زیب سر کرکے زمام حکومت اپنے کف اقتدار مین لایا اُسنے بھی اپنے باپ کے شیوہ ستودہ پر عمل کیا اور مذہب اثنا عشر کے رواج مین بدرجہ کمال کوشش کی اور برہان نظام شاہ نے عزا پرسی اور مبارکباد جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو احمد نگر سے دارالملک گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور جب اس دیار سے چھ کوس کا فاصلہ رہا قطب شاہ نے بنفس نفیس استقبال اُس قدسی منزلت کا باعزاز و اکرام تمام کیا اور سنگاسن خاص مین سوار کرکے بہ نہایت احترام شہر مین لایا اور اُس دیار کے باشندے اُسکے انوار جمال کے پرتو سے فیضیاب ہوئے اور اُسکی خاک اقدام کو کحل الجواہر دیدہ ہاے بینائی کیا اور شاہ طاہر نے بعد تقدیم لوازم دعا اور رسوم عرفی کے ایسے کلمات کہ دُنیا دارون کے کام آوین درمیان مین لا کر قطب شاہ سے موافقت اور یکجہتی کے بارہ مین برہان نظام شاہ سے عہد و پیمان لیا اور قادر ذوالجلال کے حفظ و امان مین پھر احمد نگر کی طرف تشریف لیگیا اور جب ان دنون درمیان ابراہیم شاہ اور برہان نظام شاہ بسبب بعضے مقدمات کے غبار نزاع اور خشونت مرتفع ہوا جمشید قطب شاہ نے بوجہ حمایت اور مشورہ نظام شاہ بلکہ اُسکی تحریص و ترغیب کے سبب دروازہ خزانون کا کھولا اور بقدر امکان سوار اور پیادہ فراہم لا کر ولایت عادل شاہ مین داخل ہوا اور پرگنہ کاکنی مین تین چار ماہ کے عرصہ مین ایک قلعہ نہایت سنگین بنا کرکے اتمام کو پہونچایا اور ابراہیم عادل شاہ اس سبب سے کہ ہمیشہ نظام شاہ اور رام راج سے مفروغ ہو کر اُسکے مدافعہ مین نہ مشغول ہو سکتا تھا جمشید قطب شاہ نے

ہمیشہ

قلعہ منجدرث کو مردم معتبر کے سپرد کرکے عزیمت تسخیر بعضے قلعونکی کی پہلے باستقلال تمام قلعہ آہنگر کی جانب جو قریب
قلعہ ساغر ہی روانہ ہوا اور اُسے محاصرہ کرکے انکا ارادہ ہوا کہ آگے بڑھائے اس درمیان مین عادل شاہ نے
رام راج اور نظام شاہ سے پھر صلح کی اور اُنکی طرف سے مطمئن ہوکر اسد خان لاری کو مع خیل خاصہ لشکر تلنگ کے
مقابلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور قطب شاہ نے مضطرب ہوکر ایلچی برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مین آپکے
قول پر اعتماد کرکے اس ارادہ کا مرتکب ہوا ہون آپ کے مکارم اخلاق حمیدہ سے بہت تعجب ہی کہ اس مخلص کے
بغیر شورہ اور مشورہ احمد نگر کی طرف تشریف فرما ہوتے ہین برہان شاہ نے جواب دیا کہ مین نے مصلحت وقت دیکھکر
عادل شاہ کے ساتھ صلح کرکے بادہ منازعت تہ پیدہ کی ہو لازم کہ آپ محافظت قلعہ کاکنی مین کوشش کرین بعد موسم
برسات پھر یہان آنکر گلبرگہ اور اجگیر اور ساغر کے اسطرف سے آب بہیورہ کے کنارہ تک تعلق تمھارے رہیگا اور
شولاپور اور قلعہ رک کے اُسطرف سے کنارہ بہیورہ تک ہم متصرف رہینگے اور قطب شاہ باوجود اُسکے کہ
جانتا تھا برہان نظام شاہ باوشاہ نخیل اور مکار ہی اُسکے فریب مین آکر قلعہ تلنگ کی حفاظت مین راسخ اور عازم ہوا اور اسد خان
بلگوانی نے پہلے قلعہ کاکنی کو محاصرہ کرکے تین ماہ کے عرصہ مین بجبر و قہر مفتوح کیا اور مردم درونی کو قتل
عام کیا اور وہان سے بشوکت وصولت تمام و استعجال کمال اتکر کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ نے صلاح اُسکے
مقابلہ مین نہ دیکھی قلعہ اتکر کے گرد سے برخاست کرکے اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوا اسد خان نے اُسکا پیچھا کیا
اور چند جنگ واقع ہوئین اور ہر مرتبہ اسد خان مظفر اور منصور رہا قطب شاہ معرکہ سے بے نیل مرام واپس گیا
در جنگ آخر مین بسبب اتفاق قطب شاہ اور اسد خان ایک روز مقابل ہوئے اور گیارہ ضرب تلوار کی اُنکے
درمیان آپس مین چلین چنانچہ ایک زخم قطب شاہ کے چہرہ پر لگا سر اور ناک اور ایک طرف کا کلہ گوشہ لب تک
کٹ گیا تمام عمر اکل و شرب مین محنت اور مشقت بہت کھینچی اور کسی کے سامنے کچھ تناول نہ کرتا تھا منقول ہی
کہ جسوقت قطب شاہ اس سفر پر آمادہ ہوا ملا محمود گیلانی رمال کو کہ اُسکے ملازمان سے تھا بلاکر فال سفر سے
سوال کیا ملا محمود نے قرعہ ڈالکر کہا یہ سفر سلطان کے حق مین خوب نہین معلوم ہوتا صلاح دولت یہ ہی کہ موقوف
رکھین قطب شاہ نے بُرائی کی تفصیل استفسار فرمائی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا ملا محمود عرض پیرا ہوا باوجود اسکے
کہ تصریح مین اسکے خطرے ہین لیکن جو حضرت مبالغہ فرماتے ہین ناچار معروض کرتا ہون کہ اس سفر مین گرچہ ابتدا
اکثر کام بندگان عالی کے حسب دلخواہ ہونگے لیکن آخر کو غلبہ دشمن کا ہوگا اور آپ کا ساز و سلب مال و اسباب
بہت تاراج ہوگا اور حضرت کی ناک کو بھی بہ امکان صدمہ پہونچیگا قطب شاہ یہ تقریر سنکر طیش مین آیا اور ناک
بھون چڑھا کر ملا محمود کی الف یعنی صفحہ چہرہ سے حک کرکے اپنے قلمرو سے نکالدیا پس ازان جب اُسکے
کہنے کے موافق بعینہ وہ صورت ظہور مین آئی سلطان نہایت غمناک اور اپنی حرکت سے نادم اور
پشیمان ہوا اور اپنا ایک معتمد بلدہ بیدر مین اُسکے پاس بھیجکر گلکنڈہ مین بلا بھیجا مولوی نے جواب دیا کہ دولتخواہ
نے حتے الامکان جستجو کی لیکن ابتک دوسری ناک بہم نہین پہونچی انشاء اللہ تعالے جسوقت بہم پہونچیگی سر سے
قدم کرکے ملازمت اقدس مین مشرف ہونگا اور یہی آپکے افسر مبارک پر تصدق کر دونگا قصہ کوتاہ قطب شاہ
نے بعد اس واقعات کے عادل شاہ سے صلح کی اور بہت ولایت بھیتی کو مفتوح کیا بعد اسکے بیمار ہو کر

قریب دو سال روز بروز بشدت مرض سے ضعیف و نحیف ہوا اور نہایت کج خلقی اور بدمزاجی سے آدمیون کو تھوڑے قصور پر قتل کرتا تھا اور قید خانہ بھیجتا تھا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے متنفر ہو کر اسکے بھائیون سے متفق ہوئی اور چاہا کہ حیدر خان کو والی کرین لیکن جمشید قطب شاہ قبل اس ارادہ کے کہ ظہور مین آوے واقف ہوا دونون بھائی بزور بازو سے مردانگی اسپان تیز رفتار پر سوار ہو کر گلکندہ سے بھاگے اور شہر بیدر مین جا کر پناہ لی حیدر خان اُسی عرصہ مین فوت ہوا ابراہیم بیجانگر کی طرف گیا اور قطب شاہ رنج والم کے وفور سے تپ دق مین مبتلا ہوا اور شہور ۹۵۵ نو سو پچپن ہجری مین جان جان آفرین کی سپرد کی مدت اُسکی سلطنت کی سات سال سے کچھ زیادہ تھی

ذکر سلطان ابراہیم قطب شاہ کی حکمرانی کا

یہ بادشاہ شیعہ مذہب و اناضا بعہ مدبر ہوشیار جواد تھا لیکن قہر و غضب اسکے مزاج پر غالب تھا تھوڑے جرم پر بندگان خدا کو انواع سیاست دیتا تھا اور فرماتا تھا کہ مظلومون کے پانون کے ناخن بضرب تازیانہ یا سر انگشت سے جدا کر کے ایک ظرف مین رکھکر میرے روبرو لاوین تو مجھے تسلی ہووے اور اُسکے باورچیخانہ مین کھانا نہایت تکلف کا پکتا تھا اور اکثر ملازم خاص خاصہ اُسکے حکم کے بموجب خوان مائدہ فیض مین تناول کرتے تھے اور علم تاریخ اور نقل حکایات بادشاہان پیشین مین رغبت زیادہ رکھتا تھا اور ولایت تلنگ کو کہ اُس زمانہ مین مثل ایک جنگل کے چورون اور رہزنون سے پُر تھی اس طور سے حراست اور نگہبانی کرتا تھا کہ سوداگر اور بالدار وغیرہ بقافلہ اور رفیق آمد و رفت آمد و شد کرکے رہزنون کے دغدغہ سے ایمن تھے اور اُسکے عہد مین اوسے درجہ اعلے کو پہونچے اور یہ بادشاہ اُسکے سبب بدنام ہوا اور جب یہ اپنے بھائی کے خوف سیاست سے بیجانگر بھاگا رامراج نے اُسکی تعظیم مین کوشش کی جاگیر ایک امراے حبشی سے کہ عنبر خان نام رکھتا تھا چھینکر اسکے حوالہ کی چنانچہ رسم دکن ہو کہ ایسے مقدمات مین بالضرور نزاع واقع ہوتی جو اس سبب سے عنبر جنگ پر مستعد ہوا ایک روز کہ ابراہیم قطب شاہ رامراج کے دیوانخانہ مین جاتا تھا سد راہ ہو کر بولا کہ ہم تم لڑین جو غالب آوے جاگیر وہ لیوے ابراہیم قطب شاہ نے کہا بادشاہون کو اپنے ملک کا اختیار رہی جس شخص سے چاہین چھین لین اور جسے چاہین دین تو نے سُنا نہین حق کے تئین حق دار کو دے نہ دے کر چھین لے اس امر مین نزاع کرنی عقل سے بعید ہو عنبر خان کہ عقل سے خالی اور حمق سے بھرا تھا اُسکی تقریر دلپذیر گوش ارادت سے نہ سُنی اور باتین رکیک اور بیہودہ بکنے لگا قطب شاہ کو تاب نہ آئی گھوڑے سے اُترکر بطرح سے کہ دکن مین شائع ہوا اُسے جواب سخت دے کر ایک ضرب شمشیر عنبر کے شکم پر ماری کہ مقابل سے نکل گئی اور طائر روح اُسکا پرواز کر گیا عنبر خان کے بھائی نے چاہا کہ اپنے بھائی کے خون کا انتقام لون اور پھر قطب شاہ سے یکبیکی کردن چنانچہ ایک غریبان گروہ سے کہ ملازم قدیم قطب شاہ کا تھا اور رعلم تمشیر بازی مین دکوف تمام رکھتا تھا اُسکا مقابلہ اختیار کیا وہ بھی اُس حبشی پر غالب آیا اور اُسے قتل کیا اور قطب شاہ عنبر خان کی بیرق پر کہ اصطلاح دکن مین بیرق نشان کو کہتے ہین متصرف ہو کر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور اُس دیار مین اپنے بھائی کی قید حیات تک بودباش اختیار کی جب وہ قضا سے الٰہی سے مر گیا مصطفٰے خان اردستانی اور صلابت خان غلام ترک وہ بھی ارکان دولت سے نے اتفاق کرکے جمشید قطب شاہ کو کہ طفل دو سالہ تھا تخت سلطنت پر بٹھایا اور دکھنیون نے ہجوم کرکے دہ تنخواہ کو رواج اور رونق دی بخشی مصطفٰے خان اور صلابت خان نے متفق ہو کر یہ تجویز کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو

یہانتک نوبت غالب کرکے بادشاہ بنادین اور دکنیون سے واقف ہوکر اپنے استحکام اور ہوشیاری مین کوشش کی
مصطفےٰ خان اور صلابت خان کہ اپنے ارادہ پر راسخ اور مضبوط تھے رامراج کو عریضہ لکھکر استدعا کی کہ ابراہیم قطب شاہ کو
گلکنڈہ کی طرف روانہ کرین رام راج نے اُنکی درخواست قبول کرکے ابراہیم قطب شاہ کو مرخص کیا اور جب وہ سرحد
تلنگ پر پہونچا مصطفےٰ خان سب آدمیون سے پیشتر اُسکی ملازمت مین حاضر ہوکر خلعت سرجملگی سے سرفراز ہوا
اور ہندو کے مہاجنون سے دولاکھ ہون قرض لیکر امور سلطنت کے سامان مین مشغول ہوا اور جب خبر مصطفےٰ خان کی
سرجملگی کی گلکنڈہ مین پہونچی تمام آدمی خوشحال ہوئے بادشاہی ابراہیم قطب شاہ کے راغب ہوئے اور صلابت خان
مع دو تین ہزار سوار کے جنمین اکثر غریب تھے اسی دن بزور ضرب شمشیر گلکنڈہ سے باہر ہوکر سرحد کی طرف متوجہ ہوا
اور اسکے بعد اور آدمیون نے بھی جمشید قطب شاہ کے بیٹے کی ترک رفاقت کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہونے
لگے یہانتک کہ سات ہزار سوار ابراہیم قطب شاہ کے پاس جمع ہوئے اُنھین ہمراہ رکاب لیکر گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا جب
دار الملک کے حوالی مین پہونچا باقی آدمی بھی جان ومال کی امان پاکر اُسکے شریک ہوئے اور ابراہیم قطب شاہ
بساعت سعد شہر مین داخل ہوا اور اپنے باپ کی مسند حکومت پر قدم رکھا امرا مین دو تنخواہ لوازم نثار بجا لائے اور
قطب شاہ نے بھی بارہ ہزار ہون طلا فقیرون اور مستحقون کو تقسیم کئے امرا القلب اور خوشحال کیا اور نشان کو
عنبر خان کا نشان فتح اور مبارک فال جانکر قاعدہ بادشاہی کیا اور اپنی ہمشیرہ مصطفےٰ خان کے حبالہ نکاح مین لاکر اُسے
سلطنت کا صاحب اختیار کیا اور حسین نظام شاہ سے یکدل اور یکجہت ہوکر مقرر کیا کہ ہم اور آپ باتفاق قلعہ گلبرگہ اور
اجلد کو لیکر گلبرگہ پر آپ اور اجلد پر ہم متصرف ہووین اسواسطے دونون بادشاہون نے سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ ہجری مین
علی عادل شاہ کی سرحد مین داخل ہوکر گلبرگہ کو محاصرہ کیا اور یقین تھا کہ وہ قلعہ عنقریب فتح ہو لیکن قطب شاہ حسین نظام شاہ
کی کبر ونخوت سے ہراسان تھا اس وجہ سے اُسے منظور نہوا کہ قوت اور شوکت اُسکی زیادہ ہووے لہذا خیمہ وخرگاہ
اور اسباب سنگین اپنے مقام مین چھوڑکر آدھی رات کو کوچ کرکے گلکنڈہ کی طرف آیا اور حسین نظام شاہ
جو تنہا مہمات ملک گیری کو انجام نہ دے سکتا تھا وہ بھی ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور
بعد چندے جب عادل شاہ اور رامراج اور امیر برید نے نظام شاہ کی گوشمال کے واسطے اتفاق کیا
اور قطب شاہ کو بھی اپنی اعانت کے واسطے طلب کیا وہ ناچار ہوا جانب قوی کا ہاتھ سے نہ دیکر ہمراہ اُنکے
احمد نگر کی طرف گیا اور مثل اورون کے وہ بھی قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہ بھی مشرف بفتح ہوا سنت سنیہ
یعنی بطریق اول عمل کرکے خیمہ وخرگاہ چھوڑا اور آدھی رات کو پاس سے قلعہ سے برخاست کرکے بسرعت برق وباد گلکنڈہ
کی طرف روانہ ہوا اور عادل شاہ اور رامراج کے اندیشہ مین خلل ڈالا جیسا کہ وقائع مین پیشتر مذکور ہوا جب رامراج
اور عادل شاہ نے احمد نگر سے بازگشت کی قطب شاہ دوسری مرتبہ پھر حسین نظام شاہ کی نسبت دروازے
خصوصیت کے مفتوح کرکے اُسکی دختر مسماۃ بی بی جمال کا خواستگار ہوا حسین نظام شاہ نے اس شرط پر قبول کیا
کہ میرے ہمراہ جاکر قلعہ کلیان کو عادل شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرے قطب شاہ نے منظور کیا اور سنہ ۹۶۷ نو سو سڑسٹھ ہجری
مین حسین نظام شاہ احمد نگر سے اور قطب شاہ گلکنڈہ سے روانہ ہوئے اور اطراف قلعہ کلیان مین پہونچکر ایک
دوسرے کی ملاقات کی اور پہلے سامان جشن شادی بجا لاکر مہمات عروسی سے فارغ ہوئے اُسکے بعد دونون بادشاہ

محاصرہ مین مشغول ہوئے اور جو امراء اور عادل شاہ اور تفالخان اور امیر برید باتفاق مزاحمت دفع کرنے مین متوجہ ہوئے جیسا کہ نظام شاہ کی ضمن حکایت مین ثبت ہو قطب شاہ گلکنڈہ کی طرف اور نظام شاہ احمد نگر روانہ ہوئے اور امراء اور عادل شاہ نے احمد نگر تک اسکا پیچھا کیا اور نظام شاہ کی ولایت دوبارہ تاخت و تاراج کرکے پھٹ آئے اور چونکہ قطب شاہ کی سرحد پر قلعہ دکی مین استقامت کی اور مملکت تلنگ مین بھی مزاحمت پیدا نپاتے تھے آخر کش قطب شاہ کی [illegible] کے سبب ہر ایک صلح کرکے اپنے مقر کی طرف راہی ہوئے اور سنہ نوسو ستر ہجری مین عادل شاہ اور نظام شاہ کی موافقت کے سبب امراء سے جنگ کرنے منظفر اور منصور ہوکر اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کی اور معاودت کے وقت راہ مین سکے اطراف مین مصطفیٰ خان اردستانی کہ ہمیشہ قطب شاہ کی آتش غضب سے ڈرتا تھا اور خانہ خدا اور مدینہ رسول اللہ صلعم کی زیارت کے بہانہ اس سے جدا ہوکر علی عادل شاہ کا نوکر ہوا اور مرتضیٰ نظام شاہ [illegible] اسکی والدہ خونزہ [illegible] علومت کے سبب مملکت [illegible] ظاہر آیا [illegible] خان [illegible] سپہ سالار عادل شاہ نظام شاہ کی سرحد مین قلعہ مسمے بدار و مین [illegible] بہت پرگنات پر [illegible] نظام شاہ نے اپنی والدہ کو [illegible] مین قید کیا اور ملا [illegible] تبریزی کو خطاب [illegible] سے [illegible] قلعہ [illegible] کی طرف نہضت فرمائی اور قطب شاہ کے پاس ایلچی اور [illegible] بھیجکر کیا [illegible] قطب شاہ [illegible] کی طرف [illegible] بتمام روانہ ہوا لیکن قبل اسکے پہونچنے کے [illegible] شاہ خان [illegible] وکشور خان کو مقتول کرکے عادل شاہ کی ولایت [illegible] واسطے قطب شاہ نے بھی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور نظام شاہ کی اردو کے پہلو مین آ [illegible] فاصلہ پر [illegible] ہوا اور علی عادل شاہ [illegible] والد شاہ طاہر کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر قطب شاہ کا نامہ جو کہ [illegible] اور [illegible] کے بارہ مین عادل شاہ کو [illegible] باتفاق خانخانان [illegible] نظام شاہ کے [illegible] مین [illegible] اور نظام شاہ خانخانان کے اغوا کے باعث قطب شاہ سے رنجیدہ ہوا اور اپنے امرا کو اسکے اردو کی تاراجی کا حکم دیا قطب شاہ اس امر سے واقف ہوا [illegible] کیطرف بسبیل استعجال جریدہ روانہ ہوا اور نظام شاہ کی فوج نے قطب شاہ کی اردو کو تاراج کرکے سرحد تلنگ تک تعاقب کیا قریب ایک سو اور پچاس فیل کو وہ تجمل کو گرفتار کرکے قطب شاہ کے بہت آدمی مقتول کیے اور افواج عادل شاہیہ سرحد تلنگ مین پہونچکر تعاقب سے باز نہ آئی ابراہیم قطب شاہ کا بڑا بیٹا [illegible] مسمیٰ عبدالقادر کہ زیور شجاعت اور علم اور حسن خط سے آراستہ تھا اُسنے باپ کی خدمت مین عرض کی کہ فوج نظام شاہیہ نشان جرأت بلند کیے ہین اور ہمارے آدمیون کو بہت مزاحمت اور خرابی پہونچاتی ہی اگر حکم ہو یہ کمینہ فرزند کچھ امراء کمینگاہ مین جاکر اُنکے عقب سے آنکر اُنھین شمشیر قہر سے معدوم کرکے ایسا کرے کہ جب عبرت و تنبیہ و سرزنش ہو وے یعنی [illegible] اس فرزند کی ہوگی قطب شاہ اپنے فرزند کو صاحب داعیہ سمجھا اور یہ ارادہ ادائے کبار کی تحریک سے جانکر متوہم ہوا اور اثنائے راہ مین کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ مین پہونچا اپنے لخت جگر کو بعید و [illegible] ایک قلعہ مین قید کیا لیکن اسپر بھی اکتفا نہ کی اُسے زہر دے کر ہلاک کیا اور اس سبب سے کہ یہ حادثہ ملا حسین خانخانان کیجانب سے جانتا تھا اس سے نہایت آزردہ رہتا تھا حکم کیا کہ اُسکے قلم و مین [illegible] شخص [illegible] رکھتا ہو اُسکی نسبت بریہ ذقن [illegible] چنانچہ ملعین اُستاد نوری برج دندان کن شہر تبریز کے

قلعہ مین بہت مکالمہ کرتے ہین رہتا ہی اور آدمیون کے مکان کے گرد پھرتا ہی اور دانت جس شخص کے جنبش کرتے ہین اُسے اُکھاڑتا ہی اور روپیہ لیتا ہی اور زنان ہودی کے بوسے بہت ڈھونڈتا ہی اب ذرا زندانی کا کہ حسین جراح ہی اُسکو تعریفاً بھائی حضرت مرتضیٰ نظام شاہ دکھن روایت اور سطو تدبیر ذیل سلطنت لکھتا ہی کہ بڑپن مین محمد خربزہ فروش ورنگ شیخ قلندر وغیرہ نقی نے اُسکے ساتھ فعل حرام کیا تھا الغرض ان زمانہ مین چنگیز خان صفہانی کہ مرد مدبر اور دانا تھا نظام شاہ کا پیشوا دوا اُسسے تسخیر برار کا ارادہ کیا قطب شاہ نے چاہا کہ عادل شاہ کے ساتھ ملاقات کرکے باتفاق اُسکے نظام شاہ کی حمایت سے چنگیز خان کے ارادے سے آگاہ ہوا اور اسوقت کہ دونون بادشاہ بقصد ملاقات اپنے مواضع سے سفر مین تھے نظام شاہ کو اچھا رکھے ... عادل شاہ ... قطب شاہ ... نظام شاہ کی دوستی پر اعتبار کرنا ... علی عادل شاہ نے متنبہ ہوکر شاہ ابوالحسن کے مشورہ سے قطب شاہ کی نسخ ملاقات ... نظام شاہ کے ساتھ ملاقات کی اور مجلس مین ... قرار ہوا کہ نظام شاہ ولایت برار اور احمد آباد بیدر کو مسخر ... عادل شاہ ... ملک کا ... برار اور بیدر ... کے ساتھ ... متصرف ہوئے بعد ... مرتضیٰ ... قطب شاہ ... وقت نظام شاہ تسخیر برار مین تھا شاہ ... اور ... بعد وہ مملکت نظام شاہ نے مفتوح کی پھر شہر بیدر کے لینے کے درپے ہوا ... قطب شاہ نے ... مملکت سے اندیشہ کرکے شاہ میرزا اصفہانی کو کہ پیرچہ اُسکا تھا نظام شاہ کے پاس بطور ... نہایت کوشش کی ... درمیان مین چنگیز خان کہ ... سلطنت نظام شاہ کا باعث لشکر کشی تھا تلف ہوا

۹۸۱ نوسو اکیاسی ہجری مین علی عادل شاہ بھی بدرجۂ شہادت فائز ہوا مرتضیٰ نظام شاہ نے قصد تسخیر بعض ... سلی مرحد کا کیا جب قطب شاہ سے مدد چاہی اُسنے ناچار کچھ امرا امراے نظام شاہی کی معاونت کے واسطے رخصت کیے ابھی اس معاملہ سے نجات حاصل ہوئی تھی کہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نے بھی قضاے الٰہی سے وفات پائی مدت اُسکی بادشاہت کی بتیس برس اور چند ماہ تھی

بیان سلطان الحلیم الرؤف محمد قلی قطب شاہ کی سلطنت کا

ابراہیم قطب شاہ کے بعد از وفات اٹھ بیٹے اُسکے زندہ تھے محمد قلی قطب شاہ اور خدا بندہ ... سلطان قلی ... ازانجملہ محمد قلی قطب شاہ کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا اُسکا تھا ساعت نیک اور طالع سعد مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اور بارہ برس کی عمر سے مسند فرمان دہی تلنگ کو اپنے وجود باجود سے آراستہ کی اور شاہ میرزا اصفہانی کی بیٹی کہ سادات صحیح النسب طباطبائی سے تھا اور مدت دراز سے مہر جملگی ابراہیم قطب شاہ کے ساتھ اُسکے تعلق رکھتی تھی عقد نکاح مین لایا اور اُسکی تکلیف اور رغبت اور خاندان نظام شاہی کے ... اور ... کیواسطے خود سید مرتضیٰ سبزواری سرلشکر احمد نگر کی مدد کرنے کے واسطے عادل شاہ کی ولایت کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ پہلے قلعۂ شاہ درک کو فتح کرکے نظام شاہ کے متعلقون کے سپرد کرے اور اُسکے بعد لشکر نظام شاہ کی اعانت اور کمک سے قلعہ گلبرگہ اور اتکر کو مفتوح کرکے خود متصرف ہووے جب قطع مسافت کرکے سید مرتضیٰ کے پاس ہوچکا اور تختگاہ بیجاپور مین کہ امرا کی بے اتفاقی کی شامت سے خلل تھا باطمینان تمام باتفاق امراے نظام شاہی قلعۂ شاہ درک کو گھیرا اور جب وہان کے تھانہ دار محمد آقا ترکمان نے نشان مدافعہ اور علم ودستخواہی کا

بلند کیا اور رایات شجاعت کو مرتفع کرکے داد مردی و مردانگی اور محافظت کی دی اور جماعت کثیر نظام شاہ اور قطب شاہ کی توپ اور بندوق سے ہلاک ہوئی اور سب اس سفر سے ملول و محزون ہوئے مجلس مصلحت آراستہ کرکے یہ تجویز کی کہ ہم پر مشقت جو تسخیر قلعہ شاہ درگ مین کھینچتے ہین عبث ہی مناسب یہ ہو کہ بیجاپور کی طرف کہ دارالملک ہے جاکر اُسکے لینے مین کوشش کرین یہ لشکر اُس طرف سوار ہوئے جب مدت مدید اُسکے مفتوح کرنے مین گذری اور تحمل مشقت ہوئے اور کچھ فائدہ نہوا قطب شاہ ایام سفر کی درازی سے رنجیدہ ہوا اور ارکین سلطنت نے فرصت پاکر معروض کیا کہ سلاطین دکن کا یہ قاعدہ اور دستور ہو کہ جسوقت ایک اُنمین سے بنفس خود کسی طرف سوار ہوئے اور اُسے کمک کی احتیاج ہو دوسرے بادشاہ کو مدد کے واسطے بلاوے طریق مروت مین اُسپر واجب ہو کہ خود سوار ہوکر اُسکے پاس جائے چنانچہ یہ دستور ہمیشہ درمیان نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ و قطب شاہیہ کے مرعی اور مروج رہا ہو اس صورت مین ہرگز مناسب دولت نہ تھا کہ حضرت شاہ میرزا کے کہنے سے بنفس نفیس امراے نظام شاہی کی مدد کے واسطے تشریف لائے اس بات نے نہایت تاثیر کی قطب شاہ بہ معاودت گلکنڈہ عازم و جازم ہوا سید مصطفے یہ امر سمجھکر قبل اسکے کہ بادشاہ اظہار کرے پیشدستی کرکے عرض پیرا ہوا اصلاح وقت یہ ہو کہ ہم اپنی ولایت کی طرف جاکر بت پرگنے عادل شاہ کی سرحد سے نظام شاہ کے قبضہ مین لاوین اور حضرت اپنی مملکت کی طرف جاکر حسن آباد گلبرگہ کو مسخر کرین قطب شاہ نے اس کلام کو عین مدعا سمجھکر قبول کیا اور باتفاق قلعہ بیجاپور سے کوچ کرکے ہر ایک اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے لیکن قطب شاہ حسن آباد کے اطراف مین ہوپنچا اور رسل استرآبادی المخاطب بہ مصطفے خان کو سپہ سالار کرکے مع سات ہزار سوار اور فیلان بسیار اُس مملکت کی تسخیر کے اُس مقام مین چھوڑا اور خود اپنے مقربان و مخصوصان کو ہمراہ رکاب لیکر بجناح استعجال گلکنڈہ کیطرف تشریف لیگیا اور شاہ میرزا کو مقید کیا اور بعد چند عرصہ کے اُسکا گناہ معاف کرکے حکم دیا کہ اسے کشتی مین سوار کرکے مع مال و اسباب ضروری اصفہان کی طرف کہ وطن مالوف اُسکا ہو روانہ کرین چنانچہ شاہ میرزا کشتی مین بیمار ہوکر قبل اسکے کہ منزل مقصود کو ہوپنچے فوت ہوا اور مصطفے خان نے حسن آباد کے نواح مین قیام کیا اور اکثر مضافات پر اُسکے متصرف ہوا اور جب یہ خبر بیجاپور مین ہوپنچی کمال و رعنا خان حبشی سپہ سالار ہوکر مع سپاہ عظیم اسکے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے تاخت لایا اور دونون سے کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی مصطفے خان شکست کھاکر منہزم ہوا اور اپنے تئین بمشقت کمال تلنگ کی سرحد پر ہوپنچایا اور قریب اکسیو اور بیس فیل نامی قطب شاہ کے اور بہت اشیاے نفیسہ کہ مالیت کثیر رکھتے تھے عادل شاہ کے تصرف مین آئے اور اُس تاریخ سے اتنک کہ عرصہ اٹھائیس سال کا گذرتا ہو عادل شاہ او قطب شاہ کے درمیان رواکد کلفت کے مسدود ہوئے راہ مصادقت اور موافقت کی جاری ہوا اور آخر سنہ نو سو پچاس ہجری مین خواجہ علی شیرازی المخاطب بہ ملک التجار مع ایک جماعت مردم اعیان بیجاپور سے گلکنڈہ کی طرف آیا اور محمد قلی قطب شاہ کی بہن کو سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ کے واسطے خواستگاری کی اور لوازم جشن شادی بجالاکر اُس بلقیس زمان کی ساعت مسعود مین بیجاپور کی طرف لیگیا اور اس قطب بہرام اجلال نے ابتداے بادشاہی مین ایک فاحشہ بھاگ متی پر عاشق ہوکر ہزار سوار اُسکے ملازم کیے تھے تا بطریق امراے کبار دربار مین آمد شد کرتی رہے اور اُن دنون مین جو آب و ہوا کی زبونی اور فساد سے خلائق وہان کی رہتے سے متنفر اور غمگین تھی اسواسطے قطب شاہ نے بلدہ مذکور سے چار کوس پر ایک

شہر کہ ہندوستان مین شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً ساتھ اُس لطافت و صفائی کے مشاہدہ مین نہین آتا
بنا کے اپنا دار الملک بنایا اور نام اُسکا بھاگ نگر رکھا پھر اُسکے بعد پشیمان اور نادم ہوکر موسوم بہ حیدر آباد کیا
لیکن وہ خلائق مین بھاگ نگر مشہور رہی حیدر آباد کوئی نہین کہتا اور دور اُسکا قریب پانچ کوس کے ہے اور ہر ایک
بازار اُسکی بخلاف سائر بلاد ہندوستان بطرز خوب واقع ہین اور وہ شہر باوصف وسعت اور صفائی کے
آب و ہوا لطیف اور معتدل رکھتا ہے اور مسافر کے ساتھ موافقت اور سازگاری کا دم مارتا ہے اور اُسکی اکثر
بازارون مین دو طرفہ جداول نہر آب روان ہے اور جداول کے کنارہ درخت سایہ دار موزون بچھائے ہین
دوکانین نہایت دلپسند گچ اور پتھر سے تیار کی ہین اور منازل شاہی کہ انمین کسی طرح کا قصور واقع نہین
اس طرز سے ساختہ اور پرداختہ ہوئی ہین کہ مسافران ہفت اقلیم اُسکی صناعی دیکھکر حیرت مین آتے ہین اور کہتے ہین
کہ ہمنے مثل اُسکا کسی ملک مین نہ دیکھا اور واقفان عالم پر مخفی نہوگا کہ کتب اہل ہند مین مسطور ہے کہ تین مملکت ایک دوسری
کے محاذی واقع ہوئی ہین اور ہوا بھی ان ولایتون کی تاثیر و خواص مین ایک دوسری کے قریب ہے وہ یہ ہین تلنگ و دنگ
و ناٹک ولایت تلنگ ہندوستان کے جنوب مین واقع ہے اور سلاطین قطب شاہیہ کے تصرف مین ہے اور بنگ
ولایت بنگالہ ہے اور مملکت دنگ ان دو ولایت کے مابین واقع ہے اور کسی بادشاہان اسلام کو تسخیر اُسکی میسر نہوئی اب
یہ بادشاہ اُسکی فتح کے درپے ہوا اور بہت مملکت دنگ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور حاکم وہان کا موسوم بہ بابا بلند
ولایت کے اطراف مین بھاگ کر نہایت عاجز اور خستہ و خوار ہوا اور شہور سنہ ایکہزار سترہ ہجری مین واقعہ عجیب کہ
کبھی اس خاندان مین مثل اسکے واقع نہین ہوا تھا ظہور مین آیا یعنی شہر کے باہر بلندی پر کہ جسکو نبات گھاٹ کہتے ہین
ایک عمارت بادشاہی احداث ہوا اور محمد قلی قطب شاہ کبھی کبھی وہان تشریف لیجاتا تھا تب دروازہ اُسکا کھولتے تھے
ورنہین تو مسدود اور مقفل رہتا تھا اتفاقاً ایک جماعت سوداگران غریب سے ایک شب کو شبہائے مہتاب مین شراب کے
نشہ مین مسرور اور مبہوت ہوکر مع ارباب نشاط زنانہ و مردانہ کہ انمین خوانندہ اور سازندہ بھی تھے عمارت کے دروازہ
وارد ہوئی اور قفل کو توڑا اور چوڑی دروازہ کی کھولکر عمارت مین داخل ہوئی اور بزم شراب آراستہ کرکے عیش و عشرت
مین مشغول ہوئی مردم بادشاہی جو اُسکی حفاظت کے واسطے مقرر تھے اس حال سے واقف ہوئے پہلے وہ اس جماعت
سے بملائمت پیش آئے اور سمجھایا کہ یہ عمارت بادشاہی ہے اسمین ہر ایک کے جانے کی قدغن ممانعت ہے مناسب یہی ہے
کہ تم اسمین سے نکل آؤ اور دروازہ بند کرو کسی نے اُنکا کہنا نہ مانا آخر کو درشتی کی نوبت آئی اور محافظ اُسکے فجر کو
شہر کیطرف روانہ ہوئے اور اسطرح سے اُن لوگون کی شکایت کی کہ بادشاہ یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور آتش قہر و غضب کو
مشتعل کرکے فرمایا اُن غریبون کو کہ خلاف ورزی کرکے فرمان شاہی سے سرتاب ہوئے ہین تیغ سیاست سے
قتل کردو دکنی سنے اِس مصرع کے موافق **مصرع** عشاق ترا بہانہ باشد و بس + حکم قتل عام غریبان دے کر تلوارین
غلاف سے برآوردہ کرکے جوش و خروش مین آئے اور غریبون کے قتل مین عموماً اور خصوصاً مشغول ہوئے اور
ہجوم عام ہوا اور مال و اسباب اُنکا معرض تاراج مین آیا قطب شاہ نے اس معاملہ سے مطلع ہوکر کوتوال کو حکم دے کر اپنے
اور مخصوصان کو بہ تعجیل تمام بھیجا کہ اہل دکن پر سیاست کرکے اس فساد کو ساکن کرین چنانچہ نصف ساعت مین سو
غریب مارے گئے اور مکان اُنکے تاراج ہوئے اور عجیب شور و غوغا بلدہ بھاگ نگر مین ظاہر آیا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ

بادشاہ کا سبب تہا اور موجب غریب کشی کیا ہوا اور اس قطب فلک اقبال کو کئی چیزین نصیب ہوئین کہ وہ اور
بادشاہون کو بہت کم میسر ہوئی ہین اول یہ کہ بھائیون کو مسند عزت پر متمکن کرکے اپنا انیس وجلیس کیا اور اُنکے ساتھ
بے دغدغہ خاطر سلوک مصاحبانہ کرتا تھا اور بھائی اُسے امر عظیم جانکر نہایت اخلاص اور یکجہتی سے پیش آتے تھے
اور کبھی تیس برس کے عرصہ مین اُنکی طرف سے کسی طرح کے غبار نے اس بادشاہ کے آئینۂ خاطر اشرف مین راہ نہ پائی اور
یہ ایک ایسا عطیہ ایزدی ہی کہ ہر شخص اُسکے ساتھ سرفراز نہین ہوتا ہی اور دوسری یہ کہ میر محمد مومن استرآبادی کہ اُسکے
باپ دادا سلاطین ایران کے نزدیک معزز اور مکرم تھے اور وہ خود بھی شاہ طہماسپ حسینی معروف بشاہزادہ حیدر میرزا
کے عہد مین چھبیس برس آنحضرت کا وکیل السلطنت تھا اور سید معزی الیہ جمیع علوم متداولہ مین معقول منقول سے تبحر اور
اعلم علماے عصر تھا اور تقوے اور زہد اور نیک نفسی اور تواضع مین اپنا عدیل ونظیر نہ رکھتا تھا اور شعر خوب کہتا تھا
اور کمال الہیت اور مراتب دنیوی مین مستجمع الصفات تھا اور یہ اشعار اُسکے نتائج افکار سے ہین **غزل**

شادمانی ست بندۂ غم ما + عالم دیگر است عالم ما + چند عشق در تحریز بلا + اے خوشا روزگار در غم ما + شکر درد تو
چون کنیم کہ ہست + داغ بالاے داغ مرہم ما + شاہ اقلیم درد و غم مائیم + ملک ہجران سواد اعظم ما + سایۂ عشق کم
مباد کز و + سوزشد داغدار ماتم ما + نمک آن دو دیدہ خوش نمکیست + کلم زکو شر مگیر زمزم ما + ید بیضاے وصل کو کہ فراق
گشتہ ثعبان آتشین دم ما + حرف ای ہمنشین مگو با ما + روز وصل از زبان ابکم ما + غمگساری مجواز **مومن** + غم
از کجا و مرہم ما + **ولہ** خدا را دارہان زشور بختی دلفگارے را + کہ من بربادشوقت دادہ ام خوش روزگارے را +
دلا پیوستہ با ناسازگاران سازگاری کن + کہ باشد سازگارے خوکنی ناسازگارے را + خماری برخمارم مید ہد گردون
زیک مستی + چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم ہر خماری را + مرا بس اینکہ دارم حکم بر اقلیم ناکامی + مسلم باد ملک کامگاری
بختیاری را + ز شہد ناگوار چرخ کام عاقبت سوزد + بحمد اللہ نصیبم کرد زہر خوشگواری را + بہ تلخی جان بدہ کمتر حدیث کام گو
مومن + چہ غم از تلخی ناکامی ناکاری را + **ولہ** جدا دار دلم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را + نیازم با کمال عجز این
اظہار قدرت را + زبیم آنکہ ہر سو بر کشد صد شعلہ از شکوہ + بعمد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را + رخونین داغہاے
من فلک را ذوقہا باد + کہ خوش آبی ورنگی داد گلزار محبت را + نسیم لطف جانان کم شدای باد صبحگاہی + مدد کن
تا بجوش آرم دریاہاے رحمت را + کرم کن ای مروت راہ اگر یابے بہ بزم او + نیازی نامرادی عرضہ کن آن
بیمروت را + چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جانبازے + دریغا ماندانستیم ای دل قدر فرصت را +
فدای رسم عادت سوز خود کردم کہ در عہدش + عجب ویرانہ دیدم سرای رسم و عادت را + مکن نسبت بغیرم ور وفا زا
دیگر کن + سراپا غیرتم مپسند بر من این مذلت را + بشرمت گر زمن بیتابی سر زد واثرہ بگذر + پریشان
داشت طرح دمنع صحبت مغز ماقت را + اگر انیست **مومن** صحبت ہجران کہ من دیدم + بہ پرسش خون خورد بیرون
میا بگذار جرات را + **ولہ** خوشم کہ بر دل من عشق مدعا نگذاشت + مرا بہ بوالہوسیہاے خویش وانگذاشت +

اور سب سے بہتر اور خوشتر یہ کہ محمد قلی قطب شاہ جیسا کہ واجب تھا اُس سید بزرگوار کی قدر ومنزلت پہچانکر
اُس سے سلوک کرتا تھا اور لوازم تعظیم وتکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرماتا تھا اور بقدر اعتماد اُس ہوشمند
روشن ضمیر کی اصابت راے پر رکھتا تھا کہ جمیع مہمات سلطنت خصوصاً کارہاے بزرگ ساتھ اُسکے

رجوع کرکے خود مع ندیمان و برادران لہو ولعب اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا تھا اور ہمیشہ بزم خرمی اور بیغمی آراستہ کرکے زمانہ ناپایدار سے داد کامرانی کی لیتا تھا اور زبان حال سے یہ ترانہ مترنم کرتا تھا فرد ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار * کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست * دوسرے جملہ توفیقات آسمانی اور افضال یزدانی سے کہ اس شہریار محب اہلبیت اطہار کے شامل روزگار ہوئی وہ یہ ہی کہ جس وقت سے آفتاب ہدایت اسلام افق ہندوستان سے طالع ہوا کسی سلاطین سابق اور حال اس دیار کو شاہان عظیم الشان ایران کے ساتھ نسبت وصلت و پیوند کی میسر نہوئی اس عہد مبارک صہد مین شہنشاہ قہار و بخت جمشید تخت عباس بادشاہ والی ایران نے اپنے ایک معتمدان درگاہ عرش اشتباہ کو دکن کی طرف بھیجکر دختر بلند اختر حاکم تلنگ کو اپنے ایک فرزند ارجمند کے واسطے خواستگاری فرمائی اور آنحضرت نے شرف دنیا و آخرت اسکے قبول مین جانکر تہیہ سامان شادی مین ہوا کہ اس کریمہ سعادتمند کو بدستور سلاطین کامگار ایران کی طرف روانہ کرے

روضہ پانچوان عماد الملک کی سلطنت کے بیان مین کہ برار مین حکومت کی تھی

سلاطین دکن کے متفرق احوال سے ایسا واضح ہوا کہ فتح اللہ عماد الملک کفار بیجانگر کی اولاد سے تھا اور لڑکپن مین مسلمانون نے اسے اسیر کیا اور خانجہان جو سپہ سالار ولایت برار تھا اسکے غلامون مین انتظام رکھتا تھا در عہد شباب مین آثار رشد اور قابلیت اس سے ظاہر ہوئے اور اسکے بعد وفات ملازمان سلاطین بہمنیہ کے سلک مین منسلک ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے دور مین خواجہ جہان گاوان کی توجہ سے خطاب عماد الملک پایا اور سپہ سالار ولایت برار ہوا اور سنہ ۸۸۲ آٹھ سو بیاسی ہجری مین قلادہ سلطنت گردن مین ڈالکر سکہ و خطبہ برار مین اپنا نام جاری کیا اور بعد اسکے اس جہان گذران سے انتقال کیا اسکا بڑا بیٹا علاء الدین عماد الملک قائم مقام اسکا ہوا اور اس ملک کی حکومت کا نشان بلند کیا

ذکر علاء الدین عماد الملک کی سرداری کا *

اول شخص اس سلسلہ کا وہ تھا جسنے اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے مانند لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق کرکے قلعہ گاویل کو دار الحکومت کیا اور سلطان محمود بہمنی امیر برید کے موکل سے بھاگ کر اسکے پاس پناہ لایا اور وہ مع لشکر برار سلطان محمود کے ہمراہ محمد آباد بیدر کی طرف گیا کہ امیر برید کو مستاصل کرکے وارث ملک کو صاحب مسند شہر بیدر کرے نظام شاہ نے صلاح و دولت اپنی اسمین نہ دیکھی امیر برید کی کمک کی جیسا کہ مذکور ہوا سلطان محمود اثناے جنگ مین امیر برید کے ساتھ موافق ہوا عماد الملک ناکام ہوکر گاویل کی طرف پلٹ گیا اور سنہ ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری مین امیر برید نے قلعہ ماہور پر چڑھائی کی اور خداوند خان حبشی کو قتل کرکے اس قلعہ پر متصرف ہوا عماد الملک نے خداوند خان کی بیٹون کی حمایت پر کمر باندھی اور فوج جمع کرنے لگا اور امیر برید نے باقتضاے وقت دونون قلعہ خداوند خان مقتول کے فرزندون کو دے کر انکو عماد الملک کا تابع کیا اور عماد الملک نے آہستہ آہستہ دونون قلعہ اولاد خداوند خان کے تصرف سے برآورد کرکے اپنے آدمیون کے سپرد کیے اور وہ برہان شاہ کے پاس جاکر نالشی ہوئے اور اس تقریب سے سبب درمیان اسکے اور برہان نظام شاہ کے دوستی ساتھ دشمنی کے مبدل ہوئی اور محاربات واقع ہوئے اور ہر مرتبہ شکست کھاکر گاویل کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ مین اسمعیل عادل شاہ کی بہن کی

خواستگاری کرکے اپنے عقد نکاح مین لایا اور جوکہ عادل شاہ کو گرفتار راے بیجانگر دیکھا ماہور اور رامگر پر قبضہ کیا اور سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری مین باتفاق میران محمد شاہ حاکم برہانپور بقصد تدارک جنگ نظام شاہ مین متوجہ ہوا اور بعد جنگ شدید پھر نظام شاہ غالب آیا اور اُسکے فیل اور توپخانہ پر متصرف ہوا اور دونون بادشاہ بھاگے جو عادل شاہ کفار بیجانگر کے خرخشہ مین مقید تھا سلطان بہادر گجراتی سے ملتجی ہوا اور سلطان بہادر جو ہمیشہ دکن کی تسخیر مین رہتا تھا فرصت پاکر مع لشکر عظیم برہانپور کے راستہ سے مملکت برار مین آیا اور عماد شاہ نے جو سلطان بہادر کو قاصد تسخیر دکن دیکھا اُسکے بلانے سے پشیمان ہوا لیکن چونکہ مجبور تھا اسواسطے فرمانبرداری کرکے خطبہ برار کا اُسکے نام پڑھا اور والی برہانپور کی اعانت کی سبب ایسا کیا کہ جیسا اسپنے مقام مین مذکور ہی الغرض عماد شاہ دولت آباد سے برار کیطرف گیا اور سلطان بہادر نے اپنی دارالحکومت کی سمت معاودت کی جب علاءالدین نے بطریق پدر راہ ناگزیر ممات طی کی اُسکا بڑا بیٹا دریا عماد الملک مسند بادشاہی پر جلوہ گر ہوا

ذکر علاءالدین دریا عماد شاہ کی سرداری کا

اُسکے بعد جب کہ علاءالدین دریا عماد شاہ نے تاج سرداری زیب فرق کیا اپنی دختر مسماۃ دولت شاہ کو حسین نظام شاہ کی سلک ازدواج مین کھینچا اور حکام دکن کے ساتھ طریقہ یاری اور مروت کا جاری رکھکر ایام سلطنت بلا کلفت و خشونت بسر کیے اُسکے بعد اُسکا بیٹا عماد شاہ صغر سن مین صاحب چتر و افسر ہوا نام سلطنت کا اُسپر جاری ہوا

تذکرہ برہان عماد شاہ ولد دریا عماد شاہ کی حکومت کا

تفال خان دکنی اُس دولتخانہ کے غلامون سے تھا اُسپر مسلط ہوا اور ابراہیم قطب شاہ اور فاروقیہ کے حسن اتفاق کے باعث نشان شوکت بلند کیا اور آخر کو برہان عماد شاہ کے پاؤن مین بیڑی ڈالکر قلعہ پرنالہ مین قید کیا اور خطبہ برار کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی سر پر لگایا اور وہ حاکم شجاع اور جوّاد تھا

بیان تفال خان کے غلبہ کا عماد الملک پر اور ذکر انتقال دولت نظام شاہیہ کا اسکی طرف

بعد اسکے برہان عماد الملک کو درمیان سے اٹھا کر استقلال تمام بہم پہونچایا اور آخر کو پرخاش اس نہایت کو پہونچی کہ مرتضے نظام شاہ اسکے استیصال کے واسطے مملکت برار کی طرف آیا اور جب تفال خان اسکی سخت گیری سے بہ تنگ ہوا علی عادل شاہ سے ملتجی اور مستدعی ہوا اور بوسیلۂ تحف و ہدایاے نفیسہ اور عطایاے نقود وافر آنحضرت کو بر سر التفات لایا اور نظام شاہ اس معنی کو سمجھکر اپنی والدہ ماجدہ خونزہ ہمایون کی نمائش کے سبب باتفاق عماد شاہ برار سے پلٹ گیا لیکن آخر سنہ ۹۸۰ نو سو اسی ہجری مین نظام شاہ پھر تسخیر برار کی فکر مین پڑا اور برہان عماد الملک کی رہائی کے بہانہ اسطرف متوجہ ہوا تفال خان نے مضطرب ہوکر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی اور لشکر تلنگ کی اعانت سے چنگیز خان پیشوا سے نظام شاہ جنگ کرکے مغلوب اور مقہور ہوا اور مدت دراز تک سپاہ نظام شاہ کے خوف سے جابجا جنگل جنگل بھاگتا پھرا آخر کو خود قلعہ پرنالہ مین اور اُسکا بیٹا شمشیر الملک قلعہ کاویل مین دونون متحصن ہوئے اور نظام شاہ نے حصار پرنالہ کو کہ پہاڑ پر واقع تھا اور تسخیر اُسکی توپ اور منجنیق اور خاکریز وغیرہ سے

شوار تھی محاصرہ کیا جب کہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا چاہا کہ کوچ کرکے احمدنگر کی طرف تشریف لیجاوے میرجملہ ملا چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ سے مانع ہوا اور حسن تدبیر اور دینار و درم اکثر مردم بیرونی کو کہ قلعہ کی محافظت مین مصروف تھے دیکر راضی کیا اور وہ بھی کہ محاصرون تنگی سے بتنگ آئے تھے راتون کو برج و بارہ کے بوسیلہ کمند نیچے اُترکر آتے تھے اور چنگیز خان کے شریک ہوتے اور انعام وافر اور مناصب عالی اور جاگیر خوب پاکر سرفراز ہوتے اور آدمی درون قلعہ بھی یہ خبر سنکر بنہایت تمام اور شوق کمال جستجو کرتے کہ ممکن ہو قلعہ سے برآمد ہوکر بوسیلہ چنگیز خان نظام شاہ کی سرکار سے مطالب و مقاصد علیا کو پہونچتے لہذا قلعہ مین مثل گولہ اندازان اور آتشبازان کے زیادہ بارہ نفر سے کوئی نہ رہا مرتضی نظام شاہ نے قابو پاکر مورچے آگے بڑھائے اور توپہاے کلان کی ضرب سے دیوار قلعہ مین رخنہ ظاہر کیے اور چونکہ مردان جنگی سے قلعہ مین کوئی نہ رہا تھا لشکر بانی فاصلہ سے چنگیز خان اٹھائیس آدمی اور ایک نفیری لیکر قلعہ کے قریب گیا اور زینہ لگاکر قلعہ پر چڑھا اور قرنا چونکہ خاصہ چنگیز خان سے تھے پھونکے تفال خان آواز سنکر سمجھا کہ چنگیز خان خود قلعہ مین آیا ہی سراسیمہ اور بدحواس ہوا اور مع جماعت مخصوصان سوار ہوا اور دروازہ عقب قلعہ کھولکر شہور سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگا اور مرتضے نظام شاہ نے قلعہ مین داخل ہوکر زر نقد اور مال و اسباب نفیسہ اُٹھا کر حکم دیا کہ باقی کو سوار اور پیادہ تاراج کرین اور سید حسن استرآبادی کہ تفال خان کے تعاقب مین مشقت کی تھی اُسکو دستگیر کرکے تیسرے دن فتحپور مین نظام شاہ کے پاس لایا اور بعد اُسکے اُسی عرصہ مین قلعہ کاویل بھی بامان مفتوح کیا اور اُسکا بیٹا شمشیر الملک گرفتار ہوا نظام شاہ نے تفال خان اور شمشیر الملک اور برہان الملک کو مع اولاد کہ اُس قلعہ مین قید تھے اپنی مملکت کے ایک قلعہ مین بھیجا اور انھون نے ایک شب کو جان شیرین قابض ارواح کے سپرد کرکے زمانہ کی کشمکش سے نجات پائی بعضے کہتے ہین کہ اُس قلعہ کے محافظان نے نظام شاہ کے حکم کے موافق اُنھین قلعہ مین دفعۃً واحدۃً گلا گھونٹکر ہلاک کیا اور بعضون کا یہ قول ہی کہ پاسبانون نے اُنھین بایں نیت حجرۂ تنگ تاریک مین بند کرکے منفذ اُسکے بند کیے تھے کہ وہ بتنگ آکر ہمین رشوت دیکر راضی کرین اور چونکہ یہ قوت یومیہ کے محتاج تھے اس جماعت کے حسب مدعا سلوک نہ کرسکے شدت اور سخت گیری اُنپر زیادہ تر کی جو ہوا کمال تیزی اور حرارت مین تھی ایک شب کو وہ تمام آدمی صغیر و کبیر مرد و زن کہ قریب چالیس کس تھے ایکبارگی دم گھوٹ کر مرگئے اور پاسبانون نے جب صبح کو دروازہ کھولا سب کو مردہ پایا الغرض سال مذکور مین سلطنت عماد شاہیہ اور تفال خانیہ نے انقراض قبول کیا کوئی شخص ان دونون سلسلہ سے قید حیات مین نہ رہا

روضۂ ششم مین ذکر حکومت بریدیہ ہی جو شہر بیدر مین تھی

اس زمانہ تک کہ قلم معجز بیان بیاض دہر مین بہ مشک افشانی ہی سات شخص نے اُس خاندان سے بعد ضعف دولت سلاطین بہمنیہ احمد آباد بیدر مین خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھا اول اُنمین جو کہ مدعی بلدۂ بیدر رہا قاسم برید تھا

ذکر قاسم برید کی حکومت کا

قاسم برید سلک غلامان ترک گرجی مین انتظام رکھتا تھا اور خواجہ شہاب الدین یزدی اُسے دکن مین لایا اور سلطان محمد شاہ فاروقی کے ہاتھ فروخت کیا جو کہ قاسم برید مرد شجاع اور بہادر تھا اور ماورا اُسکے خوشنویس اور سازون کو بھی خوب بجاتا تھا اُس بادشاہ کے عہد مین منصب امارت پر فائز ہوا اور کفار مرہٹہ باغی جو ما بین ولایت پائین اور جالنہ تھے اُنکے دفع کے واسطے نامزد ہوا اور اُسنے اُس حدود مین فتح بزرگ کر موجب افتخار و سربلند نامی ہو وہ فوج مین آئی صاحب دستگاہ ہوا اور سابا جی مرہٹہ کو جو عمدہ سرداران کفرہ اُس اطراف سے تھا قتل کیا اور اُسکی بیٹی اپنے بیٹے امیر برید کے حبالہ نکاح مین لایا اور جب قاسم برید نے بادشاہ کی طرف سے سابا جی کی مملکت جاگیر پائی عزیز و اقارب اُس لڑکی کے کہ قریب چار سو نفر اور سب مردانہ اور شجاع تھے اُسکے نوکر ہوئے اور اُنمین کے اکثر رفتہ رفتہ بشرف اسلام مشرف ہوئے اور اُس جماعت کی اعانت اور حمایت کے سبب کہ تمام مخلص اور جان نثار تھے سلطان محمود کے عہد سلطنت مین تسلط اور استقلال تمام پیدا کیا دوسرون کی طرح بادشاہی کے اندیشہ مین پڑا عادل شاہ اور نظام شاہ اور عماد شاہ کی بتجویز قلعہ اوسہ اور قندھار اور اودگیر مین خطبہ اپنے نام پڑھا اصل دار السلطنت احمد آباد بیدر سلطان محمود کو ارزانی رکھی اور بارہ برس بادشاہی کی اور ابھی سلطان محمود بقید حیات اور زندہ تھا کہ نامہ عمر اُسکا پیچیدہ ہوا اور سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور بڑا بیٹا اُسکا قائم مقام ہوا

تذکرہ امیر علی برید کی حکمرانی کا

امیر علی برید ولیعہد اور قائم مقام پدر ہوا اور اُسکے عہد مین سلطان محمود نے وفات پائی اور سلطان کلیم اللہ کہ جو اخیر بادشاہان بہمنیہ سے تھا احمد نگر کی طرف بھاگا اور اُسکے عہد مین شہر بیدر اسمعیل عادل شاہ کے تصرف مین آیا اور پھر ساتھ اُسکے رجوع ہوا اور اُس عرصہ مین سلطان بہادر عماد الملک اور محمد شاہ والی برہانپور کے حسب التماس مملکت دکن مین آیا اور امیر برید اسمعیل عادل شاہ کے حکم کے موافق اپنی جمعیت کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار غریب تاج پوش اُسکے ہمراہ کرکے اُسے سپہ سالار کیا اور نظام شاہ کی مدد کے واسطے بھیجا جیسا کہ اپنے مقام مین حال نہ دو زبان نے اُسکی شرح و بسط مین کوشش کی ہو مع لشکر گجرات جنگ کے رستا نہ کے بعد اُسکے چند سال مسند کامرانی پر متمکن رہا اور اواخر عمر مین برہان نظام شاہ کی کمک کیواسطے گیا اور دولت آباد کے اطراف مین قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور اُسکے بھائی خان جہان نے جنازہ اُسکا احمد آباد بیدر مین لیجا کر قاسم برید کے خطیرہ مین مدفون کیا اور مدت اُسکی سلطنت کی چالیس سال تھی اور دکن مین یہ لطیفہ اُس سے شہرت عظیم رکھتا ہو کہ علی برید ایک شب جاڑے کے موسم مین باغ کمتانہ کی عمارت مین بیٹھکر شراب پیتا تھا کہ گیدڑون نے خلاف عادت مرغزار مین آنکر شور و غوغا بلند کیا امیر برید نے پوچھا کہ کسواسطے شور کرتے ہین ایک ہمنشین گستاخ نے عرض کیا کہ سردی کی شدت سے حیران ہوکر سلطان سے فریاد کرتے ہین علی الصباح حکم دیا کہ تین چار ہزار لحاف تیار کرکے باغ و صحرا مین ڈالین تو شغال شب کو لحافون مین رہین اور سرما کی شرا اور سختی سے محفوظ ہو دین

ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا

اول وہ شخص اس خاندان سے ہی کہ جسنے برہان نظام شاہ کی حمایت سے لفظ شاہ جزو اسم اپنا کیا وجب شاہ طاہر اسکی مبارکباد جلوس کے واسطے احمدآباد گیا نہایت آزردگی مین سعادت کی تب برہان شاہ نے اُس سے رنجیدہ ہوکر چڑھائی کی اور برید شاہ نہایت عاجزی سے مضطرب اور بدحواس ہوا او قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کرکے التماس قدوم کی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور نظام شاہ نے اُس یورش مین قلعۂ اوسا اور اودگیر ور قندھار اُس سے چھین لیا اور اسقدر ولایت کہ جسکا حاصل چار لاکھ ہون طلا تھا اُسکے قبضہ مین رہنے اور مرتضے نظام شاہ اپنے عہد مین صاحب خان کے سبب تاس سنہ ۹۸۷ نوسو ستاسی ہجری مین وہان پہونچا اور بلدۂ احمدآباد کو محاصرہ کیا متحصنان کی سخت گیری مین کوشش کی برید شاہ نے ایلچی عادل شاہ کی خدمت مین روانہ کرکے طالب اعانت کی علی عادل شاہ نے یہ جواب دیا کہ تو دو خواجہ سرا فلان فلان کو جو تیری سرکار مین ہین اگر مجھے دے تو مین تیری مدد کرون برید شاہ نے جو اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتا تھا اس معنی کو قبول کیا اور علی عادل شاہ نے ہزار سوار اُسکی کمک کے واسطے مقرر کیے مرتضی نظام شاہ اس خبر سے اور برہان شاہ کے اخبار سے کہ احمدنگر کے اطراف مین فتنہ برپا کیا ہی مضطرب ہوا اور میرزا یادگار کو مع لشکر تلنگ محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود احمدنگر کی طرف روانہ ہوا اور بیدر کا محاصرہ ترک فرمایا علی برید نے محاصرہ کی محنت و تعب سے رہائی پائی چنانچہ اُسنے سنہ ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین وہ وعدہ وفا کیا یعنی اُن دونون خواجہ سراؤن کو اُسکے پاس بھیجا اور خواجہ سرا باوجود اُسکے کہ نس کئے تھے لیکن رگ حمیت اُنکی جنبش مین آئی اپنی آبروریزی کی شرم سے عادل شاہ کو بضرب خنجر شربت شہادت چکھایا غرض کہ اسکا ذکر سابق مین وقائع عادل شاہیہ مین مفصلاً اور تشریحاً مرقوم ہوا ہی اور علی برید بھی اُنھین سنوات مین پنتالیس ۴۵ سال سلطنت کرکے تختہ تابوت کو تخت شاہی پر اختیار کرکے اس سراے عاریت سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور بڑا بیٹا اُسکا ابراہیم برید شاہ نائب مناب ہوا سات برس سلطنت کرکے اجل طبیعی سے مرگیا بعدہ قاسم برید شاہ تین برس محمدآباد کی حکومت مین سرگرم رہا آخر کو اُسنے بھی شربت ناگوار ممات نوش کیا اُسکا چھوٹا بیٹا مسمے علی برید جو چار برس کا تھا برائے نام شغل حکومت مین مشغول ہوا اور ایک شخص کہ جسکا نام میرزا علی اور اُس خاندان کی اولاد سے تھا سنہ ۱۰۱۰ ایکہزار دس ہجری مین خروج کرکے اُسکو بھاگ نگر کی طرف کہ تخت گاہ محمد قلی قطب شاہ تھا ہزیمت دیکر خود بادشاہ ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری سنہ ۱۰۱۸ ایکہزار اٹھارہ ہی اس بلدہ مین حکمرانی کرکے چراغ بریدشاہیہ کو روشن رکھتا ہی اور ناظرین پر تکمیل وقائع احوال ملوک انار اللہ مرقدہم کے طباع آفتاب شعاع پر مخفی و محتجب نرہے کہ حکایات عماد شاہیہ اور برید شاہیہ کسی کتاب متداولہ مین مسطور نہین جو کچھ محمد قاسم فرشتہ نے اس کتاب مین لکھا ہی مردم کہن سال سے کہ معاصران بادشاہون کے ہوئے ہین یا اُن دونون سلسلہ کے قریب العہد ہوئے ہین اُنکی زبان صدق ترجمان سے سنکر ان اوراق مین ثبت کیا ہی ناظرین والاتمکین سے عرض گذار ہی کہ حال جلوس اور وفات انکا اگر کسی وقائع مین بہ نہج دیگر محقق ہوئے عبارات قضایاے ان دو خانوادہ کو بقلم اصلاح مشرف فرمادین اور حیات اور ممات مین اس مؤلف کو مرہون احسان کرین کہ ارباب کرم کا یہی داب اور قاعدہ ہی فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ چوتھا سلاطین گجرات انار اللہ برہانہم ونور مرقدہم کے بیان مین

تاریخ مبارک شاہی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہی کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو کہ اُسے نظام شاہ مُفرح بھی کہتے تھے سپہ سالار گجرات کرکے اس مملکت کا صاحب اختیار کیا اور بعد وفات سلطان فیروز شاہ اُسکے بیٹے سلطان محمد شاہ نے بھی تخت گجرات پر حکومت اُسکی سابق اُسکے بدستور مقرر رکھی لیکن فرحت الملک جو داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا اور اُس حدود کی زمیندار ون و مشرکون کی نسبت طریق اخلاص جاری کیا تھا اور اُنکی خوشامد اور رضامندی کے واسطے شعار کفر و رسوم بت پرستی کو رواج دیا تھا اس سبب سے گجرات کے علما اور فضلا نے سنہ ۷۹۳ھ سات سوترانوے ہجری مین عریضہ بپایہ سریر آسمان نظیر سلطان محمد شاہ مین ارسال کیا مضمون اُسکا یہ ہی کہ فرحت الملک اغواے شیطانی اور ہوا وہوس جسمانی سے مرتکب اعمال ناشائستہ ہوکر اسقدر رواج اصنام اور رونق اوثان مین کوشش کرتا ہی کہ بلدہ سومنات قبلہ اہل ضلال ہوا شعار اور دثار مسلمانی روز بروز متخفض ہوتا ہی منبر کو عزت و حرمت سے ایک حصہ اور مسجد کو صوم و صلوٰۃ سے ایک بہرہ باقی نہین رہا اسوقت مین ایسا تدارک کہ موجب تقویت دین ورواج اسلام ہووے ظہور مین پہونچے فہو المراد ورنہ جو نہین کام ہاتھ سے گیا سلطان دین پناہ یہ مضمون سُنکر محزون اور غمگین ہوا اور بعد از تامل فراوان اور غور بے پایان واسطے انتظام شرع کے خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کو اور حکومت گجرات کے واسطے اعظم ہمایون ظفر خان بن وجیہ الملک کو کہ امراے کبار سے تھا مقرر کیا اور ربیع الثانی کی تیسری تاریخ سنہ مذکور مین خلعت خاص عنایت فرمایا اور اُسکی توقیر و حشمت کے لیے چتر سفید اور بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہون کے واسطے تھے اُسے عطا کیا اور وہ اُسی دن نقد رخصت حاصل کرکے شہر سے برآمد ہوا اور حوض خاص پر

[illegible] ۱۲

فروکش ہو کر اپنے سامان مین مشغول ہوا اور سلطان محمد شاہ دوسرے دن کہ چوتھی تاریخ ماہ مذکور سنہ مذکور تھی
امرین مشایعت ظفر خان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور اُسکے کان ستے الامکان دُرر نصائح اور آویزۂ مواعظ
سے گرانبار کیے اور بھر خلعت خاص مرحمت فرماکر ایالت گجرات دی

تذکرہ سلطان مظفر گجراتی کی سلطنت اور بیان ظفر خان المخاطب بہ مظفر شاہ کی ولادت کا

شہر دہلی مین اتوار کے دن کہ محرم کی چھبیسوین تاریخ ۷۴۳ھ سات سو تینتالیس ہجری کی تھی اُسکے باپ نے رتبۂ
شرابداری فیروز شاہ سے درجۂ امارت پر ترقی کی اور سلطان فیروز کی درگاہ مین صاحب اعتبار ہوا اور ظفر خان
سلطان محمد شاہ کے عہد مین بسبب حسن سلوک اور پرہیزگاری اور شرع محمدی کی پابندی اور انتظام اور دیانت سے نہایت
مشہور اور معروف ہوا اسواسطے کہ جس وقت عرضداشت علماء گجرات دہلی مین پہونچی سلطان نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر جیسا کہ
مذکور ہوا گجرات کا صاحب صوبہ کیا مستقل ہو کر دوسرے دن سنے فرمان لکھا اور سلطان کے حکم کے موافق القاب
کی جگہ خالی چھوڑی سلطان نے اپنے دست حق پرست سے القاب یون ترقیم فرمایا کہ برادرم مجلس عالی خان معظم
عادل باذل مجاہد سعد الملۃ والدین ظہیر الاسلام والمسلمین عضد السلطنۃ عین الممالک قامع الکفرۃ والمشرکین
قالع الفجرۃ والمتمردین قطب سماء المعالی نجم فلک الامانی صف در روز جانفشان قلعہ کشا کشورگیر آصف تدبیر ضابط
امور ناظم مصالح جمہور ذوالمیامن والسعادات صاحب السیف والکفایت ناشر العدل والاحسان دستور صاحب قران
الغ قتلغ اعظم ہمایون ظفر خان اور جب بلدہ متواترہ دہلی سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین یہ بشارت
نیض اشارت پہونچی کہ تاتار خان بن ظفر خان جو وزیر سلطان ہوا تھا اُسکے گھر بیٹا مسمی احمد خان پیدا ہوا
ظفر خان نے اُسکو شگون خوب اور فال نیک سمجھکر جشن عالی ترتیب دیا اور اکثر امراے لشکر کو خلعت دیے
جب ناگور مین پہونچا کنبایت کے باشندے نظام مفرح سے ناراض ہوکر مستغاثی ہوئے ظفر خان نے
اُس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط ملک نظام مفرح کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی خدمت مین یون مذکور ہوا
کہ تونے مال واجب سلطانی کئی برس کا اپنے حوائج مین صرف کیا ہے ایک دینار خزانہ عامرہ مین داخل نہین کیا
اور رعایا پر اسکے دست تظلم دراز کرکے اُس محال کے تمام باشندون کو رنجیدہ کیا ہی اکثر لوگ متواتر دہلی مین
فریادی آئے اور جو زمام حل و عقد مہام اُس نواح کی میری سپردگی ہی بہتر یہ ہی کہ زر محصول خالصہ جسقدر موجود ہو
بتعجیل تمام اپنے پاس سے دہلی مین ارسال کرے اور مظلومون کی تسلی کرکے خود بھی دارالملک کیطرف متوجہ ہوے
چنانچہ نظام شاہ مفرح نے درجواب لکھا کہ جو آپ مسافت بعید اور راہ طی کرتے آئے ہین اس مقام مین
مقیم رہیے اور زیادہ تکلیف نہ کھینچیے مین خود وہان آنکر حساب واصلات گذرانونگا شرط اسکے کہ مجھے وکلاؤن
کے نہ سپرد کرین اِس جواب سے بغاوت اور طغیان اُسکی ظفر خان پر ثابت اور یقین ہوئی اسواسطے
کی طرف کہ بالفعل احمد آباد بجاے اُسکے واقع ہوا ہی گیا اور جو نظام شاہ مفرح گجراتیون اور کافرون کو موافق
کرکے دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ بے شمار بہم پہونچا کر ارادہ جنگ کا رکھتا تھا ظفر خان نے پہلے اتمام حجت
کے واسطے ایک ایلچی اُسکے پاس نہروالہ کی طرف کہ ساتھ اُن کے شہرت رکھتا ہی اور بطریق نصیحت اور دلالت
پیغام دیا کہ بدکام سے اندیشہ کرکے اپنے ولی نعمت سے جدا نہو اور کافرون اور گجراتیون کے بھروسے

اور حمایت پر کہ تاب جنگ بہادران اور تہمتنان کی نہین رکھتے فریب نہ کھا کر اپنے تئین دہلی مین رکاب ہمایون سلطان محمد شاہ
مین پہونچا یا میرے پاس آنکر مسند امارت پر متمکن ہو اور اُسکے سوا کسی طرح اندیشہ کو اپنے دل مین راہ نہ دے ورنہ موجب
خرابی اور باعث بربادی ہوگا۔ بیت۔ نباید نہادن دل اندر فریب ✤ کہ ہست از پئے ہر فرازی نشیب ✤ نظام مفرح کی جو
مدت اقبال زوال اور آخر ہونے پر تھی داعیہ سلطنت اپنے دل مین رکھتا تھا ایلچی کو جواب سخت اور نامناسب دیا ظفر خان نے
ناچار ہو کر اپنی سپاہ فراہم کی اور سنہ ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری مین چار ہزار سوار تیغ زن نیزہ گذار ہمراہ لیکر مانند رعد اور برق
جوش و خروش نہروالہ کی طرف روانہ ہوا اور نظام مفرح نے بھی یہ خبر سنکر دس بارہ ہزار آدمیون کو موجب تنخواہ
دیکر نہروالہ سے خروج کیا اور موضع کانتھو مین جو بارہ کوس اُس شہر سے ہے پہونچکر ظفر خان کے مقابل ہوا اور صفوف
حرب آراستہ کرکے تنور جنگ گرم کیا اور بعد استعمال آلات حرب و ضرب آفتاب نصرت و فیروزی افق بخت ارجمند ظفر خان
سے طلوع ہوا نظام مفرح بہ قصد تحصن نہروالہ کی طرف بھاگا اور ظفر خان مع سپاہیان مظفر و منصور ہو کر بشوکت تمام نہروالہ کیطرف
گیا اور عدل و داد کی برکت سے اُس شہر کو مثل فردوس بریان سبز اور شاداب کیا اور سنہ ۷۹۵ھ سات سو پچانوے ہجری مین
کنبایت کیطرف کہ جائے نزول مسافران اور تاجران ہے جا کر حال رعایا مین مشغول ہوا اور حکام اور کارندہ مقرر کر کے
عنان معاودت اساول کی طرف معطوف فرمائی اور سنہ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ
راے بدکیش اور بدرگ جو ہمیشہ زین پوش اطاعت حکام گجرات کا دوش انقیاد پر رکھکر مقام فرمان برداری مین تھا
ان دنون مین منحرف ہو کر گردن بند فرمان برداری کا سر سے کھینچا اور باوجود شرک و بت پرستی زیردستون سے
بزبردستی پیش آتا ہے ظفر خان اُس مردود کے قلع اور قمع کے واسطے لشکر بیحساب ہمراہ رکاب لیکر اُسطرف متوجہ ہوا اور
منزل مقصود پر پہونچکر قلعہ ایدر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند مرتبہ جنگ صعب وقوع مین آئی اور ہر مرتبہ مردم بیرونی نے
قرین ظفر ہو کر قلعہ بندون کی سخت گیری مین کوشش کی اور اطراف ولایت کو سر کر کے ہاتھ نہب و غارت پر دراز کیا
اور جو بتخانہ بتون سے آباد دیکھا اُسے منہدم اور ویران کیا اور اعیان ولایت کے اطفال کو کنیزی اور غلامی کیواسطے
لیگئے اور مدت قلیل مین اہل قلعہ پر رسد غلہ کی عدم رسی سے ایسا قحط غلہ کا پڑا کہ شدت گرسنگی مین حرام و حلال کا
تمیز مطلق نہ رہا کتا بلی سے بلی کتے سے اور آدمی سے دونون نہ بچتے تھے اس سبب سے وہ راے خود راے
اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا اور اطاعت اور ملائمت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بڑے بیٹے کو چند مقربون
کے ہمراہ مع پیشکش ہاے وافر اور تحائف متکاثر بھیجا یہانتک کہ وہ دربار مین حاضر ہو کر زمین درگاہ کو لب ادب سے
بوسہ دے کر عرض پیرا ہوا کہ اگرچہ چندروز خلاف رضا ایک امر ظہور مین آیا اور کامید حصار کے بھیجنے مین اسوجہ
سے توقف ہوا کہ حفظ ناموس و دولت ہووے اور چشمون مین معذور رہون اب خدمت فیض موہبت مین
حاضر ہوا ہون اگر جریمہ سابق کی پرسش در مکافات مد نظر ہو فی الحال یہ جماعت حاضر ہے حکم ہو کہ تیغ ایمانی
سے سرافشانی کرین اور اگر جانستانی ملحوظ نہو بمقتضاے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین
قلم عفو انکی جرائم و تقصیرات پر کھینچیے آیندہ کسی مقدمہ مین ہم مصدر تقصیر نہونگے ظفر خان نے صلاح وقت
صلح اور عفو مین دیکھی پیشکش فراوان اور نقود و جواہر لیکر ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کیا اور چاہا کہ بقصد غزا
سومنات کی طرف کہ قریب بندر دیو مین واقع ہے روانہ ہووے اسی درمیان یہ خبر پہونچی کہ ملک راجہ

الغا طلب عادل خان جو سلطان فاروقیہ برہان پور کا جد ہے وہ نشان استقلال کا بلند کرکے اپنی جاگیر کے
سوا تھالنیر نام قلعہ کو لیکر تمام ولایت خاندیس کو اپنے قبض و تصرف مین لایا ہے اور اُسپر بھی اکتفا نہ کرکے بعضے پرگنات
گجرات سے متصل سلطانپور اور ندربار کو مزاحمت پہونچاتا ہے ظفر خان علاج اس علت کا واجب جانکر اُسطرف متوجہ ہوا
ملک راجہ کہ مرد عاقل اور دانا تھا اپنے تئین مرد میدان اُسکا نہ جانکر قلعہ مین متحصن ہوا اور صلاح اتحاد و موافقت
مین دیکھی ایک جماعت علما اور فضلا اُسکے پاس بھیجی تو سخنان مخالصت آمیز و کلمات صداقت انگیز سے رخنہ صلح مسدود
کرکے ابواب دوستی اور یکجہتی کو مفتوح کرین ظفر خان کہ اہل علم و فضل سے رغبت کمال تمام رکھتا تھا اور سلطنت گجرات
کی رعایت اُسکے دل مین جو پوشیدہ تھی علما کو گرامی رکھکر وہ عہد و پیمان جو اُس زمانہ مین مروج اور متعارف تھے
درمیان مین دلایا اور اُسکے بعد تحف و نفائس جو فیمابین پیش ہوئے پھر ظفر خان نے عادل کیطرف مراجعت
کی اور اُن دو فرقہ کے درمیان طریقہ محبت اور یاری جاری ہوا اور اسوجہ سے کہ ملک راجہ دعوے کرتا تھا
کہ مین اولاد خلیفہ دوم حضرت فاروق رض سے ہون ظفر خان کتابت و مراسلات مین مریدانہ پیش آکر اُسکے القاب
کے اعزاز مین کوشش کرتا تھا اور ۷۹۷ سات سو ستانوے ہجری مین حدود جھرند کیطرف کہ عزنی پٹن مین واقع ہے
لشکر کش ہوکر ایک مدت تک اُس حدود کے کفار کے قتل و غارت مین کہ نہایت متمرد اور سرکش تھے مشغول رہا
اور محبوبان خورشید جمال اور مہین پیکران پری تمثال مسلمانون کی بندی مین آئے اور کشتیان اُنکی اموال
غارت سے مالا مال ہو گئین بعد اُسکے راے جھرند نے عاجز ہوکر اظہار یکجہتی اور فرمانبرداری کیا اور تحف
اور ہدایا بہت گذرانا بعد وہانسے کوچ کرکے سومنات کی طرف گیا اور بتون اور بت پرستون کے اعلام کی
نگونساری مین کوشش کرکے وہان مسجد جامع احداث فرمائی اور ارباب مناصب شرعیہ کہ مراد موذن اور
پیش امام اور خطیب اور قاضی ہے تعین کیے اور تھانہ بٹھا کر پٹن کی سمت متوجہ ہوا اور ۷۹۸ سات سو اٹھانوے
ہجری مین مخبرون اور اخبار نویسون نے یہ خبر پہونچائی کہ راجپوتون نے ایسا تسلط پایا ہے کہ اُس نواح کے
مسلمانون نے اُنکے دست تعدی سے مفارقت اوطان اختیار کی ہے اور وہ سر گریبان عجب و نخوت سے برآوردہ
کرکے جادہ اطاعت و مالگذاری سے انحراف رکھتے ہین ظفر خان اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر کوچ برکوچ اُسطرف
روانہ ہوا **بیات** نوالش گر بنصرت سرفراز است ✤ بنام ایزدی در فتح باز است ✤ گذشتہ منجنیق از ناسک
ماہ ✤ ظفر از رایتش نصر من اللہ ✤ اور جب اُس حصار کے نواح مین اہل اسلام کے خیمہ ایستادہ ہوئے راے اُس
ولایت کا موسوم بہ پدر متحصن ہوا اہل اسلام اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور منجنیقین نصب کرکے ہر روز ایک
جماعت راجپوتان کو سنگسار کرتے تھے اور قلعہ نہایت سنگین تھا منجنیق کارگر نہوتی تھی حکم کیا کہ چارونطرف
دمدمے تیار کرو جب وہ تیار ہوئے اور اُسسے بھی کچھ فائدہ نہوا اور ظفر خان طول محاصرہ سے محزون اور غمگین ہوا
ناگاہ لطائف غیبی سے اُنھین دنون مین قلعہ کے اندر وبا اور طاعون پیدا ہوئے اور اہل قلعہ مرگ مفاجات مین مبتلا ہوکر
بکثرت تمام مرنے لگے راے ورگسنے کام دو دنیان پر تنگ دیکھکر ایک جماعت اپنے اعیان کو تیغ و کفن گردن مین
ڈالکر ظفر خان کی ملازمت مین بھیجا اور عورتون اور بچون نے سر برہنہ کرکے قلعہ پر چڑھکر امان چاہی ظفر خان نے
یہ امر تائید آسمانی سے سمجھکر اُنکی درخواست پذیرا کی اور پیشکش لیکر روضہ خلاصۃ العارفین شمس الواصلین خواجہ معین الدین سنجری

قدس اللہ اسرارہ کی زیارت کیواسطے عنان عزیمت اجمیر کیطرف معطوف کیا اور جب اُس مقام کعبہ احترام مین
پہونچا لوازم زیارت اور مراسم نذر و نیاز بجا لا کر انکی روح پر فتوح سے استمداد لیتے یہ ہمہ کفار اشرار اور اعدا سے نابکار
کی اور تمام ہمت اُسکی غزا اور جہاد کیطرف مصروف تھی جلد وہان سے جلوارہ اور بلوارہ کی سمت کہ بت پرستی اُس
حدود میں رواج و رونق تمام رکھتی تھی لوائے غزا بلند کرکے اُس مرز و بوم کے باشندون کو طعمۂ شمشیر بیدریغ کیا اور
معابد و کنایس اُنکے منہدم اور مسمار کرکے نشان باقی نہ رکھا اور کئی قلعہ اور ولایت کے مفتوح کرکے اپنے معتمدان کے
تفویض فرمائے اور بعد تین سال سالماً و غانماً پٹن کی طرف مراجعت کی اور الغی کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ اس سفر کے بعد مراجعت ظفر خان نے خطبہ اپنے نام کرکے اپنے تئین مظفر شاہ مشہور کیا اور سنہ سات سو ہجری تین
ساتھ اس تفصیل کے کہ سلاطین دہلی کے وقایع مین مرقوم ہوا تاتارخان ولد ظفر خان جو وزیر سلطان محمد شاہ تھا
سلطان ناصرالدین محمود شاہ کے عہد مین سارنگ خان سے [illegible] اور اُسے ملتان کی طرف منہزم کیا اور اُسکے اوضاع اور
اطوار سے داعیۂ سلطنت دہلی معلوم ہوتا تھا تو اقبال خان کہ محمود شاہ کا وکیل سلطنت تھا اُسکے دفع کے واسطے
پانی پت کیطرف متوجہ ہو تاتارخان نے صلاح اُسکے مقابلہ مین نہ دیکھی دوسرے راستے سے آپ کو دہلی مین پہونچایا اور
چاہا کہ اُسنے محاصرہ کرکے تصرف مین لاوے اقبال خان پانی پت کو تسخیر کرکے بشوکت [illegible] تمام جوش و خروش سے دہلی کی طرف
روانہ ہوا تاتارخان نے اُسوقت بھی اُسکا مقابلہ نہ کیا اور سنہ ۸۰۰ آٹھ سو ہجری مین گجرات کی طرف بھاگا اور اپنے باپ مظفر شاہ کی
ملازمت مین پہونچا اور اُسے دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریص کی مظفر شاہ بھی یہ امر قبول کرکے لشکر کی فراہمی اور سامان جنگ
مین مصروف ہوا لیکن جب یہ خبر پہونچی کہ میرزا پیر محمد جہانگیر صاحب قران امیر تیمور گورکان ممالک ہندوستان مین
داخل ہوا اور ملتان کو سر کیا مظفر شاہ نے فراست سے دریافت کیا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر صاحب قران کا ہی اسواسطے
عزیمت امصار کرکے باتفاق اپنے بیٹے تاتارخان کے بقصد تسخیر قلعہ ایدر نہضت فرمائی اور نہب و غارت مین مصروف ہو کر
قلعہ ایدر کو محاصرہ کیا اور متحصنان کی تنگی مین کوشش کی راجہ رنمل رائے ایدر نے نہایت عجز و انکسار سے ایلچی بھیجکر پیشکش دینا
قبول کیا اور جو ہمیشہ اہل دہلی پُرفتنہ اور آشوب سمجھے مظفر شاہ نے پیشکش پر اکتفا کرکے شہر رمضان سنہ مذکورہ مین مراجعت کی
اور اس عرصہ مین ایک خلقت کثیر دہلی کی طرف سے بوجہ حادثہ صاحب قران بھاگ کر پٹن مین آئی اور مظفر شاہ نے
تفقد اُس جماعت کے احوال پر واجب لازم جانکر ہر ایک کے حق مین حسب لیاقت شفقت اور عنایت مبذول
فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ صاحب قران سے بھاگ کر ولایت
گجرات مین آیا جو کہ مظفر شاہ نے صلاح دولت سلطان کے آنے مین نہ دیکھی اسقدر بدسلوکیان اور معاش نالائق
اُسکے ساتھ عمل مین لایا کہ یہ تنگ دل ہو کر مالوہ کی طرف گیا اور سنہ [illegible] سو تین ہجری مین مظفر شاہ دوبارہ
قلعہ ایدر کیطرف متوجہ اور احاطہ کرکے اُسکی تسخیر مین ساعی ہوا راجہ رنمل رائے ایدر نے اُسوقت سوائے
فرار کے چارہ نہ دیکھا شبا شب قلعہ کو خالی کرکے بیجانگر کی طرف بھاگا اور صبح کیوقت مظفر شاہ تکبیر کہتا ہوا قلعہ مین
داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرکے اور ایک سردار صاحب شوکت اُس قلعہ مین مقرر کرکے خود پٹن کیطرف
معاودت فرمائی اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین مخبرون نے یہ خبر مظفر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ کفار سومنات نے
ہجوم کرکے تھانۂ اسلام کو اُٹھا دیا ہی اور بدستور سابق پھر مراسم کفر کے زندہ کرنے مین کوشش کرتے ہین مظفر شاہ

ایک فوج عظیم اُسطرف روانہ کرکے خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور جبن رود کے راستے سومنات اور کفار اُس حدود نے ہجوم کرکے دریا کے راستے سے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا اور میدان مین آنکر مستعد کارزار ہوئے مظفر شاہ نے بے دینون پر حملہ کرکے اُنکے جسمون سے جداول خون جاری کی اور جب اُنمین طاقت و قوت نہ رہی زخمی اور دل شکستہ ہوکر باتفاق راے قلعہ دیپ کی طرف پناہ لی بیت خدا دادہمت شہنشاہ را + ہزیمت در قفا دبد خواہ را + مظفر شاہ نے جاکر اُس قلعہ کو محاصرہ کیا اور تکبیر وصلوٰۃ کی آواز اور شور و ماتم رعد آواز اور کرنائے فتنہ پرداز نے فلک سے اُنکے ارکان دولت مین زلزلہ اور فتور ڈالکر ایک روز مین وہ قلعہ فتح کیا اور جمیع مردان بالغ کو انسے علف تیغ بیدریغ اور طعمہ زاغ و زغن کرکے راجہ اور تمام رؤسائے اُس جماعت کو فیل کوہ پیکر کے ہاتھ پاؤن کے نیچے پامال کیا اور اہل وعیال اور زن وفرزندون کو اُسکے سلمان لیگئے اور اُنکے احمال اور اثقال اور سازوسلب پر متصرف ہوئے اور سلطان مظفر شاہ بزم جشن ترتیب دے کر شکر عنایت الٰہی بجالایا اور ایک بڑا بتخانہ مسمار کرکے بجاے اُسکے مسجد عالی بنائی بعد ضبط اُس نواح کا ایک امراے کبار سے رجوع کیا اور مع غنائم دخورہ ٹمین کی طرف مراجعت فرمائی الغرض فتح ایدر کی وجہ سے اُسکی استقلال اور عظمت ایک سے ہزار درجہ ہوئی پھر اس فکر مین ہوا کہ مالوہ کی طرف لشکر کشی کرکے اُسے بھی مفتوح کرے اور اپنے فرزند تاتار خان کو بہ خطاب والقاب غیاث الدولہ والدین سلطان محمد شاہ مخصوص فرمایا اور اساول سے کوچ کرکے جب قصبہ ستور مین پہونچا مزاج سلطان محمد شاہ کا طریق اعتدال سے منحرف ہوا اس سبب سے کہ آفتاب عمر اُسکا افق غروب مین پہونچا تھا اطباے حاذق کا معالجہ اور دوا دوش کارگر نہوئی ملک باقی کی طرف سفری ہوا اور مظفر شاہ فسخ عزیمت کرکے اساول کی طرف گیا اور روایت صحیح یہ ہی کہ تاتار خان نے سنہ مذکور مین اساول مین جاکر اپنے باپ پر خروج کیا وہ جو کہ وہ ضعیفی کے سبب نہایت ناتوان اور کمزور ہوگیا تھا اُسے گرفتار کرکے ایک قلعہ مین قید کیا اور اپنے چچا شمس خان کو دلیل المذمت کرکے ناصر الدین محمد شاہ صاحب سکہ وخطبۂ گجرات ہوا اور بارادہ تسخیر دہلی سامان سفر اور لشکر کی فراہمی مین کوشش کرکے کوچ کیا اور سلطان مظفر شاہ نے اپنا ایک معتمد شمس خان کے پاس بھیجکر باستغاثہ تمام یہ پیام دیا اور اپنی رہائی کے بارہ مین اور اُسکی ہلاکت مین مبالغہ حد سے زیادہ کیا شمس خان نے جواب دیا کہ محمد شاہ تیرا فرزند رشید اور قابل ہی اور اُسکی طرف تیری تعلق خاطر بہت رہتی ہی اب جو مین اُسکی ہلاکت مین قیام کرون اُسکے بعد یقین ہی کہ مین تیری پشیمانی کے وقت ہدف تیر ملامت ہونگا مناسب یہ ہی کہ اس بارہ مین نہایت فکر اور اندیشہ کرکے جواب دیجیے سلطان مظفر شاہ نے پھر یہ پیغام بھیجا کہ آن برادر بجان برابر میری طرف سے کسی طرح کی مکافات کا اندیشہ نہ کرکے اس امر کا لحاظ کرے کہ جو وقت ایسا فرزند اپنے باپ کی نسبت باین حرکت پیش آوے مانو عاق ہی اور قطع رابطۂ عطوفت اور مہربانی ہوکر نسبت پدری اور فرزندی مسلوب اور زائل ہوئی پس لازم ہی کہ وہ بھائی میری ضعیفی اور پیری پر رحم کرکے اس عاق پدر کو بہ سزاے اعمال قبیحہ پہونچاوے کہ میرا کام ہر وقت کے رنج وتعب اُٹھانے سے اس نہایت کو پہونچا ہی کہ اگر کل زندہ بچا تو برسون نہین آفتاب عمر میرا مغرب فنا کے قریب پہونچا ابیات کس راچہ خبر زآہ جانسوز دلم + وز واقعۂ قیامت افروز دلم + امروز چنانم کہ بفرداً نرسم + فرداے قیامت ست امروز دلم + شمس خان نے ناچار ہوکر اپنے بھائی کی

ضعیفی اور سختی پر رحم فرمایا اور قصبہ سونپت مین جو دہلی کے سر راہ ہے محمد شاہ کو زہر دیکر ہلاک کیا اور بھائی کو قیدخانہ سے برآوردہ کرکے مسند حکومت پر متمکن کیا عیل وحشم جو پروردہ اُسکی نعمت کے تھے اور محمد شاہ کی دست تعدی سے ایذا اُٹھائی تھی سب اُسکے شریک ہوئے اور حیات دوبارہ پائی اور محمد شاہ کے ملازمان قدیم جنھون نے اس کام کی اُسے ترغیب دی تھی ہراسان اور متوہم ہوکر مفرور ہوئے پھر بھی سلطان مظفر شاہ نے ترحم ذاتی اور مراحم قلبی سے اُنکی خطا معاف کی اور سب کو سلک ملازمان احمد شاہ مین جو محمد شاہ مسموم کا بیٹا تھا منتظم کیا اور جو دلاور خان والی مالوہ فوت ہوا تھا ہوشنگ شاہ اُسکا قایم مقام ہوا اور اُن دنون مین یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہوشنگ شاہ نے ملک کی طمع کے سبب اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا اس وجہ سے مظفر شاہ ۸۱۰ھ آٹھ سو ہجری مین مع ساز یراق حسن آباد اور دھار کی طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ شاہ جو جوان اور شوخ طبع اور صاحب ارادہ تھا بلا عاقبت اندیشی لشکر گجرات کہین اُسکی فوج سے زیادہ بلکہ مضاعف تھا مقابلہ اختیار کیا بعد ایسی جنگ کے کہ بہادران جہان نے زبان اُسکی مدح وتحسین مین کھولی سپاہ مالوہ منہزم اور منکسر ہوئی اور ہوشنگ شاہ کو مظفر شاہ نے گرفتار کرکے خطبہ اور سکہ اُس ولایت کا اپنے نام جاری کیا اور صوبہ مالوہ اپنے بھائی کو تفویض فرماکر اساول کی طرف مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ اسے ایک قلعہ مین محبوس کر احمد شاہ نے حکم کے موافق عمل کیا اور بعد چند ماہ کے عریضہ ہوشنگ شاہ کا اپنے ہاتھ سے مشتمل عجز وزاری اپنے جد کے ملاحظہ مین گذرانکر التماس رہائی کی اور جو مالوہ مین خلل پیدا ہوا نصرت خان کو دھار سے برآوردہ کیا اور التماس سلطان احمد شاہ کے معرض قبول مین آئی پہلے ہوشنگ شاہ کو قید سے رہا کیا اور بعد چند روز کے چتر سفید اور سراپردہ سرخ اور تمام لوازم شاہی عنایت کرکے تمام ولایت مالوہ اور مندو اُسے دیکر احمد شاہ کے ہمراہ اُسطرف بھیجا تو اُسے اُس ولایت کی مسند حکومت پر جاوہ گر کرے احمد شاہ نے حسب الحکم ہوشنگ شاہ کو تخت مالوہ پر متمکن کرکے مسرور اور محظوظ ہوکر گجرات کیطرف معاودت فرمائی اور سلطان مظفر شاہ اواخر ماہ صفر ۸۱۴ھ آٹھ سو چودہ ہجری مین بیمار رہا اور جب معلوم ہوا کہ مرض الموت ہے مراسم وصیت بجالایا اور اس وجہ سے کہ احمد شاہ کی قابلیت اور لیاقت اپنے بیٹون سے زیادہ تر دیکھی اُسے ولیعہد کرکے اپنی اولاد کو اُسکی اطاعت کے بارہ مین وصیت فرمائی اور ربیع الثانی کی آٹھوین تاریخ سنہ مذکور مین کہ عمر اُسکی اکہتر برس اور چند ماہ تھی ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کرکے سفر آخرت اختیار فرمایا اور مدت اُسکی حکومت کے بعد از وفات خدایگان کبیر تین برس اور قدرے زیادہ تھی

بیان سلطان احمد شاہ گجراتی انار اللہ برہانہ کی فرمان روائی کا۔

سلطان احمد شاہ جم جاہ اپنے جد کی وصیت کے موافق مستقل حکومت خطۂ گجرات ہوکر رایات عدل وداد بلند کرکے رعیت پروری اور مظلوم نوازی مین ہمہ تن مشغول اور مصروف ہوا اور ولادت اُسکی ۷۹۳ھ سنہ سات سو ترانوے ہجری مین ہوئی نجومیون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے دریافت کرکے حکم صادر کیا تھا کہ اس سے ایک ایسا امر ظہور مین آویگا کہ جسکے سبب اُسکا نام نیک جہان فانی مین باقی رہیگا خاہراً وہ امر بنا سے شہر احمد آباد گجرات ہے اور ۸۱۵ھ آٹھ سو پندرہ ہجری مین فیروز شاہ نے کہ بیٹا سلطان مظفر شاہ کا تھا خبر جلوس اُسکی سُنکر نشان بغاوت اور عداوت کا بلند کیا اور حسام الملک اور ملک بشیر اور ملک کریم خسرو اور جیو ند اور پیاگداس کھتری کہ

مشاہیر امرائے مظفری سے تھے اور شرارت ذاتی اور فتنہ انگیزی مین موصوف اور معروف تھے ساتھ اُسکے ملحق
ہوئے اور فوج کے فراہم لانے مین مشغول ہوئے اور امیر محمود ترک حاکم کنبایت کو ساتھ اپنے متفق کرکے فیروز شاہ کو
کنبایت کی طرف لیگئے اور ہیبت خان بن سلطان مظفر مع لشکر جرار سورت کے حدود مین اُسکے پاس آیا اور سعادت خان
اور شیر خان بن سلطان مظفر نے اپنی جاگیرون مین خبر ہیبت خان کے ملحق ہونے کی سنی وہ بھی کنبایت کی طرف
گئے اور دریائے نربدہ کے کنارے لشکرگاہ کیا اور آپس مین مشورہ کرکے مع سات آٹھ ہزار سوار نہایت تجمل اور
حشمت سے بروج کیطرف گئے اور فیروز شاہ نے چتر مع سرپرہ مرتفع فرمایا اور سراپردہ اور بارگاہ بھی سرخ ہم پہنچا کر نشان کو
بلند کیا اور ایک خط استدعا اور استمداد کے بارہ مین سلطان ہوشنگ کو ترقیم فرمایا اور سلطان ہوشنگ نے
اس شرط پر قبول کیا کہ بعد از حصول مقصد ہر ایک منزل کا مصارف کرو تنگہ دیوے اور پیاگداس اور
پیوند کی ہدایت سے زمینداروں کو اپنی اطاعت کے واسطے گھوڑا اور خلعت اور فرمان بھیجا اور جب
شراب پندار و غلط جیوند ندیم مسند نے اُسکے مزاج اور دماغ کو بہوت کیا اور کچھ آدمی لشکر اُسکے دفع کیواسطے
مامور ہوئے اور بعد جنگ شدید شکست کھاکر اور مجروح ہوکر میدان نبرد سے سفر در ہوگئے یہ فتح پیاگداس کے
باعث ہوئی نخوت اور غرور نے اُسکے دماغ مین راہ پائی خود رفتہ ہوکر منّنے لگا امرا تاب اُسکے تسلط کی نہ لاسکے
سب نے متفق ہوکر اُسکے قتل مین مبادرت کی اور اکثر لوگ فیروز خان کی ملازمت سے جدا ہوکر سلطان احمد شاہ
کے دربار مین روانہ ہوئے اور وہ بکوچ متواترہ بروج کی طرف متوجہ ہوا جب فریقین کا سامنا ہوا فیروز خان
مع برادران قلعہ بروج مین متحصن ہوا اور سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ میرے
جد امجد سلطان مظفر شاہ نے بحکم قادر بیچون جو کیا ٹھیک اور زیبا نہین تھا اس ملک کے حل و عقد کی مہار اس
بیقدار کے قبضۂ اقتدار مین سپرد کی ہے شکر خدا کہ بنیاد قصر رفیع و استوار سلطنت امرائے سپاہ احتشام کی حسن اطاعت
اور انعام کی موافقت اور معاونت کے سبب جیسا کہ چاہیے استحکام رکھتی ہے مناسب ہے کہ وہ عم دوزندی کے جمع
آنے سے معزز ہوا اور فریفتہ نہو دین اور افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہوکر اوقات تمسک دامن معذرت مین
مضبوط کریں کہ بدی کا انجام بد ہے اور وہ جاگیر کہ جد امجد نے تمھین عنایت فرمائی ہے اُسپر قانع ہوکر امیدوار
اور الطاف کے بھی رہو بھائیون نے بعد ہو پہنچنے ایلچی اور سننے پیغام خیر انجام کے اس مرتبہ سب نے
اندیشہ کیا ہیبت خان نے جو عم حقیقی سلطان احمد شاہ تھا ایلچی کو رخصت کرکے اظہار ندامت کی سلطان نے
اُسکو باقسام عواطف نوازش فرمائی اور رقم عفو اُسکے جرائد جرائم پر کھینچی اور ہیبت خان مشمول عنایت سلطانی
ہوکر قلعہ بروج کی طرف گیا اور باتفاق فیروز خان اور سعادت خان اور شیر خان سلطان کی ملازمت مین روانہ
ہوئے اور اُسنے ہر ایک کو انہین سے بعنایت تازہ سرفراز فرماکر جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور پٹن کیطرف
سوار ہونے کی عزیمت کی کہ اس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ کہ فیروز خان نے کمک کیواسطے
طلب کیا تھا دار الملک سے گجرات کی طرف آتا ہے سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کو مع لشکر کثیر اور مستعد کارزار
اُسکے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے مع جماعت ظاہری اور باطنی روانہ ہوا اور عماد الملک
جو بسرعت تمام طی منازل کرکے سلطان ہوشنگ کے قریب گیا وہ کوچ پر کوچ نہ لے توقف و درنگ بنہایت عجالت

اور شرمندگی مین اپنے ملک کی طرف راہی ہوا اور عماد الملک نے چند منزل پیچھا کیا اور اُن زمینداروں کو جو
ہوشنگ شاہ کے ہمراہ جنگ ہوئے تھے گرفتار کرکے مطیع اور فرمان بردار کیا اور آخر سال یعنی ۸۱۵ھ آٹھ سو پندرہ ہجری
مین جو ہوا وہان کی خوش آئی بعد از استخارہ و استشارہ حقائق پناہ شیخ گنبھو قدس سرہ کے آب سابرمتی کے کنارے ایک
شہر جدید بنا کرکے موسوم بہ احمد آباد کیا اور تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچکر دارالملک سلاطین گجرات ہوا
اور قصبہ اساول کو ایک محلات اُس شہر سے قرار دیا اور عمارات بادشاہون اور بزرگون کی پختہ ہی اور اکثر
مکان سفالین ہین اور اُس شہر کے سرے پر دربار بلد شاہی کے متصل تین محراب خشت پختہ سے تیار کی ہین اور گچ
اور ساروج سے اُسپر استرکاری کی ہی جسکو ترپولیہ کہتے ہین اور ایک بازار نہایت وسیع اور کشادہ ہی ایسا کہ دس ارابہ
ایک دوسرے کے پہلو مین برابر جاسکتے ہین اور دوکانین خشت پختہ لاکھوری سے تیار کرکے اُسپر گچ سے
استرکاری کی ہی اور قلعہ اور مسجد جامع بنیاد کرکے شہر کے باہر تین سو ساٹھ پورہ آباد کرکے ہر ایک پورہ
مین بازار اور مسجد اور چاردیواری گردا گرد تیار کی ہی اور اگر احمد آباد کی آبادی اور خصوصیات کی نسبت
جو کہا جاوے کہ تمام ہندوستان بلکہ کل جہان مین ساتھ اس عظمت اور آراستگی اور نفاست کے دوسرا شہر
موجود نہین مبالغہ نہووے اور ابھی اُس سنہ مذکورہ سے کچھ باقی تھا کہ چارون بھائی ملک علائی بدر کے اغوا سے
کہ سردار کلان سے تھا اور کچھ قرابت بھی سلطان مظفر شاہ سے رکھتا تھا جادہ اعتدال سے منحرف ہوکر اپنے
کام کی فکر مین ہوئے اور اسپ مخالفت پر زین کرکے پانون رکاب بغاوت مین رکھا نکرا سے ایدر کو کہ پانچ چھہ ہزار
سوار اور پیادہ رکھتا تھا بوعدہ عطاے قلعہ ایدر ساتھ اپنے متفق کیا اور سید ابراہیم المخاطب بہ رکن الدین خان جاگیردار
مہراسہ بھی ساتھ اُنکے شریک ہوا اور جمعیت خوب فیروز خان کو بہم پہنچی اور سلطان احمد شاہ لشکر جمع کرکے مع شان و شوکت
بادشاہی مہراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین فتح خان رکن الدین خان کے کہنے سے احمد شاہ ۔۔۔ سے
منحرف ہوکر فیروز خان کا شریک ہوا اور فیروز خان نے ملک بدر اور رکن الدین خان کو قلعہ مہراسہ مین نگاہ رکھکر
خود باتفاق راے مل موضع انکھور مین جو مہراسہ سے پانچ کوس ہی مقام کیا اور سلطان احمد شاہ نے اپنے
شیوہ قدیم پر عمل کیا یعنی جب باغیون کے حدود مین پہونچا اول ایک جماعت علما ملک بدر اور رکن الدین خان
کے پاس بھیجا تو پردہ غفلت کا اُنکی نظر بینا سے اُٹھاکر راہ راست کی طرف ہدایت اور دلالت کرین لیکن ایلچیون نے
جب جواب حسب مدعا نہ سنا رنجیدہ اور دلگیر ہوکر پلٹ آئے سلطان احمد شاہ صفوف حرب آراستہ کرکے
قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور فیروز خان نے خلاصہ لشکر اپنا ملک بدر کے واسطے بھیجکر اُسے جنگ کی ترغیب کی
اسواسطے ملک بدر رکن الدین خان اور رائکس خان اور دوسرے سردار ظاہر حصار مین افواج کو مستعد بجنگ
کرکے سلطان کے مقابل آئے لیکن ابھی نوبت استعمال سیف و سنان نہ پہونچی تھی کہ صولت بادشاہی نے اُنکے
دل مین اثر کیا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر قلعہ کی طرف بھاگے اور بہ تعجیل تمام قلعہ مین داخل ہوکر متحصن ہوے
احمد شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور کئی مرتبہ ایلچی بھیجکر انھین صلح کے بارہ مین ترغیب کی ملک بدر اور رائکس خان نے
از راہ مکر و غدر کے جواب دیا کہ اگر فلان فلان امرا قلعہ کے پاس آنکر عہد و پیمان کرین تو ہماری خاطر جمع ہو اور ہم قلعہ
سے برآمد ہوکر ملازمت مین حاضر ہووین سلطان احمد شاہ اُنکے حیلہ و مکر سے غافل ہوکر خان اعظم آذ خان اور ملک اشرف

عزیز الملک کو برنگاب میمنہ اور نظام الملک اور سعد الملک کو برنگاب میسرہ کو جو عمدہ درگاہ اُسکے تھے اُنکے حسب التماس دروازہ قلعہ کے قریب بھیجا اور سمجھا دیا اُنکو اور فقر ملک بدر سے پرحذر رہنا اور قلعہ کے اندر نہ جانا ملک بدر اور علاؤس خان نے بوکالت فیروز خان دیوار قلعہ پر سے باتین ملائم کہین اور جب معلوم کیا کہ یہ جماعت یون گرفتار ہوگی کھڑکی قلعہ کی کھولکر ایقاع صلح کے بہانہ باہر آئے اور امراے مذکور اُنسے قریب تر ہوئے وہ گھوڑے پر سوار ہوکر اُنکی باتون مین مشغول ہوئے ناگاہ ایک جماعت کہ خندق مین بطور کمین کے تھی اُنکی طرف متوجہ ہوئی اژدر خان اور عزیز الملک مہمیز کرکے گھوڑے کو سرپٹ پھینک کر احمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نظام الملک و سعد الملک گرفتار ہوئے جسوقت کہ اُنھین قلعہ کی طرف لیچلے اُنھون نے باواز بلند کہا کہ ہم تو گرفتار ہوئے سلطان ملاحظہ ہمارے حال کا نہ کرے قلعہ پر تاخت لاوے کہ یہ قلعہ ایک حملہ مین ہاتھ لگیگا سلطان احمد شاہ نے جنگ سلطان سے تامل نہ کر اُتھولے اُسی دن اور بقوے بعد تین روز کے فتح کیا اور ملک بدر اور علاؤس خان تیغ قہر وغضب سے مارے گئے اور نظام الملک اور سعد الملک دونون سلامت احمد شاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئے فیروز خان اور مل راے ایدر پہاڑ اور جنگل مین درآئے اور بعضے کتب تواریخ مین یہ کہایت بنہج دیگر مسطور ہے اختصار کے واسطے اُسکے ذکر مین نہین مشغول ہوا اور مل نے فیروز خان سے مخالفت کرکے تمام ہاتھی اور گھوڑے اور سامان شوکت اُسکا چھین لیا اور خدمتانہ اپنا اُسپر اضافہ کرکے احمد شاہ کے پاس بھیجا اور فیروز خان ناچار ہوکر ناگور کی طرف جاکر وہان کے حاکم کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور ۸۱۶ سنہ آٹھ سو سولہ ہجری مین سلطان احمد شاہ نے راجہ جلوارہ پر لشکرکشی کی اور راجہ نے سلطان ہوشنگ سے مدد کی درخواست کی اور احمد سرگنجی اور شہ ملک بیٹیا شیخ ملک آدم بہنکر نے کہ امراے عظام مظفر شاہی سے تھے برشک وحسد ایک جماعت سے کہ احمد شاہ کی درگاہ مین مقرب ہوکر مہمات جمیع خلائق ساتھ اُنکے رجوع کیے گئے تھے اور اُس عرصہ مین سلطان احمد جلوارہ مین تھا علم طغیان اور عصیان بلند کیا اور مردم واقعہ طلب اور فتنہ جو اطراف واکناف سے اُنکے پاس فراہم آئے بہت ولایت گجرات کو تاراج کیا اور ہوشنگ شاہ جب راجہ جالوار کی تحریر کے موافق پہونچا اور اتفاق امراے اُسکے ساتھ سنکر حقوق سابق احمد شاہ کو بالکل خاطر سے فراموش اور محو کرکے فرصت غنیمت جانی اور نہایت سامان سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اُسکی تاراجی اور خرابی مین تقصیر نہ کی سلطان احمد شاہ نے مقدمات جالوار کو اور وقت پر محول کرکے باشوکت وصولت تمام چنپا کے اطراف مین آکر نزول اجلال فرمایا اور ملک عماد الملک سمرقندی کو مع لشکر جنگجو ہوشنگ شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ کیا اور اپنے چھوٹے بھائی لطیف خان کو جو بڑا لیاقت دار تھا بہ اتابکی نظام الملک شہ ملک اور احمد سرگنجی اور امراے دیگر کے مدافعہ کے واسطے تعین فرمایا اور ہوشنگ شاہ نے جو لشکر گجرات کی جنگ سے مظفر شاہ کے عہد مین خوف زدہ تھا اسپ ہزیمت کی باگ گجرات کی طرف سے ایسی موڑی کہ دھار تک کسی مقام مین دم نہ لیا اور شہ ملک اور احمد سرگنجی وغیرہ جو وسادس نفسانی اور خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے وہ بھی بدحواس اور سراسیمہ ہوکر مضطرب ہوئے اور شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک اُنکا پیچھا کرکے پہلی منزل مین اُنکے ساز وسامان اور احمال اثقال پر متصرف ہوئے اور آخر کو شہ ملک اور احمد سرگنجی ناچار ہوکر پلٹ گئے اور جنگ کرکے شکست پائی اور دوسری روایت سے یون واضح ہوتا ہے کہ شہ ملک نے اُنکے تعاقب سے بہ تنگ آکر شبخون مارا اور اپنے مقصد کو نہ پہونچا اور

ایک جماعت کو ضائع اور برباد کرکے راجا کرنال کے پاس بھاگا اور احمد شاہ نے بعد فتوح ارجمند در دفع گزند
مستقر جلال اور مقر اقبال کی طرف معاودت فرمائی اور جو تعریف کوہ کرنال اور اُسکے استحکام کی اُسنے بہت سُنی تھی باندر
اسطرف کے راجہ نے اُس زمانہ تک کسی حکام اہل اسلام کی اطاعت نہ کی تھی چنانچہ سنہ ۸۱۷ آٹھ سو سترہ ہجری مین
براے کرنال کی تفریح اور گوشمال کے واسطے اُسطرف نہضت فرمائی اور بعد اُسکے وہان کے پہاڑ دن پر آیا راے کرنال
مع اقبال و لشکر بیشمار چند مقام مین اُسکا سد راہ ہوا اور ہر مرتبہ افواج شاہی کی سیلاب تند کے مقابل اُسے توقف
میسر نہوا پسپا ہوکر قلعہ اول مین جو اسوقت ساتھ چونہ گچ کے استوار رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور سپاہ اسلام نے چارون
طرف سے یورش کرکے اُسے گھیرا اور کام مردم درونی پر تنگ کرکے عاجز کیا راجہ بعجز تمام پیش آیا اور ارسال تحف و ہدایا
اور قبول باج و خراج ہر سالہ اپنے ذمہ ہمت کرکے بادشاہ کو راضی کیا اور بادشاہ نے اپنے دو بھائی سید ابو الخیر اور
سید ابو القاسم کو جو امراے کبار سے تھے مال مقرری کی تحصیل کے واسطے اُس سرحد پر مقرر فرمایا اور عنان مراجعت
احمد آباد کی طرف معطوف فرمائی اور اثناے راہ مین سید پور کے بتخانہ کو جو ساتھ اقسام زیور اور نقوش کے آراستہ تھا
اُسے بیخ و بن سے منہدم کرکے خاک برابر کیا اور اموال بیقیاس پر متصرف ہو کر بہت مستحقین گجرات کو غنائم سے
بہرہ مند کیا اور اُسی سال فرخندہ مآل مین ملک تحفہ کو جو جاگیرات بنگہ سے سرفراز تھا خطاب تاج الملکی دے کر مع
سپاہ خیر خواہ بقصد غزاے کفار گجرات کے اطراف و اکناف مین مقرر کیا اور اُسنے بیدینون کے جہاد اور متمردون کے
قتل اور باغیون کی گوشمالی مین جہد موفور پیش پہونچائی اور باج جزیہ اور خراج کا از سر نو انکی گردن پر رکھا اور بہت
مشرکون کو حلقہ اسلام مین لایا اور ممالک گجرات کا ایسا انتظام کیا کہ کوئی شخص نام کراس اور مواس کا نہ سُنے اور
سنہ ۸۱۹ آٹھ سو اونیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بقصد غزا و جہاد کانا گور کے سوار ہوا اور بعد طی مسافت جو بندہ
احوال معابد الفرہ اور متلاشی اخبار مساکن اصنام فجرہ ہوا جس جگہ کہ سُراغ بتخانہ کا پاتا تھا بعد بت شکنی کے اُسے
بیخ و بن سے اُکھاڑتا تھا اور غنائم وافر لیتا تھا اور جب ناگور مین پہونچا اُسکی تسخیر اور محاصرہ کی کوشش کی اور
حضرت خان والی دہلی اُسطرف عازم ہوا جسوقت کہ موضع تنگ مین پہونچا احمد شاہ نے وہان سے برخاست
کرکے مالوہ کے اطراف سے گذر کر احمد آباد کی طرف معاودت فرمائی اسواسطے کہ کبھی کبھی والی آسیر ملک نصیر اور سلطان
ہوشنگ حاکم مالوہ دشمنی کی قدیم سے خطۂ سلطانپور اور ندربار کو بہم اور پامال کرتے تھے اور قسم قسم کی مزاحمت پہونچاتے
تھے سلطان احمد نے سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین اسطرف کوچ کیا اور ابھی منزل مقصود کو نہ پہونچا تھا کہ ایک فوج عظیم اور
جم غفیر قلعہ تنبول کی سرحد پر جو گجرات و دکن اور خاندیس کی سرحد مین واقع ہی نازل ہوئی اور اسکے بعد خود بدولت و
اقبال ندربار کے حوالی مین پہونچا ملک نصیر نے بھاگ کر آسیر مین دم لیا اور وہ جماعت جو قلعہ تنبول کی طرف روانہ
ہوئی تھی وہان کے راجہ کو دلاسا اور تسلی کرکے مع تحف و ہدایا سلطان کی پابوس کے واسطے لائے اور موسم برسات بھی
پہونچا تھا اور سلطان احمد شاہ احمد آباد کی سمت عنان عزیمت معطوف کرنے پر تھا کہ مخبران سریع السیر نے یہ خبر
سمع مبارک مین پہونچائی کہ راجہ ایدر اور چنپانیر و منڈل اور نادوت نے عرائض بھیج بھیجکر سلطان ہوشنگ کو
گجرات کی سمت طلب کیا ہے اور اُسی وقت ایک شتر سوار تیز رفتار خطہ ناگور سے نو روز کے عرصہ مین ندربار مین پہونچا
اور عریضہ فیروز خان بن شمس خان دندانی لایا مضمون اُسکا یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے آپ کو دور دیکھکر

تسخیر گجرات کا ارادہ کیا ہو اور اس گمان سے کہ بندہ کو آنحضرت کے ساتھ صفائی عقیدت نہیں ہی فقیر کو لکھا ہی کہ زمینداران گجرات نے عرائض اخلاص اور عجز بھیجکر مجھے طلب کیا ہی لہذا میں عازم گجرات ہوں حضرت بھی جلد متوجہ ہوکر تشریف لائیں کہ بعد از فتح گجرات ولایت نہروالہ بھی آپ کے پیشکش کرونگا جو حضرت میرے قبلہ و کعبہ ہیں لہذا حسب الاہم جانکر اطلاع کی سلطان احمد شاہ نے باوصف موسم بارش کوچ متواتر آب نربدہ سے عبور کرکے مندری میں نزول کیا اور کچھ لشکر انتخاب سے ہمراہ لیکر بطور ایلغار ایک ہفتہ کے عرصہ میں مہراسہ کے مواضع میں پہونچا اور سلطان ہوشنگ نے اُسکی توجہ سے بدحواس اور سراسیمہ ہوکر اپنا سر کھایا اور بجناح استعجال اپنے دارالملک کی طرف روانہ ہوا سلطان احمد شاہ نے اجتماع سپاہ کے واسطے چندروز مہراسہ میں مقام کیا اور راجہ سورت نے یہ خبر سنکر سر طاقۂ اطاعت سے نکالا اور ادائے مال مقرری اور خراج معمولی سے انکار کرکے قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھا اور ملک نصیر نے بھی فرصت پاکر استخلاص قلعہ تھالیر کے بارہ میں کہ جو اُسکے بھائی ملک افتخار کے تصرف میں تھا کوشش کی اور سلطان ہوشنگ نے اپنے فرزند غزنین خان کو مع ایک جماعت امرا اُسکی کمک کو بھیجکر سلطانپور کی طرف مزاحمت بہت پہونچائی اور ملک احمد صاحب صوبہ سلطانپور میں قلعہ بند ہوکر عرضیاں شکایت آمیز درگاہ میں ارسال کیں اور سلطان احمد شاہ نے مہراسہ سے ملک محمود ترک کو مع لشکر بزرگ راے سورت کے دفع تمرد کے واسطے نامزد فرمایا یہانتک کہ اُسنے وہان جاکر بعد قتل و غارت مال مقرری وصول کیا اور اسی طور سے محمد ترک اور مخلص الملک کو جو سرداران کلان سے تھے ملک نصیر اور غزنین خان کی گوشمالی کے واسطے ارسال کیا انھون نے بھی اثناے راہ میں نادوت پر تاخت کرکے وہان کے راجہ سے بزور شمشیر پیشکش لی اور جب سلطانپور کے اطراف میں پہونچے ملک نصیر تھالیر کی طرف پناہ لیگیا اور غزنین خان کو محیط اپنا دیکھکر بذریعہ محمد ترک ایک جماعت سلطان کی ملازمت میں بھیجی اور بعد آمد و شد بسیار سلطان نے رقم عفو اُسکی جریدہ جرائم پر کھینچی اور خلعت فاخرہ سے مخلع کرکے خطاب نصیر خانی دے کر امتیاز بخشا اور احمد آباد کی طرف سوار ہوا اور دوسرے سال کے سفر میں یعنے ۸۲۲ھ آٹھ سو بائیس ہجری میں گجرات نظام الملک کے سپرد کیا اور راجہ مندل کا مکافات اور انتقام اُس سے رجوع فرمایا اور خود بدولت مہراسہ سے سلطان ہوشنگ کی تنبیہ اور تادیب کے لیے مالوہ کی طرف مع لشکر آراستہ باوجود حرارت ہوا و مسافت تنگی راہ کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے بھی مقابلہ کیواسطے تاخت کی اور کالیادہ میں پشت بر دیوار کرکے زمین قلب پر فرد کش ہوا اور اپنے سامنے کے بڑے درخت قطع کرکے خاربندی کی اور سلطان احمد شاہ نے صحراے کشادہ میں ایستادہ ہوکر یہ تجویز کی کہ سردار میمنہ کا احمد ترک اور میسرہ کا ملک فرید اور عماد الملک سمرقندی اور محافظ بنگاہ کا عضد الدولہ ہوا اتفاقاً اس ہنگام میں نہ متوجہ جنگ گاہ ہوا عبور اُسکا ملک فرید کے دائرہ پر پڑا اور اس جگہ ایک خدمتگار کو اُسکی طلب کے واسطے بھیجا اور اُسے خطاب اُسکے باپ کا عماد الملک ارزانی فرماکر چاہا کہ اپنے ہمراہ لیوے ایلچی نے پلٹ کر عرض کی کہ ملک فرید تیل بدن پر ملکر بعد ایک ساعت کے آویگا سلطان نے کہا آج روز جنگ ہی اور فرید اس تاخیر میں ہی آخر افسوس اور ندامت کھینچیگا اسی عرصہ میں ملک فرید بلا توقف جنگ گاہ کی طرف متوجہ ہوا جب

دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے اور لشکر فریقین جوش وخروش مین آئے ایک ہاتھی فوج
سلطان احمد شاہ سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سوارون کو ہر طرف دوڑایا
غزنین خان بن ہوشنگ شاہ نے تیر خانۂ کمان مین جوڑ کر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھا کر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے
بہادران جنگجو برآمد ہو کر گجراتیون کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل مین راہ پایا اور
چونکہ ہوشنگ شاہ پیروزجنگ نہ تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی نہ دیتی تھی اس عرصہ مین ملک فرید بھی میدان کی طرف
متوجہ ہوا ہر چند کوشش کی مضیق راہ اور خاربندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ مین ایک
راہ جانتا ہون اور ممکن ہے کہ مین تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤن ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف قدم راہ مین رکھا
اور جسوقت دونون لشکر کا سامنا ہوا غالب اور مغلوب کی تمیز ہوئی تھی ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے
سے ظاہر ہو کر شیر گرسنہ کی طرح اُسپر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اُسوقت بھی حرب تخت کی جب نصیب نے
یاری نہ کی کام ہاتھ سے گیا بھاگ معرکہ سے پھیر کر مندو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ مظفر اور منصور ہو کر
تھوڑا تعاقب کرکے فردکش ہوا اور گجرات کے سپاہیون نے ایک کوس مندو تک پیچھا کیا اور جب
سلطان ہوشنگ بدحواس ہو کر بھاگا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر و کبیر متمول اور مالامال ہوئے اور
درخت مثمر اور غیر مثمر جسقدر کہ مندو کے اطراف مین تھے قطع کرکے خرابی مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا
اور جو موسم برسات ہو چکا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو کہ سر راہ تھی اُسے
پامال اور تاراج کیا اور احمد آباد مین نزول اجلال کرکے جشن متواتر اور پیہم کرکے مستحقین اور علما اور سادات کو
مبلغہائے خطیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اُس معرکہ مین تھوڑا تردد بھی واقع ہوا تھا اُسے الطاف خسروی
سے امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمائے اور اواخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ نے قلعہ سونگرہ کی
مرمت کرکے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراوان کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت و تاراجی کا حکم فرمایا
ایلچی سلطان ہوشنگ حاضر ہو کر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کیوقت
ولایت چنپانیر کو بھی غارت کیا اور ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین پاسے عزیمت رکاب سعادت مین
لا کر بقصد تسخیر چنپانیر سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہان کا راجہ بعجز و انکسار
پیش آیا سلطان احمد شاہ نے پیشکش لیکر زر ہر سالہ اُسپر مقرر کیا اور اپنے دارالملک کی طرف معاودت کی
اور اسواسطے کہ سلطان ہوشنگ نے پھر سخنان موحش سے نزہت سرائے خاطر کو غبار ملال سے مکدر کیا تھا
سلطان احمد شاہ نے ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر ولایت مالوہ پر
چڑھائی کی اور قلعہ مندو مین پہونچکر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان
محاصرہ مین کوشش کرکے امرا پر مورچل قسمت کیے اور جو سلطان ہوشنگ اُس قلعہ کے استحکام کے سبب سے
مطمئن اور نازان تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا کام کردن کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہو کر اُس سے ایک یادگاری
دست روزگار مین رہے پھر تخت گاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جو نور عقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے
موصوف تھا سپرد کرکے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے برآمد ہو کر جاجنگر کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی مست

اور خوب دستیاب کرکے مراجعت کی اور جب اپنی قوت مردی سے جاجنگر کیطرف گیا اور ساتھ اُس تفصیل کے کہ اپنے مقام مین ذکر اُسکا ثبت ہوا ہے فیلان قوی ہیکل لیکر بعد چھ ماہ کے پلٹ آیا اور دارالملک مین داخل ہوکر نشان کنگرہ پر بلند کرکے نقارے شادی کے بجائے سلطان احمد شاہ نے کہ سلطان ہوشنگ کے سوانحہ سے واقف نہ تھا سبب نشان کنگرہ پر بلند کرنے اور نقارے شادی کے بجانے کا استفسار فرمایا خدمتگارون نے حقیقت حال جو کہ دریافت کی تھی معروض کی سلطان احمد شاہ نے اس امر سے متعجب ہوکر فرمایا کہ ایسے قلعہ سنگین کی کیا تدبیر کرون کہ باوجود اتنی سپاہ کے کہ قلعہ کو ہر اطراف سے محاصرہ کرکے مقیم ہے اور وہ قلعہ سے برآمدہ ہوکر مملکت بیگانہ دور دست مین جاکر پھر ہینے کے بعد واپس آیا اور ہمین اصلا خبر نہوئی پھر اُس قلعہ کی تسخیر سے قطع نظر کرکے ولایت مالوہ مین آیا اور اُس ناحیہ مین خرابی بہت پہونچائی اور اُس سے اور سلطان ہوشنگ سے چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور تائیدات آسمانی سے ہر دفعہ غالب آیا گجرات کیطرف معاودت فرمائی اور میرے اُستاد ملا احمد نے تاریخ الفی مین یہ حکایت اس طور سے مرقوم خامہ صحت فرمائی ہے کہ ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ سوداگرون کا لباس پہنکر جاجنگر کیطرف گیا اور سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ ایک عرصہ سے سلطان ہوشنگ ولایت مالوہ مین کسیطرف جاکر پوشیدہ ہوا ہے اور امرا اور افسران سپاہ اُسکی ولایت تقسیم کرکے متصرف ہوئے ہین بدین سبب ولایت گجرات سے بلوچہائے متواتر مالوہ کے سمت متوجہ ہوا اور قلعہ مہیر کو کہ ممالک مالوہ سے ہے بصلح لیکر قلعہ مندو کے قریب آیا اور جب امرا باقدام ممانعت و مدافعت پیش آئے محاصرہ مین مشغول ہوا اور لشکر تاخت کیواسطے اطراف مالوہ مین بھیجا اور آبادی سے نشان باقی نرکھا جب موسم برسات آیا اور سمجھا کہ یہ قلعہ مطلقاً آسانی سے فتح نہوگا کوچ کرکے اُجین کیطرف روانہ ہوا اور مملکت سپاہیونکو تقسیم کرکے اُسکے محصول پر متصرف ہوا اور اسباب قلعہ کشائی کا مثل منجنیق اور ارابہ وغیرہ گجرات سے طلب کیا اور بعد اُسکے ملک مقرب کوتوال سے جو کچھ طلب کیا وہ احمد آباد سے لایا اور سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ قلعہ مندو کیطرف گیا اور ملک مقرب کو نارہ پور کی راہ کے انتظام کیواسطے مقرر کیا اور خود لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اُسوقت خبر سلطان ہوشنگ کے معاودت کی شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نے اپنے امرا کو جو پرگنات کے لینے مین مصروف تھے سب کو ایکجا فراہم کرکے ارشاد کیا کہ بدستور سابق ولایت کے درمیان مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہو یہ کہکر مندو سے سارنگ پور کی جانب روانہ ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اُسکے ارادہ سے اطلاع پائی خود دوسرے راستہ سے سارنگ پور پہونچا اور ازراہ مکر و دغا ایلچی سلطان گجرات کے پاس بھیجکر اسقدر تملق اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نے سارنگ پور کے قریب پہونچکر خندق کنی اور خاربندی اور شب بیداری مین سستی کی اور اسی شب کو کہ شب دوازدہم محرم ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری تھے سلطان ہوشنگ نے یکبارگی اُسکے اُردو پر شبخون لیجاکر بہت گجراتیون کو کہ غافل تھے قتل کیا اور بقیۃ السیف متفرق اور پریشان ہوئے سلطان احمد شاہ بیدار رہا دولتخانہ کے دروازہ پر ملک جونا رکابدار کے سوا کسی متنفس کو وہان نپایا اور گھوڑے چوکی کے جو حاضر تھے ایک گھوڑے پر خود سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جونا کو سوار کرکے صحرا کیطرف متوجہ ہوا اور وہان پہونچکر ایک گوشہ محفوظ مین ایستادہ ہوکر بعد ایک ساعت کے ملک جونا کو اُردو کیطرف مخبری کو بھیجا ملک جونا جب اُردو مین آیا دیکھا کہ ملک مقرب اور ملک فرید مع اپنے مردخان ہمراہی کے دولتخانہ کی روانگی کا ارادہ رکھتے ہین سب نے اُسے دیکھکر

سلطان احمد شاہ کی خبر پوچھی ملک جو تا حقیقت حال بیان کرکے دونوں کو ہمراہ لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا
جو سلطان مسلح تھا ملک مقرب نے اپنے ہتھیار سلطان کے زیب تن فرمائے اور جنگ کی رخصت طلب کی سلطان نے
فرمایا ایک ساعت تامل اور تحمل کرو کہ سپیدۂ صبح ظاہر ہووے اور ملک جونا کو پھر اردو کیطرف بھیجا تو تفحص احوال کرے
کہ سلطان ہوشنگ کہان ایستادہ ہے اور کس کام مین مشغول ہے وہ خبر لایا کہ فوج غنیم غارت مین مصروف ہے اور سلطان
ہوشنگ مع اسپان و فیلان خاصہ اور سپاہ قلیل سے فلان مقام مین اردو کے کنارہ ایستادہ ہوکر تاراجی
کی سیر کرتا ہے سلطان احمد شاہ طلوع صبح کیوقت کہ فی الحقیقت صبح اقبال تھی مع ایک ہزار سوار سلطان ہوشنگ کی
دفع کیواسطے متوجہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان قرینہ اور لباس سے اُسے پہچانکر آگے بڑھا اور دونون
بادشاہون مین جنگ عظیم ہوئی اسقدر دونون نے جانبازی مین بہ نفس نفیس کوشش فرمائی کہ دونون زخمی
ہوے اس عرصہ مین فیلبانان گجراتی ان ہاتھیون کو جنپر سوار ہوکر گرفتار ہوئے تھے اپنے صاحب کو پہچانکر باتفاق ہلکہ
ہاتھیون کو ہوشنگ شاہ کی سپاہ پر ہوکر حملہ آور ہوئے سلطان ہوشنگ تاب مقاومت نہ لاکر بدحواس ہوکر
قلعۂ سارنگ پور کی طرف بھاگا اور جو کچھ گجراتیون کے اردو لوٹ سے لیگئے تھے پھر انکے ہاتھ آیا اور علاوہ اسکے
سات ہاتھی نامی جاجنگر کے شوکت احمد شاہ مین اضافہ ہوئے اور جب وہ سارنگ پور کے محاصرہ سے بہ تنگ آیا
بقصد معاودت وہان سے برخاست کی اور سلطان ہوشنگ فرصت پاکر سارنگ پور کے قلعہ سے برآمد ہوا اور
سلطان احمد شاہ کا پیچھا کرکے قتل و غارت مین تقصیر نہ کی اور سلطان احمد شاہ اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوا
جنگ نہایت سخت کی اور چار ہزار اور نو سو نفر مالوی مارے گئے سلطان ہوشنگ دوبارہ قلعۂ سارنگ پور مین در آیا
اور بھرکی ہاتھی فیلان جاجنگر سے کہ سلطان ہوشنگ اُنسے نہایت تعلق خاطر رکھتا تھا فیلان گجراتی مین شریک
ہوئے اور اُسکے بعد سلطان سالماً غانماً احمد آباد کیطرف خرامان ہوا اور شیخ احمد کھٹو گنج بخش کو اپنے فتوحات کی
بشارت دی بھی اعزاز و احترام بہت فرمایا گجراتیون کا اُس جناب کے دلمین اعتقاد اور اخلاص اندازہ سے زیادہ
بہم پہونچا اور اس وجہ سے کہ اہل لشکر نے اس سفر مین نہایت محنت اور مشقت کھینچی تھی چند سال استراحت مین
مشغول ہوئے اور سنہ ۸۲۹ آٹھ سو انتیس ہجری مین اپنے شہنشاہ صاحب اقبال کے ہمراہ رکاب ایدر کیطرف متوجہ ہوئے
اور سلطان احمد شاہ نے نہر صابرمتی کے کنارہ ایک شہر جدید احداث کرکے اسکا نام احمد نگر رکھا اور ایک قلعہ
بھی اُسکے پہلو مین بنا فرمایا اور نواح اپنی ولایت کے حدود مین بھیجکر آتش غضب ہر تر و خشک مین لگائی اور
جو شخص ہاتھ آیا اُسے زندہ نچھوڑا اور آخر کو سلطان احمد شاہ احمد نگر سے کوچ کرکے مع خیل و حشم ولایت ایدر مین آیا
اور سوائے اُس قلعہ کے کہ سلطان مظفر شاہ نے لیا تھا ایک روز مین تین قلعہ اُس مملکت کے مفتوح فرمائے اور
پونجا راے وہاں سے بھاگ کر بیجانگر کے پہاڑ پر پناہ لایا اور سلطان نے احمد نگر کیطرف معاودت کی اور دوسرے
سال کہ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری تھی قلعہ اور شہر مذکور اتمام کو پہونچا پھر عنان عزیمت ولایت ایدر کی تسخیر کیواسطے
منعطف کی اور پونجا راے نے اپنے باپ دادا کا اندوختہ صرف کرکے سوار اور پیادہ بہت بہم پہونچائے اور بقدر
امکان دست و پا مارے آخر کو ناچار ہوکر اپنی مملکت موروثی سے نکلگیا اور ہرکارے کے مانند اپنی ولایت کے گرد پھر کر
حرکت مذبوحی کرتا تھا یہانتک کہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین ایک جماعت

لشکریان سلطان سے بحمایت ایک جماعت علف لانیکے واسطے دامن کوہ ایدر مین روانہ ہوئی پونجاراے نے
فرصت پاکر اُن پر حملہ کیا اور بعد جنگ شکست کھاکر مراجعت کی لیکن ایک ہاتھی نامی فیلان بزرگ گجراتیون سے
دستیاب کرکے ہمراہ لیے جاتا تھا گجراتیون نے فیل کے لیجانے سے اُسکا تعاقب کیا پہاڑ کے درے مین کہ راستہ
تنگ تھا یکایک اُسکے سر پر جا پہونچے جو راستہ ایک تھا پونجاراے نے جنگ پر آمادہ ہوکر گجراتیون کو حرب سے
باز رکھا لیکن فیلبان نے کہ نہایت مردانہ تھا جب دیکھا کہ پیچھے کمک پہونچی اور فرصت ہے حق نمک کا پاس کرکے
حلال نمکی پیکر ہاتھ ہی ہاتھی پونجاراے کیطرف ہولکر دوڑایا اور گھوڑا اُسکا رم کرکے پہاڑ سے گرا راکب و مرکب
دونون ہلاک ہوے قصہ پاک ہوا فیلبان بغیر اسکے کہ کوئی اس امر سے واقف ہوئے ہاتھی کو لشکر گجرات مین
لایا اور مردم ایدر شکست کھاکر اپنے مالک کی لاش خاک وخون مین آغشتہ چھوڑ کر اپنے مقام گئے کسی نے اُسکی
خبر نہ لی دوسرے دن اتفاقات سے ایک شخص سلطانی نے پونجاراے کی لاش پر گذر کیا اُسکے پہچانا سر اُسکا تن سے
جدا کرکے سلطان احمد شاہ کے روبرو لایا اور سلطان اس حال کی تحقیق کیواسطے کہ یہ سر کسکا ہے آدمی اُسکے
شناخت کو طلب کیے کسی نے اُسے نہ پہچانا آخر الامر ایک شخص نے جو چند روز پونجاراے کا نوکر رہا تھا مین بعد مدت
مدید سے گجراتیون کی امرا مین نوکری کرتا تھا حاضر آیا جب نظر اُسکی پونجاراے کے سر پر پڑی پہچانا اور اس
سبب سے کہ اُسکا نمک کھایا تھا پہلے اُس سر کا سجدہ کیا اسکے بعد احمد شاہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ سر
پونجاراے کا ہے سلطان کو اُسکی وفاداری پسند آئی اُسپر نظر التفات مبذول فرماکر بزرگ کیا۔ بیت
مباش غافل از اخلاص وکارسازی او ٭ کہ بہرہ مند کند عاقبت ترا اخلاص ٭ پھر سلطان دوسرے دن
ایدر کیطرف متوجہ ہوا اور افواج بھیجکر اُس ولایت اور بیجانگر کے مواضع کی خرابی کا حکم صادر فرمایا اور بیرار
فرزند پونجاراے نائب مناب پدر ہوکر اپنے قبیلہ کا حاکم ہوا اور ذمہ دار باج وخراج ہوکر یہ اقرار کیا کہ ہر سال
تین لاکھ تنکہ نقرہ بلا عذر خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا اور احمد شاہ نے صفدر الملک کو احمد نگر مین چھوڑ کر
ولایت کنوارہ کو پامال اور تاراج کرکے احمد نگر کیطرف مراجعت کی اور ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری مین
سلطان احمد شاہ نے پھر ایدر پر چڑھائی کی او صفر کی چھٹی تاریخ سنہ مذکور مین ایک قلعہ سنگین ایدر کا فتح
کیا اور قلعہ مین داخل ہوکر شکر الٰہی بجا لایا پھر اسمین مسجد جامع بناکر احمد نگر تشریف لیگیا اور ۸۳۳ھ آٹھ سو
تینتیس ہجری مین راجہ کانتھا اور جالوارہ کے راجہ کو یقین ہوا کہ سلطان ایدر کی مہم سے فارغ ہوا اب ہم پر
چڑھائی کرکے ہاتھ صاف کریگا صلاح جلا وطنی مین دیکھی اور اسباب واموال لیکر راہ فرار لی اور یہ خبر
احمد آباد مین پہونچی ایک فوج اُنکے تعاقب مین روانہ ہوئی راجہ کانتھا نے افتان وخیزان اپنے تئین ولایت آسیر اور
برہانپور مین پہونچایا اور دو فیل رکاب بسلوک نصیر خان کے پیشکش کیے اور اُسنے بسبب حمایت قرابت بادشاہان
دکن سلطان گجرات کے حقوق تربیت بہ حقوق مبدل کرکے اُسکو اپنی ولایت مین جگہ دی اور بعد چند روز کے
کانتھا نے نصیر خان کی صلاح سے سفارش نامہ اپنا سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس بھیجکر التماس اعانت کی وہانسے
کچھ لشکر اُسکی مدد کیواسطے تعین ہوا تو کچھ مواضع ندربار اور سلطانپور کی تاخت اور تاراج کیے سلطان احمد شاہ
نے اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو اُس مہم کے تدارک کیواسطے مع مقرب الملک سپہ سالار اور افسران کلان مثل سید

ابوالخیر اور سید ابوالقاسم اور سید عالم اور افتخار الملک کو ندربار میں بھیجا اور جنگ کرکے لشکر دکن پر ظفر پائی چنانچہ ایک جماعت کثیر دکنیوں سے قتیل اور اسیر ہوئی اور بقیۃ السیف دولت آباد کیطرف بھاگے اور جب یہ خبر سلطان احمد شاہ بہمنی کو پہونچی اپنے فرزند بزرگ شہزادہ علاء الدین اور منجھلے بیٹے مشہور خانخانان کو شہزادہ کی جنگ کیواسطے بھیجا اور قدر خان دکنی کو جو امراے معتبر دکن سے تھا سپہ سالار کرکے مہام سپاہ کا سرانجام اُسکے سپرد کیا اور شہزادہ علاء الدین نے قدر خان کے صوابدید کے سبب بکوچ متواتر قلعہ دولت آباد میں نزول فرمایا اور اس منزل میں نصیر خان شہزادہ کی زوجہ کا باپ اور اُسکا خسر ہوتا تھا باتفاق راجہ کانہا اور راجہ جالوارہ اُردو سے دکنیوں میں ملحق ہوئے اُنھیں قوت تمام حاصل ہوئی پھر اُنھوں نے چند منزل سبقت کرکے پیشقدمی کی اور ناپ تیج کی گھاٹی پر محمد خان شہزادہ اُنکے مقابل ہوا اور آتش قتال شعلہ زن ہوئی اثناے کارزار میں ملک مقرب اور قدر خان دونوں سپہ سالار بسبب اتفاق آپسمیں سرگرم و غار ہوئے اور قدر خان پشت مرکب سے خاک مذلت پر گرا اس درمیان میں ملک افتخار الملک نے حملہ کرکے شہزادہ کی فوج خاصہ کو درہم و برہم کرکے متفرق کیا اور فیلان کوہ پیکر کو غنیمت میں لیا اور شہزادہ دکن کا پاے ثبات اس سے زیادہ تر زمین میں نہ جم سکا دولت آباد کیطرف بھاگا اور نصیر خان اور کانہا کلند میں جو کہ ولایت خاندیس میں واقع ہے پناہ لیگئے اور محمد خان نے لشکر کا در ذوالجلال موڑے کرکے اپنی ولایت کیطرف مراجعت کی اور اُسی سال قطب نام ایک شخص کہ گجراتیونکی طرف سے جزیرہ مہایم کا حاکم تھا فوت ہوا اور احمد شاہ دکنی کہ ہمیشہ شکست سابق کی تلافی کی فکر میں رہتا تھا اسوقت فرصت پاکر حسن عزت المخاطب ملک افتخار کو بھیجا اور اُسکی حسن تدبیر اور کوشش سے وہ ولایت دکنیوں کے قبضہ میں آئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے استخلاص اور انتزاع کی فکر میں ہوا اور اپنے چھوٹے بیٹے ظفر خان کو بہ سرداری افتخار الملک اُس خدمت پر مامور کیا اور مخلص الملک کوتوال بندر دیو کو لکھا کہ بنادر کے جہاز ونکو مہیا کرکے ظفر خان کی ملازمت میں حاضر ہوا اور مخلص الملک نے حسب الحکم بتعجیل تمام سترہ زنجیر جہاز خرد و کلان بندر دیپ اور بندر گھوگہ اور خطہ کنبایت سے بہم پہونچا کر ولایت مہایم کے قریب ظفر خان کی خدمت میں مشرف ہوا ظفر خان نے باتفاق یہ صلاح دیکھی کہ جہاز دریا کے راستہ سے روانہ کرکے خود خشکی سے متوجہ ہووے اور جب اس طریق سے خطہ تھانہ میں کہ وہاں بھی دکنیوں کا تھانہ تھا پہونچے شہزادہ نے افتخار الملک سپہ سالار کو ملک سہراب سلطانی کے ہمراہ اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور کوتوال اُس بلدہ میں قلعہ بند رہا امراے مذکورہ نے محاصرہ کیا محاذی اُسکے جہاز بھی دریا سے آپہونچے راستہ مسدود کیا اور دو تین دن جنگ قائم رہی اُسکے بعد ظفر خان بھی تشریف لایا حاکم تھانہ نے قلعہ سے برآمد ہوکر داد مردمی اور مردانگی دی جب کوئی اُسکی کمک کو نہ پہونچا ناچار ہوا اور سپر پھینک کر راہ فرار ناپی اور شہزادہ امرا کی صوابدید سے ایک فوج تھانہ میں چھوڑکر مہایم کیطرف عازم ہوا ملک افتخار نے بڑے درخت چھتنار کاملکر مہایم کے ساحل کو خاربست کیا اور جب افواج گجرات پہونچی خاربندی سے برآمد ہوکر صفوف جنگ آراستہ کی اور آتش قتال کرہ ناری تک مشتعل ہوئی اور ابتداے طلوع طلیعہ صبح سے ہنگام غروب آفتاب جہانتاب تک طرفین کے دلاوران نے حرب و ضرب میں سعی کی اور طرفین سے بہادران جانباز اور تہمتنان نامی

مقتول ہوئے اور ایک دوسرے کے خون سے بساط رنگین روے زمین پر کھنچا اس درمیان مین ہاے ظفر نے ظفر خان کے چتر پر حملہ کیا ملک التجار شکست کھا کر ایک جزیرہ مین اُس خطے کے درآیا اور استحکام مین کوشش کی اور تب جہاز دریا کے راستہ سے پہونچے سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیر لیا ملک التجار نے ایک عریضہ سلطان احمد شاہ بہمنی کو بھیجکر کمک طلب کی سلطان احمد شاہ نے دس ہزار سوار اور ساٹھ زنجیر فیل اپنے چھوٹے بیٹے محمد خان کے ہمراہ کر کے خواجہ جہان وزیر کو صاحب اختیار اُس لشکر کا کر کے روانہ کیا اور جب لشکر دکن مہایم کے قریب پہونچا ملک التجار محاصرہ کی صعوبت اور تنگی سے نجات پا کر شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور بعد گفتگوے دراز اور رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ پہلے کوشش تھانہ کے استخلاص مین کرنا چاہیے چنانچہ اس قرار کے موافق تھانہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہزادہ ظفر خان بھی مستعد جنگ ہو کر وہان کے مردم متعینہ کی کمک کے لیے روانہ ہوا اور تھانہ مین فریقین کا سامنا ہوا پہلے دن غروب آفتاب تک دونون لشکر جنگ مین مصروف رہے آخر کو لشکر دکن نے شکست کھائی ملک التجار قصبہ جاکنہ کی سمت اور شہزادہ مع فوج ہمراہی دولت آباد کی طرف راہی ہوئے اور ظفر خان فتحیاب ہو کر جزیرہ مہایم مین داخل ہوا بعضے عمال ملک التجار کہ دریا کے راستہ سے بھاگے تھے جہاز دوڑا کر انھین گرفتار کیا اور قسم قسم کا لباس اور زر سرخ و سفید اور بھی غنائم چند کشتی پر بار کر کے اپنے باپ کی خدمت مین ارسال کیے اور تمام ولایت مہایم اور تھانہ کو تصرف مین لا کر امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا پھر اِس سال خبر پہونچی کہ فتح خان سلطان گجراتی کا بیٹا جو سلطان مبارک شاہ دہلوی کا ملازم تھا امیر شیخ علی والی کابل کی جنگ مین مقتول ہوا چنانچہ سلطان گجرات نے لوازم ماتم پرسی اور زیارت کے پوشیدہ پیش پہونچا کر اسکی روح پر فتوح کی ترویح کے واسطے زر سرخ و سفید فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور سلطان نے ۸۳۵ھ آٹھ سو پنتیس ہجری مین شہزادہ محمد خان کو جو گجرات کی سرحد مین مقیم تھا اُسے گجرات کی محافظت کیواسطے مقرر فرمایا اور خود بشوکت و صولت تمام چنپا کی طرف سوار ہوا اور سلطان احمد شاہ دکنی کینہ جوئی سے سامان جنگ درست کر کے بگلانہ کی سمت کہ سورت کے قریب ہی آیا اور وہان کا راجہ جو شاہ گجرات کا مالگذار تھا متحصن ہوا ولایت تمام تاراج ہوئی شہزادہ محمد خان نے اپنے والد کو عرضی لکھی کہ بندہ ملازمت سے محروم ہی اور طول ایام سفر کے سبب ملازمین اور خوانین اپنے مکانون مین گئے اب زیادہ جمعیت اس حدود مین نہین ہی اور سنا جاتا ہی کہ سلطان احمد بہمنی ولایت بگلانہ مین آیا ہی اور اس طرف کا بھی ارادہ رکھتا ہی جب یہ عریضہ سلطان احمد شاہ کے ملاحظہ مین آیا چنپا کا محاصرہ اور وقت پر محول کر کے نادوت کی سمت متوجہ ہوا اور اُس ملک کو بھی نہب و تاراج کر کے بکوچ متواتر قصبہ نندربار مین نزول کیا اور شاہزادہ محمد خان اور امراے سرحد شرف خدمت سے مشرف ہو کر محظوظ اور مسرور ہوئے اور اُس مقام مین مخبر خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی جو قلعہ بیول کے قریب مقیم تھا سلطان کی آمد کی خبر سنکر ایک جماعت کو اپنی سرحد مین چھوڑ کر دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان گجرات نے کہ دکنیون کا نہایت ملاحظہ رکھتا تھا سرحد اور بتہج ہو کر احمد آباد کی طرف معاودت کر کے بکوچ متواتر آب پلنی سے عبور کیا پھر خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی نے پلٹ کر قلعہ بیول کو محاصرہ کیا

اور ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جانسپاری اور جانفشانی مین دریغ نہین کرتا ہے سلطان نے ایک ایلچی مشہور
اسمعیل ایلچی کو سلطان دکن کے پاس برسالت بھیجکر پیغام دیا کہ آپ اگر اس قلعہ سے دست بردار ہوکر وہان کے
باشندون سے متعرض اور مزاحم نہووین بنائے دوستی اور قواعد محبت مین خلل اور زلل راہ نہ پا ویگا اور اساس
مودت استحکام قبول کریگی سلطان احمد شاہ دکنی نے اس بارہ مین اپنے وزرا اور امرا سے مشورہ کیا وہ اسوجہ سے
کہ سرکشی مردم دکن کا آئین ہے سب یکدل اور یکزبان ہوکر بولے کہ آپ غلہ قلعہ مین کم ہے اور اقبال عدو مال کی
برکت سے ملک کے پہونچنے تک قلعہ مسخر اور مفتوح ہو جاویگا ایلچی نے مشورہ اور عزم دکنیون کا دریافت کرکے اپنے
صاحب کو بذریعہ عرضی اطلاع بخشی اور وہ یہ خبر سنتے ہی آب تپتی سے عبور کرکے بہ تعجیل تمام روانہ ہوا اور
سلطان دکن اس کیفیت سے واقف ہوا اور پیادون اور قاصدون کو خلعت و انعام وافر سے سرفراز کرکے
فرمایا کہ کمک عنقریب پہونچتی ہے کہ تم اگر آج کی رات ایسا نقش بھرو کہ دست اہل دامن مراد کو پہونچے تمھین اسقدر
انعام دونگا کہ تم مال دنیوی سے مالا مال اور بے پروا ہوگے جب تدریج رات آخر ہوئی پیادون نے اپنے تئین
دامن قلعہ مین پہونچایا اور آہستہ آہستہ پتھرون کے سہارے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر قلعہ مین در آئے اور چاہتے تھے
کہ دروازہ کھولکر مردم دکنی کو قلعہ مین داخل کرین کہ ملک سعادت سلطانی نے آتے ہی اکثر اُس جماعت کو
قتل کیا بقیۃ السیف قلعہ کی دیوار سے کود کر ہلاک ہوئے اور اسیر بھی اکتفا نہ کرکے دروازہ کھولکر اُس موجے پر
جو دروازے کے محاذی تھا شبخون لایا اور جو اکثر اُنمین سے خواب غفلت مین سوتے تھے کو قتل کیا اور پریشان کیا اور
جسوقت کہ سلطان گجرات بہت نزدیک پہونچا سلطان دکن نے پاسے قلعہ سے برخاست کی اور باستقلال تمام
اپنے امرا اور افسران لشکر کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ سہ مرتبہ لشکر گجرات لشکر دکن پر غالب ہوکر قلعہ پر متصرف ہوا ہے
اگر اس مرتبہ ہم سستی اور تاخیر کرینگے ملک ہمارے ہاتھ سے جاویگا یہ کہکر صفوف جنگ آراستہ کرکے
معرکہ قتال کو درست کیا اور سلطان گجرات بھی افواج آراستہ کرکے مقابل آیا جنگ عظیم وحرب شدید واقع
ہوئی اژدر خان نے کہ امراے معتبر دکن سے تھا تمام گھوڑا میدان مین جولان کرکے آواز ہل من مبارز
بلند کی عضد الملک اُسکے مقابلہ کو گیا غرضکہ وہ دونون سردار حرب وضرب مین مشغول ہوئے اژدر خان مغلوب
ہوکر گرفتار ہوا اسوقت دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی داد مردی دی جب دن آخر ہوا اور نقارۂ بازگشت پر
چوب پڑی ہر ایک اپنے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جو سپاہ دکن سے بہت آدمی تلف ہوکر کام آئے تھے
سلطان احمد بہمنی بدحواس اور سراسیمہ ہوکر اپنے دار الملک کی طرف راہی ہوا اور سلطان نے قلعہ ہبول مین جاکر
ملک سعادت کو سرفراز فرمایا اور ایک گروہ کو وہان چھوڑکر چانپانیر کی طرف راہی ہوا اور قلعہ تعمیر کرکے نادوت کو
تاخت وتاراج کیا اور عین الملک کو اُسطرف مقرر کیا اور خود سلطانپور اور نندربار کے راستہ سے احمد آباد کی طرف
متوجہ ہوا اور بعد چند روز کے راے مہایم کی دختر کو شہزادہ فتح خان کی سلک ازدواج مین کھینچا اور
سراج التواریخ دکن مین قصہ محاصرہ کا اور طرح سے بیان کیا ہے اور تذکرہ طبقۂ دکن مین مرقوم قلم معجز رقم
نہین ہوا اور مولف کے دل مین یہ حکایت منتشر معلوم ہوئی کہ مورخ دکن نے یہ قصہ واشگاف
اور مفصل نہین لکھا اور جو کچھ مورخین گجرات نے لکھا ہے ساتھ صحت کے قریب تر ہے واللہ اعلم

حقیقۃ الحال اور سلطان احمد شاہ ۸۳۶ھ آٹھ سو چھتیس ہجری مین ناگور اور میوات کی طرف گیا اور پہلے جب
[illegible] مین پہونچا وہان کے زمینداروں سے پیشکش بہت لی اور ولایت کیلوارہ اور دیلوارہ جو رانا موکل کے
[illegible] مین تھے اور راجہ مذکور قلعہ چیتور مین رہتا تھا حتے المقدور اُسے خراب و ویران کیا اور جب ولایت میوات
[illegible] مین آیا پھر ایلاداور ولایتی کی طرف گیا اور اسطرف کے راجاؤن سے باج اور خراج لیا اور فیروز خان
[illegible] خان زندانی کہ سلطان ظفر کا بھتیجا اور ناگور کا حاکم تھا ملازمت مین آنکر کئی لاکھ روپیہ پیشکش لایا اور
سلطان نے اُسے معاف کرکے نوازشہاے خسروانہ اُسکے حال پر مبذول فرمائی اور گجرات کی طرف مراجعت کی
[illegible] فقرا اور مساکین کو زر خطیر عطا فرمایا اور ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی جو ملازمان
ہوشنگ شاہ سے تھا ولایت مالوہ پر غالب ہوا اور مسعود خان بیٹا محمود شاہ کا بھاگ کر گجرات مین آیا
اور ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس ہجری مین سلطان احمد شاہ نے اُسکی تقویت اور اعانت کرکے بقصد جلاس اُسکے
تخت مندو پر مالوہ کی طرف روانہ ہوا جوقت جلنک پور تک پہونچا تھا وہان سے ایک فوج
مردم صحت کار دیدہ سے [illegible] کی طرف کہ چندیری سے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا تھا
تعینات کی اور [illegible] آگاہ ہوکر [illegible] اپنے [illegible] سلطان محمود کے پاس پہونچا اور
سلطان احمد شاہ نے محاصرہ مین قیام کیا اور [illegible] ایک جماعت [illegible] آنکر بازار جنگ کو رونق
دیتی تھی اور پھر قلعہ مین جاکر پناہ لیتی تھی سلطان محمود نے بعد ایک مدت [illegible] شبخون کی اور مردم قلعہ نے
سلطان احمد شاہ کو خبر کی اور سلطان [illegible] خبر [illegible] قلعہ سے برآمد ہوا [illegible]
[illegible] جو جنگ پر مستعد اور آمادہ تھے [illegible] درمیان [illegible] واقع ہوئی آدمی بہت مارے گئے
اور سلطان محمود نے صبح کے وقت قلعہ میں مراجعت کی اور سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خان کو مع
پانچ ہزار سوار سارنگپور کی طرف بھیجا وہ اُس ولایت پر متصرف ہوا اس درمیان مین عمر خان ولد
سلطان ہوشنگ نے بھی چندیری مین خروج کرکے جمعیت عظیم جمع پہونچائی اور با وجود اس حال کے
سلطان محمود [illegible] سے مضطرب ہوکر استواری قلعہ کی محافظت کرتا تھا کوئی شخص مبارز
[illegible] اور اسباب [illegible] کی تکلیف نہ کھینچتا تھا اور لشکر گجرات مین ایک قحط ظاہر آیا حیوان ناطق اور
[illegible] تکلیف اور ایذا مین مبتلا ہوئے اور جانتا تھا کہ قلعہ بند ہوئے ہیں [illegible] اپنے باپ
خان جہان کو قلعہ مین چھوڑا اور خود [illegible] دروازہ سے برآمد ہوکر سارنگپور کی طرف متوجہ ہوا اور
[illegible] علی گجراتی کہ محافظت کتیل کے راستہ کے کرتا تھا اُسوقت سلطان محمود کے آدمیون سے
لڑا اور ہزیمت پاکر سلطان احمد کی خدمت مین حاضر ہوا اور خبر دی کہ سلطان محمود فلان راستہ سے
برآمد ہوکر سارنگپور جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے اپنے فرزند ارجمند کو سارنگپور سے طلب کیا
جب وہ باپ کی ملازمت مین شرف اندوز ہوا ساتھ اس تفصیل کے کہ داستان خلجیون مین
ذکر اُسکا آویگا سلطان محمود غالب ہوا اور عمر خان کو تہ تیغ کیا اور وبا کہ ہندوستان مین بہت کم ہوتی ہے
گجراتیون کی اُردو مین اس شدت کے ساتھ پہونچی کہ آدمیون کو تجہیز و تکفین کی فرصت نہوتی تھی سلطان

احمد شاہ اس سانحہ ہائلہ کا حدوث سلطان محمود کی قوت اقبال سے سمجھکر بیمار ہوا اور احمد آباد کی طرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ سنہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین پیمانۂ حیات اُسکا آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بعد وفات خدایگان مغفور لقب پایا اور تینتیس سال اور چھ مہینے اور بیس روز عمر مستعار سلطنت اور جہانگیری مین بسر کی اور یہ بادشاہ حلیہ اقسام مکارم اخلاق سے متحلی تھا اور کمند فتوت اسکے حلقہ رن جان دشمنان اور دست ہمت اسکا چارہ ساز دل مظلومان تھا عدل وانصاف اور فتوت کامل رکھتا تھا اور با خلاق تمام زندگانی بسر کی

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی کا

بعد ارتحال احمد شاہ اُسکا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا آدمیون کو انعام و احسان فراوان سے اپنا مطیع کیا اور سال جلوس مین ایدر کی طرف فوج کش ہوا اور راحت الملک نے مقام طاعت مین ہوکر اپنی بیٹی اُسکے سپرد کی محمد شاہ نے اُس دختر کی التماس کے موافق وہ مملکت تمام اُسکے باپ کو مسلم سپرد کی اور وہان سے بدونگر کی طرف گیا وہان کے مقدمون نے اطاعت اور پیشکش کے ذریعہ سے اپنے مراتب کی محافظت کی بعد اسکے محمد شاہ نے احمد آباد کی حکومت کیطرف معاودت کی اور سنہ ۸۵۳ھ آٹھ سو ترپن ہجری تک کسی طرف سوار نہوا اور سنہ ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین قلعہ چنپانیر کی ہمت عنان عزیمت معطوف فرمائی اُس قلعہ کا راجہ مسمی کنکداس بعد جنگ اور ہزیمت قلعہ بند ہوا اور جب مدت ایام محاصرہ نے طول کھینچا ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر ہر منزل مین ایک لاکھ تنکہ نقرۂ قبول کرکے کمک طلب کی اور اُسنے بطمع مال و انتقام کہ جو کچھ گجراتیون نے مالوہ مین کیا تھا التماس اُسکی قبول کی آخر سال مذکور مین اُسطرف متوجہ ہوا سلطان محمد شاہ اس سبب سے کہ اکثر چارپائے بارکش اُسکی اردو کے محنت سفر مین تلف ہوئے تھے اور بیدلی و نامردی بھی اُسکے علاوہ دامنگیر ہمت تھی سلطان محمود کے قرب وصول سے خبر پاکر خیمہ و اسباب زیادتی کو آگ دے کر جنگ سے دست بردار ہوا اعیان حضرت ہر چند اُسے جنگ خصم کی تحریص اور ترغیب کرتے تھے اصلا قبول نہ کیا اور بسبیل استعجال احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور جب دوبارہ سلطان مالوہ نے مع ایک لاکھ سوار بلکہ زیادہ مندو سے بقصد تسخیر مملکت گجرات نہضت فرمائی امراے گجرات نے آپس مین اتفاق کرکے اُس سے یہ التماس کی کہ سلطان محمود شاہ روز بروز ساحت مملکت مین زیادہ تر مزاحمت پہونچاتا ہو مناسب ہو کہ آپ سپاہ اور سامان جنگ درست کرین تو ہم اُس سے مقابلہ کرکے رعایا کو اُسکے شر سے نجات بخشین سلطان محمد شاہ نے کسی وجہ سے یہ امر قبول نہ کیا اور دیب کی طرف مفرور ہونے پر تھا امراء و وزرا مضطرب ہوکر سلطان محمد شاہ کی زوجہ کے در دولت پر کہ اس عصر مین ذی اقتدار اور صاحب اختیار تھی حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ شوہر کو چاہتی ہین یا یہ کہ بادشاہی اس خاندان مین رہے اُس مخدومہ نے فرمایا کہ اس بات سے تمہارا مدعا کیا ہو سب نے یک زبان ہوکر التماس کی کہ آپکا شوہر سلطان محمود خلجی کی جنگ قبول نہین کرتا ہو اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہو آپکو مناسب بلکہ لازم ہو کہ اُسکے عزل اور مفارقت پر راضی ہون تو ہم جسطور سے چاہین اُسے تخت سلطنت سے اُٹھادین اور اُسکے بڑے بیٹے قطب خان کو کہ جوان بیس برس کا ہو تخت شاہی پر جلوہ گر کرین ضعیفہ نے

ضرورۃً یہ امر قبول کیا اور اِس جماعت نے کفرانِ نعمت پر کمر باندھی محرم کی ساتوین تاریخ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین محمد شاہ کی رقمِ ہستی نے یہ کزلک بیاد و ورق زمانہ سے حک کی اور مورخ مدت ایام فرمان دہی اُسکے آٹھ برس اور نو مہینے چودہ روز نشان دیتے ہین اور احمد شاہ نے بعد وفات خدا یگان کریم لقب پایا۔

تذکرہ سلطان قطب الدین بن محمد شاہ گجراتی کی فرمان دہی کا

شب دوشنبہ ماہ جمادی الثانی ۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس ہجری مین اُسکی ولادت شہر ندر بار مین واقع ہوئی اور بعد اپنے باپ کے تخت احمد آباد پر جلوس کیا اور سلطان محمود خلجی سے اُس عرصہ مین قلعہ سلطانپور کو بہ امان ملک علائی سہراب ترک سے لیکر اُسے اپنے لشکر کا مقدمہ کیا تھا کوچ بر کوچ کرکے دار الملک احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا سلطان قطب الدین شاہ مالوہ کی شوکت وحشمت سے متوہم ہوا اور ایک بقال سے جو اُسکی خدمت مین نہایت نیاز اور تقرب رکھتا تھا مشورہ کیا اُسنے کہا مناسب یہ ہے کہ سلطان بالفعل مصلحۃً ولایت سورت بیاد ت روانہ ہووین اور جب سلطان محمود تھانہ اپنا شہر بند گجرات مین چھوڑکر مندو کی طرف بازگشت کرے سلطان بطور تاخت افواج بحر امواج جا کر بآسانی تمام اُنکو اپنی مملکت سے دفع کرے سلطان اُسکے کلام بے تصدیق کرکے اُسکے کہنے کے موافق عمل کیا چاہتا تھا کہ اُمرا اور وُزرا اِس سے واقف ہوئے اُسے سرزنش اور ملامت کیے اُسکی رگ غیرت جنبش مین لائے اور مقاتلہ اور مقابلہ کے بارہ مین اصرار کیا اور ایک لشکر آراستہ سلطان محمود کے مقابلہ کو روانہ کیا ملک علائی سہراب فرصت پاکر اپنے لشکر مالوئیان دائرہ سے بھاگا اور اپنے ملک کی پابوسی سے مشرف ہوا اور ایک مجلس مین سات مرتبہ خلعت پاکر بخطاب علاء الملک بلند مرتبہ ہوا صغیر و کبیر گجرات اُسکے آنے سے محفوظ ہوئے اور جشن برپا کیے اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور جب بین الفریقین تین کوس کی مسافت رہی سلطان محمود نے یہ بیت ترقیم کرکے سلطان قطب الدین کے پاس بھیجی **فرد** شنیدم گوی می بازی در دن خانہ بے چوگان اگر داری سر رعوے بیا زاین گوے در میدان ٭ سلطان قطب الدین نے صدر جہان سے اُسکے جواب کی فرمائش کی اُسنے یہ لکھا **فرد** اگر چوگان بدست آرم سرت چون گوے بر دارم ٭ وسے شکست ازین کارم اسیر خود برنجا نمہ ٭ دراس بیت مین یہ اشارہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کو سلطان محمود کبیر نے مجلس مین اسیر کیا تھا اور پھر اُسپر نظر التفات مبذول فرماکر ولایت مالوہ عطا کی تھی بالغرض صفر کی سلخ کو سلطان محمود خلجی بقصد شبخون سوار ہوا اور راستہ بھول کر اُس صحرا مین کہ اُسکے درمیان بے قوم کے درخت بکثرت تھے جا پڑا اور صبح تک منزل مقصود کو نہ پہونچا گھوڑا ایستادہ رکھا اور سلطان قطب الدین صورت حال دریافت کرکے اُسکے فجر کو صفوف لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور گجراتیون کے میسرہ نے شکست پائی بدحواس ہوکر احمد آباد کی طرف بھاگے اور میمنہ اُنکے مالوہان پر غالب اور فائق ہوئے منہزمون نے مالوہ کا راستہ لیا اور دونون طرف سے دونون بادشاہ نے پاے ثبات زمین کین مین محکم کیے مالوہان کی میمنہ بگمان فتح مطمئن ہوکر گجراتیون کی اُردو کے تاخت اور تاراجی مین مشغول ہوئے اور سلطان قطب الدین کے مردم قول جو قطب کے مانند پاے ثبات قلبگاہ مین

اُترے ہوئے تھے فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اُس جماعت کو بنات النعش
کیطرح متفرق اور پریشان کیا اور سلطان محمود کہ نہایت شجاع اور بہادر تھا اسقدر لڑا کہ کوئی اُسکے پاس نرہا اور
ترکش تیر سے خالی ہوئے آخر لاچار ہوکر معرکے سے تیرہ مرد اہل نبرد ہمراہ لیکر سلطان قطب الدین سے
اُردو کی طرف گیا اور سراپردہ خاص پر پہونچکر تاج اور پٹکہ مرصع اور بہت جواہر بیش قیمت دستیاب کرکے اپنے
اُردو کیطرف کہ اُسکے عقب تھا پہونچا اور فوج منفرد اُسکے پاس جمع ہوئی اُس مقام مین فروکش ہوا اور مشہور کیا کہ آج
شب کو لشکر گجرات پر شبخون لیجاؤنگا اور گجراتی بیخبر سنکر ہوشیار رہوئے اور لشکر کی محافظت کیواسطے گھوڑون کی
پشت پر قیام کیا اور سلطان محمود نے پہر رات سے گئے بخاطر جمع سوار ہوکر مالوہ کی طرف معاودت کی اور
صبح تک مسافت بعید قطع کر گیا یتون کے تعاقب سے محفوظ اور ایمن رہا سلطان قطب الدین یہ فتح
عطایاے جزیل الٰہی سے تصور کرکے مع اکاسی فیل اور غنائم نفیسہ اپنے باپ دادا کے عیش آباد کی طرف متوجہ ہوا
اور بزم عشرت آراستہ کرکے لشکر بیشمار سلطانپور کیطرف بھیجا اور قلعہ مندویون کی دست تصرف سے آزاد کیا
اُسکے بعد دو تحواہون کی حسن تدبیر سے اُن دونون بادشاہ کے مابین اس شرط پر صلح واقع ہوئی کہ دو جانب سے
جسقدر بلاد کفار سے مفتوح ہو اُسکا فتح کرنے والا مالک اور مختار رہوے اور اُن دونون بادشاہ سے کوئی
رایان اطراف وجوانب کا حمایت اور اعانت مین لشکر نہ کھینچے اور راجہ رانا کہ نہایت سرکش اور مثل فرعون
صاحب استعداد اور مشرک ہی اُسکا دفعہ اپنے اوپر فرض شمار کرین اور سنہ ۸۶۰ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین یہ خبر پہونچی
کہ فیروز خان دندانی فوت ہوا اور فیروز خان کا بھائی مجاہد خان بجہد و مردانگی تمام اُس ولایت پر متصرف ہوا
اور فیروز خان کے بیٹے نے اپنے چچا کے خوف سے بھاگ کر رانا مقدم چیتور کی طرف جاکر پناہ لی اور
جو قدیم الایام سے رانا اور زمینداران ناگور کے درمیان دشمنی تھی رانا نے فرصت پاکر اُسکی امداد قبول
کی اور یہ شرط کی کہ بعد حصول حکومت یعنی فتح ناگور تین کنگرہ اُس قلعہ کے ویران کرے کسواسطے کہ
اُسکے باپ دادا کو یہ امر میسر نہوا تھا اور مدت دراز سے اُن ہنود کے دل مین ہوس ناگور کی تسخیر اور ناگوریون پر
تسلط کی تھی اور رانا کا باپ کہ موکل نام رکھتا تھا فیروز خان دندانی سے جنگ کرکے منہزم ہوا تھا اور تین ہزار
آدمی معتبر اُسکے معرکہ گریز مین قتل ہوئے تھے القصہ شمس خان نے یہ شرط قبول کی اور باتفاق رانا ناگور کیطرف
متوجہ ہوا اور مجاہد خان تاب مقاومت نہ لاکر گجرات کی سمت بھاگا اور شمس خان نے قلعہ مین داخل ہوکر چاہا
کہ اُس شرط کو وفا کرے آمنین سے ایک مرد بولا کہ کاش ایسے فرزند کے عوض آفریدگار عالم فیروز خان کو بیٹی عطا فرماتا
کہ حفظ ناموس کرکے دشمنون کو اس قلعہ کی ویرانی کا حکم نہ دیتی اُس بات نے شمس خان کے دل مین تاثیر کی اُسی
وقت قلعہ کی تعمیر اور ترمیم مین مصروف ہوا اور رانا کے پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام کیا کہ جو کچھ لازمہ امداد کا تھا تو بجالایا
لیکن قلعہ کی ویرانی کسی وجہ ممکن نہین ہی کسواسطے کہ اگر مین تجھے قلعہ کی ویرانی کا حکم دیتا ہون تو خلقت اُس
ولایت کی مجھے زندہ نہ چھوڑیگی بہتر یہ ہی کہ تم اپنی ولایت کی طرف مراجعت کرو والا جنگ اور خونریزی کے سوا کوئی امر
متصور نہین ہی رانا متاسف ہوکر پلٹ گیا اور لشکر کثیر اور جم غفیر فراہم کرکے پھر ناگور کی طرف آیا اور شمس خان قلعہ کی
شکست وریخت درست کرکے تمام لشکر کے مردمان معتبر کو اُس قلعہ مین تعینات کرکے بجناح استعجال ۸۶۰

استمداد کے واسطے احمدآباد کی طرف روانہ ہوا اور سلطان قطب الدین اُسے مشمول عواطف خسروانہ کر کے اُسکی بیٹی اپنے حبالۂ نکاح مین لایا اور بعد تمام شادی فروسی شمس خان کو حضور مین نگاہ رکھا اور رائے رامچند اور ملک گدا اور بعضے امراے دیگر کو ناگور کی کمک کو بھیجا اونھون نے راناسے جنگ کی بہت گجراتی اُنکی تیغ خونریز سے مقتول ہوکر جنت کی طرف راہی ہوئے بقیۃ السیف نے راہ فرار لی قطب الدین یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور خود مع افواج بحر امواج ولایت ناگور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قلعہ ابور کے اطراف مین پہونچا کچھ فوج بہ سپہ سالاری عماد الملک اُس ولایت کی تسخیر کے واسطے نامزد کی اُسنے قلعہ پر جنگ بیصرفہ کرکے آدمی بہت ضائع کیے اور کچھ کام نہ کیا اور ہزیمت کھاکر مراجعت کی لہذا سلطان خود رانا کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور اُس قلعہ کیطرف التفات نہ فرماکر سروہی کی سمت آیا اور وہان راجپوتون اور رانا کے عزیز واقارب کے ساتھ جنگ عظیم ہوئی اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ نے غالب و دلیر ہوکر مخالفون کو متفرق اور پریشان کرکے دشت اوبار کی طرف آوارہ کیا اور وہان سے بسبیل استعجال کوہستان کونبلمیر ولایت رانا کوبھا مین در آیا اور اکثر ولایت کو ویران اور بہت سی عورات اور اطفال ہنود اسیر کرکے قلعہ کونبلمیر کا آکر محاصرہ کیا اور لشکر رانا کو چند مرتبہ شکست دی اور ایک جماعت کو علف تیغ اسلام کیا آخر کو خود جنگ مین مشغول ہوا اور شکست کھاکر قلعہ کیطرف بھاگا اور طالب صلح ہوا سلطان قطب الدین بلحاظ تحکمی قلعہ یہ امر قبول کرکے اور پیشکش وافر لیکر گجرات کی طرف آیا اور تاج خان کہ سلطان محمود خلجی کا وزیر کل تھا اسوقت برسم رسالت گجرات مین آیا اور سلطان محمود کی طرف سے یہ پیغام دیا کہ گذشتہ کو لا یذکر سمجھکر فی الحال صلح اور عہد تازہ کرکے باتفاق رانا کو حرف علت سمجھکر درمیان سے دفع کرین اور جسقدر ولایت رانا گجرات کی متصل رہی عساکر قطبی نہب و تاراج کرین اور بلاد و قرایا سے میوات اور اہیر کو لشکر مند و تاخت کرکے اُسکی خرابی مین تقصیر نہ کرے اور عندالحاجت ایک دوسرے کی امداد اور اعانت مین سرگرم رہین جب علما اور فضلا جانبین سے چنپانیر مین آنکر جسطرح سے کہ مذکور ہوا عہد و پیمان بجالائے اور ساتھ ایمان کے موکد کرکے عہد نامے علماے عصر کی مہر و گواہی سے درست ہوکر تقسیم ہوئے سلنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین سلطان قطب الدین مع لشکر بسیار رانا کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور اثنا ے راہ مین قلعہ دلور کو لیکر اپنے ایک امرا کے سپرد کرکے آگے بڑھا اور اُسی اوقات مین سلطان محمود خلجی بھی دوسری طرف سے اُس ولایت مین آیا رانا اُسکی حرب مین متوجہ ہوا چاہتا تھا لیکن سلطان قطب الدین سروہی سے بتعجیل تمام ولایت کینا نیر مین پہونچا اسوجہ سے جنگ مالویون کے توقف مین ڈالکر گجراتیون کی حرب مین قیام کیا اور شکست فاحش کھاکر ایک مقام قلب مین کہ چیتور کی سر راہ تھا توقف کیا اور سلطان قطب الدین نے وہان جاکر نائرہ قتال کو دوبارہ مشتعل کیا اور جب رات ہوئی طرفین نے اپنے اپنے لشکرگاہ مین مقام اور آرام کیا دوسرے دن علی الصباح پھر معرکہ جنگ طرفین نے آراستہ کیا اور سلطان قطب الدین بذات خود رستم اور افراسیاب کے مانند حربین تردوات مردانہ کرکے غالب آیا رانا پہاڑ مین مختفی ہوا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی نامی اور بھی نفائس سلطان قطب الدین کو دے کر عہد کیا کہ دوبارہ ولایت ناگور پر مضرت نہ پہونچاؤنگا اور اس سبب سے کہ سلطان محمود

پیشتر از لشکر گجرات راناکی ولایت مین در آیا تھا سلطان قطب الدین نے اظہار رنجش کرکے احمد آباد کی طرف معاودت کی اور ترغیب مین بادشاہ گجرات کی جو کچھ سلطان محمود سے وقوع مین آیا تھا انشاء اللہ تعالیٰ اُسکے اسم کے ذیل مین تحریر ہوگا اور ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین رانا نقض عہد کرکے مع پچاس ہزار سوار قلعہ ناگور کیطرف متوجہ ہوا اور وہان کے حاکم نے مشتمل کیفیت حال ایک عرضی ارسال کی قاصد عرضی اُس رات کو کہ سلطان صحبت شراب مین مشغول تھا عماد الملک وزیر نے پاس لایا اور وہ اُسی شب کو سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور جب اُسے شراب کے نشہ مین مست اور مدہوش پایا انتظار ہوشیار ہونے کا نہ کھینچا اور اُسے محفہ مین سوار کرکے شہر سے برآمد ہوا اور دوسرے دن ایک منزل جاکر ایک مہینے تک اجتماع فوج کے واسطے متوقف ہوا مخبرون نے جب خبر سلطان کی نہضت کی رانا کو پہونچائی متنبہ ہوکر اپنی ولایت کی طرف روانہ ہوا اور یہ خبر سلطان قطب الدین سُنکر شہر مین آنکر عیش و عشرت مین مصروف اور مشغول ہوا اور پھر اُسی سال سلطان قطب الدین سروہی کیطرف فوج کش ہوا اور وہان کا راجہ جو قرابت قریب رانا سے رکھتا تھا بھاگکر کوہستان کنبل مین در آیا اور لشکر احمد آباد کا تاخت و غارت مین مصروف ہوا اور جو اُن دنون مین سلطان محمود کی افواج بھی قلعہ چیتور پر تاخت لائی تھی اور سلطان قطب الدین تعاقب کرکے اُسے کہین ٹھہرنے نہ دیتا تھا یہانتک کہ وہ قلعہ کنبل مین در آیا اور بادشاہ اسلام نے چندروز محاصرہ کیا اور جب سمجھا کہ محاصرہ سے کچھ فایدہ نہوگا وہان سے برخاست کی اور ولایت چیتور اور دوسری ولایت کو بھی خراب اور ویران کرکے مع غنیمت بیقیاس دار السلطنت کی سمت معاودت فرمائی اور بعد چند روز کے سید قطب عالم کی زیارت کو قصبہ بتوہ مین گیا اور دل مین یہ بات کہی کہ کیا خوب ہووے جو آفریدگار عالم اس بزرگوار کی برکت سے مجھے فرزند شایستہ سلطنت کرامت فرماوے سید قدس سرہ نے باطن کی صفائی سے دریافت کرکے سلطان سے فرمایا تمھارا چھوٹا بھائی حکم فرزند کی رکھتا ہے اور خاندان مظفر شاہی کو وہ زندہ اور روشن کریگا پھر سلطان نے پابوس ہوکر مجلس سے برخاست کی اور اُسی عرصہ مین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور ماہ رجب کی تیئسوین تاریخ ۸۶۳ھ آٹھ سو تریسٹھ ہجری مین اُسکی عنقاے روح نے قاف عزلت جسم سے سرا پردۂ بقا کی طرف پرواز کی اور سلطان محمد شاہ کی خطیرہ مین مدفون ہوا اور مناشیر اور فرامین مین اُسکو غازی لکھتے تھے اور شمس خان بن فیروز خان نے لڑکی اُسے دیکر قرابت بہم پہونچائی تھی سلطان کے زہر دینے سے متہم ہوا اسواسطے مردمان دولتخانہ نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا اور سلطان قطب الدین کی والدہ نے حرم سرا مین شمس خان کی بیٹی کو اُسی عنتا در تہمت مین ماخوذ کرکے بہت سیاست کی آخراُن لونڈیون کو جو اُسکی دشمن جان تھین سپرد کیا اور اُنھون نے اُسے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہلاک کیا منقول ہے کہ سلطان قطب الدین ایک ایسا بادشاہ تھا کہ وجود اُسکا زہر قہر اور غضب سے سرشتہ تھا خصوص شراب کے نشہ کے وقت مجرمون کو سواے شمشیر آبدار کے نہ پوچھتا تھا اور گنہگارون کو خنجر جان گداز کے سوا نہ نوازتا تھا اور مرغ عفو اور چشم پوشی اُسکے گرد بہت کم پرواز کرتا تھا اور عروس شفاعت اُسکے عہد مین کبھی کبھی جلوہ گر ہوتی تھی اور مدت اُسکی سلطنت اور فرمانروائی کی سات برس اور سات مہینے تھی تمام عمر مستی اور مے نوشی مین گذری اور ساغر شراب اُسکے لب سے دور رہا

ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ گجراتی کی حکومت کا

بعد وفات سلطان قطب الدین اُسکا چچا داؤد خان بحسن اتفاق عماد الملک وزیر اور تمام امرا و ارکان دولت کے سر پر اقبال پر قدم رکھکر گجرات کا بادشاہ ہوا لیکن پیشہ بد معاشی اور سفلہ پروری کا اختیار کرکے ایک فراش کو جو اُسکا ہمسایہ تھا خطاب عماد الملک و دیگر امرا کے کبار سے کیا اور اسی طرح سے اور بھی کام جو ملک داری اور جہانبانی کے شایان اور موافق نہ تھے اختیار کیے طبیعت اُسکی سوائے کمینہ پروری اور اختلاط کے میل لغو بانی تھی اسواسطے اہل حل و عقد نے ساتھ عماد الملک وزیر کے سرگرمیان اتحاد سے برآوردہ کرکے داؤد خان کو کہ سات روز سلطنت کی تھی معزول کیا اور عماد الملک کے صوابدید سے سلطان قطب الدین کے چھوٹے بھائی کو کہ محمود خان نام رکھتا تھا چودہ سال کی عمر مین تخت سلطنت پر متمکن کیا اور خلائق علی قدر مراتب اُسکے بحر انعام سے بہرہ مند ہوئی اور اسپان تازی اور عراقی اور ترکی کے سوا اور خلعت ہائے قیمتی کمر بند و شمشیر مرصع اور خنجر ہائے زرافشان اور ایک کرور تنگہ نقد سادات اور علما و صلحا کو تقسیم کیا

ذکر سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور سلطان محمود بیگرہ کی سلطنت کا

واقفان اسرار ملوک پیشین نے یون مرقوم خامہ عنبرین شمامہ کیا ہی کہ بعد جلوس سلطان محمود شاہ تمام امور سلطنت کہ حل و عقد اور قبض و بسط اور داد و ستد سے مراد ہی عماد الملک وزیر با توقیر کے مفوض ہوئے بازار سلطنت اور مہمات مملکت نے خوب رواج اور رونق پیدا کی اور جمیع خلائق وضیع و شریف اُسکی سلطنت سے راضی اور شاکر ہوئی کسی طرحکا خلل درمیان مین نہ تھا لیکن بعضے کوتہ اندیشان مانند عضد الملک اور صفی الملک اور حسام الملک کہ صاحب اقتدار تھے اور خلاصہ ممالک گجرات اُنکی جاگیر تھی اور بہر فوج نہایت فراغت رکھتے تھے دیگ حسد اور رشک کو جوش مین لائے اور بعد چند ماہ کے کہ جلوس سے گذرے تھے اتفاق کرکے بولے کہ ہم عماد الملک کے غلبہ اور سخت گیر ہونے سے تنگ آئے ہین اگر سلطان اُسکو معزول کرے نہو المراد ورنہ ہم سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکے اُسکے بھائی حسن خان کو تخت بادشاہی پر بٹھا دین بیت

بسا شمعی کہ نور بخش خانہ افروخت ۰۰ چو غافل گشتی آخر خانہ راسوخت ۰۰

اور بروایت دیگر نظام الدین حسن نے معروض کیا کہ عماد الملک چاہتا ہی کہ اپنے فرزند شہاب الدین احمد کو تخت سلطنت پر بٹھاوے اور بطور ملک مغیث خلجی کام بادشاہی اپنے خاندان کیطرف منتقل کرے اب سزاوار دولت یہ ہی کہ قبل اس سے کہ آتش مکر و غدر اُسکی شعلہ زن ہوئے چاہیے کہ زنجیر تدبیر اُسکے پاؤن مین ڈالکر دست فکر اُسکا دامن مقصود سے کوتاہ کرین سلطان محمود نے باوجود صغر سن فراست سے دریافت کیا کہ یہ تمام بہتان اور افترا ہی اگر اس مجلس مین حسب مدعا اُنکے حکم عماد الملک کے حبس و قید کا نافذ نکرونگا یہ لوگ مجھے سلطنت سے معزول کرینگے پھر مصلحت وقت سمجھکر اُنسے بکشادہ پیشانی پیش آیا اور کہا مین بھی اندنون عماد الملک کے چہرۂ حال سے صورت مکر و فریب مشاہدہ کرتا تھا اور اُسکے حرکات و سکنات سے شمیم فتنہ انگیزی میرے دماغ مین پہونچی تھی لیکن اس خیال سے کہ مبادا تم لوگ میری بیمروتی اور بیوفائی سمجھو مین نے اُسکے علاج مین کوشش نہ کی الحمد للہ علی احسانہ کہ حقیقت حال تم دولتخواہان اور خیر اندیشان پر منکشف اور دریافت ہوئی اب اگر اُسکو مقید کرونگا

خاص و عام کے نزدیک ناشکری اور حق ناسپاسی مین بدنام اور منسوب ہونگا اب وہ امر کہ جس مین صلاح ملک اور فلاح و دولت ہو عمل مین لاؤ یہ کہکر عماد الملک کو زنجیر مین سلسل کرکے پانسو نفر معتمد کے سپرد کرکے قلعہ احمد آباد کے دروازہ کے بام پر قید کیا اور سلطان محمود نے اُسدن اِس سپر تدبیر سے پنے تیغ شمشیر مکر اعدا سے محفوظ رکھا اور عماد الملک کی رہائی کی فکر اور امراے اربعہ کے دفع کی تدبیر مین ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ تمام سردار اور خاصہ خیل انکے تابع ہین کسی شخص سے اِس امر کا اظہار نکیا مدار اپنی تدبیر پر رکھا اور خلاف ملاقی باتین زبان پر جاری کرتا تھا کہ عماد الملک میرا دشمن جانی ہے ایسے شخص کو زندہ چھوڑنا حزم و ہوشیاری سے بعید لکھتا ہون چاہتا ہون کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرکے اپنے دل کا بخار نکالون اور اگر امراے کبار اُسکی سفارش کرینگے اُنسے بھی جان سے رنجیدہ ہونگا یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی دلمین نہایت شاد ہوئے اور آپسمین کہنے لگے کہ اگر سلطان عماد الملک کے قتل پر آمادہ ہو ہم لوگونکو اُسکی ہرگز شفاعت نکرنی چاہیے سلطان محمود نے ایک شب اسی فکر و اندیشہ مین استراحت نفرمائی صبح کیوقت جب نوبت سلطانی بجنے لگی اور چاندنی مہتاب کی خوش معلوم ہوئی کلفت و دلگیری کے دفع کیواسطے قصر پر برآمد ہوا اور دریچہ مین بیٹھکر ہر طرف نگاہ کرنے لگا ناگاہ دیکھا کہ گماشتہ ملک عبداللہ کو دیکھا کہ زیر قصر ایستادہ ہے اور کچھ عرض کرنیکا ارادہ رکھتا ہے لیکن جرأت نہین کرتا سلطان نے فرمایا جو کچھ تیرا مدعا ہو عرض کر عبداللہ نے غیر کو وہان نہ دیکھکر عرض کی کہ سلطان کا عماد الملک کے مثل کوئی دولتخواہ نہین اور امراے اربعہ نے جو کچھ اُسکی نسبت معروض کیا ہے سب بہتان اور خلاف ہے اور امرا خود عازم و جازم ہین کہ فرصت پاکر حسن خان کو بادشاہ کرین سلطان نے اسکی تعریف کرکے فرمایا کہ تو نے خوب کیا کہ یہ بات عرض کی ورنہ مین چاہتا تھا کہ عماد الملک علی الصباح قتل کردن لازم ہے کہ دوسرے سے یہ راز بیان نکرے اور صبح صادق کیوقت تمام فیلان کو مستعد اور مکمل کرکے دربار مین حاضر کرے الغرض جب نیر اعظم نے افق طلوع سے زمانہ روشن ہوا ملک شرف اور ملک حاجی اور ملک بہاء الدین اور ملک کالو اور ملک عین الدین کہ معتمدان سلطان سے تھے ملازمت مین حاضر ہوئے اور سلطان نے ملک شرف سے کہا کہ آج شب کو مین وفور غضب سے کہ عماد الملک کی نسبت جوش زن تھا نہ سویا اُسے جلد میرے پاس حاضر کرو کہ شمشیر تیز خونریز سے اُسکی گردن مارکر آتش غضب کو ساکن کردن ملک شرف جب عماد الملک کے احضار کیواسطے گیا نگاہبانون نے عرض کی کہ ہم عماد الملک کی بلا اجازت اُسے سپرد نہین کرسکتے اُسنے آنکر یہ عذر گذارش کیا پھر سلطان خود بام برج پر برآمد ہوا اور آواز بلند سے عماد الملک کو جلد حاضر کرو تو ہاتھی کے پیر کے نیچے ڈالکر اُسے پامال کردون موکلون نے جب آواز بادشاہ کی سُنی حجاب مانع ہوا اُسے بادشاہ کے پاس بھیجا جوہین نگاہ سلطان کی اُسپر پڑی فرمایا کہ میرے روبرو اُسے لاؤ کہ مجھے اِس سے کچھ استفسار کرنا ہے جب بادشاہ کے پاس لائے حکم دیا کہ زنجیر پاؤن سے قطع کرو متعلق امرا کے جو حراست مین مشغول تھے یہ حال مشاہدہ کرکے ایسے ہراسان ہوئے کہ بعضے کوٹھے پر سے کود پڑے اور بعضون نے فریاد الامان کی بلند کی اور سلطان محمود نے صبح صادق کے ہنگام دربار کے غرفہ مین برآمد ہوکر مجرائیونکا سلام لیا اور دست پاک عماد الملک کے ہاتھ مین دیکر اپنے پہلو مین ایستادہ کرکے مگس رانی پر مقرر کیا اور یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی بروایت حاجی محمد قندھاری وہ مع تیس ہزار سوار اور پیادہ مستعد کارزار ہوکر دار الامارہ کیطرف متوجہ ہوئے

اور طبل جنگی کی صدا سے گنبد اخضر کو پر صدا کیا اور اسوقت تین سو نفر بندہ اور آزاد سے زیادہ سلطان کی
خدمت مین حاضر نہ تھے سب زندگی سے ہاتھ دھوکر مضطرب ہوگئے اور ایک جماعت عرض پرداز ہوئی
کہ ہم فلان مقر مین جاکر دروازہ بند کرین اور دشمنون سے لڑین اور بعضے بولے کہ جواہر اور نقد بقدر مقدور اٹھاکر
کسی طرف نکل جاوین سلطان محمود عاقبت محمود نے ایک بھی ان دونون راے سے نہ پسند کی صلاح جنگ
زیب حق کرکے ترکش کمر پر باندھے اور مع تین سو سوار اور فیلان سحاب کردار کہ عدد اُنکے دو سو سے زیادہ
نہ تھے بقصد قتل اعدا محل سے برآمد ہوا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن سب طرف سے زور لاوین بہت کوچہ فیل بند
کرکے نہایت آہستگی سے روانہ ہوا چونکہ ایوان سلطنت کو نقاش نگار خانۂ ایجاد نے رنگین پردہ اور سائبان شمشیر
تائیدات سے آراستہ کیا تھا اور فرمان خلافت کو بلغی تخت گاہ قضا سے قدر نے ساتھ طغراے انا جاعلک
فی الارض خلیفۃ کے محلی فرمایا تھا تاکہ دشمنون اور مخالفون کے ہجوم اور انبوہ سے خوف نہ رکھے اسواسطے
پہونچے خبر سواری بادشاہ اور عماد الملک کے ہمراہ ہونے کے لشکر تمام سردارون اور افسرون اور
قائدہ خیل نے امراے اربعہ کی ترک رفاقت کرکے بعضے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اکثر گوشہ اور
کنارے مین چھپے منقول ہے کہ اس دن مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ متحقق ہوا اور
اکثر محلے احمد آباد کے بیچ تحریک سیف و سنان غارت ہوئے اور محض تقدیر یزدان اور وجہ بہ سلطان سے
کوچہ و بازار مین اسقدر جوشن اور چار آئینہ اور خود و سپرون کے اور اسباب اور اونٹ اور بیل ایک
دوسرے پر پڑے ہوئے تھے کہ راستہ آمد و شد کا مسدود ہوگیا تھا اور امراے اربعہ سنگ تفرقہ اپنے شیشۂ
جمعیت مین دیکھکر اور گرد بدبختی کی اپنے چہرۂ حال پر مشاہدہ کرکے شہر سے نکل گئے برہان الملک کا جو جسم
سقیم تھا اور دم چڑھنے سے بھاگ نہ سکا قریب قصبۂ سرکیج نہر جامنی ٹھیرا اور کچھار مین پوشیدہ ہوا ایک
خواجہ سرایان سلطانی سے جو احمد گنبو کی زیارت کے واسطے جاتا تھا اُسکو دیکھکر پہچانا اور اُسے گرفتار کرکے
سلطان کی خدمت مین لایا سلطان نے اُسے فوراً فیل مست کے پانون سے ڈالکر پامال کرکے خاک
برابر کیا اور صفدر الملک نے مع ایک نفر اپنے تئین کرایان مین پہونچایا جو ایام دولت مین اُسنے ایک جماعت
انمین سے مقتول کی تھی اسوقت انکے وارثون نے پہچانکر تہ تیغ لیا اور اُسکا سر کاٹ کر اظہار خدمت کیواسطے
احمد آباد کیطرف بھیجا اور حسام الملک اپنے بھائی رکن الدین کوتوال کے پاس پٹن مین گیا اور وہان سے
دونون بھائی مالوہ کیطرف بھاگے اور صفی الملک بھی دستیاب ہوا جو چندان گناہ اُسکی نسبت عاید نہ تھا
قتل سے نجات پاکر دیپ مین محبوس ہوا **مثنوی** برگردد بخت آن سبک راے * کافزون ز گلیم
خود نہد پاے * مرغیکہ نہ اوج خویش دارد * ہنگام ہلاک پیش دارد * روبہ کہ زند طپانچہ بر شیر * پیداست
کہ دست کیست شمشیر * نیلوفلی زد آن سپہدار * کاندازۂ کار خود ندارد * اینجر فروش را چہ بہتر *
اینجر فروشی ای برادر * بر پایۂ قدر خویش نہ پاے * تا بر سر آسمان نہی پاے * اور بعد اس فتح
و نصرت کے عماد الملک نے قرار امور ملک سلطنت کو بسبب بدعہدی روزگار کے ناپایدار سمجھکر باختیار
خود ترک وزارت کی اور گوشۂ عافیت مین معتکف ہوکر معبود حقیقی کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوا

اور سلطان محمود نے بھی حقوق خدمات شائستہ اُسکے منظور نظر کیمیا اثر رکھکر اُسے معذور رکھا اور اُسکے بڑے
بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرق عطا کرکے امراے کبار کیا اور بادشاہی مین مستقل ہوکر
عدل و داد مین مصروف ہوا اور ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین نظام بہمنی والی محمد آباد بیدر ایک مکتوب
متضمن تغلب سلطان محمود خلجی اور آنا اُسکا ولایت دکن مین سلطان محمود گجراتی کے پاس بھیجکر اعانت امداد
کمک کا طلبگار ہوا اور سلطان محمود گجراتی نے بمجرد اطلاع اس حال کے سراپردۂ سرخ اور بارگاہ روانہ کرکے
امداد و کمک کی اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کی اور ارکان دولت اور اعیان حضرت یون عرض گذار ہوے
کہ داؤد خان ایک ہفتہ سے متکفل امر سلطنت ہوکر کمین فرصت مین آیا اور اطراف ولایت اور اقطار مملکت جیسا کہ
چاہیے اور لائق ہو ابتک ضبط مین نہ آیا ایسے وقت مین اپنے پایہ تخت کو خالی چھوڑنا اور دوسرونکی اصلاح امور
کیواسطے سوار ہونا چاہیے تامل اور تفکر ہی سلطان محمود نے باوجود اسکے کہ آغاز شباب تھا بیت ہنوزش
گرد گل نارستہ شمشاد ۔ ز سوسن سرو او چون سایہ آزاد ۔ بزبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اگر افلاک
اور عناصر ساتھ اس ہیئت اور روش کے آپسمین موافقت اور آمیزش نکرین نظام عالم کون و فساد مین
برابر فتور و خلل واقع ہووے اور اگر آدم ابوالبشر کی اولاد سلسلۂ محبت اور مشارکت کو توڑین بنیاد قانون
طبیعی انہدام قبول کرے مین قربۃً الی اللہ سلطان دکن کی امداد کرتا ہون یقین کہ بحکم باریتعالی مجھے اس یورش
مین کسیطرح کا ضرر نہ پہونچے گا ارکان دولت نے عرض کی کہ اگر سلطان نظام شاہ کی معاونت مین بجا ہین تو مناسب
یہ ہے کہ مالوہ کیطرف لشکر عظیم روانہ فرمادین کہ اُس ولایت مین جاکر انواع خرابی اور مزاحمت پہونچاوے تو سلطان
محمود یہ خبر سنکر بدحواس ہوکر دکن سے بھاگے یہ التماس بھی معرض قبول مین نہ پہونچی بلاتامل رایات نصرت
آیات مع سپاہ بیحد اور پانسو فیل کوہ پیکر بلند کیے اور دو منزل کو ایک کرکے جب ندربار مین پہونچا اور
خواجہ جہان کاوان کہ عمدہ اہل دکن تھا جریدہ اُسکے ملازمت مین حاضر ہوا اور اُس سے کمک لیکر سلطان
محمود کی جدال و قتال کیواسطے روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے متوہم ہوکر قلعہ محمد آباد بیدر سے کوچ کرکے
چاہا کہ مین دولت آباد کے راستہ سے اپنے ملک کیطرف راہی ہووے جب وہ راستہ لشکر گجرات سے مسدود
دیکھا عنان اشہب عزیمت ولایت برار کیطرف معطوف کیا اور مجبوراً راستہ سے کونڈوارہ مین آیا اور معمولہ
اور جنگل سے عبور کرکے مالوہ مین پہونچا اور بعد اسکے ایلچی نظام شاہ کا گجراتیون کے اردو مین آیا اور اُسکی
طرف سے عذر تصدیع قدوم کا طالب ہوا اور سلطان نے بمقتضی المرام اور دوستکام گجرات کیطرف حافظ حقیقی
کی ضمان حمایت مین معاودت فرمائی اور ۸۶۷ھ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین سلطان محمود خلجی نے دوبارہ
دکن کیطرف لشکر کھینچا اور سلطان محمود گجراتی سلطان بہمنی کے حسب الالتماس پھر دکن کی طرف بقصد اعانت
روانہ ہوا اور سلطان محمود نے یہ خبر سنکر دولت آباد تک تاخت کرکے غنیمت بہت دستیاب کی اور
اپنی ولایت کی طرف بخیر و سعادت مراجعت فرمائی بادشاہ گجرات بھی بعد اسکے کہ معذرت نامہ
نظام شاہ کا اور ایلچی مع تحف و ہدایا پہونچے بدولت و سعادت مقر حکومت کی طرف توجہ فرماکر فراغت
اور استراحت مین مشغول ہوا اور سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بیوجہ مسلمانون کی ولایت پہ جانا

مین اسلام اور مروت سے بعید معلوم ہوتا ہی اور بر تقدیر وقوع بلا جنگ پھرنا قبیح ہی اگر مین بہ متوطنان دکن کو اور ہونچیگا یقین جانیے ہم بھی مالوہ کی تخریب پر متوجہ ہونگے سلطان خلجی نژاد نے جواب بھیجا کہ جو ہمت عالی ن کی امداد پر مصروف تھی ہرگز اُس دیار کے باشندون کو مضرت نہ پہونچیگی اور ۸۵۹ آٹھ سو انسٹھ ہجری مین سلطان محمود مع فوج بیشمار قلعہ ماورا در بندرون کیطرف جو مابین گجرات اور کوکن واقع ہی روانہ ہوا اور اُس ولایت کے حاکم نے چند مرتبہ جنگ کرکے شکست کھائی اور ناچار ہو کر امان چاہی اور ملازمت مین حاضر ہوا اور قلعہ ولایت اور ولایت پناہ اسلام کے سپرد کی اور قلعہ ماورا قلاع ما دسے ہی در سر بفلاک کشیدہ اور محکمی اور سنگینی مین سد سکندری سے برابری کرتا ہی اسوقت تک ایسا قلعہ مسلمانون کے دست تصرف مین نہ آیا تھا اور راست ولایت و دونون نے کہ ایک ہزار موضع اُسکے تحت مین تھے اور اُس قلعہ کے استظہار کے سبب بادِ غرور اپنے کاخ دماغ مین بھر کر اشکار اور ذخیرہ بہت اپنے پاس فراہم کیا تھا اور ایک جماعت دیو سیرت غول طبیعت کو راستون کے سرون پر تعین کرکے مسافرون اور مترددون کی راہزنی کے واسطے مشغول رکھتا تھا **بیت**

عیاری جہان رومی سپردی + کہ بینی ازمیان چشم بردی + سلطان خزائن اور دفائن پر متصرف ہوا اور اُسی وصہ مین اُسے کو خلعت اور کمربند اور شمشیر طلا سے سرفراز کیا اور وہ قلعہ اور ولایت اُسے بخشا اور غنائم بقیاس لیکر احمد آباد کیطرف معاودت کی اور شہر کی آبادی اور رعایا برایا کی تفتیش حال مین مشغول ہوا اور ۸۷۰ آٹھ سو ستر ہجری مین شکار کیواسطے احمد نگر کیطرف سوار ہوا اور اثنا ے راہ مین ایک دن بے سبب ظاہری بہاء الملک بن الف خان نے ایک سپاہی کو قتل کیا اور خوف قصاص سے اپنا کیطرف بھاگا اور سلطان نے یہ خبر سنکر ملک حاجی اور عضد الملک کو کہ معتمد مہمات بادشاہی تھے بہاء الملک کی گرفتاری اور تعاقب کیواسطے نامزد فرمایا اُنھون نے تھوڑی دور جاکر بہاء الملک کی جانب داری کی اور یہ تزویر اپنے دلمین سوچے یعنی دو آدمی جو کہ بہاء الملک کے ملازم تھے اُنھین کچھ مال پر فریفتہ اور راضی کرکے فہمائش کی کہ روبکاری کیوقت تم اظہار کرنا کہ ہم قاتل ہین بادشاہ رحیم ہی تمھارا جرم معاف کریگا او قطع نظر اُسکے سلطان بے مشورہ ہمارے تمھارے قتل کا حکم جاری نفرماویگا اور جو کہ پیمانہ عمر اُنکا آب بقا سے لبریز ہو چکا تھا اپنے صاحب قدیم کیطرف سے جیسا کہ سکھلایا تھا بادشاہ کے حضور مین اقرار کیا اور سلطان نے بفتواے علما اُن ناجرمون کو حکم قتل دیا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ میر محمد صالح ہمدانی نے کہ جسکے پاس چند موے مشکبو سے سید کائنات حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود ہین اس دیار مین تشریف ارزانی فرمائی ہی نہایت محظوظ ہوکر بشرت ملاقات اُس بزرگوار کی زیارت موے مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم سے اختصاص پایا اور صفائی نیت کے باعث عیسی سیرت یوسف صورت خاص وعام پر ظاہر و باہر ہوا اسکواسطے کہ بعضے سلاطین جوانس خاقان سکندر رایت کے ہمعصر تھے اُنھون نے ہرچند کوشش کی کہ اُس جوہر لطیف کی زیارت سے سرفراز ہون میسر نہوئی اور موے مبارک اُس ظرف نقرہ سے کہ جسمین محافظت کرتے تھے برآمد ہوئے اور جب سلطان فریدون شوکت سر صدق دیا سے اخلاص سے لوازم استقبال بجالایا اور زیارت کیواسطے اُس بیت الشرف مین حاضر ہوا مقربان درگاہ نے عنبر وعود مجمر طلائی اور نقرئی مین سلگا کر بخور کیا اور تحفہ

سلام وصلوات نثار روح پر فتوح دوحۂ چمن نبوت سرو گلشن ہدایت کیا مافتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا مویہائے شفیق رو زجزا ظرف معصمت نقرہ سے خود بخود برآمد ہوئے اور علم نور کیطرح سر کھینچا اور راس شاہ پیر و شریعت مصطفوی نے انکی زیارت کے باعث سر افتخار و مباہات کا اوج سماوات پر پہونچایا اور بعد ۱۰۲۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری خیر البشر سے رایات اعجاز طراز اس سلطان عرصۂ محشر کے مرتفع ہوئے اور میر محمد صالح کو بانعام شاہانہ غریق بحر احسان کیا اور جب ہلال عشرۂ محرم الحرام سنۃ مذکور سپہر نیلگون پر نمود ہوا سلطان نیک اعتقاد نے بدستور سنین ماضیہ تعزیت امام الثقلین ابا عبداللہ الحسین میں اشتغال کیا اور میر محمد صالح کو یہ پیغام دیا کہ میں تمھارے جد امجد کی تعزیہ داری میں مصروف ہون اگر آپ اپنے نور حضور موفور السرور سے دار الامارۃ کو منور اور مزین فرما دین اور چند روز اس ملک میں رونق افزا رہین ۔ بیست از ان طرف نہ پزیرد کمال تو نقصان ۔ وزین طرف شرف روزگار ما باشد ۔ آنحضرت سیادت منقبت نے بموجب اذا دعیتم فاستجیبوا کے عالم پناہ کی ملتمس قبول کی اور بصحابت موے عنبر بوے بقافلہ سالاری کاروان وجود روانہ ہوئے اور قدم میمنت لزوم قلعۂ ارک بیجاپور مین رکھا اور سلطان نے پیادہ کئی کوس بے نقارہ دکوس استقبال کیا اور بعد حصول نقد سعادت سجدات شکر باری بجالایا اور اعیان دولت اور ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ ہمیشہ حضرت سیادت منقبت کے روبرو حاضر ہو کر شرط ضیافت اور مہمان نوازی مین مصروف رہو اور حسن وجوہ سے ترتیب سامان کرو اور سید معزی الیہ کا جس چیز کیطرف ارادہ متعلق ہوا اسے پردہ تو تف اور تاخیر مین نہ ڈالو اور عالم پناہ خود بھی بنفس نفیس میر محمد صالح کے پاس جاکر باعطاے نقود وجواہر فراوان اور اعطاف والطاف بیکران سے مسرور رکھتا تھا اور جب ماہ محرم آخر ہوا اور ہلال شہر صفر چرخ پر نمود ہوا مکارم اخلاق خسروانہ متقضی اسکے ہوا کہ از سر نو مہمان عزیز پر نوازش مبذول فرما کر جو کچھ مذہب مروت اور فتوت مین سماوے ظہور مین پہونچا دے اس سبب سے دس بارہ ہزار ہون نقد اور چند بقچہ اقمشۂ فاخرہ سے کہ خامۂ مقطوع اللسان اسکی شرح سے قاصر ہو سید ممدوح کو ارزانی فرمائے اور حکم دیا کہ جو کچھ آپکا مدعا اور مقصود ہو اسے بیان فرمایئے تو خواہش کے موافق طریق سلوک جاری ہوگا میر محمد صالح نے اسکے واسطے دست دعا بلند کر کے یہ جواب دیا الحمد للہ علی احسانہ کہ افضال الٰہی اور میامن التفات شاہی سے نہال مدعا یہ ثمر مراد بار در ہوا اور ترشح سحاب عنایت خدایگانی سے گل شاخسار چمن خاطر تازہ اور تر ہوا اور اب جس ارادہ نے کہ دل مین ظہور کیا وہ طواف بیت اللہ ہے چاہتا ہون کہ شاہ سپہر قدرت فضا مرتبت کی توجہ سے خانۂ خدا کی زیارت سے بھی مشرف ہون اسوقت تک کہ عمر عزیز کے اسی برس گذرے ہین اب اماکن شریفہ یعنی مدینۂ منورہ اور نجف اشرف اور کربلاے معلی مین عصاے مسافرت ہاتھ سے ڈالکر مدت العمر دعاے بقاے عمر دراز دیا و دولت مین اشتغال کردن عالم پناہ جو ہمیشہ ہمت والا نہمت حصول سعادت دارین مین مصروف رکھتا تھا اسواسطے لب اسکے حل مطلب کیواسطے کھولے اور عمال جہاز کو حکم دیا کہ ساز و سرانجام زاد راہ کا مہیا کر کے سید معزی الیہ کو مکۂ معظمہ کیطرف روانہ کرین اور وہ خلاصۂ اولاد سید المرسلین شہنشاہ دجم جاہ کی دعا و ثنا مین رطب اللسان ہوا اور رخصت کیوقت دو موے عنبر بوے حضرت رسالت پناہ صلعم کے سلطان صوری اور معنوی کو عنایت فرمائے

اور اسیوقت شاہ نے اُن بالونکو حقہ طلائی مین رکھکر سر اُسکا محکم باندھکر اُنکو چھوڑا شب ہاے جمعہ اور ایام متبرکہ مین لوازم زیارت ظہور مین پہونچاتا تھا اور اُسکے میامن برکات سے فتوحات بے انتہا بادشاہ ذوی الاقتدار کے شامل حال ہوتے تھے اور اُسکی دولت کا ستارہ روز بروز ترقی پر تھا

ذکر آنا سپاہ کینہ خواہ مغل کا ولایت نظام شاہی مین اور برپا ہونا مملکت دکن کا فتنہ و فساد نا متناہی سے

مثنوی عامل این سکہ کامل عیار * عامر این گلشن دائم بہار * بلبل رنگین گل این بوستان * ساقی گلگون مل این داستان * پردہ اس عرائس اخبار کے رخسار سے بدست اظہار کھولکر عارفان بصارت آئین کی نظر مین یون جلوہ دیتا ہے کہ بسبب بعضے مقدمات کے جو سابق مین مذکور ہوئے امراے نظام شاہی ابراہیم نظام شاہ کو قتل کیے جبیل سے بحال احمد نگر کیطرف روانہ ہوئے اور بعد وصول منزل مقصود اُنکے درمیان سے منجھو خان بیگی کنجی قلعہ و خزانہ کرکے تصرف مین لایا اور اپنے عزیز اور قوم کو کثرت سے امور سلطنت پر دخیل کرکے نشان شوکت و حشمت کا بلند کیا اور بعد گفتگوے دراز اور قیل و قال بسیار اس نہج پر کہ داستان نظام شاہیہ مین تحریر آئی احمد شاہ بن شاہ طاہر کو ماہ ذیحجہ کی دسوین تاریخ روز پنجشنبہ سنہ آٹھ سو چہتر ہجری مین تخت سلطنت احمد نگر پر متمکن کیا اور ہر ایک ساتھ ایک منصب اور خدمت کے سرفراز ہوا اور میان منجھو بدستور سابق امر وکالت و نیابت پر کہ درگاہ سلاطین مین اُس سے رفیع تر کوئی مرتبہ نہین تھا ممتاز اور سرفراز ہوا اور بعد دس پندرہ روز کے جب امراے معتبر کو معلوم ہوا کہ احمد شاہ ملوک کی اولاد سے نہین ہے بلکہ ایک مرد اجنبی ہے سب اتفاق کرکے چاہتے تھے کہ اُسے تخت سلطنت سے اُٹھا کر بہادر شاہ ولد ابراہیم شاہ مقتول کو تخت پر بٹھاوین میان منجھو نے یہ امر قبول نکیا اور امراے حبشی و دکنی کے درمیان جدال و قتال کی نوبت پہونچی میان منجھو مضطرب ہوکر قلعہ مین قلعہ بند ہوا اور مولدون اور حبشیون نے قلعہ کو گھیرا اور جب کام اہل قلعہ پر تنگ کیا میان منجھو نے عاجز ہوکر آدمی معتبر گجرات کیطرف سلطان مراد بن جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے پاس بھیجکر شاہزادہ کو طلب کرکے درخواست کمک کی شاہزادہ بدین سبب کہ باپ کیطرف سے احمد نگر کی تسخیر کیواسطے مامور تھا بلا توقف مع لشکر آراستہ بتعداد تیس ہزار باتفاق خانخانان سلطان پور اور ندربار کے رستہ سے احمد نگر کی سمت متوجہ ہوا اور بلا مزاحمت دشمنون کے احمد نگر مین پہونچکر میان منجھو سے طالب قلعہ اور ملاقات ہوا میان منجھو جیسا کہ اپنے مقام مین تحریر ہوا بیشتر امراے مخالف پر غالب آیا تھا شاہزادہ کے طلب قدم سے پشیمان ہوکر مقام انکار اور ممانعت مین ہوا اور حتی المقدور قلعہ احمد نگر کو غلہ اور آذوقہ اور خیل و حشم سے پُر کیا اور قلعہ کو انصار خان دکنی کے کہ اُسکے جملہ انصار سے تھا سپرد کرکے خود بہ قصد فراہم لانے سپاہ اور طلب مدد عالی حضرت عدالت دستگاہ احمد شاہ کی ملازمت مین مع آٹھ ہزار سوار کہ آپسمین رفاقت اور موافقت اختیار کی تھی ولایت بیر کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر پائی کہ سپاہ مغل نے قلعہ احمد نگر کو محاصرہ کیا ہے اور چاند بی بی سلطان اُنکے مدافعہ مین مصروف ہوئی لشکر احمد نگر کے فراہم لانے مین دیر ہو رہی تھی لیکن جو کام ضائع اور ابتر ہو گیا تھا اور کوئی کسیکے فرمان اور اطاعت مین نہ تھا میان منجھو کی کوشش اور تدبیر مفید نہوئی کسواسطے کہ مردم نظام شاہی تین گروہ ہوئے اہنگ خان حبشی نے شاہ علی بن برہان شاہ بن احمد نظام شاہ بحری کے چتر سر پر بلند کرکے بادشاہ بنایا اور اخلاص خان

حبشی نے موتی نام ایک شخص مجہول النسب کو خاندان نظام شاہیہ سے منسوب کرکے اُسکے سر پر چتر بلند کیا اور میان منجھو نے احمد شاہ کو اپنی حکومت کا دست افراز کرکے خطبہ اُسکے نام پڑھا اور تینون فرقہ احمد نگر کے جو سپاہ مغل کے محاصرہ مین تھے خاموش ہوکر اس اندیشہ مین ہوئے کہ آپس مین تاخت لاکر اور ایک دوسرے کو قتل کرکے نام شاہی ایک شخص پر اطلاق کرین اور کثرت کو وحدت پر منحصر کرکے اُسوقت لشکر مغل کے مدافعہ مین قیام کرین اور چونکہ یہ امر بدون طول ایام میسر نہو سکتا تھا اور یہی دغدغہ تھا کہ جو شخص شکست کھاکر خستہ و خوار ہوگا وہ بیشک بھاگ کر مغل کے پاس پناہ لیگا اور وہ زور پکڑینگے اور مملکت احمد نگر جلد اُنکے تصرف مین آویگی شہنشاہ عدالت پناہ نے بمقتضاے راے رزین تینون صاحب چتر کو یہ پیغام دیا کہ اسوقت آپس مین مناقشہ کرنا اور تلوار غلاف سے نکالنا مناسب نہین ہے چاہیے کہ پہلے احمد نگر کو محاصرہ کی تنگی سے خلاص کرو بعد اُسکے جو شخص حکومت اور سلطنت کے شایان ہوگا بادشاہی ساتھ اُسکے مقرر ہوگی سلاطین ثلثہ جو حضرت کے فرمان سے تجاوز نکر سکتے تھے سبھون نے سر خط فرمان پر رکھکر بساط منازعت لپیٹی اور باتفاق ایلچی معتمد درگاہ عالم پناہ مین بھیجکر طالب کمک ہوے انھین سے میان منجھو نے اپنے بیٹے میان حسن اور شاہ محمود مرتضی خان انجو کو ہمراہ عرائض بیجاپور کیطرف روانہ کیا اور یہ جب منزل مقصود مین پہونچے اور حاشیہ بساط بوسی سے مشرف ہوے پیغام گذرانا بادشاہ جم جاہ نے تمام ہمت والانہمت نظام شاہیہ کی امداد اور اعانت مین مصروف فرمائی اور فرمان واجب الاذعان احضار سپاہ کیواسطے تحریر فرمایا چنانچہ عرصہ قلیل مین امرا و افسران سپاہ ممالک محروسہ کے اطراف واکناف سے مع شیران بیشۂ پیکار و ہزبران میدان کارزار سریر خلافت کیطرف متوجہ ہوے اور قوائم سلطنت کو بوسہ دیکر دار الخلافت کے نواح کو خیمہ و خرگاہ اور سائبان سے رشک سپہر زنگار کرکے نشان اخلاص بلند کیا **مثنوی** سپاہی چو دریاے جوشان بجنگ ✤ ہمہ تیز کردہ بہ پیکار چنگ ✤ ہمہ جنگ را تنگ بستہ میان ✤ بگردن برآوردہ گرزہ گران ✤ بخون آب دادہ ہمہ تیغ را ✤ سنان بر جگر دوختہ میغ را ✤ زدہ ہرطرف خیمہ و سائبان ✤ سہ فرسنگ را از کران تا کران ✤ کران تا کران زیر چرخ کبود ✤ سراپردہ و خرگہ و خیمہ بود ✤ اور اس عرصہ مین مہد علیا چاند بی بی سلطان کے خطوط بھی مشتمل عجز و آہ فائقہ اور متضمن استعانت و امداد و بلدۂ فاخرۂ بیجاپور مین متواتر پہونچے اور امیر کبیر صاحب تدبیر خانخانان زمان یعنی شاہ نواز خان وہ نوشتہ سلطان جم اقتدار کی نظر مین درلایا اور جب مضمون اُسکا ضمیر انور پر واضح ہوا شہنشاہ عادل نے کہ عقل اول یعنی جبرئیل باوجود اس ذہن و ذکا کے اُسکے مکتب دانائی مین مودب بیٹھکر تحصیل کمال کرتا تھا اور فی الواقع باوصف اس تمام مرتبہ کے اُسکی مجلس ہوشیاری مین انگشت تحیر دندان تفکر مین دابکر ساتھ عجز و قصور کے اقرار کرتی تھی نسبت خویشی اور حقوق ہمسایگی منظور رکھکر معتمد الدولہ سہیل خان خواجہ سرا کو جو رسوم بہادری اور جوانمردی مین تاریخ داستان دستان تھا سپہ سالار کرکے مع تیس ہزار سوار خنجر گذار اور پیادہ بیشمار نظام شاہیہ کی کمک اور معاونت کیواسطے نامزد کیا منجھو خان اور اخلاص خان اور تمام امراے نظام شاہی کو فرمان ارسال فرمائے کہ تم سب مع اپنی تمام جمعیت اور فوج شاہ درک ۱۰۰۲ھ
کے اطراف مین سہیل خان سپہ سالار سے ملاقات کرکے باتفاق و وفاق تمام منزل مقصود کیطرف

وارد ہو چنانچہ حسب الحکم مجنون خان بیگی اور خداوند خان حبشی اور باقی افسران سپاہ حوالی شاہ درک مین سہیل خان
سے ملحق ہوئے میدان کو وہان مومنون نے فوج کی کثرت سے تنگی قبول کی اور مہدی قلیخان سلطان ترکمان بھی
محمد قلی قطب شاہ کے حکم کے موافق مع لشکر تلنگ سہیل خان سے جا ملا شہزادہ نے یہ اخبار سنکر خانخانان اور
صادق محمد خان اور امرائے اکبری کو طلب کرکے مشورے کے واسطے انجمن منعقد کی چنانچہ سب بعد گفت و شنود
کہنے لگے کہ حیلہ بلند کرنے سرکوب یعنی دمدمہ قلعہ کے مقابل اور پاٹنے خندق کے کمند تسخیر کنگرہ حصار میں اگرچہ
نہین ڈال سکتے ہر چند ہمنے خندق کو خاک و چوب و سنگ سے پاٹا اہل قلعہ نے خالی کیا اور ہر چند ہمنے دمدمہ
قلعہ کے مقابل بلند کیا انھون نے بھی اسکے مقابل ایک برج قلعہ کے برجون سے از سر نو تعمیر کرکے سر اسکا فلک تک
پہونچایا اور ہماری تدبیر کو درہم برہم کیا اسواسطے اب کوئی اور علاج اندیشہ کرنا چاہیے کہ جب تک لشکر دکن اس
حدود مین پہونچے نقد مراد ہاتھ آوے سے پہلے یہ قلعہ بہار تفاع مفتوح ہووے سبھون نے استخارہ و استشارہ دیکھکر
متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہا کہ علاج تسخیر اس قلعہ کیوان نظیر کی منحصر کھودنے سرنگون اور مسمار کرنے ارکان دیوار
اور برج پر ہے سلطان مراد نے یہ امر قبول کیا اور اہل قلعہ کی عدم اطلاع کیواسطے دروازے دخول اور خروج
کے اسطرح سے متحصنان پر مسدود کیے کہ پیک خیال کو آمد و شد کی مجال نہ رہی اور بہت نقبون کے کھودنے پر مصروف
تھی غرضکہ شب و روز نقب زنان آہنین چنگ فرہاد طاقت اپنے کام مین مشغول ہوئے اور شاہزادہ کے مورچہ کیطرف
سے پانچ مقام پر تنگنائے سے دیوار حصار کو جوف سپہر کیطرح مجوف اور مشبک کیا اور رجب کی پہلی تاریخ شب جمعہ کو
کہ لیالی اربعہ اور لیلۃ الرغائب بھی نقبون کو تیار کرکے باروت اور توپ و تفنگ سے مملو کرکے سوراخ انکے گچ اور
پتھر سے بند کیے اور چاہتے تھے کہ کل جمعہ کے دن بعد از نماز آگ دیکر مضمون جعلنا عالیہا سافلہا ظاہر کرین
کہ ناگاہ خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کے لشکر مین رہتا تھا از راہ شفقت و مہربانی اسنے شب تاریک مین
اپنے تئین قلعہ مین پہونچایا اور اہالی قلعہ کو موضع نقب سے خبردار کرکے رہین احسان کیا اور سب چھوٹے
بڑے چاند بی بی سلطان کے حکم کے موجب اس رات کو نقب بگاڑنے اور باروت نکالنے مین مشغول ہوئے
اور جن مقامون کو کہ گمان سرنگ کا رکھتے تھے کھودتے تھے چنانچہ روز جمعہ کی نماز تک دو سرنگ کا پتہ لگا کر
باروت نکال ڈالی اور دیگر نقبون کے سراغ مین تھے کہ شاہزادہ مراد اور صادق محمد خان اور تمام امرانے بدون
مشورہ خانخانان مسلح اور مکمل ہوکر قلعہ کے مقابل افواج آراستہ کرکے ایستادہ ہوئے اور یہ نیت کی کہ جب
سرنگ آگ دینے سے اڑے اور قلعہ کی دیوار اور برج گرین اور رخنہ ظاہر ہو ہم دھاوا کرکے قلعہ مین داخل ہوکر
رایات نصرت آیات بلند کرین اور فتح شاہزادہ کے نام مشہور کرکے خانخانان کو اس نیکنامی کارنمایان سے محروم
رکھین اتفاقاً جب نقبون مین آگ دی تین نقب اڑین اور قلعہ کی پچاس گز دیوار گری شاہزادہ و صادق محمد خان چونکہ
اور سرنگون کے خالی ہونے اور رکنے سے خبر نہ رکھتے تھے اہل قلعہ کو فرصت ہوئی توپ اور ضرب زن ان رخنون مین
قلعہ مین دھاوا کرنیکے واسطے مامور کرتے تھے اہل قلعہ کو فرصت ہوئی توپ اور ضرب زن ان رخنون مین جتنے کی
بعد گرنیکے ہوگئے تھے نصب کین اور نشان ہا خدا ورمکارہ بہ کاملہ کیا یہانتک کہ دمات کو کسی سپاہ مغل کی مجال نہ تھی کہ قلعہ کے
گرد پھرے اور دلکو تمام ادنی اعلی مردم قلعہ حتی کہ عورتون نے نہایت کوشش سے اس رخنہ پر دیوار کھینچا تھین کہ ملبہ کی

شاہزادہ اور صادق محمد خان اسکی فتح سے مایوس ہوئے اور اسکے بعد سہیل خان مع لشکر دکن احمد نگر کیطرف متوجہ ہوا اور انکی آمد میں ایک نخط مدد واندازے زیادہ پڑا سلطان مراد اور صادق محمد خان لڑائی سے دست کش ہوئے اور ناچار ہوکر خانخانان سے اس امر مین مشورہ کیا خانخانان نے صادق محمد خان سے ناسازی کے سبب یہ بات کہی کہ اعیان درگاہ کے ولمیں جو آوے مین صلاح اور فلاح ہوگا لیکن جب مبالغہ اور گفتگو حد سے گذری سب متفق ہوئے اور اپنے مکابرہ سے اظہار ندامت کی اور شرمندہ ہوئے خانخانان نے دولتخواہی اکبر بادشاہ کی منظور رکھکر کہا جو لشکر سلاطین دکن تدبعد کمک اہل قلعہ کوچ بر کوچ اور فوج فوج آتا ہی اور غلہ اور روغن اور تمام اشیاے مصارف ضروری کچھ اُردو مین باقی نرہا گھوڑے اور آدمی فاقہ کشی سے کمزور ہوگئے ہین اس وقت جنگ مین مصروف ہونا دشواری سے خالی نہین ہے بہتر یہ ہے کہ یہان سے کوچ کرکے مملکت برار کی طرف جاکر اُس حدود کو مفتوح کرین اور اسکے بعد وہ ولایت جیسا کہ چاہیے لائق ہے ہمارے تصرف مین آوے اور رعیت اور باشندے وہان کے ہماری حکومت پر راضی اور شاکر ہون ہم پھر اسطرف متوجہ ہوکر قلعہ احمد نگر کو فتح کرین شہزادہ اور تمام آدمی کہ ضروریات معاش کے مفقود ہونیسے محزون اور غمگین تھے اس امر مین خانخاناں کے شریک ہوئے اور بانگ اتفاق رکی اُسکے قبضہ اقتدار مین چھوڑ دی خانخانان اور سید مرتضیٰ خان سبزواری کہ قبل اسکے مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد مین سپہ سالار لشکر برار تھا اور اسوقت امراے اکبری مین انتظام رکھتا تھا اُسنے اپنے حسن تدبیر سے ایسا کیا کہ چاند بی بی سلطان حکام دکن اور اپنے امراے دولتخانہ سے پوشیدہ صلح پر راضی ہوئی پھر ایک جماعت دونون طرف سے درمیان مین آئی اور یون عہد و پیمان درمیان مین لائی کہ ولایت برار جسقدر کہ تفالنخان کے قبضہ مین تھی شہزادہ مراد کے تعلق رہے اور باقی ممالک قلعہ مہور سے بندر چیول تک اور پرندہ سے دولت آباد اور سرحد گجرات تک احمد نگر کا حاکم اُسپر قابض ہووے اور اس بارہ مین طرفین نے قسمین شدید اور سوگند سخت کھائین اور عہد نامے لکھکر اکابر دولت کی مہرین ثبت کرکے ایک نے دوسرے کے حوالے کیا اُسکے بعد سہیل خان مع لشکر دکن احمد نگر کے چھ کوس پر پہونچا خانخانان کوچ کرکے شہزادہ کے ہمراہ کانی قصبہ جتور کے راستہ سے بجانب ظاہر دولت آباد کیطرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر سہیل خان کو پہونچی امراے دکنی اور حبشی نظام شاہی احمد شاہ اور میان منجو کی رفاقت ترک کرکے احمد نگر کیطرف روانہ ہوئے اور بہادر شاہ کو جو تین برس کا لڑکا تھا چاند بی بی سلطان کے حکم کے بموجب جوند سے طلب کرکے تخت پر جلوہ گر کیا اور سہیل خان نے چند روز کے عرصہ مین باتفاق میان منجو اور احمد شاہ بیجاپور کیطرف روانہ ہوا

ذکر شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی جہانبانی کا

جسوقت کہ سلطان مظفر کی بیماری نے طول کھینچا اُسکے فرزندان شاہزادہ سکندر خان اور شاہزادہ لطیف خان کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعض اسکی طرف اور کچھ لوگ اُسکی طرف شریک ہوئے لیکن بسبب اسکے کہ سلطان مظفر نے اُسے وصی کیا تھا اکثر امراے کبار مثل عماد الملک اور خداوند خان اور فتح خان شاہزادہ سکندر خان کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خان ناچار ہوکر اپنی جاگیر نندربار اور سلطانپور مین گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبیعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور باپ کی

میت سرخیج کیطرف بھیجکر لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور تیسرے دن یعنے بعد سوم تعزیت سے برخاست
کرکے محمد آباد اور چینانیر کیطرف نہضت فرمائی اور جب قصبۂ انتوہ مین پہونچا وہانکے بزرگون کی زیارت کی
اور یہ بات سمع مبارک مین پہونچی کہ شیخ چہو کہ فرزندان قطب عالم سید برہان الدین سے ہین اُنھون نے فرمایا ہی
کہ سلطنت شاہزادہ بہادر خان کیطرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر سنکر محزون ہوا اور حرف نا
لائق شیخ چہو کی نسبت زبان پر جاری کرکے آنکی مذمت کی اور جب چینانیر مین پہونچا اپنے خدمتگارونکو جو ایام
شاہزادگی کے ملازم تھے اُنکے حال پر نوازش کرکے ولایتین دین اور اپنے باپ دادا کے امرا پر تلطف اور تفقد روا
نرکھا اسوجہ سے تمام امرا دلگیر اور آزردہ ہوکر امیدوار تقدیر خداوندی ہوئے مخصوصاً عماد الملک حبشی جو انتخاب
مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعضے شہرت یافتہ ایسے سلطان
سکندر سے حرکات ناشائستہ صادر ہوئین اور ایکبارگی تمام سپاہ اور رعیت کا دل اُس سے بیزار ہوا اُس کا
زوال خدا سے چاہتے تھے سلطان نے ایک دن مجلس آراستہ کرکے امرا اور اعیان مملکت کو خلعت فاخرہ عنایت
کرکے ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام فرمائے جب زیادہ تر بیجا صرف اور بے اعتدال ہوا خلائق بہت اذیت
پانے لگی اور بہت تخت نشینی شاہزادہ بہادر پر موقوف کی سلطان سکندر اپنے کردار اور افعال سے پشیمان
ہوکر اپنے مآل کار مین متفکر اور ہراسان ہوا اسی درمیان مین معلوم ہوا کہ شاہزادہ لطیف خان ندربار اور سلطانپور
مین خیال شاہی کا رکھتا ہی اور منتظر وقت ہی اسواسطے سلطان سکندر نے ملک لطیف کو خطاب شرزہ خانی انعام
کرکے شاہزادہ لطیف خان کے دفع کیواسطے بھیجا اور ملک لطیف نے ندربار کی سرحد پر جاکر
دریافت کیا کہ شاہزادہ لطیف خان کوہستان مونگا اور جے پور کے جنگل مین رہتا ہی بے تامل جنگل بھیور مین گیا
راجہ جے پور اعتماد جنگل اور قلبی مکان پر کرکے جنگ پر آمادہ ہوکر اُسکے مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع جماعت
سرداران نامی شہید کیا اور جب راستہ فرار کا مسدود کیا راجپوتون نے پیچھے سے آنکر ایک ہزار اور
سات سو آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کرکے منتظر نتیجہ کے
رہے اور سلطان سکندر نے قیصر خان کو مع لشکر گران اُس گردن شکوہ کی گوشمال کیواسطے تعین کیا اور علاوہ
اس احوال کے امراے مظفری جو شرارت مین موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہتے تھے کہ شاہ سکندر تیرے
قتل کی تدبیر مین ہی ہمنے ازراہ دولتخواہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اُس گردن شکوہ کے کہنے سے
خوف ہوا اور اس تدبیر مین پڑا کہ جسطور سے ممکن ہو شاہ سکندر کو دفع کرکے شاہ مظفر کے فرزندان سے ایک کو تخت
سلطنت پر قائم کرون اور مین خود مہمات مالی اور ملکی مین مشغول ہون چنانچہ ایک روز شاہ سکندر سیر کیواسطے سوار ہوا
عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کرکے اُسکے قتل کیواسطے پیچھے سے روانہ ہوا لیکن فرصت نپائی اثناے راہ مین ایک
شخص نے صورت حال سلطان سکندر سے ظاہر کی شاہ سکندر نے سادہ لہجے سے جواب دیا کہ خلائق چاہتی ہی کہ امرا
اور غلامان مظفر شاہی کو آزار پہونچاوے عماد الملک شاہی ہمارے بندہ ہاے موروثی سے ہی کیونکر اس امر قبیح کا
مرتکب ہوگا لیکن یہ خبر سنکر متاثر اور متالم ہوا ایک خاصان اور محرمان سے فرمایا کہ کبھی کبھی جو درمیان عوام
کے مذکور ہوتا ہی کہ شاہزادہ بہادر خان تسخیر گجرات کیواسطے دہلی سے آتا ہی اس سبب سے ہمارا دل

پریشان ہوا تھا اُسی شب کو قدوۃ السالکین سید جلال بخاری اور شاہ عالم اور شیخ جیو اور ایک جماعت مشائخ کو خواب مین دیکھا اور سلطان مظفر بھی اُنکی خدمت مین حاضر تھا اُس نے یہ کہا کہ فرزند میرا اسکندر مرے تخت سے اُٹھے اور شیخ جیو نے بھی فرمایا کہ اُٹھ کہ یہ جگہ تیری نہین ہو تخت مظفر شاہی کا وارث شہزادہ بہادر ہی جب صبح کیوقت خواب سے بیدار ہوا اُسیوقت ایک شخص کو طلب کرکے اپنا خواب اُس سے بیان کیا اور اُس خواب سے پریشان ہوکر تفریح دل کیواسطے چوگان بازی کے لیے سوار ہوا اور غایب سے بعضے شخصون نے اطلاع پائی سلطان سکندر بعد ایک پہر کے اپنے دولتخانہ مین تشریف لایا اور خاصہ نوش کرکے استراحت فرمائی سب امرا اور مخصوص اپنے مکانون پر گئے شعبان کی انیسوین تاریخ ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری مین عماد الملک باتفاق امرا اور اعیان مملکت مثل بہاء الملک اور داور الملک اور سیف خان اور دو نفر غلام ترک مظفر شاہی اور ایک نفر حبشی سلطان سکندر کے دولتخانہ مین در آیا اور اُس جماعت سے جو اُسکے ہمراہ تھی یہ بات کہی کہ اِس محل کی عمارت عجائب روزگار سے ہی تماشا کرو جب یہ حوض کے قریب پہونچے نصرت الملک اور ابراہیم بن جوہر وہان موجود تھے اُس جماعت نے اُنھین دیکھکر تلوار میان سے لی اور اُنپر حملہ کیا اور وہ دونون بھی تلوار کھینچکر جنگ مین مشغول ہوے لیکن اُنکی تلوار نے کام نہ کیا آخر وہ ناکام مارے گئے پھر وہ جماعت سلطان سکندر کے خوابگاہ کیطرف متوجہ ہوئی سید علم الدین جو سلطان کے پلنگ کا پہرہ دیتا تھا اس حال کو مشاہدہ کرکے دست بشمشیر ہوا اور دو آدمی کو زخمی کرکے خود بھی شہید ہوا اور اُنھون نے شاہ کے پلنگ کے قریب جا کر دو تین وار تلوار کے لگائے اور شاہ مظلوم ہراسان ہوکر پلنگ سے کود کر زمین پر آیا اُنھین سے ایک سنگدل نے ایسی ضرب تلوار کی ماری کہ سلطان سکندر شربت شہادت نوش کرکے جنت کیطرف خرامان ہوا مدت اُسکی حکومت کی تین مہینے سترہ دن تھی

تذکرہ سلطان محمود بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی شاہی کا

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے باتفاق بہاء الملک فوراً نصیر خان کو حرم سرا سے برآورد کرکے تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا اور شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا خوف وہراس سے اطراف مین پراگندہ ہوے اور اُنکے مکان لٹ گئے اور سلطان سکندر کی لاش موضع ہالول کیطرف کہ جینا نیر کے متعلق ہی بھیجکر پیوند زمین کی اور امرا اور اعیان گجرات بالضرورت آنکر تہنیت خوان ہوے عماد الملک بطریق عمل درآمد امرا اور اعیان کو خلعت دیکر تسلی کرتا تھا اور خطاب دیتا تھا ایک سوا کاسی امرا کو خطاب دیا لیکن اُن کا مواجب یعنے تنخواہ کچھ اضافہ نہ کی اسواسطے اکثر لوگ انتظار شہزادہ بہادر کے آنے کا کھینچتے تھے اور اُسکے طلب مین رسل و رسائل بھیجتے تھے خصوصاً خداوند خان اور تاج خان اس بارہ مین دوسرون سے زیادہ سبقت کرتے تھے اور جسوقت شہزادہ بہادر نے جانپور مین خبر فوت سلطان مظفر کی سُنی بہ تعجیل گجرات کیطرف روانہ ہوا عماد الملک نے سراسیمہ اور مضطرب ہوکر برہان نظام شاہ بحری کو بذریعہ عرضی زر خطیر بھیجکر سلطانپور و نندربار کی سرحد پر طلب کیا اور مالپور کے راجہ کو بھی کتابت کرکے محمد آباد جینا نیر کی سرحد پر بلایا اور نہایت ہوشیاری اور دور اندیشی سے حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ کو عرضداشت لکھی کہ اگر کچھ فوج افواج قاہرہ سے بلدہ دیو کی سمت روانہ فرمایئے ایک کروڑ تنکہ نقرہ خدمتگارون کی مدد خرچ کیواسطے

پیشکش کرونگا برہان نظام شاہ بحری نے تحف و ہدایا اور اشیاے نفیسہ لیکر تغافل اور تامل کیا اور راجہ پالپور کا قرب وجوار کے لحاظ سے سامان جنگ درست کرکے جنیانیر کے اطراف مین آیا اور تھانہ دار ودنگرپور نے عماد الملک کے عریضہ پر کہ بابر شاہ کو لکھا تھا اطلاع پائی تاج خان اور خداوند خان کو لکھ بھیجا کہ عماد الملک نے بابر شاہ کو عرضداشت لکھکر آنحضرت کو طلب کیا ہے امراے گجرات نے ایلچی کاردان شاہزادہ بہادر کی خدمت مین روانہ کرکے جلد طلب کیا ایلچی نواح دہلی مین شاہزادہ کی حضوری سے مشرف یاب ہوا اور عرایض امراکے گذرانے اتفاق حسنہ سے اسوقت پابندخان بھی افغانان جونپور کیطرف سے بہادر شاہ کی طلب مین آیا تھا کہ اُسے لیجاکر جونپور کے تخت پر بٹھادے جو شہزادہ بہادر کا میلان گجرات کیطرف زیادہ تر تھا پابندخان کو رخصت دیکر احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا منقول ہی کہ جسوقت گجرات اور جونپور سے لوگ شہزادہ بہادر کی طلب کو آئے ہر ایک اسکے لیجانے مین کوشش کرنے تھے اور شہزادہ بہادر نے اُنھین یہ جواب دیا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر صحرا کی طرف جاتا ہون اور باگ گھوڑے کی ہاتھ سے چھوڑکر مطلق العنان کرتا ہون جسطرف چاہے لیجاوے پھر گھوڑا گجرات کی سمت روان ہوا اور وہ جب اُسطرف متوجہ ہوکر چتوڑ کی نواح مین پہونچا گجرات سے سپاہی متواتر پہونچکر شاہ سکندر کے واقعۂ ہایلہ یعنی قتل ہونیکی خبردیتی اور شاہزادہ چاند خان اور شاہزادہ ابراہیم فرزند شاہ مظفر جو اسکے پاس گئے آنکر شاہزادہ بہادر کی ملاقات سے مسرور اور محظوظ ہوئے اور شاہزادہ چاند خان رخصت ہوکر اُس مقام مین رہا اور شاہزادہ ابراہیم ہمراہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین جسپور مین پہونچا اودے سنگھ راجہ پالپور اور بعضے متعلق سلطان سکندر مثل ملک سرور اور ملک یوسف لطیف اور دیگر اشخاص سلطان کی خدمت مین پہونچے اور سلطان نے بہادر الملک اور تاج الدین کو مع فرمان استمالت تاج خان اور امراے دیگر کے پاس بھیجکر اپنی آمد سے خبر اور اطلاع بخشی سب شاہزادہ بہادر کی ملازمت مین حاضر ہوئے شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کہ اُسکے ہمراہ رہتا تھا اُسے مدد خرچ دیکر اپنے پاس سے رخصت کیا کہ اب وارث مظفری اور محمودی آپہونچا تمھارا یہان رہنا مناسب نہین لطیف خان بادل بریان و دیدہ گریان شاہزادہ فتح خان کے پاس کہ شاہزادہ بہادر کا چچیرا بھائی ہوتا تھا جاکر ملتجی ہوا جب شاہزادہ بہادر ودنگرپور مین پہونچا خرم خان اور بھی خوانین اسکے استقبال کے واسطے دوڑے اور امرا اور سردار ہر طرف سے اسکے پاس حاضر ہوئے عماد الملک کے دل پر نہایت ہراس طاری ہوا اور لشکر کے فراہم کرنے مین خزانے خالی کرنے لگا اور ایک جماعت کثیر کو مع لشکر مستعد اور پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ کرکے قصبۂ مہراسہ کیطرف بھیجا تو جاکر خلائق کی آمد وشد کا راستہ بند کرے اور کسی کو شہزادہ بہادر کے پاس جانے نہ دیوے شاہزادہ بہادر خان جب قصبۂ محمود نگر مین پہونچا بعضے امراے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے تھے شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے عضد الملک احوال اسطرح کا دیکھکر محمد آباد کی سمت عماد الملک کے پاس گیا جب شاہزادہ قصبۂ مہراسہ مین پہونچا تاج خان مع چتر اور جلوس شاہی ملازمت مین حاضر ہوا اور شہزادہ بہادر خان نے بہ شوکت تمام رمضان المبارک کی چھبیسوین تاریخ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین شہر مین نزول کیا اور وہان سے نشان بادشاہی بلند کرکے احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور رمضان کی اٹھائیسوین تاریخ کو قصبہ

سرخیج مین جاکر مشائخ عظام اور آباے کرام کی زیارت کرکے احمد آباد مین داخل ہوا عماد الملک نے حالت پریشانی اور بدحواسی مین سپاہیون کو ایک سال کی تنخواہ پیشگی دیکر ایک شخص کو شہزادہ لطیف خان کی طلب کو بھیجا کہ شاید اُسکی مدد کیواسطے شاہزادہ بہادر سے لڑے اور جبتک وہ پہونچے شہزادہ بہادر خان کوچ بر کوچ محمد آباد کی سمت متوجہ ہوا اور جو امرا کہ عماد الملک سے رنجیدہ اُس سے لڑنیکو جاتے تھے راہ مین اُس سے ملحق ہوتے تھے اور عماد الملک اور داور الملک جو سلطان سکندر کے قاتل تھے یہ بھی عماد الملک سے کنارہ کرکے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شہزادہ بہادر خان موقع وقت دیکھکر اُنکی دلجوئی اور تالیف قلوب مین کوشش کرتا تھا یہانتک کہ عماد الملک پر غالب ہوکر محمود شاہ کے فرش حکومت کو لپیٹا نصیر خان المخاطب محمود شاہ کی مدت حکومت اور ایام دولت چار ماہ تھی

ذکر سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی سلطنت کا

بروز عید ماہ رمضان ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری مین کہ نجومیون نے ساعت جلوس اختیار کی تھی بہادر شاہ امرا اور اعیان مملکت کی سعی سے بلدۂ احمد آباد مین اپنے باپ داداکے تخت پر متمکن ہوا رسوم تصدق اور خیرات جاری کیے اور امرا اور افسران سپاہ کو افزونی تنخواہ اور زیادتی انعام اور خلعت اور گھوڑا دیکر خوشدل اور مسرور کیا اور ابتداے شوال مین احمد آباد سے کوچ کرکے محمد آباد چنپانیر کیطرف سوار ہوا پہلی منزل مین معظم خان ایک جماعت سرداران معتبر سے لیکر خدمت مین حاضر ہوکر مشمول عنایت اور الطاف ہوا اور جب اُس منزل سے کوچ کیا یہ خبر پہونچی کہ آب پاترک اسقدر طغیانی پر ہے کہ لشکر کا عبور دشوار اور متعذر ہے سلطان بہادر نے قصبہ سویج مین مقام کرکے تاج خان کو دریاے پاترک کے کنارہ بھیجا تو لشکر کو آہستگی تمام بذریعہ کشتی اوتارے دوسرے دن تمام امراے محمد آباد جو خزانہ سے مال لیگئے تھے خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ مال انھین معاف ہوا اور جب سلطان بہادر آب پاترک سے عبور کرکے آب مہندری کے کنارے اور چاندپور کے گھاٹ پر پہونچا فوج نے اُترنا شروع کیا عماد الملک اور عضد الملک نے ایک جماعت کو بردوہ اور دوسرے اطراف کے جانب مہیا و مستعد کیا تو غبار فساد برپا کرکے شاہ کو اپنی طرف مشغول کرے شاہ نے اُس جماعت کیطرف توجہ نفرمائی اور بسبیل استعجال پانی سے عبور کرکے محمد آباد چنپانیر کیطرف روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہونچا ضیاء الملک بیٹا نصیر خان کا آیا سلطان بہادر نے اُس سے فرمایا کہ بیشتر جاکر اپنے باپ کو حکم پہونچا کہ عماد الملک کا مکان گھیر کر اُسے گرفتار کرے اور بعد اُسکے تاج خان کو مع چند خوانین عماد الملک کے تدارک اور گرفتاری کیواسطے تعین کیا اور خود بھی پیچھے سے سوار ہوا تاج خان نے بسرعت تمام جاکر عماد الملک کے مکان کو محاصرہ کیا اور عماد الملک دیوار مکان سے کود کر شاہ جیو صدیقی کے مکان مین پناہ لیگیا اور شاہ جیو کا مکان تمام لٹ گیا اور اُسکے فرزند قید ہوئے سلطان بہادر نے باتفاق حسنہ خداوند خان کے مکان کے آگے سے عبور کیا خداوند خان کہ اس عرصہ مین گوشہ نشین تھا مکان سے برآمد ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک لحظہ کے بعد عماد الملک کو خداوند خان کے غلام شاہ جیو صدیقی کے مکان سے گرفتار کرلائے شاہ نے فرمایا کہ عماد الملک شاہی اور سیف الدین اور دیگر قاتلان سلطان سکندر کو ولد پہنچین اور

رفیع الملک توکل کے بیٹے کو جو غلام سلطان مظفر تھا اُسے خطاب عماد الملک و دیگر بخشی الممالک کیا اور
عضد الملک یہ اخبار سنکر بر ودہ سے کسیطرف بھاگا جاتا تھا کولیان نے راستہ مین تمام سازسامان اور
مال اسکا تاراج کیا اور سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عضد الملک کی گرفتاری کیواسطے مقرر کیا اور بعد اُسکے
نظام الملک کو محافظ خان کے سر پر بھیجا اور وہ بھاگ کر راے سنگو کے پاس پہنچی ہوا اور لشکر بہادر شاہی نے
مال و اسباب اسکا لوٹکر مراجعت کی اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین پسر عضد الملک اور شاہ جیو صدیقی اور
ایک جماعت جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھی قدر خان کے مکان مین ماری گئی اور بہاء الملک باوجود
سلطان بہادر کی چشم پوشی کے متوہم ہو کر محمد آباد چینانیر سے مفرور ہوا شحنہ راہی کے راستہ سے گرفتار
کرلائے جو کہ اسنے بھی سلطان سکندر پر تلوار کا وار کیا تھا اور وہ زخم جو سید علم الدین کے ہاتھ سے اُسے
پہونچا تھا ابتک تازہ تھا شاہ نے حکم دیا کہ اُسکی کھال کھینچکر سولی پر چڑھا دو اور تین نفر اور جو سلطان سکندر کے
قاتلون سے تھے دکن کی سمت مفرور ہو کر جاتے تھے راہ مین گرفتار ہوئے اور سلطان بہادر کے حکم کے موافق انھین
بھی توپ کے منھ مین رکھکر اڑا دیا خلاصہ یہ کہ سلطان بہادر نے عالیت کو کام فرمایا عرصہ قلیل مین سلطان سکندر کے
قاتلونکو بسیاست تمام قتل کیا منقول ہے جس روز کہ سلطان بہادر محمد آباد چینانیر مین داخل ہوا اُسی دن شاہزادہ
لطیف خان پسر شاہ مظفر جو عماد الملک مع بعض امرا کے بہ تلاش اس نواح مین آیا تھا شہر مین پہونچکر چند روز
پوشیدہ رہا قیصر خان اور رائق خان اور بعضے امرا نے لطیف خان سے یہ پیغام کیا کہ اس سے زیادہ تر شہر مین
توقف لائق نہین ہے آپ کو ایک گوشہ محفوظ چاہیے پھر شہزادہ لطیف خان مایوس ہو کر ولایت پالن پور
کیطرف گیا اور عضد الملک اور محافظ خان بھی ولایت مونگا پور کیطرف گئے اور سلطان بہادر باطمینان تمام
رعیت پروری اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا عامہ خلائق اور جمیع گردہونکو انعام سے سرفراز کیا اور تنخواہ
سپاہ کی علی العموم دس کے بیس اور دس کے تیس اور دس کے چالیس اضافہ فرمائے اور ایک برس کا
مواجب خزانہ سے دیکر سب کو راضی اور شاکر کیا اور فقرا سے مزار سرکھیج اور بتوہ اور رسول آباد کا وظیفہ بھی
ایزاد کر کے خوشدل کیا اور جو اُسوقت مین دار الملک گجرات قلعہ محمد آباد چینانیر تھا بادشاہ اُس ممالک کے
وہان اجلاس کرتے تھے ذیقعدہ کی گیارھوین تاریخ نجومیون سے ساعت نیک پوچھکر دوبارہ دریائے شرقی
کے قریب تخت مرصع جواہر نگار بچھا کر سلاطین سلف کی آئین کے بموجب آراستہ کیا اور تاریخ مذکور سنہ ۹۳۲
نو سو بتیس ہجری مین سلطان نے تاج شاہی زیب سر فرما کر اپنے باپ دادا کی رسم وآئین کے موافق جلوس فرمایا اور
اکابر اور مشائخ اور خواتین نے مبارکباد دی اور لوازم نثار اور انثار پیش پہونچائے اور اُس دن ایک ہزار
آدمی نے خاصت سلطانی سے امتیاز پایا اور جمیع امرا خطابون اور نوازشون سے سربلند ہوئے اور غازی خان کا
مواجب کہ جلوس احمد آباد کے دن دس کے بیس اضافہ کیے تھے اُس روز بیس اور اضافہ فرمائے
اور مندربار اور سلطانپور کی حکومت پر تعین فرمایا اور اندنونمین خبر پہونچی کہ شاہزادہ لطیف خان عضد الملک اور
محافظ خان اور رکوہ اور اسکے بہکانے سے مندربار اور سلطانپور کے اطراف مین جاکر ارادہ فساد رکھتا ہے باستماع
اسکے سلطان بہادر نے ایک فوج تعین کی کہ باتفاق غازی خان اُسکی دفع و رفع مین قیام کرین جو اُنھین

دنوںمین جلوس عید الضحیٰ ہوپہنچا اسدن بھی جشن عالی ترتیب دیکر اکثر امرا کو خلعت اور کمربند وخنجر اور شمشیر مرصع عطا فرماکر لبسنے سے راضی کیا اتفاقاً اندنوںمین قحط واقع ہوا اور ہشیار الملک کو جو جیب خاص کا خزینہ دار تھا فرمایا کہ سواری کیوقت جو شخص سوال کرے ایک مظفری یعنی اشرفی منسوب بسلطان مظفر اُسے بلا توقف دینا پس اندنوںمین ہر روز دو مرتبہ چوگان بازی کیواسطے سوار ہوتا تھا اور اسیطور سے ہر ایک شہر مین لنگرخانے متعدد فقرا اور مساکین کیواسطے مقرر فرماکر احوال برایا کی رفاہ اور آسودگی مین کوشش کرتا تھا یہانتک کہ بلاد گجرات مین افضال الٰہی سے رونق اور رواج تازہ ظاہر ہوئی اور ابھی کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ ارباب فتنہ حرکت مین آئے شجاع الملک بھاگ کر لطیف خان سے جاملا اور امراے دولتخواہ نے اس حال پر آگاہی پاکر سلطان کی عرض مین پہونچایا سلطان نے الغ خان کو دولتخواہ سمجھکر مع لشکر کثیر لطیف خان کے سر پر تعین فرمایا ابھی وہ روانہ نہوا تھا کہ بعضے دولتخواہون نے عرض کی کہ قیصر خان اور الغ خان سلطان سکندر کے قتل مین عماد الملک کے ساتھ متفق تھے اور اب بھی پوشیدہ لطیف خان کے شریک ہین اور قسم قسم کی اعانت کرتے ہین سلطان اس فکر مین تھا کہ تاج خان نے سمع مبارک مین پہونچایا کہ قیصر خان اور الغ خان سے لطیف خان کو غیر مشہور راستہ سے نادوت کیطرف طلب کیا ہے اور کلام اللہ کی قسم کھائی کہ اس بات مین ہرگز خلاف نہین ہے دوسرے دن جب امرا دربار مین مجرے کو حاضر ہوے سلطان نے قیصر خان اور الغ خان کو قید کیا اور اسکے چند روز کے بعد دار الملک جوکسی بہانے سے شہر سے نکل گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیا الملک اور خواجہ بابو کہ اُس جماعت کی مصاحبت مین متہم تھے اُنھین پا برہنہ اور ہاتھ باندھکر بار عام مین حاضر لائے اور اہل شہر نے ہجوم کرکے انکے مکانونکو تاراج کیا ضیا الملک نے رسی گلے مین ڈالکر عجز وزاری کی اور بابو نے پچاس لاکھ تنکہ خون بہا دیکر عفو جرائم کی درخواست کی سلطان بہادر نے اُنکا خون معاف کرکے رہائی کا حکم نافذ فرمایا اور مملکت فتنہ وفساد کی آلایش سے پاک ہوئی کیطرف سے دغدغہ نرہا اور سنہ ۹۳۳ نو سو تینتیس ہجری مین ایک جماعت سلاحداران خاصہ سے کہ عدد اُنکا دس ہزار سے کم نہ تھا مسجد جامع مین دادخواہ ہوئی کہ تنخواہ ہماری سرکار سے وصول نہین ہوئی اور خطیب کو خطبہ پڑھنے سے مانع ہوئی سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ یہ شاہزادہ لطیف خان کے پاس جانیکا ارادہ رکھتے ہین حکم اُنکی تقسیم تنخواہ کا دیا اور ان دنونمین عرضداشت غازی خان کی پہونچی کہ لطیف خان نے مع جمعیت تمام سلطان پور مین آنکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور ہینے اُسکے مقابلہ مین قیام کیا بعد لڑائی کے عضد الملک اور محافظ خان بھاگ گئے اور راے بھیم مع بھائیون کے اِس جنگ مین مارا گیا اور شاہزادہ لطیف خان زخمی وگرفتار ہوا سلطان بہادر نے بفور استماع اس خبر کے محب الملک اور ایک جماعت امرا کو بھیجا کہ لطیف خان کے حال پر کمال تفقد کرکے اُسکے زخمون کی مرہم پٹی مین مصروف ہوا اور اُسے بعزت تمام حضور مین لاوے لیکن لطیف خان جو زخمہاے کاری رکھتا تھا راہ مین فوت ہوا اور موضع ہالول توابع جنپانیر مین اُسکا تابوت بھیجا کر سلطان سکندر کے پہلو مین دفن کیا اور اُسی سال نصیر خان کا دوسرا بھائی جسکا نام سلطان محمود مدعو تھا اس جہان فانی سے عالم باقی کیطرف راہی ہوا اور سلطان بہادر نے اُنکے مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دے کر طعام

پختہ اور خام تقسیم کیواسطے مقرر فرمایا اور اُسی سال خبر پہونچی کہ رائے سنگھ راجہ پال نے جب قیصر خان کے قتل سے واقفیت پائی قصبہ دھور کو غارت کیا اور مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کرکے اس ملک کی خرابی مین کوشش کرتا ہے سلطان بہادر یہ خبر سُنکر مضطرب ہوا اور اُسطرف عزیمت کیا چاہتا تھا تاج خان نے معروض کیا کہ ابتداے سلطنت مین ایسے امور بہت حادث ہوتے ہین اس سبب سے غبار کلفت اور ملال کو آئینہ دل صفا منزل مین راہ نہ دیوین اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووے افضال آلہی اور اقبال عدد مال بادشاہی کی برکت سے دشمنون اور مفسدون کو گوشمال اور سزا دیوے سلطان نے فوراً اُسے خلعت سپہ سالاری دیکر ایک لاکھ سوار رائے سنگھ کی تنبیہ کیواسطے ہمراہ کرکے رخصت کیا تاج خان ولایت پال مین داخل ہوا ور اُسکی خرابی اور تاراجی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا رائے سنگھ نے ازراہ عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کے پاس کہ امراے معتبر سے تھا بھیجکر اپنے عفو جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُسکے جرائد احوال پر نہ کھینچا پھر تاج خان نے زیادہ تر اُسکی مملکت مین خرابی اور بربادی کی اور راجہ رائے سنگھ ناچار ہوکر جاے تقلب اختیار کرکے تاج خان کے مقابل ہوا اور ایک جماعت کثیر رائے سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نفر سے زیادہ تر قتل نہوا تاج خان نے چند روز ولایت پال مین اقامت کی آخر کو حکم کے موافق سلطان کی خدمت مین روانہ ہوا اور سلطان ربیع الاول سنہ مذکور مین شکار کے واسطے برآمد ہوا اُسوقت مین ایک جماعت رعایاے بندر کنبایت سے وہانکے عامل کے دست جور سے فریادی ہوئی سلطان نے تاج خان کو اُسکے سرانجام کیواسطے مقرر کرکے عامل کنبایت کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آباد و جنپانیر کے اطراف مین پہونچے پسر راناسنکا ملازمت مین حاضر ہوا بعد چند روز کے اسے خوشدل اور خوشحال کرکے رخصت انصراف دی اور سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین ولایت ایدر کی تسخیر پر عازم ہوا اور عرصۂ قلیل مین اُسے مفتوح کرکے جنپانیر کیطرف معاودت کی اور اُسکے چند روز کے بعد قلعۂ بہروچ کی عزیمت کرکے وہان بھی رایات نصرت آیات بلند کیے اور کنبایت کی طرف گیا اتفاقاً ایک روز دریا کے کنارے برسم تفرج آیا تھا ناگاہ ایک جہاز بندر دیپ سے پہونچا اور اہل جہاز نے خبر پہونچائی کہ ایک جہاز فرنگیونکا باد مخالف سے بندر دیپ کیطرف پھیکا اور قوام الملک نے اُس جہاز کو گرفتار کرکے فرنگیون کو سلک عبودیت یعنی غلامی مین منسلک کیا شاہ یہ خبر سُنکر محظوظ اور مسرور خشکی کے راستے سے بندر دیپ کی سمت عازم ہوا اور قوام الملک استقبال کرکے فرنگیون کو ملاحظہ مین لایا اور سلطان نے اُنمین سے ایک جماعت کثیر کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا پھر نشان مراجعت بلند کیا اور اُس سال میران محمد شاہ حاکم آسیر جو بھانجا سلطان بہادر کا تھا اُس کا نوشتہ اس مضمون سے پہونچا کہ جو علاء الدین عماد شاہ ازروے عجز و تقصیر ملتجی ہوا تھا برہان نظام شاہ بحری اور قاسم برید ترک بیدری نے ازروے تعدی ملک برار پر دخل کیا فقیر اُسکی کمک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق پڑا فقیر نے ایک جماعت کو پسپا کیا اُس حال مین برہان نظام شاہ بحری جو کمین گاہ مین بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر تاخت لایا اور اُسے متفرق اور پریشان کیا اس درمیان مین فقیر کی بھی چند زنجیر فیل لوٹ لیگیا اور قلعہ ماہور برکہ عظیم تر قلاع اُس بلاد سے ہے متعدی متصرف ہوا اس بارہ مین جیسا کہ امر جلیل القدر نافذ ہووے عمل مین لاوے

درجواب اُسکے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ مین عرضی علاء الدین عماد شاہ کی آئی تھی اور ولایت مین ملک
عالم بر دالہ نے حسب الحکم جاکر فریقین کے درمیان صلح کروائی اور اب جو ہدایت پسندی برہان نظام شاہ سے
ہوئی اعانت مظلومان بر ذمہ ہمت کریمان فرض ادا ہے بسبب اسکے ماہ محرم سنہ ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین بقصد تسخیر
ولایت نظام شاہ مع لشکر ہاتھیا متوجہ ہوا اور قصبہ دور ... مین نزول کرکے ایک مدت سپاہ کے سامان مین
مصروف رہا اور مدت مذکورہ کے اوسط سال مین جام فیروز حاکم ٹھٹہ مغلونکے غلبہ سے جلا وطن ہوکر بحالت
تباہی سلطان بہادر کے ظل عاطفت مین پناہ لایا اور سلطان نے مقتضائے حال پر اختلال پر مبذول فرماکر
بارہ لاکھ تنکہ خرچ عطا کرنے کا وعدہ کیا اور کہا کہ انشاءاللہ تعالے تیرا ملک موروثی مغلونکے قبضہ سے برآوردہ
کرکے تیرے سپرد کرونگا جب آوازہ شوکت بہادر شاہی اور اسکے شہرۂ جلال نے ربع مسکون مین اشتہار
اور انتشار پایا اُس سفر مین قریب و بعید کے راجہ اسکی درگاہ کیطرف متوجہ ہوئے اور گوالیار کے راجہ کا
بھتیجا مع جماعت اپنی حاضر ہوکر سلک ملازمان خاص مین منسلک ہوا اور بھیرون بن پرتھی راج بھتیجا راجہ سنگا کا
بھی مع چند راجپوت معتبر آنکر ملازمونمین داخل ہوا اور بعضے سرداران دکن نے بھی نقد سعادت حضور حاصل کی اور
سب علی قدر مراتب انعامات شاہانہ سے بہرہ یاب ہوئے اور جو سلطان کو عرصہ دراز تک محمدآباد چانپانیر
مین توقف واقع ہوا علاء الدین عماد شاہ نے بیتاب ہوکر جعفر خان اپنے فرزند کو ملازمت کیواسطے بھیجکر عرض
کیا کہ برہان نظام شاہ بحری باوجود غرور کی بیہودگی سے صلح کا خیال نہین رکھتا ہے اگر آنحضرت ایک مرتبہ
دکن کیطرف نہضت فرماوین بندہ کا مقصود دلی حاصل ہووے چنانچہ سلطان بہادر التماس اسکی
قبول کرکے دکن کیطرف روانہ ہوا اور جب آب نربدہ کے کنارے سے پہونچا میران محمد شاہ فاروقی استقبال
کیواسطے حاضر ہوا اور سلطان کو ضیافت کیواسطے برہانپور لیگیا اور لوازم ضیافت بجا لایا اس کے بعد
عماد الملک بھی جریدہ کاویل سے اسکی ملازمت مین حاضر ہوا اور چند راس گھوڑے اور تحف و ہدایا نذرانے
اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحری کی تادیب کے واسطے کہ بیر وما ہور کے اطراف مین تھا براہ
راستے سے روانہ ہوا اور جب جالنہ پور مین پہونچا چند روز مقام کرکے دندان طمع اُس ملک پر تیز کیے اور
عماد الملک نے مضطرب ہوکر خطبہ برار کا سلطان بہادر کے نام پڑھایا اور میران محمد شاہ فاروقی کو متوسط
کرکے سلطان وہان سے کوچ کرکے آگے بڑھگیا جیسا کہ وقائع نظام شاہیہ مین تحریر ہوا پھر احمد نگر مین پہونچا
اور بسبب دیکھنے خواب مہیب کے دولت آباد کیطرف روانہ ہوا اور بالاگھاٹ مین حوض قتلو کے کنارے
فروکش ہوا اور عماد الملک کو مع امرائے گجرات اُس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے تعین کیا لیکن بعد چند دن
کے علاء الدین عماد شاہ نے دکنیون کو موافق کیا اور سلطان بہادر کے طلب کرنے سے نادم اور پشیمان ہوا اور
رات کیوقت خیمہ اور خرگاہ سے قطع نظر کرکے راہ فرار ناپی اور جب دکنی گجرات کا راستہ گھیر کر رسد غلہ پہونچنے
کے مانع ہوئے برہان نظام شاہ بھی مقابل آنکر تھوڑے فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ علامت قحط غلہ اُردو مین
ظاہر آئی اُسوقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو نوید واپس دینے فیلان مذکور میران
محمد شاہ فاروقی کو بھیجکر راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اُسکے نام پڑھا اور سنہ ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین

گجرات کیطرف گیا اور برسات کا موسم محمد آباد مین بسر کرکے سنہ ۹۳۶ نو سو چھتیس ہجری مین ایدر کیطرف متوجہ ہوا
اور موضع جانپور سے خداوند خان اور رفیع الملک ملقب بہ عماد الملک کو مع لشکر آراستہ اور فیل بسیار
باگر کی سمت بھیجا اور خود بندر کنبایت کیطرف متوجہ ہوا اور ایکروز وہان بسر کرکے دوسرے دن
جہاز پر سوار ہوا اور بندر دیپ کی عزیمت کی اور جو کچھ جہاز اطراف سے درست پہونچے تھے جنس قماش
وغیرہ جو کچھ ان جہازون مین تھی خرید کرکے خزانون مین داخل کی اور ازانجملہ ایک ہزار چھ سو من پستہ
وہ پہنچے تھے اور جماعت رومیون کی جو بتفاق مصطفے خان رومی برسم تجارت آئی تھی اُسکے حال پر
نظر التفات مبذول کرکے اُس قوم کیواسطے مرتبہ اور منصب معین فرمایا اور ملک ایاز سے سفارش باگی
کرکے ولایت بانسوالہ اور دونگرپور کی سمت گیا اور آتش نہب اُس ملک مین لگا کر وہانکے راجاؤن سے
پیشکش لی پھر بہ پیروزی و سعادت محمد آباد چنانیر کیطرف معاودت کی اور عمر خان اور قطب خان برادرزادے سلطان ابراہیم
لودھی کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات کیطرف آئے تھے خدمت بابرکت مین
حاضر ہوئے سلطان بہادر نے پہلے دن تین سو قبائے زربفت اور چالیس گھوڑے اور کئی لاکھ تنکہ نقد انعام دیے
اور جب انکی دلجوئی سے فارغ ہوا پھر اسکیطرف لوٹ گیا اور جب وہ اسکے سرحد مین وارد ہوا خداوند خان اور سبھی امرا
ملازمت کیواسطے حاضر ہوئے چند کوچ متواترہ سے باگر مین پہونچ کر اُس ولایت کا انتظام جیسا کہ چاہیئے
فرمایا اور ہر ایک مقام مین تھانہ دار مقرر کیے اور پرتھی راج راجہ باگر کا لاعلاج ہو کر ملازمت مین حاضر ہوا اور
سلطان بہادر کے حضور اُسکا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہو کر جملہ مقربان درگاہ سے ہوا اور چکا
جو پرسرام کا بھائی تھا مع جماعت ہمراہی پہاڑ اور جنگل مین پھرتا تھا اسوقت جان کے خوف سے برتنسی پسر
رانا سنکا کے پاس ملتجی ہوا کہ اُسے اپنی ملازمت کا وسیلہ کرے اتفاق حسنہ سے سلطان بہادر شکار کیواسطے
جب بانسوالہ مین آیا برتنسی بن رانا سنکا نے ازراہ ملائمت و عجز بیگی چکا کے عفو کیواسطے درخواست کی
سلطان بہادر نے عرض قبول فرما کر چکا کو طلب کیا اور گھاٹ کرجی کے مقام مین مسجد عالی بنائی اور دو قصبہ
پرتھی راج کو دیا اور باقی ولایت باگر کو درمیان پرتھی راج اور چکا کے علی السویہ یعنی برابر تقسیم کی اور چندروز
شکار کیواسطے اسی مقام مین قیام کیا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود خلجی ممنون احسان و بہرہ مند
احسان سلطان مظفر شاہ نے شرزہ خان حاکم مندو کو بھیجا کہ قصبے ولایت چیتور کو تاراج کرکے اوجین مین
جو سلطان محمود خلجی سے ملحق ہوا ہے اثنا سے اس حال مین ایلچی برتنسی پسر رانا نے آکر درخواست کی کہ سلطان بہادر
سلطان محمود خلجی کو مانع رہوین کہ بموجب زنجیر عدالت کو حرکت ندیوین بعد اسوقت خبر پہونچی کہ سلطان محمود اوجین
سے سارنگپور کیطرف جا کر سلہدی پوربیہ کو قتل کرنیکے ارادہ سے ہمراہ لایا تھا سلہدی اُسکی نیت بد پر
واقف ہوا باتفاق فرزند سکندر خان میواتی کے ولایت چیتور کی سمت جا کر برتنسی ولد رانا سنکا پر التجا
لایا ہے اور چندروز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سکندر خان اور بھوپت پسر سلہدی اُدھر کی
طرف متوجہ ہو کر دونون نے سلطان بہادر کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو
خلعت زربفت اور ستر راس گھوڑے انھین انعام فرمائے اور تسلی کی اس درمیان مین سلطان محمود

خلجی کا نوشتہ پہونچا کہ مین بھی ارادہ شرف حضور کا رکھتا تھا لیکن موانع کے سبب سے تعویق مین پڑا اب
انشاء اللہ تعالی بعد اُسکے ملاقات گرامی سے مسرور ہونگا سلطان بہادر نے دریا خان سے یہ فرمایا کہ چند
مرتبہ نوید ملاقات سلطان محمود خلجی گوش حق نیوش مین پہونچی ہی اگر وہ آنکر ملاقات کرے ہم اُسکے مفرورونکو
اپنے ممالک مین پناہ نہ دینگے پھر ایلچی کو مشمول الطاف کرکے رخصت کیا اور خود بالنسوالہ کی عزیمت کی اور
جب آب کرجی کے کنارے پہونچا بنسی بن رانا اور سلہدی بھی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلطان بہادر نے
پہلے دن تیس زنجیر فیل اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زربفت اُنھین بخشے اور چند روز کے بعد بنسی
رانا کو چیتور کیطرف رخصت کیا اور سلہدی پوربیہ ملازمت اختیار کرکے اُردو مین رہا سلطان بہادر سلطان محمود
خلجی کے وعدہ ملاقات کے بموجب سنبلہ کیطرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آوے گا ہم لوازم
ضیافت اور مہمانداری بجالاوینگے اور ڈیولہ گھاٹ تک جاکر اُسے رخصت کرکے دارالملک کی سمت مراجعت
کرینگے اور اس منزل مین محمد خان آسیری آیا تھا اور جب موضع سنبلہ مین پہونچا دس روز تک سلطان خلجی کا
انتظار کھینچا پھر دریا خان سلطان محمود خلجی کیطرف سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ سلطان محمود شکار مین
گھوڑے سے گر پڑا ہی اُسکا دہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اب اس وضع سے آنا لائق نہین ہی شاہ بہادر نے فرمایا
جو سلطان نے چندبار خلاف وعدہ کیا نہ آیا اگر مرضی اُسکی ہووے ہم آوین پھر دریا خان نے کہا
شاہزادہ چاندخان بن مظفرشاہ مرحوم سلطان محمود کے پاس ہی اگر شاہ آوے اور چاندخان کو سلطان
محمود خلجی سے طلب کرے دینا اُسکا نہایت مشکل اور نگاہ رکھنا نہایت متعذر ہی اور فی الحقیقت آنے کا مانع یہی مرحلہ
شاہ بہادر نے فرمایا مین شاہزادہ چاندخان کو نہ طلب کرونگا سلطان محمود خلجی سے کہہ کہ وہ جلد میری ملاقات
کو آوے جب ایلچی سلطان محمود کا رخصت ہوا سلطان بہادر شاہ بپای طی منازل اور قطع مراحل کرتا تھا اور
سلطان محمود کے آنے کا راستہ دیکھتا تھا جسوقت دیپالپور مین پہونچا معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا یہ ارادہ
ہی کہ اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین خطاب دیکر قلعہ مندو مین نگاہ رکھے اور خود قلعہ
سے جدا ہوکر گوشہ مین بیٹھے اور شاہ سے ملاقات نکرے اس درمیان مین بعضے امرا سلطان محمود خلجی
کہ بوجہ سلوک ناموافق اُس سے آزردہ تھے خدمت سلطان بہادر مین عرض پیرا ہوئے کہ سلطان محمود خلجی
حیلہ حوالہ مین ایام گذاری کرتا ہی وہ ہرگز اپنے اختیار سے نہ آویگا سلطان بہادر بکوچ متواترہ
شادی آباد مندو کیطرف روانہ ہوا اور جب نعلچہ مین پہونچا لشکر شادی آباد مندو کے محاصرہ کو
مقرر ہوا اور محمد خان آسیری بجانب غربی ساتھ مورچال شاہ پول کے نامزد ہوا اور لقمان کو ہل پور کیطرف
بھیجا اور جماعت پوربیہ کو سہلوانہ کیطرف نامزد فرمایا اور خود موضع محمودپول مین قرار کیا اور شعبان کی
اونتیسوین شب ۹۳۷ نوسوسینتیس ہجری مین سلطان بہادر مع جمعیت بہادران اہل مندو کے دو نفر کے
ہدایت کے سبب قلعہ مین داخل ہوا اور فصیل پر اسقدر توقف کیا کہ بہت آدمی اُسکے قلعہ مین درآئے
پھر صبح کی نماز کیوقت سلطان محمود خلجی کے مکان کیطرف متوجہ ہوا اور جو مردم مالوہ اُسطرف سے کہ نہایت
بلند ہی خاطر جمع رکھتے تھے جب معلوم ہوا کہ قلعہ فوج بیگانہ سے بھر گیا ناچار اہل قلعہ ہر طرف بھاگے

فتح مندو

اور اسیوقت چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم قلعہ سے اُترا اور راہ فرار نہ پائی اور سلطان محمود خلجی
مع جماعت قلیل مسلح ہو کر مقابلہ کو آیا اور جب اپنے مین قوت برابری کی ندیکھی شہر سے نکل گیا اور پھر
ایک مقرب کی ہدایت سے احوال عیال و اطفال کی رعایت کیواسطے پھر کر لبِ محل کیطرف چلا اور افواج
افواج سلطان بہادر نے یکایک اطراف محل کو گھیر لیا اور سلطان بہادر نے مردمان لشکری کو حکم دیا کہ محل و
حرم بادشاہون اور امیرونکا امان مین ہے خبردار کوئی اُنکے مال اور ناموس کا متعرض نہو اسواسطے بعضے ہوا خواہان دور
نفا سلطان محمود خلجی نے یہ عرض کی کہ شاہ گجرات ہر چند بیمروتی کرے مگر اُسکی بیمروتی اور ونکی مروت سے
بہتر ہوگی ضرور ناموس سلطان کی حفظ مین کوشش کریگا اور ظن غالب یہ ہے کہ رسم پدر اختیار کرکے ولایت مالوہ
سلطان کے قبضہ مین چھوڑ دیگا اس درمیان مین سلطان بہادر داخل محل کے کوٹھے پر چڑھا ہوا ایک شخص و سلطان محمود
خلجی کے پاس بھیجکر طلب کیا اور سلطان محمود مع سات نفر امرا کے آیا سلطان بہادر اپنے دل مین خواہش عفو رکھتا تھا
اُس سے ہمکلام ہو کر سبب نہ آنیکا پوچھا لیکن چونکہ سلطان محمود خلجی کا بخت برگشتہ اور زمانہ ناموافق تھا
اُسنے جواب سخت دیا سلطان بہادر اِس سبب سے آزردہ ہوا پھر باقی مجلس خاموشی مین گذری آخر کو غضب
مین آنکر سلطان محمود خلجی کو مع فرزندان مقید کرکے الف خان اور آصف خان کے ہمراہ محمد آباد چینانیر
مین بھیجا اور خود مندو مین قیام کیا اور امراے مالوہ کو گجرات مین جاگیرین دین اور گجرات کے امرا کو
مالوہ مین جاگیرین عنایت فرمائین اور میران محمد شاہ فاروقی کو معزز و مکرم کرکے برہانپور مین روانہ کیا
اور بعد برسات سنہ ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری مین برہانپور اور آسیر کی سیر کیواسطے روانہ ہوا اور برہان
نظام شاہ بحری نے کہ اسمعیل عادل شاہ کے بخلاف لفظ شاہی اپنے نام سے کی تھی میران محمد شاہ فاروقی
کی ہدایت اور دلالت سے برہانپور مین آیا اور شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے سلطان بہادر شاہ نے چتر سفید
اور آفتاب گیر یعنے سورج مکھی اور سراپردہ سرخ سلطان محمود خلجی کا برہان نظام شاہ بحری کو دیکر فرمایا کہ ہمنے
تمھین نظام بحری خطاب دیا اور تمھارے دشمنون کو بادشاہی سے معزول اور دوستونکو سلطنت پر منصوب کیا
اور سلطان بہادر کی غرض نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمد نگر اور برہانپور ساتھ میرے
بادشاہ دہلی کے جنگ مین کہ پیش نہاد ہمت اپنے کی تھی موافقت کرین حالانکہ برخلاف اُسکے وقوع مین آیا کسواسطے
کہ برہان نظام شاہ بحری نے نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کی جنگ مین ساتھ اُسکے ہمراہی نہ کی بلکہ چند
سال پیشتر ایلچی اپنا اُسکی درگاہ مین بھیجکر ولایت گجرات کے تسخیر کی تاکید کی کہتے ہین سلطان بہادر شاہ نے
شاہ طاہر جنیدی کی کہ علماء گجرات اور برہانپور و مندو اور دہلی اُسکی اُستادی اور دانشمندی قبول رکھتے تھے
عزت بہت کی یہانتک کہ اُسکے حضور تخت پر نہین بیٹھتا تھا اور جو بیٹھتا تھا اُسے بھی کرسی مرصع پر بٹھاتا تھا اور
جسوقت کہ شاہ برہانپور مین تھا سعی بہت کی کہ اُسے برہان نظام شاہ سے لیکر اپنا وکیل السلطنت کرے
شاہ طاہر نے اس بہانہ سے کہ مین ارادہ مکہ کی روانگی کا رکھتا ہون یہ بات قبول نہ کی حالانکہ احمد نگر مین
جاکر چند عرصہ کے بعد برہان نظام شاہ کو شیعہ مذہب کیا اور چتر اور سراپردہ سرخ کو برنگ سبز کہ نشان
بارہ امام ہے تبدیل کیا القصہ یہ داستان کلی وجزوی احوال نظام شاہیہ مین تحریر ہوئی حاجت تقریر

نہین ہی وہان معلوم فرما دین اور سلطان بہادر بعد ملاقات برہان نظام شاہ بحری خوشدل اور کامیاب ہوکر شادی آباد مندو دیار کیطرف گیا اس درمیان مین معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ بسبب سکے کہ عہد سلطان محمود خلجی مین عورات مسلمہ بلکہ بعضے حرمہاے سلطان ناصر الدین کو اپنے مکان مین نگاہ رکھا تھا اور اب بھی اپنے مکانمین رکھتا ہی اس سبب سے حضور مین آنیکی خواہش اور پروا نہین رکھتا سلطان بہادر نے فرمایا کہ خواہ وہ آئے یا نہ آئے ہمارے ذمہ فرض ہوا کہ عورات مسلمہ کو ذلت کفر اور خواری بندگی سے نجات بخشکر اُسکو سزاے بلیغ اور تنبیہ ایسی کرین کہ باعث عبرت ناظرین ہو پھر مقبل خان کو محمد آباد جنپانیر کیطرف رخصت کرکے حکم دیا کہ وہان جاکر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو مع لشکر و توپخانہ و خزانہ خدمت مین بھیجے اور مقبل خان نے سلطان کے حکم کے موافق اختیار خان کو روانہ کیا اور اختیار مع لشکر گران اور توپخانہ اور خزانہ اکیسوین ربیع الآخر سال مذکور کو قصبہ دہار مین آیا اور سلطان بہادر سے ملحق ہوا اور شاہ گجرات کی روانگی کا آوازہ مشہور کرکے شادی آباد مندو کیطرف گیا اور اختیار خان کو وہانکی حکومت پر چھوڑکر جمادی الاولی کی چھبیسوین تاریخ کو نعلچہ مین نزول کیا اس درمیان مین بھوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ ہمراہ تھا عرض مین پہونچایا کہ جو رایات عالی دار الملک گجرات کیطرف متوجہ ہین اگر بندہ رخصت اُجین کی پاوے سلہدی کو ملازمت مین حاضر کرے سلطان بہادر نے اُسکو نہایت ہوشیاری سے رخصت دی اور خود بھی بکوچ متواتر اُجین کیطرف متوجہ ہوا اور پندرھوین تاریخ شہر مذکور کو قصبہ دہار مین پہونچکر لشکر کو وہان چھوڑا اور خود برسم شکار دیپالپور اور سعدلپور کیطرف گیا سلہدی پوربیہ یہ خبر سُنکر اپنے فرزند بھوپت کو اُجین مین چھوڑکر خود ملازمت مین حاضر ہوا اور امیر نصیر کہ سلہدی پوربیہ کی طلب مین گیا تھا اُسنے خلوت مین عرض کی کہ سلہدی پوربیہ خیال اطاعت اور فرمان برداری کا نہین رکھتا لیکن فقیر اُسے بوعدہ دینے کنپا یت اور ایک کرور تنگہ نقد اُسکو فریب دیکر لایا ہی وگرنہ چاہتا تھا کہ قلعہ چھوڑکر ولایت میوات کیطرف جاوے اور اب اگر رخصت پا دیگا اس کا دوبارہ دیکھنا محال ہی شاہ سعدلپور سے دہار کیطرف روانہ ہوا اور امرا اور مقربون سے سلہدی پوربیہ کی گفتگو درمیان مین لایا اور جب اُردو کے قریب پہونچا لشکر کو باہر چھوڑکر قلعہ دہار مین وارد ہوا اور سلہدی پوربیہ کو بھی ہمراہ لیگیا جبکہ شاہ اندرون محل داخل ہوا موکلون نے آکر اُسے مع دو نفر پوربیہ گرفتار کیا اُسوقت ایک خواص سلہدی پوربیہ فریاد کرکے دست بخنجر ہوا سلہدی پوربیہ نے کہا تو چاہتا ہی کہ مین مارا جاؤن اُسنے جواب دیا کہ مین نے ایسا تجویز کیا ہی کہ جب تمھارے دشمنون کو کسیطرحکا صدمہ پہونچے مین اپنے تئین ہلاک کردن تو تجھین اس حالت پر ملامت مین نہ دیکھون یہ کہکر خنجر اپنے شکم پر مارا اور جہنم داخل ہوا اور جب سلہدی پوربیہ کی خبر گرفتاری منتشر ہوئی باشندگان شہر نے مال و متاع سلہدی کا تاراج کرکے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر سلہدی کے بیٹے کے پاس جسکا نام بھوپت تھا پناہ لی اور اسباب اور ہاتھی گھوڑے سلہدی کے سرکار شاہی مین ضبط ہوے اور آخر روز کو سلطان بہادر نے رفیع الملک ملتا طلب عماد الملک کو بھوپت کی گوشمال کو روانہ کیا اور خداوندخان کو اُردو کے ہمراہ چھوڑکر دوسرے دن کی صبح کو خود بھی اُجین کیطرف عازم ہوا اور دریا خان مالوہی کو حکومت اُجین عنایت کرکے سارنگپور کی سمت متوجہ ہوا

اور سارنگپور کو ملو خان بن ملو خان سے کہ جو سلطان مظفر کے ایام سلطنت مین مندو سے جاکر ملازم ہوا تھا اور شیر شاہ سور کے عہد شاہی مین اپنا خطاب قادر شاہ کر کے اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام کیا تھا چنانچہ کچھ احوال اُسکا عنقریب مرقوم قلم صدق رقم ہوگا تفویض کیا اور سبیب خان والی آشتہ کو آشتہ کیطرف رخصت دیکر خود بھیلسہ اور راسین کیطرف عازم ہوا جیب خان نے جاتے ہی ایک جماعت کثیر پوربیہ کو قتل کیا اور آشتہ پر متصرف ہوا اور جب شاہ بھیلسہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ اٹھارہ برس کا عرصہ گذرا کہ یہانسے آثار اسلام منقطع ہوگئے اور علامات کفر شائع ہو اس منزل مین مخبرون نے اُسکی سمع مبارک مین پہونچایا کہ بھویت پسر سلہدی اپنے باپ کی خبر گرفتاری اور یقین ہونا رفیع الملک کا سُنکر کمک طلب کرنے کے واسطے جیتور کیطرف گیا اور لکھمن بھائی سلہدی پوربیہ کا راسین کے قلعہ کو استوار کر کے معرکہ آرائی مین سعی کرتا ہی اور انتظار کمک جیتور کی کھینچتا ہی سلطان بہادر دو تین دن تعمیر مساجد اور مکانات اُس قصبہ مین مقیم ہوا اور جمادی الاول کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور مین طبل فیروزی بجاکر راسین مین بارگاہ بلند کر کے اور ابھی لشکر نہ آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ دو بزار ہوکر قلعہ سے اُترے اور سلطان بہادر شاہ نے بہادری کو کام فرمایا کچھ لوگ ہمراہ رکاب لیکر شیر گرسنہ کیطرح اُن پر تاخت لایا اور دو تین پوربیہ کو ضرب شمشیر خونریز سے دو ٹکڑے کیے اس عرصہ مین سپاہ گجرات پیچھے سے پی درپی آپہونچی اور کفارون کو قتل کیا پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی شجاعت اور مردانگی دیکھکر بھاگے اور قلعہ مین جاکر دم لیا اور سلطان بہادر نے اُسدن لشکر کو جنگ سے منع کر کے کل کا وعدہ کیا دوسرے دن اُس سرزمین سے کوچ کر کے قلعہ کو مرکز کے مانند گھیر کر مورچے تقسیم کیے اور ہنیا دساباط کی برآئی تھوڑے عرصہ مین ساباط اہل قلعہ کے قریب پہونچے پھر سلطان نے رومی خان کو مع توپخانہ وہان چھوڑ کر اپنے مقام پر معاودت فرمائی اور رومی خان نے توپ کی ضرب وزد سے دو برج قلعہ کے گرائے اور دوسری طرف سے سرنگ مین آگ دی یہانتک کہ چند گز دیوار اُسطرف سے گر پڑی اور سلہدی نے احوال قلعہ اور زبونی پوربیہ اور توقف دشمن کا مشاہدہ کر کے پیغام دیا کہ یہ بندہ چاہتا ہی کہ پہلے شرف اسلام سے مشرف ہووے اُسکے بعد اگر حکم ہو اوپر جاکر قلعہ کو خالی کر کے اولیاے دولت بہادر شاہی کے سپرد کرے سلطان اس خبر سے مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے روبرو بلاکر کلمہ توحید اُسے پڑھایا پھر اُسے خلعت خاص دیکر باورچیخانہ سے قسم قسم کا لذید کھانا اُسے کھلایا اور ہمراہ اپنے قلعہ کے نیچے لیگیا سلہدی نے اپنے بھائی لکھمن کو طلب کر کے کہا جو مین زمرۂ اسلام مین داخل ہوا ہون سلطان بہادر شاہ علوہمتی سے مجھے مراتب عالی کو پہونچا دیگا مناسب یہ ہی کہ قلعہ کو ملازمون کے سپرد کر کے خدمت شاہ مین حاضر رہون لکھمن نے پوشیدہ اُس سے یہ بات کہی کہ اب خونریزی تیری مسلمانونکے مذہب مین جائز نہین ہی بھوپت مع چالیس ہزار آدمی کمک کیواسطے آتا ہی ایسا کام کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کے لینے مین توقف ہووے سلہدی نے پہلے یہ راے سلطان سے کہی آج کے روز مہلت ہو کل بعد دوپہر کے قلعہ کو خالی کر کے ملازمونکے سپرد کرونگا سلطان بہادر شاہ وہانسے مراجعت کر کے اپنے مکان پر آیا اور وہ پہر دن کو دوسرے روز منتظر ہتا جب میعاد سے ایک ساعت گذری سلہدی عرض پیرا ہوا کہ اگر حکم ہو بندہ قریب قلعہ جاکر صورت حال دریافت کر کے عرض مین پہنچاوے عنایت

سلطان سے دور نہین ہی سلطان بہادر نے سلہدی کو معتمد ونکے سپرد کرکے نزدیک قلعہ کے بھیجا اور سلہدی نزدیک برج افتادہ اور شکستہ کے گیا اور اپنی قوم کو نصیحت آغاز کی کہ ای راجپوتان غافل اور جاہل مسلمانو سے حذر کرو ورنہ سلطان بہادر اس مورچہ پر آنکر تمھین قتل کریگا اور غرض اُسکی یہ تھی کہ فی الفوران برجون کو جو توپ کی ضرب سے مسمار ہوگئے ہین بند کرو لکھمن نے جواب نہ دیا لیکن سمجھا اور سلہدی بحسب ظاہر پلٹ گیا لکھمن نے قلعہ کے استحکام مین کوشش کی رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ کرکے بھوپت کی طلب کیواسطے روانہ کیا اور پسر سلہدی باہر جاکر فوج شاہی سے دوچار ہوکر جنگ مین مشغول ہوا سپاہ گجرات نے طاقت بشری سے زیادہ تر کوشش کرکے بہت راجپوت تہ تیغ کیے اور سلہدی کے بیٹے کا بھی سر تن سے جدا کرکے مع سر دیگر راجپوتان شاہ کی خدمت مین بھیجا سلہدی نے جب خبر فوت پسر سنی الفت پدری سے حواس اُسکے بجا نرہے اور سلطان بہادر اصل راز سے خبردار ہوا یعنی سلہدی کی سازش ثابت ہوئی فوراً اُسنے برہان الملک کے سپرد کیا کہ قلعہ شادی آباد مندو مین قید کرے اِس درمیان مین خبر پہونچی کہ بھوپت جو جانتا ہی کہ سلطان جریدہ ہی اسواسطے رانا کو ہمراہ لیکر ازروے جرائت بکوچ متواتر آتا ہی یہ خبر سُنکر شاہ کی قوت غضبی نے طغیان کیا اور یہ فرمایا کہ مین اگرچہ جریدہ ہون لیکن بمقتضاے نصوص ایک مسلمان دس کافر کو کافی ہی یہ کہکر فوراً میران محمد شاہ فاروقی فرمانروا ے برہانپور اور رفیع الملک المخاطب عماد الملک کو اُنکے گوشمال کیواسطے رخصت کیا میران محمد شاہ اور رفیع الملک افواج کو آراستہ کرکے سامان جنگ کیواسطے متوجہ ہوئے اور جب کہیرا کے قریب پہونچے پورنمل کہ وہ بھی بیٹا سلہدی پوربیہ کا تھا مع دو ہزار راجپوت پوربیہ اُس مقام مین حاضر ہوا اسواسطے میران محمد شاہ فاروقی اور عماد الملک نے عرضداشت کی کہ پورنمل بیٹا سلہدی پوربیہ کا رانا سے ملگیا اور رانا بھی قریب پہونچا ہی اگرچہ جمعیت اُسکی اندازہ سے باہر ہی لیکن اعتماد تائید الٰہی اور اقبال عدو مال شاہی پر رکھکر ہمہ تن اُسکے مدافعہ مین مشغول ہونگا اور تردد مین کسیطور اپنے تئین معاف نرکھونگا شاہ نے بعد وصول عرضداشت اختیار خان اور امرا کو محاصرہ کے واسطے چھوڑکر خود بھی بطور تاخت رات دن مین ستر کوس مالوہ کے طے کرکے بجلی کیطرح کہیرا کے نواح مین پہونچا اور میران محمد شاہ فاروقی والی برہانپور استقبال کیواسطے آیا اور سلطان بہادر شاہ کو اپنے مقام و منزل پر لیگیا اور اس عرصہ مین مخبرون نے رانا اور بھوپت کو خبر پہونچائی کہ شب کو سلطان بہادر لشکر مین ملحق ہوا اور پیچھے سے افواج بیشمار مور و ملخ کیطرح متواتر چلی آتی ہی رانا یہ خبر سُنکر ایک منزل پر مقیم ہوا اور فجر کو سلطان بہادر کہیرا سے کوچ کرکے ایک منزل آگے بڑھا اس منزل مین دو نفر راجپوت بطور رسالت تحقیق اخبار کے واسطے لشکر سلطان مین آئے اور رانا کیطرف سے یہ پیغام گذارش کیا کہ رانا ایک ملازمان درگاہ سے ہی اور اس حدود مین اُسکے آنے سے یہ غرض تھی کہ قدم سفارش آگے رکھکر طلب عفو سلہدی پوربیہ کے تقصیرات کا کرے سلطان نے ارشاد کیا اس نظر سے کہ بالفعل جمعیت اور شوکت اُسکی ہمسے زیادہ ہی اگر پہلے جنگ کا ارادہ نکرکے عرضداشت کرتا البتہ التماس تمھاری قبول ہوتی جب یہ جواب اُن دونون راجپوتون نے جاکر کہا کہ ہمنے شاہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی رانا اور بھوپت باوجود اس شوکت و جمعیت کی تین چار منزل کو

ایک منزل کرکے مفرور ہوئے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ الغ خان مع تیس ہزار سوار اور رفیقا نادر توپخانہ گجرات
بہت قریب پہونچا سلطان نے نہایت شجاعت سے ہرگز الغ خان کے پہونچنے تک توقف جائز نہ رکھکر مع لشکر
اُنکا ستر کوس تعاقب کیا اور رانا جب جیتور کی طرف آیا شاہ نے اُسکی گوشمال دوسرے سال پر حوالہ کرکے
خود قلعہ رائسین کیطرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور آخر ماہ رمضان سنہ مذکور مین لکھمن کمک سے مایوس
ہوا صورت ہلاکت اپنی معائنہ کرکے ازراہ عجز و انکسار عرضداشت کی کہ اگر آنجناب سلہدی کو حضور مین طلب
کرکے قلم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچین تو قلعہ رائسین کو خالی کرکے ملازمون کے سپرد کرون شاہ نے بعد تامل
اور غور بسیار اپنے دلمین کہا کہ غرض اس یورش سے یہ ہو کہ عورات مسلمہ کفر کی ذلت سے رہا ہو وین اگر التماس اسکی قبول
نہین کرتا ہون جان اُن ضعیفون کی مفت جاویگی اسواسطے ملتمس لکھمن کی پذیرائی اور سلہدی پوربیہ و شادی آباد مندو
سے حضور مین طلب کیا چنانچہ برہان الملک سلہدی پوربیہ و ہمراہ لیکر خدمت مین لایا اور فرمان امان حاصل کرکے
قلعہ مین گیا اور لکھمن تمام راجپوتون کو مع اہل و عیال قلعہ سے نکالکر نیچے آیا اور شاہ کے عرض مین پہونچایا کہ قریب
چار سو عورت متعلق سلہدی پوربیہ کے ہو اور رانی درگاوتی نام جسکی بیت یہ التماس کھتی ہو کہ سلہدی پوربیہ داخل بندہاے
خاص مین ہوا اگر قلعہ مین آنکر اپنے عیال سے خود قلعہ کو خالی کرے عزیزون کے طعنہ سے محفوظ ہوگا شاہ نے ملک علی شیر کو
سلہدی پوربیہ کے ہمراہ کرکے قلعہ مین بھیجا جب سلہدی پوربیہ وہان گیا لکھمن اور تاج خان نے سلہدی سے پوچھا کہ
غرض سلطان کی قلعہ رائسین کے لینے سے کیا تھی سلہدی نے کہا بالفعل قصبہ بڑودہ مع مضافات ہمارے واسطے
مقرر ہوا عنقریب ہو کہ سلطان علو ہمتی سے ہمین اور بھی علاقہ سے سرفراز کریگا رانی درگاوتی اور لکھمن اور تاج خان
بولے کہ اگرچہ سلطان ہمارے احوال پر نظر التفات مبذول فرماویگا لیکن ہمنے ایک مدت دراز سے اس مین بادشاہی کی
اور داد کامرانی کی دی فی الحال فلک شعبدہ باز نے بازی کرکے ہمین پھرا لیجا کیا ہو طریق مردانگی یہ ہو کہ اپنے عیال و اطفال
کو جوہر کرکے آگ مین جلا دین اور خود بھی تلوار کے منھ پر چڑھکر مارے جاوین تو کوئی آرزو دلمین باقی نہ رہے
غرضکہ سلہدی پوربیہ رانی درگاوتی کے سحر تقریر سے اپنے حال پر نہ رہا اور قدم جادۂ مرد اور عصیان مین رکھا ہرچند
ملک علی شیر نے نصائح مشفقانہ کرکے سمجھایا مفید نہوا اور ملک علی شیر کے جواب یہ کہا کہ ہر روز ایک کروڑ
پان اور کئی سیر کافور میری حرم سرا مین صرف ہوتا ہو اور تین سو عورت ہر روز پوشاک نئی پہنتی ہین آیندہ
دیکھیے یہ میسر ہو یا نہو اس سے بہتر یہ ہو کہ ہم مع اپنے فرزندون اور عورتون کے قتل ہو جائین تاکہ ہمارے
ناموس مین بدنامی کا دھبا نہ لگے ساتھ عزت اور ناموس کے مرین زہے عزت و زہے شرف سلہدی پوربیہ نے
طرح جوہر کی ڈالی رانی درگاوتی کہ بیٹی رانا سنگا کی تھی بچے خردسال ہمراہ لیکر جوہر مین آئی اور مع سات سو عورت
پری پیکر جل گئی اور سلہدی پوربیہ اور تاج خان اور لکھمن مع خویشان و برادران کہ مجموع سو نفر ہوتے تھے
ہتھیار لیکر برآمد ہوئے اور مسلمانون کی جمعیت قلیل سے کہ قلعہ پر گئے تھے جنگ مین مشغول ہوئے اور جب
یہ خبر اُندومین پہونچی سپاہ گجرات بسبیل استعجال قلعہ مین درآئی اُس گروہ حق ناشناس اور ناعاقبت اندیش
کو واصل جہنم کیا اور سلطان بہادر کے لشکر سے چند پیادہ مسلمان نے سعادت شہادت حاصل کی اور بھی اُنھین
دنون مین سلطان عالم حاکم کالپی صدمہ افواج جنت آشیانی محمد ہمایون شاہ سے سلطان بہادر کے پاس

چناو لایا تھا قلعہ رائسین اور چندیری مع ولایت جاگیر پائی سلطان بہادر شاہ نے میران محمد شاہ فاروقی کو
قلعہ کاکرون کی تسخیر کیواسطے جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین راناکے تصرف مین آیا تھا نامزد کیا اور خود ہاتھی
کے شکار مین مشغول ہوا اور کوہ کاکوراکے متمردونکو گوشمال اور سزا دیکر الغ خان کے حوالہ کیا اور اسلام آباد اور
ہوشنگ آباد اور تمام بلاد مالوہ کو کہ زمینداروں کے تصرف مین آئے تھے اپنے تصرف مین لاکر امرائے گجرات اور اپنے
معتمدون کی جاگیر کی اور جو میران محمد شاہ فاروقی کاکرون کیطرف متوجہ ہوا تھا سلطان بہادر شاہ بھی بسرعت تمام
کاکرون مین جا پہونچا اور رام جی نامے کہ راناکیطرف سے حاکم کاکرون تھا قلعہ خالی کرکے بھاگا اور شاہ بہادر چار ملک
اُس قلعہ مین جشن اور صحبت مین مشغول رہا اور ہر ایک مقرب کو انعام واکرام سے ممتاز فرمایا اور رفیع الملک
المخاطب بہ عماد الملک اور اختیار خان کو کہ اُسکے امرائے کبار سے تھے قلعہ رسور کی تسخیر کو بھیجا اور خود شادی آباد منڈو
کی طرف متوجہ ہوا اور حاکم رسور کہ وہ بھی گماشتہ راناکا تھا قلعہ چھوڑکر مفرور ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ مین
قلعہ کاکرون اور قلعہ رسور سلطان بہادر کے تصرف مین آئے اور سلطان بہادر شادی آباد منڈو سے
فرنگیون کے مدافعہ مین متوجہ ہوا اور جب بندر دیپ کے قریب پہونچا سب فرنگی بھاگ گئے اور توپین کلان
اُنکی کہ ویسی توپ دیار ہندوستان مین نہتی دستیاب ہوئین اور شاہ بہادر اُن توپون کو بجر ثقیل محمد آباد چینانیر
مین بھیجکر عازم تسخیر جیتوڑ ہوا اور بندر دیپ سے کنبایت کیطرف آیا اور وہان سے احمد آباد مین آنکر مشائخ کرام
اور آبائے عظام کی زیارت کی اور لشکر جمع کرکے مع توپخانہ بندر دیپ گجرات سے جیتوڑ کی طرف متوجہ ہوا
اور اُسوقت مین سنہ ۹۴۰ نوسو چالیس ہجری تھی محمد زمان میرزا جو قلعہ بیانہ مین قید تھا جنت آشیانی نصیر الدین
محمد ہمایون بادشاہ سے بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس التجا لایا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون
بادشاہ نے ایلچی بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا سلطان بہادر نہایت تکبر سے
مقید جواب نہوا ہمایون بادشاہ نے پھر اُسے مکتوب لکھا کہ اگر محمد زمان میرزا کو حضور مین نہین بھیجتے تو اُسے
اپنی ولایت سے نکالدیوین سلطان بہادر شاہ کہ اقبال اُسکا معکوس ہوکر لا بقا ہوا تھا پھر کتابت کے
جواب مین مقید نہوا اور وہ باتین کہ اندازہ سے زیادہ بلکہ باہر تھین زبان پر لایا اور وہ حرکت جو سبب اُسکے
خرابی کی ہوئی یعنے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے برخلاف خواہش محمد زمان میرزا کی نہایت
تعظیم وتکریم کی اور جب جیتوڑ مین پہونچا راناکا قلعہ بند ہوا اور ایام محاصرہ نے تین ماہ کا طول کھینچا اور اکثر اوقات
طرفین سے مردان مرد جنگ ونبرد مین مستعد ہوکر حق شجاعت ادا کرتے تھے اور ظفر اور فیروزی
گجراتیون کی شامل حال ہوتی تھی آخر الامر رانا نے عاجز اور بتنگ آنکر پیشکش قبول کی اور تاج وکمر مرصع
کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے لیا تھا مع چند راس اسپ وفیل اور تحف ونفائس شاہ گجرات کو دیکر
واپس کیا اور یہ فتح اور آنا محمد زمان میرزا اور فراہم ہونا اولاد بادشاہ بہلول لودھی کا اُسکی خدمت مین
باعث غرور اور موجب اس امر کا ہوا کہ حضرت جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے ساتھ سلسلہ
جنگ کو تحریک دیوے اور بادشاہی دہلی کی ہمارا اپنے قبضہ تصرف مین لاوے پھر ایک اولاد شاہ بہلول
لودھی کو کہ سلطان علاء الدین نام رکھتا تھا اعزاز واکرام کیا اور اُسکے بیٹے تاتار خان کو امرا سے

گرداگر مملکت دہلی بغیر لیے ہوئے مروم درگاہ پر تہمت کی اور اس ارادہ کے پورے ہونے کیواسطے تاتارخان کو
جو شجاعت اور شہامت مین اپنے ہمچشمون سے ممتاز تھا تربیت کرکے بتیس کروڑ مظفری برہان الملک
حاکم قلعہ آسیر کے سپرد کین تو باتفاق اور صوابدید تاتار خان کے لشکر کی فراہمی مین صرف کرے چنانچہ
تھوڑے عرصہ مین چالیس ہزار سوار تاتار خان کے پاس جمع ہوئے اور جنت آشیانی نصیر الدین
محمد ہمایون بادشاہ کے اطراف مملکت مین مزاحمت شروع کی اور قلعہ بیانہ پر کہ آگرہ کے اطراف مین ہی
سنہ ۹۴۱ نوسو اکتالیس ہجری مین متصرف ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اپنے
بھائی ہندال مرزا کو اُسکے دفع کیواسطے بھیجا اور وہ جب قریب حدود بیانہ پہونچا افغان جو نہایت لاف
وگزاف سے تاتار خان کے پاس فراہم آئے تھے متفرق ہوئے دو ہزار سوار سے زیادہ اُسکے پاس باقی
نہ رہے تاتار خان نے نہایت خجالت اور شرمندگی سے کہ زرخطیر لشکر بیہودہ فاسد افغانان مین صرف کیا تھا
سلطان بہادر کی خدمین حاضر نہوا اور مدد بھی طلب نہ کی ناچار ہوکر جنگ پر آمادہ ہوا اور جب طرفین مقابل ہوئے
ہندال میرزا کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور مردی اور مردانگی کو کام فرماکر مع تین سو مرد قتل ہوا اور قلعہ بیانہ
ہندال میرزا کے تصرف مین آیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے اس امر کو شگون نیک
جانکر سلطان بہادر شاہ کے دفع کو مع لشکر فراوان توجہ فرمائی اور شاہ بہادر شاہ کہ پھر رانا پر لشکرکشی
کرکے قلعہ کو گھیرا تھا تاتار خان کے مارے جانے اور جنت آشیانی کی چڑھائی سے مضطرب اور سراسیمہ ہوا
اور قرعہ مشورہ کا درمیان مین ڈالا چنانچہ رائے اکثر امرا کی اسپر قرار پائی کہ ترک محاصرہ کرکے شاہ کے مقابلہ
کو جانا مناسب ہی اور صدر خان جو امراے کبار سے تھا اُسنے یہ عرض کی کہ ہمنے کفار کو محاصرہ کیا ہی اگر اسوقت
بادشاہ مسلمان حمایت کفار کرکے ہمسے لڑیگا قیامت تک درمیان اہل اسلام کے مطعون اور بدنام ہوگا لائق
دولت یہ ہی کہ محاصرہ کو ہاتھ سے نہ دیوین اور یہ بھی ظن غالب ہی کہ آنحضرت یعنے ہمایون شاہ ہمارے
اوپر تاخت نہ لاوینگے منقول ہی کہ جب ہمایون بادشاہ نے سارنگپور مین نزول فرمایا اور خبر اس مشورہ
کی آنحضرت کے گوش زد ہوئی آنحضرت نے ازراہ مروت سلطان بہادر کی ولایت کو تعرض نہ پہونچایا اسقدر وہان
توقف کیا کہ شاہ بہادر نے ساباط وغیرہ سے سنہ مذکور مین قلعہ چیتور کو جبراً قہراً فتح کیا اور راجپوت بہت
تیغ آبدار سے قتل کیے اور اسطرف کی مہم سے مطمئن ہوا کہ دفعۃً جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ
جنگ کیواسطے متوجہ ہوا اور زر خطیر لشکر پر تقسیم کرکے اُسکے استیصال پر عازم و جازم ہوا اور قلعہ مندسور کے
اطراف مین فریقین کا سامنا ہوا لیکن ابھی خیمہ برپا نہ کیا تھا کہ سید علی خان خراسانی جو سلطان بہادر کا ہرادل تھا
لشکر گجرات سے بھاگ کر جنت آشیانی کے لشکر نصرت اثر مین ملحق ہوا اور گجراتی یہ حال مشاہدہ کرکے
شکستہ دل ہوئے پھر سلطان بہادر نے امرا و افسرون کو ایکجا کرکے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا صدر خان
نے جواب دیا کہ کل جنگ کرنی چاہیے کسواسطے کہ ہمارے سپاہیون نے چیتور کے فتح کرنے سے قوت اور استظہار
پائی ہی اور ابھی انکی آنکھ سپاہ مغل کی شوکت و صولت سے نہین جھپکی ہی اور رومی خان کہ توپخانہ کا داروغہ
اور صاحب اختیار تھا اُسنے یہ التماس کی کہ توپ اور بندوق سرکار مین اسقدر افراط سے موجود ہین

کہ قیصر روم کے سوا دوسرے کو اسقدر آلات حرب میسر نہونگے صلاح دولت یہ ہو کہ لشکر کے گردا گرد خندق کھود کر آلات حرب چارون طرف قرینے سے لگائے جاوین اور ہر روز بلاناغہ آتش حرب مشتعل ہووے نوجوانان شوخ لشکر مغل مقابل آنکر توپ کی ضرب سے ہلاک ہووین شاہ بہادر نے یہ راے پسند کی اور لشکر کے گردا گرد خندق تیار کی اُندنون مین سلطان عالم کالپی کہ شاہ بہادر نے رایسین او رچندیری اور اُس صوبہ کو اُسکی جاگیر مقرر کی تھی مع جمعیت تمام آنکر ملحق ہوا اور دو مہینے کامل دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور اکثر اوقات جوانان عاشق جنگ اور طالبان نام و ننگ برآمد ہوکر جنگ مردانہ اور حرب رستمانہ کرتے تھے اور سپاہ مغل اپنے فرماندہ کے فرمان کے بموجب توپ و تفنگ کے مقابل اور زد پر نہ جاتے تھے تین چار ہزار سوار تیرانداز سلطان بہادر کے اُردو کے اطراف مین تاخت لیجاتے تھے اور حسن تدبیر سے راہ آمد و شد و غلہ اور روغن کی مسدود کی جب چند روز اس وتیرہ سے منقضی ہوے لشکر گجرات مین قحط عظیم واقع ہوا اور چارہ بھی باقی نہ رہا جس سے جانورون کی زندگی ہوا ور فوج مغل کے تیراندازون کے غلبہ سے کسی گجراتی کو یہ مجال نہ تھی کہ لشکر سے باہر جاکر غلہ اور چارہ لاتا اور سلطان بہادر نے جب دیکھا کہ یہان توقف کرنا موجب گرفتاری ہو ایک رات کو مع پانچ امراے معتبر کہ انمین ایک والی برہان پور اور دوسرا ملو خان حاکم مالوہ تھا سراپردہ کے پیچھے سے برآمد ہوکر شادی آباد مندو کیطرف بھاگا اور جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ نے پاے قلعہ شادی آباد مندو تک تعاقب کرکے راہ مین بہت آدمی مفرور قتل کیے اور حیدر خان کہ مع لشکر بسیار سب کے پیچھے جاتا تھا بعد جنگ شدید زخمی ہوکر بھاگا اور سلطان بہادر شادی آباد مندو مین قلعہ بند ہوا اور بعد ایک مدت کے ہندو بیگ اور تمام امراے مغل مع سات سو نفر قلعہ مین در آئے اور سلطان بہادر شاہ کہ بستر خواب پر استراحت فرماتا تھا بدحواس ہوکر اُٹھا جب گجراتیونکو مضطرب او رمفرور دیکھا خود بھی راہ فرار ناپی پانچ چھ سوار سے محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور حیدر خان اور سلطان عالم حاکم رایسین نے قلعہ سنکر مین جاکر پناہ لی اور بعد دو دن کے امان خواہ ہوکر جنت آشیانی کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے حیدر خان کہ زخمی تھا وہ سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور سلطان عالم حاکم رایسین سے جو حرکات ناملائم وقوع مین آئین تھین جنت آشیانی کے حکم سے اُسکے لیگیا سلطان بہادر شاہ یہ اخبار سنکر خزانہ اور جواہر جو قلعہ محمد آباد چنپانیر مین تھا دربان کے سپرد کرکے بندر دیپ کی طرف بھیجا اور خود کنبایت کی طرف راہی ہوا اور جنت آشیانی شادی آباد مندو کو مردم امین کے سپرد کرکے قلعہ محمد آباد چنپانیر کے سمت روانہ ہوا اور بلدہ محمد آباد کی تاراجی سے غنیمت وافر بلکہ بیحد وحساب سپاہ مغل کے ہاتھ آئی اور آنحضرت بھی وہان سے بجناح استعجال کنبایت کے سمت عازم ہوئے اور سلطان بہادر کنبایت سے گھوڑے تازہ زور لیکر بندر دیپ گیا اور آنحضرت جب کنبایت مین پہونچے اور سلطان بہادر کو نہ دیکھا معاودت فرماکر محمد آباد چنپانیر کو محاصرہ کیا اور سا تھ اُس تدبیر کے کہ آنحضرت کے وقائع مین تحریر ہو قلعہ اول پر متصرف ہوا اور اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد چنپانیر بھاگ کر قلعہ ارک کی طرف کہ جسکو مولیا کہتے ہین پناہ لیگیا اور آخر کو امان چاہی اور شرف خدمت حاصل کی ۹۴۳ھ

جو وہ فضائل وکمالات مین تمام امراے گجرات سے امتیاز رکھتا تھا ندماے مجلس خاص مین اختصاص پایا
اور خزائن سلاطین گجرات کہ عمرہاے دراز مین فراہم ہوئے تھے اُسکے تصرف مین آئے اور زر لشکر پر تقسیم ہوا اور
ابتداے ۹۴۳ھ نو سو تینتالیس ہجری مین باوجود اسکے کہ جنت آشیانی محمد آباد چینانیر مین توقف رکھتا تھا عرضیان
رعایاے گجرات کی متواتر سلطان بہادر کے پاس اِس مضمون کی پہنچین کہ اگر آنجناب ایک اپنے ملازم کو
تحصیل مال کیواسطے مقرر فرماوین مال واجبی خزانہ مین پہونچایا جاوے سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو جو
حسن تدبیر اور مزید شجاعت مین اتصاف رکھتا تھا مع لشکر گران تحصیل مال ولایت کیواسطے بھیجا اور عماد الملک
سپاہ جمع لانے مین مصروف ہوا تھوڑے مع پچاس ہزار آدمی احمد آباد مین وارد ہوا اور وہان سے عاملونکو اطراف
مین بھیجکر تحصیل شروع کیا اور جب یہ خبر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کو پہونچی ہندو بیگ خان کوکہ
ایک امراے کبار اور معتمد علیہ سے تھا خزانونکی محافظت کیواسطے مقرر کرکے محمد آباد چینانیر کی طرف بھیجا اور عسکری مرزا
کو مع یادگار ناصر میرزا اور ہندو بیگ کو اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور محمود آباد کی نواح مین کہ احمد آباد سے
دس کوس ہے عسکری میرزا کو عماد الملک کے ساتھ جنگ سخت واقع ہوئی اور عماد الملک نے شکست پائی
اور گجراتی بہت قتل ہوے اسکے بعد جنت آشیانی نے شہر احمد آباد مین نزول فرمایا اور حکومت وہان کی
عسکری میرزا کو اور پٹن گجرات یادگار ناصر میرزا کو اور بھروچ قاسم حسین میرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ
کو اور محمد آباد چینانیر تردی بیگ خان کو سپرد کیا اور خود بدولت واقبال نے عنان عزیمت برہانپور
کیطرف منعطف فرمائی اور وہان باقتضاے وقت توقف نکرکے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس
درمیان مین جہان شیرازی کہ ایک امراے سلطان بہادر شاہ سے تھا جمعیت بہم پہونچاکر قصبہ نوساری
پر متصرف ہوا اور رومی خان بندر سورت سے خانخانان سے جاملا دونون باتفاق بھروچ کی طرف متوجہ
ہوئے اور قاسم حسین میرزا کہ طاقت مقاومت کی نرکھتا تھا محمد آباد چینانیر مین تردی بیگ خان کے پاس گیا
کل گجرات مین خلل اور فتور واقع ہوا اور تھانے مغلون کے برخاست ہوے اُسوقت مین غضنفر بیگ کہ امراے
عسکری میرزا سے تھا بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس گیا اور شاہ کو احمد آباد آنے کی ترغیب کی جیساکہ اپنے محل
پر مذکور ہوا جب تمام امرا تردی بیگ کے سوا احمد آباد مین جمع ہوئے اور سلطان بہادر گجرات کی طرف
عازم ہوا عسکری میرزا نے تمام امراسے مشورہ کرکے یہ مناسب دیکھا کہ سلطان بہادر سے مقابلہ نہایت
دشوار اور اشکال ہے اور جنت آشیانی شادی آباد مندو مین توقف رکھتا ہے اور شیر خان پٹھان نے بھی
آگ فساد کی بنگالہ مین روشن کی ہے صلاح یہ ہے کہ خزانہ محمد آباد چینانیر کو دستیاب کرکے آگرہ کیطرف متوجہ
ہووین اور اُس حدود کو بھی اپنے تصرف مین لاکر خطبہ عسکری میرزا کے نام پڑھاوین اور منصب وزارت ہندو بیگ
کے متعلق رہے اور میرزایان دیگر جس مقام کو چاہین اُسپر متصرف ہووین اس اقرار اور امید پر صوبہ گجرات کو
کہ بہ محنت ومشقت سے لیا تھا مفت ہاتھ سے کھویا اور محمد آباد چینانیر کیطرف روانہ ہوئے اور جب تردی
بیگ خان نے میرزایان اور امراکے ارادہ فاسد پر اطلاع پائی قلعہ کی استواری مین کوشش کی پھر ناچار
ہوکر میرزاؤن نے آگرہ کیطرف کوچ کیا اور جنگل ناموسی کی پیمائش شروع کی سلطان بہادر نے جب گجرات کو

خالی دیکھا تیرہوے بیگ خان کے دفع کیواسطے محمد آباد جنپانیر کی طرف عازم ہوا اور تیروے بیگ خان جسقدر خزانہ کہ اُٹھا سکا اونٹون پر لادکر آگرہ کیطرف راہی ہوا سلطان بہادر چند روز محمد آباد مین توقف کرکے مہمات کے بند وبست مین مشغول ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے غلبہ ایام مین از روے عجز دنا چاری بندر دیو اور بندر جیول اور ریگ دنارہ کے فرنگیون سے مدد چاہی تھی اور یقین جانتا تھا کہ وہ جماعت لشکر گجرات پر کہ خوف ہے منصرف ہوگی اسواسطے بتعجیل تمام محمد آباد جنپانیر سے ولایت سورت اور جونا گڑھ کیطرف متوجہ ہوا تو جسطریق سے ممکن ہوا اس گروہ کو اسطرف آنے سے باز رکھے اور چند روز اس حدود مین بسیر وشکار مشغول رہا اس درمیان مین پانچ چھ ہزار فرنگی غرابون مین بیٹھکر بندر دیپ کیطرف آپہونچے سلطان بہادر بسبیل استعجال بندر مذکور مین آیا اور فرنگی سلطان بہادر کے استقلال اور غلبہ اور جنت آشیانی کی مراجعت کی خبر سنکر اپنے آنے سے نادم اور پشیمان ہوکے اور آپسمین قرار دیا کہ جس حیلے سے بن پڑے بندر دیپ پر متصرف ہووین پھر اُنکے سردار نے علالت تمارض کرکے خبر اپنی بیماری کی مشہور کی اور سلطان بہادر نے مکرر آدمی اُسکی طلب مین بھیجا لیکن جواب سنا کہ بیمار ہون اور چلنے پھرنے کی قوت نہین رکھتا پھر سلطان بہادر اس خیال سے کہ فرنگی میرا لحاظ اور ملاحظہ رکھتے ہین خود مع جماعت قلیل اُنکی تسلی کیواسطے غراب پر سوار ہوا اور اُس مقام مین کہ کشتیونکو لنگر بار کیا تھا گیا اسے دیکھکر فرنگی ایک بڑی ناؤ پر سوار ہوکر آئے سلطان نے آثار غدر فراست سے دریافت کرکے چاہا کہ پلٹ جاوے جبکہ وہ فرنگیون کی کشتی سے اپنی کشتی مین سوار ہونے لگا فرنگیون نے چالاکی اور پھرتی سے اپنی کشتی ہٹالی اور وہ اپنی کشتی پر نہ پہونچا تھا دریا مین گرا اور ایک غوطہ کھاکر سر اُبھارا اسوقت ایک فرنگی نے جہاز پر سے ایک نیزہ اُسکے سر پر مارکر مجروح کیا اسوقت سلطان بحر عدم مین ایسا غوطہ زن ہوا کہ دوبارہ سر نہ نکالا اور لشکر گجرات یہ حال مشاہدہ کرکے بلاتوقف احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ رمضان المبارک ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری مین بندر دیپ فرنگیون کے تصرف مین آیا اور سلطان بہادر شاہ کی مدت سلطنت پندرہ سال اور تین دن تھی اور تاریخ بہادر شاہی کے مؤلف نے اپنی کتاب مین اُسکے نام تحریر کی لیکن جو توفیق اصلاح نبائی غلطی بہت اُس نسخہ مین نظر آئی ہو اعتماد اسپر نکرنا چاہیے

ذکر مستعد ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر

جب سلطان بہادر بحر فنا مین غرق ہوا مخدومہ جہان والدہ اُسکی مع امرا کہ ملازم رکاب تھے بندر دیپ سے احمد آباد کیطرف متوجہ ہوئی اسی درمیان مین خبر پہونچی کہ محمد زمان میرزا جسے سلطان بہادر نے بایام فتور دہلی اور لاہور کیطرف بھیجا تھا کہ ہندوستان مین باعث خلل ہوکر مغلون کو پریشان اور شکستہ خاطر کرے حدود لاہور سے پلٹ کر احمد آباد مین پہونچا اور اُسیوقت خبر واقعۂ سلطان بہادر سنکر گریہ وزاری مین مشغول ہوا اور بمتابعت کرکے لباس تغیر کیا اور تعزیت کے واسطے چلا بعد چند روز کے محمد زمان میرزا جب اُردو مین پہونچا مخدومۂ جہان نے اُسکے علی قدر مراتب اسباب ماتمی کا بھیجا اور لباس ماتمی اُسکا تبدیل کرایا لیکن میرزا سے سعادت منی کے عوض والدہ شاہ کے الطاف کا کہ اُسکے حال پر مبذول فرمایا تھا یہ کیا کہ کوچ کیوقت مع اپنی ایک جماعت سے خزانہ گجرات پر تاخت لایا

اقوے سات سو صندوق طلا آمین سے نکال لیگیا اور اپنے تئین گوشہ محفوظ مین پہونچا کر بارہ ہزار مغل اور
... ان جمع کیے امراے گجرات یہ فساد جدید مشاہدہ کرکے بیزار اور سراسیمہ ہوے اور شاہ مقرر کرنے کیواسطے
باہم مشورہ کیا چونکہ سلطان بہادر شاہ نے بارہا اپنے بھانجے محمد شاہ فاروقی کو ولی عہد اپنا کا ... کیا تھا
سب تجویز مخدومہ جہان اُسکی بادشاہی پر راضی ہوے اور غائبانہ خطبہ اور سکہ اُسکا عمل مین لائے اور
... اُسکے بلانے کو بھیجا اور عماد الملک کو مع لشکر کثیر کو شمالی محمد زمان میرزا کے دفع کے واسطے تعین کیا اور محمد زمان میرزا
کہ مرد عیاش اور فراغت طلب تھا کچھ جنگ کرکے دار دلیر ست ... ہندوستان مین آیا اور پھر
اُسکی مہم نے صورت نہ باندھی اور میران محمد شاہ فاروقی کہ سلطان بہادر شاہ نے لشکر جبنالی یعنی مغل کے
تعاقب مین مالوہ تک بھیجا تھا بعد ڈیڑھ سنہ ... پہنچنے کے اس حدود مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا

ذکر سلطان محمود بن لطیف خان بن شاہ مظفر کی سلطنت کا

جب میران محمد شاہ فاروقی خرابہ دنیا سے معمورہ آباد عقبیٰ کیطرف خرامان ہوا اور کوئی وارث سلطنت کا
محمود خان بن شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کے سوا نرہا اور وہ برہانپور مین سلطان بہادر شاہ کے
حکم کے موافق کہ داعیہ سلطنت گجرات رکھتا تھا اور میران محمد شاہ کے قید مین تھا اختیار خان کو اُسکے بلانیکو
بھیجا میران مبارک شاہ برادر میران محمد شاہ نے اُسکے بھیجنے مین تامل ... کیا تب امراے گجرات
لشکر آراستہ کرکے برہانپور کے جانے پر آمادہ ہوے اور اُسنے یہ خبر دریافت کرکے محمود خان کو تخت گجرات
کیطرف بھیجا چنانچہ ارکان دولت نے ذیحجہ کی دسوین تاریخ سنہ ۹۴۴ نوسو چوالیس ہجری مین محمود خان کو تخت گجرات پر
بٹھایا اور خطاب سلطان محمود شاہ رکھا اور اختیار خان صاحب اختیار ہوا اور مہام مملکت گجرات کی مہار
اُسکے دست اقتدار مین آئی اور بعد چندے یا ۹۴۵ھ نوسو پینتالیس ہجری مین امراکے درمیان نزاع اور خصومت
واقع ہوئی چنانچہ دریا خان اور عماد الملک نے اتفاق کرکے اختیار خان کو قتل کیا بعد اسکے
عماد الملک امیر الامرا اور دریا خان ... وزیر کل ہوے اور آخر سال مین اُنکے درمیان بھی مخالفت ظاہر ہوئی
دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ شہر سے باہر لیجا کر محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور عماد الملک لشکر
کثیر فراہم کرکے محمد آباد کیطرف متوجہ ہوا اور بعد دو تین کوچ کے اکثر سپاہ گجرات کہ اُس سے زر کثیر حاصل کیا
تھا جدا ہوکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عماد الملک بدحواسی اور عالم اضطرار مین صلح پر راضی ہوا اور یہ
قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گانو اور سورت کیطرف جاوے اور سلطان محمود احمد آباد کی طرف مراجعت
کرے اور ۹۴۷ھ نوسو سینتالیس ہجری مین دریا خان غوری عماد الملک کے اخراج کیواسطے شاہ محمود کو اُبھار کر
مع لشکر آراستہ ولایت سورت کی سمت متوجہ ہوا اور عماد الملک بعد محاربہ بھاگ کر میران مبارک شاہ
حاکم آسیر اور برہانپور کے پاس پناہ لے گیا اور میران مبارک شاہ از روے حمیت اور غیرت اُسکی
مدد کیواسطے آمادہ ہوا اور لشکر گجرات سے لڑکر شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا اور عماد الملک
ملو خان المخاطب قادر شاہ حاکم مالوہ کے پاس گیا سلطان محمود شاہ خاندیس مین استقامت
کرکے تاخت وتاراج مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے اکابر وقت کو درمیان ڈالکر

از راہ صلح سلطان محمود کی ملازمت کی اور دریا خان غوری شیر خان کے ہاتھ سے مارا گیا اور رتی اُسکے پائین
باندھکر تمام کو چہ و بازار مین تشہیر کیا ابیات بچشم خویش دیدم در گذرگاہ ✤ کہ زد بر جان موذی مرغکی راہ ✤
ہنوز از صید منقارش نہ پرداخت ✤ کہ آمد مرغ دیگر کار او ساخت ✤ چو بد کردی مشو ایمن ز آفات ✤ کہ واجب
شد طبیعت را مکافات ✤ سلطان محمود کی مدت سلطنت اٹھارہ برس اور دو ماہ اور چند روز تھی اور حسب
اتفاق اسی سال کہ سنہ ۹۶۱ نو سو اکسٹھ ہجری تھے سلیم شاہ بن شیر شاہ حاکم دہلی اور نظام الملک بحری حاکم
احمد نگر اجل طبیعی کے سبب اس عالم فانی سے عالم باقی کیطرف خرامان ہوے اور مولف تاریخ ہذا مولانا غلام علی
ہندو شاہ نے انکی تاریخ وفات مین چند بیت سلک نظم مین کھینچی تھین براے یادگار پھر دوبارہ تحریر ہوتی ہین
قطعہ تاریخ سہ خسرو را زوال آمد بیکبار ✤ کہ ہر از عدل شان دارالامان بود ✤ یکی محمود شہ سلطان گجرات ✤
کہ چون دولت خود نوجوان بود ✤ دگر اسلام خان سلطان دہلی ✤ کہ اندر عہد خود صاحبقران بود ✤
سوم آمد نظام الملک بحری ✤ کہ در ملک دکن خسرو نشان بود ✤ ز تاریخ وفات این سہ خسرو ✤ چہ می پرسی
زوال خسروان بود ✤ سلطان محمود شاہ نیک نہاد اور پسندیدہ اطوار تھا اور اکثر اوقات علما اور فضلا کی
صحبت مین بسر کرتا تھا اور روز ہاے بزرگ یعنی روز مولود و وفات حضرت سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور روز وفات اپنے جد و آبا اور روز ہاے متبرک مین فقرا و مساکین اور مستحقین کو کھانا
کھلاتا تھا اور خود اپنے دست حق پرست مین آفتابہ لیکر آدمیون کے ہاتھ دھلاتا تھا اور پارچہ ہاے
میر صاف وغیرہ کہ اُسکی پوشاک کیواسطے مقرر تھے اُسمین سے اول دستار اور جامہ فقیرون کا تیار
ہوتا تھا اُسکے بعد اُسکی پوشاک تیار کرتے تھے اور آب کہار ندی کے کنارہ ایک آہو خانہ تیار کیا کہ سات
کوس کا قبہ اور دیوار سراسر کھینچی ہوئی ہے اور اُس آہو خانہ مین چند عمارت دلکشا اور باغچہ ہاے
روح افزا تیار کرکے باغبانی اُسکی عورتون پر ... جب جمال کی طرف رجوع فرمائی اور قسم قسم کے جانور اُسمین
چھوڑے اور اُنھون نے توالد و تناسل سے کثرت تمام پیدا کی جو شاہ عورتون کی صحبت کا حریص تھا
ہر وقت اپنی حرم کو لیکر اُسمین شکار اور چوگان بازی کرتا تھا اور جو اشجار کہ اُس چار دیواری مین تھے اُنپر
مخمل سبز و سرخ لپیٹا تھا الغرض منقول ہے کہ اُس سے کوئی فرزند نرہا اور اُسکی حرمون مین جب کوئی حاملہ ہوتی تھی
فوراً اُسکی اسقاط کا حکم فرماتا تھا اور اعتماد خان کہ غلامان ہندی سے تھا اور سلطان اُسپر اعتماد کلی رکھتا تھا
اپنی حرم مین محرم کرکے عورتون کا سنگار اُس سے رجوع فرماتا تھا اور اُسنے بوجہ احتیاط اور ملاحظہ کے
کافور کھاکر رجولیت یعنی مردی کو اپنے سے ساقط کیا اور جو گجرات مین عورتین مزارون در آدمیون کے مکانون پر
ہر بہانہ سے جاتی تھین اور فسق و فجور کی رسم ورواج اسقدر مروج ہوئی تھی کہ وہ بُری نہ معلوم ہوتی تھی
سلطان محمود اول منع کرکے پھر امتحان کیواسطے ایک جماعت مردم مجہول کو اُنکی طلب کو بھیجتا تھا جب وہ
آتی تھین اُنھین بسیاست و عقوبت تمام ہلاک کرتا تھا اِس سبب بخوبی سدباب ہوا

ذکر سلطان احمد شاہ گجراتی کی سلطنت کا

جب سلطان محمود شہید ہوا اور لاولد تھا اعتماد خان نے آتش فتنہ و فساد کی تسکین کیواسطے رضی الملک نام

ایک خورد سال کو جو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد سے تھا اُسے باتفاق میران سید مبارک بخاری اور دوسرے امرا کے تخت شاہی پر متمکن کر کے سلطان احمد شاہ خطاب دیا اور اعتماد خان نے مہمات مملکت سا تھ اپنے رجوع کر کے اسم شاہی کے سوا کوئی شی اُسکے اختیار مین نہ چھوڑی اور جب پانچ برس اسی طور پر گذرے شاہ احمد شاہ بیتاب ہو کر احمد آباد سے سید مبارک بخاری کے پاس جو امراے کبار سے تھا گیا بدین تقریب موسی خان فولادی اور سادات خان اور عالم خان لودی اور اعظم خان مالوی اور بھی آدمی اُسکے پاس جمع ہوئے اور اعتماد خان باتفاق عماد الملک و چنگیز خان اور الغ خان اور جہاز خان حبشی اور اختیار الملک اور امراے گجرات کے مع توپخانہ سید مبارک خان کے سر پر گیا اور وہ اگرچہ اعتماد خان کی نسبت جمعیت کم رکھتا تھا لیکن معرکہ قتال کو آراستہ کیا اور اس درمیان مین ایک گولہ توپ کا سید مبارک کے لگا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اور سلطان احمد شکست کھا کر بھاگا چندروز صحرا اور جنگل مین سرگردان رہا اس صورت مین عماد الملک اور تاتار خان غوری اعتماد خان کے مکان پر آئے اور توپین لگا کر گھیر لین اعتماد خان تاب مقاومت نہ لا کر اُس کیطرف جو محمد آباد چینا نیر کے نواح مین ہو گیا اور جمعیت کر کے قریب تھا کہ پھر آتش جنگ شعلہ زن کرے لوگون نے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور امر وکالت بدستور سابق اعتماد خان کے سپرد کیا اور ولایت بھروچ اور محمد آباد چینا نیر اور نادوت اور بھی پرگنات جو آب مہندری اور نربدہ کے درمیان تھے عماد الملک کی جاگیر قرار دے اور موازی ایک ہزار اور پانسو سوار کی جاگیر خاص سلطان احمد کیواسطے مقرر کی سلطان احمد کبھی کبھی بسبب بے عقلی اور نادانی سے اپنے ہمدمون سے اعتماد خان کے قتل کے بارہ مین مشورہ کرتا تھا اور بمقتضاے خورد سالی تلوار سے درخت کیلہ کو دو ٹکڑے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اعتماد خان کو بھی اسی طریق سے دو ٹکڑا کرونگا جب اعتماد خان اس حقیقت حال سے آگاہ ہوا پیشدستی کر کے ایک رات کو اُسے قتل کیا اور لاش اُسکی دیوار قلعہ سے وجیہ الملک کے مکان مین پھکوا کر مشہور کیا کہ سلطان احمد لونڈی کیواسطے وجیہ الملک کے مکان مین در آیا تھا نادانستہ مارا گیا مدت اُسکی حکومت کی آٹھ برس تھی

ذکر سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی کی شاہی کا

آخر سنہ ۹۶۹ نو سو انہتر ہجری مین اعتماد خان نے ایک لڑکا امراے گجرات کی مجلس مین لا کر قسم کھائی کہ یہ بیٹا سلطان محمود شاہ کا ہے ماں اسکی جسوقت حاملہ ہوئی شاہ نے اسقاط حمل کو میرے سپرد کیا جو حمل سے پانچ مہینے گذرے تھے مین نے اُس امر پر قیام نہ کیا پس امرا نے جو اور چارہ نہ جانتے تھے تمام مملکت اپنے درمیان قسمت کر کے کمال مضبوطی بہم پہونچائی اور ولایت پٹن پرگنہ کدی تک موسی خان اور شیر خان فولادی کے قبض و تصرف مین آئی اور رادھن پور اور قرداره اور مور جبپور اور دیگر پرگنات پر فتح خان بلوچ متصرف ہوا اور جو پرگنے کہ آب صابرمتی اور مہندری کے درمیان واقع تھے اعتماد خان اُنپر متصرف ہوا اور بندر سورت اور نادوت اور محمد آباد چینا نیر چنگیز خان بن عماد الملک غلام ترک کے پاس رہا اور رستم خان کہ بھانجا چنگیز خان کا تھا بھروچ پر متصرف ہوا اور دولقا اور دندوقہ سید میران ولد سید مبارک بخاری کی جاگیر مین مقرر ہوا اور قلعہ جوناگڑا اور سورت کو امین خان غوری اپنے قبضہ مین لایا الغرض اتفاق امراے گجرات سے کنارہ کش ہو کر

سلطان مظفر اعتماد خان کو اپنا قیدی جانتا تھا اُسے خلق کے دکھانیکو دربار مین تخت پر بٹھا کر خود اُسکے پیچھے بیٹھتا تھا فقط امرا سلام اور مجرے کو حاضر ہوتے تھے اور جب چندروز اس دتیرہ پر گذرے چنگیز خان اور شیر خان فولادی سلطنت کی تہنیت ادرہ بار کیواسطے احمد آباد مین آئے اور بعد ایک سال کے فتح خان سے بسبب قرب وجوار جاگیر کے فولادیون سے عداوت اور مخالفت ہم پہونچی جنگ اُنکے درمیان واقع ہوئی اور فتح خان شکست پاکر اعتماد خان کے پاس گیا اور اعتماد خان یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور لشکر فراہم کرکے بشوکت تمام تر فولادیون کی سرپر گیا اور فولادی قلعہ پٹن مین قلعہ بند ہوئے اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہوکر بعجز پیش آئے اعتماد خان نے عذر اُنکا قبول نہ کیا اور محاصرہ مین کوشش کی جب کام افغانان فولادی پر تنگ ہوا جوان اور چند سال اُس جماعت کے جمع ہوکر موسی خان اور شیر خان سے کہنے لگے کہ جسوقت یہ ہمارا عجز وانکسار قبول نہین کرتے تو ہم اسے لڑ مرینگے اور چارہ نہین ہی پھر قریب پانسو آدمی ایکبار گی قلعہ سے برآمد ہوئے اور موسی خان اور شیر خان فولادی بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر کہ دو تین ہزار تھے ناچار باہر گئے اور اعتماد خان مع لشکر گجرات کہ تیس ہزار سے زیادہ تھا میدان مین آکر صف آرا ہوا فولادیون نے اعتماد خان کی فوج خاص پر تاخت کرکے منہزم کیا حاجی خان یعنی سلیم شاہ بن شیر شاہ کا غلام کہ عمدہ فوج اعتماد خان سے تھا بھاگ کر فولادیونکے پاس گیا فولادیون نے اعتماد خان کو پیغام کیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آیا اُسکی جاگیر واگذاشت کرین اعتماد خان نے اُسکی التماس پذیرا نہ کی اور یہ جواب دیا کہ وہ ہمارا نوکر تھا جب بھاگ گیا اُسکی جاگیر تم ایسونکو دینی چاہیے موسی خان اور شیر خان جمعیت کرکے حاجی خان کی جاگیر پر جاکر قبضہ جو تھا مین مقیم ہوئے اعتماد خان افواج اکثر فراہم کرکے اُسکے مقابلہ کو گیا اور چار ماہ مقابلہ نے طول کھینچا آخر جنگ کی نوبت آئی اعتماد خان اس مرتبہ بھی شکست کھاکر بھروچ مین چنگیز خان کے پاس گیا اور اُسے مدد اور کمک کیواسطے لایا لیکن صلاح جنگ مین نہ دیکھی صلح کی اور حاجی خان کی جاگیر واگذاشت کرکے احمد آباد گیا اور چنگیز خان نے بھی دم استقلال سے مارکر اعتماد خان کو پیغام دیا کہ ہم اس درگاہ کے خانہ زاد ہین اور تمام امور حرم پر اطلاع رکھتے ہین شاہ محمود شاہ ثالث فرزند نہین رکھتا تھا اب جو اس لڑکے کو شاہ محمود کا بیٹا مشہور کیا ہی یہ کیا بات ہی اور تو اُسکے دربار مین بیٹھتا ہی اور لوگ اُسکی نگہبانی کرتے ہین اور جب تو دربار مین نہین آتا کوئی شخص اُسکے سلام کو نہین جاتا ہی اور اگر فی الواقع وہ فرزند سلطان محمود شاہ ہی پس تو بھی مثل تمام امرا و خاصہ خیل کے اُسکی خدمت مین حاضر رہ اور جسوقت اور امرا دربار مین بیٹھین تو بھی بیٹھ اعتماد خان نے جواب دیا کہ مین نے پروزجادس بزرگون کے سامنے قسم کھائی ہی کہ یہ بیٹا محمود شاہ کا ہی اور بزرگون نے میرے قول کا اعتماد کرکے تاج شاہی اُسکے سرپر رکھکر بیعت کی ہی اور تو کہتا ہی کہ اُسکی مجلس مین تو کیون بیٹھتا ہی سبب اُسکا یہ ہی کہ میری قدر و منزلت سب سے سلطان جنت آشیان کے نزدیک زیادہ تر تھی اور تو اُس زمانہ مین طفل صغیر تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا وہ اس بات کی تصدیق کرتا اور یہ جوان کہ جسے تخت سلطنت پر جلوس کرکے زیب و زینت بخشی ہی میرا اور تیرا ولی نعمت ہوتا ہی تیری خیریت اسی مین ہی کہ سر اُسکی خدمتگذاری سے نہ پھیرے اور جس طور کہ تیرا باپ خدمت اُس کے والد بزرگوار کی کرتا تھا تو بھی اُسکی خدمت

اپنے ذمہ ہمت پر واجب ولازم جانکر ہمہ تن مصروف رہے تو نخل مراد کا درخت امید سے حاصل کرے
الغرض شیرخان فولادی نے اس سوال و جواب سے اطلاع پائی اور چنگیز خان کو ایک خط لکھا خلاصہ مضمون
اُسکا یہ تھا کہ تم چند روز پاؤن دامن صبر مین کھینچکر طریق مدارا ہاتھ سے نہ دو اور سبب تقریب مسند عالی کے
ساتھ اظہار مخالفت نکرو لیکن چونکہ چنگیز خان طمع کا دانت قصبہ برودہ پر لگائے ہوئے تھا اس نے یہ امر
قبول نکیا اور اعتماد خان کو یہ پیام بھیجا کہ آدمی بہت میرے پاس فراہم ہوئے ہین اور یہ ولایت محقر میرے
تصرف مین ہی ساتھ اس جماعت کے کفایت نہین کرتی اگر جو حل و عقد مہام مملکت اُس مسند عالی کی رائے
خیر آثار کے مفوض ہی لہذا اس بارہ مین فکر فرماوین اعتماد خان نے چاہا کہ اسکو حکام برہانپور سے منازعت
مین ڈالین تو برہانپوری اس حدود کا ارادہ نکرین اسواسطے اُس نوشتہ کے جواب لکھ بھیجا کہ قصبہ ندربار ہمیشہ
امراے گجرات کے تصرف مین رہا اور اندنون کہ سلطان محمود قلعہ آسیر مین باتفاق میران مبارک شاہ رہتا تھا
میران مبارک شاہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر حق سبحانہ تعالی آپ فرماندہی ملک گجرات کی میرے دست اقتدار
مین سپرد فرمادیگا تو قصبہ ندربار تیکے انعام فرماؤنگا چنانچہ اسکے بعد جب سلطان شہید نے تخت جہانبانی
پر جلوس فرمایا ایفاے وعدہ کیواسطے کہ بزرگون پر فرض ہین ہی قصبہ ندربار میران مبارک شاہ کو دیا
اب سلطان کہ درجہ شہادت مین پہونچا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی صلاح یہ ہی کہ تم مع اپنی
جمعیت سے جاکر قصبہ ندربار پر جلد تر بزور دائد وظیفہ متصرف ہو آیندہ تمھارے بارہ مین اور فکر معقول
کیجاویگی چنگیز خان فریب کھاکر فوج کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سنہ ۹۷۴ نو سو چہتر ہجری مین بکوچ متواتر
اُسطرف روانہ ہوا اور قصبہ ندربار پر متصرف ہوکر قدم حرص کا آگے بڑھایا یہانتک کہ تھالنیر کے حدود مین
گیا اتفاقات سے اُن دنون یہ خبر پہنچی کہ محمد میران شاہ فاروقی ولد میران مبارک شاہ مع تفال خان حاکم برار
جنگ کو آتا ہی اور چنگیز خان نے اپنا لشکر اس مقام مین کہ نشیب و فراز اور ناہمواری بہت رکھتا تھا اُتارا
اور جسطرف کہ زمین ہموار تھی اُسطرف آرا بونمین زنجیر کھینچی اور محمد شاہ اور تفال خان اُس کے مقابل
صف آرا ہوکر غروب آفتاب تک ایستادہ رہے چنگیز خان اپنے دائرہ سے باہر نہ آیا اور اُس غرور اور
نخوت کی شامت سے جو سر مین رکھتا تھا اسطرحکا خوف دہراس اُسپر غالب ہوا کہ رات کو مع تمامی لشکر بھاگ کر
بہرونچ کیطرف گیا اور محمد شاہ فاروقی نے غنیمت بہت دستیاب کرکے ندربار تک پیچھا کیا اور پرگنہ پر
متصرف ہوا اور اس عرصہ مین سلطان محمد میرزا کے بیٹے کہ چھ نفر تھے اور اسامی اُنکے یہ ہین محمد حسین[1]
میرزا مسعود[2] الغ میرزا[3] حسین مرزا[4] مسعود حسین میرزا[5] شاہ میرزا[6] جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے خوف سے
سنبل سے بھاگ کر مالوہ کیطرف گئے اور جب لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا سنہ ۹۷۵ نو سو پچہتر ہجری
مین مالوہ کیطرف متوجہ ہوا یہ ناچار اور لاعلاج ہوکر چنگیز خان سے ملحق ہوئے چنگیز خان نے اپنی تقویت
کیواسطے اُنھین غائبانہ امراے سلطان مظفری کی سلک مین منتظم کیا اور چند پرگنے اپنی ولایت سے اُنھین
دیے اور اُسی سال باتفاق میرزایان مذکور اعتماد خان کے سر پر لشکر کھینچا پہلے بلا جنگ قصبہ برودہ
متصرف ہوا جب محمود آباد مین پہونچا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ عالم اور عالمیان پر ظاہر اور

ظاہر ہوا ہو کہ باعث اصلی اور سبب حقیقی شکست تھانیسر کا تیرے نفاق سے ہو کیونکہ تو جنگ کا ارادہ
نہ رکھتا تھا ایک جماعت کو بھیجا اصلا غبار فرار دامن عار پر نہ بیٹھتا اور اب جمعیت کے واسطے تو خود آتا یا
اور مبارکباد شاہی کہنے کو احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا ہو اور یقین ہو کہ اگر تم شہر میں رہو گے ایک مخالفت اور
نزاع ظاہر آویگی بہتر یہ ہو کہ مثل اور امرا اپنی جاگیر پر جاکر سکونت اختیار کرو اور دست تصرف سلطان کو قوت دو
تو مملکت موروثی میں بسطوت سے دست تصرف دراز کرے اعتماد خان نے پیغام پہونچنے سے پیشتر سامان
فراہم لشکر کیا تھا جب یہ پیغام پہونچا شاہ مظفر کے سر پر چتر بند کرکے باتفاق سادات خان بخاری اور
اختیار الملک اور ملک اشرف اور الغ خان اور جہاز خان حبشی اور سیف الملک شہر سے برآمد ہوا اور موضع
کاوری میں جو محمود آباد سے چھ کوس ہو طرفین کا سامنا ہوا اور صفوف جنگ آراستہ ہوئیں جب لشکر
اعتماد خان کی فوج چنگیز خان پر پڑی اور سابق میں بھی میرزاؤن کی شجاعت اور مردانگی سنی تھی اسواسطے
ہر ایک دلیر معرکہ نبرد کو قابض ارواح تصور کرکے بلا جنگ دونگر پور کیطرف مفرور ہوا اور امراے دیگر
اعتماد خان کی آفرین کرکے ہر ایک نے ہر ایک طرف راہ فرار پائی اور سادات خان بخاری دولقہ کی
سمت اور اختیار الملک معمور آباد کیطرف گئے الغ خان اور جہاز خان مع سپاہ سلطان مظفر کو ہمراہ لیکر
احمد آباد کیطرف راہی ہوئے اور چنگیز خان نے فتح غیبی کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور محظوظ
ہوکر بٹوہ میں نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو الغ خان اور جہاز خان اور حبشیان شاہ مظفر کو لیکر کالپور
کے دروازے سے برآمد ہوکر ... اور معمور آباد کی سمت روانہ ہوئے اور مظفر شاہ کے برآمد ہونیکے وقت
چنگیز خان احمد آباد میں در آیا اور اعتماد خان کے مکان میں قیام کیا اور شیر خان فولادی نے جب قصبہ
کڑی کے اطراف میں یہ خبر سنی چنگیز خان کو یہ پیغام بھیجا کہ یہ تمام ولایت اعتماد خان کو سلطان کے مصارف ضروری
کیواسطے چھوڑی گئی تھی اب جو کہ تم تنہا اسپر متصرف ہوئے ہو آئین مروت اور رسم فتوت سے بعید ہو اسکے بعد
خود بھی مع جمعیت بسیار کوچ کرکے احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت میں لڑنا لائق
نہیں ہو اقرار کیا کہ جو رپاست آب صابرمتی کی اسطرف ہو تمہارے تعلق رہے اس سبب سے بعضے
پوروی شہر آباد کے مثل عثمانپور اور خانپور کے بھی شیر خان کے متعلق ہوئے اور چنگیز خان میرزایان موصوف
سے نیک خدمتی اور حسن سلوک کے سبب باعزاز و تکریم پیش آیا اور میران محمد شاہ ولد میران مبارک شاہ
جو فتح اول میں دلیر ہوا تھا مملکت گجرات شاہ سے خالی پاکر امرا کی منازعت اور مخالفت کو نعمت عظمی تصور
کرکے اس مملکت کی تسخیر کے واسطے مع لشکر روانہ ہوا اور احمد آباد تک باگ اشہب عزیمت کی نہ روکی اور
چنگیز خان میرزایان کے باتفاق عازم جنگ ہوکر شہر سے برآمد ہوا اور بعد جنگ میران محمد شاہ نے
شکست پائی پریشان اور بے سامان ہوکر آسیر کیطرف گیا اور جو فتح میرزایان کے حسن تردد سے واقع
ہوئی تھی چنگیز خان نے انکی دلجوئی کرکے چند پرگنہ معمور آباد و سرکار بھروچ سے انکی جاگیر مقرر کی اور ہم
انکے واسطے کہ سامان اور استعداد بہم پہونچا دیں جاگیر کیطرف رخصت دی اور میرزایان موصوف
جب اپنی جاگیر میں گئے مردم اوباش اور داقعہ طلب انکے پاس فراہم ہوئے اور شرف الدین حسین میرزا

[illegible] جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا ہوتا تھا
[illegible]ل الدین محمد اکبر بادشاہ سے روگردان ہو کر میرزایان سے جا ملا اسواسطے جاگیر سے اسکے خرچ پر دفانہ کی بعضے
محالون پر چنگیز خان کی بلا اجازت متصرف ہوئے اور جب یہ خبر چنگیز خان کو پہونچی تین ہزار حبشی اور پانچ ہزار
[illegible]ی انکے سر پر تعینات فرمائے اور میرزایان نے چنگیز خان کی فوج کو شکست دیکر کچھ آدمیون کو تہ تیغ کرکے
[illegible] اور ایک جماعت حبشی اور گجراتی کو جو دستیاب ہوئی تھی انمین جو خورد سال اور بے ریش تھے
[illegible] مقدور کیواسطے نگاہ رکھا اور جو کہ جوان ریش دار تھے تیر انکی ناک مین کرکے اور مشکین
[illegible]مقرر ایک حلقہ لکڑی کا انکے گردن مین ڈالکر نہایت اہانت سے چھوڑ دیا اور سبب ایسا کیا سمجھے کہ چنگیز خان خود
[illegible]ے مقابلہ کو آدیگا علاج واقعہ پیش از وقوع عمل مین لائے یعنے چنگیز خان ابھی اپنے مقام سے نہ ہلا تھا کہ یہ
[illegible]ایت برہانپور کیطرف متوجہ ہوئے اور وہان بھی دست انداز ہو کر ولایت مالوہ کیطرف گئے اور باقی احوال
[illegible]کا محمد اکبر بادشاہ کے ضمن مین مذکور ہوا القصہ جب الغ خان اور جہاز خان باتفاق شاہ مظفر ولایت کانتہ
کیطرف کہ عبارت کہار اور بہر آب ہندری سے ہے پہونچے بہت دن انتظار کھینچتے رہے کہ شاید اعتماد خان
خود آوے یا اپنے بیٹے شیر خان کو بھیجکر مظفر شاہ کو لیجاوے جب اُس سے صدا ظاہر نہوئی سلطان مظفر کو
ہمراہ اپنے دونگر پور کیطرف لیجاکر اعتماد خان کے سپرد کیا اور بعد چند روز کے اعتماد خان سے اپنے سپاہیون کیواسطے
خرچ طلب کیا اعتماد خان نے جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہے کہ جسقدر ہے اور ہر سال کیا صرف
ہوتا ہے اور پھر شہر نہین ہے کہ کسی شخص سے قرض لیکر دیا جاوے اس سبب سے الغ خان حبشی اور امرا
اعتماد خان سے آزردہ ہوئے چنگیز خان نے اس امر پر اطلاع پائی خطوط استمالت ہر ایک کو بھیجکر اپنے حضور
طلب کیا الغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک وغیرہ حبشی اعتماد خان کی بلا اجازت معمورہ آباد کی طرف
متوجہ ہوئے اور وہان سے اختیار الملک گجراتی سے ملاقات کرکے باتفاق یکدیگر احمد آباد کی سمت عازم ہوئے
[illegible]ب حوض کانکریہ پر جو شہر کے قریب ہے پہونچے اور لباس تبدیل کرنے کیواسطے سلطان محمود کے باغ مین
فروکش ہوئے اس درمیان مین چنگیز خان انکے استقبال کو روانہ ہوا اختیار الملک اور الغ خان اور حبشیان کو
باہمین دیکھا انکی تسلی اور دلجوئی کی الغ خان اور جہاز خان بولے کہ تمام عالم اور عالمیان پر روشن اور ہویدا ہے
کہ ہم سب سلطان محمود کے غلام اور خانہ زاد ہین اگرچہ دولت نے ہم مین سے ایک کیطرف انتقال پایا ہے لیکن
نسبت مین ہرگز فرق نہین ہے اور ملاقات مین رعایت اس نسبت کی چاہیے کہ منظور رہے مناسب یہ کہ بندہائے
سلطان سے چند نفر جنھون نے مزید خدمت کے باعث امتیاز پایا ہے اور اب وہ سب اس مجلس مین
حاضر نہین ہین بعد جسوقت ملاقات اور سلام کو آوین امید وار ہین کہ دربان کسی کو مانع نہووین چنگیز خان
نے بانکسار تمام یہ امر قبول کیا اور امرا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین آیا اور مکان خالی کرکے انکے سپرد کیے
اور بعد چندے ایک مخبر نے آنکر الغ خان کو خبر کی کہ چنگیز خان تجھے اور جہاز خان کو تیغ قہر سے ہلاک کیا
چاہتا ہے اور اقرار کیا ہے کہ تم کو میدان چوگان مین بلا کر ہنگام غفلت چور نگ کرے اگر
کل وہ تالاب کانکریہ کیطرف چوگان بازی کو گیا کچھ خوف نہین ہے کس واسطے کہ وہان صحرا وسیع ہے

ہر طرف بھاگ سکوگے اور جو میدان بھدر مین جوار کے باہر ہے گیا یقین جانو کہ کام مشکل ہے وہ وہان اپنا ارادہ
ظہور مین لاویگا اور ابھی جاسوس بھی مخبر اس کلام سے فارغ نہوا تھا کہ چنگیز خان کا فرستادہ آیا اور بعد دعا
کے یہ پیام دیا کہ کل چنگیز خان میدان بھدر مین چوگان بازی کو جاویگا تم بھی صبح کیوقت حاضر ہو الغ خان
یہ خبر سنکر متردد اور مضطرب ہوا اور سوار ہوکر سیف الملک حبشی کے مکان پر گیا اور وہان جاکر جہاز خان اور
رشیدی بدر شاہی اور محلدار خان اور خورشید خان کو بلاکر یہ راز ظاہر کیا اور بعد رد و بدل اور گفتگو کے
دراز سبھون نے یہ تجویز کی کہ پہلے سبقت اور پیشدستی کرکے چنگیز خان کو قتل کیا چاہیے غرضکہ دوسرے دن
الغ خان اور جہاز خان حبشی اپنے یارونکو لیکر سوار ہوئے اور چنگیز خان کے دربار مین گئے اور جو بھی لشکری
ادھر ہوا دار اسکے حاضر ہوئے تھے آدمی بھیجکر انھین دعا پہنچائی اور پیغام دیا کہ اشارہ کے موافق حاضر ہو دین
اور جلدی چوگان بازی کیواسطے چلین اور چنگیز خان شراب صبح کہ جسکو صبوحی کہتے ہین پیکر بدمست اور سرخوش تھا
ایک جوڑا کپڑا گرمی کا پہنکر تنہا مکان سے برآمد ہوا اور باتفاق حریفان دغا پیشہ میدان بھدر کیطرف توجہ
فرمائی جب تھوڑی راہ قطع کی الغ خان حبشی جو چنگیز خان کے داہنی طرف اور جہاز خان بائین سمت جاتے تھے
اشارہ کیا کہ فرصت غنیمت ہے یہ سنتے ہی جہاز خان حبشی نے فوراً ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی چنگیز خان کے
رسید کی کہ ایک ہی وار مین سر اسکا تن نازنین سے جدا ہوا اور لاش اسکی خون کی ندی مین غرق ہوئی اور
دہانسے جاور یز اپنے مکانونمین جاکر جنگ پر مستعد ہوئے اختیار الملک بھی انکی موافقت پر آمادہ ہوا اور
رستم خان بھی جو چنگیز خان کا رپیچھے سے مع فوج آتا تھا لاش ماموں کی ہاتھی پر ڈالکر بدون اسکے کہ مکان پر
لیجاوے بھروچ کیطرف روانہ ہوا اور اوباش شہر نے دست تاراج مردم چنگیز خان پر دراز کیا اور جب یہ تحقیق
ہوا کہ رستم خان بھروچ کیطرف گیا الغ خان حبشی اور اختیار الملک اور جہاز خان اور بھی امرا قلعہ ارک مین کہ
ساتھ بھدر کے شہرت رکھتا ہے داخل ہوئے ایک خط اعتماد خان کو سب نے لکھکر حقیقت حال سے اطلاع بخشی
اور اسے احمد آباد کیطرف طلب کیا اور اسی روز بدر خان اور محمد خان پسران شیر خان فولادی تہنیت اور
مبارکباد کیواسطے شہر مین آئے اور ہر ایک امراے لشکر کیواسطے ایک گھوڑا پیشکش لائے اور الغ خان اور
جہاز خان حبشی نے امراے مذکور جاگیر از سر نو مقرر کی اور وہ اپنے مکانونکی طرف پلٹ گئے دوسرے دن
شیر خان فولادی نے جاسوس بھیجکر خبر لی کہ مردم امراسے کوئی شخص محافظت کیواسطے بھدر مین نہین رہتا ہے
اسواسطے چنگیز خان کے قتل کی تیسری رات کو سادات خان کو کہ ایک امراے شیر خان سے تھا مع تین سو
آدمی بھیجا اور اسنے آتے ہی دیوار قلعہ کی خانپور کیطرف سے مسمار کرکے بھدر پر متابضت کی اور بعد چند روز
کے اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنے ہمراہ لیکر احمد آباد مین آیا اور جو قلعہ بھدر سادات خان کے تصرف
مین تھا مظفر شاہ اپنے مکان مین مقیم ہوا اور قلعہ بھدر کی رہائی کے بارہ مین ایک خط شیر خان کو تحریر کیا
مضمون اسکا یہ تھا کہ قلعہ بھدر سلاطین کا مکان ہے جب بادشاہ نہووے ملازمین اور ہوا خواہون کو لازم
ہے کہ اپنے صاحب کے مکان کی محافظت کرین نہ یہ کہ خود اس مین سکونت کرکے متصرف ہو دین
اب کہ سلطان بنفس نفیس شہر مین داخل ہوا سادات خان کو فہمایش کرو کہ قلعہ بھدر کو

خالی کرے شیر خان نے اُس حقوق کی رعایت کے سبب کہ اعتماد خان نے اُسپر مبذول رکھا تھا اُسکے کہنے بموجب عمل کرکے فوراً قلعہ خالی کیا اور مظفر شاہ نے اپنے مکان میں جاکر استقامت فرمائی درمیان اس حال کے مخبروں نے خبر پہونچائی کہ میرزایان ولایت مالوہ سے بھاگ آئے اور راستہ میں جب خبر چنگیز خان کے قتل کی سنی خوشحال اور مسرور ہوکر ولایت بھروچ اور سورت کیطرف اس نیت سے متوجہ ہوئے کہ اس صوبہ پر متصرف ہووین اور اختیار الملک اور الغ خان نے اعتماد خان کے مکان پر جاکر یہ بات کہی کہ ولایت بھروچ حاکم سے خالی ہے اور یہ بھی سنتے ہیں کہ میرزایان مذکور اُسطرف متوجہ ہیں بہتر یہ ہے کہ تمام امرا جمعیت کرکے بھروچ کیطرف روانہ ہووین اور اُس مقام کو اپنے قبض و تصرف میں لاوین اور اجزاے اس کام میں تامل اور تساہل کو اپنی طبیعت میں ہرگز راہ نہ دیوین کسواسطے کہ بھروچ اگر میرزایان کے تصرف میں درآویگا پھر نہایت دشواری سے اُن جہات کے تصرف سے برآوردہ ہوگا اعتماد خان نے اپنا آدمی شیر خان فولادی کے پاس بھیجکر صلاح پوچھی شیر خان نے جواب دیا کہ تمام افواج کے تین بزن ہووین اول الغ خان مع حبشیان ایک منزل آگے جانے جب وہ اُس منزل سے کوچ کرے اعتماد خان اور اختیار الملک اور امراے دیگر کہ بزن دوسرا ہے اُس منزل میں فروکش ہووے اور جب بزن دوسرا اُس منزل سے آگے بڑھے تیسرا بزن کہ شیر خان فولادی اور بھی امراے مرد ہے اُس منزل میں قیام کرے اور سادات خان بخاری اپنی جگہ اور مقام میں رہے جب اس راے سے قرار پکڑا الغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک مع حبشیان تمام محمود آباد میں پہونچے اعتماد خان متوہم ہوا اور شہر سے باہر جاکر یہ عزیمت فسخ کی الغ خان اور اُسکے یاران ہمدم یہ حرکت اُسکی ظرافت پر گمان کرکے آپسمین کہنے لگے کہ ہمنے اسکے دشمن چنگیز خان کو جو اُسکا مثل رکھتا تھا ہلاک کیا اور یہ ہمسے نفاق کرتا ہے صلاح یہ ہے کہ اُسکی ولایت آپسمین تقسیم کرکے متصرف ہووین چنانچہ قرارداد پر عزم مصمم کرکے پرگنہ کنبایت اور پرگنہ جلاوا اور بعضے اور پرگنات پر متصرف ہوے اس صورت میں میرزاؤن کو فرصت ہوئی قلعہ چنپانیر اور قلعہ بندر سورت اور دیگر مواضع پر قابض اور رستم خان جو قلعہ بھروچ میں قلعہ بند ہوا تھا میرزاؤن سے لڑا آخر کو امان چاہی اور قلعہ اُنکے سپرد کرکے برآمد ہوا اور مردم بے جاگیر گجرات کے شہر سے برآمد ہوکر الغ خان کے شریک ہوے الغ خان نے جہاز خان سے کہا کہ جو سپاہی شہر سے برآمد ہوکر ہمارے پاس آئے ہیں مناسب ہے کہ اعتماد خان کے پرگنا جات میں سے اُس جماعت کے ماوجب کے لیے جاگیر مقرر کریں جہاز خان نے کہا کہ جو کچھ اُس جماعت کو دیتے ہو وہ مجھے دو اور جو اس گروہ سے امید کی ہے وہ مجھسے وقوع میں آویگی ان باتونکے سبب الغ خان اور جہاز خان کے درمیان تنازع واقع ہوا پھر اعتماد خان فرصت پاکر جہاز خان کو مکر و فریب سے فریفتہ کرکے اپنے پاس لیگیا اس سبب سے حبشیون کی شوکت میں فتور عظیم نے راہ پائی الغ خان حبشی اور سادات خان بخاری شیر خان پولادی سے جا ملے اور جب کوئی استقلال شیر خان پولادی کو حاصل ہوا سلطان مظفر فرصت پاکر ایک روز قبل از غروب آفتاب کھڑکی سے برآمد ہوا اور بسبیل استعجال غیاث پور کی منازل میں کہ قریب قصبہ سرکیج ہے الغ خان کے دائرہ لشکر میں پہونچا اور الغ خان اُسے دیکھتے ہی شیر خان کی خدمت میں گیا اور یہ بات کہی کہ شاہ مظفر بدون اسکے کہ مجھے پہلے اطلاع بخشے میرے لشکرگاہ میں آیا ہے لیکن ابھی تک میں نے اُس سے ملاقات نہیں کی اگر شیر خان

فولادی سے کہا کہ مہمان عزیز ہوتا ہے تم جاکر حقوق خدمتگاری بجالاؤ اور علی العجل خط اعتماد خان کا شیرخان
فولادی کو پہونچا کہ جو مظفر شاہ فرزند محمود شاہ ثالث کا صحیح النسب نہ تھا اسواسطے مین نے اس کو تخت شاہی
سے اُٹھا کر لکھدیا تاکہ میرزاؤن کو بلاکر تخت سلطنت پر متمکن کرکے ملک گجرات اُنکے سپرد کرون پھر خط کو
پڑھکر شیرخان فولادی نے سید حامد کے لشکرگاہ مین جاکر استفسار کیا کہ مظفر شاہ کے جلوس کیوقت اعتماد خان نے
کیا کہا تھا سید حامد اور بھی سادات خان نے جواب دیا کہ اعتماد خان نے قرآن مجید اُٹھا کر قسم کھائی تھی کہ یہ فرزند
سلطان محمود ثالث ہے اب اُسنے یہ بات عداوت سے لکھی ہے شیرخان فولادی سید حامد سے رخصت ہوا اور
الغ خان حبشی کی فرودگاہ مین آیا اور کمان ہاتھ مین لیکر جسطور سے کہ نوکر اپنے آقا کی ملازمت کرتا ہے سلطان
مظفر کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور الغ خان حبشی کے مکان سے سلطان کو سوار کرکے اپنے مکان پر
لایا اور اُسکی خدمت گذاری مین قیام کیا اور اعتماد خان نے میرزاؤن کو بھروچ کی حدود سے طلب کیا جب یہ
پانچ چھ ہزار سوار لیکر احمدآباد مین پہونچے ہر روز ایک جماعت میرزاؤنکو مع مردم اختیار الملک حبشیون کی
جنگ کیواسطے بھیجتا تھا یہانتک کہ رفتہ رفتہ مخالفت اور منازعت نے طول کھینچا اور اعتماد خان نے جب دیکھا
کہ کوئی تدبیر پیش نہین جاتی ہے اسواسطے عرضداشت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانکر گجرات کی
تسخیر کی ترغیب کی اور اتفاق حسنہ سے اُسوقت کہ سنہ ۹۸۰ نوسواسی ہجری تھے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
ناگور کیطرف تشریف لایا اور پیر محمد خان کو جو بہ خان کلان مشہور تھا مع جماعت کثیر امرائے نامدار سروہی کی
تسخیر کیواسطے بھیجا تھا اور جب پیر محمد خان راجہ سروہی کی سرشاہی سے زخمی ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
بسعادت و اقبال پیر محمد خان کے لشکرگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور اسوقت مین عرضیان خواتین گجرات کی پہونچین
پھر وہان سے بلاتوقف گجرات کی عزیمت کی چنانچہ تفصیل اسکی اپنے مقام مین مذکور ہے رایات نصرت آیات اکبری
پٹن گجرات کیطرف پہونچی شیرخان فولادی کہ اُسوقت احمدآباد کو محاصرہ مین رکھتا تھا بدحواس ہوکر کسیطرف
مفرور ہوا اور ابراہیم حسین مرزا اور بھائی اُسکے بروده اور بھروچ کی سمت راہی ہوئے اور اعتماد خان اور
میرزا ابوتراب شیرازی اور الغ خان حبشی اور جھاز خان اور اختیار الملک سلطان ملک آشیان کا احرام
آستان بوس باندھکر دولتخواہون کے سلک مین منتظم ہوئے اور شاہ مظفر نے شیرخان فولادی سے جدا ہوکر آنحضرت
کی ملازمت مین حاضر ہوکر اختصاص پایا اور گجراتیون کی سلطنت اور دولت نے رجب کی چودھوین تاریخ سنہ ۹۸۰
نوسواسی ہجری مین زوال قبول کیا مملکت گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ممالک محروسہ مین
داخل ہوئی اور اُسی یورش مین قلعہ بندر سورت محمد حسین میرزا کے تصرف سے برآورده ہوا اور سلطان
فلک آشیان مراجعت کے وقت جب نواح بھروچ مین پہونچا والده چنگیز خان نے سلطان سے فریاد
کی کہ میرے فرزند کو جھاز خان نے ناحق قتل کیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جھاز خان حبشی کو کہ ملازم
رکاب تھا قصاص فرمایا اور شاہ مظفر کو اپنے ہمراہ آگرہ کیطرف لیگیا اور جس وقت کہ منعم خان خانخانان
بنگالہ کی طرف جاتا تھا اُس کے سپرد کیا اور وہ اپنی بیٹی شہزادہ خانم کو اُس کے عقد مین درلایا اور بعد
چند عرصہ کے اُس سے بدگمان ہوکر اُسے قید کیا اور وہ فرصت کیوقت قید خانہ سے بھاگ کر سنہ ۹۸۹ ۶.

نوسو نواسی ہجری مین ولایت گجرات مین گیا اور لشکر بہت بہم پہونچا کر قطب الدین خان حاکم گجرات سے لڑا اور اُسے قتل کیا اور نو برس کے بعد پھر احمد آباد گجرات پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چندے بادشاہی کی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو جسکا خطاب خانخانان تھا اُسکے دفع کیواسطے تعین کیا وہ تھوڑی جماعت سے احمد آباد کی طرف گیا اور شاہ مظفر کو جونا گڑھ کی طرف بھگایا اور پھر از سر نو گجرات اکبر بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ابتک وہ مملکت بہشت روش اُس خاندان عالیشان کے قبضہ مین ہے مظفر شاہ کی مدت سلطنت ہنگام تنزل تک تیرہ سال اور چند ماہ تھی فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ پانچوان حکام مملکت مالوہ اور منڈو کے بیان مین

ناظرین پرتمکین پر پوشیدہ نرہے کہ بلاد مالوہ ایک مملکت وسیع ہی اور ہمیشہ حکام ذی شان اُس ملک مین رہتے تھے اور راجہاے کبار اور رایان نامدار مثل راجہ بکرماجیت کے کہ مدار تاریخ ہنود اُسکی ابتداے سلطنت سے ہی اور راجہ بھوج وغیرہ اور علاوہ اِسکے جو راجہاے ہندوستان سے ہین مالوہ کی حکومت پر امتیاز رکھتے تھے اور بعد اسکے سلطان محمود غزنوی کی وجہ سے کہ اسلام ہندوستان مین شایع ہوا سلاطین دہلی سے سلطان غیاث الدین نے اِس مملکت پر غلبہ پایا بعد اِسکے سلطان محمد بن فیروز شاہ تک وہ مملکت بادشاہان دہلی کے تصرف مین رہی اور دلاور خان غوری نے کہ نام اصلی اُس کا حسین اور سلطان شہاب الدین سام غوری کے نواسون مین سے تھا بعد قتل سلطان محمود بن فیروز شاہ اُس مملکت کی حکومت پر فائز ہوکر باستقلال تمام سلطنت کی اور اُسوقت سے حاکم مالوہ بادشاہان دہلی کی اطاعت سے سرتاب ہوا گیارہ نفرنے جداگانہ سنہ ۹۷۶ ہجری تک ایک نے بعد دوسرے کے حکومت کی اور اُس عرصہ مین براے چندے سلطان بہادر اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ مالوہ کی حکومت پر فائز ہوے منقول ہی کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ نے ایک جماعت کو کہ جنے ایام فرار ہونے مین اُسکی ہمراہی اور رفاقت کرکے وفاداری کی تھی جب وہ سلطنت پر قابض ہوا علی قدر مراتب طریقہ رعایت وسلوک مسلوک رکھکر سرفراز کیا چنانچہ خواجہ سرور کو خطاب خواجہ جہان دیکر وزیر کل کیا اور ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خان کو حاکم ملتان اور دلاور خان غوری کو حاکم مالوہ کیا اور عاقبت الامر چارون شخص صاحب سلطنت ہوکر شاہ ہوے الغرض دلاور خان دھار مین مقیم ہوا اور بازوے شجاعت اور راے صائب کی قوت

ولایت مالوہ کو ضبط مین لایا اور دست تصرف مغلیہ کو اُس مملکت کے اطراف و اکناف سے کوتاہ کیا اسواسطے کہ ہمیشہ اُسکے دل مین یہ خیال گذرتا تھا کہ شادی آباد مندو کو اپنا دار الملک بناؤن بلکہ کبھی کبھی جاکر اُسکی تعمیر مین کوشش کرتا تھا اور پھر دھار کیطرف مراجعت کرتا تھا اور ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک ہجری مین سلطان محمود صاحبقران بادشاہ دہلی کی شوکت و صولت سے گجرات کیطرف مفرور ہوا اور جب شاہ مظفر نے سلوک اُسکی مرضی کے موافق نہ کیا اُس سے رنجیدہ ہوکر دھار کی سمت متوجہ ہوا جس وقت مالوہ کی سرحد پر پہونچا دلاورخان نے اپنے عزیز و اقارب اور امرا کو استقبال کیواسطے بھیجکر یہ حکم کیا کہ منزل بمنزل جشن در خوشی کرکے لوازم ضیافت بہتوں وجہ سے بجالا دین اور جب دھار سے آٹھ کوس ادھر پہونچا دلاورخان خود بھی استقبال سے تہیہ مین ہوا اور ہوشنگ کہ اپنے باپ دلاورخان کے اس امر سے راضی نہ تھا مع اکثر لشکر مالوہ شادی آباد مندو کیطرف گیا اور دلاورخان سلطان ناصرالدین محمود شاہ کی پیشوائی کو روانہ ہوا اور اُن حضرت کو باعزاز و احترام تمام شہر دھار مین لایا اور تمام نقود اور جواہر اپنا سلطان کے ملاحظہ مین گذرانکر کہا کہ تمام نقد و جنس حضرت کا ہی اور بندہ غلام اور جمیع اہل حرم پرستار ہین ناصرالدین محمود شاہ نہایت مسرور ہوا اور اُسے دعائے خیر دیکر اُسمین سے جسقدر کہ حاجت تھی لیا باقی کو واپس دیا اور ۸۰۴ھ آٹھ سو چار ہجری مین محمود شاہ امرائے دہلی کی التماس کے موافق دلاورخان کو وداع کرکے اُسطرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ یہ خبر سُنکر باپ کی ملازمت کا عازم ہوا اُس مدت مین وہان تین برس تک کہ ہوشنگ مندو مین تھا ایک قلعہ سد اسکندر سے سنگین تر پتھر اور کانپ سے بنا کیا اور اُسے اپنے عہد سلطنت مین تیاری کو پہونچایا جیسا کہ اُسکی تعریف عنقریب آتی ہی اور جب ناصرالدین محمود شاہ یہان سے گیا اور دہلی کی سلطنت نے خلل تمام قبول کیا دعوی استقلال کا کرکے بطور سلاطین خطبہ مالوہ کا اپنے نام پڑھا اور چتر اور سراپردہ اپنا سرخ کیا منقول ہی کہ ایک اُسکی اجداد سے جو غور کا باشندہ تھا بادشاہان دہلی کی درگاہ مین صاحب جاہ ہوا اور اُسکا بیٹا درجۂ امارت کو پہونچا اور اُسکا پوتا کہ دلاورخان غوری سے مراد ہی وہ فیروز شاہ کے عہد مین امرائے کبار سے ہوا اور سلطان محمود شاہ کے عہد مین جب مالوہ جاگیر مین پایا آداب ملک داری مین سلاطین کی روش اختیار کی اور مدت دراز حسب خواہش دل بسر کی اور ۸۰۸ھ آٹھ سو آٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے کوچ کیا اور بعضے کتب مین نظر سے گذرا کہ وہ ہوشنگ کی کوشش سے مسموم ہوا مدت حکومت اُسکی بیس سال تھی اُن مین سے چودہ برس اور قدارسے سلطنت کی

ذکر ہوشنگ بن دلاورخان غوری کی سلطنت کا

الپ خان اپنے باپ کے بعد مالوہ کی حکومت پر متمکن ہوا اور فرمان معقید وری کا اپنے نام لکھکر اپنے تئین سلطان ہوشنگ ملقب کیا اور اُس نواح کے امیرون اور بزرگون نے اُس سے بیعت کی اور حلقہ اُسکی اطاعت کا زیب گوش کیا لیکن ابھی مہمات سلطنت اور بنیاد دولت نے استحکام نہ پایا تھا کہ مخبر خبر لائے کہ سلطان مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خان غوری نے اپنے باپ دلاورخان کو طمع دنیا کے سبب زہر دیکر ہلاک کیا اور اپنا ہوشنگ شاہ نام رکھا اسواسطے دلاورخان غوری اور شاہ مظفر

گجراتی کے درمیان عقد اخوت یعنی بھائی چارہ تھا وہ سامان جنگ درست کرکے اسطرف متوجہ ہوا سلطان ہوشنگ بھی بقصد جنگ قلعۂ دھار سے برآمد ہوا اور ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین طرفین صف آرا ہوکر نہایت مردی و مردانگی سے جنگ مین مشغول ہوئے یہانتک کہ سلطان مظفر اُس معرکہ مین زخمی ہوا اور سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا باوصف اس حال پر اختلال کے دونون نے پاے شجاعت کو تنزلزل نہ کیا حرب وضرب سے دست زبردست باز نہ رکھے جو کہ فتح اور شکست کوشش سے میسر نہین ہوتی عالم غیب سے نسیم فتح سلطان مظفر گجراتی کی پرچم مراد پر چلی اور ہوشنگ بھاگ کر قلعہ مین پناہ لیگیا اور جب طاقت مقابلہ اپنے مین نہ پائی ناچار امان طلب کرکے شاہ مظفر گجراتی سے جا ملا اور اُسیوقت سلطان نے اُسے مع امرا مقید کرکے حوالات مین سپرد کیا اور اپنے بھائی خان اعظم نصرت خان کو قلعہ دھار مین مع جمعیت لشکر چھوڑا اور مالوہ کی سپاہ کو اپنا مطیع کرکے سالماً غانماً گجرات کی سمت متوجہ ہوا اور نصرت خان ناکردہ کار نے جو اول سال رعایا کے مقدور سے محصول زیادہ طلب کیا اور بدسلوکی اختیار کی اور جب سلطان مظفر گجرات مین پہونچا لشکر مالوہ نے فرصت پاکر نصرت خان کو قلعۂ دھار سے نکالدیا اور جب نصرت خان اُس نواح مین توقف کرکے ولایت مالوہ سے نہ جاتا تھا اس سبب سے پیچھا کرکے بعض پس ماندونکو ایذا بہت پہونچائی مگر نصرت خان شاہ مظفر کے خوف سے دھار کو چھوڑکر قلعۂ شادی آباد مندو مین کہ برج سنگین اُسکے منطقۃ البروج کے ساتھ لاف برابری کا مارتے تھے مقیم ہوا اور سپاہ نے موسیٰ خان کو جو سلطان ہوشنگ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اُسے اپنا سردار بنایا اور جب یہ خبر گجرات مین سلطان ہوشنگ کو پہونچی اُس نے عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اُسکا مضمون یہ تھا کہ آن خداوند جہان وجہانیان فقیر کے بجاے باپ اور چچا کے ہوتے ہین وہ بات کہ بعضے اہل غرض نے نسبت مفسدونکی ہی خدا جانتا ہی کہ خلاف واقعہ ہی اور اب لوگون سے سُنا جاتا ہی کہ امراے مالوہ نے خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی اور موسیٰ خان کو سردار بنایا اور وہ مالوہ پر متصرف ہوکر دم استقلال کا مارتا ہی اگر فقیر کو قید سے رہا کرکے ممنون احسان فرماوین یقین ہی کہ وہ بلاد ہاتھ آوے سلطان نے ایک سال کے بعد اُسے قید سے رہا کرکے عہد نامہ لیا اور سرانجام جنگ درست کرکے ۸۱۲ھ آٹھ سو بارہ ہجری مین شاہزادہ احمد شاہ کو سلطان ہوشنگ کی کمک کیواسطے رخصت کیا اور اُسنے دھار اور اُسکے اطراف کو امرا کے تصرف سے برآمد کرکے اُسے سپرد کیا اور خود مراجعت کی اور سلطان ہوشنگ نے چند روز دھار مین استقامت کی جب ایک جماعت خاصہ خیل سے اُسکے پاس جمع ہوئی ایک شخص کو قلعۂ شادی آباد مندو کیطرف امرا کی استمالت کو بھیجکر اپنے پاس طلب کیا یہ خبر سُنکر سب سردار خوشحال ہوکر اُسکے خواہان ملازمت ہوے لیکن جو عیال اور اطفال اپنے ہمراہ قلعۂ شادی آباد مندو مین لیگئے تھے اس سبب سے اُس کی خدمت مین حاضر ہو سکتے تھے لہذا سلطان ہوشنگ کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر قصبۂ دھار سے قصبۂ مہر کیطرف گیا اور آتش جنگ شعلہ زن کی اور ہر روز ایک جماعت اُسکے ہمراہیون سے زخمی ہوتی تھی اور کوئی تدبیر پیش نجاتی تھی اسواسطے سلطان ہوشنگ نے صلاح اسمین دیکھی کہ وہان سے کوچ کرکے ولایت کے مابین قیام کرے اور قصبون

اور پرگنون پر متصرف ہووے اور ملک مغیث نے جو سلطان ہوشنگ کا پھوپھی زاد بھائی تھا ملک خضر
عرف میان آغا سے طریق مشورہ درمیان مین رکھا کہ اگرچہ موسی خان جوان شایستہ ہی اور ہمارا چچیرا بھائی
ہوتا ہی لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور فرزانگی اور دانشوری مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور یہ سلطنت ارثاً
اور اکتساباً اُسے پہونچتی ہی اور ماورا اسکے اُسنے ایام طفلی مین میری والدہ کے آغوش شفقت مین
پرورش پائی صلاح اسی مین ہی کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اسکے دست اقتدار مین سونپی جاوے
ملک خضر المشہور میان آغا نے راے ملک مغیث کی پسند کی اور باتفاق شب کو قلعہ شادی آباد مندو سے برآمد
ہوکر سلطان ہوشنگ کے پاس حاضر ہوے اور سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث کو وعدہ نیابت کا دیکر مسرور
اور محظوظ کیا اور موسی خان نے جب یہ خبر سُنی رشتۂ استقلال سلطنت کو مقراض مایوسی سے قطع کرکے اپنے
انجام کار مین متفکر ہوا اور آخر کو قلعہ خالی کرکے نکل گیا اور سلطان ہوشنگ نے قلعہ شادی آباد مندو سے
برآمد ہوکر دار الامارۃ مین قرار پکڑا اور ملک مغیث کو ملک اشرف خطاب دیکر منصب وزارت پر سرفراز کیا
اور اُسنے اپنے جمیع امور مین نایب اور قایم مقام کیا اور سنہ ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین جب شاہ مظفر نے
حیات مستعار کا بعض ارواح کے سپرد کی اور احمد شاہ بن محمد شاہ بن سلطان مظفر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا
اور فیروز خان اور ہیبت خان فرزندان شاہ مظفر نے نشان عداوت خطۂ بھروچ مین بلند کرکے
سلطان ہوشنگ سے اعانت طلب کی اُسنے حقوق پرورش مظفر شاہی اور اعانت احمد شاہ کو طاق نسیان پر
رکھا اور کینۂ دیرینہ نے اُسے اسپر آمادہ کیا کہ ملک گجرات مین جاکر اُس سلطنت کے قواعد تمام کو
مختل کرے لیکن سلطان احمد شاہ یہ خبر سُنکر مع لشکر فراوان بھروچ کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا
اور فیروز خان اور ہیبت خان سپاہ احمد شاہی کے خوف و ہیبت سے امان طلب کرکے اُس سے
جا ملے سلطان ہوشنگ راہ سے مراجعت کرکے دھار مین آیا اور ابھی عرق ندامت اور خجالت کا اُسکی پیشانی سے
خشک نہوا تھا کہ پھر مرتکب ایک اعمال شنیعہ کا ہوا قصہ یہ ہی کہ سنہ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان ہوشنگ کو
خبر پہونچی کہ احمد شاہ گجراتی جالوارہ کے راجہ کے سر پر بنفس نفیس فوج کش ہوا ہی اور انھین دنون مین راجہ
جالوارہ کا عریضہ سلطان ہوشنگ کے پاس باستدعاے کمک پہونچا اور حامل عریضہ نے کمک کے بارہ مین
مبالغہ حد سے زیادہ تر کیا اور ہوشنگ شاہ مقدمات سابق کو بالکل فراموش کرکے مع لشکر کے دھار سے
گجرات کیطرف متوجہ ہوا اور اُس ممالک مین بہت خرابی پہونچائی اور سلطان احمد شاہ گجراتی بمجرد پہونچنے
اس خبر کے اُسکے دفع کا عازم جازم ہوا اور جب طرفین کا سامنا ہوا اور راجہ جالوارہ سے مدد نہ پہونچی
سلطان ہوشنگ نے مجبور ہوکر اپنی ولایت کی سمت مراجعت کی اور اُس عرصہ مین نصیر خان فاروقی اس
امر کا قاصد ہوا کہ قلعہ تھالنیر کو اُسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تھا اُسکے ہاتھ سے چھین کر اپنی
تصرف مین لاوے اور جب نصیر خان فاروقی سلطان ہوشنگ سے طالب کمک ہوا اور اُسنے اپنے بیٹے
غزنین خان کو مع پندرہ ہزار سوار اُسکی مدد کیواسطے بھیجا نصیر خان فاروقی اُس کی اعانت کی سبب قلعہ
تھالنیر کو لیکر سلطان پور کے اطراف مین گیا سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکی تادیب اور تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا

اور زمینداران گجرات یعنی راجہ جالوارہ اور راجہ محمد آباد جینانیر اور راجہ ناودت اور ایدر نے فرصت پاکر عرضیان متواتر سلطان ہوشنگ کی خدمت مین روانہ کین کہ اول مرتبہ اگرچہ خدمت گزاری مین تساہل اور تجاہل واقع ہوا لیکن اس مرتبہ جانسپاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوگا اگر آنحضرت گجرات کیطرف متوجہ ہووین ہم کچھ راہبر آپکی خدمت مین بھیجین کہ وہ لشکر کو ایسے راستہ سے لیجا دین کہ ملک گجرات کے پہونچنے تک سلطان احمد واقف نہووے جو یہ خیالات عداوت سابق کے سوا ہوئی تھی سلطان ہوشنگ نے اس ارادہ کے وفا کرنے کیواسطے سامان جنگ درست کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین مع شوکت تمام مہراسہ کے راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اتفاقاً اُن دنون مین سلطان احمد سلطانپور اور ندربار کے اطراف مین پہونچا غزنین خان مالوہ کی سمت بھاگا اور نصیر خان فاروقی آسیر کیطرف گیا اور جب احمد شاہ گجراتی کو خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ مہراسہ کیطرف گیا ہی اُس کی آتش فتنہ کی تسکین تمام امور پر مقدم سمجھکر باستعجال تمام مہراسہ کی سمت متوجہ ہوا اور باوجود کثرت بارندگی تھوڑے عرصہ مین بطور تاخت آپ کو وہان پہونچایا اور جاسوسون نے ہوشنگ شاہ کو جب سلطان احمد کی آمد کی اطلاع دی بیقرار ہوکر زمیندارونکو کہ جنھون نے عرضیان بھیجکر غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا اپنے حضور طلب کیا جب آئے برے خیر نہ سوجھی زبان ملامت کھولکر حروف ناسزا زبان زد کیے اور جس راستہ سے کہ آیا تھا سر کھجا کر پلٹ گیا احمد شاہ گجراتی نے چند روز قصبہ مہراسہ مین توقف فرمایا تاکہ سپاہ ساتھ اُسکے لحق ہو دے اور بعد اجتماع لشکر ماہ صفر سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری مین ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر کالیادہ کے نواح مین مقام کیا اور سلطان ہوشنگ آہنگ جنگ کرکے چند منزل بڑھکر جنگ مین مشغول ہوا اور بعد اسکے تاب مقاومت نہ لاکر قلعۂ شادی آباد مندو کیطرف گیا اور سپاہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے شادی آباد و مندو کے دروازہ تک تعاقب کیا اور بہت غنائم دستیاب کیے اور خود بھی پیچھے سے ظفر آباد نعلچہ تک گیا اور چند روز وہان مقام کرکے افواج ولایت کے اطراف مین بھیجے اور چونکہ شادی آباد مندو نہایت سنگین اور مستحکم تھا ناچار عنان عزیمت دھار کی سمت معطوف کی اور وہان سے چاہا کہ اوجین مین جاوے جو موسم برسات پہونچا تھا اُمرا اور وزرا عرض پیرا ہوئے کہ صلاح دولت آئین یہ ہی کہ امثال آنحضرت دار الملک گجرات کیطرف معاودت فرماکر اُن مفسدون کو کہ باعث فتنہ و فساد ہوئے ہین گوشمالی بواجبی دیوین اور سال آیندہ مین بخاطر جمع مالوہ کی تسخیر مین مشغول ہووین القصہ احمد شاہ گجراتی اس اقرار پر دھار سے مراجعت کرکے گجرات مین داخل ہوا اور جب کچھ آثار نجابت اور کاروائی ملک محمود فرزند ملک مغیث کے جبین مبین پر واضح اور لائح ہوئے سلطان ہوشنگ نے اُسے محمود خان خطاب دیکر مہمات ملکی مین جو اُسکے باپ سے رجوع تھے شریک کیا اور جب کہین جاتا تھا ملک مغیث کو مہمات ملکی کے انتظام کو قلعہ مین چھوڑتا تھا اور محمود خان کو اپنے ہمراہ رکاب لیجاتا تھا اور آخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ کو یہ تمنا ہوئی کہ ولایت مالوہ مین جاؤن اور جو کچھ میرے ہاتھ سے بن آوے اسمین تقصیر نکرون سلطان ہوشنگ اُسکے ارادہ پر آگاہ ہوا ایلچیان زبان آور کو مع تحف و ہدایا بھیجکر طالب صلح ہوا پھر سلطان احمد شاہ نے

پیشکش لیکر اُسوقت احمد آباد کیطرف مراجعت کی اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تئیس ہجری مین سلطان ہوشنگ قلعہ کھیرلہ پر
جو برار کی سرحد مین ہی لشکر لیگیا اور حاکم کھیرلہ یعنی نرسنگہ راے مع پچاس ہزار سوار اور پیادہ مقابلہ کو آیا
اور بعد جنگ شدید سلطان ہوشنگ مظفر یاب ہوا اور نرسنگہ راے مارا گیا پھر سلطان نے قلعہ سارنگ گڑھ
کو جو نرسنگہ راے کے متعلق تھا محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور خزانہ اور چوراسی ہاتھی نامی دستیاب کیے اور
نرسنگہ راے کے بیٹے کو کہ قلعہ کھیرلہ مین تھا اپنا فرمان بردار اور باجگذار کرکے سالماً و غانماً شادی آباد منڈو
کیطرف رونق افزا ہوا اور ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ ایک ہزار سوار اپنے لشکر سے
انتخاب کرکے سوداگرون کے لباس مین ولایت جاجنگر کیطرف کہ چھ مہینہ بھر کا راستہ ہی متوجہ ہوا اور گھوڑے
بہ رنگ نقرہ کہ وہانکا راجہ بہت دوست رکھتا تھا اور کچھ مال اور متاع جو اُس مملکت کے آدمی برغبت تمام
لیتے تھے اپنے ہمراہ لے گیا اور سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ گھوڑون اور متاع کے عوض مین
ہاتھی انتخاب ہمراہ لاوے اور فیلون کی قوت اور کفالت سے سلطان احمد شاہ گجراتی سے انتقام لیوے
لیکن جب جاجنگر کے اطراف مین پہونچا ایک شخص کو جاجنگر کے راجہ کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ ایک
سوداگر ہاتھی خریدنے کو آیا ہی اور گھوڑے برنگ نقرہ اور سبزہ اور سرنگ اور کبود اور قماش و مال بھی
بکثرت تمام ہمراہ لایا ہی راے جاجنگر نے کہا کسواسطے شہر مین فروکش ہوا ہی ایلچی نے جواب دیا کہ سوداگر
بہت سے اسکے ہمراہ آئے ہین وہ آب و صحرا دیکھکر مقیم ہوا ہی غرضکہ رسم اُس ولایت کی یہ تھی کہ اگر کوئی
سوداگر معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب تجارت اپنے ہمراہ لاتا راجہ بیشتر آدمی بھیجتا کہ سوداگر گھوڑون کو زین
کرکے اسباب کو روے زمین پر قرینہ سے چنتا اور راجہ سوار ہوکر وہان پہونچکر اُس اسباب اور گھوڑون کو
ملاحظہ کرتا جو چیز پسند فرماتا اُسکے ہاتھیون کے ساتھ معاوضہ کرتا یا قیمت نقد دیتا اس دستور اور قاعدہ
کے سبب راے جاجنگر نے کہا کہ مین فلان روز قافلہ کیطرف آؤنگا مناسب ہی کہ اُس روز سب سوداگر
اپنے اپنے گھوڑے تیار رکھین اور اسباب نفیس اور اشیاے لطیف کو زمین پر چنین تو ملاحظہ کرکے
اگر وہ ہاتھی معاوضہ مین لیوین بہتر اور جو نہین زر نقد مین دونگا جب ایلچی پلٹ آیا سلطان ہوشنگ
نے اپنے آدمیون سے عہد لیا کہ جو کچھ مین فرماؤن اُسکے خلاف عمل مین نلانا پھر روز موعود کا انتظار
کرنے لگا جب وہ دن آیا راجہ جاجنگر نے چالیس زنجیر فیل اسنکے قافلہ کیطرف بھیجے تو سوداگر دیکھکر پسند کرین
پھر اپنے آنے سے اعلام کرکے پیغام دیا کہ اسباب کو کھولکر گھوڑون کو سازو سامان سے درست رکھین چونکہ موسم برسات
تھا سلطان ہوشنگ نے پہلے عذر کرکے یہ بات کہی کہ ابر اور ہوا موجود ہی ایسا نہو کہ مینہ برسے اور
ہمارا اسباب ضایع اور برباد ہو وے لیکن راجہ کے آدمیون نے بتاکید تمام اسباب
کھلوایا اِس درمیان مین راجہ بھی پانسو آدمی ہمراہ لیکر آ پہونچا اور اشیا کے دیکھنے مین مشغول ہوا
ناگاہ ابر شدید آنکر برسنے لگا اور گرج کی آواز اور بجلی کی چمک کی ہیبت سے ہاتھی بھاگے اور جو متاع
کہ زمین پر گستردہ تھے ہاتھیون کی پامالی سے خراب ہوئے اور وہ سپاہ جو سلطان ہوشنگ کے ہمراہ
سوداگرون کے لباس مین آئی تھی وہ فریادیون کیطرح جوش و خروش مین آئی اور سلطان ہوشنگ نے

برسم سوداگران کچھ بال اپنی ریش کے اُکھاڑ کر یہ بات کہی کہ جب ہماری متاع خراب وضائع ہوئی پھر ہمین زندگانی بکار نہین ہے یہ کہکر باتفاق اُس جماعت کے جو اپنے ہمراہ لایا تھا گھوڑونکی پشت پر سوار ہوکر راجہ کیطرف متوجہ ہوا اور راجہ مضطرب ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور سوداگرونکے اول حملہ مین منہزم ہوا اور کچھ لوگ اُسکے مارے گئے اور کچھ شہر کی سمت بھاگ گئے اور راجہ زندہ گرفتار ہوا سلطان ہوشنگ نے موقع راجہ سے یہ کلام کیا کہ مین مالوہ کا سلطان ہون اور ہاتھیون کے خریدنے کو آیا ہون جب اسباب ضائع ہوا لاچار مین نے تجھے گرفتار کیا راجہ نے سلطان ہوشنگ کی کمال جرأت سے متعجب ہوکر اپنے امرا کو پیغام کیا کہ تمام فیل خوب اور نامی بھیجو اُنھون نے پچہتر ہاتھی سلطان ہوشنگ کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی سلطان ہوشنگ راجہ کو ہمراہ لیکر عازم مراجعت ہوا اور جب اُسکی سرحد سے برآمد ہوا راجہ کو رخصت کرکے اپنے شہر مین داخل ہوا جو راجہ کو سلطان ہوشنگ کی شجاعت پر آگاہی تھی چند فیل نامی اور اُسکے واسطے بھیجکر عذر خواہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے راستہ مین سُنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو خالی دیکھکر مالوہ مین در آیا اور بالفعل شادی آباد مندو کو محاصرہ رکھتا ہے اسواسطے جب ولایت کھیرلہ مین پہونچا از روے احتیاط اور ہوشیاری کے عازم تسخیر اُس حدود کا ہوا اور وہانکا راجہ کہ مطیع تھا اُسے گرفتار کرکے قید کیا اور قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہوکر مردم معتمد کے سپرد کیا اور ہمراہ اُس لشکر کے کہ مالوہ سے اُسکی خدمت مین پہونچا تھا شادی آباد مندو کی سمت روانہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان احمد شاہ گجراتی امرا اور سپاہ کو مورچون سے طلب کرکے جنگ پر مستعد ہوا سلطان ہوشنگ جنگ سے پہلوتہی کرکے دروازہ تارا پور کیطرف سے جاکر قلعہ مین داخل ہوا اور شادی آباد کا قلعہ نہایت سنگین اور عظیم عالم کے قلعون سے تھا الغرض بہ مناسب محل کچھ احوال مجمل وہانکا کہ کاتب حروف یعنی ملا محمد قاسم فرشتہ کی نظر سے گذرا تھا لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ پہاڑ نہایت رفیع اور دورا اُسکا اُنیس کوس بلکہ زیادہ ہوگا اور بجاے خندق اُسکے گردا گرد ایک غار نہایت عمیق ایسا واقع تھا کہ جنگ کرنا اُس قلعہ پر ممکن نہین اور قلعہ کے اندر آب و علف بہت تھا اور اس قدر زمین کہ گنجائش زراعت فراوان ہووے اُسمین موجود تھی اور ایک لشکر چاہیے کہ اُسکو محاصرہ کرے بسبب بعد مسافت کے ممکن نہین اسواسطے کہ اُس قلعہ کا تمام محاصرہ کرنا امکان سے باہر تھا اور اکثر مقام اُس قلعہ کے اطراف کے سپاہ کے فرود کش ہونیکے لائق نہ تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دکن کیطرف ساتھ تارا پور کے مشہور ہے نہایت سخت تھا جیسا کہ سوار بہ مشکل تمام برآمد ہو سکے اور وہ جسطرف سے چاہین قلعہ مین درآوین اور ایک ٹیلہ نہایت دشوار گذار تھا اور وہ آدمی کہ راستون کی محافظت کیواسطے قیام کرتے تھے راستون کی دوری اور پہاڑونکے حائل ہونیکے سبب ایک دوسرے کے حال سے خبردار نہین ہوتے تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دہلی کیجانب ہے اور راہیون سے بہت آسان تھا القصہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے محاصرہ مین صرفہ نہ دیکھکر ترک محاصرہ کیا اور ولایت کے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا اور اُجین سے گذر کرکے سارنگپور کیطرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ اس امر پر مطلع ہوا دوسرے راستہ سے بطور تاخت اپنے تئین حصار سارنگپور مین پہونچایا اور از راہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ حق اسلام درمیان مین ہے تاراجی انکی ولایت کی

اور خونریزی انکی بہت وبال رکھتی ہوا اور کیونکر صف جنگ آراستہ ہووے کہ مسلمان جماعت جماعت در فوج فوج کشتہ ہونگے لائق والنسب یہ ہی کر زیادہ تر اس سے خرابی نہ پسند کرین اور عنان عزیمت اپنے دار الملک کیطرف منعطف کرین کہ پیچھے سے ایلچی مع پیشکش پہونچیگا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اعتماد اسکی باتون پر کرکے اُس رات کو لشکر کی محافظت اور حزم واحتیاط مین تامل اور تساہل کیا اور سلطان ہوشنگ نے وقت فرصت کیکے ماہ محرم کی بارھوین تاریخ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین شبخون لایا جو گجراتی غافل تھے انکی مارنے کے بہت آدمی قتل ہوے ازانجملہ سلطان احمد شاہ کی بارگاہ کے قریب رہے سامت ولایت دندہ مع پانسو راجپوت کے قتل ہوا اُسوقت سلطان احمد شاہ گجراتی اپنے سراپردہ سے برآمد ہوا جب احوال فوج کا دگرگون دیکھا تو ایک شخص اردو سے برآمد ہوکر صحرا مین ایستادہ ہوا اور صبح کے قریب تمام فوج اُسکے پاس جمع ہوئی اور وہ صبح صادق کے ہوتے سلطان ہوشنگ کی فوج پر تاخت لایا اور معرکہ جدال و قتال کا ایسا گرم ہوا کہ دونون بادشاہ جنگ مین مستعد ہوکر زخمی ہوے آخرالامر سلطان ہوشنگ نے بھاگ کر سارنگپور کے قلعہ مین دم لیا اور سات ہاتھی جنگی مع غنائم دیگر گجراتیون کے ہاتھ آئے اور ربیع الثانی کی چوتھی کو سلطان احمد شاہ کوچ کرکے بقصد دفیروزی گجرات کیطرف عازم ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اس امر سے اطلاع پائی یہ نہایت دلیری وغرور قلعہ سارنگپور سے برآمد ہوکر گجراتیون کا تعاقب کیا اور بہت سے عقب ماندگان کو ہلاک کیا اور سلطان احمد شاہ نے ناچار ہوکر پھر بازگشت کی اور دونون لشکر کے درمیان آتش قتال فروختہ ہوئی اور اوّل حملہ مین سلطان ہوشنگ نے فوج غنیم کو درہم وبرہم کیا اور جب سلطان احمد شاہ یہ حالت مشاہدہ کرکے خود بہ نفس نفیس میدان کارزار مین آیا اسقدر کوشش کی کہ نسیم فتح اُسکے نشانون پر چلنے لگی اور سلطان ہوشنگ بازوے شجاعت سست کرکے پھر قلعہ سارنگپور مین پناہ لیگیا اور اُسدن چار ہزار اور نوسو آدمی مالوہی معرکہ اور حالت مفروری مین تیغ بیدریغ سے ہلاک ہووے اور انکا تمام سامان واسباب اور اکثر تجمل گجراتیونکو نصیب ہوا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی اپنی سرحد پر پہونچا سلطان ہوشنگ شادی آباد مندو مین در آیا اور شکست وریخت اپنے قلعہ کی درست کی اور سلطان ہوشنگ کی خبر جاجنگر جانے اور پھر کیفیت اُسکے آنے کی حصار شادی آباد مندو مین آور بھی ایک روایت جو کہ مضعف سے خالی نہین اور وہ وقائع گجرات مین تحریر ہوئی ہی اُسی پر اکتفا کی دوبارہ اُسکی تکرار اس مقام مین مناسب نجانکر قلم انداز کی اور سلطان ہوشنگ اُسی سال مین قلعہ کاکرون کی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوا اور عرصہ قلیل مین اپنے تصرف مین لایا اور پھر اُسی سال قلعہ گوالیار کی عزیمت تسخیر مین بکوچ متواتر منزل مقصود مین پہونچکر قلعہ کو گھیرا اور بعد ایک مہینے اور چند روز کے سلطان مبارک شاہ بن خضر خان بیانہ کے راستہ سے راہے گوالیار کی کمک کیواسطے فوج کش ہوا اور جب یہ خبر مشہور ہوئی پاے قلعہ سے برخاست کرکے دہل پور کے تالاب پر گیا اور چند روز کے بعد حرف صلح درمیان مین آیا ایک نے دوسرے کو تحفہ دیکر راضی کیا اور پھر اپنے اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن نے قلعہ کھیرلہ کی بقصد تسخیر نہضت فرمائی بعد وصول منزل احاطہ کرکے اُسکی تسخیر مین ساعی ہوا اور ضابطہ حصار یعنی نرسنگھ راے

مقتول کا فرزند جو سلطان ہوشنگ کے حکم سے وہانکا حاکم تھا سلطان ہوشنگ کے پاس ایلچی بھیجکر امداد طلب کی چنانچہ سلطان ہوشنگ اسطرف روانہ ہوا جب قلعہ کھیرلہ کے قریب پہونچا دکنی فوج کہنکے اپنی ولایت کیطرف متوجہ ہوئے اور ہوشنگ شاہ نے یہ امر دکنیون کے عجز اور کم ہمتی پر گمان کیا اور سمجھا کہ انھون نے ہمسے دبکر ترک محاصرہ کیا پھر راے کھیرلہ کے بھڑکانے سے تعاقب کیا اور سلطان احمد شاہ بہمنی مع چند امراے خاصہ خیل کمین مین ایستادہ ہوا اور باقی لشکر کو مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے مامور کیا اور سلطان ہوشنگ کہ بطور تاخت تعاقب کرکے مسافت طے کرتا تھا اثناے راہ مین فوج دکنیون کو آمادہ قتال اور مستعد جدال دیکھکر ایستادہ ہوا اور حسب لشکر اپنا قلیل دیکھا لیکن مردم عقب سے آنیکا انتظار نہ کھینچکر محاربہ مین مشغول ہوا شاہ احمد بہمنی تدبیر موافق تقدیر کے جاکر کمین گاہ سے باہر آیا اور سلطان ہوشنگ کی پشت کی طرف سے آنکر حملہ آور ہوا اور سلطان ہوشنگ جو ان لوگون سے بیخبر تھا مضطرب ہوا اور بعادت قدیم دکنیون سے شکست فاش پاکر احمال و اثقال چھوڑ کر بھاگا اور اسکی عورتین اور بیٹیان تمام مردم فوج کے ہاتھ اسیر ہوئین اور سلطان احمد شاہ اس جماعت کی گرفتاری سے آگاہ ہوکر طریق مروت مسلوک رکھکر سیودت خواجہ میران معتمد کو معین کرکے انکی حفاظت مین نہایت درجہ کوشش کی اور لوازم ضیافت اور مہمانداری بجالاکر ہر ایک کو جامہ زرین اور فاخرہ سے اختصاص بخشا اور معتمد امین اور دیانتدار کے ہمراہ کرکے مع پانسو سوار سلطان ہوشنگ کے پاس بھیجا اور ۸۳۰ آٹھسو تیس ہجری مین ہوشنگ شاہ بقصد تسخیر کالپی کہ جو عبدالقادر نام نوکر سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین تھا مندو سے متوجہ ہوا جب اسکی نواح مین پہونچا سنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بھی مع لشکر بسیار اپنے دارالملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کیواسطے بکوچ متواتر آتا ہے سلطان ہوشنگ اسکا دفع تسخیر کالپی پر مقدم رکھکر اسی جنگ مین متوجہ ہوا جسوقت دونون لشکر قریب پہونچے اور تنور جنگ آج کل مین گرم ہونے پر تھا شاہ ابراہیم شرقی کو خبر پہونچی کہ سلطان مبارک شاہ فرمانرواے دہلی انتظار وقت فرصت کرکے جونپور کیطرف عازم ہوا ہے سلطان ابراہیم یہ خبر سنتے ہی عنان اختیار ہاتھ سے دیکر جونپور کی طرف راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ بلا جنگ کالپی پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چند روز وہان رہکر وہانکی حکومت عبدالقادر کو جو سابق مین وہانکا حاکم تھا عطا فرماکر مانڈو کیطرف مراجعت کی اثناے راہ مین تھانہ دارون کی عرضیان پہونچین کہ کوہ پایہ کیطرف بدمعاشون نے ولایت مین آنکر بعضے مواضع اور قریات کو تاخت کرکے حوض بھیم کو ملیا وما وار تباہ کیا ہے اور حوض بھیم کی کیفیت اس طور پر ہے کہ راے بھیم نے اپنے عہد دولت مین ایک مسافت کو کہ درمیان کوہ ہاے اسکی ولایت کے واقع ہے سنگ کو تراش کر بند باندھا تھا اور عرض و طول اسکا اسقدر ہے کہ دوسری طرف سے دیکھائی نہین دیتا اور عمق اسکا پیدا نہین الغرض بر وقت پہونچنے عرائض تھانہ داران سلطان ہوشنگ کی اولاد مین ایک نزاع واقع ہوئی شرح اصل واقعہ کی یہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کے سات فرزند اور تین دختر تھین اور تین بیٹے عالم خان حاکم آسیر کی بیٹی سے متولد ہوئے تھے عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان یہ آپسمین متفق تھے اور احمد خان اور عمر خان اور ابو اسحاق اسکے تیسرے بیٹے غزنین خان سے طریق اخلاص جاری رکھتے تھے اور ہمیشہ عثمان خان اور غزنین خان کے درمیان

نزاع تھی ایک جماعت امرا اور سپاہ سے انکی طرف اور کچھ اسکی جانب تھے اور سلطان ہوشنگ اس مخالفت
سے کلفت رکھتا تھا اور ملک مغیث اور بیٹا اسکا محمود خان کہ نہایت عاقل اور کاردان تھے سلطان کی طلب رضا
مین کوشش کرتے تھے اور غبار آزار بطرز دلپذیر اسکی لوح خاطر سے دور کرتے تھے چنانچہ مکرر سلطان
کی زبان پر گذرا کہ محمود خان ولیعہدی کی لیاقت نہین رکھتا ہی پھر ملک مغیث نے نہایت عجز و انکسار
سے عرض کیا کہ شاہزادہ کی عمر دراز ہو ہم دو بندہ ہین نہ ہمین خدمتگاری اور جانسپاری کے سوا کوئی اور امر مرکوز
خاطر نہین ہی اور کالپی کے راستہ میں ایک روز عثمان خان نے اپنے بڑے بھائی غزنین خان کی نسبت بہت
بے ادبی کی یہانتک کہ ایک اپنے نوکر کو سلطان زادہ غزنین خان کی حرم سرا مین بھیجا اور اُسنے جاکر غزنین خان کو
برا بھلا کہا ہرچند پردہ داروں اور خواجہ سراؤن نے منع کیا ممنوع نہوا آخر کو اُن دونون کے درمیان مارپیٹ
کی نوبت پہونچی ایک ... نے ... کو لات اور گھونسا مارا اور شہزادہ عثمان خان اپنی قباحت پر خیال کرکے باپ کے
غضب سے ڈرا اور اُسکے دوستون نے ... مقام مین ورکی اور کئی امر ... مرتکب نہوا اور امر ایسے ناعاقبت اندیش کو
بوعدہ ہاے دلفریب فریفتہ کیکے ... زیادہ ہوا اور سلطان ہوشنگ اُن برائیون سے واقف ہوکر
زیادہ تر غضبناک ہوا اور ملک مغیث کے ساتھ مشورہ کرکے انجام کار کی تدبیر کا جویا ہوا اُسنے یہ التماس
کی کہ جو شاہزادون سے اس قسم کی حرکتین اور برائیان مکرر ظہور مین آئین اور آپ نے اُنھین معاف
فرمایا اس مرتبہ بھی چشم پوشی فرماوین تو شاہزادہ ملازمت مین حاضر ہووے سلطان ہوشنگ نے
یہانتک تامل فرمایا کہ عثمان خان تمہید مقدمات کرکے اردو مین آیا اور جب سلطان ہوشنگ نے بدولت مین پہنچکر
ایک روز مجلس دربار کو آراستہ کرکے بار عام دیا چنانچہ اُس مجلس مین عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان کو
عتاب و خطاب سے ایذا دیکر موکلونکے سپرد کیا اور بعد چند روز تینون شاہزادونکو بازنجیر کرکے ملک مغیث
کے سپرد کرکے قلعہ شادی آباد مندو کیطرف بھیجا اور خود بدولت و اقبال کوہ جابیہ کے بدمعاشون اور
سرکشون کی گوشمال مین متوجہ ہوا اور کوچ متواتر جاکر حوض بھیم کا بند توڑا اور وہان سے بسبیل استعجال
طی مسافت کرکے اُس حدود کے متمردونکو تیغ بیدریغ سے ہلاک کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور کوہ جابیہ کا
راجہ پیادہ پا جنگل کیطرف بھاگ گیا اہل و عیال اور مال و منال اُسکا لشکر اسلام کے ہاتھ آیا قصبہ اور شہر
غارت ہوا اور لڑکے اور لڑکیان بہت دستگیر ہوے اُسوقت سلطان ہوشنگ نے مظفر اور منصور ہوکر
اپنے دارالملک کیطرف مراجعت کی اور قلعہ ہوشنگ آباد مین موسم برسات بسر کیا اس عرصہ مین ایک
دن بقصد شکار سوار ہوا اثناے سیر مین لعل بدخشانی تاج سلطانی سے جدا ہوکر گر پڑا اور تیسرے دن
ایک پیادہ نے لاکر حضور مین گذرانا پانسو تنگہ انعام فرماے اور سلطان ہوشنگ نے ساتھ اس تقریب کے
ایک حکایت نقل کی کہ ایک دن ایک لعل سلطان فیروزشاہ کے تاج سے جدا ہوکر گر پڑا اور اُسے بھی ایک
پیادہ نے لاکر گذرانا فیروزشاہ نے اُسے پانسو تنگہ مرحمت فرماے اور یہ ارشاد کیا کہ یہ علامت اور تشبیہ آفتاب عمر
کی غروب ہونیکی ہی اور بعد چند روز کے اس دار فانی سے رحلت کی اور مین بھی جانتا ہون کہ فرمان میری عمر کا
پیچیدہ ہوا اب چند نفس سے زیادہ تر باقی نہین رہے حضار مجلس بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوے کہ سلطان فیروزشاہ نے

یہ بات اُس روز تھی کہ عمر اُسکی نوّے سال کو پہونچی تھی اور حضرت سلطان ابھی آغاز جوانی اور کامرانی مین ہین سلطان ہوشنگ نے کہا انفاس عمر زیادہ اور کم نہین ہوسکتے جوان اور بوڑھے کو اس امر ناگزیر سے چارہ نہین اس بارہ مین حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون آخرش جو سلطان نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی چند روز کے بعد سلطان مرض سلسل بول مین مبتلا ہوا اور جب ضعف طبیعت پر غالب ہوا اور آثار انتقال اور علامات ارتحال اپنی ذات پر مشاہدہ فرمائے ہوشنگ آباد سے شادی آباد منڈو مین تشریف لایا اور ایک دن دربار عام کرکے امرا اور وزرا اور افسران سپاہ کے سامنے انگوٹھی سلطنت کی اپنے خلف الصدق غزنین خان کو عنایت فرمائی اور اُسے ولی عہد کرکے ہاتھ اُسکا ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے سپرد فرمایا اور محمود خان نے لوازم آداب بجالاکر عرض کی کہ جبتک بندہ کی ایک رمق زندگانی سے باقی رہیگا بندہ اپنے تئین خدمتگذاری اور جان نثاری سے معاف نرکھیگا پھر سلطان نے امرا اور وزرا سے عموماً وصیت فرمائی کہ میدان مملکت کو غبار نفاق اور دشمنی سے مکدر نکرین اور بہ فراست اور دوراندیشی سے دریافت کیا تھا کہ محمود خان داعیہ رکھتا ہی کہ امر سلطنت ساتھ میرے منتقل ہووے لہذا اُس دن اُسکے کان سب الامکان ذکر نصائح اور مواعظ سے گرانبار کیے اور حقوق پرورش اُسے یاد دلاکر کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت اور صاحب شمشیر ہی اور ہر وقت ارادہ تسخیر مالوہ کا دل مین رکھکر فرصت وقت کا منتظر ہی اگر انجام مہام مملکت اور پرداخت احوال سپاہ اور رعیت مین تساہل واقع ہوگا اور شاہزادہ کیطرف سے رعایتون مین سستی ہوگی البتہ عزم تسخیر اس ولایت کا مصمم کرکے آپکی جمعیت کو بسبب تفرقہ کے مبدل کریگا اور دوسری منزل مین غزنین خان نے محمود خان تانے کو جو عمدۃ الملک خطاب رکھتا تھا محمود خان کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر حضرت وزارت پناہی عقد بیعت کو ساتھ سوگند کے موکد کرے تو باعث اطمینان خاطر ہووے محمود خان نے شہزادے کی ملتمس قبول کرکے عہد و پیمان کو ساتھ ایمان کے مضبوط کیا اور بعضے امرا جو عثمان خان کے خواہان تھے وہ خواجہ نصر اللہ کے وسیلہ سے عرض گذار ہوے کہ شاہزادہ عثمان خان بھی جوان شایستہ اور فرزند خلف ہی اگر قید سے رہا فرماکر بلاد مالوہ سے ایک حصہ اُسکی جاگیر کیواسطے مقرر کیا جاوے انسب ولائق معلوم ہوتا ہی سلطان ہوشنگ نے کہا اس امر نے میرے بھی دل مین خطور کیا تھا لیکن اگر مین عثمان خان کو قید سے رہا کرونگا امر سلطنت خلل پذیر ہوکر فساد عظیم ممالکت مین پیدا ہوگا اور جب غزنین خان نے سُنا کہ بعضے امرا عثمان خان کی رہائی مین سعی کی ہی پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس بھیجکر پیغام کہا کہ اگر آپ حضور مین فقیر کے اِس مضبوط عہد کو ساتھ قسم کے استحکام دیوین اور بھی اطمینان حاصل ہووے پھر ملک محمود المخاطب بہ محمود خان نے راستہ مین شہزادہ کی سواری مین جاکر قسم کھائی کہ جب تک ایک رمق حیات سے باقی رہیگا رکاب حضور کو ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امرا جب اس امر پر واقف ہوے ملک عثمان خان جلال کو جو امراے کبار اور سردار معتبر ستھا ملک مبارک غازی کے ہمراہ کرکے محمود خان کی خدمت مین بھیجا اتفاقاً محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی ملازمت مین حاضر تھا وہ دونون امیر محمود خان کے پاس آئے محمود خان پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو خرگاہ مین

چھوڑکر خود باہر آیا اور دربار مین جاکر بیٹھا تو جو کچھ مذکور ہوئے عمدۃ الملک بھی سُنے پھر ملک نے مبارک غازی سے
عام شہزادہ عثمان اور امرا کیطرف سے پہونچاکر معروض کیا کہ جب سے آپ امر سلطنت اور وزارت پر نیکنام ہوئے
مثل آپکے اور کوئی وزیر مسند وزارت پر متمکن نہوا لیکن تعجب کا مقام ہے با وجود اسکے کہ عثمان خان ساتھ
زیور سخاوت اور شجاعت اور انصاف اور رعیت پروری کی آراستہ ہے آپنے ولی عہدی شاہزادہ غزنین خان کی
تجویز فرمائی اور علاوہ اسکے شہزادہ عثمان خان دامادی کی نسبت بھی ملک مغیث المخاطب ملک شرف کے
ساتھ رکھتا ہے اور فرزند اسکے آپکے فرزند ہوتے ہین اور اگر ضعف سلطان پر غالب ہوتا اور اسکے حواس مین تفرقہ
راہ نپاتا کبھی اس امر پر پیشقدمی نکرتا اب جمیع خوانین اور امرا استدعا کرتے ہین کہ تو جہ اپنی شاہزادہ عثمان کے
شامل حال کرکے ہاتھ مرحمت کا اسکے سر پر سے نہ اُٹھاوین ملک محمود المخاطب بہ محمود خان جو چاہتا تھا کہ عثمان خان کہ
فی الواقع رشید اور شائستہ سلطنت ہے لیکن درمیان مین نرہے اسواسطے جواب دیا کہ بندہ کو بندگی سے
کام ہے خداوندی اور صاحبی سلطان جانے مین اپنی عمر بھر امر فضول کے گرد نہ پھرا ہون نہ پھرونگا الغرض ملک
مبارک غازی جب رخصت ہوا محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو باہر طلب کرکے یہ بات کہی جا تو نے جو کچھ
سنا ہے شاہزادہ غزنین خان سے گوش زد کر چنانچہ عمدۃ الملک غزنین خان کی خدمت مین حاضر ہوا اور
تمام ماجرا اس سے تقریر کیا غزنین خان ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کیطرف سے مطمئن اور خوشحال ہوا اور
بعد اسکے امرا سلطان ہوشنگ کی زیست سے مایوس ہوئے ظفر خان کہ وکیل ملک عثمان جلالی کا تھا اس فکر مین
ہوا کہ شہزادہ عثمان کے نگہبانوں اور محافظوں کو ساتھ اپنے متفق کرکے عثمان خان کو مفرور کرے اس
نیت سے سلطان کے اُردو سے بھاگا اور جب یہ خبر ملک محمود کو پہونچی فوراً شاہزادہ غزنین خان کو واقف کیا
اور وہ اُسکے تدارک مین مشغول ہوا اور ملک حسن اور ملک برخوردار کو حکم فرمایا کہ پچاس گھوڑے اصطبل سے
حاضر کرے داروغہ اصطبل جو عثمان خان کا ہوا خواہ تھا اُسنے یہ جواب دیا کہ ابھی سلطان زندہ ہے مین بغیر حکم
اُسکے ایک گھوڑا نہ دونگا اور اُسنے فی الفور جاکر ایک خواجہ سرا سے کہ وہ بھی شہزادۂ عثمان خان کا خیر خواہ تھا
یہ بات تقریر کی خواجہ سرا نے اس امر کو غضب سلطانی کا باعث تصور کرکے داروغہ اصطبل کو تعلیم فرمایا کہ
تو بادشاہ کی خوابگاہ کے قریب جاکر یہ بات بآواز بلند کہہ تاکہ سلطان سُنے اور اُسکے دل مین یہ خطور پیدا
کرے کہ مین ابھی زندہ ہون اور غزنین خان میری عین حیات میرے مال مین دست تصرف دراز کرتا ہے
اصطبل کے داروغہ نے یہ بات اس آب وتاب سے کہی کہ سلطان نے بیہوشی کے عالم سے کچھ ہوش مین
آکر وہ تقریر سماعت کی اور یہ فرمایا کہ میرے ترکش کمان ہے اور امرا کو طلب کیا لیکن امرا اس لحاظ سے کہ شاید
سلطان نے رحلت کی ہو اور غزنین خان از راہ تزویر چاہتا ہو کہ ہمین دستیاب کرکے ضائع کرے سلطان کی
خدمت مین حاضر نہوئے لیکن جب یہ خبر غزنین خان کو پہونچی ایک رعب اور ہراس نے اُسکے دل پر غلبہ کیا
اور چونکہ خفیف العقل تھا اس مقدمہ کو بغیر دریافت کیے کاکردن کی سمت کہ لشکر سے تین منزل کا فاصلہ تھا بھاگ گیا
اور عمدۃ الملک کو محمود خان کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمام امرا نے عثمان کی تخت نشینی پر اتفاق کیا ہے اور مین
تمہارے سوا کسیکو اپنا خیرخواہ نہین رکھتا اور اسوجہ سے کہ سلطان نے ترکش طلب کیے تھے مین ڈرا کہ ایسا نہو مجھے قید کراکے

بھائیون کے ہمراہ کب سے بمنڈا اردو سے مقرر ہوکر یہان آیا ہون محمود خان نے اسکے درجواب لکھ بھیجا کہ تم سے
کوئی امر سلطان کے خلاف مرضی سرزد نہین ہوا ہی اور تمھ طلب کرنے پچاس گھوڑے کا مین کسی تقریب در عمل
مین عرض کرونگا پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو بھیجکر یہ تقریر کی کہ اگرچہ آن وزارت پناہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہی لیکن
مین جانتا ہون کہ خواجہ سرا اُن سے میری طرف سے حرف نالائق معروض کیے ہین اس خیال سے مجھپر خوف مستولی
ہوا محمود خان نے جواب دیا کہ یہان کسی طرحکا خدشہ اور رنجش نہین ہی آپ شوق سے اردو مین تشریف لاوین کہ
وقت تنگ ہوا اور آفتاب غروب ہونے پر ہی اور ایک خط عمدۃ الملک کے روبرو تحریر کرکے ملک مغیث کو بھیجا
مضمون اُسکا یہ تھا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام فرمایا ہی اور بیماری نے حضرت کو
ایسا نحیف اور ناتوان کیا ہی کہ قدرون نے امید حیات قطع کی ہی چاہیے کہ تم شہزادہ عثمان کی محافظت مین نہایت
کوشش اور اہتمام کرو جب عمدۃ الملک نے غزنین خان کی خدمت مین یہ پیغام پہونچایا اور خط کا بھی مضمون نقل
کیا غزنین خان سوار ہوکر اردو مین آیا خانجہان نشی الممالک اور خواجہ سرا جو عثمان خان کے ترقی خواہ تھے انھون نے
جب دیکھا کہ سلطان کی شمع حیات گلگیر قضا سے قطع ہونے پر ہی آپس مین یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح قبل اسکے کہ
امرا محمود خان کو اطلاع دیوین ہم سلطان کو پالکی مین ڈالکر بسرعت تمام مندو کی طرف روانہ ہون اور
شہزادہ عثمان خان کو محبس سے برآورد کرکے تخت سلطنت پر بٹھا دین سب نے یہ رائے پسند کی چنانچہ
دوسرے روز فجر کو سلطان کو پالکی مین ڈالکر بتعجیل تمام روانہ ہوئے اور جب تھوڑی راہ طی کی سلطان
قضائے الٰہی سے دار بقا کیطرف عازم ہوا اور محمود خان نے یہ سانحہ سنکر آدمی بھیجکر خواجہ سراؤن اور قربانون کو
ملامت کی اور پالکی سلطان کی روکی جب محمود خان اور غزنین خان شاہزادے وہان پہونچکر نزول کیا
اور خواجہ سراؤن کو تعجیل کے بارہ مین چشم نمائی کی انھون نے جواب دیا کہ سلطان عین حیات مین تعجیل کرتا تھا
کہ تم مجھے جلد شہر کے اندر پہونچاؤ ہم اسکے حکم کے موافق روانہ ہوئے شہزادہ اور محمود خان نے یہ بات سنکر
کچھ جواب نہ دیا پھر محمود خان پالکی دستانی قصب کرکے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا اور ہر ایک امرا ایک
گوشہ کیطرف روانہ ہوئے اور محمود خان بعد تجہیز و تکفین کے برآمد ہوا اور باواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے
امر حق کے سبب وفات پائی اور غزنین خان کو جو خلف الصدق اُسکا ہی اپنا ولی عہد اور قائم مقام کیا جو
شخص کہ اسکی سلطنت پر راضی اور موافق ہووے بیعت کرے اور جو مخالف ہووے وہ لشکر سے جدا ہوکر
اپنی فکر مین رہے یہ کہکر غزنین خان کے ہاتھ کو بوسہ دیکر بیعت کی اور سلطان کو یاد کرکے بہت رویا پھر کل
امرا غزنین خان کا قدم چومنے لگے اور بڑے ہاسے کرنے لگے اور جو ساتھ سلطنت غزنین خان کے امرا اور بزرگان
وقت نے بیعت کی اس سبب سے سلطنت نے استحکام قبول کیا اور سلطان ہوشنگ کا جنازہ اٹھا کر شادی آباد
مندو کے مدرسہ کیطرف متوجہ ہوئے اور ذیحجہ کی نوین تاریخ روز عرفہ کو اس شاہ جمجاہ کو مدفن مین لٹایا نظم
کجا نید شاہان جم اقتدار ٭ ز ہوشنگ و جم تا باسفندیار ٭ فریدون و کیخسرو و جام کو ٭ کجا رفت شاپور و بہرام کو ٭
ہمہ خاک دارند بالین و خشت ٭ خنک آنکہ جز نام نیکی نکشت ٭ آخر اسکے بعد سلطان ہوشنگ کے
قصر مین مجلس عالی آراستہ ہوئی ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف اور عثمان جہان اور تمام امرا

بیعت کیکے لوازم نثار و ایثار بجا لائے اور سلطان ہوشنگ کی مدت سلطنت تیس برس تھی تاریخ وفات
اسکی لفظ آہ شاہ ہوشنگ نماند سے مفہوم اور مستفاد ہوتی ہے اور شہر مندو مین حظیرہ شاہ ہوشنگ کا
گچ اور چھت سے تعمیر ہوا ہمیشہ اندر کیطرف سے پانی ٹپکتا ہے اور مولف نے بھی اُسکو مشاہدہ کیا غالباً اُس ہوا
سے جو پتھر کے سوراخون مین سے آمد و رفت کرتی ہے وہ صلاحیت استحالہ ہم پہونچا کر قالب آب ہوتی ہے
اور ترشح ہوتا ہے لیکن اہل ہند اُسے سلطان ہوشنگ کی کرامات سے جانتے ہین

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب بہ محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غوریکا

جب سلطان ہوشنگ علم ناسوت سے رخش ہمت جہانی سے برخاست کیکے سر گریبان عدم مین لیگیا اور اُسکا فرزند
غزنین خان نتیجہ کی نوبار تھین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھسو اڑتیس ہجری مین ملک مغیث کی کوشش
اور اہتمام الملک سے وہ خان کی سعی کے سبب تاج شاہی زیب سر کرکے تخت سلطنت پر متمکن ہوا
اور اپنا سلطان محمد شاہ نام رکھا اور امرا جو مختار سلطان ہوشنگ تھے اُنھون نے خوشی اور ناخوشی
سے بیعت کی اور ہر شخص اپنی جاگیر قدیمی اور وظیفہ دائمی پر بحال رہا اور ملک مغیث المخاطب بملک
شرف اور محمود خان کی حسن تدبیر اور کاردانی کے باعث رواج اور رونق تازہ ظاہر ہوئی تھم خلاف
اُسکے استقلال سلطنت کی خواہان ہوئی یعنی ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف کو مسند عالی خطاب دیکر
منصب وزارت پر منصوب کیا اور اُسکے بیٹے ملک محمود المخاطب محمود خان کو امیر الامرا کیا لیکن جب
بعد چند روز کے بھائیون کو تیغ ظلم سے قتل کیا اور نظام خان اپنے بھتیجے اور داماد کی آنکھون میں سلائی
پھیری اسواسطے تمام مملکت کے آدمی اُس سے آزردہ اور متنفر ہوئے اور سب کے دلون مین بجاے
محبت کے عداوت پیدا ہوئی اور جب برادران مظلوم کی ناحق خونریزی مبارک اور راست نہ آئی تھوڑے
عرصہ مین اُسکی مملکت مین آشوب اور فساد برپا ہوا اور ارباب فساد نے نشان بغاوت اور طغیان کے
بلند کیکے غبار فساد کا اٹھایا بیت یہ بدکردی شود ایمن ز آفات ، کہ واجب شد طبیعت را مکافات
انزالن جملہ ولایت نادونی کے راجپوتون نے قدم دائرہ اطاعت سے باہر رکھا اور کچھ ولایت کو
تاخت اور تاراج کیا جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خان جہان کو ربیع الاول کی پندرھوین
تاریخ سنہ ۹۳۹ھ نوسو انتالیس ہجری مین دس زنجیر فیل اور خلعت خاص دیکر اُس جماعت کی تادیب
کیواسطے تعین فرمایا اور سر انجام مہام سپاہ اور ولایت کو طاق نسیان پر رکھکر مے نوشی مدام کا عادی
ہوا ہمیشہ صبوح کو ساتھ غبوق کے اور غبوق کو ساتھ صبوح کے پیوستہ رکھا تھا جب خان جہان
محمود خان کے عزیز و اقارب نے جاگیرین خوب پائین اور اُنکی حشمت و شوکت درجہ علیٰ کو پہونچی تمام گروہ
لشکر اور مردم شہر اور اعیان وارکان کہ عمدہ اُس دولتخانہ کے تھے اور محمود خان اُن سے واقف
رکھتا تھا خان جہان کے ہمراہ ہوگئے اور کسی کو اندیشہ اُس جماعت کے مقابلہ کا دل مین نہ رہا ایک جماعت
مردم قدیم و دولتخواہ نے انتقال سلطنت اور زوال دولت غوریہ سے متوہم ہوکر ایک حرم کے ذریعہ سے پیغام
بھیجا کہ محمود خان کے دماغ مین نزاع حرص نے بیضہ عجب و نخوت کا رکھا ہے اس فکر مین ہے کہ سلطان کو درمیان سے

اُٹھاکر سریر سلطنت پر بیٹھے اور سلطان محمد نے ساتھ اُن آدمیون کے اتفاق کرکے فرمایا کہ پیشتر اُس سے
کہ یہ خیال فاسد اُسکا وقوع مین آوے اُسے درمیان سے اُٹھایا چاہیے اور جب یہ خبر محمود خان کو پہونچی کہا
الحمد للہ علی کل حال کہ نقض عہد میری طرف سے نہوا یہ کہکر اپنے کام کی فکر مین ہوا یعنی ہر وقت سامان کی
فکر مین رہتا تھا اور [illegible] احتیاط اور ہوشیاری سلطان محمد کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور جو سلطان محمد طریقہ
ہوشیاری کا محمود خان سے مشاہدہ کرتا تھا باعث زیادتی خوف و ہراس ہوتا تھا یہانتک کہ ایک روز محمود خان
کا ہاتھ پکڑکر حرم سرا مین لیگیا اور اپنی بی بی کو جو محمود خان کی ہمشیر ہوتی تھی بلاکر یہ بات کہی کہ محمود خان سے
مین کہتا ہون کہ میرا گناہ بخش اور امیدوار ہون کہ تو مجھے مضرت جانی نہ پہونچا دے اور یہ سلطنت تجھے بے نزع
اور مخالف مبارک ہو محمود خان نے یہ سُنکر جواب دیا کہ سلطان کی خاطر عاطر سے شاید عہد و پیمان فراموش ہوا
کہ ایسے کلام زبان پر لاتے ہین اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسد کے سبب عرض اقدس مین پہونچایا ہو
آخر کو وہ نادم اور پشیمان ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کے دل مین کسیطور کا دغدغہ ہو مین اسوقت تنہا
ہون اور میرے پاس کوئی ممانعت اور مزاحمت پہونچانے والا نہین ہی **بیت** گر سر مہر داری اینک دل +
ور سر قہر داری اینک جان + سلطان محمد نے عذر کیا اور طرفین سے کلام ملائمت اور چاپلوسی درمیان مین آئے
لیکن سلطان خفیف العقل کے دل پر جو واہمہ غالب ہوا تھا ہر لحظہ وہ امر کہ مشعر نا اعتمادی ہو اُس سے
سرزد ہوتا تھا اسواسطے محمود خان حصول مطلب مین جد و جہد بہت کرنے لگا اور سلطان محمد کے ساقی کو زر کثیر دیکر
موافق کیا اور اُسے شراب زہر آلودہ کرکے اُسے پلایا وہ اُسکے سبب سے ایسا مست اور مدہوش معلوم
ہوتا تھا کہ صور اسرافیل سے بھی خواب عدم مین نہ چونکیگا اور عالم سکرات مین سلطان محمد مظلوم مسموم کی
زبان حال ساتھ اس مقال کے مترنم تھی **قطعہ** دمی چند گفتم بر آرم بکام + دریغا کہ بگرفت راہ نفس + دریغا
کہ بر خوان الوان دہر + دمی چند خوردیم وگفتند بس + جب امرا اس سے واقف ہوئے خواجہ نصر اللہ
وزیر اور مشیر الملک در لطیف زکریا اور بعضے سردارون نے اتفاق کرکے خبر فوت اُسکی پوشیدہ رکھی
شہزادہ مسعود خان بن محمد شاہ کو جو تیرہ برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور تخت سلطنت پر بٹھایا اور سب نے
یہ تجویز کی کہ جس حیلہ اور تدبیر سے ممکن ہو محمود خان کو درمیان سے دفع کرین پھر بایزید شیخا کو ملک
محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان محمد تمھین بسرعت طلب کرکے چاہتا ہی کہ
رسالت کیواسطے گجرات کیطرف بھیجے محمود خان سلطان محمد کے فوت سے آگاہ تھا جواب دیا کہ مین شغل دنیوی
سے دست کش ہوکر چاہتا ہون کہ باقی عمر تک سلطان ہوشنگ کے مزار کا مجاور رہون لائق ہی کہ امرائے کبیر
مکان پر آوین اور آپس مین مشورہ کرین جو کہ قرار پاوے جا کر معروض رکھین ملک بایزید شیخا نے
آنکر امرا کو یہ خبر دی کہ محمود خان ابھی سلطان محمد کی فوت سے آگاہ نہین ہی اگر باتفاق اُسکے مکان پر
چلو وہ تمھارے ہمراہ دولتخانہ مین آویگا اُسوقت تمھین جو امر منظور ہی اُسکے انجام مین کار بند ہونا
امرا بایزید شیخا کے کہنے کے سبب محمود خان کے پاس گئے اور اُسنے آدمی اپنے کوٹھون مین پوشیدہ کر رکھے تھے
جب امرا سے اُسنے پوچھا کہ سلطان ہوشیار ہوا یا مست پڑا ہی اسیوقت لوگ حجرے سے بر آمد ہو کر امرا پر

تاخت لائے اور سب کو مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا جو یہ خبر حیرت اثر باقی امرا نے سنی رگ حمیت اور غیرت جنبش مین آئی سپاہ ہمراہی اپنے جمع کئے اور حشم سلطانی کو مستعد کرکے چتر ہوشنگ شاہ کی قبر سے اٹھا کر مسعود خان کے فرق پر بلند کیا محمود خان یہ خبر سنکر گھوڑے پر سوار ہوکر مع فوج دولت خانہ کی طرف متوجہ ہوا تا شاہزادہ مسعود کو دستیاب کرکے اپنے دل کی تمنا پوری کرے جب دولت خانہ کے قریب پہونچا طرفین دست بقبضہ شمشیر و نیزہ و تیر ہوکر جنگ مین مشغول ہوئے اور غروب آفتاب تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا جب خسرو فلک اپنا نیزہ شعاع لیکر پس پردہ پوشیدہ ہوا شاہزادہ عمر خان نے قلعہ کے دروازہ سے نکلکر راہ فرار پائی اور مسعود خان نے شیخ جابلدہ کے پاس جو بزرگان وقت سے تھا پناہ لی اور باقی امرا نے بھاگ کر گوشہ عافیت مین دم لیا اور محمود خان صبح تک مستعد اور مسلح ایستادہ رہا جب سپیدہ صبح کا تاریکی شب سے ظاہر ہوا محمود خان کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ دولت خانہ خالی ہے اور تمام مخالف جا بجا محفوظ مین پوشیدہ ہوئے محمود خان دولت خانہ مین آیا اور ایک مکتوب بیک تیز رفتار کے ہاتھ اپنے باپ کی طلب مین روانہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ سلطنت آپکا حق ہے جلد تشریف لاکر تخت سلطانی پر جلوس فرمائے اور یہ بھی پیغام دیا کہ جو جہان کو بغیر جہانبان کے چارہ نہین ہے اگر تخت سلطنت وجود بادشاہ سے خالی رہے جہان مین حاملہ زمانہ سے قسم قسم کے فساد متولد ہوتے ہین کہ تدارک اسکا اشکال ہو جاوے اور مملکت مالوہ نے ایک وسعت قبول کی ہے اور مفسدون اور متمردون نے ابھی خواب غفلت سے سر نہین اٹھایا ہے ورنہ ہر طرف سے فساد برپا ہوتا خان جہان نے جواب بھیجا کہ جب کوئی شخص عالی نسب اور کمال سخاوت اور شجاعت اور زیادتی عقل سے موصوف نہو مہمات سلطنت اسکے رواج اور رونق سے انجام نہین پاتے الحمد للہ علی احسانہ جمیع صفات کہ جو سلاطین مین چاہیے ہین اس فرزند ارجمند مین موجود ہین لازم ہے کہ ساعت سعید مین بساط سلطنت پر قدم رکھکر سریر فرمانروائی پر جلوس فرماوے جب ایلچی یہ جواب لایا تمام امرا اور بزرگان ممالک اور اکابر شہر نے اسکا ہاتھ چوم کر مبارکباد سلطنت دی شیخ سے بیعت لیکر درود ولی رتبہ بجا لائے ع جہان را نماند بے کدخدا سلطان محمد شاہ غوری کی مدت حکومت ایکسال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان محمود خلجی کی سلطنت کا

مخفی نہ رہے کہ کتب تواریخ ہند خصوصاً تاریخ الفی سے جو مرقوم قلم زرین رقم میرے استاد ملا احمد تتوی سے ہے واضح ہوا کہ جب اولاد غوریہ مستاصل ہوئی ماہ شوال کی انتیسوین تاریخ روز دوشنبہ سنہ ۸۳۹ آٹھسو انتالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی نے تخت سلطنت اور سریر خلافت مالوہ پر جلوس فرمایا اور تاج مرصع زیب فرق کرکے سر ہمت کا آستان سلطنت پر جھکا کر بار مقصود کو دوش سعادت پر رکھا اور سن اوسکا اسوقت مین چونتیس سال کا تھا کہ کل بلاد مالوہ مین خطبہ اور سکہ اسکے نام ہوا اور جمیع امرا کو باقسام عنایت و انواع نوازش مسرور کرکے ہر ایک کا مشاہرہ اور وظیفہ اور مرتبہ افزون کیا اور انمین سے ایک جماعت کو انتخاب کرکے خطاب دئے ازان جملہ منیر الملک کو نظام الملک خطاب دیکر منصب وزارت اسکے دست اقتدار مین سپرد کیا اور ملک برخوردار کو تاج خان

لقب دیکر عہدہ بخشی گری ممالک اُسکے تفویض فرمایا اور خانجہان کو امیر الامرا کرکے خلاصہ مالوہ اُسکے سپرد کرکے خطاب اعظم ہمایون ارزانی رکھا اور چتر اور ترکش سفید کہ شان سلاطین تھی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ نقیب اور چوبدار اعظم ہمایون کے عصا طلائی اور نقرئی ہاتھ مین لیوین جسوقت سوار ہووے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اُس زمانہ مین قاعدہ خاص سلاطین تھا زبان پر جاری کرین جب سلطنت نے اُسپر قرار پایا ہمت عالمون اور فاضلون کی پرورش اور پرداخت پر مصروف فرمائی جس مقام مین کبھی اہل کمال کو سنتا تھا روپیہ بھیجکر اُسکو طلب کرتا تھا اور اپنی ولایت مین مدرسہ جاری کرکے بتقرر وظائف علما اور فضلا اور طلبا کو فائدہ رسانی عوام مین مشغول کرتا تھا خلاصہ یہ کہ بلاد مالوہ مین جمیع الوجوہ اسکے ایام دولت مین محسود شہر زاور معمور ہوا اور جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات ممالکت نے التیام قبول کی ملک قطب الدین ہمنانی اور ملک نصیر الدین دبیر جرجانی اور ایک جماعت اور امراے ہوشنگ شاہی نے ازروے حسد باتفاق ملک یوسف قوام الملک ارادہ غدر کا کیا اور اس نیت سے ایک شب کو سیڑھیان بام مسجد پر کہ متصل دولت خانہ محمود شاہ تھی لگا کر چڑھے اور وہان سے صحن قصر مین اترکر اس فکر مین تھے کہ اب کیا کرین اس عرصہ مین محمود شاہ بنفس نفیس بیدار ہوا اور اس کیفیت کے بہ کمال شجاعت ترکش کمر پر باندھکر دولتخانہ سے برآمد ہوا اور تیر خانہ کمان مین جوڑکر کتنون کو ہدف تیر کرکے مجروح کیا اس درمیان مین مشیر الملک المخاطب بہ نظام الملک اور ملک محمد خضر اس حال سے واقف ہوے اور سپاہیان چوکی خانہ کو مسلح کرکے آپہونچے وہ جماعت غدار جس راہ سے کہ آئی تھی مفرور ہوئی لیکن انمین سے ایک شخص کہ زخم تیر سے مجروح تھا وہ بھاگ نہ سکا اُسے گرفتار کیا اُسنے ہنگام استفسار نام اُن لوگون کے جو اس غدر مین شریک اور داخل تھے فرداً فرداً لکھواد اور سلطان نے سبھون کو علی الصباح سزایاب کیا اور سلطان زادہ احمد خان بن سلطان ہوشنگ اور ملک یوسف قوام الملک اور ملک نصیر الدین نشی اگرچہ اس غدر مین دخل تمام رکھتے تھے لیکن اعظم ہمایون نے اُنکی تقصیرات کی معافی کرکے شہزادہ کو کہ اسی عرصہ مین برہانپور سے آیا تھا قلعہ اسلام آباد دیا اور ملک یوسف قوام الملک کو قوام خانی خطاب دیکر بھیلسہ جاگیر دی اور ملک جہاد کو ہوشنگ آباد کی جاگیر اور ملک نصیر الدین کو خطاب نصرت خانی اور جاگیر چندیری کی عنایت کی اور اُسنے جاگیر کی رخصت لی شاہزادہ احمد خان جب اسلام آباد مین پہونچا غبار فتنہ و فساد برپا کیا اور روز بروز جمیعت اور قوت اُسکی زیادہ ہوئی اور نائرہ فساد نے عروج پکڑا اعظم ہمایون نے سلطان محمود کے ارشاد کے موافق پہلے اسکے کان گوہر پند و وعظ سے گرانبار کئے جب کچھ نصیحت اُسکو کارگر نہوئی اُسوقت تاج خان کو اُسکے دفع کے لئے نامزد کیا اور وہ ایک مدت تک قلعہ اسلام آباد کے نیچے مقیم رہا جب وہ قلعہ سر نہوا تاج خان نے سلطان محمود سے بذریعہ عرضی التماس کمک کی مقارن اس حال کے مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ ملک جہاد نے ہوشنگ اباد مین اور نصرت خان نے حق چندیری مین نشان مخالفت اور علم بغاوت بلند کیا ہی پھر ملک مغیث المخاطب بہ اعظم ہمایون خان جہان کو اُس گروہ باغی اور مہام ملکی کے انتظام کیواسطے رخصت فرمایا وہ جب دو کوس پر اسلام آباد کے قریب فروکش ہوا تاج خان اور اگر سردار اُسکی ملاقات کو آئے وقت ملاقات کے حقیقت حال مشروحاً عرض کی

پھر دوسرے روز کوچ کرکے قلعہ اسلام آباد کی اطراف کو محاصرہ کیا اور مورچے تقسیم کئے اور اُسکے دوسرے دن ایک جماعت فضلا اور مشایخ کو احمد خان کے پاس بھیجا کہ از سر نو کان اُسکے در مصالح اور جواہر مواعظ سے مملو کرکے نقض عہد اور پیمان کو تجدید کریں علما اور مشایخ نے ہرچند آیات ترغیب و ترہیب پڑھیں لیکن دل اُسکا مثل پتھر کے سخت تھا نرم نہوا اور نصائح کے جواب میں کلام ناقص کہکر ناصحان مشفق کو رخصت کیا اور خود قلعہ سے برآمد ہوا اور قوام خان مذکور نے بھی کہ امراے نامی تھا مخالفت کرکے کچھ اسباب اور آلات حرب اپنے مورچہ سے شہزادہ احمد خان کے واسطے بھیجکر بنیاد اخلاص کو عہد و پیمان سے مضبوط کیا اور محاصرہ نے طول پایا یہان تک کہ ایک دن ایک گوئیے نے اعظم ہمایون کی سازش اور تقدمہ کے سبب احمد خان کو زہر شراب میں دے کر ہلاک کیا اور خود قلعہ سے بھاگ کر اعظم ہمایون کی اردو میں پہونچا اور اسی دن قلعہ فتح ہوا پھر اعظم ہمایون نے اُس مقام سے ہوشنگ آباد کی طرف کوچ کیا اور راستہ میں قوام خان اپنے گناہ کا خیال کرکے اعظم ہمایون کی اردو سے مفرور ہوکر بھیلسہ کی سمت گیا اور اعظم ہمایون ملک جہاد کی مدافعت مقدم جانکر ہوشنگ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ملک جہاد طاقت مقابلہ کی نہ لایا اور تمام اسباب اور اشیا اپنے چھوڑکر کوہ پایہ گونڈواڑہ کی جانب راہی ہوا اور گونڈواریون نے جب جانا کہ اُسنے اپنے ولی نعمت سے روگردان اور منحرف ہوکر ہجوم عام کیا تھا سدراہ ہوکر اُسکا مال و اسباب لوٹ لیا اور اُسپر بھی اُسے زندہ نہ چھوڑا شمشیر خون آشام سے اُسکا کام تمام کیا اعظم ہمایون یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور قلعہ ہوشنگ آباد میں درآیا اور بندوبست اُس ناحیہ کا بخوبی تمام کیا اور اپنا ایک معتمد وہان چھوڑکر نصرت خان کی گوشمالی کے واسطے چندیری کی طرف عازم ہوا اور جب چندیری کی دو منزل اُدھر پہونچا نصرت خان آپ کو عاجز سمجھکر استقبال کو آیا اور از راہ خوشامد اور چاپلوسی چاہا کہ اپنے اعمال ناپسندیدہ کو خس پوش کرے اعظم ہمایون نے سادات اور علما اور اکابر اور شرفاے غیر کو طلب کرکے محضر کیا اور ہر شخص سے احوال نصرت خان کا استفسار فرمایا ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ نصرت خان کے دماغ میں زاغ عجب و غرور نے بیضہ رکھا تھا اس سبب سے آثار مخالفت اور طغیان اُس سے ظاہر ہوئے پھر اعظم ہمایون نے حکومت چندیری کی نصرت خان سے لیکر ملک الامرا حاجی کالو کے حوالہ کی اور خود بھیلسہ کی طرف روانہ ہوا اور چند مردم معتبر قوام خان کے پاس بھیجکر اُسے راہ راست کی ہدایت اور دلالت کی لیکن فائدہ نہ بخشا اور آخر کو جب کام اُسپر تنگ ہوا بھیلسہ سے نکلکر بھاگا اور اعظم ہمایون نے وہان چند روز استقامت کی اور اسطرف کے مہمات سے مطمئن ہوکر دار الملک شادی آباد مندو کیطرف متوجہ ہوا اس درمیان میں مخبر یہ خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی تسخیر کیواسطے آتا ہے اور شاہزادہ مسعود خان کو کہ سلطان محمود غوری سے امان پاکر گجرات کی طرف گیا تھا مع فوج و سپاہ اور بیس زنجیر فیل کو تمثیل تعین کیا یہ سنتے ہی اعظم ہمایون بسرعت تمام روانہ ہوا چھ کوس لشکر سلطان احمد شاہ سے گذر کر اپنے تئین تارا پور کے دروازہ سے قلعہ مندو میں پہونچایا اور سلطان گجرات نے آتے ہی قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ اپنے باپ کی تعریف آوری سے نہایت محظوظ اور

شاد ہوا اور لوازم شکر بجا لایا اور ہر روز ایک جماعت قلعہ مندو سے برآمد کرکے تنور جنگ کو گرم رکھتا تھا اور کمال تہور اور مردانگی سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے نکلکر جنگ صف کرے لیکن امراے ہوشنگ شاہی کا خار نفاق اُس کا دامن گیر ہوتا تھا اور اسی طرح اور خطرون نے اُسکے دل مین قرار پکڑا تھا کہ اپنے عزیزون اور رفیقون کو اپنا دشمن جانتا تھا لیکن ہاتھ بذل اور عطا آستین جود سے باہر کرکے تمام آدمیون کو جو کوچہ تنگ محاصرہ مین مبتلا تھے آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقرا اور مساکین کو غلہ دیتا تھا اور لنگر خانہ غریب و فقیر کے واسطے آراستہ کرکے کھانا پختہ اور خام بہونچاتا تھا جسسے تمام آدمی اُسکے دوست ہوکے اور قلعہ مین اُسکی سخاوت کی برکت سے غلہ وغیرہ اُردو سے سلطان احمد شاہ گجراتی کے بہ نسبت بہت کثرت سے تھا اور بعضے امرا مثل سید احمد اور صوفی خان ولد عماد الملک اور ملک شرف الملک محمود بن احمد سلاحدار اور ملک قاسم اور ملک قیام الملک کے جو بسبب بدبختی سلطان احمد کے نسبت طریقہ نفاق کا جاری رکھتے تھے اُنھین عطاے زر خطیر اور جاگیرون کا وعدہ کرکے اپنی خدمت مین طلب کیا اُس سبب سے فی الجملہ کچھ شکستگی نے سلطان گجرات کے امور مین راہ پائی اور اُس جماعت کی صلاح سے جو اُردوے سلطان گجرات مین تھی شبخون کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان کو سلطان ہوشنگ کے دواب کا داروغہ تھا اس داعیہ اور ارادہ پر واقف ہوا سلطان احمد کو خبر کی اسواسطے جب افواج سلطان محمود خان خلجی قلعہ سے اُتری اور اردو کے آدمیون کو حاضر پایا اور راستے بند دیکھے باوجود اسکے بزدربازو مقابل آنکر جنگ مین مشغول ہوا صبح صادق تک طرفین سے بازار لڑائی کا گرم رہا اور خلقت کثیر مقتول اور مجروح ہوئی صبح کیوقت محمود شاہ خلجی قلعہ مین داخل ہوا اور بعد چند روز مخبر خبر لاے کہ شہزادہ عمر خان جو مندو سے گجرات گیا تھا وہان سے ولایت رانا مین جاکر انتظار وقت فرصت کھینچتا تھا اور اُسوقت خلل مالوہ کا سنکر چندیری مین آتا ہے اور چندیری کے باشندگان اور اُس حدود کی سپاہ نے ملک الامرا حاجی کالو سے بیوفائی کرکے عمر خان کو وہان کا حاکم بنایا ہے اس سبب سے شاہزادہ محمد خان ولد احمد خان گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کے حاکم کو اول قتل کیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا یہ قرار پایا کہ ملک مغیث المخاطب اعظم ہمایون کہ درجہ باغ سلطنت و دولت ہے قلعہ شادی آباد مندو کے ضبط و ربط مین مشغول ہووے اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہوکر اپنی ولایت مین استقامت کرکے ملک کی محافظت کرے پھر وہ ارادہ کے موافق سارنگ پور کیطرف روانہ ہوا اور تاج خان اور منصور خان کو قبل اسکے راہی کیا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی نے ملک حاجی علی کو محافظت کیواسطے گھاٹون پر چھوڑا تھا تاج خان اور منصور خان سلطان محمود خلجی سے بیشتر وہان پہونچکر جنگ مین مصروف ہوئے اور ملک حاجی بھاگ کر شاہ احمد کے پاس پناہ لیگیا اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہوکر سارنگ پور کیطرف متوجہ ہوا پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قاصد سارنگپور کیطرف بھیجا تاکہ شاہزادہ سلطان محمود خلجی کے پہونچنے سے بیشتر اپنے تئین راہ اُجین سے پہونچادے شاہزادہ محمد خان نے بعد پہونچنے قاصد کے بہ نہایت ہوشیاری سارنگ پور سے کوچ کیا جو شاہ احمد گجراتی اُجین مین آیا تھا اُس مقام مین

بارِ خدمت مین پہونچا اور ملک اسحاق بن قطب الملک مقطع نے سارنگ پور سے عرضی سلطان کی خدمت مین بھیجکر اپنے جرم سے طلب استغفار کی اور یہ تحریر کیا کہ عمر خان حضرت کی خبر قدوم سنکر سارنگپور کو چھوڑکر اُجین کی طرف متوجہ ہوا ولیکن شاہزادہ عمر خان نے بقصد تسخیر سارنگپور ایک فوج بڑی روانہ کی تھی بنفس نفیس بھی اُدھر خود بھی پیچھے سے پہونچنے پر تھا سلطان محمود مضمون عریضہ سے اطلاع پاکر مسرور ہوا اور خطوط ملک اسحاق کے تضمیمہ تقصیرات پر قلم عفو کھینچا اور تاج خان کو اپنے سے پیشتر تسلی استمالت کیواسطے سارنگپور بھیجا اور ملک اسحاق نے مردم معتبر اپنے ہمراہ لیکر سلطان محمود خلجی کا استقبال کیا اور سلطان خلجی نے بعد دریافت حسن خدمت ملک اسحاق کو دولت خان خطاب دیکر علم و نقارہ اور قبا مرحمت کی اور دس ہزار تنگہ نقد مرحمت فرمائے اور مشاہرہ مقرری اسکا اضافہ کیا اور گروہ سرداران سلطنت کو جنہون نے اسپ اور پچاس ہزار تنگہ انعام دیئے تو آپسمین تقسیم کرین اور جب سارنگپور مین نزول اجلال کیا خبر آئی کہ شاہزادہ عمر خان قصبہ بھیلسہ مین آگ لگاکر سارنگپور کی سرحد پر پہونچا اور سلطان احمد شاہ گجراتی مع ہمراہیان ہوا اور تین سو زنجیر فیل اُجین سے برآمد ہوکر سارنگپور کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود نے عمر خان کا مقام جان کر آخر شب کو عازم ہوا اور جب درمیان دونون لشکر کے دو کوس کا فاصلہ رہا ایک جماعت کو ہور قراولی بھیجا تو عمر خان کی سپاہ کا اندازہ اور اُسکا عندیہ دریافت کرے اور نظام الملک اور ملک احمد سلاحدار اور ایک جماعت کو بھیجا تو مقام جنگ کو ملاحظہ کرین اور علی الصباح فوج کے جاہ بزان آراستہ کرکے شہزادہ عمر خان کے تدارک کے واسطے روانہ ہوا اور بھی سلطان محمود خلجی کی منفعت سے خبردار ہوکر مقابلہ کیواسطے چلا اور افواج آراستہ کرکے مقابل ہوا اور خود مع ایک جماعت پہاڑ کی پشت کو کمین گاہ قرار دیکر منتظر بیٹھا اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود خلجی کو خبر پہونچائی کہ شہزادہ عمر خان مع فوج پس کوہ کمینگاہ مین پوشیدہ ہوا ہے سلطان محمود خلجی مع فوج آراستہ شہزادہ عمر خان کی سمت روانہ ہوا اُسوقت شہزادہ نے اپنے ہمراہیون سے یہ بات کہی کہ نوکر کو بھاگنے مین کسر شان اور ناموس ہے بلکہ مقرور ہونے سے قتل ہونا بہتر ہے اور ساتھ اُس جماعت کے کہ جسکے کہنے پر عمل کیا تھا سلطان محمود خلجی کی فوج پر تاخت لاکر دستگیر ہوا اور سلطان کے حکم کے بموجب مارا گیا اور سر اُسکا تاج سنان کرکے لشکر چندیری مین پھر آیا اور سرداران چندیری کے یہ سانحہ مشاہدہ کرکے متحیر اور ہراسان ہوئے اور سب نے یہ پیغام بھیجا کہ آج کے دن معاف فرمایئے علی الصباح ہم خدمت مین حاضر ہوکر تجدید بیعت مین مشغول ہونگے سلطان نے انکا عذر پذیرا کیا اور قرارداد پر دونون لشکر فرودکش ہوئے اور جب رات نے پردہ ظلماتی سے جہان تیرہ و تاریک کیا لشکر چندیری اپنی ولایت کیطرف متوجہ ہوا اور ملک سلیمان بن ملک مشیر الملک غوری کو جو شہزادہ عمر خان کا نائب و اقربا سے تھا سلطان شہاب الدین خطاب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی نے فوج اُسکے دفع کے واسطے مقرر فرمائی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کیواسطے عازم ہوا اور ابھی طرفین کا سامنا نہوا تھا کہ شاہ احمد شاہ گجراتی کے بعضے صلحاء لشکر نے حضرت خاتم الانبیا صلواۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین بلا سے آسمانی نازل ہوتی ہے سلطان احمد سے کہو کہ اس ملک سے سلامت نکلجاوے جب یہ خطاب شاہ احمد شاہ گجراتی کو پہونچا اُسنے چندان التفات نہ کیا

اور اُسی دو تین روز کے عرصہ مین احمد شاہ گجراتی کے لشکر مین اس شدت سے وبا ظاہر ہوئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے اور مردون کے دفن و کفن سے فرصت نہوتی تھی شاہ احمد شاہ ناچار ہوکر آشتہ کے راستہ سے گجرات کیطرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آیندہ مین یہ ملک لیکر تیرے تفویض کیا جاویگا الغرض سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سترہ روز مین سامان لشکر درست کرکے نائرہ فساد چندیری کے ساکن کرنے کو روانہ ہوا اور ملک سلیمان المخاطب بہ سلطان شہاب الدین باتفاق امرا قلعہ سے برآمد ہوکر خوب لڑا جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ مین دم لیا اور اُسی دو تین دن کے عرصہ مین مرگ مفاجات سے مرگیا امراے چندیری دوسرے شخص کا نام سلطان شہاب الدین رکھکر دوبارہ سامان جنگ درست کرکے اور قلعہ سے برآمد ہوکر لڑے اور بعد جنگ بھاگ کر پھر قلعہ مین پناہ لی اور بسا مدت محاصرہ نے آٹھ مہینے کا طول کھینچا سلطان محمود خلجی ایک رات کو فرصت پاکر خود دیوار قلعہ پر چڑھ گیا اور اُسکے بعد اور بھی دلاوران جان نثار قلعہ مین در آئے اور قلعہ فتح ہوا اور جماعت کثیر علف تیغ خون آشام ہوئی اور ایک گروہ اُس قلعہ مین جو پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور چند روز کی امان چاہی سلطان محمود خلجی نے اس شرط پر امان دی کہ سب اپنے زن و فرزند و مال و اسباب ہمارے اردو کے درمیان سے لیکر چلے جاؤ تو عالم پر ہماری راستی عیان اور درستی عہد ظاہر ہووے انھون نے اُسکے فرمانے پر عمل کرکے سلامت باہر چلے گئے اور سلطان محمود خلجی نے اُس حدود کا سرانجام اور انتظام بوجہ احسن کرکے مراجعت فرمائی بیچ راہ سوس یہ خبر پہنچی کہ ڈونگرسین سنے مع لڑکے قلعہ گوالیار آنکر اپنے شہر کو محاصرہ کیا ہے سلطان محمود باوجود اسکے کہ چندیری کی ترددِ جنگ اور طول محاصرہ کے سبب سے پریشان ہوا تھا لیکن بکوچ متواتر گوالیار کی سمت عازم ہوا اور وہان پہونچتے ہی ہاتھ نہب و تاراج مین دراز کیا اور راجپوتون کی ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی جو افواج محمود شاہی کے صدمہ اُٹھانے کی طاقت نرکھتی تھی بھاگ کر سوراخہاے قلعہ مین در آئی اور ڈونگرسین بھی یہ خبر سنکر شہر سے برخاست ہوکر گوالیار کی جانب بھاگ گیا اور جو سلطان محمود کی غرض نئے شہر کے استخلاص سے تھی گوالیار کی تسخیر مین نہ مشغول ہوا شادی آباد مندو کی طرف توجہ فرمائی اور ۸۴۳ھ آٹھ سو تینتالیس ہجری مین روضہ سلطان ہوشنگ اور مسجد جامع جو دروازہ رامپور کے قریب واقع ہے اور اٹھائیس اسطوانہ رکھتی ہے کمال اہتمام سے تھوڑے عرصہ مین شرف اتمام قبول کیا اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین امراے میوات اور اکابر مشاہیر دہلی کی عرضیان متواتر پہونچین کہ سلطان محمد مبارک شاہ امر خطیر سلطنت کا انتظام جیسا کہ چاہیے نہین کرسکتا ہے اور ظالمون و غاصبون نے ہاتھ آستین جور و ستم سے دراز کیے ہین اور حرف حکایت امن و امان کے سوا کوئی ذکر باقی نہین رہا اور جو خیاط قضاء و قدر نے خلعت سلطنت کا اُس سلطنت پناہ کے قامت نازنین کے واسطے سیا ہے اسلیے اُس ملک کے تمام باشندے چاہتے ہین کہ آپ کا حلقہ بیعت برضا و رغبت اپنی گردن اطاعت اور فرمانبرداری مین ڈالین لہذا سلطان محمود خلجی آخر سنہ مذکور مین مع لشکر آراستہ تسخیر دہلی کے واسطے متوجہ ہوا اور قصبہ ہندون کے نواحی مین یوسف ہندونی خدمت مین پہونچا جب

سلطان

سلطان اُس موضع سے کوچ کرکے آگے بڑھا سلطان محمد شاہ نے اگرچہ مقابلہ کے واسطے استقبال کیا تھا لیکن جب دونون لشکر قریب پہونچے باوجود کثرت سپاہ سلطان محمود خلجی کی جنگ سے ایسا ہراسان ہوا کہ قریب تھا دہلی کو چھوڑ کر پنجاب مین جا کر دم لیوے پھر امرا کی شرم اور کچھ اپنی ہمت کی غیرت سے یہ بات ٹھہری کہ سوار ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہے تم افواج آراستہ کرکے شہزادہ کے ہمراہ جا کر سرگرم وفا ہو امرا حکم کے موافق جنگ کے واسطے برآمد ہوئے اور ملک بہلول لودھی اُسوقت مین سلطان محمد شاہ کے ملازمین مین منتظم اور تیر اندازون کی جمعیت اپنے پاس خوب رکھتا تھا پیشتر روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے جب سنا کہ بادشاہ دہلی خود نہین آیا اسواسطے اُسنے بھی چند ہزار سوار جرار اور جریدہ اپنے پاس مہیا رکھکر تمام لشکر اپنے بیٹون سلطان غیاث الدین اور قدرخان کے ہمراہ بھیجا چنانچہ مبارزان نبرد آزمائے جانبین نے برآمد ہوکر ظہر سے غروب آفتاب تک داد جوانمردی اور مردانگی دی اور آخر کو طرفین سے نقارہ بازگشت کا بجا پھر سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور لشکر گاہ مین قرار پکڑا اتفاقاً اُسی شب کو سلطان محمود نے خواب مین دیکھا کہ چند یری کے اوباش اور بیباکون نے قلعہ شادی آباد مندو پر خروج کرکے چتر شاہ ہوشنگ کی مہر قبر سے اُٹھا کر ایک مجہول النسب کے فرق پر بلند کیا ہے اور جب صبح ہوئی اثر تردد اور بیمزگی کا اُسکی طبیعت پر ظاہر ہوا اور اس اندیشہ مین ہوا کہ کیا تدبیر اور تقریب کرون جو یہان سے معاودت کرکے مالوہ مین سلامت پہونچون ناگاہ محمد شاہ نے کہ قلت عقل اور عدم شجاعت مین موصوف تھا بیتاب اور مضطرب ہو کر ایک جماعت صلحا اور علما کو صلح کے واسطے بھیجا سلطان محمود خلجی فوراً بحسب ظاہر اُسپر بار احسان رکھکر مالوہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین یہ خبر پہونچی کہ بحسب اتفاق اُسی شب کو ایک جماعت اوباش نے شادی آباد مندو مین غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا لیکن اعظم ہمایون کی حسن سعی سے ساکن ہوا اور بعضے تواریخ مین دلنشین نظر سے گذرا کہ سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی عزیمت تسخیر مالوہ رکھتا ہے اس سبب سے سلطان نے مراجعت کی اور یہ روایت بہت صحت کے قریب معلوم ہوتی ہے القصہ سلطان محمود ابتدائے ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین شادی آباد مندو مین پہونچا اور مستحقین کو اپنے انعام و اکرام سے بہرہ مند کیا اور اُسی سال سلطان نے ظفر آباد نعلچہ کے اطراف مین ایک باغ کی بنیاد ڈالکر اُسمین گنبد عالی و چند مقام مین قصر رفیع تعمیر فرما کے اور عرصہ قلیل مین اپنے لشکر کا بھی ساز و سامان درست کرکے ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین راجپوتون کی گوشمالی کے واسطے کوچ کرکے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اُسوقت مین نصیر ولد عبد القادر حاکم کالپی نہایت بے اعتدالی سے اپنا نصیر شاہ نام رکھکر دم استقلال مارتا ہے سلطان محمود کو خبر پہونچا اور اکابر داناکی ولایت نے بھی اس مضمون کے مکتوب بھیجے کہ نصیر شاہ راہ راست شریعت سے قدم باہر رکھکر طریق زندقہ اور ملاحدہ کا مراحل چلا ہوا ہے اور ہم لوگ اُسکے دست تعدی سے عاجز ہو کر فریادی ہین چنانچہ سلطان محمود یہ خبر سنکر نصیر شاہ کی گوشمالی اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر شاہ نے بھی سلطان کی عزیمت سے خبردار ہو کر اپنے معلم کو مع تحف و ہدایا اور اقسام پیشکش سلطان کی

خدمت مین موجب داشت کی کہ لوگون نے میرے حق مین جو عرض کیا ہی وہ سراسر زیور صدق سے عاری اور
باطل سے مخلوط ہی اسی وجہ سے کمال آپ نسبت کذب اور افترا برپا کیا ہی حضرت کو مناسب ہی کہ اس امر کی تصدیق
اور تفتیش کو آدم صادق القول بھیجکر دریافت کرین اگر شمہ بھی سچ ہووے بندہ کو حبس حبز اور سزا کے
لائق جانین ماخوذ فرمائین لیکن چند روز سلطان محمود نے اُس ایلچی معلم کو اپنے دربار مین نہ بلایا کوچ
کرتے جب سارنگپور کے نواح مین پہونچا اعظم ہمایون اور اعیان دولت کی شفارش سے قلم عفو اُسکے
جرائم پر کھینچا اور ایلچی کو اپنے دربار مین طلب کرکے اُسکی پیشکش قبول کی اور فرمان مشتمل نصائح
اور مواعظ بھیجکر سارنگپور کے اطراف سے ولایت چیتور کے طرف متوجہ ہوا اور جب آب بھیم
سے عبور کیا ہر روز افواج ولایت چیتور کے اطراف مین بھیجکر تاراج اور ویران کرتا تھا اور جو کوئی
دستیاب ہوتا تھا اُسے محبوس فرماتا تھا اور بتخانون کو مسمار کرکے بناے مساجد ڈالتا تھا اور ہر منزل
مین تین چار دن توقف کرتا تھا اور جب کو سلمیر کے حوالی مین کہ اُوس دیار کے قلعون سے نامی اور بہت
متین اور وسیع ہے نزول کیا اس قلعہ مین دیپا نام وکیل راے کونبھا کا قلعہ بند ہو کر حرب پر آمادہ ہوا
اور اس قلعہ کے محاذی مین ایک بتخانہ بناکرکے اُس قلعہ کے گرداگرد حصار کھینچکر ذخیرہ آلات حرب سے
پر کیا تھا سلطان نے ہمت اُس بتخانہ کی تسخیر پر مصروف اور ایک ہفتہ مین اُسے فتح کیا اور بہت راجپوتونکو
تیغ اسلام سے قتل اور دستگیر کرکے بتخانہ کی غارت کیا اور اسکے بعد اُسمین لکڑیون کا انبار کرکے
آگ دی جب آگ دیوار اور چونہ اور کانپ مین افروختہ ہوئی اُسپر پانی سرد چھڑکا چنانچہ وہ عمارت
عظیم کہ سالہاے دراز مین تیار ہوئی تھی طرفۃ العین مین پاش پاش ہوکر گر پڑی اور بتون کو قصابون
کے حوالہ کیا تو ترازو سے گوشت فروشی کے بانٹ بنادین اور بڑے بڑے بت جو سنگتراشون نے
سنگ مرمر سے بصورت گوسفند تراشے تھے اُنکا چونہ بناکر راجپوتون کو دیا تو اپنے معبودون کو کھاتے
رہین اور اس عمل کے بعد انجام کہ سلاطین گجرات کو باوجود طول مدت محاصرہ میسر نہوا تھا شکر الٰہی بجالایا
پھر چیتور کی طرف توجہ فرمائی اور اس ناحیہ مین پہونچکر وہ قلعہ جو کوہ چیتور کے دامن مین واقع ہی اُسے
بجنگ لے کر بہت راجپوت قتل کئے اور چیتور کے محاصرہ کی فکر مین تھا اس عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ رانا
کونبھا قلعہ مین نہین ہے آج قلعہ سے برآمد ہوکر کوہ پایہ کی طرف کہ اُس نواح مین ہے جاکر مقیم ہوا ہی سلطان نے
اُسکا پیچھا کیا اور فوج کے چند پرن جدا جدا کرکے ہر ایک طرف راے کونبھا کے تعاقب مین بھیجے
حسب اتفاق ایک فوج سے جنگ شدید واقع ہوئی اور رانا مذکور شکست کھاکر قلعہ چیتور مین آیا
سلطان محمود نے اُس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے ایک فوج نامزد فرمائی اور خود ولایت کی سرحد پر مقیم ہوا
اور ہر روز بلاناغہ ولایت کی تاخت و تاراج کیواسطے افواج بھیجتا تھا اور اعظم ہمایون کو بلاکر یہ حکم دیا
کہ تم ولایت چیتور مین کہ مندسور کے اطراف مین واقع ہی جاکر متصرف ہو جب خان جہان اعظم ہمایون
مندسور مین پہونچا مرض الموت مین مبتلا ہوکر مرگیا اور سلطان محمود خلجی یہ سانحہ سنکر نہایت محزون ہوا اور
نوحہ کرکے رویا اور حالت اضطرار مین اپنے تئین مجروح کیا اور مندسور مین پہونچکر نعش اپنے باپ کی بھیجی

اور تاج خان کوکہ خویش اور بختی لشکر تھا اُس لشکر پر جو اعظم ہمایون کے ہمراہ تھا سردار کرکے اعظم ہمایون
خطاب دیا پھر اپنے اُردو کی طرف مراجعت فرمائی جب موسم برسات پہونچا سلطان نے ارادہ کیا کہ
کوچ اونچا ٹیکرا زمین کا ہو اُس مقام مین اقامت کرکے بعد موسم برسات جیتور کے محاصرہ مین مشغول ہووے
اور رانا کونبھا شب جمعہ ماہ ذی الحجہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ
لیکر شبخون لایا سلطان نے اُس طور ہوشیاری اور احتیاط سے اپنے لشکر کی محافظت کی کہ رانا
کونبھا سے کچھ نہ بن پڑا اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے مع لشکر آراستہ
کونبھا کے دائرہ لشکر پر شبخون مارا کونبھا زخم کھا کر جیتور کے سمت بھاگا اور راجپوت بہت مقتول ہوئے
اور غنیمت وافر محمودیون کے ہاتھ آئی اور سلطان محمود نے مراسم شکر الٰہی بجا لا کر فتح جیتور کی دیگر
سال پر حوالہ کی اور سالما اور غانما شادی آباد کی طرف معاودت فرمائی آخر ذی الحجہ سال مذکور مین مدرسہ
اور منارہ ہفت منظری کی مسجد جامع ہوشنگ شاہی کے قریب بنیاد ڈالی اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری
مین ایلچی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور مع تحف ہدایا حاضر آیا اور سوغات پیش کرکے یہ
پیام زبانی عرض کیا کہ نصیر الموسوم بہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے صراط مستقیم شریعت سے منحرف ہو کر مذہب الحاد
اور زندقہ اختیار کرکے روزہ نماز ترک کیا اور عورات مسلمہ کو ہندو ربابیون کے سپرد کیا ہی تاکہ
گانا اور ناچ تعلیم کرین اور چونکہ سلطان ہوشنگ کے عہد سے حکام کالپی ولایت مالوہ سے نسبت رکھتے تھے
لہذا سلطان محمود خلجی نے اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانا کہ پہلے اُسکا احوال اپنے ضمیر حق پذیر پر
ظاہر اور مبرہن کرے شاید یہ اُسکی تنبیہ اور گوشمال پر دست رس نہین رکھتے ہین اس وجہ سے اس جانب تحریک
کی ہے کہ اُسے اسطور سے گوشمال دیجاوے کہ اورونکو عبرت ہووے یہ اندیشہ کرکے سلطان محمود خلجی نے
جواب دیا کہ لشکر ہمارا بیشتر مندرسور کے مفسدون کی تادیب کیواسطے روانہ ہو چکا ہی اب آپکی نصرت دین پیش نہاد
ہمت کے مبارک ہو اور ایلچی کو سر دربار خلعت وغیرہ سے کہ یہ رسم اُس زمانہ مین مروج تھا عطا کرکے رخصت کیا
اور اُسی چند روز کے عرصہ مین سلطان محمود خلجی نے اپنے بیٹون کی شادی کیواسطے جشن عظیم ترتیب دیکر
بارہ ہزار قبا کہ اکثر اُنمین زردوزی تھین اُس جشن مین امرا اور لشکریون کو مرحمت فرمائین اور جب ایلچی
سلطان شرقی جونپور مین پہونچا اور جواب معروض کیا سلطان شرقی نہایت مسرور اور خوشحال ہوا بیس زنجیر فیل
اور اور بھی اجزا اے نفیسہ دوسری مرتبہ برسم تحفہ سلطان محمود کے پاس بھیجین اور مع لشکر آراستہ کالپی کیطرف
متوجہ ہوا اور نصیر عبد القادر کو مگس شیر کیطرح اُس ملک سے نکالدیا نصیر عبد القادر نے محمود شاہ کو عرضی بھیجی
جسکا مضمون یہ تھا کہ خیرخواہ سلطان ہوشنگ کے عہد سے آج تک مطیع و فرمان بردار رہا اب سلطان محمود
شرقی از روے تسلط و غلبہ اس بلاد پر متصرف ہوا ہی چونکہ مین ہمیشہ حضرت سے ملتجی رہا اور اب بھی درگاہ معلے کو
قبلہ آمانی و آمال جانکر حدود چندیری کی طرف منزل پیما ہوا ہون سلطان محمود خلجی نے علیخان کو مع تحف ہدایا محمود شاہ
شرقی کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ جو نصیر خان بن عبد القادر نے آپکی مرضی کے سبب افعال ناپسندیدہ اور اعمال ذمیمہ سے
تائب ہو کر طریق شریعت غرا مسلوک رکھا ہی اور سلطان ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے مالوہ کیطرف ملتجی و مستدعی رہا ہی توقع یہ ہی کہ

مضمون التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کو منظور و ملحوظ رکھکر قلم عفو اسکے جرائم پر کھینچیں اور اسکی ولایت اُسے واگذار فرمائیں الغرض بعد وصول کتابت علیخان نے شاہ محمود شاہ شرقی کو جواب شافی نہ دیا اور لیت ولعل مین ایام گذاری کی محمود شاہ خلجی از روے حمیت اور مردانگی نصیر عبد القادر کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر لازم رکھکر دوسری شوال ۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین چندیری کی طرف متوجہ ہوا اُس حدود مین نصیر شاہ نے نئی آن کر ملازمت کی اور سلطان بلا توقف ایرج اور تھامدیر کیطرف متوجہ ہوا عیبت یہ خبر سلطان محمود شرقی کو پہونچی شہر سے بر آمد ہو کر ایرجہ مین نزول کیا اور مبارک خان ولد جلید خان کو کہ وہان کا حاکم تھا مقید کرکے ہمراہ لیگیا اور وہان سے برخاست کرکے دریاے جون کی بھیڑ مین کہ راہ تنگ اور دشوار گذار تھی اور وہان غنیم کو جانے کی قدرت نہ تھی فروکش ہوا اور اپنے لشکر کے گرد خوب مضبوطی کی محمود شاہ خلجی اُسکی عزیمت فسخ کرکے کالپی کیطرف عازم ہوا ادھر سلطان شرقی بھی عنان صبر ہاتھ سے دیکر کالپی کیطرف روانہ ہوا اس درمیان مین بہادران فوج خلجی نے نیگاہ پرداخت کرکے غنیمت بہت دستیاب کی بیہرود بھی اپنے آدمیون کی حمایت پر پلٹ کر جنگ مین مصروف ہوا اور شام تک قتال جدال کا معرکہ گرم رہا اور غروب آفتاب کے بعد دونون سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور مقام مین قیام کیا اور بعد دو تین روز کے جو موسم برسات قریب ہوگیا تھا سلطان محمود خلجی نے دوبارہ جنگ مین صرفہ نہ دیکھا بعضے مواضع کالپی کو غارت اور تاراج کرکے فتح آباد کی طرف معاودت کی اور قصر ست کھنڈ وہان بنا کیا اس درمیان مین رعایا اور باشندے قصبہ ایرج کے مبارک خان کے ظلم تعدی سے کر بھر جا کر اُس قصبہ کا ہو اخدا دخواہ اور فریادی ہوئے سلطان خلجی نے ملک الشرق محمد ابراہیم حاکم چندیری کو مع لشکر تسخیر ایرجہ کے سرپر نامزد فرمایا اور وہ جب ایرجہ کے نواح مین پہونچا خبر آئی کہ ملک کالو کو سلطان محمود شرقی نے آسکے مقابلہ کو بھیجا مظفر ابراہیم اوسکے مقابلہ کو گیا اور قصبہ رانہ مین فریقین کا سامنا ہوا ملک کالو کچھ جنگ کرکے بھاگا اور ملک مظفر ابراہیم ولایت کی محافظت ایرجہ کی تسخیر پر مقدم رکھکر اُس حدود کی طرف عازم ہوا اور فوج سلطان شرقی یہ خبر سنکر راہ مین پلٹ گئی اور جب آن دونون سپاہ کے محاربہ نے طول کھینچا طرفین سے مسلمان قتل ہوے اور شیخ جاملدہ کہ اکابر وقت سے تھا اور کشف و کرامات مین بھی شہرت رکھتا تھا سلطان شرقی نے بطلب صلاح اسکی ڈیلمے بارہ مین سلطان محمود خلجی کو ایک مکتوب لکھ بھیجا اور شیخ کی سعی کے سبب اس طریق پر صلح ہوئی کہ بالفعل سلطان شرقی قصبہ رانا اور مہوبہ نصیر خان کے سپرد کرے اور سلطان محمود خلجی کے بعد مراجعت جب چار ماہ کا عرصہ منقضی ہو خطہ کالپی بھی واگذار فرمادے اور چار مہینے کی میعاد کی یہ وجہ تھی کہ اس مدت مین نصیر خان کی حقیقت دین و ملت ظاہر ہووے اس قرارداد پر سلطان محمود خلجی نے دار الملک شادی آباد کی طرف مراجعت کی اور ۸۴۹ھ آٹھ سو اننچاس ہجری مین دار الشفا کی بنیاد ڈالی اور چند موضع خرچ کے واسطے وقف کیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جو بخطاب حکیم الحکما مخاطب تھا بیماریوں کے واسطے مقرر فرمایا اور رجب کی بیسوین تاریخ ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین ... قلعہ مندل گڑھ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر جاکر آب بناس کے کنارہ فروکش ہوا

اور راناکو نجا جو طاقت برابری اور مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ مندل گڑھ مین قلعہ بند ہوا اور دوسرے
یا تیسرے دن راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر مردمی اور مردانگی کا حق ادا کیا لیکن آخرکو بعجز و انکسار
پیش آئے اور پیشکش دینی قبول کی سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح کی رضا دی اور بشوکت
وتجمل تمام اپنے دارالسلطنت کی طرف مراجعت کی اور تھوڑے عرصہ مین سامان جنگ درست کرکے قلعہ
بیانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور جب بیانہ کے دو فرسخ ادہر پہونچا محمد خان وہان کے حاکم نے اپنے
فرزند کو مع ایک سوار اسپ اور لاکھ تنگہ نقد برسم پیشکش روانہ کیا سلطان محمود خلجی نے اسے خلعت خاص
مرحمت فرمایا اور رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور محمد خان کے واسطے قبائے زردوزی اور تاج مرصع بجواہر اور ٹیکا
طلائی اور گھوڑے تازی نژاد مع سازو عراق زرین بھیجا محمد خان نے خلعت پہنکر سلطان محمود خلجی کی صفت
وثنا مین زبان کھولی اور خطبہ اور سکہ جو بادشاہ دہلی کے نام پڑھتا تھا بنام سلطان شادی آباد مندو پڑھکر
مطیع اور فرمانبردار رہا سلطان نے یہ خبر سنکر عطف عنان کی اور اثنائے راہ مین قصبہ نبور کو کہ رنتھنبور کے قریب
ہے فتح کرکے تاج خان سپہ سالار کو مع آٹھ ہزار سوار اور پچیس زنجیر فیل قلعہ چیتور کی تسخیر کو بھیجا اور خود قلعہ کوٹہ کے
راجہ سے ایک لاکھ اور پچیس ہزار تنگہ نقد پیشکش لیکر شادی آباد کی طرف عازم ہوا اور سنہ ۸۵۴ آٹھ سو چون
ہجری مین گنگ داس قلعہ چنپانیر کے راجہ نے بھی پیشکش بھیجکر عرض داشت کی سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ
نے قلعہ چنپانیر کو محاصرہ کیا ہے اور جو یہ بندہ قدیم ہمیشہ سے آپ سے التجا رکھتا ہے لہذا اب بھی
امیدوار امداد دستگیری ہے اس سبب سے سلطان محمود خلجی راجہ گنگ داس کی امداد کے لئے متوجہ ہوا لیکن
راستہ مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی پیشکش لینے کو ایدر کی طرف آتا ہے سلطان محمود خلجی اسکو ضعیف
وعاجز تصور کرکے مارا سیور کے سمت روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ چار پایہ ہائے بارکش کے سقط
ہونے کی خبر سنکر خیمہ اور خرگاہ مین آگ دیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی اس واقعہ سے
آگاہ ہوکر راستہ سے پھرا اور آب مہندری کے ساحل پر فروکش ہوا اور گنگ داس تیرہ لاکھ تنگہ نقد اور
چندراس اسپ پیشکش لاکر حضرت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا سلطان محمود خلجی نے قبائے
زردوزی دیکر رخصت کیا اور خود دارالملک شادی آباد کی جانب متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین سیمرا کے
راجہ کو پانچ مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھ تنگہ نقد انعام دیکر رخصت کیا اور ایک مدت
شادی آباد مین استقامت کرکے ولایت اور سپاہ کے سرانجام مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۵۵ آٹھ سو پچپن ہجری
مین ایک لاکھ لشکر سے بھی زیادہ ہمراہ رکاب لیکر مملکت گجرات کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور کاسے
نواحے سے عبور کرکے قصبہ سلطان پور کو محاصرہ کیا اور ملک علاء الدین سہراب نے کہ محمد شاہ کا
گماشتہ تھا چند روز متواتر قلعہ سے برآمد ہوکر بازار جنگ کو گرم رکھا اور جب کمک پہونچنے سے مایوس
ہوا امان طلب کرکے سلطان محمود خلجی کا مطیع اور فرمان بردار ہوا اور سلطان محمود نے اسکے عیال اور
اطفال کو قلعہ شادی آباد مندو مین بھیجکر اسے قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگردان نہووے اسکے
بعد خطاب مبارز خانی اسے عنایت فرماکر اپنے لشکر کا مقدمہ یعنی ہراول اور پیشرو کیا اور بکوچ متواتر

احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی قضاے الہی سے فوت ہوا اور اسکا فرزند قطب الدین قائم مقام اور جانشین ہوا سلطان محمود خلجی باوجود اسکے کہ سلطان احمد گجراتی کی سلطنت لینے کا ارادہ مصمم رکھتا تھا لیکن کمال مروت سے ماتم پرسی کی اور ایک مکتوب سلطان قطب الدین گجراتی کو لکھکر اُسکے باپ کی ماتم پرسی کی اور اجلاس تخت کی مبارکباد دی اور اُس حال مین قصبہ مذکور کو ویران کرکے کوئی دقیقہ اسیری اور غارت مین نامرعی نچھوڑا اور کئی ہزار مومن اور کافر کو گرفتار کرکے چند روز قصبہ مذکور مین توقف کیا بعد ازان احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بسبیل استعجال جاتا تھا اُسوقت ملک علاء الدین سہراب کہ وقت فرصت کا منتظر تھا سلطان محمد قطب الدین کے پاس بھاگ گیا اور ظاہر اُسنے یہ قسم کھائی ہے کہ مین اپنے صاحب سے نمکحرامی کرونگا اور یہ خیال اپنے دل مین ہمیشہ رکھتا ہی اور کمال حلال نمکی سے اپنے دل پر جبر کرکے اہل و عیال کو چھوڑ گیا ہی سلطان محمود خلجی بکوچ متواتر جاکر سرکچ پر جو احمد آباد سے پانچ کوس ہی نازل ہوا اور شاہ قطب الدین گجراتی نے موضع خانپور مین جو قصبہ مذکور سے تین کوس پر ہی نزول کیا اور چند روز دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور ماہ صفر کی چاندرات کو سنہ مذکور مین سلطان محمود بقصد شبخون سوار ہوکر اپنی اُردو سے برآمد ہوا تھا کہ راہبر راستہ بھول گیا اور سلطان مع فوج تمام رات ایک صحراے وسیع مین ایستادہ رہا فجر کو میمنہ لشکر سارنگ پور سے آراستہ کرکے سرداری اُس فوج کی اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو تفویض فرمائی اور امراے چندیری کو فوج میسرہ مین نامزد کرکے اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خان کو سردار کیا اور خود قلب لشکر مین قرار پکڑ کر متوجہ کارزار ہوا اور سلطان قطب الدین بھی مع لشکر گجرات صف آرا کر میدان کی طرف روانہ ہوا اور ہراول فوج سلطان گجرات مالوہ کے مقابلہ سے بھاگ کر سلطان قطب الدین گجراتی سے جاملا اور ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امراے کبار سے تھا سلطان شاہ دہلی آباد مندو کی فوج میسرہ سے جدا ہوکر شاہ گجرات پر تاخت لایا اور وہ فوج تاب اُسکے مقابلہ اور صدمہ کی نلاکر پسپا ہوکر بھاگ گئی اور ملک شرف مظفر ابراہیم نے سلطان قطب الدین کی اُردو تک پیچھا کیا اور ہاتھ غارت و تاراج مین دراز کرکے سلطان قطب الدین کے خزانہ مین درآیا اور ایکبارگی زرنقد ہاتھیون پر لادکر اپنے لشکرگاہ مین بھیجا اور جب وہ ہاتھی زر محمولہ پہونچا کر اس نیت سے پھر آئے کہ دوبارہ اُنپر خزانہ بار کرکے بھیجے اس درمیان مین یہ خبر سنی کہ کچھ فوج لشکر سلطان قطب الدین کی فوج شاہزادہ فدائی خان کو تنگ و زبون دیکھکر اُسپر حملہ آور ہوئی ہی اور وہ تاب جنگ نلاکر فرار ہوا ہے اور جان سلامت لیگیا ملک شرف مظفر ابراہیم ہاتھ تاراج سے کوتاہ کرکے اپنے تئین ایک گوشہ مین کھینچکر پوشیدہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تفرقہ لشکر اور شکست فوج سے متحیر ہوکر مع دوسو سوار میدان جلالت مین ایستادہ رہا اور جب تک تیر ترکش مین رہے کمانداری کرکے دادمردی اور مردانگی دی اُسوقت شاہ قطب الدین گجراتی مع فوج آراستہ اُس گوشہ سے کہ مخفی تھا برآمد ہوکر سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی حق شجاعت و تہور بجا لاکر مع تیرہ آدمی میدان سے نکل گیا اور اظہار شجاعت کے واسطے بنفس نفیس مع تیرہ مرد شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ خاص پر جو جنگ گاہ کے عقب تھا پہونچا اور تاج اور ٹیکا مرصع شاہ گجرات کا جو کرسی پر رکھا تھا اُٹھایا اور گھوڑے کو بجلی کیطرح

جمع کر اپنے اُردو مین داخل ہوا اور جب پانچ چھ ہزار سوار جمع ہوئے مشہور کیا کہ آج شب کو گجراتیون پر شبخون بیجا ... گا جب اور تھوڑی رات گئی شبخون کے بہانہ شادی آباد مندو کی سمت متوجہ ہوا اور قطع مسافت مین ... اور تعجیل سے اُسکے لشکر کو مضرت تمام پہونچائی اور سلطان محمود خلجی نے ابتدائے ... اقبال دولت سے انقراض سلطنت تک اس شکست کے سوا کوئی شکست نہین پائی غ

بیت خود شکست مردان ہنر است ولے جب شادی آباد مندو مین پہونچا سپاہ کی شکست و ریخت کی درستی مین مصروف ہوا اور شہزادہ غیاث الدین نے بھی کچھ مواضع بندر سورت کے تاخت کرکے مراجعت کی اور حسب اتفاق مخبر دن نے سلطان محمود خلجی کو مشیر الملک المخاطب بہ نظام الملک وزیر اور اُسکے بیٹون کی خبر مکر اور غدر نفاق کی پہونچائی اور سلطان محمود کے حکم کے موافق سیاست اور سزا کو پہونچے اور ۸۵۷ھ آٹھ سو ستاون ہجری مین سلطان محمود خلجی نے ولایت مارواڑ کی عزیمت کی اور چو سلطان قطب الدین گجراتی کی جانب سے دلجمعی نرکھتا تھا یہ صلاح دیکھی کہ پہلے سلطان قطب الدین گجراتی سے صلح کرون اُسکے بعد رائے کونبھا کی ولایت کی تسخیر مین مشغول ہون اور اس بھید کو اپنے دل مین پوشیدہ کرکے لشکر کی فراہمی اور آراستگی کا حکم دیا اور شادی آباد مندو سے قصبہ دہار کی طرف گیا اور دہان سے تاج خان کو مع لشکر آراستہ سرحد گجرات پر بھیجا تا مقدمہ صلح کی تمہید کرے اور تاج خان وہان جاتے ہی سلطان قطب الدین کے وزیرونکو مکتوب تحریر کرکے ایلچیان چرب زبان کے ہاتھ بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ طرفین کی نزاع اور عداوت باعث پریشانی خلائق ہے اور صلح اور اتحاد منفعت اور رفاہیت کا موجب ہے بعد قیل وقال اور گفتگوے دراز سلطان قطب الدین گجراتی نے صلح کی رضا دی اور طرفین سے اکابر اور معارف درمیان مین آئے اور بنیاد مصالحہ کو عہد وقسم سے استحکام بخشا اور یہ قرار پایا کہ ولایت رانا کونبھا سے جو کچھ گجرات کے متصل ہے لشکر قطبی اُسے تاخت وتاراج کرے اور بلاد میوات اور اجمیر اور اُس نواح پر سلطان محمود شاہ متصرف رہے اور عند الاحتیاج ایک شاہ دوسرے شاہ کی امداد و اعانت مین دریغ نفرمادے سلطان محمود ۸۵۸ھ آٹھ سو اٹھاون ہجری مین اُن راجپوتان متمرد کی تادیب کو کہ نواح ہاروتی مین نشان تمرد بلند کیا تھا متوجہ ہوا اور قصبہ مہوتی مین جاکر اکثر راجپوتون کو علف تیغ اسلام اور اس جماعت کے اطفال وعیال کو اسیر کرکے مندو کیطرف بھیجا اور وہان سے گوالیار کو طے کرکے عازم بیانہ ہوا اور جب اُسکے قریب پہونچا داؤد خان حاکم بیانہ نے پیشکش بہت بھیجکر جادۂ اخلاص مین قدم رکھا اور وہ حدود اُسپر مسلم ہوئے اور جو نزاع کہ یوسف خان ہندوانی اور حاکم بیانہ کے درمیان تھی اپنی مساعی جمیلہ سے اُسے بھی بہ محبت ومودت مبدل کیا اور مراجعت کیوقت سلطان محمود خلجی نے ہنے شہر اور ہاروتی اور اجمیر کی حکومت فدائی خان کے سپرد فرمائی بعدہ اپنے دار الملک کی طرف نزول اجلال فرماکر سایہ امن وآمان کا وہانکے باشندون پر مبسوط فرمایا اور اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے کہ امرائے کبار سلطان علاء الدین بہمنی سے تھے عرائض سلطان محمود کی خدمت مین بھیجکر قلعہ ماہور کی تسخیر پر کہ قلاع اعظم برار سے ہے تحریص کی اور سلطان محمود مع لشکر آراستہ ہوشنگ آباد

کے راستہ سے ماہور کیطرف متوجہ ہوا اور محمود آباد کے نواح مین سکندر خان بخاری نے آن کر ملازمت کی
جب قصبہ ماہور کو محاصرہ کیا سلطان علاء الدین شاہ بہمنی مع لشکر آراستہ کہ مور و ملخ سے زیادہ تھا اہل قلعہ کی
کمک کو آیا سلطان محمود خلجی نے جب اپنے مین طاقت مقاومت نہ دیکھی ملک عالی شان کو مع تاج خان
اور سکندر خان بخاری مقرر کر کے خود بازگشت فرمائی اور قلم مشکین رقم نے یہ داستان طبقہ بہمنیہ مین
مشروحاً او مفصلاً تحریر کی ہی اور اثنائے مراجعت مین یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ مبارک خان حاکم آسیر
ولایت بگلانہ کہ دکن اور گجرات کے مابین واقع ہے تاخت لایا ہے جو کہ وہان کا حاکم محمود شاہ کا مطیع و منقاد
تھا سلطان نے اُسکی حمایت اور رعایت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جان کر عنان عزیمت اُسطرف
منعطف فرمائی اور اپنی روانگی سے پیشتر اقبال خان اور یوسف خان کو بھیجکر میران مبارک شاہ فاروقی
مع لشکر گران مقابلہ کو آیا اور بعد مقابلہ ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ آسیر تک باگ نہ موڑی اور سلطان محمود
خلجی نے بعضے مواضع اور قریہ بلاد آسیر کو تاخت کر کے شادی آباد مندو مین معاودت کی اور پھر اُسی سال
سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ بسر راے بابو راجہ ولایت بگلانہ آنیکا ارادہ رکھتا ہی اور میران
مبارک خان فاروقی حاکم آسیر اُسکی ولایت مین داخل ہو کر خرابی کر رہا ہی اور اُسکے آنے کا بھی مانع ہی سلطان محمود
خلجی نے شاہزادہ غیاث الدین کو بجناح استعجال اُسکے مدافعہ کو نامزد فرمایا اور جب یہ خبر مبارک خان
کو پہونچی اپنے ملک کی سمت معاودت کر گیا اور بسر راے بابو پیشکش بہت سلطان کی خدمت مین لاکر
سرفراز ہوا اور باعزاز و اکرام تمام نقد رخصت حاصل کر کے اپنی ولایت مین گیا اور شہزادہ غیاث الدین منصور
کی طرف متوجہ ہوا اور ان دنون مین سلطان محمود خلجی نے بھی ولایت چیتور کی طرف عنان عزیمت معطوف
فرمائی رانا کونبھا نے طریق مدارا اختیار کر کے کچھ اشرفی اور روپیہ مسکوک پیشکش بھیجا جو وہ سکہ رانا
کونبھا نے اپنے نام پر جاری کیا تھا باعث ازدیاد غضب محمودی ہوا اور وہ پیشکش واپس کر کے اپنے
لشکر کو حکم نہب و غارت دے کر اکثر آبادی اور معموری کا نہ چھوڑا اور منصور الملک کو ولایت مندسور کی
تاراج کے واسطے نامزد کیا اور نیز اسواسطے کہ تھانہ دارون کو اس ولایت مین مقرر کرے اور چاہا کہ اس ولایت
کے مابین خلجپور نام ایک قصبہ آباد کرے راے کونبھا یہ خبر سنکر بعجز و انکسار پیش آیا اور سلطان محمود خلجی کی
خدمت مین یہ پیغام دیا کہ جسقدر پیشکش کا حکم ہو قبول کرون اور اُسکے بعد جادۂ اخلاص اور دولتخواہی سے
قدم آگے نہ رکھون گا لیکن شرط یہ ہی کہ سلطان قصبہ خلجپور کی تیاری تعمیر آبادی ترک فرماوے اور چونکہ موسم
برسات قریب تھا اسواسطے سلطان نے پیشکش دلخواہ لے کر شادی آباد کی طرف معاودت کی اور ایک شب تک
اس شہر مین قیام کیا اور ۸۵۹ھ آٹھ سو انسٹھ ہجری مین پھر ولایت مندسور کی تسخیر کے واسطے عازم جازم ہوا اور
وہان پہونچکر افواج اس ناحیہ کے اطراف و اکناف مین بھیجی اور خود وسط ولایت مین قرار پکڑا اور ہر روز
خبر فتح تازہ اُسے پہونچتی تھی اور وہ مراسم شکر الہی بجالاتا تھا اتفاقاً ایک روز عریضہ ایک فوج کا
کہ اجمیر کی طرف تعینات ہوئی تھی باینمضمون پہونچا کہ ابتدا مین آفتاب اسلام ممالک ہندوستان مین
افق اجمیر سے طالع ہوا اور حضرت مرشد اللہ شیخ معین الدین سنجری قدس سرہ بھی اس قصبہ

شریف میں آسودہ ہین اور اب یہ خطہ پاک جو کفار کے تصرف مین آیا ہے اثر اسلام اور مسلمانی کا باقی نرہا جب مضمون عرضی کا مسامع فیض مجامع مین پہونچا اُسی دن اجمیر کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر مزار فائض الانوار کے قریب نزول فرمایا اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی روح پرفتوح سے مدد طلب کر کے لشکر کو حکم کیا کہ باتفاق امرا قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچہ تقسیم کرین اس درمیان گجا دھرنامے کہ اہل قلعہ کا سردار تھا مع فوج راجپوتان نامی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور افواج محمودی کے صدمۂ شمشیر کی تاب بیتاب ہوکر قلعہ مین درآیا اور چار دن تک شور رزم اور معرکہ قتال گرم رہا پانچوین دن گجادھر فیل مست کیطرح برآمد ہوا اور جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اور ایک جماعت سپاہیان محمودی سے مفروران مین مخلوط ہوکر قلعہ کے دروازے مین درآئی اور قلعہ فتح ہوا اور ہر کوچہ مین راجپوتون کے کشتون کے پشتے نمود ہوئے حتی کہ ہرسمت سیل خون کی طغیانی تھی سلطان محمود خلجی مراسم شکر الٰہی بجا لا کر اُس بزرگوار کے مزار کی شرف طواف سے مشرف ہوا اور ایک مسجد عالی تعمیر کر کے خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان خطاب دیکر و ہانکی حکومت تفویض فرمائی اور اُس بقعہ شریفہ کے مجاورون کو انعام اور وظیفہ سے خوشدل کر کے قلعہ مندل کیطرف مراجعت کی اور بکوچ متواتر آب بناس کے کنارہ نزول فرمایا اور امرا کو اطراف قلعہ مین تعین کیا اور رانا کونبھلنے بھی اپنی فوج کو مسلح اور مکمل کر کے باہر بھیجی اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر لشکر محمود شاہی سے مقتول ہوئی اور راجپوت بھی بیشمار علف تیغ اسلام اور طعمہ زاغ و زغن ہوئے جب افتاب جہانتاب فلک چہارم سے اپنے خلوت سرا کی طرف متوجہ ہوا طرفین نے اپنے دائرہ مین قرار پکڑا اور صبح کو اس دولتخانہ کے تمام اُمرا اور وزرا فراہم ہوکر عرض پیرا ہوئے کہ امسال جو مکرر لشکر کشی واقع ہوئی اور موسم برسات کا بھی قریب پہونچا اگر آنحضرت چند روز دار الملک شادی آباد مین سپاہ کی درستی شکست و ریخت کے واسطے قرار اور آرام فرمائین اور بعد از برسات بسامان و شوکت ملوکانہ اس قلعہ کی تسخیر کے لئے عنان اشہب عزیمت معطوف کرین لائق اور سزاوار ہو سلطان محمود خلجی نے مراجعت کر کے چند روز استقامت کی اور محرم کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین مندل گڑھ کے محاصرہ کے واسطے روانہ ہوا اثنائے راہ مین جس جگہ بتخانہ نظر پڑا اُسے مسمار کر کے نشان مٹا ڈالا اور منزل مقصود مین پہونچکر درختون اور عمارتون کو قلع قمع کیا اور آبادی کا نشان باقی نرکھا اور قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچے خندق سے بڑھا کر دیوار قلعہ سے ملحق اور متصل کئے اور تھوڑے عرصہ مین تائید یزدانی اور توفیق سبحانی سے فتح کیا اور خلعت کثیر اور جم غفیر کو اسیر اور دستگیر کر کے تیغ آبدار سے قتل فرمایا اور بقیۃ السیف دوسرے قلعہ مین جو پہاڑ کی چوٹی پر تھا پناہ لیجا کر اُسکے استحکام اور سنگینی پر مغرور اور نازان ہوئے اور ضربہائے توپ کلان کی صدا سے پانی جو قلعہ کے حوضون مین لبریز تھا خشک ہوا اور وہ پانی جو قلعہ اول مین تھا لشکر محمودی کے قبضہ مین آیا آخر کو بے آبی نے مے محبت کے نشہ کو زائل کیا اور شدت تشنگی سے بیتاب ہوکر نعرۂ العطش اور صدائے الامان بلند کی اور دس لاکھ تنگہ قبول کر کے قلعہ سپرد کیا القصہ یہ فتح عظیم ذی الحجہ کی پچیسوین تاریخ سنہ ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین کرسی ظہور پر جلوہ گر ہوئی سلطان محمود خلجی مراسم حمد و شکر الٰہی بخضوع و خشوع تمام بجا لاکر کے دوسرے دن قلعہ مین داخل ہوا اور بتخانے ویران اور خراب کر کے اُسکا مصالحہ مسجد کی عمارت مین صرف کیا

اور قاضی اور محتسب اور خطیب اور موذون مقرر کئے اور محرم کی پندرہوین تاریخ ۸۶۳ھ آٹھ سو ترسٹھ ہجری مین چتیوڑ کی سمت عازم ہوا اور اثنا راہ مین پہونچکر سلطان غیاث الدین کو ولایت بھیلوارہ کی تاخت و تاراج کے واسطے بھیجا شہزادہ نے اُس ولایت کو خراب اور ویران کرکے اور بہت بندے دستیاب کرکے مراجعت کی اور چند روز کے بعد سلطان نے شہزادہ فدائی خان اور تاج خان کو قلعہ کوندی کی تسخیر کیواسطے نامزد کیا جب شاہزادہ قلعہ کوندی کے اطراف مین پہونچا راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی آخر کو ہزیمت پاکر اکثر علف تیغ بیدریغ ہوئے اور جنھون نے عمداً اپنے تئین خندق مین ڈالا گرفتار ہوئے اور شہزادون نے پہلے روز قلعہ کوندی کو بزور بازوے شجاعت مفتوح کیا اور شکر اس عطیۂ عظمیٰ اور موہبت کبرے کا بجالائے بعدہ ایک سردار معتبر وہان چھوڑا اور مظفر و منصور ہوکر اپنے ولی نعمت کے ہمراہ رکاب شادی آباد منڈو کیطرف معاودت کی اور سلطان محمود ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین پھر راجپوتون کی گوشمال کیواسطے سوار ہوا اور موضع اہار مین جاکر نزول اجلال فرمایا اور شہزادہ غیاث الدین اور تاج خان کو ولایت کی تاخت و تاراج کے لیئے نامزد کیا اور وہ اُس ولایت کو خاک برابر کرکے کونبلمیر کی طرف روانہ ہوکے اور جب اپنے والد ماجد کی ملازمت مین فائز ہوکے قلعہ کونبلمیر کی بہت تعریف کی سلطان محمود دوسرے دن قلعہ کونبلمیر کی جانب عازم ہوا اور راستہ مین بتخانون کو ویران اور خراب کرکے قطع منازل اور مراحل کرتا تھا جب قلعہ کے حوالی مین نزول کیا دوسرے دن سوار ہوا اور اُس ٹیلے پر جو قلعہ کے پورب طرف ہی برآمد ہوکر شہر کو ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ یہ قلعہ بے محاصرہ چند سال کے فتح نہوگا پھر دوسرے دن کوچ کرکے ڈونگرپور کیطرف متوجہ ہوا راے سیام داس راجہ ڈونگرپور کا بھاگ کر کوہ بیابانہ مین پناہ لیگیا اور وہانسے بعجز و انکسار تمام دو لاکھ تنگہ اور بیس راس گھوڑے پیشکش بھیجے سلطان محمود نے وہ قبول فرماکر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ محرم ۸۶۷ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین جو کہ طفل صغیر السن نظام شاہ نام نے دکن پر جلوس کیا اور امراے درگاہ جیسا کہ چاہیئے اُسکی اطاعت کرتے تھے سلطان محمود خلجی نظام الملک غوری کے اغواے و تفہیم سے بکوچ متواتر عازم تسخیر بلاد دکن ہوا اور جب آب نربدہ سے عبور کیا مخبر خبر لائے کہ مبارک خان حاکم آسیر قضاے الہی سے فوت ہوا اور اُسکا بیٹا غازی خان ملقب بہ عادل خان اُسکی جگہہ پر جانشین ہوا اور آغاز دولت مین دست تعدی آستین جور سے برآوردہ کرکے سید کمال الدین اور سید سلطان کو بیجہ دو بے قصور شہید کرکے گھر مظلومون کا غارت کیا اور بعد چند روز کے اُن سادات مظلوم کا بھائی سید جلال نام فریادی آیا سلطان محمود نے ازروے حمیت چاہا کہ عادل خان کو گوشمال دیوے چنانچہ خاص اسی نیت سے آسیر کیطرف راہی ہوا اور عادل خان نے ازروے عجز و بیچارگی ایک فرزندان قطب عالم فرید الحق والدین مسعود شکر گنج کو اُسکی خدمت مین بھیجکر پیشکش مرسول رکھا اور اپنی تقصیرات سے استغفار کی سلطان محمود جو کہ جانتا تھا کہ تیز تدبیر کسی قلعہ کشا کا بوجہ سخت دشوار گذار آسیر پر اب تک نہین پہونچا اور علاوہ اسکے مآل اس سفر کا تسخیر دکن ہے قلم عفو اُسکے جرائم پر کھینچا اور در نصیحت سے اُسکے کان گران بار کرکے ولایت برار اور ایلچپور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قصبہ بالاپور مین پہونچا

یہ خبر لائے کہ وزرائے نظام نے سرحدون سے لشکر طلب کیا ہے اور فوج کی فراہمی مین مصروف ہین اور دو کرور
تنگہ خزانہ سے برآوردہ کرکے امرا اور سپاہ کو بطور مدد خرچ دیا ہے اور ڈیڑھ سو فیل کوہ تمثیل لیکر
شہر سے برآمد ہوئے ہین اور تقدیر الٰہی سے منتظر ہین سلطان محمود خلجی یہ خبر سنتے ہی افواج آراستہ
کرکے بکوچ متواتر نظام شاہ بہمنی کے تین فرسخ اُدھر پہونچا اور وزرائے دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ برس
کا تھا سوار کیا اور اُسکے سر پر چتر بلند کرکے باگ اُسکے گھوڑے کی خواجہ جہان ملک شہ ترک کے ہاتھ مین دی
اور سرانجام میسرہ کا ملک نظام الملک ترک اور میمنہ کا خواجہ محمود گیلانی کے کہ ملک التجار خطاب رکھتا تھا
حوالہ کیا اور جب دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پہونچے ملک التجار سبقت اور پیشدستی
کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت لایا اور مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ سرداران
میسرہ سے تھے مقتول ہوئے اور میمنہ کی جمعیت کو بھی اُنھون نے متفرق اور پریشان کیا شکست عظیم
لشکر مندو پر پڑی فوج نظام شاہی نے دس کوس تعاقب کرکے سلطان محمود خلجی کے اردو کو تاخت
تاراج کیا اس درمیان مین سلطان محمود آپ کو گوشہ مین کھینچکر فرصت وقت کا جویا تھا جب کہ اکثر
سپاہ نظام شاہی تاراج مین مشغول ہے اور نظام شاہ کچھ لوگون سے ایستادہ ہے دو ہزار سوار لیکر فوج
نظام شاہ کے پیچھے سے ظاہر ہوا اور بروایت مشہور خواجہ جہان ترک کہ عمدہ قلب سے تھا قلب کو
مضبوط کرکے عنان شبدیز نظام شاہ بہمنی اپنے ہاتھ مین تھام کرکے احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور
قضیہ منعکس ہوا یعنے وہ لوگ جو تاراج کے واسطے گئے تھے اُنھون نے متاع نفیس کہ مراد زندگانی سے
ہے ضائع اور برباد کی اور والدہ نظام شاہ نے امرا کے غدر اور مکر سے اندیشہ کرکے شہر بیدر کیطرف
محافظت کے واسطے ملو خان کو چھوڑا اور خود نظام شاہ کو لے کر فیروز آباد مین گئی اور وہان سے ایک
محبت نامہ سلطان محمود گجراتی کو بھیجکر کمک طلب کی اور سلطان محمود خلجی نے تعاقب کرکے بیدر کو محاصرہ
کیا اور لشکر مفرور نظام شاہ کے پاس فیروز آباد مین جمع ہوا اور خبر پہونچی کہ ملک التجار سپہ سالار مع لشکر
عظیم نظام شاہ کی مدد کے واسطے بسبیل تعجیل پہونچے گا سلطان محمود خلجی نے اپنے اعیان دولت سے مشورہ
کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان قریب آیا اولی اور انسب یہی کہ تسخیر اس بلاد کی دوسرے
سال پر موقوف کرکے مراجعت کیجاوے چنانچہ دوسرے دن اس بہانہ سے کوچ کرکے اپنی ولایت کی
سمت راہی ہوا اور راہ مین جو کچھ دیکھتا تھا دیکھا اور سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سڑسٹھ ہجری مین جو خیال تسخیر ولایت دکن سر مین
رکھتا تھا اور کچھ ملک التجار نے اُسکے ساتھ شرارت و مخالفت کی تھی چاہتا تھا کہ اُسکا عوض لون پھر لشکر کو
آراستہ کرکے ظفر آباد نعلچہ مین فروکش ہوا اور ابھی ظفر آباد نعلچہ مین تھا کہ عریضہ سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا
اس مضمون سے پہونچا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک کو مع کثیر تھانہ دار کھیرلہ کے سر پر نامزد فرمایا ہے
چند روز مین پہونچے گا یہ خبر سنکر بجناح استعجال عازم حمایت تھانہ دار کھیرلہ ہوا اثنائے راہ مین یہ خبر سنی
کہ نظام الملک ترک نے آن کر قلعہ کھیرلہ کو گھیرا ہے اُس وقت سراج الملک تھانہ دار وہان
مے نوشی مین مشغول تھا اور نشہ کی شدت سے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتا تھا اسکا پسر قلعہ سے برآمد ہو کر لڑکر

اور شکست کھا کر بھاگا اور نظام الملک مفروروں کا پیچھا کرکے قلعہ مین درآیا لیکن اُسی دن بعد تصرف قلعہ پیادگان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مقبول خان کو مع چار ہزار سوار قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے واسطے دولت آباد کی سمت عازم ہوا اثناے راہ مین راے سرکچھ کے متعلق اور راے جاج نگر وکیل پانسو اور تیس زنجیر فیل برسم پیشکش لائے تھے سلطان کے ملاحظہ مین گذرانے سلطان نے وکلا کو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا اور موضع خلیفہ آباد مین نزول فرمایا اس درمیان مین فرمان سلطنت اور خلعت ایالت کا ایک خدام امیر المومنین یوسف بن محمد عباسی مصر سے اُسکے واسطے لایا سلطان نہایت سرور اور خوشحالی سے رسم استقبال بجالایا اور خادمان خلیفہ سے باعزاز اکرام پیش آن کر ضیافت اور مہمان داری مین مصروف ہوا اور گھوڑے مع ساز و یراق مرصع اور خلعتہاے زر دوزی انعام دے جب دولت آباد کی سرحد پر پہونچا یہ خبر آئی کہ سلطان محمود گجراتی شاہ دکن کی مدد کے واسطے اپنے دار الملک سے برآمد ہوکر اس حدود کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود بالکنڈہ کی جانب عازم ہوا اور کچھ مواضع اور قرابات کو تاخت کرکے کونڈوارہ کے راستہ سے اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو سنہ آٹھ سو ستر ہجری مین بھیجکر قلعہ کو لیا ناظرین تفصیل اس اجمال کی شاہان بہمنیہ کی داستان سے دریافت فرماوین اور سلطان محمود خلجی نے چند روز اپنے دار الملک مین قرار کیا اور سنہ آٹھ سو اکہتر ہجری مین مقبول خان کو مع فوج ایلچپور تاخت کے لئے بھیجا اور جب اُس جماعت کو ایلچپور کے اطراف مین دستیاب کرکے شہر کو غارت کیا اور بہرات گئے وہان کا حاکم اپنے ہمسایگان مثل قاضی خان اور پیر خان کو جمع کرکے مع ایکہزار اور پانسو آدمی سوار و پیادہ سے بقصد جنگ آیا یہ خبر مقبول خان کو پہونچی غنائم اور اسباب و سامان اپنا مع ایک فوج روانہ کیا اور مردم خوب اور کار آمدنی کو انتخاب کرکے اپنے ہمراہ نگاہ رکھا اور ایک جماعت کو حرب کے واسطے تعین کیا اور خود کچھ لوگ لیکر کمین گاہ مین بیٹھا جب فوج طرفین جنگ مین مشغول ہوئی مقبول خان کمین گاہ سے برآمد ہوا اور قاضی خان کا پاے ثبات زمین کین سے ہلگیا ایلچپور مین بھاگ کر دم لیا اور مقبول خان نے ایلچپور کے دروازہ تک پیچھا کرکے بیس نفر سردار معتبر قتل کیے اور تیس نفر زندہ اسیر ہوئے اُسوقت مقبول خان نے وہان سے مراجعت کی اور مظفر و منصور محمود آباد مین پہونچا اور جمادی الاول سنہ آٹھ سو اکہتر ہجری مین والی دکن اور مالوہ نے ایلچی مصالحہ کیواسطے بھیجے بعد ردوبدل بسیار یہ قرار پایا کہ والی دکن ایلچپور اور ولایت کونڈوارہ اور لقوے قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کے قبضہ مین واگذار کرے اور سلطان محمود من بعد دیار دکن مین مضرت نہ پہونچائے سلطان محمود نے فرمایا کہ مدار محاسبات دفتر کا تاریخ قمری پر رکھین تاریخ شمسی کو یک قلم برطرف کرین اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین شیخ علاء الدین کہ علماے وقت سے تھا شادی آباد کے اطراف مین پہونچا سلطان محمود خلجی نے حوض رانی تک استقبال کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر ایکدوسرے سے بغلگیر ہوے اور سلطان نے اُسکی تعظیم و احترام مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین مولانا عماد الدین ایلچی سید محمد نوربخش کا سلطان محمود کی خدمت مین

بہونچا اور خرقہ شیخ کا بر سبیل تبرک لایا تھا سلطان ورود خرقہ کو نعمت کبرا تصور کرکے مولانا عماد الدین
کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور حالت سرور اور خوشحالی مین خرقہ پہنکر دست بذل اور احسانکا کھولا
اور اس ملک کے جمیع علما اور مشائخ کو کہ مجلس مین حاضر تھے محظوظ اور بہرہ مند کیا اور محرم سنہ ۸۷۲ آٹھسو
بہتر ہجری مین پیکون نے یہ خبر پہونچائی کہ مقبول خان برگشتہ روزگار نے محمود آباد کو جو بالفعل ساتھ کھیرلہ
کے مشہور ہے تاراج کرکے والی دکن سے ملتجی ہوا ہے اور چند زنجیر فیل کہ مصالحہ ملکی کے واسطے اُسکے ہمراہ
رہنے تھے کھیرلہ کے راجزادہ کے حوالے کیے اور راے زادہ قصبہ محمود آباد پر متصرف ہوا اور جو مسلمان کہ
قلعہ مین مقیم تھے سب کو شہید کیا اور طائفہ کوندان کو ساتھ اپنے موافق کرکے راستہ مسدود کیا سلطان محمود
نے یہ خبر پہونچتے ہی تاج خان اور احمد خان کو اس فساد کے دفع کے واسطے رخصت فرمایا اور خود بھی
بتاریخ آٹھوین ربیع الاول سنہ مذکور مین ظفر آباد نعلچہ مین نزول کیا اور چند روز کے بعد محمود آباد کی طرف
روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ تاج خان روز دسہرہ کو کہ برہمنہ کا روز ہاے بزرگ سے ہی ستر کوس
تاخت کرکے اس مقام مین پہونچا اور جب سنا کہ راے زادہ کھانا کھانے مین مشغول ہی تاج خان نے کہا کہ دشمن
غافل کے سر پر جانا مردانگی سے بعید ہے اس مقام مین گھوڑے کی باگ روکی اور ایک شخص کو اُسکے پاس بھیجکر خبردار
کیا راے زادہ نے ہاتھ کھانے سے کھینچا اور اپنے آدمیوں کو مسلح کرکے جنگ پر آمادہ ہوا اور طرفین سے ایسی
کوشش ظہور مین آئی کہ اُسیر او زیادتی متصور نہین ہے قضارا ایک جماعت کثیر اُسکے ہمراہیون سے علف شمشیر
ہوئی اور وہ خود سر و پا برہنہ بھاگا اور کوندان سے ملتجی ہوا اور ہاتھی مقبول خان کے مع دیگر غنائم اور قصبہ محمود آباد
دستیاب ہوا اور جب عریضہ تاج خان کا سلطان محمود کو پہونچا نہایت مسرور ہوا اور ملک الامرا ملک داؤد کو اُس
گروہ کی تنبیہ اور تدارک کے لئے کہ راے زادہ کو پناہ دی تھی مقرر کیا اور جب یہ خبر اُس گروہ کو پہونچی راے زادہ کو
مقید کرکے تاج خان کے پاس بھیجا اور سلطان محمود نے بعد از فتح عزیمت محمود آباد کرکے رجب کی چھٹی تاریخ کو قصبہ
سارنگ پور مین آن کر نزول کیا اور اس مقام مین بعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی برسم ایلچی گری میرزا
سلطان سعید کی خدمت مین مع تحفہ اور سوغات کیا سلطان خواجہ کے آنے سے بہت خوش وقت ہوا اور اُسے بھی نوازش
خسروانہ سے خوشدل کرکے رخصت کیا اور اقسام سوغات ہندوستان سے پارچہ اور قماش اور چند کنیز ناچنے گانیوالی
اور چند فیل محمول زر اور گھوڑے عربی اور قصیدہ غرا کہ سلطان ایران کی مدح مین کہا تھا اور ظاہرا زبان ہندی
مین تھا مصحوب شیخ علاء الدین ہمراہ خواجہ جمال الدین کے بھیجا اور خود دار الملک شادی آباد مین قرار پکڑا اور
شہنشاہ ایران اس قصیدے سے جو شاہ مالوہ کا طبعزاد تھا اسقدر محظوظ ہوا کہ اور ہدایا سے اسقدر خوشحال نہوا
اسی سال گوالیار کے راجہ نے جب سنا کہ میرزا سلطان ابوسعید کو علم موسیقی اور سنگیت کی طرف میل تمام
ہے اُس فن کے دو تین نسخے معتبر مردم عالم اور کتاب خوان کے ہمراہ ارسال کیے بعد اُسکے اُسکا بیٹا راجہ کوب
بھی اخلاص موروثی کا لحاظ کرکے ہمیشہ تحف و ہدایا بھیجتا تھا اور سنہ ۸۷۶ آٹھ سو شہتر ہجری مین غازی خان کی عرضداشت
اس مضمون سے پہونچی کہ کچھوارہ کے زمینداروں نے شاہراہ اطاعت سے قدم باہر کہا ہی سلطان محمود پہونچنے اس
عریضہ کے اس جماعت کی تادیب کے واسطے عازم ہوا اور لشکر عظیم اس ملک مین روانہ کیا اور خود اُس ولایت کے

داخل اور مخارج کی صعوبت کو ملاحظہ کرکے مابین ولایت استقامت فرمائی اور قلعہ کی بنیاد ڈال کر چند روز کے عرصہ مین اس عمارت کو شرف اتمام بخشا اور اُس کا نام جلال پور رکھکر میرزا خان کے سپرد فرمایا اور اسکی محافظت کی تاکید کی اور شعبان کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور مین شیخ حرملی اور کنور چند پسر راجہ گوالیار برسم سفارت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی فتح آباد کی نواحی مین خدمت مین سلطان کی حاضر ہو کر جو تحفہ کہ لائے تھے گذرانا اور اُسکے بعد زبانی یہ معروض کیا کہ سلطان محمود شرقی ہمسے دست کش نہین ہوتا اگر آنحضرت ہماری امداد و اعانت کے واسطے اطراف دہلی مین تشریف ارزانی فرمائین اور اُسکے فتنہ و فساد سے ہمین نجات بخشین مراجعت کے وقت قلعہ بیانہ کو مع توابع پیشکش کرونگا اور سلطان کی سواری کیواسطے چھ ہزار گھوڑے مع ساز و سامان خدمت مین بھیجونگا سلطان محمود نے فرمایا جسوقت سلطان حسین دہلی کیطرف متوجہ ہونے مین بسرعت تمام کمک اور امداد کو پہونچونگا اس قرار داد کے بعد ایلچیون کے حال پر تفقد کرکے دارالملک شادی آباد کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ اندنون ہوا نہایت گرم تھی راستہ مین حرارت کی شدت کے سبب مزاج اعتدال سے منحرف ہوا اور روز بروز مرض کو ترقی اور قوت کو تنزل حاصل ہوتا رہا یہانتک کہ ذیقعدہ کی انیسوین تاریخ ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین بولایت کھچوارہ خرابہ دنیا سے دارالملک عقبی کی سمت خرامان ہوا اُسکی مدت سلطنت چونتیس سال تھی **بیت** بجاہ ارچہ بر آسمان تخت برد ✤ بجاہ لحد عاقبت رخت برد ✤ منقضی ہو نا عمر سلطان محمود کا حین جلوس سے مدت سلطنت تک خالی مذرت اور غرائب سے نہین ہے امیر تیمور صاحبقران گورگان نے بھی چھتیس سال کے سن مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور مدت اُنکی سلطنت کی بھی چھتیس سال تھی ناظرین احوال سلاطین مالوہ پر مخفی اور پوشیدہ نرہے کہ سلطان محمود خلجی کو اور بھی فتوحات کثیرہ حاصل ہوئین لیکن اس کتاب کے مولف ملا محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ نے تطویل سے اندیشہ کرکے وہ فتوحات اس مقدمہ مین درج نہین کین لیکن ناظرین پر کلمن یہ یقین جانین کہ بادشاہ عادل اور شجاع اور نیک اخلاق اور باسخاوت تھا اور اس زمانہ مین کہ زمام سلطنت مالوہ اُسکے قبضہ اختیار مین تھی چارون طرف سے کیا ہندو کیا مسلمان اُس سے ہرایک منحرف ہو جاتے تھے اور آغاز سلطنت سے خاتمہ تک کوئی سال ایسا نہین ہوا کہ بے منفعت گذراتا ہو بلکہ وہ سلطان اپنی آسایش اور فراغت لشکرکشی اور جنگ و جدل مین جانتا تھا اور ہمیشہ مورخان کہن سال اور سیاحان جہان سے احوال بادشاہون اور بزرگون کا خوب دریافت کیا کرتا تھا اور قواعد جہانداری کے بھی تحصیل مین غافل نرہتا تھا اور شاہان سلف اور خلف کے اخلاق پسندیدہ اور روش ستودہ کو اپنے دل مین نگاہ رکھتا تھا اور اپنے درباریون درباریون اور مجرائیون کے روبرو نقل فرماتا تھا اور اس چیز سے جو اُنکے باعث زوال دولت اور موجب خرابی خاندان ہوئی اس سے پرہیز کرتا تھا اور اسکی سلطنت مین چور اور ٹھگ کا نام کوئی نہ سنتا تھا اور اگر احیاناً کسی تاجر یا فقیر کا مال چوری جاتا تھا بعد ثبوت وہ روپیہ فوراً اپنے خزانہ سے اُسے پہونچاتا تھا اور بعد اُسکے وہ مال مسروقہ اس موضع کے چوکیدارون اور نگہبانون سے برآمد کر واتا تھا اس سبب سے جو امیر فقیر اسکی مملکت مین آتے تھے صحرا مین فرد تحمش ہو کر

اپنی جان ومال کی نگہبانی اور محافظت کرتے [illegible] ایک روز شیر با برے دریا کے کنارے ایک مسافر پر حربہ کیا اور اُسکے فرزند وں نے درگاہ سلطان [illegible] دستی کی شکایت کی سلطان محمود خلجی نے حکمنامجات اپنے تمام ممالک [illegible] حکمنامہ تمام حکام اپنے اپنے علاقہ کے حیوان شکاری [illegible] جسجا علاقہ مین شیر با چیتا وغیرہ نظر آوے وہانکے عالم کو عوض مین اسکے قتل کرین اس [illegible] اسکے عہد [illegible] ولایت مالوہ مین شیر و ارگ وغیرہ کی صورت دکھائی نہ دیتی تھی [illegible] تاریخ وفات یہی تھی یادگار کیواسطے درج کتاب ہذا

قطعہ تاریخ شاہ خلجی نژاد سلطان محمود [illegible] تاریخ وفات [illegible] سلطان [illegible] بہشت عدن باقی مقصود

اذکار سلطان غیاث الدین [illegible] سلطان محمود خلجی [illegible] کا

جب سلطان محمود خلجی نے [illegible] وصیت سے بوصف مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور عامہ [illegible] اور [illegible] بموم جلوس اسکے جبر پر نثار کیا تھا مبلغ خطیر ہوتا تھا [illegible] استحقاق [illegible] اپنے بھائی کو سنے شہر ولایت اور چند پرگنہ دیگر کی حکومت پر جوکہ [illegible] تصرف مین رہتا تھا مامور کرکے مسرور کیا اور اپنے بڑے بیٹے عبد القادر کو ناصر الدین خطاب دے کر ولیعہدی پر منسوب فرمایا اور شغل وزارت اُسسے ارزانی کرکے چتر اور پالکی اور جاگیر بارہ ہزار سوار [illegible] اُسے عنایت فرمائی اور بعد الفراغ جشن سلطنت جمیع مناصب کو مردم امین کاردان سے رجوع کرکے [illegible] فرمایا کہ مین نے سلطان مرحوم کے عہد مین چار برس لشکرکشی کی تھی اب وقت آسایش [illegible] سے مین [illegible] قناعت مین کھینچکر ابواب عشرت اپنے منہ پر کھولتا ہون تم اس مملکت کی محافظت مین کوشش کرو [illegible] مجھے پہونچی ہے کوشش کرو بشہر مقصود کو مفتوح کرنے حکم فرمایا کہ ہمارے قلمرو مین جسقدر اسباب عیش اور سامان طرب سے ہوسکے ہم پہونچا حاضر کرین اور جو کچھ ممالک غیر مین یعنے ایران اور توران اور روم سے ممکن ہو ایلچی بھیجکر حسب دستور سے ہوسکے ہم پہونچاوین چنانچہ گائنین اور خواصین صاحب جمال کی اُسکے حرم سرا مین کثرت ہوئی اور جوکہ سلطان غیاث الدین عورتون کے فراہم کرنے مین در پے تھا عورات آزاد اور بندہ اور راجاؤن وغیرہ کی بیٹیان دس ہزار تخمیناً اُسکے شبستان مین جمع ہوئین اور راجاؤن اور رئیسون کی بیٹیون سے مناصب بزرگ سلاطین کے دو تحانون مین رہنے مین محرمت کئے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ جسقدر عہدہ دار اور مناصب اور عملہ باہر تھا اُسی قدر محلسرا مین بھی بہم پہونچا بعضے وکیل اور وزیر اور بخشی اور خزانچی اور داروغہ توشکخانہ اور امیر الامرا اور منشی اور مخبر اور مشرف اور محرر اور منجم ہوئین اور بعضے صدر اور [illegible] اور حکیم اور ندیم اور محتسب اور مفتی اور موذن اور حافظ اور معرف ہوئین اور اسی طریق سے لونڈیون اور خواصون کو صناعی اور وہ ہنر کہ جہان مین شائع اور مشہور ہین سکھائے چنانچہ بعضون کو ناچنا اور گانا اور مزامیر کا بجانا تعلیم فرمایا اور بعضون کو زرگری آہنگری نجاری سادہ کاری مخمل بافی شالبافی نیرگری کمان گری کوزہ گری جامہ باقی خیاطی ترکش دوزی کفش دوزی کشتی گیری شعبدہ بازی اور ہر قسم کے ہنر کہ جنکا بیان موجب تطویل کتاب اور دراز کی سخن ہے سکھلا کے اور ان کے فرقے اور طبقے علیحدہ علیحدہ کرکے ہر ایک کو

ایک کے سپرد کیا اور پانچسو کنیز ترک کو لباس مردانہ پہنا کر تیر اندازی اور برچھی بازی اور بلکیتی تعلیم کی اور انھین
سیاہ ترک موسوم کرکے اپنی میمنہ مین جگہ دی تو نیزے ہاتھ مین لے کر او ترکش کمر پر باندھکر ایستادہ رہین اور
پانسو کنیز حبشی کو عورتون کے لباس سے برآوردہ کرکے برق اندازی اور شمشیر بازی تعلیم کرکے میسرہ اسکے
حوالہ کی اور اپنے حرم سرا مین ایک چوڑی کی بازار تعمیر فرما کر اُسے آباد کیا جو شے شہر کے بازار مین بکتی تھی وہان بھی
فروخت ہوتی تھی اور کوئی عورت بوڑھی اور بد قیافہ پرستارون اور خواصون مین نہ تھی اور جو کوئی عورت کسی
تقریب کے سبب حرم مین رہتی تھی وہ مجلس سلطان مین حاضر ہوتی تھی اور یہ امر بھی عجائبات سے ہے کہ وظیفہ
تمام عورتون اور کنیزون کا جو سردارون اور منصبدارون کے سوا انھین یکسان اور برابر مقرر کیا تھا دو تنگہ نقد
اور دو من غلہ پورن مسرج ہر ایک کو دیا تھا اور ہر ایک جاندار کو کہ اُسکی محلسرا مین تھے فی اسم دو تنگہ اور دو من
غلہ مقرر تھا چنانچہ طوطی اور مینا اور کبوتر کا بھی دو من غلہ اور دو تنگہ مقرر کیے تھے ایک دن اُسکے مکان مین ایک چوہا
نظر پڑا دو من غلہ اور دو تنگہ اُسکے واسطے بھی مقرر کرکے موش کو ایک کے حوالہ کیا کہ ہر روز غلہ سوراخ موش کے
قریب رکھتی رہین اور وہ لونڈیان اور عورتین جنکی طرف اُسکی طبیعت زیادہ تر مانوس اور مالوف تھی انھین زیور طلائی
اور مرصع مرحمت فرماتا تھا لیکن مشاہرہ مین سبکے برابر تھین اور یہ امر مقرر کیا تھا کہ ہر شب میرے سرہانے سو
اشرفی طلائی رکھکر صبح کو اہل استحقاق کو تقسیم کرتی رہین اور یہ بھی مقرر کیا کہ جب اُسکی نظر عیال اور اطفال اور
اسباب اور ادوات سلطنت پر پڑے شکر کرے بلکہ جسوقت لفظ شکر اُسکی زبان پر جاری ہووے پچاس
تنگہ مستحقون کو پہونچاوے اور سب سے یہ آئین خوشتر مقرر کیا تھا کہ دربار یا سواری کے درمیان مین
سلطان جس شخص سے ہمکلام ہو وہ خواہ بزرگ ہو خواہ خرد اُسے ہزار تنگہ عطا کرین اور ہزار کنیز
حافظ قران مجید حرم مین رکھتا تھا اُنھین یہ حکم دیا کہ جسوقت مین لباس تبدیل کرون سب باتفاق قران مجید
ختم کرکے دم کرتی رہین اور جب ایک پہر رات سے باقی رہتی تھی اداے لوازم عبادت مین مشغول ہوتا تھا
اور جبین انکسار زمین نیاز پر رکھکر اپنے مطالب او رمآرب درگاہ الٰہی سے درخواست کرتا تھا اور
اہل حرم کو تاکید تھی کہ نماز تہجد کے واسطے مجھے بیدار کرتی رہین اور اگر مین نیند کے غلبہ سے بیدار
نہون پانی منھ پر چھڑک کر جگا دین اگر اس تدبیر سے بھی نہ جاگون مجھے زور سے ہلاوین اور اگر یہ بھی مفید نہو
ہاتھ پکڑ کے اُٹھا دین اور اپنے مقربون کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہنگام عشرت اور کلام دنیا مین مشغول ہونے کیوقت
وہ چیز کہ جسکا نام کفن ہے اُسے دکھلاتے تھے تو وہ متنبہ ہوکر مجلس برخاست کرتا تھا اور تجدید وضو کرکے
توبہ اور استغفار مین مشغول ہوتا تھا اور اُسکی مجلس مین کلام نامشروع اور وہ سخن کہ موجب ملالت
طبع ہو نہین کہتے تھے اور مسکرات کی طرف ہرگز رغبت نہ کرتا تھا اور سکر کی چیزون سے ایسا پرہیز کرتا تھا
کہ ایکبار حکما نے لاکھ روپیہ خرچ کرکے سلطان کے واسطے معجون تیار کی اور اُسکے پاس لائے فرمایا کہ
اسمین کیا اجزا شریک ہین میرے سامنے بیان کرو خلاصہ یہ کہ تین سو اور چند دوا مین فقط ایک درم جوزبوا
داخل تھا فرمایا کہ یہ معجون میرے کام کی نہین اسے آگ مین جلا دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی کہ یہ معجون اور
لوگون کو عطا ہووے فرمایا حاشا جو شے کہ مین جلنے اور برروا نہین رکھتا وہ دوسرون کیواسطے بھی تجویز نہین کرتا

اور مروت اور جوانمردی سلطان مین اس درجہ تھی کہ ایک وقت ایک شخص شیخ محمد القمان دہلوی جو سلطان کا حرفی بھی تھا اُسکے ہمراہ ہمسایون مین سے دہلی سے اُسکی خدمت مین پہونچا اور اُسنے شیخ سے یہ بات کہی کہ مین سلطان کے عطایاے عام کا شہرہ سنکر آیا ہون تو آپ کے ذریعہ سے اپنی دختر کے کار خیر سے نجات پاؤن شیخ نے جواب دیا کہ یہ کام تیرا مین انجام کرسکتا ہون اُسنے کہا مین تجھسے نہین لونگا چاہتا ہون کہ عطیہ سلطان سے میری آبرو بڑھے شیخ نے ہر چند تکرار کی وہ راضی نہوا پھر شیخ نے جواب دیا کہ مین اور سائلون کو جو میرے پاس آتے ہین سلطانکی ملازمت مین لیجاکر اُنکے باپ دادا کی بزرگی یا اُنکے فضائل بیان کرتا ہون اور تو ان دونون امرون سے عاری ہے تو مین تیری کیا صفت کرون اُسنے کہا اب میرے بخت رسا کی رسائی سے آپ کا دامن دولت ہاتھ آیا ہے آپ اپنی عقل و دانش کو کام فرمائین الغرض شیخ اس مرد کو سلطان کے دربار مین لیگیا اور وہ گیہون جو فقرا اور مساکین کے واسطے وزن کرتے تھے اُس سے فرمایا کہ تو اسمین سے کسی قدر اُٹھاکر اپنے پاس رکھ چھوڑ اُسنے حسب ایما عمل کیا اور شیخ سلطان کے روبرو حاضر ہوا اور وہ سائل بھی سایہ کیطرح اُسکے پیچھے کھڑا ہوا سلطان نے پوچھا کہ یہ کون ہے شیخ نے کہا اہل استحقاق سے ہے اور دہلی سے آیا ہے اور یہ اُسکا گندم ہے سلطان نے کہا اسے کسواسطے یہان لایا ہمین اسکے پاس جانا سزاوار اور لائق تھا شیخ نے کہا اسے ایسی لیاقت اور قابلیت نہین کہ سلطان اسکی ملاقات کو تشریف لیجاتے سلطان نے جواب دیا اگر یہ لائق نہ تھا اسکا یہ تو عزیز تھا آخر سلطان نے مبالغہ کرکے یہ حکم دیا کہ یہ شخص بعد فراغ نماز جمعہ مسجد مین اپنا ہدیہ گذرانے خلاصہ یہ کہ اُس شخص نے سلطان کے حکم کے موافق بعد نماز جمعہ منبر پر چڑھکر گیہون سلطان کے دامن مین ڈالے سلطان نے توجہ اور التفات کرکے اُسے قسم قسم کے عطایا سے سرفراز فرمایا منقول ہے کہ ایک دن سلطان نے اپنے مقربون سے یہ فرمایا کہ مین نے کئی ہزار حرم صاحب جمال بہم پہونچاے لیکن وہ صورت جو میرا دل چاہتا ہے آئینۂ شہود مین جلوہ گر نہوئی ایک شخص نے اُنمین سے عرض کی کہ شاید وہ لوگ جو اس خدمت پر مامور ہین صورت خوب اور پیکر مرغوب کی تمیز کامل نہین رکھتے اگر بندہ اس خدمت پر مامور ہووے یقین ہے کہ وہ صورت جو طبع سلیم کے موافق ہو بہم پہونچاے سلطان نے فرمایا تجھے صورت خوب کی کیا دانست ہے اُسکی صفت بیان کر اُسنے جواب دیا کہ خداوند نعمت صاحب جمال کی یہ صفت ہے کہ وہ ایسا متناسب الاعضا ہووے کہ جو عضو اُسکا نظر آوے بینندہ کو دوسرے اعضا کے دیکھنے سے مستغنی کرے مثلاً اگر اُسکا قد موزون دیکھے اُسپر ایسا شیدا اور مفتون ہووے کہ اُسکے چہرہ کے دیکھنے کی پروا نہ کرے سلطان نے اُسکا یہ حسن تمیز پسند کیا اور اُسے اس خدمت پر مامور کیا اور وہ نقد رخصت حاصل کرکے بلاد عرب و عجم وغیرہ مین برآمد ہوا ہر چند وہ شہر بشہر پھرا لیکن وہ صورت آئینہ نظر مین عکس پذیر نہوئی اتفاقاً جب پلٹ کر سلطان کی ولایت مین آیا ایک موضع مین ایک لڑکی زہرہ جبین غیرت ماہ دیکھی وہ خرامان خرامان جاتی تھی کیفیت رفتار اور حسن قامت نے اُسے مفتون کیا پھر جب اور اس آفت روزگار کا مواجہہ ہوا نظر اُسکے جمال باکمال پر پڑی جو کچھ چاہتا تھا اُس سے بھی زیادہ ٹھہرایا آخرش چند روز اس موضع مین بسر لیگیا حسن حیلہ اور تدبیر سے بن پڑا اُس لڑکی کو وہانسے اپنے ہمراہ نکال لایا اور سلطان کی ملازمت مین پہونچاکر نہایت محظوظ کیا اور کہا کہ مین نے اسے کئی ہزار روپیہ کو خرید کیا ہے جب اُسکے عزیز اقارب کہ اُسکی

جستجو مین تھے ناگاہ انھین یہ خبر پہونچی کہ ایک شخص نے چند روز اُس موضع مین قیام کیا تھا وہ لڑکی کو نکال لیگیا
اُسکی مان اور باپ مندو مین آنکر سر راہ عین سواری مین سلطان سے فریادی ہوئے سلطان نے اپنے
دل مین کہا کہ یہ ماجرا کیا ہی اس صورت مین دیوان سے اُسکے قدم نہ اُٹھایا اور علما کو طلب کرکے فرمایا تم حکم شرع جو
اجرا کرو داد خواہون نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر عرض کی کہ ہماری دادخواہی اسواسطے تھی کہ شاید وہ شخص
لڑکی کو اودے پور مین لیگیا ہو اب ہمین دریافت ہوا کہ وہ سلطان کے حرم مین ہی ہمارے تئین عین شرف و سعادت ہی اب
ہمین اُس شخص سے کچھ دعوی نہین ہی سلطان نے علما سے کہا اب وہ عورت مجھپر مباح ہوئی لیکن ایام گذشتہ
کے بارہ مین جو کہ حکم شرع ہو میری نسبت بجا لاؤ علما نے فرمایا کہ جو حرکت ناشائستگی اور لاعلمی سے سرزد
ہو وہ شریعت مین معاف ہی اور اُسکی تلافی کفارہ ہی سلطان نے باوجود اس حال کے اس امر سے پشیمان ہوکر
فرمایا کہ من بعد آدمی عورتون کی تلاش سے باز آوین اور سلطان غیاث الدین کی بیوقوفی اور حسن اعتقاد اور سادہ
لوحی کی نقل کرتے ہین کہ ایک روز ایک شخص ایک سم گدھے کا لاکر عرض پرداز ہوا کہ سم خر عیسی علی نبینا و علیہ السلام
ہی سلطان نے اُسے پچاس ہزار تنگہ سیاہ دلوائے اور وہ سم خرید کیا القصہ اُسکے بعد تین آدمی اور بھی خر عیسی کا
ایک ایک سم لائے اور اُسی قیمت پر بیچا اتفاقات حسنہ سے ایک شخص پانچوین نے بھی یک سم خر لاکر دعوے کیا
کہ سم خر عیسی ہی سلطان نے اُسے بھی مول لیکر حکم کیا کہ اسکی قیمت بھی پچاس ہزار تنگہ سیاہ دو ایک ندیم
گستاخ نے عرض کی شاید خر عیسی کے پانچ پاؤن تھے کہ حضرت نے اُسکی قیمت بھی اُسی تعداد پر دلوائی سلطان
نے ارشاد کیا شاید یہ امر جو تو کہتا ہی راست ہو یا ایک شخص انمین سے غلط لایا ہو اور آنجناب کو جو شکار کی بہت
رغبت تھی اسواسطے آہو خانہ کثرت سے بنا کر قسم قسم کے جانور اور اقسام طیور اُسمین جمع کیے تھے اور
مع عورات بسیار سوار ہوکر آہو خانون مین شکار کرتا تھا اور اُس سبب سے کہ زنان صاحب جمال اور نغمہ ساز
کی صحبت کا بہت مائل اور راغب تھا اکثر اوقات ایک مرتبہ برآمد ہوکر ایک لحظہ تخت پر اجلاس کرکے سلام
مجرائیون کا لیتا تھا اور سلطنت کے اُمور معظم اور عمدہ کو دریافت کرکے باقی مہمات وکلا اور وزرا سے رجوع
کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ ایک ہفتہ اور دو ہفتہ تک برآمد نہوتا تھا لیکن ارکان دولت اور
اعیان حضرت کو حکم کیا تھا کہ امور عمدہ جو کچھ مملکت مین شائع ہون یا عرایضہ سرحد سے پہونچے حرم سرا مین
فلان عورت کے پاس بھیجتے رہین تو اُس سے دریافت کرکے اُسکا جواب لکھتا رہون اور لوازم جہانداری کے مانع
عشرت نہووین اور اُسکے عہد مین کسی طور کا خلل مملکت مین واقع نہوا لیکن ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین کہ
سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی نے پالنپور مین کہ مضافات شہر یعنی نئے شہر سے ہی خرابیان بہت واقع
کین جب یہ خبر مندو مین پہونچی کوئی شخص قدم جرأت کا آگے رکھکر یہ مضمون معروض نکرسکا لیکن وزرا کی مصلحت
اور صوابدید کی وجہ سے حسن خان نے ایک روز انتظار فرصت کھینچکر عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول
سلطان سعید محمود شاہ خلجی کو زر خطیر برسم پیشکش بھیجتا تھا اور ان دنون مین سنا جاتا ہی کہ وہ دائرہ اطاعت سے
منحرف ہوا اور اُسکی فوج نے قصبہ پالنپور مین دست درازی کی ہی یہ خبر سنکر فوراً امشیر خان بن مظفر خان
حاکم چندیری کو لکھ بھیجا کہ لشکر بھیجے اور سارنگپور کو کہ ہمراہ لیکر سلطان بہلول کی گوشمالی کے لیے

متوجہ ہوئے بمجرد صدور فرمان شیر خان سامان جنگ درست کرکے بیانہ کی طرف روانہ ہوا اور جو سلطان بہلول نے طاقت مقاومت اپنے مین مفقود دیکھی بیانہ کو چھوڑ کر دہلی کی طرف راہی ہوا شیر خان پیچھا کرکے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو یہ مصالحہ اور ہدیہ تعاقب سے باز رکھا اور اُسنے قصبہ پالنپور مین جاکر ازسرنو اُسے تعمیر کیا اور چندیری کی سمت گیا اور اُسی سال سلطان غیاث الدین راجہ جیتا تیر کی التماس کے بموجب سراپردہ سرخ تعلیمہ کی طرف بھیجکر خود بھی سوار ہوا اور قصر جہان نما مین مقیم ہوکر علما کو طلب کرکے راجہ کی کمک کے بارہ مین استفسار کیا سب علما نے متفق اللفظ والمعنی ہوکر جواب دیا کہ کفار کی حمایت جائز نہین ہے سلطان پشیمان ہوکر لوٹ آیا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین مرقوم کیا ہے کہ سنہ آٹھ سو ستاسی ہجری مین قران علوین واقع ہوا یعنے زحل اور مشتری برج عقرب مین بدرجہ و دقیقہ متحد اور مقارن ہوئے اور کواکب خمسہ نے بھی برج واحد مین اجتماع قبول کیا اور اثر نحوست نے اکثر ممالک مین ظہور پایا خصوصاً ممالک خلجیہ مین خلل عظیم ظاہر آیا اور آثار سلطان بہلول اور خرابی اور ویرانی پالنپور کی اُسکے اثر سے تھی اور گیارہوین جمادی الآخر سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین شیخ المحدثین والمفسرین قدوۃ المحققین شیخ سعد اللہ لاری المشہور بہ مندوی کا طومار حیات پیچیدہ ہوا یعنے قضائے الٰہی سے فوت ہوئے اور سلطان محمود خلجی کے گنبد مین دفن ہوئے اور شہر کی خلایق کیا ہندو کیا مسلمان غمگین و محزون ہوئے بعد سنہ ۹۰۳ نوسو تین ہجری مین جو سلطان غیاث الدین نہایت ضعیف اور پیر ہوا تھا اُسکے بیٹے ناصر الدین اور شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین کہ برادر حقیقی تھے دونون مین نزاع واقع ہوئی اور اُنکی والدہ رانی خورشید راجہ بگلانہ کی بیٹی تھی اُسنے چھوٹے بیٹے کی جانبداری کرکے امرا کو ساتھ اپنے موافق اور متفق کیا اور ناصر الدین کو باپ کی نظر سے دفع کرکے ایک جماعت اُسکی گرفتاری کے واسطے نامزد کی ناصر الدین خبردار ہوکر سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین مندو سے بھاگا اور اسباب اُسکا علاء الدین کے تصرف مین آیا اور پھر ناصر الدین کی ہلاکت پر آمادہ ہوا اور وہ اس امر سے واقف ہوکر ولایت کے درمیان مقیم ہوا اور اطراف وجوانب سے امرا اور سپاہ اُسکے پاس فراہم ہوئی اور اُسنے قوت پکڑی اور کام اُسکا اس انتہا کو پہونچا کہ چتر سر پر بلند کرکے قلعہ شادی آباد کے قریب آیا اور اُسے محاصرہ کیا اور جو وہ سالہائے دراز تک منصب وزارت پر منصوب رہا تھا اسوجہ سے اکثر آدمی شہر کے اُس سے راضی اور ثنا کرتے تھے اُسوقت مین سب اُسکے شریک اور یکزبان ہوئے اور شہر کا دروازہ کھولدیا اور بحالت بیخبری سکان شہر اُسے شہر مین لاکے اور شجاعت خان مشہور بعلاء الدین نے کہ قلعہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا بھاگ کر باپ کے مکان مین پناہ لی اور ناصر الدین نے نشان جسارت اور بے ادبی بلند کرکے ایک جماعت کو نامزد کیا تو علاء الدین اور رانی خورشید زحل طبیعت کو باپ کے مکان سے بجبر و تعدی باہر نکالے اُنھون نے ناصر الدین کے حکم کے موافق قساوت پر کمر باندھی علاء الدین اور اُسکے فرزندون کو گوسفند کی طرح ذبح کیا اُسوقت ناصر الدین نے مہمات سلطنت ساتھ اپنے رجوع کرکے تاج شاہی سر پر رکھا اور سلطان غیاث الدین کہ محلسرا مین نظربند تھا چندروز مین فوت ہوا اور سلطان ناصر الدین باپ کے زہر دینے کے اتہام سے تمام عالم مین بدنام ہوا

سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت تینتیس سال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان ناصرالدین بن سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت اور جہانداری کا

سلطان ناصرالدین خلجی سلطان محمود خلجی کی حیات مین پیدا ہوا تھا اور سلطان سعید نے نہایت سرور و نشاط سے ایکماہ کامل بساط عیش مبسوط رکھکر پوتہ کے شکرانہ کے واسطے کہ موہبت عظمی ہو عامہ برایا کو عموماً اور اہل فضل کو خصوصاً اپنے خوان احسان اور مائدہ فیض امتنان سے بہرہ یاب کیا تھا منجمان اختر شناس نے اُسکے زائچہ اور طالع مسعود کو دیکھکر ایسا حکم کیا کہ لوگ داستانون مین اُسکا تذکرہ کرینگے اور ساتوین روز شہریار اُسے آغوش عاطفت مین لیکر بزرگان دین کے سامنے لایا اور اُسکا نام عبدالقادر رکھا اور جو علامت شہریاری کی اُسکی جبین مبین سے روشن اور ہویدا تھی جسوقت سن رشد اور تمیز کو پہونچا اُسکے باپ سلطان غیاث الدین خلجی نے اسے ولیعہد کرکے شغل وزارت تفویض فرمایا اور اُسکا چھوٹا بھائی شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین اگرچہ بحسب ظاہر اُس سے نہایت موافقت رکھتا تھا لیکن بنفاق باطنی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اواخر سلطنت سلطان غیاث الدین خلجی مین ایک دن اُسنے یہ معروض کیا کہ سلطان ناصرالدین سے ایک جماعت اوباش شریک ہوکر اُسے مخالفت اور ملک گیری کی تحریص و ترغیب کرتی ہو اس صورت مین علاج واقعہ کا وقوع سے بیشتر مطلوب اور بہ ضرورہے سلطان غیاث الدین خلجی نے پہلے ارادہ اُسکی گرفتاری اور مقیدی کا کیا لیکن جو کہ آثار نجابت اُسکے چہرہ حال سے واضح اور عیان تھے چاہا کہ بند لطف اور زنجیر احسان مین مقید کرے لہذا منصب اور جاگیر اُسکی اضافہ کی اور ممالک کے بخشی کو حکم کیا کہ امرا اور افسران سپاہ کو بر دانگی دلوے کہ ہر صباح سلطان ناصرالدین خلجی کو مکان پر جاکر اُسکے ہمراہ رکاب دولتخانہ مین حاضر ہوا کرین الغرض جب سلطان ناصرالدین باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا تمام محالون مین اپنے گماشتے مقرر کیے اور عمال پرگنات کو کہ موتے خان اور رکھمن خان عمائد سرداران سے تھے انھین بھی معزول کرکے اُنکی خدمت پر شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو منصوب کیا اور عمال مذکورہ معزول ہوکر خورشید رانی سے ملتجی ہوئے اور رانی خورشید کہ اپنے چھوٹے بیٹے شجاعت خان مشہور بعلاء الدین سے محبت زیادہ تر رکھتی تھی اور بڑے بیٹے سے اُسکا دل صاف نہ تھا بانفاق شجاعت خان مشہور بعلاء الدین عرض عالی مین پہونچایا کہ ملک محمود کوتوال اور سومداس بقال ابلیس کے مانند غدار اور مکار ہوکر سلطان ناصرالدین کے شریک اور مخصوص ہوئے ہین اور فساد برپا کیا چاہتے ہین چونکہ سلطان کا مدار کار صحبت عورتون پر تھا بے پرسش و تفحص انھیں قتل کیا اور مکان اُنکے ضبط اور غارت کیے سلطان ناصرالدین نے اس امر کے بعد وقوع دربار کی آمد و شد یکقلم موقوف کی اور چند روز حاضر نہوا اور رانی خورشید اور شجاعت خان مشہور بعلاء الدین کی سعی اور اہتمام سے موتی خان اور رکھمن خان بقال نے کلمات غرض آمیز بلباس بیغرضی معرض سلطانی مین پہونچاے اور ازروے استقلال مہمات ملکی مین مصروف ہوکر دست تصرف خزانہ مین دراز کیا شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل خواجہ سرا نے فرصت دیکھکر موتی خان بقال کو جو فتنہ و فساد کا مصدر تھا قتل کیا اور حرم سلطان ناصرالدین مین جاکر پناہ لی اور رانی خورشید نے اس داستان کو آب و تاب عجیب سلطان کے سمع مبارک مین پہونچائی تا کہ نائرہ غضب

سلطانی

سلطانی مشتعل ہوا لکھمن خان کو فرمایا کہ موتی خان بقال کے قاتلون کو سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان سے گرفتار کر لاوے اور رخصت کے وقت اُسسے آہستہ یہ بھی فہمائش کی کہ خبردار کوئی دقیقہ سلطان ناصر الدین کے دقایق و حرمت سے فرو گذاشت نکرے شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اس امر سے خبردار ہوکر سلطان ناصر الدین کے محلسرا سے برآمد ہوکر جنگل کی سمت مفرور ہوئے اور راستہ مین کہتے جاتے تھے کہ ہم قاضی کے مکان پر جاتے ہین جس شخص کو موتی خان کے خون کا دعویٰ ہو وہ قاضی خان کے مکان پر آوے اور لکھمن خان جب سلطان ناصر الدین خلجی کے مکان پر آیا اور سلطان کی طرف سے پیغام بھیجا کہ موتی خان کے قاتلون کو حوالہ کرین ناصر الدین نے جواب دیا کہ اُن لوگون نے میرے حکم سے موتی خان کو قتل نہین کیا مجھے کیا معلوم کہ وہ کہان گئے ہین لکھمن خان بقال نے یہ جواب معقول سنکر رانی خورشید کی تحریک کے سبب سلطان ناصر الدین کے مکان پر چند روز تک قفل بندی رکھی سلطان غیاث الدین جو چارہ نرکھتا تھا منیر الملک اور ننھے خان کو سلطان ناصر الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر فرزند ارجمند کے دل مین کسی طرح کے رنج نے راہ پایا کر غبار کلفت سے ساحت دل کو مکدر نہین کیا ہے بدستور قدیم قدم راہ مین رکھے کہ زیادہ اس سے طاقت مفارقت اور مہاجرت نہین ہے سلطان ناصر الدین بوجوہ جیس و قید وغیرہ شرف پابوس ولی نعمت سے مشرف ہوا اور باپ مان نے ہر طرح کے کلام درمیان مین لاکر غبار کلفت کا آئینہ صفائے خاطر سے زائل کیا سلطان ناصر الدین پھر سرگرم خدمت ہوکر ہر روز الطاف جدید اپنی نسبت مشاہدہ فرماتا تھا اور باپ کے ہمسایہ مین اپنی سکونت کیواسطے ایک مکان کی بنیاد ڈالی تو جسوقت چاہے شرف خدمت حاصل کرے رانی خورشید نے فرصت دیکھکر کہا کہ سلطان ناصر الدین اپنا مکان جہان نما کے متصل تعمیر کرتا ہی ظاہر اعذر کیا چاہتا ہے اور سلطان غیاث الدین کہ کبرسنی اور پیرانہ سالی سے ہوش و حواس کامل مین نرہا تھا سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین غالب خان کوتوال کو فرمایا تو عمارت سلطان ناصر الدین کو منہدم کرے سلطان ناصر الدین آزردہ ہوکر باتفاق اعوان و انصار دیار کیطرف کہ بیابان مین واقع ہے عازم ہوا اور شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل نے اُس مقام مین آن کر ملازمت کی اور رانی خورشید اور شجاعت خان نے سلطان غیاث الدین کی بلا اجازت تاتار خان کو مامور کیا کہ ناصر شاہ کے پاس جاکر دلجوئی آشتی کرکے اُسے شہر مین لاوے اور تاتار خان سپہ سالار نے اپنی جمعیت کمین گاہ مین نگاہ رکھکر باتفاق ملک فضل اللہ میر شکار سلطان ناصر الدین کی خدمت مین جاکر پیغام پہونچایا اور اُسنے عریضہ اس مضمون کا سلطان غیاث الدین کے حضور مین ارسال کیا لیکن ابھی جواب نہ گیا تھا کہ رانی خورشید جو کمال تصرف سلطان کے مزاج مین رکھتی تھی اُسنے بخشی ممالک کو یہ برحانگی دی کہ تاتار خان کو سلطان ناصر الدین کے دفع کے واسطے تعین کرے اور تاتار خان جو چارہ نرکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہوکر کمبا پور مین پہونچا اور اپنے کام مین متفکر ہوا کسواسطے کہ اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ اگر مین شہزادہ ناصر الدین سے لڑتا ہون ایام سلطنت مین وہ میرا کیا حال کریگا اور اگر بلا جنگ پھرتا ہون رانی خورشید کو کیا جواب دونگا ابھی وہ گرفتار بادیہ تردد تھا کہ ملک مہند اور ملک ہیبت کہ سلطان غیاث الدین کے امرائے کبار سے تھے سلطان ناصر الدین کے شریک ہوئے اور اُسکی قوت و شوکت زیادہ تر ہوئی اور جب وہ کوچ کرکے قصبہ اجاویہ مین پہونچا مولانا عماد الدین افضل خان اور بعضے زمیندار اُس سے موافق اور ایک دل ہوئے اور رعید الفطر نہایت

مبارک اور مسعود ہوا اور اُسی مقام مین امرا کے بمشورہ چتر سر بلند کر کے سرداروں کو خلعتہاے فاخرہ سے
خوشدل کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ شجاعت خان باہنگ جنگ کنکانو سے بڑھکر قصبہ کندہرہ مین آیا
ناصرشاہ نے ملک محمود نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُسکے اقبال
کا اوج پر تھا بعد جنگ وجدل نسیم فتح بر چم دولت ناصرشاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنایم بسیار قصبہ
اجادیہ مین ناصرشاہ کی ملازمت کے لیے معاودت کی اور شوال کی سولھوین تاریخ ۹۰۵؁ نوسو پانچ ہجری مین
اُس منزل سے کوچ کر کے جب اُجین کی طرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امرا اور حکام ممالک مع خیل وحشم
ساتھ اُسکے ملحق ہوتے گئے یہان تک کہ اُجین مین بجمعیت تمام پہونچا اور شجاعت خان مشہور بہ علاءالدین
اور رانی خورشید نے حقیقت حال سلطان غیاث الدین خلجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ ناصرشاہ عنقریب مندو مین
آن کر محاصرہ کریگا سلطان غیاث الدین نے شیخ اولیا اور شیخ برہان کو کہ مردم عزیز تھے برسم رسالت ناصرشاہ
کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے ہمنے عنان امور سلطنت اُس فرزند کے دست اقتدار مین رکھی ہے اگر از روے
اخلاص و یگانگی مردم اوباش اور غدار کو جو اُسکے پاس فراہم ہوئے ہین رخصت دیکر حضور مین آوے پھر امور سلطنت
کا اختیار اُس فرزند کے سپرد کیا جاوے ناصرالدین ملتفت اور مقید جواب کا بھی نہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور
مین اُجین سے قصبہ دہار مین نزول کر کے چند روز مقام فرمایا اور اس مقام مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ مکھن خان جو
بانی اس نزاع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہو کر مع تین ہزار سوار جنگ کے واسطے آتا ہے ناصرشاہ نے ملک
عطا کو مع پانسو سوار نامی اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور موضع پانسیور مین آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور ایک ہو سپاہی
مکھن خان کے مارے گئے ملک عطا ظفریاب ہوا اور مکھن خان بھاگ کر مندو گیا اور پھر رانی خورشید کی تحریص سے
ایک جماعت کو ہمراہ لے کر باہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور پھر دوبارہ بھی فوج ناصرشاہی سے بھاگ کر مندو مین
آیا اور ناصرشاہ ذیحجہ کی بائیسوین تاریخ سنہ مذکور مین کوشک جہان نما مین فروکش ہوا اور اُس مقام مین مخبرون نے
یہ خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین بہ نفس نفیس اپنے فرزند کی تسلی کیواسطے قصد آنے کا رکھتا ہے ناصرشاہ
مسرور و محظوظ ہو کر اپنے باپ کے قدم مسرت لزوم کا منتظر ہوا شجاعت خان مشہور بہ علاءالدین اور رانی خورشید
محفہ سلطان کا ہمراہ لیکر ظفر آباد نعلچہ کی طرف متوجہ ہوے کہ سلطان ناصرالدین کو قلعہ مین لاکر اُسکا کام تمام
کرین لیکن جب سلطان دہلی دروازہ پر پہونچا ازبسکہ پیری اور کبر سنی نے سلطان کو مغلوب کیا تھا اپنے مقربون
سے پوچھا کہ مجھے کہان لیے جاتے ہو بعضون نے حقیقت حال راست براست عرض کی سلطان نے فرمایا آج
میری سواری پھیرو مین کل جاؤنگا کہار و خدمتگار مجبور کر بیٹھے رانی خورشید نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ امر
سلطان ناصرالدین کے خیرخواہونکی وجہ سے صادر ہوا پھر اُس جماعت کو طلب کر کے باتین سخت و سست کہین
اور مراجعت کا سبب پوچھا سب باتفاق بولے کہ سلطان اپنی خوشی اور اختیار سے پلٹ آیا کسی کو اس امر مین کچھ
مداخلت نہین ہے اور شجاعت خان مشہور بہ علاءالدین نے رانی خورشید کے ایما سے قلعہ کی شکست و ریخت درست
کر کے مورچے تقسیم کئے اور سلطان ناصرالدین خلجی نے بھی مع فوج آنکر قلعہ کو گھیرا اور بازار حرب نے رونق
اور رواج پیدا کیا ہر روز طرفین سے ایک جماعت قتل ہوتی تھی سلطان نے مصالحہ کی تمہید کیواسطے اتفاقاً القضات

منیر الملک کو بھیجا اُسنے جب جواب موافق مدعا سنا وہ وہین رہا اور جب محاصرہ سخت ہوا اور غلہ اور مایحتاج نہ
پہونچنے سے اہل قلعہ مضطر ہوے بعضے امرا مثل موافق خان اور ملک افضل اللہ میر شکار نے فرصت
پاکر اپنے تئین سلطان ناصر الدین کی خدمت مین پہونچایا رانی خورشید نے اس امر سے واقف ہوکر علی خان
کو قلعہ کی حکومت سے معزول کیا اور ملک بیارہ کو خطاب علیخانی دے کر قلعہ اور شہر کی محافظت اُسکو سپرد کی
اور محافظ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین خلجی کے موافقون سے جانتے تھے قتل کروایا امرا
اور سلاح اس شہر یہ سیاست مشاہدہ کرکے شکستہ خاطر ہوے اور سلطان ناصر الدین خلجی کو عرضیان لکھین اور
پروانہ استمالت حاصل کرکے اُسکے پاس حاضر ہوئے اور شہر مین رواج اور رونق نہ رہی اور صفر کی سترھوین
تاریخ سنہ نوسو چھ ہجری مین ناصر شاہ قلعہ کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا آدمی مورچے کے حاضر ہوئے اُسقدر
تیرباران کرکے سندوقین سر کین کہ مردم کارطلب بہت زخمی ہوئے سلطان ناصر الدین خلجی باوجود اس حال کے
سات سو سیر صبان مورچون کی طرف لگا کر قلعہ مین داخل ہوا اس درمیان مین شجاعت خان واقف ہوا اور
مع مردم معتبر برج قلعہ پر چڑھکر جنگ مین مشغول ہوا سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی پاے ثبات زمین کین مین
استوار کرکے بہ نفس نفیس تیراندازی مین مستعدی تمام کی اور اکثر مردم معتبر اُسکے تیر سے ہدف تیر قضا
ہوئے اور جو لحظہ بلحظہ علاءالدین کو کمک پہونچتی تھی سلطان ناصر الدین خلجی اُسوقت صلاح مراجعت دیکھکر
قلعہ سے برآمد ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچا اور جن لوگون نے اس حرب مین تردد مردانہ اور جانسپاری
کی تھی ہر ایک کو لطف و عنایت تازہ سے تسلی اور پرسش فرمائی اور بعد چند روز کے اولاد شیر خان بن
مظفر خان حاکم چندیری مع ہزار سوار اور گیارہ زنجیر فیل ناصر شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے چنانچہ پہلی
ملاقات مین اُسکے بڑے بیٹے کو جسکا شیر خان نام تھا مظفر خان اور دوسرے بیٹے کو سعید خان خطاب دیا
اور مردم اردو کو لشکر چندیری کے پہونچنے سے یک گونہ قوت اور شوکت حاصل ہوئی اور بعضے
مردم قلعہ جو سلطان ناصر الدین سے استمالت نامہ نہ لیکر ساتھ اُسکے ملتجی نہوئے تھے اُسوقت ناصر شاہ کی
نصرت اور دولت خواہی مین مجد ہوئے اور محافظان دروازہ بالاپور کے کہ ازانجملہ تھے انھون نے
پیغام دے کر طلب کیا ناصر شاہ نے ربیع الثانی کی پچیسوین تاریخ کو شیخ حبیب اللہ اور خواجہ سہیل اور موافق خان
کو بالاپور کے دروازہ پر بھیجا جسوقت آدمی محافظ خان کے دروازہ پر پہونچے زبردست خان بن شیر خان
دروازہ کھولکر امراے ناصر شاہی کو قلعہ مین درلایا شجاعت خان بہ خبر سنتے ہی بحتاج استعجال اسطرف
تاخت لایا اور ان لوگون سے کچھ دیر لڑکر آخر کو مفرور ہوا اور سلطان غیاث الدین کے دولتخانہ مین بناہ
لی شیخ حبیب اللہ نے انگشتری بھیجکر سلطان ناصر شاہ کو طلب کیا وہ طرفۃ العین مین اُنکے پاس پہونچا امراے
درونی مبارکباد کے واسطے حاضر ہوئے اور ہجوم عام کرکے شہر کی تاراجی اور غارت مین مشغول ہوئے چنانچہ
بعضے مکانات اور عمارت شاہی مین آگ لگائی اور سلطان ناصر شاہ کے حکم کے موافق رانی خورشید اور
شجاعت خان کو گرفتار کرکے بحال پریشان قصر شاہی سے نکال لائے اور سلطان ناصر شاہ تختی ممالک کے
محل سے سوار ہوکر محل سرسی مین کہ سلطان غیاث الدین نے عیش و طرب کیواسطے تیار کیا تھا داخل ہوا اور ربیع الثانی

کی ستائیسوین تاریخ روز جمعہ کو ناصر الدین نے سریر سلطنت پر اجلاس کیا اور خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کرکے جو جواہر اور مروارید اور نقد کہ چتر پر نثار کیا تھا فقرا اور مستحقون کو تقسیم کیا اور ملکھن خان نقال اور محافظ خان اور مفرح حبشی اور دیگر مردم جو اس سے بمخالفت پیش آئے تھے ایک کو زندہ جھونڈا اور راسی جنیہ روزبین شجاعت خان المشہور بعلاء الدین کو قتل کرکے رانی خورشید کو موکلون کے سپرد کیا اور اسکی طرف سے خاطر جمع کی اور اپنے منجھلے بیٹے کو کہ منجھلے میان مشہور تھا ولیعہد کرکے سلطان شہاب الدین خطاب مرحمت فرمایا اور شیخ حبیب اللہ کو خطاب عالم خان دے کر امراے کبار سے کیا اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو سپہ سالاری پر منصوب فرمایا اور دیگر موافقون کو جاگیرہاے قدیم ارزانی فرماکر انکی عزت و توقیر افزون کی اور جمادی الثانی کی تیرہوین تاریخ کو اپنے والد ماجد کی ملازمت مین مشرف ہوا سلطان غیاث الدین اُسے آغوش مین لیکر بہت رویا اور سر اور منھ پر اُسکے بوسہ دیکر سید محمد نوربخش کی قباے مومنیہ کہ بروز بار عام یا روزہاے متبرک مین پہنتا تھا اُسے مرحمت کی اور تاج سلطنت سر پر رکھکر کنجیان خزانون کی اُسکے سپرد کرکے سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد دیکر اپنے محل خاص مین رہنے کی اجازت دی اور سلطان ناصر الدین نے سولہوین رجب سنہ مذکور کو وہ قباے مومنیہ اور کلاہ دولت سلطان شہاب الدین کو دے کر بیس زنجیر فیل اور سو راس گھوڑے اور گیارہ چتر اور دو پالکی اور نقارہ اور سراپردہ سرخ اور بیس لاکھ تنگہ نقد خرچ کے واسطے عنایت فرماے اور جو اس عرصہ مین مقبل خان حاکم مندسور نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکر سرکشی اختیار کی تھی سلطان نے مہابت خان کو اُسکے حاضر لانے کے واسطے بھیجا اور مہابت خانی کوشش نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ ناصر شاہ کے غضب سے ہراسان ہوکر شیر خان حاکم چندیری کے پاس گیا اور علی خان اور بعضے بدبخت کہ اپنی بداعمالی سابق سے متوہم تھے وہ بھی شیر خان سے پیوستہ ہوگئے اور اُسنے جب دیکھا کہ سلطان غیاث الدین نشہ شراب کی حالت مین اپنے باپ کے امرا اور سردارون کو قتل کرتا ہے اور ہر روز اُس سے ایک ظلم جدید سرزد ہوتا ہے اسلئے ہراسان ہوکر اُسنے بھی علم مخالفت بلند کرکے چندیری کی طرف متوجہ ہوا اور جادہ عناد مین قدم رکھا سلطان ناصر الدین نے مبارک خان اور عالم خان کو اُسکی تسلی کے واسطے بھیجا جب شیر خان راضی اور مطمئن نہوا اور بلکہ اُنکی گرفتاری کی فکر مین ہوا عالم خان گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور مبارک خان گرفتار ہوا اور اُسکے دو آدمی قتل ہوگئے اور شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان نے سلطان ناصر الدین کی خدمت مین جاکر احوال کی تقریر کی اور وہ غصہ ہوا اور بماہ شعبان سنہ مذکور قصر جہان نما مین نزول کیا اور شیر خان جب اُجین مین پہونچا مہابت خان کے اغواے و تفہیم سے پھر بقصد جنگ پلٹ کر دیبالپور مین آیا اور قصبہ ہدیہ کو تاراج کیا سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سنکر فوراً کوچ کرکے کونتک دہار مین مقیم ہوا اس درمیان مین مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان غیاث الدین خرابۂ دنیا سے معمورآباد عقبی کی طرف خرامان ہوا اور جو کہ امراے کبار مخالفت کرکے سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت کے خواہان تھے اِن دنون مین جب خبر اُسکے فوت کی مشہور ہوئی سب آدمیون نے یقین کیا کہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اُسے زہر دیکر ہلاک کیا اور جو اس امر کا تجربہ بخوبی ہوچکا تھا کہ باپ کا قتل کرنے والا ہرگز سال تمام کرنے

کامیاب نہین ہوتا اور سلطان ناصرالدین سنے مدت مدید تک فرمانروائی اور جہانداری کی شاید یہ قصہ بھی اُسکی نسبت تہمت ہو واللہ اعلم الغرض سلطان ناصرالدین اپنے باپ کے مرنے سے بہت گریان ہوا اور تین روز سوگوار رہا چوتھے روز شیرخان کے دفع کے لئے چندیری کی طرف کوچ کیا اور عین الملک اور بعضے سرداران ترک رفاقت کرکے سلطان ناصرالدین کے شریک ہوئے سلطان نے شیرخان کا تعاقب کیا وہ سارنگپور سے پلٹ کر سلطان سے لڑا اور شکست پاکر ولایت ایرچہ مین پناہ لی اور سلطان ناصرالدین نے چندیری مین جاکر چند روز مقام کیا وہان کے شیخ زادون نے شیرخان کو ایک خط لکھا کہ اکثر سپاہ اور امرا اپنی جاگیرون کی سمت روانہ ہوتے اور موسم برسات کے سبب افواج جلد فراہم نہو سکیلی اگر آپ اسطرف سے چندیری کی طرف متوجہ ہون مردم شہر کے اتفاق سے سلطان کو گرفتار کرسکتے ہین سلطان ناصرالدین خلجی نے شیخ زادون کے تمرد سے اطلاع پائی اقبال خان و ملو خان کو مع لشکر جنگ جو اور فیلان مست شیرخان کے دفع کو بھیجا وہ چندیری سے دو کوس جاکر شیرخان سے جنگ مین مشغول ہوئے اور اثنائے ضرب و حرب مین شیرخان زخمی ہوا اور سکندرخان کہ عمدہ آنکی قوم کا تھا مارا گیا اسواسطے مہابت خان نے شیرخان مجروح کو ہاتھی کے حوضہ مین ڈالکر راہ فرار اختیار کی اور جب وہ راستہ مین مرگیا اُسکی لاش پیوند زمین کرکے مالک کی سرحد کی طرف بھاگا اور سلطان ناصرالدین خلجی نے جنگ گاہ مین جاکر شیرخان کی لاش قبر سے برآورد کرکے چندیری مین بھیجکر دار پر کھینچا اور اس ملک کی حکومت بہجت خان سے رجوع کرکے بکوچ متواتر سعدالپور کی سمت گیا اُس مقام مین شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان جو ارادہ غدر کا رکھتا تھا اُسے مقید کرکے اپنے سے پیشتر شادی آباد مندو مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے وہان پہونچا اور اپنے بھائی کے قدیم نوکرون کے بتوہم نفاق رنجیدہ ہوکر اپنے آدمیون کی پرورش کی اور اپنی والدہ رانی خورشید کا پاس عزت نہ کرکے خزانہ باپ کا جو اُسکے پاس تھا بجبر و تعدی لیا اور اُسکے بعد اُسکی عمر میخوشی مدام اور خونریزی دوام مین گذرتی تھی ایسا روز کوئی نہ تھا کہ ظلم و جور ناحق کسی مظلوم پر سرزد نہوتا تھا ایک روز کا مذکور ہے کہ سلطان حرم سرا مین حوض کالیادہ کے کنارے نشہ شراب مین بدمست ہوکر سو گیا اور کروٹ بدلتے ہی حوض مین گر پڑا چار خواصین کہ حاضر تھین اتفاق کرکے بعض نے ہاتھ اور بعض نے بال اُسکے سر کے پکڑکر بمشقت تمام باہر کھینچا اور وہ کپڑے اُسکے بدن سے برآوردہ کرکے دوسری پوشاک زیب بدن کی جب ہوشیار ہوا اور درد سر کی شکایت کی خواصون نے آداب اور دعا بجا لاکر صورت حال ظاہر کی وہ قضیہ منعکس سمجھکر غضب اور طیش مین آیا اور بے تامل اور تفکر تلوار آبدار غلاف سے کھینچکر چارون خواص نامراد اور عاجز و دلسوز مہربان کو ظلم و جور سے قتل کیا اور زبان حال اُن بیچارون کی ساتھ اس ابیات کے مترنم ہوئی ابیات مرا بظلم بکشتی طریق داد این بود زبادشاہی حسن تو ام مراد این بود بروز حشر زنم دست در امنت گیرم کہ آنکہ داد عبث خاک من بباد این بود شنیدہ سخن غیر را تو در حق ما مرا کجا تبو اے دوست اعتقاد این بود سلطان ناصرالدین سنہ ۹۰۸ھ نو سو آٹھ ہجری مین ولایت کچھوارہ کی تاخت کی ارادہ سے قلعہ مین فروکش ہوا اور بکوچ متواتر جب قصبہ آگرہ مین پہونچا اور وہان کی ہوا طبع اقدس کے پسند پڑی ایک قصر رفیع اور ایک عمارت عالی کہ غرائب روزگار سے ہے اُسکی بنیاد ڈالی اور ولایت کچھوارہ کو تاراج اور

اور برباد کرکے نشان مراجعت بلند کیا اور ۹۰۹ھ نوسو نو ہجری مین جیپور کی طرف حرکت کی اور رانا نے اور بھی
تمام زمینداروں نے پیشکش بھیجی چونداس جو رانا سے قرابت قریبہ رکھتا تھا اپنی بیٹی سلطان کے نذر کی
اور سلطان اُس کا نام رانی جیپوری رکھکر عازم مراجعت ہوا اور اثناے راہ مین سنا کہ احمد نظام شاہ
بحری بعض مقدمات کے سبب در پئے خصومت وخشونت ہو کر ولایت برہانپور کو تاخت وتاراج کرتا ہے اور
داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر مین پوشیدہ ہوا تاب اُسکے مقابلہ کی اپنے حوصلہ مین نہین دیکھتا ہے اور
جو حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصرالدین خلجی سے ملتجی رہتا تھا سلطان نے اسواسطے اسکی حمایت بسبب مروت
اور فتوت مین فرض شمار کرکے اقبال خان اور خواجہ جہان کو مع لشکر گران اُسطرف رخصت فرمایا اور جو
اُسوقت احمد نظام شاہ بحری نے لشکر مالوہ کے پہونچنے سے خبر پائی دار الملک احمدنگر کی طرف مراجعت
کی اقبال خان خطبہ ناصرشاہی برہانپور مین پڑھکر پلٹ آیا اور اس سبب سے کہ سلطان ناصرالدین خلجی نے
اپنے باپ کی نسبت سرکشی بہت کی تھی وہ بھی اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے ڈرتا تھا سلطان شہاب الدین
اس بات کو سمجھا اور جو اپنے باپ کی بیباکی اور ظلم طبیعی سے خوب واقف تھا بملاحظہ کمال و اندیشہ تمام اُسکے
پاس آمد و شد کرتا تھا اور سلطان ناصرالدین اگرچہ جانتا تھا کہ خلائق درگاہ میری ذات سے تنگ آئی ہے
اور میری ہلاکی خدا سے چاہتی ہے لیکن یہ یارا نہ تھا کہ اُس سے کوئی معروض کرے یہانتک کہ ۹۱۶ھ نوسو سولہ
ہجری مین مالوہ کے بعض امرا اسکے شریک اور موافق ہوئے اور سلطان شہاب الدین کو مخالفت پدر کی تحریص
وترغیب کی اور سلطان شہاب الدین ایک رات کو مع اعوان وانصار قلعہ شادی آباد مندو سے بھاگا
اور ولایت کے درمیان داخل ہوا اور ایک خلق بیشمار کہ اُسکے باپ کے ظلم وجور سے بتنگ آئی تھی اُسکے
پاس فراہم ہوئی اور سلطان ناصرالدین خلجی مع اُس لشکر کے جو ہمراہ رکھتا تھا بیٹے سے جنگ کے واسطے برآمد ہوا
اور بعد جنگ صعب باوجود اسکے کہ جمعیت قلیل رکھتا تھا فرزند پر ظفر یاب ہوا اور سلطان شہاب الدین معرکہ
سے بھاگ کر دہلی کی طرف گیا سلطان ناصرالدین خلجی نے ہزیمت کے وقت اگرچہ قدرت اُسکے اخراج پر رکھتا
تھا لیکن شفقت پدری مانع آئی ایک جماعت کو اُسکے پاس بھیجا کہ وہ نصیحت کرکے پھر لاوے سلطان شہاب الدین
نے اعتماد باپ کے قول پر نکرکے قبول نہ کیا اور بسرعت تمامتر دہلی کے سمت روانہ ہوا اور یہ خبر جبکہ سلطان کو
پہونچی یہ مصرع پڑھا **مصرع** نمکیکہ درہواے تو نشستیم خاک خوردہ اور جب دار الملک شادی آباد مندو کی
طرف روانہ ہوا شراب کی افراط یا عفونت کے اخلاط اور ہوا کے تصرف سے اُسے تپ محرق عارض ہوئی اور
باوجود موسم سردی پانی سرد مین آنکر ایک ساعت توقف کیا اور اُسکے مرض نے شدت پیدا کی اور
علت ہاے متضادہ کا منجر ہوا اور حکما اور اطبا کے معالجہ نے فائدہ نہ بخشا بقول مولانا روم رحمہ اللہ
بیت از قضا سرکنگبین صفرا فزود ۰ روغن بادام خشکی مے نمود ۰ جب سلطان نے اپنا حال دگرگون دیکھا
امرا اور اعیان مملکت کے حضور تیسرے فرزند سلطان محمود کو موضع بخت پور مین ولیعہد کرکے لوازم وصیت
بجالایا اور جمیع مناہی سے توبہ کرکے ایک ساعت کے بعد داعی حق کو لبیک اجابت کی مدت اسکی سلطنت کی
گیارہ سال اور چار ماہ اور تین دن تھے

ذکر سلطان

ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی کی سلطنت کا

جب سلطان ناصر الدین خلجی کی خبر فوت منتشر ہوئی سلطان شہاب الدین عزیمت دہلی فسخ کرکے راستہ سے پھرا اور دوسرے راستہ سے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف تاخت لاکر قبل پہونچنے سلطان محمود خلجی کے نصرت آباد نعلچہ مین پہونچا اور محافظ خان خواجہ سرا اور خواص خان نے دروازہ قلعہ کا بند کرکے راہ نہ دی اسکے بعد سلطان محمود نزدیک پہونچا وہ بلاد آسیر کی طرف بھاگا اور سلطان محمود دشمن کی بلا مزاحمت قلعہ مین در آیا اور تخت زرین پر جو کہ جواہر اور یاقوت رمانی سے مکلل تھا اور صفا عرض ممالک مین رکھا تھا جلوس فرمایا اور سات سو زنجیر فیل جو قلعہ مین تھے مخمل اور زربفت کی جھولون سے آراستہ کرکے دربار مین لائے اور اکابر اور اعیان تمام حاضر ہوتے قسم مروارید اور زر سرخ و سفید اسقدر جنبر پر نثار کیا کہ اس بلدہ کے تمام فقرا اور مستحقین بہرہ یاب ہوئے اور امرا اور افسرون نے اتفاق کرکے بسنت رائے کو جو لڑکپن سے سلطان کی خدمت مین تھا اس سبب سے کہ مبادا تقرب اور تسلط بہم پہونچاوے اسے قتل کرکے معروض کیا کہ رائے مذکور امرا اور سپاہ کو بھڑکاکر چاہتا تھا کہ دولت خانہ کی رونق اور انتظام کو زائل کرے ہمنے بہ دولت خواہی جان کر اسے قتل کیا اور نقد الملک بھی کہ اسی کے قدم پر رکھتا ہے اور بہت محیل اور مفتری ہے اسکے بھی وجود ناپاک سے سلطنت کے میدان کو پاک کرین سلطان محمود نے ناچار ہوکر نقد الملک کو انکے پاس بھیجکر فرمایا کہ اسے شہر بدر کرکے مضرت جانی نہ پہونچاوین امرا نے اسقدر سلطان کے فرمانے پر عمل کیا یعنے اسکے خون سے درگذر ہے شہر سے نکال دیا سلطان محمود اس حرکت سے رنجیدہ ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا کہ حاکم شہر تھا اور اسکی بھی طبیعت آب نفاق سے سرشتہ تھی مہمات سلطنت کو سست دیکھکر اسے بھی داعیہ استقلال کا ہوا ایک روز اسنے بسبب نادانستگی سلطان محمود خلجی سے کہا کہ تیرے دو بھائی قلعہ مین قید ہین اور وقت فرصت کا انتظار کرکے تجھے تخت سے اٹھایا چاہتے ہین اگر تجھے سلطنت عزیز ہو انھین ہلاک کر نہین تو اپنی سزا پاویگا سلطان محمود خلجی کو اسکا طرز کلام مزاج کے موافق نہ آیا فرمایا کہ تم لوگون کو بھی یہ قدرت اور مجال ہوئی کہ سلاطین کے خون کے بارے مین سعی کرو اور دربار شاہی مین کلام گستاخانہ اور بے ادبانہ زبان پر لاؤ محافظ خان خواجہ سرا کہ نہایت مغرور تھا اسنے پھر حرف بیجا اور ناراست زبان پر جاری کئے سلطان محمود طیش مین آیا اور شمشیر آبدار جو اسکے ہاتھ مین تھی مع غلاف دودستی اسکے سر پر ماری کہ سر اسکا شکستہ اور زخمی ہوا اور جدول خون کی اسکے صفحہ رخسار پر جاری ہوئی وہ اسی حال سے دربار سے باہر گیا اور اپنے توابعین اور ملازمان خاص کو فراہم کرکے اسی روز بقصد خون سلطان دربار مین آیا اور جو امرائے کبار خواہان اس امر کے تھے طرح دیکر اپنے مکان سے نہ آئے سلطان محمود مع مقربین اور سپاہیان خاصہ خیل سے کہ انمین اکثر عراقی اور خراسانی اور حبشی تھے جنگ پر آمادہ ہوا اور وہ بدذات دولتخانہ سے بھاگ گیا اور علم طغیان اور بغاوت کا بلند کیا سلطان محمود نے وہ دن بمشقت و محنت تمام بسر کیا اور شب نے پردہ ظلماتی جہان پر ڈالا جمعیت حرامخوارونکی لحظہ بلحظہ ساعت بساعت افزون ہوئی سلطان کی کمک کو کوئی نہ آیا سلطان نے صلاح توقف مین نہ دیکھی اسی رات کو مع ایک جماعت قلعہ سے نکل گیا

اور محافظ خان خواجہ سرانے اُسکی بھائی صاحب خان کو قید سے برآوردہ کرکے تخت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی مملکت کے درمیان مقام کرکے لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور اول امراسے میدنی راے مع عزیز و اقارب اور قوم اپنی کی پابوسی کو حاضر ہوا اور اُسکے بعد شرزہ خان پسر بہجت خان حاکم چندیری ملازمت مین سرفراز ہوا پھر تو فوج فوج لشکر اطراف و جوانب سے متوجہ ہوکر اُسکے ظل رایت مین مجتمع ہوا سلطان محمود خلجی فوج کے آنے سے قوی پشت ہوکر اکثر امراے تختگاہ کو بھی بوعدہ ہاے خسروانہ صاحب خان کی رفاقت سے برگشتہ کرکے اپنے پاس لایا اور صاحب خان اور محافظ خان خواجہ سرانے دست تصرف باتلاف خزانہ مین دراز کرکے لشکر کثیر ابہجم غفیر جمع کیا اُسکے بعد سلطان محمود خلجی بشوکت سامان تمام دارالملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین صاحب خان سنے جرات کرکے افواج سلطان پر بہت حملے کیے اور اس درمیان مین ایک ہاتھی سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا اور اُسنے ایک فیلبان کے سینہ پر ایسا صدمہ پہونچایا کہ اُسکے مقابل سے جدا ہوا اُسوقت میدنی راے نے مع جمعیت راجپوتان قدم جرات آگے بڑھاکر ضرب برچھا و جمدھر سے صاحب خان کی فوج کو درہم برہم کرکے اکثر سپاہ کو ہلاک کیا اور پھر صاحب خان نے اس سے زیادہ ترانیے مین تاب مقاومت نہ دیکھی بھاگ کر قلعہ مندو مین پناہ لی یعنے قلعہ کا دروازہ بند کرکے متحصن اور قلعہ بند ہوا سلطان محمود حوض حسین تک پہنچکر کے پھر فروکش ہوا اور اپنے بھائی صاحب خان کو یہ پیغام کیا کہ ہنوز صلہ رحم درمیان مین ہے قلعہ داری کے خیال محال سے درگذر اور مجھے جسقدر مال اور جس صوبہ کی تمنا ہو مین تجھے ارزانی کرون صاحب خان نے قلعہ کے استحکام اور سنگینی پر مغرور ہوکر قبول نہ کیا سلطان محمود محاصرہ مین مشغول ہوا اور اہل قلعہ کی تنگی مین کوشش کی بعضے امرا جو قلعہ مین تھے اُنھون نے پھر محافظ خان سے دشمنی شروع کی اور سلطان محمود کو پیغام کیا کہ ہم آپ کو فلان مقام سے قلعہ مین لاوینگے مطمئن رہیے محافظ خان یہ خبر سنکر مضطرب اور حیران ہوا جواہر قیمتی اور نقود وافر اسلیکر صاحب خان کی ملازمت سے سنہ ۹۱۷ نوسوسترہ ہجری مین گجرات کی طرف گیا اور اُس مقام مین ایلچی شاہ اسمعیل بادشاہ ایران کے درمیان مین نزاع واقع ہونے سے منفعل ہوا اور رہنا اُسکا اُسطرف دشوار ہوا پھ سلطان مظفر کی بلا اجازت آسیر کی طرف گیا اور وہان سے بھی مع تین سو سوار کاویل مین عمادالملک کے پاس جاکر کمک طلب کی اور چونکہ عمادالملک اور سلطان محمود کے درمیان مین نہایت دوستی اور محبت تھی کیچھ فرپا اسکی مدد خرچ کے واسطے مقرر کرکے امداد سے متامل اور متغافل ہوا منقول ہے کہ جب صاحب خان شادی آباد مندو سے مفرور ہوا سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مین داخل ہوکر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اقبال خان و مخصوص خان کہ اس سے پیشتر کسی تقریب سے آسیر کی طرف بھاگ گئے تھے صاحب خان کی یہ خبر سنکر حیر سلطان شہاب الدین کے سربلند کرکے گرمی کی عین گرما گرمی مین کہ مچھلی قعر دریا مین جلتی تھی اور سمندر اپنے آتش طبع کے عرق مین غرق ہوتا تھا برہانپور سے شادی آباد مندو کیطرف روانہ ہوئے اور شبانہ روز مین تیس کوس مسافت طے کی اور چو صاحب خان کے اور محافظ خان کے فرار سے خبر نرکھتے تھے کسی مقام مین قیام نکیا اور عین مراد اُنکی یہ تھی کہ دارالملک شادی آباد مندو کے مابین خلل ڈالکر پہونچکر اپنا کام کرین اور جبتک تنور گرم ہے روٹی پکالیوین قضارا حرارت ہوا اور مشقت

راہ سے سلطان شہاب الدین کا مزاج ایسا منحرف ہوا کہ پھر اعتدال پر نہ آیا آخر کو فوت ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان پسر سلطان شہاب الدین کو سلطان ہوشنگ خطاب دے کر چتر اُسکے سر پر بلند کر کے ولایت مالوہ مین داخل ہوئے اور سلطان محمود خلجی سے شکست کھا کر بہا لدون مین بھاگ گئے اور بعد چند روز کے اقبال خان اور مخصوص خان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین آ کر خلعتہا ے اور جاگیرات قدیم سے بہرہ یاب ہوئے اور میدنی راے جو علم استقلال بلند کیا چاہتا تھا اُسنے عرض مین پہونچایا کہ افضل خان اور اقبال خان شاہزادہ صاحب خان کے پاس رسل و رسایل دکن مین بھیجکر حرف حکایات کے ابواب مفتوح رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرین سلطان محمود نے ان کلمات غرض آمیز کو بیغرض تصور کر کے فرمایا کہ کل جسوقت دونون سلام کے واسطے دربار مین آوین قتل کئے جاوین دوسرے دن جب وہ سلام کو آئے دونون کو گرفتار کر کے بند بند سے جدا کئے سلطان محمود خلجی نے میدنی راے کی تحریک سے بہجت خان حاکم چندیری اور امرا کو بھی طلب کیا بہجت خان باوجود خانہ زادی میدنی راے کے استقلال سے ہراسان ہو کر برسات کے پہونچنے کا عذر پیش کیا سلطان چشم پوشی کر کے خاموش ہوا منصور خان حاکم مقطع بھیلسا کو سکندر خان کے دفع کے واسطے کہ وہ بھی دار الملک سے بھاگ کر ولایت مین بغاوت کرتا تھا اور کندہر سے قصبہ شہاب آباد تک تصرف مین رکھتا تھا مامور کیا اور اس سبب سے کہ کوند دانہ کا راجہ اور لشکر اطراف منصور خان کے سر پر جمع آیا تھا نامبردہ نے تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی حقیقت حال سلطان کی خدمت مین معروض کی اور میدنی راے کہ ملازمان قدیم کی خرابی اور بربادی کے درپے تھا اُسنے درجواب لکھا کہ اقبال بادشاہ کا اُسکے دفع کے واسطے کافی ہے قدم بڑھانا چاہیئے منصور خان اپنے کام مین حیران ہوا ناچار باتفاق جہاز خان کہ امراے کلان سے تھا بہجت خان کے پاس گیا سلطان یہ خبر سنکر دہار کی طرف روانہ ہوا اور میدنی راے کو مع لشکر انبوہ اور پچاس زنجیر فیل سکندر خان کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا **مصرع** زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است میدنی راے کہ دس ہزار راجپوت ہمراہ رکھتا تھا اُسنے سکندر خان کی عیش صافی کو مکدر کیا سکندر خان نے دیگر صلح کر کے استمالت نامہ حاصل کیا اور میدنی راے کے پاس آیا اور جاگیر قدیم پر سرفراز ہوا اور میدنی راے کا استقلال حد سے گذرا اور اُسوقت کہ سلطان سفر مین تھا شادی آباد مندو کے اوباشون نے ایک مجہول النسب کو بادشاہی پر آمادہ کر کے چتر سلطان غیاث الدین کا کہ اُسکی قبر پر تھا اُٹھا کر اُسکے سر پر بلند کیا اور داروغہ نے مردانگی کر کے اُس نکا شر دفع کیا بہجت خان میدنی راے کے عروج اور سلطان کی عاجزی سے زیادہ تر ہراسان ہوا ایک جماعت کاویل کی سمت بھیجکر صاحب خان کو طلب کیا اور عریضہ بنام سلطان سکندر خان لودھی لکھکر دہلی مین بھیجا کہ کفار راجپوت نے نہایت غلبہ مسلمانون پر برپا کیا ہے اور میدنی راے کہ سردار اُس فرقہ کا ہے مال و ملک کا صاحب اختیار ہوا ہے اور بہت ملازمان قدیم کو جو دس دو لتخانہ کے خیر خواہ تھے بیعذر و قصور تہ تیغ کیا ہے اور کچھ بھاگ کر اطراف و جوانب مین پراگندہ ہوئے اور سلطان محمود کہ بادشاہ ہے اپنے کوتہی دست اور راجپوتون اور میدنی راے کے عروج نیے سے پشیمان ہے اور واہمہ مین مبتلا ہو کر ہمارے اوپر اعتماد نہین کرتا ہے بلکہ میدنی راے کی تحریص سے ہم بقیۃ السیف کے خون کا پیاسا ہے اور حکم

شریعت مصطفوی کا رواج اس مملکت سے یکقلم موقوف ہوا اور مسجدون اور مدرسون مین ہیدیون نے نشیمن کیا ہے یقین ہے کہ چند روز مین راے رایان ولد میدنی راے سلطان کو درمیان سے اٹھا کر اس مملکت کی فرمانروائی کریگا اگر فوج منصورہ اور عساکر قاہرہ بھیجکر صاحب خان کو تخت پر بٹھا کے خطبہ آنحضرت کا چندیری وغیرہ مین پڑھا جاویگا الغرض محافظ خان خواجہ سرا کو کہ گجرات سے دکن کیطرف صاحب خان سے جدا ہو کر پھر وہان سے بجانب دہلی گیا تھا بارہ ہزار سوار بسرداری عماد الملک لودھی اور سعید خان کے اسکی مدد کے واسطے مقرر ہوئے اور خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد بھی اُسے عنایت ہوا اُسوقت مین شاہ مظفر گجراتی بھی مع لشکر بیشمار و فیل بسیار دھار کیطرف آیا اور سکندر خان نے بھی پھر علم بغاوت بلند کرکے خلل مملکت مین ڈالا اور عجیب صحبت ظہور مین آئی میدنی راے نے ہمت سب کی دفع کیواسطے مصروف کی سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے بر آورد کر کے ایک فوج راجپوتون کے لشکر کے مقابلہ کو بھیجی اور حاکم کندوی اور ملک لودھ کو سکندر خان پر نامزد فرمایا قضارا ایک فوج لشکر گجرات سے جو دار الملک کے نواح مین آئی تھی اُسنے بھی شکست پائی اور سلطان مظفر نے اُسے شگون بد جانکر اور مالویون پر احسان رکھکر اپنے ملک کے سمت مراجعت کی اور ملک لودھ نے بھی سکندر خان کے مقابل آن کر اُسے بھی شکست دی لیکن غارت کے وقت ایک سپاہیان سکندر خان سے کہ اُسکے عیال اسیر ہوئے تھے اُسنے پابوسی کے بہانہ ملک لودھ تک اپنے تئین پہونچایا اور خنجر آبدار سے اُسکا پہلو شگافتہ کر کے زندگی اُسکی برباد کی اور سکندر خان یہ واقعہ سنکر پلٹا اور لشکر سلطانی کو متفرق اور پراگندہ کیا اور چھ ہاتھی نامی لیکر سوانس کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے میدنی راے کی صلاح سے اُس مہم کا فیصلہ اور وقت پر منحصر رکھا اور بہجت خان کے دفع کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین اُسے یہ خبر پہونچی کہ صاحب خان قریب پہونچا اور منصور خان نے استقبال کر کے چتر اُسکے فرق پر لگایا اور لشکر دہلی بھی مع عماد الملک لودھی اور سعید خان ہمراہی محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان کی کمک کو آیا ہے سلطان یہ خبر سنکر پریشان خاطر ہوا کہ یکبارگی صدر خان اور مخصوص خان اُسکے لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور صاحب خان نے محمود نام ایک شخص کو سپہ سالار کر کے سارنگپور کیطرف بھیجا اور وہ افواج سلطانی سے مغلوب ہو کر بحال پریشان بھاگا اور اُسوقت عماد الملک لودھی اور سعید خان نے محافظ خان خواجہ سرا کی حسن تدبیر سے بہجت خان کو پیغام دیا کہ تم خطبہ اور سکہ سلطان سکندر کے نام پڑھکر گزا اور سکہ پر اُسکا نام جاری کرو بہجت خان نے جواب حسب مدعا نہ دیا انھون نے بہ بہانہ کوچ چودہ کوس پیچھے ہٹ کر مقام کیا اور سلطان سکندر فرمان کے پہونچتے ہی دہلی کی طرف راہی ہوا اور ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ چندیری مین سلطان سکندر کے نام خطبہ پڑھا لیکن جب چالیس ہزار راجپوت وغیرہ سلطان محمود کے لشکر مین فراہم ہوئے اور سلطان سکندر نے یہ خبر سنی فرمان طلب اپنے امرا کے نام جاری کیا اور سلطان محمود لطف الٰہی سے مسرور ہو کر شکر سپاس بجا لایا پھر چند روز شکار مین مشغول ہوا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان اور بہجت خان کے حکم سے مع افواج کثیر شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان نے حبیب خان اور فخر الملک کو مع امراے راجپوتان اُسکے دفع کیلیے رخصت کیا اور ظفر آباد کے حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطان غالب ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا

کفران نعمت کی شامت سے مارا گیا اور بہجت خان اور مخصوص خان لشکر دہلی کے پلٹ جانے اور محافظ خان
کے قتل ہونے سے اپنے فعل سے پشیمان ہوئے اور صاحب خان سے حرف رخصت درمیان میں لائے
صاحب خان نے قبول کیا اور شیخ اویسا نام ایک فاضل وقت کے وسیلہ سے سلطان کی عرض میں پہونچایا
سلطان نے بہ امر الطائف غیبی اور عنایات لاریبی سے تصور کرکے قلعہ رائسین اور قصبہ بھیلسا اور باموتی
صاحب خان کے سپرد کرکے دس لاکھ تنگہ سیاہ خرچ کے واسطے اور بارہ زنجیر فیل انعام دیئے اور فرمان استمالت
بہجت خان اور دوسرونکے واسطے بھیجے اور بہجت خان نے دو لاکھ تنگہ سیاہ اور بارہ ہاتھی نگاہ رکھے اور
باقی صاحب خان کو دئے مفسد خان نے صاحب خان کو یہ خبر پہونچائی کہ بہجت خان تجھے قید کیا چاہتا ہے صاحب خان
ہراسان ہوکر سلطان سکندر لودھی کے پاس کہ سرحد میں تھا پہونچا اور بہجت خان اور باقی امرا استمالت نامہ
طلب کرکے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلعتہاے فاخرہ سے مخصوص ہوکر جاگیرہاے قدیم
کی طرف روانہ ہوئے سلطان محمود خلجی نے مظفر اور منصور اپنے دار الملک کے طرف مراجعت کی اور میدنی راے
کی راے ناصواب سے تیغ بیدریغ امرا اور افسران سپاہ نسکے گلے پر رکھی اور ہر روز ایک کو ناحق اور بعید ور
تصور متہم اور مطعون کرکے بسیاست تمام قتل کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اُسکی یہ نوبت پہونچی کہ مزاج سلطان محمود خلجی کا
تمام امرا بلکہ جمیع مسلمانون سے پھر گیا اور عمال اور حکام قدیم کو مدت ہاے دراز سے سرکار غیاثی اور ناصر شاہی
میں متکفل مہمات دیوانی تھے اُنکے ناصیہ احوال پر رقم عزل کھینچکر ایک ایک کو موقوف اور برطرف کیا اور
اُنکی جگہ پر میدنی راے کے انصار اور اعوان کو مقرر اور بحال فرمایا اور یہ فعل اکثر امرا اور سردارون اور ملازمونکو
نہایت ناگوار ہوا اور ترکشہ دلی سے اپنے اہل وعیال کو لیکر جلا وطنی اختیار کی اور قلعہ شادی آباد مندو کہ اُس
عصر میں دار العلم اور جاے ورود فضلا اور مشایخ تھا کافرون کا مسکن ہوا بجز تو یہ نوبت پہونچی کہ دربانی فیلبانی
بھی راجپوتون کے حوالہ کی اور راجپوت زنان دوشیزہ مسلمہ پر متصرف ہوئے اور علیخان نام امراے قدیم جو حاکم
شہر تھا کفار راجپوت کے تسلط سے دلگیر ہوا اور مخالفت پر کمر باندھی اور سلطان محمود جن دنون میں مع کفار
شکار کیواسطے گیا تھا قلعہ مندو پر متصرف ہوا اور مندو کی بھی کفار کے غلبہ سے آزردہ خاطر تھے علیخان کے
شریک اور موافق ہوئے سلطان محمود نے یہ خبر سنکر بسبیل استعجال معاودت کی اور قلعہ کو محاصرہ کرکے کام
محصورین پر تنگ کیا علیخان مع اپنے اعوان قلعہ سے بھاگ گیا اور سلطان محمود قلعہ میں داخل ہوا اور ایک
جماعت راجپوتون کی علیخان کے تعاقب میں نامزد کی کہ اُسے دستیاب کرکے قتل کریں اور بعد اس واقعہ کے یکبارگی
میدنی راے مطلق العنان ہوا تمام اعزا اور منصبداران مالوہ کو اپنی طرف مخاطب اور رجوع کیا اور
سلطان کے خاصہ خیل قدیم میں دو سوار مسلمانون سے زیادہ تر نرہے سلطان محمود راجپوتون کے غلبہ اور
تسلط سے متفکر ہوکر جو اہل ہند میں رسم ہے کہ جسوقت اپنے نوکر کو رخصت یا مہمان کو وداع کرتے ہیں اُسے بیڑا
رخصت کا دیتے ہیں سلطان نے ایک طرف بیڑا اور زبان سے پر کرکے آرائش خان کے ہاتھ میں دیکر میدنی راے
کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ من بعد تمہیں رخصت ہے ہماری ولایت سے نکلجاؤ راجپوتون نے جواب دیا کہ ہم
چالیس ہزار سوار نے آج تک ہواخواہی اور جانسپاری میں تقصیر نہیں کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے

دقوع مین آئین ہم نہین جانتے کہ کونسی تقصیر ہمسے سرزد ہوئی جو مستوجب اس خطاب کے ہوئی اور اسکے بعد
راجپوت چاہتے تھے کہ سلطان محمود کو درمیان سے اٹھاوین میدنی راے نے انھین یہ جواب دیا کہ
بالفعل فی الحقیقت سلطنت مالوہ ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے اگر سلطان درمیان مین نہو گا سلطان مظفر گجراتی
جلو ہیجان کرا س ولایت پر متصرف ہو گا بہرکیف جس طور سے ممکن ہو اپنے ولی نعمت کی رضا جوئی مین کوشش
کرنی چاہیے غرضکہ پھر سلطان کی خدمت مین آن کر عذر معذرت کی سلطان نے جو کہ لا علاج تھا ان شرائط پر قبول کیا
کہ جمیع کارخانہ بدستور قدیم مسلمانون کے حوالہ کردو اور مہمات ملکی مین داخل ندو اور عورات مسلمہ کو اپنے مکانون
سے نکال دو اور ظلم و تعدی سے دست کش ہو میدنی راے یہ سب امر قبول کرکے سلطان کی نہایت دلجوئی مین
مستعد اور سرگرم ہوا لیکن سالباہن پوربیہ کہ امراے راجپوت سے تھا سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ کرکے
اعمال ناشائستہ اور افعال نابائستہ سے باز نآتا تھا سلطان محمود نے وفور شجاعت سے باوجود اس جماعت
قلیل کے کہ دو سو مسلمان سے زیادہ نہ تھے بعضون مخصوصون سے یہ مشورہ کیا کہ جب مین شکار سے مراجعت
کرون اور میدنی راے اور سالباہن اپنے مکان کی سمت رخصت ہووین اثناے مراجعت مین دونون کو
ضربہاے شمشیر سے قتل کرکے بند بند سے جدا کرنا غرضکہ دوسرے دن جماعت موعود کو جابجا چھوڑ کر شکار
کیواسطے گیا اور معاودت کرکے خلوتخانہ مین داخل ہوا اور میدنی راے اور سالباہن رخصت ہوئے اسوقت
دس سوار کمین گاہ سے برآمد ہوئے اور دونون کو ضربہاے شمشیر سے وار کئے سالباہن مارا گیا اور میدنی راے کو
جو زخم کاری نہ پہونچا تھا اُسکے نوکر ہجوم کرکے مکان پر اُٹھا لیگئے راجپوت یہ سانحہ سنکر میدنی راے کے مکان
مین جمع ہوئے اور اُسکی بلا اجازت جنگ پر آمادہ ہوکر دربار کیطرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خلجی اگرچہ
عقل سے اُسکا ہاتھ خالی تھا لیکن شجاعت اور مردانگی مین اپنا نظیر نرکھتا تھا مع سولہ سوار اور چند پیادہ
مسلمان بہ نیت حصول نقد شہادت دولتخانہ سے برآمد ہوا اور کئی ہزار کافر خاسر کے مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوا
ایک راجپوت پوربیہ کہ مردانگی مین اشتہار رکھتا تھا اُسنے پہلے قدم میدان تہور مین رکھکر ایک وار سلطان پر
ڈالا سلطان نے اُسکی ضرب کو رد کرکے ایسی تلوار اُسکے ماری کہ مثل خیار دو ٹکڑے ہوکر جہنم واصل ہوا پھر
دوسرا راجپوت میدان جانستان مین خرامان ہوکر سلطان کے مقابل ہوا اور برچھے کا وار اُسپر ڈالا سلطان
نے اُس وار کو بھی خالی دے کر اُسکے بھی گلوے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا راجپوت یہ حال مشاہدہ
کرکے بغیر اسکے کہ جنگ مغلوبہ ہووے بھاگ کر میدنی راے کے مکان مین کہ احاطہ نہایت وسیع تھا در آئے
اور وہان دو بارہ جمعیت بہم پہونچا کر میدنی راے سے رخصت جنگ طلب کی میدنی راے نے یہ جواب
دیا کہ سلطان محمود نے اگر ارادہ میرے قتل کا کیا کچھ قصور نہین رکھتا اسواسطے کہ وہ میرا صاحب اور
ولی نعمت ہے تم میری حمایت سے دست بردار ہوکر اپنے مکان پر جاؤ کسواسطے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر سلطان
محمود شہید ہو گا سلاطین اطراف خصوص گجرات اور خاندیس اور برار اُسکے انتقام پر قیام کرینگے جب اُسنے
راجپوتون کی تسلی کی اور سلطان محمود خلجی کو یہ پیغام کیا کہ جو اس مدت مین خیر سگال نے نمک حلال کیا تھا اسوجہ سے ان
زخمون سے بچ گیا اگر فی الواقع اس نمک خوار کے قتل ہونے سے امور سلطنت انتظام پاوے مضائقہ نہین ہے

صحیح سرانجام جدا الن بہ تیغ انتقام ہوا سلطان محمود خلجی نے جب جانا کہ یہان زخمون سے نہ مریگا مقام صلح اور
ملائمت مین ہو کر فرمایا کہ اب مجھے دریافت ہوا کہ میدنی راے میرا خیر خواہ ہے اور کمال خیر خواہی سے راجپوتون
نا ہموار کو فتنہ و فساد سے باز رکھا سالبا ہین کہ بانی فساد اور مادۂ شورت تھا الحمد للہ کہ اسکا شر دفع ہوا
انشاء اللہ تعالی بعد اسکے بیخبر و خوبی امور سلطنت مین مشغول ہونگا اور بعد اسکے کوئی امر نوع مین آویگا اور میدنی راے
نے بھی بسبب ظاہر جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری مین قدم رکھا اور مین بعد گذشتہ سے کچھ زبان پر نہ لایا لیکن اپنی
حفاظت مین ہر وقت ہوشیار اور واقف تھا یہانتک کہ جب دربار مین آتا تھا پانسو آدمی ہتھیار بند اسکے ہمراہ رہتے
تھے لیکن اس وضع سے سلطان محمود خلجی بہ تنگ آیا ایک روز آ شنہ شکار کے بہانہ راجپوتون کو داد و دہش سے
نہایت خستہ اور ماندہ کرکے رات کو بیبی محبوبہ کو جسکا نام رانی کنیا تھا سوار کرکے مع چند پیادہ قلعہ سے برآمد ہوا
اور گجرات کی سرحد تک گھوڑے کی باگ نہ موڑی اور جب عہد گجرات سے آکے ساتھ سلطان تک پہنچا ہوئے
اور سراپردہ اور جمیع ما یحتاج حاضری اور عرضداشت سلطان مظفر کو لکھکر قدوم سلطان محمود خلجی سے خبر دی
سلطان مظفر نے قیصر خان اور تاج خان اور قوام الملک اور امراے کبار کو اسکے استقبال کو بھیجکر گھوڑے
عربی اور چند زنجیر فیل اور اسباب توشک خانہ اور فراشخانہ اور شربت خانہ اور چتر اور دیگر کارخانجات
کہ سلاطین کو درکار ہین ارسال کئے اور خود بھی چند منزل استقبال لیا بعد اسکے جب دربار مین ایک تخت پر
قران السعدین اور اجتماع نیرین واقع ہوا سلطان مظفر نے پرسش بزرگانہ فرماکر تحف و ہدایا سے شاہانہ
گذرانے اور آئین مروت اور جوانمردی کے تمام وجوہ سے رعایت اسکے بہم لطف و تفقد اسکے زخملے مطالب پر
رکھا اور ہمت والا نہمت ہمہ راجپوتان کی دفع اور سلطان محمود کا اجلاس تخت مندو پر مصروف کی اور
سامان اور سرانجام لشکر مہیا فرماکر ٩٢٣ھ نو سو تیئیس ہجری مین باتفاق سلطان محمود خلجی مالوہ کی سمت متوجہ ہوا
میدنی راے نے خبر نہضت سلطان محمود سنکر قلعہ شادی آباد اپنے فرزند نتھو راے کے سپرد کرکے بارہ ہزار سوار
اور پیادہ بیشمار اسکے پاس چھوڑے اور خود قلعہ دہار مین جاکر اسکے استحکام مین کوشش کی اور اسکے بعد جب
کہ سلطان مظفر قریب پہونچا لشکر گجرات سے مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکھی پانچ چھ ہزار سوار
اور پیادہ توپچی اور کماندار قریب دو ہزار نتھو راے کی مدد کے واسطے بھیجکر خود واسطے طلب امداد
چیتور کی طرف رانا سنگا کے پاس گیا اور سلطان مظفر قلعہ دہار کیطرف فروکش ہوا اور عرصہ قلیل مین
اسنے مفتوح کیا اور لشکر مالوہ مین قریب دس ہزار سوار اور پیادہ اطراف و جوانب سے جو میدنی راے
کی طرف سے پراگندہ اور متفرق ہوتے تھے سلطان محمود کے پاس جمع ہوئے اور دہار کے فتح ہونے کے
بعد سلطان مظفر نے بہ شوکت و عظمت تمام جاکر قلعہ مندو کو محاصرہ کیا اور عادل خان فاروقی حاکم آسیر کو
مع امراے کثیر رانا سنگا اور میدنی راے کے سر پر رخصت کیا اسطور سے کہ گجراتیون کے احوال مین تحریر ہوا
ہے اور ابتداے ٩٢٤ھ نو سو چوبیس ہجری مین قلعہ مفتوح ہوا اور علاوہ اسکے کہ راجپوتون نے اپنے تئین جوہر کرکے
جلایا اور قتل کیا تھا نو ہزار راجپوت روز فتح مقتول ہوئے اور سلطان محمود خلجی نے کہ پیچھے رہا تھا آن کر مبارکباد کہی اور
از روے اضطراب پوچھا کہ ہمارے واسطے خداوند جہان کیا فرماتے ہین سلطان مظفر نے از روے مردمی کے فرمایا

کہ سلطنت مالوہ کی تمہین مبارک ہوا ور یہ فرماکر فوراً قلعہ اُسکے سپرد کرکے اپنے اُردو کی طرف آیا دوسرے
دن سلطان محمود نے یہ پیغام دیا کہ آپ اور چند روز بعضے امور کی درستی اور سامان کے واسطے شہر مین
رہین اور خود کوچ کرکے رانا سنگا اور میدنی راے کی تنبیہ و گوشمال کو اُجین کی طرف متوجہ ہوا جب قلعہ دہار
مین آیا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ عادل خان اور امراے گجرات دیبالپور سے نہ گئے تھے کہ دشمن خبر فتح سنکر
چندیری کی سمت بھاگ گئے اور سلطان محمود اپنا سامان درست کرکے سلطان مظفر کے پاس دہار مین آیا اور
یہ التماس کی کہ آپ ایک روز قدم رنجہ فرماکر مندو کی طرف تشریف ارزانی فرماوین نہایت سرفرازی اور بندہ نوازی
ہوگی بیت ازان طرف نہ پذیرد کمال تو نقصان ؛ وزین طرف شرف روزگار من باشد ؛ سلطان مظفر اُردو کو دہار مین
چھوڑکر قلعہ شادی آباد مندو مین آیا سلطان محمود نے پٹکا خدمت کا کمر اطاعت پر باندھکر سر مجلس ایستادہ ہوکر
لوازم ضیافت مین قیام کیا پھر جشن اور شادی سے مفروغ ہوکر سلطان مظفر کو باغات اور مواضع مرغوبہ مندو کی
سیر و گشت کرائی اور رخصت کے دن پیشکش لائق گذرانی اور جو کچھ حق تواضع اور مہمانداری کا تھا بجالایا
اور چند منزل بطور مشایعت گجرات کی طرف گیا اور جو آصف خان گجراتی مع چند ہزار سوار سلطان محمود کی مدد
کے واسطے مقرر ہوا تھا اُسسے مراجعت مندو کی رخصت فرمائی اور سلطان محمود مندو مین رونق افزا ہوکر
امور جہانبانی مین مشغول ہوا اور مملکت کے بند و بست مین حتی الوسع کوشش کی اور جو چندیری اور
کاگرون تصرف میدنی راے اور قلعہ راسین اور بھیلسا اور سارنگپور سلہدی راجپوت کے قبضہ مین تھا
سلطان محمود خلجی انکے دفع کی فکر مین ہوا اور اول قلعہ کاگرون پر چڑھائی کی اور میدنی راے اس مرتبہ بھی رانا سنگا
سے ملتجی ہوکر اُسے مع لشکر فراوان کمک کو لایا اور اُسدن کہ جنگ واقع ہوگی سلطان محمود بہت مسافت طے
کرکے رانا سے سات کوس پر اُدھر فرودکش ہوا اور جب یہ خبر رانا سنگا کو پہونچی اُسنے امرا کو طلب کرکے یہ بات کہی بہتر یہی
کہ اسی وقت غنیم کے سر پر کہ ماندگی کے سبب قوت تردد کی نہین رکھتا ہو تاخت لاوین اور اپنا کام کرین یہ کہکر
سلاح جنگ لگاکر جنگ پر آمادہ ہوکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوا جب مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچا اور اُسکی افواج
آراستہ نمود ہوئی سلطان محمود خلجی جو بیخبر تھا سوار ہوکر اُردو سے برآمد ہوا اور امرا اور سپاہ اس حال سے واقف ہوکر
اُسکی ملازمت مین حاضر ہوئے ہرچند آصف خان گجراتی اور بعض امرا نے عرض کی کہ آج موقع جنگ کا نہین ہی
سلطان محمود خلجی نے کہ عقل سے بے بہرہ تھا کسی کے کہنے پر التفات نہ کی اور بے ترتیب صفوف جنگ مصاف
مین مشغول ہوا جیسا کہ طرفۃ العین مین تیس سردار نامی مع لشکر کثیر شہید ہوئے اور آصف خان گجراتی کہ شاہ
مظفر نے اُسکی کمک کے واسطے نامزد کیا تھا وہ بھی مع پانسو سوار گجراتی شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کیطرف
راہی ہوا اور لشکر مالوہ سے سواے سلطان محمود خلجی اور دس سوار کے کوئی معرکہ مین نرہا سلطان بوفور شجاعت
اس تصور سے کہ دس سوار سے کام نکر سکون گا اور پچاسو ہزار سوار مار نہین بھوڑتا بے فائدہ لشکر کفار پر کہ قریب
پچاس ہزار سوار کے تھی تاخت لایا اور ظاہر اُسکا قصد درجہ شہادت کے حصول سے تھا غرض وہ دسون سوار بھی
حملہ اول مین قتل ہوگئے اور سلطان محمود خلجی خنگ باد پا کو جولان کرکے دریاے حرب مین غوطہ زن ہوا اور اسقدر راجپوتون کو
جہنم واصل کیا کہ کارزار کی کہ راجپوتون نے انگشت حیرت دندان تفکر مین دبائی اور بہ وزخم اُسکے جوشن پر پہونچے جو کہ دو جوشن

اسکے زیب تن تھے پچاس زخم ان دونون سے گذر کر اُسکے بدن پر پہونچے تھے باوجود اس حال کے
زخم سے منھ نہ موڑا اور جب تک ایک رمق اُسمین قوت باقی رہی معرکہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا یہانتک کہ
راجپوتون نے ہجوم کیا اور سلطان خانۂ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا راجپوتون نے اُسے پہچانا اور زندہ
رانا سنگا کے پاس لے گئے اور راجپوتون کے سردارون نے زبان اُسکی مدح و ثنا مین کھولی اور بطور
اسکے گرد پھرتے تھے اور اُسکی بہادری اور شجاعت کی تعریف کرتے تھے اور رانا سنگا بھی اسے مقام مناسب مین
بٹھا کر دست بستہ اُسکے روبرو ایستادہ ہوا اور شرایط تعظیم اور لوازم تکریم اور خدمتگاری مین تقصیر نہ کی اور
سلطان کے زخمونکے معالجہ مین مشغول ہوا اور جو اس روز جنگ مین تمام اثاثہ سلطنت سلطان کا رانا اور
راجپوتون کے ہاتھ آیا تھا تاج مرصع سلطان ہوشنگ جو کہ زیب سر محمود شاہ تھا اس درمیان مین ندیکھا
زبان اُسکے طلب مین کھولی سلطان محمود خلجی نے اُسے بھی رانا کے سپرد کیا جب سلطان کے زخمون سے
اندمال کیا اور صورت مراد آئینہ تمنا مین مشاہدہ ہوئی رانا سنگا نے لوازم جوانمردی کو کام فرمایا ہزار راجپوت
سلطان محمود خلجی کے ہمراہ کرکے بعزت و حرمت تمام شادی آباد مندو مین بھیجا کر تخت پر بٹھا کر مراجعت کرین سلطان محمود
تیسری مرتبہ تخت شادی آباد پر اجلاس کرکے اپنی شکست و ریخت مین مشغول ہوا لیکن جو بہت ریاست ممالک
مالوہ سے امرا اور باغیونکے تصرف مین تھی اور رعایا حق اطاعت جیسا کہ چاہیے بجا نہ لائی تھی خلل عظیم اسکی
بادشاہی مین ظاہر ہوا اور سکندر خان سوائی بہت سے پرگنون پر متصرف ہوکر دم استقلال کا مارتا تھا اور
میدنی رائے چندیری اور رکاکرون اور دوسری جاگیرین بجنگ تغلب لیکر اطاعت نہین کرتا تھا اور اسیطرح
سے اور حکام بھی اطراف اور سرحدون مین قدم اندازہ سے باہر رکھکر ضعف سلطنت کے باعث ہوئے
تھے اور سلطان محمود خلجی بخلاف سلطان محمود ماضی انار امید برہانہ کے مدار کار سلطنت کو شمشیر پر رکھکر تدبیر اور
عقل کو درمیان مین راہ ندیتا تھا ۹۲۶ھ نوسو چھبیس ہجری مین سہلدی پوربیہ کے دفع کے واسطے روانہ
ہوا اور اُسنے راجپوت بہت جمع کرکے میدنی رائے سے کمک طلب کی اور سارنگپور کے نواح مین صفوف
جنگ آراستہ کرکے سلطان سے بمقابلہ پیش آیا پہلے لشکر اسلام کو متفرق او ر پریشان کرکے ظفریاب ہوا اور فوج
اُسکی تاراج مین مشغول ہوئی سلطان محمود خلجی کہ قطب کے مانند فوج قلیل سے پائے ثبات زمین کین مین
قائم رکھتا تھا فرصت پاکر سہلدی پوربیہ پر حملہ آور ہوا اور بدترین وجہ سے اُسے شکست دی اور ہنگام تعاقب
چوبیس زنجیر فیل لے کر سارنگپور کو اُسکے تصرف سے برآوردہ کیا اور سہلدی راجپوت جاگیر قدیم پر قانع ہوکر
اظہار اطاعت پر سرگرم ہوا سلطان محمود خلجی نے اُسے غنیمت جانکر دار السلطنت شادی آباد مین مراجعت
فرمائی اور ۹۲۳ھ نوسو تیئیس ہجری مین جب امرا سلطنت گجرات نے سلطان بہادر شاہ گجراتی سے تعلق پکڑا
شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ گجراتی بھاگ کر شادی آباد مین آیا سلطان محمود خلجی نے جو شاہ مظفر کا
رہین احسان تھا اُسکے اعزاز و تکریم مین کوئی دقیقہ از دقائق مروت فروگذاشت نہ کیا اور رضی الملک
جو گجرات کے امرائے معتبر سے تھا بہادر شاہ کے دبدبہ اور صولت سے بھاگ کر فردوس مکانی ظہیر الدین
محمد بابر بادشاہ سے ملتجی ہوا اور ہمت اسپر مصروف کی کہ بہادر شاہ کو معزول کرکے چاند خان کو قائم مقام

اُسکا کرے اور اسی نیت سے آگرہ سے شادی آباد مندو مین آیا چاند خان سے مشورہ کرکے پھر آگرہ مین گیا جب یہ خبر سلطان بہادر گجراتی کو پہونچی ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ محبت اور اخلاص سے بہت تعجب ہوا کہ حرامخوار کو آپ نے چھوڑ دیا ہے کہ چاند خان کے پاس آن کر فتنہ انگیزی کرکے پھر آگرہ مین جاوے اتفاقاً رضی الملک ارکان دولت فردوس مکانی سے کچھ کلام کرکے دوبارہ شادی آباد مندو مین آیا اور پھر پلٹ کر آگرہ مین گیا لیکن اس مرتبہ شاہ کچھ زبان پر نہ لایا سلطان محمود خلجی کے اندیشہ مین ہوا جو زوال دولت خلجیہ آپہونچا تھا سلطان محمود خلجی اُسکے تدارک کی فکر مین نہوا اور جسوقت رانا سنکا کی خبر فوت پہونچی اور اُسکا بیٹا رتنسی قائم مقام ہوا سلطان محمود نے شرزہ خان کو بھیجکر بعضے قصبات چیتور کو تاخت تاراج فرمایا اور رتنسی جو کم توجہی اور رنجش سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کی نسبت سمجھ چکا تھا لشکر فراہم لاکر مالوہ کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود کو پہونچی اُسکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اُجین سے گذر کرکے سارنگپور گیا جو سکندر خان فوت ہوا تھا اُسکے منھ بولے فرزند کو کہ دراصل وہ بیٹا روغن فروش کا تھا سیواس سے مدد کیواسطے طلب کرکے اور پرگنے اُسکی جاگیر قدیم پر اضافہ فرمائے اور سہلدی پوربیہ سلطان محمود خلجی سے متوہم ہوکر باتفاق معین خان رتنسی راناکے پاس گیا اور وہان سے معین خان بھوپت ولد سہلدی پوربیہ نے ہمراہ سنبلہ کے حوالی مین شاہ بہادر گجراتی کے دربار مین جاکر اپنے ولی نعمت کی شکایت تحفۂ مجلس کی سلطان محمود مضطرب ہوا اور دریا خان لودھی کو سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ حقوق اس سلسلہ کے مجھپر بہت ہین اور مسافت تھوڑی باقی رہی چاہتا ہون حضور مین پہونچکر مبارکباد سلطنت کہون سلطان بہادر نے جیساکہ اُسکے وقائع مین مذکور ہوا جواب آدمیانہ دیا اور بکوچ متواتر آب کرجی کے کنارہ پہونچکر نزول کیا اور اُس منزل مین رتنسی اور سہلدی پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے سلطان محمود سے شکایت کی اور رتنسی اُسی منزل سے رخصت ہوکر اپنے مقام مین گیا اور سہلدی سلطان بہادر کی اُردو مین کہ امیدوار سلطان محمود کے آنے کا تھا متوقف ہوا اور سلطان محمود تیشہ ناکامی اپنے پاے دولت مین مارکر ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکرونکے دفع کرنے کے بہانہ سے سیواس کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک دن شکار مین مشغول ہوکر گھوڑے سے گرا کہ اُسکا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اسے فال بد سمجھکر فسخ عزیمت کی اور شادی آباد مندو مین جاکر قلعہ داری کے سامان مین معروف ہوا **بیت** چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نیاید بکار ٭ سلطان بہادر گجراتی سلطان محمود کی ملاقات سے قطع نظر کرکے شادی آباد مندو کی سمت راہی ہوا اور ہر منزل مین سلطان محمود خلجی کے ملازم فوج فوج آن کر اُسکے شریک ہوتے تھے اور شرزہ خان حاکم دہار بھی اُس سے موافق اور ملحق ہوا اور جب یہ ظفر آباد نعلچہ مین پہونچا قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچے تقسیم کئے اور سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمی سے قلعہ مین متحصن ہوا ہر شب ایک بار جمیع مورچون پر پہونچتا تھا اور سلطان غیاث الدین کے مدرسہ مین استراحت فرماتا تھا جب اسے اہل قلعہ کا نفاق معلوم ہوا مدرسہ سے اپنے محلون مین جاکر عیش و طرب مین مشغول ہوا اور بعضے نیک اندیشہ اس بارہ مین جو اُسے سمجھاتے تھے کہ یہ عیش کا کیا محل اور موقع ہے انھین یہ جواب دیتا تھا کہ اب انفاس واپسین کا

سنہ ۹۳۷

سلطنا ہی چاہتا ہون اُنھین عیش و عشرت مین بسر کر دن پھر شعبان کی نوین تاریخ ۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری مین صبح صادق کے وقت نشان دولت بہادر شاہی افق قلعہ سے طالع ہوا اُسی وقت چاند خان کہ مایہ فساد و نزاع تھا قلعہ سے نکلکر دکن کی سمت بھاگا اور سلطان محمود خلجی مسلح ہو کر مع ایک جماعت قلیل بہادر شاہ کے مقابل آیا اور طاقت مقابلہ کی اپنے مین نہ دیکھکر پلٹ گیا اور جو آفتاب دولت خلجیہ نے اوج بلندی سے پستی کی طرف میل کیا تھا باوجود فرصت اور قدرت قلعہ سے ولایت کے درمیان نہ گیا اور ہزار سوار لیکر اپنے حرم کے قتل پر آمادہ ہوا بیت چو بخت کسے رو نہد در زوال ؛ بہ تدبیر نیز سے گر آید کہ گردد وبال ؛ لیکن جس وقت محلون مین پہونچا ایک جماعت مانع ہوئی اور یہ فہمائش کی کہ بہادر شاہ گجراتی تمھاری حفظ و ناموس مین جیسا کہ چاہیئے کوشش کریگا بہتر یہ ہے کہ قلعہ سے باہر نکلجاوین اور لشکر جمع کر کے دشمن کے دفع مین مشغول ہوجین یہ ذکر ہوتا ہی تھا کہ بہادر شاہ گجراتی محلات کے گرد آپہونچا اور لعل محل کے کوٹھے پر برآمد ہو کر آدمی سلطان محمود کی طلب مین بھیجا سلطان اپنے سرداروں کو چھوڑ کر مع سات سوار بہادر شاہ کے پاس آیا سلطان بہادر شاہ نے اسکی تعظیم کے واسطے قیام کر کے معانقہ کیا اور سلطان محمود بہادر شاہ کے بیٹھنے کے بعد کچھ درشتی کر کے خاموش ہوا لیکن علامت تغیر اُسکے بشرہ پر ظاہر ہوئی اور وہ حرف کہ اُسکی زبان پر آیا یہ تھا کہ امرا کو جنھے امان دی وہ سب اپنے مکان پر جاوین اور بعضے نسخون مین نظر سے گذرا کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی مقام عفو مین تھا جب سلطان محمود نے درشتی کی حکم حبس فرمایا اور جمعہ کے روز منبرون پر شادی آباد منڈو کے خطبہ پڑھا اور ماہ شعبان کی چودھوین شب کو دو ہزار پیل اور کوس منزل دہو مین آصف خان کے اردو پر شبخون لیگئے اور اُسی لحظہ سلطان محمود نے نماز سے فارغ ہو کر سر ایک بالین پر رکھا تھا کہ شور اور غوغا بلند ہوا جب بیدار ہوا القصد گریز اپنے پاؤن کی زنجیر توڑی اس درمیان مین نگہبان واقف ہوئے اور اس خوف سے کہ مبادا اسکے ہوا دار شبخون لانے ہون اور یہ انسے ملحق ہو کر مملکت مین فساد برپا کرے اُسی ساعت شہد بلا اُسکے حلق زندگی مین ڈال کر شہید کیا آصف خان نے علی الصباح اُسے غسل و کفن دیکر اُسی مکان مین حوض دھور کے کنارہ مدفون کیا اور اُسکے بیٹون کو محمد آباد چینانیر مین قید کیا اور عرصہ قلیل مین محمد شاہ بن ناصر الدین کے سوا جو بابر شاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اُس خاندان سے کوئی وارث نہ رہا سلطنت خلجیہ مالوہ آخر ہوئی اور دولت اُنکے سلسلہ کی حکام مملکت گجرات مین منتقل ہوئی یہان تک ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری تک حکومت اُس دیار کی اُس جماعت کے قبضہ اقتدار مین رہی بعد اُسکے جیسا کہ مذکور ہوتا ہی تھوڑے عرصہ مین دست بدست ہو کر ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری مین اکبر شاہ کے قبضہ قدرت مین آئی اور بزرگون نے سچ فرمایا ہی کہ دنیا مکارہ ہے سیاہ چشم اور بدکارہ ہے سفید چشم گندم نما ہے جو فروش اور عجوزہ ہے پرنیان پوش طالب اُسکا ابتدا مین خود رفتہ اور بیہوش رہتا ہے اور آخر کو غم و اندوہ مین مبتلا ہو کر شور و خروش کرتا ہے ابیات مشعبد جہانیست فرتوت سر ؛ کند کار دیگر نماید دگر ؛ بخواند بمہر و براند بہ کین ؛ ہمہ کار او جاودان این چنین ؛ ندانی چو خواندت کجا خواندت ؛ ندانی چہ راندت کجا راندت ؛ نہ اول بکام تو بود آمدن ؛ نہ آخر بہ کام تو باید شدن ؛ بہر کام دل زیستن چون توان ؛ میان دو ناکامی اندر جہان

تذکرہ زوال دولت خلجیہ مالوہ اور بیان اس ملک پر سلطان بہادر شاہ گجراتی وغیرہ کے تسلط اور غلبہ کا

اسطرح مرقوم خامۂ تحقیق ہوا کہ بعد سلطان محمود خلجی کے سلطان بہادر شاہ گجراتی نے مملکت خلجیہ پر غلبہ پایا اور امراے مالوہ کو جو مقام اطاعت اور دائرہ فرمانبرداری مین تھے انھین الطاف خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور سلہدی پوربیہ نے اسلیئے کہ وہ سب سردارون سے بیشتر اُسکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اُجین اور سارنگپور اور رائسین جاگیر پائی اور آخر کو جیسا کہ طبقۂ گجراتیون مین بیان ہوا بہادر شاہ کے جنگ غضب مین گرفتار ہوا اُسنے قلعہ رائسین مین اپنے تئین ہلاک کیا اور اُسکا بیٹا بھوپت حضور سے بھاگا سلطان بہادر شاہ نے اُجین دریا خان لودھی اور رائسین عالم خان حاکم کالپی اور شادی آباد اختیار خان کے تفویض کرکے محمد آباد چنپانیر کی طرف عازم ہوا بعد اسکے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے جسوقت کہ گجرات کو فتح کرکے زیر نگین کیا بہادر شاہ گجراتی بندر دیپ کی سمت بھاگا انحضرت نے شادی آباد مندو مین آنکر خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنے متعلقون کے اسطور سے کہ اپنے مقام مین مذکور رہوا سپرد کیا جب آگرہ مین تشریف لیگیا ملوخان بن ملوخان کہ غلامان خلج اور امراے کبار سے تھا رونق لایا اور بعد ایک سال لشکر چغتائی کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اپنا نام قادر سلطان رکھا اور قصبہ بھیلسہ سے آب نربدہ تک متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور بھوپت اور پورنمل سلہدی پوربیہ کے بیٹے قلعہ چتور سے برآمد ہوکر قلعہ رائسین اور اُس نواح کو اپنے قبضہ مین لاے اور اطاعت سلطان قادر کی کرکے پیشکش بھیجی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شیر خان افغان سور نے ایسے وقت مین کہ جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ اُسکے دفع کرنے مین مشغول تھا بنگالہ سے ایک فرمان لکھکر مزین بمہر و طغرا کرکے بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ جب سپاہ مغل بنگالہ مین داخل ہووے یہ مخلص مستدعی اس امر کا ہے کہ آنعزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہووین یا فوج بھیجکر آگرہ کے اطراف مین خلل اندازی کرین تو مغل سراسیمہ اور بد حواس ملک سے دست کش ہووین اور ہمین دیگر ملک کشائی کی فرصت ہووے سلطان قادر شاہ شیر شاہ سور کے فرمان لکھنے سے آشفتہ ہوا اور اپنے منشی سے یہ فرمایا کہ تو بھی اسکے درجواب فرمان لکھکر اُسپر ہماری مہر ثبت کرکے روانہ کر منشی نے اُسکے حکم کے موافق عمل کیا یعنی فرمان لکھکر مہر اُسپر کرکے روانہ کیا اسصورت مین سیف خان دہلوی کہ اُسکا ندیم تھا اور ہمیشہ ازروے گستاخی باطن راست بے تکلف عرض کرتا تھا وہ عرض پیرا ہوا کہ شیر خان بالفعل بادشاہ بنگالہ اور جونپور ہے اور اسقدر سپاہ اور شوکت رکھتا ہے کہ شاہ دہلی کے مقابلہ کو آیا ہے اگر وہ آپ کو فرمان لکھکر مہر اُسپر ثبت کرے بجا ہے قادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بادشاہ بنگالہ اور جونپور کا ہے مین بھی افضال ربانی اور توفیق سبحانی سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہون جبکہ وہ ہمسے طریق ادب جاری نہین رکھتا ہمین کیا ضرور ہے کہ اُس سے بفروتنی پیش آوین اور اُسکی حرمت کی رعایت رکھین بعد اسکے کہ فرمان قادر شاہ کا شیر شاہ کے ملاحظہ مین گذرا نہایت طیش کھا کر آزردہ ہوا اور مہر کاغذ سے اکھاڑ کر یادگاری کے واسطہ غلاف خنجر مین لگادی کہ [illegible] تعالی ملاقات اور حضوری کیوقت سبب اس گستاخی کا استفسار کیا جاویگا اور بعد اسکے [illegible] کرکے سلطان اعظم ہندوستان اپنے تصرف مین لایا اور پھر ۹۴۹ھ نو سو انچاس ہجری مین

بہ قصد تسخیر مملکت مالوہ نہضت فرمائی جب وہ سارنگپور کے اطراف مین پہونچا قادر شاہ اُس بے ادبی سے زیادہ تر ہراسان ہوکر انجام کی فکر مین ہوا سیف خان دہلوی کہ مصاحب اُسکا تھا اُسنے یہ فہمائش کی کہ جو آپ اُسکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے مناسب یہ ہی کہ آپ بخناج استعجال یکایک جاکر اُس سے ملاقات کرین قادر شاہ کو یہ راے پسند آئی اُجین سے بطور یلغار سارنگپور کی طرف روانہ ہوا اور شیر شاہ سور کے دربار مین پہونچکر حقیقت حال حجاب کی عرض کی شیر شاہ افغان نے اُسے اپنے روبرو طلب کرکے خلعت خاص سے سرفراز کرکے نظر الطاف اُسپر حد سے زیادہ مبذول فرمائی اور پوچھا کہ کہان فرودکش ہوا ہے کہا فلان مقام مین پھر شیر شاہ نے اپنا پلنگ خاص مع جامہ خواب اور اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور پھر دوسرے دن کوچ کرکے اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور شجاعت خان کہ اُسکے مقربون سے تھا اُسے حکم دیا کہ مہمان عزیز کی مہربانی سے خبردار رہنا اور اُسے جس شی کی ضرورت ہو سرکار سے دینا اور جب وہ خطہ اُجین مین پہونچا شیر شاہ افغان نے سلطان قادر کے بخلاف توقع طمع اس ملک کی کی اور اُسی قیت بالکھنوتی اُسے دیکر حکم کیا کہ اپنے عیال اور متعلقون کو وہان بھیجکر خود ہماری خدمت مین رہے قادر شاہ صحبت نئی اور رنگ تازہ دیکھکر ناچار اپنے عیال واطفال کو اُجین سے برآوردہ کرکے اُس باغ مین جو اُردو اور قصبہ کے درمیان تھا فرودکش ہوا اور اُنہی چند روز مین معین خان سکندر خان میواتی کے منھ بولے فرزند نے بھی آن کر شیر شاہ کی ملازمت کی اور سکندر خان خطاب پاکر جاگیر لایق سے سرفراز ہوا ایک روز قادر شاہ اپنے مکان سے شیر شاہ کے دربار مین جاتا تھا اثناے راہ مین چند مغلون کو جنھین پٹھانون نے اسیر کیا تھا دیکھا کہ بیلداری اور گلکاری مین اشتغال کرکے ہمیشہ اُسکی اُردو کے گرد خندق بناتے ہین اور جب سلطان قادر شاہ اُنکے قریب سے گذرا اُنھین سے ایک شخص نے یہ مصرع پڑھا مصرع مراے بین بدین احوال وفکر خویشتن میکن قادر شاہ متنبہ ہوا اور اپنے دل مین یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو بھی شیر شاہ کی ہمراہی اور رفاقت مین رہیگا یقین ہی کہ تجھے بھی بیلداری اور گلکاری کا حکم فرمادیگا بہتر یہ ہی کہ اسکی رفاقت ترک کیجیے اور جان بوجھکر تیشہ اپنے پانوں پر نہ ماریے اسکے بعد بھاگنے کی فکر مین ہوا شیر شاہ نے فوراً یہ امر دانائی سے دریافت کیا اور شجاعت خان سے فرمایا کہ قادر شاہ کے حرکات اور سکنات بیجا سے مین نہایت آزردہ ہون اور مین خوب جانتا ہون کہ وہ مجھسے وفا نکریگا لیکن جو کہ وہ بے طلب میری ملازمت مین حاضر ہوا ہی اسواسطے مین اُسے گوشمالی نہین دے سکتا اب اس سے کچھ نہ کہو خواہ رہے خواہ بھاگ جاوے بعدہٗ اُسے گرفتار کرکے اُس گناہ پر مواخذہ کرین قضارا قادر شاہ فرصت پاکر بھاگا شیر شاہ نے ایک جماعت اُسکے تعاقب مین نامزد فرمائی اور وہ اُنکے ہاتھ نہ آیا آخر پلٹ آئی شیر شاہ نے بدیہہ یہ مصرع پڑھا مصرع با ماچہ کرد دیدی ملو غلام گیدی ؀ اور شیخ عبدالحی بیٹا شیخ جمال شاعر کا کہ شیر شاہ کے مصاحبین مین منتظم تھا اُسنے دوسرا مصرع کہا مصرع تولیست مصطفےٰ را الاخیر فی العبدی شیر شاہ افغان نے سلطان قادر شاہ کے بھاگنے کے بعد چند روز اُجین مین مقام کرکے ولایت مالوہ کو امرا پر قسمت کیا اور قصبہ اُجین اور سارنگپور اور دیگر پرگنے شجاع خان کو جاگیر دے کر اُس مملکت کا سپہ سالار کیا اور خود کوچ کرکے قلعہ رنتھنبور کی طرف اور دہلی سے لاہور تک دو دو کوس کے

فاصلہ پر سرائین اور مسافر خانہ تیار کر کے حکم کیا کہ مسافرون کو کھانا دیتے رہین اور جو شیر شاہ نے قادر شاہ کے مفرور ہونے کے بعد اس خیال سے کہ ایسا نہو سکندر خان بھی بھاگ جاوے اُسے قید کیا تھا اُسوقت نصیر خان اُسکا بیٹا سیواس سے لشکر جمع کر کے شجاع خان کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے اخوان اور انصار سے یہ بات کہی کہ تم شجاع خان کو کسی ڈھب سے زندہ گرفتار کر دتو ہم اوسے سکندر خان کے عوض قید رکھین اور اس تقریب سے اُسے زندان ستم سے رہا کرائین ہنگام اشتعال نائرہ قتال نصیر خان اور اُسکے بعضے نوکرون اور مصاحبون نے اپنے تئین شجاع خان کے پاس پہونچایا اور اُسکا گریبان اور دبال پکڑکر کشان کشان اپنی فوج مین راہی ہوئے اس درمیان مین مبارک خان شروانی نے اس حال سے آگاہ ہو کر شجاعت اور تردد مردانہ شجاع خان کے پاس پہونچکر اُسے رہا کیا لیکن اس کوشش اور کشش مین ایک پاتون اُسکا ساق سے جدا ہوا اور جب ضعف اُسپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا نصیر خان کے آدمیون نے ہجوم لاکر اُسکا سرتن سے جدا کیا چاہتے تھے کہ راجہ رام گوالیار کا راجہ باتفاق راجپوتان تاخت کر کے اُسپر جا پڑا نصیر خان جو کچھ حق تردد اور مردانگی تھا بجا لایا چونکہ فتح نصرت کوشش سے میسر نہین ہوتی ہزیمت پائی اور ولایت کنڈواڑہ مین پناہ لی اور شجاع خان کو کہ پانچ چھ زخم منھ اور بازو اور گردن پر رکھتا تھا چادر مین ڈالکر دائرہ مین لیگئے ابھی اُسکی زخم دوزی اور مرہم پٹی نہوئی تھی کہ حاجی خان حاکم دہار کا خط اس مضمون کا آیا کہ سلطان قادر شاہ مع جمعیت وافر پانسو سوار سے میرے مقابلہ کو آیا ہے اور آج کل مین آتش حرب شعلہ زن ہوا چاہتی ہے شجاع خان یہ سنتے ہی اُسی وضع سے پالکی مین بیٹھکر بطور تاخت دہار کیطرف متوجہ ہوا اور آدھی رات کو اپنے تئین مع ڈیڑھ سو سوار حاجی خان کی اُردو مین پہونچایا اور حاجی خان کو کہ سوتا تھا بیدار کر کے اُسی وقت بنیاد جنگ قائم کی اور سلطان قادر شاہ کو شکست دیکر اسطرح گجرات کی طرف بھگایا کہ دوبارہ اُسے جنگ کا حوصلہ باقی نرہا اور شجاع خان کی روز بروز قوت اور شوکت بڑھنے لگی اور تمام سرزمین مالوہ بلا جنگ اُسکے تصرف مین آئی اور جب شیر شاہ افغان سور نے قلعہ کالنجر مین سرمایۂ حیات کو آتش فنا سے جلایا سلیم شاہ افغان سور اُسکا قائم مقام ہوا اور وہ ہر چند کہ شجاع خان سے ناراض اور ملکدر تھا اُسکی طرف سے دل صاف نرکھتا تھا لیکن چونکہ دولت خان منھ بولا فرزند شجاع خان کا مقرب درگاہ اور نہایت قرب اور منزلت رکھتا تھا اُسکی دلجوئی کیواسطے التفات ظاہری سے دریغ نکرتا تھا اور اپنے باپ کے عہد کے موافق اُس ملک کی زمام مہام اُسکے سپرد کر کے اُسکے اعزاز واحترام مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتا تھا یہانتک کہ عثمان خان نام ایک شخص ایک روز شراب پیکر دیوانخانہ مین آیا اور حالت نشہ مین ستوانترآب دہن فرش پر گرایا فراش مانع ہوا عثمان نے ایک طمانچہ اُسکے منھ پر مارا اس سبب سے شور و غوغا بلند ہوا اور جب یہ ماجرا شجاع خان کے گوش زد ہوا فرمایا کہ اس سے چند گناہ سرزد ہوئے ہین اول یہ کہ اُسنے شراب پی دوسرے اُس حالت مین دیوانخانہ مین آیا تیسرے فراش کو مارا یہ کہکر اُسکے دونون ہاتھ قطع کر کے چھوڑدیا عثمان خان زندہ رہا اور گوالیار مین کہ سلیم شاہ افغان سور کا دارالحکومت تھا جا کر یہ ماجرا عرض کیا سلیم شاہ نے کچھ جواب ندیا اور بعد ایک مدت کے جب شجاع خان گوالیار مین گیا عثمان خان دوبارہ دادخواہ ہوا سلیم شاہ سور نے اُس سے یہ بات کہی کہ تو خود جا کر اپنا انتقام لے مشغول ہے کہ جب یہ خبر شجاع خان کو پہونچی نہایت آزردہ ہوا اور کلمات

تھا اور حرف ناملائم خان کی نسبت زبان پر لایا غرضکہ ایک دن پالکی پر سوار ہو کر قلعہ گوالیار مین سلام کیواسطے جاتا تھا جب بنیا یون کے دروازہ پر پہونچا دیکھا کہ عثمان خان اپنے تئین پارچہ کہنہ مین لپیٹے ہوے ایک دوکان مین بیٹھا ہے شجاع خان نے چاہا کہ اُسکا احوال پوچھے اور دلاسا دیوے کہ ناگاہ عثمان خان نے دوکان سے کود کر بہ نہایت چالاکی ایک ضرب شمشیر شجاع خان کے بدن پر رسید کی شجاع خان کے سپاہیونے تو عثمان کو جو ہمراہ اردلی مین جاتے تھے فی الفور اُسے گرفتار کر کے قتل کیا پھر دیکھا کہ اُسنے ایک ہاتھ لوہے کا بنا کر بجاے دست مقطوع نصب کر کے اُسی دست جعلی سے ایک ضرب ڈالی تھی شجاع خان پلٹ کر اپنے مکان پر گیا اور اُسکے بیٹون اور عزیزون نے اُسکی قبا بر آوردہ کر کے دیکھا کہ اُسکے بائین پہلو پر زخم خفیف ہو گیا ہے اور سبب اسکا یہ تھا کہ ضارب مذکور کا ہاتھ جو قوت نرکھتا تھا زخم اوچھا پڑا تھا لوگون نے دیکھکر شور و غوغا بلند کیا اور سلیم شاہ کو کنایۃً برا بھلا کہنے لگے سلیم شاہ اس ماجرے سے آگاہ ہوا اور اعیان دولت کو اول مزاج پرسی کیواسطے بھیجا اور خود بھی ارادہ کیا کہ عیادت کو جاوے شجاع خان کو خبر ہوئی آنے سے مانع ہوا کسواسطے کہ وہ جانتا تھا اُسکے عزیز و اقارب اور مصاحب عثمان خان کی جرات کو جو ظہور مین آئی ہے سلیم شاہ سور کی تحریک اور اغوا پر گمان کرتے ہین اُنکی بیباکی اور بے اعتدالی سے اندیشہ کرتا تھا کہ مبادا [illegible] درقصد طرل کھینچے سلیم شاہ سور کو یہ پیغام بھیجا کہ بندہ غلام اور خانہ زاد قدیم ہے اور سب پر یہ امر ظاہر ہے کہ کمترین نے اپنی جان کا لحاظ و پاس دکیا فقط چھتیس آدمیون کے اتفاق سے آپکا علم دولت بلند کیا اور اب بھی اگر زندہ بچا ایک نہ ایک روز آپ کے کام آؤنگا میری عرض یہ ہے کہ آپ قلعہ سے بر آمد نہون انشاء اللہ تعالے بعد صحت بندہ خود ملازمت مین حاضر ہوگا اور جو شجاع خان سلیم شاہ کا رکن اعظم تھا اور حقوق خدمت بہت رکھتا تھا سلیم شاہ شجاع خان کی باوصف ممانعت نہ سمجھا کہ کیا کہتا ہے اور اُسکا مقصد کیا ہے اس روز تامل کر کے دوسرے دن اُسکی پرسش کو خود گیا اور فتح خان شجاع خان کا خالو جو نہایت قوی اور شجاع تھا اور کوئی شخص قوت جسمانی سے اسکا پنجہ نہ پھیر سکتا تھا اُسنے جب دیکھا کہ سلیم شاہ سراپردہ کے قریب تنہا آیا ہے مار دم بریدہ کی طرح اُسنے پیچ و تاب کر کے ارادہ غدر کا کیا اور شجاع خان کے بڑے بیٹے سے کہ جسکا نام میان بایزید اور مشہور بازبہادر تھا بہ ایما و اشارہ اُس سے اس مقدمہ مین مشورہ کیا چنانچہ وہ بھی اس امر مین شریک ہوا اور شجاع خان نے اس حال سے اطلاع پائی فتح خان کو اس بہانہ سے کہ گھوڑے پیشکش کے واسطے تیار کر کے باہر بھیجا اور بعد ایک لحظہ کے سلیم شاہ سے التماس معاودت کی یعنے آپ اپنے یہان سے تشریف لیجائیے اور یہ بھی کہا کہ پھر تصدیع نہ کیجیے گا بندہ ملاحظہ کرتا ہے کہ مبادا حقوق خدمت سالہا سال کے ضائع ہون اور علم دولت کا کہ اس محنت سے برپا ہوا ہے سرنگون ہووے الغرض شجاع خان نے چند روز کے بعد غسل کیا اور صدقے اور نذرین بہت مستحقون کو دے کر دوسرے دن سلیم شاہ کے سلام کو گیا چنانچہ سلیم شاہ نے سو گھوڑے اور سو بقچہ قماش نفیس بنگالہ کے اُسے انعام دئے اور نہایت الطاف ظہور مین پہونچایا اور شجاع خان اس تلطفات یعنے ظاہرداری کو نفاق سمجھکر اُس مجلس کو جس طور سے ممکن ہوا بسر لے گیا اور اپنی منزل مین جا کر نوکرون سے یہ بات کہی کہ یہانسے اسباب اپنا لادکر کوچ کی طیاری کرو کہ ہم دوسرے مقام مین فروکش ہونگے یہان غلاظت اور عفونت بہت ہو گئی ہے بعدہ جب تمام ہمراہی اسباب لادکر مسلح ہونے

کوچ کا نقارہ بجاکر سوار ہوا گوالیار سے سانگپور کی طرف متوجہ ہوا اور سلیم شاہ افغان سور یہ حال مشاہدہ کرکے غضب مین آیا اور کچھ سپاہ اُسکے تعاقب مین تعین فرمائی اور سامان لشکر درست کرکے خود بھی اُسکے پیچھے روانہ ہوا اور شجاع خان سارنگپور مین پہونچکر فوج کی فراہمی مین مصروف ہوا جب سنا کہ سلیم شاہ آتا ہی تغیر مکان کے اندیشہ مین ہوا لیکن بعضے آدمیون نے جنگ کی رغبت کی اُسنے جواب دیا کہ سلیم شاہ میرا ولی نعمت زادہ ہی مین اس سے ہرگز مقابلہ نکرونگا اور کوئی شخص میرے رفقا سے اس امر کا ارادہ نکرے جب سلیم شاہ بہت قریب آیا شہر سے برآمد ہوا اور اپنے عیال و اطفال لیکر بانسوالہ کی طرف گیا سلیم شاہ مالوہ کو اپنے تصرف مین لایا اور عیسی خان سور کو مع بیس زنجیر فیل اور دو ہزار بلدہ اُجین مین چھوڑکر خود گوالیار کی سمت مراجعت فرمائی اور شجاع خان نے باوجود قدرت اور استعداد کسی طرح کی مضرت ولایت مالوہ مین نہ پہونچائی اور سلیم شاہ افغانان نیازی کے فساد کے سبب سے لاہور کی روانگی کا ارادہ رکھتا تھا دولتخان جو سلیم شاہ کا معشوق تھا اُسنے شجاع خان کے عفو گناہ کی استدعا کرکے شجاع خان کو دربار مین بلا کر ملازمت سے سرفراز کرایا سلیم شاہ نے قلم عفو اُسکے جرائم پر کھینچا ایک سو ایک گھوڑا اور خلعت اور ایک دست طمنت اور آفتابہ طلائی مرحمت کیا اور ولایت رائسین اور سارنگپور اور بعضے محال اور بھی اُسے جاگیر دے کر سپہ سالار کیا اُسکے بعد سلیم شاہ قضاے الہی سے مرگیا اور مبارز خان عدلی اُسکا قائم مقام ہوا اسنے بھی بدستور سابق ولایت مالوہ شجاع خان کے قبضہ اقتدار مین سونپی شجاع خان نے وہ مملکت اپنے فرزندون اور اعوانون پر تقسیم کی اُجین اور رلولاہی دولت خان کو اور اُجالا اور رائسین اور بھیلسہ ملک مصطفی اپنے چھوٹے بیٹے کو ارزانی رکھا اور خود سارنگپور مین دیوار امیست پر پشت دے کر بیٹھا اور جب ایک مدت منقضی ہوئی سلطنت دہلی نے خلل قبول کیا ہر شخص نے گوشہ مین پناہ لی شجاع خان نے طرز شاہانہ اختیار کرکے چاہا کہ خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کرے لیکن فلک نے فرصت ندی اُسکے چند روز کے بعد یعنی آخر ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی اور اُسکا بڑا بیٹا بایزید جسکا خطاب بازبہادر تھا قائم مقام ہوا شجاع خان کی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ برس تھی اور قصبہ شجاعلپور کہ اُجین کے قریب ہی اُسی کا آباد کیا ہوا ہی اور بھی آثار اور یادگار اُسکے مالوہ مین بہت ہین

بیان بازبہادر کے تخت مالوہ پر بیٹھنے اور تذکرہ اُسکی گرفتاری کا امراے اکبری کے ہاتھ سے

شجاع خان کے بعد فوت اُسکا بڑا بیٹا ملک بایزید نے اپنے تئین ہندویہ سے سارنگپور مین پہونچایا اور اثاثہ حشمت اور سلطنت پدر پر متصرف ہوا دولت خان اُسکے ساتھ بمقام مکابرہ پیش آیا جو کہ وہ سلیم شاہ کے نزدیک معزز اور محترم تھا تمام لشکر مالوہ اُسکے ہواخواہان ہوے کہ میان بایزید نے اپنی والدہ کو مع ایک جماعت مردم عزیز دولت خان کے پاس بھیجا تو آپسمین مصالحہ کرکے صفائی بہم پہونچا وین بعد گفت و شنود بسیار یہ مقرر ہوا کہ سرکار اُجین اور مندو اور بعضے اور محال پر دولت خان متصرف ہووے اور سارنگپور اور سیواس اور سردہی اور براہمہ اور بھلراسہ اور محال خالصہ شجاع خان میان بایزید کے متعلق ہون اور سرکار رائسین اور بھیلسہ اور محال جو اُس نواح مین واقع ہین اسپر ملک مصطفی قابض ہووے پھر بعد تقریر صلح میان بایزید بقصد شکار اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور آدمیون کے درمیان مین کہتا تھا کہ مین ماتم پرسی کیواسطے میان دولت خان کے پاس جاتا ہون

اور دولت خان خون گرفتہ اسکے غدر سے غافل تھا آخر اسکے ہاتھ سے مارا گیا اور سر اسکا سارنگپور مین بھیجکر دروازہ پر آویزان کیا اسوقت اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا اور شہور سنہ ۹۶۳ نو سو تریسٹھ ہجری مین چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنا نام بازبہادر شاہ رکھا پھر اس صوبہ کا انتظام کرکے رائسین کے سمت متوجہ ہوا ملک مصطفٰے خان کہ شجاعت مین خصوصیت رکھتا تھا مقابل آیا اور محاربات متعددہ کے بعد منہزم ہوا اور رائسین اور بھیلسا بھی بازبہادر کے تصرف مین آیا اسکے بعد گدوالہ کی جانب متوجہ ہوا اور جو ... سلوک ناہموار کرتے تھے اسوقت انھین گرفتار کرکے کنوئین مین ڈالکر ہلاک کیا ... جماعت گدوالہ کی جانب مین مشغول ہوا اور بعد تردد و کوشش بسیار اسے بھی فتح اور مسخر کیا لیکن ان دنون ... خانہ ... اور محاربہ مین مشغول تھا ایک گولی فتح خان جو بازبہادر کا ماموں تھا لگی اسکے صدمہ سے جانبر نہ ہوا بازبہادر نے اسکی جگہ اسکے بیٹے کو مقرر کرکے عزیمت سارنگپور کی اور چند روز کے بعد بقصد راجہ گنہکر ... لشکر آراستہ متوجہ ہوا جب اسکی فوج کشی کی خبر رانی درگاوتی کو جو راجہ گنہکر کی زوجہ تھی اور وہ اپنے خاوند کے بعد ... کرتی تھی پہونچی کونڈوانون کو جمع کرکے پہاڑ کی گھاٹی پر پڑاؤ ڈالکر جنگ کی بنیاد ڈالی اور ... پیادے ... سے اطراف و جوانب سے تاخت لاکر بازبہادر کی ... گھیر لیا بازبہادر حیران ... ہوا اور تمام سامان و سلب اور مردم نامی اور کارآزمودہ اسکے رانی کے ہاتھ اسیر ہوئے اور اکثر مارے گئے اور بازبہادر نے بہزار محنت و مشقت آپ کو سارنگپور پہونچایا اور رفع کلفت کے واسطے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور چونکہ فن موسیقی مین کمال مہارت رکھتا تھا گانیون کی صحبت اختیار کرکے تدبیر مملکت سے دست کش ہوا اور اسنے ایک عورت مغنیہ سے کہ روپ متی اسکا نام تھا اور علم موسیقی مین بھی خوب ماہر تھی نہایت علاقہ اور تعشق بہم پہونچایا اور شہرہ انکی عاشق معشوقی کا تمام ہندوستان مین منتشر ہوا اور لحظہ بھر ایک کو بغیر دوسرے کے چین نہ پڑتی تھی الغرض جب خبر غفلت اسکی اکبر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور لشکر مالوہ کی پریشانی اور بے سامانی اسپر واضح ہوئی اس ملک کی طمع کرکے ایک جماعت امراے درگاہ کو سرداری ادہم خان ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ ہجری مین مالوہ کی تسخیر کیواسطے نامزد فرمایا اور پھر بازبہادر خواب غفلت اور بے شعوری سے اسوقت بیدار ہوکر واقف ہوا کہ لشکر چغتائی ولایت مالوہ مین در آیا بعد خرابی بصرہ حرکت مذبوحی کا خیال آیا امرا اور لشکر کو اطراف سے فراہم کرنے لگا اتنے مین لشکر مغل سارنگپور سے کوس بھر کے فاصلہ پر پہونچا سلطان بازبہادر نے خواب غفلت سے آنکھ کھولکر عورتونکی صحبت برخاست کرکے معرکہ رزم کو مجلس بزم تصور کی اور نہایت بے سامانی سے میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور آتش حرب کو مشتعل کرکے پھر حملہ بہادرون کی تاب نہ لایا اپنے ممالک کی سرحد کی طرف بھاگا کہتے ہین جو مایہ حیات مین اسکی مغنیہ کو خواری دینے کے سوا کہ ہندوون کی اصطلاح مین پاتر کہتے ہین اور کچھ نہ تھا عزیمت جنگ کے وقت ایک جماعت کو شہر سارنگپور مین مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ اگر شکست واقع ہووے انہن بیچاریونکے قتل مین اقدام کرین خلاصہ یہ کہ جب بازبہادر نے شکست پائی اور اس جماعت نے حکم کے موافق تلوارین میان سے لیکر روپ متی اور بعضے اور ارباب نشاط خاصہ کو حالت اضطرار اور بدحواس مین قتل کیا اور اپنی دانست مین انھین مردہ اور کشتہ کرکے اور اہل حرم کے قتل مین متوجہ ہوئے اور وہ روپ متی اور دیگر مغنیہ کا ساتھ سنکر ہر ایک جان

شبیرین کے خوف سے پیشتر جدھر سینگ سمائے بھاگ گئین اور اُس جماعت کو فرصت اُنکی جستجو اور تلاش کی نرہی باز بہادر شاہ کے بھاگنے کے بعد ادہم خان شہر مین داخل ہوا اور ایک جماعت زنان گریختہ کو دستیاب کرکے اُنسے احوال روپ متی کا کہ شہرہ آفاق تھی پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ وہ پریزادہ حور لقا فلان محل مین مع اکثر ارباب نشاط شمشیر ظلم سے قتل ہوئی ادہم خان نے اُنکی تحقیق کلام کے واسطے آدمی بھیجکر اُسکا حال دریافت کیا آخر کو یہ خبر پائی کہ روپ متی اور دو تین عورتین زخمی ہوئین لیکن اُنکی حیات کا رشتہ تیغ جفا سے منقطع نہین ہوا ہے ادہم خان یہ مژدہ سنکر محظوظ اور مسرور ہوا اور از راہ فریب اُسے یہ پیغام حسرت انجام بھیجا کہ تو اپنی دوا دارو مین کوتاہی نہ کر بعد حصول شفا اور اندمال زخمو نکے تجھے بعزت و توقیر تمام باز بہادر کے پاس بھیجونگا روپ متی کا گلزار جان اُس نسیم بشارت سے شاداب اور تازہ ہوا قوت بے اندازہ حاصل ہوئی اُسوقت بزبان حال عقیق لب کو ادہم خان کی دعا و ثنا مین گہر ریز کرکے اس بیت کے مضمون کے موافق مترنم ہوئی **بیت** برین مژدہ گر جان فشانم رواست کہ این مژدہ آسایش جان ماست ؎ اسکے بعد زخم اُسکے اس نوید کے مرہم سے اچھے ہوئے اور غسل صحت کرکے ادہم خان کو یہ پیغام بھیجا کہ اس نحیفہ کو مرہم لطف خداوندی سے صحت کامل ہوئی اور قوت رفتار بہم پہونچی ہے امیدوار ہون کہ بمقتضا سے الکریم اذا وعدہ وفا اگر مجھے باز بہادر کے پاس بھیجئے اور اپنے قول کو پورا کیجئے گویا مردۂ صد سالہ کو زندہ کرکے اعجاز عیسوی ظہور مین پہونچایئے ادہم خان کی قوت طامعہ حرکت مین آئی خود مغلوب نفس امارہ ہوکر یہ جواب دیا کہ اگر باز بہادر اگر پادشاہ کا غاشیہ اطاعت دوش پر نے کر اُسکی درگاہ کی طرف متوجہ ہوتا بلا توقف تیرا سوال مین قبول کرتا اب کہ وہ باغی اور شاہ سے روگردان ہے اگر تجھے بادشاہ کے بے حکم اُسکے پاس بھیجون اور یہ خبر سلطان کو پہونچے مزاج اقدس کے خلاف ہوگا اور وہی حیل بعینہ اس معذرت کے آدھی رات کو آدمی اُسکے مکان پر بھیجکر طالب وصال ہوا اور روپ متی حیلہ ادہم خان کا سمجھ گئی جو باز بہادر کے تیغ شہباز عشق مین گرفتار اور عاشق زار تھی اور اُس سے یہ عہد کیا تھا کہ عمر بھر تیرے سوا دوسرے سے الفت اور موافقت نہ کرونگی وہ مقام حیرت مین ہوئی اور ادہم خان کے ایلچیون کے طرز کلام سے سمجھی کہ اگر تو اس امر کو قبول نکرونگی تو جبرا اور قہرا مجھے لیجاوینگے لہذا بعجز و انکسار پیش آئی اور اظہار بشاشت کرکے کہا مجھے نوابصاحب کے پاس آنے مین کچھ عذر نہین اگر آنجناب آفتاب مثال ذرہ پروری فرماکر اس نحیفہ کے مکان پر تشریف لاوین تو مثل سلیمان مور بیچارہ کے مہمان ہون بعید از الطاف خداوندی ہوگا ایلچیون نے ادہم خان کے پاس جاکر یہ پیام بعینہ آب و تاب عرض کیا ادہم خان کہ جوان عیاش اور شاہد باز تھا یہ مژدہ روح افزا سنکر پھول کی طرح شگفتہ ہوا اور سامان وصال کا مہیا کیا اور پادشاہ کے خوف سے کہ ایسا نہو یہ خبر اُسے پہونچے لباس بدلکر دو تین آدمی معتبر اپنے ہمراہ لیکر رات کو منزل مطلوبہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب روپ متی کے مکان مین آیا اور اُسے نپایا اُسکی لونڈیون اور پرستارو نسے پوچھا کہ وہ کہان ہے سب یکزبان ہوکر بولین کہ پلنگ پر استراحت کرتی ہے ادہم خان نہایت شوق سے اُسکے پلنگ کے قریب گیا اور چادر اُسکے منہ سے کھینچکر دیکھا کہ خوشبو سے تر پھولون کے ہار گلے مین ڈال کر خواب مرگ مین سوتی ہے ادہم خان متحیر ہوا اور حقیقت حال اُسکے مقربون سے پوچھی اُنھون نے یہ

جواب دیا کہ جسدم آپ کے آدمی اُسے بلانے آئے تھے اور جواب سنکر پلٹ گئے تھے روپ متی اپنے بادشاہ باز بہادر کو یاد کرکے بہت روئی اور قدرے کافور اور تلی کا تیل پیکر بیٹھی جب اُسکا حال متغیر ہوا اُٹھکر پلنگ پر لیٹ رہی ادہم خان نے اُسکے حسن عہد اور وفا پر آفرین خوان ہوکر اُسکے دفن کفن کا حکم دیا اور اُسی عرصہ مین ادہم خان معزول ہوا اور پیر محمد خان شروانی مالوہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور ۹۶۹ھ نوسو اُنہتر ہجری مین سلطان باز بہادر کے افواج کو کہ سرحد مالوہ مین تھا نوجلش ہو سلطان باز بہادر نے نقال خان حاکم برار اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور سے ملتجی ہوکر کمک طلب کی اور وہ قبول کرکے سامان جنگ اور فراہمی لشکر مین مشغول ہوگئے پیر محمد خان اس امر کو سمجھکر ولایت کی تاخت وتاراج مین مصروف ہوا اور برہانپور مین پہونچکر فتنہ فساد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا اور اس دومیان مین حکام ثلاثہ مع افواج آراستہ پیر محمد خان شروانی کے مدافعہ کو متوجہ ہوئے اور وہ بسبیل استعجال عازم معاودت ہوا اُنھون نے پیچھا کرکے پس ماندگان کے قتل وغارت مین تقصیر نکی پیر محمد خان اسطرح کہ داستان سلاطین دہلی مین تحریر ہوا ہے ہنگام گذر آب نربدہ مین ڈوب گیا اور سپاہ دکن اور مالوہ کے تعاقب سے امراے اکبری کو توقف مالوہ مین دشوار ہوا آخر کو نکلگئے اور باز بہادر دوبارہ تخت مالوہ پر متمکن ہوکر تحمل وحشم کے جمع لانے مین مشغول ہوا لیکن ابھی دم نہ لیا تھا کہ عبد اللہ خان اوزبک جو امراے اکبری سے تھا ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین مع سپاہ کینہ خواہ اُس حدود کی طرف روانہ ہوا اور باز بہادر کہ عیش وعشرت کا عادی تھا مشقت جنگ اپنے اوپر گوارہ کرکے بلا جنگ اُس مملکت سے نکلگیا اور کام اپنے اوپر آسان کرکے مدت مدید مالوہ اور خاندیس اور دکن کے جنگلون اور پہاڑون کے درمیان سرگردان رہا اور لشکر مغل کے ساتھ حرب وضرب کرتا رہا آخر کو جب ترکش تدبیر مین کوئی تیر نرہا سپر مقاومت اور تردد پھینک کر استمالت نامہ دربار اکبر شاہی حاصل کرکے ملازمت مین فائز ہوا اور امراے دوہزاری کے سلک مین منتظم ہوکر زمانہ آسودگی تمام بسر کیا یہان تک کہ اُسی آستان پر عمر گرامی اختتام کو پہونچائی اور اسی طرح سے میان مصطفے یعنی باز بہادر کا چھوٹا بھائی بھی اکبر شاہ کے پاس جاکر امارت کو پہونچا جس وقت کہ حکیم ابو الفتح افغانان یوسف زئی کے سر پر گیا وہان اُس معرکہ مین مارا گیا باز بہادر کی مدت سلطنت مع تزلزل وانقلاب وسرگردانی صحرا وجبال سترہ برس اور کچھ زیادہ تھی ۹۷۸ھ نوسو اٹھہتر ہجری سے اب تک کہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہجری مملکت مالوہ بادشاہ دہلی کے قبضہ مین شمار ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب

مقالہ چھٹا سلاطین فاروقیہ برہانپوریہ کے بیانمین

پہلے وہ شخص کہ اس خاندان سے ولایت خاندیس کی حکومت پر فائز ہوا ملک راجہ فاروقی تھا اُسکا باپ خانجہان فاروقی نام رکھتا تھا اور باپ دادا سے بادشاہ علاءالدین خلجی اور سلطان محمد تغلق کے امراسے صاحب اعتبار سے تھا جب وہ مرگیا اُسکا بیٹا ملک راجہ زمانہ کی گردش اور لیل و نہار کے تصرف و انقلاب سے درجۂ امارت پر نہ پہونچا نہایت پریشانی اور افلاس مین عمر عزیز بسر کرتا تھا آخر سہزاد حیلہ اُسنے اپنے تئین سلطان فیروز شاہ باربک کے خاصہ خیل کے درمیان مین پہونچایا ایک گھوڑے کی سواری سے خدمت کرتا تھا اور قلت تنخواہ سے اوقات بعسرت تمام بسر کرتا تھا لیکن باوجود اس کے جو طبیعت اسکی شکار کی طرف نہایت مائل تھی ہرگز بے شکار نہین رہتا تھا اور وقت بیوقت اسکے اوقات اُسی مین صرف ہوتی تھی اس زمانہ مین کہ سلطان فیروز شاہ مندو سے گذر کرکے گجرات مین آیا ایک روز شکارگاہ مین ایک جماعت مخصوصان سے ایک صید کے تعاقب مین جو دہ بندرہ کوس گیا اور بھوک کی شدت سے منتشر ہوا جو آبادی دور تھی اور اسکے ہمراہ کسی قسم کا کھانا نہ تھا بیتاب ہوکر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور دور سے ایک سوار کو دیکھا کہ چند کتے تازی اور کئی جانور شکاری ہمراہ رکھتا ہی اور صحرا مین شکار کے تعاقب مین پھرتا ہی سلطان جو کہ بھوک سے بطاقت تھا اُس سے پوچھا کہ کچھ کھانے کی قسم سے تیرے پاس موجود ہی اُسنے جواب دیا ہان یہ کہکر جو کچھ رکھتا تھا درویشانہ اُسکے روبرو لایا اور ادب سے ایستادہ ہوا بادشاہ نے اسمین سے کچھ تناول فرمایا اور اُسکے حسن گفتار اور آداب خدمت سلطان کو پسند خاطر آئے پوچھا تو کون ہی اور کہان رہتا ہے اُسنے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر عرض کیا کہ خانجہان فاروقی کا بیٹا ہون اور اس گمنام کا نام ملک راجہ فاروقی ہی اور حضرت کے خاصہ خیل کے درمیان بادشاہ کی خدمت کرتا ہون بادشاہ جو خانجہان فاروقی کو بخوبی تمام

جانتا تھا اور اسکی حسن خدمت اُسے پسند پڑی اپنے ایک مقرب سے فرمایا کہ جب مین بار عام کرون اسے میرے حضور حاضر کرنا الغرض چند روز کے بعد جب سلطان کی شرف ملازمت مین فائز ہوا سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ شخص دو حق ہمپر رکھتا ہی ایک حق آشنائی سابق اور دوسرا حق خدمت کا حق کہ شکار مین بجا لایا ہی یہ کہکر اُسے دربار مین بمنصب دو ہزاری مقرر فرما کر جاگیر تھالنیر اور کروندکہ جو جملہ ممالک خاندیس سے ہی اور دکن کی سرحد مین واقع ہی خصوصیت بخشی اور ملک راجہ ۷۷۶ھ سات سو چھتر ہجری مین اُس سرحد کو روانہ ہوا اور اُس حدود کے بند و بست اور انتظام مین کوشش فرمائی اور راجہ بہارجی کو اُسوقت تک سلطان کا حلقۂ اطاعت اپنے زیب گوش نہ کیا تھا اُسے بزور شمشیر آبدار با جگذار کر کے پانچ ہاتھی کلان اور دس فیل خرد مع امتعہ نفیسہ اور نقود وافر اُس سے پیشکش لیکر فیلون کو بروش دکن زنجیر طلائی اور نقرئی سے مزین کر کے جھولین رنگ برنگ مخمل اور زربفت سے سراپا آراستہ کیا اور نقود خزانہ اور اقمشہ کو اونٹون پر بار کر کے اور اُنھین بھی پوشش ہاے مخمل اور زربفت سے سجکر بارگاہ سلطانی مین روانہ کیا اور جب اُس آراستگی اور زیبائی اور رنگینی کے ساتھ بہارجی کی پیشکش ملاحظہ مین گذری نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا جو خدمت کہ حکام دکن کے متعلق تھی ملک راجہ اُسے انجام دے پھر فرمان منصب سہ ہزاری اور لقب سپہ سالاری خاندیس اُسکے نام تحریر فرمایا اور اُسکے طالع کے ستارہ نے عروج کر کے تھوڑے عرصہ مین بارہ ہزار سوار کارگذار انتخابی بہم پہونچائے جو محصول ولایت خاندیس اُنھین کفایت نکرتا تھا کونڈوارہ اور دیگر ولایتون پر تاخت لا کر اُنسے پیشکش لیتا تھا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ راے جاج نگر نے باوجود مسافت بعیدہ اُس سے طریق محبت اور اخلاص جاری کیا اور حسن تدبیر اور قوت بازو کے سبب دستگاہ سلطنت بہم پہونچا کر غالب ہوا اور سلطان کے بعد وفات جب دلاور خان غوری نے حکومت مالوہ پر اختصاص پایا اور جو ان دونون کے درمیان مین نہایت دوستی اور تپاک کا مرتبہ بہم پہونچا تھا آپسمین یارانہ اور سلوک برادرانہ کرتے تھے اور پیوند وصلت درمیان مین لائے ملک راجہ کی دختر ہوشنگ کے سلک ازدواج مین منسلک ہوئی اور دلاور خان کی بیٹی نصیر ولد ملک راجہ کے عقد نکاح مین آئی اور اُسکے بعد سلطان مظفر گجرات کی حکومت پر فائز ہوا اور جب اُسکی مملکت مین یک گونہ خلل ظاہر ہوا ملک راجہ فرصت اور موقع دیکھکر دلاور خان کی حمایت سے قوی پشت ہوا اور سلطان پور اور ندربار کو مزاحمت پہونچا کر مظفر شاہ گجراتی کا تھانہ اُٹھا دیا سلطان مظفر کہ جنگ کفار مین مشغول تھا اُسے معطل رکھکر بسرعت تمام تر سلطان پور کے اطراف مین پہونچا ملک راجہ جو طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ تھالنیر مین قلعہ بند ہوا اور ایک جماعت علما اور صلحاے وقت کو متوسط کر کے شاہ مظفر گجراتی سے صلح کا طلبگار ہوا اور شاہ مظفر گجراتی کہ صاحب داعیہ اور اولوالعزم تھا اور حاکم خاندیس اور مالوہ کے ساتھ بمدارا پیش آنے والا تھا اسواسطے اُسنے صلح کی اور اتحاد و صداقت کے بارہ مین عہد اور پیمان درمیان مین لا کر گجرات کی طرف معاودت فرمائی ملک راجہ فاروقی بعد اُسکے تعمیر ملک اور تکثیر زراعت مین مشغول ہو کر آخر عمر تک کسی طرف سوار نہوا جب مرض موت مین مبتلا ہوا اپنے بڑے بیٹے محمد نصیر کو ولیعہد کر کے خرقہ ارادت اور اجازت کا کہ اپنے پیر شیخ

زین الدین سے حاصل کیا تھا اُسے دیا اور قلعہ تھالینر کو بمع مضافات اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کے سپرد فرمایا اور جمعہ کے دن شعبان کی بائیسوین تاریخ ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک ہجری مین بجوار رحمت ایزدی بواصل ہو کر شہر تھالینر مین مدفون ہوا اور محرر اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ کہ ۱۰۱۳ھ ایک ہزار تیرہ ہجری مین بیگم سلطان براہیم عادل شاہ کی صاحبزادی کی سواری کے ہمراہ بیجاپور سے برہانپور مین آیا تھا خواجہ میرزا علی اسفرائنی جو بعد فتح قلعہ آسیر جایزہ کتب خانہ سلاطین فاروقیہ لیتا تھا اُس سے اُس کتاب کا کہ مشتمل اُنکے وقایع پر ہو طالب ہوا جواب دیا کہ اس کتبخانہ مین ایسی کتاب نظر نہین آئی لیکن وہ اوراق کہ منشور اُنکی اصل و نسب تھے تاریخ جلوس اور فوت اُنکی اپنے گھر کی کتابون مین دیکھکر اُسکی نقل کی اور مخلص نے اُن اوراق کا ملاحظہ کرکے دریافت کیا کہ ملک راجہ اپنے تئین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے جانتا ہے اور اس نہج سے اپنے تئین ساتھ اس نسل کے پہونچاتا ہے ملک راجہ ابن خانجہان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلو شاہ بن دانیال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمیا شاہ بن سلطان التارکین و برہان العارفین ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن فاروق بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ القصہ ملک راجہ مرید شیخ الاسلام والدین شیخ زین الدین دولت آبادی کا ہے اور اُس سے خرقہ ارادت پایا اور اُس سے اُسکے بڑے بیٹے نصیر خان فاروقی کو جو اُسکا ولیعہد تھا پہونچا اور اسی طرح سے مدت دو سال اور کچھ زیادہ حکومت خاندیس کی اُس خاندان مین رہی خرقہ ارادت بطنا بعد بطن جو شخص ولیعہد ہوتا تھا اُسے پہونچتا تھا یہان تک کہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علیخان نے کہ ختم الملوک ہے وہ خرقہ پایا اور حکومت ملک راجہ کی اُنتیس برس تھی

ذکر نصیر خان فاروقی بن ملک راجہ کی سلطنت کا

اس بادشاہ کے عہد مین اُس خاندان مین رونق اور رواج زیادہ ظاہر ہوئی اور اس فکر مین ہوا کہ مردم خوب جیسی کہ روش سلاطین کبار ہے بہم پہونچا دے اسواسطے ارباب فضل و کمال خاندیس مین جمع ہو گئے اور ہر ایک کو اُسنے علی قدر مراتب وظیفہ اور جاگیر دی اور اُنکے طفیل سے اُس خاندان مین بزرگی ظاہر آئی جیسا کہ اب مذکور ہوتا ہے اثناء سلطنت اور خطاب نصیر خان سلطان احمد شاہ گجراتی سے پاکر خطبہ خاندیس کا اپنے نام پڑھایا اور وہ آرزو کہ باپ اُسکا قبر مین لیگیا اُسکے بیٹے کو حاصل ہوئی یعنے کامروا ہوا اور سراپردہ سرخ کرکے چتر سر پر لگایا اور قلعہ آسیر آسا اہیر کے تصرف سے برآوردہ کرکے شہر برہانپور احداث فرمایا اور قلعہ آسیر کو اسطور سے فتح کیا کہ ایک کوہ آسمان شکوہ پر مسمی آسا اہیر جو خاندیس کے زمینداران معتبر سے تھا سکونت پذیر تھا اور اُسکے باپ دادا سات سو برس سے گائے اور بھینسون اور مال کی حفاظت کیواسطے اُس پہاڑ پر ایک قلعہ سنگین بناکر زمانہ بسر کرتے تھے جب آسا اہیر کی نوبت آئی سامان اور دستگاہ اُسکا حد سے افزون ہوا خلاصہ یہ کہ پانچہزار بھینس اور پانچہزار گائے اور بیس ہزار بکریان اور ایک ہزار گھوڑے اُسکے سرکار مین بہم پہونچے اور بعدد نوکرونکے جو خدمت اور نگہبانی مواشی کی کرتے تھے دو ہزار سے زیادہ تھے اور آدمی کونڈوارہ اور رعیت خاندیس کی ہنگام ضرورت غلہ اور نقد جو کچھ اُنھین درکار ہوتا تھا اس سے قرض لیتے تھے اور اسی طرح سے اس حدود کے

امرا کو جب احتیاج قرض یا یا سبان کی ہوتی تھی اُسکے پاس جاکر مقصد حاصل کرتے تھے اس تقریب سے آسا اہیر کو ایک جراوبا تماشا ہیر وقت سے ہوا اور کام اُسکا اس انتہا کو پہونچا کہ جسوقت دو آدمی یا دو گروہ ہندو مسلمان مین کسی طرح کی نزاع ہوتی تھی یا کوئی مشکل پیش آتی ساتھ اُسکے رجوع کرتے تھے تو وہ اپنی عقل اور کیاست سے تصفیہ کرتا تھا اور اس دیار مین قبل پہونچنے ملک راجہ فاروقی کے تھوڑے عرصہ کے بعد مملکت خاندیس اور مالوہ اور برار اور سلطانپور اور ندر بار مین ایک قحط عظیم پڑا خلائق بیشمار قوت لایموت کے نہ ملنے سے ہلاک ہوئی تھے کہ گونڈوارہ وغیرہ مین کوئی اور بھیل سے زیادہ دو تین ہزار آدمی سے زندہ نرہے اور خاندیس کی بھی بہت رعایا ہلاک ہوئی جو لوگ کہ زندہ رہے آسا اہیر کے پاس پناہ لیگئے اور آسا اہیر کونڈوارہ مین دو ہزار انبار غلہ کے رکھتا تھا اُسکے کارندون اور وکیلون نے غلہ فروخت کرنا شروع کیا اور قیمت اُسکی آسا اہیر کے پاس بھیجے تھے اور آسا اہیر کی عورت مخیرہ تھی اُسنے اپنے خاوند سے یہ بات کہی کہ حق سبحانہ تعالے نے ہمین مال دنیوی سے مالا مال اور مستغنی کیا ہے اور ہمین احتیاج قیمت غلہ کی نہین ایسا کام کر کہ جس سے دنیا اور آخرت کی بنا مضبوط ہووے آسا اہیر نے کہا وہ کیا ہے عورت نے کہا کہ دنیا کی مضبوطی منحصر اسپر ہے کہ اس پہاڑ پر ایک قلعہ گچ اور پتھر سے تیار کر اور آخرت کا استحکام اُسمین ہے کہ جسقدر غلہ تیرے قبضہ مین ہے لنگر کرکے ہر روز کھانا پکا کر فقیرون اور محتاجون کو تقسیم کر آسا نے دونون امر قبول کئے ممالک اور اطراف خاندیس مین لنگر خانہ بنوائے اور قلعہ سابق کی چار دیواری قدیم مسمار کرکے ایک قلعہ گچ اور پتھر سے تعمیر کیا وہ مشہور بقلعہ آسا اہیر ہوا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے مخفف ہوکر اُسکا نام آسیر ہوا جب یہ خبر سلطان فیروز باربک کو پہونچی اس توہم سے کہ مبادا آسا اہیر اُس قلعہ کی سنگینی سے مغرور ہوکر نشان مخالفت کا بلند کرے حاکم خاندیس کو فرمان لکھکر سرزنش کی کہ تونے آسا اہیر کو کیون اسقدر مہلت دی کہ اُسنے ایسا قلعہ بے نظیر پہاڑ پر بنا لیا بعد اسکے اُسے معزول کرکے ملک راجہ فاروقی کو اُس ملک کی حکومت پر منصوب کیا آسا اہیر ملک راجہ فاروقی کا مطیع اور فرمانبردار ہوا اور مریدانہ سلوک کرنے لگا اور ملک راجہ بھی اگرچہ اس قلعہ کی تسخیر کی فکر مین تھا لیکن چونکہ اُسکا مرہون احسان تھا اور علاوہ اسکے اس قلعہ کی تسخیر بحسب ظاہر جملہ محالات سے معلوم ہوتی تھی اسلیئے اپنا ارادہ ظاہر نکرتا تھا مگر نصیر خان نے اُسکے بعد فوت تمام ہمت اُس قلعہ کی فتح اور نصرت پر مصروف رکھی اور ابتدائے حکومت مین ایک تدبیر لایخہ کرکے آسا اہیر کو پیغام بھیجا کہ راجہ بگلانہ اور انتور نے جمعیت بہت بہم پہونچائی ہے اور بہ نسبت عہد خداوند خان مرحوم ملک راجہ فاروقی کے سلوک نہین کرتے ہین اور راجہ کھیرلہ کی تحریک اور اعانت کے سبب سرکشی حد سے کرکے اس ولایت پر تاخت لانے کے درپی ہوئے ہین قلعہ تھالنیر پر ملک افتخار خان حسب وصیت پدر متصرف ہے اور قلعہ تلنگ کہ دشمنون سے نزدیک ہے اسپر اعتماد نہین رکھتا ہون اسواسطے چاہتا ہون کہ میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دیوے تو باطمینان تمام دشمن کے مدافعہ مین مشغول اور تیرا بھی ممنون احسان رہون آسا نے اپنی خوشی سے یہ امر قبول کیا اور قلعہ آسیر مین ایک مکان وسیع اُنکے رہنے کے واسطے مقرر کیا نصیر خان نے پہلے دن چند سواریان عورتون کی بھیجین اور اُن عورتون سے یہ فہمائش کی کہ اگر عورتین آسا کی تمہاری ملاقات کو آوین اُنکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا دوسرے دن دوسو ڈولے بہم پہونچاکر دوسو مرد شجاع کار آزما سلح مکمل کرکے

اور اُنھین اُٹھاکر پردہ اُنپر ڈالکر یہ مشہور کیا کہ والدہ نصیر خان اور حرمین اُسکے قلعہ مین روانہ ہوتے ہین اور آسا اہیر نے یہ خبر سنی جب ڈولیان قلعہ کے متصل ہوئین حکم کیا کہ دروازہ کھولدو دربان ہٹ گئے جب ڈولیان احاطہ مقرری مین داخل ہوئین بہادران خونخوار یکبارگی ڈولیون سے برآمد ہوئے اور تلوارین میانسے لیکر آسا اہیر کے مکان کے سمت روانہ ہوئے قضارا آسا اہیر اُسکے بیٹے نہایت غفلت مین مبارکباد کو آتے تھے اور اُنسے دوچار ہوئے اُنھون نے سب کو تہ تیغ کیا اہل قلعہ نے جب آسا اور اُسکے بیٹون کو مقتول دیکھا بعجز وانکسار پیش آئے اور امان کے طلبگار ہوئے اور اپنے اہل وعیال کا ہاتھ پکڑکے قلعہ سے نکلگئے نصیر خان فاروقی یہ خبر قلعہ تلنگ مین سنکر بطور تاخت قلعہ آسیر مین آپہونچا اور اُس قلعہ کی تیاری مین مشغول ہوا اور اُسکی شکست و ریخت کو درست کیا اور بعد اسکے ایکسوتیس برس اور چند سے زیادہ مین شیرشاہ افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ رہتاس کو اُسی طریق سے مسخر کیا اور مشہور ہی کہ حکام فاروقیہ آسیر کسی نے آسا اہیر کے مال مین کچھ تصرف نہ کیا امانت نگاہ رکھا تھا یہانتک کہ اکبر بادشاہ اُس حصار آسمان اطوار کی فتح کے بعد امانت مذکورہ بر مع خزائن فاروقیہ متصرف ہوا اور سونا اور چاندی مسکوک اور غیر مسکوک کو دار الضرب یعنے ٹکسال مین بھیجکر گلوایا اور سکہ اپنے نام جاری کیا الغرض نصیر خان کو یہ فتح بزرگ نامدار نصیب ہوئی مخدوم شیخ زین الدین دولت آباد سے نصیر خان کی مبارکباد کو خاندیس مین تشریف لائے نصیر خان قلعہ سے باتفاق فرزندان و خیل و حشم استقبال کے لیے روانہ ہوا اور تپتی کے کنارہ اُس مقام پر کہ اب زین آباد واقع ہی ملاقات کی جب التماس قلعہ آسیر مین آنے کی کی شیخ نے فرمایا ہمین آب تپتی سے عبور کرنیکا حکم نہین ہی نصیر خان اجازت لیکر پلٹ آیا اور دوسرے کنارہ پر کہ شہر برہانپور واقع ہی خیمہ اور خرگاہ ملبند کرکے فروکش ہوا اور ہر روز پانچ مرتبہ شیخ کی ملازمت مین مشرف ہوکر اُنکی فیض صحبت سے فیضیاب ہوتا تھا اور جب دو ہفتہ اس نہج پر گذرے شیخ موصوف دولت آباد کی مراجعت پر عازم ہوئے نصیر خان تواضعات علویا ور رسمی بجالایا اور یہ عرض کی کہ اس مملکت کی میمنت کیواسطے اگر آپ فلان قصبہ اور پرگنہ کو پسند فرمائین نہایت سرفرازی ہوگی شیخ نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا درویشونکو قصبہ اور پرگنہ اور وظیفہ سے نسبت نہین ہی جب مکرر عرض کی فرمایا اس ملک مین براے نام دریا کے اُس پار کہ سلاطین اور غازیان اسلام کے نزول کا مقام ہی ایک شہر بنام شیخ برہان الدین مع مساجد اور منابر بناکر کے اپنا دار الملک بناوے اور اس پار کہ فقیر مع درویشان وارد ہوا ہی قصبہ اور ایک مسجد تعمیر کرکے زین آباد نام رکھے تو اس تقریب کے سبب اسلام ان دولون قطعات مین رواج پاوے اور اس درویش کا نام بھی مذکور رہوے نصیر خان فاروقی خوش حال ہوا فوراً حکم فرمایا امرا اور اعیان شہر برہانپور و قصبہ زین آباد کی تعمیر مین مشغول ہوئے اور شیخ نے فاتحہ مبارکبادی پڑھکر دوسرے دن دولت آباد کی طرف توجہ فرمائی اور عرصہ قلیل مین شہر اور قصبہ نہایت معموری اور آبادی کے ساتھ اختتام کو پہونچا برہانپور جیسا کہ شیخ کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا سلاطین فاروقیہ کا دار الملک ہوا اور اسکے بعد نصیر خان حکومت کے شغل مین مستقل ہوا جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہی کہ دس فقیر ایک کمل مین سو دین اور دو بادشاہ ایک ولایت مین نہ سمادین نصیر خان نے ارادہ کیا کہ قلعہ تھالنیر کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ملک افتخار الملک کے تصرف سے برآوردہ کرکے اُس ملک مین دعوی انا ولا غیری کا کرے اور

یہ امر چونکہ بے مشورہ اور صوابدید سلطان مالوہ کے صورت پذیر نہوتا تھا سلطان ہوشنگ کو کہ اُسکا سالا تھا
اُس سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کرکے پیغام دیا اور اُسکی تجویز سے اس کام کو اسطرح شروع کیا یعنے سنہ ۸۲۰ھ آٹھ سو
بیس ہجری مین قلعہ تھالیر کو محاصرہ کیا ملک افتخار سلطان احمد شاہ گجراتی سے ملتجی ہوکر طالب اعانت ہوا اور
احمد شاہ سامان سفر درست کرکے روانہ ہونے کی فکر مین تھا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ پندرہ ہزار
سوار لیکر نصیر خان کی کمک کو آن کر تعجیل مدد کی اور ابھی سلطان احمد شاہ گجراتی نہ آیا تھا کہ دونون نے اپنے
حسن اتفاق سے قلعہ تھالیر کو سنہ ۸۲۰ھ آٹھ سو بیس ہجری مین مفتوح کیا اور ملک افتخار کو قید کرکے قلعہ آسیر مین بھیجا
اور نہایت تمکنت اور غرور سے یہ عزیمت کی کہ سلطان پور اور ندر بار کو بھی اہالیان سلطان گجرات کے تصرف
سے برآوردہ مالوہ مین شامل کرین مگر یہ کو شہباز کے شکار کا قصد ہوا الغرض جب اس نیت سے وہ سلطانپور
پہونچے اُس قصبہ کے جاگیردار ملک احمد حبیب نے قلعہ بند ہوکر عرضداشت مشعر کیفیت حال شاہ احمد شاہ
گجراتی کے پاس بھیجی اور سلطان یہ خبر سنکر آتش غضب مشتعل کرکے مع سپاہ دریا جوش کوچ بکوچ روانہ ہوا اور
ملک محمود ترک کو مع لشکر کثیر پیشتر بھیجا ملک محمود ترک کے قریب پہونچنے کی خبران دونون حریفون کو پہونچی غزنین خان
اُسی شب کو کوچ کرکے مندو کی طرف راہی ہوا اور نصیر خان بھاگ کر قلعہ تھالیر مین در آیا اور ملک محمود نے
قلعہ تھالیر تک باگ نہ موڑی اور اُسے محاصرہ کیا اور سلطان احمد شاہ نے سلطانپور مین آکر نزول اجلال فرمایا
نصیر خان مخمصہ مین پڑا اور اپنے تئین مثل ایک چڑیا کے شہباز کے چنگال مین گرفتار دیکھا اور احمد شاہ گجراتی
کے مقربان سے ملتجی ہوکر بصرف زر خطیر انکو راضی کیا تو انھون نے بوقت فرصت اور ساعت سعید سلطان سے
عرض معروض کرکے ایسا کیا کہ اُسنے قلم عفو نصیر خان کے جرائم پر کھینچا اور اُسوقت تک اُسے ملک نصیر
کہتے تھے خطاب نصیر خان دے کر بعطائے چتر و سراپردہ سرخ سرفراز کیا اور نصیر خان نے پانچ ہاتھی مست اور
چالیس گھوڑے تازی اور عراقی اور دیگر تحف و ہدایائے فراوان پیشکش کرکے اُسے گجرات کی طرف روانہ کیا
اور بعد چند سال کے احمد شاہ بہمنی نے ایک جماعت مردم معتبر سے برہانپور بھیجکر نصیر خان کی بیٹی اپنے بڑے بیٹے
شہزادہ علاءالدین کے واسطے خواستگاری کی نصیر خان نے اس امر کو موجب تقویت جانکر قبول کیا اور بعد جشن شادی
اپنی بیٹی مسماۃ زینب کو پالکی مین سوار کرکے محمد آباد بیدر کیطرف روانہ کیا اور سنہ ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین رائے کانہا والی ولایت
مالوہ کا راجہ تھا لشکر گجرات کے صدمہ سے بھاگ کر آسیر مین آیا اور چند فیل پیشکش کرکے اعانت طلب کی چنانچہ نصیر خان
فاروقی نے اُس سے خلوت مین یہ بات کہی کہ مجھے لشکر گجرات سے خصومت کی طاقت نہین ہے تم سلطان احمد شاہ بہمنی کے
پاس جاؤ کہ وہ شاہ عظیم الشان ہے یقین ہے کہ تمہاری مدد کرکے مملکت موروثی گجراتیون کے تصرف سے برآوردہ
کرے اور مین بھی اس بارہ مین اُسے مکتوب بھیجونگا انہا بحسب ظاہر نصیر خان سے رنجیدہ ہوکر برہانپور سے روانہ
ہوا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر دادخواہی کی سلطان احمد شاہ نے نصیر خان کے پاس و لحاظ سے بعضے
امرا اپنے کا نہا کے ہمراہ کرکے جالوارہ کی طرف روانہ فرمائے اور وہ جب باتفاق کانہا ندربار کے اطراف مین پہونچے
فتنہ و فساد مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی بعد اسکے افواج گجرات پہونچی فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی لشکر بہمنیہ
منہزم ہوا اور احمد شاہ بہمنی درپے تدارک ہوا اور شہزادہ علاءالدین کو مع فوج رزمخواہ روانہ کیا اور وہ جب دولت آباد مین

پہونچا نصیر خان فاروقی اور راجہ کانہا اُسکی ملاقات کو گئے جیسا کے سابق مین مرقوم خامہ فصاحت قرین ہوا ہے غرضکہ لشکر بہمنیہ اس مرتبہ بھی مغلوب ہوا اور نصیر خان اور کانہا کوہستان کلند مین کہ ولایت خاندیس مین واقع ہے مفرور ہوئے اور جب لشکر گجرات نے خاندیس کو تاخت و تاراج کرکے مراجعت کی نصیر خان برہان پور مین آنکر ولایت کے انتظام مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین دختر نصیر خان نے اپنے شوہر علاءالدین کی بدسلوکی سے ناراض ہوکر نصیر خان سے شکایت کی اور اس معاملہ سے اُنکے درمیان مین نزاع بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے نصیر خان سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس ہجری مین ولایت برار کی تسخیر کا عازم ہوا اور امراے برار کہ اپنے صاحب سے نفاق رکھتے تھے یہ خبر سنکر نصیر خان کو بلاکر یہ بات کہی کہ تم اولاد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہو ہمارے نصیب کہ آپکی خدمتمین شہادت پاوین خانجہان سپہ سالار دکن کہ برار کا رکن اعظم بہمنیہ تھا سرداروںکے نفاق سے واقف ہوا اور قلعہ برنالہ مین قلعہ بند ہوکر سلطان علاءالدین کے ملاحظہ مین ایک عرضداشت مشتمل حقیقت حال بھیجی امراے مخالف برار خطبہ نصیر خان کے نام پڑھکر محاصرہ مین مشغول ہوئے سلطان علاءالدین بعد قیل و قال بسیار ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سپہ سالار کرکے مع امراے مغل نصیر خان کے مقابلہ کو بھیجا اور نصیر خان تاب مقاومت ملک التجار اپنے سے مفقود دیکھکر ولایت برار سے مع امراے مخالف نکل گیا اور ملک التجار عرب اُسکا پیچھا کرکے برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر خان فاروقی جو طالب کمک سلطان گجرات سے ہوا تھا قلعہ تلنگ کی طرف راہی ہوا اور پھر ملک التجار عرب برہانپور مین آیا عمارات عالیہ کے کھودنے اور آگ لگانے مین مصروف ہوا اور جب سنا کہ لشکر سلطان پور اور ندربار کا مع سپاہ مالوہ اسطرف آیا چاہتا ہے کہ بطور تاخت تلنگ کیطرف روانہ ہوے اور کمک کیونکے پہونچنے سے پیشتر آتش کارزار مشتعل کرے اور جس روز کہ لڑائی ہونیوالی تھی ملک التجار عرب باطی مسافت دراز مع تین ہزار مغل تیرانداز خستہ اور ماندہ ہوکر تلنگ کے اطراف مین پہونچا اور نصیر خان فاروقی نے موقع وقت دیکھکر انتظار کمک نہ کی بہ تعجیل تمام مع افواج آراستہ کہ بارہ ہزار سوار تھے میدان کی طرف روانہ ہوا اور شکست فاحش پاکر بیس ہاتھی نامی اور زیر آثانہ حکومت چھوڑکر بہ مشقت کمال قلعہ تلنگ مین پہونچا اور وفور رنج اور شدت غصہ سے بیمار رہا اور چند روز کے عرصہ مین یعنے بتاریخ تیسری ربیع الاول سنہ مذکور مرغ روح اُسکا باغ بہشت کیطرف پرواز کر گیا اور اُسکے بڑے بیٹے میران عادل خان نے تابوت پدر تھالنیر مین بھیجکر اُسکے باپ کے پہلو مین مدفون کیا مدت اسکی سلطنت کی چالیس سال اور چھ ماہ اور چھبیس دن تھی

ذکر میران عادل خان فاروقی کی سلطنت کا

میران عادل خان سلطان ہوشنگ کا بھانجا تھا اور بعد فوت پدر حکومت خاندیس پر متمکن ہوا اُسنے بھی ہمت ملک التجار کے دفع پر مصروف کی اور ایلچی بھیجکر امراے گجرات کو بہ تعجیل تمام طلب کیا ملک التجار قلعہ تلنگ کے محاصرہ مین مشغول تھا لشکر سلطانپور کی خبر قرب وصول سنکر دکن کی طرف گیا اور میران عادل خان امور سلطنت مین مصروف ہوا اُسکے بعد تین سال اور آٹھ ماہ اور تیئیس روز مہمات خلائق کے انجام دیکر جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ کی آٹھوین تاریخ سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری مین بلدہ برہان پور مین شہید ہوا اور ملک اپنے بڑے بیٹے مبارک خان کو سپرد کیا کیفیت اُسکی شہادت کی جو اس حکایات کے جامع پر ظاہر نہ تھی ۱۴۴۱

اسواسطے اُسکی شرح سے معذور رہا پھر اُسکا جنازہ تھالیز مین لیجاکر اُسکے باپ اور دادا کی قبر کے متصل پیوند زمین کیا مصرع فاکش جہان بخورد کز دانتخوان نماند

تذکرہ مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

اُسنے بعد فوت پدر سترہ برس اور چھ مہینے اور نو دن بلا مزاحمت احدی ولایت خاندیس کی ریاست پر اقدام کیا اور بعد حکمرانی ریاست خاندیس جمعہ کے روز جبکہ بارھوین تاریخ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین اس جہان بے بقا سے کوچ کیا اور اُسکا بیٹا میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی جانشین ہوا اُسکا جنازہ نصبہ تھالیز مین روانہ کرکے خطیرہ فاروقیان مین دفن کیا

ذکر میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی کی حکومت کا

اسکے استقلال کے موافق کسی حکام ماضیہ خاندیس نے فرمانروائی نہین کی کسواسطے کہ اُسنے اطراف کے راجاؤن سے بحکومت باج لیا اور مقدم کونڈوارہ اور گڈھہ نے اُسکے جادہ اطاعت مین قدم رکھا اور گروہ کولی اور بھیل چوری اور رہزنی سے باز آئے اور جو قلعہ کہ آساہیر نے کوہ آسیر پر بنا کیا تھا اُسکے دروازہ کی طرف ایک اور قلعہ احداث کرکے دوسرا دروازہ نصب کیا وہ قلعہ ایسا سنگین ہے کہ عقل اُسکے تسخیر سے انکار کرتی ہے اور پیک خیال کی مجال نہین کہ اُسکے اطراف مین قدم رکھے اور شہر برہانپور کے اطراف اور دریاے تپتی کے ساحل پر بھی ایک قلعہ احداث کرکے اُسمین عمارات عالیہ تیار کروائے اکثر اوقات وہان تشریف لیجاتا تھا اور اپنا لقب سلطان جھارکھنڈی رکھا یعنے شاہ کوہستان جھارکھنڈ کو زبان ہندی مین جنگل نہایت سخت کو کہ گذرا انسان کا بدشوار ہی ہوئے کہتے ہین اور کیفیت کوہستان جھارکھنڈی اپنے مقام مین بیان ہو چکی ہے اور جب اثاثہ شاہی اُسکا باپ دادا سے زیادہ ہوا مغرور ہو کر اُسکے خلاف عمل کیا اور پیشکش اور ایلچی سلطان گجرات کی درگاہ مین بھیجنا یکقلم موقوف کرکے نشان غرور کا بلند کیا جب سلطان محمود بیگرا کو یہ خبر ہوئی ۹۰۴ھ آٹھ سو چورانوے ہجری مین لشکر کثیر خاندیس کی طرف بھیجا امراے خاندیس نے پہلے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے پیشقدمی کی آخر کو تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی بلا جنگ اُسکے مقابلہ سے روگردان ہو کر قلعہ تھالیز اور آسیر کے قریب آن کر دم لیا اور سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس مین جاکر اُسکی خرابی اور ویرانی مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا اور میران عینا فاروقی کہ قلعہ آسیر مین تھا اپنی سرکشی اور ستیزہ روئی سے نادم اور پشیمان ہوا ایک جماعت اعیان مملکت کو سلطان محمود بیگرا کے پاس بھیجکر باظہار اطاعت اور فرمانبرداری پیشکش کئی برس کی ارسال کی پھر حکام گجرات اُسکی ولایت سے دست کش ہو کر گجرات کی سمت روانہ ہوے اسکے بعد چھیالیس سال اور آٹھ مہینے اور بارہ دن سلطنت بفراغت تمام کرکے روز جمعہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ ۹۰۷ھ آٹھ سو ستانوے ہجری مین بجوار رحمت ذو الجلال واصل ہوا اور حسب وصیت برہانپور مین دولتمند ونکے محل مین مدفون ہوا اور اسواسطے کہ اُسکے بعد فوت کوئی فرزند اُسکا نرہا تھا اُسکے بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان فاروقی نے حکومت برہانپور پر اختصاص پایا ۔

ذکر داؤد خان فاروقی بن مبارک خان کی حکومت کا

داؤد خان نے بعد فوت برادر اُسکے تخت پر جلوس کیا اور حسام اور یار علی کہ دو بھائی تھے انھیں استقلال تمام بخشا حسام علی ملک حسام الدین خطاب پاکر مہمات مالی وملکی مین مشغول ہوا اور ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین میران داؤد خان نے چاہا کہ بعضے پرگنات سرحد احمد نظام شاہ بحری پر متصرف ہووے جب یہ خبر اُسے پہونچی خود مع جمعیت کثیر فوج برفوج احمد نگر سے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور داؤد خان نے قلعہ آسیر مین پناہ لی اور احمد نظام شاہ نے خاندیس کی تاراجی اور خرابی مین کوشش کی داؤد خان نے مضطرب اور عاجز ہوکر سلطان ناصر الدین خلجی سے اعانت طلب کی اُسنے حق جوار اور ہمسائگی منظور رکھکر اقبال خان کو کہ امرائے کبار سے تھا مع فوج بزرگ اُسکی کمک کو بھیجا اور وہ جب آسیر کے اطراف مین پہونچا نظام شاہ افواج مندو کی تاب مقاومت نہ لایا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اقبال خان نے چند روز برہانپور مین قیام کیا اور داؤد خان کو خطبہ سلطان ناصر الدین کی تکلیف دی اور وہ جو چارہ نہین رکھتا تھا سلطان ناصر الدین کا خطبہ پڑھاکر اقبال خان کو رضامند کیا اور اُسے پیشکش سے لائق اور ہدایا سے شائق دیکر شادی آباد مندو کی طرف رخصت فرمایا داؤد خان اس کے بعد آٹھ سال اور ایک ماہ اور دس روز زمانہ عمر بسر کرکے غرہ جمادی الاول روز سہ شنبہ ۹۱۴ھ نوسو چودہ ہجری مین قضا سے الٰہی سے فوت ہوا ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے متفق ہوکر اُسکے فرزند غزنین خان کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور بعد دس روز کے ملک حسام الدین نے اُسے زہر دیکر درمیان سے اُٹھایا اور بجز داؤد خان فاروقی کے دوسرا فرزند نہ تھا اسواسطے احمد نگر مین نظام شاہ بحری کے پاس ایلچی بھیجکر خانزادہ عالم خان کو سلاطین فاروقیہ کے نواسون سے تھا اور وہان رہتا تھا طلب کیا اور نظام بحری اور فتح اللہ نے عماد شاہ کے بمشورہ تخت برہانپور پر متمکن کیا اکثر امرا اور سرداروں نے ٹیکا خدمت کا کمر جان پر باندھا لیکن ملک لادن کہ اس دودمانہ کے اعیان سے تھا عالم خان کی بادشاہی پر راضی نہوا قلعہ آسیر اپنے تصرف مین لایا اور ملک حسام الدین سے اس امر مین مخالفت کرکے قلعہ مذکور مین قلعہ بند ہوا اور اُسوقت مین کہ غزنین خان دس روز کے حکومت کے گناہ کے سبب زندان لحد مین گرفتار ہوا تھا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی نے کہ محمود شاہ بیگرا کا نواسا تھا اور تھالیز کی سرحد مین اقامت رکھتا تھا اپنی والدہ کے باتفاق شاہ محمود بیگرا کو اس مضمون کا عریضہ گجرات مین بھیجا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا مہمات حکمرانی مین نہایت فتور بہم پہونچا ہے اگر اس صورت مین باپ کی جگہ اس فقیر کو مرحمت ہووے نہایت ذرہ پروری ہوگی الغرض شاہ محمود بیگرا اسنے درخوست اسکی قبول کی جو خوب جانتا تھا کہ یہ مقابلہ بدون اپنی توجہ کے ظہور نہ پکڑیگا ناچار بہ نفس نفیس خاندیس کیطرف متوجہ ہوا اور ملک حسام الدین مضطرب ہوکر بتعجیل آدمی احمد نظام شاہ بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے پاس بھیجکر اسقدر تضرع کی کہ وہ مع جمعیت اپنی بقصد اعانت برہانپور مین آگئے لیکن جو محمود شاہ بیگرا نے اثنا راہ مین خبر خانزادہ عالم خان اور مخالفت ملک لادن کی اُسکی نسبت سنی آب نربدہ کے کنارہ نزول کرکے ماہ رمضان وہان بسر کیا اور ماہ شوال مین آگے روانہ ہوا جب تھالیز مین پہونچا عالم شاہ اُس قلعہ کے تھانہ دار نے عزیز الملک تھانہ دار کے وسیلہ سے سلطانپور مین سلطان سے ملازمت کی

اور قلعہ خالی کر کے ملازمان درگاہ کے سپرد کیا نظام شاہ اور عماد الملک نے جب لشکر خاندیس کی درہمی اور سپاہ گجرات کی شوکت دریافت کی صلاح توقف مین نہ دیکھی چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الدین کے پاس چھوڑ کر کاویل کی سمت روانہ ہوئے اور سلطان محمود بیگڑا نے آصف خان اور عزیز الملک کو مع لشکر آراستہ ملک حسام الدین اور عالم خان کی تنبیہ کو جو نصف ولایت خاندیس پر متصرف تھے بھیجا افواج دکن جب اُنکی توجہ سے واقف ہوئی ملک حسام الدین کی بے رخصت کوچ کر کے اپنے سردارونکے پیچھے روانہ ہوئی اور ملک لادن کہ وہ بھی نصف مملکت خاندیس تصرف مین رکھتا تھا سب سے پیشتر آصف خان کے استقبال کو گیا اور آصف ملاقات کر کے اُسے اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت مین لیگیا اور ملک حسام الدین یہ خبر سنکر عالم خان کو دکن کی طرف بھیجکر خود سلطان تھالنیر کی قدمبوسی کو گیا سلطان نے دونون پر عنایت شاہانہ مبذول فرمائی اور بعد عید الضحے ساعت سعد اور طالع مسعود مین عادل خان فاروقی کو خطاب اعظم ہمایون دیکر مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی کو کہ وہ اور سلطان مظفر دونون ایک مان سے تھے اُسکے عقد مین منعقد کر کے حکومت برہانپور پر اجلاس بخشا اور ملک لادن کو خانجہان خطاب دے کر موضع تباس کہ ملک لادن کا جائے پیدائش تھا انعام دیا اور ملک ماکھا ولد عماد الملک آسیری کو غازی خان اور ملک عالم شہ تھانہ دار تھالنیر کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اُسکے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دے کر اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور چالیس ہاتھی اور بیس لاکھ تنکہ نقد کہ مراد روپیہ سے ہی اُسے مددخرچ کیواسطے مرحمت کئے اور ملک نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو اُسکی خدمت مین چھوڑ کر تھالنیر سے سلطان پور اور نندربار کیطرف متوجہ ہوا اور منزل اول ہی مین ملک حسام الدین مغل کو شہریار خطاب دیکر رخصت انصراف فرمائی

ذکر عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایونکی حکومت کا

جب سلطان محمود اپنے جہاداری کی امداد سے سلطنت خاندیس پر متصرف اور متمکن ہوا بلاتوقف تھالنیر سے برہانپور مین آکر با مور جہانداری مصروف ہوا اور ملک حسام الدین شہریار مغل اور عادل خان بسبب اُس نزاع کے کہ ملک لادن خانجہان سے رکھتے تھے برہانپور سے تھالنیر مین جاکر مقیم ہوگئے اور بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ ملک حسام الدین نظام شاہ سے متفق ہو کر چاہتا ہی کہ عالم خان کو برہانپور کا والی کرے اور عالم خان اس ماجرے سے مطلع ہوا حسام الدین شہریار کو آدمی بھیجکر طلب کیا اور وہ اصل مطلب سے واقف ہوا مع چار ہزار سوار برہانپور کی طرف متوجہ ہوا اور جب اُس شہر کی نواح مین پہونچا عادل خان تین سو سوار گجراتی سے استقبال کر کے اسے اپنے مکان پر لیگیا اور خلعت دیکر لشکرگاہ کی طرف رخصت کیا دوسرے دن اپنے محرمون سے یہ مشورہ کیا کہ ملک حسام الدین جب دیوانخانہ مین آویگا اُسکا ہاتھ پکڑ کے خلوتخانہ مین لیجاؤنگا پھر رخصت کیوقت دریا شہ گجراتی جو ہمارا سپاہی ہو ضرب کاری ملک حسام الدین کے سر پر رسید کرے اور اُسکے قتل ہونے کے بعد آدمی اُسکے جابجا متفرق اور پریشان ہوجاوینگے یہ صلاح کر کے آدمی اُسکے بلانے کو بھیجا ملک حسام الدین کہ اپنی جمعیت پر نہایت مغرور تھا آیا اور بعد ملاقات کے بطریق مشورہ ملک حسام الدین کا ہاتھ پکڑ کے اپنے خلوتخانہ مین لیگیا اور پھر کچھ اِدھر اُدھر کا تذکرہ کر کے رخصت فرمایا

ابھی وہ سلام کرکے سیدھا ہوا تھا کہ دریا شہ نے ایسی تلوار اُسکے سر پر ماری کہ وہ خیار کی طرح دوپارہ ہوا صاحب ملک برہان عطاء اللہ گجراتی کہ ہمایون شاہ کا وزیر اعظم تھا اس امر پر واقف ہوا مع ایک جماعت گجراتیان سے ارادہ کیا تھا کہ آن کر فرمایا کہ حرامخوارون کو مارو یہ سنتے ہی گجراتیون نے تلوار میان سے کھینچی ملک ماکھا المخاطب بہ غازیخان اور علاوہ اُسکے اور بھی سردار جو ملک حسام الدین شہریار کے ہمراہ تھے بھاگ گئے اور چار سو غلام حبشی اور گجراتی جو دربار میں حاضر تھے اُنھون نے اُنکا پیچھا کیا غازی خان اور بہت سے اور اُنکے ساتھی مارے گئے اور نصف ولایت جو تصرف میں رکھتے تھے برآوردہ ہوئی ابھی لشکر گجرات دم آیا تھا کہ ملک خاندیس دشمنی کے خس و خاشاک سے پاک اور صاف ہوئی اور عادل خان فاروقی المخاطب بہ اعظم ہمایون بعد اسکے ایک روز قلعہ اسیر میں گیا اور ایک ساعت مین برآمد ہوا اور دوسرے دن سلطان محمود گجراتی کو لکھا کہ ایک بار مین قلعہ کی سیر کر گیا تھا شیر خان اور سیف خان جنکے تصرف مین وہ قلعہ ہی مین نے انھین نفاق اور شیطنت سے خالی نہ پایا اور وجہ اسکے کہ ملک حسام الدین قتل ہوا دونون سردار آپسمین متفق ہوکر دربے نفاق ہین اور ایک مکتوب احمد نظام شاہ بحری کو لکھکر خانزادہ عالم خان کو طلب کیا ہی اور بالفعل احمد نظام شاہ مع شاہزادہ عالم خان اپنی افواج سرحد پر آنکر مقیم ہوا ہی بندہ نے خانجہان اور مجاہد الملک اور امراکے باتفاق جاکر قلعہ آسیر کو محاصرہ کیا اگر نظام شاہ اس مخلص کی ولایت مین قدم رکھیگا مہمات قلعہ کو موقوف رکھکر اُسکی جنگ مین مشغول ہوگا شاہ محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پاکر فورًا بارہ لاکھ روپیہ نقد اُسکے واسطے ارسال فرمائے اور دلاور خان اور صفدر خان اور دیگر امراکو سامان جنگ درست کرکے روانہ کیا اور اُسکے درجواب لکھی کہ آن فرزند ارجمند خاطر جمع رکھے ہنگام ضرورت مین خود بہ نفس نفیس متوجہ ہونگا احمد نظام شاہ بحری کہ ایک غلام شاہ بہمنی دکن سے ہی اُسنے اسقدر قوت کہان سے بہم پہونچائی کہ اس فرزند کی ولایت مین قدم بڑھا کر دربے مضرت رسانی ہوا اور نظام شاہ کے ایلچی کو بھی کہ گجرات گیا تھا خوب دھمکایا آخرش نظام شاہ بحری یہ حال دیکھکر اپنی ولایت کیطرف راہی ہوا اور شیر خان اور ملک یوسف المخاطب بہ سیف خان عہد امان لے کر قلعہ سے برآمد ہوا اور ولایت کا ویل مین جاکر دم لیا اور عادل خان فاروقی المخاطب باعظم ہمایون نے بعد پہونچنے لشکر گجرات راجہ کالنی کے پاس کہ مطیع احمد نظام شاہ بحری تھا جاکر بعضے دیہات اور قریون کو تاخت و تاراج سے خراب کیا اور کالنہ کے راجہ نے پیشکش دی اُسوقت عادلخان نے لشکر گجرات کو رخصت کرکے آسیر کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری مین ہمراہ اپنے خالو شاہ مظفر گجراتی کے شادی آباد مندو مین جاکر خدمات شائستہ بجا لایا پہونچائین اور جو یہ کیفیت وقائع گجرات مین بتفصیل تحریر ہو چکی ہی بنابر مصنف اُسکی تکرار مین مشغول ہوا اور سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین مرض الموت مبتلا ہو کر ماہ رمضان کی چودھوین تاریخ روز جمعہ کو اس سرا سے دودر سے انتقال کیا اور ایام اُسکی حکومت کے اٹھارہ برس تھے مین بعد بیٹا اُسکا میران محمد شاہ فاروقی کہ بھانجا بہادر شاہ گجراتی کا تھا اپنے باپ کا جانشین ہوا

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

یہ بادشاہ اپنے والد کی فوت کے بعد تخت برہانپور پہ جلوہ گر ہوا اور آخر کو جیسا کہ مذکور ہوتا ہی سلطنت

گجرات پر بھی فائز ہوا لفظ شاہی اسیر اطلاق ہوئی اور یہ شخص اول اُس خاندان سے ہی کہ جسنے خطاب شاہی پایا اور اُس عرصہ مین جو نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان قلعہ ماہور اور بعضے پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوئی تھی عماد الملک بوسیلہ میران محمد شاہ سلطان بہادر شاہ ملتجی ہوکر طالب صلح ہوا بہادر شاہ گجراتی نے عین الملک حاکم پٹن کو دکن کی سرحد پر بھیجا تو بخوبی حال دریافت کرکے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرا کے برہان نظام شاہ بحری نے شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے اس سال عماد الملک سے ساتھ صلح کی اور عین الملک جب اپنے مقام پر پلٹ گیا برہان نظام شاہ بحری دوبارہ ملک گیری کی فکر مین ہوا قلعہ ماہور کو مع بعضے پرگنے اور قصبات برار اپنے تصرف مین لایا اور عماد الملک عاجز اور نہایت مغلوب اور زبون ہوا میران محمد شاہ فاروقی کو مدد کیواسطے طلب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی ۹۳۴ نو سو چونتیس ہجری مین سامان حرب درست کرکے مع فوج علاء الدین عماد شاہ کی مدد کیواسطے دکن مین آیا اور بہ اتفاق عماد الملک دریاے گنگ کے کنارہ برہان نظام شاہ بحری کے مقابل آن کر صف آرا ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو شکست دے کر اُسکے لشکر کو پراگندہ کیا اور بالتفاق عماد الملک قرار فتح اپنی نسبت دیکراز روے بے پروائی معرکہ مین ایستادہ ہوا جو کہ اُنکی فوج کسی قدر تعاقب مین اور ایک جماعت تاراج کے واسطے روانہ ہوئی تھی اور برہان نظام شاہ بحری شکست کے بعد ایک دیہہ کی پناہ مین ایستادہ تھا بیچ تین ہزار سوار پلٹ کر میدان کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کو مہلت خیل و حشم فراہم کرنے کی نہ دی قریب شام حملہ آور ہوا تائید ایزدی سے دونون کو معرکہ سے ہزیمت دی اور دونون کے اثاثہ سلطنت پرکہ فیل و توپخانہ وغیرہ سے مراد ہی متصرف ہوا اور چار کوس تعاقب کرکے بہت سے پس ماندون کو تہ تیغ کیا اور عماد الملک بحال عجیب اس مخمصہ سے کاویل کیطرف اور میران محمد شاہ فاروقی آسیر کی سمت مفرور ہوکے اور مکتوب سلطان بہادر گجراتی کو لکھے اور چونکہ دونون نے امداد کے بارہ مین نہایت الحاح اور حد سے مبالغہ کیا تھا سلطان بہادر گجراتی مع سپاہ زرخواہ برہانپور کی سمت آیا اور بالتفاق میران محمد شاہ فاروقی ولایت برار مین داخل ہوکر جب جالنہ پور مین پہونچا اس ملک کی طمع دامنگیر ہوئی اور چاہا کہ کسی ڈہب سے مملکت برار کو عماد الملک کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے متعلقون کے سپرد کرے اور خود دار الملک احمد نگر کی سمت عازم ہوکر اس ولایت کو بھی برہان نظام شاہ بحری سے چھینکر اسکا خطبہ اپنے نام پڑہے عماد الملک سلطان بہادر کے بلانے سے نہایت شرمندہ ہوا میران محمد شاہ سے سلطان بہادر کی شکایت کی اور میران محمد شاہ نے یہ جواب دیا کہ خود کردہ را علاج نیست ایسا کام نکرنا چاہیے تھا جسکا یہ انجام واقع ہوا اور اب صبر و تحمل کے سوا کوئی تدبیر نہین ہی اتفاقاً انھین دنون مین کوئی ایسی تقریب ہوئی میران محمد شاہ نے معروض رکھا کہ مملکت برار سلطان سے علاقہ رکھتی ہی اس مملکت مین استقامت سے کچھ فائدہ نہین صلاح دولت یہ ہی کہ خطبہ اس مملکت کا اپنے نام پڑہکر عماد الملک کو نوکر و نیکو سلک مین منتظم کرکے احمد نگر کی طرف تشریف لیجاوین اور اُسے بھی فتح کرین سلطان کو یہ راے پسند آئی بعد ہ برار مین خطبہ اپنے نام پڑہا اور عماد الملک کو ملازم کرکے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اُس مقام سے ساتھ اس تقریب کے

کہ شمہ اسکا اپنے مقام مین لکھا گیا ہی دولت آباد کی سمت گیا اور حسن تدبیر کی برکت سے میران محمد شاہ نے تسخیر مملکت نظام شاہ اور عماد الملک سے دست کش ہو کر معاودت کی اور ۹۳۱ھ نو سو بتیس ہجری مین سلطان بہادر نے مالوہ کی تسخیر کی عزیمت کی میران محمد شاہ طلب کے بموجب اُسکے پاس گیا اور بلدہ مندو کے لینے مین بہت کوشش کی اور اُسے فتح کر کے رخصت ہوا اور اسی سال برہانپور کی سمت معاودت کی اور برہان نظام شاہ ممالک مالوہ کی تسخیر کی خبر سنکر نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر کو برسم رسالت برہانپور بھیجا تو طریق مصادقت جاری کر کے دروازہ خصوصیت کے مفتوح کرے بہادر شاہ گجراتی دوسرے برس یعنے ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری مین برہانپور مین تشریف لایا جیسا کہ وقائع دکن و گجرات مین بیان ہوا اور میران محمد شاہ کی مساعی جمیلہ سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر کے درمیان لوازم صداقت غائبانہ قرار پا گئے اور برہان نظام شاہ میران محمد شاہ کے کہنے سے سلطان بہادر کی ملاقات کے واسطے برہانپور گیا سلطان اُسکے آنے سے نہایت محظوظ ہوا چتر اور سراپردہ سرخ اور خطاب نظام شاہی اُسے عنایت فرما کر یہ ارشاد کیا مین نے دشمن کو سلطنت سے اُٹھایا اور دوست کو شاہ بنایا اسکے بعد برہان نظام شاہ کو خوشدل اور کامیاب احمد نگر کی طرف روانہ کیا اور خود بھر ولایت مالوہ مین گیا میران محمد شاہ نے بھر اُسکی ہمراہی کر کے خدمات شائستہ مین تقصیر نہ کی اور بقدر رخصت حاصل کر کے برہانپور مین آیا جسوقت سلطان بہادر قلعہ چیتور پر گیا میران محمد شاہ سامان سفر درست کر کے اسکے پاس پہونچا اور جسوقت کہ سلطان بہادر ہمایون بادشاہ کے مقابلہ سے مندو کی طرف بھاگا وہ ہمراہ تھا اور جبکہ مندو سے چنپانیر کی سمت جاتا تھا میران محمد شاہ کو آسیر کی طرف رخصت فرمایا اور جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد بابر شاہ نے گجرات کو سخر کیا ایک معتمدان درگاہ سے آصف خان نام کو احمد نگر مین برہان نظام شاہ بحری کی استمالت کے لئے بھیجکر پیشکش کا طالب ہوا اُسکے بعد ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ برہانپور گیا میران محمد شاہ فاروقی یہ خبر سنکر مضطرب ہوا مکتوب متواتر برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر اُس امر کی تدبیر اور اپنی رہائی کے بارہ مین مشورہ کیا برہان نظام شاہ بحری نے حقوق سابق کی رعایت کر کے ایک عریضہ طاہر وحید جنیدی سے لکھوا کر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے پاس کہ برہانپور کے اطراف مین پہونچا تھا ارسال کیا اُسکا ترجمہ حرف بحرف یہ ہی بندہ دولتخواہ لا کلام برہان نظام بعد ادائے لوازم اطاعت اور شرائط انقیاد کے کہ بندگان صمیمی پر واجب و لازم ہی آئینہ رائے گیتی نمائے ظاہر اور ماہر کرتا ہی جبتک کہ معمار خانہ قضا بنیاد قصر عالم کو ساتھ ارکان ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کے آمیزش قصور سے نگاہ رکھے اور جبتک چارہ ساز حقیقی بنی آدم کی طبیعتون کو ساتھ نفاذ فرمان یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط کے ارتکاب ظلم و جور سے محفوظ رکھے ہمیشہ بنائے قصر سلطنت اور میدان سرائے خلافت سلاطین نامدار کا جائے قرار اور حکام صاحب اقتدار کا ملجا اور ماوا رہے جو مقصد یہ ہی کہ اس اثنا مین مبارک آیات مین فرمان ہمایون فال سراپا سعادت و اقبال طغرائے امانی و آمال سے مزین ہو کر دیوان قضا جریان سے مصحوب جناب آصف خان کہ بمزید رتبہ ہمچشمون مین ممتاز ہین اس کمترین درگاہ اور صادق الاعتقاد بے اشتباہ کے نام صادر ہوا مراسم مباہات اور لوازم افتخار بجا لایا اور رقم کے استمالت شاہانہ

اور اصناف عنایات خسروانہ کہ اس سے مستفاد تھے مطلع اور رسائل ہو کر مستعد بحصول مقصود اور متوجہ
فرمانبرداری کا تھا کہ عالیجناب محمد خان فاروقی الملقب بہ میران محمد شاہ سے کہ از آبا و اجداد منتظم سرداری
ولایت برہان پور اور آسیر کا ہے مکاتیب صادر ہوئے خلاصہ مضمون یہ ہے تاکہ قرین سعادت
تھا ذہن نشین ہوا عاطفت اور التفات نواب عنایت نقاب کے کہ مبنی حسن عنایت اور کمال اشفاق
اور بزرگ اخلاق گوشہ نشینان پیشگاہ سدرہ آستان تھے دلپذیر خاکسار ہو کے عالم بنا یا شمہ
از احوال عریضۂ خان مشار الیہ سے مقربان مجلس اعلےٰ پہ واضح اور لائح ہوگا اور جو اس دولتخواہ
اور عالیجناب مشار الیہ کے درمیان رابطۂ الفت قدیمی تھا اس سبب ہاتھ عجز اور محتاجی کا موقف
سعلے میں اُٹھا کر زبان عجز بیان سفارش کیواسطے کھولکر التماس کرتا ہے کہ جس طور سے تمام سلاطین
سابقہ اور خواقین صادقہ دربی جہانگیری اور متوجہ کشورکشائی ہوئے ہیں خصوصًا اُن حضرت کے
اجداد مکرمت شعار معدلت آثار کہ کتابہ کاخ سلطنت کا رقوم مناقب اور مآثر سے اُنکے آراستہ ہے اور عصابہ
تاج خلافت کا اُنکے رسوم مجاہد سے پیراستہ ہے آیہ کریمہ واعفوا واصفحوا سے بانی اللہ یامرہ کو رائے جہان آرا
کے پیش نظر فرماکر اس دولتخواہ کی تقصیرات اضطراری اور لغزشہائے بے اختیاری کو مراحم ذاتی
اور مراسم مکارم جبلی سے معاف فرماویں اور عنایات بے پایان سے نواب کامیاب کو اشارہ فرماویں کہ
دست تصرف کمترین کی ولایت مختصر سے باز رکھکر دربی ازدیاد عنایت اور مزید رعایت رہیں اور اپنے
اجداد اور اسلاف کی اقتدا فرماکر حکام اطراف کے دل مسرور کرتے رہیں امید کہ یہ معنی کمال خلوص اور
دولتخواہی پر محمول ہو کر صورت اس التماس کی ساتھ حسن قبول کے مزین ہووے اور کوئی دوسرا امر خاطر اشرف
واسطے میں مرکوز نہووے سوائے اطاعت اور فرمانبرداری کے دوسرا امر ظہور میں نہ آویگا اسکے بعد برہان نظام شاہ
بحری اور ابراہیم عادل شاہ اور سلطان قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ جب بقصد امداد میران محمد شاہ
فاروقی مقام سرکشی میں ہوئے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے میرزاؤن سے بے التفاتی
اور شیر شاہ افغان کا خروج صلاح وقت نہ دیکھا خاندیس کو تاخت و تاراج کر کے شادی آباد مندو کیطرف
متوجہ ہوا اور بعد اسکے سلطان بہادر نبرد وپ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا جنت آشیانی بعض امور کے
سبب شادی آباد مندو سے آگرہ کی سمت روانہ ہوا شاہ بہادر شاہ گجراتی نے میران محمد شاہ فاروقی کو باخراج امرائے
مغل ولایت مالوہ سے تعین کیا میران محمد شاہ فاروقی برہانپور سے مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق ملوخان
شادی آباد مندو کو امرائے چغتائی یعنے مغل سے برآوردہ کرکے ابھی ولایت مالوہ میں تھا کہ سلطان بہادر گجراتی
اہل فرنگ کے ہاتھ سے شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوا اور چونکہ وہ لاولد تھا سلطان بہادر کی
والدہ نے جمیع امرائے گجرات کو جمع کرکے میران محمد شاہ فاروقی کو شاہ بنا کر غائبانہ سکہ اور خطبہ گجرات کا اُسکے نام کرکے
لفظ شاہ کا اُسکے نام میں داخل کیا اور یہ وہ شخص ہے کہ اول جسنے اُس سلسلہ میں خطاب شاہی پایا اور جب امرائے
گجرات نے چتر اور تاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا اُسکے واسطے مالوہ میں بھیجا اور التماس قدوم کی میران محمد شاہ
فاروقی نے تاج شاہی زیب سر کرکے گجرات کی روانگی کی تیاری کی قضارا بیمار ہو کر ذیقعدہ کی تیرھوین تاریخ سنہ ۹۴۳ھ

نوسو تینتالیس ہجری مین دارالقرار کی سمت روانہ ہوا اور ارکان دولت نے اُسکا تابوت برہانپور مین پہونچا کر عادل خان فاروقی کے خطیرہ مین دفن کیا اور جو اُسکا کوئی فرزند بادشاہی کے لائق نہ تھا اسواسطے اُسکے منجھلے بھائی میران مبارکشاہ فاروقی کو خاندیس کا فرمانروا کیا

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

میران مبارک شاہ فاروقی نے اپنے بھائی کی خبر فوت جب برہانپور مین سنی چند روز سوگوار ہوکر ماتم داری مین مشغول ہوا جو میران محمد شاہ فاروقی کا کوئی لڑکا حکومت کے لائق نہ تھا امرا اور اعیان مملکت نے اتفاق کرکے اُسے تخت پر بٹھایا اور میران مبارک شاہ نے حکومت پر اشتغال کرکے سلوک خوب اختیار کیے اور امراے گجرات نے احمد آباد کی شاہی کو محمود شاہ گجراتی بن شاہزادہ لطیف خان کے لیے مناسب جان کر اختیار خان کو طلب اُسکے خاندیس مین بھیجا کسواسطے کہ شاہ بہادر گجراتی نے اپنے بھتیجے سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ فاروقی کے سپرد کیا تھا اور اُسکو اپنے ایک قلعہ مین اُسنے قید کر رکھا تھا اور اُسکے احوال سے باخبر اور ہوشیار رہتا تھا جب اختیار خان برہانپور مین پہونچا اور محمود شاہ گجراتی کو طلب کیا میران مبارک خان فاروقی نے اس امید پر کہ امراے گجرات مضطر اور ناچار ہوکر مجھے وہان کی بادشاہی پر منصوب کرینگے سلطان محمود شاہ گجراتی کے بھیجنے مین تامل کیا اور اعیان گجرات یہ امر سمجھکر بجمعیت تمام جنگ پر آمادہ ہوکر ولایت خاندیس کی طرف متوجہ ہوئے میران مبارک خان فاروقی نے حسب فہمائش خیر اندیشان سلطان محمود کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اختیار خان گجراتی کے ہمراہ جو اُسکی طلب مین احمد آباد سے آیا تھا روانہ کیا اور اُسی عرصہ مین عماد الملک جو سلاطین گجرات کے غلامون سے تھا بھاگ کر برہانپور مین آیا میران مبارک شاہ سلطنت گجرات کی امید پر مقام معاونت مین ہوا اور عماد الملک نے دس ہزار سوار گجراتی فراہم کئے اور دریا خان سلطان محمود کو اُبھار کر بقصد اخراج میران مبارک شاہ اور عماد الملک روانہ ہوا اور گجرات اور خاندیس کی سرحد مین دونون مین جنگ عظیم ہوئی میران مبارکشاہ شکست کھاکر قلعہ آسیر مین در آیا اور عماد الملک مندو کی طرف بھاگ کر قادر شاہ کے پاس پناہ لے گیا سلطان محمود جب خاندیس کی تاراج و غارت مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے بمجبوری پیشکش بہت دے کر صلح کی اور سلطان محمود پلٹ کر اپنی ولایت مین گیا اور بعد ایک مدت کے صاحب اقتدار ہوا قصبہ ندربار اور سلطانپور میران مبارک شاہ کو دیا اور اُسکے دینے کی یہ وجہ تھی کہ جس عرصہ مین سلطان محمود اور میران مبارک شاہ قلعہ آسیر مین قید تھے سلطان محمود نے اُس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر توفیق سبحانی اور تائید یزدانی سے مین گجرات کا بادشاہ ہونگا تجھے قصبہ ندربار ارزانی رکھونگا اسواسطے عہد و قول پر وفا کرکے ایام سلطنت مین ندربار کو اُسکے تصرف مین چھوڑا اور ۹۶۹ سنہ نوسو انہتر ہجری مین باز بہادر والی مالوہ لشکر مغل کے غلبہ کے سبب عروس مملکت کی ہم آغوشی سے محروم ہوکر میران مبارک شاہ کے پاس پناہ لایا اور پیر محمد خان حاکم مالوہ اُسکے اخراج پر عازم ہوکر ولایت خاندیس مین آیا اور برہانپور تک تاخت کرکے قتل و اسیری مین تقصیر نہ کی اور خاندیس نے وضیع و شریف کے اہل و عیال مغل کے دست جور مین گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ اُنکمین منظور تھا واقع کیا

میران مبارک شاہ قلعہ آسیر میں در آیا اور تفالخان حاکم برار کو کمک کیواسطے طلب کیا جب وہ نہایت سامان اور شوکت سے جلد خاندیس میں پہونچا میران مبارک شاہ اور باز بہادر دونون متفق ہوکر بمدافعت پیر محمد خان متوجہ ہوگئے امرا اور سپاہ مغل کہ مال اور اسباب فراوان اُنکے ہاتھ آیا تھا خاندیس کے محبوبون سے عیش و عشرت میں مشغول ہوگئے اور محاربہ اور مقاتلہ کی رغبت نکرکے معاودت پر مائل ہوئے اور پیر محمد خان نے امرا اور افسران سپاہ کی موافقت کے سوا چارہ نہ دیکھا مالوہ کی طرف عازم ہوا اور سلاطین ثلثہ نے باتفاق اُسکا تعاقب کیا جو تمام سپاہ مغل غنائم کے لیجانے میں مشغول تھی پیر محمد خان کا ساتھ نہ دیا اور شب و روز قطع مسافت کرکے اپنے سپہ سالار سے پیشتر آب نربدہ سے عبور کیا تفال خان اس امر سے واقف ہوا نربدہ کے اطراف میں تاخت کرکے اردوے مغل پر جا پڑا اور پیر محمد خان استر آبادی نے طاقت مقاومت اپنے میں نہ دیکھی بے اختیار خیمہ و خرگاہ اور ساز و سلب سے قطع نظر کرکے بھاگا اور تفالخان جلو ریز تعاقب میں تھا اور باز بہادر کے آدمیون نے ناؤ پیرا اُس پار سے ہٹا دیا تھا پیر محمد خان نے ساحل نربدہ پر پہونچکر گھوڑا دریا میں ڈالا اُسطور سے کہ ذکر اُسکا سابق میں مرقوم ہوا غرضکہ پیر محمد خان ورطۂ ہلاکت میں غرق ہوا اور باقی ہمراہی اُسکے سلامت نکل گئے اور مال و اسباب نقد جنس مغلون کا لٹ گیا میران مبارک شاہ اور تفالخان باز بہادر کی امداد کے لیئے مالوہ میں آئے اور امراے مغل کو اس ناحیہ سے نکالدیا اور باز بہادر نے شادی آباد مندو کے تخت پر متمکن ہوکر پھر مراجعت کی اور میران مبارک شاہ ماہ جمادی الآخر کی چھٹی تاریخ بدھ کی رات کو ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری میں قضاے الٰہی سے فوت ہوا اُسکا بیٹا میران محمد خان قائم مقام ہوکر بہ امور ریاست اور حکومت ملکی و مالی شامل ہوا مبارک خان کی ایام حکومت تبیس سال تھی

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن مبارک شاہ فاروقی کی حکومت کا

مبارک شاہ نے جب اس سراے فانی سے کوچ کیا اُسکا بیٹا محمد شاہ نائب مناب ہوکر مہمات سلطنت کے انتظام میں مصروف ہوا اور اُسی سال جلوس میں چنگیز خان گجراتی اعتماد خان وکیل سلطنت کی تحریک کے سبب سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے اُبھارکر ندربار میں آیا اور میران محمد شاہ کا تھانہ اُٹھا دیا جب کوئی اُسکے احوال سے متعرض نہوا قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالنیر کے اطراف تک متصرف ہوکر بقدر امکان میران محمد شاہ فاروقی کے ممالک میں مزاحمت پہونچائی اور میران محمد شاہ نے تفالخان حاکم برار کو مدد کیواسطے بلایا اُسکے باتفاق چنگیز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور تھالنیر کے اطراف میں چنگیز خان کے قریب جاکر جا بجا کرکارزار میں مشغول ہووے چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت کے اُسدن نہایت خوف اور رعب کے غالب ہونے سے برخاست کرکے جا سے قلب میں فرو کش ہوا اور بارہا بے توپ بندوق اپنے دائرہ کے گرد کھینچکر شام تک وہان سے حرکت نہ کی اور جب شب ہوئی خیمہ اور ڈیرہ اور اثاثیہ ثقیل چھوڑ کر بھروچ کی طرف بھاگا خاندیسیون اور دکنیون نے واقف ہوکر چنگیز خان کا مال و اسباب تاراج کرکے اُسکے تعاقب میں کوشش کی اور لوٹ اور اراسیہ اور ہاتھی نامی تصرف میں لاکر پلٹ آئے اور چندر روز ولایت گجرات میں خلل بہم پہونچا خلائق گجرات کو عموماً معلوم ہوا کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان سے نہین ہے اسواسطے میران محمد شاہ

فاروقی نے ولایت گجرات واسطے اپنے مناسب جانکر زر خطیر صرف کرکے جم غفیر جمع کیا اور ایک جماعت سرداران گجرات کی اُسکے شریک ہوئی چنانچہ بیس ہزار سوار ہمراہ رکاب لے کر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اور چنگیز خان کہ اندنون احمد آباد پر مسلط ہوا تھا میرزایان مذکور اُس سے ملحق ہوے اور چنگیز خان آٹھ سات ہزار سوار لیکر احمد آباد سے برآمد ہوکر سرگرم وغا ہوا اور میران محمد شاہ میرزاؤن کی اعانت اور امداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا شکست کھاکر آسیر کیطرف بھاگا اور چنگیز خان مال اور اسباب اور اثاثہ شوکت اُسکا اپنے قبض و تصرف مین لایا اور چند روز کے بعد میرزایان مذکور چنگیز خان سے متوہم ہو کر گجرات سے بھاگے اور بقصد دست برد ولایت خاندیس مین تاخت لاکر خرابی اور تاراجی مین کوتاہی نکی اور جبتک میران محمد شاہ فاروقی لشکر فراہم لاکر اُنکے تدارک کو متوجہ ہووے وہ اپنا کام کرکے اُس مملکت سے برآمد ہوئے اور ۹۸۲ھ نو سو بیاسی ہجری مین جب مرتضی نظام شاہ بحری والی احمد نگر ولایت برار کو مسخر کرکے اور تفالخان کو دستگیر کرکے عازم مراجعت ہوا اور اپنی مملکت کے ایک آدمی کو خانوادہ عماد شاہیہ منسوب کرکے میران محمد شاہ فاروقی کے پاس بھیجا اور اُسنے طلب اعانت کی میران محمد شاہ اُسکے فریب آیا اور پانچ چھ ہزار آدمی اُسکے ہمراہ کرکے ولایت برار مین بھیجا غرضکہ ایک خلل عظیم اُس صوبہ پر بہم پہونچا آخرش مرتضی نظام شاہ بحری خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی صلاح سے پلٹ کر میران محمد خان فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کرکے برہانپور مین آیا اور میران محمد شاہ تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ آسیر کی طرف بھاگا اور مرتضی نظام شاہ بحری نے اُس قلعہ کو بقصد تسخیر گھیرا لیکن جب اُسکی ہمراہی ولایت خاندیس کی تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے میران محمد شاہ فاروقی نے مضطرب ہوکر ہاتھ دامن صلح پر مارا اور چھ لاکھ مظفری کہ قریب تین لاکھ تنگہ نقرئی یعنے دکھنی روپیہ کے ہوتے ہین مرتضی نظام شاہ اور اُسکے وکیل سلطنت چنگیز خان اصفہانی کو دے کر سپاہیون کو اپنے سے راضی کیا پھر اُنھون نے ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور ۹۸۴ھ نو سو چوراسی ہجری مین میران محمد شاہ فاروقی مرض الموت مین مبتلا ہوکر فوت ہوا اُسکا بیٹا حسن خان فاروقی جو طفل نابالغ تھا حکمران ہوا اور جب اُسکے چچا راجہ علیخان فاروقی بن میران مبارک خان کہ جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اپنے بھائی کی خبر سنکر آگرہ سے خاندیس کی طرف روانہ ہوا چنانچہ اعیان دولت نے اُسے تخت حکومت پر بٹھاکر حسن خان کو معزول کیا

ذکر میران راجہ علی خان بن مبارک خان بن اعظم ہمایون عادل خان بن حسن خان بن نصیر خان بن ملک راجہ بن خانجہان فاروقی کی حکومت کا

جن دنون مین راجہ علیخان فاروقی نے تخت حکومت خاندیس پر جلوس کیا سواد اعظم ہندوستان بنگالہ اور سندھ اور مالوہ اور گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصرف مین آیا تھا اس سبب سے راجہ علیخان فاروقی نے شاہ دہلی کے ملاحظہ سے لفظ شاہی اپنے اوپر اطلاق نہ کی اور اپنے تئین اُسکے ایک باجگزارون مین تصور کرکے بارسال تحف و ہدایا اپنا اخلاص ظاہر کرتا تھا اور بادشاہان دکن سے بھی رابطہ آشنائی اور خصوصیت نگاہ رکھکر اُنکے طلب رضا مین کوشش کرتا تھا اور وہ ایک حاکم عادل اور عاقل اور عالم اور شجاع تھا اور جمیع مناہی سے

بیشتر یہ کہ اکثر اوقات علما اور فضلا مذہب سے صحبت رکھتا تھا اور آبادی اور آسودگی ملک میں
کوشش کرکے بفراغت تمام امور جہانبانی میں اشتغال فرماتا تھا الغرض ۹۹۲ھ نو سو بانوے ہجری
میں جب مرتضی نظام شاہ گوشہ نشین اور پردہ نشین ہوا راجہ علیخان کے وکیل سلطنت مسمی صلابت خان اور
سید مرتضی سپہ سالار برار سے نزاع واقع ہوئی احمد نگر کے چھ کوس پر دو ہتھیار کی نوبت آئی صلابت خان
فتحیاب ہوا اور سید مرتضی اور خداوند خان نے مع بارہ نفر امرا بھاگ کر برار میں دم لیا اور صلابت خان کے
تعاقب کے سبب وہاں بھی انھیں جا سے قیام میسر نہوئی برہانپور کی طرف روانہ ہوئے راجہ علی خان سمجھا
کر یہ اکبر شاہ کے پاس جاکر دادخواہ ہونگے اور بقصد انتقام لشکر مغل کو لاوینگے انکی مراجعت یعنی پھر لانے کی
فکر میں ہوا اور سید مرتضی نے اس امر کو دریافت کرکے برہانپور سے کوچ کرکے مع مال و اسباب آگرہ کا
راستہ لیا راجہ علیخان نے سنکر اُسکے تعاقب کے لیے نامزد کیا کہ بخوشی یا ناخوشی انھیں اُسطرف کی روانگی
سے باز رکھیں چنانچہ خاندیسیوں نے حکم کے موافق سید مرتضی اور اُسکی ہمراہیوں سے التماس مراجعت
کی کسی نے اُنکے کہنے پر عمل نہ کیا اور صف وغا آراستہ کرکے جنگ میں مشغول ہوئے اور خداوند خان
بزور شمشیر خاندیسیوں کو شکست فاحش دےکر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اور خاندیسیوں نے
ہاتھ اُنکے پھیر لانے سے کوتاہ کیا اور اُس جماعت کی تاراج میں مشغول ہوئے چنانچہ ایک سو ہاتھی مع بنہ
اُنکے ہاتھ آیا اور سید مرتضی سبزواری اور خداوند خان حبشی نے مظفر و منصور ہوکر آب نربدہ سے عبور کیا
جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت میں مشرف ہوئے صلابت خان وکیل سلطنت خاندیس کی شکایت
کرنے بعد راجہ علیخان والی خاندیس کے بھی دادخواہ ہوئے اور اکبر بادشاہ ہمیشہ تسخیر دکن کی فکر میں اور فرصت
وقت کا انتظار کھینچتا تھا سید مرتضی اور خداوند خان اور جمیع امراے دکن کو جاگیرین لائق اور مناصب لائق
عطا کرکے امیدوار مراحم خسروانہ فرمایا اور راجہ علیخان یہ خبر سنکر اکبر شاہ سے نہایت ہراسان ہوا اور دو ہاتھی کہ
سید مرتضی اور امراے دکن کے لیے تھے بلا طلب بارگاہ اکبری میں ارسال کرکے اظہار اطاعت کی اور اُس عمل سے
معذرت خواہ ہوا اور جو قبل اُس سے چند مرتبہ برادر حقیقی مرتضی نظام شاہ نے بھی احمد نگر سے اکبر بادشاہ کی خدمت میں
جاکر کمک طلب کی تھی ہاتھیوں کے بھیجنے سے کچھ فائدہ نہوا اور ۹۹۳ھ نو سو ترانوے ہجری میں اکبر شاہ نے برہان نظام شاہ
ثانی اور سید مرتضی اور خداوند خان حبشی اور تمام امراے دکن کو خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے پاس جو حاکم مالوہ تھا
بھیجا اور یہ حکم دیا کہ باتفاق جماعت مذکورہ دکن کو فتح کرے اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا شادی آباد مندو سے
برآمد ہوکر مع لشکر مالوہ اور امراے دکن برار کیطرف متوجہ ہوا اور میرزا محمد تقی نظیری کہ سادات عظیم الشان سے
تھا مرتضی نظام شاہ کی طرف سے سرلشکر ہوا اور راجہ علیخان کے مدافعہ کے واسطے خاندیس کی سرحد میں آیا اور
خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے عضدالدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علیخان کے پاس بھیجکر اکبر بادشاہ کی موافقت
کی دلالت کی اور اتفاقات سے اُسی حال میں میرزا محمد تقی نے بھی آسیر میں آنکر راجہ علیخان کو نظام شاہ کیطرف
بلایا راجہ علیخان متحیر ہوا آخرش چند روز کے بعد شاہ فتح اللہ سے عذرخواہ ہوکر لشکر نظام شاہ سے
جا ملا اور بعد ایک ماہ کے میرزا محمد تقی اور راجہ علیخان مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار سندیہ کیطرف کہ

مغل کا لشکر بھی روانہ ہوئے اور اُنکے مقابل ایک کوس پر پڑاؤ کیا اور دوسرے دن مصاف کا وعدہ ہوا تھا کہ خان اعظم نے صلاح اُنکی محاربہ مین نہ دیکھی رات کے وقت مشعلین اور دیے جا بجا چھوڑ کر دوسرے راستہ سے ولایت برار کی طرف متوجہ ہوا اور سپاہ مغل بالاپور اور ایلچپور کو غارت کرکے اُس مقام مین مقیم ہوئے اس درمیان مین میرزا محمد تقی اور راجہ علیخان تعاقب کرکے اُس نواح مین پہونچے خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے پھر مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح نہ دیکھی نندربار کے راستہ سے اپنے اردو مین داخل ہوا اور راجہ علیخان فاروقی نے سپاہ مغل کی طرف سے مطمئن ہوکر میرزا محمد تقی نظیری کو برہانپور کی سمت رخصت کیا اور لشکرانہ مین اسکے زرخطیر فقرا اور مستحقین کو پہونچایا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جب دیکھا کہ کچھ کام انجام نہوا اکبر شاہ کے دربار مین جاکر زمانہ بفراغت بسر کرنے لگا جبکہ سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین اُسکا بیٹا اسمعیل نظام شاہ بحری کہ دکن مین تھا احمدنگر کا بادشاہ ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جیسا کہ اپنے مقام مین تحریر ہوچکا بطمع ملک موروثی محمد اکبر شاہ کی تجویز سے ہندیہ کی طرف کہ اُسکی جاگیر تھی آن کر راجہ علیخان سے استمداد چاہی اور راجہ علیخان فاروقی ابراہیم عادلشاہ کے بمشورہ کہ اُس عرصہ مین دکن کی مہمات اُس سے رجوع تھی اس امر کو قبول کرکے معاونت پر آمادہ ہوا اور جمال خان مہدوی کہ ملک احمدنگر کا صاحب اختیار تھا اسمعیل نظام شاہ کو اُبھار کر بکوچ متواتر برہانپور کیطرف روانہ ہوا اور راجہ علیخان فاروقی شجاعت و مردانگی سے لشکر آرائی کرکے برہان نظام شاہ ثانی کو ہمراہ لیکر برار کی سرحد مین گیا اور جمال خان مہدوی کہ ابھی نہ پہونچا تھا کہ امرائے برار کو بوعدہ و وعید برہان نظام شاہ ثانی کی طرف سے مطمئن خاطر کرکے اُسکے پاس لایا اور اُسکے بعد جمال خان مہدوی نے روہنگیری گھاٹ سے عبور کرکے مسافت طی کی اور افواج طرفین نے مقابل ہوکر صفوف حرب آراستہ کرکے ایسی جنگ کی کہ زمین و آسمان کو دیکھکر حیرت ہوئی فی الجملہ طرفین نے پائے ثبات زمین کین مین قائم کرکے داد جوانمردی اور شجاعت کی دی یہانتک کہ ایک گولی بندوق کی کمال خان کے لگی کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا اور برہان نظام شاہ ثانی اور راجہ علیخان مظفر و منصور ہوکر چند روز لوازم جشن اور شادی مین مشغول ہوتے پھر ایک دوسرے کو رخصت کیا برہان نظام شاہ ثانی احمدنگر کی طرف اور راجہ علیخان برہانپور کی سمت روانہ ہوئے اور جب برہان نظام شاہ ثانی سنہ ۱۰۰۴ ایکہزار چار ہجری مین فوت ہوا اور شاہزادہ سلطان مراد ولد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان ولایت نظام شاہیہ کے بقصد تسخیر روانہ ہوئے راجہ علیخان فاروقی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم کے موافق مع لشکر جرار ہمراہی کی اور اُسکے بعد شہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان احمدنگر مین پہونچے اور اُسے محاصرہ کیا اور موسم برسات کے پہونچنے سے وہ شہر فتح نہوا طرفین نے اس طریق پر صلح کی کہ ولایت برار شاہزادہ سلطان مراد کے متعلق رہے اور احمدنگر پر نظام الملک قابض اور دخیل ہووے اور بعد پیمان کے شاہزادہ اور خانخانان برار مین آن کر اُس ولایت پر متصرف ہوئے اور راجہ علیخان کو آسیر اور برہانپور کیطرف رخصت کیا اور تھوڑے عرصہ قلیل کے بعد دکنیون نے اتفاق کرکے چاہا کہ مملکت برار کو لشکر مغل کے تصرف سے برآوردہ کرین پھر ہجوم کرکے سہیل خان خواجہ سرا کو سردار کرکے دریائے گنگ کے کنارے قصبہ سونپت کے قریب

بھیجی گئی اور خانخانان شاہزادہ کے ہمراہ باتفاق راجہ علیخان اور تمام امراے مغل سہیل خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور بعد جنگ باوصف اسکے کہ میرزا عبدالرحیم الملقب بخانخانان فتحیاب ہوا لیکن راجہ علیخان فاروقی کو کنبون کے توپخانہ کے سامنے پڑگیا تھا مع اکثر امراے خاندیس جلکر ہلاک ہوا اور اسکا تابوت برہان پور مین لاکر دفن کیا مدت اُس کی دولت اور حکومت کی اکیس سال اور کچھ زیادہ تھی

تذکرہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان کی حکومت اور برہان پور کی زوال سلطنت کا

جب سنہ ایکہزار پانچ ہجری مین راجہ علیخان فاروقی نے شربت ممات چکھا اُسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم اور خانخانان کی تجویز سے جانشین ہوا اور خاندیس کی حکمرانی کرنے لگا جو کہ خفیف العقل اور کم تجربہ تھا بنگ اور بوزہ اور شراب اور افیون کا مقید اور راگ رنگ اور نغمہ سرود چلترنگ و مغنیہ ارباب نشاط وغیرہ کی صحبت کا راغب ہوا اور آب تپتی کے کنارے اور برہان پور کے مقابل ایک شہر باسم بہادر پور احداث کر کے اُسکی تعمیر مین کوشش کی اور باوجود سپاہ مغل کی ہمسایگی تدبیر ملک اور دولت سے غافل ہوا اکثر اوقات عورتونکی صحبت اور کامینونکے جلسہ مین مشغول ہوکر ہر روزہ کو نوروز سمجھکر عیش و عشرت کو غنیمت جانتا تھا الغرض شاہزادہ کامگار رنجنیار نصرت خصال سلطان مراد شہر شاہپور مین کہ اُسی کا احداث کیا ہوا تھا اجل طبیعی کے سبب سے مرگیا اکبر بادشاہ نے صوبہ دکن شاہزادہ دانیال کو عطا کیا اور اُس ملک مین تشریف بہادر خان اپنے باپ کی روش کے خلاف عمل کر کے کوتہ اندیشی سے اُسکی ملاقات کو نہ آیا اُسی عرصہ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ خود بنفس نفیس تسخیر دکن کے لئے متوجہ ہوا اور شادی آباد مندو مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا بہادر شاہ نے اُسکا بھی استقبال نکیا اور قلعہ آسیر مین قلعہ بند ہوا اور قلعہ داری کے سامان اور بروج و بارہ کی تیاری مین مستعد ہوکر کمال نادانی اور بے تمیزی کے ساتھ حزم و ہوشیاری کی یعنی سپاہی اور شاگرد پیشہ اور مردم مفرد کیا جو کہ اُسکی خدمت اور قلعہ کی محافظت مین کام آوین اٹھارہ ہزار آدمی اہل حرفہ اور بقال وغیرہ سے قلعہ مین در لایا اور گھوڑے اور ہاتھی اور گاے بھینس اور بھیڑ اور بکریان اور مرغ و کبوتر بھی اُسی مین لیگیا الغرض مصنف نے آصف جان میرزا جعفر اور محمد شریف کی زبانی سنا کہ جب اُس قلعہ کے بعد فتح آدمیونکا شمار کیا اسی ہزار آدمی مرد و زن قلعہ سے برآمد ہوئے اور چالیس ہزار آدمی عفونت اور وبا سے ایام قلعہ بندی مین فوت ہوے تھے غرضکہ اسی طریق سے ہر جنس کے حیوانات کو شمار کرنا چاہیئے پھر جب لشکر بادشاہی برہانپور کی طرف پہونچا بعد بہادر خان کا احوال پراختلال دریافت کر کے احمد نگر کی روانگی موقوف رکھکر فتح اُسکی شاہزادہ دانیال اور خانخانان سے رجوع فرمائی اور خود اُس شہر مین استقامت پذیر ہوا اور امراے درگاہ کو قلعہ آسیر کے محاصرہ سے باز رکھا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا یعنے ایک مہینے کا عرصہ گذرا قلعہ کی ہوا آدمی اور حیوان کی کثرت سے متعفن ہوئی اور وبا پیدا ہوئی حیوانات صامت اور ناطق کو ہلاک کرنا شروع کیا ہول قیامت نے ظہور کیا تمام اہل قلعہ مضطرب ہوئے اسی درمیان مین اہل قلعہ کو خبر پہونچی کہ اکبر بادشاہ نے ایک جماعت کو جو طلسمات اور جادو سے خوب واقف ہین یہ حکم دیا ہے کہ وہ علم جسکی تاثیر سے قلعہ مرض ظہور مین پہونچاوُن

اور خود بھی بہ نیت فتح قلعہ تسبیح پڑھتا ہی اور وہ اسم اعظم اور سیفی جو کہ اعدا کی نگونساری اور موجب فتوحات قلعہ ہی اور مکرر سلر رنجر بہ بھی کرچکا ہی استعمال کرتا ہی بہ وبا اُسی کے اثر سے ہی الغرض بہادر خان فاروقی اور تمام اعیان اور ارکان اُسکے یہ خبر سنکر بدست و پا ہوے اور سر رشتہ عقل صواب اندیش کا ہاتھ سے دے کر مردم زیادہ کے نکالنے اور حیوانات کے اخراج اور ازالہ اسباب عفونت مین کوشش نہ کی ہر چند کہ محافظان قلعہ نے افلاس اور کمی غلہ اور آذوقہ کے بارے مین شکایت اور الحاح کی لیکن بہادر خان فاروقی نے اُنکے احوال پر نظر توجہ نہ کی مردم کار گذار اور جنگی کو پریشان رکھتا اور لیت ولعل مین ایام گذاری کرتا رہا یہانتک کہ وہ جماعت بہ تنگ آئی اور حفاظت قلعہ مین سستی کرنے لگی امراے اکبری نے محاصرہ کے سبب سے انھین بہ تنگ اور عاجز کیا اور قلعہ مالیگر پر کہ قلعہ آسیر کے متصل تھا متصرف ہوئے اور بہادر خان فاروقی باوصف اسکے کہ ذخیرہ مین دس برس کہ مصارف کا غلہ قلعہ مین رکھتا تھا نقود اور اجناس سے اسقدر مملو تھا کہ محاسب تقدیر کے سوا شمار اور حساب اُسکا نہ کر سکتا تھا لیکن آدمیون کو کچھ نہ دیتا تھا اسوجہ سے اہل قلعہ نے اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ نشان دشمنی کا بلند کرین اور بہادر خان کو مقربین گرفتار کرکے بادشاہ کر کے سپرد کرین بہادر خان فاروقی اس امر سے واقف ہوا اور اپنے ارکان دولت آصف خان اور میرزا جعفر اور کبیر خان وغیرہ کو ایک جا کر کے مشورہ کیا سبھون نے جواب دیا کہ روز بروز بیماری اور موت کی شدت سے جان بشیرین تلف اور ضائع ہوتی ہے اب سپاہ کو غلہ اور ذخیرہ اور مدد خرچ دینے سے بھی وبا اور بیماری دفع نہوگی اور علاوہ اسکے ان مقدمات کے سبب ایسے بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے نجات نہوگی بہتر یہ ہی کہ آنجناب جان و مال سے امان خواہ ہو کر بحاضری خدمت بادشاہ جم جاہ قلعہ اُسکے تفویض کرین بہادر خان فاروقی نے یہ راے پسند کی اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے ذریعہ سے طلبگار امان ہوا بادشاہ جان کی امان دیکر مال سے ساکت ہوا بہادر خان فاروقی اُسے بھی غنیمت جان کر خان اعظم کے بوسیلہ قلعہ سے برامد ہوکر بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور قلعہ آسیر کو مع ذخیرہ دہ سالہ اور آذوقہ کہ جبر و قہر سے یکایک اُسکی تسخیر ممکن نہ تھی مع خزانہ وغیرہ اہالیان اکبری کے سپرد کیا اب مولف اس کتاب کا فرماتا ہی کہ مین نے ۱۰۱۳ھ ایکہزار تیرہ ہجری مین خواجہ حسن ترنبی کے ہمراہ جو شاہزادہ دانیال کا دیوان تھا قلعہ پر جا کر سیر کی دیکھا کہ ایک پہاڑ رفیع کہ سر آسمان پر کھینچے ہی اُسکے اوپر آدھ کوس بلکہ زیادہ ایکنے مین مسطح اور ہموار ہی اور کئی چشمہ پانی کے اُس مقام پر جاری ہوتے ہین مگر انکا پانی کبھی کم ہو جاتا ہی اسواسطے چند حوض تیار کیے ہین کہ اگر خشک سالی مین پانی چشمون کا کمی کرے پانی تالاب مین جمع رہے اور اُس زمین ہموار پر ایک قلعہ نہایت سنگین اور رفیع احداث ہی نصف عمارات اُس قلعہ کی آسا اہیر نے تعمیر کی تھی اور ما بقی سلاطین فاروقیہ کی ساختہ اور پرداختہ ہی اور اُسمین راہ ایسی دشوار گذار ہی کہ پیادہ ہزار خرابی سے اُسمین جاتا ہی اور مرکب بغیر راکب بمشقت تمام اُسپر چڑھتا ہی اور فیلہاے کوچک کو بھی رسی مین باندھکر اوپر لیجا سکتے ہین اور اس قلعہ کے اندر ایک عمارت رفیع اور خوش قطع اور باغ باتکلف اور حوض پسندیدہ بکثرت ہین اور اُسیر اسطرح کی مسجد جامع تعمیر ہی کہ مثل اُسکے شہرہاے معظم مین بہت کم مشاہدہ ہوئی منقول ہی کہ جسوقت اکبر شاہ نے اُس قلعہ کو بامان فتح کیا آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی جو کہ نہایت اعتقاد اطوار کفر و پر رکھتا تھا ایکسلمان

لکھا کہ اُس مسجد کو مسمار کرکے بجاے اُسکے ایک بتخانہ تیار کرین لیکن شاہزادہ دانیال اُسوقت برہانپور مین تھا اُسنے فرمان کے مضمون پر عمل نہ کیا پھر مین نے آصف خان خواجہ ابوالحسن تربتی سے کہ اُسنے قلعہاے معظم ہندوستان کو دیکھا تھا پوچھا کہ آپنے کوئی قلعہ اُس سے بھی مستحکم اور سنگین دیکھا ہو بولا ہان قلعہ رہتاس کا جو ہندوستان کے پورب سمت واقع ہو اس قلعہ سے بہت مضبوط ہو اور دور اُس حصار وسیع کا پانچ چھہ کوس مین ہو دس بارہ ہزار مرد جنگی اُسکی محافظت اور حراست کرسکتے ہین اور قلعہ آسیر کو ایک ہزار مرد کار آزمانگاہ رکھ سکتے ہین اور سلاطین فاروقیہ نے ایک قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی پر دروازہ کی طرف احداث کیا ہو اُسکا نام مالی گر رکھا ہو جسوقت کہ اہل قلعہ بہادر خان کے اوضاع ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوے اور جنگ سے ہاتھ کھینچا مردم اکبر شاہ آسیر متصرف ہوے پس اگر مالیگر مین بھی چند برج تیار کرکے توپ اور ضرب زن وغیرہ آسیر نصب کئے جاوین اور دو سو آدمی جنگی اُسکی محافظت کیواسطے مقرر ہووین اُس قلعہ کا بھی سر کرنا بہت دشوار ہووے الغرض ایسا قلعہ بآسانی تمام اکبر شاہ کے تصرف مین آیا اور سنہ ۱۰۰۸ھ ایک ہزار آٹھ ہجری مین سلاطین فاروقیہ کی حکومت آخر ہوئی اور اکبر بادشاہ بہادر خان کو دار السلطنت لاہور کی طرف لیگیا اور اُسنے پھر دوبارہ عروس سلطنت کا منہہ نہ دیکھا اور اُسکے لڑکون کو سرکار بادشاہی سے وظیفہ اور علوفہ مقرر ہوا اور بہادر خان حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ ولد اکبر بادشاہ کے عہد فرخندہ مہد مین کہ سنہ ۱۰۳۳ھ ایک ہزار او تینتیس ہجری تھی آگرہ کی دار الخلافت مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی مع محاصرہ تین سال اور کچھ زیادہ تھی واللہ اعلم بالصواب

مقالہ ساتوان حکام شرقی اور پوربی کے بیان مین

ارباب اولوالابصار پر پوشیدہ نہ رہے کہ شرق اور پورب دو لفظ مترادف ہین ایک عربی اور دوسری ہندی اہالیان ہندوستان نے جو مملکت شرقی دہلی کو وسیع دیکھا امتیاز اور تفرقہ کے واسطے حکام جانپور اور تربت اور اس نواح کو جو صاحب سکہ اور خطبہ ہوئے سلاطین شرقی کہتے ہین اور والیان بنگالہ اور ستارگانون اور لکھنوتی اور بہار اور جاجنگر اور اس حدود کو سلاطین پوربیہ کہتے ہین

ذکر سلاطین پوربی کہ انکو بنگالی بھی کہتے ہین

بر ضمائر واقفان احوال ملوک عظام اور عارفان اخبار شہور اور عوام کے خاطر پر مخفی نہ رہے کہ اکثر متن کتب تواریخ متداولہ قفا ایسے سلاطین پوربی اور شرقی کی شرح سے خالی ہین اسواسطے مدار نقل کتاب نفیسہ پر کہ مولفہ استاد مولانا احمد تتوی ہے رکھکر دوسری روایتون مین نہین مشغول ہوا اگر اس مقالہ مین ناظرین پر تمکین کی نظر کیمیا اثر مین کوئی اختلاف گذرے یا غلطی رہگئی ہو تو اسے بشریت پر محمول کرنا چاہیے کہ مین نے بقدر طاقت بشری بکمال تحقیق و تدقیق ایک ایک حرف اسکا صحیح کیا ہے اور جو کچھ علم ناقص اسکا محیط تھا درج کیا امیدوار عفو ہے و العفو عند کرام الناس مقبول و ما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و آلہ الغر المیامین و صحبہ الراشدین

ذکر محمد بختیار کے غلبہ کا ولایت بہار اور لکھنوتی پر

اول جو شخص کہ بادشاہ اسلام سے اس نواح کی طرف گیا اور اس حدود مین طریق اسلام کو رواج دیا محمد بختیار خلجی ہے مخفی نہ رہے کہ محمد بختیار بلاد غور اور گرمسیر کے اکابر سے ہے اور سلطان غیاث الدین محمد سام کے عہد مین غزنین مین آیا اور اسکے بعد ہندوستان مین آکر ملک معظم حسام الدین بعلبک

کہ امراے کبار سلطان شہاب الدین سے تھا اُسکی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملک مذکور نے مساعی جمیلہ سے بعضے پرگنے درمیان دوآب دریاے گنگ اور اُس طرف کی جاگیر پائے اور جبکہ آثار شجاعت اور بہادری کے اُسکے چہرے سے ظاہر ہوئے پرگنہ کنیلہ اور بتیابلی بھی اُسکے تفویض ہوا اور وہ نہایت سخی اور شجاع اور عاقل تھا اور ہیئت اُسکی نادرات اور عجائبات سے خالی نہ تھی ازانجملہ ایک یہ امر بھی تھا کہ جب وہ سروقد ہوکر ہاتھ زانو پر چھوڑتا تھا اُسکی اُنگلیان اُسکے زانو کے نیچے گذرتی تھین اور جو کہ ہمیشہ ولایت بہار اور منیر پر تاخت لاکر قسم قسم کے غنائم دستیاب کرتا تھا اور اُسطرف کے سرکشونکو زیر کرکے عاجز رکھتا تھا کوئی اُس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا تھوڑے عرصہ مین اسباب شوکت اور سامان تجمل اُسکا اندازہ سے زیادہ ہوا ایک جماعت کہ خلجیوں اور غزنین اور خراسان سے ہندوستان مین آنکر پراگندہ تھی اُسکی سخاوت کا آوازہ سنکر اُسکے پاس فراہم ہوئی اور جب شمہ اس امر سے قطب الدین ایبک پر ظاہر ہوا اُسکی پرورش مین کوشش کرکے خلعت شاہانہ اور سرفرازی کا اُسکے واسطے بھیجا محمد بختیار خلجی اس التفات سے نہایت قوی پشت ہوا مملکت بہار کو باغ و بستان کے مانند صرصر خزان کی نہیب اور لشکریون کے غارت سے بے برگ و بار کیا اور قلعہ بہار کو فتح کرکے وہان کے باشندون کو کہ برہمن پیر اور مرتاض تھے اور ڈاڑھی مونچھ مونڈوانے تھے تہ تیغ کیا اور جو کتب اُنکی دستیاب ہوئی تھین اُس جماعت سے کوئی ایسا شخص پیدا نہوا کہ اُسے پڑھے یا سمجھے لیکن وہان کے آدمیون سے ایسا معلوم ہوا کہ باشندے اس ملک کے کفار تھے اور اس قلعہ کے رہنے والے تمام مدرس بھی کفار تھے اور لغت ہندی مین بہار مدرسہ کو کہتے ہین اسوجہ سے اس شہر نے کہ معدن علم تھا ساتھ اس اسم کے شہرت پائی اور بعد اسکے محمد بختیار خلجی مع اموال غنائم بیشمار قطب الدین ایبک کی ملازمت کیواسطے دار الخلافت دہلی مین پہونچا اور شرف ملازمت مین فائز ہوکر عنایت ملوکانہ سے سرفراز ہوا اور مرتبہ اُسکا اس نہایت کو پہونچا کہ اپنے ہمچشمون مین محسود ہوا اس صورت مین حاسد قطب الدین ایبک کی مجلس مین وہ باتین کہ جس سے اُسکی کسرشان اور حقارت واہانت ہو مذکور کرتے تھے آخرش ایک دن یہ معروض کیا کہ محمد بختیار فیل مست سے لڑنے کا داعیہ رکھتا ہے اور روضۃ الصفا کی روایت سے واضح ہوا کہ اُس عرصہ مین وہ فیل سفید سے کہ مست ہوا تھا خود لڑا الغرض سلطان قطب الدین ایبک نے پہلے محمد بختیار کی ہلاکت سے اندیشہ کرکے انکار کیا اور آخر کو مقربون کے مبالغہ سے اس مین شریک ہوا چنانچہ ایک دن اُسنے قصر دہلی کو آراستہ کرکے اجلاس کیا اور صلاے عام دیکر خلقت کو بلایا اُسکے بعد فیلبان اور سوار فیل سفید کو میدان مین لائے پھر سبھون نے یہ عرض کی کہ تمام ہندوستان مین اُسکی جوڑ کا ہاتھی کہ تاب اُسکے حملہ کی لاسکے دستیاب نہین ہوتا یہ سنکر سلطان قطب الدین نے محمد بختیار سے فرمایا کہ یہ گیند اور یہ میدان ہے اگر ارادہ جنگ اور حوصلہ آویزش ہو بسم اللہ محمد بختیار نے جب یہ کلام سنا جرأت اور غیرت سے نہ کہہ سکا کہ مین نے ارادہ نہین کیا القصہ جنگ پر فوراً مستعد ہوا اور وہ گرز کہ ہاتھ مین رکھتا تھا لیکر اُس فیل کوہ تمثیل کے مقابل ہوا اور اُسکی صولت کو شوکت فیل شطرنج کی طرح تصور کرکے قدم میدان بہادری مین جمایا اور نہایت قوت اور پھرتی سے ایسا گرز اُسکے

دانتون کے مابین اور خرطوم پر مارا کہ اُسکے صدمہ سے دانت اُسکے ہلگئے دوسرا وار اُسپر کیا چاہتا تھا کہ ہاتھی
چنگھاڑ مار کر تہمتن فیل افگن کے سامنے سے بھاگا اور حاضرین اور حاسدین نے انگشت حیرت دندان تفکر سے
دابکر صداے تحسین و آفرین بلند کی اور قطب الدین ایبک نے ہمت اُسکی پرورش پر مصروف کرکے اُسے وہ پایہ
مین اسقدر نقد جنس سے سرفراز فرمایا کہ قلم دو زبان اُسکی شرح سے عاجز ہی اور محمد بختیار نے علو ہمتی اور بلند
حوصلگی سے جو کچھ پایا تھا مردم درگاہ پر نثار کیا اور مع خلعت خداوند دوست نواز او دشمن گداز اپنے مکان پر آیا
دوسرے دن بفرمان شاہی بہار اور لکھنوتی سراپردہ سرخ اور نوبت نشان سے اختصاص پایا بعضے کہتے ہین
لکھنوتی عبارت ہی گور اور بنگالہ سے کہ دریاے بزرگ یعنے سمندر کے کنارے تک ہی اور بعضے کہتے ہین کو رسے
سرحد بہار تک لکھنوتی ہی اور کور کے اُسطرف سے نبارس اور ساحل سمندر تک بنگالہ ہی اور اُسے حقیقت مین
بنگ کہتے ہین الغرض جب محمد بختیار اُس حدود مین پہونچا لکھنوتی اور بنگالہ کی تسخیر مین کوشش کی
اور وہ ملک لکھمنہ ولد راے لکھمن کے تصرف مین تھا مورخان دانش پذیر نے یون مرقوم کیا ہی کہ راے لکھمن
پایۂ تخت شہر نودیا ممالک لکھنوتی مین تھا اور اُسکی رانی نہایت عاقلہ تھی جب وہ اُس فرمانروا سے حاملہ ہوئی
اور وضع حمل کا وقت پہونچا منجمان براہمہ صاحب وقوف اور طالع شناس کو طلب کرکے وقت تولد کی سعادت
و نحوست تفتیش فرمائی سبھون نے متفق اللفظ والمعنی یہ جواب دیا کہ اگر یہ لڑکا اسس ساعت مین پیدا ہوگا
ظاہرا شقاوت اور بدبختی مین زمانہ بسر کریگا اور جو دو ساعت یعنے دو گھڑی کے بعد پیدا ہوگا مسند شاہی
پر متمکن ہوگا اُس عاقلہ نے یہ سنکر فرمایا کہ اسکے دونون پانون باندھکر دخول وقت سعید تک سرنگون
لٹکا وین پرستارون نے اُسکے حکم کے موافق عمل کیا من بعد وہ لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ عفیفہ اس صدمہ سے
جانبر نہوئی لکھمن اور ارکان دولت نے اس مولود کا نام لکھمنہ رکھکر دایہ کے سپرد کیا جب سن شعور اور تمیز کو
پہونچا لکھمن فوت ہوا بجلسے پدر تخت پر بیٹھا اور تاج سرداری زیب سر کرکے اسی برس اُس مملکت مین
کہ نہایت وسیع اور کشادہ تھی بر سر حکومت رہا اور بکمال عدل سے کسی پر ظلم و تعدی جائز نہ رکھتا تھا اور
ایسا سخی تھا کہ اپنی ناموری کیواسطے کسی کو لاکھ روپیہ سے انعام کم نہ دیتا تھا قاضی منہاج السراج جرجانی
کہتا ہی کہ جماعت نجومیون اور برہمنون کی کہ حکماے عصر تھے اُنھون نے راجہ سے عرض کی کہ کتب متقدمین مین
مرقوم ہی کہ فلان تاریخ مین یہ مملکت ترکون یعنے مسلمانون کے ہاتھ آویگی جب وہ وقت قریب آوے بہتر
یہ ہی کہ راجہ ایسا انتظام کرے کہ تمام آدمی اس مملکت سے نکل جاوین کہ ہم ترکون کے فساد سے ایمن رہین راجہ نے
پوچھا وہ مرد کہ لشکر اسلام کا سپہ سالار ہوگا کچھ علامت رکھتا ہی تو اُسکے ذریعہ سے حقیقت حال معلوم
کرین بولے ہان کتب معتبرہ مین اُسکے آثار اور علامات اسطرح مسطور ہین کہ جب وہ ایستادہ ہوکر اپنے
ہاتھ لٹکا دے اُنگلیان اُسکی کف دست کی ساق پا تک پہونچین پھر لکھمنہ نے اپنے معتمدون کو اطراف
و جوانب مین بھیجکر ایسے شخص کی تلاش کرائی اُنھون نے بعد جستجو کے کمال محمد بختیار کو ساتھ اُس صفت کے
موصوف پایا راجہ کو خبر دے کر ہوشیار کیا اور اُس امر سے برہمنان او حکماء اُس دیار کے درمیان مین
اضطراب عظیم پڑا اور وہ لوگ اپنے مضمون کتب کے بموجب بر سبیل استعجال بعضے جگناتھ کیطرف اور بعضے کامرود

اور ممالک بنگ یعنی بنگالہ کی سمت روانہ ہوئے لیکن لچھمنیہ ترک مملکت موروثی اور نقل مکان پر راضی
نہوا اور راہمہ کا ساتھہ نہ دیا محمد بختیار اُسی عرصہ مین بقصد تسخیر ولایت رائے عدالت شعار نواح بہار کیطرف
سوار ہوکر اپنا کمیت برق آسا کو جولان کیا کہ قبل اُس سے باد سریع السیر دار الملک شہر نودیا مین خبر
نہ پہونچا سکے اور ایسے وقت مین کہ رائے عدالت و ثنا اُسکے روبرو دستر خوان مائدۂ نعمت کا بچھایا گیا تھا
ناگاہ قصر کے دروازہ پر پہونچا راجہ برہنہ اور سراسیمہ اُس محل کے دوسرے دروازہ سے نکلگیا اور تنہا
کشتی مین سوار ہوکر چلتا تھا اور کامرود مین دم لیا اور اُسی عرصہ مین باد دل پرحسرت زیر خاک منزل گزین
ہوا اور محمد بختیار نے شہر نودیا کہ جو مابین لکھنوتی اور بنگالہ تھا خراب کرکے آبادی کا نام و نشان باقی
نرکھا اور ولایت لکھنوتی بمع بسیاری پرگنات بنگالہ متصرف ہوکر خطبہ اور سکہ اس ممالک اور جاجنگر
اور بہار اور دیوکوٹ اور مارسوی تا اپنے نام کیا اور بنگالہ کی سرحد مین شہر نودیا کے عوض ایک شہر موسوم
برنگ پور بسا کرکے اپنا دار الملک بنایا اور مسجدین اور عبادت خانے اور مدرسے اُس شہر اور ولایت مین
بجائے معابد کفار برسم و طرق اسلام بررونق و رواج تمام مزین اور تجلے کئے اور غنائم نفیس کہ ان سنوات مین
اُسکے ہاتھ آئے تھے سلطان قطب الدین کیواسطے بہ تجدید حسن اعتقاد اور رنیک ذاتی اپنی عالم پر ظاہر کی اور
بعد چند سال کے اُس مملکت کو بخوبی تمام زیر نگین کرکے زمینداران اور راجگان اطراف بنگالہ کو مطیع اور
منقاد کیا اور اُسکے آفتاب اقبال نے روز بروز عروج اور ترقی کی ولایت تبت اور ترکستان کی تسخیر
کا سودا اُسکے دماغ مین جاگزین ہوا محمد شیر خان خلجی کو کہ سپہ سالار تھا ولایت جاج نگر اور لکھنوتی اور
دوسری ولایت اور ممالک کا نائب کیا اور اُسکے بھائی کو کہ وہ بھی امرائے کبار سے تھا اُسکی مدد کو چھوڑکر
اور علی مردان خلجی کو کہ وہ بھی عمدہ سردار دولت تھا دیوکوٹ اور بارسول کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور
خاطر تخت گاہ اور ولایت سے جمع کرکے بارہ ہزار سوار انتخابی پہاڑونکی طرف کہ لکھنوتی اور تبت کے
درمیان سے متوجہ ہوا اور خلقت اُن پہاڑون کی تین قسم کی ہے ایک منچ دوسری کوچ تیسرے تہار اور وہ تمام
ترک چہرہ ہین اور اُنکی زبان ترکی اور ہندی آمیز ہے ایک قبیلہ از منچ سے کہ وہ ہندوستان کی سرحد مین
رہتا تھا محمد بختیار کے ہاتھ گرفتار ہوا اور اُسکے ہاتھ سے مشرف باسلام ہوکر علی منچ مشہور رہا چنانچہ وہی
راہ نما اُن کوہستان جانستان کا ہوا اور اُسنے اُسے اُس اطراف و اکناف کے ایسے ایک شہر مین پہونچایا کہ
ابردہن نام رکھتا تھا اور اُس شہر کے آگے ایک نہر روان تھی کہ عرض و عمق اُسکا دریائے گنگ سے چوگنا
تھا اور اُسے بنگمتی کہتے تھے جسوقت کہ گرشاسپ بلاد ترکستان سے ہندوستان کی طرف آیا شہر ابردہن کو احداث
فرمایا اور دریا کے بالائے آب دس روز کے راستہ پر جاکر وہ مقام کہ لائق پل باندھنے کے تھا ایک پل گچ اور
پتھر تراشیدہ سے تیار کرکے کامرود مین آیا محمد بختیار علی منچ کی رہبری اور ہدایت سے بالائے آب کا راستہ
لیکر بھیڑ اور پہاڑون مین روانہ ہوا یہانتک کہ اُس پل پر پہونچا اور دو امرا ایک ترک اور دوسرے خلجی کو محافظت کیلئے
پل پر مقرر کیا اور خود عبور کرکے نواح تبت مین آیا رائے کامرود کہ جرات اور بہادری محمد بختیار کی غائبانہ
سنکر اُسکے ساتھ طریق نرمی اور ملائمت جاری رکھتا تھا اُس جناب کے عبور سے آگاہی پاکر اپنے معتمدون کو

اُسکے پاس بھیجکر دشواری راہ تبت اور سنگینی قلعجات سرحدی سے اطلاع دیکرالتماس کی کہ ابکی سال ولایت تبت کی تسخیر موقوف رکھیئے دوسرے سال ہمراہ لشکر اسلام کے مین بھی جلو نگا لیکن محمد بختیار نے کہ اسکا بخت برگشتہ تھا یہ امر قبول نہ کیا بلکہ اور لوگون کی بھی نصیحت گوش ارادت سے نہ سنی جلد تبت کی طرف روانہ ہوا پندرہ دن درمیان پہاڑون سخت کے قطع مسافت کی سولھوین دن پہاڑون کو طی کرکے ایک صحرائے مسطح مین پہونچا ایک مملکت نہایت معمور اور آباد نظر آئی الغرض لشکر اسلام قلعہ اور شہر کو جو مقابل ایک دوسرے کا تھا محاصرہ کرکے نہب وغارت مین مشغول ہوا اور وہان کے حاکم نے بہ ہیئت مجموعی جنگ پر آمادہ ہوکر مسلمانون کو قلعہ اور شہر سے نکال دیا اور صبح سے تا شام مصروف دغا ہوکے بہت مسلمانون کو مجروح اور خستہ کیا اور وہ جماعت زرہ اور جوشن اور سپر اور خود باندھے تھی اور وہ خلقت تمام تیرانداز اور بعضے آدمی نیزہ دار تھے محمد بختیار اُس شب قلعہ کے گرد فرو کش ہوا جب خواب غفلت اور بےفکری سے بیدار ہوا اور اُس لایت کے خصوصیات دریافت کیے معلوم ہوا کہ اُس مقام سے پندرہ کوس پر ایک شہر ہے اُسے کرم سین کہتے ہین پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ باز وہان رہتے ہین اور ہر روز ایک ہزار اور پانسو گھوڑے اُس بازار مین فروخت ہوتے ہین اور تمام گھوڑے اُس مقام کے شہر لکھنوتی مین پہونچتے ہین جو مردم لشکر اسلام اُس روز راستہ کے تھکے ہوئے اور جنگ سے خستہ تھے اسقدر لشکر کثیر کے مقابلہ کی طاقت اپنے مین مفقود دیکھکر ہنگام شب کو کوچ کرکے عازم مراجعت ہوئے جو حکم تبت نے مواضع عبور مین علف وغیرہ کو آگ دے کر جلا دیا تھا اسوجہ سے ازوقہ بہت کم پہونچتا تھا محنت مشقت فراوان ولایت راے کامرود مین پہونچا اتفاقًا دو امیر کہ پل کی محافظت کیواسطے مقرر تھے آپسمین مناقشہ کرکے بیشتر راہی ہو گئے اور کفار کامرود کہ ان دو امیرون کے سبب بہت ایذا پہونچی تھی سبھون نے اتفاق کرکے اُس پل کے دو در مسمار کرکے راہ عبور بند کی تھی محمد بختیار کی آنکھ زمانہ کی بازی سے خیرہ ہوئی اُس نواح کے ایک بتخانہ مین جو نہایت سنگین اور بلند تھا مع فوج در آیا راے کامرود کو خبر ہوئی کہ محمد بختیار پریشان ہوکر اُس بتخانہ مین داخل ہوا ہو اسواسطے فرصت پاکر اُس حدود کی تمام سپاہ اور رعایا کو حکم دیا کہ جو جنگ صف لشکر اسلام سے دشوار ہو لازم کہ بطور تاخت جاکر بتخانہ کے دروازے مسدود کرکے مسلمانون کو باہر آنے سے مانع ہووین کہ تشنگی اور گرسنگی سے عاجز ہوکر ہلاک ہووین محمد بختیار خلجی اُنکے ارادہ سے واقف ہوکر بتخانہ سے نکل آیا اور اُس دریا کے ساحل پر نزول کرکے عبور کی تدبیر کرنے لگا ناگاہ ایک سوار نے گھوڑا دریا مین ڈالکر عبور کیا لوگ سمجھے کہ پایاب ہے تعاقب کفار کے خوف سے سب ایکبارگی پانی مین داخل ہوئے جو ہر جگہ پایاب نہ تھا محمد بختیار مع ایک سو سوار ساحل سلامت پر پہونچا باقی تمام افواج اُس دریا سے خون آشام مین ڈوب گئی محمد بختیار اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا جب دیوکوٹ مین پہونچا وفور غم واندوہ سے کہ اُسکے دل مین راہ پایا تھا بیمار ہوا اور کہتا تھا کہ شاید سلطان معزالدین محمد سام کو کوئی حادثہ پیش آیا یا زمانہ مجھسے پھر گیا اور بخت یار نے یاوری سے کنارہ کیا اور حالانکہ اُنھین دنون مین سلطان معزالدین شہید ہوا تھا اور جب یہ خبر محمد بختیار کے ممالک مین مشہور ہوئی بلجیون کی عورتین اور لڑکے جو تلف ہو گئے تھے اپنے شوہرونکی تحقیق کے واسطے دیوکوٹ مین آئین اور راستون اور کوچون مین ایستادہ ہوکر محمد بختیار کو بد دعا اور گالیان دیتی تھین

اور محمد بختیار اس حال کے مشاہدہ سے زیادہ ترغمگین ہوا اور سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری میں اس دار ناپائدار سے دار البقا کی طرف سفری ہوا اور طبقات ناصری میں مسطور ہے کہ علی مردان خلجی جب اس حادثہ سے واقف ہوا اپنی جاگیر سے دیوکوٹ میں آیا اور محمد بختیار کے مکان میں کہ کسی نے اُسے تین دن سے نہ دیکھا تھا داخل ہوا اور چادر اُسکے منہ سے ہٹا کر ایک خنجر جگر شگاف سے اُسکا کام تمام کیا بہر تقدیر جنازہ اُسکا بہار میں لیجا کر مدفون کیا اسکے بعد امرا بادشاہان دہلی نے اُس ولایت کی حکومت کی جیسا کہ احوال اُنکا بادشاہان دہلی کے ضمن میں مذکور ہوا ہے

سرفراز ہونا سلطان فخرالدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر

ملک فخرالدین قدر خان حاکم بنگالہ کا سلاحدار تھا اُسکی شمشیر اپنے پاس رکھتا تھا جب وہ ستارگانون میں فوت ہوا سنہ ۷۳۹ سات سو انتالیس ہجری میں اُسکے اثاثہ پر متصرف ہو کر اپنا فخرالدین سلطان خطاب کیا اور اس ولایت کا خطبہ اپنے نام پڑھکر افواج کے فراہم کرنے میں کوشش کی اور سلطان محمد تغلق نے اس امر سے آگاہی پائی قدر خان حاکم لکھنوتی کو مع ایک جماعت امرا مثل عز الدین یحیی اور فیروز امیر کوہ کو اُسکے سر پر نامزد کیا جب مقابل ہوئے فخرالدین شکست پا کر جنگل دور دست کی طرف بھاگا اور گھوڑے ہاتھی اُسکے مردم قدر خان کے ہاتھ آئے اور قدر خان نے وہیں استقامت کی باقی امرا اپنی جاگیروں پر روانہ ہو گئے جب موسم برسات آیا قدر خان زر جمع کرنے میں مصروف ہوا سپاہ کی فراہمی سے غافل رہا اور ارادہ اُسکا یہ تھا کہ بعد برسات سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش تخت زر سرخ و سفید کا انبار کرون قضارا فخرالدین یہ خبر سنکر مع لشکر جنگل سے برآمد ہو کر ستارگانون کی طرف متوجہ ہوا سپاہیان عامی اور امیران باغی نے اتفاق کر کے قدر خان کو قتل کیا اور خزانہ اُٹھا کر فخرالدین کے شریک ہوئے اور فخرالدین نے وہ تمام زر اُنھیں ارزانی رکھا اور ستارگانون کو تختگاہ کر کے اس ملک کی حکومت میں مشغول ہوا اور اپنے غلام مخلص نام کو مع لشکر کثیر لکھنوتی کے ضبط و انتظام کے واسطے مقرر کیا اور علی مبارک جو قدر خان کے لشکر کا بخشی تھا اُسنے ہمت اور مردانگی کر کے از روے اخلاص و درد دولتخواہی ایک جماعت کو ساتھ اپنے موافق کیا اور مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دیکر فتحنامہ اور عریضہ سلطان محمد تغلق کے پاس بھیجا کہ اگر حکم ہووے لکھنوتی کے انتظام میں مشغول ہوں لیکن سلطان بوجہ عدم تعرف اصل مطلب کو نہ پہونچا یوسف نام دہلی کے کوتوال کو لکھنوتی کا ناظم کر کے روانہ کیا اور وہ لکھنوتی میں نہ پہونچا قضاے الٰہی سے مر گیا اور مملکت لکھنوتی علی مبارک شاہ کے قبضہ میں رہی جو سامان شاہی مہیا تھا آپ کو سلطان علاء الدین مشہور کیا لیکن اُسی عرصہ میں ملک الیاس نام کہ اُس نواح میں رہتا تھا اُسنے لشکر جرار لیکر لکھنوتی پر تاخت لاکر بندگان سلطان علاء الدین کو قتل کر کے اپنے تئیں سلطان شمس الدین مخاطب کیا اور سنہ ۷۴۱ سات سو اکتالیس ہجری میں ستارگانون پر چڑھائی کی اور ملک فخرالدین کو زندہ گرفتار کر کے لکھنوتی میں لایا اور اُسکی گردن ماری اور خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تالیف میں یوں تحریر کیا ہے کہ ملک فخرالدین قدر خان کا سلاحدار تھا اور اُسنے لکھنوتی میں اپنے ولینعمت کو قتل کر کے نام شاہی اپنے اوپر اطلاق کیا تھا اور اپنے مخلص نام غلام کو مع لشکر آراستہ بنگالہ کی سمت بھیجا ملک علی مبارک بخشی لشکر

قدرخان کا مخلص سے لڑا اور اُسے شکست دے کر اُسکے اثاثہ حشمت اور ساز و یراق پر جو اُسکے ہمراہ تھا متصرف ہوا سلطان فخرالدین جو نو دولت تھا اور اپنے آدمیون سے اطمینان خاطر رکھتا تھا ملاحظہ کر کے علی مبارک کے سر پر نہ گیا یہان تک کہ علی مبارک نے اپنا سامان درست کر کے اپنا نام سلطان علاءالدین رکھا در ۷۴۱ سات سو اکتالیس ہجری مین فخرالدین لکھنوتی کی طرف گیا اور علی مبارک سے جنگ کر کے مارا گیا مدت فخرالدین کی سلطنت کی دو سال اور چند ماہ تھی

ذکر علی مبارک المخاطب سلطان علاءالدین کی حکمرانی کا

جب سلطان علاءالدین نے فخرالدین کو قتل کیا باستقلال تمام لکھنوتی مین تھانہ تھا کر بنگالہ کیطرف متوجہ ہوا اور بعد چند روز کے ملک حاجی الیاس کہ حاجی پور اُسکی علامات سے ہے سلطان علاءالدین کے لشکر کو ساتھ اپنے متفق کر کے لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا علاءالدین شاہ ہوا اپنا نام شاہ شمس الدین رکھا سلطان علاءالدین کی مدت سلطنت ایکسال اور پانچ ماہ تھی

تذکرہ حاجی الیاس المشہور سلطان شمس الدین بھنگرہ کی سلطنت کا

جب شاہ علاءالدین مارا گیا تمام ملک لکھنوتی اور بنگالہ کا حاجی الیاس کے تصرف مین آیا باتفاق امرا اپنا سلطان شمس الدین شاہ بھنگرہ خطاب دے کر خطبہ اپنے نام پڑھا اور اُسکا لقب بھنگرہ ہے لیکن وجہ تسمیہ اُسکی مولف کو معلوم نہ تھی اسلئے مترجم تصریح اوراق ہذا سے متعذر رہا الغرض بعد چند روز کے امرا اور سپاہ کی دلجوئی کر کے ولایت جاجنگر کی طرف کہ بعد محمد بختیار کے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ ہوئی تھی کوچ فرمایا اور اُس نواح مین جا کر ہاتھی نامی بہم پہونچا کر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی چنانچہ تیرہ برس اور کئی مہینے تک کوئی بادشاہ دہلی سے اُسکا متعرض نہوا اور وہ باستقلال تمام امر بادشاہی مین مشغول رہا من بعد شوال کی دسوین تاریخ ۷۵۴ سات سو چون ہجری مین سلطان فیروز شاہ مع لشکر گران دہلی سے لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ شمس الدین قلعہ اکدالہ مین قلعہ بند ہوا تمام ولایت بنگالہ خالی چھوڑی سلطان فیروز شاہ اکدالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب اُسکے اطراف مین پہونچا شاہ شمس الدین نے قلعہ سے برآمد ہو کر جنگ صف کی بہت آدمی طرفین سے مارے گئے پھر شاہ شمس الدین نے بھاگ کر قلعہ اکدالہ مین پناہ لی اور ہاتھی نامی اور کلان جو جاجنگر سے لایا تھا سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آئے جب موسم برسات آیا اور بارش بکثرت شروع ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی کی طرف گیا اور ۷۵۵ سات سو پچپن ہجری مین شاہ شمس الدین نے پیشکش بہت کو لائق مجلس شاہون کے ہو بصحابت ایلچیان سخندان بھیجے اور بادشاہ فیروز شاہ نے طریق التفات ایلچیون پر جاری رکھکر اُنھین رخصت کیا شاہ شمس الدین نے اواخر ۷۵۶ سات سو چھپن ہجری مین پھر ملک تاج الدین کو مع پیشکش وافر دہلی کی طرف روانہ کیا بادشاہ فیروز شاہ نے زیادہ تر تفقد ایلچیون کے احوال پر مبذول فرمائی اور چند روز کے بعد گھوڑے تازی اور ترکی مع تحف و ہدایائے دیگر ملک سیف الدین شحنہ فیل کے ہاتھ شاہ شمس الدین کے واسطے بھیجا ابھی ملک سیف الدین شحنہ فیل اور ملک تاج الدین بہار سے آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہ شمس الدین فوت ہوا

اور ملک سیف الدین نے موافق گھوڑے امرائے بہار کو دیے اور ملک تاج الدین دہلی کی طرف راہی ہوا شاہ شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ برس اور چند ماہ تھی

ذکر شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

جب شاہ شمس الدین نے اس دار ناپائدار سے دار البقا کی طرف رحلت کی تیسرے دن اسکا بڑا بیٹا امرا اور افسرونکی بہ تجویز تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اُسنے اپنا خطاب شاہ سکندر رکھکر عدل و احسان کی بشارت دی اور مہمات شاہی مین مشغول ہوا اور سلطان فیروز شاہ کی رضامندی اوسکے اور النسب جانکر پچاس ہاتھی اور قسم قسم کا اقمشہ برسم پیشکش بھیجا اسوقت کہ ۷۶۰ھ سات سو ساٹھ ہجری تھے بادشاہ فیروز شاہ بعزم تسخیر بنگالہ لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا سلطان سکندر بھی بقدر طاقت سامان جنگ مین مشغول ہوا اور قلعونکو اور مکانون کو مضبوط کیا اور سلطان فیروز شاہ ظفر آباد مین پہونچا سلطان سکندر نے بھی رسم پدر رہا تھ سے ندی قلعہ اکدالہ مین متحصن ہوا اور جو طاقت برابری کی نرکھتا تھا پیشکش ہر سالہ قبول کرکے بادشاہ کو عزم جنگ سے باز رکھا وہ اپنے دار الملک کی طرف راہی ہوا بادشاہ ابھی بندوہ مین تھا کہ سینتیس زنجیر فیل اور مال وافر اور اقمشہ نفائس خدمت مین بھیجکر معذرت چاہی اور آئین باپ کا اختیار کرکے تمام عمر عیش عشرت مین بسر کی مدت اُسکی سلطنت کی نو برس اور چند ماہ تھی

ذکر شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ کا

سکندر شاہ کے بعد فوت اُسکا بیٹا سلطان غیاث الدین تخت پر بیٹھا اُسنے اپنے باپ او دادا کا آئین اختیار کیا تمام عمر عیش و عشرت مین آخر کی اور ۷۷۵ھ سات سو پچھتر ہجری مین تنگنائے جسمانی سے وسعت آباد روحانی کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی سات سال اور چند ماہ تھی

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ کا

جب شاہ غیاث الدین نے انتقال کیا امرانے اُسکے بیٹے کا سلطان السلاطین لقب رکھکر بجائے پدر تخت پر متمکن کیا یہ بادشاہ شجاع اور حلیم اور کریم تھا امرا اور وزرا اُسکے کاروان اور دانا تھے اور اس سے کبھی کوئی امر خلاف سرزد نہین ہوا اور اطراف کے راجاؤن نے اُسکے حلقہ اطاعت سے سرباہر نہ کھینچا مطیع اور فرمان بردار ہوکر مال واجب کے ادا کرنے مین تامل اور توقف جائز نہین رکھا غرضکہ شاہ موصوف نے دس برس بلا دغدغہ حکومت کی اور ۷۸۵ھ سات سو پچاسی ہجری مین شربت اجل طبیعی چکھکر مسند زندگی سے برخاست ہوا اُسکی مدت شاہی دس سال اور چند ماہ تھی

بیان شمس الدین شاہ ثانی بن سلطان السلاطین کی سلطنت کا

جب سلطان السلاطین دار ناپائدار دنیا سے دار البقا کی سمت متوجہ ہوا اعیان دولت نے اُسکے فرزند کو شاہ شمس الدین شاہ خطاب دیکر سریر شاہی پر اجلاس دیا لیکن یہ خرد سالی کے سبب سے خفیف العقل تھا کانس نام کا فرکہ خاندان امرا سے تھا اُسنے اُسکے عہد مین نہایت شوکت اور استقلال بہم پہونچایا اور ملک مال کا صاحب اختیار رہا جب سلطان شمس الدین عالم باقی کی طرف ۷۸۷ھ

سات سو ستاسی ہجری مین خرامان ہوا کانس نشان حکومت ملبند کرکے مسند جہانبانی پر متصرف ہوا مدت سلطنت شاہ کی تین سال اور چند ماہ تھی

ذکر راجہ کانس غدار کی حکمرانی کا

راجہ کانس ہر چند مسلمان نہ تھا لیکن مسلمانون سے آمیزش اور محبت اسقدر رکھتا تھا کہ بعضے مسلمان اسکے اسلام کی گواہی دے کر چاہتے تھے کہ بطریق اہل اسلام اُسکی لاش پیوند زمین کرین بہرکیف تاج خسروی سر پر رکھکر تخت پر بیٹھا اور سات برس حسب دلخواہ حکمرانی کی آخر عالم نیستی کا راستہ لیا پھر اُسکا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہو کر تخت فرماندہی پر متمکن ہوا

ذکر جمل ولد کانس المخاطب بسلطان جلال الدین کی حکومت کا

جمل نے بعد فوت پدر اعیان وارکان درگاہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھپر حقیقت دین محمدی ظاہر ہوئی سب مجھے اس امر سے کسی طرح کا پرہیز نہین ہے اگر تمھین میری سلطنت سے انحراف نہو اور میری شاہی قبول کرو قدم اس تخت جلیل القدر پر رکھون اور جو نہین میرے چھوٹے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھاؤ مجھے معاف رکھو تمام امرانے متفق ہو کر جواب دیا ہم بادشاہ کے مطیع اور فرمان بردار ہین اور امور دنیوی مین مذہب اور دین کا کچھ کام نہین ہے جمل نے علما اور فضلاے لکھنوتی کو طلب کرکے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور اپنا سلطان جلال الدین خطاب دے کر تخت حکومت پر قدم رکھا عدل وداد کو مروج کرکے اپنے عہد کا نوشیروان ثانی ہوا اور سترہ برس چند مہینے نہایت استقلال اور مضبوطی سے بنگالہ اور لکھنوتی مین بادشاہی کی ۸۱۲ھ آٹھ سو بارہ ہجری مین اجل طبیعی سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اُس کا بیٹا احمد سلطان بجاے اسکے تخت سلطنت پر قائم ہوا

ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین کی سلطنت کا

جب سلطان جلال الدین نے داعی اجل کو لبیک کہا یعنے مرگیا اعیان حضرت نے اُسکے فرزند کو شاہ احمد شاہ خطاب دے کر باپ کا جانشین کیا اُسنے بھی پیروی اپنے پدر بزرگوار کی کرکے داد ودہش مین کوشش کی یعنے خلائق کثیر کو بحر انعام واحسان مین غریق کیا اور آخر ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور مدت شاہی اُس کی سولہ برس تھی

ذکر ناصر الدین غلام کے خروج کا وارث ملک پر

جب تخت سلطنت شاہ احمد شاہ بن جلال الدین شاہ سے خالی ہوا اُسکے غلام ناصر الدین نام نے ازروے جرأت تخت شاہی پر قدم رکھکر کفران نعمت پر کمر باندھی اور صاحبزادون کے اخراج مین جو وارث ملک تھے کوتاہی نہ کی آخر کو نقصان دنیا اور آخرت کا اُسے نصیب ہوا اور بعد سات روز اور بقولی اُسی دن امراے سلاطین بنگالہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ناصر شاہ کہ سلطان شمس الدین بھنگڑہ کی اولاد سے تھا اپنے باپ اور دادا کی مسند حکومت پر جلوہ گر ہو کر مہمات سلطنت مین مشغول ہوا

ذکر سلطان

ذکر سلطان ناصر الدین شاہ بھنگرہ کی سلطنت اور جہانداری کا

بعد انقراض سلطنت سلاطین بھنگرہ کہ سالہائے دراز گذارے تھے پھر اُسکی حکومت نے دوبارہ اُسکے خاندان قدیم مین بازگشت کی اور وہ اقبال کہ ادبار سے مبدل ہوا تھا پھر ہمائے مانند سایہ گستر سعادت ہوا ناصر شاہ کہ اُس ولایت کی زمینداری مین سکونت اختیار کرکے کشت کاری مین مشغول تھا اور اُسکو اصلا سلطنت کا گمان نہ تھا اخلاص کی برکت سے مرتبہ جہانبانی پر پہونچکر بادشاہ عالیجاہ ہوا اور چونکہ اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ مین موصوف تھا خلائق درگاہ بھنگرہ کہ راجہ کانس اور جلال الدین احمد کے اطراف و اکناف پراگندہ ہوئی تھی پھر اُسکے جلوس کی سنکر دربار مین حاضر ہوئی عرصہ قلیل مین جمعیت کلیہ بہم پہونچی وضیع و شریف اُسکے سلوک پسندیدہ سے راضی اور خوشدل ہوتے اور اس سبب سے کہ سلاطین شرقی درمیان سلاطین پوربی اور دہلی کے حائل ہوئے تھے بتیس برس بفراغ تمام ایام سلطنت بسر کرکے اور سنہ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین خرابہ دنیا سے معمورہ عقبی کی طرف خرامان ہوا

تذکرہ باربک شاہ بن ناصر شاہ کی سلطنت کا

جب ناصر شاہ نے عالم فنا مین قدم رکھا اُس ملک کے امرا اور بزرگون نے باربک شاہ کو سریر ایالت پر اجلاس دیا اور اُسکے عہد معدلت مہد مین سپاہ اور رعایا سب کی آسودہ حال تھی اور یہ اول بادشاہ ہند ہے کہ جسنے غلامان حبشی پر نظر الطاف مبذول کرکے معزز کیا اور قریب آٹھ سو حبشی بہم پہونچا کر منصب وکالت اور وزارت اور امارت وغیرہ کے خدمات جلیلہ انہیں رجوع فرمائین اور سلاطین گجرات اور دکن نے بھی تقلید کرکے اُس گروہ یعنے حبشیون کی عزت و اعتبار مین کوشش فرمائی اور باربک شاہ نے سترہ برس عمر عزیز بدولت و اقبال بسر کی اور سنہ آٹھ سو ۔۔ سی ہجری مین اُسکی شمع حیات گلگیر اجل سے منقطع ہوئی

ذکر یوسف شاہ ولد باربک شاہ کی حکومت کا

جب اُسکے باپ نے عالم گذران سے کوچ کیا یوسف شاہ تخت و تاج پر قابض ہوا اور شیوہ عدل و داد مروج رکھا اور یہ بادشاہ خلعت علم و فضل سے آراستہ تھا امر معروف اور نہی منکر مین مبالغہ فرماتا تھا اور اُسکے عہد مین کسی کو مجال نہ تھی کہ اُسکے حکم سے تجاوز کرکے علانیہ شراب پیتا صدور و علما کو اکثر بار اپنے حضور طلب کرکے بتاکید تمام فہمائش کرتا تھا کہ تم مہمات شرعی مین کسی کی جانبداری نہ کرنا وگرنہ ہماری تمہاری صفائی نہ رہیگی اور ایذا بہت پہونچاونگا اور چونکہ خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا اکثر معاملات مین کہ قاضی عاجز ہوتے تھے اُنھین خود بنفس نفیس فیصل کرتا تھا الغرض سنہ آٹھ سو ستاسی ہجری مین طومار اُسکی زندگی کا پیچیدہ ہوا یعنے دار فنا سے دار البقا کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی سات سال چھ ماہ تھی

ذکر سکندر شاہ کے سرداری پانے اور بعد دو مہینے کے معزول ہونے کا

بعد وفات یوسف شاہ امرا اور وزرا نے بدون تحقیقات سکندر شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جب استحقاق اُسکا ثابت نہوا اُسے معزول کرکے فتح شاہ کو سریر جہانبانی اور تخت کشورستانی پر متمکن کیا

تذکرہ فتح شاہ کی حکومت کا

منقول ہے فتح شاہ عالم اور دانا تھا سلاطین سلف کے رسوم پیش نہاد ہمت کرکے ہر ایک امرا کے فراخور حال و مرتبہ نوازش فرمائی اور خواجہ سرایان اور غلامان حبشی کو جو باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد مین فراہم ہوکر نہایت اعتبار بہم پہونچا یا تھا اور حد سے زیادہ بے اعتدالی کرنے تھے تازیانہ عدل سے سیدھا کرکے اصلاح پر لایا اور اُسوقت ملک بنگالہ مین یہ رسم تھی کہ ہر شب پانچہزار پایک چوکی خانہ کا پہرہ دیتے تھے اور صبح کو بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تھا اُس جماعت کا سلام لے کر اُنھین رخصت دیتا تھا اسوقت ایک جماعت دوسری اُسی تعداد سے حاضر ہوتی تھی الغرض چند خواجہ سرا کہ مدت سے فکر مین تھے پریشان ہوکر خواجہ سرا کے پاس کہ جسکا نام سلطان شہزادہ بنگالی تھا اور چوکی خانہ کے تمام آدمی اُسکے ماتحت تھے اور محلون کی کنجیان بھی اُسکے سپرد تھین اور اولوالعزمی کی علامت اُسکے چہرہ حال سے ظاہر ہوتی تھی جاکر سلطنت کی تکلیف دی قضارا اس عرصہ مین خانجہان خواجہ سرا وزیر ملک اندیل حبشی امیرالامرا مع خاصہ خیل سرحد کے راجاؤن کے دفع کے واسطے نامزد ہوا اور سلطان شہزادہ نے فرصت پاکر خواجہ سراؤن اور چوکی خانہ کے سپاہیون کی اعانت سے فتح شاہ کو ۸۹۶ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین قتل کیا اور فجر کو تخت پر برآمد ہوکر چوکی خانہ کے آدمیون کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت سات سال اور پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان باربک کی حکومت کا

جب خواجہ سرا بدذات نے اپنے ولی نعمت کو شہید کرکے نام شاہی کا اپنے اوپر اطلاق کیا تمام خواجہ سرا جابجا سے اُسکے پاس فراہم ہوگئے اور اُس بدبخت نے ارذال اور پست ہمتون کو مال سے فریفتہ کرکے اپنے پاس جمع کیا یہان تک کہ شوکت اُسکی روز بروز افزون ہوئی پھر امراے صاحب جمعیت کے دفع کرنے پر آمادہ ہوا اور امراے کبار سرگردہ ملک اندیل حبشی کہ سرحد مین تھا اس امر سے واقف ہوکر اس اندیشہ مین ہوا کہ کسی ڈھب سے پاے تخت پر پہونچکر اُسکا کام تمام کردن اس عرصہ مین خواجہ سرا کے خون گرفتہ کے دل مین یہ آیا کہ کسی حیلہ سے اُسے طلب کرکے مقید کرے پھر فرمان طلب تحریر فرمایا ملک اندیل حبشی اس امر کو فضل الٰہی سمجھکر مع جمعیت خوب ظاہر ہوا اور دربار مین نہایت احتیاط سے آمد و شد کرتا تھا خواجہ سرا اُسکے دفع مین عاجز ہوا ایک روز ایک مجلس بزیب و زینت تمام آراستہ کی اور دس بارہ ہزار آدمی اُسکے دارالعمارۃ کے اطراف و جوانب مین کہ نہایت وسیع تھا فراہم ہوگئے اور مجلس کمال شوکت و شان سے ترتیب پائی تھی پہلے ملک اندیل کو اپنے روبرو بلاکر نہایت التفات فرمائی اور یہ بات کہی کہ مین سلطان کو مع جماعت دیگر قتل کرکے تخت پر متمکن ہوا ہون تو اس بارہ مین کیا کہتا ہے ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا

مصرع ہرچہ آن خسرو کند شیرین بود

سلطان شاہزادہ کو یہ جواب پسند آیا فوراً خلعت اور چندا اور خنجر مرصع اور چند گھوڑے اور ہاتھی اُسے انعام فرمائے اور کلام اللہ درمیان مین لاکر اُس سے کہا کہ تو قسم کھا کہ مین تجھے کسی طرحکا صدمہ نہ پہونچا دنگا ملک اندیل حبشی نے قسم کھائی کہ جب تو تخت پر رہیگا مضرت نہ پہونچاؤنگا اور چونکہ تمام آدمی اُس خواجہ سرا سے آزردہ تھے اور ملک اندیل حبشی بھی ۴۰

اپنے ولی نعمت کے انتقام مین کمربستہ تھا دربانون کو متفق کرکے فرصت وقت ڈھونڈھتا تھا غرضکہ ایک رات کو وہ محسن کش یعنے ملک باربک شراب پی کر تخت پر سو گیا ملک اندیل حبشی دربانون کی ہدایت سے اُسکے قتل کی نیت سے حرم سرا مین گیا اور جب اُسے تخت پر افتادہ پایا قسم یاد آئی فکر مین ہوا اس عرصہ مین وہ اجل رسیدہ کہ آفتاب عمر و اقبال اُسکا سرحد زوال مین پہونچا تھا کروٹ لیکر تخت سے نیچے گرا ملک اندیل نے یہ امر اپنے طالع کی قوت سے سمجھکر پھرتی اور چابکدستی سے اُسپر تلوار کا وار کیا مگر کارگر نہوا سلطان شہزادہ خواجہ سرا ہوشیار ہوا آپ کو شمشیر برہنہ کے مقابل دیکھکر ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا چونکہ قوی اور عظیم الجثہ تھا ملک اندیل حبشی کو کشتی مین زیر کرکے اُسکے سینہ پر سوار ہوا ملک اندیل حبشی نے اُسکے سر کے بال مضبوط پکڑ کے یغرش خان ترک کو جو اُس مکان کے دروازہ مین ایستادہ تھا آواز بلند بلایا وہ مع جماعت حبشیان فوراً آ پہونچا ملک اندیل کو اُسکے نیچے دیکھکر تیغ زنی سے متعذر ہوا اسواسطے کہ ایک تو رات کا وقت تھا دوسرے اُسکی ہاتھا پائی مین شمع بھی پامال اور خاموش ہو گئی تھی ظلمات کا عالم تھا ملک اندیل حبشی نے اُس سے یہ بات کہی کہ اُسکے موے سر میرے ہاتھ مین ہین اور یہ اسقدر عریض اور چوڑا ہے کہ میرا سپر ہو گیا ہے تلوار اس سے گذر کر مجھپر نہ پہونچیگی اور قضا سے چارہ نہین اگر اسی بہانہ لکھی ہے کیا مضایقہ اگر مثل میرے ہزار جان ولی نعمت کے قصاص خون مین تلف ہو وین تو بھی تھوڑے ہین یغرش خان نے آہستہ آہستہ کئی زخم باریک اُسکی پشت پر مارے اور اُسنے عمداً آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور حس و حرکت سے ساکت ہوا اور ملک اندیل اُٹھکر باتفاق یغرش خان اور حبشیو نکے محلسرائے خاص سے برآمد ہوا اور مسمی نواچی پانشی حبشی جو در دولت پر حاضر تھا اُسنے پوچھا کہ تمنے کیا کیا بولے ہمنے نمک حرام کا کام تمام کیا تو اچی حبشی یہ حال سنکر باربک شاہ کی خوابگاہ مین گیا اور چراغ روشن کرنے لگا ابھی چراغ روشن نہوا تھا باربک شاہ خوف جان سے خزانہ کی طرف بھاگا نواچی پانشی حبشی جب اُس مخزن کی طرف متوجہ ہوا باربک شاہ نے پھر آپکو خواب مرگ مین ڈالا اور اُسنے فریاد بلند کی کہ غدارون نے ہمارے صاحب کو ہلاک کرکے سلطنت کو برباد کیا باربک شاہ نے اُسے اپنا خیرخواہ تصور کرکے آہستہ کہا کہ اے شخص خاموش ہو کہ مین زندہ ہون بتا ملک اندیل حبشی کہان ہے جواب دیا کہ وہ اس گمان سے کہ آپکے دشمنون کا کام تمام کر چکا ہے اپنے مکان کیطرف راہی ہوا باربک شاہ نے اُس سے یہ بات کہی کہ تو باہر جا کر فلان امراکو جمع کرکے اُنکو تعین کر کہ ملک اندیل حبشی کو قتل کرکے اُسکا سر لاوین اور دروازون کو چوکی خانہ کے پیادون کے سپرد کر کے کہہ کہ مسلح ہو کر ہوشیار رہین نواچی نے کہا مین سر آنکھون سے ابھی اسکا علاج یعنے تدارک کرتا ہون یہ کہکر نکل آیا اور اس ارادے سے ملک اندیل حبشی کو آگاہ کیا ملک اندیل حبشی پھر نواچی پانشی کے ہمراہ محل مین آیا اور خنجر سے اُسکا کام تمام کیا اور اُسے مخزن مین چھوڑ کر قلعہ سرا کا دروازہ مقفل کیا اور باہر جا کر آدمی خانجہان وزیر کے بلانے کو بھیجا اور اُسکے آنے کے بعد شاہ کے تعین کرنے کے بارہ مین مشورہ کیا اور جو فتح شاہ کے ایک طفل دو سالہ خردسال کے سوا دوسرا فرزند نہ تھا فکر مین ہوئے کہ یہ شاہی کے لایق نہین ہے کیونکر اُسے تخت پر بٹھاوین پھر اتفاق کرکے صبح کو فتح شاہ کے مکان پر گئے اور شاہ کی بی بی سے سانحہ شب یعنے قتل کرنا باربک شاہ کا عرض کیا اور یہ کہا کہ آپ کا

صاحبزادہ بھی نہایت خرد سال ہی اور جب تک یہ سن تمیز کو پہونچے اور مہمات ملکی کو انجام دے کسی کو سلطنت پر بٹھانا ضرور ہی شہزادہ کی والدہ جب انکے ارادہ سے واقف ہوئی فرمایا کہ مین نے خدا سے یہ عہد کیا ہی کہ جو شخص فتح شاہ کے قاتل کو مقتول کرے شاہی اُسے عنایت کرون ملک اندیل حبشی نے پہلے یہ امر قبول نہ کیا جب جمیع امرا اُس مجلس مین حاضر ہوئے اور سبھون نے باتفاق اُسے اس امر کی تکلیف دی ملک اندیل حبشی تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا نام فیروز شاہ رکھا مدت طغیان سلطان بار بک کی بقول آٹھ ماہ اور بروایت دیگر دو ماہ اور پندرہ یوم تھی اور بعد واقعہ باربک شاہ کے یہ رسم بنگالہ مین مروج ہوئی کہ جو کوئی اپنے حاکم کے قاتل کو ہلاک کرے اور اسقدر موقع اور فرصت پاوے کہ بجاے اُسکے تخت پر بیٹھے تمام امرا اور سپاہ اُسکی جادہ اطاعت مین قدم رکھکر اُسکے معارض احوال نہووین

ذکر ملک اندیل حبشی المخاطب بفیروز شاہ کی حکومت کا

فیروز شاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوکر دار الملک گور کی طرف گیا اور اُس مقام مین طریق عدالت اور احسان جاری کرکے خلایق کو مہد امن وامان مین نگاہ رکھا اور اُسکے عہد حکومت مین جو اکثر کار نمایان وقوع مین آئے تھے سپاہ و رعیت نے اُسکی اطاعت کے سوا سرکشی اور بے اعتدالی نہ کی اور اُسنے تین برس نہایت استقلال اور عدالت سے سلطنت کی اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین اُسکا چراغ ہستی صرصر فنا سے خاموش ہوا

ذکر محمود شاہ بن فیروز شاہ کی شاہی اور اُسکے انجام حال کا

جب فیروز شاہ فوت ہوا امرا اور وزرا نے اُسکے فرزند سلطان محمود شاہ کو سریر سلطانی پر جلوہ گر کیا اور حبش خان نام غلام حبشی امور ملکی ومالی کا منتظم او متکفل ہوا اور زمام اختیارات سلطنت اپنے قبضۂ اقتدار مین لاکر محمود شاہ کو براے نام بادشاہ بنایا اور دوسرا حبشی کہ جسکا نام سیدی بدر دیوانہ تھا اُسنے حبش خان کے اوضاع واطوار ناپسندیدہ سے بہ تنگ آن کر اُسنے تیغ سیاست سے ہلاک کیا اور خود مہمات دولت کو انجام دینے لگا اور بعد چند روز کے چوکی خانہ کے سردار کو موافق کرکے سلطان محمود شاہ کو بھی پردہ شب مین شہید کیا اور صبح کو تخت پر متمکن ہوا اور اُن امرا کی تجویز سے جو اُسکے شریک تھے اپنا نام مظفر شاہ رکھکر اُن ممالک کا حاکم ہوا سلطان محمود کی مدت سلطنت ایکسال تھی اور حاجی محمود قندھاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ سلطان محمود شاہ فتح شاہ کا بیٹا تھا اور حبش خان شاہ باربک کا غلام شاہ فیروز شاہ کے حکم کے موافق اُسکی پرورش کرتا تھا اور شاہ فیروز شاہ کے بعد وفات سلطان محمود کو تخت پر بٹھایا جب چھ برس کا زمانہ گذرا حبش خان کو بادشاہی کی ہوس ہوئی اور سیدی بدر دیوانہ حبش خان کو قتل کرکے بتفصیل مسطور بالا مظفر شاہ ہوا

ذکر سیدی بدر حبشی المخاطب مظفر شاہ کی سلطنت کا

واضح ہو کہ مظفر شاہ حبشی بیباک اور سفاک تھا علما اور فضلا اور صلحا اور شرفا سے ملک کو جو اسکی شاہی سے راضی نہ تھے اُنھین قتل کیا اور جن راجاؤن نے کہ شاہان بنگالہ کی خصومت پر کمر باندھی تھی اُنھین لشکر فوج کشی کرکے ہلاک کیا اور سید شریف مکی کو منصب وزارت پر سرفراز کرکے ملک ومال کا اختیار دیا

اور اُسکی ہدایت سے سوار اور پیادہ کی تنخواہ کم کرکے خزانہ کی زیادتی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور ایک عالم کو اپنی بے اعتدالی سے متنفر کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امراے کبار نے اُس سے انحراف کرکے خروج کیا سلطان مظفر شاہ مع پانچہزار حبشی اور تین ہزار پٹھان اور بنگالی متحصن ہوا بقولے چار دن بقولے چار ماہ افواج درونی اور بیرونی مین جنگ واقع رہی ہر روز ایک جماعت کثیر قتل ہوتی تھی اور جس شخص کو گرفتار کرکے سلطان مظفر کے روبرو لاتے تھے کمال قہر و غضب سے شمشیر کھینچکر اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا تھا چنانچہ عدد اُسکے مقتولون کے چار ہزار کو پہونچے آخر کو ایک روز شاہ مظفر شاہ مع جمعیت شہر سے برآمد ہوکر شریف مکی سے ہم مصاف ہوا طرفین سے بیس ہزار آدمی مارے گئے مظفر شاہ مع اکثر امرا و مقربان وغیرہ سے تہ تیغ ہوا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ اُن دنون مین اول سے آخر تک یعنے تمام معرکون مین ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان اور ہنود سے عالم فانی کی طرف راہی ہوے اور سید شریف مکی نے تخت شاہی پر قدم رکھکر نشان جہانبانی کا بلند کیا لیکن نظام الدین کی تاریخ مین اسطرح مرقوم ہے کہ جب مظفر شاہ کی حرکات اور سکنات سے لوگ متنفر اور ناراض ہوے شریف مکی اس امر کو سمجھکر چوکی خانہ کے دو سردار کو اپنا یار و موافق کرکے ایک شب مع تیرہ نفر پایک حرم سرا مین در آیا اور شاہ مظفر کو قتل کرکے صبح کو تخت پر بیٹھا اور اپنا نام سلطان علاء الدین رکھکر امور ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور مظفر شاہ کی

مدت سلطنت تین برس اور پانچ مہینے تھی

ذکر شریف مکی المشہور سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

جو سید شریف مکی مظفر شاہ کی عین حیات اور اپنے ایام وزارت مین چاہتا تھا کہ اپنی نیک نفسی اور خوش کرداری ظاہر کرکے خلایق کو سناتا تھا کہ مظفر شاہ خسیس ہے اور بادشاہی کی لیاقت نہین رکھتا ہر چند مین نے سپاہ اور امرا کے بارہ مین نصیحت کی کچھ فائدہ نہ بخشا زر جمع کرنے مین مشغول ہے اس فریب سے انھین اپنا مہربان اور شفیق کیا الغرض جب مظفر شاہ قتل ہوا امراے کبار نے شاہ کے بارہ مین مشورہ کیا سب وضیع و شریف سید شریف کی سلطنت پر راغب ہوے اور سب نے متفق ہوکر اُس سے یہ بات کہی کہ اگر ہم تجھے شاہ بنا دین تو ہمسے کیا سلوک کریگا کہا تمہارا مدعا یہ ہے ولی فوراً بر لاؤنگا جو شے شہر کی روے زمین پر ہوگی تمہارے واسطے معاف اور مرفوع القلم کرونگا اور جو اشیا کہ زیر زمین ہین مین اُسپر متصرف ہونگا الغرض خاص و عام بطمع مال راضی ہوگئے اور اُسے تخت سلطنت پر بٹھا کر شہر گور کو جو آبادی مین شہر مصر سے بہتر تھا اُسکی تاراجی مین مصروف ہوے اور سید شریف مکی باسانی تمام چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھکر شاہ مستقل ہوا **بیت** دولت آن ست کہ بیخون دل آید بکنار ورنہ با سعی و عمل باغ جنان اینہمہ نیست و اور بعد چند روز کے تاراجی کی ممانعت کی جب وہ ممنوع ہوے بارہ ہزار لٹیرون کو قتل کیا آخر کو اس عمل بد سے باز آئے پھر تجسس اور تلاش کرکے بہت مال اپنے تصرف مین لایا انمین ایک ہزار اور تین سو کشتی طلائی تھی کسواسطے کہ رسم بنگالہ اور لکھنوتی کی یہ تھی کہ جو شخص مال و دنیوی سے متمول ہوتا تھا سونے کی کشتی بنا کر اسمین کھانا کھاتا تھا

اور جشن اور شادی کے دن جو شخص سونے کی کشتی زیادہ تر دربار سلطانی مین حاضر کرتا تھا وہی سرفرازان مین شمار ہوتا تھا اور ابتک بنگالہ کے زمینداروں مین یہ رسم مروج ہے اور شاہ علاء الدین جو مرد فاضل اور دانا تھا امراے اصل یعنے خاندانی امیرون پر رعایت کرکے مثل اپنے بندگان خاص کے مراتب ارجمند اور مناصب بلند پر فائز کیا اور اپنی جان کی محافظت کے واسطے چوکی خانہ کی سپاہ یکقلم برطرف کی اور حبشیون کو اپنے قلمرو سے نکالدیا اور یہ جو صاحب کشتی کی شرارت سے ہندوستان کے اطراف وجوانب مین مشہور ہو گئے تھے جونپور وغیرہ کے رئیس اُنکے رہنے کے روادار نہوے اسواسطے اکثر دکن اور گجرات کی طرف متفرق اور پریشان ہوگئے اور سلطان علاء الدین نے مغل اور پٹھانون کی دستگیری کرکے عامل دیانت دار اور کارندے کارگذار جابجا مقرر فرمائے ملک کا انتظام بخوبی تمام ہوا اور تزلزل انقلاب کہ سلاطین ماضیہ کے عہد مین بہم پہونچا تھا برطرف ہوا مملکت کے باغی اور سرتابون نے اُسکے خط فرمان پر سر رکھا اور اطراف کے راجہ مطیع ہوئے بیت چون نوبت دولتش درآمد فریاد ز دشمنان برآمد فی القصہ آبادی بنگالہ مین نہایت کوشش اور اہتمام مبذول رکھا اور چند مواضع قدوۃ المشائخ شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کو خرچ لنگر کے واسطے واگذاشت اور معاف فرمائے اور سلطان علاء الدین ہر سال اپنے پاے تخت اکدالہ سے ایک مرتبہ حضرت شیخ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کو قصبہ پنڈوہ مین آتا تھا اور اخلاق پسندیدہ اور وفور عقل وکاردانی کی برکت سے سالہاے دراز تک امر بادشاہی مین مشغول رہا آخر ش سنہ ۹۲۷ نوسوستائیس ہجری مین قضاے الہی سے ملک بقا کی طرف کوچ کیا مدت اُسکی سلطنت کی ستائیس سال تھی البقاء للملک المعبود

ذکر نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین کی شاہی کا

جب سلطان علاء الدین برحمت حق واصل ہوا اعیان مملکت نے اُسکے اٹھارہ فرزند سے نصیب شاہ کو کہ اولاد اکبر تھا تخت پر بٹھایا اور اُسنے وہ کام کیے کہ جو خلائق کے پسند ہوے یعنے اپنے بھائیون کو قید وحبس سے محفوظ رکھا اور ہر ایک کو جو کچھ باپ نے عنایت فرمایا تھا اُس سے دونا اور مرحمت فرمایا اور جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی بن سکندر شاہ لودھی کو قتل کرکے سواد ہندوستان پر مسلط ہوا اکثر امراے افغان بھاگ کر نصیب شاہ کے پاس التجا لائے اور آخر کو سلطان محمود بھائی بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کا بنگالہ مین داخل ہوا ہر ایک علے قدر مراتب پرگنات لایق اور قصبات شایق پر منصوب ہوئے اور سلطان ابراہیم لودھی کی بیٹی کہ اُس ملک مین وارد ہوئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور سنہ ۹۲۵ نوسوپچیس ہجری مین جب بابر شاہ نے جونپور کے اطراف مین آنکر اُس ملک کو سر کیا چاہا کہ بنگالہ کو بھی اپنے قبضہ مین لاوے نصیب شاہ نے متفکر ہوکر تحف وہدایا بہت ایلچیون کے ہاتھ بھیجکر غایت عجز وزاری کی بابر شاہ مصلحت وقت دیکھکر صلح کرکے اپنے دار الملک کی طرف پلٹ گیا اور جب بابر شاہ سے تخت دہلی خالی ہوا اور ہمایون بادشاہ قائم مقام ہوا یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ دہلی درپی تسخیر بنگالہ ہے اسواسطے نصیب شاہ نے سنہ ۹۳۹

نوسو اتتالیس ہجری مین اظہار اخلاص اور خصوصیت اور محبت کے واسطے تحفہ سے نفیس ملک مرجان خواجہ سرا کے ہمراہ سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجا اور ملک مرجان نے قلعہ مندو مین سلطان بہادر کی ملازمت کی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اُس عرصہ مین نصیب شاہ باوجود دعوے سیادت مرتکب فسق وظلم ہوا شرح اسکی موجب کدورت خواطر ناظرین وسامعین سمجھکر قلم انداز ہوئی **بیت** شیر را بچہ ہمی ماند بدو تو بہ پیغمبر چہ مانی بگو الغرض ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری مین اُسکی عمر اختتام کو پہونچی لیکن معلوم نہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اُسپر صدمہ پہونچایا **بیت** از جہان نصیب این جہان بیش نماند و سرمایہ عمر و زندگانی بیش نماند و بہر تقدیر نصیب شاہ کے بعد شاہ سلطان محمود بنگالی کہ اسکے امراسے تھا اُس مملکت پر قابض ہوا اور شیر شاہ افغان سور نے کہ آخر مین دہلی کا بادشاہ ہوا تھا اُسی عرصہ مین بنگالہ پر فوج کشی کر کے اُسے زخمی کر کے معرکہ سے بھگایا سلطان محمود بھاگ کر ہمایون بادشاہ کے پاس پناہ لیگیا اور ہمایون شاہ نے ۹۶۵ نوسو پینسٹھ ہجری مین مملکت بنگالہ کو شیر شاہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے بلدہ گور مین خطبہ اپنے نام پڑھا اور اُس شہر کا جنت آباد نام رکھا لیکن کچھ دوام اور ثبات پیدا نہوا وہ مملکت پھر شیر شاہ کے قبضہ مین آئی اور محمد خان افغان کہ سلیم شاہ کے امراسے تھا اُسکی طرف سے اُس ملک کا حاکم ہوا اور جب محمد خان قضائے الٰہی سے مرگیا اُس کا فرزند نشان مخالفت بلند کر کے اور اپنے تئین خطاب سلطان بہادر دیکر صاحب سکہ ہوا

تذکرہ سلیم خان المخاطب بہ سلطان بہادر شاہ کی سلطنت کا

چند روز اُسنے بھی نشان حکومت بلند کیا لیکن وہ مملکت اُسکے قبضہ مین بھی نرہی آخر کو سلیمان کرانی پٹھان کہ وہ بھی سلیم شاہ کے امراے کبار سے تھا بنگالہ کی حکومت پر مسلط ہوا

ذکر سلیمان کرانی افغان کی حکومت کا

سلیم شاہ کے بعد از فوت یہ بنگالہ اور بہار کا حاکم مستقل ہوا اور ولایت اوڈیسہ کو بھی اپنے تصرف مین لایا ہر چند خطبہ اپنے نام پڑھتا تھا مگر آپ کو حضرت اعلے کہتا تھا اور بحسب ظاہر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے ملائمت کر کے کبھی کبھی تحف وہدایا بھیجتا تھا غرضکہ پچیس سال بنگالہ کی حکومت کر کے قضائے الٰہی سے فوت ہوا

ذکر بایزید افغان بن سلیمان کرانی کی حکومت کا

بعد اپنے باپ کی وفات یہ مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور ایک ماہ حکومت کر کے اپنے چچیرے بھائی کے ہاتھ سے جسکا نام ہانسو تھا دیوانخانہ مین قتل ہوا اور وہ بھی اُسی مقام مین مارا گیا پھر بایزید کا چھوٹا بھائی داؤد خان قائم مقام ہوا

ذکر داؤد خان افغان بن سلیمان افغان کی حکومت کا

یہ بعد وفات بھائی کے ولایت بنگالہ اپنے تصرف مین لایا پھر امرا کا فساد دفع کر کے خطبہ اور سکہ اُس مملکت کا اپنے نام پڑھا اور شریعت مدام اور مصاحبان اوباش کے سبب ممالک اکبر شاہ کے

اطراف مین مزاحمت پہونچائی منعم خان المخاطب بخانخانان حاکم جونپور اکبر بادشاہ کے حکم سے موافق داؤد خان پٹھان کی تنبیہ کو متوجہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر امراے مغل کو نامزد کیا داؤد خان نے لودھی خان کو اُنکے مقابلہ کے واسطے رخصت فرمایا اور طرفین سے ایک دوسرے کے مقابل آن کر داد مردی اور مردانگی دی آخرالامر دونون لشکر صلح کرکے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے اور پھر اکبر شاہ نے دوبارہ اُسکی تسخیر کے بارہ مین فرمان خانخانان کے نام صادر فرمایا اُسوقت مین جو درمیان داؤد خان اور لودھی خان کے کہ پٹھانون کے امراے کبار سے تھا نزاع واقع ہوئی تھی اُسنے خانخانان سے ابواب ملائمت مفتوح کرکے بادشاہ سے طریق اطاعت پیش نہاد کیا داؤد خان یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور لودھی خان کو مکتوب عجز آمیز لکھے اور دوبارہ ساتھ اپنے متفق اور موافق کرکے اپنے ہمراہ لیگیا اور خلاف عہد و مروت لودھی خان کو کہ صفت شجاعت اور تدبیر مین موصوف تھا قتل کیا اور آب سون مین اکبر بادشاہ کے لشکر کا راستہ روکا اور اُس مقام مین کہ آب سون دریاے گنگ سے ملحق ہوا ہے جنگ واقع ہوئی پٹھان مغرور ہوکے چند کشتی اُنکی سپاہ مغل کے ہاتھ آئین اور منعم خان المخاطب بخانخانان دریا سے عبور کرکے تنبیہ کے لئے متوجہ ہوا اور اُس قلعہ کو جسمین داؤد خان قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کرکے تنور حرب گرم کیا اس درمیان مین اکبر بادشاہ بھی اس مقام مین داخل ہوا داؤد خان افغان بنگالہ کی طرف بھاگا اور قلعہ ٹپنہ اور حاجی پور مفتوح ہوا اور چار سو ہاتھی داؤد خان کے بہادران مغل کے ہاتھ آئے منعم خان بنگالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب گڑھی مین پہونچا داؤد خان بیتاب ہوکر اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور بعضے امراے اکبری نے کہ اوڈیسہ کیطرف گئے تھے داؤد خان کے بیٹے جنید خان سے شکست پائی منعم خان اس امر سے واقف ہوکر اوڈیسہ کی سمت گیا اور داؤد خان افغان مقابلہ کو آیا جب افواج طرفین کا سامنا ہوا دونون لشکر صفوف حرب آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئے اور بعد جنگ عظیم پٹھان شکست کھاکر بھاگے داود خان افغان نے اُس قلعہ مین کہ دریاے گنگ کے کنارہ تھا پناہ لی لیکن جو چارہ نرکھتا تھا اہل و عیال کو قلعہ مین چھوڑکر بقصد جنگ باہر آیا آخر کو منعم خان نے صلح کرکے اُس سے ملاقات کی منعم خان ولایت اوڈیسہ اور گنگ اور بنارس اُسکے تفویض کرکے باقی ممالک پر متصرف ہوا اور جب منعم خان سراے آخرت کیطرف خرامان ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے خانجہان ترکمان کو بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اور داؤد خان افغان منعم خان کے مرنے کے بعد بلاد بنگالہ کو امراے اکبری کے ہاتھ سے برآوردہ کرچکا تھا سنہ ۸۰۳ آٹھسو تین ہجری مین مع لشکر عظیم اُس مقام مین کہ مابین گڑھی اور ٹانڈہ کے ہے خانجہان ترکمان کے مقابل ہوا اور بعد جنگ عظیم دستگیر ہوکر معرکہ مین قتل ہوا اور اُس کا بیٹا جنید خان زخمی ہوکر اگرچہ معرکہ سے نکل گیا لیکن اُسکے صدمہ سے دو تین دن کے بعد مرگیا اور ممالک بنگالہ اور اوڈیسہ مع شہر گنگ و بنارس تمام خانجہان کی کوشش سے دیوان اکبری مین داخل ہوا اور دولت شاہان پوربی کی ختم ہوئی اور امراے افغان مثل حسین اور کالا پہاڑ وغیرہ کہ مقام دشوار گزار مین داخل ہوے تھے کچھ عرصہ کے بعد لشکر مغل کے غلبہ سے مغلوب ہوکر بعض ممالک بنگالہ اور جنگلون مین پوشیدہ ہوے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے

بعد وفات عثمان نام افغان نے اُس جماعت سے خروج کرکے قریب بیس ہزار افغان کے فراہم ہوگئے اور خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھکر بعضے ولایت نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ پر مزاحمت پہونچائی پھر اسلام خان ولد شیخ بدرالدین فتحپوری حاکم بنگالہ اُسکی دفع کے واسطے مامور ہوا چنانچہ اُس تاریخ تک کہ ۱۰۱۸ ایک ہزار اٹھارہ ہجری تھی اس معاملہ سے مفروغ نہین ہوا

ذکر بادشاہان شرقی کی حکومت کا

جیساکہ پیشتر مذکور ہوا کہ جن لوگون نے جونپور اور ترہت مین حکومت کی ہو انھین مورخین دانش گزین بادشاہان شرقی کہتے ہین

بیان سلطان الشرق خواجہ جہان کی حکومت کا

تاریخ مبارک شاہی سے واضح اور مستفاد ہوتا ہو کہ محمد شاہ کے چھوٹے شاہزادہ فیروز شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت دے کر خطاب خانجہان سرفراز فرمایا اور بادشاہ ناصرالدین محمود شاہ نبیرہ فیروز شاہ کا تخت سلطنت پر متمکن ہوا ملک سرور الملقب بخواجہ جہان کو شہر جمادی الاولے ۷۹۶ سات سو چھیانوے ہجری مین ملک الشرق خطاب دے کر ولایت جونپور اور بہار اور ترہت اُسکے تفویض فرمائی اور اُسنے اُس ممالک کا انتظام بخوبی تمام کرکے اُس حدود کے راجاؤن اور زمینداروں کو مطیع کیا اور جو قلعجات کہ کفار نے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کرکے خراب اور ویران کئے تھے اُنپر قبضہ کرکے از سر نو تعمیر کئے اور مردمان جرار اور آزمودہ کار کے سپرد کرکے ملک کو آباد کیا اور جب بادشاہ ناصرالدین محمود کی شوکت نرہی اپنا خطاب ملک الشرق رکھکر پرگنہ کولی اور اٹاوہ اور بہرائچ اور کنبیلہ کے شہرون کو گوشمال دے کر دہلی کی جانب سے پرگنہ کول اور رواپری اور دوسری طرف سے بہار اور ترہٹ تک سرکشون کا نشان باقی نرکھا جسطور سے بادشاہان پوربی یعنے حاکمان لکھنوتی اور بنگالہ ساتھ بادشاہ ناصرالدین محمود کے طریق ملائمت اور اخلاص جاری رکھکر ہاتھی اور تحفجات کہ شاہان دہلی کے واسطے بھیجتے تھے اُسکے پاس بھی ارسال کرتے تھے اور جب اُسکے اقبال نے عروج کیا ناملکنے دشمنی اور خصومت پر کمر باندھی ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری مین تخت پر سے اُسے تختہ تابوت پر کھینچا مدت اُسکی سلطنت کی چھ سال اور چند ماہ تھی

بیان سلطان مبارک شاہ شرقی کی سلطنت کا

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اور اُسکا ارادہ یہ تھا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام کرکے بطریق شاہان پوربی چتر سر پر بلند کرے لیکن اجل نے اُسے امان نہ دیا یہ حسرت اپنے دلمین لے گیا اُسکا فرزند یعنے جسکا نام قرنفل تھا بجاے اُسکے تخت نشین ہوا اور جونپور وغیرہ کو اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا لیکن ایکبارگی امر حکومت مین نہایت خلل واقع ہوا پھر اُسنے وضیع و شریف کو موافق کرکے اپنا خطاب مبارک شاہ رکھا اور اقبال خان کہ وکیل مطلق السلطان سلطان محمود حاکم دہلی کا تھا شاہ مبارک شاہ کی خبر خطبہ اور دعوی شاہی سنکر طیش مین آیا چنانچہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین اُسکے

مدافعہ کے واسطے چڑھائی کی اور جب قنوج مین آیا شاہ مبارک شاہ بھی مع جمعیت عظیم افغان اور مغل اور ناجیک اور راجپوت اُسکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور آب گنگ کے دونون طرف فریقین کی افواج فروکش ہوئی خیمہ اور خرگاہ رنگ برنگ کے عکس سے آب دریا پر قوس قزح کا عالم نمایان ہوا اور جوکہ دریا درمیان مین حائل تھا دو مہینے کامل دونون لشکر برابر مقیم رہے کسی نے قدم جرأت کا آگے نہ بڑھایا آخر کو دونون غنیم بہ تنگ آگئے اور ہر ایک بلا جنگ اپنی دارالسلطنت کی طرف روانہ ہوگئے اور جبکہ شاہ مبارک شاہ شرقی جونپور پہونچا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود مالوہ سے پلٹ کر دہلی مین آیا اور اقبال خان اُسے اُبھار کر پھر بقصد تسخیر جونپور کی طرف متوجہ ہوا ہی شاہ مبارک شاہ شرقی سامان جنگ مین مصروف تھا کہ دشمن اجل قوی تر نے اُسپر چڑھائی کرکے ٨٠٤ھ آٹھ سو چار ہجری مین اُسکے ملک وجود کو برہم کیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال اور چند ماہ تھی

ذکر شاہ ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

جب خالق انس وجان کے حکم سے شاہ مبارک شاہ عالم باقی کی طرف سفری ہوا اُس کا چھوٹا بھائی خطاب ابراہیم شاہ شرقی پاکر تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا لیکن یہ شاہ عقل و دانش و تدبیر مین منصف تھا اُسکے زمانہ مین ممالک ہندوستان کے فاضل اور ایران توران کے کامل جو جہان کے آشوب سے حیران و پریشان ہوکر جونپور مین آگئے تھے اُسکے امن و امان کے مہد مین پانون پھیلا کر سوگئے اور اُسکے خوان احسان کے مائدہ سے سیر ہوکر کئی کتابین اور رسالے بنام نامی اُسکے جیساکہ تحریر ہوگا تصنیف کیے امرا اور فضلا اور صاحب عقل و کیاست اور شجاعت و شہامت اُسکے دولتخانہ مین فراہم ہوئے اُنکے سبب سے اُسکا دربار سلاطین ایران کی طرح رنگین ہوا بیت جہان آفرین تا جہان آفرید ٭ چو او مرزبانے نیاید پدید ٭ اور اُسکی ابتدا سے سلطنت مین اقبال خان سلطان محمود دہلوی کو اُٹھاکر بقصد تسخیر جونپور قنوج مین آیا اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر مستعد رزم و پیکار آب گنگ کے ساحل تک اُسکے مقابلہ اور محاربہ کو روانہ ہوا چند روز ایک دوسرے کے مقابل فروکش رہے اور جو اقبال خان مہمات ملکی اور مالی سلطان محمود کی مرضی کے موافق رجوع نکرتا تھا سلطان محمود شکار کے بہانہ اپنے اردو سے برآمد ہوکر اس خیال سے کہ وہ حق نمک اور رضاجوئی کو مد نظر رکھکر اقبال خان کو دفع کرکے مجھے تخت شاہی پر بٹھادیگا یا کمک اور اعانت میری کریگا بے اظہار مدعا بادشاہ ابراہیم شرقی کے پاس گیا لیکن جو سلطان ابراہیم شرقی نے لذت شاہی حاصل کی تھی اور بادشاہت نے اُسکی ابھی استحکام پیدا نہ کیا تھا سلطان محمود کا اُن دو ارادون مین سے ایک بھی ظہور مین نہ لایا بلکہ تعظیم و تکریم اور پرسش و دلجوئی مین بھی اُسنے اسقدر تساہل اور تامل کیا کہ سلطان محمود آنے سے شرمندہ اور نادم ہوکر یکایک قنوج کی طرف روانہ ہوا اور حاکم قنوج کو جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے مامور تھا اور اُسے امیرزادہ ہروی کہتے تھے بجبر و قہر اُسے نکالکر اُس بلدہ پر متصرف ہوا سلطان ابراہیم شاہ شرقی اور اقبال خان نے جب دیکھا کہ محمود شاہ نے اس مملکت پر قناعت کی ہے اسلیے قنوج اُسے ارزانی رکھکر ہر ایک اپنی دارالحکومت کی سمت راہی ہوگئے اور بعض تواریخ مین یون مسطور ہے کہ سلطان محمود جب

مبارک شاہ شرقی کے پاس گیا اُسی عرصہ میں مبارک شاہ شرقی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اور شاہ ابراہیم شاہ شرقی تخت پر متمکن ہوا واللہ اعلم بالصواب اور ۸۰۸ھ آٹھ سو آٹھ ہجری میں جیسا کہ بادشاہان دہلی کے ضمن واقعات میں تحریر ہوا یعنی جب اقبال خان مارا گیا اور سلطان محمود دہلی کی طرف گیا شاہ ابراہیم شاہ شرقی نے صلاح وقت دیکھ کر ۸۰۹ھ آٹھ سو نو ہجری میں قنوج کی تسخیر کی عزیمت کی اور سلطان محمود مع لشکر دہلی شاہ ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا افواج طرفین نے بدستور سابق ساحل گنگ پر ایک دوسرے کے مقابل نزول کیا اور بعد چند روز کے بے مجادلہ و محاربہ ایک نے جونپور کی طرف اور دوسرے نے دہلی کی سمت مراجعت کی اور جب سلطان محمود شاہ دہلی میں پہونچا امرا کو رخصت جاگیر دی اور شاہ ابراہیم شرقی نے پھر آن کر قنوج کو گھیرا اور بعد چار مہینے کے جب دہلی سے کمک نہ پہونچی ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے ناچار ہو کر امان چاہی قلعہ کو شاہ ابراہیم شاہ کے سپرد کیا اور شاہ وہاں موسم برسات بسر کر کے ماہ جمادی الاول ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری میں بہ تسخیر دہلی متوجہ ہوا اور اس سبب سے کہ شاہ عاقل اور عالی ہمت اور سخی تھا دہلی کے بہت امراے کبار مثل تاتار خان ولد سارنگ خان و ملک خان و غلام اقبال خان وغیرہ اُسکے شریک ہوئے اور سلطان ابراہیم شرقی قوی پشت ہو کر شہر سنبل کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان لودھی شہر سنبل کو چھوڑ کر بھاگا پھر شاہ ابراہیم شرقی شہر سنبل تاتار خان کے سپرد کر کے آگے بڑھا جب آب گنگ کے کنارہ پہونچا چاہا کہ عبور کرے ناگاہ مخبر خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کو جنگ میں اسیر کر کے مالوہ کو مسخر کیا اور اب محمود شاہ کی کمک کو آتا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ مظفر شاہ جونپور لینے کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم شرقی یہ خبر سنتے ہی فسخ عزیمت کر کے جونپور کی سمت روانہ ہوا اور محمود شاہ نے دہلی سے آن کر شہر سنبل کو برآوردہ کیا اور تاتار خان بھاگ کر ابراہیم شاہ شرقی کے پاس آیا اور شاہ شرقی تکمیل حشم کی آراستگی اور فراہمی میں مصروف ہوا اور ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری میں دوبارہ بہ تسخیر دہلی اپنے دار الملک سے روانہ ہوا اور چند منزل جا کر راہ سے پلٹ کر دار العلم جونپور کی طرف مراجعت فرمائی اور علما و مشائخ کی صحبت اور تعمیر ولایت اور تکثیر زراعت میں مشغول ہو کر برسوں کسی طرف عزیمت نہ فرمائی اور آدمی اطراف و اکناف میں ہندوستان کے آشوب حوادث سے جونپور کی سمت متوجہ ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب و فراخور حالت سرفراز ہوئے اور خادم اور مشائخ اور علما اور سادات اور نیز منشیوں کا اسقدر اجماع ہوا کہ جونپور کو خلقت دہلی ثانی کہتی تھی اور اُس ملک کے صغیر و کبیر شاہ شرقی کی ذات بابرکات کو جملہ مغتنمات سے شمار کر کے حیات مستعار عیش و عشرت میں بسر کرتے تھے شاہ سے گدا تک تمام خوشوقت تھے رنج و ملال اُس ملک سے سفر کر گیا تھا اور ۸۳۱ھ آٹھ سو اکتیس ہجری میں محمد خان حاکم میوات سلطان ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور فتح بیانہ کی ترغیب و تحریص دے کر اپنے ہمراہ لے گیا من بعد مبارک شاہ بادشاہ دہلی بعزم ممانعت روانہ ہوا اور بیانہ کے اطراف میں طرفین کی افواج آ پہونچیں اور چار کوس برابر خندق کھود کر محکم اور قوی ہوئے اور بائیس روز مردم طرفین بطور دلاوری برآمد ہو کر جنگ کرتے تھے اور جنگ سلطانی کی کوئی جرأت نہ کرتا تھا آخر کو سلطان ابراہیم شرقی نے خندق سے برآمد ہو کر صفوف جنگ

آراستہ کی اور مبارک شاہ بھی ناچار ہو کر میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور صبح سے تا شام جنگ کر کے اپنے دائرہ کی طرف متوجہ ہو کے دوسرے دن گرگ آشتی یعنے صلح ظاہری کر کے اپنی اپنی دارالسلطنت کی سمت مراجعت کی اور ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین سلطان ابراہیم شرقی نہایت شوکت او صولت سے کالپی کی تسخیر کو سوار ہوا اور اثنا سے راہ مین خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی عزیمت رکھتا ہی اور جب دونون فرمانروا ایک دوسرے کے قریب پہونچے اور آج کل جنگ شروع ہونے والی تھی مخبر خبر لاے کہ بادشاہ مبارک شاہ بن خضر خان دہلی سے لشکر فراہم لاکر جونپور کی تسخیر پر عازم و جازم ہی سلطان ابراہیم شرقی عنان اختیار ہاتھ سے دے کر جونپور کی سمت راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ غوری نے سبے نزاع کالپی کو کہ ابن عبدالقادر الموسوم بقادر شاہ جو مبارک شاہ کی ملازم کے تصرف مین تھی برآوردہ کی اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین شاہ ابراہیم شرقی کا مزاج شریف اور عنصر لطیف زمانہ کی بدنظرست طریق اعتدال سے منحرف ہوا روح پاک اُس شاہ عالم پناہ کی بہشت برین کی طرف خرامان ہوئی اور بعد اس واقعہ جانسوز کے جونپور کے باشندون نے سوگوار ہو کر جامہ ماتم پہنا اور شہر کے مرد و زن نے اُسکے جنازہ کے ہمراہ جا کر نوحہ زاری سے ہنگامہ حشر برپا کیا اور تمام خلقت کی زبان پر یہ ابیات جاری تھے **ابیات** دریغ آن شہنشاہ صاحبقران ہا اجم تاج بخش ممالک ستان ہو دریغ آن کہ دیگر نیارد زمین ہا بصد قرن شاہی بآن داد و دین ہو اُسکی مدت سلطنت چالیس سال اور چند ماہ تھی اور بروایت حاجی محمد قندھاری سنہ ۸۰۰ھ اٹھ سو ہجری مین فوت ہوا بہر تقدیر ایام سلطنت اُسکے چھتیس سال اور چند ماہ ہونگے اُسکے تمام فضلاے عصر سے ایک قاضی شہاب الدین جونپوری تھا کہ اصل یعنے مولد اُسکی غزنین ہی اور دولت آباد دکن مین نشو و نما پائی سلطان ابراہیم شرقی اُسکی تعظیم و توقیر مین بہت کوشش کرتا تھا اور بروز ہاے متبرک وہ اُسکے دربار مین کرسی نقرہ پر بیٹھتا تھا منقول ہی ایک بار مولانا ایک مرض مین مبتلا ہوے سلطان ابراہیم اُسکی عیادت کے لئے گیا اور بعد احوال پرسی اور اظہار مہربانی کے ایک کٹورہ پانی لبریز کر کے مولانا کے سر سے اُتار کر خود نوش کر گیا اور یہ دعا کی خداوندا جس بلا او آفت مین مولانا گرفتار ہو وہ مجھے نصیب کر اور اُسے صحت عاجل او شفاے کامل بخش بس اسقدر عقیدہ اُس صاحب تخت و تاج کا علماے شریعت محمدی کی نسبت معلوم ہو سکتا ہی کہ کس درجہ تھا اور تصانیف مفید مولانا کی شہرت تمام رکھتی ہی مثل حاشیہ کافیہ کہ مشہور بحاشیہ ہندی ہی اور مصباح اور تین ارشاد نحو کہ موسوم بصلح المثال ہی اور بدیع البیان اور فتاوی ابراہیم شاہی اور تفسیر فارسی بحر المواج اور رسالہ مناقب سادات اور رسالہ عقیدہ شہابیہ بھی مولانا قاضی شہاب الدین کی مؤلفات سے ہی اور مولانا اپنے سلطان عصر کی وفات سے ایسے مغموم ہوے کہ اُسی سال یعنے ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین عالم قدس کی طرف تشریف لے گئے والبقاء للملک المعبود اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان ابراہیم کے بعد دو برس کے طائر روح انکا سنہ ۸۴۲ھ آٹھ چالیس ہجری مین روضہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا

بیان سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

ہرچند زمانہ بے رحم نے سلطان ابراہیم سے بادشاہ کو پیوند زمین کیا لیکن پھر مقام ترحم مین ہوکر اُسکے بڑے بیٹے کو مسند جہانداری پر بٹھایا اور وہ از روے عقل سرانجام امور ملکی او مالی مین مشغول ہوا اور عدل و احسان کی آبیاری سے خلائق کے تمنا کے حدائق کو سرسبز اور شاداب کیا اور جو کہ رونق اور رواج مملکت کی عہد پدر مین مشاہدہ کی تھی سپاہ اور رعیت کو مسرور اور محفوظ کر کے راضی اور شاکر فرمایا اور سنہ آٹھسو سینتالیس ہجری مین ایلچی سخندان شیرین زبان مع تحف و ہدایاے فراوان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین بھیجکر پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان ناظم کالپی نے شریعت محمدی کی صراط مستقیم سے قدم باہر رکھکر مرتدون کی روش اختیار کی ہے اور قصبہ شاہ پور کو جو کالپی سے آباد زیادہ تھا وہان کے مسلمانون کو جلا وطن کر کے ویران کیا اور عورات مسلمہ کو کافرون کے حوالہ کر کے خدا و رسول سے نہین ڈرتا ہے اور جو سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے اور آج تک سلسلۂ محبت اور رابطۂ مودت کا جانبین مین مستحکم ہے اسواسطے بحکم قاضی عقل لازم جانکر اس معنی کو ضمیر حق پذیر پر روشن اور مبرہن کرتا ہون اگر اجازت ہووے اُسے تنبیہ کر کے دین محمدی کا طریق اُس ملک مین رائج کرون سلطان محمود خلجی نے اُسکے درجواب فرمایا کہ اُس سے پیشتر یہ خبر افواہاً سمع مبارک مین پہونچی تھی اب اُس پیشواے سلاطین نے اعلام کیا یقین کامل ہوا بہر حال دفع کرنا اُس فاجر کا تمام بادشاہون پر واجب ہے اگر افواج قاہرہ مفسدان بیدات کے تدارک کو متوجہ نہوتی ہم خود بنفس نفیس اُسکے دفع کے واسطے عازم ہوتے اب جو کہ اُس سلطنت پناہ نے یہ ارادہ کیا مبارک اور مسعود ہووے ایلچی رخصت ہوا اور یہ نوید سلطان محمود کو سنائی سلطان شرقی نے محفوظ ہوکر اُنتیس زنجیر فیل برسم تحفہ و سوغات سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجی اور سامان جنگ درست کر کے کالپی کی طرف متوجہ ہوا نصیر خان اس امر سے مطلع ہوا سلطان محمود خلجی کو عریضہ اس مضمون کا بھیجا کہ یہ ملک جو سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے کمترین کو مرحمت کیا تھا اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہے کہ بزور شمشیر چھینکر متصرف ہوں اور فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ ہمت پر لازم ہے سلطان محمود خلجی جب عریضہ کے مضمون سے واقف ہوا ایک مکتوب محبت اسلوب تحریر کر کے علیخان کی مصاحبت سے کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع تحف لائق سلطان محمود شرقی کے پاس ارسال کیا اور اُسمین یہ عبارت کہ جسکا ترجمہ اُردو یہ ہے درج فرمائی کہ نصیر خان ضابطہ کالپی خداوند قہار کے غضب اُس شوکت دستگاہ کے خوف سے تائب ہوکر اقرار کرتا ہے کہ اب ہرگز قدم جادہ شریعت سے باہر رکھونگا اور احکام سماوی کی تعمیل اور نفاذ مین تامل اور تساہل نکرونگا اور جو کہ سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے یہ ملک عبد القادر الموسوم بہ قادر شاہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ فرقہ ہماری سلک اطاعت اور فرمانبرداری مین منسلک ہے اسلیے اس اخلاص پناہ اور سلطنت دستگاہ پر بھی واجب و لازم ہے کہ اُسکے جرائم گذشتہ پر قلم عفو کھینچکر اُسکے ملک پر صدمہ نہ پہونچاوین ابھی علیخان جواب مکتوب لیکر نہ پہونچا تھا کہ دوسری عرضی نصیر خان کو

اس مضمون کی پہونچی کہ فقیر سلطان سعید سلطان ہوشنگ کے عہد سے حلقۂ اخلاص کا در گوش اور زین پوش اطاعت کا بالاے دوش رکھتا ہو اور اب سلطان محمود شرقی کینۂ دیرینہ اور عداوت قدیم کے سبب ولایت کالپی پر آن کر اس ولایت پر متصرف ہوا اور مسلمانون کی عورات کو اسیر اور جلا وطن کرکے چندیری کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے باوجود اسکے کہ سلطان محمود شرقی کو نصیر خان کی گوشمالی کے بارہ مین رخصت دی تھی عجز و انکسار حد سے زیادہ کیا ناچار ہوکر شعبان کی دوسری تاریخ ۸۴۸ھ آٹھ سو اڑتالیس ہجری مین اُجین سے چندیری اور کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر خان جب چندیری مین ملاقات کے واسطے آیا وہان سے ایرچہ کی طرف متوجہ ہوا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنتے ہی بلا توقف اُسکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی نے ایک لشکر جونپور کے محاربہ کو نامزد فرمایا اور دوسری جماعت کو حکم دیا کہ تم لشکر جونپور کو تاراج کرو اُس جماعت نے حسب الحکم اُردو کے پس ماندگان کو تہ تیغ کرکے جو کچھ پایا اُسے تاراج کیا اور وہ فوج کہ مقابلہ کے واسطے مامور ہوئی تھی اُسنے جاتے ہی تنور جنگ گرم کیا یعنے صبح سے شام تک حرب ضرب مین مستعد رہی طرفین سے آدمی کار آزمودہ کام آئے جب شام ہوئی اپنے اپنے دائرہ کی طرف روانہ ہوگئے اور دوسرے دن صبح کو سلطان محمود خلجی نے عماد الملک کو بھیجکر غنیم کا راستہ بند کیا محمود شاہ شرقی اس امر سے واقف ہوا اور اُس مقام مین کہ جگہ مضبوط اور قلب تھی قیام کیا اور فوج اُس نواح مین تاراجی کو بھیجی اور اُنھون نے ہاتھ قتل و غارت مین دراز کرکے غنائم کثیرہ پر معاودت کی اور جب موسم برسات کا سر پر آیا طرفین صلح براے نام کرکے وہان سے اپنے اپنے دار الملک کی سمت روانہ ہوئے جب سلطان محمود خلجی چندیری مین آیا محمود شاہ شرقی نے میدان صاف دیکھکر بلا دغدغہ ایک لشکر ولایت برہار کی طرف کہ وہان کے باشندے سلطان محمود خلجی کی اطاعت کا دم بھرتے تھے نامزد فرمایا سلطان محمود خلجی یہ خبر سنکر ایک جماعت وہان کے مقدم کی کمک کو بھیجی اور جو لشکر شرقی تاب مقابلہ کی نرکھتا تھا محمود شاہ شرقی بہ تعجیل تمام اپنی فوج مین ملحق ہوا اور بعد چند روز کے ایک مکتوب شیخ الاسلام جا ئیلدہا کے نام کہ بزرگان وقت سے تھا و سلطان محمود خلجی اُس بزرگوار کی نسبت نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور اب وہ بزرگوار شادی آباد مندو کے گنبد مین مدفون ہین لکھ بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اس لڑائی مین دونون طرف کی خلق قتل ہوتی ہو اگر آپ اس بارہ مین ساعی ہون بہتر ہو ایلچی جب شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور زبانی اسطرح تقریر کی کہ بالفعل قصبہ ایرچہ اور کالپی جو سلطان شرقی کے تصرف مین آیا ہو اُسکو نصیر خان کے قبضہ مین واگذار فرماوین جب سلطان شرقی کے ایلچی نے یہ مضمون شیخ کے سمع مبارک مین پہونچایا شیخ نے سلطان محمود شاہ شرقی کے وکیل کو اپنے خادم کے ہمراہ مع مکتوب نصیحت آمیز تحریر کرکے سلطان محمود خلجی کی خدمت مین بھیجا سلطان محمود خلجی نے فرمایا جبتک وہ کالپی سے دست کش نہوگا مین صلح نہ قبول کرونگا جو کہ نصیر خان کا علاقہ بہت نکل گیا تھا پرگنہ راٹھ کو غنیمت جانکر عرض پیرا ہوا کہ جو سلطان محمود شرقی نے حضور اشرف کے روبرو شیخ جائیلدہا کی خدمت مین وعدہ کیا تھا کہ مین اسکے بعد قادر شاہ کی

اولاد سے خصوص نصیر خان سے مزاحم اور معترض ہونگا امیدوار ہون کہ پھر اُسکا لشکر قدم دوبارہ اس ملک مین نرکھے اور بعد چار مہینے کے کالپی اور ایرچہ اور قصبات میرے سپرد کیے جب بنیاد صلح کی شیخ کی توجہ ظاہری اور باطنی سے مستحکم ہوئی اور ایلچی سلطان شرقی کا عنایت بادشاہی سے مشمول ہوکر رخصت ہوا سلطان محمود خلجی شادی آباد مندو کی طرف اور سلطان محمود شرقی جونپور کی طرف روانہ ہوتے پھر سلطان شرقی نے اپنے پدر بزرگوار کے دستور رہا تھ بذل واحسان کا جود وسخا کی آستین سے نکالکر علما اور فضلا اور صلحا بلکہ جمیع طبقات انام کو ہر ایک کے مدارج اور مراتب کے موافق فیضیاب کرکے محظوظ کیا اور بعد چند عرصہ کے جب سپاہ استراحت کرکے رنج سفر سے آسودہ ہوئی مملکت چنادن کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو تاخت تاراج کرکے اُس نواح کے خسرون اور سرکشون کو علف شمشیر خون آشام کیا اور بعضے قصبون اور پرگنون مین تھانے بٹھا کے جونپور کی طرف مراجعت فرمائی اور بعد اسکے اوڈیسہ کی غزا مین مصروف ہوا اور اُس حدود کے بھی بتخانون کو خراب اور ویران کرکے مع غنائم موفورہ مظفر او منصور ہوکر معاودت کی اور ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین عزیمت بہ تسخیر دہلی کی اور چند روز اُسے محاصرہ کرکے بنیاد جنگ قائم کی سلطان بہلول مع لشکر کثیر دیبالپور سے آیا اور سلطان محمود نے جب دیکھا کہ دریا خان افغان جو بادشاہ دہلی سے روگردان ہوکر اُسکا نوکر ہوا تھا عین لڑائی مین اُسنے بیٹھ دکھائی اسواسطے صلاح توقف مین نہ دیکھی وہان سے کوچ کیا اور دہلویان نے سلطان کا پیچھا کرکے فتح خان ہروی کو جو اُسکے امراے کبار سے تھا قتل کیا اور سات ہاتھی جنگی اُنکے ہاتھ آے اور ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین بادشاہ بہلول لودھی اٹاوہ کے مقدم پر تاخت لایا اور محمود شاہ شرقی بھی اُسکے مقابلہ کو گیا چنانچہ کیفیت اُسکی مقام مناسب مین تحریر ہوئی ہے شمس آباد کے اطراف مین ایک دوسرے کا مقابلہ ہوا اور بھی چند روز مقابلہ اور مقاتلہ کی نوبت نہ آئی تھی افواج جانبین اپنے اپنے پڑاو پر پڑی تھی ایک شب قطب خان لودھی سلطان بہلول لودھی کا چچیرا بھائی اُسکے دائرہ پر شبخون لایا گرفتار ہوا ابھی جنگ سلطانی شروع نہوئی تھی کہ یکایک سلطان محمود شاہ شرقی مرض الموت مین مبتلا ہوا اور ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین اپنی بساط وجود سے قدم باہر رکھکر دار البقا کی طرف سفری ہوا

نظم

درین ششدرہ ہم زہر و ہم شکر ست ٭ گہے جان گزا گاہ جان پرور ست ٭ یکے را بسر افسر زر نہند ٭ یکے را ازکین تیغ بر سر نہند ٭ تہرش بموقع نہ مہرش بجاست ٭ درین ہیمارہ دوران بیوفاست ٭ مدت اُسکی سلطنت کی بیس سال تھی

ذکر سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی کی بادشاہی کا

جب سلطان محمود شاہ شرقی کے وجود باجود سے تخت خالی ہوا اعیان و ارکان جونپور نے اُسکے بڑے بیٹے شاہزادہ بھیکن خان کو اُسکی والدہ بی بی راجی کی صلاح سے سلطان محمد شاہ خطاب دے کر سریر مملکت پر بٹھایا اور بادشاہ بہلول لودھی سے صلح کرکے عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شاہ شرقی کی محمد شاہ کے تصرف مین رہے اور جو بادشاہ بہلول کے قبضہ مین ہے وہ بدستور اُسکے قابض اور دخیل ہووے بعد اس فیصلے کے محمد شاہ شرقی جونپور کی طرف متوجہ ہوا لیکن امرا شاہ کی عدم قابلیت سے

رنجیدہ اور دلگیر ہوئے اور ملکہ جہان یعنی بی بی راجی بھی بیٹے کی خونخواری سے نہایت درجہ آزردہ ہوئی اس درمیان مین سلطان بہلول نے اطراف دہلی سے قطب خان کی رہائی کا ارادہ کرکے معاودت کی اور سلطان محمد شاہ بھی یہ خبر سنکر جونپور سے سوار ہوا پرتاب نام زمیندار اسلرت کا جو سابق مین سلطان بہلول سے اتفاق رکھتا تھا محمد شاہ کا غلبہ اور شوکت دیکھکر اُسسے جا ملا اور محمد شاہ سرستی مین آیا اور بہلول شاہ لودھی نے رابری مین جو سرستی کے قریب ہے نزول کرکے چند روز وہان استقامت کی اور شاہ محمد شاہ شرقی نے سرستی سے فرمان جونپور کے کوتوال کے نام لکھا کہ میرے بھائی حسن خان اور قطب خان پسر اسلام خان لودھی کو قتل کرے کوتوال نے اُسکے درجواب یہ عرضداشت کی کہ بی بی راجی دونون کی ایسی محافظت کرتی ہین کہ مین اُنکے قتل سے معذور رہون جب یہ عریضہ محمد شاہ کو پہونچا اُسنے اپنی والدہ کو جونپور سے ساتھ بہانہ کے طلب کیا کہ آپ یہان آن کر میرے اور میرے بھائی حسن خان کے درمیان صلح کرا کے کچھ ولایت اُسے دلوا دین بی بی راجی فریب کھا کر جونپور سے روانہ ہوئی کوتوال نے فرصت پاکر محمد شاہ شرقی کے فرمان کے موافق حسن خان کو قتل کیا اور بی بی راجی حسن خان کی تعزیت قنوج مین بجالائی اور اُس مقام مین توقف کیا اور محمد شاہ شرقی کے پاس نہ گئی محمد شاہ نے پھر اپنی والدہ بی بی راجی کو لکھا کہ اور شاہزادے بھی یہی حالت پیدا کرینگے یعنے میرے ہاتھ سے قتل ہونگے بہتر یہ ہے کہ جناب والدہ صاحبہ سب کی تعزیت اور سوگواری بجا لائین جو محمد شاہ بادشاہ نہایت ظالم اور صاحب قہر تھا اور اُسکی خونریزی سے امرا اور اعیان سلطنت کو وہم اور ہراس تھا الغرض ایک روز شاہزادہ جلال خان اور حسین خان برادران محمد شاہ نے باتفاق سلطان شاہ اور جلال خان اجودھی محمد شاہ کی خدمت مین معروضہ بھیجا کہ بادشاہ بہلول لودھی کا لشکر شبخون کا ارادہ رکھتا ہے کیا حکم ہوتا ہے اسکے بعد شاہزادہ حسین اور سلطان شاہ اجودھی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار زنجیر فیل ہمراہ لیکر دشمن کے سر راہ روکنے کے بہانہ محمد شاہ شرقی کے لشکر سے جدا ہوئے اور جھبرنہ کے کنارہ پر مقام کیا بادشاہ بہلول لودھی نے یہ خبر سنکر ایک فوج اُسکے مقابلہ کے واسطے تعینات کی شاہزادہ حسین خان نے چاہا کہ شاہزادہ جلال خان کو جو اردو مین رہا تھا اُسے بھی ہمراہ لیوے آدمی اُسکی طلب کو بھیجا اس درمیان مین سلطان شاہ نے شہزادہ حسین خان سے یہ بات کہی کہ اب توقف کرنا مصلحت نہین ہے شاہزادہ جلال خان پیچھے سے پہونچیگا یہ کہکر گھوڑے کی باگ موڑ کر قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور فوج سلطان بہلول کی جو اُنکے مقابلہ مین تعین ہوئی تھی آن کر مقابل اُنکے ایستادہ ہوئی اور شہزادہ جلال خان بھی شاہزادہ حسین خان کے حسب الطلب محمد شاہ کے لشکر سے برآمد ہو کر جھبرنہ کی طرف روانہ ہوا اور فوج سلطان بہلول کو شاہزادہ حسین کا لشکر تصور کرکے جب نزدیک آیا سلطان بہلول کی فوج نے جلال خان کو گرفتار کرکے سلطان بہلول کے پاس حاضر کیا اور اُسنے قطب خان کے عوض اُسے قید فرمایا اور محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا قنوج کی طرف بھاگا اور سلطان بہلول نے آب گنگ تک پیچھا کیا اور کچھ مال و اسباب غنیمت لے کر مراجعت کی جب حسین خان بی بی راجی کی خدمت مین حاضر ہوا اپنی والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے تخت پر اجلاس کرکے بخطاب حسین خان مخاطب ہوا اور ملک مبارک گنگ اور ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو

محمد شاہ شرقی کے سر پر جو ساحل آب گنگ گھاٹ اجگر کے قریب ہی فروکش ہوا تھا تعین فرمایا جب لشکر سلطان حسین کا قریب پہونچا بعض امرا جو محمد شاہ شرقی کے ہمراہ تھے جدا ہو کر چلے آئے اور اُسنے مع چند سوار بھاگ کر ایک باغ مین کہ اُس نواح مین تھا پناہ لی آخر اُس مقام کو محاصرہ کیا اور محمد شاہ شرقی اگرچہ تیر اندازی قادر رکھتا مستعد یہ تیر اندازی ہوا لیکن بی بی راجی نے پیشتر سے اُسکے سلاحدار کو جو ترکش رکھتا تھا موافق کر کے تمام پیکان تیر اُسکے ترکش سے دور کئے تھے محمد شاہ نے جو تیر ترکش سے نکالا وہ بیکانی نکلا ناچار دست بہ شمشیر ہو کر بہت آدمیون کو قتل کیا ناگاہ ایک تیر مبارک گنگ کے ہاتھ سے شاہ محمد شاہ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا قطعہ اور گیتی نزادہ نزاد کو رانگشت ز دل شد بر مہر این تراال بسر کشور بہ نہار ❊ چون اجل ز شاہ بیند ز گردار د ز قضا با سلطنت نہ سرور و سروری ناید بکار ❊ اسکے بعد سلطان حسین نے سلطان بہلول سے صلح کر کے یہ عہد کیا کہ چار برس تک ہر شخص یعنے فریقین اپنی ولایت محروسہ اور قلمرو متصرفہ پر قانع ہو کر استقامت کرین اور راسے پرتاب کہ قبل اسکے محمد شاہ شرقی سے ملگیا تھا قطب خان افغان کی دلجوئی اور تسلی کے واسطے سلطان بہلول کے ساتھ موافق ہوا سلطان حسین قنوج سے کوچ کر کے اُس تالاب کے کنارہ کہ جسکو ہربنہ کہتے ہین وارد ہوا اور قطب خان لودھی کو جونپور سے طلب کر کے خلعت اور سواری اسپ اور دیگر عنایات سے امتیاز بخش کر باعزاز و اکرام تمام بادشاہ بہلول لودھی کے پاس بھیجا بادشاہ بہلول لودھی نے بھی شہزادہ جلال خان کو تعظیم و تکریم اور انعامات سے خورسند کر کے حسین شاہ شرقی کی خدمتمین رخصت کیا پھر ہر ایک شہر یار اپنے مقر دولت مین جا کر مہمات شاہی مین مشغول ہوے محمد شاہ کی مدت حکومت پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی کی سلطنت کا

شاہ حسین شاہ شرقی جیسا کہ مذکور ہوا بحکم خدا سے قدیر سے اپنے بھائی کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر باگ ریاست اور سرداری کی اپنے کف اقتدار مین لایا اور بادشاہ بہلول لودھی کے ساتھ صلح کر کے جب جونپور مین آیا اپنے بھائی کے معاملہ سے متنبہ ہوا اور تھوڑے عرصہ مین سرداران صاحب داعیہ کو حکمت عملی سے قید کیا اور ہمت والا نہمت تسخیر بلاد مین مصروف فرمائی پہلے تین لاکھ سوار اور ایک ہزار چار سو زنجیر فیل جمع کر کے ولایت اوڈیسہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثناے سیر مین ملک ترہت کو ویران کر کے آبادی سے ایک نشان نچھوڑا اور جب ولایت اوڈیسہ مین پہونچا افواج اُسکی اطراف و جوانب مین نامزد کر کے حکم قتل اور تاراجی اور اسیری کا نافذ فرمایا اوڈیسہ کا راجہ یہ خبر سنکر دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا جب سواے عاجزی اور بیچارگی کے کوئی فریادرس نپایا وکیل سلطان کی خدمت مین بھیجکر اطاعت اور مالگذاری قبول کی اور جب سلطان نے اُس مملکت کی تسخیر سے ہاتھ کھینچا اُسنے اُسکے شکریہ مین فوراً تیس ہاتھی اور ایک سو گھوڑا اور اشیاے نفیسہ اور نقد فراوان لائق شاہان پیشکش کیا سلطان نے سالماً و غانماً جونپور کی طرف معاودت فرمائی اور سنہ آٹھ سو اکہتر ہجری مین نبارس کے قلعہ کو جو چند روز سے خراب اور ویران ہوا تھا مرمت کر کے تیار کیا اور سنہ مذکور مین بڑے بڑے سرداروںکو گوالیار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا انھون نے وہان جاتے ہی اُسے گھیرا اور گوالیار کا

راجہ طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور اظہار اطاعت کرکے اپنے تئین شاہ حسین شاہ شرقی کے سلک تابعین مین منتظم کیا اور اُسکے بعد حسین شاہ کی شوکت و استقلال حد سے افزون ہوا اور رانی بی بی دختر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ کے اغوا سے ۸۷۸ آٹھ سو اٹھتر ہجری مین تسخیر دہلی کی عزیمت کرکے مع ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک ہزار چار سو فیل کوہ تمثیل طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ بہلول لودھی نے ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر اسوقت آنحضرت بقصد امداد تشریف لاوین قلعہ بیانہ آپ سے تعلق رکھونگا لیکن اب تک شادی آباد مندو سے جواب نہ آیا تھا کہ شاہ حسین شاہ شرقی تمام اطراف دہلی پر متصرف ہوا اُسوقت سلطان بہلول لودھی نے نہایت عاجزی اور زاری سے یہ پیغام بھیجا کہ بلدہ دہلی کا قبضہ آپ کو مبارک ہووے اگر آپ عنایت ذاتی سے اصل دہلی اٹھارہ کوس تک میرے قبضہ مین چھوڑین تو سلک ملازمون مین منسلک ہوکر اس شہر کی داروغگی مین قیام کرون لیکن جب شاہ نے نہایت غرور اور تکبر سے شاہ بہلول کی ملتمس گوش ارادت سے نہ سنی ناچار ہوکر کارساز حقیقی کے لطف پر اعتماد کیا اور اٹھارہ ہزار سوار افغان لیکر دہلی سے برآمد ہوا اور دریا کے کنارے سلطان حسین شاہ شرقی کے مقابل فرودکش ہوا اور چونکہ آب دریا درمیان مین حائل تھا چند روز حرب مین نہ مشغول ہوئے اُس درمیان مین شاہ حسین شاہ شرقی کے سردار کبار ولائیتون کی تاخت کیواسطے روانہ ہوئے شاہ دہلی نے فرصت غنیمت جانکر گرمی کی عین گرماگرمی مین اُس مقام سے کہ دریا پایاب تھا گھوڑے دریا مین ڈالے ہرچند خبردارون نے یہ خبر شاہ حسین شاہ کو پہونچائی کمال نخوت اور غرور سے اُسے اس امر کا یقین نہوا یہانتک کہ فوج دہلی نے دریا سے عبور کرکے اُسکی آردو کی تاراجی مین دست درازی کی اور امرا اور سپاہ بادشاہ کی بےشعوری سے کہ نہایت غافل تھے پریشان ہوکر خرد و کلان نے راہ فرار پائی آخرکو سلطان حسین نے بھی ناچار ہوکر اُنکا ساتھ دیا ملکہ جہان اور تمام حرم اُسکی گرفتار ہوئین سلطان دہلی نے حق نمک کا لحاظ کرکے اُنھین باعزاز و اکرام تمام سلطان حسین شاہ کے پاس بھیجا لیکن ملکہ جہان جب شاہ سے ملی اُسکے مغز و پوست مین دخیل ہوکر پھر اسقدر وسوسہ پیدا کیا کہ سلطان حسین شاہ شرقی استعداد کرکے دوسری مرتبہ پھر دہلی کی طرف متوجہ ہوا مسافت قلیل باقی رہی تھی سلطان بہلول لودھی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میرے قصور معاف فرماکر مجھے بحال اپنے چھوڑے ایک نہ ایک روز آپکے کام آؤنگا چونکہ تقدیر ایزدی سے دولت خاندان شرقیہ آخر ہونے پر تھی شاہ شرقی نے شاہ دہلی کے عجز پر مطلق خیال نہ کیا اور عجز کی نعمت کو چشم حقارت سے دیکھکر جواب ناصواب مین قیام کیا اور قدم آگے بڑھایا جب سلطان بہلول مقابلہ اور مقاتلہ کو آیا بعد حرب و ضرب کے پھر لشکر جونپور نے شکست کھائی یہانتک کہ تین مرتبہ یہ سامان تمام آن کر راہ ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان حسین شاہ گھوڑے سے کود کر بھاگا اور جیسا کہ بادشاہان دہلی کے طبقہ مین تحریر ہوا جونپور سلطان بہلول کے تصرف مین آیا اور سلطان حسین شاہ نے بھاگ کر اپنے ممالک دور و دراز مین پناہ لی اور ایک ولایت قلیل پر کہ محصول اُسکا پانچ کرور تھا قناعت کی اور سلطان بہلول نہایت مروت سے باوجود قدرت متعرض اُسکے احوال کا نہوا اور حکومت جونپور کی اپنے فرزند باربک شاہ کو دیکر اس ممالک کو اپنے ضبط مین لایا بہلول شاہ

لودھی کے بعد فوت بہلول شاہ حسین شاہ شرقی نے سر اٹھایا یعنے مقام فساد مین ہوکر باربک شاہ کو اس امر پہ آمادہ کیا کہ دہلی پر چڑھائی کرکے وہ ملک سا دان سکندر شاہ لودھی کے قبضہ سے برآوردہ کرے لیکن جب نائرہ حرب گرم ہوا یعنے جنگ واقع ہوئی باربک شاہ بھاگ کر جونپور گیا اور بادشاہ سکندر لودھی نے جونپور کو بھائی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور سلطان حسین شاہ کو جو سرمایۂ فساد تھا تعاقب کرکے بعد جنگ اسکو اُس گوشہ سے کہ جسمین گوشہ نشین ہوا تھا نکالدیا پھر حسین شاہ پریشان اور بدحال ہوکر شاہ علاءالدین کے پاس امان خواہ ہوا شاہ علاءالدین شاہ نے سامان اُسکے عیش و فراغت کا مہیا کیا اور اس کی دلجوئی مین تقصیر نہ کی اور شاہ حسین شاہ شرقی کو دوبارہ حوصلہ اپنی ملک گیری کا نہوا دولت اُس خاندان کی سنہ ۸۸۱ آٹھ سو اکاسی ہجری مین بلکل زائل ہوئی سلطان حسین شاہ کی مدت سلطنت اٹھارہ برس تھی اور بعد شکست اور انقراض سلطنت اُسنے چند سال بنگالہ مین اوقات حیات بسر کی پھر موت کا شربت تلخ چکھکر اس دار ناپائدار سے دار خلود کی طرف انتقال کیا

مقالہ آٹھوان حکام سند اور ٹھٹھہ کے بیان مین اور شرح ظہور اسلام کی اُس حدود مین

پوشیدہ نہ رہے کہ بعضے نسخون مین مثل خلاصۃ الحکایات اور حجاج نامہ اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین آغاز
طلوع آفتاب دین محمدی صلعم اُس دیار مین خامہ تحقیق نے ساتھ اسی طریق کے مرقوم کیا ہی کہ حجاج بن یوسف
جو قبل ولید بن عبد الملک کے حاکم عراقین بلکہ ایران و توران تھا درپی تسخیر بلاد ہندوستان ہوا
پہلے محمد ہارون کو ابتداے ۸۶ھ آٹھ سو چھ ہجری مین مع سپاہ جرار ولایت مکران کے سمت بھیجا اور اُسنے
وہان پہونچکر اُس مملکت کو اپنے قبضہ تصرف مین لایا اور وہان کے باشندے کہ اکثر اُنمین گروہ بلوچون کا تھا
شرف اسلام سے مشرف ہوے اور رعایا وہان کی تمام اداے مال دیوانی مین مشغول ہوئی اُس
تاریخ سے اُس نواح مین رواج اسلام کا بہم پہونچا مسجدین تعمیر ہوئین اور احکام شریعت محمدی جاری ہوے
اور عہد آدم سے اسوقت تک جزیرہ سراندیپ سے دریا کے راستہ کشتیان کہ اور دیار مغرب تک
جاری تھین اور براہمہ ہندوستان کے قبل ظہور اسلام خانہ کعبہ کی زیارت اور وہان کے بتون کی پرستش
کے واسطے ہمیشہ آمد و شد کرتے تھے اور اُس موضع کو بہترین معابد سے جانتے تھے اور حاکم
سراندیپ کا بیشتر اور راجاؤن مواضع ہندوستان سے حقیقت اسلام پر مطلع ہو کر صحابہ کرام کے عہد
مین تازہ شریعت مصطفوی کا معتقد ہوا تھا اور چونکہ سلاطین اسلام سے اعتقاد بہت رکھتا تھا
دریا سے کشتی تحف و ہدایاے نفیسہ اور غلامان و کنیزان جمیلہ سے مملو کرکے ولید کے واسطے دار الخلافت
مین روانہ کی اور جب باب بہ کے اطراف مین پہونچے مردم لومک کہ جو حاکم دیبل کے حکم کے موافق
روے دریا پر متردد تھے اس کشتی کے سد راہ ہوے اور علاوہ اُس کشتی کے سات کشتیان

اور اپنے تصرف مین لائے اور مال و متاع جو کچھ اُسمین تھا بد طینتی سے اپنا تصور کرکے چند عورتین مسلمان جو سراندیپ سے حج کے واسطے روانہ ہوئی تھین اُنھین اسیر کیا اور وہ جماعت جو اُن کفار اشرار کے ظلم و تعدی سے بھاگ گئی تھی حجاج کے پاس جاکر دادخواہ ہوئی حجاج نے ایک مکتوب حاکم سندھ داہر بن صعصعہ کو لکھکر محمد ہارون کے پاس بھیجا اُسنے معتمدون کے ہمراہ داہر کے پاس بھیجے داہر نے بعد دریافت نامہ مضمون پڑھکر اُسکے درجواب لکھا کہ یہ فعل اُس قوم سے دقوع مین آیا ہی جو کمال قوت اور شوکت رکھتی ہی اور کوشش کے سبب اُس گروہ پر شکوہ کا دفع متصور نہین ہی جب یہ خبر حجاج کو پہونچی ولید بن عبدالملک رخصت جہاد ہند حاصل کی اُسکے بعد ایک شخص کو جسکا نام مدیل تھا مع تین ہزار سوار محمد ہارون کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ ہزار مرد اہل نبرد ہمراہ اُسکے باشندگان دیبل کے انتقام کے واسطے تعین کرے خلاصہ یہ کہ مدیل جب دیبل مین پہونچا کوشش مردانہ کرکے درجہ شہادت پر فائز ہوا اور حجاج یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت غمگین اور محزون ہوکر تلافی کی فکر مین ہوا باوجود اسکے کہ عامر بن عبداللہ نے سپاہ سالاری کی درخواست کی لیکن حجاج نے قبول نہ کی اور منجمان دوربین اور دقیقہ شناس کی صلاح سے عماد الدین محمد قاسم بن عقیل ثقفی کو کہ جو اُسکا چچیرا بھائی اور داماد تھا اور سترہ برس کی عمر رکھتا تھا مع چھ ہزار مرد جو رؤساے شام سے تھے مع آلات قلعہ کشائی و سامان ملک گیری سنہ ۹۳ نو سو تین ہجری مین سندھ کی تسخیر کو شیراز کے راستہ سے نامزد فرمایا غرضکہ وہ مکران طے کرکے دیوان اور رسد مین جو دیبل کی سرحد مین واقع ہی آیا اور چند روز کے بعد وہان سے کوچ کرکے بلدہ دیبل جو دریا سے عمان یعنے سمندر کے کنارے آباد ہی اسوقت مین بنام ٹھٹھہ شہرت رکھتا ہی وارد ہوا اور اُس شہر کے محاصرہ کی فکر کرنے لگا کسواسطے کہ دیبل مین ایک بتخانہ قلعہ کے مانند تھا اور گچ اور سنگ سے نہایت سنگین اور وسیع تعمیر کیا تھا اور چالیس گز بلندی رکھتا تھا اُسے محاصرہ کیا جب محاصرہ نے طول کھینچا ایک برہمن امان طلب کرکے بتخانہ سے برامد ہوا عماد الدین محمد قاسم نے اُس سے بتخانہ اور اہل بتخانہ کا احوال پوچھا اُسنے جواب دیا کہ اسمین چار ہزار راجپوت جنگی ہین اور اُنکے سوا قریب دو تین ہزار برہمن اسکے خادم ہین اور بسبب اُس طلسم کے جسکے علما و براہمہ موجد ہین کسی کی گزند تسخیر اُسکے گرد پر نہین پڑتی ہی عماد الدین محمد قاسم نے کہا کہ وہ طلسم کہان ہی برہمن نے کہا کہ فلان نشان پر ہی محمد قاسم نے جعویہ نام ایک شامی کو جو منجنیق انداز تھا فرمایا تو سنگ منجنیق کی ضرب سے اسکو دفع اور مستاصل کرے جعویہ نے تین مرتبہ پتھر پھینک کر اُس نشان کے قاعدے کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اُس طلسم کو شکستہ کیا اور عرصہ قلیل مین وہ بتکدہ فتح ہوا اور محمد قاسم نے اُسکے چار برج جو رفعت آسمان سے ہمسری کرتے تھے مسمار کرکے زمین دوز کیا اُسکے بعد برہمنون کو اسلام کی تکلیف دی جب انکار کیا اُنکے عیال و اطفال اور عورات جوان و خرد سال کو کنیزی اور غلامی مین لیا اور برہمنون کو سترہ برس سے سو برس کے بوڑھے تک کو علف تیغ اسلام کیا اور اُنکی عورتون کو سفر اور حضر یعنے روانگی اطراف اور قیام اُردو مین مسلمانون کی خدمت کے واسطے مقرر کیا اور عماد الدین محمد قاسم نے اُس شہر کی

غنائم کہ بے شمار ہاتھ آئی حصۂ خمس مع بیس ہزار کنیز حجاج کے پاس بھیجی اور باقی لشکر اسلام پر تقسیم کرکے سب کو راضی اور خوشدل کیا اور جو ارادہ کشورکشائی کا رکھتا تھا بلدہ برہمن آباد کی تسخیر کو عازم ہوا اور سبھی فوجین داہر جو وہان کا تھا یہ خبر سنکر شہر اور قلعہ کو ساتھ معتمدون کے سپرد کرکے خود مع افواج قلعہ برہمنا باد قدیم کی طرف راہی ہوا عماد الدین محمد قاسم جب وہان پہونچا باشندے شہر اور قلعے کے قلعہ بند ہوگئے اور بعد چند روز کے جان و مال کی امان طلب کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے عماد الدین محمد قاسم نے شہر برہمن آباد کو ایک اہل اسلام کے سپرد کیا پھر سامان حرب درست کرکے اور ایک جماعت معتمدان شہر سے ہمراہ لیکر بلدۂ سیوستان کی طرف جو اُس زمانہ مین ساتھ سیوان شہرت رکھتا تھا متوجہ ہوا سیوستان کے باشندے تمام برہمن تھے اپنے حاکم بجھراے کی خدمت مین جو داہر کا چچیرا بھائی تھا جاکر عرض پیرا ہوئے کہ ہمارے طریق مین قتل کرنا اور مقتول ہونا جائز نہین ہی صلاح یہ ہی کہ عماد الدین محمد قاسم سے امان خواہ ہوکر اطاعت کرین بجھراے یہ کلام سنکر طیش مین آیا اور بحالت غضب مین اُنھین سخت و سست کہا اور آخر کو جب سپاہ اسلام نے محاصرہ مین مشغول ہوئی انکی صولت و شوکت دیکھکر ہراسان ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے ایک رات کو رجپوتون کی سپاہ ہمراہ لیکر بھاگ گیا اور حصار سلسم کے راجہ کے پاس جاکر مدد چاہی لیکن اُسکے دوسرے دن برہمنون اور سیوستان کے رئیسون نے جان کی امان طلب کرکے شہر مسلمانون کے سپرد کیا اور عماد الدین محمد قاسم نے غنائم فتوحات سیوستان کو بعد اخراج خمس غازیان اسلام کو تقسیم کی پھر حصار سلسم کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے بھی فتح کرکے مال غنیمت بدستور سابق مجاہدان عظام پر قسمت کیا اس عرصہ مین راے داہر کا بڑا بیٹا کہ جوان اور شجاع اور دلاور تھا سامان جنگ درست کرکے اُسکے مقابل آیا عماد الدین محمد قاسم کے ایک مقام قلب لشکر اسلام کے نزول کے واسطے اختیار کیا لیکن جب قحط ظاہر ہوا اور اکثر دواب سقط ہوگئے اس سبب سے اضطراب عظیم اردوے اسلام مین واقع ہوا اور شکایت نامہ حجاج کو لکھا حجاج حقیقت حال پر مطلع ہوا دو ہزار گھوڑے اپنے اصطبل خاص سے سپاہیان لشکر کو روانہ کیے پھر عماد الدین محمد قاسم ازسرنو قوی پشت ہوکر راجہ کے بیٹے کے محاصرہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین کے درمیان مین چند مرتبہ جنگ شدید واقع ہوئی اور غلبہ کسی طرف سے ظاہر نہوتا تھا راے داہر اپنے ممالک محروسہ کے نجومیون کو جمع کرکے احوال اور مآل کار لشکر عرب سے سوال کیا چنانچہ اختر شناسون نے عرض کی کہ ہمنے اپنی تقویم مین دیکھا ہی کہ فلان تاریخ مین ایک شخص دیار عرب مین دعوی نبوت کا کرکے اہل عالم کو اپنے دین کی دعوت کریگا اور بعد اسکے سنہ ۸۰۶ آٹھ سو چھ ہجری مین تھوڑی افواج عرب اطراف دیول کے سمت کہ سند کی سرحد ہی پہونچیگی اور سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین قدم اس ممالک مین رکھکر تمام بلاد پر مسلط ہوگی اور جوکہ راے داہر نے نجومیون کو مکرر سہ کرر احکام سماوی مین آزمایا تھا لیکن جوکہ پیمانۂ عمر کا اُسکی آب بقا سے لبریز ہوگیا تھا روز پنجشنبہ تاریخ دسوین ماہ رمضان المبارک کے سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری مین وہ خود اُس فوج سے عازم جنگ ہوا پچاس ہزار

سوار راجپوت اور سندی اور ملتانی فراہم کرکر باتفاق فرزندان اور عزیزان و اقارب اور اعیان و انصار
یکدل اور یکجہت ہوکر لوازمی عہد و سوگند درمیان مین لایا اسکے بعد نہایت غلو اور شدت تمام
سے محمد قاسم کے مقابلہ اور مقاتلہ پر آمادہ اور مہیا ہوا اور اُس نثیر بیشہ شجاعت و شہامت یعنی عماد الدین
محمد قاسم نے چھ ہزار سوار عرب سے اُسکا مقابلہ اختیار کیا اور ہندوستانیون کے معرکہ کو بازیچہ سمجھا
داہر نے مسلمانون کے دائرہ کے قریب جاکر چند روز متواتر جنگ کی اور فرزندون اور اُسکے افسرون نے
جانفشانی اور جانسپاری مین تقصیر نہ کی لیکن جو تیر کہ ترکش تدبیر سے لگاتے تھے نشانہ تقدیر پر نہ پہونچتا تھا
آخرش ایک دن داہر نے ہاتھی پر سوار ہوکر قلب مین قیام کیا اور میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ کو آراستہ
کرکے مع انبوہ کثیر اور جم غفیر میدان جنگ مین آیا محمد قاسم نے اللہ المستعان وعلیہ التکلان ولاحول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھکر اور حضرت قادر علی الاطلاق پر بھروسا کرکے میدان کیطرف عزیمت کی پہلے
بہادران عرب اور دلاوران ہند فرداً فرداً جلوہ گری مین آئے اور ہنر سپاہ گری جو یاد تھے ظاہر کئے اور
اکثر یکہ جوانان عرب نے دس بیس نفر ہندوستانی کو کہ باری باری اسکے مقابل آتی زخم نیزہ و شمشیر سے
ہلاک کرکے دار البوار پہونچاتے تھے جب جنگ مغلوبہ ہوئی اور راے داہر نے بنفس خود ترددات مردانہ کیے
اور اُسکے سردارون اور فرزندون نے بھی حملہاے رستمانہ مین تقصیر نہ کی اس درمیان مین ایک نفطہ
انداز عرب نے شعلہ آتش راے داہر کے فیل سفید پر مارا اور ہاتھی یہ سانحہ عجیب دیکھکر بھاگا فیلبان ہرچند
کلک مارتا تھا فائدہ نہ بخشتا تھا اور ہاتھی باگ دست فیلبان سے چھوڑا کر ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ لب
دریا پہونچکر پانی مین درآیا محمد قاسم کے لشکر نے اُسکا تعاقب کیا اور دریا کے کنارے دوبارہ بازار حرب گرم
ہوئی اور ہاتھی دریا سے نکلکر اپنے مقام پر آیا اور راے داہر نے مسلمانون کی افواج پر حملہ کرکے نیزہ
اور تبر سے بہت عربون کو مجروح اور بے روح کیا اُسوقت ایک تیر شست قضا سے نکلکر راے داہر کے
ایسا لگا کہ اُسکے صدمہ سے پشت فیل سے زمین پر آیا اور کمال تہور اور مردانگی اور جس حیلہ سے کہ ممکن تھا
گھوڑے پر سوار ہوکر ایک بہادران عرب کے سامنے گیا اُسنے ایک ضرب سے اُسکا کام ناتمام انجام کو پہونچایا
اور سپاہیان اور راجپوتون نے یہ حال مشاہدہ کرکے خاک مذلت سر پر ڈالی اور طعن آماج مسلمانون سے
آپ کو ساتھ نامردی کے مطعون کرکے حصار آرنک کیطرف بھاگے اور غنائم اور فتوحات جو گمان اور
تخمینہ مین نہ سماوے نصیب لشکر اسلام ہوے اور غازیان عظام قلعہ آرور کی تسخیر کی فکر مین ہوئے
اور جلیسہ فرزند داہر نے چاہا کہ قلعہ کو مردان جنگی سے مضبوط کرکے برآمد ہون اور سپاہ عرب سے
جنگ صف کرون وزرا اور وکلاے داہر نے اُسے اُس ارادہ سے باز رکھا اور اُسے اپنے ہمراہ
برہمناباد کے قلعہ مین لیگئے راے داہر کی رانی جو عورت مشہور اور مردانہ تھی وہ بیٹے کی ہمراہی سے سرتاب
ہوکر مع پندرہ ہزار راجپوت قلعہ سے برآمد ہوکر لشکر اسلام کے مقابلہ کو آئی اور ارادہ جنگ کا کیا محمد قاسم
عورت کی لڑائی کو عار سمجھکر اُسکی طرف ملتفت نہوا اور لشکر اسلام نے محمد قاسم کے حکم کے موافق قلعہ آرور کو
محاصرہ کیا داہر کی رانی مع جمیع راجپوت قلعہ مین درآئی اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور جب ایام

محاصرہ نے طول کھینچا مردم دروں عاجز ہوکر دریے ہلاکت ہوکے اور ایک آتش عظیم روشن کی اور
اپنی اکثر عورتوں اور لڑکوں کو آگ مین ڈالکر قصہ پاک کیا اور دروازے شہر آرور کے کھولکر داہر کی رانی کے
ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوکے اور ایسے لڑے کہ وہ سب مع رانی قتل ہوئے ایک بھی زندہ نہ بچا غازیان اسلام
اور مبارزان شام بعد اس فتح عظیم کے تلوارین میان سے لیکر قلعہ مین داخل ہوئے چھ ہزار راجپوت اور قتل
کرکے تیس ہزار آدمی اسیر اور دستگیر کیے اور راجہ داہر کی دو بیٹیان کہ بندی مین ہاتھ آئین تھین بطور تحفہ
حجاج کے پاس خلیفہ کے واسطے بھیجین اور تمام بلاد دیول کو امراے عرب پر تقسیم کیا بعد اسکے دریافت
ہوا کہ ملتان بھی راے داہر کے تخت مین تھا لہذا اس طرف نہضت فرمائی اور اُسے فتح کرکے غنیمت بے
اندازہ حاصل کیا اور اُسے دارالملک قرار دیکے بتخانوں کی جگہ مسجدین بنا فرمائین جب حجاج نے بادشاہ سند
یعنے راے داہر کی بیٹیوں کو دارالخلافت مین بھیجا وہ ولید کی حرم سرا مین داخل ہوئین پھر بعد ایک مدت
کے یعنی سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری مین ولید نے اُنھین یاد کیا جب وہ حاضر ہوئین ولید نے اُنکے نام پوچھے
داہر کی بڑی بیٹی نے جواب دیا کہ میرا نام سرمادیو ہے اور دوسری نے کہا مجھے پرمل دیو کہتے ہین ولید جو
داہر کی بڑی بیٹی پر شیفتہ ہوا تھا جب طالب وصال ہوا سرمادیو زبان دعا اور ثنا مین کھولکر عرض پیرا ہوئی
کہ مین خلیفہ وقت کے فرش مبارک کی سزاوار نہین ہون کسواسطے کہ عمادالدین محمد قاسم نے تین شب مجھے
نظر تصرف اپنے مکان مین رکھا تھا شاید رسم اسلام یہی ہے کہ پہلے نفر دست خیانت دراز کرین اور بعد
اسکے پس خوردہ اپنا خلیفہ کے واسطے بھیجین ولید یہ سنکر مغلوب قوت غضبی ہوا اور فوراً اپنے ہاتھ
سے ایک فرمان اس مضمون کا لکھا کہ محمد قاسم جس مقام مین ہوا پنے تئین پوست گاو مین مڈھکر
دارالخلافت کی طرف روانہ ہو تاکید مزید اور قدغن شدید جانکر حسب المسطور عمل مین لاوے جب
یہ فرمان صادر ہوا محمد قاسم نے حسب الحکم عمل کیا یعنے پوست خام گاو مین اپنے تئین کھینچکر فرمایا
کہ مجھے ایک صندوق مین بند کرکے جلد دارالخلافت مین پہونچاو جب یہ صندوق ولید کے پاس
پہونچا راے داہر کی بیٹی کو بلاکر یہ فرمایا کہ ہم ناسزاوں کو یون سزا دیتے ہین پھر اُسنے زبان خلیفہ کی
مدح مین کھولی اور وصیت کی بادشاہوں کو لازم ہے کہ دوست اور دشمن سے جو کچھ سنین جبتک وہ
امر میزان عقل و راستی مین نہ تلے اُس حکم کے اجرا کا فرمان نہ دیوین پس معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ عقل
سے بہرہ نہین رکھتا محض طالع کی قوت سے سلطنت کرتا ہے عمادالدین محمد قاسم ہمارا بھائی اور
ہم اُسکے بمنزلہ خواہر کے ہین اُسنے ہرگز دست تصرف ہمپر دراز نہین کیا لیکن جو اُسنے ہمارے باپ
اور بھائیوں اور عزیزوں اور ہمقوم کو ہلاک کیا تھا اور ہمین اُسنے تخت شاہی سے حضیض بندگی مین
پہونچایا لہذا ہمنے اپنے انتقام اور اُسکی ہلاکت کے لیے یہ تہمت لگائی تھی اور اپنا مقصود حاصل
کیا ولید عمادالدین محمد قاسم کی فوت سے نہایت شرمندہ اور متاسف ہوا لیکن جو کام دست اختیار
سے نکل گیا تھا اور علاج پذیر نہ تھا کچھ فائدہ نہ بخشا اور بعد فوت عمادالدین محمد قاسم کے احوال
احکام سند کا کسی تواریخ مشہور اور متداولہ مین مرقوم نہوا لیکن تاریخ بہادر شاہی مین

اسامی اُس مملکت کے حکام کے لکھے ہین ناظرین احوال ملوک سلف پر پوشیدہ در ہے کہ بعد عماد الدین محمد قاسم کے ایک جماعت جو اپنے تیئن اولاد تمیم انصاری سے جانتی تھی انھون نے مملکت سند کی بادشاہی کی اُنکے بعد اُس عہد کے زمیندار جنھین سومرکان کہتے تھے وہ مزید قوت اور کثرت اموال اتفاقاً مین ممتاز تھے مہمات سند کے متکفل ہوئے اور اُنکے خاندان مین سو برس سلطنت رہی لیکن اسامی اُنکے کسی کتب تواریخ مین محرر اوراق کی نظر سے نہین گذرے اور جب بادشاہی خانوادہ سومرکان کی گردش فلکی سے طبقہ سمگان مین کہ وہ بھی زمینداران اُس مملکت سے تھے منتقل ہوئی وہ فرقہ بشاہان جام مشہور ہوا اور اُن دو طائفہ کے عہد مین کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ اُنھین مزاحمت پہونچاتے تھے اور اُنکے ممالک پر متصرف ہوتے تھے اور بعد فتح مسلط ہو کر اپنے کارندون کے سپرد کر کے اپنے مقر دولت کیطرف مراجعت کرتے تھے مگر سلطان ناصر الدین قباچہ نے خطبہ اور سکہ اُس مملکت کا اپنے نام پڑھکر ابتداء الملک کیا تھا اسواسطے راقم اوراق حالات غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ داستان سابق مین مندرج کر کے پھر تذکرہ ناصر الدین کا کہ بادشاہ علیحدہ سند کا تھا اس مقام مین جداگانہ تحریر کرتا ہے اور بعد اُسکے والیان سمگان کے اسامی کہ علم ناقص نے ساتھ اُسکے احاطہ کیا ہے مرقوم خامہ تحقیق کریگا

ذکر ناصر الدین قباچہ کی حکومت کا مملکت سند پر

تمام مورخین ہند نے بسبب ادنے نسبت کے شاہ ناصر الدین قباچہ کا احوال بادشاہان دہلی کے مقابل لکھا ہے لیکن مولف اس کتاب کا مولانا محمد قاسم فرشتہ اُس سے پرہیز کر کے بمقام مناسب شاہان سند کے سلک مین بیان کرتا ہے کہ ناصر الدین قباچہ سلطان معز الدین محمد سام کے غلامان ترک سے تھا اور نہایت عقیل اور فہیم اور شجاع با کیاست و ذکاوت تھا اور ایک مدت اُسنے سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت مین بسر کر کے ملک داری اور ملک گیری کا سلیقہ جیسا کہ چاہیے حاصل کیا اور جب سلطان معز الدین محمد سام کو لشکر خطا کے ساتھ اتفاق محاربہ کا پڑا اُس معرکہ مین شہید ہوا اور سلطان نے مملکت اچہ کو سلطان ناصر الدین کے سپرد کر کے اُس ملک کا بندوبست ساتھ اُسکے رجوع فرمایا تھا اور وہ سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اور سلطان اپنی دو دختر اُسکے سلک ازدواج مین لایا تھا یعنے جب ایک بیٹی اُسکی فوت ہوئی دوسری اُسکو دی اور سلطان ناصر الدین قباچہ جو سلطان معز الدین محمد سام کے حکم کے موافق قطب الدین ایبک کا تابع تھا اسلیے ساتھ اُسکے سلوک پسندیدہ کرتا تھا اور وہ کبھی کبھی اوچہ و دہلی مین اکثر شرف ملازمت سے مشرف ہوتا تھا لیکن بعد وفات قطب الدین ایبک اکثر قلاع و بقاع سند کو تصرف مین لایا اور سومرکان کو کہ بعضے اُنمین سے مسلمان تھے اور بعضے کافر اُنکو ایسا زبون اور ضعیف کیا کہ سوائے بلدہ ٹھٹہ اور جنگل اور ثغور کے کچھ اُنکے تصرف مین نہ رہا اور آپ کو رعیت اور کاشتکار قرار دیکر گوشہ اور کنارہ مین رہتے تھے لیکن بعد شاہ ناصر الدین قباچہ کے بعرصہ قلیل مین پھر سر رشتہ سلطنت کا کف اقتدار مین لا کر سند کو سلاطین دہلی کے تصرف سے مستخلص کیا اور سلطان ناصر الدین جب

خطبہ اور سکہ اپنے نام کرکے ملتان اور شہر نہاور کرام سے سرستی تک اپنے تحت حکومت مین لایا
سلطان تاج الدین نے طمع اسکی بعض ممالک پر کرکے چند مرتبہ غزنین سے فوج کشی کی اور ہر مرتبہ بے نیل
مقصود اور محروم پھرا اور لشکر سلطان ناصر الدین کا مظفر اور منصور رہا اور سنہ چھ سو گیارہ ہجری
مین لشکر خوارزم اور خلج جو غزنین مین سلطان جلال الدین کی طرف سے تعینات تھا سیوستان کے
حدود پر غالب آیا اور شاہ ناصر الدین اُنسے لڑا اگرچہ سردار قوم خلج مقتول ہوا لیکن موید الملک
سنجری وزیر غزنین منہزم ہوا اور سنہ سات سو چودہ ہجری مین شاہ ناصر الدین لاہور کی تسخیر کو متوجہ
ہوکر سرہند تک اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور جب سنا کہ شمس الدین شاہ بہ نیت حرب دہلی سے روانہ
ہوا وہ بھی سامان جنگ اور لشکر کو درست کرکے نیلاب کے کنارے فروکش ہوا شمس الدین
شاہ نے ساحل دریاے مذکور پر پہونچکر بے ملاحظہ گھوڑا پانی مین ڈالا امرا اور سپاہ نے اُسکا ساتھ
دیا بہت آدمی ڈوب گئے سلطان ناصر الدین کچھ دیر دست بہ شمشیر و سنان رہا پھر تاب مقاومت
نلاکر ملتان کی طرف مفرور ہوا اور طبل و علم اُسکا اثناے تاخت مین سلطان شمس الدین کی فوج
کے ہاتھ آیا اور چنگیز خان کے حوادث مین خراسان اور غزنین اور غور کے اکابر اور اعاظم اُس سے رجوع
ہوگئے اور ہر ایک علی قدر مراتب اُسکے انعام اور احسان سے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اُسکی ملازمت
اختیار کی لیکن انتہاے حال مین سلطان جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ سپاہ چنگیزی کے صدمہ
سے ہندوستان مین آیا بحسب اتفاق ناصر الدین سے اُلجھا خرابی بہت اُسکی ولایت اور لشکر کو پہونچی اور
دولت اُسکی انحطاط کی طرف مائل ہوئی تفصیل اس امر کی یہہ ہے کہ جب سلطان جلال الدین زمانہ چنگیز خان
مین غزنین کی طرف راہی ہوا اور اُس مقام سے بقصد عبور آب سندھ کے کنارے گیا چنگیز خان کو یہ خبر
پہونچی اُسنے لشکر بے شمار اُسکے سر پر بھیجا اور آپ نیلاب کے ساحل پر جواب ساتھ آب سندھ
کی مشہور ہے پہونچکر اطراف و جوانب سے اُسے محاصرہ کیا سلطان جلال الدین نے آگے تیغ آتشبار
اور پیچھے دریاے خونخوار دیکھکر جوانمردی کی گھوڑے کو میدان وغا مین جولان کرکے بہت کفار تاتار کو خاک
ہلاک پر ڈالا اور ایسا لڑا کہ اگر رستم و دستان اور سام نریمان زندہ ہوتا اُسکی اطاعت کا زین پوش اپنے
دوش پر اُٹھاتا اور با وصف اسکے میمنہ اور میسرہ اُسکی شکست کھاکر متفرق ہوگئے تھے اسپر بھی پاے
ثبات زمین کین مین مستحکم کیا اور صبح سے دوپہر تک مع سات سو سوار قلب مین ایستادہ ہوکر داد مردی
اور مردانگی دی عاقبت الامر جب کام اُسپر تنگ ہوا اور افواج مغل کی کثرت زیادہ ہوئی باگ
معرکہ سے موڑکر اپنے بیٹون کے پاس آیا اور اُنھین وداع کرکے دوسرے گھوڑے شہزور پر
سوار ہوا اور پھر صف مغل پر حملہ کرکے کچھ لوگ اُنمین کے پسپا کیے اسکے بعد باگ موڑکر پھر دریا کے
کنارے آیا اور جوشن بدن سے اُتارے اور چتر کو سنبھالکر تارے جزاد کو تازیانہ سے ہشیار کیا اور اُس
مقام مین کہ پانی دس گز سے کم نتھا گھوڑے کو ڈالا اور شیر خشمناک کے مانند مع سات مرد پانی سے
۱۲۱ عبور کیا اور گھوڑے سے اُترکر ساز و یراق اور ترکش اور قبا جو پانی سے تر بتر تھی دھوپ مین رکھی

اور چتر زمین مین گاڑ کر اُسکے سایہ مین تنہا بیٹھا اس درمیان مین چنگیز خان دریا کے کنارے پہونچا اور یہ حال مشاہدہ کرکے اُسنے اپنے بیٹون سے کہا کہ لائق ہے ایسے باپ ت ایسا بیٹا وجود مین آئے **ابیات**
بدو آفرین کرد وگفت از پدر ✤ بدینسان نزاید بگیتی پسر ✤ بصحرا چو شیر است فیروز جنگ ✤ بدریا دلیر است
بچون نہنگ ✤ بگیتی کسے مرد زینسان نہ دید ✤ نہ از نامداران پیشین شنید ✤ چنگیز خان کے سپاہیون
نے چاہا کہ دریاے نیلاب سے عبور کرکے سلطان جلال الدین کو دستیاب کرین چنگیز خان نے اُنھین
منع کیا اور سلطان جلال الدین نے جب آن دو مہلکے یعنے ایک تازہ جنگ سپاہ دوسرے نیلاب
کے غرقاب سے نجات پائی اور پانچ چھ آدمی اُسکے ملازمین سے پیادہ اُسکی ملازمت کے واسطے
حاضر ہوے سلطان بالضرورت دو روز ساحل نیلاب کے جنگل مین پوشیدہ رہا اس عرصہ مین اور
پچاس نفر ساتھ اُسکے ملحق ہوے اُسوقت یہ خبر پہونچی کہ فی الحال ایک جماعت سوار و پیادہ سے
قریب دو سو نفر سامان عیش و عشرت مہیا کرکے کمال غفلت مین جوانان ماہ سیما کے ساتھ عیش و عشرت
مین مشغول ہین سلطان جلال الدین نے اپنے یارون سے کہ پچپن نفر تھے فرمایا کہ ہر ایک شخص ایک
لاٹھی جنگل سے کاٹ کر مہیا کرے جب یہ سامان درست ہوا از روے توکل اور ہمت بنا ہ اس
جماعت پر حملہ آور ہوا انھین سے اکثر آدمیون کو جو بدمستی کی سرحد سے ہلاک کیا بقیۃ السیف کو جنگل کی
طرف مفرور کرکے اُنکی شر سے نجات پائی سلطان نے چارپاے اور ہتھیار اُنکے اپنے آدمیون پر کہ بعض
اُنھین پیادہ اور بعض دراز گوش یعنے خچر پر سوار تھے تقسیم کیے چنانچہ مجموع پانسو اور بیس نفر ہوے
متعارن اس حال کے خبر پہونچی کہ اس حدود مین افواج ہندوستان سے تخمیناً تین ہزار مردم حکام سند کی
طرف سے برسم قراولی مقیم رہتے ہین سلطان جلال الدین فوراً پانسو اور بیس سوار لیکر اُس جماعت کے سر پر گیا
اکثر انمین سے بھی قتل کیے اور غنیمت بہت دستیاب کی پھر اُسکے کام نے کچھ استقامت پکڑی اور پیچھے سے
اور آدمی اُسکے شریک ہوے یعنے پانسو سوار اور بہم پہونچے اُسوقت اس کے دفع کیواسطے ایک لشکر
عظیم اُس نواح سے متوجہ ہوا اور سلطان جلال الدین طوہمت سے اُنکی جنگ لڑکون کا کھیل سمجھا یعنے
حملہ اول مین اُنھین بنات النعش کیطرح متفرق اور پریشان کیا اور مال و اسباب اُنکا فراہم لاکر چار ہزار سوار
مکمل بہم پہونچائے چنگیز خان نے یہ خبر سنکر چند نفر امراے کبار کو اپنے رخصت حرب دی جب انھون نے آب سند سے
عبور کیا سلطان جلال الدین دہلی کی طرف روانہ ہوا اور مغلون نے اس حدود کو تاخت و تاراج کرکے
معاودت کی اور سلطان جلال الدین نے راہ بعید طے کی دہلی تین یا چار دن کی راہ پر باقی رہی ایک اپنے مقرب کو
بنام عین الملک مشہور تھا شمس الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بسبب گردش روزگار
ناہنجار اور انقلاب لیل و نہار آپ کے جوار مین پہونچے ہین اور چونکہ مہمان منزل ہماے اتفاقات سے
آپکی مہمانسرا مین پہونچے وظیفہ مروت اور بزرگی او مقتضی اس امر کا ہو کہ ایسا مقام آپکے واسطے
تعین کیا جاوے کہ چند روز اُس مقام مین باسائش تمام بسر کرے اور اگر ارادہ ہو ہے کہ آپکی اعانت فرماتے
اتفاق کی برکت سے دشمنون کے ہاتھ سے نجات پاکر ملک موروثی کی طرف مراجعت کرون سلطان شمس الدین

جو سلطان کے احوال سے خوب واقف تھا اپنے ملک مین اُسکا قیام مناسب نہ جانتا اور اُسکے ایلچی کو پوشیدہ زہر دیکر مسموم کیا اور اپنے ایلچیون کو تحف و ہدایاے بسیار سلطان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اِس بادشاہ عالیجاہ کے لائق تو قطعاً ایسا مقام کہ آب و ہوا معتدل رکھتا ہو ممکن نہین ہی سلطان جلال الدین منکبرنی شاہ کا مقصود سمجھا عنان عزیمت لاہور کے راستے سے کھکران کی مملکت کیطرف معطوف فرمائی اور اُس مملکت مین پہونچکر کوہ بلالہ اور نبالہ پر وارد ہوا تاج الدین قلج کو پہاڑ جودی کے سمت روانہ فرمایا تو اُس حدود کو غارت کرکے غنیمت بے نہایت لاوے اور جب دس ہزار سوار اُسکے نشان کے سایہ مین جمع ہوئے سلطان کامگار نے ایک قاصد شیرین بیان چرب زبان بھیجکر راے کھکران کی دختر جو سلطان شہاب الدین کے زمانہ مین درجہ اسلام کو پہونچی تھی اُسکی خواستگاری کی راے کھکران سیلے کو کاربستگی سے یہ امر قبول کیا اور اپنی دختر کو اپنے فرزند کے ہمراہ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ التماس کی کہ شاہ ناصر الدین قباچہ کو جو ہمیشہ اس کمترین کی ولایت کو مزاحمت پہونچاتا ہو مانع آوے سلطان نے اُسکے فرزند کو خطاب قلج خانی دیکر اپنے ایک امرا کے ہمراہ کہ وہ بنام اوزبک بائشی مشہور تھا اور سپاہ گری مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا مع سات ہزار سوار سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم اوچہ اور ملتان کے سر پر بھیجا سلطان ناصر الدین قباچہ مع بیس ہزار سوار آب سندھ کے کنارے جو قریب اوچہ کے ہی وارد ہوا اور اوزبک بائشی اُسے غافل کرکے شبخون لیگیا اور اُسکی جمعیت ایسی متفرق کی کہ سلطان ناصر الدین بہزار مشقت کشتی مین بیٹھکر کسی طرف بھاگ گیا اور اوزبک بائشی اُسکے لشکرگاہ مین وارد ہوا اور ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجا اور جو خبر لشکر دہلی کے آنے کی مشہور تھی صلاح توقف مین نہ دیکھی اُن پہاڑون سے اوچہ کے سمت آیا اور سلطان ناصر الدین کی بارگاہ مین فرودکش ہوکر آدمی اُسکے پاس بھیجا کہ امیر خان کی دختر اور پسر کو جو آب نیلاب کے کنارے سے بھاگ کر اُس حدود مین آئے ہین ہمارے پاس بھیجے سلطان ناصر الدین مقام اطاعت مین ہوکر امیر خان کے پسر و دختر کو مع مال کثیر سلطان کی خدمت مین بھیجا اور خود ملتان کے سمت راہی ہوا سلطان نے اُسکی ولایت مین کسی طور کا تعرض نہ پہونچایا جب ہوا گرم ہوئی اوچہ سے کوچ کرکے کوہ جود اور بلالہ اور نبالہ کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین ایک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اثناے کارزار مین ایک زخم تیر کا اُسکے ہاتھ مین لگا لیکن مساعی جمیلہ اور چابکدستی سے اُسے مفتوح کیا اور وہان کے کسی اہالی کو زندہ نہ چھوڑا اتنے مین یہ خبر پہونچی کہ شاہزادہ جغتائی خان چنگیز خان کے حکم کے موافق سلطان جلال الدین کی تلاش مین آتا ہی سلطان جلال الدین نے بخیال اسکے کہ شاہ ناصر الدین قباچہ تہ دل سے چنگیز خان سے موافق ہوا ہی ملتان کی طرف جاکر نعل بہا چاہا شاہ ناصر الدین قباچہ نے جو خبر لشکر مغل کے آنے کی سنی تھی اس امر سے انکار کرکے مقام انتقام مین قیام کیا سلطان جلال الدین نے لاچار ہوکر ملتان سے مراجعت کی اور جب اوچہ مین پہونچا وہان کے باشندون نے بھی اسکی اطاعت نہ کی آتش اُس شہر مین لگا کے غارت کیا اور دو روز کے بعد عنان عزیمت دیبل کی طرف کہ اب اُسے ٹھٹھہ کہتے ہین معطوف ہوا

اور اثنائے راہ میں جو شہر اور قصبہ کہ ناصر الدین قباچہ سے تعلق رکھتا تھا وہاں پہونچکر اُسے قتل و غارت
کرکے آگے بڑھتا تھا جب ٹھٹھہ میں پہونچا وہاں کا راجہ کو جسکا نام جیسی تھا اور طبقہ سومرگان سے
تھا اسباب اور مال اپنا کشتیون میں بار کرکے خود بھی مع اہل و عیال اور عزیز و اقارب اُسپر سوار ہوا اور کسی
جزیرے میں فرار پکڑا اور سلطان نے بلدہ ٹھٹھہ میں استقامت فرمائی اور بتخانہ دیول کا جو ٹھٹھہ کی سرحد
میں ہے خراب اور ویران کرکے مسجد جامع بنائی اُسکے بعد ولایت نہروالہ میں لشکر بھیجکر فتح کیا اور بعد
جب سنا کہ بھائی اُس کا سلطان غیاث الدین سریر عراق پر تمکن رکھتا ہے تسخیر سند اور گجرات
کی عزیمت فسخ کرکے کیچ اور مکران کے راستہ سے عراق کی طرف توجہ فرمائی چنانچہ تفصیل اُسکی
کتب تواریخ عجم سے یون مستفاد ہوتی ہے کہ چغتائی خان نے مع لشکر مغل اُسکا تعاقب کیا تھا اور اطراف
ملتان میں آکر اسکو محاصرہ کیا شاہ ناصر الدین قباچہ نے آثار مردی اور مردانگی کے اسطور سے
ظاہر کیے کہ بعد چالیس روز کے مردم ملتان محاصرہ کی سختی اور صعوبت سے رہا ہو سکا اور چغتائی خان
نے کیچ اور مکران میں جاکر اُس حدود کو تاخت و تاراج کیا اور اُس سال کا سرما حدود کالنجر میں
کہ ایک ولایت آب سند کے کنارے ہے بسر کیا اور تیس یا چالیس ہندوستانی کو جو اسیر کیا تھا بسبب
اُس تقریب کے کہ موجب تعفن اردو تھی قتل کیا اور باوجود اسکے جب دبا اردو میں ظاہر ہوئی اور
سلطان جلال الدین کی کچھ خبر نہ پہونچی کہ کہان ہے اور کیا ہوا پھر چغتائی خان توران کی طرف متوجہ ہوا
اور جب سالار احمد حاکم کالنجر نے خرابی ولایت کی شکایت شاہ ناصر الدین قباچہ کو لکھی وہ نہایت دلگیر
ہوا اور مملکت کی تعمیر اور آبادی میں کوشش کی اور بعد اسکے چند مرتبہ ۶۲۲ھ چھ سو بائیس ہجری میں
شمس الدین شاہ باخراج شاہ ناصر الدین قباچہ سند کے سمت روانہ ہوا جب دار الملک اوچہ کے
اطراف میں پہونچا سلطان ناصر الدین اُسے مضبوط کرکے خود قلعہ بکر میں متحصن ہوا سلطان شمس الدین
نے اوچہ کو محاصرہ کرکے نظام الملک بن ابی سعید جنیدی کو کہ جسنے نسخہ جامع الحکایات کا اُسکے نام
لکھا تھا قلعہ بکر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اُسنے شہر اوچہ کو دو ماہ اور بیس دن کے عرصہ میں مفتوح کیا
اور سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین کے پاس
بطلب صلح بھیجا ابھی جواب نہ پہونچا تھا کہ کام قلعہ کے رہنے والون پر دشوار ہوا سلطان ناصر الدین
کشتی پر سوار ہوا اور راستہ جزیرہ کا اُس اطراف میں تھا اختیار کیا اور درمیان دریا کے وہ کشتی
غرق ہوئی لیکن روایت صحیح یہ ہے کہ جب سلطان ناصر الدین اوچہ سے بکر کیطرف گیا سلطان شمس الدین نے
فتح اُس شہر کی اپنے وزیر نظام الملک سے رجوع کرکے دار الملک دہلی کیطرف مراجعت فرمائی نظام الملک
وزیر نے دو ماہ کے عرصہ میں شہر اوچہ کو بجبر و قہر مفتوح کیا اور نہایت شوکت اور صولت سے قلعہ
بکر کی سمت متوجہ ہوا شاہ ناصر الدین سمجھا کہ زمانہ ادبار کا آپہونچا اب کوشش اور ثبات قدمی فائدہ
نہیں بخشتی ہے باتفاق عزیز و اقارب مع چند صندوق جواہر و نقود و احمال کشتی میں سوار ہو کر جزیرہ
کیطرف کہ اُس نواح میں تھا روانہ ہوا ناگاہ چار موجہ طوفان نے اُس کشتی کو جسپر شاہ

ناصرالدین سوار تھا گرداب بلا مین ڈالکر بحر فنا مین غرق کیا اور باقی کشتیان ساحل مراد سے ہمکنار رہین لیکن
ابیات جہانا ندار ی تو کار ی دگر ✤ کنی ہر زمانے ست کارے دگر ✤ یکی را کنی غرق در جوے آب ✤
یکی را کشی تشنہ اندر سراب ✤ گہ از دست این رخت آنرا بری ✤ گہ از تیغ آن فرق این را دری ✤
گہ از ماتم این کنی سور او ✤ گہ از ظلمت این دہی نور او ✤ بیا ساقی این می بساغر بریز ✤ کہ شد باد
از نافہ مشک بیز ✤ سلطان ناصرالدین قباجہ کی مدت سلطنت بلاد سند اور ملتان مین بائیس برس تھی

بیان احوال سمگان کہ زمیندار ممالک سند تھے

واضح ہو کہ زمینداران سند دو قسم کے ہین ایک کو سومرگان کہتے ہین اور دوسرے کو سمگان اور یہ
لوگ اپنے سردار کو جام بولتے تھے الغرض شاہ محمد تغلق کے آخر عہد مین مسلمانون کی بہ سعی و امداد
دولت و حکومت خاندان طبقہ سومرگان سے خاندان سمگان مین منتقل ہوئی اور اکثر حکام انکے جو دولت
اسلام سے مشرف تھے بسا اوقات شاہ دہلی کے مطیع اور مالگذار رہتے تھے اور کبھی علم مخالفت
بلند کرکے سرکشی اور عصیان پر کمر باندھتے تھے اور گروہ سمگان اپنے تئین جمشید سے منسوب کرتے
ہین اسواسطے لفظ جام اپنے سردار او رمقدم کے نام پر مقدم لاتے ہین اور فقیر اس معنے سے دیتے ہین
کہ اول وہ شخص اہل اسلام کے زمانہ مین اس گروہ سے حکومت سند پر فائز ہوا جام افزاہ تھا اور عقل
اور کیاست وافر رکھتا تھا تین سال حکومت کرکے اس جہان فانی سے کوچ کر گیا اسکے بعد فوت جام
جونا اپنے بھائی کی وصیت کے موافق کلاہ ریاست زیب سر کرکے بلاد سند کی حکومت مین مشغول
ہوا اور یہ والی عدالت شعار تھا اور صنعت علم اور دانائی سے متصف تھا مدت دولت اسکی چودہ سال تھی

ذکر جام مانی بن جام جونا کی حکومت کا

جب جام جونا نے ساغر زمانہ کے دور سے شربت تلخ اجل کا نوش کیا جام مانی و نورد انائی سے ملک
پدر کا دعوی دار ہوا اور لوگون کو ساتھ اپنے متفق کرکے مسند حکومت پر اجلاس فرمایا اور سلطان
دہلی کے ساتھ علم مخالفت بلند کرکے وہ ولایت بالکل اپنے تصرف مین لایا اور باج خراج دینا بالکل
مرقوف کیا اسواسطے سلطان فیروز شاہ نے مع لشکر فراوان ۷۶۲ھ سات سو باسٹھ ہجری
مین ولایت سند پر چڑھائی کی اور جام جابجا ے دشوار گذار اور مقامات قلب مین پناہ گزین ہوا
اور اسقدر چارہ کہ حیوانات لشکر سند کو کفایت کرے اپنے پاس ذخیرہ کیا اور باقی جو پہاڑ اور
جنگل مین تھا اُسے آگ دیکر جلادیا سلطان فیروز شاہ بے علفی سے عاجز ہوکر بہ مشقت
فراوان گجرات کی سمت کوچ کر گیا اور موسم برسات بسر کرکے شروع جاڑے مین کہ جب
چارہ سبز اور قابل جلانے کے نہ تھا ولایت سند کی طرف مراجعت فرمائی اس مرتبہ جام نے
گردش فلکی سے مضطر اور سراسیمہ ہوکر امان چاہی اور مملکت سند اس شاہ عالیجاہ کے تصرف
مین آیا پھر اُس حدود کا انتظام کرکے دہلی کیطرف عازم ہوا اور جام مانی اور تمام مقدمون کو اپنے
ہمراہ لیا بعد چند روز کے جب جام مانی سے خدمت شائستہ اور کار نمایان وقوع مین آئے

سلطان

سلطان فیروز شاہ باربک نے مقام لطف وعنایت مین ہوکر ولایت سند کی سرداری جام مانی کی تفویض فرمائی اور چند روز دیکر رخصت کیا پھر اُسنے سند مین جاکر دوبارہ علم حکومت اور نشان دولت کا بخاطر جمع بلند کیا اور جب جام کا جام حیات بادہ بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے شکست ہوا خوابگاہ لحد مین استراحت کرکے دار الحکومت اور وطن کے سپرد کی جام کی مدت حکومت پندرہ برس تھی

تذکرہ جام تماجی بن جام مانی کی حکومت کا

جام تماجی اپنے باپ کے انتقال کے بعد چار بالش حکومت پر جلوہ گر ہوکر جہانداری کے شغل مین مشغول ہوا اور اسکے بعد سترہ برس اور چند ماہ دشمن دولت کی بلا نزاع بسر کرکے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور تمام عموم جماعت مذکور اور بخصوص تماجی سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ زنار دار یعنے برہمن تھے

جام صلاح الدین

بعد فوت جام تماجی کے جام صلاح الدین امور سلطنت کا متکفل ہوا اور گیارہ برس اوقات بفراغت تمام بسر کرکے پیوند زمین ہوا

جام نظام الدین بن صلاح الدین

جام نظام الدین اپنے باپ کے انتقال کے بعد نائب مناب ہوا اور دو سال اور چند ماہ جام حکومت کا نوش کرکے شربت ممات کا چکھا

جام علی شیر بن نظام الدین

بعد وفات پدر اشراف واعیان قوم کے حسن اتفاق سے اُس ملک یعنے سند کی زمام ریاست اپنی کف اقتدار مین لایا اور اُسکے عدل وداد کی نسیم سے خلائق کی غنچہ امید وآرزو شگفتہ ہوئے اور سیاست کے رعب سے چور اور رہزن کیتون سے ولایت کی حراست فرماکر رعایا اور برایا کو مہد امن وامان مین استراحت بخشا لیکن عہد معدلت مہد اُس کا دور شباب کے مانند قلیل البقا تھا یعنے بعد چھ سال اور چند ماہ کے منقضی ہوا اور تمام طبقات خلق اُسکی وفات سے غمگین اور محزون ہوا

جام کران بن جام تماجی

علی شیر کے مانند چند روز عیش وکامرانی مین بسر کرکے اس کہنہ رباط سے عالم بقا کی طرف خرامان ہوا جام کران اس گمان سے کہ جس شخص کا باپ بادشاہ ہو وراثت دولت اُسکے بیٹے کو پہونچتی ہے ساعی جمیلہ کرکے قلادہ حکومت کا متقلد ہوا اور بھروسا اپنے بزرگون کی ریاست کا کیا لیکن جو بدون عنایت ایزدی کسی امر کو دوام وبقا میسر نہین ہوتا بعد ایک روز اور دو پہر کے ساقی اجل نے شربت ناگوار موت اُسکے حلق حیات مین ڈالا غرضکہ اسکے بعد فوت قوم سمکان نے شورہ کی مجلس منعقد کرکے بادشاہ کے تعین چھسند کے واسطے مشورہ کیا اور بعد گفتگو کے دراثر فتح خان ابن اسکندر کو جو قوم سمکان سے تھا اور اس منصب بزرگ کی لیاقت رکھتا تھا سریر حکومت پر بٹھایا اُسنے پندرہ سال کمال استقلال سے معاملات حکومت کو انجام دیا پھر قضائے الٰہی سے فوت ہوا

جام تغلق بن اسکندر

جام تغلق جو فتح خان کا چھوٹا بھائی تھا اُسکے بعد فوت ملک و سلطنت کے مہمات مین مشغول ہوا اور اس منصب بزرگ کو بخوبی انجام دیا جو اُسوقت دہلی کی سلطنت مین رواج اور رونق بہلی نہ رہی تھی اُس جماعت سے خاطر جمع کرکے سلاطین گجرات سے نبیاد معادقت اور آشنائی کی جاری رکھتا تھا بلکہ بعد اُسکے جو شخص قوم سمگان سے تخت پر بیٹھا اُسنے حکام گجرات کے ساتھ دوستی اور اتحاد کا طریق مروج رکھا یعنے پیوند و وصلت سے اپنی دولت کی حفاظت کی اور اٹھائیس برس اور چندروز کے بعد جب پیمانہ اُسکی زندگانی کا لبریز ہوا ملک دوسرے کے سپرد کرکے گوشہ لحد کا اختیار کیا

جام مبارک

یہ بادشاہ جام تغلق کا قرابتی اور سراپردہ دار تھا بعد فوت تغلق اُسنے اپنی ذات خاص مین لیاقت امر سلطنت کی دیکھکر مرتکب اُسکا ہوا لیکن فرصت کامرانی کی تین روز سے زیادہ نہ پائی ملک دوسرے کو دیا

جام اسکندر بن جام فتح خان بن سکندر

جب اشراف و اعیان سندھ نے جام مبارک کی بادشاہی سے نجات پائی جام اسکندر کو کہ باوجود نسبت ارث کے اس امر خطیر کا بھی استحقاق رکھتا تھا مسند حکومت پر جلوہ گر کیا اور اُسنے بھی ڈیڑہ مسند سلاطین سلف کو گرم رکھکر سر گریبان عدم مین کھینچا

جام سنجر

یہ شخص خاندان سلاطین سے تھا چند سال ملوک ماضیہ کے عہد مین اسنے امور ملکی و مالی کو انجام دیکر مہمات دنیوی مین خوب مہارت پیدا کی تھی جام اسکندر کے بعد انتقال امرا اور اعیان ملک نے اتفاق کرکے اسے بادشاہی مین قبول کیا اور فلک خوش رفتار حکمت شعار نے آٹھ سال اور چند ماہ ریاست دیار سندھ کے ساتھ اسے پسند کیا آخر درمیان سے اُٹھاکر مسند حکومت پر بجاے اسکے دوسرے کو بٹھایا

جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

جام سنجر کے بعد یہ بادشاہ امور سلطنت کا ایسا متکفل ہوا کہ مملکت مین رونق اور رواج تازہ ظہور مین آئی اور جام سنجر سلطان حسین لنگا والی ملتان کا معاصر تھا اور اسکے عہد ۸۹۰ھ آٹھ سو نوے ہجری مین شاہ بیگ ارغون قندھار سے آیا اور قلعہ سولی کو کہ ایک امراے نظام الدین کے تصرف مین تھا اور بہادر خان نام رکھتا تھا محاصرہ کرکے بجبر و قہر فتح کیا اور اُسے اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کرکے قندھار کی طرف معاودت کی اور اُسکی غیبت مین جام نظام الدین نے اپنے ایک امرا کو کہ محمد خان نام رکھتا تھا اور خدا نے شجاعت اور مردانگی مین بھی اُسے اختصاص بخشا تھا قلعہ سولی کے استرداد کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ فریقین مین چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی بالاخر سلطان محمد قتل ہوا اور قلعہ سولی پھر جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا کے تصرف مین آیا شاہ بیگ نے یہ سانحہ سنکر میرزا ن ترخان کو اپنے بھائی کے انتقام کے واسطے

اور جام نظام الدین بھی لشکر جرار فراہم لایا اور مبارک خان کو سپہ سالار کرکے اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور سرحد پر دونون کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی اور جام نظام الدین کے بہت امرائے قدیم کارگذار مقتول ہوئے اور مبارک خان زخمی اور بد حال ہوکر بھاگا اور قلعہ بھکر تک کسی مقام مین دم نلیا اور جب نوید فتح مرزا عیسی بیگ ارغون کو پہونچی طمع ملک سند کی کرکے قندھار سے مع لشکر جرار بھکر کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو محاصرہ کیا اور قاضی قادن جو نظام الدین المشہور بہ جام نندا کی طرف سے اُس قلعہ کا حاکم تھا اُسنے نشان مدافعہ کا بلند کرکے چندروز جنگ وجدل مین بسر کیے لیکن جب کام قبضہ سے نکل گیا اور لشکر سند سے کوئی اُسکی اعانت اور فریاد کو نہ پہونچا اور قلعہ بھکر کا اُسوقت مین سانحہ اُس استحکام کے نتھا لہذا قاضی تنگ آکر امان خواہ ہوا اور قلعہ دشمن کے سپرد کیا اور شاہ بیگ فاضل بیگ کوکلتاش کو بھکر کا حاکم کرکے خود قلعہ سہوان کی طرف گیا اور اُسے بھی فتح کرکے خواجہ بیگ کو سونپا اور اس سال مین اسی قدر پر کفایت کرکے قندھار کی طرف مراجعت کی جام نندا نے پھر بصرف زر خطیر لشکر فراہم کرکے ہرچند سعی کی کہ قلعہ سوی کو فتح کرکے پھر تصرف مین لاوے میسر نہوا اسلیے کہ سپاہ سند ترکان خونخوار لشکر مرزا عیسی خان سے ہراسان تھی کسطرح اُنکا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار نہ کیا ایک دن کا مذکور ہے کہ ایک ترکمان کے گھوڑے کا تنگ کھلا گھوڑے کی پشت سے جدا ہوا اور ترکمان گھوڑے سے اُترکر اُسے کھینچنے لگا اس درمیان مین ایک فوج سپاہ سند سے وہان آپہونچی اور اُسے اس حال مین دیکھکر چالیس سوارون نے اُسپر حملہ کیا ترکمان نے بہ نیت فرار گھوڑے پر سوار ہوکر قدم اپنا رکاب مین جمایا اور وہ سب سوار سندی اُسکے خوف سے ایسا بھاگے کہ پیچھے موڑکر نہ دیکھا جام نندا کہ باسٹھ برس بادشاہی کی تھی اپنی فوج کی بزدلی مشاہدہ کرکے شدت غضب سے ایسا بیمار ہوا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا

جام فیروز بن جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

باپ کا جانشین ہوا رشید دریا خان کو کہ ایک اعیان ملک اور اُس سے قرابت بھی رکھتا تھا منصب امیر جملگی پر منصوب کرکے ملک کا صاحب اختیار کیا اور جام صلاح الدین کہ وہ بھی جام فیروز کے اقربا سے تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا جنگ وخصومت پر آمادہ ہوا اور جب بعد محاربات بسیار اور کوشش فراوان مقصد اُسکا حاصل نہوا گجرات کی سمت بھاگ گیا اور چونکہ بی بی سلطان مظفر بادشاہ گجرات جام صلاح کی چچیری بہن ہوتی تھی سلطان مظفر نے لشکر بےشمار اُسکے ہمراہ کرکے ٹھٹھہ کی طرف رخصت فرمایا اور وہ سند کی سرحد پر پہونچکر دریا خان کو جو صاحب داعیہ اور ملک کا اختیار رکھتا تھا موافق کرکے وہ ملک بے جنگ وجدل اپنے تصرف مین لایا اور جام فیروز طلوع کوکب سعادت اور نسیم دولت کے چلنے کا امیدوار رہتا تھا اور جو جام فیروز کے عہد مین دریا خان مملکت کا صاحب اختیار رہتا آخرالامر جام فیروز کو طلب کرکے پھر منصب سرداری پر مقرر کیا اور جام صلاح الدین اپنا سر کھجا کر دوبارہ گجرات کی طرف راہی ہوا

سلطان مظفر نے از سر نو سامان جنگ درست کرکے ۹۲۶ھ نو سو چھبیس ہجری مین اُسے سند کی طرف رخصت کیا اور وہ جام فیروز کو سند سے خارج کرکے خود امور سلطنت کا متکفل ہوا جام فیروز بالضرورت شاہ بیگ ارغون کے پاس التجا لیگیا اُسنے اپنے غلام کو کہ سبیل خان نام رکھتا تھا مع لشکر مستعد جرار جام فیروز کی امداد کو مقرر فرمایا جام فیروز لشکر ہمراہ لیکر سند کی طرف متوجہ ہوا اور ساہوان کے نواحی مین جام صلاح الدین کے مقابل آیا اور طرفین صف آرائی کرکے آپسمین نہایت شدت سے لڑے جام صلاح الدین اور بیٹا اُسکا ہیبت خان مارا گیا مملکت سند بدستور سابق جام فیروز کے قبضہ مین رہی اور شاہ بیگ جو ہمیشہ سند کی تسخیر کا داعیہ رکھتا تھا اور فرصت وقت کا جویا تھا اُسوقت قندھار سے آکر ۹۲۷ھ نو سو ستائیس ہجری مین ٹھٹہ بہ مع مضافات متصرف ہوا اور خرابی سند فتح ٹھٹہ کی تاریخ ہوا اور آن دنون مین دریا خان کہ جام فیروز کا پھر مدار المہام ہوا تھا شاہ بیگ کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جام فیروز نے دو برس اُس ملک مین رہکر بہت کوشش کی جب مقصود اُسکا حاصل نہوا گجرات کی طرف روانہ ہوا اور جو اُنھین دنون مین شاہ مظفر شاہ گجراتی قضاے الٰہی سے فوت ہوا تھا ملک سے مایوس ہوکر سند کی طرف مراجعت کی اور جب دیکھا کہ ارغونیہ ملک سند کے لینے مین مستعد مین اور مجھے اُسکے مقابلہ کی طاقت نہین ہے ناچار ممالک سند سے برخاستہ خاطر ہوا اور اپنے اہل وعیال کو لیکر گجرات کی طرف راہی ہوا اور امراے سلطان بہادر کے سلک مین منتظم ہوا دولت خاندان سمتگان کو زوال آیا اور مملکت سند شاہ بیگ ارغون کی قبضہ اقتدار مین آئی اور چندروز نشان اُسکی شوکت کا اُس ملک مین بلند رہا منقول ہے کہ ۹۲۸ھ نو سو اٹھائیس ہجری مین بدیع الزمان میرزا شاہزادہ یعنے سلطان حسین بادشاہ ہرات کے فرزند نے جب شاہ اسمعیل صفوی کے پاس سے بازگشت کی اور استرآباد مین مقام میسر نہوا سند مین تشریف لایا جام فیروز حاکم اوچہ اور ٹھٹہ استقبال کرکے مراسم تعظیم اور لوازم تکریم بجالایا اور اپنی ہمت اور سلطنت کے لایق پیشکش نفیسہ بھیجی اور میرزا بدیع الزمان نے ایک سال سے زیادہ سند مین استقامت نہ فرمائی شاہ اسمعیل صفوی کی طرف عزیمت کی

بیان شاہ بیگ ارغون کی سلطنت کا

یہ امیر ذوالنون بیگ کا بیٹا ہے جو سلطان حسین میرزا بادشاہ ہرات کا امیر الامرا اور سپہ سالار اور اُسکے فرزند بدیع الزمان میرزا کا اتالیق تھا اور اُسکے باپ دادا نے چنگیز خان کے عہد سے اسوقت تک امراے عظام کے سلک مین منسلک رکھا اور ۸۸۴ھ نو سو چوراسی ہجری مین ولایت قندھار اور زمین داور اور ساطرا اور تولک اور قراہ امیر ذوالنون ارغون کی تفویض فرمائی لیکن چند سال بعض شاہزادون کو باری باری باسم حکومت قندھار کی طرف بھیجتا تھا آخر کو امیر ذوالنون نے اُس ولایت کی سرداری مین استقلال پاکر نشان بغاوت اور عصیان کا بلند کیا اور ولایت قندھار اپنے فرزند شجاع بیگ المشہور شاہ بیگ کو تفویض فرمائی اور عبد العلی ترخان کو

ساغو اور توکلک کی داروغگی مرحمت کی اور غور کی امارت ساتھ امیر فخرالدین اور امیر درویش کے رجوع کی اور خود زمین داور مین استقامت کرکے چند سال زمانہ بسر کیا اور جب بدیع الزمان نے اپنے باب سے مخالفت کی امیر ذوالنون بیگ ارغون کہ سلطان حسین میرزا کی دریاے غضب کی موج زنی سے ہراسان تھا اپنی بیٹی اُسکے ازدواج مین لاکر کشتی موافقت مین سوار ہوکر ساحل نجات سے ہمکنار رہوا اور جب امیر ذوالنون بیگ شیبک خان اوزبک کی جنگ مین کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون سے ہوئی کشتی مارا گیا صوبہ قندھار کی حکومت بدیع الزمان کے حکم کے موافق شجاع بیگ ولد امیر ذوالنون بیگ کو متعلق ہوئی اور شجاع بیگ یعنے شاہ بیگ ارغون جیسا کہ مذکور ہوا جب بھکر اور بعض ولایات سندکو اپنے حوزہ تسخیر مین لایا اپنے باپ کے انتقال کے بعد ہمیشہ باقی بلاد سند کی بھی تسخیر کی فکر مین ہوکر وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا ناگاہ فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے کابل سے بقصد تسخیر قندھار نہضت فرمائی اور اُسکے فتح کرنے مین معروف ہوا شاہ بیگ ارغون جیسا کہ فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ کے واقعات مین مذکور ہوا ہو جس قدر سعی اور کوشش ممکن تھی بجا لایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا اور اُسوقت جام فیروز اور جام صلاح الدین جو آپسمین بمقام نزاع تھے اسواسطے شاہ بیگ ارغون قلعہ قندھار کی محافظت سے دست کش ہوکر بھکر مین آیا اور وہان فوج کو آراستہ کرکے اُسی سال ٹھٹہ کی سمت روانہ ہوا اور اُسپر متصرف ہوکر اس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا شاہ بیگ جو فضائل علمی سے بہرہ کامل رکھتا تھا اپنی جودت طبع سے شرح عقائد نسفی اور شرح کافیہ اور حاشیہ مطلع المنطق لکھا ہو اور شجاع اور بہادر بھی ایسا تھا کہ جنگ صف مین سب فوج کے آگے رہتا تھا ہر چند لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی بہادری سرداروں کے لائق نہین ہو اُنکی فہمایش فائدہ بخشتی تھی اور اُنھیں یہ جواب دیتا تھا کہ مین کیا کرون لڑائی کے وقت مین بے اختیار اور مجبور ہو جاتا ہون اور میرے دل مین یہ آتا ہو کہ کوئی شخص مجھسے سبقت کرکے آگے نہ کھڑا ہوا ور ۹۳۰ نوسو تیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہوکر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور اُسکا بیٹا شاہ حسین ولیعہد ہوکر اس سلطنت کا متکفل ہوا

ذکر شاہ حسین بن شاہ بیگ ارغون کی حکومت کا

حسین شاہ بعد فوت پدر کے سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا اور جسقدر ولایت سند کہ شاہ بیگ ارغون کے ہاتھ نہ آئی تھی اُسپر متصرف ہوکر بندوبست کی اور بھکر کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کرکے نہایت محکم اور سنگین کیا اور سیوان کے حصار کو بھی تعمیر فرمایا جب فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے اُسے ملتان کے بھی قبضہ کا حکم دیا اور وہ حکم کے بموجب ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین سامان جنگ اور اسباب سفر درست کرکے اسطرف روانہ ہوا یہ خبر سلطان محمود حاکم ملتان کو پہونچی اُسنے ایلچی بھیجکر فسخ عزیمت کی التماس کی لیکن عرض اُسکی قبول نہوئی اور سلطان محمود اسی عرصہ مین مرگ مفاجات سے فوت ہوا اور اُسکا بیٹا سلطان حسین باپ کا نائب مناب ہوا اور ملتان مین نشان حکومت کا

بلند کیا شاہ حسین اُسے فرصت نہ دے کر بکوچ متواتر ملتان مین آیا اور شہر کو محاصرہ کیا اور بعد یکسال اور چند ماہ صبح کے وقت آخر ۹۳۳ھ نوسو تینتیس ہجری مین مسخر اور مفتوح کیا اور بیگناہ سے شہر مقتول اور اکثر اسیر اور دستگیر ہوئے اور شاہ حسین نے سلطان حسین کو مقید کرکے شجاع الملک کوکہ عمدہ ملتان تھا نہایت سیاست سے ہلاک کیا اور اُس شہر کو خواجہ شمس الدین کے سپرد کرکے ٹھٹھ کی طرف مراجعت فرمائی لیکن سلطان کی غیبت مین ملتان کی خلقت لنگر خان سے موافق ہوکر خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کے مانند نکال دیا اور شاہ حسین نے موقع وقت نہ دیکھکر اُسکے استخلاص مین مستعدی نہ کی اور ۹۴۷ھ نوسو سینتالیس ہجری مین ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور کے غلبہ کے سبب کہ ممالک ہند پر مسلط تھا لاہور سے بقصد استمداد و تسخیر ہندوستان ولایت سندھ کی طرف متوجہ ہوا اور اطراف بکر مین پہونچکر اقامت کی اور مشورہ کے واسطے فرمان طلب شاہ حسین کے نام کہ ٹھٹھ مین تھا ارسال کیا شاہ حسین نے چھ ماہ امروز فردا کرکے آخر کو جواب دور از صواب دیا چنانچہ تحریر قلم سابق سے واضح ہوا ہوگا آخر ش جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ شاہ حسین کی تنبیہ اور تادیب کی فکر مین ہوکر حدود بھکر ناصر میرزا کو کہ آنحضرت کا چچا ہوتا تھا سپرد فرمائی اور خود بدولت و اقبال ٹھٹھ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہ حسین ارغون کو جو مرد بخیل اور مدبر تھا میرزا ناصر کو بوعدہ دامادی اپنا لویہ بادشاہی موافق کرکے فرمایا تو ٹھٹھ اور بھکر کا خطبہ ناصر میرزا کے نام پڑھا گیا اور شاہ حسین دریا کے راستہ سے ہمایون بادشاہ کے اطراف اُردو مین پہونچا اور رسد غلہ اور تمام مایحتاج لشکر مسدود کیا ہمایون بادشاہ عاجز ہوا اور بیرم خان کی ہدایت اور رفہمائش سے مقام صلح مین آیا اور باوصف اُسکے کہ دو سال اور چھ ماہ اُس حدود مین بسر کیا تھا بعد صلح جسقدر اونٹ بارکش اور کشتیان درکار تھین شاہ حسین سے لیکر ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس ہجری مین دریا سے عبور کرکے قندھار کی طرف روانہ ہوا اور جب شاہ حسین کا مقصود حاصل ہوا ناصر میرزا سے وعدہ خلافی کرکے اسقدر بدسلوکی اور بیمروتی کی کہ وہ ہمایون بادشاہ کی مخالفت سے نہایت شرمندہ ہوکر کابل کیطرف راہی ہوا اور ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری مین میرزا کامران ولد بابر شاہ ہمایون بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر شاہ حسین ارغون کے پاس سندھ مین آیا اور شاہ حسین نے مہمانداری کے لوازم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اپنی بیٹی کو شرع محمدی کے موافق کامران میرزا کے عقد مین دلایا اور امراے ارغون کو اُسکے ہمراہ کرکے نقود فراوان دے کر کابل کی طرف اس حدود کے استخلاص کے ارادہ روانہ کیا اور بعد اسکے شاہ حسین ارغون نے بتیس سال اوقات عزیز امور شاہی مین صرف کی اور ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ ہجری مین دل اس جہان فانی سے اُٹھا کر خیمہ اقامت عالم بقا مین بلند کیا

بیان میرزا عیسی ترخان کی حکومت کا

شاہ حسین کے بعد انتقال سلطان محمود نے بھکر مین اور میرزا عیسی ترخان نے ٹھٹھ مین داعیہ سرداری کا کیا یعنی ہر ایک نے اپنے اپنے مقام مین خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن فریقین کے درمیان مین

کبھی جنگ اور کبھی صلح ہوتی تھی اور میرزا عیسی ترخان نے تیرہ سال سلطنت کی اور سنہ ۹۷۶ھ نوسو چھہتر ہجری مین وفات پائی اور جو مولف کو کیفیت انتقال سلطنت خاندان ارغونیہ سے دودمان ترخانیہ کے سمت معلوم نہ تھی اسواسطے اُسکی شرح مین اقدام نہین کیا اسقدر ظاہر ہوا کہ میرزا عیسی ترخان ترکمان شاہ بیگ کا سپہ سالار تھا

ذکر میرزا باقی کی حکومت کا

جب میرزا عیسی ترخان نے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اُسکے بڑے بیٹے میرزا محمد باقی اور چھوٹے فرزند میرزا جان بابا کے مابین سلطنت کے بارہ مین خرخشہ اور نزاع واقع ہوئی اور میرزا محمد باقی بسبب استعداد و قوت کے میرزا جانی پر غالب آیا اور امر خلافت کا منتظم ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے ساتھ طریق رفق و ملائمت جاری رکھکر ہمیشہ بارسال تحف و ہدایا اخلاص اپنا ظاہر کرتا تھا اور سلطان محمود بھکری کے ساتھ اپنے باپ کے بدستور کبھی صلاح اور کبھی جنگ رکھتا تھا اور اُسنے اٹھارہ برس بکمال فراغت اور عشرت سے زمانہ شاہی کا بسر کیا اور سنہ ۹۹۳ھ نوسو ترانوے ہجری مین اجل طبیعی سے فوت ہوا

تذکرہ میرزا جانی کی سلطنت کا

میرزا محمد باقی کے بعد انتقال میرزا جانی حکومت ٹھٹھہ پر فائز ہوا اور جو محمد اکبر بادشاہ ایک مدت لاہور مین رونق افزا ہوکر مترصد اس امر کا تھا کہ میرزا جانی اخلاص خلوص کے واسطے ملاقات کو آوے لیکن خلاف اُسکے وقوع مین آیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ولایت اور قلعہ بھکر قبل اس سے سخر کیا تھا اس بہانہ کو دست آویز کرکے ولایت ٹھٹھہ اور بلاد کی تسخیر کا داعیہ کیا اور سنہ ۹۵۹ھ نوسو انسٹھ ہجری مین میرزا عبدالرحیم الملقب بخانخانان ولد بیرم خان کو جو آنحضرت کا سپہ سالار تھا ولایت بھکر اور ملتان جاگیر دیکر اُسطرف روانہ فرمایا میرزا عبدالرحیم خانخانان پہلے قلعہ سہوان کو محاصرہ کرکے اور قلعون اور شہرون کی تسخیر کے لیے عازم ہوا اور میرزا جانی نے لشکر خاصہ اور اُسطرف کے تمام زمینداروں کو فراہم لاکر مع توپخانہ اور کشتی اور غراب بسیار سہوان کیطرف عزیمت کی اور میرزا عبدالرحیم المعروف خانخانان ترک محاصرہ کرکے اُسکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب نصیرپور کے نواح مین پہونچا فریقین کے درمیان فاصلہ سات کوس کا باقی رہا میرزا جانی نے غرابون کو کہ ایک سو سے زیادہ تھین مع دو سو کشتی جو تیراندازون اور گولہ اندازون اور دیگر آلات حرب سے مملو کیا تھا جنگ کے واسطے بھیجا اور میرزا عبدالرحیم نے باوصف اسکے کہ زیادہ پچیس غراب سے نرکھتا تھا اسنے آدمیون کو اُنکے مقابلہ کے واسطے بھیجکر بنیاد جنگ قایم کی اور میرزا عبدالرحیم دریا کے کنارے ایستادہ ہوکر لڑائی کی سیر دیکھتا تھا ایک توپ بزرگ کا گولہ میرزا جانی کی ایک کشتی عمدہ پر ناگاہ ایسا مارا کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی اور وہ جماعت کثیر جو اُس پر سوار تھی بحر فنا مین غرق ہوئی اور سات کشتیان میرزا جانی کی گرفتار کین اور دو سو آدمی مارے گئے

اور ایک شبانہ روز جنگ قایم رہی عاقبت الامر محرم کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۱۰۰۰ ایکہزار ہجری مین
سندیون نے شکست کھائی میرزا جانی دریاسے سندھ کے کنارے اُس زمین پر کہ اُسکے اطراف و
جوانب مین پانی ... دلدل تھی وارد ہوا اور اپنی فوج کے گرد و پیش ایک قلعہ تیار کیا اور خانخانان
اُسکے مقابل مین فروکش ہوا اور مورچے تقسیم کیے چنانچہ دو ماہ کامل ہر روز ایک جماعت بہادرونکی
طرفین سے آن کر جنگ مین مشغول ہوتی تھی اور کام آتی تھی اور جب سندیون نے ہر اطراف سے رسد
غلہ اور مایحتاج لشکر بند کی میرزا عبدالرحیم خانخانان کی فوج مین ایسا قحط پڑا کہ ایک نان جان کے
بدلے ارزان اور عزیز تھی **ابیات** گشت زان تنگی جہان تنگدل ٭ گرسنہ نالان و سیران سنگدل ٭ ہر کرا
دیدار نان بود سے ہوس ٭ قرص خور در آسمان دیدی و بس ٭ میرزا عبدالرحیم خانخانان ناچار اور لاعلاج ہوکر
اس مقام سے کوچ کرکے پرگنہ جون کی طرف جو ٹھٹھہ کے قریب ہے گیا اور ایک جماعت کو سہوان کے
محاصرہ کے واسطے بھیجا میرزا جانی اُنھین مزور سمجھکر اُنکے سر پر گیا خانخانان نے جب یہ حال دیکھا اپنے سپہ سالار دولتخان
لودھی کو مع فوج اُس جماعت کی کمک کو بھیجا غرضکہ فریقین کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی میرزا جانی
نے شکست پائی اور دریا سے عبور کرکے موضع ارلول مین نزول کیا اور اپنے گرد قلعہ بناکر پناہ لی خانخانان
نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور ہر روز لڑائی ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ لشکر سند غلہ کی نایابی سے
نہایت تنگ اور عاجز ہوا اور شتر اور گھوڑے ذبح کرکے کھانے لگے اور میرزا جانی نے بہ حالت اضطرار
کرکے خانخانان کو یہ پیغام دیا کہ مین ارادہ محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت کا رکھتا ہون مجھے
تین مہینے کی مہلت دیجئے کہ مین اپنا سامان درست کرکے آنحضرت کی درگاہ مین حاضر ہون میرزا عبدالرحیم
خانخانان نے یہ التماس قبول کی اور میرزا جانی کی بیٹی اپنے بیٹے میرزا ایرج کے عقد ... مین
لایا اور بعد انقضا موسم برسات قلعہ سہوان اور ٹھٹھہ اور بلاد سند پر متصرف ہوا اور سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار ایک
ہجری مین میرزا جانی کو ہمراہ لے کر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی پابوسی سے مشرف کیا اور میرزا جانی
نے امرا کے سلک مین انتظام پایا اور میرزا عبدالرحیم مراتب علیہ پر فائز ہوا القصہ اُس تاریخ سے
مملکت سند بادشاہ دہلی کے ممالک مین داخل ہوئی اور کسی زمیندار وغیرہ کو اُس ملک مین کچھ دخل نہ رہا

ذکر سلطان محمود بھکری کے انجام حال کا

یہ مرد سفاک اور دیوانہ تھا تھوڑی تقصیر پر آدمی کی خونریزی کرتا تھا محمد جلال الدین اکبر بادشاہ نے
محب علیخان ولد میر خلیفہ کو زمین بھکر کی تسخیر کو تعین فرمایا اُسنے وہان جاکر قلعہ بھکر کے سوا اور تمام ملک پر
اپنا قبضہ کیا سلطان محمود نے مضطرب ہوکر محمد اکبر بادشاہ کو عرضداشت کی کہ قلعہ بھکر کو محب علیخان کے
سوا جس شخص کو حکم ہو تفویض کردون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گیسو خان کو بھیجا لیکن قبل پہونچنے
گیسو خان کے سلطان محمود باجل طبعی فوت ہوا اور گیسو خان سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری مین قلعہ
بھکر پر قبضہ کیا مدت سلطنت سلطان محمود کی بیس برس تھی

مقالہ نوان سلاطین ملتان کے بیان مین

ناظرین پر تمکین اور واقفان تواریخ کی خدمت مین عرض پرداز ہوتا ہون کہ آغاز ظہور اسلام بلدۂ ملتان مین محمد قاسم کے زمانہ سے ہوا اور بعد اُسکے سلطان محمود غزنوی کے عہد تک احوال ملتان کا کسی مورخ نے کتب تواریخ مین نہین لکھا بلکہ افواہاً بھی اُس زمانہ کی حکایتین مشہور و معروف نہین مین اسقدر تاریخ ترجمہ معنی وغیرہ مین مرقوم ہر کہ سلطان محمود غزنوی سنے ملتان کو کفار کے تصرف سے مستخلص کیا اور مدت دراز تک وہ ملک اُس خاندان عظیم الشان کے تصرف مین رہا جب دولت غزنویہ بسبب تنزل کے ضعیف ہوئی بلاد ملتان پھر قرامطہ کے تصرف مین آیا اور بعد اُسکے سلطان معزالدین محمد سام کا اُسپر قبضہ ہوا اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سیتالیس ہجری تک سلاطین دہلی کے زیر نگین تھا جب آن سنوات مین اقلیم ہند مین بسبب آشوب کے طوائف الملوکی بہم پہونچی ملتان مین بھی حاکم علٰحدہ ہوا یعنے اُس دیار کی عنان حکومت شاہان دہلی کے ہاتھ سے نکل گئی پھر چند حکام سے بہم حکومت کی

تذکرہ شیخ یوسف ملتانی کی حکومت کا

جب دارالملک دہلی کی سلطنت سلطان محمد بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خان کو نوبت بہ نوبت پہونچی اور اُسکے ارکان دولت مین خلل واقع ہوا ولایت ملتان سپاہ مغل کی تاخت سے کہ قندھار اور غزنین اور کابل سے متعلق تھی زیر و زبر ہوئی اور دار الحکومت حاکم کے وجود سے خالی ہوگیا ملتان کے رئیس متفق ہوکر حاکم مقرر کرنے کی فکر مین ہوے اور چونکہ بزرگی طبقۂ علیہ غوث الزمانی بہاء الدین ذکریاے ملتانی کی شرح و بیان سے رفیع تر ہے اسلیے اُس ملک کے

اہالی اور شرفا نے شیخ یوسف قریشی کو کہ خانقاہ کی تولیت اور حضرت شیخ بہاءالدین زکریاے ملتانی
کے روضہ رضیہ کی مجاوری اور نگہبانی ساتھ اُسکے تعلق رکھتی تھی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین
سریر سلطنت ملتان پر متمکن کیا اور منبرون پہ خطبہ ملتان اور اوچہ اور اُسکے اطراف اور اکناف کا شیخ یوسف
کے نام پڑھا اور اُسنے بھی لوازم بندگی مین مشغول ہوکر اُس حدود کے تمام باشندون کی تسلی اور دلجوئی
کی اور لطف و احسان کے دانہ سے زمینداروں کے مرغ دل کو رام کیا اور راے سہرہ جو جماعت افغان
لنگاہ کا سردار تھا اور قصبہ سیوی مع مضافات ساتھ اُسکے تعلق رکھتا تھا اُسنے شیخ یوسف سے
باین عبارت یہ پیغام کیا کہ جو ہمارا اعتقاد اور اخلاص باپ دادا کے وقت سے آپ کے سلسلۂ رضیہ
کی نسبت مستحکم ہے لہذا بنظر خیر خواہی عرض گذار ہون کہ جو مملکت دہلی مین فتنہ و فساد
برپا ہے اور اس عرصہ مین سلطان بہلول لودھی افغان نے خطبہ دہلی کا اپنے نام پڑھا ہے مناسب
یہ ہے کہ توم لنگاہ کا دل ہاتھ مین لایئے اور ہمین اپنی فوج کا سردار بنایئے تو ہم جان نثاری اور
جان سپاری مین دریغ جائز نہ رکھین اور بالفعل اپنے عقیدے اور ارادے کے استحکام کے واسطے اپنی
دختر آنحضرت کو دیتا ہون اور ساتھ دامادی کے قبول کرتا ہون شیخ اس امر سے نہایت محظوظ ہوے اور
راے سہرہ کی دختر کو برسم سلاطین اپنے عقد مین لاے اور راے سہرہ اپنی بیٹی کے دیکھنے کو قصبہ سوئی
سے ملتان مین آیا اور تحف و ہدایاے لائق شیخ کی خدمت مین گذرانا لیکن شیخ احتیاطاً اُسے قبول نفرماتے تھے
کہ ایسا نہو راے سہرہ شہر ملتان مین بود و باش اختیار کرے اور وہ بھی دانائی سے شہر کے باہر وارد ہوکر اپنی
دختر کے دیکھنے کو تنہا جاتا تھا ایکبار تمام فوج اپنی فراہم کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ مکر و حیلہ
سے شیخ کو دستگیر کرکے ملتان کا حاکم ہون جب ملتان کی نواح مین پہونچا شیخ یوسف قریشی کو پیغام بھیجا
کہ ابکی مرتبہ تمام فوج لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہون تو آپ میری جمعیت کو ملاحظہ کریئے اُسنے خدمات لائقہ
لیوین شیخ نے حیلہ اور افسون دہر سے غافل ہوکر اُسکی التماس پذیرا فرمائی اور راے سہرہ نماز واجب ادا
کرکے مع ایک خدمتگار اپنی دختر کے دیکھنے کو آیا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ایک گوشہ مین جاکر ایک بکری کا
بچہ ذبح کرکے اُسکا خون گرما گرم ایک پیالہ مین بھر کر میرے پاس لا اور جب خدمتگار نے امر مذکور مین قیام کیا
راے سہرہ نے اس خون کو نوش کیا اور بعد ایک لحظہ کے از روے مکر و فریب مرغ کا ذبح کی طرح
بیوقت فریاد کرکے بولا کہ میرے شکم مین درد ہوتا ہے اور لحظہ بہ لحظہ اُسکی گریہ و زاری زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور آدھی رات کے وقت وکلاے شیخ یوسف کو بقصد وصیت طلب کرکے اُس جماعت نے روبرو استفراغ
دموی کیا اور اثناے وصیت مین رو رو کر اپنے عزیز و اقارب کو جو شہر کے باہر تھے وداع کیواسطے
بلایا جب شیخ یوسف کے اعیان و ارکان نے راے سہرہ کی حالت ردی دیکھی اُسکے عزیز و اقارب
کے آنے مین مضائقہ نہ کیا خلاصہ یہ کہ جب تمام لوگ اُسکے قلعہ مین داخل ہوے بارادۂ انتزاع سلطنت
سر بستر بیماری سے اُٹھا کر اپنے ملازمین معتمد کو کہ قلعہ کے ہر دروازہ پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ خبردار
شیخ یوسف کے کسی نوکر کو جو قلعہ کی چھاؤنی سے باہر ہین آنے نہ دینا پھر شیخ یوسف کی

خلوت سرا میں داخل ہوکر انہیں دستگیر کیا

ذکر قطب الدین لنگاہ کی سلطنت کا

جب رائے سہرہ نے شیخ کو قید کرکے اپنا لقب سلطان قطب الدین لنگاہ رکھا اور خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور ملتان کی خلقت نے اُسکی حکومت سے راضی ہوکر بیعت کی رائے سہرہ نے اسوقت شیخ یوسف کو قلعہ کے دروازہ سے جو شمال کیطرف شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار موردا نوار کے قریب واقع ہے برآوردہ کرکے دہلی کی سمت رخصت کیا اور اُس دروازہ کو خشت پختہ سے چنوا دیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دروازہ آج تک کہ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہجری ہے بدستور سابق مسدود ہے پھر نشان حکومت بلند کرکے امور سلطنت میں مشغول ہوا اور جب شیخ یوسف دہلی میں داخل ہوئے بادشاہ بہلول لودھی نہایت اعزاز و احترام سے پیش آیا اور اپنی بیٹی کا شیخ کے صاحبزادے سے جنکا نام شیخ عبداللہ تھا عقد کیا اور شیخ کو ہمیشہ وعدہ ہائے نیک سے قوی پشت اور مسرور خاطر رکھتا تھا اور شاہ قطب الدین لنگاہ بلاد ملتان میں نہایت بیفکری سے حکومت کرتا رہا بعد ایک مدت کے یعنے سنہ ۸۷۰ نوسو چہتر ہجری میں سلطان قطب الدین اجل طبعی سے فوت ہوا اور مدت اُسکی سلطنت کی سولہ برس تھی

ذکر شاہ حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ کی شاہی کا

جب قطب الدین لنگاہ نے ودیعت حیات مستعار مالک حقیقی کے سپرد کی اعیان دولت نے بعد ادائے لوازم تعزیت اُسکے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنگاہ خطاب دیکر سریر سلطنت پر بٹھایا اور ملتان اور اُسکے اطراف میں خطبہ اُسکے نام پڑھا اور وہ نہایت قابل اور مستعد اور الطاف خداوندی کے ورود اور نزول کے شایان تھا اُسکے ایام دولت میں علم و فضل کا مرتبہ بلند ہوا اور علما اور فضلا اُسکے خوان مائدۂ احسان سے پرورش پانے لگے اور آغاز دولت اور ایام شباب میں قلعہ شور کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں قلعہ سور غازی خان کے تصرف میں تھا اور غازی خان نے جب یہ خبر سنی تو سامان جنگ درست کرکے قلعہ سے برآمد ہوا اور دس کوس آگے بڑھکر شاہ حسین لنگاہ سے لڑا اور داد مردی اور مردانگی دی جو فتح اور شکست باختیار خدا ہے پائے ثبات اُسکا میدان معرکہ سے ہلگیا اور بھاگ کر بلدہ سور میں پہونچا اور وہان سے بھیرہ کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ اہل و عیال اُسکے قلعہ سور میں تھے حصارداری کا اسباب درست کرکے قلعہ کو مضبوط کیا اور ہمیشہ کمک پہونچنے کے منتظر تھا کہ امرائے غازیخان جنکے بھیرہ اور جنیوت اور خوشاب تصرف میں ہے کمک بھیجینگے اس امید پر چند روز کی محنت محاصرہ اُٹھائی جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوا جان کی امان چاہکر قلعہ شاہ حسین لنگاہ کے سپرد کیا اور بھیرہ کی سمت روانہ ہوئے اور شاہ حسین لنگاہ نے مہمات ملکی کے سرانجام کے واسطے چند روز شورہ میں توقف کیا پھر قصبۂ چنیوٹ کی سمت عازم ہوا اور ملک باجی کھکر وہان کا جو داروغہ تھا اُسنے چند روز اپنے ناموس کی حفاظت کے لیئے

محنت محاصرہ اپنے اوپر گوارا کی آخر کو وہ بھی امان طلب کرکے قلعہ سے دست بردار ہوا اور بھیرہ کا راستہ لیا اور شاہ حسین نے سرحد کا بندوبست کرکے ملتان کی طرف معاودت کی اور چند روز وہان استراحت کرکے گوتکر کی طرف سوار ہوا اور اُس نواح کو قلعہ دینکوت کی حدود تک اپنے تصرف مین لایا اور جو شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودھی سے اعانت کے واسطے داد بیداد کرتا تھا جسوقت کہ شاہ حسین لنگاہ قلعۂ دینکوٹ کی طرف گیا بہلول شاہ لودھی نے فرصت غنیمت جان کر اپنے فرزند باربک شاہ کو کہ احوال اُسکا وقائع سلاطین دہلی اور شاہان جونپور مین گذارش ہوا ہے ولایت ملتان کی تسخیر کے واسطے رخصت فرمایا اور تاتارخان لودھی کو مع لشکر پنجاب باربک شاہ کے ہمراہ نامزد کیا چنانچہ باربک شاہ اور تاتارخان لودھی بکوچ متواتر ملتان کی طرف روانہ ہوسے اتفاقاً ان دنون مین سلطان حسین کا برادر حقیقی جو قلعہ کوٹ کرور کا حاکم تھا اُسنے اپنا لقب شاہ شہاب الدین لنگاہ رکھکر نشان بغاوت کا بلند کیا شاہ حسین لنگاہ نے آتش فساد قلعہ کرور کی تسکین مقدم جان کر بجناح استعجال وہان پہونچکر سلطان شہاب الدین کو زندہ گرفتار کیا اور اُسکے پاؤن مین بیڑیان ڈال کر ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ باربک شاہ اور تاتارخان سواد ملتان کے قریب مصلاے عید مین جو شہر کے پہلو مین ہے فرو کش ہوکر قلعہ گیری کے سامان مین مشغول ہین شاہ حسین لنگاہ شبا شب دریاے سندھ سے عبور کرکے آخر شب ملتان مین داخل ہوا اسوقت تمام فوج کو جمع کرکے یہ فرمایا کہ تمام سپاہ سے امید شمشیر زنی کی نہین ہوتی ہر کسواسطے کہ اُس مین سے بعضون کو اپنے اہل وعیال کی محبت دامنگیر ہوتی ہے وہ جماعت اگرچہ شمشیر زنی کے کام نہین آتی لیکن وہ لوگ مصالح کے واسطے اور مثل قلعہ داری یا زیادتی سواد لشکر اور مثل اسکے دیگر امور مین کام آتے ہین غرضکہ اس مقدمہ کی تمہید کے بعد فرمایا کہ جو شخص بے تکلف جنگ صف کرے وہ صبح کو شہر سے باہر جاوے اور بقیہ لشکر قلعہ داری مین مشغول رہے چنانچہ بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرّار لڑنے پر آمادہ ہوسے اور جب آفتاب جہانتاب اُفق مشرق سے اپنا نیزہ بلند کرکے طالع ہوا تمام فوج طبل جنگ بجاکر شہر سے روانہ ہوئی اور سلطان حسین نے سپاہ دہلی کو اپنی پیشرد کرکے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سوار تمام پیادے ہووین اور اول وہ خود پیادہ ہوا اسکے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ تمام سپاہ باتفاق یکبارگی تین تیر دشمن کی فوج پر مارے جب اول مرتبہ بارہ ہزار تیر ایکبار خانہ کمان سے چھوٹے فوج دشمن مین اضطراب عظیم ظاہر ہوا اور دوسری زد مین جمعیت انکی متفرق اور پریشان ہوئی اور تیسری مرتبہ اسطرح بدحواس ہوکر بھاگے اور دشمن کا خوف اُنکے دلپر ایسا چھایا کہ بھاگ کر سور مین پہونچے اور وہانکے قلعہ مین بھی اصلا التفات نہ کی پھر وہان سے بھاگ کر چنیوت مین دم لیا اور اس فتح سے لشکر ملتان کو جمعیت تمام آسودگی بسیار پہونچی جب باربک شاہ اور تاتارخان قلعہ چنیوت مین پہونچے سلطان حسین کے تھانہ دار کو مع سو مرد دیگر بقول وعہد قلعہ سے برآوردہ کیا اسکے بعد نقض عہد کرکے ایک کو زندہ نہ چھوڑا اور سلطان حسین اس فتح کو فوز عظیم جانکر قلعہ

چینوت کے استخلاص کا پھر ارادہ اپنے دل مین نہ لایا اور اسی عرصہ مین ملک سہراب دودایی جو اسمعیل خان اور فتح خان کا باپ تھا مع قوم رہیلہ کچ اور مکران کے اطراف سے شاہ حسین کی فوج میں ملحق ہوا اور شاہ حسین لنگاہ ملک سہراب بلوچ کا آنا اپنے اوپر مبارک سمجھا قلعہ کوٹ کروڑ سے قلعہ دہناوت تک تمام ولایت اُسے اور اُسکی قوم کو جاگیر دی چنانچہ یہ خبر سنکر اور بلوچ بلوچستان سے شاہ حسین لنگاہ کی خدمت مین حاضر ہونے روز بروز جمعیت اُسکی زیادہ ہوتی گئی اور شاہ حسین لنگاہ نے اُس ولایت کا بقیہ جو دریاے سند کے کنارے آباد ہے بلوچون کی تنخواہ کی اور رفتہ رفتہ سیت پور سے دہنکوٹ تک تمام ولایت بلوچون سے متعلق ہوئی اور اُنھین دنون مین جام بایزید اور جام ابراہیم جو قبیلہ سہیہ کے سردار تھے جام نندا ولایت سندھ کے حاکم سے آزردہ ہوکر شاہ حسین کی خدمت مین حاضر ہوئے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک ولایت اوچ و ٹھٹہ کے مابین واقع ہے اکثر وہ ولایت ساتھ قوم سہیہ کے جو اپنے تئین اولاد جمشید سے جانتے ہین تعلق رکھتی تھی چونکہ قوم سہیہ شجاعت اور شہامت مین ممتاز تھی اور جام نندا کہ قوم سہیہ سے تھا اور اپنے تئین اولاد جمشید سے جانتا تھا اُس قوم سے ہمیشہ ہراسان رہتا تھا اتفاقاً سرداران سہیہ کے درمیان مین عداوت ظاہر ہوئی جام نظام الدین المشہور بجام نندا نے اس امر کو نعمت عظمی تصور کرکے مخالفوں کی طرف سے جانب داری کی اور جام بایزید اور جام ابراہیم کہ دونون برادر حقیقی تھے اُنکی کچھ رعایت نہ کی اسوجہ سے جام بایزید اور جام ابراہیم جام نندا سے آزردہ ہوکر شاہ حسین لنگاہ کے شریک ہوے اور اُسنے ولایت شور پر جام بایزید کو اور ولایت اوچہ پر جام ابراہیم کو مقرر کرکے دونون کو جاگیر پر رخصت کیا جو جام بایزید فضائل علمی سے بہرہ یاب تھا اسواسطے اہل فضل سے صحبت رکھتا تھا اور اس اطراف کے فاضل کو جس مقام مین سنتا تھا کہ رہتا ہے اُسکے احوال پر اسقدر تفقد اور مہربانی کرتا تھا کہ وہ بے اختیار اُسکی مجلس مین پہونچکر اُس سے فائدہ مند ہوتا تھا اور یہ بھی سکہتے ہین کہ جام بایزید اہل فضل کے ساتھ اسقدر محبت رکھتا تھا کہ شیخ جمال الدین قریشی جو شیخ عالم قریشی کے فرزند تھے اُنھون نے خراسان مین قسم قسم کے علوم تحصیل کیے تھے اور باوجود اسکے کہ حواس ظاہری اُسنکے مختل ہوئے تھے بہ تکلیف تمام اُنھین شغل وزارت پر مامور کرکے جمیع مہمات ملکی اُنسے رجوع کیے اور خود اہل فضل کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور احکام الٰہی کی اس طور سے تقلید کرتا تھا کہ ایکبار اُسنے شہر شور مین ایک عمارت کی بنیاد ڈالی اتفاق حسنہ سے ایک خزانہ اُس مقام مین نکلا جام بایزید نے دست تصرف اس سے باز رکھا اور وہ تمام خزانہ سلطان کی خدمت مین ارسال کیا سلطان کو اس امر سے اعتقاد عظیم بہم پہونچا جب سلطان بہلول ساتھ رحمت حق کے واصل ہوا اور سلطان سکندر اُسکے بجاے اسکے سریر فرمانروائی پر تمکن کیا سلطان حسین لنگاہ نے مکتوب تعزیت و تہنیت مع تحف و ہدایا ایلچیون کی مصاحبت سے بھیجکر بنیاد صلح کی درمیان مین ڈالی پھر بسبب شریعت پرستی کی سلطان سکندر پر غالب آئی حکم صلح دے کر یون مصلحت دیکھی کہ طرفین سے

طریقہ اتحاد اور اخلاص جاری رکھکر ہر خواہ ایک دوسرے کے رہین اور سپاہ کسی کی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور طرفین سے جس شخص کو کمک اور اعانت کی ضرورت واقع ہو تو دوسرا اعانت سے اپنے تئین معاف نہ رکھے غرضکہ بعد اسکے عہد نامہ تحریر ہو کر امرا اور اعیان مملکت کی گواہی سے مزین ہوا پھر سلطان سکندر نے ایلچیون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور یہ بھی لکھتے ہین کہ شاہ حسین شاہ مظفر شاہ گجراتی کے ساتھ طریقہ مراسلت کا جاری رکھتا تھا اور طرفین سے رسل و رسائل کے دروازہ مفتوح رہتے تھے ایکبار سلطان حسین نے قاضی محمد نام ایک شخص کو کہ زیور فضائل سے آراستہ تھا بصیغہ سفارت سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اور قاضی سے یہ بات کہی کہ رخصت کے وقت سلطان مظفر سے درخواست کرنا کہ خدمتگارون کو تیرے ہمراہ کرکے منازل سلطانی کی سیر کروائین اور سلطان حسین کی غرض اس مقدمہ سے یہ تھی کہ مین بھی ایک قصر مثل سلاطین گجرات ملتان کے درمیان مین تعمیر کرون جب قاضی محمد احمد آباد مین پہونچا اور تحف و ہدایا گذرانے اور رخصت کیوقت درخواست اس امر کی جسکے واسطے مامور ہوا تھا کی سلطان مظفر نے اپنے خدمتگارون کو قاضی محمد کے ہمراہ کرکے حکم دیا کہ تمام منازل شاہی کی بتفصیل اسے سیر کرائین جب قاضی گجرات سے ملتان مین آیا بعد ادائے رسالت چاہا کہ عمارات گجرات کی کچھ صفت بیان کرون پھر عرض پیرا ہوا کہ احقر کی زبان اُن منازل دلپذیر کی توصیف مین گنگ ہے لیکن گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ اگر محصول یکسالہ تمام مملکت ملتان کا اُن قصور مین سے ایک قصر کے تعمیر مین خرچ ہووے شاید انجام کو پہونچے سلطان حسین یہ بات سنکر نہایت غمگین اور ملول ہوا عماد الملک تولک کہ منصب وزارت اسکے تفویض تھا اُسنے قدم جرأت آگے بڑھا کر دعا دی کہ حافظ حقیقی بادشاہ کو قیامت تک حوادث زمانہ سے نگاہ رکھے دشمنون کے حزن و ملال کا سبب معلوم نہین ہوتا ارشاد کیا کہ سبب حزن کا یہ ہے کہ قضا و قدر نے لفظ شاہی مجھپر اطلاق کی ہے اور معنے شاہی سے محروم ہون اور باوجود اسکے کہ مین قیامت کے دن ساتھ بادشاہون کے محشور ہونگا عماد الملک تولک نے یہ جواب دیا کہ ظل سبحانی اپنا دل صفا منزل اس سبب سے مکدر اور ملول نہ رکھین کسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے ہر ایک مملکت کو ساتھ ایک فضیلت کے مخصوص کیا ہے کہ وہ مملکت دوسرے ممالک مین عزیز اور محترم ہے اور مملکت گجرات اور دکن مالوہ اور بنگالہ اگرچہ زرخیز ہے اور سامان عیش و نشاط کا اُن ممالک مین بخوب ترین وجہ میسر ہوتا ہے لیکن مملکت ملتان مردخیز ہے کسواسطے کہ ملتان کے بزرگ جس مملکت مین تشریف لیگئے معزز اور محترم ہوے اور شکر ہے کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کے طبقہ علیہ کے چند بزرگوار ملتان مین موجود ہین کہ جمیع کمالات مین شیخ یوسف قریشی پر کہ سلطان بہلول نے اُنکے فرزند کو دختر دی تھی اور کسقدر اُنکی عزت کرتے تھے ترجیح رکھتے ہین اور اسی طرح سے طبقہ بخاریہ سے چند اشخاص نواح ملتان مین موجود ہین کہ کمالات ظاہری اور باطنی مین حاجی عبد الوہاب پر شرف رکھتے ہین اور طبقہ علما سے مولانا فتح اللہ اور اُنکے شاگرد مولانا عزیز اللہ خاک پاک ملتان سے مخلوق

ہوئے ہیں اکثر اہل ہندوستان ان عزیزون کے ہونے سے فخر کرتے ہیں جب اس قسم کی باتین عماد الملک نے سمع مبارک مین پہونچائین ننگ ملال سلطان کے دل سے دفع ہوا اور فرحت حاصل ہوئی اور جب سلطان حسین لنگاہ کبر سنی سے ناتوان ہوا اپنے بڑے بیٹے کو کہ جو فیروز خان نام رکھتا تھا فیروز شاہ خطاب دے کر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور خود طاعت و عبادت مین مشغول ہوا اور عماد الملک تولک کو بدستور قدیم منصب وزارت پر مقرر رکھا

تذکرہ فیروز شاہ بن حسین شاہ لنگاہ کی حکومت کا

چونکہ فیروز شاہ بے تجربہ کار تھا اور قوت غضبی اُسکی تمام قوائے پر حاکم اور مسلط تھی اس سبب سے اُسکا وجود زیور جود و سخاوت سے عاری تھا اور وہ ہمیشہ بلال ولد عماد الملک پر جو فضیلت اور کمالات سے بہرہ رکھتا تھا حسد کرتا تھا ایک روز اُسنے اپنے غلام سے یہ بات کہی کہ بلال اموال بلاد شاہی پر تصرف کرکے فساد برپا کیا چاہتا ہے اور اُسکا قصد یہ ہے کہ لوگون کو اپنا یار اور مصاحب بنا کر شغل سلطنت کو انجام دے دان اور لائق دولت یہ ہے کہ مفسدون کا علاج فساد سے پیشتر کرنا چاہیے اور وہ غلام نا عاقبت اندیش بلال کے قتل پر آمادہ ہوا اور وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا اتفاقاً ایک دن بلال سیر دریا کے واسطے کشتی مین سوار ہوا اور سیر کرکے شہر مین آیا چاہتا تھا کہ اُس غلام نے کمین گاہ سے ایک تیر ایسا اُسکے سینہ پر مارا کہ مقابل سے نکل گیا اور بلال اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا عماد الملک نے عرصۂ قلیل مین فیروز شاہ کو زہر دے کر اپنے فرزند دلبند کا انتقام بوجہ احسن لیا اور جب کبر سنی مین یہ مصیبت شاہ حسین لنگاہ کو پہونچی عنان صبر دست استقلال سے نکل گئی گریہ وزاری اور بیقراری کے جوا اور شغل نہ تھا غرضکہ پھر حفظ مملکت اور انتقام لینے کے واسطے خطبہ اپنے نام پڑھا اور محمود خان بن سلطان فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور قدیم مہمات سلطنت عماد الملک کے سپرد کرکے رنجش اور کدورت اصلا اُسپر ظاہر نہ کی اور بعد چند روز کے جام بایزید کو خلوت مین طلب کرکے یہ فرمایا کہ تو میری صورت حال اور درد دل سے خوب آگاہ ہے کسواسطے مرہم تدبیر سے اسکو اندمال نہین کرتا یعنے اس نمک حرام عماد الملک سے میرا انتقام نہین لیتا جام بایزید نے بخواہش تمام اس امر کو قبول کیا اور رخصت انصراف حاصل کی اور رات کو منادی کو سے فرمایا کہ لشکر مین جاکر ندا کرے کہ سلطان نے سامان واجب طلب کیا ہے علی الصباح تمام فوج ساز و یراق سے درست اور مسلح ہوکر دولتسراے سلطانی پر حاضر ہووے جب صبح ہوئی جام بایزید مع جمیع سپاہ مسلح ہوکر در دولت پر حاضر ہوا اور جب یہ خبر سلطان کو پہونچی عماد الملک سے فرمایا کہ تو جاکر جام بایزید کی افواج کا سامان واجب دیکھ چونکہ رات کو مشورہ ہو چکا تھا اُسکے آتے ہی جام بایزید نے عماد الملک کو گرفتار کرکے قید کیا اور شاہ حسین لنگاہ نے اُسی وقت شغل وزارت جام بایزید کے تفویض کرکے اتالیقی محمود خان بن فیروز خان بھی منصب وزارت پر اضافہ فرمائی اور چند روز کے بعد شاہ حسین لنگاہ ہفتہ کے دن

صفر کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۹۰۸ھ نو سو آٹھ اور بقولے سنہ ۹۰۴ھ نو سو چار ہجری مین اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بقولے چونتیس سال اور بقولے تیس سال تھی مولف طبقات بہادر شاہی کے قلم سے اس مطلب مین دو تین سہو صادر ہوے ہین اول یہ کہ محمود خان کو شاہ حسین شاہ لنگاہ کا فرزند لکھا دوسرے یہ کہ سلطان فیروز کے جلوس کو بعد از محمود خان تحریر کیا تیسرے یہ کہ شاہ فیروز شاہ کو محمود خان کا بھائی قرار دیا اور صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود سلطان فیروز شاہ لنگاہ کا بیٹا تھا اُسنے بعد فیروز شاہ بن شاہ حسین لنگاہ کے سریر سلطنت پر اجلاس کیا تھا

ذکر شاہ محمود شاہ لنگاہ کی شاہی کا

جب شاہ حسین لنگاہ فوت ہوا اُسکے دوسرے دن دوشنبہ کے روز ستائیسوین تاریخ کو جام بایزید نے امرا اور ارکان دولت اور اشراف شہر کے باتفاق شاہ حسین لنگاہ کی وصیت کے موافق محمود شاہ کو سریر جہانداری پر جلوہ گر کیا چونکہ یہ خرد سال تھا اوباش و اجلاف کو فراہم لاکر ارزل پرست مشہور ہوا اور اکثر اوقات تمسخر اور استہزا مین مصروف رہتا تھا اس سبب سے اشراف اور اکابر اپنے تئین اُسکی صحبت سے دور رکھتے تھے اور بعد اُسکے جب مردم اوباش نے اُسکے مزاج مین تصرف پایا پھر اسپر آمادہ ہوئے کہ شاہ محمود شاہ کا مزاج جام بایزید سے منحرف کرین پھر اپنے حصول مطلب کی تدبیرین کرنے لگے اور جام بایزید یہ تدبیرین اُنکی مکرر سنکر اپنے مکان سے جو آب چناب کے کنارے اور ملتان سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر تعمیر کیا تھا وہان استقامت کرکے شہر مین نہین آتا تھا اور مہمات ملکی کو وہان انجام دے کر حیلہ حوالہ مین اوقات بسر کرتا تھا اور اُسی عرصہ مین ایک روز جام بایزید نے بعضے قصبات کے زمینداروں اور مقدمونکو تحصیل مال اور معاملہ کے واسطے طلب کیا تھا جب بعضون نے تمرد کرکے عدول حکمی کی جام بایزید نے اور مالگزارون کی عبرت کے واسطے اُس جماعت کے سر کے بال ترشوائے اور گدھے پر سوار کرکے تشہیر کیا بدگویون نے جاکر سلطان محمود سے عرض کی کہ جام بایزید نے بعض خدمتگاران خاصہ کی نسبت سیاست اور اہانت شروع کی ہے اسلیئے دیوان عام مین حاضر نہین ہوتا اپنے بیٹے عالم خان کو بھیجتا ہے صلاح دولت یہ ہے کہ عالم خان جب دربار مین آوے اُسے سر دربار ایسی ذلت اور اہانت پہونچایا چاہیئے کہ جام بایزید کی شان مین دھبا لگے اور جملہ خلائق کی نظر مین ذلیل اور خوار ہووے عالم خان ایک جوان قابل تھا اور حسن و سیرت و صورت مین اپنے ہمچشمون اور عزیزون مین ممتاز تھا اتفاقاً ایک دن سلطان محمود کے سلام کو آیا ایک درباری نے اُس سے پوچھا کہ فلان فلان مقدم سے کیا تقصیر واقع ہوئی ہے کہ جام بایزید نے اُنکے سر کے بال ترشواکر اہانت پہونچائی انصاف یہ ہے کہ اُسکے عوض مین تیرے بال تراشے جاوین چونکہ اس قسم کے کلام عالم خان نے کبھی نہ سنے تھے اُسکے سنتے ہی طیش مین آیا اور بولا اے مردک تجھے دربار شاہی مین مجھسے ایسی بیہودہ گوئی لائق نہ تھی ابھی یہ بات تمام ہوئی تھی کہ دس بارہ آدمی اطراف و جوانب سے آکر عالم خان کو لپٹ گئے اور عالم خان کی دستار اُچھال کر زد و کوب شروع کی اور عالم خان نے

جو اسوقت خنجر غلاف سے برآوردہ کرکے ہاتھ بلند کیا اور اُس ہشت مشت ہاتھا پائی مین نوک خنجر کی شاہ کی پیشانی مین لگی اور شور کرتا ہوا زمین پر گرا اور خون بہت اُسکے زخم سے جاری ہوا اور اُس جماعت نے یہ حال دیکھکر عالم خان کو چھوڑ دیا شاہ کی طرف متوجہ ہوے اور عالم خان خوف سے سر برہنہ بھاگا اور جب دروازہ پر پہونچا اُسے مقفل پایا جس طور سے ممکن ہوا تختہ دروازہ کا توڑکر نکل گیا اور ٹکڑا اپنے لوکرے سے لیکر سر پر باندھکر جام بایزید کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام سرگذشت تقریر کی اُسنے جواب دیا کہ ای فرزند تجھسے ایسی حرکت واقع ہوئی ہو کہ جس سے تو دو جہان کی شرمندگی کا باعث ہوا اب اسکے سوا کوئی تدبیر نہین ہو کہ تو بقدم استعجال بلدۂ شور مین جا اور تمام فوج کو جلد بھیج کہ شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم نہ کرنے پاوے اور مین تیرے پاس پہونچ سکون عالم خان اُسی وقت شور کی طرف روانہ ہوا اور جب اُسکا لشکر برق و باد کی طرح شور سے پہونچا جام بایزید اُسکے ہمراہ شور کی سمت راہی ہوا اور مخبرون سے یہ خبر شاہ محمود کو پہونچائی اُسنے ایک جماعت امرا کو بطور تعاقب تعین کیا جب افواج طرفین ایک دوسرے کے قریب پہونچی جام بایزید پلٹ کر ایستادہ ہوا اور جانبین سے جوانان کارآمد جدا ہو کر حرب مین مشغول ہوے اور کوشش مردانہ کی عاقبت الامر جام بایزید نے اُس جماعت کو متفرق و پریشان کرکے شور کا راستہ لیا اور شور مین پہونچتے ہی خطبہ بادشاہ سکندر لودھی کے نام پڑھا بعدہ تمام ماجرا عرضداشت مین مندرج کرکے شاہ ممدوح کی خدمت مین ارسال کیا شاہ سکندر نے اُسے ملاحظہ کرکے فرمان استمالت و خلعت کا جام بایزید کو بھیجا اور دوسرا فرمان دولت خان لودھی کے نام جو پنجاب کا حاکم تھا لکھا کہ جو جام بایزید ہمارے پاس التجا لایا ہو اور خطبہ شہر شور کا ہمارے نام پڑھا ہو چاہیئے کہ اُسکے حال سے خبردار ہوکر اُسکی امداد اور اعانت مین کسی طور اپنے تئین معاف نہ رکھے اور جس وقت اُسکو کمک کی حاجت ہووے خود اُسکی کمک کو جاوے فی الجملہ بعد چند روز کے شاہ محمود شاہ لنگاہ اپنا لشکر فراہم کرکے شور کی طرف متوجہ ہوا اور جام بایزید مع عالم خان اپنی فوج کے باتفاق شور سے برآمد ہوکر چند گروہ اُسکے مقابلہ کو گیا اور ایک خط دولت خان لودھی کو لکھکر اس حقیقت سے آگاہ کیا اور شاہ محمود شاہ اور جام بایزید کے درمیان جنگ قائم یعنے جنگ صف شروع ہوئی کہ اتنے مین دولت خان لودھی مع لشکر پنجاب جام بایزید کی کمک کو آپہونچا اور مردم معتبر شاہ محمود شاہ کی خدمت مین بھیجکر بنیاد صلح کی ڈالی آخر کو امرا کی سعی سے مصالحہ نے اس امر پر قرار پایا کہ دریاے راوی ہمارے تمہارے درمیان مین حد ہو اور کوئی شخص اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھاوے اور دولت خان لودھی نے شاہ محمود کو ملتان بھیجا اور جام بایزید کو شور کی سمت پہونچا کر خود لاہور مین آیا لیکن باوجود اسکے کہ دولت خان سا مرد دانا اور دور اندیش درمیان مین آیا اسپر بھی کار صلح نے چندان استقلال اور استقامت نہ پائی اور اسکے بعد میر عماد کردیزی اپنے دو فرزند میر شہید اور میر شہدا کو سولی کی طرف سے لیکر ملتان مین آئے نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تواریخ مین

لکھا ہے کہ اول جس نے ملتان مین مذہب شیعہ کو رواج دیا میر شمہد تھا پس اسقدر اکتفا کرکے شرح وبسط مین اُسکے کوشش نہین کی اور یہ بھی تحریر نہین کیا کہ میر عماد کون شخص تھا اور حسب ونسب اُسکا کیا تھا اور اُسکے فرزند میر شہد انے ایسے زمانے مین مذہب شیعہ کے رواج دینے مین کیونکر قدرت پائی القصہ جب سہراب دودائی سلاطین لنگاہ کے روبرو عزت تمام رکھتا تھا اس سبب سے میر عماد کردیزی اُس مقام مین نرہ سکا جام بایزید سے التجا لایا جام بایزید اس سے باعزاز پیش آیا اور کچھ ولایت جو اپنی وجہ خاص کے واسطے مقرر کی تھی میر عماد کردیزی اور اُسکے فرزندون کو دی اور جام بایزید مرد محسن اور کریم الذات تھا اور علما اور صلحا کے احوال پر تفقد اور رعایت کی نظر مبذول رکھتا تھا اور راویون کا یہ بھی قول ہے کہ ایام مخالفت مین علما اور صلحا کے وظیفہ اور روپیہ کشتی مین بار کرکے شور سے ملتان کو بھیجتا تھا اور نہایت بجاے ملتان کی نسبت احسان کا طریقہ جاری رکھتا تھا اور وہان کے اکثر بزرگون نے جلا وطن ہوکر شور مین وطن اختیار کیا اور ایک جماعت کو بخواہش تمام بلایا تھا ازانجملہ مولانا عزیز اللہ کو جو شاگرد ملا فتح رشید کے تھے شور مین طلب کیا جب مولانا عزیز اللہ شور کے قریب پہونچے اُنکو باعزاز تمام شہر مین لایا اور نہایت عزت اور تکلف سے اُنھین اپنے حرم سرا مین لیگیا اور اپنے خدمتگارون کو یہ حکم دیا کہ مولانا کے دست حق پرست پر پانی ڈالو پھر فرمایا کہ یہ پانی زیادتی برکت کے واسطے محل سرا کے چارون گوشہ مین چھڑکو اور شیخ جمال الدین قریشی وکیل جام بایزید سے ایک حکایت عجیب منقول ہے اگرچہ کچھ مطلب مین دخل نہین رکھتی لیکن حصول عزت اور خواب غفلت کی بیداری کے واسطے مرقوم قلم مشکین رقم ہوتی ہے منقول ہے کہ جب حضرت مولانا عزیز اللہ شور مین تشریف لائے اور جام بایزید اُنھین اس اعزاز واحترام سے اپنے محل سرا مین لیگیا کہ ابناے زمانہ کو اس سے زیادہ تر امید نہ تھی پھر مولانا کو حرم سرا مین لیجا کر خواصون کو حکم دیا کہ مولانا کی خدمت مین حاضر ہووین اسکے بعد شیخ جمال الدین قریشی نے ازروے تمسخر اور ظرافت کے ایک شخص کو مولانا کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جام بایزید بعد دعا وثنا عرض کرتا ہے کہ میری غرض خواصون کے احضار سے یہ تھی کہ جو مولانا مجرد تشریف لائے ہین جو خواص کہ منظور نظر اور مطبوع طبع ہوا اعلام بخشین تو اجازت دیجاوے کہ شرف ہمبستری سے مشرف ہووے مولانا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تو جام بایزید کے پاس جاکر میری طرف سے کہہ معاذ اللہ جو شخص زیور آدمیت اور حلیہ انسانیت سے آراستہ ہے وہ اپنے مخلصون کی خواصون کو نظر بد سے نہ دیکھیگا اور علاوہ اسکے سن وسال فقیر کا اس امر پر تقاضا نہین کرتا غرضکہ جب خادم مولانا عزیز اللہ نے جام بایزید کے پاس آن کر یہ پیغام گذاری کی جام بایزید نے کہا کہ مجھے حاشا اس امر سے آگاہی نہین پھر مولانا نے شرمندہ ہوکر یہ بد دعا کی کہ خداوندا جس شخص سے یہ عمل سرزد ہوا ہے اُسکی گردن توڑ یہ فرما کر حالت غیظ مین جام بایزید کی بلا رخصت وطن کی طرف تشریف لے گئے اور جام بایزید کو اُسوقت خبر پہونچی کہ آنحضرت سرحد سے

آگے بڑھ گئے تھے آخر کو جو مولانا نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا وہ ظہور مین آیا کہ جب شیخ جمال الدین سلطان سکندر کی خدمت سے رخصت ہو کر شور مین آیا ایک رات کو اُسکے قدم نے بام سے لغزش کی کہ وہ سیدھے کے بل زمین پر گرا اور گردن اُسکی شکستہ ہوئی بزرگون کے تمسخر اور بددعا سے یہ ثمرہ ملا القصہ جب ظہیر الدین محمد بابر شاہ سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری مین ولایت پنجاب پر متصرف ہو کر دہلی کی طرف عازم ہوا میرزا حسین شاہ ارغون حاکم ٹھٹہ کو فرمان بھیجا کہ ملتان اور وہ حدود کہ جو اُسے مرحمت ہوے تھے اُسپر متصرف ہووے میرزا حسین شاہ ارغون نے حسب الامر مع افواج بشیمار قلعہ بھکر کے اطراف دریا کے راستہ سے عبور کیا اور قہر الٰہی کی تند ہوا چلنے لگی اور سیلاب بے نیازی جاری ہوا شاہ محمود شاہ لنکاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت ہراسان اور مثل بید لرزان ہوا اور سپاہ کو فراہم کر کے شہر ملتان سے برآمد ہوا اور شیخ بہاء الدین قریشی کو جو شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کا سجادہ نشین تھا بصفت رسالت میرزا شاہ حسین ارغون کے پاس بھیجا اور مولانا بہلول کو جو حسن عبارت اور اداے مقاصد رسالت مین عدیم المثال تھا شیخ بہاء الدین قریشی کے ہمراہ کیا اور جب وہ میرزا شاہ حسین کے لشکر مین پہونچے میرزا نے اُنکی عزت اور حرمت بہت کی اور بعد اداے رسالت میرزا نے جواب دیا کہ مین شاہ محمود شاہ لنکاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی زیارت کے واسطے آیا ہون مولانا بہلول نے کہا متردد ہون کہ آپ شاہ محمود کو تربیت مثل ادیس قرنی کیجیے کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اُسے عالم روحانیت مین تربیت کی تھی اور دوسرے یہ کہ شیخ بہاء الدین خود خدمت مین آیا ہے آپ صعوبت سفر کی تکلیف نہ کھینچین لیکن اس کلام نے فائدہ نہ بخشا شیخ بہاء الدین سلطان محمود لنکاہ کے پاس پلٹ آئے اور اُسی رات کو شاہ محمود لنکاہ سنہ ۹۳۱ نو سو اکتیس ہجری مین فوت ہوا اور بعضے آدمیون کا زعم یہ تھا کہ لنگر خان جو غلام اس خاندان کا تھا اُسنے اپنے صاحب کو زہر دے کر ہلاک کیا اور اُسکی سلطنت کی مدت ستائیس برس تھی

ذکر شاہ حسین ثانی بن شاہ محمود شاہ لنکاہ کی شاہی کا

جب شاہ محمود لنکاہ نے انتقال کیا اکثر لوگ قوم لنکاہ کے اور لنگر خان جو لشکر کا ہراول تھا نشان دشمنی کا بلند کر کے میرزا شاہ حسین ارغون کے شریک ہوے اور پرورش سے بخواہا کر سمجھون نے قصبات ملتان کو فتح کیا اور امراے لنکاہ حیران ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوے اور وہان جا کر شاہ محمود شاہ لنکاہ کے بیٹے کو کہ وہ ابھی طفل صغیر تھا شاہ حسین لنکاہ خطاب دے کر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور براے نام اُسے بادشاہ بنایا اور شیخ شجاع الملک بخاری جو شاہ محمود شاہ لنکاہ کا داماد تھا منصب وزارت پر مامور ہو کر مہمات ملتان کو انجام دینے لگا اور اس مرد بے تجربہ نے باوجود اسکے کہ آذوقہ ایک ماہ کا تھا ملتان مین نہ رکھتا تھا حکم حصار داری کا دیا میرزا شاہ حسین ارغون شاہ محمود شاہ کی وفات کو ملتان کی فتح کا وسیلہ سمجھا اور فرصت کا

ہوا اور ہنوا جلو ریز آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جب چند روز محاصرہ رہا مردم سپاہ جو قلعہ مین بسبب کمال
فاقہ کشی سے مضطرب تھے شیخ شجاع الملک بخاری کے پاس جو خرابی ملتان کا باعث تھا حاضر
ہوسے اور عرض کی کہ اب تک گھوڑے ہمارے تازہ ہین اور ہم مین بھی قوت اور سکت باقی ہے بہتر
یہ ہے کہ آپ افواج کی تنخواہ تقسیم فرمائین کہ ہم معرکہ مین جاکر شریک ہون شاید تائید ایزدی سے نسیم فتح
و نصرت ہمپر چلے اور دوسرے یہ کہ قلعہ داری کمک اور مدد کی امید پر ہوتی ہے اور اسکی بھی کسی طرف سے
امید نہین ہے شیخ شجاع الملک نے دربارہ مین کچھ جواب نہ دیا لیکن خلوت مین سرداران معتبر کی ایک
جماعت کو طلب کرکے فرمایا کہ ابھی شاہ حسین لنگاہ کی سلطنت نے قرار اور مدار نہین پکڑا ہے اگر ہم قصد
جنگ شہر سے برآمد ہونگے ظن غالب بلکہ یقین ہے کہ اکثر آدمی ہمارے بامید رعایت میرزا شاہ حسین
کی ملازمت مین حاضر ہونگے اور ایک جماعت قلیل جو اہل عزت اور ناموس ہے وہ معرکہ مین پائے ثبات
مستحکم کرکے ماری جاویگی مولانا سعد اللہ لاہوری سے جو افاضل وقت سے تھے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے
کہ مین ان دنون مین ملتان کے قلعہ مین تھا جب محاصرہ نے چند ماہ کا طول کھینچا میرزا شاہ حسین کے
قلعہ کا مداخل اور مخارج چارون سمت سے ایسا مضبوط بند کیا کہ کوئی متنفس قلعہ کے باہر سے اہل قلعہ
کو مدد نہ پہونچا سکتا تھا اور کوئی شخص قلعہ بندون سے باہر نجا سکتا تھا عاقبت الامر فاقہ کشی سے
رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ اگر اتفاقاً ایک بلی یا کتا اُنکے ہاتھ آتا تھا گوشت اسکا حلوان فربہ کے
مانند کھاتے تھے اور سب سے عجیب تر یہ ہے کہ شیخ شجاع الملک نے جاوا نام باجی کو تین ہزار پیادہ
قصابون کی سرداری دے کر قلعہ کی حراست ساتھ اُسکے نامزد کی تھی وہ کمبخت جس شخص کے مکان مین
گمان غلہ کا رکھتا تھا بلا خدشہ اُس بیچارے کے مکان پر دوڑ لیجا کر تاراج کرتا تھا اس عمل ناہموار اور ظلم
ناسزاوار کے سبب خلقت دست بدعا ہوئی اور مضمون نعم الانقلاب ولو علینا شیخ شجاع الملک کی
زوال دولت خدا سے چاہتی تھی اور باوصف اسکے جو شخص قلعہ کے اندر سے قدم باہر رکھتا تھا
عاقبت تیغ خون آشام ہوتا تھا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ اہل قلعہ مضطرب ہوکر اپنے تئین قلعہ پر سے خندق
مین گراتے تھے اور میرزا شاہ حسین اُنکے اضطراب سے واقف ہوا اپنے آدمیون کو خودکشی سے باز
رکھا اور جب محاصرہ نے ایکسال اور چند ماہ کا عرصہ کھینچا ایک رات کو صبح کے وقت کہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری
تھے میرزا شاہ حسین کا لشکر قلعہ مین داخل ہوا اور ہاتھ غارت کا آستین ظلم سے برآوردہ کرکے قتل اور
غارت شروع کیا اسکے بعد شاہ حسین کے حکم سے سات برس کے لڑکے سے ستر برس کا بوڑھا تک قید ہوا
اور جس شخص پر گمان زرداری کا رکھتے تھے اُسے قسم قسم کی ایذا اور اہانت پہونچاتے تھے اور مولانا سعد اللہ
لاہوری اپنے احوال سے بیان کرتے ہین کہ جب لشکر ارغونیہ نے قلعہ کو فتح کیا ایک جماعت اُس مین
کی میرے مکان مین داخل ہوئی پہلے میرے والد ماجد مولانا ابراہیم جامع کو کہ جنھون نے آغاز عمر سے
مسند فیض رسانی اور فائدہ رسانی پر پینسٹھ سال تمکن کرکے قسم قسم کے علم طلبہ کو درس کر دیئے تھے
اور آخر عمر مین دنیا کا کارخانہ ہیچ در ہیچ جان کر پا برسا ہوسے تھے انکو بھی گرفتار کرکے قیدخانہ مین لیگئے

اور اُنکی ریاست اور عمارت کو دیکھکر گمان زرداری کرکے بدعت اور اہانت شروع کی اور اسکے بعد مجھ
بھی گرفتار کرکے سلطان اور وزیر کا تحفہ کیا اتفاقات حسنہ سے اُسوقت وزیر چوکی پر بیٹھا تھا اُسکے حکم
سے زنجیر میرے پاؤن مین ڈالی اُسوقت میرا یہ حال تھا کہ مین اپنے باپ کو یاد کرکے زار زار روتا تھا
اور وفور گریہ سے اشک مسلسل میری آنکھون سے جاری تھے بعد ایک ساعت کے وزیر نے قلمدان
طلب کیا اور قلم درست کرکے کچھ تحریر کیا چاہتا تھا اُسوقت میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ وزیر اگر
تجدید وضو کرکے لکھے تو بہتر ہو خدا کی قدرت وہ اُٹھکر مزاح مین داخل ہوا اور کوئی شخص اُسوقت وہان
موجود نہ تھا مین چوکی کے قریب پہونچا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی اُس پرچہ کاغذ پر جو وزیر نے کتابت
کے واسطے نکالا تھا تحریر کی بیت فما لعینیک ان قلت اکففا ہما + و ما لقلبک ان قلت اشفق یہم + اور مین
پھر اپنے مقام پر جا پہونچا اور اشک کے قطرات روان تھے اور بعد ایک ساعت کے وزیر پھر اپنے مقام
پر آنکر متمکن ہوا اور اس کاغذ پر کچھ لکھنے کا ارادہ کیا جب دیکھا یہ بیت اُسپر تحریر ہے مکان کے چارون
سمت دیکھنے لگا جب میرے سوا کسی کو نہ دیکھا مجھسے متوجہ ہو کر پوچھا کہ یہ بیت تو نے لکھی ہے مین نے
کہا ہان اُسوقت میرا حال پوچھا مین نے اپنی اور اپنے باپ کی سرگذشت بیان کی جو مین اُسنے میرے
باپ کا نام سُنا فوراً اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے زنجیر میرے پاؤن سے جدا کی اور اپنا پیراہن مجھے پہنایا
اور اُسیوقت سوار ہو کر مجھے اپنے ہمراہ میرزا شاہ حسین کے دیوانخانہ مین لیگیا اور مجھے میرزا کے
سامنے لیجا کر میرے باپ کا حال معروض کیا میرزا نے فوراً میرے باپ کو طلب کیا جب میرے والد
میرزا کے سامنے آئے اتفاقات سے اُسوقت میرزا کی مجلس مین ہدایہ فقہ کا مذکور ہوتا تھا میرزا کے
حکم سے اُسیوقت ایک خلعت مجھے اور میرے والد کو مرحمت فرمایا اور میرے والد ماجد نے باوجود پریشانی
اور تردد خاطر فقہ کا بیان اس مراتب سے تقریر کیا کہ حضار مجلس شگفتہ ہوے اور چارونطرف سے مدح
وثنا کا غلغلہ بلند ہوا میرزا نے پھر اُسی مجلس مین خزینہ دار سے فرمایا کہ جو کچھ مولانا کا اثاث البیت
غارت ہوا ہے اُسے جلد بہم پہونچا اور جسقدر بہم نہ پہونچے اسکی قیمت سرکار سے دلوادے یہ فرماکر میرے باپ کو
اپنی مصاحبت اور ہمراہی کی تکلیف دی اُنھون نے یہ جواب دیا کہ حیات مستعار کا زمانہ آخر ہوا اب وقت
سفر آخرت ہے نہ وقت ہمراہی پھر آخر کو جو فرمایا تھا وہی ہوا یعنے دو مہینے کے بعد آنحضرت جوار رحمت حق مین
واصل ہوے القصہ قلعہ ملتان کا فتح ہوا اور میرزا شاہ حسین شاہ لنکا کو گرفتار کرکے حوالات مین بھیجا
اور شیخ شجاع الملک بخاری کو انواع اہانت پہونچائی ہر روز زر خطیر اُس سے لیتے تھے یہانتک کہ اُسنے
اسی مقدمہ مین جان دی اور جو ملتان کی ویرانی اس حد کو پہونچی تھی کہ کسی کو گمان نہ تھا کہ یہ پھر آباد ہوگا
میرزا نے ملتان کی آبادی سہل جانکر خواجہ شمس الدین کو اُسکی حراست اور انتظام کو چھوڑا اور لنگر خان کو
پیشدست کرکے ٹھٹھہ کی طرف مراجعت کی اور لنگر خان نے مردم پراگندہ کو دلاسا کرکے پھر ملتان کو آباد کیا اور
لنگر خان نے باتفاق اُن لوگون کے خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کیطرح شہر سے نکالدیا اور خود از روے
استقلال ملتان پر قابض اور متصرف ہوا اور جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ فوت ہوے اور

ہمایون بادشاہ سریر سلطنت پر بجاے اُنکے قائم ہوئے آنحضرت نے ولایت پنجاب کامران مرزا کو جاگیر دی اور میرزا مذکور نے اپنے ایلچی بھیجکر لنگرخان کو طلب کیا چنانچہ لنگرخان لاہور مین آنکر میرزا کی ملازمت سے شرفیاب ہوا میرزا نے ملتان کے عوض ولایت بابل لنگرخان کو مرحمت فرمائی اور لاہور کے باہر ایک مقام لنگرخان کی سکونت کیواسطے مقرر فرمایا چنانچہ ابتک وہ مقام بدائرہ لنگرخان مشہور ہی اور وہ ایک لاہور کے محال مین شمار ہوتا ہی اور اُسوقت سے ملتان پھر شاہان دہلی کے تصرف مین آیا اور میرزا کامران کے بعد انتقال حکومت اُسکے ساتھ شیر شاہ افغان سور اور من بعد ساتھ سلیم شاہ سور اور پھر ساتھ عدلی اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور اُسکے بعد نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کے منتقل ہوئی جیسا کہ اپنے محل مناسب مین ہر ایک کا مذکور ہوگا

مقالہ دسوان بیان مین اُس جماعت کے جو کشمیر جنت نظیر مین فرمانروا ہوئی

کشمیر ممالک عالم سے ساتھ قسم قسم لطائف اور غرائب اوضاع مشہور و معروف کے نامور ہی میرزا حیدر دوغلات کہ اُسکا احوال اسکے بعد لکھا جاویگا اُسنے ایک کتاب تصنیف کی ہی اور از روے عین الیقین کے اُسمین کچھ اُس حدود کے نوادر درج کیے ہین مسوداس اوراق یعنے ملا محمد قاسم ہندوشاہ کو جو اعتماد اُسکے صحت اقوال پر ہی اس نسخہ شریف مین ثبت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ خطہ کشمیر اُس ملک کے سمت کہ مرادجنوب اور مشرق کے مابین ہی دکن کی طرف واقع ہی دو طرفہ اُسکے پہاڑ ہین اور اُسکی زمین ہموار ہی اور سو کوس کا طول رکھتا ہی کہ قریب تینتس فرسخ ہوتا ہی اور عرض اُسکا بعضے مقامون مین بیس کوس اور کہتہ مواضع کا دس کوس ہی الغرض تمام اراضی اُسکی ساتھ چار قسم کے منقسم ہوتی ہی اول زراعت آبی ہی اور اُس زمین مین زعفران بھی خوب ہوتا ہی دوسرے للمی تیسرے باغی چوتھے بہت میدان ہموار جو ندیوان کے کنارے واقع ہو اُسمین پھول صد برگ کے مخلوط ہین اور بنفشہ اور نرگس اور سنبل اور سوسن اور لالہ ہین اور گلستان اور زنبق اور دیگر قسم قسم کے پھول ہین اور اُس زمین مین رطوبت کی کثرت سے زراعت خوب نہین ہوتی ہی اسواسطے وہ زمین ویران پڑی ہی اور اُسے ارباب نظر اُس ملک کے بہترین لطائف سے جانتے ہین اور اُس سے محظوظ ہین اسواسطے کشمیر بخلاف ہندوستان بطور ولایت ایران کے چار فصل رکھتا ہی اور اُسکی فصل گرما کی حرارت عین گرما گرمی بہار کی اور جیٹھ مین ایسا اعتدال رکھتی ہی کہ بادکش ہلانے کی حاجت نہین ہوتی اور ہوا وہان کے سرما کی باوجود کثرت برف ایسی معتدل ہی کہ حرارت غریزی کو صدمہ نہین پہونچا سکتی لیکن کبھی کبھی جب آفتاب عالمتاب ابر وغیرہ سے پوشیدہ ہوتا ہی بشر کی طبعیت کو آتش بادہ اور آتش خانہ کی ضرورت پڑتی ہی جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہی بیت گردون غبار دارد و

طبعم مشوش ست ✤ امروز دور بادۂ دخترگاہ آتش ست ✤ اور اُسکی نسیم عنبر شمیم بہاری سے مضمون
بنجواے ونفخت فیہ من روحی ظاہر اور اُسکے سبزہ سے یخرج الحی من المیت کا ماحصل باہر نہرین جاری اُسکے
باغہاے آبادمین باَواز جنات تجری من تحتہا الانہار اور مضمون آیہ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اور مصداق
آیہ بلدۃ طیبۃ ورب غفور دیتی ہین اور گلہاے آتشین اُسکے آتش خلیل پر طعنہ مارتے ہین اور پھول کوہی اور
صحرائی اُسکے جو باران رحمت الٰہی سے سیراب ہین گلہاے باغی اور بوستانی سے برابری کرکے خودروی
کی سرزنش سے انکار اور پرہیز کرتے ہین اور یہ جواب دیتے ہین بیت درین چمن چہ زنی طعنہ ام بخودروئی
چنانکہ پرورشم می دہند میرویم ✤ اور پھول گلستانی ہمزبانی سے اگرچہ بیحجاب مین ہین لیکن کمال
شگفتہ روئی سے اہل دل کو یہ مصرع سناتے ہین مصرع خودرستہ دگر باشد و بربستہ دگر ✤ اور چوٹیان
پہاڑ کشمیر کی سرسبزی سے سرفلک الافلاک پر کھینچے ہوے ہین اور دامن پہاڑ و نکے پانون نزہت کا
دامن لطافت مین ڈالے ہوے ہین اور نہرون اور چشمون کے پانی کی پاکیزگی کیا بیان کرون اور کیا
لکھون جو کہ کوہستان بلند اور سخت سے گرتا ہی غلغلہ انداز عالم ہی اور جو انہار جاریہ مین روان ہی وہ یاد
جان شیرین اور نفس روان سے دیتا ہی بیت آبش چو گلاب ہر طرف گشتہ روان ✤ خاکش ز زمین جنت
آوردہ نشان ✤ عمارات عالیشان اُس ملک کی چوب ساکھو اور توت سے ساختہ ہی اکثر اُنمین پنج محلی ہین
کہ ہر محل مین جلو خانے اور حجرے اور منظر اور محاکجات مطبوع اور پسندیدہ سے آراستہ اور پیراستہ
ہین اور باہر سے اُنکی صنعت اور بدایع کی نمائش اس درجہ ہی کہ جو شخص اُسے نظر غور سے دیکھے انگشت
حیرت دندان تعجب مین پکڑے اور محل کے مداخل مین ایسی صنعت نہین ہی کہ اُسکی تعریف ہوسکے
فرش شہر اور بازارون اور کوچون اور قصبات کا سنگ تراشیدہ سے ہی لیکن بازار اس قطع سے واقع
نہین ہوے کہ اُنمین بزاز اور صراف اور مہاجن قرینے سے دوکانون مین رہین بلکہ بقال اور عطار
اور نان بائی اور میوہ فروش کہ جو باعث زیب و زینت بازار ہین نہین بیٹھتے ہین اور اہل حرفہ اپنے مکانات
کے گوشہ مین کام کرتے ہین لیکن اس وقت مین کہ امراے چغتائی کا نشیمن ہوا سنا جاتا ہی کہ قسم قسم
فنون کے اُستاد اور کاریگر دوکانون مین بیٹھتے ہین رسم سابق نے تغیر پایا اور کشمیر مین میوون
کی قسم سے شہتوت اور آلو بالو اور کیلا ہین اور انگور اور خربوزہ اور انار اور سیب اور بہی اور شفتالو
اور فندق اور اخروٹ اور انجیر بلکہ ہر قسم کے میوے افراط سے ہوتے ہین اور شہتوت اور دیگر قسم
کے بھی میوہ بکثرت تمام ہین لیکن اُس ملک مین اس قسم کا میوہ کوئی نہین کھاتا شہتوت کے درخت
محض ریشم کے کیڑے کی پرورش اور تحصیل ریشم کے واسطے نگاہ رکھتے ہین اور میوہ جات کی کثرت
اسقدر ہی کہ وہ اپنے موسم مین نہین بکتا اور باغات مین چاردیواری نہین جسکا جی چاہتا ہی باغ مین
جاکر میوہ کھاتا ہی ممانعت کا اُس ملک مین دستور نہین ہی اور جبتک وہ ممالک دہلی اور لاہور کے
بادشاہون کے تصرف مین نہ آئی تھی آمد و شد اُس حدود کی جیسا کہ چاہیے عمل درآمد اور معمول
نہ تھی اور بعد اسکے سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے ہجری مین کشمیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے قبضہ مین آیا

شاعران صاحب طبع نے اُسطرف جاکر اُس مملکت کی تعریف مین اشعار غرا موزون کیے ہین چنانچہ یہ اشعار
فیضی سے ہین **ابیات** ہزار قافلۂ شوق مے کند شبگیر ٭ کہ بار عیش کشاید بعرصۂ کشمیر ٭ تبارک اللہ
ازان عرصہ کہ دیدن او ٭ ورق نگار خیال ست و نقشبند ضمیر ٭ ہوائے او متنوع چہ فکرت نقاش ٭
زمین او متلون چہ صفحۂ تصویر ٭ بطرزہائے گزین کارخانۂ ابداع ٭ بہ نقشہائے عجب کارنامۂ تقدیر ٭
غبار او بتوان خواند چشم را دارو ٭ گیاہ او بتوان گفت روح را اکسیر ٭ بتن موافقت آب او چو بادہ
و گل ٭ بجان مناسبت آب او چو شکر و شیر ٭ بہ پیش فیض نسیمش دم مسیح سموم ٭ بہ نزد آب زلالش
زلال خضر مذیر ٭ فضول او بتشابہ ز اعتدال ہوا ٭ بہم یکے دے و اردی بہشت و بہمن و تیر ٭ درو
بجائے علف زعفران سبز رویدہ ٭ کہ آب و خاک ورا ہمچنین بود تاثیر ٭ بہر طرف روی از بحر فیض مالامال
ہزار چشمہ جوشندہ چون دل تحریر ٭ ز اعتدال ہوایش شگفت نیست شگفت ٭ کہ سبز ہم ہمہ عناب از
نہال زریر ٭ بحیرۂ ہمہ آثار قدرت ازلی ست ٭ کہ ہر نظارہ بیارد نظر بصنع قدیر ٭ شراب خوردہ حریفان
بجائے آب در و ٭ کہ تشنگان ہوس را ہمین بود تدبیر ٭ خراب آن مے بیغش شوم کہ ہست چو عشق ٭ بعقل
در تنگ و نازو بصبر و زر دو گیر ٭ بقیۂ ز محمول آید ت بنظر ٭ اگر از و فگنی قطرہ بچشمۂ تیر ٭ کند مشاہدہ
نصف النہار جرم سہا ٭ شعاع گوہر او گرفتد بچشم ضریر ٭ اگر دماغ لطافت شود گلاب طلب ٭ کنند از تف
این بادہ برگ گل تقطیر ٭ شمیم سیب دہد مغز روح را نزہت ٭ نسیم بہ فگند مغز ذوق در تعطیر ٭ بجز معترفم
در شمار میوہ و گل ٭ کہ ہست بر قدم معنے لباس عذر تقصیر ٭ اور مولانا عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
نے بھی قصیدہ غرا کشمیر کی تعریف مین کہا ہی چنانچہ یہ دو بیت اُسی کے اشعار مین سے ہین **ابیات**
ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید ٭ گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید ٭ بنگر ز فیضش چہ بود گوہر یکتا ٭
جائیکہ حرف در رود آنجا گہر آید ٭ اور ایک شخص نے خطۂ کشمیر کی تعریف مین ہجو ملیح کی ہی **رباعی**
کسانیکہ آفاق گردیدہ اند ٭ بسے سال و مہ در سفر بودہ اند ٭ بتعریف کشمیر و کشمیریان ٭ بہشتی پر از دوزخے
دیدہ اند ٭ کشمیر مین عجائبات بہت ہین از انجملہ اُس نواح مین تبخانے تخمیناً ڈیڑھ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ
ہین اور سب سنگین ہین یعنے سنگ کو تراش کر بے گچ اور چونہ اسطور سے پتھر کی سلین ہموار رکھی ہین
کہ اُسمین درز کا غذ کے برابر نہین ہی گو الدال مین طول ہر سنگ کا تین گز سے آٹھ گز تک ہی اور
عرض ایک گز سے پانچ گز تک غرضکہ عقل ابتدا اُسکے نظر مین اُس پتھر کے لانے اور کار فرمانی مین انکار اور
امتناع کرتی ہی یعنے سراسری دیکھنے مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ دیوارین الدال مین یہ کام انسان کا نہین
دیوون نے بنایا ہی اور اکثر کام اسکا ایک انداز پر ہی احاطہ ہر ضلع مربع کا تین سو گز ہی اور بعضے مقامون
کی دیوار کا ارتفاع تیس گز اور کسی جگہ کم ہی اور احاطہ کے اندر بھی عمارات سنگین تعمیر ہی اور پتھر کے ستونون
پر قائم ہی اور عرض محرابون کا تین گز اور چار گز سے کم نہین اور بعضے مقامون مین منوت اور گلکاری اور تصویرین
منقش ہین اور بعضے تصویر ہنستی ہی اور بعضی روتی ہی جو شخص اُنھین دیکھتا ہی حیران اور متعجب ہوتا ہی اور درمیان مین
اُسکے ایک کرسی بلند سنگ تراشیدہ سے ہی اور اُسپر ایک گنبد رفیع تعمیر ہی اور اُس عمارات کا اسقدر شرح و بیان

طول ہو کہ خامہ دو زبان اُسکی تحریر سے عاجز ہو کہ ایسی عمارت تمام عالم مین نہ ہوگی اور علاوہ اسکے کشمیر
کی طرف بریک نام ایک ولایت ہو اور اُس مقام مین ایک پشتہ یعنے ٹیکرا ہو اور اُس پشتہ کے متصل ایک
نشیب مثل حوض یا تالاب کے ہو اور اُسمین ایک سوراخ ہو وہ تمام سال خشک رہتا ہو جب آفتاب
عالمتاب برج ثور مین داخل ہوتا ہو اُس سے پانی ایک دن دو تین مرتبہ جوش کرکے اُبلتا ہو یہان تک کہ
وہ حوض پانی سے لبریز ہوکر اُبل جاتا ہو اسکے بعد پھر وہ پانی ساکن ہوتا ہو یعنے سوائے اس سوراخ کے
اور مقام مین پانی نہین رہتا جب فصل ثور منقضی ہوتی ہو پھر وہ حوض اور سوراخ سال بھر خشک رہتا ہو اور اگر
اس سوراخ کو کچ یا چونہ سے محکم مسدود بھی کرین اُس فصل مین پانی زور کرکے اُسے کالڈالتا اور وہان اسکے
ایک درخت بید کا موضع ناکام میان ہو اور وہ موضع مواضع مشہور کشمیر سے ہو اور وہ درخت اسقدر رفیع اور بلند ہو کہ اکثر
تیرانداز تیر پھینکتے ہین مگر اُسپر نہین پہونچتا ہو باوجود اسکے اگر کوئی شخص اُسکے ایک شاخ باریک کو جنبش دیوے
وہ درخت باوجود اس عظمت کے تمام ہلتا ہو دوسرے دیوسرہ کہ ایک ولایت معتبرہ کشمیر سے ہو اُس
مقام مین ایک چشمہ ہو بمقدار حوض بیس گز سے بیس گز تک اور اطراف مین اسکے درخت سایہ دار اور مطبوع
اور سبزہ نہایت لطافت اور طراوت کے ساتھ ہو اور اُسکا خاصہ یہ ہو کہ اگر ایک کوزہ مین برنج پکاکر
اسکا منھ بند کرین اور نام اُس پکانیوالے کا لکھکر اُس چشمہ مین ڈالین وہ کوزہ ڈوب جاتا ہو کبھی پانچ
سال اور گاہے پانچ ماہ اور گاہے پانچ روز غرقاب رہتا ہو اور کبھی ایک روز کے بعد برآمد ہوتا ہو
کچھ وقت اُسکا معین نہین جب برآمد ہووے اگر وہ برنج پختہ اپنی حالت اصلی پر ہین تو وہان کے
باشندے فال نیک لیتے ہین اور جو متغیر ہوکر نکلین فال بد سمجھتے ہین اور اسکے سوا شہر کشمیر مین ایک
تالاب ہو کہ جسکا نام ڈل اور دور اُسکا سات فرسخ ہو چنانچہ اُسکے درمیان سلطان زین العابدین کو جو
سلاطین کشمیر سے تھا اسنے ایک عمارت تعمیر کی اول اُسنے اُس مقام کو پتھروں سے پاٹ کر اُسکے اوپر
ایک چبوترہ مربع کہ دوسو گز سے دوسو گز تک ہو بارتفاع دس گز سنگ اور چونہ سے احداث کرکے اس چبوترہ
مربع پر عمارات لطیف اور پسندیدہ انجام کو پہونچائی ہو اور درخت نہایت عمدہ اور پاکیزہ لگائے ہین اور حق
یہ ہو کہ اس لطافت اور نزاہت کے ساتھ کوئی اور مقام نہ ہوگا اور علاوہ اسکے شاہ موصوف نے ایک
عمارت اور شہر سری مین تعمیر کی ہو کہ اُسے کشمیری زبان مین راجدان کہتے ہین اُسمین بارہ قصر ہین اور بعض
آشیانے مین اُسکے پچاس حجرے اور ایوان اور منظر ہین اور وہ عمارت ساتھ اس رفعت اور بلندی
کے تمام چوبی ہو اور کوشکہاے عالی جو تمام عالم مین ہین جسطرح سلطان یعقوب کی ہشت بہشت
تبریز مین اور کوشک باغ زاغان اور باغ سفید اور باغ شہر ہرات مین اور کوشک راحت افزا اور
باغ دلکشا اور باغ تولدی سمرقند مین ہو اُن سب سے یہ عالی تر اور پرعجائب ہو لیکن انصاف یہ ہو
کہ جو وہ قصر لطافت اور صفائی رکھتے ہین یہ نہین رکھتا اور مختصر جو کچھ ظفرنامہ مین لکھا ہو یہ ہو کہ کشمیر
مشاہیر معمورہ عالم سے ہو اور اُسمین ایک موضع غریب واقع ہوا اور وہ ولایت اقلیم چہارم کے
مابین ہو کسواسطے کہ وہ ایک اقلیم اقالیم اول سے ہو عرض اُسکا تینتیس درجہ اور چون دقیقہ ہو اور عرض کشمیر کا

خط استوا سے چونتیس درجہ ہے اور طول اُسکا جزائر سعد سے ایک سو پچاس درجہ ہوتا ہے اور سیان
اس ولایت کا طولانی زمین کوہ جنوبی دہلی کی سمت اور زمین کوہ شمالی بدخشان اور خراسان کی طرف
اور اُسکے غرب کی جانب ایک موضع ہے کہ اُسمین افغان کے اقوام سکونت پذیر ہے اور طرف شرقی اُسکی منتہی
ہوتی ہے ساتھ اراضی تبت کے اور طول اُس میدان کا کہ ہموار واقع ہوا حد شرقی سے حد غربی تک قریب
چالیس فرسخ ہے اور عرض اُسکا جنوب کی طرف سے حد شمالی تک بیس فرسخ اور اُسکے درمیان مین دشت
ہموار جو درمیان پہاڑونکے واقع ہوا اُسمین ہزار قریہ آباد ہین اور چشمہاے خوشگوار اور سبزہاے لطافت آثار
سے مملو ہے اور اس ملک کی آب و ہوا کی جودت کشمیر کے معشوقون کی حسن صورت اور لطف شمائل کی گواہ ہے کہ
شاعران فارس کی زبان پر مثل ہوئی جیسا کہ کہا ہے رباعی شاہا ہمہ دلبران کشمیر تو ئی ✦ خرم دل آن شاہ کہ
کش میر تو ئی ✦ آن حور کہ روح را سزد کش گویند ✦ کاندر لعت پاے نازکش میر تو ئی ✦ اور اُسکے کوہ و دشت
مین قسم قسم کے درخت میوہ دار ہین اور پھل اُنکے نہایت لذیذ اور خوشگوار ہین لیکن ہوا اُسکے ساتھ سردی
کے میل رکھتی ہے اور برف عظیم برستی ہے اور میوے گرم مثل خرما اور نارنج اور لیمو اور مثل اسکے اُس نواح
اور قصبات مین اُس شہر کے حاصل نہین ہوتے ہین لیکن وہانکے اور مواضع سے وہ میوے نقل کرتے ہین اور
سری نگر نام ایک شہر ہے کہ اُس ملک کے حکام وہان سکونت رکھتے ہین اور بطریق بغداد ایک نہر عظیم الشان کہ
اُسکو بہت کہتے ہین شہر کے درمیان جاری ہے پانی اسکا دجلہ بغداد سے گذرتا ہے اور عجب یہ ہے کہ ویسا آب قوی مجموع
ایک چشمہ سے نکلتا ہے اور چشمہ اُسکا اُس ولایت مین ہے اور اُسکو شہر دیر کہتے ہین اور وہانکے اہالی نے اُسکے
سرے پر ہزارون کشتیان زنجیر سے باندھین ہین اور وہ پانی بعد اسکے کہ حد کشمیر سے گذرتا ہے اُسکو مواضع آب
دندانہ اور آب جملہ کہتے ہین اور ملتان کے اوپر گذرتا ہے اور متصل ہوتا ہے ساتھ چناب کے اور بعد اسکے نہر سیاہ
مین پہونچتا ہے اور مجموع ہوکر اوچہ کے قریب ساتھ آب سند کے ملتا ہے پھر سبکو آب سند کہتے ہین اور زمین تتہ
کے دامن مین جاکر دریاے عمان مین گرتا ہے اور دقائق حکمت سے معمار صنع و القینا فیہا رواسی من کل زوج بہیج
نے ایک دیوار دیوارہاے جبال سے اُس میدان شدید المحال کے گرد ایسی کھینچی ہے کہ اہالی اُس سرزمین کے اُسکے
سبب دشمنونکے تعرض سے محفوظ اور مصئون ہین اور پیک اندیشہ اُس دیوار کے گذرنے سے قاصر ہے اور شارع عام
اُس ولایت کی تین طرف ہے ایک خراسان کی سمت کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہے مسافر احمال و اثقال پشت
دواب پر لاد کر اُس راستہ سے نہین جاسکتا اور وہانکے آدمی جو اس کام کے ذمہ دار ہین وہ اپنے دوش پر اُٹھاکر
چند روز مین ایسے مقام مین پہونچاتے ہین کہ پھر چوپایہ پر لادسکین اور ایک راستہ ہندوستان کی سمت ہے وہ بھی اسی
طور پر ہے جیسا کہ بیان ہوا اور راستہ جو تبت کی طرف واقع ہوا اُن دو راہون سے بہت آسان ہے لیکن اسمین یہ
مصیبت کا سامنا ہے کہ چند منزل اُس چارہ کے سوا جو خاصیت زہر کی رکھتا ہے اور دواب لیکے چارپایہ اُسکے
کھانے سے مرجاتے ہین اور پیدا نہین ہوتا ہے سوار و نکو چارپایون کے خوف تلف سے اس راستہ سے
عبور دشوار ہے علاوہ اسکے میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہے کہ کشمیر کے آدمی تمام حنفی مذہب
رکھتے آئے ہین اور فتح شاہ کے زمانہ مین ایک مرد شمس الدین نام تھا اُسنے عراق سے آکر اپنے تئین ساتھ

میر محمد نور بخش کے منسوب کر کے مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اُس مذہب کا نور بخش رکھا اور قسم قسم کے کفر اور زندقہ آشکارا کر کے فقہ کی ایک کتاب احوطہ نام اُن لوگونکو جو انسانیت سے خالی اور حمق سے بھرے تھے مطالعہ کروائی کہ عقاید اُسکے ساتھ کسی مذہب اہل سنت اور جماعت شیعہ سے موافق نہین ہین اور جو لوگ کہ یہ مذہب رکھتے ہین اصحاب ثلثہ رضؓ اور عایشہ رضؓ کو جو شعار رافضیون کا ہی اپنے اوپر لازم کیا ہی اور عقیدہ شیعہ کے خلاف اُنکا عمل ہی یعنے محمد نور بخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود جانتے ہین اور اکابر اور تمام اولیاے کے بالعکس شیعہ کے معتقد نہین ہین اور سب کو سُنی مذہب جانتے ہین اور جمیع عبادات اور معاملات مین اس قبیل سے تصرفات کر کے تفرقہ عظیم ڈالا تھا اور اپنے مذہب کا نور بخشی نام رکھا اور مسود اس اوراق نے ایک جماعت کو مشائین نور بخشی سے بدخشان وغیرہ مین دیکھا ہی اور یہ درس علوم بندہ کے ساتھ شریک تھے سب شریعت ظاہری مین آراستہ اور سنن نبوی مین پیراستہ ہین وہ بالتمام ساتھ اہل سنت وجماعت کے موافق اور متفق ہین چنانچہ ایک فرزند امیر سید محمد نور بخش نے ایک رسالہ اُنکا مجھے دکھلایا اُسمین یہ مضمون مندرج تھا کہ سلاطین اور امرا اور جاہل گمان لیجاتے ہین کہ سلطنت صوری ساتھ طہارت اور تقوی کے جمع نہین ہوتی ہی یہ غلط محض ہی کسواسطے کہ اعظم انبیا اور رسل نے باوجود نبوت اس امر مین مساعی جمیلہ مبذول فرمائی ہی مثل یوسف اور سلیمان اور داؤد اور موسیٰ علیہم السلام اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود یہ ہی کہ یہ برخلاف مذہب نور بخشیہ کشمیر کی ہی اور بموافقت بعضے اہل سنت وجماعت اور کتاب فقہ احوطہ کو کہ اسوقت مین یہ شہر کشمیر مشہور تھی مینے علما ہندوستانکے پاس بھیجی اور اُن بزرگوارون نے اُس کتاب کی پشت پر فتوی لکھا ہی وہ یہ ہی

فتوے علماے ہندوستان کا کتاب احوطہ نور بخشیہ پر

اللھم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا وارنا الاشیاء کما ھی بعد مطالعہ اس کتاب اور غور بہت کے اسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ مصنف اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا اور سنت مشہورہ سے پرہیز کر کے اہل سنت وجماعت کا مقید نہ تھا اور ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامۃ ادلاً فی الفروع سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول بین بین الامم وکافۃ اہل العالم بالیقین کے دعوے مین کاذب تھا اور مذہب زندقہ اور رفض کی طرف مائل ہوا اس قسم کی کتاب کا محو کرنا اور مٹانا عالم سے اوپر اُن لوگون کے کہ قادر ہوون واجبات اور فرائضات سے ہی اور دفعہ کرنا اس مذہب کا ضروریات دین سے ہی اور زجر اور ممانعت اس دین کے عمل کرنیوالون اور اس مذہب اور اس کتاب کے معتقدون کے لیئے فرض ہی اور جو مقر ہوون اور اس مذہب سے نہ پھرین دفع کرنا شر اُن لوگونکا مسلمانو پر بسیاست اور قتل واجب ہی اور اگر تائب ہوون اور اس مذہب کو ترک کرین حکم فرماوین کہ متابعت حضرت ابی حنیفہ رحمہ کے مذہب کی کہ جنکی شان مین حضرت رسالت پناہ نے سراج امتی فرمایا ہی قبول فرماوین جب یہ نوشتہ مجھے پہونچا بہت سے مردم کشمیر کو کہ سالہا مذہب ارتداد سے میل تمام رکھتے تھے مینے انہین طلب کیا اور کرہاً مذہب حق مین داخل کیا اور بہتون کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور ایک جماعت نے بھاگ کر قلعہ تصوف مین پناہ لی

اور چمڑے کا تسمہ اور گاڑھے کا لنگوٹ باندھکر عارف بنے اپنا نام صوفی رکھا لیکن صوفی صافی نہین بلکہ چند زندیق مشتمل با چند ملحد سے گمراہ کرنے والے آدمیونکے ہین حلال اور حرام سے مطلقاً خبر نہین رکھتے ہین اور تقوی اور طہارت شب بیداری اور کم خوری کو جانتے ہین اور طمع اور حرص کے ایسے پابند ہین کہ جو چیز پاوین کھاوین اور جو کچھ رہین اور صفت کی دولت اگر ہاتھ آوے اُسکے لینے مین مضائقہ نہ کرین اور درویش ہین اور ہمیشہ تعبیر خوابون کی دیتے ہین اور اظہار کرامات کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سال یہ ہوگا اور اُس سال وہ ہوگا اور خبرین غیب آیندہ اور گذشتہ کی ہر دم سناتے ہین اور آپسمین سجدہ کرتے ہین اور باوصف اس رسوائی کے چلہ بیٹھتے ہین اور اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم اور مکروہ رکھتے ہین اور بے شریعت کے راستہ طریقت کا چلتے ہین اور کہتے ہین اہل طریقت کو ساتھ شریعت کے کچھ کام نہین ہے غرض کشمیر کے سوا ملاحدہ اور زندقہ اور مقام مین دیکھنے مین نہین آئے عیاذاً باللہ ومعاذ اللہ حق سبحانہ تعالی جمیع اہل اسلام کو اس قسم کے آفات اور بلیات سے اپنی پناہ عصمت مین محفوظ اور مصئون رکھے بہ طفیل محمد اور آل امجاد آنحضرت کے آمین ثم آمین اور قبل ان لوگون کے کشمیر مین فرقہ کفار آفتاب پرست کا تھا کہ اُنھین شماسین کہتے تھے اور مذہب اُنکا یہ تھا کہ آفتاب کا نورانی وجود ہمارے صفائی عقیدہ کیواسطے ہے اور ہمارا وجود اُسکی نورانیت کیواسطے اگر ہم اپنی صفائی عقیدہ کو مکدر کرین آفتاب کا وجود نہ رہے اور اگر آفتاب اپنا فیض ہمسے اُٹھائے ہمارا وجود بھی معدوم اور مفقود ہوجاوے ہم ساتھ اُسکے موجود ہین یعنے بے ہمارے اُسکے تئین وجود نہین ہے اور بے اُسکے ہمارے تئین وجود نہین جو کہ احوال ہمارا اُسپر ظاہر ہے پس ہمین لائق ہے کہ جبتک وہ رہے یعنے تکو ہم صلاح وخوبی کے سوا دوسرا کام نہ کرین اور جب شب ہو وے اور وہ ہمین نہ دیکھے اور ہمارے حال پر واقف نہووے جو کرین ساتھ اُسکے موافقہ نہووے اور فرقہ شماسین نے بموجب انقاب تنزل من السما شمس الدین لقب رکھا ہے مردم کشمیر نے اسکو غلط کرکے اُسے تخفیف دی ہے یعنے شمس الدین کو ساتھ شماسی کے مخفف کیا ہے ایسا کچھ میرزا حیدر نے تاریخ رشیدی مین لکھا ہے لیکن اسوقت مولف محمد قاسم فرشتہ نے متردوین یعنے اُس ملک کے آنے جانے والون سے کہ علم وفضل مین آراستہ تھے مذہب کشمیر کا احوال استفسار کیا وہ بولے کہ رعایا اس ملک کی تمام حنفی مذہب ہے اور سپاہ اُس ملک کی اکثر شیعہ اور علما وہانکے مذہب شیعہ بہت کم رکھتے ہین اور بادشاہان تبت کو چک کے کہ کشمیر کا ہمسایہ ہے وہ سپاہیان کشمیر کی آمیزش اور صحبت کے سبب ایسا تشیع یعنے شیعہ گری مین غلو رکھتے تھے اور یہ حکم دیا کہ اگر بیگانہ اُس شہر مین وارد ہووے اور اصحاب کو بُرا بھلا کہے تو اُسے شہر مین اُترنے دیتے تھے اور طائفہ چک ان یہ تقریر اور دعوی کرتے ہین کہ میر شمس الدین عراقی شیعہ مذہب رکھتا تھا ملاحدہ اور سلاطین اُس زمانہ کے معتقد ہوے اور سب نے خطبہ اثنا عشر اُسکے حکم سے پڑھا اور کتاب احوطہ میر شمس الدین عراقی کی نہین ہے بلکہ ایک ملاحدان گمراہ کی تصانیف سے ہے واللہ اعلم بالصواب

ذکر سلطان شمس الدین کی سلطنت کا

جو کہ التزام چاہتا تھا کہ اس کتاب مین وقایع حکام کفرہ شرحاً بیان ہو جو کہ تذکرہ اُنکے اسامی کا کہ حد حصر سے باہر ہے بسبب طوالت کے قلم انداز ہوا لہذا مصنف سلاطین اسلام کا جو کشمیر مین فرمانروا رہے

انکا تذکرہ شروع کرتا ہے کہ اسلام اُس حدود مین قریب العہد ہے اُس ملک کے حکام قدیم سب ہنود تھے اور اکثر دین براہمہ رکھتے تھے ۷۱۵ھ سات سو پندرہ ہجری تک عملداری راجہ سیہ دیو کی تھی شاہ میرزا نامے ایک شخص بہ لباس قلندری کشمیر مین آن کر راجہ کا نوکر ہوا وہ اپنا نسب یون بیان کرتا تھا کہ شاہ میرزا بن طاہر بن آل بن گرشاسپ بن نیکودر و نسبت نیکودر کی ساتھ ارجن کے کہ ایک پانڈو نسے ہے پہونچاتا تھا اور پانڈون کا احوال اکبر شاہ کے حکم سے مہابھارت کو ترجمہ کرکے ساتھ رزم نامہ کے موسوم کیا ہے اسمین مذکور ہے غرضکہ شاہ میرزا ایک مدت تک راجہ کی خدمت مین حاضر رہا اور اعتبار پیدا کیا جب راجہ سیہ دیو فوت ہوا اُسکا بیٹا راجہ رنجن مسند حکومت پر بیٹھا اور شاہ میرزا کو خلعت وزارت دیکر مدار المہام کیا اور اتالیقی اپنے فرزند کی جسکا نام چندر تھا سپرد کی اور راجہ رنجن کے بعد فوت راجہ اودن جو راجہ کا قرابتی تھا قندھار سے آن کر تخت حکومت پر متمکن ہوا اُسنے بھی شاہ میرزا کو اپنا وکیل مطلق کیا اور شاہ میرزا کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جمشید اور دوسرے کا علی شیر تھا اعتبار کرکے صاحب اختیار کیا اور شاہ میرزا اُنکے سوا اور بھی دو فرزند رکھتا تھا ایک شیراشامک دوسرا ہندال اور یہ سب صاحب داعیہ تھے اور غلبہ واستقلال انکا حد سے گذرا راجہ اودن اُنسے متوہم ہوا اور اپنے مکان کے آنے سے منع کیا اور شاہ میرزا اور اُسکے تمام فرزند کشمیر کے پرگنات پر متصرف ہوئے اور راجہ کے اکثر ملازمون کو موافق کر لیا اور روز بروز وہ غالب اور راجہ مغلوب ہوتا جاتا تھا غرضکہ ۷۴۲ھ سات سو بیتالیس ہجری مین راجہ اودن دیو بھی مر گیا اور اُسکی رانی کوتا دیو اُسکے قائم مقام ہوئی اور اُسنے چاہا کہ مین استقلال سے حکومت کرون اور شاہ میرزا کی دفع کی فکر مین ہوئی اور اُسے یہ پیغام بھیجا کہ تو چندر دیو بن راجہ رنجن دیو کا مدت تک اتالیق رہا ہے اُسے تخت پر بٹھا کر مہمات شاہی کو انجام دے شاہ میرزا نے اصل مقصد سمجھکر اس امر کو قبول نہ کیا اور رانی لشکر لیکر اُسکے مقابلہ کو گئی ع صید را چو اجل آید سوے صیاد رود ، بعد اسکے شاہ میرزا کو از روے ناچاری اپنی شوہری مین قبول کیا اور شرف اسلام سے بھی مشرف ہوئی چنانچہ دونون ایک شبانہ روز باہم رہے دوسرے روز شاہ میرزا نے اُسے گرفتار کرکے قید کیا اور رایت شاہی بلند کرکے اُس ملک کا سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا لقب شمس الدین خطاب دیکر مذہب حنفی کو بلاد کشمیر مین رواج دیا اور ظلم و بدعت کی رسمین جو حکام سابق سے باقی رہی تھین سبکو برطرف کیا اور اعدا کے شر سے مطمئن ہو کر تمام ولایت کشمیر کو جو دلچہ نامے کے قتل و غارت سے ویران اور خراب ہوئی تھی عدل و احسان کی برکت سے آباد کی اور عاملون اور تحصیلدارونکے نام فرمان صادر کیے کہ چھٹے حصہ سے زیادہ محصول رعایا سے نہ لیوین اور کہتے ہین کہ دلچو قندھار کا میر بخشی تھا جبکہ اُسنے مع جمعیت تمام کشمیر پر فوج کشی کی اور تمام اُس ولایت کو تاخت و تاخت میش اگر زیر و زبر کیا اور راجہ سیہ دیو نے اُسکے پنجۂ ظلم سے مفر اور نجات نہ دیکھی ناچار رعایا سے زر خطیر چندہ لیکر دلچو کیواسطے پیشکش بھیجا جب اُس سے بھی فائدہ عاید نہوا سیہ دیو رعیت کو اُسکے پنجۂ عذاب اور چنگ عقوبت مین ڈالکر آپ کسی طرف نکلگیا اور دلچو نے اُس ولایت مین کوئی دقیقہ ظلم اور تعدی کا فروگذاشت نہ کیا مگر آخر کو جب موسم سرما آیا سردی کی کثرت سے اُس مقام مین مقیم نہوا قندھار کی طرف بازگشت کی القصہ جب شاہ شمس الدین کی

شجاعت اور نیکنامی کا آوازہ اطراف واکناف مین مشہور ہوا اور از روے استقلال امور ملکی مین مشغول ہوا ایک جماعت کو طائفہ بون سے کہ مخالفت کی تھی کشتوار سے گرفتار کر کے قتل کیا اور مردم کشمیر سے دو گروہ کو سرافراز کیا ایک طبقہ چک اور دوسرے ماگری کا اور یہ قرار پایا کہ امرا اور سپاہی اس ملک کے اکثر ان دونون فرقون سے ہووین اور بعد انجام مہمات جب لشکر ضعیف و پیری اُسپر تاخت لایا امور شہریاری اپنے بیٹون جمشید اور علی شیر کے قبضۂ اختیار مین چھوڑا اور شاہ شمس الدین بفراغت تمام اپنے معبود کی عبادت مین مشغول ہوا اور اُسی عرصہ مین فوت ہوا مدت اسکی شاہی کی تین برس تھی ۰

ذکر شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

واضح ہو کہ شاہ شمس الدین کے بعد انتقال اسکا بڑا بیٹا جمشید شاہ درمیان دولتمندون کے باتفاق سے سریر سلطنت پر بجاے پدر قائم ہوا اور اُسکا بھائی علی شیر جو اپنے باپ کی زندگی مین ساتھ اسکے شریک مصلحت تھا اور رعایا و برایا اُسکی سلطنت کی خواہان تھی اُسوقت مین سب اُسکے شریک ہوئی اور مدنی پور مین کہ ایک شہر مشہور و معروف ہے پہنچا کر اُسے بادشاہ بنایا جمشید شاہ اُسپر فوج لیکر ہوا پہلے ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آکر طالب صلح ہوا علی شیر نے مصالحہ سے سر پھیرا اور باستعجال تمام استقبال یعنے سبقت کر کے اُسکے لشکر پر شبخون لایا اور شکست دی اور سلطان جمشید بعد فرار مدنی پور کو خالی دیکھکر اُسکی خرابی مین مشغول ہوا علی شیر کی سپاہ جو اُسکی محافظت اور حراست کے واسطے تعینات تھی جنگ پر آمادہ ہوئی اور اُنمین کے اکثر کام آئے یہ خبر سنکر علی شیر مدنی پور کی سمت روانہ ہوا اور جب اُس حدود مین پہونچا جمشید شاہ تاب مقاومت نہ لاکر ولایت کمراج کی طرف بھاگ گیا اور سراج نام وزیر جمشید کا جو سری نگر کے تختگاہ کی محافظت کا ذمہ دار تھا اُسنے علی شیر کو طلب کر کے سری نگر اُسکے سپرد کیا اور جمشید نے بعد اس واقعہ کے جنگ و خصومت پر کمر نہ باندھی بادشاہی سے دست کش ہوا اُسی عرصہ مین ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی مدت اُسکی حکومت کی ایکسال اور دو ماہ تھی

تذکرہ سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سلطان جمشید جب اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور اسکا چھوٹا بھائی جسکا نام علی شیر تھا اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکھکر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی سے شیرا شامک کو وکیل مطلق کیا اور اُسکے ابتداے عہد مین تمام حاصل فراوانی ہوئی اور اواخر مین قحط عظیم پڑا خلق بہت ہلاک ہوئی اور رودہ فرقہ کہ مخالفت کر کے کشتوار کی سمت گیا تھا اُسے کسی حیلہ اور بہانہ سے دستیاب کر کے کشمیر مین قید کیا اور نشان غلبہ کا بلند کیا اور ایک شہر اپنے نام کا بنا کیا چنانچہ اُسکے احکام موجدہ سے ایک حکم یہ ہے کہ بدکار عورت اُس شوہر سے ارث نہ پاتی تھی اور اس حکم نے سبب بہت عورتون نے فعل شنیع سے اجتناب کر کے دامن عصمت اور پرہیزگاری سے قدم باہر نہ رکھا مدت اسکی سلطنت کی بارہ برس اور آٹھ ماہ اور تیرہ روز جملہ اسکے ایام حیات سے تھی

ذکر شاہ شہاب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان علاء الدین نے فرش زندگانی لپیٹا اُسکا چھوٹا بھائی اُسکے شیر اشامک سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور خطاب اپنا سلطان شہاب الدین رکھا یہ شخص صاحب داعیہ اور نہایت شجاع تھا اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف ستودہ سے بھی متصف تھا اور جس روز فتح نامہ کسی مقام سے نہ آتا تھا اُس دن کو ایام عمر مین محسوب نہ کرتا تھا اور کدورت کے آثار اُسکے بشرہ سے ظاہر ہوتے تھے اور ولایت محدودہ کو ساتھ مالکان قدیم کے سپرد کرتا تھا الغرض اُسنے لشکرکشی آب شیند کے کنارہ کی جام حاکم اُس ملک کا اُسکے مقابلہ کو آیا اور شکست پائی اور باشندے قندھار اور غزنین کے بھی اُس سے ہمیشہ ڈرتے تھے پھر وہ باسب نگر کے راستہ سے کہ جو آب باش نفر مشہور ہے پشاور مین گیا اور مخالفون کی جماعت کثیر کو قتل کر کے ہندوکش مین داخل ہوا اور چونکہ صعوبت راہ اور محنت سفر بہت کھینچی تھی مراجعت کر کے آب شلج کے ساحل پر استراحت کے واسطے نزول فرمایا اور نگرکوٹ کا راجہ جو بعضے محال متعلقہ دہلی کو غارت کر کے پلٹا تھا اُسنے شاہ سے ملاقات کی اور غنائم بہت جو ہمراہ لایا تھا شاہ کے حضور گذرانکر حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور حاکم تبت کو جک نے بھی آن کر درخواست کی کہ افواج شاہی مجھے آسیب نہ پہونچاوے الغرض اطراف ولایت کو فتح کر کے اپنے مقر دولت کی طرف سوار ہوا اور وہان نزول اجلال کر کے اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا اور حسن خان اور علی خان کو جو شاہ موصوف کے دونون فرزند حقیقی ستھے دوسری زوجہ کے کہنے سے جو اُنکی والدہ کے ساتھ نزاع اور دشمنی رکھتے تھے دہلی کیطرف نکالدیا اور لچھمی نگر اور شہاب پور تعمیر کیا اور آخر سلطنت مین سلطان اپنے فرزند حسن خان کے اخراج سے پشیمان ہوا اُسے دہلی سے طلب کیا چنانچہ حسن خان حسب الطلب جمو تک پہونچا تھا کہ سلطان شہاب الدین نے مرض الموت مین مبتلا ہو کر قضا کی مدت اُسکی سلطنت کی بیس سال تھی

بیان سلطان قطب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان شہاب الدین مراحل زندگانی طے کر کے شہر خموشان مین داخل ہوا اُسکے بھائی ہندال نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین رکھا یہ بھی زیور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھا اور اپنے احکام کے نفاذ و تعمیل مین اہتمام نہایت رکھتا تھا اور آخر سلطنت مین ایک سردار کو قلعہ لوہرکوٹ کی تسخیر کے واسطے جو بعضے امراے سلطان شہاب الدین کے تصرفات مین تھا بھیجا جبکہ جنگہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید فریقین کے مابین واقع ہوئی وہ سردار مارا گیا پھر سلطان قطب الدین نے خطوط بھیجکر اپنے بھائی حسن خان کو دہلی سے طلب کیا لیکن جب حسن خان نے اطاعت کر کے قدم ولایت کشمیر مین رکھا ایک جماعت اہل حسد نے سلطان کو اس ارادہ سے پشیمان کر کے اُسکی گرفتاری پر آمادہ کیا اور راے دل جو امراے شہاب الدین سے تھا اُسنے حسن خان کو اس ارادہ سے آگاہی دی حسن خان بھاگ کر لوہرکوٹ کیطرف گیا اور بادشاہ کے مخالف جو کہ اس مقام مین تھے اُسکے آنے سے قوی پشت ہوئے سلطان قطب الدین نے راے دل کو گرفتار کر کے قید کیا اور وہ قید خانہ سے بھاگ کر حسن خان کی خدمت مین

حاصل ہوا چونکہ داعیہ فساد کا رکھتا تھا زمیندراون نے حسن خان اور راے دل کو گرفتار کرکے سلطان
کی خدمت مین بھیجا سلطان نے راے دل کو تیغ سیاست سے قتل کرکے حسن خان کو مقید کیا اور آخر عمر
یعنے پیری مین سلطان کو آفریدگار عالم نے دو فرزند کرامت فرماے ایک کا آشکارا اور دوسریکا
ہیبت خان نام رکھا اور جب پندرہ سال اور پانچ ماہ اُسکی حکومت سے گذرے آخر ۷۷۶ سات سو
چھیاسٹہ ہجری مین وفات پائی اور اُسکے بعد بڑا بیٹا اُسکا تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا خطاب
سلطان سکندر رکھا منقول ہے کہ شاہ قطب الدین کے عہد مین امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس سرہ العزیز
کشمیر کے اطراف مین رونق افزا ہوے اور سلطان کو مکتوب لکھا شاہ نے بہ تعظیم تمام جواب اُنکے
خط کا لکھکر اپنے حضور طلب فرمایا جب حضرت میر نے اپنے شرف قدوم فیض لزوم سے سری نگر
کے اطراف کو مشرف کیا شاہ استقبال کو آیا اور باعزاز و اکرام تمام حضرت کو شہر مین لایا اور کشمیر کے
جمیع صغیر و کبیر آنجناب عالی مقام سے بارادت صادق پیش آئے اور بروایت میرزا حیدر دوغلات
کہ کتاب رشیدی مین درج ہے چالیس روز سے زیادہ اُس شہر مین اقامت نہ کرکے وطن مالوف
کی طرف مراجعت فرمائی اور قیاساً یہ دریافت ہوتا ہے کہ خانقاہ معلے آنحضرت نے اُس شہر مین
بنا فرمائی تھی آنحضرت کے حضور اُس شہر کے آدمیون نے بنیاد ڈالی تھی اور یا آنحضرت کی غیبت مین
تیار ہوئی ہو اس سبب سے جناب امیر کا مدت تک کشمیر مین رہنے کا اتفاق ہوا ہوگا کسواسطے کہ چالیس
روز مین تعمیر ہونا ایسی خانقاہ معلے اور عالیشان کا استبعاد اور صعوبت سے خالی نہین ہے

واللہ اعلم بالصواب

بیان سلطان سکندر بت شکن کے حالات کا

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ نام اصلی اُسکا آشکارا ہے اور یہ اپنے باپ کے بعد اپنی والدہ کی صلاح سے
کہ سورہ نام رکھتی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا امرا اور ارکان دولت اُسکے مطیع اور فرمانبردار ہوے اور
وہ تمام سلاطین کشمیر سے شوکت و عظمت اور کثرت افواج مین ممتاز ہوا اور دبدبہ اور رعب بہت
رکھتا تھا اور سلطان سکندر کی مان اوائل حکومت مین دخل مہمات ملکی مین کرکے اکثر امور کو بوجہ احسن
انجام دیتی تھی اور جب سلطان سکندر نے اپنے داماد شاہ محمد نام سے آثار مخالفت کے مشاہدہ
کیے اُسے اور اُسکی زوجہ یعنے اپنی بیٹی کو درمیان سے نکالدیا اور راے مادری کہ امراے
عظام کے سلک مین انتظام رکھتا تھا اور مہمات شاہی کا اُسپر مدار تھا ہیبت خان یعنے شاہ سکندر
کے بھائی کو زہر دیکر ہلاک کیا شاہ سکندر اس جرم عظیم کے صدور کے سبب اس سے نہایت
رنجیدہ اور دفع کے فکر مین ہوا لیکن چونکہ وہ کمال استقلال رکھتا تھا یکایک اُسکی سیاست اور تنبیہ
سے متعذر تھا اور راے مادری حقیقت حال سے واقف ہوا اور شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو بندہ تبت
کو چک کو جو کشمیر کے قریب ہے لیوے اور اس معروضہ سے غرض یہ تھی کہ آتش غضب سلطانی دور رہے
اور شاہ نے اس امید پر کہ شاید اُسطرف جاکر لڑائی مین مارا جاوے کہ گوہر مقصود بے سعی ہاتھ آوے اُسے رخصت دی

اور راے مادری تبت کو چک پر فوج لیگیا اور اس ولایت کو تبدریج تمام مسخر کیا اور بعد چندے اپنے تصرف
مین لایا پھر جمعیت تمام بہم پہونچاکر بغاوت پر کمر باندھی اسوجہ سے خود بنفس نفیس سکندر شاہ لشکر جمع لاکر اسطرف
متوجہ ہوا اور سرحد مین جنگ واقع ہوئی راے مادری بھاگا اور شاہ سکندر کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار
ہوا اور شاہ نے اسے قید کیا اور بعد ایک مدت کے قید کی مصیبت سے وہ تنگ آیا اور زہر کھاکر مسموم
ہوا اور شاہ سکندر نے فوج کو آراستہ کرکے تبت اور اسکے اطراف کو بھیجا کہ چاہیے محافظت کی اور ان
وقتون مین امیر تیمور صاحبقران نے وقت عزیمت تسخیر ہندوستان اپنے ایلچیون کو مع دو فیل شاہ سکندر کے
پاس بھیجا تھا اس سبب سے افتخار اور مباہات بہت کرکے عرضداشت امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین
باستدعاے ملازمت ارسال رکھی اور اخلاص اور بندگی ظاہر کرکے عرض کی کہ جس مقام مین حکم ہوا تاکو
حاضر ہون اسکے بعد ایلچیون کو زر خطیر دیکر باعزاز واحترام رخصت کیا اور وہ جب صاحبقران کی ملازمت مین
مشرف ہوئے سلطان سے جو کچھ اخلاق اور رعایتین مشاہدہ کی تھین سمع مبارک مین پہونچائین آنحضرت مقام
عنایت مین ہوئے اور اسکے واسطے خلعت زردوزی اور گھوڑا مع ساز و یراق مرصع بھیجا اور حکم فرمایا کہ
جب رایات جلال آیات مابدولت واقبال دہلی سے پنجاب کیطرف مراجعت فرماوین اس مقام مین ملازمت
سے مشرف ہووے جب یہ حکم سلطان سکندر کو پہونچا پیشکش بہت فراہم کرکے سامان ملازمت
درست کیا جب سنا کہ صاحبقران سوالک کے راستہ سے پنجاب کی سمت عازم ہے پیشکش بہت ہمراہ
لے کر صاحبقران کی ملازمت کیواسطے متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین سنا کہ بعضے امرا اور وزرا صاحبقران
نے کہا ہے کہ سلطان سکندر کو لائق ہے کہ تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ اشرفی علائی پیشکش لاوے شاہ
سکندر یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور دریا کے راستہ سے معاودت کرکے عرضداشت صاحبقران
کی ملازمت مین اس مضمون کی بھیجی کہ جو پیشکش بندگان حضرت کے لائق بہم نہین پہونچی ہے کمترین
نے اس سبب سے چند روز توقف کیا تو پیشکش لائق بہم پہونچاکر بندگی کے واسطے متوجہ ہووے
جب آنحضرت عرضداشت کے مضمون سے مطلع ہوئے سمجھے کہ میرے وزرا مین سے کسی نے اسقدر
پیشکش لانے کے واسطے کہا ہے انھین چشم نمائی کی اور شاہ سکندر کے ایلچیون پر نہایت نوازش فرماکر
ارشاد کیا کہ یہ امر وزراے نامعقول نے کہا ہے اسکا کچھ خیال نکرے اور باطمینان تمام ملازمت کیواسطے
متوجہ ہووے جب ایلچی شاہ سکندر کے کشمیر مین پہونچے امیر تیمور صاحبقران سے جو کچھ سنا تھا عرض کیا
سلطان سکندر یہ نوید سنکر نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا اور جلد سامان سفر درست کرکے کشمیر سے برآمد ہوا
لیکن جسوقت کہ سکندر شاہ قصبہ بارمولہ مین پہونچا سنا کہ صاحبقران نے آب سند سے عبور کرکے بہ تعجیل تمام
متوجہ سمرقند ہوے اسواسطے فسخ عزیمت کرکے ایلچیون کو مع پیشکش بسیار آنحضرت کی ملازمت مین
بھیجا اور خود کشمیر کی سمت مراجعت کی اور سلطان سکندر نہایت سخی اور جواد تھا چنانچہ اسکی سخاوت کا
شہرہ سنکر دانشمند عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر کے اسکی ملازمت کے واسطے حاضر ہوے
اور علم وفضل اور اسلام نے ممالک کشمیر مین بدرجہ نہایت رواج پایا خطہ کشمیر خراسان و عراق نمونہ

بلکہ اُس سے بھی دونا ہوا اور شاہ تمام جماعت علما سے سید محمد عالم کو جو اپنے زمانہ کے فرد تھے تعظیم بہت کرتا تھا اور آداب دین یعنی علم فقہ سیکھتا تھا اور شاہ نے ایک برہمن سیہ بٹ نام کو جو مسلمان ہوا تھا اُسے وزیر اور وزرا کرکے امور دنیوی مین اپنا معتمد علیہ کیا وہ سیہ بٹ طالع ارجمند کی برکت کے سبب ہنود کے آزار اور ایذا رسانی مین بہت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ سلطان نے اُسکی اطاعت کیوا سطے حکم فرمایا کہ تمام برہمن اور ہنود کے تمام دانشمند مسلمان ہوویں اور جو شخص کہ مسلمان نہووے کشمیر سے نکلجاوے اور قشقہ یعنی ٹیکا پیشانی پر کھینچے اور عورت یعنی ستی کو شوہر کے ہمراہ نہ جلاویں اور سونے اور چاندی کے بتونکو دار الضرب یعنے ٹکسال مین گلا کر زر مسکوک بنادین اس سبب سے محنت اور مصیبت بہت اُس ولایت کے ہندوؤن کو کہ اکثر برہمن تھے پہونچی اور بہت سے برہمنون نے کہ مسلمانی اور جلا وطنی اُس شہر سے شاق اور دشوار تھی اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے جلا وطن ہوکر دوسری ولایت کی طرف گئے اور بعضے بر اسمہ سلطان اور اُسکے وزیر کے خوف و ہراس سے اظہار مسلمانی بطریق رخصہ تقیہ کرکے کشمیر مین رہے اور سلطان نے تمام ہمت بتون اور بتخانونکے توڑنے اور مسمار کرنے پر مصروف کی اور اُنمین سے اکثر بتکدہ خراب اور ویران کیے از انجملہ ایک بتکدہ تہا کہ بابغ بجرآرا مین تھا اُسے ساتھ مہادیو کے منسوب کرتے تھے سلطان کے حکم سے کھودنا شروع کیا اور ہر چند اُسکی تہ کھودی اور پانی تک پہونچائی اُسکی انتہا نپائی اور مقدا یعنے پیشوا سب بتونکا کہ جگہ پر تھا اُسے بھی شکستہ کیا اور شعلہاے عظیم آتشین اُسکی خرابی کے وقت اُس مقام سے پیدا ہوتے تھے سلطان اور ارکان دولت دیکھتے تھے اور کفار اُسے اپنے معبودان باطل کی کرامات پر گمان کرکے جو کچھ چاہتے تھے کہتے تھے لیکن جو سلطان بتونکے توڑنے مین بجد تھا اُن شعلون کو طلسم اور رش اُسکے جانتا تھا اُسکے توڑنے سے ہاتھ نہ کھینچا یہانتک کہ اُس سے ایک نشان باقی نہ رہا اور اسی طرح سے راجہ للتادوت نے ظہور اسلام سے پیشتر ایک دیوہرہ نہایت عظیم الشان اور مستحکم ترس جو پہین تیار کیا تھا اور نجومیون سے پوچھا تھا کہ یہ دیوہرہ کب تک قائم رہیگا اور کس طور سے ویران ہوگا نجومیون نے اوضاع فلکی کو مشاہدہ کرکے جواب دیا کہ اس تاریخ سے جب ایک ہزار اور ایک سال گذرینگے سکندر نام ایک بادشاہ اس بتخانہ کو خراب اور ویران کریگا اور عطارد کی صورت سے مورت کو اپنے ہاتھ سے فوراً توڑیگا للتادوت نے فرمایا کہ یہ مضمون ایک تانبے کے پتر پر کندہ کرکے ایک صندوق سی مین رکھکر اس عمارت کی بنیاد مین دفن کرو چنانچہ اُس عمارت کے کھودنے مین وہ لوح برآمد ہوئی اور مضمون لکھا ہوا حرف بحرف معلوم ہوا سلطان نے فرمایا کاشکے وہ لوگ یہ نوشتہ اس عمارت کی دیوار پر نصب کرتے تو مین بعد اطلاعیابی اُن منجمان کافر کے حکم کے خلاف اس عمارت کو مسمار نکرتا پھر سلطان سکندر اور بتخانون کو جنکی عمارت نہایت عمدہ اور رفیع تھی خراب کرکے بت شکن مشہور ہوا اور سلطان کے احکام حسنہ سے یہ دو حکم مین کہ اُسکے قلمرو مین شراب نہ بکتی تھی اور اُسکی ولایت سے کسی شخص ہندو خواہ مسلمان سے تمغا نہ لیتے تھے اور آخر عمر مین سلطان تپ محرق مین مبتلا ہوا اور اپنے تینون فرزندونکو کہ جنکا نام میرخان اور شاہی خان اور محمد خان تھا اپنے پاس بلاکر اُنکے کان نصیحت کے گوہر روشن سے مزین کرکے اتحاد اور وفاق کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے میرخان کو خطاب علی شاہ دیکر سلطنت اُسکے تفویض کی اور

سنہ ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری مین فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بائیس سال تھی

ذکر سلطان علی شاہ بن سکندر شاہ بت شکن کی حکومت اور فرمانروائی کا

سلطان علی شاہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کشمیر کے سریر پر جلوہ گر ہوا اور ہر چند خرد سال تھا لیکن جو سلطان سکندر کی مہابت اور صلابت لوگونکے دل مین جاگزین تھی اُسکے حلقۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور اُسنے آغاز سلطنت مین جمیع مہمات ملکی سیہ بٹ کہ وزیر سکندر شاہ تھا اُس سے رجوع کیئے اور اُسنے چار برس کے عرصہ مین مسند وزارت پر بیٹھکر رعایا پر قسم قسم کے ظلم سکندر شاہ کے زمانہ کے موافق ہندوون اور اپنے ہمقوم برہمنون سے روا رکھے جو شخص مسلمان نہوا اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کرکے زمین اُسکے خون سے رنگین کی چنانچہ تھوڑے عرصہ مین اس گروہ سے کشمیر مین ایک نشان نرہا جو مسلمان نہوئے وہ بخوف تیغ اسلام اپنی ولایت سے نکل گئے ناگاہ سیہ بٹ تپ دق مین گرفتار ہوکر فوت ہوا سلطان علی شاہ نے اُسکے بعد اپنے بھائی شاہی خان کو جو صاحب تدبیر اور شجاعت مین بے نظیر تھا امور مملکت کا مرجع کیا اور وہ جمیع مہمات شاہی کو انجام دیکر اپنے بھائی کو آسودہ رکھتا تھا اور جب شاہ علی شاہ کو جہان کی سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور کشمیر سے سوار ہونیکا ارادہ کیا اُسوقت شاہی خان کو اپنا جانشین کرکے اپنے بھائی محمد خان کو اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت فرمائی اور رخصت کیو اسطے راجہ جمون کے پاس جو علی شاہ کا خسر تھا گیا اور راجہ جمو اور راجہ جوری سنے اُسے شاہی خان کے ولیعہد کرنے اور ترک شاہی کے سبب سرزنش کرکے پشیمان کیا اور جو جانتے تھے کہ بے مدد اور اعانت سلطنت مسترد نہوگی راجہ جمون اور راجہ جوری مع لشکر کثیر سلطان علی شاہ کے ممد اور معاون ہوکر کشمیر کیطرف روانہ ہوئے اور اُس خطہ کو شاہی خان کے تصرف سے برآوردہ کرکے دوبارہ علی شاہ کے قبضہ مین لائے شاہی خان کشمیر سے برآمد ہوکر سیالکوٹ کی سمت گیا اور جسرت کھکر نے کہ انھین دنون مین سمرقند مین صاحبقران کی قید سے بھاگکر پنجاب مین تسلط تمام پیدا کیا تھا شاہی خان اُسکے پاس التجا اور پناہ لایا اور سلطان علی شاہ نے مع لشکر بیکران کشمیر سے برآمد ہوکر جسرت اور شاہی خان کا تعاقب کیا اور اُنھون نے اُسکی تاخت اور تفرقہ اور خستگی سے واقف ہوکر اُسی دن بھاڑ دنکے درمیان مین صفوف جنگ آراستہ کین اور علی شاہ کو شکست دی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ علی شاہ زندہ جسرت کے ہاتھ لگا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ شکست کھاکر بھاگا اور شاہی خان نے اُسکا تعاقب کرکے ولایت سے باہر کیا اور خود تختگاہ سلطنت مین جاکر زمام سلطنت قبضہ مین لایا اور شہر کشمیر کی خلقت کہ خواہان اُسکی تھی محظوظ اور خوشحال ہوئی اور شادیانہ کے نقارے بجانے لگی علی شاہ کی مدت سلطنت چھ سال اور نو ماہ تھی

اور یہ واقعہ سنہ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین واقع ہوا تھا

ذکر سلطان زین العابدین کی سلطنت کا

جب شاہی خان کشمیر مین بجاے برادر تخت نشین ہوا اور اپنا خطاب سلطان زین العابدین رکھکر افواج کثیر جسرت کے ہمراہ کی تو اُسکی مدد کے واسطے جاکر ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کرے اگرچہ جسرت شاہ دہلی سے برابری نکرسکتا تھا لیکن سلطان کے لشکر کی قوت اور اعانت سے تمام پنجاب وغیرہ پر متصرف ہوا

اور سلطان نے قصد جہانگیری کا کرکے لشکر تبت پر بھیجا اور اُس ولایت کو بزور شمشیر لیا اور اکثر ولایت کو جو آب کشتہ کے کنارے تھی خراب اور ویران کرکے اُسکے باشندون کو قتل کیا اور اپنے بھائی محمد خان کو صاحب مشورہ کرکے مہمات جزوی و کلی ساتھ اُسکے رجوع کین خود فقط بالتشخیص اور فیصل کرتا تھا اور جمیع فرقے کے آدمیون سے صحبت رکھتا تھا اور جو کہ علوم و فنون تحصیل کر چکا تھا ہمیشہ اُسکی مجلس کہ مراد دربار سے ہے داناؤن ہندو اور مسلمان سے معمور رہتی تھی اور علوم موسیقی مین بھی خوب طاق تھا اور اکثر اوقات اُسکی ہمت ولایات کی آبادی اور زراعت کی تکثیر اور ہنرون کے اجرا مین مصروف رہتی تھی اور حکم عام نافذ کیا تھا کہ تمام ولایات مین جس شخص کا مال چوری جاوے زمیندار اُس موضع کے تاوان دیوین چنانچہ اس ترتیب کے سبب اُسکی تمام قلمرو مین چوری موقوف ہوتی اور وہ بد رسمین جو سیہ بٹ سے باقی رہی تھین یکقلم دفع کین اور نرخ نویسی اُسکے زمانہ مین جاری ہوئی تھی سلاطین سابق کے عہد مین نہ تھی اور دستور العمل یعنے قواعد اور ضوابط جو یہ اپنے تختہائے مسی پر کندہ کرکے ہر ایک شہر اور موضع مین آویزان کیے تھے یہانتک کہ رسوم ظلم ولایت کشمیر سے دفع کی اور منقول ہے کہ اُسنے تانبے کے پترون پر لکھا تھا کہ جو شخص آوے اور ساتھ اس دستور کے کام نہ کرے خدا کی لعنت مین گرفتار ہو اور سلطان نے طبابت کیواسطے سری بھٹ کو طبیعت حاذق تھا تربیت کی اور اُسکے التماس کے موافق برہمنون کو کہ سلطان سکندر کے زمانہ مین سیہ بٹ کے خوف سے نکل گئے تھے ولایات دور دست سے طلب کرکے جاگیر اُنکے واسطے مقرر کی اور ہنود کے معابد مقرری مین وقت تعین کرکے جزیہ کا مانع ہوا اور گاؤکشی بھی موقوف کی اور برہمنون اور تمام ہندؤن کو طلب کرکے اُنسے عہد لیا کہ دروغ نہ کہین جو کچھ کتب ہندوی مین تحریر ہے اُس سے خلاف نکرین اور ارباب کفر کی تمام عادتین اور رسمین جو شاہ سکندر کے عہد مین برطرف اور معدوم ہوئی تھین مثل قشقہ کھینچنے اور جلانا عورت کا ہمراہ شوہر کے سلطان زین العابدین نے سب کو از سر نو زندہ کین نذر اور بھینٹ اور جرمانہ وغیرہ جو عامل اور تحصیلدار رعایا سے لیتے تھے موقوف کی اور حکم عام کیا کہ سوداگر جو متاع کہ ولایتون سے لاتے ہین اپنے مکان مین پوشیدہ نکرین ساتھ اُس قیمت کے کہ خرید کی ہے نفع قلیل پر بیچتے رہین اور بیع اور شرا مین غبن فاحش روا نہ رکھین اور سلطان نے تمام قیدیون کو کہ سلاطین سابق کے عہد مین مقید ہوئے تھے سب کو یکقلم آزاد کیا اور اُسکے ضوابط سے ایک یہ ہے کہ جس ولایت کو فتح کرتا تھا خزانہ اُسکا فوج پر تقسیم فرماتا تھا اور اپنے پایہ تخت کے دستور کے مطابق خراج اُس ملک کی رعایا پر مقرر کرتا تھا اور سرکشون اور ستمگرون کو گوشمالی دیتا تھا اور مرتبہ اعلی سے ادنی درجہ پر پہونچاتا تھا فقیرون اور ضعیفون کو نوازش کرکے درجۂ اوسط مین نگاہ رکھتا تھا اسلیے کہ ایک حالت پر رہین یعنے تونگری مضرت سے نہ بغاوت کرین اور نہ افلاس سے گداے مطلق ہووین اور پارسائی اُسکی اسدرجہ تھی کہ عورت بیگانہ کو اپنی مان اور بہن کی جگہ تصور کرتا تھا اور کسی صورت روا نہ رکھتا تھا کہ میری نظر نامحرم کے منہ یا مال غیر پر بنظر خیانت و طمع پڑے اور اس مہربانی کے سبب کہ رعایا پر رکھتا تھا گز اور جریب جو ہمیشہ سے تھی اُسسے زیادہ کیا اور شاہ کی وجہ خرچ خاصہ اُس ندی کے حاصل سے تھی جو تانبے کی کان سے پیدا ہوتا تھا اور مزدور اُسمین ہمیشہ کام کرتے تھے

یعنے تانبا نکالتے تھے اور جو شاہ سکندر کے عہد مین چاندی اور سونے وغیرہ کے بتون کو توڑکر دار الضرب مین مسکوک کیا تھا وہ سونا کچھ کھوٹا تھا سلطان نے حکم فرمایا کہ مس خالص کو جو اُسکا سکا نسے حاصل ہوا ٹکسال مین سکہ مسکوک کرین اور سلطان جس شخص پر غضبناک ہوتا تھا لازم نہ تھا کہ اُسے سزا ہو پہونچا دے یعنے اُسکے حق مین نقول بد سے جو کچھ کہتا تھا وہی ہوتا تھا اور وہ جس کسی سے ناخوش رہتا تھا اُسے اپنی ولایت کے حدود سے نکالدیتا تھا اور وہ نہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھپر غضبناک ہے بلکہ راضی جاتا تھا اور کارروائی اُسکی ایک ضمن مین ہوتی تھی اور لوگ اُسکے عہد مین ساتھ جس ملت کے چاہتے تھے رہتے تھے اور کوئی از روے تعصب یعنے دین کی حمایت سے دوسرے کا متعرض نہوتا تھا اور برہمن اور ہندو جو سلطان سکندر کے عہد مین مسلمان ہوے تھے اُسکے عہد مین مرتد ہوگئے تھے اور کوئی عالم اسلام اُنپر ارتداد کے سبب پکڑ دھکڑ کی قدرت نہ رکھتا تھا اور سلطان نے کوہ باران کے قریب ایک نہر لاکر نیا شہر بنا کیا تھا کہ آبادی اُسکی پچ کوسی تھی اور علاوہ اسکے اور بھی شہر آباد کیے تھے اور کالپور وغیرہ مین پانی دو رستے لاکر نہرین تیار کین تھین اور پل باندھے تھے اور زراعت کی تکثیر کی تاکید فرماتا تھا اور اُن مواضع مین کہ اُسنے اپنی ذات خاص سے آبادی کی تھی علما اور فضلا اور غربا کو آباد کیا تھا تاکہ مسافرون کو طعام دیتے رہین اور جو کچھ محتاجونکو نقد وجنس درکار ہو اُس موضع کی جنس سے صرف کرتے رہین اور مملکت کشمیر مین کوئی زمین بے آب وزراعت باقی نہ رہی مگر وہ مقام کہ جسکی خبر شاہ کو نہ پہونچی بے آب رہا اور سلطان نے ارادہ کیا کہ حوض ویرناک جو شکل دریا کے مشاہدہ ہوتا ہے اور احکام اُس ناحیہ نے اُسکا متعذر بند کیا ہے اُسکے درمیان ایک عمارت عالیشان بنا کرے پھر اُس زمانہ کے داناؤن کو بلاکر مشورہ کیا چنانچہ بعد تامل اور تفکر کے سبکی راے نے اسپر اتفاق کیا کہ چند کوشیان چوکور چوبی بناکر اُنھین پتھر سے پر کرکے پانی مین غرق کرین اور جب وہ پتھر پانی سے بلند ہووے اُسپر عمارت بناوین جب ایسا کیا وہ کوشیان سنگین پانی سے چند گز بلند ہوگئین سلطان نے اُس مقام مین عمارت عالی یعنے مساجد اور منازل اور باغ تعمیر فرماے اور اُسکا نام زین لنکا رکھا اور فی الواقع وہ عمارت اس خوبی کے ساتھ تیار ہوئی کہ شاید تمام عالم مین بعضے مقام مین اُسکا نظیر ہو اور شاہ نے چند موضع اُس مقام کے مصارف کیواسطے وقف کیے اور سلطان اس دنیاے فانی سے ایسا وارستہ اور آزاد تھا کہ باوجود اس حشمت وشوکت کے ہرگز اسباب سلطنت سے تعلق نہ رکھتا تھا اور خزانون کی فراہمی کا اُسے مطلق خیال وشوق نتھا اور سلطان زین العابدین کے عہد مین ملا احمد نام ایک شاعر دانشمند پیدا ہوا کہ ایک لحظہ مین مجلس مین بیٹھکر جس بحر اور قافیہ مین کہا جاتا تھا فی البدیہہ اشعار پر مضمون صد ہا کہتا تھا اور جس مسئلہ مشکل کو پوچھتے تھے اُسیوقت جواب دیتا تھا اور سلطان اُسکی تعظیم اور جمیع علماے مین تقصیر نہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بزرگوار ہمارے مرشد اور قبلہ ہین اور اُنھون نے ہمین ضلالت سے نکال کر ساتھ ہدایت کے پہونچایا ہے اور اسیطرح سے جوگیون کا بھی احترام کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرتاض اور غریب ہین اور کسی فرقہ کے عیب کو مشاہدہ نکرتا تھا اُسکے ہنر کا چرچا تھا اور فراست اور عقل کا ایسا تیز تھا کہ ہر قسم کے قضیہ اور مشکل کو جو عاقلون سے حل نہوتے تھے سلطان اُسکا دم بھر مین فیصلہ اچھی کرتا تھا چنانچہ ایسے مقدمون سے ایک مقدمہ یہ ہے

کہ اُسکے عہد مین ایک عورت اپنی سوت سے عداوت قلبی رکھتی تھی اور اُسے کسی حیلہ سے دفع نکر سکتی تھی ایک رات کو اُس بیوقوف نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ہلاک کیا اور صبح کو اُس خون کی تہمت اُسپر کرکے بادشاہ کے پاس دادخواہ ہوئی سلطان نے اس مقدمہ کو منصفون کے سپرد کیا اور جب وہ اس معاملہ کی تشخیص سے عاجز ہوے سلطان نے اول اُس عورت کو جو متہم تھی خلوت مین طلب کرکے اُس سے پوچھا کہ اگر فی الواقع تونے اس لڑکے کو ہلاک کیا ہو تو مجھسے سچ کہہ تو مین تجھے معاف کرون اور جو دروغ کہیگی تیرے قتل کا حکم جاری کرونگا اُسنے جواب دیا کہ آپ جو چاہین فرمائین خدا شاہد ہے مین اس لڑکے کے قتل ہونے سے ہرگز واقفیت نہین رکھتی سلطان نے جواب دیا اگر یہ فعل تجھسے صادر نہین ہوا ہے ایک کام کر کہ تو اس دربار مین مادر زاد برہنہ ہو کر ہمارے حضور سے اپنے مکان مین جا تو جانین کہ تو اس خون کی تہمت سے پاک ہے وہ سر اپنا گریبان فکر مین لیگئی اور بعد تامل کے یہ جواب دیا کہ اگر مجھے ہلاک کیجیے ہزار مرتبہ بہتر اس زندگانی سے ہے کہ یہ امر جو کمال بے شرمی اور بیحیائی کا مجھسے مشاہدہ کیا جاوے مجھے تہمت خون کی کیا کام ہے جو اس امر زشت پر قیام کرون یہ جواب سنکر سلطان نے مدعیہ کو جس نے خون کی تہمت لگائی تھی اُسے تنہا طلب کرکے پوچھا کہ سچ کہہ اس لڑکے کو کسنے قتل کیا ہے عورت نے کہا کہ اگر یہ میری سوت اس لڑکے کی قاتل نہو مجھے بجاے اُسکے مقتول کیجیے سلطان نے کہا اگر تو اس دعوی مین سچی ہے اہل مجلس کے روبرو برہنہ ہو وہ بیحیا فوراً اس امر پر راضی ہوئی اور بیحیائی سے ازار بند کھولکر برہنہ ہونے پر تھی کہ سلطان اس امر سے مانع ہوا اور فرمایا کہ یہ کام اسی بے حیا کا ہے اپنی سوت کے لگانے کیواسطے اسنے اپنے لخت دل کو قتل کیا اور تہمت اُسپر رکھی فرمایا کہ چند تازیانہ مارو جب مار پڑنے لگی وہ اپنے فعل زشت کی مقر ہوئی اور سلطان کو یقین ہوا کہ اس طفل بیچارہ کی یہی قاتل ہے حکم اُسکے قتل کا صادر فرمایا اور سلطان کی جملہ عادات سے ایک عادت یہ تھی کہ حکم قتل اور زدوکوب کا نافذ نہ فرماتا تھا بلکہ جس مقام پر جو گرفتار ہوتا تھا حکم تھا کہ زنجیر اُسکے پانوٗن مین ڈالکر قید کرو اور اُس سے ہر روز مشقت لو یعنے عمارت کی تعمیر کے واسطے پتھر اور مٹی اُٹھواؤ اور رحم قلبی سے آدمیون کو شکار کی ممانعت کی تھی کہ جانور مارے نجاوین اور ماہ رمضان مین سلطان گوشت نہ کھاتا تھا غرضکہ جب آوازہ اُسکے جود و احسان کا عالم مین منتشر ہوا مغنی اور سازندہ کہ علم موسیقی مین اپنے وقت کے نایک تھے اطراف و جوانب سے اسقدر کشمیر مین آئے کہ کشمیر اُنکی کثرت سے رشک فرنگ ہوا اور ملا عود شاگرد عبد القادر کا جو صاحب تصانیف مشہور ہے خراسان سے سلطان کے پاس آیا اور عود ایسا بجایا کہ سلطان کو پسند آیا اور محظوظ ہو کر اُسکے حال پر نوازش فرمائی اور انعام سے مالامال کیا اور ملا جمیل متخلص حافظی جو شعر گوئی اور خوش خوانی مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا مجلس سلطان مین حاضر ہو کر اس خوش الحانی سے غزلین اور معرفتین گاتا تھا کہ سلطان کو حالت وجد مین کبھی رقت تمام حاصل ہوتی تھی اور گاہے نہایت خوش ہوتا تھا اس سبب سے ہر سال ملا جمیل کو اسقدر زر خطیر دیتا تھا کہ اُسکی شرح کا مقدور نہین ہے اور ملا جمیل کے نقش اور آثار سلطان کے ذکر جمیل کے مانند اس زمانہ تک کشمیر مین مشہور ہے اور سلطان کے عہد مین حبیب نام ایک آتشباز پیدا ہوا کہ چشم زمانہ نے عینک مہر و ماہ سے اس سے بہتر مشاہدہ

نہ کیا تھا اُسنے فن آتشبازی مین ایسی ایجاد اور اختراعات کی تھی کہ لوگ حیران رہتے تھے اور کشمیر مین
تفنگ اُسنے پیدا کی اور بادشاہ کے سامنے دو ایمن تیار کین اور دیگر ہنر دکھلائے اور آدمیونکو تعلیم دی اور
وہ آتشبازی کے سوا جمیع علوم مین فائق تھا اور سلطان کی مجلس اہل نغمہ وارباب طرب سے کہ حسن صورت
اور قوالی اور خوش آوازی مین یکتائے روزگار تھے اور حرکات وسکنات یعنے ناچنے اور بھاؤ بتانے مین جہانمین
اپنا نظیر نہ رکھتے تھے رشک بہشت تھی اور ناچنے والے اور نٹ اُسکے زمانہ مین پیدا ہوئے اور اُنمین سے بعضے
گویے انمین ایسے دستگاہ رکھتے تھے کہ ایک نقش کو بارہ مقام یعنے بارہ پردہ مین ادا کرتے تھے اور سلطان نے
اہل طرب کے اکثر سازونکو یعنے عود اور رباب اور طنبور وغیرہ کو طلاے خالص کے تختونسے منڈھکر جواہر سے مرصع
کیا تھا اور سوم نام ایک کشمیری جو زبان کشمیر مین شعر کہتا تھا اور علوم ہندی مین فرد تھا اُسنے زین حرب نام کتاب
حالات سلطان کے بیان مین مشروحاً تصنیف کی اور مسمی بودی بت جو شاہنامہ فردوسی طوسی کا آغاز سے
انجام تک یاد رکھتا تھا اُسنے زین نام ایک کتاب علم موسیقی مین شاہ کے نام تالیف کرکے بادشاہ کے حضور مین پیش کی
اور اُسکے صلہ مین نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز ہوا اور شاہ جمیع لغات فارسی اور ہندی اور تبتی وغیرہ
مین نہایت درجہ مہارت رکھتا تھا اور ہر ایک بولی مین کلام کرتا تھا یہانتک کہ اکثر کتب عربی اور فارسی کو ہندی
مین ترجمہ کیا تھا اور کتاب راج ترنگنی کہ مراد شاہان کشمیر کی تاریخ سے ہے اُسکے عہد مین تصنیف ہوئی اور
محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ مین مہابھارت کا ترجمہ جو بد عبارت تھا دوبارہ عبارت فصیح مین ہوا اور
تاریخ کشمیر کو بھی فارسی مین ترجمہ کیا اور جو بادشاہ کہ شاہ زین کے معاصر تھے اُسکی خوبیونکا شہرہ
سنکر اپنا اشتیاق ملاقات اظہار کرتے تھے خصوصاً خاقان سعید ابو سعید شاہ نے خراسان سے گھوڑے
تازی شایستہ اور خچر راہوار اور اونٹ قوی ہیکل اُسکے واسطے ہدیہ بھیجے بادشاہ اس امر سے نہایت
محظوظ ہوا اور اُسکے مقابلہ مین زعفران اور کاغذ کشمیری عمدہ اور مشک اور عطر اور گلاب اور سرکہ اور
دوشالے خوب اور بلور کے ظروف اور کشمیر کے اور بھی اشیاے نفیسہ اور نادر خاقان سعید کی خدمت مین
ارسال فرمایا اور راجہ تبت سرورسنے کہ ایک حوض مشہور ہے اور اُسکا پانی کبھی تغیر اور تبدل نہین قبول
کرتا ہے وہانکے دو جانور کمیاب کہ راج ہنس نام رکھتے تھے اور نہایت خوبصورت اور عمدہ تھے سلطان
زین العابدین کیواسطے بھیجے سلطان اُنھین دیکھکر نہایت خوش ہوا اور خاصیت اُن جانورونکی یہ تھی کہ
دودھ کو پانی مین مخلوط کرکے جب اُنکے روبرو رکھو وہ اپنی منقار یعنے چونچ سے شیر کے اجزا پانی کے اجزا سے
جدا کرکے نوش کرتے تھے آب خالص باقی رہتا تھا شاہ نے یہ امر مشاہدہ کرکے یقین جانا جو کچھ انکی خاصیت
سنتے تھے سچ ہے اور شاہ نے آغاز شاہی سے جیسا کہ مذکور ہوا اپنے بھائی محمد خان کو وکیل مطلق اور ولیعہد مستقل کیا
تھا جب محمد خان نے وفات پائی اُسکے فرزند حیدر کو جانشین پدر کیا اور مہمات ملکی کا اُسے اختیار دیا
اور مسعود اور شیرد و نام کہ دونون برادر حقیقی اور سلطان کے کوکا تھے اُنکا بہت اعتبار کرتا تھا اور
اُنھون نے آپسمین خصومت کی اور شیرد نے اپنے بڑے بھائی مسعود کو ہلاک کیا اور شاہ نے اُسکے
قصاص مین شیرد کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور سلطان کے تین فرزند تھے آدم خان کہ سب سے بڑا تھا

لیکن بادشاہ کی نظر مین ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا تھا اور حاجی خان منجھلے بیٹے کو نہایت دوست رکھتا تھا اور
بہرام خان چھوٹے فرزند کو جاگیر بہت دی تھی اور ایک شخص ملا درویش نام کو باجی گری کے ساحل سے نکالکر
دریاخان خطاب دے کر سرفراز کیا اور جمیع کاروبار مملکت اُسکے سپرد کرکے بجاطر جمع عیش مین مشغول
ہوا اور جس روز کہ شیردو کوکا نے اس عالم سے کوچ کیا سلطان نے روزانہ بطریق شرفیان کہ جیا یہ
شتر بار طلا ہوتا ہی اُسکی روح کی ترویج کے واسطے اطفال کو خیرات لیا اور یہ بھی روایت ہی کہ اس عرصہ مین
شاہ زین العابدین کو ایسی بیماری سخت عارض ہوئی کہ زندگی سے مایوس تھا قضارا اُنھیں ایام مین ایک
جوگی کشمیر مین وارد ہوا اور جب اُس نے سُنا کہ سلطان مرض صعب مین مبتلا ہی امراے سلطان کے پاس
آنکر یہ تقریر کی کہ تم لوگ اُسکی صحت سے مایوس ہوا اور مین ایک علم ایسا جانتا ہون کہ بادشاہ کی بیماری
اپنی طرف کھینچ لون اور سلطان شفاے کامل پاوے اُنھون نے یہ امر غنیمت بلکہ غرائب جان کر اُسکو
سلطان کے پاس لے گئے جوگی نے دیکھکر یہ بات کہی کہ بادشاہ کا مرض نہایت سخت ہی مجھے مع ایک شاگرد
یہان چھوڑکر تم چلے جاؤ تو مین علم کے زور سے بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچون اُنھون نے استاد مع
شاگرد بادشاہ کے پاس چھوڑا اور جوگی نے ساتھ اُس صنعت کے کہ رکھتا تھا اپنی روح سلطان
کے قالب مین درلایا اور سلطان کی روح اپنے بدن مین منتقل کی اور شاگرد سے یہ بات کہی کہ میرے
قالب کو آسن پر یعنے میرے مقام مین لیجاکر اُسکی محافظت مین مصروف رہ کہ کتا یا بلی یا اور کوئی جانور
درندہ مجھے صدمہ نہ پہونچاوے تو مین روح سلطان کی صحیح اور تندرست کرکے اپنی حالت اصلی پر آؤن
غرضکہ شاگرد نے اُس جوگی کے بدن کو کہ ضعف اور ناتوانی کی شدت اور غلبہ سے بیحس و حرکت تھا حجرے
سے نکال لایا اور وزرا سے کہا کہ میرے اُستاد نے سلطان کی بیماری اپنے اوپر لی اور مین اُسکا
بدن معالجہ کے واسطے لیے جاتا ہون اور تم سب صاحب اپنے مالک کو دیکھو ارکان دولت جب حجرہ
مین آئے سلطان کو صحیح اور تندرست پایا سب حیران ہوئے اور اُسکے شکریہ مین چند روز جشن کیا اور
صدقے اور نذرین آدمیون کو دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان تا مدت مدید زندہ رہا لیکن ارباب
دانش نقل روح کے قائل نہین اور کہتے ہین کہ نقل روح ایک بدن سے دوسرے بدن مین ہرگز نہین ہوسکتی
اور مؤلف اس کتاب یعنے محمد قاسم فرشتہ کا یہ قول ہی کہ جو جوگی ریاضت کش اور صاحب کشف و
کرامات اور مستجاب الدعوات ہوتے ہین جس شخص پر کہ نظر التفات مبذول رکھتے ہین اُسکے مرض کو
بطریق نقل مرض اپنی طرف کھینچ لیتے ہین یعنی نقل مرض اپنے بدن پر کرتے ہین نہ نقل روح یا انکی دعا کی
تاثیر سے وہ مرض یا وہ شی جو اُنکے مطلوب اور محبوب کو عارض ہوتی ہی نقل کرتی ہی اور وہ مریض اُس بلا
سے نجات پاتا ہی جیساکہ رشحات مین جو ملا علی بن ملا حسین کاشفی کی تالیف ہی اور اُسمین مشایخ نقشبندیہ
کے حالات تحریر ہین لکھا ہی کہ ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد حسن پارسا قدس اللہ سرہ العزیز
سے بہ نیت سفر جہاز پر سوار ہوکر سبزوار مین پہونچے اور چند روز وہان قیام کیا اور طالبان صادق
اور مستعدان واثق اس بلدہ کے آنحضرت کو غنیمت جانکر اُن کی صحبت مین حاضر ہوتے تھے ازانجملہ

ایک اُس شہر کے بزرگون مین سے کہ سادات عظام تھے اُنھون نے آنحضرت سے نہایت درجہ محبت اور اتحاد بہم پہونچایا اور جب وہ بزرگوار چند روز آنحضرت کی صحبت مین نہ پہونچے اُنکے ایک آشنا سے پوچھا کہ کیا سبب ہے چند روز سے وہ سید میرے پاس تشریف نہین لاتے اُسنے جواب دیا کہ دانتون کے درد کی شدت سے اُنکا مُنھ ورم کر آیا ہے اور تپ محرق مین گرفتار اور درد کی شدت سے نالان اور بیقرار ہے شیخ نے فرمایا کہ وہ جوان قابل ہے مین اُسکی عیادت کو جاؤنگا جب ہمراہ جوان کے اُسکے بالین پر تشریف لیگئے دیکھا کہ وہ سید درد دندان کے سبب تپ محرق مین بستر علالت پر پڑا ہوا لوٹتا ہے شیخ بعد مزاج پرسی کے ایک لحظہ سکوت کرکے اُسکے مرض کی طرف متوجہ ہوے اور ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا اِس عرصہ مین درد اُس سیدزادہ کے دانتون کا بالکل دفع ہوا صحت پائی اور ورم اُسکے مُنھ کا شیخ کے چہرۂ مبارک پر منتقل ہوا جب سید نے اُس سے نجات پائی شیخ منزل مقصود کی طرف راہی ہوے اور وہ سیدزادہ اپنے مکان کے دروازہ تک مشایعت کرکے اپنی صحت سے خوشوقت ہوا اور شیخ پندرہ روز اُس مرض مین مبتلا رہے آخر کو برطرف ہوا اور یہ سلب یعنی عمل خانوادہ نقشبندیہ کا ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قیاس معلوم ہوتا ہے کہ جوگی اور سلطان زین العابدین کا بھی معاملہ ایسا ہی ہوگا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اُن دنون مین شاہزادون نے آپس مین نزاع کی اور آدم خان یعنی سلطان کا بڑا بیٹا اپنے باپ کے حکم کے بموجب کشمیر سے برآمد ہوا اور جمعیت سوار اور پیادے اور گولہ انداز اور تیرانداز ون کی بہم پہونچاکر ولایت تبت کو سلطرین وجہ سے فتح کیا اور غنیمت بہت سلطان کے پاس لایا سلطان محظوظ ہوا اور اُسپر نظر نوازش مبذول فرمائی اور حاجی خان کو لوہر کوٹ کی طرف نامزد کیا اور آدم خان کو حاجی خان کی ناموافقت کے سبب اپنے پاس نگاہ رکھا اور بعضے مفسدان واقعہ طلب نے حاجی خان کو اغوا کرکے لوہر کوٹ سے سلطان کے بدون حکم کشمیر کے سمت روانہ کیا سلطان نے پہلے پیغام بھیجکر اُسے نصیحت کی اور کشمیر کے آنے سے مانع ہوا جب اُسنے شاہ کا ارشاد گوش ارادت سے نہ سُنا اور اپنے ارادہ سے باز نہ آیا آخر کو سلطان خود مع لشکر عظیم کشمیر سے برآمد ہوا اور پلپل کے میدان مین بعزم جنگ فروکش ہوا اُسوقت حاجی خان نے اپنے فعل زشت سے نادم ہوکر چاہا کہ شاہ کی ملازمت مین حاضر ہون لیکن اُسکے سپاہیون نے نہ مانا آخر وہ صف جنگ درست کرکے میدان مین آیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور سردار نامی طرفین کے کام آسئے اور آدم خان نے اُس معرکہ مین داد مردی اور مردانگی کی دی اور صبح سے شام تک تنور جنگ گرم رہا آخر کو حاجی خان تاب مقاومت نہ لایا اور افواج اُسکی مغلوب ہوئی اور ہیرہ پور کی سمت بھاگی آدم خان نے پیچھا کرکے اکثر مفرورون کو علف تیغ خون آشام کیا اور چاہا کہ جب تک حاجی خان گرفتار نہو کسی مقام مین قیام نہ کرون سلطان نے اُسے تعاقب سے باز رکھا حاجی خان بقیۃ السیف کو ہمراہ لیکر ہیرہ پور سے بنیر مین گیا اور زخمیون کے معالجہ مین مشغول ہوا سلطان بعد فتح کشمیر مین آیا اور مخالفون کے سرون سے ایک منار بلند بنایا اور حاجی خان کے لشکر کے اسیرون کے لیئے حکم قتل نافذ فرمایا اور ولایت کامراج کی سپاہ آدم خان کے ہمراہ نامزد فرمائی اور آدم خان اس جماعت کو

کہ حاجی خان کے باعث اغوا ہوئی تھی جستجو کرتا تھا اور اُنکے اہل وعیال پر نہایت ایذا اور صعوبت
پہونچاکر زر خطیر وصول کرتا تھا بسبب اس تقریب کے اکثر سپاہی حاجی خان سے جدا ہوکر آدم خان کے
شریک ہوئے اور سلطان نے بعد اس واقعہ کے آدم خان کو ولیعہد کیا اور آدم خان نے چھ برس حکومت
باستقلال تمام کی اور ملک آباد تھا اسکے بعد ولایت کشمیر مین ایسا قحط پڑا کہ آدمی بھوک کی شدت مین
نان کے عوض مین جان دیتے تھے اور سونے اور چاندی کو چھوڑ کر غلہ اور اذوقہ کی چوری کو غنیمت
جانتے تھے فقرا اور غربا میوۂ خام کھانے سے ہر طرف مرتے تھے اور بعضے بھوسے کے بھوسی پر قناعت
کرتے تھے وہ بھی میسر نہوتی تھی اس واقعہ سے سلطان محزون اور غمگین رہتا تھا اور غلہ اور اذوقہ رعایا
پر تقسیم فرماتا تھا جب قحط کی بلا بالکل دفع ہوئی سلطان نے بعضے خال مین چوتھا حصہ اور بعضے مقامون مین
ساتوان حصہ خراج کا لکھ دیا اور آدم خان نے ولایت کمراج پر جب قدرت تاخت اور باخت کی پائی
قسم قسم کے ظلم وجور اُس حدود مین برپا کیے اور جس شخص کے پاس جو شی دیکھتا تھا چھین لیتا تھا اور
بہت لوگ اُسکے ہاتھ سے عاجز ہوکر سلطان کے پاس دادخواہ ہوئے اور جو حکم کہ سلطان اُسپر نافذ
فرماتا تھا وہ ہرگز قبول نہ کرتا تھا بلکہ قطب الدین پور مین اقامت کی بنیاد ڈالکر سلطان کے مقابلہ
کے واسطے لشکر بیشمار فراہم کیا اور سلطان نے اُس سے متوہم ہوکر کسی حیلہ اور بہانہ سے تسلی دیکر
پھر اُسکو کمراج کی طرف بھیجا اور شر کے دفع ہونے کے واسطے بحسب ضرورت حاجی خان کے نام باستمالت
تمام فرمان بھیجکر بسرعت طلب کیا اتفاقاً انھین دنون مین آدم خان کامراج سے برآمد ہوا اور حاجی خان
اُس سے لڑا اور تائید ایزدی سے اُسے شکست دیکر سوپور کو غارت کرکے خاک سیاہ کیا اور
سلطان نے یہ خبر سُنکر افواج قاہرہ آدم خان کے سرپر بھیجی اور طرفین نے ایسی جنگ عظیم کی کہ مافوق
اُس سے متصور نہین ہے اور بہادران آدم خان مقتول اور مغلوب ہوئے اور افواج سلطانی نے
اُسکے فرار کیوقت پل سوپور کا جو دریاے بہت پر واقع تھا توڑ ڈالا اور تین ہزار مرد اہل نبرد آدم خان کے
غرق ہوئے اور سلطان اُسوقت شہر سے برآمد ہوکر سوپور کے سمت روانہ ہوا اور رعایا کو دلاسا کرکے
آب بہت کے اُس طرف نزول اجلال فرمایا اور دریاے بہت کے اُس پار آدم خان فروکش ہوا اُسوقت
حاجی خان سلطان کے حسب الحکم پنچھ کے راستہ سے کہ نام ایک موضع کا ہے ارمولہ کے قریب پہونچا
اور سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام بہرام خان تھا حاجی خان کے استقبال کو بھیجا اور اُن
دونون بھائیون نے آپس مین خصوصیت اظہار کی اور آدم خان حاجی خان کے آنے سے رنجیدہ ہوا
اور خوف وہراس نے اُسپر غلبہ کیا شاہراہ کے راستہ سے بھاگا نیلاب مین جاکر پناہ لی اور سلطان
نے حاجی خان کو ہمراہ لیکر شہر کی طرف مراجعت فرمائی اور نظر الطاف اُسپر مبذول کرکے ولیعہد کیا اور
وہ بھی شب وروز کمر خدمت پر باندھکر اخلاص وادب مین دقیقہ نامرعی نہ چھوڑتا تھا اور تقصیرات
سابق کی تلافی بوجہ احسن کرکے ایسی شاہ کے دل مین جگہ کی کہ سلطان نے اور فرزندون سے
زیادہ تر اُسپر رعایت فرمائی اور ایک پٹکا اور ایک شمشیر جو جواہر قیمتی سے مرصع اور مکلل تھا

اُسے مرحمت کیا اور اُسکے آدمیون کیواسطے مناصب اور جاگیرین مقرر فرمائین اور چند روز کے بعد سلطان حاجی خان سے بسبب بدخوئی مدام اور قبول نہ کرنے نصیحت کے آزردہ ہوا جب سلطان کو اسہال دموی یعنی خون کے دست شروع ہوے اور مزاج اُسکا حاجی خان کے رنج کے سبب متغیر ہوا مہمات شاہی معطل اور ملتوی رہے اور اعیان حضرت نے سلطان سے پوشیدہ آدم خان کو طلب کیا اور آدم خان نے آنکر شاہ کو دیکھا لیکن آنا اور نہ آنا اُسکا مساوی ہوا سلطان ہرگز اُسپر التفات نہ کرتا تھا لیکن آدم خان بھائیون کے ساتھ عہد و پیمان درمیان مین لایا اور امرا سے بھی صلح اور موافقت کی چنانچہ خیرخواہون نے سلطان سے عرض کیا کہ ملک خراب ہوا جاتا ہے شاہزادون مین سے جسکو لائق جانئین اُسے سلطنت تفویض فرمائین سلطان نے قبول نہ کیا اور کام تقدیر الٰہی پر چھوڑا اتفاقاً بھائیون کے درمیان ایک صحبت بہم پہونچی بہرام خان نے گفتگو و خشونت آمیز اپنے دونون بھائیون سے کی اور انھین آپس مین دشمن کیا یہانتک کہ انھون نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور آدم خان سلطان سے رخصت لیکر بھائیون سے جدا ہوا اور قطب الدین پور مین گیا اور جوان دنون مین سلطان پر ضعف پیری اور بیماری غالب ہوئی آب و طعام کیطرف ملتفت نہوتا تھا اسواسطے امرا اور وزرا فساد کے خوف سے شاہزادون کو سلطان کی عیادت کو نہ جانے دیتے تھے اور کبھی کبھی خلائق کی تسلی کے واسطے شاہ کو ایک شاہ نشین پر بتکلیف لاکر آدمیون کو دکھلاتے تھے اور نقارہ شادیانے کا بجاتے تھے اور بادشاہ کو اسطور سے نگاہ رکھتے تھے القصہ حاجی خان اور بہرام خان مسلح ہوکر آدم خان کے مدافعہ پر آمادہ ہوے اور ہر روز اُسکے مقابلہ کو جاتے تھے اور سلطان کی بیماری اس خبر سے روز بروز افزون ہوتی تھی اور انھین دنون اُسکے ہوش و حواس مین فرق آیا اور بیہوشی طاری ہوئی جب ایک شبانہ روز سلطان بیہوش رہا آدم خان ایک رات کو تنہا قطب الدین پور سے سلطان کے دیکھنے کو آیا اور لشکر اطراف شہر مین محافظت کیواسطے چھوڑا اور وہ رات سلطان کے دیوانخانہ مین بسر کی اور حسن خان کچھی کہ ایک امراے نامدار سے تھا اُسنے اُسی رات امرا اور وزرا سے حاجی خان کی بیعت کروائی اور دوسرے دن آدم خان کو کسی حیلہ سے کشمیر سے نکالدیا اور حاجی خان کو بسرعت تمام طلب کیا حاجی خان دیوانخانہ مین طلب ہوا اور سلطان کے تمام اصطبل خاص کے گھوڑون پر متصرف ہوا اور لشکر بیشمار فراہم کرکے قلعہ کے باہر قیام پکڑا اور سلطان کے دیکھنے کی تمنا کی لیکن دشمنون کے غدر کے اندیشے سے محل مین نہ جا سکا اور آدم خان حاجی خان کی خبر دیوان عام کے داخلہ اور اُسکے غالب ہونے کی سُنکر کشمیر سے بر آمد ہوا اور بارہ مولہ کے راستے سے قصد ہندوستان کا کیا اس سبب سے اُسکے نوکر مایوس اور بیدل ہوکر اُس سے جدا ہوے اور زین لارک کہ حاجی خان کے ایک امراے معتبر سے تھا اُسنے ایک جماعت اپنے ہمراہ لیکر آدم خان کا پیچھا کیا اور آدم خان بھی اُسکا مقابلہ کرکے خوب لڑا اور زین لارک کے بھائیون اور عزیزون کو قتل کرکے نکل گیا اور اُسوقت حسن خان بیٹا حاجی خان کا جو پنچھ مین تھا اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور حاجی خان نے اُسکے آنے سے قوت تمام پائی کام اُسکا بالا ہوا اور جمعیت اور استقلال نہایت درجہ حاصل ہوئی اور سلطان زین العابدین انہتر برس کی عمر اور آخر ۸۷۷ آٹھ سو ستتر ہجری مین فوت ہوا مدت اُسکے سلطنت کی باون برس تھی

ذکر حاجی خان المخاطب شاہ حیدر کی شاہی کا

حاجی خان نے اپنے باپ کے انتقال کے تین روز بعد خطاب شاہ حیدر پایا سکندر پور مین جو بدیہ مشہور ہے اپنے باپ دادا کے آئین کے موافق تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اہل استحقاق کو زر خطیر نثار فرمایا اور اُسکے بھائی بہرام خان اور اُسکے فرزند حسن خان نے اپنے ہاتھ سے تاج سلطنت اُسکے زیب سر کرکے خدمت مین قیام کیا **بیت** چو مرگ افگند افسرے از سرے ✤ نہد آسمان بر سر دیگرے شاہ حیدر نے ولایت کمراج حسن خان کو جاگیر دے کر امیر الامرا اور اپنا ولیعہد کیا اور ولایت ناگام بہرام خان کو جاگیر دے کر اُسنے خوشدل کیا اور اطراف کے راجاؤن کو جو تعزیت اور تہنیت کے واسطے حاضر ہوے تھے خلعت اور گھوڑے دے کر رخصت کیا لیکن اکثر امرا اُس سے ناراض ہوکر جاگیرون پر گئے تھے اور جو بادشاہ ملک کے احوال سے بیخبر اور غافل تھا وزیرون سے قسم قسم کے ظلم و تعدی رعایا پر ہوتے تھے اور شاہ نے لولے نام حجام کو اپنے قرب مین ایسی خصوصیت بخشی تھی کہ جو کچھ وہ کہتا تھا شاہ اُسپر عمل کرکے سر مو تجاوز نہ کرتا تھا اور وہ حجام آدمیون سے رشوت لیتا تھا اور جس شخص سے بدظن ہوتا تھا اُس سے سلطان کا مزاج منحرف کرتا تھا اور حسن خان کچھی کہ جسنے زیادہ تر اسکی بیعت مین کوشش کی تھی لولے حجام کے اغوا سے مارا گیا اور اسوقت مین آدم خان لشکر کثیر فراہم لاکر بانتزاع ملک ولایت جمو مین پہونچا تھا جب اُسنے حسن خان کچھی کی خبر قتل سُنی فسخ عزیمت کی اور ملک دیو راجہ جمو کی برفاقت اُن مغلون کے جنگ کیواسطے کہ اُس نواح مین آئے تھے روانہ ہوا قضارا اُس معرکہ مین ایک تیر آدم خان کے دہن مین ایسا لگا کہ اُس زخم کے صدمہ سے جانبر نہوا شاہ حیدر اُسکی خبر وفات سُنکر غمگین ہوا اور نعش اُسکی جنگ گاہ سے اُٹھوا کر باپ کے مقبرہ کے نزدیک مدفون کی اور جو اُن دنون مین شاہ بسبب شرب مدام امراض صعب مین مبتلا ہوگیا تھا امرا نے اُسکے غیبت مین بہرام خان سے اتفاق کرکے چاہا کہ اُسے تخت پر بٹھا دین اور جب یہ خبر فتح خان ولد آدم خان کو جسنے شاہ کے حسب الحکم ہند کی سرحد پر جاکر بہت قلعہ فتح کیے تھے پہونچی وہ مع لشکر جرار بطریق ایلغار کشمیر مین داخل ہوا اور غنائم بیشمار شاہ کی خدمت مین لایا لیکن جو شاہ کی بلا اجازت آیا تھا اہل غرض نے باتین موحش کہکر شاہ کا مزاج اُس سے متغیر اور منحرف کیا اور اُسکی جانفشانی اور کوئی خدمت شاہ کو مقبول اور منظور نہوئی الغرض ایک دن بادشاہ قصر لچکردہ کے کمرہ پر برآمد ہوکر شرب شراب مین مشغول تھا حالت مستی مین پانؤن نے اُسکے لغزش کی اُس قصر رفیع سے زمین پر گرا اور مر گیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال و دو ماہ تھی

ذکر شاہ حسن ولد شاہ حیدر کی سلطنت کا

شاہ حسن اپنے باپ کے ایک شبانہ روز کے بعد احمد اسود کی سعی کے سبب تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا اور دوسرے دن اُن لوگون کو جن سے متوہم تھا قید کیا اور سکندر پور سے نئے شہر مین جاکر استقامت کی اور خزانہ باپ اور دادا اور چچا کا آدمیون پر نثار کیا اور احمد اسود کو ملک احمد

خطاب دیگر مہمات سلطنت اس سے رجوع کین اور اُسکے بیٹے نوروز کو دروازہ کا حاجب کیا اور
بہرام خان اپنے فرزند کو لیکر کشمیر سے برآمد ہوکر ہندوستان کی طرف عازم ہوا اس وجہ سے
سپاہ اُس سے جدا ہوئی اُسکا احوال عنقریب مذکور ہوگا اور شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے
قواعد اور ضوابط جو شاہ حیدر کے عہد مین بکلم موقوف اور معدوم ہوگئے تھے از سر نو زندہ کیے
اور مدار کار اُس آئین پر چھوڑا اور اسوقت مین بعضے مفسدون اور فتنہ انگیزون نے بہرام خان کے
پاس جاکر اُسے جنگ کی تحریض کی اور بعضے امرا نے بھی اُسے معروضہ بھیجکر طلب کیا بہرام خان ولایت
کرہار سے پلٹ کر پہاڑون کے راستہ سے ولایت کمراج مین پہونچا سلطان اسوقت بقصد سیر دینا پور مین
گیا تھا یہ خبر سُنکر اپنے چچا سے لڑنے کو سوپور کی طرف روانہ ہوا اور بعضے آدمیون نے شاہ کو سمجھایا کہ آپ
کو ہند کی طرف جانا مناسب ہے لیکن ملک احمد اسود نے اُسے جنگ کی ترغیب دیکر ہند کی روانگی سے باز رکھا
شاہ کو اُسکی راے پسند آئی ملک تاج خان کو مع لشکر گران بہرام خان کے مقابلہ کو بھیجا اور بہرام خان
اس امر کا مترصد تھا کہ لشکر سلطانی میرا شریک ہوگا جب اسکے خلاف عمل مین آیا اور موضع
نولہ پور مین جنگ شدید واقع ہوئی اور اُس حرب و ضرب مین ایک تیر بہرام خان کے دہن پر
لگا شکست کھا کر مرہٹہ کے سمت بھاگا اور افواج شاہی اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئی چنانچہ اُسے
اور اُسکے فرزند کو گرفتار کر لائی اور اُسکا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور وہ بحال خراب شاہ
کے پاس پہونچے شاہ نے دونون کو قید کیا اور چند روز کے بعد بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھروائی
تیسرے روز مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر عالم باقی کی طرف پرواز کر گیا اور زین بدر جو شاہ
زین العابدین کا وزیر تھا اور ملک احمد اسود سے تنازع رکھتا تھا اُسنے بہرام خان کی آنکھون مین سلائی
پھیرنے کے لیے بہت کوشش کی تھی شاہ حسن نے اُسکو گرفتار کرکے اُسی سلائی سے کہ جس سے بہرام خان
کو اندھا کیا تھا اُس کو زنک کو بھی کور کیا اور وہ بھی تین برس کے بعد قید خانہ مین مرگیا مصرع کار بد کردہ را
سزا اینست ✤ اور ملک احمد اسود کی وزارت زین بدر کے مرنے سے جکی یعنی استقلال حاصل ہوا اور اُسنے
ملک باری بہت کو مع لشکر آراستہ دہلی کی طرف عجب دیو راجہ جمو کی حمایت کیواسطے راجوری کے راستہ سے
روانہ کیا اور راجہ مذکور نے ملک باری بہت سے ملاقات کی ملک باری بہت نے لشکر انبوہ اسکی مدد
کو دیا اور وہ جاکر تاتار خان سے جو از جانب بادشاہ دہلی ولایت پنجاب اور دامن کوہ کا حاکم تھا لڑا
اور اُسکی ولایت تاراج کرکے شہر سیالکوٹ کو خراب اور ویران کیا القصہ سلطان حسن کی خاتون کے
بطن سے جو سید حسن بن سید ناصر کی دختر تھی دو فرزند توام یعنے جوڑوان پیدا ہوئے سلطان نے
ایک کا نام محمد رکھا اور اُسے ملک باری بہت کو پرورش کیواسطے سپرد کیا اور دوسرے کا اسم حسین رکھکر
ملک نوروز ولد ملک احمد اسود کو دیا اور اُس کی تربیت کی تاکید فرمائی اور اُن دنون مین ملک احمد اور
ملک باری سے ایسی رنجش ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا اور امرا کے درمیان مین بھی
دشمنی اور خصومت بہم پہونچی تھی اور معرکہ عظیم واقع ہوا رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ایکدات کو

سب جمعیت کرکے شاہ کے دیوانخانہ مین درآئے اور دست اندازی کرکے آگ لگائی اس سبب سے
سلطان نے ملک احمد اسود کو مع عزیز و اقارب اور اعوان و انصار گرفتار کرکے قید کیا اور مال اُسکا
تاراج کیا اور وہ قید خانہ مین مرگیا شاہ حسن نے سید ناصر کو جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا بلکہ
سلطان مجلس مین اُسے اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا اُسے کشمیر سے نکال دیا اور چند روز کے بعد پھر مقام
عنایت مین ہوکر اُسے اُس ولایت سے طلب کیا سید ناصر جب کوہ پیر پنجال کے درہ کے قریب پہونچا
تقضائے الٰہی سے فوت ہوا پھر شاہ نے سید حسن ولد سید ناصر کو جو حیات خاتون کا والد تھا دہلی
سے طلب کیا اور زمام اختیار اُسکے کف اقتدار مین دی سید حسن نے مزاج شاہ امرائے کشمیر
سے منحرف کیا اور ایک جماعت کثیر اعیان حضرت سے قتل کی اور ملک باری کو قید کیا اور بقیۃ السیف
بھاگ کر اطراف جوانب مین گئے اور جہانگیر ماکری کہ امرائے کبار سے تھا اُسنے بھاگ کر لوہر کوٹ کے
قلعہ مین پناہ لی اور بعد اسکے سلطان حسن کو کثرت جماع سے مرض اسہال طاری ہوا اور ضعف اور
ناتوانی نے اُسپر غلبہ کیا زندگی سے مایوس ہوکر ارکان سلطنت سے وصیت کی کہ میرے فرزند صغیر مین
سے یوسف خان ولد بہرام خان کو جو قید ہے یا فتح خان ولد آدم خان کو جو جسرو تھہ مین ہے سریر سلطنت پر
بٹھاؤ اور محمد خان کو ولیعہد کرو سید حسن نے ظاہر مین قبول کیا اور سلطان اُس مرض سے جانبر نہوا
مدت اُسکی حکومت کی معلوم نہ تھی اسوجہ سے قلم انداز ہوئی

ذکر محمد شاہ ولد حسن خان کی سرداری کا مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا تھا سید حسن کی سعی سے مسند حکومت پر فائز ہوا اور جب اُس روز اُسکے روبرو
تمام اسباب طلائی اور نقرئی اور ہتھیار اور لباس اور متاع نفیسہ لائے اُسنے کسی شے کیطرف التفات
نہ کی کمان ہاتھ مین لی حاضرین نے یہ عمل مشاہدہ کرکے اُسکی بزرگی اور مردانگی پر دلیل کی اور آپس مین
کہنے لگے کہ یہ بادشاہ امور جہانبانی مین نہایت کوشش کریگا اور اُسوقت مین سیدون کا اسقدر
عروج اور استقلال ہوا تھا کہ کسی امرا اور وزرائے اہل خطہ کو سلطان کی ملازمت مین جانے نہ دیتے تھے
کشمیریون نے اس امر سے تنگ آکر ایک رات کو باتفاق راجہ جموجو تاتار خان لودھی کے خوف سے کشمیر
مین پناہ لایا تھا سید حسن کو مع تیس نفر اعیان سادات سے جو نوشہرہ کے باغ مین تھے غدر سے قتل
کیا اور آب بہت سے عبور کرکے پل توڑ ڈالا اور اسطرف جمعیت کرکے بیٹھے اور سید محمد ولد سید حسن جو
سلطان کا خالو تھا جمعیت کرکے سلطان کی محافظت کیواسطے دیوانخانہ مین آیا اور ایسی شب مین کہ فتنہ
عظیم واقع ہوا تھا ہر شخص حیران تھا اور بعد سے زینہ طلب کیا کہ یوسف خان بن بہرام خان کو جو قید خانہ
مین تھا نکال لیجاوے سید علی نامے ایک امرائے سادات نے اس امر سے آگاہی پائی یوسف خان
کو اُسنے قتل کیا اور باجی بہت کو جو یوسف خان کے قتل ہونے سے تاسف کرتا تھا اُسنے بھی
قتل کیا اور یوسف خان کی والدہ نے کہ جبوقت سے بیوہ ہوئی تھی دنیا کا کارخانہ ہیچ سمجھکر تمام دن روزہ
رکھتی تھی اور افطار کے وقت جو کی روٹی تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ کرتی تھی اپنے فرزند کی نعش

بادل پاش پاش تین روز نگاہ رکھی اور اُسکے بعد دفن کی اور ایک حجرہ اُسکے مقبرہ کے قریب بنا کر کے
مدۃ العمر اُسمین رہی یہانتک کہ ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی القصہ سید علی خان مع سادات
دیگر مخالفون کی جنگ مین مشغول ہوا اور جانبین سے تیر وخدنگ کی لڑائی ہونے لگی طرفین سے آدمی
بہت قتل ہوے اور چوہا ورڈا کو شہر کو علانیہ تاراج کرنے لگے پھر سیدون نے ایک خندق شہر کے
گرد کھودوائی کر چورون کی شر سے نجات پائی اور مکان مخالفون کے شہر یا مواضع مین جہان تھے سب کو
خاک برابر کیا اور نہایت عجب اور تدبر سے محافظت اور نگہبانی نہ کرتے تھے اس درمیان مین جہانگیر
باکری کہ لوہر کوٹ مین رہتا تھا مخالفین کے حسب الطلب پہونچا ہر چند سید اُسے صلح کا پیغام بھیجتے
تھے وہ قبول نہ کرتا تھا ایک روز داؤد خان ولد جہانگیر باکری اور شمق باکری پل سے عبور کر کے
سیدون سے لڑے داؤد خان مع اکثر مخالفین مارا گیا اور سادات خوش ہوے اور نقارے
شادیانہ کے بجائے اور سر مخالفون سے میناری بنائی دوسرے دن سیدون نے چاہا کہ دھاوا کر کے
پل سے عبور کرین مخالف سد راہ ہوے اور پل کے درمیان مین جنگ عظیم واقع ہوئی اور پل ٹوٹ گیا
خلائق طرفین سے بہت غرق ہوئی اسکے بعد سیدون نے تاتارخان لودھی حاکم پنجاب کو خط لکھکر
کمک کی درخواست کی چنانچہ اُسنے فوج بیشمار اُنکی مدد کیواسطے بھیجی لیکن جب لشکر اُسکا جنیر کی نواح
مین پہونچا دھنش نام وہان کا راجہ اُس فوج سے لڑا اور اُسنے کئی آدمی بہادر اور نامی قتل
کیے مخالف یہ خبر سُنکر خوشحال ہوے اور سادات اور کشمیریون کے درمیان دو ماہ تک جنگ قائم
رہی آخر کو کشمیریون نے اپنی فوج کے تین بزن کر کے آب سے عبور کیا اور چارون طرف سے پہاڑ کو
گھیر لیا اور سیدون نے اُنسے مقابلہ کر کے داد مردی اور مردانگی دی اور جو جمعیت مخالفون کی دو چند تھی
اکثر سیدون کے سردار قتل ہوے اور باقی منہزم ہو کر شہر مین آئے اور کشمیریون نے تعاقب کر کے
ہاتھ قتل و غارت مین دراز کیا اور شہر مین آگ لگائی وہ آگ حضرت امیر کبیر میر سید ہمدانی رضی اللہ عنہ
کے خانقاہ معلے کے قریب پہونچکر ساکن ہوئی اور خانقاہ معلے کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور اُس روز عدد
مقتولون کے دس ہزار شمار ہوے تھے اور یہ واقعہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری مین واقع ہوا تھا اور
سید محمد بن سید حسن نے مسمی کمرائی کے مکان مین جا کر پناہ لی اور مخالف تمام ایکجا ہو کر دیوانخانہ مین
بادشاہ کے حجرے اور سلام کو گئے اور شاہ کو موافق کر کے سید علی خان کو مع دیگر سادات کشمیر سے نکالدیا
اور ہر سرام کو زرخطیر دیکر رخصت کیا اور چونکہ ہر ایک کشمیری دعوے سرداری کا رکھتا تھا تھوڑے
عرصہ مین اُنکے درمیان مخالفت اور دشمنی ظاہر ہوئی اور سلطنت کے انتظام مین فتور واقع ہوا
اور فتح خان ولد آدم خان بن شاہ زین العابدین جب بعد وفات تاتارخان لودھی کے جالندھر سے
بقصد انتزاع مملکت موروثی راجوری مین آنکر مقیم ہوا اور مردم مواقعہ طلب اور جنگ جو امرا اور روزا سے
فوج فوج اُسکے پاس پہونچے دو جانبین سے ہر ایک کو انعام دیکر امیدوار کرتا تھا اور وہ متوقع اس
امر کا تھا کہ جہانگیر باکری سب سے بیشتر آنکر مجھسے ملاقات کرے اور جہانگیر باکری اس خیال سے کہ

مخالفون

مخالفون نے پیشتر جاکر فتح خان سے ملاقات کی پھر حاضر ہوا محمد شاہ کو کشمیر سے ہمراہ لیکر میدان کرسوا مین
فرود کش ہوا اور فتح خان نے بھی ہیرہ پور کے راستے سے آدون کی نواحی مین پہونچکر دریا پر قبضہ کیا اور شاہ کے
مقابل آیا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئین اور تنور حرب گرم ہوا پہلے فتح خان نے غلبہ کیا قریب
تھا کہ لشکر سلطان کا متفرق اور پریشان ہووے آخر جہانگیر ماکری نے پاسے ثبات زمین معرکہ مین محکم کر کے
پچاس مرد نامی اور جرار فتح خان کے لشکر کے قتل کیے اور فتح خان کا لشکر شکست کھا کر متفرق ہوا اور قریب
تھا کہ فتح خان جہانگیر ماکری کے تعاقب سے گرفتار ہووے کہ ایک منافق نے اثناے تعاقب مین یہ خبر
دروغ مشہور کی کہ سلطان محمد شاہ کو مخالفون نے گرفتار کر لیا جہانگیر یہ خبر سنکر اسکے تعاقب سے باز رہا اور
سلطان نے مظفر اور منصور ہو کر کشمیر کی طرف معاودت فرمائی اور ملک یاری بہت کو ان زمیندارون کے
مواضع کی تاراجی کیواسطے جنھون نے فتح خان کو جگہ دی تھی بھیجا اور فتح خان کہ غائب تھا پھر بہرام کلہ کے نواح
مین کہ مواضعات کشمیر سے ہے ظاہر آیا اور دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر کشمیر کی تسخیر کو آیا جہانگیر ماکری مع لشکر
انبوہ اسکے مقابلہ کیواسطے برآمد ہوا اور موضع کدواکے میدان مین کہ پرگنہ ناگام سے ہے داخل ہوا وزیر جو
فتح خان کا خدمتگار تھا اسوقت فرصت پاکر شہر کی طرف گیا اور سیفی اور وانگری کو جو مع جماعت کثیر امرا
قید تھے سب کو قید خانہ سے نکال لایا جہانگیر ماکری انکی رہائی سے غمگین ہوا اور فتح خان سے صلح کا ارادہ
کیا اور راجوری کے راجہ کو کہ فتح خان اسکی مدد کو آیا تھا پیغام کیا کہ فتح خان کے لشکر مین تفرقہ ڈالے
اور راجوری کے راجہ اور جہانگیر ماکری نے متفق ہو کر فتح خان کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اسکا
پیچھا کیا اور فتح خان نے ملک جمو کو جاکر فتح کیا اور لشکر کثیر اور جمعیت غفیر بہم پہونچا کر دوبارہ بہ نیت تسخیر کشمیر
کے آیا اور جہانگیر ماکری نے سیدون کو جو قبل اسکے نکال دیا تھا تسلی اور دلاسا کر کے طلب کیا پھر سلطان
اور فتح خان سے جنگ عظیم ہوئی اور سیفی وانگری نے بھی فتح خان کی طرف سے جنگ مردانہ بلکہ رستمانہ
کی اور سلطان کی سمت سے سیدون نے خوب داد مردی اور مردانگی دی اور ایک جماعت کثیر انمین سے
بدرجۂ شہادت فائز ہوئی اور جو کہ انمین سے باقی رہی سلطان اور جہانگیر ماکری کے محل اعتماد ہوئی اور
اس مرتبہ بھی فتح خان شکست پاکر بھاگ گیا اور پھر ایک لشکر انبوہ فراہم کر کے کشمیر پر چڑھائی کی اور غالب
ہوا بیت گل شادی اگر خواہی زخار غم مکش دامن + قدم گر طالب گنجی بکام اژدہا در نہ + اور یہ نوبت
پہونچی کہ سلطان محمد شاہ کے پاس کوئی نہ رہا اور خزانے اسکے لٹ گئے اور جہانگیر ماکری زخمی ہو کر کسی طرف
بھاگ گیا اور میر سید محمد بن سید حسن فتح خان کا شریک ہوا اور بعد چند روز کے محمد شاہ کو زمیندارون
نے گرفتار کر کے فتح خان کے سپرد کیا اور اسوقت دس سال اور سات ماہ اسکی شاہی سے منقضی
ہوئے تھے اور فتح خان اسے مع اپنے بھائیون کے دیوانخانہ مین نگاہ رکھتا تھا اور حکم دیا تھا کہ
تمام سامان عیش و عشرت اور اکل و شرب اور جمیع ضروریات اسکے واسطے مہیا رکھین اور سیفی
وانگری اسکی خدمت مین قیام کر کے کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا فروگذاشت نہ کرتے تھے

ذکر فتح شاہ بن آدم خان کی حکومت مرتبہ اول کا

فتح خان بن آدم خان سنہ ۸۶۴ آٹھسو چونسٹھ ہجری مین اپنا فتح شاہ خطاب رکھکر سریر شاہی پر ممکن ہوا اور سیفی ڈانگری کو اپنے مہمات کا مدار المہام کیا اُسوقت مین میر شمس یعنی شاہ قاسم انوار ابن سید محمد نوربخش کا مرید عراق سے کشمیر مین آیا اور خلائق کا محل اعتماد ہوا اور اُسکے مرید ونکے مصارف کیواسطے مواضع وقف ہوے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملی اور صوفی معابد کفار کی خرابی اور ویرانی مین کوشش کرتے تھے اور کوئی اُنھین مانع نہوسکتا تھا غرضکہ عرصہ قلیل مین مردم کشمیر خصوصًا طائفہ چک میر شمس کے مرید ہوے اور لباس تصوف مین اُسکا مذہب کہ مذہب شیعہ تھا اختیار کیا اور اکثر لوگ اُس نواح کے اُس مذہب مین داخل ہوے اور بعضے جو جاہل تھے اور میر شمس کے رمز اور باریکی نہ سمجھتے تھے اُسکے بعد وفات ملحد ہوے اور ما ورا اسکے امرا کے درمیان نزاع اور خصومت بہم پہونچی دیوانخانہ سلطانی مین آنکر بطور خانہ جنگی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ملک اجھی اور زینا کہ فتح خان کے اعیان سے تھے محمد خان کو محبس سے برآوردہ کرکے بار دوا مین لائے جب اُسمین رشد کے آثار مشاہدہ نہوئے اس حرکت سے نادم ہوکر چاہا کہ پھر محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کرین محمد شاہ یہ خبر سُنکر اپنے باپ کی جاگہ کے سمت راہی ہوا اور بعد اسکے فتح شاہ نے ولایت کشمیر کو درمیان اپنے اور ملک اجھی اور سنکر کے برابر تقسیم کی اور ملک اجھی کو وزیر مطلق اور سنکر کو دیوان کل کیا اور ملک اجھی قضایا کے فیصل کرنے مین فراست کی تیزی سے نہایت دستگاہ رکھتا تھا ازانجملہ یہ ہے کہ دو شخص ایک پیچک باریک ریشمی کیواسطے آپسمین نزاع رکھتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ پیچک میری ہے جب یہ قضیہ ملک اجھی کی سماعت مین دائر ہوا متخاصمین سے یہ سوال کیا کہ یہ پیچک انگلی پر لپٹی ہے یا لتہ پر مدعا علیہ نے جواب دیا انگلی پر اور مدعی نے عرض کی لتہ پر جب کھولی گئی معلوم ہوا کہ انگلی پر لپٹی تھی القصہ جب ایک مدت فتح خان کی شاہی سے منقضی ہوئی ابراہیم یعنی جہانگیر ماکری کا بیٹا جسے منصب باپ کا تفویض ہوا تھا محمد شاہ کی خدمت مین جاکر ہندوستان سے تحریص کرکے ولایت کشمیر پر چڑھالایا اور کھوہا سولہ کے اطراف مین اُس سے اور فتح شاہ سے جنگ شدید واقع ہوئی اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست پائی اور فتح شاہ ہیرہ پور کے راستے سے ہندوستان کی طرف گیا اور منقول ہے کہ فتح شاہ نے نوسال بادشاہی کی تھی کہ یہ واقعہ وقوع مین آیا

ذکر محمد شاہ کی دوبارہ حکومت کا کشمیر پر اور بیان اُسوقت کے واقعات کا

محمد شاہ جب دوبارہ تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور اسکندر خان کو جو شاہ شہاب الدین کی اولاد سے تھا اپنا ولیعہد کیا اور ابراہیم ماکری کے بیٹون نے ملک اجھی کو کہ اُنکے پاس تھا قید خانہ مین جاکر قتل کیا اور فتح شاہ عرصہ قلیل مین جمعیت کثیر بہم پہونچاکر پھر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد شاہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لاکر بے جنگ بھاگا مدت اُسکی سلطنت کی اس مرتبہ نوماہ اور نوروز تھی

ذکر فتح شاہ کی دوبارہ شاہی پانے کا

فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر متصرف ہوا اور جہانگیر کو جو فرقہ بدرہ سے تھا وزیر مطلق اور سنکر زیبا کو دیوان کل کیا اور سپاہ اور رعیت کے رفاہ کیواسطے عدل و انصاف کو مروج کیا اور محمد شاہ نے ہزیمت کھا کر شاہ سکندر لودھی کے پاس دہلی مین گیا اور شاہ موصوف نے لشکر بتیار اُسکی امداد کیواسطے بھیجا اور جہانگیر بدرہ فتح شاہ سے رنجیدہ ہوکر محمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسے راجوری کے راستے سے کشمیر کی سمت لیگیا فتح شاہ نے جہانگیر ماکری کو اپنی فوج کا ہراول کرکے محمد شاہ کی جنگ کو بھیجا اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اور جہانگیر ماکری مع فرزند اُس معرکہ مین مارا گیا اور فتح شاہ کے امراے معتبر مثل علی شاہ وغیرہ اُسکی رفاقت چھوڑکر محمد شاہ کی ملازمت مین داخل ہوے فتح شاہ ناچار ہوکر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور اُسی سرزمین پر فوت ہوا اس مرتبہ مدت اُسکی شاہی کی ایک سال اور ایک ماہ تھی

تذکرہ سلطان محمد شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت پر متمکن ہونیکا

نقل ہی کہ اس مرتبہ محمد شاہ نے سریر شاہی پر اجلاس کرکے نقارے شادیانہ کے بجائے سنکر زیبا کو جو فتح شاہ کے امراے معتبر سے تھا قید کیا اور ملک کاجی چک کو کہ فراست اور شجاعت مین موصوف اور معروف تھا منصب وزارت پر منصوب فرمایا ملک کاجی بھی قضایا فیصل کرنے مین فراست عظیم رکھتا تھا از انجملہ ایک یہ ہی کہ ایک محرر کی ایک زوجہ تھی اور وہ بحسب اتفاق اُس عورت سے چندے دور رہا عورت نے اُسکی غیبت مین بے صبری کرکے دوسرا شوہر کیا بعد اسکے جب وہ محرر سفر سے آیا اُس سے اور دوسرے شوہر سے مناقشہ بہم پہونچا اور عورت نے شوہر اول کی تکذیب کی اور اُسکی شوہریت سے منکر ہوئی پھر تینون شخص ملک کاجی کے پاس دادخواہ ہوے اور چونکہ اُنمین سے کوئی شخص گواہ اپنے دعوی کے موافق نہ رکھتا تھا اس قضیہ کی تحقیقات اور تشخیص دشوار ہوئی آخر کو ملک کاجی نے اُس عورت سے یہ بات کہی کہ تو سچ کہتی ہی اور یہ محرر جھوٹا ہی آ تھوڑا پانی میری دوات مین ڈالدے تو مین تیرے واسطے ایسی دست آویز لکھدون کہ بعد اسکے اُسکو تجھسے کچھ سروکار نرہے عورت اُٹھی اور جسقدر پانی کہ ضرور تھا دوات مین ڈالا ملک نے کہا اور ڈال اُسنے تھوڑا پانی کہ سیاہی کو ضائع نہ کرے ڈالا اور اُس عمل مین کمال احتیاط بجالائی اُسوقت ملک کاجی نے حاضرین سے کہا کہ اسکی احتیاط اور ہوشیاری سے یقین ہوتا ہی کہ یہ عورت لکھنے والے کی ہی پھر عورت نے بھی آخر کو اقرار کیا کہ یہ نویسندہ میرا پہلا خاوند ہی قضیہ فیصل اور مناقشہ دور ہوا الغرض جب محمد شاہ نے استقلال تمام بہم پہونچایا فتح شاہ نے اکثر امرا مثل سیفی وانکری وغیرہ کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور سنکر زیبا قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور فتح شاہ کی نعش اُسکے نوکر ہندوستان سے کشمیر مین لائے محمد شاہ اُسکے استقبال کو گیا اور شاہ زین العابدین کے مقبرہ کے اطراف مین دفن فرمائی اور یہ واقعہ ۹۲۲ نوسو بائیس ہجری مین واقع ہوا جب ملک کاجی نے جنگ ابراہیم ماکری کو قید کیا اُسکا بیٹا ابدال ماکری بعضے مردم

ہند کے اتفاق سے اسکندر خان بن فتح شاہ کو شاہ بناکر کشمیر مین لایا اور محمد شاہ اور ملک کاجی جگ نوبور پرگنہ ماہکل مین سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین مخالفون کی جنگ کیواسطے وارد ہوئے اسکندر تاب مقاومت نہ لایا قلعہ ناکام مین پناہ لی اور ملک کاجی نے اُسے محاصرہ کیا اور چند روز فریقین کے درمیان مین جنگ قائم رہی اس درمیان مین امراے سلطان بقصد بغاوت سلطان سے جدا ہوکر سکندر شاہ کے پاس حاضر ہوے۔ ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود نام کو اُنکے مقابلہ کو بھیجا وہ جنگ مردانہ کرکے مارا گیا لیکن فتح مسعود کے ہمراہیون کو ہوئی اور اسکندر خان ناکام قلعہ ناکام چھوڑکر نکل گیا اور ملک کاجی جگ قلعہ مین داخل ہوا اور تمام ماکری ورق گنجیفہ کیطرح ابتر اور پریشان اسکندر خان کے پیچھے روانہ ہوے اور محمد شاہ نے منصور اور مسرور ہوکر اپنی دارالحکومت کیطرف مراجعت کی اور صاحب استقلال ہوا اور اس عرصہ مین شاہ کا مزاج دشمنون کی بدی اور بدگوئی کے سبب ملک کاجی سے منحرف ہوا اور ملک کاجی جگ متوہم اور ہراسان ہوکر راجوری کے سمت راہی ہوا اور اسطرف کے راجاؤن کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اُسوقت مین کہ اسکندر خان محمد شاہ سے شکست پاکر گیا تھا وہ باتفاق ایک جماعت مغلان فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ سے آکر لوہر کوٹ پر متصرف ہوا اور ملک باری بھائی ملک کاجی جگ کا اس امر سے خبردار ہوکر اُسکے مقابلہ کو گیا اور بعد جنگ اُسے دستگیر کرکے محمد شاہ کے پاس بھیجا شاہ اس دولتخواہی کے سبب ملک کاجی جگ سے راضی ہوا اور پھر عہدۂ وزارت اُسکے تفویض فرمایا اور اسکندر خان کی آنکھون مین سلائی پھیری اور خود چشم زخم زمانہ سے مطمئن ہوا ابراہیم خان بیٹا محمد شاہ کا جو اپنے باپ کے ہمراہ ابراہیم شاہ لودھی کے پاس دہلی گیا تھا شاہ ابراہیم لودھی نے اُسے اپنی خدمت مین نگاہ رکھا اور اُسکے باپ محمد شاہ کو مع لشکر بسیار رخصت کیا اُسوقت مین بادشاہ ابراہیم لودھی کے حادثہ کے سبب کشمیر مین آیا اور ملک کاجی جگ کہ بادشاہ سے اسکندر خان کی آنکھون مین سلائی پھیرنے سے رنجیدہ تھا پہلے اُسکے مقربون کو جس بہانہ سے کہ ممکن تھا قید کیا اُسکے بعد شاہ کو مقید کرکے ابراہیم خان کو تخت پر بٹھایا محمد شاہ کی مدت سلطنت اس مرتبہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور گیارہ روز تھی

ذکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی کا

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا ملک کاجی جگ کو بدستور اول وزیر مستقل کیا اور ابدال ماکری یعنے ابراہیم ماکری کا بیٹا کہ ملک کاجی جگ کے دست ظلم سے ہند کی طرف گیا تھا اُسوقت فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوکر عرض پرداز ہوا کہ بندہ دشمنون کے غلبہ سے اس درگاہ مین پناہ لایا ہے اگر حضرت میرے حال شکستہ بال پر نظر توجہ مبذول فرماکر ایک لشکر امداد فرمادین کشمیر کو بندگان اعلی کیواسطے سہلترین وجہ سے تسخیر کردون آنحضرت نے اُسکی صورت اور سیرت مشاہدہ کرکے بزبان تلطف فرمایا کہ جنگل مین بھی ایسے آدمی بہم پہونچتے ہین یہ فرماکر پہلے اُسے خلعت اور اسپ سے سرفراز کیا من بعد لشکر بیشمار اُسکی ہمراہی کیواسطے تعین کیا اور شیخ علی بیگ اور محمود خان کو سردار اُس لشکر کا کیا جب ابدال ماکری نے دیکھا کہ کشمیری مغلون سے متنفر کرتے ہین مصلحۃً

نام شاہی کا نازک شاہ بن ابراہیم پر رکھکر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور اسطرف سے ملک کاجی چک سنے ابراہیم شاہ کو ہمراہ لیکر موضع سلاح پرگنہ بالکل مین لشکرگاہ کیا اور طرفین ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوے ابدال ماکری سنے ملک کاجی چک کو یہ پیغام بھیجا کہ مین فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ کی خدمت مین جاکر مدد لایا ہون شوکت اور صلابت اُس بادشاہ کی اس درجہ ہے کہ بادشاہ ابراہیم لودھی کو جو پانچ لاکھ مرد اہل نبرد رکھتا تھا اُسنے آن واحد اور طرفۃ العین مین خاک برابر کیا خیریت اسی مین ہے کہ تو جلد اپنے تئین اُس بادشاہ فلک بارگاہ کے سلک دولتخواہون مین منتظم کر اور اگر یہ دولت تیرے نصیب نہین ہے اس لشکر ظفر پیکر سے مقابلہ کر کہ وقت مہلت اور غفلت کا نہین ہے ملک کاجی چک اُسوقت سید ابراہیم خان اور شیر ملک اور ملک تازی کو تین فوج کا سردار کرکے جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور طرفین مین معرکہ شدید اور مقاتلہ عظیم واقع ہوا آدمی بہت مارے گئے اور امراے نامدار یعنے سید ابراہیم خان اور ملک تازی اور شیر ملک وغیرہ کہ ہر ایک رتبۂ عظیم رکھتے تھے قتل ہوے اور ملک کاجی مضطرب ہوکر شہر کی طرف بھاگ گیا اور جب وہان بھی مفر کی صورت نظر نہ آئی پہاڑون کے سمت راہی ہوا اور ابراہیم شاہ کا کچھ احوال دریافت نہوا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا مدت اُسکی بادشاہی کی آٹھ مہینے اور پانچ روز تھی

ذکر نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت کا

اُسنے اپنے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر مین جلوس کیا اور مردم کشمیر کو جو مغلون سے متوہم تھے اُنھین دلاسا دیکر مطمئن کیا اور کشمیری اُسکے جلوس سے خوش ہوے اور شہر سے برآمد ہوکر نوشہر مین جو قدیم سے شاہان کشمیر کا پایۂ تخت تھا استقامت کی ابدال ماکری کو منصب وزارت دیکر وکیل مطلق کیا اور ابدال ماکری ملک کاجی کا پیچھا جبل نگری تک کرکے پلٹ آیا اور جب معلوم ہوا کہ وہ دستیاب نہوگا ولایتون کی تقسیم شروع کی چنانچہ بعد تقرری خالصہ تمام ولایت کے چار حصہ قرار پائے ایک حصہ ابدال ماکری اور ایک حصہ شیخ میر علی کو دیا اور باقی دو حصہ سپاہ کو واگذاشت ہوے اور بابر شاہ کے ملازمون کو تحف و ہدایا بہت دیکر ہند کی طرف رخصت کیا اور پیغام عتاب آمیز ملک کاجی چک کو بھیجکر محمد شاہ کو اپنے پاس طلب کیا اور شیخ میر علی نے وہان جاکر محمد شاہ کو لوہر کوٹ کے قلعہ سے برآوردہ کیا اور دونون باتفاق کشمیر مین آئے اور ملک کاجی چک کے آنیکی ممانعت کی محمد شاہ چوتھی مرتبہ تخت پر متمکن ہوا

جلوہ گر ہونا محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ مملکت کشمیر پر

محمد شاہ تخت پر بیٹھکر شکر خداتعالی بجالایا پھر نازک شاہ کو کہ بیس سال اور بیس روز بادشاہی کی تھی اپنا ولیعہد کیا اور اس سال مین فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ نے عالم فانی سے انتقال کیا جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ نے سریر شاہی پر اجلاس فرمایا اور جب محمد شاہ کا زمانہ بادشاہی گذرا ملک کاجی چک کہ ولایت کوہستان مین گیا تھا جمعیت انبوہ اُس ولایت سے بہم پہونچا کر ٹھر اہد کے اطراف مین آیا اور ملک ابدال ماکری نے بقت کرکے جنگ کی ملک کاجی بھاگ کر بھیر مین آیا

اور جو کہ اُن دنون مین کامران میرزا ولایت پنجاب پر غلبہ تمام رکھتا تھا شیخ علی بیگ اور محمد خان مغل کہ بعد فتح کشمیر ابدال ماکری کے بلا اجازت مراجعت کی تھی کامران میرزا کی خدمت مین آنکر عرض پیرا ہوئے کہ جو ہم تمام ولایت کشمیر سے خبر دار ہین اگر آپ تھوڑی توجہ فرمائین وہ ولایت نہایت آسانی سے دستیاب ہوگی کامران میرزا نے محرم بیگ کو لشکر کا سپہ سالار کر کے ہمراہ اُن امرا کے جو کشمیر سے آئے تھے کشمیر کی تسخیر پر نامزد کیا اور جب مغلون کی فوج کشمیر کے قریب پہونچی تمام کشمیری اُنکے خوف سے مال و اسباب اپنا مکانون مین چھوڑ کر کوہستان کے سمت بھاگ گئے اور مغل کی افواج نے کشمیر کو تاراج کیا اور آگ لگائی اور بعضے کشمیری جو پہاڑون سے مغل کے مقابلہ کو آئے تھے مارے گئے اور ابدال ماکری کو اول یہ گمان تھا کہ ملک کاجی چک لشکر مغل کے ہمراہ ہے جب اُسے یقین ہوا کہ وہ مغلون مین داخل نہین ہے اتحاد اور یگانگی اظہار کر کے اُسے مع لڑکون اور بھائیون کے طلب کر کے عہد و پیمان درمیان مین لایا یہ امر کشمیریون کی قوت کا سبب ہوا اور جنگ پر ہمہ تن آمادہ ہوئے اور مغلون سے خوب لڑے اور وہ تاب مقاومت نہ لاکر اپنے ملک کیطرف راہی ہوئے اور بعد چند عرصہ کے ملک کاجی چک ملک ابدال کا مکر اور غدر اور غرور کہ مشاہدہ کیا تھا وہان کے رہنے سے ناراض ہوکر بھیر کی طرف گیا اور اُسی سال گذشتہ مین کہ ۹۳۹ھ نوسو انتالیس ہجری تھی شاہ سعید شاہ سلطان کاشغر نے اپنے فرزند شاہزادہ سکندر خان کو میرزا حیدر کاشغری کے ہمراہ مع بارہ ہزار مرد تبت اور لار کے راستہ سے کشمیر پر بھیجا اور کشمیری اُنکی بہادری اور شوکت کا آوازہ سُنکر کشمیر خالی کر کے بے جنگ ہر ایک اطراف مین بھاگ گئے اور پہاڑون مین پناہ لی کاشغریون نے ولایت کشمیر مین داخل ہوکر عمارات عالیہ کو جو شاہان سابق سے یادگار تھے مسمار کر کے خاک برابر کی اور شہر مین آگ لگائی اور خزانہ اور دفینہ جو زمین مین مدفون تھے سب کو تلاش کر کے برآوردہ کیے اور تمام لشکر مال و اسباب سے متمول ہوا اور جس مقام مین کشمیریون کی استقامت کی خبر پاتے تھے اُنھین قتل اور اسیر کرتے تھے غرضکہ تین مہینے تک یہ حال رہا اور ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری اور سرداران نامی نے چکدرہ کیطرف جاکر پناہ لی اور جب وہان صورت مغرنہ دیکھی تھا اور بارہ دار مین گئے اور وہان سے بادہ کے راستہ سے پہاڑ سے اُتر کر مغلون کے مقابلہ کو روانہ ہوئے اور سکندر خان اور میرزا حیدر کاشغری بھی مع لشکر انبوہ اُنکے مقابل آئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی کشمیر کے سردارونین سے ملک علی اور میر حسن اور شیخ میر علی اور میر کمال مارے گئے اور کاشغریون سے بھی مردم خوب قتل ہوئے اور کشمیری پسپا ہوکر مُنہ معرکہ سے پھیرا چاہتے تھے کہ ملک کاجی چک اور ابدال ماکری نے پائے ثبات میدان لین مین محکم کر کے کشمیریون کو جنگ کی ترغیب اور تحریص کی اور داد مردی اور مردانگی دی طرفین سے آدمی بیشمار مقتول ہوئے اور چند قالب بے سر اُٹھکر حرکت مین آئے وجہاُنکی سابق مین مذکور ہوئی غرضکہ صبح سے شام تک جنگ قائم رہی اور شب کو طرفین اپنے غنیم سے اجازت لیکر اپنے ڈیرا و پر گئے اور دونون گروہ جنگ سے دستکش ہوکر صلح پر راضی ہوئے پھر کاشغریون نے صوف اور سقرلاط اور اشیاے نفیسہ بھیجکر نسبت خویشی کی قرار دی اور محمد شاہ نے بھی ملک ابدال ماکری اور ملک کاجی چک کی معرفت صلح نامہ لکھکر مع نفائس کشمیر کاشغریون کے پاس بھیجا اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ اپنی دختر شاہزادہ سکندر خان کے عقد ازدواج مین لاوے اور کشمیریونکو جو مغلون نے

اسیر کیا تھا رہائی دی اور کاشغری اس صلح سے راضی ہو کر کاشغر کی طرف متوجہ ہوئے اور پریشانی جو کشمیر مین واقع ہوئی تھی ساتھ اس امن اور آسودگی کے مبدل ہوئی اور اُس سال مین دو ستارے ذات الاذناب یعنے دُم دار طلوع ہوئے انھین دنون مین قحط عظیم پیدا ہوا اکثر خلائق بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئی اور باقی جو زندہ رہے تھے اُنھون نے جلاوطنی اختیار کر کے اقطار عالم مین متفرق ہوئی اور قصبہ دلجو کا کہ جسنے قتل عام کیا تھا آدمیون کے دلون سے فراموش ہوا یعنے اس حادثہ کے مقابل آسان دکھائی دیتا تھا خدا بھوک کی بلا سے جمیع خلائق کو محفوظ رکھے اور اس قحط نے دس ماہ کا طول کھینچا جب فصل میوہ کی پہونچی خلق کو فی الجملہ آسودگی ہوئی اور اُسوقت مین ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری کے درمیان رنجش آئی ملک کاجی چک شہر سے برآمد ہو کر زین پور مین مقیم ہوا اور ملک ابدال ماکری نے منصب وزارت پر قیام کیا اور حکام اور عمال رعایا پر جو چاہتے تھے کرتے تھے کوئی شخص دادرسی نہ کرتا تھا بعد چند روز کے محمد شاہ تپ محرق کہ مراد مرض الموت سے ہے مبتلا ہوا اور جسقدر زر نقد رکھتا تھا محتاجون پر تقسیم کیا لیکن قضاے الٰہی سے جانبر نہوا مدت اُسکی شاہی کی پچاس سال تھی

ذکر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی کا

ظاہرا سلطان شمس الدین بعد وفات اپنے باپ کے تخت شاہی پر متمکن ہوا لیکن وزرا کی فہمائش سے تمام ولایت امرا پر تقسیم کی اور اہل کشمیر اُسکے اجلال سے نہایت راضی اور خوشدل ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین ملک کاجی چک اور ابدال ماکری سے باہم نزاع ہوئی ملک کاجی چک شاہ کو ملک ابدال ماکری کے مدافعہ کیواسطے کوسوار کیطرف لیگیا اور ملک ابدال بھی جمعیت تمام بہم پہونچا کر شاہ کے مقابل آیا آخر کو صلح ہوئی ملک ابدال ماکری کمراج مین کہ اُسکی جاگیر تھی گیا اور سلطان شمس الدین اور ملک کاجی چک نے سری نگر کی طرف معاودت کی اور کچھ چند روز کے بعد ملک ابدال ماکری سر بادشاہ کی اطاعت سے پھیر کر فساد پر آمادہ ہوا اور ولایت کمراج مین فتور اور خلل برپا کیا لیکن اس مرتبہ بھی آتش فساد آسانی سے ساکن ہوئی الغرض اس بادشاہ کا احوال تاریخ کشمیر مین اس سے زیادہ دریافت نہوا لہذا اسی پر اکتفا کی

مشرف ہونا نازک شاہ کا دوبارہ کشمیر کی شاہی پر

بعد باپ کے اُسکا بیٹا نازک شاہ مسند شاہی پر جلوہ گر ہوا لیکن ابھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ میرزا حیدر ترک غلبہ پا کر متصرف ہوا اور میرزا حیدر کی حکومت کا خطبہ اور سکہ بنام نامی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے تھا

ذکر میرزا حیدر ترک کے تسلط کا مملکت کشمیر پر

واضح ہو کہ سنہ ۹۴۸ نوسو اڑتالیس ہجری مین جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور سے شکست پا کر لاہور مین آیا تھا ملک ابدال ماکری اور زنگی چک اور بعضے اعیان مملکت کشمیر نے شاہ ممدوح کو عرضداشت کشمیر لینے کی ترغیب مین لکھکر میرزا حیدر ترک کے ذریعہ سے بھیجی تھی آنحضرت نے میرزا حیدر ترک کو اُسطرف رخصت کر کے فرمایا کہ تو پیشتر روانہ ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب میرزا حیدر

ترک بہیرمین کہ نام ایک مقام کا ہے پہونچا ملک کاجی جو کشمیر کا حاکم تھا مع تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے کے تل کرتل مین آیا اور محافظت اور دشمن کی سد راہ کے واسطے ناکون پر جا بجا مورچے تیار کیے میرزا حیدر ترک وہ راستہ چھوڑ کر بہج کی طرف سے روانہ ہوا اور ملک کاجی چک نے از روے غرور اُس راستہ کی محافظت نہ کی میرزا حیدر ترک پہاڑ کو طے کر کے فضاے کشمیر مین داخل ہوا اور شہر سری نگر کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور ملک ابدال ماکری اور زنگی چک استقلال پا کر مہمات کو انجام دینے لگے اور چند پرگنے میرزا کی جاگیر کے واسطے نامزد فرمائے اتفاقات سے اُنھین دنون مین ملک ابدال ماکری کا پیمانہ عمر آب بقا سے لبریز ہوا اُسوقت زیست سے مایوس ہو کر اپنے بیٹون کیواسطے میرزا حیدر ترک سے سفارش کر کے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی جب میرزا حیدر ترک کشمیر مین داخل ہوا ملک کاجی چک شیر شاہ افغان سور کے پاس ہندوستان کی طرف گیا پانچ ہزار سوار کہ جسکے حسین شروانی اور عادل خان سردار تھے مع دو فیل کمک کیواسطے لایا اور میرزا حیدر ترک بھی باتفاق زنگی چک اُسکے مدافعہ کیواسطے متوجہ ہوا اور فریقین نے موضع دنہ دیار اور موضع کادہ مین صفوف حرب آراستہ کین اور تنور حرب گرم ہوا اور نسیم فتح میرزا حیدر ترک کے پرچم پر چلی شیر شاہ افغان سور کے امرا اور ملک کاجی چک نے ہزیمت پائی اور ملک کاجی چک نے بہرام کلہ مین استقامت کی اور ملا محمد یوسف خطیب مسجد جامع سری نگر نے اس لڑائی کا مادہ تاریخ فتح مکرر کہا اور سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری مین میرزا حیدر ترک نے قلعہ اندر کوٹ مین اقامت کی اور چونکہ وہ زنگی چک کیطرف سے بدگمان ہوا تھا بھاگ کر ملک کاجی چک کے پاس گیا پھر دونون اتفاق کر کے سنہ ۹۵۱ نو سو اکاون ہجری مین میرزا حیدر ترک کے مدافعہ اور اخراج کیواسطے سری نگر کیطرف متوجہ ہوئے اور بہرام چک یعنے زنگی چک کا بیٹا سری نگر مین پہونچا اور میرزا حیدر ترک نے بندگان کوکہ اور خواجہ حاجی کشمیری کو اُسکے دفع کے لیے مقرر کیا اور بہرام چک تاب مقابلہ کی نہ لا کر بھاگا اور جب میرزا کے لشکر نے پیچھا کیا ملک کاجی چک اور زنگی چک نے فرار کو غنیمت جانکر بہرام کلہ مین قرار لیا اور میرزا حیدر ترک بندگان کوکہ اور ایک جماعت اور کو سری نگر کی محافظت کو چھوڑ کر تبت کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور قلاع تبت کے سے قلعہ لوسور کو مع چند حصار دیگر فتح کیا اور سنہ ۹۵۳ نو سو ترپن ہجری مین زنگی چک میرزا حیدر ترک کے آدمیون کے ساتھ جنگ کر کے مارا گیا اور اُسکا سر اور اُسکے فرزند غازی خان کا سر کاٹ کر میرزا حیدر ترک کے پاس لائے اور سنہ ۹۵۴ نو سو چون ہجری مین ایلچی کاشغر کی طرف سے پہونچے میرزا حیدر ترک مع جماعت امرا اُنکے استقبال کیواسطے لار مین آیا اور خواجہ اوجہ بہرام یعنے بیٹا مسعود چک کا جو سات برس تک ولایت کا مراج مین خوب لڑا تھا اور سب کو مغلوب کر کے غالب ہوا تھا جان میرک کے ساتھ باتین صلح آمیز درمیان مین لا کر عہد و پیمان کیا اور میرزا میرک نے عہد و سوگند کے بعد اُسے اپنے پاس طلب کیا جب اوجہ بہرام اُسکی مجلس مین آیا میرک میرزا نے خنجر موزہ سے کھینچکر اُسکے شکم پر مارا اور وہ زخم کھا کر بھاگا اور جنگل مین داخل ہوا جان میرک میرزا نے اُسکا پیچھا کر کے اُسے گرفتار کیا اور اُسکا سر تن سے جدا کر کے اس گمان سے میرزا حیدر کے پاس لار مین لایا کہ وہ محظوظ اور خوش ہوگا لیکن

جبی زینا اُسکا سر پرخون دیکھکر طیش مین آیا اور دربار سے اُٹھا اور یہ بات کہی کہ عہد وپیمان کے بعد اُسکا قتل کسی طرح لائق نہ تھا میرزا حیدر ترک نے جواب دیا مین اس واقعہ سے آگاہی نہین رکھتا اسکے بعد میرزا حیدر ترک کستوار کے سمت متوجہ ہوا اور بندگان کوکا اور محمد باکری اور میرزا احمد اور جبی زینا کو ہراول کرکے خود موضع جاپور مین جوکستوار کے نزدیک ہے وارد ہوا اور ہراولون نے تین روز کا راستہ ایک روز مین طے کیا اور موضع دہلوت مین جو دریا سے مارماہک ساحل پر واقع ہے پہونچے اور جو لشکر کستوار کا دریا کے اُس پار تھا لڑائی تیر وتفنگ کی طرفین سے شروع ہوئی کوئی شخص دریا سے عبور نہ کرسکتا تھا دوسرے دن میرزا حیدر ترک کے سپاہیون نے راہ راست سے انحراف کرکے چاہتے تھے کہ کستوار مین داخل ہووین جب موضع دھار مین پہونچے آندھی تند اُٹھی اور گرد وغبار سے جہان تاریک ہوا مردم دھار ہجوم کرکے اُنکے سر پہ آئے بندگان کوکہ نام ایک سردار کاہی اور وہ نہایت لائق اور عمدہ تھا مع پانچ مرد اہل نبرد مقتول ہوا اور بقیۃ السیف ساتھ ہزار محنت اور خرابی کے میرزا حیدر ترک کی خدمت مین حاضر ہوئے اور میرزا حیدر ترک وہان سے برآمد ہوکر ۹۵۵ھ نوسوپچپن ہجری مین تبت کی طرف متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیریون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے محمد نظیر اور ناصر علی کو مرحمت فرمایا اور تبت کلان کو تبت خرد یعنی کہ نام محان کا ہے ملا عبد اللہ کو اور تبت خرد یہ ملا قاسم کو مقرر کیا اور تبت کلان کو بھی فتح کرکے ملا حسن نام کو اُسکی حکومت پر تعین فرمایا اور ۹۵۶ھ نوسوچھپن ہجری مین کہ میرزا حیدر ترک قلعہ دنیل کی طرف متوجہ ہوا اور آدم کہکر نے آنکر میرزا کو دیکھا دولت چک اپنے ملک کاجی چک کے بھتیجے کی عفو تقصیرات کی درخواست کی میرزا نے قبول کی اور میرزا حیدر ترک اور آدم کہکر خیمے مین داخل ہوئے اور دولت چک کو وہان طلب کیا اور جس طرح اُسکی مرضی تھی اعزاز واکرام بجا نہ لائے اسواسطے دولت چک ناراض ہوکر اُٹھ گیا اور ایک ہاتھی جو پیشکش کے واسطے لایا تھا اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لوگون نے اُسکے تعاقب کا ارادہ کیا میرزا حیدر ترک نے ممانعت کی اور بعد چند روز کے میرزا حیدر ترک نے کشمیر کی طرف مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خان اور حی چک اور بہرام چک ہیبت خان نیازی کے پاس کہ جو سلیم شاہ افغان سور کی لڑائی مین شکست کھاکر راجوری کی طرف آیا تھا گئے اور سلیم شاہ بھی جب نیازیون کے تعاقب مین بہ موضع مدوار ولایت نوشہرہ سے پہونچا ہیبت خان نیازی نے سید خان نیازی کو کہ اُسکے معتبرون سے تھا سلیم شاہ افغان سور کے پاس بھیجا اور سید خان نیازی مقدمات صلح درمیان مین لاکر ہیبت خان نیازی کی مان اور فرزند کو سلیم شاہ افغان سور کے پاس لایا سلیم شاہ افغان سور موضع بن نواحی سیالکوٹ مین پلٹ آیا اور وہان استقامت کی اور کشمیری ہیبت خان نیازی کو بارمولہ مین لاکر چاہتے تھے کہ اُسے کشمیر مین لیجاکر میرزا حیدر ترک کو درمیان سے نکالین لیکن ہیبت خان نیازی اُسکی ہیبت سے یہ امر اپنی نسبت قرار نہ دے سکا اسواسطے ایک برہمن کو میرزا حیدر ترک کے پاس بھیجکر صلح کا پیغام دیا اور میرزا نے جب جواب شافی اُس برہمن کی زبانی کہلا بھیجا ہیبت خان وہان سے موضع

ہیرپور میں جو ولایت جمو سے علاقہ رکھتا ہے آیا اور تمام کشمیری اُس سے جُدا ہوکر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گئے اور غازی خان چک میرزا حیدر ترک کے پاس روانہ ہوا اور ۹۵۷ھ نوسو ستاون ہجری میں میرزا حیدر ترک اطراف کے مہمات سے فراغت پاکر مطمئن ہوا اور خواجہ شمس مغل کو مع زعفران وافر سلیم شاہ افغان سور کی خدمت میں بھیجا اور ۹۵۸ھ نوسو اٹھاون ہجری میں خواجہ شمس مغل نے سلیم شاہ افغان سور کے پاس سے مع اسباب و قماش متکاثرا ور یلیین نام افغان ایلچی کے کشمیر کی طرف مراجعت کی میرزا حیدر ترک نے شال اور زعفران بہت سلیم شاہ افغان کے ایلچی کو دے کر رخصت کیا اور میرزا قرا بہادر کو پھرپل کی حکومت پر مامور فرمایا اور کشمیریون سے عبدی زینا اور نازک شاہ اور حسین ماکری اور خواجہ حاجی کو اُسکے ہمراہ کیا اور میرزا قرا بہادر اور کشمیریون نے اندر کوٹ سے برآمد ہوکر بارمولہ میں اقامت کی اور فساد کے درپے ہوے اس سبب سے کہ مغل اُنھین بنظر حقارت دیکھتے تھے اور مغلون نے یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچائی میرزا موصوف نے اس امر کو یقین اور باور نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ مغل کی قوم بھی کشمیریون سے کم مفسد اور فتنہ پرداز نہین ہے حسین ماکری نے اپنے بھائی علی ماکری کو میرزا حیدر کے پاس بھیجا کہ وہ جاکر میرزا کو کشمیریون کے غدر سے آگاہ کرے اور میرزا کو اسیر آمادہ کرے کہ وہ لشکر کو طلب کرے میرزا حیدر ترک نے یہ خبر سُنکر جواب دیا کہ کشمیریون کی یہ بھی مجال ہے کہ تمکو اُنسے غدر کا اندیشہ ہووے اور لشکر کو واپس طلب کرو الغرض ماہ رمضان کی ستائیسوین تاریخ کو اندر کوٹ مین آتش عظیم پیدا ہوئی کہ اکثر مقامات جلکر خاکستر ہوئے میرزا قرا بہادر اور تمام آدمیون نے جنکے مکانات جل گئے تھے پیغام کیا کہ اگر حکم ہووے ہم آنکر اپنے مکانات کو تعمیر کرین اور سال آیندہ مین پھرپل کی طرف متوجہ ہووین میرزا حیدر ترک ہرگز اس امر پر راضی نہوا لیکن خواہ نخواہ وہ لشکر پھرپل کے سمت متوجہ ہوا اور عبدی زینا اور تمام کشمیری اتفاق کرکے رات کو مغلون سے جدا ہوکر کتل پھرپل مین آئے اور حسین ماکری اور علی ماکری کو معتمدون سے جدا کرکے اپنے ہمراہ لیا تو مغلون کے ساتھ وہ مارے نہ جاوین جب صبح ہوئی پھرپل کے آدمیون کے ساتھ جنگ ہوئی مغل پہاڑون مین بند ہوئے اور سید میرزا نے بھاگ کر پھرپل کے قلعہ مین پناہ لی اور اسّی مغل نامی اس معرکہ مین تخمیناً قتل ہوئے اور محمد نظیر اور میرزا قرا بہادر دستگیر ہوئے اور بقیۃ السیف بچکے راستہ سے بہرام کلہ مین آئے میرزا حیدر ترک یہ خبر سُنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی نگین توڑکر وہ روپیہ جو کشمیر مین رائج ہے مسکوک کرین اور جہانگیر ماکری کو معتبر سمجھکر حسن ماکری کی جاگیر عنایت فرمائی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دیکر سپاہی بنایا اور اُسکے بعد یہ خبر پہونچی کہ ملا عبد اللہ کشمیریون کے خروج کی خبر سُنکر ملازمت کیواسطے آتا تھا جب بارمولہ کے قریب پہونچا کشمیریون نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا اور خواجہ قاسم تبت خرد مین مقتول ہوا اور محمد نظیر راجوری مین گرفتار ہوا اور کشمیری بہرام کلہ سے جمعیت کرکے ہیرہ پور مین آئے میرزا حیدر ناچار ہوکر کشمیریون کے مقابلہ کو اندر کوٹ سے برآمد ہوا اور میرزا کی کل جمعیت ہزار آدمی مغل مثل عبد الرحمن اور شاہزادہ اور خان میرک میرزا اور یکنہ مغل اور جبر علی باقی اور سات سو آدمی تھے میرزا حیدر ترک کے ہمراہ شہاب الدین پور مین اقامت کی اور دولت

چک اور غازی خان چک اور دیگر سردار بھی امداد کیواسطے باتفاق عبدی زینا جمعیت کرکے ہیرہ پور سے آ گئے اور وہان سے بہم آمدہ ہوکر موضع خانپور مین جمع ہوئے اور میرزا حیدر ترک خالد گڈھ کے میدان مین جو سری نگر کے متصل ہی وارد ہوا اور فتح چک کہ باپ اُسکا خواجہ بہرام مغلون کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اپنے باپ کے خون کے انتقام کیواسطے مع تین ہزار مرد مبارز اندرکوٹ مین آیا اور میرزا حیدر کی عمارات جو باغ صفا مین تھی آگ لگا کر خاک سیاہ کی جب یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچی فرمایا مین یہ عمارات کاشغر سے نہ لایا تھا پھر عنایت الٰہی سے بنجاوینگی اور چرعلی نے شاہ زین العابدین کی املاک کہ سویہ مین تھی میرزا حیدر کی عمارت کے عوض مین جلائی لیکن میرزا حیدر کو یہ امر پسند نہ آیا اور سپاہیون نے عمارات عبدی زینا اور نوروز چک کی کہ سری نگر مین تھی آگ دیکر برباد کی اور میرزا حیدر ترک نے موضع خان پور مین آنکر استقامت فرمائی اور اُس موضع مین ایک درخت بید کا ایسا چتنار تھا کہ اُسکے سایہ مین دوسو سوار کھڑے ہوسکتے تھے اور سوا اسکے یہ بھی تجربہ مین ہوچکا کہ جسوقت اُسکی ایک شاخ باریک کو حرکت ہوپہنچے تمام درخت حرکت اور جنبش مین آتا تھا القصہ کشمیری خانپور سے کوچ کرکے موضع ادنی پور مین آئے اور فاصلہ دو کوس سے زیادہ نہ رہا میرزا حیدر ترک نے اُنپر عزم شبخون کیا اور میرزا عبد الرحمن نے اپنے چھوٹے بھائی کو کہ صلاح و تقویٰ مین آراستہ تھا اُسکی ولیعہدی کی وصیت کرکے آدمیون سے اُسکے نام بیعت لی اور اپنے اعیان و انصار کو ہمراہ لیکر بقصد شبخون سوار ہوا قضارا اُس شب کو ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا جب خواجہ حاجی کے خیمہ کے قریب جو بانی فساد اور میرزا کا وکیل تھا پہونچے تاریکی کے سبب کچھ نظر نہ آتا تھا اور شاہ نظر قورچی میرزا حیدر ترک کہتا ہی کہ اُسوقت جب مین تیر پھینکتا تھا میرزا حیدر ترک کی آواز میرے گوش زد ہوتی تھی کہتا تھا بُرا کیا تو نے اِس سے مجھے معلوم ہوا کہ اُس تاریکی مین تیر ناگہانی میرزا کے لگا اور یہ بھی منقول ہی کہ ایک قصاب نے از راہ قساوت میرزا حیدر کی زبان پر تیر مارا اور دوسرے راوی کا یہ قول ہی کہ کمال کوکا نے اُسے زخم شمشیر سے ہلاک کیا لیکن اُسکے جسم پر تیر کے زخم کے سوا کچھ ظاہر نہ تھا خلاصہ یہ کہ جب صبح ہوئی مشہور ہوا کہ کشمیریون کے لشکر مین ایک مغل مقتول پڑا ہی جب خواجہ حاجی اُسکے سر پر پہونچا دیکھا کہ میرزا حیدر ترک ہی اُسکا سر زمین سے اُٹھایا اُسوقت میرزا کا عالم نفس شماری تھا آنکھین کھولین اور جان جان آفرین کے سپرد کی مغلون کو جب اپنے سردار کا قتل ہونا متحقق ہوا اندرکوٹ کی طرف بھاگ گئے اور کشمیریون نے میرزا کی لاش دفن کی اور مغلون کے تعاقب مین روانہ ہوئے مغلون نے اندرکوٹ مین پناہ لی اور تین روز تک لڑے چوتھے دن محمد رومی نے تانبے کے پیسون کے گراب توپ مین دیکر فیر کرنی شروع کی اور وہ گراب جس شخص کے لگتے تھے جانبر نہوتا تھا یہ سانحہ دیکھکر میرزا حیدر کی زوجہ جسکا نام مسماۃ خانمی تھا اور میرزا کی ہمشیرہ مسماۃ خانجی نے مغلون سے یہ بات کہی کہ جو میرزا حیدر ترک مرگیا بہتر یہ ہی کہ کشمیریون سے پیغام صلح کرکے اِس قصہ کو دفع کرو مغلون نے یہ امر قبول کیا امیر خان معمار کو صلح کیواسطے کشمیریون کے پاس بھیجا کشمیری صلح پر راضی ہوئے اور عہد نامہ اس مضمون کا لکھدیا کہ آیندہ ہم مغلون کے درپے ایذا نہونگے حکومت میرزا حیدر ترک کی دس سال تھی

تذکرہ نازک شاہ کی حکومت کا تیسرے بار مملکت کشمیر پر

جب دروازے قلعہ کے مفتوح ہوئے کشمیریوں نے میرزا حیدر کے توشکخانہ میں جا کر دست تصرف دراز کیا اور نفائس نفیسہ لوٹ لیگئے اور میرزا کے اہل و عیال کو سری نگر میں لا کر حسن منو کے مکان میں جگہ دی اور ولایت کشمیر آپس میں تقسیم کی پرگنہ دیوسر دولت چک اور پرگنہ دہی غازی خان چک اور پرگنہ کمراج یوسف چک اور بہرام چک کے نام مقرر ہوا اور ایک لاکھ خروار شالی خواجہ حاجی دلیل میرزا کے واسطے معین ہوا عموماً تمام امرائے کشمیر اور خصوصاً عبدی زینا نے تسلط تمام حاصل کیا اور نازک شاہ کو برائے نام بادشاہ بنایا اور حقیقت میں عبدی زینا بادشاہ تھا اور ۹۵۹ نو سو انسٹھ ہجری میں سنکر چک ولد کاجی چک اس سبب سے کہ بے جاگیر تھا اور غازی خان کہ اپنے تئین کاجی چک کا فرزند قرار دیتا تھا اور جاگیر بہت رکھتا تھا کشمیر سے برخاستہ خاطر ہو کر چاہا کہ یہاں سے نکل جاؤں چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سنکر چک بلاشبہہ کاجی چک کا بیٹا تھا اور غازی خان چک اگرچہ کاجی چک کا فرزند مشہور تھا لیکن حقیقت میں اُسکا بیٹا صلبی نہ تھا کسواسطے کہ ملک کاجی چک نے اپنے بھائی حسن چک کے بعد وفات اُسکی زوجہ کو جو غازی خان کو شکم میں رکھتی تھی اپنے عقد میں لایا تھا اور دو تین ماہ کے عرصہ میں غازی خان چک متولد ہوا اس جہت سے سنکر چک نے چاہا کہ میں کشمیر سے برآمد ہو کر عبدی زینا کے پاس جاؤں اور جب یہ خبر مشہور ہوئی کشمیریوں نے دولت چک اور غازی خان چک اور اسمعیل بانت اور ہرجو کو مع جمعیت سو آدمی کے بھیجکر کہا کہ اگر وہ نہ آوے اُسے زبردستی لاؤ سنکر چک اُنکے بلانے سے نہ آیا عبدی زینا کے پاس گیا آخر کو عبدی زینا نے اُن سے صلح کی اور پرگنہ کوٹھار اور کھاور اور ما ور سنکر چک کی جاگیر قرار پائی آتش فساد ساکن ہوئی اور اُن دنوں میں چار گروہ کشمیر میں اعتبار رکھتے تھے اول عبدی زینا مع اپنے گروہ کے دوسرے حسن ماکری ولد ملک ابدال ماکری مع اپنی جمعیت کے تیسرے کیوریان کہ بہرام چک اور یوسف چک وغیرہم سے مراد ہے چوتھے کاسیان کاجی چک اور دولت چک اور غازی خان چک سے عبارت ہے پھر یحیی زینا اپنی دختر حسین خان ولد ملک کاجی چک کے عقد ازدواج میں لایا اور دولت چک کی دختر محمد ماکری ولد ملک ابدال ماکری کے عقد نکاح میں منعقد ہوئی اور یوسف چک ولد زنگی چک کوتواری کی بہن غازی خان چک کے نکاح میں داخل ہوئی اور یہ نسبتیں چکان کی قوت اور غلبہ کے باعث ہوئیں اور بااتفاق ایک دوسرے کے ہر اطراف میں متفرق ہوئے یعنی غازی خان چک ولایت کامراج کے سمت اور دولت چک سوپور کی طرف اور تمام ماکری پاکل کیجانب روانہ ہوئے اس سبب سے عبدی زینا سری نگر میں محزون ہو کر بیٹھا اور اُن لوگوں کے دفع کی تدبیر میں رہتا تھا اور جب موسم بادنجان کا آیا عبدی زینا نے فرمایا کہ مرغ کا گوشت اور بیگن لاؤ کہ ہم دونوں کو ایک میں پکا دیں اور یہ طعام لطیف کشمیریوں کی غذا ہے بہرام چک اور سید ابراہیم اور سید یعقوب اُسکی دعوت میں آئے اور یوسف چک نہ آیا عبدی زینا نے تینوں کو گرفتار کر کے مقید کیا اور یوسف چک یہ خبر سنکر مع تین سو سوار اور سات سو پیادہ کامراج کے راستہ سے جا کر دولت چک سے ملحق ہوا عبدی زینا نے جب دیکھا کہ کشمیری چکان میں آئے

مغلون سے میرزا قرابہادر اور میرزا عبدالرحمن اور میرزا جان میرک اور میرزا ایلکہ مغل اور میر شاہ اور شاہزادہ
شاہ میرزا اور محمد نظیر اور حیدر علی کو قید خانہ سے برآوردہ کرکے ہر ایک کو گھوڑا اور خلعت اور خرچ عنایت
فرمایا اور موضع چک پور مین مقیم ہوا اس درمیان مین سید یعقوب اور سید ابراہیم باتفاق جاردہ
اسیران کا نگہبان تھا بھاگ کر کمراج مین گئے اور دولت چک کے شریک ہوے اور بہرام چک [illegible]
انکا دوسرے دن غازی خان چک مع تیس سوار سری نگر مین آیا اور عیدی زینا نے مغلون
کو اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور اُس نے پلہا کو تمام ویران اور خراب کیا اور فصل [illegible] اُسوقت
دولت چک بھی سری نگر مین جاکر غازی خان چک سے ملحق ہوا اور باتفاق عیدگاہ مین پڑاؤ کیا اور ہر روز
فریقین کے مابین جنگ ہوتی تھی یہانتک کہ بابا خلیل عیدی زینا کے پاس صلح کے واسطے آیا اور یہ بات
کہی کہ آپ کو مغلون کا اعتبار کرنا اور کشمیریون کو نظر سے گرانا مناسب نہ تھا اور اس طرح کے اور بھی
کلام کیے کہ عیدی زینا اور کشمیریون کے درمیان صلح واقع ہوئی اور مغلون کو مع اہل و عیال رخصت دی
اور خانجی یعنی میرزا حیدر ترک کی بہن انگلی کے راستہ سے کابل مین گئی اور کشمیریون نے میرزا حیدر علی بلکہ اور
بھی مغلون کے اہل و عیال قتل کیے اور خانم کاشغر مین پہونچی اور بعد اس واقعہ کے خبر آئی کہ ہیبت خان
اور سعید خان اور شہباز خان افغان جو قوم نیازی سے ہین کشمیر کی تسخیر کے ارادہ آتے ہین اور پرگنہ پانہال مین
پہونچکر کوہستان مین داخل ہوے ہین عیدی زینا اور حسین ماکری اور بہرام چک اور دولت چک اور یوسف خان
متفق ہوکر بیازبولی جنگ کے واسطے برآمد ہوے اور طرفین مقابل ہوکر خوب لڑے اور بی بی رابعہ زوجہ ہیبت خان
نیازی نے بھی جنگ مردانہ کرکے علی چک پر تلوار کا وار ڈالا آخر کو ہیبت خان اور سعید خان اور شہید خان
نیازی اور بی بی رابعہ اُس لڑائی مین مارے گئے اور کشمیریون نے مظفر اور منصور ہوکر سری نگر مین
مراجعت کی اور مقتولون کے سر یعقوب خان کے ہاتھ سلیم شاہ افغان سور کے پاس بھیجے اور اسکے بعد
کشمیریون کے درمیان مین عداوت بہم پہونچی عیدی زینا نے باتفاق فتح چک اور لوہر ماکری اور یوسف چک
اور بہرام چک اور ابراہیم چک خالدگڈھ مین آنکر اقامت اختیار کی اور دولت چک اور غازی خان چک
اور حسین ماکری اور سید ابراہیم اور رومان کے گروہ نے ایک جا ہوکر عیدگاہ مین منزل کی جب دو ماہ
کا عرصہ گذرا یوسف چک اور فتح چک اور ابراہیم چک عیدی زینا سے جدا ہوکر دولت چک کے پاس
آئے اور جب دولت چک مع جمعیت تمام سوار ہوکر عیدی زینا کے سر پر گیا اور وہ تاب مقاومت نلاکر
بے جنگ بھاگ کر مرو مین گیا اور وہان پہونچکر دوسرے گھوڑے پر سوار ہونے لگا اُسنے قضاء الٰہی
لات اُسکے سینہ پر ماری کہ موضع سماک مین مخفی ہوا اور اُسی مقام مین عالم باقی کی طرف سفری ہوا
اور لاش اُسکی سری نگر مین لاکر موضع موسی زینا مین دفن کی اور امرا خروج کرکے نازک شاہ جو نام
کے سوا شاہی سے علاقہ نرکھتا تھا اُسکے بھی ہوادار نہوے اور ارادہ خودسری کا کیا اور بعد
میرزا حیدر ترک کے تیسری مرتبہ دس ماہ شغل فرمانروائی مین مشغول رہا

ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا

یہ نازک شاہ کا بیٹا ہی جب عبدی زینا مقتول ہوا دولت چک دار الملک مین جاکر مہمات شاہی انجام دینے لگا اور جب دیکھا کہ تخت سلطنت خالی ہی برائے نام کسی کو بادشاہ بنایا چاہیے ابراہیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اُسوقت خواجہ حاجی وکیل میرزا حیدر ترک کا جنگل سے برآمد ہوکر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گیا اُسوقت عہدی زینا معلوم ہوتا ہی امیر دوسرا تھا یا پیشتر کا تذکرہ ہی کہ وہ زندہ تھا الغرض اُسے اور شمس زینا اور بہرام چک کو گرفتار کر کے قیدخانہ مین مقید کیا اور جب عید الفطر کا روز ہوا دولت چک نے قابوق کے نیچے آنکر تیراندازی شروع کی اور یوسف چک نے قابوق مین گھوڑا اسپر پٹ دوڑایا اور پیادے کہ تیر جمع کرتے تھے گھوڑا اُنمین اُلجھکر جراغ پا ہوا اور یوسف چک اُسپر سے گر پڑا اور اُسکی گردن مین چوٹ آئی اور سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین غازی خان چک اور دولت چک مین نزاع واقع ہوئی اور تمام کشمیر مین اختلاف پیدا ہوا حسین ماکری اور شمس زینا کہ ہندوستان مین تھے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین غازی خان کے شریک ہوے اور یوسف چک اور بہرام چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آئے اور اس اختلاف اور نزاع نے دو ماہ کا طول کھینچا آخر کو ایک کاشتکار نے دولت خان کے روبرو آنکر اُسکے کان مین یہ بات کہی کہ مجھے غازی خان نے تمھارے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا ہی کہ تو نے تمام اُن آدمیون کو بے تقریب کسواسطے اپنے پاس جمع کیا ہی کہ یہ سب تیرے دشمن ہین اور غازی خان چک سے یہ کہا کہ دولت چک صلح کے درپے ہی تم اُس سے کسواسطے لڑتے ہو بس اسطور سے کلام کر کے انکے درمیان صلح کروائی اور شمس زینا پھر ہند کیطرف بھاگ گیا اور اُن دنون مین تبت کلان کے باشندے پرگنہ کھاور اور بارہ مین کہ حبیب خان چک اور نصرت خان کے بھائی کی جاگیر تھی آنکر بکریان ہانک لیگئے اِس سبب سے دولت چک اور سنکر چک اور ابراہیم چک اور حیدر چک اور پسران غازی خان اور بھی اعیان کو مع لشکر انبوہ لار کے راستہ سے تبت کلان مین بھیجا اور حبیب خان چک کہ ہمراہ اُنکے تھا بسبیل استعجال اُسی راستہ سے کہ بکریان لیگئے تھے تبتیان کے تعاقب مین دوڑے اور بجلی کی طرح قلعہ تبت کلان مین پہونچکر جنگ کی اور اُنکے سرداروں کو شمشیر سے قتل کیا اور وہ سب بھاگے حبیب خان چک نے اُس مقام مین نزول کر کے اپنے چھوٹے بھائی درویش چک سے کہا تو مع لشکر سوار ہوکر تبت کلان مین داخل ہو درویش چک نے تغافل کر کے اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا اور حبیب خان چک باوجود اسکے کہ اُسکے زخمون سے خون جاری تھا سوار ہوکر تبت کلان کے قصر ہاے عالی مین داخل ہوا اور اہل تبت کلان تاب مقاومت نہ لاکر بے جنگ بھاگے اور چالیس آدمی انہین سے جو قصر کی چھت پر پوشیدہ در پوشیدہ تھے دستگیر ہوے اور نہایت عجز اور خاکساری سے پیش آئے اور کہا ہمین قتل نہ کرو اور پانسو گھوڑے اور ہزار پارچہ پٹو اور پچاس بیل قسطاش اور دوسو بکریان اور دوسو تولہ سونا دینا قبول کیا لیکن حبیب خان چک نے اُنکی باتون پر التفات نہ کر کے سب کو دار پر کھینچا اور وہان سے سوار ہوکر دوسرے قلعہ مین آیا اور اُس قلعہ کو بھی خراب اور ویران کیا اور تبت کلان کے رئیسون نے تین سو گھوڑے اور پانسو پارچہ پٹو اور تیس راس گاو قسطاش جناب حبیب خان چک کیواسطے بھیجے اور گھوڑے خوب کا شغری کہ اہل تبت کلان کے

ہاتھ آئے تھے وہ گھوڑے بھی اُنسے لیے اور حید رچک اور پسر غازی خان چک نے مسمے کھانی اپنے بھائی حقیقی کو حبیب خان چک کے پاس بھیجا کہ اہل تبت کلان سے وہ گھوڑے غازی خان چک کے واسطے نگاہ رکھے تھے مناسب ہی کہ اُن گھوڑون کو بھیجیے تو ہم غازی خان کی خدمت مین روانہ کرین حبیب خان چک ترکمانی نے وجواب اُسکے قریب دو سو آدمی کے اس نیت سے روانہ کیے کہ منازعت درمیان مین ڈالین لیکن لوگون نے درمیان مین آن کر صلح کر دی آتش فساد ساکن ہوئی بعد اُسکے سری نگر کی طرف آیا اور یہ تمام اسباب وہان کے آدمیون کو تقسیم کیے اور ۹۶۲ھ نو سو باسٹھ ہجری مین زلزلۂ عظیم کشمیر مین واقع ہوا اکثر موضع اور شہر خراب اور منہدم ہوے اور موضع ٹیلو اور آدم پور مع عمارت و اشجار آب بہت کے اس طرف سے منتقل ہوکر اُس پار ظاہر ہوے اور موضع مادر مین جو پہاڑ کے زیر دامن واقع ہی اُسکے گرنے سے وہان کے تخمیناً چھ سو آدمی ہلاک ہوے اللھم احفظنا من جمیع البلیات والآفات

ذکر اسمعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کا مملکت کشمیر مین

جب پانچ ماہ ابراہیم شاہ کی حکومت کے کہ اُسوقت مین دولت چک درحقیقت فرمانروا تھا منقضی ہوے زمانہ غازی خان چک کے موافق ہوا دولت چک مغلوب اور منکوب ہوا غازی خان چک نے دم استقلال سے مارا اور اسمعیل شاہ کو برائے نام شاہ بنا کر ۹۶۳ھ نو سو ترسٹھ ہجری مین تخت پر بٹھایا اور اُس سال حبیب خان چک نے چاہا کہ دولت چک سے ایک دل ہون یہ عزیمت کر کے مرداون کے سمت متوجہ ہوا غازی خان چک نے نصرت خان چک سے یہ بات کہی کہ تیرا بھائی حبیب خان چک دولت چک سے ملگیا ہی مناسب یہ ہی کہ وہ نہ آنے پاوے ہم دولت چک کو گرفتار کرین کیونکہ اُسکے آنے کے بعد کام مشکل ہوگا ناگاہ دولت چک کشتی مین سوار ہوکر حوض دل کی طرف مرغابی کے شکار کو گیا اس درمیان مین غازی خان چک نے تاخت کر کے اُسکے گھوڑون کو گرفتار کیا اور وہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اُسے بھی گرفتار کر کے اُسکی آنکھون مین سلائی پھیری کہ وہ کور ہوا بعد اسکے حبیب خان چک آیا غازی خان چک کہ اُس سے ناراض تھا نازک چک کو جو دولت چک کا بھتیجا تھا طلب کر کے اُسے وکالت کی تکلیف دی اور چونکہ غازی خان چک نے اُسکے چچا کی آنکھون مین سلائی پھیری تھی اس تعصب سے منصب وکالت قبول نہ کیا غازی خان چک نے چاہا کہ نازک چک کو بھی گرفتار کر کے مقید کرے وہ خبردار ہوکر بھاگا اور حبیب خان چک کے پاس جاکر پناہ لی

ذکر حبیب شاہ ابن اسمعیل کا

جب دو سال اسمعیل شاہ کی حکومت سے گذرے قضائے الٰہی سے فوت ہوا غازی چک نے اُسکے فرزند کو سریر حکومت پر متمکن کیا اور آخر ۹۶۴ھ نو سو چونسٹھ ہجری مین نصرت خان چک اور نازک چک اور شنکر چک برادر غازی خان چک اور یوسف چک اور ہستی خان چک سب نے ایک جگہ جاکر آپس مین عہد کر کے یہ تجویز کی کہ آج غازی خان چک نے دوا استعمال کی ہی اور اُسکا بھائی حسین خان چک قید ہی اُسے زندان سے برآوردہ کر کے غازی خان چک کو ہلاک کرین جب یہ خبر

غازی خان چک کو سپونچی یوسف چک اور شنکر چک کو راضی کرکے اپنے پاس طلب کیا اور حبیب خان چک اور نصرت خان چک اور درویش چک نہ گئے اور یہ بات کہی کہ ہم علما اور قاضیون کو درمیان مین لاکر عہد و قول اُس سے لیکر جاوینگے نہین راہ فرار اختیار کرینگے اور نصرت خان چک بے قول گیا زندان مصیبت مین گرفتار ہوا اور حبیب خان چک نے باتفاق نازک خان چک کے بیلون کو توڑکر خروج کیا اور ہستی خان چک جمعیت تمام آنکر اُس سے ملحق ہوا غازی خان چک نے لشکر کثیر اُنکے مقابلہ کو بھیجا جنگ عظیم واقع ہوئی اور غازی خان چک کا لشکر شکست کھاکر متفرق ہوا بعضے گرفتار ہوے اور حبیب خان چک فتح کرکے کوہ ماموں کی طرف گیا اور غازی خان چک اس شکست کے بعد حبیب خان چک کے مدافعہ کیواسطے خود سوار ہوکر دومرہ کی طرف گیا اور تین چار کشتی بہم پہونچاکر مع تین فیل اور تین ہزار مرد جرار دریا سے عبور کیا اور جب خالد گڈھ کے میدان مین پہونچا حبیب خان چک بھی اُسکے مقابلہ کو سو آدمی سے آنکر ہم مصاف ہوا اور بعد جنگ شدید تاب مقاومت نہ لاکر آب جہجہ کے پل مین در آیا اور گھوڑا اُسکا اُس پل سے عبور نکرسکا اس درمیان مین غازی خان چک کے ایک فیلبان نے اُسے گرفتار کیا غازی خان چک نے اُسکے سر جدا کرنے کا حکم دیا جب فیلبان ہاتھ اُسکے دہن کے قریب لیگیا حبیب خان نے اُسکی انگلیان دانتون سے پکڑکر خوب کاٹین آخر کو اُسنے سر اُسکا جدا کرکے کلہ نامت مین کہ جہان مکان اُسکا تھا لاکر آویزان کیا اور درویش چک اور نازک چک کو بھی گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور چند عرصہ کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازی خان کے پاس سری نگر مین آیا پرگنہ ماموں جاگیر پائی اور سری نگر سے رخصت ہوکر پرگنہ زین گڈھ سے بدنچہ کیطرف کہ وطن اُسکا تھا گیا پھر شنکر چک اور فتح چک وغیرہ بہرام چک کے پاس جاکر آپسمین متفق ہوکر پرگنہ سوپہ پور مین آئے اور بنیاد فساد کی قائم کی غازی خان چک نے اپنے بیٹون اور بھائیون کو اُنکے تدارک کیواسطے روانہ کیا اور وہ تاب جنگ نہ لاکر پہاڑ کے سمت بھاگے غازی خان چک نے اُسی روز اُنھین اُنکے تعاقب کو بھیجا وہ جاتے ہی اُس جماعت کو گرفتار کر لائے دوسرے دن یہ خبر پہونچی کہ بہرام چک سرکوب سے کسی طرف راہی ہوا اور شنکر چک اور فتح چک اُس سے جدا ہوئے غازی خان بسرعت تمام کوہ ماموں مین گیا اور چھ روز تک بہرام چک کی بہت تلاش کی لیکن ہاتھ نہ آیا اور جب احمد جورین حیدر چک کے بھائی اور غازی خان چک کے فرزندنے اُسکی گرفتاری کا ذمہ کیا غازی خان چک شہر مین پلٹ آیا احمد جورین نے سرکوب مین کہ مسکن ریشیان یعنے صوفیونکا تھا جاکر اُنھین گرفتار کیا اور بہرام چک کی جستجو کی وہ بولے کہ ہم نے اُسے کشتی مین سوار کرکے امیر زنیا کے مکان مین جو موضع بادیلی مین واقع ہے پہونچایا ہے اور ریشیان کا ایک فرقہ ہے کہ وہ ہمیشہ زراعت اور باغبانی کرتے ہین الغرض جب احمد جورین امیر زنیا کے پاس گیا اور بہرام چک کو تبلاش تمام گرفتار کرکے سری نگر مین لایا اور دار پر کھینچا احمد جورین اس فتح اور نصرت کے سبب مخلص ہوا اُن دلون مین شاہ ابو المعالی کو کہ لاہور سے بھاگ کر بعضے کہکرانکے قیدخانہ مین تھا مع زنجیر یوسف کے شانہ پر سوار ہوکر برآمد ہوا اور کمال خان کہکر کے ساتھ موافق ہوکر میرزا حیدر کے مانند کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا جب راجوری مین پہونچا مغلون کی ایک جماعت بھی اُسکے شریک ہوئی اور دولت چک کو

اور فتح خان چک وغیرہ اور لوہر وانگری بھی شاہ ابوالمعالی کے پاس آئے اور ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری مین کشمیر کے سمت متوجہ ہوے اور جب بارمولہ مین پہونچے حیدر چک اور فتح خان چک جو راستہ کی محافظت کرتے تھے بھاگ کر موضع یاد دکھی مین آئے اور شاہ ابوالمعالی نے عدالت کو کام فرماکر سپاہیون کو رعایا کے جور و تعدی سے ممانعت کی اور موضع بارمولہ مین جو یاد دکھی کے قریب ہی پہونچکر ایک بلندی پر وارد ہوا اور غازی خان چک اپنے بھائی حسین خان چک کو ہراول کرکے موضع کھنود مین مقیم ہوا اور کشمیریون نے جو شاہ ابوالمعالی کے ہمراہ تھے اُسکی بلا اجازت حسین خان چک کی فوج پر حملہ آور ہوکر پسپا کیا غازی خان چک اُسکی کمک کو پہونچا اور داد مردی و مردانگی دیکر بہت کشمیریون کو تہ تیغ کرکے لڑائی فتح کی شاہ ابوالمعالی یہ حال دیکھکر بے جنگ بھاگا اور جب گھوڑا اُسکا راستہ مین تھک گیا ایک مغل جان نثار شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا کہ تازہ زور تھا شاہ کو اُسپر سوار کیا اور اُسکا گھوڑا ماندہ لیکر اُس مقام مین ایستادہ ہوا کشمیری کہ شاہ کے تعاقب مین آتے تھے اُنھین تیرباران کرکے روکا جب ترکش اُسکے خالی ہوے کشمیریون نے اُس بہادر کو نرغہ کرکے تیغ سیاست سے قتل کیا اور اس فرصت مین شاہ ابوالمعالی کوسون نکل گیا سبحان اللہ بہادر اور خیرخواہ یہ لوگ تھے کہ اپنے آقا کی جانبری کیواسطے اپنے تئین فدا کیا جان عزیز کا کچھ پاس نہ کیا القصہ غازی خان یاد دکھی مین پلٹ آیا اور جس مغل کو اُسکے پاس لاتے تھے گردن مارتا تھا لیکن حافظ میرزا حسینی کو جو جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خوانندہ تھے بسبب خوش خوانی کے اُنھین قتل نہ کیا اور اس فتح کے بعد نصرت خان چک کو زندان سے برآوردہ کرکے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت کیواسطے بھیجا اور نصرت خان چک بیرم خان کو دیکھکر متوسل ہوا اور ۹۶۶ھ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین غازی خان کے مزاج مین ایک تغیر واقع ہوا دست تعدی دراز کیا خلائق اُس سے نہایت متنفر ہوئی اور مخبرون نے اُنھین دنون مین اُسے یہ خبر پہونچائی کہ حیدر چک آپکا فرزند بعضے لوگون کے اتفاق سے کشمیر لیا چاہتا ہی غازیخان نے محمد جنید کو جو اُسکا وکیل تھا اور بہادر بہت کو طلب کرکے یہ بات کہی کہ لوگ اسطرح کہتے ہین تم جاکر اُسے نصیحت کرو تو وہ دوبارہ اس خیال فاسد کو اپنے دل مین راہ نہ دیوے پھر محمد جنید نے حیدر چک کو اپنے مکان پر بلاکر بہت چشم نمائی کی اور سخت و سُست کہا حیدر چک نے طیش کھاکر خنجر محمد جنید کی کمر سے بزور نکالکر اُسکے شکم پر مارا کہ وہ جانبر نہوا لوگون نے حیدر چک کو گرفتار کیا اور غازی خان کے حکم کے بموجب اُسے قتل کرکے لاش اُسکی زینہ گڈھ کے دروازہ پر آویزان کی اور جو لوگ کہ اُسکے شریک اور موافق تھے سب کو تہ تیغ کیا اور ۹۶۷ھ نوسو سڑسٹھ ہجری مین میرزا قرا بہادر نے ہندوستان سے مع لشکر کثیر اور نو زنجیر فیل آنکر لالہ پور مین تین ماہ اقامت کی اور کشمیریون سے نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور کہکران سے بھی ایک جماعت کثیر ہمراہ رکھتا تھا اور امیدوار تھا کہ مردم کشمیر میرے آنکر شریک ہونگے اس عرصہ مین نصرت خان چک اور فتح چک اور لوہر وانگری اُسکے پاس سے بھاگ کر غازی خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اس سبب سے میرزا قرا بہادر

کے لشکر مین ایک فتور نہایت برپا ہوا اور غازی خان چک کشمیر سے برآمد ہوکر نوروزکوٹ مین پہونچا اور پیادون کو میرزا قرابہادر کے مقابلہ کو بھیجکر شکست دی اور میرزا بھاگ کر قلعہ دائرہ مین داخل ہوا دوسرے دن میرزا قرابہادر پھر پیادونکی جنگ سے بھاگا اور اُسکے ہاتھی پیادون کے ہاتھ آئے اور پانسو مغل مارے گئے اور جب پانچ سال حبیب شاہ کی شاہی سے منقضی ہوے غازی خان نے اُسے گوشہ مین بٹھا کر خود فرمانروائی کا نشان بلند کیا اور نام بادشاہی کا دوسرے پر روا نرکھا خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کرکے اپنے تئین غازی شاہ مشہور کیا

تذکرہ غازی شاہ کا

غازی خان چک نے شاہان کشمیر کے آئین کے موافق جلوس کیا اور اپنے تئین غازی شاہ خطاب دیا لیکن مرض جذام کے سبب سے کہ اس سے پیشتر بہم پہونچا تھا اُن دنون مین اُسکی شدت سے اُسکی آواز متغیر ہوئی اور اُنگلیان اُسکی گرنے پر تھین اور دانتون مین زخم ظاہر ہوے اور ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری مین فتح خان چک اور لوہر وانگری اور بھی کشمیری غازی شاہ سے متوہم اور ہراسان ہوکر پہاڑون مین داخل ہوئے اور غازی شاہ نے اپنے فرزند حسین چک کو مع دو ہزار آدمی اُنکے تعاقب مین بھیجا جب موسم سرما اور برف باری کے ایام آئے مخالف ہلاک ہوئے اور جو باقی رہے کھتوار مین گئے اور وہان سے مضطرب اور متردد ہوکر حسین خان چک کے پاس آنکر پناہ لی حسین خان چک نے اُنکے عفو گناہ کیلئے غازی شاہ سے درخواست کی اور شاہ نے اُنکی تقصیر معاف فرماکر جاگیر خوب عنایت فرمائین اور ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین غازی شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر لار مین قیام کیا اور اپنے فرزند احمد خان کو فتح خان چک اور ناصر کتائی اور بھی اُمراے نامدار کے ہمراہ تبت کلان کی تسخیر کو بھیجا اور جب یہ تبت سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچے فتح خان چک احمد خان کے پہلے رخصت جاکر شہر تبت مین داخل ہوا اہل تبت اُسکا سازوسامان دیکھکر جنگ پر راضی نہوئے اور پیشکش بہت قبول کی اور وہان سے جلد برخاست کرایا اُسکے بعد احمد خان کے دل مین یہ ہوس ہوئی کہ فتح خان چک تبت مین جاکر فائز المرام ہوکر آیا اگر مین بھی ایسا کرونگا اہل کشمیر میری تعریف کرینگے یہ تجویز کرکے تنہا چلنے کا ارادہ کیا فتح خان چک نے عرض کی کہ آپکا جریدہ جانا مناسب نہین ہے اگر یہی ارادہ ہے جمعیت لیکر جائیے احمد خان نے اُسکے کہنے پر التفات نہ کی پانسو آدمی لیکر روانہ ہوا اور فتح خان چک کو لشکر گاہ مین چھوڑا اہل تبت نے جب احمد خان کو جریدہ دیکھا جمعیت کرکے اُسپر تاخت لائے وہ تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگا اور فتح خان کے پاس آنکر یہ بات کہی کہ آج مین تبتیون سے مقابلہ اور مقاتلہ کو جاتا ہون تم میری فوج کے آگے چلو وہ بلاتوقف جریدہ آگے روانہ ہوا اہل تبت اُسے تنہا دیکھکر جنگ مین مشغول ہوئے فتح خان کی رگ شجاعت اور غیرت جنبش مین آئی تنہا جنگ کرکے مارا گیا غازی شاہ یہ خبر سنکر احمد خان سے نہایت ناراض ہوا اور سخت و سست کہا ایام دولت اُسکے چار برس کے بعد آخر ہوے

ذکر حسین شاہ کی سلطنت کا

یہ غازی شاہ کا بھائی تھا ۹۷۱؁ نوسو اکہتر ہجری مین غازی شاہ تبت کلان کی تسخیر کے ارادہ کشمیر سے برآمد ہوا اور مولد کھار مین استقامت کی اور غلبہ مرض جذام کے سبب اُسکے اعضا بیکار ہوئے اور آخر عمر مین شعار بدی کرکے خلق پر دست تعدی دراز کرتا تھا اور بعید در قصور لوگون سے زر جرمانہ لیتا تھا اس سبب سے آدمی اُس سے رنجیدہ ہوکر دو گروہ ہوئے ایک جماعت اُسکے فرزند احمد خان کی شریک ہوئی اور ایک جماعت اُسکے بھائی حسین چک کی مدد معاون ہوئی غازی شاہ یہ خبر سنکر سولد کھار سے مراجعت کرکے سری نگر مین آیا اور جو حسین چک پر اُسکی مہر و شفقت زیادہ تھی اُسے اپنا جانشین کرکے سریر سلطنت پر بٹھایا اور غازی شاہ کے تمام وکلا اور وزرا حسین چک کے مکان پر حاضر ہوئے اور شرائط خدمتگاری اور لوازم فرمان برداری مین قیام کیا اور چندروز اسکے بعد غازی شاہ نے تمام قماش اور اسباب اپنا دو حصہ کرکے ایک حصہ اپنے بیٹون کو دیا اور دوسرا حصہ مہاجنون کے سپرد کیا کہ اُسکی قیمت ہو کچا دین مہاجن حسین چک کے پاس داد خواہ ہوئے حسین چک نے غازی شاہ کو منع کیا اور غازی شاہ نے رنجیدہ ہوکر چاہا کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے حسین چک یہ خبر سنتے ہی احمد خان پسر غازی شاہ اور ابدال خان نے اور بھی اعیان دولت کو طلب کرکے اپنی اطاعت کے بارہ مین اُنسے عہد و پیمان لیا غازی شاہ ترک سلطنت سے نہایت پشیمان ہوا اپنے خاص آدمیون اور معتقدون کو طلب کرکے جمعیت کی اور حسین چک بھی مقابلہ کو آمادہ ہوا اہالی شہر اور قصبات نے درمیان مین آنکر آتش فساد ساکن کی اور غازی شاہ نے شہر سے برآمد ہوکر رہین پور مین اقامت کی اور تین مہینے کے بعد پھر سری نگر مین آیا اور حسین چک نے استقلال تمام بہم پہونچا کر ولایت کشمیر آدمیون کے درمیان مین تقسیم کی اور ۹۷۲؁ نوسو بہتر ہجری مین حسین چک نے اپنے بڑے بھائی شنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر دیکر رخصت کیا اور اسکے بعد یہ خبر پہونچی کہ شنکر چک نے خروج کیا ہے اسواسطے اُسکی جاگیر محمد خان ماکری کے نام مقرر کی اور احمد خان اور فتح خان چک اور خواجہ مسعود اور مانک چک کو مع لشکر جرار اُسکے تدارک کو تعینات فرمایا انھون نے جاکر فتح کی حسین چک اُنکے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام اُنھین سری نگر مین لایا اور چندروز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان چک اُسکے قتل کا ارادہ رکھتے ہین چاہا اُنھین کسی ڈھب سے گرفتار کرون اُنھون نے یہ خبر سنکر بجمعیت تمام حسین چک پر خروج کیا حسین چک جب اس حقیقت سے واقف ہوا ملک لودی لوند کو اُنکے پاس بھیجا کہ اُنھین ایلچا فراہم کرکے عہد و پیمان لیوے کہ کوئی شخص کسی سے عداوت نہ کرے ملک لودی لوند اُنکے پاس گیا اور اور مقدمات صلح مین مشغول ہوا اور سب احمد خان کے مکان پر گئے اور یہ تجویز کی کہ احمد خان نے چندروز سے حسین چک کو نہین دیکھا ہے اسے حسین چک کے مکان پر لیجا دین احمد خان نے بعد مبالغہ اور اصرار کے قبول کیا اور نصرت خان چک اور ملک لودی لوند کے ہمراہ حسین چک کے مکان پر گیا

اور قاضی حبیب جو اعیان شہر سے تھا مع محمد ماکری اُس مقام مین حاضر ہوا اور دیوانخانہ مین مجلس
منعقد ہوئی اور جب رات ہوئی حسین چک نے کہا کہ ہم آج شب کو تنبورہ نوازی کرینگے جو یہان
قاضی متشرع ہی تم کوٹھے پر چلکر محفل سرور مین شریک ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون جب یہ کوٹھے
پیگئے آدمیون کو بھیجکر اُنھین قید کیا اور بعد اسکے علی خان اور خان زمان کو کہ اصلی نام اُنکا فتح خان تھا مع
فوج کثیر شنکر چک کے مدافعہ کو جو راجوری کے قریب تھا بھیجا اور فتح خان عرف خان زمان نے مع لشکر ظفر پیکر
جاکر اُسے شکست دی اور فتحیاب ہو کر واپس آیا اور اُسنے اختیار تمام پیدا کیا اور امرا کو یہ حکم ہوا کہ تم سب روز اُسکے
مکان پر جایا کرو اور سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری مین امرانے غیبت خان زمان کی حسین چک سے کی کہ اُسنے لوگون کو
اُسکے مکان کے جانیکی ممانعت کی اور خان زمان کشمیر سے نکل جانے کی فکر مین تھا کہ حسین ماکری نے آکر خان زمان
سے یہ بات کہی کہ تو کیون شہر سے نکلتا ہی حسین چک شکار کو گیا ہی اور مکان اُسکا خالی ہی اُسکے مکان پر جاکر اُسکے
تمام اسباب اور خزانون پر متصرف ہو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا اُسنے یہ بات پسند کی اور باتفاق فتح خان
چک اور لوہر وانکری اور مثل انکے حسین چک کے مکان پر جاکر دروازہ مین آگ لگائی اور چاہا کہ احمد خان
اور محمد خان ماکری اور نصرت خان کو زندان سے برآوردہ کرون مسعود مانک وانکری جو جیلخانہ کا داروغہ تھا
اُسنے پانی دیوانخانہ کے صحن مین اسقدر چھڑکایا کہ دلدل ہوگئی اور دولت خان نام ایک شخص مردم چک سے
ترکش باندھے کھڑا تھا بہادر خان ولد خان زمان نے اُسپر حملہ کرکے تلوار کا وار کیا لیکن ترکش پر پڑا وہ محفوظ
رہا پھر دولت خان نے ایک تیر ایسا اُسکے گھوڑے کی آنکھ مین مارا کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اور بہادر خان اُسکی
پشت سے زمین پر گرا مسعود مانک وانکری نے جاتے ہی اُسکا سر خنجر سے کاٹا اور خان زمان جو باہر کھڑا تھا
بھاگا اور مسعود مانک نے اُسکا تعاقب کرکے گرفتار کیا اور حسین چک کے روبرو لیگیا اور حسین چک کے
حکم کے موافق اُسے زین گڈھ مین لیجاکر ناک کان دست و پا کاٹکر سولی پر چڑھایا اور حسین چک نے
مسعود مانک وانکری کو فرزند ارجمند کہکر ساتھ خطاب مبارز خانی کے سرفراز فرمایا اور پرگنہ بانگل کو اُسکی
جاگیر مقرر کی اور سنہ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری مین حسین چک نے احمد خان پسر غازی شاہ اور نصرت خان چک
اور محمد خان ماکری کی آنکھون مین میل پھروائی غازی شاہ یہ خبر سنکر نہایت محزون اور ملول ہوا اور اسی
کوفت مین بیمار ہو کر مرگیا اور حسین چک مدرسہ بناکر وہان کے علما اور صلحا کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور پرگنہ
زین پور اُنکی جاگیر مقرر کی اور سنہ ۹۷۵ نوسو پچھتر ہجری مین لونڈی لوند نے یہ خبر حسین چک کے سمع مبارک مین
پہونچائی کہ مسعود مانک وانکری المخاطب مبارز خان کہتا ہی جو حسین چک نے مجھے فرزند کہا ہی چاہیے کہ اپنے
خزانہ سے مجھے بھی حصہ دیوے یہ سنتے ہی حسین چک نہایت آزردہ ہوا ایک دن مسعود مانک وانکری
المخاطب مبارز خان کے مکان پر گیا اور اصطبل مین گھوڑے افراط سے دیکھکر اُسکا دل اور بھی مبارز خان
سے منحرف ہوا اور اُسے محبوس کیا اور تمام مہمات ملکی لونڈی لوند کے متعلق ہوئین اور عرصہ قلیل مین وہ
بھی بسبب اِس جرم کے کہ اُسنے چالیس ہزار خروار دھان سرکار سے خیانت کیے تھے قید ہوا اور علی کوکا بجاے
اُسکے منصوب ہوا اور سنہ ۹۷۶ نوسو چھہتر ہجری مین قاضی حبیب جو حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو مسجد جامع سے

برآمد ہوکر دریاے کوہ ماران مین قبرون کی زیارت کے لیے گیا تھا یوسف نامے کہ شیعہ مذہب تھا اُس نے تلوار غلاف سے کھینچکر قاضی کے سر پر رسید کی وہ مجروح ہوا پھر دوسرا وار کیا قاضی نے سر دست اپنا ہاتھ سپر کیا انگلیان کٹ گئین اور اختلاف مذہب کے سوا کوئی امر اور تعصب کا درمیان مین نہ تھا مولانا کمال کہ قاضی کا داماد تھا سیالکوٹ مین جاکر درس دینے مین مشغول ہوا اور قاضی بھی اُسکے ہمراہ تھا یوسف قاضی کو زخمی کرکے بھاگا اور حسین چک باوصف اسکے کہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنکر آدمی یوسف کی گرفتاری کو تعین کیے وہ اُسے پکڑ لائے اور حسین چک نے فقہا یعنی دانشمندون کو مثل ملا یوسف اور ملا فیروز اور ماخذ انکے دربار مین بلا کر کے فرمایا کہ جو کچھ اسکے بارہ مین شرع کے موافق ہو فتوے جاری کرو عالمون نے جواب دیا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا ازروے سیاست جائز ہے قاضی جو زخمی ہوا تھا اُسنے جواب دیا کہ مین زندہ ہون اس شخص کا قتل کرنا جائز نہین ہے آخر اُسے سنگسار کیا اتفاقاً اُن دنون مین ایک جماعت کہ ساتھ اُسکے مذہب اور اعتقاد مین ایک تھی مثل میرزا مقیم اور میر یعقوب پسر بابا علی کا برسم سفارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی درگاہ سے آئے جب ہیرہ پور مین پہونچے حسین چک انکے استقبال کو ایک خیمہ عالی ایستادہ کرکے مقیم ہوا جب سُنا کہ ایلچی قریب آئے حسین چک برآمد ہوا اور ایلچیون کو لاکر خیمہ مین لیجا بٹھایا اور بعد اسکے ایلچی حسین چک کے فرزند کے ہمراہ کشتی مین بیٹھکر شہر کیطرف روانہ ہوئے اور حسین چک خشکی کے راستہ سے کشمیر مین گیا اور حسین ماگری کا مکان اُنکے نزول کے واسطے مقرر کیا اور بعد چندروز کے میرزا مقیم کہ وہ بھی ساتھ یوسف کے ہم مذہب تھا اُس نے حسین چک سے یہ بات کہی کہ جو تم نے یوسف کو مفتیون کے کہنے سے قتل کیا اُن مفتیون کو میرے پاس بھیجو حسین چک نے مفتیونکو اُنکے پاس بھیجا قاضی زین جو یوسف کا ہم مذہب تھا اُسنے مفتیون سے یہ تقریر کی کہ تم نے فتوے مین غلطی کی ہے مفتیون نے جواب دیا ہم نے فتوے علی الاطلاق اُسکے قتل کیواسطے نہین دیا تھا ہم نے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا سیاست کے واسطے روا ہے میرزا مقیم نے مفتیونکو سر دربار بُرا بھلا کہکر فتح خان چک کے سپرد کیا اُسنے اُنھین بہت ایذا دی اور حسین چک کشتی مین بیٹھکر کمراج کی سمت گیا اور فتح خان چک نے مفتیون کو مقتول کرکے اُنکے پانوُن مین رسّی باندھی اور لاشین اُنکی کوچہ و بازار مین پھرائین اور حسین چک نے اپنی دختر مع تحف وہدایا
ایلچیون کے ہمراہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر اطاعت اظہار کی

ذکر علی شاہ کی سلطنت کا

۹۷۶ نوسو چہتّر ہجری مین خبر پہونچی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے میرزا مقیم کو مفتیون کے خونہاے ناحق کے عوض مین قتل کیا حسین چک کی بیٹی واپس بھیجی اور حسین چک کو یہ خبر سنتے ہی اسہال دموی عارض ہوا یعنی خون کے دست آنے لگے جب تین چار ماہ کا عرصہ گذرا اُسوقت مین حسین چک نے محمد خان اور بہت یوسف فرزند علی خان چک سے یہ بات کہی کہ تو علی خان چک کے پاس جو سونبور مین ہے جاکر مقیم ہو جب بہت یوسف علی خان چک کے پاس گیا اور لوگ بھی باری باری بھاگ کر علی خان چک کے پاس حاضر ہوئے اور حسین چک نے جب یہ خبر سُنی آدمی بھیجکر علی خان چک کو یہ پیغام دیا کہ ہم سے کیا گناہ

واقع ہوا کہ تیرے فرزند کو بلا لعوض تیرے پاس بھیجا علی خان چک نے اسکے درجواب کہلا بھیجا کہ میری بھی کچھ تقصیر نہین ہے آدمی خود بخود بھاگ کر میرے پاس چلے آتے ہین ہرچند اُنھین سمجھاتا ہون فائدہ نہین بخشتا آخر علی خان چک سری نگر کی طرف متوجہ ہوکر سات کوس پر وارد ہوا ملک لودی لوند بھاگ کر علی خان چک کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسین چک نے شہر سے برآمد ہوکر جلہ حاجم مین جو شہر سے ایک کوس پر ہے مع لشکر نزول کیا اور احمد اور محمد ماکری کہ اُسکے امرا کے سلک مین منتظم تھے اُسی رات کو علی خان چک کے پاس بھاگ آئے اور دولت چک کہ حسین چک کے مقربون سے تھا اُسنے اُس سے یہ بات کہی کہ جو تمام آدمی ہمارے پاس سے بھاگے جاتے ہین بہتر یہ ہے کہ اسباب شاہی جسکے واسطے نزاع ہے علی خان چک کے پاس کہ تمھارا بھائی ہے بھیجدین حسین چک نے چتر اور قسطاس اور تمام جلوس شاہی یوسف کے ہاتھ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ گناہ میرا یہ ہے کہ بیمار ہون نہین مین خود اس اسباب کے ہمراہ آتا پھر علی خان چک حسین چک کے مکان پر عیادت کو آیا پھر دونون بھائی بغلگیر ہوکر گریۂ وزاری کرنے لگے پھر حسین چک نے شہر علی خان چک کے سپرد کرکے زین پور مین آنکر اقامت کی اور علی خان چک علی شاہ ملقب ہوا اور امر شاہی سنا تھا اُسکے رجوع ہوئے اور دو کہ کہ وکیل حسین چک کا تھا دارالملک کی طرف روانہ ہوا اور حسین چک کا پیمانۂ حیات آب لقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور علی شاہ نے اُسکے جنازہ کے ہمراہ جاکر اُسے حیران بازار کے قریب دفن کیا اور انھین دنون مین شاہ عارف درویش جو اپنے تئین شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کی اولاد سے شمار کرتا تھا اور شیعہ مذہب بلباس فقرائی اور ارباب تصوف مین سے تھا لاہور سے حسین قلی خان ترکمان حاکم پنجاب کے پاس سے برآمد ہوکر کشمیر مین آیا والی کشمیر علی شاہ کہ شیعہ مذہب تھا اُس بزرگوار کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور شرائط تعظیم وتکریم کے بعد اعتقاد اور ارادت کے اظہار کیواسطے اپنی دختر اُسکے عقد ازدواج مین لایا اُسکو مہدی آخرالزمان سمجھکر معتقد ہوا اور علی چک اور نوروز چک اور ابراہیم چک یعنی غازی شاہ کے فرزندون نے کہ تمام رافضی تھے اُس سے اس قدر اعتقاد بہم پہونچایا کہ سجدۂ تعظیمی کرتے تھے اور آخر کو اُنھین ہر امور کے لائق جانکر قرار دیا کہ اُسے سریر شاہی پر بٹھادین جب یہ خبر علی شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی اُن سے نہایت رنجیدہ ہوکر ایذا رسانی کے درپے ہوا اور شاہ عارف کہ کیمیا گری اور تسخیر جن مین مشہور تھا اس مضمون کو دریافت کرکے یہ مشہور کیا کہ مین یہان نرہونگا ایک دن مین بزور علم تسخیر لاہور کی طرف یا اور ولایت کی سمت جاؤنگا اسکے بعد پوشیدہ ہوا تو لوگ اعتماد کرین کہ غیبت کی ہے لیکن تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفی ملاحون کو دیکر کشتی مین سوار ہوکر بارمول مین پہونچکر پہاڑ پر برآمد ہوا علی شاہ نے آدمی اُسکی گرفتاری کو بھیجے اور وہان سے طلب کرکے حوالات مین سپرد کیا اور جب دوبارہ بھاگا کوہ مہتر سلیمان سے لوگ پھر گرفتار کرلائے اس مرتبہ علی شاہ نے ہزار اشرفی اپنی دختر کے مہر کے عوض اُس سے لیکر طلاق لی اور چند روز قید کرکے تبت کی طرف رخصت کیا اور علی رائے والی تبت جو آل عبا کی محبت کا دم مارتا تھا عارف شاہ درویش کے استقبال کو روانہ ہوا اور اُسکے قدوم میمنت لزوم کو موہبت عظمےٰ تصور کرکے

اُسکی تعظیم وتکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عارف شاہ کو اپنے ملک مین متوطن کرکے بارادت تمام اپنی بیٹی کو جسے نہایت عزیز اور شریف جانتا تھا اُسکے عقد نکاح مین درلایا اور شاہ عارف چندروز وہان رہے بعد اسکے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حسب الطلب ارادہ سفر ہندوستان کرکے دار الخلافت آگرہ مین پہونچے وہان سے دار بقا کی طرف کوچ کیا اور ۹۷۹ھ نوسو اُناسی ہجری مین علی چک ولد نورہ وز چک علی شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ دوکہ سنے میری جاگیر مین آن کر خلل ڈالا ہے اگر سرکار اسکا تدارک کرکے ممانعت نفرماویگی مین اپنے گھوڑون کے شکم پھاڑ ڈالونگا علی شاہ یہ معما سنکر سمجھا کہ مقصود اسکا میرے شکم پھاڑنے سے ہے اس سبب سے آتش غضب اُسکے دماغ مین شعلہ زن ہوئی اُسے قید کرکے ولایت کمراج مین بھیجا اور وہ وہان سے بھاگ کر حسین قلی خان حاکم پنجاب کے پاس گیا اور جب ملاقات کے وقت حسین قلی خان تواضع متعارفہ بجا لایا لاہور سے نکلکر پھر ولایت کشمیر مین آیا اور علی شاہ نے اُسے پھر گرفتار کرکے مقید کیا اور بعد چندروز پھر قید خانہ سے بھاگا اور نوشہرہ مین داخل ہوا علی شاہ نے لشکر اُسکے سر پر بھیجکر پھر دستگیر کیا اور ۹۸۰ھ نوسو اسی ہجری مین علی شاہ نے کھنوار پر لشکر کشی کی اور وہان کے حاکم سے دختر لیکر معاودت فرمائی اور انھین دنون مین ملا عشقی اور قاضی صدر الدین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار سے برسم رسالت آئے علی شاہ نے اپنے بھتیجے کے بیٹے شاہزادہ کامگار سلطان سلیم کی خدمت کے واسطے ملا عشقی اور قاضی صدر الدین کی مصاحبت سے مع تحف اور ہدایا بطور پیشکش ارسال کی اور خطبہ اور سکہ ولایت کشمیر کا محمد اکبر بادشاہ کے نام جاری کیا اور اس عرصہ مین یوسف فرزند علی شاہ نے محمد بہت کے اغوا سے ابراہیم خان ولد غازی خان کو بے اجازت باپ کے مقتول کیا اور باپ کے خوف سے محمد بہت کے ہمراہ بھاگ کر بارمولہ مین گیا اور علی شاہ اُسکی اس حرکت خلاف وضع سے نہایت آزردہ اور اُسکے تدارک کی فکر مین ہوا لوگون نے یوسف کی عفو تقصیر کی درخواست کرکے اُسے طلب کیا اور محمد بہت جو اس فساد کا باعث تھا اُسے قید کیا اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین علی شاہ جمال نگری کی سیر کے واسطے مع اہل وعیال روانہ ہوا اور حیدر خان نام پسر محمد شاہ اولاد شاہ زین العابدین سے جو گجرات مین رہتا تھا وہ جسوقت کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گجرات کو لیا اُسکے ہمراہ رکاب ہندوستان کی طرف اور نوشہرہ مین جاکر اپنے چچیرے بھائی سلیم خان کے پاس جو وہان رہتا تھا مع جماعت اپنی اُس سے ملحق ہوا علی شاہ نے ایک جماعت کثیر اور حرم غفیر لوہر چک کے ہمراہ بھیجی اور محمد خان چک نے جو راجوری مین رہتا تھا لوہر چک کی سرداری کے حسد کرکے اُسے قید کیا اور اُسکے لشکر کو لیکر حیدر خان کے پاس نوشہرہ مین آیا اور یہ بات کہی کہ اسلام خان کو کہ مرد مردانہ ہے میرے ہمراہ بھیجو تو جاکر ولایت کشمیر کو تمھارے واسطے فتح کرون حیدر خان اُسکے باپ سے مغرور ہوا اسلام خان کو اُسکے ہمراہ بھیجا جب موضع حیلم میں وارد ہوا صبح کے وقت محمد خان چک اسلام خان کو بہ غدر قتل کرکے سیدھا علی شاہ کے پاس گیا اور مورد الطاف ہوا اور علی ماکری اور داؤد گذار وغیرہ جنھون نے حیدر خان کی دولتخواہی کا ارادہ کیا تھا

جلوس ہوئے اور سنہ ۹۸۴ نوسو چوراسی ہجری مین کشمیر مین قحط عظیم پڑا اکثر آدمی بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئے اور سنہ ۹۸۵ نوسو پچاسی ہجری مین علی شاہ نے مسجد پر برآمد ہوکر علما اور صلحا سے صحبت کی اور کتاب مشکوٰۃ شریف اُس مجلس مین لاکر اُس حدیث کے موافق جو فضائل توبہ مین وارد ہے توبہ کرکے غسل کیا اور نماز پنجگانہ اور تلاوت قرآن مین مشغول ہوا اور بعد فراغ چوگان بازی کیواسطے سوار ہوکر بمیدان عیدگاہ چوگان بازی مین مصروف ہوا ناگاہ حنہ زین کا اِس زور سے اُسکے شکم پر لگا کہ اُسکے صدمے سے جانبر نہوا

ذکر یوسف شاہ کی سلطنت کا

جب علی شاہ فوت ہوا اُسکا بھائی ابدال خان چک اپنے بھتیجے یوسف خان کے خوف سے اُسکے جنازہ پر حاضر نہوا یوسف نے سید مبارک خان اور بابا خلیل کو ابدال خان چک کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر تمھین میری شاہی منظور ہو اپنے بھائی کے دفن وکفن مین شریک ہو والا نہ تم حکومت کرو مین تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری مین حاضر رہونگا جب اُنھون نے پیغام یوسف کا ابدال چک کو پہونچایا اُسنے جواب دیا کہ مین تمھارے کہنے سے اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر شایستہ خدمت کا کمر جان پر باندھتا ہون اگر وہ مجھے کسی طور کی مضرت پہونچاویگا اُسکا وبال تمھاری گردن پر ہوگا سید مبارک خان جو ابدال خان چک سے عداوت رکھتا تھا بولا کہ مین یوسف کے پاس جاکر اُس سے عہد وپیمان لیتا ہون یہ کہکر اُسکی مجلس سے برخاست کرکے یوسف شاہ کے پاس گیا اور نفسانیت سے یہ بات کہی کہ وہ میرے کہنے سے نہین آتا تم پہلے اسکی تدبیر کرلو بعد اسکے علی شاہ کو دفن کرنا یوسف شاہ خود سوار ہوکر اُسکے سر پر گیا اور ابدال خان چک اُس سے مقابلہ کرکے مارا گیا اور سید مبارک خان کا فرزند جلال خان بھی اِس معرکہ مین قتل ہوا دوسرے دن علی شاہ شیعون کے طریق مین دفن ہوا اور یوسف شاہ نے بجاے اُسکے مسند حکومت پر جلوس کیا اور بعد دو ماہ کے سید مبارک خان اور علی خان چک نے بقصد فتنہ وفساد دریا سے عبور کیا اور یوسف شاہ باتفاق محمد ماکری کہ ہراول اُسکا تھا سبقت کرکے مع ساٹھ مرد اہل نبرد مخالفون کے مقابلہ مین قتل ہوا اور یوسف شاہ امان طلب کرکے ہیرہ پور مین آیا اور سید مبارک خان یہ خبر سُنکر لشکر کو آراستہ کرکے بہ نیت جنگ برآمد ہوا اور یوسف شاہ نے تاب مقاومت نلاکر موضع برتھال کے جنگل مین پناہ لی اور سید مبارک خان اُسکا پیچھا کرکے جنگ مین مصروف ہوا یوسف شاہ بھاگ کر پہاڑون پر جو اُس اطراف مین واقع تھے درآیا اور سید مبارک خان مظفر اور منصور ہوکر کشمیر مین داخل ہوا اور علی خان چک پسر نوروز چک کو کسی تقریب سے بلاکر اُسنے قید کیا اور گوہر چک اور حیدر چک اور ہستی چک اُسکے خوف سے ہراسان ہوکر پہلی مرتبہ اُسکے پاس حاضر نہوئے اور آخر کو بابا خلیل اور سید برخوردار اُنکے پاس جاکر عہد وپیمان کی شرط بجالائے اور جملہ چک سید مبارک خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور فقط رخصت حاصل کرکے اپنے مکانون پر گئے اور رستہ مین یہ تجویز کی کہ ہم یوسف شاہ کو طلب کرکے اپنا شاہ کرینگے یہ کہکر ایک قاصد جلد یوسف شاہ کے

پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے عمل سے پشیمان ہوئے اب ہم نے تیری شاہی قبول کی سید مبارک خان یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور اُس نے یہ تجویز کی کہ مین بھی اپنے بیٹون اور غلامون کو لیکر یوسف شاہ کے پاس حاضر ہون ہیئت کرنے علی خان چک ولد نوروز چک کو جو قید مین تھا ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوا اور دولت چک کہ اُسکے امراسے تھا جب اُسکے پاس سے بھاگا اُسنے مضطرب ہوکر علی خان چک کو قید سے رہا کیا اور خود جریدہ بابا خلیل کی خانقاہ مین داخل ہوا حیدر چک نے علی خان چک سے پیغام کیا کہ یہ تمام کوشش اور جستجو تمھاری رہائی کے واسطے تھی اور یوسف چک ولد علی خان چک نے اپنے باپ سے یہ بات کہی کہ حیدر چک غدر کے درپے ہی علی خان نے اُسکے کہنے پر عمل نہ کیا حیدر چک کے پاس جاکر اُسکے ہمراہ ہوا لوہر چک اور مثل اُسکے سب ایلچیا موجود تھے جب علی خان چک کو دیکھا مکر کر قید کیا بعد اسکے سب نے یہ تجویز کی کہ لوہر چک کو شاہ بنادین اِس مابین مین یوسف شاہ کالپور کی طرف پہونچا اور یہ خبر سُنی کہ کشمیریون نے لوہر چک کی شاہی قبول کی اور وہان سے موضع ذاہل مین آنکر اپنے تمام آدمیون کو ہمراہ لیا اور جمو کے راستہ سے سید یوسف خان شہیدی کے پاس جو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے امراے کبار سے تھا استمداد کے واسطے لاہور مین آیا اور باتفاق اُسکے راجہ مان سنگھ فتح پور سے تمام رات چلکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ جو ہمیشہ سے تسخیر کشمیر کی فکر مین تھا فرصت پاکر یوسف شاہ کی امداد کے بہانہ راجہ مان سنگھ اور سید یوسف خان شہیدی کو کشمیر کی طرف روانہ کیا اور وہ دونون یوسف خان کے باتفاق ۹۸۷ نوسوستاسی ہجری مین فتح پور سے راتون رات کشمیر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُسوقت مین لوہر چک کشمیر کی حکومت پر متمکن ہوگیا تھا یوسف شاہ نے اپنے فرزند یعقوب کو پیشتر بہ تعجیل تمام کشمیر کی سمت روانہ کیا تو وہان جاکر لوگون کو موافق کرکے لوہر چک کی شاہی مین خلل ڈالے اور جب یوسف شاہ اپنی ذات خاص سے سیالکوٹ مین پہونچا سید یوسف خان شہیدی اور راجہ مان سنگھ کی کمک کا معتقد ہوکر راجوری کی طرف گیا اور اُس مقام پر متصرف ہوکر منزل ٹھٹہ مین پہونچا اور لوہر چک نے اُسوقت یوسف کشمیری کو یوسف شاہ کے مقابلہ کو بھیجا یوسف کشمیری اُسکی فوج سے برآمد ہوکر یوسف شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا یوسف شاہ قوی پشت ہوکر جبوپل کے راستہ سے کہ وہ نہایت دشوار گذار ہی بطریق تاخت قلعہ سونپور مین آیا لوہر چک حیدر چک اور شمس چک اور بستی چک کے باتفاق یوسف شاہ کے مقابل آنکر آب بہت کے کنارہ وارد ہوا اور چند روز کے بعد جنگ شدید اور معرکہ ہاے عظیم وقوع مین آئے اور یوسف شاہ فتحیاب ہوا اور بعد فتح کے سری نگر کی طرف متوجہ ہوکر کشمیر مین داخل ہوا اور لوہر چک نے قاضی موسٰے اور محمد سعادت بہت کے ذریعہ سے آنکر یوسف شاہ سے ملاقات کی آخر کو قید ہوا اور باغیون سے بھی ایک جماعت کشمیر مقید ہوئی جب یوسف شاہ مہمات شاہی سے مطمئن ہوا ولایت کشمیر تقسیم کی یعنے شمس چک ولد دولت چک اور یعقوب اپنے فرزند اور یوسف کشمیری کو جاگیرین خوب دین اور تتمہ خالصہ کیواسطے مقرر کیا

اور بعض امرا کے کہنے سننے سے لوہر چک کی آنکھون مین میل کھینچی اور ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری مین شمس
چک اور علی شیر چک نے محمد سعادت بہت کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ دونون باغی ہین مجلس مین قید کیا
حبیب خان چک خوف سے موضع کھیتر کی طرف گیا اور یوسف چک ولد علی خان چک جو یوسف شاہ
کی قید مین تھا مع چارون بھائی زندان سے برآمد ہوکر حبیب خان چک کے پاس موضع مذکور
مین جاکر ملحق ہوئے اور وہان سے تبت کے راجہ کے پاس کہ جس کا نام برورد علی تھا جاکر
اُس سے کمک لی اور یوسف شاہ کے مقابلہ کو حدود کشمیر مین پہونچے اور بسبب اختلاف کے کہ
درمیان اُنکے واقع ہوئے تھے کچھ نہ بن پڑا ایک دوسرے سے جدا ہوا اور سپاہی یوسف شاہی
یوسف ولد علی خان چک اور محمد خان کو پکڑ لائے اور اُنکے کان اور ناک کاٹے اور حبیب خان
چک شہر مین پوشیدہ ہوا اور ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے کابل
سے مراجعت فرماکر جلال آباد مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا میرزا طاہر خویش میرزا
سید خان شہیدی اور محمد صالح عاقل کو برسم ایلچی گری کشمیر مین بھیجا اور جب یہ بارہ مولہ مین پہونچے
یوسف شاہ استقبال کے واسطے روانہ ہوا اور فرمان کو بوسہ دیکر سر پر رکھکر تسلیمات بجالایا اور ایلچیون کو
اپنے ساتھ لیکر شہر مین داخل ہوا اور اپنے فرزند حیدر خان اور شیخ یعقوب کشمیری کو باتحف وہدایائے
بسیار محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت مین روانہ کیا حیدر خان ایک سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر
رہا اسکے بعد باتفاق شیخ یعقوب کشمیری نے نقد رخصت کشمیر حاصل کی اور ۹۸۹ھ نوسو نواسی ہجری مین یوسف شاہ
لار کی سیر کو راہی ہوا اور شمس چک مع زنجیر قید خانہ سے بھاگ کر کمنوار مین گیا اور وہان حیدر
چک سے پیوستہ ہوا یوسف شاہ نے یہ خبر سنتے ہی اُن پر چڑھائی کی وہ متفرق ہوکر بھاگے
اور یوسف شاہ نے مظفر اور منصور ہوکر سری نگر کی طرف معاودت کی اور ۹۹۰ھ نوسو نوے
ہجری مین حیدر چک اور شمس چک کمنوار سے بقصد جنگ کشمیر کی طرف متوجہ ہوے یوسف شاہ
اُنکے مقابلہ کے واسطے برآمد ہوا اور اپنے بیٹے یعقوب کو ہراول کیا اور بعد جنگ فتحیاب ہوکر سری نگر
مین مراجعت کی اور راے کمنوار کے وسیلہ سے شمس چک کی خطا معاف کرکے اُسکے واسطے جاگیر
مقرر کی حیدر چک وہان سے برآمد ہوکر راجہ مان سنگھ کے پاس گیا اور ۹۹۲ھ نوسو بانوے
ہجری مین یعقوب ولد یوسف شاہ اظہار اطاعت اور اخلاص کے واسطے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کی شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا اور جب آنحضرت فتحپور سے راتون رات لاہور
مین پہونچے یعقوب نے اپنے باپ یوسف شاہ کو لکھا کہ بادشاہ کا قصد کشمیر مین آنے کا ہے
یوسف شاہ نے استقبال کی تیاری کی لیکن اُنھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ حکیم علی گیلانی برسم
رسالت بادشاہ سے رخصت لیکر ٹھٹھہ مین پہونچا ہے یوسف شاہ ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا اور خلعت شاہی
زیب بدن کرکے ارادہ مصمم کیا کہ درگاہ کی طرف متوجہ ہوکر بادشاہ کو دیکھون اس درمیان مین
بابا خلیل اور بابا مہدی اور شمس دوبی نے متفق ہوکر یوسف شاہ سے یہ بات کہی کہ اگر اکبر بادشاہ

سکے پاس جاؤگے ہم تجھے قتل کرکے تیرے فرزند یعقوب کو کہ اسی عرصہ مین لاہور سے کشمیر مین آیا ہر سریر شاہی پر متمکن کرینگے اُس نے اس خوف سے اپنی عزیمت کو تعویق مین ڈالکر بادشاہ کے ایلچیون کو رخصت کیا لیکن جو محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی تسخیر مین بجد تھا اس امر کا بہانہ کرکے شاہرخ میرزا اور شاہ قلی خان اور راجہ بھگوانداس کو کشمیر کی تسخیر پر مقرر فرمایا اور یوسف شاہ نے کشمیر سے برآمد ہوکر پانی مین لشکرگاہ کیا اور جب خبر پہونچی کہ عساکر منصورہ بھولباس کہ سرحد کشمیر ہی آیا سد راہ ہوکر اُسکی آمد کا راستہ بند کیا اور اُسکے چند عرصہ کے بعد جب موسم برف ریزی اور سرما کا پہونچا راہ مسدود ہوئی پیغام صلح درمیان مین آیا یوسف شاہ نے اپنے فرزند کو بجاے اپنے نصب کرکے اور عہد و پیمان لیکر راجہ بھگوانداس سے ملاقات کی اور خراج سالانہ معین اور قبول کرکے صلح کی اور امراے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُسے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین لے گئے لیکن بادشاہ کو صلح پسند نہ آئی محمد قاسم میر بحر کو مع امرا ۹۹۵ھ نو سو پچانوے ہجری مین بہ تہیۂ جنگ رخصت فرمایا اور یعقوب شاہ کہ تخت کشمیر پر جلوہ گر تھا راستون کو مسدود کرکے شاہ دہلی کی فوج کے مقابل فردکش ہوا سردار کشمیر کے جو فساد پر آمادہ ہوکر شاہ کشمیر کی اطاعت سے منحرف تھے اسوقت مین یعقوب شاہ سے رنجیدہ ہوکر محمد قاسم خان کے شریک ہوے اور بعضون نے شہر سری نگر مین نشان مخالفت کا بلند کیا یعقوب شاہ گھر کی آتش فساد کی تسکین واجب و لازم جانکر لشکرگاہ سے پلٹ آیا اور فوج اکبرشاہی میدان صاف دیکھکر کشمیر مین داخل ہوئی یعقوب شاہ پہاڑون پر بھاگ گیا اور محمد قاسم خان میر بحر شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور کشمیر کے پرگنون پر عامل مقرر کیے اور یعقوب شاہ چند عرصہ کے بعد جمعیت بہم پہونچاکر محمد قاسم خان میر بحر سے ہم مصاف ہوا اور باوجود اسکے کہ مغل بہت مارے گئے اسپر بھی یعقوب شاہ شکست پاکر منہزم ہوا اور پھر تھوڑے دنون کے بعد جمعیت کرکے سری نگر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد قاسم خان میر بحر اس مرتبہ طاقت مقابلہ کی نہ لاکر قلعہ ارک مین قلعہ بند ہوا اور عرضداشت لکھکر شاہ دہلی سے مدد طلب کی بادشاہ نے سید یوسف خان شہیدی کو حاکم کشمیر کرکے محمد قاسم خان میر بحر کو حضور مین طلب کیا اور سید یوسف خان شہیدی جب کشمیر مین پہونچا تو یعقوب شاہ محمد قاسم خان کے محاصرہ سے دستکش ہوکر پہاڑون مین در آیا اور یوسف خان شہیدی نے دو برس اُسکا پیچھا کیا اور جسطور سے ممکن ہوا اُسے دلاسا کرکے بادشاہ کی ملازمت مین بھیجا الغرض یوسف شاہ اور یعقوب شاہ دونون جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے سلک امرا مین منتظم ہوئے اور ولایت بہار جاگیر پائی اُس تاریخ سے کشمیر کی بادشاہی شاہان دہلی کے قبضۂ اقتدار مین آئی اور قبل اس سے مدت ہزار سال تک خطۂ کشمیر کسی ہند کے بادشاہ نے مسخر و مفتوح نہ کیا تھا

مقالۂ گیارھوان بیان احوال حکام ملیبار مین کہ بصفتِ اسلام متصف ہوئے

کیفیت ظهور اسلام اُس ملک کی واقفان احوال پر واضح ولائح ہوکہ واقعات ملوک ملیبار کسی کتب تواریخ سے میری نظر مین نہین گذری اسواسطے ملا محمد قاسم فرشتہ اِس ذکر کو الگ مندرجہ رسالہ تحفۃ المجاہدین پر اکتفا کرکے گذارشس پرداز ہو کہ ملیبار ایک مملکت ممالک ہندوستان سے دکن کی طرف واقع ہی اور بسبب قرب جوار پیش از واقعہ قتل رام راج ہمیشہ ملیبار کے والی حکام بیجانگر اور کرناٹک کے مطیع اور فرمان بردار ہوکر تحف ونفائس بھیجکر اپنی مملکت کی محافظت کرتے تھے اور ظهور اسلام سے پیشتر اور بعد ظهور اسلام یہود اور نصارے کے گروہ برسم تجارت دریا کے راستہ سے اِس ملک مین آمد وشد کرتے تھے اور آخر کو ملیباریون اور اُنکے درمیان مین منافع دنیوی کے سبب ایک الفت بہم پہونچی اور بعضے سوداگران یہود ونصارے نے ولایت ملیبار کے شہرون مین سکونت اختیار کرکے کوٹھیان اور دکانین تیار کین اور یہ آئین طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے زمانہ تک مروج رہا جب تاریخ ہجری دوسو سال سے متجاوز ہوئی ایک جماعت اہل اسلام عرب وعجم کے لباس فقر ودرویشی مین بنادر عرب سے کشتی پر سوار ہوکر حضرت بابا آدمؑ کے قدمگاہ کی زیارت کی عزیمت مین سراندیپ کی طرف کہ جسکو لنکا کہتے ہین متوجہ ہوئی اور بحسب اتفاق وہ کشتی ہوا ے مخالف سے تباہ ہوکر ملیبار کی طرف جا پڑی اہل کشتی شہر گدنکلور مین وارد ہوئے اور وہان کا حاکم مسمی سامری تھا اور وہ زیور عقل ودانش سے آراستہ اور صفت اخلاق ستودہ سے پیراستہ تھا اُنکی صحبت سے مشرف ہوا اور

اِدھر اُدھر کا تذکرہ کرکے اُنکے مذہب اور ملت سے سوال کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ اہل اسلام
اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین سامری نے جواب دیا مین نے گروہ
یہود اور نصاریٰ اور ہنود سے جو تمھارے دین کے مخالف اور جہان کے سیاح ہین اُنکی زبانی
سُنا ہی کہ یہ دین بلاد عرب وعجم و ترک مین مروج ہی لیکن مجھے مسلمانون کی صحبت میسر نہوئی اب
امیدوار ہون کہ آپ سید الانبیا کے کچھ حالات صدق آیات اور معجزات باہرات سے بیان فرمائین
ایک اُن فقرا مین سے جو علم و صلاح کی صفت مین موصوف تھا اُس نے آغاز کلام کرکے اسقدر
حالات اور معجزات آنحضرت کے بیان فرمائے کہ سامری کے دل مین حضرت رسالت پناہ کی محبت
جوشش زن ہوئی اور جب اُس نے معجزہ شق القمر کا سُنا بولا اے قوم یہ معجزہ بہت قوی ہی اگر حق
اور صدق ہی اور سحر نہ تھا تو جمیع بلاد قریب و بعید کے آدمیون نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا ہوگا اور ہمارے
ملک کا یہ دستور ہے کہ جسوقت کوئی قضیۂ بزرگ واقع ہوتا ہی ارباب قلم اُسے دفترون پر قلمبند
کرتے ہین اور ہمارے باپ اور دادا کا دفتر موجود ہی اُسے دیکھکر تمھارے نزد صدق کو محک امتحان
پہ جانچتا ہون پھر اہل دفتر کو بلاکر فرمایا کہ تم دفتر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھولکر
شق القمر کا حال دیکھو سب وہ دیکھا گیا اُس مقام مین لکھا تھا کہ فلان تاریخ مین دیکھا گیا کہ چاند دو
ٹکڑے ہوکر پھر پیوستہ ہوا یہ سنتے ہی حقیقت دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سامری پر ظاہر
ہوئی اور نور ایمان اُسکے چہرہ پر چمکا اور صدق دل سے کلمۂ طیبہ شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاری کیا اور باعتقاد تمام مسلمان ہوا جو اپنے قوم کے رئیسون سے ڈرتا تھا
اس سے مخفی رکھا مسلمانون کو بھی اسکے اظہار سے ممانعت کی اور مسلمانون سے بانعام و احسان
فراوان پیش آیا اور اُن سے التماس کی کہ آپ حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام کے قدمگاہ کی زیارت
کرکے پھر اسطرف رونق افزا ہوجیے گا فقرا باصفا رخصت ہوکر سراندیپ کی طرف روانہ
ہوئے اور عرصۂ قلیل مین اُسکی التماس کے موافق بلدۂ کدنگلور مین معاودت کی اور سامری
اُنکی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ از
دقائق فروگذاشت نہ کیا اور عازم سفر مکہ و مدینہ ہوا لیکن جو علانیہ حج کا مرتکب نہوسکتا تھا لہذا
اس مقدمہ مین یہ تدبیر اندیشہ کی یعنی مسلمانون کو زر و مال فراوان دیکر یہ حکم دیا کہ تم پہلے اپنے
جہازکے استحکام مین کوشش کرو اور بعدہ آب و طعام اور مایحتاج ضروری کثرت سے اُسپر بار کرکے
جمیع لوازم سفر دریا خوب ترین وجہ سے اہتمام کرو جب یہ سامان درست ہوچکا اسوقت ارکان دولت
اور سرداران قبیلہ کو اپنے پاس بلاکر یہ بات کہی کہ مجھے عبادت الٰہی کا شوق غالب ہوا ہی چاہتا ہون
کہ خلائق کی صحبت سے چند روز خلوت مین بیٹھکر اپنے خالق کی یاد مین بسر کرون اور ان دنون
مین تم میری ملاقات سے متعذر رہوگے اور ایک دستور العمل اپنے خط خاص سے لکھکر تمھین سپرد کرونگا
تم جمیع مہمات شاہی کو موافق اُسکے انجام دینا میری عرض مکرر سے محتاج نہ رہنا القصہ بعد

گفتگوے دراز سبھون نے عہد وپیمان کرکے یہ اقرار کیا کہ ہم آپ کے فرمان سے تجاوز نکرینگے پھر سامری
نے بخط ملیباری ایک دستور العمل لکھکر جمیع ممالک ملیبار کے امرا اور معتمدین پر تقسیم کیے اور یہ فرمایا کہ
اِس دستور العمل پر بطناً بعد بطن کاربند ہونا اور ایک دوسرے کی ولایت کی طمع نہ کرنا اور اگر حکام کے
درمیان مین کسی طرح کی خصومت بہم پہونچے انتقام کیواسطے ایک دوسرے کی ولایت پر تاخت نہ کرنا
اور لشکر اور رعایا کی خونریزی روا نرکھنا اور ولایت مین تصرف بیجا نکرنا اور شاہ کے قتل کرنے
اور اپنے مقتول ہونے سے پرحذر رہنا اور اگر احیاناً کسی معرکہ مین شاہ قتل ہووے اور اُسکا لشکر
ہجوم کرے اُس دشمن کو مع جمیع افواج قتل کرو اور جب تک اُسکی سلطنت کو خراب اور برباد نکر لو آرام
نہ قبول کرو غرضکہ ہنگام تحریر اِس کتاب سے اِس تاریخ تک کہ سنہ ۱۰۱۵ ایک ہزار پندرہ ہجری ہین ملیباری
بادشاہ کے مقتول ہونے سے بہت ڈرتے ہین اور باوجود قدرت کے مملکت غنیم پر متصرف نہین ہوتے
ہین قاعدہ مخصوص اُس ملک کا ہے اور منقول ہے جب سامری نے تمام مملکت تقسیم کی ایک امیر کہ غائب تھا
حاضر ہوا سامری نے متفکر ہوکر اپنی تلوار اُسے عنایت کی اور یہ فرمایا کہ اِس شمشیر کے زور سے جسقدر ولایت
ملیبار تو فتح کرے اُسکا تو مالک ومختار ہے اور تیری اولاد بھی اُسی پر اکتفا کرے اور بعد میرے تیرا اور تیری
اولاد کا سامری نام رکھین غرض سامری نے بعد فراغ وصیت لوگون سے یہ بات کہی کہ مین فلان مقام
مین عبادت کیواسطے قیام کرتا ہون لازم کہ ایک ہفتہ تک کوئی شخص میرے پاس آمد وشد نکرے اور
رات کے وقت مسلمانون کے ہمراہ کہ سرگروہ اُنکا مالک بن حبیب تھا جہاز پر سوار ہوکر مکہ کی طرف روانہ
ہوا اور کفار ملیبار ایک ہفتہ کے بعد خانۂ معہود مین آئے جب سامری کو ندیکھا سب متفق اللفظ والمعنی
ہوکر بولے کہ سامری نے آسمان پر عروج کیا ہے اور پھر نزول کریگا اس سبب سے کفار ملیبار ایک شب
کو جس رات وہ غائب ہوا تھا سامری کے موضع غیبت مین جشن کرتے ہین اور ایک ظرف مین پانی
اور ایک جوڑی کھڑاؤن کی وہان رکھتے ہین کہ اگر سامری آسمان سے اُترے اُسکے واسطے پانی اور
کھڑاؤن کی جوڑی حاضر رہے اور سامری باثنائے عبور جب بندر قندریہ مین پہونچا ایک شبانہ روز وہان مقام کیا
اسکے بعد طے مسافت کرکے بندر شحر کیطرف پہونچا ناگاہ مرض الموت مین مبتلا ہوکر صاحب فرش ہوا اسصورت
مین مالک بن حبیب اور تمام رفقا جہاز کو حاضر کرکے بولے کہ تمام خواہش اور ارادہ ہمارا یہ ہے کہ دین نبوی
ملیبار مین رونق اور رواج پیدا کرے شرط رفاقت اور مروت اس امر کی مقتضی ہے کہ حمیت اسلام منظور
اور ملحوظ رکھکر سفر دریا کی مشقت اپنے اوپر گوارا کرین ہم اور تم اور باقی مسلمان برسم تجارت عبور کرکے
اُس ملک مین جاوین اور کسی تدبیر سے اُس حدود مین مکان رہنے کو تیار کرین اسکے بعد باہستگی تمام
وہان کے باشندے دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راغب ہوکر سر حلقۂ اسلام مین لادینگے پھر انھون
نے سامری کو دعاے خیر دیکر یہ بات کہی کہ ہم تیرے بغیر اُس ملک مین نہ جا سکینگے کسواسطے کہ کفار ملیبار اور
یہود ونصارے ہمارے دین کے دشمن ہین اور نہایت عداوت رکھتے ہین کسی طور ہمارے آنیکے روادار
نہونگے کہ ہم اُس ولایت مین قدم رکھین توطن اختیار کرنا امر دشوار ہے سامری نے سر گریبان تفکر مین جھکایا ۱۹

پھر ایک فرمان اپنے ہاتھ سے امرا اور اقربا کے نام اِس مضمون کا لکھا کہ یہ نوشتہ ہی سامری کیطرف سے کہ جسنے
معبود انس و جان اور خالق زمین و آسمان کے حکم سے تمھاری جدائی اختیار کی ہی لیکن عنقریب تمھین میری
ملاقات خوب ترین وجہ سے روزی ہو گی چاہیئے کہ تم ہمیشہ مجھے حاضر جانکر دستور العمل سے تجاوز جائز رکھو
اور دونون جہان کی بہتری اور خوبی اسی پر منحصر جانو اور اسوقت مین سالک طریق سداد مالک بن حبیب
اور ایک گروہ خدا پرستون سے فلان فلان آدمی کہ سلیم النفس اور نیک اندیش اور نیک اعتقاد مین اور
اُنسے شرارت اور بدنفسی متصور نہین ہی برسم سیر و تجارت اُس حدود مین متوجہ ہوئے ہین اُنکے حالات مین سے
بخوبی دریافت کر کے اُنکی سفارش واجب جانکر تحریر کی لازم کہ تم لوگ اُس گروہ حق پژوہ کے قدوم خیر لزوم
کو نعمت عظمیٰ شمار کر کے بہ تعظیم و تکریم پیش آؤ اور شرائط مہمانداری بجالاکر جمیع امور مین اُنسے اعانت او امداد
طلب کرو کہ سعادت دارین اِسی مین ہی بلکہ ان لوگون سے بدین سلوک پیش آؤ کہ سبکو اسطرف رہنے کی ہوس
ہو اور مکانات اور باغات اور مساجد وہان تعمیر کرین اور خبردار کوئی مردم بومی یا کوئی مسافر کہ مراد یہود و
نصاریٰ سے ہی اُنکا متعرض نہووے سامری نے یہ فرمان مسلمانون کے سپرد کر کے کہ میرے مرنے اور
جہاز کے سوار ہونے کی خبر تمام آدمیون سے پوشیدہ رکھنا اور فرمان حاکم کدنکلور کے پاس لیجانا کہ وہ تمھارے
حسب دلخواہ اور مرضی کے موافق سلوک کریگا پھر سامری نے اپنا ساز و سامان جو کچھ اُسکے پاس تھا
مسلمانون پر تقسیم کیا اور اُسی دن جوار رحمت حق مین واصل ہو کر بندر شحر مین مدفون ہوا لیکن صحیح روایت
یہ ہی کہ سامری نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مین اپنے ملک مین چاند کا دو ٹکڑے
ہونا مشاہدہ کیا تھا اور اس امر کی تحقیق کے واسطے آدمی معتمد اطراف و اکناف مین بھیجے بعد اُسکے معلوم
ہوا کہ محمد رسول اللہ نے دعوے نبوت کر کے شق القمر کو جملہ معجزات سے کیا ہی اسواسطے سامری جہاز پر سوار
ہو کر حجاز کیطرف گیا اور حضرت نبوی کی ملازمت سے مشرف ہو کر مسلمان ہوا اور خانۂ کعبہ کی زیارت سے
بھی خدا نے اُسے مشرف فرمایا اور آنحضرت سے رخصت معاودت وطن حاصل کر کے جب مع ایک
جماعت اہل اسلام شہر ظفار مین پہونچا مرض مہلک مین گرفتار ہو کر فوت ہوا اور اب بھی قبر اُس کی
اُس شہر مین ہی اور لوگ اُسکی زیارت کو جاتے ہین بہر تقدیر ایک جماعت مسلمانون کی کہ اُسکے ہمراہ
تھی اور شرف بن مالک اور اخوہ بن الام اور مالک بن دینار اور ابن اجنہ اور مالک بن حبیب اُسکی
وصیت کے بموجب جیسا مذکور ہوا ملیبار کی طرف جاکر نوشتہ سامری کا حاکم کدنکلور کے پاس پہونچایا
جب اُس نے خط سامری کا پہچانا محظوظ ہوا اور پوچھا سامری کہان ہی اور کسواسطے تمھارے ہمراہ یہان
سے گیا وہ بولے کہ سامری نے ہمارے ساتھ سفر نہین کیا ہی اور ہم اس ماجرے سے واقف نہین جسوقت
کہ ہم دریائے شحر کے جہاز پر سوار ہوتے تھے اُسے دیکھا تھا اور جب ہم نے اُس سے ترک وطن کا سبب
پوچھا اُس نے ہمین کچھ جواب نہ دیا اور جب اُسنے جانا کہ ہم سفر ملیبار کا ارادہ رکھتے ہین یہ چند کلمہ
ہمین لکھ دیے کہ تم حاکم کدنکلور کو پہونچا نا ہم بلا توقف اس طرف روانہ ہوئے پھر ہمین خبر نہین
کہ وہ کہان گیا جو ملیباریون کا عقیدہ تھا کہ سامری زندہ ہی اور وہ آسمان پر عروج کیا ہی

سمجھے کہ وہ کسی مہم کے واسطے آسمان سے بندر شحر مین نازل ہوا اور یہ نوشتہ اس جماعت کے ہاتھ ہمارے پاس بھیجکر پھر آسمان پر صعود کر گیا جب یہ فرمان صادر ہوا بلدۂ کدنکلور اور تمام شہر ملیبار مین لوگون نے خوشی کی رسمین ظہور مین پہونچائین اور حاکم کدنکلور نے مہمانون کو مکان عالی شان مین اُتارا اور اپنے ملک کے آئین کے موافق مراسم ضیافت اور قواعد تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بیت

کرم ورزید و مہمان رانکو داشت ❊ چنین دارند مہمان را کہ او داشت ❊ اور بعد فراغ لوازم ضیافت اُس جماعت کا مقاصد اور مطالب پوچھکر تمام ملیبار کے باشندون اور حکام کو نامے لکھے کہ مالک بن حبیب اور اُسکے رفقا کو اس ملک کی فضا اور ہوا خوش آئی اسلیے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو عطر بیز اور عنبر آمیز کی ہر جس شہر اور قصبہ اور موضع مین کہ نزول فرماوین اور برغبت توطن یعنی رہنے کی رکھتے ہون مقام خوب اور مرغوب مساجد اور منازل اور باغات کے واسطے سامری کے فرمان کے موافق انکے تفویض کرین اور انکی خدمات شائستہ سے اپنے تئین معاف نہ رکھکر سامری کے لطف عمیم کے منتظر اور متوقع رہین خلاصہ یہ کہ مالک نے مع اپنے ہمراہیون کے پہلے شہر کدنکلور مین مسجد بناکر مکانون اور باغون کی بنا ڈالکر بعضون کو وہان فروکش کیا بعد اسکے مالک اپنے اہل و عیال کو لیکر ولایت ملیبار کی سیر کو گیا اور کولم مین کہ نام ایک شہر یا موضع کا ہی وہان جاکر مسجد اور باغ اور مکان تعمیر کرکے اپنے اہل و عیال کو اُس مقام مین انگاہ رکھا اسکے بعد ہیلے مارادے کی سمت گیا وہان بھی مسجد تعمیر کرکے اور مواضع مین مثل جرفتن اور درفتن اور فندریہ اور چالیات اور فاکنور اور منکلور اور کانجرکوٹ کیطرف روانہ ہوا اور ہر ایک بلاد مین مسجدین تعمیر کرکے مسلمانون کو اُن مواضع مین آباد کیا اور نماز اور روزہ اور اذان نماز کی وصیت کی اور چونکہ مسلمان ملیبار کے اکثر شافعی مذہب ہین قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سامری اور مالک بن حبیب اور جو صاحب کہ اُنکے ہمراہ آئے تھے شافعی مذہب تھے واللہ اعلم بالصواب بعد اسکے رفتہ رفتہ اُس ملک مین مسلمانون کی آمد و شد سے مسلمانون کی نہایت کثرت ہوئی اور بہت بادشاہ ملیبار کے حلقۂ اسلام مین داخل ہوے بیاجہ نیدرکوہ اور جوائل اور چیول وغیرہ نے بطریق حکام ملیبار اُن مسلمانون کو جو عربستان سے آئے تھے سواحل دریا پر رہنے کو جگہ دی اور اُنھین ساتھ نوابت یعنی خداوند کے مخاطب کیا اس سبب سے یہود اور نصاریٰ کے سینہ مین حسد کی آگ روشن ہوئی مسلمانون کی عداوت پر کمر باندھی لیکن جب ممالک دکن اور گجرات کو دہلی کے بادشاہون نے فتح کرکے زیر نگین کیا اسلام والے دکن کیطرف قوت پکڑی پھر مخالف سکوت اختیار کرکے دشمنی اظہار نہ کرسکتے تھے یہانتک کہ جب سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری ہوئے شاہان دکن کی سلطنت مین ضعف اور خلل ظاہر ہوا اُسوقت مین فرنگی شاہ پرتگال کی طرف سے بحر ہند کے سواحل پر قلعون کی تیاری کے واسطے مامور ہوئے اور سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین چار جہاز نصاریٰ کے پرتگال سے بندر فندریہ کیطرف روانہ ہوے اور کالیکوٹ مین آئے اور اُس ملک کی تمام حقیقت دریافت کرکے اپنے ملک کی سمت مراجعت کی اور دوسرے سال پرتگال سے چھ جہاز کالیکوٹ مین آئے اور اس مرتبہ فرنگیون نے ملیباریون سے یہ بات کہی کہ مسلمانون کو عرب کے سفر سے رد کو

کہ ہماری ذات سے تمھین نفع اُنسے زیادہ تر ہوگا اور باوجود اسکے سامری نے یہ امر قبول نہ کیا نصاریٰ نے مسلمانون
پر داد و ستد کے معاملات مین سختی کرتے تھے اور سامری یہ خبر سُنکر طیش مین آیا اور نصاریٰ کے قتل کا حکم
عام نافذ فرمایا اسصورت مین ملیباریون نے مال و اسباب اُنکا خوب لوٹا اور ستر فرنگی نامی اور معتبر قتل کیے اور
بقیۃ السیف جو تاجر اور اُنکے ملازم تھے جہاز پر سوار ہوکر کوچے کیطرف راہی ہوے وہانکا حاکم جو سامری سے
عداوت اور منازعت رکھتا تھا اُنھین اپنے شہر مین آسے پناہ دیکر یہ اجازت دی کہ تم جلد کوچے کے قریب اپنے
رہنے کیواسطے ایک قلعہ بناؤ فرنگی یہ امر خدا سے چاہتے تھے عرصۂ قلیل مین ایک قلعہ مختصر تیار کیا اور ایک مسجد
کہ دریا کے ساحل پر واقع تھی اُسے مسمار کرکے گرجا تیار کیا اور یہ وہ قلعہ ہی کہ فرنگیون نے اول دیار ہند مین
بنایا ہی اور اُنھین دنون مین بندر کنور کے اہالی نے فرنگیون سے روش موافقت کی اختیار کی اور فرنگیون
نے اس مقام مین ایک قلعہ احداث کیا اور باطمینان تمام مرچ اور سونٹھ کی تجارت مین مشغول ہوے لیکن
اور لوگ اُس تجارت کو ممانعت کرتے تھے اور سامری کو یہ وضع اُنکی نہایت ناپسند آئی اور غضبناک ہوکر فوج کشی
کی اور کوچے کے تین بادشاہون کو قتل کرکے اور ولایت کو تاراج کرکے سالماً غانماً پلٹ آیا اسکے بعد شاہان
مقتول کے وارثون نے علم شاہی بلند کیا اور جمعیت بہم پہونچاکر ولایت کو بدستور سابق آباد کیا اور فرنگیون کی
فہمایش سے جہاز روانہ کیے اور کننور کے حاکم نے بھی یہی روش اختیار کی یعنی جہازونکو متردد کیا سامری کا غصہ یہ خبر
سُنکر ایک حصہ سے ہزار حصہ ہوا اور تمام خزانہ سامان جنگ اور مصارف سپاہ مین صرف کرکے دو تین مرتبہ کوچے
کی سمت گیا اور چونکہ فرنگی ہر مرتبہ اُنکی کمک کرتے تھے کوچے پر متصرف نہوا اور شکست کھاکر مراجعت کی اور
ایلچی سلاطین مصر اور جدہ اور دکن اور گجرات کیطرف بھیجکر پیغام دیا کہ فرنگیون نے ہمارے ملک موروثی پر دست تعدی
حد سے زیادہ دراز کیا ہی اگرچہ یہ امر ہمین چندان دشوار اور شاق نہین گذرتا لیکن چونکہ وہ لوگ اس ملک
کے مسلمانون کو رنج اور الم پہونچاتے ہین ہمین بہت ناگوار خاطر ہی باوصف اسکے کہ مین دین ہنود مین ہون
لیکن مین مسلمانون کی حمایت اپنے ذمۂ ہمت پر فرض جانکر خزینہ اور دفینہ اس کام مین صرف کرتا ہون اور
اس بارہ مین کسی طرح کی تقصیر روا نہین رکھتا ہون لیکن چونکہ حاکم پرتگال کا خزانہ وافر اور فوج متکاثر
رکھتا ہی ہمیشہ جہاز جنگی مع افواج بیشمار اسطرف بھیجتا ہی اور آدمیون کے مقتول ہونے سے اُسکی قوت
کم نہین ہوتی ہی اس سبب سے مین شاہان اسلام کی مدد کا محتاج ہوا ہون اگر آنحضرات دین محمدی کے
اعدا کی مقہوری پیش نہاد ہمت والا نہمت کرکے اپنے ممالک محروسہ سے جہاز مع شجاعان جرار و تہمتنان
کارگذار کفار فرنگ کی جہاد کے واسطے اسطرف روانہ فرمادین تحقیق بروز قیامت حضرت سرور کائنات
کے روبرو مجاہدون اور غازیون کے سلک مین منتظم ہوکر سر بلند ہونگے سلطان مصر قانصور غوری
نے یہ درخواست قبول کی اور غزا اور جہاد کے واسطے امیر حسین نام ایک امیر کو مع تیرہ[13] غراب کہ مراد جہاز
جنگی سے ہی مملو از افواج جنگی اور سامان کارزار ساحل ہند کی طرف روانہ کیے اور شاہ محمود گجراتی
اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے بھی بندر دیو اور سورت اور گوہ اور دابل اور چیول سے اہل فرنگ کی غزا کے واسطے
جہاز نہایت مضبوط تیار کروائے اور مصر کے جہاز پہلے بندر دیو مین آئے آخر کو باتفاق سواران گجرات

بندر چیول کی سمت کہ جہان فرنگیون نے لام باندھا تھا روانہ ہوئے اور چالیس جہاز سامری کے اور چند
غراب والی کووہ اور والی نے ساتھ اُنکے پیوستہ ہوکر بنیاد جنگ ڈالی اور ایک غراب جو فرنگیون
سے بھرا ہوا تھا دستیاب کرکے ساتھ اُنکے لوازم جہاد پیش پہونچایا یعنی اُنھین علف تیغ خون آشام
کرکے بندر دیو کی جانب معاودت کی لیکن اہل فرنگ بھی مخالفون کو غافل سمجھکر بجرأت تمامتر
آن واحد مین تعاقب کنان اُس مقام مین آپہونچے ملک ایاز حاکم بندر دیو اور امیر حسین
نے ناچار اُنکی جنگ مین مبادرت کی لیکن اُنسے کچھ کام نبن پڑا لڑائی بگڑ گئی مصر کے چند جہاز گرفتار ہوئے
اہل فرنگ نے مسلمانون کو شربت شہادت چکھاکر فردوس کی طرف روانہ کیا اور اپنا انتقام لیکر مظفر
اور منصور اپنے بنادر کا راستہ لیا اور اُسی سنوات مین جب سلیم سلطان خواندکار روم سلاطین غوریہ
پر غالب آیا سلطنت اُس گروہ کی بے سر ہوئی سامری کہ اُس کام کا سرگروہ تھا بیدل ہوا فرنگیون
نے تسلط پایا اور سامری کی غیبت مین کہ وہان موجود نہ تھا رمضان کے مہینے ۹۱۵ھ نوسو پندرہ ہجری
مین کالیکوٹ مین آئے اور مسجد جامع جو خانۂ خدا تھی اُسے آگ دیکر خاک سیاہ کی اور دست نہیب و
غارت دراز کرکے شہر کو بھی ویران کیا لیکن دوسرے دن ملیباری ہجوم کرکے جماعت نصاریٰ کے
سر پر تلوارین میان سے لیکر جا پڑے اور اہل فرنگ کے پانسو آدمی معتبر اور نامی قتل کرکے
بہتون کو پانی مین غرق کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر بندر کولم مین پناہ لی اور وہان کے زمیندارون
کو موافق کرکے شہر سے سو کوس پر ایک گڑھی تیار کی اور اہل فرنگ نے جمعیت بہم پہونچا کر اُسی سال
جیسا کہ مذکور ہوا قلعہ بندر کووہ کو یوسف عادل شاہ کے متعلقون کے تصرف سے برآوردہ کیا لیکن یوسف
عادل شاہ اُسی عرصہ مین پھر بندر کووہ پر بزور شمشیر فرنگیون کے قبضۂ اقتدار سے نکالکر متصرف ہوا اور فرنگیون
نے چند روز کے بعد وہان کے حاکم کو زر خطیر دیکر فریفتہ کیا اور پھر اُسپر متصرف ہوئے اور بنادر ہندوستان
مین اپنا حاکم بٹھاکر قلعہ کی مرمت اور استحکام مین کوشش کی اور وہ ایسا قلعہ ہے کہ جسکی تعریف
مین کسی شاعر نے یہ شعر موزون کیا ہے شعر بری از فتنہ ہمچون طبع عاقل * مصون از رخنہ چون
گردون والا * القصہ سامری باوجود کفر کے جو مرد غیرت دار تھا اس سانحہ کے مشاہدہ سے نہایت
غمگین ہوا اور اسی صدمہ مین بیمار ہوکر ۹۲۱ھ ہجری مین اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا اور اُسکا
بھائی قائم مقام ہوا اُسنے جنگ سے پہلوتہی کرکے فرنگیون سے صلح کی اور شہر کالیکوٹ کے قریب
فرنگیون کو اس شرط اور قول پر قلعہ جدید بنانے کی اجازت دی کہ وہ ہر سال چار جہاز مرچ اور
سونٹھ کے بنادر عرب مین بھیجتے رہین فرنگیون نے اول اپنے عہد و پیمان کو وفا کیا اور جب وہ قلعہ
تیار ہوا مرچ اور سونٹھ کی تجارت سے مسلمانونکو مانع ہوئے اور اُس ملک کے اہل اسلام پر دست تعدی
حد سے زیادہ دراز کیا اور یہود کا گروہ جو کدنکلور مین تھا وہ بھی سامری کا ضعف سلطنت مشاہدہ
کرکے اہالی اسلام کا دشمن جان ہوا اور بہتون کو شربت شہادت چکھایا آخر کو سامری اپنے فعل سے
نادم اور پشیمان ہوا پہلے یہود کے تدارک کو کدنکلور کی طرف افواج لے گیا اور یہود نے قتل

وقمع مین ایسی کوشش کی کہ اُس جماعت سے اُس ملک مین ایک نشان باقی نرکھا بعد اسکے باتفاق جمیع
غازیان ملیبار کالیکوٹ کی سمت متوجہ ہوا اور اہل فرنگ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور مساعی جمیلہ اور ترددات
رستمانہ سے اہل فرنگ کو مغلوب کرکے قلعہ کو فتح کیا اور یہ امر ملیباریون کی قوت اور شوکت کا باعث
ہوا اور جہازون کو بلا اجازت فرنگیون کے سونٹھ اور مرچ وغیرہ سے مملو کرکے بنادر عرب مین روانہ کیے
اور اہل فرنگ نے ۹۳۸؁ نوسو اڑتیس ہجری مین حالیات کے قرب مین جو کالیکوٹ سے پانچ کوس
ہی قلعہ تیار کرکے ملیبار کے جہازونکی روانگی دشوار کی اور اسیطرح سے اہل فرنگ نے انھین سنوات
مین برہان نظام شاہ بحری کے عہد مین قلعہ ریکدندہ بندر جیول کے قریب احداث کرکے اس مقام
مین توطن کیا اور ۹۴۱؁ نوسو اکتالیس ہجری مین بندر دیو سے اور دمن اور بندر دیو جو شاہان گجرات کے
متعلق تھے اُس تفصیل سے کہ پیشتر اپنے مقام مین تحریر ہوا بہادر شاہ گجراتی کے عہد مین قابض اور
دخیل ہوئے اور ۹۴۳؁ نوسو تینتالیس ہجری مین کدنکلور مین بجبر و قہر قلعہ احداث کرکے کمال استقلال
اور غلبہ بہم پہونچایا اور اُسوقت مین سلطان سلیمان بن سلطان سلیم رومی نے داعیہ کیا کہ اہل فرنگ کو
بنادر ہند سے برآوردہ کرکے اُس مقام پر خود متصرف ہووے چنانچہ ۹۴۴؁ نوسو چوالیس ہجری مین اپنے
وزیر سلیمان پاشا کو مع سو غراب جنگی پہلے بندر عدن کی طرف بھیجا تو اول اُسکو کہ سرراہ ہی مفتوح اور
مسخر کرے اُسکے بعد بنادر ہند کی طرف روانہ ہووے سلیمان پاشا نے سنہ مذکور مین بندر عدن کو
شیخ غازی بن شیخ داؤد سے لیکر اُسے قتل کیا بعدہ بندر دیو کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بنیاد جنگ
قائم کی قریب تھا کہ اُسے بھی فتح کرے لیکن قلت آذوقہ اور خزانہ کے صرف ہو جانے سے یہ امر تعویق
مین پڑا اور ناچار ہوکر روم کی طرف مراجعت کی اور ۹۸۳؁ نوسو تراسی ہجری مین نصاریٰ بندر ہرموز
اور مسکت اور سقوطرہ اور ملوہ اور میلاپور اور ناک فتن اور منگلور اور سیلان اور بنگالہ سے حد چین
تک مسلط ہوئے اور اُن مقامون مین قلعہ تیار کیے اُن قلعون مین سے سلطان علی آچی نے قلعہ
سقوطرہ کو فتح کیا اور حاکم سیلان نے اہل فرنگ کو مغلوب کرکے اپنی مملکت سے انکا صدمہ دور کیا اور
سامری حاکم کالیکوٹ کو کہتے ہین کہ وہ اُس شخص کی نسل سے ہی کہ جسکو سامری کلان نے تلوار بخشی تھی
اہل فرنگ کے تسلط سے بتنگ آنکر اُسنے ایلچی عادلشاہ اور مرتضے نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر انکو اہل فرنگ
کی جنگ اور اپنے ممالک سے دفعہ کی تحریص اور ترغیب کی پھر ۹۷۹؁ نوسو اُناسی ہجری مین سامری نے
قلعہ عالیات کو محاصرہ کیا اور مرتضے نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ قلعہ ریکدندہ اور بندر گووہ کی تسخیر مین
مصروف ہوئے سامری نے بزدر بازوے شجاعت قلعہ عالیات کو فتح کیا لیکن مرتضے نظام شاہ اور
علی عادل شاہ سے جیسا کہ اپنے مقام مین مذکور ہوا ملازمین بدخواہ کی شامت سے کچھ نہین بن پڑا ناکام
ہوکر مراجعت کی اور اہل فرنگ نے مسلمانون کی ایذارسانی پر کمر باندھی بعضے جہاز جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کے جو اہل فرنگ کی بلا اجازت مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے مراجعت کے وقت بندر جدہ مین
غارت کرکے مسلمانون کی اہانت اور آبروریزی بہت کی اور بندر عالی آباد قرائین جو علی عادل شاہ سے

تعلق رکھتا تھا آگ لگا کر ویران کیا اور بندر دابل مین بطریق تجارت آنکر چاہتے تھے کہ مکر و غدر سے اُسپر بھی متصرف ہو وین وہان کے حاکم خواجہ علی المخاطب ملک التجار شیرازی نے واقف ہوکر دیڑھ سو آدمی معتبر اہل فرنگ کے قتل کیے اور اُس فساد کی آگ کو بجھایا اور اُس تاریخ سے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جہاز فرنگیون نے گرفتار کیے بنادر عرب اور عجم کے جہاز پر لوگونکا بھیجنا موقوف کیا کیونکہ شاہ دہلی اہل فرنگ سے اجازت اور قول لینا عار جانتا تھا اور بلا اجازت روانہ کرنے مین جان ومال کی ہلاکی اور بربادی متصور تھی لیکن اُسکے امرا مثل مرزا عبدالرحیم المخاطب خانخانان وغیرہ اہل فرنگ سے قول لیکر جہازین سواری بنادر کی طرف بھیجتے تھے اور سنہ ۹۱۹ نوسو انیس ہجری مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ بن اکبر شاہ نے اُن فرنگیون کو جو پرتگال کے فرنگیون سے دین کے اعتقاد مین مخالفت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے بزعم فرنگیان پرتگال ولایت سورت مین کہ وہ بھی ممالک گجرات سے ہے رہنے کو جگہ دی اور وہ یہ مقام پہلا ہی کہ فرنگیان انگلش نے سواحل ہندوستان مین سکونت اختیار کی تھی اور اُنکے اعتقاد بگر فرنگیونکے خلاف ہین کہتے ہین کہ عیسےٰ بندہ اور رسول خدا ہی اور حضرت جل شانہ ایک ہی اور اہل وعیال رکھنے سے منزہ اور مبرا ہی الغرض اہل انگلش اپنا شاہ علحدہ قرار دیکر بادشاہ پرتگال کی اطاعت نہین کرتے تھے اور ابتک اُس جماعت نے قوت اور قدرت بہم نہین پہونچائی تھی مسلمانونکے ساتھ دوستی اور محبت ظاہر کرتے تھے اور فرنگیان پرتگال کے ساتھ کمال عداوت اور دشمنی رکھتے تھے اور جسوقت کہ اُنپر قابو پاتے تھے تی القدر اُنھین ہلاک کرتے تھے مگر اب بسبب حمایت نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے کہ درمیان اُنکے قرب وجوار بہم پہونچا ہی خدا جانے فریقین کا انجام کار کیا ہوگا اور تحفۃ المجاہدین مین مرقوم ہی کہ ملیبار کی رعایا اکثر کفار ہی اور غشائر اُس مقام کو نیار کہتے ہین اور وہان کا عجیب دستور ہی کہ ایک عورت بے عقد شوہر متعدد کرسکتی ہی اور ہر شب کو ایک کی باری آتی ہی لوہار اور بڑھئی اور زرگر برہمن کے سوا اس امر یعنی فعل شنیع مین موافقت کرتے ہین اور گروہ کفار ککر جو پنجاب کے نواح مین تھا قبل اسلام مین آنے سے پیشتر وہ بھی یہی رسم رکھتے تھے اور ہر ایک عورت اُنکی چند شوہر رکھتی تھی اور اُن شوہر متعدد سے جب ایک مکان مین آتا تھا علامت اپنی دروازہ کی ڈیوڑھی پر چھوڑتا تھا تو اور شوہر اُسے دیکھکر پلٹ جاوین اور جب ککرون کے یہان لڑکی پیدا ہوتی تھی اُسیوقت اُسے باہر لاکر بآواز بلند پکارتے تھے کہ کوئی اِسے پرورش کریگا اگر کوئی شخص طلب کرتا اُسے دیتے تھے ورنہ اُسیوقت اُسے ہلاک کرتے تھے اور قاعدہ ملیبار کے برہمنون کا یہ ہی کہ جب اُنکے کئی بھائی ہوتے ہین اُنکے بڑے بھائی کے سوا کوئی شادی نہین کرتا ہی تو ورثہ کی کثرت سے آپس مین نزاع اور فساد برپا نہووے اور جب اورونکو شہوت جماع غالب ہوتی ہی نیار وغیرہ کی عورتون سے حاجت رفع کرتے ہین لیکن عقد کے مقید نہین ہوتے والارث فی

طوائف والنیارۃ لاخوتہم من الام واولاد اخوانہم وخالاتہم واقربائہم من جانب الام لا للاولاد اور جسوقت باپ اور مان اُس ملک کے قوم بزرگ برہمنہ کے مرتے ہین ایک برس کامل ماتم کرکر نوحہ وزاری کرتے ہین اور جب مان اور ماموں اور بڑا بھائی گروہ نیار اور اُنکے متابعان کا مرتا ہی ایک سال ماتم مین بیٹھکر

روتے ہین اور عورتون سے نزدیکی نہین کرتے ہین اور ملیباری تین طبقہ ہین اعلےٰ اور ادنےٰ اور اوسط جسوقت اعلےٰ ادنےٰ سے مباشرت یا ملامست یعنی مساس کرے جب تک غسل نکرے کھانا نہ کھاوے اور اگر احیاناً غسل سے پیشتر کھانا کھالیوے حاکم اُسے گرفتار کرکے ادنےٰ کے ہاتھ بیچتا ہی اور قید بندگی مین کرتا ہی اور جو کہ یہ حرکت کرکے کسی موضع مین بھاگ جاوے اور حاکم کو خبر نہووے وہ البتہ بند غلامی سے نجات پاتا ہی اور کسی طرح سے اعلےٰ کا کھانا ادنےٰ نہین پکا سکتا ہی اگر اعلےٰ ادنے کے ہاتھ سے کھاوے اپنے مرتبہ سے دست بردار ہووے اور میر جمال الدین حسین انجو جو چاند بی بی سلطانہ فرمانرواے احمد نگر کو اپنے حبالہ نکاح مین لایا تھا اپنے فرہنگ مین لکھتا ہی کہ ملیبار بفتح اول وکسر ثانی دریاے مجہول نام ایک ولایت کا ہی جو دریاے عمان کے ساحل پر واقع ہی جو قریب ملک بیجانگر کے ایک عمدہ شہرہاے دکن سے ہی کہتے ہین کہ آدمی ملیبار کے دیوث طبیعت ہین جیسا کہ ایک عورت اُنکی دس شوہر سے کم نہین کرتی بلکہ زیادہ تر جیسا کہ امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین بیت بہ بے نیازی او کعبہ حستہ وحوارست ÷ بیا و بین کہ خرابش چون ملیبارست ÷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ بارھوان مشائخ ہندوستان قدس اللہ اسرارہم کے حالات مین

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ مشائخ ہندوستان کے خانوادہ بہت ہین لیکن وہ خانوادے کہ نہایت مشہور اور عدد مین مشائخ کے سلسلہ سے زیادہ تر ہین دو طبقہ ہین ایک خاندان چشتیہ اجمیر جو خواجہاے چشت سے ملتا ہے دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان جو ساتھ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے پہونچتا ہے بندہ آثم محمد قاسم فرشتہ نے کلام کے طول ہونے سے اندیشہ کرکے ان دو خانوادون کے ذکر پر اکتفا کیا اور احوال دوسرون کا شیخ عین الدین بیجاپوری جنیدی کی کتاب الانوار سے رجوع کرتا ہے اور ان دو فرقہ عظیم الشان سے جو کچھ علم ناقص نے احاطہ کیا ہے اس مقالہ مین لکھتا ہے انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار وفا کریگی اور تذکرۃ الاولیاے ہند دستیاب ہوگا تو دوبارہ احوال اور اقوال اُن بزرگون کا مفصل اس مسودہ مین شامل کریگا الغرض مولانا عبدالرحمن جامی نے کتاب نفحات الانس مین فرمایا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالے روز قیامت کو اپنے بندہ شرمندہ سے فرماویگا کہ تو فلان عارف اور فلان بزرگوار کو جو فلان محلہ مین رہتا تھا پہچانتا ہے وہ جواب دیگا ہان پہچانتا ہون اُسوقت فرمان آلہی نافذ ہوگا کہ ہم نے تجھے بسبب اُسکے بخشا بیت شنیدم کہ در روز امید وبیم ٭ بدان را بہ نیکان ببخشد کریم ٭ اور میر عراقی نے فرمایا کہ کوشش کر تو اُسکے دوستون سے ہو اور اگر یہ نہو سکے اُسکے دوستون کا بیہودہ جو بات اس گروہ حق پژوہ سے سُنے اگرچہ تاثیر نکرے سرتاب نہو یعنی بہر حال اُنکی صحبت مین شریک رہ اور اُنکی جدائی اختیار نکر رباعی جانا ہمہ از ذکر تو خاموش مباد ٭ یاد تو ز خاطرم فراموش مباد ٭ ہر جا ز شما طلب حدیثے گذرد ٭ ذرات وجود من بجز گوش مباد ٭ اور مراتب اولیاے دین کے چار ہین صغرے کبرے

دستطے غلطے اور ہر ایک کو ان مین سے ایک ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہا ہی اور گروہ اولیا کے ان مرتبون مین مقام رکھتے ہین کسی وقت عالم مین تین ہزار اور چھپن تن سے کم نہین ہین اور ہمیشہ عاجزون کی کارسازی اور گنہگارون کی شفاعت مین مشغول ہین اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت سے تین ہزار تن کو ابطال جانتے ہین اور چالیس نفر کو ابدال کہتے ہین اور سات نفر کو سیاح بولتے ہین اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہین اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہین اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہین پس جسوقت کہ ایک ان مین سے فوت ہووے مرتبہ مادون اُسکے سے ایک کو بجاے اُسکے لاتے ہین مثلاً اگر قطب الاقطاب مر جاوے ایک کو قطب ثلثہ یعنی تینون قطب سے بجاے اُسکے قائم کرین اور اوتاد سے ایک کو بجاے اقطاب ثلثہ اور ایک سیاح کو بجاے اوتاد علی ہذا القیاس مرتبہ عوام مومنان تک پہونچے اور تمام تین ہزار اور چھپن تن سے نو تن ارشاد کے لائق ہین اور باقی بھی اگرچہ مرتبہ مین مراتب ولایت سے مقام رکھتے ہین لیکن ارشاد کے سزاوار نہین اور وہ نو تن مین پانچ تن اوتاد مین اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب ہی رباعی این طائفہ اند اہل تحقیق ٭ باقی ہمہ خویشتن پرستند ٭ فانی ز خود و بدوست باقی ٭ وین طرفہ کہ نیستند و ہستند ٭ اور یہ مقالہ مشتمل ہی اوپر دو لمعہ کے

لمعہ پہلا شرح حالات و مقالات خاندان چشتیہ مین ہی

ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری المعروف بہ چشتی قدس سرہٗ کا

ابیات آن شہنشاہ جہان معرفت ٭ ذات او بیرون ز ادراک وصفت ٭ بہر ملک فنا بے تخت و تاج از خود و از غیر خود بے احتیاج ٭ غرق بحر عشق از صدق و صفا ٭ از خودی بیگانہ با حق آشنا ٭ کرد مرغ ہمتش ز اوج کمال ٭ بیضۂ افلاک را در زیر بال ٭ اختر برج سپہر لم یزل ٭ گوہر درج کمال بے بدل ٭ آن معین دین ملت بے نظیر ٭ فارغ از دنیا بہ ملک دین امیر ٭ سلطان سریر سرمد خواجۂ راستین معین الدین محمد مشائخ ہند کے پیشوا ہین مولد شریف بلدۂ سجستان ہی نشو و نما خراسان مین پائی آنحضرت کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین حسن زیور فلاح سے آراستہ اور حلیۂ صلاح سے پیراستہ تھے جب وفات پائی خواجہ معین الدین محمد پندرہ برس کے تھے ایک باغ اور ایک آسیا یعنی چکی میراث رکھتے تھے اور اس مقام مین ایک مجذوب تھے مشہور اور انکا اسم مبارک ابراہیم قندوزی تھا ایک روز اُن مجذوب کا اُس باغ مین گذر ہوا اور خواجہ معین الدین محمد قدس سرہ اُسوقت درختون مین آب پاشی کرتے تھے لیکن جونہین آپ کی نگاہ اُن مجذوب پر پڑی دوڑ کر اُنکے دست حق پرست کو بوسہ دیکر ایک درخت کے سایہ مین بٹھایا اور انگور کا خوشہ آنحضرت کے سامنے رکھکر اُنکے مقابل دو زانو ہوکر مؤدب بیٹھے ابراہیم قندوزی نے پرکندہ کنجارہ بغل سے کھینچکر اور اپنے دندان مبارک سے چباکر خواجہ کے دہن مین ڈالا اُسکے کھاتے ہی ایک نور خواجہ کے باطن مین طالع اور لامع ہوا اور حضرت خواجہ کا دل مکان اور املاک سے بیزار ہوا اسباب جائداد منقول غیر منقول بیچکر درویشون کو تقسیم کی اور مسافر ہوئے اور ایک مدت سمرقند اور بخارا مین قرآن مجید

کے حفظ کرنے اور علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوئے اور وہان سے فارغ التحصیل ہوکر عراق کیطرف متوجہ ہوئے اور جب قصبۂ ہارون مین جو نیشاپور کے نواح مین واقع ہے وارد ہوئے شیخ عثمان ہارونی کہ مشائخ کبار وقت سے تھے انکی خدمت مین جاکر مرید ہوئے اور اڑھائی برس اُنکی خدمت مین رہکر مجاہدہ اور ریاضت مین اشتغال کیا اور شیخ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی کے مرید تھے اور وہ مرید خواجۂ مودود چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین چشتی کے اور وہ مرید یوسف چشتی کے اور وہ مرید خواجۂ ناصر الدین ابو محمد چشتی کے اور وہ مرید خواجۂ ناصر الدین احمد چشتی کے اور وہ مرید خواجۂ اسحٰق شامی المعروف بہ چشتی کے اور وہ مرید خواجۂ ممشاد دینوری کے اور وہ مرید خواجۂ ہبیرہ بصری کے اور وہ مرید خواجۂ حذیفہ مرعشی کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم ادہم اور وہ مرید خواجہ فضیل عیاض کے اور وہ مرید خواجۂ حبیب عجمی کے اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید امیر المومنین و امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام کے اور وہ مرید حضرت خواجۂ کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور چشت ایک موضع ہے مواضع ہرات سے القصہ خواجۂ معین الدین محمد شیخ عثمان ہارونی سے خرقۂ خلافت کا حاصل کرکے بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین قصبۂ سنجار مین رونق افروز ہوئے اندنون مین شیخ نجم الدین کبرٰے قصبۂ جبل کی طرف تشریف لے گئے تھے اور جبل ایک مقام ہے پُرفیض اور ہوا اُسکی نہایت معتدل اور فرحت افزا ہے کوہ جودی کے تحت مین واقع ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے اُس مقام مین قرار پکڑا تھا اور وہان سے بغداد سات منزل یعنی سات دن کا راستہ ہے اور شیخ محی الدین عبد القادر قدس سرہ اُس مقام مین تھے اور خواجۂ معین الدین اُنکے بعد مشاہدہ جمال باکمال اور ملاقات قصبۂ سنجار سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ اوحد الدین کرمانی جو ابتدائے سلوک مین تھے اُنھین دیکھکر معتقد ہوئے اور خرقۂ خلافت کا آنحضرت سے پایا اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے بھی شروع حال مین خواجۂ معین الدین چشتی کی صحبت مین پہونچکر اُن سے فیوضات حاصل کیے اور بعد چند عرصہ کے خواجۂ معین الدین چشتی بغداد سے ہمدان مین آئے اور شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقات کرکے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ ابو سعید تبریزی جو شیخ جلال تبریزی کے پیر تھے اُنسے بھی ملاقات اور صحبت رکھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ ابو سعید تبریزی ایسے شیخ تھے کہ جنکے ستر مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کے تھے شیخ فرید الدین گنج شکر خواجہ قطب الدین بختیار سے نقل کرتے ہین کہ خواجۂ معین الدین محمد چشتی کو ابتداء حال مین عجب ایک ریاضت اور مجاہدہ تھا کہ بعد سات روز کے روزہ رکھکر ایک روٹی جو کی کہ جسکا وزن پانچ مثقال سے زیادہ نہوتا تھا پانی مین ترکرکے افطار فرماتے تھے سبحان اللہ ایسے صائم النہار اور قائم اللیل بزرگوار تھے کسر نفسی اور ریاضت اُنھین پر ختم تھی اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ حضرت خواجۂ معین الدین محمد چشتی کی پوشش ایک دوہر تھا اگر وہ کسی مقام سے پارہ ہوتا اپنے دست حق پرست سے بخیہ کرتے تھے اور اگر بغل بند پھٹ جاتا کپڑے پاک کے ٹکڑے جس قسم کے پاتے اُسپر پیوند کرتے تھے اور جب اصفہان مین پہونچے شیخ محمود اصفہانی آنکی

خدمت مین ہم صحبت رہتے تھے اور خواجہ بختیار کاکی اُن روزون اصفہان مین تھے اور شیخ محمود اصفہانی کے مرید
ہوا چاہتے تھے لیکن جب خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی زیارت سے شرفیاب ہوئے فسخ عزیمت کر کے خواجہ کے
مرید ہوئے اور خواجہ سے وہ دو مہر خواجہ قطب الدین کو مرحمت فرمایا اور وہی دو مہر خواجہ
قطب الدین نے وفات کے وقت شیخ فرید الدین گنج شکر کو عنایت کیا اور آنحضرت نے وہ شیخ
نظام الدین اولیا کو عطا کیا اور آنحضرت نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو ارادہ فرمایا اور جب خواجہ خراسان
مین تشریف لائے دو برس وہان استقامت کر کے استرآباد کیطرف تشریف فرما ہوئے اور حضرت شیخ
ناصر الدین استرآبادی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور وہ شیخ عظیم القدر تھے ایک سو اور ستائیس سال
کی عمر رکھتے تھے اور حضرت شیخ ناصر الدین استرآبادی نسبت دو واسطے حضرت سلطان العارفین شیخ
ابو یزید اور شیخ بایزید بسطامی تک رکھتے تھے خواجہ نے ایک مدت اُنکی صحبت مین رہکر فیوض بے شمار
حاصل کیے اُسکے بعد ہری کیطرف متوجہ ہوئے اور جو کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی عادت تھی کہ
آنحضرت ایک مقام مین کم قیام فرماتے تھے اور اکثر اوقات سیر مین رہتے تھے اور بار ہا خواجہ عبد اللہ
انصاری کے مکان مین نزول فرماتے تھے اور ایک دو شخص سے زیادہ آپ کی خدمت مین نہ رہتا تھا
اور جو کہ حضرت قائم اللیل تھے عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے اور جب ہرات مین آپ کے
کشف و کمالات کا شہرہ مشہور ہوا خلقت نے ہجوم کیا آپ وہان سے برداشتہ ہو کر سبزوار کیطرف
روانہ ہوئے اور وہان کا حاکم جسکا نام یادگار محمد تھا وہ نہایت فاسق اور بد مزاج اور رفض مین غلو
رکھتا تھا اور اصحاب کبار سے اُسے اسقدر عداوت تھی کہ اگر کسی کا نام ابوبکر اور عمر اور عثمان ہوتا تھا اُسے
بہت ایذا پہونچاتا تھا اور اسکی ہلاکت کے درپے ہوتا تھا اور اس حاکم جابر نے شہر کے اطراف مین
ایک باغ بنایا تھا اور اُس کے درمیان مین ایک حوض نہایت صفائی اور لطافت سے موجود تھا
خواجہ گرد راہ سے اس باغ مین جا کر حوض کے کنارہ وارد ہوئے اور غسل کر کے دوگانہ نماز
بجا لا کر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہوئے اتفاقات سے اُسی دن مشہور ہوا کہ یادگار محمد باغ
کی سیر کو آتا ہے ایک درویش جو شیخ کا رفیق تھا اُسنے ہراسان ہو کر شیخ سے عرض کی کہ حاکم جابر آتا ہے
آپ کا اس باغ مین بیٹھنا مناسب نہین باہر تشریف لے چلیے شیخ اُسکا اضطراب دیکھکر مسکرائے اور
فرمایا اگر تجھے یہی منظور ہے تو یہان سے اُٹھ اور فلان درخت کے سایہ مین بیٹھکر خدا کی قدرت کا
کارخانہ دیکھ درویش حسب الحکم کاربند ہوا اُس عرصہ مین فراشون نے آنکر یادگار محمد کا قالیچہ حوض کے
کنارے شیخ کے پہلو مین بچھایا اور شیخ کی عظمت اور شوکت سے یہ نہ کہہ سکے کہ یہانسے اُٹھ جایئے
کہ ناگاہ یادگار محمد باغ مین داخل ہوا اور شیخ کو اس مقام پر دیکھکر خدمتگارون سے کھڑک کر کہا
کہ تمنے اس فقیر کو کسواسطے اس مقام سے نہ نکالا کہاتے مین شیخ نے سر مبارک اُٹھا کر اُسکی طرف نظر قہر سے
دیکھا یادگار محمد مصروع کیطرح دفعتہ کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہوا اسکے متعلق یہ حالی دیکھکر شیخ کے قدم
پر گر پڑے اور التماس دعا کی شیخ نے اُس فقیر کو جو خوف سے درخت کے نیچے بیٹھا تھا اشارہ سے

بلا کر یہ فرمایا کہ تھوڑا پانی اس حوض سے لیکر بسم اللہ پڑھکر اسکے منھ پر چھینٹا مار درویش حکم کے موافق عمل مین لایا اور یادگار محمد فوراً ہوش مین آیا اور شیخ کے پانون پر سر رکھکر نہایت عاجزی اور انکساری سے عرض کی کہ یا شیخ مین نے جمیع منہیات سے توبۃ النصوح کی میری تقصیر معاف فرمایئے شیخ نے اپنا دست شفقت اُسکے سر پر پھیر ارشاد کیا کہ خاندان عالی شان رسالت سے دعوی محبت کرنا اور آنحضرت کے پیرو ... نہ کرنے کا کیا سبب ہے یہ فرماکر شیخ نے ائمہ ہدا کے فضائل اور مناقب اس فصاحت اور بلاغت سے بیان فرمائے کہ یادگار محمد اور اسکے ہمراہی زار زار روکر تمام تائب ہوئے بیت انچہ زرمی شود از پرتو آن قلب سیاہ ✤ کیمیا ئیست کہ در صحبت . رویشا نست ✤ بعد اسکے یادگار محمد نے تجدید وضو کرکے دوگانہ شکرانہ کا ادا کیا اور دست آنحضرت کے دست حق پرست اپنا دیکر بشرف بیعت مشرف ہوا اور اپنا تمام مال نقد وجنس خواجہ کی نذر کے لیے لایا حضرت نے اُسے قبول کیا اور فرمایا کہ تو نے یہ مال لوگون سے بجبر و قہر لیا ہے غربا اور مساکین کو پہونچا تو قیامت کے دن کوئی تیرا دامن نہ پکڑے یادگار محمد نے شیخ کے ارشاد پر عمل کیا یعنی تمام مال فقرا پر تقسیم کرکے غلامون کو بھی آزاد کیا اور اپنی منکوحہ کو طلاق دیکر خواجہ کے ہمراہ ہو قلعہ سادمان تک گیا اور چونکہ وہ جماعہ عارفان اور واصلان سے ہوگیا تھا خواجہ نے وہ اطراف اسکے حمایت مین رجوع کرکے اسے اس مقام مین مقیم کیا اور خود بلخ کیطرف تشریف لیگئے اور شیخ احمد حضرویہ کے مقام عالی فرجام مین چند روز اقامت کی اور اُس عہد مین ایک فاضل تھے المشہور بہ ضیاء الدین حکیم اور وہ جمیع علوم فلسفہ مین خوب مہارت رکھتے تھے اور علم تصوف مین اعتقاد نرکھتے تھے اور اپنے شاگردون سے کہتے تھے تصوف ہذیان ہے کہ تپ زدے اور دیوانے بکتے ہین اور مولانا ضیاء الدین حکیم بلخ کے اطراف مین کہ ایک موضع واقع تھا اُسمین مدرسہ اور باغ خوب رکھتے تھے اور اُسمین بیٹھکر لوگونکو علم حکمت پڑھاتے تھے اور خواجہ معین الدین چشتی کی عادت تھی کہ ہمیشہ ایک یا دو دستہ تیر اور ایک کمان اور ایک چقماق اور ایک نمکدان اپنے ہمراہ رکھتے تھے اسواسطے کہ اگر کسی وقت آبادی سے ویرانے دور دراز مین گذر ہو کسی طیور کا شکار کرکے ایک لقمہ سے روزہ افطار کرین ناگاہ خواجہ اُس مدرسہ مین جہان مولانا ضیاء الدین حکیم درس دیتے تھے رونق افزا ہوئے اور اسی روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے ایک کلنگ کو تیر مار کر درخت سے گرایا اور اپنے خادم کو اسکے کباب کیواسطے اشارہ کیا اور خود عبادت مین مشغول ہوئے اس درمیان مین مولانا ضیاء الدین حکیم کا وہان گذر ہوا دیکھا کہ ایک درویش نماز مین مشغول ہے اور خادم کباب بریان کرتا ہے حکیم نے اسقدر وہان توقف کیا کہ خواجہ نماز سے فارغ ہوئے اور مولانا سلام کرکے بیٹھے پھر خادم کباب لایا خواجہ نے بسم اللہ پڑھکر ایک ران اس کلنگ سے جدا کرکے مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران کا ٹکڑا خود تناول کیا مولانا نے جونہین وہ کباب کھایا علوم فلسفہ کا زنگ اُنکے سینہ سے زائل ہوا اور بیہوش ہوگئے خواجہ نے تھوڑا سے اپنا پس خوردہ اُنکے دہن مین ڈالا ہوش مین آئے اور مولانا نے اُسیوقت تمام کتب جو اُنکے کتب خانہ مین تھین دریا مین غرق کین اور مع تلامذہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوئے اور جب حضرت کا شہرہ اُس ملک مین ہوا اور دنیا دارون نے ہجوم کیا

خواجہ نے مولانا ضیاء الدین حلیم کو خرقہ دیا اُس مقام کو چھوڑا اور خود باتفاق اُس خادم کے غزنین مین تشریف لائے شمس العارفین عبدالواحد جو شیخ نظام الدین ابوالمؤید کے پیر تھے اُنسے ملاقات کرکے لاہور مین وارد ہوئے وہان سے دہلی مین نزول اجلال فرمایا اور جب خاص و عام کا وہان اژدحام ہوا حضرت اس اژدحام سے متنفر ہوکر اجمیر مین تشریف لے گئے اور محرم کی دسوین تاریخ یعنی بروز عاشورہ سنہ ۵۶۱ پانسو اکسٹھ ہجری مین آنحضرت نے اس خطہ مین نزول فرمایا اور سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار جو شیعہ مذہب تھے اور حلیۂ تقوی و صلاح سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے سلک مین انتظام رکھتے تھے اور سلطان قطب الدین ایبک نے آنحضرت کو اُس شہر کا داروغہ کیا تھا شیخ کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور باعزاز و اکرام تمام پیش آئے اور چونکہ سید صاحب موصوف علم تصوف اور اصطلاحات صوفیہ سے نہایت واقف تھے خواجہ کی صحبت غنیمت جانکر اکثر اوقات مجلس شریف مین حاضر ہوتے تھے اور خواجہ کے انفاس کی برکت سے اجمیر کے بہت کفار شرف ایمان سے مشرف ہوئے اور جو کہ دولت ایمان سے محروم رہے خواجہ کی محبت کو دل مین جگہ دیکر ہمیشہ فتوح و نذرانہ آنحضرت کو پہونچاتے تھے اور شمس الدین التمش کے عہد مین خواجہ دو دفعہ اپنے مرید قطب الدین بختیار کاکی کے دیکھنے کے واسطے دہلی مین تشریف لیگئے دوسری مرتبہ جب دہلی سے مراجعت فرمائی خواجہ معین الدین محمد چشتی نے نکاح کیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ سید وجیہ الدین محمد مشہدی المشہور بخنگ سوار جو سید حسین مشہدی داروغہ اجمیر کے چچا تھے اُنکی ایک صاحبزادی جو حسن جمال اور عفت کمال رکھتی تھی جب وہ دختر بلند اختر حد بلوغ کو پہونچی سید صاحب چاہتے تھے کہ اُسے کسی خاندان بزرگ کے حبالۂ نکاح مین لاؤن اسی تلاش مین متردد تھے ایک شب سید السادات نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ اُنسے فرماتے ہین ای فرزند وجیہ الدین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ وسلم کا یہ اشارہ ہے کہ یہ لڑکی خواجہ معین الدین محمد چشتی کے حبالۂ نکاح مین لاکہ وہ واصلان درگاہ الٰہی اور محبان خاندان رسالت پناہی ہے جب سید وجیہ الدین نے خواجہ معین الدین محمد چشتی کو اس امر سے آگاہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ میری عمر کا آفتاب لب بام ہے لیکن جو حضرت رسالت اور امام ہمام کا یہ اشارہ ہے مجھے اطاعت کے سوا کچھ چارہ نہین اسکے بعد جو خواجہ نے اُس گوہر درج عفت کو شریعت مصطفوی کے موافق اپنی سلک ازدواج مین منسلک فرمایا اور آفریدگار عالم نے اُسکے بطن سے دو فرزند کرامت فرمائے اور خواجہ عیالداری کے سات برس بعد ماہ رجب کی چھٹی تاریخ سنہ ۶۳۳ چھ سو تینتیس ہجری مین قید جسمانی سے نجات پاکر عالم قدس کیطرف خراماں ہوئے اور حضرت کا سن شریف ستانوے برس کا تھا اور بعد وفات تمام بادشاہ آپ کے روضہ پہ نذرین بھیجکر تبرک کے طلبگار ہوئے خصوص جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کہ اور بادشاہون سے زیادہ تر آنحضرت سے اعتقاد رکھتا تھا اور عہد شاہی مین اپنے جیسا کہ مذکور ہوا اکثر سنوات مین پیادہ اجمیر مین جاکر خواجہ معین الدین محمد چشتی اور سید حسین مشہدی مشہور بخنگ سوار کے زیارت سے فیضیاب ہوتا تھا اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ مین مرقوم ہے کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کے پیر یعنی شیخ

عثمان ہارونی شمس الدین محمد التمش کے عہد مین دہلی مین تشریف لائے اور شمس الدین جو آنحضرت کا مرید تھا اُنکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اُس مدت مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اجمیر مین متوطن تھے اس صورت مین معلوم ہوا کہ ہندوستان مین پھر اُنسے ملاقات ہوئی یا ہوئی اور شیخ عثمان ہارونی سے خوارق عادت بہت نشان دیتے ہین از انجملہ ایک یہ ہو کہ جب خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اپنے پیر سے رخصت لیکر بغداد کی سیر کو متوجہ ہوئے شیخ عثمان ہارونی نے اُنکی مفارقت سے بیتاب ہوکر خواجہ کی جستجو مین اپنے مقام سے سفر اختیار کیا اور اُس سفر مین ایک مقام مین وارد ہوئے کہ آتش پرست وہان رہتے تھے اور آتشکدہ بھی رکھتے تھے اور ہر روز سو خروار لکڑیان اُسمین جلاتے تھے اور شیخ عثمان ہارونی نے اسکے قریب ایک درخت کے سایہ مین نزول کیا اپنے خادم فخر الدین نام سے فرمایا کہ افطار کیواسطے روٹی پکاوے خادم جب مغون کے پاس آگ لینے کو گیا اُنھون نے آگ نہ دی خادم نے پلٹ کر شیخ سے حقیقت حال عرض کی پس شیخ آتشکدہ کی سمت متوجہ ہوئے اور ایک مغ مختار نام جو نہایت بوڑھا تھا دیکھا کہ وہ ایک لڑکا سات برس کا آغوش مین لیے ہوئے آتشکدہ کے کنارے کھڑا ہی شیخ نے اُس سے فرمایا کہ یہ آگ ایک مشت پانی سے معدوم ہوتی ہی کسواسطے پوجتے ہو خدا کو جو خالق آگ کا ہی اُسکی پرستش کرو مغ نے جواب دیا کہ ہماری ملت مین آگ ایک وجود عظیم ہی اُسے کیونکر نہ پوجین شیخ نے فرمایا اتنی مدت سے کہ تم اس آگ کی صدق دل سے پرستش کرتے ہو بھلا ہاتھ یا پانون اُس مین ڈال سکتے ہو کہ وہ نہ جلاوے مغ نے جواب دیا کہ جلانا عادت اُسکے جلانے کی ہی بھلا کسکو یہ طاقت ہی جو اُسکے قریب جاوے بیت اگر صد سال گبر آتش فروزد ✤ چو یکدم اندران افتد بسوزد ✤ شیخ نے جب یہ سنا جلد اُسکے فرزند کو اُسکے آغوش سے چھین آتشکدہ کیطرف دوڑے اور بعد بسم اللہ یہ آیۂ کریمہ قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا علےٰ ابراہیم پڑھکر آگ مین داخل ہوئے یہ خبر منتشر ہونے سے تین چار ہزار مغ آتشکدہ پر آنکر شور و فغان کرنے لگے اور شیخ چار ساعت کے بعد مع طفل اُس آتشکدہ سوزان سے صحیح و سالم برآمد ہوئے چنانچہ اُنکے کپڑون مین بھی دھبا نہ پہونچا بعدہ مغون نے فراہم ہوکر اُس طفل سے پوچھا کہ اس آتشکدہ مین تمھاری کیا حالت تھی اُس نے جواب دیا کہ ہم شیخ کی بدولت گلزار کی سیر دیکھتے تھے آخرش آتش پرستون کے دلمین نور ایمان کا جوش زن ہوا سبھو نے شیخ کے قدم مبارک پر سر رکھا اور صدق دل سے مسلمان ہوئے اور شیخ نے اُنمین سے مختار کا نام عبد اللہ اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھکر اُنکی تربیت منظور نظر فرمائی اور دونون بزرگوار جملہ اولیا سے ہوئے

ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا

ابیات آن نہنگ محیط نور خدا ✤ غرقۂ لجۂ حضور خدا ✤ رفتہ در لامکان ز ہستی خویش ✤ کردہ اظہار حق پرستی خویش ✤ شدہ از جان بہ لامکان واصل ✤ کردہ ہر دم ہزار جان حاصل ✤ بجدا محو در خفی و جلی ✤ قطب دین بختیار شیخ ولی ✤ زندۂ جاودان ز فیض عمیم ✤ کشتۂ زخم خنجر تسلیم ✤ سینۂ عارفان از و گلشن ✤ دیدۂ عاشقان از و روشن ✤ واضح ہو کہ سلطان عارفین خواجہ قطب الدین کمال الدین احمد اوشی کے فرزند ارجمند ہین تولد آنحضرت کا قصبۂ متعلقۂ ماوراء النہر مین

واقع ہوا جسوقت آپکے والد ماجد کا انتقال ہوا آپ ڈیڑھ برس کے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ جو حلیۂ عفت
اور زیور عصمت سے آراستہ تھین آپ کی پرورش مہد راحت مین مصروف ہین اور کتاب خیرالمجالس
شیخ نصیرالدین اودھی مین لکھا ہو کہ جب آپ پانچ برس کے ہوئے آپ کے ہمسایہ مین ایک مرد نہایت
پرہیزگار رہتا تھا آپ کی والدہ نے اُسے بلا کر تھوڑے گُڑ یعنی چھوہارے ایک طباق مین رکھکر
اپنے نورعین کو اُسکے ہمراہ کیا اور یہ التماس کی کہ اس معصوم کو کسی معلم کے سپرد کر جب وہ لے چلا اثنائے
راہ مین ایک پیر روشن ضمیر سے دوچار ہوا اُسنے پوچھا کہ یہ لڑکا کس کا ہو وہان سے ہمسایہ نے جواب
دیا کہ اہل صلاح کے خاندان سے ہو باپ اسکا فوت ہوا اسکی والدہ نے مجھسے فرمایا ہو کہ اسے کسی مکتب
مین لیجا کر معلم کے سپرد کر لہذا مین معلم کی تلاش مین نکلا ہون پیر نے فرمایا کہ یہ کام میرے تفویض کر تو مین
اسے ایسے معلم کے پاس لے جاؤن کہ اُسکے انفاس کی برکت سے یہ لڑکا صاحب کمال ہو یہ کلام سُنتے ہی ہمسایہ
راضی ہوا خلاصہ یہ کہ قصبہ اوس مین ایک معلم جنکا اسم مبارک ابوحفص تھا باتفاق ہمسایہ لیجاکر خواجہ بختیار
کو اُنکے سپرد کیا اور اُنسے فرمایا کہ یہ لڑکا جلد اولیائے ہوگا اسپر نظر شفقت اور تربیت مبذول فرمائیگا
یہ کہکر پیر رخصت ہوئے ابوحفص نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار تجھے اس مکتب مین لائے تھے تو انہین
پہچانتا ہو آپ نے عرض کی مین نہین جانتا میری والدہ نے اس ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ مجھے کسی
معلم کے سپرد کرے یہ پیر اثنائے راہ مین ہمارا خضر ہوا اور آپ کی صحبت فیض موہبت سے مشرف
کیا شیخ ابوحفص نے فرمایا وہ پیر دلپذیر حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر خواجہ نے ان معلم کی خدمت
مین حاضر ہوکر قرآن شریف اور آداب شریعت کے یاد کیے اور اخلاق ظاہری اور باطنی
کے تہذیب مین مساعی جمیلہ کرکے علم طریقت سے نہایت سعادت حاصل کی اور جیسا کہ خواجہ
معین الدین محمد چشتی قدس سرہ کے ذیل حالات مین مذکور ہوا اصفہان مین آنحضرت کی ملازمت مین فیضیاب
ہوکر مرید ہوئے اور بعضی کتب کے سیاق کلام سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہو کہ ہیژده برس کے سن مین قصبہ
اوس مین خواجہ کی صحبت سے مستفیض اور مرید ہوئے اور منقول ہو کہ آپ رات دن مین دوسو پچاس
رکعت نماز ادا کرتے تھے اور تین ہزار درود حضرت سرور کائنات کی روح پرفتوح پر ہر شب بھیجتے
تھے اور اس ملک کے باشندون کو فیض پہنچاتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے
منقول ہو کہ قصبہ اوس مین ایک بزرگوار خواجہ قطب الدین کے مریدون سے جنکا نام رئیس احمد تھا
اور وہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے انھون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ محل رفیع اور عالی
شان ہو اور خلائق کا اُسکی اطراف مین بکثرت تمام ہجوم ہو اور ایک شخص نورانی چہرہ اور میانہ قد اُس محل مین
جاتا ہو اور آتا ہو یعنی لوگون کا پیغام لے جا کر اُنکا جواب لاتا ہو رئیس احمد نے اُسوقت ایک شخص
سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہو اور یہ بارگاہ کس عالی جاہ کی ہو کہا اس قصر عالی مین حضرت
سرور کائنات خلاصۂ موجودات رونق افزا ہین اور یہ عبداللہ مسعودؓ ہین کہ پیغام نام بنام پہنچاتے
ہین یہ سنتے ہی رئیس احمد نے عبداللہ مسعود سے یہ التماس کی کہ میری طرف سے حضرت

رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین عرض کیجیے کہ فلان شخص حضرت کے دیدار فائض
الانوار کا مشتاق ہے اُسکے بارہ مین کیا حکم نافذ ہوتا ہے عبداللہ مسعود مجلس مین جاکر یہ جواب لائے کہ حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ ابھی تجھ مین ہمارے دیکھنے کی لیاقت استعداد
نہین ہے جا ہمارا سلام قطب الدین بختیار کاکی کو پہونچانا اور یہ کہنا کہ کیا سبب ہے وہ تحفہ جو ہر شب ہمارے
واسطے بھیجتے تھے تین رات سے نہین پہونچا ہے رئیس احمد جب خواب با حضور سے بیدار ہوا خواجہ بختیار کاکی
کی خدمت مین جاکر صورت حال ظاہر کی شیخ سمجھے کہ مجھ سے تقصیر ہوئی اور وہ یہ امر تھا کہ اُندنون
مین آپکی والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ سفر کا ارادہ رکھتا ہے اُنھون نے بہ تکلف تمام ایک دختر صالحہ جو
جمال باکمال رکھتی تھی آپ کے سلک ازدواج مین لائین اور خواجہ نے بمقتضاے بشریت اُس سے یک
صحبت پہونچاکر تین شب درود فوت کیا تھا اُسیوقت اُس عورت کو طلاق دی اور بغداد کی سمت روانہ ہوئے
اور وہان کے عارفون سے ملاقات کرکے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحدالدین کرمانی کی صحبت مین
حاضر ہوکر فیض حاصل کیا اور جب اُس عرصہ مین شیخ جلال الدین تبریزی دوبارہ خراسان سے بغداد مین آئے
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دیکھکر نہایت اتحاد اور محبت بہم پہونچائی اور شیخ نے خواجہ قطب الدین
کو خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی خبر سے آگاہی بخشی کہ آن حضرت خراسان سے ہندوستان کیطرف تشریف
لیگئے ہین اب بلدہ دہلی مین رونق افزا ہین خواجہ قطب الدین اپنے پیر کی اشتیاق ملازمت سے نہایت بیقرار
ہوکر ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے اور شیخ کو آنحضرت کی مفارقت گوارا نہوئی ہمراہ ہولئے اور دونون
بزرگوار سیر کرتے ہوئے ملتان مین پہونچے شیخ بہاء الدین زکریا کی صحبت مین چند روز بسر کیے اور شیخ
فرید الدین گنج شکر کہ ابتدا حال اُنکا تھا اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت سے مشرف ہوتے
اور آنحضرت کی محبت کا رشتہ اپنی کمر جان مین باندھکر شرف ارادت اور بیعت سے سرافراز ہوئے
اور جو اُندنون مین ترکان بے ایمان دفعتہً خطا اور ختن کیطرف سے تاخت لائے اور ملتان کے قلعہ
کو محاصرہ کیا سلطان ناصر الدین قباچہ حاکم ملتان نے اُنکے مدافعہ پر قیام کیا اور خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی سے دعا اور ہمت اور استعانت کا طلبگار ہوا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ایک تیر طلب کرکے
ناصر الدین قباچہ کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ مغرب کی نماز کے وقت برج حصار پر آمد ہوکر یہ تیر چلہ کمان مین
جوڑکر کفار کیطرف پھینکنا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنا جب ناصر الدین قباچہ نے بوقت معین وہ تیر
خانہ کمان مین رکھکر برج قلعہ پر سے اُس جماعت کیطرف پھینکا اُسکے گرتے ہی خدا کے حکم سے اُسی شب
کو وہ قوم شوم اُس یوم سے ایسی مفقود اور معدوم ہوئی کہ کسی نے اُنکا نشان نہ پایا کہ کیا ہوئی اُسوقت
دونون بزرگوار عازم سفر ہوکر شیخ جلال الدین تبریزی کی خدمت مین غزنین کیطرف گئے اور خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی دہلی کی سمت متوجہ ہوئے ہرچند ناصر الدین قباچہ نے عجز وزاری کی کہ خواجہ ملتان مین
سکونت پذیر ہون قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقام عالم الغیب نے شیخ بہاء الدین زکریا کے واسطے
مقدر کیا ہے اور علاوہ اِسکے مین اپنی طریقت وحقیقت خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی بلا اجازت کسی مقام

جہان اقامت اور قیام نہین کرسکتا الغرض خواجہ لاہور کے راستہ سے جب دہلی کے اطراف مین پہونچے بانی کی فراوانی کے سبب کیلوکہری مین وارد ہوئے اور عریضہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت مین کہ ان دنون اجمیر مین تشریف رکھتے تھے ارسال کیا کہ مین آپکی زیارت کیواسطے حاضر ہوا ہون اگر ارشاد فیض بنیاد ہو وے اس جناب کی قدمبوسی سے مشرف ہون خواجہ معین الدین محمد چشتی نے جواب لکھا کہ قرب روحانی کو بعد مکانی مانع نہین آپ بنجیر و عافیت اسطرف رہین انشاء اللہ تعالے چندروز کے بعد بارادت آئے اسطرف متوجہ ہوکر ملاقات کرونگا اور کہتے ہین شمس الدین التمش جب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے آنے سے خبردار ہوا لوازم شکر الٰہی بجالایا اور چاہا کہ اس جناب کو شہر مین لاکر متوطن کرون آنحضرت نے اسوقت مین پانی کی نایابی کا عذر کیا اور شہر کا رہنا قبول نکیا اور شیخ الاسلام شیخ جمال الدین محمد بسطامی نے کہ دیر سے اور دہلی کے شیخ الاسلام تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے اعتقاد کمال بہم پہونچایا اور شیخ محمد عطا معروف بہ حمید الدین ناگوری جنہوں نے بغداد مین خواجہ کو دیکھا تھا وہ بزرگوار بھی اس جناب سے ارادت صادق پیدا کرکے اکثر اوقات خدمت مین حاضر رہتے تھے اور شمس الدین التمش چاہتا تھا کہ مین ہفتہ مین دوبار شیخ کی زیارت سے فائض ہوکر فیوض حاصل کرون اور اسی طرح سے دہلی کے اعلے ادنے شیخ کی خدمت کے بارادت تمام خواہان ہوئے اور شہر سے کیلوکہری مین ہمیشہ آمد و شد رکھتے تھے اسواسطے شمس الدین التمش نے خلق اللہ کی آسائش اور آرام کے واسطے شیخ کو پھر شہر مین آنے کی تکلیف دی آخرش جب اصرار اور مبالغہ حد سے گذرا شیخ نے قبول کیا اور شہر کے قریب مسجد عز الدین مین استقامت فرمائی اور اس زمانی مین شیخ بدرالدین اس جناب کی شرف بیعت اور خرقۂ پاک سے مشرف ہوئے اور عمر عزیز آپ کی صحبت مین بسر کرکے کمالات حاصل کیے اور چونکہ ان دنون مین شیخ جمال الدین محمد بسطامی جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوئے تھے شمس الدین التمش نے خواجہ کو منصب شیخ اسلامی کی تکلیف دی اور جب شیخ نے قبول نفرمایا شیخ نجم الدین صغرے کو اس منصب سے خصوصیت بخشی شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے نے خلائق کے رجوع ہونے سے کہ خواجہ کی خدمت مین ہر وقت ہجوم رکھتے تھے زنگ حسد کا اپنے دل صفا منزل مین پیدا کیا اور آنحضرت سے یک گونہ سوئے مزاجی بہم پہونچائی اور اتفاقات حسنہ سے انھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی نے خطۂ اجمیر سے دہلی مین آنکر خواجہ کی خانقاہ مین نزول فرمایا اور خواجہ نے خوشحال ہوکر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور چاہا کہ شمس الدین التمش کو خواجہ کی تشریف آوری سے آگاہی بخشے خواجہ مانع ہوئے اور فرمایا مین فقط تمھارے دیکھنے کو آیا ہون اور دو تین روز سے زیادہ نہ رہونگا چونکہ آنحضرت کو خاص و عام کا اژدحام خوش نہ آتا تھا اور شہرت سے ہراسان اور گریزان تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے سکوت اختیار کیا اور اپنے پیر کی رضامندی اور خوشدلی مین کوشش فرمائی لیکن باوجود اس حال کے شہر کی خلقت ہجوم کرکے شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئی مگر شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے کہ خواجہ قطب الدین سے حسد رکھتے تھے ایسے مہمان عزیز کی ملاقات کو نہ آئے خواجہ معین الدین محمد چشتی کا جو خراسان مین شیخ نجم الدین صغرے کی نسبت اتحاد اور محبت عظیم رکھتے تھے اشتیاق غالب ہوا انکے دیکھنے

کو خود تشریف لے گئے اور شیخ نجم الدین اُن روزون مزدورون سے کچھ کام عمارت کا لیتے تھے شیخ
کا استقبال جیسا کہ چاہیے بجا نہ لائے اور خواجہ بھی بمقتضاے بشریت اُنسے آزردہ ہوئے کہا اے شیخ الاسلام
شیخ نجم الدین صغرے تجھے کیا ہوا ہی جو تو نے اپنا مزاج ایسا متغیر کیا ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ شیخ الاسلامی کی
کی جاہ نے تجھے غرور کے چاہ مین ڈالا ہی شیخ نجم الدین یہ کلام سنکر متنبہ ہوکر بہ معذرت پیش آئے اور کہا کہ
مین اُسی طرح سے آپ کا مخلص ہون جیسے پیشتر سر آپ کے قدم مبارک پر گھستا تھا اب آپنے اپنے ایک مرید کو اس
ملک مین متوطن کیا ہی تمام خلائق اُس سے رجوع ہوتی ہی اور کوئی شخص ہماری شیخ الاسلامی کو ایک
برگ سبز کے عوض نہین خریدتا ہی خواجہ معین الدین محمد چشتی رحمہ نے جب یہ کلام شکایت انجام سُنا متبسم ہوکر فرمایا
اے شیخ خاطر جمع رکھو کہ مین قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجمیر لیے جاتا ہون یہ کہکر اُنکے مکان سے برآمد
ہوئے ہر چند شیخ نجم الدین طعام ما حضر کے مصر ہوئے قبول نہ کیا اور کہتے ہین انھین دنون مین شیخ
فریدالدین شکر گنج عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر اور مکہ اور مدینہ سے مراجعت کرکے خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کی صحبت مین رہتے تھے بذریعہ خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی دست بوسی سے
شرفیاب ہوئے اور خواجہ نے فرمایا اے بختیار تم بابا شاہ باز عظیم القدر کو قید مین لائے ہو کہ سدرۃ المنتہیٰ
کے سوا آشیانہ نہ اٹھاویگا اور فرید وہ شمع ہی جو درویشون کے خانوادہ کو روشن کریگا اور انھین دنون مین
خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اجمیر کی طرف تشریف لے گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اپنے پیر کے ہمراہ
رکاب روانہ ہوئے شہر کی خلقت یہ خبر سنکر اضطراب مین مبتلا ہوئی اور ہر ایک محلہ سے شور ماتم بپا ہوا
اہل دہلی درد و اندوہ کے ہمقرین ہوئے اور خواجہ کے پیچھے روانہ ہوے جس مقام مین آپ کے قدم
مبارک کا نشان پاتے تھے وہان کی خاک تبرکاً تیمناً اٹھاتے تھے اور خواجہ معین الدین محمد چشتی نے یہ
مشاہدہ کرکے فرمایا بابا قطب الدین بختیار کاکی لوگ تیری مفارقت سے پریشان اور آزردہ خاطر
ہین اتنے دلون کی خرابی اور خستہ حالی مجھے منظور نہین تم اسی مقام مین بود و باش اختیار کرو کہ اس شہر کو ا
تجھے خدا کی حفظ و حمایت مین چھوڑا اور بعضے راویون سے یہ منقول ہی کہ شمس الدین التمش خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی کی روانگی سے جب مطلع ہوا آدمی متواتر خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت مین بھیجکر بمنت تمام خواجہ قطب الدین کی
بازگشت کی التماس کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ خواجہ قطب بختیار کاکی نے آخر عمر مین قران
شریف حفظ کرکے ہر روز دو بار کلام مجید ختم کرتے تھے اور مال دنیوی سے ایک پیسا نگاہ نرکھتے تھے اور آخر
کو اہل بھی فرمایا یعنے ایک بی بی کو اپنے عقد مین لائے اُسکے بطن مبارک سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک کا نام شیخ احمد اور
دوسرے کا شیخ محمد رکھا اور شیخ محمد سات برس کی عمر مین فوت ہوا اور اُسکی مان حرم سرا مین نوحہ زاری اور گریہ
و بیقراری کرتی تھی خواجہ قطب الدین نے شیخ بدرالدین سے پوچھا کہ یہ آواز پرسوز آج ہمارے مکان سے
کیسی برآمد ہوتی ہی سبب کیا ہی شیخ نے عرض کی شیخ محمد نے رحلت کی اُسکی والدہ گریہ وزاری کرتی ہی خواجہ ازدواج
قطب الدین یہ سانحہ سنتے ہی کف افسوس ملکر فرمایا اگر مجھے رحلت فرزند سے خبر ہوتی اسکی تندرستی کیواسطے حضرت
شافی مطلق سے استدعا کرتا لیکن جو کہ یہ امر مقدر ہو چکا تھا مجھے معلوم نہوا یہ کہا اور اُسکی والدہ کو ماتم

اور جزو فرع سے مخالفت کی اور خواجہ کو قطب الدین بختیار کاکی اس سبب سے کہتے ہین کہ جب خواجہ نے دہلی مین سکونت اختیار کی کسی سے کچھ نہ لیتے تھے اور گاہے ماہے کوئی شخص ازروے اخلاص اگر نذر لاتا تھا حضرت اُسے قبول کرکے اُسیوقت فقرا اور مساکین پر تقسیم کرتے تھے مال دنیا سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے مشہور ہے کہ اُن دنون مین خواجہ کے مکان مین نو آدمی زن اور فرزند اور خادم تھے اور آپ کے ہمسایہ مین ایک بقال مسمی شرف الدین تھا اُسکی زوجہ خواجہ کی بی بی کے پاس بسبب رابطہ ہمسائگی کبھی کبھی آپ کے دولتسرا مین آتی تھی جسوقت حضرت کے گھر مین قسم اذوقہ سے کوئی چیز موجود نہوتی تھی اور ایک دو فاقہ کی نوبت پہنچتی تھی خواجہ کی زوجہ بقال کی عورت سے بمقدار نیم تنگہ یا کم زیادہ قرض لیکر اپنے فرزندون اور متعلقون کی قوت مین صرف کرتی تھین اور خواجہ کو اس معاملہ سے خبر نہ تھی اور جسوقت غیب سے کچھ پہونچتا تھا بی بی قرض ادا کرتی تھین ایک دن شرف الدین بقال کی زوجہ نے اثنائے کلام مین خواجہ قطب الدین کی بی بی سے یہ بات کہی کہ میرے سبب سے تمہارا نباہ ہوتا ہے اگر مین نہوں تم سب فاقہ کشی سے ہلاک ہوجاؤ بی بی کو یہ کلام نہایت ناگوار ہوا اور اپنے دل مین یہ عہد کیا کہ اب مین اس سے ہرگز قرض نہ لونگی ایک دن بی بی نے کسی تقریب سے یہ امر خواجہ کی سمع مبارک مین پہونچایا اور خواجہ یہ سنکر نہایت متاثر ہوئے کچھ دیر مراقبہ مین جاکر بی بی سے ارشاد کیا کہ خبردار آئندہ پھر قرض نہ لینا اور ضرورت کیوقت حجرہ کے طاق سے بسم اللہ کہکر گردے کاک کے روٹی باریک جسقدر درکار ہو لیکر اپنے فرزندون اور جسے مطلوب ہونگے صرف مین لایا کرا اُسدن سے خواجہ کی زوجہ ہمیشہ بوقت حاجت اس طاق سے گرما گرم ماندے برآورد کرکے لوگون کو تقسیم کرتی تھین ظاہرا خواجہ خضر علیہ السلام وہ مائدہ پہونچاتے تھے اب بھی اُسیطرح آنحضرت کے مقبرہ مین روٹیان پکا کر مسافرون اور مجاورون کو دیتے ہین اور ہندی زبان مین نان تنک کو کاک کہتے ہین اور شیخ نظام الدین اولیا اپنے پیر شیخ فرید الدین شکر گنج سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ قطب الدین بختیار نے شروع حال مین قصبہ اوش سے مسافرت اختیار کی اور ایک شہر مین پہونچکر چندروز وہان مقیم ہوئے اور اُس شہر کے باہر ایک مسجد اور ایک مینار تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کو یہ خبر پہونچی تھی کہ جسوقت کوئی شخص گوشہ تنہائی مین دوگانہ ادا کرے اور آخر شب مین فلان دعا پڑھے حضرت خواجہ خضر سے البتہ اُسے ملاقات نصیب ہو اسلیے خواجہ آخر شب کو اُس مسجد مین گئے اور دوگانہ بجا لاکر وہ دعا پڑھی جب کسی شخص کو نہ دیکھا مایوس ہوکر مسجد سے برآمد ہوئے جب مسجد کے دروازہ پر پہونچے ایک پیر نورانی چہرہ سے دوچار ہوئے اُس پیر روشن ضمیر نے فرمایا یہان کیا کرتے ہو خواجہ نے حقیقت حال مشروحًا بیان کی پیر نے فرمایا تو دنیا طلب کرتا ہے خواجہ قطب الدین نے فرمایا نہین پیر نے فرمایا کہ صیادی کرتا ہے یعنی جال پھیلاتا ہے کہا نہین کہا پھر تو خواجہ خضر کو کسواسطے طلب کرتا ہے وہ بھی مانند تیرے سرگردان ہے لیکن اس شہر مین ایک مرد ہے وہ حق سبحانہ تعالے سے ایسا مشغول ہے کہ سات مرتبہ خضر اُسکی زیارت کو گئے بار نپایا خلاصہ یہ کہ وہ دونون بزرگوار اس گفتگو مین تھے کہ ایک پیر اور گوشۂ مسجد سے برآمد ہوئے اور پیر اول نے ہاتھ خواجہ قطب الدین کا پکڑ کر اُس پیر کیطرف توجہ کی اور کہا یہ مرد نہ دنیا چاہتا ہے اور نہ جال

پھیلاتا ہی مگر آپ کی صحبت کی آرزو رکھتا ہی خواجہ قطب الدین یہ سُنکر نہایت محظوظ ہوئے اور سمجھے کہ
کہ پیر اول رجال الغیب اور پیر ثانی خضر علیہ السلام ہین پھر وہ دونون بزرگوار نظر سے غائب ہوئے
اور خواجہ معین الدین محمد چشتی سے یہ منقول ہی کہ شمس الدین التمش کے دلمین مدت مدید سے یہ آرزو تھی
کہ شہر دہلی کے اطراف مین ایک حوض یعنی تالاب بناؤن تو خلائق پانی کی عسرت سے نجات پاوے اتفاقاً
ایک شب کو شمس الدین التمش خواب مین دیکھتا ہی کہ خواجۂ کائنات اور خلاصہ موجودات علیہ والہ الصلوات
والسلام ایک مقام مین گھوڑے پر سوار ہین اور فرماتے ہین اے شمس الدین اگر تو تالاب بنانے کی
نیت رکھتا ہی تو اس مقام پر جہان مین ایستادہ ہون تالاب تیار کر شمس الدین التمش اس بشارت فیض
اشارت سے نہایت خوش ہوا جب خواب سے بیدار ہوا اُس مقام کو کہ حضرت رسالت پناہ نے ارشاد فرمایا
تھا خوب دریافت کرکے آدمی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ مین نے ایک
خواب دیکھا ہی اگر ارشاد ہو تو خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرون اور اس سبب سے کہ یہ امر خواجہ پر
مکشوف ہوا تھا جواب دیا مین اُس مقام مین کہ حضرت رسالت پناہ نے تالاب کی تیاری کے بارہ مین ہدایت
فرمائی ہی جاتا ہون آپ بہت جلد تشریف لائین جب شمس الدین نے خواجہ کا جواب سُنا فوراً گھوڑے پر سوار
ہوکر خواجہ کے مکان کی طرف بسبیل استعجال روانہ ہوا اور خادمون نے شمس الدین التمش سے عرض
کی کہ شیخ فلان مقام مین تشریف لیگئے ہین شمس الدین بسرعت تمام روانہ ہوا اور خواجہ کو اُس مقام مین
مشغول نماز دیکھا اور بعد فراغ نماز شمس الدین التمش خواجہ کی دست بوسی سے مشرف ہوا اور یہ بھی منقول
ہی کہ جس مقام مین شمس الدین التمش نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو سوار دیکھا تھا حضرت
کے گھوڑے کے سم کا نشان ظاہر تھا اور بعد ایک لحظہ کے اُس نشان سے پانی نمود ہوا چنانچہ اُسی مقام مین
تالاب تیار کرکے حضرت کے گھوڑے کے نشان سم پر صُفہ اور ایک گنبد تعمیر کیا اور انھین دنون مین اُس حوض
سے ایک چشمہ سا بہم پہونچا کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہی اور اکثر باغات اُس چشمہ سے سیراب ہوتے ہین اور
امیر خسرو دہلوی نے اُس حوض اور چشمہ کی تعریف مثنوی قران السعدین مین تحریر فرمائی ہی اور اکثر مشائخ
دہلی کے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حوض کے کنارے ذکر حق مین مشغول ہوئے اور کہتے ہین خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی ایک روز اُس مسجد مین جو لنگر شمس الدین التمش کے پہلو در تالاب مذکور کے متصل
واقع ہی بیٹھے تھے اور شیخ حمید الدین ناگوری اور خواجہ محمود موئینہ دوز اور شیخ بدر الدین غزنوی اور
تاج الدین منور اُسی جا حاضر تھے اس اثنا مین حوض کے کنارے ایک شتر سوار کبود پوش جو بہ پر نقاب ڈالے پیدا
ہوا اور اونٹ سے اُتر کر کپڑے اُتار کر حوض مین داخل ہوا اور بعد غسل تالاب سے برآمد ہوکر دو رکعت نماز ادا کی
پھر مسجد کیطرف متوجہ ہوکر لوگونکو آواز دی کہ تم کون ہو تاج الدین منور نے جواب دیا کہ ہم درویش ہین اُسنے پھر آواز دی کہ
اے تاج الدین منور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو میرا سلام پہونچا اور کہ کہ ابو سعید دمشقی جو نیاز مندی
مین مخصوص ہی خواجہ نے نام ابو سعید دمشقی کا سنتے ہی مع درویشان ہمراہی اُنکی ملاقات کو روانہ ہوئے جب
اُس مقام مین پہونچے آنحضرت کا کچھ اثر اور نشان نہ دیکھا معلوم ہوا کہ رجال الغیب تھا منقول ہی کہ ایک شاعر

ناصری تخلص ماوراءالنہر سے دہلی مین آکر خواجہ قطب الدین کے مکان پر وارد ہوا اور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر یہ عرض کی کہ مین نے ایک قصیدہ شمس الدین التمش کی مدح مین کہا ہی امیدوار دعا ہون کہ اسکا صلہ خوب پاؤن خواجہ نے سورۂ فاتحہ پڑھکر فرمایا انشاء اللہ تعالی سے انعام پاویگا ناصری نے شمس الدین التمش کے دربار مین جاکر وہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا جسکا مطلع یہ ہی بیت اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ تیغ تو از فیل زکفار خواستہ شمس الدین التمش اسوقت دوسری طرف متوجہ تھا ناصری نے مضطرب ہو کر خواجہ کو شفیع لا کر ہمت چاہی فوراً شمس الدین ناصری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پڑھو بیت ای فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ + تیغ تو از فیل زکفار خواستہ + ناصری نے جب دیکھا کہ بادشاہ مشغولی کے ساتھ نے ایکبار مطلع سنکر دیکھا پھر تو خوش ہو کر تمام قصیدہ پڑھا شمس الدین التمش نے فرمایا کہ ایکبار اسے اور پڑھو جب پھر پڑھا پوچھا کہ اس قصیدہ مین کتنے شعر مین عرض کی ترپن شمس الدین التمش نے حکم کیا کہ ترپن ہزار تنگہ نقرہ ناصری کو دیوین اور ناصری وہ زر لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ جو کچھ حضرت کے انفاس کی برکت سے دستیاب ہوا ہی امیدوار ہون کہ یہ سب روپیہ حاضر ہی اس مین سے نصف فقرا کو تقسیم فرماوین خواجہ نے قبول نہ کیا فرمایا سب تجھے ارزانی ہوا اور منقول ہی کہ ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خواجہ قطب الدین علی سجستانی کے خانقاہ مین تشریف لے گئے اسوقت محفل سماع برپا تھی اور قوال یہ بیت گاتا تھا بیت کشتگان خنجر تسلیم را + ہر زمان از غیب جانی دیگر است + خواجہ کے مزاج مین ایسا تغیر ظاہر ہوا کہ بیہوش ہوگئے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدرالدین غزنوی کہ حاضر تھے خواجہ قطب الدین کو اپنے مکان مین لائے اور اُن قوالون کو جو یہ بیت پڑھتے تھے حاضر کرکے اس بیت کی تکرار کو حکم کیا اور خواجہ وجد فرماکر پھر حال مین مصروف ہوئے اور تین شبانہ روز یہ حالت رہی اور آنجناب کا تمام اندام اور بند بند نادرست ہوا چنانچہ شب دوشنبہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ سنہ ۶۳۴ چھ سو چونتیس ہجری مین سر مبارک شیخ حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھا اور قدم شیخ بدرالدین غزنوی کے آغوش مین رکھا اتنے مین آپ کی حالت دگرگون ہوئی اسوقت شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کیا کہ حال مخدوم کا دگرگون ہی خلافت کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی شیخ قطب الدین باوجودیکہ اولاد اکبر موجود تھی اور اسکے سوا اور مشائخ حاضر تھے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدین محمد چشتی سے پہونچا ہی مع مصلاے خاص اور عصا اور نعلین چوبین شیخ فریدالدین گنج شکر کو کہ خلافت ساتھ انکے تعلق رکھتی ہی پہونچاؤ یہ فرمایا اور عالم فنا سے رحلت کی منقول ہی کہ شیخ فریدالدین گنج شکر اسوقت قصبہ ہانسی مین متوطن تھے اور اسی شب کو خواجہ رحلت کرینگے اسی دم اُن پر کشف ہوا علی الصباح دہلی کی سمت روانہ ہوئے اور ایک درویش کو کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بعد رحلت خواجہ شیخ فریدالدین گنج شکر کی اطلاع کیواسطے روانہ کیا تھا وہ نصف راہ قصبہ جھمہ مین حضرت فریدالدین گنج شکر کی زیارت سے مشرف ہوا اور شیخ حمید الدین ناگوری کا مکتوب حوالہ کیا شیخ فریدالدین گنج شکر اسکا مضمون پڑھکر مطلع ہوئے وہان سے بسبیل استعجال روانہ ہوئے اور تیسرے دن خواجہ کے مزار پر حاضر ہو کر لوازم زیارت

بیان ہے کہ اُسوقت شیخ حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی نے خرقہ اور مصلا اور عصا اور نعلین چوبین حسب وصیت حضرت کے انھیں سپرد کین اور شیخ فرید الدین گنج شکر اُسی مصلا کو بچھا کر دوگانہ بجا لائے اور خواجہ قطب الدین کے مکان پر جا کر سب کو ادا بیعت فرمایا اور ایک ہفتہ وہان رہکر خواجہ کے متعلقون کو بھی سمجھایا اور حضرت امام الدین اولیا سے منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی عید کے روز نماز دوگانہ ادا کرکے ایک مقام مین جہان اُنکی قبر ہے وارد ہوئے اور اُس زمین کو مصفا اور قبر سے خالی دیکھکر ایک لحظہ اُس مقام مین ایستادہ ہوکر متامل ہوئے اور درویش جو حضرت کے ہمراہ تھے اُنھون نے خواجہ سے یہ عرض کی کہ آج روز عید ہے اور ایک خلقت آپکی ملازمت کی تمنا رکھتی ہے سبب توقف کا کیا ہے خواجہ نے ارشاد کیا کہ یہان سے زمین بوئے محبت کی آتی ہے ایک ساعت تم میرے ساتھ یہان ٹھہرو یہ فرما کر خواجہ نے اُس زمین کے مالک کو طلب کیا اور مال حلال سے وہ زمین خرید کرکے اپنے مدفن کے واسطے معین کی اور بعد وفات حسب وصیت لوگون نے آپ کو اُسی قطعہ زمین مین دفن کیا

ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز کا

ابیات گل گلزار انوار معانی ٭ دُر دریاے گنج لامکانی ٭ مے وحدت زجام عشق خوردہ ٭ قدم در عالم لاہوت سپردہ ٭ ملک فقر شاہنشاہ مقصود ٭ فرید الدین ملت شیخ مسعود ٭ حضرت کے جد امجد مشہور فرخ شاہ مالک روئے زمین کے حاکم تھے اور آپ کے پدر والا کہ شیخ کمال الدین سلیمان سلطان شہاب الدین غوری کی عہد سلطنت مین کابل سے ملتان مین آئے اور بادشاہ نے قصبہ کہوتوال جو ملتان کے قریب ہے انکی مدد معاش کیا اور کمال الدین سلیمان نے وہان متوطن ہوکر وجیہ الدین خجندی کی بیٹی جو زیور عفت اور حلیہ عصمت سے آراستہ تھی اپنے حبالہ ازدواج مین لائے اور اُس عفیفہ کے بطن مبارک سے تین فرزند متولد ہوئے بڑے بیٹے کا نام عز الدین محمود اور منجھلے کا اسم فرید الدین مسعود اور چھوٹے کا حبیب الدین المشہور بہ متوکل تھا اور شیخ فرید مشہور سنہ ۵۸۴ پانسو چوراسی ہجری مین قصبہ کہوتوال مین پیدا ہوئے تھے کہتے ہین ایک شب کو شیخ کی والدہ ماجدہ نماز تہجد مین مشغول تھین ایک چور آپ کے مکان مین آیا جب اُس عفیفہ کی نگاہ اُس پر پڑی وہ چور فوراً اندھا ہو گیا کہ نکل بھاگنے کی راہ نہ سوجھی آواز دی کہ مین اس مکان مین چوری کو آیا تھا یہان کون شخص ہے کہ جسکے سبب سے اندھا ہوا اب مین عہد کرتا ہون کہ اگر آنکھین میری روشن ہو جاوین تو عمر بھر چوری نکرونگا اور کفر سے اسلام مین داخل ہونگا شیخ کی والدہ نے جب یہ سنا اُسکے بینائی کے واسطے درگاہ مجیب الدعوات مین دعا کی چنانچہ تیر دعا کا نشانہ اجابت کے نشانہ سے مقرون ہوا یعنی وہ چور بینا ہوا اور اپنا راستہ لیا اس حال سے سوا اُس رابعہ وقت کی کسی کو خبر نہ تھی چور نے صبح کو شب کا ماجرا اپنے اہل و عیال سے بیان کیا اور ایک ہانڈی دہی کی سر پر لیکر اُن بی بی صاحبہ کی خدمت مین جا کر احوال شب کا بیان کیا اور عرض کی کہ مین حسب وعدہ حاضر ہوا ہون کہ شرف اسلام سے مشرف ہون یہ کہکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کرکے دین اسلام باعتقاد تمام قبول کیا اور نام اُسکا عبد اللہ ہوا اور مدت عمر خدمت مین مصروف رہا چنانچہ ابتک قبر اُسکی اُسی قصبہ مین ہے اور لوگ اُس کی زیارت سے تبرک پاتے ہین اور شیخ فرید الدین مسعود کے والد اور اُنکے بڑے بھائی اعز الدین کا مزار اُس قصبہ مین

موجود ہو اور نقل ہو کہ شیخ اٹھارہ برس کے سن مین قبۃ الاسلام ملتان مین مولانا منہاج الدین کی خدمت مین ترمذی کی
کتاب نافع جو فقہ مین ہے پڑھتے تھے اور کلام اللہ حفظ کرکے رات دن ایک بار ختم کرتے تھے
اور اُسی مسجد مین رہتے تھے اُن دنون مین ایکبار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُس مسجد مین
آن کر دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی جو اُن نظر آنحضرت کے چہرہ نورانی پر پڑتی
ہی آنحضرت کے عاشق ہوئے اور سر آپ کے قدم مبارک پر رکھا خواجہ نے پوچھا کہ تمھاری بغل مین کون
کتاب ہے عرض کی کتاب نافع فقہ خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی یہ تمھین نافع ہوگی اور
شیخ دست ارادت خواجہ کے دامن مین مستحکم کرکے ملتان مین رہے اکثر اوقات انجناب کی صحبت مین فیضیاب
ہوتے تھے اور جب خواجہ دہلی کی طرف متوجہ ہوئے یہ بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئے خواجہ نے فرمایا بابا فرید اس ترک
تجرید مین جب چند روز علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول رہو اور بعد اسکے دہلی کیطرف آن کر میری صحبت
مین قیام کرو بزرگون نے لکہا ہے کہ زاہد بے علم مسخرہ شیطان ہو تو تحصیل سے تین منزل ہمراہ لئے بعد اسکے
رخصت ہوئے اور اپنے پیر کے حکم کے موافق قندھار مین جا پانچ برس علوم تحصیل کیے من بعد شیخ الشیوخ
شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ سعیدالدین حموی اور شیخ بہاءالدین زکریا اور
شیخ اوحدالدین کرمانی اور شیخ فریدالدین محمد عطار نیشاپوری کی شرف ملازمت مین مشرف ہوکر ہر ایک سے
ایک فیض حاصل کیا اور شیخ خضری نے اُنسے فرمایا کہ ای فرزند جب تو اس راہ مین سب سے بیگانہ ہو خدا سے آشنا
ہو بیت تا خانۂ دل خالی از اغیار نیابی * ہم در و خانہ پر از یار نیابی * اور شیخ سعیدالدین حموی اور
شیخ بہاءالدین زکریا انسے یہ ارشاد کرتے تھے کہ ای فرزند پردہ پوشی درویشی ہے نہ خرقہ پوشی اور خرقہ پوشی
اس شخص کو حق ہے جو برادر مسلمان کا عیب چھپائے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے انسے فرمایا کہ ای بھائی
جب تک اس راہ مین دل سے نہ چلیگا قدم سیدھا نہ پڑیگا اور بے چشم تر ہوکہ مقام قرب مین نہ پہونچیگے
اور یہ رباعی شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے نتائج انفاس متبرکہ سے ہے رباعی گیرم کہ بشب نماز بسیار کنی *
در روزہ واے شخص بیمار کنی + تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ خالی + صد زمن گل بر سر گلزار کنی * کہتے ہین کہ
شیخ فرید جب سفر سے مراجعت کرکے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کو دہلی مین آئے خواجہ انکے
آنے سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور غزنین کے دروازے کے قریب اُنکے واسطے ایک حجرہ معین فرمایا
اور انکی تربیت اور تہذیب مین مشغول ہوئے اور شیخ اور مریدان شیخ بدرالدین غزنوی اور شیخ احمد نہروانی
کے خلاف بعد دو ہفتہ کے پیر روشن ضمیر کی ملازمت مین حاضر ہوتے تھے اور وہ دونون بزرگوار اکثر اوقات
خواجہ کی خدمت مین رہتے تھے اور جب شیخ کا شہرہ حد سے زیادہ ہوا اور خلقت ہجوم لاکر آنحضرت کی اوقات
کے مزاحم حال ہوئی آپ خواجہ سے رخصت ہوکر قصبہ ہانسی مین گئے اور اُس مقام مین سکونت کرتے
خواجہ کے بعد انتقال دہلی مین آئے اور خواجہ کی خرقہ اور عصا اور مصلا سے اختصاص پاکر خواجہ کی خانقاہ
مین استقامت فرمائی اور بعد ہفتہ جمعہ کے روز بہ نیت نماز خانقاہ سے برآمد ہوتے تھے ایک مجذوب سرہنگا
نام ہانسی مین اکثر شیخ کی صحبت مین مشرف ہوتا تھا دہلیز خانہ مین ایستادہ تھا دوڑکر اُسنے حضرت کے

پاؤن کا بوسہ لیا اور گریان اور نالان ہوکر عرض کی کہ مین آپ کی مفارقت مین بے طاقت ہوکر ہانسی سے
آیا ہون اور اُس ملک کے باشندے آپکا اشتیاق ملازمت حد سے زیادہ رکھتے ہین شیخ نے جب یہ
کلام سُنا اور خلائق کے ہجوم سے بھی شکایت رکھتے تھے فرمایا کہ یہ نعمت مجھے خواجہ سے پہونچی جو یہان رہا تو کیا
وہان رہا تو کیا یہ فرمایا اور خواجہ کے صاحبزادون سے مرخص ہوکر ہانسی کی سمت روانہ ہوئے جب
وہان بھی خلق کا ہجوم زیادہ ہوا شیخ جمال الدین ہانسوی کو خرقہ تبرک دے اُس قصبہ کو چھوڑا اور [illegible]
نے یہ ارادہ کرکے کہ مین ایسی جگہ جاؤن کہ کوئی مجھے نہ پہچانے [illegible] اختیار کی اور جب قصبہ
اجودھن مین کہ فی الحال بہ پٹن شیخ فرید مشہور ہے اور دیپالپور کے قریب واقع ہے پہنچے دیکھا کہ وہان کے آدمی
بیشتر کج خلق اور بدمزاج ہین اور زاہد اور عالم سے کچھ غرض نہین رکھتے [illegible] واسطے وہین اقامت کرکے
[illegible] مشغول بحق ہوئے اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ شیخ اُس قصبہ مین ایک [illegible]
کو اپنے عقد نکاح مین لائے اور جب آخر [illegible] اپنے فرزند [illegible] کرامت فرمائے مسجد جامع کے قریب ایک حویلی
اہل و عیال کے رہنے کو تعمیر کی اور خود اکثر اوقات اُس مسجد مین عبادت خدا مین [illegible] تھے لیکن جب آوازہ
آپ کی شیخیت کا اطراف و اکناف مین منتشر ہوا [illegible] طالبان حق رجوع ہوئے اور
شیخ [illegible] جمہوری خاص و عام سے بلطف تمام پیش آتے تھے [illegible] یہ فرماتے تھے جو تم مجھ پر توجہ [illegible]
تو [illegible] کام [illegible] آیا کہ [illegible] علما [illegible] حاصل کرو [illegible] مین اجودھن کے قاضی نے [illegible]
[illegible] خدمت کا محصول اور سپاہی اور جاگیردار وہان کے [illegible] کے اغوا سے شیخ کے فرزندون کو مزاحمت
پہونچاتے تھے اور شیخ ہرگز ملتفت نہوتے تھے کہ وہ کیا کرتا ہے اور اُنپر کیا گذرتی ہے یہانتک کہ قاضی نے ملتان
کے اعیان اور صدور کو لکھا کہ جو شخص اہل علم سے ہو اور وہ مسجد مین قیام کرکے راگ سنے اور رقص کرے اُسکے
بارہ مین شرع کیا حکم ہے انھون نے درجواب لکھا کہ تم پہلے اُس شخص کا نام لکھو کہ وہ کون ہے تو ہم فتویٰ لکھین قاضی
نے نام شیخ فریدالدین گنج شکر کا [illegible] کیا ملتان کے عالمون نے جب شیخ کا اسم شریف سنا قاضی سے نہایت
رنجیدہ ہوئے اور لکھا تو نے ایسے درویش کا نام لکھا ہے کہ مجتہدین کو مجال نہین کہ اُسکے قول پر اعتراض کرین لیکن قاضی
باوجود [illegible] کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا جب فرصت پاتا تھا باتفاق جاگیردارون کے آنجناب کے فرزندون کو
ایذا پہنچاتا تھا اور فرزند جب حضرت سے شاکی ہوتے تھے شیخ اُنسے فرماتے تھے جو ظلم چاہتے کرین لکھا ہے کہ چند روز
کے [illegible] دشمن متفرق اور پریشان ہوئے اور باقی ماندگان نے شیخ کے فرزندون کی اطاعت اور خدمت
[illegible] کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ فرماتے [illegible] گنج شکر کی یہ عادت تھی کہ نماز کے
بعد [illegible] دو ساعت سر خاک نیاز پر رکھکر ساتھ حق کے مشغول رہتے تھے اور جاڑے کے موسم مین مریدون سے
پوشیدہ رہتے تھے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ ایک دن [illegible] مریدون مین کوئی نہ تھا کہ ایک قلندر
حلقہ [illegible] آیا اور آواز بلند ہر طرح کے رطب و یابس کہنے لگا [illegible] شیخ نے حالت سجود مین فرمایا کہ یہان کوئی
موجود ہے مین نے عرض کی آپ کا بندہ نظام الدین حاضر ہے فرمایا میرے قریب ایک قلندر ایستادہ ہے [illegible]
عرض کی ہان پھر فرمایا زنجیر کمر پر رکھتا ہے مین نے کہا [illegible] پھر ارشاد کیا [illegible] سفید کان مین [illegible] ہے مین نے عرض کی [illegible]

الحاصل جب اسپر نظر کرتا تھا اُسکا رنگ تبدیل اور متغیر ہوتا تھا شیخ نے پھر حالت سجدہ مین فرمایا کہ ای نظام الدین
وہ ایک چھری برہنہ کمر مین رکھتا ہی اُس سے کہو کہ فضیحت نہو یہانسے دفع ہو قلندر یہ سنتے ہی چلا
گیا اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے زر خطیر اُس قلندر کو دے کر شیخ کی شہادت پر راضی کیا تھا
کہ شیخ سجدہ مین آجاوین تو شہید کرے اور شیخ نظام الدین رح سے منقول ہی کہ ایک دن شیخ فرید سجادہ پر
بیٹھے تھے اور اسیطرح سے ایک قلندر نے آن کر باواز درشت کہا کیا تو نے خود آرائی کی ہی اور خلق کو اپنی پرستش
کو چھوڑا ہی شیخ نے جواب دیا مین نے نہین کی خدای تبارک و تعالے نے کی ہی واسطے کوئی شخص سواے
خدا تعالے کے اپنے تئین ایسا نہین بنا سکتا قلندر شیخ کے اس قول پر پشیمان ہوکر معتقد ہوا اور شیخ
نصیر الدین محمود دہلی اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا سے نقل کرتے ہین کہ ایک درویش گدڑی پہنے ہوئے
شیخ کے پاس آیا شیخ نے اُسے کچھ دے کر رخصت کیا اُسنے ایستادہ ہوکر کنگھی جو شیخ نے کنگھی دان سے برآوردہ
کرکے مصلے پر رکھی تھی طلب کی اور شیخ اس کنگھی کو مدت سے استعمال مین لائے تھے اُسے حقیر جان کر
اُسکو جواب نہ دیا اور درویش بے شرم نے باواز بلند کہا کہ شیخ اگر تو یہ کنگھی مجھے دے تو تجھے برکت تمام
حاصل ہو شیخ نے فرمایا جا اس سے زیادہ میرا مزاحم حال نہ ہو اور تیری برکت کو مین نے آپ دریا مین
ڈالا قصہ کوتاہ فقیر عازم سفر ہوا جب اُس چشمہ پر جو قصبہ اجودھن کے باہر جاری ہی پہونچا اور کپڑے اُتار کر
غسل کیواسطے دریا مین در آیا ایسا سر بحر فنا مین ڈوب کر غوطہ کھایا کہ پھر کسی نے اسکا نشان نہ پایا کہ کیا
ہوا اور راویون نے روایت کی ہی کہ قصبہ اجودھن کے حاکم نے قاضی کے وسوسہ سے شیخ کے فرزندون پر سختی
حد سے زیادہ تر کی ایک دن شیخ کے بڑے صاحبزادے نے آزردہ ہوکر باپ سے عرض کی کہ آپ کی بزرگی
سے ہمین یہ فائدہ پہونچا ہی کہ حاکم کیطرف سے رات دن غم و الم مین رہتے ہین شیخ یہ کلام سنکر آزردہ ہوئے
اور عصا جو ہاتھ مین رکھتے تھے اُٹھا کر زمین پر مارا اُسی دم حاکم درد شکم مین گرفتار ہوا اور کہا مجھے شیخ کے مکان پر
لے چلو ابھی حضرت کے مکان پر نہ پہونچا تھا کہ طائر روح اُسکا اثناے راہ مین قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا
اور نقل ہی کہ اجودھن مین ایک عامل محرر تھا وہان کا حاکم اُسپر جور و تعدی کرتا تھا وہ شیخ کے پاس پناہ لایا
اور التماس دعا کی شیخ نے پہلے اپنا خادم حاکم کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اس درویش کی منت کے سبب ہاتھ
اس عامل دلریش کے ظلم سے کوتاہ کر حاکم نے شیخ کے فرمانے پر کچھ التفات نہ کی بلکہ جور و جفا زیادہ تر کرنے
لگا محرر نے پھر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر حقیقت حال بیان کی شیخ نے ارشاد کیا کہ مین نے تیری سفارش
حاکم سے کی تھی لیکن اُسنے قبول نہ کی اس صورت مین معلوم ہوتا ہی کہ شاید کسی مظلوم نے قبل اسکے تیرے
پاس بھی داد خواہی کی تھی اور تو نے نہ سُنی محرر اُٹھا اور عرض کی کہ ہان صدق دل سے توبہ کرتا ہون کہ مین
کسی کو نہ ستاؤنگا اگرچہ دشمن بھی ہو منقول ہی کہ اُسی وقت حاکم نے اُسے طلب کرکے خلعت اور گھوڑا
عنایت فرمایا اور اُسکی تقصیر معاف کی اور خود شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس بے ادبی سے استغفار کی
مصنف فرماتے ہین کہ مین نے کتاب سیر المشائخ مین دیکھا ہی کہ ایک جوان وجیہ شہر دہلی سے شیخ کی زیارت
کیواسطے قصبہ اجودھن کیطرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین ایک مطربہ یعنے ارباب نشاط اُسی دیکھکر عاشق ہوئی

اور وصل کی تدبیرین کرتی تھی اور جب اُس جوان نے اُسکی طرف کچھ التفات نہ کی ہمراہی اختیار کرکے ہر لحظہ اور ہر ساعت سرگرم ناز و کرشمہ ہوتی تھی خلاصہ یہ کہ ایک روز کسی تقریب سے دونون ایک محل پر سوار ہوئے مطربہ نے اسقدر غمزہ اور عشوہ جوان سے کیے کہ جوان کو بھی کچھ خواہش اُسکی طرف ہوئی اور چاہا کہ ہاتھ دراز کرے اس حال مین ایک مرد آیا اور طمانچہ اُسکے منھ پر مارا اور یہ بات کہی کہ شیخ کی خدمت مین بقصد توبہ دانابیت جاتا ہو اور دل فسق و فجور مین باندھتا ہو یہ کہکر غائب ہوا اور جوان متنبہ ہوکر مطربہ کے وصل سے باز رہا اور جب شیخ کی خدمت مین پہونچا شیخ نے فرمایا اے جوان تو نے مطربہ کی طرف میل کیا تھا حق سبحانہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے نگاہ رکھا جوان نے یہ کلام سنکر شیخ کے قدم پر سر رکھا اور باعتقاد تمام مرید ہوا اور نقل ہو کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے ایک مرید تھے اُنھین خلقت محمد شہ غوری کہتی تھی اور وہ مرد صادق اور پرہیزگار تھے ایک وقت وہ نہایت متحیر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ نے پوچھا کہ اے محمد شہ تجھے کیا پیش آیا ہو تو اسقدر پریشان خاطر ہو اُسنے عرض کی کہ میرا بھائی شدت مرض سے قریب ہلاکت ہو معلوم نہین ہوتا کہ مین اُسے جاکر زندہ دیکھون شیخ نے فرمایا مین تمام عمر درگاہ الٰہی مین اسی طور سے کہ تو اسوقت محزون و مغموم ہو رہتا ہون لیکن کسی سے اظہار نکرنا اپنے گھر جا انشاءاللہ تعالے تیرے بھائی نے شفاے کامل اور صحت عاجل پائی ہو محمد شہ غوری جب مکان مین آیا اپنے بھائی کو دیکھا کہ صحیح و سالم بیٹھا ہوا کھانا کھاتا ہو اور کسی طرح کی زحمت اور علالت نہین رکھتا اور شیخ نصیرالدین محمد اودھی اپنے پیر بے نظیر سے نقل کرتے ہین کہ ایک وقت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کو ایک مرض سخت لاحق ہوا یہانتک کہ آپ نے چندروز آب و طعام کی طرف مطلق رغبت نہ کی آپکے صاحبزادون اور دوستون نے اطباے حاذق کو طلب کرکے نبض و قارورہ دکھایا اُنھون نے جواب دیا کہ یہ مرض ہماری تشخیص مین نہین آتا کہ شیخ کس زحمت مین مبتلا ہین یہ کہکر وہ رخصت ہوئے دوسرے دن مرض نے اور زیادہ شدت کی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین اُسوقت شیخ نے مجھے اور اپنے فرزند شیخ بدرالدین سلیمان کو طلب فرمایا اور مشغولی حق کے واسطے اشارہ کیا اور جب رات ہوئی ہم حکم کے موافق ساتھ حق کے مشغول ہوئے اُس رات کو شیخ بدرالدین سلیمان نے خواب مین دیکھا کہ ایک پیرمرد فرماتے ہین کہ تیرے باپ پر سحر کیا ہو شیخ بدرالدین سلیمان نے پوچھا کسنے سحر کیا ہو پیر نے فرمایا شہاب الدین ساحر کے فرزند نے جو شہاب الدین نامے ساحر ایک شخص قصبۂ اجودھن مین نہایت مشہور تھا شیخ بدرالدین سلیمان نے اُنسے پھر یہ سوال کیا کہ یہ سحر کیونکر دفع ہوگا پیر نے کہا کہ ایک شخص شہاب الدین ساحر کی قبر پر بیٹھکر یہ کلمات پڑھے اور وہ کلمات کہ پیر نے خواب مین تلقین کیے تھے شیخ بدرالدین سلیمان کو یاد تھے یہ ہین ایہا القبور المبتلا اعلم ان ابنک قد سحر فلانا فقل لہ یکف باسہ والا یلحق بہ ما لحق بنا اسکا ترجمہ یہ ہو کہ اے قبر مین گئے ہوئے اور اے مبتلا ہوئے جان کہ تیرے بیٹے نے فلان شخص پر سحر کیا ہو پس کہ اُس سے کہ ہاتھ رکھے اپنے شر کو وگرنہ اُسے پہونچیگا جو کچھ ساتھ ہمارے پہونچتا ہو اور فجر کو شیخ بدرالدین سلیمان نے اپنے مرید کے باتفاق باپ کی خدمت مین جاکر رات کا واقعہ جو خواب مین نظر آیا تھا عرض کیا شیخ نے میرے طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اِن کلمات کو یاد کرکے شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرو اور پیر کی حسب فرمایش عمل مین لاؤ

مین شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کر کے وہان گیا اور اُسکی قبر پر بیٹھکر کلمات مذکورہ پڑھے اور جو اُسکی قبر پختہ
تھی اور ایک مقام پر اُسکے کھوٹی افتادہ تھی شیخ نے ملہم غیبی کے اشارہ سے اُسے کھدوانا حکم دیا اسمین مست
ایک پتلا آٹے کا برآمد ہوا اور اُس پتلے کے جسم مین جا بجا سوئیان چبھوئی تھین اور گھوڑے کی دُم کے بال
سفرسےتپر محکم باندھے تھے مین اُسی طریق سے اُس پتلے کو شیخ کے روبرو لایا اور جب حکم ہے وہ سوئیان
نکالنے اور بال کھولنے مین مشغول ہوا جون جون سوئیان اُس پتلے کے جسم سے برآمد ہوتی تھین اور بال کھلتے تھے
شیخ کو ایک راحت اور صحت معلوم ہوتی تھی جب سوئیان برآمد ہو چکین اُسوقت اُس پتلے کو شیخ کے ارشاد کے
بموجب توڑ کر آب رواں مین پھینک دیا اور اُسکے بعد یہ خبر اجودھن کے حاکم کو پہونچی شہاب الدین ساحر کے
فرزند کو گرفتار کر کے شیخ کی خدمت مین روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اگر حکم ہو آپ
کے قصاص مین اُسکی گردن ماروں شیخ نے سفارش کی اور فرمایا کہ جو حکیم علی الاطلاق نے مجھے صحت کرامت
فرمائی مین نے اُسکے شکریہ مین اُسکا گناہ معاف کیا اور تم بھی اُسکی خطا بخشو نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا سے
کہ ایک قدمین شیخ کی خدمت مین بیٹھا تھا کہ پانچ درویش ولایت ترکستان سے سیر کنان اجودھن مین
پہونچے وہ سب فقیر کج خلق اور منھ پھٹ تھے شیخ کے پاس آن کر یون گویا ہوئے کہ ہم تمام جہان
مین پھرے کوئی درویش ایسا کہ جسکی ہمین تلاش ہے نہین ملا مدعی خود غرض دنیا دار بہت ہے شیخ نے فرمایا
کہ تم ایک ساعت توقف کرو مین تمھین ایک درویش دکھاؤں انھون نے قبول نکیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے
شیخ نے فرمایا اگر جاتے ہو تو خبردار فلان راستہ سے نہ جانا انھون نے شیخ کے فرمانے پر التفات
نکی اور جان بوجھکر اُسی راہ ممنوع کی سمت روانہ ہوئے یہ امر دیکھکر شیخ نے آبدیدہ ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑھا بعدہ چند روز کے بعد خبر پہونچی کہ پانچون آدمیون کو بادسموم لگنے سے چار فوراً مر گئے اور ایک
شخص ان مین سے ایک کنوئین پر پہونچا اور اسقدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اور کتاب خیر المجالس مین نظام الدین
اولیا سے منقول ہے کہ ایک مولوی مسمی نصیر الدین شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور وہ رعونت سے خالی نہ تھے
ایک دن ایک جوگی جماعت خانہ مین پہونچا نصیر الدین نے اُس سے پوچھا کہ سر کے بال کس چیز سے دراز
ہوتے ہین اور جو مشائخ اُس زمانہ کے سر کے بال نہایت مکروہ جانتے تھے ہمیشہ منڈواتے تھے اور موے
دراز کے بارہ مین حدیث تحت کل شعر جنابۃ نقل کرتے تھے اسوجہ سے شیخ نظام الدین کو نصیر الدین کی وہ بات
گران گذری اور انھین دنون مین خواجہ وجیہ الدین خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کے نواسے شیخ کے پاس
اجودھن مین آئے اور بیعت کے طالب ہوئے اور اپنے سر کے بال ترشوانے کی التماس کی شیخ نے فرمایا کہ
مین آپ کے خانوادہ عظیم الشان کے مائدہ فیض سے ایک ریزہ روٹی کا بھیک مانگ لایا ہون منافی ادب ہے کہ مین
آپکو دست بیعت دیکر مرید کرون خواجہ وجیہ الدین نے عرض کیا کہ آپکا مثل اس زمانے مین کہان کہ اُسکی بیعت
مین جا کر سعادت دارین حاصل کرون اور مین اس بارہ مین بجد ہون آپ کا دامن نچھوڑونگا شیخ نے جب انھین
نہایت مصر دیکھا اُس منبع اخلاص کو خرقہ خاص دیکر سرفراز فرمایا اور سر کے بال ترشوائے اور اُسی عرصہ مین
نصیر الدین متعلم بھی کہ درازی بال کے معتقد تھے انھون نے بیعت کر کے سر کے بال دور کیے اور جو بضاعت اُن

متاع تجارت کے واسطے رکھتے تھے درویشون کے صرف مین لائے اور شیخ کی توجہ سے فقر اختیار کیا اور کتاب خیر المجالس ملفوظ شیخ نصیر الدین محمود اودھی مین مسطور ہی کہ ایکدن شیخ اپنے حجرہ مین بذکر حق مشغول تھا ایک قلندر نے آنکر شیخ کی گلیم پر اجلاس کیا اور مولانا بدر الدین اسحق نے تھوڑا طعام حاضر کیا قلندر نے کھانا تناول کرکے کہا کہ مین شیخ کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہون جواب دیا کہ اسوقت شیخ ذکر حق مین مشغول ہین کوئی اسوقت شیخ کی خدمت مین جا نہین سکتا قلندر نے اسوقت اپنی جھولی مین سے گیاہ سبز مثل سبزی کے کہ وہ قوم ملاحدہ انکے منسوب ہی نکال کر کچکول مین ڈالکر اسکے گھوٹنے مین مشغول ہوا چنانچہ اسمین سے کسی قدر شیخ کے گلیم پر جسپر وہ بیٹھا تھا گری مولانا بدر الدین نے اس سے یہ بات کہی اے درویش بیادبی حد سے زیادہ بجا ہے کرنی یہانسے اٹھکر علیحدہ بیٹھ یہ سنتے ہی قلندر طیش مین آنکر کچکول اٹھاکر مولانا بدر الدین اسحق کو مارا چاہتا تھا کہ شیخ نور باطن سے دریافت کرکے حجرہ سے برآمد ہوئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑکر منت تمام کہا کہ آپ بیگناہ پر غصہ کرنے سے بخشیے قلندر نے جواب دیا کہ اول فقیر ہاتھ نہین اٹھاتے اور جب اٹھاتے ہین جبتک کسی کے ملے نہین جاتی نہین آتا سنتے ہین شیخ نے کہا اس دیوار پر اتار دیجے اس فقیر نے کچکول دیوار پر کہ نہایت مستحکم تھی مارا وہ دیوار فوراً گر پڑی اسوقت قلندر سرنگون ہوکر عرض نیاز کرکے رخصت ہوا اور شیخ فرید نے خواجہ بدر الدین اسحق سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ لباس عام مین خاص بھی ہوتے ہین اور وہ گھاس کہ اسنے گھوٹی تھی شاید وہ ہو کہ قلندر استعمال کرتے ہین کہ شاید اسنے امتحان کیواسطے نکالکر گھوٹی ہو اور نقل ہی کہ یہ مولانا بدر الدین اسحق بخارا کے رہنے والے اور علم معقول و منقول سے خوب واقف تھے کہ آپکا مثل نہ تھا دہلی مین مدرسہ معزی مین درس دیتے تھے اور درویشون سے اعتقاد نہ رکھتے اور انکی ہمعصر ونسے کئی مسائل مشکل حل نہوتے تھے بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اجودھن مین پہونچے انکے ہمراہی شیخ فرید کی زیارت کے واسطے عازم ہوئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ شیخ کی زیارت کو تشریف لیچلین نہایت احسان ہوگا انھین جواب دیا کہ تم جاؤ ہمنے ایسے شیخ بہت دیکھے ہین ایسی لیاقت نہین رکھتے کہ کوئی شخص انکی صحبت مین اپنی اوقات ضایع کرے لیکن رفقا مصر ہوکر انھین بھی ہمراہ لے گئے اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے اسی مجلس مین انکی تمام مشکلات حل فرمائین اور مولانا بدر الدین اسحق نے وہ حالت مشاہدہ کرکے عزیمت بخارا ترک کی اور شیخ کے ایسے معتقد ہوئے کہ ہر روز ایک لشتارہ لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر شیخ کے مطبخ مین صحرا سے لاتے تھے اور دن بدن ایک فیض حاصل کرتے تھے آخر الامر شیخ اپنی بیٹی مولانا کے حبالہ نکاح مین لائے اور اپنی دامادی سے انھین مشرف کیا اور یہ بھی شیخ نصیر الدین سے منقول ہی کہ قصبہ اجودھن سے چار کوس کے فاصلہ پر ترک قتالی حاکم تھا اور اسکے پاس ایک شاہین تھا کہ وہ ہرن کے بچہ اور کلنگ کا شکار کرتا تھا اور حاکم اسے نہایت دوست رکھتا تھا اور میر شکار کے سپرد کرکے یہ تاکید کی تھی کہ خبردار تو میری غیبت مین کسی جانور پر مبادا پرواز کرے اور پھر دستیاب نہووے قضارا وہ میر شکار اپنے ایک احباب کو لےکر ایک موضع کی طرف سوار جاتا تھا بس اتنا مین کئی کلنگ دکھائی دیے اور اسکے دوستون نے شاہین چھوڑنے کی تکلیف دی اور یہ بات کہی کہ ہم دس بارہ سوار ہین اور گھوڑے چالاک اور راہ ہموار رکھتے ہین جسطرف

حکایت

جانے نہ نکلے اور جب مبالغہ حد سے گذرا میرشکار نے ناچار ہو کر اسے اڑایا ناگاہ کلنگ ایک طرف پرواز کر گئی
اور باز ایک سمت پرواز کر کے ایسا بلند ہوا کہ نظر سے غائب ہوا ہر چند تلاش کی عنقا کی طرح اسکا کہین نشان نہ ملا
میرشکار ملک کے قہر و سیاست کے خوف سے گریان اور چاک گریبان ہو کر بہزار منت اجودھن مین پہونچا
اور اس طرح سے کہ جس کسی کا جوان بیٹا مرجاتا ہے جزع فزع کرتا ہوا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور ماجرا عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر باز مجکو دستیاب نہوگا تو ترک مجھے زندہ نہ چھوڑیگا اور میرے زن و
فرزند کو قید کریگا شیخ کو اسکے حال پر رحم آیا اور اسکے واسطے کھانا موجود کر کے فرمایا کہ اسے تناول کر خدا کریم ہے
شاید کہ باز تیرا دستیاب ہووے یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ شاہین آن کر ایک درخت پر بیٹھا اور میرشکار
اسے دستیاب کر کے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا ممنون احسان ہو کر گھوڑا اپنی سواری کا پیشکش کیا شیخ نے
مسکرا کر فرمایا گھوڑا تجھے بہ ضرور ہے تو اسپر سوار ہو کر شاہین اپنے صاحب کو پہونچا اور جو کچھ تجھے میسر ہو خدا کی
راہ مین فقیرون کو دے خلاصہ یہ کہ میرشکار نے شاہین اپنے صاحب کو دے کر جو کچھ مال دنیوی سے رکھتا تھا
فقرا کو دے کر نوکری ترک کی اور شیخ کا مرید ہوا اور شاہین کا مالک بھی باز کے گم ہونے کا قصہ سنکر شیخ کی ملازمت
مین حاضر ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی نے نقل کی ہے کہ قصبہ اجودھن کے اطراف مین ایک موضع تھا
اور اس موضع مین ایک روغن فروش مسلمان رہتا تھا جب دیبالپور کے داروغہ نے کسی سبب سے
اس موضع پر چڑھائی کر کے تاراج کیا اور لوگون کے زن و فرزند اسیر ہوئے روغن فروش کی عورت
کہ بہت جمیلہ تھی اسیر ہوئی اس سبب سے روغن فروش گریان با سینۂ بریان ہر طرف اسکی تلاش مین
دوڑا جب کہین اسکا سراغ نہ ملا پریشان اور بے حواس شیخ کی خدمت مین آکر عرض حال کی شیخ نے
ایک لحظہ تامل کر کے فرمایا کہ تو تین دن یہان رہ دیکھ حق سبحانہ تعالے پردۂ غیب سے کیا ظہور مین لاتا ہے پھر
روغن فروش کے روبرو کھانا حاضر کر کے شکم سیر کھلایا دوسرے دن ایک محرر کو کسی مقام سے قید
کر کے اجودھن مین لائے وہ محافظون کو موافق کر کے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنی سرگذشت بیان
کی اور التماس دعا کی شیخ نے ارشاد کیا اگر حق تعالے تجھے رہا کرے اور حاکم تجھپر نظر شفقت اور عنایت کی
مبذول فرما دے کیا شکرانہ بجا لاویگا اسنے عرض کی کہ مین جو کچھ نقد و جنس رکھتا ہون پیشکش کرونگا شیخ نے فرمایا
یہ سب مال مین تجھے معاف کیا ایک عہد کر وہ یہ ہے کہ داروغہ تجھے بعد خلعت کے ایک کنیز دیگا تو اس کنیز کو
اس روغن فروش کے حوالہ کرنا محرر نے شیخ کا فرمان بصدق دل قبول کیا اور روغن فروش سے یہ بات
کہی کہ تو میرے ہمراہ چل روغن فروش نے رو کر یہ کہا یا شیخ ابھی مجھ مین یہ مقدرت نہین کہ پرستار خرید کرون لیکن
مین اپنی زوجہ پر شیفتہ بلکہ عاشق زار ہون شیخ نے تبسم کر کے فرمایا بھلا تو اس محرر کے ہمراہ جا دیکھ خدا کیا کرنا چاہے
وہ گیا اور محرر کے مکان پر جا کر غمگین بیٹھا محرر کو جب داروغہ کے سامنے لے گئے بغیر فہمید محاسبہ اسے خلعت
اور گھوڑا دے کر رخصت کیا اور پیچھے سے ایک کنیز حسین مہ جبین بھی بھیجی محرر نے وہ لونڈی جسطرح
سے بہم پہونچی آئی تھی روغن فروش کے پاس بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ یہ حق تیرا ہے اس عورت کی
جونہین نظر خاوند پر پڑی بے قصد دوڑ کر کے دوڑی اور دونون شادان و فرحان شیخ کی خدمت مین

حاضر ہوئے اور سر انکے قدم مبارک پر رکھکر مرید ہوئے اور حضرت شیخ فریدالدین کے ملقب بہ گنج شکر ہونے اس
لقب کے ہونے مین بہت سے روایتین گوشزد ہوئی ہین لیکن جو کہ تاریخ مین حاجی محمد قندھاری کی مسطور ہے
کہ جن دنون مین شیخ دہلی مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت مین رہتے تھے اور غزنین کے دروازے
کے قریب مسکن رکھتے تھے ایک روز برسات کے موسم مین رستون مین نہایت کیچڑ تھی پیر کے دیکھنے کا اشتیاق
غالب ہوا پاؤن مین نعلین چوبین پہنکر شیخ کی خانقاہ کی سمت متوجہ ہوئے اور جو کہ سات دن گذرے تھے کہ
شیخ فرید نے روزہ کے سبب سے کچھ تناول نہ فرمایا تھا ضعف نہایت غالب تھا اثنائے راہ مین آپکے
پاؤن نے لغزش پائی کیچڑ مین گر پڑے یہان تک کہ قدرے مٹی آپ کے دہن مبارک مین داخل ہوئی حکم
خدا سے وہ شکر ہوگئی اور جب شیخ اپنے پیر کی خدمت مین پہونچے انھون نے فرمایا ای فرید تھوڑی مٹی تیرے
دہن مین پہونچکر شکر ہوئی کیا تعجب ہے جو قادر ذوالجلال نے تیرے تمام جسم کو گنج شکر کیا ہو اور وہ اپنے
فضل وکرم سے ہمیشہ تجھے شیرین رکھیگا شیخ نے شکر شکر آلہی دہن مین ڈالکر جب بازگشت کی جس مقام
مین پہونچتے تھے سنتے تھے کہ لوگ آپسمین کہتے ہین شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر آتے ہین اور دوسری روایت
مین یہ ہے کہ ایک دن اثنائے راہ مین بنجارے نمک دہلی مین لاتے تھے شیخ فرید سے دو چار ہوکر تھوڑی شکر
خدمت مین لائے اور یہ التماس کی کہ ہمارے حق مین دعا کیجئے تو ہماری پونجی مین برکت ہو اور طبیعت زیادہ خوب
کے شیخ نے اس گمان سے کہ یہ تمام شکر لادے ہین توجہ کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور بنجارے دس روز کے بعد دہلی مین پہونچے
جب سرگونون کا کھولکر دیکھا تمام شکر تھی اس سبب سے شیخ خاص و عام مین شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ملقب
ہوئے اور اس کتاب کے مولف محمد قاسم فرشتہ نے بعضے مشائخ سے جو انکے عہد مین تھے یون سنا ہے کہ
شیخ کو عہد لڑکپن مین جسطرح کہ عادت لڑکون کی ہوتی ہے شیرینی کی طرف بہت رغبت تھی اور آپکی والدہ
نے ارادہ کیا کہ یہ صبح کی نماز کی عادت کرین اپنی نورعین سے فرمایا کہ ای فرزند جو شخص صبح کی نماز جلد ادا کرتا ہے
حق تعالے اسے شکر عنایت فرماتا ہے اور آپ یہ کام کرتی تھین کہ شکر ایک پوڑیا مین لپیٹ کر آپ کے
سرہانے رکھدیتی تھین اور شیخ بعد فراغ دوگانہ صبح شکر اپنے سرہانے سے اٹھاکر نوش کرتے تھے یہان تک
کہ حضرت کا سن بارہ برس کا ہوا آپ کی والدہ کے دلمین یہ خیال گذرا کہ اب فرزند بفضل خدا سے ہوشیار
ہوا ہے شکر رکھنے کی حاجت نہین اسکا رکھنا موقوف کیا لیکن قسام حقیقی نے اسکا وظیفہ برطرف نہ فرمایا
اسی طرح سے پہونچتا تھا اور آپ کی والدہ کو اس امر سے اطلاع نہ تھی جب دیکھا کہ فرزند شکر موقوف ہونے کی
شکایت نہین کرتا ہے ایکدن پوچھا کہ ای فرزند تجھے شکر ملتی ہے شیخ نے کہا ہان برابر ملتی ہے وہ ضعیفہ سمجھین کہ
شاید کوئی پرستار شکر شیخ کے سرہانے رکھدیتی ہے جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ کام مخلوق کا نہین شیخ کی دوز
اعتقاد کی برکت سے یہ پوڑیا شکر کی غیب سے پہونچتی ہے اسواسطے حضرت کا لقب گنج شکر ہوا اور شیخ
نظام الدین اولیا ناقل ہین کہ شیخ فرید گنج شکر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے یہان تک کہ اگر عارضہ بھی ہوتا
یا سفر کرتے روزہ افطار نہ فرماتے تھے اور اکثر اوقات آپ روزہ شیرینی سے افطار کرتے تھے
یعنی یہ معمول تھا کہ دانہ منقے کے ایک ظرف مین ڈالکر پانی مین بھگو رکھتے تھے اور اسکا شربت نکالکر افطار کے وقت

بمقدار تین درم نوش فرماتے تھے اور دو تین دانہ منقے کے دہن مبارک مین ڈالتے تھے اور باقی حاضران مجلس پر تقسیم کرتے تھے اور دو نان گھی مین چپڑی ہوئین کہ وہ سیر کے وزن سے کم ہوتی تھین بعد افطار شیخ کے روبرو لاتے تھے اور شیخ انھین سے ایک روٹی کا ثلث حصہ یا کچھ کم وبیش تناول فرماتے تھے اور باقی حضار مجلس پر تقسیم فرماتے تھے اور بعد اسکے باستغراق تمام نماز عشا مین مشغول ہوتے تھے اور جب ابتدا حال مین قصبہ اجودھن مین آن کر ساکن ہوئے نذرین کم پہونچتی تھین اُن دنون مین شیخ اور آن حضرت کے فرزند میوہ پیلو اور ویلہ وغیرہ سے کہ اس ولایت کے جنگل مین پیدا ہوتا ہی اوقات بسر کرتے تھے چنانچہ اتفاق حسنہ سے اُنھی عرصہ مین بادشاہ ناصرالدین شہریار دہلی کہ اوچہ اور ملتان کیطرف متوجہ ہوا تھا گذر اُسکا اجودھن مین ہوا اور شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر شیخ کی حقیقت حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکرگاہ مین پہونچکر اُسنے فرمان چار موضع کلان کی معافی کا اور کچھ زر نقد الغمان داروغہ دواب کی صحابت سے شیخ کے پاس بھیجا شیخ نے فرمان دہات واپس کیا اور فرمایا کہ فقرا کو دہات سے کیا کام ہی اور زر نقد قبول کرکے جماعت خانہ کے درویشون کو تقسیم کیا نقل ہی کہ اجودھن مین شیخ مرض سخت مین مبتلا ہوئے کہ امید زیست نہ تھی اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ جمال الدین اسحٰق ہانسوی اور مولانا بدرالدین اور درویش علی بہار کو شیخ نے اشارہ کیا کہ فلان گورستان مین جاکر دعاے خیر مین مشغول رہین چنانچہ یہ بزرگوار حکم کے موافق اس مقام مین جاکر دعا مین مصروف ہوئے اور فجر کو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مین نے شیخ کو آن کر اس حال سے دیکھا کہ آپ ایک کمل سیاہ شانہ پر ڈال کر تکیہ کیے ہوئے اور عصا جو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے انھین پہونچا تھا آغوش مین رکھے ہوئے لحظہ بہ لحظہ دست حق پرست اُسپر کھینچکر اپنے روے مبارک پر ملتے ہین جب نگاہ حضرت کی ہمپر پڑی فرمایا کہ یارون کی دعا نے کچھ اثر نہ دکھایا یہ سنتے ہی سب سرنگون ہوکر سکوت مین آئے لیکن درویش علی جو سب سے آگے کھڑا تھا اُسنے یہ عرض کی دعا ناقصون کی کاملون کے حق مین اثر نہین کرتی ہی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ اُسوقت شیخ نے مجھے بلا کر عصاے مذکور مرحمت کیا اور یہ فرمایا کہ مین خدا سے چاہتا تھا کہ تو جو خدا سے چاہیگا پاویگا مین سرنگون ہوکر پلٹ آیا اور میرے ہمراہی بھی میرے ساتھ پلٹ آئے اور مبارکباد کہنے لگے اسکے بعد ہر ایک اعزا اپنے اپنے مقام پر گئے اور میرے دل مین یہ خطور ہوا کہ شیخ نے میری دعا کی اجابت کے واسطے حق سبحانہ تعالی سے درخواست فرمائی ہی اور یقین ہی کہ شیخ کی دعا مستجاب ہووے بہتر یہ ہی کہ آج پھر شب کو شیخ کی صحت کے واسطے قیام کرون غرضکہ جب دعا مین مشغول ہوا آخر شب کو مجھے ایک بشاشت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ میری دعا درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی صبح کو جب شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ آپ مصلے پر روبقبلہ بفراغ خاطر رونق افزا ہین اور درد والم بالکل زائل ہوا اور جب حضرت کی نظر مجھپر پڑی فرمایا اے درویش نظام الدین جب میری دعا تیرے حق مین قبول ہوئی تیری دعا بھی میرے حق مین مستجاب ہوئی یہ فرماکر وہ مصلا جسپر تشریف رکھتے تھے مجھے مرحمت فرمایا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہی کہ جب شیخ فرید ہانسی سے آن کر قصبۂ اجودھن مین ساکن

ہوئے اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین المشہور متوکل کو اپنی والدہ کے لانے کے واسطے قصبہ کوتوال کی سمت بھیجا شیخ نجیب الدین جب اُس قصبہ مین پہونچے اپنی والدہ کو گھوڑے پر سوار کرکے قصبۂ اجودھن کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس راستہ مین جنگل بہت تھا اور پانی کمیاب جب آدھی راہ طے ہوئی ایک روز والدہ کو ایک درخت کے سایہ مین بٹھا کر خود گھوڑے پر سوار ہوکر پانی کی تلاش مین گئے اور پانی تلاش کرکے جب اُس درخت کے نیچے آئے اپنی والدہ کو نہ دیکھا مضطرب اور حیران ہوکر ہر سمت دوڑے کہین اُنکا نشان نہ پایا ناچار با دل غمگین اور خاطر حزین قصبۂ اجودھن کیطرف متوجہ ہوئے اور حضرت شیخ فرید گنج شکر سے یہ قصہ بیان کیا شیخ نے کچھ تصدق فقرا کو پہونچا کر صلحا کو کھانا کھلایا اور بعد ایک مدت کے شیخ نجیب الدین المشہور متوکل کا پھر اُس جنگل مین گذر ہوا جب اُس درخت پر نگاہ پڑی آپ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اِس نواح کے گرد پھر کر دیکھیے شاید والدہ کی ہڈیون کا نشان ملے جب آگے بڑھے ایکجا پر کچھ ہڈیان آدمی کی افتادہ دیکھین صفائی باطن سے سمجھے کہ یہ استخوان والدہ کی ہین پھر تمام ہڈیان جمع کرکے ایک خریطہ مین بھرین اور شیخ کی خدمت مین پہونچکر حقیقت حال عرض کی شیخ نے فرمایا خریطہ لاؤ اور اُسکا منھ کھولکر سب ہڈیان مصلے پر گراؤ شیخ نجیب الدین جلد خریطہ اُٹھا لائے لیکن جب منھ اُسکا کھولا ایک استخوان نہ دیکھی شیخ نظام الدین اولیا نے لکھا ہے کہ ایک دن مین شیخ فرید گنج شکر کی خدمت مین حاضر تھا ایک بال محاسن مبارک سے جدا ہوا مین نے فی الفور اُسے اُٹھا کر عرض کی کہ اگر حکم ہووے مین اُسکا تعویذ بناؤن فرمایا خوب پھر مین نے وہ بال کاغذ مین لپیٹ کر بحفاظت تمام اپنی دستار مین رکھا اور جب مین اجودھن سے دہلی مین آیا جو بیمار کہ میرے پاس آتا تھا وہ تعویذ اِس شرط سے اُسے دیتا تھا کہ بعد حصول صحت یہ تعویذ واپس دیوے غرضکہ وہ تعویذ جس شخص کو مین نے دیا اُسنے فضل خدا سے صحت پائی یہان تک کہ تمام شہر مین اُسکی شہرت ہوئی اور مین نے وہ تعویذ ایک طاق مین رکھدیا ایک روز ایک میرے دوست جنکا نام تاج الدین مینائی تھا آئے اور مجھسے اظہار کیا کہ میرا فرزند بیمار ہے مین نے حجرہ مین جاکر اُس تعویذ کو اُس طاق مین اور بھی طاقون مین ہرچند ڈھونڈھا نہ پایا وہ دوست محزون اور مغموم گیا اور اُسکا فرزند جانبر نہوا اور جب دو دن کے بعد اور بیمار آیا مین نے حجرہ مین جاکر دیکھا وہ تعویذ اُسی طاق مین موجود تھا اُسکو دیا اُسنے شفا پائی اور چونکہ بیٹا تاج الدین مینائی کا مرنے والا تھا اُسوقت پیدا نہوا اور منقول ہے کہ شمس الدین نام ایک شاعر باشندۂ سنام قصبۂ اجودھن مین آیا در وہ نسخہ کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے علم سلوک مین لکھا تھا اُسکے پڑھنے مین مشغول ہوا اور چند روز کے بعد اُسنے قصیدہ مطول شیخ کی مدح مین کہا اور اجازت لے کر تمام اشعار اُسکے آغاز سے انجام تک ایستادہ ہوکر پڑھے شیخ نے فرمایا بیٹھ اور پھر پڑھ اُسنے بیٹھکر دوبارہ پڑھا اور شیخ ہر ایک بیت کی مدح کرتے تھے بعد فراغ اُس سے پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہے شمس الدین نے عرض کی کہ میری والدہ نہایت پیرہ اور نادار ہے اور عسرت کے سبب اُسکی پرورش سے عاجز ہون امید وار ہون کہ شیخ کی توجہ سے میری عسرت ساتھ فراغت کے مبدل ہووے شیخ نے فرمایا جاشکرانہ لا چونکہ شیخ کا

شکرانہ طلب کرنا ولیل حصول مقصود تھا شمس الدین شاشب باکر پچاس روپیہ نقد لایا شیخ نے درویشون پر تقسیم کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور اُسی برکت سے شمس الدین اُنھین دنون مین شمس الدین التمش کے بیٹے کا وزیر ہوا اور دستگاہ عظیم بہم پہونچائی منقول ہو کہ ایک فاضل مولانا حمید نام طغرل کی ملازمت مین جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کیطرف سے بنگالہ کے حاکم تھے ایک روز دست بستہ ادب سے ایستادہ تھے ناگاہ ایک صورت لطیف نورانی اُنھین دکھائی دی کہا کہ اے حمید تو اہل علم اس جاہل کے روبرو کیون کھڑا ہو پھر دوسرے دن بھی مولانا اُسی نہج سے طغرل کے روبرو ایستادہ تھے کہ وہ صورت پھر ظاہر ہوئی اور وہی کلام کیا مولانا سمجھے کہ یہ کشش شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ہے بیتاب ہوکر اجودھن کا راستہ لیا اور جب شیخ کی خدمت مین مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا کہ اے حمید تو نے دیکھا کہ مین کس صورت سے تجھے بیان لایا مولانا نے جب یہ کلام سُنا اُسی وقت علائق دنیوی ترک کرکے تجرید اختیار کی اور سعادت ارادت سے مشرف ہوئے اور ایک مدت وعظ اور ارشاد مین مشغول رہے آخرش مکہ معظمہ کی طرف رخصت ہوئے اور یہ بھی منقول ہو کہ اوچہ اور ملتان کی طرف ایک قوم کو اعتقاد تھا اُسنے ایکبار ملا عارف کو جو اُنکی خدمت مین رہتے تھے اور ارادہ دہلی کے آنے کا رکھتے تھے مبلغ دو سو تنکہ سفید اُنکے سپرد کیے اور یہ بات کہی کہ تم قصبہ اجودھن مین جاکر یہ روپیہ شیخ فرید کی خدمت مین پہونچاؤ اور میرے واسطے التماس دعا کرو جب مولانا قصبہ اجودھن مین پہونچے اُنکے دل مین یہ خیال گذرا کہ خط وکتابت درمیان مین نہین ہو جو مبلغ کہ تعداد کا یقین ہو بہتر یہ ہو کہ سو روپیہ شیخ کی نذر کیجیے اور باقی اپنے پاس رکھ چھوڑیے آخرش وہی کیا شیخ نے مسکراکر فرمایا اے مولانا عارف تو نے حق برادری کا سا تم سے درویش کے ادا کیا یعنے نقود شکرانہ نصفا نصفی کر لیا مولانا عارف یہ کلام سنکر نہایت شرمندہ اور محجوب ہوئے اور یہ عرض کی کہ ہمت ملایان مغلوک کی اہل سلوک کے برابر نہین ہو اور وہ سو روپیہ بھی حاضر کیے شیخ نے فرمایا روپیہ تجھے مبارک ہو تو کسی بھائی کو نقصان نہ پہونچے غرضکہ جب مولانا نے یہ حال مشاہدہ کیا شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور نقد وجنس سے جو کچھ رکھتے تھے درویشون کو دے کر عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت کا پایا اور حسب الاشارہ سیستان کی سمت روانہ ہوئے اور خلائق کی ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے اور منقول ہو کہ شیخ ایک وقت دوپہر کو اپنی خانقاہ سے برآمد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اور مولانا بدر الدین اسحق اور مولانا جمال الدین ہانسوی حاضر تھے اور سلطان المشائخ ایک دیوار کے سایہ مین کھڑے ہوئے تھے اُسوقت ایک ملا یوسف جو آپ کے قدیم مریدون مین سے تھے آئے اور یہ کلمہ گستاخانہ زبان پر لائے کہ چندمدت سے مین خدمت اور ملازمت کرتا ہون ابھی تک اُسی مرتبہ پر ہون اور جو لوگ میرے بعد آئے وہ حضرت کی فیض بخشی سے خرقہ خلافت پہنکر مراتب علیہ پر فائض ہوئے شیخ نے مسکراکر فرمایا اے درویش ہر شخص بقدر قابلیت اور اپنی حالت کے ایک نعمت پاتا ہو اسمین ہماری کچھ تقصیر نہین ہو یہ کلام تمام ہوا تھا کہ ایک لڑکا چار برس کا آیا اور شیخ کے قریب ایستادہ ہوا اور شیخ کے برابر ایک انبار خشت پختہ کا تھا جو حاضر تھا

کے واسطے لائے تھے شیخ نے اُس لڑکے سے فرمایا کہ اُس تودہ مین سے ایک اینٹ پختہ لا کر مین اُسپر
بیٹھون لڑکا دوڑکر ایک اینٹ مسلم سر پر اُٹھا لایا شیخ اُسپر بیٹھے پھر فرمایا جا ایک اینٹ مولانا نظام الدین
کے واسطے لا وہ جا کر ایک اینٹ درست اُنکے واسطے اُٹھا لایا اسی طور سے وہ لڑکا شیخ کے حکم کے موافق
ایک اینٹ مسلم مولانا جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدرالدین اسحٰق کے واسطے بھی اُٹھا لایا جب ملا یوسف
کی باری آئی وہ لڑکا اُس انبار سے بمشقت تمام ایک خشت لصف بلکہ اس سے بھی کمتر تلاش کر کے
لایا اور ملا یوسف کے سامنے رکھدیا یہ ماجرا دیکھ کر تمام بزرگوار متحیر ہوئے شیخ نے فرمایا ای یوسف مین کیا کرون
نصیب تیرا اورون کے برابر نہین ہی قسمت ازلی پر خرسند اور راضی ہونا چاہیے کسواسطے کہ مصرع تقدیر کے
لکھے کو امکان نہین ہی دھونا بد اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کو مرض الموت
واقع ہوا آخر اُسی ساتھ اُس رحمت کے رحمت حق مین واصل ہوے اور اُس مرض مین مجھے خرقۂ خاص سے
سرفراز فرما کر ماہ شوال ۶۶۹ھ چھ سو انہتر ہجری مین مجھے دہلی کی طرف روانہ کیا اور رخصت کے وقت
اشک گلرنگ دیدۂ حق بین مین بھر لائے اور فرمایا جا تجھے حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور مجھے بھی تیری جدائی
سے ایک درد والم لاحق ہوا جیسا کہ جدائی سابق مین واقع ہوا تھا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ
جب مین دہلی مین پہونچا مین نے سنا کہ شیخ کے مرض نے شدت کی ایک رات بعد ادائے نماز عشا بیہوش
ہوئے اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آن کر مولانا بدرالدین اسحٰق سے پوچھا کہ مین نے عشا کی نماز پڑھی کہا ہان
اُس جناب نے نماز عشا پھر احتیاطاً ادا کی اور پھر بیہوش ہوے جب ہوش مین آئے فرمایا ایکبار اور ازراہ احتیاط
کے نماز عشا ادا کرون کیا معلوم پھر میسر ہو یا نہین چنانچہ اُس شب کو آپ نے تین مرتبہ نماز عشا ادا کی اور فرمایا
کہ مولانا نظام الدین دہلی مین ہی مین بھی خواجہ قطب الدین کی رحلت کے وقت ہانسی مین تھا اور مولانا بدرالدین
اسحٰق کے کان مین آہستہ فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ جامہ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے
مجھے پہونچا ہی اُسے مولانا نظام الدین کے پاس پہونچانا اور پھر پانی طلب کر کے وضو کیا اور دوگانہ ادا
کر کے سر سجدہ مین رکھا اور عین سجدہ مین رحلت فرمائی غرضکہ یہ واقعہ پنجشنبہ کی رات ماہ محرم کی پانچوین
تاریخ ۶۷۰ھ سات سو ستر ہجری مین واقع ہوا اور سن شریف اُس جناب کا پچانوے برس کا نشان دیتے
ہین اور منقول ہی کہ مولانا بدرالدین اسحٰق نے وصیت کے موافق وہ جبہ جامہ شیخ نظام الدین اولیا کے پاس
پہونچایا اور کاسہ اور عصا شیخ کا اُنکے فرزندون کے پاس رہا اور افواہاً یہ بھی سنا جاتا ہی کہ شیخ نظام الدین
اولیا شیخ کی خبر فوت سنکر قصبۂ اجودھن مین گئے اور شیخ کے مزار کی زیارت کر کے جامہ مذکور مولانا بدرالدین
اسحٰق سے لے کر دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور کتاب تذکرۃ الاتقیا مین لکھا ہی کہ تین شخص نظام نام
شیخ کی خدمت مین تھے ایک شیخ نظام فرزند شیخ کے دوسرے شیخ نظام بھانجے شیخ کے تیسرے
شیخ نظام الدین اولیا جو پیر شیخ کے مقام ابدال کا رکھتے تھے اسواسطے سجادہ اُنھین نہ دیا
اور جب آپ کی ہمشیرہ نے بہت سعی کی کہ سجادہ نشینی میرے فرزند کو عنایت ہو تو شیخ نے فرمان لکھا
اور بھانجے کو دے کر یہ فرمایا کہ ہانسی مین مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس جا کر اسے صحیح کرا اور مولانا جمال الدین

ہانسوی نے اُس فرمان کو صحیح نہ کیا اور اُسنے پلٹ کر شکایت کی آخر کو شیخ نے اپنی ہمشیرہ کے حسب التماس فرمان دوسرا لکھ بھیجا اور اُس مرتبہ مولانا جمال الدین ہانسوی نے ناراض ہوکر اُسے چاک کیا شیخ نے فرمایا کہ مین جمال الدین ہانسوی کا پارہ کیا ہوا فرمان نہین سی سکتا اور بعد اسکے ایک مدت کے بعد شیخ نے فرمان سجادہ نشینی ولایت دہلی کا شیخ نظام الدین اولیا کو دیکر مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس بھیجا اور وہ اُسے دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور یہ بیت اُس فرمان مین درج کی ؎ بیت ہزاران درود و ہزاران سپاس ✤ کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس ✤ اور کتبہ کو صحیح کرکے دہلی مین روانہ کیا ۔

ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز کا

ابیات شہنشاہ اورنگ عرفان حق ✤ دلش صدر دیوان ایوان حق ✤ ملک بردہ دریوزہ از شان او ✤ فلک کاسہ سنبر در خوان او ✤ قدم راندہ زان گونہ در راہ فقر ✤ کہ شد شاہ اورنگ درگاہ فقر ✤ بباطن زتکوین اطوار محو ✤ بظاہر زتمکین نگہدار سہو ✤ دلش ساکن ملک ذات صفات ✤ زہے پاک دین و زہے نیک ذات ✤ نظام الحق آن شیخ عالی مقام ✤ کزو کار ارباب دین شد تمام ✤ شیخ نظام الدین اولیا جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی تھے اور ہمیشہ آنحضرت کا دل انوار منزل کتب معتبرہ تصوف کیطرف مثل فصوص الحکم اور مواقع النجوم اور اُنکی شرحون کے مطالعہ مین مائل تھا اور ابو حنیفہ کی فقہ اور تفسیر اور حدیث اور اصول کلام مین استحضار اور مہارت تمام رکھتے تھے آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنین سے ہندوستان کی طرف آنکر شہر بداؤن مین متوطن ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اُس شہر مین بماہ صفر ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پیدا ہوئے جب پانچ برس کے ہوے اُنکے والد نے قضا کی اور اُنکی والدہ پرورش مین مصروف ہوئین اور جب حضرت سن تمیز اور رشد کو پہونچے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی مین مشغول ہوئے اور جب بداؤن مین کوئی مدرس زیادہ نہ پایا پچیس برس کے سن مین اپنی والدہ کو لیکر دہلی مین آئے اور ہلال طشت دار کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ مین سکونت اختیار کی اور اسوقت دہلی مین ایک فاضل متبحر اور علماے وقت سرآمد تھے اُنکا اسم مبارک خواجہ شمس الدین خوارزمی تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اُنھین آخر مین بخطاب شمس الملک مخاطب کرکے منصب وزارت تفویض فرمایا جیسا کہ تاج الدین سنگ ریزہ نے اُنکی مدح مین کہا ہے بیت شمسا کنون بکام دل دوستان شدی ✤ فرماندہ ممالک ہندوستان شدی ✤ اور قبل وزارت درس مین مشغول رہتے تھے پھر شیخ اُنکے شاگردون کی سلک مین منسلک ہوئے اور وہ ایک حجرہ رکھتے تھے کہ وہ خاص مطالعہ کیواسطے تھا اور تین شاگرد جو صاحب استعداد تھے وہ اُس حجرہ مین سبق پڑھتے تھے اور باقی شاگرد اُسکے باہر درس کرتے تھے اور اُن تین شخص مین ایک ملا قطب الدین ناقلہ اور دوسرے ملا برہان الدین عبدالباقی اور تیسرے شیخ نظام الدین اولیا تھے اور جب شیخ نے آپ کی مولویت اور تیزی فہم پر آگاہی پائی اور شاگردون سے آپکی تعظیم مین زیادہ تر اہتمام کرتے تھے اور مولانا شمس الدین کو یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شاگرد غیر حاضر ہوتا اور جسوقت وہ آتا مولانا از راہ طیش اُس سے فرماتے تھے

کہ کیا تھا جو تو حاضر نہوا مین تجھے وہ تعزیر دونگا کہ پھر تو حاضر رہیگا اور اگر کبھی شیخ کی تعطیل ہوتی تھی پھر مولانا انھین جب دیکھتے تھے یہ بیت پڑھتے تھے بیت باری کم از آنکہ گاہ گاہی آئی و بما کنی نگاہی ۔ اور شیخ نظام الدین اولیا کا جو حسب اتفاق شیخ نجیب الدین متوکل برادر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا ہمسایہ واقع ہوا تھا اور وہ بہت علماے دہلی پر علم مین فوقیت رکھتے تھے لہذا شیخ نظام الدین اولیا اکثر اوقات اُنکی صحبت مین بیٹھتے تھے قضارا جو اُن دنون مین والدہ شیخ نظام الدین اولیا کی فوت ہوگئی تھین اور شیخ تنہا رہ گئے تھے شیخ نجیب الدین متوکل سے زیادہ تر صحبت رہتے تھے اور غم تنہائی رفع کرتے تھے یہان تک کہ روز بروز محبت فیمابین بڑھتی گئی اور آپسمین نہایت اتحاد ہوا اور بعد اسکے شیخ نظام الدین اولیا چند سال خواجہ شمس الدین سے درس لیکر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے اور معاش کے واسطے عہدہ قضا کی فکر مین ہوئے ایک دن اثناے کلام مین شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے فاتحہ خیر پڑھین کہ مین کسی مقام کا قاضی ہون اور خلق خدا کو انصاف سے راضی رکھون یہ سنکر شیخ نجیب الدین ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا شیخ نظام الدین اولیا سمجھے کہ شیخ نجیب الدین نے نہین سُنا پھر آواز بلند کہا التماس فاتحہ کی رکھتا ہون کہ مین کسی مقام کا قاضی ہوجاؤن اس مرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل نے فرمایا کہ خدا نہ کرے تو قاضی ہو لیکن وہ ہو جو مین جانتا ہون اور انھین دنون مین شیخ نظام الدین ایک رات مسجد جامع دہلی مین تھے صبح کے وقت سُنا کہ موذن نے منارہ پر یہ پڑھا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یہ سنتے ہی حال حضرت کا متغیر ہوا اور نور الٰہی نے آپ کو گھیر لیا اور اس سبب سے کہ اُسوقت مین جو آوازہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی مشیخت اور کرامات کا عالمگیر ہوا تھا اور شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی مجلس مین غائبانہ شیخ کی مشیخت اور کرامات کے اوصاف سُنکر شیخ نظام الدین اولیا اُنکی زیارت کے نہایت مشتاق تھے صبح کو بغیر سواری اور زاد راہ کے قصبۂ اجودھن کی سمت روانہ ہوئے اور روز پنجشنبہ کو ظہر کی نماز کے وقت آنحضرت کی ملازمت سے فائز ہوئے اور راوی کا یہ بھی قول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہر چند چاہا کہ اپنے اشتیاق اور اخلاص کا بیان کرون حضرت کی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ کچھ عرض نکرسکے شیخ فرید الدین مسعود نے یہ حالت مشاہدہ کرکے فرمایا لکل دخیل دہشۃ مرحبا خوش آیا تو اور صفا لایا تو انشاء اللہ تعالے نعمت دینی اور دنیوی سے برخوردار ہوگا شیخ نظام الدین اولیا نے خرقہ درویشی کا حضرت شیخ سے پایا اور مریدان خاص کی سلک مین منتظم ہوئے اور اس عرصہ مین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو عسرت کمال تھی اکثر آن حضرت کے متعلقین اور فرزندون کو ہر ہفتہ مین ایک یا دو فاقہ گذرتے تھے اور اُس بزرگوار کی صحبت سے کوئی شخص آزردہ اور دلگیر نہ تھا الغرض مولانا بدر الدین اسحق بخاری کہ جامع معقول و منقول تھے لکڑیان جنگل سے باورچیخانہ کے واسطے لاتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی صحرا سے ڈیلہ کہ مراد کریل کے درخت کے پھل سے ہے اور اکثر آدمی اُس پھل کو سرکہ مین ڈالکر اچار بناتے ہین حاضر کرتے تھے اور مولانا حسام الدین کابلی آب کشی اور باورچیخانہ کی دیگین دھوتے تھے

اور شیخ نظام الدین اولیا از روے صدق وصفا کھانا پکاتے تھے اور با احتیاط تمام کھانا پکا کر ظروف گلی اور گلگول چوبین مین نکال کر افطار کے وقت شیخ کی مجلس مین لیجاتے تھے لیکن کبھی نمک ہوتا تھا اور کبھی نہوتا تھا اور دو دو تین تین روز نمک میسر نہوتا تھا اور شیخ نظام الدین اولیا جب اس خدمت پر مامور ہوئے اس بقال سے جو اس مسجد کے قریب رہتا تھا کبھی غیب سے جو کچھ پہونچتا تھا کھانے کا مصالحہ خرید کرتے تھے اور کبھی ایک درم نمک قرض لے کر کاسہاے دیلہ مین کہ جوش ہوتے تھے ڈالتے تھے اور ہر روز شیخ کے روبرو درویشون کے سامنے حاضر کرتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ نظام الدین اولیا شیخ کے حکم کے موافق ایک کاسہ مین تناول کرتے تھے اور شیخ کے قریب بیٹھتے تھے اُن دنون مین جب تمام حضار مجلس اپنے اپنے مقام مین روانہ ہوئے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر دست مبارک کاسہ کیطرف لیگئے اور لقمہ اُٹھا کر فرمایا کہ یہ لقمہ میرے ہاتھ مین گران معلوم ہوتا ہی اس لقمہ کو مُنھ مین رکھنے کا حکم نہین ہی اس کھانے مین شبہہ ہی یہ کہکر لقمہ کاسہ مین ڈالدیا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ یہ کلام سنتے ہی میرا بدن کانپنے لگا فورًا مین نے ایستادہ ہو کر نہایت ادب سے یہ عرض کی کہ یا حضرت لکڑیان اور کریل کے پھل اور پانی باورچیخانہ کا شیخ جمال الدین اور مولانا حسام الدین اور مولانا بدر الدین لاتے ہین سبب شبہہ کا معلوم نہین ہوتا ہی حضرت پر واضح ہوا ہوگا شیخ نے فرمایا کہ نمک جو اس کاسہ مین پڑا ہی وہ کہان سے آیا ہی شیخ نظام الدین یہ سنکر متنبہ ہوئے اور سر زمین پر رکھکر صورت حال عرض کی شیخ نے ارشاد کیا فقرا اگر فاقہ سے مرجاوین بہتر ہی لیکن لذت نفس کے واسطے قرض نہ لیوین کیس واسطے کہ قرض اور توکل کے مابین بعد مشرقین ہی اگر ادا نہووے وبال اُسکا قیامت تک گردن پر رہے پھر فرمایا یہ کاسے درویشون کے آگے سے اُٹھا کر محتاجون پر تقسیم کرین اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مجھ مین ایک عادت تھی جیسا کہ طلبا کا دستور ہی کہ اگر کوئی شی نہایت پر ضرور ہوتی ہی قرض لیتے ہین مین بھی قرض لیتا تھا لیکن اُسدن سے مین نے استغفار کرکے یہ نیت کی کہ ہرچند احتیاج اشد ہووے آیندہ ہرگز قرض نہ لونگا اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے وہ کمل کہ جسپر اجلاس فرماتے تھے مجھے بخشا اور یہ دعا کی کہ تو کبھی ساتھ قرض کے محتاج نہوگا اور جب شیخ نظام الدین اولیا ایک مدت کے بعد خدمتگزاری سے مرتبۂ کمال کو پہونچے پیر نے انھین اور ون کی تکمیل کی اجازت دے کر دہلی کی سمت رخصت کیا اور انھون نے رخصت کے وقت اپنے پیر کی یہ نصیحت یاد رکھی کہ آن حضرت نے فرمایا ہی کہ دشمنون کو جسطور سے چاہنا راضی اور خوش رکھنا اور جس شخص سے قرض لینا اُسکے ادا کرنے مین نہایت سعی کرنا شیخ نظام الدین اولیا جب مسافر ہوئے مع ایک درویش ایک مقام مین پہونچے کہ فی الجملہ وہان ایک جنگل تھا اور راہزن اُس مقام مین مسافرون کو لوٹتے تھے ناگاہ اُس مقام مین پانی برسنے لگا شیخ ایک لحظہ درخت چھتنار کے سایہ مین ایستادہ ہوئے ناگاہ پانچ چھ ہندو مع شمشیر و تیر و کمان نمودار ہو کر شیخ کیطرف متوجہ ہوئے شیخ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ کمل اور جامہ جو شیخ نے مجھے عطا فرمایا ہی اگر خدانخواستہ اسپر نظر بد لگی مین آبادی مین ہرگز نجاؤنگا اور کسی کو اپنا منھ نہ دکھاؤنگا اسی اندیشہ مین تھے کہ راہزنون نے ایکبارگی حضرت کی طرف سے

متھو مؤثرا اور جانب روانہ ہوئے اور شیخ مع الخیر والعافیت دہلی مین داخل ہوئے دوسرے دن شیخ نجیب الدین
متوکل سے ملاقات کرکے ماجرا اس سفر کا اور شیخ فرید الدین گنج شکر کی حصول سعادت ملازمت کا تذکرہ مشرح
بیان کیا اسکی بعد ایک شخص کے مکان پر کہ اُس سے ایک کتاب عاریت لیکر گم کی تھی تشریف لیگئے اور اُس سے
یہ کہا کہ ای مخدوم اُس روز کہ مین تمسے کتاب عاریت لیگیا تھا وہ میرے پاس سے گم ہوئی ہی نیت صادق
رکھتا ہون کہ کاغذ بہم پہونچا کر وہ نسخہ نقل کرکے آپ کے پاس حاضر کرون گا اُس شخص نے جب یہ کلام سُنا
ایک لحظہ شیخ نظام الدین اولیا کو نظر غور سے دیکھکر فرمایا کہ جس مقام سے آپ تشریف لائے ہین اُسکا ثمرہ خدا
کی خوشنودی کے سوا نہین ہی مین نے وہ کتاب آپ کو بخشی شیخ وہان سے پھر ایک بزاز کے پاس گئے اور فرمایا
کہ مین نے تجھسے کپڑا خرید کیا تھا اب اُسکی قیمت لایا ہون لے بزاز نے دس روپیہ لیے اور باقی حضرت کو معاف
کیے اور کہتے ہین کہ اُسوقت شیخ نظام الدین اولیا کو دہلی مین ایسا مقام تخلیہ کا میسر نہ تھا کہ اُسمین بیٹھکر ذکر حق
مین مشغول ہووین اور اس شہر مین شیخ کو کثرت خلق اور انبوہ پسند نہ آتا تھا کہ ساکن ہووین جوان دنون
مین قرآن شریف حفظ کرتے تھے اکثر اوقات شہر سے باہر جاکر صحرا مین بسر لیجاتے تھے ایک روز قتلغ خان
کے تالاب کے کنارے ایک درویش پاک کیش کو کہ آثار صلاح و تقوے اُنکے ناصیۂ حال سے ہویدا تھے
شیخ نظام الدین اولیا نے دیکھا اُنسے پوچھا کہ ای مخدوم تم اس شہر مین رہتے ہو اُنھون نے کہا ہان پھر پوچھا
کہ آپ اُس شہر مین خواہش طبع سے رہتے ہین اُنھون نے جواب دیا نہین کوئی درویش ایسے شہر آباد مین کہ جسمین
اسقدر کثرت اور انبوہ آدمیونکا ہی اپنی طبیعت کی خواہش سے نرہیگا مگر بضرورت پھر یہ حکایت نقل کی کہ
مین نے ایک وقت حظیرہ کمال درویش کے دروازہ کے باہر ایک خرقہ پوش کو دیکھا اور اُسنے مجھسے یہ بات
کہی کہ اگر تو سلامتی ایمان کی اور استقامت عبادت مین چاہتا ہی اس شہر مین نہ رہ کہ یہ چشمہ فسق و فجور کا ہوا ہی
اور پھر یہ بھی کہا ای مولانا نظام الدین اولیا مین بھی چاہتا ہون کہ اس شہر مین نہ رہون اور کسی طرف
راہی ہون لیکن کیا کرون کہ عرصہ بیس سال کا گذرا ہی کہ مین اس شہر مین سکونت پذیر ہون اور بسبب
اُس کنوین کے کہ مین نے تیار کیا ہی مجال سفر نہین رکھتا کہ قید پانی کی شدید تر لوہے کی قید سے واقع
ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیا نے جب اُن درویش سے یہ بات سُنی عزم جزم کیا کہ اس شہر مین ہونگا
اور اُس مقام سے برآمد ہوکر راہی بوستانی کے تالاب کے نزدیک کہ جسے باغ خسرو تہ کہتے ہین داخل ہوئے
اور تجدید وضو کرکے دوگانہ ادا کیا اور درگاہ الٰہی مین مناجات کی ای خدا مین اس شہر سے برآمد ہوا ہون
لیکن اپنے اختیار سے کسی مقام مین نہین جا سکتا جس مقام مین خیریت اور سلامتی دین کی ہو وہان رکھ
ناگاہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جگہ تیری غیاث پور ہی اور وہ غیاث پور ایک موضع تھا گمنام اور مجہول
کہ اُسے کوئی نہین جانتا تھا اور وہان کا حاکم علم بلند دیکھتا تھا اور اُس ملک مین ایک قسم کی روئی زند
ہوتی ہی کہ اُس سے لباس طیار کرتے ہین اور شیخ نظام الدین اولیا کو شیخ فرید گنج شکر سے نہایت الفت
تھی اور شیخ نظام الدین بعد وفات آنحضرت کے دہلی مین وارد تھے آنحضرت کو نہ دیکھا تھا اور منقول ہی
کہ جسوقت شیخ نے اجودھن سے مولانا شعیب کے ہاتھ ایک مصلا نمد سیاہ اور ایک کلاہ شیخ

نظام الدین اولیا کیواسطے دہلی بھیجی اور مولانا شعیب جب آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور امانت پہونچائی
شیخ نظام الدین دوگانہ شکر کا ادا کرکے محظوظ ہوئے اور اسیوقت ایک رئیس نے گجرات سے
دو لاکھ اور پچاس ہزار اشرفی بھیجی تھین شیخ نے وہ تمام زر نقد مولانا شعیب کو عطا فرمایا اور معذرت کرکے
یہ رباعی لکھکر شیخ فرید شکر گنج کی خدمت مین ارسال کی رباعی ز انزوی کہ بندۂ تو دانند مرا * بر فرد
دیدہ نشانند مرا * لطف عامت عنایتی فرمودہ ہست * ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا * کہتے ہین
کہ جب دوسری مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا قصبۂ اجودھن مین شیخ کی زیارت سے مشرف ہوئے
شیخ نے فرمایا مولانا نظام الدین وہ رباعی جو تمنے عریضہ مین لکھی تھی مین نے اُسی یاد کی انشاء اللہ تعالے
جہان تم رہوگے صاحب نظر تمھین اپنے مردم دیدہ مین جگہ دینگے اور نقل ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا نے
ابتداء حال مین غیاث پور مین سکونت اختیار فرمائی دو شخص آپ کی ملازمت مین حاضر رہتے تھے ایک شیخ برہان الدین محمد
غریب جو دولت آباد دکن مین مدفون ہین اور دوسرے شیخ کمال الدین یعقوب جنکا مزار پٹن گجرات مین
واقع ہی یہ دونون بزرگوار اور خلفا سے پیشتر خرقہ خلافت پاکر تحصیل کمال اور ریاضت نفس مین شغل رکھتے تھے
اور اُس عرصہ مین وجہ معاش اُنپر نہایت تنگ تھی ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ چار روز تک کچھ بہم نہ پہونچا
تھا کہ سلطان الاولیا اور دیگر درویش اُس سے افطار فرماتے ایک عورت تھی کہ شیخ سے توسل رکھتی
تھی اور ہمسایہ مین رہتی تھی اور سوت کاتکر گیہون خریدتی تھی اور نان بے نمک پکا کر اُس سے افطار
کرتی تھی چنانچہ اُس ایام فاقہ مین اُس نیک بخت نے ڈیڑھ سیر آٹا کہ اُسکی قوت سے فاضل تھا شیخ کیواسطے
بھیجا شیخ نے کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اس آٹے کو دیگ مین ڈالکر پکاؤ شاید کہ نصیب آیندہ سے ہو
اور شیخ کمال الدین یعقوب اُسکے پکانیمین مشغول تھے کہ ناگاہ ایک درویش گودڑی پوش کسی مقام سے
وارد ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہوکر بآواز بلند فرمایا کہ ای شیخ جو کچھ ماحضر رکھتا ہی ہمسے
دریغ نکر شیخ نے جوابدیا کہ آپ از راہ شفقت ایک لحظہ استراحت فرماوین کہ دیگ جوش مین ہی درویش نے
فرمایا تو خود اُٹھا اور وہ دیگ چولھے پر سے بجنسہ اُٹھا لا شیخ یہ سنتے ہی بہ تعجیل تمام اُٹھے اور دست
حق پرست پر آستین چڑھا کر دونون ہاتھ سے دیگ کے گلے کا کنارا پکڑکے اُنکے روبرو لائے اور آواز
جوش کی آدمیون کے کان مین پہونچتی تھی درویش نے وہ دیگ اُٹھا کر زمین پر دے ماری کہ وہ ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئی پھر یہ فرمایا کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے نعمت باطن شیخ نظام الدین اولیا کو ارزانی رکھی
ہی مین نے اُنکی دیگ ظاہری کو توڑ ڈالا یہ کہا اور وہ درویش آدمیون کی نظر سے غائب ہوا اُسکے بعد ایسا
ہوا کہ ہزار آدمی اُنکی خدمت مین پہونچکر مرید ہوے اور خرقہ خلافت کا پاکر درجہ عالی اور مقام متعالی مین واصل
ہوے اور بعد اسکے شیخ برہان الدین محمد غریب اور شیخ کمال الدین یعقوب اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی
شرف ارادت اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے اور اہل شریعت شیخ کو بسبب وفور عقل اور
علم وفضل کے گنج معانی کہتے تھے اور شیخ اخی سراج کہ شیخ نور کے دادا تھے اور بنگالہ مین مدفون ہین وہ
بھی شیخ کے مرید ہے ہین اور خیرالمجالس مین مرقوم ہی کہ ایکدن مولانا حسام الدین نصرت خانی اور

مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین کاشانی شیخ کے روبرو بیٹھے تھے شیخ نے انکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دنکو صائم اور رات کو قائم رہے یہ کام نہایت سہل ہی کہ بیوہ عورتین بھی اس کام مین اقدام کرسکتی ہین لیکن مردان طلبگار اور مشغول درگاہ پروردگار مین بسبب اسکے راہ پاتی ہین اور قرب پیدا کرتے ہین اور مشاہدہ کی دولت سے فیضیاب ہوتے ہین حضار مجلس نے جب یہ کلام سنا امیدوار ہوے کہ شیخ اُسے بیان فرمائین کہ وہ کون عبادت ہی شیخ نے اُنھین مضطرب و مصر دیکھکر فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ اور وقت اسکا مذکور ہوگا خلاصہ یہ کہ مریدون اور عزیزون نے چھ مہینے انتظار کھینچا ایک دن سب شیخ کی مجلس مین حاضر تھے محمد کاشف جو بادشاہ علاءالدین خلجی کے دیوانعام کا داروغہ تھا وارد ہوا اور سر زمین پر رکھکر مؤدب بیٹھا شیخ نے پوچھا کہ کہان تھا اُسنے عرض کی دیوانعام مین آج ظل سبحانی نے پچاس ہزار روپیہ بندگان خداکیواسطے انعام فرمائے شیخ نے اسوقت مولانا حسام الدین نصرت خانی اور دوسرے یارون سے متوجہ ہوکر فرمایا انعام بادشاہ کا بہتر ہی یا وفا کرنا اُس عہد کا کہ جو تمھارے ساتھ کیا گیا یہ سنکر سب شرائط تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ وفا کرنا عہد کا ہشت بہشت سے بہتر ہی پچاس ہزار روپیہ نقرہ کیا مال ہین پھر اپنے پاس سلطان الاولیا نے تینون بزرگوارونکو بلایا اور لوگونکو رخصت کرکے یہ فرمایا کہ مقصود کے پہونچنے کا راستہ مشغولی حق ہی باستغراق تمام خلوت مین اور بے ضرورت باہر نہ آئے اور ہمیشہ باوضو رہے اور صائم الدہر رہے باخلاص تمام اور اگر یہ میسر نہووے تقلیل غذا پر قناعت کرے اور ہمیشہ سوائے ذکر حق کے سکوت مین رہے مگر بضرورت اہل دنیا سے کلام مختصر کرے اور علی الدوام ذکر با رابطہ و استغراق عمل مین لائے اور منقول ہی کہ تینون مشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے انفاس کی برکت سے ساتھ اس صفات کے کامل ہوکر جملہ واصلین سے ہوے اور نقل ہی مولانا شہاب الدین امام سے کہ ایک دن شیخ نظام الدین اولیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو دہلی کہنہ مین تشریف لے گئے اور ہم اور مولانا برہان الدین محمد غریب اُس جناب کی رکاب مین تھے اور شیخ حضرت خواجہ کی زیارت کرکے اور مشائخونکی زیارت کے واسطے تالاب شمسی کے کنارے رونق افزا ہوئے اور اُس مقام مین خواجہ حسن شاعر ولد علائی سنجری کہ سن اُس کا پچاس برس سے زیادہ تھا ابتدائے حال مین شیخ سے رابطہ اتحاد اور مصاحبت کلی رکھتا تھا ساتھ ایک جماعت یارون کے مے نوشی مین مشغول تھا جب شیخ کو دیکھا آپ کے روبرو آنکر یہ دو بیت پڑھین ابیات سالہا باشد کہ ماہم صحبتیم ؂ گر ز صحبتہا اثر بودی کجاست ؂ زہدتان فسق از دل ماکم نکرد ؂ فسق مایان بنیر از زہد شماست ؂ شیخ نے جب یہ بات سنی فرمایا صحبتون کو تاثیرین ہین انشاء اللہ تعالےٰ تجھے نصیب ہوگی فی الفور حضرت کی دعا مستجاب ہوئی خواجہ حسن سر برہنہ کرکے آپ کے قدم مبارک پر گر پڑے اور جمیع مناہی سے تائب ہوکر خود مع رفقا جو اُس کے ہم مشرب تھے مرید ہوئے اور خواجہ حسن نے کتاب فوائد الفواد مشتمل بر احوال شیخ نظام الدین اولیا اور حکایات جو کہ زبان مبارک پر آنحضرت کے جاری ہوئی مین تصنیف فرمائی خلعت قبول اور تحسین سے سرفراز ہوئے اور امیر خسرو دہلوی سے اس نسخہ پر رشک کرکے کہا کہ

کاش خلعت قبول اور تحسین اس نسخہ کی تصنیف کا میری نسبت منسوب ہوتا اور میری تمام تصانیف خواجہ حسن کے نام ہوتین بہتر تھا اور کہتے ہین خواجہ حسن نے اُسکے بعد۔ یہ بیت ایک غزل مین موزون کی بیت اے حسن توبہ آنگہی کردی ✤ کہ ترا قوت گناہ نماند ✤ اور جسوقت کہ محمد تغلق شاہ دہلی کو خراب کرکے آدمیون کو دولت آباد دکن کیطرف لیجاتا تھا خواجہ حسن بھی زیارت اور صحبت کی نیت سے مشائخ دکن کے ہمراہ گئے اور اُس ملک مین جاکر عالم باقی کی سمت سفری ہوئے اور بالا گھاٹ دولت آباد مین مدفون ہین اور یہ نقل ہو شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کو راگ کی سماعت کی رغبت ہوتی تھی امیر خسرو اور امیر حسن قوال کہ علم موسیقی مین عدیم المثال تھے حاضر ہوتے تھے اور مبشر جو شیخ کا غلام زرخرید تھا اور خوش آوازی مین صوت داؤدی رکھتا تھا وہ بھی حاضر ہوتا تھا پہلے امیر حسن دو غزلین اور بیتین ایسی متصوفانہ پڑھتے تھے کہ شیخ سر مبارک کو جنبش دیتے تھے اور اسیکو امیر حسن قوال اور مبشر غلام ایسا سما باندھتے تھے کہ شیخ وجد مین آتے تھے اور دو سو قوال کہ راگ مین مرغ کو ہوا سے زمین پر لاتے تھے شیخ کے علوفہ خوار تھے اور سب کا سردار امیر حسن قوال تھا جب اپنے کام مین مشغول ہوتا تھا تو مجلس منعقد ہوتی تھی اور وہ بیت کہ جس سے شیخ فرید گنج شکر کو وجد اور حال آتا تھا اکثر سلطان الاولیا کے ملاحظہ مین گذرانتا تھا اور سلطان الاولیا بھی اُس بیت سے محظوظ ہوتے تھے ایک روز سلطان الاولیا کو حکیم سنائی کی ان دو بیت پر کہ حدیقہ مین مندرج حال ہین وجد حاصل ہوا ابیات ✤ پیش ما جمال جان افروز ✤ و نمودی بر دسپند بسوز ✤ آن جمال تو چیست ہستی تو ✤ وان سپند تو چیست مستی تو ✤ قرابیگ ترک جو بادشاہ علاء الدین خلجی کا خاص ترخواص تھا باوجود صلاح اور پرہیزگاری کے لطافت ظرافت مین بھی امتیاز رکھتا تھا اور شیخ کے سلک مریدون مین بھی منتظم تھا ان ابیات کو قلمبند کرکے بادشاہ کے روبرو لے گیا بادشاہ بار بار پڑھتا تھا اور آنکھون پر ملتا تھا اور تحسین کرتا تھا اُسوقت قرابیگ ترک عرض پیرا ہوا کہ باوجود اس کے ظل سبحانی شیخ سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین تعجب ہو کہ کبھی آنحضرت سے ملاقات نہین کرتے بادشاہ نے فرمایا کہ ای قرابیگ ترک ہم بادشاہ ہین سراپا دنیا مین آلودہ اور اس آلودگی سے شرماتا ہون کہ ایسے پاک کی زیارت کرون تجھے لازم ہے کہ خضر خان اور شادی خان کو جو میرے جگر گوشہ ہین شیخ کی خدمت مین لے جاکر مرید کرا اور دو لاکھ روپیہ جماعت خانہ کے درویشون کو شکرانہ پہونچا قرابیگ ترک نے حکم کے موافق عمل کیا اور یہ عمارت عالی کہ مقبرہ مین اُن بزرگوار کے واقع ہو خضر خان کی ساختہ اور پرداختہ ہو اور کہتے ہین کہ ایکروز بادشاہ علاء الدین خلجی نے ایک مندیل زر و جواہر سے مملو کرکے برسم نذر شیخ کے روبرو بھیجی ایک قلندر شیخ کے پاس برابر بیٹھا تھا دور سے اُسکی نگاہ اُسپر پڑی اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر بولا ایہا الشیخ ہدایا مشترک شیخ نے از روے ظرافت مطائبہ فرمایا اما تنہا خوشتر ک قلندر نے مایوس ہو کر بازگشت کی عزیمت کی شیخ نے اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ تنہا خوشتر ک سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تجھے تنہا مبارک ہووے یہ کہکر وہ تمام نقد و جواہر اسکو بخشا اُس قلندر نے چاہا کہ اس سب کو اُٹھاؤن اُسکی قوت نے وفا نہ کی شیخ کے خادم نے اُسکی مدد کی اور نقل ہو کہ جب بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ

دہلی کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا خضر خان کو جو شیخ کا مرید تھا اُسنے قتل کیا اور شیخ سے بھی درپے عداوت ہوا اور اُن دنون مین شیخ کے باورچیخانہ مقرری کا خرچ سواے غلہ کے دو ہزار روپیہ کا تھا اور انعام و اکرام اور علوفہ متعلقان اور خرچ مسافران اور مجاوران اُس سے جدا تھا اس صورت مین بادشاہ نے قاضی محمد غزنوی سے کہ محرم خاص تھا پوچھا کہ اسقدر خرچ شیخ کا کہان سے آتا ہے قاضی کہ وہ بھی اسقدر اعتقاد آن حضرت سے رکھتا تھا بولا اکثر امراے سلطانی شیخ کی اعانت زر شکرانہ اور نذرانہ سے کرتے ہین بادشاہ کو یہ امر پسند نہ آیا حکم کیا کہ جو شخص شیخ کے مکان پر جاویگا یا اُن کی مدد خرچ کو روپیہ یا اشرفی بھیجے گا وہ نہایت معتوب اور مقہور ہوگا اور اس بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا پھر لوگون نے غضب شاہی کے خوف سے ہاتھ کھینچا اور اقبال غلام شیخ کا کہ تحویل اُسکے پاس رہتی تھی متحیر ہوا اسلیے کہ بیشتر اُس سے نذر و نیاز کا روپیہ بے شمار آتا تھا چنانچہ ایک وقت ایک تاجر کہ اُسے رہزنون نے لوٹا تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سفارشنامہ صدرالدین عارف پسر شیخ بہاءالدین زکریا کا اُسکے پاس موجود تھا ملاحظہ مین گذرانکر عرض حال کیا شیخ نے خادم سے فرمایا کہ علی الصباح سے چاشت تک جو فتوح یعنے زر نذرانہ آوے اس عزیز کے سپرد کر منقول ہے کہ بارہ ہزار روپیہ پہر دن چڑھے تک اُس تاجر کو وصول ہوئے القصہ شیخ بادشاہ کے حکم سے واقف ہوئے اقبال غلام سے فرمایا کہ آج سے خرچ مقرری مضاعف کر اور جسوقت تجھے روپیہ کی حاجت ہووے بسم اللہ پڑھکر ہاتھ اپنا اُس حجرہ کے طاق مین ڈالکر نکال لینا چنانچہ اقبال حسب الحکم عمل مین لاتا تھا جب یہ خبر رفتہ رفتہ بادشاہ کو پہونچی نہایت شرمندہ اور نادم ہوا لیکن پھر بھی ازراہ جہالت اور خجالت شیخ کو یہ پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتان سے میری ملاقات کو آتے تھے اگر آپ بھی کبھی کبھی قدم رنجہ فرماوین مراحم ذاتی سے بعید نہوگا شیخ نے جوابدیا کہ مین مرد گوشہ نشین ہون کہین نہین جاتا اور علاوہ اس کے رسم اور عادت ہر سلسلہ کی ہر طور پر ہوتی ہے ہمارے بزرگونکا قاعدہ نہ تھا کہ کبھی دربار مین جاوین اور بادشاہ کے مصاحب ہووین اس امر مین فقیر کو معاف رکھین اور اس مسکین کو اپنے حال پر چھوڑین بادشاہ کہ بادۂ نخوت سے مخمور غرور تھا اس عذر کو قبول نہ کیا اور اُسکے درجواب لکھا کہ آپ کو ہفتہ مین دو بار میری ملاقات کو آنا پڑیگا شیخ نے ناچار ہوکر خواجہ حسن شاعر کو شیخ ضیاءالدین رومی کے پاس کہ پیر بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے بھیجا کہ بادشاہ کو سمجھاوین کہ فقیرون کا آزردہ کرنا کسی مذہب اور ملت مین درست نہین ہے اور خیریت دارین کی اس قوم کی کم آزاری مین ہے اور ہمارے اسکے ہر خانوادہ کی ایک روش مخصوص ہے خواجہ حسن شیخ ضیاءالدین رومی کے مکان سے پلٹکر خبر لایا کہ اُنکا درد شکم کی شدت سے حال ردی ہے کہ بیٹھکر نماز نہین پڑھ سکتے ہین شیخ ساکت ہوئے اور اُنھین دنون مین شیخ ضیاءالدین رحمت حق مین واصل ہوئے بادشاہ اور تمام اعیان و ارکان سوم کے دن وہان حاضر ہوئے اور رسم ہندوستان کے موافق اول قرآن شریف کے سیپارہ تقسیم کرکے پڑھے اسکے بعد پنج آیت پڑھکر پھول اُٹھائے اور سلطان الاولیا بھی بقصد زیارت وہان تشریف لیگئے بادشاہ کو سلام کیا اور بادشاہ نے جواب ندیا اور مطلق التفات نہ کی اور ایک روایت مین یہ بھی وارد ہے کہ جب شیخ

اس مجلس مین رونق افزا ہوئے جس شخص نے حضرت کو دیکھا تعظیم کے واسطے دوڑا اور حضرت سے عرض کی
کہ بادشاہ بھی اس مجلس مین تشریف رکھتے ہین اگر آپ سلام کرین ہم بادشاہ کو اعلام کرین شیخ نے فرمایا سلام کی
حاجت نہین ہے کیونکہ وہ قرآن پڑھنے مین مشغول ہے اُسے مشوش نکرنا چاہیے اور جب حضار مجلس ہجوم لاکر
شیخ کے قدم پر گرے بادشاہ گوشۂ چشم سے دیکھتا تھا دل مین آزردہ ہوا بعد اسکے بادشاہ نے ایک
محضر تیار کرکے یہ حکم دیا کہ اگر ہر ہفتہ مین شیخ ایکبار میری ملاقات سے متعذر ہو تو ہر سلخ یعنے ہر چاندرات کو
البتہ اگر مجھے دیکھے نہین تو ویسی فکر کیجاوے سید قطب الدین غزنوی اور شیخ وحیدالدین قندزی اور
مولانا برہان الدین مروی اور دیگر اکابر نے بادشاہ کے حکم کے موافق ماہ شوال کی اٹھائیسوین تاریخ کو غیاث پور
مین جاکر شیخ کو دیکھا اور بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا تھا شیخ کے گوش گذار کیا اور یہ بات کہی کہ بادشاہ جوان عاقبت
نااندیش ہے اور حضرت فضل خدا سے پیر دانش کیش ہین اگر ہر مہینے مین ایک مرتبہ ضرورتاً دیوان سلطانی مین
تشریف لیجاوین امور درویشی مین فرق نہوگا شیخ نے تامل کرکے فرمایا انشاء اللہ دیکھتا ہون کہ اسکا انجام
کیا ظہور مین آتا ہے وہ سمجھے کہ حضرت سلطان الاولیا بادشاہ کے پاس جانے پر راضی ہوئے بادشاہ سے
جاکر عرض کی کہ ہمنے شیخ کو راضی کیا وہ ہر چاندرات کو آپکی ملاقات کو آوینگے اور چاندرات کو خواجہ وحیدالدین
قندزی اور اعزالدین علی شاہ جو بڑے بھائی امیر خسرو کے تھے انھون نے شیخ کی خدمت مین آنکر عرض کی
کہ بادشاہ آپکے قدم رنجہ کی بشارت سے نہایت محظوظ ہوا شیخ نے جوابدیا کہ مین ہرگز بزرگون کے خلاف نکرونگا
کہ بادشاہ کی ملاقات کو جاؤن یہ سنکر دونون بزرگوار غمگین ہوے اور یہ التماس کی کہ چاندرات قریب ہے اور
بادشاہ پرخاش پر آمادہ ہے حضرت کو مناسب ہے کہ حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی طرف توجہ
فرماوین تو یہ معاملہ دشوار آسانی سے گذرے شیخ نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ اس امر حقیر کے واسطے
شیخ کیطرف متوجہ ہون اور دین کے کام بہت ہین شیخ کیطرف انکے واسطے توجہ کرنی چاہیے اور علاوہ اسکے
تم یقین جانو کہ بادشاہ مجھپر ظفریاب نہوگا کس لئے کہ شب کو مینے خواب دیکھا ہے کہ صفہ پر قبلہ رو بیٹھا
ہون اور ایک بیل شاخدار نے مجھپر قصد کیا جب نزدیک پہونچا مینے اُسکے دونون سینگ پکڑکے
ایسا اُسے زمین پر دے مارا کہ وہ فوراً ہلاک ہوا خواجہ وحیدالدین قندزی اور اعزالدین علی شاہ نے جب
یہ واقعہ سُنا سمجھے کہ اُس جناب کو کچھ آسیب نہ پہونچے گا بلکہ بادشاہ کو ضرر جانی پہونچے گا القصہ چاندرات
کو خواجہ اقبال نے بعد نماز ظہر شیخ سے عرض کی کہ آج روز سلخ ہے حکم ہو کہ کونسا راہوار حضرت کی سواری
کو مہیا کرون شیخ نے کچھ جواب ندیا اور اقبال دم بخود ہوا جب پہر دن باقی رہا پھر عرض کی کہ سواری
کا وقت بھی ہے اگر حکم ہو پالکی اور کہارون کو حاضر کرون اس مرتبہ بھی شیخ نے کچھ جواب ندیا خواجہ
اقبال کو پھر عرض کی مجال نہ رہی خاموش ہوا اور حکم خدا سے اسی شب کو بعد ایک پہر اور چند ساعت کے
خسرو خان جو نمک پروردہ اور بادشاہ کا محرم راز تھا بلکہ بادشاہ نے اُسے خاک مذلت سے اُٹھا کر مرتبہ عالی پر
فائز کیا تھا جیسا کہ مقام مناسب مین مذکور ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کیا اور منقول ہے کہ
شیخ شرف الدین شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے پوتے شیخ بدرالدین سمرقندی کے عُرس مین جا بیٹھے

ایک شخص نے اُنسے یہ کلام کیا کہ شیخ نظام الدین اولیا عجب باطن فارغ البال رکھتے ہین کہ اہل و عیال کی طرف سے کچھ فکر و غم نہین اسقدر فراغت دنیوی اُنھین حاصل ہو کہ ایک عالم اُنکے خوان مائدۂ فیض اور احسان سے بہرہ یاب ہو کسی طور کا اُنھین رنج نہین پہونچتا ہو بیفکری سے گذرتی ہو بعد اس کے جب شیخ شرف الدین واسطے ملنے شیخ کے مکان پر آئے چاہا کہ وہ تذکرہ عرض کرون شیخ نے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا یا شرف الدین جو درد کہ دمبدم مجھے پہونچتا ہو مجھے یقین ہو کہ دوسرے کو نہوگا وہ یہ ہو کہ جسوقت کوئی شخص میرے پاس آنکر اپنا درد دل اظہار کرتا ہو اُسوقت مجھے اسقدر غم و الم لاحق حال ہوتا ہو کہ زبان اُسکی شرح سے عاجز ہو عجب سنگین دل ہو وہ کہ جسپے غم برادر دینی کا اثر نکرے اور بھی بحکم المخلصون علی خطر عظیم جاننا چاہیے مصرع نزدیکان را بیش بود حیرانی ٭ نقل ہو کہ دہلی مین ایک بزاز تھا شمس الدین نام نہایت متمول اور وہ شیخ سے اعتقاد نہ رکھتا تھا بلکہ حضرت کی غیبت مین بے ادبانہ کلام کرتا تھا ایک روز اُسنے موضع افغان پور کے قریب ایک مقام سبزہ زار اور فرحت افزا دیکھا اپنے ہمراہیون کو لیکر وہان بیٹھا اور مے نوشی پر آمادہ ہوا اس مابین مین وہ چشم ظاہری سے کیا دیکھتا ہو کہ شیخ نظام الدین اولیا اُسکے مقابل ایستادہ ہین اور اشارہ سے ممانعت کرتے ہین فورًا اُسنے شراب پانی مین پھینکدی اور توبہ کرکے شیخ کی خانقاہ کیطرف روانہ ہوا جو ہین شیخ کی نگاہ اُسپر پڑی فرمایا کہ جس شخص کو سعادت مساعدت کرتی ہو ایسے گناہون سے باز آتا ہو شمس الدین یہ کلام سُنکر متنبہ اور متحیر ہوا اور اُسی وقت صدق دل اور اخلاص تمام سے حضرت کے مریدون مین منتظم ہوا اور دوسرے دن تمام مال و منال اپنا شیخ کے جماعت خانہ کے درویشون پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے سبکبار اور مجرد ہوکر عرصۂ قلیل مین جملہ اولیا اللہ سے ہوا اور خیر المجالس مین کہ شیخ نصیر الدین اودھی کی تصنیف ہو وہ روایت کرتے ہین کہ مین ایک وقت شیخ سے رخصت لیکر اودھ کیطرف جاتا تھا شمس الدین بزاز کو مین نے قصبہ بدیالی مین دیکھا تو ایک دری پارہ اُسکے زیب بدن ہو اور ایک جریب ہاتھ مین اور ظروف گلی کہ جسکا گلا رسی سے بندھا تھا ہاتھ مین لٹکائے ہین اور خطہ بہار کی سمت عازم ہین اور اُنکی والدہ جو نہایت ضعیف تھین اُنکے ہمراہ ہین جب مین نے اُنھین اس حال ردی سے دیکھا پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہو جواب دیا کہ الحمد للہ شیخ نظام الدین اولیا کی برکت سے دروازے سعادت کے مفتوح ہین اور دل ہوا و ہوس سے خالی ہوا چین سے گذرتی ہو مین نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک چھاگل چرمی ہو اسے قبول فرمائین تو نہایت احسان ہو فرمایا کہ مین اُس جناب کی عنایت سے اکثر نماز کیواسطے مسجد مین اُترتا ہون کوئی شخص اس لکڑی اور ظروف گلی پر نظر نہین کرتا ہو شاید اس چھاگل چرمی کی کوئی طمع کرے یہ فرماکر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور جدا ہوئے اور یہ بھی شیخ نصیر الدین اودھی فرماتے ہین کہ مین جب قاضی محی الدین کاشانی کے پاس علوم ظاہری پڑھتا تھا ناگاہ ایسا بیمار ہوا کہ لوگون نے میری زیست سے قطع نظر کی قضارا شیخ نظام الدین اولیا میری عیادت کیواسطے تشریف لائے اوسوقت مین نہایت بیہوش تھا جب آنحضرت نے دست مبارک میرے منھ پر پھیرا مین فورًا ہوش مین آیا اور صحت پائی اور اُنکے قدم پر گر پڑا اور اس دن سے

میرا اعتقاد اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر ہوا اور یہ بھی شیخ موصوف روایت کرتے ہین کہ ایک مریدنے حضرت نظام الدین اولیا کی دعوت کی اور قوالونکو بلایا اور بقدر مقدرت طعام بھی مہیا کیا اور جب راگ شروع ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہوئے اور کھانا اسقدر نہ تھا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی کو کفایت کرے خداوند دعوت قلت طعام اور کثرت انام مشاہدہ کرکے مضطرب ہوا شیخ نور باطن سے سمجھ گئے اور اپنے خادم کو جسکا نام مبشر تھا اشارہ کیا کہ آدمیون کے ہاتھ دھلا اور دس دس آدمی یکجا بٹھا اور بسم اللہ کہکر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرکے مع سالن لوگون کے سامنے رکھ جب مبشر نے ایسا کیا کہتے ہین تمام خلق حسب رغبت کھانا کھا کر سیر ہوئی اور بہت کھانا بچ رہا اور نقل ہو کہ شیخ نظام الدین اولیا بارہ برس کے سن مین مولانا علاء الدین اصولی سے کہ مناقب اُنکے کتاب فوائد الفواد مین مسطور ہین کتاب قدوری پڑھتے تھے اور وہ شیخ جلال الدین تبریزی سے خرقہ رکھتے تھے لیکن اواخر حال مین شیخ نظام الدین اولیا کی نظر ایک روز راستہ مین مولانا علاء الدین اصولی پر پڑی کہ کسی طرف جاتے تھے فوراً طلب کرکے اپنا خلعت خاص اُنھین پنہایا اور اُنکے حق مین دعاے خیر کی اور مولانا اسی دم شیخ نظام الدین اولیا کے مرید ہوے اور تھوڑے عرصہ مین واصلان حق سے ہوے اور اُنھین دنون مین شیخ شرف الدین احمد منیری اور بڑے بھائی اُنکے شیخ جلال الدین بقصد ارادت دہلی کیطرف آئے تھے اور شیخ کیخدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوا چاہتے تھے شیخ نے فرمایا کہ خانوادہ فردوسیونکا تمھارے حوالہ ہو آخر دونون بھائی آپ کے اشارہ کے بموجب وہان جاکر شیخ نجم الدین فردوسی کے مرید ہوئے اور شیخ شرف الدین احمد منیری خرقہ خلافت پاکر ولایت بہار مین گئے اور وہان استقامت کرکے کتاب مکاتیب و رمعدن المعانی تالیف فرمائی اور نقل ہو شیخ نصیر الدین سے کہ قصبہ سرساوہ مین ایک دانشمند تھے اُنکے مکان مین آگ لگی فرمان املاک کا جلگیا انھون نے دہلی مین آنکر ایک مدت مدید کچہری مین دوا دوش کرکے دوسرا فرمان فرمان سابق کے موافق حاصل کیا اور اُسے بغل مین رکھکر بہ بشاشت تمام اپنے فرودگاہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ مین ایک دوست سے دوچار ہوکر ایسی باتون مین مشغول ہوے کہ فرمان اُنکی بغل سے گر پڑا مطلق اُسکا خیال نہ رہا جب مکان پر آئے اور فرمان نہ دیکھا جہان اُنکی نظر مین تیرہ و تاریک ہوا اُسی قلق اور اضطراب مین سلطان الاولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض حال کیا شیخ سے اُنکا اندوہ و ملال دیکھا نہ گیا فرمایا مولانا نذر کر کہ فرمان تیرا جب ملجاوے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی روح پر فتوح کیواسطے حلوا نذر کرکے حاضر کر کہ فرمان الٰہی سے تیرا فرمان ملجاوے مولانا نے نذر بدل و جان قبول کی اور بعد ایک لحظہ کے شیخ نے فرمایا مولانا اگر تو ابھی حلوا خرید کرکے حاضر کرے تو خوب ہو مولانا فوراً اُٹھکر حلوائی کی دوکان پر گئے اور کئی درم کا اُس سے حلوا طلب کیا حلوائی نے حلوا تو لکر ایک کاغذ نکالا تو اُسے چاک کرکے حلوا اُسمین لپیٹے مولانا نے اُسے پہچانا کہ یہ فرمان میرا ہو حلوائی سے گھرک کر فرمایا کہ اسے چاک نہ کر یہ میری املاک کا فرمان ہو پھر اُسے مع حلوا لیکر شیخ کیخدمت مین حاضر ہوے اور سر زمین پر رکھکر مرید ہوے اور اہل ارادت کو نسبت اس کرامت کے حیران کرکے اس کے بوستان اعتقاد کی تازگی اور شادابی کیواسطے اوریا پانی دیا اور نفحات مین لکھا ہو کہ جب اُس مستحق نے شیخ کیخدمت مین

حاضر ہوکر کاغذ کے گم ہونیکا اظہار کیا اور التماس دعا کر کے اضطرار ظاہر کیا شیخ نے اُسے ایک درم دیا کہ اسکا
حلوا خرید کر کے شیخ فریدالدین گنج شکر کی روح پُر فتوح پر فاتحہ پڑھکر درویشون کو تقسیم کر جب اُس شخص نے
درم حلوائی کو دیا اور اُس سے حلوا کاغذ مین لپیٹکر لیا جب غور سے دیکھا وہی کاغذ تھا جو گم ہوگیا تھا اور یہ حال
اس سے عجیب تر ہے کہ ایک شخص نے سو دینار کسی کے پاس امانت رکھے اور اس سے امانت نامہ لکھوا لیا تھا
اور جب وقت اسکے مطالبہ کا آپہونچا سند نہ پائی شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر التماس دعا کی شیخ نے فرمایا
مین پیر ہوا ہون اور شیرینی کو دوست رکھتا ہون ایک رطل حلوا میرے واسطے مول لے آ تو دعا کرون اس مرد نے
حلوا خرید کیا اور کاغذ مین لپیٹ کر شیخ کے پاس لایا شیخ نے ارشاد کیا کاغذ کو کھول جب اُس نے کھولا وہی امانت نامہ
تھا پھر فرمایا سند لے اور حلوا لیجا آپ کھا اور اپنے لڑکون کو دے وہ دونون چیزین لیکر حضرت سے رخصت ہوا
اور نقل ہے کہ اخی سراج پروانہ شیخ نور کے دادا جو بنگالہ مین مدفون ہین محض ناخواندہ تھے جب دہلی مین آن کر
شیخ کے مرید ہوئے شیخ نے ملا فخرالدین زرادی سے کہا یہ جوان بہت قابل ہے کاش تھوڑا علم ظاہری رکھتا تو
خوب ہوتا مولانا فخرالدین زرادی نے یہ سنکر سر زمین پر رکھا اور عرض کی اگر حضرت کی توجہ ہو بندہ اس جوان
کو چند روز مین مسائل لابدی تعلیم کرے شیخ نے فرمایا مبارک ہے مولانا انھین اپنے مکان پر لیجا کر تعلیم مین مشغول
ہوئے چنانچہ شیخ کی برکت انفاس کے سبب عرصۂ قلیل مین دانشمند ہوے اور خرقہ خلافت سے مشرف
ہوکر بنگالہ مین تشریف لے گئے سید وحیدالدین کرمانی مبارک سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مرید و
ہین اور سید خورد مشہور اور کتاب سیر الاولیا اُنکی تصانیف سے ہے منقول ہے کہ خسرو خان بعد
قتل بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ جب تخت پر بیٹھا دو لاکھ یا تین لاکھ روپیہ ہر ایک مشائخ کیواسطے
بھیجے سوائے ان تین مشائخ کے یعنے سید علاءالدین جنبوری اور شیخ وحیدالدین خلیفہ
شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر اور شیخ عثمان سیاح کہ خلیفہ شیخ رکن الدین ابوالفتح ہین سبنے قبول
کیا لیکن اکثر بزرگوارون نے وہ روپیہ امانت نگاہ رکھا ایک حبہ اُسمین سے صرف نہ کیا اور شیخ
نظام الدین اولیا پانچ لاکھ روپیہ خسرو خان کے صرف فقرا مین لائے اور چار ماہ کے بعد جب غازی
ملک یعنی سلطان غیاث الدین تغلق خسرو خان کو تہ تیغ کر کے بادشاہ دہلی کا ہوا اور استقلال بہم پہونچا کر
درپے اسکے ہوا کہ خسرو خان نے جو روپیہ مشائخون کو دیا تھا بازیافت کرے اکثر مشائخ نے بلا تامل ادا کیا
اور شیخ نظام الدین اولیا نے وہ روپیہ صرف کیا تھا کچھ جواب نہ دیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ
شیخ سے سوے مزاجی بہم پہونچائی اور ایک جماعت کہ شیخ سے عداوت اور حسد رکھتی تھی اور راگ
کی منکر تھی اُسنے فرصت پاکر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ شیخ مع جمیع مریدان راگ کے سوا کوئی کام نہین
رکھتا ہے اور سرود اور مزامیر جو مذہب حنفی مین حرام ہے سنتا ہے بادشاہ کو واجب ہے کہ علما کو طلب کر کے
ایک محضر بناوے اور اسے اُس فعل نامشروع سے ممانعت کرے بادشاہ غیاث الدین نے قلعہ
تغلق آباد مین کہ اُسکا تعمیر کیا ہوا تھا شیخ اور جمیع علما کو اس قلعہ مین طلب کیا چنانچہ ترپن دانشمند کہ
ہر ایک اپنے تئین سر آمد روزگار جانتے تھے اور یہ تمام عالم راگ اور سرود کے مسئلہ مین

شیخ نظام الدین اولیا سے خصومت اور نزاع رکھتے تھے بحث کے واسطے حاضر ہوئے مولانا فخرالدین رازی کہ شیخ کے مریدوں سے تھے اور دم اجتہاد سے مارتے تھے انھوں نے بادشاہ سے یہ بات کہی کہ دو آدمیوں کو جو سب سے عالم زیادہ ہوں انتخاب کیجیے تو وہ ہم سے بحث کریں الغرض بادشاہ نے قاضی رکن الدین ابوالحی کہ شہر کا حاکم اور شیخ کی عداوت میں فخر و مباہات کرتا تھا بحث کے واسطے اشارہ کیا اور قاضی نے شیخ کیطرف متوجہ ہو کر کہا ای درویش تم سرود اور راگ کے بارہ میں کیا دلیل رکھتے ہو شیخ حدیث نبوی السماع لاہلہ کو اپنی بریت کی دلیل لائے قاضی نے جواب دیا تم مرد مقلد ہو تمھیں حدیث سے کیا کام ہے کوئی روایت ابوحنیفہ سے لاؤ تو ہم اُسے قبول کریں شیخ نے کہا سبحان اللہ میں حدیث صحیح مصطفوی نقل کرتا ہوں اور تم مجھسے روایت ابوحنیفہ طلب کرتے ہو حکومت کی رعونت تمھارے حق میں بہتر نہیں تم خدا کے دوستوں سے بے ادبی کرتے ہو انشاء اللہ تعالے جلد اس عہدہ سے معزول ہوگے اور بادشاہ نے جب حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُنی متفکر ہو کر کچھ نہ کہا اور یہ گفتگو میں تھے اور وہ سب کے سوال وجواب سنتا تھا کہ اتنے میں مولانا علم الدین پوتے شیخ بہاء الدین زکریا کے ملتان سے آئے اور گردراہ سے دیوان عام میں تشریف لیگئے بادشاہ نے مع حضار مجلس انکے استقبال کیواسطے قیام کیا اور مولانا علم الدین نے سب سے پہلے شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر ملاقات کی اور باعزاز واحترام پیش آئے اسکے بعد بادشاہ سے پوچھا کہ آپ نے شیخ کو کسواسطے تکلیف دی ہے کہ وہ جناب یہاں تشریف لائے ہیں بادشاہ نے کہا بسبب حلت اور حرمت کے راگ کے بارہ میں علما کا محضر ہوا تھا الحمد للہ کہ آپ بھی تشریف لائے مولانا علم الدین کہ علامۂ زمان تھے کہا میں نے سفر بغداد اور مدینہ اور مصر اور شام کیا ہے تمام شہروں میں مشائخ باوجود علمائے تبحر اور پرہیزگار کے راگ سنتے ہیں اور کوئی شخص انہیں مانع نہیں ہوتا ہے ولاہلہ بلا شک وشبہ مباح ہے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا اور اصحاب انکے تمام اہل حال ہیں اور انکا ظاہر و باطن کمال اخلاق اور زہد اور تقوی سے آراستہ و پیراستہ ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ سنا ہے اور وجد فرمایا ہے جب مولانا نے یہ کہا بادشاہ اٹھا اور شیخ نظام الدین اولیا کو باعزاز واکرام تمام رخصت کیا اور بادشاہ الجملہ شرمندہ ہوا اسی دن قاضی رکن الدین ابوالحی کو عہدہ حکومت سے معزول کیا اور منقول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کا سن مبارک پچانوے سال کو پہنچا وہ جناب سات مہینے مرض حبس بول و غائطہ میں مبتلا رہے ایک روز اقبال کو طلب کر کے فرمایا کہ اسباب اور زر نقد سے جو کچھ میری ملک میں ہے حاضر کر تو آدمیوں پر تقسیم کروں اُسنے جوابدیا کہ زر نقد سے تو کچھ ایک حبہ میری تحویل میں نہیں ہے ہر روز کی آمدنی اسی دن صرف ہوجاتی ہے لیکن کئی ہزار من غلہ انبارخانہ میں موجود ہے ہر روز لنگر میں خرچ ہوتا ہے شیخ نے فرمایا کہ اسے کسواسطے نگاہ رکھا ہے جلد اُسے برآمد کر کے اور مستحقوں کو پہونچا یہ فرماکر بقیہ جامہ کا طلب کر کے ایک دستار اور ایک پیراہن اور ایک مصلاے خاص مولانا برہان الدین غریب کو عطا کیا اور دکھین دکن کی طرف رخصت فرمایا اور ایک پگڑی اور ایک کرتا اور ایک جانماز شیخ یعقوب کو دے کر گجرات کی سمت روانہ کیا اور اسی طور سے مولانا جمال الدین خوارزمی اور مولانا شمس الدین یحیی کو ایک دستار اور ایک

پیراہن اور ایک مصلا عنایت فرمایا اور بقیہ مین کوئی شی قسم جامہ سے باقی نہ رکھی اور اُن دونون مین جو شیخ نصیر الدین اودھی حاضر نہ تھے انھین کچھ عنایت نہوا اس سبب سے تمام حضار حیران رہے لیکن بعد چند دنوں کے بروز چہارشنبہ ربیع الثانی کی اٹھارھوین تاریخ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین بعد نماز ظہر سلطان الاولیا نے نصیر الدین اودھی کو طلب کر کے خرقہ اور عصا اور مصلا اور تسبیح اور کاسہ چوبین یعنی کچکول وغیرہ جو کچھ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے اُس جناب کو پہونچا تھا انھین سب عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ تم دہلی مین رہ کر آدمیون کی قفا اور جفا اٹھاؤ پھر بعد نماز عصر کہ ابھی آفتاب غروب نہوا تھا سلطان الاولیا جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور غیاث پور مین کہ اب وہ محلات نئے دہلی سے ہے مدفون ہوے اور وہ جناب ہمیشہ مجرد رہے عمر پارسائی مین بسر کی اور مشہور ہے کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے اگرچہ بحسب ظاہر شیخ سے کچھ نہ کہتا تھا اور شیخ کے احوال کا معارض اور متعرض نہوتا تھا لیکن اسقدر اپنے دل مین رنجش رکھتا تھا کہ اُسنے جسوقت بنگالہ سے مراجعت کی عزیمت کی شیخ کو پیغام بھیجا کہ آپ غیاث پور سے نکل جائین مین دہلی مین آن کر اُس موضع مین آپ کو مقیم نہ پاؤن شیخ نے حالت بیماری مین یہ جواب دیا کہ ابھی دہلی دور ہے پھر آخر کو یہ ہوا کہ وہ دہلی مین نہ پہونچا تھا کہ تغلق آباد کا محل اُسپر گرا اسمین دب کر ہلاک ہوا اور شیخ نے اُس سے چند روز پیشتر رحلت کی تھی اور یہ مثل کہ ابھی دہلی دور ہے ہنوز مین مشہور ہے نقل ہے کہ ایکروز شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے مکان مین فاقہ تھا شیخ نظام الدین اولیا سے فرمایا کہ کچھ لاؤ سلطان اولیا نے اپنی دستار مبارک رہن کر کے قدری لوبیا خرید کی اور جوش کر کے حاضر کیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے باتفاق یاران تناول فرمائی اسکے بعد آنحضرت کے پیر نے یہ دعا دی کہ کیا خوب اسی پکایا تھا اور نمک موافق اسمین ڈالا تھا حق سبحانہ تعالے اپنے فضل وکرم سے ایسا کرے کہ تیرے باورچی خانہ مین ہر روز ستر من نمک خرچ ہووے اور جسوقت شیخ نے دیکھا کہ شیخ نظام الدین اولیا کی ازار جا بجا سے چاک ہے حضرت شیخ فرید گنج شکر نے اپنی ازار مکان سے طلب کی اور آپ کو عطا کی اور فرمایا اسے پہن شیخ نظام الدین اولیا نہایت محظوظ ہوے اور شیخ کے حضور وہ ازار اپنی ازار پر پہننے لگے ناگاہ ازاربند دست مبارک سے چھٹ گیا ازار گر پڑی شیخ نے فرمایا کہ ازار خوب کس کر باندھو شیخ نظام الدین اولیا نے عرض کی کیونکر باندھون فرمایا ایسی باندھو کہ سواے حوران بہشتی کے نہ کھلے شیخ نظام الدین اولیا تعظیم بجا لائے اور قبول کیا چنانچہ توفیق ایزدی سے آخر عمر تک عورتون سے مباشرت نکی اور جیسا کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے فرمایا تھا ہر روز ستر من نمک آپ کے باورچیخانہ مین صرف ہوتا تھا اور نقل ہے کہ ایک صوفی کو شیخ نظام الدین اولیا کی مجلس مین حال آیا اور وہ ایک آہ کھینچکر جل گیا سلطان الاولیا جب حال سے فارغ ہوے پوچھا کہ یہ خاکستر کیسی ہے لوگون نے عرض کی کہ فلان صوفی ایک آہ کر کے جل گیا یہ اُسی کی راکھ ہے پھر شیخ نے پانی پر کچھ پڑھکر اُسپر چھڑکا وہ صوفی فوراً زندہ ہوا اور تذکرۃ الاولیا مین مذکور ہے کہ شیخ نے اُس سے فرمایا تجھے روا نہین ہے کہ تو راگ کے وقت حاضر ہو کیونکہ ابتک تو ابھی خام ہے اس سبب سے تو ایک آہ سے جل جاتا ہے اور صوفیون کے سر بہت ماجرے گذرتے ہین کہ اُسکے متحمل ہوتے ہین دم نہین مارتے

ذکر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی قدس سرہ کا

شیخ نصیر الدین اودھی شیخ نظام الدین اولیا کے قائم مقام اور سجادہ نشین ہوے اور جامع علوم ظاہری اور باطنی ہوکر اخلاق حسنہ کے ساتھ اتصاف رکھتے تھے اور انکے فضل و دانش کی کثرت اور وفور سے سلطان الاولیا کے اصحاب انھیں گنج معانی کہتے تھے شیخ نظام الدین اولیا کے بعد از وفات وہ جناب دہلی مین سجادہ نشین ہوے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد مین مشغول تھے جیساکہ مخدوم جہانیان سید جلال کی داستان مین لکھا ہی کہ جب مکہ معظمہ مین شیخ عبداللہ شافعی کی زبان پر جاری ہوا کہ مشائخ دہلی کے تمام جوار رحمت حق مین واصل ہوے اب شیخ نصیر الدین اودھی کہ چراغ دہلی ہی باقی رہا اسواسطے اس جناب کا چراغ دہلی لقب ہوا اور مخدوم جہانیان مکہ سے مراجعت کرکے دہلی مین آئے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کی صحبت مین تبرک خرقہ سے مخصوص ہوے اس سبب کہتے ہین کہ ملتان کے مشائخ خانوادہ چشتیہ سے بھی بہرہ رکھتے ہین اور سید محمد گیسو دراز جو شہر احمدآباد گلبرگہ مین مدفون ہین اور شیخ اخی سراج پروانہ کہ مقبرہ انکا بنگالہ مین ہی اور شیخ حسام الدین جو نہروالہ گجرات مین آسودہ ہین آنحضرت کے مریدون سے ہوتے ہین اور منقول ہی کہ شیخ نصیر الدین اودھی نے خلق کے ازدحام سے بہ تنگ آنکر امیر خسرو سے کہا کہ آپ شیخ نظام الدین سے میرے واسطے رخصت لین تو مین کسی پہاڑ یا بیابان مین جاکر اس ہجوم سے نجات پاکر ذکر حق مین مشغول ہون شیخ نے فرمایا اُنسے جاکر کہو کہ تمھین خلق مین رہنا اور اُن کے قفا اور جفا سہنا پڑیگا اور نقل ہی کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ خونریزی اور سیاست کے سبب خونی مشہور ہوا تھا اُسنے درویشون سے سوءمزاجی بہم پہونچاکر حکم کیا کہ درویش خدمتگارون کیطرح میری خدمت کرین یعنے کوئی مجھے پان کھلاوے اور کوئی میرے دستار باندھے الغرض بہت مشائخون کو ایک ایک خدمت پر مقرر کیا اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کو بھی تکلیف پوشاک پہنانے کی دی شیخ نے قبول نہ کی بادشاہ نے طیش مین آنکر شیخ کو قفا دیکر قید کیا اور شیخ کو اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا کا کلام یاد آیا ناچار مضمون سنے خدمت قبول کرکے قید سے نجات پائی قضارا انھین دنون مین بادشاہ کو قضایے عجیب پیش آئے اسی عرصے مین فوت ہوا بندگان خدا نے رہائی پائی اور تذکرۃ الاتقیا مین مرقوم ہی کہ شیخ نماز عصر کے بعد حجرہ مین داخل ہوکر حق کی طاعت و عبادت مین مشغول ہوتے تھے اور کسی سے بات نکرتے تھے اور خادمون کو یہ حکم دیا تھا کہ اسوقت جو شخص میری ملاقات کو آوے اُسے ایک تنگہ دیکر رخصت کرو اور اگر ایک تنگہ نہ لیوے دو تنگہ سے پچاس تنگہ تک دے کر اُسے واپس کرو اور اگر اس مقدار سے بھی راضی نہو سے تو اُسے میرے پاس بھیجو چنانچہ ایک روز کا مذکور ہی کہ ایک قلندر شیخ کے دیکھنے کو آیا ہرچند خادمون نے چاہا کہ وہ کچھ لیکر رخصت ہووے اُسکا سمجھانا مفید نہوا ناچار اُسے اذن دخول حجرہ دیا قلندر شیطان صفت نے حجرہ مین جاکر بہ سختی و درشتی شیخ سے کچھ طلب کیا شیخ جو طاعت مین مشغول تھے دو تین مرتبہ اشارہ کیا کہ بیٹھ جا مین تجھے دونگا قبول نہ کیا اور اُس موذی نے چند زخم چھری کے شیخ کے جسد مبارک پر مارے کہ خون سوراخ آستانہ سے روان ہوکر برآمد ہوا خادم مضطرب ہوکر اندر گئے اور چاہا کہ اُسے سزا پہونچاوین شیخ نے ممانعت کی اور ایک گھوڑا اور پچاس اشرفی

اُسے مرحمت فرمائین اور ارشاد کیا کہ تو گھوڑے پر سوار ہو کر اِس شہر سے نکل جا تو کوئی تجھے مزاحمت نہ پہنچاوے
قلندر اُسے لیکر حسب الارشاد کاربند ہوا اور چند ساعت کے بعد جب وقت ارتحال پہونچا آپ نے وصیت
کی کہ سید محمد گیسو دراز مجھے غسل دیوین اور اِس خرقہ مین جو شیخ نظام الدین اولیا سے پہونچا ہی لپیٹکر مع عصا و
مصلا مجھے قبر مین رکھین الغرض وہ جناب اٹھارھوین تاریخ ماہ رمضان المبارک شب جمعہ ۷۵۷ھ سات
سو ستاون ہجری مین ساتھ رحمت ایزدی کے واصل ہوئے اور سید محمد گیسو دراز نے حسب وصیت عمل کر کے
غسل و کفن دے کر مدفون کیا اور مدت آپ کی عمر کی بیاسی برس راوی نشان دیتے ہین القصہ کہ سید
محمد گیسو دراز نے جب دیکھا کہ پیر بے نظیر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے خرقہ اور عصا اور مصلا
نہ پہونچا گریبان باسینہ بریان شہر دہلی سے برآمد ہو کر دکن کی طرف گئے اُسوقت مین شاہ فیروز شاہ
بہمنی دکن مین فرمان روا تھا وہ سید کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور اُنھین باعزاز تمام احمدآباد بیدر مین
پہونچایا اور اِسکی تفصیل یہ ہے کہ جو احوال مین اُسکے لکھا گیا سید کا مرید و معتقد ہوا اور اُنکی تعظیم و تکریم مین
زیادہ تر کوشش کر کے ایک گنبد کہ سید اُسمین مدفون ہین تیار کیا اور اہالی دکن کو اُن بزرگوار کی نسبت حد سے
زیادہ اعتقاد اور اخلاص تھا سلطان فیروز شاہ نے فرمایا کہ جو قصبے شاہان بہمنیہ نے اُن سید کو
وقف کیے ہین شاہان عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ اُنکے فرزندون پر حسب دستور بحال رکھین اور
اولاد اُنکی دو فرقہ ہو گئی بعضے مذہب امامیہ اور بعضے مذہب حنفی رکھتے ہین اور کہتے ہین جب سید گجرات کے
راستہ سے دکن مین روانہ ہوئے شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کے بہت مریدون نے
اُنکی ہمراہی اختیار کی لیکن اسکے بعد درویشون کے ہمراہ نہروالہ مین پہونچے خواجہ رکن الدین کان شکر سے
ملاقات کی خواجہ نے پوچھا کہ اپنے تئین کہان پہونچایا فرمایا مین نے کام شبلی اور جنید کا کیا لیکن کچھ کشائش اپنے
کام مین نپائی خواجہ نے کہا اِسکا سبب یہ ہے کہ اُن بزرگوارون نے کیسہ زر پھینکا تھا اور تو نے جمع کیا سید متنبہ ہوئے کیسہ زر
جو ہمیشہ کمر مین رکھتے تھے اُسے اپنے پاس سے دور کیا ایک مریدان شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی سے شیخ اخی سراج
پروانہ ہین اور وہ اگرچہ شیخ نظام الدین اولیا کی نسبت ارادت صادق رکھتے تھے اور اِس جناب سے تربیت
پاکر بنگالہ کی طرف رخصت ہوئے تھے لیکن شیخ نظام الدین اولیا کی بعد وفات پھر دہلی مین آئے اور دست
ارادت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہاتھ مین دے کر درجہ کمال کو پہونچے اور خرقہ بنگالہ کی خلافت کا
پایا اور مشہور ہی کہ جب شیخ نصیر الدین اودھی نے اُنھین بنگالہ کی رخصت عطا فرمائی اُنھون نے عرض
کیا کہ اُس مملکت مین شیخ علاء الدین قل تشریف رکھتے ہین اور اُس طرف کی تمام خلقت اُنسے رجوع ہو رہی
رہنا اُس ملک مین کیا اثر بخشیگا شیخ نے فرمایا کہ تم اوپر وے قل یعنی تم بالا اور وہ زیر شیخ اخی سراج پروانہ
اپنے کام کی برتری کی بشارت سنکر بنگالہ کی طرف راہی ہوئے مگر جس روز کہ شیخ علاء الدین قل کی ملاقات
کو گئے وہ شیخ کے اُس ملک مین آنے سے آزردہ خاطر ہوئے خبر اُنکی تشریف آوری کی سنکر چارپائی پر چارزانو
ہو کر بیٹھے اور جب شیخ تشریف لائے اُنھین سلام کیا تواضع نہ کی اُسی طریق سے بیٹھے رہے اور شیخ اخی سراج
پروانہ چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور بہ بشاشت تمام کلام حقانی اور معارف

شروع کیے خدا جانے کہ شیخ علاء الدین نیل کو کیا مشاہدہ ہوا جو یکایک چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور شیخ اخی سراج پروانہ کو بمبالغہ تمام چارپائی پر بٹھا کر اُنکے مرید ہوئے اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کے مریدان صاحب حال بہت ہین چونکہ احوال اُنکا بہ تفصیل مولف کی نظر سے نہین گذرا لہذا اُنکے ذکر مین نہین مشغول ہوا سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے خلفا کے واقعات آغاز کیے

ذکر شاہ منتخب الدین المعروف بزرزری بخش قدس سرہ کا

منقول ہو کہ شاہ منتخب الدین اور شیخ برہان الدین شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوے اور جو علوم متداولہ اور اخلاق حسنہ مین کمال رکھتے تھے اُن بزرگوار کے منظور نظر ہوکر مراتب عالیہ پر فائز ہوے پہلے شیخ نظام الدین اولیا نے خلافت نامہ اور مصلا اور عصا اور خلعت شاہ منتخب الدین کو عنایت فرمایا اور ارشاد خلائق کیواسطے دکن مین تعین کیا اور بروایت مشہور اپنے سات سو مرید کو کہ بعضے پالکی سوار تھے اُنکے ہمراہ کیے شاہ منتخب الدین اُن بزرگوارون کے خرچ کے بارہ مین متفکر ہوے اور سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ریاست مقتضی غمخواری متعلقان اور دوستان ہو اور مجھے خود وہ حالت اور استطاعت نہین شیخ نظام الدین اولیا نے مراقبہ مین جاکر فرمایا خرچ اُن آدمیون کا ہر شب نماز تہجد کے وقت تمھارے پاس پہونچے گا شاہ منتخب الدین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر راہی ہوے اور دولت آباد مین پہونچکر متوطن ہوے اور آخر عمر تک ہر شب کو نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک ڈبہ زرین آتا تھا اور شاہ علی الصباح اُسے فروخت کرکے درویشون کے صرف مین لاتے تھے اور بعضے کتب مین لکھا ہو کہ شاہ زر درج سے برآورد کرکے بوسہ دیتے تھے اور نماز تہجد کی ادا کرتے تھے اور صبح کو وہ زر رفقا کے صرف مین لاتے تھے اس سبب سے مشہور بزرزری بخش ہوے اور نقل ہو کہ جب شاہ منتخب الدین دولت آباد مین فوت ہوے اُسی دن شیخ نظام الدین اولیا نے از روے کشف دریافت کرکے شیخ برہان الدین سے پوچھا کہ تمھارے بھائی شاہ منتخب الدین کی کیا عمر تھی معلوم ہو کہ میرا بھائی رحمت حق مین واصل ہوا اپنے مکان مین جاکر ماتم مین بیٹھے دوسرے دن سلطان المشائخ کی زیارت کیواسطے حاضر ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا نے اپنی وفات سے بیشتر شیخ برہان الدین کو خرقہ خلافت دکن کا مرحمت کرکے رخصت فرمایا تھا

ذکر شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

لکھتے ہین جب سلطان المشائخ نے اُنھین دکن کی طرف رخصت عنایت فرمائی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی کہ مین اس مجلس کے بزرگوارون کو کہان پاؤن گا شیخ نے مراقبہ مین جاکر فرمایا مین نے اہل مجلس کہ چارسو آدمی ہین تمھین عطا کیے پھر عرض کی کہ مین طاقت جدائی کی نہین رکھتا شیخ نے مراقبہ مین جاکر یہ ارشاد کیا کہ جس مقام مین تم رہوگے میرے اور تمھارے حجاب نہوگا چاہیے کہ تم سفر اختیار کرو اور فتوح کے باب مین لا رد او لا کد رہنا شیخ برہان الدین حسب الحکم مع چارسو درویش دولت آباد مین جاکر ساکن ہوے اور اُس ملک کے باشندونکو اعتقاد عظیم بہم پہونچا زر فتوح بیشمار آنے لگا

اور تذکرۃ الاتقیا مین تحریر ہو کہ ابتداے حال مین باورچیخانہ نظام الدین اولیا کا اُنکے حوالہ تھا ایک روز شیخ برہان الدین باورچی خانہ مین کچھ بر بیٹھے تھے سردی نے اثر غلبہ کیا ایک پارچہ کہ دوش پر ڈالے تھے اُسے زیب سر ڈال کر بیٹھے بعدہ ایک شخص نے اُنمین سے سلطان المشائخ کو خبر پہونچائی کہ شیخ برہان الدین باورچی خانہ مین نہالچہ مین بیٹھے ہین فرمایا بے ادبی کی ہو ابھی ہوس اُسکے سر مین باقی ہو وہ میرے سامنے آنے نپاوے یہ خبر جب شیخ برہان الدین نے سُنی پیر کی مفارقت سے نہایت بیتاب ہوے ہرچند یارون سے التماس سفارش کی فائدہ نہ بخشا آخرش امیر خسرو کے پاس التجا لے گئے اور جو وہ سلطان المشائخ کی خدمت مین قرب اور عزت تمام رکھتے تھے اُنھون نے رحم دلی سے انکی درخواست قبول کرائی اور دستار اپنے سر سے اُتار کر اُن کی گردن مین ڈال کر اُسی نہج سے سلطان الاولیا کی خدمت مین لیگئے اُسوقت وہ جناب کلاہ سر مبارک پر کج رکھے ہوے وضو کرتے تھے بار بار یہ بیت پڑھی بیت ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے ✦ من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے ✦ آنحضرت نہایت خوشوقت ہوے اور شکر دونون سے بغلگیر ہوے اور منقول ہو کہ ایکروز سلطان المشائخ کے روبرو شیخ بایزید بسطامی کی تعریف کرتے تھے آنحضرت نے فرمایا ہم بھی بایزید بسطامی رکھتے ہین یارون نے پوچھا کہان ہو فرمایا جماعت خانہ مین بیٹھا ہو خواجہ اقبال اُسوقت تمام جماعت خانہ مین گئے دیکھا کہ شیخ برہان الدین وہان بیٹھے ہین یارون نے جانا کہ یہ بات اُنکے حق مین فرمائی ہو نقل ہو کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جسوقت کوئی شخص میرے پاس بیعت کیواسطے آتا ہو مین پہلے لوح محفوظ کو دیکھتا ہون اگر وہ اہل سعادت ہو فی الفور اُسکے ہاتھ مین ہاتھ دیتا ہون اور جو اُسکے برعکس ہو توقف کرتا ہون اول اُسکی سعادت کیواسطے حق تعالےٰ سے دست بدعا ہوتا ہون بعد اُسکے اُسے مرید کرتا ہون الغرض شیخ برہان الدین جب دولت آباد مین برحمت حق واصل ہوے خادمون نے اُس مقام مین اُنھین دفن کیا اور شیخ زین الدین اُنکے قائم مقام اور جانشین ہوے

ذکر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

بعضے راویون کا یہ قول ہو کہ شیخ زین الدین شیخ نصیر الدین اودھی المشہور چراغ دہلی کے بھانجے ہین اور وہ جناب بہت صاحب حال اور اہل کمال تھے جسوقت نصیر خان فاروقی والی خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا اہیر سے لیا شیخ زین الدین سے استدعاے قدوم کی اور جو کہ وہ ارادت صادق رکھتا تھا التماس اُسکی قبول ہوئی وہ جناب اس مقام مین کہ جہان قصبہ زین آباد ہو تشریف لائے اور نصیر خان فاروقی دریا کے اسطرف اُس موضع مین کہ بالفعل جہان شہر برہانپور ہو وارد تھا شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ جناب قلعہ اسیر کو اپنے نور حضور سے منور فرمائین حضرت نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا کہ مجھے پیر کی اجازت نہین ہو کہ آب تپتی سے عبور کرون الغرض نصیر خان چندروز جبتک کہ شیخ وہان رونق افزا رہے ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے ادا کرکے درویشون کی خدمت مین تقصیر نہ کرتا تھا جب وقت شیخ نے عزم مراجعت کیا نصیر خان نے اُنھین تکلیف قبول قصبات اور دیہات کی آپ نے جواب دیا کہ فقیرون کو جاگیر سے کیا نسبت ہو جب نصیر خان حد سے زیادہ مصر ہوا کہ میری سرفرازی کے واسطے

کچھ قبول فرمائین شیخ نے کہا یہ امر قبول کرتا ہون کہ جس مقام مین تم وارد ہوے ہو وہان پر ایک شہر میرے پیر شیخ برہان الدین کے نام آباد کرو اور اس مقام مین کہ فقیر فروکش ہوا ہی ایک قصبہ اس فقیر کے نام بنا کرو خلاصہ یہ کہ نصیر خان فاروقی نے شیخ کے حضور دونون موضع کی بنا ڈالی خشت زمین پر رکھی اور شیخ کی زبان مبارک کی تاثیر سے شہر برہان پور عرصۂ قلیل مین اسقدر آباد ہوا کہ مصر کے ساتھ دعوی ہمسری کا کرنے لگا اور زین آباد بھی قصبات مین محسوب ہوا

ذکر شیخ نظام الدین ابو المویدکا

انھون نے غزنین مین شیخ عبد الواحد سے خرقہ خلافت کا پایا اسکے بعد دہلی مین آنکر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید ہوے اور آن حضرت کی خدمت مین مرتبہ کمال کو پہونچکر واصلان حق سے ہوے اور والدہ انکی بی بی سامیران کہ ہمشیرہ سید نور الدین غزنوی کی تھین وہ خواجہ قطب الدین کو بھائی متی تھین اور خواجہ بھی انھین مثل اپنی ہمشیرہ کے سمجھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مین ابتداء حال مین روز جمعہ کو شہر دہلی کی مسجد جامع مین حاضر تھا ناگاہ شیخ نظام الدین ابو المؤید تشریف لانے اور اسطرح سے دوگانہ تحیت مین مشغول ہوے کہ مجھے انکی حالت استغراق سے ذوق تمام حاصل ہوا بعد اداے نماز ایک فقیر قاسم نام منبر پر چڑھے اور ایک آیت کلام اللہ کی پڑھی بعد اسکے شیخ نظام الدین ابو المؤید نے کلام آغاز کرکے فرمایا کہ مین نے یہ بیت اپنے یار کے خط خاص سے لکھی دیکھی بیت در عشق توکی از تو عذر خواہم کرد ✤ جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد ✤ یہ بیت اس سوز و گداز سے پڑھی کہ سب مین سے سنکر نعرہ زن ہوے اور مجھے بھی اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا او نقل ہی کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد مین امساک باران ہوا لوگون نے شیخ نظام الدین ابو المؤید کو دعاے باران کی تکلیف کی ناچار ہوکر دعاے باران پڑھی اور آسمان کیطرف منھ کرکے فرمایا کہ مجھے قسم ہی تیری عظمت اور بزرگواری کی تو آج کے دن پانی نہ برساویگا مین کسی آبادی مین نرہونگا غرض کہ حضرت ابھی منبر سے نہ اُترے تھے کہ باران رحمت نازل ہوا راوی کا یہ بھی قول ہی کہ سید قطب الدین ترمذی ایک بزرگان وقت سے تھے انھون نے شیخ سے کہا کہ مین جانتا ہون آپکو حق تعالے کے ساتھ اخلاص اور نیاز تمام ہی لیکن یہ بات آپنے کیون فرمائی کہ اگر پانی نہ برسے گا مین کسی آبادی مین نہ رہونگا شیخ نے جواب دیا مین یقین جانتا تھا کہ حق سبحانہ تعالی باران رحمت نازل کریگا مین نے اسواسطے یہ فضولی کی تھی اور بعضون کا یہ قول ہی کہ شیخ نظام الدین ابو المؤید نے جواب دیا کہ مجھسے اور سید نور الدین مبارک غزنوی سے شمس الدین التمش کی مجلس مین کچھ نزاع ہوئی تھی اور لوگون نے انھین مجھسے رنجیدہ کیا تھا اور اسوقت مین مجھے یارون نے دعاے باران کی تکلیف کی مین نے اُنکے روضہ مین جاکر فاتحہ پڑھا اور یہ کہا کہ مجھسے درگذر کیجیے ناگاہ روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ مین نے تجھسے صلح کی جا دعا کر کہ البتہ حق تعالے باران رحمت نازل فرماویگا بسبب اُس اعتماد کے یہ کلمہ زبان پر لایا تھا اور کہتے ہین کہ اُسدن منبر پر برآمد ہوکر شیخ نے ہاتھ آستین مین کرکے اور ایک کپڑا برآوردہ کرکے آسمان کیطرف دیکھا اور اُس کپڑے کو جنبش دیکر دعا پڑھی اس صورت مین ملا وجیہ الدین یحیی کہ وہ خواجہ کے مرید تھے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ

وہ پارچہ کیسا تھا فرمایا کپڑا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا دامن تھا خواجہ نے میری والدہ بی بی سابران کو عنایت فرمایا تھا وہی اجابت دعا مین دخیل ہوا

ذکر امیر خسرو دہلوی کا

نام اصلی انکا ابو الحسن ہی اور آن حضرت کے والد امیر سیف الدین محمود امراے ہزارہ بلخ سے تھے اور قریب کے اطراف مین رہتے تھے اور چنگیز خان کے ہمراہ ہندوستان مین انکے امرا کی سلک مین منتظم ہوے اور امیر خسرو قصبۂ مومن آباد مین کہ اس زمانہ مین اُس قصبہ کو پتیالی کہتے ہین پیدا ہوے اور آٹھ برس کے سن مین جیسا کہ مذکور ہوا باپ اور بھائی کی خدمت مین اعزالدین علی شاہ اور حسام الدین نام تھا رہے اور بعد بادشاہ غیاث الدین بلبن کے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت مین مشرف ہوکر مرید ہوے جب نو برس کا زمانہ گذرا امیر سیف الدین محمود کہ جنکی عمر پچاسی برس کی تھی ایک معرکہ مین کفار کے ہاتھ سے شہید ہوے و اعزالدین علی شاہ قائم مقام اُنکے ہوے اور امیر خسرو نے اپنے والد کے مرثیہ مین یہ بیت موزون کی بیت سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم شد دریاے ما روان شد و در یتیم ماند آور بعد شہادت امیر سیف الدین محمود کے امیر خسرو کے نانا جنکا خطاب عماد الملک اور اعیان عصر سے تھے اور ایک سو تیرہ برس کی عمر رکھتے تھے صفت اُنکی دیباچہ غرۃ الکمال مین تحریر ہی اُنکی پرورش و پرداخت مین مشغول ہوے اسقدر توجہ اور التفات اُنکی نسبت مبذول فرمائی کہ فضلاے عصر سے ہوے ایک دن شیخ نظام الدین اولیا مع اپنے اصحاب بازار کی طرف جاتے تھے اور امیر خسرو کا آغاز شباب تھا وہ بھی ہمراہ تھے خواجہ حسن شاعر کہ حسن و جمال بے مثال اور فضل و دانش مین کمال رکھتے تھے ایک دکان مین بیٹھکر روٹی بیچتے تھے جو ہین امیر خسرو کی نگاہ اُنسے دوچار ہوئی اُنکی شکل زیبا اور حرکات موزون دیکھکر مرغ دل اُنکا گرفتار ہوا اور اُنکے قریب جاکر پوچھا روٹی کیونکر بیچتا ہی حسن نے جواب دیا کہ مین ایک پلہ مین روٹی رکھکر خریدار سے کہتا ہون کہ زر دوسرے پلہ مین رکھو جب زر اُسکا روٹی کے وزن سے بہت گران ہوتا ہی لیکر مشتری کو ایک راستہ بتاتا ہون امیر خسرو نے جواب دیا اگر مشتری مفلس ہو اُسکی کیا تدبیر ہی کہا اُس سے زر کے عوض درد و نیاز لیتا ہون امیر خسرو خواجہ حسن کے حسن کلام سے حیران رہے اور حقیقت حال شیخ سے عرض کی اور خواجہ حسن کو بھی درد طلب دامنگیر ہوا انھین دنون مین دکان ترک کی اگرچہ خواجہ حسن اُس عرصہ مین شیخ کے مرید ہوے تھے لیکن اول سے زیادہ تر علوم و کمالات ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوکر شیخ کی خانقاہ کی طرف آمد و شد کرتے تھے اور اُنکے اور امیر خسرو کے درمیان الفت تمام بہم پہونچی اور دونون نے شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کی کہ ملتان کا حاکم تھا نوکری اختیار کی امیر خسرو شاہزادہ کے مصحف دار اور خواجہ حسن دوات دار ہوے جب محمد سلطان خان شہید دہلی مین آتا تھا دونون عزیز شاہزادہ کی خدمت سے فارغ ہوکر اکثر اوقات شیخ کی ملازمت مین بسر لیجاتے تھے پھر رفتہ رفتہ انکی عاشقی اور معشوقی کا اسقدر شہرہ ہوا کہ غرض گویون نے شاہزادہ سے عرض کی کہ تمام خلق امیر خسرو اور خواجہ حسن کو اہل ملامت سے جانتی ہی یہ قرب خدمت کے قابل نہین ہین امیر خسرو نے انھین دنون مین یہ غزل کہ جسکا مطلع یہ ہی موزون کی بیت زین دل خود کام

کار من برسوائی کشید * خسروا فرمان دل برون ہمین باآورد * بعد اسکے محمد سلطان خان شہید نے از روے
مصلحت خواجہ حسن کو امیر خسرو کی مصاحبت اور اختلاط سے ممانعت فرمائی لیکن جو رشتہ محبت کا انکے
درمیان مین مضبوط تھا ممانعت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور اہل غرض نے پھر بنام محمد سلطان خان شہید سے عرض
کیا اور اسمرتبہ شاہزادہ نے غیظ مین آنکر چند تازیانہ خواجہ حسن کو مارے اور وہ وہان سے برآمد ہوکر پھر
امیر خسرو کے مکان پر گئے اور محمد خان شہید کو اسی وقت یہ خبر پہونچی متعجب ہوکر ایک حضار مجلس سے کہ حقیقت
حال سے مطلع تھا یہ فرمایا کہ انکی محبت مجازی زیور حقیقت سے آراستہ ہوئی ہوا اور انکا جال حال پردۂ
عفت اور صلاح سے پیراستہ ہوا ہو محمد سلطان خان شہید نے آدمی بھیجکر امیر خسرو کو طلب کرکے پوچھا کہ محبت
تمھاری آمیزش ہوا سے پاک ہو یا نہین انھون نے جواب دیا کہ دوئی ہمارے درمیان سے کوچ
کر گئی محمد سلطان خان شہید نے گواہ طلب کیے امیر خسرو نے ہاتھ آستین سے برآوردہ کرکے کہا مصرع
گواہ عاشق صادق در آستین باشد * محمد سلطان خان شہید نے جب دیکھا کہ نشان تازیانہ کا جس مقام
پر خواجہ حسن کے پہونچا تھا امیر خسرو کے ہاتھ پر ظاہر ہے سکوت اختیار کیا اور امیر خسرو نے فوراً یہ رباعی
پڑھی رباعی عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست * تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست * اجزاے
وجودم ہمگی دوست گرفت * نامیست مرا ز من و باقی ہمہ اوست * اور اسوقت مین نسیم عالم تحقیق
کی انکے باغ امید پر چلی عالم اور مافیہا انکی نظر ہمت مین ایک خس کھلائی دیے شاہزادہ کی ملازمت
سے مستعفی ہوے لیکن محمد سلطان خان شہید نے انھین کال رکھا اور بعد اسکے جب محمد سلطان خان
شہر ملتان مین بدرجہ شہادت فائز ہوے امیر خسرو دہلی مین آنکر امیر علی جامہ دار کے ملازم ہوے
اور تعریف اسکی امیر خسرو کے دیوان مین بہت ہوا اور بعدہ بادشاہ جلال الدین خلجی کے مقرب ہوے
اور مثل انکے باپ اور بھائی کے مدارج علیہ پر پہونچکر امراے کبار مین مخصوص ہوے اور بادشاہ
قطب الدین مبارک شاہ کے عہد تک ہر ایک بادشاہ تخت پر اجلاس کرکے امیر خسرو کو معزز کرکے امرا
کے جرگہ مین رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کہ تغلق نامہ بنام نامی اسکے ہے امیر خسرو کو اور
امراے کبار سے زیادہ تر عزت دے کر سفر بنگالہ مین اپنے ہمراہ رکھتا تھا لیکن مراجعت کے وقت بادشاہ
نے کسی کام کے واسطے امیر خسرو کو لکھنوتی مین چھوڑا اس اثنا مین امیر خسرو نے جب سنا کہ شیخ
نظام الدین اولیا رحمت حق مین واصل ہوے اس سبب سے بیتاب ہوکر بتعجیل تمام آنحضرت کے
مزار پر حاضر ہوے نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے روح پر فتوح کی ترویح کیواسطے فقرا اور مساکین پر
تقسیم کیا اور بادشاہ کی خدمت سے دست کش ہوکر مجرد ہوے اور کپڑے سیاہ پہنکر آنحضرت کی
قبر پر ساکن ہوے اور مفارقت سے ایسے محزون اور مغموم ہوے کہ سلطان المشائخ کی بعد وفات
کے چھ ماہ کا عرصہ گذرا تھا جمعرات کو انتیسوین تاریخ ماہ ذی قعدہ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین بجوار
رحمت ایزدی واصل ہوے اور اسی حظیرہ مین اپنے مرشد کے پائین دفن ہوے اور منقول
ہو کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ امیر خسرو بعد میرے زندہ نرہیگا جب رحلت کیے

میرے پہلو مین دفن کرنا کہ وہ میرا صاحب اسرار ہی اور مین بھی بغیر اُسکے بہشت مین قدم نہ رکھونگا اور اگر دو شخص کا ایک قبر مین دفن کرنا جائز ہوتا مین وصیت کرتا کہ اُسے میری قبر مین دفن کرین تو دونون ایک جا رہتے الغرض جب امیر خسرو فوت ہوئے چاہا کہ وصیت کے موافق شیخ کے پہلو مین مدفون کرین ایک خواجہ سرا کہ منصب وزارت رکھتا تھا اور شیخ کا مرید تھا مانع ہوا کہ شیخ کے بعضے مریدون کو شیخ اور امیر خسرو کے مزار مین شبہہ واقع ہوگا اسواسطے انکو شیخ کے پایئن یارون کے چبوترہ پر مدفون کیا چنانچہ یہ قطعہ جسمین ارشاد کا مادہ تاریخ انکا ہی قطعہ تاریخ میر خسرو خسرو ملک سخن ✤ آن محیط فضل و دریائے کمال ✤ نثر او دلکش تر از ماء معین نظم او صافی تر از ماء زلال ✤ بلبل بستان سرائے داد و دین ✤ طوطی شکر مقال بے زوال ✤ از پئے تاریخ سال فوت او ✤ چون نہادم سر بزانوے خیال ✤ شد عدیم المثل یک تاریخ او ✤ دیگرے شد طوطی شکر مقال ✤ تذکرۃ الاولیا مین مسطور ہی کہ امیر خسرو استادان ماضیہ کی نسبت طعنہ زن ہو گئے خاص اُسوقت مین کہ خمسہ نظامی کا جواب کہتے تھے اور سلطان المشائخ نظامی گنجوری کے باطن سے خوف کھاکر منع کرتے تھے اور امیر خسرو درجواب کہتے تھے کہ مین آپ کی پناہ مین ہون کچھ آسیب مجھے نہ پہونچیگا قضارا ایک وقت یہ بیت کہتے تھے بیت کوکبۂ خسرویم شد بلند ✤ غلغلہ در گور نظامی فگند ✤ ناگاہ تیغ برہنہ امیر خسرو کے سر پر نمودہوئی اور امیر خسرو نام شیخ اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا زبان پر لائے اسوقت ایک ہاتھ پیدا ہوا اور آستین کا سر تیغ کے پہلو مین دیا وہ تلوار وہان سے گذر کر ایک بیر کے درخت پر کہ اس مقام مین تھا پہونچا امیر خسرو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ حال اپنے پیر و مرشد سے اظہار کیا چاہتے تھے کہ شیخ نے سر آستین کا انھین دکھلایا پھر امیر خسرو نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر دعا کی اور شیخ نے انکے حق مین یہ بیت فرمائین ابیات خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خواست ملکیت ملک سخن از خسرو ماست ✤ این خسرو ماست ناصر خسرو نیست ✤ زیرا کہ خدا ناصر این خسرو ماست ✤ شیخ آذری نے جواہر الانوار مین لکھا ہی کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی عین پیرانہ سالی مین شیراز سے امیر خسرو کی ملاقات کو ہندوستان مین آئے شعر مین حق استادی اُنپر ظاہر کرتے تھے اور امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد آنحضرت سے رکھتے تھے اُس بیت سے اُنکا اعتقاد ظاہر ہی بیت خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت ✤ شیرہ از خمخانہ سعدی کہ در شیراز بود ✤ اور دوسرے مقام مین فرمایا مصرع جلد سخنم دارد شیرازۂ شیرازی ✤ اور یہ بھی منقول ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ خدا مجھے اس ترک کے سوز سینہ کے سبب بخشیگا اور امیر خسرو نے اُنکے مدح مین بہت کچھ کہا ہی اور یہ دو بیت انھین مین سے ہین بیت جدا از خانقاہ او بتقدیم ✤ حطیم کعبہ را ماند بہ تعظیم ✤ ملک کردہ بہ سقفش آشیانہ چو اندر سقفہا گنجشک خانہ ✤ اور بعضے کتب مین فقیر کی نظر سے گذرا ہی کہ ریاضت امیر خسرو کی باوجود شغل امارت کے اس درجۂ اعلی کو پہونچی تھی کہ چالیس سال صوم الدہری مین بسر کیے اور حضرت خواجہ خضر کی ملاقات سے مشرف ہوکر لعاب دہن کی التماس کی چنانچہ حضرت خواجہ خضر نے ارشاد کیا یہ دولت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے نصیب ہوئی امیر خسرو نے شیخ نظام الدین

اولیا کی ملازمت میں حاضر ہوکر وہ حقیقت عرض کی شیخ نے اپنا آب دہن انکے دہن میں ڈالا چنانچہ اُسکی تاثیرات اور برکات سے امیر خسرو نے بانوے کتاب سلک نظم مین منتظم کین اور مشہور ہو کہ امیر خسرو نے اپنی بعضی تصانیف مین لکھا ہو کہ میرے اشعار پانچ لاکھ سے کمتر اور چار لاکھ سے زیادہ تر ہین اور یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ میرا تخلص اہل دل سے ایک نسبت رکھتا ہو اگر فقرا کی نسبت سے ہوتا تو کیا خوب ہوتا کہ حشر قیامت مین مجھے ساتھ اُس نام کے بلاتے سلطان المشائخ نے یہ امر دریافت کرکے فرمایا کہ وقت معہود مین تیرا تخلص رکھا جاویگا بعد چند روز کے فرمایا کہ تجھے لوگ محمد کاسہ لیس کہکر بلا دینگے اور امیر خسرو کی مدت عمر اکہتر برس کی تھی

ذکر شیخ سلیم قدس سرہ کا

آنحضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہین باپ انکے سپاہی تھے قصبہ سنکری مین جو شہر آگرہ سے بارہ کوس ہو رہتے تھے اور شیخ سلیم کی اُسی قصبہ مین ولادت ہوئی جب سن رشد اور تمیز کو پہونچے مسائل لابدی سے بہرہ حاصل کرکے تصفیہ باطن مین کوشش کی اور دو مرتبہ سنکری سے ولایت مین جاکر ممالک عرب اور عجم اور روم اور یمن کی سیر کی ایک مرتبہ سولہ برس اُس حدود مین رہے دوسری مرتبہ سات برس اور ایک مرتبہ بصرہ مین بسر لیجاکر بتیس حج کرکے ہندوستان مین مراجعت کی اور اُس پہاڑ پر جو سنکری کے پہلو مین واقع ہو سکونت اختیار کی اور عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوے اکثر ایام صوم مین بسر لیجاتے تھے اور شیر شاہ اور سلیم شاہ افغان سور اور خواص خان کہ اُنکے امراے کبار سے تھے آنحضرت سے ارادت صادق رکھتے تھے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے بھی آنحضرت سے محبت اور اخلاص بہم پہونچاکر اُس پہاڑ مین ایک شہر موسوم بہ فتحپور بنا فرمایا اور بارہ برس تک اُسے تختگاہ کرکے شیخ کے مکان کے قریب ایک مسجد اور خانقاہ نہایت تکلف کی تعمیر کی اور محمد اکبر بادشاہ شیخ کی مجلس مین اکثر حاضر ہوکر شیخ کی تعظیم اور تکریم مین کوشش کرتے تھے اور جب آنحضرت سنہ نوسو ستر ہجری مین رحمت حق واصل ہوے آنحضرت کے بڑے صاحبزادہ شیخ بدرالدین سجادہ نشین ہوے اور بعد چند روز کے مکہ مین جاکر وفات پائی اُنکا دوسرا بیٹا کہ قطب الدین نام رکھتا تھا وہ اس سبب سے کہ اُنکی والدہ نے نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا اُس بادشاہ صوری اور معنوی کے عہد مین مرتبہ بزرگی اور امارت پر پہونچا حکومت بنگالہ کی پائی اور بعد چند عرصہ کے وہ ایک اہل غدر کے ہاتھ سے مقتول ہوا شیخ بدرالدین کا فرزند کہ علاءالدین نام رکھتا تھا بخطاب اسلام خان اور حکومت بنگالہ پر سرفراز ہوا اور شیخ سلیم چشتی کی نسبت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر سے یون ہو شیخ سلیم بن بہاءالدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسی بن شیخ مودود بن شیخ بدرالدین بن شیخ فریدالدین مسعود اجودہنی المشہور بہ گنج شکر اور ان اوراق کے ناظرین تمکین پر پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ چشت مین سواے جماعت مذکورہ کے اور بھی اولیاء اللہ بہت ہین کہ احوال اُنکا فقیر کی نظر سے نہین گذرا مثل مولانا شیخ جمال ہانسوی اور مولانا بدرالدین اسحق اور شیخ بدرالدین سلیمان

اور شیخ علاء الدین اور مولانا فخر الدین اور شیخ شہاب الدین امام اور دوسرے مشائخ کہ نام انکے تقریر
گوش زد نہین ہوے اس صورت مین اگر توفیق رہبری کرے گی اور وہ کتاب کہ مشتمل انکے حالات ہو نظر سے
گذرے گی خلاصہ اسکا اضافہ کتاب ہذا ہوگا والا نہ جس شخص کو فرصت ہو دے تحریر کرکے ملحق کرکے فقیر ممنون تلطفہ کا ہوگا

لمعہ دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان کے بیان مین
ذکر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کا

ابیات آن محرم راز لامکانی * موصوف صفات جاودانی * افلاک بزیر پاے کردہ * در عالم
عشق جاے کردہ * جاروفتہ از فناے توحید * پا کوفتہ در مقام تفرید * باطن بہویت حقیقت
ظاہر بشریعت و طریقت * آن پاک گزیدۂ مشائخ * وان مردم دیدۂ مشائخ * سلطان سیر ملکتین یعنی کہ بہاء ملت و دین
زبدۃ الاتقیا خلاصۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز مشائخ کبار سے ہین ہندوستان
انکے غبار آستان سے سر رفعت کا آسمان پر رکھتا ہو اور جد بزرگوار آنحضرت کے کمال الدین علی شاہ قریشی کہ مکہ معظمہ
سے خوارزم کی طرف آئے اور وہان سے قبۃ الاسلام ملتان مین تشریف لا کر ساکن ہوے اور چونکہ جد آپ کے
صلاح اور تقوی مین کمال رکھتے تھے باشندے وہان کے انکے آنے سے نہایت محظوظ ہوے اور مریدون کے مانند
باعزاز واکرام پیش آئے اور کمال الدین علی شاہ وہان استقامت کرکے مولانا حسام الدین ترمذی کہ مکارم
اخلاق اور وفور دانش مین اپنے نزدیکون اور بیگانون سے ممتاز تھے انکی بیٹی چنگیز خان کے عہد مین منسوب ہوکر ہندوستان
مین آن کر قلعہ کوٹ کرور مین کہ سلطان محمود غزنوی نے مدت جہانگیری اور کشور کشائی مین اُسے فتح کیا تھا
توطن رکھتی تھی اُسے اپنے فرزند شیخ وجیہ الدین کے عقد ازدواج مین لائے اور شیخ بہاء الدین زکریا اُس
دختر بلند اختر کے بطن مبارک سے قلعہ کوٹ کرور مین ۵۷۸ پانسو اٹھتر ہجری مین پیدا ہوے اور شیخ عین الدین
بیجاپوری نے تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہو کہ شیخ بہاء الدین زکریا اولاد ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیز
بن قصی سے ہین اور ہبار اسلام مین آئے تھے اور انکے بھائی مسمیان زمعہ اور عمرو اور عقیل بحالت کفر جنگ بدر
مین قتل ہوے تھے اور سودہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج مین تھین بیٹی زمعہ کی ہین الغرض جب شیخ
بہاء الدین زکریا بارہ برس کے ہوے شیخ وجیہ الدین اس دار ناپائدار سے کوچ کرکے رحمت حق مین واصل ہوے
اور شیخ بہاء الدین زکریا نے سفر خراسان کا اختیار کیا اور وہان عارفون کی صحبت مین پہونچکر فیضیاب ہوے
اور بخارا مین جاکر علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوے اور مرتبہ اجتہاد کو پہونچے اور شہرت عظیم پائی پندرہ
سال کی عمر مین خلائق کی تدریس اور افادۂ علوم مین مصروف ہوے چنانچہ ہر روز ستر مرد علما اور فضلا سے
استفادہ کرتے تھے بعد اسکے مکہ معظمہ مین جاکر حج مناسک بجا لائے اور ایک راوی کہتا ہو کہ حضرت
مدینۂ رسول اللہ مین پانچ برس مجاور رہے اسکے بعد شیخ کمال الدین محمد یمنی کے پاس کہ محدثین کبار سے
تھے ترپن برس مدینۂ منورہ مین درس حدیث مین شغل رکھا کتب حدیث کو پڑھکر اور اجازت حاصل کر
بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہو کر بغداد مین آئے
اور وہان کے مشائخ کی زیارت کرکے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی صحبت کے فیض سے

مشرف ہوے اور بروایت شیخ نظام الدین اولیا سترہ روز مین خرقہ خلافت کا حاصل کیا کہتے ہین کہ جب شیخ بہاء الدین زکریا بقصد حصول نظر عنایت اور خرقہ خلافت شیخ الشیوخ کی مجلس مین حاضر ہوے ایک رات کو شیخ کی خانقاہ مین یہ واقعہ دیکھا کہ ایک مکان ہے منور سرور کائنات صلواۃ اللہ علیہ اُس مین تشریف رکھتے ہین اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر بطریق حجاب آپ کے روبرو ایستادہ ہین اور اس مکان مین ایک طناب کھنچی ہوئی ہے اور خرقہ جنپر اُس طناب پر آویزان ہین بعد اسکے خلاصۂ موجودات نے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین کو اپنے روبرو بلایا اور شیخ الشیوخ نے انکا ہاتھ پکڑ کے مسند نشین بارگاہ نبوت کے قدمبوس سے مشرف کیا اور آنحضرت نے شیخ الشیوخ کو اشارہ کیا کہ فلان خرقہ شیخ بہاء الدین زکریا کو پہنا شیخ الشیوخ نے حضرت کے فرمان کے بموجب عمل کرکے دوبارہ شیخ کو پابوس اقدس سے بلندی بخشی اور وہ بنا بالسبب اس خواب کے شیخ الشیوخ کے خرقہ کے امیدوار ہوکر خوش حال ہوئے قضارا علی الصباح اُن بزرگوار نے شیخ بہاء الدین زکریا کو مکان کے اندر طلب کیا اور اس مکان کو ساتھ اُس وضع کے جو خواب مین دیکھا تھا مشاہدہ کیا اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر نے اُٹھکر اپنے ہاتھ سے وہ خرقہ کہ حضرت رسالت پناہ نے اشارہ سے فرمایا تھا طناب سے اُٹھا کر انھین پہنایا اور یہ فرمایا بابا شیخ بہاء الدین زکریا یہ خرقے حضرت نبوت پناہی کے ہین اور مین درمیان مین متوسط ہون بے اجازت آنحضرت کے کسی کو نہین دے سکتا ہون اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب چند روز مین شیخ بہاء الدین زکریا کو نعمت عظمےٰ نصیب ہوئی وہ درویش جو مدت مدید سے شیخ الشیوخ کی ملازمت مین حاضر تھے متعجب ہوے کہ ہمین باوجود خدمت چندسالہ کے یہ دولت نصیب نہوئی اور ہندی فقیر نے بمجرد پہونچنے کے یہ سعادت حاصل کی بعد اسکے شیخ الشیوخ نے عالم کشف مین یہ امر دریافت کرکے درویشون سے فرمایا کہ تم لوگ لکڑی تر کے مانند ہو اور زکریا بمنزلہ ہیزم خشک ہے اور آگ خشک لکڑی کو جلد تر پکڑتی ہے بعد اسکے شیخ الشیوخ نے شیخ بہاء الدین زکریا کو وداع کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ ملتان مین جاکر سکونت کرو کہ اُس ملک کے باشندون کی ہدایت تم سے رجوع ہوئی ہے کہتے ہین اُسوقت مین شیخ جلال الدین تبریزی کہ خدمت مین شیخ الشیوخ کے حاضر تھے عرض پیرا ہوئے کہ مجھے شیخ بہاء الدین زکریا سے کمال محبت بہم پہونچی ہے اگر ارشاد ہووے انکی صحبت مین رہ کر ہند کی سیر کرون شیخ الشیوخ نے رخصت فرمایا لیکن شیخ جلال الدین تبریزی خوارزم تک ہمراہ گئے اور وہان اجازت لیکر اُس حدود مین توقف کیا اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتان مین جاکر متاہل ہوے اور شیخ صدر الدین عارف اور دیگر فرزند بھی آفریدگار عالم نے انھین کرامت فرمائے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید بہت ہین از انجملہ ایک سید جلال بخاری ہین احوال انکا مرقوم ہوگا اور دوسرے آنحضرت کے مریدون سے شیخ فخر الدین اور شیخ ابراہیم عراقی ہین اور شیخ ابراہیم عراقی اٹھارہ برس کے سن مین ہمدان کے مدرسہ مین جو نہایت پر تکلف تھا بیٹھکر درس دیتے تھے اور طلبہ کو فیض پہونچاتے تھے اندنون مین ایک جماعت قلندرون سے مدرسہ مین آن کر انکی ملاقات سے شرف یاب ہوئی اور چونکہ اُس جماعت مین ایک مرد صاحب جمال تھا شیخ کی نگاہ جو ہین اُسپر پڑی دل ہاتھ سے جاتا رہا درس کو چھوڑ

کو ترک کرکے اُنکی مہمانی مین مشغول ہوے اور جب تین چار روز کے بعد قلندر اس حال سے واقف ہوے
خراسان کا راستہ لیا شیخ ابراہیم عراقی بیتاب ہوکر دو تین روز کے بعد اُنکی تلاش مین روانہ ہوے اور اُنکے
پاس پہونچکر ارادہ موافقت کا کیا قلندرون نے عرض کی آپ مرد بزرگ ہین قلندران ابرو تلاش کے ساتھ کیونکر
صحبت برار ہوگے شیخ ناچار ہوکر چار ابرو تراشوا کر اُنکا لباس پہنکر رفیق ہوے اور اُس جماعت کے ہمراہ سیر کرتے
ہوے ملتان مین پہونچے اور شیخ بہاء الدین زکریا کی خانقاہ مین گئے جب نظر شیخ کی اس جماعت پر پڑی
عراقی کو آپ نے پہچانا اور متعجب ہوے کہ یہ معاملہ کیا ہی بعد اسکے ہمت مصروف فرمائی کہ اُنہین لباس قلندری ترک
کراکے اس لڑکے کی قید عشق سے نجات بخشی قضارا شیخ کو خبر پہونچی کہ قلندران مسافر ملتان سے نکل گئے تو
شیخ نے تامل کیا اس درمیان مین ایک آندھی نہایت عظیم کہ کسی نے نہ دیکھی تھی اُٹھی اور گرد و غبار کی کثرت سے دن
نے لباس رات کا پہنا فضاے عالم تیرہ و تاریک ہوا قلندرون کی جماعت جس راہ مین کہ جاتے تھے تاریکی کی شدت
سے اسیمہ و بدحواس ہوے اور خبر ایک دوسرے کی نہ رکھکر متفرق اور پریشان ہوکر ہر ایک طرف جا پڑے اور
شیخ ابراہیم عراقی بے قصد و ارادہ ایسے راستہ مین پڑے کہ وہ بے اختیار شیخ بہاء الدین زکریا کے مکان پر
پہونچے اور شیخ نے صفاے باطن سے دریافت کرکے خادم کو بھیجکر اُنھین خانقاہ مین طلب کیا اور ابراہیم عراقی
کو اپنے آغوش مبارک مین کھینچا جب شیخ کا سینہ اُنکے سینہ پر پہونچا اُسی وقت قلندر بچہ کی محبت ابراہیم
عراقی کے دل سے دور ہوئی اور شیخ نے اُنھین اپنے لباس خاص سے مشرف فرمایا اور اُنکے رہنے کیواسطے
ایک حجرہ مقرر کرکے تربیت مین مشغول ہوے اسکے بعد شیخ اپنی دختر کہ عفت اور پرہیزگاری مین اپنے وقت
کے رابعہ تھی اُنکے عقد نکاح مین لائے اور ابراہیم عراقی اور پیر محمد شہریار جو بھانجے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین
سہروردی کے تھے وہ ہمیشہ سادہ عذارون کو بنظر پاک دیکھتے تھے ایک روز اہل اغراض نے شیخ الشیوخ سے
عرض کی کہ ابراہیم عراقی ایک نعلبند کے لڑکے کے روبرو بیٹھکر نظارہ کرتا ہی شیخ الشیوخ نے بلاکر ملامت کی اور فرمایا
ای ابراہیم عراقی دوئی دیکھتا ہی کہ ایکبار خود مشغول ہی اُٹھا اور پرہیز کر ابراہیم عراقی نے کہا ای شیخ غیر کہان ہی جو نو کہتا ہی
اور دیکھتا ہی شیخ شہاب الدین اس گستاخی سے رنجیدہ ہوے اور ابراہیم عراقی یہ امر سمجھکر ایک مدت زار زار روتے
رہے یہان تک کہ شیخ الشیوخ اُنسے راضی ہوے اور اُنھین شیخ بہاء الدین زکریا کے پاس ملتان مین روانہ کیا چنانچہ
ابراہیم عراقی ملتان مین پہونچے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ پچیس برس اُنکی خدمت مین بسر لے گئے اور
سلوک یعنی ریاضت اور عبادت مین مشغول ہوے اور فتوح حد سے زیادہ حاصل کی اور اُن دنون مین اشعار
پرسوز کہتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا کو اُس کلام سے وجد اور حال پیدا ہوتا تھا اور شیخ کا ایک شب گذر ابراہیم
عراقی کی خلوت مین ہوا زمزمہ اس غزل کا سنا غزل نخستین بادہ کاندر جام کردند ٭ ز چشم مست ساقی وام کردند
برای صید مرغ جان عاشق ٭ ز زلف ماہرویان دام کردند ٭ بعالم ہر کجا رنج و ملامت ٭ بہم بردند و عشقش نام کردند ٭ ز بہر نقل
مستان از لب و چشم ٭ مہیا شکر و بادام کردند ٭ چو خود کردند راز خویشتن فاش ٭ عراقی را چرا بدنام کردند ٭ شیخ کو اس
غزل کے سننے سے وجد و حال عجیب ظاہر ہوا اور منقول ہی کہ ابراہیم عراقی اُن دنون مین شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت
مین بسر لیجاتے تھے زوجہ اُنکی کہ دختر شیخ کی تھی فوت ہوئی اور شیخ نے چاہا کہ دوسری دختر جو اُس سے

پھوپھی بھی ابراہیم عراقی کے حبالہ نکاح مین لاوین اپنے بڑے فرزند شیخ صدرالدین عارف سے اس بات مین مشورہ کیا انھون نے جواب دیا مین نے ایکروز ابراہیم عراقی کو ساباط خانقاہ پر دیکھا تھا کہ کُھٹر ہر اور اطراف کو اُسکا تماشا دیکھتا ہے ایسا شخص لائق پیوند کے تھین ہر اور ابراہیم عراقی بعد از وفات شیخ بہ نیت حج بیت اللہ ملتان سے برآمد ہوئے اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد روم کی سمت روانہ ہوئے اور شہر قونیہ مین شیخ صدرالدین عارف کو دیکھکر کتاب فصوص اُنسے پڑھی اور نسخہ لمعات لکھا اور روم مین حسن قبال پر کہ جمال دلپذیر اور حسن صورت بے نظیر رکھتا تھا عاشق ہوکر غزلین کہین چنانچہ یہ مطلع غزل کا اُنھین سے ہے بیت سازطرب عشق چہ دانی کہ چہ سازست ٭ کز زخمہ او نہ فلک اندر تگ و تازست ٭ پھر وہان سے مصر مین گئے اور ایک موچی کے لڑکے کے حسن دلربا پر شیفتہ ہوے اور بعد اسکے ولایت شام مین جاکر شہر دمشق مین ایک امیرزادے پر عاشق ہوے اور وہان سے فرزند اُنکا کبیرالدین جو شیخ بہاءالدین زکریا کی دختر سے تھا ملتان سے آنکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعدہ کی آٹھوین تاریخ سنہ ساتسو اٹھاسی ہجری مین فوت ہوے قبر اُنکی اور اُنکے فرزند کبیرالدین کی دمشق میان شیخ محی الدین اعرابی کے مزار کے پیچھے ہے اور شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدان صادق الاخلاص اور امیر حسین نام قوم سادات سے ہین اول مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان مین پہونچکر مرید ہوے اور مقدمات علمی کو ساتھ کمال کی پہونچاکر تاریخ تحصیل ہوے لیکن اپنے والد کی جاکے بعد حالہ تجرید مین قدم رکھا اور ان چیزون سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دیکر ملتان مین آئے اور شیخ کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوے اور تین برس اُنکی خدمت مین رہ کر بہت کمال حاصل کیے اور اکثر کتب مثل نزہت الارواح اور زادالمسافرین اور کنزالرموز وغیرہ شیخ کی بطرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہین اور شیخ بہاءالدین زکریا اور اُنکے فرزند شیخ صدرالدین عارف کی مدح کتاب کنزالرموز مین کہی ہے ابیات شیخ ہفت اقلیم قطب اولیا ٭ واصل حضرت ندیم کبریا ٭ منبع ملت بہار شرع دین ٭ جان پاکش منبع صدق و یقین ٭ از وجود او بہ نزد دوستان ٭ جنت الماوا شدہ ہندوستان ٭ منکہ رو از نیک و از بد تافتم ٭ این سعادت از قبولش یافتم ٭ رخت ہستی چون بدان بردہ از میان ٭ کرد پرواز ہما بر آسمان ٭ آن بلند آوازۂ عالم پناہ ٭ سرور صدر افتخار صدر گاہ ٭ صدر دین و دولت آن مقبول حق ٭ نہ فلک برخوان جودش یک طبق ٭ اور میر حسین چھٹی شوال سنہ سات سو اٹھارہ ہجری مین ہرات مین فوت ہوے اور شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدون سے شیخ حسن افغان ہین کہ احوال اُنکا عنقریب مذکور ہوگا اور نقل ہے کہ قطب الدین ایبک نے شمس الدین التمش کو آزاد کیا اور چتر سُرخ اور سیاہ اور خرگاہ خاص سلطان معزالدین محمد سام غوری کی اُسے بخش کر ولیعہد کیا اور حکومت شہر اوچہ اور ملتان کی ناصرالدین قباچہ کو دے کر شمس الدین التمش کی اطاعت کیواسطے وصیت فرمائی قضارا ناصرالدین قباچہ نے بعد وفات قطب الدین ایبک بغاوت کرکے شمس الدین التمش کی کہ دہلی کا بادشاہ تھا اطاعت نہ کی اور ماورا اسکے شرع محمدی کے رواج مین بھی حامی نہوا اُسکے متعلقون نے فسق و فجور شروع کیا شیخ بہاءالدین زکریا اور قاضی شرف الدین اصفہانی نے

عاملِ ملتان نے بخدمت شمس الدین التمش کے پاس مکاتیب مشتمل اظہار مخالفت ناصر الدین قباچہ اور عدم رواج شریعت مین تحریر کرکے ارسال کیے اتفاقات سے وہ مکتوب ناصر الدین قباچہ کے آدمیون کو دستیاب ہوے ناصر الدین قباچہ اُن خطوط کو پڑھکر خط پیچیدہ کے مانند پیچ و تاب کرکے طیش مین آیا اور آدمی شیخ بہاء الدین زکریا اور قاضی کی طلب مین بھیجے جب دونون بزرگوار حاضر ہوے شیخ کو اُسنے اپنے پہلو مین بٹھلایا اور قاضی کو بھی اپنے برابر بٹھاکر اُنکا خط اُنکے حوالہ کیا قاضی اُسے دیکھکر شرمندہ اور سرنگون ہوے ناصر الدین قباچہ نے قاضی کو اُسی وقت تیغ ظلم سے قتل کیا اسکے بعد دوسرا خط شیخ کو دیا شیخ نے فرمایا کہ البتہ یہ خط میرا ہی لیکن مین نے اسے فرمان حق کے موافق لکھا ہی تو کیا کر سکتا ہی ناصر الدین قباچہ یہ کلام سنکر کانپنے لگا اور شیخ کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور نقل ہی کہ عبد اللہ نام ایک قوال روم سے ملتان مین آیا اور شیخ کی ملازمت کر کے عرض کیا کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے میری حسن صورت سنی ہی آپ بھی اگر سماعت فرمائیں تو بندہ نوازی سے بعید نہوگا شیخ نے فرمایا جو آنحضرت نے سنا ہی زکریا بھی سنے گا اور پہر رات گئے حضرت حجرہ مین تشریف لے گئے اور مجلس سماع کی منعقد ہوئی عبد اللہ قوال نے یہ بیت بہ تکرار ادا کی بیت مستان کہ شراب ناب خوردند ✽ از پہلوے خود کباب خوردند ✽ شیخ وجد مین آن کر ایستادہ ہوے اور چراغ آستین سے بجھایا عبد اللہ سے منقول ہی کہ جب شیخ اثنائے سماع مین میرے قریب آئے آنحضرت کے دامن کے سوا اور کچھ مجھے نظر نہ آیا اور دوسرے دن عبد اللہ قوال خلعت گرانمایہ اور بیس روپیہ نقد پاکر اجودھن کیطرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر شیخ فرید الدین گنج شکر سے قدمبوس ہوکر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور پھر عرصۂ قلیل مین قصبۂ اجودھن مین مراجعت کرکے ملتان کی رخصت طلب کی اور یہ عرض کی کہ راستہ مخوف ہی امیدوار دعا کا ہون شیخ نے ارشاد کیا یہانسے فلان تالاب تک میرا علاقہ ہی بعد اسکے شیخ بہاء الدین زکریا سے تعلق رکھتا ہی عبد اللہ قوال زمین خدمت کو بوسہ دیکر روانہ ہوا جب اُس تالاب کے قریب پہونچا ایک جماعت راہزنون کی مع شمشیرہاے برہنہ نمودار ہوئی عبد اللہ قوال کو حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا کلام یاد آیا باواز بلند پکارا یا شیخ بہاء الدین زکریا میری مدد فرمایئے یہ کہتے ہی راہزن غائب ہوے جس روز عبد اللہ قوال ملتان مین پہونچکر شیخ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوا جامہ سرخ سقرلاتی پہنے ہوے تھا شیخ نے فرمایا کمل سرخ لباس شیطان کا ہی کیون پہنا عبد اللہ قوال کو یہ قول ناگوار خاطر ہوا کلام بے ادبانہ زبان پر لایا لوگون کے پاس خزانے نامحصور موجود ہین اسپر نظر نہین کرتے ہین میرے کمل کو جسکی قیمت نیم تنگہ سے بھی کم ہی عیب فرماتے ہین شیخ نے فرمایا کہ اے عبد اللہ ہوش مین آ اور وہ اضطراب کہ چورون کے سبب سے تالاب پر رکھتا تھا یاد کر عبد اللہ قوال یہ کلام صدق انجام سنکر استغفر اللہ کہتا ہوا شیخ کے قدم مبارک پر گرا اور شیخ نظام الدین اولیا مولانا صدر الدین عارف سے نقل کرتے ہین کہ جسوقت مولانا نجم الدین سنائی کے پاس گیا مجھسے پوچھا کہ آج کل کیا شغل رہتا ہی مین نے عرض کیا تفسیر کشاف اور ایجاز اور عمدہ کا مطالعہ کرتا ہون مولانا نجم الدین نے فرمایا کشاف اور ایجاز کو جلا اور عمدہ کا شغل رہ اور جب مولانا صدر الدین عارف مولانا نجم الدین کی خدمت سے رخصت ہوے شیخ بہاء الدین زکریا کی حضوری مین حاضر ہوکر تمام ماجرا بے کم و کاست عرض کرکے کہا کہ

مولانا نجم الدین نے یون فرمایا شیخ نے کہا ہان یونہی ہی اور سبب اُسکا جیسا کہ شیخ صدر الدین عارف سے داستان
مین معلوم ہوا ظاہر الکشاف اور ایجاز کے منع کرنے کا سبب اسکے سوا اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ شیخ بہا ر الدین زکریا
نے خواب مین دیکھا تھا کہ مصنف کشاف کا اہل دوزخ سے ہی اور ایجاز کے بارہ مین بھی اسی قبیل سے
کچھ ہوگا الغرض جو سبب اسکا معلوم نہ تھا مولانا صدر الدین کو یہ بات نہایت ناگوار اور شاق گذری اور
راتکو اُن تینون کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہوے اور جب خواب نے غلبہ کیا عمدہ کو دونون کتاب پر رکھکر
سو رہے اور شعلہ چراغ کا کشاف اور ایجاز پر پڑا دونون جلکر خاکستر ہوئین اور عمدہ آگ کی آفت
سے محفوظ اور سلامت رہی مولانا حسام الدین حاجی کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدونسے تھے منقول
ہی کہ خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی جو شیخ بہا ر الدین زکریا کے مخلصون سے تھے اور وہ نہایت متمول تھے
اکثر جواہر کی سوداگری کرتے تھے ایک وقت جزیرہ جرون سے بندر عدن کی عزیمت مین جہاز پر سوار ہوے ناگاہ
باد مخالف پیدا ہوئی جہاز کا مستول ٹوٹا قریب تھا کہ جہاز غرق ہووے خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی نے
بعجز تمام حضرت شیخ بہا ر الدین زکریا سے توجہ کی اور مدد کے طلبگار ہوے اسی وقت شیخ نے جہاز مین حاضر ہوکر
اہل جہاز کو نجات کی بشارت دی اور غائب ہوے اور حکم خدا سے باد مخالف ساکن ہوئی جہاز بندر عدن
مین سلامت پہونچا اور تمام سوداگرون نے ازروے صدق و اخلاص کے ثلث مال اپنا خواجہ کمال الدین مسعود
شیروانی کے سپرد کیا کہ شیخ کی خدمت مین پہونچاوے خواجہ نے وہ مال لیکر نصف جواہر اپنا بھی شیخ کیواسطے
علیحدہ کرکے خواجہ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ کہ مرد معتبر اور صادق تھا ملتان کی طرف بھیجا خواجہ فخر الدین گیلانی
جب آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا اُس جناب کو اُسی صورت اور لباس سے کہ جہاز پر مشاہدہ کیا تھا دیکھکر زیادہ
معتقد ہوا اور مال اور جواہر کہ قریب ستر لاکھ روپیہ کے تھا پیشکش کیا حضرت نے وہ مال تین روز کے عرصہ
مین فقرا اور مساکین پر قسمت کیا اور خواجہ فخر الدین گیلانی نے یہ حال مشاہدہ کرکے حد سے زیادہ اعتقاد بہم
پہونچایا اور تمام مال اپنا شیخ کی نذر کرکے حضرت کے سلک مریدون مین منتظم ہوے اور بعد چند عرصہ قلیل
واصلان حق سے ہوکر خرقہ خلافت کا پایا اور پچیس برس شیخ کی خدمت مین بسر کیے آخر رخصت لیکر مکہ معظمہ
کی طرف متوجہ ہوے اور بندر جدہ مبارک مین پہونچکر رحمت حق مین واصل ہوے اور اُسی مقام مین مدفون
ہوے اور آجتک اکثر لوگ وہان نذر لیجاتے ہین اور اُنکی روح پر فتوح سے استعانت چاہتے ہین شیخ نصیر الدین
اودھی المشہور بہ چراغ دہلی سے منقول ہی کہ ایک وقت شیخ بہاء الدین زکریا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر
سہروردی کی خدمت سے رخصت ہوے اور ایک روز اثنائے راہ مین ایک مسجد مین نزول کیا اُس وقت مین
ایک جماعت قلندران جوالق پوش کہ لباس سید جلال مجرد کا ہی فروکش ہوے اور جب رات کے وقت
شیخ عبادت سے فارغ ہوے بعد مراقبہ شیخ کی نظر ایک قلندر پر پڑی کہ نور اُسکا سپہر اعلی کی طرف
ساطع تھا شیخ تعجب کرکے آہستہ اُسکے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مرد خدا اس قوم کے
درمیان کیا کرتا ہی اُسنے جواب دیا اے زکریا ہر قوم مین ایک خاص ہوتا ہی کہ حق سبحانہ تعالے اس قوم کو
بسبب اسکے بخشتا ہی اور وہ سید عالی نسب اور عالم اور فاضل اور مجذوب تھے اسم مبارک اُنکا

عبد القدوس اور رسومحل کے فرزند تھے اور دمیاط مین سید جمال الدین مجرد کی قبر پر لباس قلندرانہ پہنا تھا شیخ
نے انھین لباس قلندری سے برآوردہ کرکے عالم جذبہ سے عالم سلوک کیطرف پہونچایا اور مقبرہ انکا قصبہ نامی
مین جو یزد اور اصفہان کے نامین ہے واقع ہوا اور سید جلال مجرد ساوجی تھے اور ایک مدت مصر مین مفتی رہے جو
مشکل لوگون کو مسائل مین پیش آتی تھی سید جمال بغیر کتاب دیکھے جواب دیتے تھے چنانچہ مصر کی خلقت انھین
کتابخانہ روان کہتے تھے اور کہتے ہین آخر عمر مین انھین جذبہ اور ایسی حالت پیدا ہوئی کہ ریش و بروت ترشوا کر
دمیاط مین جو مصر سے سات یا آٹھ منزل ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے اسوقت تک ویران تھا جا کر
بیہوش ہوئے اور بعد چند روز کے کچھ ہوش مین آن کر مبہوتہ کے مانند بیٹھے اور روزہ اور نماز نہ کرتے تھے اہل
مصر وہان جا کر انھین ملحد اور رافضی کہتے تھے اور رانگا گرم کرکے جب انکے حلق مین ڈالا کچھ صدمہ انھین نہ پہونچا
انکی ایذا رسانی سے دستکش ہو کر معتقد ہوئے لیکن قول صحیح یہ ہے کہ سید جمال مجرد صفت اور جمال سے بھی
موصوف تھے چنانچہ مصری انھین یوسف ثانی کہتے تھے اور جس طور سے زلیخا حضرت یوسف پر عاشق ہوئی تھی اسی طرح
سے ایک عورت امرائے مصر سے سید جمال مجرد پر مفتون ہوئی اور آن حضرت اس سے بہ تنگ آ کر مصر سے دمیاط
کی طرف بھاگ گئے اور وہ عورت فرط تعشق سے بیتاب ہو کر انکے پیچھے روانہ ہوئی جب یہ خبر سید جمال مجرد کو پہونچی
مضطرب ہوئے اور دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کرکے اپنے زوال حسن کی استدعا کی اور وہ دعا
شرف اجابت سے مقرون ہوئی موے ریش و بروت اور ابرو کے تمام گر گئے اور عورت نے جب انھین اس ہیئت
سے دیکھا روگردان ہو کر مصر مین واپس گئی اور سید اس بلائے ناگہانی سے نجات پا کر اس مقام مین ساکن
ہوئے چنانچہ مقبرہ انکا وہین ہے اور جماعت قلندرون کی وہان رہتی ہے اور ہنگامہ برپا رکھتی ہے اور نقل ہے
کہ ایک رات شیخ بہاء الدین زکریا اپنے خلفا کے درمیان مین بیٹھے تھے انہون نے یہ خطاب کیا کہ تم مین ایسا کوئی شخص
ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت مین تمام قرآن مجید پڑھے سب خاموش ہوئے شیخ نے دوگانہ مین
قیام کیا اول رکعت مین ختم کلام اللہ کیا اور دوسری رکعت مین چار پارہ پڑھکر بعد جلسہ کے سلام کہا اور بارہا
فرماتے تھے کہ جو کچھ تمام اہل حال کو میسر نہوا توفیق ایزدی سے مجھے میسر ہوا مگر ایک چیز نصیب نہوئی وہ یہ ہے کہ
ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کرتے تھے اور مین ہر چند کوشش کرتا ہون یہ دولت
میسر نہین ہوتی ہے تین چار پارہ رہجاتے ہین اور منقول ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا جس مرید کو قبول کرتے تھے
فرماتے تھے کہ ہر دری و سرسری نچاہیے ہونا ایک دروازہ پر محکم بیٹھنا چاہیے تو گوہر مقصود دستیاب ہو
ایک روز کار مذکور ہے کہ ایک مسافر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اسکے حال پر توجہ نہ فرمائی اور
احضار اسکے واسطے نہ طلب کیا مسافر نے کہا بیت مین زار دہی من زار حیا ولم یرزقہ فقد زار میتا
شیخ نے کہا خلق کی دو قسم ہین عوام اور خواص مجھے ساتھ عوام کے کچھ کام نہین ہے اور انکی زیارت
اعتبار نہین رکھتی اور خواص بقدر حال مجھسے فیض پاتے ہین نقل ہے کہ شیخ کے مریدون مین سے شیخ بدر
سجستانی تھے اور لاہور مین رہتے تھے ایک روز کہ یوم عید تھا عیدگاہ مین نماز پڑھنے جاتے تھے منھ کو
نے آسمان کیطرف منھ کرکے عرض کی بار خدایا ہر غلام اپنے صاحب سے عیدی مانگتا ہے اور

مین تجھسے مانگتا ہون خزانہ غیب سے مجھے عنایت کر جب یہ دعا تمام ہوئی ایک حریر کا قطعہ بخط سبز آسمان سے نازل ہوا اور اسمین تحریر تھا کہ ہم نے آتش دوزخ تجھپر حرام کی اور اُسکی حرارت کی مشقت سے آزاد کیا عیدگاہ کے تمام حاضرین نے شیخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور ایک شخص نے اُنمین سے یہ عرض کی ای شیخ تو نے عیدی اپنی پائی اب مناسب ہی مجھے بھی عیدی سے سرفراز فرمایئے شیخ بدر سجستانی نے جب یہ کلام سُنا فوراً وہ حریر کا ٹکڑا بغل سے برآمدہ کر کے اسے بخشا اور فرمایا کہ یہ عیدی تجھے مبارک ہوا اور قیامت کے دن مین جا اور آتش دوزخ اور شیخ نظام الدین اولیا سے نقل ہی کہ شیخ بہاء الدین زکریا نے اوائل مین بخلاف اوائل کے روزہ دائمی اور بھوک ریاضت اپنی برطرف کی تھی سا کہ اُنکے باورچی خانہ مین قسم قسم کا طعام لذیذ پکتا تھا ہر شیخ مسافر اور مہمان کے ساتھ بمقتضاے کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا طعام ہاے لذیذ تناول کرتے تھے اور جس شخص کو دیکھتے تھے کہ یہ خدا کی نعمت برغبت تمام کھاتا ہی خوشحال ہوتے تھے الغرض ایکدن دسترخوان اُنکے روبرو بچھا تھا جب اس درمیان مین درویشون کے ساتھ ہمکاسہ ہوے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ روٹی شوربا مین ریزہ ریزہ کر کے کھاتا ہی شیخ نے فرمایا بہترین طعام یہ مرد کھاتا ہی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت طعام ثرید اور طعامون پر مثل میری فضیلت کے ہی اور انبیا پر اور نقل ہی کہ ایک مرید شیخ کا ایک موضع دہات ولایت لاہور مین رہتا تھا اور اُس قریہ کے قریب ساحل دریا تھا غلہ بوکر اوقات بسر کرتا تھا ایک وقت وہان کے تحصیلدار نے اُس موضع کی زراعت کی جریب سے پیمایش کی اور شیخ سے یہ بات کہی کہ کچھ اپنی کرامات دکھلایئے یا زر لگان امسال اور سنوات گذشتہ کا بیباق کیجیے شیخ نے ہر چند عذر کیا کہ اسے معاف کر فائدہ نہ بخشا درویش ایک لحظہ سر مراقبہ مین لیے گئے کچھ دیر کے بعد اُٹھا کر فرمایا کہ کیا چاہتا ہی شحنہ نے کہا مجھے یہ منظور ہی کہ آپ اس پانی پر قدم رکھکر اُس پار عبور کرین یا زر اتنے سال کا بیباق فرمائین آخر کو درویش نے شیخ بہاء الدین زکریا سے ہمت چاہی اور بسم اللہ کہکر قدم پانی پر رکھا اور جس طور سے انسان زمین پر چلتا ہی دریا سے عبور کیا اور اُس پار پہونچکر تجدید وضو کر کے دوگانہ شکر کا بجا لائے اور پھر اپنی سواری کے واسطے کشتی طلب کی لوگون نے عرض کیا جس طور سے آپ تشریف لیگئے تھے اُسی نہج سے چلے آئیے فرمایا ڈرتا ہون کہ نفس خوش ہو کر عجب و نخوت نہ پیدا کرے پھر لوگ کشتی لیگئے شیخ نے سوار ہو کر مراجعت کی اور نقل ہی شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین زکریا عین مشغولی مین باواز بلند نعرہ زن ہوے کہ اُسی وقت شیخ سعید الدین حموی نے دار دنیا سے رحلت فرمائی اور حقیقت مین ویسا ہی ہوا تھا اور منقول ہی کہ جب مولانا قطب الدین کاشانی ماوراء النہر سے ملتان مین تشریف لائے شاہ ناصر الدین قباچہ والی ملتان نے ایک محلسرا یا مدرسہ اُنکے واسطے تعمیر کیا اور مولانا کہ علامہ زمان تھے نماز فجر کی اُس مدرسہ مین ادا کر کے درس مین مشغول ہوتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا ابتداے حال تھا ہر روز صبح کی نماز کیوقت وہان حاضر ہوتے تھے اور فجر کی نماز مولانا کے پیچھے پڑھتے تھے ایک دن مولانا نے اُنسے پوچھا کہ تم کیونکر یہ تمام راستہ طے کر کے ساتھ میرے اقتدا کرنے ہو شیخ نے کہا مین اس حدیث پر عمل کرتا ہون من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی مرسل مولانا ساکت ہوے دوسرے دن

جب شیخ صبح کے وقت اپنی عادت کے موافق حاضر ہوے مولانا نے امامت کی اور ایک رکعت نماز ادا کر چکے تھے کہ شیخ دوسری رکعت مین شریک ہوے جب مولانا تشہد مین بیٹھے شیخ سلام پڑھکر ایستادہ ہوے مولانا نے کہا کہ تم کیون امام کے سلام سے پیشتر برخاست ہوے شاید امام کو سہو واقع ہوا ہو چاہیے کہ وہ سجدہ سہو کا بجالاوے لیکن جو مقتدی سلام سے پیشتر اُٹھے وہ سجدہ سہو کا نہین کرسکتا ہے شیخ نے کہا کہ اگر کسی کو نور باطن کے سبب معلوم ہووے کہ امام کو کچھ سہو واقع نہین ہوا ہے اُسکا انتظار واجب ہووے مولانا نے کہا جو نور کہ احکام شریعت کے موافق نہین ہے وہ ظلمت ہے شیخ نے جب یہ بات سُنی پھر نماز کو حاضر نہوے اور منقول ہے کہ اُن دنون مین ایک عزیز نے مولانا قطب الدین سے کہا کہ آپ کیون درویشون کی نسبت اعتقاد نہین لاتے ہین فرمایا اس سبب سے کہ مین نے ایک درویش ایسا دیکھا کہ اُسکا مثل نہین پایا کا شغر مین میرے قلم تراش کا دنبالہ ٹوٹ گیا مین نے بازار مین لیجاکر لوہارون کو دکھلایا کہ اس قلم تراش کو بدستور سابق تیار کردو کہ عیب جوڑ کا نرہے سبنے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا حالت اصلی سے کچھ کم ہو جاویگا ایک لوہار نے مین سے بولا کہ فلان محلہ مین ایک کاریگر نہایت پرہیزگار اور متقی ہے شاید وہ اسے درست کردے جب مین اُسکی دوکان پر پہونچا ایک پیر مرد کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہے پھر مین نے قلمتراش کا قصہ اُس سے بیان کیا اُس نے قلمتراش میرے ہاتھ سے لے اور فرمایا کہ ایک لحظہ آنکھ بند کر مین نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور کنکھیون سے دیکھا کہ قلمتراش اپنے ہونٹھ کے قریب لے گیا اور اُسپر دعا پڑھکر میرے حوالہ کی جب مین نے اُسے نظر غور سے دیکھا تو سابق سے بھی اُسے بہتر اور محکم تر پایا اُسوقت مین نے وفور اعتقاد سے اُسکے قدم پر سر رکھا اور قدری زر پیشکش کیا آنحضرت نے قبول نہ کیا جب مین نے بہت الحاح اور الحاح کی فرمایا تیرے قلمتراش درست ہوے اس سے زیادہ مجھے تکلیف نہ دے مولانا نے جب یہ حکایت تمام کی اُس عزیز نے کہا ای مخدوم وہ پیر قلمتراش درست کرنے والا شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدون سے ہے شیخ کی یمن تربیت اور فیض کی برکت سے ساتھ اس مرتبہ کے پہونچا ہے مولانا قطب الدین متعجب ہوے اور گفتگو کہ نماز کے بارہ مین شیخ سے کی تھی پشیمان ہوے اور کچھ دنون کے بعد دہلی مین آنحضرت کی خدمت مین جاکر اپنی اوقات بسر کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایکدن حضرت شیخ اپنے حجرہ مین مشغول بعبادت تھے ناگاہ ایک شخص نورانی پیدا ہوا نامہ سر بمہر اُسکے ہاتھ مین تھا وہ نامہ شیخ صدرالدین عارف کو دے کر کہا کہ تم یہ خط جلد اپنے والد ماجد کی خدمت مین پہونچاؤ شیخ صدرالدین عارف نامہ دیکھکر متحیر ہوے اور حجرہ مین جاکر وہ نامہ اپنے والد بزرگوار کو دے کر برآمد ہوے اور اُس شخص کو جو نامہ لایا تھا نہ دیکھا اور شیخ نامہ پڑھکر جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور حجرہ کے چارون گوشون سے یہ آواز برآمد ہوئی کہ دوست دوست کے جوار رحمت مین واصل ہوا اور جب یہ سانحہ ہوش ربا صدرالدین عارف کے سمع مبارک مین پہنچا فوراً حجرہ مین جاکر اپنے والد کو دیکھا کہ مطمورۂ خاک سے مطمورۂ پاک کی طرف سفری ہوے ہین اور یہ واقعہ سترھوین تاریخ صفر سنہ چھ سو چھیاسٹھ ہجری مین واقع ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ سعیدالدین حموی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ بہاءالدین زکریا اور شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر ہمعصر تھے اول شیخ سعیدالدین حموی نے اس دنیا ناپائدار سے ارتحال کیا

اور گذرگئے تین سال کے بعد شیخ سیف الدین حضرمی روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوے اور اُنکے تین سال کے بعد شیخ بہاءالدین زکریا نے وفات پائی جب تین برس کا اور عرصہ گذرا شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے عالم فانی سے عالم باقی کے سمت انتقال فرمایا

ذکر شیخ صدرالدین عارف قدس سرہ العزیز کا

ابیات آن کہ معدن حق الیقین + تازہ زآب کرمش باغ دین + دادہ زپاکی بہ ملائک صلا + خرقہ وحدت بحلا و ملا + لجۂ معراج دل پاک اُو + عقل فرو ماندہ درادراک اُو + صدرنشین گشت بعرش برین + گشتہ خطابش زخدا صدردین + انھین عارف اسواسطے کہتے ہین کہ ہر بار ختم کلام اللہ کرتے تھے سمند فکر کو زیادہ تر گرم عنان فرماتے تھے اور جسوقت تلاوت مین مشغول ہوتے تھے انھین فوج فوج معانی کا سامنا ہوتا تھا اور وہ جناب ہمت عالی رکھتے تھے کہ مال دنیوی سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور جب آپکے والد شیخ بہاءالدین زکریا کے آفتاب حیات نے مغرب ممات کیطرف رجعت کی آنحضرت کے شیخ صدرالدین عارف کے سوا جو فرزند اور دوسری بی بی سے تھے جب شریعت غرا کے موافق متروکات تقسیم ہوے اسباب و اجناس کے علاوہ ستر لاکھ روپیہ نقد شیخ صدرالدین عارف کو میراث پہونچا اُنھون نے وہ تمام نقد مجلس اول روز فقرا پر تقسیم کرکے ایک درم اور دینار باقی نہ رکھا بعد اسکے ایک شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کی کہ آپکے والد بزرگوار اسقدر نقد و جنس خزانہ مین نگاہ رکھتے تھے اور باآہستگی تمام اُسے صرف کرتے تھے آپ کو انھین کی روش پر عمل کرنا چاہیے جواب دیا کہ میرے والد ماجد جو دنیا پر غالب مطلق ہو گئے تھے اسباب دنیوی کے جمع آنے سے خوف نہ رکھتے تھے اور بتدریج تمام فقرا پر صرف کرتے تھے اور مین بھی اگرچہ اکثر اوقات غالب ہون لیکن کبھی کبھی اپنی طبیعت کو مساوی پاتا ہون لہذا اسکے جمع کرنے سے اندیشہ کرتا ہون کہ مبادا مال دنیوی مجھے فریب دیوی اس لیے اسے اپنے پاس سے دور کرتا ہون اور شیخ صدرالدین عارف بہت مرید صاحب حال رکھتے تھے مثل شیخ جمال خندان اور شیخ احمد معشوق اور مولانا علاءالدین خجندی اور فرزند ارجمند حضرت کے شیخ رکن الدین ابوالفتح تھے اور نقل ہے کہ شیخ بہاءالدین زکریا نے رحلت کے وقت شیخ صدرالدین عارف سے وصیت فرمائی کہ شہر اوچہ مین ایک درویش نہایت کامل اور فاضل ہین اُنھون نے اب تک کسی درویش سے پیوند نہین کیا اور ہمارے خانوادہ سے اُنھین ایک نصیب وافر ہے اور اگرچہ وہ میرے پاس آئے بعد میرے تمھارے پاس آوینگے اور ابتک اُنھین جاذبہ نے مغلوب کیا ہے جسوقت وہ تمھارے پاس آوین پہلے دن اُنسے ملاقات اور مصافحہ نکرنا اور تین دن اُنھین خلوت مین بٹھانا اور قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول کرنا اور جب وہ جذبہ کے غلبہ سے ہوش مین آوین اپنے روبرو اُنھین بلانا اور جو کچھ ہم سے تمھین پہونچا ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کے خرقہ کے سوا نصف اُنھین دینا لیکن اسمین اختلاف واقع ہے اور یہ بات میزان درویشی کے پلہ مین نہین سماتی ہے اور فقیر نے کسی کتاب مین صریح نہین دیکھا کہ وہ مجذوب کون تھے اور انجام اسکا کیا ہوا اور کتاب فوائدالفواد مین مرقوم ہے کہ شیخ صدرالدین عارف سے ابتداے حال مین اپنے والد ماجد کی خدمت مین عرض کی کہ اگر ارشاد ہو مین علم نحو کے استحکام کے واسطے کہ ابتک مفصل جو صاحب

کشاف کی تصنیف ہی پڑھون شیخ نے فرمایا کہ صبر کر کہ آج شب کو حال مصنف کا دریافت کرون اسی شب خواب مین دیکھا کہ صاحب کشاف کو فرشتہ زنجیر اور طوق مین مسلسل اور مطوق کرکے دوزخ کیطرف لیے جاتے ہین اپنے نورعین کو اِس واقعہ سے آگاہی دی شیخ صدرالدین عارف نے جب یہ بات سُنی اُس کتاب کے پڑھنے کا ارادہ فسخ کیا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ صاحب کشاف جو مذہب معتزلہ رکھتا تھا اس سببسے عذاب مین مبتلا تھا اور مولانا امام الدین مبارک ملتانی اُستاد شیخ ابا بکر دلق پوش سے منقول ہی کہ ایک روز شیخ صدرالدین عارف دریا کے کنارے جو ملتان سے بفاصلہ ایک فرسخ واقع ہی وضو کرتے تھے اور اُنکا بیٹا شیخ رکن الدین ابوالفتح کہ سات برس کی عمر رکھتا تھا ہمراہ تھا ناگاہ ایکطرفسے ایک غول ہرن کا پیدا ہوا اور ایک بچہ ہرنی کا اسکی درمیان مین تھا شیخ رکن الدین طفولیت کے سبب آہو برہ کی طرف راغب ہوکر اسکے خیال مین مشغول رہے اور جب غول نظر سے غائب ہوا اور شیخ صدرالدین عارف نے وضو سے فارغ ہوکر دوگانہ ادا کیا اپنے فرزند کو بلایا کہ قرآن شریف کا ربع پارہ سبق دیکر یاد کرائین اور وہ سعادتمند مصحف مجید کھول کر سبق پڑھنے مین مشغول ہوا اور عادت اُس صاحبزادہ کی یہ تھی کہ تین مرتبہ پڑھکر پارہ یاد حفظ کرتا تھا اور اُس روز دس مرتبہ پڑھا یاد نہوا شیخ صدرالدین نے صورت حال پوچھی بعضے حاضرین نے جواب دیا کہ ایک غول ہرن کا اسطرف سے گذرا اور اُسکے درمیان مین ایک ہرن کا بچہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مخدوم زادہ کو اُسکی طرف میل ہوا شیخ نے ایک لحظہ تامل کیا کہ آیا وہ غول ہرن کا کسطرف گیا ہی شیخ رکن الدین نے فی الفور عرض کی بابا فلان طرف گیا شیخ نے ایک لحظہ اُس طرف توجہ کی ناگاہ لوگون نے دیکھا کہ ایک ہرنی اپنا بچہ ساتھ لئے ہوے چلی آتی ہی جب قریب پہونچی شیخ رکن الدین نے دوڑکر ہرن کے بچہ کو گود مین لیا اور سر اور آنکھین چوم کر پستان مادر اُسکے دہن مین چھوڑے تو دودھ پئے اور بعد اسکے اُس مخدوم زادے دو پہر مین کلام اللہ کا ایک پارہ حفظ کیا اور اُس ہرنی کو مع بچہ اپنی خانقاہ مین چھوڑ دیا چنانچہ وہ مدت مدید تک وہان رہی اور نقل ہی کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان خان کو کہ بخان شہید مشہور تھا چتر اور دورباش دے کر ملتان کی طرف بھیجا اور وہ شیخ کی ملاقات کرکے ممالک کے انتظام مین مشغول ہوا اور اسکی منکوحہ جو بادشاہ رکن الدین ابراہیم بن شمس الدین التمش کی دختر تھی اور زیور عفت وعصمت سے آراستہ تھی محمد سلطان خان شہید کے شرب شراب کی کثرت سے ہمیشہ محزون اور مغموم رہتی تھی ناگاہ محمد سلطان خان نے بحسب اتفاق اُس عفیفہ سے رنجش بہم پہونچا کر طلاق دے کر مطلقہ کیا اور بعد تین روز کے اسکی مفارقت سے کہ سن زیادہ رکھتا تھا بیتاب ہوکر عالمون کو طلب کیا اُنسے مسئلہ پوچھا سبھون نے عرض کی کہ جبتک اُس عورت مطلقہ کو دوسرے کی رفاقت واقع نہووے رجوع درست نہین ہی محمد سلطان خان شہید کہ شاہزادہ تنگ مزاج تھا نہایت آشفتہ ہوکر مسند سے اُٹھا اور خلوت مین جاکر قاضی امیرالدین خوارزمی سے کہ جو شاہزادہ کے محرم اور ہمدم تھے یہ بات کہی کہ اگر خلاف شریعت اس عورت کو اپنے خدمت مین لاتا ہون تو دوزخ کے عذاب اور باپ کے عتاب کا خوف ہے اور جو اُسسے علیحدہ رکھتا ہون تاب دوری اپنے مین نہین پاتا

دونون طرح مشکل ہی قاضی امیرالدین نے کہا اگر امان ہووے تو عرض کرون خان شہید نے امان دی قاضی نے فرمایا کہ آپ ایک کام کیجیے اس مقام مین شیخ صدرالدین عارف پاک ذات اور فرشتہ صفات ہین اس عورت کو خلق سے پوشیدہ انکے نکاح مین لاوین پھر آنحضرت سے طلاق لے کر جدا کرین تو مباح ہووے محمد سلطان خان شہید نے حسب ضرورت اجازت دی قاضی صاحب نے خلق سے پوشیدہ اس مستورہ کو شیخ صدرالدین عارف کے عقد ازدواج مین لاکر اُنکے سپرد کیا دوسرے دن اُس عفیفہ کے طلاق دینے کی تکلیف دی وہ عفیفہ یہ خبر سُنکر شیخ کے قدم پر گر پڑی اور عرض کی کہ اگر آپ مجھے پھر اُس ظالم فاسق کے سپرد فرمائینگے مین قیامت کے دن آپ کی دامنگیر ہونگی شیخ کو اسکی عجز وزاری پر رحم آیا طلاق دینے سے انکار کیا قاضی یہ خبر سنکر ایسے بدحواس و مضطرب ہوے قریب تھا کہ انکا مرغ روح قالب سے پھڑک کر نکل جاوے غرضکہ ظہر کے وقت بہزار دقت اپنے تئین محمد سلطان خان شہید کی ملازمت مین پہونچایا خان شہید اُنکے تحیر و تغیر سے اصل مطلب سمجھ گیا او طیش مین آکر تلوار غلاف سے نکالی چاہا کہ قاضی کو بار ہستی سے سبکبار کرے پھر ہوش مین آکر یہ بات کہی کہ تیری خونریزی بیفائدہ ہی اگر مین کل شیخ صدرالدین کے خون سے اُسکے بساط خانہ کو رنگین نکرون تو اُس عورت سے جو اُسکے گھر مین ہی کمتر ہون پھر حکم دیا کہ تمام شہر مین منادی کردو کہ کل علی الصباح تمام سپاہ دربار مین حاضر ہووے اور اُسدن شاہزادہ نے و فور رنج سے کھانا نہ کھایا ملتان مین آثار قیامت کے ظاہر نہ آئے او شیخ اپنے ارادہ پر ثابت اور راسخ تھے کسی نہج کا تغیر اُنکے حال مین نہ آیا ناگاہ بعد عصر کے یہ خبر شاہزادہ نے سُنی کہ بیس ہزار مغل جرار اور خونخوار ملتان کی نواح مین بعزم رزم داخل ہوے محمد سلطان خان شہید کہ اپنے تئین رستم دستان تصور کرتا تھا حکم دیا کہ تمام فوج صبح کو مصلح اور مکمل ہوکر آوے تو پہلے مغلون کی جماعت کو درہم برہم کرون اُسکے بعد شیخ کے خون سے بساط زمین رنگین کرکے اپنے دل کا کینہ نکالون خلاصہ یہ کہ دوسرے دن محمد سلطان خان شہید چاشت کے وقت مع فوج شہر سے برآمد ہوا او لشکر غنیم سے دوپہر لڑا او حملہاے مردانہ سے دشمن کے صفوف کو متفرق اور پریشان کیا او ظہر کے وقت ادائے نماز کے واسطے ایک تالاب پر وارد ہوکر نماز مین قیام فرمایا او اُسوقت پانسو سوار اُسکے ہمراہ تھے اور باقی سپاہ غنیم کے تعاقب او غنیمت مین مصروف تھی اس درمیان ایک مغلون کا افسر کہ دو ہزار سوار سے ایک باغ مین ایستادہ تھا اور اُسے حملہ کی فرصت نہ ملی تھی مغل کی خبر شکست سنکر بقصد فرار روانہ ہوا جب گذر اُسکا اُس تالاب پر ہوا محمد سلطان خان شہید کو بجماعت قلیل دیکھکر شیر گرسنہ کیطرح تاخت لایا اور خان شہید کو مع تمامی سوار قتل کرکے نکل گیا بیت گنج قارون کہ فرو میرود از قعر ہنوز * خواندہ باشی کہ ہم از غیرت درویشاں ست * پھر تو وہ مستورہ بفراغت تمام شیخ کے مکان مین رہی او آنحضرت کی برکت صحبت سے واصلان حق سے ہوئی او شیخ رکن الدین فردوسی سے کہ جو شیخ نجم الدین کے پیر ہین اور وہ پیر شیخ شرف منیر کے ہین منقول ہی کہ مین نے اُن دنون مین خراسان سے ہندوستان کی عزیمت کی اور جب ملتان مین پہونچا شیخ صدرالدین کی ملاقات کو ایام بیض مین گیا اور مین روزہ رکھتا تھا شیخ نے کھانا طلب کیا لوگ بہت اُسکے مائدہ پر جو بادشاہون کے دسترخوان کے مانند تھا حاضر ہوے

اور بیتن شیخ کے قریب اور درویشون سے زیادہ تھا مین نے دیکھا کہ آن حضرت کے روبرو ایک طباق مزعفر سے
بھرا ہوا اور ایک حلوائے صابونی سے لبریز رکھا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا درویش بسم اللہ مین
اگرچہ صائم تھا لیکن بحکم من اکل مع المغفور فھو المغفور اپنے تئین اُس سعادت سے محروم نہ کرسکا بسم اللہ
کہکر اکل طعام مین مشغول ہوا دیکھا کہ شیخ برغبت تمام طعام تناول فرماتے ہین اور ہر ایک کو اُن نعمتون
کے کھانے کے واسطے اشارہ کرتے ہین میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ اگرچہ تو نے صوم البیض کے فطار مین
مراعات میزبان کی کی پر ضرور ہو کہ قلیل غذا پر کفایت کرے غرضکہ جب یہ امر میرے دل مین گذرا شیخ نے میری
طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جس شخص سے ممکن ہو کہ وہ حرارت باطن سے طعام کو روشن اور نورانی کرسکتا ہو اُسے
قلت غذا کا مقید ہونا لازم نہین **بیت** چونکہ لقمہ میشود در تو گہر ✤ تن مزن ہرچند بتوانی بخور ✤ اور جب شیخ صدرالدین
عارف مرض الموت مین مبتلا ہوے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا خرقہ اور دیگر چیزین جو شیخ
بہاء الدین زکریا سے اُنھین پہونچی تھین اپنے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح کو دے کر خلیفہ اور
جانشین کیا اور ۶۷۶ھ سات سو چھتر ہجری مین قید جسمانی سے وارستہ ہوکر عالم روحانی کیطرف سفر کی

ذکر شیخ رکن الدین ابو الفتح قدس سرہ العزیز کا

ابیات جہان معرفت سلطان معنی ✤ وجودش آیئنے درشان معنی ✤ دلش از طلعت اسرار مسرور ✤ ہمیشہ
حالش از انوار معمور ✤ بباطن در حقیقت رفتہ بیباک ✤ بظاہر در شریعت چُست و چالاک ✤ آنحضرت نہایت
عظیم القدر اور عزیز الوجود تھے اور علوم معقول و منقول سے بہرہ وافی رکھتے تھے اپنے جد بزرگوار کے
نظر یافتہ تھے اور اُس جناب کی والدہ ماجدہ مسماۃ راستی کہ عفت مین اپنے وقت کی رابعہ بصری تھین
اور ہر روز ایکبار کلام اللہ ختم کرتی تھین اور اپنے خسر سے ارادت صادق رکھتی تھین ایک دن اُنکی
ملازمت مین حاضر ہوئین اور اُسوقت مین شیخ رکن الدین ابو الفتح سات مہینے کے اُنکے شکم مبارک مین تھے
شیخ بہاء الدین زکریا نے اُس روز بخلاف عادت اُنکی تعظیم کی اور فرمایا ای بی بی یہ تعظیم اُس شخص کی ہی کہ تو
جسکی حامل ہی اور یہ نور مین ہمارے خاندان اور دودمان کا چراغ ہوگا ایک روز کا مذکور ہی کہ شیخ بہاء الدین
زکریا پلنگ پر رونق افزا تھے اور آپ نے دستار مبارک پلنگ کے پایہ پر رکھدی تھی اور شیخ صدرالدین چارپائی
کے قریب فرش پر مودب بیٹھے تھے اور شیخ ابو الفتح کا سن اُن دنون مین چار برس کا تھا چارپائی کے گرد پھرتے تھے
ایکبارگی حضرت کی دستار مبارک اُٹھا کر زیب سر کی شیخ صدرالدین نے مضطرب ہوکر باواز بلند فرمایا کہ ای
رکن الدین بے ادبی نکر اور حضرت کی دستار مبارک اُتارلے شیخ بہاء الدین زکریا نے فرمایا ای صدرالدین عارف
تم اُسے منع نکرو کہ بسبب استحقاق کے زیب سر کی ہی اور مین نے یہ دستار اُسے بخشی منقول ہی کہ حضرت
نے وہ دستار اُسی طور سے معقد صندوق مین امانت رکھی بروز جلوس سجادہ اُسکو سر پر رکھتے تھے
اور خرقہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا پہنتے تھے اور روش آنحضرت کی سلطان ابو سعید ابوالخیر کی
روش کے موافق تھی جس شخص کے دل مین جو کچھ آتا اور اُنکی مجلس مین جس طور کرتا وہ آنحضرت پر مکشوف ہوتا تھا
اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری اور شیخ عثمان سیاح کے مانند کہ دہلی مین

مدفون ہین مرید کہتے تھے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے منقول ہی کہ جسوقت شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلی مین تشریف لاتے تھے خلق کو آنحضرت کے عطاے ظاہری اور باطنی سے ہر روز روز عید اور شب شب قدر ہوتی تھی اور بادشاہ علاء الدین خلجی کے عہد مین دو بار دہلی مین تشریف لائے تھے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عصر مین تین بار اور بادشاہ علاء الدین خلجی باوجود غرور و حشمت آنحضرت کے استقبال کے واسطے سوار ہوتا تھا اور باعزاز تمام شہر مین لاتا تھا اور دس لاکھ روپیہ پہلے دن اور پانچ لاکھ روپیہ روز وداع بطریق شکرانہ ارسال کرتا تھا اور شیخ رکن الدین کے پاس اسدن جسقدر زر شکرانہ آتا تھا خلائق پر تقسیم کرتے تھے ایک درم یا دینار باقی نہ رکھتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ مین ملتان سے بہ محبت شیخ نظام الدین اولیا دہلی مین آیا ہون اور نقل ہی کہ ایک وقت دونون بزرگ مسجد کیلو کہری مین جمعہ کی نماز ادا کرکے آپس مین بغل گیر ہوے شیخ رکن الدین ابوالفتح شیخ نظام الدین اولیا کی خانقاہ کی طرف تشریف لے گئے اور درویشان صاحب حال وہان حاضر تھے مولانا علم الدین بھی جو بھائی شیخ رکن الدین ابوالفتح کے دل مین یہ خیال گذرا کہ جو قران السعدین واقع ہوا بہتر ہی کہ اسوقت ان بزرگون کے درمیان نکتہ علمی مذکور ہووے فی الفور دونون بزرگوار دفعۃً ملتفت ہوئے کہا ہی مولانا علم الدین جو کچھ تمہارے دل مین گذرا ہی اُسے زبان پر لاؤ مولانا نے کہا آیا کیا حکمت تھی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی شیخ رکن الدین ابوالفتح نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ بعضے کمالات حضرت کے اس ہجرت پر موقوف تھے اسواسطے وہان تشریف لے گئے تو وہ کمالات حاصل ہو وین بعد اسکے شیخ نظام الدین اولیا نے یہ جواب دیا کہ میرے دل مین یہ آتا ہی کہ بعضے ناقصان مدینہ کو مکہ معظمہ کی سفر کی قدرت نہ تھی تا خدمت بابرکت مین مشرف ہوکر کسب فیوض کرین حق سبحانہ تعالے نے آنحضرت کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجا تو اہل نقصان آپ کے مین خدمت سے درجہ کمال کو پہنچین سبحان اللہ ان دونون بزرگوارون نے دربردہ تواضع ایک دوسرے کی فرمائی اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین شیخ رکن الدین ابوالفتح تین مرتبہ دہلی مین تشریف لائے اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور جب بادشاہ کے دیکھنے کا ارادہ ہوتا تھا اُس وقت تخت روان پر سوار ہوتے تھے اور مقام مناسب مین تخت کو ٹھہرا دیتے تھے اور اہل حاجت اپنے عرائض تحریر کرکے تخت پر ڈال دیتے تھے اور قطب الدین مبارک شاہ کے دیوانخانہ کے تین دروازہ تھے دو دروازہ سے وہ جناب تخت روان پر سوار ہوکر جاتے تھے اور تیسرے دروازہ مین بادشاہ استقبال کیواسطے آتا تھا جب شیخ تخت سے اُترتے تھے بادشاہ آنحضرت کا ہاتھ پکڑکے دیوان خاص مین لیجاتا تھا اور حضرت کے روبرو مؤدب بیٹھتا تھا اور قدم رنجہ فرمانے کا عذر کرتا تھا اسوقت خادم شیخ کے اشارہ کے موافق خلائق کی عرضیان بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کرتا تھا اور بادشاہ خود پڑھکر ہر عریضہ کے ناصیہ پر مدعی کے حسب مدعا بخط خاص جواب لکھتا تھا اور ارکان دولت دستخط خاص کے موافق عمل کرتے تھے اور جب مقدمات خلائق کا تصفیہ ہوجاتا تھا شیخ اپنے مکان پر تشریف لیجاتے تھے اور امیر خسرو سے منقول ہی کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر عرس کے دن رکن الدین ابوالفتح اور شیخ نظام الدین اولیا دونون بزرگوار موجود تھے جب قوالون نے راگ

شروع کیا شیخ نظام الدین اولیا حالت وجد و حال مین آن کر اُٹھا چاہتے تھے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے انکا دامن پکڑ لیا بعد ایک لحظہ کے شیخ دوبارہ وجد مین آکر ایستادہ ہوے اس مرتبہ شیخ رکن الدین ابوالفتح مانع نہوے اور خود مثل اور درویشون کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے اور جب سماع موقوف ہوا ہر شخص اپنے مکان کی طرف راہی ہوا مولانا علم الدین نے شیخ رکن الدین ابوالفتح سے پوچھا کہ ممانعت اول اور سکوت ثانی کا کیا سبب تھا جواب دیا کہ مین نے اول مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا کو عالم الملکوت مین دیکھا تھا میری ابھی دسترس اُس مقام تک تھا لہذا دامنگیر ہوا دوسرے بار انھین عالم جبروت مین دیکھا جو کہ میری رسائی وہان تک نہ تھی اسواسطے دست بردار ہوا اور نقل ہی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نظام الدین اولیا کی خبر فوت سنکر ملتان سے دہلی کی طرف متوجہ ہوے اور وہان پہونچکر لوازم زیارت بجا لاے اور ابھی انھین دنون مین بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بنگالہ سے نواح دہلی مین پہونچا اُسکے فرزند نے سلطان محمد تغلق شاہ کا استقبال کیا اور شیخ بھی اُسکی پیشوائی کو روانہ ہوے اور بادشاہ ضیافت کھانے کے واسطے اُس قصر مین کہ اُسکے فرزند نے افغان پور کے قریب تعمیر کیا تھا وارد ہوا جو شیخ رکن الدین ابو الفتح بھی اُس قصر مین رونق افزا تھے اُس جناب نے بادشاہ سے کہ وہ طعام تناول کرنے مین مصروف تھا کہا کہ آپ جلد اس قصر سے برآمد ہوجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ اکل وشرب سے فارغ ہوکر برآمد ہونگا شیخ نے دوبارہ بادشاہ سے کہا وہی جواب سُنا شیخ رکن الدین ابو الفتح ہاتھ اُسکی زندگی سے دہوکر قصر سے نکل گئے اور جن لوگون کی قضا نہ تھی وہ بھی چال دیکھکر برخاست ہوے لیکن بادشاہ مع ایک جماعت مخصوصان بیٹھا رہا ابھی شیخ دوسری دہلیز مین نہ پہونچے تھے کہ اُس قصر کی چھت گر پڑی اور بادشاہ ہلاک ہوا اور یہ واقعہ دیکھکر لوگ زیادہ تر شیخ کے معتقد ہوے اور شیخ عثمان سیاح کا گلستان ارادت از سر نو تازہ ہوا اور مولانا اسمعیل ذاکر سے نقل ہی کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح نے اپنی وفات سے تین مہینے پیشتر ایکبارگی خلق سے کنارہ کرکے گوشہ نشینی قبول کی تھی اور حجرہ سے سواے نماز فرض کے برآمد نہوتے تھے الغرض بتاریخ سولھوین رجب یوم پنجشنبہ بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین محمد کو کہ خادم خاص تھے حجرہ مین طلب کیا اور اپنی تجہیز وتکفین کے بارہ مین وصیت کی جو کہ اُس جناب کے کوئی فرزند نہ تھا مصلی اور خرقہ اپنے ایک بھائی کو عطا کیا اور نماز مغرب کے وقت امام کو اندر بلاکر نماز فرض ادا کی اور سر سجدہ مین رکھکر ودیعت حیات رب کائنات کے سپرد کی اور جو کہ مؤلف کتاب ہذا محمد قاسم فرشتہ کو یہ حقیقت کسی کتاب سے دریافت نہوئی کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح کے انتقال کے بعد کون لوگ بطناً بعد بطن سجادۂ خلافت پر بیٹھتے آئے لہذا اُس سے ساکت ہوکر اُنکے مریدان مشہور کے ذکر مین مشغول ہوا

ذکر سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز کا

آنجناب سید صحیح النسب ہین اور نسب آنحضرت کا ساتھ امام الہادی کے یون پہونچتا ہی سید جلال بن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبد اللہ بن علی اصغر بن جعفر بن امام علی الہادی اور منقول ہی کہ سید جلال بخارا سے ملتان مین آن کر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی خانقاہ مین وارد ہوے

اور اُن دنون مین گرما کی نہایت گرما گرمی تھی اور ہواے تموز یعنی لون چلتی تھی ایک روز سید جلال بخاری شیخ کی خانقاہ کے صحن مین بیٹھے تھے فرمایا آہ ایسی فصل مین بخارا کی برف مطلوب ہو شیخ بہاء الدین زکریا اپنے حجرہ مین تھے اور صفاے باطن سے یہ امر دریافت کرکے اپنے خادم سے فرمایا کہ تم جاکر جماعت خانہ کی صفین فرش اٹھا کر تمام صحن مین جھاڑو سے صاف کرو خادم نے حکم کے موافق عمل کیا اور لوگ اس امر سے کہ خلاف عادت تھا متعجب ہوے اور وقت دوپہر کا تھا کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر کا خانقاہ کے گرد نواح مین ظاہر آیا اور خانقاہ کے صحن مین اولے تخم مرغ برابر گرنے لگے یہان تک کہ تمام صحن اولون سے بھر گیا اور ابر برطرف ہوا اور ایک اولا خانقاہ کے سوا دوسرے مقام مین نہ گرا غرض کہ سید جلال بہت اولے تناول فرما کر اپنے آرزو کو پہونچے اور ملتان کی خلائق ایک ایک اولا تبرکاً اور تیمناً اٹھالے گئی اور جب شیخ نماز ظہر کے واسطے حجرہ سے برآمد ہوے سید جلال بخاری کو دیکھکر مسکرائے اور فرمایا اے سید جلال بخاری اس حال مین اولے ملتان کے بہتر ہین یا برف بخارا کی سید جلال بخاری نے عرض کی کہ ایک اولا ملتان کا یخ بخارا کے سو برکالے سے بہتر ہو اسی عرصہ مین مین وہ جناب خرقہ خلافت کا پاکر ملبدۂ اوچہ مین مامور ہوے اور آنحضرت کا مقبرہ اُس شہر مین واقع ہے

ذکر شیخ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ بہاء الدین ذکریا کے مریدون مین سے ہین جنکا یہ مرتبہ ہو کہ شیخ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ جب قیامت مین پیش کرسی ندا آوے گی کہ ذکریا ہماری درگاہ مین کیا لایا عرض کرونگا حسن افغان کو لایا ہون اور کتاب فوائد الفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے مرقوم ہو کہ شیخ حسن مرد اُمّی تھے اور کچھ نہ پڑھے تھے اور ایک حرف کی شناخت محال تھی لیکن لوح محفوظ انکے آئینہ دل پر عکس افگن تھی اس دلیل سے کہ لوگ مکرر تین سطر ایک کاغذ پر تحریر کرکے انکے روبرو لیجاتے تھے ایک سطر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ایک سطر اقاویل مشائخ سے اور ایک سطر آیات کلام مجید سے اور شیخ سے عرض کرتے تھے کہ فرمائیے ان سطرون مین احادیث رسول اللہ اور آیات قرآن شریف اور اقوال مشائخ کون ہو وہ جناب اول انگشت مبارک قرآن مجید کی سطر پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کلام حق تعالیٰ کا ہو کہ نور اسکا عرش اعظم تک مشاہدہ کرتا ہون اور یہ حدیث رسول اللہ ہو کہ طلعت اسکی سپہر ہفتمین تک دیکھتا ہون پھر مشائخ کے سطر کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے تھے کہ یہ اقوال بزرگون کے ہین کہ نور اسکا فلک تک معائنہ کرتا ہون اور یہ بھی شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ ایک وقت دہلی مین ایک مسجد بنا کرتے تھے اور قبلہ کے تعین مین کہ داہنی طرف میل کرتا ہو یا بائین سمت علما کو اختلاف ہوا اتفاقاً شیخ حسن افغان اس مقام مین وارد ہوے اور قبلہ رو ایستادہ ہوکر کعبۃ اللہ کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا بیت اللہ کی زیارت کرو جمیع علماء جو حاضر تھے کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوے اور شیخ کی تعظیم کو جھکے اور ایک روز شیخ حسن افغان کا گذر ایک کوچہ مین ہوا اور ہنگام مغرب ایک مسجد مین پہونچے دیکھا کہ ایک امام نماز جماعت کی ادا کرتا ہو آپ نے اُس امام کے پیچھے اقتدا کی جب امام سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا آپ امام کا ہاتھ پکڑکے ایک گوشہ مین لیگئے اور کہا اے صاحب ہم اُس نماز کی

جماعت مین شریک ہوتے اور تمہاری اقتدا کی تم عین نماز دہلی سے بنگالہ گئے اور وہان سے پردے خرید کرکے ملتان لےگئے اور ملتان سے غزنین کی سمت اُن پردون کے گران قیمت بیچنے کیواسطے روانہ ہوئے اور ہم تمہارے پیچھے بے سروپا حیران و پریشان پھرتے رہے بتایئے اس نماز کو کیا کہین اور اسکا کیا نام رکھین اور
فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا کہ جو شیخ نے فرمایا

ذکر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ جناب شیخ صدر الدین عارف کے مریدون سے ہین اور اوائل حال مین قندھار مین سکونت رکھتے تھے اور مرد دائم الخمر تھے بغیر خمر زیست نکر سکتے تھے غرض ایک مرتبہ اپنے باپ محمد قندھاری سے رخصت لیکر برسم تجارت ملتان کیطرف روانہ ہوئے اور مے نوشی اور معشوق پرستی اُنکا کام تھا اتفاق حسنہ سے وہ ایک روز دکان مین بیٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین عارف کہ شیخ بہاء الدین زکریا کی زیارت کیواسطے جاتے تھے نظر اُنکی شیخ احمد پر پڑی ایک خادم کو کہا کہ انھین جس طرح سے ممکن ہو میرے پاس لا یہ کہکر وہ جناب اپنے والد کے مقبرہ مین داخل ہوئے اور شیخ کی زیارت سے مستفیض ہوئے بعد اسکے خادم شیخ احمد کو شیخ صدر الدین عارف کی خدمت مین لایا اور شیخ انکو اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لے گئے اور اپنے پہلو مین بٹھایا اور جو فصل گرما تھی شربت طلب کرکے قدرے آپنے نوش فرمایا اور باقی شیخ احمد کو دیا وہ شربت انھون نے پیا اُسکے پیتے ہی ابواب مغفرت کشادہ ہوئے اور وہ فوراً تائب ہوکر شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور جو کچھ نقد و جنس اپنے پاس رکھتے تھے اس تمام نقد و جنس کو درویشون پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے دست کش ہوکر تجرید اختیار کی اور سات برس گوشہ انزوا مین بیٹھکر بیاد حق مشغول ہوئے اور ہر وقت شیخ سے ایک فیض حاصل کرتے تھے یہان تک کہ ایک مدارج علیا پر فائز ہوکر اہل ولایت سے ہوئے اور فوائد الفواد مین شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اواخر عمر مین بیاد حق ایسے مشغول ہوئے کہ چشم ظاہری نہ کھولتے تھے ایک وقت مین سرما مین کہ ہوا نہایت سرد تھی صبح کو غسل کے واسطے پانی مین داخل ہوئے اور ایک عرصہ تک اسمین درنگ کرکے زبان مناجات مین کھولی کہ الٰہی تو بادشاہ ہے اور بندون کی اطاعت سے بے نیاز ہے اپنے لطف عمیم سے بندگان بے بضاعت کو سرفراز کر اور قسم ہے تیری محبت کی جبتک مین اپنا قرب و مرتبہ نہ جانونگا اس پانی سے نہ نکلونگا آخرش ندا آئی کہ ہماری درگاہ مین تیرا مرتبہ وہ ہے کہ ہم تیرے وسیلۂ شفاعت سے خلائق کثیر کو آتش دوزخ سے رہا کرکے بہشت جاودانہ مین داخل کرینگے شیخ احمد نے عرض کی کہ بارالٰہا یہ تیری نعمت بیحد اور رحمت لاتعد ہے مین بہا پر اکتفا نہ کرونگا اسکے بعد فرمان صادر ہوا کہ ہم نے تجھے اپنا معشوق بنایا تو اپنے تمام طالبون کو میرا عاشق کر شیخ احمد یہ بشارت فیض اشارت سنتے ہی پانی سے برآمد ہوئے اور اپنے مکان کا راستہ لیا الغرض راہ مین جس جگہ پہونچتے تھے خلقت کہتی تھی کہ شیخ احمد معشوق آتا ہے منقول ہے کہ پھر تو جذبہ اُنکا اس نہایت کو پہونچا کہ نماز سے بھی باز رہے اور جب علما فضلا سمجھاتے تھے کہ اپنے تئین مستی اور بے شعوری سے باز رکھیئے اور نماز بجا لا دیجیے فرمایا قدرت نماز پر رکھتا ہون لیکن فاتحہ الکتاب نہین پڑھ سکتا علمانے جواب دیا کہ نماز بے سورۂ فاتحہ درست نہین ہے شیخ نے کہا فاتحہ پڑھونگا لیکن ایاک نعبد ، ایاک نستعین نہ کہونگا

بُلٹے یہ بھی جائز نہین ہو تمام سورہ فاتحہ کی قرأت واجب ہو شیخ نے عالمون کی تکلیف کے سبب نماز مین قیام کیا جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہونچے اُس جناب کے ہر بن مو سے ایک قطرہ خون ٹپکا کہ تمام خرقہ خون آلودہ ہوا ناچار علما کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بزرگوار مین زن حائضہ کے مانند ہون مجھ پر نماز درست نہین ہی کہ مجھ سے دست بردار ہو

ذکر مولانا شیخ حسام الدین نور اللہ مرقدہ کا

آنحضرت بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدون مین انتظام رکھتے تھے ایک روز کا مذکور ہو کہ شیخ صدر الدین عارف شیخ بہاء الدین زکریا کی قبر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے تھے اور مولانا شیخ حسام الدین ہمراہ تھے مولانا حسام الدین کے دل مین یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہوتا جو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار کے پاس مجھے ایک قبر کے مقدار زمین ملتی تو اُن بزرگوار کے جوار کی برکت سے مین عذاب دوزخ سے نجات پاتا فی الفور شیخ صدر الدین عارف نے اُنکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا مولانا حسام الدین تمھارے مزار کے واسطے اس زمین سے مجھے دریغ نہین ہو لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمھارے مزار کے واسطے زمین طیب و طاہر شہر بداون مین تعین فرمائی ہی تمھاری قبر وہان ہوگی منقول ہو کہ مولانا نے بلدہ بداون مین ایک شب کو خواب مین حضرت رسالت پناہی صلعم کو دیکھا کہ آنحضرت فلان مقام مین وضو کرتے ہین صبح کو وہان جاکر دیکھا کہ زمین تر ہو فرمایا مجھے اس مقام مین دفن کرنا خلاصہ یہ کہ اُسی مقام مین مدفون ہوے

ذکر مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدون مین سے ہین نہایت محقق اور فاضل تھے چار برس کی مدت تک خدمت مین اُن محرم راز کے بسر لے گئے اور شیخ صدر الدین عارف اُنھین ہمیشہ محبوب اللہ کہتے تھے اور وہ جناب رات دن مین دو بار کلام اللہ ختم کرتے تھے اور شیخ جمال خجندی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے ہین لیکن شیخ صدر الدین عارف کے تربیت یافتہ ہین علوم ظاہری اور باطنی سے بہرہ وافی رکھتے تھے اور خارق عادت اُس جناب سے بہت سرزد ہوتے تھے اور قبر اُنکی اوچہ مین ہی

ذکر شیخ وحید الدین عثمان المشہور سیاح کا

شیخ نصیر الدین اودھی مشہور بہ چراغ دہلی سے نقل ہو کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو مین نے دیکھا کہ ایک روز کیلوکھری مین دریا کے کنارے شیخ رکن الدین عارف کے مرید ہوے اور اُنھون نے ایسی ترک و تجرید کی کہ ایک تہمد کے سوا جو ستر عورت کو ضرور ہی اور کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور اسی حال سے شیخ کے ہمراہ ملتان مین جاکر کتاب عوارف کا سبق شیخ الشیوخ عمر سہروردی سے پڑھتے تھے اور قرآن مجید حفظ کرتے تھے اور مشہور ہو کہ جب وہ جناب شیخ سے نقد رخصت لے کر عازم سفر ہوے اور قدم سیاحی مین چھوڑا جھاگل اور عصا بھی نہ لیا وہی لنگی یعنی تہمد ہمراہ تھی اور سیاحی مجرد کرتے تھے ذات باری کے سوا کوئی رفیق شفیق نہ رکھتے تھے یہان تک کہ مکہ معظمہ مین پہونچکر حج ادا کیا اور وہان سے مدینہ مین جاکر ایک سال مقیم ہوے اور پھر موسم حج مین بیت اللہ مین جاکر طواف مین مشغول ہوے اور چونکہ ہوا گرم

تھی حضرت خضر علیہ السلام نے حاضر ہوکر اپنی آستین کا سایہ اُس خیابان پر کیا اور خود طواف مین مصروف ہوے اور شیخ نے اگرچہ آنحضرت کو پہچانا لیکن کچھ نہ کہا بعد اسکے ملتان مین آکر شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا کہ خوب ہے کہ تم جلد چلے آئے نہین تو خلق کے فساد مین مبتلا ہوتے پھر لباس خاص اپنا اُنہین پہنایا اور دستار مبارک اُتار کر اُنکے سر پر رکھی اور بعد چند روز کے حکم کیا کہ تم دہلی مین جاکر بود و باش اختیار کرو اور اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کی صحبت مین بسر لیجانا آنحضرت جہان تمہارے واسطے منزل مقرر کرین اُسی مقام مین قیام کرنا اور میری دعا شیخ کو پہچانا اور شیخ وحید الدین عثمان سیاح جب دہلی مین وارد ہوے شیخ نظام الدین اولیا کو دیکھکر شیخ رکن الدین کا سلام پہونچایا شیخ نے اُٹھکر علیکم السلام کہا پھر اُن دونون بزرگوارون کے درمیان محبت تمام بہم پہونچی شیخ وحید الدین عثمان بھی شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین رہتے تھے اور سماع اور وجد مین نہایت میل رکھتے تھے اور قبل اس محضر سے کہ بادشاہ غیاث الدین کی سماع کے بارہ مین شیخ نظام الدین اولیا پر نافذ کرے حکم کیا تھا کہ جو مطرب یا قوال کسی صوفی کے روبرو راگ گاوے گا اور صوفی دم ماریگا تو اُسکی زبان گدی کی طرف سے کھینچی جاویگی اس سبب سے کسی قوال اور صوفی کو یہ قدرت نہ تھی کہ محفل راگ اور سماع کے گرد جاتا الغرض اُن دنون مین ایک روز شیخ وحید الدین عثمان سیاح اپنی حجرہ مین بیٹھے تھے میر حسن قوال والد میر حیات جو قوالون کا سردار اور شیخ نظام الدین اولیا کے وظیفہ خوارون کی سلک مین منتظم تھا مع دو تین قوال اُس طرف سے گذرا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو دیکھکر اُنکی خدمت مین حاضر ہوا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کہ اُسکی حسن صورت پر فریفتہ تھے فرمایا کہ ای میر حسن آہستہ آہستہ کچھ گُن گنا اُسنے جواب دیا کہ یا شیخ بادشاہ اس بارہ مین نہایت قدغن رکھتا ہی یہانتک کہ کوئی شخص قرآن بھی حسن صورت سے نہین پڑھ سکتا ہی شیخ نے فرمایا یہان کوئی نہین ہی دروازہ بند کرکے باآہستگی سنونگا حسن قوال نے جب شیخ کو حد سے زیادہ مصر دیکھا ناچار ہوکر یہ بیت پردۂ عشاق مین شروع کی بیت زاہد زدین برآمد وصوفی زاعتقاد ⁂ ترسا محمدی شد و عاشق ہما کہ ہست ⁂ شیخ یہ سنتے ہی ایسے وجد مین آئے کہ بیخودی مین حجرہ کا دروازہ کھول دیا یہ خبر سنکر دو سو قوال تخمیناً حاضر ہوے اور اُس محلہ کے صوفیون نے اژدحام کیا محفل طولانی ہوئی اور یہ خبر شہر مین منتشر ہونے سے انبوہ کثیر اور جم غفیر اہل وجد و حال اور تماشائیون کا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کے محلہ مین جمع ہوا اور شیخ ساتھ اُس جمعیت کے کہ قریب تین ہزار آدمی کے تھے تغلق آباد کی سمت روانہ ہوے اور وہان سے دہلی ڈھائی کوس تھی وضیع و شریف متحیر ہوکر سمجھے کہ شیخ اور قوالون کا بادشاہ کی تیغ سیاست سے بچنا محال ہی راوی کہتا ہی کہ جب شیخ ساتھ اُس وضع کے تغلق آباد کے قریب پہونچے بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ملک شادی کو کہ جو اُسکے جملہ مخصوصان سے تھا بھیجا کہ جاکر دریافت کرے کہ یہ ہجوم اور شور کیسا ہی ملک شادی حسب الحکم گھوڑا سرپٹ پھینکا کر اُنکے قریب پہونچا دیکھا کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح اور صوفی اور قوال وجد کرتے ہوے اور گاتے ہوے آتے ہین اُسنے فوراً پلٹ کر بادشاہ سے حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ مین اس شخص کی ایسی تنبیہ اور تادیب کرونگا کہ اورون کی عبرت کا باعث ہو اسکے بعد بادشاہ نے تذکرہ خسرو خان

قاتل قطب الدین مبارک شاہ کا طلب کیا کہ اسمین دیکھون کہ اس شیخ نے آنحضرت سے کسقدر روپیہ لیا ہی بعدہ حکم کرونگا کہ وہ روپیہ شیخ سے انسی وقت بشدت اہانت تمام پھیر لیوین آراکین دولت جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھے انھون نے عرض کی کہ اس شیخ نے اُسکا زر فتوح ایک حبہ نہین لیا ہی مقلب القلوب نے بادشاہ کے دل کو ایسا نرم کیا کہ یہ بات سنتے ہی ملک شادی سے فرمایا کہ تو جلد جاکر شیخ کو ملک اسلام پہونچا اور قصر خاص مین باعزاز تمام لا اور سامان ضیافت مہیا کرکے قوالون کو انعام شاہی سے مالامال کر ملک شادی نے شیخ کو مع جماعت تین روز مہمان رکھا اور اپنی طرف سے بہت زر شکرانہ پیش کیا شیخ اُسکی طرف ملتفت نہوے تغلق آباد سے ساتھ اُس ازدحام اور غوغا کے غیاث پور کی طرف روانہ ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین چند روز بسر کیے

ذکر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کا

ابیات آن گوہر معدن سیادت ✤ سلطان سرادق سعادت ✤ آن حامی دین سلالۂ پاک ✤ فرزند بنی خاص لولاک ✤ بانی شریعت و طریقت ✤ استاد مشائخ حقیقت ✤ ندیر مصطفے در اسلام ✤ از فقر نہادہ برزمین گام ✤ سیاح جہان براہ دینی ✤ برداشتہ توشۂ یقینی ✤ ہمسایہ شبہہ حج اکبر ✤ ہم زائر روضہ پیمبر ✤ آمد ز خدا لفتح یا لبش ✤ مخدوم جہانیان خطابش ✤ اسواسطے کہ تقدیم و تاخیر مشائخ مین تقدیم زبانی منظور ہی مخدوم جہانیان کا احوال موخر لکھا گیا واضح ہو کہ آپکے جد امجد حضرت سید جلال بخاری نے جب اپنے پیر شیخ بہاء الدین زکریا سے خرقہ خلافت پایا اور پیر سے رخصت لیکر اوچہ مین آئے اور حضرت سید جلال بخاری نے شریعت نبوی کے موافق جب نکاح کیا آفریدگار عالم نے اُنھین تین فرزند کرامت فرمائے سید احمد کبیر سید بہاء الدین سید محمد اور سید احمد کبیر جو اپنے والد کے سجادہ نشین تھے اُنکے صلب سے دو فرزند سعادت مند موجود ہوے ایک مخدوم جہانیان سید جلال بخاری دوسرے صدر الدین راجو قتال ہین اور سید احمد کبیر نے سید جلال الدین حسین بخاری کو سات برس کے سن مین شیخ جمال الدین خجندی کی خدمت مین کہ شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے تھے لیجاکر آنحضرت کی دست بوسی سے مشرف کیا پھر شیخ جمال الدین خجندی نے ایک طباق مین خرما لاکر اہل مجلس پر تقسیم کیے سید جلال الدین حسین بخاری نے خرما مع گٹھلی تناول کیا شیخ جمال خجندی نے خرما مع گٹھلی کھانے کا سبب پوچھا عرض کی کہ جو خرما آپکے دست حق پرست سے دستیاب ہووے اُسکا تخم دور کرنا سوء ادبی ہی شیخ نے فرمایا کہ تو وہ چراغ ہی کہ اپنے خاندان کو قیامت تک روشن رکھے گا سید جلال الدین حسین بخاری عالم متبحر تھے اکثر علوم عقلی و نقلی مین آپ نے نہایت مشقت کھینچی تھی اور مقید اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہوکر دوسرے سے رجوع نکرین اور فرماتے تھے کہ تمام فضلا اور مشائخ کی زیارت سے مستفیض ہونا چاہیے اور اس جناب نے اپنے والد شیخ احمد سے خرقہ خلافت کا پایا اور شیخ رکن الدین ابو الفتح سے منقول ہی کہ برسون اُنکی خدمت کرکے مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام اور بیت المقدس اور روم و عراقین اور خراسان اور بلخ اور بخارا کے سمت سفر فرمایا اور بہت حج کیے از انجملہ چھ حج اکبر اُنھین نصیب ہوے اور مدینہ رسول الثقلین

سلطان العلما استاد المحدثین عفیف الدین بن سعد الدین علی الشافعی الیمنی سے ملاقات کو گئے دو برس ان جناب کی ملازمت مین حاضر رہے اور نسخہ عوارف وغیرہ انھین پیشکش کیا اور منقول ہی کہ عفیف الدین نے خرقہ شیخ رشید الدین محمد ابو القاسم صوفی سے پہنا اور انھون نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے پایا اور اسی طریق اثنائے سفر مین شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت مین فائز ہو کر حضرت سے بھی خرقہ اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم لنتاحی سے انھون نے شیخ نظام الدین ابو العطار بخاری سے اور منقول ہی کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثنائے سیر و سلوک مین بہت اولیائے اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہو کر فیض کلی حاصل کیا اور جسوقت سید بیت اللہ مین تھے انکے اور شیخ عبد اللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید ممدوح طواف کرتے تھے دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہی اور دیوار ظاہری قائم نہین ہی سید نے شیخ عبد اللہ شافعی سے متحیر ہو کر اسکا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا آج کعبہ راحت الکی زیارۃ قطب اللہ نصیر الدین محمود یعنی کعبہ قطب شیخ نصیر الدین کی زیارت کو گیا ہی اور جو کہ آنحضرت مقام متحیرین کا رکھتے ہین اور سستی سے آنہین سکتے کعبہ وہان گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اسوقت دہلی مین اگرچہ درویش جو سابق مین تھے نہین رہے لیکن انکی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود مین موجود ہی اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہین اور وہ جناب بہ چراغ دہلی اس وجہ سے مشہور ہوئے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سنا آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اور جب آنحضرت نے اپنے وطن کی طرف عود کیا در سنہ سات سو بہتر ہجری مین بشہر دہلی شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی نسبت رکھتے تھے وقوع مین آیا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ رحمت خدا کی شیخ عبد اللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے ساتھ اس دولت کے رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب قطبی کہ ایک درویش نے تصنیف کی ہی بشرح و بسط مرقوم ہین لہذا طول سے اندیشہ کرکے اسمین سے بطریق اختصار لکھتا ہی واضح ہو کہ آنجناب کے مخدوم جہانیان کے خطاب ہونے کی یہ وجہ ہی کہ آنحضرت شب عید کو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول تھے بعد ختم فرقان شیخ کی روح پر فتوح سے عیدی طلب کی اسوقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہی کہ خدائے تعالی نے تجھے مخدوم جہانیان خطاب دیا بعد اسکے شیخ صدر الدین عارف کے مقبرہ مین جا کر عیدی طلب کی وہان سے بھی آواز آئی کہ عیدی وہی ہی جو حضرت بابا نے مرحمت فرمائی ہی اسکے بعد اپنے پیر و مرشد شیخ رکن الدین ابو الفتح کے روضۂ اقدس پر آن کر عیدی طلب کیا چاہتے تھے آواز آئی عیدی وہی ہی کہ جو حضرت جد و پدر نے تجویز فرمائی جب وہان سے برآمد ہوئے جس مقام مین پہونچتے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جہانیان تشریف لاتے ہین ایک روز کا مذکور ہی کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ نیچے اترین جو کہ زینہ نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین بخاری اپنے پیر کی آسائش کے واسطے زینہ پر لیٹے اور اپنا سینہ جو اسرار حق کا گنجینہ تھا زینہ بنا کر عرض کی کہ حضرت اس خاکسار کے سینہ پر قدم رکھکر

صد ...
مبارک انکے ...
کا فرزند چار برس کا مصلا کے گرد پھرتا ... سید شمس الدین کی طرف کہ وہ وہان بیٹھے تھے متوجہ
ہو کر فرمایا کہ اس معصوم کی زیست دشوار ہی اس لیے کہ عین نماز مین اسکے طرف مین نے میل کیا تھا خلاصہ یہ ہی کہ
اسی وقت وہ لڑکا تپ شدید مین مبتلا ہو کر اسی شب کو فوت ہوا اور قصبات اوچہ مین ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد
رہتے تھے ایک روز وہ ایک کام کے واسطے ایک عزیز کے مکان پر کہ جسکا نام مولانا نصیر الدین عبد الله [illegible] لی تھا
گئے اور اس مکان پر قیلولہ کیا اور خواب مین دیکھا کہ ایک مقام مین خلائق کا ہجوم ہی اور ایک شخص وعظ کہتا ہی
اور فرماتا ہی کہ جو شخص کار دنیا کو کار دین پر مقدم رکھتا ہی دونون کام اسکے خاک مین ملتے ہین جب بیدار ہوئے
لوگون سے پوچھا کہ اس اطراف مین کوئی شخص وعظ فرماتا ہی بولے ہان سید جلال الدین حسین بخاری اوچہ
مین وعظ کہتے ہین ملا وجیہ الدین نے آنحضرت کو نہ دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت باندھکر اوچہ مین
گئے جب وہ صورت کہ خواب مین دیکھی تھی معائنہ کی باعتقاد وافر انکے قدم پر گر پڑے سید نے فرمایا ای بابا
دنیا کا کام عقبی پر مقدم نہ چاہیے رکھنا ملا وجیہ الدین محمد نے جب یہ کلام صدق انجام سنا زیادہ تر معتقد ہو کر
مرید ہوے اور ایک روز شیخ کبیر الدین اسمعیل نے سید سے اسوقت کہ وہ اپنے والد کی مجلس مین بیٹھے تھے پوچھا
کہ تمکو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہی فرمایا کہ چھٹے روز مجھے ایک عورت نے نہلا کر کپڑا پہنایا تھا مجھے یاد ہی اور مین اس
عورت کو پہچانتا ہون اور نقل ہی مولانا شہاب الدین برہان سے کہ سید ماہ رمضان مین برفاقت معتقدان
اہل صلاح مسجد اوچہ مین معتکف تھے چند درویش کہ بہ صفت لایفقہون تسبیحہم مین موصوف تھے
کبھی کبھی اس جناب کے پاس بیٹھتے تھے ایک روز سومرہ نام والی اوچہ سید کی زیارت کو آیا اور سامنے
درویشون کا ہجوم دیکھکر بلا اجازت شیخ سید کے بعض لوگون کو مسجد سے نکال دیا سید نے فرمایا ای سومرہ کیا
تو دیوانہ ہوا ہی جو فقیرون سے الجھتا ہی یہ فرماتے ہی سومرہ دیوانہ ہو گیا اور حالت جنون مین اپنے کپڑے
پھاڑ ڈالے جب یہ خبر شہر اوچہ مین مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ ہوا بزرگان شہر اتفاق کرکے زنجیر اور ہتھکڑی
سے اسے جکڑ لائے اور سید کے قدم پر ڈالدیا اور اسکی والدہ نے سید کی خدمت مین حاضر ہو کر بعجز وزاری
تمام عرض کی کہ ای مخدوم جہانیان آپ کی شفقت تمام ساکنان عالم پر برابر اور یکسان ہی لہذا اس جوان کا
گناہ اس پیرزال عاجز کے سبب بخشیے سید نے فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ اسے غسل دے کر لباس پہناؤ بعدہ
شیخ جمال الدین خجندی کی قبر پر لیجا کے آنحضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف کراکے میرے پاس لاؤ
غرض جب ایسا کیا والی اوچہ اپنی حالت اصلی پر آیا مسجد مین جا کر سید کی قدم بوسی سے
شرفیاب ہوا اور درویشون سے معذرت کرکے مرید ہوا اور تائید الہی سے مقبولون کے سلک مین منتظم
ہوا اور ملا شمس الدین سے کہ جو حج آخر مین سید کے ہمراہ تھے منقول ہی کہ جب اوچہ سے دریا کے کنارے

سلطان العلماء استاد المحدثین عفیف الدین بن سعد الدین علی الشافعی الیمنی سے ملاقات کر کے دو برس اُس
جناب کی ملازمت میں حاضر رہے اور نسخہ عوارف وغیرہ اُنسے پیشکش کیا اور منقول ہی کہ عفیف الدین نے
خرقہ شیخ رشید الدین محمد ابو القاسم صوفی سے پہنا اور اُنھون نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے
پایا اور اسی طریق اثناے سفر مین شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت مین فائز ہو کر حضرت
سے بھی خرقہ اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم نساجی سے اُنھون نے
شیخ نظام الدین ابو العطار بخاری سے اور منقول ہی کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثناے سیر و سلوک مین تین سو
اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہو کر فیض کلی حاصل کیا اور جس وقت سید بیت اللہ مین تھے اُنکے
اور شیخ عبد اللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید ممدوح طواف کرتے تھے
دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہی اور دیوار ظاہری قائم نہین ہی سید نے شیخ عبد اللہ شافعی سے متحیر ہو کر اسکا
سبب پوچھا شیخ نے فرمایا ان کعبہ راحت الی زیارۃ قطب اللہ نصیر الدین محمود یعنی کعبہ قطب ہند شیخ
نصیر الدین کی زیارت کو گیا ہی اور جو کہ آنحضرت مقام متحیرین کا رکھتے ہین او رستی سے آ نہین سکتے کعبہ
وہان گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اسوقت دہلی مین اگرچہ وہ درویش جو سابق مین تھے نہین رہے
لیکن اُنکی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود مین موجود ہی اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہین اور
وہ جناب بہ چراغ دہلی اس وجہ سے مشہور ہوے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سُنا آپ
کی ملاقات کے مشتاق ہوے اور جب آنحضرت نے اپنے وطن کی طرف عود کیا گذشتہ سات سو بہتر ہجری مین
بشہر دہلی شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی نسبت
رکھتے تھے وقوع مین آیا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ رحمت خدا کی شیخ عبد اللہ شافعی پر نازل ہو کہ
مجھے ساتھ اس دولت کے رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب
قطبی کہ ایک درویش نے تصنیف کی ہی بشرح و بسط مرقوم ہین لہذا طول سے اندیشہ کر کے اُنھین بطریق
اختصار لکھتا ہی واضح ہو کہ آنجناب کے مخدوم جہانیان کے خطاب ہونے کی یہ وجہ ہی کہ آنحضرت شب
عید کو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول تھے بعد ختم فرقان شیخ کی روح
پر فتوح سے عیدی طلب کی اُسوقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہی کہ خداے تعالیٰ نے تجھے مخدوم جہانیان
خطاب فرمایا بعد اسکے شیخ صدر الدین عارف کے مقبرہ مین جا کر عیدی طلب کی وہان سے بھی آواز آئی
کہ عیدی وہی ہی جو حضرت بابا نے مرحمت فرمائی ہی اسکے بعد اپنے پیر و مرشد شیخ رکن الدین ابو الفتح
کے روضۂ اقدس پر آن کر عیدی طلب کیا چاہتے تھے آواز آئی عیدی وہی ہی کہ جو حضرت جد و پدر نے
تجویز فرمائی جب وہان سے برآمد ہوے جس مقام مین پہنچتے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جہانیان تشریف
لاتے ہین ایک روز کا مذکور ہی کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ نیچے اُتر ین جو کہ زینہ
نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین بخاری اپنے پیر کی آسائش کے واسطے زینہ پر لیٹے اور
اپنا سینہ جو اسرار حق کا گنجینہ تھا زینہ بنا کر عرض کی کہ حضرت اس خاکسار کے سینہ پر قدم رکھکر

اُترا اور مین شیخ نے یہ حالت مشاہدہ کرکے انگشت شہادت دندان حیرت مین ڈالی اور فرمایا ای ستودہ نبوت تو تمام
اُس مثنی طیبہ کے مسدود دیکھ کہ کوئی وہان نہین پہونچتا ہی بس وہ جناب ولایت معرفت کے اُس مرتبہ پر جو
حد بشر سے فوق ہی فائز ہوے، ورانکے پیر نے سید ممدوح کو اُٹھا کر اُنکے دست مبارک کو بوسہ دیا اور سینہ
مبارک انکے سینہ سے مس کیا اور ایک روز سید جلال الدین حسین نماز چاشت مین مشغول تھے اور آنحضرت
کا فرزند چار برس کا مصلا کے گرد پھرتا تھا حضرت نے سلام پھیر کر سید شمس الدین کی طرف کہ وہان بیٹھے تھے متوجہ
ہو کر فرمایا کہ اس معصوم کی زیست دشوار ہی اس لیے کہ عین نماز میں اسکے طرف مین نے میل کیا تھا خلاصہ
کے وقت وہ لڑکا تپ شدید مین مبتلا ہو کر اُسی شب کو فوت ہوا اور قصبات اوچہ مین ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد
رہتے تھے ایک روز وہ ایک کام کے واسطے ایک عزیز کے مکان پر کہ جسکا نام مولانا نصیر الدین ابو المعالی تھا
گئے اور اُس مکان پر قیلولہ کیا اور خواب مین دیکھا کہ ایک مقام مین خلائق کا ہجوم ہی اور ایک شخص وعظ کہتا ہی
اور فرماتا ہی کہ جو شخص کار دنیا کو کار دین پر مقدم رکھتا ہی دونون کام اُسکے خاک مین ملتے ہین جب بیدار ہوے
لوگون سے پوچھا کہ اس اطراف مین کوئی شخص وعظ فرماتا ہی بولے ہان سید جلال الدین حسین بخاری اوچہ
مین وعظ کہتے ہین ملا وجیہ الدین نے آنحضرت کو نہ دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت باندھکر اوچہ مین
گئے جب وہ صورت کہ خواب مین دیکھی تھی معائنہ کی باعتقاد وافر اُنکے قدم پر گر پڑے سید نے فرمایا ای بابا
دنیا کا کام عقبی پر مقدم نچاہیے رکھنا ملا وجیہ الدین محمد نے جب یہ کلام صدق انجام سُنا زیادہ تر معتقد ہو کر
مرید ہوے اور ایک روز شیخ کبیر الدین اسمعیل نے سید سے اُسوقت کہ وہ اپنے والد کی مجلس مین بیٹھے تھے پوچھا
کہ تمکو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہی فرمایا کہ چھٹے روز مجھے ایک عورت نے نہلا کر کپڑا پہنایا تھا مجھے یاد ہی اور مین اُس
عورت کو پہچانتا ہون اور نقل ہی مولانا شہاب الدین برہان سے کہ سید ماہ رمضان مین برفاقت معتقدان
اہل صلاح مسجد اوچہ مین معتکف تھے چند درویش کہ بہ صفت لایفقھون تسبیحہم مین موصوف تھے
کبھی کبھی اُس جناب کے پاس بیٹھتے تھے ایک روز سومرہ نام والی اوچہ سید کی زیارت کو آیا اور اُسنے
درویشون کا ہجوم دیکھکر بلا اجازت شیخ سید کے بعض لوگون کو مسجد سے نکال دیا سید نے فرمایا ای سومرہ کیا
تو دیوانہ ہوا ہی جو فقیرون سے اُلجھتا ہی یہ فرماتے ہی سومرہ دیوانہ ہو گیا اور حالت جنون مین اپنے کپڑے
پھاڑ ڈالے جب یہ خبر شہر اوچہ مین مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ ہوا بزرگان شہر اتفاق کرکے زنجیر اور ہتھکڑی
سے اُسے جکڑ لائے اور سید کے قدم پر ڈال دیا اور اُسکی والدہ نے سید کی خدمت مین حاضر ہو کر بعجز وزاری
تمام عرض کی کہ ای مخدوم جہانیان آپ کی شفقت تمام ساکنان عالم پر برابر اور یکسان ہی لہذا اس جوان کا
گناہ اس پیرزال عاجز کے سبب بخشیے سید نے فاتحہ پڑھکر فرمایا کہ اسے غسل دے کر لباس پہناؤ بعدہ
شیخ جمال الدین خجندی کی قبر پر لیجا آنحضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف کراکے میرے پاس لاؤ
انھون نے جب ایسا کیا والی اوچہ اپنی حالت اصلی پر آیا مسجد مین جا کر سید کی قدم بوسی سے
مشرف ہوا اور درویشون سے معذرت کرکے مرید ہوا اور بتائید الٰہی سے مقبولون کے سلک مین منتظم
ہوا اور ملا شمس الدین سے کہ جو حج آخر مین سید کے ہمراہ تھے منقول ہی کہ جب اوچہ سے دریا کے کنارے

پہونچے مع ایک جماعت درویشان جہاز پر سوار ہوے بعد چند روز کے درویشون کو ماہی تازہ کی آرزو ہوئی سید نور باطن سے دریافت کرکے مسکرائے اور کہا خداے تعالے تمام چیز پر قادر ہے تمہاری آرزو پوری کرے گا اسی وقت ایک مچھلی جو مقدار دو من کی تھی دریا سے جست کرکے درویشون کی پاس گری نوش بریان کرکے اپنے صرف مین لائے اور کہتے ہین کہ جس روز جہاز ساحل مقصود کو پہونچا سید جلال الدین حسین بخاری ام الخلائق ماما حوا کی زیارت کے واسطے جدہ کیطرف گئے اور شرف زیارت سے مشرف ہوے قضارا اسی روز چند شخص ایک جنازہ ماما حوا کی قبر کے نزدیک دفن کرنے کو لائے تھے سید نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے بولے کہ یہ تابوت شیخ بدر الدین یمنی کا ہی جو تیس برس سے حرمین الشریفین مین مجاور تھے کل کہ معظمہ سے جدہ مین آن کر قرآن کی تلاوت مین مشغول ہوے کہ ناگاہ پیمانۂ حیات آب بقا سے لبریز ہوا روضہ رضوان کیطرف سفری ہوے سنتے ہی سید مراقبہ مین گئے اور بعد ایک لحظہ کے سر اٹھایا فرمایا کہ ان بزرگوار کو دفن نکرو شاید کہ سکتہ ہوا ہو پھر تابوت کو اس مسجد مین جو دریا کے کنارے واقع تھی لیجا کر دروازہ بند کیا اور تابوت کو کھولا اور شیخ بدر الدین کو برآمد کرکے مسجد کے بوریہ پر لٹایا اور دو رکعت نماز ادا کرکے قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول ہوے بعد اسکے محی الموتی کے فرمان سے شیخ بدر الدین یمنی حرکت مین آئے اور اٹھ بیٹھے اور سید جلال الدین حسین بخاری سے دست بوس ہوے انسے احوال پوچھا سید نے اپنا جامۂ خاص انھین پنہا کر فرمایا کہ تا دروازہ مسجد کا کھولکر نماز عصر کی اذان دین بعد ازان شیخ بدر الدین یمنی نے امامت اور درویشون نے اقتدا کی دوسرے دن سید شیخ بدر الدین یمنی کے ہمراہ کعبۃ اللہ روانہ ہوے اور سعادت طواف سے مشرف ہوکر شیخ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سمت گئے اور از سر نو سرور کائنات مفخر موجودات کی زیارت سے سرفراز ہوے اور السلام علیک یا جداً عرض کرکے وعلیک السلام یا ولدی سنا اور اسکے بعد جب سفر مکہ سے معاودت کرکے اوچہ مین پہونچے ستر برس کے سن مین بمرض الموت مبتلا ہوے روز بروز ضعیف ہوتے جاتے تھے یہان تک کہ عید قربان کے روز بعد ادا ے دوگانۂ عید اس جہان فانی سے عالم جاودانی کیطرف انتقال کیا اور اوچہ مین مدفون ہوے کتب معتبرہ مین مسطور ہے کہ مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کسی کو اپنے مریدون مین نہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کام کسی انبیا نے نہین کیا مگر جو وقت کوئی شخص بارادت صادق آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا سید ارشاد کرتے تھے کہ مین انمین سے نہین ہون کہ کسی کو مرید کرون لیکن عقد اخوت کرتا ہون اور حدیث نبوی کے موافق برادری مین لیتا ہون کسواسطے کہ حدیث مین وارد ہے ان اللہ حی کریم یستحی ان یعذب الرجل بین یدی اخوانہ اور یہ بھی کہتے تھے کہ القوم ساتھ جامہ ہاے مشائخ کے تبرک کرو جو اصل رکھتا ہو اور مین بھی ساتھ اسکے عمل کرتا ہون کسواسطے کہ ایک وقت حضرت رسالت پناہی صلعم مع اصحاب اپنے دولت سرا مین تشریف لائے اور مکان آدمیون سے مملو ہوا اس درمیان مین جریر بن عبد اللہ بجلی آئے اور جگہ نہ پاکر باہر بیٹھے حضرت نے واقف ہوکر اپنا عمامہ اٹھایا اور لپیٹ کر انکے روبرو پھینکا اور فرمایا تم اسے زمین پر بچھا کر بیٹھو جریر نے وہ جامہ لیکر سر آنکھون پر رکھا اور چوما

[illegible]

ذکر سید صدر الدین راجوے علیہ الرحمۃ کا

یہ سید مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے چھوٹے بھائی ہین علوم ظاہری و باطنی مین شہرت تمام رکھتے تھے اور جلالت کی صفت مین موصوف تھے جو کچھ زبان مبارک پر جاری ہوتا تھا وہ بعینہ وقوع مین آتا تھا جیسا کہ ایک روز آنکے صاحبزادہ نے ایک متعلق بیگناہ کی ریش مرشوائی اور اُس مسکین نے سید کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال ظاہر کی سید نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ تو غم نہ کھا وہ بھی اپنے ہاتھ سے اپنی ڈاڑھی تراش کر سزا کو پہونچے گا اُسی وقت مخدوم زادہ نے ایک حجام کو بلا کر کہا کہ جا میری ڈاڑھی مین آئینہ اور استرہ اُنکے روبرو رکھکر آپ ہاتھ دھونے کے بہانہ غائب ہوا اور مخدوم زادہ نے ناچار ہوکر آئینہ اپنے مقابل رکھا اور استرہ لیکر اپنے والد کے قول کے موافق کہ سر مو اُسمین تفاوت نہو ڈاڑھی کی صفائی کی اور یہ بھی مشہور ہو کہ آنحضرت جس شخص پر نظر تیز ڈالتے تھے فوراً بیہوش ہوکر جان دیتا تھا جیسا کہ ایک روز کا ذکر ہو کہ ایک کافر قوم چہان سے مخدوم جہانیان سید جلال حسین بخاری کی خدمت مین آن کر مسلمان ہوا اور سید نے اسکا نام عبد اللہ رکھکر تربیت فرمائی چنانچہ تھوڑے دن مین اُسکی شہرت عظیم جہان مین واقع ہوئی خلاصہ یہ کہ ایک روز عبد اللہ حسب الاستدعا سید صدر الدین راجوے قتال کے روبرو حاضر تھا اور کسی امر کے سبب سید نے نگاہ قہر اُسپر ڈالی اور وہ گر پڑا اور بآواز بلند کہتا تھا کہ ہائے مین جلا مین جلا ہرچند اُسپر مشکین پانی سے لبریز گراتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا یہان تک کہ اُسی سوز مین مر گیا اور یہ بھی منقول ہو کہ جب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری مرض الموت مین مبتلا ہوئے ایک کافر لونہن نام کہ بادشاہ فیروز باربک کی طرف سے اوچہ کا چاکر تھا سید کی عیادت کو آیا اور کہا حق سبحانہ تعالی نے آپ کی ذات بابرکات کو مثل حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ختم انبیا تھے ختم اولیا کیا ہو صحت عاجل اور شفاے کامل کرامت فرمائے سید جلال الدین حسین نے یہ کلام سنکر اپنے بھائی صدر الدین راجوے قتال سے فرمایا کہ جو اس شخص نے حضرت رسالت پناہ کی نبوت کا اقرار کیا تو حکم شریعت کے موافق مسلمان ہوا اب تم اور حضار مجلس اسکے گواہ ہوا سے مسلمان کرو لونہن تکلیف اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور بادشاہ فیروز باربک کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال اظہار کی اور شاہ باوجودیکہ اسکو دوست رکھتا تھا فرمایا کہ جو سید نے اپنی زبان مبارک سے ایسا فرمایا تو یہ بیشک مسلمان ہوا جب اُن دنون مین سید جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور سید صدر الدین راجوے قتال بعد اداے لوازم زیارت مع گواہان لونہان معاملہ کے فیصل کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوے جب اطراف شہر مین پہونچے بادشاہ نے استقبال کیا غنیمت کی عالمون سے پوچھا کہ تم لونہن کے بارہ مین کیا کہتے ہو شیخ محمد نے جو قاضی عبد المقتدر تھانیسری کے فرزند اور جودت طبع مین مشہور تھے عرض کی کہ جب تک بھائی سید کے استقبال کیواسطے تشریف لیجاوین مجلس اعلی مین سید سے یہ سوال کرین کہ حضرت سید کافر کے قصہ کیواسطے تشریف لائے ہین جب کہین ہان کافر کے معاملہ کے واسطے آیا ہون تب تحقیق اُسکے کفر کا ہوگا اور ہم اُنسے ہمکلام ہوکر بحث کرینگے الغرض بادشاہ نے اُنکی فہمایش اور قرار داد کے موافق

مجلس اوّل مین پوچھا کہ آن حضرت اُس کافر کی مہم کے واسطے آئے ہین سید نے کہا اُس مسلم کے قصد کیواسطے آیا
اس درمیان مین شیخ محمد نے آپکے روبرو آن کر کہا ای سید اس کلمہ کے سبب سے کہ جو اُسنے کہا شرعاً اُسپر اسلام
لازم نہین آتا ہے سید نے فرمایا ای مخدوم زادہ تمھارے کلام سے خوشبوے دیانت کی نہین آتی ہے اپنے کفن کی فکر
کرو یہ کہکر اُنھین نظر تیز سے دیکھا کہ فوراً اُنکے شکم مین درد شدید پیدا ہوا گھر مین گئے اور قاضی عبد المقتدر
تھانیسری کہ اُس مجلس مین حاضر تھے سید کی تعظیم بجا لا کر عرض پرداز ہوے کہ مین بھی ایک لڑکا رکھتا ہون میری
عاجزی پر رحم کرکے اُسے مجھے بخشیے سید نے فرمایا وہ مر گیا ہوگا لیکن وہ فرزند کہ جو شکم مادر مین ہے اہل تقوی
سے ہوگا اور شیخ محمد نے اُس مرض سے فرصت نہ پائی فوت ہوے اور قاضی عبد المقتدر تھانیسری کو خدا نے اور فرزند
عطا فرمایا شیخ نے اُنکا نام ابو الفتح رکھا چنانچہ وہ درویش اور دانشمند زمانہ ہوے اور اب تک اُنکا مقبرہ جونپور
مین موجود ہے اور فیروز شاہ باربک نے صحبت سید اور شیخ کی مشاہدہ کرکے نوا ہون کو سید راجو ے قتال کے سپرد
کیا اور کہا بموجب شرع کے جو کچھ لازم آوے اُسکی نسبت ویسا عمل مین لاوین سید نے نوا ہون سے فرمایا کہ
تو مسلمان ہوا ہے شعار اسلام ظاہر کر اور جب اُسنے یہ فرمان قبول نہ کیا اُسے قتل کرکے اوچہ کیطرف مراجعت
فرمائی اور مدت سید اپنے برادر والا گہر کے قائم مقام ہو کر ارشاد عباد مین مشغول رہے اور بعد بمقتضاے
اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون شربت موت چکھکر بجوار رحمت ایزدی واصل ہوے اور
مقبرہ اُنکا اس مقام مین موجود ہے

ذکر کبیر الدین اسمٰعیل علیہ الرحمہ کا

یہ جناب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے مریدون مین سے ہین آنحضرت کے بعد وفات
اُس جناب نے نسخہ عوارف سید صدر الدین راجو ے قتال سے پڑھکر کمالات حاصل کیے اور جن دنون مین کہ
نسخہ عوارف پڑھتے تھے ایک مجذوب یحییٰ نام جو کشف و کرامات مین مشہور تھے کبھی کبھی اُس مجلس مین حاضر ہوتے
تھے اور کہتے ہین شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کی عادت یہ تھی کہ آدھی رات کو اپنے پیر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین
بخاری کی زیارت کو جاتے تھے اور انگشت شہادت کے اشارہ سے دروازہ کھول کر مقبرہ مین داخل
ہوتے تھے اور تہجد کی نماز پڑھکر کلام اللہ ختم کرکے برآمد ہوتے تھے اور پھر انگشت شہادت سے گنبد کا دروازہ
مقفل کرتے تھے قضارا ایک شب کو یحییٰ مجذوب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی قبر پر حاضر
تھے اُنھون نے شیخ کبیر الدین اسمٰعیل کو دیکھکر پہچانا اور اُنکا ماجرا سید صدر الدین راجو ے قتال کے سمع
مبارک مین پہونچایا اور شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے نور باطن سے دریافت کیا اور اُسی روز مزید خجالت سے اپنے
اُستاد سید صدر الدین راجو ے قتال کے پاس سبق پڑھنے نہ گئے سید خود اُنکے مکان پر تشریف لاے اور
اُنھین اپنے ہمراہ دولتسرا مین لاے اور اُنکی تعظیم مین کوشش فرمائی اور نقل ہے کہ کبیر الدین اسمٰعیل
کے دو فرزند تھے ایک کا نام عبد الشکور اور دوسرے کا اسم عبد الغفور تھا اور صورت و سیرت
مین دونون بے نظیر تھے اور باوجود خردسالی شب و روز باپ کی خدمت مین بہ کسب علوم
مشغول رہتے تھے اور بطریق درویشان دلنہا ساتھ آہستگی اور سخن سنجیدگی کے اوقات بسر کرتے تھے

جب شیخ کی رحلت کا وقت قریب پہونچا دونون بیٹون کو اپنے روبرو بلا کر ارشاد کیا کہ جو مشکل تمھین پیش آوے
میری قبر پر آن کر اظہار کرنا اللہ تعالی کی توفیق سے اُسکا جواب سنوگے اور وہی ہوتا تھا کہ جو آنحضرت نے فرمایا تھا

خاتمہ ذکر کیفیت ہندوستان جنت نشان

تاریخ باری مین مرقوم ہے کہ مملکت ہند مرکب اقلیم اول اور دوم اور سوم سے ہے اور اسکی کوئی سمت ساتھ
اقلیم چہارم کے اتصال نہین رکھتی اور یہ مملکت مشتمل قواعد اور رسوم عجیب و غریب ہے اسکے بلاد اور شہر کسی اور
ممالک سے مشابہت نہین رکھتے اور سندھ اور اہل ہند کو بعضے رسوم مین اور زبان ہندی سے فی الجملہ کچھ
مناسبت ہے اور کشمیر اس مملکت کے شمال مین واقع ہوا ہے اور دریاے عظیم کوہستان کشمیر اور اس حدود سے
برآمد ہو کر ہر ایک ہند کے بلاد اور قریات مین جاری ہوئے ہین چھ دریا غرب کی جانب سے روان ہو کر نواح
ملتان مین اکٹھا ہو کر آب سندھ سے پیوستہ ہوئے اور ٹھٹھہ کے قریب دریاے عمان یعنی سمندر مین گرتے ہین نام
انکے یہ ہین ستلج اور بیاہ اور راوی اور بہت اور چناب اور سندھ اور دریاے بہت کو ایام قدیم مین جیلم
کہتے تھے جیسا کہ اس زمانہ مین دریاے سندھ کو نیلاب بھی بولتے ہین اور ان چھ دریا کے ماورا اور بھی بہت سے
دریا ہین کہ اُنکا چشمہ کوہستان ہے مثل جون اور گنگ بزرگ اور رہت اور گومتی اور گنڈک اور سرود وغیرہ
کہ مشرق کیطرف برآمد ہوئے ہین اور ولایت بنگالہ سے گذر کر سب گنگا مین پیوستہ ہو کر دریاے محیط
مین گرتے ہین اور علاوہ ان دریاؤن کے اور بھی دریا کہ چشمہ انکا سواے کوہستان مذکور کے ہے ہندوستان
مین بہت ہین مثل چنبل اور بناس اور سون اور سوی چنانچہ یہ بھی گنگا مین متصل ہو کر سمندر مین گرتے ہین
اور دکن مین بھی نہرین بہت ہین مثل گنگ اور نربدا اور تپتی اور پونہ اور گنگ کوچک اور کشنہ اور بہیورہ
اور تمندرہ لیکن تین دریا سابق سے مغرب کیطرف روان ہین اور باقی مشرق کیطرف اور بسبب ہمواری
زمین کے اکثر دریاؤن مین سے نہرین برآوردہ کر سکتے ہین کہ باغات اور زراعت کو بخوبی تمام سینچین اور باوجود
اسکے بعض مقامون مین یہ بھی ممکن ہے کہ نہرین کھود کر پانی زراعت اور باغون مین پہونچا دین گو کہ
اکثر ہند کی خلائق سیر و نسیم سے کچھ حظ اور ذوق نہین رکھتے لیکن بحسب اتفاق اگر سفر مین خیمہ کسی
ارباب اقتدار کا دریا کے کنارے نصب ہوتا ہے سراپردے دریا کے طرف ڈالتے ہین کہ پانی نظر نہ آوے
اور ہند کی اکثر عمارات زنانان سے بہت مشابہت رکھتی ہے اور شہرون اور قصبون مین اُسکی مطلق صفائی
نہین لیکن شہر حیدرآباد گلکنڈہ کہ محمد علی قطب شاہ کا ساختہ اور پرداختہ ہے وہ البتہ لطافت اور صفائی
مین اور شہرون سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا کرتا ہے کسواسطے کہ اُسکے ہر کوچہ و بازار مین ہمیشہ پانی کی نہرین
جاری رہتی ہین اور دوکانین مع صحن دو طرفہ پختہ اور سنگین نہایت صفائی سے تعمیر ہین اور درخت
سایہ دار موجود ہین اور ہند مین بہت جنگل سخت اور بیشہ پر درخت ہین کہ راجاؤن اور رعیت کی سرکشی
باعث ہوتے ہین اور ولایت ہند آدمیون کی کثرت اور ہوا کی افزونی کے سبب کسی ملک سے مشابہت
نہین رکھتی اور ویرانی اور آبادی اسکی نہایت آسان ہے کسواسطے کہ وہان کے رعایا کے چھپر کے مکان
اور مٹی کے ظروف پر گذران ہے اور اس سے قطع تعلق کر کے ایک ساعت مین مواشی دوسرے مقام مین جا سکتے ہین

اور فی الفور سُنبل اول کے مکان اور ظروف بہم پہونچاکر اپنے کاروبارہ مین مشغول ہوسکتے ہین اور اُس ملک کی
زراعت خریف کہ سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے تعلق ہو آب باران کے سبب بہم پہونچتی ہو اور
مزروعات ربیع کہ عقرب اور قوس اور جدی اور دلو سے تعلق رکھتی ہو بغیر اسکے کہ باران اور ندی اور کنوین
کا پانی ایک قطرہ میسر ہووے شبنم اور سرما کے سبب بخوبی تمام پیدا ہوتی ہو اور موجب حیرت ہو اور ہند کی ہوا
بقربت دریاے محیط اور کثرت بارش کے سبب نہایت مرطوب ہو اور ہند مین تین فصلین مخصوص ہین اور
ہر ایک فصل کے چار ماہ مقرر ہین انھین گرمی اور برسات اور جاڑا کہتے ہین اور بنا انکے ماہ کی گردش قمر پر ہو
مقابلہ سے مقابلہ تک لیکن تینون فصلون کی بنا چاند اور سورج کی گردش پر رکھی ہو کیفیت اسکی یہ ہو
کہ مثلاً ماہ قمری کا استقبال روز دوشنبہ ہو اور پندرھوین یا بیسوین کو تحویل سرطان ہووے اُس ماہ کا نام
ساون اور دوسرے ماہ قمری کا اسم بھادون رکھا ہو سال شمسی سے دس روز اور کسرے فرق ہوتا ہو تیسرے برس
لوندکا ایک مہینا اعتبار کرتے ہین اور اُس مہینے کو ایکبار برسات پر اضافہ کرکے اُس فصل کے پانچ ماہ قمری
کرتے ہین اور ایکبار جاڑے مین داخل کرکے اسکے بھی پانچ ماہ کرتے ہین اور ایکبار گرمی مین داخل کرکے
اسکے بھی پانچ ماہ کہتے ہین پس ہر ایک فصول ثلاثہ بزبان ہندی اس طرح پر ہو اساڑھ ساون وبھادون وکنوار
یہ چار ماہ برسات کے ہین سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے موافق لیکن چھبیس روز اور کسرے برج
میزان سے اعتبار کرتے ہین اور یہ کسر ماہ ہاے شمسی اور قمری کی تفاوت کے سبب سے ہو اور دوسرے
کاتک اور اگھن اور پوس اور ماگھ یہ چار ماہ جاڑے کے ہین ایام اواخر میزان سے ایام اواخر دلو تک پس کچھ
میزان سے جاڑے مین داخل ہوتا ہو اور کچھ دلو سے خارج اور پھاگن اور چیت اور بیساکھ اور جیٹھ یہ چار مہینے گرمی
کے ہین انتہاے گرمی سے بیسوین جوزا تک اور بارش کا زور شور اول دو ماہ خوب رہتا ہو کہ جسے ساون اور
بھادون کہتے ہین اور جاڑے کی شدت اور قوت دو ماہ اواخر مین رہتی ہو کہ جسکا نام پوس اور ماگھ ہو اور قوت
شدت گرمی کی دو مہینے آخر مین ہو جیٹھ اور اساڑھ لیکن باس ملاحظے کے سال شمسی سات چھ قسم کے منقسم ہوتا ہو اور
ہر ایک کو ساتھ ایک اسم کے موسوم کیا ہو یعنی ساون وبھادون کو برکھا رت کہتے ہین اور کنوار اور کاتک کو سرد
کہتے ہین اور اگھن اور پوس کو ہیونت رت اور ماگھ اور پھاگن کو سسرت اور چیت اور بیساکھ کو بسنت رت
اور جیٹھ اور اساڑھ کو گریکھم رت کہتے ہین دوسرے اعتبار مخصوصہ ہند سے یہ ہو کہ ہر ایک رات اور دن کو بارہ
ساعت پر تقسیم کرتے ہین مگر اور دو ولایت کے باشندے شبانہ روز کو ساٹھ پادہ ساعت کے
منقسم کرکے انھین ساعات اور معوجہ کہتے ہین انھون نے آٹھ قسم کرکے ہر ایک قسم کا پہر نام رکھا ہو
خلاصہ یہ کہ پہر کو فارسی مین پاس کہتے ہین اور رات اور دن کے بارہ ساعت کو ساتھ تیس گھڑی کے قسمت
کیا ہو چنانچہ ایک پہر باعتبار درازی اور کوتاہی شب و روز کے ساڑھے سات گھڑی کا ہوتا ہو آیندہ کتب
تواریخ کے ناظرین پر تمکین کے ضمائر انجم نظائر پر پوشیدہ نہ رہے کہ خلاصہ مملکت ہند کو شاہان اسلام
ادام اللہ آثارہم اپنے تحت و تصرف مین لاکر ہمت والا نہمت کفر و ظلام کے آثار کے انہدام پر تعین
رکھتے ہین اور مملکت ہند کے اطراف و کنار پر ہند کے راجا عظیم الشان متصرف ہوکر بندۂ باج و خراج کے

اپنی حفظ دولت و مملکت جانتے ہین آز انجملہ پانچ راجہ قوی شمال کیطرف واقع ہوے ہین اور پانچ
جنوب کے سمت اور ہر ایک ان راجاؤن مین کتنے راجہ خورد اپنا محکوم رکھتے ہین اور ایک بڑا راجہ دکن کی
طرف ہی اور ولایت بہت اسکے زیر نگین ہی اور اسطرف کے راجہ اسکے حکم کے محکوم ہین ایک اُن پانچ راجاؤن
مین راجہ کوچ کا ہی دوسرا راجہ جمو کا تیسرا راجہ نگرکوٹ کا چوتھا راجہ کمایون کا پانچوان راجہ بہار کا
اور راجہ کوچ کا عہد شنکل سے بطنًا بعد بطن مالک اپنی سرزمین کا ہی لیکن اس مدت مین چار بار انکے ملک
مین تغیر اور تبدل واقع ہوا اور یہ گروہ جو اب مسند حکومت تمکن رکھتا ہی قوم براہمہ کوچی سے ہی اور
ہومان ہند کے نزدیک چندان اعتبار نہین رکھتے خلاصہ یہ کہ ایک طرف ولایت انکے ساتھ ملک تبت
کے اتصال رکھتی ہی اور دوسری سمت چین تک پہونچی ہی اور تیسری طرف بنگالہ سے متصل ہوئی اور جمو کا راجہ
عہد سابق مین اعتبار تمام رکھتا کسواسطے کہ ستر قلعہ اسکے تصرف مین تھے اور یہ طائفہ ملیاس سے ہی
اور ملیاس قوم نوائیر کے ساتھ برادری رکھتے ہین اور اول جو شخص اہل پہاریان کوہستان سے آیا راجہ رک ہی اور
کیدراج بھانجہ مہراج راجہ قنوج نے کہ گشتاسپ کا ہمسر تھا قلعہ جمو بنا کرکے اسکو اُن پہاڑون مین نگاہ رکھا
اور قلعہ اسکے سپرد کیا اور اسنے اپنے قوم کے چارسو مرد سے کہ اکثر مردانہ تھے اُن پہاڑون کو بضرب شمشیر لیا اور
اپنی اولاد کیواسطے ایک ریاست بہم پہونچائی اور وہ راجہ کہ اب مسند رائی پر متمکن ہی اکسٹھوان راجہ ہی
لیکن قوت اپنے باپ اور دادا کی نہین رکھتا ہی اور راجگان نگرکوٹ اسی قوم سے ہین اور ایکہزار تین سو برس سے
اس ملک کی باگ ریاست اپنے کف اقتدار مین رکھتے ہین اور اس جماعت سے جو قوم کہ آگی تھی انھون نے بھی
ہزار سال کے قریب راج کیا اسکے بعد اُس قوم کو حکومت پہونچی اور اصل و نسب انکا معلوم نہین ہی اور راجہ
نگرکوٹ کا دو وجہ سے ہنود کے نزدیک معتبر ہی اول یہ کہ کانگڑہ سا قلعہ محکم اور سنگین رکھتا ہی دوسرے بتخانہ درگا کا
کہ ہنود ساتھ اسکے اعتقاد بہت رکھتے ہین اُسکے تصرف مین ہی اور ہر سال نذر خطیر اس بتخانہ سے حاصل ہوتا ہی
اسلیے کہ ہنود اطراف و جوانب سے فوج فوج اُسکی پرستش کو آتے ہین اور زر وافر اُسپر نثار کرتے ہین
اور راجہ کمایون کے قبضہ مین ملک بہت ہین اور طلا کہ بسبب دھونے کے حاصل ہوتا ہی اس مقام سے ہاتھ آتا ہی
اور تانبے کی کان بھی اُس جگہ ہی اور قسم قسم کے حیوانات اُسکی ولایت مین خوب ہوتے ہین اور قلعہ سنگین رکھتا ہی
اور تبت سے سنبھل کے حدود تلک کہ داخل ہند ہی اُسکی ولایت سربرآوردہ ہی اور اسی ہزار پیادہ اور سوار اُسکے
ملازم ہین اور وہ شاہان دہلی کے روبرو اعتبار رکھتا ہی اور ہاورا اسکے خزانہ وافر اُسکے تصرف مین ہی اور
رسم اُسکے خاندان کی یہ ہی کہ جو شخص اپنے باپ دادا کے خزانون کی طرف دست تصرف دراز کرے
بے رشد اور نالائق اور گدا طبع ہووے اس سبب سے حالت تحریر تک بعد راجایان سابق چھپن خزانے
ہر ایک کی مہر سے جمع ہوے ہین اور دریاے گنگ اور جمن دونون اُس ولایت سے برآمد ہوئے ہین اور
راجہ بہار کا بھی صاحب اعتبار ہی اور زمین بہت اپنے تصرف مین رکھتا ہی اور ان پانچ راجاؤن کو کہ راجہ ہاے
خورد ہین اور ہر ایک کے ملک مقبوضہ کے حوالی اور حواشی مین واقع ہوئی ہین اپنے محکوم رکھتے ہین اور
یہ پانچ راجہ کہ جنکا احوال تحریر ہوا کوہستان سوالک کے راجہ ہاے عمدہ ہین کہ ہندوستان مین شمال کی ر

واقع ہوئے ہین اور ابتدا اُسکی سواد بجور سے ولایت بنگالہ تک گذری ہی اور انتہا اُسکی ہندوستان کی جنوب کی سمت کہ اکثر ریگستان ہی اور سرحد کچھ اور مکران سے کوہستان حجاز کنڈتک ملحق ہوئی اور راجہ کچھ اور راجہ امرکوٹ اور راجہ بیکانیر اور راجہ کنکارا اور راجہ جام بھی راجہاے معتبر سے ہین الغرض راجہ کچھ کہ ولایت اُسکی ملک سندھ کے قریب ہی حاکم گجرات کی فی الجملہ اطاعت کرتے ہین اور پانی اُس ملک مین کم ہی اور وہان کے اکثر کنوون کی گہرائی دو سو گز ہی چنانچہ اونٹ معیت سے پانی کھینچتے ہین اور وہان کے آدمیون کی خورش شیر شتر ہی اور راجہ امرکوٹ راجہ ملک سندھ کا ہی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُس مقام مین پیدا ہوا اور وہ ملک بھی کچھ کی طرح کم زراعت اور کم آب ہی اور راجہ بیکانیر کا تمام راجاؤن سے دختر لیتا ہی اور اپنی بیٹی کسی راجہ کو نہین دیتا ہی اور اُسے بھرتیہ کہتے ہین اور کنکا کا راجہ عظیم الشان ہی اور ولایت اُسکی سندھ اور گجرات کے مابین ہی لیکن اُسمین نہایت بیابان سخت اور بے درخت اور کم آب ہی اور حاصل اُس ملک کا گھوڑے اور اونٹ سے ہی کسواسطے کہ مثل سرزمین کچھ اور سندھ کے اُس ملک مین بسبب کم آبی کے زراعت خوب نہین ہوتی ہی اور راجہ جام کہ ولایت اُسکی ساتھ گجرات کے متصل ہی لیکن حاکم گجرات اگرچہ قوی ہی مگر پیشکش دیتا ہی اور کبھی نہین اور پانی اس ملک مین بھی کم ہی اور وہان کے آدمی اکل و شرب و لباس مین بھی عسرت کھینچتے ہین اور مدار اُنکی معیشت کا شیر و شتر اور گاے اور بھینس پر ہی اور گھوڑے تازی وہان پیدا ہوتے ہین اور حاصل اس ملک کا اکثر گھوڑے سے ہی اور ولایت مین پانچوان راجہ ہندوستان کو سواے باجرا اور جوار کے دوسرا غلہ میسر نہین ہوتا ہی اور حاصل راجہاے مذکور کا اکثر اونٹ اور گھوڑے سے ہی اور بڑا راجہ ہندوستان کا دکن کی جانب راجہ کرناٹک ہی اور ایک وہان کے راجاؤن سے کہ جسکا نام بیج چند ہی قبل اس تیس سال کے مسند رانی پر متمکن تھا اور بیجانگر اُسی کا آباد کیا ہوا ہی اور اُسنے اپنے نام کے ساتھ مشہور کیا اور اُسکے بیٹون نے اُسکو مبارک جان کر اُسکی آبادی مین کوشش بہت ظہور مین پہونچائی تھی یہانتک کہ آبادی اُسکی ست کوسی پہونچی اور راول شخص کہ فساد ہندوستان مین ظاہر لایا اور بدعت اور سرکشی راجہ قنوج کے ساتھ کی راجہاے کرناٹک دادا ہی چنانچہ سابق مین ذکر اُسکا مذکور ہوا اور دہارا راج کہ ہمعصر اُسکا تھا اُسنے خروج کرکے شیورا سے حاکم دکن کو نکالدیا لیکن اولاد اُسکی بطنًا بعد بطن راج پر قائم رہی یہان تک کہ رام راج نامی ۹۷۲ھ نوسو بہتر ہجری مین حکام دکن سے لڑکر مارا گیا اور بعد اُسکے اُسکے فرزندون نے قوت بہم پہونچائی اُس ملک مین طوائف الملوکی ظاہر آئی اور باقی احوال وہان کے راجاؤن کا جو مولف اوراق ہذا نے طبقۂ دکن مین مذکور کیا ہی اسواسطے یہان قلم انداز کیا ناظرین پر تمکین پہ اس کتاب کے احوال ہر طائفہ اور طبقہ کا ملوک دکن سے روشن اور ہویدا ہوگا فقط

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ و المنة کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ یعنی تاریخ فرشتہ اُردو جلد دوم جسمین حالات شاہان دکن و بعض مشائخ ہند کے بڑی شرح و بسط سے مذکور ہین جسکا ترجمہ از جانب کارخانہ ہذا بصرف زر خطیر بنظر افادۂ عام زبان اُردو عام فہم مین ہوا ہی بار سوم مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعلو ہمت جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ مارچ ۱۹۰۵ع مطابق ماہ محرم ۱۳۲۳ھ طبع ہوکر پسند عالم ہوا

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری لارڈ لارنس مرحوم سابق ویسرائے گورنر جنرل ہند مع پولٹیکل بیانات سکھون کی لڑائی ایام غدر مین پنجاب کی حفاظت مرتبہ مسٹر بارسورتھ صاحب بہادر حسب ایمائے جناب اسے جی لارنس صاحب بہادر کمشنر الہ آباد مطبع نے اُسکا ترجمہ شائع کیا کاغذ سفید دو قسم۔	
(قسم اول) مجلد چرمی۔	سے ۱ب
(قسم دوم) بلا جلد۔	ھہ ب
اعمال ملکۂ روس۔ یعنی اُردو ترجمہ تاریخ روسیہ مصنفۂ ڈاکٹر میکنزی والس پرائیویٹ سکرٹری حضور لارڈ ڈفرن صاحب بہادر جسمین روس کی سوشل حالت اُمور تاریخی پولیٹیکل تغیرات اور تبدلات روسیون کا مکمل و مفصل و اُنکا طرز تمدن و نظم و نسق ملکی رعایا و گورنمنٹ کے باہمی تعلقات جنگ کریمیا آزادی غلامان خانہ زاد جنگ روم و روس پیٹر اعظم و ملکہ کتھیرائن کے اُمور رفاہ وغیرہ مفصل درج ہین باجازت مصنف ممدوح و بذریعہ جناب سر الفرڈ لائیل صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق یہ بنظر ترجمہ طبع ہوا حسب تفصیل ذیل۔	
(۱) مجلد۔	سے ب ۹ر
(۲) غیر مجلد۔	سے ب
ترجمۂ تاریخ مصر ملقب بہ تحفۂ مصریہ۔ پوری تاریخ مصر تا زمانۂ بغاوت عربی پاشا از مسٹر ڈی میکنزی والس صاحب بہادر مصنف تاریخ روسیہ مترجمۂ سید ابوالحسن صاحب منجانب مطبع اودھ اخبار۔ کاغذ سفید مجلد۔	عکب ۸ر
ایضاً۔ غیر مجلد حسب مراتب بالا۔	عا ب

نام کتاب	قیمت
تواریخ سلاطین اودھ و قیصر التواریخ دو جلدین کامل مع تصاویر شاہان و ارکین سلطنت اودھ مولفۂ سید کمال الدین حیدر کاغذ حنائی۔	عا ب
کچھ حال۔ جناب ہنری کارٹکر صاحب بہادر سی بی کا جو سابق مین کمشنر بنارس و ایجنٹ گورنر جنرل تھے مصنفۂ راجہ شیو پرشاد صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ فیلو یونیورسٹی کلکتہ و الہ آباد۔ کاغذ سفید۔	۱ر
ترجمۂ منتخب التواریخ۔ مترجمہ مولوی احتشام الدین صاحب۔	عہ ب
تاریخ جدولیہ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے تا انیدم جمیع انبیا و ائمہ و صحابہ و تمام سلاطین منتخب از تواریخ بطور جدول مولفۂ منشی خادم حسین اکبر آبادی۔	عہ ۱ر
تاریخ راج پرستی۔ کارنامہائے رانا اودیپور راجپوتانہ جبلو مجلد الیس بروس صاحب بہادر پنڈت جادو رائے نے ترجمہ کیا کاغذ سفید و حنائی۔	۲ر۹ تا
سوانح عمری۔ راؤ کلیان مل جی والیہ ریاست بیکانیر اُردو ناگری مصنفۂ منشی دیبی پرشاد منصف جودھ پور مطبوعۂ غیر۔	۲ر ب
ایضاً۔ راؤ سری جی سی اُردو ناگری۔	۲ر ب
ایضاً۔ راؤ سری بیکا جی راؤ۔	۳ر ب
ایضاً۔ مہاراجہ اودے سنگھ جی۔	۳ر ب
ایضاً۔ شیر شاہ بادشاہ۔	۳ر ب
ایضاً۔ مہارانا رتن سنگھ جی و بکرماجیت۔	۳ر ب
ایضاً۔ مہارانا پرتاب سنگھ جی۔	۳ر ب
ایضاً۔ راؤ مالدیو جی۔	۱ر ب
ایضاً۔ مہاراجہ مان سنگھ جی۔	۲ر ب

نام کتاب	قیمت
تواریخ شاہان و راجگان فارسی	
اکبرنامہ - کامل تین دفتر از شیخ ابوالفضل وزیر شہنشاہ اکبر صحیح خوشخط بہت عمدہ کاغذ گالبی -	لعہ/پ
تاریخ فرشتہ - معروف تاریخ ہند عام تا زمانۂ سلطان اکبر -	معہ/پ
طبقات اکبری - از ملا نظام الدین -	عہ/پ
مفتاح التواریخ - مولفہ مسٹر ٹامسن ابتدائے اسلام سے فتح پنجاب تک -	[illegible]
ترجمۂ تاریخ طبری - بدو عالم سے خلفاء عباسی تک -	سے/پ
شاہنامۂ فردوسی - کامل در دو جلد مع مصرعہ باتصویر عمدہ کتاب ہے -	صہ/پ
شاہنامہ - قاسم گنابادی تاریخ ہندوستان	[illegible]
سیر المتاخرین - در سہ حصہ یکجائی مصنفہ غلام حسین خان صاحب -	للعہ/پ
ترجمۂ فارسی تاریخ روس - از اصل انگریزی مصنفہ ڈاکٹر میکنزی والس بہادر مترجمہ مولانا ابوالحسن سابق تحصیلدار اودھ پنشن یافتہ جیسے نفیس و عجیب حالات سلطنت روس بیان ہوئے ویسا ہی سلیس دلاویز ترجمہ ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے - کاغذ سفید حسب تفصیل ذیل -	
(۱) مجلد -	عہ/پ
(۲) غیر مجلد -	عہ/پ
خصائل السعادت - مولفہ منشی سعادت خان تحقیق نسب افغان -	۶/ر
وقائع نعمت خان عالی - فتوحات سلطان عالمگیر -	۵/ر
آئین اکبری - ہر سہ دفتر آئینی باتصویرات	

نام کتاب	قیمت
ونقشہ جات مختلف رنگ کے حسب موقع سرخ وسبز وسیاہ - مصنفہ شیخ ابوالفضل وزیر شہنشاہ اکبر کاغذ سفید گندہ -	سے/پ
ہفت تماشائے قتیل - مولفہ مرزا محمد حسن صاحب قتیل -	۵/ر
جنگ نامہ نعمت خان والا وزیر عبد الشہزادگان دہلی -	۱/ر
جہانگیر نامہ - متضمن سوانح عمری جہانگیر بادشاہ مع حالات نورجہان بیگم مصنفہ خواجہ ابوالحسن صاحب -	۱۰/ر
عماد السعادت - مصنفہ سید غلام علیخان	عہ/پ
متفرق کتب تواریخ اردو	
فسانۂ برطانیہ - یعنی ہردو ہسٹری آف انگلینڈ جس میں علاوہ مضامین تاریخی از اول تا حال انگلش سوشل و پولیٹکل لائف مع دیگر حالات متعلقۂ انگلینڈ و لندن وغیرہ فسانے کے پیرایہ میں درج کیے گئے ہیں مصنفہ منشی گنگا پرشاد صاحب طلیش سابق ہیڈ ماسٹر سنٹرل کالج [illegible]	عہ/پ
جغرافیہ مارواڑ - مع مختصر تاریخی حالات مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب -	۵/ر
اکبرنامہ اردو ناگری - مترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب مورخ راجپوتانہ و منصف راج جودھپور جس میں اکبر شاہ کی ۵۱ سالہ سلطنت کا پورا حال درج ہے جو کہ اکبرنامہ و اقبال نامہ جہانگیری و منتخب التواریخ و طبقات اکبری و آئین اکبری وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے -	عہ/پ
شاہجہان نامہ - اردو ناگری باتصویر مترجمہ منشی دیبی پرشاد ور [illegible] جلد -	[illegible]
سوانح عمری - اردو ناگری [illegible] نوشیروان عادل	[illegible]